

افادات اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ

فوائد یقین ساریہ علوہ قرآنہ

فناوی رضویہ کی روشنی میں

جلد اول

ترتیب

علامہ حافظ محمد عبدالرشید سعیدی

شیخ الحدیث جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

رضا فاؤنڈیشن

بلاؤتھ وفاقہ رضویہ، لاہور

0321-9415300, 0300-9475300

افادات اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ

فوائدِ نفسانیہ و علومِ قرآنیہ

فناوی رضویہ کی روشنی میں

ترتیب

علامہ حافظ محمد عبدالستار سعیدی

رضا فاؤنڈیشن

جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور

افادات اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ

فوائد تفسیریہ و علوم قرآنیہ

فتاویٰ رضویہ کی روشنی میں

جلد اول

ترتیب

علامہ حافظ محمد عبدالستار سعیدی

شیخ الحدیث جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

رضا فاؤنڈیشن

جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور

0321-9415300 0300-9415300

(جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں)

1
1

نام کتاب	فوائد تفسیریہ و علوم قرآنیہ : فتاویٰ رضویہ کی روشنی میں جلد ۱
ترتیب	حافظ محمد عبدالنثار سعیدی شیخ الحدیث جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور
فیضانِ کرامت	مفتی اعظم پاکستان علامہ مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
سرپرستی	صاحبزادہ مولانا محمد عبدالمصطفیٰ ہزاروی ناظم علی جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور، شیخ پورہ
اہتمام	صاحبزادہ مولانا محمد عبدالمجیب ہزاروی ناظم شعبہ نشر و اشاعت " " " "
تخریج و تصحیح	مولانا نذیر احمد سعیدی - حافظ محمد شہزاد ہاشمی
کتابت	محمد شریف گل، کڑیال کلاں (گوجرانوالا)
صفحات	۶۹۰
اشاعت	رجب المرجب ۱۴۲۹ھ / جولائی ۲۰۰۸ء
ناشر	رضا فاؤنڈیشن جامعہ نظامیہ رضویہ، اندرون لوہاری دروازہ ۷، لاہور
مطبوع	
قیمت	

ملنے کے پتے

(۱) رضا فاؤنڈیشن، جامعہ نظامیہ رضویہ، اندرون لوہاری دروازہ ۷، لاہور

۰۳۰۰ / ۹۴۱۵۳۰۰ ۷۶۶۵۷۷۲

(۲) مکتبہ اہلسنت، جامعہ نظامیہ رضویہ، اندرون لوہاری دروازہ ۷، لاہور

(۳) ضیاء القرآن پبلیکیشنز، گنج بخش روڈ، لاہور

(۴) شبیر برادرز - ۳۰ بی اردو بازار، لاہور

(۵) مکتبہ برکات المدینہ، بہادر آباد، کراچی

۰۲۱-۴۲۱۹۳۲۴



پیش لفظ

الحمد لله! اعلیٰ حضرت امام المسلمین مولانا الشاہ احمد رضا خاں فاضل بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے خزانہ علمیہ اور ذخائر فقہیہ کو جدید انداز میں عصر حاضر کے تقاضوں کے عین مطابق منظر عام پر لانے کے لئے مفتی اعظم پاکستان شیخ الحدیث، قدوة العلماء، حضرت علامہ مولانا مفتی محمد عبدالقیوم قادری ہزاروی علیہ الرحمۃ (المتوفی ۲۶ اگست ۲۰۰۳ء) کی زیر سرپرستی دارالعلوم جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور میں رضا فاؤنڈیشن کے نام سے جو ادارہ مارچ ۱۹۸۸ء میں قائم ہوا تھا وہ انتہائی کامیابی اور برقی رفتاری کے ساتھ مجوزہ منصوبہ کے ارتقائی مراحل کو طے کرتے ہوئے اپنے اہداف کی طرف بڑھ رہا ہے۔ اب تک یہ ادارہ امام احمد رضا کی متعدد تصانیف شائع کر چکا ہے جن میں بین الاقوامی معیار کے مطابق شائع ہونے والی مندرجہ ذیل عربی تصانیف خاص اہمیت کی حامل ہیں:

- (۱) الدّولة المکیّة بالمادّة الغیبیّة (۱۳۲۳ھ)
- مع الفیوضات المکیّة لمحّب الدولة المکیّة (۱۳۲۶ھ)
- (۲) انباء الحیات کلامہ المصون تبیان لکل شیء مع التعليقات حاسم المفتی علی السید البری (۱۳۲۶ھ)
- (۳) کفل الفقیہ الفاہم فی احکام قرطاس الدنراہم (۱۳۲۸ھ)
- (۴) صیقل الریت عن احکام مجاورۃ الحرمین (۱۳۲۴ھ)
- (۵) ہادی الاضحیۃ بالشاة الهندیۃ (۱۳۰۵ھ)
- (۶) الصافیۃ الموحیۃ لحکم جلود الاضحیۃ (۱۳۱۴ھ)

(۷) الاجازات المتينة لعلماء بكة والمدينة (۱۳۲۴ھ)

(۸) حسام الحرمین علی منحر الکفر والمیت (۱۳۲۴ھ)

اس ادارے کا عظیم کارنامہ العطایا النبویة فی الفتاوی الرضویہ المعروف بہ فتاوی رضویہ کی تخریج و ترجمہ کے ساتھ عمدہ و خوبصورت انداز میں اشاعت ہے۔ فتاویٰ مذکورہ کی اشاعت کا آغاز شعبان المعظم ۱۴۱۰ھ / مارچ ۱۹۹۰ء میں ہوا تھا اور بفضلہ تعالیٰ جل مجدہ و بعنایت رسولہ الکریم تقریباً ۱۶ سال کے مختصر عرصہ میں یہ عظیم منصوبہ پایہ تکمیل کو پہنچا۔

فتاوی رضویہ شریف فہارس و اشاریہ والی جلدوں سمیت مجموعی طور پر تینتیس مجلدات اور تقریباً بائیس ہزار (۲۲۰۰۰) صفحات پر مشتمل ہے۔ اس میں ۶۸۴ سوالوں کے جوابات اور ۲۰۶ رسائل شامل ہیں۔ دنیا کے اس عظیم و عظیم ترین فتاویٰ میں احکام شرعیہ و مسائل فقہیہ کے ساتھ ساتھ متعدد دیگر علوم و فنون سے متعلق مباحث کثیرہ و دقائق عدیدہ پر بھی سیر حاصل گفتگو نہ کر ہے۔ اگرچہ کتابی صورت میں اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کی کوئی تفسیر موجود نہیں مگر متفرق طور پر آپ کی تحریرات و تصانیف میں اس سے متعلق کافی مواد موجود ہے۔ آپ ایک دفعہ شاہ عبدالقادر بدایونی کے عرس میں شرکت کیلئے بدایوں گئے تو وہاں چھ گھنٹے مسلسل سورۃ والتھ پر تقریر فرمائی اور بعد میں فرمایا: میں نے اس سورۃ کی بعض آیات کی تفسیر لکھی تھی جو اسی (۸۰) جزو تک لکھ کر چھوڑ دی کہ اتنا دقت کہاں لاؤں کہ پورے قرآن کی تفسیر لکھ سکوں۔ آپ نے بعض اہم کتب و تفاسیر پر حواشی تحریر فرمائے ہیں اور اپنی تحریروں میں جگہ جگہ قرآنی آیات کی تفسیر اور دیگر علوم قرآنیہ پر مفصل بحث فرمائی ہے۔ آپ کی تمام تصانیف کا اگر بغور مطالعہ کر کے قرآنی آیات کی تفسیر اور دیگر علوم قرآنیہ سے متعلق مباحث کو جمع کر دیا جائے تو کسی ضخیم جلدوں پر مشتمل تفسیر عرض موجود میں آ سکتی ہے۔

آپ کے اکثر و بیشتر فتاویٰ کسی نہ کسی آیت قرآنی یا اس سے ماخوذ اصول پر مبنی ہوتے ہیں۔ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کا اسلوب تحقیق یہ ہے کہ سب سے پہلے کتاب اللہ کی طرف رجوع فرماتے ہیں پھر حدیث نبوی سے استفادہ فرماتے ہیں، اس کے بعد اقوال فقہاء سے دلیل پیش کرتے ہیں۔ بعض فتاویٰ میں آپ نے ایک آیت کریمہ سے مختلف طرق سے استدلال فرمایا اور بعض فتاویٰ میں ایک مسئلہ پر کئی آیات اور ان کے مختلف طرق سے استدلال فرمایا۔ الغرض قرآن حکیم ہی فتاوی رضویہ کا اولین ماخذ ہے۔ پیش نظر کتاب اسی بحر ذخار

میں بکھرے ہوئے لطائفِ تفسیریہ و جواہرِ قرآنیہ کا مجموعہ ہے جنہیں راقم نے فتاویٰ رضویہ شریف سے اخذ کر کے مرتب کیا ہے۔ یہ کتاب تین جلدوں پر مشتمل ہے جو مندرجہ ذیل ابجاث و فوائد پر مشتمل ہے: تفسیر، اصولِ تفسیر، علومِ قرآن، رسمِ القرآن، تاریخِ جمع و ترتیبِ قرآن، لغاتِ قرآن، فضائلِ قرآن، احکامِ قرآن، اسبابِ نزول، ناسخ و منسوخ، تقابلی اقوالِ مفسرین اور ان میں سے کسی ایک کی ترجیح پر دلائل، غلط اقوالِ تفسیریہ کا رد، قواعدِ تجوید و قرآۃ، آدابِ تلاوت، اعلم حضرت علیہ الرحمۃ کا اپنے موقف پر قرآنی آیات سے استدلال، مخالفین کے قرآنی آیات سے غلط استدلال کا رد، قرآنی آیات سے اقتباس، قرآن مجید خصوصاً آیاتِ متشابہات کے بارے میں کفار و مستشرقین کے اعتراضات کے جوابات وغیرہ۔ العنصر

فتاویٰ رضویہ میں مذکور ہر وہ فائدہ جس کا تعلق کسی اعتبار سے قرآن مجید سے بنتا ہے اُسے اس مجموعہ میں شامل کرنے کی کوشش کی گئی ہے تاکہ اعلم حضرت امام احمد رضا فاضل بدایونی علیہ الرحمۃ کی علومِ قرآنیہ و تفسیریہ میں تعمقِ نظر اور توسیعِ مطالعہ کا اندازہ لگایا جاسکے اور معترضین و مخالفین کا منہ بند ہو سکے۔ پیش نظر کتاب ۱۴۳۴۴ فوائد اور ان میں مذکور تقریباً ۳۶۴۰ آیات پر مشتمل ہے جن کی فہرست مع سورۃ و آیت نمبر ہم نے کتاب کے شروع میں دے دی ہے۔ فہرست کو قرآنی سورتوں کی ترتیب کے مطابق مرتب کیا گیا ہے ہر سورت کی آیات کو یکجا کر دیا گیا ہے، اور جو آیت تکرار کے ساتھ آئی ہے اس کو پہلے مقام پر عبارت سمیت آیت نمبر اور صفحہ نمبر کے ساتھ ذکر کیا ہے جبکہ اختصار کے پیش نظر باقی مقامات کا اسی پہلے مقام پر صرف صفحہ نمبر شامل کیا ہے، نیز جہاں بھی کسی آیتِ کریمہ کا اعلم حضرت نے ذکر فرمایا ہے کتاب ہذا میں ہم نے انتہائی اختصار کے ساتھ اس کا سیاق و سباق اور پس منظر ہر فائدہ کے شروع میں بیان کر دیا ہے تاکہ بحث مذکور کو سمجھنے میں دشواری پیش نہ آئے، اور ہر فائدہ کے اختتام پر فتاویٰ رضویہ کی اُس جلد اور صفحہ کا حوالہ دے دیا ہے جہاں سے وہ اخذ کیا گیا ہے تاکہ اگر کوئی صاحبِ مکمل و مفصل بحث دیکھنا چاہیں تو اصل کی طرف رجوع میں آسانی رہے۔

محمد عبدالستار سعیدی غفرلہ
ناظم تعلیمات جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور و شیخوپورہ

رجب المرجب ۱۴۲۹ھ
جولائی ۲۰۰۸ء

فہرست مضامین

جلد اوّل (الف)

کسی قول کی حکایت اور اس قول پر فتویٰ کے درمیان فرق بیان کرتے ہوئے مصنفِ فتاویٰ رضویہ
اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا، انہما الافتاء ان تعتمد الخ۔
دلیل کی تقسیم کرتے ہوئے فرمایا،

الدلیل علی وجہین اما تفصیلی او اجمالی الخ۔
ومجیئ النہی علی ہذا الاسلوب غیر مستنکر ان یتوجہ الی احد والمقصود بہ غیرہ۔

جلد اوّل (ب)

عورت کی منی کے بارے میں فرمایا،
حاصلہ ان منی المرأة وان کان لہ دفع الخ۔
لفظ ”عند“ کے معنی کی تحقیق کرتے ہوئے فرمایا،
فلیست عند لجعل مد حولہا ظر فالوصوفہا بحیث یقع فیہ۔

فضول خرچی کی ممانعت کے بارے میں فرمایا:

۹۰ اسراف بلاشبہ ممنوع و ناجائز ہے۔

حاتم طائی کی داد و دہش اور سخاوت کے اعتدال کے بارے میں فرمایا،

۹۰ حاتم کا مقصود تو خدا نہ تھا نام تھا۔

۹۰ اس مسئلہ کی تحقیق کہ مصارفِ خیر میں اپنا کُل مال دے دینا کیسا ہے؟

زیب و زینت میں خرچ کرنے کے بارے میں فرمایا:

۹۲ مراتبِ خمسہ کہ ہم اوپر بیان کر آئے ان میں حاجت کے بعد منفعت پھر زینت ہے۔

نہر سے وضو میں بھی اسراف ثابت ہے، چنانچہ فرمایا:

۹۲ اتمامِ تقریب یہ کہ حدیث نے نہر جاری میں بھی اسراف ثابت فرمایا۔

معنی عبث پر بحث کرتے ہوئے فرمایا:

۹۲ بلاشبہ فاعل سے دفعِ عبث کے لئے صرف فعل فی نفسہ مفید ہونا کافی نہیں۔

۹۵ عزیزوں سے حسن سلوک اس وقت ثواب ہے جبکہ لوجہ اللہ ہو۔

حکمِ عبث کی تنقیح کرتے ہوئے فرمایا:

۹۶ بیانِ سابق سے واضح ہوا کہ عبث کا مناطِ فعل میں فائدہ معتد بہا مقصود نہ ہونے پر ہے۔

وسوسہ شیطاں کے بارے میں فرمایا:

۱۰۰ شیاطین دو قسم کے ہوتے ہیں: (۱) شیاطین الجن (۲) شیاطین الانس

کفار کے جلسوں میں جا کر لیکچر سننے کے گناہ و وبال کے بارے میں فرمایا:

۱۰۵ اگر مسلمان اپنا ایمان سنبھالیں اپنے رب و قرآن و رسول کی عظمت پیش نظر رکھیں الخ

۱۰۵ قرآن مجید فرماتا ہے جو ایسے جلسوں میں جائے، ایسی جگہ کھڑا ہو وہ بھی ان کافروں کی مثل ہے۔

جنبی کے لئے قراءۃ قرآن کی ممانعت پر بحث کرتے ہوئے فرمایا:

ظاہر ہے ان کے ماوراءِ مثل قصص وغیرہ میں نہ تو حاجت ہے نہ وہ دُعا و ثنا کے معنی ہیں کہ ان سے

۱۰۶ ملحق ہو سکیں۔

۱۰۷ ان مسائل کا خلاصہ حکم۔

جنب کو وہ آیاتِ ثنار بنیتِ ثنار بھی پڑھنا حرام ہیں جن میں رب عزوجل نے اپنے لئے متکلم کی

۱۰۷ ضمیریں ذکر فرمائی ہیں۔

جن آیاتِ دُعار و ثنا کے شروع میں لفظ قُل ہے اُن میں جُنَب یہ لفظ چھوڑ کر بہ نیتِ دُعار پڑھے ورنہ جائز نہیں۔

۱۰۷

۱۰۷

جُنَب کو حروفِ مقطعات والی دُعار کی بھی اجازت نہیں۔

۱۰۸

جن آیات میں خالص دُعار و ثنا نہیں انھیں جُنَب و عائِض بہ نیتِ عمل بھی نہیں پڑھ سکتے۔

۱۰۸

دم کرنے کی نیت سے بھی صرف بہ نیتِ دُعار پڑھنا جائز ہے۔

۱۰۹

بغیر تلاوتِ قرآن آدم علیہ السلام کی طرف نافرمانی اور گناہ کی نسبت کرنے کی ممانعت۔

فائدہ: تلاوتِ قرآن یا قرأتِ حدیث کے سوا اپنی طرف سے کسی نبی کی طرف نسبتِ معصیت

۱۰۹

سختِ حرام ہے۔

جلد دوم

ماستعمل کی صورتوں کو بیان کرتے ہوئے فرمایا،

۱۱۰

انما المغیر تحول نجاسة حکمیة و منها نجاسة الاثام۔

مزید فرمایا،

۱۱۱

للعبد الضعیف کلام فی توقف الثواب فی الطهارة علی الاتمام۔

مزید فرمایا،

۱۱۲

و معلومات الطهورية صفة جرم الماء۔

۱۱۲ و ۱۱۳

ہنود و نصاریٰ کے جھوٹے کا حکم۔

۱۱۳

حقّ کے پانی کا بیان۔

۱۱۳

کیا مالِ صبی میں والدین تصرف کر سکتے ہیں۔

جلد سوم

سمندر کے پانی میں انبات ہے یا عدمِ انبات، اس مسئلہ پر بحث کرتے ہوئے

فرمایا،

۱۱۴

اقول وهذا وجه فات الاصل عدم العارض۔

- اولیاء اللہ کے لئے ذبح کئے جانے والے جانوروں کے بارے میں فرمایا:
- ۱۱۵ مسلمانان جانوران کہ برائے اولیاء کرام قدست اسرار ہم ذبح می کنند ز نہار عبادت غیر خدا نمی خواہند۔
تیممیت کے بارے میں فرمایا:
- ۱۱۶ اقول و ربما یتزج بہ قول من قال ان الموت حدث۔
۱۱۷ اس مسئلہ کا بیان کہ شریف زادی کے گھر میں پانی نہیں، باہر جا نہیں سکتی، تو کیا تیمم کر سکتی ہے۔
جو مرضی قیام اور پانی کے استعمال پر قادر نہیں مگر ظن غالب ہے کہ بعد از خروج وقت نماز وہ فتور ہو جائے گا تو وہ کیا کرے۔
- ۱۱۸ اوقات مقررہ میں نماز پڑھنے کی تاکید کے بارے میں فرمایا:
- ۱۱۸ نحن نعلم قطعاً ان المولى سبحانه وتعالى كما امرنا بالصلوة امرنا بايقاعها في وقتها۔
جنس ارض کی منفرد جامع و مانع تعریف پیش کر کے بطور تحدیثِ نعمت فرمایا:
- ۱۱۹ بحمد اللہ تعالیٰ یہاں تک تعریفِ رضوی کی شرح مبسوط تھی۔

جلد چہارم

- ۱۱۹ اس مسئلہ کی تحقیق کہ مانع تیمم کے پیدا ہونے کی توقع مانع تیمم نہیں۔
کتابی کے ذبیحہ کی حلت کے بارے میں فرمایا:
- ۱۲۰ طہارت شرطِ ذبح نہیں۔
۱۲۰ بواسیر کا مریض کپڑے پاک نہیں رکھ سکتا تو کیا کرے۔
۱۲۰ اس بات کا بیان کہ نظر شارع میں تیسیر محبوب ہے۔
۱۲۱ احکامِ دینیہ میں خبر کا فر غیر معتبر ہے۔
ہم فقط طاہر و حلال نفس الامری ہی کے استعمال کے مکلف نہیں، اس سلسلہ میں فرمایا:
- ۱۲۱ حضرت حتی جل وعلا نے ہمیں یہ تکلیف نہ دی کہ ایسی ہی چیز کو استعمال کریں جو واقع و نفس الامر میں طاہر و حلال ہو کہ اس کا علم ہمارے حیطہ قدرت سے ور ہے۔
- ۱۲۲ مداراتِ خلق اہم امور سے ہے مگر جب تک مہانت فی الدین اور گناہ لازم نہ آئے۔
۱۲۲ متورع ورع کی آڑ میں دوسروں پر طعن و تشنیع نہ کرے۔
- ۱۲۳ انگلی پر لگی ہوئی نجاست کو چاٹ لینے سے انگلی اور منہ دونوں کو پاک قرار دینے والوں کی مذمت کا بیان۔

۱۲۳ ہنود کی اشیاء خوردنی کی نجاست پر آیت کریمہ انما المشركون نجس سے استدلال پر بحث۔
کھڑے ہو کر پیشاب کرنے کی قباحتیں بیان کرتے ہوئے فرمایا :

۱۲۴ یہ نصاریٰ سے تشبہ ہے۔

جلد پنجم

۱۲۴ کیا صلواتِ خمسہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا خاصہ ہیں۔

کون سی نماز کس نبی نے سب سے پہلے پڑھی، اس مسئلہ میں متعدد اقوال نقل کرنے کے بعد فرمایا :
معہذا ان سب اقوال میں کہیں کہیں گرفت ضرور ہے۔

۱۲۶ قبل از معراج نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نماز کے بارے میں بحث کرتے ہوئے فرمایا :

۱۲۷ قال والذي يظهرا انها كانت من النقل المطلق الخ۔

۱۳۰ معراج سے قبل حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نماز کیسے پڑھتے تھے۔

۱۳۳ نماز میں رکوع اُمتِ محمدیہ کے خصائص میں سے ہے۔

۱۳۴ مرتکب کبیرہ کے بارے میں اہل سنت و جماعت کا موقف۔

۱۳۴ نشہ آور اشیاء پی کر نماز پڑھنے کا بیان۔

۱۳۵ سُود خور اور شرابی کے بارے میں بیان۔

۱۳۵ تبلیغِ حق کے لئے جانے والوں اور ان کو روکنے والوں کے بارے میں حکم شرعی کا بیان۔

۱۳۶ کیا تارکِ نماز کافر ہے۔

۱۳۶ وقتِ نمازِ مغرب کے بارے میں قرآن مجید سے استدلال۔

۱۳۸ نمازِ جمعہ کے بارے میں معترضین کا جواب۔

میاں نذیر حسین دہلوی نے سفر کے دوران جمع صوری بین الصلوٰتین کو خلافِ عقل قرار دیا،

۱۳۹ اعلیٰ حضرت کی طرف سے اس کا ردِ بلیغ۔

۱۴۰ عربی، فارسی اور اردو کے محاورے میں قربِ وقت کو اس وقت کے ساتھ تعبیر کرنے کی مثالیں۔

۱۴۱ میاں نذیر حسین دہلوی کو الزام۔

۱۴۱ تقدیسِ باری تعالیٰ۔

۱۴۱ نصوصِ نفی جمع بین الصلوٰتین و ہدایت الزام اوقات میں فرمایا :

یہ نصوص دو قسم ہیں۔

قسم اول نصوص عامہ، جو سات آیات اور بتیس احادیث پر مشتمل۔

آیات

میاں نذیر حسین دہلوی پر گرفت۔

حدیث ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ میاں نذیر حسین کے غلط استدلال کا رد۔

عذر سفر سے جمع بین الصلوٰتین کے بارے میں ایک سوال کا جواب۔

اس سوال کا جواب کہ زمین دور دور تک تر اور ناپاک ہے، کوئی ایسی چیز بھی موجود نہیں جو نیچے بچھا کر نماز پڑھی جائے تو ایسی صورت میں کیا کرنا چاہئے۔

صلوٰۃ صلوٰۃ پکارنے کے جواز پر دلائل۔

علماء اہلسنت کو ارشاد۔

امر بالمعروف ونہی عن المنکر کے بارے میں ارشاد۔

اذان کے بعد الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ کہنے کو خلاف شرع قرار دینے والے کا رد۔

احادیث اولیاء کرام کے بارے میں ایک نفیس فائدہ کا بیان۔

فضائل اعمال کے بارے میں حدیث ضعیف کے معتبر ہونے کا بیان۔

علماء و مشائخ فضائل میں بلا سند حدیث کا بھی اعتبار کر لیتے ہیں۔

رسالہ ”الامن والعلی“ کے بارے میں بطور تحدیث نعمت ارشاد۔

تقبیل ابہامین کو بدعت قرار دینے والے بدعتیہ مولوی کا رد۔

بندوں کی مختلف اقسام کا بیان۔

تعظیم رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کا بیان۔

آیت کریمہ ورفعلک ذکرک کی تفسیر۔

قبر پر اذان کا جواز۔

جتنی اچھی نیتیں اتنا زیادہ ثواب۔

جلد ششم

مقصدیوں کا دروں میں کھڑا ہونا مکروہ ہے۔

- ۱۵۸ رفع یدین کے بارے میں ارشاد۔
- ۱۵۸ فاتحہ خلف الامام کا بیان۔
- ۱۵۸ آمین بالجہر کا حکم۔
- ۱۵۹ بد مذہبوں سے اجتناب کی تاکید۔
- ۱۵۹ تارکین نماز کی تہدید کے لئے کیا کاروائی کی جائے۔
- ۱۵۹ نماز میں زبان سے قرآن نہ کرنے اور اس کو طریقہً اصفیا قرار دینے والے کا رد۔
- ۱۶۰ بعد از نماز دعا کو بدعت کہنے والے فرقہ ضالہ کا رد۔
- ۱۶۱ ض کو ظ پڑھنے کے بارے میں مولانا عبدالحی صاحب کے ایک فتویٰ پر تبصرہ۔
- ۱۶۲ حرف ضاد کا مخرج کیا ہے۔
- ۱۶۵ ترتیل کی اہمیت وحد کا بیان۔
- ۱۷۱ خلاف شرع فیصلے کرنے والے کی امامت کا بیان۔
- ۱۷۲ ضاد کے مخرج کے بارے میں اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کا مستقل رسالہ ”نعم الزاد لسر و مر الضاد“۔
- ۱۹۰ حرف ضاد کی ادائیگی سے متعلق رسالہ ”الجامع الصاد عن سنن الضاد“۔
- ۲۱۰ قواعد تجوید کے منکر اور انھیں ناحق بتانے والے کے بارے میں ارشاد۔
- ۲۱۰ دورانِ قرآنہ قال رسول اللہ کہنے والے کی نماز فاسد ہوئی یا نہیں؟
- ۲۱۱ نماز میں فرض تہارۃ کی مقدار۔
- ۲۱۱ نفل پڑھنے والے کے پاس باوازی بلند تلاوت کرنے والے کے بارے میں فرمان۔
- ۲۱۱ تجوید کس قدر ضروری ہے۔
- ۲۱۲ لما یتفجروا منہ الا نہر میں لہما شد کے ساتھ پڑھ دیا تو نماز کا حکم۔
- ۲۱۲ کس قدر قرآنہ سے نماز ہو جاتی ہے۔
- ۲۱۳ ایک جاہل واعظ کے بارے میں سوال کا جواب۔
- ۲۱۴ مقلدین کو ذریۃ الشیطان کہنے والے مدعی حنفیت مولوی کے بارے میں ارشاد۔
- ۲۱۵ ایک فاسق وفاجر اور عیار و مکار امام کے بارے میں سوال کا جواب جو علماء اہلسنت کے وعظ کو مسجد سے روکتا ہے، بد عقیدہ لوگوں کے عقائد کا حامی ہے، بار بار توبہ کر کے توڑتا ہے۔
- ۲۱۷ ایفونی کی اقتدار میں نماز پڑھنے کے بارے میں ارشاد۔

- ۲۱۸ معتمدہ کا نکاح عہد پڑھانے والے امام کے بارے میں فرمان۔
- ۲۱۸ حکام کے کہنے پر مسجد کو گرانے کے جواز کا فتویٰ دینے والے مولوی کے بارے میں ارشاد۔
- ۲۱۹ جس شخص کی بیوی اپنا سر اور ران ننگی رکھتی ہو اس کی امامت کیسی۔
- ۲۲۰ یتیموں کا مال خفیہ طور پر لے جانے والے امام کے بارے میں ارشاد۔
- ۲۲۱ فرقہ و ہابیہ غیر معتدین کا اہل سنت کی مساجد میں آنا کیسا ہے۔
- ۲۲۱ کیا امامت میں شرعاً وراثت ہوتی ہے۔
- ۲۲۲ امامت اصل حق علماء کا ہے یا جاہلوں کا۔
- ۲۲۳ آیت کریمہ میں اولی الامر سے مراد کیا ہے۔
- ۲۲۳ احنی بالامامۃ کون ہے۔
- ۲۲۴ اندھے کی امامت سے متعلق مولانا روم کے ایک شعر کا مطلب۔
- ۲۲۵ حیات النبی کے منکر امام کے بارے میں فرمان۔
- ۲۲۵ فحش گو امام کے بارے میں ارشاد۔
- ۲۲۵ ایسے سنی امام کے بارے میں ارشاد جس کی بیوی اور رشتہ دار روافض ہیں۔
- ۲۲۶ خرافات و ہابیہ کا رد۔
- ۲۲۶ قربانی کی کھال مدرسہ میں دینے کا وعدہ کر کے پھر نہ دینے والے کے بارے میں سوال کا جواب۔
- ۲۲۶ بعد از تو بہ مرتکب کبیرہ کی امامت جائز اور اس پر اعتراض غلط ہے۔
- ۲۲۷ بدگمانی سے بچنا ضروری ہے۔
- ۲۲۷ ایسے امام کے بارے میں ارشاد جس کے والدین اس پر ناراض ہوں۔
- ۲۲۸ بیٹوں اور بھائیوں کو بد فعلی سے منع نہ کرنے والوں کی امامت کا حکم شرعی۔
- ۲۳۰ مسلمانوں کو ناحق بدنام کرنے والے اور ان میں اشاعتِ فاحشہ کے مرتکب کے بارے میں فرمان۔
- ۲۳۱ عالم اور سید میں سے امامت کا زیادہ مستحق کون ہے۔
- ۲۳۱ باجماعت نماز نہ پڑھنے والے مؤذن کے بارے میں ارشاد۔
- ۲۳۲ قیام و نعت کی وجہ سے محفل میلاد میں شریک نہ ہونے والے امام سے متعلق سوال کا جواب۔
- ۲۳۳ براہِ تقیہ خود کو خفی ظاہر کرنے والے غیر مقلد کی امامت کے بارے میں فرمان۔
- بیوہ لپسر سے زنا کرنے والے، مسجد میں ناصحین کو گالیاں بکنے والے امام اور اس کی اعانت کرنے والوں کے

- ۲۳۳ بارے میں سوال کا جواب۔
- ۲۳۴ دارھی منڈے دعویٰ دارانِ خلافت کی امامت کا بیان۔
- ۲۳۵ زانی جب تائب ہو جائے تو اسکی امامت درست ہے اور اسکی توبہ نہ ماننا گناہ ہے۔
- ۲۳۵ افیونی کی امامت کا بیان۔
- ۲۳۵ دیوث کی امامت۔
- ۲۳۶ مسجد ہماری ہے ہم جو چاہتے کریں، یہ کہنا کیسا ہے؟
- ۲۳۶ چھوٹی استینوں والا کرتہ پہن کر نماز پڑھانا۔
- ۲۳۷ جوتے پہن کر نماز پڑھانے والے امام کے بارے میں فرمان۔
- ۲۳۷ شیخ ابن عربی، مولانا رومی اور مولانا جامی کی تکفیر کرنے والے غیر مقلد کا رد۔

جلد، ہفتم

- ۲۴۶ ایک شخص قیلوہ ہمیشہ اس طرح کرتا ہے کہ اسکی ظہر کی جماعت اگلے ترک ہو جاتی ہے اور عند اس کا فوت تہجد ہے، جائز ہے یا نہیں؟ اس سوال کا جواب۔
- ۲۴۶ مسلمان جاوہ کش کے شریک جماعت ہونے کے بارے میں ارشاد۔
- ۲۴۷ حاضر ہونے کے باوجود جماعت میں شریک نہ ہونے والے کے بارے میں فرمان۔
- ۲۴۸ قرب فعل حرام بھی ممنوع ہے۔
- ۲۴۸ ان وصلیہ کے آخر کلام ہی میں آنے کا قول باطل ہے۔
- ۲۴۹ محض وسوسہ کی بنیاد پر امام کے بارے میں بدگمانی کرنے والے مقتدیوں کے بارے میں فرمان۔
- ۲۵۰ صفوں میں مل کر کھڑے ہونے کا بیان۔
- ۲۵۰ اس سوال کا جواب کہ جھگڑا الو مقتدی کا امام کو انتظار کرنا کیسا ہے؟
- ۲۵۰ وقت جماعت ہو جانے کے باوجود نمازیوں کا انتظار کرنا۔
- ۲۵۱ امام ایسی غلطی کرے جو موجب فساد نماز ہو تو مقتدیوں پر اُسے بتانا فرض کفایہ ہے۔
- ۲۵۱ مقرر کردہ سامع کے غیر کو لقمہ دینے سے روکنا اور کسی ایسے فعل کی وجہ سے دوسروں پر تشدد کرنا جس کا ارتکاب خود بارہا کر چکا ہو کیسا ہے۔
- ۲۵۱ قیام امام در محراب کے بارے میں کتاب الآثار کی ایک عبارت پر بحث۔
- ۲۵۲

- ۲۵۴ مسجد کی حقیقت و صورت پر گفتگو۔
- ۲۵۵ تہجد کی شرعی حیثیت پر بحث۔
- ۲۵۷ شمن گھر میں یا مسجد میں پڑھی جائیں۔
- ۲۵۷ قنوت نازلہ پر بحث۔
- ۲۵۸ اس ضابطہ کی تائید کہ جس امر کی ممانعت قرآن و حدیث میں نہ ہو وہ ممنوع نہیں۔
- ۲۵۹ محبوبانِ خدا سے توسل کا جواز۔
- ۲۵۹ اس بات پر دلائل کہ محبوبانِ خدا کی نفس تعظیم اہم واجبات و اعظم قربات سے ہے۔
- ۲۶۰ حاجت برآری کے لئے توسل کے آداب۔
- نماز تراویح میں ہر سورۃ کے آغاز پر بسملہ جہراً پڑھنے کے بارے میں مولوی رشید احمد گنگوہی اور قاری عبد الرحمن پانی پتی اور ان کے ایک پیروکار کے رد میں تحریر کردہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کا رسالہ ”وصاف الترجیح فی بسملة التراويح“ جس میں آپ نے مسئلہ مذکورہ اور بسملہ کے جزو قرآن ہونے یا نہ ہونے پر زوردار بحث فرمائی۔
- ۲۶۱ بسم اللہ شریف تراویح میں ایک بار جہر سے پڑھی جائے ورنہ سنت ختم ادا نہ ہوگی۔
- ۲۶۳ تمام قرار کے نزدیک بسم اللہ شریف بقرۃ سے ناسن تک کسی سورت کا جز نہیں تاہم بسم اللہ کے جزو فاتحہ ہونے کے بارے میں اختلاف ہے۔
- ۲۶۴ ختم قرآن عظیم میں کم از کم ایک بار بسم اللہ شریف پڑھنے پر قرار کا اجماع ہے۔
- ۲۷۵ سورۃ برارۃ کے سوا کسی سورۃ کے شروع سے تلاوت کی ابتداء ہو تو اتیان بسملہ مجمع علیہ ہے۔ پھر ہر دو سورتوں کے درمیان اثبات و حذیف میں قرار مختلف ہیں۔
- ۲۷۵ قرارۃ واحدہ کی اتباع و عدم اتباع کی تحقیق۔
- ۲۸۱ جہر و اخفار کے بارے میں روایات قرار سب بیرون نماز کی ہیں۔
- ۲۹۱

جلد ششم

- ۳۱۲ صحنِ مسجد قطعاً جزو مسجد ہے۔ اُسے مسجد سمجھنے والوں کا رد۔
- ۳۱۳ کسی مسلمان کو ناحق مسجد سے روکنا ممنوع ہے۔
- ۳۱۴ بدعقیدہ و باہیہ وغیر مقلدین سے قطع تعلقی کرنا اور انھیں اپنی مساجد سے روکنا۔

مسجد پر ناحق قبضہ جاکر ناجائز تصرف کرنے والوں کے بارے میں ارشاد۔

۳۱۵

محض اپنے گزرنے کے لئے لوگوں کو محراب کی سیدھ میں نماز پڑھنے سے روکنے اور نماز تڑوانے والے

۳۱۵

امام کے بارے میں فرمان۔

۳۱۵

کسی مفسد و فتنان شخص کی وجہ سے اگر لوگ مسجد میں نماز پڑھنا چھوڑ دیں تو وہ مسجد ہزار نہیں۔

۳۱۶

ایک مسجد کے ہوتے ہوئے دوسری مسجد بنا کر اس میں نمازیں شروع کرنے والوں سے متعلق ایک سوال کا جواب۔

محض اس لئے کسی مسجد کو چھوڑ کر اس کے قریب دوسری مسجد بنانا کہ پرانی مسجد کے قریب کسی کاہل و نادان

۳۱۸ و ۳۱۷

بیہودہ ہے۔

۳۱۸

توسیع مسجد کے لئے نئی مسجد تعمیر کر کے پرانی کی جگہ دکانیں وغیرہ بنانا کیسا ہے؟

۳۱۹

تعمیر مسجد کی فضیلت۔

۳۱۹

مسجد میں مسند و تکیہ لگانا۔

۳۲۱

شراب کشید کرنے والوں نے اپنے پیشہ سے تائب ہو کر مسجد بنائی تو اس کا حکم۔

۳۲۱

فجر کی نماز رزہ گئی تو طلوع آفتاب کے بعد بنیت قضا پڑھے نہ کہ بنیت ادا۔

۳۲۲

خطیب کے لئے عبارت خطبہ کا معنی سمجھنا ضروری نہیں۔

۳۲۲

خطبہ جمعہ و عیدین میں محض اشعار پر قناعت کرنا۔

۳۲۲

دوران خطبہ دوسروں کو پنکھا بھلنا۔

۳۲۳

قریب کے معانی اور مصر و قریہ میں فرق کا بیان۔

۳۲۵

آیت کریمہ میں اولی الامر سے مراد علماء ہیں۔

۳۲۵

ایک غلط خطبہ کی تردید۔

۳۲۶

خطبہ جمعہ و عیدین کا عربی میں ہونا۔

۳۲۶

مولوی عبد الرحیم صاحب کے ایک غلط فتوے کا رد۔

۳۲۷

ایک سستی میں جمعہ و عیدین سے متعلق سوال کا جواب۔

۳۲۷

مجموعہ خطبہ علمی کے مصنف کے بارے میں ایک سوال کا جواب۔

۳۲۷

اخبار احاد سے استدلال کر کے دیہات میں نماز جمعہ کو ضروری قرار دینے والوں کا رد۔

۳۲۸

دیہات میں جمعہ پڑھنے والوں کو کافر قرار دینے والوں کا رد۔

۳۲۹

تربہ موالات میں گورنمنٹ کا خطاب واپس نہ کرنے والے خطیب کا خطبہ سننا جائز ہے۔

جمعہ کی اذان ثانی کو مسجد کے اندر جائز قرار دینے والے حضرت نے لفظ بین یدی المنبر اور

۳۲۹

بین یدی الامام سے استدلال کیا، اس کا جواب۔

۳۳۱

نماز عید کے بعد دُعا مانگنے کا اثبات اور منکرین کا رد۔

۳۳۳

ہر دُعا ذکر الہی ہے اور کثرت ذکر الہی کے بارے میں پانچ آیات اور ان کی تفسیر۔

۳۳۶

احکام شرع کے مطابق فیصلہ نہ کرنے والے قاضی کے بارے میں ارشاد۔

۳۳۷

عیدین کی تکبیرات زائدہ کب شروع ہوتیں۔

۳۳۸

ایک عید گاہ کے ہوتے ہوئے اپنی نفسانیت کی خاطر دوسری عید گاہ بنانا کیسا ہے۔

۳۳۸

احقاقِ حق کے بعد قبولِ حق کی ترغیب۔

۳۳۸

نمازِ استسقاء کے بارے میں ایک سوال کا جواب۔

جلد نہم

۳۳۹

جنازہ کے ساتھ ذکر بالجہر کی بحث۔

۳۴۲

بے نماز شخص کی مذمت اور اس کی نمازِ جنازہ کا حکم۔

بے نماز کی بیوی کے جنازہ سے انکار کرنے والے اور اس پر آٹھ روپے جرمانہ کرنے کے بارے

۳۴۳

میں فرمان۔

نصرانی کا جھوٹا کھانے والے شخص کے جنازہ اور اس کے گھر والوں پر تعزیر لگانے کے بارے

۳۴۳

میں ارشاد۔

۳۴۴

اسلام چھوڑ کر نصرانی ہونے والے شخص کا جنازہ پڑھنے والوں کا حکم۔

۳۴۴

ضروریاتِ دین کے منکر افضی کا جنازہ۔

۳۴۵

شیعہ کا جنازہ پڑھنے والا امام کیسا ہے۔

۳۴۵

نمازِ جنازہ میں اکیلا شخص بھی صف کے حکم میں ہے۔

۳۴۶

بعد نمازِ جنازہ فوراً صفیں توڑ کر دُعا مانگنے کے جواز پر دلائل۔

۳۴۶

نمازِ جنازہ کے بعد دُعا کے لئے قیام کا جواز۔

۳۴۷

جگہ کی تنگی کے سبب جو لوگ جنازہ میں شرکت نہ کر سکیں وہ کیا کریں۔

۳۴۸

مرنے سے پہلے کفن اور قبر تیار کر لینا کیسا ہے۔

- ۳۴۸ تکرار نماز جنازہ کے عدم جواز پر دلائل اور قائلین تکرار کا رد۔
- ۳۵۱ درود شریف مخفف لکھنے کی مذمت۔
- ۳۵۱ غائبانہ نماز جنازہ کے مجوزین کی ایک دلیل کا رد۔
- ۳۵۲ کسی کی زمین میں اس کی اجازت کے بغیر تدفین کی صورت میں میت کو نکالا جاسکتا ہے۔
- ۳۵۳ کیا ولد الزنا اپنی ماں اور زانی کے لئے فرط ہوگا۔
- ۳۵۳ مسلمانوں کی قبور پر گندگی ڈالنے سے متعلق سوال کا جواب۔
- ۳۵۴ فرضی قبر بنا کر ولی کی قبر ظاہر کرنا اور اس کی آمدنی کھانا کیسا ہے۔
- ۳۵۵ قبورِ مسلمین کو مٹا کر مسجد بنانا کیسا ہے۔
- ۳۵۵ مسلمانوں کی قبروں کو مٹاتے ہوئے دیکھ کر منع نہ کرنے والوں کے بارے میں ارشاد۔
- ۳۵۶ مرید نے مزارِ شیخ کے قریب اپنے کچھ مکانات بنا رکھے ہیں فرزندِ شیخ انھیں جبراً نہیں لے سکتا۔
- ۳۵۶ کسی بزرگ کے مزار پر لوبان جلانا۔
- ۳۵۷ مزاراتِ اولیاء پر روشنی کرنے کے جواز پر دلائل اور منکرین کا رد۔
- ۳۶۱ مزار کی چوکھٹ کو چومنا اور دست بستہ اُلٹے پاؤں واپس آنا۔
- ۳۶۲ صاحبِ قبر کا حال معلوم نہ ہو تو اس کی زیارت کیسی ہے۔
- ۳۶۲ قبر پر پھولوں کی چادر چڑھانے کی منت ماننا۔
- ۳۶۳ مروجہ فاتحہ کے بارے میں ارشاد۔
- ۳۶۳ اہلِ میت کی طرف سے ضیافت کا کھانا۔
- ۳۶۳ جمعہ کے دن فوت ہونے والا عذابِ قبر سے مامون تو پھر اس کے لئے ایصالِ ثواب کیوں؟
- ۳۶۴ کھانا سامنے رکھ کر بزرگوں کی فاتحہ دلانا۔
- ۳۶۴ مسئلہ حیات النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔
- ۳۶۴ ایصالِ ثواب کا طریقہ۔
- ۳۶۵ یہ کہنا کیسا ہے کہ جو عرس کرائے اور عرس کی شیرینی کھائے اس پر بلاشبہ جنت مقام اور دوزخ حرام ہے۔
- ۳۶۵ قرآن خوانی کے عوض کھانا کھلانا۔
- ۳۶۶ کافروں اور افضی کو ایصالِ ثواب کا حکم شرعی۔

- کیا فرشتے غلطی سے ایک کے بجائے دوسرے کی رُوح قبض کر سکتے ہیں۔ ۳۶۶
- اہل میت کی طرف سے چالیس روز تک ضیافت کی قبا حقیں۔ ۳۶۶
- منکیرینِ سماعِ موتی کے استدلال کا جواب۔ ۳۶۷
- بعد از موت تلقینِ میت کے بارے میں ایک شبہ کا ازالہ۔ ۳۶۹
- وہابیہ کا حدیث پر عمل کس نوعیت کا ہے۔ ۳۷۰
- علم و ادراک صفتِ جانِ پاک ہے نہ کہ وصفِ مشیتِ خاک۔ ۳۷۰
- رُوح و جسم دونوں کی صفات کی نسبت انسان کی طرف ہوتی ہے۔ ۳۷۲
- امام ابو طاهر علیہ الرحمہ کی ایک عبارت پر بحث۔ ۳۷۵
- ارشادِ خداوندی ”من ائی شیئ خلقه من نطفة خلقه“ سے غلط استدلال کا جواب ۳۷۸
- آیاتِ کریمہ ”انک لا تسمع الموتی“ اور ”وما انت بمسمع من فی القبور“ سے ۳۷۹
- منکیرین کے غلط استدلال کا جواب۔ اور آیاتِ مذکورہ کی صحیح تفسیر۔ ۳۷۹
- بعض مسائل میں سنی و غیر سنی متفق ہوتے ہیں مگر دونوں کے مآخذ مختلف ہوتے ہیں۔ ۳۸۲

جلد دہم

- نماز و زکوٰۃ کا اٹھا ذکرِ قرآن مجید میں بتیس مقامات پر ہے۔ ۳۸۳
- قرآن مجید میں روزہ کی فرضیت اور فضیلت کا ذکر۔ ۳۸۳
- قرآن مجید میں عشر کا ذکر۔ ۳۸۴
- وجوبِ زکوٰۃ کے بعد ادائیگی میں تاخیر درست نہیں۔ ۳۸۴
- ادائیگیِ زکوٰۃ کی ایک صورتِ مکروہہ کا بیان۔ ۳۸۵
- عورت زیور کی زکوٰۃ نہ دے تو کیا خداوند پر کوئی وبال ہے؟ ۳۸۵
- ادائیگیِ زکوٰۃ کی برکات اور عدمِ ادائیگی پر وعیدات۔ ۳۸۶
- شرعی حیلوں کا جواز۔ ۳۸۷
- مسئلہ عشر کے ضمن میں ایک ضابطہ کا بیان۔ ۳۸۷
- مقروض کو زکوٰۃ دینے کا بیان۔ ۳۸۷
- ایسے پیشہ ور گھر اگر کو زکوٰۃ دینا جو مالکِ نصاب نہیں مگر کسب پر قادر ہے۔ ۳۸۷

۳۸۸ مسجد کے لئے تیل وغیرہ کی خاطر لوگوں سے پیسے منگوا کر اپنے مصرف میں خرچ کرنا کیسا ہے؟
فاتحہ وغیرہ پر خرچ کرنے کے بجائے اگر کسی سید یا با علم کو تکمیل علم کے لئے دے دیا جائے تو کیا یہ
۳۸۸ فاتحہ کا بدلہ ہو جائے گا؟

میلاد، گیارھویں اور فاتحہ بزرگان کی شیرینی کو غیر مساکین کے لئے حرام قرار دینے والے کے بارے
میں ارشاد۔

۳۸۹ مال جمع رکھنا کن لوگوں کے لئے ممنوع ہے اور اس سلسلہ میں وارد احادیث کا صحیح محل کیا ہے؟
۳۸۹ کن لوگوں کو مال جمع رکھنے یا نہ رکھنے کا اختیار ہے؟

۳۹۲ کون سے لوگوں کو بقدر ضرورت و حاجت مال جمع رکھنا واجب ہے؟
۳۹۲ حدیث مبارک تصدقوا علی اہل الادیات کلہا کے بارے میں سوال کا جواب

۳۹۲ تراویح میں قرآن سننے کے بہانے روزہ چھوڑ دینے والے حفاظ کی مذمت۔
۳۹۴ محض تار برقی پر اعتماد کرتے ہوئے روزہ چھوڑ کر عید کرنے والوں کا رد۔

۳۹۴ تیسواں روزہ حبانہ نظر آتے ہی کھول لیں یا غروب آفتاب کے بعد۔
۳۹۸ فاسق مسلمانوں کی شہادت پر روزہ وعید کر لینا کیسا ہے۔

۳۹۸ رویت ہلال کی گواہی میں تاخیر کرنے والے کے بارے میں ارشاد۔
۳۹۹ ایسے شخص کی نظر چاند پر پڑی جس کی گواہی کافی نہیں تو وہ جلدی سے دوسروں کو دکھا دے۔

۳۹۹ شیخ فانی کے نماز و روزہ وغیرہ سے متعلق ارشاد۔
۴۰۰ روزہ رکھ کر دن بھر حالت جنابت میں رہنے والے کے بارے میں فرمان۔

۴۰۱ کیا کوئی عبادت بدنی ایسی بھی ہے جو بلا طہارت صحیح ہوتی ہو۔
۴۰۱ سورۃ البقرۃ کی آیت نمبر ۱۸۷ سے متعلق سوال کا جواب۔

۴۰۱ رویت ہلال کے بارے میں نجومیوں کا قول معتبر نہیں۔
۴۰۲ صبح صادق معلوم کرنے کا قاعدہ۔

۴۰۳ عورت چاہے عقیقہ اور ضعیفہ ہو محرم یا خاوند کے بغیر سفر حج پر نہیں جاسکتی۔
۴۰۵ راستہ پر امن نہ ہونے کے خدشات ہوں تو کیا وجوب حج ساقط ہو جاتا ہے۔

۴۰۶ زیارتِ روضۃ رسول ﷺ اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اہمیت اور اس کے تارک کی مذمت۔
۴۰۶ کفار پر ایمان کے علاوہ عبادات فرض ہیں یا نہیں۔

۴۰۶

لفظ عبد کا اطلاق غلام پر درست ہے۔

۴۰۸

جلد ۱۱

۴۰۸

ناپح اور باجے وغیرہ کے باوجود نکاح منعقد ہو جاتا ہے۔

۴۰۹

کوئی عورت طوائف کسی مرد آشنا کے ساتھ پردے میں خاوند بیوی کے طور پر رہتی ہے اور دوسرے مردوں سے اختلاط نہیں کرتی تو کیا شرعاً وہ اس کی بیوی تصور ہوگی؟

۴۱۰

جھوٹی گواہی کے بارے میں فرمان۔

زید ہندہ کو اس کے باپ کی عدم موجودگی میں اٹھا کر جبراً اپنے گھر لے گیا پھر جبراً اس کے ساتھ نکاح کر لیا۔ ہندہ کا کہنا ہے کہ باپ کی رضامندی کے بغیر مجھے یہ نکاح نہ پہلے منظور تھا نہ اب ہے، اس صورت کے بارے میں ارشاد۔

۴۱۰

تَعْظِيماً لِلَّهِ تَعَالَى کے بارے میں جمع کا لفظ بولنا۔

۴۱۱

جن دو بہنوں کے جسم جڑے ہوئے ہوں ان کے نکاح کے بارے میں سوال کا جواب۔

۴۱۱

جہاں چھ ماہ کا دن اور چھ ماہ کی رات ہوتی ہے وہاں روزے کا حکم۔

۴۱۲

فاحشہ عورت سے نکاح کا مسئلہ۔

۴۱۲

حُرْمَتِ مُنْتَعَمِ کا بیان۔

۴۱۳

منتعہ کرنے والوں کی امامت کیسی ہے؟

۴۱۳

جمعہ کے دن نکاح کو ناجائز قرار دینے والے کا رد۔

۴۱۴

خواص منکوحہ کی اولاد کا حکم۔

۴۱۴

تن بخشی کرنے والوں کی مذمت۔

۴۱۵

سو تیلے بیٹے کی مطلقہ سے بعد از عدت شادی کرنا جائز ہے۔

۴۱۵

سو تیلی ساکس سے نکاح کا حکم۔

۴۱۵

ماں کی خالہ زاد سے نکاح جائز ہے۔

۴۱۶

حدیث لَا تَنْكِحُ الْمَرْأَةَ عَلَى عَمَّتِهَا وَلَا عَلَى خَالَتِهَا کے بارے میں ایک

۴۱۶

سوال کا جواب۔

خاوند غریب ہے اور لڑکی کا باپ سو الاکھ روپے مہر کی شرط لگاتا ہے تو نکاح ہو جائے گا۔

۴۱۷

عدت کے بارے میں ارشاد۔

۴۱۸

۴۱۹

قاضی کوئی شرطِ نکاح نہیں اس کے بغیر بھی نکاح ہو سکتا ہے۔
رخصتی کے بعد لڑکی کا باپ کہتا ہے اٹھا پ لکھ کر دو کہ اس کو اپنے وطن نہیں لے کر جاؤ گے

۴۱۹

۴۲۰

۴۲۱

۴۲۳

۴۲۳

۴۲۳

۴۲۳

۴۲۴

۴۲۵

۴۲۵

۴۲۶

۴۲۶

۴۲۶

۴۲۸

۴۲۸

۴۲۸

۴۲۹

۴۲۹

۴۳۲

۴۳۳

۴۳۳

۴۳۴

۴۳۴

اس سلسلہ میں فرمان۔
سو تیلی خوش دامن کے ساتھ نکاح جائز ہے۔

بلا اجازت خاوند کے گھر سے نکل جانے والی عورت کا نکاح نہیں ٹوٹتا۔

سالی سے نکاح۔

بھتیج بہو اور بھانج بہو سے نکاح درست ہے۔

زید ہندہ کی بیٹی سے اور اس کا بیٹا ہندہ سے نکاح کر سکتا ہے۔

منکوحہ کی ماں کو بجا لست شہوتِ مُس کرنے سے دائمی حرمت لازم آتی ہے۔

فقط ایک عورت کے بیان سے حرمتِ مصاہرت ثابت نہیں ہوتی۔

قبل وضعِ حمل حاملہ سے نکاح کے بارے میں فرمان۔

پیر اپنی مریدنی سے نکاح کر سکتا ہے۔

زید نے ہندہ کی بہن سے نکاح کر لیا جبکہ ہندہ بھی اس کے نکاح میں ہے، کیا حکم ہے؟

چچا کے مرنے کے بعد چچی سے نکاح درست ہے۔

باپ کی سالی سے نکاح جائز ہے۔

پانچ سال سے لاپتہ شخص کی بیوی کے بارے میں سوال کا جواب۔

شیعہ عورت اور سنی مرد کے نکاح سے متعلق ارشاد۔

حرمتِ متعہ کا بیان۔

بھائی کی بیوی سے نکاح۔

ساس سے زنا کر کے والے کی بیوی اس پر حرام ہو گئی۔

بد مذہبوں سے شادی کے بارے میں ارشاد۔

فائدہ: آیتِ کریمہ و احل لکم ما وراء ذالکم میں حل بمعنی عدمِ حرمت و طی ہے

سُنیہ خفیہ عورت کا غیر مقلد مرد سے نکاح کیسا ہے؟

بعض وہابی کہہ دیتے ہیں کہ ہم وہابی نہیں، ان کے بارے میں فرمان۔

حقیقی بہن کی نواسی سے نکاح حرام ہے۔

۴۳۷

بیوی کی حقیقی بہن سے نکاح کرنے والے کے بارے میں فرمان۔

۴۳۹

خاوند نہ تو نفقہ دیتا ہے اور نہ ہی طلاق، تو بیوی دوسرا نکاح کر سکتی ہے یا نہیں؟

۴۳۹

چند غیر محرم سے نکاح کے بارے میں سوال کا جواب۔

۴۴۰

عورت پر اپنے خاوند کی محرم کے شوہروں سے پردہ لازم ہے۔

۴۴۰

دو بہنوں کو بیک وقت نکاح میں رکھنے والے کے بارے میں فرمان۔

۴۴۱

عورت چاہتی ہے کہ اس کا خاوند اس کی بہن سے شادی کرے تو کیا حکم ہے؟

۴۴۲

محض حمل کی بنیاد پر کسی کی منکوحہ کو زانیہ قرار دینے والوں کے بارے میں فرمان۔

۴۴۳

عورت کی شوہر اول سے لڑکی ہے اس کا نکاح شوہر ثانی کے بھائی سے ہو سکتا ہے۔

۴۴۳

نکاح میں دو بہنوں کو جمع کرنے والے امام کے بارے میں سوال کا جواب۔

۴۴۳

کسی لڑکی کا ماں کے سوتیلے دادوں سے نکاح۔

۴۴۴

دو چچ زاد بھائیوں میں سے ایک بچے بیٹے کا نکاح دوسری بیٹی سے کرنا اور اس پر لوگوں کا ان سے بائیکاٹ کرنا کیسا؟

۴۴۵

حقیقی بھانجی کی بیٹی سے نکاح ناجائز ہے۔

۴۴۸

سوتیلی خالہ نے نکاح ناجائز ہے۔

۴۴۸

کیا بیوہ عورت اپنے داماد سے اور کوئی مرد اپنے سوتیلے بیٹے کی حاملہ سے نکاح کر سکتا ہے؟

۴۴۹

سوتیلی ماں سے نکاح کا حکم شرعی۔

۴۴۹

عدت میں نکاح کو جائز قرار دینے والے شخص کے بارے میں ارشاد۔

۴۵۰

زانیہ سے نکاح اور آیت کریمہ والزانیۃ لاینکحھا الا نزاب او مشرک کی تفسیر کا بیان۔

۴۵۱

بھانجے، بھانجی اور بھتیجے، بھتیجی کی بیٹیوں سے نکاح کیسا ہے؟

۴۵۲

سوتیلی ماں کی بہن سے نکاح جائز ہے۔

۴۵۲

بیوی کے انتقال کے بعد اس کی بیٹی سے نکاح جو پہلے خاوند سے ہے۔

۴۵۵

بیوی کی خالہ و عمہ اور بیٹے کی بیوی سے نکاح۔

۴۵۵

بھائی کی نواسی سے نکاح۔

۴۵۵

حرمت رضاعت کے بارے میں ایک سوال کا جواب۔

۴۵۶

کسی عورت سے نکاح اس عورت کی ماں اور بیٹی کو حرام کر دیتا ہے یا نہیں۔

۴۵۶

- رضاعت کے ایک مسئلہ میں وہابی مولویوں کے غلط فتویٰ پر سخت گرفت۔ ۴۵۷
- کیا زید اپنی لاپتہ بیوی کی بہن سے شادی کر سکتا ہے؟ ۴۵۸
- مسلمان مرد یا عورت کا کافر سے نکاح۔ ۴۵۹
- کسی نے اپنی بہو سے زنا کر لیا تو وہ مرثیہ اپنے خاوند کے نکاح میں رہی یا نہیں؟ ۴۶۰
- مرزا غلام احمد قادیانی کو مجتہد ماننے والا کیسا ہے؟ ۴۶۱
- بیوہ نے کفو میں اپنا نکاح کر لیا، اس پر کچھ لوگوں نے زوجین کو برادری سے نکال دیا، کیا حکم ہے؟ ۴۶۱
- نابالغہ کا نکاح اس کے باپ نے ایک فاسق سے کر دیا جو نہ نفقہ دیتا ہے نہ طلاق، تو اب کیا کرنا چاہئے۔ ۴۶۲
- زید سے بحالت شدت مرض اس کے بھائی نے اجازت لے کر زید کی کھسن بیٹی کا نکاح اپنے بیٹے سے کر دیا زید تین دن بعد فوت ہو گیا، لڑکے کی ماں ذلیل نسل سے تعلق رکھتی ہے، اس نکاح کی شرعی حیثیت کے بارے میں ارشاد۔ ۴۶۳
- کیا لڑکی اپنے شوھر کو طلاق دے سکتی ہے۔ ۴۶۴
- کسی نے اپنی لڑکی کا نکاح اس شرط پر کیا کہ اس کا خاوند اس بستی میں مکان بنائے گا، اب وہ اس بستی میں مکان نہیں بناتا بلکہ بیوی کو اپنے گھر لے جانا چاہتا ہے، اس کے متعلق فرمان۔ ۴۶۴
- رواج و عرف و قانون کوئی چیز شرع پر مرجح نہیں ہو سکتی۔ ۴۶۵
- زن بازاری کا بیٹا بالغ ہو کر مسلمان ہو گیا، اب کسی مسلمان کا اپنی صغیرہ بیٹی کا نکاح اس کے ساتھ کر دینا کیسا ہے؟ ۴۶۵
- کیا عجمی عالم سید زادی کا کفو ہو سکتا ہے، عربی سوال کا عربی میں جواب۔ ۴۶۵
- زید ٹھاٹھا کر تھا اب مسلمان ہو گیا ہے مسلمانوں کو چاہئے اُسے عزت دیں۔ ۴۶۶
- کیا اولاد زنا کے بارے میں کوئی وعید وارد ہے؟ ۴۶۷

جلد ۱۲

- شرعی مہر کے بارے میں فارسی سوال کا فارسی میں جواب۔ ۴۶۷
- زوجین میں نباہ نہ ہونے کی صورت میں باہمی رضامندی سے علیحدگی۔ ۴۶۸
- اقسام مہر اور اس میں دستاویز لکھنے کی وضاحت۔ ۴۶۸

۴۶۹ کوئی عورت شوہر کی موت یا طلاق کے بغیر دوسرے سے نکاح نہیں کر سکتی۔

۴۶۹ بیوی کی موجودگی میں اس کی بہن سے نکاح کا حکم شرعی۔

ایک استفتاء کے آخر میں مفتی نے لکھ بھیجا سند فقہاء مع عبارت کتب و اسماء کتب ارشاد ہو،

۴۶۹ قیمت رقمہ دی جائے گی۔ اس کا جواب۔

۴۷۰ سسرال میں رہنے کا وعدہ کیا اب بیوی کو گھر لے جانا چاہتا ہے تو اختیار ہے۔

۴۷۰ مرد اپنی بیوی کو جائے ملازمت و سکونت میں رکھنا چاہے تو وہ اور اس کا باپ عذر نہیں کر سکتے۔

بلاوجہ شرعی عورت کو ایذا دینے، دو بیویوں میں مساوات ملحوظ نہ رکھنے اور دونوں کو ایک مکان میں

۴۷۱ رہنے پر مجبور کرنے والے شخص کے بارے میں فرمان۔

۴۷۲ غلطی سے لڑکی کی نسبت بد عقیدہ کی طرف کر دی تو نسبت چھڑالینا لازم ہے۔

۴۷۳ دروازہ جنت حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کھلواتیں گے۔

۴۷۳ اباحت نکاح ثانی پر قرآنی آیات سے ثبوت۔

۴۷۳ بیوہ سے نکاح کا جواز۔

۴۷۴ طلاق حق اللہ ہے یا حق العبد۔

۴۷۵ حاملہ کو بوجہ نافرمانی طلاق دینا۔

۴۷۶ بلاوجہ طلاق دینا مبغوض ہے۔

لفظوں میں طلاق کی اضافت بیوی کی طرف نہیں اور حلفاً کہتا ہے کہ بیوی کی نیت نہیں تھی، تو کیا

۴۷۷ حکم ہے؟

۴۷۷ تین بار بیوی کو کہا میں نے تجھے طلاق دیا، اس کے بارے میں حکم شرعی کا بیان۔

۴۷۸ غیر حائضہ کی عدت کا بیان۔

۴۷۸ تین بار طلاق دینے اور حلالہ کے بارے میں سوال کا جواب۔

۴۷۹ بصورت حلالہ شوہر ثانی نے طلاق نہیں دی تو شوہر اول سے نکاح کر دینا کیسا ہے؟

۴۸۰ جھوٹ بول کر حق کو ناحق بنانے والوں کے بارے میں فرمان۔

طلاق ثلاثہ کے بعد بلا حلالہ شوہر اول کے لئے حرمت اور آیت کریمہ الطلاق مرتین کا

۴۸۰ شان نزول (فارسی سوال و جواب)۔

بلا نکاح کسی عورت کو پھر اس کی بیٹی کو رکھنے والے اور اس سے میل جول رکھنے والوں کے

بارے میں فرمان۔

۴۸۱

۴۸۲

تین طلاقیں دے کر بلا حلالہ اکٹھے رہنے والوں کے بارے میں ارشاد۔

زید نے کسی کو کہا میری بیوی کو طلاق لکھ دو، اس نے تین لکھ دیں، زید نے مضمون طلاق سن کر

۴۸۲

رجسٹری بھیج دی، تو کیا حکم ہے؟

۴۸۳

تین طلاقیں دے کر انکاری ہو جانا۔

۴۸۳

کسی کی بیوی کو اس کے خلاف بھڑکا کر فتنہ کھڑا کرنے والا کیسا ہے؟

۴۸۳

بیک وقت تین طلاقیں کا حکم فاروق اعظم کہاں سے لائے اور اس پر اجماع کیسے ہوا؟

۴۸۴

جھوٹی طلاق مشہور کر کے زوجین میں تفریق کرنے والوں کے بارے میں فرمان۔

۴۸۴

فاسق کو نکاح خواں نہ بنایا جائے۔

ہندہ نے طلاق زید سے دو ماہ بعد بکر سے نکاح کیا پھر اٹھارہ سال بعد بلا اجازت بکر خالہ کے

۴۸۵

پاس چلی گئی، اب بکر اس کو واپس لانے کا اختیار رکھتا ہے یا نہیں۔

شوہر کو مرض جذام عارض ہوا بیوی بھاگ کر ماں کے پاس چلی گئی، شوہر اسی مرض میں مر گیا تو

۴۸۶

بیوی میراث پائے گی یا نہیں۔

شوہر نے طلاق نہیں دی، عورت نے کچھری سے ڈگری حاصل کر لی، تو کیا حکم ہے؟

زانی و شرابی کی بیوی جان و عزت کا خطرہ محسوس کرے تو اسے شوہر کے گھر جانے پر مجبور نہیں

۴۸۷

کیا جاسکتا۔

شوہر کو پاگل ظاہر کر کے عورت نے حاکم سے نکاح ثانی کی اجازت حاصل کر لی اور اس کے دس دن

۴۸۸

بعد دوسرے سے نکاح کر لیا، اس کے بارے میں فرمان۔

۴۸۹

کسی شوہر کے بارے میں ڈاکٹری سند ثبوت نامردی کے لئے کافی نہیں۔

عورت کا نکاح کسی نامرد سے ہوئے چند سال گزر گئے، اب وہ دوسرے سے نکاح کر سکتی ہے

۴۸۹

یا نہیں۔

۴۹۱

چند بار ہمبستری کرنے کے بعد شوہر نامرد ہو گیا تو کیا حکم ہے؟

۴۹۱

شوہر نے طلاق کے دو سال بعد اقرار کیا تو عدت وقت طلاق سے ہوگی یا وقت اقرار سے؟

۴۹۲

دوران عدت نکاح باطل ہے۔

جلد ۱۳

- ۴۹۲ اس بات کا ثبوت کہ طلاق معلق وجود شرط کے وقت ہو جاتی ہے۔
- ۴۹۳ بے تحکیم خود بخود حکم بن کر بدعتیہ مولوی نے کسی کی بیوی کو طلاق کا فیصلہ کر دیا، اس کے بارے میں سوال کا جواب۔
- ۴۹۴ تین طلاقیں کے بعد بلا حلالہ محض تجدید نکاح سے بیوی حلال نہ ہوگی۔
- ۴۹۵ آیت کریمہ الطلاق مرتین کا شان نزول اور اقوال مفسرین۔
- ۵۰۱ مزدود و باطل شرائط پر مشتمل ایک اقرار نامہ کے بارے میں فرمان۔
- بوقت نکاح شوہر نے یہ شرط لکھی کہ اگر بیوی کو مار پیٹ کر شہر جھالود سے باہر لے جاؤں تو بغیر طلاق کے طلاق طلاق واقع ہو، پھر اس کو جھالود سے باہر لے گیا، اس صورت کے بارے میں ارشاد۔
- ۵۰۲ ایلا کی صورت کا بیان۔
- ۵۰۳ زید نے کہا میں حمرا (بیوی) کو اپنی ماں بہن کی جگہ سمجھتا ہوں، تو کیا حکم ہے؟
- عدت وفات کو عدت طلاق پر قیاس کر کے یوں کہنا غلط ہے کہ خلوت کے بغیر عدت وفات نہیں ہوتی۔
- ۵۰۴ احکام عدت کا بیان۔
- ۵۰۵ عورت دو برس شوہر سے الگ رہی پھر طلاق ہوئی تو اس پر عدت ہے۔
- ۵۰۶ قبل خلوت طلاق دے دی تو عدت ختم ہونے سے پہلے مطلقہ کی بہن سے نکاح کر سکتا ہے
- ۵۰۷ حاملہ بیوی کو ایک ہی مجلس میں تین طلاقیں دینا۔
- ۵۰۷ زنا سے حاملہ عورت کا خاوند مر گیا تو کیا وہ دوران عدت نکاح کر سکتی ہے؟
- ۵۰۸ نکاح معتبر کا بیان۔
- ۵۰۸ بیوی کو ماں کہنے کا حکم۔
- ایک شخص دوامی قید ہے، بیوی کو طلاق نہیں دے رہا جبکہ شوہر کے بغیر اس کا گزارہ نہیں تو اسے اس صورت میں کیا کرنا چاہئے۔
- ۵۰۹ زین مفقود کے بارے میں ایک سوال کا جواب۔

- ۵۱۰ عدتِ وفات کے دوران نکاح کرنے والوں کی اولاد کے بارے میں فرمان ۔
- ۵۱۱ بیوی شوہر کی اجازت سے کہیں گئی تو پھر اس کی بنیاد پر نان و نفقہ روکنا کیسا ہے ۔
- ۵۱۱ تمت زنا لگا کر بیوی کا نان و نفقہ روک لینا ۔
- ۵۱۲ عورت کو شہر ارثاً معلقہ رکھنا ۔
- ۵۱۲ خاوند پر بیوی کے لئے کس قدر نفقہ لازم ہوتا ہے ۔
- ۵۱۴ نادار عورت کا خاوند نہ نفقہ دے اور نہ طلاق دے تو خلاصی کی کیا صورت ہے ؟
- ایک معلقہ عورت اپنے خاوند کے رویتے سے تنگ ہو کر نصرانی ہونا چاہتی ہے اُسے مرتد ہونے سے بچانے کی کیا صورت ہے ؟
- ۵۱۵ نفقہ نہ دینے والے شوہر کے بارے میں فرمان ۔
- ۵۱۵ زید نے قسم کھائی کہ بکر سے کلام کروں تو میری بیوی کو طلاق ہے ، پھر بکر کے مرنے کے بعد اس کی قبر پر جا کر سلام کہا اور بکر کے لئے فاتحہ پڑھی تو طلاق نہ ہوگی ۔
- ۵۱۵ قسم کا توڑنا ۔
- ۵۱۶ حضرت ایوب علیہ السلام کا قسم کھانا اور اس سے خلاصی کا حیلہ ۔
- ۵۱۶ ترک کے معانی کا بیان ۔
- ۵۱۸ شادی کی تقریب میں اپنی عورتوں کو نہ بھیجنے کی قسم کھائی پھر بھیج دیا تو کیا حکم ہے ؟
- ۵۱۸ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کسی نے یوں کہا کہ میرا یہ کام ہو جائے تو اس قدر خیرات فی سبیل اللہ بار واج رسولِ کیم یا پیرِ دستگیر یا ولی اللہ کر دوں گا ۔ کیا یہ نذر جائز ہے ؟
- ۵۱۸ نذر کے بارے میں ایک مولوی کے غلط فتوے کا رد ۔
- ۵۱۹ زانیہ عورت نے اپنے شوہر سے خود طلاق مانگی تو کیا مہر و نفقہ و سکنی کی حقدار ہوگی ۔
- ۵۱۹ زانی و زانیہ کو سزا دینا ممکن نہ ہو تو کوئی اور سزا دینا جائز ہے یا نہیں ؟
- ۵۲۰ بدعتیہ لوگوں سے میل جول ۔
- ۵۲۰ زانیہ کے شوہر کی سزا ۔
- ۵۲۱ ایک شخص اپنی بھادوچ سے یہودہ مزاج کرتا ہے ، شوہر اور رشتہ دار منع نہیں کرتے ۔
- ۵۲۱ زانیہ بہن اور بھانجی کو گھر سے نہ نکالنے والے کا حکم ۔
- ۵۲۲ فقط اولادِ آدم ہونے کی وجہ سے کافر مسلمانوں کے بہن بھائی نہیں ہو سکتے ۔

- عورت نے شوہر کو کہا نہ معلوم فلاں کے مکان سے تجھے کیا عشق ہے، شوہر نے کہا خدا جانے، اس پر عورت نے کہا کچھ بھی خدا جانے نہیں، تو عورت کے قولِ مذکور کے بارے میں کیا حکم ہے؟ ۵۲۲
- کسی مسلمان کو مردود و ابلیس و کافر کہنا کیسا ہے؟ ۵۲۳
- ایک شخص نے کہا اللہ تعالیٰ جس مشرک کو چاہے بخش دیتا ہے۔ اور قرآن و حدیث کے بارے میں اُس نے کہا یہ کوئی شئی نہیں۔ اُس کے بارے میں حکم شرعی۔ ۵۲۴
- کیا بشیر و نذیر القاب سید العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ مختص ہیں؟ ۵۲۵

جلد ۱۴

- ہجرت کے احکام و شرائط۔ ۵۲۶
- ہندوستان دارالاسلام ہے۔ ۵۲۷
- موجودہ زمانہ کے یہود و نصاریٰ کا حکم اور اس میں علماء کا اختلاف۔ ۵۲۸
- ہجرت کے بارے میں ایک سوال کا جواب۔ ۵۳۲
- سلطنتِ اسلامیہ عثمانیہ سے ہمدردی اور اُسے تباہ کرنے والوں کے بارے میں سوال کا جواب ۵۳۲
- سلطنتِ ترکی عظیم سلطنت سمجھنے والے مگر اغراضِ فاسدہ کے لئے بنائی گئی خلافتِ کیٹیوں کی مخالفت کرنے والے عالمِ دین پر لگائے جانے والے فتویٰ کا رد۔ ۵۳۵
- موالات صرف یہود و نصاریٰ سے نہیں بلکہ ہر کافر و بے دین سے حرام ہے۔ ۵۴۶
- یہود و نصاریٰ سے ترکِ موالات اور دیگر کفار و مشرکین سے موالات کو فرض بتانے والوں کے بارے میں فرمان۔ ۵۴۹
- جماعتِ اہل سنت میں تفرقہ ڈالنا، اہل سنت سے منہ موڑ کر عید گاہ کو چھوڑ کر مسجدِ الہی کو ویران کرنا اور کافروں کے زیر سایہ نماز پڑھنا کیسا ہے، اور ایسا کرنے والوں کا کیا حکم ہے؟ ۵۵۳
- بت پرستوں کو خوش کرنے کے لئے گائے کی قربانی سے مسلمانوں کو جبراً روکنے کے بارے میں فرمان۔ ۵۵۶
- امیرِ اسلام کے احکام و شرائط۔ ۵۵۷ و ۵۵۸
- خلافتِ شرعیہ کے لئے قرشیت کی شرط کے بارے میں بحث اور ابوالکلام آزاد کا رد اور اس موضوع پر رسالہ ”دوام العیش فی الاثمة من قریش“ میں ارشاد۔ ۵۵۹

ایک ہندو عورت مسلمان ہوئی، اس کی بیٹی پیدا ہوئی، اس کے ہندو رشتہ دار بیٹی واپس لینا چاہتے ہیں اور کچھ مسلمان بھی ان کی حمایت کرتے ہیں، اس سلسلہ میں سوال کا جواب۔

۵۶۱

۵۶۲

۵۶۳

۵۶۴

۵۶۵

۵۶۸

۵۶۸

۵۶۹

۵۷۰

۵۷۱

۵۷۳

۵۷۳

۵۷۴

۵۷۶

۵۷۷

۵۷۸

۵۷۹

۵۷۹

۵۸۲

۵۹۰

۵۹۳

۵۹۵

سادات کو گالیاں دینے والے اور اس کے حمایتیوں کے بارے میں فرمان۔

انگریزی پڑھنے کے بارے میں ایک سوال کا جواب۔

رسالہ مراد الرفضہ میں روافض کے کفریہ عقائد کا بیان۔

تمام عبادات اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں۔ اس مسئلہ میں دو شخصوں کے اختلاف کے بارے میں فرمان۔

علماء کی عیب جوئی اور اہانت کرنے والوں کے بارے میں ارشاد۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے والد ماجد کے ایمان سے متعلق سوال کا جواب۔

اللہ تعالیٰ رضا جوئے محمد ہے۔ اس کو قول جہلہ کہنے والے کی تردید۔

حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خدا کہنے والے اور سجدہ تعظیمی کرانے والے کے بارے میں فرمان۔

امام اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی توہین کرنے والے غیر مقلد کے بارے میں ارشاد۔

علماء و سادات کی توہین کرنے والا گمراہ ہے۔

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور ازواج مطہرات کے بارے میں گستاخانہ کلمات کہنے والے پادری

کے ساتھ میل جول رکھنے والے مولوی کے بارے میں فرمان۔

منکر حدیث شخص کے بارے میں سوال کا جواب۔

ارکان شریعت کے منکر شخص کے بیٹے کو بیٹی کا رشتہ دینے والا کیسا ہے۔

مرزائی کے بیٹے سے اپنی بیٹی کا نکاح کرنے والے کے بارے میں فرمان؟

شرکت عبادت گاہ کفار کو ضروری ٹھہرانے والے شخص کا حکم شرعی۔

حنفیوں کے لباس میں غیر مقلدوں کی حمایت کرنی والے کے بارے میں سوال کا جواب۔

کرامات اولیاء کے منکر اور غوث اعظم کے گستاخ کے بارے میں ارشاد۔

آیت قرآن میں خاتم النبیین کے معنی مشہور میں کسی قسم کی تاویل و تخصیص کفر ہے۔

قرآن مجید میں انبیاء و رسل کا ذکر متعدد وجوہ سے وارد ہے۔

النبیین پر الف لام استغراقی ہے۔ اس پر تفسیری بحث۔

النبیین پر الف لام عمدہ خارجی ہونا محال ہے۔ اس پر بحث۔

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عبدیت و بشریت کا انکار کفر ہے۔

- دفعِ مرض کے لئے بُت پرستی کا مرتکب مدعی اسلام کا فر ہے۔ ۵۹۶
- آیتِ کریمہ فلا وربک لایؤمتون سے غلط استدلال نہ کرنا والے شخص کا رد۔ ۵۹۷
- محرابِ مسجد میں تحریر کردہ لفظ یا محمد کے بارے میں گستاخانہ کلمات کہنے والے کے بارے میں سوال کا جواب۔ ۵۹۹
- ایسا شخص کہتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نہ مردوں میں سے کسی کے باپ ہیں نہ عورتوں میں سے کسی کے باپ ہیں۔ اس کے بارے میں فرمان۔ ۶۰۰
- احکامِ شرع میں من مانی کرنے والا اور اپنی بیٹی کی کمائی کھانے والا خلیفہ و دیوث ہے۔ ۶۰۰
- سود خور اور سود کو جائز قرار دینے والے شخص کے بارے میں ارشاد۔ ۶۰۰
- حلفاً مسلمان ہونے کا دعویٰ کرنا والے پر اعتبار نہ کرنا کیسا ہے؟ ۶۰۱
- ایک شخص نے یہ لکھ دیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سفر میں ایک کافر کو راہنما بنایا تھا لہذا ہم نے مسٹر گاندھی کو راہنما بنایا ہے۔ اس کے متعلق فرمان۔ ۶۰۲
- یہ کہنا کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عرب کے کافر قبائل سے موالات کی تھی آپ پر افتراء ہے ۶۰۲
- مسجد میں ہندوؤں کے لیکچر کے جواز میں غلط استدلال کرنیوالوں کا رد۔ ۶۰۳
- وہابیہ کے اقوال و عقائد کے بارے میں ایک سوال کا جواب۔ ۶۰۵
- مشرکین سے اتحاد و وداد کے بارے میں سوال کا جواب۔ ۶۰۸
- مشرک کو حاجتِ دینیہ میں امام و رہنما بنانا۔ ۶۰۸
- مشرک کے بارے میں یوں کہنا کہ وہ ہمارے شہزکی خاک کو پاک کرنے کے لئے تشریف لائے۔ ۶۰۹
- مشرک کے لئے بڑا مرتبہ و عزت ماننے والوں کا رد۔ ۶۰۹
- مشرک کے استقبال و تعظیم کے لئے مسلمانوں کو جانا کیسا ہے؟ ۶۱۰
- کیا ولایت کے کسی مقام و مرتبہ پر احکامِ شرعیہ ساقط ہو جاتے ہیں؟ ۶۱۰
- روافضی زمانہ سے میل جول رکھنا۔ ۶۱۱
- کیا یہ حدیث درست ہے کہ جس میں تین نوے باتیں کفر کی اور ایک بات اسلام کی ہو اس کو کافر نہیں کہنا چاہئے؟ ۶۱۱
- شکرِ اسلام کے مقابلہ میں کفار کی فتح پر خوش ہونا کیسا ہے؟ ۶۱۲
- تحریکِ خلافت اور تحریکِ ترکِ موالات کی آرٹ میں ہندو و مسلم اتحاد و وداد کی گہری سازش کی گئی،

مسٹر گاندھی کو مسلمانوں کو امام بنا کر مسجدوں میں منبر پر بٹھایا جانے لگا اور سورۃ ممتحنہ کی آیت کریمہ ”لاینهاکم اللہ عن الذین لہ یقاتلوکم فی الدین ولہ یرجوکم من دیا سرکم ان تبڑوہم وتقسطوا الیہم انت اللہ یحب المقسطین“ سے غلط استدلال کر کے لوگوں کو گمراہ کیا گیا، اعلیٰ حضرت نے اس سازش کا بروقت ادراک کیا اور لوگوں کی راہنمائی کے لئے رسالہ ”المحجة المؤتمنہ فی آیۃ الممتحنہ“ تحریر فرمایا جس میں آیت مذکورہ کی اقوال مفسرین کی روشنی میں صحیح تفسیر فرمائی اور مخالفین کے استدلال باطل کا ردِ بلیغ فرمایا۔ آیت کریمہ مذکورہ کی مراد کے بارے میں مفسرین کرام کے اقوال ۶۱۳

مشرکین ہند سے موالات کے بارے میں ایک غلط دلیل کا رد۔ ۶۲۳

آیت کریمہ ”وقاتلوا المشرکین کافہ“ کی تفسیر۔ ۶۲۳

اقسام موالات۔ ۶۳۰

کفار کو پیٹھ دے کر بھاگنا۔ ۶۳۰

آیات ممتحنہ میں معاملات اور برّ سے کیا مراد ہے۔ ۶۳۰

آیت ممتحنہ میں معنی اقساط کی تحقیق میں مفسرین کے اقوال۔ ۶۳۰

تحریک خلافت و ترک موالات کے لیڈروں کو خطاب۔ ۶۳۳

مشرکوں سے بھائی چارہ اور ان کو حلیف بنانا حرام ہے۔ ۶۳۵

استعانتِ مشرکین پر آیات قرآنیہ اور ان کی تفاسیر۔ ۶۳۷

خطبہ جمعہ میں گاندھی کی تعریف کرنے والوں کا رد۔ ۶۴۵

مستامن و عربی کے حکم میں فرق۔ ۶۴۸

ہنود کی مسلمانوں سے رغبت و دوستی کا راز۔ ۶۴۹

گائے اور اونٹ کی قربانی سے متعلق سوال کا جواب دیتے ہوئے رسالہ ”انفس الفکر فی قربان البقر“

میں ارشاد۔ ۶۵۱

گائے کی قربانی کے بارے میں ہنود کی غلط دلیل کا رد۔ ۶۵۳

ہنود کی خوشنودی کے لئے گائے کی قربانی نہ کرنے کا معاہدہ کرنے والے مسلمانوں کے بارے

میں فرمان۔ ۶۵۸

اتحادِ ہنود کی خاطر گائے کی قربانی ترک کرنا کیسا ہے؟ ۶۵۹

ہنود کے حامیوں نے وعدہ کیا کہ گائے کی بجائے بکرے کی قربانی کرو ہم مالی مدد کریں گے۔ اس

- ۶۵۹ مسئلہ کے بارے میں ارشاد۔
- ۶۶۱ گائے، بھڑ، بکری، اُونٹ وغیرہ کی قربانی میں شرعاً مختار ہونے کا مطلب۔
- ۶۶۲ آیت کریمہ ”من یشفع شفاعۃ حسنۃ“ کی توضیح۔
- ۶۶۳ مباح شرعی کو حرام شرعی اور حرام شرعی کو حلال شرعی بنانے والا کیسا ہے؟
- ۶۶۵ یزید کے بارے میں ایک سوال کا جواب۔
- ۶۶۷ مجبوری کے بغیر کلمہ کفر کہنا کفر ہے۔
- ۶۶۷ یوں کہنا کیسا ہے کہ ”اللہ میاں کو خبر نہیں فرشتہ آئے روح قبض کرنے کو۔“
- ۶۶۸ اعلانیہ توبہ کے باوجود اس کو اسلام سے خارج کہنا کیسا ہے؟
- ۶۶۹ توہینِ شریعت کے مرتکب کا حکم۔
- ۶۶۹ قبولیتِ توبہ کا منکر مفری بر شریعت ہے۔
- ۶۶۹ دینِ محمدی کو نقلی کہنے والے کے بارے میں سوال کا جواب۔
- ۶۷۰ حضورِ انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے لفظِ صاحب کا استعمال کیسا ہے؟
- ۶۷۰ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نورِ عرش کہنا۔
- آیت کریمہ ”یدبر الامر من السماء الی الارض ثم یرج الیہ فی یوم کان مقدراً“
- الف سنۃ مہالحدون“ کے شانِ نزول اور ناسخ یا منسوخ ہونے کے بارے میں
- ۶۷۱ سوال کا جواب۔
- حنفی عالم غیر معتد کی اقتدار میں نمازِ جنازہ کو جائز قرار دے تو اس کے بارے میں کیا
- ۶۷۱ حکم ہے۔
- ۶۷۲ وحدت الوجود کے بارے میں سوال کا جواب۔
- ۶۷۳ آیاتِ متشابہات کے بارے میں سوال کا جواب۔
- ۶۷۴ منکرِ فقہ کے بارے میں فرمان۔
- ۶۷۴ دیوتاؤں کو عزت دینا کفر ہے۔
- ۶۷۵ سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے لفظ ”بے چارہ“ استعمال کرنا کیسا ہے؟
- ۶۷۷ شہید کو نبی پر فضیلت دینے والے کے بارے میں فرمان۔
- ۶۷۷ یہ کہنے والا کیسا ہے کہ ”میرا فقہ پر ایمان نہیں؟“

- ۶۷۷ نور محمدی کو غیر مخلوق کہنے والے کا رد۔
- ۶۷۸ کافرانہ رسومات ادا کرنے والا اور مشرکین سے دوستانہ مراسم رکھنے والا کیسا ہے؟
- ۶۷۸ کیا نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہم جیسے بشر تھے۔
- ۶۷۹ یہ قول کیسا ہے کہ ”کافر افسر کے حکم کی تعمیل کرنے کی ہمارے مذہب میں تاکید ہے“؟
- ۶۸۱ احکام شرع کا مذاق اڑانا اور اس پر خوش ہونا کیسا ہے؟
- ایک شخص کہتا ہے کہ ”اعمالِ صالحہ کرنے والا کبھی نہ کبھی جنت میں داخل ہو جائے گا اگرچہ کسی نبی پر ایمان نہ لائے“ اور اس پر قرآن سے استدلال کرتا ہے، ایسے شخص کے بارے میں سوال کا جواب اور متعدد قرآنی آیات سے رد۔
- ۶۸۱

فهرست آیات قرآنی

سُورَةُ الْفَاتِحَةِ

ص: ۳۶۰

أَنعَمْتَ عَلَيْهِمْ (آیت: ۶)

سُورَةُ الْبَقَرَةِ

أَمَرْتَقُولُونَ عَلَى اللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ - (آیت: ۸۰) ص: ۳۲۴ - ۲۱۳ - ۸۷

وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الْيَتَامَىٰ قُلْ أَصْلَاحٌ لَهُمْ خَيْرٌ لَّوَّان تَخَالَطَوْهُمْ فَأَخْوَانَكُمْ وَاللَّهُ يَعْلَمُ الْمَفْسَدَ

مِّنَ الْمَصْلَحِ وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ لَأَعْنَتَكُمْ إِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ - (آیت: ۲۲۰) ص: ۱۱۳

لَا يَكِلُفُ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا - (آیت: ۲۸۶) ص: ۱۱۷ - ۱۲۰ - ۱۲۱ - ۱۳۹ - ۱۴۸ - ۱۶۴

۱۸۸ - ۲۰۹ - ۴۰۰ - ۴۱۲ - ۵۳۲ - ۵۳۵ - ۵۶۰ - ۶۱۹

حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلَاةِ الْوَسْطَىٰ - (آیت: ۲۳۸) ص: ۱۱۸ - ۱۴۲

يُرِيدُ اللَّهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيدُ بِكُمُ الْعُسْرَ - (آیت: ۱۸۵) ص: ۱۲۰ - ۱۲۱ - ۱۳۹ - ۱۶۲

۱۱۸ - ۲۰۹

ص: ۱۲۴

خَلَقَ لَكُمْ مَا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا - (آیت: ۲۹)

- وَلَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ - (آيت : ١٦٨) ص : ١٢٢
- وَعَهْدَنَا إِلَىٰ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ أَنَّ طَهِّرَ بَيْتِيَ لِلطَّائِفِينَ وَالْقَائِمِينَ وَالرُّكَّعِ السُّجُودِ - (آيت : ١٢٥) ص : ١٣٣ - ٢٢١
- لَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ - (آيت : ١٨٨) وَالنِّسَاءِ (آيت : ٢٩) ص : ١٣٥ - ٣٢٣
- وَأَذَا طَلَقْتُمُ النِّسَاءَ فَلْيُغْنِ أَجْلَهُنَّ فَمَا سَكُوهُنَّ بِمَعْرُوفٍ أَوْ سَرَحُوهُنَّ بِمَعْرُوفٍ - (آيت : ٢٣١) ص : ١٣٠ - ٢٦٢ - ٢٨٨ - ٢٨٩ - ٥١٣
- سَبِّحْكَ لَا عِلْمَ لَنَا إِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا إِنَّكَ أَنْتَ الْعَلِيمُ الْحَكِيمُ - (آيت : ٣٢) ص : ١٢١
- وَالْفِتْنَةُ أَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ - (آيت : ١٩١) ص : ١٥١ - ١٥٨ - ٢٢١ - ٢٥٠
- لَهُمَا مَا كَسِبَتْ وَلَهُمَا مَا كَسَبْتُمْ وَلَا تُسْأَلُونَ عَنْمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ - (آيت : ١٣٣ - ١٢١) ص : ١٥١
- تِلْكَ حُدُودُ اللَّهِ فَلَا تَقْرَبُوهَا - (آيت : ١٨٤) ص : ١٨٥ - ٢٢٨
- وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ مَنَعَ مَسْجِدَ اللَّهِ أَنْ يُذْكَرَ فِيهَا اسْمُهُ وَسُئِلَ فِي خَرَابِهَا - (آيت : ١١٢) ص : ٢١٣ - ٢١٥ - ٢١٨ - ٢٢٤ - ٢٥٢ - ٣١٣ - ٣١٥ - ٣١٨ - ٣٢٠ - ٥٥٢
- وَالْفِتْنَةُ أَكْبَرُ مِنَ الْقَتْلِ - (آيت : ٢١٤) ص : ٢١٩ - ٢٢٣
- يَتَّخِذُونَ اللَّهَ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَا يَخْدَعُونَ إِلَّا أَنْفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُونَ - (آيت : ٩) ص : ٢١٩ - ٥٣٢
- وَأَذِ الْقَوْمَ الَّذِينَ آمَنُوا بِالْوَأْمَانِ إِذَا دَخَلُوا إِلَىٰ شَيْطَانِهِمْ قَالُوا إِنَّا مَعَكُمْ إِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَهْزَؤُونَ - (آيت : ١٢) ص : ٢١٤
- وَالْمُطَلَّقَاتُ يَتَرَبَّصْنَ بِأَنْفُسِهِنَّ ثَلَاثَةَ قُرُوءٍ - (آيت : ٢٢٨) ص : ٢١٨ - ٢٢٢ - ٢٨٥
- ٢٨٤ - ٢٨٨ - ٢٩٢ - ٥٠٥ - ٥٠٦ - ٥٠٨
- وَلَا تَشْتَرُوا بِآيَاتِي ثَمَنًا قَلِيلًا - (آيت : ٢١) ص : ٢٢١ - ٣٦٦
- وَلَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ - (آيت : ٢٢) ص : ٢٢١
- آفَىٰ جَاءَ عَلَيْكَ لِلنَّاسِ أَمَامَا - (آيت : ١٢٢) ص : ٢٢٢
- وَاتَّقُوا اللَّهَ وَيُعَلِّمُكُمُ اللَّهُ - (آيت : ٢٨٢) ص : ٢٢٢
- فَإِنَّمَا تُولَوْنَ وَجْهَ اللَّهِ - (آيت : ١١٥) ص : ٢٣٨
- وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتٌ لَّيْلًا وَلَكِنْ لَا تَشْعُرُونَ - (آيت : ١٥٢) ص : ٢٣٢

- وَلَا تَعْتَدُوا أَنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ - (آيت : ١٩٠)
 وَلَا تَبَاشِرُوهُمْ وَأَنْتُمْ عَاكِفُونَ فِي الْمَسْجِدِ - (آيت : ١٨٤)
 وَاسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلَاةِ - (آيت : ٢٥)
 أَتَأْمُرُونَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ أَنْفُسَكُمْ - (آيت : ٢٢)
 أَجِيبْ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَاكَ - (آيت : ١٨٦)
 فَاذْكُرُوا اللَّهَ كَذِكْرِكُمْ آبَاءَكُمْ أَوْ أَشَدَّ ذِكْرًا - (آيت : ٢٠٠)
 وَلَتَكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللَّهَ عَلَى مَا هَدَاكُمْ - (آيت : ١٨٥)
 يَقِيمُونَ الصَّلَاةَ - (آيت : ٣) وَلَقَدْ - (آيت : ٢)
 فَبَدَّلَ الَّذِينَ ظَلَمُوا قَوْلًا غَيْرَ الَّذِي قِيلَ لَهُمْ - (آيت : ٥٩)
 بَيِّنَةُ عَقْدَةِ النِّكَاحِ - (آيت : ٢٣٤) ص : ٣٥٥ - ٣٢١ - ٣٦٢ - ٣٤٤ - ٣٨٦ - ٥١١

- قُلْ هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ - (آيت : ١١١)
 وَمَالَهُ فِي الْأُخْرَى مِنْ خَلْقٍ - (آيت : ٢٠٠) ص : ٣٦٢ - ٣٦٦ - ٦٨٨ -
 وَلَكِنَّ اللَّهَ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ - (آيت : ٢٤٢)
 فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرَاتِ - (آيت : ١٢٨)
 لَسْتُمْ بِأَخْذِيهِ إِلَّا أَنْ تَغْمُضُوا فِيهِ - (آيت : ٢٦٤)
 يَتَحَقَّ اللَّهُ الْرَبُّ وَيَرْبِي الصَّدَقَاتِ - (آيت : ٢٤٦)
 مَثَلُ الَّذِينَ يَنْفَقُونَ أَمْوَالَهُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ أَتَتْ سَنَابِلَ فِي كُلِّ سَنَابِلَةٍ
 مِائَةُ حَبَّةٍ وَاللَّهُ يُضَعِفُ لِمَنْ يَشَاءُ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ - (آيت : ٢٦١) ص : ٣٨٨
 وَأَقْتُلُوهُمْ حَيْثُ تَقَفْتُمُوهُمْ - (آيت : ١٩١) و النساء (آيت : ٩١) ص : ٣٩٣ - ٣١٢ -
 فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ - (آيت : ١٨٥) ص : ٣٩٤ - ٣١٢ -
 ثُمَّ آتُوا الصِّيَامَ إِلَى اللَّيْلِ - (آيت : ١٨٤) ص : ٣٩٨ -
 وَلَا تَكْتُمُوا الشَّهَادَةَ وَمَنْ يَكْتُمْهَا فَإِنَّهُ أَمَرَ قَلْبَهُ - (آيت : ٣٨٣) ص : ٣٩٩ -
 أَحَلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثَ إِلَى نِسَائِكُمْ - (آيت : ١٨٤) ص : ٣٠٠ -
 قَالَ أَنْ بَاشِرُوهُمْ وَابْتَغُوا مَا كَتَبَ اللَّهُ لَكُمْ - (آيت : ١٨٤) ص : ٣٠٠ -

- مَنْ الْفَجْرِ - (آيت : ١٨٤) ص : ٢٠١
- حَتَّى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ - (آيت : ١٨٤) ص : ٢٠٢
- يَسْأَلُونَكَ عَنِ الْأَهْلِ قُلْ هِيَ مَوَاقِيتُ لِلنَّاسِ وَالْحَجِّ - (آيت : ١٨٩) ص : ٢٠٢
- كُلُوا وَاشْرَبُوا حَتَّى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ (آيت : ١٨٤) ص : ٢٠٢
- لَا كُرَاهَ فِي الدِّينِ - (آيت : ٢٥٦) ص : ٢١٢
- وَعَلَى الَّذِينَ يَطِيقُونَهُ فِدْيَةٌ طَعَامُ مَسْكِينٍ - (آيت : ١٨٢) ص : ٢١٢
- وَعَلَى الْمَوْلُودِ لَهُ رِزْقُهُنَّ - (آيت : ٢٣٣) ص : ٢١٢ - ٢١٣ - ٢٤٣ - ٥٠١ - ٥١١
- وَلَا تَنْكَحُوا الْمُشْرِكَةَ حَتَّى تُؤْمِنُ بِوَلَامَةِ مُؤْمِنَةٍ خَيْرٌ مِنْ مِشْرَكَةٍ وَلَوْ أَعْجَبَتْكُمْ - (آيت : ٢٢١) ص : ٢١٦ - ٢٥٩
- فَإِنْ خِفْتُمْ الْإِيقِيمَا احْدُودِ اللَّهَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا فِيمَا افْتَدَتْ بِهِ - (آيت : ٢٢٩) ص : ٢٢٢
- فَأَمَّا كَیْمَعْرُوفٍ وَتَسْرِیْحَ بِأَحْسَنِ - (آيت : ٢٢٩) ص : ٢٢٢ - ٢٦٠ - ٢٩٠ - ٢٩١ - ٥٠٩ - ٥١٢ - ٥١٥
- أَوَلَمْ يَلْعَنَهُمُ اللَّهُ وَلْيَعْنَهُمُ اللَّعْنُونَ - (آيت : ١٥٩) ص : ٢٢٨
- وَلَا تَلْقُوا بِأَيْدِيكُمْ إِلَى التَّهْلُكَةِ - (آيت : ١٥٩) ص : ٢٣٥ - ٢٢٠
- يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا ادْخُلُوا فِي السِّلْمِ كَافَّةً وَلَا تَتَّبِعُوا خُطَوَاتِ الشَّيْطَانِ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُبِينٌ - (آيت : ٢٠٨ تا ٢١٠) ص : ٢٢٤
- وَالَّذِينَ يَتُوفُونَ مِنْكُمْ وَیَذَرُونَ أَرْوَاجًا یَتْرَبُونَ بِأَنْفُسِهِمْ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا - (آيت : ٢٣٢ تا ٢٣٥) ص : ٢٤٠ - ٢٤٢
- فَإِذَا بَلَغَ أَجْلُهُمْ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيمَا فَعَلْنَا فِي أَنْفُسِهِمْ بِالْمَعْرُوفِ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ - (آيت : ٢٣٢ تا ٢٣٥) ص : ٢٤٠ - ٢٤٢
- اللَّهُ أَنْكُمْ سَتَذَكَّرُونَ هُنَّ وَلَكِنْ لَا تَوَاعِدُ هُنَّ سَرًّا إِلَّا أَنْ تَقُولُوا قَوْلًا مَعْرُوفًا وَلَا تَعْزَمُوا عَقْدَةَ النِّكَاحِ حَتَّى يَبْلُغَ الْكِتَابُ أَجْلَهُ وَاللَّهُ يَعْلَمُ مَا فِي أَنْفُسِكُمْ فَاحْذَرُوهُ جَاءَ وَاللَّهُ غَفُورٌ حَلِيمٌ - (آيت : ٢٣٢ تا ٢٣٥) ص : ٢٤٠ - ٢٤٢

- لَا تَتَكَبَّروا الشُّرَكَاءُ حَتَّى يَوْمِنَا. (آيت : ٢٢١) ص : ٢٦٥
- فَلَا جَنَاحَ عَلَيْهِمَا فِيمَا افْتَدَتْ بِهِ. (آيت : ٢٢٩) ص : ٢٦٨
- يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا تَدَايَيْتُمْ بِدِينٍ إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسَمًّى فَاكْتُبُوهُ. (آيت : ٢٨٢) ص : ٢٦٨
- وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِي عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوفِ. (آيت : ٢٢٨) ص : ٢٤٢
- فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدِ حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ. (آيت : ٢٣٠) ص : ٢٤٣ - ٢٤٤ - ٢٤٨ - ٢٤٩
- وَالَّذِينَ يَتَّبِعُونَكُمْ وَيَدْرُونَ أَنَّكُمْ جَائِدُونَ لَا يَرْجِعُوا جَاءَ إِلَى الْحَوْلِ غَيْرَ إِخْرَاجٍ ط فَا ت
خَرَجَ فَلَاجِنَا حَ عَلَيْكُمْ فِي مَا فَعَلْنَا فِي أَنْفُسِهِمْ مِنْ مَعْرُوفٍ ط وَاللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ حَكِيمٌ. (آيت : ٢٣٠) ص : ٢٤٢
- وَلَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُوا الْحَقَّ وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ. (آيت : ٢٢) ص : ٢٨٠
- قَالُوا بَلْ نَتَّبِعُ مَا الْفَرِيقَانِ عَلَيْهِمْ أَبَاطْنَا. (آيت : ١٤٠) ص : ٢٨٠
- الطَّلَاقُ مَرَّتَيْنِ فَمَا سَاكَ بِمَعْرُوفٍ أَوْ تَسْرِيحٍ بِإِحْسَانٍ (إلى قوله عز وجل) فان طلقها فلا تحل
لَهُ مِنْ بَعْدِ حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ ط فان طلقها فلا جناح عليهما ان يتراجعا. (آيت : ٢٢٩ - ٢٣٠) ص : ٢٩٥ - ٢٨٠
- فَيَتَعَلَّمُونَ مِنْهَا مَا يَفْرِقُونَ بِهِ بَيْنَ الْمَرْءِ وَزَوْجِهِ. (آيت : ١٠٢) ص : ٢٨٣
- وَلَا تَعْرَمُوا عُقْدَةَ النِّكَاحِ حَتَّى يَبْلُغَ الْكِتَابُ أَجْلَهُ. (آيت : ٢٣٥) ص : ٢٨٥
- وَلَكِنَّ الشَّيَاطِينَ كَفَرُوا وَيَعْلَمُونَ السَّحَرَ (إلى قوله تعالى) فَيَتَعَلَّمُونَ مِنْهَا مَا يَفْرِقُونَ بِهِ بَيْنَ
الْمَرْءِ وَزَوْجِهِ. (آيت : ١٠٢) ص : ٢٩٢
- لِلَّذِينَ يُؤْلُونَ مِنْ نِسَاءِهِمْ ثَلَاثَ أَرْبَعَةِ أَشْهُرٍ ط فان فاء وافات الله غفورٌ رحيم وان
عَزَمُوا الطَّلَاقَ فَاِنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ عَلِيمٌ. (آيت : ٢٦٦ - ٢٦٧) ص : ٥٠٢
- سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا غُفْرَانُكَ رَبَّنَا وَإِلَيْكَ الْمَصِيرُ. (آيت : ٢٨٥) ص : ٥٠٥
- اِقْتُوا مِنْ بَعْضِ الْكِتَابِ وَتَكْفُرُونَ بِبَعْضٍ. (آيت : ٨٥) ص : ٥٢٤
- الَّذِينَ يَأْكُلُونَ الرِّبَا لَا يَقُومُونَ إِلَّا كَمَا يَقُومُ الَّذِي يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطَانُ مِنَ الْمَسِّ. (آيت : ٢٤٥) ص : ٥٢٤
- فَإِنْ لَمْ تَفْعَلُوا فَأْذَنُوا بِحَرْبٍ مِنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ. (آيت : ٢٤٩) ص : ٥٢٨ - ٥٤٢

- وَلَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُبِينٌ - (آيت : ١٦٨ - ٢٠٨) ص : ٥٣٨
- أَقْلًا تَعْقِلُونَ - (آيت : ٣٣) ص : ٥٣٢
- تِلْكَ عَشْرَةٌ كَامِلَةٌ - (آيت : ١٩٦) ص : ٥٥٢
- وَكَذَلِكَ قَالَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ مِثْلَ قَوْلِهِمْ تَشَابَهَتْ قُلُوبُهُمْ - (آيت : ١١٢) ص : ٥٦١
- قَدْ نَرَى تَقَلُّبَكَ فِي السَّمَاءِ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضَاهَا فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ - (آيت : ١٢٢) ص : ٥٦٩
- قَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ - (آيت : ٢٢٤ - ٢٢٨) ص : ٥٨٢
- قُولُوا آمَنَّا بِاللَّهِ مَا نَزَّلَ إِلَيْنَا (إِلَى قَوْلِهِ تَعَالَى) وَمَا أَوْقَى النَّبِيُّونَ مِنْ رَبِّهِمْ لَا تَفْرُقَ بَيْنَ أَحَدٍ مِنْهُمْ - (آيت : ١٣٦) ص : ٥٨٢
- وَلَكِنَّ الْبِرَّ مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالْكِتَابِ وَالنَّبِيِّينَ - (آيت : ١٤٤) ص : ٥٨٢
- تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلَى بَعْضٍ - (آيت : ٢٥٣) ص : ٥٨٢
- كُلٌّ آمَنَ بِاللَّهِ وَمِلَّةَكَ وَكِتَابِهِ وَرُسُلَهُ - (آيت : ٢٨٥) ص : ٥٨٢
- لَا تَفْرُقَ بَيْنَ أَحَدٍ مِنْ رُسُلِهِ - (آيت : ٢٤٥) ص : ٥٨٢
- مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِلَّهِ وَمِلَّةَكَ وَرُسُلِهِ - (آيت : ٩٨) ص : ٥٨٨
- وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ وَقَفَّيْنَا مِنْ بَعْدِهِ بِالرُّسُلِ - (آيت : ٨٤) ص : ٥٨٩
- وَأَنْ كُنْتُمْ فِي رَيْبٍ مِمَّا نَزَّلْنَا عَلَىٰ عَبْدِنَا - (آيت : ٢٣) ص : ٥٩٦
- وَحَرَّمَ الرِّبَا - (آيت : ٢٨٥) ص : ٦٠١
- لَعَنَهُمُ اللَّهُ بِكُفْرِهِمْ فَقَلِيلًا مِمَّا يُؤْمِنُونَ - (آيت : ٨٨) ص : ٦٠٥
- وَمَنْ النَّاسُ مَنْ يَقُولُ آمَنَّا بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِينَ يَخْدَعُونَ اللَّهَ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَمَا يَخْدَعُونَ إِلَّا أَنْفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُونَ - (آيت : ٨ تا ١٠) ص : ٦٣٢
- وَمَا لِلظَّالِمِينَ مِنْ أَنْصَارٍ - (آيت : ٢٤٠) ص : ٦٣٤
- وَإِذْ قَالَ مُوسَى لِقَوْمِهِ إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تَذْبُحُوا بَقَرَةً - (آيت : ٦٤) ص : ٦٥٣ - ٦٥٦
- وَاللَّهُ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ - (آيت : ٢١٣) ص : ٦٤٢

وَالَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِمَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ وَمَا أُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ وَبِالْآخِرَةِ هُمْ يُوقِنُونَ (آيت : ٢) ص : ٦٨٣
 فَإِنْ أُمِنُوا بِبَشْرِ مَا أُمِنْتُمْ بِهِ فَقَدْ أَهْتَدُوا. (آيت : ١٣٤) ص : ٦٨٣
 مَنْ أَمِنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ - (آيت : ٦٢) وَالْإِنْعَامِ (آيت : ٦٩) ص : ٦٨٦
 الَّذِينَ اتَّبَعْتَهُمْ كَتَبَ لِكُلِّهِمْ أَجْرًا كَمَا يَعْرِفُونَ أَبْنَاءَهُمْ وَإِنَّ فَرِيقًا مِنْهُمْ لَيَكْتُمُونَ الْحَقَّ وَهُمْ يَعْلَمُونَ - (آيت : ١٣٦) ص : ٦٨٤
 وَكَانُوا مِنْ قَبْلِ أَنْ يَسْتَفْتَحُوا عَلَى الَّذِينَ كَفَرُوا فَلَمَّا جَاءَهُمْ مَا عَرَفُوا كَفَرُوا بِهِ فَلَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الْكَافِرِينَ - (آيت : ٨٩) ص : ٦٨٨
 لَا يَقْدِرُونَ عَلَى شَيْءٍ مِمَّا كَسَبُوا وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكَافِرِينَ - (آيت : ٢٦٢) ص : ٦٨٨

سُورَةُ آلِ عِمْرَانَ

قُلْ اللَّهُمَّ مَلِكُ الْمَلِكِ - (آيت : ٢٦١) ص : ١٠٤
 وَكَانَ مِنْ نَبِيِّ قَاتِلٍ مَعَهُ رِبِّيُّونَ كَثِيرٌ - (آيت : ١٣٦) ص : ١٢٥
 يُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَاسْتَغِيثُكَ وَأَمَّا كَلِمَاتُ الْمُرَاكِعِينَ - (آيت : ٢٣) ص : ١٣٣
 وَذَوَا مَا عَنِتُّمْ قَدْ بَدَأَ الْبَغْضَاءَ مِنْ أَفْوَاهِهِمْ وَمَا تَخَفَى صُدُورُهُمْ أَكْبَرُ بِمَا قَدَّ بَيْنَا لَكُمْ
 الْآيَاتُ إِنْ كُنْتُمْ تَعْقِلُونَ - (آيت : ١١٨) ص : ٢٣٢ - ٢٣١ - ٢٣٢ - ٢٣٣ - ٢٣٤
 تَعَالَوْا إِلَى كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ - (آيت : ٦٢) ص : ٢٢٣
 وَلَا تَحْسِبَنَّ الَّذِينَ قَتَلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتًا - (آيت : ١٦٩) ص : ٢٢٢
 لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ أَوْ يَتُوبَ عَلَيْهِمْ أَوْ يُعَذِّبَهُمْ فَإِنَّهُمْ ظَالِمُونَ - (آيت : ١٢٨) ص : ٢٥٨
 هُنَالِكَ دَعَا زَكَرِيَّا رَبَّهُ - (آيت : ٣٨٠) ص : ٣٣٢
 يَذْكُرُونَ اللَّهَ قِيَامًا وَقُعُودًا وَعَلَىٰ جُنُوبِهِمْ - (آيت : ١٩١) ص : ٣٣٩ - ٣٤٠
 كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ - (آيت : ١٨٥) وَالْأَنْبِيَاءِ (آيت : ٢٥) ص : ٣٦٢
 وَمَنْ يَرِدْ ثَوَابُ الدُّنْيَا نُؤْتِهِ مِنْهَا وَمَنْ يَرِدْ ثَوَابُ الْآخِرَةِ نُؤْتِهِ مِنْهَا وَسَنَجْزِي الشَّاكِرِينَ - (آيت : ١٢٥) ص : ٣٦٢
 وَسَارِعُوا إِلَىٰ مَغْفِرَةٍ مِنْ رَبِّكُمْ - (آيت : ١٣٣) ص : ٣٨٢

ص : ۴۰۶

.

ص: ۵۳۹

△△

ص :

3

(r)

45

ॐ ॐ ॐ

هو

 $\Delta < 9$

(A) \mathcal{P}

△人

طمن

Δ Λ Λ

Δ Λ Λ

29.

592

۷۲۳

442

4 2 A

ضياء

قَلَّ صدق الله - (آيت : ٩٥)

ص : ٦٢٤

أَنْتَ الديت عند الله الاسلام - (آيت : ١٩)

ص : ٦٦٣ - ٦٦٩

وَمَنْ يَبْتَغِ غير الاسلام ديناً فَلَنت يَقْبَلُ منه وهو في الآخرة من الخسرين - (آيت : ٨٥)

ص : ٦٦٣ - ٦٤٠ - ٦٨٤ -

مَتَاعٍ قَلِيلٍ ثُمَّ ما وَهَمَ جَهَنَّمَ ط و بئس المهاد - (آيت : ١٩٤)

ص : ٦٦٢

وَمَنْ كَفَرَ فَاَنْتَ الله غنى عن العالمين - (آيت : ٩٤)

ص : ٦٤٢

أَمَّا بِهِ كُلٌّ مِنْ عِنْدِ رَبِّنَا وما يَذْكُرُ إِلَّا اولواالباب - (آيت : ٤٠)

ص : ٦٤٣

أَنَّ الدين عند الله الاسلام وما اختلف الذين اوتوا الكتب الا من بعد ما جاءهم

ص : ٦٨٤

العلم - (آيت : ١٩ - ٢٠)

رَبَّنَا لا تَزِغْ قلوبنا بعد اذ هديتنا و هب لنا من لدنك رحمة انك انت الوهاب - (آيت : ٨)

ص : ٦٨٩

سُورَةُ النِّسَاءِ

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اطِيعُوا اللَّهَ وَاطِيعُوا الرَّسُولَ وَاولى الامر منكم - (آيت : ٥٩) ص : ٨٤ -

٢٢٣ - ٢٢٥ - ٥٥٨ -

وَقَدْ نَزَلَ عَلَيْكُمْ فِي الْكِتَابِ ان اذ اسمعتم اَيْتَ الله يكفر بها وليست هنأبها فلا تقعدوا معهم حتى يخوضوا في حديث غيره ن انكم اذا مثلهم ط ان الله جامع المتفقين والكافرين في

ص : ١٠٥ - ١٠٦ - ٥٤٦ - ٦٦١ -

جهنم جميعا - (آيت : ١٢٠)

اَوْ جَاءَ اَحَدُ مِنْكُمْ مِنَ الْغَائِطِ اَوْ لِمَسَمَ مِنَ النِّسَاءِ فَلَمْ تَجِدْوا مَاءَ فَمَيِّمُوا -

ص : ١١٣ - ١١٦ - ٢٠٢ -

(آيت : ٢٣) و البائدة (آيت : ٦)

ص : ١١٣

مَنْ كَانَ غَنِيًّا فَلْيَسْتَعْفِفْ - (آيت : ٦)

أَنَّ الصَّلَاةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ كِتَابًا مَوْقُوتًا - (آيت : ١٠٣) ص : ١١٨ - ١٢٢ -

لَنْ يَجْعَلَ اللَّهُ لِلْكَافِرِينَ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ سَبِيلًا - (آيت : ١٢١)
 اِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ - (آيت : ٣٨٠ - ١١٦)

ص : ١٣٢ - ٣٥٩ - ٥٢٢

حَتَّى تَعْلَمُوا مَا تَقُولُونَ - (آيت : ٢٣)
 وَمَنْ يَشَاقِقِ الرَّسُولَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدَى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ نُوَلِّهِ مَا تَوَلَّى
 وَنُصْلِهِ جَهَنَّمَ وَسَاءَتْ مَصِيرًا - (آيت : ١١٥) ص : ١٥٢ - ١٦٠ - ٢٢٥ - ٢٢٤ - ٣٢٨ - ٣٠٤ - ٧٩٠

لَا تَقْرَبُوا الصَّلَاةَ وَأَنْتُمْ سُكَارَى حَتَّى تَعْلَمُوا مَا تَقُولُونَ (آيت : ٢٣) ص : ٢١٤
 اِنَّ الَّذِينَ يَأْكُلُونَ اَمْوَالَ الْيَتَامَى ظُلْمًا اِنَّهَا يَكُونُ فِي بُطُونِهِمْ نَارًا وَسَيَصْلُونَ سَعِيرًا -
 (آيت : ١٠١) ص : ٢٢٠ - ٣٦٦

يَهَيِّجُكُمُ اللَّهُ فِي اَوْلَادِكُمْ لِذِكْرٍ مِثْلِ حَظِّ الْاُنثِيَيْنِ - (آيت : ١١) ص : ٢٢١

فَإِنْ كَانَ لَكُمْ وَلَدٌ فَلَهُنَّ الثَّمَنُ مِمَّا تَرَكْتُمْ - (آيت : ١٢) ص : ٢٢٢

وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ آتَىٰ إِلَيْكُمُ السَّلَامُ لَسْتَ مُؤْمِنًا - (آيت : ٩٢) ص : ٢٢٥

وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ جَاءُوكَ فَاسْتَغْفَرَُوا اللَّهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُولُ لَوَجَدُوا اللَّهَ

تَوَّابًا رَحِيمًا - (آيت : ٦٢) ص : ٢٦٠ - ٢٠٤

فَاذْكُرُوا اللَّهَ قِيَامًا وَقَعُودًا وَعَلَىٰ جُنُوبِكُمْ - (آيت : ١٠٣) ص : ٣٣٣

فَقَدْ وَقَعَ اجْرُهُ عَلَى اللَّهِ - (آيت : ١٠٠) ص : ٣٢٨

وَمَنْ يَشْفَعْ شَفَاعَةً سَيِّئَةً يَكُنْ لَهُ كِفْلٌ مِنْهَا - (آيت : ٨٥) ص : ٣٥١

لَا تَأْكُلُوا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ اِلَّا اَنْ تَكُونَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِنْكُمْ - (آيت : ٢٩)

ص : ٢٥٦

وَإِذَا جَاءَهُمْ اَمْرٌ مِنَ الْاَمْنِ او الْخَوْفِ اِذَا عَوْبَهُ ط وَلَوْ رَدُّوهُ اِلَى الرَّسُولِ وَاِلَى اُولَى الْاَمْرِ

منهم لعلهم الذين يستنبطونه منهم ط (آيت : ٨٣)

ص : ٣٩٦ - ٣٨٣ - ٥٥٨ -

وَأَحَلَّ لَكُمْ مَا وَرَاءَ ذَلِكَ - (آيت : ٢٢) ص : ٢١٢ - ٢١٥ - ٢١٦ - ٢٢٠ - ٢٢٣ -

٢٢٦ - ٢٢٩ - ٢٣٨ - ٢٣٠ - ٢٣٣ - ٢٣٨ - ٢٣٩ - ٥٥١ - ٢٥٢ - ٢٥٥ - ٢٥٦ -

وَحَلَّائِلَ أَبْنَاءِ الَّذِينَ مِنْ أَصْلَابِكُمْ - (آيت : ٢٣) ص : ٢١٥ - ٢٣٠ - ٢٢٩ - ٢٥٥ -

وَأَنْ تَجْمَعُوا بَيْنَ الْاِخْتَيْنِ (آيت : ٢٣) ص : ٢١٦ - ٢٢٣ - ٢٢٤ - ٢٣٩ - ٢٣٠ -

٢٢١ - ٢٢٢ - ٢٢٣ - ٢٥٨ - ٢٦٩ -

أَتَيْتُمْ أَحَدَ هُنَّ قُنْطَارًا - (آيت : ٢٠) ص : ٢١٨ - ٢٦٤ -

حَرَّمَ عَلَيْكُمْ مَهْجَتَكُمْ - (آيت : ٢٣) ص : ٢٢٠ -

وَلَا تَنْكِحُوا مَا نَكَحَ آبَاءُكُمْ - (آيت : ٢٢) ص : ٢٢٠ - ٢٣١ - ٢٦٠ -

وَالَّذِي تَخَافُونَ نُشُورَهُمْ فَعِظُوهُمْ وَاهْجُرُوهُمْ فِي الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوهُمْ إِنْ قَامُوا بِكُمْ

فَلَا تَبْغُوا عَلَيْهِمْ سَبِيلًا إِنْ اللَّهُ كَانَ عَلِيًّا كَبِيرًا - (آيت : ٣٢) ص : ٢٢١ -

وَاللَّاقِي يَاتِينَ الْفَاحِشَةَ مِنْ نِسَاءِكُمْ - (آيت : ١٥) ص : ٢٢١ -

وَالْمَحْصَنَاتِ مِنَ النِّسَاءِ - (آيت : ٢٢) ص : ٢٢٢ - ٢٢٨ - ٢٣٠ - ٢٥٩ - ٢٤٩ -

٢٨٤ - ٢٨٩ - ٥٠٩ - ٥١٠ - ٥١٥ -

مَحْصَنَاتٍ غَيْرِ مَسَافِحَتٍ وَلَا مَتَخَذَاتٍ اخْدَانٍ - (آيت : ٢٥) ص : ٢٢٩ -

وَمَنْ يَأْتِكُمُ التِّي فِي حُجُورِكُمْ مِنْ نِسَائِكُمُ التِّي دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَإِنْ لَمْ تَكُونُوا دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَلَا جُنَاحَ

عَلَيْكُمْ - (آيت : ٢٣) ص : ٢٢٩ - ٢٥٥ - ٢٥٦ -

أَقْهَرْتُ نِسَائَكُمْ - (آيت : ٢٣) ص : ٢٣١ - ٢٢٩ -

الرِّجَالُ قَوَّامُونَ عَلَى النِّسَاءِ بِمَا فَضَّلَ اللَّهُ بَعْضَهُمْ عَلَى بَعْضٍ وَبِالْأَنْفِقَاءِ مِنْ أَمْوَالِهِمْ -

(آيت : ٣٢) ص : ٢٣٣ - ٢٣٥ - ٢٤١ - ٢٨٥ -

حَرَّمَ عَلَيْكُمْ مَهْجَتَكُمْ وَبَنَاتَكُمْ وَأَخَوَاتَكُمْ وَعَشْتَكُمْ وَخَلَّتَكُمْ وَبَنَاتِ الْاِخْتِ -

(آيت : ٢٣) ص : ٢٣٤ - ٢٣٨ - ٢٥٢ - ٢٥٦ -

وَلَا تَنْكِحُوا مَا نَكَحَ آبَاءُكُمْ (الْحَقُّ قَوْلُهُ تَعَالَى) أَنَّهُ كَانَ فَاحِشَةً وَمَقْتًا - (آيت : ٢٢)

ص : ٢٥٠ -

وَأَمَّهُتَكُمُ الَّتِي أَرْضَعْنَكُمْ وَأَخَوَاتِكُمْ مِنَ الرِّضَاعَةِ - (آيت : ٢٣) ص : ٢٥٦ - ٢٥٨
وعاشروهن بالمعروف - (آيت : ١٩) ص : ٢٦٢ - ٢٤١ - ٥١٢
فَلَا تَمِيلُوا كُلَّ الْمِيلِ فَتَدْرُوا هَآكَا الْمَعْلُوقَةَ - (آيت : ١٢٩) ص : ٢٦٣ - ٥٠٩ - ٥١١ - ٥١٢
عَلَىٰ أَنْ تَكْرَهُوا شَيْئًا وَيَجْعَلَ اللَّهُ فِيهِ خَيْرًا كَثِيرًا - (آيت : ١٩) ص : ٢٤٥
وَلَهُنَّ الرِّبَعُ مِمَّا تَرَكَتُمُ أَنْ لَمْ يَكُنْ لَكُمْ وَلَدٌ فَإِنْ لَكُمْ وَلَدٌ فَلَهُنَّ الشُّنُّ مِمَّا تَرَكَتُمُ مِنْ بَعْدِ
وَصِيَّةٍ تَوْصُونَ بِهَا أَوْلَادَكُمْ - (آيت : ١٢) ص : ٢٨٦
أَيَّبْتَغُونَ عِنْدَهُمُ الْعِزَّةَ فَإِنَّ الْعِزَّةَ لِلَّهِ جَمِيعًا - (آيت : ١٣٩) ص : ٢٩٢
وَقَدْ أَمَرُوا أَنْ يَكْفُرُوا بِهِ ط وَيُرِيدُ الشَّيْطَانُ أَنْ يُضِلَّهُمْ ضَلَالًا بَعِيدًا - (آيت : ٦٠) ص : ٥٢٠ - ٥٦٠
مُبَشِّرِينَ وَمُنذِرِينَ - (آيت : ١٦٥) وَالْأَنْعَامِ (آيت : ٢٨) وَالْكَهْفِ (آيت : ٥٦)
ص : ٥٢٥
أَنَّ الَّذِينَ تَوَفَّيْتُمُ الْمَلَائِكَةَ طَالَمَا أَنفُسُهُمْ قَالُوا فَبِئْسَ مَا كُنْتُمْ تَفْعَلُونَ فِي الْأَرْضِ ط
قَالُوا الْمَلَائِكَةُ أَرْضُ اللَّهِ وَاسِعَةٌ فَتَهَاجَرُوا فِيهَا ط فَأُولَٰئِكَ مَا أُنْهَمُ جَهَنَّمَ ط وَسَاءَتْ مَصِيرًا -
(آيت : ٩٠) ص : ٥٢٦ - ٥٣٢
الَّذِينَ تَوَفَّيْتُمُ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ وَالْوِلْدَانِ لَا يَسْتَطِيعُونَ حِيلَةً وَلَا يَهْتَدُونَ سَبِيلًا ط
(آيت : ٩٨ - ٩٩) ص : ٥٢٦ - ٥٣٢
أَنَّهُمْ أَخِيْرُكُمْ - (آيت : ١٤١) ص : ٥٣٠
وَمَا صُلِبُوا ط وَمَا قُتِلُوا - (آيت : ١٥٤) ص : ٥٥٢
بَشَرِ الْمُنَافِقِينَ بَأْسًا لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ الَّذِينَ يَتَّخِذُونَ الْكَافِرِينَ أَوْلِيَاءَ مِنْ دُونِ الْمُؤْمِنِينَ ط
أَيَّبْتَغُونَ عِنْدَهُمُ الْعِزَّةَ فَإِنَّ الْعِزَّةَ لِلَّهِ جَمِيعًا ط قَدْ نَزَلَ عَلَيْكَ الْكِتَابُ أَنْ إِذَا سَمِعْتُمْ
أَيْتَ اللَّهِ يَكْفُرُ بِهَا ط لَا يَسْتَهْزِئُ بِهَا ط تَقْعُدُوا مَعَهُمْ حَتَّىٰ يَخُوضُوا فِي
حَدِيثٍ غَيْرِهِ ط أَنْكُمْ إِذَا مَثَلْتُمْ ط أَنَّ اللَّهَ جَامِعُ الْمُنَافِقِينَ وَالْكَافِرِينَ فِي
جَهَنَّمَ جَمِيعًا - (آيت : ١٣٨ تا ١٣٠) ص : ٥٤٢

تَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَى - (آيت ٢٠) ص ١٢٩٠ - ٢٥٠ - ٣٩٩ - ٥٦٢
يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا عَلَيْكُمْ أَنْفُسَكُمْ لَا يَضُرُّكُمْ مِنْ ضَلَّ إِذَا هْتَدَيْتُمْ - (آيت ١٠٥) ص ١٢٩
وَمَنْ لَمْ يَحْكَمْ بِمَا أَنزَلَ اللَّهُ فَأُولَئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ - (آيت ٢٤) ص ١٤١ - ٣٣٤ - ٢٦٥ - ٢٩٢
وَأَمْسِجُوا بُرُءَكُمْ - (آيت ٦) ص ٢٠٢
وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ - (آيت ٢) ص ٢١٢ - ٢٣١ - ٢٣٢ - ٢٣٥ - ٣٥٢
٣٦٣ - ٣٨٨ - ٣٩٥ - ٣١١ - ٢٢٢ - ٢٦٢ - ٥٦٢
كَانُوا لَا يَتَنَاهَوْنَ عَنْ مُنْكَرٍ فَعَلُوهُ لَبِئْسَ مَا كَانُوا يَفْعَلُونَ - (آيت ٤٩) ص ٢٢٩ - ٣٥٢
٣٥٦ - ٥٢١

وَلَوْ اعْجَبَكِ كَثْرَةُ الْخَبِيثِ - (آيت ١٠٠) ص ٢٢١
أَنْ كُنْتَ قُلْتَهُ فَقَدْ عَلِمْتَهُ - (آيت ١١٦) ص ٢٢٩
يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَسْأَلُوا عَنْ أَشْيَاءٍ إِنْ تَبَدَّلَ لَكُمْ تَسْأَلُوا عَنْهَا حِينَ يُنْزَلَ الْقُرْآنُ تَبَدَّلَ لَكُمْ
عَفَا اللَّهُ عَنْهَا وَاللَّهُ غَفُورٌ حَلِيمٌ - (آيت ١٠١) ص ٢٥٨
وَابْتَغُوا إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ وَجَاهِدُوا فِي سَبِيلِهِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ - (آيت ٣٥)

ص ٢٥٩
وَمَنْ لَمْ يَحْكَمْ بِمَا أَنزَلَ اللَّهُ فَأُولَئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ - (آيت ٢٥) ص ٣٣٤ - ٢٩٢
وَمَنْ لَمْ يَحْكَمْ بِمَا أَنزَلَ اللَّهُ فَأُولَئِكَ هُمُ الْكَافِرُونَ - (آيت ٢٢) ص ٣٣٤ - ٢٩٢ - ٥٥٠
أَنَّ اللَّهَ يَحْكُمُ مَا يُرِيدُ - (آيت ١٠) ص ٣٥٣
لَنْ أَقِمَّ الصَّلَاةَ وَأَتِيَّ الزَّكَاةَ وَأَمْتُمْ بِرُسُلِي (إِلَى قَوْلِهِ تَعَالَى) جَنَّتْ تَجْرَى مِنْ تَحْتِهَا
الْأَنْهَارُ (آيت ١٢) ص ٣٥٩ - ٥٨٥

مُحَصِّنِينَ غَيْرَ مُسَافِحِينَ وَلَا مَتَّخِذِي أَخْدَانٍ - (آيت ٥) ص ٢٢٩
وَمَنْ يَتَوَلَّهُمْ مِنْكُمْ فَاِنَّهُ مَتَّهَمٌ - (آيت ٥١) ص ٢٣٢ - ٥٤١ - ٥٤٤ - ٦٠٣ - ٦٠٨
٦٣٦ - ٦٥٩ - ٦٤١ - ٦٤٤

الْيَوْمَ أَجْلُكُمْ الطَّيِّبَاتِ ط وَطَعَامُ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ حِلٌّ لَكُمْ وَطَعَامُكُمْ حِلٌّ لَهُمْ وَالْمُحْصَنَاتُ
مِنَ الْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِكُمْ إِذَا آتَيْتُمُوهُنَّ أَجُورَهُنَّ (آيت ٥)
ص ٢٥٩

وَأَحْفَظُوا إِيْمَانَكُمْ - (آيت : ٨٩) ص ٥١٦-٥١٨

لَقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ هُوَ الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ - (آيت : ١٤ و ٢٢) ص ٥٣٠
يَعِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ ءَ أَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُونِي وَأُمَّيَّ الْهَيْبِينَ مِنْ دُونِ اللَّهِ - (آيت : ١١٦)

ص ٥٣٠
وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِكُمْ - (آيت : ٥) ص ٥٣١

تَرَى كَثِيرًا مِنْهُمْ يَتَوَلَّوْنَ الَّذِينَ كَفَرُوا الْبُئْسَ مَا قَدَمَتْ لَهُمْ أَنْفُسُهُمْ^{الْح} - (آيت : ٨٠ - ٨١) ص ٥٣٤ - ٦٣٢

يُحَرِّفُونَ الْكَلِمَ مِنْ بَعْدِ مَوَاضِعِهِ (إِلَى قَوْلِهِ عَزَّ وَجَلَّ) لَهُمْ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ وَلَهُمْ فِي الْآخِرَةِ
(آيت : ٢١) ص ٥٣٨

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا الَّذِينَ اتَّخَذُوا دِينَكُمْ هُزُوا وَلَعِبًا^{الْح} - (آيت : ٥٤) ص ٥٣٦ - ٥٣٧

وَعِنْدَهُمُ التَّوْرَةُ فِيهَا حُكْمُ اللَّهِ - (آيت : ٢٣) ص ٥٥٠
وَلِيُحْكُمُوا هَلْ الْأَنْجِيلَ بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ فِيهِ ط وَمَنْ لَمْ يُحْكَمْ بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ فَأُولَئِكَ هُمُ

الْفَاسِقُونَ - (آيت : ٢٤) ص ٥٥٠
لِكُلِّ جَعَلْنَا مِنْكُمْ شُرْعَةً وَمِنْهَا جَاوِزًا وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ لَجَعَلَكُمْ أُمَّةً وَاحِدَةً - (آيت : ٢٨) ص ٥٥٠

وَذَٰلِكَ جَزَاءُ الظَّالِمِينَ - (آيت : ٢٩) ص ٥٥٠
إِنَّمَا جَزَاءُ الَّذِينَ يُحَارِبُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ - (آيت : ٣٣) ص ٥٤٢

يَوْمَ يَجْمَعُ اللَّهُ الرُّسُلَ فَيَقُولُ مَاذَا أَجَبْتُمْ - (آيت : ١٠٩) ص ٥٨٥
وَلَقَدْ جَاءَتْهُمْ رُسُلُنَا بِالْبَيِّنَاتِ - (آيت : ٣٢) ص ٥٨٩

يُحْكُمُ بِهَا النَّبِيُّونَ الَّذِينَ أَسْلَمُوا لِلَّذِينَ هَادُوا - (آيت : ٢٢) ص ٥٨٩
وَلَا يَجْرِمُكُمْ شَتَانُ قَوْمٍ عَلَى الْآخَرِينَ وَلَا تَعْدُوا أَعْدَاءَهُمْ قُرْبَ لِلتَّقْوَى - (آيت : ٨) ص ٦٣١

وَلَوْ كَانُوا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالنَّبِيِّ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْهِ مَا اتَّخَذُوا لَهُمْ أَوْلِيَاءَ - (آيت : ٨١) ص ٦٣٦
قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لَسْتُمْ عَلَى شَيْءٍ حَتَّى تُقِيمُوا التَّوْرَةَ وَالْإِنْجِيلَ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْكُمْ - (آيت : ٦٨) ص ٦٦٢

سُورَةُ الْاَنْعَامِ

وَلَا تَسْرِفُوا اِنَّهٗ لَا يَحِبُّ الْمُسْرِفِينَ - (آيت : ١٣١) و الاعراف (آيت : ٣١) ص ٩٠ - ٩٢ - ٣٣٨
وَاتَّوَحَّحْهُ يَوْمَ حَصَادِهِ وَلَا تَسْرِفُوا - (آيت : ١٣١) ص : ٩١ - ٣٨٣ -

وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا شَيْطٰنِيًّا الْاِنْسَ وَالْجِنَّ يُوحِي بَعْضُهُمْ اِلَىٰ بَعْضٍ الْخ - (آيت : ١١٢)

ص ١٠١ - ١٣٨

وَلَوْ شَاءَ رَبُّكَ مَا فَعَلُوْهُ فَذَرْهُمْ وَمَا يَفْتَرُوْنَ - (آيت : ١١٢) ص : ١٠٢ - ١٠٥

وَلَتَصْنَعِيَ اِلَيْهِ اَفْعٰدَةً الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ الْخ - (آيت : ١١٣) ص : ١٠٢

اَفَغَيَّرَ اللّٰهُ اِبْتِغٰى حِكْمًا وَهُوَ الَّذِيْ اَنْزَلَ اِلَيْكُمْ الْكِتٰبَ مَفْصُلًا الْخ - (آيت : ١١٢ تا ١١٤)

ص : ١٠٣

مَا لَكُمْ اِنْ لَا تَأْكُلُوْا مِمَّا ذَكَرَ اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهِ - (آيت : ١١٩) ص : ١١٥

وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ يُؤْمِنُوْنَ بِهِ وَهُمْ عَلٰى صَلٰوةِهِمْ يُحَافِظُوْنَ - (آيت : ٩٢) ص : ١٣٣

لَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ اُخْرٰى - (آيت : ١٦٧) و بنى اسراءيل (آيت : ١٥٥) وفاطر (آيت : ١٨)

١٣٠ - ٢١٩ - ٢٢٠ - ٢٣٠ - ٢٣٦ - ٣٢٣ - ٣٢٣ - ٣٨٥ - ٣٦٤ - ٣٤٤ - ٥٢٠ -

- ٥٢١

يٰۤاَيُّهَا يٰنُسَيِّنٰكَ الشَّيْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرِىٰ مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ - (آيت : ٦٨) ص : ١٥٩

٢٣٣ - ٣١٢ - ٣١٩ - ٣٢٢ - ٣٣٣ - ٣٣١ - ٣٤٢ - ٣٤٩ - ٣٨٢ - ٣٨٣ - ٥٢٢ - ٥٦٣ -

٥٤١ - ٥٤٣ - ٥٤٦ - ٥٤٤ - ٥٩٩ - ٦٠٠ - ٦٠١ - ٦٠٤ - ٦١١ - ٦١١ - ٦٤٦ - ٦٨١ -

الَّذِيْنَ فَرَّقَا دِيْنَهُمْ وَكَانُوْا شِيْعًا - (آيت : ١٥٩) ص : ٢٣١

قُلْ لَا اَجِدُ فِىْهَا وَحٰى اِلٰى مَحْرَمًا عَلٰى طَعَامٍ يَطْعَمُهٗ - (آيت : ١٢٥) ص : ٢٣٥

اِنَّ الْحَكْمَ اَلَا اللّٰهُ - (آيت : ٥٤) و يوسف (آيت : ٢٠) ص : ٢٢٤ - ٣٦٢ - ٣٦٥ -

مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرًا مِّثْلَهَا - (آيت : ١٦٠) ص : ٣٨٨

ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ - (آيت : ٩٦) و لِيْسَ (آيت : ٣٨) ص : ٣٠٥ - ٣٠٢ -

وَ اَنْ تَطْعَمَ اَكْثَرُ مَنْ فِى الْاَرْضِ يَضْلُوْكَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ - (آيت : ١١٦) ص : ٥٣٩

وَلٰكِنِ الظّٰلِمِيْنَ بَايَتْ اِلٰهًا يَجْحَدُوْنَ - (آيت : ٣٣) ص : ٥٣٩

أَن صَلَوَاتِي وَأَنْسِكِي وَمَجِيأِي وَمِمَاتِي لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ - وَلَا شَرِيكَ لَهُ - (آيت: ١٧٢-١٧٣)

ص: ٥٦٤

ص: ٥٨٥

وَمَا نَرْسِلُ الرُّسُلِينَ إِلَّا مُبَشِّرِينَ وَمُنذِرِينَ - (آيت: ٢٨)

ص: ٦٢٤

وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ افْتَرَى عَلَى اللَّهِ كَذِبًا أَوْ قَالَ أُوحِيَ إِلَيَّ وَلَمْ يُوحَ إِلَيْهِ شَيْءٌ - (آيت: ٩٣)

ص: ٦٥٨ - ٦٥١

ثَمَنِيَّةٌ اخْرُاجْ مِنَ الضَّأْنِ اثْنَيْنِ وَمِنَ الْمَعْزِ اثْنَيْنِ (إِلَى قَوْلِهِ تَعَالَى) وَمَنْ

ص: ٦٥٦

الْأَبْلِ اثْنَيْنِ وَمِنَ الْبَقَرِ اثْنَيْنِ الخ - (آيت: ١٢٣ - ١٢٤)

ص: ٦٥٦

أُولَئِكَ الَّذِينَ هَدَى اللَّهُ فَبِهِدَاهِهِمْ آقْدَةٌ - (آيت: ٩٠)

ص: ٦٤٤

خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ فَاعْبُدُوهُ - (آيت: ١٠٢)

ص: ٦٤٩

وَلَوْ جَعَلْنَاهُ مَلَكًا لَجَعَلْنَاهُ رَجُلًا وَلَلَبَسْنَا عَلَيْهِمْ مَا يَلْبَسُونَ - (آيت: ٩)

ص: ٦٨٨

الَّذِينَ خَسِرُوا أَنْفُسَهُمْ فَهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ - (آيت: ١٢)

سُورَةُ الْأَعْرَافِ

قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِينَةَ اللَّهِ الَّتِي أَخْرَجَ لِعِبَادِهِ وَالطَّيِّبَاتِ مِنَ الرِّزْقِ قُلْ هِيَ لِلَّذِينَ

ص: ٩٢ - ٩٨٩

(آيت: ٣٢)

ص: ١٣٥ - ٣٦٥

اتَّقُوا اللَّهَ مَا لَا تَعْلَمُونَ - (آيت: ٢٨)

ص: ١٣٥

لَمْ تَعْطُوا قَوْمًا اللَّهُ مَهْلِكُهُمْ أَوْ مُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا شَدِيدًا - (آيت: ١٧٢)

ص: ١٣٨

وَأَعْرَضَ عَنِ الْجَاهِلِينَ - (آيت: ١٩٩)

ص: ١٥١

لَا تَفْسُدُوا فِي الْأَرْضِ بَعْدَ إِصْلَاحِهَا - (آيت: ٥٦)

ص: ١٥٤ - ٢٣٦

خُذْ وَأْمُرْ بِنَتِكَ كُلِّ مَسْجِدٍ - (آيت: ٣١)

ص: ١٥٨ - ٢١١

وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوا لَهُ وَأَنْصِتُوا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ - (آيت: ٥-٢)

ص: ١٥٨

ادْعُوا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَخُفْيَةً - (آيت: ٢٠٢)

وَهُوَ الَّذِي يُرْسِلُ الرِّيَّاحَ بُشْرًا بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهِ ط حَتَّى إِذَا قُلَّتْ سَحَابًا ثِقَالًا

ص: ٣٣٠

(آيت: ٥٤)

- الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ الرَّسُولَ النَّبِيَّ الْأُمِّيَّ الَّذِي يَجِدُونَهُ مِنَ الْخَزَاةِ (آيت : ١٥٠) ص : ٣٥٨ - ٣٨٢ - ٣٨٥
- إِنَّ اللَّهَ حَرَّمَهَا عَلَى الْكَافِرِينَ - (آيت : ٥٠)
- ص : ٣٦٢ - ٣٨٩
- الَّذِينَ يَمْشُونَ بِهَا وَلَهُمْ أَعْيُنٌ يَصُورُونَ بِهَا الْخَزَاةَ (آيت : ١٩٥)
- ص : ٣٤١
- أَسْمَاءُ سَمِيَتْهُمَا أَنْتُمْ وَأَبَاءُكُمْ مَا نَزَلَ اللَّهُ بِهِمَا مِنْ سُلْطَانٍ - (آيت : ٤١)
- ص : ٢١٩
- وَيَوْمَ لَا يَسْبِتُونَ لَا تَأْتِيهِمْ - (آيت : ١٦٣)
- ص : ٢٢٤
- الَّذِينَ اتَّخَذُوا دِينَهُمْ لَهَاوٍ وَلَعِبًا - (آيت : ٥١)
- ص : ٥٣٣
- شَهِدُوا عَلَى أَنْفُسِهِمْ أَنَّهُمْ كَانُوا كَافِرِينَ - (آيت : ٣٤)
- ص : ٥٣٥ - ٥٣٤
- إِنَّ اللَّهَ لَا يَأْمُرُ بِالْفَحْشَاءِ (آيت : ٢٨)
- ص : ٥٣٦
- فَلَنَسْأَلَنَّ الَّذِينَ أُرْسِلَ إِلَيْهِمْ وَلَنَسْأَلَنَّ الْمُرْسَلِينَ - (آيت : ٤)
- ص : ٥٨٥
- لَقَدْ جَاءَتْكَ رُسُلٌ مِنْ رَبِّكَ بِالْحَقِّ - (آيت : ٢٣)
- ص : ٥٨٥
- قَدْ جَاءَتْكَ رُسُلٌ مِنْ رَبِّكَ بِالْحَقِّ فَهَلْ لَنَا مِنْ شَفْعَاءَ (آيت : ٥٣)
- ص : ٥٨٥
- تِلْكَ الْقُرَى نَقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ أَنْبَاءِهَا وَلَقَدْ جَاءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنَاتِ - (آيت : ١٠١)
- ص : ٥٨٥
- قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا الَّذِي لَهُ مُلْكُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ الْخَزَاةِ - (آيت : ١٨٥)
- ص : ٦٦٢ - ٦٨٥
- فَالَّذِينَ آمَنُوا بِهِ وَعَزَّرُوهُ وَنَصَرُوهُ وَاتَّبَعُوا النُّورَ الَّذِي أُنْزِلَ مِنْ أَمْرِ رَبِّكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ (آيت : ١٥٤) ص : ٦٨٥

سُورَةُ الْأَنْفَالِ

- وَيَنْزِلُ عَلَيْكُمْ مِنَ السَّمَاءِ مَاءٌ لِيُطَهِّرَكُمْ بِهِ - (آيت : ١١)
- ص : ١١٢
- وَمَا رَمَيْتَ إِذْ رَمَيْتَ وَلَكِنَّ اللَّهَ رَمَى - (آيت : ١٤)
- ص : ٢٣٤
- وَأَذْكُرُوا اللَّهَ كَثِيرًا - (آيت : ٢٥) وَالْجُمُعَةَ (آيت : ١٠)
- ص : ٣٣٥
- فَلَمْ تَقْتُلُوهُمْ وَلَكِنَّ اللَّهَ قَتَلَهُمْ وَمَا رَمَيْتَ إِذْ رَمَيْتَ وَلَكِنَّ اللَّهَ رَمَى - (آيت : ١٤)
- ص : ٣٨١
- وَاتَّقُوا فِتْنَةً لَا تُصِيبُنَ الَّذِينَ ظَلَمُوا مِنْكُمْ خَاصَّةً - (آيت : ٢٥)
- ص : ٢٢٢
- حَتَّى لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ وَيَكُونَ الدِّينُ كُلُّهُ لِلَّهِ - (آيت : ٣٩)
- ص : ٦٢١
- وَمَنْ يُولِهِمْ يَوْمَئِذٍ دَبْرًا إِلَّا مَتَحَرِّفًا لِقِتَالٍ أَوْ مَتَحِيزًا إِلَى فِتْنَةٍ فَقَدْ بَاءَ بِغَضَبٍ

من الله ومأواه جهنم - (آيت : ١٦)

ص : ٦٣٠

فانبذ اليهم على سواء - (آيت : ٥٨)

ص : ٦٣١

سُورَةُ التَّوْبَةِ

إِنَّ اللَّهَ لَا يَضِيعُ أَجْرَ الْمُحْسِنِينَ - (آيت : ١٢٠)

ص : ٢٨٠ - ٢٨٣

إِنَّمَا الْمُشْرِكُونَ نَجَسٌ فَلَا يَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ بَعْدَ عَامِهِمْ هَذَا - (آيت : ٢٨)

ص : ١١٢

١٢٣ - ٥٦٩ - ٦٠٢ - ٦٠٩ - ٦٢٥ - ٦٢٩

وَاللَّهُ وَرَسُولُهُ أَحَقُّ أَنْ يُرْضُوهُ إِنْ كَانُوا مُؤْمِنِينَ - (آيت : ٦٢)

ص : ١٢٢ - ١٢١

اتَّخِذُوا حِجَابًا رِجَالُهُمْ وَمِنْ بَيْنِهِمْ إِبْرَاطِيمَ ابْنُ بَابٍ مِنْ دُونِ اللَّهِ - (آيت : ٣١)

ص : ١٢٦ - ١٢٤ - ٢٢٠

هَلْ تَرَبُّصُوتٌ بِنَا إِلَّا أَحَدٌ مِنَ الْمُحْسِنِينَ - (آيت : ٥٢)

ص : ١٥٢

إِنَّ اللَّهَ اشْتَرَى مِنَ الْمُؤْمِنِينَ أَنْفُسَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ بِأَنْ لَهُمُ الْجَنَّةُ - (آيت : ١١١)

ص : ١٥٢

فَأَعْقَبَهُمْ نِفَاقًا فِي قُلُوبِهِمْ إِلَى يَوْمِ يَلْقَوْنَهُ بِمَا أَخْلَفُوا اللَّهَ أَن يُخْرِجُوهُمْ - (آيت : ٤٤)

ص : ٢٢٦

وَالَّذِينَ يُؤْذُونَ رَسُولَ اللَّهِ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ - (آيت : ٦١)

ص : ٢٢٢ - ٢٠٥ - ٦٦٦

إِنَّمَا يَعْمُرُ مَسْجِدَ اللَّهِ مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ - (آيت : ١٨)

ص : ٢٥٢

وَالَّذِينَ اتَّخَذُوا مَسْجِدًا ضِرَارًا وَكُفْرًا وَتَفْرِيقًا بَيْنَ الْمُؤْمِنِينَ - (آيت : ١٠٤ تا ١٠٩)

ص : ٢٥٢ - ٣١٦ - ٣١٤ - ٣١٨

وَلَا تَقْرَبُوا عَلَى الْقَبْرِ - (آيت : ٨٢)

ص : ٣٢٢

٣٢٥ - ٣٦٢ - ٥٤٦ - ٥٤٨ - ٥٩٩ - ٦٠٤

خُذْ مِنْ أَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيهِمْ بِهَا - (آيت : ١٠٣)

ص : ٣٢٨

وَمَنْ الْأَعْرَابُ مَنْ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَتُخَذَ مَا يَنْفِقُ قُرْبَاتٍ عِنْدَ اللَّهِ -

ص : ٣٢٩

(آيت : ٩٩)

عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِينَ رَؤُوفٌ رَحِيمٌ - (آيت : ١٢٨)

ص : ٣٥٠

إِنَّ صَلَاتَكَ سَكَنٌ لَهُمْ - (آيت : ١٠٣)

ص : ٢٥٢

وَمِنْهُمْ مَنْ يَلْمِزُكَ فِي الصَّدَقَاتِ فَإِنْ أُعْطُوا مِنْهَا رِضًا وَإِنْ لَمْ يُعْطُوا مِنْهَا - (آيت : ٥٨)

ص : ٣٥٠

- قُلْ أَذِنَ خَيْرُكُمْ - (آيت : ٦١) ص : ٣٤٢
- التَّائِبُونَ الْعَابِدُونَ الْحَامِدُونَ السَّائِحُونَ - (آيت : ١١٢) ص : ٣٨٣
- وَالَّذِينَ يَكْنِزُونَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يَنْفِقُونَهَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَبَشِّرْهُمْ الخ - (آيت : ٣٤-٣٥) ص : ٣٨٦ - ٣٩٠
- وَالْغَارِمِينَ - (آيت : ٦٠) ص : ٣٨٤
- أَنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَاءِ - (آيت : ٦٠) ص : ٣٨٨
- وَأَغْلَظْ عَلَيْهِمْ - (آيت : ٤٣) ص : ٣٩٣
- وَلِيَجِدُوا فِيكُمْ غِلْظَةً - (آيت : ١٢٣) ص : ٣٩٣
- وَيَتُوبُ اللَّهُ عَلَى مَنْ يَشَاءُ - (آيت : ١٥) ص : ٣٩٨
- وآخرون اعترفوا بذنوبهم خلطوا عملا صالحا وأخر سيئا - (آيت : ١٠٢) ص : ٢٠٠
- وَلَا يَحْرَمُونَ مَا حَرَّمَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ - (آيت : ٢٩) ص : ٢١٤ - ٥٣٩
- وَلَوْ أَنَّهُمْ رَضُوا مَا آتَاهُمُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَقَالُوا حَسْبُنَا اللَّهُ سَيُؤْتِينَا اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ - (آيت : ٥٩) ص : ٢١٤
- سَبِّحْهُ عَمَّا يُشْرِكُونَ - (آيت : ٣١) ص : ٥٢٩
- قَالَتِ الْيَهُودُ عِزَّى ابْنُ اللَّهِ وَقَالَتِ النَّصْرَى الْمَسِيحُ ابْنُ اللَّهِ - (آيت : ٣٠) ص : ٥٢٩ - ٥٣٠
- يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا آبَاءَكُمْ وَأَخَوَانَكُمْ أَوْلِيَاءَ إِنِ اسْتَحَبُّوا الْكُفْرَ عَلَى الْإِيمَانِ الخ - (آيت : ٢٣) ص : ٥٣٤ - ٦٢٨
- لَا تَقُمْ فِيهِ أَبَدًا - (آيت : ١٠٨) ص : ٥٥٣
- مَنْ أَسْسَ بَنِيَانَهُ عَلَى شَفَا حَرْفِهَا سَرَفَانَهَا رِبَهُ فِي نَارِ جَهَنَّمَ - (آيت : ١٠٩) ص : ٥٥٣
- تَفْرِيقًا بَيْنَ الْمُؤْمِنِينَ - (آيت : ١٠٤) ص : ٥٥٣
- وَلِيَحْلِفُنَّ إِن أَرَدْنَا إِلَّا الْحَسَنَى - (آيت : ١٠٤) ص : ٥٥٣
- وَاللَّهُ يَشْهَدُ أَنَّهُمْ لَكَاذِبُونَ - (آيت : ١٠٤) ص : ٥٥٣
- الْمُنْفِقُونَ وَالْمُنْفِقَاتُ بَعْضُهُمْ مِنْ بَعْضٍ يَأْمُرُونَ بِالْمُنْكَرِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمَعْرُوفِ الخ - (آيت : ٦٤ - ٦٨) ص : ٥٥٤
- وَلَمَّا سَأَلْتَهُمْ لَيَقُولُنَّ إِنَّمَا كُنَّا نَخُوضُ وَنَلْعَبُ طَقَلْنَا ابْنُ اللَّهِ وَأَيَّتَهُ الخ (آيت : ٦٥-٦٦) ص : ٥٦٣ - ٥٤٨ - ٥١٩ - ٥٨٣

- قاتلهم الله انى يؤفكون - (آيت ٣٠) ص ٥٤٢ - ٦٢٦
- يحلِفون بالله ما قالوا ولقد قالوا كلمة الكفر وكفروا بعد اسلامهم - (آيت ٤٢)
- ص ٦٠١ - ٦٠٥ - ٦١٢
- انهم لا ايمان لهم - (آيت ١٢) ص ٦٠١ - ٦٠٦ - ٦٢٤
- يا ايها النبي جاهد الكفار والمنافقين واغلظ وماؤهم جهنم ط وبئس المصير - (آيت ٤٣)
- ص ٦٠٢ - ٦٠٣ - ٦٢١
- يا ايها الذين امنوا قاتلوا الذين يلونكم من الكفار وليجدوا فيكم غلظة - (آيت ١٢٣)
- ص ٦٢١
- قاتلوا المشركين كافة كما يقاتلونكم كافة - (آيت ٣٦) ص ٦٢٣ - ٦٢٤
- وان احد من المشركين استجارك فاجره حتى يسمع كلم الله ثم ابلغه مأمنه - (آيت ٦)
- ص ٦٢٣ - ٦٢٤
- ومن يتولهم منهم فاولئك هم الظالمون - (آيت ٢٣) ص ٦٣٣
- والله لا يهدي القوم الظالمين - (آيت ١٠٩) ص ٦٣٢
- ام حسبكم ان سئلوا ولما يعلم الله الذين جاهدوا منكم ولم يتخذوا من دون الله الحزم
- (آيت ١٦) ص ٦٣٣
- لم يعلموا ان الله هو يقبل التوبة عن عباده - (آيت ١٠٢) ص ٦٦٨
- فلولا نفر من كل فرقة منهم طائفة ليتفقهوا في الدين - (آيت ١٢٢) ص ٦٤٢ - ٦٤٤
- الا تنصرون فقد نصره الله - (آيت ٢٠) ص ٦٤٥
- لا تحزن ان الله معنا - (آيت ٢٠) ص ٦٤٦

سورة يونس

- قل الله اذن لكم ام على الله تفترون - (آيت ٥٩) ص ٨٤ - ٣٣٦ - ٣٥٤ - ٥٥٨
- ان يتبعون الا الظن وان هم الا يخرصون - (آيت ٢٦) ص ٣٢٨ - ٣٠٣
- ان الظن لا يغنى من الحق شيئا - (آيت ٣٦) ص ٣٢٨
- للذين احسنوا الحسنى وزيادة ط (آيت ٢٦) ص ٣٦٣

- الآن وقد عصيت قبل - (آيت : ٩١) ص : ٣٦٨
 قل ان الذين يفترون على الله الكذب لا يفلحون ، متاع في الدنيا الخ - (آيت : ٤٩ - ٥٠)
 والنحل (آيت : ١١٦) - ص : ٢٩١ - ٥٣٨
 فماذا بعد الحق الا الضلال - (آيت : ٣٢) ص : ٥٣٥
 اتقولون على الله ما لا تعلمون - (آيت : ٦٨) ص : ٥٣٨
 فاني توَفَّكُوت - (آيت : ٣٢) ص : ٥٣٢
 ثم نتجى رسلنا والذين آمنوا - (آيت : ١٠٣) ص : ٥٨٥

سُورَةُ هُود

- ان الحسنات يذهبن السيئات ط ذلك ذكرى للذكريت - (آيت : ١١٢) ص : ١١٠
 الا لعنة الله على الظالمين - (آيت : ١٨) ص : ١٣٥ - ١١٠ - ٥٤٣ - ٦٠٥
 ولا تركنوا الى الذين ظلموا فتمسكم النار - (آيت : ١١٣) ص : ٣١٢ - ٢٢٨ - ٥٢ -
 ٥٦٣ - ٥٤١ - ٥٤٤ - ٥٩٩ - ٦٠٤ - ٦٢٤ -
 على الله رزقها - (آيت : ٦) ص : ٥٠٩
 انه ليس من اهلك انه عمل غير صالح - (آيت : ٢٦) ص : ٥٢٢
 وقيل بعد للمقوم الظلمين - (آيت : ٢٢) ص : ٥٣٨

سُورَةُ يُوسُف

- اذ قال يوسف لابيه (الى قوله تعالى) والحقني بالصالحين - (آيت : ٢٠ تا ١٠١) ص : ١٠٦
 وَاوحينا اليه لتنبئهم - (آيت : ١٥) ص : ١٠٦
 وكذلك مكنا ليوسف في الارض (الى قوله تعالى) نبغى المحسنين - (آيت : ٢١ - ٢٢) ص : ١٠٦
 كذلك لنصرف عنه السوء والفحشاء - (آيت : ٢٢) ص : ١٠٦
 وكذلك مكنا ليوسف في الارض - (آيت : ٥٦) ص : ١٠٦
 وانه لذو علم لما علمناه - (آيت : ٦٨) ص : ١٠٦
 كذلك كدنا ليوسف - (آيت : ٤٦) ص : ١٠٦

ذَٰلِكَ مِنْ فَضْلِ اللَّهِ عَلَيْنَا وَعَلَى النَّاسِ وَلَكِنْ أَكْثَرُ النَّاسِ لَا يَشْكُرُونَ - (آيت : ٣٨)

ص : ١١٩ - ١٥٣

ص : ١٥٦

الَّا مَا رَحِمَ رَبِّي ط ان ربي غفور رحيم - (آيت : ٥٣)

ص : ٢٢٨

وَمَا أَكْثَرُ النَّاسِ وَلَوْ حَرَصْتَ بِمُؤْمِنِينَ - (آيت : ١٠٣)

ص : ٢٢٩

وَأَن كَانَ قِيسُهُ قَدْ دَبَّ - (آيت : ٢٤)

وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ إِلَّا رَجَالًا نُوْحِي إِلَيْهِمْ مِنْ أَهْلِ الْقُرَى - (آيت : ١٠٩)

ص : ٣٢٣ - ٣٢٢ - ٥٨٤

ص : ٢٣٥

وَالْفِيَاسِيْدَ هَالِكًا - (آيت : ٢٥)

سُورَةُ الرَّعْدِ

ص : ١٥٤ - ٣٦٩

الَّا بِذِكْرِ اللَّهِ تَطْمِئِنُّ الْقُلُوبُ - (آيت : ٢٨)

ص : ٣٩٨

وَيَهْدِي إِلَيْهِ مَنْ أَنَابَ - (آيت : ٢٤)

وَجَعَلُوا لِلَّهِ شُرَكَاءَ ط قُلْ سَمَوْهُمْ ط ام تَنْبِئُونَهُ بِمَا لَا يَعْلَمُ فِي الْأَرْضِ - (آيت : ٣٣)

ص : ٥٢٣

سُورَةُ إِبْرَاهِيمَ

ص : ٣٥٣

يَفْعَلُ اللَّهُ مَا يَشَاءُ - (آيت : ٢٤)

ص : ٥٣٣

يَدُلُّوا نِعْمَةَ اللَّهِ كَفَرًا - (آيت : ٢٨)

ص : ٥٢٥

وَوَيْلٌ لِلْكَافِرِينَ مِنْ عَذَابٍ شَدِيدٍ - (آيت : ٢)

مَثَلُ الَّذِينَ كَفَرُوا بِرَبِّهِمْ أَعْمَالُهُمْ كَرَمَادٍ اشْتَدَّتْ بِهِ الرِّيحُ فِي يَوْمٍ عَاصِفٍ ط لَا يَقْدِرُونَ

ص : ٦٨٩

مِمَّا كَسَبُوا عَلَى شَيْءٍ ط ذَٰلِكَ هُوَ الضَّلَالُ الْبَعِيدُ - (آيت : ١٨)

سُورَةُ الْحَجَرِ

ص : ١٥٣

لَعَمْرُكَ أَنَّهُمْ لَفِي سَكْرَتِهِمْ يَعْمَهُونَ - (آيت : ٤٢)

ص : ١٤٦ - ٥٦٢

إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ - (آيت : ٩)

وَإِذَا قَالَ رَبِّكَ لِلْمَلِكَةِ إِنِّي خَالِقٌ بَشَرًا مِنْ صَلْصَالٍ مِنْ حَمَإٍ مَسْنُونٍ ه وَإِذَا سُوِّيَتْهُ

ونفخت فيه من روحي فقعوا له ساجدين - (آيت : ٢٨ - ٢٩) ص : ٣٤٣
 فاصدع بما تؤمر واعرص عن المشركين - (آيت : ٩٢) ص : ٦٠٣
 واعبد ربك حتى يأتيك اليقين - (آيت : ٩٩) ص : ٦١٠

سُورَةُ النَّحْلِ

فَسْئَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ - (آيت : ٢٣) والانبيااء (آيت : ٤) ص : ٣٩٦-٨٤
 وَجَعَلَ لَكُم سِرَابِيلَ تَقِيكُمُ الْحَرَّ - (آيت : ٨١) ص : ١٢٤
 أَلَا مِنْ أَمْرَةٍ وَقَلْبِهِ مَظْمُونٌ بِالْإِيمَانِ - (آيت : ١٠٦) ص : ٥٦١-١٥٠
 وَلَا تَقُولُوا لِمَا تَصِفُ السُّنْتُمْ الْكَذِبَ هَذَا حَلَالٌ وَهَذَا حَرَامٌ لِتَفْتَرُوا عَلَى اللَّهِ الْكَذِبَ ط
 إِنَّ الَّذِينَ يَفْتَرُونَ عَلَى اللَّهِ الْكَذِبَ لَا يَفْلَحُونَ - (آيت : ١١٦) ص : ٣٢٩-٢٥٩-٢١٢
 ٣٣٣ - ٣٨٩ - ٦٦٢ - ٦٤٠ -

إِنَّ الَّذِينَ يَفْتَرُونَ عَلَى اللَّهِ الْكَذِبَ لَا يَفْلَحُونَ ٥ متاع قليل ولهم عذاب اليم -
 (١١٤ - ١١٦) ص : ١٢٣-٢١٢-٢٣٢-٢٢٥-٢٥٩-٣٦٣-٣٨٩-٥٢٨-٦٨٠ -
 وَيَفْعَلُونَ مَا يُؤْمَرُونَ - (آيت : ٥٠) ص : ٣٦٦-٦٤٤
 خَلَقَ الْإِنْسَانَ مِنْ نُطْفَةٍ فَإِذَا هُوَ خَصِيمٌ مُبِينٌ - (آيت : ٢) ص : ٣٤٥
 إِنَّمَا يَفْتَرِي الْكَذِبَ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ - (آيت : ١٠٥) ص : ٣٨٩-٢٩١-٢٩٣-٥٢٨
 لَتَأْكُلُوا مِنْهُ لَحْمًا طَرِيًّا - (آيت : ١٢) ص : ٥١٦
 وَيَنْهَى عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ - (آيت : ٩٠) ص : ٥٣٦

سُورَةُ بَنِي إِسْرَائِيلَ

وَلَا تَبْذُرُوا نَجْسًا ٥ إِنْ الْبِذْرَيْنِ كَانُوا إِخْوَانَ الشَّيْطَانِ وَكَانَ الشَّيْطَانُ لِرَبِّهِ كَفُورًا ٥
 (آيت : ٢٦ - ٢٤) ص : ٩٠
 وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُولَةً إِلَىٰ عُنُقِكَ وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ فَتَقْعُدَ مَلُومًا مَحْسُورًا ٥
 (آيت : ٢٩) ص : ٩٠
 لَنْ نُؤْمِنَ بِكُتُبِنَا نَقَرٌ ٥ نَك - (آيت : ٩٠ تا ٩٣) ص : ١٠٦

- وَقَرَأْنَا فَرَقْتَهُ لِنَقْرَأَهُ عَلَى النَّاسِ عَلَى مَكْثٍ - (آيت : ١٠٦) ص ١٦٠٠ - ١٦٦
- وَأَخْفَضْ لَهَا جَنَاحَ الذَّلِ مِنَ الرَّحْمَةِ - (آيت : ٢٢) ص ٢٢٤ - ٢٥٩
- لَا تَقْل لَهَا أَفَّ وَلَا تَنْهَرْهَا وَقْل لَهَا قَوْلًا كَرِيمًا - (آيت : ٢٣) ص ٢٣٤
- قَلَّ الرُّوحُ مِنْ أَمْرِ بَنِي وَمَا أُوتِيتُمْ مِنَ الْعِلْمِ إِلَّا قَلِيلًا - (آيت : ٨٥) ص ٢٣٨
- قَلَّ كُلَّ يَوْمٍ عَلَى شَاكِلَتِهِ فَرِيكُمُ اعْلَمُ بَيْنَهُمَا هَدًى سَبِيلًا - (آيت : ٨٢) ص ٢٣٥
- وَمَنْ أَلِيلَ فَتَهْجِدْ بِهِ - (آيت : ٤٩) ص ٢٥٥
- أُولَئِكَ الَّذِينَ يَدْعُونَ يَبْتَغُونَ إِلَىٰ رَبِّهِمُ الْوَسِيلَةَ - (آيت : ٥٤) ص ٢٥٩
- وَلَا تَقِفْ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ طَائِثِ السَّمْعِ وَالْبَصَرِ وَالْفُؤَادِ كُلُّ أُولَئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُولًا - (آيت : ٣٦) ص ٣١٤ - ٣٦١
- مَنْ كَانَ يَرِيدَ الْعَاجِلَةَ عَجَّلْنَا لَهُ فِيهَا مَا نَشَاءُ لِمَنْ نُرِيدُ ثُمَّ جَعَلْنَا لَهُ جَهَنَّمَ يَصْلُهَا مَذْمُومًا مَدْحُورًا ٥ وَمَنْ أَرَادَ الْآخِرَةَ وَسَعَىٰ لَهَا سَعْيَهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَأُولَئِكَ كَانَ سَعْيُهُمْ مَشْكُورًا - (آيت : ١٨ - ١٩) ص ٣٦٥ - ٣٦٢
- أَوْفُوا بِالْعَهْدِ إِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُولًا - (آيت : ٣٢) ص ٣٩١
- وَنَزَلَ مِنَ الْقُرْآنِ مَا هُوَ شِفَاءٌ وَرَحْمَةٌ لِلْمُؤْمِنِينَ وَلَا يَزِيدُ الظَّالِمِينَ إِلَّا خَسَارًا - (آيت : ٨٢) ص ٣٩٥
- وَجَعَلْنَا اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ آيَتَيْنِ فَمَحَوْنَا آيَةَ اللَّيْلِ وَجَعَلْنَا آيَةَ النَّهَارِ مَبْصُورَةً لِّتَبْتَغُوا فَضْلًا مِنْ رَبِّكُمْ وَلِتَعْلَمُوا عَدَدَ السِّنِينَ وَالْحِسَابَ وَكُلُّ شَيْءٍ فَصَلْنَاهُ تَفْصِيلًا - (آيت : ١٢) ص ٣٠٢
- يَوْمَ نَدْعُوا كُلَّ أُنَاسٍ بِمَا مَكَّهُمْ - (آيت : ٤١) ص ٥٦٠ - ٦٠٩
- فَمَنْ أَوْفَىٰ كَتَبَهُ بِيَمِينِهِ - (آيت : ٤١) ص ٥٦٠
- مَنْ كَانَ فِي هَذِهِ أَعْمَىٰ - (آيت : ٤٢) ص ٥٦١
- سَبَّحْنِ الَّذِي اسْرَىٰ بَعْدَهُ - (آيت : ١) ص ٥٩٦
- قَلَّ سَبَّحْنِ رَبِّي هَلْ كُنْتُ إِلَّا بَشَرًا مَّرْسُولًا - (آيت : ٩٣) ص ٥٩٦
- قَلَّ جَاءَ الْحَقُّ وَنَزَلَ هَوًّا بَاطِلًا إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ نَزْهَاقًا - (آيت : ٨١) ص ٦٢٦

وَنَحْشُرُهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلَىٰ وُجُوهِهِمْ عَمِيَائًا وَبُكْيًا وَصَبَّيًّا. (آيت : ٩٤) ص : ٢٨٢

سُورَةُ الْكَهْفِ

وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ ذَكَرَ بِآيَاتِ رَبِّهِ فَأَعْرَضَ عَنْهَا وَنَسِيَ مَا قَدَّمَتْ يَدَاہُ ط اَنَا جَعَلْنَا عَلَىٰ

قُلُوبِهِمْ أَكِنَّةً أَنْ يَفْقَهُوهُ وَفِي آذَانِهِمْ وَقْرًا ط (آيت : ٥٤) ص : ٢١٦

آيَتِنَا رَحْمَةً مِنْ عِنْدِنَا وَعَلَّمْنَاهُ مَنْ لَدُنَّا عِلْمًا. (آيت : ٦٥) ص : ٢٣٨

قَالَ إِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيعَ مَعِيَ صَبْرًا ط وكيف تصبر على ما لم تحط به خبرًا. (آيت ٦٤ - ٦٨)

ص : ٢٣٨

قَالَ فَإِنْ اتَّبَعْنِي فَلَا تَسْأَلْنِي عَنْ شَيْءٍ حَتَّىٰ أَحْدِثَ لَكَ مِنْهُ ذِكْرًا. (آيت : ٤٠) ص : ٢٣٨

فَإِنْ طَلَّقَا حَتَّىٰ إِذَا رَكِبَا فِي السَّفِينَةِ خَرَقَهَا ط قَالَ اخْرُقْهَا لِتَحْرِقَ أَهْلَهَا لَقَدْ جِئْتَ شَيْئًا أَمْرًا

قَالَ لِمَ أَقْلَ إِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيعَ مَعِيَ صَبْرًا ط (آيت : ٤١ - ٤٢) ص : ٢٣٩

فَإِنْ طَلَّقَا حَتَّىٰ إِذَا قَيَا عَلِمَا فَمَقْتَلَهُ قَالَ اقْتُلْتُمْ نَفْسًا تَرْكِبُهَا بَغَيْرِ نَفْسِي ط لَقَدْ جِئْتَ

شَيْئًا نَكْرًا ط قَالَ لِمَ أَقْلَ إِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيعَ مَعِيَ صَبْرًا. (آيت ٤٢ - ٤٥) ص : ٢٣٩

قَالَ هَذَا فِرَاقُ بَيْنِي وَبَيْنِكَ سَأُنَبِّئُكَ بِتَأْوِيلِ مَا لَمْ تَسْتَطِعْ عَلَيْهِ صَبْرًا. (آيت : ٤٨) ص : ٢٣٩

وَمَا فَعَلْتَهُ عَنْ أَمْرِي ط ذَلِكَ تَأْوِيلُ مَا لَمْ تَسْتَطِعْ عَلَيْهِ صَبْرًا. (آيت : ٨٢) ص : ٢٣٩

قَالَ الَّذِينَ غَلَبُوا عَلَىٰ أَمْوَالِهِمْ لَنَنْخِذَنَ عَلَيْهِمْ مَسْجِدًا. (آيت : ٢١) ص : ٣٦٠

بَنَيْنَا لِلظَّالِمِينَ بَدَلًا. (آيت : ٥٠) ص : ٥٢٣

وَإِذْ قَالَ مُوسَىٰ لِفَتَاهُ (إِلَىٰ قَوْلِهِ تَعَالَىٰ) فَوَجَدَا عَبْدًا مِنْ عِبَادِنَا. (آيت : ٦٠ تا ٦٥) ص : ٥٨٢

وَاتَّخَذُوا إِلَهًا غَيْرَ اللَّهِ ط (آيت : ١٠٦) ص : ٥٨٥

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَنْزَلَ عَلَىٰ عَبْدِهِ الْكِتَابَ. (آيت : ١) ص : ٥٩٦

قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِثْلُكُمْ. (آيت : ١١٠) ص : ٦٤٩

سُورَةُ مَرْيَمَ

وَكَانَ يَأْمُرُ أَهْلَهُ بِالصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ وَكَانَ عِنْدَ رَبِّهِ مَرْضِيًّا. (آيت : ٥٥) ص : ١٢٢ - ١٢٥

وَإِوصَانِي بِالصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ مَا دُمْتُ حَيًّا. (آيت : ٣١) ص : ١٢٥

- فَخَلَقَ مِنْ بَعْدِهِمْ خَلْفًا أَضَاعُوا الصَّلَاةَ - (آيت : ٥٩)
 لَهُ مَا بَيْنَ أَيْدِينَا وَمَا خَلْفَنَا وَمَا بَيْنَ ذَلِكَ - (آيت : ٦٢)
 أَطْلَعُ الْغَيْبَ إِمَّا اتَّخَذُوا عِنْدَ الرَّحْمَنِ عَهْدًا - (آيت : ٤٨)
 أُولَئِكَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ - (آيت : ٥٨)
 قَسُوفٌ يَلْقُونَ غَيًّا ۚ إِلَّا مَنْ تَابَ - (آيت : ٥٩ - ٦٠)
 إِنَّ كُلَّ مَنْ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ إِلَّا أَتَى الرَّحْمَنَ عَبْدًا - (آيت : ٩٣)

سُورَةُ طه

- فَلَا يَصُدُّكَ عَنْهَا مَنْ لَا يُؤْمِنُ بِهَا - (آيت : ٦)
 وَأَنِّي لَغَفَّارٌ لِمَنْ تَابَ - (آيت : ٨٢)
 وَطَفَقَا يَخْصِفَانِ عَلَيْهَا مِنْ وَرَقِ الْجَنَّةِ - (آيت : ١٢١)
 وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوبِهَا - (آيت : ١٣٠)
 وَمَنْ أَنَاءَ اللَّيْلِ فَسَبِّحْ وَأَطْرَافَ النَّهَارِ لَعَلَّكَ تَرْضَى - (آيت : ١٣٠)
 وَيَلَكُمْ لَا تَفْتَرُوا عَلَى اللَّهِ كَذِبًا فَيَسْحَطَكُمْ بِعَذَابٍ - (آيت : ٦١)
 ص : ٢٣٣ - ٥٢٨ - ٦٠٢ - ٦٦٢
 ص : ٣٢٢ - ٣٢٦ - ٣٣٩ - ٤٠١
 ص : ٣٢٩
 ص : ٦٤٣

سُورَةُ الْأَنْبِيَاءِ

- فَتَادَى فِي الظُّلُمَاتِ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَنَكَ إِنِّي كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِينَ - (آيت : ٨٤)
 أَنْتُمْ وَمَا تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ حَصْبُ جَهَنَّمَ - (آيت : ٩٨)
 وَمَا خَلَقْنَا السَّمَاءَ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا لَعَجِينَ - (آيت : ١٦)
 بَلْ نَقْذِفُ بِالْحَقِّ عَلَى الْبَاطِلِ فَيَدْمَغُهُ فَإِذَا هُوَ زَاهِقٌ ۚ (آيت : ١٨)
 لَا يَسْبِقُونَهُ بِالْقَوْلِ وَهُمْ بِأَمْرِهِ يَعْمَلُونَ - (آيت : ٢٤)

سُورَةُ الْحَجِّ

- مَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّينِ مِنْ حَرَجٍ - (آيت : ٤٨) ص : ١٢١ - ١٢٨ - ١٨٨ - ٢٠٩ -
وَأَذْبُوْا أَنَا لِأَبْرَاهِيمَ مَكَانَ الْبَيْتِ إِنَّ لَدُنْشُرِكِ بِي شَيْئًا وَطَهِّرْ بَيْتِيَ لِلطَّائِفِينَ وَالْقَائِمِينَ وَالرُّكَّعِ
السُّجُودِ - (آيت : ٢٦) ص : ١٣٣
وَمَنْ يَرِدْ فِيهِ بِالْحَادِ بِظِلْمٍ نَذَقَهُ مِنْ عَذَابِ الْيَمِّ - (آيت : ٢٥) ص : ٢٢٢
لَوْلَا دَفَعَهُ اللَّهُ النَّاسَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ لَهْدَمَتْ صَوَامِعُ وَبُيُوعٌ وَصَلَوَاتٌ وَمَسَاجِدُ
يَذْكُرُ فِيهَا اسْمُ اللَّهِ كَثِيرًا - (آيت : ٢٠) ص : ٢٥٣ - ٣٦٠
وَمَنْ يَعِظْ حُرْمَتِ اللَّهِ فَهُوَ خَيْرٌ لَهُ عِنْدَ رَبِّهِ - (آيت : ٣٠) ص : ٢٥٩ - ٣٥٤
وَمَنْ يَعِظْ شَعَائِرَ اللَّهِ فَاتَهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوبِ - (آيت : ٣٢) ص : ٢٥٩ - ٣٥٤
لَتَكْبِرُوا اللَّهَ عَلَى مَا هَدَاكُمْ وَبَشَرَ الْمُحْسِنِينَ - (آيت : ٣٤) ص : ٣٣٤
يَصِبُ مِنْ فَوْقِ سُرٍّ وَسَهْمٍ الْحَمِيمِ - (آيت : ١٩) ص : ٣٦٠
يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنْ كُنْتُمْ فِي رَيْبٍ مِنَ الْبَعْثِ فَإِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نَظْفَةٍ ثُمَّ مِنْ
عَلَقَةٍ ثُمَّ مِنْ مُضْغَةٍ مُخَلَّقَةٍ الْخ - (آيت : ٥) ص : ٣٤٣
فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْأَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوا قَوْلَ الزُّورِ الْخ - (آيت : ٣٠) ص : ٣١٠
يَا أَيُّهَا النَّاسُ ضَرْبٌ مِثْلُ فَاسْتَمِعُوا لَهُ - (آيت : ٤٣) ص : ٣٣٢
وَلْيُوفُوا نُذُورَهُمْ - (آيت : ٢٩) ص : ٥١٩
وَالْبَدَنَ جَعَلْنَاهُمْ لَكُمْ مِنْ شَعَائِرِ اللَّهِ - (آيت : ٣٦) ص : ٥٥٤ - ٦٥٢ - ٦٥٨ - ٦٥٩
فَإِنَّهَا لَا تَعْلَى إِلَّا بَصَارٌ وَلَكِنْ تَعْلَى الْقُلُوبُ الَّتِي فِي الصُّدُورِ - (آيت : ٢٦) ص : ٦٠٢
وَالْبَدَنَ جَعَلْنَاهُمْ لَكُمْ مِنْ شَعَائِرِ اللَّهِ لَكُمْ فِيهَا خَيْرٌ الْخ - (آيت : ٣٦) ص : ٦٥٢
وَلِكُلِّ أُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا لِيَذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ عَلَى مَا سَرَّرْنَا لَهُمْ مِنْ بَرِيئَةٍ الْأَنْعَامِ -
(آيت : ٣٢) ص : ٦٥٥

سُورَةُ الْمُؤْمِنُونَ

- إِنَّمَا خَلَقْنَاكُمْ عَبَثًا وَإِنَّكُمْ إِلَيْنَا لَتَرْجَعُونَ - (آيت : ١٠) ص : ٩٦ - ١٠٨

أَن هِيَ الْآحْيَاتُ الَّتِي نَمُوتُ وَنَحْيَا وَمَا نَحْنُ بِمَبْعُوثِينَ - (آيت : ٣٤) ص : ٩٦
وَالَّذِينَ هُمْ عَلَى صَلَوَاتِهِمْ يُحَافِظُونَ ۝ أُولَئِكَ هُمُ الْوَارِثُونَ ۝ (آيت : ١١٩) ص : ١٢٣
وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ مِنْ سُلَالَةٍ مِنْ طِينٍ ۝ ثُمَّ جَعَلْنَاهُ نَفْسَةً فِي قَرَارٍ مَكِينٍ (إلى قوله
تعالى) فَتَبَارَكَ اللَّهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِينَ - (آيت : ١٢ تا ١٤) ص : ٣٤٢
رَبِّ ارْجِعُون - (آيت : ٩٩) ص : ٢١١
وَالَّذِينَ هُمْ لِأُوجُوهِهِمْ حَافِظُونَ ۝ أَلَّا عَلَىٰ أُرُوجِهِمْ ۝ (آيت : ٥ تا ٤)

ص : ٢١٣ - ٢٢٨

وَصَبَّغُوا لِّلْأَكْلِينَ - (آيت : ٢٠) ص : ٥١٣
لَا تَكْلَفْ نَفْسًا وَلَا وِسْعَهَا - (آيت : ٦٢) ص : ٥٣٦
ثُمَّ أَرْسَلْنَا رُسُلَنَا تَتْرًا (ثُمَّ قَالَ) ثُمَّ أَرْسَلْنَا مُوسَىٰ - (آيت : ٢٢ - ٢٥) ص : ٥٨٩
رَبِّ اعْوِذْ بِكَ مِنْ هَمَزَاتِ الشَّيْطَانِ ۝ وَاعْوِذْ بِكَ رَبِّ أَنْ يَحْضُرُونَ - (آيت : ٩٤ - ٩٨) ص : ٦٤٣

سُورَةُ النُّورِ

لَا تَأْخُذْكُمْ بِهِمَا رَأْفَةٌ فِي دِينِ اللَّهِ - (آيت : ٢) ص : ١٢٢
الْجَبِشْتُ لِلْجَبِشِيِّنَ وَالْجَبِشِيُّونَ لِلْجَبِشِيَّتِ وَالطَّيِّبَاتُ لِلطَّيِّبِينَ وَالطَّيِّبُونَ لِلطَّيِّبَاتِ
أُولَئِكَ مَبَرَّاتٌ مِّمَّا يَقُولُونَ - (آيت : ٢٦) ص : ١٢٣ - ٥٥٥
كُلٌّ قَدْ عَلِمَ صَلَاتَهُ وَتَسْبِيحَهُ - (آيت : ٢١) ص : ١٢٤
وَقُولُوا إِلَى اللَّهِ جَمِيعًا إِنِّي هُمُ الْمُؤْمِنُونَ لَعَلَّكُمْ تَفْلَحُونَ - (آيت : ٣١) ص : ١٢٠
يَعَظُّكُمْ اللَّهُ أَنْ تَعُودُوا إِلَى الْمَثَلِ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ - (آيت : ١٤) ص : ٢١٥ - ٢٠٩ - ٢٢٣
لَوْلَا إِذْ سَمِعْتُمُوهُ ظَنَّ الْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بِأَنفُسِهِمْ خَيْرًا - (آيت : ١٢) ص : ٢٢٨
أَنَّ الَّذِينَ يَجْبُونَ أَنْ تُشِيعَ الْفَاحِشَةُ فِي الَّذِينَ آمَنُوا لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ فِي الدُّنْيَا
وَالْآخِرَةِ - (آيت : ١٩) ص : ٢٣٠
وَمَنْ يَجْعَلِ اللَّهُ لَهُ نُورًا فَمَا لَهُ مِنْ نُّورٍ - (آيت : ٢٠) ص : ٢٢٠ - ٥٤٥
فِي بُيُوتٍ أَذْنُ اللَّهِ أَنْ تَرْفَعَ - (آيت : ٣٦) ص : ٣١٩

- ٣٥٢ : ص (آيت : ٢٢) **أَلَا تَحِبُّونَ أَنْ يَغْفِرَ اللَّهُ لَكُمْ -**
- ٣٦٢ : ص **لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَأْكُلُوا جَمِيعًا وَاشْتَاتًا - (آيت : ٦١)**
- ٣٨٢ : ص **لَا تَجْعَلُوا دُعَاءَ الرَّسُولِ بَيْنَكُمْ كَدُعَاءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا - (آيت : ٦٣)**
- ٣٩٤ : ص **أَنَّهُ الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَإِذَا كَانُوا مَعَهُ عَلَى أَمْرٍ جَامِعٍ لَمْ يَذْهَبُوا حَتَّى يَسْتَأْذِنُوهُ - (آيت : ٦٢)**
- ٤٠٨ - ٤٤٣ : ص **أَتَكْفُرُوا بِالْيَاغِي مِنْكُمْ وَالصَّالِحِينَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَأَمَّاكُمْ - (آيت : ٣٢)**
- ٤٠٩ : ص **لَوْ لَاجَاءَ وَاعْلِيهِ بَارِبَعَةٌ شُهَدَاءُ - (آيت : ١٣)**
- ٤١٠ : ص **لَوْ لَا إِذْ سَمِعْتُمُوهُ قُلْتُمْ الْحَرَجُ - (آيت : ١٦)**
- ٤١٠ : ص **وَالَّذِينَ يَرْمُونَ الْمُحْصَنَاتِ الْحَرَجُ - (آيت : ٢)**
- ٤٣٣ : ص **وَلَيْسَتْ عُفَّتِ الَّذِينَ لَا يَجِدُونَ نِكَاحًا حَتَّى يُغْنِيَهُمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ - (آيت : ٣٣)**
- ٤١٢ : ص **وَالزَّانِيَةُ لَا يَنْكِحُهَا الْآثِرَاتُ أَوْ مُشْرِكٌ طَوْحَرَمٌ ذَلِكَ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ - (آيت : ٣)**
- ٤١٣ - ٤٥١ : ص **وَالَّذِينَ يَرْمُونَ إِثْرًا وَاجْهَمُ (إِلَى قَوْلِهِ تَعَالَى) وَيَدْرُسُوا عَنْهَا الْعَذَابُ الْحَرَجُ - (آيت : ٦١ تا ٨٦)**
- ٤٢١ : ص

سُورَةُ الْفُرْقَانِ

- ٩٠٠ : ص **وَالَّذِينَ إِذَا أَنْفَقُوا لَمْ يُسْرِفُوا وَلَمْ يَقْتُرُوا وَكَانَ بَيْنَ ذَلِكَ قَوَامًا - (آيت : ٦٤)**
- ١١٢ : ص **وَأَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَاءِ مَاءً طَهُورًا - (آيت : ٢٨)**
- ١١٢ : ص **وَهُوَ الَّذِي مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ هَذَا عَذْبٌ فَرَاتٌ وَهَذَا مِلْحٌ أُجَاجٌ وَجَعَلَ بَيْنَهُمَا بَرْزَخًا وَحِجْرًا مَحْجُورًا - (آيت : ٥٣)**
- ١٦٦ : ص **وَمَرْتَلَنَاهُ تَرْتِيلًا - (آيت : ٣٢)**
- ٢٢٩ : ص **أَوَلَيْكَ يَبْدُلُ اللَّهُ سَيِّئَاتِهِمْ حَسَنَاتٍ - (آيت : ٤٠)**
- ٢٢٤ : ص **حَسَنَاتٍ مُسْتَقَرًّا وَمُقَامًا - (آيت : ٤٦)**
- ٥٨٤ : ص **وَمَا أَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنَ الرُّسُلِينَ إِلَّا أَنَّهُمْ لِيَأْكُلُوا الطَّعَامَ - (آيت : ٢٠)**

تَبْرَكَ الَّذِي نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلَى عَبْدِهِ لِيَكُونَ لِلْعَالَمِينَ نَذِيرًا - (آيت : ١) ص : ٥٩٥ - ٦٦٢
 اِنَّ هُمْ اِلَّا كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ سَبِيلًا - (آيت : ٢٢) ص : ٩٠ - ٩٠
 وَقَدْ مَنَّ اِلٰهُ مَا عَمِلُوا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنَاهُ هَبَاءً مَنْثُورًا - (آيت : ٢٣) ص : ٦٦٢ - ٦٨٨

سُورَةُ الشُّعَرَاءِ

اَتَبْنُونَ بِكُلِّ سَرِيحٍ اَيَّةٍ تَعْبَثُونَ ۝ وَتَتَّخِذُونَ مَصَانِعَ لَعَلَّكُمْ تَخْلَدُونَ - (آيت : ١٢٨ - ١٢٩)
 ص : ٩٤ - ٣٦٠
 وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا اَيَّ مَنْقَلَبٍ يَنْقَلِبُونَ - (آيت : ٢٢٤) ص : ٢١٥ - ٢١٨ - ٢٢٠
 ٥٣٣ - ٥٢٩ - ٥٤٩ - ٥٩٢ - ٤٠٥ - ٦٢٦ - ٦٦٥ - ٦٦٦
 مَا اَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلَى رَبِّ الْعَالَمِينَ - (آيت : ١٠٩ - ١٢٤ - ١٢٥)
 ص : ٢٣٠ - ٢٦٩
 فَعَلْتَ فَعَلْتِكَ الَّتِي فَعَلْتَ وَاَنْتَ مِنَ الْكٰفِرِينَ - (آيت : ١٩) ص : ٥٢٥
 الَّذِي يَرَاكَ حِينَ تَقُومُ وَتَقْلِبُكَ فِي السُّجْدِينَ - (آيت : ٢١٨ - ٢١٩) ص : ٥٨١

سُورَةُ النَّملِ

اِنَّ اللّٰهَ يَسْمَعُ مَنْ يَشَاءُ - (آيت : ٢٢) ص : ٣٦٤
 اَنْ تَسْمَعَ الْاٰمَنُ يَوْمَ مَنْ بَايَعْتَنَا فَمِنْهُمْ مُسْلِمُونَ - (آيت : ٨١) ص : ٣٦٤
 قَالَ الَّذِي عِنْدَهُ عِلْمٌ مِنَ الْكِتٰبِ اَنَا اَتِيكَ بِهِ قَبْلَ اَنْ يَرْتَدَّ اِلَيْكَ طَرْفُكَ - (آيت : ٢٠) ص : ٥٤٩
 اِنِّي لَا يَخَافُ لَدَيَّ الْمُرْسَلُونَ - (آيت : ١٠) ص : ٥٨٥

سُورَةُ الْقَصَصِ

لَا تَبْتَغِ الْجَاهِلِيَّتَ - (آيت : ٥٥) ص : ١٣٨
 اِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ اَحْبَبْتَ - (آيت : ٥٦) ص : ٣٦٤
 وَجَعَلْنَاهُمْ اٰثِمَةً يَدْعُونَ اِلَى النَّارِ - (آيت : ٢١) ص : ٥٦٠

كل شيء هالك الا وجهه - (آيت : ٨٨) ص : ٦٤٢

سُورَةُ الْعَنْكَبُوتِ

وَالَّذِينَ جُهِدُوا فِيْنَا لِنَهْدِيَنَّهُمْ سَبِيلَنَا - (آيت : ٦٩) ص : ١٥٢
 اِنَّ الصَّلَاةَ تَنْهَىٰ عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ - (آيت : ٢٥) ص : ٢٢٦
 وَلَذِكْرُ اللَّهِ أَكْبَرُ - (آيت : ٢٥) ص : ٣٣٩
 اَللّٰهُ اَحْسَبُ النَّاسَ اَنْ يَّتْرَكُوْا اَنْ يَقُوْلُوْا اٰمَنَّا وَهُمْ لَا يُفْتَنُوْنَ - (آيت : ١ - ٢) ص : ٢٣٤
 وَلِيَحْمِلْنَ اَثْقَالَهُمْ وَاثْقَالًا مَّعَ اَثْقَالِهِمْ - (آيت : ١٣) ص : ٥٢٦

سُورَةُ الرُّومِ

وَلَا يَسْتَخْفِنُكَ الَّذِينَ لَا يُوقِنُونَ - (آيت : ٢) ص : ٨٨
 وَمَا آتَيْتُم مِّن رَّبٍّ لِّیَرْبُوْا فِیْ اَمْوَالِ النَّاسِ فَلَا یَرْبُوْا عِنْدَ اللّٰهِ وَمَا آتَيْتُم مِّن زَكٰوةٍ
 تَرْیَدُوْنَ وَجْهَہٗ فَاُولٰٓئِکَ هُمُ الْمَضْعَفُوْنَ - (آيت : ٣٩) ص : ٩٥
 وَلَکِنْ کُلَّ حِزْبٍ بِمَا لَدَیْهِمْ فَرِحُوْنَ - (آيت : ٣٢) ص : ١٥٢
 وَلَمَّا اَرْسَلْنَا رَیْحًا فَرَأَوْهُ مُصْفَرًّا ظَلُّوا مِنْ بَعْدِهِ یُکْفِرُوْنَ (اِلٰی قَوْلِهِ تَعَالٰی) مَنْ یُّؤْمِنُ
 بِاٰیٰتِنَا فَهَم مَّسْلُومٌ - (آيت : ٥١ تا ٥٣) ص : ٣٨٠
 وَمَنْ اٰیٰتُهُ اَنْ خَلَقَ لَکُمْ مِنْ اَنْفُسِکُمْ اَنْرَاجًا لِّتَسْکُنُوْا اِلَیْهَا وَجَعَلَ بَیْنَکُمْ مَوَدَّةً وَرَحْمَةً
 اِنْ فِیْ ذٰلِکَ لَآیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّتَفَكَّرُوْنَ - (آيت : ٢١) ص : ٢٣٢ - ٢٣٣
 اَقِیْمُوا الصَّلَاةَ وَلَا تَکُوْنُوْا مِنَ الْمَشْرِکِیْنَ - (آيت : ٣١) ص : ٦١١

سُورَةُ الْقَمَنِ

یٰۤاٰیُّهَا اَنْ تَکَ (اِلٰی قَوْلِهِ تَعَالٰی) اِنْ اَنْکَرَا لِاصْوَاتِ لُصُوْتِ الْحَمِیْرِ - (آيت : ١٦ تا ١٩) ص : ١٠٦
 وَمَنْ النَّاسُ مِنْ لِّیَشْتَرِیْ لَہٗوَ الْحَدِیْثِ - (آيت : ٦) ص : ٢٢٢

ص: ٣٢٨

وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ بِأَيِّ أَرْضٍ تَمُوتُ - (آيت: ٣٢)

ص: ٦١٣

وَصَاحِبِهَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوفًا - (آيت: ١٥)

سُورَةُ السَّجْدَةِ

ص: ٣٤٢

وَبَدَأَ خَلْقَ الْإِنْسَانِ مِنْ طِينٍ - (آيت: ٤)

يَدَّبَّرُ الْأَمْرَ مِنَ السَّمَاءِ إِلَى الْأَرْضِ يُعْرِجُ إِلَيْهِ فِي يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُ الْفَسْطَةِ مِثْلًا

ص: ٦٤١

تَعْدُونَ - (آيت: ٥)

سُورَةُ الْأَحْزَابِ

إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا -

ص: ١٥١ - ٣٢٩ - ٣٥٢

(آيت: ٥٦)

ص: ١٥٤ - ٣٣٢

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اذْكُرُوا اللَّهَ ذِكْرًا كَثِيرًا - (آيت: ٢١)

أَنَّ الَّذِينَ يُؤْذُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ لَعَنَهُمُ اللَّهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَأَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا

ص: ٢٢٢ - ٣٥٢ - ٥٤٢ - ٦٠٥ - ٦٦٦

مُهِينًا - (آيت: ٥٤)

ص: ٢٢٤ - ٦٦١

وَاللَّهُ يَقُولُ الْحَقَّ وَهُوَ يَهْدِي السَّبِيلَ - (آيت: ٢٠)

وَالَّذَاكِرِينَ اللَّهَ كَثِيرًا وَالَّذَاكِرَاتِ أَعَدَّ اللَّهُ لَهُمْ مَغْفِرَةً وَأَجْرًا عَظِيمًا - (آيت: ٣٥)

ص: ٣٣٥

ص: ٣٢٤

يَا أَهْلَ يَثْرِبَ لَا مُقَامَ لَكُمْ - (آيت: ١٣)

ص: ٣٢٩

هُوَ الَّذِي يُصَلِّي عَلَيْكُمْ وَمَلَائِكَتُهُ - (آيت: ٢٣)

ص: ٣٢٩

النَّبِيِّ أُولَى بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنْفُسِهِمْ - (آيت: ٦)

ص: ٣٦٢

ذَلِكَ أَدْنَى أَنْ يُعْرَفَ فَلا يُؤْذِينَ - (آيت: ٥٩)

ص: ٣٤٣

وَحَمَلَهَا الْإِنْسَانُ إِنَّهُ كَانَ ظَلُومًا جَهُولًا - (آيت: ٤٢)

أَنَّ الْمُسْلِمِينَ وَالْمُسْلِمَاتِ (إِلَى قَوْلِهِ تَعَالَى) وَالصَّائِمِينَ وَالصَّائِمَاتِ (إِلَى قَوْلِهِ تَعَالَى)

ص: ٣٨٣

أَعَدَّ اللَّهُ لَهُمْ مَغْفِرَةً وَأَجْرًا عَظِيمًا - (آيت: ٣٥)

ص: ٣٩٣

إِنَّمَا ثَقَفُوا أَخْذًا وَقَتَلُوا ثَقَاتِيلاً - (آيت: ٦١)

خالصة لك من دون المؤمنين - (آيت : ٥٠) ص : ٢١٥
 يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَحْلَلْنَا لَكَ الزَّوَاجَ الَّذِي أَتَيْتَ أَجُورَ هُنَّ وَمَا مَلَكَتْ يَمِينُكَ مِمَّا أَفَاءَ اللَّهُ عَلَيْكَ
 وَبَنَاتِ عُمَّكَ وَبَنَاتِ عَمَّتِكَ وَبَنَاتِ خَالَكَ وَبَنَاتِ خَلَّتِكَ الخ (آيت : ٥٠) ص : ٢٢٦
 فَلَمَّا قَضَىٰ زَيْدٌ مِنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنَاكَ وَلَهَا لَكَ مَا مَلَكَتْ يَمِينُكَ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ حَرَجٌ فِي الزَّوَاجِ ادْعِيَاهُمْ
 إِذَا اقْتَضُوا مِنْهُنَّ وَطَرًا - (آيت : ٣٤) ص : ٢٢٦ - ٢٤٣
 وَلَكِنْ رَسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ - (آيت : ٢٠) ص : ٢٦١ - ٥٤٩ - ٥٨٢
 ٥٩٠ - ٥٩٣ - ٦٢٢

فَأَخَوَاتِكُمْ فِي الدِّينِ - (آيت : ٥) ص : ٢٦٦
 إِذَا نَكَحْتُمُ الْمُؤْمِنَاتِ ثُمَّ طَلَقْتُمُوهُنَّ مِنْ قَبْلِ أَنْ تَمْسُوهُنَّ فَمَا لَكُمْ عَلَيْهِنَّ مِنْ عَدَةٍ
 تَعْتَدُونَهَا - (آيت : ٢٩) ص : ٥٠٥ - ٥٠٦
 وَالَّذِينَ يُؤْذُونَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ بَغَيْرِ مَا كُتِبَُوا فَقَدْ احْتَمَلُوا بِهْتَانًا وَإِثْمًا
 مُبِينًا - (آيت : ٥٨) ص : ٥٢٣
 وَأَذْخَلْنَا مِنَ النَّبِيِّينَ مِيثَاقَهُمْ وَمَنْكَ وَمَنْ نُوحٍ - (آيت : ٤) ص : ٥٨٥
 سَنَةِ اللَّهِ فِي الَّذِينَ خَلَوْا مِنْ قَبْلُ وَكَانَ أَمْرُ اللَّهِ قَدَرًا مَقْدُورًا الَّذِينَ
 يَبْلُغُونَ رِسَالَاتِ اللَّهِ - (آيت : ٣٨ - ٣٩) ص : ٥٨٤
 يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لَا تَمْرُوجُكَ وَبَنَاتُكَ الخ - (آيت : ٥٩) ص : ٦٠٠

سُورَةُ سَبَأٍ

إِنْ هُوَ إِلَّا نَزْلُكُمْ بِبَيْتِ يَدَىٰ عَذَابٍ شَدِيدٍ - (آيت : ٢٦) ص : ٣٣٠

سُورَةُ فَاطِرٍ

أَمَّا تَتَذَكَّرُ الَّذِينَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَيْبِ وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ وَمَنْ تَزَكَّىٰ فَإِنَّمَا يَتَزَكَّىٰ لِنَفْسِهِ
 (إِلَى قَوْلِهِ تَعَالَى) إِنَّكَ أَنْتَ الْأَنْذِيرُ - (آيت : ١٨ تا ٢٣) ص : ٣٨٠
 إِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ - (آيت : ١٠) ص : ٥١٦
 وَأَنَّ مِنْ أُمَّةٍ أَخْلَا فِيهَا نَذِيرٌ - (آيت : ٢٣) ص : ٥٢٥

سُورَةُ يُسَىٰ

- وَنَكْتِبُ مَا قَدَّمُوا وَأَثَرَهُمْ - (آيت : ١٢)
 وَمَا عَلَّمْنَاهُ الشَّعْرَ وَمَا يَنْبَغِي لَهُ - (آيت : ٦٩)
 أَوَلَمْ يَرِ الْإِنْسَانُ أَنَّا خَلَقْنَاهُ مِنْ نَظْفَةٍ فَذَاهُو خَصِيمٍ مُبِينٍ الْخ (آيت : ٤٤ - ٤٨) ص : ٣٤٣
 يُؤِيلُنَا مِنْ بَعْثِنَا مَنْ مَرَقْدُنَا - (آيت : ٥٢) ص : ٣٤٥
 هَذَا مَا وَعَدَ الرَّحْمَنُ وَصَدَقَ الْمُرْسَلُونَ - (آيت : ٥٢) ص : ٥٨٥
 قَالَ يَقُومُوا اتَّبِعُوا الْمُرْسَلِينَ - (آيت : ٢٠) ص : ٥٨٩
 وَأَضْرِبْ لَهُمْ مَثَلًا أَصْحَابَ الْقَرْيَةِ الْخ - (آيت : ١٣) ص : ٥٩٠
 أَوَلَمْ يَرَوْا أَنَّا خَلَقْنَا لَهُمْ مَا عَمِلَتْ أَيْدِينَا أَنْعَامًا فَهُمْ لَهَا مَالِكُونَ الْخ (آيت : ٤١ تا ٤٣) ص : ٦٥١
 قَالُوا مَا أَنْتُمْ إِلَّا بَشَرٌ مِثْلُنَا - (آيت : ١٥) ص : ٦٤٩ - ٦٤٨
 يُسَىٰ ۝ وَالْقُرْآنُ الْحَكِيمُ ۝ إِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِينَ - (آيت : ١ تا ٣) ص : ٦٨٢

سُورَةُ الصَّفَاتِ

- قُلْ لَوْلَا أَنَّهُ كَانَ مِنَ الْمُسَبِّحِينَ ۝ لَبِثَ فِي بَطْنِهِ إِلَىٰ يَوْمِ يُبْعَثُونَ - (آيت : ١٢٣ - ١٢٤) ص : ١٢٨
 فَلَمَّا اسْلَمَا وَقَلَّ لِلْجَبِينِ ۝ وَنَادَيْنَاهُ أَنْ يَا إِبْرَاهِيمَ - (آيت : ١٠٣ - ١٠٤) ص : ٢١٢
 أَنَا خَلَقْتُهُمْ مِنْ طِينٍ لَا تَرَبِّ - (آيت : ١١) ص : ٣٤٣
 وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْآخِرِينَ ۝ سَلَامٌ عَلَىٰ نُوحٍ فِي الْعَالَمِينَ - (آيت : ٤٨ - ٤٩) ص : ٥١٨
 وَلَقَدْ سَبَقَتْ كَلِمَتُنَا لِعِبَادِنَا الْمُرْسَلِينَ - (آيت : ١٤١) ص : ٥٨٥
 وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِينَ - (آيت : ١٨١) ص : ٥٨٥

سُورَةُ ص

وَوَهَبْنَا لِدَاوُدَ سُلَيْمَانَ ۝ نَعْمَ الْعَبْدُ إِنَّهُ أَوَّابٌ ۝ إِذَا عَرَضَ عَلَيْهِ بِالْعَشَى الصَّفَاتِ

الحياد ٥ فقال اني احببت حب الخير عن ذكر مررتي حتى تواست بالحجاب - (آيت ٣٠ : تا ٣٢)

ص : ١٢٩

ص : ١٣٣

وطني داود انما فتته فاستغفر ربه وخرس الكعا وانا ب - (آيت : ٢٢)

ص : ٢٢٢

ام نجعل المتقين كالنجاس - (آيت : ٢٨)

ص : ٣٨٤

وخذ بيدك ضعفا فاضرب به ولا تحنث - (آيت : ٢٢)

ص : ٣٩٢

هذا عطاؤنا فامنن او امسك بغير حساب - (آيت : ٣٩)

ص : ٢٣٥

ولا تتبع الهوى فيضلك عن سبيل الله - (آيت : ٢٦)

ص : ٢٤٣

جنت عدن مفتحة لهم الابواب - (آيت : ٥٠)

ص : ٥٢٥

ما سمعنا بهذا في الملة الاخوة - (آيت : ٤)

سورة الزمر

قل هل يستوى الذين يعلمون والذين لا يعلمون - (آيت : ٩) ص : ٢٢٢ - ٢٣١ - ٢٤٥

ص : ٣٢٠

ليس في جهنم مثوى للمتكبرين - (آيت : ٦٠)

ص : ٣٣٨

فبشر عباد الذين يستمعون القول فيتبعون احسنه - (آيت : ١٤ - ١٨)

ص : ٢٩٣

ولعذاب الآخرة اكبر - (آيت : ٢٦)

من يضل الله فما له من هاد ومن يهدي الله فما له من مضل - (آيت : ٣٦ - ٣٤)

ص : ٥٥٢

ص : ٥٨٥

وجاء بالنبين والشهداء - (آيت : ٦٩)

ص : ٥٨٤

ولقد اوحى اليك والى الذين من قبلك - (آيت : ٦٥)

سورة المؤمن

ص : ١٠٤

حم تنزيل الكتاب من الله العزيز العليم الخ - (آيت : ٣ تا ٣)

ص : ١٢٩

وسبح بحمد ربك بالعشي والابكار - (آيت : ٥٥)

ص : ٣٣٢

وقال ربكم ادعوني استجب لكم - (آيت : ٦٠)

ص : ٣٤٦

النار يعرضون عليها - (آيت : ٢٦)

النَّارِ يَرْضُونَ عَلَيْهَا غَدًا وَعَشِيًّا وَيَوْمَ تَقُومُ السَّاعَةُ أَدْخِلُوا آلَ فِرْعَوْنَ أَشَدَّ الْعَذَابِ -

(آيت : ٢٦) ص : ٣٤٩

وَحَسْرَتُهُمْ إِنَّكَ الْبَاطِلُونَ - (آيت : ٤٨) ص : ٥٢٨ - ٦٢٩

فَتَذَكَّرُونَ مَا أَقُولُ لَكُمْ وَأَفُوضُ أَمْرِي إِلَى اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ بَصِيرٌ بِالْعِبَادِ - (آيت : ٣٢) ص : ٥٥٢

إِنَّا لَنَتَصَرَّرُ سَلْنَا وَالَّذِينَ آمَنُوا - (آيت : ٥١) ص : ٥٨٥

سُورَةُ حَمَّ السَّجْدَةِ

مَنْ أَحْسَنُ قَوْلًا مِمَّنْ دَعَا إِلَى اللَّهِ - (آيت : ٣٣) ص : ١٢٨

قُلْ هُوَ لِلَّذِينَ آمَنُوا هُدًى وَشِفَاءً - (آيت : ٢٢) ص : ١٥٥

لَمْ شَهِدْ تَعْلَمْنَا - (آيت : ٢١) ص : ٥٣٤

قَالُوا نَطَقْنَا اللَّهَ الَّذِي نَطَقَ كُلُّ شَيْءٍ - (آيت : ٢١) ص : ٥٣٤

وَإِنَّهُ لَكِتَابٌ عَزِيزٌ ۝ لَا يَأْتِيهِ الْبَاطِلُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهِ ۝ تَنْزِيلٌ مِنْ حَكِيمٍ حَمِيدٍ -

(آيت : ٢١ - ٢٢) ص : ٥٢٥ - ٦٦٢

مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهِ - (آيت : ٢٦) ص : ٥٦٤

مَا يُقَالُ لَكَ إِلَّا مَا قَدَّ قِيلَ لِلرَّسُولِ مِنْ قَبْلِكَ - (آيت : ٢٣) ص : ٥٨٤

فَقُلْ أَنْذَرْتُكُمْ صُفْعَةً مِثْلَ صُفْعَةِ عَادَ وَثَمُودَ ۝ إِذْ جَاءَتْهُمْ الرُّسُلُ مِنْ بَيْنِ أَيْدِيهِمْ

وَمِنْ خَلْفِهِمْ - (آيت : ١٣ - ١٤) ص : ٥٨٩

سُورَةُ الشُّورَى

هُوَ الَّذِي يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهِ وَيَعْفُو عَنِ السَّيِّئَاتِ - (آيت : ٢٥)

ص : ٢٢٦ - ٢٣٥ - ٦٦٨ - ٦٦٩

إِلَّا إِلَى اللَّهِ تَصِيرُ الْأُمُورُ - (آيت : ٥٣) ص : ٥٥٩

كَذَلِكَ يُوحَىٰ إِلَيْكَ وَالَّذِينَ مِنْ قَبْلِكَ اللَّهُ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ -

(آيت : ٣) ص : ٥٨٤

سُورَةُ الزَّخْرَفِ

وَمَنْ يَعِشْ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمَنِ نَقِيْضٌ لَهُ شَيْطَانًا (الْأَيْ قَوْلُهُ تَعَالَى) اِذْ ظَلَمْتُمْ أَنْفُسَكُمْ فِي

العذاب مشتركون - (آيت ٣٦ : تا ٣٩) ص : ١٥٥

عَلَى نَرَجُلٍ مِنَ الْقَرْيَتَيْنِ عَظِيمٍ - (آيت : ٣١) ص : ٣٢٣

وَسَأَلْ مِنْ أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ أَرْسَلْنَا - (آيت : ٢٥) ص : ٥٨٤

سُورَةُ الْاِحْقَافِ

رَبِّ اَوْزَعْنِي اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِي (الْأَيْ قَوْلُهُ تَعَالَى) وَاِنِّي مِنَ الْمُسْلِمِينَ -

(آيت : ١٥) ص : ١١٩ - ١٥٣

فَهَلْ يَهْلِكُ اِلَّا الْقَوْمَ الْفَاسِقُونَ - (آيت : ٣٥) ص : ٢٢٥

اَذْهَبْتُمْ طَيْبَاتِكُمْ فِي حَيَاتِكُمُ الدُّنْيَا - (آيت : ٢٠) ص : ٦٨٨

سُورَةُ مُحَمَّدٍ

وَلَا تَبْطُلُوا اَعْمَالَكُمْ - (آيت : ٣٣) ص : ١١١ - ٢١١ - ٢٥١ - ٣١٥

وَأَسْتَغْفِرُ لَذُنُوبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ - (آيت : ١٩) ص : ٢٣٣

وَكَأَيِّنْ مِنْ قَرْيَةٍ هِيَ أَشَدَّ قُوَّةً مِنْ قَرْيَتِكَ الَّتِي أَخْرَجْتِكَ اِهْلَكَتْهُمْ فَلَا نَاصِرَ لَهُمْ -

(آيت : ١٣) ص : ٣٢٣ - ٣٢٢

أَفَلَا يَتَذَكَّرُونَ الْقُرْآنَ اَمْ عَلَى قُلُوبٍ اَقْفَالُهَا - (آيت : ٢٢) ص : ٣٢٦

فَهَلْ عَسَيْتُمْ اِنْ تَوَلَّيْتُمْ اَنْ تُفْسِدُوا فِي الْاَرْضِ وَتَقَطَّعُوا اَرْحَامَكُمْ اُولَئِكَ الَّذِينَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ

فَاصْبِرْهُمْ وَاَعْنِ اَبْصَارَهُمْ (آيت : ٢٢ - ٢٣) ص : ٦٦٥ -

سُورَةُ الْفَتْحِ

لَتُؤْمِنُوا بِاللّٰهِ وَرَسُولِهِ وَتُعَزِّرُوهُ وَتُوَقِّرُوهُ - (آيت : ٩) ص : ١٥٦ - ٣٢٦ - ٣٥٨

يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيهِمْ - (آيت : ١٠) ص : ٢٣٤

أَنَا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا ۖ لَتُؤْمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَلَتَعِزُّرُوهُ وَتُوقِرُوهُ -

(آيت : ٨ - ٩)

ص : ٢٦٠٠

رَحِمَاءَ بَيْنَهُمْ - (آيت : ٢٩)

ص : ٣٥٢

مَحْمَدًا رَسُولَ اللَّهِ - (آيت : ٢٩)

ص : ٦٨٢

مَحْمَدًا رَسُولَ اللَّهِ وَالَّذِينَ مَعَهُ أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رَحِمَاءَ بَيْنَهُمْ (الْحَقُّ قَوْلُهُ تَعَالَى)

ذَلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرَةِ وَمَثَلُهُمْ فِي الْإِنْجِيلِ - (آيت : ٢٩)

ص : ٦٨٥

سُورَةُ الْحُجُرَاتِ

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اجْتَنِبُوا كَثِيرًا مِّنَ الظَّنِّ إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ أَثْمٌ - (آيت : ١٢)

ص : ١١٥ - ٢٢٤ - ٢٥٠ - ٢٦٩

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِن جَاءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَأٍ فَتَبَيَّنُوا - (آيت : ٦)

ص : ١٢١ - ٢٨٥ - ٢٨٩

وَأَن طَائِفَتٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِينَ اقْتَتَلُوا - (آيت : ٩)

ص : ١٣٢

فَتَبَيَّنُوا أَن تَصِيبُوا قَوْمًا بَٰجِهَالَةٍ فَتُصْبِحُوا عَلَىٰ مَا فَعَلْتُمْ نَادِمِينَ - (آيت : ٦)

ص : ٣٢٤

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِن جَاءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَأٍ فَتَبَيَّنُوا أَن تَصِيبُوا قَوْمًا بَٰجِهَالَةٍ فَتُصْبِحُوا

ص : ٣٩٦ - ٣٩٨

عَلَىٰ مَا فَعَلْتُمْ نَادِمِينَ - (آيت : ٦)

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْدُمُوا بَيْنَ يَدَيِ اللَّهِ وَرَسُولِهِ وَاتَّقُوا اللَّهَ ط إِنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ عَلِيمٌ -

ص : ٣٩٤

(آيت : ١)

أَيُّهَا أَحَدُكُمْ أَن يَأْكُلَ لَحْمَ أَخِيهِ مَيْتًا وَكَرِهْتُمُوهُ - (آيت : ١٢)

ص : ٣٣٦

ص : ٤٣٥ - ٥٢٢ - ٢٦٦

أَنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ - (آيت : ١٠)

ص : ٢٦٤

إِن أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ اتَّقَىٰكُمْ - (آيت : ١٣)

ص : ٥٦٨

لَا تَجَسَّسُوا - (آيت : ١٢)

لَكِنِ اللَّهُ حَبَّبَ إِلَيْكُمُ الْإِيمَانَ وَزَيَّنَهُ فِي قُلُوبِكُمْ وَكَرَّهَ (إِلَىٰ قَوْلِهِ تَعَالَىٰ) وَاللَّهُ عَلِيمٌ

ص : ٥٩٨

حَكِيمٌ - (آيت : ٨ - ٤)

سُورَةُ الذَّرِيَّتِ

ص : ١٥٩

وَذَكَرْ فَإِنَّ الذِّكْرَ يُتَنَفَّحُ الْمُؤْمِنِينَ - (آيت : ٥٥)

ص : ٣٤٤

أَنَّهُ لِحَقِّ مِثْلٍ مَا أَنْكُمْ تَنْطَقُونَ - (آيت : ٢٣)

سُورَةُ النِّجْمِ

ص : ٨٩

عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهَى ه عِنْدَهَا جَنَّةُ الْمَأْوَى - (آيت : ١٢ - ١٥)

ص : ٣٤٠

مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَأَى - (آيت : ١١)

ص : ٥٩٦

فَأَوْحَى إِلَى عَبْدِهِ مَا أَوْحَى - (آيت : ١٠)

ص : ٦٥٤

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَى إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَى - (آيت : ٣ - ٤)

ص : ٦٤٠

وَالنَّجْمُ إِذَا هَوَى مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوَى - (آيت : ١ - ٢)

سُورَةُ الرَّحْمَنِ

ص : ٢١٣

الرَّحْمَنُ ه عِلْمُ الْقُرْآنِ ه خَلَقَ الْإِنْسَانَ - (آيت : ١ تا ٣)

ص : ٢٠٢ - ٢٠٥

الْشَّمْسُ وَالْقَمَرُ بِحُسْبَانٍ - (آيت : ٥)

سُورَةُ الْوَاقِعَةِ

ص : ٦٥٠

وَلَكِنْ لَا تَبْصُرُونَ - (آيت : ٨٥)

سُورَةُ الْحَدِيدِ

ص : ٥٥٩

ذَٰلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ ط وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ - (آيت : ٢١)

ص : ٥٨٥

وَالَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ أُولَٰئِكَ هُمُ الصَّادِقُونَ - (آيت : ١٩)

ص : ٥٨٩

لَقَدْ أَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَيِّنَاتِ - (آيت : ٢٥)

ص : ٥٨٦

أَعَدْتُ لِلَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ - (آيت : ٢١)

ص : ٥٨٩

ثُمَّ قَفَّيْنَا عَلَىٰ آثَارِهِم بِرُسُلِنَا - (آيت : ٢٤)

مَنْ ذَا الَّذِي يقرض الله قرضاً حسناً فيضعفه له وله اجر كريم - (آيت : ١١) ص : ٢٢٢
وَمَنْ يَتَوَلَّ فان الله هو الغنى الحميد - (آيت : ٢٢) والمستحنة (آيت : ٦) ص : ٢٤٢
هو الاول والاخر والظاهر والباطن وهو بكل شئ عليم - (آيت : ٣) ص : ٢٤٣

سُورَةُ الْمَجَادَلَةِ

أُولَئِكَ حِزْبُ الشَّيْطَانِ إِلَّا ان حزب الشيطان هم الخسرون - (آيت : ١٩) ص : ٢٢٣
إِنَّ امهتهم الآلئى ولدنهم - (آيت : ٢) ص : ٢١٥ - ٢٥٢
يرفع الله الذين آمنوا منكم والذين اوتوا العلم درجات ط (آيت : ١١) ص : ٢٤٥
مَاهُن امهتهم ط ان امهتهم الآلئى ولدنهم ط وانهم ليقولون منكراً من القول
ونحو سراط (آيت : ٢) ص : ٥٠٣ - ٥٠٢ - ٥٠٨
لَا تَجِدُ قَوْمًا يُؤْمِنُونَ بالله واليوم الآخر يوادون من حاد الله ورسوله و
لو كانوا آبائهم وابناءهم واخوانهم او عشيرتهم أولئك كتب في قلوبهم الايمان
وايدهم بروح منه - (آيت : ٢٢) ص : ٥٢٤ - ٤٠٨ - ٤٣٢ - ٤٣٦ -
٤٠٨ - ٤٣٢ - ٤٣٦

أَسْتَحْذُو عَلَيْهِمُ الشَّيْطَانَ فَانهم ذكر الله ط أولئك حزب الشيطان ط الا ان حزب الشيطان
هم الخسرون - (آيت : ١٩) ص : ٥٤٨
كُتِبَ اللهُ لَاغْلِبَنَّ اَنَا وَرَسُولِي - (آيت : ٢١) ص : ٥٨٦
اتَّخِذُوا اِيَّانَهُمْ جُنَّةً فَصَدُّوا عَنْ سَبِيلِ اللهِ فَلَهُمْ عَذَابٌ مُهِينٌ - (آيت : ١٦) ص : ٤٠٦
إِنَّ الَّذِينَ يُحَادُّونَ الله ورسوله أولئك في الاذلين - (آيت : ٢٠) ص : ٤٠٩

سُورَةُ الْحَشْرِ

وَمَا أَتاكم الرسول فخذوه وما نهاكم عنه فانتهوا - (آيت : ٤)

ص : ٢٢٦ - ٣٣٦ - ٣٨٣ - ٥٤٢ - ٤٥٤

يُؤْثِرُونَ عَلَىٰ انفسهم - (آيت : ٩) ص : ٣٢٢
يَخْرِبُونَ بيوتهم بايديهم وايدى المؤمنين فاعتبروا يا اولي الابصار - (آيت : ٢) ص : ٥٣٥ - ٥٥٦

وَذَلِكَ جَزَاءُ الظَّالِمِينَ - (آيت : ١٤)
 ص : ٥٢٢
 أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ نَافَقُوا يَقُولُونَ لِأَخْوَانِهِمُ الَّذِينَ كَفَرُوا - (آيت : ١١)
 ص : ٦٣٥

سُورَةُ الْمَتْحَنَةِ

لَا يَنْفَعُكُمْ اللَّهُ عَنِ الَّذِينَ لَمْ يُقَاتِلُوكُمْ فِي الدِّينِ وَلَمْ يُخْرِجُوكُمْ مِنْ دِيَارِكُمْ (إِلَى قَوْلِهِ تَعَالَى)
 وَمَنْ يَتَوَلَّهُمْ فَاُولَئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ - (آيت : ٨ - ٩)
 ص : ٣٩٣
 يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَوَلَّوْا قَوْمًا غَضِبَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ - (آيت : ١٣)
 ص : ٣٩٢
 يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا جَاءَكُمْ الْمُؤْمِنَاتُ مِنْهُنَّ فَامْتَحِنُوهُنَّ (إِلَى قَوْلِهِ تَعَالَى) وَلَا هُمْ
 يَحِلُّونَ لَهُنَّ - (آيت : ١٠)
 ص : ٢٥٩
 يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا عِدُوِّي وَعِدَّكُمْ أَوْلِيَاءَ تَلْقَوْنَ إِلَيْهِمْ بِالْمُودَّةِ وَقَدْ كَفَرُوا
 بِمَا جَاءَكُمْ مِنَ الْحَقِّ - (آيت : ١)
 ص : ٦٤٨

سُورَةُ الصِّفِّ

كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللَّهِ أَنْ تَقُولُوا مَا لَا تَفْعَلُونَ - (آيت : ٣)
 ص : ١٢٦
 يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لِمَ تَقُولُونَ مَا لَا تَفْعَلُونَ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللَّهِ أَنْ تَقُولُوا مَا لَا تَفْعَلُونَ -
 (آيت : ٢ - ٣)
 ص : ٢٣٢ - ٢٥٢
 صَفًّا كَانَهُمْ بَنِيَانٌ مَرْصُوصٌ - (آيت : ٢)
 ص : ٢٥٠
 وَاللَّهُ مَتَمِّ نُورُهُ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ - (آيت : ٨)
 ص : ٥٩٣
 مَبَشِّرًا بِرَسُولٍ يَأْتِي مِنْ بَعْدِي اسْمُهُ أَحْمَدُ - (آيت : ٦)
 ص : ٦٨٥

سُورَةُ الْجُمُعَةِ

فَاسْعَوْا إِلَى ذِكْرِ اللَّهِ - (آيت : ٩)
 ص : ٣٢٢
 وَادْكُرُوا اللَّهَ كَثِيرًا لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ - (آيت : ١٠)
 ص : ٣٢٠
 يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نَادَى لِلصَّلَاةِ مِنْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا إِلَى ذِكْرِ اللَّهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ
 (آيت : ٩)
 ص : ٣١٢

سُورَةُ الْمُنْفِقُونَ

نَشْهَدُ أَنَّكَ لِرَسُولِ اللَّهِ - (آيت ١ :)
وَاللَّهُ يَعْلَمُ أَنَّكَ لِرَسُولِهِ وَاللَّهُ لِيَشْهَدَ أَنَّ الْمُنْفِقِينَ لَكَاذِبُونَ - (آيت ١ :)
أَذْجَاءُكَ الْمُنْفِقُونَ قَالُوا لَنَشْهَدَ أَنَّكَ لِرَسُولِ اللَّهِ وَاللَّهُ يَعْلَمُ أَنَّكَ لِرَسُولِهِ ط (آيت ١ :)
وَلِلَّهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُولِهِ وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَلَكِنَّ الْمُنْفِقِينَ لَا يَعْلَمُونَ - (آيت ٨ :)

ص : ٢١٣
ص : ٢١٣ - ٢٨٢
ص : ٢٣٣
ص : ٥٢١ - ٥٢٠ - ٥١٠ - ٤٤٢
ص : ٥٤٥
أَنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفَاسِقِينَ - (آيت ٦ :)
أَذْجَاءُكَ الْمُنْفِقُونَ قَالُوا لَنَشْهَدَ أَنَّكَ لِرَسُولِ اللَّهِ وَاللَّهُ يَعْلَمُ أَنَّكَ لِرَسُولِهِ ط وَاللَّهُ لِيَشْهَدَ
أَنَّ الْمُنْفِقِينَ لَكَاذِبُونَ ٥ اتَّخَذُوا إِيمَانَهُمْ جُنَّةً فَصَدُّوا عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ ط إِنَّهُمْ سَاءَ
مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ - (آيت ١ - ٢ :)

سُورَةُ التَّغَابُنِ

فَاتَّقُوا اللَّهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ وَأَسْجَعُوا وَأَطِيعُوا - (آيت ١٦ :)
ص : ١١٨ - ١١٩ - ١٢٨ - ٥٣٢ - ٥٣٥ - ٥٤٠
ص : ٥٨٥
فَآمَنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ - (آيت ٨ :)

سُورَةُ الطَّلَاقِ

فَإِذَا بَلَغَ الْإِجْلَ مِنْهَا فَامْسُكُوهُنَّ بِمَعْرُوفٍ أَوْ فَارِقُوهُنَّ بِمَعْرُوفٍ - (آيت ٢ :)
ص : ١٢٠ - ١٢٥ - ٢٨٤ - ٥١٥
لَا يَكْلَفُ اللَّهُ نَفْسًا أَلَمَّا أَتَتْهَا طَيِّبٌ يَجْعَلُ اللَّهُ بَعْدَ عُسْرٍ يُسْرًا - (آيت ٤ :)
ص : ٣٨٤ - ٢٢٠
وَمَنْ يَتَعَدَّ حُدُودَ اللَّهِ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهُ - (آيت ١ :)
ص : ٢٠٩ - ٢٤٤
يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا طَلَقْتُمُ النِّسَاءَ فَطَلِّقُوهُنَّ لِعَدَّتِهِنَّ وَأَحْصُوا الْعِدَّةَ - (آيت ١ :)
ص : ٢١٨ - ٢٤٦

آسكنوهن من حيث سكنتم من وجدكم ولا تضارهن لتضييقوا عليهن - (آيت : ٦)

ص : ٢١٩ - ٢٢٢ - ٢٦٢ - ٢٤٠ - ٢٨٨ - ٥٠١ - ٥٠٢

وأشهدوا ذوى عدل منكم - (آيت : ٢)

ص : ٢٢٥

وأولات الاحمال اجلهن ان يضعن حملهن - (آيت : ٢)

ص : ٢٢٥ - ٥٠٨

فطلقوهن لعدتهن - (آيت : ١)

ص : ٢٤٤

فعدتهن ثلثة اشهر والى لم يحضن - (آيت : ٢)

ص : ٢٤٨

ومن يتق الله يجعل له مخرجاً - (آيت : ٢)

ص : ٢٨٢

اسكنوهن من حيث سكنتم من وجدكم ولا تضارهن لتضييقوا عليهن وان كن اولامت

حمل فانفقوا عليهن حتى يضعن حملهن - (آيت : ٦)

ص : ٥٠٤

ومن يتق الله يجعل له مخرجاً ويرزقه من حيث لا يحتسب - (آيت : ٢ - ٣)

ص : ٥١٠ - ٥١٢

لينفق ذو سعة من سعته (الى قوله تعالى) سيجعل الله بعد عسر يسيراً - (آيت : ٤)

ص : ٥١٣

من يتق الله يجعل له من امرة يسراً - (آيت : ٤)

ص : ٥١٢

لا تخرجوهن من بيوتهن ولا يخرجن الا ان يأتين بفاحشة مبينة - (آيت : ١)

ص : ٥١٩

ومن يؤمن بالله ويعمل صالحاً يخله جنت تجرى من تحتها الانهار خالدون فيها

ص : ٦٨٣

ابدأ - قد احسن الله له رزقاً - (آيت : ١١)

سورة التحريم

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُوا أَنْفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا وَقُودُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ - (آيت : ٦)

ص : ٢١٩ - ٢٢٩ - ٣٨٥ - ٣٩٢ - ٤٠٦ - ٢٢٦ - ٥١٨ - ٥٢٢

تَأْتِيَات عَابِدَات سَائِحَات - (آيت : ٥)

ص : ٣٨٢

عَسَى رَبِّهَ أَنْ يَتَذَكَّرَ لَكُمْ وَلِيُفْضِلَ عَلَيْكُمْ حَلَالًا وَحَلَالًا - (آيت : ٥)

ص : ٢٠٣

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكَ (الى قوله تعالى) قد فرض الله لكم تحلة ايمانكم -

ص : ٢٩٣

(آيت : ١ - ٢)

قَالَ اللَّهُ هُوَ مَوْلَاهُ وَجِبْرِيلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمَلَائِكَةُ بَعْدَ ذَلِكَ ظَهِيرٌ (آيت : ٢٠) ص : ٦٤٦

سُورَةُ الْقَلَمِ

أَنَّا مَرْبُكُ هُوَ أَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِينَ - (آيت : ٤)

ص : ١٥٢

أَفَنَجْعَلُ الْمُسْلِمِينَ كَالْمُجْرِمِينَ ۝ مَا لَكُمْ كَيْفَ تَحْكُمُونَ - (آيت : ٣٥-٣٦) ص : ٢٥٥

ص : ٥٣٩

فَلَا تَطْعَمُ الْمَكْذِبِينَ - (آيت : ٨)

ص : ٦٠٣

وَدَّالْوَيْتَنُ لْيَبْهِنَ فَيَكْذِبَ - (آيت : ٩)

سُورَةُ الْحَاقَّةِ

وَتَعِيهَا أَذْنٌ وَاعِيَةٌ - (آيت : ١٢)

ص : ٣٤١

سُورَةُ الْمَعَارِجِ

وَالَّذِينَ هُمْ عَلَى صَلَاتِهِمْ يُحَافِظُونَ ۝ أُولَئِكَ فِي جَنَّاتٍ مُكْرَمُونَ - (آيت : ٣٢-٣٥) ص : ١٣٢

سُورَةُ نُوحٍ

مَرْبِ أَنِّي دَعَوْتُ قَوْمِي لَيْلًا وَنَهَارًا (إِلَى قَوْلِهِ تَعَالَى) لَتَسْلُكُوا مِنْهَا سَبِيلًا فُجَا جَا -

ص : ١٠٦

(آيت : ٢٠-٢١)

فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوا رَبَّكُمْ إِنَّهُ كَانَ غَفَّارًا يُرْسِلُ السَّمَاءَ عَلَيْكُمْ مِدْرَارًا -

ص : ١٥٢

(آيت : ١٠-١١)

سُورَةُ الْجِنِّ

أَنَّا سَمِعْنَا قُرْآنًا عَجَبًا (إِلَى قَوْلِهِ تَعَالَى) وَأَمَّا الْقَاسِطُونَ فَكَانُوا لِجَهَنَّمَ حَطَبًا - (آيت : ١٥) ص : ١٠٦

قُلْ أَوْحَى إِلَيَّ أَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِنَ الْجِنِّ فَقَالُوا إِنَّا سَمِعْنَا قُرْآنًا عَجَبًا ۝ يَهْدِي إِلَى الرُّشْدِ

ص : ١٣٣

فَأَمَّا بَابُهُ - (آيت : ١-٢)

إِنَّ الْمَسْجِدَ لِلَّهِ فَلَا تَدْعُوا مَعَ اللَّهِ أَحَدًا - (آيت : ١٨) ص : ٢٣٦-٢٣٧ - ٣١٣-٣١٥

وَأَنَّهُ لَمَّا قَامَ عَبْدُ اللَّهِ يَدْعُوهُ كَادُوا يَكُونُونَ عَلَيْهِ لِبَدًا ٥ (آيت : ١٩) ص : ٣٢٤ - ٥٩٥

سُورَةُ الْمَزْمَلِ

يَا أَيُّهَا الْمَزْمَلِ قُمْ إِلَى الْيَلِ - (آيت ١٠ - ٢)

ص : ١٣١ - ٢٥٥

أَن سَرَبَكَ يَعْلَمُ أَنَّكَ تَقُومُ أَدْفَىٰ مِنْ ثَلَاثِي الْيَلِ وَنُصْفَهُ وَثُلَاثَهُ وَطَائِفَةٌ مِنَ الَّذِينَ مَعَكَ -

ص : ١٣١ - ١٣٢

(آيت : ٢٠)

ص : ١٣١ - ١٥٢ - ١٦٠ - ٢١١

فَاقْرَأْ وَامَّا تيسَّرَ مِنَ الْقُرْآنِ - (آيت : ٢٠)

ص : ٢١٠

وَرَتَّلِ الْقُرْآنَ تَرْتِيلًا - (آيت : ٢)

عَلَّمَكَ إِن لَّن تَحْصُوهُ فَتَابَ عَلَيْكَ (إلى قوله تعالى) عَلَّمَكَ إِن سَيَكُونُ مِنْكُمْ مَرْضًى وَآخَرُونَ

ص : ٢٥٦

يَضْرِبُونَ فِي الْأَرْضِ يَبْتَغُونَ مِنْ فَضْلِ اللَّهِ - (آيت : ٢٠)

ص : ٢٥٤

فَتَابَ عَلَيْكَ فَاقْرَأْ وَامَّا تيسَّرَ مِنَ الْقُرْآنِ - (آيت : ٢٠)

سُورَةُ الْمُدَّثِّرِ

ص : ١٣٠

وَشِيبَاكَ فَطَهَّرَ - (آيت : ٢)

ص : ١٣٠

وَسَرَبَكَ فَكَبَّرَ - (آيت : ٣)

ص : ٢١٣

ثُمَّ نَظَرَ ٥ ثُمَّ عَبَسَ وَبَسَرَ ٥ ثُمَّ أَدْبَرَ وَاسْتَكْبَرَ ٥ (آيت : ٢١ تا ٢٣)

مَا سَلَكَكُمْ فِي سَقَرٍ ٥ قَالُوا لَمْ نَكُ مِنَ الْمَصْلِينَ ٥ وَلَمْ نَكُ نَطْعُمُ الْمَسْكِينِ ٥ وَكُنَّا

نَخُوضُ مَعَ الْخَائِضِينَ ٥ وَكُنَّا نَكْذِبُ يَوْمَ الدِّينِ ٥ حَتَّىٰ أَتَانَا الْيَقِينُ -

ص : ٢٠٨

(آيت : ٢٢ تا ٢٤)

سُورَةُ الْقِيَمَةِ

أَيَحْسَبُ الْإِنْسَانُ أَن لَّن نَجْمِعَ عَظْمَهُ ٥ بَلَىٰ قَادِرِينَ عَلَىٰ أَن نُّسَوِّيَ بَنَانَهُ ٥ بَلْ يُرِيدُ
الْإِنْسَانُ لِيَفْجُرَ أَمَامَهُ ٥ يَسْأَلُ أَيَّانَ يَوْمَ الْقِيَمَةِ (إلى قول جل ذكره) يَقُولُ

ص : ٣٤٣

الْإِنْسَانُ يَوْمَئِذٍ أَلْفَقَرٍّ - (آيت : ٣ تا ١٠)

يَنْبُؤُا الْإِنْسَانَ يَوْمَئِذٍ بِمَا قَدَّمَ وَأَخَّرَ ٥ بَلِ الْإِنْسَانُ عَلَىٰ نَفْسِهِ بَصِيرَةٌ ٥

ولوالقى معاذيرة ٥ (آيت : ٣١ تا ١٥)
ص : ٣٤٢

سُورَةُ الدَّهْرِ

أَنَا خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ مِنْ نُطْفَةٍ أَمْشَاجٍ نَبْتَلِيهِ فَجَعَلْنَاهُ سَمِيعًا بَصِيرًا - (آيت : ٢٠)

ص : ٣٤١ - ٣٤٢

يُوفُونَ بِالنَّذْرِ - (آيت : ٤٠)

ص : ٥١٩

ص : ٥٣٩

وَلَا تَطْعَمُ مِنْهُمْ أَشْيَاءٌ أَوْ كَفُورًا - (آيت : ٢٣)

سُورَةُ الْمُرْسَلَاتِ

وَإِذَا الرُّسُلُ اقْتَتَتْ ٥ لَا يَأْتِيهِمْ يَوْمَئِذٍ مَكِيلٌ ٥ (آيت : ١١ - ١٢)

ص : ٥٨٦

سُورَةُ النَّبَاِ

يَوْمَ يَقُومُ الرُّوحُ وَالْمَلَكُ صَفًّا - (آيت : ٣٨)

ص : ٣٢٥

سُورَةُ عَبَسَ

قَتَلَ الْإِنْسَانَ مَا أَكْفَرَهُ (إلى قوله عز وجل) ثم أماته فاقبره ٥ (آيت : ٢١ تا ٢١) ص : ٣٢٦

سُورَةُ التَّكْوِيْنِ

وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِينٍ - (آيت : ٢٢)

ص : ١٨٠

سُورَةُ الْمُطَفِّفِيْنَ

كَلَّا بَلْ رَأَىٰ عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ مَا كَانُوا يَكْسِبُونَ - (آيت : ١٢)

ص : ٥٢٢

سُورَةُ الْبُرُوجِ

أَنَّ الَّذِينَ فَتَنُوا الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ ثُمَّ لَمْ يَتُوبُوا فَلَهُمْ عَذَابُ جَهَنَّمَ وَلَهُمْ

ص ٢١٦ : ١

عذاب الحريق - (آيت ١٠٠)

سُورَةُ الطَّارِقِ

ماء دافق ٥ يخرج من بين الصلب والترائب - (آيت ٦ - ٤) ص ٨٨ :

سُورَةُ الْأَعْلَى

ص ١٣٠ : ١

وذكر اسم ربه فصل ٥ - (آيت ١٥)

سُورَةُ الْبَلَدِ

لَا اقسم بهذا البلد ٥ وانت حل بهذا البلد - (آيت ١ - ٢) ص ١٥٣ :

سُورَةُ الشَّمْسِ

ص ٢١١ :

فَقَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللَّهِ نَاقَةَ اللَّهِ وَسُقْيَاهَا - (آيت ١٣)

ص ٣٤٣ :

وَنَفْسٍ وَمَا سَوَّاهَا ٥ فَالْهَمُّهَا فُجُورُهَا وَتَقْوَاهَا (آيت ٤ - ٨)

سُورَةُ الضُّحَى

ص ٥٦٩ :

وَلَسَوْفَ يَعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَى - (آيت ٥)

وَالضُّحَى ٥ وَاللَّيْلُ إِذَا سَجَى ٥ مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلَى ٥ وَالْآخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ

ص ٦٤٥ :

الْأُولَى ٥ (آيت ١٠ ، آتا ٢)

سُورَةُ الْأَنْشُرَاحِ

ص ١٥٦ :

وَمَرْفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ - (آيت ٢)

فَإِذَا فُرِغَتْ فَانْصَبْ ٥ وَالْإِلَهَ رَبُّكَ فَارْغَب - (آيت ٤ - ٨)

ص : ١٦٠ - ٣٣١ - ٣٣٢ - ٣٣٦ - ٣٣٧ -

سُورَةُ التَّيْنِ

ص: ٥٩١

أَحْسَنُ تَقْوِيمٍ - (آيت : ٢)

سُورَةُ الْعَلَقِ

ص: ١٣٢

وَأَسْجِدْ وَاقْتَرِبْ - (آيت : ١٩)

ص: ٣٢٥ - ٣٢٤ - ٣٢٨

أَمَّا أَيُّتُ الَّذِي يَنْهَى عَبْدًا إِذَا صَلَّى - (آيت : ٩ - ١٠)

سُورَةُ الْبَيِّنَةِ

لَمْ يَكُنِ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ وَالْمُشْرِكِينَ مُنْفَكِّينَ حَتَّى تَأْتِيَهُمُ الْبَيِّنَةُ - (آيت : ١)

ص: ٥٣١

ص: ٥٤٣ - ٥٤٠ - ٦٣٥

أَوَّلِيكَ هُمْ شَرُّ الْبَرِيَّةِ - (آيت : ٦)

سُورَةُ الْمَاعُونِ

ص: ١١٨ - ١٣٦

قَوْلٍ لِلْمُصَلِّينَ ۝ الَّذِينَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُونَ - (آيت : ٢ - ٥)

سُورَةُ الْكَافُرُونَ

ص: ٦٠٢

لَكُمْ دِينُكُمْ وَلِيَ دِينِ - (آيت : ٦)



فتاویٰ رضویہ جلد ۱ (الف)

(۱) کسی قول کی حکایت اور اس قول پر فتویٰ کے درمیان فرق کرتے ہوئے فرمایا:

انما الافقاء ان تعتمد على شئ وتبين لسائلك ان هذا احكم الشرع في ما سالت، وهذا لا يحل لاحد من دون ان يعرفه عن دليل شرعي والا كان جزافا وافتراء على الشرع ودخولا تحت قوله عز وجل "امرتقولون على الله ما لا تعلمون" وقوله تعالى قل الله اذن لكم ام على الله تفترون؟

افتاء یہ ہے کہ کسی بات پر اعتماد کر کے سائل کو بتایا جائے کہ تمہاری مسئلہ صورت میں حکم شریعت یہ ہے۔ یہ کام کسی کے لئے بھی اُس وقت تک حلال نہیں جب تک اُسے کسی دلیل شرعی سے اس حکم کا علم نہ ہو جائے، ورنہ جزاف (اٹکل سے بتانا) اور شریعت پر افتراء ہوگا اور ان ارشادات کا مصداق بھی بننا ہوگا (۱) کیا تم خدا پر وہ یولتے ہو جس کا تمہیں علم نہیں (۲) فرماؤ کیا اللہ نے تمہیں اذن دیا یا تم خدا پر افتراء کرتے ہو۔ (ت) (فتاویٰ رضویہ ج ۱ ص ۱۱۴)

(۲) دلیل کی تقسیم کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

الدليل اما تفصيلي الخ۔ او اجمالي كقوله سبحانه "فسئلوا اهل الذکر ان كنتم لا تعلمون"، وقوله تعالى "اطيعوا الله واطيعوا الرسول واولى الامر منكم"، فانهم

لے القرآن الکریم ۵۹/۱۰

لے " " " ۵۹/۴

لے القرآن الکریم ۸۰/۲

لے " " " ۴۳/۱۶

العلماء علی الاصح -

دلیل تفصیلی ہوگی الجہا اجمالی۔ جیسے باری تعالیٰ کا ارشاد ہے، ذکر والوں سے پوچھو اگر تمہیں علم نہیں۔ اور ارشاد ہے، اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو اور ان کی جو تم میں صاحب امر ہیں۔ یہ اصحاب امر بر قول اصح حضرات علماء کرام ہیں۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۱ ص ۱۱۴ و ۱۱۵)

(۳) اور فرماتے ہیں،

و مَجِئُ النِّهْيِ عَلَى هَذَا الْاَسْلُوبِ غَيْرِ مُسْتَنَكِرٍ اِنْ يَتَوَجَّهُ اِلَى اَحَدٍ وَالْمَقْصُودُ بِهِ غَيْرُهُ قَالَ اللهُ تَعَالَى فَلَا يَصْدُنْكَ عَنْهَا مَنْ لَا يُؤْمِنُ بِهَا وَقَالَ عَزَّ وَجَلَّ وَلَا يَسْتَخْفِنُكَ الَّذِينَ لَا يُوقِنُونَ لَمْ أَهْ لَا تَقْبَلُ صَدَهْ وَلَا تَنْفَعُكَ بِاسْتِخْفَاظِهِمْ وَاللهُ تَعَالَى اَعْلَمُ هَذَا۔

اور اس طرز پر نہی آنا کہ توجہ کسی جانب ہو اور مقصود کوئی اور ہو، کوئی اجنبی و نامعروف چیز نہیں۔ باری تعالیٰ کا ارشاد ہے، ”تو ہرگز تجھے اس کے (قیامت کے) ماننے سے وہ نہ روکے جو اس پر ایمان نہیں لایا۔“ اور رب عز و جل کا فرمان ہے، ”اور تمہیں سبک نہ کر دیں وہ جو یقین نہیں رکھتے۔“ پہلی آیت میں کلمہ نہی ان کے لئے ہے جو ایمان نہیں رکھتے مگر ”مقصود یہ ہے کہ ان کی رکاوٹ تم قبول نہ کرو۔“ اسی طرح دوسری آیت میں ہے کہ ”وہ سبک نہ کریں“ اور مقصود یہ ہے کہ ”تم ان کے استخفاف کا اثر نہ لو۔“ اور اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے (ت)

(۴) عورت کی منی کی بابت فرماتے ہیں،

(فتاویٰ رضویہ ج ۱ ص ۱۹۴)

حاصلہ ان منی المرأة وان كان له دفق لشهادة قوله تعالى "ماء دافق يخرج من بين الصلب والترائب" لكن لا كمنی الرجل وذلك لانه ينزل من صلبه الى انثیہ الى ذكره وهو طريق ذوعوج فلولم يندفع بقوة شديدة لبقى في بعض الطريق بخلاف منیها فانه ينزل من ترائبها الى رحمها وهو طريق مستقیم فكان يكفيه السيلان غير ان نزوله بحراسة فلزمه نوع دفق ولا وجه لانكاسه فانه مشهود معلوم۔

اس کا حاصل یہ ہے کہ عورت کی منی میں اگرچہ کچھ دفتی (جست) ہوتا ہے جس کی شہادت ارشاد باری تعالیٰ: ”اُجھلتا پانی جو پشت اور سینے کی پسلیوں کے درمیان سے نکلتا ہے“ ہے لیکن وہ مرد کی منی کی طرح نہیں ہے اس لئے کہ وہ اس کی پشت سے انٹین پھر ذکر کی جانب اُترتی ہے۔ یہ ایک پھپھہ راستہ ہے۔ اس لئے وہ اگر شدید قوت کے ساتھ دفع نہ ہو تو راستے ہی میں رہ جاتا۔ بخلاف عورت کی منی کے۔ اس لئے کہ وہ اس کے سینے کی پسلیوں سے رحم کی جانب اُترتی ہے، یہ سیدھا راستہ ہے، تو اس کے لئے بہنا کافی ہے مگر یہ ہے کہ اس کا اتنا کچھ حرارت کے ساتھ ہوتا ہے تو یہ ایک طرح کا دفتی اسے بھی لازم ہے اور اس کے انکار کی کوئی وجہ نہیں، اس لئے کہ یہ معلوم و مشاہد ہے۔ (ت) (فتاویٰ رضویہ ج ۱ ص ۷۱۹ و ۷۲۰)

(۵) لفظ ”عند“ کے معنی کی تحقیق کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

فلیست عند لجعل مدخولہاظر فالوصوفہا بحیث یقع فیہ، انما مفادھا القرب والحضور حساً ومعنی فلا نقول نرید عند الدار اذا کان فیہا بل اذا کان قریباً منها والقرب المفہوم هو العرفی دون الحقیقی ولہ عرض عن یض، الا تری الی قولہ تعالیٰ ”عند سدرۃ المنتہی“ عندھا جنة الماویٰ“ مع ان السدرۃ فی السماء السادسة کما فی صحیح مسلم عن عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ والجنة فوق السموات۔

کیونکہ لفظ ”عند“ یہ بتانے کے لئے نہیں کہ اس کا مدخول اس کے موصوف کا ایسا ظرف ہے کہ وہ اسی کے اندر واقع ہے جبکہ اس کا مفاد صرف قریب اور حاضر ہونا ہے حساً یا معنی۔ نرید عند الدار (زید گھر کے پاس ہے) اُس وقت نہیں بولتے جب زید گھر کے اندر ہو بلکہ اُس وقت بولتے ہیں جب گھر سے قریب ہو۔ اور یہاں جو قریب سمجھا جاتا ہے وہ عرفی ہوتا ہے حقیقی نہیں ہوتا۔ اور قرب عرفی کا میدان بہت وسیع ہے۔ دیکھئے باری تعالیٰ کا ارشاد ہے: ”سدرۃ المنتہی کے پاس، اسی کے پاس جنة الماویٰ ہے“۔ حالانکہ سدرہ چھٹے آسمان میں ہے۔ جیسا کہ صحیح مسلم میں حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے

مروی ہے — اور جنت آسمانوں کے اوپر ہے۔ (ت) (فتاویٰ رضویہ ج ۱ ص ۸۲۵)

(۶) فضول خرچی کی ممانعت کے بارے میں فرمایا :

اسراف بلاشبہ ممنوع و ناجائز ہے۔ قال اللہ تعالیٰ :

ولا تسرفوا انه لا يحب المفسرفین

بیہودہ صرف نہ کرو بیشک اللہ تعالیٰ بیہودہ صرف کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا۔

قال اللہ تعالیٰ :

ولا تبذرا تبذیرا ان المبذرفین کاواخوان الشیطان وکان الشیطان لریبہ

کفورا ۵

مال بجانہ اڑا بیشک بجا اڑانے والے شیطانوں کے بھائی ہیں اور شیطان اپنے رب کا

بڑا ناشکرا۔ (فتاویٰ رضویہ جلد ۱ ص ۹۲۶)

(۷) حاتم طائیؓ کی داد و دہش اور سخاوت میں اعتدال کے بارے میں فرمایا :

حاتم کا مقصود تو خدا نہ تھا نام تھا کمال فی الحدیث (جیسا کہ حدیث میں اس پر نص وارد

ہے۔ ت) تو اس کی ساری داد و دہش اسراف ہی تھی مگر سخاے خیر میں بھی شرع مطہر

اعتدال کا حکم فرماتی ہے، قال اللہ تعالیٰ :

ولا تجعل یدک مغلولۃ الی عنقک ولا تبسطها کل البسط فتقعد ملوما

محسورا ۵

اور اپنا ہاتھ اپنی گردن سے بندھا ہوا نہ رکھ اور نہ پورا کھول دے کہ تو بیٹھ رہے ملامت کیا ہوا

تھکا ہوا۔ (ت)

وقال اللہ تعالیٰ :

والذین اذا انفقوا لم یسرفوا ولم یقتروا وکان بین ذلک قواما ۵

اور وہ کہ جب خرچ کرتے ہیں نہ حد سے بڑھیں اور نہ تنگی کریں اور ان دونوں کے بیچ اعتدال پر

رہیں۔ (ت)

آیہ کریمہ و اتواحقہ یوم حصادہ ولا تسوفوا (اور اس کی کٹائی کے دن اس کا حق دو اور بیجا خرچ نہ کرو) کی شان نزول میں ثابت بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قصہ معلوم و معروف ہے۔
رواہ ابن جریر و ابن ابی حاتم عن ابن جریر۔ اُدھر صحاح کی حدیث جلیل ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تصدق کا حکم فرمایا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ خوش ہوئے کہ اگر میں کبھی ابوبکر صدیق پر سبقت لے جاؤں گا تو وہ یہی بار ہے کہ میرے پاس مال بسیرا ہے اپنے جملہ اموال سے نصف حاضر خدمت لائے، حضور نے فرمایا: اہل و عیال کے لئے کیا رکھا؟ عرض کی: اتنا ہی۔ اتنے میں صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاضر ہوئے اور اپنا کل مال حاضر لائے گھر میں کچھ نہ چھوڑا۔ ارشاد ہوا: اہل و عیال کے لئے کیا رکھا؟ عرض کی: اللہ اور اللہ کا رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس پر حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: تم دونوں میں وہی فرق ہے جو تمھارے ان جوابوں میں۔

عہ نیز ایک صاحب اندے برابر سونا لے کر حاضر ہوئے کہ یا رسول اللہ! یہ میں نے ایک کان میں سے پایا
میں اسے تصدق کرتا ہوں اس کے سوا میری ملک میں کچھ نہیں۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
نے اعراض فرمایا، انھوں نے پھر عرض کی، پھر اعراض فرمایا۔ پھر عرض کی، پھر اعراض فرمایا۔
پھر عرض کی، حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے وہ سونا اُن سے لے کر ایسا پھینکا کہ ان کے لگتا
تو درد پہنچتا یا زخمی کرتا۔ اور فرمایا: تم میں ایک شخص اپنا پورا مال لاتا ہے کہ یہ صدقہ ہے پھر بیٹھ
لوگوں سے بھیک مانگے گا خیر الصدقۃ ما کان عن ظہر غنی بہتر صدقہ وہ ہے جس کے بعد
آدمی محتاج نہ ہو جائے، رواہ ابو داؤد وغیرہ عن جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۱۲
منہ (اس کی ابو داؤد وغیرہ نے جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ۱۲ منہ۔ ت)

١٤ القرآن الكريم ١٢١/٦

[illegible]

اور تحقیق یہ ہے کہ عام کے لئے وہی حکم میانہ روی ہے اور صدق توکل و کمال تبتّل والوں کی شان بڑی ہے۔

عہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سیدنا بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا،
انفق یا بلال ولا تخش من ذی العرش اقلا لا۔ رواہ البزار عن بلال و ابو یعلیٰ والطبرانی
فی الکبیر والاوسط والبیہقی فی شعب الایمان عن ابی ہریرۃ والطبرانی فی الکبیر کالبزار
عن ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہم باسانید حسان۔
اے بلال! خرچ کر اور عرش کے مالک سے کمی کا اندیشہ نہ کر۔ (بزار نے حضرت بلال سے، اور ابو یعلیٰ
اور طبرانی نے کبیر میں، جبکہ بزار نے ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے حسن سندوں کے ساتھ روایت
کیا۔ ت)

اس حدیث کا موردیوں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے
پاس ایک خرمن خرمہ ملاحظہ فرمایا، ارشاد ہوا: بلال! یہ کیا ہے؟ عرض کی: حضور کے مہمانوں کے لئے
رکھ چھوڑا ہے۔ فرمایا: اما تخشی ان یكون لك دخان فی نار جہنم کیا ڈرتا نہیں کہ اس کے سبب
آتشِ دوزخ میں تیرے لئے دھواں ہو، خرچ کر اے بلال! اور عرش کے مالک سے کمی کا خوف نہ کر۔
بلکہ خود انھیں بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا،
اے بلال! فقیر مرنا غنی نہ مرنا۔ عرض کی: اس کے لئے کیا طریقہ برتوں؟ فرمایا: ما رزقت فلا
تخیا وما سئلت فلا تمنع جو تجھے ملے اُسے نہ چھپا اور جو کچھ تجھ سے مانگا جائے انکار نہ کر۔ عرض کی،
یا رسول اللہ! میں یہ کیونکر کر سکوں؟ فرمایا: هو ذاك او النار یا یہ یا نار۔ رواہ الطبرانی فی
(باقی بر صفحہ آئینہ)

۳۲۰/۱	المکتبۃ الفیصلیہ بیروت	حدیث ۱۰۲۰	المعجم الکبیر
۵۱/۲	التغییب فی الانفاق مصطفیٰ البابی مصر	بحوالہ الطبرانی و ابی یعلیٰ و البزار	التغییب والترہیب
۱۹۰/۱	دار الکتب العلمیہ بیروت	حدیث ۶۳۵	کشف الخفاء
۳۸۴/۶	مؤسسۃ الرسالہ بیروت	حدیث ۱۶۱۸۵ و ۱۶۱۸۶	کنز العمال
۵۱/۲	مصطفیٰ البابی مصر	التغییب فی الانفاق الخ	التغییب والترہیب

حکم الہی کی حد سے بڑھنا۔ یہ تفسیر ایسا بن معویہ بن قرہ تابعی ابن تابعی ابن صحابی کی ہے،
ابن جریر و ابوالشیخ عن سفین بن حسین عن ابی بشر قال اطاف الناس بایسا

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

الکبیر و ابوالشیخ فی الثواب و الحاکم و قال صحیح الاسناد (اسے طبرانی نے کبیر میں اور ابوالشیخ نے ثواب میں اور حاکم نے روایت کیا اور فرمایا یہ صحیح الاسناد ہے۔ ت)
اگر کہتے اُن پر تاکید اس لئے تھی کہ وہ اصحاب صفہ سے تھے اور ان حضرات کرام کا عہد تھا کہ کچھ پاس نہ رکھیں گے اقول (میں کہتا ہوں۔ ت) ہاں اور ہم بھی نہیں کہتے کہ ایسا کرنا ہر ایک پر لازم ہے مگر ان حضرات پر اس کے لازم فرمانے ہی سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ کام فی نفسہ محمود ہے اور ہر صادق التوکل کو اس کی اجازت ورنہ اُن کو بھی منع کیا جاتا جیسے ایک صاحب نے عمر بھرات کو نہ سونے کا عہد کیا، ایک نے عمر بھر روزے رکھنے کا، ایک نے کبھی نکاح نہ کرنے کا۔ اس پر ناراضی فرمائی اور ارشاد ہوا: میں روزہ بھی رکھتا ہوں اور افطار بھی کرتا ہوں اور شب کو نماز بھی پڑھتا ہوں اور آرام بھی کرتا ہوں اور نکاح کرتا ہوں فمن سرغب عن سنتی فلیس منی تو جو میری سنت سے بے رغبتی کرے وہ مجھ سے نہیں، روایہ عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ ایک شخص نے پیادہ حج کی منت مانی، ضعف سے دو آدمیوں پر تکیہ دیے چل رہا تھا اُسے سوار ہونے کا حکم دیا اور فرمایا،

ان الله تعالى عن تعذيب هذا نفسه لغنى۔ روایہ عنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۱۲ منہ۔
اللہ اس سے بے نیاز ہے کہ یہ اپنی جان کو عذاب میں ڈالے (اس کو شیخین نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ۱۲ منہ۔ ت)

عہ وقع فی نسخة الدار المنشور المطبوعة بمصر سعید بن جبیر و هو تصحیف اہ منہ عفی عنہ
(دار منشور مطبوعہ مصر کے نسخہ میں سعید بن جبیر واقع ہوا ہے، یہ تصحیف ہے اہ منہ عفی عنہ۔ ت)

۳۲۱/۱	المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت	حدیث ۱۰۲۱	المعجم الکبیر
۳۱۶/۴	دار الفکر بیروت	کتاب الرقاق	المستدرک للحاکم
۵۲/۲	مصطفیٰ البابی مصر	الترغیب والترہیب	بحوالہ الطبرانی و ابی الشیخ و الحاکم الخ
۴۴۹/۱	کتاب النکاح	صحیح مسلم	صحیح البخاری کتاب النکاح ۵۴/۲
۴۵/۲	کتاب النذر	صحیح مسلم	صحیح البخاری ابواب العمرۃ ۲۵۱/۱

بن معوية فقالوا ما السر قال ما تجاوزت به امر الله فهو سر له

ابن جریر و ابوالشیخ سفیان بن حسین سے راوی ہیں وہ ابولبشر سے، انھوں نے کہا: ایاس بن معویہ کے گھر جمع ہو کر لوگوں نے ان سے پوچھا، اسراف کیا ہے؟ فرمایا: جس خرچ میں تم امرِ الہی سے تجاوز کر جاؤ وہ اسراف ہے۔ (ت) (فتاویٰ رضویہ ج ۱ ص ۹۲۷ تا ۹۳۱)

(۸) زیب و زینت میں خرچ کرنے کے بارے میں فرمایا،

مراتب خمسہ کہ ہم اوپر بیان کر آئے اُن میں حاجت کے بعد منفعت پھر زینت ہے اور شک نہیں کہ ان میں خرچ بھی اسراف نہیں جب تک حد اعتدال سے متجاوز نہ ہو۔ قال اللہ تعالیٰ:

قل من حرم زينة الله التي اخرج لعباده والطيبات من الرزق
اے نبی! تم فرما دو کہ اللہ کی وہ زینت جو اس نے اپنے بندوں کے لئے پیدا کی اور پاکیزہ رزق
کس نے حرام کئے ہیں۔ (ت)

مگر یہ تاویل کہیں کہ حاجت سے ہر بکار آمد بات مراد ہے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۱ ص ۹۳۴)

(۹) نہر سے وضو میں بھی اسراف ثابت ہے ، چنانچہ فرماتے ہیں :

اتمام تقریب یہ کہ حدیث نے نہر جاری میں بھی اسراف ثابت فرمایا اور اسراف شرع میں مذموم ہی ہو کر آیا ہے۔ آیہ کریمہ لا تسرفوا انہ لا یحب المسرفینؑ (اسراف نہ کرو اللہ تعالیٰ مسرفین کو محبوب نہیں رکھتا۔ ت) مطلق ہے تو یہ اسراف بھی مذموم و ممنوع ہی ہوگا بلکہ خود اسراف فی الوضوء میں نہی وارد اور نہی حقیقہ مفید تحریم۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۱ ص ۴۸۲)

(۱۰) معنی عبث پر بحث کرتے ہوئے فرماتے ہیں :

بلاشبہ فاعل سے دفع عبث کے لئے صرف فعل فی نفسہ مفید ہونا کافی نہیں بلکہ ضرور ہے کہ یہ بھی اس سے فائدہ معتد بہا بمعنی مذکورہ کا قصد کرے ورنہ اس نے اگر کسی قصد فضول و بے معنی سے کیا تو اس پر الزام عبث ضرور لازم ،

١ جامع البيان (تفسير ابن جرير) تحت الآية ٦ / ١ دار احبار التراث العربي بيروت ٤٢ / ٨
الدر المنثور بحواله ابى الشيخ " " " " " " " ٣٣٢ / ٣

٢ القرآن الكريم ٣٢/٤

۳۱/۴ و ۱۴۱/۴ " ۵۳

سواہبا بن جریر (ان دونوں کو ابن جریر نے روایت کیا۔ ت)
 دیکھو فعل فی نفسہ ثم ثمرہ شرعیہ ہونے کا صالح فائدہ شرعیہ یعنی صلہ رحم و مواسات پر مشتمل تھا

مگر جب کہ اس نے اس کا قصد نہ کیا بے ثمر رہا۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۱ ص ۱۰۰ تا ۱۰۲ ح ۱۱)
 حکم عبث کی تنقیح کرتے ہوئے فرماتے ہیں،

بیان سابق سے واضح ہوا کہ عبث کا منطاط فعل میں فائدہ معتد بہا مقصود نہ ہونے پر ہے اور
 وہ اپنے عموم سے قصد مضر و ارادہ شر کو بھی شامل، تو بظاہر مثل اسراف اس کی بھی دو صورتیں،
 ایک فعل بقصد شنیع، دوسری یہ کہ نہ کوئی بُری نیت ہو نہ اچھی۔ رب عز وجل نے فرمایا،
 افحسبتم انما خلقناکم عبثا و انکم الینا لا ترجعون ۱؎

کیا تم اس گمان میں ہو کہ ہم نے تمہیں عبث بنایا اور تم ہماری طرف نہ پلٹو گے۔
 علماء نے اس آیت کریمہ میں عبث کو معنی دوم پر لیا یعنی کیا ہم نے تم کو پسکار بنایا، تمہاری
 آفرینش میں کوئی حکمت نہ تھی، یونہی سمیٹے پیدا ہوئے، یہودہ مرجاؤ گے، نہ حساب نہ کتاب،
 نہ عذاب نہ ثواب۔ جیسے وہ خبیث کہا کرتے تھے،

ان ہی الاشیاء الدنیا نموت و نحیی و ما نحن بمبعوثین ۲؎

یہ تو نہیں مگر یہی ہماری دُنیا کی زندگی، ہم مرتے ہیں اور جیتے ہیں، اور مرنے کے بعد دوبارہ
 ہم نہ اُٹھائے جائیں گے۔ (ت)
 اس پر رد کو یہ آیت اُتری۔

کما تقدم بعض نقوله ونزع العلامة الخفاجی بعد ما ذکر فی العبد ثلث
 عبارات تقدمت والظاهر ان المراد (اعی فی هذه الکریمة) الاول ۳؎
 اقول اولاً علمت ان الكل واحد وثانیاً ان ابقینا التغایر فالظاهر
 الاخیر ان لان فی الهمزة انکار ما حسبوه لایجاب ما سلبوه ولیس المراد
 اثبات فائدة ما ولو غیر معتد بہا ولهذا قال فی الامر شاد بغیر حکمة

۱؎ القرآن الکریم ۲۳/۱۱۵

۲؎ " ۲۳/۳۷

۳؎ عنایۃ القاضی علی تفسیر البیضاوی تحت الآیۃ ۲۳/۱۱۵ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۶/۶۱۱

بالغة واطلق الجلال لان حكم الله تعالى كلها بالغة على ان الحكمة نفسها يستحيل ان لا يعتد بها۔

جیسا کہ اس کی کچھ نقلیں گزر چکیں — اور علامہ خفاجی نے عبث سے متعلق وہ تین عبارتیں ذکر کیں جو گزر چکیں، پھر یہ کہا کہ ظاہر یہ ہے کہ اس آیت کریمہ میں مراد پہلا معنی ہے اھ — اقول اولاً یہ واضح ہو چکا کہ سب تعریفیں ایک ہی ہیں۔ ثانیاً اگر ہم تغایر باقی رکھیں تو ظاہر آخری دو تعریفیں ہیں۔ اس لئے کہ ہمزہ میں ان کے گمان کا انکار ہے تاکہ اس کا اثبات ہو جس کی انھوں نے نفی کی۔ اور مراد یہ نہیں کہ کسی بھی فائدہ کا اثبات ہو جائے اگرچہ قابل لحاظ شمار نہ ہو۔ اور اس لئے ارشاد میں فرمایا: بغیر حکمت بالغہ کے۔ اور جلال نے مطلق رکھا، کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ہر حکم بالغ ہے، علاوہ ازیں بذات خود حکمت ناممکن ہے کہ غیر معتد بہا ہو۔ (ت)

اور سیدنا ہود علی نبینا الکریم وعلیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے اپنی قوم عاد سے فرمایا: ایتنوں بكل سریع ایتہ تعبتون و تتخذون مصانع لعلکم تخلدون کیا ہر بلندی پر ایک نشان بناتے ہو عبث کرتے یا عبث کے لئے، اور کارخانے بناتے ہو گویا تمہیں ہمیشہ رہنا ہے۔

اس آیت کریمہ میں بعض نے کہا، راستوں میں مسافروں کے لئے بے حاجت بھی جگہ جگہ علامتیں قائم کرتے تھے۔

ذکرہ فی الکبیر و تبعہ البیضاوی و ابوالسعود و الجمل قال فی الانوار (ایۃ) علما للما رة (تعبتون) یبنائھا اذ کانوا یہتدون بالنجوم فی اسفارہم فلا یحتاجون الیہا اھ فاوردان لانیجوم بالنهار و قد یحدث باللیل من الغیوم ما یستر النجوم، و اجاب فی العنایۃ بانہم لا یحتاجون الیہا غالباً اذ موالغیم نادر لاسیما فی دیاں العرب اھ۔

۱۔ الارشاد العقل سلیم تحت الآیۃ ۲۳/۱۱۵ دار احیاء التراث العربی بیروت ۱۵۳/۶

۲۔ القرآن الکریم ۲۶/۱۲۸ و ۱۲۹

۳۔ انوار التنزیل (تفسیر البیضاوی) تحت الآیۃ ۲۶/۱۲۸ و ۱۲۹ دار الفکر بیروت ۲۲۷/۴

۴۔ عنایۃ القاضی علی تفسیر البیضاوی " " " " دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۹۹/۷

7/7

اسے تفسیر کبیر میں ذکر کیا اور بیضاوی، ابوالسعود اور جبل نے اس کا اتباع کیا۔ انوار التنزیل بیضاوی میں ہے (نشان) گزرنے والوں کے لئے علامت (عبث کرتے ہو) اسے بنا کر۔ اس لئے کہ وہ اپنے سفروں میں ستاروں سے راہ معلوم کرتے تھے تو انھیں نشانات کی حاجت نہ تھی اھ۔ اس پر اعتراض ہوا کہ دن میں ستارے نہیں ہوتے اور رات کو کبھی اتنی بدلی ہو جاتی ہے کہ ستارے چھپ جاتے ہیں — عناية القاضی میں علامہ خفاجی نے اس کا یہ جواب دیا کہ زیادہ تر انھیں اس کی حاجت نہ تھی اس لئے کہ بدلی ہونا نادر ہے خصوصاً دیار عرب میں اھ۔ (ت)

اقول اولاً لم يجب عن النهار وانما به اكثر الاسفار وثانياً ان سلم الندور فعمل ما يحتاج اليه ولو احياناً لا يعد عبثاً قال "مع انه لو احتيج لهما لم يحتج الي ان يجعل في كل سريع فان كثرتها عبث اھ۔

اقول اولاً دن والی صورت سے اعتراض کا جواب نہ دیا جب کہ زیادہ تر سفردن ہی میں ہوتے ہیں۔ ثانياً اگر بدلی کا نادر اہی ہونا تسلیم کر لیا جائے تو بھی ایسی چیز بنانا جس کی ضرورت پڑتی ہو اگرچہ کبھی کبھی پڑتی ہو، عبث شمار نہ ہوگا۔ آگے فرماتے ہیں: باوجود کہ اگر اس کی ضرورت ہو تو بھی اس کی ضرورت نہیں کہ ہر بلندی پر بنائیں اس لئے کہ ان نشانات کی کثرت بلاشبہ عبث ہے اھ (ت)

اقول هذا منزع آخر فلا يرفع الايراد عن القاضي قال وقال الفاضل اليمني ان اماكنها المرتفعة تغني عنها فهي عبث اھ۔

اقول یہ ایک دوسرا رخ ہے اس سے قاضی کا اعتراض نہیں اٹھتا آگے لکھتے ہیں فاضل یمنی نے کہا ان بلند جگہوں سے ان نشانات کا مقصد یونہی پورا ہو جاتا تھا تو یہ عبث ٹھہرے اھ۔

اقول اولاً ارتفاع الاماكن لا يبلغ بحيث يراها القاصد من اى مكان بعيد قصد وثانياً هو منزع ثالث وكلامنا في كلامه والانوار، وبالجملة فهو وجه تريف ولا اعلم له سنداً من السلف ولقد احسن النيسابوري اذا سقطه من تلخيص الكبير۔

اقول اولاً جگہوں کی اونچائی اس حد تک نہیں ہوتی کہ عازم سفر جس دور جگہ سے بھی چاہے دیکھ لے۔

اولاً عناية القاضی علی تفسیر البیضاوی تحت الآیة ۲۹/۱۲۸ و ۱۲۹ دارالکتب العلمیة بیروت ۱۹۹/۷

ثانیاً یہ ایک تیسرا رخ ہوا۔ اور ہماری گفتگو کلام بیضاوی سے متعلق ہے۔ الحاصل یہ ایک کمزور درجہ ہے اور سلف سے اس کی کوئی سند میرے علم میں نہیں۔ اور تیشا پوری نے بہت اچھا کیا کہ تفسیر کبیر کی تلخیص سے اسے ساقط کر دیا۔ (ت)

اقول وتعبیری اذ قلت یبنون من دون حاجة ایضا احسن من تعبیر الکبیر ومن تبعہ کما تری۔

اقول میری یہ تعبیر کہ ”بے حاجت بھی بناتے تھے“ تفسیر کبیر اور اس کے متبعین کی تعبیر سے بہتر ہے جیسا کہ پیش نظر ہے۔ (ت)

امام مجاہد و سعید بن جبیر نے فرمایا: جگہ جگہ کبوتروں کی کابکیں بناتے ہیں۔

رواہ عن الاول ابن جریر فی (آیۃ) وهو والفریابی وسعید بن منصور وابن ابی شیبۃ وعبد بن حمید وابنا المنذر وابی حاتم فی (مصانع) وعزاه للشانی فی المعالم۔

اسے امام مجاہد سے ابن جریر نے ”آیۃ“ کے معنی میں روایت کیا اور ابن جریر، فریابی، سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن المنذر، ابن ابی حاتم نے ان سے ”مصانع“ کے معنی میں روایت کیا۔ اور معالم التنزیل میں اسے حضرت سعید بن جبیر کے حوالے سے بیان کیا۔ (ت)

ان دونوں تفسیروں پر یہ بحث بمعنی دوم ہوگا یعنی لغو و لہو۔ بعض نے کہا، ہر جگہ اونچے اونچے محل کبر و تفاخر کے لئے بناتے۔

ذکرہ الکبیر ومن بعدہ ولفریابی وابناء حمید وجیر و المنذر و
ابن حاتم عن مجاہد و اتخذون مصانع قال قصورا مشیدۃ وبنیاناً مخلصدا
ولابت جریو عنہ قال آیۃ بنیان ۛ

۱۱۰/۱۹	دار احیاء التراث العربی بیروت	۱۲۸/۲۶	تحت الآیۃ	جامع البیان (تفسیر الطبری)
۲۸۲/۶	دار احیاء التراث العربی بیروت	۱۲۸/۲۶	تحت الآیۃ	الدر المنثور بحوالہ الفریابی وغیرہ
۳۳۶/۳	دار الکتب العلمیہ بیروت	۱۲۹/۲۶	تحت الآیۃ	معالم التنزیل (تفسیر البغوی)
۲۸۲/۲	دار احیاء التراث العربی بیروت	۱۲۹/۲۶	تحت الآیۃ	الدر المنثور بحوالہ الفریابی وغیرہ
۱۱۰/۱۹	دار احیاء التراث العربی بیروت	۱۲۸/۲۶	تحت الآیۃ	جامع البیان (تفسیر الطبری)

اسے تفسیر کبیر میں ذکر کیا اور اس کے بعد کے مفسرین نے بھی — اور فریابی، ابن حمید، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد سے روایت کی ”وتتخذون مصانح“ انھوں نے کہا مضبوط محل اور دوامی عمارت — اور ابن جریر نے ان سے روایت کی کہ آیۃ یعنی عمارت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے منقول ہوا جو راستے سے سیدنا ہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف جاتے ان پر محل بنائے تھے کہ ان میں بیٹھ کر خدمت رسالت میں حاضر ہونے والوں سے تمسخر کرتے۔ ذکر فی مفاتیح الغیب و رغائب الفرقان (۱) سے مفاتیح الغیب (تفسیر کبیر) اور رغائب الفرقان (نیشاپوری) میں ذکر کیا۔ ت) یا سر راہ بناتے ہر راہ گیر سے ہنستے ذکوۃ البغوی والبیضاوی و ابوالسعود و اقصر علیہ الجلال ملتوما للاقتصار علی اصح الاقوال (اسے بغوی، بیضاوی اور ابوالسعود نے ذکر کیا، اور جلالین میں صرف اسی کو بیان کیا کہ اس میں یہ التزام کیا ہوا ہے کہ اس تفسیر میں صرف اصح اقوال پر اکتفا ہوگا۔ ت) ان دونوں تفسیروں پر یہ بحث بمعنی اول ہوگا یعنی قصیدہ شروادہ ضرر۔

بالجملہ دونوں معنی کا پتا قرآن عظیم سے چلتا ہے اگرچہ متعارف غالب میں اس کا استعمال معنی دوم پر ہی ہے یہود و بھیجے کام ہی کو عبث کہتے ہیں نہ کہ معاصی و ظلم و غضب و زنا و ربا و غیر ہا کو۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۱ ص ۱۰۱ تا ۱۰۴)

(۱۲) و سوسہ شیاطین کے بارے میں فرماتے ہیں،

شیطان دو قسم کے ہوتے ہیں،

شیاطین الجن کہ ابلیس لعین اور اس کی اولاد ملائین ہیں اعاذنا اللہ والمسلمین من شوہم و شر الشیاطین اجمعین (اللہ تعالیٰ ہمیں اور تمام مسلمانوں کو ان کے شر اور تمام شیاطین کے شر سے پناہ دے۔ ت)

دوسرے شیاطین الانس کہ کفار و مبتدعین کے داعی و منادی ہیں۔

۱۳۵/۲۴	دار الکتب العلمیہ بیروت	۱۲۹/۲۶	تحت الایۃ ۲۶	۱	مفاتیح الغیب (التفسیر الکبیر)
۶۵/۱۹	مصطفیٰ البابا مصر	”	”	۲	غرائب القرآن و رغائب الفرقان
۳۳۴/۳	دار الکتب العلمیہ بیروت	”	”	۳	معالم التنزیل (تفسیر البغوی)
۲۴۸/۴	دار الفکر بیروت	”	”	۴	انوار التنزیل (تفسیر البیضاوی)
۳۱۴ ص	اصح المطابع دہلی	۱۲۸/۲۶	”	۵	تفسیر جلالین

لعنهم الله وخذلهم ابد او نصرنا عليهم نصر اؤيد الامين بجاہ سيد المرسلين
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیہم اجمعین ، آمین !

خدا ان پر لعنت فرمائے اور ان کو ہمیشہ بے سہارا رکھے اور ان پر ہمیں دائمی نصرت عطا فرمائے،
الہی بطفیل سید المرسلین قبول فرما، حضور پر اور تمام رسولوں پر خدائے برتر کا درود و سلام ہو۔
آمین۔ (ت)

ہمارا رب عز و جل فرماتا ہے :

وكذلك جعلنا لكل نبي عدوا شيطيين الانس والجن يوحى بعضهم الى بعض من خرف
القول غرورا ليه

یونہی ہم نے ہر نبی کا دشمن کیا شیطان آدمیوں اور شیطان جنوں کو کہ آپس میں ایک دوسرے
کے دل میں بناوٹ کی بات ڈالتے ہیں دھوکا دینے کے لئے۔

حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا،
اللہ کی پناہ مانگ شیطان آدمیوں اور شیطان جنوں کے شر سے۔ عرض کی : کیا آدمیوں میں بھی
شیطان ہیں ؟ فرمایا : ہاں۔ سواۃ احمد و ابن ابی حاتمہ والطبرانی عن ابی امامۃ واحمد
وابن مردویہ والبیہقی فی الشعب عن ابی ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہما (اس کی روایت احمد
نے ابن ابی حاتم اور طبرانی نے ابی امامہ سے اور احمد نے ابن مردویہ اور بیہقی نے شعب میں ابوذر رضی اللہ
تعالیٰ عنہما سے کی۔ ت)

ائمہ دین فرمایا کرتے کہ شیطان آدمی شیطان جن سے سخت تر ہوتا ہے سواۃ ابن جریر
عن عبد الرحمن بن زید (اس کو ابن جریر نے عبد الرحمن بن زید سے روایت کیا۔ ت)
اقول آیہ کریمہ میں شیطاۃ الانس کی تقدیم بھی اس طرف مشیر، اس حدیث کریم نے
کہ جب شیطان و سوسنہ ڈالے اتنا کہ کرا لگ ہو جاوے کہ تو جھوٹا ہے۔ دونوں قسم کے شیطانوں کا
علاج فرمادیا، شیطان آدمی ہو خواہ جن اس کا قابو اسی وقت چلتا ہے جب اس کی سُننے اور

تسکا توڑ کر ہاتھ پر دھر دیجے کہ ”تُو جھوٹا ہے“ تو خبیث اپنا سامنہ لے کر رہ جاتا ہے۔
 آج کل ہمارے عوام بھائیوں کی سخت جہالت یہ ہے کہ کسی آریہ نے اشتہار دیا کہ اسلام
 کے فلاں مضمون کے رد میں فلاں وقت لکچر دیا جائے گا یہ سُنانے کے لئے دوڑے جاتے ہیں، کسی
 پادری نے اعلان کیا کہ نصرانیت کے فلاں مضمون کے ثبوت میں فلاں وقت ندا ہوگی، یہ سُنانے کے لئے
 دوڑے جاتے ہیں۔

بھائیو! تم اپنے نفع و نقصان کو زیادہ جانتے ہو یا تمہارا رب عز و جل تمہارے نبی صلی اللہ
 تعالیٰ علیہ وسلم، اُن کا حکم تو یہ ہے کہ شیطان تمہارے پاس وسوسہ ڈالنے آئے تو سیدھا جواب
 یہ دے دو کہ ”تُو جھوٹا ہے“ تدبیر کہ تم آپ دوڑ دوڑ کے اُن کے پاس جاؤ اور اپنے رب جل و علا
 اپنے قرآن، اپنے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں کلمات ملعونہ سُنو۔

اقول یہ آیت جو ابھی تلاوت ہوئی اسی کا تمہ اور اس کے متصل کی آیات کریمہ تلاوت
 کرتے جاؤ دیکھو قرآن عظیم تمہاری اس حرکت کی کیسی کیسی شناعیتیں بتاتا اور اُن ناپاک لکچروں،
 نداؤں کی نسبت تمہیں کیا کیا ہدایت فرماتا ہے، کریمہ مذکورہ کے تتمہ میں ارشاد ہوتا ہے،
 ولو شاء ربك ما فعلوه فذرهم وما يفتون

اور تیرا رب چاہتا تو وہ یہ دھوکے بناوٹ کی باتیں نہ بناتے پھرتے، تو تُو انھیں اور
 ان کے بہتانوں کو یک لخت چھوڑ دے۔

دیکھو انھیں اور اُن کی باتوں کو چھوڑنے کا حکم فرمایا اُن کے پاس سننے کے لئے دوڑنے کا۔
 اور سنئے اس کے بعد کی آیت میں فرماتا ہے،

ولتصغي اليه افئدة الذين لا يؤمنون بالآخرة وليوضوه وليقتفوا ما هم مقتفون
 اور اس لئے کہ اُن کے دل اُس کی طرف کان لگائیں جنھیں آخرت پر ایمان نہیں اور اسے پسند
 کریں اور جو کچھ ناپاکیاں وہ کر رہے ہیں یہ بھی کرنے لگیں۔

دیکھو اُن کی باتوں کی طرف کان لگانا اُن کا کام بتایا جو آخرت پر ایمان نہیں رکھتے اور اُس کا
 نتیجہ یہ فرمایا کہ وہ ملعون باتیں ان پر اثر کر جائیں اور یہ بھی اُن جیسے ہو جائیں والعیاذ باللہ تعالیٰ۔
 لوگ اپنی جہالت سے گمان کرتے ہیں کہ ہم اپنے دل سے مسلمان ہیں ہم پر ان کا کیا اثر ہو گا حالانکہ

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

من سمع بالرجال فليشاء منه فوالله ان الرجل لياتيه وهو يحسب انه مؤمن
فيتبعه مما يبعث به من الشهات - رواه ابو داؤد عن عمران بن حصين رضي الله
تعالى عنه وعن الصحابة جميعا -

جو دجال کی خبر سنے اُس پر واجب ہے کہ اُس سے دُور بھاگے کہ خدا کی قسم آدمی اس کے
پاس جائے گا اور یہ خیال کرے گا کہ میں تو مسلمان ہوں یعنی مجھے اس سے کیا نقصان پہنچے گا وہ
اُس کے دھوکوں میں پڑ کر اُس کا پیرو ہو جائے گا (اسے ابو داؤد نے عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ
عنه اور تمام صحابہ سے روایت کیا۔ ت)

کیا دجال ایک اُسی دجالِ اخبث کو سمجھتے ہو جو آنے والا ہے، حاشا تمام گمراہوں کے دعویٰ
منادی سب دجال ہیں اور سب سے دُور بھاگنے ہی کا حکم فرمایا اور اس میں یہی اندیشہ بتایا ہے۔
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

يكون في آخر الزمان دجالون كذابون ياتونكم من الاحاديث بما لم تسمعوا انتم
ولا اباؤكم فاياكم واياهم لا يضلونكم ولا يفتنونكم - مسلم عن ابى هريرة رضي الله
تعالى عنه -

آخر زمانے میں دجال کذاب لوگ ہوں گے کہ وہ باتیں تمہارے پاس لائیں گے جو نہ تم نے
سُنیں نہ تمہارے باپ دادا نے، تو اُن سے دُور رہو اور انھیں اپنے سے دُور رکھو کہیں وہ تمہیں
گمراہ نہ کر دیں کہیں تمہیں فتنہ میں نہ ڈال دیں (اسے مسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنه
سے روایت کیا۔ ت)

اور سُنئے اس کے بعد کی آیات میں فرماتا ہے :

افغير الله ابتغى حكما وهو الذي انزل اليكم الكتب مفصلا والذين آتينهم الكتب
يعلمون انه منزل من ربك بالحق فلا تكونن من الممترين ۝ وتمت كلمت ربك صدقا
وعدلا لا يبديل لكلمته وهو السميع العليم ۝ وان قطع اكثر من في الاسر يضلوك عن

سبیل اللہ ان یتبعون الا الظن وان ہم الا یخرون ۵ ان ربک ہوا علم من
یضل عن سبیلہ و ہوا علم بالمہتدین ۵

تو کیا اللہ کے سوا کوئی اور فیصلہ کرنے والا ڈھونڈوں حالانکہ اس نے مفصل کتاب تمہاری طرف
اتاری اور اہل کتاب خوب جانتے ہیں کہ وہ تیرے رب کے پاس سے حق کے ساتھ اُتری تو خبردار
شک نہ کرنا اور تیرے رب کی بات سچ اور انصاف میں کامل ہے کوئی اس کی باتوں کا بدلنے والا
نہیں اور وہ شنوا و دانا ہے اور زمین والوں میں زیادہ وہ ہیں کہ تو ان کی پیروی کرے تو وہ تجھے
خدا کی راہ سے بہکا دیں وہ تو گمان کے پیرو ہیں اور نری اٹکیں دوڑاتے ہیں بیشک تیرا رنجب
جانتا ہے کہ کون اس کی راہ سے بکے گا اور وہ خوب جانتا ہے ہدایت پانے والوں کو۔

یہ تمام آیات کریمہ انھیں مطالب کے سلسلہ بیان میں ہیں گویا ارشاد ہوتا ہے تم جو ان شیطان
آدمیوں کی باتیں سننے جاؤ کیا تمھیں یہ تلاش ہے کہ دیکھیں اس مذہبی اختلاف میں یہ لکچر یا پینڈا
کیا فیصلہ کرتا ہے، ارے خدا سے بہتر فیصلہ کس کا، اس نے مفصل کتاب قرآن عظیم تمھیں عطا فرمادی
اس کے بعد تم کو کسی لکچر نہ کی کیا حاجت ہے لکچر والے جو کسی کتاب دینی کا نام نہیں لیتے کس گنتی شمار
میں ہیں یہ کتاب والے دل میں خوب جانتے ہیں کہ قرآن حق ہے تعصب کی پٹی آنکھوں پر بندھی ہے کہ
ہٹ دھرمی سے مکرے جاتے ہیں تو تجھے کیوں شک پیدا ہو کہ ان کی سننا چاہے تیرے رب کا کلام
صدق و عدل میں بھرپور ہے کل تک جو اس پر تجھے کامل یقین تھا آج کیا اس میں فرق آیا کہ اس پر
اعتراف سننا چاہتا ہے کیا خدا کی باتیں کوئی بدل سکتا ہے۔ یہ نہ سمجھنا کہ میرا کوئی مقال کوئی خیال خدا
سے چھپ رہے گا وہ سننا جانتا ہے۔ دیکھ اگر تو نے ان کی سنی تو وہ تجھے خدا کی راہ سے بہکا دیں گے
کیا یہ خیال کرتا ہے کہ ان کا علم دیکھوں کہاں تک ہے، یہ کیا کہتے ہیں۔ ارے ان کے پاس علم کہاں
وہ تو اپنے اوہام کے پیچھے لگے ہوئے ہیں اور نری اٹکیں دوڑاتے ہیں جن کا تحمل نہ بڑا، جب اللہ واحد
قہار کی گواہی ہے کہ ان کے پاس نری مہل اٹکوں کے سوا کچھ نہیں تو ان کو سننے کے کیا معنی، سننے سے
پہلے وہی کہہ دے جو تیرے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تعلیم فرمایا کہ ”کذبت“ شیطان تو
جھوٹا ہے، اور اس گھمنڈ میں نہ رہنا کہ مجھ کو کیا گمراہ کریں گے میں تو راہ پر ہوں، تیرا رب خوب جانتا ہے
کہ کون اس کی راہ سے بکے گا اور کون راہ پر ہے، تو پورا راہ پر ہوتا تو بے راہوں کی سننے ہی کیوں

جاتا حالانکہ تیرا رب فرما چکا ذرا ہمد و مایفتروں چھوڑ دے انھیں اور اُن کے بہتانوں کو، تیرے نبی ﷺ اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرما چکے، ایا کھو ایا اھلے اُن سے دُور ہو اور اُن کو اپنے سے دُور کرو، کہیں وہ تم کو بہکانہ دیں کہیں وہ تم کو فتنے میں نہ ڈال دیں۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۱ ص ۱۰۵ تا ۱۰۶)

(۱۳) کفار کے جلسوں میں جا کر لیکچر سننے کے گناہ اور وبال کے بارے میں فرماتے ہیں :

اگر مسلمان اپنا ایمان سنبھالیں اپنے رب و قرآن و رسول کی عزت و عظمت پیش نظر رکھیں اور ایسا کر لیں کہ وہ خبیث لیکچر گندی مذاہن سننے کوئی نہ جائے گا جو وہاں موجود ہو وہ بھی فوراً وہی مبارک ارشاد کا کلمہ کہہ کر کہ تو جھوٹا ہے چلا جائے گا تو کیا وہ دیواروں پتھروں سے اپنا سر پھوڑیں گے تو تم سُن سُن کر کہلو اتے ہو نہ تم سُنو نہ وہ کہیں، پھر انصاف کیجئے کہ اس کہنے کا وبال کس پر ہوا۔ علماء فرماتے ہیں ہٹے کئے جوان تندرست جو بھیک مانگنے کے عادی ہوتے ہیں اور اسی کو اپنا پیشہ کر لیتے ہیں انھیں دینا ناجائز ہے کہ اس میں گناہ پرشہ دینی ہے، لوگ نہ دیں تو جھک ماریں اور محنت مزدوری کریں۔

بھائیو! جب اس میں گناہ کی امداد ہے تو اس میں تو کفر کی مدد ہے، واللہ یا اللہ تعالیٰ۔ قرآن عظیم کے نص قطعی نے ایسی جگہ سے فوراً ہٹ جانا فرض کر دیا اور وہاں ٹھہرنا فقط حرام ہی نہ فرمایا بلکہ سُنو تو کیا ارشاد کیا۔ رب عز وجل فرماتا ہے :

وقد نزل علیکم فی الکتاب ان اذا سمعتم آیت اللہ یکفر بہا ولیستہزأ بہا فلا تقعدوا معہم حتی یخوضوا فی حدیث غیبرہ انکم اذا مثلہم ان اللہ جامع المنفقین والکفرین فی جہنم جمیعاً

یعنی بیشک اللہ تم پر قرآن میں حکم اتار چکا کہ جب تم سنو کہ خدا کی آیتوں سے انکار ہوتا اور ان کی نفی کی جاتی ہے تو اُن لوگوں کے پاس نہ بیٹھو جب تک وہ اور باتوں میں مشغول نہ ہوں، اور تم نے نہ مانا اور جس وقت وہ آیات اللہ پر اعتراض کر رہے ہیں وہاں بیٹھے رہے تو جب تو تم بھی انھیں جیسے ہو بیشک اللہ تعالیٰ منافقوں اور کافروں سب کو جہنم میں اکٹھا کرے گا۔

۱۵ آہ حرام تو ہر گناہ ہے، یہاں تو اللہ واحد قہار یہ فرما رہا ہے کہ وہاں ٹھہرے تو تم بھی انھیں جیسے ہو۔ مسلمانو! کیا قرآن عظیم کی یہ آیات تم نے منسوخ کر دیں یا اللہ عز وجل کی اس سخت وعید کو سچا نہ سمجھے یا کافروں جیسا ہونا قبول کر لیا۔ اور جب کچھ نہیں تو ان جگہوں کے کیا معنی ہیں جو آریوں پادریوں کے لیکچروں نداؤں پر ہوتے ہیں اُن جلسوں میں شرکت کیوں ہے جو خدا و رسول و قرآن پر اعتراض

۱۱۲/۶ القرآن الکریم

۱۱ صحیح مسلم باب النہی عن الروایۃ عن الضعفاء الخ قیدی کتب خانہ کراچی ۱۰/۱

۱۱۱ و ۱۱۲ جل و علا و علیہ وسلم ۱۲ منہ

۱۱۱ القرآن الکریم ۱۲۰/۴

کے لئے جاتے ہیں۔ بھائیو! میں نہیں کہتا قرآن فرماتا ہے، انکو اذا مثلہم (تم بھی انھیں جیسے ہو۔ ت) (فتاویٰ رضویہ ج ۱ ص ۱۰۶۲ و ۱۰۶۳)

(۱۴) جنبی کے لئے قرأت قرآن کی ممانعت پر بحث کرتے ہوئے فرماتے ہیں :

ظاہر ہے کہ ان کے ماوراء مثل قصص وغیرہا میں نہ تو حاجت ہے نہ وہ دُعا و ثنا کے معنی ہیں کہ ان لمحق ہوں گے تو بعد قصد قرآن پھر تبدیل نیت وہی شہد کو دانستہ نمک ٹھہرا کر کھانا ہوگا تو حکم ممانعت ہی چاہئے جب تک شرع سے اجازت ثابت نہ ہو اور وہ کہیں ثابت نہیں معہذا اگر مطلقاً تبدیل نیت کی اجازت ہو تو جو کلام طویل قرآن عظیم نے اپنے محبوبوں مقبولوں یا دشمنوں سے نقل فرمائے اور دُور تک ان کا سلسلہ چلا گیا ہے جیسے سورۃ نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام میں قال چھوڑ کر سب انی دعوت قومی لیلاد نہارا سے لتسلکو امنہا سبلا فجا جا ۱۰ تک سورۃ آیتس متواتر، اور سورۃ جن میں انا سمعنا قرانا عجبا ۱۰ سے اما القاسطون فکانوا الجہنم حطباً ۱۰ تک پندرہ آیتیں، اور سورۃ لقمان میں یلینی انہا ان تک سے ان انکرا الاصوات لصوت الحمیر ۱۰ تک چار طویل آیتیں کہ ہر ایک تین آیت کی مقدار سے زائد ہے، اور سورۃ اسراء میں وقالوا چھوڑ کر کن نو من سے کتبنا فقرۃ تک اس نیت سے کہ یہ نوح و لقمان و جن و کفار کے کلام ہیں پڑھ سکے بلکہ تمام سورۃ یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام شروع سورۃ کے اذ قال یوسف لابیہ سے گیا رہویں رکوع کے اواخر و الحقنی بالصلحین ۱۰ تک جس کی مقدار نصف پارۃ قرآن عظیم سے بھی زائد ہے بحال جنایت بد نیت حکایت قصہ پڑھ جائے اور جائز ہو صرف بیچ بیچ میں سے چند جملے جو قرآنیت کے لئے متعین ہیں ترک کر دے یعنی رکوع دوم میں واوحینا الیہ لتنبئنہم نصف آیت، سوم میں وکذلک مکننا سے نجزی المحسنین ۱۰ تک کچھ کم دو آیتیں، پھر کذلک لنصرف نصف آیت، ہفتم میں وکذلک مکتا ایک آیت، ہشتم میں وانه لذو علم لما علمناہ تسائی آیت، نهم میں کذلک کدنا لیوسف اور نفع درجت من نشاء چہارم آیت و بس جس کی مقدار

۱۰	القرآن الکیم	۱۲۰/۴	۱۰	القرآن الکیم	۲۰ تا ۵/۱
۱۱	۱۵ تا ۱/۴	۱۱	۱۱	۱۹ تا ۱۶/۳۱	۱۱
۱۲	۹۳ تا ۹۰/۱۴	۱۲	۱۲	۱۰۱ تا ۴/۱۲	۱۲
۱۳	۱۵/۱۲	۱۳	۱۳	۲۲ و ۲۱/۱۲	۱۳
۱۴	۲۲/۱۲	۱۴	۱۴	۵۶/۱۲	۱۴
۱۵	۶۸/۱۲	۱۵	۱۵	۷۶/۱۲	۱۵

چونکہ آیت طویل ہوئی یہ کس قدر مستبعد اور قرآن عظیم کے ادب سے جدا و البعد ہے تو سوا ان صورتوں کے مطلقاً ممانعت چاہئے، اور حاصل حکم یہ ٹھہرا کہ بنیت قرآن ایک حرف بھی روا نہیں، اور جو الفاظ اپنے کلام میں زبان پر آجائیں اور بے قصد موافقت اتفاقاً کلمات قرآنیہ سے متفق ہو جائیں زیر حکم نہیں، اور قرآن عظیم کا خیال کر کے بنیت قرآن ادا کرنا چاہے تو صرف دو صورتوں میں اجازت، ایک یہ کہ آیات دعا و ثنا بنیت دعا و ثنا پڑھے، دوسرے یہ کہ بجا بت تعلیم ایک ایک کلمہ مثلاً اس بنیت سے کہ یہ زبان عرب کے الفاظ مفردہ ہیں کہنا جائے اور ہر دو لفظ میں فصل کرے متواتر نہ کہے کہ عبارت منتظم ہو جائے کما نصوا علیہ (جیسا کہ علماء نے اس کی تصریح فرمائی ہے۔ ت) ان کے سوا کسی صورت میں اجازت نہیں۔

هذا ما ظهر لي وارجو ان يكون صوابا والله التوفيق والله الحمد ابدأ۔

یہ وہ ہے جو مجھ پر ظاہر ہوا اور امید رکھتا ہوں کہ درست ہو، اور خدا ہی سے توفیق ہے اور اللہ

ہی کے لئے ہمیشہ حمد ہے۔ (ت)

تنبیہ: تمام کتب میں آیات ثنا کو مطلق چھوڑا اور اس میں ایک قید ضروری ہے کہ ضروری یعنی بدیہی ہونے کے سبب علمائے ذکر نہ فرماتے کہ آیات ثنا جن میں رب عز وجل نے بصیغہ متکلم اپنی حمد فرمائی جیسے و انی لغفار لمن تاب ان کو بنیت ثنا بھی پڑھنا حرام ہے کہ وہ قرآنیت کے لئے متعین ہیں بندہ انھیں میں انشاء ثنا کی نیت کر سکتا ہے جن میں ثنا بصیغہ غیبت یا خطاب ہے۔

تنبیہ: اقول یہاں ایک اور نکتہ ہے بعض آیتیں یا سورتیں ایسی ہی دعا و ثنا ہیں کہ بندہ ان کی انشاء کر سکتا ہے بلکہ بندہ کو اسی لئے تعلیم فرمائی گئی ہیں مگر ان کے آغاز میں لفظ قل ہے جیسے تینوں قل اور کریمہ قل اللهم ملک الملک ان میں سے یہ لفظ چھوڑ کر پڑھے کہ اگر اس سے امر الہی مراد لیتا ہے تو وہ عین قرات ہے اور اگر یہ تاویل کرے کہ خود اپنے نفس کی طرف خطاب کر کے کہتا ہے قل اس طرح کہہ، یوں ثنا و دعا کرے، تو یہ امر بدعا و ثنا ہوا نہ کہ دعا و ثنا، اور شرع سے اجازت اس کی ثابت ہوئی ہے نہ اس کی۔

تنبیہ: اقول یوں ہی وہ ادعیہ و اذکار جن میں حروف مقطعات ہیں مثلاً صبح و شام کی دعاؤں میں آیت انکسر سی کے ساتھ سورہ غافر کا آغاز حم ۵ تنزیل الکتاب من اللہ العزیز العظیم ۵ غافر الذنب وقابل التوب شدید العقاب ذی الطول ط لا الہ الا هو ط الیہ المصیر ۵ تک

پڑھنے کو حدیث میں ارشاد ہوا ہے کہ جو صبح پڑھے شام تک ہر بلا سے محفوظ رہے اور شام پڑھے تو صبح تک۔
 رواہ الترمذی والبخاری وابن نصر ومردویہ والبیہقی فی شعب الایمان عن ابی ہریرۃ رضی اللہ
 تعالیٰ عنہ عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ بحالت جنابت اسے نہیں پڑھ سکتا کہ
 حروف مقطعات کے معنی اللہ و رسول ہی جانتے ہیں جل وعلا و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ کیا معلوم کہ وہ ایسا
 کلام ہو جس کے ساتھ غیر خدا بے حکایت کلام الہی تکلم نہ کر سکتا ہو، معہذا اجازت صرف دعا و ثنا کی ہے
 کیا معلوم کہ ان کے معنی میں کچھ اور بھی ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

تنبیہ: اقول ہماری اس تقریر سے یہ سکہ بھی واضح ہو گیا کہ جن آیات میں بندہ دعا و ثنا کی نیت
 نہیں کر سکتا بحال جنابت و حیض انھیں بطور عمل بھی نہیں پڑھ سکتا مثلاً تفریق اعداد کے لئے سورۃ تبت
 نہ کہ سورۃ کوثر کہ بوجہ ضمائر متکلم انا اعطینا قرآنیت کے لئے متعین ہے۔ عمل میں تین نیتیں ہوتی ہیں
 یا تو دعا جیسے حزب البحر، حرز یانی یا اللہ عزوجل کے نام و کلام سے کسی مطلب خاص میں استعانت جیسے
 عمل سورۃ یس و سورۃ مزمل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یا اعداد معینہ خواہ ایام مقدرہ تک اس غرض
 سے اس کی تکرار کہ عمل میں آجائے حاکم ہو جائے اس کے موکلات تابع ہو جائیں، اس تیسری نیت والے تو بحال
 جنابت کیا معنی بے وضو پڑھنا بھی روا نہیں رکھتے، اور اگر بالفرض کوئی جرأت کرے بھی تو اس نیت سے وہ آیت و
 سورت بھی جائز نہیں ہو سکتی جس میں صرف معنی دعا و ثنا ہی ہے کہ اولاً نیت نیت دعا و ثنا نہیں، ثانیاً اس
 میں خود آیت و سورت ہی کی تکرار مقصود ہوتی ہے کہ اس کے خدام مطیع ہوں تو نیت قرآنیت اُس میں لازم ہے۔
 رہیں پہلی دو نیتیں جب وہ آیات معنی دعا سے خالی ہیں تو نیت اولے ناممکن اور نیت ثانیہ عین نیت قرآن ہے
 اور بقصد قرآن اُسے ایک حرف بھی روا نہیں۔

تنبیہ: یہی حکم دم کرنے کے لئے پڑھنے کا ہے کہ طلب شفا کی نیت تغیر قرآن نہیں کر سکتی آخر قرآن ہی سے تو
 شفا چاہ رہا ہے کون کہے گا کہ افحبتہم انما خلقنکم عبثاً تا آخر سورت مصروع و مجنون کے کان میں جنب
 سے حدیث میں ہے کوئی آسیب زدہ یا مجنون تھا حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کے کان میں یہی
 آیتیں پڑھیں وہ فوراً اچھا ہو گیا، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اُن سے دریافت فرمایا: تم نے اس کے
 (باقی بر صفحہ آئندہ)

لے الدر المنثور بحوالہ الترمذی والبخاری ومحمد بن نصر الخ تحت الایۃ ۴۰/۳ دار احیاء التراث العربی بیروت/۲۳۳

شعب الایمان حدیث ۲۴۷۳ دار الکتب العلمیہ بیروت ۴۸۳/۲
 لے القرآن الکریم ۲۳/۱۱۵

پڑھ سکتا ہے، ہاں جس آیت یا سورت میں خالص معنی دعا و ثنا بصیغہ غیبیت و خطاب ہوں اور اس کے اول میں قتل بھی نہ ہو، نہ اس میں حروف مقطعات ہوں، اور اُس سے قرآن عظیم کی نیت بھی نہ کرے بلکہ دعا و ثنا کی بوقت سے طلب شفا کرنے کے لئے اس پر دم کرے تو روا ہے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۱ ص ۱۱۲ تا ۱۱۶)

(۱۵) بغیر تلاوت قرآن آدم علیہ السلام کی طرف نافرمانی اور گناہ کی نسبت کرنے کی ممانعت کے بارے میں فرماتے ہیں،

اللہ تعالیٰ کی ریس کر کے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی شان میں ایسے لفظ کا بکنے والا کیونکر سخت شدید و مدید عذاب جہنم و غضب الہی کا مستحق نہ ہو گا والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

امام ابو عبد اللہ قرطبی تفسیر میں زیر قولہ تعالیٰ وطفقا یخسفان علیہما من ورق الجنة (اور آدم وحواء اپنے جسم پر جنت کے پتے چپکانے لگے۔ ت) فرماتے ہیں،

قال القاضي ابوبکر بن العربی رحمہ اللہ تعالیٰ لایجوز لاحد منا الیوم ان ینبذ ذلک عن آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام الا اذا ذکرناہ فی اثناء قولہ تعالیٰ عنہ او قول نبیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فاما ان ینتدی ذلک من قبل انفسنا فلیس بجائز لنا فی ابائنا الادنین الینا المماثلین لنا فکیف بابینا الا قدم الاعظم الاکبر والنبی المقدم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وعلی جمیع الانبیاء والمرسلین

قاضی ابوبکر ابن العربی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ آج ہم میں سے کسی کے لئے حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے متعلق یہ کہنا جائز نہیں مگر صرف اس صورت میں کہ اسے باری تعالیٰ کے کلام یا اس کے نبی صلی اللہ

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

کان میں کیا پڑھا؟ انھوں نے عرض کیا۔ فرمایا: قسم اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ سچے یقین والا اگر ان آیتوں کو پہاڑ پر پڑھے تو اُسے جگہ سے ہٹا دے گا۔ اخرجہ الامام الحکیم الترمذی و ابویعلی و ابن ابی حاتم و ابن السنی و ابونعیم فی الحلیۃ و ابن مردویۃ عنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۱۲ منہ۔

۱۲۱/۲۰ لے القرآن الکریم

۱۶۹/۱۱ دارالکتب العلمیہ بیروت تحت الآیۃ ۱۲۱/۲۰ لے الجامع لاحکام القرآن

۱۶/۲ المدخل لابن الحاج بحوالہ القرطبی فصل فی مولد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الخ دارالکتب العربیہ بیروت

۱۱۴/۶ الدر المنثور بحوالہ الحکیم و ابی یعلی و ابن ابی حاتم و غیرہم تحت الآیۃ ۱۱۵/۲۳ دار احیاء التراث العربیہ

تعالیٰ علیہ وسلم کے کلام کے اثنا میں ذکر کریں۔ اسے ابتداءً اپنی طرف سے بتانا تو ہمارے لئے اپنے ان قریب آباء کے حق میں بھی جائز نہیں جو ہماری ہی طرح ہیں پھر ان کے حق میں کیوں کر روا ہوگا جو ہمارے سب سے پہلے باپ ہیں جو بڑی عظمت و بزرگی والے اور سب سے پہلے نبی بھی ہیں، ان پر اور تمام انبیاء و مرسلین پر خدائے برتر کا درود و سلام ہو۔ (ت)

امام ابو عبد اللہ محمد عبد ری ابن الحاج مدخل میں فرماتے ہیں:

قد قال علماؤنا رحمهم الله تعالى ان من قال عن نبي من الانبياء عليهم الصلوة والسلام في غير التلاوة والحديث انه عصي او خالف فقد كفر، نعوذ بالله من ذلك
ہمارے علماء رحمہم اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جو شخص انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام میں سے کسی نبی کے بارے میں بھی غیر تلاوت و حدیث میں یہ کہے کہ انھوں نے نافرمانی یا خلاف ورزی کی تو وہ کافر ہے، اس سے ہم خدا کی پناہ مانگتے ہیں۔ (ت)

ایسے امور میں سخت احتیاط فرض ہے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۱ ص ۱۱۱۹ و ۱۱۲۰)

فتاویٰ رضویہ جلد ۲

(۱) مایستعمل کی صورتوں کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

انما المغير تحول نجاسة حكمية ومنهبا نجاسة الاثام وهي تزول كلا او بعضا بكل قرينة لعموم قوله تعالى ان الحسنات يذهبن السيئات ذلك ذكرى للذاكرين
جبکہ پانی میں تغیر پیدا کرنے والی خیر اس کی طرف نجاست حکمیہ کا آنا ہے اور گناہوں کی نجاست بھی نجاست حکمیہ ہی ہے جو کلاً یا بعضاً ہر قربت سے دُھل جاتی ہے جیسا کہ فرمان الہی "ان الحسنات يذهبن السيئات ذلك ذكرى للذاكرين" (نیکیاں بُرائیوں کو ختم کر دیتی ہیں یہ ذاکرین کے لئے نصیحت ہے) کے عموم کا تقاضا ہے۔ (ت)

اقول نعم ولو جه الله الحمد ايدا تزول الاثام باذن الله بكل قرينة رحمة

المدخل لابن الحاج بحوالہ القرطبي فصل في مولد النبي صلى الله تعالى عليه وسلم الخ دار الكتاب العربي بيروت ۱۵/۲

القرآن الكريم ۱۱/۱۱۴

منہ جلت الاؤہ بہذا الامة المباركة المرحومة دنيا واخرى بنبيها الكريم الرؤف الرحيم
المرسل رحمة والمبعوث نعمة افضل صلوات ربه واجمل تسليماته واتركى بركاته
وادوم تحياته عليه وعلى آله وصحبه وامته ابد اولكن الزوال بقربة لا يوجب
التحول الى آلتها التي اقيمت بها وما علمنا ذلك الا في آلة عيتمها الشرع كالمال في الزكوة
والماء في الطهر لقوله صلى الله تعالى عليه وسلم في الصدقات انها هي اوسخ الناس
سرواه احمد ومسلم عن عبد المطلب بن ربيعة رضى الله تعالى عنه -

اقول (میں کہتا ہوں) ہاں یہ درست ہے گناہ ہر عبادت سے اللہ کی رحمت سے زائل
ہو جاتے ہیں مگر گناہوں کا کسی قربت کی وجہ سے زائل ہونا اس امر کا مقتضی نہیں کہ وہ آلہ تطہیر کی طرف
منتقل ہو جائیں، یہ بات صرف اس آلہ میں ہے جس کو شریعت نے متعین کیا ہو جیسے زکوة میں مال
اور طہارۃ میں پانی، کیونکہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ زکوة لوگوں کا میل کچیل ہے
اس کو احمد و مسلم نے عبد المطلب بن ربيعة سے روایت کیا۔ (ت) (فتاویٰ رضویہ ج ۲ ص ۶۲)

(۲) مزید فرمایا :

للعبد الضعيف كلام في توقف الثواب في الطهارة على الاتمام بل الثواب منوط
بنيّة الامتثال كما قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم انما الاعمال بالنيات
وانما لكل امرئ ما نوى فمن جلس يتوضأ ممثلاً لا مربي به ثم عرض له في انشاءه
ما منعه عن اتمامه فكيف يقال لا يثاب على ما فعل ان الله لا يضيع اجر المحسنين
نعم من نوى من بدء الامر انه لا يأتى الا بالبعض فهذا الذى يرد عليه انه لم
يقصد الوضوء الشرعى بل هو عابث بقصد ما لا يعتد شرعا والعابث لا يثاب بخلاف
من قد تناوصفه ويتواى الى ان مثل ذلك العابث من قصد الوضوء الشرعى واتى ببعض
الاعمال ثم قطع من دون عذر فان الله تعالى سى القطع ابطالا اذ يقول عز من
قائل "ولا تبطلوا اعمالكم" والباطل لاحكم له والله تعالى اعلم -

۱۔ صحیح مسلم تحریر الزکوة علی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قدیمی کتب خانہ کراچی ۳۲۵/۱
۲۔ صحیح البخاری باب کیف بد الوحي ۲/۱
۳۔ القرآن الکریم ۱۲۰/۹ ۴۔ القرآن الکریم ۳۳/۴

عبد ضعیف کو اس امر میں کلام ہے کہ ثواب موقوف ہے طہارت کے مکمل ہونے پر بلکہ ثواب موقوف ہے حکم ماننے کی نیت پر، جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: "بیشک اعمال کا دار و مدار نیتوں پر ہے اور ہر شخص کو وہی ملے گا جس کی وہ نیت کرے۔" تو جو شخص اپنے رب کے حکم کو ماننے کے لئے وضو کرنے بیٹھا پھر درمیان میں کوئی ایسا امر لاحق ہو کہ وہ وضو مکمل نہ کر سکا تو اب یہ کیسے کہا جاسکتا ہے کہ جو کچھ وہ کر چکا ہے اس پر اس کو ثواب نہیں ملے گا، اللہ اچھے کاموں کا اجر برباد نہیں کرتا، ہاں اگر کسی نے شروع سے ہی نیت کی کہ وہ بعض اعضاء کو دھوئے گا، تو یہ ہے جس پر یہ اعتراض وارد ہوگا کہ اُس نے وضو شرعی کا ارادہ نہیں کیا ہے بلکہ وہ ایک ایسا کام کر کے جو شرعاً غیر معتبر ہے عبث کر رہا ہے، اور جو عبث کرتا ہو اس کو ثواب نہیں ملے گا بخلاف اس کے جس کا وصف ہم نے پہلے بیان کیا۔ اور مجھے لگتا ہے کہ اسی عبث کرنے والے کی طرح ہے وہ شخص جس نے شرعی وضو کا ارادہ کیا اور بعض اعمال کئے پھر وضو کو بلا عذر نامکمل چھوڑ دیا کیونکہ اللہ نے قطع کو ابطال قرار دیا ہے، اللہ فرماتا ہے: "تم اپنے اعمال کو باطل نہ کرو" اور باطل کا کوئی حکم نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (ت) (فتاویٰ رضویہ ج ۲ ص ۴۳، ۴۴)

(۳) مزید فرمایا،

ومعلوم ان الطهورية صفة جرم الماء قال الله عز وجل وانزلنا من السماء ماء طهورا، وقال تبارك وتعالى وينزل عليكم من السماء ماء ليطهركم به لا صفة احد اطرافه التي لا وجود لها الا بالانتزاع على فرض اتصال الاجسام ولا في الغسل صفة طرف لا يتجزى لانه اسالة ولا اسالة الا بالجسم لا فيقيم متان عن المسح۔

اور یہ معلوم ہے کہ طہوریت پانی کے جسم کی صفت ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "ہم نے آسمان پاک کر دیا پانی برسایا"، نیز فرمایا: "وہ آسمان سے تم پر پانی برساتا ہے تاکہ تم کو اسی سے پاک کرے" یہ اس کی کسی طرف کی صفت نہیں ہے جس کا وجود محض انتزاعی ہے جبکہ اجسام کا اتصال فرض کیا جائے، اور نہ ہی غسل میں کسی طرف کی صفت ہے جس میں تجزی نہ ہو، اس لئے کہ غسل کا معنی بہانا ہے اور بہانا جسم پر ہی ہوگا ورنہ غسل مسح سے کیونکہ ممتاز ہوگا! (ت) (فتاویٰ رضویہ ج ۲ ص ۱۶۸، ۱۶۹)

(۴) ہنود و نصاریٰ کے جھوٹے حکم بیان کرتے ہوئے فرمایا:

انما المشركون نجس کافر بے ناپاک ہیں۔ یہ ناپاکی ان کے باطن کی ہے، پھر اگر شراب وغیرہ

نجاستوں کا اثر اُن کے منہ میں باقی ہو تو ناپاک کی ظاہری بھی موجود ہے اور اس وقت ان کا جھوٹا ایسا ہی ناپاک ہے جیسا کہ کتے کا بلکہ اُس سے بھی بدتر خلاف مالک فی الکلب (کیونکہ کتے کے بارے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا اختلاف ہے۔ ت) اور حَقِّے وغیرہ جس چیز کو اُن کا لعاب لگ جائے گا ضرور ناپاک ہو جائے گی۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۲ ص ۳۱۶)

(۵) حَقِّے کے پانی کی طہارت کو بیان کرتے ہوئے فرمایا،

اگر سفر میں ہو اور وضو کو پانی کم تھا کہ مثلاً ایک یا دونوں پاؤں دھونے سے رہ گئے اور حَقِّے میں پانی ہے جس سے وہ کمی پوری ہو سکتی ہے تو اس صورت میں تیمم جائز نہ ہو گا نماز باطل ہوگی بلکہ اُسی پانی سے وضو کی تکمیل لازم ہوگی لانه یجد ماء وانما یقول اللہ تعالیٰ فله تجدد و اماء (کیونکہ وہ پانی کو پارہا ہے جبکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: پس تم پانی نہ پاؤ تو تیمم کرو۔ ت)

(فتاویٰ رضویہ ج ۲ ص ۳۲۰)

(۶) کیا مالِ صبی میں والدین تصرف کر سکتے ہیں؟ اس سلسلے میں فرمایا،

اس فقیر پر ظاہر یہ ہوتا کہ جو مباح صبی نے فرمائش والدین سے لیا اس کے مالک والدین ہی ٹھہریں ورنہ بحال غنا ان کو تصرف ناروا ہوتا قال تعالیٰ: من کان غنیا فلیستعفف (جسے حاجت نہ ہو وہ بچتا رہے۔ ت) تو یہ روایت صورتِ گانہ استیلا سے صورتِ سوم کے حکم میں والدین کا استثنا کرتی مگر امام محمد ہی سے ایسی ہی نادرہ روایت آئی ہے کہ اگر بچہ کھانے پینے کی چیز اپنے ماں باپ کو ہدیہ دے تو وہ والدین کے لئے مباح ہے تو یہ روایت بھی احکامِ مذکورہ پر کچھ اثر نہ ڈالے گی کہ مالک صبی ہی ٹھہرا۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۲ ص ۵۰۹)

(۷) مزید فرمایا،

اقول وبالله التوفیق مگر شک نہیں کہ عُرف و عادت اس کے خلاف ہے اور وہ بھی دلائل شرعیہ سے ہے تو مناسب کہ قلیل عفو قرار دیں جس پر قرآن و حدیث سے دلیل ہے، قال اللہ عزوجل: ویسئلونک عن الیثمی قل اصلاح لہم خیر و ان تخالطوہم فاخوانکم واللہ یعلم المفسد من المصلح

۱۔ القرآن الکریم ۴/۴۳

۲۔ " ۴/۶

۳۔ " ۲/۲۲۰

اور وہ آپ سے یتیموں کی بابت پوچھتے ہیں فرمادیں گے ان کی اصلاح بہتر ہے اور اگر تم ان کے ساتھ اپنا مال ملا کر کھاؤ وہ تمہارے بھائی ہیں اور اللہ مفسد کو مصلح سے جانتا ہے۔ (ت)

اس آیت میں احد التفسیرین پر یتیم کے ساتھ جواز مخالطت مال ہے اور ظاہر کہ بحال مخالطت کامل اتیاز قریب محال ہے۔ تفسیرات احمدیہ میں ہے :

وفي الزاهدی قال ابن عباس رضي الله تعالى عنهما المخالطة ان تأكل من ثمره ولبسته وقصعته وهو يأكل من ثمرتك ولبنتك وقصعتك والآية تدل على جواز المخالطة في السفر والحضر يجعلون التفقة على السواء ثم لا يكره ان يأكل احدهما اكثر لانه لما جاز في اموال الصغار فجواز في اموال الكبار اولی هذا لفظه فاحفظه فانه نافع جدا وحجة على كثير من المتعصبين في زماننا هذا۔

اور زاهدی میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ مخالطت یہ ہے کہ تم اس کے پھل اس کا دودھ اور اس کے پیالہ میں کھاؤ اور وہ بھی اُسی طرح تمہارے ساتھ تمہارے پھل کھائے اور تمہارا دودھ پیئے اور تمہارے پیالے میں کھائے اور یہ آیت مخالطت کے جواز پر دلالت کرتی ہے خواہ سفر میں ہو یا حضر میں ہو جبکہ نفقہ کو برابر کار رکھیں، پھر اس میں کوئی کراہت نہیں کہ ان میں سے کوئی زائد کھالے کیونکہ یہ چیز جب بچوں کے مال میں جائز ہے تو بڑوں کے اموال میں بطور اولے جائز ہے، یہ ان کے الفاظ ہیں ان کو بخوبی یاد رکھیں یہ مفید بھی ہیں اور ہمارے عہد کے بہت سے متعصبین پر حجت بھی ہیں۔ (ت)

(فتاویٰ رضویہ ج ۲ ص ۵۱۹، ۵۲۰)

فتاویٰ رضویہ جلد ۳

(۱) سمندر کے پانی کی طبیعت میں انبات ہے یا عدم انبات۔ اس مسئلہ پر بحث کرتے ہوئے فرمایا :
أقول وهذا وجیه فان الاصل عدم العارض وان كان لا يتم الاستدلال عليه بقوله عز وجل وهو الذي مرج البحرين هذا عذب فرات وهذا ملح احباج وجعل بينهما بونزا وحجرا محجورا، فان المرج هو الخلط والارسال ولا يلزم ان

يكون في بدء خلقهما بل بعد تغير واحدهما بعارض والله تعالى اعلم۔

میں کہتا ہوں یہ بات مدلل ہے کہ اصل عارض کا نہ ہونا ہے اگرچہ اس پر استدلال اللہ تعالیٰ کے قول وهو الذی مرج البحرین هذا عذب فرات وهذا ملح اجاج وجعل بینہما یرونا خوا و حجرا ملحجورا (اور اللہ وہی ہے جس نے ملے ہوئے رواں کئے دو سمندریہ طیحا ہے نہایت شیریں اور یہ کھاری ہے نہایت تلخ اور ان کے بیچ میں پردہ رکھا اور روکی ہوئی آڑ) سے نام نہیں ہوتا، کیونکہ مرجع کے معنی ملانے اور چھوڑنے کے ہیں اور یہ لازم نہیں کہ یہ صورت ان کی ابتداء تخلیق میں ہو بلکہ ان میں سے کسی ایک کو عارض کی وجہ سے متغیر ہونے کے باعث ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم (ت) (فتاویٰ رضویہ ج ۳ ص ۴۶)

(۲) اولیاء اللہ کے لئے ذبح کئے جانے والے جانوروں کا حکم شرعی بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں، مسلمانان جانوران کہ برائے اولیاء کرام قدست اسرارہم ذبح مے کنند ز نہار عبادت غیر نمی خواہند ایں بدگمانی شدیدست و بدگمانی از طریق اسلامی بعید قال اللہ تعالیٰ یا ایہا الذین امنوا اجتنبوا کثیرا من الظن ان بعض الظن اثم وقال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایاکم والظن فان الظن اکذب الحدیث در در مختار فرمود لا نسئ الظن بالمسلم انه یتقرب الی اللہ بہذا الذبح، در رد المحتار است ای علی وجه العبادۃ لانه الکفر وهذا البعد من حال المسلم باز اگر گیرم کہ بعض آردگان جہاں ہچماں خواستہ باشد اگر ذابح برائے خدا ذبح کرد و نام او عز و علا گرفت حلال شد کہ اعتبار نیست و قول ذابح راست کما حققناہ فی رسالتنا الصغیرۃ حجا البکیرۃ نفعان شاء اللہ تعالیٰ سبیل الاصفیاء فی حکم الذبح للاولیاء و مولیٰ سبحنہ و تعالیٰ در قرآن عظیم فرماید مالکم ان لا تاکلوا مما ذکر اسم اللہ علیہ شمار اچھست کہ نخورید از آنچه بر آن نام خدا گرفته شدہ است۔

مسلمان جن جانوروں کو اولیاء اللہ کے لئے ذبح کرتے ہیں اس سے ان کا مقصد یا نیت ہرگز غیر اللہ کی عبادت نہیں ہوتی۔ یہ بہت بڑا بہتان ہے جو مسلمانوں پر لگایا جاتا ہے اور اسلام میں بدگمانی

۱۲/۴۹ القرآن الکریم

۲۷ صحیح البخاری باب قول اللہ عز وجل من بعد وصیۃ یوصی بہا و دین قیدی کتب خانہ کراچی ۳۸۴/۱

۳۷ الدر المختار کتاب الذبائح مطبع مجتہائی دہلی ۲۳۰/۲

۳۸ رد المحتار مصطفیٰ البابی مصر ۲۱۸/۵

۳۹ القرآن الکریم ۱۱۹/۶

ناجائز ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے مومنو! بدگمانی سے بچو کہ بدگمانی گناہ ہے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بدگمانی سے بچو کیونکہ یہ جھوٹی بات ہے۔ اور درمختار میں فرمایا ہے کہ ہم مسلمانوں کے بارے میں بدگمانی نہیں کر سکتے وہ اس ذبح سے غیر اللہ کے تقرب اور عبادت کی نیت کرتا ہے۔ اور ردالمحتار میں ہے کہ عبادت کے طور پر گمان نہیں ہو سکتا کیونکہ اس گمان سے مسلمان کو کافر بنانا ہے اور مسلمان سے یہ بات بعید ہے۔ اور اگر فرض بھی کر لیا جائے کہ دنیا میں کوئی ایسا واقعہ ہے تو بھی جب ذبح کرنے والے نے اس پر اللہ تعالیٰ کا نام پڑھ لیا تو وہ جانور حلال ہو جاتا ہے کیونکہ ذبح کرنے والے کی نیت اور قول کا اعتبار ہوتا ہے، جیسا کہ ہم نے اس کو ایک چھوٹے رسالے میں ثابت کیا ہے اگرچہ وہ رسالہ فائدہ میں ان شاء اللہ بڑا ہے اس کا نام ”سبل الاصفیاء فی حکم الذبیح للاولیاء“ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں فرمایا ہے: تمہیں کیا ہوا کہ جس پر اللہ تعالیٰ کا نام ذکر کیا گیا تم اس کو نہیں کھاتے۔ (ت) (فتاویٰ رضویہ ج ۳ ص ۲۵۶، ۲۵۷)

(۳) تیممیت کے بارے میں فرمایا:

أقول وربما ترجح به قول من قال ان الموت حدث وافاد في طهارة البحر
الرائق انه الاصح فان التيمم لم يعرف الا مطهرا عن نجاسة حكمية قال تعالى او
جاء احد منكم من الغائط او لمستم النساء فلم تجدوا ماء فتيمموا الاية الا ان
يقال ان المولى سبحانه وتعالى جعل هذا المسح بالصعيد مزيلا للخبث عن جميع

عه ولا بد للقائلين بالحقيقة ايضا الالتجاء الى مثل هذا فقد نصوا ان الميت
تكتفي فيه غسلة واحدة وانما التثليث سنة ولو كانت حقيقة لوجب التثليث فاجابوا
بان هذا من تكريم الله سبحانه وتعالى عبدة المسلم الميت جعل تطهيرة بمرة
واحدة ۱۲ منه غفر له۔

نجاست حقیقیہ ماننے والوں کے لئے بھی اس طرح کی بات سے مفر نہیں کیونکہ انہوں نے بھی
یہ تصریح کی ہے کہ میت کے بدن کو ایک بار دھونا ہی کفایت کرتا ہے اور تین بار دھونا فقط سنت ہے
(باقی بر صفحہ آئندہ)

بدن الميت عند امتناع الغسل تفضلاً منه وتكرماً تعبدًا غير معقول المعنى كما جعل المسح بالحجر مزيلًا له في الاستنجاء، والله تعالى أعلم۔

اقول اس سے ان حضرات کے قول کی ترجیح سمجھ میں آتی ہے جو یہ فرماتے ہیں کہ موت حدث ہے اور البحر الرائق کے باب طہارت میں افادہ فرمایا ہے کہ یہی اصح ہے اس لئے کہ تیمم نجاستِ حکم سے مطہر ہونے کی حیثیت سے ہی جانا پہچانا گیا ہے، ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ”تم میں کا کوئی پاخانہ سے آئے یا تم نے عورتوں سے قربت کی ہو اور پانی نہ پاؤ تو تیمم کرو۔“ مگر یہ کہا جائے کہ مولیٰ سبحنہ و تعالیٰ نے غسل نہ ہو سکنے کی صورت میں جنسِ زمین سے اس مسح کو پورے بدنِ میت سے خبث دُور کرنے والا قرار دیا ہے محض ازراہِ فضل و کرم، ایسا حکم تکلیفی جس کا معنی عقل کی دسترس میں نہیں، جیسے استنجاء میں پتھر سے مسح کو خبث دُور کرنے والا قرار دیا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم (ت)۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۳ ص ۴۰۸)

(۴) شریفِ زادی کے گھر میں پانی نہ رہے باہر جانہیں سکتی تو کیا تیمم کر سکتی ہے۔ اس مسئلہ میں فرمایا، وہ کہ گھر سے باہر قدم رکھنے کی مطلقاً عادی نہیں جس طرح بحمد اللہ تعالیٰ بریلی میں شریفِ زادیوں کا دستور ہے یہ ہر طرح معذور ہے اور کیونکر اُسے مجبور کیا جائے گا حالانکہ اُس نے کنواں دیکھا تک نہیں نہ اُس تک راہ جانتی ہے، نہ کسی سے پوچھ سکے گی، نہ اُس کے قدم اٹھیں گے، لا یدکلف اللہ نفساً الا وسعہا (خدا کسی جان کو اس کی وسعت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا۔ ت) عادت چھڑانے میں عرج ہے خصوصاً وہ نیک عادت کہ کمال حیا پر مبنی ہو اور حیا جتنی زائد ہو اُسی قدر بہتر۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: الحیاء خیر کلہ جیسا سرِ بہتر ہے رواہ البخاری و مسلم و ابوداؤد والنسائی عن عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ وعن الصحابة جميعا

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

اگر نجاستِ حقیقیہ ہوتی تو تین بار دھونا واجب ہوتا۔ اس کا انھوں نے یہ جواب دیا ہے کہ یہ اللہ سبحنہ و تعالیٰ کی جانب سے اپنے بندہ مسلم کی میت کی تکریم ہے کہ ایک بار سے ہی اس کی تطہیر کا حکم فرما دیا ۱۲ منہ (ت)

لہ القرآن الکریم ۲/۲۸۶

۳۸/۱ قیدی کتب خانہ کراچی
۹۰۳/۲

صحیح مسلم باب عدد شعب الایمان الخ
صحیح البخاری کتاب الادب باب الحیا

(اسے بخاری، مسلم، ابوداؤد اور نسائی نے حضرات عمران بن حصین اور تمام صحابہ سے روایت کیا ہے خدا ان سے اور تمام صحابہ سے راضی ہو۔ ت) (فتاویٰ رضویہ ج ۳ ص ۴۱۸)

(۵) جو مرضی بر وقت نماز قیام اور پانی کے استعمال پر قادر نہیں مگر بعد از خروج وقت نماز اس پر قادر ہو جانے کا ظن غالب ہے تو وہ کیا کرے۔ اس بارے میں فرماتے ہیں،

فاقول لا اصری انیکون المذهب فیہ الامر بتفویت الصلوة کیف وان الطاعة بحسب الاستطاعة۔ قال ربنا تبارک وتعالیٰ فالتقوا الله ما استطعتم ولا ينظر فیہا الا الی الحالة الراہنة الا ترى ان راجی الماء اخر الوقت لیس علیہ التأخیر بل لہ ان یصلی الا ان متیما۔

فاقول میں نہیں سمجھتا کہ اس صورتِ عجز میں نماز فوت کرنے کا حکم ہمارے مذہب میں ہو یہ کیسے ہو سکتا ہے جب کہ طاعت بقدر استطاعت ہی لازم ہوتی ہے۔ ہمارے رب تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے، "تو اللہ سے تم ڈرو جہاں تک تمہیں استطاعت ہو۔" اور استطاعت کے معاملہ میں موجودہ حالت پر ہی نظر کی جائے گی۔ دیکھتے اگر کسی کو آخر وقت میں پانی ملنے کی امید ہے تو اس پر یہ لازم نہیں کہ نماز مؤخر کرے بلکہ وہ اُسی وقت تیمم کر کے نماز پڑھ سکتا ہے۔ (ت) (فتاویٰ رضویہ ج ۳ ص ۴۵۶)

(۶) نماز وقت مقرر میں پڑھنے کی تاکید ہے، چنانچہ فرمایا،

نحن نعلم قطعاً ان المولى سبحانه وتعالى كما امرنا بالصلاة امرنا بايقاعها في وقتها وحرّم اخراجها عنه الا لعذر فاكل مقصود عينا قال سبحانه وتعالى ان الصلاة كانت على المؤمنين كتابا موقوتا وقال عز وجل حافظوا على الصلوات والصلوة الوسطى وقال الله تعالى فويل للمصلين الذين هم عن صلوٰتهم ساهون وهم الذين يؤخرونها حتى يخرج وقتها سماهم مصلين وجعل لهم الويل لاخراجهم اياها عن وقتها فكان الوقت مقصود عينا۔

ہمیں قطعی طور پر معلوم ہے کہ مولیٰ سبحانه وتعالیٰ نے جس طرح ہمیں نماز پڑھنے کا حکم دیا ہے اسی طرح ہمیں یہ بھی حکم دیا ہے کہ نماز کو اس کے مقررہ وقت کے اندر ادا کریں اور بغیر کسی عذر کے اس وقت سے باہر لانا حرام فرمایا ہے، تو سبھی مقصود بالذات ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: بیشک کا زیمان الوت بانڈا ہو (مقررہ وقت میں) فرض ہے، اور ارشاد باری تعالیٰ ہے، حفاظت کرو سب نمازوں کی اور بیچ والی نماز کی۔ نیز ارشاد فرمایا: تو فراموشی ہے ان نمازیوں کے لئے جو اپنی نماز سے بھولے بیٹھے ہیں یہ وہی لوگ ہیں جو نماز کو اس حد تک مؤخر کرتے

۱۔ القرآن الکریم ۴/۱۶ ۲۔ القرآن الکریم ۴/۱۰۳ ۳۔ القرآن الکریم ۲/۲۳۸ ۴۔ القرآن الکریم ۱۰۰/۴

ہیں کہ اس کا وقت نکل جاتا ہے، انھیں نمازی کہا ساتھ ہی ان کے لئے ویل بھی قرار دیا اس لئے کہ وہ نماز وقت سے باہر ادا کرتے تو خود وقت بھی مقصود بالذات ہوا۔ (ت) (فتاویٰ رضویہ ج ۳ ص ۴۵۸)

(۷) جنس ارض کی منفرد جامع فائز تعریف پیش کر کے بطور تحدیث نعمت فرمایا،
بجاء اللہ یہاں تک تعریف رضوی کی شرح مبسوط تھی کہ نہ ایسی تعریف کہیں ملے نہ کوئی ایسی شرح پائے اور اسی کے ختم سے سوال اول کا جواب ختم ہوا جو بفضلہ تعالیٰ ایسی تحقیقات جلیلہ جزیلہ بدیعہ رفیعہ پر مشتمل ہے جن کی نظیر نظر نہ آئے۔

ذَٰلِكَ مِنْ فَضْلِ اللَّهِ عَلَيْنَا وَعَلَى النَّاسِ وَلَكِنَّ أَكْثَر النَّاسِ لَا يَشْكُرُونَ سِرْب اَوْ زَعْنٰى اِنْ
اشْكُوْا نِعْمَتَكَ اَلَتِىْ اَنْعَمْتَ عَلٰى وَعَلٰى وَالِدَتِىْ وَاَنْ اَعْمَلْ صَالِحًا تَرْضَاهُ وَاَصْلَحْ لِيْ فِيْ ذَرِيَّتِيْ
اَتِيْ تَبْتَ اِلَيْكَ وَاَتِيْ مِنَ الْمَسٰكِيْنِ ، وَاللّٰهُ سَبْحَنَهُ وَتَعَالٰى اَعْلَمُ وَعِلْمُهُ جَلُّ مَجْدًا تَمِّ وَاَحْكَمُ۔

وہ ہے خدا کا فضل ہم پر اور لوگوں پر، لیکن اکثر لوگ شکر نہیں کرتے۔ اے میرے رب! مجھے یہ توفیق دے کہ
میں تیرے احسان کا شکر ادا کروں جو تو نے مجھ پر کیا اور میرے ماں باپ پر کیا، اور یہ کہ میں ایسے نیک عمل کروں جس
سے تو راضی ہو اور میرے لئے میری نسل میں نیکی دے بیشک میں تیری بارگاہ میں رجوع لایا اور میں مسلمانوں سے
ہوں، اور خدائے پاک و برتر خوب جانتا ہے، اور اس کا علم کامل و محکم ہے اس کا مجد برتر ہے۔ (ت)
(فتاویٰ رضویہ جلد ۲ ص ۱۶)

فتاویٰ رضویہ جلد ۲

(۱) مانع تیمم کے پیدا ہونے کی توقع تیمم سے مانع نہیں۔ چنانچہ فرمایا:

وَهَذَا مَا قَدِمْتُ فِي الْظُّفْرِ لِقَوْلِهِ إِذَا دُرِكَ الْوَقْتُ فَرَادَ الصَّلَاةَ لَا يَنْهَى
عَنْهَا وَلَا يَنْظُرُ إِلَّا إِلَى حَالَتِهِ الرَّاهِنَةِ وَقَلْبِهِ قَبْلَهُ فَيَدُ انِ الطَّاعَةِ بِحَسَبِ الْإِسْتِطَاعَةِ
قَالَ رَبَّنَا تَبَارَكَ وَتَعَالَى فَاتَّقُوا اللَّهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ وَلَا يَنْظُرُ إِلَّا إِلَى الْحَالَةِ الرَّاهِنَةِ وَاسْتَشْهَدَتْ
عَلَيْهِ بِمَسْأَلَةِ الرَّاجِي هَذِهِ إِنْ لَيْسَ عَلَيْهِ التَّأْخِيرُ۔

یہی بات میں رسالہ ”الظفر لقول من فر“ میں بیان کر چکا ہوں کہ جب وقت ہو گیا اور اس نے نماز
ادا کرنی چاہی تو اسے اس سے روکا نہ جائے گا اور صرف اس کی موجودہ حالت دیکھی جائے گی۔ اس سے پہلے
اس رسالہ میں میں نے لکھا ہے کہ طاعت حسب استطاعت ہوتی ہے۔ ہمارے رب تبارک و تعالیٰ کا
ارشاد ہے: ”تو تم خدا سے ڈرو جتنی تمھیں استطاعت ہو۔ اور موجودہ حالت ہی دیکھی جائے گی، اس پر

میں نے پانی کی امید رکھنے والے کے اس مسئلہ سے استسہاد بھی کیا ہے کہ اس پر نماز مؤخر کرنا لازم نہیں (ت)
(فتاویٰ رضویہ جلد ۴ ص ۸۷، ۸۸)

(۲) کتابی کے ذبیحہ کی حلت کے بارے میں فرمایا:

طہارت شرط ذبح نہیں؛ جب کے ہاتھ کا ذبیحہ بھی درست ہے بلکہ وہ جن کا غسل فی الواقع کبھی نہیں اترتا
یعنی کافران کتابی، ان کے ہاتھ کا ذبیحہ سب کتابوں بلکہ خود قرآن عظیم میں حلال فرمایا ہے؛
طعام الذین ادتوا الکتاب حل لکم

کتابیوں کے ہاتھ کا ذبیحہ تمہارے لئے حلال ہے۔ (ت) (فتاویٰ رضویہ جلد ۴ ص ۳۲۲)

(۳) بواسیر کا جو مریض کپڑے پاک نہیں رکھ سکتا اس کے بارے میں فرمایا:

اگر سمجھتا ہے کہ پاک کپڑا بدل کر فرض پڑھے گا تو اس کے ایک دم سے زائد بھرنے سے پیشتر فرض ادا کر لے گا
جب تو اس پر لازم ہے کہ ہر وقت کپڑا بدلے اور اگر جانتا ہے کہ فرض پڑھنے کی مہلت نہ ملے گی اور کپڑا پھر اتنا ہی ناپاک
ہو جائے گا تو اسے معافی ہے اسی کپڑے سے پڑھے لایکلف اللہ نفساً الا وسعہا (اللہ تعالیٰ کسی نفس کو
اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم (فتاویٰ رضویہ جلد ۴ ص ۳۷۵)

(۴) نظر شارع میں تیسیر محبوب ہے۔ چنانچہ فرمایا:

لا یسما علی من ابتری باقتنانه لصید او زرع او ماشیة و التیسیر محبوب فی نظر الشارع
یرید اللہ بکم الیسر ولا یرید بکم العسر، وقال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان الدین یرسل الیسر الحدیث۔
سرواہ البخاری والنسائی عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ وقال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
یسروا ولا تعسروا سرواہ احمد والشیخان والنسائی عن انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ
خصوصاً جو شخص شکار، کھیتی باڑی یا جانوروں کی حفاظت کے لئے اس کے رکھنے پر مجبور ہو اور شارع
کی نظر میں آسانی محبوب ہے (ارشاد خداوندی ہے) ”اللہ تمہارے لئے آسانی چاہتا ہے اور تمہارے لئے تنگی
نہیں چاہتا“ اور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ”بے شک دین آسان ہے“ (الحدیث) اسے امام بخاری
اور نسائی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ اور سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
نے فرمایا: آسانی پیدا کرو تنگی پیدا نہ کرو۔ اس حدیث کو امام احمد، بخاری و مسلم اور نسائی نے حضرت انس

لے القرآن الکریم ۵/۵ لے القرآن الکریم ۲/۲۸۶ لے القرآن الکریم ۲/۱۸۵

۵۷ صحیح البخاری باب الدین یرسل مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱۰/۱

۵۸ صحیح البخاری باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم یسر و لا تعسروا قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/۹۰۴

بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے۔ (ت) (فتاویٰ رضویہ ج ۲ ص ۴۴۱)
(۵) احکام دینیہ میں خبر کا فر معتبر نہیں۔ چنانچہ فرمایا:

علت و حرمت و طہارت و نجاست احکام دینیہ ہیں ان میں کافر کی خبر محض نامعتبر ہے۔

قال اللہ تعالیٰ لن يجعل اللہ للكفرین علی المؤمنین سبیلاً۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ہرگز مسلمانوں پر کافروں کو راہ نہ دے گا۔ (ت)

بلکہ مسلمان فاسق بلکہ مستور الحال کی خبر بھی واجب القبول نہیں چر جائے کہ کافر۔

قال اللہ تعالیٰ یا ایہا الذین امنوا ان جاءکم فاسق بنبأ فتبیثوا الایۃ۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے ایمان والو! اگر تمہارے پاس کوئی فاسق خبر لائے تو اس کی تحقیق کرو (ت)

(فتاویٰ رضویہ جلد ۴ ص ۴۸۱)

(۶) ہم فقط ایسی ہی چیز استعمال کرنے کے مکلف نہیں جو نفس الامر میں طاہر و حلال ہو۔ چنانچہ فرمایا:

حضرت حق جل و علا نے ہمیں یہ تکلیف نہ دی کہ ایسی ہی چیز کو استعمال کریں جو واقع و نفس الامر

میں طاہر و حلال ہو کہ اس کا علم ہمارے حیطہ قدرت سے ور ہے۔

قال اللہ تعالیٰ لا یكلف اللہ نفساً الا وسعہا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے: ”اللہ تعالیٰ کسی نفس کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا۔“ (ت)

نہ یہ تکلیف فرمائی کہ صرف وہی شے برقیں جسے ہم اپنے علم و یقین کی رو سے طیب و طاہر جانتے ہیں کہ اس میں بھی حرج عظیم اور حرج مدفوع بالنص۔

قال اللہ تعالیٰ ما جعل علیکم فی الدین من حرج و قال تعالیٰ یرید اللہ بکم

الیسر ولا یرید بکم العسر۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”وہی کے سلسلے میں تمہیں کسی حرج میں نہیں ڈالا۔“ اور فرمایا: ”اللہ تعالیٰ

تمہارے لئے آسانی چاہتا ہے اور تنگی نہیں چاہتا۔“ (ت)

ع یعنی جب ضمن معاملات میں نہ ہو مثلاً کافر گوشت لایا اور کہا مسلمان سے خریدا ہے بات اس کی مقبول اور

گوشت حلال، اور جو کھا مجوسی کا ذبیحہ ہے قول اس کا ماخوذ اور لحم حرام، و کم من شیئ یثبت ضمناً ولا یثبت

قصدا ۱۲۱ منہ (بہت سی چیزیں ضمناً ثابت ہوتی ہیں اور قصداً ثابت نہیں ہوتیں۔ ت)

اے عزیز! یہ دین بجز اللہ آسانی و سماحت کے ساتھ آیا جو اسے اس کے طور پر لے گا اس کے لئے ہمیشہ رفتی و نرمی ہے اور جو تعمق و تشدد کو راہ دے گا یہ دین اُس کے لئے سخت ہوتا جائے گا یہاں تک کہ وہی تھک رہے گا اور اپنی سخت گیری کی آپ ندامت اٹھائے گا۔ (فتاویٰ رضویہ جلد ۴ ص ۵۱۲)

(۷) مداراتِ خلق اہم امور سے ہے مگر جب تک مدہینت فی الدین نہ ہو اور گناہ لازم نہ آئے۔ فرمایا:

قال الله تعالى لا يخافون لومة لائم و قال تعالى لا تأخذكم بهما رأفة في دين الله و قال تعالى والله ورسوله احق ان يرضوه ان كانوا مؤمنين و قال صلى الله تعالى عليه وسلم لا طاعة لاحد في معصية الله انما الطاعة في المعروف رواه الشيخان و ابو داؤد والنسائي عن علي كرم الله تعالى وجهه و قال صلى الله عليه وسلم لا طاعة لمخلوق في معصية الخالق رواه الامام احمد و محمد المحاكم عن عمران و الحكم بن عمرو الغفاري رضي الله عنهم

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: ”وہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں ڈرتے۔“ اور ارشادِ خداوندی ہے: ”ان دونوں (زانی اور زانیہ) کے بارے میں تمہیں دینِ خداوندی میں نرمی نہیں کرنی چاہئے۔“ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ”اور اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول اس بات کا زیادہ حق رکھتے ہیں کہ وہ (لوگ) انہیں راضی کریں اگر وہ ایمان دار ہیں۔“ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں کسی کی اطاعت نہیں فرمانبرداری صرف نیک امور میں ہے۔ اس حدیث کو امام بخاری، مسلم، ابو داؤد اور نسائی نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت کیا ہے اور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: خالق کی نافرمانی میں مخلوق کی طاعت جائز نہیں۔ اس حدیث کو امام احمد اور محمد حاکم نے حضرات عمران اور حکم بن غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت کیا ہے۔ (ت)

(فتاویٰ رضویہ ج ۴ ص ۵۲۰)

(۸) متورع و ورع کی آڑ میں دوسروں پر طعن و تشنیع مت کرے، اس سلسلہ میں فرمایا:

اس کے ورع کا حکم صرف اسی کے نفس پر ہے نہ کہ اس کے سبب اصل شے کو ممنوع کہنے لگے یا جو مسلمان اسے استعمال کرتے ہوں ان پر طعن و اعتراض کرے انہیں نظر میں حقیر سمجھے اس سے تو ورع کا ترک ہزار درجہ بہتر تھا کہ شرع پر اصرار اور مسلمانوں کی تشنیع و تحقیر سے تو محفوظ رہتا۔

قال الله تبارك و تعالى لا تقولوا لما تصف السنتكم الكذب هذا حلال و هذا احرام

لَتَفْتُوا عَلَى اللَّهِ الْكَذِبُ إِنَّ الَّذِينَ يَفْتُرُونَ عَلَى اللَّهِ الْكَذِبَ لَا يَفْلَحُونَ ۝ وَقَالَ
جَلْ مَجْدُهُ وَلَا تَلْمِزُوا أَنْفُسَكُمْ أَيْ لَا يَعْيبُ بَعْضُكُمْ بَعْضًا وَاللَّمْزُ هُوَ الطَّعْنُ بِاللِّسَانِ ۝

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اور نہ کہو اُسے جو تمہاری زبانیں جھوٹ بیان کرتی ہیں یہ حلال ہے اور یہ
حرام کہ اللہ پر جھوٹ باندھو، بیشک جو اللہ پر جھوٹ باندھتے ہیں اُن کا بھلا نہ ہوگا۔ اور اللہ بزرگ و برتر نے فرمایا،
اپنے آپ پر طعن نہ کرو یعنی ایک دوسرے پر طعن نہ کرو۔ زبان سے طعنہ زنی کو ”اللمز“ کہتے ہیں۔ (ت)

(فتاویٰ رضویہ جلد ۴ ص ۵۴۹)

(۹) جو شخص یہ سمجھتا ہے کہ انگلی پر لگی ہوئی نجاست چاٹ لینے سے منہ اور انگلی دونوں پاک ہو جاتے ہیں اس
کی مدد میں فرمایا:

انگلی کی نجاست چاٹ کر پاک کرنا کسی سخت گندی ناپاک رُوح کا کام ہے اور اسے جائز جاننا شریعت پر
افتر و اتہام اور تحلیل حرام اور قاطع اسلام ہے، اور یہ کہنا محض جھوٹ ہے کہ منہ بھی پاک رہے گا، نجاست
چاٹنے سے قطعاً ناپاک ہو جائے گا اگرچہ بار بار وہ نجس ناپاک تھوک یہاں تک نکلنے سے کہ اثر نجاست کا منہ
سے دھل کر سب پیٹ میں چلا جائے پاک ہو جائے گا مگر اس چاٹنے نکلنے کو وہی جائز رکھے گا جو نجس
کھانے والا ہے۔

الْجَنِّثُ لِلْجَنِّثِينَ وَالْخَيْثُونُ لِلْخَيْثِثَةِ وَالطَّيْبُ لِلطَّيْبِينَ وَالطَّيْبُ لِلطَّيْبَةِ أَوَّلُكَ
مَبْرُؤُنَ مَا يَقُولُونَ ۝

ناپاک عورتیں ناپاک مردوں کے لئے، اور ناپاک مرد ناپاک عورتوں کے لئے۔ پاک عورتیں پاک
مردوں کے لئے اور پاک مرد پاک عورتوں کے لئے۔ وہ ان باتوں سے پاک ہیں جو لوگ کہتے ہیں۔ (ت)
(فتاویٰ رضویہ ج ۴ ص ۵۶۵)

(۱۰) ہنود کی اشیاء خوردنی اور آئینہ کریمہ انہا المشرکون نجس سے ان کی نجاست پر استدلال
کے بارے میں فرمایا:

آیت کریمہ انہا المشرکون نجس اُن کے نجاست قلب و نجاست دین کے بارے میں ہے اجسام

۱۔ القرآن الکریم ۱۶/۱۱

۲۔ ص ۲۸۸ المطابع کراچی نصف ثانی ص ۲۸۸

۳۔ تفسیر جلالین تحت الآیۃ ۱۶/۱۱ ص ۲۸۸ المطابع دہلی

۴۔ القرآن الکریم ۲۸/۹

۵۔ القرآن الکریم ۲۴/۲۶

اگر ملوث بہ نجاست ہیں نجس ہیں ورنہ نہیں تمام کتب فقہ متون و شروح و فتاویٰ اس کی تصریحات سے مالا مال ہیں، ان کے یہاں کا گوشت تو ضرور حرام ہے مگر اُس حالت میں کہ مسلمان نے اللہ عز و جل کے لئے ذبح کیا اور بنانے پکانے لانے کے وقت مسلمانوں کی نگاہ سے غائب نہ ہوا کوئی نہ کوئی مسلمان اُسے دیکھتا رہا تو اُس وقت حلال ہے ورنہ حرام، اور باقی اشیاء جن میں نجاست یا حرمت متحقق و ثابت ہو نجس و حرام ہیں ورنہ طاہر و حلال کہ اصل اشیاء میں طہارت و حلت ہے۔ قال تعالیٰ :

خَلَقَ لَكُمْ مَا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا

زمین میں جو کچھ ہے وہ سب تمہارے فائدے کے لئے پیدا فرمایا (ت)

جب تک کسی عارض سے اس اصل کا زوال ثابت نہ ہو حکم اصل ہی کے لئے رہے گا۔ محرر المذہب سیدنا امام محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں : بہ ناخذ مالہ نعرف شیئاً حراماً بعینہ ۹ ہم اسی پر عمل کریں گے جب تک کسی معین چیز کے حرام ہونے کا علم نہ ہو جائے۔ (ت)

مگر اس میں شک نہیں کہ ہنود بلکہ تمام کفار اکثر ملوث بہ نجاست رہتے ہیں بلکہ اکثر نجاستیں ان کے نزدیک پاک ہیں بلکہ بعض نجاستیں ہنود کے خیال میں پاک کتہہ ہیں تو جہاں تک دشواری نہ ہو اُن سے بچنا اولیٰ ہے غرض فتویٰ جواز اور تقویٰ احتراز۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۴ ص ۵۶۵، ۵۶۶)

(۱۱) کھڑے ہو کر پیشاب کرنے کی قباحتیں بیان کرتے ہوئے فرمایا :

یہ نصاریٰ سے تشبہ ہے اور ان کی سنت مذمومہ میں اُن کا اتباع ہے، آج کل جن کو یہاں یہ شوق جاگا ہے اس کی یہی علت اور موجب عذاب و عقوبت ہے۔ اللہ عز و جل فرماتا ہے :

لَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ ۚ شَيْطَانُكَ قَدَمُوهُ ۚ (ت)

فتاویٰ رضویہ جلد ۵ (فتاویٰ رضویہ ج ۴ ص ۵۸۶)

(۱) کیا صلوات خمسہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا خاصہ ہیں ؟ اس مسئلہ پر بحث کرتے ہوئے فرمایا :

أَقُولُ لَكَ إِنَّ تَقْوَلَ بَعْدَ تَسْلِيمٍ لَزُومَ الْخُصُوصِ فِي كُلِّ عَطَاءٍ يُعْطَى فِي مَقَامٍ

الاختصاص، لا يلزم الخُصُوصُ مِنْ كُلِّ وَجْهٍ، فَقَدْ كَانَتْ الصَّلَاةُ فَرِيضَةً عَلَى الْأَنْبِيَاءِ صَلَوَاتُ اللَّهِ وَتَعَالَى وَسَلَامُهُ عَلَيْهِمْ وَفِي كُلِّ دِينٍ إِلَهِي، كَمَا قَالَ تَعَالَى فِي سَيِّدِنَا إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ : "وَكَانَ يَأْمُرُ أَهْلَهُ بِالصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ وَكَانَ عِنْدَ رَبِّهِ مَرْضِيًّا"

۱۵ القرآن الکریم ۲۹ ۱۶ الفتاویٰ الہندیۃ الباب الثانی عشر نورانی کتب خانہ پشاور ۵/۲۲۲

۱۷ القرآن الکریم ۱۹/۵۵

۱۸ القرآن الکریم ۲/۱۶۸

وقال عز وجل عن عبده عيسى عليه الصلوة والسلام "واوصاني بالصلوة والزكوة ما دمت حياً"
اقول (میں کہتا ہوں) تم اس کے جواب میں کہہ سکتے ہو کہ اگر یہ بات مان بھی لی جائے کہ اختصا

کے موقع پر جو چیزیں دی جائیں ان میں ہر ایک کا خاص ہونا ضروری ہے، تاہم ہر لحاظ سے خاص ہونا تو کوئی ضروری نہیں ہے، کیونکہ نمازیں تمام انبیاء پر اور ہر دین الہی میں فرض تھیں جس طرح اللہ تعالیٰ سیدنا اسمعیل — ان کے کویم بیٹے پر اور ان پر صلوٰۃ و سلام ہو — کے بارے میں فرماتا ہے: "وہ حکم دیا کرتا تھا اپنے اہل خانہ کو نماز اور زکوٰۃ کا، اور وہ اپنے رب کے ہاں پسندیدہ تھا" اور اللہ عز وجل نے اپنے بندے عیسیٰ علیہ السلام کا یہ قول بیان کیا ہے: "اور حکم دیا ہے مجھے اللہ تعالیٰ نے نماز اور زکوٰۃ کا جب تک میں زندہ رہوں" (ت) (فتاویٰ رضویہ ج ۵ ص ۴۹)

(۲) اسی بحث مذکور میں مزید فرمایا:

اقول نعم، لا بد للخصوص من وجه، اما مطلقاً فلا، فقد كان الجهاد في الامم السابقة قال تعالى وكاين من تبي قاتل معه ربيون كثير الا ترى الى قوله، والامر بالمعروف والنهي عن المنكر، وليستحيل نفيهما عن الانبياء السابقين عليهم الصلوة والسلام، فما كانوا يبعثون الا لهذا، وقد انبى الله تعالى قوما ينهون اصحاب السبت معذرة الى ربهم ولعلمهم يرجعون، ولم تزل الصدقة في الامم، وتقدم قوله تعالى وكان يأمر اهله بالصلوة والزكوة، قانما المراد لم يعطوا على صفة اعطى نبينا صلى الله تعالى عليه وسلم، احلت له الغنائم ولم تحل لاحد قبله، والصدقة تؤخذ من اغنيائنا وترد على فقرائنا، وامرنا بالمعروف ونهينا عن المنكر باعلى وجوهه وهو الجهاد، وامر الجهاد في شرعنا اقوى منه في سائر الشرائع - قاله الرازي عن القفال، فذلك خصصنا في الصلوة باشياء لم يعطهن احد قبلنا، والله الحمد -

اقول (میں کہتا ہوں) ہاں، خصوصیت کے لئے کوئی وجہ ضرور ہونی چاہئے ورنہ (مذکورہ آٹھ چیزیں) مطلقاً اس امت کے ساتھ خاص نہیں ہیں کیونکہ جہاد پہلی امتوں میں بھی تھا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "کتنے ہی نبی تھے کہ ان کے ساتھ مل کر بہت سے اللہ والوں نے لڑائی کی۔" کیا تم ہمیں دیکھتے ہو حدیث میں

مذکور اس قول کی طرف ”اور اچھائی کا حکم دینا اور بُرائی سے روکنا“ حالاں کہ ان کاموں کا انبیاء سابقین میں نہ پایا جانا محال ہے کیونکہ وہ تو بھیجے ہی انہی کاموں کے لئے جاتے تھے اور (اسی نہی عن المنکر کی وجہ سے) اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو نجات دے دی تھی جو اصحابِ سبت کو شکار کرنے سے منع کرتے تھے تاکہ اپنے رب کے روبرو اپنا بند پریش کر سکیں اور اس لئے کہ اس طرح شاید اصحابِ سبت غلط کام سے باز آجائیں۔ تو درحقیقت مراد یہ ہے کہ (مذکورہ آٹھ چیزیں) اس طرح باقی انبیاء کو نہیں دی گئیں جس طرح ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دی گئیں۔ مثلاً جہاد میں حاصل ہونے والی غنیمت رسول اللہ کے لئے حلال کر دی گئی حالانکہ اس سے پہلے کسی کے لئے حلال نہیں کی گئی تھی، اسی طرح صدقہ ہمارے اغنیاء سے لیا جاتا ہے اور فقراء کو دیا جاتا ہے (حالانکہ اس سے پہلے اس کو آگ جلا دیا کرتی تھی) یونہی ہمارا امر بالمعروف اور نہی عن المنکر اعلیٰ درجے کا ہے یعنی جہاد کے ذریعے سے، کیونکہ جہاد کا معاملہ ہماری شریعت میں بنسبت باقی شریعتوں کے زیادہ قوی ہے، یہ بات رازی نے فقال سے نقل کی ہے بعینہ اسی طرح ہمیں نماز میں بھی بعض اشیاء کے ساتھ خاص کیا گیا ہے جو ہم سے پہلے کسی کو عطا نہیں کی گئیں (یعنی اذان، اقامت وغیرہ) واللہ الحمد۔ (ت) (فتاویٰ رضویہ ج ۵ ص ۵۱ و ۵۲)

(۳) کوئی نماز کس نبی نے سب سے پہلے پڑھی، اس مسئلہ میں متعدد اقوال نقل کرنے کے بعد فرمایا:

معہذا ان سب اقوال میں کہیں نہیں گرفت ضرور ہے، اول نے صاف تصریح کی کہ عشاء انبیاء سابقین علیہم الصلوٰۃ والسلام میں کسی نے نہ پڑھی۔ اور سوم کا بھی یہی مفاد کہ صدر کلام میں انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کا ذکر کیا ہے اور امتوں سے موازنہ مقصود نہیں کما قد منا (جیسا کہ ہم نے پہلے ذکر کیا ہے۔ ت) تو یہ اطلاق تخصیص اپنے عموم پر ہے جس طرح اشعہ وغیرہ کی عبارتوں میں تھا نہ بلحاظ اعم، اور ہم اوپر بیان کر چکے کہ یہ ظاہر دلائل کے خلاف و قول مرجوح ہے۔ اول و دوم نے عصر کو عزیر و یونس علیہما الصلوٰۃ والسلام کی طرف نسبت کیا حالانکہ حضرت سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کا عصر پڑھنا روشن ثبوت سے ثابت۔ قال تعالیٰ:

ووهبنا لداود سليمان نعم العبد انه اواب ۵ اذ عرض عليه بالعشي الصفت الجياد ۵

فقال اني احببت حب الخيبر عن ذكر ربي حتى توارت بالحجاب ۵

اور ہم نے داؤد کو سلیمان عطا کیا وہ بہت اچھا بندہ ہے اللہ کی طرف رجوع کرنے والا، جب اس کے سامنے اخیل اور عمدہ گھوڑے پریش کئے گئے تو اس نے کہا کہ مجھے اچھی چیز کی محبت نے اپنے رب کی یاد سے غافل کر دیا یہاں تک کہ وہ پردے میں چھپ گئے۔ (ت)

علماء فرماتے ہیں یہ نماز نماز عصر تھی۔
 جلالین میں ہے : عن ذکر ربی ای صلاة العصر۔
 اپنے رب کی یاد سے مراد نماز عصر ہے۔ (ت)
 مدارک میں ہے :

غفل عن العصر وكانت فرضا فاغتم۔

عصر سے غافل ہو گئے تھے اور وہ ان پر فرض تھی اس لئے غمزہ ہو گئے تھے (ت)
 اور سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کا زمانہ یونس و عزیر علیہم الصلوٰۃ والسلام سے مقدم ہے تو اولیت صلاة عصر ان
 دونوں صاحبوں کے لئے کیونکر ہو سکتی ہے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۵ ص ۷۱)

(۴) قبل از معراج نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نماز کے بارے میں بحث کرتے ہوئے فرماتے ہیں،
 قال والذي يظهر انها كانت من التفل المطلق، او كانت من الصلاة المفروضة عليه
 صلى الله تعالى عليه وسلم قبل ليلة الاسراء، وفي فتاوى النووى ما يؤيد الثانى اخص باختصار۔
 شامی نے کہا کہ ظاہر یہ ہے کہ یہ کوئی نفلی نماز تھی یا ان نمازوں میں سے تھی جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ
 علیہ وسلم پر شب معراج سے پہلے فرض تھیں اور فتاویٰ نووی سے دوسری شق کی تائید ہوتی ہے۔ (ت)
 اقول وفي الاستدلال بقوله عز اسمه وسبح بحمد ربك قبل طلوع الشمس وقبل غروبها
 نظر، فان تتمّة الآية ومن اثناء الليل فسبح واطراف النهار لعلك ترضى، فان حمل التسبيح
 على الصلاة لقول ابن عباس رضي الله تعالى عنهما كل تسبيح في القرآن صلاة اخرجه القرطبي
 عن سعيد بن جبیر وان كان ربما يفيد الاستثناء من كليته على ما اقول قوله جل ذكره،
 كل قد علم صلواته وتسبيحه، وقوله تعالى فلو لا انه كان من المسبحين للبت في

۳۸۰ ص	مطبع مجتہائی دہلی	۳۸ تا ۳۲	۱۔ تفسیر جلالین تحت الآیۃ ۳۸/۳۲
۴۱/۴	دارالکتب العربیہ بیروت	۴۱/۴	۲۔ مدارک التنزیل (تفسیر فلسفی)
۵۴/۶	دارالمعرفۃ بیروت	۵۴/۶	۳۔ شرح الزرقانی علی المواہب اللنبیۃ المقصد الخامس فی المعراج والاسرار
۱۳۰/۲۰	دار احیاء التراث العربیہ بیروت	۱۳۰/۲۰	۴۔ القرآن الکریم
۵۸۵/۵	دار احیاء التراث العربیہ بیروت	۸۷/۲۱	۵۔ الدر المنثور تحت الآیۃ ۲۱/۸۷
		۴۱/۲۴	۶۔ القرآن الکریم

اقول (میں کہتا ہوں) اللہ عزّ اسمہ کے اس فرمان سے استدلال کرنا کہ تسبیح کہو اپنے رب کی حمد کے ساتھ طلوعِ آفتاب اور غروبِ آفتاب سے پہلے ”محَلِ نظر ہے کیونکہ آیت مکمل اس طرح ہوتی ہے: ”اور رات کے اوقات میں بھی تسبیح کہو اور دن کے اطراف میں بھی تاکہ تم راضی ہو جاؤ۔“ اب اگر تسبیح سے مراد نمازی جائے کیونکہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا ہے کہ قرآن میں تسبیح سے ہر جگہ نماز مراد ہے۔ ابن عباس کا یہ قول فریابی نے سعید بن جبیر سے روایت کیا ہے اگرچہ ابن عباس کے اس کلمے سے استثنائے کافی نہ دیتی ہیں وہ آیات جو میں بیان کر رہا ہوں، اللہ جل ذکرہ فرماتا ہے: ”ہر (پرنده) اپنی نماز اور تسبیح کو جانتا ہے“ اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ”اگر وہ (یونس) تسبیح کہنے والوں میں سے نہ ہوتا تو یومِ بعثت تک مچھلی کے پیٹ میں رہتا“ کیونکہ ظاہر ہی ہے کہ اس تسبیح سے مراد وہی تسبیح ہے جو اللہ تعالیٰ نے یونس علیہ السلام سے یوں حکایت کی ہے: ”پس پکارا اس نے اندھیروں میں کہ کوئی معبود نہیں ہے تیرے سوا، تو پاک ہے، بیشک میں ظلم کرنے والوں میں تھا۔“ سعید ابن جبیر جو کہ ابن عباس کے بہترین شاگردوں میں سے ہیں اور ان سے مندرجہ بالا

٢١ / ٨٤

الحمد للقرآن الكريم ٣٤ / ١٢٣ و ١٢٤

۳۳ معالم التنزيل (تفسير البغوی) تحت الآية ۳۷/۳ و ۱۴۳ و ۱۴۴ دار الكتب العلمية بیروت ۳۶/۴

" " " " " " " " " " " " " " " P

// // // // // // // // // // // // //

کلیہ کے راوی ہیں انھوں نے یہی تفسیر بیان کی ہے۔ حسن بصری نے کہا ہے جیسا کہ معاملہ میں کہ انھوں نے مچھلی کے پیٹ میں نماز نہیں پڑھی تھی بلکہ اس سے پہلے ایک صاع عمل کیا تھا اھ البتہ ابن عباس یہاں بھی اپنے اصول پر رواں رہے ہیں اور تسبیح کہنے والوں میں سے ہونے کا یہ مطلب بیان کیا ہے کہ نماز پڑھنے والوں میں سے ہونا۔ اس صورت میں۔ جیسا کہ ضحاک نے کہا ہے۔

اس آیت کا مطلب یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ نے یونس علیہ السلام کو اس اطاعت (اور نماز وغیرہ) کے صلے میں نجات دی تھی جو وہ مچھلی کے پیٹ میں جمانے سے پہلے کرتے رہے تھے۔ معاملہ میں بھی اسی طرح ہے۔ بہر حال اگر ”فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ“ میں تسبیح سے مراد نماز لی جائے اور امر کو وجوب کے لئے قرار دیا جائے تو آیت کا آخری حصہ دو سے زیادہ نمازوں کے فرض ہونے پر دلالت کرے گا۔ اس کا یہ جواب تو دیا جاسکتا ہے کہ دو میں حصہ مقصود نہیں ہے کیونکہ رات کی نماز بھی بالیقین پہلے سے فرض تھی، لیکن اس صورت میں اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ”اور دن کے اطراف میں“ بغیر کسی مفہوم کے رہ جاتا ہے کیونکہ اگر اس سے مراد طلوع سے پہلے اور غروب سے پہلے والی دو نمازیں لی جائیں تو تکرار لازم آئے گی (کیونکہ ان کا ذکر آیت کی ابتدا میں ہو چکا ہے)۔ (ت)

اما استدلال مقاتل بقوله تعالى وسبح بحمد ربك بالعشي والابكار، فاقول: اضعف، واضعف؛ بل ليس بشئ اصلا، فان الآية من سورة حم المؤمن، وقد تأخر نزولها عن سورة بنى اسرائيل النازلة بخبر الاسراء، بزمان طويل، فقد روى ابن الضريس في فضائل القرآن عن ابن عباس رضي الله تعالى عنهما، في حديث ترتيب نزول السور، قال: كان اول ما نزل من القرآن اقرأ باسم ربك، ثم ن، فذكر الحديث الى ان قال ثم بنى اسرائيل ثم يونس ثم هود، ثم يوسف، ثم الحجر، ثم الانعام، ثم الصافات، ثم لقمان، ثم سبا، ثم الزمر، ثم حم المؤمن الحديث فكيف يستدل بها على ايجاب صلاة قبل الاسراء؟ لاجرم انفسرها ترجمان القرآن مرضى الله تعالى عنه بالصلوات الخمس، كما في المعالم۔

۱۔ القرآن الکریم ۴۰/۵۵

۲۔ الاتقان بحوالہ فضائل القرآن لابن ضرس النوع الاول فی معرفة الکئی المدنی دار الکتب العربیہ بیروت ۵۹/۱
۳۔ معالم التنزیل (تفسیر بغوی) تحت الآية ۵۵/۵۵ دار الکتب العلمیہ بیروت ۸۹/۴

ربہما قاتل کا استدلال اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے ”اور تسبیح کہو اپنے رب کی حمد کے ساتھ رات کو اور صبح سویرے۔“ تو میں کہتا ہوں کہ بہت ضعیف ہے اور بہت ہی ضعیف ہے، بلکہ سرے سے بیکار ہے، کیونکہ یہ آیت سورہ جم مومن کی ہے اور اس کا نزول سورہ بنی اسرائیل سے، جس میں معراج کا ذکر ہے طویل زمانے کے بعد ہوا ہے۔ چنانچہ ابن خریس نے فضائل قرآن میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سورتیں نازل ہونے کی ترتیب اس طرح بیان کی ہے کہ ابن عباس نے کہا ہے کہ ”قرآن میں سب سے پہلے سورہ اقرآ باسم ربک نازل ہوئی، پھر ن۔ ابن خریس نے یہ روایت پوری بیان کی ہے یہاں تک کہ کہا ہے ”پھر بنی اسرائیل، پھر یونس، پھر ہود، پھر یوسف، پھر حجر، پھر انعام، پھر صافات، پھر لقمان، پھر سبا، پھر زمر، پھر جم مومن۔ آخر تک۔ تو پھر جم مومن کی آیت سے کس طرح استدلال کیا جاسکتا ہے کہ معراج سے پہلے ہی نماز فرض تھی۔ جبکہ اس وقت تک وہ سورہ نازل ہی نہیں ہوئی تھی (اسی لئے ترجمان القرآن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس آیت کی تفسیر پانچ نمازوں سے کی ہے۔ جیسا کہ معالم میں ہے۔ (ت) (فتاویٰ رضویہ ج ۵ ص ۸۷ تا ۸۱)

(۵) مزید فرمایا،

بالجملہ یہ سوال ضرور متوجہ ہے کہ معراج سے پہلے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز کس طرح پڑھتے تھے۔ اقول ملاحظہ آیات و احادیث سے ظاہر کہ وہ نماز اسی انداز کی تھی اس میں طہارت ثوب بھی تھی قال تعالیٰ فی سورة المدثر؛ وثیابک فطہر (اللہ تعالیٰ نے سورہ مدثر میں فرمایا ہے ”اور اپنے کپڑوں کو پاک کر د۔“ ت) وضو بھی تھا کما تقدم انفا (جیسا کہ ابھی گزرا) تکبیر تحریمہ بھی تھی۔ قال تعالیٰ؛ و رباک فکبر۔

اور اپنے رب کی تکبیر کہ (ت)

وقال عز اسمہ فی سورة الاعلیٰ الناملة قد ما، و ذکر اسم ربہ فصلیٰ

اور اللہ تعالیٰ نے سورہ اعلیٰ میں، جو پہلے نازل ہونے والی سورتوں میں سے ہے، کہا ہے ”اور یاد کیا

اپنے رب کے نام کو پھر نماز پڑھی۔ (ت)

قیام بھی تھا، قال تعالیٰ؛

يَا أَيُّهَا الْمَزْمَلُ ۝ قُمْ آلَيْلُ الْآيَاتِ إِلَى قَوْلِهِ جَلْ ذِكْرَهُ إِنَّ رَبَّكَ يَعْلَمُ أَنَّكَ تَقُومُ رَادِي مِّنْ ثَلَاثِ آلَيْلٍ وَنُصْفِهِ وَثَلَاثَةَ وَطَائِفَةٍ مِّنَ الَّذِينَ مَعَكَ ۖ

اے اور اڑھنے والے! رات کو قیام کیا کرو“ اور اس سے بعد کی آیتیں، اس آیت تک ”بیشک تیرا رب جانتا ہے کہ تو کبھی دو تہائی رات سے کم قیام کرتا ہے کبھی نصف رات اور کبھی ایک تہائی رات۔ اور ان لوگوں کی ایک جماعت بھی جو تیرے ساتھ ہے۔ (ت) قرأت بھی تھی۔

قَالَ تَعَالَىٰ فِي سُورَةِ الْمَزْمَلِ فَأَقْرَأُوا مَا تيسرُ مِنَ الْقُرْآنِ ۖ وَقَالَ الزُّرْقَانِيُّ تَحْتَ مَا تَقْدِمُ مِّنْ قَوْلٍ مَّقَاتِلِ سَرَكَتَيْنِ بِالْفِدَاةِ وَسَرَكَتَيْنِ بِالْعَشَىٰ، يَحْتَمِلُ أَنَّهُ كَانَ يَقْرَأُ فِيهِمَا بِمَا اتَّاهُ مِنْ سُورَةٍ أَقْرَأَ، حَتَّى نَزَلَتِ الْفَاتِحَةُ ۖ

اللہ تعالیٰ نے سورۃ مزمل میں فرمایا ہے: ”پس پڑھو جتنا قرآن میسر ہو سکے۔“ اور مقاتل کا جو قول پہلے گزرا ہے کہ دو رکعتیں صبح کی اور دو رکعتیں رات کی فرض تھیں، اس کے تحت زرقاتی نے کہا ہے ”ممکن ہے کہ نزولِ فاتحہ سے پہلے رسول اللہ ان رکعتوں میں سورۃ اقرأ کی وہ آیات پڑھتے ہوں جو نازل ہو چکی تھیں۔ (ت) (فتاویٰ رضویہ ج ۵ ص ۸۶)

(ک) مزید فرمایا:

سجود بھی تھا،

کما فی حدیث ایذاء ابی جہل وغیرہ من الکفرۃ لعنہم اللہ تعالیٰ، حین صلی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عند الکعبۃ، فرمقوا سجودہ، فالقوا علیہ ما ألقوا بہ فی قلب بدر ملعونین۔ والحمد للہ رب العالمین۔ والحدیث معروف فی الصحیحین وغیرہما عن ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ، وفیہ من قول الکفار یجئ بہ ثم یہلہ حتی اذا سجد وضع بین یمینہ ویشمالہ؛ قال: فانبعث اشقاہم فلما سجد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وضعہ بین یمینہ ویشمالہ، وثبت النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

لہ القرآن الکریم ۲۰/۳

لہ القرآن الکریم ۲۱/۳

لہ ۲۰/۳

لہ شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیۃ المقصد الاول مراتب الوحی دار المعرفۃ بیروت ۲۳۵/۱

ساجدًا، الحديث۔ وقد قال تعالى في سورة اقرأ، ^{۱۳۲۶} وأَسْجُدْ وَاقْتَرِبْ ^۲۔
 جیسا کہ اس حدیث میں ہے جس میں ابو جہل اور دیگر کفار لعنہم اللہ کی ایذا رسانی کا ذکر ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کعبہ کے پاس نماز پڑھ رہے تھے تو کفار نے ان کے سجدے پر نگاہ رکھی اور آپ پر وہ کچھ ڈال دیا (یعنی اوجھڑیاں وغیرہ) جس کے بدلے میں بدر کے کنوئیں میں ملعون کر کے پھینک دیئے گئے۔ اور یہ حدیث صحیحین وغیرہ میں عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے معروف ہے اور اس میں ہے کہ کوئی جا کر اوجھڑیاں لائے پھر محمد کو اتنی مہلت دے کہ وہ سجدے میں چلا جائے، اس وقت اس کے شانوں کے درمیان اوجھڑیاں رکھ دے۔ راوی کہتا ہے کہ ان میں سے جو بہت بد بخت تھا وہ اس کام کے لئے تیار ہو گیا، اور جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سجدے میں گئے تو اس نے اوجھڑیاں آپ کے شانوں کے درمیان رکھ دیں اور آپ سجدے میں پڑے رہے۔ الحديث۔ اور اللہ تعالیٰ نے سورۃ اقرأ میں فرمایا ہے: ”اور سجدہ کرو اور قرب حاصل کرو۔“ (ت) (فتاویٰ رضویہ ج ۵ ص ۸۷)

(۸) مزید فرمایا:
 جماعت بھی تھی۔

كما تقدم من حديث البعث، ولفظه عن ابن اسحق، ثم قام به جبرئيل فصلى به، وصلى رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم بصلاته (الى ان قال في خديجة) صلى به رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم كما صلى به جبرئيل، فصلت بصلاته اه
 وقد قال تعالى وطائفة من الذين معك۔

جیسا کہ بعث والی حدیث گزری اور اس کے الفاظ ابن اسحق کے ہاں اس طرح ہیں: ”پھر جبرئیل آپ کے ساتھ کھڑے ہوئے اور آپ کو نماز پڑھائی اور رسول اللہ نے جبریل کی نماز کے مطابق نماز پڑھی (یہاں تک کہ خدیجہ کے بارے میں کہا ہے) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کو نماز پڑھائی جس طرح جبریل نے رسول اللہ کو پڑھائی تھی چنانچہ خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نماز کے مطابق پڑھی اھ، اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”اور ایک جماعت اُن لوگوں کی جو تمہارے ساتھ ہے۔“ (ت)
 (فتاویٰ رضویہ ج ۵ ص ۸۸)

۱۔ صحیح البخاری باب المرأة تطرح علی المصلی شیئا من لا ذی
 ۲۔ القرآن الکریم ۱۹/۹۶
 ۳۔ السیرۃ النبویۃ لابن ہشام
 ۴۔ القرآن الکریم ۲۰/۴۳
 قیدی کتب خانہ کراچی ۴۴/۱
 دارالکتب العلمیہ بیروت ۱۰۶/۱
 ابتداء فرض الصلوۃ

(۹) مزید فرمایا،
جہر بھی تھا۔

قال تعالیٰ قل اوحی الی انہ استمع نفر من الجن فقالوا انا سمعنا قرانا عجبا یهدی الی الرشید
فامتابہ، وقد کانوا سمعوا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فی صلوٰۃ الفجر۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ”کو وحی کی گئی ہے میری جانب کہ جنوں کی ایک جماعت نے کان لگا کر سنا تو کہا ہم
نے ایک عجیب قرآن سنا ہے جو ہدایت کی طرف رہنمائی کرتا ہے“ اور جنات نے رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم) کی یہ قرأت نماز فجر میں سنی تھی۔ (ت) (فتاویٰ رضویہ ج ۵ ص ۸۸، ۸۹)
(۱۰) نماز میں رکوع امت محمدیہ کے خصائص سے ہے۔ چنانچہ فرمایا،

اور دعویٰ اختصاص امت پر آیہ کریمہ وطن داؤد انما فتنتہ فاستغفر ربہ وختر الکعاب
انابے (اور داؤد نے گمان کیا کہ ہم نے اسے آزمایا ہے تو اس نے اپنے رب سے مغفرت طلب کی اور رکوع
میں گر گیا اور انابت اختیار کی۔ ت) کے ورود میں اگر تامل بھی ہو فان کثیرا منهم فسروا ہذا الركوع
بالسجود وان قال الحسین بن الفضل ان معناه خربعد ما کان س اکعا ی سجد (کیونکہ
بہت سے علمائے یہاں رکوع سے سجدہ مراد لیا ہے، اگرچہ حسین ابن فضل نے کہا ہے کہ ”گر گیا“ کا معنی
یہ ہے کہ رکوع کے بعد گر گیا یعنی سجدے میں چلا گیا۔ ت) تو آیہ کریمہ یسریہا قنتی لربک واسجدی
وارکعی مع الراحین (اے مریم! عاجزی اختیار کرو اپنے رب کے روبرو اور سجدہ کرو اور رکوع کرنے
والوں کے ساتھ رکوع کرو۔ ت) ظاہرہ ورود ہے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۵ ص ۹۲)

(۱۱) اسی سلسلہ میں مزید فرمایا،

ثم اقول الحدیث ان دل علی خلوص لادۃ بنی اسرائیل عن الركوع، کان ادل
علی خلوص لادۃ الابرہیمیۃ عنہ، فان ملتنا ہذا ہی الملة الابراہیمیۃ، مع ان اللہ
تعالیٰ یقول ”وعہدنا الی ابراہیم واسمعیل ان طہرا بیتی للطائفین والعاکفین والركم
السجود“ وقال تعالیٰ ”واذبو انا لابراہیم مکان البیت ان لا تشرك فی شئنا وطہر بیتی
للطائفین والقائمین والركم السجود“، وادعاء ان المراد بالركم الامۃ المحمدیۃ خاصۃ

۲۴ / ۳۸ القرآن الکریم

۱۲۵ / ۲ ” ۲۴

۲ / ۱، ۲ القرآن الکریم

۴۳ / ۳ ” ۲۴

۲۶ / ۲۲ ” ۲۵

واضح البعد، صلی اللہ تعالیٰ علی الجبیب وآلہ وامتہ وبارک وسلم۔

پھر میں کہتا ہوں کہ اگر (حضرت علی والی) حدیث اس پر دال ہے کہ بنی اسرائیل کی نمازیں رکوع سے خالی تھیں تو ملتِ ابراہیمیہ کی نمازوں کے رکوع سے خالی ہونے پر بطریقِ اولیٰ دال ہوگی کیونکہ ہماری ملت تو ملتِ ابراہیمیہ ہی ہے باوجودیکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ”اور عہد کیا ہم نے ابراہیم واسمعیل کی طرف کہ میرے گھر کو طواف کرنے والوں کے لئے، اعتکاف کرنے والوں کے لئے اور رکوع و سجدہ کرنے والوں کے لئے پاک رکھو۔“ اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ”اور جب ٹھکانا بنا دیا ہم نے ابراہیم کے لئے بیت اللہ کی جگہ کو کہ نہ شریک ٹھہراؤ میرے ساتھ کسی کو اور میرے گھر کو پاک رکھو طواف کرنے والوں کے لئے، قیام کرنے والوں کے لئے اور رکوع و سجدہ کرنے والوں کے لئے“ اور یہ دعویٰ کرنا کہ رکوع کرنے والوں سے مراد صرف اُمتِ محمدیہ ہے واضح طور پر بعید ہے، صلی اللہ علی الجبیب وآلہ وامتہ وبارک وسلم۔ (ت) (فتاویٰ رضویہ ج ۵ ص ۹۶، ۹۷)

(۱۲) ترکیبِ کبیرہ کے بارے میں فرمایا:

کافۃ اہلسنت وجماعت کا اجماع قطعی ہے کہ ترکیبِ کبیرہ کافر نہیں۔

قال اللہ عزوجل وان طائفۃ من المؤمنین اقتتلوا

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ”اور اگر مومنوں کی دو جماعتیں لڑ پڑیں“ (ت) (فتاویٰ رضویہ ج ۵ ص ۱۰۱)

(۱۳) نشہ اور اشیاءِ پی کر نماز پڑھنے کے بارے میں فرمایا:

وعیدات سب مقیدہ مشیت ہیں ویغفر ما دون ذلک لمن یشاء (اس سے) (یعنی شرک سے)

کم ترکناہ، جس کے چاہے بخش دے۔ (ت)

صورت مذکورہ میں صحتِ نماز وادائے فرض میں شبہ نہیں رہا، قبول محلِ عدل میں اس کی شرطِ عظیم

ہے۔ انما یتقبل اللہ من المتقین (اللہ تعالیٰ متقین ہی سے قبول کرتا ہے۔ ت) اور مقامِ فضل

حدث عن البحر باشتت ولا حرج (سمندر کے جو دو سنا کے بارے میں جو چاہو بیان کرو، اس میں

کوئی حرج نہیں ہے۔ ت) ہے، یہاں رب العزۃ نے حدیہ مقرر فرمائی ہے حتی تعلموا ما تقولون (یہاں تک

کہ تم جان لو جو کچھ کہہ رہے ہو۔ ت) جب حالت یہ ہو اور شرائط مجتمع، تو زید سے عدمِ قبول پر جرمِ جہل و جرات

علی اللہ ہے جیسے عمرو غیر شارب سے قبول پر اتقولون علی اللہ ما لا تعلمون (کیا تم اللہ پر وہ اقرار کرتے ہو جو تم نہیں جانتے۔ ت) ہاں اجمالاً یوں کہہ سکتے ہیں کہ شارب کی نماز چالیس دن قبول نہیں، جیسا کہ حدیث میں ارشاد ہوا، خالص زید پر حکم باطل ہی ہے جیسے اللعنة اللہ علی الظالمین (گواہ رہو کہ ظالموں پر اللہ کی لعنت ہے۔ ت) یوں کہنا جائز کہ ظالم ملعون ہیں اور یہ کہنا حرام کہ زید پر لعنت۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۵ ص ۱۱۴)

(۱۴) سو دغور اور شرابی کے بارے میں فرمایا،

ربا و شراب دونوں حرام و گناہ کبیرہ ہیں خمر اگر ام النجاست ہے کہ اسے پی کر جو بھی ہو تھوڑا ہے تو ربا میں حتی العبد بھی ہے۔

لاتاکلوا اموالکم بینکم بالباطل۔

(۱۵) تبلیغ حق کے لئے جانے والوں اور انھیں روکنے والوں کا حکم شرعی بیان کرتے ہوئے فرمایا، ہدایت کو جانے کے لئے آتے جاتے جتنے قدم ان کے پڑیں ہر قدم پر دس نیکیاں ہیں قال اللہ تعالیٰ، و نکتب ما قدموا و اثارہم۔

ہم لکھتے ہیں ان کے کام اور ان کے قدموں کے نشان۔

اور جو بغیر سواری نہ جاسکتا ہو اس کا سواری مانگنا کچھ جرم نہیں، یوں ہی خرچ راہ بھی لے سکتا ہے مگر یہ کہنا کہ تم کیوں کوشش کرتے ہو شیطانی قول ہے، امر بالمعروف نہی عن المنکر فرض ہے، فرض سے روکنا شیطانی کام ہے۔ بنی اسرائیل میں جنھوں نے مچھلی کا شکار کیا تھا وہ بھی بند کر دئے گئے اور جنھوں نے انھیں نصیحت کرنے کو منع کیا تھا کہ

لما تعظون قوماً اللہ مہلکہم او معذبہم عذاباً شدیداً۔

کیوں ایسوں کو نصیحت کرتے ہو جنہیں اللہ ہلاک کرے گا یا سخت عذاب دے گا۔

یہ بھی تباہ ہوئے اور نصیحت کرنے والوں نے نجات پائی۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۵ ص ۱۱۴)

۱۸/۱۱ القرآن الکریم
۱۲/۳۶ " ۱۲

۲۸/۴ القرآن الکریم
۱۸۸/۲ " ۱۸
۱۶۴/۴ " ۱۶

(۱۶) کیا تارک نماز کافر ہے؟ فرمایا،

بلاشبہ صد ہا صحابہ کرام و تابعین عظام و مجتہدین اعلام و ائمہ اسلام علیہم الرضوان کا یہی مذہب ہے کہ قصدًا تارکِ صلاۃ کافر ہے اور یہی متعدد صحیح حدیثوں میں منصوص اور خود قرآن کریم سے مستفاد:

واقموا الصلوٰۃ ولا تكونوا من المشرکین

نماز قائم کرو اور کافروں سے نہ ہو جاؤ۔

زمانہ سلف صالح خصوصاً صدر اول کے مناسب یہی حکم تھا اُس زمانہ میں ترک نماز علامتِ کفر تھا کہ واقع نہ ہوتا تھا مگر کافر سے، جیسے اب زنا یا باندھنا یا قشقہ لگانا علامتِ کفر ہے۔ جب وہ زمانہ خیر گزر گیا اور لوگوں میں تہاؤں آیا وہ علامت ہونا جاتا رہا اور اصل حکم نے عود کیا کہ ترک نماز فی نفسہ کفر نہیں جب تک اُسے ہلکایا حلال نہ جانے یا فرضیت نماز سے منکر نہ ہو، یہی مذہب سیدنا امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۵ ص ۱۱۹)

(۱۷) وقت نماز مغرب کے بارے میں قرآن سے استدلال کرتے ہوئے فرمایا،

ایک ذرا غور سے نظر کیجئے تو آیہ کریمہ *تولج الیل فی النهار* و *تولج الیل* (تو، رات کو دن میں اور دن کو رات میں داخل کرتا ہے۔ ت) کے مطالعہ رفیعہ سے اس مطلب کی شعاعیں صاف چمک رہی ہیں رات یعنی سایہ زمین کی سیاہی کو حکیم قدیر عز وجلالہ دن میں داخل فرماتا ہے ہنوز دن باقی ہے کہ سیاہی اٹھائی اور دن کو سواد مذکور میں لاتا ہے ابھی ظلمتِ شبینہ موجود ہے کہ عروسِ خاور نے نقاب اٹھائی،

فان ایلا ج شئ فی شئ یقتضی وجودہما، لان یعدم احدهما فی عقبہ الآخر، واللیل والنہار بمعنی الملون متضادان لایجتمعان، فلا بد من التجوز، ومن اقرب وجوہہ ما ذکر العبد، من حمل اللیل علی السواد، فیبقی النهار علی حقیقۃ ویظہر الایلا ج من دون کلفۃ، ولا یتجاوز التجوز قدر الحاجة، ویکن العکس ایضا، بان یحمل النهار علی الاشعة الشمسیة واللیل علی حقیقۃ، فیکون اشارۃ الی ظہور نور الشمس فی الافق الشرقی واللیل باق بعد، کما فی الصبح الاول، وان ارید اللیل العرفی فاظہر و اکمل، والی حصول اللیل مع بقاء الضوء الشمسی فی الافق الغربی من الشفقین الاحمر والابيض وان کان الامام الفخر الرازی رحمہ اللہ تعالیٰ لایرضی ان یجعل تلك

الاتوار من الشمس حتى الصبح الصادق ايضا، كما اطال الكلام فيه في سورة الانعام، تحت قوله عز وجل فالتق الاصباح وليس الامر كما ظن، واعتبر بقوله العلامة الرزقاني فظن ان هذا مذهب منقول، فنسبه لاهل السنة، مع انه ليس الامن توسعات الامام في البحث و الكلام ولم يستدل الابيحث عقلي، لاتام ولا جلي، ومن البديهي عند كل احد ان الشفق والصبح اختان، وما امرهما الا واحد۔ وقد اخرج ابن ابي شيبة عن العوام بن حوشب قال قلت لمجاهد، ما الشفق؟ قال: ان الشفق من الشمس، ذكره في الدر المنثور تحت قوله تعالى فلا قسم بالشفق، بل في التفسير الكبير تحت الكريمة، اتفق العلماء على انه اسم للآثار الباقي من الشمس في الافق بعد غروبها۔ اما دليله العقلي فقد رده العبد الضعيف بكلام لطيف ذكرته على هامشه۔ وبالله التوفيق۔

کیونکہ ایک چیز دوسری میں تبھی داخل کی جاسکتی ہے جب دونوں موجود ہوں، نہ کہ ایک ختم ہو جائے اور اس کے بعد دوسری آئے۔ اور لیل و نہار بمعنی رات دن، آپس میں متضاد ہیں، اکٹھے نہیں ہو سکتے، تو مجازی معنی مراد لینا ضروری ہے۔ اور اس کا اقرب طریقہ وہی ہے جو بندے نے بیان کیا ہے کہ لیل سے مراد تاریکی لی جائے اور نہار اپنے حقیقی معنی میں ہو۔ اس طرح داخل کرنے کا مفہوم بغیر کسی تکلف کے ظاہر ہو جائے گا اور مجاز کی طرف ضرورت سے زیادہ نہیں جانا پڑے گا۔ اور اس کا عکس بھی ممکن ہے، یعنی نہاس سے مراد سورج کی شعاعیں لی جائیں اور لیل اپنے حقیقی معنی میں ہو۔ اس صورت میں آیت کے اندر اشارہ ہوگا کہ مشرقی افق میں سورج کی روشنی نمودار ہو جاتی ہے اور رات ابھی باقی ہوتی ہے، جیسا کہ صبح کاذب کے وقت ہوتا ہے۔ اور اگر لیل سے مراد لیل عرفی لی جائے تو یہ مفہوم مزید واضح ہوگا اور کمال ہو جاتا ہے۔ نیز اس آیت میں اس طرف بھی اشارہ ہوگا کہ مغربی افق میں شفق احمر اور ابیض کے دوران سورج کی روشنی باقی ہوتی ہے، اس کے باوجود رات ہو جاتی ہے۔ اگرچہ امام فخر الرازی ان دونوں کو، حتیٰ کہ صبح صادق کی روشنی کو بھی سورج کی روشنی ماننے پر کبھی راضی نہیں ہیں، جیسا کہ سورہ انعام کی تفسیر میں اللہ تعالیٰ کے فرمان ”فالتق الاصباح“ کے تحت انھوں نے اس موضوع پر لمبی گفتگو کی ہے

۱۔ مفاتیح الغیب (التفسیر البکیر)	تحت الآية ۶/۹۶	دارالکتب العلمیۃ بیروت ۱۳/۷۷ تا ۸۰
۲۔ الدر المنثور	۱۶/۸۴	دار احیاء التراث العربی بیروت ۸/۲۲۰
۳۔ مفاتیح الغیب (التفسیر البکیر)	”	دارالکتب العلمیۃ بیروت ۳۱/۹۹

حالانکہ معاملہ اس طرح نہیں ہے جس طرح انھوں نے سمجھا ہے۔ ان کی گفتگو سے علامہ زرقانی کو دھوکا ہوا
 انھوں نے رازی کی رائے کو مذہب منقولہ سمجھ کر اہلسنت کی طرف منسوب کر دیا حالانکہ یہ ان توسعات میں سے
 ہے جو امام رازی بحث اور کلام میں اختیار کرتے رہتے ہیں۔ امام رازی نے اس پر کوئی دلیل بھی پیش نہیں کی
 صرف ایک عقلی بحث کی ہے جو نہ تام ہے نہ واضح۔ اور یہ تو سب کے لئے بدیہی ہے کہ شفق اور صبح دونوں ہمیں
 ہیں اور ان کا معاملہ ایک جیسا ہے۔ اور ابن ابی شیبہ نے عوام ابن حوشب سے تخریج کی ہے، وہ کہتے
 ہیں کہ میں نے مجاہد سے پوچھا: "شفق کیا ہے؟" انھوں نے فرمایا: "شفق سورج سے ہے۔" یہ روایت
 درمثور میں اللہ تعالیٰ کے فرمان "فلا اقسام بالشفق" کے تحت مذکور ہے، بلکہ تفسیر کبیر میں بھی سی آیت کے
 تحت لکھا ہے علماء کا اتفاق ہے کہ شفق سورج کے اس اثر کو کہتے ہیں جو غروب آفتاب کے بعد افاق پر
 باقی رہتا ہے۔ رہی امام رازی کی عقلی دلیل، تو اس کو عبد ضعیف نے ایک لطیف کلام کے ساتھ رد کر دیا
 ہے جو تفسیر کبیر کے حاشیے پر مرقوم ہے، وباللہ التوفیق۔ (ت) (فتاویٰ رضویہ ج ۵ ص ۱۴۰ تا ۱۴۲)
 (۱۸) نماز جمعہ کے وقت سے متعلق اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ پر اعتراض کرنے والوں کے بارے میں فرمایا،
 اللہ عزوجل فرماتا ہے:

وَكَذَلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا شَاطِئِينَ الْإِنْسِ وَالْجِنِّ يُوحِي بَعْضُهُمْ إِلَىٰ بَعْضٍ مِّنْ خُفْرٍ
 الْقَوْلِ غُرُورًا۔

یونہی ہم نے ہر نبی کے دشمن کر دیئے آدمیوں اور جن میں کے شیطان کہ اُن میں ایک دوسرے کے
 دل میں جھوٹی بات ڈالتا ہے دھوکے کی۔

جب انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ یہ بتاؤ رہا تو ان کے ادنیٰ غلام کیوں اپنے آقا یاں کرام کے
 ترکہ سے محروم رہیں، جائے ہزاراں ہزار شک ہے کہ ہم نے نالائقوں کو اُن کریموں کے ترکہ سے حصہ ملے، اللہ
 عزوجل فرماتا ہے: واعرض عن الجہلین (جاہلوں سے منہ پھیر لو) اور فرماتا ہے جاہلوں کے جواب
 میں یوں کہو: لا ینتغی الجہلین (جاہلوں کے منہ لگنا ہم نہیں چاہتے) نہ کہ وہ حضرات کہ جاہل بھی ہوں
 اور کذاب بھی، اور مفتری بے حجاب بھی، اور معاند تعصب مآب بھی۔ ایسوں کیلئے یہ مناسب ہے کہ ذرہم فی طغیانہم
 یعمھون (انھیں چھوڑ دو کہ اپنی کشری میں بھٹکتے رہیں) ان تمام مسائل کے روشن بیان ہمارے فتاویٰ میں موجود

ہیں مگر متعصب معاند کو علم دینا بے سود اور کذب و افتراء کا علاج مفقود۔ سائل ان کو ذی علم مولوی کہتا ہے اور جو باتیں اُن کی بیان کیں وہ تو ایسے جاہلوں کی ہیں جن کو کسی عالم کی صحبت بھی نصیب نہ ہوتی۔ سائل کو ہدایت کی جاتی ہے کہ کسی کی ایسی بیہودہ باتیں پیش نہ کیا کرے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۵ ص ۱۵، ۱۵۸)

(۱۹) میاں نذیر حسین دہلوی نے سفر میں جمع صوری بین الصلوٰتین کو خلاف عقل قرار دیا۔ اس کے ردِ بلیغ میں ارشاد فرماتے ہیں:

اقول اولاً اللہ عز وجل نے نماز خواص و عوام سب پر یکساں فرض کی اور اُس کے لئے اوقات مقرر فرمائے اور اُن کے لئے اول و آخر بتائے اور ان پر واضح و عام فہم نشان بنائے کہ اُن کا ادراک ہر خاص و عام کو آسان ہو جائے ہمارے دین میں کوئی تنگی نہ رکھی اور ہم پر کسی طرح دشواری نہ چاہی **ما جعل علیکم فی الدین من حرج**، یوید اللہ بکم الیسر ولا یوید بکم العسر (اس نے دین کے معاملہ میں تم پر تنگی نہیں فرمائی، اللہ تعالیٰ تم پر آسانی چاہتا ہے تنگی نہیں چاہتا۔ ت) تو ہر وقت کے اول و آخر شرعی کا پہچاننا خواص و عوام سب کو آسان خصوصاً سفر میں جہاں افق سامنے اور صاف میدان، جو نہ سیکھے یا توجہ نہ کرے الزام اس پر ہے نہ کہ شرع مطہر پر۔ ہاں فصل مشترک حقیقی کہ اُن واحد و جزو لا تجزئ ہے اُس کا علم بے طرق مخصوصۃً انبیاء و اولیاء عامۃً بشر کی طاقت سے ورا رہے مگر نہ اس کے ادراک کی تکلیف نہ اس پر جمع صوری کی توقیف۔

ثانیاً اول و آخر کا پہچاننا تو شاید تم بھی فرض جانتے ہو کہ تقدیم و تاخیر بے عذر بالا جماع مبطل و حرام ہے، کیا اللہ عز وجل نے امرِ محال کی تکلیف دی، لا یكلف اللہ نفساً الا وسعہا (اللہ تعالیٰ کسی کو اس بات کا حکم نہیں دیتا جو اس کی طاقت میں نہ ہو۔ ت)۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۵ ص ۱۸۸، ۱۸۹)

(۲۰) مزید فرمایا:

واو مطلق جمع کے لئے ہے نہ معیت و تعقیب کے واسطے، جمیعاً بھی اُسی مطلق جمع کی تاکید کرتا ہے جو مفادِ واحد ہے اس کا منطوق صریح اجتماع فی الحکم ہے نہ خواہی نحو ہی اجتماع فی الوقت، آیہ کریمہ

عہ بیضاوی شریف میں زیرِ آیہ کریمہ قلنا اھبطوا منها جمیعاً ہے:

(باقی بر صفحہ آئندہ)

وتوبوا الى الله جميعا ايها المؤمنون لعلكم تفلحون (اور توبہ کرو اللہ تعالیٰ کی طرف تم سب اسے اہل ایمان! تاکہ تم فلاح پاؤ۔ ت) نے یہ ارشاد فرمایا کہ سب مسلمان توبہ کریں حکم توبہ سب کو شامل ہو یا یہ فرض کیا کہ تمام دنیا کے مسلمان ایک وقت ایک ساتھ مل کر معاً توبہ کریں۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۵ ص ۲۲۶، ۲۲۷) (۲۱) عربی و فارسی اور اردو کے محاورے میں قرب وقت کو اس وقت کے ساتھ تعبیر کرنے کی مثالیں پیش کرتے ہوئے فرمایا:

بعینہ اسی طرح یہ محاورے زبان مبارک عربی خود قرآن عظیم و احادیث میں شائع و ذائع ہیں۔
قال اللہ تعالیٰ:

واذا طلقتم النساء فبلغن اجلهن فامسكوهن بمعروف او سرحوهن بمعروف۔
جب تم عورتوں کو طلاق دو اور وہ اپنی میعاد کو پہنچ جائیں تو اب انہیں اچھی طرح اپنے نکاح میں روک لو یعنی رجعت کر لویا اچھی طرح چھوڑ دو۔ (ت)
کہ بے قصد مراجعت عدت بڑھانے کے لئے رجعت نہ کرو، وقال تعالیٰ:
فاذا بلغن اجلهن فامسكوهن بمعروف او فارقوهن بمعروف۔
جب طلاق والیاں اپنی عدت کو پہنچیں تو انہیں بھلائی کے ساتھ روک لویا بھلائی کے ساتھ جدا کر دو۔ (ت)

ظاہر ہے کہ عورت جب عدت کو پہنچ گئی نکاح سے نکل گئی اب رجعت کا کیا محل، اور اُسے روکنے چھوڑنے

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

جميعا، حال في اللفظ، تأكيد في المعنى، كانه قيل، اهبطوا انتم اجمعون، ولذلك لا يستدعي اجتماعهم على المهبوط في زمان واحد كقولك جاؤوا جميعاً
۱۲ منہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

جميعاً لفظاً حال ہے معنی تاکید ہے، گویا کہ کہا گیا، تم سب اترو۔ اسی لئے اس کا یہ تقاضا نہیں ہے کہ سب ایک ہی وقت میں اتریں، جیسا کہ تم کہتے ہو کہ سب آئے ۱۲ منہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ (ت)

۵ القرآن الکریم ۲/۲۳۱

۱۵ القرآن الکریم ۲۴/۳۱

۳ ۶۵/۲

۴ انوار التنزیل (تفسیر البیضاوی) تحت الآیۃ ۲/۳۸ دار الفکر بیروت ۱/۳۰۲

کا کیا اختیار، تو بالیقین قربِ وقت کو وقت سے تعبیر فرمایا ہے یعنی جب عدت کے قریب پہنچے اُس وقت تک تمہیں رجعت و ترک دونوں کا اختیار ہے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۵ ص ۲۳۴، ۲۳۵)

(۲۲) میاں نذیر حسین دہلوی کو الزام دیتے ہوئے فرمایا:

ثم أقول ہاں میں علماء سے کیوں نقل کروں خود مکتبہ جی اپنے ہی لکھے کو نہ روئیں،
اقرو کتبک کفی بنفسک الیوم علیک شہیداً۔

پڑھو اپنی کتاب کو، آج تم خود ہی اپنے آپ پر شہید کافی ہو۔ (ت) (فتاویٰ رضویہ ج ۵ ص ۲۵۱)

(۲۳) تقدیس باری تعالیٰ میں فرمایا:

پاک ہے اسے جس نے بہر نقیر و قطیر میں عجز و جہل بشر کو ظاہر کیا اور ذرہ ذرہ عالم سے اپنے کمال علم و قدرت کو جلوہ دیا۔

سبحنک لا علم لنا الا ما علمتنا انک انت العلیم الحکیم
تو پاک ہے ہمیں علم نہیں مگر جتنے کی تُو نے تعلیم دی ہے تو ہی علیم حکیم ہے (ت)

(فتاویٰ رضویہ ج ۵ ص ۲۵۳)

(۲۴) نصوص نفی جمع بین الصلوٰتین و ہدایت التزام اوقات میں فرمایا:

یہ نصوص دو قسم ہیں:

اول عامہ جن میں تعین اوقات کا بیان یا ان کی محافظت کی ترغیب یا ان کی محافظت سے ترہیب ہے جس سے ثابت ہو کہ ہر نماز کے لئے شرع مطہر نے جد اوقت مقرر کر دیا ہے کہ نہ اس سے پہلے ہو سکے نہ اسے کھو کر دوسرے وقت پر اٹھا رکھی جائے بلکہ ہر نماز اپنے ہی وقت پر ہونی چاہئے۔
دوم خاصہ جن میں بالخصوص جمع بین الصلوٰتین کی نفی ہے۔

قسم اول نصوص عامہ (الآیات) رب العزۃ تبارک و تعالیٰ نے محافظت و التزام اوقات کا حکم سات سورتوں میں نازل فرمایا:

(۱) بقرہ (۲) نساء (۳) انعام (۴) مریم (۵) مومنون

(۶) معارج (۷) ماعون

عہ اقتباس و مناسب المقام ہر نماز الشہادۃ لا الحساب (قرآن کریم سے اقتباس ہے اور مقام کے مناسب یہاں پر شہادت ہے نہ کہ حجاب) اس لئے حبیبنا کی جگہ شہیداً لایا گیا ہے۔ (ت)

آیت ا قال بناء من قائل :

ان الصلوة كانت على المؤمنين كتباً موقوتاً۔

بیشک نماز مسلمانوں پر فرض ہے وقت باندھا ہوا۔

کہ نہ وقت سے پہلے صبح نہ وقت کے بعد تاخیر روا، بلکہ فرض ہے کہ نماز اپنے وقت پر ادا ہو۔ میں یہاں معنی آیت میں کلام علمائے کرام لاؤں اس سے بہتر یہی ہے کہ خود ملاجی کی شہادت دلاؤں، مسئلہ وقت ظہر میں ایک مثل تک تمامی وقت بتانے کے لئے فرماتے ہیں کہا اللہ تعالیٰ نے ان الصلوة كانت على المؤمنين كتباً موقوتاً یعنی ہر نماز کا وقت علیحدہ علیحدہ ہے، تفسیر مظہری میں ہے، قوله تعالیٰ: كتباً موقوتاً، یقتضی الکل الوقت صلوة وقتاً علیحدۃ تو مقتضاً آیت کا یہی ہے کہ ایک نماز کے وقت میں دوسری نماز ادا نہیں ہو سکتی۔

مدعی لاکھ پہ بھباری ہے گواہی تیری

آیت ۲ قال مولنا جل وعلا :

حافظوا على الصلوات والصلوة الوسطی وقوموا لله قانتین۔

محافظت کرو سب نمازوں اور خاص بیچ والی نماز کی، اور کھڑے ہو اللہ کے حضور ادب سے۔
محافظت کرو کہ کوئی نماز اپنے وقت سے ادھر ادھر نہ ہونے پائے، بیچ والی نماز نماز عصر ہے

عہ ہذا، لاخلاف فیہ بین العلماء الا شیء روی عن ابی موسیٰ الاشعری وعن بعض التابعین اجمع العلماء علی خلافہ، ولا وجه لذكر ههنا لانه لا یصح عنہم، وصح عن ابی موسیٰ خلافہ مبا وافت الجماعة، فصار اتفاقاً صحیحاً اھ عمدة القاری ۱۲ منہ۔

اس میں علماء کا کوئی اختلاف نہیں ہے۔ ابو موسیٰ اشعری اور بعض تابعین سے جو کچھ مروی ہے اس کے خلاف علماء کا اجماع ہے اور اس کو یہاں ذکر کرنے کی کوئی ضرورت بھی نہیں ہے کیونکہ وہ ابو موسیٰ سے بصحت منقول نہیں ہے بلکہ ابو موسیٰ سے اس کے خلاف اور جمہور کے موافق قول صحیح طور پر ثابت ہے، اس لئے سب کا متفق ہونا ہی درست قرار پایا اھ عمدة القاری ۱۲ منہ (ت)

۱۔ القرآن الکریم ۴/۱۰۳

۲۔ معیار الحق بحث آخر وقت ظہر و اول وقت عصر مکتبہ نذیریہ لاہور ص ۳۱۶ و ۳۱۷

۳۔ القرآن الکریم ۲/۲۳۸

۴۔ عمدة القاری شرح صحیح البخاری کتاب مواقیات الصلوة باب مواقیات الصلوة الخ دار الکتب العلمیہ بیروت ۵/۸

حافظوا علی الصلوات ، داوموا علیہا المواقیتہا۔^۲
نمازوں پر محافظت کرو، یعنی ہمیشہ بروقت پڑھو۔ (ت)

ارشاد العقل السليم میں ہے :

حافظوا على الصلوات ای داوموا علی ادائہا لاوقاتہا من غیرا خلال بشئ
منہا ۛ

نمازوں پر محافظت کرو یعنی ہمیشہ بروقت پڑھو اور ان میں کسی قسم کا خلل نہ واقع ہونے دو۔ (ت)
آیت ۳ قال العلیٰ الاعلیٰ تبارک وتعالیٰ :

والذين هم على صلواتهم يحفظون ۝ أولئك هم الوارثون ۝ الذين يرثون
الفردوس وهم فيها خالدون ۝

اور وہ لوگ جو اپنی نماز کی نگہداشت کرتے ہیں کہ اُسے وقت سے بے وقت نہیں ہونے دیتے وہی سچے وارث ہیں کہ جنت کی وراثت پائیں گے وہ اس میں ہمیشہ رہنے والے ہیں۔

معالم شریف امام بغوی شافعی میں ہے :

یہاں فطون ای دے دے اور مون علی حفظہا و براعون اوقاتہا ، کرر ذکر الصلاة لیبین
حافظۃ علیہا واجتہدہ

له انوار التنزيل المعروف بتفسير البضاوي تحت الآية ٢٣٨/٢ دار الفكر بيروت ١/٥٣٦

۲ مدارک التنزیل (تفسیر لفظی) " " " " " " دارالکتب العربیہ بیروت ۱/۱۱

٣٥ ارشاد العقل السليم " " " " " دار احياء التراث العربي ١٣٥٥

٢٣ / ٩ ١١

مع عالم التنزيل (تفسير البغوي) تحت الآية ٢٣/٩ دار الكتب العلمية بيروت ٢٥٦/٣

وہ لوگ اوقاتِ نماز کا خیال رکھتے ہیں۔ نماز کا ذکر مکرر کیا ہے تاکہ واضح ہو جائے کہ اس کی محافظت واجب ہے۔ (ت)

آیت ۴ قال المولى الاجل عز وجل :

والذين هم على صلاتهم يحافظون ۵ اولئك في جنت مكرمون ۱
اور وہ لوگ کہ اپنی نماز کی محافظت کرتے ہیں ہر نماز اس کے وقت میں ادا کرتے ہیں وہ جنتوں میں عزت کئے جائیں گے۔

جلالین شریف امام جلال الملة والدين شافعی میں ہے :

يحافظون ، باداثرها في اوقاتها ۲

محافظت کرتے ہیں یعنی وقت پر ادا کرتے ہیں۔ (ت)

تفسیر نسفی شریف میں ہے :

المحافظة عليها ان لا تضيع عن مواقيتها ۳

نماز کی محافظت یہ ہے کہ اپنے اوقات سے ضائع نہ ہو۔ (ت)

آیت ۵ قال المولى قدس وتعالى :

والذين يؤمنون بالآخرة يؤمنون به وهم على صلاتهم يحافظون ۶

اور جنہیں آخرت پر یقین ہے وہ قرآن پر ایمان لاتے ہیں اور وہ اپنی نمازوں کی حفاظت کرتے ہیں۔

کہ وقت سے باہر نہ ہو جائیں۔

تفسیر کبیر میں ہے :

المراد بالمحافظة التعهد لشروطها من وقت وطهاراة وغيرهما والقيام على

عہ ذکرہ تحت آية المؤمنون ۱۲ منه۔ عہ یہ انھوں نے سورۃ المؤمنون کی آیت ۹ کے

تحت ذکر کیا ہے ۱۲ منه (ت)

۱۔ القرآن الکریم ۴۰/۳۴ و ۳۵

۲۔ تفسیر جلالین تحت الآية ۴۰/۳۴ و ۳۵ مطبع مجتبیٰ دہلی ۴۷۲/۲

۳۔ مدارک التنزیل (تفسیر نسفی) " " " " دار الکتاب العربیہ بیروت ۲۹۲/۴

۴۔ القرآن الکریم ۶/۹۲

ارکانہا و اتہا مہا حتی یكون ذلك دابہ فی کل وقت لہ

محافظت سے مراد یہ ہے کہ وقت اور طہارت وغیرہ تمام شروط کو ملحوظ رکھا جائے، اس کے ارکان کو قائم کیا جائے اور اسے مکمل کیا جائے یہاں تک کہ جب نماز کا وقت آئے تو آدمی ان کاموں کو بطور عادت کرنے لگے۔ (ت)

محافظتِ وقت کے یہ معنی جو ہم نے علمائے حنفیہ کے سوا ہر آیت میں علمائے شافعیہ سے نقل کئے کہ ہر نماز اپنے ہی وقت پر ہو، خود احادیث میں ارشاد ہوئے جن کا ذکر عنقریب آتا ہے ان شاء اللہ تعالیٰ۔

آیت ۶ قال رب العلی عزّ و علا :

فخلف من بعدہم خلف اضا عوا الصلوۃ۔

پھر آئے ان کے بعد وہ بڑے پسماندے جنہوں نے نمازیں ضائع کیں۔

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں :

اخر وھا عن مواقیبہا و صلواھا لغیر وقتہا (یہ لوگ جن کی مذمت اس آیہ کریمہ میں فرمائی گئی

وہ ہیں جو نمازوں کو اُن کے وقت سے ہٹاتے اور غیر وقت پر پڑھتے ہیں) ذکرہ الامام البدس فی عمدۃ

القاری باب تضييع الصلوات عن وقتہا والامام البغوی فی المعالم۔

افضل التابعین سید سعید بن المسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں :

ھوان لا یصلی الظھر حتی یاتی العصر (نماز کا ضائع کرنا یہ ہے کہ ظہر نہ پڑھی یہاں تک کہ

عصر کا وقت آگیا) اثرہ محی السنۃ۔

تفسیر انوار التنزیل میں ہے :

اضاعوا الصلوۃ ترکوها او اخروها عن وقتہا۔

نماز کا ضائع کرنا یہ ہے کہ اسے چھوڑ دیا جائے یا وقت گزار کر پڑھنا۔ (ت)

۱ مفاتیح الغیب (التفسیر الکبیر) تحت الآیۃ ۲۳/۹ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۲۳/۷۲

۲ القرآن الکریم ۱۹/۵۹

۳ عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری باب تضييع الصلوۃ حدیث ۸ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۲۵ و ۲۴/۵

۴ معالم التنزیل (تفسیر البغوی) تحت الآیۃ ۲۳/۹ " " " ۱۶۸/۳

۵ انوار التنزیل (تفسیر البیضاوی) " " " ۵۹/۱۹ دار الفکر بیروت ۲۳/۴

آیت ۷ قال سبحانه ما اعظم شانہ :

فویل للمصلین ۵ الذین ہم عن صلاتہم ساهون ۱

خرابی ہے ان نمازیوں کے لئے جو اپنی نمازوں سے غافل ہیں کہ وقت نکال کر پڑھتے ہیں۔

تفسیر جلالین میں ہے :

ساهون غافلون یؤخرونہا عن وقتہا ۲

ساهون غافل لوگ جو نمازوں کو ان کے وقت سے ہٹا کر پڑھتے ہیں۔ (ت)

تفسیر مفاتیح الغیب میں ہے :

ساهون یفید امرین اخر اجہا عن الوقت وکون الانسان غافلا فیہا ۳

ساهون سے دو باتیں ثابت ہوتی ہیں، ایک نماز کو وقت سے نکالنا، دوسری یہ کہ انسان کا

ادائیگی نماز سے غافل ہوتا۔

اس آیت کریمہ کی تفسیر خود حدیث میں وارد ہوئی ہے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۵ ص ۲۶۹ تا ۲۷۴)

(۲۵) میاں نذیر حسین دہلوی نے کہا انکار جمع اس سے بطور مفہوم نکلتا ہے اور حنفیہ قائل مفہوم نہیں۔

اس پر گرفت کرتے ہوئے المحضرت نے فرمایا :

اقول اولاً اُس کی نسبت اگر بعض اجلہ شافعیہ کے قلم سے براہ بشریت لفظ مفہوم نکل گیا

ملا دے اجتہاد و حرمت تقلید ابو حنیفہ و شافعی کو کیا لائق تھا کہ حدیث صحیح بخاری و صحیح مسلم رد کرنے کے لئے

ایسی بدیہی غلطی میں ایک متأخر مقلد کی تقلید جامد کرتے شاید رد احادیث صحیحہ میں یہ شرک صریح جائز و صحیح ہوگا اب

نہ اس میں شائبہ نصرانیت ہے نہ اتخذوا ااجارہم و رہبانہم اس باباً من دون اللہ (انہوں نے

اپنے عالموں اور راہبوں کو اللہ کے علاوہ اپنا رب بنالیا۔ ت) کی آفت کبر مقصداً عند اللہ ان تقولوا

مالا تفعلون ۴ (اللہ کے نزدیک بڑا جرم ہے کہ تم اس کام کا کہو جو خود نہیں کرتے۔ ت)

(فتاویٰ رضویہ ج ۵ ص ۲۹۳)

۱۰۴/۵۴ القرآن الکریم

۲ تفسیر جلالین

تحت الآیۃ ۱۰۴/۵۴

مطبع مجتہائی دہلی نصف ثانی ص ۵۰۵

۳ مفاتیح الغیب (التفسیر الکبیر) ۱۰۴/۵۶

دار الکتب العلمیۃ بیروت

۱۰۸/۳۲

۴ القرآن الکریم ۳۱/۹

۵ " ۳/۶۱

یہ کیا دھرم ہے کہ اوروں پر منہ آؤ اور اپنے لئے ایک رام پوری ملا کی تقلید سے حلال بناؤ واتخذوا
اجاسرہم ودھیانہم لہ (فتاویٰ رضویہ ج ۵ ص ۲۹۴)

(۲۷) حدیث سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملائذ کور کے غلط استدلال کا رد کرتے ہوئے
فرمایا:

انہی دو کو ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دیکھا انھیں دو کو صلوٰتین کہہ کر یہاں شمار فرمایا
اگرچہ تفصیل میں بوجہ شہرت عامہ تمام ایک کا نام لیا صرف ذکر مغرب پر اقتصار فرمایا ایسا کتنا کلام صحیح میں
شائع، قال عز وجل:

وجعل لکم سرا بیل تقیکم الحوزہ

اور تمھارے لئے لباس بنائے جو تمھیں گرمی سے بچاتے ہیں۔ (ت)

خود انھیں نمازوں کے بارے میں امام سالم بن عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا ارشاد
دیکھئے کہ پوچھا گیا، کیا عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سفر میں کوئی نماز جمع کرتے تھے؟ فرمایا: لا الا بجمع
(نہ مگر مزدلفہ میں) کہا قد مناعن سنن النسائی۔

ملاجی! یہاں بھی کہہ دیجیو کہ جمع سفر کو شہرہ چھوڑ دیا ہے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۵ ص ۲۹۵، ۲۹۶)
(۲۸) عذر سفر سے جمع بین الصلوٰتین سے متعلق سوال کے جواب میں فرمایا:
ناجائز ہے۔ قال اللہ تعالیٰ:

ان الصلوٰۃ کانت علی المومنین کتبا موقوتا۔

بے شک نماز مسلمانوں پر فرض ہے وقت باندھا ہوا۔ (ت)

کہ نہ وقت سے پہلے صحیح نہ وقت کھو کر پڑھنا روا، بلکہ فرض ہے کہ نماز اپنے وقت پر ادا ہو۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۵ ص ۳۳۲)

(۲۹) زمین دُور دور تک تر اور ناپاک ہے، کوئی ایسی چیز بھی موجود نہیں جو نیچے بچھا کر نماز پڑھی جائے تو نماز
کیسے پڑھی جائے؟ اس سوال کے جواب میں فرمایا:

شرع مطہر کسی وقت کسی سوال کے جواب سے عاجز نہیں مگر ایسی صورت میں قبل از وقوع بے اندیشہ صحیحہ وقوع فرض کر کے سوال کرنا وبال لاتا ہے اور کبھی اسے مشکل میں مبتلا کر دینا ہے۔ حدیث میں ہے :

نہی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عن نفل المسائل ^۱

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بے ضرورت مسائل پوچھنے سے منع کیا ہے۔ (ت)

رہا سوال کا جواب، وہ قرآن مجید میں موجود ہے کہ :

لا یكلف الله نفسا الا وسعها ^۲

اللہ تعالیٰ کسی نفس کو اس کی طاقت سے زیادہ مکلف نہیں بناتا۔ (ت)

فاتقوا الله ما اغتطعتم ^۳

جہاں تک ہو سکے اللہ سے ڈرو۔ (ت)

ما جعل علیکم فی الدین حرجا ^۴

اس نے تم پر دین میں کوئی تنگی نہیں رکھی۔ (ت)

نماز کھڑے کھڑے اشارے سے پڑھے۔ واللہ تعالیٰ اعلم (فتاویٰ رضویہ ج ۵ ص ۳۴۳، ۳۴۴)

(۳۰) نمازوں کے بعد صلاة پکارنے کے جواز پر دلائل دیتے ہوئے فرماتے ہیں :

نماز جنازہ میں حرمن شریفین میں دستور ہے کہ مؤذن بآواز بلند کہتے ہیں :

الصلوة علی المیت یرحمکم اللہ (میت پر نماز جنازہ ادا کرو اللہ تم پر رحم فرمائے۔ ت)

اور یہ سب اس آیت کریمہ کے تحت میں داخل ہے کہ :

من احسن قولا من دعا الی اللہ ^۵

اس سے کس کی بات بہتر جو اللہ کی طرف بلائے۔ (ت)

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

۱۔ صحیح البخاری	کتاب الرقاق	باب یکره من قبل وقال	قدیمی کتب خانہ کراچی	۹۵۸/۲
۲۔ القرآن الکریم	۲۸۶/۲			
۳۔	۱۶/۶۴			
۴۔	۶۸/۲۲			
۵۔	۳۳/۴۱			

من دعا الى الهدى كان له من الاجر مثل اجر من تبعه فله اجره واجر من تبعه ۱
جو کسی نیک بات کی طرف بلائے اس کے لئے اُس کا خود اپنا اجر ہے اور جتنے اس نیک فعل میں
شریک ہوں اُن سب کا ثواب ہے اور اُن کے ثوابوں میں کچھ کمی نہ ہو۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۵ ص ۳۸۵)
(۳۱) علماء اہل سنت سے فرمایا :

حضرات ! احیائے سنت آپ کا کام ہے اس کا خیال نہ فرمائیے کہ آپ کے ایک چھوٹے سے
شروع کیا وہ بھی آپ ہی کا کرنا ہے، آپ کے رب کا حکم ہے ،
تعاونوا علی البر والتقویٰ ۲

نیکی اور تقویٰ پر ایک دوسرے کی مدد کرو۔ (ت)
اور اگر آپ کی نظر میں یہ مسئلہ صحیح نہیں تو غصہ کی حاجت نہیں بے تکلف بیان حتیٰ فرمائیے۔
(فتاویٰ رضویہ ج ۵ ص ۴۰۳)

(۳۲) امر بالمعروف ونہی عن المنکر کے بارے میں فرمایا ،
ازالہ منکر پر قدرت نہ ہو تو زبان سے منع کر دے اور اس میں بھی فتنہ و فساد ہو تو دل سے بُرا جانے
پھر اُن کے فعل کا اس سے مطالبہ نہیں۔ قال اللہ تعالیٰ ،
لا تزر وافرارہ و نررا اخری ۳
کوئی بوجھ اٹھانے والا کسی کا بوجھ نہیں اٹھائے گا۔ (ت)
وقال تعالیٰ ،

یا ایہا الذین امنوا علیکم انفسکم لا یضرکم من ضل اذا اھتدیتم ۴
اے اہل ایمان ! تم پر اپنی جان لازم ہے تمہیں کوئی گمراہ نقصان نہیں پہنچا سکتا جب کہ تم
ہدایت یافتہ ہو۔ (ت)

وقال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم :

من رای منکم منکرا فلیغیرہ بیدہ فان لم یستطع فبلسانہ ، فان لم

نوٹ : صحیح مسلم میں الفاظ یوں ہیں : من دعا الى الهدى كان له من الاجر مثل اجر من تبعه الخ۔

۱ صحیح مسلم باب من سن سنة الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۳۴۱/۲
۲ القرآن الکریم ۲/۵
۳ القرآن الکریم ۶/۱۶۲
۴ ۱۰۵/۵

ليستطع فبقليه ، وذلك اضعف الايمان به

تم میں سے جب کوئی برائی دیکھے تو ہاتھ سے اُسے روکنے کی کوشش کرے اور اگر اس کی طاقت نہیں رکھتا تو زبان سے منع کرے اور اگر اس پر بھی قادر نہ ہو تو دل سے برا جانے اور یہ ایمان کا کمزور ترین درجہ ہے۔ (ت)

اور جس طرح یہ دوسروں کو حکم شرع ماننے پر مجبور نہیں کر سکتا یونہی دوسرے حکم شرع کی مخالفت پر اسے مجبور نہیں کر سکتے یہ اپنے نزدیک جو طریقہ اپنے رب کی عبادت اور اپنے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اتباع سنت کا اپنی کتب دینیہ سے جانتا ہے دوسرا اگر اس میں مزاحمت کرے گا اور فتنہ و فساد اٹھائے گا تو اس کا ذمہ اوروہ دوسرا ہوگا حکومت ہر مفسد کا ہاتھ پکڑنے کو موجود ہے اُس کے ذریعہ سے بند و بستی کر سکتا ہے، ہاں اگر یہ صورت بھی ناممکن ہوتی اور مفسدوں کا خوف حد مجبوری تک پہنچتا تو حالتِ اکراہ مکی اس وقت اس پر مواخذہ نہ ہوتا۔ قال تعالیٰ:

الآمن اكره وقلبه مطمئن بالايمان به

مگر وہ شخص جس کو مجبور کر دیا گیا اور اس کا دل ایمان کے ساتھ مطمئن ہے۔ (ت)

بالجملہ دوسروں کو حکم کرنا اُن کی سرکشی و فتنہ پردازی کے وقت مطلقاً ساقط ہو جاتا ہے کما نص علیہ فی الہندیۃ وغیرہا اور خود عمل کرنا اُس وقت ساقط ہوگا جب یہ بذریعہ حکومت بھی بند و بستی نہ کر سکے اور حقیقی مجبوری ہو کر استطاعت اصلانہ رہے۔ قال تعالیٰ:

فاتقوا الله ما استطعتم واسمعوا واطيعوا

تو اللہ سے ڈرو جہاں تک ہو سکے اور اس کا فرمان سنو اور حکم مانو۔ (ت)

باوصف قدرت بند و بستی و استعانت بحکومت مجرد خوف یا کاہلی یا خودداری یا رورعایت یا نئی تہذیب یا صلح کل کی پالیسی سے اتباع شرع چھوڑ بیٹھنا جائز نہیں ہو سکتا اسے یوں خیال کریں کہ مفسدین آج اس امر کے لئے کہتے ہیں کل کو اگر انھوں نے خود نماز پر فتنہ اٹھایا تو کیا نماز بھی چھوڑ دے گا؟ نہیں نہیں بلکہ اس پر خیال کرے کہ مفسدوں نے کہا کہ اپنا مکان خالی کر دو ورنہ ہم فساد کرتے ہیں یا اپنی جائیداد کا ہبہ نامہ لکھ دو

صحیح مسلم کتاب الایمان باب کون النہی عن المنکر من الایمان قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۵۱

سنن النسائي تفضل اهل الایمان حدیث ۵۰۱۱ مطبوعہ المکتبۃ السلفیہ لاہور ۲/۲۶۵

۱۶/۱۶ القرآن الکریم

۱۶/۶۴

ورنہ ہم فتنہ اٹھاتے ہیں (تو) اُس وقت اُن کا کچھ بند و بست کرے گا استغاثہ کرے گا یا چپکے سے جائداد و مکان چھوڑ بیٹھے گا، جو جب کرے گا وہ اب کرے اور اتباع احکام شرع کو مکان و جائداد سے ہلکانہ جانے، ہاں دوسروں کے سر چڑھنے اور فتنہ و فساد کے اٹھانے کی اجازت نہیں ہو سکتی۔ قال تعالیٰ:

وَالْفِتْنَةُ أَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ

فتنہ قتل سے بدتر ہے۔ (ت)

وقال تعالیٰ:

لَا تَفْسُدُوا فِي الْأَرْضِ بَعْدَ إِصْلَاحِهَا

زمین میں اس کی اصلاح کے بعد فساد نہ پھیلاؤ۔ (ت)

وقال تعالیٰ:

لَهَا مَا كَسَبَتْ وَلَكُمْ مَا كَسَبْتُمْ وَلَا تُسْأَلُونَ عَمَّا كَانُوا يَعْمَلُونَ

اس امت کے لئے وہ ہے جو اس نے کیا اور تمہارے لئے وہ ہے جو تم نے کیا، تم سے ان کے

اعمال کے بارے میں سوال نہیں کیا جائے گا۔ (ت) (فتاویٰ رضویہ ج ۵ ص ۴۰۶ تا ۴۰۸)

(۳۳) بعد اذان الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ کہنے کو خلاف شرع قرار دینے والے کا رد کرتے ہوئے فرمایا:

مخالف جھوٹا ہے اور شریعت مطہرہ پر اقرار کرتا ہے، ثبوت دے کہ شرع مطہر نے اسے کہاں منع

فرمایا ہے کہ خلاف شرع کہتا ہے، ہاں وہ فرد مستحب ہے اور اصلاً فرد فرض ہے۔ قال تعالیٰ:

إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا

بے شک اللہ اور اس کے سب فرشتے درود بھیجتے ہیں اس نبی پر، اے ایمان والو! درود بھیجو

ان پر اور خوب سلام عرض کرو (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)۔

رب عز و جل کا حکم مطلق ہے اس میں کوئی استثناء فرما دیا ہے کہ مگر اذان کے بعد نہ بھیجو جب پڑھا

جائے گا اسی حکم الہی کا امتثال ہوگا، فلہذا ہر بار درود پڑھنے میں اداۓ فرض کا ثواب ملتا ہے کہ سب اسی

مطلق فرض کے تحت میں داخل ہے تو جتنا بھی پڑھیں گے فرض ہی میں شامل ہوگا نظیر اس کی تلاوت قرآن کریم

ہے کہ ویسے تو فرض ایک ہی آیت ہے اور اگر ایک رکعت میں سارا قرآن عظیم تلاوت کرے تو سب فرض ہی میں داخل ہوگا اور فرض ہی کا ثواب ملے گا سب فاقراء و اما یتسر من القرآن (پس پڑھ قرآن سے جو تمہیں آسان ہے۔ ت) کے اطلاق میں ہے، آج کل ایسا کرنے والے کوئی نہیں مگر وہابیہ، اور وہابیہ کے پیچھے نماز باطل محض ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۵ ص ۴۲۲)

(۳۴) احادیث اولیاء کرام کے بارے میں ایک نفیس فائدہ بیان کرتے ہوئے فرمایا:
عباد اللہ ان طاعنین سے بدرجہا اتقی اللہ واعلم باللہ واشد توقیاً فی القول عن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم (حالانکہ وہ ان طعن کرنے والوں سے زیادہ خوف رکھنے والے، اللہ تعالیٰ کے بارے میں زیادہ علم رکھنے والے، سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف کسی قول کی نسبت کرنے میں بہت احتیاط کرنے والے۔ ت) تھے۔

ولکن کل حزب بہالدین ہم فرحون ان ربک ہو اعلم بالمہتدین۔
اور ہر ایک گروہ اپنے موجود پر خوشی ہے، اور تیرا رب ہدایت یافتہ کے بارے میں بہتر جانتا ہے۔ (ت)
(فتاویٰ رضویہ ج ۵ ص ۴۹۱)

(۳۵) فضائل اعمال سے متعلق حدیث ضعیف کے معتبر ہونے کے بارے میں فرمایا:
یہی حال ان فضائل اعمال کا ہے جب ہمارے کان تک یہ بات پہنچی کہ اُن میں ایسا نفع ذکر کیا گیا اور شرع مطہر نے ان افعال سے منع نہ کیا تو اب ہمیں تحقیق محدثانہ کیا ضرور ہے، اگر حدیث فی نفسہ صحیح ہے فہا ورنہ ہم نے اپنی نیک کا اچھا پھل پایا، هل تربصون بنا الا احداً الحسنیین (تم ہم پر کس چیز کا انتظار کرتے ہو مگر دو خوبیوں میں سے ایک کا۔ ت) (فتاویٰ رضویہ ج ۵ ص ۴۹۲)

(۲۶) علماء و مشایخ کرام فضائل میں بلا سند حدیث کا بھی اعتبار کر لیتے ہیں، اس سلسلہ میں فرمایا:
مواہب شریف، نسیم الریاض اور مدارج النبوة وغیرہ میں علماء کرام نے اس حدیث (حفظوا قدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وصال کے بعد جناب فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا آپ کو نہا کرتے ہوئے کہنا ”یا بنی انت و اخی یا رسول اللہ“ کو زیر بیان آیہ کریمہ لا اقسم بہذا البلد و انت حل بہذا

البلد (میں اس شہر کی قسم کھاتا ہوں) اور اے محبوب! تو اس میں جلوہ افروز ہے۔ (ت) جس میں رب العزۃ جل وعلا نے شہرِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قسم یاد فرمائی ہے محلِ استناد میں ذکر کیا کہ قرآن عظیم نے حضور پر نور سید المجتوبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جان پاک کی بھی قسم کھائی کہ لعنک انہم لفی سکرۃہم یعمہون (تیری جان کی قسم یہ کافر اپنے نشہ میں بہک رہے ہیں) اور حضور کے شہر مکہ معظمہ کی بھی قسم کھائی کہ لا اقسام بہذا البلد مگر اس قسم میں اُس سے زیادہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم ہے جس طرح امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس طرف اشارہ کیا کہ عرض کرتے ہیں: میرے ماں باپ حضور پر قربان یا رسول اللہ! اللہ عز وجل کے نزدیک حضور کا مرتبہ اس حد کو پہنچا کہ حضور کے خاک پاکی قسم یاد فرمائی لا اقسام بہذا البلد۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۵ ص ۵۵۶)

(۷۴) اپنے ایک رسالہ "الامن والعلیٰ لنا عتی المصطفیٰ بدافع البلاء" کے بارے میں بطور تحدیث نعمت فرمایا:

یہ مختصر رسالہ کچھ آجڑے سے بھی کم ہے ایک سو تیس سے زیادہ فائدوں اور تیس آیتوں اور ستر سے زیادہ حدیثوں پر مشتمل ہے جو اس کے سوا کہیں مجتمع نہ ملیں گے، بحمد اللہ اُس کی نفاست، اُس کی جلالت، اُس کی صولت، اُس کی شوکت دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے۔

ذٰلک من فضل اللہ علینا وعلی الناس ولكن اکثر الناس لا یشکرون ۵ رب اوزعنی ان اشکر نعمتک الّتی انعمت علیّ وعلی والدی وان اعمل صلحا ترضاه واصلح لی فی ذریعتی انی تبّت الیک وانی من المسلمین ۵ والحمد للہ رب العلمین۔

یہ اللہ کا ہم پر اور لوگوں پر فضل ہے لیکن اکثر لوگ شکر ادا نہیں کرتے، اے میرے رب! مجھے اس بات کی توفیق دے کہ میں ان نعمتوں پر تیرا شکر کروں جو تو نے مجھ پر اور میرے والدین پر فرمائی ہیں، اور مجھے اچھے

۱۰ القدر آن الکریم ۲۰۱/۹۰

۲۰ ۲/۱۵

۲۱ ۱/۹۰

۲۲ ۳۸/۱۲

۲۳ ۱۵/۴۶

اعمال کی توفیق دے جس سے توراخی ہو جائے، اور میری اولاد کی اصلاح فرما، میں تیری ہی طرف رجوع کرتا اور مسلمانوں میں سے ہوں، تمام تعریف اللہ کے لئے جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے۔ (ت)

(فتاویٰ رضویہ ج ۵ ص ۶۰۵، ۶۰۶)

(۳۸) ایک وہابی مولوی نے اذان و اقامت میں تقبیل ابہامین کو بدعت و بے اصل کہا، اس کے رد میں فرمایا:

یہ وہی مرض غیر مقلدی ہے کہ فقہا اگرچہ صراحتہً مستحب فرمائیں مگر اُن کا قول مردود اور بدعت مذمومہ ہونا غیر مسدود۔

نہیں نہیں نرمی غیر مقلدی نہیں بلکہ اجماع امت کا رد اور غیر سبیل المؤمنین کا اتباع بد ہے جس پر قرآن عظیم میں نصلہ جہنم و ساءت مصیبت کی وعید مودک ہے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۵ ص ۶۳۷)

(۳۹) بندوں کی مختلف اقسام بیان کرتے ہوئے فرمایا،

اللہ و رسول جل و علا و صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر حکیم سے بڑھ کر حکیم ہیں، اُن کی رعایا میں ہر قسم کے لوگ ہیں ایک وہ عالی ہمت کہ اللہ و رسول جل و علا و صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اللہ و رسول کے لئے یاد کریں اپنی کوئی منفعت دنیوی تو دنیوی اخروی بھی مقصود نہ رکھیں یہ خالص مخلص بندے ہیں جن کی بندگی میں کسی ذاتی غرض کی آمیزش نہیں اُن کے لئے وصل ذات ہے جن کو فرمایا،

والذین جاہدوا فینا لنھدینھم سبیلنا۔

جو ہماری یاد میں مجاہدہ کرتے ہیں ہم یقیناً ان کے لئے اپنے تمام راستے کھول دیتے ہیں۔ (ت)

دوسرے وہ جن کو کسی طمع کی چاشنی اُبھارے مگر نفع فانی کے گرویدہ نہیں باقی کی تلاش ہے قرآن و حدیث میں نفعِ جنت کے بیان ان کی نظیر سے ہیں جن کو فرمایا،

ان اللہ اشتوی من المؤمنین انفسھم و اموالھم بان لھم الجنة۔

اللہ تعالیٰ نے مومنوں سے ان کی جان و مال کو جنت کے عوض خرید لیا ہے۔ (ت)

تیسرے وہ جن کو نفع عاجل کی امید دلانا زیادہ مؤید ہے جن کو فرمایا،

فقلت استغفر واربکم انه کان غفارا یوسل السماء علیکم مدد ارا۔

میں کہتا ہوں تم اپنے رب سے معافی مانگو وہ یقیناً معافی دینے والا ہے وہ آسمان سے تم پر
زوردار بارش بھیجے گا۔ (ت)
اور فرمایا:

قل هو للذین امنوا هدی وشفاء لیه
فرمادیجئے یہ مومنوں کے لئے ہدایت اور شفاء ہے۔ (ت)
اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

اغزوا تغنموا وصوموا تصحوا و سافروا تستغنوا^۱ و فی حدیث ججوا تستغنوا^۲
سوی الاول الطبرانی فی الاوسط بسند صحیح عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
والآخر عبد الرزاق عن صفوان بن سلیم مرسلا ووصلہ فی مسند الفردوس۔
جہا ذکر وغنیمت پاؤ گئے اور روزہ رکھو تندرست ہو جاؤ گئے، اور سفر کرو غنی ہو جاؤ گئے،
اور ایک حدیث میں ہے حج کرو غنی ہو جاؤ گئے پہلی حدیث کو طبرانی نے اوسط میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ
تعالیٰ عنہ سے صحیح سند کے ساتھ ذکر کیا اور دوسری کو عبد الرزاق نے صفوان بن سلیم سے مرسلا روایت
کیا، اور مسند الفردوس میں یہ متصلاً مروی ہے۔ (ت)

چوتھے وہ پست فطرت دون بہت کہ امید نفع پر بھی نہ سرکیں جب تک تازیانہ کا ڈرنہ دلائیں
قرآن و حدیث میں عذاب نار کے بیان ان کی نظر سے ہیں جن کو فرمایا:

ومن یعش عن ذکر الرحمن نقیض له شیطانا فہولہ قرین^۱ وانہم لیصدونہم
عن السبیل ویحسبون انہم مہتدون^۲ حتی اذا جاءنا قال یلیت بیتی و بینک
بعد المشرقین فبئس القرین^۳ ولن ینفعکم الیوم اذ ظلمتم انکم فی العذاب مشترکون^۴
جسے رتوند آئے رحمان کے ذکر سے ہم اس پر ایک شیطان مقرر کر دیں گے کہ وہ اس کا ساتھی رہے
اور بیشک وہ شیطان ان کو راہ سے روکتے ہیں وہ سمجھتے ہیں کہ وہ راہ پر ہیں یہاں تک کہ جب کافر

۱۔ القرآن الکریم ۴۴/۴۴
۲۔ العجم الاوسط حدیث ۸-۸۳ مکتبۃ المعارف ریاض
۳۔ المصنف لعبد الرزاق باب فضل الحج حدیث ۸۸۱۹ المکتب الاسلامی بیروت ۵/۱۱
۴۔ القرآن الکریم ۴۴/۳۶ تا ۳۹

ہمارے پاس آئے گا اپنے شیطان سے کہے گا ہائے کسی طرح مجھ میں تجھ میں پورب پچھم (مشرق و مغرب) کا فاصلہ ہوتا تو کیا ہی بُرا سا تھی ہے، اور ہرگز تمہارا اس (حسرت) سے بھلا نہ ہوگا آج جبکہ (دنیا میں) تم نے ظلم کیا تو تم عذاب میں شریک ہو۔ (ت) (فتاویٰ رضویہ ج ۵ ص ۶۴۴، ۶۴۵)

(۴۰) تعظیم رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بارے میں فرمایا:

اور تعظیم حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مطلقاً مامور بہ۔

قال اللہ تعالیٰ لتؤمنوا باللہ ورسولہ وتعزروہ وتوقروہ۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد مبارک ہے: تم اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور ہمیشہ

ان کی تعظیم و توقیر بجالاؤ۔ (ت)

اور مطلق ہمیشہ اپنے اطلاق پر جاری رہے گا جب تک کسی خاص فرد سے منع شرعی نہ ثابت ہو۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۵ ص ۶۵۰)

(۴۱) آیہ کریمہ ”ورفعنا لک ذکرك“ کی تفسیر کے بارے میں فرمایا:

حضور کا ذکر عین ذکر خدا ہے (امام ابن عطاء پھر امام قاضی عیاض وغیرہما ائمہ کرام تفسیر قولہ تعالیٰ

ورفعنا لک ذکرك میں فرماتے ہیں:

جعلتك ذکرا من ذکری فمن ذکرك ذکری۔

میں نے تمہیں اپنی یاد میں سے ایک یاد کیا جو تمہارا ذکر کرے وہ میرا ذکر کرتا ہے۔

اور ذکر الہی بلاشبہ رحمت اترنے کا باعث ہے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۵ ص ۶۶۶)

(۴۲) قبر پر اذان کے جواز میں دلیل دوازدہم میں فرمایا:

خود ظاہر اور حدیثوں سے بھی ثابت کہ مُردے کو اس نئے مکان تنگ و تاریک میں سخت وحشت

اور گھبراہٹ ہوتی ہے الا ما رحمہ ربی ات سببی غفور رحیم (مگر جس پر میرا رب رحم فرمائے

یقیناً میرا رب بخشش فرمانے والا اور رحم کرنے والا ہے۔ ت) اور اذان دافع وحشت و باعث

۱۔ القرآن الکریم ۹/۴۸

۲۔ ۲/۹۴

۳۔ الشفاء بتعريف حقوق المصطفیٰ الفصل الاول فیما جاء من ذاک محیی المدح والثناء دار الکتب العلمیہ بیروت ۱/۲۱

۴۔ القرآن الکریم ۱۲/۵۳

اطمینان خاطر ہے کہ وہ ذکرِ خدا ہے۔ اور اللہ عز و جل فرماتا ہے ،
الابدن کر اللہ تطمئن القلوب۔

سُن لو خدا کے ذکر سے چین پاتے ہیں دل۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۵ ص ۶۶۷)

(۴۳) دلیل چہار دہم میں فرمایا :

قال اللہ تعالیٰ :

یا ایہا الذین امنوا اذکروا اللہ ذکرا کثیراً۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۵ ص ۶۶۹)

اے ایمان والو! اللہ کا ذکر بکثرت کرو۔

(۴۴) عالمِ نیت جب نماز کے لئے مسجد کو چلے تو متعدد نیتیں کر کے خوب نیکیاں کما سکتا ہے ، اس

سلسلہ میں اعلیٰ حضرت نے چالیس نیتیں ذکر فرمائی ہیں جن میں سے نیت نمبر ۶ میں فرمایا :

امر الہی خذوا زینتکم عند کل مسجد (اپنی زینت لوجب مسجد میں جاؤ۔ ت) کے امثال

کو جاتا ہوں۔

اور نیت نمبر ۳۱ و ۳۲ میں فرمایا :

خود مؤذن ہے یا مسجد میں کوئی مؤذن مقرر نہیں تو نیت کرے کہ اذان و اقامت کہوں گا اب اگر

یہ کہنے نہ پایا دوسرے نے کہہ دی تاہم اپنی نیت پر اذان و اقامت کا ثواب پاچکا فقد وقع اجرہ علی

اللہ (اللہ تعالیٰ اسے اجر عطا فرمائے گا۔ ت) (فتاویٰ رضویہ ج ۵ ص ۶۷۴ ، ۶۷۵)

فتاویٰ رضویہ جلد ۶

(۱) مقتدیوں کے دروں میں کھڑے ہونے سے قطعِ صف لازم آتا ہے۔ اس کی کراہت بیان کرتے ہوئے

فرمایا :

اگر بعض دروں میں کھڑے ہوئے بعض خالی چھوڑ دے جب بھی قطعِ صف ہے کہ صف ناقص چھوڑ دی

کاٹ دی پوری نہ کی ، اور اس کا پورا کرنا لازم ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

اتموا الصفوف^۱ (صفوں کو مکمل کرو۔ ت)

اور اگر اس وقت اور زائد لوگ نہ ہوں تو آنے سے کون مانع ہے تو یہ ممنوع کا سامان مہیا کرنا ہے اور وہ بھی ممنوع ہے قال اللہ تعالیٰ :

تلك حدود الله فلا تقربوها^۲

یہ اللہ تعالیٰ کی حدود ہیں پس ان کو توڑنے کے قریب مت جاؤ۔ (ت)

اور دروں میں مقتدیوں کے کھڑے ہونے کو قطع صنف نہ سمجھنا محض خطا ہے۔ علماء کرام نے صاف تصریح فرمائی کہ اس میں قطع صنف ہے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۶ ص ۱۳۴)

(۲) رفع یدین کے بارے میں بحث کرتے ہوئے فرمایا :

آخر رفع یدین کسی کے نزدیک واجب نہیں، غایت درجہ اگر ٹھہرے گا تو ایک امر مستحب ٹھہرے گا کہ کیا تو اچھا، نہ کیا تو کچھ بُرائی نہیں۔ مگر مسلمانوں میں فتنہ اٹھانا، دو گروہ کر دینا، نماز کے مقدمے انگریزی گورنمنٹ تک پہنچانا شاید اہم واجبات سے ہوگا۔ اللہ عز وجل فرماتا ہے :

والفتنة أشد من القتل^۳ (فتنہ قتل سے بھی سخت تر ہے) (فتاویٰ رضویہ ج ۶ ص ۱۵۵)

(۳) فاتحہ خلف الامام کے بارے میں فرمایا :

مقتدی کو قرآن مجید پڑھنا مطلقاً جائز نہیں، اللہ عز وجل فرماتا ہے :

واذا قرأ القرآن فاستمعوا له وانصتوا لعلکم ترحمون^۴

اور جب قرآن پڑھا جائے تو اسے غور سے سُنو اور خاموش رہو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔ (ت)

(فتاویٰ رضویہ ج ۶ ص ۱۸۳، ۱۸۴)

(۴) امین جہراً کہنا ناجائز ہے، چنانچہ فرمایا :

امین باواز بلند کہنا نماز میں مکروہ و خلاف سنت ہے۔ اللہ عز وجل فرماتا ہے :

ادعوا ربکم تضرعاً وخفیة^۵

تم اپنے رب کو عاجزی اور تواضع سے آہستہ پکارو۔ (ت) (فتاویٰ رضویہ ج ۶ ص ۱۸۴)

۱۔ صحیح مسلم باب تسویۃ الصفوف الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱۸۲/۱

۲۔ القرآن الکریم ۱۸۴/۳ ۳۔ القرآن الکریم ۱۹۱/۲ ۴۔ القرآن الکریم ۲۰۴/۴

۵۔ ۵۵/۴

(۵) بد مذہبوں سے اجتناب کے بارے میں فرمایا،
مسلمان کو ہوشیار رہنا چاہئے کہ نہ ان سے ملنا جائز، نہ ان کی بات سننی جائز، نہ ان کے پاس بیٹھنا جائز۔ اللہ عز وجل فرماتا ہے،

وَأَمَّا يَنْسِيَنَّكَ الشَّيْطَانُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرِىٰ مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ۝
اور جب کہیں تجھے شیطان بھلا دے تو یاد آئے پر ظالموں کے پاس مت بیٹھ۔ (ت)

(فتاویٰ رضویہ ج ۶ ص ۱۸۵، ۱۸۶)

(۶) تارکین نماز کی تہدید کے لئے کیا کارروائی کی جائے، اس کے بارے میں فرمایا،
بہ نرمی سمجھائیں ترک نماز و ترک جماعت و ترک مسجد پر قرآن عظیم و احادیث میں جو سخت وعیدیں ہیں بار بار سنائیں، جن کے دلوں میں ایمان ہے انھیں ضرور نفع پہنچے گا، اللہ عز وجل فرماتا ہے،
وَذَكَرَاتِ الذِّكْرِىٰ تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِينَ ۝

اور سمجھاؤ کہ سمجھانا مسلمانوں کو فائدہ دیتا ہے۔ (ت)

اللہ کے کلام و احکام یاد دلاؤ کہ بیشک ان کا یاد دلانا ایمان والوں کو نفع دے گا۔ اور جو کسی طرح نہ مانے اس پر اگر کسی کا دباؤ ہے اس کے ذریعے سے دباؤ ڈالیں اور یوں بھی باز نہ آئے تو اس سے سلام و کلام میل جول یک لخت ترک کر دیں۔ قال اللہ تعالیٰ،

وَأَمَّا يَنْسِيَنَّكَ الشَّيْطَانُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرِىٰ مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ۝

اور جب کبھی تجھے شیطان بھلا دے تو یاد آئے پر ظالموں کے پاس نہ بیٹھ۔ (ت)

(فتاویٰ رضویہ ج ۶ ص ۱۹۱، ۱۹۲)

(۷) زید نماز میں زبان سے قرأت نہیں کرتا، زبان کو تالو سے چپکا کر دلی خیال سے ادا کرتا ہے اور اسکو اصفیاء کا طریقہ بتاتا ہے، اس کے بارے میں اعلیٰ حضرت نے فرمایا،

زید نے شریعت پر اقرار کیا، صوفیہ کرام پر اقرار کیا، اپنی نمازیں سب برباد کیں، اس کی ایک نماز بھی نہیں ہوئی، نہ اس کے پیچھے دوسروں کی ہوئی۔ اس پر فرض ہے کہ جتنی نمازیں ایسی پڑھی ہوں سب کی قضا کرے، اور جتنی نمازیں اوروں نے اس کے پیچھے پڑھی ہیں ان پر فرض ہے کہ ان کی قضا کریں۔

قرآن عظیم حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ضرور قلب مبارک پر نازل ہوا مگر پڑھنے کے لئے ۔
قال اللہ تعالیٰ :

وقرأنا فرقناه لتقرأه على الناس على مكث

اس قرآن کو تھوڑا تھوڑا کر کے اتارا کہ تم لوگوں پر ٹھہر ٹھہر کر پڑھو۔

نماز میں قرآن عظیم کا پڑھنا فرض ہے۔ قال اللہ تعالیٰ :

فاقرأوا ما تنزل من القرآن

نماز میں قرآن پڑھو جتنا آسان ہو۔

اس کا نام پاک ہی قرآن ہے۔ قرآن قرأت سے اور قرأت پڑھنا، اور پڑھنا نہ ہو گا مگر زبان سے،
دل سے تصور کرنے کو پڑھنا نہیں کہتے۔ حالت جنابت میں قرآن پڑھنا حرام ہے اور تصور منع نہیں۔
نماز میں قرأت کلام مجید پر اجماع مسلمین کا خلاف، جہنم کا خیال ہے۔ قال اللہ تعالیٰ :

ومن يشاقق الرسول من بعد ما تبين له الهدى ويتبع غير سبيل المؤمنين

نولہ ما تولیٰ ونصلہ جہنم و ساءت مصیرا۔

جو شخص ہدایت کے واضح ہو جانے کے بعد رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مخالفت کرتا ہے
اور مومنین کی راہ کے علاوہ راہ چلتا ہے ہم پھیر دیں گے اسے اس راہ پر جس پر وہ چلا اور اسے جہنم میں ڈال
دیں گے اور وہ بہت بُری جگہ ہے۔ (ت) (فتاویٰ رضویہ ج ۶ ص ۱۹۲، ۱۹۳)

(۸) ایک گمراہ فرقہ جو بعد از نماز دعا کو بدعت کہتا ہے، اس کے رد میں فرمایا :

الحمد لله سلسلة سخن درازست و در فیض الہی باز خامہ اگر بتفصیل گراید ہماناں نامہ گرد

آوردن باید لاجرم یک آیت و ہفت حدیث بسند و می نماید آیہ قال اللہ عزوجل فاذا فرغت
فانصب والیٰ ربک فارغب ۵ قول اصح در تفسیر آیہ کریمہ قول سلطان المفسرین ابن عم النبوی صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما ست کہ فراغ فراغ از نماز و نصب نصب در دعا
ست یعنی چوں از نماز فارغ شوی در دعا جہد و مشقت نما و بسوئے پروردگار خود بزاری و تضرع گرا
فی تفسیر الحج لالین فاذا فرغت من الصلوة فانصب التعب فی الدعاء والیٰ

قال المولى سبحانه وتعالى يريد الله بكم اليسر ولا يريد بكم العسر، وقال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم ليسروا ولا تعسروا ولا تبشروا ولا تنفروا اخرجہ الاثمة احمد والشيخان عن انس بن مالك رضى الله تعالى عنه۔

اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا ارشاد ہے، اللہ تمہارے ساتھ آسانی کا ارادہ کرتا ہے اور وہ تمہارے ساتھ تنگی کا ارادہ نہیں کرتا۔ اور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ آسانی پیدا کرو، مشکل و تنگی پیدا نہ کرو، خوشخبری دو، نفرت نہ پھیلاؤ۔ اس حدیث کو امام احمد، امام بخاری اور مسلم نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے۔ (ت)

پھر ایسی حالت میں عند الانصاف اشتراک صفات خواہ اشتباہ اصوات کسی کی تخصیص نہیں ہو سکتی کہ جو خلاف قصد ہے اختیاری نہیں اور جو اختیاری نہیں اس پر حکم جاری نہیں، اور اگر اپنی طرف سے خاص ارادہ احد الاغلاط کا حکم دیکھتے تو یہ وہی تعد غلط ہے کہ یقیناً ممنوع، ولہذا علامہ شامی قدس سرہ السامی نے عبارت تاتارخانیہ:

اذا لم یکن بین المحرفین اتحاد المخرج ولا قر بہ الا ان فیہ بلوی العامة کالذال مکان الضاد او الزاء المحض مکان الذال والطاء مکان الضاد لا تفسد عند بعض المشائخ اھ۔

جب دو حرفوں کے درمیان اتحاد مخرج اور قرب مخرج نہ ہو اس صورت میں جب عموم بلوی ہو مثلاً ذال ضاد کی جگہ یا زاء ذال کی جگہ اور ظا ضاد کی جگہ پڑھا تو بعض مشائخ کے نزدیک نماز فاسد نہ ہوگی اھ (ت) نقل کر کے فرمایا،

قلت فینبغی علی ہذا عدم الفساد فی ابدال الشاء سینا والقاف ہمزة کہا هولغة عوام نرماننا فانہم لا یسیزون بینہما ویصعب علیہم جدا کالذال مع الزاء ولا سیما علی قول القاضی ابی عاصم وقول الصفار و ہذا کله قول المتأخرین وقد علمت انہ اوسع وان قول المتقدمین احوط قال فی

شرح المنیة وهو الذی صححه المحققون وفرغوا علیہ فاعمل بما تختار والاحتیاط
اولی سیمائی امر الصلوة التی هی اول ما یحاسب العبد علیہا۔^۱

میں کہتا ہوں اس کے مطابق ان صورتوں میں فساد نہیں ہونا چاہئے جبکہ کوئی شخص شمار کی سین،
تقاف کی جگہ ہمزہ پڑھے جیسا کہ ہمارے دور کے عوام کی زبان ہے وہ ان کے درمیان کوئی امتیاز نہیں
کرتے اور یہ ان پر نہایت دشوار ہے جیسا کہ ذال اور زار میں فرق کرنا خصوصاً قاضی ابو عاصم اور
صفار کے قول پر۔ اور یہ تمام متاخرین کا قول ہے۔ اور آپ جان چکے کہ اس میں کافی وسعت ہے
اور متقدمین کا قول احوط ہے۔ شرح منیہ میں فرمایا اسی کو محققین نے صحیح کہا اور اسی پر انھوں نے
تفریع بٹھائی پس مختار پر عمل کرو، اور احتیاط اولیٰ ہے خصوصاً نماز کے معاملات میں، کیونکہ بندے سے
اسی کے بارے میں سب سے پہلے سوال ہوگا۔ (ت)

اس تحقیق انیق سے ظاہر ہوا کہ تعدد نماز کا جائز نہ دوا کا کہ نہ وہ ظاہر ہے نہ دال مضمر، اور
بعد قصد و ارادۃ حرف صحیح و استعمال مخرج معین براہ غلط جو کچھ ادا ہو تیسیراً صحت نماز پر فتویٰ
لتعسر الہمی وتکثر البلوی هذا ما عندی فلتنظر نفس ما ذاتری (کیونکہ ادائیگی مشکل اور
استعمال زیادہ ہے یہ میری رائے ہے پس تمھاری رائے اس میں کیا ہے اس پر غور و خوض کرو۔ ت)
ہندیہ و علیہ و خزانۃ الاکمل میں ہے،

ان جوی علی لسانہ اولاً یعرف التمییز لا تفسد هو المختار۔^۲
اگر زبان پر از خود جاری ہو گیا یا امتیاز کی معرفت نہیں تو نماز فاسد نہ ہوگی یہی مختار ہے (ت)
وجیز کردہی میں ہے،

هو اعدل الا قایل وهو المختار۔^۳

یہ سب سے معتدل قول ہے اور یہی مختار ہے (ت)

(فتاویٰ رضویہ ج ۶ ص ۲۶۴ تا ۲۶۶)

۱۔ ردالمحتار	مطلب مسائل زلۃ القاری	دار ایچار التراث العربی بیروت	۲۲۵/۱ و ۲۲۶
۲۔ ردالمحتار	بحوالہ خزانۃ الاکمل	" "	۲۲۵/۱
۳۔ ردالمحتار	بحوالہ البزازیۃ	" "	۲۲۵/۱

(۱۰) حرف ضاد کے مخرج پر گفتگو کرتے ہوئے فرمایا :

ظاد اور ذواد دونوں محض غلط ہیں اور اس کا مخرج بھی نہ زبان کو دانتوں سے لگا کر ہے نہ زبان کی نوک کو داڑھ سے لگا کر، بلکہ اس کا مخرج زبان کی ایک طرف کی کروٹ اُسی طرف کی بالائی داڑھوں سے مل کر درازی کے ساتھ ادا ہونا اور زبان اُوپر کوتالو سے ملنا اور ادا میں سختی و قوت ہونا ہے، اس کا مخرج سیکھنا مثل تمام حرفوں کے ضروری ہے، جو شخص سیکھ لے اور اپنی قدرت تک اس کا استعمال کرے اور ظیاد کا قصد نہ کرے بلکہ اسی حرف کا جو عز وجل کی طرف سے اُترا ہے پھر جو کچھ نکلے بوجہ آسانی صحت نماز پر فتویٰ دیا جائے گا۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۶ ص ۲۷۲)

(۱۱) مزید فرمایا :

یہ حرف دشوار ترین حرف ہے اور اس کی ادا خصوصاً عجم پر کہ اُن کی زبان کا حرف نہیں، سخت مشکل، مسلمانوں پر لازم کہ اُس کا مخرج صحیح سے ادا کرنا سیکھیں اور کوشش کریں کہ ٹھیک ادا ہو، اپنی طرف سے ظاد کا قصد کریں نہ ذواد کا، کہ دونوں محض غلط ہیں، اور جب اس نے حسبِ وسع و طاقت جہد کیا اور حرف صحیح ادا کرنے کا قصد کیا پھر کچھ نکلے اس پر مواخذہ نہیں، لا یكلف الله نفساً الا وسعها (اللہ تعالیٰ کسی ذی نفس کو اس کی طاقت سے بڑھ کر مکلف نہیں بٹھراتا۔ ت) خصوصاً ظاء سے اس حرف کا جدا کرنا تو سخت مشکل ہے پھر ایسی جگہ ان سخت حکموں کی گنجائش نہیں تکفیر ایک امر عظیم ہے لایخرج الانسان من الاسلام الا حوذاً ما دخله فيه (انسان کو اسلام سے خارج نہیں کرتی مگر جب اس چیز کا انکار کرے جو اسے دین میں داخل کرتی ہے۔ ت) اور جمہور متاخرین کے نزدیک فساد نماز کا بھی حکم نہیں۔

رد المحتار ان كان الخطأ بابدال حرف بحرف فان امثله الفصل بينهما بلا كلفة كالضاد مع الطاء، فاتفقوا على انه مفسد وان لم يكن الا بمشقة كالطاء مع الضاد فاکثرهم على عدم الفساد لعموم البلوى، و في الدر المختار الاما يشق تمیزة كالضاد والطاء فاکثرهم لم یفسدھا۔

ردالمختار میں ہے اگر ایک حرف کو دوسرے حرف سے بدل کر خطا کرے تو اگر ان دو کے درمیان بغیر مشقت کے امتیاز ممکن ہو جیسا صاد اور طاء کے درمیان تو سب کا اتفاق ہے کہ نماز فاسد ہو جائیگی اور اگر امتیاز کرنے میں مشقت ہو مثلاً طاء اور ضاد، تو اکثر علماء کی رائے یہی ہے کہ عموم بلوی کے پیش نظر نماز فاسد نہ ہوگی اھل مختصاً۔ اور در مختار میں ہے مگر جن حروف میں امتیاز مشکل ہو جیسے ضاد اور طاء، تو اکثر کے نزدیک نماز فاسد نہ ہوگی۔ (ت)

اور ائمہ متقدمین بھی علی الاطلاق حکم فساد نہیں دیتے عجب کی بات ہے کہ ابنائے زمانہ ان باتوں میں بے طور جھگڑتے اور ایک دوسرے کی تکفیر کرتے ہیں حالانکہ اصول ایمان د اہمات عقائد میں جو فتنے طوائف جدید پھیلا رہے ہیں ان سے کام نہیں رکھتے، اور لطف یہ ہے کہ وہ جہاں جن سے سہل حرف بھی ٹھیک ادا نہیں ہوتے ضاد اور دوا پر کٹے مرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم اہل اسلام کو نیک توفیق عطا فرمائے۔ ہاں اگر کوئی معاند بد باطن بقصد تغیر کلام اللہ و تبدیل وحی منزل من اللہ اس حرف خواہ کسی حرف کو بدلے گا تو وہ بے شک اپنے اس قصد غیبت کے سبب حکم کفر کا مستحق ہوگا۔ اس میں ظاد و دوا و سین صاد سب برابر ہیں و هذا هو محل التعمد المذكور فی کلام الامام الفضل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (امام فضل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے کلام میں مذکورہ تعمد کا محل یہی ہے۔ ت) (فتاویٰ رضویہ ج ۶ ص ۲۷۲ تا ۲۷۴)

(۱۲) مزید فرمایا:

ض و ظ کا قدرے مشتبہ الصوت ہونا یقینی ہے یہاں تک کہ تمیز دشوار، مگر نہ یہ خط جو عام عوام نکالتے ہیں یہ ذمغہ ہے، ظ جب اپنے مخرج سے صحیح طور پر برعایت استعلا و اطلاق لسان ادا کی جائے گی ضرور مشابہ الصوت بض ہوگی یہاں تک کہ اگر استطالہ واقع ہو ض ہو جائے ذوا دہ مستحسن ہے نہ مستحسن بلکہ محض غلط، اسی طرح دوا د، اور صحیح ظوا د بھی نہیں، فقہائے کرام سب کا ایک حکم دیتے ہیں کہ بحالت فساد معنی، نماز فاسد جیسے مغلوب اور مغدوب، اور بحالت صحت معنی، صحیح جیسے ظالین و دالین کما فی الغنیۃ وغیرہا (جیسا کہ غنیہ وغیرہ میں ہے۔ ت)۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۶ ص ۲۷۵)

(۱۳) ترتیل کی اہمیت اور حد کے بارے میں فرمایا:

ترتیل کی تین حدیں ہیں، ہر حد اعلیٰ میں اس کے بعد کی حد ماخوذ و ملحوظ ہے۔

حدِ اول یہ کہ قرآن عظیم ٹھہر ٹھہر کر بآہستگی تلاوت کرے کہ سامع چاہے تو ہر کلمے کو جدا جدا گن سکے ،
 کما قال تعالیٰ ومرتلناہ ترتیلًا ای انزلناہ نجما نجما علی حسب ما تجد دت الیہ حاجات
 العباد و مثله قوله تعالیٰ وقرأنا فرقناہ لتقرأہ علی الناس علی مکث و نزلناہ تنزیلاً
 جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ومرتلناہ ترتیلًا یعنی ہم نے اسے بندوں کی ضروریات کے مطابق
 تھوڑا تھوڑا نازل فرمایا ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے ہم نے قرآن کو جدا جدا کر کے نازل
 فرمایا تاکہ آپ لوگوں پر پڑھیں ٹھہر ٹھہر کر اور ہم نے اسے تدریجاً نازل فرمایا۔ (ت)

الفاظ بہ تفخیم ادا ہوں حروف کو ان کی صفات شدت و جہر و امثالہما کے حقوق پورے جائیں اظہار و اخفار
 و تفخیم و ترقیق و غیرہ محسنات کا لحاظ رکھا جائے یہ مسنون ہے اور اس کا ترک مکروہ و ناپسند اور اس کا اہتمام
 فرائض و واجبات میں تراویح سے زیادہ اور تراویح میں فصل مطلق سے زیادہ۔ جلالین میں ہے ،
 رتل القرآن تثبت فی تلاوتہ۔

رتل القرآن کا معنی قرآن کی ٹھہر ٹھہر کر تلاوت کرنا ہے۔ (ت)

کمالین میں ہے :

ای تان وقرأ علی تؤدۃ من غیر تعجیل بیحث یتکن السامع من عدا یتاہ
 وکلماتہ

یعنی قرآن مجید کو اس طرح آہستہ اور ٹھہر کر پڑھو کہ سُننے والا اس کی آیات و الفاظ گن سکے (ت)
 اتقان امام سیوطی میں برہان امام زرکشی سے ہے ،

کمال التوتیل تفخیم الفاظہ والابانۃ عن حروفہ وان لا یدغم حروف فی
 حروف وقیل ہذا اقلہ

کمال ترتیل یہ ہے الفاظ میں تفخیم (حرف کو پُر کر کے پڑھنا) اور حروف کو جدا جدا کر کے پڑھا جائے ،
 ایک حرف کو دوسرے حرف میں نہ ملایا جائے۔ بعض نے کہا یہ ترتیل کا کم درجہ ہے۔ (ت)

۱۰۶/۱۷ لہ القرآن الکریم

۳۲/۲۵ لہ القرآن الکریم

۴۷۶/۲ ۳ تفسیر جلالین تحت لایۃ ورتل القرآن الخ مطبع مجتبائی دہلی

۴۷۶/۲ ۴ کمالین علی ہامش تفسیر جلالین " " " " " " " " " " " "

۴۷۶/۳ ۵ الاتقان فی علوم القرآن النوع الخامس والثلاثون فی آداب تلاوتہ الخ دار احیاء التراث العربی ۱۳۴۴ھ

کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اللہ تعالیٰ کے ارشاد گرامی و مرتل القرآن ترتیلا کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے مذکورہ الفاظ سے تشریح فرمائی۔ (ت)
در مختار میں ہے،

یقرأ فی الفرض بالتوسل حرفاً حرفاً فی التراویح بین بین وفي النفل لیلاً لہ ان
یسرع بعد ان یقرأ کما یشاء

فرض نماز میں اس طرح تلاوت کرے کہ جدا جدا ہر حرف سمجھ آئے، تراویح میں متوسط طریقے پر اور
رات کے نوافل میں اتنی تیز پڑھ سکتا ہے جسے وہ سمجھ سکے۔ (ت)

اُس کے بیان تراویح میں ہے،
ویجتنب ہذا ممة القراءۃ

اور جلدی جلدی قرأت سے اجتناب کرے۔ (ت)

دوم مد و وقف و وصل کے ضروریات اپنے اپنے مواقع پر ادا ہوں، کھڑے پڑے کا لحاظ رہے،
حروف مذکورہ جن کے قبل نون یا میم ہو ان کے بعد غٹہ نہ نکلے، انا کُنَّا کو ان کن یا انا کُنَّا نہ پڑھا جائے،
با وجیم ساکنین جن کے بعد ت ہو بشدت ادا کئے جائیں کہ پ اور چ کی آواز نہ دیں، جہاں جلدی
میں ابتر اور تبتنبوا کو اپتر اور تچتنبوا پڑھتے ہیں، حروف مطبقہ کا کسرہ ضمہ کی طرف مائل نہ ہونے
پائے۔ جہاں جب صراط و قاطعہ میں ص و ط کو اطباق کرتے ہیں حرکت تابع حرف ہو کر کسرہ مشابہہ ضمہ ہو جاتا ہے
کوئی حرف بے محل اپنے مجاور کی رنگت نہ پکڑے ت و ط کے اجتماع میں مثلاً ”یستطیعون“ ”لا قطعہ“
بے خیالی کرنے والوں سے حرف تار بھی مشابہہ طا ادا ہوتا ہے بلکہ بعض سے ”عتو“ میں بھی بوجہ تغنیم عین و
ضمہ تا آواز مشابہہ طا پیدا ہوتی ہے، بالجلہ کوئی حرف و حرکت بے محل دوسرے کی شان اخذ نہ کرے نہ کوئی
حرف چھوٹ جائے نہ کوئی اجنبی پیدا ہو نہ محدود و مقصور ہو نہ محدود، اسی زیادت اجنبی کے قبیل سے ہے
وہ الف جو بعض جہاں ”واستبقا الباب“، ”دعوا للہ“، ”وقال الحمد للہ“، ”ذاقوا الشجرة“
کے قیاس پر ”کلنا الجنة“ ”قل ادخلوا النار“ میں نکالتے ہیں حالانکہ یہ محض فاسد اور زیادت
باطل و کاسر و واجب و اجماعی متصل ہے منفصل کا ترک جائز، ولہذا اس کا نام ہی مد جائز رکھا گیا

اور جس حرف مدہ کے بعد سکون لازم ہو جیسے ضاآلین ، اللہ ، وہاں بھی مد بالاجماع واجب۔ اور جس کے بعد سکون عارض ہو جیسے العالین ، الرحیم ، العباد ، یوقنون بحالت وقف ، یا قَالَ اللَّهُمَّ بحالت ادغام ، وہاں مد و قصر دونوں جائز۔ اس قدر ترتیل فرض و واجب ہے اور اس کا تارک گنہگار، مگر فرض نماز سے نہیں کہ ترک مفسدِ صلوٰۃ ہو۔ مدارک التنزیل میں ہے :

ومما تل القرآن ترتیلاً ای اقر أعلى تؤدة بتبیین الحروف وحفظ الوقوف و اشباع الحركات ترتیلاً هو تاکید فی ایجاب الامر به وانه لابد منه للمقاری یہ قرآن کو آہستہ اور بٹھہر کر پڑھو ، اس کا معنی یہ ہے کہ اطمینان کے ساتھ حروف جدا جدا ، وقف کی حفاظت اور تمام حرکات کی ادائیگی کا خاص خیال رکھنا ہے ”ترتیل“ اس مسئلہ میں تاکید پیدا کر رہا ہے کہ یہ بات تلاوت کرنے والے کے لئے نہایت ہی ضروری ہے (ت) ردالمحتار میں ہے :

یمد اقل مد قال به القراء والاحرم لترك التتیل المامور به شرعاً ط۔ اسے تھوڑا لمبا کر کے پڑھا جائے ، قرار کا یہی قول ہے ، ورنہ مامور بہ ترتیل کی خلاف ورزی ہوگی اور یہ شرعاً حرام ہے ط۔ (ت)

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک شخص کو قرآن عظیم پڑھا رہے تھے اس نے انہما الصدقت للفقراء کو بغیر مد کے پڑھا ، فرمایا : ما هكذا اقرأنیہا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم (مجھے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یوں نہ پڑھایا) عرض کی : آپ کو کیا پڑھایا؟ فرمایا : انما الصدقت للفقراء مد کے ساتھ ادا کر کے بتایا ، واہ سعید بن منصور فی سننہ والطبرانی فی الکبیر بسند صحیح (اسے سعید بن منصور نے اپنی سنن اور امام طبرانی نے المعجم الکبیر میں صحیح سند کے ساتھ زوایت کیا ہے ۔

اتقان میں ہے :

قد اجمع القراء على مد نوعي المتصل وذی الساكن اللاتر مد وان اختلفوا

۱۔ مدارک التنزیل المعروف بتفسیر النسخی سورة مزمل زیر آیۃ ورتل القرآن الخ دار الکتاب العربیہ بیروت ۳۰۳/۴
۲۔ ردالمحتار فصل فی القراءة دار احیاء التراث العربیہ بیروت ۳۶۳/۱
۳۔ الاتقان فی علوم القرآن بحوالہ سعید بن منصور والطبرانی فی الکبیر النوع الثانی والثلاثون الخ ۳۱۵/۱

فی مقدارہ واختلفوا فی مد النوعین الآخرین وهما المنفصل وذو الساکت العارض
وفی قصرهما ۱۷

تمام قرار متصل کی دونوں انواع متصل اور ساکن لازم پر متفق ہیں اگرچہ ان کی مقدار میں
انہوں نے اختلاف کیا ہے۔ مد کی آخری دو انواع میں اور وہ منفصل اور ساکن عارض میں اور ان
دونوں کی قصر میں بھی ان کا اختلاف ہے (ت)

ہندیہ میں ہے :

إذا وقف فی غیر موضع الوقف أو ابتداء فی غیر موضع الابتداء ان لم یتغیر بہ
المعنی تغیراً فاحشاً نحو ان یقرأ ان الذین امنوا و عملوا الصلحت و وقف ثم
ابتداء بقوله اولئک هم خیر البریۃ لا تفسد بالاجماع بین علمائنا ہکذا فی
المحیط ، وکذا ان وصل فی غیر موضع الوصل کہا لو لم یقف عند قوله اصحاب
الناس بل وصل بقوله الذین یحملون العرش لا تفسد لکنہ قبیح ہکذا فی
الخلاصۃ وان تغیر بہ المعنی تغیراً فاحشاً نحو ان یقرأ اشهد الله انه
لا اله ووقف ثم قال الا هو لا تفسد صلاتہ عند عامۃ علمائنا وعند البعض
تفسد صلوٰتہ والفتویٰ علی عدم الفساد بکل حال ہکذا فی المحيط۔

جب کسی نے غیر وقف کی جگہ وقف کیا یا مقام ابتدا کے غیر سے ابتدا کی تو اگر معنی میں فحش
تبدیلی نہیں ہوئی، مثلاً پڑھنے والے نے ان الذین امنوا و عملوا الصلحت پڑھ کر وقف
کیا پھر اولئک هم خیر البریۃ سے ابتدا کی تو ہمارے علماء کا اتفاق ہے کہ نماز فاسد نہ ہوگی، محیط
میں اسی طرح ہے۔ اسی طرح اگر وصل کی جگہ کے علاوہ میں وصل کر لیا جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے قول
اصحاب الناس پر وقف نہ کیا بلکہ اسے الذین یحملون العرش کے ساتھ بلا لیا نماز فاسد نہ ہوئی،
لیکن ایسا کرنا سخت نا پسند ہے۔ خلاصہ میں اسی طرح ہے۔ اور اگر معنی میں فحش تبدیلی ہو مثلاً کسی نے
اشهد الله انه لا اله پر وقف کر کے پڑھا ”الا هو“ تو ہمارے اکثر علماء کے نزدیک نماز فاسد نہ ہوگی
اور بعض کے ہاں فاسد ہو جائے گی، اور فتویٰ اس پر ہے کہ ہر صورت میں نماز فاسد نہ ہوگی، محیط میں

اسی طرح ہے۔ (ت)

جو شخص اس قسم ترتیل کی مخالفت کرے اُس کی امامت نہ چاہئے مگر نماز ہو جائے گی اگرچہ بکراہت۔
عالمگیرہ میں ہے :

من يقف في غير مواضعه ولا يقف في مواضعه لا يثبت له ان يؤم وكذا من
يتنحن عند القراءة كثيرا۔

جو شخص مقامات وقف میں وقف نہیں کرتا بلکہ مقامات وقف کے غیر میں وقف کرتا ہے تو اسے
امام نہ بتایا جائے، اسی طرح اس کو امام نہ بنایا جائے جو اکثر کھانستارہتا ہو۔ (ت)

سوم جو حروف و حرکات کی تصحیح ا، ع، ت، ط، ث، س، ص، ح، ه، ذ، ترظ و غیرہ میں
تمیز کرے غرض ہر نقص و زیادت و تبدل سے کہ مفسد معنی ہو احترامیہ بھی فرض ہے اور علی التفصیل قرآن
نماز سے بھی ہے کہ اس کا ترک مفسد نماز ہے جو شخص قادر ہے اور بے خیالی یا بے پروائی یا جلدی کے باعث
اسے چھوڑتا ہے یا سیکھے تو آجائے مگر نہیں سیکھتا۔ ہمارے ائمہ کرام مذہب رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے نزدیک
اس کی نماز باطل اور اس کی امامت کے بطلان اور اس کے پیچھے اوروں کی نماز فاسد ہونے میں تو
کلام ہی نہیں۔ علمائے متاخرین نے بنظر تفسیر جو تفسیریں کیں وہ عند التحقیق صورت لغزش و خطائے متعلق
ہیں کہ صحیح جانتا ہے اور صحیح پڑھ سکتا ہے مگر زبان سے بہک کر غلط ادا ہو گیا نہ کہ معاذ اللہ فتویٰ بے پروائی
اجازت غلط خوانی و ترک تعلم و کوشش، جیسا کہ عوام زمانہ بلکہ اکثر خواص میں بھی وبائے عالمگیرہ کی طرح پھیلا
ہوا ہے اور نہ بھی سہی تو وہ عوام کی نمازیں ہیں نہ کہ غلط خوانوں کو امام بنانے کے لئے، وہی علماء جو وہ
توسیعات لکھتے ہیں بطلان امامت کی تصریح فرماتے ہیں اور جو قادر ہی نہیں کوشش کرتا ہے محنت کرتا ہے
مگر نہیں نکلتا جیسے کچی زبان والے گنوار کہ قاف کو کاف، ذال کو جیم پڑھیں۔ صحیح مذہب میں صحیح خواں کی
نماز ان کے پیچھے بھی نہیں ہو سکتی۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۶ ص ۲۷۵ تا ۲۸۱)

(۱۴) خلاف شرع فیصلہ کرنے والے کی امامت کے بارے میں فرمایا :

جو شخص خلاف شریعت مطہرہ کے فیصلہ کرے اُسے امام بنانا جائز نہیں قال اللہ تعالیٰ ،
ومن لم يحكم بما انزل الله فاولئك هم المفسقون۔

جو لوگوں کے درمیان اللہ تعالیٰ کی تعلیمات کے مطابق فیصلہ نہیں کرنے وہ لوگ فاسق ہیں۔ (ت) غنیہ میں ہے :

لوقد موافقاً یا ثمود۔

اگر فاسق کو لوگوں نے امام بنایا تو وہ تمام گنہگار ہوں گے (ت) اور اس کے پیچھے نماز سخت مکروہ۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۶ ص ۲۸۲)

(۱۵) ضاد کے خرچ کے بارے میں اعلیٰ حضرت کا مستقل رسالہ :

نعم الزاد لروم الضاد (ضاد کے پڑھنے کا بہترین طریقہ)
مسئلہ از ریاست رامپور محلہ کندہ متصل مسجد میاں گاماں مسئلہ محمدی صاحب
۲۴ شوال مکرم ۱۳۱۵ھ

چرمے فرماید علمائے دین و مفتیان شرع متین دریں باب کہ درقرارت غیرالمغضوب علیہم ولا الضالین درچند اشخاص نزاع ہے مانند اکثر رسائل و فتاویٰ دریں باب مختلف ہستند بعض خواندن ضاد را بدال توارث بین الناس دلیل ہے آرند و بعض برائے تبدیل ظاہر و زالتشابه صورت را دلیل ہے گردانند وقاری عبدالرحمان مرحوم پانی پتی در رسائل و فتاویٰ خلاصہ تحقیق بدیں پنج رقم کردہ اند کہ بجائے ضاد دال یا حرف نے خواندن محض غلط است ہر حرف خصوصاً ضاد را از خرچ خود مع صفائش ادا کردن برہمہ شخص واجب است دریں ہنگام شور و شغب بعض خواص عوام سند خواندن دال از شرح کبیر بیان کردہ اند از استماعش درچند امور خلیجان واقع گردید ترصد از علمائے ماہرین و معتبرین کہ از جواب رافع خلیجان احقاق حق و ابطال باطل فرماید اجر کہ اللہ تعالیٰ فی الدارین امرے چند موجب استتباہ و خلیجان مخصوص اداے ضاد شبیہ بدال مہملہ یا ظا معجمہ دریافت طلب از علمائے دین۔

علمائے شرع متین اس بارے میں کیا فرماتے ہیں کہ غیرالمغضوب علیہم ولا الضالین کے پڑھنے میں کچھ لوگوں کا اختلاف ہے، اکثر رسائل اور فتاویٰ اس بارے میں مختلف ہیں بعض لوگ توارث بین الناس (معمول) کو دلیل بناتے ہوئے ضاد کو دال کے ساتھ پڑھنے کا کہتے ہیں اور بعض اسے ظا اور ز کے ساتھ تبدیلی کے قائل ہیں اور آواز میں مشابہ ہونے کی دلیل پیش کرتے ہیں و تاری

عبدالرحمان مرحوم پانی پتی نے کہا کہ رسائل اور فتاویٰ میں اس بارے میں خلاصہ تحقیق یوں بیان کیا گیا ہے کہ ضاد کی جگہ دال یا کوئی اور حرف پڑھنا محض غلط ہے، ہر حرف خصوصاً ضاد کو اپنے مخرج سے اس کی صفات کے ساتھ ادا کرنا ہر شخص پر لازم ہے، اس معاملہ میں بڑا اختلاف اور شور ہے بعض خواص اور عوام اسے دال پڑھنے پر شرح کبیر سے سند ذکر کرتے ہیں، اس معاملہ میں چند امور سے خلجان واقع ہو رہا ہے ماہرین شریعت اپنے جواب سے انھیں رفع کریں تاکہ حق ثابت ہو اور باطل کا بطلان ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ داریں میں تجھے اجر سے نوازے، ضاد کو دال یا ناطا پڑھنے کی صورت میں جن امور میں اشتباہ و خلجان واقع ہو رہا ہے وہ علماء سے دریافت طلب ہیں (وہ یہ ہیں،)

اول فصل زلۃ قاری کہ در کتب فقہ علیہ ذیل حکم قرارت فی الصلوٰۃ موضوع شدہ آیا حکم مسائل آن مخصوص ہاں صورت است کہ از قاری بلا قصد و ارادہ حرفے بجائے حرفے فجاءے بر زبان جاری شدہ باشد یا علی العموم است قاری و تالی بالقصد و ارادہ حرفے بجائے حرفے خواندہ باشد بر تقدیر تسلیم شق عموم ہر گاہ حکم قرارت بالا ارادہ نوشتہ شدہ باعث معنون کردن فصل بہ زلۃ القاری چسیت حالانکہ در زلۃ کہ معرب لغزش است ارادہ مفقود است۔

اول کتب فقہ میں نماز کی قرارت کے ضمن میں "زلۃ القاری" (قاری کا پھسلنا) کی جو فصل قائم کی گئی ہے اس کے مسائل کا حکم صرف اسی صورت کے ساتھ مخصوص ہے جب قاری سے بلا قصد و ارادہ ایک حرف کی جگہ دوسرا حرف اچانک زبان پر جاری ہو جائے، یا حکم عام ہے خواہ قاری اور تلاوت کرنے والا عمدۃ اور قصد کسی حرف کی جگہ دوسرا حرف پڑھ دے اگر عموم حکم والی (شق) تسلیم کر لی جائے تو جب اس میں قصد قرارت کا حکم بھی تحریر ہوا ہے تو پھر اس فصل کا عنوان زلۃ القاری کیوں رکھا گیا، حالانکہ لفظ زلۃ لغزش سے معرب ہے جس میں قصد و ارادہ مفقود ہوتا ہے (ت)

دوم در صورت عموم صرف بر اتحاد مخرج یا قرب مخرج و تشابہ صوت عموم و سہولت اکتفا کردہ خواہ شد یا لحاظ معنی ہم داشتہ خواہ شد و بصورت تبدیل معنی و فساد آن حکم فساد نماز دادہ خواہ شد و دریں صورت کسیکہ در ابدال ضاد بزال توارث بین الناس را مطلقاً دلیل گردانیدہ توجیہ صحت قولش چہ خواہ شد۔

دوم عموم کی صورت میں صرف اتحاد مخرج یا قرب مخرج اور تشابہ کی صورت میں عام و آسان ادائیگی پر اکتفا کر لیا جائے گا یا معنی کا بھی خیال رکھنا ضروری ہے اور بصورت تبدیل معنی و فساد حکم فساد نماز کا ہو گا اس صورت میں جو شخص ضاد کو زال سے بدل کر پڑھنے پر مطلقاً لوگوں کے معمول کو

دلیل بناتا ہے اس کے قول کی صحت کی توجیہ کیسے ہوگی؟ (ت)

سوم چنانکہ صاحب غنیۃ المستملی شرح منیہ در فصل زلۃ قاری بمقام حکم ابدال حرفی بحر فے مدار
بر صحت و فساد معنی داشتہ بصورتیکہ معنی صحیح از بدل مے شود حکم صحت نماز نگاشته و جائگہ از بدل
فساد معنی شدہ حکم فساد نماز داده ہمیں حکم در ابدال ضاد بدل مہملہ ہم جاری خواہد ماند و بہر جا کہ ضاد بدل مہملہ فساد
معنی لازم است حکم فساد نماز داده خواہد شد یا نہ، اگر شق اول مسلم است پس ابدال ضاد بدل مہملہ و بصوت
دال خواندن عموماً و مطلقاً چگونہ صحیح خواہد شد، و اگر شق ثانی است مخصوص آن موجب تخصیص کلام دلیل است
سوم جس طرح صاحب غنیۃ المستملی نے شرح منیہ کی فصل زلۃ القاری میں ایک حرف کو دوسرے
حرف سے بدلنے کی صورت میں مدار معنی کی صحت و فساد پر رکھا ہے تو جس صورت میں تبدیلی حرف کے
با وجود معنی درست ہوگا نماز کی صحت کا حکم دیا جائے گا اور جہاں تبدیلی حرف کی وجہ سے معنی فاسد ہوگا
وہاں نماز کے فاسد ہونے کا حکم جاری ہوگا اور جب ضاد کو دال پڑھا جائے تو پھر بھی یہی حکم جاری
ہوگا جہاں ضاد کو دال پڑھنے سے فساد معنی لازم آئے وہاں نماز کے فساد کا حکم جاری ہوگا یا نہیں؟ اگر
شق اول مسلم ہے تو ضاد کو دال سے بدل کر دال کی آوازیں پڑھنا عموماً و مطلقاً کیسے صحیح ہوگا اور دوسری
شق ہے تو اس کا مخصوص اور موجب تخصیص کون ہے؟ (ت)

چہارم کیکہ از عبارت شرح کبیر ولا الضالین بالظاہر المعجمہ او الدال المہملہ لا تفسد الخ
خواندن دال بجائے ضاد بدون لحاظ مخالفت و تبعاع معنی علی العموم قیاس کردہ قیاس فاسد خواہد شد
یا نہ زیر کہ دریں آیہ کریمہ ہل ندلکم علی سرجل الخ صاحب شرح کبیر از بدل قرب معنی ثابت
کردہ و حکم صحت نماز داده و ممکن است کہ بدیگر مقام از ابدال ضاد بدل فساد معنی شود معنی آن خواہد شد
تباہ شوند و در ”اکواب موضوعہ“ کہ بمعنی بہ ترتیب چیدہ شدہ است ہر گاہ مودوعہ خواندہ شود معنی آن
پرورد کردہ شدہ خواہد شد کہ مشعر بر انقطاع آن ست علیٰ ہذا بسیارے آیات ہستند کہ حالش بر متفتش
خیبر پوشیدہ خواہد ماند پس در اں صورت لامحالہ حکم فساد نماز داده خواہد شد و ہر گاہ مدار حکم صحت و
فساد نماز بصورت ابدال ضاد بظاہر و دال خود حسب تحریر صاحب شرح کبیر بر صحت و فساد معنی بدل شد
چگونہ قیاس مذکور بسبیل عموم بلوی بخصوص عدم فساد صلاۃ چنانکہ در حق عوام است کہ ہیچ امتیاز در صحت لفظ
و فرق معنی نمیدارند ہمیناں در حق خواص کہ امتیاز ہرگونہ دارند جاری خواہد شد یا نہ۔

چہارم جس شخص نے شرح کبیر کی عبارت ولا الضالین بالظاہر المعجمہ او الدال المہملہ لا تفسد الخ
سے ضاد کی جگہ دال پڑھنا بغیر لحاظ مخالفت تبعاع معنی علی العموم قیاس کیا ہے وہ قیاس فاسد ہے یا

نہیں؛ کیونکہ آیہ کرمہ ہل ند لکم علیٰ رجل النہ میں صاحبِ شرح کبیر نے تبدیلی سے قربِ معنی ثابت کیا ہے اور صحتِ نماز کا حکم دیا ہے اور ممکن ہے کہ دوسرے مقام پر ضاد کو دال سے بدلنے سے فسادِ معنی لازم آئے اور اس کا معنی یہ ہو گا کہ وہ تباہ ہو گئے، یا "اکواب موضوعہ" میں کہ اس کا معنی ہے وہ برتن جو ترتیب سے رکھے گئے ہوں، اگر اسے "مودوعہ" پڑھا جائے جس کا معنی یہ بنے گا رخصت کیا ہوا، یہ معنی وہ ہے جو اس کے انقطاع کی طرف مشعر ہے علیٰ ہذا القیاس بہت سی آیات قرآنی ہیں جن کا حال ہر صاحبِ مطالعہ اور باخبر شخص سے مخفی نہیں ہیں، پس اس صورت میں یقیناً نماز کے فساد کا حکم ہی دیا جائے گا، جب ضاد کو ظا اور دال سے بدل کر پڑھتے ہیں نماز کی صحت و فساد کے حکم کا مدار خود صاحبِ شرح کبیر کی تحریر کے مطابق صحتِ معنی و فسادِ معنی کی تبدیلی پر ہے، تو پھر عمومِ بلوی کی بنیاد پر عوام کے حق میں عدمِ فسادِ نماز کے قول کا کیا معنی جس کی وجہ یہ ہے کہ صحتِ لفظ اور تبدیلیِ معنی کا فرق عوام نہیں کرتے اسی طرح خواص جو ہر قسم کا فسق کر سکتے ہیں تو ان پر بھی یہ حکم جاری ہو گا یا نہ؟ (ت)

پہنچم ہر گاہ از عبارت تمہید جزری و شرح شیخ الاسلام زکریا انصاری بر مقدمہ جزری و ہم از شرح ملا علی قاری بر آن ثابت است کہ السنہ ناس در ادائے ضاد مختلف است بعضے ظاے معجمہ و بعضے دال مملکہ و بعضے ذال معجمہ و بعضے با شملام زائے معجمہ خوانند و ایں ہمہ حضرات از قرار عرب معدودند دریں صورت دعویٰ توارث لدائے ضاد بصوت دال مملہ چگونہ قابل تسلیم خواہد شد۔ بینوا توجروا۔

پہنچم جب امام جزری کی تمہیدی عبارت شیخ الاسلام زکریا انصاری کی شرح مقدمہ جزری او شرح ملا علی قاری میں ہے کہ لوگوں کی زبانیں ضاد کی ادائیگی میں مختلف ہیں، بعض ظا، بعض دال، بعض زال اور بعض اسے زاکو دے کر پڑھتے ہیں اور یہ تمام حضرات قرارِ عرب میں شمار ہوتے ہیں اس صورت میں ضاد کو دال مملہ پڑھنے پر توارث کا دعویٰ کیسے تسلیم کیا جاسکتا ہے؟ بینوا توجروا (ت)

الجواب

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله الذي انزل على نبيه ص والصلوة والسلام على افصح من نطق بضم وعلى اله وصحبه الذين وصحبه الذين اقتدوهم لسفر الاخرة ثم اذ صلى الله تعالى وبارك وسلم عليه وعليهم وزاد حتى جل وعلا وتبارك قرآن عظيم بلسان عربي مبين برنبي عربي قرشي صلى الله تعالى عليه وسلم فرستاد و برائے تلاوت و استماع و استفاضه و

انتفاع عباد آل صفت کریمہ قدیمہ خود را بکسوت حروف و اصوات تجلی داد سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کما انزل الیہ بصحابہ کرام رسانید و صحابہ بتابعین و تابعین بہ تبع و پیچھاں قرناً بقرناً و طبقہ فطبقہ ہر ہر حرف و حرکت و صفت و ہیأت براقصہ غایات تواتر کہ مافوق آن متصور نیست بمارسید و الحمد للہ العلی المجید و ذلک قولہ تعالیٰ انا نحن نزلنا الذکر و انا لہ لحفظونہ ، پس بحمد اللہ چنانکہ در ہیج کلمہ از کلمات کریمہ اش اصلاً محل توہمے نیست کہ شاید بجائے الحمد الشکر نازل شدہ باشد پیچھاں بمنّت مولیٰ عز و جل در ہیج حرفی از حروف طیبہ اش زہار جائے تر دے نیست کہ شاید بجمل لام تعریف میم تعریف بودہ باشد پس نہجیکہ بیقین قاطع میدانیم کہ ل و ع و ق در زبان عربی جدا گانہ است و در قرآن عظیم الا و علا و فلا بر معانی مختلف برہاں و ہر تبتیقن جازم می شناسم کہ ض و ظ و د نیز در لسان عرب سہ حرف متباین است و در فرقان کریم ضل و ظل و دل ببدلوات متخالفہ پس ض را ظ یا د خواندن بعینہ بہاں ماند کہ کسے "ل" را ع یا ف خواند ادعائے توارث در ادائے د بجائے ض سخنی است بس غلط و پرہیزہ۔ توارث اگر در علمائے معتمدین قراوت مقصود، خود باطل و مردود، و اگر در عوام ہند مراد، ازین چہ کشاد سکتات سورۃ فاتحہ از صد ہا سال در عامیاں آنج است و جملہ برائے توجیہ آنہا ہفت نام شیطان دروے تراشیدہ اند دل، ہرب، کیو، کنع، کنس، تعلی، بعلی، و بعض دیگر فرمودند صما و مصرا، و کذا لک کان ینبغی علی مزعومہم شدت تحفظ ایشان بریں سکتات بیشتر و فرود تر از تحفظ برواجبات اجماعیہ تجوید می بینم، و ہر کہ مراعات آنہا نکنند این نادانان اورا از تجوید قرآن جاہل و غافل دانند فانظر کیف صار فیہم المعروف منکرا و المنکر معروفا۔ این اختراعات باطلہ را حقیقت بیش از آن نیست کہ ان ہی الا اسماء سمیتموھا۔ علماء ایں سکتات باطلہ را تقبیح کردہ اند و بطلان آنہا تصریح، علامہ ابراہیم حلی در غنیۃ المستملی فرماید قال فی فتاوی الحجة، المصلی اذا بلغ فی الفاتحة ایاک نعبد و ایاک نستعین لا ینبغی ان یقف علی قوله ایاک ثم یقول نعبد و انما الاولی والاصح ان یصل ایاک نعبد و ایاک نستعین انتہی فلا اعتبار بمن یفعل ذلک السکت من الجہال المتفقہین بغیر علم آھ۔

تمام حمد اللہ کے لئے جس نے اپنے نبی پر ص (قرآن کریم روشن عربی زبان میں) نازل کیا اور صلوٰۃ و سلام اس ذات پر جس نے حق کو فصیح زبان سے ادا کیا (قرآن کی تلاوت سب سے اعلیٰ فرمائی) اور آپ کی آل و اصحاب پر جنہوں نے آپ کی اقتداء کی جبکہ وہ آخرت کے سفر کے لئے سامان ہیں اللہ جل جلالہ رحمتیں، برکتیں اور سلامتی آپ پر اور ان سب پر نازل فرمائے اور زیادہ کہے قرآن عظیم روشن عربی زبان میں اللہ عز و جل نے اپنے عربی قریشی نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر نازل فرمایا اس کی تلاوت و سماعت اور اس سے استفادہ و نفع کے لئے اللہ تعالیٰ نے اپنی صفت کو ہمہ قدیمہ کو حروف و تجلی اصوات کا لباس پہنا کر اپنے بندوں کو عنایت فرمایا۔ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صحابہ تک قرآن پاک کو اسی طرح پہنچا دیا جس طرح وہ نازل ہوا تھا پھر صحابہ نے تابعین تک، تابعین نے تبع تابعین تک، اور اسی طرح ہر دور اور ہر طبقہ میں اس کا ہر حرف، ہر حرکت، ہر صفت اور ہیئت تواتر کے اعلیٰ درجہ کے ساتھ ہم تک منقول ہے کہ اس سے بڑھ کر تواتر کا تصور بھی نہیں ہو سکتا۔ حمد ہے اللہ کے لئے جو بلند بزرگی والا ہے اسی سے متعلق اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے: ”بلاشبہ ہم نے اس ذکر کو نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں“ الحمد للہ قرآن مجید کے کلمات میں سے کسی ایک کلمہ کے بارے میں بھی ہرگز کسی قسم کا وہم نہیں کیا جاسکتا کہ شاید الحمد کی جگہ الشکوٰۃ نازل ہوا تھا، اسی طرح اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ قرآن کے کسی حرف کے بارے میں شک و تردید نہیں کہ شاید الف لام کی جگہ تعریف کے لئے میم نازل ہوا تھا، جس طرح ہمیں قطعی یقین ہے کہ ا، ع، ق عربی زبان میں مجاہد احروف ہیں اور قرآن میں الا، علا اور فلا کے الگ الگ مختلف معانی ہیں، اسی طرح ہم اس پر بھی حتمی یقین رکھتے ہیں کہ ض، ظ اور د زبان عرب میں آپس میں متبائن تین حروف ہیں اور فرقان عظیم میں ضل، ظل اور دل کے معانی مختلف اور متبائن ہیں پس ض کو بعینہ ظ یا د پڑھنا اسی طرح ہے جیسے کوئی الف کو عین یا فا پڑھا کرے، باقی اس توارث کا دعویٰ کہ ض کی جگہ دال ہے سخت غلط ہے کیونکہ اس توارث سے مراد قابل اعتماد قرا کا مقصود ہو تو یہ از خود باطل و مردود ہے (وہ لوگ ایسی بات کیسے کر سکتے ہیں) اور اگر مراد عوام ہند کا توارث ہے تو اس سے مقصد کیسے حاصل ہو سکتا ہے! عوام کا حال تو یہ ہے کہ صد ہا سال سے سورۃ فاتحہ میں سات سکتے رائج ہیں اور جاہل ان کی توجیہ میں سات شیاطین کا نام لیتے ہیں دلی، ہرب، کیو، کنعم، کنس، تعلی، بعلی، اور بعض ان دو ناموں میں مصرعہ کا اضافہ کرتے ہیں ان کے زعم پر انھیں یونہی مناسب نظر آیا اپنے غلط زعم کے مطابق ان سات سکنت کا تحفظ تجوید کے اجماعی واجبات سے بڑھ کر کرتے ہیں، اور جو ان کی پابندی نہیں کرتا

یہ بیوقوف اسے تجوید قرآن سے جاہل اور غافل قرار دیتے ہیں آپ غور سے دیکھیں گے عوام کے ہاں معروف منکر اور منکر معروف بن چکا ہے، ان غرافاتِ باطلہ کی کوئی حقیقت اس سے زیادہ نہیں کہ یہ ان کے خود ساختہ نام اور تصورات ہیں، اہل علم نے ان باطل سکتوں کی سخت تصحیح کی ہے اور ان کے باطل ہونے کی تصریح کی ہے۔ علامہ ابراہیم حلبی غنیۃ المستملی میں فرماتے ہیں، فتاویٰ الحجۃ میں ہے کہ جب نماز میں فاتحہ میں ایاک نعبد و ایاک نستعین پر پہنچے تو وہ یہ نہ کرے کہ ایاک پر رک جائے پھر نعبد کھے بلکہ اولیٰ اور اصح یہی ہے کہ ایاک نعبد و ایاک نستعین کو متصل کر کے پڑھے انتہی اگر بعض جاہل ان پڑھ لوگ بغیر کسی دلیل کے سکتہ کرتے ہیں تو ان کا ہرگز اعتبار نہیں کیا جائے گا۔ (ت)

علامہ علی قاری علیہ رحمۃ الباری درمنح الفکر بعد ایراد عبارت فتاویٰ الحجۃ فرماید اقول لما اشتہر علی لسان بعض الجہلۃ من القرآن فی سورۃ الفاتحۃ للشیطان کذا من الاسماء فی مثل ہذہ التزکیب من البناء فخطأ فاحش و اطلاق قبیح ثم سکتہم عن نحو دال الحمد و کات ایاک و امثالہا غلط صریح۔ علامہ محمد بن خالد قرشی حنفی در ردایں مزعوم رسالہ مستقلہ نوشت کما ذکرہ کشف الظنون فی ذکر الرسائل من فقیر در عنفوان امر خود پیش از وقوف بریں کلمات ایں سکتات باطلہ ابطال می کردم و منشاء اختراع آنہا می دانم کہ اگر غرابت سخن مانع نبودے بقلم می سپردم، علما کہ اختلاف السنۃ ناس در ادائے ض بیان فرمودہ اند حاشا مراد نہ آنست کہ ایں طریق ادا قرآن عرب است بلکہ مقصود بیان غلط و خطائے عوام در ادائے ایں حرف و تنبیہ بر بطلان و تحذیر از آن است۔ عبارت مولانا قاری در شرح مقدمہ جزیریہ زیر قول ماتن، والضاد باستطالۃ و مخرج میز من الظار و کلہا کجی، فی الظعن ظل ظہر و عظم الحفظ + یقظ و أنظر عظم ظہر اللفظ چنان است قد انفرد الضاد بالاستطالۃ حتی تتصل بمخرج اللام لما فیہ من قوۃ الجہر و الاطباق و الاستعلاء و لیس فی الحروف ما یعسر علی اللسان مثله و السنۃ الناس فیہ مختلفۃ فمنہم من یخرجه طاء، ومنہم من یخرجه دال امہملۃ او معجمۃ و منهم من یخرجه طاء مہملۃ کالمصریین و منهم من یشمہ ذال و منهم من یشیر بہا بالطاء المعجمۃ لکن لما کانت تمييزہ عن الطاء مشکلاً بالنسبۃ الی غیرہ امور الناطم بتمییزہ عنہ نطقاً ثم بین ما جاء فی القرآن بالطاء لفظاً

المنح الفکریہ شرح المقدمۃ الجزیریہ مطلبان ان الوقف علی رؤس الایۃ سنۃ مصطفیٰ البابی مصر ص ۶۳
لہ " " " " مطلب ادغام المتجانسین " " " " " " ص ۳۸

این شدت تحفظ علماست بر تمایز حروف و آن چنانکه امام ناظم رحمه الله تعالی کلمات قرآنیّه و آورده بطلک مجمل را ضبط فرموده تا بدانند که این حرف بقرآن عظیم در همین مواد است و آنچه غیر اینهاست همه بضاد است همچنان فاضل ادیب حریری در مقامه حلبیه عامه لغات عرب و آورده بظا را مضبوط نمود جائیکه فرمود ایها السائل عن الضاد والظاء لا تضلّه الا لفاظ به ان حفظ الظاء ات يغنيك فاسمعها: استماع امرئ له استيقاظ غير طائفة في مخارج هذه الحروف وفي ذلك حرج عظيم والظاهر ان هذا محمل ما في جميع الفتاوى باز فرمود ثم في الخزانة ايضا لوقرأ ولا الضالين بالظاء فسدت صلواته وعليه أكثر الأئمة منهم ابو مطيع ومحمد بن مقاتل ومحمد بن سلام وعبد الله بن الانرهري وعلى هذا القياس في جميع القرآن ولو قرأ بالظاء مكان الضاد تفسد صلاته الا في قوله تعالى وما هو على الغيب بضنين بالظاء والضاد فهما قرأتان بيمين چه قدر نصوص روشن است که این تبدیلهما از کج محلّ زبانی بآته کردیاں و ترکیباں و دهقانیاں کوفه و غیر هم عوام و اعجام است و لهذا اکثر علمائے متاخرین که در محلّ مشقت رو به تفسیر کرده اند این ترخیص را هم بکمی عامیاں مقصور داشتند باز حکم جمهور ائمه نظر کن که بریں ابدال هنگام فساد معنی حکم بفساد نماز فرمودند و همین است مذهب ائمه ثلاثه سیدنا الامام الاعظم و امام ابی یوسف و امام محمد رضی الله تعالی عنهم جمعین علی خلاف بینهم فی ما اذا كان مثله في القرآن اولا كما فصله في الغنية باحسن تفصيل فانه يجزيه الجزاء الجليل در خانیه و خلاصه و بزازیة و غنیة و حلیة و خزانه المفسّین و غیرها کتب معتمده مذهب بکثرت فروع این تبدیلهما است که در و کلم بفساد نماز داده اند من شاء فليراجعها فان في نقلها طولاً کبیراً و خود علامه قاری در شرح جزریه فرمود (وان تلاقيا) ای الضاد والظاء (البیان) ای فبیان کل منهما لا نرم و لا يجوز الادغام لبعده مخرجهما قال اليمنى فلو قرأ بالادغام تفسد الصلاة وقال ابن المصنف وتبعه الرومى وليتحررن من عدم بيانهما فانه لو ابدل ضاد ابطاء او بالعكس بطلت صلاته لفساد المعنى وقال المصرى فلو ابدل ضاد ابطاء في الفاتحة لم تصح قراءته بتلك الكلمة (ملخصاً) باز کلام ابن الهمام و کلام مذکوره منیه آورده گفت قال الشارح وهذا معنی ما ذکر فی فتاوی الحجة

له مقامات الحریری ... المقامات السادسة والاربعون الحلیة ... حقیة العلیة بیروت ... ص ۵۰۵

حلیة المحلی شرح منیه المصلی

۳۰ المنح الفكر شرح المقدمة الجزرية باب التحذيرات مصطفی البابی مصر ... ص ۳۳

انه يفتي في حق الفقهاء باعادة الصلاة وفي حق العوام بالجوانب اقول وهذا تفصيل حسن في هذا الباب والله تعالى اعلم بالصواب ، وفي فتاوى قاضى خان ان قرأ غير المغضوب بالطاء او بالذال تفسد صلاته ولا الضالين بالطاء المعجمة او الدال المهملة لا تفسد ولو بالذال المعجمة تفسد (ملخصاً) در شرح امام شيخ الاسلام زكريا انصارى است (وان تلاقيا) اى الضاد والطاء فقل (البيان) لاحدهما من الاخر لانهم للمقارى لثلايختلط احدهما بالآخر فتبطل به صلاته ، سبحانه الله اگر ايس نيج ادا قرائے عرب را بودے حکم فساد را چه گنجائش بود بلکه قطعاً ادغام روا بودے و نماز مطلقاً اجماعاً صحيح ماندے چنانکه در ما هو على الغيب بضنين و يمينين در قول او تعالى انکم وما تعبدون من دون الله حصب جهنم ، حصب و حضب و حطب و حطب لصاد و ضاد و طاء و طاء ہر چہ خواند نماز قطعاً صحيح است کہ ايس کلمہ ہر چار حروف مطبقة در قرارت آئدہ است کما في المنح الفكرية وغيرها۔

علامہ علی قاری علیہ الرحمۃ الباری منہ الفکر یہ میں فتاویٰ الحجہ کی عبارت ذکر کرنے کے بعد کہتے ہیں میں کہتا ہوں بعض جاہل لوگوں کی زبان پر یہ جو مشہور ہے کہ قرآن کی سورۃ فاتحہ میں اس ترکیب شیطان کے نام ہیں ، یہ بات صراحتہ غلط ہے اور اس کا قبیح پر اطلاق ہے ۔ اور پھر ان کے سکتوں سے مراد الحمد کی د اور ایاک کا کاف ہے اور ان کی مثل دوسرے حروف ہیں جو نہایت ہی غلط اور باطل ہیں ، علامہ محمد بن عمر بن خالد قرشی حنفی نے اس باطل خیال کے رد میں ایک مستقل رسالہ لکھا جس کا ذکر صاحب کشف الظنون نے رسائل میں کیا ہے ۔ فقیر نے اپنے ابتدائی دور میں علماء کے مذکورہ ارشادات پر اطلاع نہ ہونے کے باوجود ان سکتوں کا رد کیا ، اور ان غرافات کے منشاء سے بھی آگاہی حاصل ہے اگر غرابت سخن مانع نہ ہوتی تو میں اسے احاطہ تحریر میں ضرور لاتا ۔ علماء نے ضاد کی ادائیگی میں لوگوں کی مختلف زبانوں کا جو تذکرہ کیا ہے اس سے مراد یہ ہرگز نہیں ہے کہ قرائے عرب کی ادائیگی کا یہ طریقہ ہے بلکہ اس سے مقصود صرف اسی حرف کی ادائیگی کے بارے میں عوام کی خطا اور غلطی کی نشان دہی کرنا ہے اور اس کے بطلان پر تنبیہ اور اس سے پرہیز پر متوجہ کرنا ہے ۔

ص ۴۳

۱۔ المنح الفكرية شرح المقدمة الجزرية باب التحذيرات مصطفیٰ البابی ص

ص ۴۳

۲۔ شرح المقدمة الجزرية لابی زكريا الانصاري علی باش المنح الفكرية باب التحذيرات

۳۔ القرآن الکریم ۲۱/۹۸

۳۔ القرآن الکریم ۲۴/۸۱

عبارت ملا علی قاری شرح مقدمہ جزیریہ میں ماتن کے اس قول ضاد میں استطالہ ہے اور اس کا مخرج ظار سے الگ ہے اور ظار ان تمام میں ہے، ظعن، خل، ظہر، عظم الحفظ، ایقظ، انظر، عظم، ظہر اللفظ کے تحت یوں ہے کہ ضاد استطالہ میں منفرد ہے حتیٰ کہ وہ لام کے مخرج کے ساتھ متصل ہے کیونکہ اس میں قوت جہر، اطباق اور استعلاء پایا جاتا ہے اور حروف میں کوئی حرف ایسا نہیں جس کی ادائیگی ضاد کی طرح مشکل ہو اس کی ادائیگی میں لوگوں کی زبان مختلف ہے بعض ایسے ظار اور بعض ال یا ذال کے مخرج سے پڑھتے ہیں اور بعض ظار کے مخرج سے پڑھتے ہیں جیسے مصری لوگ، اور بعض اذال کی بودہ ہیں بعض ظار سے ملا کر پڑھ دیتے ہیں لیکن چونکہ اس کا امتیاز دیگر حروف کی بنسبت ظار سے مشکل ہے اس لئے ناظم (ماتن) نے صراحتاً اس سے ممتاز کرنے کی بات کی، پھر وہ مقامات بیان کئے جہاں قرآن مجید میں ظار لفظاً استعمال ہوا ہے الخ یہ شدت حروف کے امتیاز کے تحفظ پر علماء کے کاربند ہونے کے لئے ہے اور وہ جو امام ناظم رحمہ اللہ تعالیٰ نے کلمات قرآنی ذکر کر دئے ہیں جن میں ظار ہے تاکہ ہر کوئی جان لے کہ قرآن کریم میں ظار کے ساتھ یہی کلمات ہیں اور ان کے علاوہ میں ضاد ہے، اسی طرح فاضل ادیب حریری نے مقامہ حلبیہ میں ظار کے الفاظ عربی ذکر کر کے کہا جس جگہ کہا اے ضاد اور ظا کے بارے میں پوچھنے والے تاکہ الفاظ میں خلط ملط نہ ہو اگر تو ظار کے تمام مقامات محفوظ رکھے تو بے نیاز ہو جائے گا پس اب تو انھیں غور سے سن جس طرح ایک بیدار آدمی سنتا ہے کہ دو لوگوں کی زبانیں ان حروف کی صحیح ادائیگی پر قادر نہیں، اور اس میں عرج عظیم ہے اور ظاہر یہ ہے کہ تمام فتاویٰ کا محل ہی ہے۔ پھر فرمایا کہ خزانہ میں بھی ہے کہ اگر ولا الضالین میں ظار پڑھی تو نماز فاسد ہو جائیگی، اکثر ائمہ اسی پر ہیں، ان میں سے ابو مطیع، محمد بن مقاتل، محمد بن سلام، عبد اللہ بن الازہری بھی ہیں اسی پر قیاس کرتے ہوئے کہا کہ تمام قرآن میں ضاد کی جگہ اگر ظار پڑھی تو نماز فاسد ہو جائے گی البتہ اللہ تعالیٰ کا قول وما هو علی الغیب بضنین مستثنیٰ ہے کیونکہ اس میں ظار اور ضاد دونوں کے ساتھ دو قرارتیں آتی ہیں، آپ نے دیکھا کہ کس قدر واضح تصریحات ہیں کہ یہ تبدیلی کُود، ترک اور کوفہ کے بادیہ نشین وغیرہ عام اور عجمی لوگوں کی زبانیں گڈ مڈ ہونے کی وجہ سے ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اکثر علمائے متاخرین جو مشقت کے مقام پر آسانی کی طرف گئے ہیں انھوں نے بھی اس رخصت کو عوام کے حق میں جائز رکھا ہے پھر جمہور ائمہ کا حکم دیکھو انھوں نے اس تبدیلی پر فساد معنی کے وقت فساد نماز کا حکم دیا ہے اور یہی مذہب ائمہ ثلاثہ سیدنا امام اعظم، امام ابو یوسف اور امام محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کا ہے اس اختلاف کے ساتھ کہ اس کی مثل قرآن مجید میں ہے یا نہیں، اس کی پوری اور عمدہ تفصیل غینہ میں ہے

پس اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر عطا فرمائے۔ خانیہ، خلاصہ، بزازیہ، غنیہ، علیہ، خزائنہ المفہمات اور دیگر کتب معتدہ مذہب میں ایسی تبدیلی کے متعدد جزئیات کا ذکر کر کے نماز کے فساد کا حکم بیان کیا گیا جو شخص تفصیل چاہتا ہے ان کی طرف رجوع کرے کیونکہ ان تمام کے نقل کرنے میں طوالت کا خدشہ ہے۔ خود علامہ علی قاری شرح جزیریہ میں فرماتے ہیں (اور اگر یہ دونوں اکٹھے ہوں) یعنی ضاد اور ظار تو ہر ایک کا امتیاز ضروری ہے، ان کے بعد مخرج کی وجہ سے ادغام جائز نہیں۔ یعنی نے کہا کہ اگر کسی نے مدغم کر کے پڑھا تو نماز فاسد ہو جائے گی۔ ابن مصنف اور ان کی اتباع میں رومی نے کہا ان دونوں کے عدم امتیاز سے اترازا چاہئے کیونکہ اگر ضاد کو ظار سے بدلایا اس کا عکس کہا تو فساد معنی کی وجہ سے نماز باطل ہو جائے گی۔ اور مصری نے کہا اگر کسی نے فاتحہ میں ضاد کو ظار سے بدل کر پڑھا تو اس کلمہ کی قرأت درست نہ ہوگی۔ پھر ابن الہمام اور فیہ کی مذکورہ گفتگو کے بعد کما شارح نے کہا فتاویٰ حجہ میں جو کچھ مذکور ہے اس کا خلاصہ یہی ہے کہ علماء و فقہاء کے حق میں نماز کے لوٹانے کا فتویٰ دیا جائے گا اور عوام کے حق میں جواز کا۔ میں کہتا ہوں اس معاملہ میں یہی تفصیل احسن ہے، واللہ اعلم بالصواب۔ اور فتاویٰ قاضی خان ہیں ہے اگر کسی نے غیر المغضوب میں ظار یا دال سے بدل کر پڑھا تو نماز فاسد ہوگی اور ولا الضالین میں ظار یا دال سے بدل کر پڑھا تو نماز فاسد ہو جائے گی۔ امام شیخ الاسلام لکھیا انصاری کی شرح میں ہے (اور اگر یہ دونوں متصل ہوں) یعنی ضاد اور ظار، تو قاری کے لئے دونوں کو الگ الگ کر کے پڑھنا ضروری ہے تاکہ ایک دوسرے کے ساتھ مختلط نہ ہو جائے ورنہ اس کی نماز باطل ہو جائے گی۔ سبحان اللہ اگر اس کی ادائیگی کا یہ طریقہ قرار عرب کا ہوتا تو فساد کے حکم کی یہاں کیا گنجائش تھی بلکہ ادغام جائز اور نماز مطلقاً بالاتفاق درست ہوتی جیسا کہ ماہو علی الغیب بفسنین میں ہے، یہی حکم اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد گرامی میں ہے، انکم وما تعبدون من دون اللہ حسب جہنم۔ یہاں حسب، حطب، اور حطب صائد، ضاد، ظار اور ظار کے ساتھ جس طرح بھی پڑھ لیا جائے نماز درست ہوگی، کیونکہ اس کلمہ کی ان چاروں حروف کے ساتھ قرأت ثابت ہے جیسا کہ منہج الفکیہ وغیرہ میں ہے۔ (ت)

اقول وبالله التوفیق بتحقیقنا هذا اظهر لك ان خساف ما نزع بعض النحاة وهو ابن الاعرابی الکوفی حیث کان یقول جائز فی کلام العرب ان یعاقبوا بین الضاد والظاء، فلا یخطئ من یجعل هذه فی موضع هذه، وینشده الحی اللہ اشکو من خلیل او دہ ثلث خلال کلها الحی غائض

بالضاد ويقول: هكذا سمعته من فصحاء العرب نقله ابن خلدان في وفيات الأعيان وذلك لأنه لو كانت ما ترجمه صحيحا لما حكم الأئمة الفقه وهو ما هم في جميع فنون العربية وغيرها من العلوم الدينية بفساد الصلوة في غير المضروب وأمثاله مما يفسد به المعنى، ولما فرقوا بينه وبين ضنين وظنين فإين هذا مما مر عن الحلية عن الخزانة عن الأئمة أن في جميع القرائن تفسد به الصلوة ما خلا ضنين، ومن سوغ فأنما نظر إلى التيسير على العوام لأنه صحيح في فصيح الكلام، أما البيت فلا حجة له فيه فقد يكون من غاضه إذا القصيدة قال الأسود بن يعفره

أما ترى قد فئت وغازني ما نيل من بصرى ومن اجلادى
قال في تاج العروس معناه نقصنى بعد تهاى وهذا البيت الاعرابى قد انشد
بنفسه هـ

ولو قد عض معطسه جريرى لقد لانت عريكته وغازنا
وقسره فقال اثر في انفه حتى يذل وقد قال ابن سيدة في ذلك البيت يجوز عندي
ان يكون غائض غير بدل ولكنه من غاضه أى نقصه ويكون معناه حينئذ انه
ينقصنى ويتهضنى نقلها في التاج ايضا وعن هذا حكم علماءنا بعدم الفساد فيما
لو قرأ ليغض بهم الكفار بالضاد مكان الظاء كما في الخانية قال في الغنية لان
معناه مناسب أى لينقص بهم الكفار أه وكذا قال في قوله تعالى قل موتوا
بغيطكم وبالجملة فالفتحة لا يؤخذ قبل نحوى خالف نصوص الأئمة بل الانصاف
عند من نور الله بصيرته تقديم قوله على اقوال النحاة في العربية ايضا فان

- ١- وفيات الأعيان ترجمه محمد بن زياد ابن الاعرابى ٦٣٣ دار الثقافة بيروت ٣٠٤/٢
٢- تاج العروس فصل الغين من باب الضاد دار احبار التراث العربى بيروت ٦٢/٥ ٦٥
٣- فتاوى قاضى خان فصل فى قرارة القرآن خطأ مطبع نو ك شور كهنو ٦٨/١
٤- غنية لمستلى شرح نية المصلى فصل فى زلة القارى سهيل اكيه طمى لاهور ص ٢٤٨
٥- فتاوى قاضى خان فصل فى قرارة القرآن خطأ مطبع نو ك شور كهنو ٦٩/١

الاجتهاد لا يتأتى الا لمتصلح منها مقدوف في قلبه نور الالهی فاعرف ذلك فانه
نفیس مهم، آری ما را انکار نیست که در کلام عرب معاقبه میان ض و ظ اصلاً نیامده،
کلمات عدیده بهر دو حرف وارد شده چون عرض الحرب والزمان وعظ الزمان جنگ گزید و گزند
رسانید و تماضوا و تماظوا با هم بجنگ افتادند و بر یک دیگر زبان گفتن کشادند و فاض فلاں و فاظ
بمرد و بظ الضارب او تاره و لبض چنگ زن او تار را برائے زدن جنبانید و مهیا نمود و تقریظ و تقریض
مدح کردن و بیض و بیظ خایه مور و بطر و بضر خر و سه الی غیر ذلک معاء ۱۰۱ ابن مالک فی کتاب
الاعتضاد فی معرفة الطاء والضاد اما این معنی مستلزم آن نباشد که هر جا ابدال رو بود چنانکه
میان لام و را جا با معاقبه است در مجمع بحار الانوار آورده اند کان یکره تعطر النساء و تشبههن
بالرجال امراد عطر ایظهر ریحہ کما یظهر عطر الرجال و قیل اراد تعطل النساء باللام
وهی من لاحلی علیها ولا خضاب واللام والراء یتعاقبان وزنه را جائز نبود که هر جا خواهند
یکے بجائے دیگر خوانند، علماء تصریح فرموده اند که در یوم تبلی السراة اسرائیل یا در یوم ترجف الارض
والجبال بجائے جبال جبار خواند نماز فاسد شود کما فی الخانیة والمنية و غیرهما با زاین جمله که
گفته آیدیم در خصوص طائے معجمه است و عا شا که جا ط و کینز و دہقانے از عرب بجائے ض
د یا ط مملتین یا ذ یا تر معجمتین بر زبان راند سخن من در عرب خالص است نه در قوے که
با عجم مخالطه شده و در زبان نیز خالط و مالط شدند رجعت قهقری را گمگمی گویند و ثلثه عشر اثلث عشر
وخذ کذا راخذ کذا و ال مملته الی غیبه ذلک من التغيرات المملته و با بعضی از
اعراب و اطراف یمن ملاقی شدم و بکذا را بچامی گفتند و منک خطاب بانثی را منج بحیم فارسی و بعضی
دیگر دیدم که حیم را کاف فارسی مسجد را مسگد و جمال را گمال می گفتند قال الرضی و الفاء کالباء
قال السیرافی هی کثیرة فی لغة العجم و اظن ان العرب انما اخذوا ذلک من العجم
لمخالطتهم ایا هم باز افرج تر معجمه بجائے ض خالصاً یا اشماً در کلام علماء نقلش از عوام جهال
نیز بیاد نیست البتہ بعض عامیان زمان که تشابه صوت شنیده اند بجائے ض ظ بر آوردن می خوانند

۶۲۱/۳	مکتبه الایمان المدینة المنورة	تحت لفظ عطر	له مجمع بحار الانوار
۶۸/۱	منشی نوکشور لکھنؤ	فصل فی قرارة القرآن خطا	له فتاوی قاضی خاں
۲۵۶/۳	دارالکتب العلمیة بیروت	مخارج الحروف الفرعیة	له شرح شافیه للرضی

ولبعض دیگر کہ تحفظ کنند و متواں چہرے بین الضاد والظار برمی آرند و اولیک امثلہم طریقاً تسأل اللہ ان یرض قنا الحق فی کل باب تحقیقا۔

اقول (میں کہتا ہوں) اللہ تعالیٰ کی توفیق و عنایت سے جو ہم نے تحقیق کی ہے اس سے ایک نحوی ابن الاعرابی کو فی کے اس قول کی کمزوری بھی واضح ہو جاتی ہے جو اس نے کہا تھا کہ ضاد اور ظا کو ایک دوسرے کی جگہ کلام عرب میں پڑھا جا سکتا ہے تو جو ایک کی جگہ دوسرے کو پڑھ دے اسے خطا وار نہیں کہا جائے گا اور اس نے یہ شعر پڑھا :

اللہ کے ہاں یہی میری شکایت ہے اپنے محبوب دوست کی تین عادتوں کی جو سب مجھے ناپسند ہیں۔

(اس شعر میں غائض ضاد کے ساتھ ہے)

اور یونہی میں نے فصحاء عرب سے سنا ہے، اسے ابن خلکان نے وفیات الاعیان میں نقل کیا ہے اور یہ اس لئے ہے کہ اگر اُن کا قول درست ہوتا تو یہ تمام ائمہ فقہ جو علوم دینیہ اور فنون عربیہ کے ماہر ہیں غیر المغضوب اور اس جیسے دیگر الفاظ جن میں فسادِ معنی لازم آتا ہے سے نماز کے فاسد ہونے کا حکم جاری نہ کرتے اور ضنین و ظنین اور مذکورہ لفظ کے درمیان فرق نہ کرتے، یہ اس میں سے کہاں ہے جو علیہ سے خزانہ سے ائمہ کے حوالے سے گزرا کہ ضنین کے علاوہ تمام قرآن میں (جب فسادِ معنی ہو) تو نماز فاسد ہو جائے گی، اور جن لوگوں نے اسے جائز قرار دیا تھا انھوں نے عوام پر آسانی کی خاطر ایسا کیا ہے یہ نہیں کہ ایسا کرنا فی الواقع فصیح کلام میں صحیح ہے۔ رہا معاملہ شعر کا، وہ اس سلسلہ میں ان کی حجت نہیں بن سکتا تو کبھی یہ غاضہ سے آتا ہے اس وقت اس کا معنی نقص ہوتا ہے چنانچہ اسود بن یعفر نے کہا :

کیا تو دیکھتی نہیں کہ میں فنا ہو چکا ہوں اور میری آنکھوں اور اعضاء کے عوارضات نے مجھے ناقص کر دیا ہے۔

تاج العروس میں ہے : اس کا معنی یہ ہے کہ اس نے مجھے کمال تک پہنچنے کے بعد ناقص کر دیا، اور اس ابن اعرابی نے خود یہ شعر کہا :

اگر جریری نے اس کی ناک کو کاٹا ہے تو ضرور اس کی ناک کی ہڈی نرم اور ناقص ہوگی۔

اور اس کی شرح کرتے ہوئے کہا کہ اس نے اس کی ناک کو داغدار کر دیا حتیٰ کہ وہ ذلیل ہو گیا۔ اور ابن سید نے اس (پہلے) شعر کے متعلق کہا کہ اس میں ”غائض“ غاظ، ظ سے نہیں بدلا بلکہ وہ غاض سے ہے

جس کا معنی نقص ہے، لہذا اب معنی یوں ہوگا اس نے مجھے ناقص کر دیا۔ اس کو تاج العروس نے بھی نقل کیا ہے۔ اور اسی بناء پر ہمارے علماء نے فرمایا کہ اگر کسی نے لیغیظ بہم الکفاس میں ظار کی جگہ ضاد پڑھا تو نماز فاسد نہ ہوگی، جیسا کہ خانیہ میں ہے۔ غنیہ میں ہے کہ اس کا معنی مناسب ہی رہتا ہے یعنی ان سے کافروں میں نقص واضطراب ہوا۔ اور اسی طرح اللہ تعالیٰ کے ارشاد گرامی قل موتوا بغيظکم میں کہا، بالجملہ دین و فقہ کا مسئلہ نحوی کے ایسے قول سے نہیں لیا جاسکتا جو ائمہ کی تصریحات کے خلاف ہو، بلکہ ہر شخص جسے اللہ تعالیٰ نے نور بصیرت سے نوازا ہے وہ ائمہ کے اقوال کو قانون عربیہ میں بھی نجات کے اقوال پر مقدم رکھے گا کیونکہ اجتہاد وہ کر سکتا ہے جس میں اس کی کامل صلاحیت ہو اور اس کا دل نور الہی سے پُر ہو اسے اچھی طرح محفوظ کر لو کیونکہ یہ نہایت ہی اہم اور قیمتی تحقیق ہے۔ البتہ ہمیں اس بات سے ہرگز انکار نہیں کہ کلام عرب میں ضاد اور ظار ایک دوسرے کی جگہ آہی نہیں سکتے، بہت سے کلمات ان دونوں حروف کے ساتھ وارد ہیں مثلاً عض الحرب والزمان وعظ زمان (دونوں کا معنی یہ ہے کہ جنگ نے کاٹا اور تکلیف پہنچائی) تماضوا اور تماظوا آپس میں جنگ وغیرہ کرنا اور ایک دوسرے پر زبان کھولنا "فاض فلاں" اور "فاظ" فلاں فوت ہوا، بظ الضارب اوتارہ بعض صاحب موسیقی کا تار کو بجانے کے لئے حرکت دینا۔ تقریظ اور تقریض تعریف کرنا۔ بیض اور بیظ مور کا انڈہ۔ بظرو بعض عورت اور شرمگاہ الی غیر ذلک یہ وہ ہیں جنہیں ابن مالک نے "کتاب الاعتصاد فی معرفۃ الظار والفساد" میں شمار کیا ہے لیکن یہ اس بات کو مستلزم نہیں کہ ابدال ہر جگہ جائز ہوگا مثلاً لام اور را کئی مقام پر ایک دوسرے کی جگہ آتے ہیں۔ مجمع بجا را الانوار میں ہے کہ اس حدیث میں ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خواتین کے خوشبو لگانے اور مردوں کے ساتھ مشابہت کرنے کو ناپسند فرماتے تھے۔ یہاں عطر سے وہ خوشبو مراد ہے جو اس طرح مہکے ہو جو مرد لگاتے ہیں۔ بعض نے کہا یہاں را کی جگہ لام ہے یعنی تعطل الفسار لام کے ساتھ، یعنی عورت کا بغیر زیور اور مہندی کے ہونا مراد ہے کہ لام اور را ایک دوسرے کی جگہ مستعمل ہوتے ہیں (یہ اگرچہ جائز ہے) مگر یہ بعض مقام پر جائز نہیں ہوتا کہ جہاں چاہیں ایک کو دوسرے کی جگہ پڑھ لیں۔ علماء نے تصریح کی ہے کہ یوم تبلی السرائر کی جگہ سرائل یا یوم ترجف الارض و الجبال میں جبال کی جگہ جبار پڑھنے سے نماز فاسد ہو جائے گی، جیسا کہ خانیہ اور غنیہ وغیرہ میں ہے۔ پھر یہ تمام گفتگو جو میں نے کی ہے یہ صرف ظار معجم کے لئے خاص ہے، ہو سکتا ہے کوئی جاہل، لونڈی یا دیہاتی از عرب ضاد کی جگہ دال، طا، ذال یا زا اپنی زبان پر جاری کر دے کیونکہ ہماری گفتگو عرب خالص میں ہے نہ کہ اس قوم میں جو عجم کے ساتھ ملی ہو اور اس کی زبان خلط ملط

ہو گئی ہو مثلاً رجعت قہقری کی جگہ رجعت گہگری اور ثلثہ عشر کی جگہ ثلثہ عشر، خذ کو خذک، ا، خذک کاف کے کسرہ او
 دال کے ساتھ پڑھتے ہیں ان کے علاوہ دیگر بے مقصد یعنی تغیرات یا بعض ایسے بدوی اور بمینی لوگوں سے ملا ہوں
 جو کہنہ کو ہیجامی پڑھتے تھے مؤنث کو خطاب کرتے ہیں تو منك کی جگہ منچ پڑھتے ہیں۔ بعض دیگر ایسے لوگ بھی
 میں نے دیکھے کہ جیم کو کاف کے ساتھ مثلاً مسجد کو مسگد، جمال کو گمال بولتے ہیں۔ رضی نے
 کہا وہ بار جو فار کی طرح ہے سیر فی کہتا ہے یہ لغت عجم میں کثرت کے ساتھ مستعمل ہے، اور میرا
 گمان ہے کہ عرب نے عجم سے اختلاط کی وجہ سے یہ اخذ کیا ہے پھر ضاد کی جگہ خالصاً یا اشماً زا پڑھنے کے بارے
 میں جاہل لوگوں نے علماء کے کلام سے جو کچھ نقل کیا ہے وہ بھی محفوظ نہیں، البتہ جن بعض عوام زماں سے قشبابہ
 صوت سنا گیا ہے کہ ض کی جگہ ظاء پڑھا جاتے ہیں اور بعض دوسرے لوگ ادائیگی کی طاقت نہ رکھتے ہوئے
 بھی کوشاں رہتے ہیں ضاد اور ظاء کے درمیان پڑھتے ہیں یہ لوگ بہتر اور اوسط راہ پر ہیں۔ ہم اللہ تعالیٰ
 سے دعا کرتے ہیں کہ وہ ہمیں ہر معاملہ تحقیقی میں حق پر چلنا نصیب کرے، آمین۔ (ت)

بالجملہ حق واضح ہمیں است کہ ایں ہمہ حروف باہم متباہن است و برہمہ مخرج جدا و ابدال ضی باہر حرفیکہ
 باشد مردود و ناروا ایں حرفی است کہ حق جل و علا اور انتہا آفرید و بیچ حرفی را قرینش نگردانید و لہذا
 سیبویہ گفت و در صفت لولا الاطباق فی الصاد لکان سینا و فی الظاء کان ذالا و فی الطاء
 کان دالا و لخرجت الضاد من الکلام لانہ لیس شیئ من الحروف من موضعہا
 غیر ہا **نقلہ الرضی** و آنکہ از قاری پانی پت نقل کردند **اقول** تحقیق آنست کہ در صفات
 حروف بعضی لازمہ است کہ فقدان مستلزم فقدان ذات باشد چنانچہ اطباق در ط و الفتح در
 ت او قطعاً واجب المراعات است و بعضی نہ چنان است اگر بجا نیارند ذات حرف در ہم نخورد چوں تنوع
 در ہمزہ و تفسہ در ش و ہو کہما فی المنح انتشار الصوت عند خروجہا حتی تتصل
 بحروف طرف اللسان منها مخرج الظاء المشالۃ و الحال ان مخرجہا حافۃ
 اللسان من محاذ اۃ وسطہ پس مراعات صفات مطلقاً واجب نیست بلکہ از صفات حروف
 آنست کہ ترکش واجب است و آن صفت تکریر در رائے مخفف مطلقاً و در مثقلہ بیش از یکبار
 معنی ایں صفت در رائے آنست کہ قابل تکرار است نہ آنکہ تکرارش باید باین معنی بتوفیق اللہ تعالیٰ

بخطم مخطور کردہ بود کہ تصریحش در کلام مولنا علی قاری چہرہ کشود حیث قال تحت قول الباق والراء بتکریر جعل، معنی قولہم ان الراء مکرر ہو ان الراء لہ قبول التکرار لا دتعاد طرف اللسان بہ عند التلفظ کقولہم لغير الضاحك الضاحك یعنی انہ قابل للضحك وفي الجعل اشارة الى ذلك، وتكريرة لحن فيجب معرفة التحفظ عنه للتحفظ به كعرفة السحر ليتجنب عن تضمره وليعرف وجه رفعه قال الجعبري وطريقة السلامة انه يلصق الالفاظ ظهر لسانه باعلى حنكه لصقا محكما مرة واحدة ومتى ارتعد حدث من كل مرة سراء، وقال مكي لا بد في القراءة من اخفاء التكرير وقال واجب على القاري ان يخفي تكريرة ومتى اظهر فقد جعل من الحرف المشدد حروفا ومن المخفف حرفين ^ا ببعض اختصار، ودر وجوب ادا از مخرج بر معنی کہ مسلم است جملہ حروف متساویۃ الاقدام است ہیچ خصوصیت ض رانیست بلکہ توان گفت کہ چون ادائے صادق در و اعسر از جملہ حروف است حکم وجوب بعارض مشقت دروے نسبت سائر حروف دروے تخفیف است فان المشقة تجلب التيسير وماضاق امر الا تسع ولا يكلف الله نفسا الا وسعها، وما جعل عليكم في الدين من حرج، يريد الله بكم اليسر ولا يريد بكم العسر، والحمد لله رب العلمين آری خصوصیت ض بوجہ عسر مر او در شدت احتیاج باہتمام در آن تحفظ و تيقظ در ادائے آست۔

بالجملہ حق واضح ہی ہے کہ تمام حروف آپس میں متبائن اور ان کے مخارج الگ الگ ہیں لہذا ضاد کا کسی بھی حرف کے ساتھ بدل کر پڑھنا مردود اور ناجائز ہے۔ اس حرف (ضاد) کو اللہ تعالیٰ نے اتنا جدا پیدا کیا ہے کہ کوئی حرف بھی اس کا قریبی نہیں گردانا جاسکتا اسی لئے سیبویہ نے کہا اور خوب کہا اگر ضاد میں اطلاق نہ ہو تو وہ سین بن جائے، اگر ظار میں نہ ہو تو وہ ذال بن جائے، اگر طار میں نہ ہو تو وہ دال بن جائے اور ضاد کلام سے ہی خارج ہو جائے کیونکہ اس کے متبادل کوئی حرف ہی نہیں اھ اسے رضی لے نقل کیا اور جو انھوں نے قاری پانی پتی سے نقل کیا ہے اس کے بارے میں میں کہتا ہوں تحقیقی بات

یہ ہے کہ حروف کی صفات میں بعض ایسی صفات لازمہ ہیں جن کے فقہ ان سے حروف کی ذات کا فقہان لازم آتا ہے مثلاً "طار" میں اطباق اور "تار" میں انفتاح، اس کی رعایت نہایت ہی ضروری ہے۔ اور بعض حروف ایسے نہیں یعنی اگر انھیں ان صفات سے ادا نہ کیا جائے تو ان کی ذات ختم نہیں ہوتی مثلاً ہمزہ میں تہوع اور شین میں نفشی، یہ وہی ہے جو المنع میں ہے کہ اس کے خروج کے وقت آواز کا اس طرح انتشار یہاں تک ہو کہ حروف کے ساتھ ظرف لسان متصل ہو جائے، ایسے حروف میں سے طار کا مخرج بھی ہے حالانکہ اس کا اصل مخرج اس کے محاذاتِ وسط سے اور حافہ زبان ہے۔ پس صفاتِ حروف کی رعایت ہر جگہ لازم نہیں بلکہ بعض حروف کی صفات ایسی ہیں جن کا ترک ضروری ہے اور وہ رائے محققہ میں مطلقاً اور رارِ مشغلہ میں ایک بار سے زائد تکرار ہے یعنی را میں اس صفت کی موجودگی کا معنی یہ ہے کہ را قابلِ تکرار ہے یہ نہیں کہ اس میں تکرار ضروری ہے۔ یہ معنی اللہ تعالیٰ کی توفیق سے میرے ذہن میں آیا اور اس کی تصریح مولانا علی قاری کے اس کلام میں ظاہر ہوئی جو انھوں نے ماتن کے قول "والداء بتکریر جعل" کے تحت کی ہے کہ قراء کے قول "را میں تکرار ہے" کا معنی یہ ہے کہ را تکرار کو قبول کرتا ہے کیونکہ اس کے تلفظ کے وقت طرفِ زبان حرکت کرتی ہے جیسا کہ غیر ضاحک کو انسان ضاحک کہا جائے کہ وہ ضحک کے قابل ہے، اس جعل میں اسی طرف اشارہ ہے اور اس کا تکرار غلط ہے، پس اس کے ساتھ تلفظ کرتے ہوئے اس سے بچنے کی معرفت ضروری ہے تاکہ غلطی سے بچا جاسکے، جیسا کہ جادو کا علم اس لئے حاصل کیا جائے تاکہ اس کے نقصان سے بچا جائے اور اس سے دفاع کی معرفت ہو جائے اور اس کو اٹھایا جاسکے، جعبہ نے کہا سلامتی کا طریقہ یہ ہے کہ تلفظ کرنے والا اپنی زبان کے اوپر والے حصے کو تالو کے بلند حصے کے ساتھ ایک دفعہ مضبوط طریقہ سے ملائے، اب جب وہ حرکت کرے گی تو ہر دفعہ را پیدا ہوگی۔ مکی نے کہا ہے قراءت میں اخفاء تکریر ضروری ہے اور فرمایا قاری پر لازم ہے کہ اس کے تکرار میں اخفاء کرے اور جب اظہار کرے گا تو حرفِ مشدّدہ میں کئی حروف پیدا کریگا اور مخففہ میں دو حروف پیدا کرے گا۔ اھ یہ عبارت کچھ اختصار کے ساتھ ہے اور ہر حرف کو اس کے مخرج سے اس طرح ادا کرنے کا وجوب اس معنی پر ہے کہ تمام حروف کا مساوی الاقدام ہونا مسلم ہے اس میں ضاد ہی کی کوئی خصوصیت نہیں بلکہ یہ کہا جاسکتا ہے کہ جب اس کی صحیح ادائیگی دیگر حروف کی نسبت زیادہ مشکل ہے تو اس مشقت کے پیش نظر دیگر حروف کے اعتبار سے اس کے حکم و جوبی میں تخفیف ہوگی کیونکہ مشقت آسانی لاتی ہے۔ ہر مشکل معاملہ میں گنجائش ہے اللہ تعالیٰ کسی نفس کو اس کی طاقت سے بڑھ کر حکم تکلیف نہیں دیتا۔ اللہ تعالیٰ نے تم پر دین کے معاملے میں تسکین نہیں رکھی۔ اللہ تعالیٰ تم پر آسانی کا ارادہ رکھتا ہے

اور تنگی کا ارادہ نہیں فرماتا۔ اور تمام خوبی اللہ تعالیٰ کے لئے جو تمام جہانوں کا رب ہے۔ ہاں ضاد میں تنگی کی وجہ سے اس کی ادائیگی کے لئے خوب اہتمام اور تحفظ ہونا چاہئے اور ادائیگی میں ہوش سے کام لیا جائے۔ (ت)
(فتاویٰ رضویہ ج ۶ ص ۲۸۳ تا ۳۰۱)

(۱۶) ضاد کے مخرج اور ادائیگی کے طریقوں سے متعلق رسالہ ”الجامع الصاد عن سنن الضاد“
(حرف ضاد کے احکام اور پڑھنے کا طریقہ)

مسئلہ از درجہ نگہ محملہ اسمعیل گنج ڈاکخانہ لہریا سرائے مرسلہ مولوی محمد یسین صاحب
۱۰ جمادی الاخریٰ ۱۳۱۴ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ان اطراف بنگالہ وغیرہ میں کچھ لوگ ایسے پیدا ہوئے ہیں کہ ض معجمہ کو قصداً خطایاً بلکہ نہ معجمات پڑھتے ہیں اور اسی کا دوسروں کو امر کرتے ہیں اور عام عوام ہندوستان میں جس طرح یہ حرف ادا کیا جاتا ہے جس سے بُوتے دال مہملہ پیدا ہوتی ہے اُس سے نماز مطلقاً فاسد و باطل بتاتے ہیں اور اپنے دعووں کی سند میں اہل ندوہ وغیرہ ہندیانِ زمانہ کے چھ فتوے دکھاتے ہیں جن کا خلاصہ کلام و محصل مرام نماز میں ض کو مشابہ د مہملہ پڑھنے پر حکم فساد او اُس پر ان دو وجہ سے استناد ہے :

اولاً فی فتاویٰ قاضی خان :

ولو قرأ الظالین بالطاء او بالذال لا تفسد صلاته ولو قرأ الدالین بالذال تفسد لہ

اگر الضالین کو الظالین یا الذالین پڑھا تو نماز فاسد نہ ہوگی اور اگر دالین دال کے ساتھ پڑھا تو فاسد ہو جائے گی۔ (ت)

ثانیاً ضاد مشابہ ظا کے، نہ دال کے، میان ضاد و دال کے صفتوں کا فرق ہے جب ضاد و دال میں صوتاً تغایر ہے تو فصل اُن میں بلا مشقت ممکن۔

فتویٰ مذکورہ کی عبارت یوں ہے : ایسی صورت میں نماز فاسد ہو جائے گی کہ ضاد و دال دو حرف متغایر المعنی ہیں جن میں امتیاز بلا مشقت ممکن، اور ایسی صورت میں فقہاء فسادِ نماز کو لکھتے ہیں۔
شامی میں ہے :

اذا ذكر حرفا مكان حرف وغير المعنى ان أمكن الفصل بينهما بلا مشقة تفسد
والايكمن الالبمشقة كالظاء مع الضاد قال اكثرهم لا تفسد (ملخصاً)
جب کسی حرف کی جگہ دوسرا بولا جائے اور معنی بدل جائے اگر ان کے درمیان امتیاز بغیر مشقت کے
ممکن ہو تو نماز فاسد ہوگی اور اگر بغیر مشقت ممکن نہ ہو جیسا کہ ظا اور ضاد کا معاملہ ہے، تو اکثر علماء
نے کہا ہے کہ نماز فاسد نہ ہوگی۔ (ت)

پانچ فتوؤں کا حاصل تو صرف اس قدر ہے، اور ایک یعنی پانچویں میں اتنا بیان اور ہے کہ
ظالکین پڑھنا بھی غلط ہے لیکن چونکہ ان میں تشابہ صوتی ہے اور امتیاز متعسر، اکثر فقہاء کے نزدیک
نماز فاسد نہیں ہوتی لیکن تعدیہاں بھی مفسد ہے، یہی مذہب مختار ہے کہا فی البزازیة (جیسا کہ
بزازیہ میں ہے۔ ت) ان فتوؤں کا کیا حال ہے اور یہ ان لوگوں کے موافق و موید ہیں یا نہیں، اور جو
لوگ ضی ہی کا قصد کریں اور ضی سمجھ کر پڑھیں مگر بوجہ عدم قدرت صاف ادا نہ ہو اور سننے میں دال
سے مشابہ ہو تو ان کی نماز ہوگی یا نہیں؟ اور جو قصداً ض کو نہ پڑھے اس کی نماز کا کیا حکم ہے؟
اور ہنگام تغیر حرف و تفاوت معنی میں جو حکم فساد ہے وہ صرف ض و د و ظ ہی سے خاص ہے
یا باقی حروف مثل ا، ع، ت، ط، س، ث، ص، ح، لا کو بھی عام ہے، اگر عام ہے
تو آج کل یہ جھگڑا اسی حرف میں کیوں ہے؟ جواب مختصر ہو کہ عوام مطول کو نہیں پڑھتے، بیتنوا
توجروا (بیان کیجئے ابرو دے جاؤ گے۔ ت)

الجواب

اللهم هداية الحق والصواب

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله الذي نزه سبيل الرشاد عن تحريف كل صاد، واعد بالعذاب من خاد
وضاد والصلوة والسلام على الكريم الجواد على مولى العباد مولى البراد و اله الاسياد وصحبه
الامجاد ما اهلكت الصاد وانجمت الضاد، كشف صواب وايفاح جواب کو چند محل جملے ملحوظ ہیں،
اول ض ظ ذ نہ معجمات سب حروف متباہتہ متغائرہ ہیں ان میں کسی کو دوسرے سے تلاوت
قرآن میں قصداً بدلنا اس کی جگہ اُسے پڑھنا نماز میں ہو خواہ بیرون نماز حرام قطعی و گناہ عظیم، افتراء علی اللہ

۲۸۱/۲ فورانی کتب خانہ پشاور الباب التاسع فی احکام المرتدین ۲۸۱/۲

تمیز، حکم مطلق، حنفیہ کرام کا اصل مذہب یعنی مذہب امام محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ جماہیر محققین نے اُسی کی تصحیح کی، اس پر اعتماد فرمایا، خود واضح و آشکار کہ اس میں صرف صلاح و فساد معنی پر بنائے کار، تو جہاں ض کی جگہ د پڑھ جانے سے معنی نہ بگڑیں فساد ہرگز نہ ہوگا۔

مثل افید وابتضیٰ معنی المن والانعام فی قوله تعالیٰ افیضوا علینا من المء ومثل اکواب مودوعة موضوعة و رادیة مردیة مکان سراضیة مرضیة کما بیّناہ فی نعم الزاد۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد گرامی افیضوا علینا من المء میں افیضوا کی جگہ افیدوا جو احسان و انعام کے معنی پر مشتمل ہے اور اکواب موضوعة کی جگہ اکواب مودوعة اور سراضیة مرضیة کی جگہ رادیة مردیة پڑھنا جس پر تفصیلی گفتگو ہم ”نعم الزاد“ میں کر چکے ہیں۔ (ت)

یہ علمائے متاخرین کہ عوام کی ہر آسانی کے لئے عمر و لیسر تمیز کا لحاظ رکھتے ہیں کیا آسانی تمیز کی حالت میں مطلقاً حکم فساد دیں گے اگرچہ معنی معتبر نہ ہوں، یہ اصل مذہب سے آسانی ہوئی یا اور شدت و گرائی نہیں ان کا حکم قطعاً اس صورت میں مقصور، جہاں معنی بگڑیں اور ان حرفوں میں تمیز آسان ہو، دیکھنے والے اگر ان کلمات علماء پر نظر رکھتے اس امر کے نصوص واضح ملتے یہی امام اجل قاضی خان اپنے اس فتاویٰ میں فرماتے ہیں :

اذا اخطأ بذكر حرف مكان حرف في كلمة ولم يتغير المعنى بان قرأ ان المسلمون ان الظالمون وما شبه ذلك لم تفسد صلواته لانه لا يغير المعنى، وان ذكر حرفا مكان حرف وغير المعنى فات امكن الفصل بين الحرفين من غير مشقة كالطاء مع الصاد فقرأ الطالحات مكان الصالحات تفسد صلواته عند الكل، وان كان لا يمكن الفصل بين الحرفين الا بمشقة قال اكثرهم لا تفسد صلواته اھ مختصراً۔

جب خطا ایک حرف کی جگہ دوسرا حرف ایک کلمہ میں پڑھ دیا لیکن معنی میں تبدیلی واقع نہ ہوئی مثلاً ان المسلمون، ان الظالمون۔ اسی کی طرح دیگر مقامات، تو نماز فاسد نہ ہوگی کیونکہ اس سے معنی متغیر نہیں ہوتا، اور اگر ایک حرف کی جگہ دوسرا حرف پڑھنے سے معنی میں تبدیلی آجائے تو اگر دونوں حروف کے درمیان بغیر مشقت کے امتیاز ممکن تھا جیسے طا اور صاد یعنی صالحات کی جگہ طالحات پڑھا تو تمام کے نزدیک

فوائد فقیر جلد ۱

اس کی نماز فاسد ہو جائے گی اور دونوں حروف کے درمیان مشقت کے بغیر امتیاز ممکن نہ تھا تو اکثر علماء کا قول یہی ہے کہ نماز فاسد نہ ہوگی اور اختصاراً (ت)

اسی طرح فتاویٰ ہندیہ میں فتاویٰ خانیہ سے منقول، ابن امیر الحاج علیہ شرح منیہ میں فرماتے ہیں،
فی الخانیة والخلصة انه ان لم يتغير المعنى جازاً مطلقاً وان تغير المعنى فانت
ليرشق التمييز بين الحرفين فسدت عند الكل وانت شق فاکثرهم لا تفسد الخانیہ اور خلاصہ میں ہے اگر معنی میں تبدیلی نہیں آئی تو نماز (مطلقاً) ہر حال میں جائز، اور اگر
معنی میں تبدیلی آجائے تو اب ان دونوں حروف کے درمیان امتیاز مشکل نہیں تو تمام کے نزدیک
نماز فاسد، اور اگر امتیاز میں مشقت ہے تو اکثر کے نزدیک فاسد نہ ہوگی۔ (ت)

سوم قطع نظر اس سے کہ دال و مشابہ دال میں فرق بدیہی، دعویٰ میں یہ تھا اور سند میں وہ۔
اور قطع نظر اس عبارت سے کہ عبارت خلاصہ میں اگر دال مہملہ ہے تو مستدل کے صریح خلاف، اور معجم ہے
تو مہملہ کا ذکر اصلاً نہیں، تو سند دعویٰ سے بے علاقہ صاف، ہمیں عبارت قاضی خاں سے بحث کرنی ہے
جس سے فتویٰ ندوہ نے بھی استناد کیا، اس عبارت میں دال و ذال کے صرف اسماء لکھے ہیں انھیں صفت
مہملہ و معجم سے مقید نہ فرمایا اور نقول خصوصاً مطالع میں نقاط کا تغیر کوئی نئی بات نہیں، مگر علامہ محقق ابراہیم حلبی
نے غنیہ شرح منیہ اور علامہ محقق مولانا علی قاری مکی نے منہج فکریہ شرح مقدمہ جزیہ میں یہی عبارت قاضی خاں
بتصریح اہمال و اعجام نقل فرمائی جس میں صراحتہ مذکور کہ ضالین کی جگہ دالین بہ دال مہملہ پڑھے تو نماز نہ جائیگی،
اول نے فرمایا ہے،

هذا فصل وهو ابدال احد هذه الاحرف الثلاثة اعني الضاد والطاء والذال من
غيره فلنورد ما ذكره في فتاوى قاضى خان من هذه القبيل قرأ ولا الضالين بالطاء
المعجمة او الال المهملة لا تفسد لوجود لفظهما في القرآن وقرب المعنى ولو قرأ
بالذال المعجمة تفسد بعد معناه (ملتقطاً)

اس کی تفصیل یہ ہے کہ ان تین حروف یعنی ضاد، طاء اور ذال کو کسی دوسرے حرف سے تبدیل کر کے
پڑھنا اس سلسلہ میں فتاویٰ قاضی خان میں جو کچھ بیان ہوا اس کا عنقریب ہم تذکرہ کرتے ہیں اگر ضالین کی

۱۔ علیہ المجلی شرح منیہ المصلی

سہیل اکیڈمی لاہور ص ۷۸

۲۔ غنیہ المستملی شرح منیہ المصلی فصل فی احکام زلہ القاری

جگہ ظالین اعجاباً یا دالین اہمالاً پڑھا تو نماز فاسد نہ ہوگی کیونکہ ان دونوں کا وجود قرآن میں ہے اور معنی بھی قریب ہی ہے، اور اگر ذالین ذال کے ساتھ پڑھا تو نماز فاسد ہوگی کیونکہ اس کے معنی میں بُعد ہے (ملتقط) - (ت)

ثانی نے فرمایا :

فی فتاویٰ قاضی خان ان قرأ غیر المغضوب بالظاء او بالذال تفسد صلوٰتہ ولا الضالین بالظاء المعجمة والذال المهملة لا تفسد ولو بالذال المعجمة تفسد

فتاویٰ قاضی خان میں ہے اگر کسی نے غیر المغضوب کو ظا یا ذال کے ساتھ پڑھا تو نماز فاسد ہو جائے گی اور ولا الضالین کو ظا یا ذال کے ساتھ پڑھا تو نماز فاسد نہ ہوگی، اگر ذال کے ساتھ پڑھا تو نماز فاسد ہو جائے گی۔ (ت)

اب اس سے استناد کرنے والے دیکھیں کہ عبارت قاضی خان ان دونوں اکابر کی نقل پر ان کے صریح مخالف و عکس مراد ہے، ندوہ کا دارالافتاء اپنا مبلغ علم دکھائے ورنہ تحقیق بالغ و تنقیح بازغ کے لئے بحمد اللہ تعالیٰ فقیر کا رسالہ "نعم الزاد" ہے۔

چہارم ض و خط میں دشواری تمیز اصلاً اس طائفہ حادثہ کو اصلاً مفید نہیں، وہ ایک گروہ متاخرین کے نزدیک ہنگام لغزش و خطا سبیل آسانی ہے نہ کہ معاذ اللہ قصداً تبدیل کلام اللہ کی دستاویز جو بالقصد مغضوب کی جگہ مغضوب، مغذوب، مغزوب پڑھے اس کی نماز بلاشبہ فاسد اور وہ پڑھنے والے مغضوب و مفسد۔ تو یہ سب فتویٰ اس کے حق میں بیکار و ناموید۔ علامہ طحاوی حاشیہ مراقی الفلاح میں فرماتے ہیں :

محل الاختلاف فی الخطأ والنسیان اما فی العمد فتفسد بہ مطلقاً بالاتفاق اذا كانت ما یفسد الصلوۃ اما اذا كانت ثناء فلا یفسد ولو تعدد ذلک افادہ ابن امیر الحاج علیہ

محل اختلاف خطا و نسیان کی صورت میں ہے۔ رہا عمد کا معاملہ، تو اس صورت میں مطلقاً

بالاتفاق نماز فاسد ہوگی بشرطیکہ وہ ایسی قرارت میں ہو جس سے نماز فاسد ہو سکتی ہو، اور اگر ایسا معاملہ شمار میں ہو تو نماز فاسد نہ ہوگی اگرچہ عمداً ہو۔ ابن امیر الحاج نے اس طرح بیان کیا ہے۔ (ت) حلیہ میں ہے :

ثم ما سندا كرم من الخلاف من المتقدمين والمتأخرين في هذا على ما في الخانية ينبغي ان يكون محله ما اذا لم يتعمد فتنبه له

پھر اس مسئلہ میں ہم متقدمین و متاخرین کا جو اختلاف خانیہ کے حوالے سے بیان کریں گے اس کا محل و مقام اسی صورت میں ہے جو عمداً ہو، پس اسے محفوظ کر لو۔ (ت)

پانچویں فتویٰ کی عبارت سوال میں مذکور، اس میں تو صراحتہً تعمد ظہر حکم فساد مسطور، پھر اُسے مفید سمجھنا کس قدر عقل و فہم سے دور، اس خاص جزئیہ کی عبارتیں بکثرت ہیں، حلیہ میں خزائن الفوائد وغیرہ سے منقول :

غير المغضوب بالظاء والظالمين بالذال او بالضاد قال بعضهم لا تفسد وهم ابو القاسم الصغار ومحمد بن سلمة وكثير من المشايخ افتوا به لعموم البلوى فان العوام لا يعرفون مخارج الحروف وقال الامام ابو المحسن والقاضي الامام ابو عاصم ان تعمد ذلك تفسد وان جرى على لسانه او لم يكن ممن يميز بين الحرفين لا تفسد وهو المختار

اگر غیر المغضوب کو ظاء کے ساتھ، الظالمین کو ذال یا ضاد کے ساتھ پڑھا تو بعض علماء کی رائے یہ ہے کہ نماز فاسد نہ ہوگی ان کے اسما یہ ہیں ابو القاسم الصغار، محمد بن سلمہ، اور متعدد مشائخ نے عموم بلوی کی وجہ سے اسی پر فتویٰ دیا ہے کیونکہ عوام مخارج حروف سے آگاہ نہیں ہوتے، اور امام ابو المحسن اور قاضی امام ابو عاصم نے کہا اگر ایسا عمداً کیا تو نماز فاسد ہوگی اور اگر زبان پر از خود جاری ہو گیا یا ان دونوں حروف میں امتیاز کرنے والا نہیں تو نماز فاسد نہ ہوگی اور یہی مختار ہے۔ (ت) اسی میں خزائن الاکمل سے ہے :

اذا قرأ مكان الظاء ضادا او مكان الضاد ظاء فقال القاضي المحسن

الاحسن ان يقال ان تعمد ذلك تبطل صلاته عالمها كان او جاهلا اما لو كان مخطئا اراد الصواب فجری هذا على لسانه ولم يكن ممن يميز بين المحرفين فطن انه ادى الكلمة كما هي فغلط جانرت صلوته وهو قول محمد بن مقاتل وبه كان يفتي الشيخ اسمعيل الزاهد وهو احسن لان السنة الاكرا د واهل السواد والاتراك غير طائفة في مخارج هذه الحروف وفي ذلك حرج عظيم والظاهر ان هذا محمل ما في جميع الفتاوى له
جب کسی نے ظار کی جگہ ضا دیا ضا د کی جگہ ظا پڑھا تو قاضی محسن نے کہا احسن یہ ہے کہ اگر اس نے عمداً ایسا کیا تو کہا جائے گا کہ نماز باطل ہے خواہ وہ عالم ہو یا جاہل، لیکن اگر خطا ایسا ہوا یعنی درست پڑھنے کا ارادہ تھا مگر زبان پر از خود جاری ہو گیا یا وہ ان دونوں حرفوں میں امتیاز نہ کرنے والا ہو اور اس کا گمان یہی ہو کہ اس نے کلمہ صحیح ادا کیا ہے لیکن درحقیقت غلط تھا تو اس کی نماز ہو جائے گی، یہی محمد بن مقاتل کا قول ہے، اور شیخ اسمعيل الزاهد نے اسی پر فتویٰ دیا ہے اور یہی احسن ہے کیونکہ کُرْدِ عِراقی اور ترکی لوگوں کی زبانیں ان حروف کی صحیح ادائیگی پر قادر نہیں اور اس میں بہت تنگی ہے، اور ظاہر یہی ہے کہ تمام فتاویٰ جات کی گفتگو کا محمل بھی یہی ہے۔ (ت)

اقول انما يشير الى اطلاق الفساد في العمد انه مطمح انظارهم جميعا والا فاطلاق عدمه في الخطأ لا يمكن ان يحمل عليه ما في جميع الفتاوى فان منهم من يفصل بعسر الفصل ومنهم من يفرق بقرب مخرج -

اقول (میں کہتا ہوں) یہ جو مطلقاً فساد کی طرف اشارہ ہے یہ قصد کی صورت میں ہے کیونکہ ان تمام کی آراء کا مطمح یہی ہے ورنہ خطا کی صورت میں عدم فساد کا اطلاق ہوگا اور اس پر ان کے کلام کو محمول نہیں کیا جاسکتا کیونکہ بعض ان میں سے عمر و تنگی کے ساتھ اور بعض قرب مخرج کی بنا پر فرق کرتے ہیں (ت) غیہ میں ہے:

اما اذا اقرا مكان الذال طاء او مكان الضاد ظاء او على القلب فتفسد صلوته و عليه اكثر الائمة و روى عن محمد بن سلمة رحمه الله تعالى انها لا تفسد لان العجم لا يميزون بين هذه الحروف وكان القاضي الامام الشهيد المحسن يقول الاحسن فيه ان يقول ان جرى على لسانه ولم يكن مميذا وفي نزعہ انه ادى الكلمة على وجهها

لا تقسّد وکذا روی عن محمد بن مقاتل والشیخ الامام اسمعیل الزاهد۔
 جب کسی نے ذال کی جگہ ظار یا ضاد کی جگہ ظار یا اس کا عکس کیا تو اس کی نماز فاسد ہو جائے گی۔ اور
 اکثر ائمہ اسی پر ہیں۔ محمد بن سلمہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے مروی ہے کہ نماز فاسد نہ ہوگی کیونکہ عجمی لوگ ان حروف
 میں امتیاز نہیں کر سکتے۔ اور قاضی امام الشہید المحسن فرمایا کرتے تھے کہ احسن یہ ہے کہ یہ کہا جائے کہ اگر
 زبان پر اس طرح از خود جاری ہو گیا اور وہ امتیاز کرنے والا نہ تھا اور اس کا گمان یہی تھا کہ اس نے کلمہ کو
 صحیح طور پر ادا کیا ہے تو نماز فاسد نہ ہوگی۔ محمد بن مقاتل اور شیخ امام اسمعیل الزاهد سے بھی اسی طرح
 مروی ہے۔ (ت)

بزانہ میں دربارہ مغلوب و ذالین و ظالین ہے،
 قال القاضي ابوالحسن والقاضي ابو عاصم ان تعمد فسد وان جرى على لسانه
 او كان لا يعرف التمييز لا يفسد وهو اعدل الاقوال وهو المختار۔
 قاضی ابوالحسن اور قاضی ابو عاصم نے کہا کہ اگر ایسا عمد کیا تو نماز فاسد ہو جائے گی اور اگر زبان
 پر از خود اس طرح جاری ہو گیا یا وہ امتیاز نہ کر سکتا تھا تو نماز فاسد نہ ہوگی، اور یہ تمام اقوال معتدل قول
 ہے اور یہی مختار ہے۔ (ت)
 اسی طرح ہندیہ میں اس سے منقول۔

أقول والظاهر ان هذا الاختيارات ترجع الى شق الجواز عند الخطاء
 اما الفساد عند العمد فينبغي الاتفاق عليه كما تقدم ما يفيد من الحلية والتصریح
 به عن الطحاوی وهو معنى استظهار الاكمل انه مجمل ما في جميع
 الفتاوی كيف واذا جعلوا التعمد من الردة فمابقاء الصلوة هذا واضح جدا۔

أقول (میں کہتا ہوں) ظاہر یہ ہے کہ تمام اختلافات میں مختار اقوال جواز کی طرف اسی صورت
 میں راجع ہوتے ہیں جب ایسا معاملہ خطا واقع ہو۔ رہا معاملہ عمد کا، تو اس صورت میں فساد نماز پر
 اتفاق ہے جیسا کہ حلیہ کے حوالے سے افادہ کے طور پر گزرا۔ اور طحاوی کی تصریح گزری، اور اکمل کا
 بطور استظهار کہنا کہ ”تمام فتاویٰ جات کا اجمال یہی ہے“ کا معنی بھی یہی ہے اور یہ کیسے نہ ہو

حالانکہ انھوں نے عمداً ایسا کرنے سے ارتداد کا حکم لگایا ہے تو نماز کے باقی رہنے کا کیا معنی! اور یہ نہایت ہی واضح ہے۔ (ت)

پہنچم ضاد و دال میں فرق صفات کا ذکر لغو و فضول اور محل بحث سے یکسر معزول، متقدمین کا مسلک معلوم ہے کہ اُن کے یہاں تشابہ اور عدم تشابہ پر اصلاً نظر نہیں اور متاخرین قرب مخرج یا عسر تمیز پر لحاظ کرتے ہیں صفات سے انھیں بھی بحث نہیں، نہ صفات خواہی نہ خواہی آسانی تمیز کو مستلزم، نہ اُن کا تشارک دشواری پر حاکم ط مہملہ دال مہملہ سے سوائے اطباق کے کچھ فرق نہیں اور فسق تمیز کی آسانی مبہین اور تائے ثناء سے متعدد صفات میں تباہی تمام اور دشواری یا فصل منصوص اعلام، ط مجورہ و مستعلیہ مطبقہ قفلہ ہے اور ت مہموسہ ستفہ منضوحہ بے قفلہ، خانیہ و خلاصہ و ہندیہ و رد المحتار وغیرہ میں ہے،

ان کان لا یکن الفصل بین الحرفین الا بمشقة كالطاء مع التاء الخ۔
اگر دو حرفوں کے درمیان مشقت کے بغیر امتیاز ممکن نہ ہو جیسے ط اور ت اور تاء الخ (ت)
شرح جزریہ میں ہے،

قال الرماني وغيره لولا الاطباق لصار ت الطاء دالا لانه ليس بينهما فرق الا لاطباق يـ

رمانی وغیرہ نے کہا کہ اگر اطباق نہ ہو تو ط اور دال ہو جائے گی اس لئے کہ اطباق کے علاوہ ان دونوں کے درمیان کوئی فرق ہی نہیں۔ (ت)

ششم فتویٰ ندوہ کا قول کہ ضاد و دال دو حرف متغایر المعنی عجیب، الفاظ متغایر المعنی ہیں اگر مستمے مراد تو ان کے لئے معنی کہاں، بھلا بتائیے تو کہ مجرد حرف ض کے کیا معنی ہوئے، اور اگر اسماء مقصود یعنی حدود دال تو نہ وہ حرف نہ اُن میں مقال، شاید یہ کہنا چاہا اور کہنا نہ آیا کہ ض و د دو حرف جدا گانہ ہیں، کسی کلمے میں اُن کا تغیر، معنی کے لئے مستلزم تغایر، یہ معنی فی البطن اگر مقصود بھی ہوں تو اولاً اطلاق ممنوع، ثانیاً ہر تغیر میں بحد فساد مدفوع، دیکھو ضالین و دالین میں کس قدر تغایر معنی ہے مگر محقق حلبی نے تغیر نہ مانا و هذا ابداً ہتہ غنی عن ابانہ (یہ بات

بدیہی ہونے کی وجہ سے محتاج بیان نہیں۔ (ت)

ہم مقسم دو حرفوں میں تغایر صوت ہرگز سب کے لئے سہولت تمیز کو مستلزم نہیں ح و خ کی آوازیں کتنی جدا ہیں مگر ترک کو ان میں تمیز سخت دشوار۔ غنیہ میں ہے :

ذكر محمد بن الفضل في فتاواه ان الترك لا يمكنه اقامة الحاء الا بمشقة الخ (ت)
محمد بن فضل نے اپنے فتاویٰ میں تحریر کیا کہ ترک لوگوں کے لئے حار کی ادائیگی مشقت کے بغیر ممکن نہیں الخ۔
ان سے زیادہ ہمزہ و ق کی آوازوں کا تباین ہے۔ مگر علامہ شامی فرماتے ہیں ہمارے زمانے کے عوام پر ان میں تمیز کمال مشکل ہے۔ رد المحتار میں ہے :

في التماس خانية اذ الم يكن بين المحرفين اتحاد المخرج ولا قرب به الا انه فيه بلوى العامة كالذال مكان الصاد والظاء مكات الضاد لا تفسد عند بعض المشائخ اه قلت فينبغي على هذا عدم الفساد في ابدال القاف همزة كما هو لغة عوام زماننا فانهم لا يميزون بينهما ويصعب عليهم جدا كالذال مع الزاء وهذا كله قول المتأخرين اه باختصار۔

تتار خانہ میں ہے جب دو حرفوں کے درمیان اتحاد مخرج نہ ہو اور نہ ہی قرب مخرج ہو مگر اس صورت میں ضرورت عامہ ہو مثلاً صاد کی جگہ ذال یا ضاد کی جگہ ظار پڑھا تو بعض مشائخ کے نزدیک نماز فاسد نہ ہوگی اھ میں کہتا ہوں اس بنا پر قاف کو ہمزہ کے ساتھ بدلنے میں جیسا کہ ہمارے زمانے کے عوام کی زبان ہے بھی فساد نہیں ہونا چاہئے کیونکہ وہ ان دونوں کے درمیان امتیاز نہیں کر سکتے، ذال اور زار کے درمیان فرق کرنا ان پر نہایت ہی دشوار و مشکل ہے، یہ تمام متأخرین کے قول پر ہے اھ باختصار (ت)
ان عبارات سے واضح ہوا کہ دشواری تمیز میں ہر قوم کے لئے اس کا حال معتبر ہے۔ قرب مخرج یا تشابہ وغیرہ کچھ ضرور نہیں، تو عوام ہند اگر ض و د میں تمیز پر قادر نہیں تو وہ ان کے لئے اسی مشقت فصل کی فصل میں ہیں جس میں ض و ظ و ط کا شمار ہوا، اب عبارت شامی منقولہ، فتویٰ ندوہ اور اس کے مثل تمام عبارات بحث سے محض بیگانہ، بلکہ استناد کرنے والوں کے صریح خلاف مراد ہوں گی اور دالین پر بطور متأخرین حکم جواز دیا جائے گا اور قصداً مغضوب پڑھنے والے پر باتفاق متقدمین و متأخرین حکم بطلان نماز۔

۱۔ غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلی فصل فی احکام زلۃ القاری سہیل الیڈمی لاہور ص ۴۸۱ و ۴۸۲ -
۲۔ رد المحتار مطلب مسائل زلۃ القاری دار احیاء التراث العربی بیروت ۱/ ۲۲۵ و ۲۲۶

ہشتم یہاں تک مدارک ابنائے عصر پر کلام تھا مگر جانِ برادر! عربی عبارت میں مِنْ عَلٰی فِي کا ترجمہ سمجھ لینا اور بات ہے اور مقاصد و مراد و مرام علمائے اعلام تک رسائی اور

ایں سعادت بزورِ بازو نیست

تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

مشقت جس سے فتویٰ ندوہ نے استناد کیا اس بحث سوال سے اصلاً متعلق ہی نہیں، علماء کا وہ قول صورتِ خطا و زلت میں ہے کہ لغزشِ زبان سے باوصفِ قدرت ایک حرف کی جگہ دوسرا نکل جائے اور یہاں صاف صورتِ عجز ہے کہ یہ ظالین یا اس کے مشابہ دالین پڑھنے والے ہرگز ادائے ض پر قادر نہیں، جس طرح خزائنہ الاكمل و حلیہ کی عبارت گزری کہ،

ان السنة الاكراد و اهل السواد والاتراك غير طائفة في مخارج هذه الحروف

کرم، عراقی اور ترک لوگوں کی زبانیں ان حروف کی ادائیگی پر قادر نہیں۔ (ت)

فتاویٰ امام قاضی خان وغیرہ کی عبارت اُپر گزری کہ اس قول کو اذا اخطأ بذکر حرف مکان حرف

(یعنی اگر ایک حرف کی جگہ دوسرا حرف خطا زبان سے نکل گیا۔ ت) میں ذکر فرمایا، اب محقق علی الاطلاق کا ارشاد اجل و اجل سنئے، فتح میں فرماتے ہیں،

اما الحروف فاذا وضع حرفا مكات غيرة فاما خطأ واما عجزا فالاول ان لم يغير

المعنى لا تفسد وان غرست فالتعبدة في عدم الفساد عدم تغير المعنى، وحاصل

هذا ان كان الفصل بلا مشقة تفسد وان كان بشقة قيل تفسد واكثرهم لا تفسد هذا

على رأى هؤلاء المشائخ، ثم لم تنضبط فروعهم فاورد في الخلاصة ما ظاهره التنافي للمتأمل

فالاولى قول المتقدمين والثاني وهو الاقامة عجزا كالحمد لله الرحمن الرحيم بالماء

فيهما اعوذ بالمهملة الصمد بالسين ان كان يجهد الليل والنهار في تصحيحه ولا يقدر

فصلوته جائزة ولو ترك جهده ففاسدة ولا يسعه ان يترك في باقى عمره اھ مختصراً

ربا معاملہ حروف کا، تو جب ایک حرف کو کسی دوسرے حرف کی جگہ رکھ دیا جائے تو یہ خطا ہو گا یا

۱۔ حلیۃ المحلی شرح نئیۃ المصلی

۲۔ فتاویٰ قاضی خان فصل فی قرارة القرآن خطاء الخ

نولک شور لکھنؤ

۶۸/۱

۳۔ فتح القدیر شرح الہدایۃ

فصل فی قرارة

نوریہ رضویہ سکھر

۲۸۱/۱۰

عجزاً، پہلی صورت میں اگر معنی نہیں بدلا تو نماز فاسد نہیں ہوگی اور اگر معنی بدل گیا ہو تو نماز فاسد ہو جائیگی، پس نماز کے عدم فساد میں معنی کے تبدیل نہ ہونے کا اعتبار ہے، اس کلام کا حاصل یہ ہے کہ اگر حروف میں امتیاز بغیر مشقت کے ممکن ہو تو نماز فاسد ہوگی اور اگر اس میں مشقت ہو تو بعض نے کہا نماز فاسد ہوگی لیکن اکثر کے نزدیک نماز فاسد نہ ہوگی، یہ ان مشائخ کی رائے کے مطابق ہے، پھر ان کی تمام فروعات و جزئیات منضبط نہیں، پس خلاصہ میں ایسی چیز کو وارد کیا گیا ہے جو بظاہر صاحب غور و فکر کے ہاں منافی ہے۔ پس متقدمین کا قول اولیٰ ہے اور دوسری صورت کہ یہ عمل عجزاً ہو مثلاً الحمد للہ، الرحمن الرحیم میں ہا کے ساتھ، اعوذ میں وال کے ساتھ اور الصمد میں سین کے ساتھ پڑھتا ہے، اس صورت میں اگر اس نے تصحیح کے لئے شب و روز محنت کی اور قادر نہ ہو سکا تو اس کی نماز درست ہوگی اور اگر جدوجہد ترک کر دی تو نماز فاسد ہوگی اور اس کے لئے باقی عمر میں جدوجہد ترک کرنے کی گنجائش نہیں اور اختصاراً (ت)

دیکھو خطا و عجز کو صاف دو صورتیں متقابل قرار دیا اور وہ فرق مشقت کا قول صرف صورت خطا میں ذکر کیا صورت عجز میں اس تفرقے کا اصلاً نام نہ لیا بلکہ س و ص و د و ذ کی مثالوں سے حروف متشابه الصوت و غیر متشابه دونوں کا یکساں حکم ہونا صراحتہ ظاہر فرما دیا تو بحالت عجز مغضوب مغدوب بلکہ بالفرض مغلوب مغضوب سب کو قطعاً ایک حکم شامل اور صرف دو حرف کا فرق باطل۔

نہم مانا کہ ظار طائفہ جدیدہ کی قصدیت پر نظر ہوئی، نہ دال عوام پر، نہ اقوال علماء میں فرق عجز خطا وغیرہ پر، اور باتباع بعض علمائے متاخرین ارشاد اقدس اصل ائمہ مذہب رضی اللہ تعالیٰ عنہم مصحح و مختار جمہور محققین بھی پسند نہ آیا، یہ سب مسلم مگر متاخرین کا صرف ایک ہی قول تفرقہ مشقت نہ تھا، متعدد اقوال تھے از انجملہ امام قاضی ابوعاصم و امام محمد ابن مقاتل و امام اسمعیل زاہد و غیرہم اکابر اجداد کا قول بہت باقوت تھا جس پر امام زاہد نے فتویٰ دیا، امام محسن و صاحب خزائن الاکمل نے احسن کہا، خزائن الفتاویٰ و علیہ وغیرہ میں مختار بتایا۔ وجیز کردری و ہندیہ وغیرہما میں اعتدال الاقوال فرمایا کہ یہ سب عبارات زیر امر چارم گزریں یعنی اگر خطا ایک حرف کی جگہ دوسرا زبان سے نکل گیا یا تمیز نہیں جانتا تو نماز فاسد نہیں، اس قول میں مشقت وغیرہ کا کچھ تفرقہ نہ تھا صرف خطا یا عدم تمیز پر حکم ہے اس تقدیر پر واجب تھا کہ ظ و د کا ایک حال ہو اور بحال عدم تعدد صحت نماز پر فتویٰ دیا جائے کون سی فقہی نظر موجب ہوئی کہ قول متاخرین ہی لینا تھا تو یہ قول جلیل نہ لیا جائے حالانکہ اس کی قوت جلیلہ، شانے دار، پھر جس مصلحت کے لئے قول ائمہ متقدمین سے عدول ہوا یعنی عوام پر آسانی، وہ بھی اسی میں اتم و انید،

ہاں اگر منظور ہی یہ ہو کہ وہابیہ غیر مقلدین ندوی کے برادران معظمین کی نماز میں درست پائیں اور عوام اہلسنت کی نمازیں برباد جائیں، اس لئے وہ قول تفرقہ اختیار کیا تو اختیار ہے۔

دہم بلکہ یہاں ایک اور قول باقوت تھا جسے امام ابوالقاسم صفار و امام محمد بن سلمہ وغیرہما اجلہ ائمہ نے اختیار فرمایا اور بہت مشائخ نے اُس پر فتویٰ دیا کہ نظر عموم بلوی پر ہے جہاں ابتلائے عام ہو صحت پر فتویٰ دیں گے، اسی شامی میں یہیں تھا:

وفي التاتارخانيه عن الحاوي حكي عن الصغار انه كان يقول الخطأ اذا دخل في الحروف لا يفسد لان فيه بلوى عامة الناس لانهم لا يقيمون الحروف الا بمشقة اه وفيها اذا لم يكن بين الحرفين اتحاد المخرج ولا قربه الا ان فيه بلوى العامة لا تفسد عند بعض المشائخ اه مختصراً وقد مر تمامه۔

تاتارخانیہ میں حاوی سے منقول ہے کہ امام صفار کہا کرتے تھے کہ حروف میں خطا ہو جائے تو نماز فاسد نہیں ہوتی کیونکہ اس میں عوام الناس کو شدید ضرورت ہے کیونکہ وہ مشقت کے بغیر ان حروف کو ادا نہیں کر سکتے اھ، اسی میں ہے جب دو حروف کے درمیان اتحاد مخرج اور قرب مخرج نہ ہو البتہ اس میں عمومی بلوی ہو تو بعض مشائخ کے ہاں نماز فاسد نہ ہوگی اھ اختصاراً اور تمام عبارت پیچھے گزر چکی ہے (ت) حلیہ میں ہے:

قال بعضهم لا تفسد منهم ابوالقاسم الصفار ومحمد بن سلمة وكثير من المشائخ افتوا به لعموم البلوى فان العوام لا يعرفون مخارج الحروف يه

بعض علمائے نے کہا کہ نماز فاسد نہیں ہوگی، انہی میں سے شیخ ابوالقاسم الصفار اور محمد بن سلمہ ہیں، اور کثیر مشائخ نے ضروریات عامہ کی بنا پر اسی پر فتویٰ دیا ہے کیونکہ عوام مخارج حروف سے واقفیت نہیں رکھتے۔ (ت)

اس قول پر تو صراحتاً عکس مراد ہوتا تھا۔ یہاں ظ خاص طائفہ قلیلہ ذلیلہ وہابیہ پڑھتے ہیں اور دیا مشابہہ د میں عام ابتلا ہنود انھیں فتوؤں سے سائل نے نقل کیا کہ ایک بلا عام اس زمانے میں یہ ہوگئی ہے کہ حض کو بصورت د پڑھتے ہیں، اب تو لازم تھا کہ ان ظاتیوں ندویوں کے بھائیوں کی نماز

فاسد کرتے اور عامہ عوام کی نماز صحیح، الحمد للہ ^{۲۴} ^{۲۴} تِلْكَ عَشْرَةٌ كَامِلَةٌ وَقَدْ بَقِيَ خُبَايَا فِي تَرْوَايَا لَوْلَا ان السَّائِلِ اَوْصَى بِالْاَجْمَالِ لَا يَتَنَابَهَا (تمام تعریف اللہ تعالیٰ کے لئے ہے یہ دس کامل دلائل مکمل ہیں، ابھی کچھ دلائل خفا کے گوشے میں رہ گئے ہیں اگر سائل نے اجمالاً لکھنے کا نہ کہا ہوتا تو ہم ان کا بھی تذکرہ کر دیتے۔ ت) یہاں تک ان فتوؤں کی حالتیں ظاہر ہو گئیں اور یہ بھی کہ وہ اس طائفہ حادثہ کو مفید اصلاً نہیں، امورِ مسئلہ میں صرف اس کا جواب رہا کہ یہ نزاع خاص اس حرف میں کیوں ہے، جہل اور عوام اہلسنت کے جہلا کا علم، ض کا دشوار ترین حروف ہونا تو ظاہر ادا نہ ہو سکنے میں وہ علماء اور یہ جہلا برابر، مگر فرق یہ ہے کہ ہمارے عوام نے معاذ اللہ کلام اللہ و تحریف حرف منزل من اللہ کا قصد نہ کیا، وہ یہی چاہتے ہیں کہ جو حرف یہاں اللہ عز وجل نے اتارا ہے اُسی کو پڑھیں اُسی کا ارادہ کرتے اُسی کی نیت رکھتے اور اپنے زعم میں یہی سمجھتے ہیں کہ یہ حرف جہاں تک ہم سے ادا ہو سکتا ہے اس کی یہی آواز ہے، مگر علمائے وہابیہ کو کہاں تاب کہ عجز و جہل کے طعنے سمجھیں، دقتوں دشواریوں کی کشاکش میں رہیں وہاں تو مذہب کی بنیاد ہی آرام پروری ہے۔ تراویح کی آٹھ، وتر کی ایک رکعت میں قسمت سے انھیں اوروں کے قول مل گئے ورنہ اصل مقصود ہی آرام نفس ہے۔ جاڑا لگتا ہے تیمم کر لو، جماع میں انزال نہ ہو غسل نہ کرو، سال دو سال خاوند کی خبر نہ آئے عورت کا نکاح کر دو، تین طلاقیں ایک جلسہ میں کہیں بے حلالے سمجھو، چھ چیز کے سوا سب میں سود روا، خون و مردار وغیرہ دو ایک چیزیں ناپاک، باقی تمام اشیاء حتیٰ کہ شراب بھی ظاہر۔ بے باک رفع ضرورت کو زنا سے خود اپنی بیٹی رضاعی، بھتیجی سوتیلی خالہ سب حلال بلکہ سگی چھوچی کے لئے بھی یہی خیال۔ انتہائے آرام طلبی یہ کہ وضو میں سر سے عمامہ دشوار اُپر ہی سے مسح کر لو۔ مولیٰ سبحنہ و تعالیٰ نے واصحوا برؤسکم فرمایا تم بعمامتکم سمجھو۔ وہ تو وہ، مشکل یہ ہے کہ ہاتھوں کے لئے حکم غسل آیا اور ان کے دھونے سے استینین دھونا دشوار تر کہ پہنچے بھی بھیگے اور کپڑا بھی تر، ورنہ انھیں ایدیکہ کی جگہ استینکم بنا لینا کیا دشوار تھا۔ یہاں ایک غیر مقلد صاحب کا قول تھا، صاحبو تم نے تہجد میں آپ دشواریاں لگالی ہیں ہماری تو جاڑے میں جب آنکھ کھلی تکیے پر ہاتھ مار کر منہ پر پھیر لئے اور چار پانی پر بیٹھے بیٹھے دو رکعتیں پڑھیں اور لحاف میں ڈبک رہے۔ مسلمانو! کریمہ لکم تجدوا ماء کے معنی سمجھے یعنی جب چار پانی پر رکھا ہوا گھڑاند ملے تو تکیے پر ہاتھ مار لو اگرچہ نام کو مٹی نہ غبار، نہ تکیہ دار کو مرض نہ آزار و لاحول ولا قوۃ الا باللہ الواحد القہار۔ یوں بھی جبکہ وہ قصدی تحریف ہے اور یہ عجز یا جہل یا خطا کی تصحیف تو وہی احمق بالانکار ہے، اور عوام کا ان کے علماء سے علم ہونا واضح و آشکار۔ اصل اس قدر ہے، آگے افراط و تفریط واجب الحذر۔ یہ جواب امورِ مسئلہ ہے اور اس مسئلہ خاص میں حق تحقیق حقیق بالقبول و عطر تنقیح اکابر فحول یہ ہے کہ مولیٰ عز وجل و تبارک و تعالیٰ نے قرآن عظیم اتارا اور ہمیں بحمد اللہ اس کے نظم و معنی دونوں سے متعبد کیا

ہر مسلمان پر حق ہے کہ اُسے جیسا اُترا ویسا ہی ادا کرے، حروف کی آواز بدلنے میں بیشمار جگہ الفاظ مہمل رہتے یا معنی کچھ سے کچھ ہو جاتے ہیں یہاں تک کہ معاذ اللہ کفر و اسلام کا فرق ہو جاتا ہے، آواز صحیح سے جو معنی تھے ایمان تھے اور بدلنے پر جو پیدا ہوئے اُن کا اعتقاد صریح کفر، تو معاذ اللہ وہ کلام اللہ کیونکر ہوا، آج کل یہاں عوام بلکہ اکثر خواص نے اس امر خطیر میں مدہانت و بے پروائی اپنا شعار کر لی فقیر نے بگویش خود مولوی صاحبوں، اصحاب وعظ و درس فتویٰ کو خاص پنچایت میں بر ملا پڑھتے سنا قل هو اللہ اھد، حالانکہ ہرگز نہ اللہ نے اھد فرمایا نہ امین وحی علیہ الصلوٰۃ و التسلیم نے اھد پہنچایا، نہ صاحب قرآن صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اھد پڑھایا، پھر یہ قرآن کیونکر ہوا۔ احد کے معنی ایک، اکیلا، شریک و نظیر سے پاک، نرالا۔ اور اھد کے معنی معاذ اللہ بزدل کمزور، فی القاموس الالہد الجبان نراد فی تاج العروس الضعیف (قاموس میں ہے الالہد بزدل، تاج العروس میں کمزور کا اضافہ کیا ہے۔ ت)

بہیں تفاوت رہ از کجاست تا بجای

(ان میں بڑا فرق ہے یہ کہاں اور وہ کہاں۔ ت)

لا جرم اس قدر تجوید کہ ہر حرف دوسرے حرف سے ممتاز اور تبدیل و تبلیس سے احتراز ہو، ہر مسلمان پر لازم ہے تصحیح خارج و اقامۃ حروف کا اہتمام فرض متعمم، علمائے متاخرین کا فتویٰ معاذ اللہ پر وائے پروائی نہیں کہ قرآن کو کھیل بنائے اور خلاف ما انزل اللہ جو جی میں آئے پڑھ لینا مناسب، باوصف قدرت تسلیم تعلیم نہ کرنا اور اس امر اہم کو ہلکا سمجھنا، غلط خوانی قرآن پر جحے رہنا، کون جائز کہے گا۔ اس سہل انگاری کی ایک نظیر سن چکے، اللہ کو احد ماننا اسلام اور معاذ اللہ اھد کہنا صریح دشنام، مانا کہ تمہیں قصد دشنام نہیں، پھر اس سے کیا ہوا کفر سے بچ گئے بات کی شاعت کیا جاتی رہے گی، تعریف کیجئے اور اسی کا قصد ہو مگر لفظ وہ نکلیں جو صریح ذم ہوں، کیا علمائے متاخرین اسے حلال بتا گئے ہیں؟ کلا، واللہ، حاشا للہ صحیح حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اذا لعس احدکم وهو یصلی فلیوقد حتی ینذهب عنہ النور فان احدکم اذا صلی

وہو ناعس لا یدری لعلہ ینذهب یستغفر فی سب نفسه - رواہ مالک و البخاری

لہ القاموس المحیط فصل الحار باب الدال مصطفیٰ البابی مصر ۳۶۱/۱

لہ تاج العروس شرح قاموس فصل الحار من باب الدال دار احیاء التراث العربی بیروت ۵۴۲/۲

لہ موطا الامام مالک باب ما جاء فی صلوٰۃ اللیل میر محمد کتب خانہ کراچی ص ۱۰۰

صحیح البخاری باب الوضوء من النوم قدیمی کتب خانہ کراچی ۳۴/۱

ومسلم وابوداؤد والترمذی وابن ماجہ عن ام المؤمنین الصديقة رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔

جب تم میں کسی کو نماز میں اُونگھ آئے تو سو جائے یہاں تک کہ نیند چلی جائے کہ اُونگھتے میں پڑھے گا تو کیا معلوم شاید اپنے لئے دُعاے مغفرت کرنے چلے اور بجائے دُعا بد دعا نکلے (اسے امام مالک، بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی اور ابن ماجہ نے حضرت ام المؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیا ہے۔ ت)

جب اُونگھتے میں نماز سے منع کیا کہ حتمال ہے شاید اپنے لئے دُعاے بد نکل جائے اگرچہ قصد دعا ہے تو خود جاگتے میں خود اللہ عز وجل کی شان میں سخت گستاخی کا کلمہ نہ فقط احتمالاً بلکہ تجربہً بارہا منہ سے نکالنا کیونکر گوارا ہو سکے اگرچہ قصدِ ثناء ہے۔ اتقان شریف میں ہے:

من المهمات تجويد القرآن وهو اعطاء الحروف حقوقها ورد الحروف الى مخرجها واصله ولا شك ان الامة كما هم متعبدون بفهم معاني القرآن واقامة حدوده هم متعبدون بتصحيح الفاظه واقامة حروفه على الصفة المتلقاة من ائمة القراءة المتصلة بالحضرة النبوية وقد عد العلماء القراءة بغير تجويد لحنًا ملخصًا۔

تجویدِ قرآن اہم امور میں سے ہے اور وہ حروف کو اُن کے حقوق دینا اور ہر حرف کو اس کے مخرج اور اصل کی طرف لوٹانا ہے، بلاشبہ امتِ مسلمہ جس طرح معانی قرآن کے فہم اور حدودِ قرآنی کے نفاذ میں پابند ہے اسی طرح وہ قرآن کے الفاظ کی تصحیح اور انھیں اسی طریقہ و صفت پر ادا کرنے کی بھی پابند ہے جس طرح ان کو قرأت کے ائمہ نے ادا کیا جن کا سلسلہ سند نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تک متصل ہے اور علمائے بغير تجويد کے قرآن پڑھنے کو لحن قرار دیا ہے ملخصاً (ت)

دیکھو کسی تصریح ہے کہ علماء کرام قرأت بے تجويد کو لحن بتاتے ہیں، اور احسن الفتاویٰ فتاویٰ بزازیہ میں فرمایا:

ان اللحن حرام بلا خلاف لہ

لحن سب کے نزدیک حرام ہے۔

ولہذا ائمہ دین تصریح فرماتے ہیں کہ آدمی سے کوئی حرف غلط ادا ہوتا ہے تو اس کی تصحیح و تعلم میں اس پر کوشش واجب۔ اگر کوشش نہ کرے گا معذور نہ رکھیں گے اور نماز نہ ہوگی، بلکہ جمہور علمائے اس سنی کی کوئی حد مقرر نہ کی اور حکم دیا کہ تا عمر شبانہ روز ہمیشہ جہد کئے جائے کبھی اس کے ترک میں معذور نہ ہوگا، یہی قول امام ابراہیم ابن یوسف و امام حسین بن مطیع کا ہے، محیط میں اسی کو مختار الفتویٰ فرمایا، خانیہ و خلاصہ و فتح القدیر و مرقا الفلاح و فتاویٰ الحجۃ و جامع الرموز و درمختار و ردالمحتار وغیرہا میں اسی پر جزم کیا، علامہ ابن النسخہ نے اسی کو محرر بتایا، علامہ ابراہیم حلبی نے غنیہ میں اسی کو معتمد فرمایا، اگرچہ امام برہان محمود نے ذخیرہ میں اس کو مشکل بتایا، امام ابن امیر الحاج نے اسی پر تعویل کی، علامہ طحاوی نے حاشیہ مرقا الفلاح میں اسی طرف میل کیا کہا بیتنا کل ذلك في فتاوانا (جیسا کہ یہ سارے کا سارا ہمارے فتاویٰ میں بیان کیا گیا ہے۔ ت) تو کیونکہ جائز کہ جہد و سعی بالائے طاق، سرے سے حرف منزل من القرآن کا قصہ ہی نہ کریں بلکہ عملاً سے متروک و مہجور اور اپنی طرف سے دوسرا حرف اس کی جگہ قائم کر دیں ہذا امنا لا یبیحہ شرع ولا دین والعیاذ باللہ سب العالمین (شریعت اور دین اس کی ہرگز اجازت نہیں دیتے اللہ تعالیٰ کی پناہ جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے۔ ت)

فقیر کہتا ہے غفر اللہ تعالیٰ لہ بعد اس کے کہ عرش تحقیق مستقر ہو چکا کہ قرآن نظم و معنی جمیعاً بلکہ نظم دال علی المعنی کا نام ہے اور نظم یہ حروف بہ ترتیب معروف اور باہم متبائن اور تبدیل جز مستلزم تبدیل کل فان المؤلف من مبائن مبائن للمؤلف من مبائن آخر (ایک مبائن حروف کا مجموعہ دوسرے مبائن حروف کے مجموعے کے مبائن ہوتا ہے۔ ت) میں نہیں جانتا کہ اس تبدیل قصدی و تحریف کلام اللہ میں کیا تفاوت مانا جائے گا۔ یہی منشا ہے امام فضلی و امام محمود و علامہ قاری وغیرہم کے اس حکم کا کہ جو قرآن مجید میں ض عمداً ظ سے بدلے کا فر ہے۔

اقول ولا حاجة الى استثناء "وما هو على الغيب بضنين" فان ههنا ليس اقامة الظاء مقام الضاد لان المكان ليس مكانها خاصة بل مكانهما جمعا على التوارد حيث قویٰ بہما فی القرآن فكان مثل صراط وسراط و بسطة و يبسط و يبسط و مصيطر و مسيطر الى اشباه ذلك بخلاف مغضوب و معظوب و بخلاف سجيل و صجيل فانه تبدل۔

اقول میری رائے یہ ہے کہ وما هو على الغيب بضنين کو مستثنیٰ کرنے کی ضرورت ہی نہیں کیونکہ یہاں ظاء کو ضاد کی جگہ رکھنا لازم نہیں آتا کیونکہ یہ صرف ضاد ہی کا مقام نہیں بلکہ یکے بعد دیگرے دونوں کی جگہ ہے کیونکہ ان دونوں حروف کے ساتھ قرأت قرآنی ثابت ہے جیسے صراط اور سراط، بسطة اور بطة،

برتنے میں کمی بھی نہ کرے، تو اب جو کچھ بھی ادا ہو گا صحت نماز کا فتویٰ دیں گے کہ مستحق ہو لیا اور عذر واضح ہو چکا اور عسر جانب یسر ہے،

قال الله تعالى لا يكلف الله نفسا الا وسعها ، وقال الله تعالى يريد الله بكم اليسر ولا يريد بكم العسر ، وقال تعالى ما جعل عليكم في الدين من حرج ، وقال صلى الله تعالى عليه وسلم يسروا ولا تعسروا لبشروا ولا تنفروا - رواه الشيخان عن انس رضي الله تعالى عنه -

اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے اللہ تعالیٰ کسی جان پر بوجھ نہیں ڈالتا مگر اس کی طاقت بھر۔ دوسرا فرمان ہے اللہ تعالیٰ تم پر آسانی چاہتا ہے اور تم پر دشواری نہیں چاہتا۔ تیسرے مقام پر فرمایا: اس نے تم پر دین میں کوئی تنگی نہیں رکھی۔ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے، آسانی پیدا کرو، مشکل میں نہ ڈالو، محبتیں پیدا کرو، نفرت نہ دلاؤ۔ اسے بخاری و مسلم نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے۔ (ت)

پھر ایسی حالت میں عند الانصاف اشتراک صفات خواہ اشتباہ اصوات کسی کی تخصیص نہیں ہو سکتی کہ تبراہ عجز ہے اختیاری نہیں اور غیر اختیاری پر حکم جاری نہیں کما قد منافی جعل الا تراك الحاء خاء و عوام عصر العلامة الشامی القاف همزة (جیسا کہ ہم نے پیچھے بیان کیا کہ ترک لوگ حار کو خار اور علامہ شامی کے زمانہ کے لوگ ق کو ہمزہ بنا دیتے ہیں۔ ت) اس تحقیق ایسی نئے اصرار ہو کہ یہ طائفہ جدید جس نے قصداً ضاد پڑھنا ٹھہرایا ان کی نماز تو باجماع ائمہ متقدمین و اتفاق اقوال مذکورہ متاخرین کبھی ولا الضالین تک نہیں پہنچنے پاتی، پہلی ہی رکعت میں مغضوب کی جگہ مغضوب پڑھا اور نماز رخصت ہوئی اب فعال بے معنی کہے جاؤ۔ اسی طرح اگر کوئی جاہل حرف منزل ض کا قصد نہ کرے بلکہ عمد اس کو دال خواہ کوئی حرف پڑھنا ٹھہر لے اس کی نماز بھی مخدوب سے آگے نہ چلے گی، تعلم مخرج و طریق ادا و قصد صحیح بقدر قدرت ہر شخص پر لازم، پھر جو کچھ ادا ہوا فتویٰ تیسیر صحت پر حاکم۔

نسأل الله تيسير كل عسيرانه وليه وعليه قد ير و صلى الله تعالى على البشير و

۲ القرآن الکریم ۱۸۵/۲

۲ القرآن الکریم ۲۸۶/۲

۲۸/۲۲

صحیح البخاری باب قول النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یسر و لا تعسر قیدی کتب خانہ کراچی ۹۰۴/۲
صحیح مسلم کتاب الجہاد والسير باب تائید الامار علی البعوث الخ ۸۳ و ۸۲/۲

النذیر والہ وصحبہ۔

ہم اللہ تعالیٰ سے سوال کرتے ہیں کہ وہ ہر مشکل کو آسان فرمادے کیونکہ وہی مالک ہے اور اس پر وہ قادر ہے، اللہ کی رحمتیں نازل ہوں اس ذاتِ اقدس پر جو بشیر و نذیر ہے آپ کی آل اور اصحاب پر بھی۔ (ت) بالجلہ عمدًا ظاد یا دوا و دونوں حرام، جو قصد کرے کہ بجائے وضو یا د پڑھوں گا اس کی نماز کبھی نام فائز تک بھی نہ پہنچے گی، مغدوب و مغضوب کہتے ہی بلاشبہ فاسد و باطل ہو جائے گی اور جو حرف منزل ہی کا قصد رکھتا اور اسی کو ادا کرنا چاہتا ہے پھر اگر ایسی جگہ غلطی پڑے جس سے معنی نہ بدلے تو نماز فاسد نہ ہوگی، اور اگر معنی بدل گئے تو دو حال سے خالی نہیں، یا تو یہ شخص اداے حرف پر قادر تھا براہ لغزش زبان یا جہلاً یا سہواً زبان سے نکل گیا تو ہمارے مذہب سیدنا امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ و محرر مذہب سیدنا امام محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک نماز مطلقاً فاسد، اور اگر یہ بدلا ہو اکلمہ قرآن مجید میں نہیں تو امام ابو یوسف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا بھی اتفاق ہو کر اجماع ائمہ متقدمین کہ نماز باطل ہے اور متاخرین کے اقوال کثیرہ و مضطرب ہیں۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۶ ص ۳۰۳ تا ۳۲۲)

(۱۷) قواعد تجوید کا انکار کرنے والوں اور اس کو ناحق بتانے والوں کے بارے میں فرمایا :
تجوید بنص قطعی قرآن و اخبار متواترہ سید الانس و الجن علیہ و علی آلہ افضل الصلوٰۃ والسلام و اجماع تام صحابہ و تابعین و سائر ائمہ کرام علیہم الرضوان المستدام حق و واجب، اور علم دین شرع الہی ہے۔ قال اللہ تعالیٰ :
وسمئل القرآن توتیلاً۔

اور قرآن کو خوب ٹھہر ٹھہر کر پڑھو۔ (ت)

اسے مطلقاً ناحق بتانا کلمہ کفر ہے، والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ ہاں جو اپنی ناواقفی سے کسی خاص قاعدے پر انکار کرے وہ اس کا جہل ہے اسے آگاہ و متنبہ کرنا چاہیے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۶ ص ۳۲۲ و ۳۲۳)
(۱۸) نماز میں دورانِ قرآن کسی نے کہا قال رسول اللہ، تو اس کی نماز فاسد ہوئی یا نہیں۔ اس کے جواب میں فرمایا :

اگر یہ شخص حدیث خوانی کا عادی تھا اس عادت کے مطابق زبان سے قال رسول اللہ نکلا تو نماز فاسد ہو گئی لانہ من کلامہ ولیس ثناء او دعاء بل اخبار (کیونکہ یہ اس کا اپنا

کلام ہے ثنا اور دُعا نہیں بلکہ خبر دینا ہے۔ (ت) اور اگر ایسا نہ تھا تو نماز فاسد نہ ہوگی کہ یہ جملہ آیہ کریمہ کا مُکڈا ہے، قال اللہ تعالیٰ :

فَقَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللَّهِ نَاقَةَ اللَّهِ وَسُقْيَاهَا۔

تو ان سے اللہ کے رسول نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے ناقة اور اس کی پینے کی باری سے بچو۔ (ت)
(فتاویٰ رضویہ ج ۶ ص ۳۲۷)

(۱۹) نمازیں فرض قرارة کی مقدار بیان کرتے ہوئے فرمایا :

فرض صرف ایک آیت کی تلاوت ہے سورۃ فاتحہ سے ہو یا کسی سورت سے۔ قال اللہ تعالیٰ،
فَاقْرَءْ وَامَّا تيسر من القرآن۔

قرآن سے جو آسان ہو وہ پڑھو۔ (ت) (فتاویٰ رضویہ ج ۶ ص ۳۳۳)

(۲۰) نفل پڑھنے والے نمازی کے پاس قرآن باواز بلند پڑھنے کے بارے میں فرمایا :

حدیث صحیح میں قرآن مجید باواز ایسی جگہ پڑھنے سے جہاں لوگ نماز پڑھ رہے ہوں ممانعت فرمائی ہے اور قرآن عظیم نے حکم فرمایا ہے کہ جب قرآن پڑھا جائے کان لگا کر سنو اور چپ رہو۔ تو ایسی جگہ جہر سے پڑھنا ممنوع اور دویا زیادہ آدمیوں کا باواز پڑھنا اور شدید ممنوع کہ مخالف حکم قرآن اور قرآن عظیم کی بے حرمتی ہے، اُن لوگوں کو چاہئے کہ آہستہ پڑھیں، اور نفل پڑھنے والے نفل سے نہیں روکے جاسکتے، نفل نماز مستحب تلاوت سے افضل ہے کہ اس میں تلاوت بھی ہے رکوع سجدہ بھی۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۶ ص ۳۳۸)

(۲۱) اس قدر تجوید کہ ہر حرف اپنے غیر سے ممتاز رہے ضروری ہے۔ چنانچہ فرمایا :

تمام کتابوں میں تصریح ہے کہ ایک حرف کی جگہ دوسرے سے تبدیل اگر عجزاً ہو تو مذہب صحیح و معتمد میں اور خطا ہو تو ہمارے ائمہ مذہب کے نزدیک مفسد نماز ہے جبکہ مفسد معنی ہو یا امام ابی یوسف کے نزدیک جبکہ وہ کلمہ قرآن میں نہ ہو، اور اس سے بچنا بے تعلیم تمایز حروف ناممکن اور فساد نماز سے بچنا فرض عین ہے۔

قال اللہ تعالیٰ "وَلَا تَبْطُلُوا اَعْمَالَكُمْ"

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے : تم اپنے اعمال باطل نہ کرو۔ (ت)

ہوگی، جھول کر ہے تو سجدہ سہو واجب ہوگا اور قصد اسے تو نماز پھیرنی واجب ہوگی، اور بلا عذر ہے تو گنہگار بھی ہوگا، مثلاً تین آیتیں یہ ہیں ثم نظر ثم عبس وبصر ثم ادبر واستكبر یا یہ الرحمن علم القرآن ۵ خلق الانسان ۶ ظاہر ہے کہ وہ دو آیتیں وان یکاد الذین کفروا بلکہ اس میں کی پہلی ہی آیت ان تین چھوٹی آیتوں سے بڑی ہے تو نماز مع واجب ادا ہوگئی دہرانے کی حاجت نہیں۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۶ ص ۳۴۷)

(۲۴) ایک جاہل واعظ کے بارے میں پوچھا گیا جو کہتا ہے (۱) جو شخص مسجد کا دروازہ بعد نماز عشاء مقفل کرے اس مسجد میں نماز پڑھنی قطعی حرام اور وہ شخص سنگسار کیا جائے (۲) وہ بغیر علم کے ترجمہ قرآن کرتا ہے (۳) وہ کتابوں کے جھوٹے حوالے دیتا ہے۔ (۴) اس کے پیچھے نماز کا کیا حکم ہے۔ ان سوالات کے جواب میں فرمایا :

(۱) مسئلہ مسجد میں خدا اور رسول پر دوافر اور کئے، ایک یہ کہ اس مسجد میں نماز حرام، دوسرا یہ کہ وہ آدمی سنگسار کیا جائے۔ پہلے افتراسے وہ ان لوگوں میں داخل ہوا جنہیں قرآن عظیم نے فرمایا، ومن اظلم ممن منع مسجد اللہ ان ینذکر فیہا اسمہ وسعی فی خرابہا ۱؎ اس سے بڑھ کر ظالم کون جو خدا کی مسجدوں کو ان میں یاد الہی ہونے سے روکے اور ان کی ویرانی میں کوشش کرے۔ (ت)

اور دوسرے سے وہ بے گناہ مسلم کے ناحق قتل کا فتویٰ دینے والا ہوا، علما صاف اجازت دیتے ہیں کہ حاجت کے وقت غیر اوقات نماز میں حفاظت کے لئے دروازہ مسجد بند کرنا جائز ہے۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۶ ص ۳۹۴)

(۲) بے علم وفہم ترجمہ قرآن مجید میں دخل دینا گناہ کبیرہ ہے، خود قرآن مجید فرماتا ہے :
امر تقولون علی اللہ ما لا تعلمون ۲؎

یا تم اللہ کے بارے میں وہ بات کہتے ہو جو تم نہیں جانتے۔ (ت) (فتاویٰ رضویہ ج ۶ ص ۳۹۴)
(۳) کتابوں کے جھوٹے حوالے دینا کذب و افترار اور وہ بھی علماء پر اور وہ بھی امور دین میں، یہ سب سخت گناہ ہیں، مسائل میں علماء پر افترار، اشروع پر افترار، اور شرع پر افترار خدا پر افترار۔

قال الله تعالى ولا تقولوا لما تصف السنتكم الكذب هذا حلال وهذا حرام
لقتروا على الله الكذب ان الذين يفترون على الله الكذب لا يفلحون۔

ارشادِ ربّانی ہے، اور نہ کہو اسے جو تمہاری زبانیں جھوٹ بیان کرتی ہیں یہ حلال ہے اور یہ حرام ہے
کہ اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھو، بے شک جو اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھتے ہیں ان کا بھلا نہ ہوگا۔ (ت)
(فتاویٰ رضویہ ج ۶ ص ۳۹۵)

(۴) پس حتی الامکان ہرگز اس کی اقتدار نہ کریں اور جتنی نمازیں اس کے پیچھے پڑھ چکے ہوں سب پھریں
اور ان باتوں پر جو اس کے مدد و معاون ہیں وہ بھی جرم و گناہ میں اُس کے شریک ہیں۔
قال الله تعالى ولا تعاونوا على الاثم والعدوان۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: گناہ اور حد سے بڑھنے میں ایک دوسرے کی مدد نہ کرو۔ (ت)

(فتاویٰ رضویہ ج ۶ ص ۳۹۷)

(۲۵) مسائل حنفیہ مثلاً آئین بالخفا وغیرہ کو خرافات کہنے والا مولوی جو خود کو حنفی المذہب ظاہر کرتا ہے
اور مقلدین کو ذریعۃ الشیطان بھی کہتا ہے اس کے بارے میں فرماتے ہیں :
جو ذریعۃ الشیطان، کتاب و سنت کا منکر حنفیہ کو ام خصم اللہ تعالیٰ باللطف والا کرام کا نام رکھتا
ہے پُر ظاہر کہ وہ گمراہ خود کا ہے کو حنفی ہونے لگا اگرچہ کسی مصلحت دنیوی سے براہِ تفتیشِ شیعہ اپنے آپ کو
حنفی المذہب کہے کہ اُس کے افعال و اقوال مذکورہ سوال اس کی صریح تکذیب پر دال۔ منافقین بھی
تو زبان سے کہتے تھے، نشہد انک لرسول اللہؐ ہم گواہی دیتے ہیں کہ حضور اللہ کے رسول ہیں۔
مگر ان ملاعنہ کے گفتار و کردار اس جھوٹے اقرار کے بالکل خلاف تھے، قرآن عظیم نے اُن کے اقرار کو ان کے
منہ پر مارا :

والله يعلم انك لرسوله والله يشهد ان المنفقين لکذبون۔

اللہ خوب جانتا ہے کہ تم بیشک اس کے رسول ہو اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ منافق جھوٹے ہیں۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۶ ص ۳۹۸)

(۲۶) مزید فرمایا :

ہم چاروں (مقلدین ائمہ اربعہ) حقیقی بھائی ایک ماں باپ کی اولاد ہیں ، باپ ہمارا اسلام ،
 ماں ہماری سنت سننہ سید الانام علیہ علی آلہ افضل الصلوٰۃ والسلام ۔ انکار تو ان گمراہوں پر ہے جو
 تقلید ائمہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو معاذ اللہ شرک و حرام بتاتے اور مذاہب حقہ راشدہ اہل حق کا نام
 چوراہہ رکھتے ہیں ۔ وسیع العلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون (عنقریب ظالم جان لیں گے
 کہ وہ کس کروٹ پلٹا کھائیں گے ۔ ت)
 (فتاویٰ رضویہ ج ۶ ص ۴۱۵)

(۲۷) ایک فاسق و فاجر ، عیار و مکار امام جو علماء اہلسنت کے وعظ کو ناپسند جانتے ہوئے مسجد میں
 وعظ کرنے سے روکتا ہے ، بد عقیدہ لوگوں کے عقائد کی حمایت کرتا ہے ، بار بار توبہ کرتا ہے اور توبہ کرتا ہے ،
 اس کے بارے میں سوال کا جواب دیتے ہوئے فرمایا :

زید کے اکثر افعال مذکورہ فی السؤال فسق و گناہ کبیرہ ہیں اور خدا و رسول کی نافرمانی و ناراضی کے باعث
 خلق خدا کو گمراہ کرنا راہِ حق سے پھیرنا ، علمائے اہلسنت کی اہانت و تحقیر ، ان پر اقرار و بہتان ، خدا و رسول
 جن کی تعظیم کا حکم دیں خلق خدا کو ان کی عقیدت سے باز رکھنا فحش گالیاں خود کبیرہ ہیں موجب فسق مسقط شہاد
 خصوصاً جبکہ مسجد میں ہوں جہاں دنیا کا مباح کلام بھی نیکیوں کو ایسا کھاتا ہے جیسے آگ لکڑی کو ۔ کیا
 و مراد فی الحدیث عن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم (جیسا کہ حدیث میں نبی اکرم صلی اللہ
 تعالیٰ علیہ وسلم سے منقول ہے ۔ ت) وعظ علماء سے ناخوش ہونا اور انھیں وعظ سے منع کرنا ظلم
 ہے ۔ حق سبحانہ تعالیٰ فرماتا ہے :

ومن اظلم ممن منع مسجداً لله ان يذكر فيها اسمه وسعى في خرابها ۔^۳

کون زیادہ ظالم ہے اس سے جو رو کے خدا کی مسجدوں کو اس بات سے کہ ان میں ذکر کیا جائے

۱۔ القرآن الکریم ۲۶/۲۲۷

۲۔ کشف الخفا

تحت حدیث ۱۱۱۹

اجار علوم الدین

فضیلۃ المسجدا

دار الکتب العلمیۃ بیروت

مطبعة المشهد الحسين قاهره

۳۱۵/۱

۱۵۲/۱

۳۔ القرآن الکریم ۲/۱۱۴

اُس کا نام، اور کوشش کرے اُن کے ویران ہونے میں۔

اسی طرح وعظِ علما کو مکروہ سمجھ کے نہ سُنا اور وہاں سے چلا جانا، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے،

وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ ذَكَرَ بَيَّاتٍ رَبَّهُ فَأَعْرَضَ عَنْهَا وَنَسِيَ مَا قَدَّمَتْ يَدَاہُ أَنَا جَعَلْنَا عَلَىٰ قُلُوبِهِمُ أَكِنَّةً أَن يَفْقَهُوهُ وَفِي آذَانِهِمْ وَقْرًا۔

اور کون زیادہ ستمگار ہے اس سے جو نصیحت کیا گیا اپنے رب کی آیتوں سے تو ان سے منہ پھیر لیا اور بھول گیا جو آگے بھیجا اس کے ہاتھوں نے، بیشک ہم نے کر دیئے ان کے دلوں پر پردے اُس کے سمجھنے سے اور اُن کے کانوں میں ٹینٹ۔

مسلمانوں کے ساتھ عیاری و چالاکی اور انھیں دھوکے دینا فریب میں ڈالنا ایسے افعال کر کے جن کے سبب لوگوں کی نماز اُن کے پیچھے خراب ہو اُن کی تسکین کے لئے بظاہر توبہ کرنا اور انھیں باتوں کا مرتکب رہنا فتنہ ہے کہ اللہ کے نزدیک قتلِ ناحق سے زیادہ سخت ہے اور عذابِ جہنم کا موجب۔

قَالَ اللَّهُ تَعَالَىٰ وَالْفِتْنَةُ أَكْبَرُ مِنَ الْقَتْلِ، وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَىٰ إِنَّ الَّذِينَ فَتَنُوا الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ ثُمَّ لَمْ يَتُوبُوا فَلَهُمْ عَذَابُ جَهَنَّمَ وَلَهُمْ عَذَابُ الْحَرِيقِ۔

اللہ تعالیٰ کا ارشادِ گرامی ہے، اور فتنہ قتل سے بدتر ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کا یہ بھی فرمان ہے، بلاشبہ وہ لوگ جو مومن مردوں اور مومن خواتین کو فتنہ میں ڈالتے ہیں پھر توبہ نہیں کرتے اُن کے لئے جہنم کا عذاب ہے اور ان کے لئے جلانے والا عذاب ہے۔ (ت)

(فتاویٰ رضویہ ج ۶ ص ۴۴۵، ۴۴۶)

(۲۸) مزید فرمایا،

ذوالوجہین کو قیامت میں دُوزبانیں آگ کی دی جائیں گی۔
قرآن مجید اس حرکتِ شنیعہ کی مذمت سے مشحون ہے۔

قَالَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ يَخْدَعُونَ اللَّهَ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَمَا يَخْدَعُونَ إِلَّا أَنفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُونَ۔

لہ القرآن الکریم ۲/۲۱۷

لہ القرآن الکریم ۱۸/۵۷

لہ ۸۵/۱۰

۹۵/۸

دارالکتاب العربیہ بیروت

باب فی ذی الوجہین واللسانین

لہ القرآن الکریم ۲/۹

اللہ تعالیٰ نے فرمایا وہ دھوکا دینا چاہتے ہیں خدا اور مسلمانوں کو، اور حقیقت میں نہیں فریب میں ڈالتے مگر اپنی جانوں کو، اور انھیں بخر نہیں۔
اور فرماتا ہے :

اِذَا قَالُوا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قَالُوْا اِذَا خَلَوْا اِلٰى شَيْطٰنِهِمْ قَالُوْا اِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَهْزَءُوْنَ ۙ

جب مسلمانوں سے ملیں کہتے ہیں ہم مسلمان ہیں اور جب اپنے شیطانوں کے پاس اکیلے ہوں تو کہیں ہم تمہارے ساتھ ہیں ہم تو یوں ہی ٹھٹھا کرتے ہیں۔
الغرض زید کے فاسق ہونے میں کوئی شبہ نہیں، اور نماز فاسق کے پیچھے مکروہ ہے۔ علماء حکم دیتے ہیں کہ اس کے پیچھے نماز نہ پڑھے بلکہ دوسری مسجد میں چلا جائے۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۶ ص ۴۴۷)

(۲۹) افیونی کے پیچھے نماز پڑھنے کے بارے میں فرمایا :
اگر افیونی پینک کے زور میں ہو جب تو اس کی خود نماز باطل اور اس کے پیچھے اوروں کی بھی محض باطل۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :

لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْتُمْ سَكَرٰی حَتّٰی تَعْلَمُوْا مَا تَقُولُوْنَ ۙ

نماز کے قریب نہ جاؤ اس حال میں کہ تم نشہ میں ہو یہاں تک کہ جان لو کہ تم کیا کہہ رہے ہو۔ (ت)
اور اگر ہوش میں ہو جب بھی اس کے پیچھے نماز ممنوع ہے۔

لان الصلوة خلف الفاسق تکرہ کراہۃ تحریم کا حقیقہ فی الغنیۃ وغیرہا۔
کیونکہ فاسق کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے جیسا کہ اس مسئلہ کی تحقیق غنیۃ وغیرہ میں کی ہے۔ (ت)

اگر پڑھ لی ہو تو نماز پھر فی ضرور ہے اگرچہ فجر خواہ عصر خواہ مغرب کا وقت ہو۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۶ ص ۴۶۴)

۱۔ القرآن الکریم ۱۴/۲

۲۔ ۴۳/۴

۳۔

۳۔ غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلی فصل فی الامامۃ الخ سہیل اکیڈمی لاہور ص ۵۱۳

(۳۰) عدت کے دوران عورت کا نکاح عمدًا پڑھا دینے والے امام کے بارے میں فرمایا :
وہ نر فاسق ہی نہیں بلکہ گھلا گمراہ بد دین ہے۔ عدت کے اندر نکاح ناجائز و حرام قطعی ہے جس کی حرمت پر خود قرآن عظیم ناطق۔

قال الله تعالى والمطلقات يتربصن بأنفسهن ثلثة قروا
اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے : وہ عورتیں جو مطلقہ ہو جائیں وہ اپنے آپ کو تین حیض تک روکے رکھیں۔ (ت)

مسلمانوں پر فرض ہے کہ اُس کو مسجد سے معزول کریں، اسے امام بنانا گناہ ہے اور اس کے پیچھے نماز کم از کم سخت مکروہ ہے۔
(فتاویٰ رضویہ ج ۶ ص ۴۷۹، ۴۸۰)

(۳۱) حکام کے کہنے پر مسجد کو گرانے کے جواز کا فتویٰ دینے والے مولوی کے بارے میں فرمایا :
یہ شخص نبصِ قطعی قرآن شریف فاسق و فاجر ہے۔ قال اللہ تعالیٰ :
ومن اظلم ممن منع مساجد اللہ ان یذکر فیہا اسمہ وسعی فی خرابہا۔

اس سے بڑھ کر ظالم کون ہوگا جو باز رکھے خدا کی مسجدوں کو ان میں نامِ خدا لئے جانے سے اور کوشش کرے ان کی ویرانی میں۔

عذر اکراہ محض جھوٹا ہے، جو کمیٹیاں رائے زنی کے لئے مقرر کی جاتی ہیں ہرگز حکام کی طرف سے گلے پر چھری نہیں رکھی جاتی کہ اگر تم نے یوں رائے نہ دی یوں تو قتل کر دیے جاؤ گے یا زبان کاٹ لی جائے گی یا ہاتھ قلم کر دیئے جائیں گے، بلکہ رائے زنی کے معنی یہ ہوتے ہیں کہ ہر شخص آزادانہ اپنی رائے ظاہر کرے، ہاں دنیا پرست جیفہ خور خوشامد میں آکر دین و ایمان گنوا کر حکام پر جبر و اکراہ کا طوفان اٹھا کر بھیلہ کا ذبیحہ اکراہ چاہے مسجد ڈھائیں، چاہے خدا و رسول کو گالیاں سنائیں، چاہے دو کے آتے تین گائیں۔

وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون

عنقریب ظالم لوگ جان لیں گے کہ کس کروٹ پلٹا کھائیں گے۔ (ت)

ایسے لوگ نہ عند اللہ معذور ہو سکتے ہیں نہ عند الحکام مجبور۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۶ ص ۴۸۱، ۴۸۲)

(۳۲) جس شخص کی عورت اپنا سر اور ران ننگی رکھتی ہے اس کی امامت کے بارے میں فرمایا :
ران کھولنا حرام ہے ، اور اس آزاد عورت کو سر کھولنا بھی حرام ہے ۔ وہ عورتیں ان حرکات کی وجہ سے
فاسقہ ہیں ، اور شوہر پر فرض ہے کہ اپنی عورت کو فسق سے روکے ۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُوا أَنْفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا
اے ایمان والو! بچاؤ اپنی جانوں کو اور اپنے گھر والوں کو آگ سے ۔
اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

كَلِمَ سَرَايَ وَكَلِمَ مَسْئُولٍ عَنْ رَعِيَّتِهِ ۚ

تم سب اپنے متعلقین کے سردار و حاکم ہو اور ہر حاکم سے روز قیامت اس کی رعیت کے باب
میں سوال ہوگا ۔

تو یہ مرد کہ انھیں منع نہیں کرتے خود فاسق ہیں اور فاسق کے پیچھے نماز مکروہ ہے اور اسے امام
بنانا گناہ ہے ۔ غنیہ میں ہے :

لَوْ قَدْ مَوَّافَقًا يَأْتُمُونَ ۚ

اگر لوگوں نے فاسق کو امام بنایا تو وہ گنہ گار ہوں گے ۔ (ت)
بلکہ جب اس کی عورت بازار میں ران کھولے پھرتی ہے اور وہ منع نہیں کرتا تو دیوث ہے ۔

فِي الدَّرِّ الْمَخْتَارِ دِيْوثٌ مَنْ لَا يَغَارُ عَلَى امْرَأَتِهِ أَوْ مُحْرَمَةٍ ۚ

در مختار میں ہے وہ شخص دیوث ہوتا ہے جو اپنی بیوی اور کسی محرم پر غیرت نہ کھائے ۔ (ت)
ہاں اگر یہ منع کرے روکے جس قدر اپنی قدرت اس رسم شنیع کے مٹانے سے ہے صرف کرے اور پھر
عورت نہ مانے تو مرد پر الزام نہ رہے گا ۔ قال اللہ تعالیٰ ،
لَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَى ۚ

کوئی بوجھ اٹھانیوالی جان کسی دوسرے کا بوجھ نہ اٹھائے گی (ت) (فتاویٰ رضویہ ج ۶ ص ۴۴)

۱۔ القرآن الکریم ۶۶/۶

۲۔ صحیح البخاری باب الجمعة فی القری والمدن قدیمی کتب خانہ اصح المطابع کراچی ۱۲۲/۱

۳۔ غنیۃ المستملی شرح نیتہ لمصلی فصل فی الامامۃ سہیل اکیڈمی لاہور ص ۵۱۳

۴۔ در مختار باب التعزیر مطبع مجتہائی دہلی ۳۲۸/۱

۵۔ القرآن الکریم ۶۶/۱۶۴

(۳۳) مزید فرمایا :

عورت تو بے حجابی اسی طرح کرتی ہے مگر مرد اسے اپنی حد قدرت تک روکتا ہے منع کرتا ہے اور وہ نہیں مانتی، تو ان صورتوں میں شوہر پر کچھ الزام نہیں اور اس وجہ سے اس کے پیچھے نماز میں کراہت نہیں ہو سکتی۔ قال اللہ تعالیٰ :

لا تزر وازرة وزر اخرى

کوئی کسی دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا۔ (ت) (فتاویٰ رضویہ ج ۶ ص ۴۹۴، ۴۹۵)

(۳۴) یتیموں کا مال پوشیدہ لے جانے والے امام کے بارے میں فرمایا :

پرایا مال بے اذن شرعی خفیہ لینا چوری ہے اور چوری گناہ کبیرہ ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

لا یسرق السارق حین یسرق وهو مومن

چور چوری کرتے وقت ایمان سے الگ ہو جاتا ہے۔

اور یتیموں کا مال ناحق لینا سخت ترکبیرہ ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :

ان الذین یا کلون اموال الیتامی ظلما انہا یا کلون فی بطونہم ناسرا ویصلون سعیرا۔

جو لوگ یتیموں کا مال ناحق کھاتے ہیں وہ اپنے پیٹ میں زہری آگ کھاتے ہیں اور عنقریب دوزخ

میں جاتیں گے۔

یتیموں کا حق کسی کے معاف کئے معاف نہیں ہو سکتا یہاں تک کہ خود یتیم کا دادا یا ماں یا کسی نابالغ کے ماں باپ اس کا حق کسی کو معاف کر دیں ہرگز معاف نہ ہو گا فان الولاية للنظر لا للضرر (کیونکہ ولایت نگرانی کے لئے حاصل ہوتی ہے نقصان دینے کے لئے نہیں۔ ت) بلکہ خود یتیم نابالغ بھی معاف نہیں کر سکتے نہ ان کی معافی کا کچھ اعتبار ہے للحجۃ التامہ عما ہو ضرر (کیونکہ نقصان دہ معاملہ میں تصرف کرنے سے انھیں مکمل روک دیا گیا ہے۔ ت) محض یتیموں کا حق ضرر دینا پڑے گا اور جو نکلوا سکتا ہے اسے چاہئے کہ ضرر دلا دے، ہاں یتیم نابالغ ہونے کے بعد معاف کرے تو اس وقت معاف ہو سکے گا، مقتدیوں

۱۔ القرآن الکریم ۶/۱۶۴

کتاب الاشرار

قدیمی کتب خانہ کراچی

۸۳۶/۲

۲۔ صحیح البخاری

۳۔ القرآن الکریم ۴/۱۰

نے کہ ایسی حرکات ناشائستہ کے باعث ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھنی چھوڑ دی بہت اچھا کیا انھیں اسی کا حکم تھا کہماحققہ فی الغنیۃ عن فتاویٰ الحجۃ واقراء فی رد المحتار وقد تکرر بیانہ فی فتاویٰ (جیسا کہ فتاویٰ حجہ کے حوالہ سے غنیہ میں اس کی تحقیق کی ہے اور رد المحتار میں اسے برقرار رکھا۔ اس مسئلہ کا بیان ہمارے فتاویٰ میں متعدد جگہ پر موجود ہے۔ ت) جس شخص نے کچھ لے کر بعض ناحق باتیں امام کی طرف داری کے حق میں ملا دیں وہ ضرور آیہ کریمہ ولا تشتروا بآیتی ثمنًا قلیلًا اور آیہ کریمہ لا تلبسوا الحق بالباطل کا مورد ہوا۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۶ ص ۴۹۶، ۴۹۷) (۳۵) فرقہ وہابیہ غیر مقلدین کے اہلسنت کی مساجد میں آنے کے بارے میں فرمایا:

فی الواقع فرقہ غیر مقلدین گمراہ بدین ضالین مفسدین ہیں، انھیں امام بنانا حرام ہے ان کے پیچھے نماز پڑھنا منع ہے، ان سے مخالفت آگ ہے، انھیں مساجد میں ہرگز ہرگز نہ آنے دیا جائے۔ قال اللہ تعالیٰ:

وعہدنا الی ابراہیم واسمعیل ان طہرا بیتی ۛ

اور ہم نے ابراہیم واسمعیل سے یہ وعدہ لیا کہ وہ میرے گھر کو صاف رکھیں گے۔ (ت)

(فتاویٰ رضویہ ج ۶ ص ۴۹۹)

(۳۶) مزید فرمایا:

تو ایسے لوگوں کو خصوصاً بحال فتنہ و فساد کہ وہابیہ کی عادت قدیم ہے باوصف قدرت مساجد میں کیونکر آنے دیا جاسکتا ہے۔ قال اللہ تعالیٰ:

والفتنة اشد من القتل ۛ

فتنہ قتل سے بھی سخت تر ہے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۶ ص ۵۰۰)

(۳۷) کیا امامت میں شرعاً وراثت ہوتی ہے؟ اس کے جواب میں فرمایا:

امامت میں وراثت جاری نہیں ورنہ سہام فرائض پر تقسیم ہو اور بحکم آیہ کریمہ یوصیکم اللہ فی اولادکم للذکر مثل حظ الانثیین (اللہ تعالیٰ تمہیں اولاد کے بارے میں حکم دیتا ہے کہ دو بیٹیوں کے

برابر بیٹے کا حصہ ہوگا۔ (ت) دو ہر حصہ بیٹوں کو ملے اور اکہر بیٹیوں کو، اور حکم آیہ کریمہ فان کم ولد فلمن الثمن مما توکتم (اگر تمہاری اولاد ہو تو ان (یعنی بیویوں) کا تمہارے ترکہ میں سے آٹھواں حصہ ہے۔ (ت) آٹھویں دن کی امامت بی بی کو ملے بلکہ پیٹ کے بچے بھی امامت کا حصہ پائیں کہ شرعاً وارث تو وہ بھی ہیں عورات و اطفال کا اصلاً اہل امامت نہ ہونا ہی دلیل واضح کہ امامت میں وراثت نہیں کہ وراثت خاندانی اُسی شے میں جاری ہو سکتی ہے جو ہر وارث کو پہنچ سکے بلکہ سب کو معاً پہنچنا لازم، اور امامت میں تعدد محال، تو کس بنا پر کہا جاسکتا ہے کہ امام کے بعد اس کے وارثوں ہی میں امامت ضرور ہے۔ یہ صریح جہل مبین ہے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۶ ص ۵۱۳)

(۳۸) امامت اصل حق علماء دین کا ہے یا جاہلوں کا؟ اس کے جواب میں فرمایا :
امامت اصل حق حضور پر نور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ہے کہ نبی اپنی امت کا امام ہوتا ہے۔ قال اللہ تعالیٰ :
انی جاعلک للناس اماماً۔

بلاشبہ میں آپ کو لوگوں کا امام بنانے والا ہوں۔ (ت)
اب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تو نبی الانبیاء و امام الائمہ ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ اور ہر عاقل جانتا ہے جہاں اصل تشریف فرما نہ ہو وہاں اس کا نائب ہی قائم ہوگا نہ کہ غیر۔ اور تمام مسلمان آگاہ ہیں کہ علماء دین ہی نائبان حضور سید العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں نہ کہ جہاں، تو امامت خاص حق علماء ہے اس میں جہاں کو ان سے منازعت کا اصلاً حق نہیں، لہذا علماء کرام نے تصریح فرمائی ہے احق بالامامة العلم قوم ہے۔
تنویر الابصار و در مختار وغیرہا میں ہے :

الاحق بالامامة تقدیمها بل نصبها مجمع الانهر العلم باحكام الصلوة۔
امامت کے لئے مقدم ہونے بلکہ مقرر کرنے میں زیادہ حقدار وہ ہے مجمع الانهر جو شخص احکام نماز سے زیادہ آگاہ ہو۔ (ت)
(فتاویٰ رضویہ ج ۶ ص ۵۱۴، ۵۱۵)

(۹۳) آیت کریمہ میں اولی الامر سے مراد کون ہیں، اس سلسلے میں فرمایا،
اللہ عز وجل فرماتا ہے،

اطيعوا الله واطيعوا الرسول واولى الامر منكم

اللہ کی اطاعت کرو اور اس کے رسول کی اطاعت کرو اور اپنوں میں سے اولی الامر کی اطاعت کرو۔ (ت)

ائمہ دین فرماتے ہیں صحیح یہ ہے کہ آیہ کریمہ میں اولی الامر سے مراد علمائے دین ہیں نص علیہ العلامة الزرقانی فی شرح المواہب وغیرہ فی غیوہ (اس پر علامہ زرقانی نے شرح المواہب اور دیگر علمائے اپنی کتب میں تصریح کی ہے۔ ت) (فتاویٰ رضویہ ج ۶ ص ۵۱۶، ۵۱۷) (۴۰) احق بالامامۃ کے مسئلہ پر گفتگو کرتے ہوئے فرمایا،

زمانہائے خلافت میں سلاطین خود امامت کرتے اور حضور عالم ماکان و مایکون صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو معلوم تھا کہ ان میں فساق و فجار بھی ہوں گے، فرمایا کہ،
ستكون عليكم امراء يؤخرون الصلوة عن وقتها

تم پر ایسے امراء وارد ہوں گے جو نمازوں کو وقت سے مؤخر کریں گے۔ (ت)
اور معلوم تھا کہ اہل اصلاح کے قلوب ان کی اقتدار سے تنفر کریں گے اور معلوم تھا کہ ان سے اختلاف آتش فتنہ کو مشتعل کرنے والا ہوگا اور دفع فتنہ دفع اقتدار فاسق سے اہم و اعظم تھا۔
قال اللہ تعالیٰ،

والفتنة اكبر من القتل

فتنہ قتل سے بڑا و بدتر ہوتا ہے۔ (ت)

لہذا دروازہ فتنہ بند کرنے کے لئے ارشاد ہوا،

صلوا خلف كل بد و فاجر

ہر نیک و فاجر کے پیچھے نماز ادا کرو۔ (ت)

۱۔ القرآن الکریم ۵۹/۴

۲۔ مسند الامام احمد بن حنبل مروی عن عبادة بن الصامت دار الفکر بیروت ۳۱۴/۵

۳۔ القرآن الکریم ۲/۲۱۷

۴۔ السنن الکبریٰ للبیہقی کتاب الجنائز دار صادر بیروت ۱۹/۴

یہ اس باب سے ہے :

من ابتلی ببلیتین اختیار اھونہما۔

جو شخص دو مصیبتوں میں مبتلا ہو جائے تو ان میں سے آسان کو اختیار کرے۔ (ت)

اور فقہاء کا قول تجوز الصلوۃ خلف کل برو فاجر (ہر نیک و فاجر کے پیچھے نماز ادا کرنا جائز ہے۔ ت) اُسی معنی پر ہے جو اوپر گزرا کہ نماز فاسق کے پیچھے بھی ہو جاتی ہے اگرچہ غیر معین کے پیچھے مکروہ تنزیہی اور معین کے پیچھے مکروہ تحریمی ہوگی مگر ان مدعیوں کے لئے اس حدیث و فلسفہ میں کوئی حجت و سند نہیں جو از وصحت سے مساوات کیونکہ نکلی کہ منافی ترجیح ہو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :

امرنجعل المتقین کالفجار

کیا ہم صاحب تقویٰ کو فاجر لوگوں کے برابر کر دیں گے۔ (ت)

یہی فقہاء برابر تصریح فرماتے ہیں کہ امامت کا احق اعلم قوم کو ہے، اور فاسق کے پیچھے نماز مکروہ، پھر جواز بھی غیر نماز جمعہ و عیدین و کسوف میں ہے ان نمازوں کی شرط وہ تنگ ہے کہ بے امامت عامہ بمعنی مذکور کسی صالح متقی کے پیچھے بھی نہیں ہو سکتی کما تقدّم بیانہ۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۶ ص ۵۱۹)

(۴۱) اندھے کی امامت کے بارے میں مولانا رومی کے ایک شعر کا مطلب بیان کرتے ہوئے فرمایا :

حضرت مولوی قدس اللہ تعالیٰ اسرارنا بسرہ النوری اُن آنکھوں میں کلام فرماتے ہیں جن سے انھیں کام ہے جس کی چشم باطن روشن ہے اگرچہ علم بطور رسمی حاصل نہ کیا ہو علم رسمی کا عالم غیر عارف سے افضل و احق بالتقدیم ہے کہ علم لدنی علم رسمی سے بدرجہا اجل و اکمل ہے۔ قال اللہ تعالیٰ :

واتقوا اللہ وعلیٰ علمکم اللہ

اور اللہ سے تقویٰ اختیار کرو اور اللہ تعالیٰ ہی تمھیں علم کی دولت سے نوازتا ہے۔

وقال تعالیٰ :

قل هل یستوی الذین یعلمون والذین لا یعلمون

فرمادیجئے کیا علم والے اور بے علم برابر ہو سکتے ہیں۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۶ ص ۵۲۰، ۵۲۱)

(۴۲) حیات النبی اور زیارتِ مدینہ منورہ کے منکر امام کے بارے میں فرمایا،
خالد گمراہ بدین ہے اُسے امام بنانا جائز نہیں، حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بلکہ
جميع انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی حیات قرآن و حدیث و اجماع سے ثابت ہے اور زیارتِ
مدینہ طیبہ سے انکار رکھنا مسلمانوں کو لوٹانا کارِ شیطان و خلافِ رائے مسلمانان ہے۔
قال اللہ تعالیٰ،

و يتبع غير سبيل المؤمنين نوله ما تولى ونصله جهنم وساءت مصيرا
جو مومنین کے علاوہ کسی کے راستے کی پیروی کرتا ہے ہم اسے اس طرف پھیر دیتے ہیں جس طرف
وہ پھرتا ہے اور اُسے ہم جہنم میں ڈال دیں گے اور وہ پُراٹھکا تہ ہے۔ (ت)
(فتاویٰ رضویہ ج ۶ ص ۵۲۵)

(۴۳) فحش گوئی امام کے بارے میں فرمایا،
خصوصاً اگر اس فحش میں کسی مسلمان مرد یا عورت کو زنا کی طرف نسبت کرتا ہو جیسے آج کل فحش
لوگوں کی گالیوں میں عام طور پر رائج ہے جب تو اشد کبیرہ ہے۔ قال اللہ تعالیٰ،
يعظكم الله ان تعودوا لمثله ابدان كنتم مؤمنين
اللہ تمہیں حکم دیتا ہے تم آئندہ کبھی ایسی بات نہ کرو اگر تم اہل ایمان ہو۔ (ت)
بالجملہ شخص مذکور فاسق معین ہے اور فاسق معین کو امام بنانا گناہ اور اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی یعنی
پڑھنی منع ہے اور پڑھ لی ہو تو پھیرنی واجب۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۶ ص ۵۲۴)

(۴۴) ایسے سنی امام کے بارے میں فرمایا جس کی بیوی اور رشتہ دار روافض ہیں،
ایسی وجہ سے کسی کے قلب و عقیدہ پر حکم نہیں لگا سکتے، اور جب وہ اپنے آپ کو سنی
کہتا ہے اور اس کی کوئی بات عقیدہ اہلسنت کے خلاف نہیں تو بدگمانی کر کے رافضی ٹھہرا دینے کی
اجازت نہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے،

ولا تقولوا لمن اتى اليكم السلام لست مؤمناً
اور جو تمہیں سلام کرے اس سے یہ نہ کہو کہ تو مومن نہیں ہے۔ (ت)
(فتاویٰ رضویہ ج ۶ ص ۵۳۴)

(۴۵) خرافات و ہابیہ کے رد میں فرمایا :

اللہ عز وجل نے تو وجوب و ممانعت کا معیار یہ بتایا تھا :
وما اتکم الرسول فخذوه وما نہکم عنہ فانتهوا۔^۱

رسول جس بات کا تمہیں حکم دیں وہ اختیار کرو اور جس بات سے منع فرمائیں باز رہو۔ (ت)
مگر وہابی صاحبوں نے معیارِ ممانعت یہ رکھا ہے کہ جسے ہم منع کر دیں اس سے بچو اگرچہ اللہ و رسول نے کہیں منع نہ فرمایا ہو، غرض یہ اس کا شرک فی الرسالت ہے، اس کے پیچھے ہرگز نماز نہ پڑھی جائے۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۶ ص ۵۴۹)

(۴۶) قربانی کی کھال مدرسہ میں دینے کا وعدہ کر کے پھر نہ دینے والے کے بارے میں فرمایا :
اگر اپنی قربانی کی کھال مدرسہ میں دینے کو کوئی تھی پھر نہ دی تو بیجا ہے مگر چنداں الزام نہیں جبکہ کسی
عذر شرعی سے ایسا کیا ہو ورنہ اللہ عز وجل سے وعدہ خلافی ہے، چنانچہ نتیجہ بہت شدید ہے۔

قال اللہ تعالیٰ فاعقبہم نفاقا فی قلوبہم الی یوم یلقونہ بما اخلفوا اللہ ما
وعدوہ وہبہا کانوا یکذبون۔^۲

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے، تو اس کے پیچھے اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں نفاق رکھ دیا اس
دن تک کہ اس سے ملیں گے بدلہ اس کا کہ انھوں نے اللہ تعالیٰ سے وعدہ جھوٹا کیا اور بدلہ اس کا کہ
جھوٹ بولتے تھے۔ (ت)

(۴۷) مرکبِ کبیرہ اگر توبہ کرے تو اس کی امامت جائز، اور اس پر اعتراض غلط ہے۔ چنانچہ
فرمایا :

اللہ عز وجل توبہ قبول فرماتا ہے۔

هو الذی یقبل التوبۃ عن عبادہ۔^۳

وہ اللہ تعالیٰ ہے جو اپنے بندوں کی توبہ قبول فرماتا ہے۔ (ت)

اور سچی توبہ کے بعد گناہ بالکل باقی نہیں رہتے۔ حدیث میں ہے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

۱۔ القرآن الکریم ۵۹/۷

۲۔ ۷/۷۷

۳۔ ۲۲/۲۵

التائب من الذنب کمن لا ذنب له ۱؎
گناہ سے توبہ کرنے والا بے گناہ کے مثل ہے۔

توبہ کے بعد اُس کی امامت میں اصلاً حرج نہیں، بعد توبہ اس پر اس گناہ کا اعتراض جائز نہیں۔
(فتاویٰ رضویہ ج ۶ ص ۵۵۲)

(۴۸) بدگمانی سے بچنے کے بارے میں فرمایا،
اتهام اور بدگمانی تو شرعاً جائز نہیں۔ قال اللہ تعالیٰ؛
يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اجْتَنِبُوا كَثِيرًا مِّنَ الظَّنِّ إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ أَثْمٌ يُّه
اے ایمان والو! بہت گمانوں سے بچو بیشک کوئی گمان گناہ ہو جاتا ہے۔ (ت)
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا؛
ایاکم والظن فان الظن اکذب الحدیث ۳؎
بدگمانی سے بچو کیونکہ بدگمانی سب سے بڑی جھوٹی بات ہوتی ہے۔ (ت)

(فتاویٰ رضویہ ج ۶ ص ۵۵۳)

(۴۹) ایسے امام کے بارے میں فرمایا جس کے والدین اس پر ناراض ہوں؛
والدین اگر بلا وجہ شرعی ناحق ناراض ہوں اور یہ ان کی استرضائیں حدِ مقدور تک کی نہیں
کرتا تو اس پر الزام نہیں اور اس کے پیچھے نماز میں کوئی حرج نہیں، اور اگر یہ ان کو ایذا دیتا ہے اس
وجہ سے ناراض ہیں تو عاق ہے اور عاق سخت مرتکب کبیرہ ہے اور اس کے پیچھے نماز مکروہ کربھی
اور امام بنانا گناہ۔ اور اگر ناراضی تو ان کی بلا وجہ شرعی تھی مگر اس نے اس کی پروا نہ کی وہ کھینچے تو
یہ بھی کھینچ گیا جب بھی مخالف حکم خدا اور رسول ہے اُسے حکم یہ نہیں دیا گیا کہ ان کے ساتھ برابری کا برتاؤ
کرے بلکہ یہ حکم فرمایا گیا؛

واخفض لهما جناح الذل من الرحمة ۴؎

بجھا دے ماں اور باپ کے لئے ذلت و فروتنی کا بازو رحمت سے۔ (ت)

۱؎ سنن ابن ماجہ باب ذکر التوبہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۳۲۳

۲؎ القرآن الکریم ۴۹/۱۲

۳؎ صحیح البخاری کتاب الوصایا قدیمی کتب خانہ کراچی ۳۸۴/۱

۴؎ القرآن الکریم ۱۷/۲۴

اس کے خلاف واصرار سے بھی فاسق ہے، اور اس کے پیچھے نماز مکروہ۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۶ ص ۵۵۹)

(۵۰) زید و بکر آپس میں بد فعلی کے مرتکب ہوتے ہیں اور ان کے پدر و برادران انھیں منع نہیں کرتے بلکہ ان کی کمائی کھاتے ہیں ایسوں کی امامت کے بارے میں سوال کا جواب دیتے ہوئے فرمایا،
یہ سخت شدید گناہ کبیرہ ہے اور فاعل و مفعول بھی اگر بالغ و غیر مجبور ہوں فاسق ہیں، ان کی یہ حالت اگر صحیح طور پر معروف مشہور ہو یا وہ خود اقرار کرتے ہوں جس طرح یہاں زید کا اقرار مذکور ہے نہ صرف قیاسات و سوائے ظن جن کا شرع میں اعتبار نہیں بلکہ ان وجوہ پر کبیرہ کی نسبت کرنے والے خود ہی مرتکب کبیرہ ہوتے ہیں، اللہ عز و جل فرماتا ہے:

لَوْلَا اِذْ سَمِعْتُمُوهُ ظَنَّ الْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بِانْفُسِهِمْ خِيَرًا۔

کیوں نہ ہو جب تم نے اسے سنا کہ مومن مردوں اور عورتوں نے اپنوں پر نیک گمان کیا ہوتا۔ (ت)
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اَيَاكُمْ وَالظَّنَّ فَاِنَّ الظَّنَّ اَكْذَبُ الْحَدِيثِ

بدگمانی سے بچا کرو کیونکہ بدگمانی سب سے بڑا جھوٹ ہے۔ (ت)

اس پر لحاظ و کارروائی جائز نہیں بلکہ وجہ صحیح شرعی سے ثابت و معروف ہو تو فاسق معان ہیں ان کو امام بنانا گناہ، ان کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی کہ پڑھنا گناہ اور پھر نا واجب، اور اگر ثبوت شرعی و اقرار معروف نہ ہو مگر لوگوں میں افواہ رائج ہو جن کے سبب ان سے نفرت اور ان کی امامت میں جماعت کی قلت ہو تو اس حالت میں ان کی امامت مکروہ تنزیہی ہے،

وَاِنْ لَمْ يَثْبُتِ الذَّنْبُ بَلْ لَوْلَمْ يَكُنْ لَانَ الْمَنَاطِ النَّفَرَةُ كَمَنْ شَاعَ بَوْصَهُ وَالْعِيَاذُ بِاللّٰهِ تَعَالٰی۔

اگرچہ گناہ ثابت نہ ہو بلکہ ہو ہی نہ کیونکہ بنیاد تو نفرت ہے اس شخص کی طرح جس کا برص پھیل گیا ہو والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ (ت)

پدر و برادر اگر اس کے روکنے پر قادر ہیں اور نہیں روکتے یا اس فعل پر راضی ہیں تو وہ بھی

فاسق ہیں۔

قال اللہ تعالیٰ یا ایہا الذین امنوا قوا انفسکم واهلیکم نارا ووقودھا الناس و
الحجائر، وقال تعالیٰ کانوا لا یتناہون عن منکر فعلوا۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان مبارک ہے : اے اہل ایمان ! اپنے آپ کو اور اپنے اہل کو اس آگ سے
بچاؤ جس کا ایندھن لوگ اور پتھر ہوں گے۔ اور اللہ تعالیٰ کا یہ بھی فرمان ہے : وہ اس بُرے کام سے
منع نہیں کرتے تھے جو بُرے کام لوگ کرتے تھے۔ (ت)

اُن کی یہ حالت اگر معروف ہو تو اُن کا بھی وہی حکم ہے کہ انھیں امام بنانا گناہ اور ان کے پیچھے نماز
مکروہ تحریمی۔ فتاویٰ حجبہ وغنیہ میں ہے :
لوقد موافقا یا ثمونؑ

اگر انھوں نے فاسق کو مقدم کر دیا تو وہ گنہ گار ہوں گے۔ (ت)
اور اگر اس حرام کمائی سے اُن کا فائدہ لینا اُسی طرح یہ ثبوت شرعی ثابت ہو، نہ فقط اتنا کہا جاتا ہے
یہ کوئی چیز نہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :
بئس مطیۃ الرجل نزعوا۔ رواہ احمد و ابوداؤد عن حذیفۃ رضی اللہ
تعالیٰ عنہ۔

شک اور تخمینہ کی بنیاد پر خبر دینا قبیح ہے۔ اس کو امام احمد اور ابوداؤد نے حضرت حذیفہ رضی اللہ
تعالیٰ عنہ کے حوالے سے بیان کیا ہے۔ (ت)
تو حرام خور بھی ہیں، اور اول سے سخت تر۔ دُور کرنے کے سزاوار، اور اگر بقدر قدرت منع کرتے
ہوں اور وہ باز نہیں آتا اور یہ اس ملعون کمائی سے فائدہ نہیں لیتے تو ان پر الزام نہیں،

۱۰۱۶ / ۶۶

۴۹ / ۵

ص ۵۱۳ سہیل اکیڈمی لاہور

دار الفکر بیروت ۴۰۱ / ۵

آفتاب عالم پریس لاہور ۳۲۳ / ۲

فصل فی الامامة

عن حذیفۃ رضی اللہ عنہ

باب فی الرجل یقول زعموا

۳ غنیۃ مستملی شرح نیتہ المصلی

۴ مسند احمد بن حنبل

سنن ابی داؤد

قال الله تعالى لا تنزروا زمره و نزل اخری لہ

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے، کوئی بوجھاٹھانے والی جان دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گی۔ (ت) لیکن افواہ عام کی بنا پر نفرت و تعلیل جماعت ہو تو ان کی امامت مکروہ تہذیبی اور نامناسب ہوگی اگرچہ پہلی صورت کی طرح مکروہ تحریمی اور گناہ نہیں۔ یہاں بحمد اللہ تعالیٰ فتویٰ پر کوئی فیس نہیں لی جاتی، بفضلہ تعالیٰ تمام ہندوستان و دیگر ممالک مثل چین و افریقہ و امریکہ و خود عرب شریف و عراق سے استفادہ آتے ہیں اور ایک ایک وقت میں چار چار سو فتوے جمع ہو جاتے ہیں، بحمد اللہ تعالیٰ حضرت جلیل القدر سید العزیز کے وقت سے اس ۱۳۳۷ھ تک اس دروازے سے فتوے جاری ہوئے اکانوے برس، اور خود اس فقیر غفرلہ کے قلم سے فتوے نکلے تھے لیکن اللہ تعالیٰ اکاون برس ہونے کو آئے یعنی اس صفر کی ۴ تاریخ کو پچاس برس چھ مہینے گزرے، اس نو کم سنو برس میں کتنے ہزار فتوے لکھے گئے، بارہ مجلد تو صرف اس فقیر کے فتاوے کے ہیں، بحمد اللہ یہاں کبھی ایک پیسہ نہ لیا گیا نہ لیا جائے گا بعونہ تعالیٰ ولہ الحمد، معلوم نہیں کون لوگ ایسے پست فطرت و دنی ہمت ہیں جنہوں نے یہ صبیغہ کسب کا اختیار کر رکھا ہے جس کے باعث دور دور کے ناواقف مسلمان کئی بار پوچھ چکے ہیں کہ فیس کیا ہوگی؟ بھائیو! ما اسئلكم علیہ من اجرات اجری الاعلیٰ سرب العالمین میں تم سے اس پر کوئی اجر نہیں مانگتا میرا اجر تو سارے جہان کے پروردگار پر ہے اگر وہ چاہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(فتاویٰ رضویہ ج ۶ ص ۶۰ تا ۶۲)

(۵۱) مسلمانوں کو ناحق بدنام کرنے اور ان میں اشاعتِ فاحشہ کے مرتکب کے بارے میں فرمایا: اللہ عز وجل فرماتا ہے:

ان الذين يحبون ان تشيع الفاحشة في الذين امنوا لهم عذاب الیم في الدنيا والاخرة ۝

جو یہ چاہتے ہیں کہ مسلمانوں میں بے حیائی کی بات کا چرچا پھیلے ان کے لئے دنیا و آخرت میں دردناک عذاب ہے۔

لہ العتر ان الکیرم ۱۶۴/۶

۱۶۴/۲۶

۱۹/۲۴

جب اس پر دونوں جہان میں عذابِ شدید کی وعید ہے تو یہ بھی کبیرہ ہوا اور مکرکب کبیرہ فاسق، اور یہ فسق بالاعلان برسرِ مجلس وعظ ہوا تو اس وجہ سے بھی وہ شخص فاسق معلن ہوا اور اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی۔
(فتاویٰ رضویہ ج ۶ ص ۵۷۰)

(۵۲) مزید فرمایا:

ایسی حالتوں میں جو اس کی حمایت کریں اس کی امامت قائم رکھنا چاہیں مسلمانوں کے بدخواہ ہیں اور ان کی نمازوں کی خرابی بلکہ تباہی و بربادی چاہنے والے اور اللہ و رسول کے خائن۔ اللہ عز و جل فرماتا ہے:

ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان فی

گناہ اور حد سے بڑھنے پر ایک دوسرے کی مدد نہ کرو۔ (ت)

(فتاویٰ رضویہ ج ۱ ص ۵۷۱)

(۵۳) عالم اور سید میں زیادہ مستحقِ امامت کون ہے؟ اس سوال کے جواب میں فرمایا:

عالم بہر حال زیادہ مستحقِ امامت ہے جبکہ مبتدع یا فاسق معلن نہ ہو، اور دونوں عالموں میں جسے علمِ نماز و طہارت میں ترجیح ہو وہ مقدم ہے، اور اس میں مساوی ہوں تو قرارت و ورع و سن و غیر ہا مرجحات کے بعد شریف نسب سے ترجیح دی جائے گی، عالم ردیل کہنا بہت سخت لفظ ہے، عالم کسی قوم کا جو اگر عالمِ دین ہے اللہ کے نزدیک ہر جاہل سے اگرچہ کتنا ہی شریف ہو افضل ہے۔

قال اللہ تعالیٰ قل هل یستوی الذین یعلمون والذین لا یعلمون

اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے: تم فراؤ کیا علم والے اور بے علم برابر ہو سکتے ہیں؟ (ہرگز نہیں) (ت) مطلق فرمایا کہ جو عالم نہیں عالم کے برابر نہیں ہو سکتا، اس میں کوئی تخصیص نسب وغیرہ کی نہ فرمائی۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۶ ص ۵۷۶)

(۵۴) باجماعت نماز نہ پڑھنے والے مؤذن کے بارے میں فرمایا:

مؤذن کہ اتنی سی بات پر ترکِ جماعت کرتا ہے دوہرا گنہگار ہے، ایک جماعت چھوڑنے کا گناہ

دوسرا سخت گناہ یہ کہ اوروں کو اذان دے کر بلانا اور خود باز رہنا۔

قال الله تعالى يا ايها الذين امنوا لم تقولون ما لا تفعلون كبر مقتا عند الله ان تقولوا ما لا تفعلون

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے ایمان والو! کیوں کہتے ہو وہ جو (خود) نہیں کرتے، اللہ کو سخت ناپسند ہے یہ بات کہ وہ کہو جو نہ کرو۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۶ ص ۵۷۷، ۵۷۸)

(۵۵) قیام و نعت کی وجہ سے محفل میلاد میں شریک نہ ہونے والے امام سے متعلق سوال کے جواب میں فرمایا:

”تجلی الیقین“ کے کلمات سن کر اثر نہ ہونا اور نعت شریف کے اُن سوالوں پر خاموش رہنا اُس کے دل کی دبی آگ کو اور ظاہر کر رہا ہے۔

قال الله تعالى قد بدت البغضاء من افواههم وما تخفي ضد و مرهم اکبر قد بينا لكم الايات ان كنتم تعقلون

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: دشمنی اُن کے مونہوں سے ظاہر ہو گئی اور وہ جو اُن کے سینوں میں (غیظ و عناد) چھپا ہے اور زیادہ ہے ہم نے تم پر نشانیاں کھول دیں اگر تمہیں عقل ہو۔ (ت)

بالجملہ وہ یقیناً وہابی ہے اور وہابیہ قطعاً بے دین، اور بے دین کے پیچھے نماز محض ناجائز۔ فتح القدیر میں ہے:

مرروی محمد عن ابی حنیفة و ابی یوسف رضی اللہ تعالیٰ عنہما ان الصلوة خلف اهل الاهواء لا تجوز

امام محمد نے امام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا کہ اہل بدعت کے پیچھے نماز جائز نہیں ہے۔ (ت)

نماز درکنار بنص و آیت عظیم اُن کے پاس بیٹھنا حرام۔

قال الله تعالى و اما ينسيتك الشيطان فلا تقعد بعد الذكرى

۱۷ القرآن الکریم ۶۱/۲ و ۳

۱۸ ۱۱۸/۳

۱۹ فتح القدیر باب الامامة

مکتبہ نوریہ رضویہ کھر

۳۰ ۴/۱

مع القوم الظالمین۔

اللہ تعالیٰ کا فرمانِ مبارک ہے: اور جو کہیں تجھے شیطان بھلا دے تو یاد آنے پر ظالموں کے پاس مت بیٹھ۔ (ت) (فتاویٰ رضویہ ج ۶ ص ۵۸۰، ۵۸۱)

(۵۶) براہِ تقیہ خود کو حنفی کہنے والے غیر مقلد کی امامت کے بارے میں فرمایا: غیر مقلد کی امامت باطل ہے اور اس کے پیچھے نماز محض ناجائز، اور جب اس کا غیر مقلد ہونا ثابت و تحقیق ہے تو اس کا براہِ تقیہ اپنے آپ کو حنفی کہنا کچھ مفید نہیں۔

قال اللہ تعالیٰ اذا جاءك المنفقون قالوا انشهد انك لرسول اللہ واللہ یعلم انك لرسولہ واللہ یشہد ان المنفقین لکذبون۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: جب منافق تمہارے حضور حاضر ہوتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ بیشک حضور ضرور اللہ کے رسول ہیں، اور اللہ جانتا ہے کہ بیشک تم اس کے رسول ہو اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ بیشک منافق ضرور جھوٹے ہیں۔

استغفار کا حقدار ہر مسلمان ہے۔

قال اللہ تعالیٰ واستغفر لذنوبك وللمؤمنین والمؤمنات۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اور اے محبوب! اپنے خاصوں اور عام مسلمان مردوں اور عورتوں کے گناہوں کی معافی مانگو۔ (ت) (فتاویٰ رضویہ ج ۶ ص ۵۸۸)

(۵۷) بیوہ لپسر سے زنا کرنے اور مسجد میں ناصحین کو گالیاں بکنے والے امام اور اس کی اعانت کرنے والوں کے بارے میں فرمایا:

بیوہ لپسر کا جو واقعہ لکھا ہے اگر واقعی ہے اور حسبِ عادت زمانہ لوگوں کی بدگمانی نہیں جس پر وہ تہمت لگانے والے خود اسی اسی کوڑوں کے مستحق ہوں بلکہ ثبوت صحیح شرعی سے ثابت ہے تو ایسا شخص ہرگز میل جول کے قابل نہیں، مسلمانوں کو اس کے پاس بیٹھنا منع ہے۔

قال اللہ تعالیٰ واما ينسينك الشيطان فلا تقعد بعد الذکری مع القوم الظالمین۔
اللہ تعالیٰ کا ارشاد مبارک ہے: اور اے سننے والے! جب کہیں تجھے شیطان بھلا دے

تو یاد آنے کے بعد ظالموں کے پاس مت بیٹھ۔ (ت)
اور اسے امام بنانا حرام، فتاویٰ حج میں ہے،
ولو قد موافقاً یا شمولاً۔

اگر لوگوں نے فاسق کو امامت کے لئے مقدم کیا تو وہ گنہ گار ہوں گے۔ (ت)
مسجد میں گالیاں سخت حرام اور بیت اللہ کی بے ادبی ہے، اور ناصحوں کو نصیحت پر گالیاں دینا اور بھی زیادہ
خبیث اور شریعتِ مطہرہ سے سرتابی ہے، باطل پر اعانت حرام ہے۔
قال اللہ تعالیٰ ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے، گناہ اور زیادتی پر باہم تعاون نہ کرو۔ (ت)
ایسا شخص جس کی امامت شرعاً ممنوع ہے اگر جمعہ پڑھاتا ہو تو دوسری جگہ جمعہ پڑھیں۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۶ ص ۵۹۴، ۵۹۵)

(۵۸) دارِ اُھمی منڈے دعویہ دارانِ خلافت اور وہابی مولویوں کو بُرا کہنے والے امام کے بارے میں فرمایا،
ان وجہ سے امام مذکور کی امامت میں اصلاً کوئی خلل کیا کراہت بھی نہیں اور جو اس سبب سے اُس
کے پیچھے نماز حرام بتاتا ہے اللہ عز وجل ونبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وشریعتِ مطہرہ پر افرّا کرتا ہے
اس پر توبہ فرض ہے ورنہ سخت عذابِ نار و غضبِ جبار کا مستحق ہوگا۔ قال اللہ تعالیٰ،
ان الذین یفترون علی اللہ الکذاب لا یفلحون ۵ متاعِ قلیل ولہم عذاب
الیم ۶

وہ جو اللہ پر جھوٹا افرّا اٹھاتے ہیں فلاح نہ پائیں گے دُنیا کا تھوڑا برت لینا ہے اور ان کے لئے
دردناک عذاب ہے۔

وقال تعالیٰ :

ویلکم لا تفتروا علی اللہ کذاباً فیسحتکم بعذاب ۶

۱۔ غنیۃ المستملی شرح نیتہ المصلی فصل فی الامامۃ سہیل اکیڈمی لاہور ص ۵۱۳

۲۔ العتہ آن الکیم ۲/۵

۳۔ ۱۱۶/۱۴

۴۔ ۶۱/۲۰

تمھاری خرابی ہو اللہ پر جھوٹ نہ باندھو کہ تمھیں عذاب میں جھون ڈالے گا۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۶ ص ۵۹۸)

(۵۹) زانی جب تائب ہو جائے تو اس کی امامت درست ہے اور اس کی توبہ کو نہ ماننا گناہ ہے۔ چنانچہ فرمایا،

جب بعد توبہ صلاح حال ظاہر ہو اس کے پیچھے نماز میں عرج نہیں اگر کوئی مانع شرعی نہ ہو۔

اللہ عز وجل اپنے بندوں کی توبہ قبول فرماتا ہے اور گناہ بخشتا ہے۔

هو الذي يقبل التوبة عن عباده ويعفو عن السيئات

وہی اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے اور گناہ معاف کرتا ہے۔ (ت)

جو لوگ توبہ نہیں مانتے گنہگار ہیں، ہاں اگر اس کی حالت تجربہ سے قابل اطمینان نہ ہو اور یہ کہیں کہ تو نے توبہ کی اللہ توبہ قبول کرے، ہم تجھے امام اس وقت بنائیں گے جب تیری صلاح حال ظاہر ہو تو یہ بجا ہے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۶ ص ۶۰۵)

(۶۰) ایفونی کی امامت کے بارے میں فرمایا،

ایفونی اگر پینک میں ہو جب تو اس کے پیچھے نماز باطل محض۔

قال تعالى حتى تعلموا ما تقولون

اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے، حتیٰ کہ تم جان لو کہ تم کیا کہہ رہے ہو۔ (ت)

(فتاویٰ رضویہ ج ۶ ص ۶۰۶)

(۶۱) دیوث کی امامت کے بارے میں فرمایا،

زید اپنی زوجہ کے ایسے افعال پر اگر راضی ہے یا بقدر قدرت بند و بست نہیں کرتا تو بلاشبہ دیوث ہے اور اسے امامت سے معزول کرنا واجب، اور اس کے پیچھے نماز پڑھنا گناہ، اور اس کا پھیرنا لازم، اور اس کے حامی گنہگار۔

قال تعالى ولا تعاونوا على الاثم والعدوان

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے، گناہ اور زیادتی پر ایک دوسرے سے تعاون نہ کرو۔ (ت)

اور اگر وہ ان افعال پر راضی نہیں اور جہاں تک اس کا امکان ہے بند و بست کرتا ہے تو عورت کے افعال پر اس کا الزام نہیں۔

قال الله تعالى لا تؤذوا امرأة وزر اخریؕ

اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے، کوئی بوجھ اٹھانے والی جان کسی دوسرے کا بوجھ نہ اٹھائیگی (ت)
(فتاویٰ رضویہ ج ۶ ص ۶۰۹)

(۶۲) کسی کا یہ کہنا کہ مسجد ہماری ہے ہم جو چاہے کریں، اس سلسلے میں فرمایا،
مسجد ہماری ہے ہم جو چاہیں کریں، محض باطل ہے۔ مسجدیں اللہ عز و جل کی ہیں۔
ان المسجد لله فلا تدعوا مع الله احداً۔
یقیناً مسجدیں اللہ تعالیٰ ہی کی ہیں تو اس کے ساتھ کسی کی بندگی نہ کرو۔ (ت)
اس میں وہی کیا جائے گا جو حکم شرع ہے۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۶ ص ۶۱۵)

(۶۳) چھوٹی آستینوں والا کُرتا پہن کر نماز پڑھانے والے امام کے بارے میں فرمایا،
زید کے پیچھے نماز اگرچہ ہو جاتی ہے مگر کراہت سے خالی نہیں،
فانه اذن من ثياب مهنة والصلوة فيها مكروهة۔

کیونکہ یہ اس کے کام کاج والے کپڑے ہوں گے اور ان کے ساتھ نماز ادا کرنا مکروہ ہے۔ (ت)
جب وہ ذی علم ہے اور اسے سمجھایا جائے کہ دربار الہی بازار سے زیادہ قابلِ تعظیم و تذلل ہے۔
قال الله تعالى خذوا زينتكم عند كل مسجد، وقال ابن عمر الله احق
تزيين له۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے: جب تم نماز کے لئے مسجد میں جاؤ اپنی زینت اختیار کرو۔
اور حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ سب سے زیادہ اس بات کا حقدار ہے کہ اس کی بارگاہ
میں زینت اختیار کرے۔ (ت)

(فتاویٰ رضویہ ج ۶ ص ۶۱۹)

(۶۴) جوتے پہن کر نماز پڑھنے والے امام کے بارے میں فرمایا :
 تعظیم و توہین کا مدار عرف پر ہے ، عرب میں باپ کو کاف اور انت سے خطاب کرتے ہیں جس کا
 ترجمہ ”تُو“ ہے ، اور یہاں جو باپ کو ”تُو“ کہے بیشک بے ادب ، گستاخ اور اس آئیہ کریمہ کا
 مخالف ہے ،

لا تقبل لہما اف ولا تنہرہما وقل لہما قولا کریماً
 ماں باپ کو ”ہوں“ نہ کہہ ، نہ چھڑک ، اور ان سے عزت کی بات کہہ ۔ (ت)
 صد ہا سال سے عرف عام ہے کہ استعمالی جوتے پہن کر مسجد میں جانے کو بے ادبی
 سمجھتے ہیں ، ائمہ دین نے اُس کے بے ادبی ہونے کی تصریح فرمائی ۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۶ ص ۶۳۴)

(۶۵) شیخ ابن عربی ، مولانا روم اور مولانا جامی کی تکفیر کرنے والے غیر مقلد مولوی کا رد
 کرتے ہوئے فرمایا :

فقیر غفر اللہ تعالیٰ لہ کو زید و عمرو کی ذات سے عرض نہیں اور حضرات اولیائے کرام قدس
 اسرار ہم کی شان عظیم میں بعد وضوح حق اُس کلمہ ملعونہ کہنے کا جواب جو روز قیامت ملے گا بس ہے
 وہ حضرات جرات شعار جسارت و ثار جن کا مسلک عامۃ ائمہ و علمائے کبار کو عیاذاً باللہ مشرک بتائے
 اُن سے مدارک دقیقہ حقائق اولیائے رب تک نہ پہنچنے کی کیا شکایت کی جائے ، علاوہ بریں یہ مسئلہ خود اس
 قابل کہ اس میں ایک رسالہ مستقل تصنیف میں آئے ۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۶ ص ۶۴۹)

پھر اس کے بعد فرمایا :

و آیت کریمہ :

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّبِعُوْا اَیْدِیْہِمۡ

اُن کے ہاتھوں پر اللہ کا ہاتھ ہے ۔ (ت)

و آیت :

و ما رمیت اذ رمیت ولكن الله رمى بہ

اور اے محبوب! وہ خاک جو تم نے پھینکی تھی تم نے نہ پھینکی تھی بلکہ اللہ تعالیٰ نے پھینکی (ت)
و آیت :

فَاٰیْسَمَا تُولُوْا فِیْ وُجُوْهِ اللّٰهِ
تو تم جدھر منہ کرو اُدھر وجہ اللہ (خدا کی رحمت تمہاری طرف متوجہ) ہے۔

و آیت :

قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّیْ وَمَا اَوْتِیْتُمْ مِنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِیْلًا
تم فرماؤ رُوح میرے رب کے حکم سے ایک چیز ہے اور تمہیں اس کا علم نہ ملا مگر تھوڑا۔ (ت)

و آیت :

اٰتٰیْنٰهُ رَحْمَةً مِنْ عِنْدِنَا وَعَلَّمْنٰهُ مِنْ لَدُنَّا عَلَمًا
(تو ہمارے بندوں میں سے ایک بندہ پایا) جسے ہم نے اپنے پاس سے رحمت دی اور اسے
علم لدنی عطا کیا۔ (ت)

و آیت :

قَالَ اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِیْعَ مَعِيَ صَبْرًا ۝ وَكَيْفَ تَصْبِرُ عَلٰی مَا تَحِطُّ بِهٖ خُبْرًا ۝
کہا آپ میرے ساتھ ہرگز نہ ٹھہر سکیں گے اور اس بات پر کیونکر صبر کریں گے جسے آپ کا
علم محیط نہیں (ت)

و آیت :

قَالَ فَاِنْ اَتَّبَعْتَنِیْ فَلَا تَسْئَلْنِیْ عَنْ شَیْءٍ حَتّٰی اُحْدِثَ لَكَ مِنْهُ ذِكْرًا ۝
کہا تو اگر آپ میرے ساتھ رہتے ہیں تو مجھ سے کسی بات کو نہ پوچھنا سبب تک میں خود اس کا
ذکر نہ کروں۔ (ت)

و آیت :

فَاَنْطَلَقَا حَتّٰی اِذَا رَكِبَا فِی السَّفِیْنَةِ خَرَقَهَا قَالَ اٰخَرْتَهَا لِتَغْرِقَ اَهْلَهَا

۱۵	القرآن الکریم	۱۱۵/۲	۱۵	القرآن الکریم	۸۵/۱۷
۱۶	۱۸	۶۵	۱۸	۶۸ و ۶۷	۱۸
۱۷	۱۸	۷۰	۱۸		

لقد جئت شيئاً امراً ۝ قال الم اقل انك لن تستطيع معي صبراً ۝

اب دونوں چلے یہاں تک کہ جب کشتی میں سوار ہوئے تو اس بندہ نے اسے چیر ڈالا، موسیٰ علیہ السلام نے کہا کیا تم نے اسے اس لئے چیرا ہے کہ اس کے سواروں کو ڈبو دو بیشک یہ تم نے بُری بات کی، کہا میں نہ کہتا تھا کہ آپ میرے ساتھ ہرگز نہ ٹھہر سکیں گے۔ (ت) و آیت :

فانطلقا حتى اذا لقيا غلاما فقتله قال اقلنت نفساً تركية بغير نفس لقد جئت شيئاً نكراً ۝ قال الم اقل لك انك لن تستطيع معي صبراً ۝

پھر دونوں چلے یہاں تک کہ جب ایک لڑکا ملا تو اس بندہ نے اسے قتل کر دیا۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا کیا تم نے ایک ستھری جان بے کسی جان کے بدلے قتل کر دی، بیشک تم نے بہت بُری بات کی، کہا میں نے آپ سے نہ کہا تھا کہ آپ ہرگز میرے ساتھ نہ ٹھہر سکیں گے (ت) و آیت :

قال هذا فراق بيني وبينك سأنبئك بتاويل ما لم تستطع عليه صبراً ۝
کہا یہ (وقت) میری اور آپ کی جدائی کا ہے اب میں آپ کو ان باتوں کا پھیر (یعنی علت و وجہ) بتاؤں گا جن پر آپ سے صبر نہ ہو سکا۔ (ت) و آیت :

وما فعلته عن امري ۝ ذلك تاويل ما لم تستطع عليه صبراً ۝

اور یہ کچھ میں نے اپنے حکم سے نہ کیا، یہ پھیر (علت و وجہ) ہے ان باتوں کا جس پر آپ سے صبر نہ ہو سکا۔

وغیرہ ذلک آیات و احادیث سمجھ وال کے لئے علم باطن اور اُس کے رجال و مضائق محال و حقائق اقوال و دقائق افعال کا پتا دینے کو بہت ہیں۔

۱۔ القرآن الکریم ۱۸/۷۱

۲۔ " ۱۸/۷۲

۳۔ " ۱۸/۷۸

۴۔ " ۱۸/۸۲

ومن لم يجعل الله له نوراً فما له من نور۔

اور جسے اللہ تعالیٰ نور نہ دے اس کے لئے کہیں نور نہیں۔ (ت)

یا ہذا اس بحر عمیق کے لئے ساحل نہ یہ حضرات اُسی کی سیر کے قابل نہ اس معنی سے اصل غرض سائل۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۶ ص ۶۵۴ تا ۶۵۶)

(۶۶) غیر مقلدین کا رد کرتے ہوئے فرمایا،

بعینہ یہی حالت ان حضرات کی ہے۔ آیہ کریمہ:

اتخذوا احبارہم و سہبانہم اس بابا من دون اللہ۔

انھوں نے اپنے پادریوں اور جوگیوں کو اللہ تعالیٰ کے سوا خدا بنالیا۔ (ت)

کہ کفار اہل کتاب اور اُن کے عمائد و ارباب میں اُتری ہمیشہ یہ بیباک لوگ اہل سنت و ائمہ اہل سنت کو اس کا مصداق بتاتے ہیں۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۶ ص ۶۵۷)

(۶۷) مزید فرمایا:

خبر صادق مخبر صادق صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مطابق عبد الوہاب نجدی کے پیرو اتباع نے بحکم آنکہ ص

پدر اگر نتواند پدر تمام کند

(باپ اگر نہ کر سکا تو بیٹا تمام (مکمل) کر دے گا)

تیرھویں صدی میں حرمین طیبین پر خروج کیا اور ناکہ دنی کاموں ناگفتنی باتوں سے کوئی دقیقہ زلزلہ و فتنہ کا اٹھانہ رکھا۔

وسیعلم الذین ظلموا اے منقلب ینقلبون۔

اور اب جان جائیں گے ظالم کہ کس کدوٹ پلٹا کھائیں گے۔ (ت)

(فتاویٰ رضویہ ج ۶ ص ۶۵۸)

(۶۸) مزید فرمایا:

بانی فتنہ نے کہ اس مذہب نامذہب کا معلم ثانی ہوا وہی رنگ آہنگ کفر و شرک پکڑا کہ ان

معدودے چند کے سوا تمام مسلمان مشرک۔ یہاں یہ طائفہ بحکم الذین فرقوا دینہم وکانوا شیعاً (وہ لوگ جنہوں نے اپنے دین میں جداجدا رہیں نکالیں اور کئی گروہ ہو گئے۔ ت) خود متفرق ہو گئے ایک فرقہ بظاہر مسائل فرعیہ میں تقلید ائمہ کا نام لیتا رہا، دوسرے نے ص

قدم عشق پیشتر بہتر

(عشق کا قدم آگے بڑھانا ہی بہتر ہے)

کہہ کر اسے بھی بالائے طاق رکھا، چلے آپس میں چل گئی وہ انہیں گمراہ یہ انہیں مشرک کہنے لگے مگر مخالفت اہلسنت و عداوت اہل حق میں پھر ملتے واحدہ رہے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۶ ص ۶۵۹)

(۶۹) مزید فرمایا :

اُن کے بعض مکلبین اپنی اس شذوذ و قلت و مخالفت جماعت پر ناز کرتے اور احادیث جماعت و سواد اعظم کے مقابل آئیہ و لوا عجبك كثرة الجئیث (اگرچہ کچھ خبیث کی کثرت تعجب میں ڈال دے۔ ت) پڑھتے ہیں۔ یہ کیدان صاحبوں نے کہ تمام مذاہب باطلہ کے عطر مجموعہ ہیں حضرات روافض سے اڑایا وہ اپنی ذلت و قلت کو اپنی حقانیت کی حجت ٹھہراتے اور آیات قرآنیہ میں یونہی تخریض کر کے خواہی نخواہی مدعا پر جاتے ہیں۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۶ ص ۶۶۷)

(۷۰) مزید فرمایا :

ان کے بعض دلاوروں نے تصریحیں کی ہیں کہ اہلسنت کفار عربی ہیں ان کے خون و مال حلال بلکہ اس سے زائد شیطانی اقوال۔ موقع پائیں تو کیا کچھ نہ کر دکھائیں۔

قد بدت البغضاء من افواہہم و مات خفی صد و رہم اکبر۔

بغض و بیراں کی باتوں سے جھلک اٹھا اور وہ (غیظ و عناد) جو سینوں میں چھپائے ہیں اور

بڑا ہے۔ (ت)

ولا حول ولا قوۃ الا باللہ هو المستعان علی کل ذی شر۔

اس اللہ کے سوا کوئی طاقت و قوت نہیں رکھتا جو ہر شر کے خلاف مددگار ہے۔ (ت)

(فتاویٰ رضویہ ج ۶ ص ۶۶۹)

(۷۱) مزید فرمایا،
بدعتی مبغوضِ خدا ہے، اور مبغوضِ خدا سے نفرت و دوری واجب۔ ولہذا قرآن مجید میں
ارشاد فرمایا،

وَمَا يَنْبِيْنُكَ الشَّيْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرِیْ مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِیْنَ ۝
اور اگر شیطان تجھے بھلا دے تو یاد آئے پر ظالموں کے پاس نہ بیٹھ۔
اور اسی لئے احادیث میں فرقہ باطلہ سے قُرب و اختلاط کا منع آیا۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۶ ص ۶۷۵)
(۷۲) مزید فرمایا،

فسقِ سوم، عداوتِ عامہ اہلِ عرب و حجاز انھیں جو تعصب اُن کے ساتھ ہے یہی خوب
جانتے ہیں،

قَدِ بَدَتْ الْبَغْضَاءُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ وَمَا تُخْفِيْ صُدُوْرُهُمْ اَكْبَرُ ۝
یہ اُن کی باتوں سے جھلک اُٹھا وہ (غیظ و عناد) جو سینوں میں چھپائے ہیں اور بڑا ہے (ت)
اور اُن کی وجہ مخالفت مذہبی کے علاوہ بار بار بتکرار علمائے عرب کے فتاویٰ ان کی تفصیل و
تذلیل میں آنا اور بکرات و مرآت ان کے ہم مذہبوں کا وہاں ذلتیں اور سزائیں پانا جس کی حکایات خواص
عوام میں مشہور و مذکور، کچھ مدت ہوئی کہ ان کے پانچ مکتب مجاہر بنام مہاجر وہاں رہے اور اپنے
دام بچانے چاہے، حال کھلتے ہی تعزیر پاکر نکالے گئے جس پر ان کے ہمدردوں نے کہا کہ اہلِ عرب میں
مہاجروں کو نکال کر معاذ اللہ سواد الوجہ فی الدامین (دونوں جہان میں کالا چہرہ - ت)
حاصل کیا حالانکہ علاوہ اور باتوں کے ان سفیہان گستاخ نے یہ بھی نہ جانا کہ دارالاسلام سے
دارالاسلام کو جانا مہاجرت نہیں یہ صورت مجاورت ہے اور مجاورت خود مکروہ تحریمی، مگر افراد اولیاء اللہ
کے لئے، کماحققناہ بتوفیق اللہ تعالیٰ فی العطایا النبویۃ فی الفتاویٰ الرضویۃ (جیسا کہ
اللہ تعالیٰ کی توفیق سے ہم نے اس کی تحقیق اپنے فتاویٰ ”العطایا النبویۃ فی الفتاویٰ الرضویۃ“ میں
کی ہے - ت) تو وہ جہاں مدعیان فضل و کمال اس فعل میں بھی آثم تھے خصوصاً جبکہ وہاں جا کر
اشاعتِ بدعات چاہی - اللہ تعالیٰ فرماتا ہے،

وَمَنْ يَّرِدْ فِيْهِ بِالْحِزَادِ بِظُلْمٍ نَّذِقْهُ مِنْ عَذَابِ الْیَمِّ ۝

جو مکہ معظمہ میں براہِ ظلم کسی بے اعتدالی کا ارادہ کرے گا اسے دردناک عذاب چکھائیں گے۔
(فتاویٰ رضویہ ج ۶ ص ۶۸۳، ۶۸۴)

(۷۳) مزید فرمایا :

اگر یہ حضرات ان امور سے انکار کریں تو کیا مضائقہ، اُن سے کہتے،
تعالوا الی کلمۃ سواء بیننا و بینکم یہ

ایسے کلمہ کی طرف آؤ جو ہم میں اور تم میں یکساں ہے۔ (ت)

ہم اور تم سب مل کر ہریں کریں کہ مسائل مذہبی میں جو مسلک علمائے حرمین طیبین زادہما اللہ شرفاً و تعظیماً
کا ہے فریقین کو مقبول ہو گا اگر بے تکلف اس پر راضی ہو جائیں فہما، ورنہ جان لیجئے کہ یہ قطعاً اہل حرمین
کے مخالف مذہب اور سنیانِ ہند وغیرہ کے مثل اُن پاک مبارک شہروں کے علماء کو بھی معاذ اللہ مشرک
گمراہ و بددین جانتے ہیں پھر عداوت و بدخواہی نہ ہونا کیا معنی۔ اور خود اُن سے پوچھنے کی حاجت کیا ہے
علمائے حرمین حفظہم اللہ تعالیٰ کے فتاوے ان صاحبوں کے رد میں بکثرت موجود، انھیں سے حال
کھل جائے گا کہ مخالفانِ مذہب میں جیسا ایک دوسرے کو کہتا ہے دوسرا بھی اس کی نسبت وہی گمان
رکھتا ہے، عداوت ہو خواہ محبت دونوں ہی طرف سے ہوتی ہے، جب وہ اکابران کے عمامہ کو لکھ
چکے کہ :

اولئک حزب الشیطن الا ان حزب الشیطن ہم الخسرون۔

وہ شیطان کے گروہ ہیں، بیشک شیطان ہی کا گروہ گھائے میں ہے۔ (ت)

تو کیونکر معقول کہ یہ اُن کے دشمن نہ ہوں۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۶ ص ۶۸۵ و ۶۸۶)

(۷۴) مزید فرمایا :

جس نے ان کے اصول و فروع پر نظر کی ہے وہ خوب جانتا ہے کہ ان کی بنائے مذہب محبوبانِ خدا
کے نہ ماننے اور ان کی محبت و تعظیم کو جہاں تک بن پڑے گھٹانے مٹانے پر ہے یہاں تک اُن کے
بانی مذہب نے تصریح کر دی کہ اللہ کو مانے اور اس کے سوا کسی کو نہ مانے انتہی۔ اور چورسے چمار
اور ناکارے لوگ تو نوکِ زبان پر ہے، خود حضور سید المجتوبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نسبت صاف
کہہ دیا کہ وہ بھی مرکر مٹی میں مل گئے،

اشد مقت الله على كل من عادى رسول الله صلى الله تعالى على رسولہ
والہ وبارک وسلم۔

سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی ہر اس شخص پر ہے جو اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وآلہ وبارک وسلم کے ساتھ عداوت رکھے۔ (ت)
اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

والذین يؤذون رسول الله لهم عذاب الیم
جو لوگ ایذا دیتے ہیں اللہ کے رسول کو، ان کے لئے دُکھ کی مار ہے۔ (ت)

اور فرماتا ہے:

لعنهم الله في الدنيا والاخرة واعدا لهم عذاباً مهيناً
اللہ نے ان پر لعنت کی دنیا و آخرت میں اور ان کے لئے تیار رکھا ہے ذلت کا عذاب۔
(فتاویٰ رضویہ ج ۶ ص ۶۸۴، ۶۸۷)

(۷۵) مزید فرمایا:

اور رب العالمین جل مجدہ ان کے غلاموں یعنی شہدائے کرام کی نسبت ارشاد فرماتے:
ولا تقولوا لمن يقتل في سبيل الله اموات طبل احياء ولكن لا تشعرون
جو خدا کی راہ میں مارے جائیں انھیں مُردہ نہ کہو بلکہ وہ زندہ ہیں لیکن تمہیں خبر نہیں۔

اور فرمایا:

ولا تحسبن الذين قتلوا في سبيل الله امواتاً بل احياء عند ربهم يرزقون فرحين
خبردار شہیدوں کو مُردہ نہ جانیو بلکہ وہ اپنے رب کے پاس زندہ ہیں، روزی دیئے جاتے
ہیں شاد و شاد ہیں۔

اور ایک سفیہ مغرور محبوبانِ خدا سے نفور، خود حضور پر نور اکرم المحبوبین صلوات اللہ وسلامہ
علیہ وعلیہم اجمعین کی نسبت وہ ناپاک الفاظ کہے اور وہ بھی یوں کہ معاذ اللہ حضور ہی کی حدیث کا یہ مطلب
ٹھہرائے یعنی میں بھی ایک دن مر کر مٹی میں ملنے والا ہوں۔ قیامت میں ان شاء اللہ تعالیٰ مر کر مٹی میں

۲ القرآن کریم ۳۳/۵۷

۱ القرآن کریم ۹/۶۱

۳ القرآن کریم ۳/۱۶۹

۲ القرآن کریم ۲/۱۵۴

۵ تقویۃ الایمان الفصل الخامس فی رد الاشراک فی العادات اندرون لوہاری دروازہ لاہور ص ۴۲

ملنے کا مزا الگ کھلے گا اور یہ مجدا پوچھا جائے گا کہ حدیث کے کون سے لفظ میں اس ناپاک معنی کی بُوتھی جو تو نے ”یعنی“ کہہ کر محبوبِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر افترا کیا، حضور پر افترا خدا پر افترا ہے اور خدا پر افترا جہنم کی راہ کا پتہ لا سیرا۔

ان الذین یفترون علی اللہ الکذب لایفلحون ۵ متاعِ قلیل ولہم عذاب الیم ۵

بیشک وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھتے ہیں وہ فلاح نہیں پائیں گے۔ یہ دنیا متاعِ قلیل ہے اور ان کے لئے (آخرت میں) المناک عذاب ہے۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۶ ص ۶۸۷، ۶۸۸)

(۷۶) مزید فرمایا:

حدیث سے ثابت ہوا کہ حقیقت یہی لوگ جو ناحق مسلمانوں کو چنیں و چناں کہتے ہیں خود ہلاک عظیم کے مستحق ہیں۔ اور اللہ جل جلالہ فرماتا ہے:

فہل یہلک الا القوم الفاسقون ۱۱

کون ہلاک ہوا سوا فاسق لوگوں کے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۶ ص ۶۸۹)

(۷۷) مزید فرمایا:

مصنف کے نزدیک اتنی ہی بات سے اہل حق و مبطلین کا فرق ظاہر، والحمد للہ

سب العالمین ۵

قل کل یعمل علی شاکلتہ فربکم اعلم بمن ہوا ہدی سبیلا ۱۲

تم فرماؤ سب اپنے اپنے طریقے پر کام کرتے ہیں تو تمہارا رب خوب جانتا ہے کہ کون زیادہ راہ

پر ہے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۶ ص ۶۹۰)

(۷۸) مزید فرمایا:

ثم اقول آیہ کریمہ قل لا اجد فیما وحی الی محرما علی طاعم یطعمہ الآیۃ (محبوب

فرمادیجئے میں اپنے اوپر نازل شدہ وحی میں نہیں پاتا کسی کھانے والے پر کوئی کھانا حرام۔ ت)

سند کافی موجود، اور جس طرح نجاست بے نقل صحیح غیر معارض ثابت نہیں ہو سکتی اور اصل اشیا میں طہارت ہے، یوں ہی حرمت کا ثبوت بھی بے اس کے نہ ہوگا، اور اصل اشیا میں اباحت تو غیر مقلد کو ان چیزوں کے نوش کرنے میں کیا مضائقہ ہے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۶ ص ۶۹۳)

فتاویٰ رضویہ جلد ۷

(۱) ایک شخص قیلوہ ہمیشہ اس طرح کرتا ہے کہ اس کی نظر کی جماعت اُولے ترک ہو جاتی ہے، اور عذر اس کا خوف فوت تہجد ہے جائز ہے یا نہ۔ اس سوال کے جواب میں فرمایا، اس مسئلہ میں جواب حق و حق جواب یہ ہے کہ عذر مذکور فی السؤال سرے سے یہودہ و سہرا پا اہمال ہے وہ زعم کرتا ہے کہ سنت تہجد کا حفظ و پاس اُسے تفویض جماعت پر باعث ہوتا ہے اگر تہجد بروجہ سنت ادا کرتا تو وہ خود فوت واجب سے اس کی محافظت کرتا نہ کہ اُلٹا فوت کا سبب ہوتا۔

قال عز وجل ان الصلوة تنهى عن الفحشاء والمنكر
اللہ تعالیٰ نے فرمایا: بیشک نماز بیحیاتی اور بُری باتوں سے روکتی ہے۔

(فتاویٰ رضویہ جلد ۷ ص ۸۵)

(۲) مسلمان جا ر و ب کش کے شریک جماعت ہونے کے بارے میں فرمایا: بے شک شریک جماعت ہو سکتا ہے اور بیشک سب سے مل کر کھڑا ہوگا اور بیشک صف اول یا ثانی میں جگہ پایگا قیام کریگا، کوئی شخص بلا وجہ شرعی کسی کو مسجد میں آنے یا جماعت میں ملنے یا پہلی صف میں شامل ہونے سے ہرگز نہیں روک سکتا۔ اللہ عز و جل فرماتا ہے: ان المسجد لله بیشک مسجدیں خاص اللہ کے لئے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: العباد عباد الله بندے سب اللہ کے بندے ہیں۔

جب بندے سب اللہ کے، مسجدیں سب اللہ کی، تو پھر کسی بندے کو مسجد کی کسی جگہ سے بے حکم الہی کیونکر روک سکتا ہے۔ اللہ عز وجل نے کہ ارشاد فرمایا:

من اظلم ممن منع مسجد اللہ ان یذکر فیہا اسمہ

اس سے زیادہ ظالم کون جو اللہ کی مسجدوں کو روکے اُن میں خدا کا نام لینے سے۔
اس میں کوئی تخصیص نہیں ہے کہ بادشاہ حقیقی عز جلالہ کا یہ عام دربار خاں صاحب، شیخ صاحب، مغل صاحب یا تجار زمیندار معافی دار ہی کے لئے ہے کم قوم یا ذلیل پیشہ والے نہ آنے پائیں۔
(فتاویٰ رضویہ جلد ۷ ص ۱۳۲، ۱۳۳)

(۳) مزید فرمایا:

اگر کوئی کپتان یا کلکٹر صاحب یا جنٹ مجسٹریٹ صاحب یا اسسٹنٹ کمشنر صاحب یا جج ماتحت صاحب اگر شامل ہوں تو اُن کے برابر کھڑے ہونے کو تو فخر سمجھیں گے حالانکہ اللہ و رسول کے نزدیک یہ افعال اور پیشے کسی فعل مکروہ سے بدرجہا بدتر ہیں واللہ یقول الحق وھو یدل السبیل (اور اللہ تعالیٰ حق فرماتا ہے اور وہی سیدھی راہ کی ہدایت دینے والا ہے۔ ت)
(فتاویٰ رضویہ جلد ۷ ص ۱۳۵)

(۴) جماعت کے وقت حاضر ہونے کے باوجود جماعت میں شریک نہ ہونے والے کے بارے میں فرمایا:

اگر امام میں کوئی ایسا نقص ہو جس کے سبب اس کے پیچھے نماز فاسد یا مکروہ تحریمی ہو تو مثلاً قرآن عظیم غلط پڑھا جس سے نماز میں فساد آئے یا دہائی رافضی یا غیر مقلد ہو یا کم از کم تفضیلیہ یا فاسق ہونا، تو زید پر الزام نہیں، اور اگر بلا وجہ شرعی جماعت ترک کرتا ہے تو سخت گنہگار فاسق ہے، اس پر توبہ واجب ہے۔

قال اللہ تعالیٰ ومن یشاقق الرسول من بعد ما تبین لہ الھدی ویتبع غیر سبیل المؤمنین نوّٰہ ما تولى ونصلہ جہنم وساءت مصیرا

۱۔ القرآن الکریم ۲/۱۱۴

۲۔ " ۳۳/۴

۳۔ " ۲/۱۱۵

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: جو شخص ہدایت کے واضح ہونے کے بعد رسول کی مخالفت کرے اور
مومنین کے راستہ کے علاوہ کوئی دوسری راہ چلے اُسے ہم اُس کے حال پر چھوڑ دیں گے
اور ہم اسے جہنم میں داخل کریں گے جو نہایت بُرا ٹھکانا ہے۔ (ت)
بحکم قرآن ایسا معلن شخص کہ بلا عذر شرعی جماعت ترک کرے مستحق جہنم ہے خصوصاً ترک بھی
ایسا کہ جماعت ہوتی رہے اور یہ بیٹھا رہے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۷، ص ۱۳۷)

(۵) قرب فعل حرام بھی ممنوع ہے، چنانچہ فرمایا:
جس طرح فعل حرام حرام ہے یونہی وہ کام کرنا جس سے فعل حرام کا سامان مہیا اور اُس کا اندیشہ
حاصل ہو وہ بھی ممنوع ہے ولہذا حدود اللہ میں فقط وقوع کو منع نہ فرمایا بلکہ اُن کے قُرب سے بھی ممانعت
ہوتی کہ،

تلك حدود الله فلا تقربوھا

یہ اللہ کی حدود ہیں ان کے قریب نہ جاؤ۔ (ت) (فتاویٰ رضویہ ج ۷، ص ۱۵۱)
(۶) حدیث ”اذا جئت الصلوة فوجدت الناس فصل معهم وان كنت قد صليت
تكن لك نافلة وهذه مكتوبة“ کے بارے میں ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے فرمایا:
ان وصلیہ کا آخر کلام ہی میں آنا اور اس کے بعد جملہ اور وہ بھی کلام مستأنف ہی ہوتا سب باطل
و بے اصل ہے وہ کلام واحد کے وسط اجزا میں آتا ہے جیسا کہ قرآن مجید میں ہے:
قوله تعالى وما اكثرت الناس ولو حرصت بمؤمنين
اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے، اگرچہ آپ (ایمان پر) حریص ہیں مگر اکثر لوگ ایمان نہ لائیں گے۔ (ت)
(فتاویٰ رضویہ ج ۷، ص ۱۷۲، ۱۷۵)

(۷) اسی بحث میں فرمایا:

کنت اور قد بھی منافی شرطیہ نہیں، قد کا دخول خود فعل شرط پر ممنوع ہے فعلی
هذا لا تقول ان قد فعلت وان قد تفعل احد ”رضی“

یہاں فعل شرط کنت ہے جسے ابقائے معنی ماضی ہی کے لئے شرط کرتے ہیں
کقوله تعالى عن عبدة عيسى عليه الصلوة والسلام ”ان كنت قلتہ

فقد علمته وقوله تعالى عن شاهد يوسف عليه الصلوة والسلام "وان كان قميصه قد من دبري"

جس طرح اللہ تعالیٰ نے اپنے بندے حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ قول ذکر کیا "اگر میں نے یہ کہا ہے تو ضرور جانتا ہے" اللہ تعالیٰ نے حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کے گواہ کے حوالے سے فرمایا اگر ان کا قمیص پیچھے سے پھٹا ہے۔ (ت)

یعنی وہ فعل ماضی جسے شرط کرنا اور معنی ماضی پر باقی رکھنا منظور ہو، اگر اس پر ان داخل کرتے مستقبل کہ دیتا لہذا اسے خبر کان اور کان کو شرط کرتے ہیں اب وہ فعل اپنے معنی ماضی پر باقی رہتا ہے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۷، ص ۱۷۸، ۱۷۹)

(۸) اسی حدیث پر بحث کرتے ہوئے فرمایا:

اگر یہی مانا جائے کہ نافلہ پہلی اور مکتوبہ دوسری کو فرمایا تو فقیر کے ذہن میں یہاں ایک نکتہ بدیع ہے کہ نماز تنہا ناقص اور جماعت میں کامل ہے، جس نے فرض اکیلے پڑھ لئے پھر نادم ہو کر جماعت میں ملا تو قضیہ اصل و حکم عدل یہ ہے کہ اس کے فرض ناقص اور نفل کامل ہوتے مگر اس کی ندامت اور جماعت کی برکت نے یہ کیا کہ سرکار فضل نے اس کامل کو اس کی فہرست فرائض میں داخل فرمایا اور ناقص کو نفل کی طرف پھیر دیا تو یہ نفل کامل فرض لکھے گئے اور وہ فرض ناقص نفل میں محسوب ہوئے کہ کمال فرض کا جمال فضل پائے اور یہ اس کی رحمت سے بعید نہیں جو فرماتا ہے:

اولئك يبدل الله سيئاتهم حسنات

اللہ تعالیٰ لوگوں کے گناہوں کو نیکیوں کے ساتھ بدل دیتا ہے (ت)

جب اس کا کرم گناہوں کو نیکیوں سے بدل لیتا ہے نفل کو فرض میں گن لینا کیا دشوار ہے۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۷، ص ۱۸۳)

(۹) محض وسوسہ کی بنیاد پر امام کے بارے میں بدگمانی کرنے والے مقتدیوں سے متعلق فرمایا:

مقتدیوں کا یہ وسوسہ بدگمانی ہے اور بدگمانی حرام،

قال تعالى "يا ايها الذين امنوا اجتنبوا كثيرا من الظن ان بعض الظن

اشم، وقال صلى الله تعالى عليه وسلم اياكم والظن فان الظن اكل ذاب الحديث۔
 اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے، اے ایمان والو! بہت زیادہ ظن سے بچا کرو کیونکہ بعض ظن گناہ ہو جاتے
 ہیں۔ اور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، بدگمانی سے بچو کیونکہ بدگمانی سب سے بڑی جھوٹی
 بات ہے۔ (ت)
 (فتاویٰ رضویہ ج ۷ ص ۱۸۸)

(۱۰) صفوں میں مل کر کھڑے ہونے سے متعلق فرمایا،
 تراص یعنی خوب مل کر کھڑا ہونا کہ شانے سے شانہ پھلے۔ اللہ عز وجل فرماتا ہے،
 صفاکانہم بنیان مرصوص۔

ایسی صفت کہ گویا وہ دیوار ہے رانگا پلائی ہوئی۔
 رانگ پگھلا کر ڈال دیں تو سب درزیں بھر جاتی ہیں کہیں رخنہ فرجہ نہیں رہتا۔ ایسی صفت باندھنے والوں کو
 مولیٰ سبحنہ و تعالیٰ دوست رکھتا ہے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۷ ص ۲۲۲)

(۱۱) اس سوال کے جواب میں فرمایا کہ جھگڑا و مقتدی کا جماعت میں امام کو انتظار کرنا کیسا ہے؟
 امام کو ایسے شخص کا اتباع اور اس کی اُن نفسانی خواہشوں کا لحاظ ہرگز نہ چاہئے مگر جبکہ شہید و
 موذی ہو اور اس کے ترک انتظار میں منطہ فتنہ ہو تو مجبوری تا حد امکان کر سکتا ہے کہ فتنہ سے بچنا
 ضرور ہے۔ قال اللہ تعالیٰ،

الفتنة اشد من القتل۔

فتنہ قتل سے بدتر ہے۔ (ت)
 (فتاویٰ رضویہ ج ۷ ص ۲۲۹)
 (۱۲) اگر کوئی حرج نہ ہو تو وقت جماعت ہو جانے کے باوجود آنے والے نمازیوں کا انتظار کر لینا چاہئے۔
 چنانچہ فرمایا،

اُس فضیلت کے ملنے میں مسلمانوں کی اعانت ہوتی اور اس کا اجر عظیم ہے۔
 قال اللہ تعالیٰ تعاونوا علی البر والتقویٰ۔

۳۸۴/۱

قدیمی کتب خانہ کراچی

کتاب الوصایا

۴۷ القرآن الکریم ۱۹۱/۲

۱ القرآن الکریم ۱۲/۴۹

۲ صحیح البخاری

۳ القرآن الکریم ۴/۶۱

۴ ۲/۵

اللہ تعالیٰ نے فرمایا، نیکی اور تقویٰ پر لوگوں کے ساتھ تعاون کرو۔ (ت)
یہاں تک کہ عین نماز میں امام کو چاہئے کہ اگر رکوع میں کسی کی پھل سُنے اور اُسے پہچانا نہیں تو وہ ایک تسبیح زیادہ کرے کہ وہ شامل ہو جائے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۷، ص ۲۳۰)
(۱۳) امام جب ایسی غلطی کرے جو موجب فساد نماز ہو تو اس کا بتانا اور اصلاح کرانا ہر مقتدی پر فرض کفایہ ہے، اس سلسلے میں فرمایا:

ان میں سے جو بتا دے گا سب پر سے فرض اُتر جائے گا اور کوئی نہ بتائے گا تو جتنے جاننے والے تھے سب ترکیب حرام ہوں گے اور نماز سب کی باطل ہو جائے گی۔
وذلك لان الغلط لما كان مفسدا كان السكوت عن اصلاحه ابطالا للصلوة وهو حرام بقوله تعالى ولا تبطلوا اعمالكم لہ

وجہ یہ ہے کہ غلطی جب مفسد ہو تو اس کی اصلاح کرنے پر خاموشی نماز کے بطلان کا سبب ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد مبارک کی وجہ سے حرام ہے کہ ”تم اپنے اعمال کو باطل نہ کرو“ (ت)
(فتاویٰ رضویہ ج ۷، ص ۲۸۰)

(۱۴) مقرر کردہ سامع کے غیر کو لقمہ دینے سے روکنا اور کسی ایسے فعل کی وجہ سے دوسروں پر تشدد کرنا جس کا ارتکاب وہ خود بار بار کرتا ہو، اس سلسلے میں فرمایا:
حتی کہ بالغ مقتدیوں کی طرح تمیز دار بچہ کا بھی اس میں حق ہے کہ اپنی نماز کی اصلاح کی سب کو حاجت ہے۔ قنیدھ پھر بچہ پھر ہندیہ میں ہے،
وفتح المصنف اھق کالبالغ لہ

تمیز دار بچے کا لقمہ دینا بالغ کے لقمہ کے حکم میں ہے۔ (ت)
قوم کا کسی کو سامع مقرر کرنے کے یہ معنی نہیں ہوتے کہ اس کے غیر کو بتانے کی اجازت نہیں، اور اگر کوئی اپنے جاہلانہ خیال سے یہ قصد کرے بھی تو اس کی ممانعت سے وہ حق کہ شرع مطہر نے عام مقتدیوں کو دیا کیونکہ سلب ہو سکتا ہے اور اس کے سبب کسی مسلمان پر تشدد یا مسجد میں آنے سے ممانعت یا معاذ اللہ مسجد سے نکلنا دینا سب حرام ہے۔

ولا تعتدوا ان الله لا يحب المعتدين
زیادتہ نہ کرو اللہ دوست نہیں رکھتا زیادتی کرنے والوں کو۔

اور فرماتا ہے :

ومن اظلم ممن منع مسجد الله ان يذكر فيها اسمه۔

اس سے بڑھ کر ظالم کون جو اللہ کی مسجدوں کو ان میں نام خدا لینے سے روکے
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

من اذى مسلماً فقد اذانى ومن اذانى فقد اذى الله۔ مروا الطبرانی فی المعجم

الاوسط عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بسند حسن۔

جس نے کسی مسلمان کو ناحق ایذا دی اُس نے مجھے ایذا دی اور جس نے مجھے ایذا دی بیشک

اس نے اللہ عز وجل کو ایذا دی۔ اسے طبرانی نے معجم اوسط میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے
بسند حسن روایت کیا۔ (ت)

اور دوسرے کو منع کرنا اور خود مرتکب ہونا دوسرا الزام ہے ، اللہ عز وجل فرماتا ہے :

يا ايها الذين امنوا لم تقولون مالا تفعلون كبر مقتا عند الله ان تقولوا مالا تفعلون۔

اے ایمان والو! کیوں کہتے ہو جو خود نہیں کرتے اللہ کو سخت ناپسند ہے وہ بات کہ وہ بات کہو

جو خود نہ کرو۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۷ ص ۲۸۴، ۲۸۵)

(۱۵) قیام امام در محراب کے بارے میں کتاب الآثار کی عبارت ”واما نحن فلا نؤى باسالم“
پر بحث کرتے ہوئے فرمایا :

فقير كويد يغفر الله له امدفع تدافع ميان حكم سنيت وتجير بلا باس به بنظر ظاهر خود آسان ست

كلمة لا باس گاہے برائے دفع تو ہم باس آید گو آں کار سنت بلکہ واجب باش قال الله تعالى

ان الصفا والمروة من شعائر الله فمن حج البيت او اعتمر فلا جناح عليه ان يطوف بهما

عروہ بن الزبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما خالہ اش ام المؤمنین محبوبہ رب العالمین عائشہ صدیقہ بنت الصديق

۱۱۴/۲ القرآن الکریم

۱۹۰/۲ القرآن الکریم

۵۰۴/۱

مصطفیٰ البابی مصر

من تخطی الرقاب يوم الجمعة

الشرغیب والترغیب

۳۷۳/۴

مکتبۃ المعارف ریاض

حدیث ۳۶۳۲

المعجم الاوسط

۳۷۳/۴ القرآن الکریم

صلی اللہ تعالیٰ علیٰ بعلمہا الکریم وایہا وعلیہا وسلم را ازیں آیت پر سید وگفت فواللہ ما علیٰ احد جناحت لا یطوف بالصفاء والمروۃ ام المؤمنین فرمود بشس ما قلت یا ابن اخی ان ہذا لو کانت کما اولتہا علیہ کانت لاجناح علیہ ان لا یطوف بہما، وکنہما انزلت فی الانصار کا نوا قبل ان یسلموا یہلون لمناکہ الطاغیۃ التی کانوا یعبدونہا عند المثلل فکان من اہل یتخرج ان یطوف بالصفاء والمروۃ فلما اسلموا سئلوا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عن ذلک قالوا یا رسول اللہ انا کنا نتخرج ان نطوف بین الصفاء والمروۃ فانزل اللہ تعالیٰ ان الصفاء والمروۃ من شعائر اللہ الایۃ وقد سن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الطواف بینہما فلیس لاحد ان یتروک الطواف بینہما۔

فقیر (اللہ تعالیٰ اسے معاف کرے) کہتا ہے کہ اسے سنت قرار دینا اور "اس میں کوئی حرج نہیں" کہنا، اس پر منافات کا دور کرنا نہایت ہی آسان ہے کیونکہ "لاباس بہ" کے کلمات دفع وہم کے لئے بھی آجاتے ہیں اگرچہ وہ کام سنت بلکہ واجب بھی ہو۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے: "صفاء و مروہ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ہیں، پس جو بیت اللہ کا حج کرے یا عمرہ کرے اس پر کوئی گناہ نہیں کہ ان دونوں کا طواف کرے۔" حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اپنی خالہ ام المؤمنین محبوبہ محبوب رب العالمین حضرت عائشہ صدیقہ بنت صدیق (اللہ تعالیٰ ان کے مبارک خاوند، ان کے والد گرامی، خود ان کی ذات پر رحمت و سلام نازل فرمائے) سے اس آیت مبارکہ کے بارے میں پوچھے ہوئے کہا اللہ کی قسم صفاء و مروہ کا طواف نہ کرنے میں کوئی گناہ نہیں، تو ام المؤمنین نے فرمایا: اے بھتیجے! تو نے بہتر قول نہیں کیا اگر اس کا معنی یہی ہوتا جو تو نے کیا ہے تو اس کے الفاظ یوں ہوتے: "نہیں گناہ اس پر اگر وہ ان کا طواف نہ کرے۔" لیکن یہ تو انصار کے بارے میں نازل ہوئی جو اسلام سے پہلے مقام "مثلل" میں "مناکہ" کی عبادت کیا کرتے تھے تو ان میں سے جو شخص حج کے لئے آتا وہ صفاء و مروہ کے طواف میں حرج محسوس کرتا، جب انصار اسلام لائے تو انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اس کے بارے میں سوال کرتے ہوئے عرض کیا کہ ہم صفاء و مروہ کے طواف میں حرج محسوس کرتے ہیں، تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ "صفاء و مروہ اللہ تعالیٰ کی نشانیاں ہیں" (الایۃ) تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وسلم نے صفا و مروہ کے درمیان طواف کو سنت قرار دیا، تو اب کوئی ان کے طواف کو ترک نہیں کر سکتا۔
(فتاویٰ رضویہ ج ۷، ص ۳۲۸، ۳۲۹)

(۱۶) مسجد کی حقیقت و صورت پر گفتگو کرتے ہوئے فرمایا:

در آیه کریمہ انہا یحسب مسجد اللہ من امن باللہ و کریمہ ولا یتباشروہن و انقم
عاکفون فی المسجد و حدیث خیر البقاع المساجد و شر البقاع الاسواق مرواۃ الطبرانی
وابن جبان و المحاکم بسند صحیح عن ابی عمر و معنہ لمسلم عن ابی ہریرۃ و لاحمد
و المحاکم عن جابر بن مطعم رضی اللہ تعالیٰ عنہم عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم و حدیث لا صلوة لجار المسجد الا فی المسجد رواۃ الدارقطنی عن جابر و ابی ہریرۃ
وفی الباب عن الامیر المؤمنین علی و عن ام المومنین الصدیقۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کلہم
عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و اکثر احادیث و احکام فقہیہ متعلقہ بمساجد نظر اصلی
یا کلی ہمیں حقیقت است و اور اُصورتے ست کہ عبارت از بنائے مخصوص بروجہ مخصوص باشد در آیت کریمہ
لوکادفع اللہ الناس بعضهم ببعض لهدمت صوامع و بیع و صلوات و مساجد
یذکر فیہا اسم اللہ کثیراً و کریمہ و الذین اتخذوا مسجداً ضواً ۱

آیت مبارکہ ”اللہ کی مساجد وہی تعمیر کرتے ہیں جو اللہ پر ایمان لاتے ہیں“ آیت کریمہ جب
تم مساجد میں مصتکف ہو تو اپنی بیویوں سے مباشرت نہ کرو“ اور یہ حدیث کہ ”سب سے اعلیٰ جگہ
مساجد ہیں اور بدتر جگہ بازار ہیں“ اسے طبرانی، ابن جبان اور حاکم نے صحیح سند کے ساتھ حضرت

۱۔ القرآن الکریم ۱۸/۹

۲۔ ” ۱۸۷/۲

۳۔ مجمع الزوائد بحوالہ طبرانی عن ابن عمر باب فضل المسجد دار الکتب بیروت ۶/۲

الجامع الصغیر بحوالہ الطبک حدیث ۴۰۰۲ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۲۴۲/۲

کنز العمال فضائل المسجد حدیث ۲۰۴، ۲۰۵ و ۲۰۶ موسسۃ الرسالہ ۵۲/۷-۶۴۸

۴۔ سنن الدارقطنی کتاب الصلوۃ نشر السنۃ ملتان ۴۲۰/۱

۵۔ القرآن الکریم ۲۰/۲۲

۶۔ ” ۱۰۷/۹

عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اور مسلم نے اسی معنی کی روایت کی حضرت ابو ہریرہ سے اور امام احمد و حاکم نے حضرت جبیر بن مطعم سے اور انھوں نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بیان کی ہے۔ اور حدیث کہ ”مسجد کے پڑوسی کی نماز مسجد کے علاوہ نہیں“ اسے دارقطنی نے حضرت جابر اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے۔ اس سلسلہ میں امیر المؤمنین حضرت علی اور ام المؤمنین حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے۔ یہ تمام اور دیگر احادیث اور احکام فقہیہ کا تعلق بنظر اصلی یا کلی مسجد کی حقیقت کے ساتھ ہے، البتہ مسجد کی ایک صورت ہوتی ہے جو بنائے مخصوص بروج مخصوص سے عبارت ہے، درج ذیل آیات میں یہی صورت مراد ہے، ”اگر اللہ تعالیٰ بعض کو بعض کے ذریعے دفع نہ کرتا تو یہود و نصاریٰ کی عبادت گاہیں اور مساجد گرا دی جاتیں جن میں اللہ کا ذکر کثیر کیا جاتا ہے“، ”وہ لوگ جنہوں نے مسجد ضار کو بنایا۔ (ت)

(فتاویٰ رضویہ ج ۷، ص ۳۳۸، ۳۳۹)

(۱۷) تہجد کی شرعی حیثیت کے بارے میں بحث کے دوران فرمایا:

اب اس مبنیٰ کو دیکھئے تو اس میں بھی قول جمہور مذہب مختار و منصور حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حق میں فرضیت ہے اسی پر ظاہر قرآن عظیم شاہد اور اسی طرف حدیث مرفوعہ وارد۔
قال اللہ تعالیٰ یا ایہا المرءل قم الیلؕ وقال تعالیٰ ومن الیل فتہجد بہ۔
اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: اے چادر اور ٹھننے والے! رات کو قیام کیا کرو۔ دوسرے مقام پر فرمایا: رات کو تہجد ادا کیا کرو۔ (ت)

ان آیتوں میں خاص حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو امر الہی ہے اور امر الہی مفید وجوب۔

ولاینا قیہ قوله تعالیٰ نافلة فالنافلة الزیادة ای سرائدة فی فرائضک اوفی درجاتک بتخصیص ایجابہ بک فان الفرائض اعظم درجات واکبر تفضیلا بل مؤیدہ قوله تعالیٰ لك قال الامام ابن الہمام: سربہا یعطى التقیید بالمجرور ذلک فانه اذا کان النفل المتعارف یکون کذلک له ولغیرہ آھ۔

اللہ تعالیٰ کا نافلہ فرمانا اس وجہ کے منافی نہیں کیونکہ نافلہ کا معنی زائدہ ہے، اب معنی ہوگا کہ آپ کے فرائض یا درجات میں یہ اضافہ ہے کہ آپ پر یہ لازم واجب ہے کیونکہ فرائض سب سے بڑے درجے و فضیلت پر فائز کرنے کا سبب بنتے ہیں بلکہ اس کی تائید اللہ تعالیٰ کے ارشاد ”لک“ سے ہو رہی ہے۔ امام ابن ہمام کہتے ہیں کہ بعض اوقات مجرور ”ک“ کے ساتھ مقید کرنا اسی بات کا فائدہ دیتا ہے (یعنی یہ فرائض میں آپ کے لئے اضافہ ہے) کیونکہ متعارف نوافل صرف آپ ہی کے لئے نہیں بلکہ اس میں آپ اور دیگر لوگ مشترک ہیں۔ (ت)

(فتاویٰ رضویہ ج ۷، ص ۲۰۲، ۲۰۳)

(۱۸) مزید فرمایا:

هذا لا يقنع به القائل بالفرضية لانه يقول لعل ام المؤمنين اسادت ان صلوة الليل كانت فريضة على الامة ثم نسخها الله تعالى عن الامة و صارت نفلا و اما عليه صلى الله تعالى عليه وسلم فبقيت الفرضية كما كانت يظهر من خاتمة سورة المزمل اه اقول كانه يريد قوله تعالى علم ان لن تحصوه فتاب عليكم وقوله تعالى علم ان سيكون منكم مرضى و اخرون يضربون في الارض يبتغون من فضل الله فان الظاهر ان الخطاب فيه للامة.

جو حضور پر فرضیت تہجد کا قائل ہے وہ ام المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس فرمان سے قانع نہیں ہو سکتا کیونکہ وہ کہہ سکتا ہے آپ کا مقصد یہ بیان کرنا ہے کہ پہلے قیام شب امت پر فرض تھا پھر منسوخ ہو کر نفل ہو گیا۔ رہا معاملہ سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا تو وہاں یہ فسخ ہی باقی رہا جیسا کہ خاتمہ سورۃ سے ظاہر ہو رہا ہے اہ اقول شاید اس سے ان کی مراد خاتمہ سورۃ کے یہ الفاظ ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”وہ جانتا ہے اے مسلمانو! تم سے رات کا شمار نہ ہو سکے گا تو اس نے اپنے کرم سے تم پر رجوع فرمایا۔“ اور اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ”وہ جانتا ہے کہ عنقریب تم میں کچھ بیمار ہوں گے اور کچھ زمین پر سفر کریں گے اللہ کا فضل تلاش کریں گے“ کیونکہ ظاہر یہی ہے کہ یہاں خطاب امت کے لئے ہے۔ (ت)

(فتاویٰ رضویہ ج ۷، ص ۲۰۶)

(۱۹) مزید فرمایا :

ثُمَّ اَقُولُ (پھر میں کہتا ہوں - ت) بلکہ تحقیق یہ ہے کہ آخر سورۃ نے مطلق قیام لیل نسخ نہ فرمایا بلکہ اول سورۃ میں جو نصف شب یا قریب بہ نصف کے تقدیر تھی اُسے منسوخ فرما کر مطلق قیام کی فرضیت باقی رکھی ،

لِقَوْلِهِ تَعَالٰی فَاَقْرَأْ مَا تَسْمَعُ مِنَ الْقُرْآنِ ۔

کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے : اللہ تعالیٰ نے تم پر اپنے کرم سے رجوع فرمایا ہے کہ اب تم اتنا قرآن پڑھو جو تم پر آسان ہو۔ (ت)

اس کے بعد پھر دوبارہ نسخ مطلق ہو کر استجاب رہا ہے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۷، ص ۲۰۷)

(۲۰) سنن مسجد یا گھر میں پڑھنے کے بارے میں فرمایا :

بالجملہ اصل حکم استجابی ہی ہے کہ سنن قبلہ مثل رکعتین فجر و رباعی ظہر و عصر و عشاء مطلقاً گھر میں پڑھ کر مسجد کو جائیں کہ ثواب زیادہ پائیں ، اور سنن بعدیہ مثل رکعتین ظہر و مغرب و عشاء میں جسے اپنے نفس پر اطمینان کامل حاصل ہو کہ گھر جا کر کسی ایسے کام میں جو اسے ادائے سنن سے باز رکھے مشغول نہ ہو گا وہ مسجد سے فرض پڑھ کر پلٹ آئے اور سنتیں گھر ہی میں پڑھے تو بہتر ، اور اس سے ایک زیادت ثواب یہ حاصل ہوگی کہ جتنے قدم بارادہ بادائے سنن گھر تک آئے گا وہ سب حسنات میں لکھے جائیں گے۔

قَالَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰی وَنُكْتُبُ مَا قَدَّمُوا وَآثَارَهُمْ وَكُلُّ شَيْءٍ اَحْصَيْنَاهُ فِي

امام مبینؑ

اللہ تبارک و تعالیٰ کا فرمان ہے : ہم لکھ رہے ہیں جو انھوں نے آگے بھیجا اور جو نشانیاں پیچھے چھوڑ گئے اور ہر شے کو ہم نے کتاب مبین میں شمار کر رکھا ہے۔ (ت)

اور جسے یہ وثوق نہ ہو وہ مسجد میں پڑھ لے کہ لحاظ افضلیت میں اصل نماز فوت نہ ہو۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۷، ص ۲۱۵، ۲۱۶)

(۲۱) قنوت نازلہ کے بارے میں بحث کے دوران فرمایا :

اور صحاح ستہ میں بضمن حدیث ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے کہ ترک کا سبب نزول آیہ کریمہ

لیس لك من الامر شئ اويتوب عليهم اوعذبهم فانهم ظلمون (آپ کے ہاتھ میں معاملہ نہیں چاہے تو اللہ تعالیٰ ان کی توبہ قبول فرمائے یا انھیں عذاب دے کیونکہ یہ ظالم ہیں۔ ت) ہے، یہاں نظر و طرف جاتی ہے اگر معنی آیت مطلقاً ممانعت اور سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ترک فرمانا بر بنائے ارتفاع شریعت ہو یعنی فجر میں قنوت اصلاً مشروع نہ رہی تو عموم نسخ ثابت ہوگا اور اب قنوت نازلہ بھی منسوخ ٹھہرے گی، اور اگر معنی آیت اُن خاص لوگوں پر دعائے ہلاکت سے ممانعت ہو کہ اُن میں بعض علم الہی میں مشرف باسلام ہونے والے تھے اور سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ترک انھیں کے بارے ہو، نہ مطلقاً تو صرف نسخ عموم ہی ثابت ہوگا اور قنوت نازلہ مشروع رہے گی۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۷، ص ۴۹۹، ۵۰۰)

(۲۲) جس امر کی ممانعت قرآن و حدیث میں نہ ہو وہ ممنوع نہیں۔ اس ضابطہ کی تائید میں فرمایا:

المحلال ما احل الله في كتابه والحرام ما حرم الله في كتابه وما سكت عنه فهو مباح عفا عنه

حلال وہ ہے جو خدا نے اپنی کتاب میں حلال کیا، اور حرام وہ ہے جو خدا نے اپنی کتاب میں حرام بتایا اور جس سے سکوت فرمایا وہ عفو ہے۔

یعنی اس میں کچھ مواخذہ نہیں۔ اور اس کی تصدیق میں قرآن عظیم میں موجود کہ فرماتا ہے جلّ ذکرہ:

يا ايها الذين امنوا لا تسئلوا عن اشياء اتتكم تسؤكم وان تسئلوا عنها حين ينزل القران تبد لكم عفا الله عنها والله غفور رحيم
اے ایمان والو! وہ باتیں نہ پوچھو کہ تم پر کھول دی جائیں تو تمھیں بُرا لگے، اور اگر قرآن اترتے وقت پوچھو گے تو تم پر ظاہر کر دی جائیں گی اللہ نے اُن سے معافی فرمائی ہے، اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۷، ص ۵۸۱)

۱۔ القرآن الحکیم ۳/ ۱۲۸

۲۔ جامع الترمذی الباب اللباس باب الجار فی لبس القراء امین کمپنی دہلی

۲۰۶/۱

ص ۲۴۹

ایچ ایم سعید کمپنی کراچی

باب اکل الجبن والسمن

سنن ابن ماجہ

۳۔ القرآن الحکیم ۵/ ۱۰۱

(۲۳) اسی سلسلہ میں مزید فرمایا :

بالجملہ یہ قاعدہ نفیسہ ہمیشہ یاد رکھنے کا ہے کہ قرآن وحدیث سے جس چیز کی بھلائی یا برائی ثابت ہو وہ بھلی یا بُری ہے، اور جس کی نسبت کچھ ثبوت نہ ہو وہ معاف وجائز و مباح و رُوا اور اس کو حرام و گناہ و نادرست و ممنوع کہنا شریعتِ مطہرہ پر افترا۔

قال ربنا تبارک وتعالی لا تقولوا لما تصف السنتکم الکذب هذا حلال وهذا حرام لتفتروا علی اللہ الکذب ان الذین یفترون علی اللہ الکذب لا یفلحون^۱۔
ہمارے رب تعالیٰ نے فرمایا: اپنی زبانوں کا من گھڑت جھوٹ مت کہو کہ یہ حلال ہے اور یہ حرام ہے کہ اللہ تعالیٰ پر جھوٹ افترا کرو، بے شک جو لوگ اللہ تعالیٰ پر افترا کرتے ہیں وہ فلاح نہیں پائیں گے۔ (ت)
(فتاویٰ رضویہ ج ۷، ص ۵۸۳)

(۲۴) محبوبانِ خدا سے توسل کے جواز سے متعلق فرمایا :

ان سے توسل قطعاً محمود اور ہرگز اخلاص و توکل کے منافی نہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :
وابتغوا الیہ الوسیلۃ وجاہدوا فی سبیلہ لعلکم تفلحون^۲۔
اللہ کی طرف وسیلہ ڈھونڈو اور اس کی راہ میں کوشش کرو کہ تم مراد کو پہنچو۔
اور انبیاء و ملائکہ علیہم الصلوٰۃ والسلام کی نسبت فرماتا ہے :
اولئک الذین یدعون یتبعون الی ربہم الوسیلۃ^۳۔
وہ ہیں کہ دعا کرتے اپنے رب کی طرف وسیلہ ڈھونڈتے ہیں۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۷، ص ۵۸۴)

(۲۵) اس بات پر دلائل دیتے ہوئے فرمایا کہ محبوبانِ خدا کی نفسِ تعظیم بے شک اہم واجبات و اعظم قربات سے ہے۔

قال اللہ تعالیٰ ومن یعظم حرمت اللہ فہو خیر لہ عند ربی، وقال تعالیٰ من یعظم شعائر اللہ فانہا من تقوی القلوب^۴ وقال تعالیٰ انا ارسلناک

۱۔ القرآن الکریم ۵/۳۵

۲۔ " ۲۲/۳۰

۳۔ القرآن الکریم ۱۶/۱۱۶

۴۔ " ۱۷/۵۷

۵۔ " ۲۲/۳۲

شہداء و مبشران و نذیرا ۛ لتؤمنوا باللہ و برسولہ و تعزسودہ و توقروا ۛ
 اللہ تعالیٰ نے فرمایا : جو شخص اللہ تعالیٰ کی عزت والی چیزوں کی تعظیم کریگا تو یہ اس کے لئے اللہ تعالیٰ
 کے ہاں بہتر ہے۔ اور نیز فرمایا : جو شخص اللہ تعالیٰ کی نشانیوں کی تعظیم کرے گا تو یہ قلبی تقویٰ ہوگا۔ اور
 نیز فرمایا : ہم نے آپ کو مشاہدہ کرنے والا، بشارت سنانے والا اور ڈر سنانے والا بنا کر بھیجا ہے
 تاکہ اے مومنو! تم اللہ اور اس کے رسول کی تعظیم و توقیر بجالاؤ۔ (ت)

(فتاویٰ رضویہ ج ۷، ص ۵۹۴، ۵۹۵)

(۲۶) حاجت برآری کے لئے آداب توسل کے سلسلہ میں فرمایا :
 سوال حاجت سے پہلے دو رکعت نماز کی تقدیم مناسب کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :
 واستعینوا بالصبر والصلوة ۛ

صبر اور نماز سے مدد حاصل کرو۔ (ت)

پھر کامل اکسیریہ ہے کہ کسی محبوب خدا کے قریب جانیے، اسی طرف حق جل و علانے قرآن عظیم میں
 ہدایت فرمائی کہ ارشاد کرتا ہے :

ولو انهم اذ ظلموا انفسهم جاءوك فاستغفروا الله واستغفر لهم الرسول
 لوجدوا الله توابا رحيما ۛ

اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تیرے حضور حاضر ہو کر خدا سے بخشش چاہیں اور رسول
 ان کے لئے استغفار کرے تو بیشک اللہ تعالیٰ کو توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں ۔
 سبحان اللہ! خدا ہر جگہ سُنتا ہے اور بے سبب مغفرت فرماتا ہے مگر ارشاد دیوں ہوتا ہے کہ
 گنہگار بندے تیری خدمت میں حاضر ہو کر ہم سے دعائے بخشش کریں اور قدیمًا و حدیثًا علماء و صلحاء
 اس آیہ کریمہ کو زمانہ حیات و وفات سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں عام اور حاضری مزار مبارک
 کو حاضری مجلس اقدس کی مثل سمجھا کئے اور اوقات زیارت میں یہی آیہ کریمہ تلاوت کر کے اللہ تعالیٰ
 سے استغفار کرتے رہے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۷، ص ۶۰۶)

۱۰ القرآن الکریم ۸/۹

۱۱ ۲/۲۵

۱۲ ۴/۶۴

(۲۷) نماز تراویح میں ہر سورۃ کے شروع میں بسملہ جہراً پڑھنے کے بارے میں مولوی رشید احمد گنگوہی، قاری عبدالرحمن پانی پتی اور ان دونوں کے ایک پیروکار کے رد میں اعلیٰ حضرت نے ایک مکمل رسالہ تحریر فرمایا جس میں مسئلہ مذکورہ اور بسملہ کے جزو قرآن ہونے یا نہ ہونے کے بارے میں زوردار بحث فرمائی وہ رسالہ یہ ہے :

وصاف المرجیح فی بسملة التراويح (۱۳۱۲ھ)

(ختم تراویح میں ایک بار جہر سے بسملہ پڑھنے کا بیان)

مسئلہ از اوجین مکان میر خادم علی صاحب اسسٹنٹ مرسلہ حاجی محمد یعقوب علی خاں صاحب

۲۶ رجب ۱۳۱۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ یہاں تمام بلاد ہندوستان میں کہ سب اہل سنت و جماعت بفضلہ تعالیٰ حنفی المذہب ہیں ہمیشہ سے یہی رواج دیکھا گیا کہ تمام حفاظ قرآن، تراویح میں بسم اللہ شریف سارے قرآن مجید میں کسی نہ کسی سورت پر بس ایک بار آواز سے پڑھ لیتے ہیں اب بعض لوگ پیدا ہوئے کہ اس میں بہت جھگڑا اٹھاتے ہیں، زید کہ اس کا رسالہ مرسل خدمت والا ہے باتباع دو مولویوں گنگوہی پانی پتی کے دعویٰ کرتا ہے کہ تراویح میں بسم اللہ بالجہر ہر سورت کے سرے پر یا سوا سورت برائے کے از بس لازم ہے ورنہ ایک سو تیرہ، اور کبھی کہتا ہے ایک سو چودہ آیت کا نقصان لازم آئے گا، بسم اللہ کا جزویت اور غیر جزویت ہونا آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے آج تک قواتراً منقول ہے، حنفیہ کے نزدیک بھی علی سبیل القطع والواتر ہے متفق علیہ، بلکہ اجماع امت متفق ہیں، عمر و نے اس جہر سے انکار کیا، اس پر زید نے اسے کہا بتسویل نفسانی منہک سیات کے ہوا اور تخریب دین محمدی میں کمر باندھ کر اصول و قواعد دینیہ سے برطرف ہوا۔ اس رسالہ میں ایک عبارت اور دو فتوے مولوی میں مذکور سے نقل کئے، صفحہ ۵ پر لکھا قاری عبدالرحمن صاحب پانی پتی تبیین الضاد ترجمہ تحفہ نذریہ میں فرماتے ہیں: جان لو کہ جب اہل قرارت کا اس امر میں اختلاف ہے کہ بسم اللہ ہر سورت کا جزو ہے یا نہیں، پس تمام قرآن کو تراویح میں پڑھنے والے پر جو ان قاریوں کی قرارت پڑھے جو بسم اللہ کو ہر سورت کا جزو جانتے ہیں واجب ہے کہ بسم اللہ کو ہر سورت کے سرے پر پکار کر پڑھے ورنہ ختم قرآن مجید میں سے اس کو ایک سو چودہ آیتوں کا کم کرنا اور ترک کر دینا لازم آتا ہے اور جانتے نہیں ہے ان شہروں میں جہاں کے اکثر باشندے حنفی مذہب رکھتے ہیں اس کے خلاف دستور ہے، پس معلوم نہیں اس ترک و غفلت کا کیا سبب ہے فقط۔ صفحہ ۷ پر لکھا: استفتائے مولوی رشید احمد گنگوہی، بسم اللہ کا جہر سے پڑھنا تراویح میں مضائقہ نہیں اور نماز میں اس سے کوئی قباحت نہیں ہوتی،

یہ بھی قرار کا مذہب ہے، اگر حضرت حفص کی اقتدار کرو، درست و مقبول ہے اور جو حسب مذہب حنفیہ نہ پڑھو، تاہم کوئی عیب نہیں، سب حق پر ہیں سب کے مذاہب صحیح و درست ہیں لیکن حُفاظِ قرآن مجید کو لازم ہے کہ پڑھا کریں ورنہ بموجب فرمان مولوی عبدالرحمان صاحب کے عند الحفص ختم میں نقصان رہے گا فقط واللہ اعلم کتبد رشید احمد گنگوہی، صفحہ ۸ پر لکھا: ”استفادہ قاری عبدالرحمن صاحب پانی پتی، زمانہ قرار سبوعہ کا، زمانہ اجتہاد و عمل بالسنہ کا تھا، زمانہ تابعین کا تھا، اور مذہب مسائل اجتہاد یہ میں ہوتا ہے نہ منقولہ میں، اور مدار قرار کا فقط روایت و صحت پر ہے اور قرار سب اپنی اپنی قرارت کی روایت صحیح رکھتے ہیں اس میں دخل مذہب کو نہیں ہے لہذا قرارت میں کسی اہل ہوا کا خلاف نہیں ہے۔ ائمہ مذہب تا زمانہ قرار، محتاج الیہ و محصور نہ تھے بلکہ بعد قرار کے تھے، ائمہ قرارت کو پوچھنا کہ کیا مذہب رکھتے تھے جمتی ہے، بعد صحت روایت کے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پھر حاجت کسی مذہب اور کسی اجتہاد کی نہیں ہے اذ اصح الحدیث فہو مذہبی (جب حدیث صحیح ہو تو وہی میرا مذہب ہے۔ ت) قول احناف کا ہے، جب مدار صحت روایت پر مذاہب اربعہ میں ہوا پھر جو کوئی کسی مذہب کا کسی قاری کی قرارت پڑھے گا اس کی قرارت میں جو ہو اس کی اتباع کرے، جو کہ امام عاصم کی قرارت میں بروایت حفص بسم اللہ درمیان ہر دو سورت کے ثابت ہے روایت، اور کہیں حنفیہ کی کتب میں ممانعت قرارت عاصم و حفص کی استیعاباً واقع نہیں ہے تو تراویح میں بسم اللہ پڑھنا جائز ہوا والا پورا ختم روایت حفص میں نہ ہوا فقط واللہ اعلم بالصواب، العبد عبدالرحمان عفی عنہ، صفحہ ۲۱ پر لکھا: ”صلوۃ مفروضہ میں ختم مقصود نہیں اس لئے وہاں جہر لازم نہیں وہاں اتباع ابو حنیفہ کا چاہئے اور تراویح میں مقصود ختم کامل قرآن ہے وہاں اتباع قرآن مسلمان، بسم اللہ کو جہراً پڑھنا ساتھ تاکد کے جائز ہے ورنہ ختم میں نقصان لازم آتا ہے، چنانچہ یہی تحریر خاکسار نے بارہا قاری عبدالرحمان صاحب کی زبانی بھی سنی ہے۔ اب علماء سے عرض ہے کہ یہ بیانات و فتاویٰ صحیح ہیں یا غلط، اور یہاں مذہب حنفی میں کیا حکم ہے؟ بینوا توجروا۔

الجواب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله سرا وجهه سرا اوليلا ونهاس احمد اكبار ادا مة واكثر اوال صلوات السامية والتحيات النامية على من سن في الصلوة اسرار التسمية وعلى اله وصحبه النفوس الحامية لبيضة السنة من الغوغاء العامية آمين آمين يا ارحم الراحمين۔

سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں آہستہ اور بلند، دن اور رات کو بڑی حمدیں اور زیادہ بلند درود اور اونچا سلام اس ذات پر جس نے نماز میں بسم اللہ کو آہستہ پڑھنا سنت فرمایا اور آپ کی آل و اصحاب پر جو کہ خالص سنت کو عوام کے شورش سے محفوظ رکھنے والے ہیں آمین آمین یا ارحم الراحمین۔ (ت)

بسم اللہ شریف کا تراویح میں ہر سورت پر جہر، مذہب حنفی میں لازم و واجب ہونا محض بے اصل و باطل صریح، اور حنفیہ کرام پر افتراء قبیح ہے تحصیل سنت ختم فی التراویح کے لئے صرف ایک بار کسی سورت پر جہر کرنے کی ہماری کتب میں صاف تصریح ہے زید بے علم اور اس کے دونوں مقبوعوں کی تحریر سراسر بے تحریر و غیر صحیح ہے۔ مسلم الثبوت میں ہے؛

البسلة من القرآن آية فتقرأ في الختم مرة^۱

یعنی بسم اللہ شریف قرآن عظیم کی ایک آیت ہے تو ختم میں ایک بار پڑھی جائے۔

ملک العلماء بحر العلوم اس کی شرح فوائج الرحموت میں فرماتے ہیں؛

على هذا ينبغي ان يقرأها في التراويح بالجهر مرة ولا تتأدى سنة الختم دونها^۲

یعنی اس بنا پر چاہئے کہ بسم اللہ شریف تراویح میں جہر سے ایک بار پڑھی جائے بے اس کے سنت

ختم ادا نہ ہوگی۔

شرح مولانا ولی اللہ میں ہے؛

من قال بكون البسلة جزء من القرآن من غير تعيين المحل او بجزئيتها له

فی اول كل سورة قال بوجوب قراءتها فيما يختم فيه القرآن من الصلوة كالتراويح

الا ان الجماعة الاولى تقول بوجوب قراءتها جهرًا مرة والثانية تقول بوجوب قراءتها جهرًا

فی اول كل سورة سوى البوابة^۳

یعنی جو علماء بسم اللہ شریف کو جہر و قرآن مجید مانتے ہیں خواہ بے تعیین محل (جیسے علماء حنفیہ وغیرہم)

یا یوں کہ ہر سورۃ کی پہلی آیت ہے (جیسے علماء شافعیہ) ان سب کے نزدیک جس نماز میں قرآن مجید کا

ختم کیا جائے جیسے تراویح، اس میں بسم اللہ شریف کا پڑھنا ضرور ہے مگر ہمارے امہ و جمہور علماء کے نزدیک

صرف ایک بار باوازاور شافعی مذہب میں سورۃ ہدایت کے سوا ہر سورۃ کی ابتداء پر۔
قرآن اقرار مولانا عبد الحکیم انصاری میں ہے :

اعلم ان التسمیۃ آیۃ من القرآن کله انزلت للفصل بین السور ولست جزء من الفاتحة ولا من کل سورۃ فالقرآن عبارة عن مائة واربعۃ عشر سورۃ و آیۃ وھی التسمیۃ فلا بد فی ختم القرآن من قرأۃ التسمیۃ مرة علی صدر آیۃ سورۃ کانت وهذا کله عندنا علی المختار اه مختصراً۔

یعنی بسم اللہ شریف سارے قرآن مجید میں صرف ایک آیت ہے کہ سورتوں میں فصل کے لئے آتاری گئی، نہ وہ فاتحہ کی جُز ہے نہ ہر سورت کی، تو قرآن عظیم نام ہے ایک سو چودہ سورتوں اور ایک آیت کا کہ وہ بسم اللہ شریف ہے۔ پس ختم قرآن میں بسم اللہ شریف کا کسی سورت کے سرے پر ایک بار پڑھنا ضرور ہے، یہ سب ہمارے ائمہ کا مذہب مختار ہے اه مختصراً۔

جواب مسئلہ تو اسی قدر سے ہو گیا مگر فقیر غفر اللہ تعالیٰ بعون رب قدیر جل جلالہ تحقیق حق نیج و تلخیص قول رجیح کے لئے چند افادات عالیہ لکھے جن سے توفیقہ تعالیٰ احکام مسئلہ کو فوراً انکشاف اور اوہام باطلہ کو ظہور انکشاف ملے واللہ المعین وبہ نستعین (اللہ تعالیٰ مددگار ہے اور اسی سے ہم مدد طلب کرتے ہیں۔ ت)

افادۃ اولیٰ: بسم اللہ شریف کے باب میں ہمارے ائمہ کرام بلکہ جمہور ائمہ صحابہ و تابعین وغیرہم رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا مذہب حق و محقق یہ ہے کہ وہ کسی سورت قرآن کی جُز نہیں، جداگانہ آیت واحدہ ہے کہ تبرک و فصل بین السور کے لئے مکرر نازل ہوئی۔ امام عبد العزیز بن احمد بن محمد بخاری علیہ رحمۃ الہی کہ اجلۃ ائمہ حنفیہ میں کتاب التحقیق شرح حسامی میں فرماتے ہیں،

الصحيح من المذهب انها من القرآن لكنها ليست جزء من كل سورة عندنا بل هي آية منزلة للفصل بين السور كما ذكر ابو بكر الرازي و مثله روى عن محمد رحمه الله تعالى۔

صحیح مذہب ہمارا یہ ہے کہ وہ قرآن کی جُز ہے مگر ہر سورت کی جُز نہیں بلکہ یہ ایسی آیت ہے جو سورتوں

میں فاصلہ کے لئے نازل کی گئی ہے، یوں ابوبکر رازی نے ذکر کیا، اور امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ سے بھی ایسے ہی مروی ہے۔ (ت)

امام محقق ابن امیر الحاج حلیہ میں فرماتے ہیں:

المشہور عن اصحابنا انہا لیست بأیة من الفاتحة ولا من غیرہا بل ہی آیة من القرآن مستقلة نزلت للفصل بین السور

ہمارے اصحاب سے یہی مشہور ہے کہ بسم اللہ سورۃ فاتحہ یا کسی اور سورۃ کی جُز نہیں ہے بلکہ یہ قرآن کی مستقل آیت ہے جو سورتوں میں فصل کے لئے نازل کی گئی ہے۔ (ت)

علامہ ابراہیم حلی غنیہ میں فرماتے ہیں:

ان مذہبنا و مذہب الجمهور علی انہا لیست آیة من الفاتحة ولا من کل سورة

ہمارا اور جمهور کا مذہب یہ ہے کہ بسم اللہ سورۃ فاتحہ یا کسی اور سورۃ کی جُز نہیں ہے (ت)

امام ابوالبرکات نسفی کنز الدقائق اور علامہ ابراہیم حلی ملتقی الابحر اور علامہ محمد بن عبد اللہ

غزی ترمذی تنویر الابصار میں فرماتے ہیں:

ہی آیة من القرآن انزلت للفصل بین السور ولیست من الفاتحة

ولا من کل سورة

یہ آیت کی آیت ہے جو سورتوں میں فصل کے لئے نازل کی گئی ہے فاتحہ یا کسی اور سورۃ کی جُز نہیں ہے۔ (ت)

امام عینی عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری میں فرماتے ہیں:

قال اصحابنا بالسلۃ آیة من القرآن انزلت للفصل بین السور

ولیست من الفاتحة ولا من اول کل سورة

لہ حلیۃ المحلی شرح نیتہ المصلی

غنیۃ المستملی شرح نیتہ المصلی بیان صفۃ الصلوۃ سہیل اکیڈمی لاہور ص ۳۰۶

کنز الدقائق کتاب الصلوۃ فصل واذا اراد الدخول فی الصلوۃ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۳۲ و ۳۳

ملتقی الابحر باب صفۃ الصلوۃ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۴۹/۱

در مختار فصل واذا اراد الشروع فی الصلوۃ مطبع مجتہائی دہلی بھارت ۴۵/۱

عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری باب ما یقول بعد التکبیر تحت الحدیث ۳۱/۳۳، دار الکتب العلمیہ بیروت ۴۱۵/۵

ہمارے اصحاب نے فرمایا کہ بسم اللہ قرآن کی آیت ہے جو سورتوں میں فصل کے لئے نازل کی گئی ہے نہ تویہ فاتحہ کی مجزئہ ہے اور نہ ہی کسی سورۃ کا یہ اول ہے۔ (ت)
اسی طرح بہت کتب میں ہے۔

افادہ ثانیۃ: مجرّد تکرار نزول ہرگز موجب تعدّد نہیں ورنہ قائلان تکرار نزول فاتحہ قرآن عظیم میں دوسورۃ فاتحہ مانتے کہ اُن کے نزدیک فاتحہ مکہ معظمہ میں نازل ہو کر مدینہ طیبہ میں دوبارہ اُتری۔ علامہ حسن علی حاشیہ تلویح میں فرماتے ہیں۔

تعدد نزولہا لا یقتضی تعدّد قرآنیتہا کیف وقد قیل بتکرار نزول الفاتحة ولم یقل احد بتعدد قرآنیتہا۔

بسم اللہ کے نزول کا تعدّد اس بات کو لازم نہیں کہ وہ متعدد بار قرآن کا مجزئہ بنے، یہ کیسے ہو سکتا ہے حالانکہ سورۃ فاتحہ کے نزول میں تعدّد کا قول ہے لیکن فاتحہ کا قرآن کے متعدد مجزئہ ہونے کا قول کسی نے نہیں کیا۔ (ت)

علامہ مولیٰ خسرو کے حاشیہ تلویح میں ہے :
القول بتکرار لا یقتضی القول بتعددہا کیف وقد قیل "الیٰ" اخر ما مر۔
بسم اللہ کے تکرار نزول کا قول اس کے متعدد ہونے کو لازم نہیں، یہ کیسے ہو سکتا ہے جبکہ سورۃ فاتحہ کے بارے "الیٰ آخرہ"۔ (ت)
ولہذا علامہ بکرت نے بحر الرائق میں فرمایا :

انہا فی القرات آیۃ واحدة یفتح بہا کل سورۃ وعند الشافعی آیات فی السورۃ۔

یہ بسم اللہ قرآن کی ایک آیت ہے اس سے ہر سورۃ کا افتتاح کیا جاتا ہے، اور امام شافعی کے نزدیک یہ ہر سورۃ کی علیحدہ آیت ہے۔ (ت)

اسی طرح قمر الاقمار سے بھی گزرا کہ وہ ہمارے ائمہ کرام کے نزدیک تمام قرآن میں صرف ایک آیت ہے،

نہیہ کہ ایک سو تیرہ یا چودہ آیتیں ہوں اور جب آیت واحدہ ہے تراویح میں اس کی صرف ایک بار تلاوت ادا کئے سنت ختم کئے آپ ہی کافی کما لایخفی علی کل عاقل فضلا عن فاضل (کیسی عاقل سے مخفی نہیں چہ جائیکہ فاضل سے مخفی ہو۔ ت) کون جاہل کہے گا کہ ایک آیت کو جب تک تسبیح بار نہ پڑھو ختم پورا نہ ہو۔

افادہ ثالثہ : بسم اللہ شریف کا جزو و سورت ہونا، ہرگز ہرگز حضور پر نور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے متواتر ہونا درکنار ثابت کرنا دشوار، اس کے تواتر کا ادعا محض بہتان و افتراء، بلکہ احادیث صحیحہ اس کلیہ کے نقض پر صاف گواہ،

کحدیث قسمة الصلوة وحديث ثلثین آية للملك وغيرها كما فصله العلماء الکرام فی تصانیفهم ولا حاجة الى ايرادها هنا فان شهرة الکلام فيه اغنتنا عن اعادته واطالة المقال بتذکاره۔

جیسا کہ تقسیم نماز والی حدیث، اور وہ حدیث جس میں سورۃ ملک کی تینس آیتوں کا ذکر اور ان جیسی اور احادیث جن کو علماء کرام نے مفصل طور پر اپنی تصانیف میں ذکر کیا ہے یہاں ان کو بیان کرنے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ اس بات کی شہرت نے ہمیں یہاں ذکر کرنے سے مستغنی کر دیا ہے نیز ان کے ذکر سے بات لمبی ہوگی۔ (ت)

افادہ رابعہ : یونہی اس پر اجماع امت کا بیان افتراء و بہتان، بلکہ علماء فرماتے ہیں صحابہ کرام و تابعین اعلام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا اجماع تھا کہ بسم اللہ شریف جزو و سور نہیں، قول جزیئت ان کے بعد حادث و نو پیدا ہوا۔ سیدی فقیر مقری علی نوری سفاقی غیث النفع فی القراءات السبع میں فرماتے ہیں :

هذا ان قلنا ان البسطة ليست بأية ولا بعض آية من اول الفاتحة ولا من غيرها وانما كتبت في المصاحف للتيمن والتبرك او انها في اول الفاتحة لابتداء الكتاب على عادة الله جل وعز في ابتداء كتبه وفي غير الفاتحة للفصل بين السور قال ابن عباس رضي الله تعالى عنهما كان رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم لا يعرف فصل السورة حتى ينزل عليه بسم الله الرحمن الرحيم وهو مذهب مالك وابي حنيفة والثوري وحكى عن احمد وغيره وانتصر له مكي في كشفه وقال انه الذي اجمع عليه الصحابة والتابعون والقول بغيره محدث بعد اجماعهم وشنع القاضي ابوبكر بن الطيب بن الباقلاني المالكي البصري نزول بعد ادعى من خالفه وكان

اعرف الناس بالمناظرة وادقمهم فيها نظرا ۱۰

یہ تب ہے جب ہم یہ کہیں کہ بسم اللہ آیت نہیں اور فاتحہ اور کسی سورۃ کی جُز نہیں اور یہ صرف قرآن میں برکت کے طور پر لکھی گئی ہے یا اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کی عادت کریمہ ہے کہ اس نے اپنی تمام کتابوں میں بسم اللہ سے ابتداء فرمائی لہذا سورۃ فاتحہ کی ابتداء میں بھی ذکر فرمائی اور باقی سورتوں کی ابتداء میں صرف سورتوں کے درمیان فصل کے لئے ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام دو سورتوں کا فصل بسم اللہ الرحمن الرحیم کے نازل ہونے پر معلوم کرتے تھے۔ یہی امام مالک، ابو حنیفہ، ثوری کا مذہب ہے، اور امام احمد وغیرہ سے یہی بیان کیا گیا ہے، اور امام مکی نے اسی کو اپنی کتاب کشف میں اپنایا ہے اور فرمایا کہ یہی وہ ہے جس پر صحابہ و تابعین کا اجماع ہے، بسم اللہ کے بارے میں کوئی اور بات اس اجماع کے بعد نئی چیز ہوگی، اور قاضی ابوبکر بن طیب بن باقلانی مالکی بصری نیز بغدادی نے اس کی مخالفت کرنے والوں کی مذمت فرمائی ہے اور یہ قاضی ابوبکر خود بحث کے ماہر اس میں دقت نظر رکھتے ہیں۔ (ت)

امام زیلعی تبیین الحقائق پھر علامہ سید ابوالسعود ازہری فتح اللہ المعین میں فرماتے ہیں:

قال بعض اهل العلم ومن جعلها من كل سورة في غير الفاتحة فقد خرق الاجماع لانهم لم يختلفوا في غير الفاتحة ۱۱

بعض علماء نے فرمایا کہ جو شخص بسم اللہ کو فاتحہ کے علاوہ کسی سورۃ کا جُز مانتا ہے وہ اجماع کا خلاف کرتا ہے کیونکہ فاتحہ کے بغیر کسی سورۃ کے بارے میں اختلاف نہیں ہے۔ (ت)

امام بدر الدین محمود عینی عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری میں فرماتے ہیں:

فان قيل نحن نقول انها آية في غير الفاتحة فكذلك انها آية من الفاتحة قلت هذا قول لم يقل به احد ولهذا قالوا نعم الشافعي انها آية من كل سورة وما سبقه الى هذا القول احد لان الخلاف بين السلف انما هو في انها من الفاتحة او ليست بآية منها ولم يعدها احد آية من سائر السور ۱۲

۱۰ غیث النفع فی القراءات السبع باب البسملة مصطفیٰ البابی مصر ص ۵۷

۱۱ فتح المعین علی شرح الکنز بحوالہ الزیلعی فصل واذا اراد الدخول ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱۸۷/۱

۱۲ عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری باب ما یقول بعد التکبیر دار الکتب العلمیۃ بیروت ۴۲۷/۵

اگر اعتراض کیا جائے کہ ہم بسم اللہ کو آیت مانتے ہیں تو اس کا معنی یہ ہوا کہ فاتحہ کی آیت ہے اور کسی اور سورۃ کی بھی آیت ہے۔ میں کہتا ہوں کہ یہ کسی کا قول نہیں ہے اسی لئے جمہور نے کہا کہ صرف امام شافعی کا خیال ہے کہ یہ ہر سورۃ کی آیت ہے جبکہ امام شافعی سے پہلے کسی نے یہ بات نہیں کی، کیونکہ اس سے پہلے اسلاف میں صرف یہ تھا کہ بسم اللہ سورۃ فاتحہ کی آیت ہے یا نہیں، اور اس کو کسی نے باقی سورتوں کا جز نہیں مانا۔ (ت)

افادۃ خاصہ: تمام مصاحف حقیصہ میں ہر بسم اللہ شریف پر نشان آیت موجود ہے وہ بلاشبہ ان کے نزدیک آیت تامہ ہے، اب سورۃ بقرہ سے لے کر سورۃ ناس تک تمام سور میں آیات حقیصہ کی گنتی بتائیے، دیکھتے تو کہیں بھی بسم اللہ شریف گنتی میں آتی ہے، مثلاً سورۃ اخلاص چار آیت ہے بسم اللہ سے الگ ہی چار آیتیں ہیں، سورۃ کوثر میں تین آیتیں ہیں بسم اللہ سے جدا ہی تین آیتیں ہیں وعلیٰ ہذا القیاس بخلاف سورۃ فاتحہ کہ سات آیتیں ہیں اور ان کے نزدیک انعمت علیہم پر آیت نہیں و لہذا ہمارے مصاحف میں اُس پر نشان آیت عند الغیرہ لکھتے ہیں نہ ○، یہ صاف دلیل واضح ہے کہ ہمارے قرار کے نزدیک بسم اللہ بقرہ سے ناس تک کسی سورۃ کی جز نہیں بلکہ ایک انھیں قاریوں کی کیا تحقیص، سب کے نزدیک سوا فاتحہ کے کہ مختلف فیہا ہے باقی تمام سورتوں کے شمار آیات سے بسم اللہ شریف خارج ہے، یہ بھی اُس ارشاد علماء کا پتا دیتا ہے کہ قول جبریت حادث و خلاف اجماع ہے۔ امام زبلیؒ تبیین پھر علامہ ازہری فتح المعین میں فرماتے ہیں:

ان کتاب المصاحف کلہم عدد آیات السور فاخرجوها من کل سورۃ وقال بعض اهل العلم الى اخر ما مر۔

قرآن پاک کے تمام کاتبوں نے سورتوں کی آیات کو شمار کیا ہے اور انھوں نے بسم اللہ کو کسی سورت کی آیات میں شمار نہیں کیا اور بعض علماء نے گزشتہ قول کو آخر تک بیان کیا۔ (ت)

عمدہ میں امام عینی کا ارشاد گزرا:

لم يعد لها احد اية من سائر السور۔

اس کو کسی نے باقی سورتوں کی آیت نہیں مانا۔ (ت)

تنبیہ : شمار سے اخراج تو عدم جزئیت میں صریح ظاہر ہے اور ادخال میں علمائے کرام نے جواز فرمایا کہ صرف ظن کی طرف مستند ہو تو مفید قطعیت جزئیت نہ ہو سکے گا۔ امام زلیعی نصب النہیۃ اور امام عینی عمدہ میں فرماتے ہیں :
 لعل ابابہریرۃ سمع النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یقرأ اھا فظنھا من الفاتحة فقال انھا احدی آیاتھا ونحن لانکرانھا من القرآن، ولكن النزاع وقع فی مسئلتین احدا ًنہما انھا آیۃ من الفاتحة، والثانیۃ ان لہا حکو سائر آیات الفاتحة جہرا وسرا، ونحن نقول انھا آیۃ مستقلة قبل السورة ولیست منها جمعا بین الادلة، وابوہریرۃ لم یخبر عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انه قال : ہی احدی آیاتھا، وقراءتھا قبل الفاتحة لا یدل علی ذلك واذا جاز ان یکون مستندا ًابی ہریرۃ قراءۃ النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لہا، وقد ظہر ان ذلك لیس بدلیل علی محل النزاع، فلا یعارض بہ ادلتنا الصحیحة الثابتۃ ۱۔

ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پڑھتے ہوئے سنا تو خیال فرمایا کہ بسم اللہ سورۃ فاتحہ کی جز ہے تو انھوں نے کہہ دیا کہ یہ فاتحہ کی آیات میں شامل ہے، بسم اللہ کا قرآن کی آیت ہونے سے ہمارا انکار نہیں ہے صرف بحث دو مسئلوں میں ہے، ایک یہ کہ کیا یہ سورۃ فاتحہ کی آیت ہے اور دوسرا یہ کہ کیا بسم اللہ کا حکم فاتحہ کی دوسری آیت والا ہے کہ ہر دوسری ان کی طرح پڑھی جائے گی یا نہیں، جبکہ ہم یہ کہتے ہیں کہ یہ ایک مستقل آیت ہے یہ سورۃ فاتحہ کی آیات میں شمار نہیں، یہ بات دلائل کو مطابقت بنانے کے لئے ہے حالانکہ ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ خبر نہیں دی کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ یہ سورۃ فاتحہ ایک آیت ہے جبکہ محض سورۃ فاتحہ سے پہلے پڑھنے سے یہ بات ثابت نہیں ہوتی اور جب صرف حضور کا پڑھنا ہی ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دلیل ہو تو یہ محل نزاع یعنی فاتحہ کا جز ہونے پر دلیل نہیں ہو سکتی، لہذا یہ روایت ہمارے صحیح ثابت شدہ دلائل کے مقابل نہیں ہو سکتی۔ (ت)

افادۃ سادسہ : جزئیت بسم اللہ شریف کو قطعی کہنا محض جہالت اور تصریحیت ائمہ کرام، علمائے عظام سے غفلت ہے بلکہ جزئیت سورت درکنار، جزئیت قرآن بھی خبراً متواتر نہیں،

ولذا انکرھا الامام الادوزاعی والامام مالک وبعض مشایخنا ونسب للمتقدمین بل وقع فی التلویح وحواشی الکشاف وغیرہما انہ المشہور من مذهب ابی حنیفۃ

لعمدۃ القاری شرح صحیح البخاری احادیث البسملة فی الصلوٰۃ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۵/۲۱۸
 نصب البرایۃ لاحادیث الہدیۃ کتاب الصلوٰۃ النوریۃ الرضویۃ پبلشنگ کمپنی لاہور ۱/۲۲۰

رضی اللہ تعالیٰ عنہ ، قال القہستانی ان هذا لم یوجد^۳ ، قال الشامی فی رد المحتار
ای بل هو قول ضعیف عندنا^۴

بسم اللہ کے قرآن کا جز ہونے کا امام اوزاعی ، امام مالک اور ہمارے بعض مشائخ نے انکار
کیا ہے اور متقدمین کی طرف منسوب کیا ہے بلکہ تلویح میں اور کشاف کے حواشی وغیرہ میں ہے کہ یہی امام
ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مشہور مذہب ہے ۔ امام قہستانی نے فرمایا ، اس قول کا وجود
نہیں ہے ۔ علامہ شامی نے رد المحتار میں فرمایا ہے : بلکہ ہمارے نزدیک یہ قول ضعیف ہے ۔ (ت)
علامہ حسن حلی حاشیہ تلویح میں فرماتے ہیں :

قال الجد المحقق فی تفسیر الفاتحة قال ابو حنیفہ و مالک رحمہما اللہ تعالیٰ
المعتبر التواتر فی قرأینہما لا فی نقلہ فقط وهو الحق اذ من الظاہرات
النقل اذ لم یکن علی انہ قرأت لا یفید القرآنیۃ والتواتر فی نقل البسامل
لیس علی انہ قرأت والا لم یخالف فیہ بل کتب فی المصاحف للفصل و
التبویک بہا الخ۔

بزرگ محقق نے سورۃ فاتحہ کی تفسیر میں فرمایا کہ امام ابو حنیفہ اور امام مالک نے فرمایا ہے بسم اللہ
کے قرآن ہونے کے لئے صرف نقل متواتر نہیں بلکہ اس کا قرآن ہونا متواتر چاہئے اور یہی معتبر اور
حق ہے کیونکہ ظاہرات ہے کہ اگر قرآن ہونا منقول نہ ہو تو پھر بسم اللہ کا قرآن ہونا ثابت نہیں ہوگا ، اور
بسم اللہ کے نقل میں جو تواتر ہے وہ اس کے قرآن ہونے کا تواتر نہیں ورنہ اس میں اختلاف نہ ہوتا
بلکہ بسم اللہ کو قرآن میں سورتوں کے درمیان فصل اور تبرک کے لئے لکھا گیا ہے الخ (ت)

ہمارے ائمہ کہ اثبات فرماتے ہیں بوجہ اثبات فی المصاحف و امر بالتجریۃ دلیل عقلی قائم فرماتے ہیں
نہ تواتر سمعی ، بالجمہ حق یہ کہ بسم اللہ شریف کا جز قرآن عظیم ہونا تو ہمارے نزدیک دلیل قطعی سے ثابت ہے
مگر جز سور ہونا ہرگز نقلاً عقلاً کسی طرح قطعی نہیں بلکہ ہمارے علمائے کرام اسے دلیل قطعی سے باطل ،

- ۱۔ التوضیح والتلویح مع حاشیہ حلی بیان ادلہ اربعہ منشی نوکشتور کانپور ص ۵۰
۲۔ جامع الرموز فصل صفۃ الصلوۃ مکتبہ اسلامیہ گنبد قاموس ایران ۱۵۱/۱
۳۔ رد المحتار مطلب قرآۃ البسملة بین الفاتحة والسورة دار اجیاء التراث العربی بیروت ۳۳۰/۱
۴۔ تتمہ حاشیہ حلی علی التوضیح والتلویح بیان ادلہ اربعہ حاشیہ ۲۰ متعلق ص ۵۰ منشی نوکشتور کانپور ص ۵۵

اور بعض اخبار احاد کو، کہ موہم جزئیت واقع ہوئے مخالف قاطع کے سبب نامقبول و مضحکہ بٹاتے ہیں، نہایت یہ کہ علمائے شافعیہ رحمہم اللہ تعالیٰ کہ قائلین جزئیت ہیں خود منکر قطعیت ہیں۔ امام نووی شافعی فرماتے ہیں: یہی صحیح ہے۔ امام عبدالعزیز بن احمد بخاری تحقیق میں فرماتے ہیں:

النقل المتواتر لما لم يثبت أنها من السورة لم يثبت ذلك له
جب نقل متواتر بسم اللہ کو سورت کا جز نہ ہونا ثابت نہیں کرتا تو اس کا جز ہونا ثابت نہ ہوگا۔ (ت)

علامہ بہاری مسلم الثبوت اور علامہ بحر فواتح الرحموت میں فرماتے ہیں:
(لم يتواتر أنها جزء منها) فلا تثبت الجزئية اذ قد سبق أن تواتر
الجزئية شرط لاثباتها
اس کا جز ہونا تواتر سے ثابت نہیں، لہذا جزئیت ثابت نہ ہوگی کیونکہ پہلے معلوم ہو چکا ہے
کہ جزئیت کے اثبات کے لئے جزئیت کا تواتر شرط ہے۔ (ت)
انہیں میں ہے:

(عارضه القاطع) وهو عدم تواتر الجزئية الدال على عدمها في الواقع فيضحل
المظنون وهذا هو الجواب عن الاخبار الاجاد التي توهم الجزئية بل يجب ان تكون
هذه الاخبار مقطوع السهو والالتواتر الخ۔
بسم اللہ کے جز ہونے کو ایک قطعی دلیل معارض ہے اور وہ جزئیت کے تواتر کا نہ ہونا جو کہ
فی الواقع جز نہ ہونے کی دلیل ہے پس ظنی امر کمزور قرار پائے گا، یہ جزئیت کا وہم پیدا کرنے والی
اخبار احاد کا جواب ہے بلکہ ان اخبار کا سہو قطعی ہے ورنہ اگر بسم اللہ سورت کا جز ہوتی تو تواتر سے
ثابت ہوتی۔ (ت)

علامہ ابراہیم حلبی غنیہ شرح منیہ میں فرماتے ہیں:
لا يثبت كونها آية من كل سورة من السور بلا دليل قطعي كما في سائر الآيات

۱۷	كتاب التحقيق شرح الحسامي	مقدمة الكتاب	نو کشور لکھنؤ	ص ۶
۱۸	فواتح الرحموت شرح مسلم الثبوت	بذیل المستصفی مسئلۃ البسملة من القرآن	مطبعہ امیر یہ بولاق مصر	۱۴/۲
۱۹	"	"	"	۱۵/۲

واجتماع الصحابة على اثباتها في المصحف لا يلزم منه انها آية مت كل سورة بل
اللازم منه مع الامر بالتجريد عن غير القرآن انها من القرآن وبه نقول انها
آية منه نزلت للفصل بين السور

قطعی دلیل کے بغیر اس کا تمام سورتوں میں سے کسی کا جز ہونا اور آیت ہونا ثابت نہیں ہو سکتا
جس طرح باقی آیات کے بارے میں ہے، اور صحابہ کرام کا اس کو مصحف میں لکھنے پر اجماع ہونا اس
بات کو مستلزم نہیں کہ یہ ہر سورۃ کی آیت ہے بلکہ قرآن کو غیر سے مبرا رکھنے کے حکم سے اتنا لازم
آتا ہے کہ یہ بسم اللہ قرآن کی آیت ہے جو کہ سورتوں کے درمیان فصل کے لئے نازل کی گئی ہے۔ (ت)
علامہ بحر الفقه زین بن نجیم مصری شرح منار پھر علامہ سید محمد آفندی شامی منحة الخالق
حاشیۃ بحر الرائق میں فرماتے ہیں:

هی قرآن لتواتر فی محلها ولا کفر لعدم تواتر کونها فی الاوائل قرآننا
بسم اللہ قرآن ہے کیونکہ تواتر سے قرآن میں شامل چلی آرہی ہے لیکن سورتوں کی ابتدائی
آیت ہونے کے انکار سے کفر لازم نہیں آئے گا کیونکہ یہ بات تواتر سے ثابت نہیں۔
علامہ سید ابوالسعود ازہری فتح اللہ المعین میں فرماتے ہیں:

ثبوت قرآنیتها لا علی سبیل التواتر ولہذا علل فی التہرعد من تکفیر جاحدا
بعد من تواتر کونها قرآننا
بسم اللہ کے قرآن ہونے پر تواتر نہ ہونے کی وجہ سے اگر کوئی اس بات کا انکار کرے تو کفر نہ ہوگا،
چنانچہ تہر میں عدم تکفیر کی یہی علت بیان کی گئی ہے۔ (ت)

علامہ سیدی احمد طحاوی مصری حاشیۃ مراقی الفلاح شرح نور الایضاح میں فرماتے ہیں،
لانہا وان تواتر کتابتها فی المصاحف لم یستواتر کونها قرآننا
کیونکہ مصحف میں اس کو لکھنے کے تواتر سے اس کے قرآن ہونے کا تواتر ثابت نہیں ہوتا۔ (ت)

۱۔ غنیۃ المستمل	صفة الصلوة	سہیل اکیڈمی لاہور	ص ۷۷
۲۔ منحة الخالق حاشیۃ علی البحر الرائق	فصل واذا اراد الدخول فی الصلوة	ایچ ایم سعید کمپنی کراچی	۳۱۲/۱
۳۔ فتح اللہ المعین علی شرح الکنز	" " " " " " " "	" " " " " " " "	۱۸۷/۱
۴۔ حاشیۃ الطحاوی علی مراقی الفلاح	فصل فی بیان سنن الصلوة	نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی	ص ۱۴۱

علامہ شہاب خفاجی عنایۃ القاضی و کفایۃ الراضی میں فرماتے ہیں :
ولم یتواتر تسمیتهما قرآنا و آیۃ بالنقل عنه علیہ الصلوٰۃ والسلام اذ لو تواتر لکفر
جاعد ہا و هو لا یکفر بالاتفاق ۱۷

بسم اللہ کا نام، قرآن یا سورۃ کی آیت، تواتر سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے منقول نہیں اور اگر یہ
بات تواتر سے ثابت ہوتی تو اس کا انکار کفر ہوتا حالانکہ بالاتفاق یہ کفر نہیں ہے۔ (ت)

اُسی سے امام قرطبی رحمہ اللہ سے ہے :
المسألة اجتهادية ظنية لا قطعية كما ظنه بعض الجهملة من المتفقهين ۱۸
یہ مسئلہ ظنی اور اجتہادی ہے قطعی نہیں ہے جیسا کہ بعض جاہل لوگوں کا خیال ہے۔ (ت)
اُسی میں تفسیر امام سمین مسمی بالوجیز سے ہے :
المطلوب هنا الظن لا القطع ۱۹

اس مسئلہ میں ظن مطلوب ہے یقین مطلوب نہیں۔ (ت)

اسی میں امام حجت الاسلام محمد غزالی شافعی سے ہے :

واقام الدلیل علی الاکتفاء بالظن فيما نحن فيه ۲۰

ہماری بحث میں جو دلیل پیش کی گئی ہے وہ صرف ظن کا فائدہ دیتی ہے۔ (ت)

امام ابن حجر مکی شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ شرح مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں :

البسلة آية من الفاتحة عملاً وظناً لا قطعاً الخ نقله عنه القارى في المراقبة ۲۱

بسم اللہ کا سورۃ فاتحہ کا جز ہونا ظنی ہے قطعی اور یقینی نہیں ہے الخ اس کو ملا علی قاری نے

مرقات میں ان سے نقل کیا ہے۔ (ت)

علامہ سفاحی غیث النفع فی القراءات السبع میں فرماتے ہیں :

ان المحققين من الشافعية وعزاه الماوردی للجهمور علی انه آية حکما لا قطعاً

قال النووی والصحيح انه قرآن علی سبیل الحکم ولو كانت قرآنا علی سبیل القطع

لکفرنا فيها وهو خلاف الاجماع ۲۲

۱۷ تا ۱۸ حاشیۃ الشہاب علی تفسیر البیضاوی مجتہد البسلة دار الکتب العلمیہ بیروت ۱/ ۲۸

۱۸ مرقاة المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح باب القراءة فی الصلوٰۃ الفصل الثانی تحت حدیث ۲۴ مکتبہ حبیبیہ کتبہ ۲/ ۵۶۹

۱۹ غیث النفع فی القراءات السبع علی ہاشم سراج القاری باب البسلة مصطفیٰ البابابی مصر ص ۵۹

محققین شافعیہ نے اور ماوردی کے بیان کے مطابق ان کے جمہور نے کہا ہے کہ بسم اللہ کا فاتحہ کی جُز ہونا حکمی بات ہے قطعی نہیں ہے۔ اور امام نووی نے فرمایا: صحیح یہ ہے کہ بسم اللہ کا قرآن ہونا حکمی ہے اور اگر قطعی ہوتا تو ہم مخالف کو کافر کہتے جبکہ یہ بات اجماع کے خلاف ہے۔ (ت)

اُسی میں شرح منہاج النووی تصنیف امام جلال الدین محلی شافعی سے ہے:

البسمة منها ای من الفاتحة عملا لانه صلى الله تعالى عليه وسلم عدها آية منها صححه ابن خزيمة والحاكم ويكفي في ثبوتها من حيث العمل الظن
بسم اللہ سورۃ فاتحہ کا علی حصہ ہے کیونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کو فاتحہ کی آیت شمار کیا ہے جس کی ابن خزيمة اور حاکم نے تصحیح کی ہے اور اس کے عملی ثبوت کے لئے ظن ہی کافی ہے۔ (ت)

افادۃ سابعہ : اقول وبالله التوفيق قرآن عظیم کے ختم میں لا اقل ایک بار بسم اللہ شریف پڑھنے پر تمام قرار کا اجماع قطعی ہے کہ ابتداء تلاوت سورۃ غیر برات میں اتیان بسملہ مجمع علیہ ہے پھر ہر دو سورۃ کے درمیان اثبات و حذف میں قرار مختلف ہیں، امام نافع مدنی بروایت قالون اور امام عبد اللہ بن کثیر مکی و امام عاصم بن بہدلہ کوفی و امام علی بن حمزہ کسائی کوفی پڑھتے اور امام مدنی بروایت ورش اور امام عبد اللہ بن عامر شامی و امام حمزہ بن حبیب زیات کوفی و امام ابو عمرو بن العلاء بصری حذف کرتے ہیں تو اگر جلسہ واحد میں کوئی شخص قرآن عظیم بابتدائے واحد ختم کرے، تاہم ایک بار بسم اللہ شریف باجماع قرار پڑھے گا اور تکرار میں اختلاف رہے گا۔ غیث النفع میں ہے :

لا خلاف بینہم فی ان القارئ اذا افتتح قراءته باول سورة غیر براءة انه یبسم
سواء کان ابتداء عن قطع او وقف (الی ان قال) و اختلفوا فی اثباتها بین السورتین
سواء کانتا مرتبتین او غیر مرتبتین فاثبتہما قالون والمکی وعاصم و علی حذفہما
حمزة و وصل السورتین (الی قوله) و انما اختلفوا فی الوصل ولم یختلفوا فی الابتداء

ع شروع تلاوت اگر ابتدائے سورۃ کے علاوہ، کہیں وسط سے ہو، تو بسم اللہ کی حاجت نہیں بہتر ہے اور اگر ابتدائے سورۃ سوائے برات سے تلاوت آغاز کرے تو بسم اللہ بالا اجماع پڑھے، پھر اثنائے تلاوت میں جو سورتیں آتی جائیں اُن پر بسم اللہ پڑھنے نہ پڑھنے میں اختلاف ہے ۱۲ (م)

لأنها مرسومة في المصاحف فمن يتوكلها في الوصل لولم يأت بها في الابتداء الخالف
المصاحف وخرق الاجماع الخ۔

اس بات میں کوئی اختلاف نہیں کہ قاری کسی سورۃ کو ابتداء سے شروع کرے تو بسم اللہ پڑھے ماسوا
سورۃ برارۃ کے، خواہ قاری قطع کے بعد ابتداء کرے یا وقف کے بعد، ہر طرح بسم اللہ پڑھے (اس کے بعد
یہاں تک فرمایا) اور تلاوت میں دوسورتوں کے درمیان بسم اللہ پڑھنے میں انھوں نے اختلاف کیا ہے خواہ
دونوں کو ترتیب سے پڑھے یا غیر ترتیب پر پڑھے، امام قالون، منکی، عاصم اور علی نے بسم اللہ کو ثابت مانا ہے
اور امام حمزہ نے حذف کرنا قرار دیا ہے اور دونوں سورتوں میں وصل کا قول کیا ہے (اور پھر اس کو بیان کیا کہ)
ان ائمہ نے دونوں سورتوں کے وصل کے بارے میں اختلاف کیا ہے، اور ابتداء کرتے وقت بسم اللہ پڑھنے
میں اختلاف نہیں کیا کیونکہ بسم اللہ قرآن مجید میں لکھی ہے لہذا اگر کوئی دونوں سورتوں میں وصل کرتے وقت بسم اللہ کو ترک
کرے اور سورت سے ابتداء کرتے وقت بھی ترک کرے تو مصاحف اور اجماع کے خلاف ارتکاب کریگا الخ (ت)
سراج القاری شرح شاطبیہ میں ہے :

اخبارات سراج لا یسلموا بین السورتین وہم قالون والکسانی وعاصم و
ابن کثیر والباقیین لا یسلمون بین السورتین لان هذا من قبیل الاثبات و
الحذف اھ ملخصاً۔

معلوم ہوا ہے کہ کئی لوگوں نے کوئی دوسورتوں میں بسم اللہ پڑھنے کا قول کیا ہے اور وہ قالون،
کسانی، عاصم اور ابن کثیر ہیں اور باقی لوگوں نے ان دونوں سورتوں میں بسم اللہ نہ پڑھنے کا قول کیا ہے
کیونکہ یہ معاملہ اثبات و حذف والا ہے اھ ملخصاً (ت)

اب نظر غائر کیجئے تو حذف صراحتہ نافی و منافی جزئیت ہے کہ اگر بُرہن ہوتی تو حذف کیونکہ ہو سکتی،
اور اثبات اصلاً مفید بُرہنیت نہیں کہ اثبات اعوذ پر بھی اجماع قرار ہے اور وہ بھی مثل اثبات بسم اللہ
متواتر، حالانکہ باجماع مسلمین قرآن نہیں۔ غیث النفع میں ہے :

لا خلاف بین العلماء ان القاری مطلوب منه فی اول قراءتہ ان یتعوذ باللہ الخ۔

علماء میں یہ کوئی اختلاف نہیں کہ قاری قرآن کی تلاوت کے شروع میں اعوذ باللہ پڑھے الخ (ت)

۱ غیث النفع فی القراءات السبع علی حاشیہ سراج القاری باب البسملة مصطفیٰ البابی مصر ص ۵۲

۲ سراج القاری شرح شاطبیہ لابن القاص " " " ص ۴۸

۳ غیث النفع فی القراءات السبع باب البسملة " " " "

شرح الشاطبیہ لابن القاصح میں ہے :

الاستعاذۃ قبل القراءة باجماع وقوله مسجلاى مطلقا لجمیع القراء وفى

جمیع القرآن لہ

اعوذ باللہ قرأت شروع کرنے سے قبل بالاجماع پڑھی جائے اور اس کے قول مسجلا کا
معنی تمام قراء کے نزدیک تمام قرآن کے شروع میں ۔ (ت)

تو مجرد اثبات و روایت متواترہ قراء سے عند التحقیق جزئیت قرآن پر بھی جرم نہیں ہو سکتا نہ کہ خاص جزئیت
سورت پر، ولہذا علمائے عالم جیسا کہ اثبات و تواتر تلوذ پر اجماع کر کے اس کی عدم قرآنیت پر اجماع رکھتے
ہیں، یونہی اثبات و تواتر بسملہ ایک بار مطلقاً پر اجماع فرما کر اس کی قرآنیت میں اختلاف رکھتے ہیں تو مجرد
اثبات قراء و تواتر روایت سے جزئیت پر دلیل لانی محض باطل ہے، ہاں قرآنیت بسم اللہ پر اس کے
سوا ایک دلیل قطعی قائم ہوئی جس کا ذکر اوپر گزرا۔ جمہور ائمہ قائل قرآنیت ہوئے اور جزئیت سورت پر کوئی
دلیل قطعی نہیں لہذا جمہور ائمہ جانب جزئیت نہ گئے، بجز اللہ تعالیٰ اس تقریر سے مثل آفتاب روشن
ہو گیا کہ ائمہ قراءات کا اثبات متواترہ اصلاً مفید جزئیت نہیں، اس بنا پر حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم یا صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے تواتر جزئیت کا ادعا بے باطل درکنار قراء سے تواتر قول بالجزئیت
بھی ثابت نہیں ہو سکتا، بالجلہ یہ کہنا حق ہے کہ اثبات و حذف دونوں متواترہ قطعی، اور یہ کہنا باطل کہ جزئیت
و عدم دونوں القطع مروی کہ اثبات و جزئیت میں شرق و غرب کا فرق ہے اس پر ایک دلیل جلیل واضح و
روشن یہ بھی ہے کہ قائلان جزئیت بعض احادیث احاد سے احتجاج و استناد کی طرف جھکے اور اس بنا پر
کہ ثبوت قطعی نہیں ظنیت مسئلہ کی تصریحیں کر گئے، دفع اعتراض کے لئے یہاں کفایت ظن کے قائل ہونے
جیسا کہ ابھی کلمات امام حجۃ الاسلام و امام ماوردی و امام نووی و امام علی و امام ابن حجر وغیرہم سے مذکور
ہوا، اگر اثبات قراء مثبت جزئیت ہوتا تو اسی پر تعویل کہ تہ قطعیت چھوڑ کر ظنیت کی طرف کیوں اترتے
ہذا کلمہ جلی واضح عند کل من له فہم و عقل فضلا عن اهل العلم و الفضل (یہ
تمام اہل فہم اور اہل عقل کے ہاں واضح ہے چہ جائیکہ اہل علم و فضل پر واضح نہ ہو۔ ت) اور یہیں سے
یہ بھی ظاہر ہو گیا کہ اس مسئلہ میں مذہب کو دخل نہ ماننا محض جہالت و سخت سفاہت ہے بلکہ حقیقتاً روایت
قراء نے جزئیت میں کچھ دخل نہ دیا و اثر گون فہموں نے الٹا سمجھ لیا۔ آخر امام قرطبی وغیرہ کا ارشاد سن چکے کہ مسئلہ

اجتہاد یہ ہے۔ علامہ بہاری و علامہ بکھر فرماتے ہیں :

(تركها نصف القراءة) وهم ابن عامر و نافع برواية الورش و حمزة و ابو عمر و قال مطلع الاسرار الالهية قدس سره في غير الفاتحة (و تواتر انه) صلى الله تعالى عليه و على آله و اصحابه وسلم (تركها) عند قراءة السور لان قراءة القراءة متواترة (ولا معنى عند قصد قراءة سورة ان يترك اولها) فيجب ان لا تكون جزءاً وليشهد عليه ما روى في الخبر الصحيح من عدم الجهر بها في الصلوة فان قلت قد قراها الباقون من القراء فتواتر قراءته عليه و على آله و اصحابه الصلوة والسلام فيجب ان تكون جزءاً قال (و تواتر قراءتها عنه) صلى الله تعالى عليه وسلم (بقراءة) القراء (الأخريين لا يستلزم كونها) جزءاً (منها) لجواز ان يكون للتبوك كالاستعاذة بـ

اس کو نصف اہل علم اور قراء حضرات نے ترک کیا ہے اور وہ ابن عامر و نافع ہیں ورش کی روایت کے مطابق اور حمزہ اور ابو عمر ہیں، اور مطلع الاسرار الالهية قدس سره نے غیر فاتحہ کے بارے میں فرمایا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے تواتر کے ساتھ ثابت ہے کہ سورتوں کو پڑھنے میں آپ نے بسم اللہ کو ترک فرمایا کیونکہ قراء حضرات کی قرات متواتر ہے اور یہ معنی نہیں کہ سورۃ کو پڑھتے وقت اس کے اول (بسم اللہ) کو چھوڑ دیں، لہذا ضروری ہے کہ بسم اللہ سورتوں کا جز نہیں۔ اور اس بات کی شہادت یہ ہے کہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نماز میں بسم اللہ کا جہر نہیں فرمایا۔ اگر تیرا یہ اعتراض ہو کہ باقی قراء حضرات بسم اللہ کو سورتوں کے ساتھ پڑھا ہے اور جب قراء حضرات کی قرات متواتر ہے تو اس سے ثابت ہوا کہ بسم اللہ کا سورتوں کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم و علی آله و صحبہ سے متواتر ہوگا، اس سے تو ثابت ہوتا ہے کہ یہ سورتوں کا جز ہے، تو جواب میں کہا کہ باقی قراء حضرات کی قرات سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قرات کے متواتر ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ یہ سورتوں کا جز ہو جائے، کیونکہ ہو سکتا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ترک کے طور پر پڑھا ہو جیسا کہ اعوذ باللہ کا حکم ہے۔ (ت)

اسی طرح اور کتب میں ہے مگر جہاں زمانہ کو خبر نہیں۔

افادۃ ثامنہ : اقول روایت اثبات کا اثبات جزئیت عند المسلمین سے

بھی بے علاقہ ہونا تو ظاہر ہو چکا اور ہم یہ بھی ثابت کر آئے کہ شمار آیات و سورہ دلیل واضح ہے کہ قرارِ مبطلین بھی جزئیتِ سورہ نہیں مانتے تاہم اب اگر بالفرض کسی طریقہ سے ثابت بلکہ متواتر بھی ہو کہ امامِ عاصم کا مذہب جزئیت تھا تو وہ جذبات ہے اس میں ہمیں کلام نہیں، مذہب میں ہم اُن کے مقلد نہیں، نہ اُن کی قرأت کا اختیار برخلافِ مذہب ان کے مذہب پر عمل لابد کر سکے، امر واضح پر دلیل روشن درکار ہو تو سُننے، شک نہیں کہ ہمارے ائمہ نے قرأتِ عاصم و روایتِ حفص اختیار فرمائی، اور شک نہیں کہ بالاجماع نمازِ سریرِ جہریہ میں ہمارے یہاں اخفائِ بسملہ کا حکم اور شک نہیں کہ مذہبِ امام پر نمازِ جہریہ میں ایک آیت کے سہواً اخفائے پر بالاتفاق سجدہ اور عمدہ پر اعادہ لازم، تو قطعاً ثابت کہ حفص و عاصم اگرچہ جزئیتِ فاتحہ کی طرح جزئیتِ ہر سورت بھی مانتے ہوں، مگر ان کی قرأت اختیار کرنے نے ہمیں عملِ قولِ جزئیت پر مجبور نہ کیا ورنہ ضرور جہریہ میں جہرِ تسمیہ علی الفاتحہ کا حکم ہوتا اور اُس کا ترک سجدہ سہویا اعادہ چاہتا، پھر بعد فاتحہ سر سورت پر اتیانِ بسملہ میں، عامۃ متونِ مذہبِ مثل ہدایہ و وقایہ و نقایہ و اصلاح و غرر و ملتقی البحر و تنویر وغیرہ انکارِ محض پر ہیں اور اسی پر بدائع و شرح و قایہ و درر و جوہرہ نیرہ و مجمع الانہر وغیرہ شروح نے مشی فرمائی، محققین کے نزدیک اگرچہ اس کا حاصل کراہت نہیں صرف نفیِ سنیت ہے کہا بینا ہ فی فتاویٰ العطا النبویۃ فی الفتاویٰ الرضویۃ (جیسا کہ ہم نے اسے اپنے فتاویٰ "العطا یا النبویۃ فی الفتاویٰ الرضویۃ" میں بیان کیا ہے۔ ت) تاہم اگر اختیارِ قرأتِ عاصم اختیارِ جزئیت لازم کرتا تو نفیِ سنیت اور التزامِ ترکِ بسملہ میں نفیِ کراہت پر اجماعِ حقیقہ ناممکن تھا، ابھی مسلم و فوایج سے سُن چکے کہ سورت پڑھتے وقت اس کے اول سے ایک آیت چھوڑ دینا بے معنی ہے۔ سیدنا امام محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ جامعِ صغیر میں فرماتے ہیں،

فیہ ہجرتی من القرآن و ذلک لیس من اعمال المسلمین اھ نقلہ الشامی عن النہر عن الامام فی باب سجود التلاوة۔

اس میں بعض قرآن کا ترک لازم آئے گا، حالانکہ یہ بات مسلمانوں کے عمل سے بعید ہے اھ اس کو علامہ شامی نے بابِ سجود التلاوة میں نہر کے حوالے سے امام صاحب سے نقل کیا ہے (ت) پس آفتاب کی طرح روشن ہوا کہ ہمیں عملِ قولِ جزئیت پر مجبور کرنا ہمارے ائمہ کرام کے اجماعِ تام کے خلاف اور محض اپنے ذہن کی تراشیدہ بات ہے قصد و عدم قصد ختم سے تفرقہ محض جہالت، اختیارِ قرأتِ عام

موجب عمل بر جزئیت نہیں، تو ختم میں کیا نقصان، اور اگر ہے تو فرض میں وجوب جہر کیوں نہیں، کیا فرائض میں ہم قرآن بقراءتِ عاصم نہیں پڑھتے، بھلا ختم میں اتنا ہی ہے کہ سنت ناقص رہی، یہاں تو واجب ترک ہوتا ہے۔

افادۃ تاسعہ: اقول بطور مناظرہ علی التذلل اگر مان لیجئے کہ اختلاف قراءت

روایت جزئیت و عدم جزئیت ہے تاہم جس نے ختم میں ایک بار بسم اللہ پڑھی اس نے یقیناً کلام اللہ ختم کیا نقص اگر ہوا تو روایت میں نہ کہ قرآن میں، تو پورے قرآن کا ثواب نہ ملنا کیا معنی، کیا سنت یہ ہے کہ مثلاً امام عاصم کی روایت تراویح میں پوری کی جائے یا یہ کہ قرآن عظیم کا ختم کامل ہو، اگر اول مانو تو محض باطل اور شرع مطہر پر کھلا افتراء، کس دلیل شرعی کا حکم ہے کہ خاص فلاں روایت کا اہتمام سنون اور ثمانی مانو، اور وہی حق ہے تو قرآن عظیم تو بالقطع والیقین یوں بھی ختم ہو گیا، پھر کامل ثواب نہ ملنا یعنی چہ، کیا بعض روایات پر قرآن کامل ہے بعض پر معاذ اللہ ناقص، حاشی اللہ ہر طرح تام و کامل ہے، ورنہ لازم آئے کہ بعض بلکہ ہر عرض میں حضور پر نور سید العالمین و حضرت جبریل روح الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہما وسلم میں ناقص قرآن کا دور ہوا ہر قاری کے پاس ناقص قرآن رہا کہ ہر قراءت میں بہ نسبت دوسری کے کچھ نہ کچھ اثبات حذف ہے، اپنے نزدیک تمامی عند اللہ تمامی کو مستلزم نہیں، اور جب عند اللہ تمامی تو نقص ثواب کا زعم رب العزت کی جناب میں سوائے ظن ہے ان اللہ لا یضیع اجر المحسنین (بیشک اللہ تعالیٰ نیکی کرنے والوں کا اجر ضائع نہیں فرماتا۔ ت) اگر کہتے گویہ قرآن فی نفسہ تام و کامل ہے مگر امام عاصم کے نزدیک پورا نہ ہوا۔

اقول دو حال سے خالی نہیں، یا تو قراءت کے نزدیک روایات آخر بھی متواترہ نہیں اور ان میں ایک کا اعتبار اس بنا پر کہ اپنے اساتذہ پر یونہی پڑھا ان کے نزدیک اپنی ہی روایت متواترہ ہوئی یا تواتر باقی پر اطلاع نہ ملی، علی الاول بلاشبہ امام عاصم پر یہ اعتقاد فرض کہ کلام الہی پورا ختم ہو گیا اگرچہ ان کی روایت پوری نہ ہوئی اور ثواب کامل اسی پر منوط تھا، نہ خاص ان کی روایت پر۔ و علی الثانی جب ہم پر مہر نیمروز و ماہ نیم ماہ کی طرح ان روایات کا تواتر روشن ہو گیا تو امام عاصم کا نہ جاننا مطلع نہ ہونا کچھ حجت نہیں، غرض نہ عاصم کی روایت پر ثواب محصور نہ عاصم کے خیال کی تقلید ضرور جبکہ بالقطع والیقین حضور پر نور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اس کا خلاف بتواتر ماثور، کیا مزے کی بات

ہے کہ امام مذہب بلکہ انصافاً امام الائمہ ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مذہب تو محض اپنے اس زعمِ باطل پر چھوڑا جائے کہ اذا صح الحدیث فهو مذہبی (جب حدیث صحیح ہو تو وہی میرا مذہب ہے۔ ت) قول احناف ہے اور امام عاصم کا ایک خیال کہ عدم اطلاع پر مبنی ہو، اُس پر مجہود ایسا ضرور کہ اس کے مقابل حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے تو اترے قطعاً بھی نا منظور۔

افادۃ عائشہؓ: اگر بعد طلوع فجر ساطع و ظہور حتی لامع، اپنی خطا پر مطلع ہو کہ دعویٰ نقصانِ ثواب سے عدول کر کے اس راہ چلے کہ بلاشبہ قرآن بھی کامل ختم، ختمِ کامل کا ثواب بھی حاصل مگر جبکہ ہم قرأتِ امام عاصم اختیار کئے ہوئے ہیں تو ہم پر شرعاً یہی واجب کہ انھیں کی روایت پر قرآن ختم کریں۔

اقول یہ بھی محض باطل اتباعِ قرأت واحدہ صرف ہنگامِ روایت واجب ہے کہ روایت احد القراء کا نام کر کے بعض حروف روایت دیگر پڑھے تو کذب فی النسبۃ و تخلیط و تغلیط لازم آئے کہ اس تقدیر پر اس کا مفادیوں ہوگا کہ یہ لفظ اس طرح اس امام کی روایت ہے حالانکہ وہ اس کی روایت نہیں، تلاوت میں تعیینِ قرأت واجب نہیں کہ آخر سب قرآن اور سب حق منزل من عند الرحمن ہے تو تخصیص بعض و انکار بعض کے کیا معنی، اختلافِ قرأت مثل اختلافِ مذاہب نہیں کہ تعیین واجب یا تلفیق باطل ہو، یہاں اگر بعض سورہ بلکہ ایک سورت کی بعض آیات بلکہ ایک آیت کے بعض کلمات ایک قرأت کے مطابق پڑھے اور بعض دیگر بعض دیگر کے، تو عند التحقیق اصلاً ممانعت نہیں جب تک وہ تلفیق موجب اختلافِ نظم یا فسادِ معنی نہ ہو، اور اگر ایک کلام ختم ہو کہ دوسری بات شروع ہو جب تو اتنی واولیٰ بالجواز ہے خصوصاً جب کہ مجلس متبدل ہو۔ امام خاتم الحفاظ جلال الحق والدین سیوطی اتقان شریف میں امام سید القراء شیخ المقرئین شمس الملتہ والدین ابو الخیر ابن الجوری سے نقل فرماتے ہیں:

الصواب ان يقال ان كانت احدي القراءتين مرتبة على الاخرى منع ذلك منع تحريم لمن يقرأ فلتقى ادم من سبه كلمت بوفعهما و نصبهما اخذ ارفع ادم من قراءة غير ابن كثير و رفع كلمات من قراءته و نحو ذلك مما لا يجوز في العربية واللغة و ما لم يكن كذلك فرق فيه بين مقام الرواية و غيرها فان كان على سبيل الرواية حرم ايضا لانه كذب في الرواية و تخلیط و ان كان على سبيل التلاوة جاز

یہ کہنا درست ہوگا کہ دونوں قراءات میں ایک دوسری پر مرتب ہے تو یہ ممنوع بطور تحریم ہے جیسا کہ
 فلتقی آدم من ربه کلمت میں لفظ ”آدم“ اور ”کلمت“ دونوں پر پیش پڑھے یا دونوں پر زبر پڑھے
 یوں کہ ”آدم“ پر پیش کو غیر ابن کثیر کی قراءت سے اور ”کلمت“ کی پیش ابن کثیر کی قراءت سے اخذ
 کرے اور اس طرح عربی میں اور لغت میں جائز نہیں۔ اور اگر ایسا نہ ہو تو پھر روایت اور غیر روایت کے
 مقام میں فرق ہوگا، اور اگر روایت کے طور پر ہو تو بھی حرام ہے کیونکہ یہ روایت میں غلط اور کذب ہوگا، اور
 اگر بربیل تلاوت ہو تو یہ جائز ہے۔ (ت)

ہاں ائمہ کرام نے حفظ دین عوام کو یہ وصیت فرمائی کہ جاہلوں کے سامنے قراءت غریبہ و وجہ عجیبہ
 نہ پڑھیں کہ مبادا وہ انکار یا طعن یا استہزاء کی آفت میں نہ پڑیں۔ درمختار میں ہے :
 یجوز بالروایات السبع لکن الاولیٰ ان لا یقرء بالغریبة عند العوام صیانة لدينهم۔
 قراءت سبع پڑھنا جائز ہے مگر عوام کے ہاں اجنبی قراءت کو نہ پڑھے تاکہ عوام کے دین میں خلل
 نہ ہو۔ (ت)

ردالمحتار میں ہے :

قوله یجوز بالروایات السبع ، بل یجوز بالعشر ایضا کما نص علیہ اهل الاصول ،
 قوله بالغریبة والامالات ، لان بعض السفهاء یقولون ما لا یعلمون فیقعون فی الاثم و
 الشقاء ، ولا ینبغی للامة ان یحملوا العوام علی ما فیہ نقصان دینهم ولا یقرء عندهم
 مثل قراءة ابی جعفر وابن عامر وعلی بن حمزة والکسائی صیانة لدينهم فلعلهم
 یستخفون او یضحکون وان کان کل القراءات والروایات صحیحة فصیحة و مشائخنا
 اختاروا قراءة ابی عمر وحفص عن عاصم اھ من التنازع خانیة عن فتاویٰ الحجة۔

قوله روایت سبع جائز ہے بلکہ عشرہ بھی جائز ہے جیسا کہ اہل اصول نے تصریح کی ہے ،
 قوله اجنبی یعنی روایات اور امالات اجنبیہ کو نہ پڑھے کیونکہ بعض جاہل لوگ لاعلمی کی وجہ سے باتیں بنائینگے
 اور گناہ اور بدی میں مبتلا ہوں گے ، امامت کرانے والے حضرات کو مناسب نہیں کہ لوگوں کو دینی نقصان
 میں ڈالیں ، اور ان کے سامنے امام ابو جعفر ، ابن عمر علی بن حمزہ اور کسائی جیسی قراءت نہ کریں۔ ہو سکتا ہے

کہ عوام لاعلمی کی بنا پر ان کی قراءات کو حقیر جانتے ہوئے ان پر ہنسنا شروع کر دیں اور ان کا دین محفوظ رکھنا ضروری ہے اگرچہ یہ تمام قراءات قطعی طور پر صحیح ہیں، جبکہ ہمارے مشائخ نے ابو عمر کی عاصم سے روایت کردہ قراءت کو اپنایا ہے اور یہ فتاویٰ الحجہ سے تارخانیہ کی روایت ہے۔ (ت)

اسی طرح علمگیریہ وغیرہ میں ہے۔

افادۃ حادیہ عشر: جس مصلحت کے لئے یہاں علماء نے پیش عوام روایت غریبہ کی تلاوت سے منع کیا، مسئلہ بسملة میں انصافاً دیکھئے تو ہمارے بلاد میں خاص صورت اخفاریں ہیں کہ یہاں کے تمام حفاظ و قراء و سامعین عامۃ مسلمین کے کان ہر سورت پر جہر بسم اللہ سے آشنا نہیں وہ اسے سن کر مخالفت کریں گے طعن و اعتراض سے پیش آئیں گے تمہارے زعم میں یہ اعتراض اُس امر پر ہوگا جو قرآن فقرتاً حضور پر نور سید یوم النشور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے متواتر ہے، اور دوسرا امر جس کے وہ عادی ہیں یعنی اخفاریں، تم خود بھی مقرر ہو کہ وہ بھی حق و صحیح اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ایسا ہی متواتر ہے، تو اُسی کو کیوں نہ لیجئے اور عکس کر کے مسلمانوں میں فتنہ عوام میں شورش کیوں پیدا کیجئے، اب اپنے زعم باطل پر تم خود اس کے باعث ہوتے ہو کہ امر متواتر عن المصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر مسلمانوں سے انکار و اعتراض کرو کیا اسی کا شریعت مطہرہ نے حکم دیا ہے، کیا اسی پر قاری یا ملّا ہونا رہ گیا ہے۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ جب تک بات نئی، بیگانہ، تازی، جدا اکثر مسلمین کے گوش نا آشنا نہ ہو شہرت تام کا ذریعہ نہیں ہوتی مگر مینا ہم بخدا کہ قاریانِ قرآن، قراءتِ قرآن سے شہرت تام کی نیت رکھیں، علمائے کرام ایسے محل پر ترک افضل کی رائے دیتے ہیں نہ کہ ترک مساوی۔ امام علامہ جلال الدین زلیعی نصب الرایہ میں نقل فرماتے ہیں:

یسوغ للانسان ان یترك الافضل لاجل تالیف القلوب واجتماع الكلمة خوفاً من التنفیر، كما ترك النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بناء البيت علی قواعد ابراهیم لكون قریباً کانوا حدیثی عهد بالجاهلیة، وخشی تنفیہهم بذلك، و رای تقدیم مصلحة الاجتماع علی ذلك، ولما انكر الربیع علی ابن مسعود اکماله الصلوة خلف عثمان قال الخلاف شر، وقد نص احمد وغیرہ علی ذلك فی البسملة وفی وصل الوتر وغیر ذلك مما فیہ العدول عن الافضل الی الجائز المفضل مراعاة لاختلاف البامومین اولتعریفهم السنة وامثال ذلك وهذا اصل کبیری فی سد الذرائع

لنصب الرایہ لاحادیث الهدایہ کتاب الصلوة اقوال العلماء فی البسملة النوریة الرضویة پبلشنگ کمپنی لاہور ۱۴۰۴ھ

لوگوں کی تالیف قلبی اور ان کو مجتمع رکھنے کے لئے افضل کو ترک کرنا انسان کے لئے جائز ہے تاکہ لوگوں کو نفرت نہ ہو جائے جیسا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بیت اللہ شریف کی عمارت کو اس لئے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بنیادوں پر قائم رکھا تاکہ قریشی نو مسلم ہونے کی وجہ سے اس کی نئی بنیادوں پر تعمیر کو نفرت کی نگاہ سے نہ دیکھیں تو آپ نے اجتماع کو قائم رکھنے کی مصلحت کو مقدم سمجھا، اور جیسا کہ حضرت ربیع نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نماز میں اختلاف کی بنا پر روکا تو انھوں نے فرمایا کہ خلاف کرنے میں شریک ہے، اسی لئے امام احمد وغیرہ نے بسم اللہ اور وتر کے وصل وغیرہ کے بارے میں اس کی تصریح کی ہے۔ یہ وہ معاملات ہیں جن میں افضل سے عدول کر کے جائز مفضل کو اختیار کیا گیا ہے تاکہ مقتدی حضرات کی تالیف قلبی اور ان کی سنت شناسی وغیرہ کا پاس کیا جاسکے یہ بات فقہ کے سبب باب کے لئے بڑا ضابطہ ہے۔ (ت)

یہ سب اس تقدیر پر تھا کہ بغرض باطل قطعیت جزئیت مان لی جائے ورنہ حق و تحقیق کا ایضاح پہلے ہو چکا اس تقدیر پر قاری و ملا اپنی اس تنفیہ و آثار فقہ کی حدیں بتائیں یہاں تو بدایت اُس غیر قصدی الزام سے بھی محفوظ اور یہ تنفیہ و ایقاع اختلاف و ایسے مستند معتمد سے نامحفوظ، کہا لایخفى واللہ المہادی (جیسا کہ مخفی نہیں، اور اللہ ہی ہدایت دینے والا ہے۔ ت)

افادۃ ثانیہ عشر: یہاں تک دعویٰ قطعیت جزئیت و لزوم نقصان ختم کا رد تھا کہ بحمد اللہ باحسن وجہ ظاہر ہوا، اب بعونہ تعالیٰ جہر و اخفا کی طرف چلتے، تراویح میں جہر بسم اللہ کا حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے متواتر کہنا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر صریح افتراء ہے تو اتر درکنار، زہار کسی حدیث احاد سے بھی اس کا ثبوت نہیں، جہر فی التراویح تو جدا، مطلقاً کسی نماز میں حضور و الاصلوات اللہ و سلامہ علیہ کا بسم اللہ شریف جہر سے پڑھنا ہرگز ہرگز متواتر نہیں، تو اتر کیسا نفس ثبوت میں سخت کلام و نزاع ہے۔ امام حافظ عقیلی کتاب الضعفاء میں لکھتے ہیں:

لا یصح فی الجہر بالبسملة حدیث مسند۔ ذکرہ فی عمدۃ القاری۔

بسم اللہ میں کوئی حدیث مسند صحیح نہیں۔ ۱۔ سے عمدۃ القاری میں ذکر کیا گیا۔

امام دارقطنی فرماتے ہیں:

لم یصح فی الجہر حدیث - ذکرہ فی عنایۃ القاضی -

جہر تسمیہ میں کوئی حدیث صحیح نہیں ہوئی۔ اسے عنایۃ القاضی میں ذکر کیا گیا۔ (ت)

یہی امام دارقطنی جب مصر تشریف لے گئے کسی مصری کی درخواست سے دربارہ جہر ایک جُر تصنیف فرمایا بعض مالکیہ نے قسم دے کر پوچھا کہ اس میں کون سی حدیث صحیح ہے، آخر براہ انصاف اعتراف فرمایا کہ کل ما روی عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فی الجہر فلیس بصحیح^۱۔ ذکرہ الامام الزلیعی عن التنقیح عن مشایخہ عن الدارقطنی والمحقق فی الفتح -

یعنی نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے جہر میں جو کچھ روایت کیا گیا ہے اس میں کچھ صحیح نہیں۔ اس کو امام زلیعی نے اپنے مشائخ کی تنقیح قرار دے کر دارقطنی سے نقل کیا ہے اور محقق نے فتح القدر میں ذکر کیا۔

امام ابن الجوزی نے کہا:

لم یصح عنہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فی الجہر شیء - ذکرہ القاری فی المرقاة -

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے جہر بسم اللہ میں کوئی روایت صحیح نہیں۔ اسے ملا علی قاری نے مرقاة میں ذکر کیا۔

یہاں تک کہ تنقیح میں احادیث جہر لکھ کر فرما گئے:

هذه الاحادیث فی الجملة لا تحسن بمن له علم بالنقل ان يعارض بها الاحادیث الصحیحة، ولولا ان يعرض للمتفقة شبهة عند سماعها فيظنها صحیحة لكان الاضراب عن ذكرها اولی، ویکفی فی ضعفها اعراض المصنفین للمسانيد والسنن عن جمهورها۔^۲

ان احادیث کو صحیح احادیث کے معارض قرار دینا نقل کے فن میں علم والے کو درست نہیں۔ اگر

۱۔ عاشر الشہاب عنایۃ القاضی علی تفسیر البیضاوی مجتہد البسملة دار الکتب العلمیۃ بیروت ۴۹/۱

۲۔ نصب الرایۃ لاحادیث الہدایہ کتاب الصلوۃ النوریۃ الرضویۃ پبلشنگ کمپنی لاہور ۴۳۶/۱

۳۔ مرقاة المفاتیح شرح مشکوۃ المصابیح باب القراءة فی الصلوۃ المكتبة الحبیبیہ کوئٹہ ۵۵۲/۲

۴۔ نصب الرایۃ لاحادیث الہدایہ کتاب الصلوۃ باب صفة الصلوۃ النوریۃ رضویۃ کمپنی لاہور ۴۳۶/۱

فقیہ کے لئے ان روایات کو غلط فہمی کی بنا پر صحیح گمان کرنے کا خدشہ نہ ہوتا تو ان کو ذکر نہ کرنا مناسب تھا، اور ان روایات کے ضعف پر دلیل تمام مسانید و سنن کے مصنفین کا ان کو ذکر نہ کرنا ہی کافی ہے (ت) خلاصہ یہ کہ وہ احادیث نہ احادیث صحیحہ کے مقابل نہ ذکر کے قابل، ولہذا مصنفان مسانید و سنن نے ان کے ذکر سے اعراض کیا نقلہ فی نصب الراية (اس کو نصب الراية میں ذکر کیا گیا ہے۔ ت) خود پیشوائے وہابیہ ابن القیم نے اپنی کتاب مسمی بالمدی میں لکھا:

فصحيح تلك الاحاديث غير صريح و صريحها غير صحيح لے نقلہ امام الوہابیة الشوکانی فی نیل الاوطار۔

ان حدیثوں میں جو صحیح ہے وہ جہر میں صریح نہیں اور جو جہر میں صریح ہے وہ صحیح نہیں۔ اس کو وہابیوں کے امام شوکانی نے نیل الاوطار میں ذکر کیا ہے۔

امام زلیعی تبیین الحقائق میں فرماتے ہیں:

الحاصل ان احادیث الجہر لم تثبت لے اثرہ السید الانہری فی الفتح۔

خلاصہ یہ کہ جہر کی حدیثیں ثابت نہ ہوتیں۔ سید انہری نے اس کو فتح میں نقل کیا ہے۔

امام زلیعی نصب الراية میں فرماتے ہیں:

فهذه الاحاديث كلها ليس فيها صريح صحيح، وليست مخرجة في شيء من الصحيح ولا المسانيد، ولا السنن المشهورة وفي روايتها الكذب والضعفاء والجاهل الخ

ان حدیثوں میں کوئی حدیث صریح و صحیح نہیں، نہ یہ صحاح و مسانید و سنن مشہورہ میں مروی ہوتیں، ان کی روایتوں میں کذاب، ضعیف، مجہول لوگ ہیں الخ۔ (ت)

امام عینی عمدة القاری میں فرماتے ہیں:

احاديث الجہر ليس فيها صحيح صحيح بخلاف حديث الاخفاء فانه صحيح صريح ثابت مخرجه في الصحيح والمانيد المعروفة والسنن المشهورة۔

۲۲۸/۲	مصطفیٰ البابی مصر	باب ماجاء فی بسم اللہ الخ	لے نیل الاوطار
۲۹۲/۱	دار الکتب العلمیہ بیروت	فصل اذا اراد الدخول فی الصلوٰۃ	۲ تبیین الحقائق
۴۳۲/۱	النوریۃ الرضویۃ پبلشنگ کمپنی لاہور	کتاب الصلوٰۃ	۳ نصب الراية لاحادیث الہدایہ
۴۲۵/۵	دار الکتب العلمیہ بیروت	انہا بکبرہا ام لا	۴ عمدة القاری النوع الرابع فی

جہر کی حدیثوں میں کوئی حدیث صحیح و صریح نہیں بخلاف حدیث اخفا کہ وہ صحیح و صریح اور صحاح و مسانید و سنن مشہورہ میں ثابت ہے۔

امام اعظم ابو حنیفہ و امام مالک و امام شافعی و امام احمد چاروں ائمہ مذہب اور بخاری و مسلم و ابوداؤد و ترمذی و نسائی و ابن ماجہ چھٹوں ائمہ حدیث اور دارمی و طحاوی و ابن خزیمہ و ابن جبان و دارقطنی و طبرانی و ابویعلیٰ و ابن عدی و ہیثمی و ابونعیم و ابن عبد البر اکابر حفاظ و اجلہ محدثین اپنی صحاح و سنن و مسانید و معجم میں باسناد کثیرہ حضرت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ فرماتے ہیں:

صلیت خلف رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و خلف ابی بکر و عمر و عثمان فلما سمع احدا منهم یقرُ اُبسم اللہ الرحمن الرحیم هذا لفظ مسلم و فی لفظ لامام احمد و النسائی و ابن جبان فی صحیحہ و غیرہم باسناد علی شرط الصحیح کہا افادہ فی الفتح کانوا لایجہرون ببسم اللہ الرحمن الرحیم و فی لفظ لابن خزیمہ و الطبرانی و ابی نعیم کانوا لیسرون ببسم اللہ الرحمن الرحیم و لابن ماجہ کلہم یخفون ببسم اللہ الرحمن الرحیم میں نے حضور اقدس رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و ابوبکر صدیق و عمر فاروق و عثمان غنی کے پیچھے نماز پڑھی ان میں کسی کو بسم اللہ شریف پڑھتے نہ سنا۔ یہ امام مسلم کے الفاظ ہیں۔

امام احمد، نسائی اور ابن جبان نے اپنی صحیح میں اور دوسروں نے اپنی صحیح سندوں کے ساتھ جیسا کہ فتح القدیر نے بیان کیا ہے، جن کے الفاظ یہ ہیں کہ یہ حضرات بسم اللہ کا جہر نہ فرماتے تھے۔ اور ابن خزیمہ، طبرانی اور ابونعیم کے الفاظ یہ ہیں کہ وہ بسم اللہ کو پوشیدہ پڑھتے تھے۔ اور ابن ماجہ کے الفاظ یہ ہیں کہ وہ سب بسم اللہ کا اخفاء فرماتے تھے۔ (ت) یہ وہ حدیث جلیل ہے جس کی تخریج پر چاروں ائمہ مذہب اور چھٹوں اصحاب صحاح متفق ہیں بلکہ طبرانی نے

۱۔ صحیح مسلم باب حجۃ من قال لا یجہر بالصلوۃ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱۷۲/۱

۲۔ مسند احمد بن حنبل عن انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۳/ ۱۷۹ و ۲۷۵

فتح القدیر باب صفة الصلوۃ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۲۵۴/۱

۳۔ نصب الراية بحوالہ ابی نعیم و الطبرانی و ابن خزیمہ باب صفة الصلوۃ النورۃ الرضویہ لاہور ۴۰۶/۱

التعلیقات علی کتاب الآثار باب الجہر ببسم اللہ الرحمن الرحیم دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱۵۸/۱

۴۔ سنن ابن ماجہ باب افتتاح القراءات ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۵۹

انہیں سے روایت کی :

ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کان یسرب بسم اللہ الرحمن الرحیم و
ابا بکر و عمر و عثمان و علیا۔

بیشک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و ابو بکر و عمر و عثمان و علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم لبسم اللہ شریف
آہستہ پڑھتے تھے۔

امام الائمہ امام ابو حنیفہ و امام محمد و ترمذی و نسائی و ابن ماجہ و غیرہم ابن عبد اللہ بن مغفل رضی اللہ
تعالیٰ عنہ سے راوی ، قال :

سمعتنی ابی و انا قول بسم اللہ الرحمن الرحیم فقال ای بنی ایاک و المحدث قال و
لم ارا احدا من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کان ابغض الیہ المحدث
فی الاسلام یعنی منہ قال و صلیت مع النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و مع ابی بکر
و مع عمر و مع عثمان فلم اسمع احدا منهم یقولہا فلا تقلہا ، انت اذا صلیت فقل
الحمد للہ رب العالمین

یعنی مجھے میرے باپ نے نماز میں لبسم اللہ شریف پڑھتے سنا ، فرمایا : اے میرے بیٹے ! بدعت
سے بچ ۔ ابن عبد اللہ کہتے ہیں : میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صحابہ میں ان سے
زیادہ کسی کو اسلام میں نئی بات نکالنے کا دشمن نہ دیکھا ، انہوں نے فرمایا میں نے نبی صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم و ابو بکر صدیق و عمر فاروق و عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ساتھ نماز پڑھی کسی کو لبسم اللہ شریف
پڑھتے نہیں سنا تم بھی نہ کہو جب نماز پڑھو الحمد للہ رب العالمین سے شروع کرو ۔

انہی عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کسی امام کو لبسم اللہ جہر سے پڑھتے سنا ، پکار کر فرمایا :
یا عبد اللہ انی صلیت خلف رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
و ابی بکر و عمر و عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہم فلم اسمع احدا منهم

۱۔ المعجم الکبیر عن انس رضی اللہ عنہ حدیث ۳۹ ، مکتبہ فیصلیہ بیروت ۲۵۵/۱

صحیح ابن خربیہ المکتب الاسلامی بیروت ۲۵۰/۱

۲۔ جامع الترمذی باب ماجاء فی ترک الجہر بسم اللہ الرحمن الرحیم امین کمپنی کتب خانہ رشیدیہ دہلی ۳۳/۱

سنن ابن ماجہ باب افتتاح القراۃ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۵۹

التعلیقات علی کتاب الآثار باب الجہر بسم اللہ الرحمن الرحیم دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱۵۵/۱

یجہر بہا۔ سواہ الامام الاعظم ذکرہ فی الفتح۔

اے خدا کے بندے! میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و ابوبکر و عمر و عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے پیچھے نمازیں پڑھیں ان میں کسی کو بسم اللہ جہر سے پڑھنے نہ سنا۔ اس کو امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ نے روایت کیا اسے فتح میں ذکر کیا گیا ہے۔

امام اعظم و امام محمد و امام احمد و امام طحاوی و امام ابو عمر ابن عبد البر حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی:

الجہر بسم اللہ الرحمن الرحیم قراءۃ الاعراب۔
بسم اللہ شریف آواز سے پڑھنی گنواروں کی قرأت ہے۔

نیز اسی جناب سے مروی ہوا:

لم یجہر النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بالبسملة حتی مات۔ ذکرہ المحقق فی الفتح۔

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کبھی بسم اللہ شریف کا جہر نہ فرمایا یہاں تک کہ دنیا سے تشریف لے گئے۔ اسے محقق نے فتح میں ذکر کیا۔

اثر بمسند صحیح عکرمہ تابعی شاگرد خاص حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی:

انا اعرابی ان جہرت بسم اللہ الرحمن الرحیم۔
میں گنوار ہوں اگر بسم اللہ شریف جہر سے پڑھوں۔

سعید بن منصور اپنی سنن میں راوی:

حدثنا حماد بن نرید عن کثیر بن شظیران الحسن سئل عن الجہر بالبسملة

۵۸ ص	نور محمد اصح المطابع کراچی	بیان عدم الجہر بالبسملة	امام الاعظم
۲۵۴/۱	مکتبہ نوریہ رضویہ کھر	باب صفۃ الصلوۃ	فتح القدیر
۱۴۰/۱	ایچ ایم سعید کمپنی کراچی	باب قرأت بسم اللہ الخ	شرح معانی الآثار
۳۶۱/۱	دار الکتب العلمیہ بیروت	من کان لا یجہر بسم اللہ الخ	المصنف لابن ابی شیبہ
۲۵۴/۱	مکتبہ نوریہ رضویہ کھر	باب صفۃ الصلوۃ	فتح القدیر
۴۲۵/۱	النوریۃ الرضویۃ پبلشنگ کمپنی لاہور	باب صفۃ الصلوۃ	نصب الرایۃ بحوالہ الاثر

فقال انما يفعل ذلك الاعراب

حماد بن زید نے کثیر بن غنظیر سے بیان کیا کہ امام حسن بصری سے جہر بسم اللہ کا حکم پوچھا گیا، فرمایا یہ گنواروں کا کام ہے۔

ابن ابی شیبہ اپنے مصنف میں امام ابراہیم نخعی تابعی سے راوی،

الجهر بسم الله الرحمن الرحيم بدعة

بسم الله شریف جہر سے کہنا بدعت ہے۔

اثرم انھیں سے راوی:

ما درکت احدا يجهر بسم الله الرحمن الرحيم والجهر بها بدعة

میں نے صحابہ و تابعین میں کسی کو بسم اللہ شریف کا جہر کرتے نہ پایا اس کا جہر بدعت ہے۔

سبحان اللہ! حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے تو اتنے درگنازاں حضرات عالیہ کے نزدیک

کچھ بھی ثبوت ہوتا تو کیا یہ اجلہ صحابہ و تابعین معاذ اللہ اسے بدعت بتاتے یا گنواروں کا فعل کہہ سکتے تھے

ولكن الجهلة يقولون ما لا يعلمون (لیکن جاہل لوگ غیر معلوم باتیں کرتے ہیں۔ ت) نہایت

کہ امام الفقہاء امام المحدثین اوحدا الاولیاء، اوحدا المجتہدین سیدنا امام سفیان ثوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

نے اختیار جہر بسم اللہ کا قول سخت مہجور و محجور مانا اور اس کے اخفا کو افضل و اولیٰ سمجھا تہمتہ عقائد

اہلسنت جانا، محدث لاکاتی کتاب السنہ میں بسند صحیح راوی،

حدثنا المخلص نا ابو الفضل شعيب بن محمد نا علي بن حرب بن بسام سمعت

شعيب بن جرير يقول قلت لسفيان الثوري حدث بحديث السنة ينفعني الله به فاذا

وقفت بين يديه وسألتني عند قلت يا رب حدثني بهذا سفين فانجوانا وتوخذ

فقال اكتب بسم الله الرحمن الرحيم القرآن كلام الله غير مخلوق منه (وجعل

يسرد الى ان قال) يا شعيب لا ينفعك ما كتبت حتى تری المسح على الخطين و

حتى تری ان اخفاء بسم الله الرحمن الرحيم افضل من الجهر به وحتى تؤمن بالقد

۱۔ نصب الرایہ لاحادیث الہدایہ بحوالہ سنن سعید بن منصور کتاب الصلوٰۃ النورۃ الرضویۃ پبلشنگ کمپنی لاہور/۴۳۶

۲۔ المصنف لابن ابی شیبہ من کان لا یجہر بسم اللہ الخ حدیث ۴۱۳۸ دار الکتب العلمیہ بیروت ۳۶۰/۱

۳۔ نصب الرایہ لاحادیث الہدایہ بحوالہ الاثرم کتاب الصلوٰۃ النورۃ الرضویۃ پبلشنگ کمپنی لاہور/۴۳۵

(الی ان قال) اذا وقفت بین یدی اللہ فسألك عن هذا فقل یا رب حدثنی بهذا سفین الثوری ثم خل بیتی و بین اللہ عزوجل

یعنی شعیب بن جبر نے امام سفین ثوری سے کہا مجھے عقائد اہلسنت بتا دیجئے کہ اللہ عزوجل مجھے نفع بخشے اور جب میں اس کے حضور کھڑا ہوں اور مجھ سے ان کے متعلق سوال ہو تو عرض کر دوں کہ الہی! یہ مجھے سفیان نے بتائے تھے تو میں نجات پاؤں اور جو کوچہ کوچہ ہو آپ سے ہو تو فرمایا لکھو بسم اللہ الرحمن الرحیم قرآن اللہ کا کلام ہے مخلوق نہیں۔ اور اسی طرح اور عقائد و مسائل لکھوا کہ فرمایا: اے شعیب! یہ جو تم نے لکھا تمہیں کام نہ دے گا جب تک مسیح موزہ کا جواز نہ مانو اور جب تک یہ اعتقاد نہ رکھو کہ بسم اللہ کا آہستہ پڑھنا باواز پڑھنے سے افضل ہے اور جب تک تقدیر الہی پر ایمان نہ لاؤ، جب تم اللہ عزوجل کے حضور کھڑے ہو اور تم سے سوال ہو تو میرا نام لے دینا کہ یہ عقائد و مسائل مجھے سفیان ثوری نے بتائے پھر مجھے اللہ تعالیٰ کے حضور چھوڑ کر الگ ہو جانا۔

امام ذہبی طبقات الحفاظ میں فرماتے ہیں:

هذا ثابت عن سفین و شیخ المخلص ثقة۔

یہ روایت سفیان سے ثابت ہے اور راوی ثقہ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

افادہ ثالثہ عشر: اقول ہم آفتاب روشن کی طرح ثابت کر آئے کہ اگر بفرض

باطل مذہب عاصم جزیئیت ہر سورت صحیح تاہم اختیار قرائت عاصم ہیں اختیار جزیئیت پر مجبور نہیں کر سکتا یونہی اگر بالفرض عاصم سے ثابت ہو حالانکہ ہرگز ثابت نہیں کہ ان کا طریقہ نماز میں ہر جگہ جہر بسم اللہ تھا تاہم ان کی قرأت اختیار کرنی ہرگز اسے مستلزم نہیں کہ نماز میں دربارہ جہر و اخفاء ان کی پیروی ضرور ہو کہ یہ مسئلہ فقہیہ ہے اور ہم فقہ میں ان کے مقلد نہیں، آخر نہ دیکھا کہ ہمارے ائمہ کرام نے ان کی قرائت اختیار فرمائی اور نماز میں بسم اللہ شریف کے اخفاء کا حکم دیا، لاجرم ہمارے علمائے صاف صریح تصریح فرمائی کہ جہر و اخفاء بسم اللہ شریف میں امام قرائت کا اتباع بیرون نماز ہے نماز میں اخفاء ہی کرے، اور بیرون نماز بھی اتباع قاری خاص صرف بوجہ اولویت ہے نہ بطور وجوب و لزوم و ضرورت۔

لما قد منات القراءات كلها حقة بالیقین لا احتمال فیہا للخطأ ولا ینافی بعضها بعضا فلا ھجر فی شئ منها لاجمعاء ولا افراد ما لم یؤد التلیق الی التغیر بخلاف المجتہدات الخلافیة فان المجتہد یخطئ ویصیب فلا نعد و عما اعتقدنا انه صواب

۱۵۳/۱ تذکرۃ الحفاظ للذہبی عنوان سفیان بن سعید ثوری ۴۴ بحوالہ اللانکائی دار الکتب العلمیہ بیروت

يَحْتَمِلُ الْخَطَا إِلَى مَا ظَنَنَّا أَنَّهُ خَطَاٌ يَحْتَمِلُ الصَّوَابَ وَلَئِنْ لَفَقْتَ لِرَبِّمَا اتَّفَقَ الْاِقْوَالُ عَلَى فساد العمل۔

جیسا کہ ہم نے پہلے بیان کر دیا ہے کہ تمام قراءات برحق ہیں، ان میں خطا کا احتمال نہیں ہے اور ایک دوسرے کے منافی بھی نہیں ہیں، لہذا ان کو ملا کر پڑھنا یا علیحدہ علیحدہ پڑھنا اس وقت تک جائز ہے جب تک ان کا مختلف انداز معنی کی تبدیلی پیدا نہ کرے، اس کے برخلاف اجتہادی اختلافی مسائل میں چونکہ مجتہد کے اجتہاد میں درست اور خطا دونوں کا احتمال موجود ہے اس لئے وہاں اپنے ظن میں درست کو اپنائیں گے اور جس کو ہم خطا سمجھیں گے اس کو نہیں اپنائیں گے کیونکہ ہم اعتقاد کے پابند ہیں اگرچہ فی الواقع اس کی خطا کا احتمال ہے، اور یہاں اجتہادی مسائل میں مختلف مجتہدین کے اجتہاد کو اپنانا عمل میں فساد پیدا کر دے گا۔ (ت)

مجتبیٰ شرح قدوری پھر کفایہ شرح ہدایہ پھر رد المحتار حاشیہ در مختار میں ہے:

لا يجهر بها في الصلوة عندنا خلافاً للشافعي وفي خارج الصلوة اختلاف الروايات والمشائخ في التعوذ والتسمية قيل يخفي التعوذ دون التسمية والصحيح انه يتخير فيهما ولكن يتبع امامه من القراء وهم يجهرون بهما الا حمزة فانه يخفيهما اهـ۔ ہمارے نزدیک نماز میں جہر نہیں ہے، امام شافعی اس کے خلاف ہیں، اور خارج از بسم اللہ اور اعوذ باللہ میں مشائخ اور روایات کا اختلاف ہے ایک قول میں اعوذ باللہ کو محفی اور بسم اللہ کو جہر کے ساتھ لیکن صحیح یہ ہے قاری کو اختیار ہے کہ دونوں کو آہستہ پڑھے یا بلند پڑھے۔ لیکن ائمہ قراء میں سے اپنے امام کی اتباع بہتر ہے، امام حمزہ جہر کے قائل نہیں ہیں، باقی ائمہ جہر کے قائل ہیں (ت) بحمد اللہ تعالیٰ یہ خیالات جدیدہ و ہابیہ کے رد میں ہمارے علماء کا نص صریح ہے۔

افادة رابعة عشر: أقول وبالله التوفيق حقيقة امریه ہے کہ روایات قراء طبقة فطبة قرناً فخرنا بذریعہ تدریس و تعلیم و تلقی تلامذہ عن الشیوخ میں تو یہ جہر و اخفاء اوقات تعلیم و اقرا کی خبر دیتے ہیں نہ خاص حال نماز کی، حضور پر نور سید العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد تو طریقہ تعلیم قرآن عظیم معین رہا کہ تلامذہ پڑھتے استاد سنتے بتاتے، نہ یہ کہ نمازوں میں سن سن کر سیکھتے جس میں سوال و جواب و تفہیم و تفہم کا کوئی موقع نہیں، بیرون نماز بھی قراءت شیوخ کا دستور نہ تھا بلکہ اسے ناکافی سمجھتے

اگرچہ یہاں ممکن تھا کہ جو طرزِ ادا تلمیذ کی سمجھ میں نہ آتا دریافت کر لینا استادِ اعادہ کر دیتا۔ اتقانِ شریف میں ہے،
 اوجه التحمل عند اهل الحديث السماع من لفظ الشيخ والقراءة عليه، والسماع
 عليه بقراءة غيره، والمتاولة والاجازة والمكاتبة والوصية والاعلام والوجادة،
 فاما غير الاولين فلا ياتي هنالما يعلم مما سنذكره، واما القراءة على الشيخ فهي المستعملة
 سلفاً وخلفاً، واما السماع من لفظ الشيخ فيحتمل ان يقال به هنالان الصحابة رضي الله تعالى
 عنهم انما اخذوا القرآن من النبي صلى الله تعالى عليه وسلم لكن لم يأخذ به احد من
 القراء والمنع فيه ظاهر لان المقصود ههنا كيفية الاداء وليس كل من سماع من
 لفظ الشيخ يقدر على الاداء كهيأته، بخلاف الحديث فان المقصود فيه المعنى او
 اللفظ لا بالهيأت المعتبرة في اداء القرآن، واما الصحابة فكانت فصاحتهم وطباعهم
 السليمة تقتضي قدرتهم على الاداء كما سمعوه من النبي صلى الله تعالى عليه وسلم لانه
 نزل بلغتهم، ومما يدل للقراءة على الشيخ عرض النبي صلى الله تعالى عليه وسلم القرآن
 على جبريل في رمضان كل عام اهـ۔

محدثین کے ہاں اپنے شیخ سے حدیث اخذ کرنے کے کئی طریقے ہیں، شیخ کے الفاظ کو سُننا، شیخ پر
 پڑھنا، دوسرے شاگرد کو پڑھتے ہوئے سُننا، لکھے ہوئے کو لینا، مرویات کی اجازت لینا، لکھنا، وصیت
 کے طور اپنانا، اطلاع حاصل کرنا، شیخ کے لکھے ہوئے کو پہچان کر یاد کرنا، لیکن قرآن کی قرأت کے بارے
 میں پہلے دو طریقوں کے علاوہ دوسرے طریقے جائز نہیں جیسا کہ اس کی وجہ ہم بیان کریں گے، یہاں
 قرأت میں شیخ پر شاگرد کا پڑھنا ابتداء سے آج تک مروج ہے اور شیخ سے سُننا بھی یہاں جائز ہو سکتا ہے
 کیونکہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم نے قرآن کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبان مبارک سے سُن کر اخذ کیا ہے
 لیکن قرأت حضرات نے اس طریقہ کو نہیں اپنایا، اس کی وجہ یہ ہے کہ قرأت میں ادائیگی کی کیفیت حاصل
 کرنا مقصود ہوتا ہے۔ اور یہ ضروری نہیں کہ استاذ کی ادائیگی کی کیفیت کو محض سُننے پر اخذ کر لے، لہذا
 قرأت میں یہ طریقہ منع ہے مگر حدیث میں معاملہ اس کے برخلاف ہے کیونکہ یہاں معنی یا لفظ مقصود ہو
 ہیں لیکن ادائیگی والی کیفیت قرآن کی طرح یہاں معتبر نہیں، ہاں صحابہ کرام کا معاملہ الگ ہے کیونکہ وہ
 اپنی فصاحت اور سلامتی طبع کی بنا پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے سُن کر قرأت کو اسی کیفیت سے ادا کرنے پر

قدرت رکھتے تھے اور اس لئے بھی کہ قرآن ان کی لغت میں نازل ہوا ہے، اور قرآن کو اخذ کرنے میں شیخ کو سنانے والا طریقہ اس لئے بھی جائز ہے کہ ہر سال حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام رمضان میں جبرائیل علیہ السلام کو قرآن سناتے تھے (احد ت)

اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اگرچہ بسبب کمال افادہ حضور فاعل کامل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و نہایت استعداد نفوس قوابل رضی اللہ تعالیٰ عنہم حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سن کر سیکھا مگر وہ بھی بطور تعلیم و تلقین ظاہر و باطن و نظم و معنی و حکم و حکمت تھانہ یوں کہ صرف نماز میں قرات اقدس سے لفظ یاد کیلئے، صحابہ کرام دس دس آیتیں مع ان کے علم و عمل کے سیکھتے جب ان پر قادر ہو جاتے دس اور تعلیم فرماتے۔ اسی طرح امیر المؤمنین عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بارہ برس میں سورۃ بقرہ حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پڑھی جب ختم فرمائی ایک اونٹ ذبح کیا۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے آٹھ سال میں پڑھی کہ جس قدر تدریس زائد و دیر زائد۔ ابن عساکر حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، قال :

کنا اذا تعلمنا من النبي صلى الله تعالى عليه وسلم عشرين آيات من القرآن لم نعلم من العشر التي نزلت بعدها حتى نعلم ما فيها، ففيل لشريك من العمل قال نعم۔ ہم جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے قرآن کی دس آیات کا علم حاصل کرتے تو اس کے بعد الی دس آیات کی تعلیم حاصل نہ کرتے جب تک پہلی آیات میں بیان شدہ اعمال کو معلوم نہ کر لیتے۔ شریک سے پوچھا گیا کہ آیات کے بیان شدہ اعمال سیکھنا مراد ہے، تو انھوں نے کہا : ہاں۔ (ت)

ابوبکر بن ابی شیبہ اپنی مصنف میں ابو عبد الرحمن سلمی سے راوی، قال :

حدثنا من كان يقرئنا من اصحاب رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم عشرين آيات ولا يأخذون في العشر الاخرى حتى يعلموا ما في هذه من العمل والعلم فانا علمنا العمل والعلم۔ صحابہ کرام میں سے جو حضرات ہمیں قرات پڑھاتے انھوں نے فرمایا ہم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے دس آیات پڑھتے اور ان کے بعد دس آیات کو اس وقت تک اخذ نہ کرتے جب تک پہلی آیات کے

علم و عمل کو نہ سیکھ لیتے، یوں ہم علم اور عمل دونوں کو حاصل کرتے۔ (ت)
ابن سعد طبقات میں بطریق عبد اللہ بن جعفر عن ابی الملوخ عن میمون اور امام مالک موطا میں بلاغاً
راوی،

ان ابن عمر تعلم البقرة في ثمان سنين۔

بلشک عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سورۃ بقرہ کو آٹھ سال میں سیکھا۔ (ت)
خطیب بغدادی کتاب رواۃ مالک میں عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، قال:
تعلم عمر البقرة في اثنتي عشرة سنة فلما ختمها نخرج زورا۔
حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سورۃ بقرہ کو بارہ سال میں سیکھا، جب انھوں نے اسے ختم کیا
تو ایک اونٹ ذبح کیا۔ (ت)

تو ظاہر ہوا کہ یہ روایات جہر و اخفا قرأت خارج از نماز کی نقل ہیں اب بحمد اللہ تعالیٰ اس
ارشاد علماء کا راز واضح ہوا کہ بیرون نماز اتباع امام قرأت مناسب ہے، اس کی نظیر منیر مسئلہ تَعَوُّذ
ہے عامۃ قرأت کا اس کے جہر پر اتفاق ہے۔ امام اجل ابو عمرو دانی نے اس پر اجماع اہل ادا نقل
فرمایا، امام عارف باللہ شاطبی نے باوصف حکایت خلاف تصریح فرمائی کہ ہمارے حفاظ و رواۃ اس
کا اخفا نہیں مانتے۔ تیسری باب ذکر الاستعاذہ میں ہے:

لا علم خلافا بين اهل الاداء في الجهر بها عند افتتاح القرآن وعند الابتداء
برؤس الاجزاء وغيرها في مذهب الجماعة اتباع للنص واقتداء بالسنة۔
قرآنی نص اور سنت کی اتباع میں قرآن کی ابتداء میں اور پاروں وغیرہ کی ابتداء میں تلاوت شروع
کرتے وقت جیسا کہ ایک جماعت کا مذہب ہے۔ اعوذ باللہ کو جہر سے پڑھنے میں اہل ادا یعنی قرأت حضرات
کا اختلاف نہیں ہے۔ (ت)

عہ ای وان جاءت الرواية على انحاء فصلها ۱۲ منہ
اگرچہ تَعَوُّذ کے بارے میں مختلف صورتیں مروی ہیں ۱۲ منہ (ت)

عہ موطا امام مالک باب ما جاء في القرآن
عہ رواۃ مالک للخطیب بغدادی
عہ تیسیر باب ذکر الاستعاذہ
میر محمد کتب خانہ کراچی ۱۹۰/۱

عرز الامانی ووجہ التہانی میں ارشاد فرمایا :
 اذا ما اردت الدهر تقرأ فاستعد جہاراً من الشيطان بالله مسجلاً
 (تو زندگی بھر جب بھی قرآن کی قرأت کرے تو اعوذ باللہ کو بلند آواز سے پڑھ
 مسجلاً - ت)

سراج القاری میں ہے :

قوله مسجلاً اع مطلقاً لجميع القراء وفي جميع القرآن
 اس کا قول مسجلاً یعنی تمام قراء حضرات کے نزدیک اور تمام قرآن میں۔ (ت)
 پھر فرمایا :

واخفاؤه فصل آباء وعائنا
 وكم من فتى كالمهدوى فيه اعماله

اس کی شرح میں ہے :

ای روی اخفاء التعوذ عن حمزة وناقع اشار الى حمزة بالفاء من فصل والى نافع
 بالالف من آباء وجهربه الباقون وهم ابن كثير وابوعمر ووابن عمرو وعاصم والکسائی
 هذا هو المقصود بهذا النظم بالباطن ونبه بظاهرة على ان من توجه قراءته
 اليهم من الامة ابوالاخذاء ولم يخذوا به بل اخذوا بالجهر للجميع ولذلك
 امر به مطلقاً في اول الباب، ملخصاً۔

یعنی امام حمزہ اور نافع سے اعوذ باللہ کا اخفاء مروی ہے ”فصل“ کی فار سے حمزہ کی طرف آباء
 کے الف سے نافع کی طرف اشارہ کیا گیا ہے اور باقی قراء حضرات نے اعوذ باللہ کو جہر مانا ہے، اور باقی
 حضرات یہ ہیں : ابن کثیر، ابو عمرو، ابن عامر، عاصم اور امام کسائی۔ باطنی طور پر اس نظم کا یہ مقصد ہے
 اور ظاہر میں انھوں نے یہ تنبیہ کی ہے کہ جن ائمہ کی طرف قرأت منسوب ہے انھوں نے اخفاء کا انکار

۱۰ ص	مصطفیٰ البابی مصر	باب الاستعاذہ	۱۰ ص	عرز الامانی ووجہ التہانی
۳۱ ص	مصطفیٰ البابی مصر	باب الاستعاذہ	۳۱ ص	سراج القاری المبتدی شرح منظومہ عرز الامانی
۱۰ ص	” ” ”	باب الاستعاذہ	۱۰ ص	عرز الامانی ووجہ التہانی
۳۲ ص	” ” ”	باب الاستعاذہ	۳۲ ص	سراج القاری المبتدی شرح منظومہ عرز الامانی

کیا ہے اور اس پر عمل نہیں کیا بلکہ انھوں نے اعوذ باللہ کا جہر کیا ہے اور یہاں اول میں مطلقاً کہہ کر تمام قرآن میں تعوذ کے جہر کی طرف اشارہ کیا ہے۔ (ت)

اب کون عاقل کہے گا کہ یہ اطلاق جمہور رواۃ و اتفاق جمیع اہل ادا، نماز وغیرہ نماز سب کو شامل ہے، وہ سب تمام قرار کے طور پر نماز میں بھی اعوذ بکھر پڑھتے تھے، حاشا، بلکہ قطعاً یہ روایات و نقول سب محل روایت و تلاوت بیرون نماز سے متعلق ہیں، لاجرم شرح میں فرمایا،

قوله فاستعذ جہام اھو المختار لسائر القراء و هذا فی استعاذۃ القارئ علی المقرئ او بحضور من یسمع قراءتہ اما من قرأ خالیاً او فی الصلوۃ فالأخفاء اولىٰ

اس کا قول ”جہام اس“ یہ تمام قرار حضرات کا قول ہے، یہ اس صورت میں ہے جب قاری استاذ کے سامنے یا جمع میں پڑھے۔ لیکن اگر کوئی شخص خلوت میں یا نماز میں قرأت کرے تو پھر اخفاء کرنا اولیٰ ہے۔ (ت)

امام جلیل جلال سیوطی اتقان میں کتاب النشر امام القراء محمد محمد ابن الجزری سے ناقل، المختار عند اثمة القراءة الجہر بہا و قیل یسر مطلق و قیل فیما عدا الفاتحة، وقد اطلقوا اختیار الجہر، وقیدہ ابو شامة بقید لا بد منه و هو ان یكون بحضور من یسمعه لان الجہر بالتعوذ اظهر شعار القراءة کالجہر بالتبلیة و تکبیرات العید، و من فوائدہ ان السامع ینصت للقراءة من اولہا لا یفوتہ منها شیء، و اذا اخفی التعوذ لم یعلم السامع بہا الا بعد ان فاتہ من المقرئ شیء و هذا المعنی هو الفارق بین القراءة فی الصلوۃ و خارجہا۔

قرأت کے اتمہ کے ہاں اعوذ باللہ کا جہر ہے اور ایک قول میں یہ ہے کہ اس کو مطلقاً آہستہ پڑھے، اور ایک قول میں ہے کہ سورۃ فاتحہ کے علاوہ باقی قرآن میں آہستہ پڑھے جبکہ جہر کا عموم رائج ہے۔ اور ابو شامة نے اس جہر کو ایک ضروری قید سے مقید کیا ہے کہ جب مجلس میں سننے والے ہوں تو جہر کرے کیونکہ اعوذ باللہ کا جہر قرأت کا شعار ہے جیسے تبلیہ اور تکبیرات عید کا جہر اور اس کا ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ

جب قاری اعوذ باللہ کا جہر کرے گا تو سامع ابتداءً ۲۹۸ سے ہی خاموشی سے سننا شروع کرے گا اور اس کا سماع فوت نہ ہوگا، اور جب اعوذ باللہ کو آہستہ پڑھے گا تو سامع کو تلاوت کے شروع ہونے کا علم نہ ہونے کی وجہ سے کچھ سماع ابتداءً فوت ہو جائے گا، نماز اور خارج نماز میں اعوذ باللہ پڑھنے کے بارے میں یہی وجہ فرق ہے۔ (ت)

افادہ خاصہ عشر: قرآنیت بسم اللہ ضروری ہے مگر وہ ہرگز من حیث الروایہ ثابت نہیں بلکہ کتابت مصاحف و اجماع علی التجرید سے۔ ولہذا جب امام ولی صالح قدس سرہ المجید نے قصیدہ میں فرمایا: ۷

ولیسمل بین السورتین بسنة رجال نموہا دریة و تحملا
(دو سورتوں کے درمیان بسم اللہ سنت صحابہ سے ثابت ہے جس کو انھوں نے جاری رکھا عقل و نقل کے طور پر۔ ت)
شارح علامہ نے صاف تصریح فرمادی کہ:

اسناد بالسنة التي نموها كتابة الصحابة لها في المصحف سنة التي نموها من مراد صحابہ کرام کا بسم اللہ کو مصحف شریف میں لکھا ہے۔

پھر اس کا حاصل بھی صرف اس قدر کہ بسم اللہ کلام الہی ہے نہ یہ کہ ہر سورت کی جڑ ہے یا ختم میں ہر جگہ اُس کا جہر لازم، کہا موفی الافادۃ السادسة (جیسا کہ چھٹے افادہ میں گزرا۔ ت) اور جب اسے چھوڑ کر نفس روایت بمعنی متعارف کی راہ لیجئے اور صرف اس کی صحت کو مناط مان کر اثبات مدعا کا حوصلہ کیجئے تو یہ محض باطل و ہوس عاقل، فقط صحت روایت پر مدار قرار ت ہونے سے کیا مقصود ہے، آیا یہ کہ صرف اس قدر سے قرآنیت ثابت ہو جاتی ہے تو قطعاً مردود کہ قرآنیت بے دلیل قطعی یقیناً مفقود، افادہ ششم میں اس کا بیان موجود۔

اقول ولا نسلم انه في القرآن حتى عن السبعة ما لم يتواتر وات اشتهر بل القرآن متواتر قطعاً بجميع اجزائه وان لم تقف انت على تواتر بعضه فليس من شرط المتواتر تواتره عندك۔

اقول (میں کہتا ہوں) قرآن ہونا محض شہرت سے اگرچہ قرآن سب سے منقول ہو ثابت نہیں ہوگا جب تک قطعی تواتر سے تمام اجزاء منقول نہ ہوں، اگر تجھے تواتر کا بعض اجزاء کے بارے میں علم نہیں تو متواتر ہونے کے لئے تیرے ہاں تواتر ضروری بھی نہیں ہے۔ (ت)

اتقان میں ہے،

لا خلاف ان کل ما هو من القرآن يجب ان يكون متواتر في اصله واجزائه، واما في محله ووضعه وترتيبه فذلك عند محققى اهل السنة للقطع بان العادة تقضى بالتواتر في تفاصيل مثله، لان هذا المعجز العظيم الذى هو اصل الدين القويم والصراط المستقيم مما تتوفر الدواعى على نقل جملة وتفاصيله، فما نقل احاد اوله يتواتر يقطع بانه ليس من القرآن قطعاً الخ۔

اس بات میں کوئی اختلاف نہیں کہ جو کچھ قرآن کا حصہ ہے اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ خود اور اس کے تمام اجزاء متواتر ہوں، قرآن فی حصہ کا محل، مقام اور ترتیب بھی اسی طرح متواتر ہونا اہلسنت کے محققین کے ہاں ضروری ہے کیونکہ اس معاملہ میں تفصیل عادتاً تواتر سے ثابت ہوتی ہے اس لئے کہ یہ عظیم معجزہ جو کہ دینِ قویم اور صراطِ مستقیم کی بنیاد ہے اس کے اجمال و تفصیل کے دواعی وافر طور پر پائے جاتے ہیں، جو اجزاء خبر واحد یا غیر متواتر طور پر ثابت ہوں ان کے قطعی طور پر قرآن ہونے کا یقین نہیں کیا جاسکتا الخ (ت)

اور اگر یہ مراد کہ جب روایت صحیح ہو رد نہ کریں گے، صرف اسی قدر پڑھنا جائز سمجھیں گے، تو اولاً یہ بھی چاروں مذہب میں باطل، جمہور محققین قرار و محدثین و فقہاء اصولیین اس کے بطلان کے قائل، اقول کیف لا وانما الكلام في قراءة قرآننا وهي موقوفة على ثبوت قرآنيته الموقوف على تواترها والافلا شك في جواز قراءة الاحاد بل الشواذ للاحتجاج بهافي حكم كخبر الواحد والاستشهاد بها على مسألة ادبية مثلاً اذا لم يعتقد قرآنيتها ولم يوهبها والاحرم باجماع مسلمين كما نص عليه في غيث النفع عن ابى القاسم النويرى في شرح طيبة النشر عن الامام ابى عمر في التمهيد۔

اقول یہ کیسے نہ ہو جبکہ بحث قرآن ہونے کے لحاظ سے قرأت میں ہے، قرأت بطور قرآن کا ثبوت اس کے قرآن ہونے پر اور قرآن ہونا موقوف ہے اس کے تواتر پر، ورنہ محض قرأت کا جواز تو احاد بلکہ شاذ سے بھی ثابت ہو جاتا ہے جبکہ اس سے کسی حکم کا استدلال کرنا ہو جیسا کہ خبر واحد کا حکم ہے یا اس کو کسی ادب کے بارے مسئلہ پر شاہد بنانا مقصود ہو بشرطیکہ اسے قرآن نہ سمجھا جائے اور

نہ ہی اس سے قرآن ہونے کا وہم پیدا ہو، ورنہ قرآن ہونے کا اعتقاد کرنا تمام مسلمانوں کے اجماع پر حرام ہے جیسا کہ اس کی تصریح غیث النفع میں ابوالقاسم نویری کے حوالہ منقول ہے کہ انھوں نے طبعۃ النشر کی شرح میں امام ابو عمر کے حوالہ سے کہ انھوں نے تمہید میں ذکر کیا ہے۔ (ت)
غیث النفع میں ہے :

مذہب الاصولیین وفقہاء المذاہب الاربعۃ والمحدثین والقراءات التواتر شرط فی صحة القراءة ولا تثبت بالسند الصحیح غیر المتواتر ولو وافقت رسم المصاحف العثمانیۃ والعربیۃ، وقال الشیخ ابو محمد مکی القراءة الصحیحة ما صح سندھا الى النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، وساغ وجهھا فی العربیۃ ووافقت خط المصحف وتبعہ علی ذلک بعض المتأخرین ومشی علیہ ابن الجزری فی نشرہ وطیبته وهذا قول محدث لا یعول علیہ ویؤدی الی تسویۃ غیر القراءات بالقرآن ولا یقصد فی ثبوت التواتر اختلاف القراء فقد تواتر القراءة عند قوم دون قوم الخ۔

اہل اصول، چاروں فقہار کرام، محدثین اور قرار حضرات کا مذہب یہ ہے کہ قرآن کی قرارت کے طور پر متواتر ہونا ضروری ہے، اور محض صحیح سند سے ثابت ہونا کافی نہیں ہے اگرچہ وہ الفاظ مصحف عثمانیہ کے رسم الخط اور عربی کلام کے معیار پر کیوں نہ ہو۔ شیخ ابو محمد مکی نے فرمایا کہ قرارة صحیحہ وہ ہے کہ جس کی سند حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تک صحیح ہو اور اس کا انداز عربی ہو اور قرآنی رسم الخط کے موافق ہو، اس کو بعض متأخرین نے معیار بنایا ہے، اور ابن جزری نے بھی اپنی کتاب طبعۃ النشر میں اس کی پیروی کی ہے اور اس پر اعتماد نہیں کیا جاسکتا کیونکہ اس سے قرآن اور غیر قرآن مساوی ہو جائینگے تواتر کے ثبوت میں قرار حضرات کا آپس کا اختلاف مانع نہیں ہے کیونکہ ہر ایک تواتر سے قرارت کرتا ہے اگرچہ ہر ایک کا تواتر مختلف ہے الخ۔ (ت)

اور بعض متأخرین کہ جانتے رکھتے ہیں وہ بھی شہرت و استفاضہ و قبول قرار شرط کرتے ہیں، مجرد صحت روایت پر قناعت کسی معتمد فی الفن کا قول نہیں، خود امام ابن الجزری جنھوں نے نشر میں یہ ضابطہ باندھا کہ، کل قراءة وافقت العربیۃ ولو بوجه، ووافقت احدی المصاحف العثمانیۃ

انھیں نے اس ضابطہ کی تشریح میں آپ ہی فرمایا :

جب وہ قرآنہ مشہور و معروف ہو اور امت نے صحیح سند سے اس کو قبول کر لیا ہو، یہ اس لئے ضروری ہے کہ تلقی اُمت رکنِ اعظم اور مضبوط بنیاد ہے۔ (ت)

نعني به ان يروى تلك القراءة العدل الضابط عن مثله وهكذا حتى ينتهي و
تكون مع ذلك مشهورة عند ائمة هذا الشأن

امام جلیل جلال سیوطی جنھوں نے یہاں کلام امام القراء کی تعریف کی اگرچہ اس کے بعد وہ کلام مذکور سابق افادہ فرمایا جس نے اس کے مضمون کی تضعیف کی :

یعنی جو بھی قرآن ہے اس کا متواتر ہونا واجب ہے اس میں کوئی اختلاف نہیں۔ (ت)

اس کلام کی تلخیص میں فرماتے ہیں :

عہ بلکہ یہاں بھی ایک لفظ سے اپنی برامت اس سے ظاہر فرمادی کما سیاتی ۱۲ منہ (م)

٢٥٤/١	النوع الثاني والثالث	دار الكتاب العربي بيروت
٢٥٨/١	" " " " " "	" " " " " "
٢٥٩/١	" " " " " "	" " " " " "
٢٦٣/١	" " " " " "	" " " " " "

اتقن الامام ابن الجزری هذا الفضل جدا وقد تحریر منہ ان القراءات
انواع الاول المتواتر الثاني المشهور وهو ما صح سندہ ولم يبلغ درجة التواتر
ووافق العربية والرسم واشتهر عند القراء ويقرأ به علم ما ذكر ابن الجزری
الثالث الاحاد وهو ما صح سندہ وخالف الرسم او العربية او لم يشتهر الاشتهار
المذكور ولا يقرأ به اهـ۔

امام ابن جزری نے اس بحث کو خوب مضبوط بنایا، مجھے ان کی بحث سے یہ واضح ہوا کہ قراءتیں کئی
قسم ہیں، ایک متواتر، دوسری مشہور، یہ وہ ہے کہ جس کی سند صحیح ہو مگر درجہ تواتر کو نہ پہنچی ہو، اور عربی
قواعد اور رسم الخط کے موافق ہو اور قراءت حضرات کے ہاں مشہور ہو اور اس کی قراءت کی جاتی ہو، جیسا کہ
ابن جزری نے ذکر کیا ہے۔ اور تیسری احاد ہے، اور یہ وہ ہے کہ جس کی سند صحیح ہو لیکن عربی رسم الخط یا
قواعد کے خلاف ہو اور مذکورہ شہرت کے معیار کو نہ پائے اور نہ ہی اس کی قراءت کی جاتی ہو (احاد)۔
ثانیاً اگر بالفرض یہ مسلم بھی ہو تو اس سے حاصل کتنا جواز قراءت نہ ہو وجہ قرآنیت، یہ محض
ایک امر زائد و خارج ہے جس سے نہ لزوم و ضرورت ثابت ہو سکے نہ بحال ترک کسی عاقل کے نزدیک
حکم نقصان ختم کی راہ ملے۔

اللهم الا عند مجنون نابذ العقول لا يسمع ما يقال ولا يدري ما يقول۔

اے اللہ! مگر جو مجنون بے عقل ہو جو بات کو نہ سُنے نہ سمجھے کہ وہ کیا کہہ رہا ہے۔ (ت)

بالجملہ یہاں تین چیزیں اثباتِ مسلمین، کتابتِ مصاحف، روایتِ منصوصہ۔

اول تو اولاً بحث سے محض برکراں جس سے جزئیّتِ سُور درکنار، قرآنیت کا اثبات بھی

ظاہر البطلان۔

ثانیاً روایاتِ جہر و اثبات، سب بیرونِ نماز کی حکایات، اس سے مطلق نماز یا خاص تراویح پر
حکم ناقابلِ التفات۔

ثالثاً بفرض باطل بطورِ مناظرہ، ادعائے نقصان ختم میں یوں بھی کلام، کہ خلاف و اثبات دونوں

عہ هذه كلمة التبوي ۱۲ منه (م)

طور پر قرآن تمام۔

دوم ثبوت قرآنیت پر ضرور دلیل مبین مگر حاشا جزئیت سورہ جہر فی الصلوٰۃ سے علافہ نہیں
نہ تکرر نزول تعدد آیات پر دلیل معقول، تو ایک بار پر اقتصار میں نقصان ختم کا زعم مخذول۔

معلوم کی دو صورتیں ہیں، تو اترا یا مجرد صحت، اور ہر ایک دربارہ جہر فی التراویح یا در باب جزئیت
بسم اللہ شریف میں تو اترا نص تو سرے سے دربارہ قرآنیت ہی نہیں تا بجزئیت چہ رسد اور جہر مذکور و جزئیت
سور میں نفس صحت معدوم، تا بتواتر چرکشد، خود قائلان جزئیت، مصرحان ظہیر اور نافیان قطعیت اور
عند التحقيق انتفاء قطعیت خود انتفاء جزئیت، ولہذا صحابہ و تابعین و جمہور ائمہ دین کو اس سے انکار
اور قول جزئیت کے محدث و نو پیدا ہونے کا صاف اظہار، ہاں صرف دربارہ فاتحہ، بعض اخبار آحاد مذکور
کہ عند المحققین مخالفت قاطع کے سبب مجبور اور مجرد صحت روایت پر اقتصار و قناعت باطل و مقہور،
پھر علی التسلیم اُن سے ثابت ہوگا تو وہ امر جدید جو دعویٰ مخالف کے عموم و خصوص دونوں کا مخالفت و
رؤشید یعنی صرف جزئیت فاتحہ تو ہر سورت پر جہر کے لئے، یہ تقیم سورہ کا رد ہوا اور فاتحہ کے ساتھ قرآن جہر
میں اخفا کس وجہ سے، اس نے تخصیص تراویح کو باطل کیا، یہ تو امور ثابتہ تھے ولو بوجہ جن میں مخالف
کے لئے اضلاً سند نہ کوئی صورت کسی پہلو پر اس کی مستند اور یہیں سے واضح کہ مسئلہ کو منصوصہ قطعیت
اجماعیہ غیر اجتہادیہ ماننا، مذہب کو اس میں دخل نہ جاننا، محض جہل مسترد۔ اب نہ رہا مگر یہ جاہلانہ زعم
زاعم کہ جزئیت سور یا جہر فی التراویح مذہب عاصم، اور اُن کی قرارت کے آخذ پر جہر و اخفا نماز میں
اُن کا اتباع لازم، اول ائمہ قرارت پر افتراء و تہمت اور ثانی محض جہل و سفاہت، مخالفت تصریح ائمہ
حقیقت۔ غرض حفاظ حقیقہ پر سر ہر سورت پر جہر جہر، محض ظلم و قہر، نہ شرع سے اس پر دلیل قائم بلکہ دلائل
شرعیہ اصلیہ و فرعیہ ہمارے قول پر حاکم، ہمارے ہی قول کی ناصر و راعی مصالح شرعیہ ہمارے ہی قول کی
طرف داعی و اللہ الحمد المنة والصلوة والسلام علی نبینا سید الانس والجنۃ والہ و
صحبہ سادات الجنۃ، آمین!

تذیل

الحمد للہ آفتاب عالم تاب، حق و صواب، بے نقاب و حجاب، شک و ارتباب، جلوہ فرمائے
منظر احباب ہوا۔ اب کیا حاجت کہ حشویات زائدہ و لغویات بے فائدہ کے رد و ابطال میں التبع وقت
یکجے، زید بے قید اپنی شدت جہالت و قوت سفاہت کے باعث خود اس قابل نہیں کہ اُس کی بات

قابل التفات ہو اُس نے کوئی مطلب روشن علم پر تحریر نہ کیا، زور تناقض و شورِ تعارض نے جا بجا اپنا ہی لکھا خود رد کر دیا، عناد و اجتراد و مکابرہ و افتراء، سب و شتم علمائے کرام بیت اللہ الحرام کے ماوراء جو باتیں اصل مقصد میں لکھیں اپنے دونوں مقبوعوں ہی کے کلام سے اخذ کیں، مقبوعین میں گنگوہی صاحب نے طرفہ تماشا کیا کہ اول تو اپنے پیشوا جناب قاری صاحب کا صاف رد لکھا قاری صاحب نے فرمایا تھا اس مسئلے میں مذہب کو کچھ دخل نہیں، گنگوہی صاحب فرماتے ہیں قبلہ یہ باطل مبین، دخل نہ ہونا کیا معنی صریح اجتہاد یہ ہے حَفْص کا مذہب جہر، امام اعظم کا مذہب اخفاء ہے جس کی پیروی کیجئے درست و بجا ہے۔ قاری صاحب جہر فی الختم اگرچہ نماز میں ہو حَفْص کی روایت ہے، عاصم کی قرأت ہے منقول عن الرسول بروجہ صحت ہے، گنگوہی صاحب حضرت نہیں بلکہ حَفْص کی رائے ہے عقلی اجتہاد سے، ہاں مذہب سب بجا ہیں یوں حق و رشاد ہے، قاری صاحب یہ ان امور سے جن میں نزاع کی گنجائش ہی نہیں یہاں تک کہ بد مذہب بھی خلاف سے کنارہ گزریں، گنگوہی صاحب قبلہ یہ لاف ہے صاف گزاف ہے، خود ائمہ سنت نزاع کر رہے ہیں، خود امام اعظم کا صریح خلاف ہے۔ قاری صاحب یہاں چاروں مذہب میں صرف صحت روایت پر مدار کار ہے، گنگوہی صاحب حضرت چاروں درکنار، خود اپنے مذہب میں اس سے انکار ہے۔ قاری صاحب جب مسئلہ بروایت صحیحہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے منقول ہو چکا خلاف ابو حنیفہ باقی ہی کب رہا، اذا صح الحدیث فهو مذہبی (جب حدیث صحیح ہو تو وہی میرا مذہب ہے۔ ت) قول احناف ہے، تو بعد صحت روایت خلاف و تخالف سے مطلع صاف ہے گنگوہی صاحب قبلہ یہ تو بدابہت مردود، خلاف امام اعظم قطعاً موجود، قاری صاحب بعد صحت روایت کسی مذہب کی کیا حاجت یعنی کوئی خلاف کرے بھی تو کیا قابلِ سماعت، گنگوہی صاحب واہ حضرت سب حق و ہدایت جس کی اقتدار کروا ہتدائر کی بشارت، غرض اولاً قاری صاحب کے خیالات کا ردِ کلی فرما کر اخیر میں سارا دھڑا قاری صاحب کے سر دھرا کہ یہ سب کچھ ہے مگر حافظوں پر وہی ضرور جو حضرت قبلہ قاری صاحب کو منظور، ملک خدائے غالب کا حکم جناب قاری صاحب کا جو ہر صورت پر جہر بسم اللہ نہ کرے گا ختمِ کامل کے ثواب سے محروم پھرے گا۔

اقول ان سب خرافاتوں کا ردِ بالغ و طرزِ بازغ تو طرح طرح سے افادات میں گزرا، یہاں حضرت سے اولاً اتنا دریافت کرنا ہے کہ جب سب مذہب حق تھے سب کا اتباع ہدایت، سب کے اقتدار کی عام اجازت، تو اب حفاظ پر خاص ایک ہی کا اتباع کیوں لازم و ضرور ہو گیا، حَفْص کا خلاف تو پہلے بھی معلوم ہی تھا اُس وقت تو آپ ہی فرما رہے تھے کہ اس میں عیب نہ اُس میں حرج۔

اب قاری صاحب کے فرمان میں کیا کسی تازہ وحی نے نزول کیا جس نے ایک حق کو ناحق، ایک ہدایت کو ضلالت، ایک جائز کو ناجائز کر دیا۔

ثانیاً یہ آپ فتویٰ لکھ رہے ہیں یا کوئی اپنی خانگی پنچایت، قاری صاحب کا فرمان حدیث ہے یا آیت یا فقہی روایت، کون سی شرعی حجت۔

ثالثاً ثبوت تو دیجئے کہ مذہبِ حفص تمام سُوَر میں جزئیت بسا مل تھا۔
سابعاً بلکہ پہلے اسی سے چلئے کہ امام حفص کو منصبِ اجتہاد حاصل تھا۔

خاصاً مسئلہ اجتہاد یہ ہے یا نہیں، اگر نہیں تو اپنے فتویٰ میں ذکر فرمان پانی پت تک جو کما سب پر پانی پھر بیئے اور اگر ہاں تو آپ اجتہادیات میں امامِ اعظمِ ملت امامِ ائمہ امت کے مقلد ہیں یا مجتہد العصر پانی پت کے اتباع ہوا تقلیدِ امام کو آگ دکھانا، پانی پت کی خاک پر دھونی رمانا، کس نے مانا اور یوں بھی سہی تو آپ کو اپنی ذات کا اختیار مسلم حنفیہ کو ان کے خلاف امام فتویٰ بتانا کیسا ستم، افسوس کہ آپ نے اول تو تقلیدِ شخصی کو ایسا چھوڑا کہ سب مذہب بجا، سب پر عمل روا، آخر میں پکڑا تو ایسا پکڑا کہ امام کا اتباع متروک و مجبور، اور تقلیدِ پانی پت کی پت رکھنی ضرور، اس شتر گریگی کی کیا سند۔ صُلْتُ عَلٰی الْاَسَدِ وَ بُلْتُ عَنِ النَّقْدِ (شیر پر حملہ کیا اور بکری کے ڈر سے پیشاب آگیا۔ ت۔)، خیر انھوں نے تو سب ڈھلی بگڑی، قاری صاحب پر ڈھال کر ان کی ڈھال پکڑی۔ قاری صاحب کی سُنئے تو ان سے بہت کچھ کہنا ہے :

یہ کہ وہ بھی کوئی سند نہ لاسکے، ایک کتاب کی عبارت بھی نہ دکھاسکے، اور عاقل جانتا ہے کہ محلِ فتویٰ میں ادعائے بے دلیل، ذلیل و علیل۔

دوم سند دکھانا کہاں کا، خوب جانتے تھے کہ یہ مجھے خلافِ مذہب کہے، لہذا وہ راہ چلے کہ اتباعِ مذہب کا جھگڑا ہی نہ رہے، اتنی عسرا ئی غیر مقلدوں سے معرض ہیں، ترکِ تقلید پر معترض ہیں، انھیں گمراہ و مفسد بتایا کرتے ہیں تحریراً و تقریراً جلی کٹی سُنایا کرتے ہیں، اب کہ اپنا اجتہاد گرمایا، وہ کچھ فرمایا کہ انھیں بھی شرمایا، بعدِ صحتِ روایت کسی مذہب کی کیا حاجت، عملِ بالحدیث ہی طریقِ انصاف ہے، جب حدیث صحیح ہو پھر کیا خلاف ہے، فہو مذہبی (حدیث صحیح ہی میرا مذہب ہے۔ ت) خود قولِ اخاف ہے، زمانہ قرار زمانہ اجتہاد و عملِ بالسنہ گزرا، تخصیصِ دلیل ہے کہ جب دو تقلید آیا عملِ بالسنہ نے منہ چھپایا، حالانکہ تقلیدِ ائمہ ہی عملِ بالسنہ ہے اُس کا خلاف صریحِ فتنہ ہے، ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلیٰ العظیم۔

سوم اذا صح الحديث تؤسن لياك صحت فقهي وصحت حدیثی میں فرق نہ کیا، خاص اس باب میں فقیر کا رسالہ "الفضل الموهبی فی معنی اذا صح الحديث فهو مذهبی" مطالعہ کیجئے کہ مطلب کھلے، شک و ریب کی ظلمت دھلے۔

چہارم اگر تلقی والقاءے بیرون نماز میں صحت روایت جہر مراد، چشم مارو شن دل ماشاد، اس سے تراویح پر حکم خراط القاد، اور اگر خود مطلق نماز یا خاص تراویح میں روایت جہر کی صحت مفقود تو ممنوع مردود، افادہ ۱۲ و ۱۳ یاد کیجئے اور خدا انصاف دے اذا صح الحديث سے اپنے عکس مراد کا ثمرہ لیجئے کہ حدیث صحیح ہمارے ہی ساتھ، اور خصوص تراویح میں تو آپ یک دست خالی ہاتھ۔

پنجم مذہب کو دخل نہ ہونے کی بھی ایک ہی کمی، مجرد کسی روایت صحیحہ کا وجود، مسئلے کو مجتہد فیہا نہ رکھے یہ تو بدایتہ مردود و کتب معللہ خلافیہ دیکھئے ہزاروں مسائل اجتہادیہ ہیں ہر فریق یا ایک ہی کے پاس ایک یا چند روایات صحیحہ موجود، ہاں نص قطعی مشہور متواتر دکھا سکتے کہ بسم اللہ ہر سورت کا جز ہے یا ختم تراویح میں ہر سورت پر اس کا جہر چاہئے تو یہ کہنا ٹھکانے سے ہوتا کہ مذہب مسائل اجتہادیہ میں ہوتا ہے نہ ان منقولہ میں، اور جب اس کی قدرت نہیں تو محض زبانی ادعاؤں سے مذہب حنفیہ رد ہو جائے حاشا یہ ہوس ہی ہوس ہے۔

ششم جزئیت جمیع سور میں اختلاف ائمہ قرات آپ نے کہیں دیکھا یا محض طبعی جودت، افادہ ۴ ملاحظہ ہو کہ ماورائے فاتحہ میں قول جزئیت حادث و بے اصل ہے، افادہ ۵ معلوم ہو کہ سورۃ بقرہ سے سورۃ ناسن تک بسم اللہ باتفاق قراء سورت سے خارج امارت فصل ہے۔

ہفتم ایک سو چودہ آیتوں کی کمی کس حساب سے جہی، قرآن عظیم میں کل سورتیں اسی قدر ہیں اور برات میں بالاجماع بسم اللہ نہیں تو بسائل اوائل ایک سو تیرہ ہی رہیں، حفاظ بالاتفاق ایک بار جہر کے عامل، تو آپ کے طور پر بھی صرف ایک سو بارہ ہی کا نقصان حاصل، چودہ کس گھر سے آئیں کیا حقد و خلع بھی دوسو میں شمار فرمائیں، بالفرض کوئی جاہل حافظ مطلقاً تارک جہر ہی سہی تاہم کیا برات مستثنیٰ ہو کر بھی گنتی چودہ کی چودہ ہی رہی، اس سے تو زید بیچارہ آپ کا مقلد ہی اچھا رہا جس نے کہیں کہیں اپنے خیال سے تیرہ کہا۔

ہشتم یہ تو اہل اہوا اگر اہان باطنوی کی خوب ہی حمایتیں فرمائیں، قرات امر منقول ہے نہ اجتہادی، لہذا اس میں کسی بد مذہب کا خلاف نہیں، سبحان اللہ، مگر گمراہوں کا خلاف فروعات ظنیہ اجتہادیہ سے مخصوص یا وہ اشقیار صراحتہ بدایتہ منکر صد باقوا طع و نصواص، ویحک یا مقری

کانک لاتداری ما علی لسانک یجری سے فانکنت لاتداری الخ (افسوس ہے اے استاد! معلوم ہوتا ہے تجھے سمجھ نہیں جو تیری زبان پر جاری ہے، پس اگر تو سمجھ نہیں رکھتا الخ۔ ت)

انہم قرارت میں اہل ہوا کا خلاف نہ ماننا بھی عجب بے خبری ہے یا کوتاہ نظری۔ خلاف کی دو صورتیں ہیں ہمارے ائمہ کی کسی قرارت پر طاعن و منکر ہوں یا کہیں اپنی نئی گھڑت کے منظر اہل ہوا خدا ہم اللہ تعالیٰ دونوں راہ چل چکے، سر دست تحفہ اثنا عشریہ ہی کا تحفہ کافی جسے فارسی خواں بھی سمجھ سکے۔ باب دوم مکائد روافض قتلم اللہ تعالیٰ میں فرماتے ہیں :

کید سیزدہم آنست کہ گویند عثمان ابن عفان بلکہ ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم نیز قرآن را تحریف کردند و آیات فضائل اہلبیت اسقاط نمودند از اہل جملہ و جعلنا علیا صہرک کہ در الم نشرح بود ملخصاً۔

تیر ہواں مکریہ ہے کہ کہتے ہیں عثمان بن عفان بلکہ ابوبکر اور عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے قرآن میں تحریف کر دی ہے، اور انہوں نے فضائل اہل بیت کی آیات کو ساقط کر دیا ہے اور ان میں سے ایک "الم نشرح" میں یہ آیت تھی کہ "علی کو ہم نے تیرا داماد بنایا ہے"۔ (ت) ایک سنی نے اس پر غلاف لکھا، ہاں اس کے بعد ایک آیت اور تھی وہ رافضیوں نے گھادی یعنی و علی الروافض قہرک (رافضیوں پر تیرا قہر ہے۔ ت)۔

تمتہ باب چہارم میں اُن اشقیاء کا زعم نقل کیا، صحابہ بجائے من المرافق الی المرافق ساختند و بجائے ائمة ہی ان کی من ائمتکم، امة ہی اربی من امة نوشتند و علیٰ هذا القیاس۔

صحابہ نے من المرافق کی بجائے الی المرافق کر دیا اور ائمة ہی ان کی من ائمتکم کی بجائے امة ہی اربی من امة (یعنی تمہارے اماموں سے زیادہ پاکیزہ امام) کی جگہ "یہ گروہ دوسرے گروہ سے بڑا" کر دیا (علیٰ هذا القیاس۔ ت)

شرح حدیث الثقلین میں ذکر کیا کلینی رافضی نے کافی میں کہ روافض کے نزدیک اصح الکتاب بعد کتاب اللہ ہے روایت کی کسی نے امام جعفر صادق کے حضور قرآن کے کچھ لفظ ایسے پڑھے کہ لوگوں کی

قرارت میں نہ تھے امام نے فرمایا کیا ہے ان الفاظ کو نہ پڑھ جیسا لوگ پڑھ رہے ہیں اسی طرح پڑھ یہاں تک کہ مہدی آ کر قرآن کو ٹھیک ٹھیک پڑھیں۔

اُسی میں روایت ہے :

ابام زین العابدین نے یہ آیت یوں پڑھی : وما ارسلنا من قبلك من رسول ولا نبی
ولا محدث نہ بھیجا ہم نے تجھ سے پہلے کوئی رسول نہ نبی نہ محدث جس سے فرشتے باتیں کریں اور
فرمایا مولیٰ علی محدث تھے۔

اسی میں روایت ہے :

امام جعفر صادقؑ نے فرمایا: امة ھی اربی من امة (یہ اُمت دوسری اُمت سے بڑی۔ ت)
کلام اللہ نہیں اس میں تحریف ہوئی اللہ تعالیٰ نے یوں اتارا تھا، ائمة ھی ان کی من ائمتکم
(یہ ائمہ تمہارے ائمہ سے زیادہ پاکیزہ ہیں۔ ت)

یہیں شاہ صاحب نے ان ملاعنہ کا زعم نقل فرمایا کہ :

لفظ و يلك قبل از لا تحزن ان الله معنا نیز ساقط کردند و لفظ عن ولاية على بعد ازیں آیت وقفوهم انهم مسئولون و و يملكه بنو امية بعد خير من الف شهر و بعلى بن ابی طالب بعد و كفى الله المؤمنين القتال و آل محمد ازیں لفظ و سيعلم الذين ظلموا آل محمد ای منقلب ينقلبون و لفظ على بعد از و لكل قوم هاد و ذكر كل ذلك ابن شهر آشوب البازند رانی فی کتاب المثالب له على هذا القياس كلمات بسیار و آیات بے شمار را شمرده اند بملخصاً۔

”نہ ڈر اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے“ سے پہلے لفظ ”ویلک“ (تجھے ہلاکت ہو) کو ساقط کر دیا، ”ان کو کھڑا کرو ان سے سوال کیا جائے گا“ کے بعد ”عن ولایت علی“ (علی کی ولایت کے بارے میں) ساقط کر دیا۔ ”اور بنو امیہ بادشاہ بنیں گے“ کو ”خیومن الف شہر“ (ہزار مہینوں سے بہتر) کے بعد بڑھا دیا ہے، ”وکفی اللہ المومنین القتال“ کے بعد ”بعلی بن ابی طالب“ بڑھایا، یعنی ”اللہ تعالیٰ مومنوں کو جنگ میں کافی ہے“ کے بعد رافضیوں نے ”علی کی وجہ سے“

بڑھا دیا۔ ”وسیعلموا الذین ظلموا“ کے بعد ”آل محمد“ کا لفظ انھوں نے بڑھا دیا، یعنی عنقریب اللہ تعالیٰ اپنے علم کو ظالموں کے بارے میں ظاہر فرمائے گا“ کے بعد ”آل محمد پر ظلم کرنے والے“ بڑھا دیا۔ ”اور ہر قوم کے لئے ہادی“ کے بعد لفظ ”علی“ بڑھا دیا۔ یہ سب کچھ ابن شہر آشوب لما زیدانی نے اپنی کتاب ”المثالب“ میں ذکر کیا، اور اسی طرح انھوں نے بہت سے کلمات اور بہت سی آیات بڑھا دیں۔ (ت)

نیز کلینی نے امام جعفر صادق سے روایت کی انھوں نے اُمتہ ہی اس بنی کی جگہ اُمتہ ہی اس کی پڑھا، راوی کہتا ہے میں نے عرض کی میں آپ پر قربان جاؤں کیا اُمتہ ہے، فرمایا: ہاں خدا کی قسم۔ میں نے کہا لوگ تو اس بنی پڑھتے ہیں۔ حقارت سے ہاتھ جھٹک کر فرمایا: اس بنی کیا ہے۔ دوہم آپ کے زعم میں بسم اللہ شریف کا جزر ہر سورت ہونا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت صحیح ہو چکا اور آپ تصریح کرتے ہیں کہ باتفاق مذاہب اربعہ یہاں صرف صحت روایت پر مدار ہے، اُمتہ حنفیہ کا حال تو افادہ ۸ میں ظاہر ہو لیا کہ انھوں نے کیونکر آپ کے اس مدار کا دمار نکالا، مالکیہ سے پوچھئے وہ کیا فرماتے ہیں ہمارے یہاں تو باوصف جہر سورۃ اخفاہی کا حکم تھا امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مذہب مشہور یہ کہ فرضوں میں بسم اللہ ہرگز پڑھے ہی نہیں، نہ آواز سے نہ آہستہ۔ روایت اباحت ضعیف ہے، پڑھے گا تو نماز مکروہ ہوگی، ہاں نفلوں میں اختیار ہے، کیا انھیں اپنے شہر مبارک مدینہ طیبہ کے امام قرارت حضرت نافع کا حال معلوم نہ تھا کہ بروایت قالون بسم اللہ پڑھتے ہیں۔ علامہ زرقانی مالکی شرح موطائے امام مالک میں فرماتے ہیں:

المشہور من مذهب مالک کراہتہما فی القرض

امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ کا مشہور مذہب یہ ہے کہ فرضوں میں یہ مکروہ ہے۔ (ت)

مقدمۃ عثمانویۃ علامہ عبد الباری منوفی رفاعی مالکی میں ہے:

المشہور فی البسملۃ والتعوذ الکراہۃ فی الفریضۃ دون النافلۃ وعن مالک

القول بالاباحۃ

۱۔ تحفۃ اثنار عشریہ تتمۃ الباب در دلائل شیعہ از باب چہارم سہیل اکیڈمی لاہور ص ۱۳۲

۲۔ شرح الزرقانی علی الموطا لام مالک

۳۔ المقدمۃ فی الفروع المالکیۃ للعثاموی

بسم اللہ اور اعوذ باللہ کے بارے میں مشہور ہے کہ ان کا پڑھنا فرضوں میں مکروہ ہے نفلوں میں مکروہ نہیں، اور امام مالک سے ایک قول میں مباح ہے۔ (ت)
عمدة القاری میں ہے،

قال ابو عمر قال مالك لا تقرأوا البسملة في الفرض سراو جهر او في النافلة ان شاء فعل وان شاء ترك له

ابو عمر نے کہا کہ امام مالک نے فرمایا بسم اللہ کو فرضوں میں نہ بلند آواز سے پڑھو نہ پست آواز سے، اور نفلوں میں پڑھنے نہ پڑھنے کا اختیار ہے۔ (ت)
ذرا اس تفریق کو بھی اپنے مدار سے تطبیق دیجئے۔

یارِ دہم! تا شانِ دہم! تقریرِ شریف میں یہ فقرات عجیب ہیں کہ زمانہ قرارِ سبعہ زمانہ اجتہاد تھا، زمانہ تابعین تھا، ائمہ مذہب تا زمانہ قرارِ محتاج الیہ و محصور نہ تھے بلکہ بعدِ قرار کے تھے، قرار کا مذہب پوچھنا عبث ہے، ان فقرات کو مقصود میں بھی کچھ دخل ہے یا برائے بیت ہیں جب آپ کے نزدیک اس مسئلے میں مذہب کو اصلاً دخل ہی نہیں تو زمانہ قرارِ زمانہ اجتہاد ہو یا عصرِ تقلید، عہدِ تابعین ہو یا وقتِ جدید، ائمہ مذہب اس وقت محتاج الیہم ہوں یا بیکار، معدودے چند ہوں یا بے شمار، قرار سے سابق ہوں یا لاحق، قاری مجتہد ہوں یا مقلد۔ ان امور سے علاقہ ہی کیا رہا، او ان کے خلاف بھی مانئے تو تفاوت کیا، قولے سامی میں اس سے پہلے تین چار سطر کی تقریر اسی کے متعلق کہ زمانہ تبع تابعین و محدثین تک چار میں حصرِ مذاہب نہ تھا مجتہدین بکثرت تھے، جب اور مذہب مندرس ہو گئے مذہبِ اہل حق ان چار میں محصور ہو گیا، اور بھی ہے کہ وہ بھی محل سے یوں ہی بیگانہ و اجنبی ہے۔

ہم نہ ہم ثبوت تو دیجئے کہ قرارِ سبعہ سب مجتہد مطلق تھے، اگر مجتہد فی المذہب بھی ہوئے تو مذہب پوچھنا کیوں حماقت ہونے لگا۔

ہم نہ ہم اُس زمانہ میں عدمِ حصر و کثرتِ مجتہدین مسلم نہ کیا اُس وقت کا ہر فرد بشر یا ہر عالم اگرچہ کسی فن کا ہو فقیہ و مجتہد تھا اس کا تو زعم نہ کرے گا مگر سخت احمق جاہل، یا انتساب کو عام نہ تھا اصلاً نہ تھا اس کا بھی مدعی نہ ہو گا مگر بے خبر غافل۔ کیا امام ابو یوسف و امام محمد وغیرہما حنفیہ اور

امام اشہب و امام قاسم وغیرہا مالکیہ میں معدود نہیں (کتب طبقات ملاحظہ ہوں) اور جب یقیناً قطعاً تقلید بھی تھی اختصاں بھی تھا تو اس وقت کے فارسیوں کا مذہب پوچھنا کیوں حق ہوا۔

نور دہم در فن تاریخ ہم کمالے دارند (فن تاریخ میں بھی کمال رکھتے ہیں۔ ت) ائمہ مذہب بعد قرار کے تھے، شہب جانے دیجئے، بدور ہی میں کلام کیجئے، سات میں چار ہمارے امام سے وفات متاخر ہیں، امام ابو عمرو بن العلاء بصری نے ۱۵۴ھ یا ۱۵۵ھ، امام حمزہ زیات نے ۱۵۴ھ یا ۱۵۶ھ یا ۱۵۸ھ، امام تافع مدنی نے ۱۶۹ھ، امام علی کسائی نے ۱۸۹ھ، امام الائمہ ابو حنیفہ نے ۱۵۰ھ میں انتقال فرمایا رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔ اور یہ امام کسائی تو ہمارے امام سے چالیس برس چھوٹے ہیں، امام کی ولادت ۸۰ یا ۷۰ھ میں ہے اور ان کی ۱۱۹ھ میں۔ یہ ہمارے امام کے صاحبِ صغیر سیدنا امام محمد کے اقران سے ہیں، دونوں صاحبوں نے ایک ہی سال انتقال فرمایا جس پر خلیفہ ہارون رشید نے کہا تھا میں نے رے میں فقہ و ادب دونوں دفن کر دئے۔ اب کون جاہل کہے گا کہ امام اعظم امام محمد کے بعد ہوئے ہیں۔

ستم ائمہ مذہب محتاج الیہ و محصور نہ تھے یہ خاص ائمہ اربعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی نسبت فرمایا یا مطلق، اول تو بدلتہ عقل سے عاقل، چار کبھی بھی نامحصور نہیں ہو سکتے اور ثانی اس سے بڑھ کر شنیع و باطل، زمانہ صحابہ سے آج تک کوئی وقت ایسا نہ گزرا کہ ائمہ کی طرف احتیاج نہ ہو، ہر زمانہ میں مقلدین کا عدد مجتہدین سے بدرجہا زائد رہا ہے تو ائمہ سے بے نیازی کیونکہ ممکن، بلکہ علماء کی طرف حاجت تو جنت میں بھی ہوگی حالانکہ وہاں احکام تکلیفی نہیں۔ حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

ان اهل الجنة ليحتاجون الى العلماء في الجنة وذلك انهم يزورون الله تعالى في كل جمعة فيقول لهم تمنوا علي ما شئتم فيلتفتون الى العلماء فيقولون ما ذانتني فيقولون تمنوا عليه كذا وكذا فانهم يحتاجون اليهم في الجنة كما يحتاجون اليهم في الدنيا۔ رواه ابن عساکر عن جابر بن عبد الله رضي الله عنه۔ بلکہ ایک قول میں ولادت امام ۶۱ھ میں ہے کہا فی وفیات الاعیان (جیسا کہ وفیات الاعیان میں ہے۔ ت) یوں تقریباً ۶۰ برس چھوٹے ہوں گے ۱۱۲ھ (م)

لہ تاریخ دمشق الكبير ترجمہ محمد بن احمد بن سہل الخ ۶۰۲۳ دار احیاء التراث العربی بیروت ۵/۴
تہذیب تاریخ ابن عساکر زیر عنوان صفوان ثقفی دار احیاء التراث العربی بیروت ص ۳۷
مختصر تاریخ ابن عساکر دار الفکر بیروت ۹۹/۱۱

تعالیٰ عنہما۔

بیشک اہل جنت، جنت میں علماء کے محتاج ہوں گے یوں کہ ہر جمعہ کو انھیں اللہ تعالیٰ کا دیدار نصیب ہوگا، مولے سبحانہ تعالیٰ فرمائے گا جو جی میں آئے مجھ سے مانگو (اب جنت سے مکان میں جا کر کون سی حاجت باقی ہے کچھ سمجھ میں نہ آئے گا کہ کیا مانگیں) علماء کی طرف منہ کر کے کہیں گے ہم کیا تمنا کریں، وہ فرمائیں گے اپنے رب سے یہ مانگو، تو لوگ جنت میں بھی علماء کے محتاج ہوں گے جیسے دنیا میں لوگ علماء کے محتاج ہیں۔ اس کو ابن عساکر نے جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ذکر کیا۔

اللهم انی اسألك بعلماء امة حبیبك محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان ترحمنا بهم فی الدنیا والاخرة وترزقنا بجاہرہم عندك العلم النافع والقلب الخاشع والعضو العافیة والمغفرة وصل وسلم وبامرك علی سیدنا ومولانا محمد وآلہ وصحبہ آمین۔ والحمد للہ رب العالمین۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

اے اللہ! میں تجھ سے تیرے حبیب پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علماء کے وسیلے سے دعا کرتا ہوں کہ تو ہم پر ان کے وسیلے سے دنیا و آخرت میں رحم فرما، اور اُن کو جو عزت و کرامت تیرے ہاں حاصل ہے اس کی برکت سے ہمیں نافع علم، خشوع والادب، معافی، عافیت اور مغفرت عنایت فرما، اور درود و سلام اور برکت ہمارے آقا و مولے محمد اور ان کی آل اور صحابہ پر فرما، آمین، والحمد للہ رب العالمین۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (ت)

(فتاویٰ رضویہ جلد ۷ ص ۶۵۹ تا ۷۰۶)

فتاویٰ رضویہ جلد ۷

(۱) صحن مسجد قطعاً جزء مسجد ہے۔ اُسے مسجد نہ سمجھنے والوں کا رد کرتے ہوئے فرماتے ہیں: طرفہ یہ کہ انکار کرنے والے علت دخول جنب میں بحث و نزاع کرتے ہیں اُن کے قول پر یہ معاذ اللہ صراحتاً بدعتِ شنیعہ مسلمانوں سے علی الدوام والالزام واقع ہوتی ہے یعنی گرمی میں مسجد چھوڑ کر غیر مسجد میں جماعت پڑھنا اور حتی مسجد تلف کرنا اس پر کیوں نہیں انکار کرتے بلکہ اس میں تو خود بھی شریک ہوتے ہیں کہ خلاف میں اپنی بھی تکلیف ہے۔ اب اگر وہ اپنے قولِ باطل پر اصرار کر کے اسی فکر میں پڑیں کہ نماز صحن مطلقاً بند کر دی جائے اور ہمیشہ ہر موسم ہر وقت کی جماعت اندر ہی ہوا کرے، اور بالفرض اُن کی یہ بات خلق کو نماز صحن سے مانع آئے تو دیکھئے موسمِ گرمیاں میں کتنی مسجدیں نماز و

جماعت تراویح و اعتکاف سے معطل محض ہوتی جاتی ہیں کہ لوگ جب صحن سے روکے جائیں گے اور اندران افعال کی بجائے بجا آوری سے بالطبع گھبرائیں گے، لاجرم مسجد کے آنے سے باز رہیں گے، اور اگر ایک دُور نے یہ ناحق و بے سبب کی سخت مصیبت گوارا بھی کر لی تو عام حسدِ لائق کا تنفر قطعی یقینی، تو اس نزاعِ بیجا کا انجام معاذ اللہ مسجد کا ویران کرنا اور اُن میں ذکر و نماز سے بندگانِ خدا کو روکنا ہے۔
 قال اللہ عزوجل ومن اظلم ممن منع مسجد اللہ ان ینذکر فیہا اسمہ و سعى فی خرابہا۔^۱

اللہ عزوجل نے فرمایا: اس سے بڑھ کر ظالم کون جو خدا کی مسجدوں کو اُن میں نامِ خدا یاد کئے جانے سے روکے اور ان کی ویرانی میں کوشش کرے۔
 اب صحن کو مسجد نہ ماننے والے غور کریں کہ کس کا قول افساد فی الدین تھا ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۸ ص ۶۳)

(۲) کسی مسلمان کو ناحق مسجد سے روکنے کے بارے میں فرمایا،
 بلاوجہ شرعی اپنی کسی رنجشِ دنیوی کے باعث مسجد سے کسی مسلمان کو روکنا سخت گناہ ہے
 لقولہ تعالیٰ ومن اظلم ممن منع مسجد اللہ ان ینذکر فیہا اسمہ و سعى فی خرابہا۔^۲
 اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے مطابق: اور کون اس سے بڑھ کر ظالم ہو سکتا ہے جو اللہ کی مسجد میں اللہ کے نام کے ذکر سے روکے اور ان کی بربادی میں کوشاں ہو۔ (ت) (فتاویٰ رضویہ ج ۸ ص ۷۲)

(۳) مزید فرمایا:
 اللہ عزوجل فرماتا ہے:
 ان المسجد للہ مساجد خاص اللہ کی ہیں۔
 ان میں کسی کا کوئی دعویٰ نہ زمین والے کو نہ عملے والوں کا، اور بلاوجہ شرعی کسی سنی مسلمان کو مسجد سے منع کرنا حرام ہے۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے:
 ومن اظلم ممن منع مسجد اللہ ان ینذکر فیہا اسمہ و سعى فی خرابہا۔^۳
 اس سے بڑھ کر ظالم کون جو اللہ کی مسجدوں کو روکے اُن میں اللہ کا نام لئے جانے سے اور ان کی

کوشش کرے۔

مگر اس کے منع کرنے سے نہ مسجد میں کوئی نقصان آئے گا نہ وہ جسے منع کیا اُسے مسجد میں نماز پڑھنا منع ہو جائے گا۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۸ ص ۷۴)

(۴) بدعتیہ و ہابیہ وغیر مقلدین سے قطع تعلق کرنا اور انہیں اپنی مساجد سے روکنا چاہئے۔ چنانچہ فرمایا:

تقلید کو بدعت کہنا، ائمہ مجتہدین پر طعن کرنا اور بے تقلید امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ رفع یدین اور جہر سے اُمین کہنا خباثات و علامات غیر مقلدی ہیں اور کرامات اولیاء سے انکار اور حضور سید الاولیاء پر طعن گمراہی و بد نصیبی، اور مجلس میلاد پاک اور یا سہ سول اللہ کہنے کو بدعت کہنا شعارِ وہابیت ہے اور وہابی لوگ وغیر مقلدین زمانہ پر حکم کفر ہے جس کی تفصیل الکوکبة الشہابیہ اور سل السیوف الہندیہ اور حسام الحرمین سے روشن۔ شخص مذکور کے پیچھے نماز باطل محض ہے، ادا اس سے مجالست و موانست حرام۔

قال اللہ تعالیٰ واما ينسينك الشيطان فلا تقعد بعد الذكرى مع القوم الظالمين۔
اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے، اور جو کہیں تجھے شیطان بھلا دے تو یاد آئے پر ظالموں کے پاس نہ بیٹھ۔ (ت)

وقال اللہ تعالیٰ ولا تكنوا الى الذين ظلموا فتمسكم النار۔
اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا، اور ظالموں کی طرف نہ جھکو کہ تمہیں آگ چھوئے گی۔ (ت)
دفعِ فتنہ و فساد بقدرِ قدرت فرض ہے، اور مفسدوں مؤذیوں کو بشرطِ استطاعت مسجد سے روکا جائے گا۔ عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری میں ہے پھر در مختار میں ہے،
ويمنع منه كل مؤذ ولو بلسانه۔

اور پھر ایذا دینے والے کو مسجد سے روکا جائے گا اگرچہ اس کی اذیت زبان سے ہو۔ (ت)
(فتاویٰ رضویہ ج ۸ ص ۷۵)

لے القرآن الکریم ۶۸/۶

لے ۱۱/۱۱۳

۹۴/۱

مطبع مجتہدانی دہلی

آخرباب مایفسد الصلوٰۃ

لے در مختار

(۵) کچھ لوگ مسجد پر ناحق قبضہ جما کر ناجائز تصرفات روا رکھتے ہیں اور عام لوگوں کی مرضی کے خلاف امام مقرر کرتے ہیں ایسی مسجد اور ایسے قابضین کے بارے میں فرمایا :

اہل شہر کو اس مسجد میں نماز پڑھنا جائز ہے اور ان لوگوں کو مزاحمت کا کوئی حق نہیں ، اگر وہ مانع آئیں گے سخت ظالم ہوں گے ۔

قال اللہ تعالیٰ ومن اظلم ممن منع مسجد اللہ ان ینذکر فیہا اسمہ و سعی فی خرابہا ۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا : اس سے بڑھ کر ظالم کون ہو سکتا ہے جو اللہ کی مساجد میں اللہ کے نام کے ذکر سے روکے اور ان کی ویرانی کی کوشش کرے ۔ (ت)

اور ایسا امام کہ وہ مقرر کریں معتبر نہ ہوگا ، امام وہی مانا جائے گا جسے عام مسلمانان شہر حسب شہر اہل شرعیہ مقرر کریں گے ۔ (فتاویٰ رضویہ ۸ ص ۷۶)

(۶) ایک مسجد کا امام صرف اپنے گزرنے کی خاطر لوگوں کو محراب کی سیدھ میں نماز پڑھنے سے روکتا ہے اور بعض دفعہ نماز تڑوا دیتا ہے ، اس کے بارے میں فرمایا :

اللہ عز وجل فرماتا ہے :

وان المسجد للہ مسجدیں خاص اللہ کے لئے ہیں ۔ ان میں کسی کا ذاتی دعویٰ نہیں پہنچتا ۔ اور فرماتا ہے :

ومن اظلم ممن منع مسجد اللہ ان ینذکر فیہا اسمہ ۔

اور اس سے بڑھ کر ظالم کون جو اللہ کی مسجدوں کو ان میں نام الہی لئے جانے سے روکے ۔

یہ ظلم شدید ہے ، اور بندھی ہوئی نیت تڑوا دینا اشد ظلم ، ولا تبطلوا اعمالکم (اور اپنے اعمال باطل نہ کرو ۔ ت) (فتاویٰ رضویہ ج ۸ ص ۷۶ ، ۷۷) ۔

(۷) کسی مفسد و فتنان شخص کی وجہ سے اگر لوگ پُرانی مسجد میں نماز پڑھنا چھوڑ دیں تو اس مسجد کو مسجدِ ضرار کہنا جائز نہیں ۔ چنانچہ فرمایا :

مسجد کہند ان کے جانے اور نماز پڑھنے پڑھانے سے مسجدِ ضرار نہیں ہو سکتی کہ مسجدِ ضرار وہ مسجد ہے

جو ابتداءً افساد فی الدین و تفریق بین المومنین کے لئے بنائی گئی ہو۔

قال تعالیٰ "والذین اتخذوا مسجدا ضارا و کفرا و تفریقا بین المومنین" ائی قولہ تعالیٰ "ام من اسس بنیانه علی شفا جوف ہار، الایۃ۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا : "وہ لوگ جنہوں نے مسجد بنائی نقصان پہنچانے کو اور کفر کے سبب، اور مسلمانوں میں تفرقہ ڈالنے کو" (اللہ تعالیٰ کے اس قول تک) "یا وہ جس نے اپنی نیوچٹی ایک گراؤ گرہ کے کنارے"۔ الایۃ (ت)

تعمیر شدہ مسجد میں مفسدین کا جانا خواہ اُن کا قبضہ و تسلط ہو جانا اُسے مسجد ضار نہیں کر سکتا جیسے واقعہ حمرہ میں لشکر بیانِ یزید یا حادثہ نجد میں تبعانِ نجدی بلید کا مساجد طیبہ حرّین محترمین میں مفسدانہ دخل، والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۸ ص ۷۷، ۷۸)

(۸) ایک مسجد کے ہوتے ہوئے کچھ لوگوں نے الگ دوسری مسجد بنا کر اس میں نمازیں پڑھنا شروع کر دی ہیں اس سے متعلق سوال کا جواب دیتے ہوئے فرمایا :

اگر یہ مسجد انہوں نے بغرضِ نماز خالص اللہ عز و جل ہی کے لئے بنائی اگرچہ اُس پر باعثِ باہمی رنجش ہوئی کہ بسبب رنج ایک جگہ جمع ہونا مناسب نہ جانا اور نماز بے مسجد ادا کرنی نہ چاہی، لہذا یہ مسجد بے نیت بجا آوری نماز ہی بنائی تو اس کے مسجد ہونے اور اس میں نماز جائز و ثواب ہونے میں کوئی شبہ نہیں لانہ وقف صدر عن اہلہ فی محلہ علی وجہہ (کیونکہ یہ وقف ہے اہل وقف سے محل وقف میں طریق وقف کے بمطابق وقف ہوئی ہے۔ ت) اور اس نیت کی حالت میں یہ لوگ جماعت میں پھوٹ ڈالنے والے بھی نہیں ٹھہر سکتے کہ اُن کا مقصد اپنی نماز باجماعت ادا کرنا ہے، نہ دوسروں کی عبادت میں تفرقہ ڈالنا، یہاں تک کہ علماء تصریح فرماتے ہیں کہ اہل محلہ کو جائز ہے کہ بغرضِ نماز ایک مسجد کی دو مسجدیں کر لیں۔ درمختار میں ہے :

لاہل المحلة جعل المسجدین واحد او عکسہ لصلوۃ لالدرس او ذکرہ۔
اہل محلہ دو مساجد کو ایک یا اس کا عکس کر سکتے ہیں مگر صرف نماز کے لئے، درس یا ذکر کے لئے ایسا نہیں کر سکتے۔ (ت)

اشباہ میں ہے ،

لاهل المحلة جعل المسجد الواحد مسجدین والاولی ان یكون لكل طائفة مؤذن^۱

اہل محلہ ایک مسجد کو دو مساجد بنا سکتے ہیں اور بہتر یہ ہے کہ ہر گمراہ کے لئے الگ مؤذن ہو۔^(ت) اور اگر نیت یہ نہ تھی مسجد اللہ کے لئے نہ بنائی بلکہ اس سے مقصود اگلی مسجد کو ضرر پہنچانا اور اس کی جماعت کا متفرق کر دینا تھا تو بیشک یہ مسجد نہ ہوتی، نہ اس میں نماز کی اجازت، بلکہ نہ اس کے قائم رکھنے کی اجازت، اور اس صورت میں یہ لوگ ضرور تفریق جماعت مومنین کے وبال میں مبتلا ہوئے کہ حرام قطعی و گناہ عظیم ہے۔

قال الله تعالى والذين اتخذوا مسجدا ضارا وكفرا وتفريقا بين المؤمنين^۲ الآية۔
اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے : اور وہ لوگ جنہوں نے مسجد بنائی نقصان پہنچانے کو اور کفر کے سبب اور مسلمانوں میں تفرقہ ڈالنے کو (الآیہ)۔ (ت)

مگر نیت امر باطن ہے اور مسلمان پر بدگمانی حرام و کبیرہ، اور ہرگز مسلمان سے متوقع نہیں کہ اس نے ایسی فاسد ملعون نیت سے مسجد بنائی ہو۔

قال الله تعالى ولا تقف ما ليس لك به علم ان السمع والبصر والفؤاد كل اولئك كان عنه مسئولا^۳

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے : نہ چھپے لگ اس چیز کے جس کا تجھے علم نہیں کیونکہ سمع، بصر اور دل ہر ایک کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔ (ت)

تو بے ثبوت کافی شرعی ہرگز اس بُری نیت کا گمان کرنا جائز نہیں بلکہ اُسی پہلی نیت پر محمول کریں گے اور مسجد کو مسجد اور اس میں نماز کو جائز و ثواب اور اس کی آبادی کو بھی ضرور سمجھیں گے۔
(فتاویٰ رضویہ ج ۸ ص ۷۹، ۸۰)

(۹) کچھ لوگوں نے صرف اس خیال سے کہ مسجد کے قریب کسی کا بلند مکان ہے اس میں نماز پڑھنا چھوڑ دیا اور پندرہ قدم کے فاصلہ پر دوسری مسجد بنائی، اس سلسلہ میں فرمایا :

اس بیہودہ خیال کی بنا پر دوسری مسجد پندرہ بیس قدم کے فاصلہ پر بنانا جس سے پہلی مسجد کی جماعت کو نقصان پہنچے خود ہی ممنوع تھا، ایک تو وہ خیال باطل، دوسرے جماعت مسجد میں تفریق کہ مسجد ضرار کے اغراض فاسدہ سے ایک غرض ہے،
 قال اللہ تعالیٰ وتفریقاً بین المؤمنین۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا، اور مسلمانوں میں تفرقہ ڈالنے کو۔ (ت)
 یہاں کہ اس سے مقصود مسجد اول کا باطل و معطل کر دینا ہے، یہ سخت حرام اشد ظلم ہے۔
 قال اللہ تعالیٰ ومن اظلم ممن منع مسجد اللہ ان ینذکر فیہا اسمہ وسعی فی خرابہا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اس شخص سے بڑھ کر ظالم کون، جو اللہ کی مساجد سے اس کے نام کے ذکر کو روکتا ہے اور انھیں حیران کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ (ت) (فتاویٰ رضویہ ج ۸ ص ۸۵)
 (۱۰) توسیع مسجد کی خاطر نئی مسجد تعمیر کر کے مسجد کہنہ کی جگہ دکانیں وغیرہ بنانے کے بارے میں فرمایا،
 جبکہ اس مسجد جدید کو بھی مسلمانوں نے مسجد کر لیا یہ بھی مسجد ہو گئی، مسجد اول کی اور اس کی دونوں کی حفاظت و آبادی فرض ہے، مسجد اول کو منہدم کر کے تعمیر دنیوی نہیں تعمیر دینی ہی میں مل کر دینا حرام حرام سخت حرام ہے، جنھوں نے ایسا کیا ہو اور جو اس میں مشیر ہوں اور جو اسے جائز رکھیں سب اس آیت کریمہ کے تحت میں ہیں :

ومن اظلم ممن منع مسجد اللہ ان ینذکر فیہا اسمہ وسعی فی خرابہا اولیک ما کان لہم ان یدخلوها الا خائفین لہم فی الدنیا خزی و لہم فی الآخرۃ عذاب عظیم
 ان سے بڑھ کر ظالم کون جو اللہ کی مسجدوں کو ان میں اللہ کا نام لئے جانے سے روکیں اور ان کی ویرانی میں کوشاں ہوں، انھیں تو مسجدوں میں قدم رکھنا روا نہ تھا مگر ڈرتے ہوئے، ان کے لئے دنیا میں رسوائی اور ان کے لئے آخرت میں بڑا عذاب ہے۔

فرض فرض فرض قطعی فرض ہے کہ مسجد اول کو بھی بدستور مسجد رکھیں، اور اگر اس کی دکانیں کو لی گئی ہوں فرض قطعی ہے کہ فوراً فوراً ان دکانوں کو منہدم کر کے بدستور مسجد کا اعادہ کریں ورنہ عذاب عظیم کے مستحق ہوں گے،

جو نہ مانیں اور قرآن عظیم کی مخالفت پر اڑے رہیں مسلمانوں کو ان سے اجتناب لازم ہے، ان کے پاس بیٹھنا منع ہے۔

قال الله تعالى واما ينسبك الشيطان فلا تقعد بعد الذكوى مع القوم الظالمين
 اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اگر کبھی شیطان بھلا دے تو یاد آئے پر ظالموں کے پاس نہ بیٹھو۔
 اور اس سے بڑھ کر ظالم کون جو مسجد ویران کر کے اس کی دکانیں کر لے، وہ لوگ اگر مخالفتِ خدا سے باز نہ آئیں تو مسلمانوں پر فرض ہے کہ کوشش کر کے مسجد منہدم کو پھر مسجد کر لیں۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۸ ص ۸۷، ۸۸)

(۱۱) تعمیر مسجد کی فضیلت سے متعلق فرمایا:

بنائے مسجد میں جو مال صرف ہوتا ہے وہ گارے پتھر میں صرف نہیں ہوتا بلکہ رضائے رب اکبر میں
 اللہ عز وجل فرماتا ہے:

فی بیوت اذن الله ان ترفع یٰ

مسجدوں کے بلند کرنے کا اللہ نے اذن دیا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

من بنی لله مسجدا بنی الله له بیتا فی الجنة، مراد فی روایۃ من در

ویا قوت یٰ

جو اللہ کے لئے مسجد بنائے اللہ اس کے لئے جنت میں موتیوں اور یاقوت کا گھر بنائے۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۸ ص ۸۸، ۸۹)

(۱۲) مسجد میں مسند و تکیہ لگانے اور اس میں اگالہ دان اور زین وغیرہ رکھنے کے بارے میں فرمایا:

مسند لگانا اگر براہِ تکیہ ہے تو یہ خارج مسجد بھی حرام ہے۔

۱۔ القرآن الکریم ۶/۶۸

۲۔ القرآن الکریم ۲۴/۳۶

۲۰۱/۱

فتیمی کتب خانہ کراچی

۱۱۲۵/۳

دار الفکر بیروت

۶۵۴/۷

موسسة الرسالة بیروت

۳۔ صحیح مسلم کتب المساجد باب بناء المسجد

الکامل لابن عدی ترجمہ سلمان بن داؤد الیہامی

کنز العمال حدیث ۲۰۷۵۵ و ۲۰۷۵۸

قال الله تعالى اليس في جهنم مثوى للمتكبرين
 اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے، کیا نہیں ہے جہنم میں ٹھکانہ متکبرین کا۔ (ت)
 اور اگر براہِ تکبر نہیں کسی دوسرے نے اس کے لئے رکھ دی یہ اس کی خاطر سے بدیں لحاظ کہ امیر المومنین
 مولے علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم فرماتے ہیں :
 لا يابى الكرامة الا حماساً

عزت و احترام کا انکار کوئی گدھا ہی کر سکتا ہے۔ (ت)
 ٹیک لگا کر بیٹھ گیا تو بھی مسجد میں نہ ہونا چاہئے کہ ادبِ مسجد کے خلاف ہے، ہاں ضعیف یا درد کے
 سبب مجبور ہو تو معذور ہے۔

اگالہ ان اگر پیک کے لئے رکھا ہے تو غیر معتکف کو مسجد میں پان کھانا خود مکروہ ہے، اور اگر کھانسی
 ہے بلغم بار بار آتا ہے اس غرض کے لئے رکھا تو عرج نہیں۔

اور گھوڑے کا زین وغیرہ اسباب بھی بلا ضرورتِ شرعیہ مسجد میں رکھنا نہ چاہئے۔ مسجد کو گھر کے مشابہ
 بھی کرنا نہ چاہئے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

ان المساجد لم تبث لهذا

مساجد ان چیزوں کی خاطر نہیں بنائی گئیں۔ (ت)

خصوصاً اگر چیزیں رکھے جن سے نماز کی جگہ رُکے تو سخت ناجائز و گناہ ہے۔

قال الله تعالى ومن اظلم ممن منع مساجد الله ان يذكر فيها
 اسمہ

اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے : اور اس شخص سے بڑھ کر ظالم کون ہو سکتا ہے جو اللہ کے
 گھروں میں اللہ کا نام لینے سے روکے۔ (ت)

(فتاویٰ رضویہ ج ۸ ص ۹۷)

۱۔ القرآن الکریم ۳۹/۶۰

۲۔ کنز العمال بحوالہ الیلمی عن ابن عمر رضی اللہ عنہ حدیث ۲۵۴۹۲ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۱۵۵/۹

۳۔ صحیح مسلم کتاب المساجد باب النہی عن نشد الفضالۃ فی المسجد قدیمی کتب خانہ کراچی ۲۱۰/۱

۴۔ الفتنہ آن الکریم ۱۱۲/۲

(۱۳) شراب کشید کرنے والوں نے اپنے پیشے سے تائب ہونے کے بعد مسجد بنائی، اس کے بارے میں فرمایا:

وہ مسجد کہ ان لوگوں نے بعد تو یہ مالِ حلال سے بنائی ہے بیشک مسجد شرعی ہے اور اس میں نماز فقط ہو سکتی ہی نہیں بلکہ اس کے قرب و جوار والوں اہل محلہ پر اس کا آباد رکھنا واجب ہے، اس میں اذان و اقامت و جماعت و امامت کہ نا ضرور ہے، اگر ایسا نہ کریں گے گنہگار ہوں گے، اور جو اس میں نماز سے روکے گا وہ ان سخت ظالموں میں داخل ہوگا جن کی نسبت اللہ عز و جل فرماتا ہے:

وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ مَنَعَ مَسْجِدَ اللَّهِ أَنْ يُذَكَّرَ فِيهَا اسْمُهُ وَسُئِلَ فِي خَرَابِهَا۔

اس سے بڑھ کر کون ظالم جو اللہ کی مسجدوں سے روکے اُن میں خدا کا ذکر ہونے سے اور ان کی ویرانی میں کوشش کرے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۸ ص ۱۲۵)

(۱۴) فجر کی نماز رہ گئی تو طلوع آفتاب کے بعد بنیت قضا پڑھے نہ کہ بنیت ادا۔ چنانچہ فرمایا:

اس نماز کے قضا ہو جانے میں شک نہیں کہ نماز کے لئے شرعاً اوقات معین ہیں،

قال الله تعالى ان الصلوة كانت على المؤمنين كتابا موقوتا۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: بیشک نماز مسلمانوں پر وقت باندھا ہوا فرض ہے۔

اور قضا ہو جانے کے یہی معنی ہیں کہ شرعاً جو وقت مقرر فرمایا گیا تھا وہ جاتا رہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ان للصلوة اولا و آخر و ان اول وقت الفجر حين يطلع الفجر و ان آخر وقتها حين تطلع الشمس۔ رواه الترمذی۔

بیشک ہر نماز کے لئے اول و آخر ہے اور بیشک نماز صبح کا اول وقت طلوع فجر کے وقت ہے اور اس کا آخر طلوع شمس پر ہے۔ اسے ترمذی نے روایت کیا۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۸ ص ۱۵۸، ۱۵۹)

۱۔ القرآن الکریم ۱۱۴/۲

۲۔ " ۱۰۳/۴

۳۔ جامع الترمذی ابواب الصلوة باب منہ

امین کمپنی دہلی

(۱۵) خطیب کے لئے عبارتِ خطبہ کا معنی سمجھنا ضروری نہیں، اس سلسلہ میں فرمایا، خطبہ جمعہ کا ذکر تذکیر کے لئے مشروع ہونا کہا قال تعالیٰ فاسعوا الی ذکر اللہ (جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: پس اللہ کے ذکر کی طرف جلدی چلو۔ ت) ہرگز اس دعویٰ کا ثبوت نہیں ہو سکتا کہ جب الفاظ الفاظ ذکر ہیں اور اس نے بالقصد انھیں ادا کیا قطعاً ذکر متحقق ہوا تدبر معنی پر توقف نہیں، ورنہ واجب کہ نماز میں بھی فہم معنی فرض ہو، قال اللہ تعالیٰ اقم الصلوۃ لذكری (اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میرے ذکر کے لئے نماز قائم کرو۔ ت) علاوہ بریں تذکیر سے تذکر زیادہ محتاج فہم و تدبر ہے

مرد باید کہ گیرد اندر گوش ورنوشت سست پند بردیوار
(انسان کو چاہئے کہ وہ محفوظ کرے اگرچہ نصیحت دیوار پر لکھی ہو۔ ت)
حالانکہ علماء تصریح فرماتے ہیں کہ مقتدی اگر بہرے یا سوتے یا اس قدر دُور ہوں کہ آواز نہ جائے مگر وقتِ خطبہ حاضر ہوں کافی ہے شرط ادا ہو گئی، فہم معنی جدا، نفس سماع کی بھی ضرورت نہیں۔
(فتاویٰ رضویہ ج ۸ ص ۲۸۴)

(۱۶) خطبہ جمعہ وعید میں محض اشعار پر قناعت کرنے کے بارے میں فرمایا:
قرآن عظیم شعر سے پاک و منزہ اور اپنے شعر بننے کی گوارش سے متعالی و ارفع ہے۔
وما علمنہ الشعر وما ینبغی لہ^۳
اور ہم نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو شعر کی تعلیم ہی نہیں دی اور نہ ہی یہ آپ کی شان کے لائق ہے۔ ت) تو اس طور پر قصہ تلاوت صریح اسارتِ ادب ہے۔
(فتاویٰ رضویہ ج ۸ ص ۳۲۵)

(۱۷) دورانِ خطبہ جو شخص دُوسروں کو پنکھا جھلنے لگے اس کے بارے میں فرمایا:
اوروں کے اطمینان کو آپ صریح بے اطمینانی یوثرن علی انفسہم (وہ اپنی ذات پر دُوسروں کو ترجیح دیتے ہیں۔ ت) میں شمول نہیں آتا مرون الناس بالبر و تنسون انفسکم^۴

۱۲/۲۰ القرآن الکریم

۹/۵۹ " ۴

۹/۶۲ القرآن الکریم

۶۹/۳۶ " ۵۳

۴۳/۲ " ۵۵

(تم لوگوں کو نیکی کا حکم دیتے ہو اور اپنے آپ کو بھول جاتے ہو۔ ت) میں دخول ہے یعنی دیگران را نصیحت و خود را نصیحت (اوروں کو تو اچھے کام کی نصیحت کرنا اور خود بُرے کام کرنا۔ ت) علمائے کرام تو ایثار قربت میں کلام رکھتے ہیں نہ کہ اُوروں کی قربت کے لئے خود حرام کا ارتکاب، یہ ایثار نہیں صراحتاً اپنے دین کو اضرار ہے کہا لایخفی (جیسا کہ مخفی نہیں۔ ت)۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۸ ص ۳۳۴، ۳۳۵)

(۱۸) قریب کے معانی اور مصر و قریب میں فرق بیان کرتے ہوئے فرمایا:

قریبہ زبان عرب میں شہر کو بھی کہتے ہیں،

قال تعالیٰ وما ارسلنا من قبلك الا رجالا نوحی الیہم من اهل القری (ای الامصار لعلمہم وحلمہم دون البوادی لغلظہم وجفائہم) وقال تعالیٰ علیٰ رجل من القریتین عظیم (ای مکة والطائف) وقال تعالیٰ من قریتک التی اخرجتک۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ”اور ہم نے نہیں بھیجا آپ سے پہلے مکہ مردوں کو جن پر ہم نے وحی کی اہل قری میں سے“ یعنی شہروں سے، کیونکہ شہری لوگ صاحبِ علم و حلم ہوتے ہیں جبکہ اہل بادیہ نہایت سخت اور صاحبِ جفا ہوتے ہیں۔ (دوسرے مقام پر) اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ”ان دو قریوں میں سے بڑے آدمی پر“ یعنی مکہ اور طائف۔ (تیسرے مقام پر) اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”تیرے اس قریب سے جس سے تجھے نکالا۔“ (ت)

اور جب اُسے مصر کے مقابل بولیں تو اس میں اور وہ میں کچھ فرق نہیں۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۸ ص ۳۶۶)

(۱۹) اسی سلسلہ میں مزید فرمایا:

ہاں اتنا ضرور ہے کہ جمعہ اسلامی حکم ہے اُس کے لئے اسلامی شہر ہونا ضرور ہے ولہذا دار الحرب میں اصلاً جمعہ نہیں اگرچہ کتنے ہی بڑے امصار عظام کبار ہوں جس میں دس دس لاکھ آدمیوں کی آبادی ہو، نہ اس وجہ سے کہ وہ شرعاً شہر نہیں، اصطلاحِ شرع میں وہ گاؤں ہیں۔ حاشا یہ محض غلط ہے قیامت تک کوئی ثبوت نہیں دے سکتا کہ شرع مطہر نے کفار کے امصار کبار کو مصر و مدینہ سے خارج اور وہ اور گاؤں بتایا ہو اس بنا پر کہ وہاں اقامتِ حدود و تنفیذِ احکامِ شرع نہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم کی جب بعثت ہوئی مکہ معظمہ بلکہ تمام دنیا میں جیسا کہ کفر و کافرین کا تسلط و غلبہ تھا ظاہر و عیاں ہے اور اکثر مسلمان کرام اصحاب شرائع جدیدہ علیہم الصلوٰۃ والسلام ایسے ہی شہروں میں پیدا ہوتے اور وہیں کے ساکن ہو کر انھیں پر مبعوث ہوتے، اب کیا معاذ اللہ یہ کہا جائے گا کہ شرعیہ مرسلین صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہم اجمعین دیہاتی تھے، حالانکہ اللہ عز و جل فرماتا ہے :

وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ إِلَّا رَجُلًا نَحْنُ الْيَهْمُ مِنْ أَهْلِ الْقُرَىٰ ۖ

ہم نے تم سے پہلے جتنے رسول بھیجے وہ سب مرد اور شہری ہی تھے جنھیں ہم وحی کرتے۔
اُن میں کوئی عورت نہ تھی نہ کوئی گنوار تھا۔

خود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جس وقت غلبہ کفار کے سبب مکہ معظمہ سے ہجرت کی ضرورت ہوئی اُس وقت بھی قرآن عظیم نے مکہ مکرمہ کو شہر ہی فرمایا،

وَكَانَ مِنْ قَرْيَةٍ هِيَ أَشَدَّ قُوَّةً مِنْ قَرْيَتِكَ الَّتِي أَخْرَجَتْكَ أَهْلُكُنْهُمْ فَلَا نَاصِرَ لَهُمْ ۖ

بہترے شہر کہ تمھارے اس شہر سے جس نے تم کو نکالا زیادہ قوت والے تھے ہم نے ہلاک کر دیئے تو اُن کا کوئی مددگار نہیں۔

بلکہ وجہ صرف یہ ہے کہ دار الحرب کے شہر کفر کے شہر میں اور اقامتِ جمعہ کو اسلامی شہر درکار، اسی طرف نظر فرما کہ کلامِ قدما میں جبکہ اسلام کا دور دورہ تھا اور اسلامی شہر اسلامی احکام کے پابند تھے لہٰذا امیرو قاضی ینفذ الاحکام و یقیم الحدود (وہاں کوئی امیر یا قاضی ہو جو احکام نافذ اور حدود جاری کر سکے۔ ت) واقع ہوا اس سے مقصود وہی تھا کہ اسلامی شہر کہ اُس وقت اسلامی شہر ایسے ہی ہوتے تھے، یہ معنی نہ تھے کہ تنفیذ احکام و اقامتِ حدود سنخ حقیقت شہر میں داخل ہے، یہ نہ ہو تو شہر شرعی شہر ہی نہ رہے گا گاؤں ہو جائے گا حالانکہ فقہ بلوایان مصر میں خاص زمانہ خلافت راشدہ میں چند روز تنفیذ احکام نہ ہوئی کیا اُس وقت مدینہ طیبہ گاؤں ہو گیا تھا اور اس میں جمعہ پڑھنا حرام و باطل ہوا تھا؟ حاشا ہرگز ایسا نہیں۔ خود علماء تصریح فرماتے ہیں کہ ایامِ فقہ میں اقامتِ جمعہ ہوگی اور شہر شہریت سے خارج نہ ہوگا۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۸ ص ۳۶۸)

(۲۰) بحث مذکورہ بالا کو بام عروج تک پہنچانے کے بعد فرمایا :
یہ تحقیقی مسئلہ ہے اور بحمد اللہ تعالیٰ اہل انصاف علم صاف جانیں گے کہ حق اس سے متجاوز نہیں ، ہم نہ اس کے خلاف عمل کر سکتے ہیں نہ زہار زہار مذہب ائمہ چھوڑ کر دوسری بات پر فتویٰ دے سکتے ہیں مگر دربارہ عوام فقیر کا طریق عمل یہ ہے کہ ابتداءً خود انھیں منع نہیں کرتا ، نہ انھیں نماز سے باز رکھنے کی کوشش پسند رکھتا ہے ، ایک روایت پر صحت اُن کے لئے بس ہے ، وہ جس طرح خدا اور رسول کا نام پاک لیں غنیمت ہے ، مشاہدہ ہے کہ اس سے روکے تو وہ وقتی چھوڑ بیٹھتے ہیں ۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے :

اِنَّ اٰیةَ الذِّیْ یَنْهٰی عَنْ عِبَادِیْ اِذَا صَلُّوْا

کیا تم نے اُسے نہیں دیکھا جو منع کرتا ہے بندے کو جب وہ نماز ادا کرتا ہے ۔ (ت)

(فتاویٰ رضویہ ج ۸ ص ۳۷۴)

(۲۱) آیت کریمہ میں ”اولی الامر“ سے مراد علماء ہیں ۔ چنانچہ فرمایا :

اللہ عزوجل فرماتا ہے :

اطِيعُوا اللّٰهَ واطِيعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْكُمْ

اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو اور تم میں سے جو صاحب امر ہیں ۔ (ت)
ائمہ دین فرماتے ہیں صحیح یہ ہے کہ آیت کریمہ میں اولی الامر سے مراد علمائے دین ہیں نص علیہ العلامة الزرقانی فی شرح المواہب وغیرہ فی غیوۃ (علامہ زرقانی نے شرح المواہب میں اور دیگر علمائے اپنی کتب میں اس پر تصریح کی ہے ۔ ت) (فتاویٰ رضویہ ج ۸ ص ۳۸۶)

(۲۲) ایک غلط خطبہ کی تردید کرتے ہوئے فرمایا :

حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف اس فریاد کا انتساب کہ :

یا لیت رب محمد لم یخلق محمداً صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ۔

اے رب محمد ! کاش محمد کو پیدا ہی نہ کرتا ۔ (ت)

جہاں کی نگاہ سے معاذ اللہ سقوط عظمت کا باعث ہوگا اور عیاذاً باللہ یہ عقیدہ ہو تو ایمان ہی گیا کہ ایمان تو صرف ان کی تعظیم و محبت کا نام ہے ۔

قال الله تعالى لتؤمنوا بالله ورسوله وتعزروه وتوقروه
 الله تعالیٰ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ پر ایمان لاؤ اور اس کے رسول پر، اور ان کی خوب تعظیم و توقیر کرو۔ (ت)

غرض کسی طرح گمان نہیں کیا جاتا کہ حضرت مخدوم قدس سرہ الکریم نے یہ خطبہ تصنیف فرمایا ہو۔
 (فتاویٰ رضویہ ج ۸ ص ۳۹۰)

(۲۳) خطبہ جمعہ وعیدین عربی میں ہونا ضروری ہے اس بارے میں ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے
 فرمایا،

خطبہ ضرور وعظ و تذکیر کے لئے ہے جیسے نماز کے ذکر کے لئے ہے۔

قال الله تعالى اقم الصلوة لذكركم

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: میری یاد کے لئے نماز قائم کرو۔ (ت)

اور خود قرآن عظیم کہ اس کا تو نام ہی ذکر حکیم ہے اور اس کے نہ سمجھنے پر سخت انکار فرماتا ہے۔

افلا يتدبرون القرأت ام على قلوب افا لها

کیا وہ قرآن میں تدبر نہیں کرتے یا ان کے دلوں پر تالے پڑے ہیں۔ (ت)

پھر جس کی سمجھ میں عربی نہ آئے نہ اُس کے لئے نماز و قرآن اردو یا بنگلہ یا انگریزی کر دئے جائیں گے
 نہ خطبہ و اذان۔ یہ اس کا اپنا قصور ہے اس کا دین عربی، نبی عربی، کتاب عربی، پھر عربی اتنی بھی نہ سیکھی
 کہ اپنا دین سمجھ سکتا۔
 (فتاویٰ رضویہ ج ۸ ص ۴۰۱)

(۲۴) مولوی عبدالرحیم صاحب کے ایک غلط فتوے کا رد کرتے ہوئے فرمایا،

کسی فعل مسلمان کو بدعتِ شنیعہ و ناجائز کہنا ایک حکم اللہ و رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ
 علیہ وسلم پر لگانا ہے اور ایک حکم مسلمانوں پر۔ اللہ و رسول جل و علا و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر
 تو یہ حکم کہ ان کے نزدیک یہ فعل ناروا ہے انھوں نے اس سے منع فرما دیا ہے، اور مسلمانوں پر
 یہ کہ وہ اس کے باعث گنہ گار و مستحق عذاب و ناراضی رب الارباب ہیں۔ ہر خدا ترس مسلمان
 جس کے دل میں اللہ و رسول جل و علا و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی کامل عزت و عظمت اور کلمہ اسلام

کامل عزت و عظمت اور کلمہ اسلام کی پوری توقیر و وقعت اور اپنے بھائیوں کی سچی خیر خواہی و محبت ہے کبھی ایسے حکم پر جرات روا نہ رکھے گا جب تک دلیل شرعی واضح سے ثبوت کافی و دافی نہ مل جائے۔

قال الله تعالى امتقولون على الله ما لا تعلمون

اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے: یا تم ایسی بات اللہ تعالیٰ کی طرف سے کہتے ہو جس کا تمہیں

علم نہیں۔ (ت) (فتاویٰ رضویہ ج ۸ ص ۴۱۷)

(۲۵) ایک بستی میں جمعہ و عیدین کے بارے میں سوال کا جواب دیتے ہوئے فرمایا: اگر یہ دونوں صورتیں (مذکورہ فی الفتویٰ) نہیں تو مذہب حنفی میں وہاں جمعہ و عیدین نہیں پھر

بھی جبکہ مدت سے قائم ہے اُسے اکھاڑا نہ جائے گا، نہ لوگوں کو اس سے روکے گا مگر شہرت طلب۔

قال الله تعالى امرات الذی ینہی ۝ عبد اذا صلیٰ ۝ وفیہ عن امیر المؤمنین

علی کرم اللہ وجہہ۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”بھلا دیکھو تو جو منع کرتا ہے بندے کو جب وہ نماز پڑھے۔“ اور اسی

آیت کے تحت حضرت امیر المؤمنین علی کرم اللہ وجہہ سے بھی ایک روایت ہے۔ (ت)

(فتاویٰ رضویہ ج ۸ ص ۴۲۳)

(۲۶) مجموعہ خطب علمی کے مصنف کے بارے میں ایک سوال کے جواب میں ارشاد فرمایا:

مولانا محمد حسن علمی بریلوی رحمۃ اللہ علیہ سنی صحیح العقیدہ اور واعظ و ناصح اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وسلم کے مداح اور میرے حضرت جد امجد قدس سرہ العزیز کے شاگرد تھے انہیں رافضی نہ کہے گا مگر

کوئی ناصبی یا خارجی۔ دکھنی صاحب نے اگر کسی کی سنی سنائی بے تحقیق کہہ دی تو اس آیت کریمہ کا خلاف کیا:

فتبینوا ان تصیبوا قوما بجهالة فتصبوا علی ما فعلتم ندما ین ۝

(ت) تحقیق کر لو کہیں جہالت کی وجہ سے کسی قوم پر حملہ آور نہ ہو جاؤ پھر تم اپنے کئے پر نادم ہو جاؤ۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۸ ص ۴۲۷)

(۲۷) اخبار آحاد سے استدلال کر کے دیہات میں جمعہ کو ضروری قرار دینے والے کے رد

۱۔ القرآن اکرم ۸۰/۲

۲۔ ۱۰۰۹/۹۶

۳۔ ۶/۴۹

میں فرمایا،

وہ احادیث سب خبرِ آحاد ہیں، اور خبرِ آحاد موجبِ ظن، تو ان سے استدلال کرنا اس کو حرام اور قرآن مجید کے خلاف ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

ان يتبعون الا الظن۔

وہ نہیں اتباع کرتے مگر ظن کی۔ (ت)

اور فرماتا ہے :

ان الظن لا يغني من الحق شيئا۔

بلاشبہ ظن، حق سے بے نیاز نہیں کر سکتا۔ (ت)

تو ان پر عمل خصوصاً عمومِ قرآن مجید کے خلاف کیونکہ اس نے حلال کر لیا، اور یہ بھی اُس وقت ہے کہ ان احادیثِ آحاد کی صحت ثابت کر لے۔ ائمہ مجتہدین کا اجتہاد نہ ماننا اور بخاری و مسلم کی تصحیح یا نسائی و دارقطنی کی تعدیل و تخریج پر اعتماد کرنا ظلمِ شدید و جہلِ بعید ہے۔ کون سی آیت یا حدیث میں آیا ہے کہ بخاری جس حدیث کو صحیح کہہ دیں اُسے مانو اور جسے ضعیف کہہ دیں اُسے نہ مانو، یا یحییٰ و شعبہ جسے ثقہ کہہ دیں اُسے معتد جانو اور ضعیف کہہ دیں تو ضعیف جانو۔ قرآن و احادیث متواترہ اجماعِ اُمت کو حجت بتاتے ہیں، اور اجماعِ امت ہے کہ جمعہ کا حکم مطلق و عام نہیں مقید بقیود و مشروط بشرائط ہے، اور جو اجماعِ ائمہ کا خلاف کرتا ہے قرآن عظیم فرماتا ہے:

نصله جهنم وساءت مصيرا۔

ہم اسے جہنم میں ڈالیں گے وہ بہت ہی بُری پھرنے کی جگہ۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۸ ص ۲۴۹، ۲۵۰)

(۲۸) دیہات میں جمعہ پڑھنے والوں کو کافر قرار دینے والے ایک شخص کے بارے میں فرمایا، دیہات میں نماز جمعہ و عیدین مذہبِ حنفی میں جائز نہیں مگر جہاں ہوتا ہے اُسے بند کرنا جاہل کا کام ہے۔

قال اللہ تعالیٰ ارايت الذی ینہی ع عبد اذا صلیٰ

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: کیا آپ نے اس شخص کو نہیں دیکھا جو بننے کو نماز پڑھنے سے روکتا ہے۔ (ت)
 اور جو انھیں کافر کہتا ہے گمراہ و بد دین ہے، نہ وہ کبیرہ ہے لاختلاف الاثمة (ائمہ کے درمیان اختلاف
 کی وجہ سے۔ ت) نہ کبیرہ پر اصرار اہلسنت کے نزدیک کفر۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۸ ص ۴۵۶)
 (۲۹) ترک موالات میں جس خطیب نے گورنمنٹ کا خطاب واپس نہیں کیا اس کا خطبہ سننا جائز ہے۔
 چنانچہ اس سلسلہ میں ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے فرمایا:

جو زمانہ شاہی سے منصب خطبہ و امامت پر منصوب ہے بلا وجہ شرعی اس کے خطبہ سننے کو ناجائز
 بتانے والا شریعت مطہرہ پر اصرار کرتا ہے، خطاب واپس کرنا کوئی ایسا جرم نہیں جس کے سبب اس کا خطبہ
 سننا منع ہو جائے۔

ان الذین یفترون علی اللہ الکذاب لایفلحون۔

بلاشبہ وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ پر اصرار باندھتے ہیں وہ کبھی کامیاب نہ ہوں گے۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۸ ص ۴۶۸)

(۳۰) جمعہ کی اذان ثانی کو مسجد کے اندر جائز قرار دینے والے حضرات نے لفظ بین یدی المنبر اور
 بین یدی الامام سے جو استدلال کیا ہے، اس کے جواب میں فرمایا:

رہا لفظ بین یدی الامام یا بین یدی المنبر (امام کے سامنے یا منبر کے سامنے) سے
 استدلال مذکور فی السؤال وہ محض ناواقفی ہے، ان عبارات کا حاصل صرف اس قدر کہ اذان ثانی
 خطیب کے سامنے منبر کے آگے مواجہہ میں ہو اس سے یہ کہاں سے نکلا کہ امام کی گود میں منبر کی لگکر ہو جس سے داخل مسجد
 ہونا استنباط کیا جائے بین یدی (یعنی سامنے) سمت مقابل میں مہتائے جہت تک صادق ہے جو
 وقت طلوع مواجہہ مشرق یا ہنگام غروب قبل مغرب کھڑا ہو وہ ضرور کہے گا کہ آفتاب میرے سامنے ہے
 یا فارسی میں مہر روبروئے من است (سورج میرے چہرے کے سامنے ہے۔ ت)، یا عربی میں
 الشمس بین یدی (سورج میرے سامنے ہے۔ ت) حالانکہ آفتاب اس سے تین ہزار برس
 کی راہ سے زیادہ دور ہے۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے:

یعلم ما بین یدیہم وما خلفہم

اللہ سبحانہ جانتا ہے جو کچھ ان کے سامنے ہے یعنی آگے آنے والا ہے اور جو کچھ ان کے

پیچھے یعنی گزر گیا۔

یہ ہرگز ماضی و مستقبل سے مخصوص نہیں بلکہ ازل تا ابد سب اُس میں داخل ہے۔ یوں ہی ملائکہ کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کا قول کہ قرآن عظیم نے ذکر فرمایا :

لہ ما بین ایدینا وما خلفنا وما بین ذلک

اللہ ہی کا ہے جو کچھ ہمارے آگے ہے اور جو کچھ ہمارے پیچھے اور جو کچھ ان کے درمیان ہے۔ تمام ماضی و مستقبل و حال سب کو شامل ہے، ہاں ایسی جگہ عرفاً بنظر قرآن حالیہ ایک نوع قرب ہر شے کے لائق استفادہ ہوتا ہے، نہ اتصال حقیقی کہ خواہی نخواہی وقوع فی المسجد پر دلیل ہو۔ قال اللہ تعالیٰ :

وهو الذي يوصل الرياح لبشر بين يدي رحمته حتى اذا قلت سحاباً ثقالاً سقنه لبلد ميت فانزلنا به الماء الاية۔

اللہ ہے کہ بھیجتا ہے ہوائیں خوشی کی خبر لاتیں بارانِ رحمت کے آگے یہاں تک کہ جب انھوں نے ابھارے بوجھل بادل ہم نے اسے رواں کیا کسی مردہ شہر کی طرف، تو اتارا اُس سے پانی۔ بین یدی (یعنی آگے) نے قربِ مطر کی طرف اشارہ فرمایا مگر یہ نہیں کہ ہوائیں چلتے ہی پانی معاً اترے بلکہ چلیں اور بادل اُٹھے اور بوجھل پڑے اور کسی شہر کو چلے وہاں پہنچے کہ برسے۔ وقال تعالیٰ :

ان هو الا نذیر لکم بین یدی عذاب شدید۔

محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایسے نہیں جیسا کہ اے کافرو! تم گمان کرتے ہو، وہ تو نہیں مگر تمھیں ڈر سنانے والے ایک سخت عذاب کے آگے۔

آیت نے قربِ قیامت کا اشارہ فرمایا نہ یہ کہ بعثت کے برابر ہی قیامت ہے، پھر اُس کا قرب اس کے لائق ہے، تیرہ سو تینتالیس برس گزر گئے اور ہنوز وقت باقی ہے، پس جو اذان در مسجد پر یا فنائے مسجد کی کسی زمین میں جہاں تک حائل نہ ہو محاذاتِ امام میں دی جائے اس پر ضرور بین یدیہ (اس کے روبرو) صادق ہے، بلاشبہ کہا جائے گا کہ امام کے سامنے خطیب کے روبرو منبر کے آگے اذان

ہوتی، اور اسی قدر درکار ہے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۸ ص ۴۹۹ تا ۵۰۱)

(۳۱) نمازِ عید کے بعد دعائیں گننے کا اثبات اور مشکوٰۃ کا رد کرتے ہوئے فرمایا،

قال المولى سبحانه وتعالى: فاذا فرغت فانصب ۝ والى سربك فارغب ۝
مولى سبحانه وتعالى نے فرمایا، جب تو فراغت پائے تو مشقت کر اور اپنے رب کی طرف
راغب ہو۔

اس آیت کریمہ کی تفسیر میں اصح الاقوال قول حضرت امام مجاہد تلمیذ رشید سلطان المفسرین جبرائیل
عالم القتر آن حضرت سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہے کہ فراغ سے مراد نماز سے
فارغ ہونا اور نصب دُعائیں جدوجہد کرنا ہے یعنی باری عزوجل فرماتا ہے، جب تو نماز پڑھ چکے تو اچھی
طرح دُعائیں مشغول ہو اور اپنے رب کے حضور الحاج و زاری کر۔ تفسیر شریف جلالین میں ہے،
فاذا فرغت من الصلوة فانصب اتعب في الدعاء، والى سربك فارغب
”تضرع“ ۱؎

جب تو نماز سے فارغ ہو تو دُعائیں تعب اور مشقت کر، اور اپنے رب کے سامنے تضرع و
زاری بجالا۔

خطبہ جلالین میں ہے:

هذا اكتملة تفسير الامام جلال الدين المحلي على نمطه من الاعتماد على
ارجح الاقوال وترك التطويل بذكر اقوال غير مرضية ۱؎ ملخصاً۔
یہ تفسیر امام جلال الدین محلی کا تکملہ ہے جو انھیں کے طریقہ پر ہے یعنی راجح اقوال پر
اعتماد اور اقوال ضعیفہ کے ذکر سے بچتے ہوئے ۱؎ ملخصاً (ت)
علامہ زرقانی شرح مواہب لدنیہ میں فرماتے ہیں:

هو الصحيح فقد اقتصر عليه الجلال وقد التزم الاقتصار على ارجح الاقوال ۲؎

- ۱؎ القتر آن اکرم ۸۴/۹۴
۲؎ تفسیر جلالین تحت الآیة ۸۴/۹۴
۳؎ خطبہ الکتاب
۴؎ شرح الزرقانی علی المواہب الدنیة المقصد الثانی فی اسمائہ کنیۃ صلی علیہ وسلم دار المعرفۃ بیروت ۱۴۱/۳
۵؎ اصح المطابع دہلی ہند ۵۰۲/۲
۶؎ ۴/۱

یہی صحیح ہے اسی پر جلال نے اکتفا کیا ہے حالانکہ انھوں نے یہ التزام کر رکھا ہے کہ رائج اقوال ذکر کریں گے۔ (ت)

اور پُر ظاہر کہ آیہ کریمہ مطلق ہے اور باطلا تھا نماز فرض و واجب و نفل سب کو شامل تو بلاشبہ نماز عیدین بھی اس پاک مبارک حکم میں داخل۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۸ ص ۵۱۵، ۵۱۶) (۳۲) مزید فرمایا،

اصل یہ ہے کہ اعمال صالحہ و جہ رضائے مولے جل و علا ہوتے ہیں اور رضائے مولیٰ تبارک و تعالیٰ موجب اجابت دعا اور اس کا محل عمل صالح سے فراغ پاکہ۔ کہا قال تعالیٰ فاذا فرغت فانصب (جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: پس جب آپ فارغ ہوں تو مشقت کرو۔ ت) (فتاویٰ رضویہ ج ۸ ص ۵۱۷)

(۳۳) مزید فرمایا،
دعا بنص قرآن و حدیث و اجماع ائمہ قدیم و حدیث اعظم مندوبات شرع سے ہے اور اس کے مظان اجابت کی تحریری مسنون و محبوب۔ قال جبل ذکرہ:
هنا لك دعا نركبها ربّه۔^۲

حضرت زکریا علیہ السلام نے یہاں اپنے رب سے دعا کی۔ (ت)
(فتاویٰ رضویہ ج ۸ ص ۵۲۲)

(۳۴) مزید فرمایا،
ان سب سے قطع نظر کیجئے تو دعا مطلقاً اعظم مندوبات دینیہ و اجل مطلوبات شرعیہ ہے کہ شارع صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہمیں بے تقید وقت و تخصیص ہیأت مطلقاً اس کی اجازت دی اور اس کی طرف دعوت فرمائی اور اس کی تکثیر کی رغبت دلائی اور اس کے ترک پر وعید آئی۔
مولیٰ سبحانہ و تعالیٰ فرماتا ہے:
وقال ربکم ادعونی استجب لکم^۳ اور تمہارے رب نے فرمایا مجھ سے دعا کرو میں قبول کروں گا۔

اور فرماتا ہے :

اجیب دعوة الداع اذا دعان^۱

قبول کرتا ہوں دُعا کرنے والے کی دُعا جب مجھے پکارے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۵ ص ۵۳۰)

(۳۵) مزید فرمایا :

خدا اور رسول جل جلالہ و صلّے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جس چیز کو عام و مطلق رکھا دوسرا اسے مخصوص و مقید کرنے والا کون ؟ خدا اور رسول عزّ مجدہ و صلّے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جس چیز سے منع نہ فرمایا دوسرا اسے منع کرنے والا کون ؟ قال تعالیٰ :

ولا تقولوا لما تصف السنتكم الکذب هذا حللٌ وهذا احرام لتفتروا علی اللہ الکذب ط ان الذین یفترون علی اللہ الکذب لا یفلحون^۲۔

اور نہ کہو اسے جو تمہاری زبانیں جھوٹ بیان کرتی ہیں یہ حلال ہے اور یہ حرام ہے کہ اللہ پر جھوٹ باندھو، بیشک جو اللہ پر جھوٹ باندھتے ہیں اُن کا بھلا نہ ہوگا۔

اصل یہ ہے کہ ان الحکم الا للہ^۳ حکم صرف خدا ہی کے لئے ہے۔ جس چیز کو اس نے کسی مہیات خاصہ محل معین سے مخصوص اور اس پر مقصور و محصور فرمایا اس سے تجاوز جائز نہیں۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۸ ص ۵۳۴، ۵۳۵)

(۳۶) ہر دُعا ذکر الہی ہے اور کثرت ذکر الہی کے بارے میں مصنف علیہ الرحمہ نے پانچ آیات اور ان کی تفسیر ذکر فرمائی :

آیت ۱ : قال جل ذکرہ :

فاذکروا اللہ قیامًا وقعودًا وعلیٰ جنوبکم^۴

اللہ کا ذکر کرو کھڑے اور بیٹھے اور اپنی کروٹوں پر لیٹے۔

علمائے کرام اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ جمیع احوال میں ذکر الہی و دُعا کی مداومت کرو۔

بیضاوی میں ہے :

داوموا علی الذکر فی جمیع الاحوال۔ تمام احوال میں وہ ذکر پر مداومت کرتے ہیں۔
مدارک میں ہے:

ای داوموا علی ذکر اللہ تعالیٰ فی جمیع الاحوال یہ
یعنی وہ تمام احوال میں اللہ تعالیٰ کے ذکر پر دوام اختیار کرتے ہیں۔ (ت)
ارشاد العقل السلیم میں ہے:

داوموا علی ذکر اللہ تعالیٰ وحافظوا علی مراقبتہ و مناجاتہ و دعائہ
فی جمیع الاحوال۔

وہ تمام احوال میں اللہ تعالیٰ کے ذکر پر مداومت کرتے ہیں اور مراقبہ، مناجات اور رب سے دعا
کی محافظت کرتے ہیں۔ (ت)
آیت ۲: قال عزاسمہ:

یا ایہا الذین آمنوا ذکرُوا اللہ ذکراً کثیراً
اے ایمان والو! اللہ کا ذکر بکثرت کرو۔

علامۃ الوجود مفتی ابوالسعود ارشاد میں ارشاد فرماتے ہیں: یعم الاوقات والاحوال یہ آیت
تمام اوقات و احوال کو عام ہے۔

آیت ۳: قال تعالیٰ شانہ:
فاذکرُوا اللہ کذکرکم اباؤکم او اشد ذکراً۔

اللہ کا ذکر کرو جیسے اپنے باپ، دادا کو یاد کرتے ہو بلکہ اس سے بھی زیادہ۔
امام نسفی کافی شرح وافی میں فرماتے ہیں:

۱۵	انوار التنزیل المعروف بتفسیر البیضاوی	تحت الآیۃ ۴/۱۰۳	دار الفکر بیروت	۲۴۴/۲
۱۶	تفسیر النسفی المعروف بتفسیر المدارک	" " "	دار الکتب العلمیہ بیروت	۲۴۸/۱
۱۷	تفسیر ارشاد العقل السلیم	" " "	دار احیاء التراث العربی بیروت	۲۲۸/۲
۱۸	العتد آن الکریم	۳۳/۴۱		
۱۹	تفسیر ارشاد العقل السلیم	تحت الآیۃ ۳/۴۱	دار احیاء التراث العربی بیروت	۱۰۶/۴
۲۰	العتد آن الکریم	۲/۲۰۰		

امرید به ذکر اللہ تعالیٰ فی الاوقات کلہا۔
اس آیت سے یہ مراد کہ ذکر الہی جمیع اوقات میں کرو۔

آیت ۴ : قال تبارک مجدہ :
واذکروا اللہ کثیرا اور بکثرت خدا کا ذکر کرو۔
معالم میں ہے :

فی جمیع المواطن علی السراء والضراء۔
تمام مواضع میں خوشی و تکلیف میں۔

آیت ۵ : قال تقدس اوصافہ :
والذاکربین اللہ کثیرا والذاکرات اعد اللہ لہم مغفرة واجرا عظیما
خدا کو بکثرت یاد کرنے والے مرد اور بکثرت یاد کرنے والی عورتوں کے لئے اللہ نے مغفرت اور
بڑا ثواب تیار کر رکھا ہے۔

مولانا شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ ماثبت بالسنة میں لکھتے ہیں :
لا یخفی ان الذکر والتسبیح والتہلیل والدعاء لا یاس بہ لانہا مشروعة
فی کل الامکنۃ والامریان شیہ
پوشیدہ نہیں کہ ذکر و تسبیح و تہلیل و دعائیں کچھ مضائقہ نہیں کہ یہ چیزیں تو ہر جگہ اور
ہر وقت مشروع ہیں۔

اللہ اللہ کیا ستم جبری ہیں وہ لوگ کہ قرآن و حدیث کی ایسی عام مطلق اجازتوں کے بعد
خواہی خواہی بندگان خدا کو اس کی یاد و دعا سے روکتے ہیں حالانکہ اس نے ہرگز اس دعا سے
ممانعت نہ فرمائی۔

۱۔ کافی شرح وافی

۲۔ القرآن الکریم ۴۵/۸ و ۱۰/۶۲

۳۔ معالم التنزیل (تفسیر البغوی) تحت الآیۃ ۳۳/۲۱ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۳/۳۴۷

۴۔ القرآن الکریم ۳۳/۳۵

۵۔ ماثبت بالسنة ذکر شہر ذی الحجۃ ادارہ نعیمۃ رضویہ سواد اعظم لاہور ص ۳۲۶

قُلْ اَللّٰهُ اٰذِن لِّكُمْ اَمْ عَلٰى اللّٰهِ تَفْتَرُوْنَ ۝
اے حبیب! ان سے پوچھئے کہ اللہ نے اس کی تمہیں اجازت دی ہے یا اللہ پر جھوٹ باندھتے ہو۔
ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

پس بجز اللہ آفتابِ روشن کی طرح واضح ہو گیا کہ دعائے مذکور فی السؤال قطعاً جائز و مندوب،
اور اس سے مانعت محض اصل و باطل و معیوب۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۸ ص ۵۳۶ تا ۵۳۸)

(۳۷) مزید فرمایا:

نقلِ عدم بھی سہی پر وہ نقلِ منع نہیں۔ اللہ عز و جل نے فرمایا ہے کہ:
مَا اتَّكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا۔
جو رسول دے وہ لو اور جس سے منع فرمائے باز رہو۔

یہ نہیں فرمایا کہ:

مَا فَعَلَ الرَّسُولُ فُخِذُوهُ وَمَا لَمْ يَفْعَلْ فَانْتَهُوا۔

رسول جو کرے کرو اور جو نہ کرے اس سے بچو۔

کہ شرعیہ دونوں قاعدے منقوض ہیں۔ امام الوابیہ کے علم نسب و پدر علم و جد طریقت شاہ
عبد العزیز صاحب دہلوی تحفہ اثنا عشریہ میں فرماتے ہیں:
نکیر دن چیزے دیگرست و منع فرمودن چیزے دیگر۔

کسی چیز کا نہ کرنا اور شئی ہے اور متنع کرنا اور شئی ہے۔ (ت)

(فتاویٰ رضویہ ج ۸ ص ۵۵۱)

(۳۸) احکام شرع کے مطابق فیصلہ کرنے والے قاضی کے بارے میں فرمایا:

شرعی احکام اور عرفی خیالات میں بہت تفاوت ہے، شریعت کا حکم تو یہ ہے کہ ہر حاکم پر
فرض ہے کہ مطابق احکام الہیہ کے حکم کرے، اگر خلاف حکم الہی کرے تو اس کی دو صورتیں ہیں:
ایک عمدًا اور ایک خطاء۔ عمدًا کے لئے قرآن عظیم میں تین ارشاد ہوئے کہ:

۱۔ القرآن الکریم ۵۹/۱۰

۲۔ ۵۹/۲

۳۔ تحفہ اثنا عشریہ مطاعن ابوبکر رضی اللہ عنہ طعن ہفتم سہیل اکیڈمی لاہور ص ۲۶۹

من لم يحكم بها انزل الله فاولئك هم الفاسقون ۝ اولئك هم الظالمون ۝
اولئك هم الكفرون ۝

جو لوگ اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ تعلیمات کے مطابق فیصلہ نہیں کرتے وہ فاسق ہیں، وہ ظالم ہیں، وہ کافر ہیں۔ (ت)

قرآن مجید ایسے حکم کو فسق و ظلم و کفر فرماتا ہے یعنی اگر عناداً ہو کہ حکم کو حق نہیں مانتا تو کافر ہے ورنہ ظالم و فاسق۔ اور اگر خطاً ہو تو اس کی پھر دو صورتیں ہیں؛ ایک یہ کہ خطا بوجہ جہل ہو یعنی علم نہ رکھتا تھا کہ صحیح احکام سے واقف ہوتا۔ یہ صورت بھی حرام و فسق ہے۔ دوسری صورت خطا کی یہ ہے کہ عالم ہے احکام شرعیہ سے آگاہ ہے قابلیت قضا رکھتا ہے احکام الہیہ کے مطابق ہی فیصلہ کرنا چاہا اور براہ بشریت غلط فہمی ہوئی۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۸ ص ۵۶۸)

(۳۹) عیدین میں تکبیرات زائدہ کب شروع ہوتیں، اس سوال کے جواب میں فرمایا:

تشریع نماز عید در سال اول از ہجرت ست فی الدرس شرع فی الاولی من الہجرتہ
و اومعروف نہ شد در شرع مگر برہمیں نہج و وضع و حکمت در تکبیرات اظہار سرور دینی و امتثال قول او
تعالیٰ ست عز جلالہ و لتکملوا العدۃ و لتکبروا اللہ علی ما ہدائکم، هذا فی عید الفطر،
وقولہ عز وجل لتکبروا اللہ علی ما ہدائکم و لبشر المحسنین فی عید الاضحی۔

نماز عید ہجرت کے سال اول میں شروع ہوئی۔ درمیں ہے کہ نماز عید ہجرت کے پہلے سال
شروع ہوئی اور وہ شرع میں معروف ہوئی تھی مگر اسی اسلوب و طریقت پر۔ اور تکبیرات میں حکمت
دینی سرور کا اظہار اور اللہ تعالیٰ کے اس فرمان پر عمل ہے کہ تم اس مدت (رمضان) کو مکمل کرو اور
اللہ کی عطا کردہ ہدایت پر اللہ کی بڑائی بیان کرو، یہ عید الفطر میں ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے
تم اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ ہدایت پر تکبیر کرو اور محسنین کو بشارت دو، یہ عید الاضحیٰ کے بارے میں ہے (ت)
(فتاویٰ رضویہ ج ۸ ص ۵۷۲)

۲۵ العتہ آن الکریم ۵/۲۵

۲۷ ۵/۱۸۵

۲۷ العتہ آن الکریم ۵/۲۷

۲۸ ۵/۲۲۲

۲۹ ۵/۳۷۲

(۴۰) ایک عید گاہ کے ہونے ہوئے اپنی نفسانیت کی بنا پر دوسری عید گاہ بنانے والوں کے بارے میں فرمایا :

جنگل میں بے حاجت شرعی ایک عمارت بنا کر کھڑی کر دینا اسراف ہوا اور اسراف حرام ہے۔
قال اللہ تعالیٰ ولا تسرفوا انہ لا یحب المسرفین^۱

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے : اور اسراف نہ کرو کہ اللہ تعالیٰ اسراف کرنے والوں کو پسند نہیں فرماتا۔
(ت) صورتِ مستفسرہ میں یہ سب شناعیتیں خود اس فعلِ بے معنی میں موجود تھیں اگرچہ اس کی تعمیر براہِ نفسانیت نہ ہو اور جبکہ یہ بنا براہِ نفسانیت ہے جیسا کہ بیانِ سوال سے ظاہر، تو اس کا مذموم و مردود ہونا خود واضح و روشن ہے کہا کا لی خفی۔
(فتاویٰ رضویہ ج ۸ ص ۵۹۱، ۵۹۲)

(۴۱) احقاقِ حق کے بعد ایک صاحبِ علم کو قبولِ حق کی ترغیب دیتے ہوئے فرمایا :
فقیر ہر مُسنِ مسلمان کو مستحقِ ادب جانتا ہے خصوصاً جنابِ تو اہلِ علم و سادات سے ہیں مقصود صرف اتنا ہے کہ جناب بھی بمقتضائے بزرگی حسب و نسب و عمر و علم ان گزارشوں کو بنظرِ غور و تحقیقِ حق استماع فرمائیں، اگر حق واضح ہو تو قبولِ مرجوح و مامول کہ علماء کے لئے رجوع الی الحق عار نہیں بلکہ معاذ اللہ اصرار علی الباطل۔ قال تعالیٰ :

فبشر عباد^۲ الذین یستمعون القول فی تبتعون احسنہ^۳
تو خوشی سناؤ ان بندگان کو جو کان لگا کر بات سنیں پھر اس کے بہتر پر چلیں۔ (ت)
(فتاویٰ رضویہ ج ۸ ص ۶۱۹)

(۴۲) نمازِ استسفار کے بارے میں ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے فرمایا :
نمازِ استسفار صاحبین کے نزدیک سنت ہے اور اسی پر عمل ہے اور اُس وقت ہونا چاہئے جبکہ حاجت شدید ہو اور امید منقطع ہو چکی ہو اور لوگ اس کے آداب کے طور پر اُسے بجا لائیں خشیت و خشوع اُس کی اصل ہے، اور وہ آج کل اکثر قلوب سے مرتفع الا ماشاء اللہ اس ملک میں ہمسیہ کفار میں ہماری بے طور یوں کے باعث کہ نہ دعا کے طور پر دعا کرتے ہیں نہ نماز کے طور پر نماز پڑھتے، اگر اجابت نہ فرمائی جائے تو کفار کے مضحکہ کا اندیشہ ہے اس لئے یہاں کی حالت کے مناسب تر اس عمل پر اقتصار رہے جو قرآنِ عظیم میں نزولِ بارانِ رحمت کے لئے ارشاد ہوا یعنی کثرتِ استغفار و توجہ بہ عزیزِ غفار

فقلت استغفر واربعم انه كان غفارا يرسل السماء عليكم مدرارا (تو میں نے کہا اپنے رب سے معافی مانگو وہ بڑا معاف کرنے والا ہے تم پر شرانے کا مینہ بھیجے گا۔ ت)۔
(فتاویٰ رضویہ ج ۸ ص ۶۲۰)

فتاویٰ رضویہ جلد ۹

(۱) جنازہ کے ساتھ ذکر ہجر کے بارے میں بحث کرتے ہوئے فرمایا،

حاشی اللہ ذکر خدا اور رسول نہ کسی وقت منع ہے۔ ام المؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں،
کان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یذکر اللہ تعالیٰ علی کل احوالہ۔ رواہ
مسلم واحمد وابوداؤد والترمذی وابن ماجہ وعلقہ البخاری۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر ایک وقت خدا کا ذکر کرتے۔ اسے مسلم، احمد، ابوداؤد، ترمذی
اور ابن ماجہ نے روایت کیا، اور بخاری نے تعلیقاً روایت کیا۔ (ت)
نہ کوئی چیز اس سے بہتر،

قال اللہ عز وجل ولذکر اللہ اکبر۔

اللہ عز وجل نے فرمایا: اور اللہ کا ذکر سب سے بڑا ہے۔ (ت)

اب کہ زمانہ منقلب ہوا، لوگ جنازہ کے ساتھ اور دفن کے وقت اور قبروں پر بیٹھ کر لغویات و فضولیات
اور دنیوی تذکروں بلکہ خندہ و لہو میں مشغول ہوتے ہیں تو انھیں ذکر خدا اور رسول جل وعلا و صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم کی طرف مشغول کرنا عین صواب و کارِ ثواب ہے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۹ ص ۱۴۱)

(۲) مذکورہ بالا مسئلہ میں مزید فرمایا،

اللہ عز وجل کا ذکر اصل مقصود و اجل مقاصد و مغزِ جملہ عبادت ہے، اقم الصلوٰۃ لذكرك
(میرے ذکر کے لئے نماز قائم کرو۔ ت) وہ ہر حال میں مطلوب۔

یذکرون اللہ قیاما و قعودا و علی جنوبہم اھ، کان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

۱۔ القرآن الکریم ۱۰/۱۱

۲۔ صحیح مسلم کتاب الحیض

قدیمی کتب خانہ کراچی

۳۔ القرآن الکریم ۲۰/۱۴

۴۔ القرآن الکریم ۲۹/۲۵

۱۶۲/۱

۵۔ القرآن الکریم ۳/۱۹

يَذْكُرُ اللّٰهَ فِي كُلِّ اَحْيَانَةٍ ۱

وہ کھڑے، بیٹھے، کھڑوں پر لیٹے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سبھی اوقات میں خدا کا ذکر کیا کرتے۔ (ت)

بِلا تَقْيِيْدٍ اِسْ كِتْمَتِيْ كَا حَكْمٍ،

وَ اذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تَفْلَحُوْنَ ۲

اللہ کا ذکر زیادہ کرو تا کہ فلاح پاؤ۔ (ت)

اَكْثَرًا وَاذْكُرِ اللّٰهَ حَتّٰى يَقُوْلُوْا اِنَّهُ مُجْنُوْنٌ ۳ (الحديث)

خدا کا ذکر اتنی کثرت سے کرو کہ لوگ کہیں کہ یہ مجنون ہے۔ (ت)

ذکر کے لئے انجاء کثیرہ ہیں، قلبی و لسانی و خفی و جلی و تلاوت و شمار و درود و دعا و عبادات و طاعات۔ با وصف اطلاق بعض مقامات کو بعض انجاء سے خصوصیت ہوتی ہے۔ محل جنازہ مقام تفکر ہے کہ ذکر قلبی ہے۔

تفكر ساعة خير من عبادة الثقلين۔

گھڑی بھر کا تفکر انسانوں اور جنوں کی عبادت سے بہتر ہے۔ (ت)

ولسنا یہاں اُسے ذکر لسانی پر ترجیح دی گئی نہ ذکر پر تفضیل محال ہوتی و ذکر اللہ اکبر (اور

اللہ تعالیٰ کا ذکر سب سے بڑا ہے۔ ت) اس نحو ذکر کے لئے صمت یعنی خاموشی بہتر ہوتی ہے،

ولہذا فقہائے ینبغی ان یطیل الصمت (طویل سکوت اختیار کرنا چاہئے۔ ت) فرمایا، صدر اول میں غالباً

یہی معمول تھا یہاں تک کہ جنازہ کے ساتھ چلنے میں یہ نہ معلوم ہوتا کہ ہمارے دہنے ہاتھ پر کون اور بائیں ہاتھ پر

کون، شخص اپنی فکر میں مشغول ہوتا اور اپنے لئے یہ وقت آنا اور پھر اس وقت کیا ہوگا، کیسے گزرے گی،

اپنے اعمال کی حالت کیا ہے، اس دھن میں مستغرق ہوتا، گویا ہر شخص اس جنازہ کو اپنا ہی جنازہ جانتا،

بلاشبہ اُس وقت کے مناسب یہی حالت ہے اور اس حالت کے مناسب وہی صمت مطلق کہ سانس

۴۹۹/۱

دار الفکر بیروت

کتاب الدعاء

۱۱ المستدرک علی الصحیحین

۷۱۹۸/۳

دار الفکر بیروت

عن ابی سعید الخدری

۱۲ القرآن الکریم

۱۵۰/۱

دار الکتب العلمیۃ بیروت

حدیث ۴۹۷

۱۳ مسند احمد بن حنبل

کشف الخفاء

کے سوا اصلاً آواز نہ ہو۔ جب زمانہ بدلا اور صدرِ اول کا ساخوف عام مسلمانوں میں نہ رہا، صمت محض بہتوں کو باعثِ پریشان خیالی ہوا، اطباء نے ذکر لسانی خفی کا اضافہ فرمایا کہ:

ان اراد ان یذکر اللہ تعالیٰ ینذکرہ فی نفسہ۔

اگر اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا چاہے تو آہستہ کرے۔ (ت)

اقول اس میں حکمت یہ تھی کہ صمت فی نفسہ کوئی شے مطلوب نہیں کہ قول خیر عدم قول مطلق سے قطعاً افضل ہے ولہذا ارشاد ہوا:

ان لا یزال لسانک من طبا من ذکر اللہ لہ

ہمیشہ تمہاری زبان خدا کے ذکر سے تر رہے۔ (ت)

اگر شرائع نے اُسے صوم میں رکھا تھا، ہماری شریعت عزائے اُسے منسوخ فرمادیا۔ مجوس کے یہاں وقت اکل صمت ہے، ہماری شریعت میں وہ مکروہ و لازم الاحتراز ہے۔ یہاں ایک ذریعہ بعد معین مقصود ہو کر مطلوب ہوا تھا کہ عمل لسان وجہ انقسام توجہ نہ ہو۔ اب کہ دیکھا کہ زمانہ بدلا، اب وہ معین ہونے کے عوض بہتوں کے لئے مغل مقصود ہونے لگا، تحصیل اصل مقصود کے لئے ذکر لسانی بتایا اور خفی رکھا کہ سب تو ایسے پریشان خیال نہیں جہر سے اہل تفکر کا ذہن نہ ہٹے۔ جب زمانہ اور بدلا اور عامۃ الناس غالباً اسی قسم کے رہ گئے اور فقہ میں اکثر ہی کا اعتبار ہے۔

النادر مستثنی ولا یفرد بحکمہ کما فی فتح القدیہ و رد المحتار وغیرہما۔

نادر مستثنی ہے اور اس کا الگ حکم بیان نہیں ہوتا، جیسا کہ فتح القدیہ اور رد المحتار وغیرہما

میں ہے۔ (ت)

اطباء نے روحانی نے جہر بالذکر کی اجازت دی کہ وہ اوقع فی النفوس و ادفع للوساوس و انفع للناس ہے ذاکرین کی زبانوں اور سامعین کے کانوں کو مشغول کرتا اور غافلین کو جگا کر لغویات سے باز رکھ کر ذکر و سماع کی طرف لاتا ہے، اور یہ سمجھ لینا کہ مسلمان ایسے ہو گئے کہ باوجود قرع و قوت قرع و

۱ جامع الترمذی ابواب الدعوات باب ما جاء فی فضل الذکر امین کمپنی کتب خانہ رشیدیہ دہلی ۱۳۲/۲

۲ مسند احمد بن حنبل حدیث عبد اللہ بن بسر المازنی الخ دار الفکر بیروت ۱۸۸/۲

۳ رد المحتار کتاب الطلاق باب النفقة دار احیاء التراث العربی بیروت ۶۴۲/۲

۴ مفتی شرح ملتقی علی حاشیاء مجمع الانہر کتاب الطلاق دار احیاء التراث العربی بیروت ۵۰۰/۱

تکمر بھی متاثر نہ ہوں گے، جہل و سؤئے ظن ہے، تو اب ذکر جہرام بالمعروف و نہی عن المنکر کے افراد سے ہے جس سے منع عکس و نقیض مقصود شرع ہے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۹ ص ۱۵۱ تا ۱۵۳)

(۳) مسئلہ مذکورہ بالا میں بحث کرتے ہوئے جنازہ کے ساتھ حمد و نعت وغیرہ پر مشتمل اشعار پڑھنے کے بارے میں فرمایا:

ذکر موت و ذکر قبر و ذکر آخرت و ذکر انبیاء و ذکر اولیاء علیہم افضل الصلوٰۃ و الثناء سب ذکر الہی ہیں، ہم نے اپنی تعلیقات کتاب مستطاب اذاقۃ الاثام میں اس پر بارہ دلائل قائم کئے ہیں۔ صحیح بخاری شریف میں حضور سیدنا حسان ابن ثابت انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف سے مشرکین کے اشعار کا اشعار میں جواب دینا اور اُن شعروں کو پڑھنا اور حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا سُننا ثابت ہے اگر یہ اشعار ذکر الہی نہ ہوتے، مسجد میں ان کے لئے منبر بچھانے کی اجازت کیونکر ہوتی!

فانما بنیت المساجد لذكر الله والصلوة۔

کہ مسجدیں خدا کے ذکر اور نماز ہی کے لئے بنائی گئی ہیں (ت)

اور جب یہ ذکر نہ ہوتا تو اس کے لئے اہتمام فرمانا معاذ اللہ غفلت کے لئے اہتمام ہوتا۔ اور یہ محال ہے، لاجرم اشعار حمد و نعت و ثناء و دعا و وعظ و پند ذکر الہی ہیں، اور غنا وہ کہ اُن سے جدا ہو کہ غنا کو آیہ کریمہ ومن الناس من یشتزی لہو الحدیث (لوگوں میں کوئی ایسا ہے جو لہو کی بات خریدتا ہے۔ ت) میں داخل کرتے ہیں اور بدایت معلوم کہ حمد و نعت و دعا و وعظ ہرگز لہو الحدیث نہیں۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۹ ص ۱۵۶، ۱۵۷)

(۴) بے نماز شخص کی مذمت اور اس کی نماز جنازہ کے بارے میں فرمایا:

جس نے قصداً ایک وقت کی نماز چھوڑی ہزاروں برس جہنم میں رہنے کا مستحق ہوا جب تک توبہ نہ کرے اور اس کی قضا نہ کر لے، مسلمان اگر اُس کی زندگی میں اُسے یکلخت چھوڑ دیں اس سے بات نہ کریں، اُس کے پاس نہ بیٹھیں تو ضرور وہ اس کا سزاوار ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَأَمَّا يَنْسِيَنَّكَ الشَّيْطَانُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرِىٰ مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ

۱۔ مسند احمد بن حنبل ۵۰۳/۲ و صحیح مسلم کتاب الطہارۃ وجوب غسل البول ۱۳۸/۱

سنن ابن ماجہ باب الارض یصیبہا البول کیف تغسل ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۴

کنز العمال حدیث ۲۰۷۹۷ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۶۶۲/۷

۲۔ القرآن الکریم ۶۸/۶

۳۔ القرآن الکریم ۶/۳۱

ابنِ شیطان تجھے بھلا دے تو یاد آنے کے بعد نالاموں کے ساتھ نہ بیٹھنا۔ (ت)
 مگر بعد موت ہرستی صحیح العقیدہ کو غسل و کفن دینا، اس کے جنازے کی نماز پڑھنا الا ما استثنیٰ و لیس
 هذا منهم (مگر وہ جن کا استثناء کیا گیا ہے اور یہ ان میں سے نہیں۔ ت) فرض قطعی علی الکفایہ ہے
 اگر سب چھوڑ دیں جن جن کو اطلاع تھی سب گنہگار و تارک فرض و مستحق عذاب ہوں گے۔
 (فتاویٰ رضویہ ج ۹ ص ۱۵۸، ۱۵۹)

(۵) ایک بے نماز شخص کی بیوی کا جنازہ پڑھنے اور اٹھانے سے انکار کرنے والے اور اس پر
 آٹھ روپے جرمانہ کرنے والے لوگوں کے بارے میں فرمایا:
 نماز نہ پڑھنا ضرور کبیرہ شدیدہ ہے مگر اُس کا گناہ اُس کی بی بی کے سر باندھنا کون سی شریعت
 ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:
 ولا تذروا نساء و نرساء اُخسٰی۔

کوئی جان کسی دوسری جان کا بوجھ نہیں اٹھاتی۔ (ت)
 آٹھ روپے کہ انھوں نے لئے سخت حرام اور ان کے حق میں مثل سوتر کے ہیں، اُن پر فرض ہے کہ
 اُسے واپس کر دیں۔

قال تعالیٰ فلا تا کوا اموالکم بینکم بالباطل۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اپنے مال آپس میں ناحق نہ کھاؤ۔ (ت)

(فتاویٰ رضویہ ج ۹ ص ۱۶۷، ۱۶۸)

(۶) نصرانی کا جھوٹا کھانے والے شخص کے جنازے اور اس کے گھر والوں پر تعزیر کے بارے میں فرمایا:
 مسلمان کو نصرانی کا جھوٹا کھانا بہت شنیع و بد ہے کہا بیناہ فی فتاوانا (جیسا کہ اسے ہم نے
 اپنے فتاویٰ میں بیان کیا ہے۔ ت) لیکن اگر مذہب میں کچھ فرق نہ تھا تو اس بد حرکت سے کافر نہ ہوا۔ مسلمانوں
 پر اس کی تجہیز و تکفین اور جنازہ کی نماز لازم تھی، مگر یہ کام فرض کفایہ ہے بعض نے کر لیا سب پر سے اتر گیا۔
 ہر مسلمان کا اُن میں شریک ہونا ضروری نہیں، اگر کوئی نہ کرتا سب گنہگار ہوتے، آئندہ کے لئے بھی یہی احکام
 ہیں۔ اس فعل میں اس کے گھر والوں کا کوئی قصور نہ تھا اُن پر تعزیر بیجا ہے۔

قال الله تعالى ولا تؤزوا زساة و نمار اخراى لى

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے، کوئی جان کسی دوسری جان کا بوجھ نہ اٹھائے گی۔ (ت)

(فتاویٰ رضویہ ج ۹ ص ۱۶۹)

(۷) مذہب اسلام چھوڑ کر نصرانی ہو جانے والے شخص کا جنازہ پڑھنے والوں کے بارے میں فرمایا: اگر بہ ثبوت شرعی ثابت ہو کہ میت عیاذاً باللہ تبدیل مذہب کر کے عیسائی ہو چکا تھا تو بیشک اُس کے جنازہ کی نماز اور مسلمانوں کی طرح اس کی تجہیز و تکفین سب حرام تھی۔

قال الله تعالى ولا تصل على احد منهم مات ابدا ولا تقم على قبره ط
اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ان میں سے جو بھی مرے نہ کبھی ان کی نماز جنازہ پڑھو اور نہ اس کی قبر پر

کھڑے ہو۔ (ت)

مگر نماز پڑھنے والے اگر اس کی نصرانیت پر مطلع نہ تھے اور بر بنائے علم سابق اسے مسلمان سمجھتے تھے نہ اس تجہیز و تکفین و نماز تک اُن کے نزدیک اس شخص کا نصرانی ہو جانا ثابت ہوا، تو ان افعال میں وہ اب بھی معذور و بے قصور ہیں کہ جب ان کی دانست میں وہ مسلمان تھا اُن پر یہ افعال بجالانے بزم خود شرعاً لازم تھے، ہاں اگر یہ بھی اس کی عیسائیت سے خبردار تھے پھر وہ نماز و تجہیز و تکفین کے مرتکب ہوئے قطعاً سخت گنہ گار اور وبال کبیر میں گرفتار ہوئے، جب تک توبہ نہ کریں نماز ان کے پیچھے مکروہ۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۹ ص ۱۷۰)

(۸) ضروریات دین کے منکر، افضی کی نماز جنازہ کے بارے میں فرمایا:

وہ کافر مرتد ہے اور اس کے جنازہ کی نماز حرام قطعی و گناہ شدید ہے۔ اللہ عز و جل فرماتا ہے:

ولا تصل على احد منهم مات ابدا ولا تقم على قبره انهم كفروا بالله ورسوله

وماتوا و هم فاسقون لى

کبھی نماز نہ پڑھا اُن کے کسی مُردے پر، نہ اس کی قبر پر کھڑا ہو، انھوں نے اللہ و رسول کے ساتھ کفر کیا اور مرتے دم تک بے حکم رہے۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۹ ص ۱۷۱)

(۹) شیعہ کا جنازہ پڑھنے والے حنفی المذہب امام اور اس کی تعزیر کے بارے میں فرمایا :
وہ امام سخت اشد کبیرہ گناہ کا مرتکب ہوا، اس نے حکم قرآن عظیم کا خلاف کیا،
قال الله تعالى ولا تقل على احد منهم مات ابدًا

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے : اُن کے کسی مُردے کی نماز جنازہ کبھی نہ پڑھو۔ (ت)

تعزیر یہاں، کون دے سکتا ہے، اس کی سزا حاکم اسلام کی رائے پر ہے وہ چاہتا تو پچھتر
کوڑے لگاتا اور چاہتا تو قتل کر سکتا تھا کہ اس نے مذہب کی توہین کی، اس کے پیچھے نماز پڑھت
جائز نہیں اور اسے امامت سے معزول کرنا واجب۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۹ ص ۱۷۳)

(۱۰) نماز جنازہ میں اکیلا شخص بھی صف کے حکم میں ہوگا۔ ایک مفتی نے اس کا انکار کرتے ہوئے
کہا کہ صف کم از کم دو شخصوں سے بنتی ہے۔ اعلیٰ حضرت اس پر رد کرتے ہوئے فرماتے ہیں :
ہمیں مسلم کہ فی نفسه مستقل صف کم از کم دو کی ہوگی مگر صف یا صفوف کے ساتھ اگر ایک شخص
صف جدا گانہ کی جگہ ہو تو اس پر بھی ضرور اطلاق صف ہے اور یہی صورت ہمارے مسئلہ میں ہے، تو اصل
بنائے انکار ہی ساقط و باطل ہے۔ اللہ عز وجل فرماتا ہے :

يوم يقوم الروح والملئكة صفًا

جس دن کھڑے ہوں گے رُوح اور ملائکہ صف باندھ کر۔ (ت)

ابن جریر اس آیت کی تفسیر میں سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی :
الروح ملك في السماء الرابعة وهو عظم من السموات ومن الجبال ومن الملائكة يسبح الله
كل يوم اثني عشر الف تسبيحة يخلق الله من كل تسبيحة ملكا من الملائكة يجي يوم
القيامة صفا وحده

یہ روح فرشتہ آسمانِ رابع میں ہے وہ آسمانوں اور پہاڑوں اور سب فرشتوں سے اعظم ہے، وہ
روزانہ بارہ ہزار تسبیحیں کرتا ہے۔ اللہ عز وجل ہر تسبیح سے ایک فرشتہ بناتا ہے، یہ روح (فرشتہ)
روزِ قیامت اکیلا ایک صف ہوگا۔

لہ القرآن الکریم ۸۴/۹

۳۸/۷۸

جامع البیان المعروف بتفسیر ابن جریر تحت الآیة ۸/۳۸ دار احیاء التراث العربی بیروت ۳۰/۳

معالم التنزیل میں بروایت عطاء ابن ابی رباح سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اس آیت کی تفسیر میں ہے :

الروح ملك من الملائكة ما خلق الله تعالى مخلوقا اعظم منه فاذا كان يوم القيمة قام وحده صفا وقامت الملائكة كلهم صفا واحدا فيكون عظم خلقه مثلهم۔
روح ایک فرشتہ ہے اللہ تعالیٰ نے کوئی مخلوق جسم میں اس سے بڑی نہ بنائی، جب قیامت کا دن ہوگا وہ اکیلا ایک صف ہو کر کھڑا ہوگا اور تمام فرشتے مل کر ایک صف، تو اس کی جسامت ان سب کے برابر ہوگی۔
(فتاویٰ رضویہ ج ۹ ص ۲۰۲، ۲۰۳)

(۱۱) نماز جنازہ کے فوراً بعد صفیں توڑ کر دُعا مانگنے کے جواز پر دلائل دیتے ہوئے فرمایا :

خود رب العزت عز وجل ارشاد فرماتا ہے کہ

فاذا فرغت فانصب والی سربك فارغب۔

جب تو نماز سے فارغ ہو تو دُعا میں مشقت کر اور اپنے رب کی طرف زامی و تضرع کے ساتھ

راغب ہو (ت)

جلالین میں ہے :

فاذا فرغت من الصلوة فانصب التعب في الدعاء والی سربك فارغب تضرع۔

جب تو نماز سے فارغ ہو تو دُعا میں مشقت کر اور اپنے رب کی طرف رازی و تضرع کے ساتھ

راغب ہو۔ (ت)

بالجملہ دُعا کے مذکور کے جواز میں شک نہیں، ہاں دفع احتمال زیادت کو نقص صفوف کر لیں، اسی

قدر کافی ہے کہ اس کے بعد احتمال زیادت کا اصلاً محل نہیں ہے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۹ ص ۲۳۲)

(۱۲) بعض فتاویٰ میں ہے کہ نماز جنازہ کے بعد دُعا کے لئے قیام نہ کرے۔ اس پر بحث کرتے ہوئے

فرمایا :

وانا قول وبالله التوفیق (اور میں کہتا ہوں اور یہ اللہ کی توفیق سے ہے۔ ت) قیام،

معالم التنزیل (تفسیر البغوی) تحت الآیة ۸/۳۸ دارالکتب العلمیۃ بیروت ۴/۹۰۹

القرآن الکریم ۸/۹۴

تفسیر جلالین تحت الآیة ۸/۹۴ ۸/۹۴ صحیح المطابع دہلی نصف ثانی ص ۵۰۲

ان کلماتِ علماء میں معنی توقف و درنگ ہے کہ ان معنی میں بھی اس کا استعمال شائع،
 قال تعالیٰ حسنت مستقر او مقاماً ای موضع قرار، لامحل انتصاب، اذلامحل
 له، وکذا قوله تعالیٰ حاکیا عن الکفار، یا اهل یثرب لامقام لکم وقال تعالیٰ یقیمون
 الصلوۃ ای یواظبون علیہا۔

باری تعالیٰ کا ارشاد ہے: جنت کیا ہی عمدہ ٹھکانا اور ٹھہرنے کی جگہ ہے۔ مقام کا معنی ہے ٹھہرنے کی جگہ،
 کھڑے ہونے کی جگہ نہیں اس لئے کہ اس کا موقع نہیں۔ اسی طرح قول کفار کی حکایت فرماتے
 ہوئے ارشاد باری ہے: اے اہل یثرب! تمہارے لئے مقام نہیں یعنی جائے قرار نہیں — اور
 ارشاد باری ہے: نماز قائم کرتے ہیں یعنی اس پر مداومت کرتے ہیں۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۹ ص ۲۳۴)

(۱۳) صلح جنازہ کے بارے میں مزید فرماتے ہیں:
 ثم اقول وبالله التوفیق (پھر میں کہتا ہوں اور خدا ہی سے توفیق ہے۔ ت) اب نظر
 بلند ترقی پسند تنقیح مناسبات میں گرم جولاں ہوگی کہ وہ کیا قیام ہے جس کی قید سے فقہاریہ حکم دے رہے ہیں۔
 آخر نفس دعا اصلاً صالح ممانعت نہیں، نہ وہ خود اس کے نفس پر حکم کرتے ہیں، شاید کھڑے ہو کر
 دعا منع ہو، یہ غلط ہے۔

قال الله تعالى يذكرون الله قياما وقعودا وعلى جنوبهم۔ وقال تعالیٰ وانه
 لما قام عبد الله يدعوه کادوا یكونون علیه لبداء۔
 اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وہ کھڑے بیٹھے اور لیٹے اللہ کا ذکر کرتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:
 بیشک جب وہ بندہ خدا اس کی بندگی کرنے کھڑا ہو۔ تو معلوم ہوتا ہے کہ اس پر وہ جن تہ بہ تہ ٹوٹ
 پڑیں گے۔ (ت) (فتاویٰ رضویہ ج ۹ ص ۲۴۴)

(۱۴) جگہ کی تنگی کی وجہ سے کچھ لوگ جنازہ میں شریک ہونے سے رہ گئے ان کے بارے میں فرمایا:
 نماز جنازہ فرض کفایہ ہے جو مسلمان تنگی جا کے سبب نہ مل سکے اور ملنے کی خواہش رکھتے تھے انھیں
 ان شاء اللہ العزیز ملنے ہی کا ثواب ہے۔ حدیث میں ہے: جو جماعت کی نیت سے مسجد کو چلا

نماز ہو چکی، اس کے لئے ثواب لکھ دیا گیا۔

قال اللہ تعالیٰ فقد وقع اجرہ علی اللہ۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے، تو اس کا اجر خدا کے ذمہ کرم پر ثابت ہے۔ (ت)

(فتاویٰ رضویہ ج ۹ ص ۲۶۳)

(۱۵) کچھ لوگ کفن اور قبر اپنے مرنے سے پہلے ہی تیار کر لیتے ہیں، اس سلسلہ میں فرمایا، کفن پہلے سے تیار رکھنے میں حرج نہیں، اور قبر پہلے سے بنانا نہ چاہئے کما فی الدر المختار وغیرہ (جیسا کہ در مختار وغیرہ میں ہے۔ ت)

قال اللہ تعالیٰ وما تدری نفس بائی ارض تموت۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، کوئی جان نہیں جانتی کہ اس کی موت کس زمین میں ہوگی۔ (ت)

(فتاویٰ رضویہ ج ۹ ص ۲۶۵، ۲۶۶)

(۱۶) تکرار جنازہ کے عدم جواز کے حق میں دلائل دیتے ہوئے قائلین تکرار کے ایک استدلال کے رد میں فرمایا:

ثبوت دیجئے کہ اس واقعہ میں صلوة بمعنی ارکان مخصوصہ تھی، صلوة علی فلان بمعنی دعا نصوص شرعیہ میں شائع و ذائع ہے۔

قال تعالیٰ خذ من اموالہم صدقة تطہرہم و تزکیہم بہا وصل علیہم اٰت صلوتک سکن لہم۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا، اے نبی! مسلمانوں کے مال سے زکوٰۃ تحصیل فرما کر اس کے سبب انہی تو ان کو پاک اور مستحکم کرے اور ان پر صلاۃ کر، بیشک تیری صلاۃ اُن کے لئے چین ہے۔

اسی آیت کے حکم سے جب لوگ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس زکوٰۃ حاضر کرتے حضور ان کے حق میں دعا فرماتے،

اللہم صل علی فلان کما رواہ احمد و البخاری و مسلم و ابوداؤد و الترمذی

۲ القرآن الکریم ۳۱/۳۲

۱ القرآن الکریم ۴/۱۰۰

۳ ۹/۱۰۳

۴ صحیح البخاری کتاب الزکوٰۃ ۱/۲۰۳ و کتاب الدعوات ۲/۹۳۷ و ۹۴۱ قدیمی کتب خانہ کراچی الشفار بتعریف حقوق المصطفیٰ فصل فی الاختلاف فی الصلوة علی غیر النبی دار الکتب العلمیہ بیروت ۲/۵۲

وابن ماجہ وغیرہم عن عبد اللہ بن ابی اوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔

اے اللہ! فلاں پر رحمت نازل فرما۔ جیسا کہ اسے امام احمد، بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ وغیرہم نے حضرت عبد اللہ بن ابی اوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا۔ (ت) اسی طرح آیہ کریمہ:

ان اللہ وملتکته یصلون علی النبی یا یتہا الذین امنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما۔

بیشک خدا اور اس کے فرشتے نبی پر درود بھیجتے رہتے ہیں اے ایمان والو! تم بھی ان پر درود پڑھو اور خوب خوب سلام بھیجو۔ (ت)

اللہم صل وسلم وبارک علیہ وعلیٰ آلہ وصحبہ وکل منتم الیہ۔
اے اللہ! ان پر درود و سلام اور برکت نازل فرما اور ان کی آل و اصحاب پر اور ان سے ہر نسبت تعلق رکھنے والے پر بھی۔ (ت)

کریمہ ہوالذی یصلی علیکم وملتکته (وہی ہے کہ درود بھیجتا ہے تم پر وہ اور اس کے فرشتے۔ ت) کریمہ ومن الاعراب من یؤمن باللہ والیوم الآخر ویتخذ ما ینفق قربات عند اللہ وصلوٰۃ الرسول (اور کچھ گاؤں والے وہ ہیں جو اللہ پر اور روز قیامت پر ایمان رکھتے ہیں اور جو کچھ خرچ کریں اسے اللہ کی نزدیکیوں اور رسول سے دعائیں لینے کا ذریعہ سمجھیں۔ ت) وغیرہ میں صلوٰۃ بمعنی دعا ہے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۹ ص ۲۸۱، ۲۸۲)

(۱۷) اسی سلسلہ میں مزید فرمایا:

اقول وبالله التوفیق زمانہ اقدس حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں تمام مسلمانین کے ولی احق واقدم خود حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں۔
اللہ عز وجل فرماتا ہے:

النبی اولیٰ بالمؤمنین من انفسہم۔

یہ نبی مسلمانوں کا ان کی جانوں سے زیادہ مالک ہے۔ (ت)

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :
 انا اولیٰ بالمؤمنین من انفسہم - رواہ احمد والشیخان والنسائی و
 ابن ماجہ عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

میں مسلمانوں کا ان کی جانوں سے زیادہ مالک ہوں - اسے امام احمد، بخاری، مسلم،
 نسائی، ابن ماجہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔ (ت)
 توجہ نماز قبل اطلاق حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور لوگ پڑھ لیں پھر اگر حضور پر نور
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ۲ عبادہ فرمائیں تو یہ وہی صورت ہے کہ نماز اول غیر ولی احق نے
 پڑھی، ولی احق اختیار ارادہ رکھتا ہے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۹ ص ۲۹۱)

(۱۸) مزید فرمایا :

اقول خود نظر ایمانی گواہ ہے کہ کروڑوں صلحاء و اتقیا کسی جنازہ کی نماز پڑھیں مگر وہ
 بات کہاں جو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پڑھنے میں ہے، وہ برکات وہ درجات و
 ثنویات دوسرے کی نماز میں حاصل نہیں ہو سکتیں، اور حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یہ نص
 قطعی قرآن عظیم عزیز علیہ ما عنتم حریص علیکم بالمؤمنین رؤف رحیم ہیں کہ ہر مسلمان
 کی کلفت اُن پر گراں، ایک ایک اُمتی کی بھلائی پر حریص، ہر مومن پر نرم دل مہربان - وہ کنونکہ گوارا
 فرمائیں کہ دنیا میں اُن کے تشریف رکھتے ہوئے مسلمان سخت منزل کا سفر کرے اور ان کی رحمت ان کی
 برکت کا توشہ اس کے ساتھ نہ ہو اور ان کی نماز ان کی نماز سے کیا مانع ہو سکتی ہے تو اس فعل کا وجہ
 خاص ہی ناشی ہونا ظاہر و لامع، وزید و عمرو کا مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر قیاس باطل ضائع۔
 (فتاویٰ رضویہ ج ۹ ص ۳۰۱، ۳۰۲)

(۱۹) مزید فرمایا :

نماز جنازہ اللہ عز و جل کی بارگاہ میں میت کی شفاعت ہے کہا قد مناعن الحدیث (جیسا کہ
 حدیث سے اس کو ہم پیش کر آئے۔ ت) اور اللہ عز و جل فرماتا ہے : من ذا الذی یشفع عندہ
 الا باذنہ کون ہے جو اللہ کے یہاں شفاعت کرے مگر اس کے اذن سے۔ اور اذن اللہ عز و جل کا

قرآن عظیم سے ثابت ہوا سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اذن قولی یا فعلی یا تقریری نے اور صورت مذکورہ کا اذن کہیں ثابت نہیں، ومن ادعی فعلیہ البیان (جو دعویٰ کرے دلیل اس کے ذمہ نہ ت) لاجرم ان مجتہد صاحب نے بے ثبوت اذن الہی بارگاہ عزت میں شفاعت پر جرات و بیباکی کی اور اپنے ساتھ اور مسلمان کو بھی اس بلا میں ڈالا اور من یشفع شفاعۃ سیدۃ یکن لہ کفل منہا (جو کوئی بری سفارش کرے اسے بھی اس کا حصہ ملے۔ ت) سے حصہ لیا دیا۔

وهذا دلیل ان استقصی ادی الحی اثبات المذہب تادیۃ صریحۃ ونفی قول کل من خالف فعلیک بتطیب الصریحۃ۔
یہ ایسی دلیل ہے کہ اگر اس کی تہ تک جائیں تو صراحتاً اثبات مذہب تک پہنچائے اور ہر مخالف کے قول کی تردید کر دے تو صریح کی تلاش تمہارے ذمہ ہے۔ (ت)

(فتاویٰ رضویہ ج ۹ ص ۳۰۴، ۳۰۵)

(۲۰) درود شریف مخفف لکھنے کی مذمت کرتے ہوئے فرمایا،

درود شریف کی جگہ جو عوام و جہال صلعم یا ع یا م یا ص یا صلعم لکھا کرتے ہیں محض مہمل و جہالت ہے، القلم احدی اللسانین (قلم دو زبانوں میں سے ایک ہے۔ ت) جیسے زبان سے درود شریف کے عوض یہ مہمل کلمات کہنا درود کو ادا نہ کرے گا یوں ہی ان مہملات کا لکھنا درود لکھنے کا کام نہ دے گا، ایسی کوتاہ فہمی سخت محرومی ہے۔ میں خوف کرتا ہوں کہ کہیں ایسے لوگ فبدل الذین ظلموا قولا غیر الذی قیل لہم (تو ظالموں نے بدل ڈالی وہ بات جو ان سے کہی گئی تھی۔ ت) میں نہ داخل ہوں۔ نام پاک کے ساتھ ہمیشہ پورا درود لکھا جائے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔
(فتاویٰ رضویہ ج ۹ ص ۳۱۴)

(۲۱) غائبانہ نماز جنازہ کے مجوزین کی ایک دلیل کا رد کرتے ہوئے فرمایا،

صلوۃ کے ساتھ جب علی فلان مذکور ہو ہرگز اس سے حقیقت شرعیہ مراد نہیں ہوتی، نہ ہو سکتی

ہے۔

قال الله تعالى يا ايها الذين امنوا صلوا عليه وسلموا تسليماً - اللهم صل وسلم
وبارك عليه وعلى آله كما تحب وترضى وقال وصل عليهم ان صلواتك سكن لهم
وقال صلى الله عليه وسلم اللهم صل على آل ابى اوفى

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے : اے ایمان والو ! ان پر صلوٰۃ بھیجو۔ اے اللہ ! ان پر اور ان کی آل پر
رحمت و سلامتی و برکت نازل فرما جیسی تجھے محبوب و پسندیدہ ہے۔ اور ارشاد باری ہے : ان پر
صلوٰۃ بھیج بیشک تیری صلوٰۃ ان کے لئے سکون ہے۔ اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا :
اے اللہ ! آل ابی اوفیٰ پر صلوٰۃ فرما۔ (ت)

کیا اس کے یہ معنی ہیں کہ الہی ! تو آل ابی اوفیٰ پر نماز پڑھ یا ان کا جنازہ پڑھ ؛ کیا صلوٰۃ
علیہ "شرع میں معنی درود نہیں ؟" ولكن الوهابية قوم يجهلون (لیکن وہابیہ نادان قوم
ہے۔ ت) (فتاویٰ رضویہ ج ۹ ص ۳۶۳)

(۲۲) اگر میت کو کسی کی زمین میں مالک کی اجازت کے بغیر دفن کر دیا جائے تو اس کے بارے میں
حکم شرعی بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ وہ میت کو زمین سے نکال سکتا ہے تاہم اگر ایسا نہ کرے تو
باعث اجر ہے۔ چنانچہ فرمایا :

یہ اصل حکم فقہی ہے (یعنی قبر سے نکال دینا) مگر مسلمان نرم دل اور دوسرے مسلمان خصوصاً میت پر رحم دل ہوتا ہے۔
قال الله تعالى رحماء بينهم

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے : وہ آپس میں رحم دل ہیں (ت)
اگر وہ درگزر کرے گا اللہ عز و جل اس کی خطاؤں سے درگزر فرمائے گا۔
الا تحبون ان يغفر الله لكم

کیا تم اسے پسند نہیں کرتے کہ خدا تمہیں بخشے۔ (ت)

اگر وہ اپنے مردہ بھائی پر احسان کرے گا اللہ اس پر احسان کرے گا کما تدين تداً جیسا تم کرو گے

۱۰۳/۹ القرآن الکریم

۵۶/۳۳ القرآن الکریم

قدیمی کتب خانہ کراچی ۹۴۱/۲

صحیح البخاری باب هل یصلی علی غیر النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

۲۲/۲۴ القرآن الکریم

۲۹/۲۸ القرآن الکریم

ص ۱۰۳

۱۰ الاسرار المرفوعة حرف الجیم حدیث ۳۹۴ دار الکتب العلمیۃ بیروت

ویسا ہی تمہارے ساتھ کیا جائے گا۔ ت) اگر وہ اپنے مردہ بھائی کا پردہ فاش نہ کرے گا اللہ اس کی پردہ پوشی کرے گا من ستر ستورہ اللہ (جو کسی کی پردہ پوشی کرے خدا اس کی پردہ پوشی کریگا۔ ت) اگر وہ اپنے مردہ بھائی کی قبر کا احترام کرے گا اللہ اس کی زندگی و موت میں اسے احترام بخشے گا۔

اللہ فی عون العبد ما کان العبد فی عون اخیه۔

اللہ بندے کی مدد فرماتا ہے جب تک بندہ اپنے بھائی کی مدد کرتا ہے۔ (ت)

(فتاویٰ رضویہ ج ۹ ص ۳۸۰)

(۲۳) کیا ولد الزنا اپنی ماں اور زانی کے لئے فرط ہوگا؟ اس سوال کے محققانہ جواب کے آخر میں فرمایا:

بایں ہمہ اللہ عز وجل پر حکم نہیں کر سکتے،

یفعل اللہ ما یشاء، ان اللہ یحکم ما یرید۔

اللہ جو چاہے کرتا ہے، بیشک خدا جو چاہے حکم فرماتا ہے۔ (ت)

ہاں صبر بچائے خود ایک نہ جملہ ہے ان اللہ لا یضیع اجر المحسنین (اور اللہ تعالیٰ نیکی کرنے والوں کا اجر راہیگاں نہیں کرتا۔ ت)۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۹ ص ۴۰۳)

(۲۴) مسلمانوں کی قبور پر نجاست ڈالنے یا نجس پانی بہانے سے متعلق ایک سوال کے مفصل جواب کے ضمن میں فرمایا:

مردہ مسلمان کی ایذا ایسی ہے جیسے زندہ مسلمان کی، تو اس پر تجھے پانی بہانا کس قدر باعث ایذا ہوگا۔ جب زندہ مردہ اس میں برابر ہیں تو کیا یہ شخص روار کھے گا کہ پاخانے کے بدرو کا پانی اس پر بہایا جائے یا لوگ اس کے سینے اور منہ پر پیشاب کیا کریں یا دھو بی ناپاک کپڑے دھو کر وہ پانی اس کے منہ اور سر پر چھڑک دیا کریں، ہرگز کوئی مسلمان بلکہ کافر اسے اپنے لئے روانہ رکھے گا، تو میت مسلمانوں کے لئے ایسی

قدیمی کتب خانہ کراچی

ص ۲۲۲

۳۴۵/۲

۱۔ مشکوٰۃ المصابیح باب الشفقة علی الخلق

۲۔ صحیح مسلم باب فضل الاجتماع علی تلاوة القرآن

۳۔ القرآن الکریم ۲۴/۱۴

۴۔ ۱/۵

۵۔ ۱۲۰/۹

سخت ایذا کس دل سے روارکھی۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،
 من اذی مسلماً فقد اذانی ومن اذانی فقد اذی اللہ بحرواہ الطبرانی فی
 الاوسط عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بسند حسن۔

جس نے کسی مسلمان کو بلا وجہ شرعی ایذا دی اس نے مجھے ایذا دی اور جس نے مجھے ایذا دی اس
 نے اللہ کو ایذا دی۔ اسے طبرانی نے معجم اوسط میں بسند حسن حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے
 روایت کیا۔ (ت)

اور اللہ عز و جل فرماتا ہے :

ان الذین یؤذون اللہ ورسولہ لعنہم اللہ فی الدنیا والاخرۃ واعدلہم عذاباً مہیناً۔
 بیشک جو لوگ اللہ و رسول کو ایذا دیتے ہیں اُن پر اللہ کی لعنت ہے دُنیا اور آخرت میں،
 اور اللہ نے ان کے لئے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۹ ص ۴۱۱، ۴۱۲)
 (۲۵) فرضی قبر بنا کر اُسے ولی اللہ کی قبر مشہور کرنے اور اس کی آمدنی کھانے والے شخص کا حکم شرعی
 بیان کرتے ہوئے فرمایا :

قبر بلا مقبور کی طرف بلانا اور اس کے لئے وہ افعال (چادریں، مرغ، بکری، مٹھائیاں
 اور روپیہ سپہ چڑھانا، مرادیں مانگنا، منتیں ماننا) کرنا گناہ ہے، اور جبکہ وہ اس پر مصر ہے اور
 باعلان اسے کر رہا ہے تو فاسق معلن ہے اور فاسق معلن کو امام بنانا گناہ اور پھیرنی واجب۔ اس جلسہ
 زیارت قبر بے مقبور میں شرکت جائز نہیں زید کے اس معاملہ سے جو خوش ہیں خصوصاً وہ جو مدد و معاون ہیں سب
 گنہگار و فاسق ہیں، قال تعالیٰ :

ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان۔

گناہ اور زیادتی پر ایک دوسرے کی مدد نہ کرو۔ (ت)

بلکہ وہ بھی جو باوصف قدرت ساکت ہے۔ قال تعالیٰ :

کانوا لایتناہون عن منکر فعلوہ طلبئس ما کانوا یفعدون۔

وہ بُرے کام سے ایک دوسرے کو روکتے نہ تھے، کیا ہی بُرا کام وہ کرتے تھے۔ (ت)
مگر ان میں سے کوئی بات کفر نہیں کہ اس سے نکاح باطل ہو سکے۔ قرابت اپنے اختیار کی نہیں کہ چاہے
رکھی چاہے توڑ دی۔ یونہی مرد سے رشتہ کہ اختیاری رشتہ بذریعہ نکاح ہوتا ہے اس کی گرہ مرد کے
ہاتھ میں ہے، قال تعالیٰ،
بیدۃ عقدۃ النکاح۔

اسی کے ہاتھ میں نکاح کی گرہ ہے۔ (ت)
ہاں عزیز داری کا بڑا تاؤ اگر یہ سمجھیں کہ اس کے چھوڑنے سے اُس پر اثر پڑے گا تو چھوڑ دیں یہاں تک کہ
باز آئے، اور اگر سمجھیں کہ اسے قائم رکھ کر سمجھانا موثر ہوگا تو یوں کریں۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۹ ص ۲۲۶)
(۲۶) قبورِ مسلمین کو مٹا کر مسجد بنانے اور اس سلسلہ میں ایک حدیث سے استدلال کرنے والوں کا رد
کرتے ہوئے فرمایا:

کہاں قبر کی بلندی کہ حدِ شرعی سے زائد ہو اس کے دُور کرنے کا حکم، اور کہاں یہ کہ قبورِ مسلمین مسمار
کر کے ان پر چلیں پھریں موات کو ایذا دیں، اس پر نماز پڑھ کر گناہ کے مرتکب ہوں، نماز خراب کریں،
ارشادِ اقدس لا تصلوا علی قبور (قبر پر نماز نہ پڑھو۔ ت) کی مخالفت کریں اور کہاں قبورِ مشرکین
کھود کر ان کی نجاست سے زمین پاک کر کے مسجد اقدس کا اس پر بنا فرمانا اور کہاں قبورِ مسلمین کی توہین۔
اللہ عز و جل فرماتا ہے:

افجعل المسلمین کالمجرمین مالکم کیف تحکمون

کیا ہم مسلموں کو مجرموں کی طرح کر دیں، تم کیسا حکم کرتے ہو۔ (ت)

(فتاویٰ رضویہ ج ۹ ص ۲۲۸)

(۲۷) قبورِ مسلمین کو منہدم کرتے دیکھ کر منع نہ کرنے والوں کے بارے میں فرمایا،
جو شخص ایسے جرمِ شدید کا مرتکب ہو مہرِ مسلمان پر واجب ہے کہ بقدرِ قدرت اُسے روکے، جو اس
میں پہلو تہی کرے گا اُسے فاسق کی طرح عذابِ نار ہوگا۔

۱۔ القرآن الکریم ۲۳۷/۲

۲۔ الکامل لابن عدی ترجمہ رشیدین بن کریم

۳۔ القرآن الکریم ۳۶، ۳۵/۶۸

دار الفکر بیروت

۱۰۰/۳

قال تعالى كانوا ليتنا هون عن منكرفعلوه لبئس ما كانوا يفعلون
 اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وہ ایک دوسرے کو بُرے کام سے روکتے نہ تھے، وہ کیا ہی بُرا کام کرتے تھے۔ (ت)
 (فتاویٰ رضویہ ج ۹ ص ۴۸۰)

(۲۸) مرید نے مزارِ شیخ کے قریب اپنے کچھ مکانات اور زمین بنا رکھی ہے، فرزندِ شیخ اسے جبراً لینا چاہتے ہیں، اس سلسلہ میں حکم شرعی بیان کرتے ہوئے فرمایا:
 فرزندِ شیخ کا دعویٰ باطل، اور اُسے جبر کا کوئی اختیار نہیں۔
 قال تعالى لا تأكلوا اموالكم بينكم بالباطل الاب ان تكون تجارة عن تراض منكم

باری تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: اپنے مال آپس میں ناحق نہ کھاؤ مگر یہ کہ تمہاری باہمی رضا مندی سے کوئی سودا ہو۔ (ت)

زمین و مکانات و مقبرہ سب ملکِ مرید ہیں اس کے ورثاء کے قبضے میں رہیں گے۔ مرید پر شیخ کا مالی استحقاق بمعنی وجوب شرعی بحیثیتِ شیخیت نہیں، اگرچہ طریقت وہ اور اس کا مال سب گویا اس کے شیخ کا ہے۔
 (فتاویٰ رضویہ ج ۹ ص ۴۸۱)

(۲۹) کسی بزرگ کے مزار پر لوہان جلانے کو فسق و بدعت کہنے والے کے بارے میں فرمایا:
 اگر بغرضِ حاضری وقت فاتحہ خوانی یا تلاوتِ قرآن عظیم و ذکرِ الہی سلگائیں تو بہتر و مستحسن ہے۔
 وقد عهد تعظیم التلاوة والذکر و تطيب مجالس المسلمين به قدیما و حدیثا۔

اور تلاوت و ذکر کی تعظیم اور اس سے مسلمانوں کی مجلسوں میں خوشبو پھیلانا زمانہ قدیم، جدید میں متعارف ہے۔ (ت)

جو اسے فسق و بدعت کہے محض جاہلانہ جرات کرتا ہے یا اصولِ مردودہ و مابیت پر مڑتا ہے۔
 بہر حال یہ شرعِ مطہر پر اقرار ہے، اس کا جواب انھیں دو آیتوں کا پڑھنا ہے:
 قل هاتوا برهانکم ان كنتم صدقین، قل اللہ اذن

لکم ام علی اللہ تفترون ۱۰

تم کو اپنی دلیل لاؤ اگر سچے ہو، تم کو کیا خدا نے تمہیں اذن دیا ہے یا اللہ پر اقرار کرتے ہو (ت)

(فتاویٰ رضویہ ج ۹ ص ۸۳)

(۳۰) مزارات اولیاء اللہ پر روشنی کرنے کے جواز پر دلائل دیتے ہوئے اور مشرکین کا رد کرتے ہوئے فرمایا،

اقول ظاہر ہے کہ روشنی دلیل اعتنا ہے اور اعتنا دلیل تعظیم۔ اور تعظیم اہل اللہ دلیل ایمان

و موجب رضائے رحمان عز جلالہ۔ قال اللہ عز وجل :

ومن یعظم شعائر اللہ فانہا من تقوی القلوب ۲

جو الہی نشانیوں کی تعظیم کرے تو وہ دلوں کی پرہیزگاری سے ہے۔

وقال تبارک وتعالیٰ :

ومن یعظم حرمت اللہ فهو خیر لہ عند ربہ ۳

جو الہی آداب کی چیزوں کی تعظیم کرے تو اس کے لئے اس کے رب کے یہاں بہتری ہے۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۹ ص ۹۱، ۹۲)

(۳۱) اسی سلسلہ میں مزید دلائل دیتے ہوئے اور الحقیقۃ النبیہ کی عبارت سے مخالفین و منکرین کے

اعتراضات کا رد کرتے ہوئے فرمایا :

(۱) امام ممدوح قدس سرہ نے جس طرح اصل مسئلہ کا فیصلہ فرمایا زید کے اس بے معنی اعتراض

کی بھی کہ ”اہل اللہ کے مزار پر کرتے ہیں معمولی آدمی کی قبر پر نہیں کرتے“ غلطی ظاہر فرمادی کہ ان پہلے تین

فوائد عامہ کے بعد چوتھے فائدہ میں خاص مزارات اولیاء کرام کی تخصیص فرمائی، نیز اس کا جواب ائمہ سلف

دے چکے جن کا ارشاد مجمع بحار الانوار سے گزرا کہ مزارات اولیاء کرام و علمائے عظام پر بنائے عمارت

جائز ہے، عوام و فساق کی قبور پر کیوں نہ اجازت دی !

اقول آدمی اگر آیہ کریمہ ذلک ادنیٰ ان یعرفن فلا یؤذین ۴ (وہ اس سے زیادہ قریب ہے

۱۰ القرآن الکریم ۵۹/۱

۲۰ ” ۳۲/۲۲

۳۰ ” ۳۰/۲۲

۴۰ ” ۵۹/۳۳

کہ ان کی پہچان ہو جائے تو انہیں ایذا نہ دی جائے۔ ت) کی حکمت جلیلہ سے آگاہ ہو جس سے وجہ استنباط طوابع النور میں مذکور، تو ایسا مہمل اعتراض ہرگز خیال میں بھی نہ آئے۔

(۲) امام محمد روح قدس سرہ نے زید کے اس سوال کا کہ ”بزرگوں کی قبروں پر کیوں کرتے ہیں، کسی فاسق و فاجر کی قبر پر کیوں نہیں کرتے“ جواب ارشاد فرمایا کہ،

تعظیم الروح و روحہ المشرقة علی ثواب جسدہ الخ

یعنی ان کی روح کی تعظیم کی جاتی ہے اور لوگوں کو دکھایا جاتا ہے کہ یہ مزار محبوب کا ہے اس سے تبرک و توسل کرو کہ تمہاری دعا مستجاب ہو۔

(۳) امام محمد روح قدس سرہ نے زید کے اس توہم و تعبد کا بھی علاج فرما دیا کہ تعظیم ہا لروحہ (ان کی روح کی تعظیم کے لئے۔ ت) معاذ اللہ! یہ اُن کی عبادت نہیں ان کی روح پاک کی تعظیم ہے۔ ہر تعظیم عبادت ہو تعظیم انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام تو نصوص قطعیہ قرآن عظیم سے فرض ہے۔ قال اللہ تبارک و تعالیٰ :

لَتُؤْمِنُوا بِاللّٰهِ وَرَسُولِهِ وَتَعَزَّوْهُ وَتُقَرِّبُوهُ

ہم نے اپنے رسول کو اس لئے بھیجا کہ اے لوگو! تم اللہ و رسول پر ایمان لاؤ اور رسول کی تعظیم و توقیر کرو۔

وقال اللہ تبارک و تعالیٰ :

الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ الرَّسُولَ النَّبِيَّ الْأُمِّيَّ الَّذِي يَدْعُوهُمْ إِلَىٰ قَوْلِهِ وَيُخْرِجُهُمْ مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَىٰ النُّورِ وَيَهْدِيهِمْ لِرِجْلَيْهِ الْوَسْطَىٰ وَالْأَمْنَىٰ بِإِذْنِ اللَّهِ ۚ وَالَّذِينَ لَا يَتَّبِعُوا الرَّسُولَ ۖ هُمْ السَّامِعُونَ وَالْبَاقُونَ ۚ

وہ جو پیروی کریں گے اس رسول نبی اُمّی یعنی بے پڑھے غیب کے علوم جاننے بتانے والے کی تو جو اُس نبی پر ایمان لائیں اور اس کی تعظیم کریں اور اس کی مدد کریں اور اس کے ساتھ جو فوراً اتر اس کے پیرو ہوں وہی لوگ مراد کو پہنچیں گے۔

وقال اللہ تبارک و تعالیٰ :

لئن اقمتم الصلوة واتيتم الزكوة وامنتم برسلي وعزمتهم وافرستم الله قرضا حسنا لا كفر من عنكم سيئاتكم ولا دخلنكم جنت تجري من تحتها الانهر

بیشک اگر تم نماز قائم رکھو اور زکوٰۃ دیا کرو اور میرے رسولوں پر ایمان لاؤ اور میرے رسولوں کی تعظیم کرو اور اللہ کے لئے قرضِ حسن دو تو ضرور میں تمہارے گناہ تم پر سے اُتار دوں گا اور ضرور تمہیں بہشتوں میں داخل فرماؤں گا جن کے نیچے نہریں ہیں۔

بلکہ قرآن عظیم نے تو ماں باپ کی تعظیم بھی فرض کی۔ قال اللہ تبارک و تعالیٰ :
واخفض لهما جناح الذل من الرحمة

اور مجھ کا دو تم اُن (ماں باپ) کے واسطے نرمی کے بازو رحمت سے۔

کیا معاذ اللہ قرآن عظیم نے انبیاء و والدین کی عبادت کا حکم فرمایا ہے !

(۴) امام مہدوح قدس سرہ نے شبہ تعظیم قبر کا بھی جواب فرما دیا کہ :

تعظيما لروحہ الی قوله قدس سرہ والاعمال بالنیات

یعنی تعظیم خشت و گل نہیں بلکہ رُوحِ محبوب کی تعظیم مقصود ہو جو بلاشبہ محمود ہے اور اعمال کا

دار و مدار نیت پر ہے۔

اللہ اللہ ! کیسے نفیس و جامع کلمات ارشاد فرمائے، گویا اپنے نورِ باطن سے ادراک فرمایا

تھا کہ زید و امثالہ کو یہ شبہات عارض ہوں گے سب کا جواب ان دو لفظوں میں فرما دیا کہ

(فتاویٰ رضویہ ج ۹ ص ۴۹۶، ۴۹۷)

تعظيما لروحہ۔

(۳۲) مزید فرمایا :

جب زید کے نزدیک وہ تعبد ہے تو قطعاً شرک ہوا، اور شرک ہرگز معاف نہ ہوگا انت اللہ

لا یغفر ان یشرک بہ (بیشک اللہ شرک کو نہیں بخشتا۔ ت) پھر اس جملہ کا کیا محل رہا کہ

(فتاویٰ رضویہ ج ۹ ص ۴۹۸)

”خدا معاف کرنے والا ہے۔“

۱۔ القرآن الکریم ۵/۱۲

۲۔ ” ۱۷/۲۴

۳۔ الحقیقۃ الندیۃ

۴۔ القرآن الکریم ۴/۳۸

ایقاد الشموع فی القبور

مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد ۲/۶۳۰

(۳۳) مزید فرمایا،

سب سے زیادہ خوفناک تحریف یہ ہے تتخذون علیہم مساجد کو قرآن عظیم کا لفظ کریم بنالیا، حالانکہ یہ جملہ قرآن عظیم میں کہیں نہیں۔ یہ تینوں لفظ متفرق طور پر ضرور قرآن عظیم میں آئے ہیں مثلاً تتخذون مصانع، انعمت علیہم، و مساجد ینذکوفیہا اسم اللہ ﷻ۔ مگر اس ترکیب ترتیب سے کہیں نہیں۔ سورہ کہف میں یوں ہے،

قال الذین غلبوا علیٰ امرہم لنتخذن علیہم مسجداً۔

وہ بولے جو اس کام میں غالب رہے تھے قسم ہے کہ ہم تو ان پر مسجد بنائیں گے (ت) پھر بھی دیوبندی صاحبوں کے حال سے غنیمت ہے کہ وہ تو انہونی کتابیں دل سے گھڑ لیتے ہیں، اُن کے صفحے بنا لیتے ہیں، ان کی عبارتیں دل سے تراش لیتے ہیں، اور اکابر اولیائے کرام و علمائے عظام کی طرف نسبت کر دیتے ہیں۔ دیکھو دیوبندیوں کی لال کتاب ”سیف النقی“ اور اس کے رد میں العذاب اللیس وغیرہ تحریرات کثیرہ۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلیٰ العظیم۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۹ ص ۵۰۲، ۵۰۳)

(۳۴) آیت کریمہ لنتخذن علیہم مسجداً میں ضمیر جانب اصحاب کہف ہے اور آدمی کے جسم کے اوپر مسجد بنانے کے کوئی معنی نہیں تو مجاز متعین ہے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۹ ص ۵۱۲)

(۳۵) مزید فرمایا،

رہی تیسری وجہ کہ وہ آثارِ جہنم سے ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

اقول اس کی غایت ایک تفاؤل ہے، وہ اس قابل نہیں جس کے لحاظ نہ کرنے پر مسلمان لعنت کا مستحق ہو، تو یہ اس کی توجیہ نہیں ہو سکتی، شرع کو ایسی فالوں کا اتنا عظیم لحاظ ہوتا تو میت کو گرم پانی سے نہلانے کا حکم نہ ہوتا کہ وہ بھی آثارِ جہنم سے ہے۔ قال اللہ تعالیٰ:

یصب من فوق رؤسہم الحمیم۔

اس (جہنمی) پران کے سروں کے اوپر سے گرم پانی بہایا جائے گا۔ (ت)

۱۔ القرآن الکریم ۱/۱

۲۔ ۲۱/۱۸

۱۔ القرآن الکریم ۲۶/۱۲۹

۲۔ ۲۲/۲۰

۳۔ ۲۲/۱۹

حالانکہ وہ شرعاً مطلوب ہے۔ درمختار میں ہے :

یصب غلیہ ماء مغلی بسدران تیسروا لافناء خالص^۱

اس (میت) پر پیری میں جوش دیا ہوا پانی بہایا جائے اگر میسر ہو، ورنہ سادہ پانی۔ (ت)

(فتاویٰ رضویہ ج ۹ ص ۵۱۸)

(۳۶) مزید فرمایا :

اگر ان کی روحِ کریم کی تعظیم و تکریم مقصود ہو، اب نہ اسراف ہے کہ نیت صالحہ موجود ہے۔ نہ تعظیم قبر، بلکہ تعظیم روحِ محبوب، اور وہ شرعاً بلاشبہ مطلوب۔ امام اجل نقی الدین سبکی و امام نور الدین سمودی و امام عبد الغنی نابلسی رحمہم اللہ تعالیٰ اسی کو جائز بتاتے ہیں اور کسی کے قلب پر حکم لگانا کہ اُسے تعظیم قبر ہی مقصود ہے نہ کہ تعظیم روحِ ولی۔ محض خراف و بدگمانی و حرام بنص قرآنی ہے۔

قال اللہ تبارک و تعالیٰ :

ولا تقف ما ليس لك به علم ان السمع والبصر والفؤاد كل اولئك كان

عنه مسئولا^۲

اور اس کے پیچھے نہ پڑ جس کا تجھے علم نہیں۔ بیشک کان، آنکھ اور دل ہر ایک سے باز پرس

ہوگی۔ (ت)

وقال اللہ تبارک و تعالیٰ :

يا ايها الذين امنوا اجتنبوا كثيرا من الظن ان بعض الظن اثم^۳

اے ایمان والو! زیادہ گمان سے بچو، بلاشبہ بعض گمان گناہ ہیں۔ (ت)

(فتاویٰ رضویہ ج ۹ ص ۵۲۰)

(۳۷) مزار کے چوکھٹ کو چومنے اور دست بستہ اُلے پاؤں واپس آنے کے بارے میں فرمایا :

آستانہ بوسی میں حرج نہیں، اور آنکھوں سے لگانا بھی جائز کہ اس سے شرع میں ممانعت

نہ آتی، اور جس چیز کو شرع نے منع نہ فرمایا منع نہیں ہو سکتی، قال اللہ تعالیٰ ان

الحکم الا للہ (اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: حکم نہیں مگر اللہ کا۔ ت) ہاتھ باندھے اُلٹے پاؤں واپس آنا ایک طرزِ ادب ہے، اور جس ادب سے شرع نے منع نہ فرمایا اس میں حرج نہیں، ہاں اگر اس میں اپنی یاد دوسرے کی ایذا کا اندیشہ ہو تو اس سے احتراز کیا جائے۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۹ ص ۵۲۸)

(۳۸) صاحبِ قبر کا حال معلوم نہ ہو تو اس کی زیارت کیسی؟ اس سلسلہ میں فرمایا، جس قبر کا یہ بھی حال معلوم نہ ہو کہ یہ مسلمان کی ہے یا کافر کی، اس کی زیارت کرنی، فاتحہ دینی ہرگز جائز نہیں کہ قبرِ مسلمان کی زیارت سنت ہے اور فاتحہ مستحب۔ اور قبرِ کافر کی زیارت حرام ہے اور اسے ایصالِ ثواب کا قصد کفر۔

قال اللہ تعالیٰ ولا تقم علی قبرہ، وقال تعالیٰ ومالہ فی الآخرۃ من خلاق، وقال تعالیٰ ان اللہ حرمہما علی الکافرین

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اس کی قبر پر کھڑے بھی نہ ہونا۔ اور فرمایا: اس کے لئے آخرت میں کوئی حصہ نہیں۔ اور فرمایا: بیشک اللہ نے ان دونوں کو کافروں پر حرام کیا۔ (ت) تو جو امر سنت و حرام یا مستحب و کفر میں متردد ہو وہ ضرور ممنوع و حرام ہے۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۹ ص ۵۳۳)

(۳۹) قبر پر پھولوں کی چادر چڑھانے کی منت ماننے کے بارے میں فرمایا: یہ منت کوئی شرعی نہیں اذلیس فی جنسہ واجب (اس لئے کہ اس کی جنس سے کوئی واجب نہیں۔ ت) ہاں پھول چڑھانا حسن ہے کما تقدّم (جیسا کہ گزر چکا۔ ت) اور قبورِ اولیاء کرام قدسنا اللہ بآسرارہم پر چادر بقصد تبریک و التماسِ تحسن ہے۔ قال اللہ تعالیٰ: ذلک ادنیٰ ان یعرفن فلا یؤذین

وہ اس سے زیادہ قریب ہے کہ پہچان ہو جائے تو انھیں ایذا نہ دی جائے۔ (ت) (فتاویٰ رضویہ ج ۹ ص ۵۳۳)

۱۰ القرآن الکریم ۸۴/۹

۵۰/۴

۱۰ القرآن الکریم ۴۰/۱۲

۲۰۰ و ۱۰۲/۲

۵۹/۳۳

(۴۰) مروجہ فاتحہ دلانے کے بارے میں فرمایا :

کوئی ثبوت دے سکتا ہے کہ فاتحہ جس طرح اب دی جاتی ہے جس میں قرآن مجید رکھانے دونوں کا ثواب میت کو پہنچاتے ہیں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا۔ اور جب ممانعت کا ثبوت نہیں دے سکتا اور بیشک ہرگز نہیں دے سکتا، تو جس چیز سے اللہ و رسول نے منع نہ فرمایا دوسرا کہ منع کرے گا اپنے دل سے شریعت گھڑے گا۔

ان الذین یفترون علی اللہ الکذاب لا یفلحون^۱ متاع قلیل ولہم عذاب الیم۔
بیشک جو اللہ پر جھوٹ باندھتے ہیں اُن کا بھلا نہ ہوگا، تھوڑا برتنا ہے اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔ (ت)

(فتاویٰ رضویہ ج ۹ ص ۵۹۳)

(۴۱) اہل میت کی طرف سے ضیافت میں تیار کردہ کھانے کے بارے میں فرمایا :
جب علماء نے اسے غیر مشروع و بدعتِ قبیحہ کہا تو اس کا کھانا بھی غیر مشروع و بدعتِ قبیحہ ہوا کہ معصیت پر اعانت ہے اور معصیت پر اعانت گناہ۔

قال اللہ تعالیٰ ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان^۲

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے : گناہ اور زیادتی پر ایک دوسرے کی مدد نہ کرو۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۹ ص ۶۰۲)
(۴۲) جمعہ کے دن فوت ہونے والا جب عذابِ قبر سے مأمون ہے تو پھر اس کے لئے ایصالِ ثواب کی کیا ضرورت ہے ؟ اس کے جواب میں فرمایا :

یہ خیال کہ جب وہ بحکمِ حدیث ان شاء اللہ العزیز فتنۃ قبر سے مأمون ہے کہ اس مسلم کی موت روزِ جمعہ واقع ہوئی خصوصاً وہ خود ہی صالحین سے تھا تو اب ایصالِ ثواب کی کیا حاجت، محض غلط اور بے معنی ہے۔ ایصالِ ثواب جس طرح منع عذاب یا رفع عقاب میں باذن اللہ تعالیٰ کام دیتا ہے یونہی رفع درجات و زیادتِ حسنات میں، اور حق سبحانہ و تعالیٰ کے فضل اور اس کی زیادت و برکت سے کوئی غنی نہیں۔

قال تعالیٰ للذین احسنوا الحسنیٰ و زیادۃ^۳

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے : نیکو کاروں کے لئے بھلائی ہے اور مزید بھی ہے۔ (ت)

(فتاویٰ رضویہ ج ۹ ص ۶۰۴)

(۴۳) کھانے کو سامنے رکھ کر بزرگوں کی مشترکہ یا الگ الگ فاتحہ دلانے کے بارے میں فرمایا :
ایک جگہ سب کی فاتحہ دلائیں تو جائز، اور جدا جدا دلائیں تو مجاز، جیسے حیات دنیا میں ۔

لیس علیکم جناح ان تأکلوا جمیعاً و اشأنا طلع
تم پر حرج نہیں کہ مل کر کھاؤ یا جدا جدا۔ (ت)
(فتاویٰ رضویہ ج ۹ ص ۶۱۱)

(۴۴) حیاۃ النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بارے میں فرمایا :
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور تمام انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام حقیقتاً ایسے ہی
زندہ ہیں جیسے رونق افروز یزیدیا کے زمانہ میں تھے، اُن کی موت ایک آن کے لئے تصدیق وعدہ الہیہ
کل نفس ذائقۃ الموت (ہر جاندار نے موت کا ذائقہ چکھنا ہے۔ ت) کے واسطے ہوتی ہے،
پھر وہ ہمیشہ ہمیشہ بحیات حقیقی جسمانی دنیاوی زندہ ہیں۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۹ ص ۶۱۲)

(۴۵) متعدد افراد کو ایصالِ ثواب کیا جائے تو تقسیم ہو جاتا ہے یا سب کو پورا ملتا ہے نیز نبی کریم صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں نذرانہ ثواب پیش کرنے کے بعد آپ کے طفیل تمام انبیاء و اولیاء،
مومنین و مومنات کو ایصالِ ثواب کرنا چاہے گزر گئے ہوں یا زندہ موجود ہوں جائز ہے۔ چنانچہ اس
سلسلہ میں فرمایا :

بجر الرائق میں ہے :

لا فرق بین ان یکون المبعول له میتاً او حیاً۔^۳

اس میں کوئی فرق نہیں کہ جس دوسرے کے لئے اپنا ثواب ہدیہ کرے وہ وفات پا چکا ہو

یا زندہ ہو (ت)

جو کچھ اللہ چاہے، قال اللہ تعالیٰ :

ومن یرد ثواب الدنیا نوؤتہ منها ومن یرد ثواب الاخرۃ نوؤتہ منها وسنجزی

الشکرین۔^۴

جو کوئی دنیا کا عوض چاہے ہم اسے اس میں سے دیں گے، اور جو آخرت کا ثواب چاہے ہم

اسے اس میں سے عطا فرمائیں گے اور قریب ہے کہ ہم شکر کرنے والوں کو جزا بخشیں۔

۱۔ القرآن الکریم ۳/۱۸۵

۲۔ القرآن الکریم ۲۴/۶۱

۵۹/۳

ایچ ایم سعید کمپنی کراچی

باب الحج عن الغیر

۳۔ جر الرائق
۴۔ القرآن الکریم ۳/۱۲۵

اور فرماتا ہے عز وجل ،

من كان يريد العاجلة عجلنا له فيها ما نشاء لمن نريد ثم جعلنا له جهنم
يصل إليها مذمومًا مدحورًا ۝ ومن اراد الآخرة وسعى لها سعيها وهو مؤمن
فاللّٰه كان سعيهم مشكورا ۝

جو دنیا چاہے ہم اس میں سے جتنا چاہیں جس کیلئے چاہیں یہاں کے دیں پھر اس کے لئے جہنم رکھیں اس میں
بیٹھے مذمتیں ہوتا، دھکے دیا جاتا۔ اور جو آخرت چاہے اس کی سعی کوشش کرے اور ہو مسلمان، تو ایسے ہی
لوگوں کی کوشش ٹھکانے لگتی ہے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۹ ص ۶۲۲، ۶۲۳)

(۴۶) سوال آیا کہ یہ کہنا شرعاً کیسا ہے جو شخص عرس کرے اور عرس کی شیرینی کھائے اس پر بلا شبہ
جنت مقام اور دوزخ حرام ہے؟ اس کے جواب میں ارشاد فرمایا :

یہ کہنا جرات اور یادہ گوئی ہے۔ اللہ جانتا ہے کہ کس کا جنت مقام اور کس پر دوزخ حرام۔ عرس
کی شیرینی کھانے پر اللہ و رسول کا کوئی وعدہ ایسا ثابت نہیں جس کے بھروسہ پر یہ حکم لگا سکیں، تو
یہ تَقْوُلُ عَلٰی اللّٰہ (اللہ تعالیٰ پر اپنی طرف سے لگا کر کچھ بولنا۔ ت) ہو اور وہ ناجائز ہے۔ قال
اللہ تعالیٰ :

اطلع الغیب ^۱ اتخذ عند الرحمن عہدا۔

کیا اس نے غیب ^۲ دیکھ لیا ہے یا رحمان کے یہاں کوئی عہد کر رکھا ہے۔ (ت)

قال تعالیٰ :

اتقولون علی اللّٰہ ما لا تعلمون ^۳۔

کیا تم خدا پر وہ بولتے ہو جس کا تمہیں علم نہیں۔ (ت) (فتاویٰ رضویہ ۶۲۲، ۶۲۳)

(۴۷) قرآن خوانی کی اجرت کے طور پر کھانا کھلانے اور کھانے کے بارے میں فرمایا :

کھلانے والا جانتا ہو ان کی تکاوت کے عوض مجھے کھانا دینا ہے، یہ جانتے ہوں میں قرآن
پڑھ کر کھانا لینا ہے، تو آپ ہی حرام ہے، کھانا بھی حرام اور کھانا بھی حرام۔ لا تشترُوا بآیتي

۱۔ المتـٰن الکریم ۱۸/۱۹

۲ ۸/۱۹

۳ ۲۸/۷

ثُمَّ قَلِيلًا (میری آیتوں کے بدلے حقیر مال دُنیا نہ لو۔ ت) (فتاویٰ رضویہ ج ۹ ص ۶۴۴)
 (۴۸) کافروہِ اَفْضٰی کو ایصالِ ثواب کیا جائے تو انھیں ثواب پہنچتا ہے یا نہیں۔ اس بارے میں فرمایا:
 کافروہِ مشرک ہو یا غیر مشرک، جیسے آج کل کے عام رافضی کہ منکرانِ ضروریاتِ دین ہیں، اُسے
 ہرگز کسی طرح کسی فعلِ خیر کا ثواب نہیں پہنچ سکتا۔

قَالَ اللَّهُ تَعَالٰی وَمَالُهُ فِي الْآخِرَةِ مِنْ خَلْقٍ ۝

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور اس کے لئے آخرت میں کوئی حصہ نہیں۔ (ت)

اور انھیں ایصالِ ثواب کرنا معاذ اللہ خود راہِ کفر کی طرف جانا ہے کہ نصوصِ قطعیہ کو باطل ٹھہرانا ہے
 رافضی تبرائی کا فقہائے کرام کے نزدیک یہی حکم ہے ہاں جو تبرائی نہیں جیسے تفضیلی انھیں ثواب پہنچ
 سکتا ہے اور پہنچانا بھی حرام نہیں جبکہ ان سے دینی محبت یا ان کی بدعت کو سہل و آسان سمجھنے لگی
 بنا پر نہ ہو ورنہ انکے اذا مثلہم یہ بھی انھیں میں شمار ہوگا۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۹ ص ۶۴۸)
 (۴۹) ایک نام کے دو آدمی ہوں تو کیا غلطی سے ایک کے بجائے فرشتے دوسرے کی روح قبض
 کر لیتے ہیں؟ اس کے بارے میں فرمایا:

یہ محض غلط ہے، اللہ کے فرشتے اُس کے حکم میں غلطی نہیں کرتے۔

قَالَ اللَّهُ تَعَالٰی وَيَفْعَلُونَ مَا يُؤْمَرُونَ ۝

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: فرشتے وہ کرتے ہیں جو انھیں حکم ہوتا ہے۔ (ت)

(فتاویٰ رضویہ ج ۹ ص ۶۵۹)

(۵۰) میت والوں کی طرف سے شادیوں کی مثل روزِ وفات اور اس کے بعد چلم تک رشتہ دار
 عورتوں کی ضیافت کرنے کے بعد شنا عتیں اور قبا حتیں بیان کرتے ہوئے فرمایا:
 ثانیاً غالباً ورثہ میں کوئی یتیم یا اور بچہ نابالغ ہوتا ہے، یا اور ورثہ موجود نہیں ہوتے، نہ اُن
 سے اس کا اذن لیا جاتا ہے، جب تو یہ امر سخت حرام شدید پر تفسیم ہوتا ہے۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے:
 اِنَّ الَّذِیْنَ یَاۡکُلُوْنَ اَمْوَالَ الْیَتٰمٰی ظُلْمًا اَنۡمَآ یَاۡکُلُوْنَ فِیۡ بُطُوۡنِہُمۡ نَارًا ط وَیَصِلُوۡنَ سَعِیۡرًا
 بیشک جو لوگ یتیموں کے مال ناحق کھاتے ہیں بلاشبہ وہ اپنے پیٹوں میں انگارے بھرتے ہیں
 اور قریب ہے کہ جہنم کے گہراؤ میں جائیں گے۔

مالِ غیر میں بے اذنِ غیر تصرف خود ناجائز ہے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۹ ص ۶۱۴، ۶۱۵)
(۵۱) منکرینِ سماعِ موتی آیت کریمہ ”انک لا تسمع الموتی“ سے جو استدلال کرتے ہیں اس کے جوابات دیتے ہوئے فرمایا:

جواب اول: آیت کا صریح منطوق نفیِ سماع ہے، نہ نفیِ سماع۔ پھر اسے محلِ نزاع سے کیا علاقہ۔ نظیر اس کی آیہ کریمہ ”انک لا تہدی من اجبت“ ہے۔ اسی لئے جس طرح وہاں منہرمایا وکن اللہ یرہدی من یشاء یعنی لوگوں کا ہدایت پانا نبی کی طرف سے نہیں خدا کی طرف سے ہے۔ یونہی یہاں بھی ارشاد ہوا: ان اللہ یسمع من یشاء (بیشک اللہ جسے چاہتا ہے سنا تا ہے۔ ت) وہی حاصل ہوا کہ اہل قبور کا سنا تمہاری طرف سے نہیں اللہ عزوجل کی طرف سے ہے۔ مرقاة شرح مشکوٰۃ میں ہے:

فلا یذیہ من قبیل ”انک لا تہدی من اجبت وکن اللہ یرہدی من یشاء“

یہ آیت اس آیت کی قبیل سے ہے: بیشک تم ہدایت نہیں دیتے مگر خدا ہدایت دیتا ہے جسے چاہتا ہے۔ (ت)

جواب دوم: نفیِ سماع ہی مانو تو یہاں سے سماع قطعاً بمعنی سمیع قبول و انتفاع ہے۔ باپ اپنے عاق بیٹے کو ہزار بار کہتا ہے: وہ میری نہیں سُننا کسی عاقل کے نزدیک اس کے یہ معنی نہیں کہ حقیقتہً کان تک آواز نہیں جاتی، بلکہ صاف یہی کہ سُننا تو ہے ماننا نہیں۔ اور سننے سے اُسے نفع نہیں ہوتا۔ آیہ کریمہ میں اسی معنی کے ارادہ پر ہدایت شاہد کہ کفار سے انتفاع ہی کا انتفاع ہے نہ کہ اصل سماع کا۔ خود اسی آیہ کریمہ لا تسمع الموتی کے تتمہ میں ارشاد فرماتا ہے عزوجل:

ان تسمع الامن یؤمن بآیتنا فہم المسلمون۔
تم نہیں سناتے مگر انھیں جو ہماری آیتوں پر یقین رکھتے ہیں تو وہ فرمانبردار ہیں۔

۱۷ القرآن الکریم ۲۸/۵۶

۱۷ القرآن الکریم ۲۸/۵۶

۱۸ مرقاة المصابیح ۳۵/۲۲

۱۹ ۵۱۹/۷

مکتبہ حبیبیہ کوئٹہ

باب حکم الاسرار

۲۰ القرآن الکریم ۲۷/۸۱

اور پر ظاہر کہ پسند و نصیحت سے نفع حاصل کرنے کا وقت یہی زندگی دنیا ہے۔ مرنے کے بعد نہ کچھ ماننے سے فائدہ نہ سننے سے حاصل۔ قیامت کے دن سبھی کافر ایمان لے آئیں گے، پھر اس سے کیا کام، آلات وقد عصیت قبل^۱ (کیا اب، جبکہ اس سے پہلے نافرمان رہے۔ ت) تو حاصل یہ ہوا کہ جس طرح اموات کو وعظ سے انتفاع نہیں۔ یہی حال کافروں کا ہے کہ لاکھ سمجھائیے نہیں مانتے۔ علامہ حلبی نے سیرۃ الانسان العیون میں فرمایا،

السماع المنفی فی الایتین بمعنی السماع النافع وقد اشار الى ذلك الحافظ المجلد السیوطی بقوله ۵

سماع موقی کلام الخلق قاطبة
جاءت به عندنا الاشارة فی الكتب
واية النفی معناها سماع هدی
لا یقبلون و لا یصغون للادب^۲

دونوں آیت میں جس سننے کی نفی کی گئی ہے وہ سماع نافع کے معنی میں ہے، اور اس کی طرف حافظ جلال الدین سیوطی نے اپنے اس کلام سے اشارہ فرمایا ہے،

مردوں کا کلام مخلوق سننا حق ہے، اس سے متعلق ہمارے پاس کتابوں میں آثار وارد ہیں۔ اور آیت نفی کا معنی سماع ہدایت ہے یعنی وہ قبول نہیں کرتے اور ادب کی بات پر کان نہیں کرتے۔ (ت)

امام ابوالبرکات نسفی نے تفسیر مدارک التنزیل میں زیر آیۃ سورة فاطر فرمایا،
شبه الکفار بالموقی حیث لا ینتفعون بمسموعهم^۳

کفار کو مردوں سے تشبیہ دی اس لحاظ سے کہ وہ جو سنتے ہیں اس سے فائدہ نہیں اٹھاتے (ت)
مولانا علی قاری نے شرح مشکوٰۃ میں فرمایا،

النفی منصب علی نفی النفع لا علی مطلق السمع^۴

۱۔ القرآن الکریم ۱۰/۹۱

۲۔ السیرۃ الحلبیۃ باب غزوة بدر الکبریٰ المکتبۃ الاسلامیۃ بیروت ۱۸۲/۲

۳۔ تفسیر مدارک التنزیل تحت الآیۃ ۳۵/۲۲ دار الکتاب العربیۃ بیروت ۳۳۹/۳

۴۔ مرقاة المصابیح باب حکم الاسراء مکتبۃ حبیبیہ کوئٹہ ۵۱۹/۴

مطلق سننے کی نفی نہیں بلکہ معنی یہ ہے کہ ان کا سننا نفع بخش نہیں ہوتا۔ (ت)

جواب سوم: مانا کہ اصل سماع ہی منفی، مگر کس سے، موتی سے، موتی کون ہیں؟ ابدان کہ رُوح تو کبھی مرنے ہی نہیں۔ اہل سنت و جماعت کا یہی مذہب ہے، جس کی تصریحات بعونہ تعالیٰ تمہید و فصل اول و دوم، نوع اول، مقصد سوم میں آئیں گی۔ ہاں کس سے نفی فرمائی؟ من فی القبور سے، یعنی جو قبر میں ہے۔ قبر میں کون ہے؟ جسم، کہ روحیں تو علیین یا جنت یا آسمان یا چاہ زمزم وغیرہا مقاماتِ عز و اکرام میں ہیں جس طرح ارواح کفار سجین یا نار یا چاہ وادی پر ہوت وغیرہا مقاماتِ ذلت و آلام میں۔ امام سبکی شفاء السقام میں فرماتے ہیں:

لاندعی ان الموصوف بالموت موصوف بالسماع انما السماع بعد الموت لحی و
هو الروح

ہم یہ دعویٰ نہیں کرتے کہ جو موت سے متصف ہے وہی سننے سے بھی متصف ہے، مرنے کے بعد سننا ایک ذی حیات کا کام ہے جو رُوح ہے۔ (ت)

شاہ عبدالقادر صاحب برادر حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب موضع القرآن میں زیرِ کرمہ و ما انت
بسمع من فی القبور فرماتے ہیں:

حدیث میں آیا ہے کہ مُردوں سے سلام علیک کرو وہ سنتے ہیں، بہت جگہ مُردوں کو خطاب کیا ہے
اس کی حقیقت یہ ہے کہ مُردے کی رُوح سُنتی ہے اور قبر میں پڑا ہے دھڑ، وہ نہیں سُن سکتا ہے۔
(فتاویٰ رضویہ ج ۹ ص ۷۰۰ تا ۷۰۲)

(۵۲) بعد از موت مومن کو تلقین کرنے کے بارے میں ایک شبہ کا جواب دیتے ہوئے فرمایا:
اور یہ کہنا کہ اب حاجت نہیں غیر مسلم کہ وہ وقت ہول و دہشت کا ہے، ہماری تذکیر اور خدا کے
ذکر سے دل میت کا قوی ہوگا، ڈھارس بندھے گی، وحشت گھٹے گی۔
قال اللہ تعالیٰ الابذکر اللہ تطمئن القلوب۔
اللہ تعالیٰ نے فرمایا: سُن لو خدا کی یاد سے ٹھہر جاتے ہیں دل۔

۱۔ شفاء السقام ابواب التاسع الفصل الخامس مکتبہ نوریہ رضویہ کھر ص ۲۰۹

۲۔ موضع القرآن تحت الآیہ ۳۵/۲۲ ناشرانِ قرآن لمیٹڈ اردو بازار لاہور ص ۶۹۷

۳۔ القرآن الکریم ۲۸/۱۳

اسی لئے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بعد دفن حکم دیتے میت کے لئے خدا سے تثبت مانگو کہ اب اس سے سوال ہوگا۔
(فتاویٰ رضویہ ج ۹ ص ۷۸۵)

(۵۳) وہابیہ کا حدیث پر عمل کس نوعیت کا ہے، اس سلسلے میں فرمایا:
بات یہ ہے کہ منکر صاحبوں کے عمل بالحدیث کی وہی حالت ہے جو قرآن عظیم میں اصل اصول مذہب ذوالخویرہ ممبئی کے دربارہ صدقات ارشاد فرمائے کہ:

وَمِنْهُمْ مَنْ يَلْمِزُكَ فِي الصَّدَقَاتِ فَإِنْ أُعْطُوا مِنْهَا رَضُوا وَإِنْ لَمْ يُعْطُوا مِنْهَا إِذَا هُمْ يَلْسَنُونَ ۝

ان میں کوئی وہ ہے جو صدقات کے بارے میں تم پر عیب لگاتا ہے، اگر انہیں ان میں سے کچھ دے دیا جائے تو راضی ہو جائیں اور نہ دیا جائے تو ناراض ہو جائیں۔ (ت)

ارشادات حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کے زعم میں ان کے ہوسات کو جگہ دی تو خوش ہیں بڑے متبع حدیث ہیں، ورنہ خفا۔ حدیث کی طرف سے رو در قفا۔ اب لاکھ پکارا کیجئے تعالو الی الرسول (رسول کی طرف آؤ۔ ت) کون سُنتا ہے کسے قبول۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۹ ص ۸۴۲، ۸۴۳)
(۵۴) علم وادراک صفت جان پاک ہے نہ کہ وصفِ مشتِ خاک، اس پر دلائل قائم کرتے ہوئے فرمایا:

قال الله عز وجل:

مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا أَسَىٰ عَلَى الْقَوْلِ الْمَخَاسِرُ الْمَرَادُ بِالرُّؤْيَا بِحَاسَةِ

البصر۔

دل نے غلط نہ کہا اُسے جو آنکھ نے دیکھا۔ یہ معنی قولِ مختار کی بنیاد پر ہے کہ یہاں رویت سے مراد حاسۃ نگاہ سے دیکھنا ہے۔ (ت)

(فتاویٰ رضویہ ج ۹ ص ۸۴۷)

۱۔ مشکوٰۃ المصابیح بحوالہ ابی داؤد باب اثبات عذاب القبر الفصل الثانی قدیمی کتب خانہ کراچی ص ۲۶

۲۔ القرآن الکریم ۵۸/۹

۳۔ ۵۳/۱۱

(۵۵) اسی سلسلہ میں مزید فرمایا :

اقول اس معنی پر شرع سے بھی دلائل قاطعہ قائم، قرآن عظیم و اجماع عقلا و دو شاہد عدل ہیں کہ انسان سمیع و بصیر ہے۔

قال الله تعالى انا خلقنا الانسان من نطفة امشاج نبتليه فجعلناه سميعا بصيرا۔^۱

اللہ تعالیٰ نے فرمایا : بیشک ہم نے آدمی کو طے ہوئے نطفے سے پیدا کیا تاکہ اُسے جانچیں، پھر ہم نے اُسے سُننے دیکھنے والا بنادیا۔ (ت)

اور عقلاً و نقلاً بدہیات سے ہے کہ انسان کی آنکھ کان انسان نہیں تو یقیناً ثابت کہ یہ جسے سمیع و بصیر فرمایا چشم و گوش نہیں اور باقی اعضاء کا سمیع و بصر سے بے علاقہ ہونا واضح تر، تو وہ نہیں مگر روح۔ و لہذا قرآن مجید فرماتا ہے :

الہم اس جل یمشون بہا، ام لہم اید یبطشون بہا، ام لہم اعین یبصرون بہا ام لہم اذان یسمعون بہا۔^۲

کیا اُن کے پاس پاؤں ہیں جن سے وہ چلتے ہیں، یا ہاتھ ہیں جن سے وہ پکڑتے ہیں، یا آنکھیں ہیں جن سے وہ دیکھتے ہیں، یا کان ہیں جن سے وہ سنتے ہیں۔ (ت)

افعال و سمع و بصر کی اضافت صاحب جوارح کی طرف فرمائی اور جوارح پر بائے استعانت آئی، ثابت ہوا کہ فاعل و سامع و بصیر روح ہے اور بدن صرف آلہ۔ اسی طرح تمام فصوص احوال پر روح کہ بعد فنا تے بدن بقائے اوراکات پر شاہد ہیں جن سے جملہ کثیرہ فصول سابقہ میں گزرا، سب سے ثابت کہ مدرک غیر بدن ہے، ہاں کبھی مجازاً بدن کی طرف بھی بوجہ آلیت نسبت اوراکات ہوتی ہے۔

قال الله تعالى وتعيها اذن واعية ۝

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے : اور کوئی سمجھ والا کان اسے سمجھے۔ (ت)

معالم میں ہے :

۲/۷۶	۱۹۵/۷	۱۲/۶۹
۵۲	۵۳	

قال قتادة اذن سمعت وعقلت ما سمعت^۱۔

حضرت قتادہ نے فرمایا : کوئی کان جو سنے اور سنی ہوئی بات کو سمجھے۔ (ت)

مدارک میں ہے :

قال قتادة وهي اذن عقلت من الله تعالى وانتفعت بها سمعت^۲۔

حضرت قتادہ نے فرمایا : وہ کان جس نے خدا تعالیٰ سے کلام کو سمجھا اور سنی ہوئی بات سے

فائدہ اٹھایا۔ (ت)

یہ بر تقدیر مجاز عقلی ہے اور محتمل کہ مجاز فی الطرف ہو یعنی رُوح پر اطلاقِ اذن ، کما فی قولہ تعالیٰ قل اذن خیر لکم^۳ (جیسا کہ اس ارشادِ باری میں : فرماؤ تمہارے لئے وہ بھلائی کے کان میں۔ ت)

نعمائے جنت کی حدیث میں ہے :

مالا عین سرائت ولا اذن سمعت^۴۔

چونکہ کسی آنکھ نے دیکھا نہ کسی کان نے سنا۔ (ت) (فتاویٰ رضویہ ج ۹ ص ۸۴۹، ۸۵۰)

(۵۶) رُوح و جسم دونوں کی صفات کی نسبت انسان کی طرف ہوتی ہے اس پر دلائل دیتے ہوئے فرمایا :

قرآن واحادیث نصوص شرعیہ ومحاورات عرفیہ سب میں انسان کی طرف صفات روح و جسم

دونوں نسبت کی جاتی ہیں۔

قال الله تعالى ولقد خلقنا الانسان من سلالة من طين^۵ ثم جعلناه نطفة فی

قرآن مجید (الف قولہ سبحانہ) فبَارِكْ اللهُ احسن الخالقین^۵ ، وقال عز وجل

واذا قال ربك للملائكة اني خالق بشرا من صلصال^۶ حما مسنون^۷ فاذا اسويته

۱۔ معالم التنزيل (تفسير البغوي) تحت الآية ۹۹/۱۲ دار الكتب العلمية بيروت ۳۵۶/م

۲۔ تفسير النسفي المعروف به مدارك التنزيل دار الكتاب العربي بيروت ۲۸۶/م

۳۔ القرآن الكريم ۹/۶۱

۴۔ مسند احمد بن حنبل عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ دار الفکر بیروت ۳۱۳/۲

۵۔ القرآن الكريم ۲۳/۱۲ و ۱۳ و ۱۴

ونفخت فيه من روحي فقعوا له سجدین ۵ وقال تبارك اسمه انا خلقناهم من طين لا ذب ۶، وقال جل جلاله يا ايها الناس ان كنتم في ريب من البعث فانا خلقناكم من تراب ثم من نطفة ثم من علقه ثم من مضغة مخلقة وغير مخلقة لنبين لكم ونقر في الارحام ما نشاء الى اجل مستي الاية -

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: بیشک ہم نے انسان کو مٹی کے خلاصہ سے پیدا فرمایا، پھر اسے ایک عزت والی قرار گاہ میں ٹھہرایا (تأثر اور بانی) تو بڑی برکت والا ہے اللہ سب سے بہتر بنانے والا۔ اور فرماتا ہے: یاد کرو جب تمہارے رب نے فرشتوں سے فرمایا: بیشک میں بدبودار گارے کی بجائی ہوئی مٹی سے ایک انسان بنانے والا ہوں تو جب میں اُسے ٹھیک کرؤں اور اس میں اپنی طرف کی معزز روح پھونک دوں تو تم اس کے لئے سجدے میں گر جانا۔ اور فرماتا ہے: بیشک ہم نے ان کو چپکتی ہوئی مٹی سے بنایا۔ اور فرماتا ہے: اے لوگو! اگر تمہیں بعث سے متعلق کچھ شک ہے تو بیشک ہم نے تم کو مٹی سے بنایا پھر پانی کی بوند سے، پھر خون بستہ سے، پھر پارہ گوشت سے مکمل اور نامکمل تاکہ تم پر ہم روشن کر دیں، اور جسے چاہیں ایک مقررہ میعاد تک رحموں میں ٹھہرائیں الاية (ت) پُر نظر رہے کہ کھنکھاتی چپکتی خمیر کی ہوئی مٹی، پھر پانی کے قطرے، پھر خون کی بوند، پھر گوشت کے لوتھڑے سے بننا رحم میں ایک مدت معین تک ٹھہرنا، ٹھیک ہونے کے بعد اس میں روح کا پھونکا جانا، یہ سب احوال و اطوار بدن کے ہیں اور انسان کی طرف نسبت فرمائی۔

وقال عز مجده وحملها الانسان انه كان ظلوما جهولا ۷، وقال تعالى شانه ايحسب الانسان ان لن نجتمع عظامه ۸، بلى قادرين على ان نسوي بنانه ۹، بل يرید الانسان ليفجر امامه ۱۰، يسئل آيات يوم القيمة ۱۱ "الحق قوله جل ذكره" يقول الانسان يومئذ اين المفر ۱۲ "الحق قوله جل عظمته" ينبؤ الانسان

عہ خصوصاً اخیر کہ غیر بدن کے لئے کسی طرح محتمل نہیں ۱۲ منہ (م)

۱۱ القرآن الکریم ۳۷/۱۱
۳۷ ۳۳/۴۲

۱۵ القرآن الکریم ۱۵/۲۸ و ۲۹
۳۷ ۲۲/۵
۳۷ ۴۵/۳ تا ۱۰

یومئذ بسا قدم و آخر بل الانسان على نفسه بصيرة ۝ ولوالقى معاذيرة ۝
 خدائے عز و جل فرماتا ہے : اور انسان نے اس امانت کو اٹھالیا بیشک وہ اپنی جان کو
 مشقت میں ڈالنے والا بڑا نادان ہے ۔ اور فرماتا ہے : کیا انسان گمان کرتا ہے کہ ہم اس کی ہڈیاں
 جمع نہ کریں گے ، کیوں نہیں ، ہم قادر ہیں کہ اس کے پورے برابر کر دیں ، بلکہ انسان چاہتا ہے کہ اس کے
 آگے بے حکمی کرے ، پوچھتا ہے کب ہے قیامت کا دن (تا ارشاد :) انسان کہتا ہے اس دن مفر
 کہاں (تا ارشاد ربانی :) اس دن انسان کو بتادیا جائے گا جو اس نے آگے کیا اور پیچھے کیا ، بلکہ
 انسان اپنے نفس کو خوب دیکھنے والا ہے اگرچہ اپنے عذر سامنے لائے ۔ (ت)

واضح ہے کہ تکالیف شرعیہ سے مخاطب ہونا اور ظلم و جہل و حسان و ارادہ و سوال و کلام
 و اعلام و معرفت و معذرت یہ سب صفات و افعال رُوح سے ہیں ، یونہی فُجور بھی ۔

قال عز مجدک و نفس و ما سؤہا ۝ فالہمہا فجورہا و تقولہا ۝
 اللہ تعالیٰ فرماتا ہے : قسم ہے نفس کی اور اس کی جس نے اسے ٹھیک بنایا ، پھر اس کے
 دل میں اس کی نافرمانی اور پرہیز گاری ڈالی ۔
 انھیں بھی انسان کی جانب اضافت فرمایا بلکہ ایک ہی آیت میں دونوں قسم کے امور اس
 کے لئے مذکور ۔

قال عز شانہ انا خلقنا الانسان من نطفۃ امشاجر نبتلیہ فجعلنہ سمیعاً
 بصیراً ۝

باری تعالیٰ فرماتا ہے : بیشک ہم نے انسان کو ملے ہوئے نطفہ سے بنایا کہ اسے آزمائیں
 پھر ہم نے اسے سُنے والا دیکھنے والا بنایا ۔
 مرد و زن کے ملے ہوئے نطفے سے بدن بنا اور تکلیف و آزمائش رُوح کی ہے اور وہی
 شنوا و بینا ۔

وقال تعالیٰ ذکرا ۝ اولمیرالانسان انا خلقنہ من نطفۃ فاذا هو خصیم مبین ۝
 و ضرب لنا مثلا و نسی خلقہ ۝ الا یہ

ارشادِ باری ہے، اور کیا انسان نے نہ دیکھا کہ ہم نے اسے نطفے سے پیدا کیا پھر وہ کھلا جھگڑنے والا ہے اور اس نے ہمارے لئے مثل بنائی اور اپنی تخلیق کو بھول گیا۔ (ت)
(فتاویٰ رضویہ ج ۹ ص ۸۵۷ تا ۸۵۹)

(۵۷) مزید فرمایا:

امام فخر الدین رازی تفسیر کبیر میں زیر قولہ تعالیٰ فی سورة النحل خلق الانسان من نطفة فاذا هو خصيم مبين فرماتے ہیں:

اعلم ان الانسان مركب من بدن ونفس فقوله تعالى (خلق الانسان من نطفة) اشارة الى الاستدلال ببدنه على وجود الصانع الحكيم وقوله تعالى (فاذا هو خصيم مبين) اشارة الى الاستدلال باحوال نفسه على وجود الصانع الحكيم الخ۔

معلوم ہو کہ انسان بدن اور روح سے مرکب ہے، تو ارشادِ باری (انسان کو نطفے سے پیدا کیا) بدن انسان سے صانع حکیم کے وجود پر استدلال کی جانب اشارہ ہے۔ اور ارشادِ باری (پھر جھگی وہ کھلا جھگڑنے والا ہے) روح انسان کے صانع حکیم کے وجود پر استدلال کی جانب اشارہ ہے الخ (ت)
(فتاویٰ رضویہ ج ۹ ص ۸۶۲، ۸۶۳)

(۵۸) امام ابو طاهر علیہ الرحمہ کی ایک عبارت پر بحث کرتے ہوئے فرمایا:

فاقول ليس يريد رحمه الله تعالى ان الانسان يبطل بالموت وان الذي في البرنخ من لدن الموت الى حين البعث ليس بالانسان، ومعاذ الله ان يريد وهو قول اهل البدع ومصادم للقواطع وكيف يجوز ان لا يكون الروح البرنخي المتصل بالبدن اتصالا في فراق انسانا، ومعلوما قطعان الانسان هو الذي كان امن وكفر واحسن وفجر وبيهي ان غير الانسان، غير الانسان افينعهم من لم يعمل ويعذب من لم يعص والله تعالى يقول عنهم يؤبنا من بعثنا من مرقنا فافاد ان المبعوثين في الحشرهم الراقدون في القبور ومعلوم ان المحشورين في العقب هم الكائنون في الدنيا فالانسان هو هو في الدور الثالث لم يزل

۱۔ القرآن الکریم ۲/۱۶

۲۔ مفاتیح الغیب (التفسیر الکبیر) تحت الآیة ۲/۱۶

۳۔ القرآن الکریم ۵۲/۳۶

دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۸/۱۹

عن الإنسانية ولم ينسلخ عن حقيقته، وقال تعالى النار يعرضون عليها، وانما اعاد الضمير الى الناس المذكورين فهم المعروضون على النار لا غيرهم، وقال تعالى قتل الانسان ما اكفره الى قوله عز وجل ثم اماته فاقبره فالا قبار بعد الاماته وقد ارجع الكناية فيه الى الانسان فثبت ان الميت المقبور ليس الانسانا، وبالجمله ففى الدلائل على هذا كثرة لا مطمع فى احاطتها.

وانما اراد التنبيه على ان الانسان ليس بمعزول اللحاظ عن شئ من الروح والبدن فالجسد اذا بطلت صورته بالموت ونزلت عنه المعانى لخروج الروح عنه لا يسمى ذلك الجسد الفارغ انسانا وقد كان يسمى قبله عرفا لكان الاتصال كما سيأتى وكذا الروح المجرد من حيث هو موجود لا يسمى انسانا وانما الانسان المجموع اعنى الروح الملاحوظ بالمحافظ الاتصال اعم من ان يكون دنيويا او اخرويا او برزخيا هكذا اينبغي ان يفهم هذا المقام، والله سبحانه ولى الانعام -

فأقول (تو میں کہتا ہوں۔ ت) امام موصوف رحمہ اللہ تعالیٰ کی مراد یہ نہیں کہ انسان موت سے نیست و نابود ہو جاتا ہے اور عالم برزخ میں از دم موت تا وقت بعثت جو ہوتا ہے وہ انسان نہیں — اللہ کی پناہ کہ یہ ان کی مراد ہو — جبکہ یہ بد مذہبوں کا قول ہے اور قطعی دلائل سے متصادم ہے — اور یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ وہ روح برزخی انسان نہ ہو جو بدن سے فراق کے ساتھ ایک اتصال بھی رکھتی ہے — اور یہ قطعاً معلوم ہے کہ انسان وہی ہے جس سے ایمان و کفر اور نیکی و بدی کا صدور ہوا — اور بدیہی ہے کہ غیر انسان غیر انسان ہے تو کیا انعام اُسے ہوتا ہے جس نے عمل نہ کیا، اور عذاب اُسے ہوتا ہے جس نے معصیت نہ کی؟ — حالانکہ اللہ تعالیٰ ان کے متعلق بیان فرماتا ہے کہ وہ کہیں گے، ہائے ہماری خرابی! کس نے ہماری خواب گاہ سے ہمیں اٹھایا، اس سے افادہ ہوا کہ حشر میں جو اٹھائے جانے والے ہیں وہی قبر میں سونے والے ہیں — اور معلوم ہے کہ آخرت میں جو اٹھائے جائیں گے وہ وہی ہیں جو دنیا میں تھے — تو انسان تینوں مقامات میں وہی انسان ہے، کسی وقت وہ انسانیت سے جدا اور اپنی حقیقت سے خارج نہ ہوا — اور باری تعالیٰ فرماتا ہے: وہ آگ پر پیش کئے جاتے ہیں۔

ضمیر ان ہی لوگوں کی طرف لوٹائی جو مذکور ہوئے تو آگ پر پیش کئے جانے والے وہی ہیں، غیر نہیں۔ اور ارشادِ باری ہے: انسان مارا جائے کتنا بڑا ناشکرا ہے (تارثِ باری:) پھر اسے موت دی پھر اسے قبر میں رکھا۔ تو قبر میں رکھنا موت دینے کے بعد ہوا، اور ضمیر اس میں بھی انسان ہی کی طرف لوٹائی تو ثابت ہوا کہ میت جو قبر میں ہوتا ہے وہ انسان ہی ہے۔ بالکلہ دلائل اس بارے میں بہت ہیں جن کا احاطہ کرنے کی طمع نہیں۔

امام موصوف نے بس اس بات پر تنبیہ فرمانا چاہا ہے کہ رُوح اور بدن دونوں میں کسی سے بھی انسان لحاظ میں جدا نہیں۔ تو جسم کی صورت جب موت کی وجہ سے باطل ہو جائے اور اس سے روح نکل جانے کے باعث معانی اس زائل ہو جائیں تو اُس خالی جسم کو انسان نہیں کہا جاتا، جبکہ اُس سے پہلے عرفاً کہا جاتا تھا کیونکہ اتصال تھا جیسا کہ آگے آ رہا ہے۔ اسی طرح روح مجرد کو اس حیثیت سے کہ وہ مجرد ہے انسان نہیں کہا جاتا۔ انسان تو مجموعہ روح و بدن ہے۔ یعنی وہ روح جس کے ساتھ بدن سے اتصال کا لحاظ ملحوظ ہے خواہ وہ اتصال دنیوی ہو یا اخروی یا برزخی۔ اسی طرح اس مقام کو سمجھنا چاہئے، اور خدا نے پاک ہی مالکِ انعام ہے۔ (ت)

(فتاویٰ رضویہ ج ۹ ص ۸۶۶ تا ۸۶۸)

(۵۹) مزید فرمایا :

ہم سُننا، دیکھنا، بولنا، چلنا پھرتا، کام کرتا بدن ہی دیکھتے ہیں حالانکہ مدرک و فاعل روح ہے اور بدن آلہ۔ لہذا بدن پر اطلاقِ انسان حقیقتِ عرفیہ قرار پایا، اور وہی تمام صفات و افعال کا منسوب الیہ ٹھہرا اور شدہ آنِ عظیم بھی مطابقتِ عرف پر اترا۔

قال تعالیٰ اِنَّه لَحَقُّ مِثْلِ مَا اَنْتُمْ تَنْطَقُوْنَ لِیَ

عرف تو عرف اس شدتِ اختلاط و عدمِ تمایز بجا اتحاد نے سفہائے فلاسفہ کو دھوکا دیا جو ہمیشہ تدقیق کے نام پر جان دیتے اور فضولِ تعققات کو تحقیق جانتے ہیں، وہ بھی کہاں، خاص مقامِ تحدید میں انسان کی تعریف کر بیٹھے حیوانِ ناطق، حالانکہ حیوانیت بدن کے لئے ہے کہ وہی جسم نامی ہے اور ناطق و مدرک روح بلکہ خود حیوان ہی کی تعریف میں خلط ہے، جسم نامی متحرک بدن ہے اور حساس و مرید روح ۱۲ منہ (م)

باری تعالیٰ فرماتا ہے: بیشک یہ قرآن حق ہے ویسی ہی زبان میں جو تم بولتے ہو۔ (ت)
اب نہ تجوز ہے نہ استخدام۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۹ ص ۸۷۰)

(۶۰) ارشادِ خداوندی ”من ائی شیء خلقه من نطفة خلقه“ سے منکرین کا استدلال اور امام رازی کی طرف سے اس کا جواب ذکر کرنے کے بعد فرمایا:

اقول وهذا الجواب احسن مما قدم قبله حيث قال، فان قالوا هذه الآية حجة عليكم لانه تعالى قال ”ولقد خلقنا الانسان من سللة من طين“ وكلمة من للتبعيض وهذا يدل على ان الانسان بعض من ابعاض الطين، قلنا كلمة ”من“ اصلها لابتداء الغاية كقولك خرجت من البصرة الى الكوفة فقولہ تعالى ولقد خلقنا الانسان من سللة من طين، يقتضى ان يكون ابتداء تخليق الانسان حاصلًا من هذه السلالة ونحن نقول بموجبه لانه تعالى يسوي المن اجماع اولًا ثم ينفخ فيه الروح فيكون ابتداء تخليقه من السلالة الله قلت وقد يستأنس له بقوله تعالى وبدا خلق الانسان من طين فافهم۔

اقول یہ جواب اس سے بہتر ہے جو اس سے پہلے ذکر فرمایا ہے کہ اگر وہ کہیں کہ یہ آیت تمہارے خلاف حجت ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: بے شک ہم نے انسان کو پیدا کیا ایک خلاصہ سے، جو مٹی سے ہے۔ کلمہ ”من“ (سے) تبعیض کے لئے ہے۔ اور یہ بتاتا ہے کہ انسان مٹی کا ایک جزو اور بعض ہے۔ ہم جواب دیں گے کہ کلمہ ”من“ کی اصل ابتدائے غایت کیلئے ہے جیسے تم کہتے ہو میں بصرہ سے کوہ گیا، تو ارشادِ باری (ہم نے انسان کو پیدا کیا ایک خلاصہ سے جو مٹی سے ہے) اس کا مقتضی ہے کہ تخلیق انسان کی ابتداء اس خلاصے سے ہو، اور ہم اس کے مقتضی کے قائل ہیں اس لئے کہ اللہ تعالیٰ پہلے مزاج استوار فرماتا ہے پھر اس میں روح پھونکتا ہے تو تخلیق انسان کی ابتداء خلاصہ سے ہوتی ہے۔ **قلت** اس جواب کے لئے اس ارشاد سے استیناس ہوتا ہے: اور انسان کی تخلیق مٹی سے شروع کی۔ تو اسے سمجھو۔ (ت)

بالجملہ خلاصہ بحث یہ ہوا کہ اطلاق انسان کے لئے دو حقیقتیں ہیں: ایک حقیقتِ اصلہ

دقیقہ یعنی روح متعلق بالبدن اگرچہ تعلق برزخی، دوم حقیقت مشہورہ عرفیہ یعنی بدن، اور اکثر متکلمین کے زعم میں یہی حقیقت اصلہ ہے، اور غزابت فن سے قطع نظر کر کے اُن کا کلام انسانِ عرفی پر محمول کریں تو وہ بھی صحیح ہو سکتا ہے۔
(فتاویٰ رضویہ ج ۹ ص ۸۷۱)

(۶۱) مزید فرمایا:

آخر اس قدر سے منکرین بھی منکر نہیں کہ اموات جنت و نار و ملائکہ ثواب و عذاب کو دیکھتے، اُن کی بات سُننے سمجھتے، قیامت کے آنے نہ آنے کی دُعائیں کرتے ہیں، تو اس کی تسلیم انھیں بھی ضرور کہ دیکھنا سنا بولنا انھیں آلاتِ جسمانیہ پر غیر مقصور۔

قال المولى تبارك وتعالى الناس يعرضون عليها غداً وعشيا ويوم تقوم الساعة ادخلوا ال فرعون اشد العذاب

اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشاد ہے، وہ آگ پر صبح و شام پیش کئے جاتے ہیں اور جس دن قیامت قائم ہوگی حکم ہوگا فرعون والوں کو سخت تر عذاب میں داخل کرو۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۹ ص ۸۷۳)
(۶۲) منکرین سماع موتی نے آیاتِ کریمہ ”انک لا تسمع الموتی“ اور ”وما انت بمسمع من فی القبور“ سے غیر مستند تفسیر کے حوالے سے استدلال کیا تو ان کا شدید رد کرتے ہوئے آیات مذکورہ کی صحیح تفسیر بیان فرمائی، چنانچہ فرمایا:

اقول اولاً صحاح جلیلہ مشہورہ بخاری و مسلم کے مقابل ایسی شواہد غریبہ و نوادر مجہولہ اجزائے خالکہ ذکر کرتے شرم نہ آئی، اور ایک کتاب میں رطب و یابس، مقبول و مردود جو ملے محض جمع کر دینا مقصود ہو، دوسری جگہ استدلال و تفریع و تحقیق و تنقیح موجود ہو، ان میں فرق کی تمیز بنائی۔

ثانیاً محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تو مَوَکَل بقسم کر کے والذی نفس محمد بیدہ ما انتم باسمع لما اقول منہم (قسم ہے اس کی جس کے دستِ قدرت میں محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جان پاک ہے میں جو فرما رہا ہوں اُسے تم اُن سے کچھ زیادہ سُننے) فرمائیں، اور تو ان آیتوں کو اس کے خلاف پُر اُترنا مانے۔ کیا معاذ اللہ قرآنِ عظیم اپنے رسول کی تکذیب کے لئے اُترا؟ ایسا لکھتے اللہ و رسول سے کچھ حیاء نہ آئی۔ ام المؤمنین نے

۱۔ القرآن الکریم ۴۰/۴۶

۲۔ صحیح البخاری کتاب المغازی باب قتل ابی جہل قدیمی کتب خانہ کراچی ۵۶۶/۲

جب حدیث کو مخالفِ آیت گمان کیا راوی کی طرف وہم و سہو نسبت فرمایا، تو نے تو اس ایک حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا یوں فرمانا اور قرآن عظیم کا معاذ اللہ اُس خبر کی تغلیط میں آنا مانا۔
ثالثاً لطف یہ کہ یہ آیتیں تین سورتوں میں واقع ہوئیں، نمل، ملاحکہ، روم۔ تینوں یکجہ ہیں کہ قبلِ ہجرت نازل ہوئیں، اور واقعہ بدرِ ہجرت کے بعد ہے، کیا آیتیں پیشگی اُتر آتی تھیں؟ علماء نے ان آیات کو نہ مستثنیات من المکیات میں شمار فرمایا نہ مستثنیات فی النزول میں۔

سابعاً دیکھئے سابق و سیاقِ آیات صراحۃً کلامِ کفارِ احیاء میں ہے کہ سخنِ حق نہیں سُنتے، نہیں مانتے، نہ کافروں کی لاشوں میں۔ سورۃ روم میں فرماتا ہے:

وَلئن ارسلنا سربا یحافوا ؕ مَصْفُرَ الظُّلُمٰتِ ۙ مِنْۢ بَعْدِہٖ یُکْفَرُوْنَ ۝ فَاِنَّکَ لَا تَسْمَعُ الْمَوْتٰی وَلَا تَسْمَعُ الصَّٰمِ الدَّعَآءَ اِذَا وَاوْتَاہُمْ دَبْرِیْنَ ۝ وَمَا نَتَّبِعُہُمْ اِلَّا بِاَیِّتِنَا فہُمْ مُسْلَمُوْنَ ۝

اگر ہم ہوا بھیجیں جس سے وہ کھیتی کو زرد دیکھیں تو ضرور اس کے بعد ناشکری کرنے لگیں بیشک تم مُردوں کو نہ سناؤ گے اور نہ بہروں کو پکار سناؤ گے جب وہ پیٹھ دے کر پھریں، اور نہ تم اندھوں کو اُن کی گمراہی سے راہ پر لانے والے ہو، تم ان ہی کو سناؤ گے جو ہماری آیتوں پر ایمان لائیں پھر وہ فرمانبردار ہوں۔ (ت)

بعینہ اسی طرح اِنَّکَ لَا تَسْمَعُ الْمَوْتٰی سے آخر تک سورۃ نمل میں ہے۔ سورۃ فاطر

میں ہے:

اِنہا نَذَرَ الَّذِیْنَ یُخْشَوْنَ سِربہم بِالْغِیْبِ ۚ وَاَقَامُوا الصَّلٰوۃَ ۙ وَ مِنْ تَوٰکِبَ فَاَنہَا یَتَوٰکِبِیْ لِنَفْسِہٖ ۚ وَالْحِیٰۃَ الْمَصِیْرَ ۚ وَمَا یَسْتَوِی الْاَعْمٰی وَالْبَصِیْرَ ۙ وَلَا الظُّلُمٰتِ وَالنُّوْرِ ۙ وَلَا الظِّلُّ وَلَا الْحَرُورُ ۙ وَمَا یَسْتَوِی الْاَحْیَاءُ وَالْاَمْوَاتُ ۚ اِنَّ اللّٰہَ لَیَسْمَعُ مَنْ یَّشَآءُ ۚ وَمَا نَتَّبِعُہُمْ مِنْ فِی الْقُبُوْرِ ۙ اِنَّ اَنْتَ الْاَنْذِیْرُ ۝

بیشک تمہارا ڈر سنانا ان ہی کو کام دیتا ہے جو اپنے رب سے بے دیکھے ڈریں اور نماز قائم کریں، اور جو ستھرا بنے تو وہ اپنے نفع ہی کے لئے ستھرا ہو گا اور اللہ ہی کی طرف پلٹتا ہے اور برابر

نہیں ناپینا اور پینا، نہ ہی تاریکیاں اور روشنی، نہ ہی سایہ اور تیز دھوپ، اور برابر نہیں زندے اور مُردے۔ بیشک اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے سنا تا ہے، اور تم انھیں سنانے والے نہیں جو قبروں میں پڑے ہیں، تم تو صرف ڈر سنانے والے ہو۔ (ت)

ایمان سے کہنا ان آیتوں میں یہی بیان ہے کہ کافروں کی لاشوں پر کیوں پکار رہے ہو وہ مرنے کے بعد کیا شنیں گے۔

خامساً قطع نظر اس سے کہ اگر اس واقعہ میں اس افادے کے لئے یہ کلام پاک اُترتا تو فاطر والی آیت یا نمل و سَوم میں کی ایک کافی تھی۔ انک لا تسمع جُدا اور ما انت بسمع الگ اُترنے کی کیا حاجت تھی؟ نمل و سَوم کی دونوں آیتیں تو حرف بحرف ایک ہی ہیں صرف زیادتِ فا کا فرق ہے۔ اس کے کیا معنی تھے کہ جبریل اس واقعہ پر انکار کے لئے ایک بار "انک لا تسمع" آخر تک سناتے پھر اسی وقت فانک لا تسمع "آخر تک سناتے۔ لاجرم ان میں کی ایک کسی دلیل سے اپنے محلِ سورت سے جُدا نہیں ہو سکتی، اور جب مکہ معظمہ میں پیشِ ہجرت انکار اتر چکا تھا تو اب سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اس پر بقسم اصرار کیا احتمال رکھتا تھا!

سادساً ظاہرِ حس و عقل یا لبدِ اہتہ جسمِ میت کے معطل و بے حس ہونے پر شاہد ہے، اگر کسی وقت اس کا مد رک ہونا ثابت ہو تو یہ قطعاً موبِ غیبیہ سے ہے۔ اب سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا قسم کھا کر اس غیب پر حکم فرمانا پھر قرآن عظیم کا معاذ اللہ اس کے خلاف پر آنا دو صورتوں کے سوا ممکن نہیں، یا تو اولاً عیاذ باللہ حضور پر نور صلوات اللہ وسلامہ علیہ نے رجاء بالغیب کلام فرما دیا، یا اپنی طرف سے غیب پر حکم لگا دیا تھا یا یوں کہ اول اسی طرف سے خبر غیب معاذ اللہ خلاف واقع آئی، پھر اس کا رد اُترا، تمھارا ایمان ان دونوں میں سے جسے قبول کرے مانو۔

سابعاً اگر بفرض غلطیہ روایت غریبہ خاطمہ صحیح بھی ہو تو قطعاً یقیناً حتماً جزماً آیات مذکورہ آیت کریمہ فلم تقتلوہم ولكن الله قتلہم، وما سمیت اذ سمیت ولكن الله رمی (تو انھیں تم نے قتل نہ کیا بلکہ اللہ نے ان کو قتل کیا، اور تم نے لکھ لیاں نہ پھینکیں جب پھینکیں لیکن اللہ نے پھینکیں۔ ت) کے باب سے ہیں جن میں معاذ اللہ ہرگز اپنے نبی کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کی قسم پر رد انکار نہیں بلکہ یوں ارشاد ہوتا ہے کہ یہ جو اجسامِ مُردہ تمھارا کلام سُن رہے ہیں یہ تم نے انھیں نہ سنایا بلکہ خدا

نے سنایا ان اللہ یسمع من یشاء و ما انت بمسمع من فی القبور ، اور یہ اسی کی قدرت سے
ہوا کہ ان خالی بدنوں میں روح نے عود کیا جس کے آتے ہی گئے ہوئے ہوش و حواس بدن کے پھر
درست ہو گئے۔ اب یہ روایت بھی ہماری دلیل ہے ، اور تفہیمی ملاً کے فہم خوار و ذلیل ، والحمد للہ
الہادی الی سواء السبیل (اور خدا ہی راہِ راست کی ہدایت دینے والا ہے ۔ ت)
(فتاویٰ رضویہ ج ۹ ص ۸۷۸ تا ۸۸۰)

(۶۳) مزید فرمایا :

انھی کتب میں کریمہ و ما انت بمسمع من فی القبور سے استدلال کیا اور پُر ظاہر کہ
من فی القبور نہیں مگر بدن ۔ خود صاحبِ تفہیم المسائل نے اسی بحث میں براہِ بدقسمتی خود انھیں
امام عینی شارح کنز کی عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری سے نقل کیا :

فان قلت بعد فراغ الملکین من السؤال ما تكون ما يكون البیت قلت ان
كان سعید اكان سروحہ فی الجنة وان كان شقیافقی سجین علی صخرة فی
الارض السابعة ۱۰

یعنی بعد سوال نکیرین سعید کی روح جنت میں رہتی ہے اور شقی کی سجن میں ساتویں زمین
کی ایک چٹان پر۔

تو قبر میں نہیں مگر بدن ، اسی سے آیت نفی اسماع فرماتی ہے اور اسی سے یہ علماء
نفی سماع ۔
(فتاویٰ رضویہ ج ۹ ص ۸۸۲)

(۶۴) بعض مسائل میں سُنی و غیر سُنی متفق ہوتے ہیں مگر دونوں کے مآخذ مختلف ہوتے ہیں اس سلسلہ میں
فرمایا ،

أقول بعض مسائل میں اہل بدعت اور بعض یا کُل اہل سنت متفق ہوتے ہیں اور ان کے مآخذ
حسب اختلاف مذہب مختلف مثلاً حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نامِ پاک لے کر ندا کرنی ہمارے
نزدیک بھی ناجائز ہے اور وہابیہ تو قاطبۃ شرک کہتے ہیں ان کا مآخذ ملوم وہی شرک موہوم ، اور ہمارے
منع کی وجہ آیہ کریمہ لا تجعلوا دعاء الرسول بینکم کدعاء بعضکم بعضاً رسول کو پکارنا اپنے میں

ایسا نہ ٹھہرا جو جیسے ایک دوسرے کو پکارتے ہو۔ تو نام لے کر نہ مانا جائے بلکہ یا رسول اللہ، یا حبیب اللہ، یا خلیفہ اللہ وغیرہ اوصافِ کریمہ کے ساتھ ندا چاہئے۔ (فتاویٰ رضویہ ۹ ص ۹۰۰، ۹۰۱)

فتاویٰ رضویہ جلد ۱۰

(۱) قرآن مجید میں نماز اور زکوٰۃ کا اکٹھا ذکر بتیس^۳ مقامات پر ہے۔ چنانچہ فرمایا،
طحاوی ورد المختار میں ہے:

واللفظ لظ قوله في اثنين وثمانين موضعاً تبع فيه صاحب الزهر والمنح
وتبع صاحب البحر معزياً إلى المناقب البزازیة وصوابه اثنين وثلاثين كما عده
شيخنا السيد احم حلی بزيادة^۴۔

عبارت ط کی ہے کہ ان کا قول بیاسی مقامات پر ایسا ہے، اس میں صاحب نہر اور
منح نے اتباع کی ہے، اور ان دونوں نے صاحب بحر کی اتباع کی ہے، انھوں نے مناقب بزازیہ کی طرف
نسبت کی ہے، اور درست یہ ہے کہ زکوٰۃ کو نماز سے متصل جن مقامات پر بیان کیا گیا ان کی تعداد
بتیس^۳ ہے، جیسے کہ اس تعداد کو ہمارے شیخ سید نے شمار کیا ہے احم حلی مع اضافہ۔ (ت)
(فتاویٰ رضویہ ج ۱۰ ص ۶۴)

(۲) قرآن مجید میں روزہ کی فرضیت اور فضیلت کے ذکر سے متعلق فرمایا،
اور فرضیت روزہ کا ذکر صرف ایک ہی جگہ ہے، ہاں عبارت و اشارۃً اس کی فضیلت اور مواقع
پر بھی ظاہر فرمائی گئی ہے،

كقوله تعالى في سورة الاحزاب ان المسلمين والمسلمات (الى قوله تعالى) والصائمين
والصائمات (الى ان قال تعالى) اعد الله لهم مغفرة واجرا عظيماً وقوله تعالى في
سورة التوبة التائبون العابدون الحامدون السائحون^۵ الآية وقوله تعالى في سورة

التحریم، ثابتات عبادات سائحات، السائح هو الصائم۔

مثلاً سورۃ احزاب میں اللہ تعالیٰ کا قول ہے، بلاشبہ مسلمان مرد اور مسلمان خواتین (اللہ تعالیٰ کے اس فرمان تک) روزہ رکھنے والے مرد اور روزہ رکھنے والی خواتین (یہاں تک کہ فرمایا) اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے مغفرت اور اجر عظیم تیار کر رکھا ہے۔ اور سورۃ توبہ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے، توبہ کرنے والے عبادت کرنیوالے، حمد کرنیوالے اور روزہ رکھنے والے الایۃ۔ اور سورۃ تحریم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے، توبہ کرنے والیاں، عبادت کرنے والیاں، روزہ رکھنے والیاں۔ السائح کا معنی روزہ رکھنے والا ہے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۱۰ ص ۶۴، ۶۵)

(۳) قرآن مجید میں ذکر عشر سے متعلق فرمایا،

عشر کا ذکر بھی قرآن عظیم میں ہے،

قال تعالیٰ فی سورۃ الانعام و اتوا حقہ یوم حصادہ قالہ ابن عباس و طاؤس والحسن وجابر بن زید وسعید بن المسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہم کما فی المعالم وغیرہا۔

اللہ تعالیٰ نے سورۃ الانعام میں فرمایا: (کھیتی کٹنے کے دن اس کا حق ادا کرو) اکثر مفسرین کے نزدیک اس حق سے مراد عشر ہے (حضرت ابن عباس، طاؤس، حسن، جابر بن زید اور سعید بن المسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہم ان تمام حضرات نے اس سے عشر مراد لیا ہے، جیسا کہ معالم التنزیل وغیرہ میں ہے۔ ت)

(فتاویٰ رضویہ ج ۱۰ ص ۶۵)

(۴) وجوب کے بعد زکوٰۃ کی ادائیگی میں تاخیر درست نہیں۔ اس سلسلہ میں فرمایا،

پھر بعد وجوب ادا تدریج کی مضرت اظہر من الشمس کہ مذہب صحیح پر ترک فور کرتے ہی گنہ گار ہوگا اور مذہب تراخی پر بھی تدریج نامناسب کہ تاخیر میں آفات ہیں۔
وقال تعالیٰ سارعوا الی مغفرۃ من ربکم وقال تعالیٰ فاستبقوا

۱۔ القرآن الکریم ۵/۶۶

۲۔ " ۱۴۱/۶

۳۔ معالم التنزیل (تفسیر البغوی) تحت الایۃ ۶/۱۴۱

دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱۱۲/۲

۴۔ القرآن الکریم ۳/۱۳۳

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے : اپنے رب سے بخشش مانگنے میں جلدی کرو۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے :
نیکوں میں آگے بڑھو۔ (ت)

(فتاویٰ رضویہ ج ۱۰ ص ۸۳)

(۵) ادائیگی زکوٰۃ کی ایک صورت مکہ و ہرہ کو بیان کرتے ہوئے فرمایا :

مثلاً اس پر دو ماشے سونا واجب الادا تھا اس نے اس کے بدلے ۲ ماشے نفیس کُنڈن کہ قیمت
میں ۲ ماشے سونے کے برابر بلکہ زائد تھا ادا کیا تو عہدہ برآ نہ ہوا کہ واجب کا وزن پورا نہ ہوا اور ہارتاسو
۲ ماشے دے دیا جو قیمت میں دو ہی ماشے کے برابر تھا تو ادا ہو گیا اگرچہ اس میں کراہت ہے لقولہ
عز وجل :

لستم باخذیہ الا ان تغضو فیہ^۲

تمہیں ملے تو نہ لو گے جب تک اس میں چشم پوشی نہ کرو۔ (ت)

(فتاویٰ رضویہ ج ۱۰ ص ۱۲۰ ، ۱۲۱)

(۶) عورت کی ملکیت میں زیور ہے وہ اس کی زکوٰۃ نہ دے تو کیا خاوند پر کوئی وبال ہے ؟ اس
کے جواب میں فرمایا :

زیور کہ ملک زن ہے اس کی زکوٰۃ ذمہ شوہر ہرگز نہیں اگرچہ اموال کثیرہ رکھتا ہو ، نہ اس کے
نہ دینے کا اس پر کچھ وبال ،
لا تزروا نرۃ و نرۃ و نرۃ و نرۃ^۳۔

کوئی بوجھ اٹھانے والی جان دوسرے کا بوجھ نہ اٹھائے گی۔ (ت)

اس پر تفہیم و ہدایت اور بقدر مناسب تنبیہ و تاکید (جس کی حالت اختلاف حالات مرد و زن سے
مختلف ہوتی ہے) لازم ہے ،

قوا انفسکم و اہلیکم ناراً^۴۔

اپنے آپ کو اور اپنے اہل کو آگ سے بچاؤ۔ (ت)

(فتاویٰ رضویہ ج ۱۰ ص ۱۳۲ ، ۱۳۳)

(۷) ادائیگی زکوٰۃ کی برکات اور عدم ادائیگی پر وعیدات کو ذکر کرتے ہوئے فرمایا :
زکوٰۃ اعظم فروض دین و اہم ارکان اسلام سے ہے، ولہذا قرآن عظیم میں بتیس جگہ نماز کے
ساتھ اس کا ذکر فرمایا اور طرح طرح سے بندوں کو اس فرض اہم کی طرف بلایا۔ صاف فرمادیا کہ زہار
نہ سمجھنا کہ زکوٰۃ دی تو مال میں سے اتنا کم ہو گیا، بلکہ اس سے مال بڑھتا ہے۔

يمنح الله الربو ويرجى الصدقات ليه
اللہ ہلاک کرتا ہے سود کو اور بڑھاتا ہے خیرات کو۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۱۰ ص ۱۷۲)
(۸) مزید فرمایا :

والذین یکنزون الذهب والفضة ولا ینفقونها فی سبیل اللہ فبشرہم
بعذاب الیم ۝ یوم یحمی علیہا فی نار جہنم فتکوی بہا جباہم وجنوبہم وظہورہم
ہذا ما کنزتم لانفسکم فذوقوا ما کنتم تکنزون ۝

اور جو لوگ جوڑتے ہیں سونا چاندی اور اسے خدا کی راہ میں نہیں اٹھاتے یعنی زکوٰۃ ادا نہیں
کرتے انہیں بشارت دے دکھ کی مار کی، جس دن تپایا جائے گا وہ سونا چاندی جہنم کی آگ سے
پس داغی جائیں گی اس سے ان کی پیشانیاں اور کروٹیں اور پیٹھیں، یہ ہے جو تم نے اپنے لئے جوڑ کر
رکھا تھا اب چکھو مزہ اس جوڑنے کا۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۱۰ ص ۱۷۴)

(۹) مزید فرمایا :
مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

جو شخص اپنے مال کی زکوٰۃ نہ دے گا وہ مال روز قیامت گنجے اثر ہے کی شکل بنے گا اور اس کے
گلے میں طوق ہو کر پڑے گا۔ پھر سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کتاب اللہ سے اس کی تصدیق
پڑھی کہ رب عز وجل فرماتا ہے :

سیطون ما بخلوا بہ یوم القیمة۔ رواہ ابن ماجہ والنسائی وابن خزیمہ عن ابن مسعود۔

۱۰ القرآن الکریم ۲/۲۷۶

۱۱ سنن ابن ماجہ باب الزکوٰۃ باب ما جاء فی منع الزکوٰۃ ۳۵۳۴/۹

۱۲ سنن ابن ماجہ باب الزکوٰۃ باب ما جاء فی منع الزکوٰۃ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۱۲۹

سنن النسائی باب التغلیظ فی حبس الزکوٰۃ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی ۳۳۳/۳۳۴

جس چیز میں بخل کمر ہے ہیں قریب ہے کہ طوق بنا کر ان کے گلے میں ڈالی جائے قیامت کے دن۔
اس کو ابن ماجہ، نسائی اور ابن خرمیہ نے حضرت عبداللہ بن مسعود سے روایت کیا ہے۔ (فتاویٰ رضویہ ج۔ ۱ ص ۱۴۵)
(۱۰) شرعی حیلوں کے جواز میں فرمایا،

رحیل شرعیہ کا جواز خود قرآن و احادیث سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ثابت ہے۔
ایوب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قسم کھائی تھی کہ اپنی زوجہ مقدسہ کو سو کوڑے ماریں گے۔ رب العزت
عز جلالہ نے فرمایا،

وخذ بيدك ضغثاً فاضرب به ولا تحنث۔

یعنی سو قچیوں کی ایک جھاڑو بنا کر اس سے ایک دفعہ مار لو اور قسم جھوٹی نہ کرو۔

(فتاویٰ رضویہ ج۔ ۱ ص ۱۹۷)

(۱۱) مسئلہ عشر کے ضمن میں ایک ضابطہ بیان کرتے ہوئے فرمایا،

وفي نزع الناس عن عاداتهم حرج و الحرج مدفوع بالنص لا يكلف الله نفساً
الأمأ تاها سيجعل الله بعد عسر يسراً۔

لوگوں کو ان کی عادات سے روکنا حرج ہے اور حرج کا مدفع ہونا نص سے ثابت ہے۔ ارشاد
باری ہے: اللہ تعالیٰ ہر نفس کو اتنی تکلیف دیتا ہے جتنا اسے عطا فرمایا ہے عنقریب اللہ تعالیٰ
دشواری کے بعد آسانی فرمادے گا۔ (ت)

(فتاویٰ رضویہ ج۔ ۱ ص ۲۱۷)

(۱۲) مقروض کو زکوٰۃ دینے کے بارے میں فرمایا،

مدیون پر چھپن ہزار دین ہو تو زکوٰۃ کے چھپن ہزار ایک ساتھ دے سکتے ہیں۔

قال الله تعالى والغاس ميّج۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے: اور مقروض لوگوں پر زکوٰۃ خرچ کی جائے۔ (ت)

(فتاویٰ رضویہ ج۔ ۱ ص ۲۵۱)

(۱۳) پیشہ ور گداگر جو نصاب کے مالک نہیں مگر کسب پر قادر ہیں ان کو زکوٰۃ دینے کے بارے میں
فرمایا،

انہیں بھیک دینا منع ہے کہ معصیت پر اعانت ہے، لوگ اگر نہ دیں تو مجبور ہوں کچھ محنت مزدوری کریں۔

قال اللہ تعالیٰ ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان
اللہ تعالیٰ کا مبارک فرمان ہے، گناہ اور زیادتی پر تعاون نہ کرو۔ (ت)
مگر ان کے دینے سے زکوٰۃ ادا ہو جائے گی جبکہ اور کوئی مانع شرعی نہ ہو کہ فقیر ہیں۔
قال اللہ تعالیٰ انما الصدقات للفقراء
اللہ تعالیٰ کا فرمان مبارک ہے: صدقات فقراء کے لئے ہیں۔ (ت)

(فتاویٰ رضویہ جلد ۱۰ ص ۲۵۴)

(۱۴) مسجد کے لئے تیل وغیرہ کی خاطر لوگوں سے پیسے منگوانے اور انہیں اپنے مصرف میں خرچ کرنے والے امام کے بارے میں فرمایا:

تیل وغیرہ کے لئے نقد منگا کر جو بچے اپنے صرف میں کرنا بھی حرام ہے مگر اس صورت میں کہ دینے والے اس بات سے آگاہ اور اس پر راضی ہوں تو کچھ مضائقہ نہیں بقولہ تعالیٰ (اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے مطابق: تمہاری رضامندی سے ہو۔ ت)

(۱۵) فاتحہ وغیرہ پر خرچ کرنے کے بجائے اگر کسی سید طالب علم کو تکمیل علم کے لئے دے دیا جائے تو کیا یہ فاتحہ وغیرہ کا بدل ہوگا؟ اس بارے میں فرمایا:

یہ اس کا نعم البدل ہوگا اور اس ثواب میں کمی کیا معنی، اس سے ستر گنا ثواب کی زیادہ امید ہے بطور مذکور کھانا پکا کر کھلانے یا بانٹنے میں ایک کے دس ہیں۔

قال اللہ تعالیٰ من جاء بالحسنة فله عشر امثالها
اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے: جو نیکی بجالاتا ہے اس کے لئے اس کی دس مثل ہیں۔
اور طالب علم دین کی اعانت میں کم سے کم ایک کے سات سو۔

قال اللہ مثل الذی ینفقون اموالہم فی سبیل اللہ کمثل حبة انبئت سبع سنابل فی کل سنبلۃ مائۃ حبة واللہ یضعف لمن یرشاء واللہ واسع علیم

اللہ تعالیٰ کا فرمان عالی ہے : ان کی کہاوت جو اپنے مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں اُس دانہ کی طرح ہے جس نے اُگائیں سات بالیاں ، ہر بالی میں تسودا نے ، اور اللہ اس سے بھی زیادہ بڑھائے جس کے لئے چاہے ، اور اللہ وسعت والا علم والا ہے ۔ (ت) (فتاویٰ رضویہ ج ۱۰ ص ۳۰۵ ، ۳۰۶)

(۱۶) میلاد شریف ، گیارہویں شریف اور فاتحہ اولیاء اللہ کی شیرینی کو زکوٰۃ کی طرح غیر مساکین کیلئے حرام قطعی بتانے والے شخص کے بارے میں فرمایا :

اشیاء مذکورہ سے کوئی چیز نہ زکوٰۃ ہے نہ صدقہ واجبہ ، اس کا کھانا غنی ، فقیر ، سید وغیرہ سب کو بالاتفاق حلال ہے ، اُسے سوائے مساکین اوروں پر حرام بتانے والا اللہ عز وجل پر افتراء کرتا ہے اور سخت عذاب شدید کا مستحق ہے ۔ اور اللہ عز وجل فرماتا ہے :

وَلَا تَقُولُوا لِمَا تَصِفُ السُّنْتُكَمُ الْكَذِبَ هَذَا حَلَالٌ وَهَذَا حَرَامٌ لِّتَفْتَرُوا عَلَى اللَّهِ الْكَذِبَ إِنَّ الَّذِينَ يَفْتَرُونَ عَلَى اللَّهِ الْكَذِبَ لَا يَفْلَحُونَ ه متاع قليل ولهم عذاب الیم

اور نہ کہو اپنی زبانی جھوٹ بناوٹوں سے کہ یہ چیز حلال ہے اور یہ چیز حرام کہ اللہ پر جھوٹ باندھو بیشک جو اللہ پر جھوٹ باندھتے ہیں فلاح نہ پائیں گے ، دنیا میں تھوڑا سا کھا پین لیں پھر آخرت میں ان کے لئے دردناک عذاب ہے ۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۱۰ ص ۳۰۹)

(۱۷) مزید فرمایا :

اور اگر ذی علم ہے تو اس کا حکم اور سخت تر ہے کہ وہ دانستہ اللہ عز وجل پر افتراء کرتا ہے ، اور اللہ عز وجل فرماتا ہے :

انما يفتَرُ الْكَذِبَ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ

جھوٹے افتراء وہی باندھتے ہیں جو ایمان نہیں لاتے ۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۱۰ ص ۳۱۰)

(۱۸) دو قسم کے لوگوں کو مال جمع رکھنا ممنوع ہے ، اول وہ جنہوں نے رب تعالیٰ سے اس کا عہد کر رکھا ہے ، اور دوم وہ جو فقر و توکل ظاہر کر کے لوگوں سے صدقات لیتے ہیں ، انہی کے بارے میں وہ احادیث ہیں جن میں ایک اشرفی ترکہ چھوڑنے والے کو ایک داغ فرمایا ، دو پر دو اور تین پر تین ۔

اس مسئلہ پر مفصل بحث کرتے ہوئے فرمایا،

ظاہر ہے کہ ان حدیثوں کا محل وہ نہیں ہو سکتا جو آیت کریمہ:

وَالَّذِينَ يَكْنُزُونَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يَنْفِقُونَهَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَبَشِّرْهُمْ
بِعَذَابٍ أَلِيمٍ ۝ يَوْمَ يُحْمَىٰ عَلَيْهَا فِي نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوَىٰ بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوبُهُمْ وَظُهُورُهُمْ
هَٰذَا مَا كُنْتُمْ لَا نَفْسَكُمْ فَنُزُولًا مَّا كُنْتُمْ تَكْنُزُونَ ۝

جو لوگ سونا و چاندی جمع کرتے رہتے ہیں اور اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے انھیں دردناک عذاب
کی بشارت دیجئے کہ جس دن جہنم کی آگ میں انھیں پگھلایا جائے گا اور ان کی پیشانیوں، پسلوؤں اور
پٹٹیٹھوں کو داغا جائے گا (اور کہا جائے گا) یہ ہے وہ خزانہ جسے تم اپنے لئے جمع کرتے تھے اب اپنے جمع
کئے ہوئے کا عذاب چکمو۔ (ت)

وحدیث صحیح،

من اوكى على ذهب او فضة ولم ينفقه في سبيل الله كان جمرًا يوم القيامة يكوى
به۔ رواه احمد والطبرانی واللفظ له كلاهما بسند صحيح عن ابى ذر رضى الله تعالى
عنه عن النبى صلى الله تعالى عليه وسلم۔

جس نے سونا و چاندی جمع کیا اور اسے راہِ خدا میں خرچ نہ کیا وہ روزِ قیامت اس کے لئے آگ کا
انگڑہ بن جائے گا اور اس سے مالک داغا جائے گا۔ اسے امام احمد اور طبرانی (الفاظ اسی کے ہیں) نے
حضرت ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے صحیح سند کے ساتھ روایت
کیا ہے۔ (ت)

کا محل ہے کہ جب زکوٰۃ دے دے حقوق واجبہ شرعیہ ادا کر دے کزنہ نہ رہا اور سبیل اللہ میں خرچ نہ کرنا صادق
نہ آیا لہذا استحقاقِ داغ نہ رہا۔

فلبیہقی فی سننہ عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما موقوفاً و مرفوعاً الى النبى
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کما ادى زکوٰۃ فلیس بکنز وان کان مدفوناً تحت الارض و
کما لا یؤدی زکوٰۃ فہو کنز وان کان ظاہراً ولا ینبى داؤد عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ

لہ القرآن الکریم ۹/۳۴، ۳۵

لہ المعجم الکبیر عن ابی ذر غفاری رضی اللہ عنہ حدیث ۱۶۴۱ المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت ۱۵۳/۲
لہ السنن الکبریٰ للبیہقی کتاب الزکوٰۃ باب تفسیر الکنز الخ دار صادر بیروت ۸۳/۲

عنهما قال لما نزلت هذه الآية والذين يكنزون الذهب والفضة كبير ذلك على المسلمين فقال عمر رضي الله تعالى عنه انا افرج عنكم فانطلق فقال يا نبي الله انه كبير على اصحابك هذه الآية فقال ان الله لم يفرض الزكوة الا لطيب ما بقى من اموالكم وانما فرض المواريث لتكون لمن بعدكم قال فكتب عمر رضي الله تعالى عنه به

بیہقی نے سنن میں حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے موقوفاً اور مرفوعاً نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بیان کیا ہر وہ مال جس کی زکوٰۃ دے دی جائے وہ کنز نہیں کہلاتا اگرچہ وہ زمین میں مدفون ہو اور ہر مال جس کی زکوٰۃ نہ دی گئی ہو وہ کنز ہے اگرچہ ظاہر ہو۔ ابو داؤد میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ جب یہ آیہ کریمہ والذین یکنزون الذهب والفضة نازل ہوئی تو مسلمان پریشان ہوئے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: میں تمھاری یہ پریشانی دُور کرتا ہوں۔ حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: یا نبی اللہ! اس آیہ مبارکہ نے آپ کے اصحاب کو پریشان کر دیا ہے۔ آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے زکوٰۃ فقط اسی لئے فرض فرمائی تاکہ تمھارا مال پاک ہو جائے اور وراثت اس لئے فرض کی ہے تاکہ بعد کے لوگوں کو مال ملے۔ راوی کہتے ہیں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اللہ کی بڑائی بیان کی۔ (ت)

اور یہ اس لئے کہ بیس دینار سے کم پر نہ زکوٰۃ ہے نہ کوئی صدقہ واجبہ۔ لاجرم یہاں استحقاق داغ انہی دو وجہ سے ایک پر ہو۔

قال الله تعالى واوفوا بالعهد ان العهد كان مسئولا

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: عہد پورا کرو عہد کے بارے میں پوچھا جائے گا۔ (ت)

وفي قوت القلوب والترغيب وغيرهما انما كان كذلك لانه اذا خرع مع تلبسه بالفقر ظاهرا ومشاركتة الفقراء فيما يأتهم من الصدقة

قوت القلوب اور ترغیب وغیرہ میں ہے یہ داغ اس لئے ہے کہ ذخیرہ کرنے کے ساتھ اس نے ظاہراً فقر کا اظہار کیا اور وہ صدقات میں فقراء کے ساتھ شریک ہو گیا۔ (ت)

(فتاویٰ رضویہ ج ۱۰ ص ۳۱۳ تا ۳۱۵)

۱ سنن ابی داؤد کتاب الزکوٰۃ باب حقوق المال آفتاب عالم پریس لاہور ۲۳۴/۱

۲ المشتراں ۳۴/۱

۳ الترغيب والترهيب كتاب الصدقات الترغيب في الانفاق في وجوه الخير الخ مصطفی البابی مطبعہ ۵۸

(۱۹) کچھ لوگوں کو مال جمع رکھنے یا نہ رکھنے کا اختیار ہوتا ہے۔ چنانچہ فرمایا:
اصحاب نفوس مطمئنہ ہوں، نہ عدم مال سے اُن کا دل پریشان نہ وجود مال سے اُن کی نظر، وہ مختار
ہیں۔ حق سبحانہ اپنے نبی سیدنا سلیمان علیہ السلام سے فرماتا ہے:

هَذَا عَطَاؤُنَا فَامْنَنْ اَوْ امْسِكْ بِغَيْرِ حِسَابٍ
یہ ہماری عطا ہے اب تو چاہے تو احسان کر یا روک رکھ تجھ پر کچھ حساب نہیں۔ (ت)
اور کچھ نہ کہنا افضل کہ عباد اللہ کا فائدہ ہے۔ ایسا کتاب الزکوٰۃ و فیض سادسہ فرماتا ہے،
المال كله لله عز وجل وبذل جميعه هو الاحب عند الله سبحانه و انما
لم يأمر به عبده لانه يشق عليه بسبب بخله كما قال عز وجل "فيحفكم
تبخلوا" ۱

تمام مال اللہ عز وجل کے لئے ہے اور تمام کا تمام خرچ کر دینا اللہ سبحانہ کے ہاں پسندیدہ عمل ہے
ہاں تمام کو خرچ کر دینے کا اللہ تعالیٰ نے اس لئے حکم نہیں دیا کہ بندے پر بخل کی وجہ سے ایسا کرنا
مشکل تھا جیسا کہ باری تعالیٰ نے ارشاد فرمایا، تم سے زیادہ طلب کرے تو تم بخل کر دگے۔ (ت)
(فتاویٰ رضویہ ج ۱۰ ص ۳۱۹، ۳۲۰)

(۲۰) کچھ لوگوں کو قدر حاجت مال جمع رکھنا واجب ہے۔ چنانچہ فرمایا:
وہ جس کی عیال میں صورت چہارم کی طرح بے صبرا ہو اور بے شک بہت عوام ایسے نکلیں گے
تو اس کے لحاظ سے تو اس پر دوہرا وجوب ہو گا کہ بقدر حاجت جمع رکھے۔
قال الله تعالى قوا انفسكم و اهليكم ناساً ۲

اللہ تعالیٰ کا ارشاد مبارک ہے: اپنے آپ کو اور اپنے اہل کو آگ سے بچاؤ (ت)
(فتاویٰ رضویہ ج ۱۰ ص ۳۲۲)

(۲۱) حدیث مبارک ہے کہ تصدقوا علی اہل الادیان کلہا (در مختار، کتاب الزکوٰۃ) یعنی
تمام دینوں والوں پر صدقہ کرو تو پھر ائمہ کرام اہل حرب سے سلوک کو کیوں منع کرتے ہیں۔ اس

سوال کے جواب میں فرمایا :
کفار کی نسبت خود قرآن عظیم میں ہے :
واقتلوهم حیث ثقتموہم^۱
اور ان کو جہاں پاؤ مارو۔ (ت)

اور فرمایا :

اینما ثقتوا اخذوا وقتلوا تقتیلہ^۲۔

جہاں کہیں ملیں پکڑے جائیں اور گن گن کر قتل کئے جائیں۔ (ت)

اور فرمایا : واغلظ علیہم^۳ (ان پر سختی کرو۔ ت) ، اور فرمایا : ولینجدوا فیکم غلظۃ^۴ (وہ پائیں تمہارے اندر سختی۔ ت) تو وہ اصلاً محل احسان نہیں۔ ابتدائے اسلام میں غیر محارب و محارب کفار میں فرق فرمایا تھا ان سے نیک سلوک اور برابری کا برتاؤ جائز تھا اور ان سے منع ، اور اسی کو ان سے دوستی رکھنے سے تعبیر فرمایا ورنہ دوستی تو کسی کافر سے کبھی حلال نہ تھی۔

قال اللہ تعالیٰ لاینہلکم اللہ عن الذین لہ یقاتلوکم فی الدین ولم یخرجوکم من دیارکم ان تبوہم وتقسطوا الیہم ان اللہ یحب المقسطین^۵ انما ینہلکم عن الذین قاتلوکم فی الدین واخرجوکم من دیارکم وظہروا علی اخراجکم ان تولوہم ج ومن یتولہم فاولئک ہم الظالمون^۶

اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے : اللہ تمہیں ان سے منع نہیں کرتا جو تم سے دین میں نہ لڑے اور تمہیں تمہارے گھروں سے نہ نکالا کہ ان کے ساتھ احسان کرو اور ان سے انصاف کا برتاؤ برتو ، بیشک انصاف والے اللہ کو محبوب ہیں ، اللہ تمہیں انہی سے منع کرتا ہے جو تم سے دین میں لڑے یا تمہیں تمہارے گھروں سے نکالے یا تمہارے نکالنے پر مدد کی کہ ان سے دوستی کرو ، اور جو ان سے دوستی کریں تو وہی ستمگار ہیں۔ (ت)

معالم شریف وغیرہ میں ہے :

۱۵ القرآن الکریم ۳۳/۶۱

۱۶ " ۹/۱۲۳

۱۷ القرآن الکریم ۲/۱۹۱ و ۲/۹۱

۱۸ " ۹/۷۳

۱۹ " ۶۰/۹ و ۸/۹

ثم ذكر الذين نهاهم عن صلتهم فقال انما ينهكم الله^١ الآية .
پھر ان لوگوں کا ذکر کیا جن سے احسان سے منع فرمایا، تو فرمایا: انما ينهكم
الله، الآية (ت)

خازن میں ہے :

ثم ذكر الله الذي نهى عن صلتهم وبرهم فقال تعالى انما ينهكم الله^٢ .
پھر اللہ تعالیٰ ان لوگوں کا ذکر کیا جن سے نیکی و احسان منع ہے تو فرمایا: انما ينهكم الله - (ت)
تو معلوم ہوا کہ ان کے ساتھ نیک سلوک موالات ہے اور ان سے موالات مطلقاً کثیر آیات میں حرام
فرمائی۔ اسی سورہ کریمہ کے آخر میں ہے :

يا ايها الذين آمنوا لا تتولوا قوما غضب الله عليهم^٣ .
اے ایمان والو! ان لوگوں سے دوستی نہ کرو جن پر اللہ کا غضب ہے - (ت)
لا جرم کبیر میں ہے :

قال قتادة نسختها آية القتال^٤ .

حضرت قتادہ نے فرمایا : اس آیت کو آیت قتال نے منسوخ کر دیا ہے - (ت)
تو اب کسی کا فرحرب سے بر و صلہ جائز نہ رہا اگرچہ اس نے بالفعل محاربہ نہ کیا ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم
(فتاویٰ رضویہ ج ۱۰ ص ۳۲۹ ، ۳۳۰)

(۲۲) تراویح میں قرآن سنانے کے بہانے روزہ چھوڑ دینے والے حفاظ کے رد میں فرمایا :
قراءة قرآن مانع روزہ نیست، ہزاراں ہزار حافظان قرآن در اقطار عالم و اکناف زمین
از پیران و بچگان و کم طاقان ہم بروز روزہ می دارند و ہم بہ شب قرآن می خوانند و بدین معنی هیچ
مضر تنی بچشم ایشان نمی رسد و چہ گونه رسد کہ ہم روزہ صحت ست و ہم قرآن شفا اما اعتقائے
صحیح باید تا ازیں داد ہائے الہی نفع رونماید -

۱۰	معالم التنزيل (تفسير البغوي)	تحت الآية ۶۰/۹	دار الكتب العلمية بيروت	۳۰۲/۴
۱۱	باب التأويل في معاني التنزيل (تفسير الخازن)	" "	" " " "	۲۸۱/۴
۱۲	القرآن الكريم ۶۰/۱۳			
۱۳	مفاتيح الغيب (التفسير الكبير)	تحت الآية ۶۰/۸	دار الكتب العلمية بيروت	۳۰/۲۹

قال الله تعالى وننزل من القرآن ما هو شفاء ورحمة للمؤمنين ولا يزيد الظالمين الا خسارا

قرارتِ قرآن روزہ رکھنے سے مانع نہیں ہو سکتی۔ پوری دنیا میں ہزار ہا حفاظِ قرآن جن میں بوڑھے، بچے اور کمزور شامل ہیں دن کو روزہ رکھتے ہیں اور رات کو قرآن سناتے ہیں اور کبھی کسی کو ایسا معاملہ نقصان دہ نہیں ہوا، اور یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ روزہ صحت بھی ہے اور قرآن سراپا شفا ہے لیکن اعتقاد کا صحیح ہونا ضروری ہے تاکہ اللہ تعالیٰ یہ نفع عطا فرمائے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان مبارک ہے: ہم نے قرآن نازل کیا جو مومنوں کے لئے شفا اور رحمت ہے اور ظالموں کے خسارہ میں اضافہ ہی کرتا ہے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۱۰ ص ۳۳۲)

(۲۳) مسئلہ مذکورہ بالا میں مزید فرمایا:

غالب آنست کہ ایں کس بغایت پست ہمت و بدشوق در امورِ دینیہ است و خواندن قرآن در تراویح ہمیں بغرض تحصیل امامت و تقدم و تفاخر بر وجہ ریا و سُمعہ اختیار کردہ است پس باید کہ غرضش را حاصل شدن نہ دہند و چوں کہ اقدانہ کند، لاجرم ایں فعلِ حرام را گزارد و ان شاء اللہ تعالیٰ رجوع بر روزہ آرد، قال تعالیٰ ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان ایں قرآن خوانی ازاں کس گناہِ عظیم ست و مقتدیان باقدائے اعانت بر گناہ می کنند پس خود آثم باشند۔

غالب گمان یہ ہے کہ یہ شخص انتہائی درجہ کا کم ہمت اور امورِ دینیہ کے معاملے میں بد ذوق ہے اور وہ تراویح میں شہ آں محض حصولِ امامت کے لئے سنا رہا ہے اور ریاکاری کرتے ہوئے تقدم و تاخر پر عمل پیرا ہے لہذا اسے اس مقصد میں کامیاب نہ ہونے دیں، جب کوئی اس کی اقدار نہیں کرے گا تو ان شاء اللہ تعالیٰ وہ اس فعلِ حرام سے رجوع کریگا اور روزہ رکھے گا، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: گناہ اور زیادتی پر ہرگز تعاون نہ کرو۔ ایسے شخص سے قرآن پڑھوانا گناہِ عظیم ہے، اور اقدار کی صورت میں مقتدی گناہ پر اس کی اعانت کرنے والے ہوں گے، لہذا یہ بھی گناہ گار ہوں گے۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۱۰ ص ۳۳۴)

(۲۴) چاند دیکھے بغیر محض تبار بقی کی خبر پر اعتماد کرتے ہوئے روزہ توڑ کر عید کرتے والوں کے بارے

میں فرمایا :

انہوں نے بے ثبوت روایت عید کر لی اور حکم احکم حاکم اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مخالفت کی ہم نے فتویٰ مفصلہ میں ثابت کیا کہ تار کی خبر مجہولین و فساق بلکہ بعض کفار کی وساطت سے آتی ہے اور ایسی خبر میں شرع نے فرض کیا تھا کہ زہار بے تحقیق عمل نہ کریں۔

قال اللہ تعالیٰ یا ایہا الذین امنوا ان جاءکم فاسق بنباء فتبیثوا ان تصیبوا قوما بجهالة فتصبحوا علی ما فعلتم نادمین ۱

اللہ تعالیٰ نے فرمایا : اے اہل ایمان ! اگر تمہارے پاس کوئی فاسق خبر لائے تو اس کی تحقیق کر لو کہ کہیں تم کسی قوم کو بے جانے ایذا نہ دے بیٹھو، پھر اپنے کئے پر پکھتاتے رہو۔ (ت)
انہوں نے صرف اُسی کے اعتماد پر کاربندی کر لی، شرع مطہر نے حکم دیا تھا تمہیں علم نہ ہو تو علم والوں سے پوچھو۔

قال اللہ تعالیٰ فاسئلوا اهل الذکر ان کتم لا تعلمون ۲

اللہ تعالیٰ کا مبارک فرمان ہے : اے لوگو ! علم والوں سے پوچھو اگر تمہیں علم نہیں۔ (ت)
انہوں نے اہل علم سے بے پوچھے کارروائی کی، قرآن عظیم نے ارشاد کیا تھا جو بات پیش آئے علماء سے عرض کرو وہ حقیقت کا رنگ پہنچ جائیں گے۔

قال اللہ تعالیٰ واذ جاءهم امر من الامر الا ان یستنبطونه منهم ۳

اللہ تعالیٰ نے فرمایا : اور جب ان کے پاس کوئی بات اطمینان یا ڈر کی آتی ہے اس کا پرچا کر بیٹھتے ہیں اور اگر اسی میں رسول اور اپنے ذی اختیار لوگوں کی طرف رجوع لاتے تو ضرور اس کی حقیقت جان لیتے ان لوگوں سے جو ان میں سے اجتہاد کرتے ہیں۔ (ت)

انہوں نے اپنی رائے مستقل سمجھی، فرقان حکیم نے حکم فرمایا تھا جب تک شرع اجازت نہ دے آپ کچھ نہ کر بیٹھو۔

قال اللہ تعالیٰ یا ایہا الذین امنوا لا تقدوا بین یدی اللہ ورسوله و

وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ۝

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے اہل ایمان! اللہ اور اس کے رسول سے آگے نہ بڑھو اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو، یقیناً اللہ سُننے جاننے والا ہے۔ (ت)

انھوں نے بے ثبوت شرعی جسارت کی، رمضان شریف بالیقین ثابت تھا، اور مسلمانوں کو شرع مطہر نے حکم:

فَمَنْ شَرِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ ۚ

جو رمضان کو پائے وہ ضرور اس کے روزے رکھے۔ (ت)

روزے پر جمع فرمایا تھا، واجب تھا کہ جب شرع اِذن دیتی کہ اب وہ کام ختم ہوا اُس وقت روزہ چھوڑتے۔

قال الله تعالى انما المؤمنون الذين آمنوا بالله ورسوله واذا كانوا معہ على امر جامع لم یذهبوا حتی یستأذنوا ۝

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: بلاشبہ ایمان والے تو وہی ہیں جو اللہ اور اس کے رسول پر یقین لائے اور جب وہ حضور کے پاس کسی ایسے معاملہ میں حاضر ہوئے ہوں جس کے لئے جمع کئے گئے ہوں تو آپ کی اجازت کے بغیر وہاں سے نہیں جاتے۔ (ت)

انھوں نے بے اذن شرع کہ ہنوز اس تاریخ رمضان کا ختم ہو جانا دلیل شرعی سے ثابت نہ ہوا تھا اُس امر جامع سے جدائی کی، مانا کہ بعد کو عید ہی ظاہر مگر اُس وقت اُن کے شہر میں تو رمضان ہی معلوم تھا انھوں نے قطعاً مردین میں ناواقفانہ جسارت اور احکام شرع سے جا ہلانہ مخالفت کی، تو یہ اگرچہ نفس الامر میں مصیب ہوں عند الشرح خطا وار ہوئے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۱۰ ص ۳۵۳، ۳۵۴)

(۲۵) مذکورہ بالا لوگوں کو تنبیہ فرمائی کہ فوراً صدقِ دل سے تائب ہوں اور جیسے یہ معصیت اعلانیہ کی توبہ بھی اعلانیہ کریں۔ چنانچہ فرمایا:

آئندہ کے لئے عہد واثق ہو کہ کبھی امور دین میں بیباکی و جرات نہ کریں گے اور بے ارشاد علماء اپنی رائے سے قدم نہ رکھیں گے،

۱۱ العتہ آن الکریم ۱۱ / ۲۹

۱۸۵ / ۲

۶۲ / ۲۲

وَيَتُوبُ اللَّهُ عَلَىٰ مَن يَشَاءُ ، وَيَهْدِي إِلَيْهِ مَن يُنَاصِبُ .

اللہ تعالیٰ جس کی چاہے توبہ قبول فرمائے۔ اور اپنی طرف اسی کو ہدایت دیتا ہے جو اس کی

طرف رجوع لائے۔ (ت) (فتاویٰ رضویہ ج ۱۰ ص ۳۵۶)

(۲۶) تیسواں روزہ چاند نظر آتے ہی کھول لیں یا غروب آفتاب کے بعد ؛ اس سوال کے جواب میں فرمایا ؛

کسی تاریخ کا روزہ دن سے افطار کر لینا ہرگز جائز نہیں بلکہ حرام قطعی ہے ، اللہ تعالیٰ نے فرض کیا کہ روزہ رات تک پورا کر و یعنی جب آفتاب ڈوبے اور دن ختم اور رات شروع ہو اس وقت کھولو۔

قَالَ اللَّهُ تَعَالَىٰ تَمَّ اتَمُّ الصِّيَامِ إِلَى اللَّيْلِ

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ؛ پھر روزہ کو شام تک پورا کرو۔ (ت)

(فتاویٰ رضویہ ج ۱۰ ص ۳۸۸)

(۲۷) چند فاسق مسلمانوں نے ہلالِ رمضان یا عید دیکھا اور وہ معاملات میں ایسے ثقہ ہیں کہ مفتی کو ان کی شہادت پر یقین تام ہوتا ہے کہ اس امر خاص میں یہ لوگ کاذب نہیں تو کیا ایسی صورت میں ان کی شہادت پر روزہ رمضان فرض اور نماز عید صحیح ہے یا نہیں ؛ اس سوال کے جواب میں فرمایا ؛ صحیح یہ ہے کہ مسلمان اگرچہ فاسق ہو اہل شہادت ہے مگر اس کی شہادت قبول کرنی ناجائز ہے ماسوا اس حالت کے کہ اُس کے بارے میں کہ حاکم کو ترمذی صدق ہو کہ یہ بھی تبیین میں داخل ہے۔

کہا قال تَعَالَىٰ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّ كَثِيرًا مِّنَ النَّاسِ قَدْ قَبِلُوا إِيمَانًا وَلَمْ يَكُنْ لَهُمْ بَأْسًا شَيْءٌ مِّنْهُ

جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ؛ اے ایمان والو! اگر کوئی فاسق تمہارے پاس کوئی خبر لائے تو تحقیق کر لو کہ کہیں کسی قوم کو بے جا ایذا نہ دے بیٹھو ، پھر اپنے کئے پر پکھتاتے رہ جاؤ۔ (ت) جب مفتی اہل فتویٰ کو ان کے بارے میں ترمذی صدق ہو تو اُس کا حکم حجت شرعیہ ہے رمضان فطر واجب ہو جائیں گے اور اس کے بعد عوام میں کسی کو خلاف کی گنجائش نہ ہوگی۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۱۰ ص ۴۴۶)

۱۵/۹ القرآن الکریم

۶/۲۹

۴۴

۱۵/۹ القرآن الکریم

۱۸۴/۲

۴۴

(۲۸) رمضان اور عید الفطر کا چاند دیکھ کر گواہی میں تاخیر کرنے والے کے بارے میں فرمایا :
اگر دیکھنے والے نے اُسی شب گواہی نہ دی تو ہلالِ رمضان میں صبح کو لوگ بے روزہ اٹھیں گے
اور ہلالِ فطر میں روزہ دار، اور یہ دونوں ناروا، جس کا الزام گواہی نہ دینے والے پر ہوگا،
فان تاخیر الحجة عن وقت الحاجة اثم، وقد قال تعالى ولا تکتوا الشهادۃ
ومن یکتہا فانہ اثم قلبہؕ

کیونکہ ضروری وقت سے گواہی میں تاخیر گناہ ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشادِ گرامی ہے : گواہی کو
مت چھوڑو اور جو گواہی چھپائے گا تو اندر سے اس کا دل گنہ گار ہے۔ (ت)

(فتاویٰ رضویہ ج ۱۰ ص ۴۵۳)

(۲۹) ایسے شخص کی نظر چاند پر پڑی جس کی گواہی کافی نہیں تو وہ جلدی سے ایسے افراد کو دکھا دے جو
گواہی کے قابل ہوں۔ چنانچہ فرمایا :

اگر مطلع صاف نہیں دفتنا ابرہٹا اور اُسے چاند نظر پڑا، اب یہ اس قابل نہیں کہ اس کی گواہی مسموع
ہو، خواہ فاسق ہے یا مستور یا اکیلا، یا صرف عورتیں یا غلام ہیں اور ہلالِ ہلالِ عیدین، تو ان لوگوں کا
دیکھنا کافی نہ ہوگا۔ اور عجب نہیں کہ ابر پھر آجائے، لہذا نہایت تعجیل کر کے ایسے معتمد مسلمانوں کو دکھا دے
جن کی گواہیاں کفایت کر جائیں۔

قال اللہ تعالیٰ تعاونا علی البر والتقویٰؕ

اللہ تعالیٰ کا فرمانِ مبارک ہے : نیکی اور تقویٰ پر ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کرو۔ (ت)

(فتاویٰ رضویہ ج ۱۰ ص ۴۵۷)

(۳۰) شیخ فانی کے روزہ و نماز وغیرہ احکام شرعیہ سے متعلق سوال کا جواب دیتے ہوئے فرمایا :
غرض شیخ فانی وہ ہے جسے بڑھاپے نے ایسا ضعیف کر دیا ہو اور جب اُس ضعف کی علت
بڑھاپا ہوگا تو اس کے زوال کی اُمید نہیں، اُسے روزے کے عوض فدیہ کا حکم ہے، باقی نماز و طہارت کے
بارے میں پیرو جوان سب کا ایک حکم ہے، جو جس وقت جس حالت میں جتنی بات سے معذور ہوگا
بقدر ضرورت تا وقت ضرورت اُسے خفیف دی جائے گی، قال تعالیٰ لا یكلف اللہ نفساً

اَلَّا وَسِعَهَا (اللہ تعالیٰ کا فرمان مبارک ہے: اللہ ہر کسی کو اس کی طاقت کے مطابق ہی حکم دیتا ہے۔ ت)۔
(فتاویٰ رضویہ ج ۱۰ ص ۵۴۹)

(۳۱) روزہ رکھ کر دن بھر جنابت کی حالت میں رہنے والے شخص کے روزہ کے بائے میں فرمایا: وہ شخص نمازیں عمدًا کھونے کے سبب سخت کبائر کا مرتکب اور عذابِ جہنم کا مستوجب ہوا، مگر اس سے روزے میں کوئی نقص و خلل نہ آیا، طہارت باجماع ائمہ اربعہ شرطِ صوم نہیں۔ رب عز و جل فرماتا ہے:

احلّ لکم لیلۃ الصیام الی نساءکم ۛ

روزے کی راتوں میں تمہارے لئے بیویوں سے جماع حلال کیا گیا ہے۔ (ت)
آیہ کریمہ نے ہر جزو و شب میں جماع و تلبیس بالجماع حلال فرمایا اور محض تحلیل ہی نہیں بلکہ بصیغہ امر ارشادی ارشاد ہوا:

فلا تباشروہن وابتغوا ما کتب اللہ لکم ۛ

اور اب ان سے مباشرت کرو اور تلاش کرو جو اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے لکھ رکھا ہے (ت)
اور ظاہر ہے کہ جزو و آخر شب کو بھی "لیلۃ الصیام" شامل، اور وہ بھی اس "احلّ لکم" اور "باشروہن" کے امر میں داخل، اور اسے بحالت جنابت صبح کرنا اور تاتامی غسل روزے میں جنب رہنا بدایتہ لازم، تو قرآن عظیم اس کی حلت و دخول زیر امر ارشادی پر حاکم۔ اگر اس سے روزے میں کوئی نقص و خلل آتا ضرور اتنے جتنے کا استثناء فرما دیتا۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۱۰ ص ۵۵۴، ۵۵۵)

(۳۲) اسی سلسلہ میں مزید فرمایا:

گناہ کے سبب روزے میں خلل آنا ظاہریہ کا مذہبِ فاسد ہے، اس کی نظیر ایسی ہے کہ کوئی ریشمیں کپڑے پہن کر قرآن عظیم کی تلاوت کرے اس سے نہ تلاوت میں کوئی نقص ہو نہ اس کے ثواب میں کمی، ہاں ظلمتِ گناہ ملنے کے باعث اس کے لئے نورانیتِ خالصہ نہ رہی۔ یہ ان میں داخل ہوا جن کو فرماتا ہے:

وآخرون اعترفوا بذنوبہم خلطوا عملا صالحا و آخر سیئا۔ ۛ

اور کچھ اور ہیں جو اپنے گناہوں کے مقرر ہوئے اور ملایا ایک اچھا کام اور دوسرا بُرا۔ (ت)
(فتاویٰ رضویہ ج ۱۰ ص ۵۵۶، ۵۵۷)

(۳۳) کیا کوئی عبادت بدنی ایسی بھی ہے جو بلا طہارت صحیح ہو؟ اس سوال کے جواب میں فرمایا: افضل واعلیٰ تمام عبادات بدنیہ جن کے لئے طہارت صغریٰ نہ کبریٰ، کچھ شرط نہیں، ذکر الہی ہے اور دعا و ذکر کا عبادت ہونا بدیہی ہے بلکہ ذکر ہی اصل جملہ عبادات ہے۔

قال تعالیٰ اقم الصلوٰۃ لذكریؑ

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میری یاد کے لئے نماز قائم رکھ۔ (ت)

اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے حدیث ہے:

الدعاء مخ العبادۃ - رواہ الترمذی عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

دُعا مغزِ عبادت ہے (اسے ترمذی نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا کرت)

(فتاویٰ رضویہ ج ۱۰ ص ۵۵۸)

(۳۴) سورۃ البقرہ کی آیت ۱۸۴ (فالان باشر وہن الخ) سے متعلق ایک سوال کے جواب میں فرمایا:

(۱) سب احکام مذکورہ کی طرف اشارہ ہے، معالم میں ہے:

تلك حدود الله یعنی تلك الاحكام التي ذكرها في الصيام والاعتكاف۔

یہ اللہ کی حدود ہیں یعنی یہ وہ احکام ہیں جن کا ذکر اس نے روزے اور اعتکاف کے بارے

میں فرمایا ہے۔ (ت)

بیضاوی میں ہے:

ای الاحکام التي ذكرت^۱ (یعنی وہ احکام جو پیچھے ذکر ہوئے ہیں۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) اس آیت (۱۸۴/۲) کا نزول من الفجر^۲ کے طور پر نہیں سحری کی تاخیر مستحب و

مسنون ہے۔ احادیث صحیحہ میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تعجیل افطار و تاخیر سحور کا حکم فرمایا

۱۔ القرآن الکریم ۱۴/۲۰

۲۔ جامع للترمذی ابواب الدعوات باب ما جاء في فضل الدعاء امین کمپنی دہلی ۱۴۳/۲

۳۔ معالم التنزیل (تفسیر البغوی) تحت الآیۃ ۱۸۴/۲ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱۱۳/۱

۴۔ انوار التنزیل (تفسیر البیضاوی) " " " " دار الفکر بیروت ۴۷۱/۱

۵۔ القرآن الکریم ۱۸۴/۲

اور ارشاد ہوا :

”میری امت ہمیشہ خیر سے رہے گی جب تک افطار میں جلدی اور سحر میں دیر کرے گی“
مگر تعجیلِ افطار کے معنی یہ ہیں کہ جب غروبِ آفتاب پر یقین ہو جائے فوراً افطار کر لے وہم و وسوسہ کو
داخل نہ دے، نہ بلا وجہ رافضیوں کی طرح شب کا ایک حصہ داخل ہونے کا انتظار کرے، ایسی جلدی کہ
ہنوز غروب میں شک ہو حرام و مفسدِ صوم ہے۔ اور تاخیرِ سحری کے معنی یہ ہیں کہ اُس وقت تک کھائے
جب تک طلوعِ فجر کا ظن غالب نہ ہو بخلاف افطار کے کہ وہاں بحالتِ شک روزہ جاتا رہتا ہے، وجہ فرق
یہ ہے کہ شرعِ مطہر کا قاعدہ کلیہ ہے کہ الیقین لایزول بالشک یعنی شک سے یقین زائل نہیں ہوتا۔
رات میں طلوعِ فجر کا جب تک شک نہ ہوا تھا بقائے لیل پر یقین تھا وقوعِ شک سے بھی یہ یقین زائل نہ ہوگا
اور رات ہی کا حکم رہے گا جب تک طلوعِ فجر کا ظن غالب نہ ہو۔ ولہذا ارشاد فرمایا :
حَقٌّ يَتَّبِعُ لَكُمْ الْخَيْطُ الْاَبْيَضُؕ يَهَانُ مَكَمَّكَ سَفِيْدٌ دُوْرًا تَهَارَى لَعْنَةُ خُبِّ ظَاهِرٍ
ہو جائے۔

اور افطار میں غروبِ شمس جب تک مشکوک نہ ہوا تھا دن پر یقین تھا تو حالتِ شک میں بھی وہی یقین
حاصل اور دن باقی سمجھا جائے گا اور اُس وقت روزہ کھولنا دن میں کھولنا ٹھہرے گا۔ زمانہ صحابہ کرام
رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے اب تک انھیں قواعد پر عمل رہا ہے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۱۰ ص ۵۶۲، ۵۶۳)
(۳۵) رویتِ ہلال میں نجومیوں کا قول معتبر نہیں، اس مسئلہ پر بحث کرتے ہوئے فرمایا،
اقول یہ شرعِ مطہر عالم ماکان و مایکون کے ارشادات ہیں، عالم اُمّی صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم کو معلوم تھا کہ سیرِ نیرین ضرور اس عزیزِ علیم کے حساب مقدر پر ہے۔
ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِؕ

یہ سادہا ہے زبردست جاننے والے کا۔ (ت)

اور کیوں نہ معلوم ہوتا حالانکہ انھیں پر نازل ہوا کہ : الشمس والقمر بحسبانؕ (سورج اور چاند

۱/۲۲۳	قدیمی کتب خانہ کراچی	باب تعجیلِ الافطار	صحیح البخاری
۵/۱۲۷	دار الفکر بیروت	مروی از ابوذر	مسند احمد بن حنبل
۲/۱۸۷ و ۳۶/۳۸			۱ القرآن الکریم
۴/۹۶			۳
۵/۵۵			۴

حساب سے ہیں۔ ت) باایں ہمہ اس عالم حقائق عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دریاب رویت ہلال حساب کو یک لخت ابطال و اہمال فرمایا کہ حضور جانتے تھے کہ یہ اُن محاسبات قطعیہ سے نہیں جن کا ذکر کرمۃ بحسابان میں ہے بلکہ ناقص و نامنضبط متاخرین اہل بیت کے تخمینات ہیں جن کا مختلف دشوار نہیں، ولہذا امام اہل بیت بطلمیوس نے مجسطی میں با آنکہ ثابت تک کے ظہور و اخفاء کے لئے فصل جہاگانہ وضع کی رویت ہلال کا اصلاً ذکر نہ کیا کہ وہ اصلاً اس کے انضباط پر قادر نہ ہوا، اور متاخرین نے جو کچھ لکھا ان شدید باہمی اختلافات کے بعد (جو مطالعہ شرح مواقف و شرح زیج سلطان وغیرہ سے ظاہر ہیں) خود بھی کوئی ضابطہ صحیحہ نہ بتا سکے ان یتبعون الا الظن و انت ہم الا یخوضون (وہ پیچھے نہیں جاتے مگر گمان کے اور وہ تو نہیں مگر اٹکلیں دوڑاتے ہیں۔ ت) کے مصداق رہے، ولہذا منجین کے ان حسابات میں اکثر عطا پڑی ہے۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۱۰ ص ۵۷۵)

(۳۶) کیا صبیح صادق معلوم کرنے کا کوئی قاعدہ کلیہ ہے یا آنکھوں سے دیکھنے پر انحصار ہے؟ اس سوال کے جواب میں فرمایا:

شریعت مطہرہ محمدیہ علیٰ صاحبہا افضل الصلوٰۃ والتحیۃ نے نماز و روزہ و حج و زکوٰۃ و عدت و فاقہ طلاق و مدت حمل و ایلا و تاویل عنین و منہائے حیض و نفاس و غیر ذلک امور کے لئے یہ اوقات مقرر فرمائے یعنی طلوع صبح و شمس و غروب شمس و شفق و نصف النہار و مثلیین و روز و ماہ و سال ان سب کے ادراک کا مدار رویت و مشاہدہ پر ہے ان میں کوئی ایسا نہیں جو بغیر مشاہدہ مجرد کسی حساب یا قانون عقلی سے مدرک ہو جاتا، ہاں رویت و مشاہدہ ان سب کے ادراک کا سبب کافی ہے اور یہی اس شریعت عامہ تامہ شاملہ کاملہ کے لائق شان تھا کہ تمام جہان کے لئے اُتری اور ان میں اکثر وہ ہیں کہ دقائق محاسبات ہیأت و زیج کی تکلیف انہیں نہیں دی جاسکتی،

انا مامۃ امیۃ لا نکتب ولا نحسب۔

ہم اُمّی اُمّت ہیں نہ لکھتے ہیں اور نہ حساب کرتے ہیں۔ (ت)

فرما کر اپنے غلاموں کے لئے ایک آسان اور واضح راستہ کھول دیا اور ان تمام اوقات کے لئے

حکیم حرم عزوجل جلالتہ نے دو کھلی نشانیاں مقرر فرمادیں، چاند اور سورج، جن کے اختلاف احوال پر نظر کر کے خواص و عوام سب اوقات مطلوبہ شرعیہ کا ادراک کر سکیں،

كما قال تعالى وجعلنا الليل والنهار آيتين فمحونا آية الليل وجعلنا آية النهار مبصرة لتبتغوا فضلا من ربكم ولتعلموا عدد السنين والحساب وكل شيء فصلناه تفصيلا۔ وقال تعالى يسئلونك عن الاهلة قل هي مواقيت للناس والحج۔ وقال تعالى كلوا واشربوا حتى يتبين لكم الخيط الابيض من الخيط الاسود من الفجر ثم اتموا الصيام الى الليل۔ وقال صلى الله تعالى عليه وسلم صوموا لرؤيته وافطروا لرؤيته۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اور ہم نے رات اور دن کو دو نشانیاں بنایا تو رات کی نشانی مٹی ہوئی رکھی اور دن کی نشانی دکھانے والی کہ اپنے رب کا فضل تلاش کرو اور برسوں کی گنتی اور حساب جانو، اور ہم نے ہر چیز خوب جدا جدا ظاہر فرمادی۔ اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: تم سے چاند کو پوچھتے ہیں تم فرمادو وہ وقت کی علامتیں ہیں لوگوں اور حج کے لئے۔ اور اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد: کھاؤ اور پیو یہاں تک کہ تمہارے لئے ظاہر ہو جائے سفیدی کا ڈورا سیاہی کے ڈورے سے پوچھٹ کر، پھر رات آنے تک روزے پورے کرو۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد اقدس ہے، تم چاند کو دیکھ کر روزہ رکھو اور چاند دیکھ کر چھوڑ دو۔ (ت)

پھر ان میں بعض تو وہ ہیں جن کا مدار صرف رویت پر ہی رہا وہ ہلال ہے کہ ان اللہ امدہ لرؤیتہ (بیشک اللہ تعالیٰ نے چاند کا مدار رویت پر رکھا ہے۔ ت) اس کے ظہور و خفا کے وہ اسباب کثیرہ نامنضبط ہیں جن کے لئے آج تک کوئی قاعدہ منضبط نہ ہو سکا۔ لہذا بطلمیوس نے محسّطی میں با آنکہ متخیرہ خمسہ و کواکب ثوابت کے ظہور و خفا کے لئے باب وضع کئے مگر رویت ہلال سے اصلاً بحث نہ کی، وہ جانتا تھا کہ یہ قابو کی چیز نہیں، اس کا میں کوئی ضابطہ کلیہ نہیں دے سکتا۔

۱۵ القرآن الکریم ۱۸۹/۲

۱۶ القرآن الکریم ۱۲/۱

۱۷ ۱۸۷/۲

۲۵۶/۱

قدیمی کتب خانہ کراچی

کتاب الصوم

صحیح البخاری

۳۶۲/۲

حدیث ۲۶/۲۱۲۴ دار المعرفۃ بیروت

۱۸ سنن الدارقطنی کتاب الصیام

بعد کے لوگوں نے اپنے تجارب کی بنا پر اگرچہ بلحاظ درجہ ارتفاع یا بعد سوائیا بعد معدل وقوس
تعديل الغروب وغیر ذلک کچھ باتیں کہیں مگر وہ خود ان میں بشدت مختلف ہیں اور باوصف اختلاف کوئی
اپنے قرار داد پر جازم بھی نہیں جیسا کہ واقف فن پر ظاہر ہے اسی لئے اہل ہیئت جدیدہ با آنکہ محض فضول
باتوں میں نہایت تدقیق و تعمق کرتے ہیں اور سالانہ المنک میں ہر روز کے لئے قر کے ایک ایک گھنٹہ کا میل
مطالع قرار ہر مہینہ میں آفتاب کے ساتھ اس کے جملہ انظار اجتماع و استقبال و تریع ایمن والیسر کے
وقت دیتے ہیں اور ہر تاریخ پر متحیرات و ثوابت کے ساتھ اس کے قرانات بیان کرتے ہیں مگر رویت
ہلال کا وقت نہیں دیتے، وہ بھی سمجھے ہوئے ہیں کہ یہ ہمارے بولتے کا نہیں، ولہذا ہمارے علمائے تصریح
فرمائی کہ اس بارہ میں قول اہل توقیت پر نظر نہ ہوگی۔ درمختار میں وہبانیہ سے ہے :

وقول اولی التوقیت لیس بموجبہ

اہل توقیت کا قول سبب وجوب نہیں بن سکتا۔ (ت)

اور باقی وہ ہیں کہ اگرچہ اُن کا اصل مدار رویت پر تھا مگر رویت ہی کے تکرر سے تجربہ نے ان کے بائے
میں ضوابط کلیہ دیئے جن کا ادراک بے رویت نہ ہو سکتا تھا مگر بعد ادراک وہ قاعدہ مقرر ہو کر وقت کو
قوانین علم ہیأت و زیک کے ضابطہ میں لے آنا میسر ہوا جس کے سبب ہم پیش از وقت حکم لگا سکتے ہیں کہ
فلاں وقت مطلوب شرعی فلاں گھنٹہ منٹ ہیکنڈ پر ہوگا۔ واقف فن کا وہ حکم لگایا ہوا کبھی خطا نہ کرے گا
کہ آخر مدارِ شمس و قمر کی چال پر ہے، اور ان کی چال عزیزہ علیم نے ایک حساب مضبوط پر منضبط فرمائی ہے۔
قال تعالیٰ الشمس والقمر بحسبان ۵ وقال تعالیٰ ذلک تقدیر العزیز العلیم ۶

ارشاد باری تعالیٰ ہے، سورج اور چاند حساب سے ہیں۔ اور ارشاد ربانی ہے، یہ حکم ہے

(فتاویٰ رضویہ ج ۱۰ ص ۶۱۷ تا ۶۱۹)

زبردست علم والے کا۔ (ت)

(۴۷) عورت چاہے عقیفہ اور ضعیفہ ہو محرم یا خاوند کے بغیر سفر حج پر نہیں جاسکتی۔ چنانچہ فرمایا،
عورت اگرچہ عقیفہ یا ضعیفہ ہو اُسے بے شوہر یا محرم سفر کو جانا حرام ہے۔ یہ عقیفہ ہے تو جن سے
اس پر اندیشہ ہے وہ تو عقیف نہیں، اور یہ ضعیفہ ہے تو سفر خصوصاً سفر حج میں اور زیادہ محتاج محرم ہے

کہ جہاز یا اونٹ پر چڑھانے اتارنے کے لئے ضعیفہ کو دوسرے شخص کی زیادہ حاجت ہے، ہاں اگر چلی جائے گی گنہ گار ہوگی، ہر قدم پر گناہ لکھا جائے گا مگر حج ہو جانے کا کہ معیتِ محرم شرطِ صحتِ حج نہیں۔ رہی واپسی، اگر اس کا شوہر یا محرم اس کے ساتھ حج کو جاسکتا ہے تو یہی مناسب ہے، اس صورت میں واپس کرنا مناسب نہیں۔ اگر زوج یا محرم کوئی نہیں، یا ہے مگر حج کو نہیں جاسکتا تو اگر ابھی مدتِ سفر تک نہیں گئی ہے واپسی لازم ہے، اور اگر مدتِ سفر تک قطع کر چکی تو شوہر یا محرم ہوں تو واپس لائیں کہ اس میں ازالہ گناہ ہے اور ازالہ گناہ فرض ہے۔

وقال الله تعالى يا ايها الذين امنوا قوا انفسكم واهليكم نارا۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے: اے ایمان والو! اپنے آپ کو اور اپنے اہل کو آگ سے بچا لو (ت) (فتاویٰ رضویہ ج ۱۰ ص ۷۰۶، ۷۰۷)

(۳۸) راستہ پُر امن نہ ہونے کے خدشات ہوں تو کیا وجوب حج ساقط ہو جاتا ہے؟ اس سوال کے جواب میں فرمایا،

افواہ کا اعتبار نہیں اگر واقعی ثابت ہو کہ راستہ میں امن نہیں تو وجوب نہ ہوگا کہ من استطاع الیہ سبیلاً (جو اس تک چل سکے۔ ت) صادق نہ آیا مگر یہ اس کے لئے ہے جس پر اسی سال وجوب حج ہوتا اور جن پر پہلے سے واجب ہو لیا ہے اور اپنی کاہلی سے اب تک ادا نہ کیا اُن پر سے وجوب ساقط نہیں ہو سکتا، غایت یہ کہ جس سال امن نہ ہونا ثابت ہو وجوب ادا نہ ہوگا، جب باذنہ تعالیٰ امن ہو جائے واجب الادا ہوگا۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۱۰ ص ۷۱۰، ۷۱۱)

(۳۹) زیارتِ زور و شریف حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کیا حکم ہے اور باوجود قدرت اس کا تارک یا مانع و منکر فضل شرعاً کیسا ہے؟ اس سوال کے جواب میں فرمایا،

زیارتِ سراپا طہارت حضور پُر نور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بالقطع والیقین باجماعِ مسلمین افضل قربات و اعظم حسنات سے ہے جس کی فضیلت و خوبی کا انکار نہ کرے گا مگر گمراہ بد دین یا کوئی سخت جاہل، سفیہ غافل، سخرہ شیاطین، والعیاذ باللہ رب العالمین۔ اس قدر پر تو اجماعِ قطعی قائم، اور کیوں نہ ہو، خود قرآن عظیم اس کی طرف بلاتا اور مسلمانوں کو رغبت دلاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا :

ولو انهم اذ ظلموا انفسهم جاءوك فاستغفروا الله واستغفر لهم الرسول لوجدوا الله توابا رحيما۔

یعنی اگر ایسا ہو کہ وہ جب اپنی جانوں پر ظلم یعنی گناہ و جرم کریں تیری بارگاہِ بیکس پناہ میں حاضر ہوں پھر خدا سے مغفرت مانگیں اور مغفرت چاہے ان کے لئے رسول، تو بیشک اللہ عز و جل کو توبہ قبول کرے تو الٰہ مہربان ہیں۔

امام سبکی شفاء السقام اور شیخ محقق جذب القلوب میں فرماتے ہیں :

”علماء نے اس آیت سے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حالِ حیات و حالِ وفات دونوں حالتوں کو شمول سمجھا اور ہر مذہب کے ائمہ مصنفین مناسک نے وقتِ حاضری مزار پر انوار اس آیت کی تلاوت کو آدابِ زیارت سے گنا“ (فتاویٰ رضویہ ج ۱۰ ص ۷۱۸)

(۴۰) مزید فرمایا :

آفتاب سے زیادہ روشن کہ ایسا شخص گمراہ، بد دین، خارقِ اجماعِ مسلمین، مستحقِ وعیدِ شدیدِ نولہ ماتولیٰ و نصلہ جہنم و ساءت مصیبتا (ہم اسے اس کے حال پر چھوڑ دیں گے اور اسے دوزخ میں داخل کریں گے اور کیا ہی بُری جگہ ہے پلٹنے کی۔ ت) ہے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۷ ص ۷۲۳)

(۴۱) کفار پر ایمان کے سوا اور عبادات فرض ہونے میں علماء کا اختلاف ہے۔ شافعیہ اور علماء عراقیین کا مذہب یہ ہے کہ عبادات فرض ہیں اور یہی معتمد و راجح تر ہے۔ اس کی تائید میں فرمایا :

علامہ ابن نجیم و محقق علائی نے فرمایا :

وهو المعتمد لان ظاهر النصوص يشهد لهم وخلافه تاويل۔

یہی معتمد علیہ ہے کیونکہ نصوص کا ظاہر اسی پر گواہ ہے اور اس کا خلاف تاویل ہے (ت) قرآن مجید میں صاف ارشاد ہوا :

لہ القرآن الکریم ۶۴/۴

لہ جذب القلوب باب پانزدہم در بیان حکم زیارت قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم نو کشور لکھنؤ ص ۲۱۱

لہ القرآن الکریم ۱۱۵/۴

لہ کشف الاستار حاشیہ در مختار حاشیہ ۷ کتاب الحج مطبع مجتبائی دہلی ۱۶۰/۱

ما سلکم فی سقر ۵ قالوا لہ تک من المصلین ۵ ولم تک نطعم المسکین ۵ وکنا نخوض مع الخائفین ۵ وکنا نکذب بیوم الدین ۵ حتی اثننا الیقین ۵

تھیں کس چیز نے جہنم میں پہنچایا، انھوں نے کہا ہم نمازی نہ تھے اور مسکینوں کو کھانا نہ کھلاتے اور سازشیں کرنے والوں کے ساتھ شریک ہو کر ہم بھی حصہ لیتے، اور ہم یوم جزا کا انکار کرتے یہاں تک کہ موت آگئی ۱۲ منہ (ت)

(فتاویٰ رضویہ ج ۱۰ ص ۷۷، ۷۸، ۷۹) (حاشیہ)

(۴۲) لفظ عبد کا اطلاق غلام پر درست ہے۔ اس کی تائید میں فرمایا،

اطلاق عبد بمعنی غلام قطعاً جائز و شائع اور قرآن و حدیث میں واقع، فقیر غفر اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب "البارقة الشارقة علی ماسرقة المشاركة" میں اس کی تحقیق مشبع لکھی اور اپنے رسالہ "مجیر معظم شرح قصیدہ اکیر اعظم" (۲، ۳، ۱۳۷ھ) میں بھی قدرے توضیح، اور گیارہ احادیث پر قناعت کی۔ یہاں اسی قدر کافی کہ رب الارباب عز وجل اللہ قرآن عظیم میں فرماتا ہے،

انکحوا الايامی متکم والصالحین من عبادکم واما شکم

نکاح کر دو اپنوں میں ان کا جو بے نکاح ہوں اور اپنے لائق غلاموں اور کنیزوں کا۔ (ت)

دیکھو اللہ تعالیٰ نے ہمارے غلاموں کو ہمارا عبد فرمایا اگرچہ ہمیں اپنے غلام کو یا عبدی نہ کہنا چاہئے کہ تو اضع کے خلاف ہے، حدیث میں اس کی ممانعت آئی نہ یہ کہ غلام بھی اپنے آپ کو اپنے آقا کا عبد نہ کہے ۱۲ منہ۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۱۰ ص ۸۲۵، ۸۲۶) (حاشیہ)

فتاویٰ رضویہ جلد ۱۱

(۱) ناچ اور باجے وغیرہ ممنوعات کے باوجود نکاح منعقد ہو جاتا ہے۔ ایسے نکاح کو ناجائز کہنے والے شخص کا رد کرتے ہوئے فرمایا:

امر بالمعروف ونہی عن المنکر عمدہ تمغائے مسلمانی ہے۔ اس نیک کام میں بہت لوگ حدود خداوندی کا خیال نہیں رکھتے اور تشدد و تعصب کو یہاں تک نباتے ہیں کہ ان کا گناہ ان جاہلوں کے گناہ

سے بدرجہا زائد ہو جاتا ہے جن کے لئے یہ ناصح مشفق بنے تھے، اور یہ بلا حضرات و ہابیہ میں بہت ہے ذرا ذرا اسی بات کو کفر، شرک، بدعتِ ضلالت، مغل اصل ایمان کہہ دیتے ہیں اور مطلق پاس و لحاظ اسلام و مسلمین دل میں نہیں لاتے۔ اسی طرح یہ قائل بھی اوروں کو ناپ چکانے سے روکتا تھا اور خود اس سے اشد گناہ یعنی شریعتِ مطہرہ پر افتراء کیا معہذا اس پر لازم کہ اہل ہند اکثر عوام مسلمین مرد و زن کو معاذ اللہ زانی و زانیہ اور ان کی اولاد کو ولد الزنا ٹھہرائے حالانکہ حق سبحنہ و تعالیٰ فرماتا ہے:

يَعْظُمُ اللَّهُ اَبْتَعُوْدِوَالْمَثَلَةُ اِبْدَا اَنْتُمْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِيْنَ

اللہ تعالیٰ تمہیں نصیحت فرماتا ہے کہ اب کبھی ایسا نہ کہنا اگر تم مومن ہو۔ (ت)

غرض امر بالمعروف و نہی عن المنکر کی بھی ایک حد مقرر ہے کہ اس سے تجاوز آدمی کو خود ترک معروف و ارتکاب منکر میں مبتلا کر دیتا ہے۔

وَمَنْ يَتَعَدَّ حُدُودَ اللَّهِ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهُ

جس نے حدود سے تجاوز کیا اس نے اپنے نفس پر ظلم کیا۔ (ت)

ہاں اگر دُولِ لُحْن میں سے کسی کا یہ عقیدہ و مذہب ہو کہ رنڈیوں کا یہ ناپ چ حلال و مباح ہے تو وہاں اس حکم کی گنجائش ہے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۱۱ ص ۱۰۹، ۱۱۰)

(۲) کوئی عورت طوائف کسی مرد آشنا کے ساتھ پردہ میں خاوند بیوی کی طرح رہتی ہے اور دوسرے مردوں سے اختلاط نہیں کرتی تو کیا شرعاً وہ اس مرد کی زوجہ تصور ہوگی؟ اس بارے میں فرمایا، اگر وہ مرد و زن مثل زوج و زوجہ رہتے، اور جو لوگ اُن کے حالاتِ خانگی سے واقف ہیں انھیں زوج و زوجہ تصور کرتے ہوں تو شرعاً زوج و زوجہ قرار پائیں گے نہ کہ زانی و زانیہ کہ مسلمان کی طرف بدکاری کی نسبت بے ثبوت شرعی ہرگز جائز نہیں۔ شارع نے جس قدر احتیاط اس بارے میں فرمائی دوسرے معاملہ میں نہ آئی، یہاں حسن ظن واجب اور تکذیبِ قاذف لازم۔ قال عز اسمه: لَوْلَا جَاءُوا عَلَيْهِ بِأَرْبَعَةِ شُهَدَاءَ الْاَيَةُ۔

اس پر اگر وہ چار گواہ پیش نہ کریں الْاَيَةُ۔ (ت)

۱۴/۲۴ الہ الفتر آن کریم

۱/۶۵ " ۲

۱۳/۲۴ " ۳

اور ارشاد ہوتا ہے :

وَلَوْلَا إِذَا سَمِعْتُمُوهُ قُلْتُمْ لَا آيَةَ

اور کیوں نہیں تم کہتے جب تم اسے سنتے ہو کہ آیت (ت)

اگر کوئی مسلمان حرم عاقل بالغ عقیف کی طرف نسبتِ زنا کرے اور چار گواہوں سے ثابت نہ کرے تو بعد طلب مقذوف کے اسے اُسی کوڑے مارے جاتے ہیں اور گواہی اس کی کبھی قبول نہیں ہوتی۔ قال اللہ تعالیٰ : وَالَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِالْآيَةِ (اور وہ لوگ جو تمہمت لگاتے ہیں الایۃ۔ ت) اسی طرح اگر تین گواہ معائنۂ زنا کی گواہی دیں اور چوتھا نہ ہو تو اُن گواہوں پر حدِ قذف لازم آتی ہے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۱۱ ص ۱۹۴، ۱۹۵)

(۳) جھوٹی گواہی کے بارے میں فرمایا :

جھوٹی گواہی دینے والے پر جو سخت ہولناک وعیدیں ارشاد ہوئی ہیں ہر مسلمان جانتا ہے یہاں تک کہ قرآن عظیم میں اسے بُت پوجنے کے برابر شمار فرمایا۔ قال تعالیٰ :

فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْأَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوا قَوْلَ الزُّورِ حُفَاءَ لِلَّهِ غَيْرِ مُشْرِكِينَ بِهِ۔

بُتوں کی نجاست سے بچو، جھوٹی بات سے پرہیز کرو شرک سے بچتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرتے ہوئے۔ (ت) (فتاویٰ رضویہ ج ۱۱ ص ۲۰۱)

(۴) زید ہندہ کو اس کے باپ کی عدم موجودگی میں جبراً اٹھا کر اپنے گھر لے گیا، پھر جبراً اس سے نکاح کرنے کا دعویٰ کیا جبکہ ہندہ کا کہنا ہے کہ باپ کی رضامندی کے بغیر مجھے یہ نکاح نہ پہلے منظور تھا نہ اب ہے۔ اس کے بارے میں فرمایا :

ایسی ناپاک کارروائی کے ساتھ کسی کی بیٹی کو بلا نکاح رخصت کرنا کہ لے جانا اگرچہ اسی قصد پر ہو کہ گھر لے جا کر نکاح کر لیں گے سخت شدید کبیرہ عظیمہ ملعونہ ہے جس کا مرتکب کہ اشد ظلم میں گرفتار ہے مستحق عذاب الیم نار ہے۔ اللہ عز و جل فرماتا ہے :

الْاَلْعَنَةُ عَلَى الظَّالِمِينَ۔

سُن لو خدا کی لعنت ہے ظلم کرنے والوں پر۔

(۵) مزید فرمایا،

مگر کسی کی بیٹی کو جبراً بلا نکاح لے جانا پھر بالجبر نکاح کرنا ظلم پر ظلم اور مسلمان کو عار لاحق کرنا ہے
 قال اللہ تعالیٰ لا اکسراہ فی الدین (اللہ تعالیٰ نے فرمایا: دین میں جبر نہیں۔ ت)۔
 (فتاویٰ رضویہ ج ۱۱ ص ۲۰۳)

(۶) مزید فرمایا،

گواہ دوکیل و معین جتنے لوگ اس واقعہ پر آگاہ ہو کر زید کی اعانت کریں گے سب اس کی
 مثل ظلم و حرام و استحقاق عذاب میں مبتلا ہوں گے۔

قال اللہ تعالیٰ ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان
 اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: گناہ و زیادتی پر ایک دوسرے سے تعاون نہ کرو۔ (ت)
 (فتاویٰ رضویہ ج ۱۱ ص ۲۰۲)

(۷) تعظیماً اللہ تعالیٰ کی شان میں جمع کا لفظ بولنے کے بارے میں فرمایا:

حرج نہیں اور بہتر صیغہ واحد ہے کہ واحد احد کے لئے وہی النسب ہے، قرآن عظیم میں
 ایک جگہ رب عز وجل سے خطاب جمع ہے مرتب اس جعول، وہ بھی زبانِ کافر سے ہے۔ اور تاج
 سے کہنا کہ تم یا آپ یا جناب نے قبول کی، اس میں بھی حرج نہیں۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۱۱ ص ۲۰۴)

(۸) دو بہنوں کے جسم کمر سے سُرین تک جڑے ہوئے ہیں ان کے نکاح کے بارے میں سوال کا
 جواب دیتے ہوئے فرمایا،

شرعیۃً مطہرہ نے کوئی مسئلہ لا جواب نہ چھوڑا، بھلا یہ صورت تو بہت بعید ہے، فرض کیجئے
 جو عورت ابتدائے بلوغ سے معاذ اللہ جذام و برص میں مبتلا ہو اور اس کے ساتھ ایسی کریمہ المنظر کہ
 اُسے کوئی قبول نہ کرتا نہ کہ بحالتِ جذام، اس کے لئے کیا صورت ہوگی، اسے شرع کیا حکم دے گی،
 ہاں اسے عفت و صبر کا حکم فرماتی ہے اور روزوں کی کثرت اس کا علاج بتاتی ہے۔ اللہ عز وجل
 فرماتا ہے:

ولیسْتَغْفِرَ الذِّینَ لَا یُجِدُونَ نِكَاحًا حَتَّى یَغْنِیَهُمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ ۖ
جو نکاح کی طرف کوئی راہ نہ پائیں وہ بچے رہیں جب تک اللہ اپنے فضل سے انھیں بے پرواہ کر دے۔
(فتاویٰ رضویہ ج ۱۱ ص ۲۲۰)

(۹) جہاں چھ ماہ کا دن اور چھ ماہ کی رات ہوتی ہے وہاں روزے کا حکم بیان کرتے ہوئے فرمایا،
اگر حکماً صورتِ تقدیر و اندازہ لیجئے بھی جس طرح دربارہٴ ایام طوال و جمال نمازوں کے لئے ارشاد
ہوا تو وہی قرآنِ عظیم جس نے فمن شہد منکم الشہر فلیصمه (جو تم میں سے ماہِ رمضان کو
پائے تو اس کا روزہ رکھے۔ ت) فرمایا اسی نے وعلی الذین یطیقونہ فدیۃ طعام
مسکین ۖ ارشاد کیا یعنی

جنہیں روزے کی قدرت نہ ہو ان پر بدلہ ہے ہر روزے کے عوض ایک مسکین کا کھانا اور جن کو اس کی
بھی استطاعت نہ ہو وہ حصولِ استطاعت کا انتظار کریں اور اپنے رب سے انابت و استغفار کہ
وہی قرآنِ کریم فرماتا ہے :

لَا یُکَلِّفُ اللَّهُ نَفْسًا اَلَّا وَسْعَهَا۔

خدا کسی کو اس کی طاقت سے زیادہ حکم نہیں دیتا۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۱۱ ص ۲۲۲)

(۱۰) فاحشہ عورت سے نکاح کرنے والے کے بارے میں فرمایا،
زنِ فاحشہ سے نکاح جائز ہے اگرچہ تا تب نہ ہوتی ہو، ہاں اگر اپنے افعالِ خبیثہ پر قائم
رہے اور یہ تا قدر قدرت انہ کو دہ کرے تو دقوث ہے اور سخت کبیرہ کا مرتکب، مگر یہ حکم اس کی
اس بے غیرتی پر ہے نفسِ نکاح پر اس سے اثر نہیں۔ حق سبحانہ و تعالیٰ نے محرمات گنا کر
فرمایا :

وَاحِلْ لَكُمْ مَا وَرَاءَ ذَٰلِكُمْ ۖ

اور ان کے سوا جو رہیں وہ تمہیں حلال ہیں۔ (ت)

۱۸۵/۲ القرآن الکریم

۲۸۶/۲ " ۵۴

۳۳/۲۴ القرآن الکریم

۱۸۴/۲ " ۵۳

۲۴/۴ " ۵۵

رہی آیہ کریمہ،

وَالزَّانِيَةُ لَا يَنْكِحُهَا الْإِنْسَانُ أَوْ مُشْرِكٌ وَحُرْمٌ ذَلِكَ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ۔

زانیہ عورت سے صرف زانی یا مشرک نکاح کرے اور مؤمنین پر یہ حرام ہے۔ (ت)

اس کا حکم منسوخ ہے قالہ سعید بن مسیب وجماعة (یہ سعید بن مسیب اور ایک جماعت کا قول ہے۔ ت) یا نکاح سے یہاں جماع مراد ہے کما قال حیدر الامۃ عبد اللہ بن عباس و سعید بن جبیر و مجاہد و الضحاك و عكرمة و عبد الرحمن بن زید بن اسلم و یزید بن ہارون (جیسا کہ امت کے ماہر عالم عبد اللہ بن عباس اور سعید بن جبیر اور مجاہد، ضحاك، عكرمة، عبد الرحمن بن زید بن اسلم، اور یزید بن ہارون کا قول ہے۔ ت)۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۱۱ ص ۲۳۵)

(۱۱) حرمتِ متعہ کے بارے میں فرمایا:

متعہ کی حرمت صحیح حدیثوں سے ثابت ہے۔ امیر المؤمنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کے ارشادوں سے ثابت ہے، صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے اقوالِ شریفہ سے ثابت ہے، اور سب سے بڑھ کر یہ کہ قرآن عظیم سے ثابت ہے۔ اللہ عز و جل فرماتا ہے:

وَالَّذِينَ هُمْ لِفُرُوجِهِمْ حَفِظُونَ ۚ اِلَّا عَلَىٰ اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَيْرُ مُلُومِينَ ۚ فَمَنْ ابْتَغَىٰ وَرَاءَ ذَلِكَ فَاُولَٰئِكَ هُمُ الْعَادُونَ ۙ

جو لوگ اپنی بیویوں اور لونڈیوں کے ماسوا سے اپنی شرمگاہوں کو محفوظ رکھتے ہیں وہ ملامت سے محفوظ ہیں اور جو لوگ غیر کے متلاشی ہیں وہ حد سے متجاوز ہیں۔ (ت)

(فتاویٰ رضویہ ج ۱۱ ص ۲۳۶)

(۱۲) متعہ کرنے والے کی امامت کے بارے میں سوال کا جواب دیتے ہوئے فرمایا:

متعہ بنصِ قطعی قرآن عظیم و اجماعِ ائمہ اہلسنت بلاشبہ باطل و حرام قطعی ہے۔ قال تعالیٰ فَمَنْ ابْتَغَىٰ وَرَاءَ ذَلِكَ فَاُولَٰئِكَ هُمُ الْعَادُونَ ۙ

۱۔ القرآن الکریم ۳/۲۴

۲۔ الدر المنثور تحت الآية ۳/۲۴

۳۔ القرآن الکریم ۲۳/۵ تا ۷

دار احیاء التراث العربی بیروت ۶/۱۲۲

۴۔ القرآن الکریم ۲۳/۷

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: جو شخص (بیویوں اور لونڈی ملوکہ) کے علاوہ غیر کی خواہش کرتا ہے وہ حد سے متجاوز ہے۔ (ت)

شخص مذکور اس کے ارتکاب اور کچہری میں اعلان سے فاسق معلن ہوا اس کی امامت ممنوع اور اس کے پیچھے نماز پڑھنی گناہ اور پھرنی واجب ہے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۱۱ ص ۲۳۹، ۲۴۰)

(۱۳) جمعہ کے دن نکاح کو ناجائز کہنے والے شخص کا رد کرتے ہوئے فرمایا: اس شخص کا یہ کہنا محض غلط اور شرعیت پر افتراء ہے، نکاح ہر دن جائز ہے، ہاں اگر اذان جمعہ ہو گئی تو اس کے بعد جب تک نماز نہ پڑھ لی جائے نکاح کی اجازت نہیں کہ اذان ہوتے ہی جمعہ کی طرف سعی واجب ہو جاتی ہے۔

قال تعالى يا ايها الذين امنوا اذا نودى للصلاة من يوم الجمعة فاسعوا الي ذكر الله و ذروا البيع

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے ایمان والو! جب جمعہ کے روز اس کی اذان ہو تو اللہ تعالیٰ کے ذکر کے لئے چل پڑو اور خرید و فروخت چھوڑ دو۔ (ت)

پھر بھی اگر کوئی بعد اذان نکاح کرے گا گناہ ہو گا مگر نکاح جائز و صحیح ہو جائے گا کما فی الہدایۃ فی البیع ان الکراہۃ للمجاور (جیسا کہ ہدایہ میں بیع کے بارے میں ہے کہ کراہت مجاور یعنی ترک سعی کی وجہ سے ہے۔ ت)

(فتاویٰ رضویہ ج ۱۱ ص ۲۴۱، ۲۴۲)

(۱۴) خواص منکوحہ کی اولاد کے بارے میں فرمایا:

خواص و کنیزک میں کوئی فرق نہیں وہ عورت کہ بملک شرعی کسی کی ملک ہو اس کی کنیز ہے، پھر اگر دوسرے کی کنیز سے اس کی اجازت سے اس نے نکاح کیا نکاح صحیح ہوا، اور باپ اگر شریف و نجیب ہے تو اولاد بھی شریف و نجیب ہے کہ شرعاً نسب باپ سے لیا جاتا ہے۔

قال الله تعالى وعلى المولود له من قهره

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اور جس کا بچہ ہے اس پر عورتوں کا خرچہ ہے۔ (ت)

(فتاویٰ رضویہ ج ۱۱ ص ۲۴۲)

۱۰ القرآن الکریم ۹/۶۲

۲۰/۲ مطبع یوسفی لکھنؤ

فصل فیما یکره

کتاب البیوع

۱۱ الہدایۃ

۱۲ القرآن الکریم ۲/۲۳۳

(۱۵) تن نجشی کرنے والوں کے بارے میں فرمایا ،

تن نجشی پر قناعت صریح زنا ہے اور اگر آگ حلال جانے تو کافر،

انما كان ذلك من خصائصه صلى الله تعالى عليه وسلم، قال تعالى خالصة

لك من دون المؤمنين

یہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خصائص میں سے ہے ، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ، یہ خالص

آپ کے لئے ہے مومنین کے لئے نہیں۔ (ت) (فتاویٰ رضویہ ج ۱۱ ص ۲۵۸)

(۱۶) زید نے اپنے سوتیلے بیٹے بکر کی مطلقہ سے بعد انقضائے عدت شادی کر لی ، اس کا حکم شرعی

بیان کرتے ہوئے فرمایا ،

جائز ہے ، وہ اس کی بہو نہیں کہ بکر اس کا بیٹا نہیں ، اس کی زوجہ کا بیٹا ہے۔

قال تعالى وحلائل ابنائکم الذین من اصلا بکم ، وقال تعالى واحل لکم

ما وراء ذلکم

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ، اپنے حقیقی بیٹے کی بیوی بننے والیوں سے (نکاح) حرام ہے۔ اور

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ، ان مذکورہ محرمات کے علاوہ باقی عورتیں تمہارے لئے حلال ہیں۔ (ت)

(فتاویٰ رضویہ ج ۱۱ ص ۲۶۷)

(۱۷) سوتیلی ساس سے نکاح کے بارے میں فرمایا ،

زوجہ کی سوتیلی ماں سے نکاح جائز ہے کہ سوتیلی ماں ماں نہیں ہوتی۔

قال الله تعالى ات امهاتهم الا الحاء ولدنهم ، وقال تعالى واحل لکم ما وراء

ذلکم

اللہ تعالیٰ نے فرمایا : ان کی مائیں صرف وہی ہیں جنہوں نے ان کو جنم دیا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ

نے فرمایا : ان کے ماسوا عورتیں تمہارے لئے حلال قرار دی گئی ہیں۔ (ت)

(فتاویٰ رضویہ ج ۱۱ ص ۲۷۰)

(۱۸) ماں کی خالہ زاد سے نکاح کے بارے میں فرمایا :

ماں کی خالہ کی بیٹی سے نکاح جائز ہے ،

قال تعالى واحل لكم ما وراء ذلکم

اللہ تعالیٰ نے فرمایا : ان کے پاس عورتیں تمہارے لئے حلال قرار دی گئی ہیں ۔ (ت)

(فتاویٰ رضویہ ج ۱۱ ص ۲۴۱)

(۱۹) حدیث لا تنکح المرأة علی عمتها ولا علی خالتها کے بارے میں ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے فرمایا :

لا تنکح المرأة علی عمتها ولا علی خالتها

پھوپھی اور خالہ کی موجودگی میں ان کی بھتیجی اور بھانجی سے نکاح نہ کیا جائے۔

حدیث صحیح مشہور ہے ، مع ہذا وہ مخالف قرآن نہیں بلکہ آیہ کریمہ وان تجمعوا بین الاختین^۳

(حرام ہے کہ دو بہنوں کو نکاح میں جمع کرو۔ ت) کی تفسیر ہے کہ اختیت سے ہر علاقہ محرمیت مراد ہے

علاوہ بریں کریمہ واحل لكم ما وراء ذلکم^۴ (ان کے پاس عورتیں تمہارے لئے حلال ہیں۔ ت) عام مخصوص منہ لبعض

ہے۔ قال اللہ تعالیٰ :

ولا تنکحوا المشرک حتی یؤمن ولامة مؤمنة خیر من مشرکة ولو اعجبتمکم^۵

مشرک عورتوں سے نکاح نہ کرو تاوقتیکہ وہ ایمان لائیں۔ اور مومن لونڈی ، مشرک سے بہتر ہے

اگرچہ مشرکہ تمہیں پسند ہو۔ (ت)

حدیث کلامی لا ینسخ کلام اللہ^۶ (میرا کلام اللہ کے کلام کو منسوخ نہیں کرتا۔ ت)

محض بے اصل ہے ، خود صحاح احادیث کثیرہ میں ہے کہ ارشاد فرماتے ہیں صلے اللہ تعالیٰ

علیہ وسلم :

دیکھو ایسا نہ ہو کہ کوئی پیٹ بھرا بے فکر اپنی مسند پر تکیہ لگائے یہ کہے کہ ہم نہیں

جانتے جو قرآن میں حلال پائیں گے اُسے حلال کہیں گے اور جو قرآن میں حرام

۱۔ القرآن الکریم ۴/۲۴

۲۔ صحیح مسلم کتاب النکاح

باب تحريم الجمع بين المرأة والحیث قدیمی کتب خانہ کراچی ۳/۲۵۳

۳۔ القرآن الکریم ۲/۲۲۱

۴۔ القرآن الکریم ۴/۲۳

۵۔ القرآن الکریم ۴/۲۴

۶۔ ۶/۶۰۲

دار الفکر بیروت

۷۔ الکامل فی ضعفاء الرجال ترجمہ بیرون بن واقد

پائیں گے اُسے حرام کہیں گے یہ
الا تاتى اوتيت القرأت و مثله معه سن لو میں قرآن دیا گیا اور قرآن کے ساتھ اس کا مثل۔
اور الاوانت ما حرم رسول اللہ مثل ما حرم اللہ سنو بیشک جسے رسول اللہ نے حرام
کیا وہ ایسا ہی حرام ہے جیسے اللہ نے حرام کیا۔

خود رب العزت تبارک و تعالیٰ قرآن عظیم میں کافروں کی حالت بیان فرماتا ہے،
ولا یحرمون ما حرم اللہ و رسولہ

کافر حرام نہیں جانتے ان چیزوں کو جنہیں اللہ اور اس کے رسول نے حرام کیا۔
اور مسلمانوں سے فرماتا ہے:

ما اتکم الرسول فخذوه و ما نہکم عنہ فانتہوا

جو کچھ رسول تم کو عطا فرمائیں اس کو لو اور جس چیز سے منع فرمائیں اس سے باز رہو۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۱۱ ص ۲۷۲، ۲۷۳)

(۲۰) خاوند غریب ہے اور لڑکی کا والد سوالا کھ مہر کی شرط لگاتا ہے تو نکاح منعقد ہو جائے گا، مگر
دونوں کی نیت ادائیگی کی ہونی چاہئے۔ چنانچہ فرمایا:

البتہ یہ ضرور ہے کہ طرفین اُسے دین سمجھیں اور شوہر نیت ادا رکھے۔ ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ
مخض مفلس تھے، نکاح کیا، مہر کثیر کی درخواست کی گئی، قبول فرمائی اور فرمایا: علی اللہ و علی
رسولہ المعول اللہ اور اس کے رسول پر بھروسہ ہے یعنی وہ عطا فرمادیں گے۔ چنانچہ ایسا ہی
ہوا۔ خود قرآن عظیم فرماتا ہے:

ولو اتھم رضوا ما اتھم اللہ و رسولہ و قالوا حسبنا اللہ سبوتینا اللہ من فضلہ
و رسولہ انا الی اللہ راغبون

۳ ص	ایچ ایم سعید کمپنی کراچی	باب اتباع سنت رسول اللہ	سنن ابن ماجہ
۲۷۶/۲	آفتاب عالم پریس لاہور	باب لزوم السنۃ	سنن ابی داؤد
۳ ص	ایچ ایم سعید کمپنی کراچی	باب اتباع سنت رسول اللہ	سنن ابن ماجہ

۲۹/۹ کہ القرآن الکریم

۵۹/۷ " ۵۵

۵۹/۹ " ۵۶

۲۷/۲۷ اور کیا اچھا ہوتا اگر وہ راضی ہوتے اللہ و رسول کے دیے پر اور کہتے ہمیں اللہ کافی ہے اب ہمیں دیتے
اللہ و رسول اپنے فضل سے، بیشک ہم اللہ ہی کی طرف رُفے نیاز لاتے ہیں۔

ایسی حالت میں کوئی الزام بھی نہیں بلکہ نکاح نیت صحیحہ اور حاجت صادقہ کے ساتھ کیا گیا ہے تو
حسب وعدہ صادقہ حدیث صحیح اللہ عز وجل اس دین کا ضامن ہے۔ امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ
نے ایک بار خطبہ میں مغالاة فی المہور یعنی حیثیت سے زیادہ مہرباندھنے پر انکار شدید فرمایا، حاضرین
میں سے ایک بی بی اٹھیں آیہ کریمہ ایتیم احدا مہن قنطارا (تم ان عورتوں کو ڈھیل ڈیتے ہو) تلاوت کی
جس میں سونے کا ڈھیر عورت کے مہر میں مقرر کرنا جائز فرمایا گیا۔ فوراً امیر المومنین نے انکار سے رجوع فرمائی
اور بکمال تواضع فرمایا،

اللهم کل احد افقه من عمر حتی المجدرات فی الحال^۲
اے اللہ! عمر سے ہر ایک زیادہ فقیہ ہے حتیٰ کہ پردہ دار عورتیں بھی۔ (ت)
ہاں یہ ناجائز ہے کہ مہرباندھے اور ادا کی نیت نہ ہو اگرچہ اس کی حیثیت سے کتنا ہی کم ہو۔
(فتاویٰ رضویہ ج ۱۱ ص ۲۸۳)

(۲۱) عدت کے بارے میں فرمایا،
عدت زن شوہر دار پر ہوتی ہے، جب شوہر مرے یا طلاق دے، اور ذات زوج کا حل زوج ہی
کا ٹھہرتا ہے۔ قال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:
الولد للفراش وللعاهر الحجر^۳
بچے کا نسب نکاح والے کے لئے ہے زانی کو محرومی (ت)
آیہ کریمہ میں اولات الاحمال سے یہی مراد ہے، صدر کلام میں خاص صورت طلاق ارشاد ہوئی ہے
اور اسی کی تفصیل فرمائی گئی ہے۔

یا ایہا النبی اذ طلقتم النساء فطلقوهن لعدتھن واحصوا العدۃ^۴۔

۱۔ القرآن الکریم ۲۰/۴
۲۔ السنن الکبریٰ للبیہقی لا وقت فی الصداق الخ دار صادر بیروت ۲۳۳/۲
۳۔ صحیح مسلم باب الولد للفراش الخ قیدی کتب خانہ کراچی ۴۰۰/۱
۴۔ القرآن الکریم ۶۵/۱

اے نبی (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ! عورتوں کو طلاق دیتے وقت ان کی عدت کا پاس کرو اور عدت کا شمار کرو۔ (ت)
(فتاویٰ رضویہ ج ۱۱ ص ۲۸۹)

(۲۲) قاضی نکاح خوانی شرعی قاضی نہیں، اس کے بغیر بھی نکاح ہو سکتا ہے اسے دعوت دینا ضروری نہیں۔ چنانچہ فرمایا،

قاضی کوئی شرط نکاح نہیں، آدمی جس سے چاہے پڑھوائے، چاہے مرد و زن دو گواہوں کے سامنے خود ایجاب و قبول کر لیں، اس نام کے قاضی کے لئے شرعاً کچھ اختیارات نہیں، نہ وہ اجرت کا مستحق جبکہ نکاح دوسرے نے پڑھایا، نہ قاضی کو دعوت نہ دینے میں کوئی الزام، یہ نکاح خوانی کے قاضی اسماء سمیت موهانتم و اباءکم صا انزل اللہ بہا من سلطان (یہ تمہارے اور تمہارے باپ دادا کے بنائے ہوئے نام ہیں اللہ تعالیٰ نے ان پر کوئی دلیل نہیں اتاری) (فتاویٰ رضویہ ج ۱۱ ص ۲۹۶، ۲۹۷) (۲۳) نکاح و رخصتی کے بعد لڑکی کے باپ نے کہا کہ لڑکی کو تم اپنے وطن نہ لے جانے کا اسٹامپ لکھ کر دو ورنہ میں لڑکی کو تمہارے ساتھ نہیں بھجوں گا، لڑکی کے باپ کا یہ عذر کیسا ہے۔ اس کے جواب میں فرمایا،

اگر مہر کل یا بعض پیشگی دینا قرار نہ پایا تھا یا قرار پایا تھا اور وہ ادا ہو گیا تو لڑکی کے باپ کا یہ عذر بیجا ہے اور وہ اسے نہیں روک سکتا۔

قال اللہ تعالیٰ واسکنوہن من حیث سکنتم من وجدکم
اللہ تعالیٰ نے فرمایا، بیویوں کو اپنے ساتھ سکونت دو گنجائش کے مطابق۔ (ت)
ہاں اگر کوئی صورت خاص ہو کہ سفر بہت طویل ہے اور وہاں تنہائی میں لڑکی کو ضرر رسانی کا ظن غالب ہے تو اس کے ثبوت پر بے بند و بست کافی وہاں لے جانے کی اجازت نہ دیں گے۔
قال اللہ تعالیٰ ولا تضاروہن لتضیقوا علیہن، وقال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لا ضرر ولا ضرار فی الاسلام۔

۱۔ القرآن الکریم ۴/۱

۲۔ " ۶/۶۵

۳۔ " ۶/۶۵

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ان کو تنگی دینے کے لئے ضرورت پہنچاؤ۔ اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اسلام ضرر اور نقصان پہنچانے کی اجازت نہیں دیتا۔ (ت)

(فتاویٰ رضویہ ج ۱۱ ص ۲۹۹، ۳۰۰)

(۲۴) سوتیلی خوشدامن کے ساتھ نکاح کے بارے میں سوال کا جواب دیتے ہوئے فرمایا:
نکاح مذکور بیشک جائز ہے، قال عز وجل،
واحل لکم ما وراہ ذلکم لہ

محرمات مذکورہ کے ماسوا تمہارے لئے حلال کی گئی ہیں۔ (ت)

علماء قاطبہ متون و شروح و فتاویٰ میں محرمات صہریہ زوجات اصول و فروع، اصول و فروع زوجات بتاتے ہیں نہ زوجہ اصول زوجہ وعدم الذکر فی امثال المقام ذکر العدم کما لایخفی (ایسے مقام میں ذکر نہ ہونا گویا نہ ہونے کا ذکر ہے جیسا کہ مخفی نہیں۔ ت)
اور سوتیلی ماں لفظ اتمہات میں ہرگز داخل نہیں، ورنہ آیہ تحریم میں حرمت علیکم امہاتکم (تم پر تمہاری مائیں حرام کی گئی ہیں۔ ت) کے بعد ولا تنکحوا ما نکح اباؤکم (جن سے تمہارے آباء نے نکاح کیا تم ان سے نکاح نہ کرو۔ ت) کیوں فرمایا جاتا۔ علماء تصریح فرماتے ہیں کہ سوتیلی ماں کی ماں اور اس کی بہن سب حلال ہیں۔ اگر سوتیلی ماں بھی ماں ہوتی تو یہ عورتیں اس کی نانی، بہن، خالہ قرار پاتیں۔ علامہ خیر الدین رملی فرماتے ہیں:

لا تحرم بنت زوج الام ولا امہ ولا ام من زوجة الاب ولا بنتہا۔

ماں کے خاوند کی بیٹی اور اس کی ماں اور باپ کی دوسری بیوی کی ماں اور بیٹی حرام نہیں (ت)
اصل یہ ہے کہ ساس کی حرمت اس وجہ سے نہیں کہ وہ خسر کی زوجہ ہے بلکہ اس لئے کہ وہ زوجہ کی ماں ہے، سوتیلی ساس میں یہ وجہ نہیں لہذا اس کی حلت میں کوئی شبہ نہیں۔
مسئلہ واضح ہے اور حکم ظاہر۔
(فتاویٰ رضویہ ج ۱۱ ص ۳۱۲)

۱	الفتاویٰ الکبیر	۲۴/۴
۲	"	۲۳/۴
۳	"	۲۲/۴
۴	فتاویٰ خیرہ	فصل فی المحرمات
	دار المعرفۃ بیروت	۲۳/۱

(۲۵) بلا اذن خاوند گھر سے نکلنے والی عورت کے نکاح ٹوٹ جانے سے متعلق عوامی خیال کا رد کرتے ہوئے فرمایا :

یہ جو عوام میں مشہور ہے کہ عورت بے اذن شوہر گھر سے نکل جائے تو نکاح سے نکل جائے محض غلط ہے۔ قال تعالیٰ :

وَالَّتِي تَخَافُونَ نُشُوزَهُنَّ فَعِظُوهُنَّ الْآيَةَ۔

جن عورتوں کی نافرمانی کا احساس کرتے ہو ان کو نصیحت کرو الْآيَةَ۔

تَخَافُونَ تَعْلَمُونَ وَمِنَ النُّشُوزِ الْخُرُوجُ بِلا اذن۔

یہاں تَخَافُونَ بمعنی تعلمون اور نُشُوز سے مراد اجازت کے بغیر گھر سے نکلنا ہے (ت) معاذ اللہ اگر ایسا ہو تو نکاح کی گرہ زنان ناقصات العقل والدین کے ہاتھ ہو جائے، جو عورت چاہے بے ارادہ شوہر سہل طور پر قید نکاح سے آزادی حاصل کر لے، حالانکہ اللہ عز و جل نے نکاح کی گرہ مرد کے ہاتھ میں رکھی ہے۔ قال عز و جل :

بَيِّدَةُ عَقْدَةِ النِّكَاحِ يَعْنِي الزَّوْجَ فِي قَوْلِ عَلِيٍّ وَسَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ وَسَعِيدِ بْنِ جَبْرِ وَغَيْرِهِمْ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمْ۔

اسی (خاوند) کے ہاتھ میں نکاح کی گرہ ہے۔ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ، سعید بن مسیب اور سعید بن جبیر وغیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اس سے خاوند مراد لیا ہے۔ (ت) اسی طرح عیاذاً باللہ عورت کے فسق و فجور سے بھی نکاح نہیں جاتا۔ قال تعالیٰ :

وَاللَّاتِي يَأْتِينَ الْفَاحِشَةَ مِنْ نَسَائِكُمْ سَاهُنَ مَعَ ذَلِكَ لِنِسَاءِهِمْ، وَقَالَ جَلَّ وَعَلَا وَالَّذِينَ يَرْمُونَ إِزْوَاجَهُمْ الْآيَةُ إِلَى قَوْلِهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى وَيَدْرَأُ عَنْهُمْ الْعَذَابُ الْآيَةَ۔

تمہاری بیویوں میں سے جو فحش کاری کی مرتکب ہو اس میں اس کے باوجود ان کو بیویاں فرمایا گیا ہے۔ اللہ جل و علا نے فرمایا : وہ لوگ جو اپنی بیویوں پر تہمت لگاتے ہیں الْآيَةُ، اور عورت

سے یوں سزا مل جائے گی، آخر آیت تک۔ (ت)

پس جبکہ زید نے ہنوز طلاق نہ دی نصیب بدستور اس کے نکاح میں باقی ہے اور بکر خواہ کسی کو، ہرگز اس سے نکاح حلال نہیں اگر کبھی لیا، تاہم جیسے اب تک وہ دونوں مبتلائے زنا رہے یوں ہی اس نکاح بے معنی کے بعد بھی زانیہ رہیں گے اور یہ جھوٹا نام نکاح کا کچھ مفید نہ ہوگا۔ قال تعالیٰ:

والمحصنات من النساء (شادی شدہ پاکیزہ عورتیں۔ ت)

پس چارہ کار یہی ہے کہ بکر نصیب فوراً جدا ہو جائیں اور اللہ عز و جل کے غضب سے ڈر کر اپنے ان کبیرہ گناہوں سے توبہ کریں۔ پھر نصیب زید کے پاس نہ رہنا چاہیے تو اسے اختیار ہے کہ زید کو طلاق کے بدلے مال دے کر خواہ بغیر مال دیتے طلاق حاصل کرے۔ قال المولیٰ سبحانہ و تعالیٰ:

فان خفتن الا یقینا حدود اللہ فلا جناح علیہما فیما افدت بہ ۱۰
اگر تمہیں ڈر ہے کہ عدل کے طور پر وہ دونوں حدود اللہ کو قائم نہ رکھ سکیں گے (تو خلع کے طور پر عورت کی طرف سے) فدیہ میں کوئی حرج نہیں ہے۔ (ت)

جب زید طلاق دے دے تو اب تین حیض کامل گزرنے کے بعد نصیب کو حلال ہوگا کہ بکر خواہ غیر بکر جس سے چاہے نکاح کر لے۔ قال سبحنہ و تعالیٰ:

والمطلقات یتربصن بانفسہن ثلاثۃ قروء ۱۱

طلاق شدہ عورتیں اپنے کو تین حیض تک روکے رہیں۔ (ت)

بکر نصیب اگر اس حکم الہی پر گردن رکھیں فہما، اور اگر نہ مانیں اور اسی حالت پر رہیں یا بے طلاق حاصل کئے آپس میں نکاح کر لیں تو ایمان والے مرد اور ایمان والی بیبیاں انہیں یک لخت چھوڑ دیں نہ اپنے پاس بیٹھنے دیں نہ خود ان کے پاس بیٹھیں۔ قال عز و جل:

واما ینسینک الشیطن فلا تقعد بعد الذکرۃ مع القوم الظالمین ۱۲

اور کبھی شیطان تجھے بھول میں ڈال دے تو یاد آنے کے بعد ظالموں کے پاس مت بیٹھ۔ (ت)

(فتاویٰ رضویہ ج ۱۱ ص ۳۱۳، ۳۱۴)

(۲۶) سالی سے نکاح کے بارے میں فرمایا:

”تأجیات زوجہ جب تک اسے طلاق ہو کر عدت نہ گزر جائے اس کی بہن سے جو اس کے باپ کے نطفے یا ماں کے پیٹ سے یا دودھ شریک ہے نکاح حرام ہے۔ قال تعالیٰ:
وان تجمعوا بین الاختین۔“

منع ہے کہ تم دو بہنوں کو جمع کرو۔ (ت)

اور ان کے سوا زوجہ کی رشتہ کی بہنیں مثلاً چچا، ماموں، خالہ، پھوپھی کی بیٹیاں اس کے شوہر پر ہر وقت حلال ہیں کل ذلک مصرح بہ فی کتب الفقہ (ان تمام مسائل کی تصریح کتب فقہ میں موجود ہے۔ ت)۔
(فتاویٰ رضویہ ج ۱۱ ص ۳۱۴، ۳۱۵)

(۲۷) بھتیج ہو اور بھانج ہو سے نکاح کے بارے میں فرمایا:

دونوں سے درست ہے، قال اللہ تعالیٰ:

واحلّ لکم ما وراء ذلکم۔“

اور مذکورہ محرمات کے علاوہ تمہارے لئے حلال کی گئی ہیں۔ (ت)

(فتاویٰ رضویہ ج ۱۱ ص ۳۱۵)

(۲۸) زید کا بیٹا ہندہ سے اور خود زید ہندہ کی بیٹی سے نکاح کر سکتے ہیں، اس سلسلہ میں فرمایا:

یہ دونوں نکاح حلال ہیں، قال اللہ تعالیٰ:

واحلّ لکم ما وراء ذلکم۔“

محرمات مذکورہ کے ما سوا تمہارے لئے حلال کی گئی ہیں۔ (ت)

ظاہر ہے کہ پسر زید کے لئے ہندہ اگر ہوگی تو باپ کی ساس ہوگی وذلک اذا تقدم نکاح ترید (اور یہ جب ہے کہ زید کا نکاح پہلے ہوا ہو۔ ت) اور باپ کی ساس حلال ہے جبکہ وہ اپنی نانی نہ ہو۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۱۱ ص ۳۱۶، ۳۱۷)

(۲۹) ہندہ منکوحہ کی ماں کو بجا لبت شہوت مس کرنے سے نکاح نہیں ٹوٹتا مگر دائمی حرمت لازم آتی

ہے۔ چنانچہ فرمایا:

ہندہ بکر پر حرام ابدی ہو گئی، بکر پر فرض کہ اسے چھوڑ دے، اگر نہ چھوڑے گا سخت گنہگار ہو گا اور ہندہ کے حق میں بھی گرفتار ہو گا۔ قال اللہ تعالیٰ :

فامساك بمعروف او تسريح باحسان، واذ قد فاتہ الامساك بالمعروف
لزمہ التسريح باحسان۔

بھلائی سے پاس رکھو یا اچھے انداز میں اس کو آزاد کر دو۔ اس صورت میں پاس رکھنا ممکن نہیں رہا لہذا اس کو چاہئے کہ چھوڑ دے۔ (ت)

مگر جب تک وہ ترک نہ کرے یا حاکم شرع تفریق نہ کر دے نکاح بیشک باقی ہے، دوسری جگہ ہرگز ہندہ کا نکاح جائز نہیں، ہاں بعد متارکہ یا تفریق حاکم شرع، پھر ہندہ کو اختیار ہو گا کہ بکر کے سوا جس سے چاہے نکاح کر دے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۱۱ ص ۳۲۱، ۳۲۲)

(۳۰) فقط ایک عورت کے بیان سے حرمت مصاہرت ثابت نہیں ہوتی۔ اس سلسلہ میں فرمایا :

عہ انظرھما فان الدرخص المتاركة بالنزوح وحقق الشامي انها تكون من المرأة ايضا وان لا فرق بينها وبين الفسخ، وقد تقررات حرمة المصاهرة ففسد النكاح وان في النكاح الفاسد لكل منهما فسخه ولو بغير محضر من صاحبه دخل بها او لا، وانظر ان غير البالغة هل لها اولوليها فسخ نكاحها الفاسد تحرم عن المعصية ام ينتظر بلوغها اذ لا معصية منها قبله والظاهر الاول فليحرر ۱۲ (م)

یہاں غور کرنا چاہئے کیونکہ در نے متارکہ کا حق خاوند کے لئے خاص کیا ہے، جبکہ علامہ شامی نے کہا کہ عورت کو بھی متارکہ کا حق ہے کیونکہ اس میں اور فسخ میں کوئی فرق نہیں، اور یہ بات ثابت شدہ ہے کہ حرمت المصاہرۃ نکاح کو فاسد کر دیتی ہے، جبکہ نکاح فاسد میں خاوند و بیوی دونوں کو ایک دوسرے کی موجودگی ہو یا نہ ہو، دخول کیا ہو یا نہ کیا ہو فسخ کا حق ہے، اور یہ بھی قابل غور ہے کہ نابالغہ کے فاسد نکاح میں نابالغہ یا اس کے ولی کو فسخ کا اختیار ہے تاکہ گناہ سے بچایا جاسکے یا اس کے بالغ ہونے کا انتظار کیا جائے گا اس بنا پر کہ اس سے قبل گناہ متصور نہیں، اور ظاہر پہلا احتمال ہے، اس کو واضح کرنا چاہئے۔ (ت)

تنہا ایک عورت کا بیان اصلاً قابلِ سماعت نہیں۔ قال اللہ تعالیٰ :
واشهدوا ذوی عدل منکم

اپنے دو عادل گواہ بناؤ۔ (ت)
(فتاویٰ رضویہ ج ۱۱ ص ۳۲۳)

(۱۴) قبل وضع حمل حاملہ کے نکاح کے بارے میں فرمایا ،
حمل اگر حلال ہے (یعنی وہ جس میں شرعاً نسب ثابت ہو) تو قبل از وضع اس کا نکاح کسی غیر
سے نہیں ہو سکتا۔ قال اللہ تعالیٰ :

واولات الاحمال اجلسن ان یضعن حملهن

حاملہ عورتوں کی عدت بچے کی پیدائش تک ہے۔ (ت)

ہاں شوہر سے جس کا حمل ہے نکاح جائز ، اس کی صورت یہ کہ بعد حمل رہنے کے شوہر نے طلاق
دے دی تو اگرچہ ہنوز وضع حمل نہ ہو اس سے نکاح ہو سکتا ہے بشرطیکہ طلاق مغلطہ ہو جس میں
حلالہ کی ضرورت پڑتی ہے۔
(فتاویٰ رضویہ ج ۱۱ ص ۳۲۳)

(۱۵) کیا پیر اپنی مریدی سے نکاح کر سکتا ہے۔ اس سلسلہ میں ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے
فرمایا :

پیر کو اپنی مریدہ سے نکاح قطعاً حلال ہے ، اسے ممنوع جاننا کتاب و سنت و اجماع امت و

عہ اس سے صاف ظاہر ہے کہ مریدہ کو اپنے پیر کے سامنے بے پردہ آنا ناجائز ہے۔ غضب تو یہ ہے کہ
اس زمانے کے بعض جاہل بیباک متصوف اس جھوٹے مسئلہ کو کہ مریدہ بیٹی ہے دستاویز بنا لیتے ہیں
اور تمام عورتوں کو جو ان کی مریدی کے جال میں پھنسی ہوتی ہیں حکم قطعی دیتے ہیں کہ ہمارے سامنے
بے پردہ و حجاب آیا کر۔ بلکہ تنہائیوں میں انہیں لے کر بیٹھتے ہیں ، حالانکہ یہ باتیں حرام قطعی ہیں ۔
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے زیادہ کوئی پیر نہیں وہ خود اپنے سامنے عورتوں کو بیباکانہ آنے
سے منع فرماتے۔ اور کبھی حضور پر نور نے نامحرم عورت کو ہاتھ نہ لگایا ، جو بیبیاں کہ حاضر خدمت ہو کر
بیعت چاہتیں آپ ان سے زبانی بیعت لیتے اور فرماتے ، تمہاری بیعت ہو گئی۔ کبھی ہاتھ میں ہاتھ لے کر
(باقی بر صفحہ آئندہ)

قیاس چاروں دلائل شرع سے محض باطل و بے اصل ہے، قرآن عظیم سے یوں کہ مولیٰ عزوجل نے حرام عورتیں گناہ فرمایا،

واحلکم ما وراء ذلکم

ان محرمات کے سوا سب عورتیں تمہارے لئے حلال ہیں۔ (ت)

تولا جرم مریدہ بھی کہ ان محرمات میں ذکر نہ فرمائی اس حکم حلت میں داخل رہی۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۱۱ ص ۳۲۵، ۳۲۶)

(۳۳) مزید فرمایا،

بلکہ پری مریدی بھی خود ایک استاد و شاگردی ہے، اگر یہ خیال باطل ٹھیک ہوتا تو اپنی شاگرد عورت سے بھی نکاح حرام ہوتا اور عورت کو علم سکھانا نکاح جاتے رہنے کا باعث ہوتا کہ اب وہ اس کی بیٹی ہو گئی حالانکہ قرآن و حدیث سے زوجہ کو شاگرد کرنا اور اپنی شاگرد عورت کو نکاح میں لانا دونوں باتیں ثابت۔ قال اللہ تعالیٰ،
یا ایہا الذین آمنوا قوا انفسکم و اہلیکم نامرا۔^۲

اے ایمان والو! اپنی جانوں اور اپنے گھروالوں کو دوزخ سے بچاؤ۔

ظاہر ہے کہ گھروالوں کو دوزخ سے بچانا بغیر مسائل سکھائے متصور نہیں کہ بچنا بے عمل اور عمل بے علم میسر نہیں، تو قرآن مجید صاف حکم فرماتا ہے کہ اپنی عورتوں کو علم دین سکھاؤ اور اس پر عمل کی ہدایت کرو۔
(فتاویٰ رضویہ ج ۱۱ ص ۳۲۷)

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

بیعت نہ لی شیطان کے مکر سے اللہ سبحانہ محفوظ رکھے۔ اور بعض جاہل مردوں کو ابلیس پر تبلیغ نے یوں ورغلیا اور ان کے ذہن میں یہ سمایا کہ جب ہمارے حالات ہمارے مرشد پر پوشیدہ نہیں تو پھر ہم کیوں اپنی عورتوں کا پیر حبی سے پردہ کرائیں، پس بے غل و غش پیر صاحب بحالت موجودگی و عدم موجودگی صاحب خانہ کے زمانے میں جاتے اور وہیں آرام کرتے ہیں۔ یہ رقم آٹم کا چشم دید تھا جو بیان میں آیا، والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ (مولوی نواب) سلطان احمد خاں بریلوی۔

(۳۴) زید نے اپنی منکوحہ ہندہ کی بہن سے نکاح کر لیا جبکہ ہندہ بھی اس کے نکاح میں ہے۔ اس مسئلہ میں فرمایا :

صورت مذکورہ میں زید کا اپنی سالی سے نکاح حرام قطعی ہوا۔

قال اللہ تعالیٰ وان تجمعوا بیت الاختین

اللہ تعالیٰ نے فرمایا : منع ہے کہ تم نکاح میں دو بہنوں کو جمع کرو۔ (ت)

اُس پر فرض ہے کہ فوراً اسے چھوڑ دے، پھر اگر ابھی سالی سے صحبت نہیں کی جب تو ہندہ اس کے لئے حلال ہے اور اگر اس سے صحبت کر لی تو اب اپنی منکوحہ ہندہ کے پاس بھی جانا حرام ہو گیا جب تک سالی کو چھوڑ کر اس کی عدت نہ گزر جائے، جب اسے چھوڑے گا اور اس کی عدت گزر جائے گا اس وقت ہندہ کو ہاتھ لگانا جائز ہوگا۔

(فتاویٰ رضویہ جلد ۱۱ ص ۳۳۰)

(۳۵) کیا چچا کے مرنے کے بعد چچی سے نکاح درست ہے؟ اس سوال کے جواب میں فرمایا : درست ہے، دلیل اس کی قول عز وجل : و احل لکم ما وراء ذلکم (ان محرمات کے علاوہ عورتیں تمہارے لئے حلال کی گئی ہیں۔ ت) ہے کہ حرام عورتوں کو شمار فرما کر ارشاد ہوا ان کے سوا سب عورتیں تمہارے لئے حلال ہیں۔ حرام عورتوں میں چچی کو نہ شمار فرمایا نہ شرع میں کہیں اس کی تحریم آئی تو ضرور وہ حلال عورتوں میں سے ہے۔

(فتاویٰ رضویہ جلد ۱۱ ص ۳۳۲)

(۳۶) باپ کی سالی سے نکاح کے بارے میں سوال کا جواب دیتے ہوئے فرمایا : صورت متفسرہ میں عمرو و سلمیٰ کا نکاح جائز ہے کہ باپ کی سالی جبکہ اپنی حقیقی یا رضاعی ماں کی سگی یا سوتیلی یا مادری یا رضاعی بہن نہ ہو حلال ہے خواہ کسی ہو خواہ رضاعی۔ قال اللہ تعالیٰ : و احل لکم ما وراء ذلکم

محرمات مذکورہ کے سوا تمہارے لئے حلال ہیں۔ (ت)

سوتیلی خالہ کہ حرام ہے اس کے معنی حقیقی یا رضاعی ماں کی سوتیلی بہن نہ کہ سوتیلی ماں کی حقیقی یا رضاعی بہن۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(فتاویٰ رضویہ ج ۱۱ ص ۳۴۰)

(۳۷) ایک شخص پانچ سال سے لاپتہ ہے کیا اس کی بیوی دوسرا نکاح کر سکتی ہے؟ اس سوال کے جواب میں فرمایا:

ہرگز یوں نکاح نہیں کر سکتی، قال اللہ تعالیٰ:

والمحصنات من النساء۔

شادی شدہ عورتیں حرام ہیں۔ (ت)

اس پر لازم ہے کہ وہ صبر و انتظار کرے یہاں تک کہ اس کے شوہر کی ولادت کو شتر برس گزر جائیں اس کے بعد اس کی موت کا حکم کیا جائے۔

فی جواہر الاخلاطی یحکم بموتہ بعد سبعین سنة وعلیہ الفتویٰ۔

جواہر الاخلاطی میں ہے گم شدہ کی عمر کے شتر سال پورے ہونے کے بعد اس کی موت

کا حکم کیا جائے گا۔ اسی پر فتویٰ ہے۔ (ت) (فتاویٰ رضویہ ج ۱۱ ص ۳۴۴)

(۳۸) شیعہ عورت سے سنی کے نکاح کرنے کے بارے میں فرمایا:

حضرات شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما پر لعنت کرنے والے بلاشبہ لعنت الہی کے مورد ہیں، اولئک یلعنہم اللہ ویلعنہم اللاعنون۔

یہ وہ لوگ ہیں کہ ان پر اللہ تعالیٰ لعنت فرماتا ہے اور سب لعنت کرنے والے لعنت کرتے ہیں۔ (ت)

احادیث صحیحہ کثیرہ اس معنی پر ناطق ہیں، تو ایک ملعونہ سے صحبت رکھنا کیونکر شرع مطہر کو

گوارا ہوگا۔ واللہ الہادی۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۱۱ ص ۳۴۶)

(۳۹) حرمتِ متعہ کو ثابت کرتے ہوئے فرمایا:

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

والذین ہم لفرو جہم خفطون ۵ الا علی انہ واجہم او ما ملکت ایمانہم

فانہم غیر مملوین ۵ فمن ابتغی وراء ذلك فاولئک ہم العادون ۵

۱۔ القرآن الکریم ۲۴/۲

ما تل مفقود

قلمی نسخہ

ص ۱۲۲

۲۔ جواہر الاخلاطی

۳۔ القرآن الکریم ۲۳/۵ تا ۷

۴۔ القرآن الکریم ۲/۱۵۹

وہ لوگ جو اپنی شرمگاہوں کو بچائے ہوئے ہیں مگر اپنی بیبیوں یا اپنی شرعی کینزوں پر کہ ان پر کچھ ملامت نہیں تو جو اس کے سوا کوئی اور راہ طلب کرے تو وہی لوگ ہیں حد سے بڑھنے والے۔
 ظاہر ہے کہ زنِ ممتوعہ نہ اُس کی بی بی ہے نہ کنیز شرعی، تو یہ وہی تیسری راہ ہے جو خدا کی باندھی ہوئی حد سے جدا اور حرام و گناہ ہے۔ - رب تبارک و تعالیٰ مردوں سے فرماتا ہے،
 محصنین غیر مسافحین ولا متخذیٰ اخدان لہ
 نکاح کرو بی بی بنا کر، قید میں رکھنے کو نہ پانی گرانے اور نہ آشنا بنانے کو۔
 عورتوں سے فرماتا ہے،

محصنت غیر مسافحت ولا متخذات اخدان لہ

قید میں آئیاں نہ مستی نکالتیاں نہ یار بناتیاں۔
 ظاہر ہے کہ متعہ بھی مستی نکالنے پانی گرانے کا صیغہ ہے، نہ قید میں رکھنے بی بی بنانے کا۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۱۱ ص ۳۴۹، ۳۵۰)

(۴۰) بھائی کی بیوی سے نکاح کے بارے میں فرمایا،

جائز است بالاتفاق بعد افرق بموت یا طلاق برادر اصغر باشد یا اکبر، قال عز وجل،
 واحل لكم ما وراء ذلکم۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

چھوٹے یا بڑے بھائی کے طلاق دینے یا فوت ہونے کے سبب جدائی کے بعد بالاتفاق جائز ہے۔
 اللہ تعالیٰ نے فرمایا، محرمات مذکورہ کے سوا تمہارے لئے حلال ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۱۱ ص ۳۵۱)

(۴۱) زید نے ساس سے زنا کیا جس کا اس کی بیوی کو علم ہے، اس کے باوجود وہ اکٹھے رہ رہے ہیں، اس کے بارے میں حکم شرعی بیان کرتے ہوئے فرمایا،

زوجہ زید اس پر حرام ہو گئی اگرچہ اسے اس واقعہ شنیعہ کا علم بھی نہ ہوتا اقول وبالله التوفیق اس کی دلیل جلیل قولِ مولیٰ عز وجل و تبارک و تعالیٰ سے ہے،

لہ العتہ ان الکیم ۵/۵

۲۵/۴ " ۲۵

۲۳/۴ " ۲۳

وہا بائیکہ الٹی فی حجو رکہ من نساء کہ الٹی دخلتم بہن فان لہ تکنونا دخلتم بہن
فلا جناح علیکم ۱۰

تم پر حرام کی گئیں تمہاری گود کی پالیاں اُن عورتوں کی بیٹیاں جن سے تم نے صحبت کی پھر اگر تم نے
اُن سے صحبت نہ کی ہو تو تم پر کچھ گناہ نہیں۔

اس آیت کریمہ میں زینِ مدخلہ کی بیٹی حرام فرمائی اور جس طرح وصف الٹی فی حجو رکہ یعنی اس کی
گود میں پلنا بالاجماع شرطِ حرمت نہیں، مثلاً زید کسٹی پچیس سال والی عمر کی عورت سے نکاح کرے اور
اس کے پہلے شوہر سے اس کی ایک بیٹی چار دہ سالہ ہو جسے گود میں پالنا درکنار زید نے آج سے پہلے کبھی
دیکھا بھی نہ ہو تو کیا زید کو حلال ہو سکتا ہے کہ اس لڑکی سے بھی نکاح کر لے اور مادر و دختر دونوں کو
تصرف میں لائے، لا الہ الا اللہ یہ ہرگز شریعتِ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نہیں، اسی
طرف وصف نساء کہ یعنی اُن مدخولات کا زوجہ و منکوحہ ہونا بھی بالاتفاق شرط نہیں۔ کیا لیلیٰ و سلمیٰ
ماں بیٹی دونوں جس کی کنیز شرعی ہوں اُسے حلال ہے کہ دونوں سے جماع کیا کرے، مادر و دختر دونوں
ایک کے پلنگ پر، عیاذُ باللہ، یہ شریعتِ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کس درجہ بعید ہے
حالانکہ ہرگز کنیزیں نساء کہ میں داخل نہ ان کی بیٹیوں پر ہا بائیکہ صادق، غالباً ان حراموں کو حلال
بتاتے ہوئے غیر مقلد صاحب بھی شرم کریں۔ تو ثابت ہوا کہ نکاح جس طرح بحکمِ تمتہ آیت فان لہ تکنونا
دخلتم بہن تحریمِ دختر کے لئے کافی نہیں یونہی شرط و ضروری بھی نہیں یعنی نہ وہ علت ہے نہ حیزر علت۔
اب آیت کریمہ میں نہ رہا مگر الٹی دخلتم بہن یعنی اُن عورتوں کی بیٹیاں جن کے ساتھ تم نے صحبت کی۔
معلوم ہوا صرف اسی قدر علتِ تحریم ہے اور یہ قطعاً مزنیہ میں بھی ثابت کہ وہ ایک عورت ہے جس کے ساتھ
اس نے صحبت کی، لاجرم بحکمِ آیت اس کی بیٹی اس پر حرام ہوگئی، نظیر اس کی اسی بیانِ محرمات میں
قولہ عز و شانہ؛

وحلائل ابنائیکہ الذین من اصلا بکم ۱۱

حرام کی گئیں تم پر تمہارے اُن بیٹیوں کی جو روئیں جو تمہاری پشت سے ہیں۔

کہ جس طرح الذین من اصلا بکم یعنی بیٹے کا اس کی پشت سے ہونا اخراجِ متبنی کے لئے ہے

نہ اخراجِ نبیره و بنسہ کے واسطے، یونہی وصفِ حلائل یعنی بیٹے کی جو رو ہونا بھی ملحوظ نہیں، بیٹے کی کنیز مدخولہ بھی ضرور حرام، اور وہ لفظِ حلیلہ میں داخل نہیں، اور اگر اشتقاقی معنی لیجئے یعنی جو بیٹے پر حلال ہے، تو اب عمومِ تحریم صحیح نہ رہے گا کہ بیٹے کی کنیز مطلقاً حرام نہیں جب تک مدخولہ نہ ہو، یہی حال و لمہات نسائکم کا ہے کہ حرام کی گئیں تم پر تمہاری عورتوں کی مائیں، یہاں بھی نصفِ زوجیت کی قید نہیں کہ کنیز مدخولہ کی ماں بھی بدلیل مذکور بالا اتفاق حرام، بعینہ اسی دلیل سے ولا تنکحوا ما نکح اباؤکم من النساء (اپنے باپوں کی منکوحہ بیویوں سے نکاح نہ کرو۔ ت) میں اگر بمعنی عقد لیجئے تو عقد غیر قید اور بمعنی وطی لیجئے تو وہ ہمارے عین مذہب، یا لفظ ان سب مواضع میں مطح نظر صرف مدخولہ ہونا ہے اگرچہ بلا نکاح و بس۔ اب دخلتم بہن میں مولیٰ عز وجل نے دخولِ حلال و حرام کی کوئی قید ذکر نہ فرمائی اور اس کے اطلاق میں دونوں داخل، تو جو مدعی تخصیص ہو دلیل پیش کرے اور دلیل کہاں بلکہ دلیل اس کے خلاف پر قائم، کیا جس نے اپنی منکوحہ سے صرف حالتِ حیض یا نفاس یا صوم یا اعتکاف یا احرام میں صحبت کی، اس کی بیٹی اس پر حرام نہ ہوتی قطعاً اجماعاً حرام ہوتی حالانکہ یہ دخولِ حرام تھا بلکہ علمائے کرام نے بہت وہ صورتیں ذکر فرمائیں جن میں دخول تو دخولِ عورت ہی کو اس کے لئے حلال نہیں کہہ سکتے اور اس سے وطی بالاتفاق موجب تحریم دختر موطوءہ ہو جاتی ہے مثلاً ایک کنیز دو مولے میں مشترک ہے ان میں سے جو اس سے مقاربت کرے گا دخترِ کنیز اس پر حرام ہو جائے گی، یونہی اپنے پسر کی کنیز یا اپنی کنیز کا فرہ غیر کتابیہ یا اپنی اس عورت سے جماعت جس سے ظہار کیا اور کفارہ نہ دیا، یہ سب بالاتفاق ان عورتوں کی بنات کو حرام کر دیتی ہیں حالانکہ یہ عورات ہمرے سے خود ہی حلال نہ تھیں۔

اقول ان مسائل سے مسئلہ زنِ مظاہرہ تو استناد بالاتفاق کا بھی محتاج نہیں کہ اس پر خود آنِ عظیم دلیل شافی، ظہار بنصِ قرآن مزیل نکاح نہیں تو زنِ مظاہر بلاشبہ نسائکم میں داخل، اور بعد وطی دخلتم بہن بھی حاصل، تو قطعاً اس کی دختر کو حکمِ حرمت شامل، زید نے ہندہ سے نکاح کیا اور قبل صحبت ظہار کر لیا بعدہ مشغول بجناح ہوا اور کفارہ نہ دیا، کیا اس صورت میں اسے روا ہے کہ ہندہ کی بیٹی سے بھی نکاح کر لے۔ حاشا للہ! یہ شریعتِ محمد رسول اللہ نہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، حالانکہ بعد ظہار عورت بنصِ قرآن اس پر حرام ہو گئی اور جب تک کفارہ

نہ دے اسے ہاتھ لگانا جائز نہ تھا۔ تو ثابت ہوا کہ نہ نکاح شرط نہ وطی کا یہ وجہ حلال ہونا لازم بلکہ مناط حرمت صرف وطی ہے، اور حاصل آیت کریمہ یہ کہ جس عورت سے تم نے کسی طرح صحبت کی اگرچہ بلا نکاح اگرچہ بوجہ حرام، اس کی بیٹی تم پر حرام ہوگئی۔ یہی ہمارے ائمہ کرام کا مذہب اور یہی اکابر صحابہ کرام مثل حضرت امیر المومنین عمر فاروق اعظم و حضرت علامہ صحابہ عبداللہ بن مسعود و حضرت عالم الفتنہ آن عبداللہ بن عباس و حضرت اقرؤ الصحابہ ابی بن کعب و حضرت عمران بن حصین و حضرت جابر بن عبداللہ و حضرت مفتحہ چار خلافت صدیقہ بنت الصدیق محبوبہ محبوب رب العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیہم اجمعین و جمایمہ ائمہ تابعین مثل حضرات امام حسن بصری و افضل التابعین سعید بن المسیب و امام اجل ابراہیم نخعی و امام عامر شعبی و امام طاووس و امام عطاء بن ابی رباح و امام مجاہد و امام سلیمان بن لیسار و امام حماد اور اکابر مجتہدین مثل امام عبدالرحمن اوزاعی و امام احمد بن حنبل و امام اسحق بن راہویہ اور ایک روایت میں امام مالک بن انس کا ہے رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۱۱ ص ۳۵۴ تا ۳۵۶)

(۴۲) شیعہ وغیرہ بد مذہبوں سے شادی کے بارے میں فرمایا :
جو ان میں کوئی عقیدہ کفر رکھتا ہے جیسے آج کل کے عام رافضی، اس کے ساتھ تو کسی کا نکاح ہو ہی نہیں سکتا یہاں تک کہ خود اس کے ہم مذہب کا بھی، اور جو بد مذہب عقائد کفر سے بچا ہو اس کے ساتھ نکاح اگرچہ بانی معنی درست کہ لیں تو درست ہو جائے گا زنا نہ ہوگا مگر بد مذہبوں کے ساتھ ایسا بڑا علاقہ پیدا کرنے سے دور بھاگنا لازم، زوجیت وہ عظیم رشتہ ہے کہ خواہی خواہی باہم انس و محبت و الفت پیدا کرتا ہے۔ قال تعالیٰ :

وَمِنْ آيَاتِهِ أَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِنْ أَنْفُسِكُمْ أَزْوَاجًا لِتَسْكُنُوا إِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَوَدَّةً وَرَحْمَةً إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ لِقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ

اللہ کی نشانیوں سے ہے کہ اس نے بنائیں تمہارے لئے تمہاری ہی جنس سے جو روتیں کہ تم ان کی طرف رغبت کرو ان سے مل کر چپن پاؤ اور تمہارے آپس میں دوستی اور مہر رکھی، بیشک اس میں ٹھیک نشانیاں ہیں سوچنے والوں کے لئے۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۱۱ ص ۳۶۸)

(۴۳) اسی سلسلہ میں مزید فرمایا :

اور اپنی بیٹی دینا تو سخت قہر، قاتل زہر ہے کہ عورتیں مغلوب و محکوم ہوتی ہیں۔ قال اللہ تعالیٰ :

الرجال قوامون على النساء

مرد، عورتوں کے منتظم ہیں۔ (ت)

(فتاویٰ رضویہ ۱۱ ص ۳۶۹)

(۴۴) **فائدہ :** آیہ کریمہ واحلکم ما وراء ذلکم میں حل بمعنی عدم حرمت و طی ہے جو گناہ کے منافی نہیں۔ (فتاویٰ رضویہ جلد ۱۱ ص ۳۸۸)

(۴۵) **سُنیہ حنفیہ عورت کا کسی غیر مقلد سے نکاح کرنے کے بارے میں بحث کرتے ہوئے فرمایا :**

ثم أقول وبالله التوفيق (پھر میں کہتا ہوں اور توفیق اللہ تعالیٰ ہی سے ہے۔ ت) اگر نظر تحقیق کو رخصت جولاں دیجئے تو بد مذہب سے سُنیہ کی تزویج ممنوع ہونے پر شرع مطہر سے دلائل کثیرہ قائم ہیں، مثلاً :

دلیل اول : قال عز وجل :

واما ينسبك الشيطان فلا تقعد بعد الذكوى مع القوم الظالمين

اور اگر شیطان تجھے بھلا دے تو یاد آنے پر ظالموں کے پاس نہ بیٹھ۔

بد مذہب سے زیادہ ظالم کون ہے اور نکاح کی صحبتِ دائمہ سے بڑھ کر کون سی صحبت، جب ہر وقت کا ساتھ ہے اور وہ بد مذہب تو ضرور اس سے نا دیدنی دیکھے گی تا شنیدنی سنے گی اور انکار پر قدرت نہ ہوگی۔ اور اپنے اختیار سے ایسی جگہ جانا حرام ہے جہاں منکر ہو اور انکار ہو سکے نہ کہ عمر بھر کے لئے اپنے یا اپنی قاصرہ مقسورہ عاجزہ مقہورہ کے واسطے اس فضیحہ شنیعہ کا سامان پیدا کرنا۔

دلیل دوم : قال تبارک وتعالیٰ :

ومن آیتہ ان خلقکم من انفسکم انما واجالتسکنوا الیہا وجعل بینکم

مودۃ ورحمۃ۔

۱۔ الفتنہ آن الکریم ۳۲/۴

۲۔ " ۶۸/۶

۳۔ " ۲۱/۳۰

اللہ کی نشانیوں سے ہے کہ اس نے تمہیں میں سے تمہارے جوڑے بنائے کہ ان سے مل کر چہین پاؤ اور تمہارے آپس میں دوستی و مہر رکھی۔

اور حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :
ان للزوج من المرأة لشعبة ما هي لشيء - رواه ابن ماجة والحاكم عن محمد بن عبد الله بن جحش رضي الله تعالى عنه -

عورت کے دل میں شوہر کے لئے جو راہ ہے کسی کے لئے نہیں (اس کو ابن ماجہ اور حاکم نے محمد بن عبد اللہ بن جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے۔ ت)

آیت گواہ ہے کہ زن و شوئی وہ عظیم رشتہ ہے کہ خواہی خواہی باہم انس و محبت و الفت و رافت پیدا کرتا ہے۔ اور حدیث شاہد ہے کہ عورت کے دل میں جو بات شوہر کی ہوتی ہے کسی کی نہیں ہوتی۔ اور بد مذہب کی محبت ستم قاتل ہے۔ اللہ عز و جل فرماتا ہے :

ومن يتولهم صنگم فانه منهم

تم میں جو ان سے دوستی رکھے گا وہ انہیں میں سے ہے۔
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

المرء مع من احب - رواه الاثمة احمد والستة الا ابن ماجة عن انس و
الشيخان عن ابن مسعود واحمد ومسلم عن جابر وابوداؤد عن ابی ذر والترمذی
عن صفوان بن عسال وفي الباب عن علي و ابی هريرة و ابی موسى وغيرهم رضى الله
تعالى عنهم -

اُدوی کا حشر اُسی کے ساتھ ہو گا جس سے محبت رکھتا ہے (اس کو ابن ماجہ کے سوا امام احمد اور صحاح ستہ کے ائمہ نے روایت کیا ہے حضرت انس سے اور بخاری و مسلم نے ابن مسعود سے، احمد و مسلم نے جابر سے، ابوداؤد نے ابو ذر سے، اور ترمذی نے صفوان بن عسال سے، اور اس

لہ المستدرک للحاکم کتاب معرفة الصحابة دار الفکر بیروت ۶۲/۴

سنن ابن ماجہ ابواب الجنائز باب ماجار فی البکار علی المیت ایچ ایم سعید پبلی کراچی ص ۱۱۵

لہ القرآن الکریم ۵/۵۱

۳۴۳/۲

آفتاب عالم پریس

کتاب الادب

سنن ابی داؤد

۳۳۲/۲

صحیح مسلم باب المرء مع من احب

صحیح البخاری باب علامة الحب فی الله

۹۱۱/۲

صحیح البخاری باب الرجل یحب الرجل

۳۴۳/۲

سنن ابی داؤد باب الرجل یحب الرجل

۲۰۰ و ۱۵۹ و ۱۱۰ و ۱۰۴/۳ و مسند احمد بن حنبل ۳۴۳/۲

باب میں علی، ابوہریرہ، ابو موسیٰ وغیرہم رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے بھی روایت ہے۔ (ت)
دلیل سوم: قال اللہ تعالیٰ (اللہ تعالیٰ نے فرمایا):

لا تَلْقُوا بَايِدِكُمْ إِلَى التَّهْلُكَةِ

اپنے ہاتھوں ہلاکت میں نہ پڑو۔

اور بد مذہبی ہلاک حقیقی ہے۔ قال اللہ تعالیٰ (اللہ تعالیٰ نے فرمایا):

وَلَا تَتَّبِعِ الْهَوَىٰ فَيُضِلَّكَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ

اور خواہش کے پیچھے نہ جانا کہ تجھے اللہ کی راہ سے بہکا دے گی۔ (ت)

(فتاویٰ رضویہ ج ۱۱ ص ۳۹۰، ۳۹۱)

(۴۶) مزید فرمایا:

دلیل چہارم: قال المولیٰ تبارک وتعالیٰ (مولیٰ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا):

الرجال قوامون على النساء بما فضل الله بعضهم على بعض

مرد حاکم و مستط ہیں عورتوں پر بسبب اُس فضیلت کے جو اللہ نے ایک کو دوسرے پر دی۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۱۱ ص ۳۹۵)

(۴۷) مزید فرمایا:

دلیل پنجم: قال العلّی الاعلیٰ جیل و علا (اللہ بلند و اعلیٰ نے فرمایا):

والفیاسید هالدي الباب

ان دونوں نے زلیخا کے سید و سردار یعنی شوہر کو پایا دروازے کے پاس۔

ردالمحتار باب الکفارة میں ہے:

النکاح سرق للمرأة والنزوح مالک

نکاح سے عورت کنیز ہو جاتی ہے اور شوہر مالک۔

۱ القرآن الکریم ۳۸/۲۶

۱ القرآن الکریم ۲/۱۹۵

۳ ۳۴/۴

۴ ۲۵/۱۲

۳۱۴/۲

دار احیاء التراث العربی بیروت

باب الکفارة ردالمحتار

اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

لَا تَقُولُوا لِلْمَنَافِقِ يَا سَيِّدَ فَانِهِ اِنَّ يَكُ سَيِّدًا فَقَدْ اسْخَطَمَ رَبُّكُمْ عَزَّ وَجَلَّ - رواه ابو داؤد والنسائی بسند صحیح عن بريدة بن الحصیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ -

منافق کو ”اے سردار“ کہہ کر نہ پکارو کہ اگر وہ تمہارا سردار ہو تو بیشک تم نے اپنے رب عز وجل کو ناراض کیا (اس کو ابو داؤد اور نسائی نے صحیح سند کے ساتھ بريدة بن حصیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے - ت)

(۴۸) مزید فرمایا :

دلیل ششم : (اللہ تعالیٰ نے فرمایا :

يَا أَيُّهَا النَّاسُ ضَرْبٌ مِّثْلُ فَاسْتَمِعُوا لَهُ ، وَاللَّهُ لَا يَسْتَحْيِي مِنَ الْحَقِّ -
اے لوگو! ایک مثل کہی گئی اُسے کان لگا کر سُنو۔ بیشک اللہ عز وجل حق بات فرمانے میں نہیں شرماتا۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا :

اِيْحِبُّ احِدَكَ اِنْ تَكُوْنُ كَرِيْمَتَهٗ فَرَاشَ كَلْبٍ فَكِرْهُتْمُوْهُ -
کیا تم میں سے کسی کو پسند آتا ہے کہ اس کی بیٹی یا بہن کسی کتے کے نیچے بچھے ، تم اسے بہت بُرا جانو گے۔

رب جل وعلا نے غیبت کو حرام ہونا اسی طرزِ بلیغ سے ادا فرمایا :

اِيْحِبُّ احِدَكَ اِنْ يَّاْكُلُ لَحْمَ اَخِيْهِ مِيْتًا فَكِرْهُتْمُوْهُ -
کیا تم میں سے کوئی پسند رکھتا ہے کہ اپنے مرے بھائی کا گوشت کھائے ، تو یہ تمہیں بُرا لگا۔
(فتاویٰ رضویہ ج ۱۱ ص ۳۹۸)

(۴۹) بعض وہابی کہہ دیتے ہیں کہ ہم وہابی نہیں، اس کے بارے میں فرمایا :
ابھی امتحان کا مرحلہ باقی و دیدنی ہے، زبان سے کہہ دینا کہ ہم وہابی نہیں گنتی کے لفظ میں کچھ
بھاری نہیں،

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي هَدَانَا لِهَذَا وَمَا كُنَّا لِنَكُونُ بِهِ بَالِغِينَ
کیا لوگ اس گھنڈ میں ہیں کہ اس زبانی کہہ دینے پر چھوڑ دیئے جائیں گے کہ ہم ایمان لے آئے
اور ان کی آزمائش نہ ہوگی۔

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَحَسْبُنَا اللَّهُ وَنِعْمَ
الْوَكِيلُ، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ۔
اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں، اللہ تعالیٰ
ہمیں کافی ہے اور وہ اچھا وکیل ہے، کوئی حرکت اور کوئی قوت اللہ تعالیٰ عظیم و بلند کی مشیت
کے بغیر نہیں ہے۔ (ت)

بہت اچھا جو صاحب مشتبہ الحال وہابیت سے انکار فرمائیں امور ذیل پر دستخط
فرماتے جائیں

کھوٹے کھرے کا پردہ کھل جائے گا چپلن میں الخ

(فتاویٰ رضویہ ج ۱۱ ص ۴۰۳ و ۴۰۴)

(۵۰) حقیقی بہن کی نواسی سے نکاح کے بارے میں فرمایا :

عقد مذکور زنا ہے محض ہے حرام قطعی ہے سخت عظیم شدید گناہ کبیرہ ہے، نہ فقط حنفیہ
بلکہ شافعیہ، مالکیہ، حنبلیہ تمام اُمتِ مرحومہ کے اجماع سے حرام ہے۔ نصِ قرآن عظیم سے حرام
ہے، قال اللہ تعالیٰ (اللہ تعالیٰ نے فرمایا) :

حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ أُمَّهَاتُكُمْ وَبَنَاتُكُمْ وَأَخَوَاتُكُمْ وَعُمَّتُكُمْ وَخَالَاتُكُمْ وَبَنَاتُ الْأَخِ وَ
بَنَاتُ الْأَخْتِ

تم پر تمھاری مائیں، بیٹیاں، بہنیں، پھوپھیاں، خالائیں، بھتیجیاں اور بھانجیاں حرام کی گئی ہیں۔ (ت)

اس آیتِ کریمہ میں رب عزوجل نے بنات کا لفظ تین جگہ ارشاد فرمایا کہ حرام کی گئیں تم پر تمہاری بیٹیاں، بھائی کی بیٹیاں، بہن کی بیٹیاں۔ اگر بنات یعنی بیٹیاں پوتی تو اسی کو بھی شامل، تو ضرور بھائی بہن کی پوتی تو اسی بھی اسی حکم میں داخل۔ اور اگر شامل نہیں تو خود اپنی پوتی تو اسی بھی حکمِ آیت میں داخل نہیں تو اس جاہلِ یدیاک کے طور پر وہ حلال ٹھہرے گی لقولہ تعالیٰ:

واحل لکم ما ورا ء ذلکم ۱۶

تمہارے لئے ان کے باسوا عورتیں حلال قرار دی گئی ہیں۔ (ت)

لاجرم کتب تفسیر میں اسی آیتِ کریمہ سے بھائی بہن کی پوتی تو اسی کا حرام ابدی ہونا ثابت فرمایا، اور کتب فقہ میں انھیں بھتیجی بھانجی میں داخل مان کر محارم ابدیہ میں گنایا۔ معالم التنزیل میں ہے:

یدخل فیہن بنات اولاد الاخ والاخت وان سفلن ۱۶

ان محرمات ابدیہ میں بھائی اور بہن کی اولاد کی بیٹیاں خواہ نیچے تک ہوں، داخل ہیں۔ (ت)

تفسیر کبیر میں ہے:

النوع الثاني من المحرمات البنات كل انثی يرجع نسبها اليك بالولادة بدرجة او بدرجات باناث او بنذکور فہی بنتک النوع السادس والسابع بنات الاخ و بنات الاخت والقول فی بنات الاخ وبنات الاخت كالقول فی بنات الصلب فہذہ الاقسام السبعة محرمة فی نص الکتاب بالانساب والامحام ۳۱ ملتقطاً۔

محرمات کی دوسری قسم بیٹیاں ہیں وہ تمام لڑکیاں جن کا نسب ایک درجہ یا کئی درجوں کے مرد اور عورتوں کے واسطے سے تیری طرف بطور ولادت لوٹتا ہے وہ سب کی سب تیری بیٹیاں ہیں۔ اور چھٹی اور ساتویں قسم بھائی اور بہن کی بیٹیاں ہیں، اور بھائی اور بہن کی بیٹیوں کا حکم بھی اپنی صُلبی بیٹیوں کی طرح ہے۔ نویں سات اقسام نسب اور ارحام کی وجہ سے قرآنی نص سے حرام ہیں اھ ملتقطاً (ت)

تفسیر بیضاوی و تفسیر ارشاد العقل میں ہے:

۱۶ القرآن الکریم ۴/۲۴	۲۳/۲۳ تحت الآیۃ ۲۳	دارالکتب العلمیۃ بیروت ۱/۳۲۵
۱۷ معالم التنزیل (تفسیر البغوی)	۲۳/۲۳	۱۰/۲۵۰۲۲
۱۸ مفاتیح الغیب (التفسیر الکبیر)	۲۳/۲۳	۱۰/۲۵۰۲۲

بنات الاخ و بنات الاخت تتناول القربی و البعدی لہ
محرمات میں بھائی اور بہن کی بیٹیاں قریب ہوں یا بعید ہوں سب شامل ہیں۔ (ت)
تفسیر جلالین میں ہے :

و بنت الاخ و بنت الاخت و تدخل فیہن بنات اولادھن لہ
بھائی اور بہن کی بیٹیوں میں ان بیٹیوں کی اولاد بھی داخل ہے۔ (ت)
فتوحات الہیہ حاشیہ جلالین میں ہے :

فشملت العبارۃ بنت ابن الاخ و ان سفل و بنت ابن الاخت و ان سفل لہ
یہ عبارت بھتیجوں اور بھانجی کی بیٹیوں کو بھی اگرچہ نیچے تک ہوں، شامل ہے۔ (ت)
(فتاویٰ رضویہ ج ۱۱ ص ۲۰۶ ، ۲۰۷)

(۵۱) بیوی کی حقیقی بہن سے نکاح کرنے والے کے بارے میں فرمایا :

جب ایک بہن نکاح میں ہو دوسری سے نکاح حرام قطعی ہے۔

قال اللہ تعالیٰ و ان تجمعوا بیت الاخت لہ

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے : حرام ہے دونوں بہنوں کو جمع کرنا۔ (ت)

تویہ نکاح ضرور حرام ناجائز واقع ہوا اور پہلی زوجہ کو اس نکاح فاسد کے بعد پیش از خلوت خواہ بعد خلوت
طلاق دے دینا اس حرام کو حلال اس فاسد کو صحیح اس ناجائز کو جائز نہیں کر سکتا۔ علماء تصریح فرماتے
ہیں کہ اگر اولاً زوجہ کو طلاق دے اور ہمنوز اس کی عدت نہ گزری ہو کہ اس کی بہن سے نکاح کر لے
یہ نکاح حرام ہوگا تو یہاں کہ پہلے اس کی خواہر سے نکاح کر لیا بعد کو طلاق دی کیونکہ حلال ہو سکتا ہے۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۱۱ ص ۲۱۰)

(۵۲) خاوند نہ تو نفقہ دیتا ہے اور نہ ہی طلاق دیتا ہے، کیا عورت دوسرا نکاح کر سکتی ہے؟
اس کے جواب میں ارشاد فرمایا :

۱۶۵	دار الفکر بیروت	تحت الایۃ ۴/۲۳	لہ انوار التنزیل (تفسیر البیضاوی)
۷۳	اصح المطابع دہلی	" "	تفسیر جلالین
۳۵/۲	دار الفکر بیروت	" "	فتوحات الہیہ حاشیہ جلالین
		" "	۲۳/۴ القرآن الکریم

جب تک موت یا بلاق نہ ہو حرام ہے،
قال الله تعالى والمحصنت من النساء

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: شادی شدہ عورتیں۔ (ت)

چارہ کار نالاش ہے ورنہ صبر، ورنہ یہ نکاح خود کیا حرام نہ ہوگا تو وہم آئندہ سے بچنے کے لئے قصداً
حرام کاری کے کیا معنی! (فتاویٰ رضویہ ج ۱۱ ص ۴۱۳)

(۵۳) چند غیر محارم سے نکاح کے بارے میں سوال کا جواب دیتے ہوئے فرمایا،
ان سب صورتوں میں یعنی اپنے حقیقی چچ کی بیٹی یا چچ زاد بھائی کی بیٹی یا غیر حقیقی دادا کی
اگرچہ وہ حقیقی دادا کا حقیقی بھائی ہو، اور رشتے کی بہن جو ماں میں ایک نہ باپ میں شریک، نہ باہم
علاقہ رضاعت جیسے چچا، ماموں، خالا پھوپھی کی بیٹیاں۔ یہ سب عورتیں شرعاً حلال ہیں جبکہ کوئی مانع
نکاح مثل رضاعت و مصاہرت قائم نہ ہو۔

قال الله تعالى واحل لكم ما وراء ذلکم

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ان محرمات کے علاوہ عورتیں تمہارے لئے حلال ہیں۔ (ت)

(فتاویٰ رضویہ ج ۱۱ ص ۴۱۳)

(۵۴) کیا محارم عورت کے شوہر سے اس عورت کے لئے پردہ لازم ہے؟ اس سلسلہ میں
فرمایا:

پھوپھی یا خالہ یا بہن اور اسی طرح جتنی عورات عورت کی محارم ہیں ان کی زندگی میں ان کے
شوہروں سے عورت کا نکاح اگرچہ حرام،

واصلہ قولہ عز وجل "وان تجمعوا بین الاختین" ^۳، وفي الحديث
"لا تنكح المرأة على عمتها ولا على خالتها" ^۴

اور اس کا اصل۔ اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد "حرام ہے دو بہنوں کو جمع کرنا"۔ اور حدیث میں

۲۴/۴ القرآن الکریم

۲۴/۴ القرآن الکریم

۲۳/۴

۴۵۳/۱ فتیحی کتب خانہ کراچی

۴۵۳/۱ باب تحریم الجمع بین المرأة و عمتها الخ

۴۶۶/۲ " " "

۴۶۶/۲ باب لا ینکح المرأة على عمتها الخ

ہے کہ ”پھوپھی اور خالہ کے ہوتے ہوئے ان کی بھتیجی اور بھانجی سے نکاح نہ کیا جائے۔“ (ت)
 مگر وہ عورت کے محارم نہیں ہو جاتے کہ ان سے نکاح صرف اُس حالت تک حرام جب تک
 اُس کی پھوپھی یا خالہ یا بہن یا کوئی محرم عورت اُن کے نکاح میں ہے بعد افریق یا موت یا طلاق ان کے
 شوہروں سے عورت کا نکاح حلال ہے، اور محرم وہ ہوتا ہے جس سے کبھی کسی حال میں نکاح نہ ہو سکے
 اس کی حرمت ابدیہ ہو جیسے باپ، بیٹا، بھائی، بھتیجا، بھانجا وغیرہ۔ اور جو محرم نہیں وہ اجنبی ہے
 اس سے پردہ کا ویسا ہی حکم ہے جیسے اجنبی ہے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۱۱ ص ۴۱۲، ۴۱۵)
 (۵۵) زید نے دو بہنوں سے نکاح کیا، سمجھانے کے باوجود باز نہیں آیا، مجبوراً مسلمانوں نے اس سے
 اجتناب کیا۔ اس کے بارے میں حکم شرعی بیان کرتے ہوئے فرمایا،

اولیٰ و ثانیہ کہنے سے واضح ہوا کہ دونوں سے معاً نکاح نہ کیا تھا اس صورت میں ثانیہ سے نکاح حرام
 ہوا لقولہ تعالیٰ : وان تجمعوا بین الاختین (حرام ہے دو بہنوں کو جمع کرنا۔ ت) اور جب تک اسے
 ہاتھ نہ لگایا تھا زوجہ حلال تھی اسے ہاتھ لگاتے ہی وہ بھی حرام ہو گئی۔ اب جب تک اس دوسری کو چھوڑ کر
 اس کی عدت نہ گزر جائے زوجہ کو بھی ہاتھ لگانے کی اجازت نہیں۔ زید پر فرض ہے کہ اسے ترک کر دے۔
 جب اس کی عدت بعد متار کہ گزر جائے گی اُس وقت زوجہ اس کے لئے حلال ہوگی۔

فی رد المحتار الشافی باطل وله وطئ الاولی الا ان یطأ الثانیة فتحم الاولی
 الی انقضاء عدۃ الثانیة کما لو وطئ اخت امرأته بشبهة حیث تحرم امرأته ما
 لم تنقض عدۃ ذات الشبهة ح عن البحر

رد المحتار میں ہے دوسرا نکاح باطل ہے، اس کو پہلی سے وطی جائز ہے۔ لیکن اگر دوسری سے
 وطی کر لی تو پہلی دوسری کی عدت گزر جانے تک حرام ہوگی جیسا کہ شبہ کے طور بیوی کی بہن سے وطی ہو جائے
 تو بیوی اُس وقت تک حرام رہتی ہے جب تک شبہ والی کی عدت نہ گزر جائے، حلبی بحوالہ بحر۔ (ت)
 مسلمانوں کا یہ اجتناب حق ہے، قال اللہ تعالیٰ :
 فلا تقعد بعد الذکری مع القوم الظالمین

یاد آئے پر ظالموں کے ساتھ مت بیٹھو۔ (ت)
 زید سے، جب تک تائب نہ ہو، ابتداً اسلام ممنوع ہے کہ وہ فاسق ملعون اور گناہ کبیرہ پر مہصر ہے۔
 (فتاویٰ رضویہ ج ۱۱ ص ۴۱۷، ۴۱۸)

(۵۶) صورت مذکورہ بالا میں زید کا ساتھ دینے والوں کے بارے میں فرمایا،
 زید کا ساتھ دینے والے اگر خاص اس گناہ میں اس کے مدد و معاون ہوئے جب تو ظاہر کہ وہ
 بھی زید کے مثل بلکہ اس سے بدتر ہیں، قال تعالیٰ،
 لا تعاونوا علی الاثم والعدوان لے
 گناہ اور زیادتی پر ایک دوسرے سے تعاون نہ کرو۔ (ت)
 حدیث میں ہے :

من مشی مع ظالم لیغینہ وھو یعلم انہ ظالم فقد خرج من الاسلام
 جو کسی ظالم کے ساتھ مدد دینے کو چلے اور وہ جانتا ہو کہ یہ ظالم ہے وہ اسلام سے نکل جائے۔
 (فتاویٰ رضویہ ج ۱۱ ص ۴۱۹)

(۵۷) عورت چاہتی ہے کہ اُس کا خاوند اُس کی بہن سے شادی کر لے۔ اس سلسلے میں حکم شرع
 بیان فرماتے ہیں :

جب زوجہ مر جائے یا اُسے طلاق دے اور عدت گزر جائے تو اُس وقت زوجہ کی بہن سے
 نکاح جائز ہوتا ہے بغیر اس کے حرام قطعی اور مثل زنا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :
 وان تجسعوا بین الاختیین
 حرام ہے جمع کرنا دو بہنوں کو۔ (ت)

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :
 فلا تعرضن علی بناتک ولا اخواتک

(اے میری ازواج!) اپنی بیٹیوں اور بہنوں کو مجھ پر مت پیش کرو۔ (ت)

(فتاویٰ رضویہ ج ۱۱ ص ۴۲۳)

۱۔ القرآن الکریم ۲/۵

۲۔ لمعجم الکبیر حدیث اوس بن شریحیل حدیث ۶۱۹ دار احیاء التراث العربی بیروت ۲۲۷/۱

۳۔ القرآن الکریم ۴/۲۳ ۴۔ مسند امام احمد بن حنبل حدیث ام سلمہ زوج النبی صلی اللہ علیہ وسلم دار الفکر بیروت ۳۰۹/۶

(۵۸) محض حمل کی بنیاد پر کسی کی منکوحہ کو زانیہ قرار دینے والوں کے بارے میں فرمایا،
لوگ محض قرائن و قیاسات پر اڑا دیتے ہیں، اس پر اعتبار حلال نہیں، اور وہ سب شرعاً
اشی اشی کوڑے کے مستحق ہوتے ہیں۔

يعظكم الله ان تعودوا المثلہ ايذا ان كنتم مؤمنين
اللہ تعالیٰ تمہیں نصیحت فرماتا ہے کہ ایمان رکھتے ہو تو پھر ایسی بات زبان سے
نہ نکالنا۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۱۱ ص ۴۲۴)

(۵۹) کوئی عورت شوہر اول سے اپنی لڑکی کا نکاح شوہر ثانی کے بھائی سے کرنا چاہتی ہے، اس
سلسلے میں فرمایا:

ماں کا شوہر ثانی نہ اپنا باپ ہے، نہ اس کا بھائی اپنا چچا نہ سکا نہ سوتیللا۔ سوتیللا چچا وہ
ہے کہ اپنے باپ کا سوتیللا بھائی ہو، نہ وہ کہ سوتیلے باپ کا بھائی ہو۔ یہ نکاح حلال ہے۔ قال تعالیٰ،
واحل لكم ما وراہ ذلکم (محرمات کے ماسوا عورتیں تمہارے لئے حلال کی گئی ہیں۔ ت)
(فتاویٰ رضویہ ج ۱۱ ص ۴۲۴، ۴۲۵)

(۶۰) نکاح میں دو بہنوں کو جمع کرنے والے امام کے بارے میں سوال کا جواب دیتے ہوئے فرمایا،
دو بہنوں کا ایک شخص کے نکاح میں ہونا حرام قطعی ہے، اس کی حرمت ایسی نہیں کہ کسی امام نے
اپنے اجتہاد سے نکالی ہو جس میں دوسرے امام کو خلاف کی گنجائش ہو، نہ اس کی حرمت کسی حدیث احاد
سے ہے کہ جسے وہ حدیث نہ پہنچے یا اس کی صحت اسے ثابت نہ ہوئی وہ انکار کر سکے بلکہ اس کی حرمت
قرآن عظیم نے خاص اپنی نص واضح صریح سے ارشاد فرمائی ہے کہ:

حرمت علیکم امہاتکم و بناتکم و اخواتکم (الحی قولہ عزوجل) وان تجمعا
بین الاختین الا یہ۔

حرام کی گئیں تم پر تمہاری مائیں اور تمہاری بیٹیاں اور تمہاری بہنیں (اللہ عزوجل کے اس قول تک) اور
یہ کہ اکٹھی کرو دو بہنیں الا یہ۔

۱۔ القرآن الکریم ۲۴/۱۷

۲۔ " ۲۴/۴

۳۔ " ۲۳/۴

دیکھو جس طرح آدمی پر اس کی ماں بہن بیٹی حرام ہے اسی طرح دو بہنوں کو جمع کرنا اس پر حرام ہے۔ زید نے امام شافعی پر سخت جھوٹ بہتان افرا کیا اور اب تک اس ناپاک فعل سے فقط حرام کار و مرتکب کبیرہ مستحق عذابِ نار تھا، اب اُسے مسلمانوں کے اماموں میں مختلف فیہ مان کر اس کی حرمتِ قطعیہ کا منکر ہو اور اس کا کام سرحدِ کفر تک پہنچا، اس کا معاملہ بہت سخت ہو گیا اسے امام بنانا حرام ہے اس کے پیچھے نماز محض باطل ہے۔ مسلمانوں پر لازم ہے کہ جب تک وہ اپنے اس ناپاک فعل سے باز نہ آئے اس دوسری کوالگ کر کے جدا نہ کر دئے اپنے اس نجس تر قول سے توبہ نہ کرے نئے سرے سے تجدیدِ اسلام نہ کرے، جب تک اس کے پاس نہ بیٹھیں اس سے میل جول نہ کریں ورنہ خوف کریں کہ اس کی آگ انھیں بھی نہ پھونک دے۔ قال اللہ تعالیٰ:

وَاتَّقُوا فِتْنَةً لَا تُصِيبُ الَّذِينَ ظَلَمُوا مِنْكُمْ خَاصَّةً۔

ایسے فتنہ سے بچو جو صرف ظالموں تک محدود نہ رہے گا۔ (ت)

(فتاویٰ رضویہ ج ۱۱ ص ۴۲۷)

(۶۱) لیلیٰ کی بیٹی سلمیٰ اپنی ماں کے سوتیلے داداؤں کے نکاح میں آ سکتی ہے یا نہیں؟ اس سوال کے جواب میں فرمایا:

سلمیٰ اپنی ماں لیلیٰ کے ان سب سوتیلے داداؤں پر ایسے ہی حرام ہے جیسے اس کے سگے دادا عمرو پر۔ وہ ان سب کی بیٹی ہے، اُسے ان میں سے کسی کے لئے حلال جاننا نصِ قطعی و اجماعِ امت کا انکار اور موجبِ کفر ہے۔ قال اللہ تعالیٰ:

حُرْمَتُ عَلَیْكُمْ اُمَّهَاتُكُمْ وَبَنَاتُكُمْ وَأَخَوَاتُكُمْ وَعَمَّاتُكُمْ وَخَالَاتُكُمْ وَبَنَاتُ الْأَخِ وَبَنَاتُ الْأَخْتِ۔

تمہاری مائیں، بیٹیاں، بہنیں، پھوپھیاں، خالائیں، بھتیجیاں اور بھانجیاں تم پر رنی کئی ہیں۔ (ت)

اللہ تعالیٰ بھائی کی بیٹیوں کو حرام فرماتا ہے بھائی عام ہے سگا ہو خواہ سوتیلا، ماں جدا ہو خواہ باپ جدا۔ اور بیٹیاں عام ہیں خواہ بھائی کی اپنی بیٹی ہو یا پوتی یا نواسی۔ یا اس کے بیٹے

یا بیٹی کی بیٹی پوتی، نواسی آخر تک۔ عالمگیر یہ ہے :

اما الاخوات فالأخت لاب وام والأخت لام وكذا بنات الاخ والأخت وان سفلن^۱

بہنوں کا حرام ہونا تینوں قسم، سگی، باپ یا ماں کی طرف سے بہن کو شامل ہے اور اسی طرح بھائی اور بہن کی بیٹیوں کے بارے میں نیچے تک۔ (ت)
تفسیر کنیر میں بیان بنت صلبی میں ہے :

كان انثى يرجع نسبها اليك بالولادة بدرجة او بدرجات باناث او بن كورفهي بنتك^۲
ہر وہ عورت جس کا صلبی نسب ایک درجہ یا کئی درجات سے مرد عورت کے ذریعہ تیری طرف پلے وہ تیری بیٹی ہے۔ (ت)
اسی میں ہے :

القول في بنات الاخ وبنات الأخت كالقول في بنات الصلب فهذه الأقسام السبعة محرومة في نص الكتاب بالانساب^۳
بھتیجیوں اور بھانجیوں کا حکم صلبی بیٹیوں کی طرح ہے، تو سائے قسم کی یہ عورتیں نسب کی بنا پر قرآنی نص سے حرام ہیں۔ (ت)
(فتاویٰ رضویہ ج ۱۱ ص ۴۲۸)

(۶۲) چچا زاد و تایا زاد بھائیوں میں سے ایک کے بیٹے کا دوسرے کی بیٹی سے نکاح کرنا اور لوگوں کا اس کی مخالفت کرتے ہوئے ان سے بائیکاٹ کرنا کیسا ہے؟ اس سوال کا جواب دیتے ہوئے فرمایا،
دو بھائی حقیقی ہوں خواہ عم زاد، اُن میں ہر ایک کی اولاد دوسرے کی اولاد پر قطعاً یقیناً باجماع امت جائز و حلال ہے، چچا ماموں خالہ پھوپھی کی اولاد کو بہن بھائی کہنا ایک مجازی بات ہے جسے ہرگز آیہ کریمہ محارم کے کلمات اخوات کہ یا بنت الاخ و بنت الأخت (تمھاری بہنیں یا تمھاری بھتیجیاں اور بھانجیاں) کسی اسلامی مذہب میں شامل نہیں بلکہ نص قطعی قرآن عظیم گواہ ہے کہ یہ عورتیں ہرگز بہنوں میں داخل نہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :

۲۴۳/۱	نورانی کتب خانہ پشاور	الباب الثانی فی بیان المحرمات	۱۔ فتاویٰ ہندیہ
۲۴/۱۰	دارالکتب العلمیۃ بیروت	تحت الآیۃ ۴/۲۳	۲۔ مفاتیح الغیب (التفسیر الکبیر)
۲۵ و ۲۴/۱۰	"	"	۳۔

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَحْلَلْنَا لَكَ انْزَاجَكَ الَّتِي آتَيْتَ أَجُورَ هُنَّ وَمَا مَلَكَتْ يَمِينُكَ مِمَّا أَفَاءَ
اللَّهُ عَلَيْكَ وَبَنَاتُ عَمَّتِكَ وَبَنَاتُ خَالَكَ وَبَنَاتُ خَالَاتِكَ الْآيَةَ -

اے نبی! بیشک ہم نے حلال کیں تمہارے لئے تمہاری زوجات جن کے مہر تم نے دیے اور تمہاری
کنیزی جو اللہ نے تمہیں غنیمت میں دیں اور تمہارے چچا کی بیٹیاں اور پھوپھیوں کی بیٹیاں اور ماموں کی
بیٹیاں اور خالوں کی بیٹیاں الْآیَةُ - (ت)

ہاں ہنود عنود نے انہیں حقیقی بہن بھائی کی طرح سمجھا ہے جیسے متبنی کو بزمِ باطل بیٹا اور اس کی زوجہ کو
حقیقی بہو کے مثل جانتے ہیں، مشرکانِ عرب اس پچھلے مسئلے میں مشرکانِ ہند کے ہم خیال تھے جس پر اُن
سُفہار نے نکاحِ حضرت اُمّ المؤمنین زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر طعن و اعتراض کئے اور قرآنِ عظیم نے
اُن کے شیطانی خیال اُن کے منہ پر مار دئے۔ قال اللہ تعالیٰ :

فَلَمَّا قَضَىٰ نَزِيدٌ مِّنْهَا وَطَرًا زَوْجَكَهَا لَكَ لَا يَكُونُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ حَرَجٌ فِي انْزَاجِ
أَدْعِيَائِهِمْ إِذَا قَضَوْا مِنْهُنَّ وَطَرًا -

جب زید نے اس سے اپنی حاجت پوری کر لی تو اس کو ہم نے آپ سے بیاہ دیا تاکہ مؤمنین کو
اپنے منہ بولے بیٹوں کی مدخلہ مطلقہ بیویوں سے نکاح کے بارے میں حرج نہ ہو۔ (ت)
مگر عم و عمہ و خال و خالہ کی بیٹیوں کو مشرکینِ عرب بھی بہن نہ جانتے تھے ان سے مناکحت اُن میں
بھی رائج تھی اور مسلمانوں میں بھی ہمیشہ رائج تھی اور اب تمام ممالکِ اسلامیہ میں شائع و ذائع ہے۔
(فتاویٰ رضویہ ج ۱۱ ص ۳۰، ۳۱، ۳۲)

(۴۳) نکاحِ مذکور کو بُرا سمجھنے والوں کے بارے میں فرمایا :
یہ خیال ناپاک رسومِ کفر کا لقیہ ہے، ان پر فرض ہے کہ اسے دل سے دُور کریں اور پورے پورے
اسلام میں داخل ہوں ورنہ عذابِ الہی کے منتظر ہیں۔ اللہ عز و جل فرماتا ہے :

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا ادْخُلُوا فِي السِّلْمِ كَافَّةً وَلَا تَتَّبِعُوا خُطَوَاتِ الشَّيْطَانِ إِنَّهُ لَكُمْ
عَدُوٌّ مُّبِينٌ ۝ فَإِنْ تَرَاءْتُمْ مِّنْ عُذْوَائِهِ فاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ۝
هَلْ يَنْظُرُونَ إِلَّا أَنْ يَأْتِيَهُمُ اللَّهُ فِي ظُلَلٍ مِّنَ الْغَمَامِ وَالْمَلَائِكَةُ وَقُضِيَ الْأَمْرُ

اے ایمان والو! اسلام میں پورے پورے داخل ہو اور شیطان کے قدموں پر نہ چلو بیشک وہ تمہارا صریح دشمن ہے، پھر اگر لغزش کرو بعد اس کے کہ تمہارے پاس آپکی روشن آیتیں تو جان رکھو کہ اللہ زبردست حکمت والا ہے، یہ لوگ کس انتظار میں ہیں مگر یہی کہ آئے ان پر اللہ کا عذاب بادل کی گھاٹوں میں اور فرشتے اور ہو چکنے والی، اور اللہ ہی کی طرف پھرتے ہیں سب کام۔

جلالین شریف میں ہے :

نزل فی عبد اللہ بن سلام واصحابہ لما عظموا السبب وکر هو الابل بعد الاسلام ادخلوا فی السلم الاسلام كافة اے جمیع شرا بعة (ملخصاً)

جب عبد اللہ بن سلام اور ان کے ساتھیوں نے ہفتہ کا دن منانا چاہا اور سابقہ دین کے پیش نظر اونٹ کے گوشت کو ناپسند کیا تو آیہ کریمہ ادخلوا فی السلم كافة نازل ہوئی یعنی داخل ہو جاؤ سلم میں، سلم سے مراد اسلام ہے یعنی یہ کہ پوری شریعت اسلامیہ کو اپناؤ (ملخصاً)۔ (ت)

یعنی جب علمائے یہود مشرف باسلام ہوئے عادت قدیمہ کے باعث اونٹ کے گوشت سے کواہت کی کہ یہود کے یہاں اونٹ حرام تھا اور تعظیم شنبہ کا عزم کیا کہ یہود میں ہفتہ معظم تھا اس پر حق سبحانہ و تعالیٰ نے یہ آیہ کریمہ نازل فرمائی کہ اے ایمان والو! اسلام میں پورے پورے داخل ہو جاؤ اس کے سب احکام مانو ورنہ عذاب الہی کے منتظر ہو، والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ اگر یہ لوگ نہ مانیں تو مسلمانوں کو چاہئے ان سے میل جول نہ کریں خصوصاً جن سفہانے وہ ناپاک کلمہ کہا کہ ”گو یہ مسئلہ شرع کا ہے مگر ہم الخ“ او جنہوں نے ایسے نکاح کرنے والے کو برادری سے خارج کر دیا وہ سخت ظالم اور شدید مجرم ہیں مسلمانوں کو ان سے احتراز ضرور ہے۔ قال اللہ تعالیٰ :

عہ مصدر منہ قولہ تعالیٰ ویوم لا یسبتون لا تأتیہم والمعنی تعظیم السبت ۱۲ منہ غفرلہ (م)

یہ مصدر ہے، اسی سے ہے اللہ تعالیٰ کا قول ”یوم لا یسبتون لا تأتیہم“ روز ہفتہ کے علاوہ دنوں میں مچھلیاں ان کے پاس نہ آتیں، اور اس سے مراد روز ہفتہ کی تعظیم ہے۔ (ت)

ولا تتركوا الى الذين ظلموا فتمسكم النار۔
ظالموں کی طرف میل نہ کرو کہ تمہیں چھوئے دوزخ کی آگ۔

ان کے پیچھے نماز ممنوع ہے کہ وہ اس تعصب و تشدد کے باعث فاسق معین ہوئے اور فاسق معین کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے اور اسے امام بنانا گناہ، کہا نص علیہ فی الغنیۃ وغیرہا وحققتہ فی النہی الاکید (جیسا کہ اس پر غنیہ وغیرہ میں نص کی ہے اور ہم نے اس کی تحقیق اپنے رسالہ النہی الاکید میں کی ہے۔ ت)۔
(فتاویٰ رضویہ ج ۱۱ ص ۴۳۲، ۴۳۳)

(۶۴) حقیقی بھانجا کی بیٹی سے نکاح کے بارے میں فرمایا،
حرام قطعی ہے وہ خود اس کی بیٹی ہے،

قال اللہ تعالیٰ و بنت الاخت و هن لیثمن بنا تہا من بطنہا ومن ابنہا ومن بنتہا وان سفلت۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا، اور بھانجیاں۔ جبکہ یہ لفظ بھانجی کی بیٹیوں، پوتیوں اور نواسیوں کو نیچے تک شامل ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم (ت) (فتاویٰ رضویہ ج ۱۱ ص ۴۳۶)
(۶۵) سوتیلی خالہ سے نکاح کے بارے میں فرمایا،

خالہ سگی ہو یا سوتیلی مثل ماں کے حرام قطعی ہے۔ قال اللہ تعالیٰ، و خالتکم (اور تمہاری خالائیں۔ ت)

در مختار میں ہے، الاشقاء وغیرہن (سوتیلی وغیرہ۔ ت)

ہاں منکوحہ پدر کہ اس کی ماں نہیں اس کی سگی بہن بھی حلال ہے جبکہ کوئی مانع شرعی نہ ہو۔ قال تعالیٰ،
واحل لکم ما وراء ذلکم۔

(تمہارے لئے ان محرمات کے سوا عورتیں حلال کی گئی ہیں۔ ت)

مگر وہ اس کی خالہ نہیں کہ جس کی بہن ہے وہ اس کی ماں نہیں ہے مگر مجازاً اور ادعائے مجاز بے قرینہ

۱۔ القرآن الکریم ۱۱/۱۱۳

۲۔ ۲۳/۴

۳۔ در مختار کتاب النکاح باب فی المحرمات

۴۔ القرآن الکریم ۴/۲۴

مطبع مجتہبی دہلی

۱۸۷/۱

مدفوع و نامسموع، اور بفرض غلط اگر سوتیلی ماں کی بہن بھی سوتیلی خالہ ہو تو ماں کی سوتیلی بہن یقیناً سوتیلی خالہ ہے بلکہ وہی اطلاق اکثر اور فہماً اظہر، تو بعض عمائد غیر مقلدین سے تحلیل حرام و تفصیل عوام کے دونوں الزام مدفوع نہیں ہو سکتے۔
(فتاویٰ رضویہ ج ۱۱ ص ۴۳۷، ۴۳۸)

(۶۶) کیا کوئی بیوہ عورت اپنے داماد سے اور کوئی مرد اپنے سوتیلے بیٹے کی بیوہ سے جو حاملہ بھی ہے شادی کر سکتا ہے؟ ان دونوں سوالوں کا جواب دیتے ہوئے فرمایا،

(۱) ساس پر داماد مطلقاً حرام ہے اگرچہ اس کی بیٹی کی رخصت بھی نہ ہوئی ہو اور قبل رخصت مرگئی ہو۔ قال اللہ تعالیٰ،

وامہات نسائکم (اور تمہاری بیویوں کی مائیں تم پر حرام ہیں۔ ت)

یہ نکاح حرام محض ہوا، وہ بچہ ولد الحرام ہوا، ان دونوں پر کہ حقیقتاً ماں بیٹے ہیں فرض ہے کہ فوراً جدا ہو جائیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) جبکہ یہ بھی احتمال ہے کہ اس بیوہ کا یہ حمل اپنے شوہر کا ہو، تو جب تک وضع حمل نہ ہو اس سے نکاح قطعی حرام ہے، بعد وضع حمل نکاح کر سکتا ہے لقولہ تعالیٰ،

وحلائل ابنائکم الذین من اصلا بکم۔

اور تمہارے نسبی بیٹوں کی بیویاں حرام ہیں۔ (ت)

مع قولہ تعالیٰ (اللہ تعالیٰ کے اس قول کے پیش نظر)؛

واحل لکم ما وراء ذلکم۔

(اور تمہارے لئے ان کے ماسوا عورتیں حلال کی گئی ہیں۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم

(فتاویٰ رضویہ ج ۱۱ ص ۴۳۹)

(۶۷) سوتیلی ماں سے نکاح کے بارے میں فرمایا،

اللہ لا الہ الا اللہ، سوتیلی ماں حقیقی ماں کے برابر حرام قطعی ہے۔ اللہ عز وجل نے قرآن عظیم

میں ماں کی حرمت سے پہلے سوتیلی ماں کی حرمت بیان فرمائی ہے، اذ قال اللہ تعالیٰ (جبکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا)؛

ولا تنكحوا ما نكح اباؤكم الى قوله تعالى انه فاحشة ومقتا وساء سبيلا۔

نہ نکاح کرو ان عورتوں سے جن سے تمہارے باپ نکاح کر چکے ، بیشک وہ بے حیائی اور غضب کا کام ہے اور بہت بُری راہ ہے۔ (ت) (فتاویٰ رضویہ ج ۱۱ ص ۴۳۹)

(۶۸) عدت میں نکاح کو جائز قرار دینے اور یتربصن کو فقط منع جماع پر محمول کرنے والے شخص کے بارے میں فرمایا :

عدت میں نکاح حرام قطعی ہے بلکہ نکاح تو بڑی چیز ہے قرآن عظیم نے عدت میں نکاح کے صریح پیام کو بھی حرام فرمایا ، نکاح بعد عدت کر لینے کے وعدہ کو بھی حرام فرمایا ، صرف اس کی اجازت دی ہے کہ دل میں خیال رکھو یا کوئی پہلو دار بات ایسی کہ جس سے بعد عدت ارادہ نکاح کا اشارہ نکلتا ہو ، صاف صاف یہ ذکر نہ ہو کہ میں بعد عدت تجھ سے نکاح کرنا چاہتا ہوں ، یہاں تک کہنا بھی حرام ہے ، تو پھر نکاح کر لینا کیونکہ حلال ہوگا ، پھر پہلو دار بات بھی عدت وفات والی سے کہنا جائز ہے ، عدت طلاق والی سے باجماع امت وہ بھی جائز نہیں۔ قال اللہ عز وجل (اللہ عز وجل نے فرمایا۔ ت) :

والذين يتوفون منكم ويذرون ازواجا يتربصن بانفسهن اربعة اشهر وعشرا
فاذا بلغن اجلهن فلاجناح عليكم في ما فعلن في انفسهن بالمعروف واللہ بما تعملون
خبير ولا جناح عليكم فيما عرضتم به من خطبة النساء او اكنتم في انفسكم علم اللہ
انکم ستذکرونہن ولكن لا تواعدوهن سرا الا ان تقولوا قولا معروفا ولا تعزموا
عقدہ النکاح حتی يبلغ الکتاب اجله واعلموا ان اللہ یعلم ما فی انفسکم فاحذروا
واعلموا ان اللہ غفور حلیم

یعنی تم میں جو لوگ مریں اور عورتیں چھوڑیں وہ عورتیں چار مہینے دس دن اپنی جانوں کو روکے
رہیں ، جب عدت پوری ہو جائے پھر جو کچھ اپنے معاملہ میں موافق شرع کریں اس کا تم پر الزام
نہیں ، اور خدا جانتا ہے کہ تمہیں ان سے نکاح کا خیال گزرے گا مگر باہم نکاح کا وعدہ خفیہ بھی
نہ کر رکھو ، ہاں اس طریقہ معلوم پر کنایت کچھ کہہ سکتے ہو اور جب تک عدت پوری نہ ہو نکاح کا قصد

بھی نہ کرو، اور جان لو کہ اللہ تمہارے دلوں کی بات جانتا ہے تو اس سے ڈرو، اور جان لو کہ اللہ بخشنے والا علم والا ہے یعنی عذاب نہ آنے پر مغرور نہ ہو کہ وہ حلیم ہے۔
فتح القدیر میں ہے :

قوله لا بأس بالتعريض في الخطبة اراد المتوفى عنها زوجها اذا التعريض لا يجوز في المطلقة بالاجماع

خاص وفات کی عدت والی عورت سے کنایہ کے طور پر نکاح میں کوئی حرج نہیں، کیونکہ طلاق کی عدت والی سے بالاجماع کنایہ بھی جائز نہیں۔ (ت)

اگر کوئی شخص عدت میں نکاح پڑھا دیا کرتا اور اُسے حرام و زنا جانتا تو اتنا ہوتا کہ وہ سخت مرتکب کیا کر اور زانی و زانیہ کا دلال ہوتا مگر وہ جو اُسے جائز بتاتا اور قرآن عظیم میں تحریف کر کے یترتب منکر منع جماع پر حمل کرتا ہے وہ ضرور منکر قرآن مجید ہے اور اس پر یقیناً کفر لازم، اس پر فرض ہے کہ توبہ کرے اور اپنے اس قولِ ناپاک کو جھٹلائے اور نئے سرے سے اسلام لائے، اس کے بعد اپنی عورت سے نکاح کرے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۱۱ ص ۴۴۰، ۴۴۱)

(۶۹) فاحشہ و زانیہ عورت سے نکاح اور آیت کریمہ ”والزانية لا ینکحہا الا تائب او مشرک“ کی تفسیر کے بارے میں فرمایا :

زنِ فاحشہ سے نکاح جائز ہے اگرچہ تائب نہ ہوئی ہو، ہاں اگر اپنے افعالِ خبیثہ پر قائم رہے اور یہ ناقدر قدرتِ افساد نہ کرے تو دیوث ہے اور سخت کبیرہ کا مرتکب، مگر یہ حکم اُس کی اس بے غیرتی پر ہے، نفسِ نکاح پر اس سے اثر نہیں، حق سبحانہ و تعالیٰ نے محرمات گنا کر فرمایا :
واحلکم ما دسأ ذلکم

اور تمہارے لئے محرمات کے سوا عورتیں حلال کی گئی ہیں۔ (ت)

رہی آیہ کریمہ :

والزانية لا ینکحہا الا تائب او مشرک وحرم ذلک علی المؤمنین۔

زانیہ سے صرف زانی مرد یا مشترک نکاح کرے اور یہ مومنین کے لئے حرام ہے۔ (ت)
اس میں چار تاویلیں ماثور ہیں، ان میں سے اول کی دو فقیر کے اصح و احسن ہیں؛

تأویل اول: نکاح سے عقد ہی مراد ہے، پہلے زانیہ سے نکاح حرام تھا، پھر یہ حکم منسوخ ہو گیا۔ یہ قول سیدنا سعید بن مسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا ہے، اور بخوی نے اسے ایک جماعت کی طرف منسوب کیا۔ امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کی تصحیح کی۔ کتاب الام میں فرماتے ہیں :

اختلف اهل التفسير في هذه الآية اختلافا متباينا فقل هي عامة ولكن نسخت بقوله تعالى
وانكحوا الايامى الخ وقد روينا عن سعيد بن المسيب وهو كما قال وعليه دلائل من
الكتاب والسنة فلا عبرة بما خالفه اهـ بحصوله ، نقله في عناية القاضى .

اہل تفسیر نے اس آیہ کریمہ میں واضح اختلاف کیا ہے تو بعض نے کہا کہ یہ عام ہے لیکن اللہ تعالیٰ کے قول وانكحوا الايامی الخ کے نازل ہونے پر منسوخ ہو گئی ہے، اور اس قول کو ہم نے سعید بن مسیب سے روایت کیا ہے اور وہ ان کے قول کے مطابق درست ہے اور اس پر قرآن و حدیث سے دلائل ہیں، تو اس کے مخالف قول کا اعتبار نہ ہوگا۔ اس کا خلاصہ تم کو عنایت القاضی میں نقل کیا ہے۔ (ت)

تفسیرات احمدیہ میں ہے :

هذا هو الذي اختاره الفقيه ابو الليث وقال ان الآية منسوخة او معناها
الترافي لا ينكح الاثرانية او مثلها اهـ -

اسی کو فقیہ ابواللیث نے مختار قرار دیا ہے اور کہا کہ یہ آیت منسوخ ہے یا اس کا معنی یہ ہے کہ زانی، زانیہ یا اس جیسی عورتوں سے نکاح نہ کرے (ت)۔

أقول الذي رأيت من لفظ الفقيه في بستانه قال سعيد بن جبير والضحاك
معناها الزاني لا يزني الابزانية مثله وهكذا روى عبد الله ابن عباس رضي الله
عنهما وقد قيل ان الآية منسوخة لان رجلا سأل رسول الله صلى الله تعالى عليه
وسلم فقال ان امرأتى لا تريد لامسي ، فقال طلقها ، فقال اني اجها ، قال صلى الله
تعالى عليه وسلم فامسكها اه فقولهم معناها الزاني لا ينكح صوابه لا يزني وجزمه

لـ عناية القاضي حاشية الشهاب على تفسير البضاوى تحت الآية ٣/٢٣ دار الكتب العلمية بيروت ١٣٩٢/٤

۲ تفیرات احمدیہ " " " مطبعہ کریکھ بمبئی ص ۵۴۵

٢٤ بستان العارفين على هامش تنبيه الغافلين الباب الحادى والسبعون فى تزويج الزانية دار الكتب العلمية بيروت ص ٥٤

بان الفقیہ جزم بالنسخ غیر ظاہر من کلام الفقیہ - واللہ تعالیٰ اعلم۔

اقول (میں کہتا ہوں - ت) میں نے جو کچھ فقیہ مذکور کی کتاب "بستان" میں دیکھا ہے وہ یہ ہے کہ سعید بن جبیر اور ضحاک نے فرمایا کہ اس آیت کا معنی یہ ہے کہ زانی صرف اپنے جیسی زانیہ سے زنا کرتا ہے اور ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اسی طرح مروی ہے۔ اور بعض نے کہا کہ یہ آیت کریمہ منسوخ ہے کیونکہ ایک شخص نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ذکر کیا کہ میری بیوی کسی چھوٹے والے ہاتھ کو رد نہیں کرتی، تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: اس کو طلاق دے دے۔ تو اس شخص نے کہا کہ مجھے اس سے محبت ہے، تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: تو پھر طلاق نہ دے اھ۔ تو اس کا قول کہ ابواللیث نے کہا اس کا معنی "لاینسکح" درست نہیں، مگر میرے حوالے کے مطابق صحیح یہ ہے کہ انھوں نے معنی "لایزنی" بتایا ہے، اور انھوں نے بطور اعتماد کہا کہ ابواللیث نے نسخ کو مختار قرار دیا، یہ بات ابواللیث کے کلام سے ظاہر نہیں ہوتی۔ واللہ تعالیٰ اعلم (ت)

رغائب الفرقان میں ہے :

قيل انه صار منسوخا ما بالاجماع وهو قول سعيد بن المسيب ، و نزيل بان الاجماع لا ينسخ ولا ينسخ به ، و اما بعموم قوله تعالى "وانكحوا الايامي فانكحوا ما طاب لكم" وهو قول الجبائي وضعف بان ذلك العام مشروط بعدم الموانع السببية والنسبية ، وليكن هذا المانع ايضا من جملتها اه اقول ما نسب الى الجبائي فهو

بعض نے کہا کہ منسوخ ہے یا اجماع کے ساتھ یہ قول سعید بن مسیب کا ہے، یہ موقف کزو ہے کیونکہ اجماع نہ منسوخ ہوتا اور نہ نسخ ہوتا ہے۔ یا منسوخ ہے اللہ تعالیٰ کے ارشاد "وانکحوا الايامي فانکحوا ما طاب لکم" کے ساتھ، اور یہ جبائی کا قول ہے، اور یہ بھی ضعیف قرار دیا گیا ہے کیونکہ اس آیت میں بیان کردہ اباحت سببی یا نسبی مانع کے نہ ہونے کے ساتھ مشروط ہے اور

عہ افسوس کہ یہ فتویٰ اسی قدر منقول ملا، آگے دستیاب نہ ہو سکا، جتنا ملا اتنا چھاپ دیا، باقی اگر کچھ آئندہ کہیں مل سکا تو وہ بھی ان شاء اللہ تعالیٰ علیہ یا بطور تبرک چھاپ دیا جائیگا یا کسی حقہ آئندہ میں۔ (مرتب)

زنا بھی ان موانع میں سے ایک مانع ہے اھ، اقول جو جہائی کی طرف منسوب ہے تو وہ۔ (اس سے آگے عبارت دستیاب نہیں ہو سکی)۔ (ت) (فتاویٰ رضویہ ج ۱۱ ص ۴۴۱ تا ۴۴۳)

(۷۰) بھانجے، بھانجی، بھتیجے اور بھتیجی کی بیٹیوں سے نکاح کے بارے میں فرمایا :
حرام قطعی ہے، یہ سب اس کی بیٹیاں ہیں۔ جیسے بھتیجی بھانجی ویسے ہی ان کی اور بھتیجوں اور
بھانجوں کی اولاد، اور اولادِ اولاد کتنے ہی دُور سلسلہ جائے سب حرام ہیں، بنات پوتوں نواسیوں دُور
تک کے سلسلے سب کو شامل ہے، جس طرح فرمایا گیا،

حرمات علیکم امہتکم و بنتکم۔

تم پر حرام کی گئیں تمھاری مائیں اور تمھاری بیٹیاں۔

اور ماؤں میں دادی، نانی، پردادی، پر نانی جتنی اوپر ہوں سب داخل ہیں۔ اور بیٹیوں میں پوتی، نواسی
پر پوتی، پر نواسی جتنی ہوں نیچے سب داخل ہیں۔ یوں ہی فرمایا،
و بنت الاخ و بنت الاخت۔

تم پر حرام کی گئیں بھائی کی بیٹیاں اور بہن کی بیٹیاں۔

ان میں بھی بھائی بہن کی پوتی، نواسی، پر پوتی، پر نواسی جتنی دُور ہوں سب داخل ہیں۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۱۱ ص ۴۴۷)

(۷۱) سوتیلی ماں کی بہن سے نکاح کا حکم شرعی بیان کرتے ہوئے فرمایا :

سوتیلی ماں ماں نہیں، قال اللہ تعالیٰ :

ان امہتہم الا الٹی ولدانہم۔

تمھاری مائیں وہی ہیں جنہوں نے تمھیں جنم دیا ہے (ت)

اس کی سگی بہن سے نکاح جائز ہے۔ قال تعالیٰ :

واحلّ لکم ما و ساء ذلکم۔

محرمات کے علاوہ عورتیں تمھارے لئے حلال ہیں۔ (ت)

(فتاویٰ رضویہ ج ۱۱ ص ۴۵۲)

(۷۲) بیوی کے انتقال کے بعد اس کی بیٹی جو دوسرے خاوند سے ہے کے ساتھ نکاح کے بارے میں فرمایا،

اگر اس عورت سے خلوت نہ ہوئی تھی تو اس کے بعد اس کی بیٹی سے نکاح کر سکتا ہے ورنہ حرام، اور اگر کر لیا تو جُدا کر دینا اور جُدا ہو جانا فرض قطعی۔ قال اللہ تعالیٰ،
وَرَبَايَكُمْ الَّتِي فِي حُجُورِكُمْ مِنْ نِسَائِكُمُ الَّتِي دَخَلْتُمْ بِهِنَ فَاَنْ لَمْ تَكُونُوا دَخَلْتُمْ بِهِنَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ

تمہاری مدخلہ بیویوں کی وہ بیٹیاں جو تمہارے پاس زیر پرورش ہیں، اور اگر بیویوں سے دخول نہ کیا ہو تمہیں ممانعت نہیں۔ (ت) (فتاویٰ رضویہ ج ۱۱ ص ۴۵۵)

(۷۳) بیوی کی خالہ و عمہ اور بیٹے کی بیوی سے نکاح کے بارے میں فرمایا،
زوجة کے مرنے پر اس کی خالہ و عمہ سے نکاح جائز ہے۔ قال تعالیٰ،
وَاحِلَّ لَكُمْ مَا وُورَاءَ ذَلِكُمْ

اور محرمات کے سوا عورتیں تمہارے لئے حلال کی گئی ہیں۔ (ت)
اور بیٹا مر جائے خواہ طلاق دے دے اس کی زوجہ سے نکاح ہمیشہ ہمیشہ کو حرام ہے۔ قال تعالیٰ،
وَحَلَائِلُ أَبْنَائِكُمُ (اور تمہارے بیٹوں کی بیویاں۔ ت)۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۱۱ ص ۴۶۱)

(۷۴) بھائی کی نواسی سے نکاح کے بارے میں سوال کا جواب دیتے ہوئے فرمایا،
زید عمر و کا بھائی ہے، فاطمہ عمر و کی بھتیجی ہے، مریم عمر و کی بھتیجی کی بیٹی ہے۔ جیسے بھتیجی حرام ہے یونہی بھتیجی کی بیٹی حرام ہے۔ بھتیجی بیٹی ہے اور بھتیجی کی بیٹی نواسی۔ عمر و مریم کا نانا ہے۔ نانا کے لئے نواسی کیسے حلال ہو سکتی ہے۔ قال اللہ تعالیٰ، وَبَنَاتُ الْأَخِ تم پر بھائی کی بیٹیاں حرام ہیں۔ بیٹیوں میں نواسیاں پوتیاں بھی داخل ہیں، جیسے فرمایا،
حُرْمَتُ عَلَيْكُمْ امهاتکم و بناتکم۔ تم پر حرام ہیں تمہاری مائیں تمہاری بیٹیاں۔

بیٹیوں میں نواسی پوتی نہ داخل ہوں تو آدمی پر خود اس کی پوتی نواسی کہاں سے حرام ہوگی کہ قرآن مجید میں تو بیٹیاں حرام فرمیں اور یہ محرمات گنا کر فرمایا،
واحل لکم ما و ساء ذلکم لہ

ان کے سوا اور جو رہیں وہ تم پر حلال ہیں۔
بالجملہ بھاتی کی نواسی حرام ہونے سے انکار قرآن و اسلام سے انکار ہے۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۱۱ ص ۴۶۲)

(۷۵) بچہ کے لڑکے نے اپنی خالہ جو کہ زید کی بیوی ہے کا دودھ پیا پھر تین اولادوں کے بعد بکر کی اُسی خالہ کے بطن سے ایک لڑکی پیدا ہوئی کیا بکر کا نکاح اس لڑکی سے جائز ہے؟ اس سوال کا جواب دیتے ہوئے فرمایا،

ان دونوں کا نکاح حرام قطعی ہے، وہ آپس میں سکے بھاتی بہن ہیں، تین یا تیس اولاد کے بعد اس لڑکی کا پیدا ہونا زید اور زید کی بی بی کو بکر کے بیٹے کے ماں باپ ہونے سے خارج نہ کرے گا، نہ ان کی کسی اولاد کو پس بکر کے بھاتی بہن ہونے سے۔ قال اللہ تعالیٰ: واخوانکم من الرضاۃ (اور تمہاری رضاعی بہنیں۔ ت)۔
(فتاویٰ رضویہ ج ۱۱ ص ۴۶۳)

(۷۶) ماں سے نکاح بیٹی کو اور بیٹی سے نکاح ماں کو حرام کرتا ہے یا نہیں؟ اس سوال کے جواب میں فرمایا،

شریعتِ مطہرہ کا حکم یہ ہے کہ بیٹی سے مجرد نکاح ماں کو حرام ابدی کرتا ہے و طلی کی شرط نہیں۔ قال تعالیٰ: واصہت نساءکم (تمہاری بیویوں کی مائیں۔ ت) اور و طلی ہو تو بدرجہ اولیٰ، نکاحاً ہو تو بالاجماع، اور بلا نکاح ہو تو ہمارے نزدیک اور ماں سے مجرد نکاح بیٹی کو حرام نہیں کرتا جب تک و طلی نہ ہو۔ قال تعالیٰ،

و ما یأثمکم التی فی حجبورکم من نساءکم التی دخلتم بہن فان لم تکنوا دخلتم بہن
فلا جناح علیکم

تمھاری مدخلہ بیویوں کی وہ بیٹیاں جو تمھاری پرورش میں ہیں، اور اگر تم نے بیویوں سے دخول نہ کیا ہو تو تم پر ممانعت نہیں۔ (ت)

ہاں اگر وطی ہو تو تحریم لائے گی اسی تفصیل پر کہ نکاح میں بالاجماع اور بلا نکاح ہمارے نزدیک تو وہ صغیرہ نابالغہ جس سے زید نے صحبت کی پھر طلاق دے دی اور اس نے دوسرے سے نکاح کیا اور اس سے اس عورت کے بیٹی پیدا ہوئی یہ بیٹی قطعاً شوہر اول پر حرام ہے کہ جب صحبت کی دخلتم بہمن صادق آگیا بلوغ کی شرط نہیں، ہاں اگر صغیرہ چار پانچ برس کی بچی ہو جہاں ایلاج حشفہ ممکن نہ ہو تو البتہ حرمت نہ ہوگی کہ صحبت نہ ہوگی اور مدخلہ کی ماں مطلقاً حرام ہے خواہ مدخلہ بالحلل ہو یا بالحرام، اور زوجہ کی والدہ ابداً اپنی ماں کی طرح ہے زوجہ کے مرنے یا طلاق ہو کہ عدت گزرنے کے بعد بھی کسی طرح حلال نہیں ہو سکتی۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۱۱ ص ۴۶۴)

(۷۷) رضاعت کے ایک مسئلے میں وہابی مولویوں کے غلط فتویٰ پر گرفت کرتے ہوئے فرمایا:

نص | رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

یحرم من الرضاۃ ما یحرم من النسب۔ رواہ الاثمة احمد و البخاری و مسلم و ابوداؤد و ابن ماجہ عن ام المؤمنین الصدیقۃ و احمد و مسلم و النسائی و ابن ماجہ عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

جو کچھ نسب سے حرام ہے وہ دودھ سے بھی حرام ہے (اس کو ائمہ کرام احمد، بخاری، مسلم، ابوداؤد اور ابن ماجہ نے حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے اور امام احمد، مسلم، نسائی اور ابن ماجہ نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت کیا۔ ت)

بھانجا، بھانجی، بھتیجا، بھتیجی نسب سے حرام ہیں یا نہیں، ضرور ہیں، تو دودھ سے بھی قطعاً حرام ہیں۔ اور شک نہیں کہ اپنی نسبیاتی ماں کی رضاعی اولاد اپنی بہن بھائی ہے، تو اس اولاد کی نسبتی اولاد اپنے سے یہی رشتہ رکھتی ہے۔ اسے یوں سمجھئے مثلاً زید کی ماں ہندہ کا دودھ عمر و نے پیا، تو عمر و اور زید رضاعی بھائی ہوئے۔ اگر کہے نہ ہوئے تو ہندہ مرضعہ کی بیٹی لیلیٰ بھی عمر و رضیع کی بہن نہ ہوگی کہ جب ہندہ کا بیٹا زید عمر و کا بھائی نہ ہوا تو ہندہ کی بیٹی لیلیٰ کس رشتہ سے عمر و کی بہن ہو جائیگی حالانکہ وہ بہن قطعاً قرآن عمر و کی بہن ہے۔

قال الله تعالى واماهااتكم التي ارضعنكم واخواتكم من الرضاعة۔^۱

اللہ تعالیٰ نے فرمایا : تمہاری مائیں جنہوں نے تمہیں دودھ پلایا اور تمہاری رضاعی بہنیں (ت) علیٰ ہذا القیاس باقی صورتیں۔ اور جب مرضعہ کی سب اولاد رضیع کے بہن بھائی ہو گئے تو رضیع کی اولاد مرضعہ کیلئے یقیناً اپنے بہن بھائی کی اولاد ہے، اور اپنے بہن بھائی کی اولاد یقیناً قطعاً اجماعاً حرام ہے تو چھوٹی بھتیجی یا چچا بھتیجی یا خالہ بھانجے یا ماموں بھانجی کا زنا کیونکہ حلال ہو سکتا ہے! ولاحول ولا قوۃ الا باللہ العلیٰ العظیم۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۱۱ ص ۴۹۱)

(۷۸) مذکور وہابی مفتی نے اپنے فتوے کی تائید میں شرح وقایہ کا یہ شعر لکھا :۔

از جانب شیردہ ہمہ خویش شوند

وز جانب شیرخوارہ زوجان و فروع

اس کا جواب دیتے ہوئے اور مفتی مذکور کی جہالت ظاہر کرتے ہوئے فرمایا :

ثانیاً کاش مفتی نے اپنی ہی عبارت کو شعر سے ملا کر دیکھا ہوتا تو بہ نگاہ اولین کھل جاتا کہ دونوں طرفین نقیض پر ہیں۔ شعر تو صاف بتا رہا ہے کہ حرمت رضاعت رضیع کی طرف زوجین و فروع رضیع کو شامل ہوتی ہے اور آپ کہتے ہیں خاص رضیع کے لئے ہوتی ہے رضیع کے فروع کے لئے نہیں ہوتی صاف صاف نفی و اثبات کا خلاف ہے، اس کی نظیر اس سے بہتر کیا ہو سکتی ہے کہ زید کہے بیٹے کے لئے ماں حلال ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے : حومت علیکم امہاتکم (تم پر تمہاری مائیں حرام کی گئی ہیں۔ ت) (فتاویٰ رضویہ ج ۱۱ ص ۵۰۲)

(۷۹) زید کی بیوی لاپتہ ہو گئی ہے۔ اب زید بیوی کی حقیقی بہن سے نکاح کرنا چاہتا ہے۔ اس سلسلہ میں حکم شرعی کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا :

ناجائز۔ قال تعالى : وان تجمعوا بین الاختین (دو بہنوں کو نکاح میں جمع کرنا حرام ہے۔ ت) زید اگر چاہتا ہے تو زوجہ کو طلاق دے اور تا انقضاء عدت انتظار کرے، اس کے بعد اس کی بہن سے نکاح کر سکتا ہے، انقضاء عدت یہاں ظن غالب سے لیا جائے گا فانہ ملحق فی الفقہیات بالیقین (فقہ میں یہ یقین سے ملحق ہے۔ ت)

(فتاویٰ رضویہ ج ۱۱ ص ۵۰۹، ۵۱۰)

(۸۰) کیا کسی مسلمان مرد یا عورت کا نکاح کسی کافر سے ہو سکتا ہے؟ اس سوال کے جواب میں فرمایا،

مسلمان عورت کا نکاح مطلقاً کسی کافر سے نہیں ہو سکتا، کتابی ہو یا مشرک یا دہریہ، یہاں تک کہ ان کی عورتیں جو مسلمان ہوں انھیں واپس دینا حرام ہے۔ قال تعالیٰ:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا جَاءَكُمْ الْمُؤْمِنَاتُ مَهْجُورَاتٍ فَامْتَحِنُوهُنَّ اللَّهُ أَعْلَمُ
بَايْمَانِهِنَّ فَإِنْ عَلِمْتُمُوهُنَّ مُؤْمِنَاتٍ فَلَا تَرْجِعُوهُنَّ إِلَى الْكُفَّارِ لَا هُنَّ حِلٌّ لَّهُمْ وَلَا هُمْ
يَحِلُّونَ لَهُنَّ ۚ

اے ایمان والو! جب تمہارے پاس اسلام لانے والی عورتیں کافروں کا دیا چھوڑ کر آئیں تو ان کی آزمائش کرو، اللہ خوب جانتا ہے ان کے ایمان کو، پھر اگر تمہیں آزمائش سے ان کا ایمان ثابت ہو تو انھیں کافروں کو واپس نہ دو، نہ مسلمان عورتیں کافروں کے لئے حلال ہیں اور نہ کافر مسلمان عورتوں کے لئے حلال ہیں۔

مسلمان مرد کا فرہ کتابیہ سے نکاح کر سکتا ہے۔ قال تعالیٰ:

الْيَوْمَ أَحْلَلْتُ لَكُمْ الطَّيِّبَاتِ وَطَعَامَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ حِلٌّ لَكُمْ وَطَعَامُكُمْ حِلٌّ
لَهُمْ وَالْمَحْصَنَاتُ مِنَ الْمُؤْمِنَاتِ وَالْمَحْصَنَاتُ مِنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِكُمْ إِذَا
اتَّيَمْتُمُوهُنَّ أَجُورَهُنَّ ۚ

آج کے دن سُتھری چیزیں تمہارے لئے حلال کی گئیں اور کتابیوں کا ذبیحہ تمہارے لئے حلال ہے اور تمہارا ذبیحہ ان کے لئے حلال ہے، اور تمہارے لئے حلال کی گئیں پارسا مسلمان عورتیں اور عفت والی کتابیہ عورتیں جب تم انھیں ان کے مہر دو۔

لیکن غیر کتابیہ سے مسلمان مرد کو نکاح حرام ہے۔ قال تعالیٰ:

لَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكَةَ حَتَّىٰ يُوْمِنَ بِوَلَامَةِ مُؤْمِنَةٍ خَيْرٌ مِنْ مِشْرَكَةٍ وَلَوْ أَعْجَبَتْكُمْ ۚ

مشرکہ یعنی غیر کتابیہ سے نکاح نہ کریو جب تک ایمان نہ لائیں اور بیشک ایک مسلمان باندی کا فرہ غیر کتابیہ سے اچھی ہے اگرچہ وہ کافرہ تمہیں پسند آئے۔

یہ حکم کافران اصلی کا ہے، مرتد و مرتدہ کا نکاح تمام عالم میں کسی سے نہیں ہو سکتا، نہ مسلم سے، نہ کافر سے، نہ اصلی سے، نہ مرتد سے۔ فتاویٰ عالمگیریہ میں ہے:

لايجوز للمرتد ان يتزوج مرتدة ولا مسلمة ولا كافرة اصلية وكذلك لايجوز
نكاح المرتدة مع احد، كذا في المبسوط - والله تعالى اعلم۔

مرتد کو کسی مرتدہ، مسلمہ یا اصلی کافرہ عورت سے نکاح جائز نہیں، اوریوں ہی مرتدہ کو بھی کسی مرد سے نکاح جائز نہیں۔ مبسوط میں یونہی ہے۔ (ت) واللہ تعالیٰ اعلم

(فتاویٰ رضویہ ج ۱۱ ص ۵۱۱، ۵۱۲)

(۸۱) کسی شخص نے اپنی بہو سے زنا کر کیا تو وہ مرتدہ اپنے خاوند کے نکاح میں رہی یا نہیں؟
اس بارے میں فرمایا:

لوگ اپنی طرف سے خیالات باطلہ باندھ لیتے یا فقط دو ایک شخصوں یا صرف عورت کے کہنے پر اتہام لگاتے ہیں اس کا تو کچھ اعتبار نہیں بلکہ شہادت عادلہ شرعیہ ہو یا شوہر تصدیق کرے اس وقت حرمت کا حکم دیا جائے گا، عورت ہمیشہ کے لئے اپنے شوہر پر حرام ہو جائے گی کہ اس کے باپ کی مدخل ہو گئی، اور باپ کی مدخل بیٹے پر حرام ابدی ہے۔ قال تعالیٰ:

ولا تنكحوا ما نكح اباؤکم

جن سے تمہارے باپ نکاح کر لیں تم ان سے نکاح نہ کرو۔ (ت)

مگر طلاق نہ ہوئی، نہ نکاح سے خارج ہوئی جب تک شوہر متاثر نہ کرے، مثلاً اس سے کہے میں نے تجھے چھوڑ دیا یا جد کیا، جب یہ کہے گا اور عدت گزر جائے گی اس وقت عورت کسی تیسرے شخص سے نکاح کر سکے گی، ان دونوں باپ بیٹوں پر تو ہمیشہ کے لئے حرام ہے۔ شوہر پر فرض ہے کہ اسے متاثر نہ کر دے کہ اب اسے رکھ نہیں سکتا تو چھوڑنا لازم۔ قال تعالیٰ:

فامساك بمعروف او تسريح باحسان

تو ہمدردی سے پاس رکھو یا اچھے طریقے سے چھوڑو۔ (ت)

(فتاویٰ رضویہ ج ۱۱ ص ۵۱۲)

(۸۲) مرزا غلام احمد قادیانی کو مجتہد وغیرہ ماننے والا کیسا ہے؟ اس سلسلہ میں فرمایا:
 لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد کسی کو نبوت ملنے کا جو
 قائل ہو وہ تو مطلقاً کافر مرتد ہے اگرچہ کسی ولی یا صحابی کے لئے مانے۔ قال اللہ تعالیٰ:
 وَلَٰكِنْ رَسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمُ النَّبِيِّينَ ۖ

لیکن اللہ تعالیٰ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں۔ (ت)
 وقال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انا خاتم النبیین لا نبی بعدی ۖ
 حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: میں آخری نبی ہوں اور میرے بعد کوئی
 نبی نہیں۔ (ت)

لیکن قادیانی تو ایسا مرتد ہے جس کی نسبت تمام علمائے کرام حریم شریفین نے بالاتفاق
 تحریر فرمایا ہے کہ:

من شك في كفره فقد كفر ۖ

جس نے اس کے کفر میں شک کیا وہ کافر ہو گیا۔ (ت)
 اُسے معاذ اللہ مسیح موعود یا مہدی یا مجتہد دیا ایک ادنیٰ درجہ کا مسلمان جاننا درکنار جو
 اس کے اقوال ملعونہ پر مطلع ہو کر اُس کے کافر ہونے میں ادنیٰ شک کرے وہ خود کافر مرتد ہے۔
 (فتاویٰ رضویہ ج ۱۱ ص ۵۱۴، ۵۱۵)

(۸۳) ہندہ بیوہ نے اپنا نکاح اپنے ایک شریف کفو کے ساتھ کر لیا، اس پر عمرو بکر و خالد نے
 اُسے اس کی ماں اور شوہر سمیت برادری سے نکال دیا اور ایذا دی۔ اس سلسلہ میں حکم شرعی بیان
 کرتے ہوئے فرمایا:

ہندہ اور اس کی ماں اور اس کے شوہر پر کچھ الزام نہیں خالد عمرو بکر صرف بوجہ نکاح ثانی
 انھیں ایذا دیتے ہیں ظالم و گنہ گار اور حتی العبد میں گرفتار ہیں، ان پر توبہ فرض ہے، اگر نہ کریں تو
 خود ہی لوگ برادری سے نکال دینے کے قابل ہیں، جو لوگ ان خالد عمرو بکر کا ساتھ دیں گے وہ بھی

مستی عذاب ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :
ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان

گناہ اور زیادتی میں باہم مدد نہ کرو۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

من اذی مسلماً فقد اذانی ومن اذانی فقد اذی اللہ

جس نے کسی مسلمان کو ناحق ستایا اس نے مجھے ایذا دی اور جس نے مجھے ایذا دی اس نے اللہ تعالیٰ کو ایذا دی۔
(فتاویٰ رضویہ ج ۱۱ ص ۶۲۲ ، ۶۲۵)

(۸۴) سَعِیْدَہ کے باپ نے برادری وغیرہ کے مجبور کرنے سے اس کا نکاح خالد سے کر دیا ، خالد کو لندن گئے ہوئے چھ سال ہو گئے وہاں فسق و فجور میں مبتلا ہو گیا ہے اب نہ تو سَعِیْدَہ کو نفقہ دیتا ہے اور نہ ہی طلاق دیتا ہے ، سَعِیْدَہ بوقت نکاح نابالغ تھی۔ اب اس صورت میں کیا کرنا چاہئے۔ اس کے جواب میں فرمایا :

صورت مذکورہ میں عورت کا ضرر صریح ہے ، اور اللہ عز و جل فرماتا ہے :

فامسکوهن بمعروف او سرحوهن بمعرف

عورتوں کو یا تو اچھی طرح رکھو یا اچھی طرح چھوڑ دو۔

اور فرماتا ہے :

وعاشروهن بالمعروف

عورتوں سے اچھا برتاؤ کرو۔ (ت)

اور فرماتا ہے :

اسکنوهن من حیث سکنتم من وجدکم ولا تضاروهن لتضیقوا علیہن

جہاں آپ رہو وہاں عورتوں کو رکھو اپنے مقدور کے قابل اور انہیں نقصان نہ پہنچاؤ کہ ان پر

تنگی لاؤ۔

۱۔ القرآن الکریم ۵/۲

۲۔ المعجم الاوسط

۳۔ القرآن الکریم ۲/۲۳۱

۴۔ القرآن الکریم ۵/۶

۳۷۳/۲

مکتبۃ المعارف ریاض

حدیث ۳۶۳۲

۵۔ القرآن الکریم ۲/۱۹

اور فرماتا ہے :

فلا تیلوا کل المیل فتذروها کالمعلقة۔^۱

پورے ایک طرف نہ جھک جاؤ کہ عورت کو یوں چھوڑو جیسے ادھر میں لٹکتی۔

اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

لا ضرر ولا ضرار فی الاسلام۔^۲

دین اسلام میں نہ ضرر ہے نہ مضرت پہنچانا۔

لہذا احکم پر واجب ہے کہ خالہ پر جبر کرے کہ یا تو ہنڈہ کو رخصت کر لے یا طلاق دے، اور اگر وہاں کی صحبت سے خالہ کا دین فاسد ہو گیا کہ نیچریوں کی طرح ضروریات دین پر ہنسنے لگا تو آپ ہی نکاح جاتا رہے گا۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۱۱ ص ۶۲۸، ۶۲۹)

(۸۵) زید سے بحالت شدت مرض اس کے بھائی نے اجازت لے کر زید کی کفمن لڑکی کا نکاح اپنے لڑکے سے کر دیا اور زید تین دن بعد وصال کر لیا، لڑکے کی ماں ذلیل نسل سے تعلق رکھتی ہے۔ اس نکاح کا حکم شرعی بیان کرتے ہوئے فرمایا :

شدت مرض صحبت اجازت سے مانع نہیں،

هذا القدر ما ذكره السائل فنجيب عليه ولا تزيد ما يکون تعلیما۔

یہ سائل کے ذکر کردہ پر ہم جواب دے رہے ہیں اور تعلیم کے طور پر ہم زیادہ بات نہیں کرتے۔ (ت)

ماں کا غیر کفو ہونا اولاد کو غیر کفو نہیں کر دیتا کہ نسب باپ سے ہے نہ کہ ماں سے۔

قال تعالیٰ وعلى المولود له من القهن۔^۳

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے : اور جس کا بچہ ہے اس پر عورتوں کا کھانا ہے۔ (ت)

اور بالفرض کفارت نہ بھی ہو تو باپ ایک بار غیر کفو سے بھی نکاح کر سکتا ہے، لہذا صورت مستفسرہ میں وہ نکاح صحیح و لازم ہو گیا جس کے فسخ کا کسی کو بھی اختیار نہیں۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۱۱ ص ۶۵۴، ۶۵۵)

۱۔ القرآن الکریم ۴/۱۲۹

۶/۹۱

مکتبۃ المعارف الریاض

حدیث ۵۱۸۹

۲۔ المعجم الاوسط

۳۔ القرآن الکریم ۲/۲۳۳

(۸۶) کیا لڑکی اپنے شوہر کو طلاق دے سکتی ہے؟ اس سوال کے جواب میں فرمایا،
طلاق دینا عورت کے اختیار میں نہیں نہ وہ شوہر کو طلاق دے سکتی ہے، نہ اس کے دیئے طلاق
پڑ سکتی ہے۔ قرآن عظیم میں فرمایا: بیداء عقدۃ النکاح (اسی (خاوند) کے ہاتھ میں نکاح کی گرہ
ہے۔ ت)۔ حدیث شریف میں ہے:
الطلاق لمن اخذ بالساق۔

یہ جماع سے کنایہ ہے یعنی طلاق وہی دے سکتا ہے جو جماع کا مالک ہے۔ (ت)

(فتاویٰ رضویہ ج ۱۱ ص ۶۶۰، ۶۶۱)

(۸۷) کسی نے لڑکی کا نکاح اسی شرط پر کیا کہ خاوند اسی بستی میں مکان بنائے گا۔ اب وہ اس بستی
میں مکان نہیں بناتا بلکہ اپنی بیوی کو اپنے گھر لیجانا چاہتا ہے۔ اس سلسلہ میں حکم شرعی کی وضاحت
کرتے ہوئے فرمایا:

اسی گاؤں میں مکان بنانے کی شرط شرط فاسد ہے، اور شرط فاسد سے نکاح فاسد نہیں ہوتا
بلکہ خود وہ شرط ہی باطل ہو جاتی ہے، اسے اختیار ہے کہ اپنی عورت کو اپنے گھر لے جائے۔
قال اللہ تعالیٰ:

اسکنوهن من حیث سکنتم من وجدکم

بیویوں کو اپنی سکونت کے ساتھ سکونت گنجائش کے مطابق دو۔ (ت)

ہاں اگر ظاہر ہو کہ شوہر عورت کو ضرر و ایذا دینے کے لئے دوسری جگہ لے جانا چاہتا ہے اور یہاں رکھنا
نہیں چاہتا تو لے جانے کی اجازت نہ دیں گے۔

ولا تضاروهن لتضيّقوا علیہن ۛ هذا حاصل ما حظ علیہ کلام المحققین
وعلیک بود المحتار۔

بیویوں کو تنگ کرنے کے لئے ضرر مت دو۔ محققین کے کلام کا مصداق یہی ہے۔ آپ پر

۱۔ القرآن الکریم ۲/۲۳۷

۲۔ سنن ابن ماجہ کتاب الطلاق باب طلاق العبد

ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱۵۲/۱

۳۔ القرآن الکریم ۶۵/۶

۴۔

ردالمحتار کی طرف رجوع ضروری ہے۔ (ت) (فتاویٰ رضویہ ج ۱۱ ص ۴۷۳)
 (۸۸) کیا رواج، عرف عام، قانون شرع شریف پر کسی حالت میں مزج ہو سکتا ہے؟ اس کے جواب میں فرمایا:

رواج، عرف و قانون کوئی چیز شرع مطہر پر مزج نہیں۔
 قال الله تعالى ان الحكم الا لله، وقال تعالى ومن لم يحكم بما انزل الله
 فاولئك هم الفاسقون۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: حکم صرف اللہ تعالیٰ کا ہے۔ اور فرمایا: جو اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ کے مطابق فیصلہ نہ کرے وہ فاسق ہے۔ (ت) (فتاویٰ رضویہ ج ۱۱ ص ۶۷۸)
 (۸۹) زن بازاری کا لڑکا سن بلوغ کو پہنچ کر مسلمان ہو گیا اب کسی مسلمان کا اپنی صغیرہ بیٹی کا نکاح اس کے ساتھ کر دینا کیسا ہے؟ اس سوال کے جواب میں فرمایا:
 جائز ہے۔ قال الله عز وجل:

لا تنكحوا المشركين حتى يؤمنوا الآية۔

مشرکوں سے نکاح نہ کرو جب تک وہ مومن نہ ہو جائیں۔ (ت)

مگر یہ نکاح غیر کفو کے ساتھ ہے دو وجہ سے الخ۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۱۱ ص ۶۹۶)
 (۹۰) عربی میں سوال آیا کہ کیا عجمی عالم سید زادی کا کفو ہو سکتا ہے؟ اس کا عربی میں جواب دیتے ہوئے فرمایا:

نعم اذا كان ديناً متديناً لان فضل العلم فوق فضل النسب، قال الله تعالى
 يرفع الله الذين امنوا منكم والذين اوتوا العلم درجات، وقال تعالى
 قل هل يستوى الذين يعلمون والذين لا يعلمون، في وجيز الامام الكردي
 العجوى العالم كفو للعربى الجاهل لان شرف العلم الاقوى واسبق، وكذا العالم
 الفقير للغنى الجاهل، وكذا العالم الذى ليس بقرشى كفو للجاهل

۲۷ القرآن الکریم ۵/۴

۲۷ " ۵۸/۱۱

۱۷ القرآن الکریم ۶/۵۷

۲۳ " ۲۲۱/۲

۵۵ " ۳۹/۹

القرشی و العلویؑ اھ۔

ہاں جب عجمی عالم دیندار عالم ہو، کیونکہ علم کی فضیلت نسب کی فضیلت سے فائق ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تم میں سے ایمان والوں کو اللہ تعالیٰ نے بلندی دی اور ان لوگوں کو جو علم دیئے گئے ان کو کئی درجات دئے گئے۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: کیا علم والے اور بے علم برابر ہیں۔ امام کردری کی وجہ میں ہے کہ عجمی عالم، جاہل عربی کا کفو ہوگا کیونکہ علمی شرافت اقویٰ و ارفع ہے۔ اور یوں ہی عالم فقیر ہو تو وہ جاہل غنی کا کفو ہوگا اور یوں ہی غیر قرشی عالم جاہل علوی اور جاہل قرشی کا کفو بنے گا اھ (ت)
(فتاویٰ رضویہ ج ۱۱ ص ۷۱۲)

(۹۱) زید جو کہ ٹھاکر تھا اب مشرف بہ اسلام ہو گیا ہے۔ مسلمانوں کو چاہئے کہ اُسے عزت دیں۔ چنانچہ فرمایا:

اسلام کی عزت کے برابر اور کیا عزت ہے، اس نے تو اسے چار چاند نہیں بلکہ ہزار چاند لگا دئے۔ اگر کوئی چار بھی مسلمان ہو تو مسلمانوں کے دین میں اُسے حقارت کی نگاہ سے دیکھنا حرام اور سخت حرام ہے، وہ ہمارا دینی بھائی ہو گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

انما المؤمنون اخوة (مسلمان مسلمان بھائی ہیں۔ ت)

اور فرماتا ہے:

فاخوانکم فی الدین (تو وہ دین میں تمھارے بھائی ہیں۔ ت)

پھر جو کسی معزز قوم کا اسلام لائے اسے کیونکہ حقیر سمجھا جائے۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۱۱ ص ۷۱۹)

(۹۲) زید مذکور کے بارے میں مزید فرمایا:

پنجم یہ شخص علم دین حاصل کر لے، مسلمانوں میں اس کی علمی فضیلت اوروں کی نسب سے شرافت یا اسلامی قدامت کے ہم پلہ ہو جائے، عار عرفی باقی نہ رہے، اُس وقت یہ شخص ہر قوم و قبیلہ کا کفو ہو سکتا ہے۔

(۳) اولاد ہمیشہ باپ کی قوم پر ہوتی ہے۔ قال تعالیٰ: وعلی المولود لہ

من رقبہن^۱ (جس کا بچہ ہے عورت کا نفقہ اس پر ہے۔ ت)
 (۴) شرع شریف میں شرافت قوم پر منحصر نہیں۔ اللہ عز و جل فرماتا ہے:
 اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ^۲

تم میں زیادہ مرتبے والا اللہ کے نزدیک وہ ہے جو زیادہ تقویٰ رکھتا ہے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۱۱ ص ۷۲)
 (۹۳) کیا اولادِ زنا کے بارے میں کوئی وعید وارد ہے؟ اس سوال کا جواب دیتے ہوئے فرمایا:
 زنا کا عذاب صرف زانی و زانیہ پر ہے، اولادِ زنا پر اس کا وبال نہیں۔ قال اللہ تعالیٰ،
 لَا تَنْزِلُ وَاَرْثُہٗ وَاَرْثُہٗ اٰخِرُی^۳ (ایک کا بوجھ دوسرے پر نہیں۔ ت)

حدیث میں ہے،
 لیس علی ولد الزنا من و نر ا بویہ شی۔ رواہ الحاکم عن الصدیقہ رضی اللہ تعالیٰ
 عنہا۔

ولدِ زنا پر اس کے والدین کا بوجھ کچھ نہیں ہے (اس کو حاکم نے عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا
 سے روایت کیا ہے۔ ت) (فتاویٰ رضویہ ج ۱۱ ص ۷۲۳)

فتاویٰ رضویہ جلد ۱۲

(۱) شرعی مہر کے بارے میں ایک فارسی سوال کا فارسی میں جواب دیتے ہوئے فرمایا،

مہرادر شرع مطہر جانب کمی حدے معین ست یعنی وہ درہم اما جانب زیادت ہیچ تحدید نیست ہرچہ
 کہ بستہ شود ہماں قدر بحکم شرع محمدی لازم آید صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ و اصحابہ وبارک
 وسلم، قال اللہ تعالیٰ وَاَتَيْتُمْ اَحَدًا مِّنْھُمْ قِنْطَارًا^۴، پس تعیین نتوان کرد کہ ہمیں قدر مقدار مہر شرعی
 است نہ غیر او۔

۱۳/۵۹ القرآن الکریم

۲۳۳/۲ القرآن الکریم

۱۸/۳۵ و ۱۶۴/۶

کتاب الاحکام

۱۰۰/۴

دار الفکر بیروت

۵۴ المستدرک للحاکم

۲۰/۴ القرآن الکریم

شریعت پاک میں مہر کی کم از کم مقدار دنش درہم مقرر ہے لیکن زیادہ سے زیادہ مقدار مقرر نہیں بلکہ جتنا بھی مہر مقرر کر دیا جائے وہ شریعت محمدی میں لازم ہوگا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم، اللہ تعالیٰ نے فرمایا، اور تم ان عورتوں میں سے بعض کو بہت زیادہ مال دیتے ہو، اس لئے کوئی تعیین نہیں کی جاسکتی کہ یہ مقدار شرعی ہے اور یہ نہیں ہے۔ (ت)

(فتاویٰ رضویہ ج ۱۲ ص ۱۲۳، ۱۲۴)

(۲) زوجین اگر سمجھیں کہ نباہ نہیں ہو سکے گا تو باہمی رضامندی سے علیحدگی اختیار کر سکتے ہیں۔ چنانچہ فرمایا:

یہ معاملہ رضامندی پر ہے جبکہ وہ جانے کہ باہم نباہ نہ ہوگا تو زوجہ اپنی خلاصی کے لئے کل مہر چھوڑ دے اور لیا ہو واپس دے اور اُس کے سوا اور روپے بھی دے سب جائز ہے، قال تعالیٰ: فلا جناح علیہما فیما افتدت بہ۔

عورت اگر فدیہ دے تو خاوند بیوی دونوں پر کوئی حرج نہیں۔ (ت)

(فتاویٰ رضویہ ج ۱۲ ص ۱۷۴)

(۳) اقسام مہر اور اس میں دستاویز لکھنے کے بارے میں وضاحت کرتے ہوئے فرمایا:

مہر معجل وہ ہے جو پیشگی دینا ٹھہرے، اور موجل وہ جس کی ایک میعاد معین قرار پائے کہ اتنے زمانے کے بعد ادا کیا جائے گا، اور مؤخر وہ کہ نہ پیشگی دینا ٹھہرا نہ اس کا کوئی وقت معین کیا گیا، مہر مثل کوئی ان کی مقابل قسم نہیں۔ موجل کی دستاویز لکھنا بہتر ہے۔ قال تعالیٰ:

یا ایہا الذین آمنوا اذا تداینتم بدين الى اجل مستقٰی فاکتبوه۔

اے ایمان والو! جب تم اُدھار لین دین مقررہ مدت پر کرو تو اسے لکھ لیا کرو۔ (ت)

تفسیر احمدی میں ہے:

فی الزاہدی ان الایة عامة فی السلف وکل دین یصح فیہ الاجل۔

زاہدی میں ہے کہ یہ آیہ کو کیمہ بیع سلم اور ہر اُدھار سودا جس میں مدت مقرر کرنا صحیح ہو

سب کو شامل ہے۔ (ت)

مدارک التنزیل میں ہے، الامر للندب (آیہ کریمہ میں امر استحباب کے لئے ہے۔ ت)
 باب التأویل میں ہے، وهو قول جمهور العلماء (یہی جمہور علماء کا قول ہے۔ ت)
 (فتاویٰ رضویہ ج ۱۲ ص ۱۷۵)

(۴) کوئی عورت شوہر کی موت یا طلاق کے بغیر دوسرے سے نکاح نہیں کر سکتی۔ چنانچہ فرمایا،
 یہ ناممکن ہے کہ ہندہ بغیر طلاق یا موت شوہر وانقضائے عدت دوسرے سے نکاح کر سکے۔
 قال تعالیٰ،

والمحصنات من النساء (شادی شدہ عورتیں تم پر حرام ہیں۔ ت)

(فتاویٰ رضویہ ج ۱۲ ص ۱۸۲)

(۵) زید نے اپنی بیوی کی حیات میں اس کی چھوٹی بہن سے نکاح کیا، نکاح ثانی کا کیا حکم ہے؟ اس
 کے جواب میں فرمایا،

زوجہ جب تک زوجیت باعدت میں ہے اس کی بہن سے نکاح حرام قطعی ہے۔ قال تعالیٰ،
 وان تجمعوا بین الاختین۔

حرام ہے کہ تم دو بہنوں کو نکاح میں جمع کرو۔ (ت)

اس سے جو اولاد ہوگی شرعاً اولاد حرام ہے مگر ولد الزنا نہیں اسے ولد حرام معنی ولد الزنا کہنا جائز نہیں۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۱۲ ص ۱۸۴)

(۶) ایک مفتی نے استفتاء کے آخر میں لکھا بھیجا سند فقہاء مع عبارت کتب و اسم کتاب ارشاد
 ہو قیمت رقمہ دی جائے گی۔ اس کے جواب میں تحریر فرمایا،

مسائل پر بفضل اللہ لے یہاں کبھی کوئی اجرت نہیں لی جاتی اور اس کو سخت عیب سمجھا جاتا ہے۔
 ما اسئلکم علیہ من اجرات اجری الاعلیٰ رب العالمین۔

تم سے کسی اجر کا سوال نہیں میرا اجر اللہ تعالیٰ کے ہاں ہے۔ (ت)

(فتاویٰ رضویہ ج ۱۲ ص ۱۹۴، ۱۹۵)

۱۔ مدارک التنزیل (تفسیر النسخی) تحت الآیہ ۲/۲۸۲ دارالکتاب العربی بیروت ۱۳۹/۱

۲۔ باب التأویل (تفسیر الخازن) " " " " دارالکتب العلمیۃ بیروت ۲۱۳/۱

۳۔ القرآن الکریم ۲۴/۴ ۲۳/۴ القرآن الکریم

۴۔ " ۱۰۹/۲۶

(۷) ایک شخص شادی کے وقت سسرال میں رہنے کا وعدہ کیا مگر اس کے باوجود وہ بیوی کو اپنے گھر لے جانے کا حق رکھتا ہے۔ سسرال میں رہنے کے لئے اس پر جبر نہیں کیا جاسکتا۔ اس سلسلہ میں فرمایا،

معادہ بیکار ہے، سسرال میں رہنا ایک وعدہ ہے جس کی وفا پر جبر نہیں اور زوجہ کو اپنے پاس رکھنا ہی حق شوہر و حکم شرعی ہے۔ قال تعالیٰ،

اسکنوهن من حیث سکنتم من وجدکم۔^۱

ان کو سکونت دو جہاں تم ساکن ہو اپنی گنجائش کے مطابق۔ (ت)

شوہر جب چاہے اس حق کا مطالبہ کر سکتا ہے کمین توکت قسمہا لہا ان تعود متی تشاء (جیسا کہ بیوی اپنی باری چھوڑ دے تو اس کو واپس لینے کا حق ہے جب چاہے۔ ت)

(فتاویٰ رضویہ ج ۱۲ ص ۱۹۵، ۱۹۶)

(۸) زید اپنی بیوی کو جائے ملازمت و سکونت پر ساتھ رکھتا ہے تو وہ یا اس کا باپ عذر نہیں کر سکتے۔ چنانچہ فرمایا،

اصل حکم ہے کہ مرد جہاں رہے اپنی عورت کو اپنے ساتھ رکھے۔ قال اللہ تعالیٰ،

اسکنوهن من حیث سکنتم۔^۲

عورتوں کو وہیں ٹھہراؤ جہاں تم خود ٹھہرو۔ (ت)

اور ساتھ ہی یہ حکم ہے کہ عورت کو ضرر نہ پہنچائے، اس پر تنگی نہ کرے۔ قال اللہ تعالیٰ،

ولا تضارواھن لتضیقوا علیھن۔^۳

انھیں ضرر نہ پہنچاؤ کہ ان پر تنگی کرو۔ (ت)

جبکہ مہر مجل نہ تھا یعنی پیش از رخصت دینا قرار نہ پایا تھا تو عورت کو اپنے نفس کے روکنے کا کوئی اختیار نہیں، نہ اس کا باپ اُسے شوہر سے جدا کر سکتا ہے، ہاں اگر شوہر کی طرف سے عورت کو ضرر رسائی و بلا وجہ شرعی ایذا دہی بروجہ کافی ثابت ہو تو اس کا بند و بست کیا جائے اگرچہ کچھری کے ذریعہ سے ضمانت داخل کرنے سے۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۱۲ ص ۲۰۰)

(۱۰) مزید فرمایا،

اور جس طرح اللہ تعالیٰ نے مردوں کے حق اُن پر مقرر فرمائے اُن کے حق بھی مردوں پر مقرر کئے،

ولہن مثل الذی علیہن بالمعروف۔

اور عورتوں کا بھی حق ایسا ہی ہے جیسا ان پر ہے شرع کے موافق۔ (ت)
از انجملہ کھلانے پہنانے وغیرہ امور اختیاریہ میں انھیں برابر رکھنا واجب ہے۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۱۲ ص ۱۷۴)

(۱۱) لڑکی کی نسبت کسی سے کہ دی پھر معلوم ہوا کہ وہ وہابی یا رافضی ہے تو نسبت چھڑالینا شرعاً لازم ہے۔ اس سلسلہ میں فرمایا،

معلوم ہوا کہ جس سے نسبت قرار پائی رافضی وہابی یا اور کسی قسم کا یہ مذہب ہے کہ اس صورت میں نسبت چھڑالینا شرعاً لازم۔ قال تعالیٰ،

وَأَمَّا يَنْفِسُ الشَّيْطَانُ فَلَا تَقْعُدُوا بَعْدَ الذِّكْرِ مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ۔ وَلِلْعَقِيلِ
عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَجَالِسُوهُمْ وَلَا تَشَارِبُوهُمْ
وَلَا تَوَاكُلُوهُمْ وَلَا تَنَاجَوْهُمْ

اور اگر کچھ شیطان بھلا دے تو یاد آنے کے بعد ظالم قوم کے پاس مت بیٹھ۔ اور عقیلی میں ہے
کہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت فرماتے ہیں کہ
نہ ان کے ہم مجلس بنو، نہ کھانے پینے میں ان سے مشارکت کرو اور نہ ہی ان سے باہمی نکاح کرو۔ (ت)
لڑکی والوں کو تو لحاظ مصالح و احترام مفاسد زیادہ اہم ہے، لڑکے والے بھی اگر ترک
میں مصلحت سمجھیں ترک کر دیں۔ حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ضباعہ بنت عامر بن قرط
رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو نکاح کا پیغام دیا انھوں نے قبول کیا پھر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
کو مصلحت پیش آئی ترک فرمایا۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۱۲ ص ۲۸۱، ۲۸۲)

۱۔ القرآن الکریم ۲/۲۲۸

۲۔ ۶/۶۸

۳۔ الضعفاء الکبیر ترجمہ احمد بن عمران نمبر ۱۵۳ دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۲۶/۱

(۱۲) دروازہ جنت حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کھلوائیں گے۔ اس سلسلہ میں فرمایا، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد جو اور بندگان خدا جائیں گے دروازہ کھلپائیں گے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پہلے سے فتح باب فرما چکے ہوں۔

قال تعالیٰ جنت عدن مفتحة لهم الابواب۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا، بسنے کے باغ ان کے لئے سب کے دروازے کھلے ہوئے۔ (ت) (فتاویٰ رضویہ ج ۱۲ ص ۳۰۴)

(۱۳) اباحتِ نکاحِ ثانی کا ثبوت قرآنی آیات سے دیتے ہوئے فرمایا،

نکاحِ ثانی کی اباحت تو بیشک ضروریاتِ دین سے ہے کہ تمام مسلمین اس سے آگاہ، قرآن عظیم کی متعدد آیتیں اس پر گواہ،

قال تعالیٰ عسیٰ ربہ ان یتلقن ان یبدلہ امرًا وجا خیرًا منکن (الح) قولہ تعالیٰ (ثیبت و ابکرا) ، وقال تعالیٰ فلما قضیٰ نزید منها وطرا زوجتکما، وقال تعالیٰ فلا تحللہ من بعد حتیٰ تنکح نرجا غیرہ۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا، ان کا رب قریب ہے اگر وہ تمہیں طلاق دے دیں کہ انہیں تم سے بہتر بیویاں بدل دے (اللہ تعالیٰ کے قول) ثیبت و ابکرا (بیاہیاں اور کنواریاں) تک۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا، پھر جب زید کی غرض اس سے نکل گئی تو ہم نے وہ (زینب) تمہارے نکاح میں دے دی۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا، تو اب وہ عورت اُسے حلال نہ ہوگی جب تک دوسرے خاوند کے پاس نہ آئے۔ (ت)

کریمہ وانکحوا الایامی (اور نکاح کرد و اپنوں میں ان کا جو بے نکاح ہیں۔ ت) میں ایسے کے نکاح کر دینے کو فرمایا۔ ایسے ہر زن بے شوہر کو کہتے ہیں جس کے اطلاق میں کنواری، مطلقہ، بیوہ سب داخل، اگرچہ ایسے خاص بیوہ کا نام نہیں۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۱۲ ص ۳۰۸)

(۱۴) خاص بیوہ کے نکاح سے متعلق فرمایا،

بالخصوص بیوہ کے لئے یہ آیتیں ہیں قال اللہ تعالیٰ،

۱۰ القرآن الکریم ۵/۶۶
۱۱ " ۲۳۰/۲

۱۰ القرآن الکریم ۵۰/۳۸
۱۱ " ۳۴/۳۳
۱۲ " ۳۲/۲۲

والذین یتوفون منکم ویزرون انرا واجابتہن بانفسہن اربعۃ اشہر
وعشرًا فاذا بلغن اجلہن فلا جناح علیکم فیہا فعلن فی انفسہن بالمعروف
واللہ بما تعملون خبیر ○ ولا جناح علیکم فیما عرضتم بہ من خطبة النساء
او الکنتم فی انفسکم علم اللہ انکم ستذکرونہن ولكن لا تواعدن وھن سرا
الا ان تقولوا قولاً معروفاً ولا تعزن مواعدة النکاح حتی يبلغ الکتاب اجلہ
اور جو تم میں مریں اور بیویاں چھوڑیں وہ چار مہینے دس دن اپنے آپ کو روکے رہیں تو جب
ان کی عدت پوری ہو جائے تو اے والیو! تم پر مواخذہ نہیں اس کام میں جو عورتیں اپنے معاملہ میں
موافق شرع کریں اور اللہ تعالیٰ کو تمہارے کاموں کی خبر ہے، اور تم پر گناہ نہیں اس بات میں جو
پردہ رکھ کر تم عورتوں کے نکاح کا پیام دیا اپنے دل میں چھپا رکھو۔ اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ اب
تم ان کی یاد کرو گے۔ ہاں ان سے خفیہ وعدہ نہ رکھو مگر یہ کہ اتنی ہی بات کہو جو شرع میں معروف ہے
اور نکاح کی گرہ پٹی نہ کرو جب تک لکھا ہوا حکم اپنی میعاد کو نہ پہنچ لے۔ (ت)

وقال تعالیٰ :

والذین یتوفون منکم ویزرون انرا واجا وصیة لانرا واجہم متاعا الی الحول
غیر اخراج فان خرجن فلا جناح علیکم فیما فعلن فی انفسہن من معروف واللہ
عزیز حکیم ○

اور جو تم میں مریں اور بیویاں چھوڑ جائیں وہ اپنی عورتوں کے لئے وصیت کر جائیں سال بھر
تک نان و نفقہ دینے کی بے نکالے، پھر اگر وہ خود نکل جائیں تو تم پر اس کا مواخذہ نہیں جو انھوں
نے اپنے معاملہ میں مناسب طور پر کیا، اور اللہ تعالیٰ غالب حکمت والا ہے۔ (ت)

ان آیات کریمہ کا جملہ جملہ جواز نکاح بیوہ پر نص صریح ہے۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۱۲ ص ۳۰۸، ۳۰۹)

(۱۵) سوال ہوا کہ طلاق حق اللہ ہے یا حق العبد؟ اس کے جواب میں فرمایا :
طلاق بمعنی الایقاع یعنی اس کا احداث اصلاً منجملہ حقوق نہیں،

حيث لا مطالب لامن جهة العبد ولا من الله تعالى بل ابغض المحلل الى الله الطلاق۔

کیونکہ یہاں اللہ تعالیٰ اور بندے کو طلاق کا کوئی مطالبہ نہیں پہنچتا بلکہ حلال چیزوں میں سب سے زیادہ ناپسندیدہ چیز اللہ تعالیٰ کے ہاں طلاق ہے۔ (ت)
البتہ جب ادا کئے حتیٰ زوجہ پر قادر نہ ہو جیسے عینین وغیرہ، تو طلاق حتیٰ العبد ہے حتیٰ زن کے لئے دیانہ بھی واجب ہے اور ہر واجب دیانہ حتیٰ اللہ سبحانہ، تو اس حالت خاص میں طلاق حتیٰ العبد بھی ہے اور حتیٰ اللہ بھی ہے لقولہ تعالیٰ :
فامسکوھن بمعروف او فاسقوھن بمعروف۔^۱

انھیں بھلائی کے ساتھ روک لویا بھلائی سے رخصت کرو۔ (ت)
اور طلاق بمعنی الوقوع یعنی بعد حدوث اس کا ثمرہ کہ حالاً یا مآلاً تحریم فرج ہے جو حتیٰ اللہ عزوجل ہے ولہذا اس پر ادا کئے شہادت کے لئے کسی کا مدعی ہونا ضرور نہیں یہاں تک کہ زن و مرد دونوں منکر ہوں مگر دو شہادتی شہادت طلاق دیں حکم طلاق دیا جائے گا اور دونوں کے انکار پر اصلاً التفات نہ ہوگا۔
(فتاویٰ رضویہ جلد ۱۲ ص ۳۲۵، ۳۲۶)

(۱۶) حاملہ بیوی کو بوجہ نافرمانی طلاق دینے سے متعلق سوال کا جواب دیتے ہوئے فرمایا،
حدیث میں ارشاد ہوا کہ مسلمان عورت سے اچھا برتاؤ رکھو کہ اگر تمہیں اس کی ایک عادت ناپسند ہوئی تو دوسری عادت پسند ہوگی۔^۲

اور اللہ عزوجل فرماتا ہے،

عسى ان تکرهوا شيئا ويجعل الله فيه خيرا كثيرا۔^۳

قریب ہے کہ تم ایک بات کو مکروہ جانو گے اور اللہ عزوجل اس میں بہت بھلائی رکھے گا۔
اور اگر عورت کو طلاق دے کہ پھر کبھی نکاح نہ چاہے تو خیر، ورنہ کیا معلوم کہ دوسری اس سے بھی بُری ملے، اس لئے حتیٰ الامکان عورت کے ساتھ نیک برتاؤ اور اس کی دلجوئی اور اسے

خوش کر کے اپنی اطاعت پر لانا اور اس کی کج خلقی پر صبر کرنا چاہئے۔ اور اصلاح ناممکن ہو تو طلاق دے سکتا ہے، مگر ایک طلاق رجعی سے زیادہ دینا گناہ ہے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۱۲ ص ۳۲۸)
(۱۷) بلا وجہ طلاق دینا مبغوض ہے مگر ہے حلال۔ اس سلسلے میں فرمایا،
حدیث میں ان دونوں جہتوں کے اجتماع کی طرف صاف اشارہ فرمایا گیا،
ابغض المحلال الح - الله الطلاق^۱

حلال چیزوں میں سے اللہ تعالیٰ کے ہاں طلاق ناپسندیدہ ترین ہے۔ (ت)
حلال بھی فرمایا اور مبغوض بھی۔ آیہ کریمہ میں مطلقاً ارشاد ہوا،
يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا طَلَقْتُمُ النِّسَاءَ فَطَلِّقُوهُنَّ لِعَدَّتِهِنَّ وَأَحْصُوا الْعِدَّةَ^۲
اے نبی (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) جب آپ عورتوں کو طلاق دیں تو عدت کو پیش نظر رکھ کر طلاق دیں اور عدت کو شمار کریں۔ (ت)

اور حدیث میں فرمایا،
لعن الله الزواقين والزواقات^۳

نکاح کو شغل بنانے والے مردوں اور عورتوں پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے۔ (ت)
(فتاویٰ رضویہ جلد ۱۲ ص ۳۳۰، ۳۳۱)

(۱۸) اسی سلسلہ میں مزید فرمایا:

بے حاجت بلا عذر شرعی طلاق دینا مکروہ و ممنوع ہے مگر دے گا تو پڑ ضرور جائے گی کہ وہ

و غالباً حدیث کے الفاظ یوں ہیں: ان الله لا يحب الزواقين والزواقات۔ تحقیق کے لئے ملاحظہ ہو معجم اوسط ۸/۴۱۳، درمثور ۱/۲۷۸، تفسیر القرطبی ۱۸/۱۴۹، کشف الاستار عن زوائد الزوار ۱۹۲/۱ ان سب کتب میں "ان الله لا يحب الزواقين" کے الفاظ ہیں، "لعن الله الزواقين" کے الفاظ نہیں ملے۔ تذیر احمد

۲۹۶/۱	آفتاب عالم پریس لاہور	باب فی کراہیۃ الطلاق	لہ سنن ابی داؤد
۳۳۵/۴	دار الکتاب بیروت	باب من یکثر الطلاق	لہ القرآن الکریم ۱/۶۵
			لہ مجمع الزوائد

اس کی زبان پر رکھی گئی، لے
”بیدۃ عقدۃ النکاح“ (نکاح کی گرہ اس کے ہاتھ میں ہے۔ ت)

اس کا مرتکب مکروہ بلکہ گناہگار ہونا بھی اس کے وقوع کو نہیں روکتا جیسے حالت حیض میں طلاق دینا حرام ہے کہ حکم الہی فطلقوہن لعدتہن (عدت کو پیش نظر رکھ کر طلاق دو۔ ت) کی نافرمانی ہے، مگر دے گا تو ضرور ہو جائے گی اور یہ گناہگار۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۱۲ ص ۳۳۲)

(۱۹) لفظوں میں طلاق کی اضافت بیوی کی طرف نہیں اور حلفاً کہتا ہے کہ بیوی کی نیت نہیں تھی۔ ایسے شخص کے بارے میں فرمایا،

اگر واقع میں اس نے نیت کی اور اس نے ظاہر نہ کی تو اس کا وبال اور اپنے اور عورت دونوں کے زنا کا عذاب شوہر پر ہوگا عورت پر الزام نہیں کہ دلوں کا مالک اللہ ہے جل و علا۔
ولا تنسوا امرأۃ ونفساخری۔

اور کوئی جان دوسرے کا بوجھ نہ اٹھائے گی۔ (ت) (فتاویٰ رضویہ ج ۱۲ ص ۳۵۹)
(۲۰) کسی نے اپنی بیوی کو تین بار کہا میں نے تجھے طلاق دیا۔ اس صورت میں حکم شرعی بیان کرتے ہوئے فرمایا،

صورت مذکورہ میں تین طلاقیں ہو گئیں، عورت بے حلالہ اس کے نکاح میں آ سکتی، یعنی اس کی عدت گزرے پھر عورت دوسرے شخص سے نکاح کرے اور اس سے ہمبستری بھی ہو، پھر وہ اسے طلاق دے یا مر جائے اور عدت گزر جائے اس کے بعد اس شخص کو عورت سے نکاح جائز ہوگا۔

قال اللہ تعالیٰ فان طلقها فلا تحل لہ من بعد حتی تنکح زوجا غیرک، وقال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لا تحلیین لزوجک الاول حتی یندق الآخر عسیلتک وتذوق عسیلتہ۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اگر تیسری طلاق دی تو اس کے لئے مطلقہ دوبارہ حلال نہیں ہوگی

۱۔ القرآن الکریم ۲/۲۳۷

۲۔ القرآن الکریم ۱/۶۵

۳۔ ” ۶/۱۶۲

۴۔ ” ۲/۲۳۰

تا وقتیکہ کسی دوسرے شخص سے نکاح نہ کرے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا :
اے عورت ! تو حلال نہ ہوگی پہلے شوہر کے لئے جب تک تو دوسرے خاوند کا مزہ اور وہ تیرا مزہ
نہ لے لے۔ (ت) (فتاویٰ رضویہ ج ۱۲ ص ۳۷۶)

(۲۱) اسی نوعیت کی ایک اور صورت میں فرمایا :
جبکہ زید ان الفاظ سے طلاق دینے کا اقرار کرتا ہے، گنتی میں سہو بتاتا ہے، اگر ثابت ہو کہ
یہ لفظ تین بار کہے تین طلاقیں ہو گئیں رجعت ناممکن ہے بے حلالہ نکاح نہیں کر سکتا۔
قال اللہ تعالیٰ فلا تحل لہ من بعد حتی تنکح نرجا غیرہ۔
اللہ تعالیٰ نے فرمایا : تیسری طلاق کے بعد عورت حلال نہیں تا وقتیکہ وہ کسی دوسرے
شخص سے نکاح نہ کر لے۔ (ت) (فتاویٰ رضویہ ج ۱۲ ص ۳۷۹)

(۲۲) مزید فرمایا :
جب طلاقیں تین تک پہنچ جائیں پھر وہ عورت اس کے لئے بے حلالہ کسی طرح حلال
نہیں ہو سکتی،

قال تعالیٰ فان طلقها فلا تحل لہ من بعد حتی تنکح نرجا غیرہ۔
اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے : اگر تیسری طلاق دی تو مطلقہ اس کے لئے حلال نہ ہوگی تا وقتیکہ
وہ کسی دوسرے شخص سے نکاح نہ کر لے۔ (ت) (فتاویٰ رضویہ ج ۱۲ ص ۳۸۹)

(۲۳) غیر حائضہ کی عدت کے بارے میں فرمایا :
جسے حیض نہ آیا اس کی عدت تین مہینے ہے،
قال اللہ تعالیٰ فعدتہن ثلثۃ اشہر واللاتی لم یحضن۔^۳

(فتاویٰ رضویہ ج ۱۲ ص ۳۹۱)

(۲۴) تین بار طلاق دینے اور حلالہ کے بارے میں سوال کا جواب دیتے ہوئے فرمایا :
بلاشبہ باجماع ائمہ اربعہ تین طلاقیں ہو گئیں اور بے حلالہ وہ اس کے لئے حلال نہیں ہو سکتی،
قال تعالیٰ :

فان طلقها فلا تحل له من بعد حتى تنكح زوجا غيره^۱۔

اگر تیسری طلاق دے دی تو بیوی اس کے بعد حلال نہ ہوگی تا وقتیکہ وہ کسی دوسرے شخص سے نکاح نہ کر لے۔ (ت)

(فتاویٰ رضویہ ج ۱۲ ص ۳۹۷)

(۲۵) بصورتِ حلالہ شوہر ثانی خالہ نے طلاق نہیں دی کہ کچھ لوگوں نے مطلقہ مغاظہ کا شوہر اول سے نکاح کرادیا۔ اس نکاح اور کرانے والوں کا حکم شرعی بیان کرتے ہوئے فرمایا:

بحالتِ صحت نکاحِ خالہ ظاہر ہے کہ بے طلاق وہ کسی سے نکاح نہیں کر سکتی۔

قال تعالى: والمحصنات من النساء^۲۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: شادی شدہ (منکوحہ) عورتیں دوسروں کے لئے حرام ہیں۔ (ت)

اور اگر خالہ بے صحت کے طلاق دے بھی دے جب بھی ہرگز شوہر اول کے لئے حلال نہیں ہو سکتی۔

قال صلى الله تعالى عليه وسلم لا تحلين لنزولك الاول حتى يذوق الاخر عسيلتك وتذوق عسيلته^۳۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: اے عورت! تو حلال نہیں پہلے شوہر کے لئے جب تک دوسرا خاوند تیرا اور تو اس کا مزہ نہ چکھ لے (یعنی جماع نہ کر لو)۔ (ت)

جن لوگوں نے دانستہ یہ نکاح کر دیا سب زنا کے دلال ہوئے اور زید و ہندہ زانی و زانیہ۔ اور ان سب کے لئے عذابِ شدید و نارِ جہنم کی وعید ہے۔ یونہی وہ جو اس سے نکاح پر راضی ہوئے، نکاح نہیں زنا پر راضی ہوئے۔

والرضا بالحدام حرام وقد يكون كفرا۔ والعياذ بالله تعالى۔

حرام فعل پر رضا حرام ہے اور کبھی یہ رضا کفر ہوتی ہے۔ والعیاذ بالله تعالى۔ (ت)

ان سب سے مسلمانوں کو میل جول منع ہے۔ قال تعالى:

واما ينسبك الشيطان فلا تقعد بعد الذكوى مع القوم الظالمين^۴۔

۱۔ القرآن الکریم ۲/۲۳۰

۲۔ ۴/۲۳

۳۔ صحیح البخاری باب من قال لامرأته انت علی حرام

۴۔ القرآن الکریم ۶/۶۸

خبردار شیطان تجھے جھلادے تو یاد آنے پر ظالموں کے پاس مت بیٹھو۔ (ت)
 اُن سے میل جول کرنے والے اگر اس نکاح پر راضی یا اُسے ہلکا جانتے ہیں تو ان کے لئے بھی یہی حکم ہے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۱۲ ص ۳۹۸، ۳۹۹)

(۲۶) جھوٹ بول کر حق کو ناحق بنانے والوں کے بارے میں فرمایا :
 جھوٹی باتیں کہہ کر حق کو ناحق یا ناحق کو حق بنانا یہودیوں کی خصلت ہے۔
 قال اللہ تعالیٰ ولا تلبسوا الحق بالباطل وتکتُموا الحق وانتم تعلمون۔
 اللہ تعالیٰ نے فرمایا : حق کو باطل سے خلط ملط نہ کرو اور دیدہ و دانستہ حق کو نہ چھپاؤ۔ (ت)
 رسم باطل کی پیروی کے لئے حلال و حرام کی پروا نہ کرنا کافروں کی عادت ہے قالو ایل نبتع
 ما الفینا علیہ اباؤنا (کفار نے کہا بلکہ ہم اپنے آباء و اجداد کی پیروی کریں گے۔ ت)
 (فتاویٰ رضویہ ج ۱۲ ص ۳۹۹)

(۲۷) تین طلاقوں کے بعد بلا حلالہ شوہر اول کے لئے حرمت اور آیت کریمہ الطلاق موئن الخ کے شان
 نزول کے بارے میں بزبان فارسی آمدہ ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے فرمایا :
 حرام است بالنس والاجماع تا نکاح شوہرے دیگر در آید و شہد اور اذوق نماید و اذ طلاقش
 وہ یا میرد و عدتش فراغ پذیر و قال تعالیٰ الطلاق موئن فامساك بمعروف او تسریح باحسان
 الی قوله عز وجل فان طلقها فلا تحل له من بعد حتی تنکح نرجا غیوہ ط
 فان طلقها فلا جناح علیہا ان یتراجعا الا یہ ، قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ
 وسلم لا تحلیف لزوجك الاول حتی ینذوق الاخر عسیلتک و تذوقی عسیلتہ ،
 وفي المعالم عن عمروة کان الناس فی الابتداء یتطلقون من غیر حصر ولا عدد
 وکان الرجل یطلق امرأته فاذا قاربته انقضاء عدتها راجعها ثم طلقها کذا لک

۴۲/۲ لہ القرآن الکریم

۱۴۰/۲ ۵۲

۲۳۰ و ۲۲۹/۲ ۵۳

۲۳۰/۲ ۵۴

۴۹۲/۲ قیدی کتب خانہ کراچی باب من قال لامرأته انت علی حرام صحیح البخاری

ثم راجعها يقصد مضارعتها فنزلت هذه الآية الطلاق مرتين يعني الطلاق الذي يملك الرجعة عقبة مرتين فاذا طلق ثلثا فلا تحل له الا بعد نكاح زوج آخره والمسئلة اوضح من ان توضح -

دوسرے شخص سے نکاح اور پھر جماع کے بعد طلاق ہو یا دوسرا شخص فوت ہو جائے اور اس کی عدت پوری ہو جانے کے بغیر دوبارہ زید کا مذکورہ بیوی سے نکاح حرام ہے، یہ حرمت نص قرآن اور اجماع سے ثابت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: دو طلاقیں دی ہیں تو بیوی کو بھلائی کرتے ہوئے روک لے یا احسان کرتے ہوئے چھوڑ دے۔ تا۔ اگر تیسری طلاق دی تو مطلقہ بیوی اس کے بعد حلال نہ ہوگی تا وقتیکہ وہ مطلقہ کسی دوسرے شخص سے نکاح نہ کر لے، پس اگر اس نے طلاق دے دی تو دونوں پر رجوع کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے الایۃ۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اے عورت! تو پہلے خاوند کے لئے حلال نہ ہوگی حتیٰ کہ تو دوسرے خاوند کا اور وہ تیرا مزہ نہ چکھ لے یعنی جماع نہ کر لے۔ اور معالم التنزیل میں عروۃ بن الزبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ابتدا میں لوگ بے حساب اور لاتعداد طلاقیں دیا کرتے تھے، اور مرد بیوی کو طلاق دیتا تو جب عدت پورا ہونے کے قریب ہوتی تو پھر طلاق دیتا اور یونہی بار بار کرتا، اور مقصد بیوی کو پریشان کرنا ہوتا تھا، تو اس واقعہ پر قرآن پاک کی آیہ کریمہ الطلاق مرتین الایۃ نازل ہوئی، یعنی وہ طلاق جس کے بعد خاوند رجوع کر سکتا ہے دو طلاقیں ہیں، تو جب تیسری طلاق دے تو اب دوسرے سے نکاح کے بغیر اس کے لئے حلال نہیں ہے اھ، اور مسئلہ وضاحت کا محتاج نہیں۔ (ت)

(فتاویٰ رضویہ ج ۱۲ ص ۴۰۵ تا ۴۰۷)

(۲۸) ایک شخص نے بلا نکاح ایک عورت کو رکھا اب اس کی بیٹی کو رکھتا ہے، کچھ لوگ اس کے ساتھ میل جول رکھتے ہیں ان کے بارے میں حکم شرعی بیان فرمایا:

وہ شخص جس نے عورت کو رکھا اب اس کی بیٹی کو رکھتا ہے وہ اس پر ضرور حرام ہے اگر نکاح نہ کرے جب تو زنا ہے ہی، اور نکاح کرے جب بھی حرام ہے کہ وہ اس کی بیٹی ہو چکی۔ برادری والوں کو چاہئے کہ وہ مرد و عورت جدا نہ ہوں تو ان کو برادری سے خارج کر دیں، ان سے سلام کلام نہ کریں، اُن کے پاس نہ بیٹھیں، انھیں اپنے پاس نہ بیٹھنے دیں، اور وہ لوگ جو

فتاویٰ رضویہ

پہلے اُن سے جدا ہو گئے تھے اور اب مل گئے اور اُن کے ساتھ کھاتے پیتے ہیں بیجا کرتے ہیں انہیں چاہتے اس سے باز رہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :

وَمَا يَنْبِيئُكَ الشَّيْطَانُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرِىٰ مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ۝
شیطان تجھے بھلا دے تو یاد آنے پر ظالم قوم کے ساتھ نہ بیٹھ۔ (ت)
(فتاویٰ رضویہ ج ۱۲ ص ۴۰۸، ۴۰۹)

(۲۹) تین طلاقیں دے کر بلا حلالہ اکٹھے رہنے والوں کے بارے میں فرمایا :
دونوں مبتلائے حرام کاری ہوں گے اور عمر بھر حرام کاری کریں گے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے :

وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا ۝

جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لئے راستہ بنا دیتا ہے۔ (ت)
اس نے تقویٰ نہ کیا بلکہ خلافِ حکمِ خدا و رسول تین طلاقیں لگاتا رہا دینے کا مرتکب ہوا اللہ عز و جل نے اس کے لئے مخرج نہ رکھا، اب حلالہ کے سخت تازیانے سے اسے ہرگز مفر نہیں۔
(فتاویٰ رضویہ ج ۱۲ ص ۴۱۰)

(۳۰) زید نے کسی کو کہا میری بیوی کو طلاق لکھ دو اس نے تین طلاقیں لکھ دیں۔ زید نے مضمون طلاق سُن لیا پھر وہ تحریر رجسٹری بھیج دی۔ اس کے بارے میں فرمایا :
اُس نے اس کی درخواست سے لکھا اور اس نے لکھنے کے بعد سُن بھی لیا اور عورت کو بھیج دیا عورت پر تین طلاقیں ہو گئیں اب بے حلالہ اس کے نکاح میں نہیں آ سکتی۔ ذہن میں ہونے نہ ہونے وغیرہ کے عذر بیکار ہیں۔ قال اللہ تعالیٰ :

فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدِ حَتَّىٰ تَنْكِحَ تَرَوْهَا غَيْرَ ۝
اگر تیسری طلاق دے دے تو اس کے بعد عورت حلال نہ ہوگی تا وقتیکہ دوسرے شخص سے نکاح نہ کر لے۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۱۲ ص ۴۱۸)

(۴۱) تین طلاقیں دے کر انکاری ہو جانے والے کے بارے میں فرمایا :
اگر واقع میں تین طلاقیں دی ہیں عند اللہ عورت اس پر حرام ہو گئی بے حلالہ اس کے
نکاح میں نہیں آسکتی۔ قال اللہ تعالیٰ :

فلا تحل له من بعد حتی تنکح نرجا غیرہ^۱۔

مطلقہ ثلاثہ عورت خاوند کے لئے حلال نہیں تا وقتیکہ وہ عورت دوسرے شخص سے نکاح
نہ کر لے۔ (ت)

اور اس کا انکار اللہ عز وجل کے یہاں کچھ نفع نہ دے گا۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۱۲ ص ۲۲۳)

(۳۲) زید کے کاروباری شریک نے زید کی بیوی ہندہ کو زید کے خلاف بھڑکا کر فتنہ کھڑا کر دیا ،
اس کے بارے میں فرمایا :

شریک زید پر اگر ہندہ کے اغوا کا ثبوت ہو تو اہل برادری ضرور اسے برادری سے خارج کریں
اس سے میل جول چھوڑ دیں اس کے پاس نہ بیٹھیں۔ اللہ عز وجل فرماتا ہے :
وَمَا يَنْبِيْنُكَ الشَّيْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرِیْ مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِیْنَ^۲۔
اگر تجھے شیطان بھلا دے تو یاد آئے پر ظالموں کے پاس نہ بیٹھ۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۱۲ ص ۲۲۹)

(۳۳) بزبان فارسی یہ سوال آیا کہ بیک وقت تین طلاقیں کسی آیت یا حدیث سے ثابت
نہیں تو حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہاں سے یہ حکم لائے اور اس پر اجماع کیوں
منعقد ہوا؟ اس کے جواب میں فرمایا :

خلاش نہ کند مگر مخالف سواد اعظم و حکم عمر حکم خداست قال اللہ تعالیٰ ما
اتکم الرسول فخذوه و ما نهکم عنه فانتهوا^۳، وقال صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم علیکم بسنتی و سنتہ الخلفاء الراشدين وعضوا علیہا

۱۔ القرآن الکریم ۲/۲۳۰

۲۔ " ۶/۶۸

۳۔ " ۵۹/۷

بالنواجذ، وقال صلى الله تعالى عليه وسلم اقتدوا بالذین من بعدی
ابن بکر و عمرؓ اما آنکہ عمر از کجا آورد از انجا آورده کہ حق سبحنہ ہم در حق عمر فرمود
لعلہ الذین یستنبطونہ منہم۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فیصلہ اور اس پر اجماع کی مخالفت صرف سوادِ عظم
کا مخالفت ہی کرے گا، کیونکہ عمر فاروق کا حکم اللہ تعالیٰ کے حکم کی ترجمانی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے
فرمایا: جو کچھ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمہیں دیں وہ لے لو اور جس سے منع کریں اس سے
باز رہو، اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: میری سنت اور خلفائے راشدین کی سنت کو لازم پکڑو اور
اس پر مضبوطی سے قائم رہو۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے بعد ابوبکر اور عمر رضی اللہ تعالیٰ
عنہما کی پیروی کرو۔ لیکن یہ کہ عمر فاروق حکم کہاں سے لائے، تو وہاں سے لائے جہاں اللہ تعالیٰ
نے عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق فرمایا ہے: حکم کو معلوم کر لیں گے وہ لوگ جو استنباط
کریں ان سے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۱۲ ص ۴۵۹)

(۳۴) جھوٹی طلاق مشہور کو کے زوجین میں تفریق کرانے والوں کے بارے میں فرمایا:
اگر واقع میں اس نے طلاق نہ دی اور یہ لوگ دانستہ جھوٹ باندھ کر طلاق مشہور
کرتے ہیں تاکہ عورت کو اس کے شوہر سے چھڑا لیں تو سخت عذاب ولعنت الہی کے مستحق
ہیں والعیاذ باللہ تعالیٰ (اللہ تعالیٰ کی پناہ - ت) قال اللہ تعالیٰ :
فیتعلمون منہما ما یفرقون بہ بین المرء ونز وجاء
تو سیکھتے ہیں ان دونوں سے وہ جس سے مرد اور اس کی بیوی میں جدائی کر سکیں۔ (ت)

(فتاویٰ رضویہ ج ۱۲ ص ۴۶۰)

(۳۵) فاسق کو نکاح خواں نہ بنایا جائے، چنانچہ فرمایا،
یہ قضائے عرف یعنی نکاح خوانی جسے لوگ عہدہ قضا بولتے ہیں یہ بھی فاسق کو تفویض نہ کرنا چاہئے
کہ نکاح خاص امر دین ہے اور عمر بھر صد ہا احکام دینیہ اس پر متفرع ہوتے رہتے ہیں اور فاسق کا

۱۔ سنن ابن ماجہ باب اتباع سنت الخلفاء الراشدین المہدیین ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۵

۲۔ مسند احمد بن حنبل حدیث حذیفہ بن الیمان عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم المکتب الاسلامی بیروت ۵/۳۸۲

۳۔ السنن آن المکرم ۴/۸۳

۴۔ ۲/۱۰۲

امور دینیہ میں کچھ اعتبار نہیں، نہ اس پر کسی بات میں اطمینان، ولہذا قرآن عظیم میں ارشاد ہوا،
 یا ایہا الذین امنوا ان جاءکم فاسق بنبأ فتبیئوا الایۃ۔ واللہ سبحنہ وتعالیٰ
 اعلم وعلیمہ جل مجدہ اتم واحکم۔

اے ایمان والو! اگر تمہارے پاس کوئی فاسق خبر لائے تو اس کی خوب چھان بین کر لو الایۃ
 واللہ سبحنہ وتعالیٰ اعلم وعلیمہ جل مجدہ اتم واحکم (ت) (فتاویٰ رضویہ جلد ۱۲ ص ۴۶۲)
 (۳۶) ہندہ نے طلاق زید سے دو ماہ بعد بکر سے نکاح کیا پھر اٹھارہ سال بعد بے رضائے بکر
 خالد کے یہاں چلی گئی۔ اس صورت میں بکر اس کو جبراً واپس لانے کا حقدار ہے یا نہیں؟ اس
 سوال کے جواب میں فرمایا،

صورت مسئلہ میں اگر طلاق کے بعد ہندہ کو تین حیض کامل گزر چکے تھے اس کے بعد نکاح ہوا یعنی
 حیض بعد طلاق شروع ہوئے ہوں اور قبل نکاح ثانی ختم ہو چکے ہوں یا وقت طلاق زید ہندہ حاملہ تھی
 اور بعد طلاق وضع حمل ہو گیا اگرچہ اُس دن ہوا ہو اس کے بعد اس نے بکر سے نکاح کیا تو ان دونوں
 صورتوں میں تو بیشک نکاح بکر کا صحیح تھا اور بکر اسے لینے کا دعویٰ کر سکتا ہے، عورت جبراً اسے
 دلائی جائے گی۔

قال اللہ تعالیٰ الرجال قوامون علی النساء

اللہ تعالیٰ نے فرمایا، مردوں کو عورتوں پر غلبہ حاصل ہے۔

اور اگر ان دو مہینے میں نہ تین حیض کامل بعد طلاق گزرے تھے نہ وضع حمل ہوا کہ بکر سے نکاح کر لیا تو وہ
 نکاح ہرگز صحیح نہ ہوا۔

قال تعالیٰ والمطلقت یتربصن بانفسہن ثلثۃ قروء، وقال تعالیٰ ولا تعزموا

عقدۃ النکاح حتی یبلغ الکتاب اجلہ

اللہ تعالیٰ نے فرمایا، مطلقہ عورتیں اپنے آپ کو تین حیض مکمل ہونے تک روکے رہیں۔ اور

عہ امام اعظم کے نزدیک تین حیض کم سے کم ساٹھ دن اور صاحبین کے نزدیک اڑتالیس دن میں ہو سکتے ہیں!۲

اللہ تعالیٰ نے فرمایا : عدت مکمل ہونے تک مطلقہ عورتیں نئے نکاح کا عزم نہ کریں۔ (ت)
 اس صورت میں عورت پر بکھر کے پاس جانے کا جبر ہونا درکنار ان دونوں پر فرض ہے کہ باہم
 جدا ہو جائیں اور ترکِ تعلّق کریں ، اور بکھر نہ مانے تو عورت بطورِ خود جدا ہو سکتی ہے ورنہ حاکم بالجبر
 جدا کر دے۔
 (فتاویٰ رضویہ ج ۱۲ ص ۴۶۶ ، ۴۶۷)

(۳۷) شوہر کو مرضِ جذام عارض ہوا اس کی بیوی بھاگ کر ماں کے پاس چلی گئی ، شوہر اسی بیماری
 میں فوت ہو گیا تو کیا عورت کو مرحوم کے ترکہ سے حصہ ملے گا ؟ اس سوال کے جواب میں فرمایا :
 یہاں جبکہ نہ حاکمِ شہ ع کی طرف مرافعہ ہو انہ اُس نے فسخِ نکاح کا حکم دیا بلکہ عورت
 بطورِ خود اپنی ماں کے یہاں چلی گئی تھی تو باتفاقِ ائمہ نکاح قائم رہا ، پس نبصِ قطعی قرآنِ عظیم وہ
 اس کے ترکہ میں مستحقِ فریضۃ اللہ ہے۔

قال اللہ تعالیٰ ولهن الربع مما ترکتم ان لم یکن لکم ولد فان کان لکم
 ولد فلهن الثمن مما ترکتم من بعد وصیة توصون بها وودینہ۔
 اللہ تعالیٰ نے فرمایا : اگر تم نے ترکہ چھوڑا اور تمہاری اولاد نہ ہو تو بیویوں کو ترکہ کا چوتھائی
 حصہ اور اگر تمہاری اولاد ہو تو پھر بیویوں کو تمہارے ترکہ میں سے آٹھواں حصہ ملے گا۔ یہ تقسیم وراثت
 تمہاری وصیت اور قرضہ ادا کرنے کے بعد ہے۔ (ت)

(فتاویٰ رضویہ ج ۱۲ ص ۴۷۱)

(۳۸) زید کی بیوی ہندہ نے کچہری سے طلاق کی ڈگری حاصل کر لی جبکہ زید طلاق دینے پر تیار
 نہیں تو اس صورت میں ہندہ کسی دوسرے سے نکاح کر سکتی ہے یا نہیں۔ اس سوال کے جواب
 میں فرمایا :

لا الہ الا اللہ بے شوہر کے طلاق دے طلاق تحصیلدار کے دے نہیں ہو سکتی۔

قال اللہ تعالیٰ بیدہ عقدۃ النکاح یہ

اللہ تعالیٰ نے فرمایا : نکاح کی گرہ صرف خاوند کے ہاتھ میں ہے۔ (ت)

دوسری جگہ نکاح کرے تو حرامِ قطعی زنا ہوگا۔

قال الله تعالى والمحصنت من النساء^۱

اللہ تعالیٰ نے فرمایا : اور منکوحہ عورتیں (ت)

ہاں شوہر پر فرض ہے کہ اُسے اچھی طرح رکھے اس کے حقوق ادا کرے، اگر وہ اس پر قادر نہیں تو اس پر فرض ہے کہ اُسے طلاق دے دے۔

قال الله تعالى فامسكوهن بمعروف او فارقوهن بمعروف^۲

اللہ تعالیٰ نے فرمایا : ایک یا دو طلاقیں کے بعد بیوی کو خُسنِ سلوک سے پاس رکھو یا اُن کو

بھلائی کے ساتھ فارغ کر دو۔ (ت) (فتاویٰ رضویہ ج ۱۲ ص ۴۶۶)

(۳۹) اسی نوعیت کے ایک اور سوال کے جواب میں فرمایا :

اگر واقع میں زید نے طلاق دی تھی اور ہندہ نے سچا دعویٰ کر کے ڈگری لی تو اگر طلاق بائن تھی تو بعد عدت مطلقاً اور اگر رجعی تھی تو اس شرط پر کہ زید نے عدت میں رجعت نہ کی ہو نکاح کر سکتی ہے اور اگر زید نے واقع میں طلاق نہ دی تھی ہندہ نے جھوٹے گواہ پیش کر کے ڈگری لے لی یا طلاق رجعی دی تھی اور ختم عدت سے پہلے زید نے رجعت کر لی تو ہندہ کو دوسری جگہ نکاح حرام قطعی ہے، اگر کرے گی زنا ہوگا۔

قال الله تعالى والمحصنت من النساء^۳

اللہ تعالیٰ نے فرمایا : اور منکوحہ عورتیں حرام ہیں۔ (ت)

حيض والى عورت کی عدت تین حیض ہیں جو طلاق کے بعد شروع ہو کر ختم ہوں۔

والمطلقات يتولين بانفسهن ثلثة قس و^۴

طلاق دی ہوئی عورتیں اپنے آپ کو تین حیض تک روکے رہیں۔ (ت)

اگر اس چار پانچ مہینے میں تین حیض شروع ہو کر ختم نہ ہوئے ہوں تو شوہر رجعت کر سکتا ہے ورنہ نہیں۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۱۲ ص ۴۷۷)

(۴۰) زانی و شرابی شخص کی بیوی اس کی بدکاریوں سے تنگ آ کر والدین کے گھر آگئی اور شوہر کے گھر میں جان و عزت کا خطرہ سمجھتی ہے۔ کیا اس کو شوہر کے جانے پر مجبور کیا جائے یا کوئی اور

صورت اپنائی جائے گی۔ اس سوال کے جواب میں فرمایا :
صورت مستفسرہ میں عورت پر ہرگز جبر نہ ہوگا کہ شوہر کے یہاں جائے کہ اس میں دینی دنیوی
وجہانی و جسمانی اس کا ہر طرح کا ضرر ہے، جان جانے کا اندیشہ باقی و موجود اور ضرر شرعاً واجب الدفع
ہے۔ اللہ عز و جل فرماتا ہے :

ولا تضاروهن^۱ عورتوں کو ضرر نہ پہنچاؤ۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۱۲ ص ۴۷۸)

(۴۱) مزید فرمایا :

اگر اب اندیشہ صحیح ہو اور بند و بست کافی کی اُمید نہ ہو اور فی الواقع شرابی کا بند و بست
ناممکن سا ہے تو حاکم شوہر پر جبر کرے کہ عورت کو طلاق دے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :

فامسکوهن^۲ بمعرف و ف^۳ اوسرحوهن بمعرف و ف^۴

عورتوں کو یا تو اچھی طرح رکھو یا اچھی طرح چھوڑ دو (ت)

جب اچھی طرح رکھنا نہیں تو اچھی طرح چھوڑنا اس پر واجب ہوا اور ترک واجب گناہ
ہے۔ اس گناہ پر حاکم سزا دے سکتا ہے۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۱۲ ص ۴۷۹)

(۴۲) شوہر کو پاگل ظاہر کر کے عورت نے حاکم سے نکاحِ ثانی کی اجازت حاصل کر لی اور اس
کے دس دن بعد دوسرے سے نکاح کر لیا۔ اس سلسلہ میں حاکم شرعی کی وضاحت کرتے ہوئے
فرمایا :

”طرہ یہ کہ عورت عدت بھی نہ بیٹھی، اجازت سے دس ہی دن بعد نکاحِ ثانی کر لیا، اس کے
حرام ہونے میں کیا شبہ ہے۔ ہم ابھی عالمگیری سے نقل کر آئے کہ یہ تفریق طلاق بائن ہوتی ہے
اور طلاق میں تین حیض کی عدت فرض۔“

قال اللہ تعالیٰ والمطلقت یتوبصن بانفسهن ثلثة قروء^۵

اللہ تعالیٰ نے فرمایا : عدت والی عورتیں اپنے آپ کو تین حیض کامل ہونے تک روکے

رکھیں۔ (ت)

بالجملہ یہ دوسرا نکاح بالیقین ناجائز۔ (فتاویٰ رضویہ جلد ۱۲ ص ۴۹۴) (۴۳)
 کسی شوہر کے بارے میں ڈاکٹری سند ثبوت نامردی کے لئے کافی نہیں۔ چنانچہ فرمایا :
 سند ڈاکٹر محض ناکافی و نامعتبر ہے۔
 قال اللہ تعالیٰ یا ایہا الذین امنوا ان جاءکم فاسق بنبأ فتیینوا الایۃ۔
 واللہ تعالیٰ اعلم۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا : اے ایمان والو ! اگر تمہارے پاس کوئی فاسق خبر لائے تو اس
 کی تحقیق کر لو الایۃ۔ واللہ تعالیٰ اعلم (ت) (فتاویٰ رضویہ ج ۱۲ ص ۴۹۵) (۴۴)
 کسی عورت کا نکاح کسی نامرد سے ہوئے چند سال گزر گئے، اب وہ عورت دوسرے
 سے نکاح کرنا چاہتی ہے، اس بارے میں فرمایا :
 نکاح مذکور جائز و صحیح ہے، عورت کو ہرگز روا نہیں کہ بے طلاق یا فرقت شرعیہ کے بغیر
 دوسرے سے نکاح کر لے، اگر کرے گی محض حرام ہوگا۔ مرد جب ہمبستری میں عورت کا حق ادا
 کرنے پر قادر نہ ہو تو اس پر فرض ہے کہ عورت کو طلاق دے دے۔

قال اللہ تعالیٰ فامسکوہن بمعروف او سرحوہن بمعروف۔
 اللہ تعالیٰ نے فرمایا : ایک یا دو طلاقوں کے بعد بیوی کو پاس رکھ لویا بھلائی کے ساتھ
 آزاد کر دو۔ (ت) (فتاویٰ رضویہ ج ۱۲ ص ۴۹۶) (۴۵)

(۴۵) مذکورہ بالا سوال جیسے ایک اور سوال کے جواب میں فرمایا :
 صورت مستفسرہ میں نکاح قطعاً صحیح ہے لصدورہا عن اہلہ فی محلہ (کیونکہ
 یہ نکاح اپنے محل میں اپنے اہل سے صادر ہوا ہے۔ ت) اور جب تک زید کی طرف سے طلاق
 نہ ہو وہ اس کی زوجہ ہے، دوسرے سے نکاح ہرگز جائز نہیں۔

قال اللہ تعالیٰ والمحصنات من النساء۔
 اللہ تعالیٰ نے فرمایا : عورتوں میں سے منکوحہ عورتیں حرام ہیں۔ (ت)

عقود الدریہ میں ہے :

سئل فی بکر صغیرۃ من وجهها ابوہا من رجل ودخل بہا ثم بلغت رشیدۃ وادعت بہ عنۃ وطلبت التفریق فما حکم، الجواب لا یفرق بینہما بمجرد دعواہا اندہ عنین الخ۔

ان سے سوال کیا گیا کہ ایک شخص نے اپنی باکرہ نابالغہ بیٹی کا نکاح ایک شخص سے کیا اور خاوند نے جماع کر لیا اس کے بعد وہ بیٹی بالغ ہوئی تو اس نے عقل و فہم کے بعد خاوند کے خلاف نامرد ہونے کا دعویٰ کیا جس میں اس نے تفریق (فسخ نکاح) کا مطالبہ کیا تو ایسی صورت میں شرعی حکم کیا ہے؟ تو جواب دیا کہ لڑکی کے محض اس دعویٰ پر کہ خاوند نامرد ہے تفریق نہ ہوگی الخ (ت) البتہ جب زید اس پر غیر قادر اور اس کے ادائے حق سے قاصر ہے تو اس پر بنص قطعی قرآن طلاق دینا واجب، اگر یونہی رکھ چھوڑے گا گنہگار ہوگا۔

قال تعالیٰ فامساک بمعروف او تسریح باحسان۔^۲

اللہ تعالیٰ نے فرمایا، ایک یا دو طلاقوں کے بعد بیوی کو بھلائی کے ساتھ پاس روک لو یا نیکی کے ساتھ آزاد کر دو۔ (ت)

پس اگر وہ طلاق نہ دے تو صورتِ خلاص یہ ہے کہ مریم و زید کسی عالم دین فقیہ متین کو پنچ کریں۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۱۲ ص ۴۹۶، ۴۹۷)

(۴۶) ایسے ایک اور سوال کے جواب میں فرمایا :

جبکہ زید نے ہندہ پر قدرت نہ پائی اور اس کے ادائے حق واجب میں قاصر رہا تو اس پر شرعاً فرض ہے کہ ہندہ کو طلاق دے دے، اگر نہ دے گا گنہگار ہے۔

قال اللہ تعالیٰ فامساک بمعروف او تسریح باحسان۔^۳

اللہ تعالیٰ نے فرمایا : ایک طلاق یا دو طلاقوں کے بعد بیوی کو بھلائی کے ساتھ پاس روک لو یا نیکی کے ساتھ اس کو آزادی دے دو۔ (ت) (فتاویٰ رضویہ ج ۱۲ ص ۵۰۶)

(۴۷) چند بار ہمبستری کرنے کے بعد شوہر نامرد ہو گیا تو کیا حکم ہے۔ اس بارے میں فرمایا: طلاق لینا واجب نہیں، نہ اب بر بنائے نامردی دعویٰ ہو سکتا ہے کہ ایک بار چھوڑتین بار ہمبستری کر چکا ہے، ہاں اگر زید جانتا ہے کہ وہ اس کے ادائے حق سے قاصر ہے تو عند اللہ اس پر لازم ہے کہ اسے طلاق دے دے جبکہ وہ اپنا حق جماع چھوڑنے پر راضی نہ ہو۔

قال تعالیٰ فامساک بمرءوف او تسریح باحسان ۱۷

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ایک طلاق یا دو طلاق کے بعد بیوی کو بھلائی کے ساتھ پاس روک رکھو یا اسے نیکی کے ساتھ آزاد کر دو۔ (ت) (فتاویٰ رضویہ ج ۱۲ ص ۵۰۸)

(۴۸) ایک شخص نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی جس کا اقرار اس نے ڈیڑھ دو سال بعد کیا۔ زید نے فتویٰ دیا کہ اس کی عدت وقت طلاق سے پوری ہو چکی ہے لہذا اس نے دوسرا نکاح کر لیا، بکر کہتا ہے کہ عدت وقت اقرار سے ہوگی دوسرا نکاح ناجائز اور صحبت زنا رہے۔ اور بکر زید کو اقرار خطا کے لئے ترہیب و ترغیب کرتا ہے کہ رجوع کر لو گے تو تمہاری عزت بڑھا دیں گے۔ اس سلسلہ میں حکم شرعی کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا:

بکر نے جو حکم لگایا تھا کہ یہ نکاح نہ ہوا اور تمتع زنا ہوگا یہ شریعتِ مطہرہ پر اُس کا اقرار تھا، اُسی پر اپنی خطا کا اقرار لازم ہے، اگر اصرار کرے تو وہی بدعتی ہے کہ احکامِ شریعت کو نہیں مانتا اور اپنے گھڑے حکم پر جما ہے اس وقت تک اگر اس کا اقرار نادانستہ تھا اور اب جان کر مُصر ہوگا تو قصداً مفتری علی اللہ ہوگا۔ اور اللہ عز وجل فرماتا ہے:

انما یفتویٰ الکذب الذین لایؤمنون ۱۸

جھوٹا اقرار وہ لوگ بناتے ہیں جو ایمان نہیں لاتے۔ (ت)

اور فرماتا ہے:

ان الذین یفترون علی اللہ الکذب لایفلحون ۱۹

بیشک جو لوگ اللہ تعالیٰ پر جھوٹا اقرار بازی کرتے ہیں وہ فلاح نہیں پائیں گے۔ (ت)

اُس کا یہ طمع کی رشوت دینا کہ ہم تمہاری عزت بڑھا دیں گے ناپاک و مردود ہے، عزت سب اللہ کے ہاتھ ہے،

اِیْتَبِعُوْنَ عِنْدَہُمْ الْعِزَّةَ فَاِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰہِ جَمِیْعًا۔

کیا وہ ان کے ہاں عزت ڈھونڈتے ہیں تو عزت ساری کی ساری بیشک اللہ تعالیٰ کے لئے ہے۔ (ت)

دانتہ حق کو باطل کہنا اور حق سے رجوع کر کے اس میں اپنا شبہہ بتانا موجب عزت نہیں داریں میں سخت ذلت کا باعث ہے، خلفائے راشدین و ائمہ مجتہدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کبھی رجوع عن الحق نہ فرمائی ان کا اس طرح ذکر بلا شبہہ توہین ہے بکر بے ادب مختل الدین ہے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۱۲ ص ۶۱۵)

(۴۹) دورانِ عدت بطلانِ نکاح کے بارے میں فرمایا،

پیش از مرورِ عدت نکاحی کہ بامرد دیگر کرد ناجائز و باطل و زنا و حرام بود از و بازماندن فرض است قال اللہ تعالیٰ و المطلقۃ یتوبصن بانفسہن ثلثۃ قروا۔

عدت پوری ہونے سے قبل دوسرے شخص سے اس کا نکاح حرام، ناجائز اور باطل بلکہ زنا ہے اس لئے مائتوں کو اس دوسرے شخص سے علیحدہ ہو کر باز رہنا ضروری اور فرض ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور مطلقہ عورتیں تین حیض مکمل ہونے تک اپنے آپ کو روکے رکھیں۔ (ت) (فتاویٰ رضویہ ج ۱۲ ص ۶۴۸، ۶۴۹)

فتاویٰ رضویہ جلد ۱۳

(۱) طلاق معلق وجود شرط کے وقت واقع ہو جاتی ہے اس کا ثبوت پیش کرتے ہوئے فرمایا:

بلکہ وہ آیت کریمہ الطلاق مرثف وغیرہ سے ثابت ہے، فان الایات ذکر

الطلاق فشمّل المنجذ والمعلق (کیونکہ آیات میں مطلق طلاق کا ذکر ہے جو مشروط اور غیر مشروط دونوں طلاقوں کو شامل ہے۔ ت)

اسے سوگند یعنی یمین کہنا ایک اصطلاح علمی ہے جس کا پتا آیہ کریمہ:

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تَحْرِمُ مَا أَحْلَى اللَّهُ لَكَ الْإِذَا قَوْلُهُ قَدْ فَرَضَ اللَّهُ لَكُمْ تَحْلَةً
إِذَا نَكَحْتُمُ

اے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم! اللہ تعالیٰ نے آپ کے لئے جو حلال فرمایا اسے آپ کیوں حرام فرماتے ہیں۔ تا۔ اللہ تعالیٰ کے ارشاد: بے شک اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے قسموں کو حلال فرمانا فرض فرمایا ہے۔ (ت)

سے مستفاد ہوتا ہے کہ یہاں بھی تحریم حلال ہے اور آیت میں تحریم حلال ہی کو یمین فرمایا۔
(فتاویٰ رضویہ ج ۱۳ ص ۱۰۲)

(۲) بے تحکیم خود بخود حکم بن کر ایک بد عقیدہ مولوی نے فضل کریم کی بیوی حسینہ کو طلاق کا فیصلہ سنا دیا۔ اسی سلسلہ میں سوال کا جواب دیتے ہوئے فرمایا،

خاصاً حکم بننے میں اگر اس نے یہ زعم کیا کہ فضل کریم نے اسے حکم کیا اور وہ واقع میں ایسا نہ تھا تو اس نے ایک مسلمان پر افتراء کیا، اور شرع مطہر میں مفتری کی سزا سلطان اسلام کے یہاں اتنی کوڑے ہیں ولعذاب الاخرة اکبر (اور بیشک آخرت کا عذاب اور سخت تر۔ ت) اور اگر یہ ٹھہرایا کہ گو فضل کریم نے مجھے حکم نہ کیا مگر شریعت نے بے رضا و تحکیم خود حکم بن بیٹھنا اور فیصلہ کر دینا جائز کیا ہے اور ایسا فیصلہ شرعاً صحیح و نافذ ہوتا ہے تو اس نے شریعت مطہرہ پر افتراء کیا، اور شریعت مطہرہ پر افتراء اللہ عز وجل پر افتراء ہے اور اللہ عز وجل پر افتراء بے ایمان ہی کرتا ہے۔ اللہ عز وجل فرماتا ہے:

انہا یفتروی الکذاب الذین لایؤمنون

جھوٹے افتراء وہی باندھتے ہیں جو مسلمان نہیں۔

۱ القرآن الکریم ۶۶/۲۰۱

۲ " ۳۹/۲۶

۳ " ۱۶/۱۰۵

ساد ساوہ جانتا تھا کہ شرع مطہر سے اس صورت میں حکم طلاق نہیں ہو سکتا اور پھر
دانستہ خلاف شرع حکم کیا جب تو ان آیات کریمہ سے اپنا حکم معلوم کرے کہ :

من لم يحكم بما انزل الله فاولئك هم الظالمون، من لم يحكم بما
انزل الله فاولئك هم الفاسقون، من لم يحكم بما انزل الله فاولئك هم
الكفرون۔

جو اللہ کے اتارے پر حکم نہ کریں وہ ظالم ہیں، جو اللہ کے اتارے پر حکم نہ کریں وہ فاسق
ہیں، جو اللہ کے اتارے پر حکم نہ کریں وہ کافر ہیں۔ (ت) (فتاویٰ رضویہ ج ۱۳ ص ۱۲۴)
(۳) مزید فرمایا :

نسایعاً اس نے یہ ما انزل اللہ کا خلاف اپنی کسی خانگی بات میں نہ کیا بلکہ ایک
مسلمان کی زوجہ کو ناحق ناروا اس کے نکاح سے خارج ٹھہرایا اور شوہر سے برگشتہ بنایا،
اور یہ شیاطین کا کام ہے۔ اللہ عز و جل فرماتا ہے :

ولكن الشياطين كفر و ايعلمون الناس السحر الى قوله تعالى فيتعلمون
منها ما يفرقون به بين المراء و من وجه۔

شیاطین کافر ہیں لوگوں کو جادو سکھاتے ہیں (الی قولہ تعالیٰ) جس سے مرد اور اس
کی عورت میں جدائی ڈالتے ہیں۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۱۳ ص ۱۲۵)

(۴) تین طلاقیں کے بعد بلا حلالہ محض تجدید نکاح سے بیوی حلال نہیں ہو سکتی۔ چنانچہ
فرمایا :

در صورت مستفسرہ زن احمد علی از جبالہ نکاحش بدر رفت و نہ آنچنان کہ بجز تجدید
نکاح باز زن او تو اس شد بلکہ تخلل لازم ست و بے توسط شوہر دیگر حکم حرمت جازم قال اللہ
تعالیٰ فان طلقها فلا تحل له من بعد حتی تنکح نرجا غیرہ۔

۲ القرآن الکریم ۵/۴۰

۳ " ۵/۱۰۲

۱ القرآن الکریم ۵/۴۵

۳ " ۵/۴۴

۵ " ۲/۲۳

مستولہ صورت میں احمد علی کی بیوی اس کے نکاح سے خارج ہو گئی اور اب تجدید نکاح سے بھی حلال نہ ہوگی بلکہ حلالہ ضروری ہے اور دوسرے شخص سے نکاح کئے بغیر قطعی حرام رہے گی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے، اگر تیسری طلاق دے دے تو اس کے بعد بیوی حلال حلال نہ ہوگی تا وقتیکہ وہ دوسرے شوہر سے نکاح نہ کرے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۱۳ ص ۱۶۶)

(۵) آیہ کریمہ الطلاق مرتن الخ کے شان نزول اور مختلف اقوال مفسرین کو بیان کرتے ہوئے فرمایا:

قال الله تعالى عز وجل الطلاق مرتن فامساك بمعروف او تسريح باحسان الخ قوله تبارك وتعالى فان طلقها فلا تحل له من بعد حتى تنكح زوجا غيره یعنی طلاق کہ بعد وے اختیار رجعت است ہمیں تا دو بار ست کہ شوی را در ماندن زن بخونی یا آزاد کردن بہ نیکوئی اختیار ست پس اگر بعد اینہا طلاق دگر دہد زن مراد را حلال نبود تا با شوئے دگر، بخوابہ نشود ائمہ تفسیر و حدیث سبب نزول کریمہ چاں آوردہ اند کہ پیش ازین طلاق را عدد دے محدود نبود ہر قدر بار شوئے خواستے طلاق دادے و رجعت ہا کر دے و آنکہ اضرائ زن خواستے طلاقش دادے تا آنکہ چوں عدش بر سر گزشتن آئے رجعت کر دے باز طلاق دادے باز در قرب انقضائے عدت رجعت نمودے و ہچناں کر دے تا آنگاہ کہ دلش خواستے بیچارہ زن بایں کار معلقہ باندے نہ رائے رفتن نہ روئے ماندن، زن ازین معنی بحضور بارگاہ رسالت فریاد آورد آنگاہ آیہ کریمہ نزول فرمود و بعد سہ طلاق اختیار رجعت نہ ماند و کار زن بدست زن شد، امام بغوی در معالم التنزیل فرمود قوله تعالى الطلاق مرتن روی عن عروۃ بن الزبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما قال کان الناس فی الابتداء یطلقون من غیر حصر ولا عدد و کان الرجل یطلق امرأته فاذا قاربت انقضاء عدتها ساجعها ثم طلقها كذلك ثم ساجعها یقصد مضاررتها فنزلت هذه الآية الطلاق مرتن یعنی الطلاق

عہ یہاں مسودہ میں بیاض ہے ۱۲

الذي يملك الرجعة عقيمة مرتان فاذا طلق ثلثا فلا تحل له الا بعد نكاح
نرجس أخر، امام رازي در تفسير كبير فرمود المسئلة الاولى كان الرجل في الجاهلية
يطلق امرأته ثم يراجعها قبل ان تنقضي عدتها ولو طلقها الف مرة
كانت القدرة على المراجعة ثابتة له فجاءت امرأة الى عائشة
رضي الله تعالى عنها فشكت ان زوجها يطلقها ويراجعها يضارها بذلك
فذكرت عائشة رضي الله تعالى عنها ذلك لرسول الله صلى الله تعالى عليه
وسلم فنزل قوله تعالى الطلاق مرتين، در تفسيرات احمدية ست لما كان عدد
الطلاق في الجاهلية غير مقرر على وتيرة واحدة حتى انه لو طلقها عشرة
يمكنه رجعتها وكان يراجعها وقت انقضاء العدة ثم يطلقها ويراجعها
حتى ان جاءت امرأة الى عائشة رضي الله تعالى عنها تشكو من مراجعة
زوجها ثم تطليقها ثم وشم هكذا فعرضت الى رسول الله صلى الله تعالى عليه
عليه وسلم فنزل قوله تعالى الطلاق مرتان فامساك بمعروف او تسريح باحسان
يعني ان الطلاق الرجعي الذي يتعلق به الرجعة مرتان اي اثنتان لانرا اشد تاب
فبعد ذلك امساكها بمعروف او تسريحها كذلك وهذا امر بصيغة الخبر كانه
قيل طلقوا الرجعي مرتين وهذا التوجيه المذكور في الحسيني والزاهدى و
البيضاوى والتلويح وهو الموافق لمذهب الشافعي وابى حنيفة جميعا، ترمذي و
ابن مردويه وحاكم با فادة تصحيح وسهقي در سنن از أم المؤمنين عائشة صديقه رضي الله تعالى عنها
روايت كنهه قالت كان الناس والرجل يطلق امرأته ما شاء ان يطلقها وهي امرأته
اذا امرت رجعا وهي في العدة وان طلقها مائة مرة او اكثر حتى قال رجل لامرأته
والله لا اطلقك فبئينين منى ولا اؤويك ابدا قالت وكيف ذلك قال اطلقك
فكلما هبت عدتك ائت تنقضي راجعتك، فذهبت المرأة حتى دخلت على

١٥١/١	تحت الآية ٢/ ٢٢٩	دار الكتب العلمية بيروت	له معالم التنزيل (تفسير البغوي)
٨٢/٦	"	"	له مفاتيح الغيب (التفسير الكبير)
ص ١٢٣	"	مكتبة كرمي واقع بمبئي	له تفسيرات الاحمدية

عائشة رضی اللہ تعالیٰ عنہا فاخبرتها فسكت عائشة حتى جاء النبي صلى الله تعالى عليه وسلم فاخبرته فسكت النبي صلى الله تعالى عليه وسلم حتى نزل القرآن الطلاق مرتين فامساك بمعروف وتسريح باحسان^۱ وبهيقى از ابن مردويه وبهيقى از ائم المؤمنين روايت آرند، قالت لم يكن للطلاق وقت يطلق امرأته ثم يراجعها ما لم تنقض العدة وكان بين رجل وبين اهلہ بعض ما يكون بين الناس فقال والله لا تركنك، لا ايبا ولا ذات زوج فجعل يطلقها حتى اذا كادت العدة ان تنقضى راجعها ففعل ذلك مرارا فانزل الله فيه الطلاق مرتين فامساك بمعروف وتسريح باحسان فوقت لهم الطلاق ثلاثا يراجعها في الواحدة وفي الثنتين وليس في الثالثة رجعة حتى تنكح زوجا غيره، ابو داود ونسائي وبهيقى از عبد الله بن عباس رضي الله تعالى عنهما روايت دارند ان الرجل كان اذا طلق امرأته فهو احق برجعته وان طلقها ثلاثا فنسخ ذلك فقال الطلاق مرتين فامساك بمعروف وتسريح باحسان^۲، اجله اتمه مالك وشافعي وعبد بن حميد وترمذي وابن جرير وابن ابى حاتم وبهيقى از عروه بن زبير رضي الله تعالى عنهما آرند قال كان الرجل اذا طلق امرأته ثم ارتجعها قبل ان تنقضى عدتها كان ذلك له وان طلقها الف مرة فعمد رجل الى امرأته فطلقها حتى اذا ما جاء وقت انقضاء عدتها ارتجعها ثم طلقها ثم قال والله لا اويك الى ولا تحلين لي ابدا فانزل الله تعالى الطلاق مرتين فامساك بمعروف وتسريح باحسان^۳ مسلمان دے انصاف و ہدایہ تعلیم دیو بندی چساں مقصود شریعت و حکم آیت را برہم میزند و ظلم و ستم جاہلیت را از سر نو تازہ می کند اگر طلاق پیشین بر جعت باطل شود و بعد او شوئے را از سر اختیار سه طلاق بدست ماند چنانکہ ایں کس زعم نمود پس لا جرم ہماں آتش جاہلیت بکاسہ اندرست و انسداد ظلم کہ خداے خواست معاذ اللہ باطل و بے اثر، ہر کہ خواہد ہزار بار طلاق دہد و ہر بار رجعت کند

۱۔ الدر المنثور تحت الآیۃ ۲/۲۲۹ دار احیاء التراث العربی ۶۲۴/۱

جامع الترمذی ابواب الطلاق الثلاث امین مکتبی کتب خانہ رشیدیہ دہلی ۱۴۳/۱

۲۔ السنن الکبری للبیہقی باب ما جاء فی امضاء الطلاق دار صادر بیروت ۳۳۳/۲

۳۔ الدر المنثور بحوالہ ابن مردویہ والبیہقی تحت الآیۃ ۲/۲۲۹ دار احیاء التراث العربی بیروت ۶۲۴/۱

۴۔ السنن الکبری للبیہقی باب من جعل الثلاث واحدة وما ورد فی خلاف ذلك دار صادر بیروت ۳۳۴/۲

۵۔ مؤطا امام مالک جامع الطلاق میر محمد کتب خانہ مرکز علم کراچی ص ۵۲۹

۶۔ الدر المنثور بحوالہ مالک الشافعی الخ تحت الآیۃ ۲/۲۲۹ دار احیاء التراث العربی بیروت ۶۲۴/۱

طلاق ہائے دادہ نادادہ شود و اختیارات نامتناہیہ بدست شوہر بود و لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم اینست مخالفت تعلیم دیوبندی باقرآن عظیم۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا : دو طلاقیں ہوں تو پھر خوبصورتی سے رجوع کر کے روک لو یا نیکی کے طور پر آزاد کر دو۔ اور اس کے بعد اللہ تعالیٰ کے قول ”پس اگر تیسری طلاق دے دی ہو تو بیوی اس کے لئے حلال نہیں تا وقتیکہ بیوی کسی دوسرے شخص سے نکاح نہ کر لے“ تک یعنی جس طلاق کے بعد رجوع ہو سکتا ہے وہ دوبار طلاق ہے کہ جس میں خاوند کو اختیار ہے کہ بیوی کو روک رکھے یا نیکی کے ساتھ آزاد کرتے ہوئے طلاق دے دے، اس کے بعد اگر طلاق دے گا تو بیوی اس کے لئے حلال نہ ہوگی تا وقتیکہ وہ بیوی کسی دوسرے شخص سے نکاح نہ کر لے۔ ائمہ تفسیر و حدیث نے اس آیہ کریمہ کا شان نزول یوں بیان فرمایا کہ اسلام سے قبل طلاق کی کوئی تعداد یا حد مقرر نہ تھی بلکہ خاوند جتنی بار بھی طلاق دے کر رجوع کرنا چاہتا کر لیتا، اور جب بیوی کو تنگ کرنا مقصود ہوتا تو طلاق دے کر عدت ختم ہونے کے قریب وہ رجوع کر لیتا اور رجوع کے بعد پھر طلاق دیتا اور عدت کے خاتمہ کے قریب رجوع کر لیتا اور جتنی بار دل چاہتا کرتا، بیوی بیچارہ لٹک کر رہ جاتی اس کے لئے آزادی یا آبادی کا کوئی طریقہ نہ رہتا۔ اسی پریشانی میں ایک عورت دربار رسالت میں حاضر ہوئی اور فریاد کی، تو اس پر یہ آیہ کریمہ نازل ہوئی اور تین طلاقوں کے بعد رجوع کا اختیار ختم ہو گیا اور بیوی خود مختار ہو گئی۔ امام بغوی نے تفسیر معالم التنزیل میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ”الطلاق مرثن الخ“ الآیۃ کا شان نزول یہ ہے جس کو عروہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان فرمایا کہ ابستار میں بے شمار اور لاتعداد طلاقیں دیتے تھے اور کوئی بھی شخص بیوی کو طلاق دے کر عدت ختم ہونے کے قریب رجوع کر لیتا اور پھر طلاق دے دیتا اور یوں بار بار کرتا رہتا جس کا مقصد بیوی کو تنگ کرنا تھا، تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی، یعنی وہ طلاق جس کے بعد خاوند رجوع کر سکتا ہے وہ دوبار ہے، اور جب تین طلاقیں پوری کر دے تو اس کے لئے بیوی حلال نہ ہوگی مگر بیوی دوسرے شخص سے نکاح کرے تو اس کے بعد حلال ہو سکے گی۔ امام رازی نے تفسیر کبیر میں فرمایا : مسئلہ اولیٰ یہ کہ جاہلیت میں مرد بیوی کو طلاق دے کر پھر عدت کے خاتمہ کے قریب رجوع کر لیتا اور اس طرح ہزار طلاق بھی ہوتی تب بھی خاوند کو رجوع کا اختیار رہتا، تو ایک عورت حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں آئی اور اس نے اپنے خاوند کی شکایت کی کہ وہ طلاق دے کر عدت ختم ہونے سے قبل رجوع کر لیتا ہے اور تنگ کر رہا ہے تو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے یہ واقعہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ

وسلم کو بیان کیا تو اس پر یہ آیہ کریمہ نازل ہوئی الطلاق مرتان الاية۔ تفسیرات احمدیہ میں ہے کہ چونکہ جاہلیت میں طلاق کا کوئی قانون تھا حتیٰ کہ کوئی بھی شخص دس طلاقیں دے کر بھی پھر رجوع کر لیتا اور عدت ختم ہونے کے قریب رجوع کر کے پھر طلاق دے دیتا۔ حتیٰ کہ ایک عورت نے حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس آکر اپنے خاوند کی شکایت کرتے ہوئے کہا کہ وہ بار بار طلاق دیتا اور رجوع کر لیتا ہے، تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ بات حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عرض کی، تو اس پر یہ آیہ کریمہ نازل ہوئی، اللہ تعالیٰ نے فرمایا، الطلاق مرتان الاية، یعنی وہ طلاق جس کے بعد رجوع کرنا جائز ہے وہ دو بار طلاق ہے اس سے زائد نہیں۔ اس کے بعد بھلائی سے بیوی کو پاس رکھنا ہوگا نیکی کے ساتھ آزاد کرتے ہوئے آخری طلاق دینا ہوگی۔ اور تفسیر حسینی، زاہدی، بیضاوی اور تلوک نے یہی تفسیر بیان کی جو امام شافعی اور امام ابوحنیفہ رحمہما اللہ تعالیٰ دونوں کے مذہب کے موافق ہے۔ ترمذی، ابن مردویہ، حاکم بافادہ تصحیح اور بیہقی نے اپنی سنن میں حضرت ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا انھوں نے فرمایا کہ لوگ اپنی بیوی کو جتنی چاہتے طلاقیں دیتے اس کے باوجود وہ بیوی رہتی جبکہ وہ عدت کے دوران رجوع کر لیتا اگرچہ سو مرتبہ یا اس سے بھی زائد طلاقیں دے چکا ہوتا، حتیٰ کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو کہا کہ خدا کی قسم میں تجھے طلاق نہ دوں کہ توجدا ہو جائے اور نہ ہی تجھے پاس رکھوں تو ہمیشہ ایسے ہی رہے گی۔ بیوی نے پوچھا، وہ کیسے؟ تو اس نے کہا میں تجھے طلاق دے کر عدت ختم ہونے سے قبل جب عدت ختم ہونے والی ہوگی تو رجوع کروں گا۔ تو اس عورت نے جا کر حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے یہ شکایت کی۔ یہ سن کر حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا خاموش ہو گئیں حتیٰ کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لائے تو انھوں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس بات پر مطلع کیا جس پر آپ نے سکوت فرمایا حتیٰ کہ یہ آیہ کریمہ نازل ہوئی الطلاق مرتان الخ، نیز ابن مردویہ اور بیہقی نے حضرت ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی، آپ نے بیان کیا کہ بیوی کو طلاق دینے اور پھر رجوع کرنے کا کوئی ضابطہ نہ تھا، کوئی بھی بیوی کو طلاق دے کر عدت ختم ہونے سے قبل رجوع کر لیتا اور خاوند بیوی میں کوئی خانگی جھگڑا جیسا کہ عام طور پر ہوتا ہے تو خاوند کہتا خدا کی قسم میں تجھے نہ خاوند والی اور نہ غیر خاوند والی بناؤں گا، اس کے لئے وہ بیوی کو طلاق دے کر عدت ختم ہونے سے پہلے رجوع کر لیتا اور بار بار ایسے کرتا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیہ کریمہ نازل فرمائی الطلاق مرتان الاية، جس میں تین طلاقیں مقرر کر دی گئی ہیں، جس میں سے

ایک اور دو کے بعد رجوع کا حق دیا گیا ہے اور تیسری کے بعد رجوع نہیں ہوگا تا وقتیکہ بیوی کسی دوسرے شخص سے نکاح نہ کرے۔ ابو داؤد، نسائی اور بیہقی نے عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ابتداء میں مرد کو طلاق دینے کے بعد حق باقی تھا اگرچہ تین یا تین سے زائد طلاقیں دے دیتا، تو اس کو منسوخ کر کے اللہ تعالیٰ نے فرمایا، الطلاق مرتین

فامساك بمعرفه وتسريح باحسان، امام مالک، امام شافعی، عبد بن حمید، ترمذی، ابن جریر، ابن ابی حاتم اور بیہقی ان اجلہ ائمہ کرام نے حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا کہ ابتداء میں مرد کو اختیار تھا کہ وہ طلاق کی عدت ختم ہونے سے قبل رجوع کر لے اگرچہ وہ ہزار طلاقیں بھی دے دے۔ تو ایک مرد نے بیوی کو طلاق دے کر عدت ختم ہونے کے قریب رجوع کر لیا اور پھر طلاق دے دی پھر کہا کہ خدا کی قسم میں تجھے نہ رکھوں گا نہ دوسرے کے لئے کبھی حلال ہو سکے گی۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیہ کریمہ نازل فرمائی! الطلاق مرتین فامساك بمعرفه وتسريح باحسان۔ اب مسلمانوں کو انصاف سے غور کرنا چاہئے کہ دیوبندی کس طرح شریعت کے مقصد اور آیہ کریمہ کے حکم کو پامال کرتے ہیں اور جاہلیت کے ظلم و ستم کو دوبارہ تازہ کر رہے ہیں۔ اگر پہلی طلاقیں رجوع کرنے سے باطل ہو جائیں اور خاوند کو نئے سرے سے دوبارہ تین طلاقوں کا اختیار مل جائے جیسا کہ یہ شخص کہہ رہا ہے تو لازمی طور پر جاہلیت کی آگ محفوظ رہے گی اور اللہ تعالیٰ نے جس ظلم کو ختم کرنا چاہا ہے وہ سب باطل اور بے اثر ہو کر رہ جائے گا اور جاہلیت دوبارہ عود کر آئے گی اور جو شخص بھی ہزار طلاق دے کر رجوع کرتا رہے تو رجوع سے پہلی طلاق کا ہونا نہ ہونا برابر ہو جائے گا اور خاوند کو نہ ختم ہونے والا اختیار حاصل ہو جائے گا، لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم، دیوبندی کی یہ تعلیم قرآن کریم کے مخالف ہے۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۱۳ ص ۱۸۴ تا ۱۹۰)

(۶) اسی سلسلہ میں مزید فرمایا:

قال الله تعالى فان طلقها فلا تحل له من بعد حتى تنكح زوجا غيره۔ در تفسیر جلالین ست فام طلقها الزوج بعد الثنتين۔ در جمل فرمود اے سوا کا بن

قد راجعہا امر لا۔ اس حکم کہ اطلاق آیت مراد و متناول ست، یکس از علمائے امت را درو خلاف نیست کتب فقہ بلا خلاف مطلقاً ثلاث را مثبت حرمت غلیظہ گویند و زنہار ہیج کتابے بوئے اس و سوسہ نجسہ نیست کہ بعد رجعت طلاق اول در حساب نمی ماند و شوہر از سوسہ طلاق را مالک می شود عبارات ہزار در ہزار بر بطلان اس ضلالت شاہدست۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اگر حنفی و تفسیری طلاق دے دے تو وہ اس کے لئے حلال نہ ہوگی تا وقتیکہ وہ کسی اور شخص سے نکاح کر لے۔ تفسیر جلالین میں ہے: اگر خاوند و طلاق کے بعد تفسیری طلاق دے۔ اور تفسیر حمل میں مزید ہے کہ رجوع کہ چکا ہو یا نہ۔ مطلب یہ ہے کہ تفسیری طلاق کا یہ حکم مطلق ہے ہر صورت کو شامل ہے۔ اس میں علمائے امت میں سے کسی نے اختلاف نہیں کیا۔ کتب فقہ بھی بلا اختلاف تین طلاقوں کو مطلقاً حرمت غلیظہ کے لئے مثبت بیان کرتی ہیں، اور ہرگز کسی کتاب میں بھی اس پلید و سوسہ کی بوثک نہیں ہے کہ رجوع کے بعد پہلے دی ہوئی طلاق کا لعدم ہو جاتی ہے اور خاوند نئے سرے سے پوری تین طلاقوں کا مالک ہو جاتا ہے، اور ہزار ہا عبارات اس گمراہی کے بطلان پر شاہد ہیں۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۱۳ ص ۱۹۲)

(۷) مردود و باطل شرائط پر مشتمل ایک اقرار نامہ شوہر سے لکھوایا گیا تھا، اس کے بارے میں اعلیٰ حضرت کی خدمت میں استفتا رہ بھیجا گیا جس کے جواب کے ضمن میں فرمایا: بالجملة صورت مستفسرہ میں طلاق ہوئی نہ عورت مالک اولاد ہو سکتی ہے۔

قال اللہ تعالیٰ و علی المولود لہ سرنقہن۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: بیوی کا نفقہ اولاد والے یعنی خاوند پر ہے۔ (ت) ۹ ہاں بحق حضانت لڑکا سات برس کی عمر تک ماں کے پاس رہے گا اور لڑکی نو برس کی عمر تک، پھر باپ لے گا۔ شوہر اگر اپنے پاس بلانا چاہے تو عورت کو باپ کے گھر رہنے کا کوئی اختیار نہیں۔

قال اللہ تعالیٰ اسکنوہن من حیث سکنتم۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا : تم اپنی بیویوں کو وہاں رکھو جہاں تم سکونت پذیر ہو۔ (ت)
 اگر شوہر کے پاس آنے سے انکار کر دے گی نفقہ پانے کی مستحق نہ ہوگی۔ عامہ کتب میں ہے ،
 لا نفقة للناشئة۔ (نافرمان بیوی کے لئے نفقہ نہیں۔ ت) (فتاویٰ رضویہ ج ۱۳ ص ۲۱۶)
 (۸) بوقت نکاح شوہر نے یہ شرط لکھی کہ اپنی بیوی کو مار پیٹ کر شہر جھالود سے باہر لیجاؤں تو بغیر طلاق
 کے طلاق طلاق واقع ہو۔ بعد ازیں وہ بیوی کو جھالود سے لے گیا۔ اس بارے میں فرمایا :
 اگر گواہان یا اقرار سے مار پیٹ کر لیجانا ثابت ہو تو تین طلاقیں ہو گئیں بے حلالہ اس سے نکاح نہیں
 کر سکتا۔

قال الله تعالى فان طلقها فلا تحل له من بعد حتى تنكح زوجا غيره۔
 اللہ تعالیٰ نے فرمایا : اگر خاوند تیسری طلاق دے دے تو عورت حلال نہ ہوگی تا وقتیکہ وہ کسی
 دوسرے شخص سے نکاح نہ کر لے۔ (ت) (فتاویٰ رضویہ ج ۱۳ ص ۲۲۱)

(۹) ایلا کی صورت بیان کرتے ہوئے فرمایا :
 اصل حکم یہ ہے کہ یہ شخص اپنی عورت سے قربت کی قسم کھائے رب عزوجل نے اسے چار مہینے کی
 مہلت دی ہے ، اگر چار مہینے کے اندر قربت کر لے گا تو عورت نکاح سے نہ نکلے گی کفارہ دینا ہوگا ،
 اور اگر چار مہینے کامل گزر جائیں گے تو ایک طلاق بائن ہو جائے گی عورت نکاح سے نکل جائے گی ،
 پھر دوسرے یا تیسرے مہینے کوئی طلاق نہ ہوگی۔

قال الله تعالى للذین یؤلون من نسائهم تربص اربعة اشهر فان
 فاوا فان الله غفور رحیم ۝ وان عز مو الطلاق فان الله سمیع حلیم ۝
 اللہ تعالیٰ نے فرمایا : وہ لوگ جو بیویوں سے ایلا کرتے ہیں ان کی قسم کی مدت چار ماہ ہے
 اگر اس دوران رجوع کر لیں تو اللہ تعالیٰ بخشنے والا رحم فرمانے والا ہے ، اور اگر وہ (رجوع نہ کر کے)
 طلاق کا عزم کئے ہوں تو اللہ تعالیٰ سننے والا جاننے والا ہے۔ (ت)

(فتاویٰ رضویہ ج ۱۳ ص ۲۶۰ ، ۲۶۱)

۱۷۹/۴	ایچ ایم سعید کمپنی کراچی	باب النفقة	۱۔ بحر الرائق
۶۴۷/۲	دار احیاء التراث العربی بیروت	۲۔	رد المحتار
۲۲۷/۲	القرآن الکریم	۲۳۰/۲	۳۔ القرآن الکریم

(۱۰) زید نے اپنی بیوی حمرا کے بارے میں یہ لفظ کہے کہ میں حمرا کو اپنی ماں بہن کی جگہ سمجھتا ہوں۔ اس مسئلہ کا حکم شرعی بیان کرتے ہوئے فرمایا:

در صورت مستفسرہ زید با طلاق، پچھ کلمات فساق آثم و بزہ کارست، قال اللہ تعالیٰ ما هن امہاتہم ان امہاتہم الا اتی ولد نہم وانہم ليقولون منکوامن القول و نورا لا یخوابہا مادران ایشاں نیند، ہم مادران شاں ہم آناں اند کہ ایناں رازانیدہ اند و بد رستی بچناں ست کہ ایشاں ہرزہ می لافند و دروغ می بافند، باز اگر زید بایں کلمہ ارادۃ طلاق حمرا داشت و دل براغرا جش از قید نکاح گماشت حمرا بیک طلاق بائن مطلقہ شد اگرچہ نوبت تکلم بایں کلمہ بسیدہ رسیدہ باشد طلاق مغلط نشود لان البائن لا یلحق البائن کما صرحوا بہ فی عامۃ الکتب۔

مستولہ صورت میں زید اپنے ان کلمات کی وجہ سے فاسق، گنہگار اور جھوٹا ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وہ (بیویاں) مائیں نہیں ہیں مائیں تو وہی ہیں جنہوں نے ان کو جنم دیا ہے اور بیشک یہ بُری اور جھوٹی بات کہتے ہیں۔ پھر اگر زید نے ان کلمات سے بیوی کو طلاق دینے کا ارادہ کیا اور دل میں بیوی حمرا کو نکاح سے خارج کر دینے کا ارادہ کر رکھا تھا تو حمرا کو ایک بائنہ طلاق ہوگئی اگرچہ کلمات تین بار کہے ہوں ایک ہی طلاق ہوگی تین طلاقیں سے مغلط نہ ہوگی، کیونکہ بائنہ کے بعد بائنہ طلاق نہیں ہوتی، جیسا کہ عام کتب میں اس کی تصریح ہے۔ (ت) (فتاویٰ رضویہ ج ۱۳ ص ۲۴۰ ۲۴۱)

(۱۱) مذکورہ بالا فحیت کے ایک اور سوال کے جواب میں فرمایا:

زوجہ کو ماں بہن کہنا (خواہ یوں کہ اُسے ماں بہن کہہ پکارے، یا یوں کہے تو میری ماں بہن ہے، سخت گناہ و ناجائز ہے۔

قال اللہ تعالیٰ ما هن امہاتہم ان امہاتہم الا اتی ولد نہم وانہم ليقولون منکوامن القول و زورا لا یخوابہا مادران ایشاں نیند، ہم مادران شاں ہم آناں اند کہ ایناں رازانیدہ اند و بد رستی بچناں ست کہ ایشاں ہرزہ می لافند و دروغ می بافند، باز اگر زید بایں کلمہ ارادۃ طلاق حمرا داشت و دل براغرا جش از قید نکاح گماشت حمرا بیک طلاق بائن مطلقہ شد اگرچہ نوبت تکلم بایں کلمہ بسیدہ رسیدہ باشد طلاق مغلط نشود لان البائن لا یلحق البائن کما صرحوا بہ فی عامۃ الکتب۔

مگر اس سے نہ نکاح میں خلل آئے نہ توبہ کے سوا کچھ اور لازم ہو، درمختار میں ہے:
 الاينو شيئاً او حذف الكاف لغاوتعين الادنى اى البريعنى الكرامة ويكواه قوله
 انت امى ويا ابنتى ويا اختى ونحوه^۱

اگر کوئی نیت نہ کی یا حرف تشبیہ (کاف) کو ذکر نہ کیا ہو تو یہ بات لغو ہے اور احتمالات میں سے
 ادنیٰ احتمال یعنی عزت و کرامت متعین ہوگا اور یہ کہنا کہ تو میری ماں ہے یا میری بہن ہے یا اس کی
 مثل الفاظ، مگر وہ ہیں۔ (ت) (فتاویٰ رضویہ ج ۱۳ ص ۲۸۰)

(۱۲) اسی طرح کے ایک اور سوال کے جواب میں فرمایا،
 صورت مذکورہ میں وہ اسے ماں اور یہ اسے بیٹا کہنے سے دونوں گنہگار ہوئے۔
 قال الله تعالى وانهم ليقولون منكرا من القول وزورا^۲
 اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ بیشک لوگوں کا (بیوی کو ماں بہن کہنا) بُری بات اور جھوٹ ہے (ت)
 مگر نکاح میں کچھ فرق نہ آیا۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۱۳ ص ۲۸۸)

(۱۳) مزید فرمایا،
 صورت مذکورہ میں طلاق ثابت نہیں، نہ یہ ظہار، صرف بُرا کہا اور گنہگار ہوا، توبہ کرے و بس،
 قال الله تعالى وانهم ليقولون منكرا من القول ونواما ط وان الله لعفو غفور^۳
 اللہ تعالیٰ نے فرمایا، اور وہ بیشک بُری اور بُری جھوٹ بات کہتے ہیں، اور بیشک اللہ ضرور
 معاف کرنے والا اور بخشنے والا ہے۔ (ت) (فتاویٰ رضویہ ج ۱۳ ص ۲۸۹)

(۱۴) ایک صاحب نے عدتِ وفات کو عدتِ طلاق پر قیاس کرتے ہوئے کہا کہ خلوت کے بغیر
 عدتِ وفات نہیں ہونی چاہئے۔ اس کا رد فرماتے ہوئے فرمایا،
 غرض ایسے یہودہ سوالوں کا دروازہ کھولنا علوم و برکات کا دروازہ بند کرنا ہے۔ مسلمان کی
 شان یہ ہے،

سمعنا و اطعنا غفر انك ربنا و اليك المصير

ہم نے سنا اور اطاعت کی، تیری بخشش کے طلبگار ہیں اور تیری طرف ہی کوٹنا ہے (ت)

(فتاویٰ رضویہ ج ۱۳ ص ۲۹۷)

(۱۵) عدت کے احکام بیان کرتے ہوئے فرمایا :

طلاق کی عدت تین حیض کامل ہیں یعنی بعد طلاق کے ایک نیا حیض آئے، پھر دوسرا، پھر تیسرا، جب یہ تیسرا ختم ہوگا اُس وقت عدت سے نکلے گی اور اسے جس سے نکاح کرنا روا ہوگا
قال الله تعالى والمطلقات يتربصن بأنفسهن ثلثة قروء

اللہ تعالیٰ نے فرمایا، مطلقہ عورتیں تین حیض مکمل ہونے تک اپنے آپ کو روکے رکھیں۔ (ت)

(فتاویٰ رضویہ ج ۱۳ ص ۳۰۳)

(۱۶) مزید فرمایا :

اربع من النساء لاعدّة عليهن المطلقة قبل الدخول الخ۔

چار عورتیں ہیں جن پر عدت نہیں ان میں سے ایک قبل از دخول طلاق والی ہے الخ (ت)
اور کلام مجید میں ایک جگہ یوں ہے :

اذا انكحتم المؤمنات ثم طلقتموهن من قبل ان تمسوهن ، فبالكم عليهن من
عدّة تعتدونها۔

جب تم مومن عورتوں سے قبل از دخول ان کو طلاق دے دو تو تمہارے حق میں ان عورتوں
پر عدت نہیں۔ (ت)
(فتاویٰ رضویہ ج ۱۳ ص ۳۰۵)

(۱۷) مزید فرمایا :

مدارک شریف میں ہے :

من قبل ان تمسوهن والخلوة الصحيحة كالتمسّٰه ورايتني كتبت على

۱۔ القرآن الکریم ۲/۲۲۸

۵۲۶/۱

نورانی کتب خانہ پشاور

۲۔ القرآن الکریم ۲/۲۸۵

۳۔ فتاویٰ ہندیہ باب العدة

۴۔ القرآن الکریم ۳۳/۲۹

۳۰۸/۳ دارالکتب العربی بیروت

۵۔ مدارک التنزیل (تفسیر نسفی) تحت الآیة ۳۳/۲۹

ہامشہا الاولى ان يقول قدس سرہ والخلوة في النكاح الصحيح كالنكاح فيقيد النكاح بالصحيحة ويلتزم الخلوة لان الخلوة وان فسدت توجب العدة اذا صح النكاح، اما الفاسد فلا عدة فيه الا بحقيقة الوطء كما في الدر وغيره۔

قبل ازیں کہ تم ان کو مس کرو (یعنی جماع کرو) اور خلوت صحیحہ بھی جماع کی طرح ہے اور مجھے یاد آ رہا ہے کہ میں نے اس کے حاشیہ پر یہ لکھا ہے کہ بہتر تھا کہ صاحب مدارک یوں کہتے اور خلوت نكاح صحیح میں جماع کی طرح ہے اس طرح نكاح کو صحیح کی قید سے مقید اور خلوت کو مطلق قرار دیا جاسکتا ہے کیونکہ جب نكاح صحیح ہو تو خلوت فاسدہ بھی عدت کو لازم کرتی ہے لیکن نكاح فاسد میں صرف حقیقی وطی سے ہی عدت لازم ہوتی ہے، جیسا کہ دروغیرہ میں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم (ت) (فتاویٰ رضویہ ج ۱۳ ص ۳۰۶)

(۱۸) عورت دو برس شوہر سے جدا رہی پھر طلاق ہوئی، کیا اس پر عدت ہے؟ اس سوال کا جواب دیتے ہوئے فرمایا:

ضرور، اور اس کا دو برس خواہ دنش برس شوہر سے جدا رہنا مسقط عدت نہیں ہو سکتا، لا طلاق قوله تعالى والمطلقات يتربصن بانفسهن ثلثة قروا، واللہ تعالیٰ اعلم۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا قول کہ ”مطلقة عورتیں اپنے آپ کو تین حیض مکمل ہونے تک روک رکھیں“ مطلق ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم (ت)۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۱۳ ص ۳۰۸)

(۱۹) قبل خلوت طلاق دے کر عدت سے قبل مطلقہ کی بہن سے نكاح کر سکتا ہے۔ چنانچہ فرمایا:

و اگر خلوت ہم نشہ بود البتہ از عدت اثرے نیست و از بعد طلاقش خواہش را بزنی تو او گرفت قال الله تعالى فما لكم عليهن من عدة تعتدونها و نهما در کتب مذکورہ حکم عدت را مطلق نگذاشته اند بلکہ سابقاً و لاحقاً دو جا مقید بدخول یعنی ولو حکما كالخلوة ولو فاسدة

بسم القرآن الكريم ۲۲۸/۲

۳۳/۳۹

باب العدة

۲۵۶/۱

مطبع مجتبائی دہلی

در مختار

داشتہ اند۔

اور اگر خلوت نہ ہوئی ہو تو پھر زینب پر کوئی عدت نہیں ہے اور اس کو طلاق دینے کے بعد اس کی بہن سے نکاح جائز ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تمہارے حق میں دخول سے قبل مطلقہ بیویوں پر عدت نہیں ہے جس کو تم شمار کرو۔ کتب مذکور میں نابالغہ کی عدت کو عام قرار نہیں دیا گیا بلکہ اس سے قبل اور بعد دونوں جبکہ عبارت دخول کی قید سے مقید ہے اگرچہ وہ دخول حکمی ہو جیسے خلوت خواہ فاسد ہی کیوں نہ ہو۔ (ت) (فتاویٰ رضویہ ج ۱۳ ص ۳۰۹، ۳۱۰)

(۲۰) حاملہ بیوی کو ایک ہی جلسہ میں تین مرتبہ طلاق دی، اس کی عدت کا حکم بیان کرتے ہوئے فرمایا،

تین طلاقیں ہو گئیں، چاروں اماموں کا یہی مذہب ہے، اب وہ بغیر حلالے اس سے نکاح نہیں کر سکتا، یہی حکم قرآن و حدیث کا ہے، وہ عدت تک یعنی بچہ ہونے تک گھر میں رہے گی اور روٹی کپڑا زید کو دینا ہوگا مگر بالکل غیر واجبی عورت کی طرح رہے اس سے پردہ کرے۔

قال الله تعالى اسكنوهن من حيث سکنتم من وجدکم، ولا تضاروهن لتضيّقوا علیہن، وان کن اولات حمل فانفقوا علیہن حتی یضعن حملہن۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: عدت والی عورتوں کو وہاں رہائش دو جہاں تم خود رہائش رکھتے ہو اپنی حیثیت کے مطابق، اور ان کو تنگی دے کہ ضرر مت پہنچاؤ، پھر اگر وہ حاملہ ہوں تو ان کو خرچہ دو تا وقتیکہ وہ بچے کو جنم دیں۔ (ت)

صورتِ حمل میں یہی مذہب چاروں ائمہ کا ہے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۱۳ ص ۳۱۲)

(۲۱) زنا سے حاملہ ہونے والی عورت کا خاوند فوت ہو گیا تو کیا وہ دورانِ عدت نکاح کر سکتی ہے؟ اس کے بارے میں فرمایا:

عدت کے اندر نکاح حرام قطعی ہے، اور جب یہ حمل حیاتِ شوہر سے ہے شرعاً شوہر کا ہے اور جب تک وضع نہ ہو عدت ہی میں ہے۔

قال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الولد للفراش وللعاہر الحجر، وقال

لہ القرآن الکریم ۶/۶۵

صحیح البخاری کتاب الفرائض باب الولد للفراش قدیمی کتب خانہ کراچی ۹۹۹/۲

مسند احمد بن حنبل عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ دار الفکر بیروت ۲۰۹/۲

تعالیٰ واولات الاحمال اجلهن ان یضعن حملهن۔

رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: بچہ نکاح والے کی طرف ہی منسوب ہوگا اور زانی نسب سے محروم ہوگا۔ اور اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: حمل والی عورتوں کی عدت بچے کی پیدائش تک ہے۔ (ت) (فتاویٰ رضویہ ج ۱۳ ص ۳۱۹)

(۲۲) نکاح معتدہ کے بارے میں فرمایا:

بیان سائل سے ظاہر ہوا کہ شوہر اول اس عورت سے خلوت کر چکا تھا کئی سال کے بعد طلاق دی اور عورت کو حمل نہ تھا، پس یہ نکاح کہ قبل گزرنے عدت کے دوسرے شخص سے ہوا اصلاً صحیح نہیں، ان دونوں پر فرض ہے کہ فوراً جدا ہو جائیں،

قال اللہ تعالیٰ والمطلقت یتوبصن بانفسهن ثلثة قروء^۲

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: مطلقہ عورتیں تین حیض مکمل ہونے تک اپنے آپ کو روکے رکھیں۔ (ت)

(فتاویٰ رضویہ ج ۱۳ ص ۳۲۰)

(۲۳) بیوی کو ماں کہنے سے طلاق نہیں ہوتی۔ چنانچہ اس سلسلہ میں فرمایا:

زوجہ کو ماں کہنا گناہ ہے مگر اس سے طلاق نہیں ہوتی،

کہا نص علیہ المحقق علی الاطلاق فی فتح القدیر ثم العلامة الشامی فی رد المحتار وقد قال تعالیٰ وانهم ليقولون منکر امن القول وزور^۳ و فی الحدیث اختک ہی فکرہ ذلک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ ونہی عنہ۔

جیسا کہ اس کو محقق علی الاطلاق نے فتح القدیر میں، پھر علامہ شامی نے رد المحتار میں ذکر کیا ہے، اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ لوگ غلط اور جھوٹی بات کہتے ہیں، اور حدیث شریف میں بہن کہنے پر فرمایا کہ یہ تیری بہن ہے۔ رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ناپسند فرماتے ہوئے

یہی فرمایا اور اس سے منع فرمایا۔ (ت) (فتاویٰ رضویہ ج ۱۴ ص ۳۲۲)

۲ القرآن الکریم ۲/۲۲۸

۱ القرآن الکریم ۶۵/۴

۳ " ۵۸/۲

۳۰۱/۱ آفتاب عالم پریس لاہور
۳۶۶/۴ دار صادر بیروت

۴ سنن ابی داؤد کتاب الطلاق
۵ سنن الکبریٰ باب ما یکدہ من ذلک

(۲۴) عبد اللہ کا بھائی دوامی طور پر قید ہے اور بیوی کو طلاق نہیں دے رہا جبکہ بیوی کا بغیر شوہر گزارہ نہیں ہو سکتا، تو ایسی صورت میں کیا کرنا چاہئے؟ اس سوال کے جواب میں فرمایا:

در صورت اولے برادر عبد اللہ فرمان آں چنان ست کہ زن را طلاق دہد قال اللہ تعالیٰ فامساك بمعروف وتسریح باحسان مردچوں از داشتن بخوبی عاجز آمد گزشتن بہ نیکی واجب گشت و در ادای ایں واجب اگر طلاق بالفعل نہ بد تفویض طلاق نیز کافی ست زیرا کہ مقصود آنست کہ زن از مضرت فتذروہا کالمعلقة محفوظ ماند و ایں بہ سپردن طلاق بدست بدست زن نیز حاصل ست یعنی زن را بنویسد کہ طلاق تو بدست تو نہادم ہر گاہ کہ خواہی خود را طلاق دہی و از قید من بدر آئی، نفعش آنست کہ زن مصلحت خود دیدہ کار خواہد کہ دخواہ بوفاداری شوہر صبر پیش گر فتن خواہ بنا چاری خواہش چارہ دگر جستن اما تا از شوئے افتراق نشود نکاح با دیگرے حرام بود قال اللہ تعالیٰ والمحصنت من النساء

پہلی صورت میں عبد اللہ کے بھائی کے لئے حکم یہ ہے کہ وہ اپنی بیوی کو طلاق دے دے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ بیوی کو بھلائی سے پاس رکھو یا نیکی کے ساتھ آزاد کردو۔ خاوند چونکہ بخوبی پاس رکھنے سے عاجز ہے تو نیکی کے ساتھ چھوڑ دینا اس پر واجب ہے، اس واجب کی ادائیگی میں اگر بالفعل طلاق نہیں دیتا تو بیوی کو طلاق کا اختیار سونپ دے تو بھی کافی ہے کیونکہ مقصد یہ ہے کہ عورت کو معلق کر کے رکھنے کے ضرر سے بچایا جائے تو یہ مقصد عورت کو اختیار تفویض کرنے سے حاصل ہو جاتا ہے یعنی بیوی کو لکھ دے کہ تیری طلاق تیرے ہاتھ دیتا ہوں تو جب چاہے طلاق اختیار کر لے اور میری قید سے آزاد ہو جا۔ اس کا فائدہ یہ ہے کہ بیوی اپنی مصلحت کے مطابق فیصلہ کرے گی خواہ خاوند کی وفاداری میں صبر کرے خواہ مجبوری خواہشات کی بنا پر کوئی دوسرا راستہ اپنالے۔ تاہم جب تک خاوند سے مفارقت نہ ہو جائے کسی اور سے نکاح حرام ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ نکاح والی عورتیں دوسروں کے لئے حرام ہیں۔ (ت) (فتاویٰ رضویہ ج ۱۳ ص ۳۲۲)

(۲۵) زن مفقود کے بارے میں ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے فرمایا:

رزق اللہ پر ہے نہ کہ شوہر پر علی اللہ سنا قہراً نہ کہ علی الزوج،

ومن يتق الله يجعل له مخرجاً ويرزقه من حيث لا يحتسب۔

اور جو اللہ سے ڈرے گا اللہ اس کے لئے راہ نکال دے گا اور اُسے وہاں سے روزی پہنچائے گا جہاں اس کا گمان بھی نہ ہوگا۔ (ت) (فتاویٰ رضویہ ج ۱۳ ص ۳۴۴ و ۳۴۵)

(۲۶) اسی نوعیت کے ایک اور سوال کے جواب میں فرمایا،

اگر تحقیق ہو جائے کہ وہ ہسپتال میں یا کہیں اور مر گیا تو عدت کے بعد عورت دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے اور اگر موت ثابت نہ ہو تو جب اس شخص کی پیدائش سے ستر برس گزر جائیں یا زندہ ہوتا تو جس وقت وہ ستر برس کا ہو جاتا اس وقت تک اگر اس کی موت و حیات کا پتا نہ چلے تو اس وقت اس کی موت کا حکم دیا جائے اور عدت کے بعد عورت نکاح کر سکے گی ورنہ حرام حرام حرام۔ اللہ عز و جل قرآن مجید میں فرماتا ہے :

والمحصنت من النساء

اور خاوند والی عورتیں تم پر حرام ہیں۔ (ت) (فتاویٰ رضویہ ج ۱۳ ص ۳۴۵ ، ۳۴۶)

(۲۷) عدت و وفات کے دوران نکاح کرنے والوں کی اولاد کے نسب کے بارے میں سوال کا جواب دیتے ہوئے فرمایا :

اگر حاملہ ہے تو وضع حمل تک، ورنہ چار مہینے دس دن تک نکاح نہیں کر سکتی کما ہوا منصوص فی القرآن العزیز (جیسا کہ اس کے بارے میں قرآن کریم میں نص وارد ہوتی ہے۔ ت) ،

والذین یتوفون منکم ویذرون امراً واجاباً یتربصن بانفسھن اربعۃ اشھر وعشراً

اور تم میں جو مریں اور بیبیاں چھوڑیں وہ چار مہینے دس دن اپنے آپ کو روکے رہیں (ت)

عدت کے اندر نکاح مطلقاً ناجائز ہے ، ہاں اگر شوہر کو معلوم نہ تھا کہ دوسرے کی عدت میں ہے نادانستگی میں نکاح کر لیا تو اولاد صحیح النسب سمجھی جائے گی اور دانستہ اس حرام خالص کا مرتکب ہوا، تو قنیہ و محبت و بحر الرائق وغیرہا کا مقتضی یہ ہے کہ اولاد ولد الزنا ہو۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۱۳ ص ۳۵۷ ، ۳۵۸)

(۲۸) بیوی خاوند کی اجازت سے کہیں گئی پھر اسی کو بنیاد بنا کر شوہر نے نان و نفقہ روک دیا۔ اس سلسلہ میں فرمایا :

صورت مستفسرہ میں عورت کو نان و نفقہ نہ دینا اس شخص کا محض ظلم ہے جس کے سبب وہ ظالم و گنہگار اور عورت کے حق میں گرفتار ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :

وعلی المولود له من رزقهن وکسوتهن بالمعروف ۱

بیویوں کا نفقہ اور لباس بھلائی کے ساتھ اس کے ذمہ ہے جس کے لئے اولاد ہے (ت)
(فتاویٰ رضویہ ج ۱۳ ص ۴۳۰)

(۲۹) زید نے اپنی بیوی کو تہمت زنا لگا کر نکال دیا ہے اور نان و نفقہ نہیں دیتا۔ اس کے بارے میں فرمایا :

جاہلوں میں جو یہ بات مشہور ہے کہ عورت اگر معاذ اللہ بدوصفی کمرے تو نکاح جاتا رہتا ہے محض غلط بات ہے، اور جب نکاح باقی ہے تو اس صورت میں زید پر فرض ہے کہ یا تو اُسے طلاق دے دے یا اس کے نان نفقہ کی خبر گیری کرے، ورنہ یوں معلق رکھنے میں زید بیشک گنہگار ہے اور صریح حکم قرآن کا خلاف کرنے والا۔

فلا تمیلوا کل المیل فتذروها کالمعلقة ۲

اور ایک کی طرف کلی میلان نہ ہو کہ دوسری بیوی کو معلق کر چھوڑ دو۔ (ت) (فتاویٰ رضویہ ج ۱۳ ص ۴۳۵)

(۳۰) اسی سلسلہ میں مزید فرمایا :

زنائے زنا موجب بطلان نکاح آنا نہیں قال تعالیٰ بیدہ عقدۃ النکاح تا آنکہ اگر با پدر یا پسر شوہر اس چنیں وقاحت روئے دہد ہم نکاح باطل نشود اگرچہ زن حرام ابدی گردد و متارکہ فی الفور فرض شود۔

بیوی کے زنا سے نکاح باطل نہیں ہوتا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا : بیدہ عقدۃ النکاح (نکاح کی گرہ صرف خاوند کے ہاتھ میں ہے) یہی وجہ ہے کہ اگر بیوی اپنے خاوند کے باپ یا

بیٹے سے بد فعلی کرے تو بھی نکاح باطل نہیں ہوتا اگرچہ بیوی ہمیشہ کے لئے خاوند پر حرام ہو جاتی ہے، اور فوری طور پر دونوں میں متارکہ فرض ہو جاتا ہے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۱۳ ص ۴۴۲)

(۳۱) عورت کو شرارتاً معلقہ رکھنے والے کے بارے میں ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے فرمایا:

قال الله سبحانه وتعالى فامسكوهن بمعروف او سرحوهن بمعروف
(اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے فرمایا: عورتوں کو یا تو اچھی طرح رکھو یا اچھی طرح چھوڑ دو۔

وقال تعالى فامسكهن بمعروف او تسريهن باحسان
(اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: یا بھلائی کے ساتھ رکھنا یا نیکوئی کے ساتھ چھوڑ دینا۔

وقال تعالى وعاشروهن بالمعروف

(اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: عورتوں سے اچھے برتاؤ کے ساتھ زندگانی کرو۔

وقال تعالى اسكنوهن من حيث سکنتم من وجدکم ولا تضاروهن لتضيقوا

عليهن

(اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: جہاں آپ رہو وہاں عورتوں کو رکھو اپنے مقدور کے قابل

اور انہیں نقصان نہ پہنچاؤ کہ ان پر تنگی لاؤ۔

وقال تعالى فلا تميلوا کل الميل فتذروها کالمعلقة

(اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: پورے ایک طرف نہ جھک جاؤ کہ دوسری کو یوں کر چھوڑو جیسی

ادھر میں لٹکتی۔

بالجملہ عورت کو نان و نفقہ دینا بھی واجب اور رہنے کو مکان دینا بھی واجب، اور گاہ گاہ

اس سے جماع کرنا بھی واجب جس میں اسے پریشان نظری نہ پیدا ہو، اور اسے معاقب کر دینا حرام۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۱۳ ص ۴۴۶)

(۳۲) خاوند پر بیوی کے لئے کس قدر نفقہ لازم ہوتا ہے۔ اس سلسلہ میں بحث کرتے ہوئے

فرمایا:

۲۲۹/۲ القرآن الکریم

۶/۶۵

۲۳۱/۲ القرآن الکریم

۱۹/۴

۱۲۹/۴

اس کے ساتھ عورت کا خود اپنا حال بھی دیکھا جائے گا کہ غنیہ مفطرہ فی الغنا ہے یا فقیرہ یا متوسطۃ الحال۔ اگر زن و شوہر دونوں ایک طرح کے ہیں تو اُسی طرح کا نفقہ لازم آئے گا اور مختلف ہیں تو دونوں کے حال کا اوسط مثلاً ایک کے اعتبار سے عورت کا نفقہ دس روپے ماہوار ہونا چاہئے اور دوسرے کے لحاظ سے چار روپے تو سات روپے ماہوار واجب کریں گے، پھر اگر شوہر فی الحال اس کی ادا پر قادر ہے فہا، ورنہ جس قدر پر قادر ہے دے گا، باقی وقت فراخی تک اُس پر دین رہے گا۔

قال اللہ تعالیٰ لینفق ذو سعة من سعته ومن قدر علیہ سرنا قدہ فلینفق مما آتاه اللہ لا یكلف اللہ نفساً الا ما اتمہا سيجعل اللہ بعد عسر لیسرا۔
اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وسعت والا اپنی وسعت کے مطابق خرچ کرے اور جس پر خرچہ مقدر کیا گیا ہو وہ اللہ تعالیٰ کے دیتے سے خرچ کرے اللہ تعالیٰ کسی کو تکلیف نہیں دیتا مگر اسی کی جو اس نے اسے عطا کیا ہے عنقریب اللہ تعالیٰ تنگی کے بعد آسانی پیدا فرمائے گا۔ (ت) درمختار میں ہے:

فتستحق النفقة بقدر حالهما به یفتی ویخاطب بقدر وسعہ والباقی دین الی المیسرة۔

دونوں کے حال کے مطابق وہ نفقہ برداشت کرے گا، اسی پر فتویٰ دیا جائے گا، اور جتنی توفیق ہو اسی کے مطابق ادائیگی کا حکم ہو گا اور باقی اس کے ذمہ ہو گا اس کو آسانی کے وقت ادا کرے گا۔ (ت)

(۳۳) اسی سلسلہ میں مزید فرمایا:

امام سراج الدین قاری الہدایہ نے فرمایا: غنی کے لئے دونوں وقت گیہوں کی روٹی اور گوشت ہے، متوسط کے لئے روٹی اور روغن، فقیر کے لئے روٹی اور پنیر و سرکہ۔ اقصیہ نے فرمایا: غنی کی نانخورش گوشت، متوسط کی دودھ، فقیر کی روغن یعنی زیتون۔ وقال تعالیٰ وصیغہ للأکلیل۔

فوائد تفسیر جلد ۱

۱۔ القرآن ۶۵/۶

باب النفقة

۲۔ درمختار

۳۔ القرآن الکریم ۲۳/۲۰

مطبع مجتہدانی دہلی

۲۶۶/۱

(اللہ تعالیٰ نے فرمایا، اور کھانے والوں کے لئے سالن ہے۔ ت۔)

(فتاویٰ رضویہ ج ۱۳ ص ۴۷۱)

(۳۴) ایک نادار عورت کا خاوند نہ تو اسے نفقہ دیتا ہے اور نہ ہی طلاق، اس کی خلاصی کی کوئی صورت ہے؟ اس سوال کے جواب میں فرمایا:

چارہ کار نالاش ہے کہ روٹی پکڑا دے یا طلاق۔ اور یہ بھی نہ ہو سکے تو سوائے صبر کے کچھ علاج نہیں، اور جو اللہ کے لئے صبر کرتا ہے اللہ اس کی مشکل کھول دیتا ہے۔ رزق اللہ پر ہے، شوہر رزاق نہیں، محنت مزدوری کرے اور غلبہ خواہش کے لئے روزے رکھے۔ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

وَمَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَعَلَيْهِ بِالصَّوْمِ فَإِنَّهُ لَهُ وَجَاءٌ

اور جو شادی کے خرچے کی استطاعت نہیں رکھتا اس پر لازم ہے کہ وہ روزہ رکھے کیونکہ روزہ اس کے لئے شہوت کا توڑ ہے۔ (ت)

اللہ عز و جل فرماتا ہے:

وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ وَمَنْ يَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ فَهُوَ حَسْبُهُ

جو اللہ سے ڈرے گا اللہ اس کے لئے راہ نکال دے گا اور اُسے وہاں سے رزق پہنچائے گا جہاں سے اسے گمان بھی نہ ہوگا، جو اللہ پر بھروسہ کرے تو اللہ اُسے کافی ہے۔ (ت) اور فرماتا ہے:

وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مِنْ أَمْرِهِ يُسْرًا

اور جو اللہ سے ڈرے گا اللہ اس کا کام آسان کر دے گا۔

اللہ سچا اور اس کے وعدے سچے، اور شیطان جھوٹا اور اس کے ڈراوے جھوٹے، اللہ سے ڈرے اور اس پر بھروسہ کرے، یقیناً اللہ اس کے لئے آسانی کر دے گا اور اس کے لئے راہ نکال دے گا۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۱۳ ص ۴۷۴، ۴۷۵)

(۳۵) ایک معلقہ عورت اپنے خاوند کے رویتے سے تنگ ہو کر نصرانی ہونا چاہتی ہے اُسے مرتدہ ہونے سے بچانے کی صورت کے بارے میں سوال کا جواب دیتے ہوئے فرمایا :

جس نے مرتدہ ہونے کا قصد کیا وہ اُس وقت مرتدہ ہو گئی، بچائی کا ہے سے جائے، اور شوہر کی زندگی میں بلا طلاق دوسرے سے نکاح کی کوئی صورت نہیں،

قال تعالى والمحصنت من النساء

اللہ تعالیٰ نے فرمایا : نکاح والی عورتیں (تم پر حرام ہیں) - (ت) (فتاویٰ رضویہ ج ۱۳ ص ۶۷)

(۳۶) نفقہ نہ دینے والے شوہر کے بارے میں فرمایا :

نفقہ نہ دینے پر حاکم اسے مجبور کرے گا کہ نفقہ دے یا طلاق۔

لقوله تعالى فامساك بمعروف او تسريح باحسان

کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے : بھلائی کے ساتھ پاس رکھو یا نیکی کرتے ہوئے چھوڑ

دو۔ (ت)

لیکن قاضی بطور خود اس وجہ سے تفریق نہیں کر سکتا۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۱۳ ص ۴۸۰)

(۳۷) اسی سلسلہ میں مزید فرمایا :

فلا سبيل للمرا ام الا الاشتكاء الى الحکام ليحبوه على الاتفاق وان لم يرضه

فعلى الطلاق لقوله تعالى فامساك بمعروف او فاسقوهن بمعروف

لہذا خاوند جب قادر ہو اور امیر ہو تو پھر مقصد برآری کی یہی صورت ہے کہ حکام سے بیوی شکایت

کمرے تاکہ وہ خاوند کو نفقہ دینے پر مجبور کریں، اگر نفقہ دینے پر راضی نہ ہو تو پھر اس کو طلاق دینے

پر مجبور کریں کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے : بیویوں کو اچھی طرح رکھو یا ان سے بھلائی کے ساتھ

جدا ئی کر لو۔ (ت) (فتاویٰ رضویہ ج ۱۳ ص ۴۸۸)

(۳۸) زید نے قسم کھائی کہ بکرہ سے کلام کہوں تو میری زوجہ کو طلاق ہے، پھر بکرہ کے مرنے کے بعد

قبر پر جا کر سلام کہا اور بکرہ کے لئے فاتحہ پڑھی تو اس صورت میں طلاق نہیں ہوگی۔ چنانچہ فرمایا :

وجہ اس کی یہ ہے کہ بنائے یمین عرف پر ہے اور عرف میں اس سے کلام بعد الموت مقصود

و مفہوم نہیں ہوتا، نہ بعد موت کلام و سلام کو یہ کہتے ہیں کہ زائرمیت سے باتیں کر رہا ہے اگرچہ وہ حقیقتاً و شرعاً کلام و سلام ہے جیسے قسم کھانے والا کہ گوشت نہ کھائے گا مچھلی کھانے سے حانت نہ ہوگا اگرچہ حقیقتاً و شرعاً گوشت اس پر بھی صادق،

قال الله تعالى لتأكلوا منه لحماً طرياً۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تم دریا سے تازہ گوشت کھاؤ۔ (ت)

ولہذا اگر قسم کھائی کہ کلام نہ کرے گا اور قرآن پڑھا، تسبیح و تہلیل کی حانت نہ ہوگا، حالانکہ حقیقتاً و شرعاً یہ بھی کلام ہے۔

قال الله تعالى اليه يصعد الكلم الطيب، وقال صلى الله تعالى عليه وسلم كلمتان جيبتان الى الرحمن خفيفتان على اللسان، ثقيلتان في الميزان، سبحان الله وبحمده سبحان الله العظيم۔ رواه البخاری۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا، اسی کی طرف طیب کلمات اُٹھتے ہیں۔ اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا، دو کلمے اللہ تعالیٰ کے ہاں محبوب ہیں، زبان پر خفیف، ترازو میں بھاری، سبحان اللہ وبحمده سبحان اللہ العظیم۔ اس کو بخاری نے روایت کیا۔ (ت)

(فتاویٰ رضویہ ج ۱۳ ص ۴۹۶)

(۳۹) قسم توڑنے کے بارے میں فرمایا :

اگر خلاف کرنے میں شرعاً خیر دیکھے تو خلاف کرے اور کفارہ دے ورنہ بلا وجہ شرعی قسم توڑنا حرام ہے۔

قال الله تعالى واحفظوا ايما نكم۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اپنی قسموں کو پورا کر۔ (ت) (فتاویٰ رضویہ ج ۱۳ ص ۵۰۷)

(۴۰) سیدنا حضرت ایوب علیہ السلام کے قسم کھانے اور اس سے خلاصی کے حیلہ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا :

لہ القرآن الکریم ۱۰/۳۵

لہ القرآن الکریم ۱۶/۱۴

۳ صحیح البخاری کتاب الرد علی الجہمیۃ باب لا لله ونفع الموزن قیدی کتب خانہ کراچی ۱۱۲۹/۲

لہ القرآن الکریم ۵/۸۹

واین ست نبی اللہ سیدنا ایوب علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام در ایام بلا زوجہ مقدسہ اش رحمہ بنت آفراتیم یا میشابنت یوسف بن یعقوب بن اسحق بن ابراہیم علیہم الصلوٰۃ والتسلیم بمزدوری و محنت نان پیدا کر دے و برائے نبی اللہ آور دے روزے نان بسیارے آور د نبی اللہ گمان بر و مبادا مال کسے بخیانت گرفت خشم کہ و سو گند خورد و صد چوب زند با و خشم رفت و با علام الہی برات خاتون ظاہر گشت فاما یمین بر جاماند تا آنکہ حضرت عزت جل جلالہ راہ خلاص ازاں تعلیم فرمود کہ خذ بیدک ضغثا فاضرب بہ ولا تحنث دستہ بدست گیر دزن رازن و سو گند مشکمن پیدا شد کہ بزوال حامل و انتفائے سبب یمین باطل شود اخراج ابن المنذر عن سعید بن المسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ انہ بلغہ ان ایوب علیہ الصلوٰۃ والسلام حلف لیضربن امرأته مائة فی ان جاءته فی زیارۃ علی ما کانت تأقی بہ من الخبز الذی کانت تعمل علیہ و خشی ان تكون فارقت من الخیانة فلما رحمہ اللہ و کشف عنہ الضر علم براءة امرأته ما اتهمها بہ فقال اللہ عز و جل " وخذ بیدک ضغثا فاضرب بہ ولا تحنث " فاخذ ضغثا من ثمار و هو مائة عود فاضرب بہ کما امرہ اللہ تعالیٰ اھ۔

دیکھئے حضرت سیدنا ایوب علیہ و علی نبینا الصلوٰۃ والسلام اللہ تعالیٰ کے پیارے نبی ہیں کہ آزمائش و ابتلا کے دور میں آپ کی پاکیزہ بیوی جن کا نام رحمہ بنت آفراتیم یا میشابنت یوسف بن یعقوب بن اسحق بن ابراہیم علیہم الصلوٰۃ والسلام تھا، وہ آپ کے لئے محنت و مزدوری کر کے خوراک مہیا فرماتی تھیں، ایک دن انھوں نے حضرت ایوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں زیادہ کھانا پیش کیا تو حضرت ایوب علیہ السلام کو گمان ہوا کہ شاید وہ کسی کا مال خیانت کے ذریعہ حاصل کر لائی ہیں، اس پر آپ کو غصہ آیا تو آپ نے قسم کھائی کہ اس کو ایک سو چھڑی ماروں گا۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ کی طرف سے بیوی کی برارت معلوم ہوتی تو آپ کا غصہ ختم ہوا مگر قسم باقی تھی اسی لئے اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس قسم سے خلاصی کی تعلیم دی کہ سو چھڑیوں کا مٹھا ہاتھ میں لے کر ایک دفعہ مار دیں اور قسم نہ توڑیں۔ تو اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ قسم کا سبب اور داعی ختم ہونے کے باوجود قسم باقی رہتی ہے اور اس کے خاتمہ سے قسم ختم نہیں ہوتی۔ (ت)

(فتاویٰ رضویہ ج ۱۳ ص ۵۲۵ تا ۵۲۷)

(۴۱) ترک کے معانی بیان کرتے ہوئے فرمایا :

ترک گا ہے بمعنی البقار۔ آید قال اللہ تعالیٰ وتوکننا علیہ فی الاخرین سلام علی نوح فی العالمین ای ابیقننا لہ ثناء جمیلاً ، کما فی مجمع البحار وغیرہ و البقار وجودی ست کہ بقار وجودی ست۔

چھوڑنا کبھی باقی رکھنے کے معنی میں آتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا : وتوکننا علیہ فی الاخرین سلام علی نوح فی العالمین یعنی بعد والوں میں ہم نے ان کی ثناء باقی رکھی ، جیسا کہ مجمع البحار وغیرہ میں ہے ، چھوڑنا باقی رکھنے کے معنی میں وجودی چیز ہے کیونکہ بقار وجودی ہے۔ (ت)

(فتاویٰ رضویہ ج ۱۳ ص ۵۶۶ ، ۵۶۷)

(۴۲) کچھ لوگوں نے شادی کی تقریب میں اپنی عورتوں کو نہ بھیجنے کی قسم کھائی ، پھر انہیں بھیج دیا۔ اس مسئلہ کا حکم بیان کرتے ہوئے فرمایا :

وہ شادی جس میں ان لوگوں نے اپنی عورتوں کو بعد قسم کے بھیجا اگر رسم خلاف شرع پر مشتمل تھی تو ان پر دوہرا گناہ ہوا ، ایک ایسی جگہ اپنی عورتوں کو بھیجنے کا ، دوسرا قسم توڑنے کا۔ واحفظوا ایمانکم ، وقال اللہ تعالیٰ قوا انفسکم واهلیکم نامرا۔

اور اپنی قسموں کی حفاظت کرو۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے : اپنی جانوں اور اہل کو آگ سے بچاؤ۔ (ت)

اُن پر فرض ہے کہ توبہ کریں اور آئندہ ایسی حرکت سے باز رہیں اور قسم کا کفارہ دیں۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۱۳ ص ۵۷۸ ، ۵۷۹)

(۴۳) اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کسی نے یوں کہا کہ میرا یہ کام ہو جائے تو اس قدر خیرات فی سبیل اللہ بار واج رسولِ کریم یا پیروستگیر یا ولی اللہ کر دوں گا ، تو یہ نذر جائز ہے یا نہیں ؟ اس کے جواب میں فرمایا :

بلاشبہ جائز ہے ، اور نذر کا پورا کرنا واجب۔

۱۔ القرآن الکریم ۳۷/۸ ، ۹

تحت لفظ "ترک"

مکتبہ دارالایمان المدینۃ المنورۃ

۲۶۴/۱

۲۔ القرآن الکریم ۶/۶۴

۳۔ القرآن الکریم ۵/۸۹

قال اللہ تعالیٰ ولیوفوا نذ ورہم۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اپنی نذروں کو پورا کر و (ت)
(فتاویٰ رضویہ ج ۱۳ ص ۵۸۳)

(۴۴) نذر کے بارے میں ایک اور سوال کے جواب میں فرمایا:
نذر کہ بر جانور معین واقع شد تب پیش روانیست۔ قال تعالیٰ ولیوفوا نذ ورہم۔
نذر میں جو جانور معین کیا جائے اس کو تبدیل کرنا جائز نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا
ہے، مسلمانوں پر لازم ہے کہ اپنی نذریں پوری کریں۔ (ت)
(فتاویٰ رضویہ ج ۱۳ ص ۵۸۵)

(۴۵) ایک مولوی کے نذر کے بارے میں غلط فتوے کا رد کرتے ہوئے فرمایا:
اُس مولوی نے غلط کہا، اللہ عزوجل نے پورا کرنے کا قرآن مجید میں حکم دیا ہے،
ولیوفوا نذ ورہم یعنی مسلمانوں پر لازم کہ اپنی نذریں پوری کریں۔
نذر پوری کرنے والوں کی تعریف فرمائی ہے:
یوفون بالذکر نذریں پوری کرتے ہیں۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۱۳ ص ۵۸۷)
(۴۶) زانیہ عورت نے اپنے خاوند سے خود طلاق مانگی تو کیا مہر و نفقہ و سکنی کی حقدار ہوگی؟
اس سوال کے جواب میں فرمایا:

مہر بہر حال دینا ہوگا اور عورت پر فرض ہے کہ عدت اُسی مکان میں پوری کرے۔
قال اللہ تعالیٰ لا تخرجوهن من بیوتہن ولا یخرجن الا ان یأتین
بفاحشة مبینة۔
اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تم بیویوں کو گھروں سے نہ نکالو اور نہ وہ خود نکلیں الا یہ کہ
وہ کھلے بندوں فحش کاری کریں۔ (ت)
اس حالت میں تاخیم عدت شوہر پر لازم ہوگا کہ اُسے نفقہ دے۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۱۳ ص ۶۱۸)
(۴۷) زانی و زانیہ کو شرعی سزا دینا ممکن نہ ہو تو کوئی اور سزا دینا جائز ہے یا نہیں؟ اس کے

جواب میں فرمایا :

ہرگز نہیں، سزا وہی ہے جو مطابق شرع ہے اور اس کے خلاف کی خواستگاری ناجائز۔
 قال اللہ تعالیٰ ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولئک ہم الظالمون۔
 اللہ تعالیٰ نے فرمایا : اور جو اللہ تعالیٰ کے نازل کئے ہوئے پر حکم نہ کریں تو وہ لوگ ظالم ہیں۔ (ت)

وقال اللہ تعالیٰ وقد امر وان یکفروا بہ۔

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا : ان کو حکم دیا گیا کہ اس سے انکار کریں۔ (ت)

(فتاویٰ رضویہ ج ۱۳ ص ۶۱۸)

(۴۸) بدعتیہ لوگوں سے میل جول رکھنے کے بارے میں فرمایا :

دیوبندی عقیدے والے خود مرتد ہیں اور ان سے میل جول مطلق حرام۔ اس واقعہ پر اس کو بنا کرنا اور یہ نہ ہوتا تو ان سے میل جول رکھنا جہل و ضلالت ہے۔ یونہی وہ جو دیوبندیہ سے میل جول رکھتا ہو اگرچہ اپنے آپ کو سستی کہتا ہو سخت فاسق ہے اور مسلمانوں کو اس سے قطع تعلق لازم۔

قال اللہ تعالیٰ ولا تکنوا الی الذین ظلموا فتمسکم النار۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا : تم ظالموں کی طرف میلان نہ کرو ورنہ تمہیں آگ چھو لے گی۔ (ت)

(فتاویٰ رضویہ ج ۱۳ ص ۶۱۹)

(۴۹) زانیہ کے شوہر کی سزا کے بارے میں فرمایا :

یہاں ترک تعلق کے سوا کوئی سزا جاری نہیں ہو سکتی اور زنائے زن بے شوہر پر کچھ الزام نہیں جبکہ وہ اس پر راضی نہ ہو۔

قال اللہ تعالیٰ ولا تنزلوا النار و نارا اخری۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا : کوئی جان دوسرے کا بوجھ (گناہ) نہ اٹھائے گی۔ (ت)

(فتاویٰ رضویہ ج ۱۳ ص ۶۱۹)

۱۰ القرآن الکریم ۶۰/۴

۱۰ القرآن الکریم ۶۵/۵

۱۱۳/۱۱ " ۱۱

۱۶۴/۶ و ۱۸/۳۵ " ۱۲

(۵۰) ایک شخص اپنی بھانج سے بیہودہ مزاح کرتا ہے اور اس عورت کا شوہر اور دیگر افراد منع نہیں کرتے۔ اس سلسلہ میں شرعی حکم بیان کرتے ہوئے فرمایا،

یہ حرکات حرام ہیں اور ایسا مزاح ابلیسی مزاح ہے، اور اگر شوہر واقعی دیکھتا اور اس پر راضی ہوتا ہے یا بقدر قدرت منع نہیں کرتا تو دیوث ہے، اور دیوث پر جنت حرام ہے، نیز اقارب فریقین جو منع نہیں کرتے شریک گناہ و مستحق عذاب ہیں۔

قال الله تعالى "كانوا لا يتناهون عن منكر فعلوه لبئس ما كانوا يفعلون" ۱

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وہ آپس میں ایک دوسرے کو بُرائی سے منع نہ کرتے تھے ضرور جو وہ کرتے تھے

بہت بُرا ہے۔ (ت) (فتاویٰ رضویہ ج ۱۳ ص ۲۶، ۶۲۷)

(۵۱) اپنی زانیہ بہن بھانجی کو گھر سے نہ نکلنے والے شخص کے بارے میں سوال کا جواب دیتے ہوئے فرمایا:

اس شخص پر اتنا واجب ہے کہ اس عورت کو سمجھائے فہمائش کرے، اگر کسی سختی جائزہ پر قدرت رکھتا ہو اُسے بجالاتے، جو بند و بست اس کے ہاتھ میں ہو اس میں کوتاہی نہ کرے، اگر یہ شخص سب باتیں کرتا ہے اور وہ باز نہیں آتی تو اس کا وبال اُسی پر ہے اس پر کچھ نہیں کہ اللہ تعالیٰ ایک کے گناہ میں دوسرے کو نہیں پکڑتا۔

قال الله تعالى ولا تؤمرُوا امرًا مَرًّا وَاخْرَىٰ ۲

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: کوئی جان دوسرے کا بوجھ (گناہ) نہیں اٹھائے گی۔ (ت)

اور اگر یہ شخص اُس کی اس حرکت پر ناراض ہے مگر فہمائش وغیرہ میں کمی کرتا ہے تو گنہگار ہوگا کہ نیک بات کا حکم دینا اور بُری بات سے روکنا جہاں تک اپنی قدرت میں ہو مسلمان پر ضرور ہے۔

قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم من رأى منكراً فليغيره بيده ۳

فان لم يستطع فبلسانه فان لم يستطع فبقلبه وذلك اضعف الایمان ۴

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جو تم میں سے کسی بُرائی کو دیکھے تو اس کو ہاتھ سے مٹائے، اور اگر ہاتھ سے طاقت نہ ہو تو زبان سے، اگر اس سے بھی طاقت نہ رکھے تو پھر دل سے بُرا

جانے، اور یہ کمزور ترین ایمان ہے۔ (ت)
مسلمان اسے فہمائش کریں، اور اگر یہ شخص ان حرکات پر راضی ہو تو معاذ اللہ دیوث ہے، مسلمان
اُسے سمجھائیں، اگر باز نہ آئے تو اس سے میل جول چھوڑ دیں۔

فلا تقعد بعد الذکری مع القوم الظالمینؑ

(اللہ تعالیٰ نے فرمایا: نصیحت یاد آنے کے بعد پھر ظالم لوگوں کے ساتھ مت بیٹھو۔) (ت)

(فتاویٰ رضویہ ج ۱۳ ص ۶۲۸)

(۵۲) فقط اولادِ آدم ہونے کی وجہ سے کافر مسلمانوں کے بہن بھائی نہیں ہو سکتے۔ چنانچہ فرمایا:
فقط اولادِ آدم علیہ السلام ہونا کافی نہیں کہ کافروں کا نسب خود حضرت سیدنا آدم علیہ الصلوٰۃ
والسلام سے منقطع ہے۔

قال اللہ تعالیٰ انما المؤمنون اخوةؑ، وقال تعالیٰ انہ لیس من اہلک انہ عمل
غیر صالحؑ

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: بیشک تمام مومن بھائی ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے پیارے نوح
(علیہ السلام)! وہ آپ کی اہل میں نہیں وہ تو اچھے عمل والا نہیں ہے۔ (ت)

(فتاویٰ رضویہ ج ۱۳ ص ۶۴۷)

(۵۳) ایک عورت نے اپنے شوہر سے ناراض ہو کر کہا نہ معلوم تجھے فلاں کے مکان سے کیا عشق
ہے، شوہر نے کہا خدا جانے۔ اس پر عورت نے کہا کچھ بھی خدا جانے نہیں ہے۔ اس عورت کے
قول مذکور کے بارے میں فرمایا:

قائلہ کا ہرگز یہ مقصود نہیں کہ باری تعالیٰ عز وجل سے معاذ اللہ نفی علم کرے نہ نہار اس کے
کلام سے سامع کا ذہن اس طرف جاسکتا ہے، بلکہ شوہر نے کہا تھا خدا جانے یعنی کوئی چیز مخفی ہے
جو مجھے معلوم نہیں یا جسے میں بتانا نہیں چاہتا، اس نے کہا کچھ بھی خدا جانے نہیں، اسے افس ہو لٹاک
حکم سے کوئی تعلق نہیں نیز یہاں ایک اور دقیقہ ہے بغرض غلط نفی علم ہی مراد لیں تو معاذ اللہ

۱۰ القرآن الکریم ۶/۶

۱۰/۲۹ " ۱۰

۳۶/۱۱ " ۳۶

نفی مطلق کی ہرگز بوجہ نہیں بلکہ اس امر خاص سے یعنی اس کا کوئی سبب خفی اللہ نہیں جانتا اور علم الہی سے کسی شے کی نفی اُس کے علم سے نفی ہے کہ واقع ہوتا تو ضرور علم میں ہوتا،

فكان من باب قوله تعالى وجعلوا لله شركاء ط قل ستوهم ام تنبئونه بما لم يعلم في الارض بل

تو یہ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کے باب سے ہو گا کہ انھوں نے اللہ تعالیٰ کے شریک بنائے فرما دیجئے ان کا نام لجتا یہ یا تم وہ خبر اس کو دیتے ہو جس کو اس نے رُوئے زمین نہ جانا۔ (ت) ہاں ارسال لسان ہے جس سے احتیاط درکار، اور خود شوہر کے ساتھ بد زبانی بھی تکفیر العشیئ (عورتیں خاوند کی ناشکری کرتی ہیں۔ ت) میں داخل کرنے کو بس ہے تو یہ چاہئے۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۱۳ ص ۶۴۹)

(۵۴) زید نے متعدد بار یکجہ کو مردود و ابلیس و کافر کہا۔ ایک بار دوران خطبہ بکر نے آیت میں غلطی کی زید نے بتایا جس پر بکر نے تصحیح کر لی مگر اس کے باوجود مسلسل زید چنچیا رہا اور کہا کہ یہ ابلیس ہمیشہ غلط پڑھتا ہے۔ اس بارے میں حکم شرعی کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا:

مسلمانوں کو بلا وجہ شرعی مردود یا ابلیس کہنا سخت حرام ہے۔ اللہ عز و جل فرماتا ہے:

والذين يؤذون المؤمنين والمؤمنات بغير ما اكتسبوا فقد احتملوا بهتانا وإثما

مبیناً

وہ لوگ جو مومن مردوں و عورتوں کو بلا وجہ اذیت دیتے ہیں تو بیشک انھوں نے بہتان اور

واضح گناہ کا ارتکاب کیا۔ (ت)

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

من أذى مسلماً فقد أذى من أذى فقد أذى الله

جس نے کسی مسلمان کو ناحق ایذا دی اُس نے مجھے ایذا دی اور جس نے مجھے ایذا دی اس

نے اللہ کو ایذا دی۔

۱۔ القرآن الکریم ۱۳/۳۳

۲۔ صحیح البخاری کتاب الحيض ۴۴/۱ و کتاب الزکوة ۱۹۷/۱ قديمی کتب خانہ کراچی

۳۔ القرآن الکریم ۳۳/۵۸

۴۔ ۳۷۳/۳ مکتبۃ المعارف الرياض

حدیث ۳۶۳۲

۵۔ المعجم الاوسط

اور مسلمان کو کافر کہنا تو ایسا سخت ہے کہ احادیث کثیرہ صحیحہ میں فرمایا، فقد باء به احدہما یہ بلا دونوں میں سے ایک پر ضرور پڑے گی، جسے کافر کہا اگر وہ واقع میں کافر ہے تو خیر، ورنہ یہ کہنا اسی کہنے والے پر پلٹ آئے گا۔ ولہذا امام عیشی وائمہ بلخ وغیرہم کثیر فقہائے کرام کا فتویٰ یہی ہے کہ جو مسلمان کو کافر کہے خود کافر ہو جاتا ہے والصحیح فیہ تفصیل اور دناہانی فتاویٰ (اور صحیح یہ ہے کہ اس میں تفصیل ہے جس کو ہم نے اپنے فتاویٰ میں ذکر کیا ہے۔ ت) عین حالت خطبہ میں نصیح بکر کے بعد بھی جو زید بار بار اپنی قرابت کرتا رہا یہ بھی حرام تھا،

قال اللہ تعالیٰ "واذا قرئ القرآن فاستمعوا لہ وانصتوا لعلکم ترحمون"۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا، جب قرآن پڑھا جائے تو تم اسے کان لگا کر سنو اور چپ رہو تاکہ تم پر

رحم کیا جائے۔ (ت)

زید اگر بلا وجہ شرعی ان الفاظ کا مرتکب ہوا ہے تو اس پر فرض ہے کہ توبہ کرے اور بکرے سے معافی چاہے ورنہ وہ فاسق ملعن ہے اُسے امام بنانا گناہ اور اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۱۳ ص ۶۵۲)

(۵۵) ایک شخص کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ جس مشرک کو چاہے بخش دیتا ہے اور قرآن وحدیث کے بارے میں اُس نے کہا یہ کوئی شے نہیں، اس کے بارے میں فرمایا:

اما قوله ان الله يغفر لمن يشرك به لمن يشاء فمخالف للقرآن العظيم
قال الله عز وجل "ان الله لا يغفر ان يشرك به ويغفر ما دون ذلك لمن يشاء"
واما قوله لايات القرآن العظيم والحدیث هذا ليس بشئ فہذا ليس بشئ
الا الكفر الجلی تجری بہ علیہ احکام المرتدین فعلیہ ان یسلم و اذا اسلم
فلیجد نكاحہ برضاء المرأة وان لم یرضی فلہا الخیار تعتد وتنکح من تشاء۔

تاہم اس کا یہ کہنا کہ اللہ تعالیٰ جس مشرک کو چاہے بخش دیتا ہے "تویہ قرآن عظیم کے مخالف ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ شریک بنانے والے کو نہیں بخشتا، اس کے

علاوہ جس کو چاہے بخشتا ہے۔ اور اس کا قرآن و حدیث کے متعلق یہ کہنا کہ ”یہ کوئی چیز نہیں ہے“ یہ تو خالص ایسا کفر ہے جس پر مرتدوں والے احکام جاری ہوتے ہیں، لہذا اس پر تجدید اسلام ضروری ہے اور مسلمان ہو کر عورت کی رضا مندی سے دوبارہ اس سے نکاح کرے، اگر عورت اس نکاح پر راضی نہ ہو تو بیوی کو اختیار ہے کہ وہ عدت پوری کر کے کسی اور سے اپنی مرضی کے مطابق نکاح کرے۔ (ت) (فتاویٰ رضویہ ج ۱۳ ص ۶۵۴)

(۵۶) کیا بشیر و نذیر القاب سید العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ مختص ہیں یا کسی اور کو بھی کہہ سکتے ہیں؟ اس سوال کا جواب دیتے ہوئے فرمایا:

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تمام صفات کریمہ بایں معنی خاص حصہ حضور ہیں کہ کوئی صفت میں حضور کا مماثل و شریک نہیں۔ امام ابو محمد بوسیری قدس سرہ فرماتے ہیں: ہ

منزلة عن شريك في محاسنه فجوهر الحسن فيه غير منقسم

(آپ اپنے محاسن میں کسی شریک سے پاک ہیں، تو آپ کے حسن کا مادہ منقسم نہیں ہے۔)

مگر حضور نے اپنی بعض صفات کریمہ کا اپنے مستفیضوں، اپنے خادموں اور اپنے غلاموں پر بھی تو پر تو ڈال دیا جیسے علیم، حلیم، کریم کہ ان صفات کی تجلی جس میں متحقق ہو اُس پر ان کے اطلاق میں حرج نہیں، بشیر و نذیر بھی انہیں صفات میں ہیں۔

قال تعالیٰ ”مبشرين ومنذرين“ وقال تعالیٰ ”وان من امة الا خلا فيها نذير“^۱
وقال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ”بشروا ولا تنفروا“^۲

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: بشارت دینے والے اور ڈر سنانے والے۔ اور فرمایا: ہر امت میں ڈر سنانے والا گزرا ہے۔ اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: بشارت دو نفرت پیدا نہ کرو۔ (ت)

۱۰ ص	تاج کمپنی لاہور	الفصل الثالث	۱۰ قصیدہ بُردہ
۵۶/۱۸	۴۸/۶ و ۱۶۵/۴		۱۱ القرآن الکریم
	۲۳/۳۵		۱۲ ”
۱۶/۱	باب ما کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یخولنا بالوعظہ قیدی کتب خانہ کراچی	۱۶/۱	۱۳ صحیح البخاری

فتاویٰ رضویہ جلد ۱۲

(۱) ہجرت کے احکام و شرائط کو بیان کرتے ہوئے فرمایا :
دار الحرب سے دار الاسلام کی طرف ہجرت فرض ہے ۔

قال الله تعالى ان الذين توفاهم الملائكة ظالمی انفسهم قالوا فیم كنتم قالوا
كنّا مستضعفین فی الارض قالوا الم تكن ارض الله واسعة فتهاجروا فیها
فاولئك ما اولهم جهنم وساءت مصیرا ۝

اللہ تعالیٰ نے فرمایا : وہ لوگ جن کی جان فرشتے نکالتے ہیں اس حال میں کہ وہ اپنے اوپر ظلم
کرتے تھے ان سے فرشتے کہتے ہیں تم کا ہے میں تھے، کہتے ہیں کہ ہم زمین میں کمزور تھے، کہتے ہیں کیا
اللہ کی زمین کشادہ نہ تھی کہ تم اس میں ہجرت کرتے، تو ایسوں کا ٹھکانا جہنم ہے اور بہت بُری جگہ
پہنچنے کی۔ (ت)

ہاں اگر حقیقتہً مجبور ہو تو معذور ہے،

قال الله تعالى الا المستضعفین من الرجال والنساء والولدان لا یستطیعون
حیلة ولا یهتدون سبیلا ۝ فاولئک عسی الله ان یعفو عنہم وکان الله
عفوًا غفورًا ۝

اللہ تعالیٰ نے فرمایا : مگر وہ جو دبائے گئے مرد اور عورتیں اور بچے جنہیں نہ کوئی تدبیر نہ پڑے
اور نہ راستہ جانیں، تو قریب ہے اللہ ایسوں کو معاف فرمائے، اور اللہ معاف کرنے والا بخشنے
والا ہے۔ (ت)

اور دار الاسلام سے ہجرت کا حکم نہیں ۔

قال رسول الله صلی الله تعالیٰ علیہ وسلم لا ہجرة بعد الفتح ۳
حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا : فتح مکہ کے بعد ہجرت نہیں۔ (ت)

ہاں اگر کسی جگہ کسی عذرِ خاص کے سبب کوئی شخص اقامتِ فراغت سے مجبور ہو تو اسے اس جگہ کا بدلنا واجب ہے، اس مکان میں معذوری ہو تو مکان بدلے، محلہ میں معذوری ہو تو دوسرے محلہ میں چلا جائے بستی میں معذوری ہو تو دوسری بستی میں جائے۔ مدارک التنزیل میں ہے :

والایۃ تدل علی ان من لم یتمکن من اقامۃ دینہ فی بلد کما یجب و علم انہ یتمکن من اقامتہ فی غیرہ حق علیہ المہاجرۃ و فی الحدیث ”من فر بدینہ من ارض الی ارض ان کان شبرا من الارض استوجبت لہ الجنۃ و کان رفیق ابیہ ابراہیم و نبیہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم“^۱

یہ آیت مہار کہ اس پر دال ہے کہ جب کوئی شخص کسی شہر میں اقامتِ دین پر اس طرح قادر و متمکن نہیں جیسا کہ لازم ہے اور وہ محسوس کرتا ہے کہ دوسرے شہر میں اقامتِ دین پر قادر ہو جائے گا تو اس پر وہاں ہجرت کرنا لازم ہو جائے گا۔ اور حدیث میں ہے کہ ”جو شخص دین کی خاطر ایک جگہ سے دوسری جگہ بھاگا خواہ وہ ایک بالشت ہی کیوں نہ ہو اس کے لئے جنت لازم ہو جاتی اور وہ اپنے جدِ امجد حضرت ابراہیم علیہ السلام اور اپنے نبی حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنگت پائے گا۔ (ت)

(فتاویٰ رضویہ ج ۱۴ ص ۱۰۲، ۱۰۳)

(۲) ہندوستان دارالاسلام ہے۔ چنانچہ فرمایا،

الحاصل ہندوستان کے دارالاسلام ہونے میں شک نہیں عجب ان سے جو تحلیل ربو کے لئے جس کی حرمت نصوصِ قاطعہ قرآنیہ سے ثابت اور کسی کسی سخت و عیدیں اس پر وارد) اس ملک کو دارالحرب ٹھہرائیں اور باوجود قدرت و استطاعت ہجرت کا خیال بھی دل میں نہ لائیں گویا یہ بلاد اسی دن کے لئے دارالحرب ہوئے تھے کہ مزے سے سود کے لطف اڑائے اور آرام تمام وطن مالوف میں بسر فرمائیے، استغفر اللہ۔ افئو منون ببعض الکتاب و تکفرون ببعض^۲ (تو کیا بعض کتاب پر ایمان لاتے ہو اور بعض کا انکار کرتے ہو۔ ت) اللہ سبحنہ و تعالیٰ فرماتا ہے، سود کھانے والے قیامت کو آسیب زدہ کی طرح اٹھیں گے، یعنی مجنونانہ گرتے پڑتے بدحواس۔

۱۔ مدارک التنزیل (تفسیر النسفی) تحت آیت ۴/۹ دارالکتب العربیہ بیروت ۱/۲۲۶

۲۔ القرآن الکریم ۲/۸۵

۳۔ القرآن الکریم ۲/۲۷۵

اور حضور پُر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ”میں نے کچھ لوگ ملاحظہ فرمائے کہ پیٹ ان کے پھول کر مکانوں کے برابر ہو گئے ہیں اور مثل شیشہ کے ہیں کہ اندر کی چیز نظر آتی ہے سانپ پتھوان میں بھرے ہوئے ہیں میں نے دریافت کیا یہ کون لوگ ہیں؟ جبریل نے عرض کیا: سو دیکھانے والے“^۱۔
جب تحریم ربو کی آیت نازل ہوئی بعض مسلمانوں نے کہا: ”جو سو دیکھارا نزول آیت سے پہلے کا رہ گیا ہے وہ لے لیں آئندہ باز رہیں گے، حکم آیا اگر نہیں مانتے تو اعلان کر دو اللہ اور اللہ کے رسول سے لڑائی کا“^۲۔
(فتاویٰ رضویہ ج ۱۴ ص ۱۱۴)

(۳) موجودہ زمانہ کے یہود و نصاریٰ کا حکم اور اس میں علماء کا اختلاف بیان کرتے ہوئے فرمایا:
نصاریٰ باعتبار حقیقت لغویہ از انجا کہ قیام مبدیٰ مستلزم صدق مشق ہے بلاشبہ مشرکین ہیں کہ وہ بالقطع قائل یہ تثلیث و بنوت ہیں، اسی طرح وہ یہود جو الوہیت و انبیت عزیر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قائل تھے، مگر کلام اس میں ہے کہ حق تبارک نے کتب آسمانی کا اجمال فرما کر یہود و نصاریٰ کے احکام کو احکام مشرکین سے جدا کیا اور ان کا نام اہل کتاب رکھا اور ان کے نسار و ذبائح کو حلال و مباح ٹھہرایا آیا نصاریٰ زمانہ بھی کہ الوہیت عبد اللہ مسیح بن مریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی علی الاعلان تصریح اور وہ یہود جو مثل بعض طوائف ماضیہ الوہیت بندہ خدا عزیر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قائل ہوں انھیں بھی داخل اور اس تفرقہ کے مستحق ہیں یا ان پر شرعاً ہی احکام مشرکین جاری ہوں گے اور ان کی نسار سے تزوج اور ذبائح کا تناول ناروا ہوگا۔ کلمات علماء کرام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اس بارے میں مختلف، بہت مشائخ نے قول اخیر کی طرف میل فرمایا، بعض علماء نے تصریح کی کہ اسی پر فتویٰ ہے، مستصفیٰ میں ہے:

قالوا هذا یعنی الحل اذا لم يعتقدوا المسيح الہما اذا اعتقدوا فلا وفي مبسوط
شیخ الاسلام و یجب ان لا یأکلوا ذبائح اهل الكتاب اذا اعتقدوا ان المسيح
الہ وان عزیر الہ ولا یتزوجوا نساءہم وقیل علیہ الفتویٰ^۳

۱۔ سنن ابن ماجہ باب التغلیظ فی الربا ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۱۶۵

۲۔ القرآن الکریم ۲/۲۴۹

۳۔ فتح القدیر بحوالہ المستصفیٰ کتاب النکاح فصل فی بیان المحرمات مکتبہ نوریہ رضویہ سکر ۳/۱۳۵

علماء نے فرمایا کہ ان کا ذبیحہ تب حلال ہوگا کہ وہ علیہ السلام کو اللہ نہ مانتے ہوں، لیکن اگر وہ ان کو اللہ مانتے ہوں تو پھر حلال نہ ہوگا۔ اور شیخ الاسلام کی مبسوط میں ہے کہ مسلمانوں پر لازم ہے کہ اہل کتاب کا ذبیحہ اس صورت میں نہ کھائیں جب وہ مسیح علیہ السلام اور عزیر علیہ السلام کو اللہ مانتے ہوں اور اندریں صورت ان کی عورتوں سے نکاح بھی نہ کریں۔ بعض علماء نے کہا فتویٰ اسی پر ہے۔ (ت)

ان علماء کا استدلال آیہ کریمہ :

قالت اليهود عن يربا بن الله وقالت النصارى المسيح ابن الله

یہود نے کہا عزیر ابن اللہ اور نصاریٰ نے کہا مسیح ابن اللہ۔ (ت)

سے ہے کہ اس کے آخر میں ارشاد پایا :

”سُبْحَنَهُ عَمَّا يَشْرِكُونَ“

وہ پاک ذات ہے اور جو انھوں نے اس کا شریک بنایا اللہ تعالیٰ اس سے بلند و بالا ہے۔ (ت)

ردالمحتار میں ہے :

في المعراج ان اشتراط ما ذكر في النصاري مخالف لعامة الروايات

معراج میں ہے کہ نصاریٰ کے مذکورہ شرائط عام روایات کے مخالف ہیں۔ (ت)

امام محقق علی الاطلاق مولانا کمال الملک والدین محمد بن الہمام رحمۃ اللہ علیہ فتح القدیر میں اس

مذہب کی ترجیح اور دلیل مذکور مذہب اول کے جواب میں ارشاد فرماتے ہیں :

مطلق لفظ المشرك اذا ذكر في لسان الشارع لا ينصرف الى اهل الكتاب

وان صح لغة في طائفة بل طوائف واطلق لفظا لفعل اعني يشركون على فعلهم

کما ان من رأى بعلمه من المسلمين فلم يعمل الا لاجل نريد يصح في حقه

انه مشرك لغة ولا يتبادر عند اطلاق الشارع لفظ المشرك امرادته لما عهد

من امرادته به من عبد مع الله غيره ممن لا يدعى اتباع نبی و کتاب ولذلك

عطفهم عليه في قوله تعالى لم يكن الذين كفروا من اهل الكتب والمشركين متفكين

لہ القرآن الکریم ۳۰/۹

لہ ۳۱/۹

لہ ردالمحتار کتاب الذبائح دار احیاء التراث العربی بیروت ۱۸۸/۵

ونص على حلهم بقوله تعالى والمحصنت من الذين اتوا الكتب من قبلكم اي العفائف
منهن الح اخرج ما اطلال واطاب كما هو دايه رحمه الله تعالى

لفظ مشرك جب مطلق ذکر کیا جائے تو شرعی اصطلاح میں اہل کتاب کو شامل نہ ہوگا اگرچہ لغت
کے لحاظ سے اہل کتاب کے کسی گروہ یا کئی گروہوں پر اس کا اطلاق صحیح ہے، اہل کتاب کے فعل پر صیغہ
لیشکون کا اطلاق ایسے ہے جیسے کسی مسلمان ریاکار کے اس عمل پر جس کو مثلاً زید کی خوشنودی کے لئے
کر رہا ہو تو کہا جاسکتا ہے کہ یہ لغت کے لحاظ سے مشرک ہے، شرعی اصطلاح میں مطلقاً لفظ
مشرک کا استعمال صرف اس شخص کے لئے متبادر ہوتا ہے جو کسی نبی اور کتاب کی اتباع کے دعویٰ
کے بغیر اللہ تعالیٰ کی عبادت میں غیر کو شریک کرے اسی لئے اہل کتاب پر مشرکین کا عطف اللہ تعالیٰ
کے اس قول ”لم یکن الذین کفروا من اهل الكتب والمشرکین منفکین“ میں کیا گیا
ہے اور اللہ تعالیٰ کے اس قول ”والمحصنت من الذین اتوا الكتب من قبلكم“ میں کتابیہ عورتوں کے
حلال ہونے پر صراحۃً نص فرمائی گئی ہے یعنی اہل کتاب کی عقیف عورتیں حلال ہیں، ابن ہمام کے طویل
اور طیب قول کے آخر تک جیسا کہ ان کی عادت ہے، اللہ تعالیٰ ان پر رحمت فرمائے۔ (ت)
بالجملہ محققین کے نزدیک راجح یہی ہے کہ یہود و نصاریٰ مطلقاً اہل کتاب ہیں اور ان پر احکام
مشرکین جاری نہیں۔

اقول وكيف لا وقد علم الله سبحانه وتعالى انهم يقولون بثالث ثلثة حتى
نہاہم عن ذلك وقال انتہوا خیر الکم وانہم يقولون ان المسيح الہ حتی
قال لقد کفر الذین قالوا ان الله هو المسيح ابن مریم بل بالوہیۃ امہ ایضاً حتی نساء الہ
علیہ الصلوۃ والسلام یوم القیمۃ یعیسیٰ ابن مریم انت قلت للناس اتخذونی وامی الہین
من دون الله وانہم مصرحون بالبنوۃ حتی نقل عنہم قالت الیہود عزیر ابن الله
وقالت النصری المسیح ابن الله ومع ذلك فرق بینہم و بین المشرکین فقال

۱۳۵/۳	فصل فی بیان المحرمات	کتب النکاح	فتح القدیر
۴۲ و ۱۴/۵	القرآن الکریم	۱۴۱/۴	القرآن الکریم
		۱۱۶/۵	”
		۳۰/۹	”

والمحصنات من الذیات اوتوا الکتاب من قبلکم ، وقال "طعام الذین اوتوا الکتاب حل لکم" وقال "لم یکن الذین کفروا من اهل الکتاب والمشرکین منفلین حتی تاتیهم البینة" فارشد بالعطف الی التغایر فالولی سبحنه وتعالی اعلم بمذاہبهم واعلم بما یشوع من الاحکام فله الحکم وله الحجۃ السامیة "لا اله الا هو سبحنه وتعالی عما یشرکون۔"

اقول (میں کہتا ہوں) یہ کیسے مراد نہ ہو جبکہ اللہ تعالیٰ علیم ہے کہ نصاریٰ ثالث ثلثہ کہتے ہیں حتیٰ کہ ان کو اس سے منع بھی فرمایا اور فرمایا اس سے باز آؤ تمہارے لئے بہتر ہے اور وہ علیم ہے کہ نصاریٰ کہتے ہیں مسیح الہ ہے، حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا لقد کفر الذین قالوا ان اللہ هو المسیح ابن مریم، بلکہ وہ ان کی والدہ کو بھی الہ کہتے ہیں، حتیٰ کہ قیامت کے روز اللہ تعالیٰ عیسیٰ علیہ السلام سے سوال فرمائے گا "یا عیسیٰ انت قلت للناس اتخذونی واثی الہین من دون اللہ"، اور وہ علیم ہے کہ یہ لوگ عیسیٰ علیہ السلام کے بیٹا ہونے کی تصریح کرتے ہیں حتیٰ کہ ان سے نقل فرمایا قالت الیہود عن یر ابن اللہ وقالت النصارى المسيح ابن اللہ، اس کے باوجود اللہ تعالیٰ نے اہل کتاب اور مشرکین میں فرق بیان فرمایا اور ارشاد فرمایا: تمہارے لئے حلال ہیں پارسا عورتیں ان میں سے جن کو تم سے پہلے کتاب ملی۔ اور فرمایا: جن کو کتاب دی گئی (اہل کتاب) ان کا طعام تمہارے لئے حلال ہے جس کو یوں فرمایا: "طعام الذین اوتوا الکتاب حل لکم"، اور فرمایا: "لم یکن الذین کفروا من اهل الکتاب والمشرکین منفلین حتی تاتیهم البینة" واضح دلیل آنے تک کافر لوگوں میں سے اہل کتاب اور مشرک جدا نہ ہوں گے، تو اس آیت کریمہ میں دونوں میں عطف کے ذریعہ تغایر کی رہنمائی فرمائی، تو اللہ سبحنه وتعالیٰ ان کے مذاہب کو بہتر جانتا ہے اور احکام کی مشروعیت کو بہتر جانتا ہے، تو حکم اسی کا ہے اور بلند و بالا حجت اسی کی ہے۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں اور جس کو انھوں نے شریک بنایا اللہ تعالیٰ اس سے بلند و بالا ہے۔ (ت)

(فتاویٰ رضویہ ج ۱۴ ص ۱۱۶ تا ۱۱۹)

(۴) ہجرت کے بارے میں ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے فرمایا،
 ہجرت دو قسم ہے : عامہ و خاصہ۔ عامہ یہ کہ تمام اہل وطن ترک وطن کر کے چلے جائیں۔ اور خاصہ یہ کہ
 خاص اشخاص۔ پہلے ہجرت دار الحرب سے ہر مسلمان پر فرض ہے، جس کا بیان آیہ کریمہ ان الذین
 توفہم الملئکة ظالمی انفسہم الا یہ (وہ لوگ جن کی جان فرشتے نکالتے ہیں اس حال میں کہ وہ
 اپنے اوپر ظلم کرتے تھے الا یہ۔ ت) میں ہے، اس میں صرف عورتیں اور بچے اور عاجز مرد جو نکل نہیں سکتے
 مستثنیٰ ہیں جس کا ذکر اس کے متصل دوسری آیہ کریمہ الا المستضعفین الا یہ میں ہے، باقی سب پر
 فرض ہے جو باوصف قدرت دار الحرب میں سکونت رکھے اور ہجرت نہ کرے مستحق عذاب ہے۔
 رہا دارالاسلام، اس سے ہجرت عامہ حرام ہے کہ اس میں مساجد کی ویرانی و بے حرمتی، قبورِ مسلمین کی
 بربادی، عورتوں، بچوں اور ضعیفوں کی تباہی ہوگی۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۱۲ ص ۱۳۱)
 (۵) سلطنت اسلامیہ عثمانیہ سے ہمدردی اور اس کو تباہ کرنے والوں سے نفرت کرنے کے بارے
 میں ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے فرمایا :

ہر سلطنت اسلام نہ صرف سلطنت ہر جماعت اسلام نہ صرف جماعت ہر فرد اسلام کی خیر خواہی
 مسلمان پر فرض ہے۔

قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الدین النصیح لکل مسلم۔
 رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا : دین اسلام ہر مسلمان کی خیر خواہی کا نام ہے۔ (ت)
 مگر ہر تکلیف بقدر استطاعت اور ہر فرض بقدر قدرت ہے نامقدورات پر مسلمان کو ابھارنا جو نہ ہو سکے
 اور ضرر دے اور اسے فرض ٹھہرانا شریعت پر افتراء اور مسلمانوں کی بدخواہی ہے۔

قال اللہ تعالیٰ لا یكلف اللہ نفساً الا وسعہا، وقال تعالیٰ فاتقوا اللہ ما استطعتم۔
 اللہ تعالیٰ نے فرمایا : اللہ کسی جان پر بوجھ نہیں ڈالتا مگر اس کی طاقت بھر۔ اور اللہ تعالیٰ نے
 فرمایا : تو اللہ تعالیٰ سے ڈرو جہاں تک ہو سکے۔ (ت)

پھر خیر خواہی اسلام حدود اسلام میں رہ کر ہے، مشرکین سے اتحاد و موالات اور ان کو راضی کرنے

کو شعائر اسلام کی بندش، مشرک لیڈر کو اپنے دین کا ہادی و رہبر بنانا، مشرک لکچرار کو مسلمانوں کا واعظ ٹھہرانا، اسے مسجد میں لے جا کر جماعت مسلمین سے اُنچا کھڑا کر کے لکچر دلوانا، اپنے ماتھوں پر مشرکوں سے قشقے لگوانا، مشرکوں کے مجمع میں مشرک لیڈروں کی جے پکارنا، مشرک لیڈروں کی ٹٹکٹکی اپنے کندھوں پر اٹھا کر مرگھٹ میں لے جانا، مساجد کو مشرک کا ماتم گاہ ٹھہرانا، اس کے ماتم کے لئے مساجد میں سر پر پہنہ ہونا، اس کے لئے نماز و دعائے مغفرت کا اشتہار دینا، قرائن مجید اور رمانن کو ایک ڈولے میں رکھ کر دونوں کی پوجا کرتے ہوئے مندر میں لے جانا۔ مشرکوں نے قربانی کا دُپر مسلمانوں کو بے دریغ ذبح کیا، آگ سے پھونکا، اُن میں کے جو بعض گرفتار ہوئے اور ان پر ثبوت کامل پہنچ گیا ان کے لئے رحم کی درخواست کرنا، ان کی رہائی کی ریزولیوشن پاس کرنا، صاف لکھ دینا کہ ہم نے قرآن و حدیث کی تمام عمریت پرستی پر نثار کر دی۔ صاف لکھ دینا کہ آج اگر تم نے ہندو بھائیوں کو راضی کر لیا تو اپنے خدا کو راضی کر لیا۔ صاف لکھ دینا کہ ہماری جماعت ایک ایسا مذہب بنانے کی فکر میں ہے جو کفر اسلام کا امتیاز اٹھا دے گا۔ صاف لکھ دینا کہ ہم ایسا مذہب بنانا چاہتے ہیں جو سنگم و پریاگ (پتوں کی پرستشگا ہوں) کو مقدس مقام ٹھہرائے گا۔ یہ امور خیر خواہی اسلام نہیں گند چھری سے اسلام کو ذبح کرنا ہے۔ یہ سب افعال و اقوال ضلالِ بعید و کفر شدید ہیں اور ان کے فاعل و قائل و قابل اعدائے دین حمید و دشمنانِ ربِّ مُبید ہیں۔

الذین اتخذوا دینہم لہوا ولعباً، بدلوا نعمت اللہ کفرًا، ویسئلہ الذین ظلموا ایت منقلب ینقلبون ۱؎

جنہوں نے اپنے دین کو کھیل تماشا بنا لیا، اللہ کی نعمت ناشکری سے بدل دی، اور اب جانا چاہتے ہیں ظالم کہ کس کروٹ پر پلٹا کھائیں گے۔ (ت)

نفرتِ دینیہ، مکروہِ تنزیہی و اسارت و مکروہِ تحریمی و حرامِ صغیرہ و کبیرہ و مراتبِ بدعت و ضلال و انواعِ کفر و ارتداد سب سے حسبِ تہہ ہے جس کے درجاتِ مستحب سے فرضِ اعظم بلکہ ضروریاتِ دین تک ہوں گے لیکن جو اخبث مراتب سے نفرت نہ کرے ادون سے اعلیٰ نفرت میں جھوٹا ہے، مکروہِ تنزیہی سے اسارتِ بُری ہے، اسارت سے مکروہِ تحریمی بدتر ہے۔ اس سے

کہا کرتے اپنے مرتبہ پہ بدتر ہیں اور ان سب سے بدعت و ضلال بدتر ہیں اور ان کے بھی مدارج مختلف ہیں اور ان سب سے کفر بدتر ہے اور اس میں بھی مراتب ہیں کفر اصلی سے ارتداد بدتر اور اس میں بھی ترتیب ہے۔ کفر اصلی کی ایک سخت قسم نصرانیت ہے اور اس سے بدتر مجوسیت، اس سے بھی بدتر بُت پرستی، اس سے بدتر وہابیت، ان سب سے بدتر اور خبیث تر دیوبندیت، افعال کیسے ہی شنیع ہوں کسی کفر کی شاعت کو نہیں پہنچ سکتے، مگر ہم دیکھتے ہیں کہ بدتر از بدتر سے بدتر کافروں بُت پرستوں سے اتحاد و وداد منایا جاتا ہے، کیسا وداد، کہاں کا اتحاد، بلکہ عثمانی و انقیاد، اور ان سے بھی بدتر کفار و ہابیہ کو اپنی مجلسوں کی صدائیں دی جاتی ہیں اور ان تمام بدتر از بدتر سے بدتر دیوبندیت کے سرخیٹ ہند کی پگڑی باندھنے کی فکر کی جاتی ہے۔ جب مشرکین و مرتدین سے یہ کچھ اتحاد ہے تو کسی فعل و معصیت سے نفرت کا ادعا محض سفید جھوٹ ہے اگر تمہاری نفرت اللہ کے لئے ہوتی تو افعال سے ایک درجہ ہی بُت پرستوں سے لاکھ درجہ ہوتی اگر بُت پرستوں سے لاکھ درجہ ہوتی دیوبندیوں سے کروڑ درجہ ہوتی، تو نفرت کے دعوے محض مکر و فریب ہیں،

يَخْدَعُونَ اللَّهَ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَمَا يَخْدَعُونَ إِلَّا أَنْفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُونَ^۱

فریب دیا چاہتے ہیں اللہ اور ایمان والوں کو اور حقیقت میں فریب نہیں دیتے مگر اپنی جانوں کو اور انھیں شعور نہیں۔ (ت)

آیہ کریمہ :

لَا تَجِدُ قَوْمًا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ يُوَادُّونَ مَنْ حَادَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ^۲

تم نہ پاؤ گے اُن لوگوں کو جو یقین رکھتے ہیں اللہ اور پچھلے دن پر کہ دوستی کریں اُن سے جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول سے مخالفت کی۔ (ت)

کی تلاوت اس جدید پارٹی کے لئے رب تالی القرآن والقرآن یلعنہ (بہت سے قرآن پڑھنے والوں پر قرآن لعنت کرتا ہے۔ ت) کی پوری مصداق ہے، کیا بُت پرست و وہابیہ و دیوبندیہ من حاد اللہ ورسولہ میں داخل نہیں، ضرور ہیں۔ کیا یہ پارٹی ان سے وداد و اتحاد کر کے یوادون من حاد اللہ ورسولہ میں داخل نہ ہوئے، ضرور ہوئے۔ اور یہی آیہ کریمہ فرما رہی ہے کہ جو

یوادون من حاد الله ورسوله ہیں وہ یؤمنون بالله والیوم الآخر نہیں، لاجرم،
شہدوا علی انفسہم انہم کانوا کافرین، یخربون بیوتہم بایدیہم وایدی المؤمنین
فاعتبروا یا اولی الابصارؕ

خود اپنی جانوں پر گواہی دیں گے کہ وہ کافر تھے، اپنے گھر ویران کرتے ہیں اپنے ہاتھوں اور مسلمانوں
کے ہاتھوں، تو عبرت لو اے نگاہ والو!۔ (ت) (فتاویٰ رضویہ ج ۱۲ ص ۱۳۳ تا ۱۳۵)
(۶) سلطنت ترک کی کو عظیم اسلامی سلطنت سمجھنے والے مگر اغراض فاسدہ کے لئے بنائی جانے والی
خلافت کمیٹیوں کی مخالفت کرنے والے عالم دین پر لگائے جانے والے فتویٰ سے متعلق سوال کا
تفصیلی جواب دیتے ہوئے رسالہ نابغہ النور میں فرمایا:

صورت مستفسرہ میں عالم موصوف سراسر حق پر ہے اور اس کے مخالفین گمراہ و ضال۔
قال الله تعالى فماذا بعد الحق الا الضلالؕ

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: پھر حق کے بعد کیا ہے مگر گمراہی۔ (ت)
بلاشبہ حمایت سلطنت اسلامیہ و حفاظت اماکن مقدسہ میں، وسعت و استطاعت کی شرط
قرآن عظیم سے ہے، اور اس کے طرق میں جائز و ممکن و مفید کی تحدید شرع قیوم و عقل سلیم سے۔
قال الله تعالى:

لا يكلف الله نفسا الا وسعها۔

اللہ تعالیٰ کسی جان پر بوجھ نہیں ڈالتا مگر اس کی طاقت بھر۔ (ت)

وقال الله تعالى:

فاتقوا الله ما استطعتم۔

تو اللہ تعالیٰ سے ڈرو جہاں تک ہو سکے۔ (ت)

شرع الہی عز و جل منزلہ ہے اس سے کہ ناجائز و حرام یا ناممکن و غیر مقدور یا نامفید و عبث
کا حکم دے۔

قال اللہ تعالیٰ :

ان اللہ لایأمر بالفحشاء

بیشک اللہ تعالیٰ بے حیائی کا حکم نہیں دیتا۔ (ت)

وقال تعالیٰ :

وینہی عن الفحشاء والمنکر

وہ منع فرماتا ہے بے حیائی اور بُری بات سے۔ (ت)

وقال تعالیٰ :

لا نکلف نفساً الا وسعها

اور ہم کسی جان پر بوجھ نہیں رکھتے مگر اس کی طاقت بھر۔ (ت)

وقال تعالیٰ :

وما خلقنا السماء والارض وما بينهما الا بعین

اور ہم نے نہ بنائے آسمان اور زمین اور جو کچھ ان کے درمیان ہے کھیل کے طور پر۔ (ت)

در بارہ خلافت جس عقیدہ اہل سنت کا عالم نے اشعار کیا خود خلافت کمیٹی کے مفتی اعظم مولوی

ریاست علی خاں صاحب شاہجہانپوری اور اس کے لیڈر معظم و ناظم انجمن علماء صدر شعبہ تبلیغ عبد الماجد

بدایونی نے ایک مطبوعہ فتویٰ میں (کہ شخصین مذکورین جس کے مفتی و مستفتی ہیں) اس کا ہاف اقرار و اظہار

کیا جو عبارات ائمہ و علماء اس فتویٰ نے سنداً پیش کیں وضوح حق کو ان میں سب سے یہ دو ہی بہت ہیں

مقاصد و شرح مقاصد سے (کہ عقائد اہلسنت کی معتمد کتابیں ہیں) سند دکھائی کہ لنا قوله عليه

السلام الائمة من قریش واجمعوا عليه فصار دليلاً قاطعاً يفيد اليقين باشتراط

القرشية یعنی ہم اہلسنت کی دلیل حضور اقدس سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا یہ ارشاد جلیل ہے

کہ تمام خلفاء قریش سے ہیں اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اس پر اجماع کیا تو دلیل قطعی ہو گئی

جس سے یقین حاصل ہوا کہ خلافت کے لئے قرشی ہونا بیشک شرط ہے۔ علامہ سید محمد ابن عابدین شامی

۱۔ القرآن الکریم ۲۸/۴

۲۔ القرآن الکریم ۹۰/۱۶

۳۔ " ۶۲/۲۳

۴۔ " ۱۶/۲۱

۵۔ شرح المقاصد. المقصد السادس الفصل الرابع المبحث الثاني دارالمعارف النعمانية لاہور ۲/۲۴۴

رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی رد المحتار علی الدر المختار سے سند پیش کی کہ فرماتے ہیں،
وقد يكون بالتغلب مع المبايعة وهو الواقع في سلاطين الزمان نصرهم
الرحمن ۱۰

یعنی تغلب کی امامت کبھی بیعت کے ساتھ بھی ہوتی ہے کہ ہے تو متغلب مگر لوگ اس کے ہاتھ
پر بیعت کرتے ہیں، ہمارے زمانے کے سلاطین کا یہی واقعہ ہے، رحمان عز وجل ان کی مدد فرمائے۔
(ہم کہتے ہیں آمین)۔

علامہ سید موصوف جن کی کتاب ممدوح آج تمام عالم میں مذہب حنفی کے اعلیٰ درجہ معتمد
سے ہے سلطان عبد الحمید خاں مرحوم کے والد سلطان محمود خاں مرحوم کے زمانے میں انھیں کے
قلمرو ملک شام میں انھیں کی طرف سے شہر دمشق و تمام دیار شامیہ کے مفتی اجل تھے (رحمۃ اللہ تعالیٰ
علیہ) مفتی و مفتی مذکورین کی ان شہادتوں کے بعد زیادہ تفصیل کی حاجت نہیں،
قال اللہ تعالیٰ شہدا و اعلیٰ انفسہم۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا، وہ خود اپنی جانوں پر گواہی دیں گے۔ (ت)
خلافت کمیٹی کو اس بارے میں اگر پوچھنا ہوا انھیں اپنے مفتی اعظم و لیڈر معظم سے پوچھے، کمیٹی
کہے: لَمْ شَهِدْ تَعَالَى (تم نے ہم پر کیوں گواہی دی۔ ت)، وہ کہیں، انطقنا اللہ الذی
انطق کل شئ (وہ کہیں گی ہمیں اللہ نے بلوایا جس نے ہر چیز کو گویا فی بحشی۔ ت)
مشرکوں سے اتحاد و و داد قطعی حرام اور ان سے اخلاص دلی یقیناً کفر ہے۔

قال تعالیٰ تری کثیرا منهم یتولون الذین کفروا لبئس ما قدمت لہم انفسہم
ان سخط اللہ علیہم و فی العذاب ہم خلدون ۵ ولو کانوا یؤمنون باللہ والنبی و
ما نزل الیہ ما اتخذوہم اولیاء و لکن کثیرا منهم فسقون ۵

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تم ان میں بہت کو دیکھو گے کہ کافروں سے دوستی کرتے ہیں، بیشک
کیا ہی بُری ہے وہ چیز جو خود انھوں نے اپنے لئے آگے بھیجی کہ ان پر اللہ کا غضب ہوا اور انھیں

ہمیشہ ہمیشہ عذاب ہوگا اور اگر انہیں اللہ اور نبی اور قرآن پر ایمان ہوتا تو کافروں سے اتحاد، و داد، محبت، موالات نہ مناتے مگر ہے یہ کہ ان میں بہت سے فرمانِ الہی سے نکلے ہوئے ہیں۔ (ت)
یہ اور عینیں سے زائد اور آیاتِ کریمہ ہیں جن میں مطلقاً کفار سے اتحاد و داد کو حرام و کفر فرمایا ہے، مسلمان کی شان نہیں کہ واحد قہار کے ارشادات سُننے اور ان میں مشرکین یا خاص ہندوؤں کے ہتھنار کی پچ گھڑے۔ قال اللہ تعالیٰ؛

اللہ اذن لکم ایم علی اللہ تفترون

کیا اللہ نے اس کی تمہیں اجازت دی (کہ مثلاً میرے کلام میں مگر ہندو کا پیوند لگائی) یا تم اللہ پر جھوٹ باندھتے ہو۔
وقال تعالیٰ؛

اتقولون علی اللہ ما لا تعلمون

کیا بے جانے بوجھے اللہ پر کسی بات کا چھڑا رکھتے ہو کہ مثلاً اس نے ہندوؤں کو جُدا کر لیا ہے۔
وقال تعالیٰ؛

یحرِفون الکلم من بعد مواضعہ (الی قولہ عز وجل) لہم فی الدنیا خزی و لہم فی الآخرۃ عذاب عظیم

اللہ تعالیٰ کے ارشادات کو ان کے ٹھکانے سے ہٹاتے ہیں (کہ مثلاً اگرچہ اللہ نے یہاں ہر جگہ عام لفظ فرمائے جو سب کفار کو شامل ہیں مگر ان سے ہندو مراد نہ رکھے ان سے اتحاد و داد کو حرام و کفر نہ فرمایا) ایسوں کے لئے دُنیا میں رُسوائی ہے اور آخرت میں بڑا عذاب۔
مشرکوں کا غلام و منقاد بننا، ان کا پس رو بننا، جو کہیں وہی کرنا، خصوصاً جسے امر و نہی سمجھا ہو اس میں ان کی اطاعت کرنا یہ سب حرام حرام ہے، سخت مخالفتِ ذوالجلال والا کرام ہے، مگر ایسی کفر اس کا انجام ہے۔ قال اللہ تعالیٰ؛
ولا تتبعوا خطوات الشیطن انہ لکم عدو مبین

شیطان کے پس رو نہ بنو بیشک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے ۔

وقال تعالے :

فلا تقطع المکنذ بینکم ۔ جھٹلانے والوں کی اطاعت نہ کر ۔

وقال تعالے :

ولا تقطع منہم ائماؤ کفوراً ۔ ان میں سے کسی مجرم یا کافر کی اطاعت نہ کر ۔

وقال تعالے :

وان قطع اکثر من فی الارض یضلوک عن سبیل اللہ ۔

یہ جو زمین میں ہیں ان میں اکثر وہ ہیں کہ اگر تو نے ان کی اطاعت کی تو وہ تجھے اللہ کی راہ سے گمراہ کر دیں گے ۔

وقال تعالے :

یا ایہا الذین امنوا ان تطیعوا الذین کفروا یردوکم علی اعقابکم فتنقلبوا
خاسرین ۔

اے ایمان والو! اگر تم کافروں کے کہے پر چلے تو وہ تمہیں تمہاری ایڑیوں کے بل (اسلام سے) پھیر دیں گے تو پورے ٹوٹے میں پلٹو گے ۔

حلال کو حرام، حرام کو حلال ٹھہرانا ائمہ حنفیہ کے مذہب راجح میں مطلقاً کفر ہے جبکہ ان کی حلت و حرمت قطعی ہو جیسے جائز کسب و تجارت و اجارت کی حلت مشرکین سے و داد و النقیاد و اتحاد کی حرمت ان حلالوں کو وہ لوگ حرام بلکہ کفر اور ان حراموں کو حلال بلکہ فرض کر رہے ہیں اور اگر وہ حرام قطعی حرام لعینہ ہے جیسے مذکورات جب تو اسے حلال ٹھہرانا باجماع ائمہ حنفیہ کفر ہے ۔ اللہ عز و جل کفار کا بیان فرماتا ہے :

لا یموت ما حرم اللہ و مر سولہ ۔

جسے اللہ و رسول نے حرام فرمایا کافر اسے حرام نہیں ٹھہراتے ۔

تمن عقائد میں مسئلہ مصرحہ ہے، نیز فتاویٰ خلاصہ وغیرہ میں ہے :
 من اعتقد الحرام حلالاً او علی القلب یکفر هذا اذا كان حراماً بعيثه والحرمة
 قامت بدلیل مقطوع به اما اذا كانت باخبار الاحاد لا یکفر^۱ (ملخصاً)۔
 جس نے کسی حرام کو حلال یا حلال کو حرام مان لیا تو وہ کافر ہو جائے گا، یہ اس صورت میں ہے
 کہ وہ حرام لذاتہ ہو اور اس کی حرمت دلیل قطعی سے ثابت ہو، اگر ثبوت خبر واحد سے ہو تو کافر نہیں
 ہوگا۔ (ملخصاً)۔ (ت)

بزازیہ وشرح وہبانیہ ودرمختار میں ہے :
 یکفر اذا تصدق بالحرام القطعی^۲
 حرام قطعی کے تصدق سے کافر ہو جائے گا۔ (ت)
 ردالمحتار میں ہے :

حاصله ان شرط الکفر علی القول الاول شیئان قطعیۃ الدلیل وکونه حراماً
 لعینه وعلی الثانی لیشترط الشرط الاول فقط، وعلمت ترجیحه وما فی البزازیۃ
 مبنی علیہ^۳۔

حاصل یہ ہے کہ قول اول پر کفر کے لئے دو شرائط ہوں گی : اول دلیل کا قطعی ہونا، ثانی
 اس کا حرام لذاتہ ہونا، اور دوسرے قول پر پہلی شرط ہے اور آپ اس کی ترجیح سے آگاہ ہیں،
 اور بزازیہ کا مدار اسی پر ہے۔ (ت)

حالات دائرہ میں دونوں شرطیں موجود ہیں تو یہ باجماع ائمہ حنفیہ کفر ہیں۔ کفار وشرکین کی
 ایسی تعظیمیں کفر ہیں، ان کی جے پکارنا، ان کے مرنے یا جیل جانے پر ہڑتال، اور اس پر وہ اصرار،
 اور جو مسلمان نہ مانے اس پر وہ ظلم و اضطراب، کمال تعظیم کفار اور باعث دخول نار و غضب جبار،
 وحسب تصریحات ائمہ موجب کفر و کفار۔ فتاویٰ ظہیریہ و اشباہ والنظائر و تنویر الابصار و درمختار
 میں ہے :

۱۔ خلاصۃ الفتاویٰ	الفصل الثانی فی الفاظ الکفر الخ	مکتبہ حبیبیہ کوئٹہ	۳۸۳/م
۲۔ درمختار	کتاب الزکوۃ باب زکوۃ الغنم	مطبع مجتہبی دہلی	۱۳۴/۱
۳۔ ردالمختار	دار احیاء التراث العربی بیروت	دار احیاء التراث العربی بیروت	۲/۲۷

لو سلم علی الذمی تبجیلًا یکفر لان تبجیل الکافر کفر^۱
 اگر کسی نے ذمی کو احتراماً سلام کہہ دیا تو یہ کفر ہے کیونکہ کافر کی تعظیم کفر ہوتی ہے۔ (ت)
 فتاویٰ امام ظہیر الدین و مختصر علامہ زین مصری و شرح تنویر مدق علانی میں ہے،
 لو قال لمجوسی یا استاذ تبجیلًا کفر^۲۔

اگر کسی نے مجوسی کو تعظیماً یا استاد کہا تو اس سے وہ کافر ہو جائے گا۔ (ت)
 رب عز وجل فرماتا ہے،

ولله العزة ولرسوله وللمؤمنين ولكن المنافقين لا يعلمون^۳۔
 عزت تو خاص اللہ و رسول اللہ و مسلمان ہی کے لئے ہے مگر منافقوں کو خبر نہیں۔
 رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

من وقر صاحب بدعة فقد اعان على هدم الاسلام، رواه الطبرانی في
 الكبير عن عبد الله بن بسر وابن عساكر وابن عدي عن امر المؤمنين الصديقة
 وابو نعيم في الحلية والحسن بن سفيان في مسنده عن معاذ بن جبل والسجزي في
 الابانة عن ابن عمر وكابن عدي عن ابن عباس رضي الله تعالى عنهم اجمعين
 والبيهقي في شعب الايمان عن ابراهيم بن ميسرة مرسلًا۔

جس نے کسی بد مذہب کی توقیر کی بیشک اس نے دین اسلام کے ڈھادینے پر مدد دی۔
 (۱) سے امام طبرانی نے المعجم الکبیر میں حضرت عبد اللہ بن بسر، ابن عساکرہ اور ابن عدی نے ام المؤمنین
 سیدہ صدیقہ سے، ابو نعیم نے حلیہ میں اور حسن بن سفیان نے مسند میں حضرت معاذ بن جبل سے،
 سجزی نے ابانہ میں حضرت ابن عمر سے اور ابن عدی کی طرح حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ
 عنہم اجمعین سے اور بیہقی نے شعب الايمان میں حضرت ابراہیم بن میسرہ سے اسے مرسلًا روایت
 کیا ہے۔ (ت)

بد مذہب کی توقیر پر یہ حکم ہے مشرک کی تعظیم پر کیا ہوگا۔ ابو نعیم حلیۃ الاولیاء میں بابر بن عبد اللہ

۱۔ و ۲ در مختار کتاب المحظور والاباحۃ فصل فی البیع مطبع مجتبائی دہلی ۲۵۱/۲

۳۔ القرآن الکریم ۶۳/۸

۴۔ شعب الايمان حدیث ۹۴۶۴ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۶۱/۷

رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی :

نہی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان یصافح المشرکون او یکنوا او یرخنہم

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے منع فرمایا کہ کسی مشرک سے ہاتھ ملائیں یا اسے کنیت سے ذکر کریں یا اس کے آتے وقت مرجبا کہیں۔

یہ باتیں کچھ ایسی تعظیم بھی نہیں ادنیٰ درجہ مکرم میں ہیں کہ نام لے کر نہ پکارا فلاں کا باپ کہا یا آتے وقت جگہ دینے کو آئیے کہہ دیا، حدیث نے اس سے بھی منع فرمایا، نہ کہ معاذ اللہ اس کی جے پکارنی اور وہ افعال شیطانی، اور یہ عذر یا رد کہ یہ اقوال عوام کے ہیں کسی ذمہ دار کے نہیں، محض کاذب و پادر ہوا ہے، تمہیں نے عوام کا لہو ام کو اس اتحاد مشرکین حرام و لعین پر ابھارا اور ان حرکات ملعونہ سے نہ روکا بلکہ اپنے مقاصد مفاسد کا مؤید سمجھا تمہارے دلوں میں ایمان یا ایمان کی قدر ہوتی تو اس اتحاد حرام و کفر کے لئے جیسی زمین سروں پر اٹھالی ہے، رات دن، مشرق مغرب ٹاپتے پھرتے ہو، ہزاروں دھواں دھار رینہ ولیوشن پاس کرتے ہو اس کے مخالف بلکہ اس میں ساتھ نہ دینے والو پرفتویٰ کفر لگاتے ہو، ضد با اخبارات کے کالم ان کی بدگوئی سے گندے کرتے ہو، اس سے سو حصے مذاندان کفروں، ضلالوں کی آگ بجھانے میں دکھاتے کہ یہ تمہاری ہی لگائی تھی اور اپنی داڑھی بچانے کے لئے اس کا بجھانا تم پر فرض عین تھا مگر سب دیکھ رہے ہیں کہ ہرگز ہرگز ان شیطنوں کی روک تھام میں اس بولاہٹ والی جان توڑ کوشش کا دسواں، بیسیواں، سوواں حصہ بھی نہ دکھایا پھر جھوٹے بہانے بنانے سے کیا حاصل بمعہذا خود ذمہ داروں نے جو کچھ کیا وہ جاہلوں کی حرکات مذکورہ سے کہیں بدتر و خبیث تر ہے، اور کیوں نہ ہو کہ شعلہ بمقدار علم، ابوالکلام آزاد صاحب نے کمپ ناگپور میں جمعہ پڑھایا اور خطبہ میں مدح خلفائے راشدین و حضرات حنین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی جب کہ گاندھی کی حمد کی اسے مقدس ذات ستودہ صفات کہا، میاں عبد الماجد بدایونی نے ہزاروں کے مجمع میں گاندھی کو مذکر مبعوث من اللہ کہا کہ اللہ نے ان کو تمہارے پاس مذکر بنا کر بھیجا ہے، کہاں یہ کلمات ملعونہ اور کہاں بے تمیز احمق جاہلوں کا بجے پکارنا،

فافی توفکون ۵ افلا تعقلون ۵ کلابل من علیٰ قلوبہم ما کانوا یکسبون ۶

۱۔ حلیۃ الاولیاء ترجمہ ۴۴۴ اسحاق بن ابراہیم حدیث ۱۳۹۲ دارالکتب العلمیۃ بیروت ۲۴۸/۹

۲۔ القرآن الکریم ۴۴/۲

۳۔ القرآن الکریم ۳۴/۱۰

۴۔ ۱۴/۸۳

تم کہاں اونڈھے جاتے ہو، تو کیا تمہیں عقل نہیں، کوئی نہیں بلکہ ان کے دلوں پر زنگ چڑھا دیا ہے ان کی کمائیوں نے۔ (ت)

ترکی ٹوپیاں جلا، صرف تضییع مال ہوتا کہ حرام ہے اور گاندھی ٹوپی پہننا مشرک کی طرف اپنے آپ کو منسوب کرنا ہوتا کہ اس سے سخت تر، اشد حرام ہے، مگر وہ لوگ ترکی ٹوپوں کو شعار اسلام جان کر پہنتے تھے اب انہیں جلا دیا اور ان کے بدلے گاندھی ٹوپی پہن لینا مشعر ہوا کہ انہوں نے نشان اسلام سے عدول اور کافر کا چیلہ بننا قبول کیا، بیٹس للظالمین بدلاً (ظالموں کو کیا ہی بُرا بدلہ ملا۔ ت) بالجلہ ایسے اقوال و افعال کفر و ضلال پر عالم موصوف کا انکار عین حق و صواب و سبب ثواب و رضائے رب الارباب تھا اور ہے ان کے شرعی احکام اہل اسلام پر ظاہر فرمانا اور ان کو ”ذیاب فی ثباب“ کے شر سے بچا کر راہ حق کی طرف بلانا، سستی عالم حلیل فرض مذہبی و کار منصبی و بجا آوری حکم خدا و نبی تھا اور ہے جل و علا و صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ اس کی طرف نفس خلافت کا انکار نسبت کرنا بہتان ہی نہیں چیزے دیگر است۔ اس کی تہ میں اور اشد خباثت ہے، مسلمان تو مسلمان نفس خلافت کا منکر جملہ مدعیان کلمہ گو میں کون ہے جس سے سائل سوال کرتا اور مجیب جواب دیتا اہل سنت حضرات خلفائے اربعہ کو خلیفہ جانتے ہیں، غیر مقلد و دیوبندی بھی اس میں نزاع نہیں کرتے۔ روافض حضرت مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کو خلیفہ و وصی مانتے ہیں، مرزائی اپنے مرزا تک اترتے ہیں، بلکہ خلافت سے مراد مسئلہ دائرہ ہے، اسی سے سوال اسی کا تذکرہ ہے تو اسے یوں مطلق لفظ نفس خلافت سے تعبیر تلبیس ابلیس ہے اور دل میں جو مراد ہے اس کا حال خود خلافت کمیٹی کے مفتی اعظم اور مستفتی اس کے لیڈر معظم کے فتوے سے ظاہر ہو گیا کہ عالم موصوف نے وہی فرمایا جو متواتر حدیثوں میں مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے جس پر اجماع صحابہ امجاد ہے جو جمیع اہلسنت کا اعتقاد ہے۔ اہلسنت سے خروج، قرآن کا انکار، کفر، ارتداد، ان کے یہ چار احکام ملعونہ کاش اسی عالم دین پر محدود رہتے تو اس فتویٰ کے مفتی اور اس کے مصدقین کلم ظواہر احادیث صحیحہ و نصوص کتب معتمدہ فقہیہ ایک ہی بلائے کفر سہتے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ایہا امرئ قال لاخیه کافر فقد باء احدہما فان کان کما قال والامر جعت علیہ۔ رواہ

لہ القرآن الکریم ۵۰/۱۸

صحیح مسلم کتاب الایمان باب بیان حال ایمان من قال لاخیه مسلم یا کافر قدیمی کتب خانہ کراچی ۵۷/۱
صحیح البخاری کتاب الادب باب من کفر اخاه بغیر تاویل ۹۰/۲

مسلم والترمذی ونحوہ البخاری عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔
 جو شخص کسی کلمہ کو کافر کہے ان دونوں میں سے ایک پر یہ بلا ضرور پڑے، جسے کہا اگر وہ کافر
 تھا خیر ورنہ یہ تکفیر اسی قائل پر پلٹ آئے گی یہ کافر ہو جائے گا (اسے مسلم، ترمذی اور اس کی
 مثل بخاری نے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا۔ ت)
 درمختار میں ہے :

عزیر الشاتمہ بیا کافر وھل یکفر ان اعتقد المسلم کافر انعم والالابہ یفتی۔
 کسی مسلمان کو "اے کافر" کہنے والے شخص پر تعزیر نافذ کی جائے گی، کیا اگر کوئی شخص
 مسلمان کو کافر سمجھتا ہے تو وہ کافر ہوگا؟ ہاں وہ کافر ہے، اور اگر کافر نہیں سمجھتا تو پھر کافر نہیں،
 اسی پر فتویٰ ہے۔ (ت)

شرح وہبانیہ، ذخیرہ، نہر الفائق وردالمختار میں ہے،
 لانه لما اعتقد المسلم کافر افقد اعتقد دین الاسلام کفراً۔
 کیونکہ جب مسلمان کو کافر مانا تو اس نے دین اسلام کو کفر جانا۔ (ت)

اس کی تفصیل جلیل و تحقیق جمیل ہماری کتابوں انکوبۃ الشہابیۃ اور النہی الاکید
 وغیرہما میں ہے مگر یہاں تو خود خلافتِ محمدیؐ کے لیڈروں مفتیوں کے فتوے نے روشن کر دیا کہ یہ تکفیر
 صرف اس سنی عالم کی نہیں بلکہ تمام ائمہ اہلسنت اور جملہ صحابہ کرام اور خود ارثِ اقدس حضور سید الانام
 علیہم الصلوٰۃ والسلام کی ہے، اب کون مسلمان ہے کہ اس تکفیری فتوے اور اس کی ناپاک تصدیق
 کو کلماتِ کفر نہ کہے گا۔ فقہائے کرام ائمہ و صحابہ در کنار خود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کلامِ پاک
 پر کفر کا حکم لگانے والوں کو کافر نہ کہیں گے تو اور کسے کافر کہیں گے، اب ان سے پوچھئے کہ یہ کتنے
 کروڑ کفر اجنب و اشد ہوئے خصوصاً وہ کفر اخیر سب سے خبیث تر سب سے لعین، و ذلک
 جزاء الظالمینؑ (اور ظالموں کی یہی جزا ہے۔ ت) سنی عالم کو اس کی پروا نہ کرنی چاہئے،
 ہر قوم کی ایک اصطلاح ہوتی ہے، ان لوگوں کی اصطلاح جدید میں ملتِ ملتِ گاندھی ہے اور سنت

سنت گاندھی، اس کی روش سے جدا چلنے والوں کو اہل سنت و جماعت سے خارج اور اس کی ملتِ مختصرہ کے مخالفوں کو کافر متدکبتہ ہیں، جس طرح فرعون ملعون نے معاذ اللہ حضرت کلیم اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تکفیر کی تھی کہ:

فعلت فعلتک التی فعلت وانت من الکافرین

تم نے کیا اپنا وہ کام جو تم نے کیا اور تم ناشکر تھے۔ (ت)

اور مشرکین مکہ ملاعنہ نے خود حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر معاذ اللہ ابتداء کی تہمت رکھی تھی کہ:

ما سمعنا بهذا فی الملة الاخرة ان هذا الا اختلاق

یہ تو ہم نے سب سے پہلے دینِ نصرانیت میں بھی نہ سنی یہ تو نری نئی گھڑت ہے۔ (ت)

بلکہ یہ حضرات تو فرعون و مشرکین سے بھی بڑھ کر کوئی زالی انوکھی اصطلاح رکھتے ہیں۔ انہوں نے اپنے دشمنوں خدا کے محبوبوں کو کہا یہ خود اپنوں کو بلکہ اپنی ہی زبانوں سے اپنی ہی جانوں کو کہتے ہیں، آخر نہ دیکھا کہ مولوی ریاست علی خاں صاحب شاہجہانپوری و عبد الماجد صاحب بدایونی نے فتویٰ شاہجہانپور میں کس شد و مد سے نفسِ خلافت کی جڑ کاٹ دی اور فتویٰ جلیپور نے اپنے ان دونوں لیڈروں مفتیوں عالموں پر کافر متدکبتہ کی چھانٹ دی بلکہ خود مولوی ریاست علی خاں و عبد الماجد نے اسی فتویٰ شاہجہانپور کے آخر میں اپنے ہی اوپر فاسد و مفسد کی بانٹ دی، پھر فتویٰ جلیپور میں علمائے دین کو کہنے کی کیا شکایت، آخر نہ دیکھا کہ حق بہ حق دار سید مرجعت علیہ ان کا کفر انھیں پر پٹا و ویل للکفرین من عذاب شدید (اور کافروں کی خرابی ہے ایک سخت عذاب سے۔ ت) مستفتی اگر واقع میں اس گروہ سے نہ ہوتا ایک بات صاف دل سے معلوم کرنا چاہتا اور جب یہ ناپاک کفر دیکھتا اسے ردی میں پھینک دیتا تو اس پر الزام نہ آتا مگر وہ تو اول سے اسی خباثت پر اعتقاد لاتے اور اغوائے عوام کو اس کی تائید ہی کے لئے فتوے گھڑواتے، لہذا اسی گروہ ناحق پڑوہ کے پاس لے جاتے اور پھر اسے مانتے اس سے احتجاج کر کے اس کی نجاست پھیلاتے ہیں تو وہ اور اس کے پھیلائے والے سب

۱۔ القرآن الکریم ۲۶/۱۹

۲۔ " ۳۸/۶

۳۔ " ۱۴/۲

کفر کے ماننے والے ہیں ان کا وبال ان پر سے کم نہ ہوگا لاینقص من ادنا اسرہم شیء (ان کے بوجھ میں کمی نہ ہوگی۔ ت) اگرچہ ان کے مفتی و مصدقین پر اپنے وبال کے علاوہ ان سب کا بھی پڑے گا علیہ و ترسھا و تر من عمل بہا الخ یوم القیامۃ۔
اس کا بوجھ اس پر ہوگا اور جو قیامت تک اس پر عمل پیرا ہوگا اس کا بوجھ بھی اس پر آئے گا۔ (ت)

ولیحملن اثقالہم واثقالا مع اثقالہم۔
اور بیشک ضرور وہ اپنے بوجھ اٹھائیں گے اور اپنے بوجھوں کے ساتھ اور بوجھ۔ (ت)
(فتاویٰ رضویہ ج ۱۴ ص ۱۴۳ تا ۱۵۲)
(ح) موالات صرف یہود و نصاریٰ سے نہیں بلکہ ہر کافر و مشرک و بتدع و وہابی و بے دین سے حرام ہے۔ اس پر مفصل گفتگو کرتے ہوئے فرمایا :
موالات ہر کافر سے مطلقاً حرام ہے، اوپر واضح ہو چکا کہ رب عز و جل نے عام کفار کے نسبت یہ احکام فرمائے تو بزور زبان ان میں سے کسی کافر کا استثنائاً نہ تھا اللہ عز و جل پر افرائے بعید اور قرآن کریم کی تحریف شدید ہے بلکہ عالم الغیب عز جلالہ نے یہ حکم یہود و نصاریٰ سے خاص ماننے والوں کے منہ میں اپنے قہر عظیم کا پتھر دے دیا، ایک آیت میں صراحت کتابوں کے ساتھ باقی کفار کو جہاد ذکر فرمایا کہ کتابی و غیر کتابی سب کو تعمیم حکم مفسر منور ہو جائے جاہلان ضلیل کی تاویل ذلیل راہ نہ پائے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :

یا ایہا الذین امنوا لاتخذوا الذین اتخذوا دینکم ہنوا ولعبا من الذین اتوا الکتاب من قبلکم والکفاء اولیاء واتقوا اللہ ان کنتم مؤمنین۔
اے ایمان والو! وہ جو تمہارے دین کو نفسی کھیل ٹھہراتے ہیں جن کو تم سے پہلے کتاب دی گئی (یہود و نصاریٰ) اور باقی سب کافران میں کسی سے اتحاد و داد نہ کرو اور اللہ سے ڈرو

- ۱۔ صحیح مسلم کتاب العلم باب من سن سنة حسنة الخ قديم کتب خانہ کراچی ۳۴۱/۲
۲۔ صحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ باب الحث علی الصدقة " " " ۳۲۴/۱
۳۔ الفتہ آن الکريم ۱۳/۲۹
۴۔ ۵۴/۵

اگر تم ایمان رکھتے ہو۔

اب تو کسی مفتری کے اس بکنے کی گنجائش نہ رہی کہ یہ حکم صرف یہود و نصاریٰ کے لئے ہے، نیز آیہ کریمہ میں کھلا اشارہ فرماتا ہے کہ کسی قسم کے کافروں سے اتحاد منانے والا ایمان نہیں رکھتا اور اوپر آیت میں صریح تصریح گزر چکی کہ انھیں اللہ و رسول و قرآن پر ایمان ہوتا تو کافروں سے اتحاد نہ کرتے، نیز صاف فرمایا:

لَا تَجِدُ قَوْمًا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ يُوَادُّونَ مَنْ حَادَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَلَوْ كَانُوا آبَاءَهُمْ أَوْ أَبْنَاءَهُمْ أَوْ إِخْوَانَهُمْ أَوْ عَشِيرَتَهُمْ ۚ

نہ پاؤ گے انھیں جو اللہ و قیامت پر ایمان رکھتے ہیں کہ ان سے دوستی کریں جنہوں نے اللہ و رسول سے مخالفت کی اگرچہ وہ ان کے باپ یا بیٹے یا بھائی یا عزیز ہوں۔

سبحان اللہ! مگر مشرکین یا وہابیہ نے اللہ و رسول کی مخالفت نہ کی صرف یہود و نصاریٰ نے کی ہے، قرآن کریم جا بجا شاہد ہے کہ مطلقاً موالات حرام ہونے کی علت کفر و مخالفت و عداوت اللہ و رسول ہے جل و علا و صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، یہ معنی انھیں آیات سے کہ یہاں تلاوت ہوئی دشمن اور نہایت صریح تر الفاظ سے اس کا علت ہونا اس آیہ کریمہ میں بیان فرمادیا کہ:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّخَذُوا آبَاءَكُمْ وَإِخْوَانَكُمْ أَوْلِيَاءَ إِنَّ اسْتِخْبَاءَ الْكَفَرِ عَلَى الْإِيمَانِ وَمَنْ يَتَوَلَّهُمْ مِنْكُمْ فَاُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ ۝

اے ایمان والو! اپنے باپ بھائیوں سے بھی محبت نہ کرو اگر وہ ایمان پر کفر کو اختیار کریں اور تم میں جو ان سے محبت کرے گا وہی پکا ظالم ہے۔

اللہ اکبر، یہ ہے وہ اسلام جس پر ان کے بڑے لیڈر ابوالکلام آزاد کا مسئلہ خلافت و جزیرہ عرب میں یہ اہتمام کہ وہ بعض اقسام کفار سے محبت کرنے کا حکم دیتا ہے اور یہ کہ عالمگیر محبت اس کی دعوت حق اصل الاصول ہے، انا للہ وانا الیہ راجعون، کیا اللہ عز و جل نے نہ فرمایا:

إِنَّ الَّذِينَ يَفْتَرُونَ عَلَى اللَّهِ الْكَذِبَ لَا يَفْلَحُونَ ۝ مَتَاعٌ قَلِيلٌ وَلَهُمْ

عذاب الیم ۱۰

بیشک جو اللہ پر جھوٹ باندھتے ہیں فلاح نہ پائیں گے دنیا میں تھوڑا سا برت لیں اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔

کیا نہ فرمایا :

قل ان الذين يفترون على الله الكذب لا يفلحون ۵ متاع في الدنيا ثم اليٰسنا مرجعهم ثم نذيقهم العذاب الشديد بما كانوا يكفرون ۶

اے محبوب! تم فرما دو کہ بیشک وہ جو اللہ پر افتراء کرتے ہیں فلاح نہ پائیں گے دنیا میں کچھ برت لیں پھر انہیں ہماری طرف پلٹنا ہے پھر ہم ان کو سخت عذاب چکھائیں گے بدلہ ان کے کفر کا۔

کیا نہ فرمایا :

ويلكم لا تفتروا على الله كذبا فيسحقكم بعذاب وقد خاب من افتوى ۳
تمہاری خرابی ہو اللہ پر جھوٹ نہ باندھو کہ وہ تمہیں عذاب میں بھون ڈالے گا اور بیشک نامراد رہا مفتوی۔

کیا نہ فرمایا :

انما يفتري الكذب الذين لا يؤمنون ۴
بیشک ایسے افتراء وہی باندھتے ہیں جو کافر ہیں۔
یہ ہے قرآن عظیم کا فتویٰ جس نے کفر کا حکم جما دیا،

وخسر هنالك المبطلون ۵ وقيل بعد اللقوم الظالمين ۶

اور باطل والوں کا وہاں خسارہ ہے اور فرمایا گیا کہ دُور ہوں بے انصاف لوگ۔ (ت)

حاشا! کسی قسم کفار سے محبت کرنے کا اسلام نے حکم نہ دیا، باپ بیٹے بھائی کافر ہوں تو ان سے بھی محبت کو صریح حرام فرما دیا اور ولی محبت و اخلاص و اتحاد کرنے والوں کو تو جا بجا صاف ارشاد و اعلام فرما دیا کہ وہ انہیں کافروں میں سے ہیں، انہیں اللہ و قیامت پر ایمان نہیں، انہیں اللہ و رسول

۱۰/۶۹ و ۷۰ القرآن الکریم

۱۶/۱۰۵ " ۷۴

۱۱/۴۴ " ۷۶

۱۶/۱۱۶ و ۱۱۷ القرآن الکریم

۲۰/۶۱ " ۷۵

۲۰/۷۸ " ۷۵

قرآن پر ایمان نہیں، بالکل وہ کسی طرح مسلمان نہیں، ہاں کافروں میں فرق ہوگا تو یہ کہ جس کا کفر اشد اس سے معاملات کا حرام و کفر ہونا اشد و زائد کہ علتِ حرمت کفر ہے، علتِ جتنی زیادہ حکم سخت تر۔ یہ ان کذابوں، مفتر یوں پر اور الٹا پڑے گا کہ کفر میں یہود و نصاریٰ سے مجوس بدتر ہیں، مجوس ہندو بدتر ہیں، ہنود سے وہابیہ و سائرمزدین عنود بدتر ہیں و لہذا ان کے احکام اسی ترتیب پر سخت تر ہیں۔

كما لا يخفى على من له اعلام باحكام الفقهاء ولكن الظالمين بآيت الله يبحدون^۱ و سيعلم الذين ظلموا اى منقلب ينقلبون^۲

جیسا کہ یہ ہر اس شخص پر واضح ہے جو احکام فقہاء سے آگاہ ہے لیکن ظالم آیاتِ الہیہ کا انکار کرتے ہیں، اور اب جانا چاہتے ہیں ظالم کہ کس کوٹ پلٹا کھائیں گے (ت)

(فتاویٰ رضویہ ج ۱۴ ص ۱۵۳ تا ۱۵۵)

(۸) کیا صرف ترک موالات من الیہود والنصارى کو فرض بتانے والے اور دوسرے کفار و مشرکین و مرتدین و ہنود و وہابیہ سے موالات کرنے والے، اسے فرض جاننے والے محرف و مکذب قرآن عظیم نہیں، اگر ہیں تو ان کی نسبت شریعتِ مطہرہ کا کیا حکم ہے؟ اس سوال کا جواب دیتے ہوئے فرمایا:

ضرور وہ لوگ مکذب و محرف قرآن ہیں اور خود بحکم قرآن کافرونا مسلمان، جس کا بیان بقدر وافی ہو چکا، تکذیب قرآن عظیم ان کی نمی نہیں ان کے اعظم لیڈران ابوالکلام آزاد نے "الہلال" میں سیدنا عیسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے نبی صاحب شریعت ہونے کا صاف انکار کیا اور منہ بھر کر قرآن عظیم کو جھٹلادیا۔ "الہلال" ۲۴ ستمبر ۱۹۱۳ء میں کہا:

"مسیح ناصری کا تذکرہ بیکار ہے، وہ شریعتِ موسوی کا ایک مصلح تھا جو خود کو نبی صاحب شریعت نہ تھا، اس کی مثال مجدد کی سی تھی، وہ کوئی شریعت نہ لایا، اس کے پاس کوئی قانون نہ تھا، اس نے خود تصریح کر دی کہ میں توریت کو مٹاؤں گا میں بلکہ پورا کرنے آیا ہوں" (یوحنا ۱۳: ۵)

مسلمانو! اول تو روح اللہ کلمۃ اللہ رسول اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کہنا کہ اس کا

تذکرہ بیکار ہے۔

دوم بار بار مٹو کہ فقروں سے جانا کہ وہ نبی صاحبِ شریعت نہ تھے۔

سوم نصاریٰ کی انجیل محرف سے سند لانا، اور وہ بھی محض بر بنائے جہالت و ضلالت، کیا صاحبِ شریعت انبیاء، اللہ کے اگلے کلاموں کو مٹانے آتے ہیں، حاشا بلکہ پورا ہی فرمانے کو۔ نسخ کے یہی معنی ہیں کہ اگلے حکم کی مدت پوری ہو گئی۔ خیر یہاں کہنا یہ ہے کہ ان فقروں میں آزاد صاحب نے پیٹ بھر کر قرآن عظیم کی تکذیب کی۔ قرآن کریم قطعاً ارشاد فرماتا ہے کہ مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام صاحبِ شریعت تھے۔

اولاً اس نے پہلے توراۃ مقدس کا ذکر فرمایا،

وعندهم التوراة فيها حكم الله

ان کے پاس توراۃ ہے اس میں اللہ کے حکم ہیں۔

اور فرمایا،

ومن لم يحكم بما انزل الله فاولئك هم الكفرون

جو اللہ کے اتارے پر حکم نہ کریں وہی کافر ہیں۔

پھر مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کو انجیل دینا بیان کر کے فرمایا،

وليحكم اهل الانجيل بما انزل الله فيه ومن لم يحكم بما انزل الله فاولئك هم

الفسقون

انجیل والے اللہ کے اتارے پر حکم کریں اور جو اللہ کے اتارے پر حکم نہ کریں وہی فاسق ہیں۔

ثانیاً اور صاف فرما دیا کہ دونوں کے بعد حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر قرآن مجید اترنے کا ذکر کر کے فرمایا،

لكل جعلنا منكم شرعة ومنهاجا ولو شاء الله لجعلكم امة واحدة

اے توراۃ و انجیل و قرآن والو! ہم نے تم میں ہر ایک کے لئے ایک شریعت و راہ رکھی اور

اللہ چاہتا تو تم سب کو گروہ واحد کر دیتا۔

ثالثاً کج فہم بلیہوں یا ہٹ دھرم عنیدوں کی اس سے بھی تسکین نہ ہو تو قرآن عظیم جھوٹوں کو

راہ نہیں دیتا، اس نے نہایت روشن لفظوں میں بعض احکامِ توراۃ مقدس کا احکامِ انجیل مبارک سے منسوخ ہونا بتا دیا، اپنے نبی مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کا قول ذکر فرماتا ہے،

ومصدقا لما بین یدی من التوراة ولاحل لکم بعض الذی حرم علیکم

میں تمہارے پاس آیا ہوں سچ بتاتا اپنے آگے اُتری کتابِ تورات کو اور اس لئے کہ میں تمہارے واسطے بعض وہ چیزیں حلال کر دوں جو تم پر توراۃ نے حرام فرمائی تھیں۔

اب بھی کسی مسلمان کو مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صاحبِ شریعت ہونے میں شک ہو سکتا ہے یا منکرِ یحتم اس میں شک کرنے والا مسلمان رہ سکتا ہے، انجیل میں کئی جگہ ان احکام کی تفصیل بھی ہے کہ پہلے تم سے یہ فرمایا گیا تھا اور اب میں یہ کہتا ہوں آزاد صاحبِ خاص اپنا اطمینان چاہیں تو اپنی معتمد بائبل ہی کو دیکھ لیں، آزاد صاحبِ توالو الکلام میں، مواقعِ سخن سے خوب آگاہ ہیں۔ یہ تین آیات کریمہ تھیں ولیحکم اهل الانجیل، لكل جعلنا منکم، ولاحل لکم۔ بلیغ الدہر نے جب اُن کی تکذیب کی اور منہ پھاڑ کر کہہ دیا کہ مسیح صاحبِ شریعت نہ تھا تو اُسے بھی تین فقروں سے مؤکد کیا: اس کی مثال مجدد کی سی تھی، وہ کوئی شریعت نہ لایا، اس کے پاس کوئی قانون نہ تھا، تاکہ ہر آیت کے مقابلے کو ایک فقرہ تیار رہے، آیاتِ قرآن پر وار کرنے کو یہ ان کی ذوالفقار ہے۔ بالجلہ ایک تکذیب وہ تھی کہ اسلام نے کچھ کافروں سے محبت کا حکم دیا، دوسری تکذیب وہ کہ مسلمین و کافریں سب سے محبت اسلام کی اصل الاصول ہے، اور چار تکذیبیں ان چار فقروں سے، یہاں تک چھ تکذیبیں ہوئیں، ان چار پر کوئی گمان کر سکتا ہے کہ آزاد صاحبِ اب ترکِ موالات میں ہیں، نصاریٰ سے بائیکاٹ اس زور سے کیا کہ ان کے نبی کو بھی بائیکاٹ کر دیا۔ اگر مسلمان اس پر معترضانہ کہیں کہ یہ تو سب انبیاء اور خود حضور سید الانبیاء علیہم وعلیہ افضل الصلوٰۃ والثناء کا بائیکاٹ ہو گیا کہ ایک نبی سے مقاطعہ تمام انبیاء سے مقاطعہ اور خود رب عز وجل سے مقاطعہ ہے۔ اب آپ کے ماننے کو اللہ کا کوئی نبی نہیں مل سکتا، پھر بھی وہ اس کی کیا پروا کرتے جب تک کیٹی کے نبی بالقوہ خواہ بالفعل گاندھی صاحبِ مذکر مبعوث من اللہ سلامت ہیں، یک در گیر و محکم گیر، لیکن اسی الہلال کی جلد تین کی چار اور تکذیبیں اس بائیکاٹ کے بالکل خلاف ہیں، صفحہ ۳۳۸ پر مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نسبت کہا:

”یہودیوں نے ان کے سر پر کانٹوں کا تاج رکھا تاکہ وہ صلیب پر لٹا جھجائیں اور

عہ صلیب پر لٹنا بھی عجیب شاید صلیب زمین پر بھی ہوتی مسہری سمجھی ۱۲

جو لکھا ہے پورا ہو گیا
یہ قرآن عظیم کی ساتویں تکذیب کی، وہ فرماتا ہے،
وما صلبوه انھوں نے مسیح کو سولی نہ دی۔

نیز اسی صفحہ پر کہا،
”مسیح نے اپنی عظیم قربانی کی۔“

اور صفحہ ۳۳۹ پر دو لفظ اور لکھے،
”منظومانہ قربانی“ اور ”خون شہادت“

یہ تینوں لفظ بھی قرآن عظیم کی تکذیب بتاتے ہیں، وہ فرماتا ہے،
وما قتلوه انھوں نے مسیح کو قتل نہ کیا۔

یہاں تک پوری دس تکذیبیں ہوتیں، تلك عشرة كاملة۔
(فتاویٰ رضویہ ج ۴ ص ۱۵۶ تا ۱۵۸)

(۹) مزید فرمایا،

نیجری تہذیب اور ساختہ تادیب کے خواب غفلت سے جاگو جس سے کلمہ تکذیب و توہین خدا و رسول
سنو، تمہارا کیسا ہی معظّم یا پیارا ہو دور کرو، دور بھاگو، خدا کے دشمن کو دشمن مانو، اس سے تعلق کو آگ
جانو، ورنہ عنقریب دیکھ لو گے کہ تمہارے قلوب مسخ ہو گئے، تمہارے ایمان نسخ ہو گئے، تمہارا نکاح فسخ ہو گئے۔
فستذكرون ما أقول لكم وافوض امری الى الله ان الله بصير بالعباد من
يضلل الله فما له من هاد ومن يهد الله فما له من مضل۔

توجہ دہ وقت آتا ہے کہ جو میں تم سے کہہ رہا ہوں اُسے یاد کرو اور میں اپنے کام اللہ کو
سونپتا ہوں، بیشک اللہ بندوں کو دیکھتا ہے۔ اور جسے اللہ گمراہ کرے اس کی کوئی ہدایت کرنے والا
نہیں، اور جسے اللہ ہدایت دے اُسے کوئی بہکانے والا نہیں۔ (ت)

(فتاویٰ رضویہ ج ۴ ص ۱۴۰، ۱۴۱)

۱۵۷/۴	۱ القرآن الکریم	۳۳۸/۳	۱۱ الہلال ابو الکلام آزاد
۳۳۹/۳	۱۲ الہلال	۱۱	۱۲
۱۹۶/۲	۱۳ القرآن الکریم	۱۵۷/۴	۱۴ القرآن الکریم
۳۷، ۳۶/۳۹	۱۵	۴۴/۴	۱۵

(۱۰) جماعت اہلسنت میں تفرقہ ڈالنا، مشرکوں کے کہنے سے عید گاہ چھوڑ کر جماعت اہلسنت سے منہ موڑ کر مسجد الہی کو ویران کرنے کے لئے کافروں کے زیرِ سایہ نماز ادا کرنا کیسا ہے، اور ایسا کرنے والوں کا حکم شرعی کیا ہے۔ اس کے جواب میں فرمایا:

جماعت اہل سنت میں (کہ محاورہ قرآن و حدیث میں وہی مومنین ہیں کما بینہ الامام صدر الشریعہ فی التوضیح والملاحی القاری فی السقاۃ شرح مشکوٰۃ) (جیسا کہ اسے امام صدر الشریعہ نے توضیح میں اور ملا علی قاری نے مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں بیان کیا ہے۔ ت) تفرقہ ڈالنا حرام ہے۔ رب عزوجل نے منافقین کی بنائی مسجد پر جو سخت غضب فرمایا اور اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حکم دیا کہ لا تقم فیہ ابداً کبھی اس میں کھڑے نہ ہونا، اور اس کے بنانے والوں کو فرمایا:

اسس بنیانہ علی شفاعوت ہاس فانہا سربہ فی نار جہنم۔

اس نے اس کی بنیاد رکھی گراؤ گڑھے کے کنارے پر تو وہ اسے لے کر جہنم کی آگ میں ڈھے پڑا۔ اور حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو بھیج کر اس کو ڈھوا دیا، جلوادیا۔ پھر حکم دیا کہ اس جگہ کو گھورا بنایا جائے جس میں نجاستیں اور گورڈا لا جائے۔ رب عزوجل نے اس کی چار علتیں ارشاد فرمائیں:

تیسری علت یہی تفریقاً بین المومنین (مسلمانوں میں تفرقہ ڈالنے کو۔ ت) ہے کہ انھوں نے اس کے سبب جماعت میں تفرقہ ڈالنا چاہا تھا۔ معالم شریف میں ہے:

لانہم کانوا جمیعاً یصلون فی مسجد قبا فبنوا مسجد الضراس لیصلی فیہ بعضهم فیودی ذلک الی الاختلاف وافتراق الكلمة۔

یعنی ساری جماعت مسجد قبا شریف میں ہوتی تھی، خبتار نے وہ نقصان رسائی کی مسجد اس لئے بنائی کہ کچھ مسلمان اس میں پڑھیں، جس کا نتیجہ یہ ہو کہ ٹھوٹ پڑے اور تفرقہ ہو جائے۔ بلکہ ان خبیثوں نے جو عذر تفریق ظاہر کیا تھا یہ تفریق جبلیہ اس سے ہزاروں درجے بدتر ہے۔ انھوں نے کہا تھا:

انا قد بنینا مسجد الذی العلة والحاجة واللیلة المطیرة واللیلة الشاتیة۔

۱۰۹/۹ القرآن الکریم

۱۰۸/۹ القرآن الکریم

۱۰۷/۹

۱۰۷/۹ تحت الآیۃ ۱۰۷ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۲۴۴/۲

ہم نے مسجد بنائی ہے بیمار اور کامی اور بارش کی رات اور جاڑے کی شب کے لئے۔
اور ان کا عذر تفریق یہ ہوا کہ عالم دین معاذ اللہ کا فروید مذہب و ناقابلِ امانت ہے، جھوٹے
وہ بھی تھے اور جھوٹے یہ بھی، مگر صر

بہیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا

(راستے کا تفاوت دیکھ کہاں سے کہاں تک ہے۔ ت)

مسلمانوں کو مسجدِ الہی میں جانے سے منع کرنے اور اس کی ویرانی میں کوشاں ہونے کا حکم
تو یہ ہے جو قرآن عظیم میں فرمایا:

وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ مَنَعَ مَسْجِدَ اللَّهِ اِتِّدَارَ يَدِكُنِهَا اسْمُهُ وَسُجُى فِي خَوَابِهَا اُولٰٓئِكَ
مَا كَانَ لَهُمْ اَنْ يَدْخُلُوْهَا الْاَخَانِيْنَ ۗ لَهُمْ فِي الدُّنْيَا عَذَابٌ وَّ لَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ
عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝

اس سے بڑھ کر ظالم کون جو اللہ کی مسجدوں کو ان میں نامِ الہی لینے سے روکے اور ان کی
ویرانی میں کوشش کرے ایسوں کو نہیں پہنچتا تھا کہ ان میں جائیں مگر ڈرتے ہوئے، ان کے لئے
دنیا میں رسوائی ہے اور ان کے لئے آخرت میں بڑا عذاب۔

مگر یہاں اُن کا عذر یہ ہو گا کہ ہمیں مسجد ویران کرنا اور اس میں نماز سے روکنا مقصود نہ تھا بلکہ
ہم نے تو بھلائی ہی چاہی تھی کہ امام کے صحیح مسلمانوں کی نماز خراب نہ ہو، یہ بھلائی چاہنے کا عذر بھی
ان منافقوں مسجد ضرار بنانے والوں نے پیش کیا تھا اور خالی زبانی نہیں بلکہ قسم کے ساتھ مؤکد
کہہ کے:

قَالَ اللَّهُ تَعَالٰی وَلِيَحْلِفْنَ اَنْ اَسَدْنَا اِلَّا الْحَسَنِي ۝

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ضرور ضرور اللہ کی قسم کھا کر کہیں گے کہ ہم نے تو تفریقِ جماعت سے بھلائی

ہی چاہی۔

اس پر جواب فرمایا:

وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اَنَّهُمْ لَكَاذِبُونَ ۝ اللہ گواہی دیتا ہے کہ بیشک یہ جھوٹے ہیں۔

جبکہ وہ وجہ جو یہ ظاہر کرتے ہیں قطعاً کذب و باطل ہے، محض معاندانہ اس کا جھوٹا جیلہ گھر کہ مسلمانوں کو مسجد سے روکنا اور جماعت میں پھوٹ ڈالنا چاہا تو وہ نہ ہوا مگر مسجد الہی کو یا د الہی سے روکنا، مسلمانوں میں تفرقہ ڈالنے اور انھیں مسجد سے روکنے میں کافروں سے مدد لینا اور انھیں اغوائے مسلمین کے لئے راستوں پر مقرر کرنا نظر بحقیقت تو ٹھیک مناسبت پر واقع ہوا، کافروں سے زیادہ اس کا اہل کون تھا، ایسے کام لینے والوں کے ایسے کام کو ایسے ہی کام کرنے والے مناسب تھے،

الخبیث للخبیثین والخبیثون للخبیثین

گندیاں گندوں کے لئے اور گندے گندیوں کے لئے۔ (ت)

مگر ان کے زعم پر یہ کافروں سے استمداد اسی قسم میں واقع ہوا جو ان کے ادعا میں دینی کام تھا اور دینی کام میں کافروں سے استعانت حرام۔

قال الله عز وجل لا يتخذ المؤمنون الكفارین اولیاء من دون المؤمنین ومن یفعل ذلک فلیس من الله فی شئ۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا، مسلمان مسلمانوں کے سوا کافروں کو مددگار نہ بنائیں اور جو ایسا کرے اُسے اللہ سے کچھ علاقہ نہیں۔

تفسیر ارشاد العقل و تفسیر فتوحات الہیہ میں اسی آیت کریمہ کی تفسیر میں ہے :

نهوا عن الاستعانة بهم فی الامور الدینیة۔

اس آیت کریمہ میں مسلمانوں کو اس سے منع فرمایا کہ کافروں سے کسی دینی کام میں مدد لیں۔ یونہی ایسی نماز قائم کرنے کے لئے جس کی بنا پر مسلمانوں میں تفرقہ ڈالنے اور سنی عالم کی اقتداء سے روک کر غالباً کسی منہم کے پیچھے پڑھوانے پر ہو، زمین کفار ہی مناسب تھی کہ قضیہ زمین برسر زمین، ورنہ فقہائے کرام نے تو کافر کی زمین میں نماز پڑھنے سے اتنا روکا ہے کہ مسلمان کی زمین میں بے اس کے اذن کے پڑھے اور کافر کی زمین سے بچے، اور اگر مسلمان کی زمین میں کھیتی ہے کہ اس میں نہیں پڑھ سکتا تو راستے میں پڑھے اور کافر کی زمین میں نہ پڑھے اگرچہ

راستے میں نماز پڑھنا مکروہ ہے مگر یہ کراہت کافر کی زمین میں پڑھنے کی کراہت سے ہلکی ہے۔ حاوی قدسی میں ہے :

ان اضطر بین ارض مسلم و کافر یصلی فی ارض المسلم اذ لم تکن مزدوعة فلو مزدوعة او
لکافر یصلی فی الطریق لے

اگر مسلمان اور کافر کی زمین کے درمیان اضطراب آگیا تو مسلمان کی زمین میں نماز ادا کی جائیگی بشرطیکہ وہ کاشت نہ ہو، اگر وہ زیر کاشت ہے یا کافر ہی کی زمین ہے تو راستے میں نماز ادا کر لی جائے۔ (ت)

ہاں ظاہراً یہاں اس کافر مالک زمین کا اذن ہوگا، اب ایمانی نگاہ سے یہ فرق دیکھنا چاہئے کہ کہاں تو کافر کی بے خبری میں اس کی زمین میں وہ نماز پڑھنی جس سے رضائے الہی مقصود ہو اور کہاں مسلمانوں کی جماعت میں تفرقہ ڈالنے اور بندگان الہی کو مسجد الہی سے روکنے کے لئے کافر کی دلی خوشی کہ مسلمانوں میں پھوٹ پڑے پوری کرنے کو اس کی زمین میں نماز قائم کرنی، کافر کی وہ کراہت بدتر تھی جو اس کی زمین میں نماز پڑھنے سے ہوتی یا کافر کی یہ خوشی بدتر جہا بدتر ہے جو اس کی کراہت قلب پر غالب آگئی اور جس کے سبب خود اس نے اپنی زمین خوش خوش نماز کے لئے دی، اول کا مقصود رضائے الہی ہے اور کافر کو اس سے غیظ و نفرت، اور دوم کا مقصود مسلمانوں میں تفرقہ ہے کہ نامرضی خدا ہے اور کافر کو اس سے سرور و فرحت، فاعتبدو الایا ولی الایصار (اے اہل بصارت ! عبرت حاصل کرو۔ ت)

بلاشبہ ایسا کرنے والے مسجد ضرار والے منافقوں کے وارث اور مسلمانوں کے بدخواہ اور ایذا دہ مسلمین کے لئے مشرکین کے آلے اور ان کے مسخرے یعنی ان کے ہاتھوں میں ضرار اسلام کے لئے مسخر ہیں والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۱۴ ص ۱۶۱ تا ۱۶۵)

(۱۱) بُت پرستوں کو خوش کرنے کے لئے گائے کی قربانی سے لوگوں کو جبراً روکنا کیسا ہے اور ایسا کرنے والوں نیز مشرکوں کے دام شیطنت میں پھنس کر گائے کی قربانی چھوڑ دینے والوں کا کیا حکم ہے۔ اس کے جواب میں فرمایا :

گائے کی قربانی بیشک شعارِ اسلام ہے ،
 قال اللہ تعالیٰ والبدن جعلناھا لکم من شعائر اللہ
 اللہ تعالیٰ نے فرمایا ، ہم نے اونٹ اور گائے کی قربانی کو تمھارے لئے دین الہی کی نشانیوں سے
 کیا ۔ (ت) (فتاویٰ رضویہ ج ۱۴ ص ۱۶۵)

(۱۲) اسی سلسلہ میں مزید فرمایا ،

تو جو لوگ خوشنودی مشرکین کے لئے اس شعارِ اسلام کو مٹانا چاہتے اور مسلمانوں کو اس کے
 چھوڑنے پر زور دیتے ہیں سخت فاسق ، مفسد ، آمر بالحرام ، بدخواہ اسلام ، مسلمانوں کے رہزن ہیں ۔
 مشرکین کے گرگے ، شیطان کے بھاتی ، ابلیس کے کارندے ، حق کے دشمن ہیں ، منافقوں کے
 وارث ہیں ، جن کو حق سبحانہ فرماتا ہے ،

الْمُنْفِقُونَ وَالْمُنْفِقَاتُ بَعْضُهُمْ مِنْ بَعْضٍ يَمُرُّونَ بِالْمُنْكَرِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمَعْرُوفِ وَ
 يَقْبِضُونَ أَيْدِيَهُمْ نَسُوا اللَّهَ فَنَسِيَهُمُ إِنَّ الْمُنْفِقِينَ هُمُ الْفَاسِقُونَ ۝ وَعَدَ اللَّهُ
 الْمُنْفِقِينَ وَالْمُنْفِقَاتُ وَالْكُفَّارَ نَارَ جَهَنَّمَ خَالِدِينَ فِيهَا هِيَ حَسْبُهُمْ وَلَعْنَةُ اللَّهِ وَلَهُمْ
 عَذَابٌ مُّقِيمٌ ۝

منافی مرد عورت آپس میں ایک ہیں برائی (مثلاً شعارِ اسلام بند کرنے) کا حکم دیتے ہیں اور
 بھلائی (شعارِ اسلام جاری رکھنے) سے روکتے ہیں ، اور (نیک کام خصوصاً شعارِ اسلام) سے
 ہاتھ کھینچتے ہیں وہ اللہ کو بھول گئے تو اس نے انہیں چھوڑ دیا ، بیشک منافی ہی پکے فاسق ہیں ، اللہ نے
 منافی مردوں عورتوں اور ان کافروں سے (جن کی طرف یہ منافی جھکتے اور ان کی خوشنودی چاہتے ہیں)
 جہنم کی آگ کا وعدہ فرمایا ہے جس میں وہ سب ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے وہ ان کے عذاب کو بہت ہے اور
 اللہ نے ان سب پر لعنت کی اور ان کے لئے دائم عذاب ہے ۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ ۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۱۴ ص ۱۶۷)

(۱۳) بہار اور اڑیسہ کے علماء نے ابوالکلام آزاد کی تحریک پر حضرت شاہ بدر الدین پھلواروی کو
 امیرِ اسلام مقرر کر کے لوگوں کو ان کی بیعت کا کہا ۔ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ سے اس سلسلہ میں استفتاء کے

ذریعے امیر کے احکام و شرائط پوچھے گئے، جس کے جواب میں آپ نے فرمایا :
امیر شریعت دو قسم ہے : اختیاری و قہری ۔

اختیاری وہ جو کسی پر اپنے احکام کی تنفیذ میں جبر کا اختیار نہیں رکھتا، احکام شریعت بتا دینا اس کا کام ہے، ماننا نہ ماننا لوگوں کے اختیار، یہ امیر شریعت متدین فقہائے اہلسنت ہیں۔
قال الله تعالى يا ايها الذين امنوا اطيعوا الله واطيعوا الرسول واولى الامر منكم
اولو الامر هم العلماء على اصح الاقوال كما قال تعالى "ولوردة الى الرسول والى اولى الامر
منهم لعلمه الذين يستنبطونه منهم"۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے : اے اہل ایمان ! اللہ کی اطاعت کرو اور اس کے رسول کی
اطاعت کرو، اور تم میں سے جو صاحب امر ہیں ان کی ۔ اصح قول کے مطابق اولو الامر سے مراد علماء
ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے : اور کاش وہ اُسے لوٹائیں رسول کی طرف اور اپنے ذی اختیار
لوگوں کی طرف، تو ضرور ان سے اس کی حقیقت جان لیں گے وہ جس کو استنباط کرتے ہیں ان
میں سے ۔ (ت)

عدم سلطان کی حالت میں مسلمانوں پر اپنے امور دینیہ میں متدین معتمد علمائے اہلسنت کی
طرف رجوع کرنا اور بھی لازم تر ہو جاتا ہے کہ بعض بعض خاص دینی کام جنہیں ولایۃ وقضاۃ اٹھائے
ہوتے ہیں، ان میں تاحد ممکن انہیں کے حکم سے تکمیل کرنی ہوتی ہے، جیسے معاملہ عین و تنفیذ انکح و
خیارات بلوغ وغیرہا سوائے حدود و تعزیر و قصاص جس کا اختیار غیر سلطان کو نہیں ۔

فاذا عسر جمعهم على واحد استقل كل قطي باتباع علمائه فان كثروا فالمتبع
اعلمهم فان استووا اقرع بينهم ۔ کہا فی الحدیقة الندیة عن الفتاوی العتابیة ۔
جب ایک پر اتفاق دشوار ہو تو ہر علاقہ کے لوگ اپنے عالم کی اتباع کر لیں، اگر علماء کثیر ہوں
تو سب سے بڑے عالم کا اتباع کیا جائے، اگر علم میں برابر ہوں تو ان کے درمیان قرعہ اندازی کر لی جائے۔
جیسا کہ حدیقة ندیہ میں فتاوی عتابیہ سے ہے ۔ (ت)

۱۔ القرآن الکریم ۵۹/۴

۲۔ " ۶۳/۴

۳۔ الحدیقة الندیة النوع الثالث من انواع العلوم الثلاثة الخ مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد ۱/۳۵۱

یہ امیر شرعی کسی کے انتخاب پر نہیں بلکہ خود با انتخاب الہی منتخب ہے، دیانت و فقہیت میں اس کا تفرد و تفوق خود ہی اسے متعین کرتا ہے یہاں تک کہ لوگ اگر اس کے غیر کو منتخب کریں گے خطا کریں گے اور اسی کا اتباع لازم ہو گا کہ وہی اہل ہے اور بطائع خود ہی دینی امور میں اس کی طرف رجوع پر مجبور ہوتی ہیں کہ دوسری جگہ ویسا حل شافی نہیں پائیں یہاں تک کہ اس کے اکابر اعدا کہ بوجہ بد دینی یا حسد شیطانی اس کے سخت دشمن ہوتے ہیں، اور زبردستی اس پر اپنی تعلیٰ چاہتے ہیں، مسائل مشککہ کے حل کرنے میں اس کے محتاج رہتے ہیں، اپنے گنہگاروں کے ذریعہ سے اس کے آگے ہاتھ پھیلاتے ہیں یوں اپنے لاحل مسئلوں کی گرہ کھلاتے ہیں۔

ذٰلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَن يَشَاءُ وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ

یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے عطا کرتا ہے جسے وہ چاہے، اور اللہ فضل عظیم کا مالک ہے۔ (ت)
اس امیر شریعت کے ہاتھ پر بیعت نہ کچھ ضرور نہ اس کا دستور نہ اس کا ترک گناہ و محذور، بلکہ اس کا معیار وہی ہے جو اوپر مذکور۔ اس کے فیصلے کو بہار وارڈیس کے جملہ علماء پر نظر تفصیلی صحیح شرعی نے جو فیصلہ ہوا آپ ہی منظور۔

وَاللَّهُ عَلِيمٌ بِنَاثَاتٍ ۝ لِّصُّورِ ۝ اِلَّا اِلَى اللَّهِ تَصِيُّوَالْاُمُورِ

اور اللہ سینوں کے رازوں کو جانتا ہے، اور سنو تمام امور اللہ کی بارگاہ میں لوٹتے ہیں۔ (ت)

(فتاویٰ رضویہ ج ۱۴ ص ۱۶۸، ۱۶۹)

(۱۴) سلطنت عثمانیہ کی اعانت کی فرضیت اور خلافت شرعیہ کے لئے شرط قرشیت کے بارے میں ایک سوال کا تفصیلی جواب دیتے ہوئے ایک رسالہ تحریر فرمایا جس کا نام ہے ”دوام لعیش فی الائمہ من قریش“، اس میں مولانا عبدالباقی فرنگی محلی اور ابوالکلام آزاد کے موقف کا رد کرتے ہوئے ثابت کیا کہ خلافت شرعیہ کے لئے قرشیت شرط ہے۔ مگر اعانت سلطنت اسلام اور اعانت مسلمان کے لئے سلطان کا قرشی ہونا شرط نہیں، چنانچہ اس سلسلے میں فرمایا،
سلطنت علیہ عثمانیہ ایدہ اللہ تعالیٰ نہ صرف عثمانیہ ہر سلطنت اسلام نہ صرف سلطنت ہرجاعت اسلام نہ صرف جماعت ہر فرد اسلام کی خیر خواہی ہر مسلمان پر فرض ہے اس میں قرشیت شرط ہونا

کیا معنی، دل سے خیر خواہی مطلقاً فرض عین ہے اور وقت حاجت دُعا سے امداد و اعانت بھی ہر مسلمان کو چاہئے کہ اس سے کوئی عاجز نہیں اور مال یا اعمال سے اعانت فرض کفایہ ہے اور ہر فرض بقدر قدرت ہر حکم بشرط استطاعت۔

قال تعالى لا يكلف الله نفساً الا وسعها۔ وقال تعالى فاتقوا الله ما استطعتم۔
اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اللہ کسی نفس کو اس کی طاقت سے بڑھ کر تکلیف نہیں دیتا۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تو اللہ سے ڈر وہاں تک ہو سکے۔ (ت) (فتاویٰ رضویہ ج ۱۲ ص ۱۷۴)

(۱۵) رسالہ مذکورہ بالا میں ہی فرمایا: تنبیہ: امامت متغلب صحت خلافت بالائے طاق۔ حکم اتباع بھی نہیں لاتی جہاں تک اثارتِ قتنہ یا ضرر و تاذی نہ ہو جس کا بیان مقدمہ میں گزرا، حیث ان پر جو مسلمان کہلا کر امر دینی میں مشرک کے پس رو بنتے اور اسے اپنا رہنما بتاتے ہیں۔

وقد امروا ان يكفروا به ويوید الشیطن ان یضللهم ضللاً بعيداً۔
اور حکم یہ تھا کہ اُسے اصلاً نہ مانیں اور ابلیس یہ چاہتا ہے کہ انھیں دُور بہکا دے۔ (ت)
کیا خوف نہیں کہ تے کہ روز قیامت انھیں کے گروہ میں محشور ہوں جن کو قرآن عظیم نے فرمایا:
وقاتلوا ائمة الكفر کفر کے اماموں سے لڑو۔

اور فرمایا:

وجعلنهم ائمة یدعون الی الناس۔

ہم نے انھیں ایسے امام کیا کہ دوزخ کی طرف بلاتے ہیں۔

وقال الله تعالى يوم ندعو اکل الناس بامامهم۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: جس دن ہم ہر گروہ کو اس کے امام کے ساتھ بلائیں گے۔

یعنی جس کو انھوں نے امر دین میں رہنما بنایا اور اس کے لئے پس رو ہوئے اگرچہ مشرک ہو کہ آگے تفصیل میں دونوں ہی قسموں کا بیان فرمایا ہے فمن اوتی کتبه بیہینہ (جن کا اعمال نامہ داپنے

۱۷/۶۴ القرآن الکریم

۴۱/۲۸ " ۴۵

۷۱/۱۷ " ۷۶

۲۸۶/۲ القرآن الکریم

۶۰/۴ " ۷۳

۷۱/۱۷ " ۷۵

ہاتھ میں دیا گیا) اور من کات فی ہذہ اعنی (جو یہاں راہِ حق سے اندھے تھے) نسأل اللہ العفو والعافیۃ۔
(فتاویٰ رضویہ ج ۱۴ ص ۲۲۱)

(۱۶) اسی میں فرمایا :

مسٹر آزاد نے بڑا زور اس پر دیا ہے کہ ”اسلام تو قومی امتیاز کے اٹھانے کو آیا ہے پھر وہ خلافت کو قریش کے لئے کیسے خاص کر سکتا ہے“ یہ اعتراض مسٹر آزاد کا طبعِ عزاد نہیں خارجی خبیثوں سے سیکھا ہے۔

کذالک قال الذین من قبلہم مثل قولہم تشابہت قلوبہم۔
یونہی ان کے اگلوں نے انہیں کی سی کہی تھی ان کے دل ایک سے ہیں۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۱۴ ص ۲۲۶)

(۱۷) ایک ہندو عورت نے اسلام قبول کیا اور مسلمان مرد سے نکاح کر لیا، ان کے ایک بیٹی پیدا ہوئی، اب نومسلمہ کے ہندو رشتہ دار انہیں مجبور کر رہے ہیں کہ وہ اپنی بیٹی ان کے حوالے کریں اور کچھ مسلمان بھی اغراضِ فاسدہ کی بنیاد پر ہندو کی حمایت کر رہے ہیں۔ اس سلسلے میں اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کی خدمت میں ایک سوال بھیجا گیا جس کا خلاصہ یہ ہے کہ :

(۱) کیا وہ میاں بیوی دنیاوی ذلت و رسوائی سے بچنے کے لئے اپنی بیٹی ہندو کے حوالے کر دیں کہ وہ اسے کافرہ بنائیں۔

(۲) یا جان توڑ کوشش کر کے اس کی حفاظت کریں۔

(۳) کیا مسلمانانِ شہر کو ان کی مدد کرنا لازم ہے ؟

(۴) جو مسلمان اس سلسلے میں کفار کی حمایت کر رہے ہیں ان کا حکم شرعاً کیا ہے۔

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے اس سوال کا شق وار جواب دیا جو حسب ذیل ہے :

(۱) حرام حرام جب تک حالتِ اکراہ شرعی کی نہ ہو۔

قال اللہ تعالیٰ ”الامن اکراً وقلبه مطمئن بالایمان“

اللہ تعالیٰ نے فرمایا : سو اس کے جو مجبور کیا جائے اور اس کا دل ایمان پر جما ہوا

ہو۔ (ت)

فوائد فقیر جلد ۱

(۲) فرض فرض فرض ہے کہ ہر جائزہ کو شش کو حد امکان تک پہنچادیں اور کسی طرح اس میں سستی یا تخم ہمتی کو کام نہ دیں۔

قال الله تعالى يا ايها الذين امنوا قوا انفسكم واهليكم نارا۔
اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے ایمان والو! اپنی جانوں اور گھروالوں کو آگ سے بچاؤ۔ (ت)
(۳) فرض فرض فرض ہے کہ ہر مسلمان بقدر قدرت اس مسلمان لڑکی کو اس سخت تر آفت سے بچائے اور کوئی کوشش جس حد تک جائز اور ممکن ہے اسے اٹھانہ رکھے۔

قال الله تعالى تعاونوا على البر والتقوى۔
اللہ تعالیٰ نے فرمایا: نیکی اور پرہیزگاری پر ایک دوسرے کی مدد کرو۔ (ت)
یہ فرض کفایہ ہے جتنے مسلمانوں کی کوشش سے کام چل جائے کافی ہے سب پر سے فرض اتر جائیگا، ورنہ سب گنہگار اور سخت وبال میں گرفتار رہیں گے، والیعاذ باللہ۔

(۴) اس کے لئے نار ہے نار ہے نار، اس پر غضب ہے غضب ہے غضب جبار۔
قال الله تعالى لا تعاونوا على الاثم والعدوان۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: گناہ اور زیادتی پر باہم مدد نہ دو۔ (ت)
علمائے دوسرے کے کفر پر راضی ہونے کو کفر لکھا ہے الرضا بالکفر کفر، نہ کہ دوسرے کو کافر بنانے میں کوشش، یہ بلا شبہ حکم فقہار کفر ہے، حکم فقہائے کرام ایسے شخص کی عورت اس کے نکاح سے نکل جائیگی اور وہ ان تمام امور کا سزاوار ہوگا جو ایک مرتد کے ساتھ کئے جانے کا حکم کہ اس کے پاس بیٹھنا، بات چیت، میل جول، شادی بیاہت، بیمار پرسی، جنازہ پر جانا، اسے غسل دینا، کفن دینا، نماز جنازہ پڑھنا، جنازہ بتکیم اٹھانا، مسلمانوں کے مقابر میں دفن کرنا سب یک قلم ناجائز و گناہ ہے۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۱۲ ص ۲۳۹، ۲۴۰)

(۱۸) سادات کرام کو گالیاں دینے والوں اور اس کے مددگاروں اور حامیوں کے بارے میں فرمایا: رہے اس کے معاونین خواہ مولوی کہلاتے ہوں یا سیٹھ، اگر خود ان کلمات ملعونہ میں اس کے معاون ہیں یا ان کو جائزہ رکھتے ہیں یا ہلکا جانتے ہیں تو ان سب کا بھی یہی حکم ہے جو اس کا ہے، اور

اگر ایسا نہیں جب بھی ایسے شخص کے ساتھ میل جول کے سبب عاصی و مخالف علم شرع ہیں۔
 قال الله عز وجل واما ينسبك الشيطان فلا تقعد بعد الذكرى مع القوم الظالمين
 اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اور جو کہیں تجھے شیطان بھلا دے تو یاد آئے پر ظالموں کے پاس
 نہ بیٹھ۔ (ت)

قال الله عز وجل ولا تتركوا الى الذين ظلموا فتمسكم النار
 اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اور ظالموں کی طرف نہ جھکو کہ تمہیں آگ چھوے گی۔ (ت)
 (فتاویٰ رضویہ ج ۱۴ ص ۲۴۱)

(۱۹) انگریزی پڑھنے کے بارے میں ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے فرمایا:
 ایسی انگریزی پڑھنا جس سے عقائد فاسد ہوں اور جس سے علمائے دین کی توہین دل میں آئے
 انگریزی ہو خواہ کچھ ہو ایسی چیز پڑھنا حرام ہے، اور یہ لفظ کہ ”مولوی لوگ کیا جانتے ہیں“ اس سے
 ضرور علماء کی تحقیر نکلتی ہے اور علمائے دین کی تحقیر کفر ہے۔

قال الله تعالى ولئن سألتهم ليقولن انما كنا نخوض ونلعب قل ابا الله وآياته
 ورسوله كنتم تستهزءون، لا تعتذروا قد كفرتم بعد ايمانكم۔ اخرجه ابن جرير وابن ابی
 حاتم و ابوالشيخ وابن مردويه عن عبد الله بن عمر رضي الله تعالى عنهما وابن جرير
 عن يزيد بن اسلم وعن محمد بن كعب وغيرهما قال سرجل في غزوة تبوك في مجلس
 يوم ما رأينا مثل قرأنا هؤلاء ولا اسرغب بطونا ولا اكدب السنة ولا اجيب
 عند اللقاء فقال سرجل في المجلس كذبت ولكنك منافق لا خبرن رسول الله
 صلى الله تعالى عليه وسلم فبلغ ذلك رسول الله صلى الله عليه وسلم ونزل القرآن
 قال عبد الله فانا رأيت متعلقا بحقب ناقه رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم
 والحجارة تنكبه وهو يقول يا رسول الله انما كنا نخوض ونلعب والنبى صلى الله تعالى
 عليه وسلم يقول ابا الله وآياته ورسوله كنتم تستهزءون۔ والله تعالى اعلم۔

لہ القرآن الکریم ۶۸/۶

لہ القرآن الکریم ۶۵/۹

لہ الدر المنثور بحوالہ ابن جریر وابن ابی حاتم وابن ابی شیح الخ تحت الآیة ۹/۶۵ دار احیاء التراث العربی بیروت ۲۰۹
 جامع البیان (تفسیر ابن جریر) تحت الآیة ۹/۶۵ دار احیاء التراث العربی بیروت ۱۹۵/۱۰

اللہ تعالیٰ نے فرمایا : اور اگر آپ ان سے پوچھیں تو کہیں گے ہم تو دلچسپی اور کھیل کرتے ہیں آپ فرما دیجئے کیا اللہ تعالیٰ، اس کی نشانیوں اور اس کے رسول سے ٹھٹھا کرتے ہو بہانے نہ بناؤ تم اپنے ایمان کے بعد کافر ہو گئے ہو۔ ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ اور ابن مردویہ نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور ابن جریر نے حضرت زید بن اسلم اور محمد بن کعب وغیرہما رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے حدیث کی تخریج کی کہ ایک شخص نے ایک دن میں ایک مجلس میں غزوہ تبوک کے موقع پر کہا کہ ہم نے اپنے ان قاریوں کی مانند اور نہ دیکھے نہ کھانے کے لالچی اور نہ زبان کے جھوٹے، اور نہ دشمن کے مقابلہ میں بزدل۔ تو اس مجلس میں ایک شخص نے کہا تو جھوٹ کہتا ہے تو منافق معلوم ہوتا ہے میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ضرور اس بات کی خبر دوں گا، تو اس کی یہ بات حضور اکرم کو معلوم ہوئی اور قرآن نازل ہوا۔ حضرت عبداللہ نے فرمایا : تو میں نے اس شخص کو حضور اکرم کی اونٹنی کے تنگ کے ساتھ لٹکا ہوا دیکھا پتھر سے زخمی کر رہے تھے اور وہ کہہ رہا تھا : یا رسول اللہ ! ہم تو دلچسپی اور کھیل کر رہے تھے، اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اس کو فرما رہے تھے : کیا اللہ تعالیٰ، اس کی آیات اور اس کے رسول سے ٹھٹھا کرتے ہو۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۱۴ ص ۲۴۴، ۲۴۵)

(۲۰) رسالہ ”رد الرفضہ“ میں روافض کے کفریہ اعتقادات کو بیان کرتے ہوئے فرمایا :
کفر اول : قرآن عظیم کو ناقص بتاتے ہیں، کوئی کہتا ہے اس میں سے کچھ سورتیں امیر المؤمنین عثمان غنی ذوالنورین یا دیگر صحابہ یا اہلسنت رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے گھٹا دیں۔ کوئی کہتا ہے کچھ لفظ بدل دیئے۔ کوئی کہتا ہے یہ نقص و تبدل اگرچہ یقیناً ثابت نہیں محتمل ضرور ہے، اور جو شخص قرآن مجید میں زیادت یا نقص یا تبدل کسی طرح کے تصرف بشری کا دخل مانے یا اسے محتمل جانے بالاجماع کافر مرتد ہے کہ صراحۃً قرآن عظیم کی تکذیب کر رہا ہے۔ اللہ عز وجل سورۃ حجر میں فرماتا ہے :

اَنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاَنَّا لَہٗ لِحَافِظُوْنَ ۙ

بیشک ہم نے اتارا یہ قرآن اور بیشک بالیقین ہم خود اس کے نگہبان ہیں۔
 بیضاوی شریف مطبع لکھنؤ صفحہ ۴۲۸ میں ہے :

لِحَافِظُوْنَ اِیْ مِنَ التَّحْرِیْفِ وَالتَّزْیَادَةِ وَالنَّقْصِ ۙ

۱۵/۹ القرآن الکریم

۱۵/۹ انوار التنزیل المعروف بالبیضاوی

تحت الآیۃ ۱۵/۹

دار الفکر بیروت ۳/۳۶۲

یعنی تبدیل و تحریف اور کمی بیشی سے حفاظت کرنے والے ہیں۔ (ت)

جلالین شریف میں ہے :

لحفظون من التبديل والتحريف والزيادة والنقص

یعنی حق تعالیٰ فرماتا ہے ہم خود اس کے نگہبان ہیں اس سے کہ کوئی اسے بدل دے یا الٹ پلٹ کر دے یا کچھ بڑھا دے یا گھٹا دے۔

جمل مطبع مصر جلد ۲ ص ۵۶۱ میں ہے :

بخلاف سائر الكتب المنزلة فقد دخل فيها التحريف والتبديل بخلاف

القرآن فإنه محفوظ عن ذلك لا يقدر احد من جميع المخلوق الانس والجن ان يزيد فيه او ينقص منه حرفا واحدا او كلمة واحدة۔

یعنی بخلاف اور کتب آسمانی کے کہ اُن میں تحریف و تبدیل نے دخل پایا، اور قرآن اس سے محفوظ ہے۔ تمام مخلوق جن و انس کسی کی جان نہیں کہ اس میں ایک لفظ یا ایک حرف بڑھا دیں یا کم کر دیں۔

اللہ تعالیٰ سورہ حم السجدة میں فرماتا ہے :

وانه لكتب عن يمينه لا يأتيه الباطل من بين يديه ولا من خلفه تنزيل من

حكيم حميد

بیشک یہ قرآن شریف معزز کتاب ہے، باطل کو اس کی طرف اصلاً راہ نہیں نہ سامنے سے نہ پیچھے سے، یہ اتارا ہوا ہے حکمت والے سرا ہے ہوئے کا۔

تفسیر معالم التنزيل شریف مطبوعہ ممبئی جلد ۴ ص ۳۵ میں ہے :

قال قتادة والسدي الباطل هو الشيطان لا يستطيع ان يغتر او يزيد

فيه او ينقص منه قال الزجاج معناه انه محفوظ من ان ينقص منه

فيأتيه الباطل من بين يديه او يزداد فيه فيأتيه الباطل من خلفه

وعلى هذا معنى الباطل الزيادة والنقصان.

یعنی قنادہ و سدی مفسرین نے کہا باطل کہ شیطان ہے قرآن میں کچھ گھٹا بڑھا بدل نہیں سکتا۔ زجاج نے کہا اس کا معنی یہ ہے کہ باطل زیادت و نقصان ہیں قرآن اس سے محفوظ ہے کہ کچھ کم ہو جائے تو باطل سامنے سے آئے، بڑھ جائے تو پس پشت سے آئے اور یہ کتاب ہر طرح باطل سے محفوظ ہے۔

کشف الاسرار امام اجل شیخ عبدالعزیز بخاری شرح اصول امام ہمام فخر الاسلام بزدوی مطبوع قسطنطنیہ جلد ۳ ص ۸۸ و ۸۹ میں ہے:

كان نسخ التلاوة والحكم جميعا جائزا في حياة النبي صلى الله تعالى عليه وسلم فاما بعد وفاته فلا يجوز قال بعض الرافضة والملحدة ممن يتستر باظهار الاسلام وهو قاصد الى افساده، هذا جائز بعد وفاته ايضا ونعموا انت في القرات كانت آيات في امامة علي وفي فضائل اهل البيت فكتسبها الصحابة فلم تبق باندراس من مانهم، والدليل على بطلان هذا القول قوله تعالى انا نحن نزلنا الذكر وانا له لحافظون، كذا في اصول الفقه لشمس الائمة ملتقطا.

قرآن عظیم سے کسی چیز کی تلاوت و حکم دونوں کا منسوخ ہونا زمانہ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں جائز تھا، بعد وفات اقدس ممکن نہیں، بعض وہ لوگ کہ رافضی اور زہرے زندیق ہیں بظاہر مسلمان کا نام لے کر اپنا پردہ ڈھانکتے ہیں اور حقیقتہً انھیں اسلام کو تباہ کرنا مقصود ہے وہ کہتے ہیں کہ یہ بعد وفات والا بھی ممکن ہے، وہ جکتے ہیں کہ قرآن میں کچھ آیتیں امامت مولا علی اور فضائل اہل بیت میں تھیں کہ صحابہ نے چھپا ڈالیں جب وہ زمانہ مٹ گیا باقی نہ رہیں اور اس قول کے بطلان پر دلیل خود قرآن عظیم کا ارشاد ہے کہ بیشک ہم نے اتارا یہ قرآن اور ہم خود اس کے نگہبان ہیں۔ ایسا ہی امام شمس الائمہ کی کتاب اصول الفقه میں ہے، ملتقطاً۔

امام قاضی عیاض شفا شریف مطبع صدیقی ص ۳۶۲ میں بہت سے یقینی اجماعی کفر بیان کر کے فرماتے ہیں :

وكذلك ومن انكسر القرات او حرفا منه او غير شيئا منه او مراد فيه ٣

۱۔ معالم التنزيل (تفسير البغوي) تحت الآية ۴۱/۴۲ دار الكتب العلمية بيروت ۱۰۳/۴

۲۔ كشف الاسرار عن اصول البزدوي باب تفصيل المنسوخ دار الكتاب العربي بيروت ۱۸۸/۳، ۱۸۹

۳۔ الشفاء بتعريف حقوق المصطفیٰ فصل في بيان ما هو من مثالا كفر دار الكتب العلمية بيروت ۱۴۲/۳، ۱۴۳

یعنی اسی طرح وہ بھی قطعاً جماعاً کافر ہے جو قرآن عظیم یا اس کے کسی حرف کا انکار کرے یا اس میں سے کچھ بدلے یا قرآن میں اس موجودہ سے کچھ زیادہ بتائے۔
فواتح الرحموت شرح مسلم الثبوت مطبع لکھنؤ ص ۶۱ میں ہے:

اعلم انی رأیت فی مجمع البیان تفسیر السبعة ۴ نہ ذهب بعض اصحابہم الی ان القرآن العباد باللہ کان نرائدا علی هذا المكتوب المقروء قد ذهب بتقصیر من الصحابة الجامعين العباد باللہ لم یختص صاحب ذلك التفسیر هذا القول فمت قال بهذا القول فهو کافر لانکار الضوری لہ

یعنی میں نے طبرسی رافضی کی تفسیر مجمع البیان میں دیکھا کہ بعض رافضیوں کے مذہب میں قرآن عظیم معاذ اللہ اس قدر موجود سے زائد تھا جن صحابہ نے قرآن جمع کیا عیاذاً باللہ ان کے قصور سے جاتا رہا اس مفسر نے یہ قول اختیار نہ کیا، جو اس کا قائل ہو کافر ہے کہ ضروریات دین کا منکر ہے۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۱۲ ص ۲۵۹ تا ۲۶۲)

(۲۱) زید نے کہا تمام عبادات اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں اگرچہ وہ اس سے بے نیاز ہے۔ اس پر بکر نے کہا زید کا دماغ خشک ہو گیا ہے بلکہ جو کچھ ہم کرتے ہیں سب اپنی ذات کے لئے کرتے ہیں۔ ان دونوں کا حکم شرعی کیا ہے؟ اس کے جواب میں فرمایا،

زید و بکر اپنی اپنی مراد پر دونوں سچے ہیں۔ بیشک نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ سب اللہ عز و جل ہی کے لئے ہیں یعنی ان سے اسی کی عبادت و نجابت تعظیم مقصود ہے۔

ان صلاتی و نسکی و محیای و مماتی لله رب العلمین لا شریک لہ۔

بیشک میری نماز اور قربانی اور جینا اور مرنا سب اللہ کے لئے ہے جو مالک ہے سارے جہان کا، اس کا کوئی شریک نہیں۔

اور بیشک تمام عبادات و اعمالِ حسنہ اپنے ہی لئے ہیں یعنی اپنے فائدے کو ہیں من عمل صالحا فلنفسہ جو نیک کام کرے وہ اپنے لئے کرتا ہے۔ دونوں قول قرآن عظیم میں موجود ہیں، ہاں

۱۔ فواتح الرحموت بذیل المستصفیٰ مسئلہ کل مجتہد فی مسئلہ الاجتہاد الخ منشورات الشریف الرضی قم ایران ۲/۳۸۸

۲۔ القرآن الکریم ۴/۱۶۲ و ۱۶۳

۳۔ ۴۱/۴۶

تجربہ کا یہ کہنا کہ نزدیک دماغ خشک ہو گیا ہے، مفت ایذا ہے مسلم ہے اس سے معافی چاہیے اور اس کا کہنا کہ یہ سب غلط ہے بہت سخت کلمہ ہے اسے تجدید اسلام چاہئے کہ اس نے ایسے واضح دینی، قرآنی قول کی تغلیط کی۔
(فتاویٰ رضویہ ج ۱۲ ص ۲۷۰)

(۲۲) علماء کی عیب جوئی اور اہانت کرنے والے کے بارے میں فرمایا :
عیب جوئی ہر مسلمان کی حرام ہے نہ کہ علماء کی۔

قال تعالیٰ لا تجسسوا (اللہ تعالیٰ نے فرمایا: عیب نہ ڈھونڈو۔ ت)
اور علمائے دین کی اہانت کفر ہے کما فی مجمع الانہر وغیرہ (جیسا کہ مجمع الانہر وغیرہ میں ہے۔ ت)۔
(فتاویٰ رضویہ ج ۱۲ ص ۲۷۱)

(۲۳) حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے والد ماجد کے ایمان کے بارے میں ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے فرمایا :

مذہب صحیح یہ ہے کہ حضور اقدس سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے والدین کریمین حضرت سیدنا عبد اللہ اور حضرت سیدتنا آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما اہل توحید و اسلام و نجات تھے، بلکہ حضور کے آباء و اہمات حضرت عبد اللہ و آمنہ سے حضرت آدم و حوا تک مذہب ارجح میں سب اہل اسلام و توحید ہیں۔

قال اللہ تعالیٰ الذی یؤک حین تقوم و تعلبک فی الساجدین ۵
اللہ تعالیٰ نے فرمایا : جو تمہیں دیکھتا ہے جب تم کھڑے ہوتے ہو اور نمازیوں میں تمہارے دورے کو۔ (ت)

اس آیت کریمہ کی تفسیر میں سیدنا عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نور ایک نمازی سے دوسرے نمازی کی طرف منتقل ہوتا آیا۔ اور حدیث میں ہے کہ رب عز و جل نے نور اقدس کی نسبت فرمایا کہ اسے اصلا ب طیبہ و ارحام طاہرہ میں رکھوں گا، اور رب عز و جل کبھی کسی کا فر کو طیب و طاہر نہ فرمائے گا، انما

المشركون نجس (بیشک مشرکین نجس ہیں۔ ت) اس بارے میں ہمارا ایک خاص رسالہ ہے
شمول الاسلام لاصول الرسول الکرامہ۔ اور امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے خاص
اس باب میں چھ رسالے لکھے فشکر اللہ سعيہ واجزل ثوابہ (اللہ تعالیٰ ان کی کاوش قبول فرمائے
اور انھیں اجر عظیم سے نوازے۔ ت) (فتاویٰ رضویہ ج ۱۲ ص ۲۴۳)
(۲۴۴) اللہ تعالیٰ رضا جوئے محمدی ہے۔ اس کے اثبات اور اس کو قول بعض جہلاء کہنے والے کی
تردید میں فرمایا :

قاتل کا کہنا کہ جب ہی تو بعض جہلاء الخ بہت سخت قبیح و شنیع واقع ہوا اور جو معنی اس نے بعد
قرار دیئے اس میں بھی وہ حقیقت کو نہ پہنچا بلاشبہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تابع مرضی الہی
ہیں اور بلاشبہ کوئی بات اس کے خلاف حکم نہیں فرماتے اور بلاشبہ اللہ عز وجل حضور اقدس صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم کی رضا چاہتا ہے۔

ولسوف يعطيك ربك فترضى ، قد نرى تقلب وجهك في السماء فلنولينك قبلة
ترضاها فول وجهك شطر المسجد الحرام ۛ

اور بیشک قریب ہے کہ تمہارا رب تمہیں اتنا دے گا کہ تم راضی ہو جاؤ گے۔ ہم دیکھ رہے ہیں
بار بار تمہارا آسمان کی طرف منہ کرنا تو ضرور ہم تمہیں پھر دیں گے اس قبلہ کی طرف جس میں تمہاری
خوشی ہے پس ابھی اپنا منہ پھیر دو مسجد حرام کی طرف۔ (ت)

حکم الہی بیت المقدس کی طرف استقبال تھا حضور تابع فرمان تھے یہ حضور کی طرف سے
رضا جوئی الہی تھی مگر قلب اقدس کعبہ کی طرف استقبال چاہتا تھا، مولیٰ عز وجل نے مرضی مبارک کے لئے
اپنا وہ حکم منسوخ فرما دیا اور حضور جو چاہتے تھے قیامت تک کے لئے وہ ہی قبلہ مقرر فرما دیا، یہ اللہ
عز وجل کی طرف سے رضا جوئی محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے ان میں سے جس کا انکار ہو قرآن عظیم
کا انکار ہے۔ ام المؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض
کرتی ہیں :

لہ العتہ آن الکریم ۲۸/۹

۵/۹۳

۱۴۴/۲

ما امری ربك الا يسارع في هوك - رواه البخاری۔

میں حضور کے رب کو دیکھتی ہوں کہ حضور کی خواہش میں شتابی فرماتا ہے۔ اسے بخاری نے روایت کیا۔

یہ ہے وہ کلمہ کہ بعض ازواجِ مطہرات نے عرض کیا اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انکار نہ فرمایا، تو قائل کا کہنا کہ ایسے خصائص دیکھ کر شاید بعض ازواجِ مطہرات یہ کہنے لگی تھیں دراصل بات یہ ہے الخ یہ بتا رہا ہے کہ ان بعض ازواجِ مطہرات نے خلافِ اصل بات کہی اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مقرر رکھی، حدیثِ روزِ محشر میں ہے، رب عز وجل اولینِ آخرین کو جمع کر کے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے فرمائے گا،

كلهم يطلبون رضائي وانا اطلبك رضاك يا محمدؐ۔

یہ سب میری رضا چاہتے ہیں اور اے محبوب! میں تمہاری رضا چاہتا ہوں۔

۷ خدا کی رضا چاہتے ہیں دو عالم

خدا چاہتا ہے رضا کے محمد صلی اللہ علیہ وسلم

بالجملہ کلمہ بہت سخت و شنیع تھا اور بعد تاویل بھی شناعیت سے بری نہ ہوا، تو بہ لازم ہے، واللہ تعالیٰ اعلم۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۴ ص ۲۷۵، ۲۷۶)

(۲۵) حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خدا کہنے والے اور سجدہ تعظیمی کرانے والے شخص کے بارے میں فرمایا،

کسی بات کی طرف نظر کرنے کی حاجت نہیں بعد اس کے کہ مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ کو خدا کے یقیناً کافر مرتد ہے،

من شك في عذابه وكفره فقد كفر^۳

جس نے اس کے کفر و عذاب میں شک کیا وہ کافر ہو گیا۔ (ت)

جو اس کے قول پر مطلع ہو کہ اس کے کفر میں شک کرے خود کافر۔ مسلمانوں کو اس کے پاس بیٹھنا، اس سے

۱۔ صحیح البخاری کتاب التفسیر سورة الاحزاب باب قوله ترجی من تشار الخ قديمی کتب خانہ کراچی ۲/۷۰۶

۲۔ مفاتیح الغیب (التفسیر الكبير) تحت الآية ۲/۱۴۴ دارالکتب العلمیۃ بیروت ۴/۸۷

۳۔ درمختار باب المرتد مطبع مجتہائی دہلی ۱/۳۵۶

میل جول، سلام کلام سب قطعاً حرام۔

قال الله تعالى واما ينسيتك الشيطان فلا تقعد بعد الذكوى مع القوم الظالمين۔
 اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اور جو کہیں تجھے شیطان بھلا دے تو یاد آئے پر ظالموں کے پاس نہ بیٹھ۔ (ت)
 وقال تعالى ولا تكونوا الى الذين ظلموا فتمسكم النار۔
 اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اور ظالموں کی طرف نہ جھکو کہ تمہیں آگ چھوئے گی۔ (ت)
 وقال تعالى ومن يتولهم منهم فانه منہم۔

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تم میں جو کوئی ان سے دوستی رکھے گا تو وہ انہیں میں سے ہے (ت)
 ان آیاتِ کریمہ کا حاصل یہ ہے کہ اگر تجھے شیطان بھلا دے تو یاد آنے پر ظالموں کے پاس نہ بیٹھ، ظالموں کی طرف میل نہ کرو کہ تمہیں دوزخ کی آگ چھوئے گی، جو تم میں ان سے دوستی رکھے گا وہ انہیں میں سے ہے اگر وہ علانیہ تائب ہو اور از سر نو مسلمان ہو فہما ورنہ اگر وہ بیمار پڑے اس کی عیادت حرام، اگر مر جائے اسے غسل دینا حرام، کفن دینا حرام، اس کے جنازہ کی نماز سخت حرام، جنازہ کے ساتھ جانا حرام، مقابرِ مسلمین میں اسے دفن کرنا حرام، اسے ایصالِ ثواب سخت حرام بلکہ کفر، کوئی تنگ گرٹھا کھود کر اس میں ڈال دیں اور بغیر کسی فاصلہ کے اوپر سے اینٹ پتھر خاک بلا جو کچھ ہو پاٹ دیں۔ و ذلك جزاء الظالمين (اور بے انصافوں کی یہی سزا ہے۔ ت) (فتاویٰ رضویہ ج ۱۲ ص ۲۷۷، ۲۷۸)
 (۲۶) امام اعظم ابو حنیفہ علیہ الرحمہ کی توہین کرنے والے غیر مقلد و ہابیہ کا حکم شرعی بیان کرتے ہوئے فرمایا:

باليقين امام الامة امام اعظم رضى الله تعالى عنه وعنهم اعظم سؤار ان اوليا الله عز وجل سے ہیں، اور اللہ عز وجل فرماتا ہے:

من عادى لي ولياً فقد اذنته بالحرب۔ رواه البخاري في صحيحه عن ابى هريرة رضى الله تعالى عنه عن النبي صلى الله تعالى عليه وسلم عن ربه عز وجل۔
 جو میرے کسی ولی سے عداوت رکھے میں نے اعلان فرما دیا اس سے لڑائی کا۔ (اسے بخاری نے

۱۱۳/۱۱ القرآن الکریم

۲۹/۵ " ۷

۶۸/۶ القرآن الکریم

۵۱/۵ " ۳

۹۶۳/۲ قدیمی کتب خانہ کراچی

۷۷ صحیح البخاری کتاب الرقاق باب التواضع

اپنی صحیح میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اُنھوں نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے آپ نے اللہ عزوجل سے روایت کیا۔ (ت)
ڈاکوؤں کی بابت فرمایا،

انما جزاء الذین یحاربون اللہ ورسولہ الایۃ۔
یہ جو اللہ ورسول سے لڑتے ہیں ان کی سزا یہ ہے کہ قتل کئے جائیں یا سولی دیئے جائیں (الایۃ) (ت)
سود کے بارے میں فرمایا،

فان لم تفعلوا فاذنوا بحرب من اللہ ورسولہؐ۔
اگر سود نہ چھوڑو تو اللہ ورسول سے لڑائی کا۔
لیکن یہاں فرمایا جو میرے کسی ولی سے عداوت رکھے خود میں نے اس سے لڑائی کا اعلان فرما دیا۔
خود ابتداء فرمانا دلیل واضح ہے کہ عداوتی سخت باعث ایذائے رب عزوجل ہے۔ اور رب عزوجل فرماتا ہے،

ان الذین یؤذون اللہ ورسولہ لعنہم اللہ فی الدنیا والاخرۃ واعد لہم عذابا مہیناؑ۔

بیشک وہ جو اللہ ورسول کو ایذا دیتے ہیں ان پر اللہ نے لعنت فرمائی دنیا اور آخرت میں اور ان کے لئے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔

ظاہر ہے کہ مسلمان اگرچہ عاصی اگرچہ معاذ اللہ معذب ہو آخرت میں اپنے رب کا ملعون نہیں ورنہ بالآخر رحمت و نعمت و جنت ابدی نہ پاتا اس کی نار نارِ تطہیر ہے، نہ نارِ لعنت و البعاد و تذلیل و تحقیر، تو جسے اللہ عزوجل دنیا و آخرت میں ملعون کرے گا مگر کافر۔ اور یہ وہاں ہے کہ بعد وضوح حق براہِ عناد ہو جس طرح اب وہابیہ مار دین اعدائے دین کا حال ہے۔

قاتلہم اللہ افی یؤفکونؑ

اللہ انھیں مارے کہاں اور نہ دے جاتے ہیں۔ (ت)

ان کے وصف کو ایک حدیث نس ہے کہ دارقطنی و ابو حاتم و راجعی نے ابو امامہ باہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا :

اهل البدع كلاب اهل النار

گمراہ لوگ دوزخیوں کے کتے ہیں۔

کتا اور وہ بھی بدترین خلائق دوزخیوں کا جن کے متعلق فرمایا :

اولئك هم شر البرية

وہ تمام مخلوق الہی سے بدتر ہیں۔

کتے سے بدتر، سور سے بدتر، سور کے لئے اگر کوئی کتا فرض کیا جائے تو ایسے لوگ سور سے بدتروں کے کتے ہیں، الا لعنة الله على الظالمين (فتاویٰ رضویہ ج ۱۴ ص ۲۸۷، ۲۸۸)

(۲۷) علماء و سادات کی توہین کرنے والے شخص کے بارے میں فرمایا :

ایسا شخص گمراہ، بد دین، مسخرہ شیاطین ہے بلکہ اس پر حکم کفر کا لزوم ہے۔ مسلمانوں کو ایسے لوگوں سے میل جول، مناکحت درکنار ان کے پاس بیٹھنا منع ہے۔

قال الله تعالى واما ينسينك الشيطان فلا تقعد بعد الذكرى مع القوم الظالمين

اللہ تعالیٰ نے فرمایا : اور جو کہیں تجھے شیطان بھلا دے تو یاد آئے پر ظالموں کے

پاس نہ بیٹھ۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۱۴ ص ۳۰۸)

(۲۸) ایک ایسے مولوی کے بارے میں سوال آیا جو حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور ازواجِ مطہرات کے بارے میں گستاخانہ کلمات کہنے والے پادری کے ہاں نشست و برخاست رکھتا اور اس کے ہاں کھانا پیتا ہے۔ منع کرنے والے مسلمانوں کو کہتا ہے قرآن و حدیث سے ثبوت پیش کرو۔ اس کے جواب میں ارشاد فرمایا :

اس نام کے مولوی کے ایمان میں اگر فرق نہ ہوتا تو وہ ایسے جلسوں میں شریک نہ ہو سکتا جن میں اللہ و رسول کے ساتھ استہزاء و طعن کئے جاتے ہیں وہ ثبوت مانگتا ہے اسے اگر ایمان احکام کی

خبر ہوتی تو جانتا کہ قرآن عظیم اس صورت میں اس کے مثل نصاریٰ ہونے کا فتویٰ دے رہا ہے۔
 قال اللہ تعالیٰ بشر المنافقین بأن لهم عذاباً الیما الذین یتخذون الکفرین
 اولیاء من دون المؤمنین یدبتون عندہم العزۃ فان العزۃ للہ جمیعاً ۝ وقد نزل
 علیکم فی الکتاب ان اذا سمعتم ایت اللہ یکفر بہا ولیستہن اُبہا فلا تقعدوا معہم حتی
 یخوضوا فی حدیث غیرہ انکم اذا امثلہم ان اللہ جامع المنافقین والکفرین فی جہنم
 جمیعاً ۝

خوشخبری دو منافقوں کو کہ ان کے لئے دردناک عذاب ہے، وہ جو کافروں کو دوست بناتے ہیں
 مسلمانوں کے سوا، کیا ان کے پاس عزت ڈھونڈتے ہیں، عزت تو ساری اللہ کے لئے ہے، اور
 بیشک وہ تم پر کتاب میں حکم اتار چکا ہے کہ جب تم اللہ کی آیتوں کو سُنو کہ اُن کے ساتھ کفر کیا جاتا ہے
 اور ان کی منہسی بنائی جاتی ہے تو ان کے پاس نہ بیٹھو جب تک وہ اور بات میں نہ پڑیں اگر تم ان کے پاس
 بیٹھے تو تم بھی انھیں کی مثل ہو، بیشک اللہ کافروں اور منافقوں سب کو جہنم میں ایک ساتھ اکٹھا
 کرے گا۔

اس شخص کے پیچھے نماز ہرگز جائز نہیں اور وہ سخت اشد کبیرہ کا مرتکب ہے بلکہ اس کا ایمان
 ہی ٹھیک نہیں جیسا کہ قرآن عظیم صاف ارشاد فرما چکا۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۱۲ ص ۳۱۱، ۳۱۲)
 (۳۰) ایک منکر حدیث مولوی کے بارے میں سوال جو سنت نماز، تشہد اور نماز جنازہ وغیرہ کے لئے
 قرآن سے ثبوت کا مطالبہ کرتا ہے، اس کے جواب میں فرمایا:

جو شخص حدیث کا منکر ہے وہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا منکر ہے، اور جو نبی صلی اللہ تعالیٰ
 علیہ وسلم کا منکر ہے وہ قرآن مجید کا منکر ہے، اور جو قرآن مجید کا منکر ہے وہ اللہ واحد قہار کا منکر ہے
 اور جو اللہ کا منکر ہے صریح مرتد کافر ہے، اور جو مرتد کافر ہے اسے اسلامی مسائل میں دخل دینے کا
 کیا حق۔ اللہ عز وجل فرماتا ہے،

ما اتکم الرسول فخذوہ وما نہکم عنہ فانہوۃ۔

رسول جو کچھ تمھیں دیں وہ لو اور جس سے منع فرمائیں اس سے باز رہو۔

اور فرماتا ہے:

فلا وربك لا يؤمنون حتى يحكموك فيما شجر بينهم ثم لا يجدوا في انفسهم
حرجا مما قضيت ويسلموا تسليما

اے نبی! تیرے رب کی قسم وہ مسلمان نہ ہوں گے جب تک تجھے اپنی ہر اختلافی بات میں
حاکم نہ بنائیں پھر اپنے دلوں میں تیرے فیصلہ سے کچھ تنگی نہ پائیں اور اچھی طرح دل سے مان لیں۔
نماز سنت و جنازہ اور التحیات و درود سب کا حکم کلام اللہ شریف میں صراحتاً موجود مگر:
من لم يجعل الله له نورا فماله من نور
جسے اللہ نے نور نہ دیا اس کے لئے کہیں نور نہیں۔

پہلے یہ منکر بتائے کہ پانچ نمازوں کا ثبوت کلام اللہ شریف میں کہاں ہے، اور صبح کی دو رکعتیں، مغرب
کی تین رکعتیں، باقی کی چار چار، ان کا ذکر کلام اللہ شریف میں کہاں ہے، اور نمازوں کی ترتیب
کہ پہلے قیام اور اس میں قرات پھر رکوع پھر سجدہ پھر قعود قرآن مجید میں کہاں ہے، وقتوں کی ابتداء و
انتهاء کہ فجر کا وقت طلوع صبح سے شروع ہو کر طلوع شمس پر ختم ہوتا ہے اور ظہر کا زوال شمس سے سایہ اصلی
کے سوا ایک مثل یا دو مثل سایہ ہونے تک اس کا ذکر قرآن مجید میں کہاں ہے، وضو کی ناقض یہ یہ
چیزیں ہیں اور غسل کی یہ یہ، اور نماز ان چیزوں سے فاسد ہوتی ہے ان کی تفصیل قرآن مجید میں کہاں
ہے؟ — جب وہ ان سوالوں سے عاجز ہو گا اور اپنے کفر و جہل کا اقرار کر کے تائب ہو گا اس
وقت ہم اسے بتادیں گے کہ جن چیزوں کا وہ منکر ہے وہ سب قرآن مجید سے ثابت ہے، اور ساتھ ہی
یہ بتائے کہ اس نے اس قرآن موجود کو بے کم و بیش قرآن منزل من اللہ کیونکر مانا، کیا اللہ خود اس کے
ہاتھ میں قرآن مجید دے گیا؟ اور جب نہیں تو دلیل دے اور سمجھ رکھے کہ اس دلیل سے جو کچھ ثابت ہو گا سب
ماننا پڑے گا ورنہ قرآن بھی ہاتھ سے کھوئے گا، کھویا تو ہے ہی جھوٹے زبانی اقرار سے بھی ہاتھ دھو گیا
ان اللہ لا يهدى القوم الفاسقين (بے شک اللہ فاسقوں کو راہ نہیں دیتا۔ ت) —
یہ مسائل جن کا ثبوت ہم نے قرآن عظیم سے دینا اس کے ذمہ لازم کیا ہے اس طرح لکھے جس طرح

۶۵/۴ القرآن الکریم

۲۰/۲۴ = ۵۲

۶/۶۳ = ۵۷

ہم مسلمانوں میں ہے، اس کے نزدیک اگر اور طور پر ہوں تو جس طرح اس کے اعتقاد میں ہیں انھیں کا ثبوت قرآن مجید سے دے کہ نماز ہر روز کے وقت کی فرض ہے، ہر وقت کی ابتدا انتہا کیا ہے، نماز میں کیا کیا فرائض ہیں، ان کی ترتیب اور پڑھنے کی ترکیب کیا ہے، وضو و غسل کی ناقص کیا کیا ہیں، ہر وقت کی نماز میں کس کس چیز سے فاسد ہوتی ہے۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۱۲ ص ۳۱۲، ۳۱۳)

(۳۱) زیدار کا بی شریعت کا منکر اور تمام رسومات ہندوانہ کا مرتکب ہے۔ عمر نے زید سے توبہ کر لے بغیر اپنی بیٹی کا نکاح زید کے بیٹے سے کر دیا اور مسلمانوں کے منع کرنے کی کوئی پروا نہ کی، ان کے بارے میں فرمایا:

صورت مذکورہ میں زید کا فرزند ہے۔ اس سے سلام، کلام مسلمانوں کو حرام۔ اس کی شادی غمی میں شرکت حرام۔

قال الله تعالى واما ينسينك الشيطان فلا تقعد بعد الذكوى مع القوم الظالمين

اللہ تعالیٰ نے فرمایا، اور جو کہیں تجھے شیطان بھلا دے تو یاد آنے پر ظالموں کے پاس نہ بیٹھ۔ (ت)

بیمار پڑے تو اُسے پوچھنے جانا حرام، اس کے جنازہ کی نماز حرام، اس کی قبر پر جانا حرام۔

قال الله تعالى ولا تصل على احد منهم مات ابدا ولا تقم على قبره

اللہ تعالیٰ نے فرمایا، اور ان میں سے کسی کی میت پر کبھی نماز نہ پڑھنا اور نہ اس کی قبر پر کھڑے ہونا۔ (ت)

عمر اس کے سب افعال پر آگاہ ہے اور اس نے توبہ بھی لینا نہ چاہی اور ایسی قرابت اس کے ساتھ کی، مبتلائے گناہ عظیم و مستحق عذاب الیم ہوا۔

قال الله تعالى انكم اذا مثلهم ، وقال الله تعالى ومن يتولهم منكم فانه

الاعتز ان الكريم ۶۸/۶

۸۲/۹

۱۲۰/۴

منہم، وقال اللہ تعالیٰ ولا تتركوا الى الذین ظلموا فتمسکم النار۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا، ورنہ تم بھی انہیں جیسے ہو۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا، اور تم میں جو کوئی ان سے دوستی رکھے گا تو وہ انہیں میں سے ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا، اور ظالموں کی طرف نہ جھکو کہ تمہیں آگ چھوئے گی۔ (ت)

زید و عمر اگر توبہ نہ کریں تو مسلمانوں پر لازم ہے کہ انہیں یک لخت چھوڑ دیں۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۱۴ ص ۳۲۰)

(۳۲) مرزائی کے بیٹے کے ساتھ اپنی بیٹی کا نکاح کرنے والے شخص کے بارے میں فرمایا، اگر وہ لڑکا اپنے باپ کے مذہب پر تھا اور اسے یہ معلوم تھا کہ اس کا یہ مذہب ہے اور دانستہ لڑکی اس کے نکاح میں دی تو یہ لڑکی کو زنا کے لئے پیش کرنا اور پرلے سرے کی دیوثی ہے۔ ایسا شخص سخت فاسق ہے اور اس کے پاس بیٹھنا تک منع ہے۔

قال اللہ تعالیٰ واما ینسینک الشیطن فلا تقعد بعد الذکر مع القوم الظالمینؑ

اللہ تعالیٰ نے فرمایا، اور جو کہیں تجھے شیطان بھلا دے تو یاد آنے پر ظالموں کے پاس نہ بیٹھ۔ (ت)

ورنہ اس کے سخت بے احتیاط اور دین میں بے پروا ہونے میں کوئی شبہ نہیں، اور اگر ثابت ہو کہ وہ واقعی مرزائیوں کو مسلمان جانتا ہے اس بنا پر یہ تقریب کی تو خود کافر مرتد ہے۔ علمائے کرام حرمین شریفین نے قادیانی کی نسبت بالاتفاق فرمایا کہ،
من شک فی عذابہ وکفرہ فقد کفر۔
جو اس کے کافر ہونے میں شک کرے وہ بھی کافر۔

اس صورت میں فرض قطعی ہے کہ تمام مسلمان موت حیات کے سب علاقے اس سے قطع کر دیں، بیمار

۱۱۳ / القرآن الکریم

۵ / القرآن الکریم

۶۸ / ۶

۳۷/۳۷ پڑے پوچھنے کو جانا حرام، مرجائے تو اس کے جنازے پر جانا حرام، اسے مسلمانوں کے گورستان میں دفن کرنا حرام، اس کی قبر پر جانا حرام۔

قال الله تعالى ولا تصل على احد منهم مات ابدا ولا تقم على قبره۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اور ان میں سے کسی کی میت پر کبھی نماز نہ پڑھنا اور نہ اس کی قبر پر کھڑے

(فتاویٰ رضویہ ج ۱۲ ص ۳۲۱)

ہونا۔ (ت)

(۳۳) بکھر شرکت عبادت گاہ کفار کو فرض و سنت و مستحب ٹھہراتا ہے۔ اس کا حکم بیان کرتے ہوئے فرمایا:

شرکت عبادت گاہ کفار صریح کفر ہے کیونکہ ہدایت یار کو جانا شرکت نہیں ہو سکتا۔ کتب دینیہ میں تصریح ہے کہ معابد کفار میں جانا مکروہ ہے کہ ماوائے شیاطین ہیں کمافی رد المحتار وغیرہ (جیسا کہ رد المحتار وغیرہ میں ہے۔ ت) نہ کہ شرکت کہ صریح کفر ہے اور کفر کو ہلکا جانا بھی کفر ہے نہ کہ معاذ اللہ مستحب بلکہ سنت بلکہ فرض ٹھہرانا۔

ابا لله وایتہ ورسولہ کنتم تستہزن عون لا تعتذروا قد کفرتم بعد ایمانکم۔

کیا اللہ اور اس کی آیتوں اور اس کے رسول سے ہنستے ہو، بہانے نہ بناؤ تم کافر ہو چکے

(فتاویٰ رضویہ ج ۱۲ ص ۳۲۲)

مسلمان ہو کر۔ (ت)

(۳۴) حنفیوں کے لباس میں وہابیوں کی حمایت کرنے والے گستاخ مفسرین و فقہاء کے بارے میں ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے فرمایا:

عجب ہے کہ سائل اس سے وہ کلمات نقل کر کے پھر اس کا مقلد ہونا پوچھتا ہے وہ مقلد ضرور ہے

مگر ابلیس کا۔

قال الله تعالى استحوذ عليهم الشيطان فانساهم ذكرا لله ط اولئك حزب الشيطان ط

الا ان حزب الشيطان هم الخسرون۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ان پر شیطان غالب آگیا تو انہیں اللہ کی یاد بھلا دی، وہ شیطان کے

گروہ ہیں۔ سنا ہے بیشک شیطان ہی کا گروہ ہا میں ہے۔ (ت) (فتاویٰ رضویہ ج ۱۲ ص ۳۲۲)

(۳۵) کراماتِ اولیاء کے منکر اور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گستاخ کے بارے میں فرمایا:
کراماتِ اولیاء کا انکار مگر اہی ہے،

قال الله تعالى كلما دخل عليهما نكس يا المحراب وجد عند هارز قاج قال
يسريه اني لك هذا ط قالت هو من عند الله ط ان الله يورق من يشاء بغيد حساب
اللہ تعالیٰ نے فرمایا: جب زکریا اس کے پاس اس کی نماز پڑھنے کی جگہ جاتے اسکے پاس نیا رزق پاتے، کہاے مریم! یہ
تیرے پاس کس سے آیا، بولیں وہ اللہ کے پاس سے ہے بیشک اللہ تعالیٰ جسے چاہے بے گنتی دے۔ (ت)
وقال الله تعالى قال الذي عنده علم من الكتاب انا اتيك به قبل ان يرتد
اليك طرفك ۛ

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اس نے عرض کی جس کے پاس کتاب کا علم تھا کہ میں اسے حضور میں
حاضر کر دوں گا ایک پل مارنے سے پہلے۔ (ت)

اور حضور ولی الاولیاء، غوث الاقطاب، ملاذالابدال والا فرد رضی اللہ عنہ و عنہم کی شانِ اقدس
میں زبانِ درازی نہ کرے گا مگر رافضی تہرائی۔

وسيعلم الذين ظلموا اي منقلب ينقلبون ۛ
اب جاننا چاہتے ہیں ظالم کہ کس کروٹ پر پلٹا کھائیں گے۔ (ت)

(فتاویٰ رضویہ ج ۱۲ ص ۳۲۴، ۳۲۵)

(۳۶) آیت میں خاتم النبیین کے معنی مشہور میں کسی قسم کی تاویل یا تخصیص کفر ہے۔ چنانچہ فرمایا:
حضور پر نور خاتم النبیین سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم علیہم اجمعین کا خاتم یعنی
بعثت میں آخر جمیع انبیاء و مرسلین بلا تاویل و بلا تخصیص ہونا ضروریاتِ دین سے ہے جو اس کا منکر ہو
یا اس میں ادنیٰ شک و شبہ کو بھی راہ دے کا فر مرتد ملعون ہے، آیہ کریمہ و لکن رسول اللہ
وخاتم النبیین (لیکن آپ اللہ کے رسول اور انبیاء کے خاتم ہیں۔ ت) و حدیث متواتر
لا نبی بعدی ۛ (میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ ت) سے تمام امتِ مرحومہ نے سلفاً و خلفاً یہی معنی

۱۷ القرآن الکریم ۳۷/۳۷

۱۷ القرآن الکریم ۳۷/۳۷

۱۷ القرآن الکریم ۳۷/۳۷

۱۷ القرآن الکریم ۳۷/۳۷

۱۷ القرآن الکریم ۳۷/۳۷

۱۷ القرآن الکریم ۳۷/۳۷

۱۷ القرآن الکریم ۳۷/۳۷

سمجھے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بلا تخصیص تمام انبیاء میں آخر نبی ہوئے حضور کے ساتھ یا حضور کے بعد قیام قیامت تک کسی کو نبوت ملنی محال ہے۔ فتاویٰ یتیمۃ الدہر و اشباہ والنظائر و فتاویٰ عالمگیریہ وغیرہ میں ہے؛

اذا لم يعرف الرجل ان محمدا صلى الله تعالى عليه وسلم اخر الانبياء فليس بمسلم لانه من الضروريات

جو شخص یہ نہ جانے کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمام انبیاء میں سب سے پچھلے نبی ہیں وہ مسلمان نہیں کہ حضور کا آخر الانبیاء ہونا ضروریات دین سے ہے۔ (د) شفاء شریف امام قاضی عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ میں ہے؛

كذلك (يكفر) من ادعى نبوة احد مع نبينا صلى الله تعالى عليه وسلم اذ بعده (الى قوله) فهو لاء كلهم كفار مكنون للنبي صلى الله تعالى عليه وسلم لانه صلى الله تعالى عليه وسلم اخبرناه خاتم النبيين ولا نبى بعده واخبر عن الله تعالى انه خاتم النبيين وانه ارسل كافة للناس واجمعت الامة على حمل هذا الكلام على ظاهره وان مفهومه المراد به دون تاويل ولا تخصيص فلا شك في كفر هؤلاء الطوائف كلها قطعاً اجماعاً وسمعاً

یعنی جو ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ میں خواہ حضور کے بعد کسی کی نبوت کا ادعا کرے کافر ہے (اس قول تک) یہ سب نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تکذیب کرنے والے ہیں کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خبر دی کہ وہ خاتم النبیین ہیں اور ان کے بعد کوئی نبی نہیں اور اللہ تعالیٰ کی جانب سے یہ خبر دی کہ حضور خاتم النبیین ہیں اور ان کی رسالت تمام لوگوں کو عام ہے، اور امت نے اجماع کیا ہے کہ یہ آیات و احادیث اپنے ظاہر پر ہیں جو کچھ ان سے مفہوم ہوتا ہے وہی خدا و رسول کی مراد ہے، نہ ان میں کوئی تاویل ہے نہ کچھ تخصیص، تو جو لوگ اس کا خلاف کریں وہ بحکم اجماع امت و بحکم قرآن و حدیث سب یقیناً کافر ہیں۔

امام حجة الاسلام غزالی قدس سرہ العالی کتاب الاقتصاد میں فرماتے ہیں :

ان الامة فهمت من هذا اللفظ انه افهم عدم نبی بعده ابدا و عدم رسول بعده ابدا و انه ليس فيه تاويل ولا تخصيص و امن اوله بتخصيص فكلما من انواع الهذيان لا يمنع الحكم بتكفيره لانه مكذب لهذا النص الذي اجمعت الامة على انه غير مؤول ولا مخصوص به

یعنی تمام امت مرحومہ نے لفظ خاتم النبیین سے یہی سمجھا ہے وہ بتاتا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد کبھی کوئی نبی نہ ہوگا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد کبھی کوئی رسول نہ ہوگا اور تمام امت نے یہی مانا ہے کہ اس میں اصلاً کوئی تاویل یا تخصیص نہیں تو جو شخص لفظ خاتم النبیین میں النبیین کو اپنے عموم و استغراق پر نہ مانے بلکہ اسے کسی تخصیص کی طرف پھیرے اس کی بات مجنون کی بہک یا سرسامی کی بہک ہے اسے کافر کہنے سے کچھ ممانعت نہیں کہ اس نے نص قرآنی کو جھٹلایا جس کے بارے میں امت کا اجماع ہے کہ اس میں نہ کوئی تاویل ہے نہ تخصیص۔

عارف باللہ سیدی عبدالغنی نابلسی قدس سرہ القدسی شرح الافراد میں فرماتے ہیں :

تجویز نبی مع نبینا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم او بعده يستلزم تكذيب القرآن اذ قد نص على انه خاتم النبیین و آخر المرسلین و فی السنة انا العاقب لا نبی بعدی و اجمعت الامة على ابقاء هذا الكلام على ظاهره و هذه احادی المسائل المشهورة التي كفرنا بها الفلاسفة لعنهم الله تعالى

ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ یا بعد کسی کو نبوت ملنی جائز ماننا تکذیب قرآن کو مستلزم ہے کہ قرآن عظیم تصریح فرما چکا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خاتم النبیین و آخر المرسلین ہیں ، اور حدیث میں فرمایا : میں کچھ لاینبی ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں ۔ اور تمام امت کا اجماع ہے کہ یہ کلام اپنے ظاہر پر ہے یعنی عموم و استغراق بلا تاویل و تخصیص ، اور یہ ان مشہور مسئلوں سے ہے جن کے سبب ہم اہل اسلام نے کافر کہا فلاسفہ کو ۔ اللہ تعالیٰ ان پر لعنت کرے۔

امام علامہ شہاب الدین فضل اللہ بن حسین تورپستی حنفی کتاب المعتمد فی المعتمد

میں فرماتے ہیں :

بجاء اللہ تعالیٰ اس مسئلہ درمیان اسلامیان روشن تر ازاں ست کہ آں را بکشف و بیان حاجت افتد، خدائے تعالیٰ خبر داد کہ بعد از وی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نبی دیگر نباشد و منکرہ اس مسئلہ کہے تواند بود کہ اصلاً در نبوت او صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم معتقد نباشد کہ اگر بر رسالت او معترف بودے وے را در ہر چہ از ان خبر داد صادق دانستے و بہاں جہتہا کہ از طریق تواتر رسالت او بیش ما درست شدہ اس نیز درست شد کہ وے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم باز پس پیغمبران ست در زمان او و تاقیامت بعد از وی ہیچ نبی نباشد و ہر کہ دریں بہ شک ست در ان نیز بہ شک ست و نہ آں کہ کسی کہ گوید کہ بعد او وے نبی دیگر بود یا ہست یا خواہد بود آں کسی نیز کہ گوید کہ امکان دارد کہ باشد کافر ست اینست شرط درستی ایمان بخاتم انبیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یہ

بجاء اللہ تعالیٰ یہ مسئلہ اہل اسلام کے ہاں اتنا واضح اور آشکار ہے کہ اسے بیان کرنے کی ضرورت ہی نہیں، اللہ تعالیٰ نے خود اطلاع فرمادی ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا، اگر کوئی شخص اس کا منکر ہے تو وہ تو اصلاً آپ کی نبوت کا معتقد نہیں کیونکہ اگر آپ کی رسالت کو تسلیم کرتا تو جو کچھ آپ نے بتایا ہے اس کو حق جانتا جس طرح آپ کی رسالت و نبوت تواتر سے ثابت ہے اسی طرح یہ بھی تواتر سے ثابت ہے کہ حضور تمام انبیاء کے آخر میں تشریف لائے ہیں اور اب تاقیامت آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا جس کو اس بارے میں شک ہے اسے پہلی بات کے بارے میں شک ہوگا، صرف وہی شخص کافر نہیں جو یہ کہے کہ آپ کے بعد کسی نبی کی آمد کو ممکن تصور کرے بخاتم الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ایمان درست ہونے کی شرط ہی یہ ہے۔ (ت)

بالجملہ آیت کریمہ و لکن رسول اللہ و خاتم النبیینؐ مثل حدیث متواتر لا نبی بعدی قطعاً عام اور اس میں مراد استغراق تام اور اس میں کسی قسم کی تاویل و تخصیص نہ ہونے پر اجماع امت خیر الانام علیہم الصلوٰۃ والسلام، یہ ضروریات دین سے ہے اور ضروریات دین میں کوئی تاویل یا اس کے عموم میں کچھ قال و قبل اصلاً مسموع نہیں، جیسے آج کل دجال قادیانی بک رہا ہے کہ "خاتم النبیین سے ختم نبوت شریعت جدیدہ مراد ہے اگر حضور کے بعد کوئی نبی اسی شریعت مطہرہ کا مروج و تابع ہو کر آئے

۱۰ القرآن الکریم ۳۳/۴۰

۱۰ المعتمد فی المسند

۴۹۱/۱ قدیمی کتب خانہ کراچی

باب ماذکر عن بنی اسرائیل

کتاب الانبیاء

صحیح البخاری

۲۲۸/۲

امین کمپنی دہلی

کتاب الفتن

جامع الترمذی

کچھ عرج نہیں“ اور وہ خبیث اس سے اپنی نبوت جمانا چاہتا ہے، یا ایک اور دجال نے کہا تھا کہ ”تقدم و تاخر زما فی میں کچھ فضیلت نہیں خاتم یعنی آخر لینا خیالِ جہال سے بلکہ خاتم النبیین یعنی نبی بالذات ہے۔“ اور اسی مضمون ملعون کو دجال اول نے یوں ادا کیا کہ ”خاتم النبیین یعنی افضل النبیین ہے۔“ ایک اور مرتد نے لکھا ”خاتم النبیین ہونا حضرت رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا بہ نسبت اس سلسلہ محدودہ کے ہے نہ بہ نسبت جمیع سلاسل عوالم کے، پس اور مخلوقات کا اور زمینوں میں نبی ہونا ہرگز منافی خاتم النبیین کے نہیں جو ع محلے باللام امثال اس مقام پر مخصوص ہوتی ہیں۔“ چند اور خبیثوں نے لکھا کہ ”الف لام خاتم النبیین میں جائز ہے کہ عہد کے لئے ہو اور بر تقدیر تسلیم استغراق جائز ہے کہ استغراق عرفی کے لئے ہو اور بر تقدیر حقیقی جائز ہے کہ مخصوص البعض ہو اور بھی عام کے قطعی ہونے میں بڑا اختلاف ہے کہ اکثر علماء زہنی ہونے کے قائل ہیں“ ان شیاطین سے بڑھ کر اور بعض ابلیسیوں نے لکھا کہ ”اہل اسلام کے بعض فرقے ختم نبوت کے ہی قائل نہیں اور بعض قائل ختم نبوت تشرعی کے ہیں نہ مطلق نبوت کے۔“

الی غیر ذلک من الکفریات الملعونۃ والاسر تدادات المشحونۃ بنجاسات ابلیس و قاذورات التدلیس لعن اللہ قائلہا و قاتل اللہ قابلیہا۔
ان کے علاوہ دیگر کفریات ملعونہ اور ارتدادات جو ابلیس کی نجاستوں اور جھوٹ کی پلیدیوں کو متضمن ہے، اس کے قائل پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو اور اسے قبول کرنے والے کو اللہ تعالیٰ برباد فرمائے۔ (ت) یہ سب تاویل رکیک ہیں یا عموم و استغراق ”النبیین“ میں تشویش و تشکیک سب کفر صریح و ارتداد قبیح، اللہ و رسول نے مطلقاً نفی نبوت تازہ فرمائی، شریعت جدیدہ و غیرہ کی کوئی قید کہیں نہ لگائی اور صراحتہً خاتمہً بمعنی آخر بتایا، متواتر حدیثوں میں اس کا بیان آیا اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے اب تک تمام اُمت مرحوم نے اسی معنی ظاہر و مبادر و عموم و استغراق حقیقی تام

۱۲ علیہ تحذیر الناس نانوتی

۱۲ علیہ مواہب الرحمن قادیانی

۱۲ علیہ مناظرہ احمدیہ

۱۲ علیہ ناصر المؤمنین سہسوانی

۱۲ علیہ تحریر اسمی زندیق پشاور

پراجام کیا اور اسی بنا پر سلفاً و خلفاً ائمہ مذاہب نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد ہر مدعی نبوت کو کافر کہا، کتب احادیث و تفسیر و عقائد و فقہ ان کے بیانوں سے گونج رہی ہیں۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۱۲ ص ۳۳۳ تا ۳۳۷)

(۳۷) قرآن مجید میں انبیاء و رسل کا ذکر متعدد و مختلف وجہ سے وارد ہے۔ اس کی تفصیل بیان کرتے ہوئے فرمایا:

قرآن عظیم میں حضرات انبیائے کرام علیہم افضل الصلوٰۃ والسلام کا ذکر پاک بہت وجہ مختلفہ سے وارد،

(۱) فرداً فرداً خواہ بتصریح اسماء یہ صرف چھبیس کے لئے ہے؛
آدم، اورش، نوح، ہود، صالح، ابراہیم، اسحق، اسمعیل، لوط، یعقوب، یوسف،
ایوب، شعیب، موسیٰ، ہارون، ایسا، الیسع، ذوالکفل، داود، سلیمان، عزیر، یونس،
زکریا، یحییٰ، عیسیٰ، محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

یا برسیل ابہام مثل قال لهم نبیہم (اشویل) (ان کو ان کے نبی (شمویل) نے کہا واذ قال موسیٰ لفتہ (یوشع) فوجد اعبدا من عبادنا (خضر) علیہم الصلوٰۃ والسلام اور جس وقت موسیٰ علیہ السلام نے نوجوان (یوشع) سے کہا تو پایا حضرت موسیٰ اور یوشع نے ہمارے بندوں میں سے ایک بندہ حضرت خضر علیہم الصلوٰۃ والسلام۔ (ت)

(۲) یا برسیل عموم و استغراق، اور یہی او فرو اکثر ہے، مثل قوله تعالیٰ:

قولوا آمنا باللہ وما انزل الینا (الی قوله تعالیٰ) وما اوتی النبیون من ربہم لانفرق بین احد منہم، وقال تعالیٰ ولكن البر من امن باللہ والیوم الآخر والملئکۃ والکتاب و النبیین، وقال تعالیٰ تلك الرسل فضلنا بعضهم علی بعض، وقال تعالیٰ کل امن باللہ وملئکته وکتابه ورسوله، وقال تعالیٰ لانفرق بین احد من رسلہ، وقال تعالیٰ وما اوتی موسیٰ وعیسیٰ والنبیون من ربہم لانفرق بین احد منہم، و

۱۷	القرآن الکریم	۲/ ۲۴۷ و ۲۴۸	۲۷	القرآن الکریم	۱۸/ ۶۰ تا ۶۵
۳	"	۲/ ۱۳۶	۲۷	"	۲/ ۱۷۷
۵	"	۲/ ۲۵۳	۲۷	"	۲/ ۲۸۵
۷	"	۲/ ۲۸۵	۲۷	"	۳/ ۸۴

قال تعالى اولئك مع الذين انعم الله عليهم من النبيين والصديقين، وقال تعالى
والذين امنوا بالله ورسله ولم يفرقوا بين احد منهم اولئك سوف يؤتيهم اجرهم
وقال تعالى فامنوا بالله ورسوله، وقال تعالى لن اقبتم الصلوة و ايتتم الزكوة و
وامنتم برسلي وعزرتهم، وقال تعالى يوم يجمع الله الرسل فيقول ماذا اجبتكم،
وقال تعالى وما نرسل المرسلين الا مبشرين ومنذرين، وقال تعالى فلنستلن الذين
ارسل اليهم ولنستلن المرسلين، وقال تعالى عن المؤمنين لقد جاءت رسل ربنا
بالحق، وقال تعالى عن الكافرين قد جاءت رسل ربنا بالحق فهل لنا من شفعاء،
وقال تعالى ثم ننجي رسلنا والذين امنوا، وقال تعالى واتخذوا ايتي ورسلي
هزوا، وقال تعالى اولئك الذين انعم الله عليهم من النبيين، وقال تعالى اني
لا يخاف لدي المرسلون، وقال تعالى واذا اخذنا من النبيين ميثاقهم ومنك ومن
نوح، وقال تعالى هذا ما وعد الرحمن وصدق المرسلون، وقال تعالى ولقد
سبقت كلمتنا لعبادنا المرسلين، وقال تعالى وسلي على المرسلين، و
قال تعالى وجاء بالنبيين والشهداء، وقال تعالى انا لنصر رسلنا والذين امنوا،
وقال تعالى الذين امنوا بالله ورسله اولئك هم الصديقون، وقال تعالى

١٥٢/٣	٥٢ القرآن الكريم	٦٩/٣	١٥ القرآن الكريم
١٢/٥	٥٣	٨/٦٣	١٣
٣٨/٦	٥٤	١٠٩/٥	٥٥
٣٣/٤	٥٥	٤/٤	٥٤
١٠٣/١٠	٥٦	٥٣/٤	٥٩
٥٨/١٩	٥٧	١٠٦/١٨	٥١
٤/٣٣	٥٨	١٠/٢٤	٥٣
١٤١/٣٤	٥٩	٥٢/٣٦	٥٥
٦٩/٣٩	٦٠	١٨١/٣٤	٥٤
١٩/٥٤	٦١	٥١/٣٠	٥٩

اَعَدَّتْ لِلذِّينِ اٰمَنُوا بِاللّٰهِ وَرَسَلِهِ ، وَقَالَ تَعَالٰی لَقَدْ اَرْسَلْنَا رَسُلَنَا بِالْبَيِّنَاتِ ،
 وَقَالَ تَعَالٰی كَتَبَ اللّٰهُ لَاغْلِبُنَا اَنَا وَرَسُلِيْ ، وَقَالَ تَعَالٰی وَاِذَا الرُّسُلُ اَقْتَتَتْ لَاَیَّ یَوْمٍ
 اَجَلْتُمْ اِلٰی غَیْرِ ذٰلِكَ مِنْ اٰیَاتِ کَثِیْرَةٍ ۔

یوں کہو کہ ہم ایمان لائے اللہ پر اور اس پر جو ہماری طرف اترا (الیٰ قولہ تعالیٰ) اور جو عطا
 کئے گئے باقی انبیاء اپنے رب کے پاس سے ہم ان میں کسی پر ایمان میں فرق نہیں کرتے۔
 اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا : ہاں اصل نیکی یہ ہے کہ ایمان لائے اللہ اور قیامت اور فرشتوں اور کتاب اور
 پیغمبروں پر۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا : یہ رسول ہیں کہ ہم نے ان میں ایک کو دوسرے پر افضل کیا۔ اور
 اللہ تعالیٰ نے فرمایا : سب نے مانا اللہ اور اس کے فرشتوں اور اس کی کتابوں اور اس کے رسولوں
 کو۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا : ہم اس کے کسی رسول پر ایمان لانے میں فرق نہیں کرتے۔ اور اللہ
 تعالیٰ نے فرمایا : اور جو کچھ ملاموسیٰ اور عیسیٰ اور انبیاء کو ان کے رب سے ہم ان میں کسی پر ایمان
 میں فرق نہیں کرتے۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا : اسے ان کا ساتھ ملے گا جن پر اللہ نے فضل کیا
 یعنی انبیاء اور صدیقین۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا : اور وہ جو اللہ اور اس کے سب رسولوں پر
 ایمان لائے اور ان میں سے کسی پر ایمان میں فرق نہ کیا انھیں عتقریب اللہ ان کے ثواب دے گا۔ اور
 اللہ تعالیٰ نے فرمایا : تو ایمان لاؤ اللہ اور اس کے رسول پر۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا : تمہارے
 ساتھ ہوں ضرور اگر تم نماز قائم رکھو اور زکوٰۃ دو اور میرے رسولوں پر ایمان لاؤ اور ان کی تعظیم کرو۔
 اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا : جس دن اللہ جمع فرمائے گا رسولوں کو پھر فرمائے گا تمہیں کیا جواب ملا۔
 اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا : اور ہم نہیں بھیجے رسولوں کو مگر خوشی اور ڈر سناتے۔ اور اللہ تعالیٰ نے
 فرمایا : تو بیشک ضرور ہمیں پوچھنا ہے ان سے جن کے پاس رسول گئے اور بیشک ضرور ہمیں پوچھنا ہے
 رسولوں سے۔ اور اللہ تعالیٰ نے مومنین سے فرمایا : بیشک ہمارے رب کے رسول حق لائے۔ اور
 اللہ تعالیٰ نے کفار سے فرمایا : بیشک ہمارے رب کے رسول حق لائے تھے تو ہیں کوئی ہمارے سفارشی
 جو ہماری شفاعت کریں۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا : پھر ہم اپنے رسولوں اور ایمان والوں کو نجات
 دیں گے۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا : اور انھوں نے میری آیتوں اور میرے رسولوں کی ہنسی بنائی۔ اور اللہ تعالیٰ

فرمایا: یہ ہیں جن پر اللہ نے احسان کیا غیب کی خبریں بتانے والوں میں سے۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: بیشک میرے حضور رسولوں کو خوف نہیں ہوتا۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اور اے محبوب! یاد کر جب ہم نے نبیوں سے عہد لیا اور تم سے اور نوح سے۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: یہ ہے وہ جس کا رحمان نے وعدہ دیا تھا۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اور بیشک ہمارا کلام گزر چکا ہے ہمارے بھیجے ہوئے بندوں کے لئے۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اور سلام ہے پیغمبروں پر۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اور لائے جائیں گے انبیاء۔ اور یہ نبی اور اس کی امت کے ان پر گواہ ہوں گے۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: بیشک ضرور ہم اپنے رسولوں کی مدد کریں گے اور ایمان والوں کی۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اور وہ جو اللہ اور اس کے سب رسولوں پر ایمان لائیں وہی ہیں کامل سچے۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تیار ہوئی ہے ان کے لئے جو اللہ اور اس کے سب رسولوں پر ایمان لائے۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: بیشک ہم نے اپنے رسولوں کو دلیلوں کے ساتھ بھیجا۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اللہ بکھر چکا کہ ضرور میں غالب آؤں گا اور میرے رسول۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اور جب رسولوں کا وقت آئے کس دن کے لئے ٹھہرائے گئے تھے۔ اسی طرح دیگر کثیر آیات ہیں۔ (ت)

(۳) یا ملحوظ بوصف قبلت یعنی انبیائے سابقین علی نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام مثل قوله تعالیٰ:

وما ارسلنا من قبلک الا رجا لاناوحی الیہم من اهل القرآنی، وقال تعالیٰ وما ارسلنا

قبلک من المرسلین الا انہم لیاکلون الطعام، وقال تعالیٰ سنۃ اللہ فی الذین

خلوا من قبل وکان امر اللہ قدرا مقدورا الذین یبلغون رسالت اللہ، وقال تعالیٰ

ولقد اوحی الیک والی الذین من قبلک، وقال تعالیٰ ما یقال لک الا ما قد قیل

للمرسل من قبلک، وقال تعالیٰ کذلک یوحی الیک والی الذین من قبلک اللہ العزیز

الحکیم، وقال تعالیٰ وسئل من ارسلنا من قبلک من رسلنا وغیر ذلک۔

اور ہم نے تم سے پہلے جتنے رسول بھیجے سب مردہ ہی تھے جنہیں ہم وحی کرتے اور سب شہر کے ساکن

تھے۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اور ہم نے تم سے پہلے جتنے رسول بھیجے سب ایسے ہی تھے کھانا

۲۵/۲۵ القرآن الکریم

۱۰۹/۱۲ القرآن الکریم

۶۵/۳۹ " ۵۴

۳۳/۳۸-۳۹ " ۵۳

۳/۴۲ " ۵۶

۴۱/۴۳ " ۵۵

۴۳/۴۵ " ۵۷

کھاتے۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا، اللہ کا دستور چلا آرہا ہے ان میں جو پہلے گزر چکے اور اللہ کا کام مقرر
تقدیر ہے وہ جو اللہ کے پیام پہنچاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا، اور بیشک وحی کی گئی تمہاری طرف اور
تم سے اگلوں کی طرف۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا، تم سے نہ فرمایا جائے گا مگر وہی جو تم سے اگلے رسولوں کو
فرمایا گیا۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا، یونہی وحی فرماتا ہے تمہاری طرف اور تم سے اگلوں کی طرف اللہ
عزت و حکمت والا۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا، اور ان سے پوچھو جو ہم نے تم سے پہلے رسول بھیجے
وغیر ذلک۔

(۴) یا برسبیل معنی جنسی شامل فرد و جمع بے لحاظ خاص خصوص و شمول مثل قوله تعالیٰ:

من كان عدو الله وملئكته ورسله، وقوله تعالى ان الذين يكفرون بايت الله
ويقتلون النبيين بغير حق ويقتلون الذين يأمرون بالقسط من الناس فيشتم بعذاب اليم، وقوله
تعالى ولا يأمركم ان تتخذوا الملائكة والنبيين اربابا، وقوله تعالى ومن يكفر
بالله وملئكته وكتبه ورسله واليوم الاخر فقد ضل ضللا بعيدا، وقوله تعالى
ان الذين يكفرون بالله ورسله ويريدون ان يفرقوا بين الله ورسله (الحق قوله
تعالى) اولئك هم الكفرون حقا وغيرها۔

جو کوئی دشمن ہو اللہ اور اس کے فرشتوں اور اس کے رسولوں کا۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا،
وہ جو اللہ کی آیتوں سے منکر ہوتے اور پیغمبروں کو ناحق شہید کرتے اور انصاف کا حکم کرنے والوں کو قتل
کرتے ہیں انھیں خوشخبری دو دردناک عذاب کی۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا، اور نہ تمھیں یہ حکم دے گا
کہ فرشتوں اور پیغمبروں کو خدا ٹھہراؤ۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا، اور جو نہ مانے اللہ اور اس کے
فرشتوں اور کتابوں اور رسولوں کو اور قیامت کو تو وہ ضرور دُور کی گمراہی میں پڑا۔ اور اللہ تعالیٰ نے
فرمایا، وہ جو اللہ اور اس کے رسولوں کو نہیں مانتے اور چاہتے ہیں کہ اللہ سے اس کے رسولوں
کو جُدا کر دیں (الیٰ قوله تعالیٰ) یہی ہیں ٹھیک ٹھیک کا فروغیر ہا۔

(۵) یا خاص خاص جماعت خواہ اس کا خصوص کسی وصف یا اضافت یا اور وجہ بیان

۱۵ القرآن الکریم ۲۱/۳

۱۴ " ۱۳۶/۴

۱۵ القرآن الکریم ۹۸/۲

۱۴ " ۸۰/۳

۱۵ " ۱۵۰/۴ و ۱۵۱

سے نفس کلام میں مذکور اور اس سے مستفاد ہو مثل قولہ تعالیٰ :

وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ وَقَفَّيْنَا مِنْ بَعْدِهِ بِالرُّسُلِ ، وَقَالَ تَعَالَى فِي بَنِي إِسْرَائِيلَ :
وَلَقَدْ جَاءَتْهُمْ رُسُلُنَا بِالْبَيِّنَاتِ ، وَقَالَ تَعَالَى فِي التَّوْرَةِ : يُحْكِمُ بِهَا النَّبِيُّونَ الَّذِينَ أَسْلَمُوا
لِلَّذِينَ هَادُوا ، وَقَالَ تَعَالَى بَعْدَ ذِكْرِ نُوْحٍ أَتَاهُمْ رَسُولًا أُخَرٍ : ثُمَّ أَرْسَلْنَا رُسُلَنَا تَتْرًا ، ثُمَّ
قَالَ تَعَالَى : أَنَا وَحِينَا إِلَيْكَ كَمَا أَوْحَيْنَا إِلَى نُوحٍ وَالنَّبِيِّينَ مِنْ
بَعْدِهِ ، فَالمراد من بين هود وموسى عليهم الصلوة والسلام ، وَقَالَ تَعَالَى : فَقُلْ
انذرتكم صَعِقَةً مِثْلَ صَعِقَةِ عَادٍ وَثَمُودَ إِذْ جَاءَتْهُمْ الرُّسُلُ مِنْ بَيْنِ أَيْدِيهِمْ وَمِنْ
خَلْفِهِمْ ، وَقَالَ تَعَالَى بَعْدَ ذِكْرِ نُوحٍ وَابْرَاهِيمَ : ثُمَّ قَفَّيْنَا عَلَى آثَارِهِمْ بِرُسُلِنَا .

اور بیشک ہم نے موسیٰ کو کتاب عطا کی اور اس کے بعد پے در پے رسول بھیجے۔ اور اللہ تعالیٰ
نے بنی اسرائیل کے بارے میں فرمایا : اور بیشک ان کے پاس ہمارے رسول روشن دلیلوں کے ساتھ
آئے۔ اور اللہ تعالیٰ نے توراۃ میں فرمایا : اس کے مطابق یہود کو حکم دیتے تھے ہمارے فرمانبردار
نبی۔ اور اللہ تعالیٰ نے نوح علیہ السلام پھر ایک رسول کے ذکر کے بعد فرمایا : پھر ہم نے اپنے رسول
بھیجے ایک کے پیچھے دوسرا۔ پھر فرمایا : پھر ہم نے موسیٰ کو بھیجا۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا : بیشک
اے محبوب ! ہم نے تمہاری طرف وحی بھیجی جیسے وحی نوح اور اس کے بعد پیغمبروں کو بھیجی ان سے
ہود اور موسیٰ کے درمیان والے نبی علیہم الصلوٰۃ والسلام مراد ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا : تو
تم فرماؤ کہ میں تمہیں ڈراتا ہوں ایک کڑک سے جیسی کڑک عاد و ثمود پر آئی تھی جب رسول ان کے آگے
پیچھے پھرتے تھے۔ اور اللہ تعالیٰ نے نوح اور ابراہیم کے ذکر کے بعد فرمایا : پھر ہم نے ان کے
پیچھے اسی راہ پر اپنے اور رسول بھیجے۔ (ت)
یا بوجہ عدم حضوری مثل قولہ تعالیٰ :

قَالَ يَقُومُ اتَّبِعُوا الْمُرْسَلِينَ (بولا اے میری قوم بھیجے ہوؤں کی پیروی کرو۔ ت)

۱۵	القرآن الکریم	۸۴/۲	۲۲	القرآن الکریم	۳۲/۵
۱۶	"	۳۲/۵	۲۳	"	۲۵ و ۲۴
۱۷	"	۱۶۳/۲	۲۴	"	۱۴ و ۱۳
۱۸	"	۲۴/۵۴	۲۵	"	۲۰/۳۶

یا ذکرِی مثل قولہ تعالیٰ :

فی قوم نوح و ہود و صالح و لوط و شعیب بعد ما ذکرہم علیہم الصلوٰۃ والسلام
تلك القرى نقص عليك من انبائها ولقد جاءتهم رسلهم بالبينات

نوح ، ہود ، صالح ، لوط اور شعیب علیہم الصلوٰۃ والسلام کی قوم کا ذکر کرنے کے بعد فرمایا : یہ بستیوں ہیں جن کے احوال ہم تمہیں سناتے ہیں اور بیشک ان کے پاس ان کے رسول روشن دلیلیں لے کر آئے۔ (ت)
یا علی مثل قولہ تعالیٰ :

واضرب لهم مثلا اصحاب القرية اذ جاءها المرسلون ، وقال تعالى سنكتب ما قالوا وقتلهم الانبياء بغير حق ، وغير ذلك -

اور ان سے نشانیاں بیان کرو اس شہر والوں کی جب ان کے پاس فرستادے آئے۔ اب ہم لکھ رکھیں گے ان کا کہا اور انبیاء کو ان کا ناحق شہید کرنا وغیر ذلک۔ (ت)

(فتاویٰ رضویہ ج ۱ ص ۳۲۲ تا ۳۲۸)

(۳۸) آیت کریمہ ”ولکن رسول الله وخاتم النبیین“ میں النبیین پر الف لام استغراقی نہ ماننے سے آیت کریمہ کے معافی کیا ہوتے ہیں۔ اس پر تفسیری بحث کرتے ہوئے فرمایا :

اب اولاً اگر آیت کریمہ ”ولکن رسول الله وخاتم النبیین“ (اور ہاں اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں میں خاتم) میں لام عہد خارجی کے لئے ہو جیسا کہ یہ طائفہ خارجیہ گمان کرتا ہے اور وہ یہاں نہیں مگر ذکرِی ، اور ذکر کو دیکھ کر کہ اتنے وجوہ مختلفہ پر ہے اور ان میں صرف ایک وجہ دوسرے جو بڑا بہتہ کلام کریم میں مراد ہونے کی صلاحیت نہیں رکھتی ، یعنی وجہ سوم کہ جب انبیاء موصوف بوصف قبلیت و مفید بقیہ سبقت لئے گئے یعنی وہ انبیاء جو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پہلے ہیں تو اب حضور کو ان کا خاتم ان کا آخر ان سے زمانے میں متاخر کہنا محض لغو و فضول و کلام مہمل و معطل و مغسول ہو گا جس کا حاصل حمل اولے بدیہی مثل زید زید سے زائد نہ ہو گا کہ جب ان کو حضور سے اگلا کہہ دیا حضور کا ان سے پچھلا ہونا آپ ہی معلوم ہوا اسے بالخصوص مقصود بالافادہ رکھنا قرآن عظیم تو قرآن عظیم اصلاً کسی عاقل انسان کے کلام کے لائق نہیں ، نہ کہ وہ بھی مقام مدح میں کہ :

چشمِ توزیر ابرو مانند ۵۹۱ دندانِ توجملہ در دہانند

(تمھاری آنکھیں زیرِ ابرو ہیں اور تمام دانت منہ کے اندر ہیں۔ ت)

سے بھی بدتر حالت میں ہے کہ شعر نے کسی افادہ کی عبث تکرار نہ کی اور بات جو کہی وہ بھی واقعی تعریف کی تھی، احسن تقویٰ (اچھی صورت۔ ت) سے بعض اوضاع کا بیان ہے اسے مقام مدح میں یوں مہمل جانا گیا ہے کہ ایک عام مشترک بات کا ذکر کیا ہے بخلاف اس معنی کے کہ اس میں صراحت عبث موجود اور معنی مدح بھی مفقود، اور پھر عموم و اشتراک بھی نقدِ وقت کہ ہر شے اپنے اگلے سے پچھلی ہوتی ہے، غرض یہ وجہ تو یوں مندرج ہو جائے گی کہ اصلاً محلِ افادہ و صلاح ارادہ نہیں، اور اس طائفہ خارجہ کے طور پر وجہ دوم کو بھی ناممکن مان لیجئے پھر بھی اول و چہارم و پنجم میں خود وجوہ کثیر ہیں، کہیں من بعد موسیٰ، کہیں من بعد نوح، کہیں انبیاء بنی اسرائیل، کہیں من بعد ہود و موسیٰ، کہیں صرف انبیاء عَاد و ثمود، کہیں انبیاء قوم نوح و عاد و ثمود، کہیں من بعد ابراہیم قوم لوط و مدین و غیر ذالک۔ بہر حال ذکر وجوہ کثیرہ مختلفہ پر آیا ہے اور یہاں کوئی قرینہ و بینہ نہیں کہ ان میں ایک وجہ کی تعیین کرے تو معلوم نہیں ہو سکتا کہ کون سے مذکور کی طرف اشارہ ہوا، پھر عہد کہاں رہا، سرے سے عہد کا مبنی ہی کہ تعیین ہے منہدم ہو گیا کہ اختلاف و تنوع مطلقاً منافی تعیین، نہ کہ اتنا کثیر، پھر عہدیت کیونکر ممکن۔

ثانیاً جب کہ اتنی وجوہ کثیرہ محتمل اور قرآنِ عظیم نے کوئی وجہ بیان نہ فرمائی۔ حدیث کا بیان صحیح تو وہی عموم و استغراق ہے کہ لاجب بعدی (میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ ت) کہا سیاقی۔ اس تقدیر پر جب اشارہ ذکر استغراق کی طرف ٹھہرا عہد و استغراق کا حاصل ایک ہو گیا اور وہی احاطہ تامہ کہ معتقد اہل اسلام تھا ظاہر ہوا مگر یہ اس طائفہ کو منظور نہیں، لاجرم آیت کہ بر تقدیر عہدیت محل تھی بے بیان رہی اور وہی منقطع ہو کہ متشابہات سے ہو گئی، اب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خاتم النبیین کہنا محض اقرار لفظ بے فہم معنی رہ گیا جس کی مراد کچھ معلوم نہیں، کوئی کافر خود زمانہ اقدس حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں کتنے ہی انبیاء مانے، حضور کے بعد ہر قرن و طبقہ و شہر و قریہ میں ہزار ہزار اشخاص کو نبی جانے خود اپنے آپ کو رسول اللہ کہے، اپنے استاذوں کو مرسلین اولوا العزم بتائے، آیہ کریمہ اس کا بال بیکا نہیں کر سکتی کہ

لے القرآن الکریم ۴/۹۵

۲۷ صحیح البخاری باب ما ذکر عن بنی اسرائیل
جامع الترمذی کتاب الفتن

قدیمی کتب خانہ کراچی
امین محمدی دہلی

۴۹۱/۱
۳۸/۲

آیت کے معنی ہی معلوم نہیں جس سے حجت قائم ہو سکے، کیا کوئی مسلمان ایسا خیال کرے گا، حاشا وکلاً۔
ثالثاً میں نکتہ و تراجم معانی پر کیوں بنا کروں سوائے استغراق کوئی معنی لے لیجئے سب پر
یہی آتش در کاسہ رہے گی کہ پھلی جھوٹی کا ذبہ ملعونہ نبوتوں کا در آیت بند نہ کر سکے گی، معنی اول یعنی
افراد مخصوصہ معینہ مراد لئے تو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انھیں معدود انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے
خاتم ٹھہرے جن کا نام یا ذکر معین علی وجہ الابہام قرآن مجید میں آگیا ہے جن کا شمار تیس چالیس نبی تک
بھی نہ پہنچے گا، یونہی بر تقدیر معنی پنجم یعنی جماعت خاصہ خاص اپنی جماعت کے خاتم ٹھہریں گے، باقی
جماعت صادقہ سابقہ کے لئے بھی خاتمیت ثابت نہ ہوگی، چہ جائے جماعت کا ذبہ آئندہ اور معنی سوم میں
صاف تخصیص انبیائے سابقین کی ہو جائے گی کہ جو نبی پہلے گزر چکے ان کے خاتم میں تو پھلوں کی کیا
بندش ہوئی بلکہ پیچھے اور آئے تو وہ ان کے بھی خاتم ہوں گے، رہے معنی چہارم جنسی اس میں جمیع مراد
لینا اس طائفہ کو منظور نہیں ورنہ وہی ختم الشیء لنفسہ لازم آئے، لاجرم مطلقاً کسی ایک فرد کے
اختتام سے بھی خاتمیت صادق مانے گا کہ صدق علی الجنس کے لئے ایک فرد پر صدق کا ہے تو یہ
سب معانی سے اخس وارذل ہوا اور حاصل وہی ٹھہرا کہ آیت بہر نفع فقط ایک دو یا چند یا کل
گزشتہ پیغمبروں کی نسبت صرف اتنا تاریخی واقعہ بتاتی ہے کہ ان کا زمانہ ان کے زمانے سے پہلے
تھا، اس سے زیادہ آئندہ نبوتوں کا وہ کچھ نہیں بگاڑ سکتی، نہ ان سے اصلاً بحث کرتی ہے، طوائف
ملعونہ مہدویہ و قادیانیہ و امیریہ و تذبیریہ و نانو تو یہ و امثالہم لعنہم اللہ تعالیٰ کا یہی تو مقصود تھا وہ
اس طائفہ خارجیہ نے جی کھول کر امانیہ کر لیا، وسیعلم الذین ظلموا انہم منقلب ینقلبون
(اور اب جانا چاہتے ہیں ظالم کہ کس کوٹ پر پلٹا کھائیں گے۔ ت) اصل بات یہ ہے کہ معانی
قطعیہ جو تمام مسلمین میں ضروریات دین سے ہوں جب ان پر نصوص قطعیہ پیش نہ کئے جائیں تو مسلمانوں
کو احمق بنالینا اور معتقدات اسلام کو مخیلات عوام ٹھہرا دینا ایسے خبتار کے بائیں ہاتھ کا کھیل ہے
اور نصوص میں احادیث پر نہ عام لوگوں کی نظر نہ ان کے جمع طرق و ادراک تو اتنے پر دسترس وہاں
ایک ہش میں کام نکل جاتا ہے کہ یہ باب عقائد ہے، اس میں بخاری و مسلم کی بھی صحیح احادیث ہیں

۲ دیکھو براہین قاطعہ گنگوہی

۱ دیکھو تحذیر اناس

بدقسمتی عبارت نقل کردی تلویح کی، جس میں صاف صریح ان عقلاء کی تفسیہ اور ان کے وہم کا سد کی تفسیح تھی۔ ولا حول ولا قوة الا بالله العلی العظیم۔

ثانیاً تو توضیح کا مطلب سمجھنا تو بڑی بات، خود اپنا ہی لکھنا نہ سمجھا کہ جب عہد خارجی سے معنی درست ہو تو استغراق وغیرہ معتبر نہ ہوگا۔ ہم اوپر واضح کر آئے کہ عہد خارجی مزموم طائفہ خارجیہ سے معنی درست نہیں ہو سکتے۔ آیہ کریمہ قطعاً آئندہ نبوتوں کا دروازہ بند فرماتی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہی معنی اس کے بیان فرمائے۔ تمام اُمت نے سلفاً خلفاً اس کے یہی معنی سمجھے اور اس عہد خارجی پر آیت کو اس سے کچھ کس نہیں رہتا، تو واجب ہے کہ استغراق مراد ہو، اسی تلویح میں اسی عبارت منقولہ طائفہ کے متصل ہے :

ثم الاستغراق (الی ان قال) فلا استغراق هو المفهوم من الاطلاق حيث لا عهد في الخارج خصوصاً في الجملة (الحق قوله) هذا ما عليه المحققون۔

پھر استغراق (تا) اطلاق سے استغراق مفہوم ہوتا ہے جہاں عہد خارجی نہ ہو خصوصاً جمع میں (تا) محققین کی یہی رائے ہے۔ (ت)

ثالثاً بہت اچھا اگر فرض کریں کہ لام عہد خارجی کے لئے ہے تو اس سے بھی قطعاً یقیناً استغراق ہی ثابت ہوگا کہ وجہ خمسہ سے اول و سوم و پنجم کا بطلان تو دلائل قاہرہ سے اوپر ثابت ہو لیا اور واضح ہو چکا کہ خود جن سے کلام الہی کا اول و اصلۃ خطاب تھا یعنی حضور پر نور سید یوم النشور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انھوں نے ہرگز اس آیت سے صرف بعض افراد معینہ یا کسی جماعت خاصہ کو نہ سمجھا اب نہ رہیں، مگر وجہ دوم چہارم یعنی وہ جو قرآن عظیم میں بر وجہ اکثر وافر ذکر انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام بر وجہ عموم و استغراق تام ہے اسی وجہ معہود کی طرف لام النبیین مشیر ہے تو اس عہد کا حاصل بحمد اللہ تعالیٰ وہی استغراق کامل جو مسلمانوں کا عقیدہ ایمانیہ ہے یا ذکر جنسی کی طرف اشارہ ہے اور ختم کا حاصل نفی معیت و بعدیت ہے، جیسے اولویت بمعنی نفی معیت و قبلیت تعریفات علامہ سید شریف قدس سرہ الشریف میں ہے،

الاول فرد لا یكون غيرة من جنسه سابقا عليه ولا مقارنا له۔
اول فرد ہے کیونکہ اس کا کوئی ہم جنس اس سے پہلے نہیں اور نہ اس کے ساتھ متصل ہے۔ (ت)

حدیث شریف میں ہے :

انت الاول فليس قبلك شيء وانت الاخر فليس بعدك شيء۔ رواه مسلم في صحيحه والتومذی واحمد وابن ابی شیبہ وغیرہم عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وللبیهقی فی الاسماء والصفات عن امر سلمۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہما عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انه کان یدعو بہؤلاء الكلمات اللهم انت الاول فلا قبلك شيء وانت الاخر فلا شيء بعدك۔ الحديث۔

تو اول ہے تجھ سے پہلے کوئی شے نہیں اور تو آخر میں ہے تیرے بعد کوئی شے نہیں۔ اسے مسلم نے اپنی صحیح میں، ترمذی، امام احمد اور ابن ابی شیبہ وغیرہم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے انھوں نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے۔ امام بیہقی نے الاسماء والصفات میں حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان کلمات کے ساتھ دُعا فرمایا کرتے : اے اللہ ! تو اول ہے تجھ سے پہلے کوئی شے نہیں اور تو آخر ہے تیرے بعد کوئی شے نہیں۔ (د ت)

تو خاتم النبیین کا حاصل ہمارے حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ اور بعد جنس نبی کی نفی ہوئی اور جنس کی نفی عرفاً و لغتاً و شرعاً جملہ افراد ہی سے ہوتی ہے ولہذا لائے نفی جنس صیغ عموم سے ہے جیسے لا مرجل فی الدار، ولہذا لا الہ الا اللہ ہر غیر خدا سے نفی الوہیت کرتا ہے، یوں بھی استغراق ہی ثابت ہوا، واللہ الحمد۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۱۲ ص ۳۵۳ تا ۳۵۵)

(۴۰) نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عبدیت و بشریت کی نفی کرنے والے کے بارے میں فرمایا : جو یہ کہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے بندے نہیں وہ قطعاً کافر ہے۔

اشہدان محمد عبدہ ورسولہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، قال اللہ تعالیٰ وانه لما قام عبد اللہ یدعوہ، وقال تعالیٰ تبارک الذی نزل الفرقان علی عبدہ لیكون للعالمین نذیراً، وقال تعالیٰ سبحان الذی اسری

۱۔ صحیح مسلم کتاب الذکر والدعاء باب الدعاء عند النوم قیدی کتب خانہ کراچی ۳۴۸/۲
المصنف لابن ابی شیبہ کتاب الدعاء حدیث ۲۹۳۰۵ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۴۰/۶
۲۔ الاسماء والصفات للبیہقی باب ذکر الاسماء التي تتبع اثبات الباری المکتبۃ الاثریۃ سانکلہل ۴۱/۱
۳۔ القرآن الکریم ۱۹/۲۵ القرآن الکریم ۱/۲۵

بعبدہؑ، وقال تعالى وان كنتم في سريب مهانزلنا على عبدنا، وقال تعالى الحمد لله
الذى انزل على عبده الكتابؑ، وقال تعالى فاوحى الى عبده ما اوحى ۝

میں گواہی دیتا ہوں بلاشبہ حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے بندے اور اس
کے رسول ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اور یہ کہ جب اللہ کا بندہ اس کی بندگی کرنے کھڑا ہوا۔ اور اللہ تعالیٰ
نے فرمایا: بڑی برکت والا ہے جس نے اتارا قرآن اپنے بندہ پر جو سارے جہان کو ڈرسانے والا ہو۔
اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: پاک ہے وہ ذات جس نے اپنے بندے کو سیر کرائی۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:
اور اگر تمہیں کچھ شک ہو اس میں جو ہم نے اپنے (ان خاص) بندے پر اتارا۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:
سب خوبیاں اللہ کو جس نے اپنے بندے پر کتاب اتاری۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اب وحی فرمائی
اپنے بندے کو جو وحی فرمائی۔ (ت)

اور جو یہ کہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صورت ظاہری بشری ہے حقیقت باطنی
بشریت سے ارفع و اعلیٰ ہے یا یہ کہ حضور اوروں کی مثل بشر نہیں وہ سچ کہتا ہے اور جو مطلقاً حضور سے
بشریت کی نفی کرے وہ کافر ہے۔

قال تعالى قل سبّحن ربی هل کنت الا بشراً رسولاً ۝ واللہ تعالیٰ اعلم۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تم فرماؤ پاکی ہے میرے رب کو میں کون ہوں مگر آدمی اللہ کا بھیجا ہوا۔

واللہ تعالیٰ اعلم (ت) (فتاویٰ رضویہ ج ۱ ص ۳۵۷، ۳۵۸)

(۴۱) ایک مسلمان کہلوانے والے شخص نے دفعِ مرض کے لئے تین بار تپتی کا ارتکاب کیا اور بار بار
توبہ کر کے توبہ دیتا رہا اور کہتا ہے کہ میں نے مولوی سے معلوم کر لیا ہے کہ ضرورتاً ایسا کرنا جائز ہے،
ایسے شخص کے بارے میں حکم شرعی کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا:

صورتِ مستفسرہ میں وہ کافر ہے، اور وہ مولویوں پر افترا کرتا ہے، کوئی مولوی ایسا نہیں کہہ سکتا،
اور اگر کسی نام کے مولوی نے مرض سے شفا کے واسطے غیر خدا کی پوجا جائز کر دی ہو تو وہ بھی کافر
ہے، اور یہ شخص جب کہ تین بار ایسا کر چکا اب مسلمان اسے ہرگز نہ ملائیں اگرچہ توبہ ظاہر کرے کہ

۱۵ القرآن الکریم ۲/۲۳

۱۵ " ۵۳/۱۰

۱۵ القرآن الکریم ۱۷/۱

۱۵ " ۱۸/۱

۱۵ " ۱۷/۹۳

وہ جھوٹا ہے اور فریب دیتا ہے۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے،

ان الذين امنوا ثم كفروا ثم امنوا ثم كفروا ثم امنوا ثم كفروا لا يمشي على الارض الا على كفره لن تقبل توبتهم واولئك هم الضالون

بیشک وہ لوگ جو ایمان لائے پھر کافر ہوئے، پھر ایمان لائے پھر کافر ہوئے، پھر اور کفر میں بڑھے، ان کی توبہ ہرگز قبول نہ ہوگی اور وہی ہیں بہکے ہوئے۔ (ت)

(فتاویٰ رضویہ ج ۱۲ ص ۳۶۳)

(۴۲) ایک شخص نے آیت کریمہ فلا وربك لا يؤمنون حتى يحكموك فيما شجر بينهم ثم لا يجدوا في انفسهم حرجا مما قضيت ويسلموا تسليما سے غلط استدلال کرتے ہوئے ملکی قانون سے اپنے اختلاف طے کرانے پر عامہ مسلمین حتیٰ کہ خود اپنی بھی تکفیر کر دی۔ اس کے غلط استدلال کا رد کرتے ہوئے فرمایا:

جو مدعی حق پر ہیں وہ حکیم نہیں کرتے بلکہ اپنا حق کہ بے زور حکومت نہیں مل سکتا نکلوانا چاہتے ہیں اور مدعا علیہ کہ حق پر ہے وہ مجبور ہی ہے جو ابد ہی نہ کرے تو یک طرفہ ڈگری ہو جاتے، ان دونوں فریقوں پر اگر آیہ کریمہ وارد ہو تو ہندوستان ہی نہیں بلکہ تمام دنیا میں آج سے نہیں صد ہا سال سے مدعی مدعا علیہ، وکیل، گواہ سب کافر ہوں کہ عام سلطنتوں نے شرع مطہر سے جدا اپنے بہت سے قانون نکال لئے ہیں، اور جو مدعی جھوٹا ہے وہ ناحق دوسروں کا مال مثلاً چھیننا چاہتا ہے جس پر اپنی چرب زبانی یا مقدمہ سازی یا جھوٹے گواہوں کے ذریعہ حکومت سے مدد لیتا ہے، یونہی جھوٹا مدعا علیہ مثلاً دوسرے کا دیا ہوا مال دینا نہیں چاہتا اور وہی مدد ان ذرائع کا ذبہ سے لیتا ہے، یہ باتیں گناہ ہیں مگر گناہ کو کفر کہنا خارجیوں کا مذہب ہے۔ آیت اس کے بارے میں ہے جو حکم شریعت کو باطل جانے اور غیر شرعی حکم کو حق یا شرعی حکم جب اس کے خلاف ہو تو نہ نفسِ امّارہ کی ناگواری بلکہ واقعی دل سے اس حکم کو بُرا جانے، یہ لوگ کافر ہیں۔ یہ نہ فقط مقدمات بلکہ عبادات میں بھی جاری ہے۔ رمضان خصوصاً گریہوں کے روزے، نماز خصوصاً جاڑوں میں صبح و عشاء کی نفسِ امّارہ پر شاق ہوتی ہے اس سے کافر نہیں ہوتا جبکہ دل سے احکام کو حق و نافع جانتا ہے، ہاں اگر دل سے نماز کو بیگار اور روزے کو مفت کا فائدہ جانے تو ضرور کافر ہے۔ اگلی آیہ کریمہ اس معنی کو خوب واضح

فرماتی ہے :

قال الله تعالى ولو اننا كتبنا عليهم ان اقتلوا انفسكم او اخرجوا من دياركم ما فعلوه الا قليل منهم ۱

اللہ تعالیٰ نے فرمایا : اگر ہم انھیں حکم دیتے کہ اپنے آپ کو قتل کر دیا اپنے گھروں سے نکل جاؤ تو اسے نہ کرتے مگر ان میں تھوڑے ۔ (ت)

ظاہر ہے کہ یہ نہ کرنا ان احکام کے نفس پر شاق ہونے ہی کے سبب ہے تو ثابت ہوا کہ حکم کا نفس پر شاق ہونا یہاں تک کہ اس کے سبب بجا آوری حکم سے باز رہنا کفر نہیں ورنہ معاذ اللہ یہ ٹھہرے گا کہ صحابہ کرام بھی گنتی ہی کے مسلمان تھے کہ فرماتا ہے :

ما فعلوه الا قليل منهم ۲

اسے نہ کرتے مگر ان میں تھوڑے ۔ (ت)

حالانکہ رب عز وجل جابجا ان کے سچے پکے مومن ہونے کی شہادت دیتا ہے یہاں تک کہ فرماتا ہے :

ولكن الله يحب اليكم الايمان ويزينه في قلوبكم وكمرة اليكم الكفر والفسوق والعصيان اولئك هم الراشدون ۳

۱۔ محبوب کے صحابیو! اللہ نے تمہیں ایمان پیارا کر دیا اور اسے تمہارے دلوں میں زینت دی اور کفر بے حکمی و نافرمانی تمہیں ناگوار کر دی ، یہی لوگ راہ پر ہیں اللہ کا فضل اور اس کی نعمت اور اللہ جانتا ہے حکمت والا ہے ۔

یہ دل کی محبت ہے کہ مدارِ ایمان و کمال ایمان ہے اور وہ نفس کی ناگواری جس پر زیادتِ ثواب کی بناء ہے ۔ حدیث میں فرمایا :

افضل العبادات احسنها ۴

سب میں زیادہ ثواب اس عبادت کا ہے جو نفس پر زیادہ شاق ہو ۔

بہر حال یہ شخص جو اپنے کفر کا مقر ہے قطعاً کافر ہے ۔ فتاویٰ عالمگیری میں ہے :

۱۔ و ۲۔ القرآن الکریم ۶۶/۴

۳۔ ۸۴/۴۹

۴۔ الاسرار المرفوعة فی الاخبار الموضوعة حدیث ۲۰۸ دار الکتب العلمیۃ بیروت

کشف الخفاء حدیث ۴۵۹

ص ۶۱ ۱۲۱/۱

مسلم قال انا ملحد يكفر ولو قال ما علمت انه كفر لا يعذر به هذا ۱۔

اگر کسی مسلمان نے کہا میں ملحد ہوں، تو وہ کافر ہو جائے گا۔ اور کہا میں نہیں جانتا تھا

کہ یہ کہنا کفر ہے تو اس کا عذر قابل قبول نہ ہوگا۔ (فتاویٰ رضویہ ۱۲ ص ۳۶۵، ۳۶۶)

(۴۳) مسجد کے محراب میں یا محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) لکھا گیا، ایک وہابی نے کہا یہ بُت کیوں لکھا ہے۔ مزید کہا کہ گورو گو بند سنگھ کا نام لکھ دو، یا بُت کھڑا کر دو تو بہتر ہے۔ اس کے بارے میں سوال کا جواب دیتے ہوئے فرمایا:

شخص مذکور کافر کافر کافر، مرتد مرتد مرتد ہے،

من شك في كفره فقد كفر به

جو اس کے کافر ہونے میں شک کرے خود کافر ہے۔

مسلمانوں کو اس سے میل جول حرام، اس سے سلام و کلام حرام، اس کے پاس بیٹھنا حرام، اسے اپنے پاس بیٹھنے دینا حرام، بیمار پڑے تو اسے پوچھنے جانا حرام، مرجائے تو اسے مسلمانوں کی طرح غسل و کفن دینا حرام، اس کے جنازہ پر نماز حرام، اسے مسلمانوں کے مقابر میں دفن کرنا حرام، اس کی قبر پر جانا حرام۔

قال الله تعالى واما ينسينك الشيطان فلا تقعد بعد الذكرى مع القوم الظالمين^۳، وقال تعالى ولا تكونوا الى الذين ظلموا فتمسكم النار، وقال تعالى ولا تصل على احد منهم مات ابدًا ولا تقم على قبره^۴

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اور جو کہیں تجھے شیطان بھلا دے تو یاد آئے پر ظالموں کے پاس نہ بیٹھ۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اور ظالموں کی طرف نہ جھکو کہ تمہیں آگ چھوئے گی۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اور ان میں سے کسی کی میت پر کبھی نماز نہ پڑھنا اور نہ اس کی قبر پر کھڑے ہونا۔ (ت)

۱۔ فتاویٰ ہندیہ باب موجبات الکفر انواع نوری کتب خانہ پشاور ۲۷۹/۲

۲۔ مجمع الانهر شرح ملتی الابحر باب احکام الجزیه دار احیاء التراث العربی بیروت ۶۷۷/۱

الدر المختار باب المرتد مطبع مجتہائی دہلی ۳۵۶/۱

۳۔ الفتنہ آن الکریم ۶۸/۶ ۴۔ القرآن الکریم ۱۱۳/۱۱

۵۔ ۸۴/۹

مسلمان دیکھیں وہابیہ کو یہ دشمنی ہے محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے۔ اور پھر سادہ لوح ان کو مسلمانوں کا ایک فرقہ سمجھتے ہیں لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ ایک یہ بات یاد رہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نام پاک لے کر نہ اندہ چاہتے بلکہ اس کی جگہ یا رسول اللہ ہو۔ اور دیوار پر کندہ کرنے سے بہتر یہ ہے کہ آئینہ میں لکھ کر نصب کریں۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۱۲ ص ۳۶۸، ۳۶۹)

(۴۴) ایک شخص کہتا ہے کہ نبی اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نہ مردوں میں سے کسی کے باپ ہیں اور نہ ہی عورتوں میں سے۔ اس کے بارے میں فرمایا:

یہ صراحۃً آیت کریمہ یا ایہا النبی قل لانزواجک وبناتک (اے نبی! اپنی بیبیوں اور صاحبزادیوں سے فرماد۔ ت) کی تکذیب ہے اور آیت کی تکذیب کفر۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۴ ص ۳۷۵)

(۴۵) احکام شرع میں من مانی کرنے والے اور اپنی بیٹی کی حرام کی کمائی کھانے والے شخص کے بارے میں فرمایا:

ایسا شخص سخت خبیث و مردود و دیوث ہے، بحکم حدیث اس پر جنت حرام ہے، اور بحکم قرآن عظیم اس کے پاس بیٹھنا جائز نہیں۔

قال اللہ تعالیٰ واما ینسینک الشیطن فلا تقعد بعد الذکری مع القوم الظالمین یہ

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اور جو کہیں تجھے شیطان بھلا دے تو یاد آئے پر ظالموں کے پاس نہ بیٹھ۔ (ت)

مسلمان اسے یک لخت چھوڑ دیں اور اس سے سلام، کلام، میل جول سب ترک کر دیں جب تک صدق دل سے توبہ نہ کر لے۔ اس سے زیادہ یہاں کیا سزا ہو سکتی ہے۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۴ ص ۳۷۷، ۳۷۸)

(۴۶) ایک شخص کھلم کھلا سود کھاتا ہے، اس کو جائز کہتا ہے اور لوگوں کو کہتا ہے تم سود کے معنی نہیں جانتے۔ اس کے بارے میں سوال کا جواب دیتے ہوئے فرمایا:

سود مطلقاً حرام ہے بہت ہو یا تھوڑا۔
 قال اللہ تعالیٰ وحرم الربو^۱
 اللہ تعالیٰ نے فرمایا : اور حرام کیا سود کو (ت)

زید کا اسے حلال کہنا اس کی حلت پر اصرار کرنا موجب کفر ہے ، اس پر توبہ فرض ہے ، از سر نو مسلمان ہو ، پھر اگر عورت راضی ہو تو اس سے نکاح جدید کرے ، اور اگر نہ مانے تو مسلمان قطعاً چھوڑ دیں ، اس کے پاس بیٹھنا اٹھنا حرام ہے ۔

قال اللہ تعالیٰ واما ينسبك الشيطان فلا تقعد بعد الذكرى مع القوم الظالمين^۲۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ، اور جو کہیں تجھے شیطان بھلا دے تو یاد آئے پر ظالموں کے پاس نہ بیٹھ ۔ (ت)

(۴۷) ایک شخص حلفاً کہتا ہے میں مسلمان ہوں ، حنفی ہوں وہابی نہیں ہوں ، کچھ لوگ پھر بھی اعتبار نہیں کرتے ، ایسے لوگوں کے بارے میں کیا حکم ہے ؟ اس کے جواب میں فرمایا :

اگر اس میں کوئی بات وہابیت کی نہ دیکھی ، نہ کوئی قوی وجہ شبہہ کی ہے تو بلا وجہ شبہہ نہ کیا جائے بدگمانی حرام ہے ، اور اگر اس میں وہابیت پائی تو ثابت شدہ بات اس کی قسموں سے دفع نہ ہو جائے گی ، وہابی اکثر ایسی قسمیں کھایا کرتے ہیں ۔

قال اللہ تعالیٰ يحلفون بالله ما قالوا ولقد قالوا كلمة الكفر وكفروا بعد ما اسلامهم^۳۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا : اللہ کی قسمیں کھاتے ہیں کہ انھوں نے نہ کہا اور بیشک ضرور انھوں نے کفر

کی بات کہی اور اسلام میں آکر بعد میں کافر ہو گئے ۔ (ت)

نہ ان کی قسموں کا اعتبار ،

قال اللہ تعالیٰ انهم لا ايمان لهم^۴۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا : بیشک ان کی قسمیں کچھ نہیں ۔ (ت)

اور اگر کسی وجہ سے شبہہ ہے تو صرف ان قسموں پر قناعت نہ کریں بلکہ اس سے دریافت کریں کہ تو اسمعیل دہلوی و

نذیر حسین دہلوی و رشید احمد گنگوہی و قاسم نانوتوی و اشرف علی تھانوی اور ان کی کتابوں تقویۃ الایمان و معیار الحق و
براہین قاطعہ و تحذیر الناس و حفظ الایمان و بہشتی زیور وغیرہا کو کیسا جانتا ہے، اگر صاف کہے کہ یہ لوگ
بے دین لگراہ ہیں اور یہ کتابیں کفر و ضلالت سے بھری ہوئی ہیں تو ظاہر یہی ہے کہ وہ جاتی نہیں ورنہ ضرور وہ جاتی ہے
جھوٹوں کی قسم پر اعتبار نہ کرنا قرآن اور اللہ پر اعتبار نہ کرنا نہیں،

اذا جاءك المنفقون قالوا الشهد انك لرسول الله والله يعلم انك لرسوله والله
يشهد ان المتفقين لکذابون ۝ اتخذوا ايمانهم جنة فصدوا عن سبيل الله طائفتهم
ساء ما كانوا يعملون ۝

جب منافق تمہارے حضور حاضر ہوتے ہیں کہتے ہیں کہ ہم کو اہی دیتے ہیں کہ حضور بیشک یقیناً اللہ
کے رسول ہیں، اور اللہ جانتا ہے کہ تم اس کے رسول ہو، اور اللہ کو اہی دیتا ہے کہ منافق ضرور جھوٹے
ہیں، اور انہوں نے اپنی قسموں کو ڈھال ٹھہرایا تو اللہ کی راہ سے روکا، بیشک وہ بہت ہی بُرے کام
کرتے ہیں۔ (ت) (فتاویٰ رضویہ ج ۴ ص ۳۸۰، ۳۸۱)

(۴۸) ایک شخص نے لکھ دیا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک سفر میں کافر کو راہنما بنایا تھا
لہذا ہم نے مسٹر گاندھی کو اپنا راہنما بنالیا ہے۔ اس کے بارے میں حکم شرعی بیان کرتے ہوئے فرمایا،
پھر یہ بھی اس وقت کا واقعہ ہے کہ ہنوز حکم جہاد نازل نہ ہوا، لکم دینکم ولی دینکم (تمہارے لئے
تمہارا دین اور میرے لئے میرا دین۔ ت) پر عمل تھا، پھر بتدریج کفار پر تغلیظ بڑھتی گئی اور اخیر حکم ابدی ناطق
وہ نازل ہوا کہ،

يا ايها النبي جاهد الكفار والمنفقين واغلظ عليهم وما واهم جهنم ط وبئس المصير
اے غیب کی خبریں دینے والے (نبی)! جہاد فرماؤ کافروں اور منافقوں پر، اور ان پر سختی کرو، اور
ان کا ٹھکانا دوزخ ہے اور کیا ہی بُری جگہ پلٹنے کی۔ (ت)

پہلے کے واقعات سے سند لانا اگر جاہل سے ہو تو جہل شدید ہے اور ذی علم سے تو مکہ حبیشہ
ضلال بعید۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۴ ص ۳۸۸)

(۴۹) کچھ لوگوں نے کہا نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عرب کے کافر قبائل سے موالات کی تھی لہذا

ہم کفار ہند سے موالات کرتے ہیں، اس کے رد میں فرمایا،
یہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر افتراء محض ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
نے کبھی کسی کافر سے موالات نہیں فرمائی، اور کیونکہ فرما سکتے حالانکہ ان کا رب عز وجل فرماتا ہے،

وَمَنْ يَتَوَلَّهُمْ مِنْكُمْ فَاِنَّهُ مِنْهُمْ

تم میں جو ان سے موالات کرے وہ بیشک انہیں میں سے ہے۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ان کے رب کا ابتدائی حکم یہ تھا،

فاصدع بباطونهم واعرض عن المشركين

اعلان کے ساتھ فرما دو جو تمہیں حکم دیا جاتا ہے اور مشرکوں سے منہ پھیر لو۔

اور انتہائی حکم یہ ہوا،

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنَافِقِينَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ

اے نبی! تمام کافروں اور منافقوں سے جہاد فرما اور ان پر سختی و درستی کر۔

معاذ اللہ موالات کا وقت کون سا تھا، سورہ ن شریف مکیہ ہے اس میں فرماتا ہے،

وَدَّوَا لَوْ تَدَهَّنَ فَيَدُهْنُونَ

کافرا اس تمنا میں ہیں کہ کہیں تم کچھ نرمی کرو تو وہ بھی نرم پڑیں۔

اس وقت میں مدہنت تو روا رکھی نہ گئی نہ کہ معاذ اللہ موالات۔ ائمہ دین نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وسلم کی طرف نسبت مدہنت کرنے والے کی تکفیر فرمائی ہے چہ جائے مفتری موالات۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۱۴ ص ۳۸۸، ۳۸۹)

(۵۰) مسجد میں ہندوؤں کے لیکچر کے جواز میں کچھ لوگوں نے کہا کہ مسجد نبوی میں وفود کفار قیام کرتے تھے

اور کفار کا داخلہ مخصوص مسجد الحرام ایک خاص وقت کے لئے منع تھا۔ ایسے لوگوں کا رد کرتے ہوئے فرمایا،

یہ کہنا کہ مسجد الحرام شریف سے کفار کا منع ایک خاص وقت کے واسطے تھا اگر یہ مراد کہ اب نہ رہا تو

اللہ عز وجل پر صریح افتراء ہے،

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى إِنَّمَا الْمُشْرِكُونَ نَجَسٌ فَلَا يَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ بَعْدَ

عامہم هذا۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا، مشرک نہ رہے ناپاک ہیں تو اس برس کے بعد وہ مسجدِ حرام کے پاس نہ آنے

پائیں۔ (ت)

یونہی یہ کہنا کہ وہ کفارِ مسجدِ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں اپنے طریقے پر عبادت کرتے تھے، محض جھوٹ ہے۔ اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اسے جائز رکھنے کا اشعارِ حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر اترتے فجار۔ حاشا کہ اللہ کا رسول گویا بار بار فرمائے کہ کسی مسجد نہ کہ خاص مسجدِ مدینہ کرمہ میں نہ کہ خود حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے بتوں یا سیح کی عبادت کی جائے۔ جانتے ہو کہ اس سے ان کا مقصود کیا ہے، یہ کہ مسلمان تو اسی قدر پر ناراض ہوئے ہیں کہ مشرک کو مسجد میں مسلمانوں سے اونچا کھڑا کر کے ان کو واعظ بنایا وہ تو اس تہیہ میں ہیں کہ ہندوؤں کو حتیٰ دیں کہ مسجد میں بُت نصب کر کے ان کی دُندوت کریں، گھنٹے بجائیں، سنکھ پھونکیں کیونکہ ان مفتریوں کے نزدیک خود حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مسجد میں خود حضور کے سامنے کفار اپنے طریقے کی عبادت کرتے تھے،

وَلَكُمْ لَا تَفْتَرُوا عَلَى اللَّهِ كَذَابًا فَيَسْخَتْكُمْ بِعَذَابٍ

تمہیں خرابی ہو اللہ پر جھوٹ نہ باندھو کہ وہ تمہیں عذاب سے ہلاک کر دے۔ (ت)

حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے مسجدِ کرمہ کے سوا کوئی نشست گاہ نہ تھی جو حاضر ہوتا یہیں حاضر ہوتا، کسی کافر کی حاضری معاذ اللہ بطورِ استیلا و استعلاء نہ تھی بلکہ ذلیل و خوار ہو کر یا اسلام لانے کے لئے یا تبلیغِ اسلام سُنانے کے واسطے، کہاں یہ اور کہاں وہ جو بدخواہانِ اسلام نے کیا کہ مشرک کو بوجہِ تعظیمِ مسجد میں لے گئے اسے مسلمانوں سے اونچا کھڑا کیا، اسے مسلمانوں کا واعظ و ہادی بنایا، اس میں مسجد کی توہین ہوئی اور توہینِ مسجدِ حرام، مسلمانوں کی تذلیل ہوئی اور تذلیلِ مسلمینِ حرام، مشرک کی تعظیم ہوئی اور تعظیمِ مشرکِ حرام، بدخواہیِ مسلمین ہوئی بلکہ بدخواہیِ اسلام، پھر اسے اُس پر قیاس کرنا کیسی سخت ضلالت و گمراہی ہے، طرفہ یہ کہ زبانی کہتے جاتے ہیں کہ مشرک کا بطورِ استعلاء مسجد میں آنا ضرور حرام ہے، اور نہیں دیکھتے کہ یہ آنا بطورِ استعلاء ہی تھا۔

فَانْهَالَا تَعْمَى الْاَبْصَارُ وَلَكِنْ تَعْمَى الْقُلُوبُ الَّتِي فِي الصُّدُورِ

قویہ آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں بلکہ وہ دل اندھے ہوتے ہیں جو سینوں میں ہیں۔ (ت)
(فتاویٰ رضویہ ۱۴ ص ۳۹۰، ۳۹۱)

(۵۱) بیگم شاہی مسجد لاہور سے صوفی احمد دین صاحب نے اقوال و عقائد و بابیہ پر مشتمل ایک طویل استفتاء العحضرت علیہ الرحمہ کی خدمت میں بھیجا۔ اس کے جواب میں ارشاد فرمایا:
یہ سوال کیا محتاج جواب ہے خود ہی اپنا جواب باصواب ہے، سائل فاضل سلمہ نے جو اقوال ملعونہ ان خبیثات سے نقل کئے ہیں ان سب کا ضلال مبین اور اکثر کفر و ارتداد مبین ہونا خود ضروری فی الدین و بدیہی عند المسلمین۔

وسيعلم الذين ظلموا انهم مغلوبون ۝ لا لعنة الله على الظالمين ۝
ولئن سألتهم ليقولن انما كنا نخوض ونلعب قل ابالله وایتہ ورسوله كنتم تستهزئون ۝ لا تعتذروا قد كفرتم بعد ايمانكم ۝ يحلفون بالله ما قالوا ولقد قالوا كلمة الكفر وكفروا بعد اسلامهم ۝ لعنهم الله بكفرهم فقليل ما يؤمنون ۝ والذين يؤذون رسول الله لهم عذاب اليم ۝ ان الذين يؤذون الله ورسوله لعنهم الله في الدنيا والاخرة واعد لهم عذابا مهينا ۝

اب جانا چاہتے ہیں ظالم کہ کس کروٹ پر پلٹا کھائیں گے۔ ارے ظالموں پر خدا کی لعنت۔ اور اے محبوب! اگر تم ان سے پوچھو تو کہیں گے ہم تو یوں ہی ہنسی کھیل میں تھے، تم فرماؤ کیا اللہ اور اس کی آیتوں اور اس کے رسول سے ہنستے ہو، بہانے نہ بناؤ تم کافر ہو چکے اپنے ایمان کے بعد۔ اللہ کی قسم کھاتے ہیں کہ انھوں نے نہ کہا اور بیشک ضرور انھوں نے کفر کی بات کہی اور اسلام کے بعد کافر ہو گئے۔ اللہ نے ان پر لعنت کی ان کے کفر کے سبب تو ان میں تھوڑے ایمان لاتے ہیں۔ اور جو رسول اللہ کو ایذا دیتے ہیں ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔ بیشک جو ایذا دیتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کو ان پر اللہ کی لعنت ہے دنیا اور آخرت میں، اور اللہ نے ان کے لئے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔ (ت)

۱۸/۱۱ القرآن الکریم

۴۴/۹ " ۴۴

۶۱/۹ " ۴۶

۲۲۹/۲۶ القرآن الکریم

۶۶/۶۵ " ۴۳

۸۸/۲ " ۴۵

۵۴/۳۳ " ۴۷

ان آیاتِ کریمہ کا حاصل یہ ہے کہ جو عام مسلمانوں پر ظلم کریں ان کے لئے بری بازگشت ہے، ان کا ٹھکانا جہنم ہے، ان پر اللہ کی لعنت ہے، نہ کہ وہ جو اولیاء پر ظلم کریں نہ کہ انبیاء پر، نہ کہ خود حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فضائل و علو شان اقدس پر، ان پر کیسی اس لعنتِ الہی ہوگی اور ان کا ٹھکانا دوزخ کا اجنبی طبقہ۔ اور اگر تم ان سے پوچھو کہ یہ کیسے کفریات ملعونہ تم نے بکے تو جیلے گھڑیں گے، بے سرو پا جھوٹی تاویلیں کریں گے، اور کچھ نہ بنے تو یوں کہیں گے کہ ہماری مراد تو یہیں نہ تھی ہم نے یونہی ہنسی کھیل میں کہہ دیا تھا۔ واحد قہار جل و علا فرماتا ہے: اے محبوب! ان سے فرما دو کیا اللہ اور اس کی آیتوں اور اس کے رسول سے ٹھٹھا کرتے تھے، بہانے نہ بناؤ تم کافر ہو چکے اپنے ایمان کے بعد۔ جب کوئی جیلہ نہ چلے گا تو کذاب خبیثوں کا پھلداؤ و چلیں گے کہ خدا کی قسم ہم نے تو یہ باتیں نہ کہیں، نہ ہماری کتابوں میں ہیں، ہم پر افرا ہے۔ ناواقف کے سامنے یہی جل کھلتے ہیں۔ اللہ واحد قہار جل و علا فرماتا ہے: بیشک ضرور وہ کفر کا بول بولے اور اسلام کے بعد کافر ہو گئے یعنی ان کا قسموں کا اعتبار نہ کرو۔

وانہم لا ایمان لہم ان پیشوایان کفر کی قسمیں کچھ نہیں، اتخذوا ایمانہم جنتہ فصدا عن سبیل اللہ فلہم عذاب مہین وہ اپنی قسموں کو ڈھال بنا کر اللہ کی راہ سے روکتے ہیں، لاجرم ان کے لئے ذلیل و خوار کرنے والا عذاب ہے۔ ان کفر کے سبب اللہ تعالیٰ نے ان پر لعنت کی تو بہت کم ایمان لاتے ہیں، وہ جو رسول اللہ کو ایذا دیتے ہیں ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔ بیشک جو اللہ و رسول کو ایذا دیتے ہیں اللہ نے دنیا و آخرت میں ان پر لعنت فرمائی اور ان کے لئے تیار کر رکھا ہے ذلت دینے والا عذاب۔ طوائف مذکورین و ہابیہ و نیجر یہ و قادیانیہ و غیر مقلدین و دیوبندیہ و چکر الویہ خدا ہم اللہ تعالیٰ جمیع ان آیاتِ کریمہ کے مصداق بالیقین اور قطعاً یقیناً کفار مرتدین ہیں، ان میں ایک آدھ اگرچہ کافر فقہی تھا اور صد ہا کفر اس پر لازم تھے جیسے نمبر ۲ والا دہلوی، مگر اب اتباع و اذنا میں اصلاً کوئی ایسا نہیں جو قطعاً یقیناً جماعاً کافر کلامی نہ ہو ایسا کہ من شک فی کفر فقد کفر جو ان کے اقوال ملعونہ پر مطلع ہو کر ان کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔

(فتاویٰ رضویہ ۱۴ ص ۴۰۰ تا ۴۰۲)

(۵۲) مزید فرمایا:

ان سب کی کتب کا مطالعہ حرام ہے مگر عالم کو بغرض رد۔ ان سے میل جول قطعی حرام، ان سے

سلام و کلام حرام، انھیں پاس بٹھانا حرام، ان کے پاس بیٹھنا حرام، بیمار پڑیں تو ان کی عیادت حرام،
مرجائیں تو مسلمانوں کا ساتھ انھیں غسل و کفن دینا حرام، ان کا جنازہ اٹھانا حرام، ان پر نماز پڑھنا حرام،
انھیں مقابرِ مسلمین میں دفن کرنا حرام، انکی قبر پر جناح حرام، انھیں الصلوات کتب حرام مثل نماز جنازہ کفر۔ قال اللہ تعالیٰ:
واما ينسینک الشیطن فلا تقعد بعد الذکری مع القوم الظالمینؑ
اور اگر تجھے شیطان بھلا دے تو یاد آئے پر ان ظالموں کے پاس نہ بیٹھ۔

اور فرماتا ہے،

ولا تكونوا الى الذين ظلموا فتمسکم الناسؑ

اور نہ میل کرو ظالموں کی طرف کہ تمھیں دوزخ کی آگ چھوئے گی۔

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

فایاکہ وایاہم لا یضلونکم ولا یفتنونکمؑ

ان سے دُور بھاگو اور انھیں اپنے سے دُور کر دو کہیں وہ تمھیں گمراہ نہ کر دیں وہ تمھیں فتنے میں

نہ ڈال دیں۔

دوسری حدیث میں ہے،

لا تجالسوہم ولا تؤاکلوہم ولا تشاربوہم واذامرضوا فلا تعودوہم واذاماتوا

فلا تشہدوہم ولا تصلوا علیہم ولا تصلوا معہمؑ

نہ ان کے پاس بیٹھو، نہ ان کے ساتھ کھانا کھاؤ، نہ ان کے ساتھ پیو، بیمار پڑیں تو ان کی

عیادت نہ کرو، مرجائیں تو ان کے جنازہ پر نہ جاؤ، نہ ان پر نماز پڑھو نہ ان کے ساتھ نماز پڑھو۔

رب عز وجل فرماتا ہے،

ولا تصل علی احد منہم مات ابدا ولا تقم علی قبرہؑ

۱۔ القرآن الکریم ۶/۶۸

۲۔ ۱۱/۱۱۳

۱۰/۱

باب النہی عن الروایۃ عن لضعفاء قیدی کتب خانہ کراچی

حدیث ۳۲۵۲۹، ۳۲۵۲۲ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۱۱/۵۴۰ و ۵۴۲

۳۔ صحیح مسلم

۴۔ کنز العمال باب فضائل صحابہ

۵۔ القرآن الکریم ۹/۸۴

ان میں کبھی کسی کے جنازہ کی نماز نہ پڑھنا، نہ اس کی قبر پر کھڑا ہونا۔
جو ان کے اقوال پر مطلع ہو کر ان سے محبت رکھے وہ انہیں کی طرح کافر ہے۔ قال تعالیٰ:
وَمَنْ يَتَوَلَّهُمْ مِنْكُمْ فَاِنَّهُ مِنْهُمْ

تم میں سے جو ان سے دوستی رکھے وہ بیشک انہیں میں سے ہے۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۴ ص ۴۰۲، ۴۰۳)

(۵۳) مشرکین سے اتحاد و وداد کے بارے میں سوال کا جواب دیتے ہوئے فرمایا:
مشرکین سے اتحاد درکنار وداد حرام قطعی ہے۔ قال اللہ تعالیٰ:

لَا تَجِدُ قَوْمًا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ يُوَادُّونَ مَنْ حَادَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَلَوْ كَانُوا
أَبَاءَهُمْ أَوْ أَبْنَاءَهُمْ أَوْ إِخْوَانَهُمْ أَوْ عَشِيرَتَهُمْ أُولَٰئِكَ كَتَبَ فِي قُلُوبِهِمُ الْإِيمَانَ وَأَيَّدَهُم
بِرُوحِهِ مِنْهُمْ

تو نہ پائے گا ان لوگوں کو جنہیں اللہ اور قیامت پر ایمان ہے کہ اللہ و رسول کے مخالف سے
دوستی کریں اگرچہ وہ ان کے باپ یا بیٹے یا بھائی یا عزیز ہوں، یہ ہیں وہ لوگ جن کے دلوں میں ایمان
اللہ نے لکھ دیا ہے اور اپنی طرف کی رُوح سے ان کی مدد فرمائی۔
اور فرماتا ہے جل و علا:

وَمَنْ يَتَوَلَّهُمْ مِنْكُمْ فَاِنَّهُ مِنْهُمْ

تم میں سے جو ان سے دوستی کرے گا وہ بیشک انہیں میں سے ہے۔

یہ ہیں قرآن عظیم کی شہادتیں کہ ان سے وداد و اتحاد کفر ہے اور یہ کہ اس کے مرتکب نہ ہوں گے مگر
کافر۔ مسلمانو! قرآن کریم سے بڑھ کر کس کا فتویٰ ہے، وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللَّهِ حَدِيثًا اللہ سے
بڑھ کر کس کی بات سچی ہے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۴ ص ۴۰۵)

(۵۴) مشرک کو اپنی حاجت دینیہ میں امام و راہنما بنانا کیسا ہے؟ اس کے جواب میں فرمایا:
مشرک کو حاجت دینیہ میں ہادی بنانا امام ٹھہرانا قرآن عظیم کی صریح تکذیب ہے۔ قرآن عظیم میں
ہزار ہا آیتیں گونج رہی ہیں کہ وہ گمراہ ہیں، ہدایت سے بالکل بیگانہ ہیں، یہاں تک کہ فرمایا:

ان هم الا كالانعام بل هم اضل سبيلا^۱

وہ چوپایوں کی طرح نہ رہے بے عقل ہی ہیں بلکہ ان سے بھی سخت تر گمراہ۔

تو جو انھیں ہادی و امام بنائے گا قطعاً قرآن عظیم کو جھٹلائے گا اور قطعاً راہِ ہلاک پائے گا۔

اذا كان الغراب دليل قوم سيهدهم طريق الهالكين^۲

(جب کسی قوم کا راہنما کوٹا ہو تو وہ ان کو ہلاکت کی راہ چلائے گا۔ ت)

اور روزِ قیامت ایسا گروہ اس مشرک ہی کے نام سے پکارا جائے گا۔

قال الله تعالى يومئذ ننادوا كل انا من بامامهم^۳

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: جس دن ہر گروہ کو اس کے امام کے ساتھ پکاریں گے۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۱۴ ص ۴۰۵، ۴۰۶)

(۵۵) مشرک کے بارے میں کہنا کہ وہ ہمارے شہر کی خاک کو پاک کرنے کے لئے تشریف لائے ہیں،

اس کے متعلق فرمایا:

لا اله الا الله عجب ان سے کہ مدعیِ اسلام ہوں اور اسلام کے پورے مدعی بن بیٹھیں، کیا

قرآن عظیم کے رد ہی پر کمر باندھی ہے، واحد قہار فرماتا ہے: انما المشركون نجس مشرک تو نہیں

مگر نرے گندے، بلکہ عین نجاست عجب کہ نجاست اور مطہر۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۱۴ ص ۴۰۶)

(۵۶) مشرک کے لئے بڑا مرتبہ و عزت ماننے والوں کے بارے میں فرمایا:

کیا قسم کھاتی ہے کہ قرآن عظیم کا کوئی جملہ سلامت نہ رکھیں، مشرک کے لئے ہرگز کوئی عزت نہیں

اور بڑا درکنارِ ادنیٰ سے ادنیٰ چھوٹے سے چھوٹا کوئی رتبہ نہیں۔ واحد قہار جل و علا فرماتا ہے:

ولله العزة ولرسوله وللمؤمنين ولكن المنافقين لا يعلمون^۴

عزت تو صرف اللہ اور اس کے رسول اور ایمان والوں کے لئے ہے مگر منافقوں کو خبر نہیں۔

عزیز مقتدر جل و علا فرماتا ہے:

ان الذين يحادون الله ورسوله اولئك في الاذلين^۵

۱ القرآن الکریم ۱۴/۱

۲ " ۶۳/۸

۳ القرآن الکریم ۲۵/۴۴

۴ " ۹/۲۸

۵ " ۵۸/۲۰

بیشک اللہ و رسول کے جتنے مخالف ہیں سب ہر ذلیل سے بدتر ذلیلوں میں ہیں۔
عزیز منتقم عز جلالہ فرماتا ہے :

ہم شر البویۃؑ وہ تمام مخلوق الہی سے بدتر ہیں۔
مخلوق میں کتا بھی ہے سور بھی ہے۔ قرآن عظیم شہادت دیتا ہے کہ مشرکین ان سے بھی بدتر ہیں۔
پھر رتبہ و عزت کے کیا معنی !
(فتاویٰ رضویہ ج ۴ ص ۴۰۶، ۴۰۷)
(۵۷) مشرک کے استقبال و تعظیم کے لئے مسلمانوں کو جانا کیسا ہے ؛ اس کے جواب میں فرمایا :
اس کی تعظیم سخت سے سخت کبیرہ اور قرآن عظیم کی مخالفت شدیدہ ہے۔ حدیث میں ہے
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

من وقر صاحب بدعة فقد اعان علی ہدم الاسلامؑ

جو کسی بدعتی بد مذہب کی تعظیم کرے اس نے اسلام کے ڈھادینے پر مدد دی۔
بدعت کی تعظیم پر حکم یہ ہے مشرک کی تعظیم کس درجہ پنج کنی اسلام ہوگی ولکن المنفقین
لا یعلمونؑ (مگر منافقوں کو خبر نہیں۔ ت) استقبال کو شاندار بنانے کے لئے جانا تو عین تعظیم
ہے جو صریح مخالفت قرآن عظیم ہے۔
(فتاویٰ رضویہ ج ۴ ص ۴۰۷)

(۵۸) کیا ولایت میں کوئی ایسا مقام ہے جہاں نماز روزہ وغیرہ احکام شرعیہ ساقط ہو جاتے ہیں ؟
اس کے جواب میں فرمایا :

کوئی شخص ایسے مقام تک نہیں پہنچ سکتا جس سے نماز روزہ وغیرہ احکام شرعیہ ساقط ہو جائیں
جب تک عقل باقی ہے۔ اللہ عز وجل فرماتا ہے :
واعبد ربك حتی یاتیک الیقینؑ
مرتے دم تک اپنے رب کی عبادت کر۔

۱۔ القرآن الکریم ۶/۹۸

۲۔ کنز العمال

حدیث ۱۱۰۲

المعجم الاوسط

حدیث ۶۷۶۸

۳۔ القرآن الکریم ۸/۶۳

۴۔ ۹۹/۱۵

مؤسسة الرسالة بیروت

مکتبة المعارف الریاض

۲۱۹/۱

۳۹۶/۷

سید الطائفہ جنید بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کی گئی : کچھ لوگ پیدا ہوئے کہ نماز وغیرہ عبادات چھوڑ دی ہیں اور کہتے ہیں کہ شریعت تو راستہ ہے ہم پہنچ گئے ہیں ہمیں راہ کی حاجت نہیں۔
فرمایا :

صدقوا لقد وصلوا ولكن الى اين الى النار۔
وہ سچ کہتے ہیں ضرور پہنچ گئے مگر کہاں تک ، جہنم تک ۔

پھر فرمایا :

اگر مجھے صد ہا برس کی عمر دی جائے تو فرض تو فرض جو نفل مقرر کر لئے ہیں ہرگز نہ چھوڑ دوں ۔
اس مسئلہ کا کامل بیان ہمارے رسالہ ”مقال عرفاء“ میں ہے ۔ حالت جذب میں مثل جنون عقل سلامت نہیں رہتی ، اُس وقت وہ مکلف نہیں ۔ جو باوصف بقائے عقل واستطاعت قصد نماز یا روزہ ترک کرے ہرگز ولی اللہ نہیں ولی الشیطان ہے ۔ قرآن و حدیث میں اسے مشرک و کافر تک فرمایا ۔

قال الله تعالى اقيموا الصلوة ولا تكونوا من المشركين۔
اللہ تعالیٰ نے فرمایا : نماز قائم رکھو اور مشرکوں سے نہ ہو جاؤ۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۴ ص ۴۰۹)

(۵۹) روافضِ زمانہ سے میل جول رکھنے کے بارے میں فرمایا :

روافضِ زمانہ علی العموم مرتد ہیں کہا بیتناہ فی رد الرفضہ (جیسا کہ ہم نے اسے رد الرفضہ میں بیان کیا ہے ۔ ت) ان سے کوئی معاملہ اہل اسلام کا سا کرنا حلال نہیں ، ان سے میل جول نشست و برخاست ، سلام کلام سب حرام ہے ۔

قال الله تعالى واما ينسيتك الشيطان فلا تقعد بعد الذکری مع القوم الظالمین۔
اللہ تعالیٰ نے فرمایا : اور جو کہیں تجھے شیطان بھلا دے تو یاد آنے پر ظالموں کے پاس نہ بیٹھ ۔ (ت)

(فتاویٰ رضویہ ج ۴ ص ۴۱۰)

(۶۰) کیا یہ حدیث درست ہے کہ جس میں ننانوے باتیں کفر کی اور ایک بات اسلام کی ہو اس کو کافر نہیں کہنا چاہئے ۔ اس کے جواب میں فرمایا :

وہ حدیث جو سوال میں لکھی محض جھوٹ اور نری بناوٹ اور رسول اللہ ﷺ تعالیٰ علیہ وسلم پر صریح افتراء ہے بلکہ رسول اللہ ﷺ تعالیٰ علیہ وسلم اور قرآن حکیم کا حکم یہ ہے کہ ہزار باتیں اسلام کی کرتا ہو اور ایک کلمہ کفر کا کہے وہ کافر ہو جائے گا۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے:

يَحْلِفُونَ بِاللّٰهِ مَا قَالُوا وَلَقَدْ قَالُوا كَلِمَةَ الْكُفْرِ وَكَفَرُوا بَعْدَ اِسْلَامِهِمْۚ

اللہ کی قسم کھاتے ہیں کہ انھوں نے یہ بات نہ کہی اور بیشک ضرور انھوں نے کفر کا لفظ کہا۔ اور اس کے سبب مسلمان ہونے کے بعد کافر ہو گئے۔

دین و عقل دونوں کا مقتضی تو یہ ہے کہ ننانونے قطرے گلاب میں ایک بوند پیشاب کی ڈال دو سب پیشاب ہو جائے گا، مگر ان خبیثوں کا مذہب یہ ہے کہ ننانونے تو لے پیشاب میں تو لہ بھر گلاب ڈال دو سب گلاب ہو جائے گا، پاک ہے، حلال ہے، چڑھا جاؤ۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۱۴ ص ۴۱۲)

(۶۱) لشکر اسلام کے مقابلے میں کفار کو فتح ہونے پر انھیں مبارک دینے اور خوش ہونے والوں کے بارے میں فرمایا:

اگر یہ بات واقعی ہے کہ وہ معاذ اللہ کفر کی فتح اور اسلام کی شکست چاہتا تھا تو اس کے کفر میں شک نہیں۔

قال اللہ تعالیٰ ان تمسکم حسنة تسوهم وان تصبکم سيئة يفرحوا بها ۲
اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تمہیں کوئی بھلائی پہنچے تو انھیں بُرا لگے اور اگر تمہیں کوئی برائی پہنچے تو اس پر خوش ہوں۔ (ت)

ورنہ مرتکب اشد کبیرہ ہونے میں شک نہیں اور تجدید اسلام لازم۔ اس کے بعد تجدید نکاح کا حکم۔ عالمگیریہ میں ہے:

ولد فاسق شرب الخمير فجاء اقاربه ونثروا الدراهم عليه كفر واولولهم ينثروا
لكن قالوا مباركبا دكفر وايضا ۳

اگر کسی فاسق کے بیٹے نے شراب پی اس کے رشتہ دار آئے اور انھوں نے اس پر روپے والے

تو وہ کافر ہو جائیں گے اور اگر پیسے نہ وارے مگر مبارکباد دی تب بھی کافر ہو جائیں گے (ت)

(فتاویٰ رضویہ ج ۱۲ ص ۴۱۳)

(۶۲) تحریک خلافت اور تحریک ترک موالات کی آڑ میں ہندو و مسلم اتحاد و ووداد کی گہری سازش کی گئی۔ مسٹر گاندھی کو مسلمانوں کا امام بنا کر مسجدوں میں منبر پر بٹھایا جانے لگا۔ اور سورۃ ممتحنہ کی آیت کریمہ ”لَا يَنْهَاكُمُ اللَّهُ عَنِ الَّذِينَ لَمْ يُقَاتِلُوكُمْ فِي الدِّينِ وَلَمْ يُخْرِجُوكُمْ مِنْ دِيَارِكُمْ أَنْ تَبَرُّوهُمْ وَتُقْسِطُوا إِلَيْهِمْ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِينَ“ سے غلط استدلال کر کے لوگوں کو گمراہ کیا گیا۔ اعلیٰ حضرت نے اس سازش کا بروقت ادراک کیا اور لوگوں کی راہنمائی کے لئے رسالہ ”المحجۃ المؤمنہ فی آیۃ الممتحنہ“ تحریر فرمایا اس آیت مذکورہ کی اقوال مفسرین کی روشنی میں صحیح تفسیر فرمائی اور مخالفین کے استدلال باطل کا رد بلیغ فرمایا۔ چنانچہ آیت کریمہ مذکورہ کی مراد کے بارے میں مفسرین کرام کے اقوال ذکر کرتے ہوئے فرمایا :

ایک آیت کریمہ کے بیان پر اقتصار کروں کہ وہی ان سب چھوٹے بڑے لیڈروں کی نقل مجلس ہے یعنی کریمہ ممتحنہ لَا يَنْهَاكُمُ اللَّهُ الْآيَةِ اس میں اکثر اہل تاویل جن میں سلطان المفسرین سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بھی ہیں فرماتے ہیں : اس سے مراد بنو خزاعہ ہیں جن سے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ایک مدت تک معاہدہ تھا۔ رب عزوجل نے فرمایا ان کی مدت عہد تک ان سے بعض نیک سلوک کی تمھیں ممانعت نہیں۔

امام مجاہد تلمیذ اکبر حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم کہ ان کی تفسیر بھی تفسیر حضرت عبداللہ بن عباس ہی سمجھی جاتی ہے، فرماتے ہیں : اس سے مراد وہ مسلمان ہیں جنھوں نے مکہ مکرمہ سے ابھی ہجرت نہ کی تھی۔ رب عزوجل فرماتا ہے ان کے ساتھ نیک سلوک منع نہیں۔

بعض مفسرین نے کہا : مراد کافروں کی عورتیں اور بچے ہیں جن میں لڑنے کی قابلیت ہی نہیں۔ قول اکثر کی حجت حدیث بخاری و مسلم و احمد وغیرہ میں ہے کہ سیدتنا اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس ان کی والدہ قتیلہ بجالت کفر آئی اور کچھ ہدایا لائی، انھوں نے نہ اس کے ہدیے قبول کئے نہ آنے دیا کہ تم کافر ہو، جب تک سرکار سے اذن نہ ملے تم میرے پاس نہیں آ سکتیں۔ حضور میں عرض کی، اس پر آیہ کریمہ اُتری کہ اُن سے ممانعت نہیں، یہ واقعہ زمانہ صلح و معاہدہ کا ہے خصوصاً یہ تو ماں کا معاملہ تھا، ماں باپ کے لئے مطلقاً ارشاد ہے :

وَصَاحِبُهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوفًا۔ دنیوی معاملوں میں ان کے ساتھ اچھی طرح رہ۔

ظاہر ہے کہ قولِ امام مجاہد پر تو آیہ کرمیہ کو کفار سے تعلق ہی نہیں خاص مسلمانوں کے بارے میں ہے اور اب نہ وہ کسی طرح قابلِ نسخ ، اور قولِ سوم یعنی ارادۃ نسا و صبیان پر بھی اگر منسوخ نہ ہو ان دوستانِ ہنود کو نافع نہیں کہ یہ جن سے وداد و اتحاد مناد منار ہے ہیں وہ عورتیں اور بچے نہیں۔ قولِ اول پر بھی کہ آیت اہل عہد و ذمہ کے لئے ہے۔ اور یہی قول اکثر جمہور ہے آیہ کرمیہ میں نسخ ماننے کی کوئی حاجت نہیں، لاجرم اکثر اہل تاویل اُسے محکم مانتے ہیں۔

اور اسی پر ہمارے ائمہ حنفیہ نے اعتماد فرمایا کہ آیہ لاینہکُم دربارۃ اہل ذمہ اور آیہ ینہکم اللہ حربیوں کے بارے میں ہے۔ اسی بنا پر ہدایہ و درر وغیرہما کتب معتبرہ میں فرمایا، کافر ذمی کے لئے وصیت جائز ہے اور حربی کے لئے باطل و حرام۔ آیہ لاینہکُم اللہ نے ذمی کے ساتھ احسان جائز فرمایا اور آیہ انما ینہکُم اللہ نے حربی کے ساتھ احسان حرام۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۱۴ ص ۴۳۶، ۴۳۷)

(۶۳) مزید فرمایا :

تفسیر احمدی میں ہے :

والمحصلات الآية الاولى ان كانت في الذمي والثانية في الحربی كما هو الظاهر وعليه الاكثرون كان دالا على جواز الاحسان الى الذمي دون الحربی، ولهذا تمسك صاحب الهمدایة في باب الوصية ان الوصية للذمي جائزة دون الحربی لانه نوع احسان ولهذا المعنى قال في باب الزكوة ان الصدقة التافلة يجوز اعطاءها للذمي دون الحربی۔

حاصل یہ کہ پہلی آیت جس میں نیک سلوک کی رخصت ہے اگر دربارۃ ذمی ہو، اور دوسری جس میں مقاتلین سے جماعت ہے دربارۃ حربی ہو جیسا کہ یہی ظاہر ہے اور یہی مذہب اکثر ائمہ ہے تو آیتیں دلیل ہوں گی کہ ذمی کے ساتھ نیک سلوک جائز ہے اور حربی کے ساتھ حرام۔ ولہذا صاحب ہدایہ نے باب الوصیۃ میں انھیں آیتوں کی سند سے فرمایا کہ ذمی کے لئے وصیت جائز ہے اور حربی کے لئے حرام کہ وہ ایک طرح کا احسان ہے اور اسی کے سبب باب الزکوة میں فرمایا کہ نفلی صدقہ ذمی کو دینا حلال اور حربی کو دینا حرام ۱۲۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۱۴ ص ۴۳۸، ۴۳۹)

(۶۴) اسی سلسلہ میں مزید فرمایا :

آیت کریمہ میں ایک قول یہ ہے کہ مطلق کفار مراد ہیں جو مسلمانوں سے نہ لڑے ان کے نزدیک وہ ضرور آیات قتال و غلظت سے منسوخ ہے ، اجلہ ائمہ تابعین مثل امام عطاء بن ابی رباح استاذ امام اعظم ابو حنیفہ جن کی نسبت امام اعظم فرماتے : ہارایت افضل من عطا میں نے امام عطا سے افضل کسی کو نہ دیکھا ۔ و عبد الرحمن بن زید بن اسلم مولیٰ امیر المومنین عمر فاروق اعظم و قتادہ تمکین خاص حضرت انس خادم خاص حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اس کے منسوخ ہونے کی تصریح فرمائی ۔ تفسیر کبیر میں ہے :

اختلفوا فی المراد من "الذین لم یقاتلوا" فالاكثر علی انہم اهل العهد الذین عاہدوا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم علی ترک القتال والمظاہرۃ فی العداوۃ ، وہم خزاعۃ کانوا عاہدوا الرسول علی ان یقاتلوا ولا ینخرجوا ، فامر الرسول علیہ الصلوٰۃ والسلام بالبر والوفاء الی مدۃ اجلہم ، و هذا قول ابن عباس ومقاتل ابن حیان ومقاتل ابن سلیم و محمد ابن سائب الکلبی ، وقال مجاہد الذین امنوا بمکہ ولم یہاجرہا وقیل ہم النساء والصبیان ، وعن عبد اللہ بن الزبیر انہا نزلت فی اسماء بنت ابی بکر قدمت امہا قتیلہ علیہا وہی مشرکۃ بہدایا فلم تقبلہا ولم تأذن لہا بالدخول فامرہا النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان تدخلہا وتقبل منها وتکرمہا وتحسن الیہا ، وقیل الاية فی المشرکین وقال قتادۃ لسخرتها اية القتال ۔

اس میں اختلاف ہوا کہ "وہ جو تم سے دین میں نہ لڑیں" ان سے کون لوگ مراد ہیں ، اکثر اہل تاویل اس پر ہیں کہ ان سے اہل عہد مراد ہیں جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عہد کیا تھا کہ نہ حضور سے لڑیں گے نہ دشمن کی مدد کریں گے ، اور وہ بنی خزاعہ ہیں انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عہد کیا تھا کہ نہ لڑیں گے نہ مسلمانوں کو مکہ معظمہ سے نکالیں گے ۔ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو علم ہوا کہ ان کے ساتھ نیک سلوک فرمائیں اور ان کا عہد مدت موعود تک پورا کریں ۔ حضرت عبد اللہ بن عباس ومقاتل بن حیان ومقاتل بن سلیمان ومحمد بن سائب کلبی کا یہی

قول ہے، اور امام مجاہد نے فرمایا، وہ مسلمانانِ مکہ مراد ہیں جنہوں نے ابھی ہجرت نہ کی تھی۔ اور بعض نے کہا، عورتیں اور بچے مراد ہیں۔ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ یہ آیہ کریمہ حضرت اسماء بنت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے بارے میں اُتری اُن کی ماں قتیلہ بحالتِ کفر اُن کے پاس کچھ ہدیے لے کر آئیں اُنہوں نے نہ ہدیے قبول کئے نہ انہیں آنے کی اجازت دی، تو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انہیں حکم فرمایا کہ اُسے آنے دیں اور اس کے ہدیے قبول کریں اور اس کی خاطر اور اس کے ساتھ نیک سلوک کریں۔ اور بعض نے کہا: آیت دربارہٴ مشرکین ہے۔ قتادہ نے کہا: وہ آیت جہاد سے منسوخ ہو گئی۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۱ ص ۴۴۱، ۴۴۲)

(۶۵) مزید فرمایا:

جمل میں قرطبی سے ہے:

ہی مخصوصۃ بالذین آمنوا ولم یہاجرُوا وقیل یعنی بہ النساء والصبیان لانہم مِّن لَّا یقاتل فاذا ذلک اللہ فیہم حکاہ بعض المفسرین وقال اکثر اہل التاویل ہی محکمۃ واجتجوابان اسماء بنت ابی بکر سألت النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم هل فصل امہا حین قدمت علیہا مشرکۃ قال نعم، اخوجه البخاری و مسلم اھ۔

یہ آیت خاص ہے ان کے بارے میں جو ایمان لائے اور ہجرت نہ کی، اور بعض نے کہا اس سے عورتیں اور بچے مراد ہیں اس لئے کہ وہ لڑنے کے قابل نہیں، تو اللہ تعالیٰ نے ان کے ساتھ مالی نیک سلوک کی اجازت دی، اسے بعض مفسرین نے نقل کیا۔ اور اکثر اہلِ تاویل نے کہا آیت محکم ہے، اور اس سے سند لائے کہ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سوال کیا اپنی ماں سے کچھ نیک سلوک کرے جب وہ ان کے پاس بحالتِ شرک آئی تھیں، فرمایا: ہاں۔ اسے بخاری و مسلم نے روایت کیا۔

تفسیر درمنثور میں ہے:

اخروج عبد بن حمید وابن المنذر عن مجاہد فی قوله لا ینہکم اللہ عن الذین لم یقاتلوکم الا یہ قال ان تستغفروا وتبروہم وتقسطوا الیہم الذین آمنوا

بہکۃ ولم یہاجر و اللہ

عبد بن حمید اور ابن المنذر نے امام مجاہد سے تفسیر کریمہ لاینہکم الخ میں روایت کیا فرمایا: معنی آیت یہ ہیں کہ اللہ تمہیں منع نہیں فرماتا کہ تم ان کی مغفرت کی دعا کرو اور ان سے نیک سلوک و انصاف کا برتاؤ برتو، اس سے مراد کون لوگ ہیں وہ جو مکہ میں ایمان لائے تھے اور ہجرت نہ کی۔

تفسیر جامع البیان میں بہ سند صحیح ہے:

حدثني يونس قال اخبرنا ابن وهب قال قال ابن نريد وسألته عن قول الله عز وجل لا ينهكم الله الآية فقال هذا قد نسخ نسخه القتال
مجھ سے یونس نے حدیث بیان کی کہ مجھ کو ابن وہب نے خبر دی کہا جب میں نے امام ابن زید سے کریمہ لاینہکم اللہ کے بارے میں پوچھا، فرمایا: یہ منسوخ ہے حکم جہاد نے اسے نسخ فرمادیا۔
تفسیر درمنثور میں ہے:

اخرج ابوداؤد في تاريخه وابن المنذر عن قتادة لا ينهكم الله الآية نسختها فاقتلوا المشركين حيث وجدتموهم
ابوداؤد نے اپنی تاریخ اور ابن المنذر نے تفسیر میں قتادہ سے روایت کیا کہ کریمہ لاینہکم اللہ کو اس آیت نے منسوخ فرمادیا کہ مشرکوں کو جہاں پاؤ قتل کرو۔
اسی میں ہے:

اخرج ابن ابی حاتم وابوالشیخ عن مقاتل في قوله تعالى "وقاتلوا المشركين كافة" قال نسخت هذه الآية كل آية فيها رخصة
ابن ابی حاتم و ابو الشیخ نے اپنی تفسیروں میں مقاتل سے روایت کیا کہ اللہ عز وجل کے اس ارشاد نے کہ سب مشرکوں سے قتال کرو، اس سے پہلے جتنی آیتوں میں کچھ رخصتیں

۱۲۴/۸	تحت الآیہ لا ینہکم اللہ عن الذین الخ دار الجوار التراث العربی بیروت	۱۲۴/۸
۷۷/۲۸	جامع البیان لابن جریر الطبری	۷۷/۲۸
۱۲۴/۸	سے الدر المنثور	۱۲۴/۸
۱۷۲/۴	آیہ وقاتلوا المشركين كافة الخ	۱۷۲/۴

تھیں سب منسوخ فرمادیں۔

تفسیر ارشاد العقل السلیم میں زیرِ کریمہ یا ایہا النبی جاہد الکفار والمنفقین واغلظ علیہم ہے :

قال عطاء نسخت هذه الآية كل شيء من العفو والصفح
امام عطاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا : کافروں کے ساتھ معافی و درگزر کی جتنی اجازتیں تھیں
سب آیہ کریمہ نے منسوخ فرمادیں۔

تفسیر عنایۃ القاضی میں زیرِ کریمہ لا ینہکم اللہ ہے :
هذه الآية منسوخة بقوله تعالى اقاتلوا المشركين الآية
یہ آیت اللہ عز وجل کے اس ارشاد سے منسوخ ہے کہ مشرکوں کو جہاں پاؤ تلوار
کے گھاٹ اتار دو۔

تفسیر خطیب شربنی پھر فتوحات الالہیہ میں ہے :
كان هذا الحكم وهو جواز موالاة الكفار الذين لم يقاتلوا في اول الاسلام
عند المودعة وترك الامر بالقتال ثم نسخ بقوله تعالى فاقتلوا المشركين حيث
وجدتموهم۔

یہ حکم کہ ”جو کفار مسلمانوں سے نہ لڑیں اُن کے ساتھ کچھ نیک سلوک کیا جائے“ ابتداء میں تھا
کہ لڑائی موقوف تھی اور جہاد کا حکم نہ تھا، پھر یہ حکم اس آیہ کریمہ سے منسوخ ہو گیا کہ مشرکوں کو جہاں پاؤ
گرہن مارو۔

جلالین شریف میں ہے :

عہ یہاں سے اُس جاہل مفتی کی جہالت ظاہر ہو گئی جس نے آیہ کریمہ لا ینہکم کو کہا کہ واغلظ علیہم
سے اس کو کسی نے منسوخ نہیں بتایا۔ حسمت علی لکھنوی عفی عنہ

۱۔ ارشاد العقل السلیم تحت الآیۃ یا ایہا النبی جاہد الکفار دار احیاء التراث العربی بیروت ۸۴/۴
۲۔ عنایۃ القاضی علی تفسیر البیضاوی تحت الآیۃ لا ینہکم اللہ عن الذین دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱۵۸/۹
۳۔ الفتوحات الالہیہ (الشہیر بالجل) ” ” ” ” دار الفکر بیروت ۲۹۶/۷

هذا قبل الامر بالجهاد^۱

یہ اجازت اس وقت تھی کہ جہاد کا حکم نہیں ہوا تھا۔
اُسی کے خطبہ میں ہے :

هذا اكمل تفسیر القرآن الكريم الذي الفه الامام جلال الدين المحلى على
نمطه من ذكر ما يفهم به كلام الله تعالى والاعتماد على ارجح الاقوال^۲ (ملخصاً)۔
یہ امام جلال الدین محلی کی تفسیر کا مکملہ اُسی کے انداز پر ہے کہ اتنی بات بیان کی جائے جس سے
کلام اللہ سمجھ میں آجائے اور جو قول سب سے راجح ہے اس پر اعتماد کیا جائے (ملخصاً)۔
جمل میں ہے :

ای الاقتصار على ارجح الاقوال^۳۔

یعنی صرف وہ قول بیان کریں گے جو سب سے راجح ہے۔
زر قافی علی المواہب میں ہے :

الجلال قد التزم الاقتصار على الاصح^۴

امام جلال نے التزام فرمایا ہے کہ صرف وہ قول لکھیں گے جو سب سے زیادہ صحیح ہے۔
تنبیہ ضروری : یہ آیہ کریمہ کہ یہاں علماء و ائمہ نے بیان ناسخ کے لئے تلاوت کی کہ مشرکوں کو
جہاں پاؤ قتل کرو۔ اور اس مضمون کی اور آیات نیز وہ عبارات ہدایہ وغیرہ قریب آنے والیاں کہ
جہاد میں پہل واجب ہے ان کا تعلق سلاطین اسلام و عساکر اسلام اصحاب خزان و اسلحہ
استطاعت سے ہے نہ کہ ان کے غیر سے۔ قال تعالیٰ :

لا يكلف الله نفسا الا وسعها^۵

اللہ تعالیٰ کسی جان کو تکلیف نہیں دیتا مگر اس کی طاقت بھر۔

۱۔ تفسیر جلالین

آیۃ لا ینہلکم اللہ عن الذین

اصح المطابع دہلی نصف ثانی ۴۵۷

خطبہ کتاب

نصف اول ۲

دار الفکر بیروت ۱۵/۱

۳۔ الفتوحات الالہیہ (الشہیر بالجل) خطبہ کتاب

۴۔ شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیۃ المقصد الثانی الفصل الاول دار المعرفۃ بیروت ۱۴/۳

۵۔ القرآن الکریم ۲۸۶/۲

وقال تعالى :

لَا يَكْلَفُ اللَّهُ نَفْسًا أَلَمَّا أَتَاهَا ۖ

اللہ کسی جان کو تکلیف نہیں دیتا مگر اُتنے کی جس قدر کی استطاعت اُسے دی ہے۔

وقال تعالى :

لَا تَلْقُوا بَايِدِكُمْ إِلَى التَّهْلُكَةِ ۖ

اپنے ہاتھوں اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالو۔

مجتبے و جامع الرموز و رد المحتار میں ہے :

يجب على الامام ان يبعث سرية الى دار الحرب كل سنة مرة او مرتين وعلى الرعية اعانتته الا اذا اخذ الخراج فان لم يبعث كانت كل الاثم عليه ، وهذا اذا غلب على ظنه انه يكافئهم والا فلا يباح قتالهم ۖ

سلطان اعظم اسلام پر فرض ہے کہ ایک یا دو بار دار الحرب پر شکر بھیجے اور رعیت پر اس کی مدد فرض ہے اگر اس نے ان سے خراج نہ لیا ہو تو سلطان اگر لشکر نہ بھیجے تو سارا گناہ اسی کے سر ہے ، یہ سب اس صورت میں ہے کہ اسے غالب گمان ہو کہ طاقت میں کافروں سے کم نہ رہے گا ورنہ اُسے ان سے لڑائی کی پہل ناجائز ہے۔

خصوصاً ہندوستان میں جہاں اگر دس مسلمان ایک مشرک کو قتل کریں تو معاذ اللہ دسوں کو پھانسی ہو ، ایسی جگہ مسلمانوں پر جہاد فرض بتانے والا شریعت پر مفتری اور مسلمانوں کا بدخواہ ہے ، ہمارا مقصود اس قدر تھا کہ کہیمہ ممتحنہ اگر جملہ مشرکین غیر محاربین کو عام ہے تو ضرور منسوخ ہے وہ بحمدہ تعالیٰ بروجہ احسن ثابت ہو گیا۔

وانا أقول وبالله التوفيق (اور میں کہتا ہوں اور توفیق اللہ تعالیٰ سے ہے۔ ت)
اگر وہ اکابر تابعین اس کے نسخ کی تصریح اور یہ امام جلیل اس کی ترجیح و تصحیح نہ فرماتے تو قرآن عظیم خود شاہد تھا کہ آیہ لا ینھکم اگر جملہ مشرکین غیر محاربین بالفعل کو عام ہے تو قطعاً منسوخ ہے۔
ممتحنہ کا نزول سورہ براءت سے یقیناً پہلے ہے تصریح ائمہ نہ ہوتی تو خود اس کی آیات کہیمہ بتا رہی

ہیں کہ اُس کے نزول تک مکہ معظمہ قبضہ کفار میں تھا اور سورۃ توبہ شریف کے ارشادات جگمگا رہے ہیں کہ اُس کا نزول بعد فتح بلد الحرام و تسلط تام دین اسلام ہے وللہ الحمد۔ سورۃ برات میں ارشاد فرمایا :

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنَافِقِينَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ وَمَأْوَاهُمْ جَهَنَّمُ وَبِئْسَ الْمَصِيرُ

اے نبی! کافروں اور منافقوں پر جہاد فرماتیے اور ان کے ساتھ سختی سے پیش آئیے اور ان کا ٹھکانا دوزخ ہے اور وہ کیا ہی بُری پھرنے کی جگہ ہے۔
پھر اُسی سورۃ میں ارشاد فرمایا :

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قَاتِلُوا الَّذِينَ يَلُونَكُمْ مِنَ الْكُفَّارِ وَلْيَجِدُوا فِيكُمْ غِلْظَةً

اے ایمان والو! اپنے پاس کے کافروں سے لڑو اور تم پر فرض ہے کہ وہ تم میں درستی پائیں۔

یہ حکم بھی جمیع کفار کو عام ہے، حکمت یہی ہے کہ پہلے پاس والوں کو زیر کیا جائے جب وہاں اسلام کا تسلط ہو جائے تو اب جو اس سے نزدیک ہیں وہ پاس والے ہوئے وہ زیر ہو جائیں تو اب جو ان سے قریب ہیں یونہی یہ سلسلہ شرقاً غرباً ملتہائے زمین تک پہنچے، اور بحمد اللہ تعالیٰ ایسا ہی ہوا اور بعونہ تعالیٰ ایسا ہی بروجر اتم و کمال زمانہ امام موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں ہونے والا ہے۔

حَتَّى لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ وَيَكُونَ الدِّينُ كُلَّهُ لِلَّهِ

یہاں تک کہ کوئی فتنہ نہ رہے اور سارا دین اللہ ہی کے لئے ہو جائے۔
یہاں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ارشاد ہوا کفار پر درستی کرو، مومنین کو حکم ہوا کافروں پر سختی کرو، اس میں نہ کوئی تقسیم ہے نہ تردید، نہ تخصیص نہ تقلید۔ اور ہر عاقل جانتا ہے کہ نیک سلوک اور سختی و درستی باہم متنافی ہیں، پہلے نیک سلوک کی اجازت تھی اب درستی و

سختی کا حکم ہوا تو وہ اجازت ضرور منسوخ ہو گئی۔ اجماع اُمت ہے کہ جہاد کفار محاربین بالفعل سے مخصوص نہیں مدافعت و جارحانہ قطعاً دونوں طرح کا حکم ہے اجازت کا مدافعت میں حصہ پہلے تھا پھر قطعاً منسوخ ہو گیا۔ بسوط شمس الائمہ سرخسی و کفایہ و عنایہ و تبیین و بحر الرائق و رد المحتار وغیرہا میں ہے :

واللفظ للبایرتی قوله تعالى فان قاتلوكم فاقتلوهم منسوخ و بیانہ ان رسول الله صلی الله تعالیٰ علیہ وسلم کان فی الابتداء مأموراً بالصفح والاعراض عن المشرکین بقوله "فاصفح الصفح الجمیل"، واعرض عن المشرکین الاية ثم امر بالدعاء الى الدين بالموعظة والمجادلة بالاحسن بقوله تعالى ادع الى سبيل ربك بالحكمة الاية، ثم اذن بالقتال اذا كانت البداءة منهم بقوله تعالى اذن للذين يقاتلون الاية وبقوله فان قاتلوكم فاقتلوهم ثم امر بالقتال ابتداء في بعض الانماط بقوله تعالى فاذا انسلخ الاشهر المحرام فاقتلوا المشرکین الاية، ثم امر بالبداءة بالقتال مطلقاً في الانماط كلها وفي الاماكن باسرها فقال تعالى وقاتلوهم حتى لا تكون فتنة الاية وقاتلوا الذين لا يؤمنون بالله ولا باليوم الآخر الاية

بابرتی کے الفاظ ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد کہ اگر وہ تم سے لڑیں تو ان کو قتل کرو منسوخ ہے، بیان اس کا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ابتداء میں یہ حکم تھا کہ مشرکوں سے درگزر اور رُگردانی فرمائیں ارشاد تھا اچھی طرح درگزر کرو اور مشرکوں سے منہ پھیر لو۔ پھر حضور کو حکم ہوا کہ سمجھانے اور خوبی کے ساتھ دلیل قائم فرمانے سے دین کی طرف بلاؤ کہ ارشاد تھا اپنے رب کی راہ کی طرف حکمت کے ساتھ بلاؤ، پھر اجازت فرمائی گئی کہ ان کی طرف سے قتال کی ابتدا ہو تو لڑو۔ ارشاد تھا کہ جن سے قتال کیا جائے انھیں پروا نگی ہے۔ اور ارشاد تھا کہ اگر وہ تم سے لڑو تو انھیں قتل کرو۔ پھر بعض اوقات ابتداء قتال کا حکم ہوا ارشاد فرمایا جب حرمت والے مہینے نکل جائیں تو مشرکوں کو قتل کرو۔ پھر مطلقاً ابتداءً بالقتال کا حکم ہوا سب زمانوں اور سب مکانوں میں، ارشاد ہوا ان سے لڑو یہاں تک کہ کوئی فتنہ نہ رہے۔ اور فرمایا ان سے

لڑو جو اللہ اور روزِ قیامت پر ایمان نہیں لاتے۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۱۲ ص ۴۴۳ تا ۴۴۹)

(۶۶) تحریک خلافت اور ہندو مسلم اتحاد کے لیڈروں نے کہا کہ بعض کفار و مشرکین ہند نے مسلمانوں پر مظالم ڈھائے ہیں تمام نے نہیں، لہذا ان سے موالات اور دوستی جائز ہے۔ اس کے جواب میں فرمایا :

اور بے ایمان اور پکا بے ایمان ہو گا وہ جو واحد قہار کو یکسر پیٹھ دے کر کہے کہ یہ ملعون مظالم تو بعض بعض شہر کے بعض بعض کفار نے کئے اس سب تو قاتلو کہ فی الدین نہیں ہو گئے۔ بد عقلو بد منشو ! کوئی قوم ساری کی ساری نہیں لڑتی۔ کفارِ زمانہ رسالت جن کی نسبت حکم ہوا : و اقلوہم حیث ثقتموہم انھیں جہاں پاؤ قتل کرو۔ اور حکم ہوا : قاتلوا المشرکین كافة کما یقاتلونکم كافة۔

سب مشرکوں سے لڑو جیسے وہ سب تم سے لڑتے ہیں۔

کیا ان کا ہر ہر فرد میدانِ جنگ میں آیا تھا، لڑائی دیکھی جاتی ہے اگر جو لڑے اُن کی خاص کوئی ذاتی غرض ہے جس میں ساری قوم شریک نہیں تو وہ لڑائی خاص انھیں کی طرف منسوب ہو گی جو اس کے مرتکب ہوئے مثلاً کسی گاؤں کے دھڑے مینڈھے پر بعض لوگوں سے جنگ ہو تو وہ انھیں کی ہے، نہ تمام قوم کی۔ اور اگر لڑائی مذہبی ہے تو ان سب اہل مذہب کی ہے کہ باقی داغے درمے قلمیہ قدمے معین ہو اور کچھ نہ ہو تو راضی ہوں گے اور اپنے مذہب کی فتح ہو تو خوش ہوں گے اور دوسرے کی ہو تو رنجیدہ ہوں گے۔ قال تعالیٰ :

ان تمسککم حسنة تسؤہم وان تصبکُم سیئة یفرحوا بہا۔

اگر تمھیں بھلائی پہنچے تو انھیں بُری لگے اور تمھیں برائی پہنچے تو اس پر شاد ہوں۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۱۲ ص ۴۵۳)

(۶۷) مزعوماتِ لیڈران کا رد کرتے ہوئے آیت کریمہ ”وقاتلوا المشرکین كافة الخ کی تفسیر میں فرمایا :

تنبیہ جلیل: اقول کریمہ وقاتلوا المشرکین كافة كما يقاتلونكم كافة (اور مشرکوں سے ہر وقت لڑو جیسا وہ تم سے ہر وقت لڑتے ہیں۔ ت) کہ ابھی ہم نے تلاوت کی قطعاً اپنی ہر وجہ ہر پہلو پر لیڈرانِ عنود پس روانِ ہنود پر ردّ شدید ہے، ان کا مزعوم دُور فقرے ہیں؛
 اقول یہ کہ ہنود میں مقاتل فی الدین صرف وہی ہیں جنہوں نے وہ مظالم کئے، تو مقاتل نہیں مگر مقاتل بالفعل جس نے ہتھیار اٹھایا اور قتال کو آیا تاکہ عامہ ہنود کو قاتلوکھ فی الدین سے بچالیں۔

دوم یہ کہ جو مقاتل بالفعل نہیں اس سے اظہارِ عداوت فرض نہیں تاکہ بزورِ زبان اُن سے وداد و اتحاد کی راہ نکالیں۔

اب آیہ کریمہ میں چار احتمال ہیں؛

اول، دونوں كافة مسلمانوں سے حال ہوں یعنی تم سب مسلمان مشرکوں سے لڑو جس طرح وہ تم سب سے لڑتے ہیں۔

دوم، دونوں كافة مشرکین سے حال ہوں یعنی سب مشرکین سے لڑو جس طرح وہ سب تم سے لڑتے ہیں۔

سوم، پہلا كافة مشرکین سے حال ہو اور دوسرا مومنین سے یعنی تم بھی سب مشرکین سے لڑو جس طرح وہ تم سے لڑتے ہیں۔ یہ قول عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے منقول ہے۔
 چہارم، اس کا عکس یعنی سب مسلمان مشرکوں سے لڑیں جس طرح سب مشرک مسلمانوں سے لڑتے ہیں۔ یکمیر میں اسی کو ترجیح دی اور لباب میں اسی پر اقتصار کیا، اور امام نسفی نے چاروں احتمالات کا اشعار کیا۔ مفاتیح الغیب میں ہے؛

فی قوله تعالى كافة قولان، الاول ان يكون المراد قاتلوهم باجمعهم مجتمعين على قتالهم كما انهم يقاتلونكم على هذه الصفة يريد تعاونوا وتناصروا على ذلك ولا تتخاذلوا ولا تتقاطعوا وكونوا عباد الله مجتمعين متوافقين في مقاتلة الاعداء، والثاني قال ابن عباس قاتلوهم بکلیتہم ولا تحابوا بعضهم بترك القتال كما انهم يستحلون قتال جميعكم، والقول الاول اقرب حتى يصح قياس

کے سب مسلمان ہتھیار لے کر میدان میں آئے، تو معاذ اللہ صحابہ کرام و جمیع امت کا اجماع ضلالت و معصیت پر ہوا، اور یہ اول سے بڑھ کر باطل و کفر باطل (سخت) ہے، لاجرم قتال معاونت و رضا سب کو عام ہے، اب بیشک اس کا حکم شامل جملہ اہل اسلام ہے، اسی طرح احتمال اول پر آیہ کریمہ کے دونوں جملے فقرہ اول کے رد میں، پہلے کا ابھی بیان ہوا، اور دوسرا یوں کہ جب مشرکین سب مسلمانوں سے مقاتل ہیں تو سب مسلمان مشرکوں کے مقاتل کہ مفاعلتہ جانبین سے ہے اور وہ نہیں مگر اسی طور پر کہ فاعل و معاون و راضی سب مقاتل ہوں، بعینہ اسی تقریر سے احتمال دوم و سوم بھی، جیسا کہ فہیم پر مخفی نہیں، بالجلہ ہر پہلو پر آیہ کریمہ کا ہر جملہ ان کے فقرہ اول کے کارڈ ہے اور احتمال دوم و سوم پر کریمہ کا پہلا جملہ لیڈروں کے فقرہ دوم کا بھی رد ہے کہ عام نہ رہا یا گیا سب مشرکوں سے قتال کرو، اور قتل و قتال سے بڑھ کر اور اظہارِ عداوت کیا ہے، تو ثابت ہوا کہ مشرک مقاتل بالید ہو یا نہ ہو ہر ایک سے اظہارِ عداوت فرض اور وداد و اتحاد حرام۔

قل جاء الحق و نزل الحق الباطل ان الباطل كان ظاهراً بل نقذف بالحق على الباطل فيدمغه فاذا هو زاهق و لكم الويل مما تصفون
کہو حق آیا باطل کا دم ٹوٹا، بیشک باطل تو دم توڑنے ہی کو تھا بلکہ ہم حق کو باطل پر پھینکتے ہیں کہ وہ باطل کا بھیجا نکال دیتا ہے جیسی وہ فنا ہو جاتا ہے اور تمہارے لئے خرابی ہے ان باتوں سے جو بناتے ہو۔

تنبیہ دوم: اقول یہاں سے روشن ہوا کہ آیہ ممتحنہ میں قول اکثر ہی ارنج واضح ہے لم یقاتلوا فی الدین وہی ہو سکتے ہیں جو اہل عہد و ذمہ ہیں کہ ان کے عہد نے صراحتاً انہیں مقاتلین سے جدا کر لیا، والصریح یفوق الدلالة تصریح دلالت پر مرئج ہے۔ باقی تمام حربی کفار مقاتل فی الدین ہیں اگرچہ ہتھیار نہ اٹھائے ہوئے ہوں۔ قول آخر کے اصح ہونے کی وجہ یہی ہوئی کہ لفظ عام ہے، اور جب ثابت ہوا کہ وہ اہل عہد و ذمہ ہی پر صادق ہے تو حربیوں کی تعمیم ناموجہ ہے، یونہی نسا و صبیان سے تخصیص کی وجہ نہیں، اعتبار عموم لفظ کا ہے نہ خصوص سبب کا، ورنہ صرف صلہ مادر و پدر یا غایت درجہ صلہ رحم کی اجازت نکلتی، نہ جملہ نسا و

صبيان کو تعميم مقبول کہ اگرچہ وہ حکم قتال سے مستثنیٰ ہیں مگر حکم غلظت سے مستثنیٰ نہیں، اہل عہد و ذمہ کی عورتیں بچے ان کے حکم میں رہیں گے اور غیر معاہدہ حریوں کے زنان و اطفال ان کے حکم میں، قال تعالیٰ من ذکر اوانثی بعضکم من بعض مرد ہو یا عورت تم آپس میں ایک ہو۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۱۴ ص ۲۵۵ تا ۲۵۷)

(۶۸) موالات کی تقسیم کرتے ہوئے اس کے اقسام کا حکم شرعی بیان فرمایا۔ چنانچہ فرمایا،

تحقیق مقام یہ ہے کہ موالات دو قسم ہے :
اول حقیقیہ جس کا ادنیٰ رکن یعنی میلان قلب ہے، پھر و داد پھر اتحاد پھر اپنی خواہش سے بے خوف و طمع انقیاد پھر تبذل یہ مجموعہ ہر کافر سے مطلقاً ہر حال میں حرام ہے۔
قال اللہ تعالیٰ :

وَلَا تَكُونُوا إِلَى الَّذِينَ ظَلَمُوا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ

ظالموں کی طرف میل نہ کرو کہ تمہیں آگ چھوئے۔

مگر میل طبعی جیسے ماں باپ اولاد یا زینِ حسینہ کی طرف کہ جس طرح بے اختیار ہو زیرِ حکم نہیں پھر بھی اس تصور سے کہ یہ اللہ و رسول کے دشمن ہیں ان سے دوستی حرام ہے، بقدرِ قدرت اُس کا دباننا یہاں تک کہ بن پڑے تو فنا کر دینا لازم ہے کہ شے مستمر میں بقار کے لئے حکم ابتداء ہے کہ اعراض ہر آن متجدد ہیں، آنا بے اختیار تھا اور جانا یعنی ازالہ قدرت میں ہے تو رکھنا اختیار موالات ہوا اور یہ حرام قطعی ہے ولہذا جس غیر اختیاری کے مبادی اُس نے با اختیار پیدا کئے اس میں معذور نہ ہوگا جیسے شراب کہ اس سے زوال عقل اس کا اختیاری نہیں مگر جبکہ اختیار سے پی تو زوال عقل اور اس پر جو کچھ مرتب ہو سب اسی کے اختیار سے ہوا۔ قال تعالیٰ :

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا آبَاءَكُمْ وَأَخْوَانَكُمْ أَوْلِيَاءَ إِنِ اسْتَحَبُّوا الْكُفْرَ عَلَى

ع جب مجر و میلان قلب کو حرام و موجب عذابِ نار فرمایا تو و داد و اتحاد و انقیاد و تبذل کس قدر سخت کبیرہ موجب عذابِ اشد ہوں گے، لیڈر و داد و اتحاد و انقیاد سب خود قبول کر رہے ہیں۔
والعیاذ باللہ تعالیٰ ۱۲

اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو منع فرمایا کہ کافروں سے نرمی کریں اور مسلمانوں کے سوا ان میں سے کسی کو راز دار نہ بنائیں مگر یہ کہ کافران پر غالب و والیان ملک ہوں تو اس وقت ان سے نرمی کا اظہار کریں اور دین میں مخالفت رکھیں اور یہ ہے مولیٰ تعالیٰ کا ارشاد: مگر یہ کہ تم کو ان سے واقعی پورا خوف ہو۔ مدارک میں ہے:

ای الا ان یکون للکافر علیک سلطان فتخافه علی نفسک ومالک فحیثئذ یجوز
لک اظہار الموالاة وابطان المعاداة۔^۱

یعنی مگر یہ کہ کافر کی تجھ پر سلطنت ہو تو تجھے اس سے اپنے جان و مال کا خوف ہو اس وقت تجھے جائز ہے کہ اس سے دوستی ظاہر کرے اور دشمنی چھپائے۔

کبیر میں ہے:

وذلك بان لا یظهر العداءة باللسان، بل یجوز ایضاً ان یظهر الکلام الموم للمحبة
والموالاة، ولكن بشرط ان یضمر خلافه وان یعرض فی کل ما یقول۔^۲

یہ یوں ہے کہ زبان سے دشمنی ظاہر نہ کرے بلکہ یہ بھی جائز ہے کہ ایسا کلام کہ جو محبت و دوستی کا وہم دلائے مگر شرط یہ ہے کہ دل میں اس کے خلاف ہو اور جو کچھ کہے پہلو دار بات کہے۔
صوریہ کی اعلیٰ قسم مہانت ہے اس کی رخصت صرف بحالت مجبوری و اکراہ ہی ہے اور ادنیٰ قسم مدارات یہ مصلحتاً بھی جائز۔ قال تعالیٰ:

وان احد من المشرکین استجارک فاجره حتی یسمع کلام الله ثم ابلغه
مأمنه۔^۳

اگر کوئی مشرک تم سے پناہ چاہے تو اسے پناہ دو تا کہ کلام الہی سنے پھر اسے اس کی امن کی جگہ پہنچا دو۔

ظاہر ہے کہ اس وقت غلطت و خشونت منافی مقصود ہوگی۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۱۴ ص ۴۶۵ تا ۴۶۸)

(۶۹) کفار کو پیٹھ دے کر بھاگنا کبھی پسندیدہ بھی ہوتا ہے۔ چنانچہ فرمایا،

کفار کو پیٹھ دے کر بھاگنا کیسا اشد حرام و کبیرہ ہے لیکن اگر مثلاً اس لئے ہو کہ وہ تعاقب کرتے چلے آئیں گے اور آگے اسلامی کمین ہے جب اس سے گزریں ان کے پیچھے سے کمین کا لشکر نکلے اور آگے سے یہ لوٹ پڑیں اور کافر گھر جائیں تو ایسا فرار بہت پسندیدہ ہے کہ صورت فرامعنی گرا رہیں۔ قال تعالیٰ: ومن يولهم يومئذ دبره الا متحرفا للقتال او متحيزا الى فئة فقد باء بغضب من الله وماؤله جهنم وبئس المصير!

جہاد کے دن جو کوئی کافروں کو پیٹھ دکھائے گا سو اس کے جوڑاٹی کے لئے کنارہ کرنے یا اپنے جتنے میں جگہ لینے کو جائے وہ بیشک اللہ کے غضب میں پڑا اور اس کا ٹھکانا جہنم ہے اور وہ کیا ہی بُری پھرنے کی جگہ ہے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۱۴ ص ۴۶۸، ۴۶۹)

(۷۰) آیات ممتحنہ میں پر و معاملات سے کیا مراد ہے۔ اس سلسلہ میں فرمایا: اس تحقیق سے روشن ہوا کہ کریمہ لاینہضکم میں پر سے صرف صورت اوسط مراد ہے کہ اعلیٰ معاہد سے بھی حرام اور ادنیٰ غیر معاہد سے بھی جائز، اور آیت فرق کے لئے اُتری ہے نیز ظاہر ہوا کہ کریمہ انما ینہضکم میں تو لوہم سے یہی پر وصلہ مراد ہے تاکہ مقابلہ و فرق فریقین ظاہر ہو۔ لاجرم تفسیر معالم و تفسیر کبیر میں ہے:

ثم ذكر الذين ينهاهم عن صلتهم فقال انما ينهضكم الله الآية۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کا بیان فرمایا جن سے نیک سلوک کی ممانعت ہے کہ فرمایا اللہ تمہیں ان سے منع کرتا ہے جو تم سے دین میں لڑیں۔

تنویر المقباس میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے: (انما ینہضکم اللہ عن الذین) عن صلة الذین (ان تو لوہم) ان تصلوہم (ملخصاً) اللہ تعالیٰ تمہیں ان سے منع فرماتا ہے یعنی ان کے ساتھ نیک سلوک سے کہ ان سے موالات یعنی نیک سلوک کرو۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۱۴ ص ۴۶۹)

(۷۱) آیت ممتحنہ میں معنی اقساط کی تحقیق میں مفسرین کے اقوال کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

۱۔ القرآن الکریم ۱۶/۸
۲۔ مفاتیح الغیب (التفسیر الکبیر) تحت الآية ۱۰/۸ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۲۶۳/۲۹
۳۔ معالم التنزیل معالمتنزل من تفسیر ابن عباس ۹/۴۰ "الملکبة العصریة" ص ۴۱۰
۴۔ تنویر المقباس

معنی اقساط میں مفسرین تین وجہ پر مختلف ہوئے :

اول کشف و مدارک و بیضاوی و ابوالسعود و جلالین میں اسے بمعنی عدل ہی لیا، اولین میں اور واضح کر دیا کہ ولا تظلموہم، امام ابوبکر ابن العربی نے اس پر ایراد کیا کہ عدل و منع ظلم کا حکم معاہدے سے خاص نہیں حربی محارب کو بھی قطعاً عام ہے اور وہ صرف رخصت نہیں بلکہ قطعاً واجب۔
قال تعالیٰ :

ولا یجرمنکم شنان قوم علی الا تعدلوا اعدلوا هو اقرب للتقویٰ

کسی قوم کی عداوت تمہیں عدل نہ کرنے پر باعث نہ ہو عدل کرو وہ پرہیزگاری سے نزدیک تر ہے۔

یہ تقریر ایراد ہے اور اسے قرطبی و خطیب شربینی پھر جبل نے مقرر رکھا۔

دوم عدل سے صرف وفائے عہد مراد ہے اسے کبیر میں مقاتل سے نقل کیا اور یہی تنویر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی :

(ان تقسطوا علیہم) تعدلوا بینہم بوفاء العہد (ان اللہ یحب المقسطین) العادین بوفاء العہد

اُن کے ساتھ اقساط کی اجازت فرماتا ہے یعنی جو معاہدہ اُن کے ساتھ ہوا اُسے پورا کرو یہ عدل ہے بیشک اللہ تعالیٰ اقساط والوں کو دوست رکھتا ہے جو وفائے عہد سے عدل کرتے ہیں۔

اگر کئے معاہدے سے وفائے عہد بھی واجب ہے نہ صرف رخصت **اقول** وفا واجب ہے اتمام مدت واجب نہیں، مصلحت ہو تو نبذ جائز۔ قال تعالیٰ :
فانبذ الیہم علی سواء^۱ ان کی طرف یکساں حالت پر نبذ کر دو۔

عہد جن کفار سے ایک مدت تک معاہدہ ہو اور مصلحت اسلام اس کا ترک چاہئے (باقی بر صفحہ آئندہ)

۱۔ مدارک التنزیل (التفسیر النفسی) تحت الآیۃ و تقسطوا الیہم دار الکتاب العربی بیروت ۲۴۸/۴

۲۔ القرآن الکریم ۵/۸

۳۔ تنویر المقباس من تفسیر ابن عباس تحت الآیۃ ۶۰/۸ المکتبۃ العصریۃ بیروت ص ۶۱۰

۴۔ القرآن الکریم ۵۸/۸

اب ایسا دیکھی نہ رہا، اور پڑ وقسط دو چیزیں ہو گئیں اور ان اللہ یحب المقسطین یہاں بھی بلا تکلف ہے اور اسے ماثور ہونے کا بھی شرف حاصل، اگرچہ سند ضعیف ہے، تو یہی اسلم و اقویٰ ہے۔

سوم عدل سے مراد صرف عدل بالبر ہے۔ ابن جریر و معالم و خازن میں ہے:

تعدوا فیہم بالاحسان والبر

ان سے انصاف کا برتاؤ کرو بھلائی اور نیکی کے ساتھ (ت)

ابن عربی، قرطبی و شریانی و نیشاپوری و حبل نے اس کی یوں توجیہ کی: اقساط قسط بمعنی حصہ سے یعنی اپنے مال سے کچھ دینا۔

اقول یعنی اب تخصیص عدل کی حاجت نہ ہوتی کہ معنی عدل ہی سے عدول ہو گیا مگر بہر حال اقساط پڑے مجدا چیز نہ ہوا اور ظاہر عطف مغایرت چاہتا ہے۔

وانا قول وباللہ التوفیق (میں کہتا ہوں اور توفیق اللہ تعالیٰ سے ہے۔ ت) ممکن کہ

عدل سے عدل فی البر مراد ہونہ کہ بالبر۔ اسما بنت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ماں عہد معاہدہ میں آتی ہے یہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے صلہ کا مسئلہ پوچھتی ہیں اس پر یہ آیہ کریمہ اترتی ہے، وہ اگر کچھ بدیہ نہ لاتی یہ اپنی طرف سے صلہ کرتیں، یا جتنا وہ لاتی اس سے زائد یہ دیتیں تو کل یا قدر زائد ان کی طرف احسان ہوتا، یہ پر ہے۔ اُتنا ہی دیتیں تو دینے میں عدل یعنی (بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

فرض ہے کہ ان کو اطلاع کر دی جائے ہوشیار ہو جاؤ اب ہم تم سے معاہدہ رکھنا نہیں چاہتے اس کا نام نبذ ہے، اس میں فرض ہے کہ اگر اس وقت وہ امن کی جگہ نہ ہوں تو اتنی مہلت دی جائے کہ وہ اپنی امان کی جگہ پہنچ جائیں، اور اگر باطمینان معاہدہ وہ اپنے قلعے خراب کر چکے ہوں تو فرض ہے کہ اتنی مدت دی جائے جس میں وہ اپنے قلعے درست کر لیں یہاں سے یکساں حالت کے معنی کھل گئے یعنی یہ نہ ہو کہ اپنا سامان ٹھیک کر کے ان کی غفلت میں نبذ کر دو، اور انھیں درستی سامان کی مہلت نہ دو، یہ ہے اسلام کا انصاف والحمد للہ ۱۲ منہ غفرلہ۔

مساوات ہوتی، یہ اقساط ہے۔ آیہ کریمہ نے معاہدے سے دونوں صورتوں کی اجازت فرمائی، اب یہ آیت زیادت و مساوات دونوں کی اجازت اور ان میں تقسیم ذکر زیادت میں آیت تحت کی نظیر ہوگی اذاجبیتم بتحیۃ فحیوا باحسن منہا اور دو تھا جب تمہیں سلام کیا جائے تو اس سے زیادہ الفاظ جواب میں کہو یا اتنے ہی، واللہ تعالیٰ اعلم بمرادہ، یہ ہے توفیق اللہ تعالیٰ تفسیر کریمہ ممٹخنہ میں تمام کلام کہ ان اوراق کے غیر میں نہ ملے گا والحمد للہ حمداً کثیراً طیباً مبارکاً فیہ، وصلى اللہ تعالیٰ علی سیدنا و مولانا والہ وذوہ امین والحمد للہ رب العالمین۔ بالجملہ عطر ارشادات ائمہ و نتیجہ مہمہ یہ ہوا کہ کریمہ ممٹخنہ میں اگر قتال سے قتال بالفعل مراد ہو تو یقیناً آیات کثیرہ سے منسوخ جس کے نسخ پر تصریحات جلیلہ مذکورہ کے علاوہ بسط و عنایہ و کفایہ و تبیین و بحر الرائق و رد المحتار کے نصوص کا اور اضافہ ہوا، یہ جواب اول تھا اور اگر مطلق قتال مقصود کہ ہر عربی غیر معاہدہ میں موجود، تو ضرور آیت محکم، اور مشرکین ہند کو اس میں داخل نہ کرنا شدید ظلم و ستم، یہ جواب دوم ہوا۔ اور یہی مذہب جمہور مشرب منصور و مسلک ائمہ حنفیہ صدر ہے مسلم حنفی بننے والی ہندو پرستی نے نہ حنفیت قائم رکھی نہ حنیفیت، نہ مذہب ہی برقرار رکھا نہ شریعت۔ ذلک ہوا الخسران المبین۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۱۴ ص ۴۰ تا ۴۲)

(۷۲) تحریک خلافت و ترک موالات کے لیڈروں کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا :
آفتاب کی طرح روشن ہوا کہ تمہیں آیہ ممٹخنہ پڑھنے کا کیا منہ ہے تمہارا پڑھنا یقیناً مصداق سب تالی القرآن والقرآن یلعنہ (بہتیرے وہ ہیں کہ وہ تو قرآن پڑھتے ہیں اور قرآن انہیں لعنت فرما رہا ہے) ہے کیا اسی آیت کا تتمہ نہیں :
ومن يتولىهم منكم فاولئك هم الظالمون۔
تم میں جو ان سے دوستی رکھے تو وہی پکے ظالم ہیں۔

جو ان سے موالات کرے وہی ظالم ہے تم نے خاص محاربین بالفعل مقاتلین فی الدین سے موالات کی تو تم بحکم قرآن ظالمین ہوئے یا نہیں۔ اور یہی قرآن فرماتا ہے :

۱۔ القرآن الکریم ۸۶/۴

۲۔ المدخل لابن الحاج الکلام علی جمیع القرآن دارالکتب العربیہ بیروت ۸۵/۱ و ۳۰۴/۲

۳۔ القرآن الکریم ۲۳/۹

اللعنة الله على الظلمين
سُن لو ظالموں پر اللہ کی لعنت۔

تو حکم قرآن ایسے لوگ لعین ہوئے یا نہیں، اب دو فتوے، اب کرو آیہ متحنہ کا دعویٰ۔
والله لا يهدي القوم الظالمين ۝ ومن الناس من يقول آمنا بالله وباليوم الآخر
وما هم بمؤمنين ۝ يخدعون الله والذين آمنوا وما يخدعون الا انفسهم و ما
يشعرون ۝ في قلوبهم مرض فزادهم الله مرضا ولهم عذاب اليم بما كانوا يكذبون ۝
اور اللہ تعالیٰ ظالموں کو راہ نہیں دکھاتا، کچھ لوگ کہتے ہیں ہم اللہ اور قیامت پر ایمان لائے
اور انھیں ایمان نہیں، اللہ اور مسلمانوں سے فریب کرتے ہیں اور حقیقت میں وہ اپنی ہی جانوں کو
فریب میں ڈالتے ہیں، اور انھیں خبر نہیں، ان کے دلوں میں بیماری ہے تو اللہ نے ان کی بیماری اور
بڑھائی ان کیلئے دردناک عذاب ہے ان کے جھوٹ کا بدلہ۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۱۴ ص ۴۷۳)

(۷۳) تحریک مذکور کے لیڈروں سے سوال کرتے ہوئے فرمایا :
سوال ضروری لیڈران اور پارٹی کو اب تو کھلا کہ انھوں نے یقیناً دشمنانِ خدا و رسول سے
وداد و اتحاد منایا اور ان کا کوئی عذرِ باردا انھیں کام نہ آیا، اب قرآن کریم سے اپنا حکم بتائیں،
اوپر آیہ کریمہ تلاوت ہوئی :
لا تجد قوما يؤمنون بالله واليوم الآخر يوادون من حاد الله ورسوله ۝
تم نہ پاؤ گے جو اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتے ہیں کہ مخالفانِ خدا و رسول سے وداد کریں۔
دوسری آیت میں فرماتا ہے :

تري كثيرا منهم يتولون الذين كفروا لبئس ما قدمت لهم انفسهم ان
سخط الله عليهم وفي العذاب هم خلدون ۝ ولو كانوا يؤمنون بالله والنبي و
ما انزل اليه ما اتخذوهم اولياء ولكن كثيرا منهم فسقون ۝

۲ القرآن الکریم ۱۰۹/۹

۴ ۲۲/۵۸

۱ القرآن الکریم ۱۸/۱۱

۳ ۱۰ تا ۲

۵ ۸۰ و ۸۱

تم اُن میں بہت کو دیکھو گے کہ کافروں سے دوستی کرتے ہیں بیشک کیا ہی بُری چیز ہے جو خود اُنھوں نے اپنے لئے تیار کی یہ کہ اُن پر اللہ کا غضب اُترا اور وہ ہمیشہ عذاب میں رہیں گے، اور اگر انھیں اللہ و نبی و قرآن پر ایمان ہوتا تو کافروں کو دوست نہ بناتے مگر یہ ہے کہ ان میں بہت سے فاسق ہیں۔

فرمائیے اللہ واحد قہار سچ کہ ہندوؤں سے وداد و اتحاد منانے والے ہرگز مسلمان نہیں انھیں اللہ و نبی و قرآن پر ایمان نہیں، یا معاذ اللہ یہ سچے کہ ہم تو ٹکسالی مسلمان ہیں ہم تو قوم کے لیڈران و ریفارمران ہیں، مسلمان تو یہی کہے گا کہ اللہ سچا و من اصدق من اللہ حدیثاً غرض ترکِ موالات میں افراط کی تو وہ کہ مجرد معاملات حرام قطعی اور تفریط کی تو یہ کہ ہندوؤں سے وداد و اتحاد واجب بلکہ ان کی غلامی و انقیاد فرض بلکہ مدارِ ایمان۔

فسبحت مقلب القلوب والابصار۔

یا کی ہے اسے جو دلوں اور آنکھوں کو پلٹ دیتا ہے۔

اول میں تحریمِ حلال کی، دوم میں تحلیلِ حرام بلکہ افراطِ حرام، اور ان دونوں کے حکم ظاہر و طشت از بام۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۱۴ ص ۴۷۶، ۴۷۷)

(۷۴) مشرکوں سے بھائی چارہ، اتحاد اور حلیف بننا حرام ہے۔ چنانچہ فرمایا: یکم، مشرکین سے عقدِ موافات بھائی چارہ کہ برادرانِ وطن ہندو بھائی، اللہ عز و جل فرمائے انما المؤمنون اخوة المسلمان آپس میں بھائی ہیں، تم کہو نحن والمشرکون ہم اور مشرکین آپس میں بھائی ہیں، جیسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

الم تر الى الذين نافقوا يقولون للاخوانهم الذين كفروا۔

کیا تم نے نہ دیکھا منافقوں کو کہ اپنے بھائی کافروں سے کہتے ہیں۔

وہاں من اهل الكتاب تھا یہاں اس سے بڑھ کر من المشرکین ہوا۔

دوم، ان سے اتحاد، حالانکہ قرآن عظیم میں سے زیادہ آیات میں اسے مردود و ملعون فرما چکا اور جا بجا صاف ارشاد فرما دیا کہ ایسا کرنے والے اُنھیں میں سے ہیں و من يتولهم

منكم فانه منهم، ایسا کرنے والے مسلمان نہیں، لاتجد قوم ایؤمنون باللہ والیوم الآخر
یوادون من حاد اللہ ورسولہ، ایسا کرنے والوں کو اللہ ورسول وقرآن پر ایمان نہیں، ولو
کانوا یؤمنون باللہ والنبی وما انزل الیہ ما اتخذوهم اولیاء

سوم، مشرکین کے حلیف بننا انھیں اپنا حلیف بنانا، حالانکہ حلیف بنانا منسوخ ہو چکا
ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

لاتجد ثوا فی الاسلام حلفا۔ رواہ الامام احمد فی المسند^۴ و محمد بن عیسیٰ
فی الجامع عن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ بسند حسن۔

اب اسلام میں کوئی حلف پیدا نہ کرو۔ یہ حدیث امام احمد نے مسند اور امام محمد بن عیسیٰ نے
جامع میں حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بسند حسن روایت کی۔

یہ منسوخات ہی کے عمل پر ہیں، کل کو شراب بھی حلال کر لیں گے اور خدا جانے کہاں کہاں تک
بڑھیں گے۔ رب عز وجل فرماتا ہے:

یا ایہا الذین آمنوا لاتخذوا الذین اتخذوا دینکم هنوا ولعبا من الذین
اتوا الکتاب من قبلکم والکفار اولیاء واتقوا اللہ ان کنتم مؤمنین

اے ایمان والو! وہ جو تمھارے دین کو منہسی کھیل ٹھہراتے ہیں جنھیں تم سے پہلے کتاب
دی گئی اور باقی سب کافران میں سے کسی کو دوست نہ بناؤ اور اللہ سے ڈرو اگر تم مسلمان ہو۔
تفسیر ابن جریر میں اس آیت کریمہ کے تحت میں ہے:

یقول لاتخذوہم ایہا المؤمنون انصارا و اخوانا و حلفاء فانہم لایأونکم
خبالا وان اظہروا لکم مودة و صداقة۔

۱۷ القرآن الکریم ۵۸/۲۲

۱۷ القرآن الکریم ۵/۵۱

۱۸ ۵/۸۱

۱۹ جامع الترمذی ابواب السیر باب ماجاء فی الحلف امین کمپنی کتب خانہ رشیدیہ دہلی ۱/۱۹۲
مسند احمد بن حنبل مسند عبد اللہ بن عمرو بن عاص دار الفکر بیروت ۲/۲۰۴، ۲۱۳

۲۰ القرآن الکریم ۵/۵۴

۲۱ جامع البیان (تفسیر ابن جریر) تحت لایۃ ۵/۴۵ دار احیاء التراث العربی بیروت ۶/۳۲۵

رب عز وجل فرماتا ہے اے مسلمانو! کافروں کو مددگار یا بھائی اور حلیف نہ بناؤ وہ تمہاری ضرر رسانی میں کمی نہ کریں گے اگرچہ تم سے دوستی و یارانہ ظاہر کریں۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۴ ص ۴۸۶ تا ۴۸۸)

(۷۵) استعانتِ مشرکین پر آیاتِ قرآنیہ اور ان کی تفاسیر ذکر کرتے ہوئے فرمایا :
آیت نمبر ۱ :

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا بَطَانَةً مِنْ دُونِكُمْ لَا يَأْلُونَكُمْ خِيَالًا وَدُّوا مَا عَنِتُّمْ
قَدْ بَدَأَ الْبَغْضَاءُ مِنْ أَفْوَاهِهِمْ وَمَا تَخْفَىٰ صُدُورُهُمْ أَكْبَرُ ۚ قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ الْآيَةَ
إِنْ كُنْتُمْ تَعْقِلُونَ ۝

اے ایمان والو! اپنے غیروں کو رازدار نہ بناؤ وہ تمہاری بدخواہی میں کمی نہ کریں گے ان کی دلی تمنا ہے تمہارا مشقت میں پڑنا، دشمنی اُن کے مونہوں سے ظاہر ہو چکی ہے اور وہ جو ان کے سینوں میں دبی ہے اور بڑی ہے بیشک ہم نے تمہارے سامنے نشانیاں صاف بیان فرمادیں اگر تمہیں عقل ہو۔

یہ آیہ کریمہ اپنے ایک ایک مجملے سے اس طوفانِ بدتمیزی کو جو آج مشرکینِ ہند سے لیڈران برت رہے ہیں رد فرماتی ہے :

ا۔ حالتِ کمزوری و عجز میں مدد کے لئے جس کسی کی طرف التجا لائی جائے ضرور ہے کہ اُسے اپنا رازدار بنایا جائے اور رب عز وجل فرماتا ہے : کسی کافر کو اپنا رازدار نہ بناؤ۔ یہ واحد قہار کی نافرمانی ہوئی۔

ب۔ ظاہر ہے کہ اُسے اپنا خیر خواہ سمجھا گیا کہ بدخواہ کے دامن میں کوئی نہ چھپے گا۔ اور رب عز وجل فرماتا ہے : وہ تمہاری بدخواہی میں کمی نہ کریں گے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی تکذیب ہوئی۔

ج۔ مصیبت میں التجا و استمداد اسی سے ہوگی جسے جانا جائے کہ ہمیں مشقت سے بچائے گا اور رب عز وجل فرماتا ہے : ان کی دلی تمنا ہے تمہارا مشقت میں پڑنا یہ دوسری تکذیب ہوئی۔

د۔ چھپا دشمن جس سے اثرِ عداوت کبھی ظاہر نہ ہوا آدمی اس کے دھوکے میں آ سکتا ہے اور

جس کے منہ سے بغض کھل چکا اس سے قطعی احتراز کرے گا۔ رب عز وجل نے فرمادیا تھا کہ دشمنی اُن کے منہ سے ظاہر ہو چکی پھر بھی ان کی محبت نے وہ اندھا بہرا کر دیا کہ نہ اللہ تعالیٰ کی سُننی نہ ان کے منہ سے جھلکی یاد رہی۔

۵۔ اگر ایک خفیف حد کی مخالفت و رنجش ظاہر ہوتی اور اطمینان ہوتا کہ دل میں اس سے زائد نہیں تو کچھ گنجائش ہو سکتی کہ یہ ہمارا اس حد کا بدخواہ نہیں جو ایسی بھاری مصیبت میں ساتھ نہ دے۔ اس خیالِ ارذل کو رب عز وجل نے ان تینوں جملوں سے رد فرمادیا کہ وہ کوئی ہلکے مخالف نہیں تمہاری بدخواہی میں کمی نہ کریں گے، یہ گمان نہ کرنا کہ وہ کسی سخت سے سخت مصیبت میں تم پر کچھ ترس کریں گے اُن کی دلی تمنا ہے کہ تم مشقت میں پڑو، کوئی خفیف رنجش اُن کے منہ سے ظاہر نہ ہوتی بلکہ بغض اور پوری دشمنی بے عداوت، اور اس پر چوتھا جملہ یہ ارشاد فرمادیا کہ اُس پر بس نہ جانو کہ اُن کے دلوں کی دبی اور سخت تر ہے، مگر انھوں نے اس واحد قہار کریم مہربان پروردگار کی ایک نہ مافی اور جملے جملے کی تکذیب ہی ٹھانی ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلیٰ العظیم۔

آیت نمبر ۲ :

بَشِّرِ الْمُنَافِقِينَ بِأَنَّ لَهُمْ عَذَابًا أَلِيمًا ۝ الَّذِينَ يَتَّخِذُونَ الْكَافِرِينَ أَوْلِيَاءَ مِنْ دُونِ الْمُؤْمِنِينَ ۚ يَبْتَغُونَ عِنْدَهُمُ الْعِزَّةَ فَإِنَّ الْعِزَّةَ لِلَّهِ جَمِيعًا ۖ
اے محبوب! خوشخبری دو منافقوں کو کہ اُن کے لئے دردناک عذاب ہے، وہ جو مسلمانوں کے سوا کافروں کو مددگار بناتے ہیں کیا اُن کے پاس عزت ڈھونڈتے ہیں عزت تو ساری اللہ کے قبضے میں ہے۔

ظاہر ہے کہ کمزوری میں کسی کی مدد چاہنے کا یہی مطلب ہوتا ہے کہ اس کے بل بازو سے ہمیں قوت ملے گی، ہماری کمزوریاں و ذلت غلبہ و عزت سے بدلے گی۔ اللہ عز وجل فرماتا ہے: یہ اُن کی بد عقلی ہے کافروں کی مدد سے غلبہ و عزت کی تمنا، ہوس باطل ہے۔ اور فرماتا ہے کہ ایسا کرنے والے منافق ہیں اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔ تفسیر ارشاد العقل السلیم میں اسی

آیت کریمہ کے تحت ہے :

بیان لخبیۃ ۱؎ جائئہم ، یطلبون بموالاة الکفر القوة والغلبة (فان العزّة لله جميعا) تعلیل بطلان ۱؎ ایہم ، فان انحصار جميع افراد العزّة فی جنبہ عز و علا بحیث لا ینالہا الا اولیاءہ قال تعالیٰ واللہ العزّة ولرسولہ وللؤمنین یقضی بطلان التعزیر بغیرہ استحالة الانتفاع به (مختصراً)۔

اس آیت میں ان کی نامرادی کا بیان ہے جو کافروں سے استعانت کرتے ہیں، فرماتا ہے کیا کافروں کی دوستی سے غلبہ و قوت چاہتے ہیں عزت تو ساری اللہ کے لئے ہے۔ اس میں ان کی رائے فاسد ہونے پر دلیل فرمائی کہ جب تمام عزتیں حضرت عزت کے لئے خاص ہیں کہ اس کے دوستوں کے سوا کسی کو نہیں مل سکتیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے عزت صرف اللہ و رسول اور مسلمانوں کے لئے ہے، تو اس سے واجب ہوا کہ غیروں سے عزت چاہنا باطل اور ان سے نفع پہنچنا محال (مختصراً)۔

آیت نمبر ۳ :

لا یتخذ المؤمنین الکفرین اولیاء من دون المؤمنین ومن یفعل ذلک فلیس من اللہ فی شئ ۱؎

مسلمان مسلمانوں کے سوا کافروں کو مددگار نہ بنائیں اور جو ایسا کرے گا اسے اللہ سے کچھ علاقہ نہیں۔

تفسیر لباب التاویل میں ہے :

ان عبادة بن الصامت كان له حلفاء من اليهود فقال يوم الاحزاب يا رسول الله ان معي خمسمائة من اليهود وقد سأيت ان استظهر بهم على العدو فنزلت هذه الآية وقوله (لا يتخذ المؤمنون) الآية یعنی انصار او اعوانا (من دون المؤمنین یعنی من غیر المؤمنین والمعنی لا یجعل المؤمن ولا یتہ لمن ہو غیر مؤمن نہی اللہ المؤمنین ان یوالوا الکفار او یلاطفوہم لقراۃ بینہم او محبة او معاشرۃ والمحبة

فی اللہ والبغض فی اللہ باب عظیم واصل من اصول الایمان^۱

یعنی عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کچھ یہودی حلیف تھے غزوہ احزاب میں انھوں نے عرض کی، یا رسول اللہ! میرے ساتھ پانسو یہودی ہیں میری رائے ہوتی ہے کہ دشمن پر اُن سے مدد لوں۔ اس پر یہ آیت کریمہ اُتری کہ مسلمان غیر مسلم کو مددگار نہ بنائیں کہ یہ مسلمانوں کو حلال نہیں، اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو منع فرمایا کہ رشتے، خواہ یا رانے، خواہ نرے میل کے باعث کافروں سے دوستانہ برتیں یا اُن سے لطف و نرمی کے ساتھ پیش آئیں اور اللہ کے لئے محبت اور اللہ کے لئے عداوت ایک عظیم باب اور ایمان کی جڑ ہے۔

مدارک شریف پارہ ۶ میں ہے :

ای لا تتخذوہم اولیاء تنصرونہم وتستنصرونہم وتوآخونہم وتعاشرونہم
معاشرۃ المؤمنین^۲

یعنی رب عز وجل فرماتا ہے کافروں کو دوست نہ بناؤ کہ تم ان کے معاون بنو، اور ان سے اپنے لئے مدد چاہو، انھیں بھائی بناؤ، دنیوی برتاؤ اُن کے ساتھ مسلمانوں کا سا رکھو، اس سب سے منع فرماتا ہے۔

تفسیر کبیر پارہ ۶ میں ہے :

المرا د ان اللہ تعالیٰ امر المسلم ان لا یتخذ الجیب والناصر الامن المسلمین^۳
یعنی مراد آیت ہے کہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو حکم فرماتا ہے کہ صرف مسلمانوں ہی کو اپنا دوست و مددگار بنائیں۔

اسی میں ہے :

یعنی لا تتخذوہم اولیاء ای لا تعتمدوا علی الاستنصار بہم
ولا تؤدوا الیہم^۴

-
- ۱ باب التأویل (تفسیر الخازن) تحت الآیۃ ۲۸/۳ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۲۳۷/۱
۲ مدارک التنزیل (تفسیر النسفی) تحت الآیۃ لا تتخذوا الیہود الخ دار الکتب العربیۃ بیروت ۲۸۷/۱
۳ مفاتیح الغیب (التفسیر الکبیر) " انما ولیکم اللہ ورسولہ الخ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۲۷/۱۲
۴ " لا تتخذوا الیہود الخ " " " " " " ۱۵/۱۲

یعنی مرادِ آیت یہ ہے کہ کافروں کی مدد و یاری پر اعتماد نہ کرو۔
تفسیر ابی السعود و تفسیر فتوحات الہیہ میں زیرِ آیہ مذکورہ ہے :

نہوا عن موالاة اعدائهم لقراۃ او صداقة جاهلیة ونحوهما من اسباب المصادقة والمعاشرة وعن الاستعانة بهم في الغزو وسائر الامور الدینیة۔^۱
یعنی مسلمان منع کئے گئے کافروں کی دوستی سے خواہ وہ رشتہ داری ہو یا اسلام سے پہلے کا یار نہ یا کسی سبب یاری خواہ میل جول کے سبب اور منع کئے گئے اس سے کہ جہاد یا کسی دینی کام میں کافروں سے استعانت کریں۔

آیت نمبر ۴ :

فان تولوا فخذوهم واقتلوهم حیث وجدتموهم ولا تتخذوا منهم ولیا ولا نصیرا۔^۲
اور اگر کافر ایمان لانے سے منہ پھیریں تو انھیں پکڑو اور جہاں پاؤ قتل کرو اور ان میں کسی کو دوست نہ بناؤ۔

اس آیتِ کریمہ میں ولی کے ساتھ لفظ نصیر خود ہی صاف ارشاد ہے کہ انھیں دوست ٹھہرانا بھی حرام اور مددگار بنانا بھی حرام۔
تفسیر مدارک التنزیل میں ہے :

(فان تولوا) عن الایمان (فخذوهم واقتلوهم حیث وجدتموهم ولا تتخذوا منهم ولیا ولا نصیرا) وان بذلواکم الولاية والنصرة فلا تقبلوا منهم (الا الذین یصلون الی قوم) ویصلون بهم والاستثناء من قوله فخذوهم واقتلوهم دون الموالاة۔^۳

اگر وہ ایمان لانے سے منہ پھیریں تو انھیں پکڑو اور جہاں پاؤ مارو اور ان میں کسی کو نہ دوست بناؤ نہ مددگار، اور اگر وہ بلا معاوضہ بھی تمھاری دوستداری و مددگاری بگھاریں جب بھی قبول نہ کرو مگر جو اہل معاہدہ سے ملیں یہ پکڑنے اور قتل کرنے سے استثناء ہے نہ دوستی

۱۔ ارشادِ لعقل سلیم (تفسیر ابی السعود) تحت الآیۃ لا یتخذ المؤمنون کافرین اولیاء وارجاء الترائی العربیہ ۲/۲۳

۲۔ القرآن الکریم ۴/۸۹
۳۔ مدارک التنزیل (تفسیر النسفی) زیرِ آیہ ۴/۸۹ دار الکتاب العربیہ بیروت ۱/۲۴۲

تفسیر جلال
فوائد

سے کہ وہ توہر کافر سے مطلقاً حرام ہے۔

تفسیر بیضاوی میں ہے :

ای جانبوہم، أسا ولا تقبلوا منهم ولا ینصرونہ۔

یعنی ان سے بالکل دُور رہو اور ان کی دوستی و مدد کچھ نہ قبول کرو۔

تفسیر ابی السعود میں ہے :

ای جانبوہم مجانبة کلیة ولا تقبلوا منهم ولا ینصرونہ ابدًا۔

یعنی کافروں سے بالکل کنارہ کش رہو اور کبھی ان کی دوستی و مدد قبول نہ کرو۔

تفسیر فتوحات الہیہ میں ہے :

هذا مستثنی من الاخذ والقتل اما الموالاة فحرام مطلقا

لا تجوز بحال ۱۰

یہ استثناء گہ فتاری و قتل سے ہے ، رہی کافر سے موالات وہ تو مطلقاً حرام ہے کسی حال میں جائز نہیں۔

تفسیر خازن میں ہے :

هذا الاستثناء يرجع الى القتل لا الى الموالاة الكفارة

والمنافقین لا تجوز بحال ۱۱

یہ استثناء قتل کی طرف پھرتا ہے نہ موالات کی جانب اس لئے کہ کافروں اور منافقوں سے موالات تو کسی حال میں جائز نہیں۔

تفسیر کمرہ خی میں ہے :

استثناء من مفعول فاقتلوہم لا من قوله ولا تتخذوا منهم (ولیا ولا نصیرا)

وان كان اقرب مذکورات لا تتخذ الولی منهم حرام بلا استثناء بخلاف قتلہم ۱۲

۱۰ انوار التنزیل (تفسیر بیضاوی) تحت الآیۃ ۸۹/۴ دار الفکر بیروت ۲۳۱/۲

۱۱ ارشاد لعقل سلیم (تفسیر ابی السعود) " " " دار احیاء التراث العربی بیروت ۲۱۳/۲

۱۲ الفتوحات الہیہ (الشہیر بالجمل) " " " دار الفکر بیروت ۱۰۲/۲

۱۳ باب التاویل (تفسیر الخازن) " " " دار الکتب العلمیۃ بیروت ۴۰۸/۱

۱۴ تفسیر کمرہ خی

معاہدوں سے ملنے والوں کا استثناء ان سے ہے جن کی بابت حکم فرمایا تھا کہ انھیں قتل کرو، اس ارشاد سے استثناء نہیں کہ اُن میں نہ کسی کو دوست بناؤ نہ مددگار اگرچہ ذکر میں یہی قریب تر ہے اس واسطے کہ کافروں سے کسی کو دوست بنانا بلا استثناء حرام ہے بخلاف اُن کے قتل کے کہ اس سے معاہدین مستثنیٰ ہیں۔
تفسیر عنایۃ القاضی میں ہے :

قال الطیبی لا من الضمیوفی ولا تتخذوا وان کان اقرب لان اتخاذ الولی منهم حرام مطلقاً

طیبی نے کہا دوست یا مددگار بنانے کی ممانعت سے استثناء نہیں اگرچہ وہ قریب تر ہے اس لئے کہ کافروں میں سے کسی کو دوست بنانا مطلقاً حرام ہے اگرچہ معاہد ہو۔
۲ قول اس پر خود سیاق کریمہ دال کہ قتل و قتال ہی کے منع و رخصت کا ذکر ہے یونہی عموم حکم نفس استثناء کا مفاد کہ مجاہدین متصلین بالمعاہدین و معاہدین غیر جانبدار طرفین مستثنیٰ فرمائے۔
(فتاویٰ رضویہ ج ۱۴ ص ۲۹۰ تا ۲۹۶)

(۷۶) اسی سلسلہ میں مزید فرمایا :

اس سے ایسی استعانت جس میں وہ ہمارا رازدار و خیل کار بنے یہ مطلقاً حرام ہے جس کے لئے پہلی آیہ کریمہ بس ہے، نیز فرماتا ہے جل و علا :

ام حسبکم ان تترکوا ولما یعلم اللہ الذین جاہدوا منکم ولہم یتخذوا من دون اللہ ولا رسوله ولا المؤمنین ولیجۃً واللہ خیر بہا تعملون

کیا اس گھمنڈ میں ہو کہ یونہی چھوڑ دیئے جاؤ گے اور ابھی وہ لوگ علانیہ ظاہر نہ ہوئے جو تم میں سے جہاد کریں اور اللہ و رسول و مسلمان کے سوا کسی کو اپنا رازدار و خیل کار نہ بنائیں اور اللہ تمہارے کاموں سے خبردار ہے۔

ولہذا حدیث چہارم میں اُن سے مشورہ لینا ناجائز فرمایا، تفسیر کبیر میں کریمہ اولیٰ کے تحت میں ہے :

ان المسلمین کانوا یشارونہم فی امورہم ویؤانسوہم لما کان بینہم من الرضاخ والمخلف ، ظنا منہم انہم وان خالفوہم فی الدین فہم ینصحون لہم فی اسباب المعاش ، فہما ہم اللہ تعالیٰ بہذہ الایۃ عنہ ، فمنع المؤمنین ان یتخذوا بطانۃ من غیر المؤمنین فیکون ذلک نہیا عن جمیع الکفار ، وقال تعالیٰ ” یا ایہا الذین آمنوا لا تتخذوا عدوی وعدوکم اولیاء ” ومما یؤكد ذلک ما روى انہ قیل لعمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہنہنا رجل من اهل الحیرۃ نصرانی لا یعرف اقوی حفظا و احسن خطا منہ ، فان رأیت ان نتخذہ کاتباً ، فامتنع عمر من ذلک وقال اذن اتخذت بطانۃ من غیر المؤمنین !

یعنی کچھ مسلمان بعض یہود سے اپنے معاملات میں مشورہ کرتے اور باہم دل بہلاتے کہ کسی سے دودھ کی شرت تھی کوئی کسی کا حلیف تھا یہ گمان کرتے تھے کہ وہ اگرچہ دین میں ہمارے خلاف ہیں دنیوی باتوں میں تو ہماری خیر خواہی کریں گے ، اس آیہ کریمہ میں رب العزت جل و علا نے انہیں منع فرما دیا اور حکم دیا کہ کسی غیر مسلم کو اپنا راز دار نہ بناؤ ، تو یہ نہ صرف یہود بلکہ جملہ کفار سے ممانعت ہوئی اور اللہ عز وجل نے فرمایا : ” اے ایمان والو ! میرے اور اپنے دشمن کو یا ر نہ بناؤ “ اور اس کی تائید اس حدیث سے ہوتی ہے جو امیر المؤمنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہوئی کہ اُن سے عرض کی گئی کہ شہر حیرہ میں ایک نصرانی ہے اُس کا سا حافظہ اور عمدہ خط کسی کو معلوم نہیں ، حضور کی رائے ہو تو ہم اسے محرر بنالیں ، امیر المؤمنین نے اسے قبول نہ فرمایا اور ارشاد کیا کہ ایسا ہو تو میں غیر مسلم کو راز دار بنانے والا ٹھہروں گا ۔

تفسیر لباب التاویل وغیرہ پارہ ۶ میں ہے ،

روى ان ابا موسى الاشعري رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قلت لعمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان لی کاتباً نصرانیا ، فقال مالک وله قاتلک اللہ لا اتخذت حنیفاً یعنی مسلماً اما سمعت قول اللہ عز وجل ” یا ایہا الذین آمنوا لا تتخذوا الیہود والنصری اولیاء “ قلت له دینہ ولی کتابتہ فقال لا اکرہم اذ اہانہم اللہ ، ولا اعزہم اذ اذلہم اللہ ولا ادنیہم اذ ابعدہم اللہ ، قلت انہ لا یتم

امر البصرة الا به فقال مات النصراني والسلام يعني هب انه مات فما تصنع بعده
فما تعمله بعد موته فاعلمه الان واستغن عنه بغيره من المسلمين۔

یعنی ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہوا کہ میں نے امیر المومنین عمر فاروق عظم
سے عرض کی میرا ایک محرر نصرانی ہے۔ فرمایا تمہیں اس سے کیا علاقہ خدا تمہیں سمجھائے کیوں نہ کسی
نکھرے مسلمان کو محرر بنایا، کیا تم نے یہ ارشادِ الہی نہ سنا کہ اے ایمان والو! یہود و نصاریٰ
کو یار نہ بناؤ۔ میں نے عرض کی اس کا دین اس کے لئے ہے مجھے تو اس کی محرری سے کام
ہے۔ فرمایا میں کافروں کو گرامی نہ کروں گا جبکہ انھیں اللہ نے خوار کیا، نہ انھیں عزت دوں گا
جبکہ اللہ نے انھیں ذلیل کیا، نہ ان کو قرب دوں گا جبکہ اللہ نے انھیں دور کیا۔ میں نے عرض کی
بصرہ کا کام ہے اس کے پورا نہ ہوگا۔ فرمایا مرگیا نصرانی والسلام یعنی فرض کر لو کہ وہ مر گیا تو
اس کے بعد کیا کرو گے جو جب کرو گے اب کرو اور کسی مسلمان کو مقرر کر کے اس سے بے پروا
ہو جا۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۱۲ ص ۵۱۱ تا ۵۱۳)

(۷۷) خطبہ جمعہ میں گاندھی کی تعریف کرنے والوں کا رد کرتے ہوئے فرمایا:
دوسرا جمعہ کا خطبہ اُردو میں پڑھتا ہے، نہیں نہیں خطبہ کی جگہ لکچر دیتا ہے اور اس میں
خلفائے راشدین و حسن و حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے بدلے گاندھی کی مدح مقدس ذات
ستودہ صفات وغیرہ الفاظیوں کے ساتھ گاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے: انما المشركون
نجس مشرک تو نہیں مگر ناپاک، یہ کہیں مقدس ذات۔ اللہ فرمائے: اولئك هم شر
البرية وہ تمام مخلوق سے بدتر ہیں، یہ کہیں ستودہ صفات۔ غرض خطبہ جمعہ کیا حق
قرآن عظیم کا رد تھا۔ آج خطبہ جمعہ میں یہ ہوا کل نماز میں اهدنا الصراط المستقیم کی جگہ

علہ اخبار مشرق گورکھ پور ۱۳ جنوری ۲۰۱۱ء و عینی شہادت مولوی احمد مختار صاحب صدیقی میرٹھی
رکن خلافت کمیٹی ۱۲ حشمت علی

علہ یہ مولوی صاحب شاہد عینی کا بیان ہے اور اخبار مشرق میں مقدس ذات پاکیزہ خیالات ہے ۱۲ حشمت علی

۱۔ باب التاویل تفسیر الخازن تحت الآیۃ ۵/۵ دارالکتب العلمیۃ بیروت ۵۳/۲

۲۔ القرآن الکریم ۲۸/۹

۳۔ القرآن الکریم ۶/۹۸

اھدنا الصراط الکاۓی پڑھیں گے، اور کیوں نہ پڑھیں جسے جانیں کہ اس مقدس ذات ستودہ صفات کو اللہ تعالیٰ نے مذکر بنا کر مبعوث فرمایا ہے اس کی راہ آپ ہی طلب کیا چاہیں اور بالفرض یہ تبدیل نہ کریں تو صراط الذین انعمت علیہم میں تو گاندھی کو ضرور داخل مان چکے، اللہ جسے مقدس ذات ستودہ صفات کہے اور خلق کے لئے مذکر بنا کر بھیجے اس پر انعام الہی تام و کامل ہے، الذین انعم اللہ علیہم (وہ جن پر اللہ نے احسان کیا) کا بیان قرآن کریم نے من النبیین والصدیقین والشهداء والصلحین (وہ کون ہیں نبی اور صدیق اور شہید اور نیک لوگ) فرمایا ہے، یہ سب مقدس ذات ستودہ صفات ہیں مگر لاکھوں شہداء و صالحین کو اللہ تعالیٰ نے مذکر بنا کر مبعوث نہ فرمایا، تو گاندھی جی اول نمبر کے انعمت علیہم ہوئے مگر قرآن تو کفار پر اپنا غضب اور لعنت بتاتا اور انھیں ہر مخلوق سے بدتر ہر ذلیل سے ذلیل تر فرماتا ہے، اگر اس کا نام انعام ہے تو ضرور کفار سے بڑھ کر کوئی انعمت علیہم نہیں۔ قاتلہم اللہ الخ یؤفکون (اللہ انھیں مارے کہاں اونڈھے جاتے ہیں۔ ت) مشرک کو مسجد جامع میں مسلمانوں کا واعظ بنایا جاتا ہے ہزار ہا مسلمانوں سے اونچا کھڑا کر کے مسند رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر جمایا جاتا ہے کیا مسئلہ استعانت کا یہ مطلب تھا، کیا در مختار میں اس کا جواز لکھا تھا، اجازت تھی تو استخدام کی، وہ بھی ایسا جیسے کتے سے جو پورا مسخر ہو لیا، تم نے الٹی خدمتگاری بلکہ غلامی کی، وسیع علم الذین ظلموا اعانت منقلب ینقلبون (اور اب جانا چاہتے ہیں ظالم کہ کس کروٹ پلٹا کھائیں گے۔ ت)

مشرکوں پر اعتماد حرام قطعی بلکہ تکذیب الہی تھا جس کا بیان زیر آیت اولیٰ مکر را انھوں نے اعتماد در کنار قطعاً التجا کی، التجار و اعتماد کے جو معنی گزرے اُن کے آئینہ میں ان کی صورتیں منقوش دیکھ لیجئے ۲۳ کروڑ ہندوؤں کو اپنا یار و یاور بنانا کیا دلی خیر خواہی پر پورے اعتماد کے بغیر ممکن ہے، بدہمت عقل کو مکر ایسے تولید ران کے گیت سن لیجئے جو مشرکین کو اپنا دلی خیر خواہ سمجھنے کے گائے ہیں ”اُن کی ہمدردی ہماری مصیبت کے وقت ظاہر ہوئی جس وقت کلمہ گو بھی معاونتِ حق سے گریزاں

عہ خطبہ صدارت مولوی عبد الباری صاحب ص ۵ و ۶ - ۱۲ حشمت علی لکھنوی عفی عنہ

۱۷ القرآن الکریم ۶۹/۴ ۵ القرآن الکریم ۶۹/۴ ۵
۳۰/۹ و ۶۳/۴ ۲۲۷/۲۶

تھے اُن کا دستِ اتحاد ہماری طرف بڑھا جب یارا غیار ہو گئے ہیں برادرانِ وطن کو اُن کی ہمدردی کی
اُجرت دے کر اُن کے مرتبہ کو گھٹانا نہیں چاہتا وہ بہادر قوم ہماری مصیبت کے وقت خلوص کے
ساتھ ہمدردی کے ہم کو اپنا دلی دوست بنانا چاہتی ہے، نہ ہماری لفظی شکریہ گزاری کی محتاج ہے،
ہمارے دل میں اُن کے اخلاص نے گھر کر لیا ہے۔“

دیکھئے کیسی دل کھول کر تکذیبیں کیں، اب اتنا مسلمان دیکھ لیں گے کہ یہ سچے یا اللہ واحد قہار
سچا کہ لایا لو نکہ خبا لا وہ تمہاری بدخواہی میں گئی نہ کریں گے قل صدق اللہ وما للظلمین
من الناصر^۳ (فتاویٰ رضویہ ج ۴ ص ۵۱۸، ۵۱۹)

(۷۸) مزید فرمایا :

سب جانے دو اتنا تو مفتی لیڈران کو بھی مسلم کہ اگر ان کی طرف حاجت پڑے اور ان سے
غدر کا امن ہو تو استعانت درست یعنی حاجت نہ ہو تو حرام اور اُن کے غدر سے امن نہ ہو تو حرام
حاجت کا انکار خود لیڈران کو ہے اور اُن کے غدر سے امن پر کیا دلیل قائم کر لی، کیا نرا وعدہ -
اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :

وما یعدہم الشیطن الا غدورا۔^۴

شیطان تو انھیں وعدہ نہیں دیتا مگر فریب سے۔

یا انھوں نے تمہارے خیر خواہ بنے رہنے کی قسمیں کھاتی ہیں، اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :

انہم لا ایمان لہم^۵ ان کی قسمیں کچھ نہیں۔

یا تمہیں وحی آتی کہ یہ جانی دشمن یہ دینی اعدا یہ خونخوار بدخواہ یہ کبھی دغا نہ کریں گے۔ اور اللہ تعالیٰ
فرماتا ہے :

ومن اظلم ممن افتری علی اللہ کذبا او قال او حی الی ولم یوح الیہ شیئ۔^۶

اس سے بڑھ کر ظالم کون جو اللہ پر جھوٹ باندھے یا کہ مجھے وحی ہوئی حالانکہ اُسے کچھ بھی

وحی نہ ہوئی۔

عہ رسالہ قربانی گاؤ مولوی عبدالباری ۲۲ حشمت علی عفی عنہ

۲ القرآن الکریم ۳/۹۵

۴ " ۴/۱۲۰

۵ " ۶/۹۳

۱ القرآن الکریم ۳/۱۱۸

۳ " ۲/۲۴۰

۵ " ۹/۱۲

اُن کے غدر سے امن کی تو ایک وہی صورت تھی کہ وہ ایسے ذلیل و قلیل ہمارے ہاتھ میں مجبور و مقہور ہوں کہ سرتابی کی قدرت ہی نہ رکھیں، کیا یہ ۲۳ کروڑ ہندو تمہارے ہاتھ میں ایسے ہی ہیں، جھوٹ جھوٹ جھوٹ اور پورے ۲۳ کروڑ جھوٹ۔ دیکھو تمہارے ہی شائع کردہ فتوے نے تمہیں گھڑ تک پہنچا دیا، اور اس استعانت میں تم پر فرد قرار داد جرم لگا کر مرتکبِ حرام ٹھہرا دیا، احمق اسے شائع کروا تے اور اپنی سند ٹھہراتے ہیں، اور نہیں جانتے کہ وہ انہیں پرزدہ ہے انہیں کا رد ہے ہمارے دوست مفتی صاحب نے مروان کے خفیہ خط کی طرح مجلس کا سا صحیفہ اُن کے ہاتھ میں دے دیا جس میں اُن کی موت ہے اور یہ خوشی خوشی لئے پھرتے ہیں، نہیں نہیں زمرے نا مشخص، نہیں سمجھتے ہیں، مگر مقصود ہی دین کو بدلنا، احکام کو کچلنا، عوام کو چھلنا ہے، جاہل بیچارے اتنا دیکھ لیں گے کہ دیکھو ج ای ز لکھا ہے اب اتنی سمجھ کسے کہ جسے جائز لکھا ہے لیڈران کی استعانت کو اُس سے مس نہیں اور اُن کی جو استعانت ہے فتوے میں ہرگز اُسے جائز نہ لکھا بلکہ صاف عدم جواز کا اِشعار کیا۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۱۴ ص ۵۱۹، ۵۲۰)

(۷۹) متامن و حربی کے حکم میں فرق ہے۔ چنانچہ فرمایا،

اقول متامن کے لئے خود قرآن عظیم سے اشارہ نکال سکتے ہیں کہ،

ان احد من المشركين استجارك فاجرة حتى يسمع كلام الله ثم ابلغه
ما آمنه به

اے محبوب! اگر کوئی مشرک تم سے پناہ چاہے تو اسے پناہ دو کہ اللہ کا کلام سنے پھر اُسے اس کی امن کی جگہ پہنچا دو۔

حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے کوئی مجلس نہ تھی سوا مسجد کریم کے، ولہذا وفد یہیں حاضر ہوتے اور اس میں متون کا خلاف نہیں۔ ہدایہ سے گزرا کہ متامن جب تک دارالاسلام میں ہے بمنزلہ ذمی ہے ذمہ مؤبدہ و موقتہ دونوں طرح ہوتا ہے۔ کافی امام طہری فصل امان میں ہے،

المراد بالذمة العهد مؤقتا كان او مؤبدا و ذلك الامان وعقد
الذمة به

ذمہ سے عہد مراد ہے ایک میعاد معین تک ہو یا ہمیشہ کے لئے، یہ امان و عقد ذمہ ہے۔
 یہیں کہہ سکتے ہیں کہ ذمی و حر بنی برابر ہیں یعنی مستامن کہ اس کے لئے بھی ایک وقت تک ذمہ
 ہے بالکل جواز خاص ذمی کے لئے تھا اور حر بنی لے دوڑے۔ (فتاویٰ رضویہ ۱۴ ص ۵۲۲؛ ۵۲۳)
 (۸۰) مزید فرمایا،

اقول (میں کہتا ہوں۔ ت) اللہ الحمد اس حدیث حسن نے صاف ارشاد فرمادیا کہ اس
 سے پہلے جو کسی مشرک یا کافر غیر ذمی کے لئے اجازت تھی منسوخ ہو گئی کہ فرمایا، "بعد عامنا
 هذا" (اس سال کے بعد کوئی مشرک مسجد میں نہ آنے پائے سوائے ذمیوں کے)۔ مخالفین
 جتنی روایات پیش کریں اُن کے ذمہ لازم ہے کہ اُس واقعہ کے اس ارشاد کے بعد ہونے کا ثبوت
 دیں ورنہ سب جوابوں سے قطع نظر ایک سیدھا سا یہی جواب بس ہے کہ وہ منسوخ ہو چکا اور ہرگز اس
 کا ثبوت نہیں دے سکتے خصوصاً بعد عامنا هذا کا لفظ ارشاد فرما رہا ہے کہ یہ ارشاد بعد نزول
 سورۃ براءت ہے غالباً اُس کا یہ لفظ پاک ارشاد الہی،

انہا المشركون نحس فلا یقر بوا المسجد الحرام بعد عامہم هذا۔
 مشرک نہ لے ناپاک ہیں تو اس برس کے بعد وہ مسجد حرام کے پاس نہ آنے پائیں۔ (ت)
 سے ماخوذ ہے، تو پہلے کے وقائع پیش کرنا محض نادانی، لیکن لیڈران تو ڈھونڈ ڈھونڈ کر منسوخات
 ہی پر عمل کر رہے ہیں کہ اس میں اپنا بچاؤ دیکھتے ہیں، و خسرو هذا لك البطلون (اور باطل
 والوں کا وہاں خسارہ۔ ت)۔
 (فتاویٰ رضویہ ۱۴ ص ۵۲۶)

(۸۱) ہنود کی مسلمانوں سے رغبت و دوستی کا راز بیان کرتے ہوئے فرمایا،
 میں نے اپنی ایک تقریر میں اس ہندو الفت و گاندھوی رغبت کا راز بیان کیا تھا جسے بعض
 احباب نے تحریر میں لیا اس کا اعادہ موجب افادہ۔ مسلمانوں کا رب جل و علا فرماتا ہے،
 یا ایہا الذین آمنوا لا تتخذوا بطانۃ من دونکم لایا لونکم خیالات و دوا
 ما عنکم قد بدت البغضاء من افواہہم و ما تخفی صدورہم اکبر طقد بینا لکم
 الایت ان کنتم تعقلونؑ

اے ایمان والو! کسی کافر کو اپنا ہم راز نہ بناؤ وہ تمہارے نقصان رسانی میں گئی نہ کریں گے اُن کی دلی تمنا ہے تمہارا مشقت میں پڑنا، دشمنی اُن کے مُونہوں سے کھل چکی ہے اور وہ جوان کے سینوں میں دبی ہے بہت بڑی ہے بیشک ہم نے تمہیں صاف صاف نشانیاں بتا دیں اگر عقل رکھتے ہو۔

قرآن عظیم گواہ ہے اور اس سے بہتر کون گواہ، ومن اصدق من اللہ قیلاً (اور اللہ سے زیادہ کس کی بات سچی - ت) کہ مشرکین ہرگز ہماری خیر خواہی نہ کریں گے، خیر خواہی درکنار کبھی بد خواہی میں گئی نہ کریں گے، پھر انھیں یار و انصار بنانا اُن سے وداد و اتحاد منانا، اُن کے میل سے نفع کی امید رکھنا صراحتہً قرآن عظیم کی تکذیب ہے یا نہیں ہے، اور ضرور ہے، ولکن لا تبصرون (مگر تمہیں نگاہ نہیں - ت) آؤ اب ہم تمہیں قرآن عظیم کی تصدیق دکھائیں اور اُن کی طرف سے اس میل اور میل کا راز بتائیں۔ دشمن اپنے دشمن کے لئے تین باتیں چاہتا ہے: اول اس کی موت کہ جھگڑا ہی ختم ہو۔

دوم یہ نہ ہو تو اس کی جلا وطنی کہ اپنے پاس نہ رہے۔ سوم یہ بھی نہ ہو سکے تو اخیر درجہ اس کی بے پری کہ عاجز بن کر رہے۔ مخالف نے یہ تینوں درجے اُن پر طے کر دئے اور ان کی آنکھیں نہیں کھلتیں، خیر خواہی سمجھ جاتے ہیں۔ اولاً جہاد کے اشارے ہوئے اس کا کھلا نتیجہ ہندوستان کے مسلمانوں کا فنا ہونا تھا۔ ثانیاً جب یہ نہ بنی ہجرت کا بھرا دیا کہ کسی طرح یہ دفع ہوں ملک ہماری کبڑیاں کھینے کو رہ جائے یہ اپنی جائیدادیں کوڑیوں کے مول بیچیں یا یوں ہی چھوڑ جائیں، بہر حال ہمارے ہاتھ آئیں ان کی مساجد و مزارات اولیا۔ ہماری پامالی کو رہ جائیں۔

ثالثاً جب یہ بھی نہ نہی تو ترکِ موالات کا جھوٹا حیلہ کر کے ترکِ معاملات پر ابھارا ہے کہ نوکریاں چھوڑ دو، کسی کونسل کمیٹی میں داخل نہ ہو، مالگنڈاری ٹیکس کچھ نہ ہو، خطابات واپس کر دو، امر اخیر تو صرف اس لئے ہے کہ ظاہری نام کا دنیوی اعزاز بھی کسی مسلمان کے لئے نہ رہے، اور پہلے تین اس لئے کہ ہر صیغہ و ہر محکمہ میں صرف ہندو رہ جائیں، جہاں ہندو کا غلبہ ہوتا ہے حقوقِ اسلام

پر جو گزرتی ہے ظاہر ہے، جب تنہا وہی رہ جائیں گے تو اس وقت کا اندازہ کیا ہو سکتا ہے، مالگزاری وغیرہ نہ دینے پر کیا انگریز چپ بیٹھے رہیں گے؟ ہرگز نہیں، قرقیاں ہوں گی، تعلیقے ہوں گے، جائدادیں نیلام ہوں گی اور ہندو خریدیں گے۔ نتیجہ یہ کہ مسلمان صرف قلی بن کر رہ جائیں، یہ تیسرا درجہ ہے۔ دیکھا تم نے قرآن عظیم کا ارشاد کہ ”وہ تمھاری بدخواہی میں گئی نہ کریں گے“ ان کی دلی تمنا ہے کہ تم مشقت میں پڑو۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۱۲ ص ۵۳۵ تا ۵۳۷)

(۸۲) ایک استفادہ آیا کہ گاؤ کشی واجب ہے یا مباح، قربانی اونٹ کی بہتر ہے یا گلے کی، جہاں فتنہ کا اندیشہ ہو وہاں گاؤ کشی سے باز رہا جائے یا نہ؟ اس کے جواب میں اعلیٰ حضرت نے رسالہ ”انفس الفکر فی قربان البقر“ تحریر فرمایا، اُس میں فرماتے ہیں،

سائل لفظ ترک لکھتا ہے، یہ صرف مغالطہ اور دھوکا ہے، اس نے ”ترک“ اور ”کف“ میں فرق نہ کیا، کسی فعل کا نہ کرنا اور بات ہے اور اس سے بالقصد باز رہنا اور بات، ہم پوچھتے ہیں کہ اس رسم سے جس میں صد ہا منافع ہیں یک قلم امتناع آخر کسی وجہ پر مبنی ہوگا، اور وجہ سوا اس کے کچھ نہیں کہ ہنود کی ہٹ پوری کرنا، اور مسلمانوں نہ صرف مسلمانوں بلکہ تمام انسانوں کے اسبابِ معیشت میں کمی و تنگی کر دینا، ہم اہل اسلام کی ابتدائے عہد سے بڑی غذا جس کی طرف ہماری طبیعتیں اصل خلقت میں راغب اور اس میں ہمارے لئے ہزاروں منافع اور اس سے ہمارے خالق تبارک و تعالیٰ نے قرآن عزیز میں جا بجا ہم پر منت رکھی، گوشت ہے۔

قال ربنا تبارک و تعالیٰ ومن الابل ومن البقر اشین ط قل الذکرین حرم
ام الانثیین اما اشتملت علیہ امر حام الانثیین

ہمارے رب تبارک و تعالیٰ نے فرمایا: اُس نے تمھارے لئے بنائے اونٹ میں سے دو (نر و مادہ) اور گائے میں سے دو (ان کافروں سے) فرما دو اللہ تعالیٰ نے دونوں نر حرام کئے ہیں یا دونوں مادہ یا وہ جو دونوں مادہ کے پیٹ میں ہے۔

وقال تعالیٰ اولہ یروانا خلقنا لہم معا عملت ایدینا انعاما فہم لہما مالکون ۵ و
ذللتنا لہم فمنا رکوبہم و منہا یا کلون ۵ ولہم فیہا منافع و مشارب افلا یشکرون ۵
اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا، کیا انھیں نہیں سوجھتا کہ ہم نے اپنی قدرتی بنائی ہوئی چیزوں میں سے

ان کے لئے چوپائے پیدا فرمائے تو وہ ان کے مالک ہیں اور ہم نے ان چوپائوں کو ان کا مسخر کر دیا تو ان میں کسی پر سوار ہونے ہیں اور کسی کا گوشت کھاتے ہیں، اور ان کے لئے ان میں منافع ہیں اور پیٹنے کی چیز، تو کیا شکر نہ کریں گے الی غیر ذلک من الایات ۔

اور ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حدیث میں گوشت کو دنیا و آخرت کے سب کھانوں کا سردار اور سب سے افضل و بہتر فرمایا۔

والحدیث منخرج بطریق عديدة عن عدة من الصحابة الكرام رضوان الله تعالى عليهم اجمعين ۔

یہ حدیث متعدد صحابہ کرام رضوان تعالیٰ علیہم اجمعین سے متعدد طرق سے تخریج شدہ ہے (ت) اور بیشک بکری کا گوشت دو امان ہمارے ہر امیر و فقیر کو دستیاب نہیں ہو سکتا خصوصاً مسلمانان ہندوستان کہ ان میں ثروت بہت کم اور افلاس غالب ہے، غریبوں کی گزر بے گوشت گاؤں کے نہیں، اور کتب حکمت بھی شاہد کہ اصل غذا انسان کی گوشت ہے۔ عناصر غذائے نباتات، نباتات غذائے حیوانات، حیوانات غذائے انسان، اور بیشک اس کے کھانے میں جو منفعتیں اور ہمارے جسم کی اصلاحیں اور ہمارے قوی کی افزائشیں ہیں اس کے غیر سے حاصل نہیں، اور مرغوبی کی یہ کیفیت کہ ہر شخص اپنے وجدان سے جان سکتا ہے کہ کیسا ہی لذیذ کھانا ہو چند روز متواتر کھانے سے طبیعت اس سے سیر ہو جاتی ہے، اور زیادہ دن گزریں تو نفرت کرنے لگتی ہے بخلاف نان گندم و گوشت کہ عمر بھر کھائے تو اس سے تنفر نہیں ہوتا، معہذا گائے کی کھال وغیرہ سے جو ہزار قسم کے منافع ملتے اور ان منفعتوں میں ہندو بھی ہمارے شریک ہوتے ہیں اور چند اقوام کی تجارتیں اور ان کے رزق کے ظاہری سامان اُسی گاؤں کشی کا نتیجہ ہیں۔

تو سائل کا یہ قول کہ ”کوئی فائدہ اس فعل پر مرتب نہ ہو“ محض تصویر غلط ہے، اور گائے کی قربانی خاص ہمارے شعائر دین سے ہے، ہمارا مالک و مولیٰ تبارک و تعالیٰ صریح ارشاد فرماتا ہے :

والبُدن جعلناها لكم من شعائر الله

اور اونٹ اور گائے کو کیا ہم نے تمہارے لئے خدا کے شعاروں میں سے۔
 اور یقیناً معلوم کہ ہمارے ملک میں اونٹ ہماری غذا و ادائے واجب قربانی کے لئے کفایت
 نہیں کر سکتے، اول تو سخت گراں، دوسرے بہ نسبت گاؤں نہایت قلیل الوجود، اور اگر گاؤں کشتی موقوف
 کر کے اونٹ پر کفایت کی جائے تو چند روز میں اونٹ کی قیمت وہ چند ہو جائے گی، اور یہ نفع عام جو
 ہمارے غریب کو پہنچتا ہے ہرگز متصور نہ رہے گا۔ اور عجب نہیں کہ رفتہ رفتہ بوجہ قلت اونٹ حکم
 عنقا کا پیدا کرے، تو رفع حاجت دائمہ اس سے متوقع نہیں، اور بکری کا گوشت کھانے کے لئے
 بھی تھوڑے لوگوں کو ملتا ہے، اور قربانی کے واسطے بھی ہر شخص ایک بکری جدا گانہ کرے کہ سال بھر
 سے کم کی نہ ہو، اور اس کے اعضاء بھی عیب و نقصان سے پاک ہوں بخلاف اس غریب پرور جانور
 یعنی گائے کے کہ ہمارے مسئلہ شرعیہ سے اس میں سات شخص شریک ہو سکتے ہیں، اور بیشک سات بکریاں
 ایک گائے سے ہمیشہ گراں رہتی ہیں۔

معہذا ہمارے مذہب میں اس کا جواز اور ہنود کے یہاں ممانعت ایک پلہ میں نہیں، ہماری اصل
 شریعت میں اس کا جواز موجود، قرآن مجید میں ہے،
 ان الله يأمرکم ان تذبحوا بقرة ۱؎

بے شک اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ گائے ذبح کرو۔ (ت)

وشرائع من قبلنا اذ اقضیٰھا اللہ تعالیٰ علینا من دون انکاس شرائع لنا (ملقطاً)
 کہانص علیہ فی کتب الاصول۔

ہم سے پہلی شریعتوں کو جب اللہ تعالیٰ بیان فرما کر منع نہ فرمائے تو وہ ہماری شریعت ہو جاتی
 ہے (ملقطاً) جیسا کہ کتب اصول میں منصوص ہے۔ (ت)

(فتاویٰ رضویہ ج ۱۴ ص ۵۵۳ تا ۵۵۵)

(۸۳) مجلس دادخواہی مسلمانان بریلی کی طرف سے سوال آیا کہ دعویٰ قربانی کے جواب میں ہنود
 نے اپنا یہ بیان پیش کیا ہے کہ قرآن شریف میں اس فعل کی اجازت نہیں۔ اس کے جواب میں
 قرآنی آیات سے گائے کی قربانی کا ثبوت پیش کرتے ہوئے فرمایا،

بیان ہنود سراسر غلط ہے، مسلمانوں کی آسمانی کتاب قرآن مجید اور ہمارے سچے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشادات سے قربانی گاو کی اجازت بخوبی ثابت ہے،
(۱) اللہ تعالیٰ قرآن مجید کے سترھویں پارہ، بائیسویں سورہ حج کے پانچویں رکوع میں فرماتا ہے:

وَالْبَدَنَ جَعَلْنَاهَا لَكُمْ مِمَّا فِيهَا خَيْرٌ فَادْكُرُوا اللَّهَ عَلَيْهَا صَوَافٍ جَازًا وَاجِدَتْ جَنُوبَهَا فَكَلُوا مِنْهَا وَاطْعَمُوا الْقَانِعَ وَالْمَعْتَرُ كَذَلِكَ يَتَذَكَّرُ لَكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ

اور قربانی کے ڈیل دار جانوروں کو کیا ہم نے تمہارے لئے اللہ کی نشانیاں، تمہارے لئے ان میں سے تو اللہ کا نام لو ان پر کھڑے ہوئے، پھر جب ان کی کر وٹیں گر جائیں تو خود کھاؤ، اور صبر سے بیٹھنے والے اور مانگنے والے کو کھلاؤ، یونہی ہم نے ان جانوروں کو تمہارے بس میں کر دیا ہے کہ تم احسان مانو۔
قربانی کے ڈیل دار جانور اونٹ اور گائے ہیں۔ تفسیر قادری جو ہنود کے ایک معزز رئیس منشی نو کشور سی آئی اے نے اپنی فرمائش سے بجانب مطبع تصنیف کرائی اور داخل رجسٹری کرا کر اپنے مطبع میں چھ بار چھاپی، بیچی، اس کی جلد دوم طبع ششم سطر اخیر صفحہ ۹، وسط اول ص ۱۰ میں آیت کے ان لفظوں کا ترجمہ یوں لکھا:

”وَالْبَدَنَ اور اونٹ گائے جو قربانی کے واسطے ہانکے لئے جاتے ہیں جعلناہما لکم کر دیا ہم نے انھیں یعنی ان کے ذبح کو تمہارے واسطے مِمَّا شَعَاثُ اللَّهِ دین الہی کی نشانیوں میں سے“

اور بیشک ہم حنفی مذہب والوں کے تینوں امام یعنی امام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف اور امام محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اور ان کے سب پیروؤں کا یہی مذہب ہے کہ بدنہ یعنی قربانی کے ڈیل دار جانور میں اونٹ اور گائے دونوں داخل ہیں، انھیں اماموں کا مذہب ہندوستان کے تمام شہروں میں رائج ہے، اور یہاں انھیں کے مذہب پر فتویٰ و عمل ہوتا ہے۔ ہدایہ، درمختار، قاضیخان، عالمگیری وغیرہ مشہور کتابیں اسی مذہب کی ہیں۔

درمختار میں ہے :

بُدْنَةُ هِيَ الْاِبِلُ وَالْبَقَرُ سَمِيتَ بِهِ لَضَخَامَتَهَا لِـ
بُدْنَهُ اُونُٹ اور گائے ہے اُن کے ڈیل دار ہونے کے سبب اُن کا یہ نام ہوا۔
ہدایہ میں ہے :

البدن من الابل والبقر، قال الشافعي من الابل لنا ان البدنة تنبئ عن البدانة
وهي الضخامة وقد اشتركا في هذا المعنى ولهذا يجرى كل واحد منهما عن
سبعة اھ ملخصاً۔

اُونٹ اور گائے دونوں بُد نہ ہیں۔ شافعی نے کہا، اُونٹ۔ ہماری دلیل یہ ہے کہ بُد نہ
ڈیل دار ہونے سے خبر دیتا ہے۔ اور اس بات میں اُونٹ اور گائے برابر ہیں، اس لئے وہ
دونوں سات آدمیوں کی طرف سے کفایت کرتے ہیں۔

فتاویٰ عالمگیری میں ہے :

البدن من الابل والبقر۔

بُد نہ اُونٹ اور گائے دونوں سے ہے۔

اور یہ مضمون حدیث سے بھی ثابت ہے کہ عنقریب مذکور ہوگی۔

(۲) اللہ تعالیٰ اسی رکوع کے شروع میں فرماتا ہے :

وَلِكُلِّ اُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا لِّذِكْرِ اسمِ اللّٰهِ عَلٰی مَا سَرَخْتُمْ مِنْ بُرْهَانٍ اَلْاَنْعَامِ

اور ہر گروہ کے لئے ہم نے مقرر کر دی قربانی کہ اللہ کا نام لیں چوپایوں کے ذبح پر جو اللہ
نے اُنھیں دئے۔

یہاں فرمایا کہ چوپایوں کو اللہ تعالیٰ نے قربانی کے لئے بنایا ہے، اور آٹھویں پارہ چھٹی سورہ
انعام کے سترھویں رکوع میں چوپایوں کی تفصیل یہ بیان فرمائی :

۲۳۱/۲	مطبع مجتہائی دہلی	کتاب الاضحية	۱۔ درمختار
۲۳۶/۱	المکتبۃ العربیۃ کراچی	فصل فی ما یتعلق بالوقت	۲۔ الہدایۃ کتاب الحج
۲۶۱/۱	نورانی کتب خانہ پشاور	الباب السادس عشر فی الہدی	۳۔ فتاویٰ ہندیۃ
			۴۔ القرآن الکریم ۲۲/۳۴

ثَلَاثِينَ اِمَّا وَاجٍ ۚ مِنَ الضَّانِّ اِثْنَيْنِ وَمِنَ الْمَعْزَانِ اِثْنَيْنِ ط (الٰی قولہ تعالیٰ) وَمِنَ الْاِبِلِ اِثْنَيْنِ وَمِنَ الْبَقَرِ اِثْنَيْنِ ط قل ۚ الذِّكْرٰی مِنْ حَرَمٍ اِمَّا الْاَنْثٰی اِمَّا شَمَلْتَ عَلَیْہِ اِمْرًا حَامٍ الْاَنْثٰی ۙ

چوپائے آٹھ نروادہ میں بھیڑ سے دو، اور بکری سے دو، اور اونٹ سے دو، اور گائے سے دو، تم فرماؤ کیا اللہ نے دونوں نہ حرام کئے ہیں یا دونوں مادہ، یا وہ جسے اپنے پیٹ میں رکھا دونوں مادہ نے۔ ان آیتوں سے صاف معلوم ہوا کہ اونٹ، گائے، بھیڑ، بکری سب کی قربانی اللہ تعالیٰ نے بتائی ہے، اسی لئے تفسیر مذکور فرماتشی منشی نوکشتور کی جلد دوم ص ۷۸، سطر ۱۱ و ۱۲ میں ”چوپایوں پر اللہ کا نام لینے“ کی تفسیر میں لکھا :

”بے زبان چوپایوں میں سے یعنی اونٹ گائے بکرا اس سے قربانی مراد ہے کہ خدا کے نام پر ذبح کریں۔“

اور پھلی آیت سے یہ بھی کھل گیا کہ گائے، بیل، بچھیا، بچھڑ اس کا کھانا حلال ہے جس کی حلت خود قرآن شریف میں صراحتہً مذکور ہے۔

(۳) اللہ تعالیٰ پہلے پارے، دوسری سورت سورۃ بقرہ کے آٹھویں رکوع میں فرماتا ہے :

وَ اِذْ قَالَ مُوسٰی لِقَوْمِهٖ اِنَّ اللّٰهَ یَاْمُرُکُمْ اَنْ تَذٰبَحُوْا بَقَرًا ۙ

اور جب کہا موسیٰ نے اپنی قوم سے بیشک اللہ تمہیں حکم فرماتا ہے کہ گائے ذبح کرو۔

اور ساتویں پارے چھٹی سورت سورۃ النعام کے دسویں رکوع میں موسیٰ و ہارون وغیرہما انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کا ذکر کر کے مسلمانوں کو حکم دیتا ہے :

اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ هَدٰی اللّٰهُ فَبَہِیْدٍ لِّہِمۡۤ اَقْتَدَاۙ

یہ وہ لوگ ہیں جنہیں اللہ نے ٹھیک راستے پر چلایا تو انہیں کی راہ چل۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ اگلے انبیاء کی شریعت میں جو کچھ تھا وہی ہمارے لئے بھی ہے جب تک

۱۔ القرآن الکریم ۱۴۳/۶

۲۔ تفسیر قادری تحت الآیۃ ۲۲/۲۸

۳۔ القرآن الکریم ۶۷/۲

۴۔ ۹۰/۶

نوکشتور لکھنؤ

۷۸/۲

ہماری شریعت اسے منسوخ نہ فرمادے۔ تو گائے قربانی کرنے کی ہمیں اجازت یوں بھی ثابت ہوئی، اور یہ بھی معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے گائے کا ذبح کیا جانا آج کا نہیں بلکہ اگلی شریعتوں سے چلا آتا ہے۔ تفسیر مذکور فرمائشی نو لکشور جلد اول کے ص ۱ سطر اخیر و ص ۱ سطر اول میں اس حکم الہی ذبح گاؤ کی حکمت یوں لکھی:

”اُسے ذبح کرنے میں نکتہ یہ تھا کہ گوسالہ پرستوں کی سرزنش ہو، انھیں دکھا دیا کہ جسے تم نے پوجا وہ ذبح کرنے کے قابل ہے عبادت اور مدح کے لائق نہیں“۔

(۴) ان سب کے علاوہ اگر فرض کیجئے کہ قرآن مجید میں گائے اور قربانی کا نام تک نہ آیا ہوتا جب بھی گائے کی قربانی قرآن مجید سے بخوبی ثابت تھی۔ قرآن مجید نے مذہب اسلام کی بنیاد صرف انھیں احکام پر نہیں رکھی جس کا خاص خاص بیان قرآن مجید میں آچکا، بلکہ خود قرآن مجید نے اپنے احکام اور نبی کے ارشادات دونوں پر بنائے اسلام رکھی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

ما اٰتٰکم الرسول فخذوہ و ما نہیٰکم عنہ فانہوٰا
جو کچھ رسول تمھیں دے وہ لے لو اور جس سے روکے اس سے بچو۔

اور فرماتا ہے:

من یطع الرسول فقد اطاع اللہ
جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی۔

اور فرماتا ہے:

وما یَنطِقُ عن الہوی ۝ ان ہوا لا وحی یوحی

یہ نبی اپنی خواہش سے کچھ نہیں کہتا وہ صرف خدا کا حکم ہے جو اسے بھیجا جاتا ہے۔

اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خود گائے کی قربانی کی اور مسلمانوں کو ایک ایک گائے کی قربانی میں سات سات آدمیوں کے شریک ہونے کا حکم فرمایا۔ مذہب اسلام میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

کے احکام کی کچھ کتابیں زیادہ مشہور ہیں جنہیں صحاح ستہ کہتے ہیں، ان سب کتابوں میں یہ مضمون صراحتہ موجود ہے، صحیح بخاری شریف میں حضرت اُم المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ انھوں نے فرمایا:

ضحی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عن نسائه بالبقرۃ
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی بیبیوں کی طرف سے گائے کی قربانی کی۔
(فتاویٰ رضویہ ج ۱ ص ۵۶۰ تا ۵۶۴)

(۸۴) ایک اور سوال کے جواب میں فرمایا:

گائے کی قربانی ہندوستان میں اعظم شعارِ اسلام سے ہے،
قال اللہ تعالیٰ والبدن جعلناکم من شعائ اللہ

اللہ تعالیٰ نے فرمایا، اور قربانی کے ذیل دار جانور اونٹ اور گائے ہم نے تمہارے لئے
اللہ کی نشانیوں سے کئے۔ (ت) (فتاویٰ رضویہ ج ۱ ص ۵۶۶)

(۸۵) ہنود کی خوشنودی کے لئے مسلمانوں کے ایک گروہ نے ان سے معاہدہ کر لیا کہ ہم گائے کی
قربانی نہیں کریں گے کیونکہ اس کا حکم کہیں نہیں آیا ہے، ان کے بارے میں فرمایا:

صورت مستفسرہ میں وہ لوگ سخت اشد اثبت اشنع کبیرہ کے مرتکب ہیں، گائے کی قربانی
بلاشبہ قرآن عظیم سے ثابت ہے، جواز کے لئے تو آیات کثیرہ ہیں، مثلاً:
قال اللہ تعالیٰ ان اللہ یا ممران تذبحوا بقراۃ

اللہ تعالیٰ کا ارشاد مبارک ہے، بیشک اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ گائے ذبح کرو۔

اور فرماتا ہے:

من الابل اثنتین ومن البقر اثنتین ط قل الذکرین حرم ام الاثنتین اما
اشملت علیہ اس حام الاثنتین

لے صحیح البخاری کتاب الاضاحی باب من ذبح ضحیۃ غیرہ ۱/۲ قیدی کتب خانہ کراچی ۸۳۲/۲

۲ القرآن الکریم ۳۶/۲۲

۳ ۶۷/۲

۴ ۱۴۴/۶

اونٹ میں سے دو، اور گائے میں سے دو، تم فرماؤ کیا اللہ نے اونٹ اور بیل حرام کئے ہیں یا اونٹنی اور گائے یا بوتا اور بچہ پڑا۔

یعنی ان میں سے کچھ حرام نہ فرمایا، سب تمہارے لئے حلال ہیں، اور خاص عبادت قربانی کے لئے فرماتا ہے،

وَالْبَدَن جَعَلْنَاهَا لَكُمْ مِنْ شَعَائِرِ اللَّهِ ۚ

قربانی کے اونٹ اور گائے ہم نے تمہارے لئے اللہ کی نشانیوں سے بنائے۔

خصوصاً ہندوستان میں کہ یہاں تو بالخصوص گائے کی قربانی واجبات شرعیہ سے ہے، جیسے ہم نے اپنے رسالہ ”انفس الفکر فی قربان البقر“ میں بدلائل واضحہ ثابت کیا ہے۔ خوشی ہنود کے لئے اس سے باز رہنے والا بلاشبہ بدخواہ اسلام و مسلمین ہے، دشمنانِ دین سے دوستی کرنیوالا دشمنِ دین ہوتا ہے اور روزِ قیامت ان کے ساتھ ایک رستی میں باندھا جاتا ہے۔

قَالَ تَعَالَى وَمَنْ يَتَوَلَّهُمْ مِنْكُمْ فَاِنَّهُ مِنْهُمْ ۚ

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: جو تم میں ان سے دوستی رکھے وہ انھیں میں سے ہے۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۱۲ ص ۵۶۸، ۵۶۹)

(۸۶) اتحادِ ہنود کی خاطر گائے کی قربانی ترک کرنا کیسا ہے، اس کے جواب میں فرمایا:

گائے کی قربانی شعائرِ اسلام ہے،

قَالَ تَعَالَى وَالْبَدَن جَعَلْنَاهَا لَكُمْ مِنْ شَعَائِرِ اللَّهِ ۚ

اللہ تعالیٰ نے فرمایا، قربانی کے اونٹ اور گائے ہم نے تمہارے لئے اللہ کی نشانیوں

سے بنائے۔ (ت)

دشمنانِ دین سے اتحاد منانے کو شعائرِ اسلام بند کرنا بدخواہیِ اسلام ہے۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۱۲ ص ۵۷۱، ۵۷۲)

(۸۷) ہنود کے حمایتیوں نے وعدہ کیا ہے کہ گائے کی بجائے بکرے کی قربانی کرو ہم مالی مدد کریں گے،

۱۰ القرآن الکیم ۳۶/۲۲

۵۲ ۵۱/۵

۵۳ ۳۶/۲۲

اس کے بارے میں فرمایا :

ان صاحبوں کا وعدہ اپنی طرف سے نہیں بلکہ القائے شیطان ہے ،

وقال اللہ تعالیٰ وما یعدہم الشیطن الا غرورا ۱؎

اللہ تعالیٰ نے فرمایا : شیطان تو وعدہ نہیں دیتا مگر فریب سے ۔

ان سے چندہ سے مدد لے کر گائے کی قربانی چھوڑنا شیطان کا داؤں چلا لینا ہے ، دو چار کو شیطان نے دھوکا دے لیا ، اور مسلمان تو اپنی آنکھیں کھلی رکھیں ۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۱۴ ص ۵۷۲)

(۸۸) وعدہ مذکورہ بالا کے ایفاد میں ہنود کی طرف سے بھی مدد شامل ہو تو مسلمانوں کو وہ قبول کرنا کیسا ہے ؟ اس کے جواب میں فرمایا :

اس سے اور بھی کھل گیا کہ یہ شیطان کا فریب ہے ہرگز کفار تمہارے دین کی خیر خواہی نہ کریں گے
قال اللہ تعالیٰ لا یالونکم خیالاً ۲؎

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ، وہ تمہاری برائی میں کمی نہیں کرتے ۔ (ت)

ضرور ہے کہ جس میں وہ سعی ہیں اس میں تمہارے دین کا ضرر ہے ۔

قال اللہ تعالیٰ ودّوا ما عنتم ۳؎

اللہ تعالیٰ نے فرمایا : ان کی آرزو ہے جتنی ایذا تمہیں پہنچے ۔ (ت)

ان کے زبانی اتحاد پر پھولنا قرآن عظیم کو بھولنا ہے ،

قال اللہ تعالیٰ قد بدت البغضاء من افواہہم وما تخفی صدورہم اکبر ۴؎

اللہ تعالیٰ نے فرمایا : بیران کی باتوں سے جھلک اٹھا اور وہ جو سینے میں چھپائے ہیں بڑا ہے ۔ (ت)

اس اتحاد کی یک طرفہ تالی تو دیکھو ، تم اپنا شعار دین بند کرو جسے تم ان سے بالکل مخفی کرتے ہو اور وہ اتنا بھی نہ کریں کہ اتنے گھنٹے سنکھ اُن مندروں سے بند کر دیں جہاں سے تمہیں یا کم از کم کسی مسجد کو وہ مکروہ و دلخراش آوازیں جائیں وہ اعلان نہ چھوڑیں اور تم مخفی سے بھی باز آؤ ۔ یہ انھیں لیڈروں سے اسلام دوستی ہے ۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۱۴ ص ۵۷۲)

(۸۹) ترک گاؤ کشی کے معاہدہ کے محرکین اور ان کی کمیٹی میں شرکت کا حکم بیان کرتے ہوئے فرمایا :

محرمین کا حال قرآن عظیم کی آیتوں سے اُوپر ظاہر ہو چکا کہ شیطان کے فریب میں ہیں، نادانستہ خواہ ان میں بعضے دانستہ بدخواہی اسلام کر رہے ہیں، اس کمیٹی میں شرکت حرام ہے کہ قرآن عظیم کو بیٹھ دینے کا مجمع ہے۔

قال اللہ تعالیٰ وَاٰمَنِيْنَ بِكَ الشَّيْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرِى مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِيْنَ ۚ
اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اور جو کہیں تجھے شیطان بھلا دے تو یاد آنے پر ظالموں کے پاس نہ بیٹھ۔

وقال تعالیٰ فَلَا تَقْعُدْ وَاْمَعَهُمْ حَتَّىٰ يَخُوضُوا فِي حَدِيثٍ غَيْرِهِ اَنْكُمْ اَذًا مِّثْلَهُمْ ۚ
اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تو ان لوگوں کے ساتھ نہ بیٹھ جو جب تک وہ اور بات میں مشغول نہ ہوں ورنہ تم بھی انھیں جیسے ہو۔ (ت) (فتاویٰ رضویہ ج ۱۲ ص ۵۷۳)

(۹۰) گائے، بھیر، بکری، اونٹ وغیرہ کی قربانی میں منجانب شرع مختار ہونے کا مطلب بیان کرتے ہوئے فرمایا:

قربانی کا تمھیں اختیار ہے مگر مخالفان اسلام کی خاطر سے شعائر اسلام بند کرنے کا کسی وقت تم کو اختیار نہیں،

واللہ یقول الحق وھو یھدی السبیل ۚ

اور اللہ حق فرماتا ہے اور وہی راہ دکھاتا ہے۔ (ت) (فتاویٰ رضویہ ج ۱۲ ص ۵۷۳)

(۹۱) گائے کی قربانی کے بارے میں مزید فرمایا:

ہندوستان میں قربانی کا وجہ جاری رکھنا واجب ہے اور خوشنودی ہنود کے لئے اس کا بند کرنا حرام ہے۔

واللہ ورسولہ احق ان یرضوا ان کانوا مؤمنین ۚ

اللہ ورسول زیادہ اس سے مستحق ہیں کہ انھیں راضی کروا کر تم مسلمان ہو۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۱۲ ص ۵۷۶)

(۹۲) آیت کریمہ ”من یشفع شفاعۃ حسنۃ“ کی توضیح اور اس سلسلہ میں ایک وسوسہ کارد کرتے ہوئے فرمایا :

آیت کریمہ کی نسبت ایسا وسوسہ محض القائے شیطان رحم ہے ، قرآن عظیم میں اعمالِ حسنہ و سیتہ کی ایک عام میزان و معیار مقرر فرمائی ہے کہ تمام فروع میں ملحوظ و مرعی ہے ، اللہ جل و علا ارشاد فرماتا ہے :

ومن اسر اد الاخرة وسعی لها سعیہا و هو مؤمن فاولئك کان سعیہم مشکوراً۔
جو آخرت چاہے اور اس کے قابلِ کوشش کرے اور شرط یہ ہے کہ ہو مسلمان ، تو ان لوگوں کی کوشش مشکور ہوگی ۔

اور کافروں کی نسبت فرماتا ہے :

وقد منا الی ما عملوا من عمل فجعلناہ ہباءً منثوراً۔

یعنی کافر کچھ بھی عمل کرے ہم نے اسے تباہ و برباد کر دیا۔

کافر سے اصلاً کوئی حسنہ مقبول نہیں بلکہ اس سے کوئی حسنہ متصور و معقول نہیں ، امورِ ثواب کے عموماً میں ہمیشہ صرف اہل اسلام مراد ہیں ۔ رب عز و جل فرماتا ہے :

من ذا الذی یقرض اللہ قرضاً حسناً فیضعفہ لہ ولہ اجر کریم۔

کون ایسا ہے جو اللہ کے لئے قرضِ حسن دے اللہ اُسے دونا دونا عطا فرمائے اور اس کے لئے

عزت والا ثواب ہے ۔

کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ کافر اگر کسی کو دو ایک روپے بے سود قرض دے دے وہ اس آیت

میں داخل ہے اور اس کے لئے عزت کا ثواب ہے ۔ صورتِ دائرہ نہ صورتِ شفاعت نہ شفاعتِ

حسنہ بلکہ بد اہتہ سخت شفاعت سیئہ ہے ، مسلمان کہلانے والوں نے مشرکین سے و داد بلکہ اتحاد بلکہ

غلامی و انقیاد اختیار کیا ، شعائر اسلام کی بندش میں کوشاں ہیں اور شعائر کفر قبول کرنے پر نازاں ، مشرکوں

کی تعظیم کہ سخت مخالفتِ قرآن عظیم ہے اعلان کے ساتھ ہو رہی ہے ، ان کی جے پکاری جاتی ہے

انہیں اپنی مزعوم حاجتِ دینیہ میں پیشوا و رہنما بنایا جاتا ہے ، آیات و احادیث کی تمام عمر

بُت پرستی پر نثار کی جاتی ہے، مشرکوں کو مساجد میں لے جا کر مسلمانوں کا واعظ بنایا جاتا ہے، مشرک کی ٹنگٹکی کندھوں پر اٹھا کر مرگھٹ تک لے گئے اس کے لئے دعائے مغفرت و نماز جنازہ کے اشتہار دیا جو صریح کفر ہے، صاف کہہ دیا کہ آج تم نے اگر اپنے ہندو بھائیوں کو راضی کر لیا تو اپنے خدا کو راضی کر لیا اور یہ کہ خدا کی رشتی مضبوط تھا منے سے اگرچہ دین نہ ملے دُنیا تو ضرور ملے گی، علانیہ چھاپ دیا کہ ہم ایسا مذہب بنانے کی فکر میں ہیں جو ہندو مسلم کا امتیاز موقوف کر دے گا اور سنگم و پریاگ کو مقدس علامت بنائے گا، یہاں اس قول کے معنی کھلے جو خدا کی رشتی کی نسبت کہا تھا، جب اللہ قرآن عظیم ہے محال ہے کہ اسے مضبوط تھا منے سے دین نہ ملے، مگر یہ دین جو معاہدہ کفار کو مقدس بنائے اور مسلم و کافر کا امتیاز اٹھائے، البتہ قرآن عظیم سے نہیں مل سکتا، قرآن عظیم تو اس کا بیخ کن ہے؛

ان الدین عند الله الاسلام

بیشک اللہ کے نزدیک سچا دین صرف اسلام ہے۔

ومن یتبع غیر الاسلام دینا فلن یقبل منه وهو فی الآخرة من الخسیر

اور جو اسلام کے سوا کوئی بھی دوسرا دین چاہے وہ ہرگز قبول نہ ہو گا اور وہ شخص آخرت میں زیاں کار رہے گا۔

لہذا تصریح کر دی کہ قرآن عظیم کو مضبوط تھا منے سے اگرچہ دین نہ ملے، اور کہاں تک ان کے افعال و اقوال ذکر کئے جائیں جن کے دل اللہ نے الٹ دئے اور آنکھیں پلٹ دیں فسیخن مقلب القلوب والابصار (پاک و منزہ ہے وہ ذات جو دلوں اور آنکھوں کو پلٹ دیتی ہے۔ ت) باقی امور تحریم تعظیم مشرکین وغیرہ بارہا بیان ہو چکے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۱۴ ص ۵۷۹، ۵۸۰)

(۹۳) کیا کوئی شخص مشروع و مباح شرعی کو حرام شرعی اور حرام شرعی کو حلال شرعی بنا سکتا ہے؟ اس سوال کا جواب دیتے ہوئے فرمایا؛

یہ دین پاک اللہ واحد قہار نے محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر تمام جہان کے لئے قیامت تک کے واسطے اتارا ہے۔

تبارک الذی نزل الفرقان علی عبدہ لیکون للعلمین نذیراً
 بڑی برکت والا ہے وہ کہ جس نے امارا قرآن اپنے بندہ پر جو سارے جہان کو ڈر سنانے
 والا ہو۔ (ت)

قل یا ایہا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعاً۔ (ت)
 تم فرماؤ اے لوگو! میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں۔

اور ان سے نبوت کا دروازہ بند فرما دیا، محال ہے کہ ابد الابد تک اب کوئی جدید نبی ہو۔
 ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین وكان اللہ بكل شیء علیماً۔ (ت)

ہاں اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں میں پچھلے، اور اللہ سب کچھ جانتا ہے۔ (ت)
 محال ہے کہ ان کی کتاب کا ایک حرف یا ان کی شریعت کا کوئی حکم کبھی بدل سکے،

لایاتیہ الباطل من بیت یدیہ ولا من خلفہ ۖ تنزیل من حکیم حمید۔

باطل کو اس کی طرف راہ نہیں نہ اس کے آگے سے نہ اس کے پیچھے سے، امارا ہوا ہے
 حکمت والے سب خوبیوں سے اس کے۔

ان کی شریعت کے کسی حلال کو جو حرام بتائے یا کسی حرام کو حلال بتائے وہ حلال حرام یا حلال حرام
 تو نہ ہو جائے گا بلکہ یہی کہنے والا اُلٹا کافر ہو جائے گا۔

ولا تقولوا لما تصف السنتکم الکذب هذا حلال وهذا حرام لتفتروا علی اللہ
 الکذب ط ان الذین یفترون علی اللہ الکذب لایفلحون ۝ متاع قلیل ثم ما وُعدہم
 جہنم وبئس المہاد ۝ قل اللہ اذنب لکم ام علی اللہ تفترون ۝ ویلکم لا تفتروا علی
 اللہ کذباً فیسحتکم بعذاب وقد خاب من افتری ۝

اور نہ کہو اسے جو تم تمھاری زبانیں جھوٹ بیان کرتی ہیں یہ حلال ہے اور یہ حرام ہے کہ اللہ پر
 جھوٹ باندھو، بیشک جو اللہ پر جھوٹ باندھتے ہیں ان کا بھلا نہ ہوگا، تھوڑا برتنا ہے پھر ان کا ٹھکانا

۱۵۸/۷ القرآن الکریم

۵۴ ۴۲/۴۱

۵۶ ۱۹۷/۳

۵۷ ۶۱/۲۰

۱۷ القرآن الکریم ۲۵/۱

۵۳ ۳۰/۳۳

۵۵ ۱۱۶/۱۶

۵۷ ۵۹/۱۰

دوزخ ہے اور کیا ہی بُرا بکھونا۔ کیا اللہ نے اس کی تمہیں اجازت دی ہے یا اللہ پر جھوٹ باندھتے ہو۔ تمہیں خرابی ہو اللہ پر جھوٹ نہ باندھو وہ تمہیں عذاب سے ہلاک کر دے اور بیشک نامراد رہا جس نے جھوٹ باندھا۔ (ت)

قربانی گاؤ کی حلت اور مجالس اعیاد ہندو میں شرکت کی حرمت دونوں ضروریات دین میں سے ہیں جو اسے حرام یا حلال کہے وہ اللہ و رسول پر اقرار کرتا ہے اور بحکم قرآن اس کا ٹھکانا جہنم ہے اور حکم کفر اس پر لازم والزم۔

وسيعلم الذين ظلموا انهم منقلب ينقلبون
اب جانا چاہتے ہیں ظالم کہ کس کروٹ پلٹا کھائیں گے۔ (ت)

(فتاویٰ رضویہ ج ۱۲ ص ۵۸۱، ۵۸۲)

(۹۴) ایک شخص نے کہا یزید فاسق نہ تھا امام حسین کو اس سے لڑنا نہیں چاہئے تھا اور یہ لڑائی مُلکی تھی نیز بعد نماز مصافحہ کو بدعت کہا۔ اس کے بارے میں سوال کا جواب دیتے ہوئے فرمایا :
یزید علیہ السلام المستحق من العزیز المجید قطعاً یقیناً باجماع اہلسنت فاسق و فاجر و جری علی الکبار تھا اس قدر پر ائمہ اہلسنت کا اطباق و اتفاق ہے، صرف اس کی تکفیر لعن میں اختلاف فرمایا۔
امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے اتباع و موافقین اسے کافر کہتے اور یہ تخصیص نام اس پر لعن کرتے ہیں اور اس آیت کریمہ سے اس پر سند لاتے ہیں :

فهل عسیتم ان تولیتم ان تفسد وافی الارض و تقطعوا اس حاکمہ اولئک الذین لعنہم اللہ فاصمہم واعمی ابصارہم

کیا قریب ہے کہ اگر والی ملک ہو تو زمین میں فساد کرو اور اپنے نسبی رشتہ کاٹ دو، یہ ہیں وہ لوگ جن پر اللہ نے لعنت فرمائی تو انہیں بہرا کر دیا اور ان کی آنکھیں پھوڑ دیں۔
شک نہیں کہ یزید نے والی ملک ہو کر زمین میں فساد پھیلایا، حرمن طیبین و خود کعبہ معظمہ و روضہ طیبہ کی سخت بے حرمتیاں کیں، مسجد کریم میں گھوڑے باندھے، ان کی لید اور پیشاب منبر اطہر پر پڑے، تین دن مسجد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بے اذان و نماز رہی، مکہ و مدینہ و حجاز میں ہزاروں صحابہ و تابعین بے گناہ شہید کئے، کعبہ معظمہ پر پتھر پھینکے، غلاف شریف پھاڑا اور جلایا، مدینہ طیبہ کی

پاکدامن پارسائیں تین شبانہ روز اپنے خبیث لشکر پر حلال کر دیں۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جنگی پارے کو تین دن بے آب و دانہ رکھ کر مع ہمراہیوں کے تیغ ظلم سے پیا سا ذبح کیا۔ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی گود کے پالے ہوئے تین نازنین پر بعد شہادت گھوڑے دوڑائے گئے کہ تمام استخوان مبارک چور ہو گئے۔ سیرانور کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا بوسہ گاہ تھا کاٹ کر نیزے پر چڑھایا اور منزلوں پھرایا۔ حرم محترم مخدرات مشکوئے رسالت قید کئے گئے اور بے حرمتی کے ساتھ اس خبیث کے دربار میں لائے گئے، اس سے بڑھ کر قطع رحم اور زمین میں فساد کیا ہوگا۔ ملعون ہے وہ جو ان ملعون حرکات کو فسق و فجور نہ جانے۔ قرآن عظیم میں صراحتاً اس پر لعنہم اللہ (ان پر اللہ کی لعنت ہے۔ ت) فرمایا۔ لہذا امام احمد (رحمۃ اللہ علیہ) اور ان کے منافقین ان پر لعنت فرماتے ہیں اور ہمارے امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لعن و تکفیر سے احتیاطاً سکوت فرمایا کہ اس سے فسق و فجور متواتر ہیں کفر متواتر نہیں اور بحال احتمال نسبت کبیرہ بھی جائز نہیں نہ کہ تکفیر، اور امثال وعیدات مشروط بعدم توبہ ہیں لقلہ تعالیٰ فسوف یلقون غیا الامن تائب (تو عنقریب دوزخ میں غی کا جنگل پائیں گے مگر جو تائب ہوئے۔ ت) اور توبہ تادم غرغره مقبول ہے اور اس کے عدم پر جرم نہیں اور یہی احوط و اسلم ہے، مگر اس کے فسق و فجور سے انکار کرنا اور امام مظلوم پر الزام رکھنا ضروریات مذہب اہلسنت کے خلاف ہے اور ضلالت و بد مذہبی صاف ہے، بلکہ انصافاً یہ اس قلب سے متصور نہیں جس میں محبت سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا شمع ہو، وسیعلم الذین ظلموا انی متقلب ینقلبون (اب جانا چاہتے ہیں ظالم کہ کس کروٹ پر پلٹا کھائیں گے۔ ت) شک نہیں کہ اس کا قائل ناصبی مردود اور اہل سنت عدو و عنود ہے، ایسے گمراہ بد دین سے مسئلہ مصافحہ کی شکایت بے سود ہے، اس کی غایت اسی قدر کہ اس نے قول صحیح کا خلاف کیا اور بلا وجہ شرعی دست کشی کر کے ایک مسلمان کا دل دکھایا مگر وہ تو ان کلمات ملعونہ سے حضرت بتول زہرا و علی مرتضیٰ اور خود حضور سید الانبیاء علیہ و افضل الصلوٰۃ والسلام کا دل دکھا چکا ہے، اللہ واحد قہار کو ایذا دے چکا ہے۔

والذین یؤذون رسول اللہ لہم عذاب الیم ۝ ات الذین یؤذون اللہ ورسولہ لعنہم اللہ فی الدنیا والاخرۃ واعد لہم عذابا مہینا ۝

۱۰ القرآن الکریم ۱۹ / ۵۹ و ۶۰

۵۴ " ۹ / ۶۱

۱۰ القرآن الکریم ۲۳ / ۷۷

۳ " ۲۶ / ۲۲۷

۵ " ۳۳ / ۵۷

اور جو رسول اللہ کو ایذا دیتے ہیں ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔ بیشک جو ایذا دیتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کو ان پر اللہ کی لعنت ہے دُنیا اور آخرت میں، اور اللہ نے ان کے لئے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۱۲ ص ۵۹۱ تا ۵۹۳)

(۹۵) اختیاری طور پر بغیر کسی مجبوری کے کلمہ کفر کہنا کفر ہے اگرچہ دل سے نہ ہو۔ چنانچہ فرمایا، کیا بلا ضرورت باختیار خود کفر بکنے سے آدمی کافر نہیں ہوتا جب کہ دل سے نہ ہو، اس دل سے نہ ہونے کا عذر منافقین پیش کر چکے اور اس پر واحد قہار سے فتوائے کفر پانچکے، وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ لَيَقُولُنَّ إِنَّمَا كُنَّا نَخُوضُ وَنَلْعَبُ قُلْ أَبِاللَّهِ وَآيَاتِهِ وَرَسُولِهِ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِءُونَ لَا تَعْتَذِرُوا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ إِيمَانِكُمْ ۚ

اور اے محبوب! اگر تم ان سے پوچھو تو کہیں گے کہ ہم تو یونہی ہنسی کھیل میں تھے، تم فرماؤ اللہ اور اس کی آیتوں اور اس کے رسول سے ہنستے ہو، بہانے نہ بناؤ تم کافر ہو چکے مسلمان ہو کر۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۱۲ ص ۵۹۹)

(۹۶) ایک عورت نے یہ کہا ”اللہ میاں کو خبر نہیں فرشتہ آئے روح قبض کرنے کو“ اس کے بارے میں فرمایا:

یہ لفظ بہر حال کلمہ کفر ہے بلکہ صریح کفر ہے، اس کے صاف معنی نفی علم ہیں اور اس کا کفر خالص ہونا ظاہر، اور تاویل کہ اس نے بیان کی وہ ان لفظوں سے علاقہ نہیں رکھتی وہ بھی یونہی بنے گی کہ جس کی روح قبض کرنے آئے اس کا علم تو تھا یہ اپنی غلطی سے دوسرے کے پاس گئے جس کی اسے خبر نہیں، تو اب دوہرا کفر ہو گیا، ایک نفی علم مولے عز وجل، دوسرا ملائک کی طرف براہ غلط خلاف حکم کرنے کی نسبت۔ اور اگر بالفرض اس سے قطع نظر بھی ہو تو اس دوم کا تو وہ خود اپنی تاویل میں اقرار کرتی ہے، یہ کیا کفر نہیں۔

قَالَ اللَّهُ تَعَالَىٰ وَيَفْعَلُونَ مَا يُؤْمَرُونَ ۚ وَقَالَ تَعَالَىٰ لَا يَسْبِقُونَهُ بِالْقَوْلِ وَهُمْ بِأَمْرِهِ يَعْمَلُونَ ۚ

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اور وہ وہی کرتے ہیں جو انھیں حکم ہو۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: بات

میں اس سے سبقت نہیں کرتے اور وہ اسی کے حکم پر کاربند ہوتے ہیں۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۱۴ ص ۹۰۲، ۹۰۳)

(۹۷) ایک شخص کے کسی عورت سے ناجائز تعلقات تھے بعد ازاں اس نے مجمع عام میں توبہ کا اعلان کر دیا جس پر مسلمانوں نے اس کے ساتھ مواصلت و مشاربت شروع کر دی مگر متعدد لوگ اس کی توبہ قبول کرنے کو تیار نہیں اور اس سے میل جول رکھنے والوں کو بھی خارج از اسلام کہتے ہیں۔ ان کے بارے میں فرمایا:

یہ متعدد لوگ محض خطا و ظلم پر ہیں، مسلمان بھائی کی توبہ قبول کرنی واجب ہے۔ اللہ عز و جل خود اپنے بندوں کی توبہ قبول فرماتا ہے، قرآن عظیم میں ہے:

هُوَ الَّذِي يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهِ وَيَعْفُو عَنِ السَّيِّئَاتِ ۚ

اللہ ہے کہ اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا اور گناہوں سے درگزر فرماتا ہے۔

اور فرماتا ہے:

الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ الرَّسُولَ طَائِفَةٌ مِّنْ ذُلِّ الْأُمَمِ وَالْغُلَامِ وَالنِّسَاءِ وَالْجُنَّ وَالْجَانِّ وَالْجَانِّ وَالْجَانِّ

کیا انہیں خبر نہیں کہ اللہ اپنے بندوں کی توبہ قبول فرماتا ہے۔

حدیث شریف میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

مَنْ آتَاهُ اخُوهُ مُتَنَصِّلًا فَلْيَقْبَلْ ذَلِكَ مِنْهُ مُحَقَّا كَأَنْ أَوْ مَبْطَلًا فَإِنَّ لِمَنْ يَفْعَلْ لَمْ يَرِدْ عَلَى الْحَوْضِ - رواه الحاكم عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه

جس کے پاس اس کا مسلمان بھائی معذرت کرتا ہوا آئے اس پر لازم ہے کہ اس کا عذر قبول کرے چاہے وہ حتیٰ پر ہو یا ناحق پر، اگر قبول نہ کرے گا تو روز قیامت حوض کوثر پر میرے حضور حاضر ہونا نصیب نہ ہوگا۔ (اسے حاکم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔ ت) ان لوگوں کا کہنا کہ توبہ کوئی چیز نہیں اگر اس سے خاص گلزار کی یہ توبہ مقصود ہے یعنی اس نے

۱۵۲/۴

۱۰۴/۹

۱۵۲/۴

دار الفکر بیروت

کتاب البر والصلة

المستدرک للحاکم

دل سے توبہ نہیں کی تو مسلمان پر بدگمانی ہے اور وہ سخت حرام ہے۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے :
يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اجْتَنِبُوا كَثِيرًا مِّنَ الظَّنِّ إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ أَثْمَرُ الْجَهَنَّمَ
اے ایمان والو! بہت سے گمانوں سے بچو بیشک کچھ گمان گناہ ہیں۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۱۴ ص ۶۰۸، ۶۰۹)

(۹۸) توہینِ شریعت کے مرتکب کا حکم بیان کرتے ہوئے فرمایا :

شریعت کی توہین کرنے والا کافر ہے،

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى قُلْ يَا اللَّهُ وَآيَتُهُ وَرَسُولُهُ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِءُونَ ۚ لَا تَعْتَذِرُوا

قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ إِيمَانِكُمْ ۚ

اللہ تعالیٰ نے فرمایا : تم فسراؤ کیا تم اللہ سے اور اس کے کلام اور اس کے رسول سے ٹھٹھا
کرتے ہو، بہانے مت بناؤ، تحقیق تم اپنے ایمان کے بعد کافر ہو گئے۔ (ت) (فتاویٰ رضویہ ج ۱۴ ص ۶۱۱)

(۹۹) قبولیتِ توبہ کا منکرِ مفتری بر شریعت ہے۔ چنانچہ فرمایا :

حق سبحانه و تعالیٰ فرماتا ہے :

هُوَ الَّذِي يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهِ وَيَعْفُو عَنِ السَّيِّئَاتِ ۚ

اللہ ہے کہ اپنے بندوں کی توبہ قبول فرماتا اور گناہوں سے درگزر کرتا ہے۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۱۴ ص ۶۱۲)

(۱۰۰) دین محمدی کو نقلی کہنے والے کے بارے میں سوال کا جواب دیتے ہوئے فرمایا :

ان الدين عند الله الاسلام ۝

بیشک اللہ کے یہاں اسلام ہی دین ہے۔ (ت)

اللہ کے یہاں یہی دین دین ہے، اس کے سوا کوئی دین مقبول نہیں۔

وَمَن يَبْتَغِ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِينًا فَلَن يُقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِي الْآخِرَةِ

لِالْقُرْآنِ الْكَرِيمِ ۱۲/۴۹

۶۶۰/۹

۲۵/۴۲

۱۹/۳

من الخاسرین۔

اور جو اسلام کے سوا کوئی اور دین چاہے گا وہ ہرگز اس سے قبول نہ کیا جائے گا اور وہ آخرت میں زیاں کاروں سے ہے۔ (ت)

تو یہی دین اصلی ہے اور یہ نقلی بھی ہے بایں معنی کہ اس کے احکام شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام سے منقول ہیں، فلاسفہ وغیرہم کی طرح عقلی ڈھکوسلے نہیں۔ اس معنی پر اگر نقلی کہا تو صحیح کہا، اور اگر نقلی بمقابلہ اصلی کہا، یعنی معاذ اللہ واقعی دین نہیں بلکہ کسی کی نقل اتاری گئی، تو ایسا کہنے والا کافر۔ یہ بات اس وقت کے باہم محاورات سے واضح ہوگی، اور اگر واضح نہ ہو تو معنی صحیح بنتے ہوئے خواہی خواہی معنی باطل پر حمل نہ کریں گے اور تکفیر جائز نہ ہوگی۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۱۴ ص ۶۱۳)

(۱۰۱) حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے لفظ ”صاحب“ کے استعمال سے متعلق فرمایا، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر اطلاق صاحب خود قرآن عظیم میں وارد ہے :

والتجم اذا هوىٰ ما ضل صاحبکم وما غوىٰ

اس پیارے چمکتے تارے محمد کی قسم جب یہ معراج سے اترے، تمھارے صاحب نہ بہکے نہ بے راہ چلے۔ (ت)

مگر نام اقدس کے ساتھ اس طور پر لفظ صاحب کا ملانا یہ آریوں اور پادریوں کا شعار ہے، وہ اسے معروف تعظیم میں لاتے ہیں جو زید و عمرو کے لئے رائج ہے کہ شیخ صاحب، مرزا صاحب، پادری صاحب، پنڈت صاحب، لہذا اس سے احتراز چاہئے، ہاں یوں کہا جائے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہمارے صاحب ہیں، آقا ہیں، مالک ہیں، مولے ہیں۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۱۴ ص ۶۱۴)

(۱۰۲) نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نور عرش الہی کہنے کو ناجائز قرار دینے والے کے بارے میں فرمایا :

جو اسے ناجائز بتاتا ہے شریعت پر افتراء کرتا ہے۔

قال اللہ تعالیٰ ”وَلَا تَقُولُوا لِمَا تَصِفُ السُّنْتُكُمُ الْكَذِبَ هَذَا حَلَالٌ وَهَذَا حَرَامٌ لِّتَفْتَرُوا عَلَى اللَّهِ الْكَذِبَ إِنَّ الَّذِينَ يَفْتَرُونَ عَلَى اللَّهِ الْكَذِبَ لَا يَفْلَحُونَ“

اللہ تعالیٰ نے فرمایا : اور نہ کہو اُسے جو تمہاری زبانیں جھوٹ بیان کرتی ہیں یہ حلال ہے اور یہ حرام ہے کہ اللہ پر جھوٹ باندھو، بیشک جو اللہ پر جھوٹ باندھتے ہیں ان کا بھلا نہ ہوگا۔ (ت)
بلاشبہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نورِ عرش اللہ ہیں عرش انھیں کے نور سے بنا اور انھیں کے نور سے منور ہے،

کما فی حدیث مرواۃ عبد الرزاق فی مصنفہ عن جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔
جیسا کہ حدیث میں ہے اسے امام عبد الرزاق نے اپنی مصنف میں حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ (ت)
(فتاویٰ رضویہ ج ۱۲ ص ۶۱۴، ۶۱۵)

(۱۰۳) آیت کریمہ ”یدبر الامر من السماء الی الارض ثم یرجع الیہ فی یوم کان مقدارہ الف سنۃ مما تعدون“ کے شانِ نزول اور ناسخ یا منسوخ ہونے کے بارے میں سوال کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں :

آیہ کریمہ حمد الہی میں ہے، شانِ نزول وہاں ذکر ہوتا ہے جو کسی حادثہ خاصہ میں اُترے، خبر منسوخ نہیں ہو سکتی۔ واللہ تعالیٰ اعلم (فتاویٰ رضویہ ج ۱۲ ص ۶۱۶)
(۱۰۴) حنفی المذہب عالم کسی غیر مقلد کی اقتداء میں نمازِ جنازہ ادا کرے اور اس کو جائز سمجھے، اس کے بارے میں حکم شرعی بیان کرتے ہوئے فرمایا :

جسے عالم ہونے کا دعویٰ ہو اور ان کے عقائد پر مطلع ہو لوگوں کو ان سے منع کرتا ہو اور خود انھیں اچھا جان کر ان کے جنازہ کی نماز پڑھے اور ان کی اقتداء کرے تو ضرور اس کے عقیدے میں فساد اور اس کے ایمان میں خلل آیا اور وہ بھی منہم شمار کیا جائے گا،
قال اللہ تعالیٰ ومن یتولہم منکم فانه منہم۔^۳

اللہ تعالیٰ نے فرمایا : اور تم میں جو کوئی ان سے دوستی رکھے گا تو وہ انھیں میں سے ہے۔ (ت)

اب اس شخص کے پیچھے نماز ہرگز جائز نہیں اور اس پر توبہ و تجدید اسلام لازم ہے اور اگر عورت رکھتا ہے تو بعد توبہ و تجدید اسلام تجدید نکاح کرے۔

واللہ یهدی من یشاء الی صراط مستقیم، ومن یتول فان اللہ هو الغنی الحمید، ومن کفر فان اللہ غنی عن العالمین، نسأل العفو والعافیة ولا حول ولا قوة الا باللہ العلی العظیم۔

اور اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے ہدایت سے نوازتا ہے، اور جو ناشکری کرے تو بیشک اللہ بے پروا ہے سب خوبیوں سربراہ، اور جو منکر ہو تو اللہ تعالیٰ تمام جہانوں سے مستغنی ہے، ہم اللہ تعالیٰ سے عفو اور عافیت مانگتے ہیں کہ بلند و عظیم اللہ تعالیٰ کی قوت اور توفیق کے بغیر نہ بُرائی سے بچا جاسکتا ہے اور نہ ہی نیکی کو بچا لایا جاسکتا ہے۔ (ت) (فتاویٰ رضویہ ج ۱۴ ص ۶۱۶، ۶۱۷)

(۱۰۵) وحدۃ الوجود کے بارے میں سوال کا جواب دیتے ہوئے فرمایا:

توحید ایمان ہے لا الہ الا اللہ (اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ ت) اور وحدت حق کل شیء ہالک الا وجہہ (اس کی ذات کے سوا ہر کوئی ہلاک ہونے والا ہے۔ ت) سواد بن قارب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کی:

فاشهد ان لا الہ الا اللہ لا رب الا غیوۃ

وان لا مامون علی کل غائب

(میں گواہی دیتا ہوں کہ بیشک اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی رب نہیں اور بیشک (یا رسول اللہ)

آپ ہر غیب پر امین ہیں۔ ت)

اور اتحاد باطل اور اس کا ماننا الحاد۔

۱۰ القرآن الکریم ۲۳/۵۷ و ۶۰/۶

۱۱ القرآن الکریم ۲/۲۱۳

۱۲ " ۳/۹۷

۱۳ " ۲۸/۸۸

۱۴ المستدرک للحاکم کتاب معرفۃ الصحابة قصہ اسلام سواد بن قارب دار الفکر بیروت ۳/۶۰۹

۱۵ عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری باب اسلام عمر رضی اللہ عنہ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱۷/۱۱

۱۶ مختصر سیرۃ الرسول از عبد اللہ بن محمد بن عبد الوہاب نجدی المکتبۃ السلفیہ لاہور ص ۶۹

ان كل من في السموات والارض الا اتي الرحمن عبدا ۝

آسمانوں اور زمینوں میں جتنے ہیں سب اس کے حضور بندے ہو کر حاضر ہوں گے۔ (ت)
وجود واحد ہے اور موجود واحد، باقی سب نخل و عکس،

ہو الاول والاخر والظاهر والباطن و ہو بكل شیء علیم۔

وہی اول وہی آخر وہی ظاہر وہی باطن، اور وہی سب کچھ جانتا ہے۔ (ت)

(فتاویٰ رضویہ ج ۱۲ ص ۶۱۷، ۶۱۸)

(۱۰۶) آیات متشابہات کے بارے میں ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے فرمایا،

سرب (انی) اعدو ذك من همنات الشیطن و اعدو ذك سرب ان یحضر و ۳۔

اے میرے رب! تیری پناہ شیاطین کے دوسو سوں سے، اور اے میرے رب! تیری
پناہ کہ وہ میرے پاس آئیں۔ (ت)

آیات متشابہات میں اہل سنت حفظہم اللہ تعالیٰ کے دو مسلک ہیں،

اول تفویض کہ ہم ان کے معنی کچھ نہیں جانتے اللہ و رسول جانتے ہیں جل و علا و صلے اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم جو معنی مراد الہی ہیں ہم اس پر ایمان لائے،
امتابہ کل من عند ربنا وما یذکر الا اولوا الالباب۔

ہم اس پر ایمان لائے سب ہمارے رب کے پاس سے ہے اور نصیحت نہیں مانتے مگر
عقل والے۔ (ت)

یہی مسلک سلف ہے اور یہی صحیح و معتمد، اس تقدیر پر تو نہ احاطہ ذاتی کہا جائے نہ صفاتی
کہا جائے، معنی سے کچھ بحث ہی نہ کی جائے۔ حضرت ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے
الرحمن علی العرش استوی (رحمان نے عرش پر استواء فرمایا۔ ت) کے معنی دریافت
کئے گئے۔ فرمایا:

الاستوی معلوم والکیف مجهول والایمان بہ واجب والسوال

۱۔ القرآن الکریم ۵۷/۳

۲۔ " ۳/۷

۱۔ القرآن الکریم ۱۹/۹۳

۳۔ " ۲۳/۹۷، ۹۸

۵۔ " ۲۰/۵

استوار معلوم ہے اور کیف مجہول اور اس پر ایمان فرض اور اس کی تفتیش بدعت۔
یہی جواب سیدنا امام ناک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دیا، یہی مسلک ہمارے امام اعظم رضی اللہ عنہ اور سائر ائمہ سلف کا ہے، ہاں ہم ایمان لاتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ جسم و جہت و مکان سے پاک و منزہ ہے کسی مکان میں نہیں ہو سکتا، کسی جگہ نہیں ہو سکتا، کسی طرف نہیں ہو سکتا، جگہ اور طرف سب اس کے بنائے ہوئے ہیں اور حادث ہیں اور وہ قیَمِ ازل، ازل میں کسی جگہ کسی طرف نہ تھا کہ جگہ اور طرف تھے ہی نہیں، تو اب بھی کسی جگہ اور طرف میں نہیں، جیسا جب تھا ویسا ہی اب ہے، جگہ اور طرف کو بنا کر بدل نہ گیا، جگہ اور طرف بدلیں گے اور وہ بدلنے سے پاک ہے۔

دوم تاویل کہ ایسی آیات کو حسب محاورہ معنی جائز پر حمل کریں جس سے نہ چین لینے والی طبیعتوں کو تسکین ہو اور ایمان سلامت رہے، یہ مسلک خلف کا ہے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۱۲ ص ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱) (۱۰۷) منکر فقہ کے بارے میں فرمایا:

جو مسلمان کہلا کر فقہ کو اصلاً نہ مانے نہ کتابی ہے نہ خارجی بلکہ مرتد ہے اسلام سے خارج، اور اگر تاویل کرتا ہے تو کم از کم بدترین گمراہ۔

قال الله تعالى قلوا نفر من كل فرقة طائفة ليتفقهوا في الدين

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تو کیوں نہ ہو کہ ان کے ہر گروہ میں سے ایک جماعت نکلا کہ دین کی سمجھ حاصل کریں۔ (ت) (فتاویٰ رضویہ ج ۱۲ ص ۶۲۲ و ۶۲۳)

(۱۰۸) دیوتاؤں کو عزت دینا کفر ہے، چنانچہ فرمایا:

کفار کے مذہبی جذبات اور ان کے دیوتاؤں اور پیشواؤں کو عزت دینا صریح کلمہ کفر ہے،
قال الله تعالى والله العزة ولم رسوله وللمؤمنين ولكن المنافقين لا يعلمون

۱۔ باب التاویل (تفسیر الخازن) ۵۴/۷ تحت ثم استوى على العرش دار الكتب العلمية بيروت ۲۰۸/۲

در منشور بحوالہ مردویہ عن ام سلمہ رضی اللہ عنہا " " " دار احیاء التراث العربی بیروت ۲۲۹/۳

مدارک التنزیل (تفسیر نسفی) ۵/۲۰ سورۃ طہ دار الکتاب العربی بیروت ۲۸/۳

۲۔ القرآن الکریم ۱۲۲/۹

۳۔ ۸/۶۳

اللہ تعالیٰ نے فرمایا، عزّت تو خاص اللہ اور اس کے رسول اور مسلمانوں کے لئے ہے مگر منافقوں کو خبر نہیں۔

ان کے دیوتاؤں اور پیشواؤں اور مذہبی جذبات کا اعزاز و رکنار جو ان کے کسی فعل کی تحسین ہی کے باتفاق ائمہ کافر ہے۔ غمز العیون والبصائر میں ہے،

اتفق مشائخنا ان من سرائ امر الکفار حسنا فقد کفر به
جس نے کسی کافر کے عمل کو اچھا گمان کیا وہ باتفاق مشائخ کافر ہے۔ (ت)

(فتاویٰ رضویہ ج ۱۴ ص ۶۲۵)

(۱۰۹) حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے لفظ ”بے چارہ“ استعمال کر نیوالے کے بارے میں فرمایا:

رہا لفظ ”بے چارہ“ وہ ان سب سے سخت تر، بے چارہ وہ کسی بلا میں گرفتار اور بیکس، بے بس، بے یار، بے یار ہو جو اس سے خلاص کا کوئی جیلہ نہ پائے۔ یہ ضرور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور ان کے رب عز وجل پر افتراء اور قرآن عظیم کی تکذیب اور کفار ملاحنہ کی تصدیق ہے جنہوں نے بکا تھا، ان محمد اودعہ سراجہ محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کو ان کے رب نے چھوڑ دیا، جس پر سورۃ والضحیٰ شریف نازل ہوئی:

والضحیٰ ۵ والیل اذا سجدی ۵ ما ودعک ربک وما قلی ۵ وللاخرة خیر لک من الاولیٰ ۵

اے پیارے! تمہارے رُوئے درخشاں کی قسم، تمہاری زلف مشکیں کی قسم، نہ تمہیں تمہارے رب نے چھوڑا نہ بیزار ہوا، جو ان آگے آتی ہے تمہارے لئے گزشتہ آن سے بہتر ہے، صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

کیا معاذ اللہ ان کو اس ناپاک لفظ سے تعبیر کیا جائے گا جن کا رب فرماتا ہے،
الاتنصروه فقد نصره اللہ

۲۹۵/۱	لے غمز عیون البصائر شرح الاشباہ والنظائر کتاب السیر والردۃ ادارۃ القرآن کراچی
۱۷۰/۲	لے جامع الترمذی ابواب التفسیر سورۃ والضحیٰ امین کمپنی کتب خانہ رشیدیہ دہلی
۲۹۶/۸	الدر المنثور تحت الایۃ ۹۳/۴ دار احیاء التراث العربی بیروت
	لے القرآن الکریم ۹۳/۴
	لے القرآن الکریم ۹/۴

اگر تم ان کی مدد نہ کرو تو اللہ واحد قہار ان کا مددگار۔

کیا معاذ اللہ ان کو کہا جائے گا جن کے لئے ان کا مولیٰ عز وجل فرماتا ہے :

فان الله هو موله وجبريل وصالح المؤمنين والمليكة بعد ذلك ظهير
بیشک اللہ ان کا مددگار ہے اور جبریل اور نیک مسلمان اور اس کے بعد فرشتوں کی فوجیں ان کی مدد کو حاضر ہیں۔

کیا معاذ اللہ ان کو کہا جائے گا جو اس ظاہری تنہائی اور ایک جہان برسرِ عداوت و پر خاش ہونے کی حالت میں اپنے یارِ غار سے فرماتے تھے :

لا تحزن ان الله معنا۔

غم نہ کرو بیشک اللہ ہمارے ساتھ ہے۔

تو یہ ملعون کلمہ ان پہلوں سے بھی ملعون و خبیث تر ہے۔ زید بے قید خود بھی جانتا تھا کہ یہ سب سے بدتر ہے، ولہذا ایک بار کہ بناوٹ پر آیا اسی کو سوچ بچار بنایا اور اس سے بھی ہزار درجہ ملعون تر اس کا وہ ناپاک نجس گندِ خبیث قول ہے کہ میں نے تو یہی کہا ہے اللہ تعالیٰ یوں فرما رہا ہے، اس سے کھل گیا کہ وہ ضرور بد دین گمراہ فاسد العقیدہ مختل الایمان بلکہ ظاہراً بالقصد مرکب توہین حضور سید الانس والجان ہے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ اس کا وعظ سننا حرام، اس کے پاس بیٹھنا حرام، اس سے ملنا جلنا حرام، اسے سلام علیک کرنا حرام، اپنی تقریب میں اسے بلانا حرام، اپنا کوئی دینی کام اگرچہ صرف نکاح خوانی ہو اسے سپرد کرنا حرام۔

قال الله تعالى "واما ينسئلك الشيطان فلا تقعد بعد الذكرى مع القوم الظالمين"

اللہ تعالیٰ نے فرمایا، اور جو کہیں تجھے شیطان مجھلا دے تو یاد آئے پر ظالموں کے پاس

نہ بیٹھ۔ (ت)

اس حالت میں شر و ضلالت جو اس کے معاون ہیں سب اُسی کی مثل ہیں اور ان سب کے

یہی احکام،

۱۔ القرآن الکریم ۴/۶۶

۲۔ " ۳۰/۹

۳۔ " ۶۸/۶

قال الله تعالى ومن يتولهم منكم فانه منهم

اللہ تعالیٰ نے فرمایا، اور تم میں جو کوئی ان سے دوستی رکھے گا وہ انہیں میں سے ہے (ت)

(فتاویٰ رضویہ ج ۱۴ ص ۶۳۳ تا ۶۳۵)

(۱۱۰) شہید کو نبی پر فضیلت دینے والے کے بارے میں فرمایا،

غیر نبی را بر نبی تفضیل کفر است اگر فضل جزئی مراد وارد نیز بے ادب و بد زبان و بد خواہ مسلمان و برہم زن دین و ایمان ست و تجاوز از حد ظلم ست و بعض او کفر و سائرش حرام۔ قالی تعالیٰ ومن يتعد حدود الله فقد ظلم نفسه

غیر نبی کو نبی پر فضیلت دینا کفر ہے اگر جزئی فضیلت مراد ہو تو یہ بے ادبی، بدزبانی اور مسلمانوں کی بدخواہی اور دین و ایمان کو جلانا ہے اور حد سے تجاوز کرنا ظلم ہے، ان کا بعض وغیرہ کفر و حرام ہے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے، جو اللہ کی حدوں سے آگے بڑھا بیشک اس نے اپنی جان پر ظلم کیا۔ (ت)

(فتاویٰ رضویہ ج ۱۴ ص ۶۴۰)

(۱۱۱) یہ کہنے والا کہ میرا فقہ پر ایمان نہیں، کیسا ہے۔ اس کے بارے میں فرمایا،

فقہ کا انکار قرآن مجید کا انکار ہے۔

قال الله تعالى قلوا نفر من كل فرقة منهم طائفة ليتفقهوا في الدين

اللہ تعالیٰ نے فرمایا، تو کیوں نہ ہو کہ ان کے ہر گروہ میں سے ایک جماعت نکلے کہ دین کی سمجھ

حاصل کریں۔ (ت)

اور قرآن مجید کا انکار کفر ہے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۱۴ ص ۶۴۵)

(۱۱۲) نور محمدی کو غیر مخلوق کہنے والے کا رد کرتے ہوئے فرمایا،

جو حضور کے نور کو غیر مخلوق کے منکر قرآن عظیم ہے۔

قال الله تعالى خالق كل شيء فاعبدوه واللہ تعالیٰ اعلم۔

۱ القرآن الکریم ۵/۵۱

۲ " ۶۵/۱

۳ " ۹/۱۲۲

۴ " ۶/۱۰۳

اللہ تعالیٰ کا فرمان مبارک ہے : وہ ہر شے کا خالق ہے تو اسی کی عبادت کرو ۔ واللہ تعالیٰ اعلم ۔ (ت) (فتاویٰ رضویہ ج ۱۴ ص ۶۵۵)

(۱۱۳) زید ٹوٹکے کرواتا ہے ، کافرانہ رسومات ادا کرتا ہے ، کفار و مشرکین سے دوستانہ مراسم رکھتا ہے ، اور اس کے کچھ پیروکار کہتے ہیں کہ ہم تو زید پر ایمان لائے ہیں ۔ اس کے بارے میں فرمایا :

اس کے پیچھے نماز ممنوع و گناہ اور اس کا پھیرنا لازم ۔ اور جو اس پر اس کی حمایت کرتے ہیں مورد عذاب و مستحق عقاب ہوتے ہیں خصوصاً وہ کہنے والے کہ ہم تو زید پر ایمان لائے ہیں انھیں تجدید اسلام و نکاح چاہیے اور زید کو بھی جب کہ قولاً یا فعلاً کوئی کفر صریح اس سے ثابت نہ ہو ورنہ خود ہی اس کا نکاح باطل اور اسلام زائل ، والعیاذ باللہ ، کافر سے دوستانہ رکھنا مسلمان کو شایاں نہیں ۔

قال اللہ تعالیٰ ”یا ایہا الذین آمنوا لاتتخذوا عدوی وعدوکم اولیاء تلقون الیہم بالمودۃ وقد کفروا بہا جاءکم من الحق“

اللہ تعالیٰ نے فرمایا : اے ایمان والو ! میرے اور اپنے دشمنوں کو دوست نہ بناؤ تم انھیں خبریں پہنچاتے ہو دوستی سے حالانکہ وہ منکر ہیں اس حق کے جو تمہارے پاس آیا ۔ (ت)

(فتاویٰ رضویہ ج ۱۴ ص ۶۵۶)

(۱۱۴) زید کہتا ہے حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہماری طرح ایک بشر تھے جبکہ عمرو کہتا ہے کہ آپ کی بشریت ہماری مثل نہیں تھی ۔ ان کے بارے میں ارشاد فرمایا : عمرو کا قول مسلمانوں کا قول ہے اور زید نے وہی کہا جو کافر کہا کرتے تھے :

قالوا ما انتم الا بشر مثلنا

کافروں نے تم تو نہیں مگر ہم جیسے آدمی ۔

بلکہ زید مدعی اسلام کا قول ان کافروں کے قول سے بعید تر ہے وہ جو انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو اپنا سا بشر مانتے تھے اس لئے ان کی رسالت سے منکر تھے کہ :

ما انتم الا بشر مثلنا وما انزل الرحمن من شيء ان انتم الا تكذبون۔

تم تو نہیں مگر ہماری مثل بشر، اور رحمان نے کچھ نہیں اتارا تم زاجھوٹ کہتے ہو۔ (ت)
 واقعی جب ان خبیثائے نزدیک وحی نبوت باطل تھی تو انھیں اپنی سی بشریت کے سوا کیا نظر آتا، لیکن
 ان سے زیادہ دل کے اندھے وہ کہ وحی و نبوت کا اقرار کریں اور پھر انھیں اپنا ہی سا بشر جانیں،
 زید کو قل انہا انما بشر مثلكم سوچا اور ”یوحیٰ الحق“ نہ سوچا جو غیر متناہی فرق ظاہر کرتا،
 زید نے اتنا ہی ٹکڑا لیا جو کافر لیتے تھے، انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی بشریت جبریل علیہ الصلوٰۃ
 والسلام کی ملکیت سے اعلیٰ ہے وہ ظاہری صورت میں ظاہر بینیوں کی آنکھوں میں بشریت رکھتے
 ہیں جس سے مقصود خلق کا ان سے انس حاصل کرنا اور ان سے فیض پانا، ولہذا ارشاد فرماتا ہے:
 ولو جعلناه ملكا لجعلناه رجلا وللبسنا علیہم ما یلبسون۔

اور اگر ہم فرشتے کو رسول کر کے بھیجتے تو ضرور اسے مرد ہی کی شکل میں بھیجتے اور ضرور انھیں اسی
 شبہ میں رکھتے جس دھوکے میں اب ہیں۔

ظاہر ہوا کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی ظاہری صورت دیکھ کر انھیں اوروں کی مثل سمجھنا ان کی بشریت
 کو اپنا سا جاننا ظاہر بینیوں کو رباظنوں کا دھوکا ہے شیطان کے دھوکے میں پڑے ہیں۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۱۴ ص ۶۶۲ و ۶۶۳)

(۱۱۵) کسی مدرس نے کہا کہ ”کافر افسر کے حکم کی تعمیل کرنے کی ہمارے مذہب میں تاکید ہے“
 اس کے بارے میں فرمایا:

مسلمانوں کے دینی مذہبی کام میں کسی کا افسر بننا و طرح ہے،

اول قہری کہ کوئی شخص مذہبی دست اندازی کر کے بالجبر افسر بن بیٹھے جیسے فساق و ظلماء امار
 امامت نماز کیا کرتے تھے۔

دوم ارادی کہ مسلمانوں کی جماعت خود اسے اپنے مذہبی کام میں پیشوا بنائے۔

اول نہ زیر بحث ہے نہ یہاں اس کلام و مکالمہ کا مفاد نہ محل اضطراب پر احکام اختیار،

۱۵/۳۶ القرآن الکریم

۱۱۰/۱۸ ”

۹/۶ ”

لاجرم دوم مراد، اور وہی مفہوم مستفاد یعنی باختیار خود کسی ہندو یا رافضی یا وہابی یا قادیانی کو مدرسہ دینیہ اسلامیہ پر افسر مقرر کیا گیا ہو اس کی نسبت مدرسہ کہتا ہے کہ اس کا حکم ماننے کی ہمارے مذہب میں تاکید ہے، ہمارے مذہب سے اس نے اپنا کوئی خاص اختراعی مذہب دین اسلام سے جدا مراد لیا ہو تو :

وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ نُوَلِّهِ مَا تَوَلَّى وَنُصْلِهِ جَهَنَّمَ ۖ وَسَاءَتْ مَصِيرًا ۝
اور جو مسلمانوں کی راہ سے جدا راہ چلے ہم اسے اس کے حال پر چھوڑ دیں گے اور اسے دوزخ میں داخل کریں گے اور کیا ہی بُری جگہ سے پلٹنے کی۔ (ت)
کا مصداق ہے، اور اگر دین اسلام مراد لیا تو شریعتِ مطہرہ پر محض افتراء کیا اور،
اِنَّ الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ عَلٰى اللّٰهِ الْكَذِبَ لَا يَفْلَحُوْنَ ۝ مَتَاعٌ قَلِيْلٌ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝

بیشک جو اللہ پر جھوٹ باندھتے ہیں اُن کا بھلا نہ ہوگا، تھوڑا برتنا ہے، اور ان کیلئے دردناک عذاب۔ (ت)

کا استحقاق ہے، شریعتِ مطہرہ نے اسلامی کام پر با اختیار خود ایسوں کو افسر مقرر کرنا ہی کب جائز رکھا ہے نہ کہ ان کے احکام کی تصویب اور ان کے ماننے کی تاکید، ان ہوا لا ضلال بعید (یہ واضح گمراہی کے علاوہ کچھ نہیں۔ ت) اللہ عز وجل فرماتا ہے،

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ لَا تَخْذُوا بِطَانَةٍ مِنْ دُونِكُمْ لَا يَأْمُرُكُمْ بِأَلْوَدٍ مَا عَنْتُمْ قَدْ بَدَأَ الْبَغْضَاءُ مِنْ أَفْوَاهِهِمْ وَمَا تَخَفَى صُدُورُهُمْ أَكْبَرُ قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ الْآيَاتِ أَنْ كُنْتُمْ تَعْقِلُونَ ۝ هَٰئِنْتُمْ أَوْلَاءُ تُحِبُّونَهُمْ وَلَا يُحِبُّونَكُمْ وَتُؤْمِنُونَ بِالْكِتَابِ كُلِّهِ وَإِذَا الْقَوْمُ قَالُوا أَمَّا وَاقِلُوا عَصَاكُمْ عَلَيْكُمْ أَلَا نَمْلِكُ مِنَ الْغَيْظِ قُلْ مَوْتُوا بَغِظِكُمْ إِنْ أَلَّهِ عَلِيمٌ ۚ بَدَأَ الصُّدُورُ ۚ
اے ایمان والو! غیروں کو اپنا رازدار نہ بناؤ وہ تمہارے نقصان رسانی میں کمی نہ کریں گے وہ جی سے چاہتے ہیں کہ تم مشقت میں پڑو، بیران کے مومنوں سے ظاہر ہو چکا ہے اور وہ جو ان کے

سینوں میں دبا ہے اور بھی بڑا ہے ہم نے تمہارے سامنے نشانیاں کھول دیں اگر تم میں عقل ہے ارے یہ جو تم ہو تم ان سے محبت کرتے ہو وہ تم سے محبت نہیں کرتے، اور تم پوری کتاب پر ایمان لاتے ہو تم سے ملیں تو کہیں ہم مسلمان ہیں اور اکیلے ہوں تو تم پر جلن سے اپنی انگلیاں چبائیں۔ اے محبوب! تم ان سے فرما دو کہ اپنی جلن میں مر جاؤ، بیشک اللہ دلوں کی جانتا ہے۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۱۴ ص ۶۷۰، ۶۷۱)

(۱۱۶) زید نماز روزے وغیرہ احکام شرع کا تمسخر اڑاتا ہے اور کچھ لوگ اس پر خوش ہوتے ہیں، ان لوگوں کا حکم شرعی بیان کرتے ہوئے فرمایا،

صورتِ تنفسہ میں زید پر حکم کفر ہے اور وہ لوگ جو اس کی ان باتوں سے خوش ہوتے ہیں ان پر بھی یہی حکم ہے، ان کے جمعہ وعیدین باطل ہیں، ان کے عورتیں ان کے نکاح سے نکل گئیں، مسلمانوں کو ان سے میل جول حرام ہے، نہ ان کے پاس بیٹھنا جائز۔

قال الله تعالى واما ينسيتك الشيطان فلا تقعد بعد الذكرى مع القوم الظالمين

اللہ تعالیٰ نے فرمایا، اور جو کہیں تجھے شیطان بھلا دے تو یاد آئے پر ظالموں کے پاس

(فتاویٰ رضویہ ج ۱۴ ص ۶۸۴)

نہ بیٹھ۔ (ت)

(۱۱۷) ایک شخص کے بارے میں سوال آیا جو کہتا ہے کہ اعمال صالحہ کرنے والا کبھی نہ کبھی جنت میں پہنچ جائیگا اگرچہ کسی نبی پر ایمان نہ لائے، اس پر یہ آیت کریمہ پیش کرتا ہے: ان الذين امنوا والذين هادوا والصابئون والنصارى من امن بالله واليوم الآخر وعمل صالحا فلا خوف عليهم ولا هم يحزنون۔ اس سوال کا جواب دیتے ہوئے متعدد آیات قرآنیہ سے انبیاء کرام علیہم الصلوٰت والتسلیمات پر ایمان لانے کا تاکید حکم ثابت فرمایا۔ چنانچہ فرمایا،

اللہ عز وجل اپنے غضب سے بچائے اور شیطان لعین کے دھوکوں سے پناہ دے۔ قرآن عظیم

اول تا آخر انبیاء پر عموماً اور حضور پر نور سید الانبیاء علیہم افضل الصلوٰۃ والتسليم پر خصوصاً ایمان لانے کا حکم دے رہا ہے، ان کی تکذیب کرنے والوں پر لعنت و عذاب اتار رہا ہے، اور یہ کہ دین صرف دین اسلام ہے، اور یہ کہ کافر کا کوئی عمل صالح نہیں سب باطل و ناکام ہے۔ جسے دن کو آفتاب

نظر نہ آئے وہ اپنی آنکھوں کو روئے، ہم صد ہا آیاتِ کریمہ سے بعض کی تلاوت سے شرف لیں گے نہ اس لئے کہ جو دیدہ و دانستہ اندھا بنا ہو اس کی آنکھیں کھلیں اس کی توقیامت کے دن بھی پٹ ہی ہوں گی،
وَنَحْشُرْهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلَىٰ وُجُوهِهِمْ عُمِيَآ وَبُكْمًا وَصُمًّا

اور ہم انھیں قیامت کے دن اُن کے مُنہ کے بل اٹھائیں گے اندھے اور گونکے اور بہرے (ت) بلکہ اس لئے کہ کوئی جاہل سا جاہل مسلمان کسی ملعون کے دھوکے میں نہ آجائے۔

آیت ۱: سب سے پہلے یہی آیت جو اس کج فہم نے اپنے ثبوت میں پیش کی یہی اس کے زعم پر لعنت برسا رہی ہے، اس میں اللہ پر ایمان لانا تو شرطِ نجات فرمایا ہے، اس قدر تو وہ شخص بھی جانتا ہے مگر اللہ پر ایمان ہوتا تو اللہ پر ایمان کے معنی جانتا، اللہ پر ایمان یہ نہیں کہ لفظ اللہ مان لیا بلکہ ایمان تصدیق کا نام ہے، جو اللہ عز و جل کے ہر ہر کلام کی تصدیق قطعی سچے دل سے کرتا ہو وہ اللہ عز و جل پر ایمان رکھتا ہو اور جو اس کے کسی کلام میں شبہ بھی لائے اسے ہرگز اللہ پر ایمان نہیں کہ اس کی سب باتوں کی تصدیق نہیں کرتا۔ اب کلام اللہ کو دیکھتے روشن تصریحوں سے انبیائے کرام و حضور سید الانام علیہ وعلیہم افضل الصلوٰۃ والسلام کی نبوت و رسالت کا بیان ہے، ازاں جملہ محمد رسول اللہ محمد اللہ کے رسول ہیں، یسٰ ۵ والقرآن الحکیم ۵ انک لمن المرسلین ۵ اے سرورِ اچھے حکمت والے قرآن کی قسم بیشک تم رسولوں سے ہو، واللہ یعلم انک لرسولہ اللہ خوب جانتا ہے کہ تم اس کے رسول ہو۔ یونہی نوح و ابراہیم و موسیٰ و عیسیٰ و ہارون و یعقوب و ادریس و الیاس و لوط و یونس و اسمعیل و اسحق و داؤد و سلیمان و زکریا و یحییٰ و ہود و شعیب و صالح و غیر ہم انبیاء علیہم الصلوٰۃ و التثانیہ کی نسبت، تو جو ان میں کسی کی نبوت میں شک کرے اللہ تعالیٰ کی تصدیق نہیں کرتا تو ہرگز ہرگز اللہ ہی پر ایمان نہیں رکھتا کسی طرح اس آیت کے حکم میں نہیں آسکتا، اصل یہ ہے کہ ایمان باللہ میں جملہ ضروریاتِ دین پر ایمان داخل ہے کہ ان میں سے کسی بات کی تکذیب رب کی تکذیب ہے اور رب کی تکذیب رب کے ساتھ کفر ہے، پھر رب پر ایمان کہاں، یومِ آخر بھی انھیں میں داخل ہے جسے مہتمم بال نشان ہونے کے سبب جدا ذکر فرمایا، جس طرح آیتِ کریمہ :

وَالَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِمَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ وَمَا أُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ وَبِالْآخِرَةِ

ہم یوقنون لے

اور وہ کہ ایمان لائیں اس پر جو اے محبوب! تمہاری طرف اُترا اور جو تم سے پہلے اُترا اور آخرت پر یقین رکھیں۔ (ت)

میں اسے تین بار ذکر فرمایا کہ وہ جو قرآن عظیم پر ایمان لاتے ہیں اور اس سے پہلی کتابوں پر بھی اور آخرت کا یقین رکھتے ہیں، آخرت پر ایمان قرآن عظیم پر ایمان میں آگیا، پھر اگلی کتابوں پر ایمان میں آیا کہ سب میں اس کا ذکر ہے، تیسری بار اسے پھر جُدا ذکر فرمایا تو نہی یہاں، ولہذا جابجا صرف ایمان باللہ و عمل صالح پر ایسے وعدے فرمائے یوم آخر کا ذکر نہ فرمایا مثلاً سورۃ طلاق میں:

وَمَنْ يُوْثِقْ بِاللّٰهِ وَيَعْمَلْ صَالِحًا يُدْخِلْهُ جَنَّاتٍ تَجْرٰی مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيْهَا أَبَدًا قَدْ أَحْسَنَ اللّٰهُ لَهُ رِزْقًا ۝

جو اللہ پر ایمان لائے اور نیک کام کرے اللہ انہیں جنتوں میں لے جائے گا جس کے نیچے نہریں جاری ہیں ہمیشہ ان میں رہیں، بیشک اللہ نے ان کے لئے اچھا رزق لکھا ہے۔ (ت)

اسی طرح سورۃ تغابن میں بالجملہ ایمان باللہ میں سب ضروریات کتابوں، رسولوں، فرشتوں، قیامت وغیرہ پر ایمان لانا داخل ہے، تو آیت کریمہ کا حاصل یہ ہے کہ مسلمان، یہود، نصرانی، صابی کوئی بھی ہو جو تمام ضروریات دین پر اسلام لائے (قرآن عظیم کو کلام اللہ، محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سچا رسول اللہ اور خاتم النبیین مانے کہ سب ضروریات دین اس میں آگئے جب تک وہ کوئی قول یا فعل منافی تصدیق نہ کرے) اور نیک کام کرے (یعنی شریعتِ مطہرہ محمدیہ کے مطابق کیونکہ ان کو خاتم النبیین مان چکا تو جو کام ان کی شریعت کے خلاف ہے منسوخ یا مردود ہے) اس پر کچھ خوف و غم نہیں۔ خلاصہ یہ کہ نعمت کچھ انہیں اشخاص مسلمین کے لئے خاص نہیں بلکہ کوئی بھی ہو کسی بھی مذہب و ملت کا ہو جو اسلامی عقیدے مانے اور شریعتِ محمدی پر چلے اس پر کچھ خوف و غم نہیں، تو آیہ کریمہ اس آیت کی نظیر ہے کہ:

فَإِنْ آمَنُوا بِمِثْلِ مَا آمَنْتُمْ بِهِ فَقَدْ اهْتَدَوْا ۝

اے مسلمانو! اگر یہود و نصاریٰ بھی ان تمام باتوں پر ایمان لے آئیں جن پر تمہارا ایمان ہے

تو وہ بھی راہ پا جائیں۔

یہی مطلب ہے اس آیت کا، منکر سوچے کہ اب اس کا باطل شبہ کدھر گیا، مسلمان دیکھیں کہ جو آیت اس کا رد ہے اسی کو اپنی سند بنایا، یہ اگر تعصب نہیں تو ابلیس لعین کا کیسا سخت دھوکا ہے، والعیاذ رب العالمین۔

آیت ۲: ایک سخت چالاکی بلکہ کلام اللہ میں تحریف کے قبیل سے ہے اس آیت کو دکھانا اور اس سے متصل اوپر کی آیت کا چھپانا جو مطلب صاف فرما رہی ہے وہ آیہ کریمہ یہ ہے،

قل یا اهل الکتاب لستم علی شیء حتی تقیموا التوراة والانجیل وما انزل الیکم من ربکم ولیزیدن کثیرا منهم ما انزل الیک من ربک طغیاناً وکفراً فلا تأس علی القوم الکافرین

اے محبوب! ان یہود و نصاریٰ سے فرما دو کہ اے کتاب والو! تم نے بے باطل پرہوجب تک توریت و انجیل اور جو کچھ تمہارے رب سے تمہاری طرف اُتر ا تھا اسے قائم نہ کرو، اور اے محبوب! بیشک ان میں بہتوں کو اس قرآن سے سرکشی اور کفر بڑھے گا تو تم ان کافروں کا غم نہ کھاؤ۔

قرآن عظیم فرماتا ہے کہ یہود و نصاریٰ جب تک توریت و انجیل کو قائم نہ کریں نہ بے باطل پرہیں اور قرآن سے سرکشی کر کے کافر، جو شخص محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نہ مانے اس کا قرآن عظیم سے سرکشی کرنا تو ظاہر و واضح، اور اس نے توریت و انجیل بھی قائم نہ کی کہ ان میں بھی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بشارتیں تھیں، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے،

الذین یتبعون الرسول النبی الامی الذی یجدونه مکتوباً عندہم فی التوراة والانجیل

میں اپنی رحمت ان کے لئے لکھوں گا جو پیروی کریں گے رسول نبی اُمّی کی جسے اپنے پاس لکھا ہوا پائیں گے توریت و انجیل میں۔ اور فرماتا ہے،

محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار رحماء بینہم (الح)

قوله تعالى) ذلک مثلہم فی التوراة و مثلہم فی الانجیل
 محمد اللہ کے رسول ہیں اور ان کے ساتھ والے کافروں پر سخت ہیں اور آپس میں نرم دل
 (الیٰ قولہ تعالیٰ) یہ ان کا وصف ہے توریت میں اور ان کی ثناء ہے انجیل میں۔ (ت)
 اور عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا قول ذکر فرماتا ہے :
 مبشرا برسول یأتی من بعدی اسمہ احمدؑ۔

میں بشارت دیتا آیا ہوں ان رسول کی جن کا نام پاک احمد ہے۔
 تو جس نے احمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نہ مانا اس نے توریت و انجیل قائم نہ کی بلکہ پھینک دی اور
 قرآن عظیم سے سرکش ہوا، اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ کافر ہے پھر ایمان میں کیونکر شامل ہو سکتا ہے
 انصاف والے کے لئے خود وہی آیت کہ منکر نے پڑھی اور برابر کی آیت کہ اس نے چھوڑ دی، کفایت
 کرتی ہیں، صدہا میں سے تبرکاً دو چار اور سن لیجئے۔
آیت ۳ : آیۃ کریمہ الذین یتبعون الرسول النبی الامیؑ میں حضور کے اوصاف کریمہ
 ذکر کر کے فرماتا ہے :

فالذین امنوا بہ وعزروه و نصروہ و اتبعوا النور الذی انزل معہ اولئک
 هم المفلحونؑ

تو جو اس نبی اُمّی پر ایمان لائے اور اس کی تعظیم و مدد کی اور اس نور کے پیرو ہوئے جو
 اس کے ساتھ اتارا گیا وہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔
 ثابت ہوا کہ جب تک محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ایمان نہ لائے اور ان کی تعظیم نہ کرے
 ہرگز فلاح نہ پائے گا اگرچہ اپنے زعم میں کیسے ہی نیک عمل رکھتا ہو۔
آیت ۴ : اس کے متصل فرماتا ہے :

قل یا ایہا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعاً الذی لہ ملک السموات
 والارض ط لا الہ الا ہو یحیی و یمیت فامنوا باللہ و رسولہ النبی الامیؑ
 الذی یؤمن باللہ و کلمتہ و اتبعوہ لعلکم ترہقونؑ

اے محبوب! تم فرما دو کہ اے لوگو! میں تمام آدمیوں کی طرف اللہ کا رسول ہوں وہ کہ زمین و آسمان میں اسی کی بادشاہی ہے اس کے سوا کوئی سچا معبود نہیں وہی جلالتے اور مارے، تو ایمان لاؤ اللہ اور اس کے رسول نبی اُمّی پر کہ اللہ اور اس کے کلاموں پر ایمان لاتا ہے اور اس کی پیروی کرو کہ تمہیں ہدایت ہو۔

معلوم ہوا کہ ہدایت تو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ماننے پر موقوف ہے جو ان کو نہ مانے اسے ہدایت نہیں، اور جب ہدایت نہیں ایمان کہاں، تو من امن باللہ والیوم الآخر (جو کوئی سچے دل سے اللہ اور قیامت پر ایمان لائے۔ ت) میں کیونکر آسکتا ہے۔

آیت ۵:

ان الذین یکفرون باللہ ورسلہ ویریدون ان یفرقوا بین اللہ ورسلہ و یقولون نوؤمن ببعض و نکفر ببعض و یریدون ان یتخذوا بین ذلک سبیلاً اولئک ہم الکفرون حقا و اعتدنا للکفرین عذابا مهینا ۵ والذین امنوا باللہ ورسلہ ولم یفرقوا بین احد منهم اولئک سوف یؤتیہم اجرهم وکان اللہ عفورا رحیماً۔

بیشک جو انکار کرتے ہیں اللہ اور اس کے رسولوں کا، اور چاہتے ہیں کہ اللہ اور اس کے رسولوں میں جدائی ڈال دیں، اور کہتے ہیں کہ ہم کسی پر ایمان لائیں گے اور کسی کے منکر ہوں گے، اور چاہتے ہیں کہ ایمان اور کفر کے بیچ میں کوئی راستہ نکالیں وہی پورے پکے کافر ہیں، اور ہم نے کافروں کے لئے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے اور وہ جو اللہ اور اس کے سب رسولوں پر ایمان لائے اور ان میں کسی کے انکار اور باقی پر ایمان سے ان میں جدائی نہ ڈالی عنقریب اللہ ان کو ان کے ثواب دے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

اس آیت کریمہ نے صاف فرما دیا کہ اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان میں جدائی ڈالنے والا پکا کافر ہے، اور یہ کہ جو ان سب کو مانے اور ایک ہی کا منکر ہو وہ اللہ اور سب رسولوں کا منکر اور ویسا ہی پکا گھلا کافر ہے، یہ نہیں کہ جو سب کو مانیں وہ مسلمان اور جو سب سے منکر وہ کافر، اور یہ جو بعض کو مانتے ہیں اور بعض کے منکر ہیں کچھ اور ہوں، نہیں نہیں یہ بھی کل کے منکر کی طرح پورے کافر ہیں بیچ میں کوئی اور راہ نکل ہی نہیں سکتی۔

آیت ۶:

ان الدین عند اللہ الاسلام وما اختلف الذین اوتوا الکتاب الا من بعد ما جاءهم العلم بغیا بینہم ومن یکفر بایت اللہ فان اللہ سریع الحساب ۵ فان حاجوک فقل اسلمت وجهی للہ ومن اتبعن طوقل للذین اوتوا الکتاب والامین ء اسلمتم فان اسلموا فقد اهتدوا وان تولوا فانما علیک البلاغ واللہ بصیر بالعباد ۵

بیشک اللہ کے نزدیک دین یہی اسلام ہے یہود و نصاریٰ نے دانستہ براہِ سرکشی اس کا خلاف کیا، اور جو اللہ کی آیتوں سے کافر ہوا بے غم نہ ہوا اللہ جلد حساب لینے والا ہے، اور اگر وہ تم سے جھگڑیں تو فرما دو کہ میں اور میرے پیرو تو سب اللہ کے لئے اسلام لائے اور یہود و نصاریٰ و مشرکین سب سے کہو کیا تم مسلمان ہوتے ہو، اگر اسلام لائیں تو راہِ پا جائیں اور منہ پھیریں تو تم پر صرف پہنچا دینا ہے، اور اللہ بندوں کو دیکھ رہا ہے۔

آیت ۷:

ومن یتغ غیرا لاسلام دینا فلن یقبل منه وهو فی الاخرة من الخاسرین ۶

جو اسلام کے سوا کوئی اور دین چاہے وہ ہرگز قبول نہ فرمایا جائے گا اور اسے آخرت میں خسارہ رہے گا۔

آیت ۸:

الذین اتینہم الکتاب یعرفونہ کما یعرفون ابناءہم وان فریقا منہم لیکتمون الحق وہم یعلمون ۷

یہود و نصاریٰ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ایسا پہچانتے ہیں جیسا اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں اور ان میں ایک گروہ دانستہ حق کو چھپاتا ہے۔ اور ساتویں پارہ میں اس کے بعد یوں فرمایا:

۱۰ القرآن الکریم ۳ / ۱۹ ، ۲۰

۲۵ / ۳ " ۲۱

۱۲۶ / ۲ " ۲۲

الَّذِينَ خَسِرُوا أَنْفُسَهُمْ فَهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ ۝
وہ جنہوں نے اپنی جان خسارہ میں ڈالی وہ ان پہچانے ہوئے نبی پر ایمان نہیں لاتے۔
اور پہلے پارے میں صاف تر ارشاد ہوا:

وَكَا نُوا مِنْ قَبْلِ يَسْتَفْتِحُونَ عَلَى الَّذِينَ كَفَرُوا فَلَمَّا جَاءَهُمْ مَا عَرَفُوا كَفَرُوا بِهِ
فَلَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الْكَافِرِينَ ۝

اس سے پہلے اس نبی کے وسیلہ سے کافروں پر فتح مانگتے تھے جب وہ جانا پہچانا تشریف
لایا اس سے منکر ہو بیٹھے، تو اللہ کی لعنت کافروں پر۔

آیت ۹:

وَقَدْ مَنَّ اللَّهُ مَّا عَمِلُوا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنَاهُ هَبَاءً مَنْثُورًا ۝

اور جو کچھ انہوں نے کام کئے تھے ہم نے قصد فرما کر انہیں باریک باریک غبار کے بکھرے ہوئے
ڈرے کر دیا کہ روزن کی دھوپ میں نظر آتے ہیں۔ (ت)
اور فرماتا ہے:

اذْهَبْهُمْ طَيِّبَاتُكُمْ فِي حَيَاتِكُمْ الدُّنْيَا ۝

ان سے فرمایا جائے گا کہ تم اپنے حصہ کی پاک چیزیں اپنی دنیا ہی کی زندگی میں فنا کر چکے (ت)
اور فرماتا ہے:

مَالَهُ فِي الْآخِرَةِ مِنْ خَلْقٍ ۝

آخرت میں اس کا کچھ حصہ نہیں۔ (ت)

اور فرماتا ہے:

لَا يَقْدِرُونَ عَلَى شَيْءٍ مِمَّا كَسَبُوا ط وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكَافِرِينَ ۝

اپنی کمائی سے کسی چیز پر قابو نہ پائیں گے اور اللہ کافروں کو ہدایت نہیں دیتا۔ (ت)

۱۷ القرآن الکریم ۸۹/۲

۱۸ " ۲۰/۴۶

۱۹ القرآن الکریم ۱۲/۶

۲۰ " ۲۳/۲۵

۲۱ " ۱۰۲/۲

۲۲ " ۲۶۴/۲

اور فرماتا ہے :

اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ مَعَا عَلٰی الْكَافِرِيْنَ

بیشک اللہ نے ان دونوں کو کافروں پر حرام کیا ہے۔ (ت)

اور فرماتا ہے :

قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِينَةَ اللّٰهِ الَّتِي اَخْرَجَ لِعِبَادَةٍ وَالطَّيِّبَاتِ مِنَ الرِّتْقِ ط قُلْ هٰى

لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا خَالِصَةً يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ط

تم فرماؤ کس نے حرام کی اللہ کی وہ زینت جو اس نے اپنے بندوں کے لئے نکالی اور پاک رزق تم فرماؤ کہ وہ ایمان والوں کے لئے ہے دنیا میں اور قیامت میں تو خاص انہی کی ہے۔ (ت)

اور فرماتا ہے :

مِثْلَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ اَعْمَالُهُمْ كَسَرَادٍ اَشْتَدَّتْ بِهٖ الرِّيحُ فِى يَوْمٍ عَاصِفٍ

لا يَقْدِرُوْنَ مِمَّا كَسَبُوْا عَلٰى شَيْءٍ ط ذٰلِكَ هُوَ الضَّلَالُ الْبَعِيْدُ۔

اپنے رب سے منکروں کا حال ایسا ہے کہ ان کے کام ہیں جیسے راکھ کہ اس پر ہوا کا سخت جھونکا آیا آندھی کے دن میں ساری کمائی میں سے کچھ ہاتھ نہ لگا، یہی ہے دُور کی گمراہی۔ (ت)

ان نو آیتوں کا حاصل ارشاد یہ ہے کہ کافر اگر کوئی بظاہر نیک کام مثل تصدق وغیرہ کرے بھی تو اس کا بدلہ اسے دُنیا ہی میں دے دیا جاتا ہے آخرت میں اس کا کچھ نہیں وہاں انہیں کچھ ہاتھ نہ آئے گا، جنت کا کھانا پینا کافروں کے لئے حرام ہے، پاکیزہ رزق اور زینت کے سامان آخرت میں خاص مسلمانوں کے لئے ہیں، کافروں کے اعمال کو اللہ تعالیٰ برباد کر کے ایسا کر دیتا ہے کہ جیسے روزن میں سے دُھوپ آئے تو اس کے اندر ریزے سے اُڑتے نظر آتے ہیں اور ہاتھ میں لو تو کچھ نہیں کافروں کے اعمال کی مثال ہے کہ سخت شدید آندھی کے دن میں کہیں کچھ راکھ پڑی ہو جسے آندھی کے جھونکے اُڑالے گئے کہ اب وہ دُور بھی نہیں دکھائی دیتے کچھ ہاتھ آنا تو بڑی بات ہے۔

نَسْأَلُ اللّٰهَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ، رَبَّنَا لَا تَزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا

مِنْ لَدُنْكَ رَحْمَةً اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ

ہم اللہ تعالیٰ سے معافی اور عافیت کا ہی سوال کرتے ہیں، اے ہمارے پروردگار! نہ ٹیڑھا
 فرما ہمارے دلوں کو بعد اس کے کہ تُو نے ہمیں ہدایت سے نوازا اور ہمیں اپنی طرف سے رحمت
 عطا فرما بلا شبہ تُو ہی عطا فرمانے والا ہے۔ (ت) (فتاویٰ رضویہ ج ۱۴ ص ۶۹۹ تا ۷۰۷)

انوار علی حضرت امام محمد باقر علیہ السلام

فوائد نفسانیة و علوم قرآنیة

فتاویٰ رضویہ کی روشنی میں

جلد دوم

معارف القرآن

مجلد دوم

رضا فاؤنڈیشن

کتاب خانہ

افادات اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ

فوائدِ نفسیہ و علومِ قرآنیہ

فناوی رضویہ کی روشنی میں

ترتیب

علامہ حافظ محمد عبدالستار سعیدی

رضا فاؤنڈیشن

جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور

1

افادات اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ

فوائدِ نفسانیہ و علومِ قرآنیہ

فناوی رضویہ کی روشنی میں

جلد دوم
ترتیب

علامہ حافظ محمد عبدالستار سعیدی

شیخ الحدیث جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

رضا فاؤنڈیشن

جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور

0321-9415300 0300-9415300

فوائدِ نفسانیہ

(جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں)

نام کتاب	فوائد تفسیریہ و علوم قرآنیہ فتاویٰ رضویہ کی روشنی میں جلد ۲
ترتیب	حافظ محمد عبدالستار سعیدی شیخ الحدیث جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور
فیضانِ کرامت	مفتی اعظم پاکستان علامہ مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
سرپرستی	صاحبزادہ مولانا محمد عبدالمصطفیٰ ہزاروی ناظم علی جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور، شیخوپورہ
اہتمام	صاحبزادہ مولانا محمد عبدالمجتبٰ ہزاروی ناظم شعبہ نشر و اشاعت " " " "
تخریج و تصحیح	مولانا نذیر احمد سعیدی - حافظ محمد شہزاد ہاشمی
کتابت	محمد شریف بگل، کڑیال کلاں (گوجرانوالا)
صفحات	۶۳۴
اشاعت	رجب المرجب ۱۴۲۹ھ / جولائی ۲۰۰۸ء
ناشر	رضا فاؤنڈیشن جامعہ نظامیہ رضویہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور
مطبع	
قیمت	

ملنے کے پتے

(۱) رضا فاؤنڈیشن، جامعہ نظامیہ رضویہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور

۰۳۰۰ / ۹۴۱۵۳۰۰ ۷۶۶۵۷۷۲

(۲) مکتبہ اہلسنت، جامعہ نظامیہ رضویہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور

(۳) ضیاء القرآن پبلیکیشنز، گنج بخش روڈ، لاہور

(۴) شبیر برادرزہ - ۴۰ بی اردو بازار، لاہور

(۵) مکتبہ برکات المدینہ، بہادر آباد، کراچی

۰۲۱ - ۴۲۱۹۳۲۴

فہرست مضامین

جلد ۱۵

- ۷۷ معراجِ جسمانی کا بیان -
- ۷۷ گاندھی وغیرہ کے جلوس میں شریک ہونا اور چنہ دینا کیسا ہے -
- ۷۸ ”کاٹھیاوار مسلم ایجوکیشنل کانفرنس“ کے بارے میں سوال کا جواب -
- ۸۲ مسلمانوں کی فلاح و نجات اور ترکوں کی امداد کے بارے میں سوال کا جواب -
- ۸۵ اصلاحِ مسلمین کے لئے چار باتوں پر عمل کی تلقین -
- ۸۵ تشبیہ و تمثیل میں فرق -
- ۸۵ انبیاء کرام کو احتلام ہوتا ہے یا نہیں -
- ۸۶ برادرانِ یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بارے میں کلمہ توہین کہنا کیسا ہے -
- ۸۷ آیاتِ قرآنیہ پر مشتمل رسالہ ”الکوکبۃ الشہابیہ فی کفریات ابی الوہابیہ“ کا خطبہ -
- ۸۷ کفریاتِ وہابیہ کا بیان -
- ۱۰۷ کافر و منافق اور گستاخِ اولیاء کا حکم -
- خلافتِ اسلامیہ کی تباہی پر خوش ہونے والے اور قاتلانِ مسلمین کی تحسین کرنے والے امام کے

- بارے میں سوال کا جواب۔ ۱۰۹
- ایسے شخص کے بارے میں فرمان جس کا نام غلام معین الدین ہے اور وہ اپنے نام سے لفظ ”غلام“ کو بالالتزام حذف کرتا ہے۔ ۱۱۰
- آیت کریمہ یا ایہا الذین آمنوا من یرتد منکم عن دینہ الخ کے بارے میں سوال کا جواب۔ ۱۱۱
- فرعون کو مسلمان کہنے والے اور ترک موالات پانچ بنائے اسلام سے بڑھ کر ماننے والے شخص کے بارے میں ارشاد۔ ۱۱۳
- وہابیہ کی عادت ہے کہ ذرا ذرا سی بات پر مسلمانوں کو کافر و مشرک قرار دیتے ہیں۔ ۱۱۵
- ایک سنی المذہب کا نعتیہ شعر: ۵
- پھر روضہ حضرت کی زیارت کو چل اخلاص پھر چھوڑ دے تو بہر خدا حُب و وطن کو ۱۱۶
- ایک شیعہ نے ”حب الوطن من الایمان“ کے حوالے سے اس پر اعتراض کیا۔ اس کا جواب۔ ۱۱۸
- ”شب وصل خدا نے نبی سے کہا تو اور نہیں میں اور نہیں: ہے میم کا پردہ کیا پردہ تو اور نہیں میں اور نہیں“ شعر مذکور کے بارے میں سوال کا جواب۔ ۱۱۸
- مسئلہ امکان کذب کے بارے میں وہابیہ کا رد۔ ۱۲۵
- رسالہ ”سبحن السبوح عن عیب کذب مقبوح“ کی تنزیہ اول میں ارشاد۔ ۱۲۹
- رسالہ مذکورہ کی تنزیہ دوم میں ارشاد۔ ۱۴۱
- رسالہ مذکورہ کی تنزیہ سوم میں نجدیوں کی ہٹ دھرمی کا بیان۔ ۱۴۳
- امام وہابیہ کے ہدایات کا بیان۔ ۱۴۸
- امام وہابیہ کے ہدیان دوم کے شنائع و مفساد پر تازیانوں کے عنوان سے ردِ بلیغ۔ ۱۶۰
- مجوزین امکان کذب کے خلف و عید سے استدلال کا رد۔ ۱۶۶
- التماس ہدایت اساس۔ ۱۶۷
- مسایرہ، شرح مواقف اور حاشیہ عبد الحکیم سیالکوٹی کی عبارات سے قائلین امکان کذب کے استدلال کا ردِ بلیغ۔ ۱۶۸
- ملا عبد الحکیم سیالکوٹی کے قول کہ ”اللہ تعالیٰ کو امور غیر متناہیہ کا علم تفصیلی حاصل نہیں“ کا رد۔ ۱۷۰
- امام ابن ہمام کا اپنے قول سے رجوع۔ ۱۷۱
- خالق کے بارے میں عقیدہ اہلسنت۔ ۱۷۲

دلائل و ابحاث کے ضمن میں علماء جو کچھ لکھ جاتے ہیں وہ معتقد نہیں ہوتا بلکہ عقیدہ چیز دیگر ہے۔
بدعقیدہ و ہابسیہ کی تردید۔

۱۷۲

۱۷۳

۱۷۵

۱۷۸

۱۷۹

۱۸۳

۱۸۵

۱۸۸

۱۹۳

آیات قرآنیہ اور حدیث بخاری سے آیات عیسٰی علیہ السلام کے بارے میں پیدا شدہ وہم کا جواب۔

۱۹۵

۲۰۷

۲۰۷

۲۰۹

۲۱۱

ایک نبی کا منکر تمام انبیاء کا منکر ہے۔
خصائص مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا بیان۔
مولوی قاسم نانوتوی کے خاتم النبیین کے بارے میں موقف کا ردِ بلیغ۔
کافر کو سید نہیں کہنا چاہئے اور نہ ہی وہ سید ہو سکتا ہے۔

جلد ۱۶

۲۱۲

۲۱۲

۲۱۳

۲۱۵

۲۱۵

۲۱۶

۲۱۶

۲۱۷

جائداد موقوفہ پر ظالم قبضہ کرنا چاہے تو مسلمانوں پر اس کا دفاع کرنا فرض ہے۔
مال وقف سے ضرورت مند متولی دستور کے مطابق کھا سکتا ہے۔
قدیم اوقاف میں نئے مصارف بڑھانے سے متعلق ایک استفتاء کا جواب۔
مال وقف کو ذاتی مقاصد کے لئے خرچ کرنا۔
مسجد میں فرشی پنکھا لگوانا جبکہ اس کی ہوا نقصان دہ ہو۔
مزارات اولیاء کی نگہداشت کے لئے وقف کرنا درست ہے۔
خود ساختہ متولی کا تعمیر مسجد سے اہل محلہ کو روکنا جائز نہیں۔
مسجد کے منارے اور کنگرے وغیرہ بنانا کیسا ہے۔

- ۲۱۸ ایک مسجد کی موجودگی میں دوسری بنانے کے بارے میں فرمان۔
- ۲۱۸ طاقت کے باوجود لوگوں کو گناہ سے نہ روکنا۔
- ۲۱۸ مسجد قدیم کو شہید کر کے کچھ فاصلے پر مسجد جدید بنانے کا حکم شرعی۔
- ۲۱۹ فتنہ انگیزی اور نقص امن کے بارے میں فرمان۔
- ۲۲۰ مسجد کانپور کے بارے میں مولانا عبدالباری فرنگی محلی کے فیصلہ کا رد۔
- ۲۲۰ کیا کفار مکلف بالفروع ہیں؟
- ۲۲۰ مساجد کو بے حرمتی سے بچانے کی مسلمانوں کو تلقین۔
- ۲۲۱ چھوٹی مسجد کو گرا کر بڑی بنانا اور چھوٹی کا سامان اس میں لگا دینا کیسا ہے؟
- ۲۲۱ رافضی کی بنائی ہوئی مسجد کو ایک سٹی نے خرید کر مسجد کر دیا اس کا حکم شرعی کیا ہے؟
- ۲۲۲ مسجد کا کچھ حصہ جبراً اپنے مکان میں شامل کرنے والے کے بارے میں فرمان۔
- ۲۲۳ سنیوں اور غیر مقلدین کے لئے الگ الگ مساجد نامزد کر دینا کیسا ہے۔
- ۲۲۳ شرارتی اور فسادی کو شرکتِ جماعت سے روکنا جائز ہے۔
- مسجد قدیم کے ارد گرد مسلمانوں کے مکان نہیں رہے تو مسلمانوں کی آبادی کے درمیان جدید بنیاد
- ۲۲۴ مسجد بنانا کیسے ہے؟
- ۲۲۴ چار چھوٹی مساجد کو اکھاڑ کر ایک بڑی جامع مسجد بنانا کیسا ہے؟
- ۲۲۵ غیر شریف النسب کی بنائی ہوئی مسجد کا حکم شرعی۔
- ایک شخص تعمیر مسجد کو اس لئے روکتا ہے کہ اس کی چھ انگلی زمین مسجد میں آ رہی ہے اس کے بارے میں فرمان۔
- ۲۲۵ مسجد کو توڑ کر دوسری بنانا اور پرانی مسجد کی لکڑی وغیرہ ذاتی مصرف میں لانا سابق متولی مسجد کی بدعنوانیوں کا پتھر نصب کرنا کیسا ہے؟
- ۲۲۵ اللہ تعالیٰ سے کئے ہوئے وعدے کی خلاف ورزی کرنا۔
- ۲۲۶ صحن مسجد کے کچھ حصہ میں دکانیں بنانا۔
- ۲۲۶ مال وقف ناحق کھانے والوں کے بارے میں فرمان۔
- ۲۲۶ مسجد کی مسجدیت ختم کر کے کچھ اور بنانا ممنوع ہے۔
- ۲۲۸ ادھار بیع کی صورت میں بنسبت نقد کے زیادہ قیمت رکھنا ممنوع نہیں۔

- ۲۲۸ مسلمان عورتوں کی تعمیر کی ہوئی مساجد کے بارے میں حکم شرعی۔
- ۲۲۸ نواب اور راجے کچھ عورتوں کو مجبوس رکھ کر حرام کاری کرتے ہیں، ان کے بارے میں فرق۔
- ۲۲۹ دو قیام مسجدوں کو اگر ایک مسجد بنانا اور پرانی مسجدوں کے اسباب کو نئی مسجد میں لگانا کیسا ہے؟
- ۲۲۹ مسجد اہلسنت میں روافض کا اذان و نماز ادا کرنا۔
- ۲۳۰ گناہگار کا مددگار بھی ویسا ہی مجرم ہے۔
- ۲۳۰ احاطہ مسجد کو باغیچہ بنانے کی مذمت۔
- کسی نے زمین وقف کرنے کی نیت کی اب اس کے بدلے میں اس سے بہتر زمین وقف کرنا چاہتا ہے۔
- ۲۳۱ سود کی ڈگریاں دلوانے والے اور عقائد سرسید کے مداح کے بارے میں سوال کا جواب۔
- ۲۳۲ کسی شخص کے مرنے کے بعد ایک انجن کے کچھ حسابات ثابت ہوئے تو کیا کیا جائے؟
- ۲۳۲ مساجد اہلسنت کا متولی روافض کو بنانا کیسا ہے؟

جلد ۱۷

- ۲۳۶ بیعانہ کی رقم واپس کرنا ضروری ہے۔
- ۲۳۶ بائع کا ثمن کو کارِ معصیت میں خرچ کرنے کا وبال مشتری پر نہیں۔
- ۲۳۷ بعد از تقسیم ایک شریک دوسرے کا مال کم دایوں پر خریدے، اگر تراضی طرفین ہو تو جائز ہے۔
- ۲۳۷ سرکاری اسٹامپ کی بیع کا شرعی حکم۔
- ۲۳۸ ایفون اور بھنگ کی بیع کے بارے میں فرمان۔
- ۲۳۸ جنین پر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولایت کا اثبات۔
- ۲۳۹ پنجوں نے فیصلہ کے لئے طرفین سے رقم لی پھر کسی ایک فریق کو دے دی تو یہ ظلم ہے۔
- ۲۳۹ تاجروں کا کاریگروں سے مال خریدتے ہوئے ایک پیسہ روپیہ کیڑتی کرنا کیسا ہے؟
- کسی شخص کو اپنے قرضہ کی وصولی یاد نہیں، مقروض نے اس شرط پر دے دیا کہ اس کو خیرات کر دینا تو شرعی حکم کیا ہے؟
- ۲۳۹ ادھار بیع کے بارے میں ایک سوال کا جواب۔
- ۲۴۰ کمی بیشی کے ساتھ نوٹ کی بیع کے بارے میں ارشاد۔

- ۲۴۱ مفلس مقروض کو مہلت ہالازم ہے۔
- ۲۴۱ سود پر قرض دیا اور مر گیا اس کے ورثہ کو سود لینا جائز ہے یا نہیں؟
- ۲۴۲ ہنود سے سود کے جوازے قائل کا رد۔
- ۲۴۲ عورت کو مال بہن کہنا ظہر نہیں۔
- ۲۴۳ دارالاسلام میں حرم سود شرف دار کی وجہ سے نہیں۔
- ۲۴۴ کفار کے خزانہ میں جمع شدہ روپے پر سود کی حرمت۔
- ۲۴۴ بینک سے سود لینا۔
- ۲۴۴ روپیہ اور غلہ قرض لینے کے بارے میں فرمان۔
- ۲۴۴ غیر مسلموں سے سود لینے کے بارے میں ارشاد۔
- ۲۴۵ جوئے کی ایک نئی صورت کے بارے میں سوال کا جواب۔
- ۲۴۶ مسلمانوں کو غیر مسلم سے سود کا لین دین کیسا ہے؟
- ۲۴۹ سودی معاملہ کے بارے میں ایک سوال کا جواب۔
- ۲۴۹ سود بینک کا ممبر بننے والے امام کے بارے میں سوال کا جواب۔
- ۲۵۱ سود کی ایک الجھی ہوئی صورت کا بیان۔
- ۲۵۱ دس کا نوٹ بارہ یا پندرہ کے بدلے میں کیسا ہے؟
- ۲۵۱ حرمت سود کے بارے میں ایک اشکال کا جواب۔
- ۲۵۵ نفع منقح کے بارے میں ایک غلط فہمی کا ازالہ۔
- ۲۵۵ سرکاری بینک سے سود لے کر کنواں وغیرہ بنانا۔
- ۲۵۶ سیونگ بینک کے سود کا حکم۔
- ۲۵۶ سود کے بارے میں ایک اور سوال کا جواب۔
- ۲۵۷ اعلانیہ سود کھانے اور توبہ نہ کرنے والے شخص کے بارے میں فرمان۔
- ۲۵۷ بیمہ کے بارے میں ایک سوال کا جواب۔
- ۲۵۷ بیع کا نفع جائز اور قرض کا نفع ناجائز ہے۔
- ۲۵۸ گورنمنٹ سے قرض پر نفع لینا۔
- ۲۵۸ ایک دیوبندی مفتی کے فتویٰ پر گرفت۔

- جوازِ حیلہ کا بیان
 ۲۵۸ مشرکین کے ایک اعتراض کا جواب۔
 ۲۵۹ مولانا عبدالحی صاحب کے ایک غلط استدلال کا رد۔
 ۲۶۰ پیشگی کچھ روپے دے کر غلہ کی خریداری سے متعلق ایک سوال کا جواب۔
 ۲۶۱ عقد میں طے شدہ قیمت سے کچھ کم لینا جائز ہے۔
 ۲۶۱ نوٹ کی بیع کا بیان۔
 ۲۶۳ دس روپے دے کر پندرہ روپے کے پیسے لینا کیسا ہے؟

جلد ۱۸

- ۲۶۴ صوم و صلوة کی پابندی نہ کرنے والے مسکرات کے عادی شخص کی شہادت مقبول نہیں۔
 ۲۶۴ کافر کی شہادت۔
 ۲۶۴ فاسق کی شہادت۔
 ۲۶۵ طلاق کے بارے میں ایک غلط فیصلہ کا رد۔
 ۲۶۵ دارالافتاء کی حیثیت اور ذمہ داری۔
 ۲۶۶ عاق کرنے سے وارث حق میراث سے محروم نہیں ہوتا۔
 ۲۶۶ کیا قاضی کا مسلمان ہونا شرط ہے۔
 ۲۶۷ ”باہر جانے“ کے لفظ سے فرار ثابت نہیں ہوتا۔ اس سلسلہ میں قرآنی آیات سے استدلال۔
 ۲۶۸ مرد گواہوں میں قاضی تفریق کر سکتا ہے، مگر دو عورتوں کی شہادت میں ایسا جائز نہیں۔
 زید عمرو کا حصہ زمین اس کی اجازت کے بغیر بیچ کر کھا گیا اور طلب پر تمادی کا عذر پیش کرتا ہے۔ کیا حق
 ۲۶۸ عمرو عند اللہ بذمہ زید ہے یا نہیں؟
 ۲۶۹ عہدِ غیر حکم شرع کو حکم شرع قرار دینے والے کے بارے میں ارشاد۔
 ۲۶۹ عدم ذکر و ذکر کا اختلاف قرآن مجید میں بھی ہے۔
 ۲۷۰ لفظ ”اور“ معیت و ترتیب پر دلالت نہیں کرتا۔
 ۲۷۰ وقت کی جُزءِ قلیل و کثیر کو پورا وقت کہنا جائز ہے۔
 ۲۷۲ ذکر و عدم ذکر میں اختلاف نہیں۔

- ۲۷۲ فریقین مقدمہ اور حکام کو حکم شرع کے سامنے گردن جھکانے کی تلقین۔
- ۲۷۳ شخص واحد مجہول العدالتہ کا بیان شرعاً معتبر نہیں۔
- ۲۷۴ کافر کی گواہی مسلمان کے خلاف شرعاً مقبول نہیں۔
- پنجایت نے فریقین سے چار چار ہزار روپے اس شرط پر لئے کہ اگر ان میں سے کوئی ہمارا فیصلہ نہیں مانگے تو اس کی رقم دوسرے کو دے دی جائے گی۔
- ۲۷۴ تشریح مشاورت کی حکمت۔
- ۲۷۵ ولایت عرفیہ و شرعیہ میں فرق کا بیان۔
- ۲۷۶ غلط فتویٰ جاری کرنے والے اور اس کی تصدیق کرنے والے کو پند و نصیحت۔
- ۲۸۰ ہندو پنجایت کے ایک مسلمان کے بارے میں فیصلہ کا رد۔
- ۲۸۲ بعض لوگوں نے خان محمد کو ولد الزنا قرار دے کر اس کے پیچھے نماز پڑھنا ترک کر دی بعد ازاں اپنے بیان سے رجوع کر کے معافی مانگ لی۔ ان لوگوں کے بارے میں فرمان۔
- ۲۸۳ فعل کبھی مباشر اور کبھی آمر کی طرف منسوب ہوتا ہے۔
- ۲۸۴ عدم ذکر ذکر عدم نہیں ہوتا۔
- ۲۸۵ ایک شخص نے دعویٰ کیا کہ یہ جائداد میری ہے پھر دعویٰ کیا یہ وقف ہے، اس کے بارے میں فرمان۔
- ۲۸۷ آیت کریمہ میں بین احد من سلسلہ کا مطلب۔

جلد ۱۹

- ۲۸۷ بے تراضی جائداد کو قرضہ کے عوض میں لینا ظلم ہے۔
- ۲۸۸ عاریت میں رجوع۔
- ۲۸۸ عاریتاً لئے ہوئے زیورات گم ہو جانے کے بارے میں حکم شرعی کا بیان۔
- ۲۸۸ اپنی زندگی میں اولاد کو ہبہ کرنا۔
- ۲۸۹ فقیر باپ نابالغ اولاد کے مال سے بقدر کفایت کھا سکتا ہے۔
- ۲۸۹ متبنتی کے بارے میں حکم شرعی کا بیان۔
- تنگ دست معلم قرآن کو مانگے بغیر طلباء کچھ پیسے دے دیتے ہیں اس پر ایک غیر مقلد کے اعتراض کا جواب۔
- ۲۹۰

- ۲۹۱ سنی حنفی عالم دین کی خدمت و معاونت کے بارے میں سوال کا جواب۔
- ۲۹۱ فاسقوں کو مکان کرایہ پر دینے سے متعلق سوال کا جواب۔
- ۲۹۱ مرتکب معصیت کو مکان کرایہ پر دینا کیسا ہے۔
- ۲۹۲ اجارہ تدریس کے بارے میں ایک سوال کا جواب۔
- ۲۹۴ سب رجسٹری کی نوکری سے متعلق عربی میں سوال کا جواب۔
- ۲۹۵ قرآن خوانی اور مولود خوانی پر اُجرت کے بارے میں ارشاد۔
- ۲۹۵ وکیلوں کے محرر کے بارے میں فرمان۔
- ۲۹۵ میلاد خوانی وغیرہ پر اُجرت پہلے سے طے کر لینا کیسا ہے؟
- ۲۹۶ بنک کی ایک صورت کے بارے میں سوال کا جواب۔
- ۲۹۶ جس دکان میں سودی روپیہ لگا ہوا ہو اس پر ملازمت کیسی ہے۔
- ۲۹۷ مقدمہ میں مستاجر نے جو خرچ کیا یا بحرمانہ دیا مالکان سے وہ وصول کرنا کیسا ہے؟
- ۲۹۷ ایصالِ ثواب کے لئے اُجرت پر قرآن خوانی کا حکم۔
- ۲۹۷ ختم ملازمت کے بعد پراویڈنٹ فنڈ کی رقم کے بارے میں حکم شرعی۔
- ۲۹۸ پکھری کی حجی، سب حجی، منصفی اور رجسٹری کی نوکری سے متعلق سوال کا جواب۔
- ۲۹۸ میت کے قرض کی ادائیگی و رثاء پر لازم ہے یا نہیں؟
- ۲۹۹ جوان پسیر کی آمدنی لے کر اپنے مصارف میں خرچ کرنے والے باپ پر تاوان لازم ہے۔
- ۳۰۰ مکہ و فریب اور ڈرا دھمکا کر کسی کا مال لینا۔
- ۳۰۰ سود اور رشوت سے حاصل شدہ روپے سے بزرگوں کی نیاز کرنا۔
- ۳۰۱ مسجد کی چٹائی قبر میں لگا دینے والے شخص کے بارے میں فرمان۔
- ۳۰۱ والد کے ترکہ میں ناجائز تقسیم اور تصرف و قبضہ کے بارے میں فرمان۔
- زید نے چندہ دینے کے لئے سو روپے کا چیک بکر کو دیا کہ بنک سے نکلوا لے بکر نے چند دن سستی کی اور بنک دیوالیہ ہو گیا، اس صورت میں وہ رقم کس کے ذمہ ہوگی۔
- ۳۰۲ کسی کے مال سے اس کی رضامندی کے بغیر نفع اٹھانا۔
- ۳۰۳ خیانت و عہد شکنی کے بارے میں ارشاد۔

جلد ۲۰

- ۳۰۳ اشہاد کے معنی کی تحقیق اور اس پر قرآنی آیات سے تائید۔
- ۳۰۴ باہمی رضامندی سے کوئی شے جتنی زائد قیمت پر بھیجی جائے جائز ہے۔
- ۳۰۵ زمین کی مالگزارمی ادا نہ کرنے والوں کے بارے میں فرمان۔
- ۳۰۵ ظاہر کے نام کا بکر مسلمان نے تسبیہ پڑھ کر ذبح کیا اس کا شرعی حکم کیا ہے؟
- ۳۱۰ حلال جانوروں کے اعضاءے مکروہہ کے بیان کے ضمن میں فرمان۔
- ۳۱۱ بتوں کے نام پر چھوڑے ہوئے جانور کے بارے میں ایک سوال کا جواب۔
- ۳۱۳ اللہ کے نام پر ذبح کئے جانے والے جانور کے بارے میں فرمان۔
- ۳۱۳ بدگمانی کی مذمت۔
- ۳۱۴ آیت کریمہ ”وَمَالِكُمْ أَنْ تَتَكَلَّمُوا“ الایۃ کی تفسیر میں امام رازی کا ارشاد۔
- ۳۱۴ شریعت کے احکام کو بناوٹی کہنے والے کی مذمت۔
- ۳۱۵ ضد کے طور پر مسلمان قصائی کو چھوڑ کر ہندو سے گوشت خریدنے والے مسلمان کے بارے میں فرمان۔
- ۳۱۵ آیت کریمہ ”مَا أَهْلَ بِهِ لَعْنَةُ اللَّهِ“ کی تفسیر۔
- ۳۱۶ پیر کے نام کے بکرے سے متعلق فرمان۔
- ۳۱۶ آیت کریمہ ”حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ أَيْمَانُ الْوَالِدِ“ الایۃ کی تفسیر اور اس کے ضمن میں وہابیہ کا رد۔
- ۳۱۸ ذابح بقر، قاطع شجر اور شارب خمر کے بارے میں سوال کا جواب۔
- ۳۱۹ گائے کے گوشت کا حکم شرعی۔
- ۳۱۹ مچھلی کی حلت کے بارے میں فرمان۔
- ۳۲۰ موقوفہ کا حکم شرعی بیان کرتے ہوئے فرمان۔
- ۳۲۰ مالِ مشترک سے قربانی کے بارے میں ایک سوال کا جواب اور ایک غلط فتویٰ کا رد۔
- ۳۲۱ ہندوؤں کی خوشنودی کے لئے گائے ذبح کرنے سے اجتناب کرنے کے بارے میں فرمان۔
- ۳۲۱ رسالہ ”ہادی الاضحیۃ بالشاہۃ الہندیۃ“ میں تحقیق انقی پیش کرتے ہوئے فرمان۔
- ۳۲۸ بھیڑ کے ششماہر بچے کی قربانی کے بارے میں ایک سوال کا جواب۔
- ۳۳۰ قربانی کا گوشت اور آمنت کا فر کو دینے کے بارے میں سوال کا جواب۔

قربانی کے گوشت کا حکم شرعی۔

۳۳۱

قربانی کی کھالیں جبراً اپنا حق قرار دے کر وصول کرنے والے امام کے بارے میں فرمان۔

۳۳۱

قربانی و عقیقہ کے جانور کی کھال مسجد و مدرسہ کو دینے سے متعلق ایک سوال اور ایک غلط استدلال کا جواب۔

۳۳۱

جلد ۲۱

کلمہ کفر کہنے والے کے بارے میں فرمان۔

۳۳۲

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مالِ حرام سے نیاز قبول فرما لیتے تھے یہ کلمہ ملعونہ کہنے والے کے بارے میں فرمان۔

۳۳۳

جذامی کے ساتھ کھانا پینا ترک کرنے والوں کے بارے میں فرمان۔

۳۳۵

مدینہ منورہ کے لئے لفظ یثرب استعمال کرنے کی ممانعت اور ایک اعتراض کا جواب۔

۳۳۵

کفر ہنود کے منکر کے بارے میں ایک استفتاء کا جواب۔

۳۳۵

کیا تائب کفر میں فیصلہ کرنے والا مسلمان گنہگار ہوگا؟

۳۳۷

تقربِ اولیاء اللہ کے بارے میں ارشاد۔

۳۳۷

اللہ اور رسول کی گستاخیاں لکھنے اور ان کی ممانعت کرنے والوں کے بارے میں فرمان۔

۳۳۹

گیارہویں شریف و مجلس میلاد مبارک داخل ایمان اور معنی اصنت باللہ میں شامل ہیں یا نہیں؟

۳۴۱

روافض سے میل جول رکھنے کے بارے میں فرمان۔

۳۴۱

سود کھانے والوں سے محبت رکھنے کے بارے میں فرمان۔

۳۴۲

بھنگیوں کے گھر کے کھانے پر فاتحہ و ایصالِ ثواب کرنے والے زید کے بارے میں سوال کا جواب۔

۳۴۲

ایک سوال آیا کہ اگر بہاری بستی کے لوگوں کو شادی بیاہ کے موقع پر ناشہ بجانے سے روکا جائے تو کئی لوگوں

۳۴۲

کے مذہب سے پھر جانے کا خدشہ ہے کیا کیا جائے، اس کے جواب میں فرمان۔

۳۴۳

اہل قبلہ کون ہیں، اس کی وضاحت۔

کچھ با اثر مسلمان ہنود کے افعال ہولی وغیرہ میں ان کو برا سمجھتے ہوئے صرف اس لئے شریک ہوئے کہ

۳۴۴

ان کے ساتھ اتفاق و اتحاد ہو جائے گا تو ہم بھی ان سے تعزیر اٹھوائیں گے، ان لوگوں کے بارے میں سوال کا جواب۔

۳۴۶

بدگمانی کی حرمت میں قرآنی آیات سے تائید۔

- ۳۴۶ مستند علماء دین کے فتاویٰ کو نہ ماننے اور دینی امور میں من مانی کرنے والے شخص کے بارے میں فرمان۔
- ۳۴۶ نو مسلم خاکروب کے ساتھ کھانے پینے والے مسلمان کی نفسی اُڑانے والے شخص کے بارے میں فرمان۔
- ۳۴۷ مستحبات بدعت سیئہ قرار دے کر ان سے روکنے والے شخص کے بارے میں فرمان۔
- ۳۴۸ عظمت و محبت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اہمیت۔
- ۳۴۸ ہنود کی طرف سے حکومت خود اختیاری کی تحریک میں مسلمانوں کی شرکت کے بارے میں ایک استفتاء کا جواب۔
- ۳۵۱ بد مذہبوں کے ساتھ اہل سنت و جماعت کے میل جول کے بارے میں فرمان۔
- ہنود کے تہواروں میں شریک ہونے والے اور ان کی رسومات کو مستحسن جاننے والے مسلمان کے بارے میں فرمان۔
- ۳۵۱ بد مذہبوں کے پیشوا کا استقبال کرنے والے مسلمانوں کے بارے میں فرمان۔
- ۳۵۲ ایک سنی عالم کے بارے میں سوال ہوا کہ اس نے اپنی تحریر کا آغاز حمد و نعت سے نہیں کیا، اس کا جواب۔
- ۳۵۳ تصویر کھنچوانے سے متعلق ایک سوال کا جواب۔
- ۳۵۴ رسالہ ”جلی النص فی اماکن الرخص“ میں مواضع رخصت کا بیان۔
- ۳۵۷ تسخیر ہمزاد کے لئے عمل کرنے کا شرعی حکم۔
- ۳۵۸ دست غیب اور مصیبت کے نیچے سے اشرافی وغیرہ کا نکلنا صحیح ہے یا نہیں؟
- جلسہ خلافت کمیٹی میں شرکت کے بارے میں سوال آیا جس کے ممبران ہنود و مشرکین کی دوستی کرتے ہیں اور ان کی رسومات کفریہ میں شریک ہوتے ہیں اور ان کی دعا و مغفرت کے لئے اشتہار چھاپتے ہیں، اس کے جواب میں ارشاد۔
- ۳۵۹ کفار سے معاملات، احکام مرتدہ اور اسلامی پیام نامی ایک اشتہار کے بعض مندرجات سے متعلق مولانا سید اصف علیہ الرحمہ کے سوالات کا جواب دیتے ہوئے رسالہ ”الرمز المصنف علیٰ
- سوال مولانا سید اصف“ میں فرمان۔
- ۳۶۲ روافض کے جلوس کو پانی پلانے کے لئے سبیل لگانا انھیں لبسٹ کھلانا اور اس میں چندہ دینا کیسا ہے؟
- ۳۶۹ قول مشرک کو حکم شرع قرار دینے والے کے بارے میں سوال کا جواب۔
- سوال آیا کہ نان کو آپریشن میں ہم شریک ہوں یا نہیں نیز گورنمنٹ کی طرف سے ہمارے مدرسے کو امداد ملتی ہے اس کا لینا جائز ہے یا نہیں، اس کا جواب۔
- ۳۷۰

خلافت کے لئے چندہ دینے کے بارے میں فرمان۔

۳۷۱

مرتد سے میل جول رکھنے والے شخص کے بارے میں فرمان۔

۳۷۱

ارشاد باری عز اسمہ ”ومن لم يحكم بما انزل الله فاولئك هم الكفرون“ ، ومن لم يحكم بما انزل الله فاولئك هم الظالمون ، ومن لم يحكم بما انزل الله فاولئك هم الفاسقون“ کے کیا معنی ہیں؟

۳۷۱

زید و ہابیہ کے مذہب کو ہوا سمجھتا ہے مگر برادری سمجھ کر ان کی خاطر مدارات کرتا ہے اس کے بارے میں فرمان ۳۷۲

زید کہتا ہے مشرک و کفار کے جنازہ میں مشایعت اور کندھا دینا اہل اسلام کے لئے ضروری ہے، اس کے بارے میں فرمان۔

۳۷۲

ہندو سے میل جول کو مدار اسلام قرار دینے والے کے بارے میں فرمان۔

۳۷۳

مسلمانوں کے فیصلوں کے لئے ہندو کو پانچ بنانے کے بارے میں فرمان۔

۳۷۳

جبری نوٹ لکھو اگر مالی جبر مان لینا ناجائز ہے۔

۳۷۴

کافر سے مفت زمین لے کر اس کے تعاون سے مسجد بنانے کے بارے میں فرمان۔

۳۷۴

کفار اور بد مذہبوں کے جلسوں میں شرکت کے بارے میں فرمان۔

۳۷۵

مرزا غلام احمد قادیانی کے بارے میں ایک سوال کا جواب۔

۳۷۶

جو علماء دیوبند ظاہر کریں کہ ہمارا وہ عقیدہ نہیں جو ہماری طرف منسوب ہے نیز وہ ”تقویۃ الایمان“ وغیرہ کی

عبارات میں تاویل کر کے اچھا مطلب نکالیں تو اس جیلہ شرعی سے ان کی بریت ہو سکتی ہے یا نہیں؟

۳۷۶

کیا حدیث ہے کہ کافر کو بھی کافر نہ کہا جائے؟

۳۷۷

غوث اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور ان کے خاندان کی توہین کرنے والوں کے بارے میں فرمان۔

۳۷۸

کفار سے میل جول، ان کی تعظیم و معاونت اور ان کی ملعون حرکات میں شرکت کے مرتکب مسلمانوں کے

بارے میں فرمان۔

۳۷۸

استعانت کے بارے میں وہابیوں کے عقائد اور ان پر بزم خویش آیات قرآنیہ، سعدی، نظامی گنجوی

اور صوفیاء کے اقوال سے استدلال کا رد کرتے ہوئے رسالہ ”برکات الامداد لاهل الاستمداد“

میں ارشاد۔

۳۷۹

حقیقتِ اصلیہ کے اعتبار سے قاضی، حاکم، سید اور عالم اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہیں۔

۳۸۵

”حاجو! آؤ شہنشاہ کا روضہ دیکھو“ کی علی سبیل التنزیل ایک توجیہ۔

۳۹۱

آثار و تبرک کے منکر شخص کا رد اور ان کی تعظیم و توقیر کا اثبات کرتے ہوئے رسالہ ”بدس الانوار“
فی آداب الآثار“ میں ارشاد۔

۳۹۳

۳۹۶

تعظیم آثار و تبرکات کے لئے کسی خاص سند کی ضرورت نہیں۔

۳۹۶

۳۹۷

تصاویرِ معظمین کی تعظیم۔

توسل و حاجت شیخ طریقت۔

ممانعت تعدد بیعت کے بارے میں مصنف رسالہ ”انوارِ ساطعہ“ مولانا عبد السمیع علیہ الرحمہ کے

۳۹۸

ایک استفتاء کے جواب میں ارشاد۔

۳۹۹

”جس کا دنیا میں مرث نہیں اس کا مرشد آخرت میں شیطان ہوگا“ اس مقولہ کی تحقیق۔

۴۰۰

آیت کریمہ ”اولی الامر“ سے متعلق قول ارجح کا بیان۔

۴۰۰

اقسامِ فلاح بیان کرتے ہوئے اس کی قسم ثانی کی تفصیل۔

۴۰۲

فلاح کی کچھ مزید اقسام بیان کرتے ہوئے فلاحِ باطن کے بارے میں فرمان۔

۴۰۲

شیخ طریقت کے حکم کی اہمیت۔

۴۰۳

مرثِ عام کے مخالفین شیطان کے چیلے اور مرید ہیں۔

۴۰۳

فلاحِ تقویٰ کے بارے میں بحث۔

۴۰۳

آیت وسیلہ کے لطائف کا بیان۔

شرعیات و طریقت کے بارے میں عمر و نامی ایک شخص کے اقوالِ شنیعہ کا ردِ بلیغ اور شرعیات کی اہمیت

۴۰۵

مداریت کا اثبات کرتے ہوئے رسالہ ”مقال العرفاء باعتبار ان شرع و علماء“ میں ارشاد۔

۴۰۷

کون سے علماء وارثِ نبی ہیں نیز آیت کریمہ ”ثُمَّ اَدْرَا ثَنَا الْکُتُبِ“ الخ کی تفسیر۔

۴۰۹

تصویرِ برزخ میں خاص خاندانِ عزیزی کی نصوص کا ذکر۔

۴۱۰

اپنی تعریف و تحسین کو پسند کرنے والے شیخ کے بارے میں سوال کا جواب۔

کسی شخص کو بارات کے میزبان نے بایں شرط دعوت دی کہ نفسِ دعوت میں ممنوعاتِ شرعیہ کا ارتکاب نہیں

ہوگا اور ناچ گانا وغیرہ دوسرے مکان پر ہوگا، صورتِ حال یہ ہے کہ شخص مذکور کے شریک ہونے یا

نہ ہونے سے ان ممنوعات کے ارتکاب میں کوئی فرق نہیں پڑے گا تو ایسی صورت میں وہ نفسِ دعوت میں

شریک ہو یا نہ ہو۔ نیز کچھ لوگوں نے یہ عہد کر رکھا ہے کہ ناچ گانے والی شادیوں میں شریک نہیں ہونگے

۴۱۱

ان کے بارے میں کیا حکم ہے۔ اس کے جواب میں ارشاد۔

- آیت کریمہ ”لَا يَنْهٰكُمْ اللّٰهُ عَنِ الدِّينِ“ الخ کے شان نزول کے بارے میں۔ ۴۱۲
- شیعوں کے ہاں ان کے ہمراہ ان کا تیار کردہ کھانا کھانے کے بارے میں فرمان۔ ۴۱۳
- ایسے شخص کے بارے میں سوال کا جواب دیتے ہوئے فرمایا جو خاکروب اور بھنگیوں کی روٹی کھانے، ان کے چھونے اور اپنے کُنویں سے ان کے پانی بھرنے میں کوئی حرج نہیں سمجھتا۔ ۴۱۴
- زید دانتہ روافض اور قادیانیوں کے گھر کھانا کھانے جاتا ہے، اس کے بارے میں فرمان۔ ۴۱۵
- جن کی کمائی میں سود کی آمیزش ہو ان کے یہاں کھانا پینا اور شادی بیاہ کرنا کیسا ہے؟ ۴۱۶
- کسبِ حرام والوں کے ہاں کھانے پینے کے بارے میں ایک اور سوال کا جواب۔ ۴۱۶
- عشرۃً محرم میں شکار کھیلنے سے متعلق سوال کا جواب۔ ۴۱۶
- میلاد پڑھوانے والا پڑھنے والے کو کھانا کھلائے تو کھالینا چاہئے یا نہیں اور کھالینے کی صورت میں پڑھنے والے کو میلاد خوانی کا ثواب ملے گا یا نہیں۔ ۴۱۷
- عیسائیوں کے ساتھ کھانے پینے اور ان کے برتنوں کے استعمال کو جائز قرار دینے والے اور اس پر آیت کریمہ ”و طعام الذین اوتوا الکتاب حل لکم و طعامکم حل لہم“ سے استدلال کرنے والے شخص کے بارے میں ارشاد۔ ۴۱۷
- شہدائے اہل بیت اور بیت النحل میں کچھ شہد چھوڑنے کے بارے میں فرمان۔ ۴۱۹
- زید بایں خیال کسی دعوت پر نہیں جاتا کہ آج کل کی دعوتیں عموماً فحش و تطاول وغیرہ ممنوعات پر مشتمل ہوتی ہیں اور فقہانے ایسی دعوتوں میں جانے سے منع فرمایا ہے، اس کا یہ فعل کیسا ہے؟ ۴۱۹

جلد ۲۲

- عورتوں کے زیور سے متعلق فرمان۔ ۴۲۰
- مردوں کے لئے ریشم پہننا حرام ہے۔ ۴۲۰
- ایک خاص قسم کا کپڑا اعلیٰ حضرت کی خدمت میں بھیجا گیا اس کی عدم حرمت کا بیان۔ ۴۲۱
- نبی اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہمیشہ تہبند اور بلا بٹن کرتا پہنا اور جو کی روٹی کھائی، تو اگر کوئی پانچامہ، شلوار اور کالر والی قمیض پہنے یا گندم کی روٹی کھلائے تو کیا مخالف سنت کھلائے گا۔ ۴۲۲
- زرد رنگ کے لباس اور جوڑتے کے بارے میں فرمان۔ ۴۲۲
- مشت زنی کی مذمت۔ ۴۲۳

$\frac{2}{2}$

۴۲۳

غیر فاحشہ مسلمہ کے اپنی حقیقی فاحشہ بہن سے میل جول کے بارے میں فرمان۔

۴۲۴

طوائف فاحشہ عورتوں اور ان کے ذکور سے باہمی مودت اور میل جول رکھنے والوں کے بارے میں فرمان۔

۴۲۵

چھوٹے بچوں کو فحش گوئی اور بیبیائی سے روکنے کی تلقین و تاکید۔

جہاں محارم و غیر محارم مرد عورتیں جمع ہوں وہاں اپنی بیوی کو نہ روکنے والے مرد اور روکنے کے باوجود

۴۲۶

نافرمانی کرنے والی بیوی کے بارے میں سوال کا جواب۔

۴۲۶

زانی اور دیوث سے احتراز۔

۴۲۷

اسی نوعیت کے ایک اور سوال کا جواب۔

کسی کی منکوحہ کو خاوند سے باغی کرنے اور حرام کاری کے پیشہ کی ترغیب دینے اور اس سلسلہ میں اس کی

۴۲۷

معاونت کرنے والوں کے بارے میں استفتاء کا جواب۔

دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کے عدم جواز پر حدیث میں لفظ یَد کے منفرد واقع ہونے سے وہابیہ

۴۲۸

کے استدلال کا رد۔

۴۳۰

کوئی چیز شرعاً ممنوع کب ہوتی ہے، اس کے بارے میں ضابطہ۔

ذرا ذرا سی بات پر مسلمانوں سے اُلجھنے اور متعدد امور کو بلا دلیل ممنوع کہنے والوں کے بارے میں

۴۳۰

فسرمان۔

۴۳۱

گھر میں داخل ہوتے وقت اہل خانہ کو سلام کہنے کے بارے میں ایک سوال کا جواب۔

۴۳۱

تحریم حلال کے ترکیبیں کے بارے میں فرمان۔

۴۳۲

مزاراتِ اولیاء اللہ کی چوکت کو چومنے سے متعلق سوال کا جواب۔

۴۳۳

تعظیمِ نبی کے بارے میں فرمان۔

عمر و نے زید کے سلام کے جواب کے بدلے یہ الفاظ کہے کہ ”تم بہت جھوٹے ہو تمہارا سلام لینا درست

۴۳۳

نہیں“ عمر و گنہگار ہو گیا یا نہیں؟

۴۳۴

طوافِ مزارات کے بارے میں مولوی عبد الحمید پانی پتی کے طویل استفتاء کا جواب۔

۴۳۵

طواف کی اقسام اربعہ بیان کرتے ہوئے تیسری قسم کے بارے میں فرمان۔

مریدوں سے اپنے آگے سجدہ کروانے والے پیر جو کہ جوازِ سجدہ پر سورہ یوسف کی آیت کریمہ

۴۳۸

”وَحَرِّمْنَا سُبُجْدًا“ سے استدلال کرتا ہے، کے بارے میں ایک سوال کا جواب۔

۴۳۸

قدم بوسی اور سجدہ تحیہ کے بارے میں ایک سوال کا جواب۔

- ۴۳۹ سادات کرام کی تحقیر کی مذمت اور محبت و اطاعت کی اہمیت کا بیان۔
- ۴۴۲ سجدہ تعظیمی کی حرمت کے بیان میں رسالہ ”الزبدۃ الزکیۃ لتحریم سجود التھیۃ“ میں ارشاد۔
- ۴۴۸ اسی رسالہ مذکورہ میں سجدہ تعظیمی کے بارے میں مزید ارشاد۔
- ۴۴۸ سجدہ تعظیمی کے جواز پر بکر کے خرافات اور استدلالاتِ فاسدہ کا رد۔
- ۴۵۰ تحریفاتِ بکر کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد۔
- ۴۵۵ اللہ تعالیٰ پر بکر کے افتراء کا ردِ بلیغ۔
- ۴۵۹ مجوزینِ سجدہ تحیت کے سجدہ آدم و یوسف علیہما السلام سے استدلال کا ابطال۔
- مولوی عبدالقادر صاحب جوہپوری نے سجدہ تحیت و تواجہ کے بارے میں ایک مباحثہ کا حال بطور استفتاء اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کی خدمت میں بھیجا، اس کا جواب۔
- ۴۷۹ غنا اور سماع کون سا ممنوع اور کون سا جائز ہے؟
- ۴۸۰ یوں کہنا درست نہیں کہ صوفیاء کرام کے قول و فعل کی کوئی وقعت نہیں۔
- ۴۸۱ تحریمِ سجدہ تعظیمی کے بارے میں مزید ارشاد۔
- ۴۸۳ سجدہ کی حرمت سے قدم بوسی کی حرمت پر استدلال کرنے والوں کا رد۔
- ۴۸۴ دائرہ منڈانے کی مذمت۔
- ۴۸۵ آیت کریمہ ”مخلقین رؤسکم ومقصرون“ کے بارے میں ایک سوال کا جواب۔
- ۴۸۵ دائرہ منڈانے کے وجوب اور اس کی شرعی حد کا بیان اور ولید نامی منکر وجوبِ لحيہ کا رد۔
- ۴۸۶ ایضاحِ حق، ازاحتِ باطل، استیصالِ شبہات اور استحصالِ دلائل کے لئے چند تنبیہات۔

جلد ۲۳

- ۵۰۴ حلالِ شرعی کو حرام قرار دینے اور غیر مقلدین کی ناحق مدد کرنے والے جھوٹوں کے بارے میں فرمان۔
- ۵۰۴ محلہ دارِ مسلمانوں کے اجتماعی طور پر صدقہ و خیرات سے متعلق ایک صورت کے بارے میں سوال کا جواب۔
- ۵۰۴ بغرضِ حصولِ شفا و دفعِ بلا پانچ متفرق اشیاء کو جمع کرنے کا ایک عجیب نسخہ شافیہ و نافع۔
- ۵۰۵ بلیات و آندھی اور طوفان وغیرہ کے وقت اذان دینے سے متعلق سوال کا جواب۔
- ۵۰۸ نماز کے بعد باواز بلند کلمہ شریف پڑھنے کے بارے میں ایک استفتاء کا جواب۔

- ۵۰۹ جن عام راستوں کی پاکی اور ناپاکی کی تصدیق نہیں وہاں حمد و نعت پڑھنے کے بارے میں فرمان۔
- ۵۱۰ دو حقیقی بہنوں سے نکاح کو جائز قرار دینے والے قاضی کے بارے میں سوال کا جواب۔
- مقبولانِ بارگاہِ الہی کی خدمت و نسب نافع ہے، اس سلسلہ میں قصہ موسیٰ و خضر علیہما السلام سے استدلال۔
- ۵۱۰ آیت کریمہ ”وَلَسَوْفَ يَعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَىٰ“ کی تفسیر۔
- ۵۱۵ فضلِ نسب سے متعلق آیات و احادیث میں تطبیق۔
- ۵۱۵ لیلۃ القدر کے موقع پر مساجد وغیرہ کو آراستہ کرنا اور چراغاں کرنا کیسا ہے؟
- ۵۱۷ دختروں کو پیر صاحب کا کمر کے جلانے اور استعمال میں لانے کو حرام سمجھنے کے بارے میں فرمان۔
- ۵۱۸ کھیت میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نام مبارک پر حصہ دینے کے بارے میں فرمان۔
- ۵۱۹ نومولود کے لئے ولادت سے قبل نیا مکان بنوانا اور پرانے کو منخوس جاننا کیسا ہے؟
- ۵۲۰ بعد ولادت نومولود کی ناری چھیدنے کو دائی جنائی کے ساتھ مختص قرار دینے والوں کے بارے میں فرمان۔
- ۵۲۰ بہن کے گھر بھائی کا رہنا اور خوش دامن کے گھر داماد کا رہنا شرعاً کیسا ہے؟
- شادی بیاہ کے موقع پر مروج غلط رسومات سے متعلق رسالہ ”ہادی الناس فی رسوم الاعراس“ میں ارشاد۔
- ۵۲۱ آتش بازی کے بارے میں ایک سوال کا جواب۔
- ۵۲۲ ایک اور سوال کے جواب میں آتش بازی کے بارے میں فرمان۔
- ۵۲۲ لہو و لعب میں مستغرق اور محرمات کے مرتکب شخص کے بارے میں بزبانِ فارسی سوال کا جواب۔
- ۵۲۳ اعلانِ نکاح کے لئے دف بجانے اور ہوائی فائرنگ کرنے سے متعلق ایک عربی زبان میں استفتاء کا مولانا ریاست علی خان اور مولانا شاہ سلامت اللہ علیہما الرحمہ نے عربی زبان میں جواب تحریر فرمایا اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا اس پر محققانہ تبصرہ۔
- ۵۲۷ حدِ قذف کے بارے میں ایک طویل استفتاء کا جواب۔
- ۵۳۰ بلا ثبوت کسی کو بدکار سمجھ کر اس کے پیچھے نماز چھوڑ دینے کے بارے میں فرمان۔
- ۵۳۱ زنا کاری اور ناپاچ گانے کو پیشہ بنانے والوں کے بارے میں فرمان۔
- ۵۳۲ ایک مجلس میں چند افراد کا مجتمع ہو کر اکٹھے ہو کر قرآن مجید پڑھنا کیسا ہے؟
- ۵۳۲ مسجد میں وعظ کس کی اجازت سے ہو سکتا ہے؟

مکتب و مدرسہ میں بروز جمعہ چھٹی پر قرآن سے استدلال۔

۵۳۲

کسی شخص نے کہا ”ہماری چار پائی دُور بچھاؤ تاکہ وعظ کی آواز ہمارے کان میں نہ آئے، اس کے بائے میں فرمان۔

۵۳۳

۵۳۳

گم شدہ چیز کا پتہ چلانے کے لئے یسین شریف سے نام نکالنا یا کوئی طریقہ اپنانا کیسا ہے؟
آیت کریمہ ”من یشفع شفاعۃ حسنۃ یکن لہ نصیب متھا ومن یشفع شفاعۃ سیئۃ یکن لہ کفل منھا وکان اللہ علی کل شیء مقیتا“ کا مطلب اور شفاعت حسنہ وسیئہ سے کیا مراد ہے؟

۵۳۴

فونوگراف میں قرآن مجید بھرنے، سُنتے اور اس سے مزامیر کی آوازیں سُنے کا حکم شرعی بیان کرتے ہوئے رسالہ ”الکشف شافیا حکم فونوجرافیا“ میں ارشاد۔

۵۳۴

۵۳۸

رسالہ مذکورہ میں فونوگراف کی ساخت اور حقیقت پر بحث کرتے ہوئے فرمان۔
ایک خیال باطل کا دفعیہ۔

۵۴۲

۵۴۲

۵۴۳

۵۴۴

۵۴۴

جمہور کے نزدیک سیاہ خضاب ممنوع ہے۔
شادی کے موقع پر دُلہا یا اس کا والد دلہن کے اُستاد کو کچھ پیسے دے تو اس کو لینا کیسا ہے؟
ہندوؤں کے سودی معاملہ کی وثیقہ نویسی کرنے والے کے بارے میں استفتا کا جواب۔
وظائف و اعمال کے اتر کرنے کی شرائط۔

مجلس میلاد کے لئے چندہ دے کر واپس لے لیا کہ ہم مسجد کی مرمت میں صرف کریں گے اس میں ایک روپیہ زائد بھی آگیا پھر اس کو کھاپی گئے، اب کیا حکم ہے؟

۵۴۵

۵۴۶

۵۴۷

۵۴۷

۵۴۸

وظیفہ مقرر ہونے کے باوجود لوگوں سے کچھ لینے والے قاضیوں کے بارے میں سوال کا جواب۔
محکمہ آبکاری میں ملازمت کرنے والوں کے بارے میں فرمان۔
شرع میں تحویف واقعی معتبر ہے نہ کہ محض دھمکی۔

قرض حسنہ دے کر واپسی کا مطالبہ کرنے کے بارے میں فرمان۔
حاجی نے حج کے لئے رقم ایک کمپنی کو جمع کرائی کمپنی نے بینک میں جمع کرا کے اس پر سود لیا اس پر حاجی گنہگار ہو گا یا نہیں؟

۵۴۸

۵۴۸

۵۴۹

منطق و فلسفہ و دیگر علوم عقلیہ حاصل کرنے کی شرائط۔
دینی معلم و استاد کے حقوق و تعظیم کے بارے میں تاکید۔

۵۵۰. حفظ قرآن کو بیکار و بے ثمر سمجھنے کے وسوسے میں مبتلا شخص کے بارے میں فرمان۔
۵۵۰. علوم دینیہ کی تکمیل کے بعد اقلیدس و حساب وغیرہ دیگر علوم و فنون سیکھنا مباح ہے۔
۵۵۱. دوسروں کو حقیر اور خود کو بڑا سمجھنے والے شخص کے بارے میں فرمان۔
- جو عالم و حافظ اپنے بچوں کو دینی علم سے محروم رکھ کر انگریزی تعلیم دلائے اور اپنی لڑکیوں کے عقد غیر مشروع سے کرے قیامت میں اس سے باز پرس ہوگی یا نہیں؟
۵۵۱. قرآن مجید کا ترجمہ کرتے ہوئے محذوفات و مطالب وغیرہ کو خطوط ہلالی یعنی بریکٹ میں لکھنا کیسا ہے؟
۵۵۲. وہابیوں کے پاس اپنے بچوں کو پڑھانا کیسا ہے؟
- براہِ سخن پروری عبارت کتب میں اپنی طرف سے چند الفاظ داخل کر کے علماء کرام اور اپنے اساتذہ کو دھوکا دینا کیسا ہے؟
۵۵۲. عالم بے عمل اور جاہل باعمل میں سے کون افضل ہے؟
۵۵۳. ایک شخص نے کہا کہ دُر مختار کو حدیث کے سامنے نہیں مانتا تو اس کا کیا جواب ہوا؟
۵۵۴. لڑکیوں کو لکھائی سکھانے کے بارے میں فرمان۔
۵۵۴. منکر قیامت اور لواطت کے قائل ذاتی شخص کے پاس اولاد کو تعلیم دلوانے کے بارے میں فرمان۔
۵۵۵. علم نجوم و جفر و طلسم وغیرہ کے بارے میں ایک طویل استفتاء کا جواب۔
۵۵۸. اگر کوئی صاحب علم اپنے استاد مرتبی کا انکار کرے تو اس کا کیا حکم ہے؟
۵۵۸. نذیر احمد بی نلے کا ترجمہ قرآن کیسا ہے؟
۵۵۸. جھوٹا مسئلہ بیان کرنے والے شخص کے بارے میں فرمان۔
۵۵۹. جاہل مفتی کی مذمت۔
۵۵۹. ضیافت میں علماء و سادات کے لئے امتیازی اہتمام کرنا کیسا ہے؟
- زید جاہل ہونے کے باوجود امامت میں سبقت کرتا ہے وعظ کرتا ہے اور خود اپنے آپ کو مولوی خطاب لکھتا اور کہلاتا ہے اس کے بارے میں ایک استفتاء کا جواب۔
۵۶۰. مسائل شرع کا مذاق اڑانے اور ڈاڑھی مُنڈوں کو داڑھی والوں سے بہتر کہنے والے پیر کے بارے میں فرمان۔
۵۶۱. بطریقِ روافض واقعاتِ کربلا بیان کرنے اور بد مذہبوں کی دلجوئی کے لئے ذکرِ صحابہ کرام سے منع کرنے والے شخص کے بارے میں سوال کا جواب۔
- ۵۶۲.

- ۵۶۳ تواجد کے بارے میں فرمان -
- مجلس کانفرنس جس کا ممبر ہر مذہب کا ہو سکتا ہے، میں شرکت کے بارے میں جناب سید احمد صاحب
- ۵۶۴ علیہ الرحمہ کے سوال کا جواب -
- ذکر ولادتِ اقدس کے وقت محفل میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں قیام کرنے کے بارے میں
- ۵۶۴ فرمان -
- خاص ایام میں میلاد شریف کی محافل منعقد کرنا خصوصاً ربیع الاول شریف میں، اور مٹھائی وغیرہ تقسیم کرنا
- ۵۶۵ کیسا ہے؟
- ایک گنہگار شخص نے انتہائی محبت سے میلاد منعقد کر کے ذکرِ محبوب سُننا اختیار کیا ہے اور کچھ لوگ اسے
- ۵۶۶ اچھا نہیں سمجھتے، ایسے لوگوں کے بارے میں فرمان -
- ۵۶۷ شہادتِ امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں قرآن و حدیث میں کوئی پیشگوئی موجود ہے یا نہیں؟
- ۵۶۷ محفل میلاد میں ذکر ولادتِ باسعادت کے موقع پر قیام کرنے کے بارے میں فرمان -
- ۵۶۸ میلاد منانے کے بارے میں وہابیہ کے نظریات، اور اسے بدعتِ سیئہ کہنے کا رد -

جلد ۲۴

- ۵۷۱ تالیاں بجانے کی مذمت -
- رقص و تماثل اور تالیوں کے ساتھ ذکر کی محفل سے چلے جانے والوں پر آیتِ کریمہ ”ومن اعرض
- ۵۷۲ عن ذکرہ“ کو منطبق کرنے والے کے بارے میں فرمان -
- ایک شخص نے کہا کہ تفسیر جلالین ظاہری تفسیر ہے اہل باطن کے لئے دوسرا قاعدہ ہے، اس کے
- ۵۷۲ بارے میں سوال کا جواب -
- ۵۷۵ وجد کے بارے میں سوال کا جواب -
- منہ پر کپڑا ڈال کر ڈونیوں کا گانا سُننا کیسا ہے، کیا امام غزالی اور حضرت شاہ محمد کالپوی نے اسے
- ۵۷۶ جائز لکھا ہے؟
- ۵۷۷ آریہ کالیچر سُننے کے لئے جانے والوں کے بارے میں فرمان -
- ۵۷۷ زینت کے جائز و ناجائز ہونے کے بارے میں فرمان -
- ۵۷۸ ممنوعات و محرمات کی نسبت رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف کرنا بے ادبی ہے -

- جو پیر اپنے فاسق و فاجر مریدوں کی اصلاح نہیں کرتا اس کے بارے میں سوال کا جواب . ۵۷۸
- مرتب نو اہی شخص جو معصیت کے جواز کے لئے آیت کریمہ ”اِنَّ الْحَسَنَاتِ يَذْهَبْنَ السَّيِّئَاتِ“ پیش کرتا ہے، اس کی مذمت . ۵۸۰
- عالم کا وعظ کرنا اور سامعین کو اسے باادب سُنانا مذہبی عبادت ہے یا نہیں؟ ۵۸۰
- منہیاتِ شرعیہ کی حرمت بیان کرنے والے عالمِ دین سے اپنی انا کی وجہ سے قطعِ تعلق کرنے والی جماعت کے بارے میں فرمان . ۵۸۴
- دفعِ مرضِ ہیضہ کے لئے اذان دینے کے بارے میں فرمان . ۵۸۴
- آیتِ کریمہ ”وَلَا تَلْقُوا يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اِلَى التَّهْلُكَةِ“ کا مصداق و مطلب . ۵۸۴
- طاعون والی جگہ سے بھاگنے کے بارے میں فرمان . ۵۸۶
- زید کے پاس قوتِ مردانگی کا نسخہ ہے جو وہ اس خیال سے کسی کو دیتا اور بتاتا نہیں کہ لوگ حرامکاری میں مبتلا ہوں گے تو مجھے گناہ ہوگا، اس کے بارے میں فرمان . ۵۸۷
- عورت کو بانجھ کرنے کے گناہ سے متعلق سوال کا جواب . ۵۸۸
- طاعون سے بھاگنے کی ترغیب دینے والے کے بارے میں فرمان . ۵۸۸
- طاعون سے بھاگنے کے بارے میں بحث . ۵۸۹
- کفار کے ساتھ بے تکلف کھانے پینے والے مسلمانوں کے بارے میں فرمان . ۵۹۰
- روافض کے ساتھ برتاؤ کے بارے میں فرمان . ۵۹۱
- شراب خوروں اور غیر مقلدوں کی طرفداری کرنے والوں کے بارے میں فرمان . ۵۹۲
- کفار سے موالات ناجائز ہے جبکہ دُنیوی معاملہ سوائے مرتد کے باقیوں کے ساتھ جائز ہے . ۵۹۲
- ایک صاحبِ علم حاجی مالِ تیم زبردستی کھاتا ہے اور تیم در بدر ٹھوکریں کھا رہا ہے، اس کے بارے میں فرمان . ۵۹۴
- تحقیرِ سید کے بارے میں فرمان . ۵۹۶
- لوگوں پر ظلم کرنے والے غاصب اور اس کے مددگاروں نیز قدرت کے باوجود مظلوموں کی داد رسی نہ کرنے والوں کے بارے میں استفہار کا جواب . ۵۹۶
- جھوٹوں کے بارے میں فرمان . ۵۹۹
- اولادِ بالغ کو تنبیہِ خیر کرنا والدین پر واجب ہے یا فرض ہے؟ ۵۹۹

حقوق اللہ کی معافی کے بارے میں فرمان ۔

۶۰۰

روحین کے ایک دوسرے پر حقوق کا بیان ۔

۶۰۱

قیامت میں حقوق العباد کے مواخذہ کا تعلق فقط مومنوں کے ساتھ ہو گا یا وہ عام ہیں ؟

۶۰۲

سوتیلی ماں کا حق بیٹے پر کیا ہے ، اور سوتیلی ماں پر تہمت لگانے والے کا کیا حکم ہے ؟

۶۰۳

اولاد پر والدین میں سے کس کا حق زیادہ ہے ؟

۶۰۳

استاد کے احترام کے بارے میں فرمان ۔

۶۰۴

ایک ایسے شخص کے بارے میں سوال کا جواب دیتے ہوئے فرمایا جو فلسفہ کی چند کتابیں پڑھ کر

اپنے دینی معلم کے مقابلے پر اتر آیا اور ان کو امامت سے معزول کر کے خود امام بننے کی کوشش کرنے لگا ۔

۶۰۵

اپنے سید استاد کی نافرمانی کرنے والے شخص کی نالائقی کا بیان ۔

۶۰۶

بیٹے کا باپ پر کس قدر حق ہے ؟

۶۰۶

جن لوگوں کے حقوق روز قیامت اللہ تعالیٰ معاف کرے گا ان کی تفصیل ۔

۶۰۷

جو شخص اپنے نابالغ بچوں کے فوت ہونے پر صبر کرے قیامت میں اُسے کیا جزا ملے گی ؟

۶۰۸

سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے استعانت کے بارے میں فرمان ۔

۶۰۹

زید کہتا ہے کہ تعزیر چونکہ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف منسوب اور ان کے روضہ کا

۶۰۹

نقشہ ہے لہذا تعزیر بنانا ضروری اور باعثِ ثواب ہے ۔

۶۱۰

شہادت نامے اور تعزیر داری میں فرق ۔

۶۱۱

ایک شخص نے کہا مسجد اور تعزیر میں کوئی فرق نہیں اس کی مذمت ۔

۶۱۱

مذکورہ بالا شخص کے جواب میں دوسرے نے کہا ”بھائی یہ باتیں شرع کی ہیں لکھ کر شرع کے سپرد کرو

۶۱۲

آپس میں جھگڑا مت کرو“ اس شخص ثانی کی تحسین ۔

۶۱۲

دھوتی پہننا کیسا ہے اور تشبہ بالکفار کون سا ممنوع ہے ، اس مسئلہ کی تحقیق ۔

۶۱۲

حَقّ پینے اور پان کھانے کو حرام قرار دینے والے شخص کے بارے میں فرمان ۔

۶۱۳

بزرگوں کی تصاویر بطور تبرک گھر میں رکھنے کا حکم شرعی ۔

۶۱۳

شکر اور باز پالنے اور ان سے شکار کرانے کے بارے میں فرمان ۔

۶۱۵

اپنے ایک بیٹے کا نام مطیع الاسلام ، دوسرے کا پالس ، بیٹی کا کنول دیوی رکھنے والے شخص

۶۱۵

کے بارے میں فرمان ۔

- ۶۱۶ عبد النبی، عبد الرسول جیسے نام رکھنا اور ان پر بد مذہبوں کے اعتراض سے متعلق سوال کا جواب۔
- ۶۱۷ کسی سنی العقیدہ شخص کو لہڑا کہنے والے کے بارے میں سوال کا جواب۔
- ۶۱۸ معین الدین نام رکھنے سے متعلق فرمان۔
- ۶۱۸ احمد بخش، پیر بخش، مدار بخش وغیرہ نام رکھنے کے بارے میں فرمان۔
- ۶۲۱ غلام غوث، غلام جیلانی اور غلام علی جیسے ناموں کے بارے میں فرمان۔
- مولانا عبدالحی لکھنوی صاحب کے ایک فتویٰ پر تبصرہ کرتے ہوئے ثابت کیا کہ اس فتویٰ کی بنیاد پر خود ان کا اپنا نام بھی ممنوع ہو جاتا ہے۔
- ۶۲۱ عبد النبی نام رکھنے سے متعلق مولانا عبدالحی لکھنوی کے فتویٰ کے مخدوش ہونے کی وجوہات۔
- ۶۲۳ اسلامی تنظیم اور اسلامی جلسہ کار کن کسی خوجہ کو بنانے کے بارے میں ایک استفتاء کا جواب۔

جلد ۲۵

- کافر کا قرض مسلمان کے ذمہ تھا ادائیگی سے قبل دونوں فوت ہو گئے، اس صورت کے بارے میں فرمان۔
- ۶۲۵ زید نے بکر کو قرض دیا پھر بکر بھاگ گیا تو کیا زید وہی قرض خالد سے وصول کر سکتا ہے؟
- ۶۲۶ قرض وصول ہونے کے بعد غلط کاروائی کر کے دوبارہ رقم وصول کرنے کے بارے میں فرمان۔
- ۶۲۶ حقہ پینے سے متعلق ایک سوال کا جواب۔
- ۶۲۷ افیونی کی مدد و حمایت سے متعلق ایک سوال کا جواب۔
- ۶۲۸ حرام کی رائے دینا بھی حرام ہے۔
- ۶۲۸ تمامیت رہن کے لئے قبضہ شرط ہے۔
- بکر کے کچھ پیسے زید کے پاس جمع تھے بکر فوت ہو گیا، کیا زید ان پیسوں سے بکر کی طرف سے حج کر سکتا ہے؟
- ۶۲۸ یتیموں کے اولیاء ان کے مال سے کسی کو ہدیہ و تحفہ بھیج سکتے ہیں یا نہیں؟
- ۶۲۹ وصیت کو رد کرنے والے وارثوں کے بارے میں فرمان۔
- ۶۲۹ وصیت مکر وہہ کے صحیح ہونے کی ایک صورت۔
- ۶۳۰ اوصیاء کا بعض وصایا میں تعمیل نہ کرنا نفاذ میں خلل نہیں ڈال سکتا۔
- ۶۳۱

۶۳۲ نابالغ یتیموں کا مال کھانے والوں کے بارے میں فرمان۔
 کچہری چیف کورٹ بہاولپور کے جج کی طرف سے وصیت و وراثت سے متعلق ایک استفتاء
 آٹھ مفتیوں کے فتوؤں سمیت ان مفتیوں کے نام حذف کر کے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کی خدمت میں
 بھیجا گیا جس کا آپ نے مفصل تحقیقی جواب تحریر فرماتے ہوئے آٹھوں فتوؤں کو خطا پر مبنی
 قرار دیا۔

۶۳۲ کسی کی طرف حرام کاری کی نسبت کرنے اور اس وجہ سے اس کو وصیت کا حقدار نہ سمجھنے والے
 ۶۳۳ کے بارے میں فرمان۔

فهرست آیات قرآنی

سُورَةُ الْفَاتِحَةِ

- ص: ۱۰۱ صراط الذين انعمت عليهم - (آیت: ۶)
ص: ۱۰۱ غیر المغضوب عليهم ولا الضالين - (آیت: ۷)
ص: ۱۰۲ - ۳۰۶ اهدنا الصراط المستقيم - (آیت: ۵)
ص: ۳۹۰ اياك نستعين - (آیت: ۴)

سُورَةُ الْبَقَرَةِ

- ص: ۸۴ اَلَا اِنَّ نَصْرَ اللّٰهِ قَرِيبٌ - (آیت: ۲۱۴)
ص: ۸۵ مَثَلُهُمْ كَمَثَلِ الَّذِي اسْتَوْقَدَ نَارًا - (آیت: ۱۷)
ص: ۸۶ قُولُوا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَا اَنْزَلَ الْيَسْنَا وَمَا اَنْزَلَ اِلٰى اِبْرٰهِيْمَ وَاسْمٰعِيْلَ وَاسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ
الْاَسْبَاطَ (اَلِىْ قَوْلِهِ تَعَالٰى) نَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ - (آیت: ۱۳۶)
ص: ۹۵ - ۱۵۰ لَا تَاْخُذْهُ سَنَةٌ وَلَا نَوْمٌ - (آیت: ۲۵۵)

- وَآنذِرْهُمْ إِمَّ لَمْ تَنْذِرْهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ - (آيت : ٦)
 ١٠٦-٩٦: ص
- أَمِّنَ الرُّسُولَ بِمَا أَنْزَلَ إِلَيْهِ وَالْمُؤْمِنُونَ كُلٌّ آمِنٌ بِاللَّهِ وَمِلَّةِ اللَّهِ وَكُتُبِهِ وَرِسَالَتِهِ -
 ١٠٦ - ٩٤: ص (آيت : ٢٨٥)
- وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتٌ بَلْ أحيَاءٌ وَلَكِنْ لَا تَشْعُرُونَ -
 ٢٠٢ - ٩٨: ص (آيت : ١٥٢)
- وَأَذَقْنَا لِلنَّبِيِّكَ اسْجِدُوا لِأَدَمَ فَسَجَدُوا إِلَّا إِبْلِيسَ - (آيت : ٣٢)
 ٢٣٩ - ١٠٢: ص
- وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ - (آيت : ٢٩) وَالْأَنْعَامُ (آيت : ١٠١)
 ١٢٩ - ١٢٣: ص
- إِنَّ اللَّهَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ - (آيت : ٢٠)
 ٣٩٢ - ١٢٩ - ١٢٥: ص
- فَلَنْ يَخْلَفَ اللَّهُ عَهْدَهُ - (آيت : ٨٠)
 ١٢٩: ص
- لَا يَكِلِفُ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا (آيت : ٢٨٦)
 ٣٥٥ - ٢٤٩ - ٢٥٠ - ١٣٠: ص
- يُرِيدُ اللَّهُ بِكُمْ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيدُ بِكُمُ الْعُسْرَ - (آيت : ١٨٥)
 ٣٥٦ - ٣٥٢ - ١٣٠: ص
- وَمَنْ أَحْسَنُ مِنَ اللَّهِ صِبْغَةً - (آيت : ١٣٨)
 ١٣٥: ص
- إِذَا تَبَرَأَ الَّذِينَ اتَّبَعُوا - (آيت : ١٦٦)
 ١٢٣: ص
- كَذَلِكَ قَالَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ مِثْلَ قَوْلِهِمْ تَشَابَهَتْ قُلُوبُهُمْ - (آيت : ١١٨)
 ١٢٦: ص
- إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ - (آيت : ١٥٦)
 ١٥٠ - ١٤٣: ص
- لِلَّهِ مَا فِي السَّمَوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ - (آيت : ٢٨٢)
 ١٥٢: ص
- وَمَا لِلَّهِ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ - (آيت : ٨٥ - ١٢٩ - ١٢٠) وَآلِ عِمْرَانَ (آيت : ٩٩) ص ١٥٤ - ٣٠٩
- وَأَذَقِيلَ لَهُ اتَّقِ اللَّهَ أَخَذَتْهُ الْعِزَّةُ بِالْإِثْمِ فَحَسِبَهُ جَهَنَّمَ وَلِبِئْسَ الْمِهَادُ - (آيت : ٢٠٦)
- ١٦٤ - ٥٨٢ - ٥٩٩: ص
- لَا يَعْقِلُونَ شَيْئًا وَلَا يَهْتَدُونَ - (آيت : ١٤٠)
 ٢٥٠ - ١٦٩: ص
- لَا يَحِيطُونَ بِشَيْءٍ مِنْ عِلْمِهِ إِلَّا بِمَا شَاءَ - (آيت : ٢٥٥)
 ١٤٠: ص
- أَوْ كَلِمَاتٍ عَهْدًا وَعَهْدًا نَبِّذْنَا فَرِيقًا مِنْهُمْ بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ - (آيت : ١٠٠)
 ١٤٦: ص
- يَعْرِفُونَهُ كَمَا يَعْرِفُونَ أَبْنَاءَهُمْ - (آيت : ١٢٦) وَالْأَنْعَامُ: (آيت : ٢٠)
 ١٤٤: ص
- فَلَمَّا جَاءَهُمْ مَا عَرَفُوا كَفَرُوا بِهِ فَلَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الْكَافِرِينَ - (آيت : ٨٩)
 ١٤٤: ص
- فَوَيْلٌ لِلَّذِينَ يَكْتُبُونَ الْكِتَابَ يَأْبَىٰ عَنْهُمْ ثُمَّ يَقُولُونَ هَذَا مِنْ عِنْدِ اللَّهِ لِيَشْتَرُوا بِهِ ثَمَنًا

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَذَرُوا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبَا إِن كُنتُمْ مُؤْمِنِينَ فَإِن لَّمْ تَفْعَلُوا فَأْذَنُوا بِحَرْبٍ مِنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ - (آيت : ٢٤٨ - ٢٤٩)

ص : ٢٢١ - ٢٥٢ - ٢٥٥ - ٢٩٦ -

وَحَيْثُمَا كُنْتُمْ فَوَلُّوا وُجُوهَكُمْ شَطْرَهُ (المسجد الحرام) - (آيت : ١٢٢ - ١٥٠)

ص : ٢٥٣ - ٣٨٠ - ٢٦٩

وَأَقْتُلُوا حَيْثُ ثَقِفْتُمُوهُمْ - (آيت : ١٩١) والنساء (آيت : ٩١)

ص : ٢٢٣

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا تَدَايَنْتُمْ بِدِينٍ إِلَى أَجَلٍ مُّسَمًّى فَاكْتُبُوهُ - (آيت : ٢٨٢) ص : ٢٢٢

ص : ٢٢٨

يَحْتَاقُ اللَّهُ الرِّبَا وَيُرِي الضَّدَّات - (آيت : ٢٤٦)

ص : ٢٥٥

لَا تَظْلُمُونَ وَلَا تُظْلَمُونَ - (آيت : ٢٤٩)

ص : ٢٥٦ - ٢٢٦

وَالْفِتْنَةُ أَكْبَرُ مِنَ الْقَتْلِ - (آيت : ٢١٤)

ص : ٢٦٣ - ٢٢٨

فَرَّهْنُ مَقْبُوضَةٌ - (آيت : ٢٨٣)

ص : ٢٦٢

مَمَّنْ تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَاءِ - (آيت : ٢٨٢)

ص : ٢٦٥

الطَّلَاقُ مَرْثٌ فَا مَسَاكُ بَعْرُوفٍ أَوْ تَسْرِيحٌ بِإِحْسَانٍ - (آيت : ٢٢٩)

ص : ٢٦٥

فَإِن طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدِ حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ - (آيت : ٢٣٠)

ص : ٢٦٤

وَلَا تَتَّبِعُوا خُطَوَاتِ الشَّيْطَانِ - (آيت : ١٦٨)

ص : ٢٦٨

وَمَنْ حَيْثُ خَرَجْتَ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ - (آيت : ١٢٩)

ص : ٢٦٨

إِن تَضِلَّ أَحَدُهُمَا فَتَذَكَّرْ أَحَدُهُمَا الْآخَرَى - (آيت : ٢٨٢)

ص : ٢٤٠

الْحَجُّ أَشْهُرٌ مَّعْلُومَات - (آيت : ١٩٤)

ص : ٢٤١

تِلْكَ عَشْرَةٌ كَامِلَةٌ - (آيت : ١٩٦)

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا ادْخُلُوا فِي السِّلْمِ كَافَّةً وَلَا تَتَّبِعُوا خُطَوَاتِ الشَّيْطَانِ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ

مُبِين - (آيت : ٢٠٨) ص : ٢٤٣ - ٣٢٦ - ٢١٥

ص : ٢٤٤

الَّذِي بَيْنَهُ عَقْدَةُ النِّكَاحِ - (آيت : ٢٣٤)

ص : ٢٨٤

لَا تَفْرُقْ بَيْنَ أَحَدٍ مِنْ رُسُلِهِ - (آيت : ٢٨٥)

ص : ٢٩٢

يَسْأَلُونَكَ عَنِ الْأَهْلِ طَقْلٍ هِيَ مَوَاقِيتُ لِلنَّاسِ وَالْحَجِّ - (آيت : ١٨٩)

لَا تَشْتَرُوا بِآيَاتِي ثَمَنًا قَلِيلًا - (آيت ٢١)

ص: ٢٩٤ - ٣١٤

وَلَا يَتِمُّوا الْحَبِيثَ مِنْهُ تَنَفَّقُونَ - (آيت : ٢٦٤)

ص: ٣٠٠ - ٣٣٣

وَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَإِنَّ اللَّهَ شَاكِرٌ عَلِيمٌ - (آيت : ١٥٨)

ص: ٣٠٣

وَأَشْهَدُوا إِذَا تَبَايَعْتُمْ - (آيت : ٢٨٢)

ص: ٣٠٢

وَمَا أَهْلُ بِهِ لغيرِ اللَّهِ - (آيت : ١٤٣)

ص: ٣٠٥ - ٣١٥

وَاللَّهُ لَا يَحِبُّ الْفُسَادَ - (آيت : ٢٠٥)

ص: ٣٠٩

إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تَذْبَحُوا بَقَرَةً - (آيت : ٦٤)

ص: ٣١٨

وَأَنْ تَخَالَطُوهُمْ فَارْحَبُوا أَيْمَانَكُمْ - (آيت : ٢٢٠)

ص: ٣٢٠

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَنْفِقُوا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا كَسَبْتُمْ - (آيت : ٢٦٤)

ص: ٣٣٣

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا ادْخُلُوا فِي السِّلْمِ كَافَّةً وَلَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُبِينٌ
(إلى قوله تعالى) هل ينظرون إلا أن يأتيهم الله في ظلل من الغمام والملئكة و

ص: ٢٤٩ - ٥٠١

قَضَى الْأَمْرَ إِلَى اللَّهِ تَرْجِعُ الْأُمُورَ - (آيت : ٢٠٨ تا ٢١٠)

ص: ٣٨٢ - ٣٩٠

وَأَسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلَاةِ - (آيت : ٢٥)

ص: ٣٨٨

هَمَّ فِيهَا خُلْدُونَ - (آيت : ٨١ - ٨٢)

ص: ٣٨٨

وَمَنْ يُؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ أُوتِيَ خَيْرًا كَثِيرًا - (آيت : ٢٦٩)

ص: ٣٩٠

يُؤْمِنُونَ بِالْغَيْبِ - (آيت : ٣)

ص: ٣٩٠

أَفَتُؤْمِنُونَ بِبَعْضِ الْكِتَابِ وَتَكْفُرُونَ بِبَعْضٍ - (آيت : ٨٥)

ص: ٣٩١

لِكُلِّ وَجْهَةٍ هُوَ مُوَلِّيُّهَا - (آيت : ١٢٨)

قَالَ لَهُمْ نبيهم ان آية ملكه ان ياتيكم التابوت فيه سكينه من ربكم (إلى قوله تعالى) ان كنتم

ص: ٣٩٥

مؤمنين - (آيت : ٢٢٨)

ص: ٣٩٨ - ٢٥٦ - ٢٤٨

إِنَّمَا تَوَلَّوْا فُتُوحَ اللَّهِ - (آيت : ١١٥)

ص: ٣٩٨

لَنْ نَصْبِرَ عَلَى طَعَامٍ وَاحِدٍ - (آيت : ٦١)

ص: ٢٠١ - ٦٠٠

يَغْفِرُ لِمَنْ يَشَاءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَشَاءُ - (آيت : ٢٨٢)

ص: ٢١٩ - ٢٢٢

خَلَقَ لَكُمْ مَا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا - (آيت : ٢٩)

ص: ٢٣٢

فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ يَطُوفَ بِهِمَا - (آيت : ١٥٨)

ص: ٢٥١ - ٢٥٢ - ٢٥٤

ص: ٢٥٦

ص: ٢٩٦

ص: ٢٩٦

وَمَنْ يَرْغَبُ عَنْ مِلَّةِ إِبْرَاهِيمَ الْأَمِّنِ سَفَهَ نَفْسَهُ - (آيت: ١٣٠)

الَّذِينَ يَنْفَقُونَ أَمْوَالَهُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ ثُمَّ لَا يَتَّبِعُونَ مَا اتَّفَقُوا عَلَيْهِمْ وَلَا ذِي لَهُمْ أَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ

ص: ٥٠٤

(إِلَى قَوْلِهِ تَعَالَى) سَرِيعًا النَّاسُ - (آيت: ٢٦٢ تا ٢٦٣)

ص: ٥٥٣

وَلَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُوا الْحَقَّ - (آيت: ٢٢)

ص: ٥٥٣

يُحَرِّفُونَهُ مِنْ بَعْدِ مَا عَقَلُوهُ - (آيت: ٤٥)

ص: ٥٦٥

شَهْرَ رَمَضَانَ الَّذِي أُنْزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ - (آيت: ١٨٥)

فَمَا يَاتِيَنكُمْ مَتَى هَذَا فَمَنْ تَبِعَ هَذَا لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ وَالَّذِينَ

ص: ٥٤٢

كَفَرُوا وَكَذَّبُوا بِآيَاتِنَا أُولَئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ - (آيت: ٣٨ - ٣٩)

ص: ٥٤٦

تِلْكَ حُدُودُ اللَّهِ فَلَا تَقْرَبُوهَا - (آيت: ١٨٤)

ص: ٦٠١

فَاعْفُوا وَاصْفَحُوا - (آيت: ١٠٩)

ص: ٦٠٨

أُولَئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوَاتٌ مِنْ رَبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ وَأُولَئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُونَ - (آيت: ١٥٤)

فَمَنْ خَافَ مِنْ مَوْصٍ جَنَفًا وَآثِمًا فَاصْلَحْ بَيْنَهُمْ فَلَا ثَمَّ عَلَيْهِ أَنْ اللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ (آيت: ١٨٢)

ص: ٦٣١

ص: ٦٣٢

فَمَنْ يَدَّ لَهُ بَعْدَ مَا سَمِعَهُ فَأَنَّهُ أَثِمَةٌ عَلَى الَّذِينَ يُبَدِّلُونَهُ أَنْ اللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ - (آيت: ١٨١)

سُورَةُ آلِ عِمْرَانَ

ص: ٨٢ - ١١٤

حَسْبُنَا اللَّهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ - (آيت: ١٤٣)

ص: ٨٣

وَأَنْتُمْ الْأَعْلَوْنَ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ - (آيت: ١٣٩)

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا بَطَانَةً مِنْ دُونِكُمْ لَا يَأْمُرُونَكُمْ بِالْإِطَاعَةِ وَلَا يَنْهَوْنَكُمْ عَنِ الْمُنكَرِ أُولَئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ (إِلَى قَوْلِهِ

ص: ٩٣ - ٩٢٣

تَعَالَى) بَذَاتِ الصُّدُورِ - (آيت: ١١٨ - ١١٩)

ص: ٩٢

مَا كَانَ اللَّهُ لِيَذَرَ الْمُؤْمِنِينَ عَلَى مَا أَنْتُمْ عَلَيْهِ حَتَّى يَمِيزَ الْخَبِيثَ مِنَ الطَّيِّبِ - (آيت: ١٤٩)

لَا تَحْسِبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتًا بَلْ أَحْيَاءُ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُونَ فَرِحِينَ بِمَا آتَاهُمُ اللَّهُ

ص: ٩٨ - ٢٠٢

مِنْ فَضْلِهِ (إِلَى قَوْلِهِ تَعَالَى) وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ - (آيت: ١٦٩ - ١٤٠)

- أَبْرَأُ الْأَكْمَه وَالْأَبْرَص وَأُحْيِ الْمَوْتَى بِإِذْنِ اللَّهِ - (آيت : ٢٩) ص : ١٠٣ - ٢٠٠
- يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا بَطَانَةً مِنْ دُونِكُمْ لَا يَأْمُرُكُمْ بِخَيْرٍ وَلَا يُنْهَى عَنْ نَهْيِكُمْ (إلى قوله تعالى) إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ - (آيت : ١١٨) ص : ١٠٤ - ٢٣٥ - ٢٢٩ - ٣٦٢ - ٣٦٤ - ٣٦٨ - ٣٦٩
- قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ - (آيت : ٩٨) ص : ١١١
- قُلْ لِلَّذِينَ كَفَرُوا - (آيت : ١٢٠) ص : ١١١
- وَمَنْ يَبْتَغِ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِينًا فَلَنْ يُقْبَلَ مِنْهُ ۚ وَهُوَ فِي الْآخِرَةِ مِنَ الْخَسِرِينَ (آيت : ٨٥)
- ص : ١١٢
- سَيِّدَا وَحُصُورَا وَنَبِيَّائِ الصَّالِحِينَ - (آيت : ٣٩) ص : ١٥٦ - ٣٨٣
- إِنَّكَ لَا تَخْلَفُ الْعِصَادَ - (آيت : ١٩٢) ص : ١٦٢
- قُلْ صَدَقَ اللَّهُ - (آيت : ٩٥) ص : ١٤٨ - ٣٦٣
- إِنِّي قَدْ جِئْتُكُمْ بِآيَةٍ مِنْ رَبِّكُمْ إِنِّي أَخْلَقْتُ لَكُمْ مِنَ الطِّينِ كَرِهِيئَةَ الطَّيْرِ (إلى قوله تعالى) إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ - (آيت : ٢٩) ص : ١٩٠ - ١٩٣
- إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَةً لَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ - (آيت : ٢٩) ص : ١٩٠
- وَجِئْتُكُمْ بِآيَةٍ مِنْ رَبِّكُمْ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا - (آيت : ٥٠) ص : ١٩٠ - ١٩٢
- يُكَلِّمُ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ وَكَهْلًا - (آيت : ٢٦) ص : ١٩٩
- وَأَنْبِئْكُمْ بِمَا تَأْكُلُونَ وَمَا تَدْخِرُونَ فِي بُيُوتِكُمْ - (آيت : ٢٩) ص : ٢٠٠
- مَصَدَقًا لِمَا بِيَدِي مِنَ التَّوْرَةِ وَلَأَحِلَّ لَكُمْ بَعْضُ الَّذِي حُرِّمَ عَلَيْكُمْ - (آيت : ٥٠) ص : ٢٠٠
- كُلْ نَفْسٌ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ - (آيت : ١٨٥) وَالْأَنْبِيَاءُ (آيت : ٣٥) ص : ٢٠٥
- رَبَّنَا لَا تَجْعَلْ قُلُوبَنَا بَعْدَ إِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَدُنْكَ رَحْمَةً إِنَّكَ أَنْتَ الْوَهَّابُ - (آيت : ٨) ص : ٢١٠ - ٢١٥ - ٣٢٨
- لَا يَتَّخِذُ الْمُؤْمِنُونَ الْكَافِرِينَ أَوْلِيَاءَ مِنْ دُونِ الْمُؤْمِنِينَ وَمَنْ يَفْعَلْ ذَلِكَ فَلَيْسَ مِنَ اللَّهِ فِي شَيْءٍ - (آيت : ٢٨) ص : ٢٤٠ - ٣٢٢ - ٣٤٠
- وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ - (آيت : ١٥٩) ص : ٢٤٥
- قُلْ اللَّهُمَّ مَلِكُ الْمَلِكِ تَوَقَّى الْمَلِكِ مِنْ تَشَاءٍ وَتَنْزِعِ الْمَلِكِ مِنْ تَشَاءٍ - (آيت : ٢٦) ص : ٢٤٨
- وَالَّذِينَ إِذَا فَعَلُوا فَاحِشَةً أَوْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللَّهَ فَاسْتَغْفَرُوا الذُّنُوبَ بِهِمْ

- (إلى قوله تعالى) نعم اجر العلمين - (آيت : ٣٥ - ٣٦) ص : ٢٨٠
- كنتم خيراً أمة أخرجت للناس تامرون بالمعروف وتنهون عن المنكر وتؤمنون بالله
إلى قوله تعالى) ثم لا ينصرون - (آيت : ١١٠ - ١١١) ص : ٢٩١ - ٥٨٠
- والله يحب المحسنين - (آيت : ١٣٢) ص : ٢٩٥
- هم للفكر يومئذ اقرب منهم للإيمان - (آيت : ١٤٤) ص : ٣٤٨
- يعلمهم الكتاب والحكمة - (آيت : ١٤٢) ص : ٣٨٠
- قل موتوا بغيظكم ان الله عليم بذات الصدور - (آيت : ١١٩) ص : ٣٨٢
- يجتبي من رسله من يشاء - (آيت : ١٤٩) ص : ٣٩٠
- ان اول بيت وضع للناس للذي ببكة مبارك وهدى للعلمين ه فيه آيت بيئت مقام
ابراهيم - (آيت : ٩٦ - ٩٤) ص : ٣٩٣ - ٢٥٦
- فمن نازح عن النار وادخل الجنة فقد فاز - (آيت : ١٨٥) ص : ٢٠٢
- ولكن كونوا ربّين بما كنتم تعلمون الكتاب وبما كنتم تدسسون - (آيت : ٤٩) ص : ٢٠٨
- ولا تحسبن الذين يفرحون بما اتوا ويحبون ان يحمدوا بما لم يفعلوا فلا
تحسبنهم بمفازة من العذاب ولهم عذاب اليم - (آيت : ١٨٨) ص : ٣١٠ - ٥٦١
- بيدك الخيط انك على كل شيء قدير - (آيت : ٢٦) ص : ٢٢٨
- ولا يأمركم ان تتخذوا الملائكة والنبيين ارباباً اياهم بالكفر بعد اذ انتم
مسلمون - (آيت : ٨٠) ص : ٢٢٣ - ٢٨١
- يقولون بافواههم ما ليس في قلوبهم - (آيت : ١٦٤) ص : ٢٦٩
- لتبينه للناس - (آيت : ١٨٤) ص : ٢٨٦
- يذكرون الله قياما وقعودا وعلى جنوبهم - (آيت : ١٩١) ص : ٥٠٨
- انما ذلکم الشیطن یخوف اولیاءه فلا تخافوهم وخافون ان کنتم مومنین - (آيت : ١٤٥) ص : ٥٢٤
- ويتفكرون في خلق السموات والارض ربنا ما خلقت هذا باطلا سبحانك فقنا
عذاب النار - (آيت : ١٩١) ص : ٥٥٦
- اولئك لا خلاق لهم في الآخرة ولا يكلمهم الله ولا ينظر اليهم يوم القيامة
ولا يزكّيهم ولهم عذاب اليم - (آيت : ٤٤) ص : ٥٥٩

- لَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولًا - (آيت : ١٧٢) ص : ٥٦٨
- وَاللَّهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ - (آيت : ١٥٢) ص : ٥٤٩
- وَلَتَكُنْ مِنْكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَأُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ - (آيت : ١٠٢) ص : ٥٨٠
- وَمَا كَانَتْ لِنَفْسٍ أَنْ تَمُوتَ إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ كَتَبَهَا مُؤَجَّلًا - (آيت : ١٥٢) ص : ٥٨٤
- أَنَّ الَّذِينَ تَوَلَّوْا مِنْكُمْ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعَانِ إِنَّا اسْتَزَلَّهُمُ الشَّيْطَانُ بِبَعْضِ مَا كَسَبُوا ؟ وَلَقَدْ عَفَا اللَّهُ عَنْهُمْ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ - (آيت : ١٥٥) ص : ٥٨٩
- وَلَقَدْ عَفَا عَنْكُمْ وَاللَّهُ ذُو فَضْلٍ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ تَصَّدَّقُونَ وَلَا تُلْوُونَ عَلَى أَحَدٍ (إِلَى قَوْلِهِ تَعَالَى) فَآتَاكُمْ غَنَاءً بَغْمٍ - (آيت : ١٥٢ - ١٥٣) ص : ٥٨٩
- يَفْعَلْ مَا يَشَاءُ - (آيت : ٢٠) وَالْحَجَّ (آيت : ١٨) ص : ٦٠٢
- مَنْ يَغْفِرِ الذُّنُوبَ إِلَّا اللَّهُ - (آيت : ١٣٥) ص : ٦١٩
- تَخْرِجَ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ - (آيت : ٢٤) ص : ٦٢١

سُورَةُ النَّسَاءِ

- يُرِيدُونَ أَنْ يُتَحَاكَمُوا إِلَى الطَّاغُوتِ وَقَدْ أُمِرُوا أَنْ يَكْفُرُوا بِهِ وَيُرِيدُ الشَّيْطَانُ أَنْ يُضِلَّهُمْ ضَلَالًا بَعِيدًا - (آيت : ٦٠) ص : ٤٨ - ٣٤٣
- مَنْ يَطْعَمْهُ الرُّسُولُ فَقَدْ اطَّاعَ اللَّهَ - (آيت : ٨٠) ص : ٨٩ - ٢٠٨ - ٢٥٢ - ٢٩٠ - ٦١٤
- يُؤْمِنُونَ بِمَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ - (آيت : ١٦٢) ص : ٩٢
- أُولَئِكَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ - (آيت : ٦٩) ص : ١٠١
- أَتَى الَّذِينَ تَوَفَّيْتَهُمُ الْمَلَكَةُ ظَالِمًا لِنَفْسِهِمْ قَالُوا قِيمُكُمْ كُنْتُمْ قَالُوا كُنَّا مُسْتَضْعَفِينَ فِي الْأَرْضِ (إِلَى قَوْلِهِ تَعَالَى) وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا - (آيت : ٩٤ تا ١٠٠) ص : ١١٤
- وَمَنْ أَسَدَى مِنَ اللَّهِ قِيلًا - (آيت : ١٢٢) ص : ١٣٢ - ١٣٥ - ١٣٩ - ١٥٢ - ١٦٨ - ٣٦٣ -
- وَمَنْ أَصْدَقُ مِنَ اللَّهِ حَدِيثًا - (آيت : ٨٤) ص : ١٣٣ - ١٣٩
- إِنَّ اللَّهَ لَا يَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ - (آيت : ٢٠) ص : ١٥٣

فَعَلِيْهِنَّ نِصْفُ مَا عَلَى الْمُحْصَنَاتِ مِنَ الْعَذَابِ - (آيت : ٢٥) ص : ١٦٠
وَمَنْ يَكْسِبْ خَطِيئَةً اَوْ اِثْمًا ثُمَّ يَرْمِ بِهِ فُقْدًا حَتَّىٰ يَمُوتَ اَوْ اِثْمًا مَبِيْنًا - (آيت : ١١٢) ص : ١٦١
اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ - (آيت : ٣٨ - ١١٦)

ص : ١٦٢ - ١٦٥ - ٣١٩ - ٦٠٢ - ٦٢٦

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ اطِيعُوا اللَّهَ وَاطِيعُوا الرَّسُولَ وَاولى الامر منكم - (آيت : ٥٩)

ص : ١٨٠ - ٢٤٤ - ٣٠٠ - ٣٢١ - ٣٥٢ - ٣٩٠

فَإِنْ تَنَارَ عَتَمَ فِي شَيْءٍ فَرَدَّوْهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ - (آيت : ٥٩) ص : ١٨٢

فَإِنَّ الْعِزَّةَ لِلَّهِ جَمِيعًا - (آيت : ١٣٩) ص : ١٨٢

يُرِيدُونَ أَنْ يُفَرِّقُوا بَيْنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ - (آيت : ١٥٠) ص : ١٨٢

أُولَئِكَ هُمُ الْكَافِرُونَ حَقًّا - (آيت : ١٥١) ص : ١٨٢

وَمَنْ يَشَاقِقِ الرَّسُولَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدَىٰ وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ

نُوَلِّهِ مَا تَوَلَّىٰ وَنُصْلِهِ جَهَنَّمَ وَسَاءَتْ مَصِيرًا - (آيت : ١١٥) ص : ١٩٤ - ٢٩٨

قَتَلَهُمُ الْاَنْبِيَاءُ بِغَيْرِ حَقٍّ - (آيت : ١٥٥) ص : ٢٠٦

وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ جَاءُوكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللَّهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُولُ

لَوَجَدُوا اللَّهَ تَوَّابًا رَحِيمًا - (آيت : ١٥٥) ص : ٢٠٤ - ٣٨٢

مَنْ كَانَ غَنِيًّا فَلْيَسْتَعْفِفْ وَمَنْ كَانَ فَقِيرًا فَلْيَأْكُلْ بِالْمَعْرُوفِ - (آيت : ٦)

ص : ٢١٣ - ٢٨٩

اِنَّ الَّذِيْنَ يَأْكُلُوْنَ اَمْوَالَ الْيَتَامَىٰ ظُلْمًا اِنَّهَا يَأْكُلُوْنَ فِي بُطُوْنِهِمْ نَارًا وَسَيَصْلَوْنَ

سَعِيرًا - (آيت : ١٠) ص : ٢١٣ - ٢١٥ - ٢٢٤ - ٥٩٢ - ٦٣٢

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُونُوا قَوَّامِينَ بِالْقِسْطِ شُهَدَاءَ لِلَّهِ وَلَوْ عَلَىٰ أَنْفُسِكُمْ - (آيت : ١٣٥)

ص : ٢٢٠ - ٦٣٣

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ اِلَّا أَنْ تَكُونَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِنْكُمْ - (آيت : ٢٩)

٢٢٨ - ٢٣٤ - ٢٣٨ - ٢٣٩ - ٢٣٠ - ٢٣٤ - ٢٥٠ - ٢٦٠ - ٢٦١ - ٢٦٢ - ٢٨٤ - ٣٠٠ - ٣٠٢ - ٥٢٣ - ٦٢٢

وَلَنْ يَجْعَلَ اللَّهُ لِلْكَافِرِينَ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ سَبِيلًا - (آيت : ١٢١)

ص : ٢٣١ - ٢٣٦ - ٢٦٢ - ٢٦٤ - ٢٤٢ - ٢٤٨ - ٢٨٣

- لَا تَتَّخِذُوا مِنْهُمْ وَلِيًّا وَلَا نَصِيرًا - (آيت : ٨٩) ص ٢٣٢ - ٢٨٩
- يُوصِيكُمُ اللَّهُ فِي أَوْلَادِكُمْ لِلَّذِ كَرِ مِثْلَ حَظِّ الْأُنثِيَّ يْنِ - (آيت : ١١) ص ٢٦٦
- أَفَلَا يَتَذَكَّرُونَ الْقُرْآنَ وَلَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللَّهِ لَوَجَدُوا فِيهِ اخْتِلَافًا كَثِيرًا - (آيت : ٨٢) ص ٢٤٢
- فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّىٰ يَحْكُمَ لَكَ فِي مَا شَجَرْتَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِي أَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِمَّا قَضَيْتَ وَسَلَّمُوا تَسْلِيمًا - (آيت : ٦٥) ص ٢٤٢ - ٢٥٥ - ٢٨٩
- أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ يَزْعُمُونَ أَنَّهُمْ آمَنُوا بِمَا نَزَّلَ إِلَيْكَ وَمَا نَزَّلَ مِنْ قَبْلِكَ يَرِيدُونَ أَنِ يَتَّحَكَمُوا إِلَىٰ قَوْلِهِ تَعَالَىٰ ضَلَالًا بَعِيدًا - (آيت : ٦٠) ص ٢٤٣
- وَلَا تَوَلُّوا السُّفَهَاءَ أَمْوَالَكُمُ الَّتِي جَعَلَ اللَّهُ لَكُمْ قِيلًا - (آيت : ٥) ص ٢٨٦
- إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تُوَدُّوا الْأَمَانَاتَ إِلَىٰ أَهْلِهَا - (آيت : ٥٨) ص ٢٨٨ - ٢٢٩
- أَتَأْخُذُونَهُ بِهَتَانَا وَآثِمًا مَبِينًا - (آيت : ٢٠) ص ٢٨٨
- مَنْ بَعْدَ وَصِيَّةٍ يُوصَىٰ بِهَا أَوْ دِينَ - (آيت : ١١) ص ٢٩٨
- وَأَدُّوا لَوَ تَكْفُرُونَ كَمَا كَفَرُوا فَتَكُونُونَ سَوَاءً - (آيت : ٨٩) ص ٣٦٨
- فَابْعَثُوا حُكَمَاءَ مِنْ أَهْلِهِ وَحُكَمَاءَ مِنْ أَهْلِهَا - (آيت : ٣٥) ص ٣٨٤ - ٣٩٠ - ٢١٩
- إِنَّ تَجْتَنِبُوا كِبَارُ مَا تَنْهَوْنَ عَنْهُ تَكْفُرُ سَيِّئَاتِكُمْ وَنَدَّخَلَكُمْ مَدَّخَلًا كَرِيمًا - (آيت : ٣١) ص ٢٠١ - ٢٠٣
- الرِّجَالُ قَوَّامُونَ عَلَى النِّسَاءِ - (آيت : ٣٢) ص ٢٢٦
- إِذَا حَيَّيْتُمْ بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوا بِأَحْسَنَ مِنْهَا أَوْ رُدُّوهَا - (آيت : ٨٦) ص ٢٣٣ - ٢٨١
- وَخَلَقَ مِنْهَا نَرًا وَجَهَا - (آيت : ١) ص ٢٤٢
- وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيرًا - (آيت : ١) ص ٢٤٢
- وَلَا ضَلَالَتَهُمْ وَلَا مَئِيَّةَهُمْ وَلَا مَرْتَبَهُمْ فَلْيَبْتَكَنْ أَذَانُ الْإِنْعَامِ وَلَا مَرْتَبَهُمْ فَلْيَغْيِرْ
- خَلَقَ اللَّهُ - (آيت : ١١٩) ص ٢٨٢ - ٥٢٣
- إِنَّا أَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ لِتَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ بِمَا أَرَاكَ اللَّهُ - (آيت : ١٠٥) ص ٢٨٨
- وَأَنْ يَدْعُونَ إِلَى الشَّيْطَانِ مَرِيدًا ۚ لَعَنَهُ اللَّهُ وَقَالَ لَا تَتَّخِذُوا مِنْ عِبَادِكَ نَصِيبًا مَفْرُوضًا وَلَا ضَلَالَتَهُمْ (إِلَى قَوْلِهِ تَعَالَى) فَلْيَغْيِرْ خَلَقَ اللَّهُ - (آيت : ١١٤ تا ١١٩) ص ٢٩٢
- فَإِنْ طَبِنَ لَكُمْ عَنْ شَيْءٍ مِنْهُ نَفْسًا فَكُلُوهُ هَنِيئًا مَرِيئًا - (آيت : ٢) ص ٥٠٦

- أَنْ تَجْمَعُوا بَيْنَ الْاِخْتِيَتِ - (آيت : ٢٣) ص : ٥١٠
 وَقَدْ نَزَلَ عَلَيْكُمْ فِي الْكُتُبِ إِنْ اِذْ سَمِعْتُمْ آيَةَ اللَّهِ يَكْفِرُ بِهَا وَيَسْتَهْزِئُ بِهَا (الْحِ الْقَوْلَهُ تَعَالَى)
 إِنَّ اللَّهَ جَامِعُ الْمُنَافِقِينَ وَالْكَافِرِينَ فِي جَهَنَّمَ جَمِيعًا - (آيت : ١٣٠) ص : ٥٤٤-٥٣١
 أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ يَزْكُونَ أَنْفُسَهُمْ ط بَلِ اللَّهُ يَزْكِي مَنْ يَشَاءُ - (آيت : ٢٩) ص : ٥٦٠
 وَكَفَى بِهِ أَثِمًا مَبِينًا - (آيت : ٥٠) ص : ٥٤٨
 وَعَاشِرُوهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ - (آيت : ١٩) ص : ٦٠١
 مَنْ بَعْدَ وَصِيَّةٍ تَوْصُونَ بِهَا وَدِينِ (آيت : ١٢) ص : ٦٣٠

سُورَةُ الْمَائِدَةِ

- وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ - (آيت : ٢) ص : ٤٨ - ١٠٨ - ٢٣٠ - ٢٣٨ - ٢٢٩ -
 ٢٦٤ - ٢٩٣ - ٢٩٥ - ٢٩٦ - ٣٥١ - ٣٥٣ - ٣٥٦ - ٣٦٩ - ٥٩٤ - ٦١٠ - ٦٢٥ - ٦٢٤
 وَتَبَرَّأْ اِلَى الْاَكْمَةِ وَالْاَبْرَصِ بِاَذْنِي - (آيت : ١١٠) ص : ١٠٢ - ٢٠٠
 وَلَوْ كَانُوا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالنَّبِيِّ وَمَا أُنْزِلَ اِلَيْهِ مَا اتَّخَذُوا لَهُمْ اَوْلِيَاءَ - (آيت : ٨١) ص : ١١٠
 يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا مَنْ يَرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِينِهِ فَسَوْفَ يَأْتِي اللَّهُ بِقَوْمٍ يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّونَهُ
 (إِلَى قَوْلِهِ تَعَالَى) وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ - (آيت : ٥٢) ص : ١١١
 وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ - (آيت : ١٦٠) وَهُوَ (آيت : ٢٠) ص : ١٢٣
 وَهُوَ يُطْعَمُ وَلَا يُطْعَمُ (آيت : ١٢) ص : ١٥٠
 يَحْكُمُ مَا يُرِيدُ - (آيت : ١) ص : ١٦٠ - ٦٠٢
 وَأَنْ أَكْثَرُكُمْ فَسِقُونَ - (آيت : ٥٩) ص : ١٤٦
 وَلَكِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا يَفْتَرُونَ عَلَى اللَّهِ الْكَذِبَ وَكَثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُونَ - (آيت : ١٠٣) ص : ١٤٦
 إِذْ قَالَ اللَّهُ لِعِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ اذْكُرْ نِعْمَتِي عَلَيْكَ وَعَلَىٰ وَالِدَتِكَ إِذْ أُيِّدْتِكَ بِرُوحِ
 الْقُدُسِ - (آيت : ١١٠) ص : ١٨٩
 يَحَرِّفُونَ الْكَلِمَ عَنْ مَوَاضِعِهِ - (آيت : ١٣) ص : ١٩٨
 وَأَذْ تَخْرِجُ الْمَوْتَى بِاَذْنِي - (آيت : ١١٠) ص : ٢٠٠
 وَأَذْ تَخْلُقُ مِنَ الطِّينِ كَهَيْئَةِ الطَّيْرِ بِاَذْنِي فَتَنفُخُ فِيهَا فَتَكُونُ طَيْرًا بِاَذْنِي - (آيت : ١١٠) ص : ٢٠١ - ٢٠٥

- الَّذِينَ قَالُوا إِنَّا نَصَارَى - (آيت : ٨٢) ص : ٢٠٣
- الْيَوْمَ احْلُ لَكُمْ الطَّيِّبَاتِ وَطَعَامَ الَّذِينَ أَوْتُوا الْكِتَابَ حِلَّ لَكُمْ وَطَعَامُكُمْ حِلَّ لَهُمْ (إلى قوله تعالى) وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ الَّذِينَ أَوْتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِكُمْ إِذَا آتَيْتُمُوهُنَّ أَجُورَهُنَّ - (آيت : ٥)
- ص : ٢٠٣ - ٣١٠ - ٥٩٣
- تَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَى - (آيت : ٢) ص : ٢١٤ - ٣٨٢ - ٣٩٠
- كَانُوا لَا يَتَنَاهَوْنَ عَنْ مُنْكَرٍ فَعَلُوهُ لَبِئْسَ مَا كَانُوا يَفْعَلُونَ - (آيت : ٤٩) ص : ٢١٨ - ٣٥٣
- يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَوفُوا بِالْعُقُودِ - (آيت : ١) ص : ٢٥٩ - ٢٩٩ - ٣٠٣ - ٣٠٥
- يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا عَلَيْكُمْ أَنْفُسَكُمْ لَا يَضُرُّكُمْ مَنْ ضَلَّ إِذَا اهْتَدَيْتُمْ - (آيت : ١٠٥)
- ص : ٢٥٩ - ٣٥٤ - ٥٢٢ - ٥٦٢ - ٥٩٩ - ٦٢٨
- يُحْكَمْ بِهِ ذُو عَدْلٍ مِنْكُمْ (آيت : ٩٥) ص : ٢٦٢
- وَمَنْ لَمْ يُحْكَمْ بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ فَأُولَئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ - (آيت : ٢٤)
- ص : ٢٤٣ - ٢٩٨ - ٣٣٤ - ٣٥٠
- وَمَنْ لَمْ يُحْكَمْ بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ فَأُولَئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ - (آيت : ٢٥) ص : ٢٤٣ - ٢٩٨ - ٣٥٠
- أَنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَالَّذِينَ آمَنُوا - (آيت : ٥٥) ص : ٢٤٨
- مَنْ لَمْ يُحْكَمْ بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ فَأُولَئِكَ هُمُ الْكَافِرُونَ - (آيت : ٢٢) ص : ٢٩٨ - ٣٥٠
- مَا جَعَلَ اللَّهُ مِنْ مِجْرَةٍ وَلَا سَائِبَةٍ وَلَا وَصِيلَةٍ وَلَا حَامٍ وَلَكِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا يَفْتَرُونَ عَلَى اللَّهِ الْكَذِبَ وَكَثُرُهُمْ لَا يَعْقِلُونَ - (آيت : ١٠٣) ص : ٣١٢ - ٣١٤
- حَرَّمْتُ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخَنَازِيرِ وَمَا أَهَلَ لِغَيْرِ اللَّهِ بِهِ (إلى قوله تعالى) إِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ - (آيت : ٣) ص : ٣١٨ - ٣١٤
- وَأَحْلُ لَكُمْ صَيْدَ الْبَحْرِ - (آيت : ٩٦) ص : ٣١٩
- أَنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللَّهُ مِنَ الْمُتَّقِينَ - (آيت : ٢٤) ص : ٣٣٢
- وَمَنْ يَتَوَلَّهُمْ مِنْكُمْ فَاِنَّهُ مِنْهُمْ - (آيت : ٥١) ص : ٣٣٩ - ٣٣٢ - ٣٦١ - ٣٦٨ - ٣٤٠ - ٥٩١
- لَتَجِدَنَّ أَشَدَّ النَّاسِ عَدَاوَةً لِلَّذِينَ آمَنُوا الْيَهُودَ وَالَّذِينَ أَشْرَكُوا - (آيت : ٨٢) ص : ٣٦٦ - ٣٢٨
- وَأَبْتَغُوا إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ - (آيت : ٣٥) ص : ٣٨٠ - ٣٩٤ - ٦٠٩

يَوْمَ يَجْمَعُ اللَّهُ الرُّسُلَ فَيَقُولُ مَاذَا جِئْتُمْ بِهَا قَالُوا لَعَلَّكُمْ تَعْلَمُونَ (آيت : ١٠٩) ص : ٣٨٦
يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَابْتَغُوا إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ وَجَاهِدُوا فِي سَبِيلِهِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ.
(آيت : ٣٥) ص : ٢٠٣

أَنَا أَنْزَلْنَاهُ الْتُورَةَ فِيهَا هُدًى وَنُورٌ يَحْكُمُ بِهَا النَّبِيُّونَ الَّذِينَ آسَلَمُوا هَادُوا (إلى قوله تعالى) و

كَانُوا عَلَيْهِ شُهَدَاءَ - (آيت : ٢٢) ص : ٢٠٨

إِذْ أَحْلَلْتُمْ قَاصِدَادُوا - (آيت : ٢) ص : ٢١٦

لَقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ هُوَ الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ (آيت : ٢٤) ص : ٢١٨

بَلْ يَدْعَاهُ مَبْسُوطَتَانِ يُنْفِقُ كَيْفَ يَشَاءُ - (آيت : ٦٢) ص : ٢٢٩

وَذَلِكَ جَزَاءُ الظَّالِمِينَ - (آيت : ١٤) ص : ٢٥٨

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَحْلُوا شَعَائِرَ اللَّهِ - (آيت : ٢) ص : ٢٩٥

لَوْلَا يَنْهَاهُمُ الرَّبَّانِيُّونَ وَالْأَحْبَارُ عَنْ قَوْلِهِمُ الْإِثْمَ وَكُلُّهُمْ السَّخَطُ وَلِبَاسُ مَا كَانُوا

يَصْنَعُونَ - (آيت : ٦٣) ص : ٥٢٦

لَعَنَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ بَنِي إِسْرَءِيلَ عَلَى لِسَانِ دَاوُدَ وَعِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ (إلى

قوله تعالى) لِبَاسُ مَا كَانُوا يَفْعَلُونَ - (آيت : ٤٨ - ٤٩) ص : ٥٤٨

لَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاةُ قَوْمٍ عَلَى أَنْ لَا تَعْدُوا أَعْدَاءَ اللَّهِ هُوَ اقْرَبُ لِلتَّقْوَى - (آيت : ٨)

ص : ٦٣٣

سُورَةُ الْأَنْعَامِ

وَأَمَّا يَنْتِظِرُكَ الشَّيْطَانُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرِى مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ - (آيت : ٦٨)

ص : ٤٤ - ٤٩ - ٨٢ - ١٠٩ - ٢١٥ - ٢٢٣ - ٢٥٤ - ٣٠١ - ٣١٥ - ٣٣٣ - ٣٣٦ - ٣٣٧ - ٣٣٨ - ٣٣٩ - ٣٤٠

٣٤١ - ٣٤٢ - ٣٤٣ - ٣٤٤ - ٣٤٥ - ٣٤٦ - ٣٤٧ - ٣٤٨ - ٣٤٩ - ٣٥٠ - ٣٥١ - ٣٥٢ - ٣٥٣ - ٣٥٤ - ٣٥٥ - ٣٥٦ - ٣٥٧ - ٣٥٨ - ٣٥٩ - ٣٦٠

٣٦١ - ٣٦٢ - ٣٦٣ - ٣٦٤ - ٣٦٥ - ٣٦٦ - ٣٦٧ - ٣٦٨ - ٣٦٩ - ٣٧٠ - ٣٧١ - ٣٧٢ - ٣٧٣ - ٣٧٤ - ٣٧٥ - ٣٧٦ - ٣٧٧ - ٣٧٨ - ٣٧٩ - ٣٨٠

وَأَذِجَاءُ الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِآيَاتِنَا فَقُلْ سَلَامٌ عَلَيْكُمْ - (آيت : ٥٢) ص : ٩٤

خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ فَاعْبُدْهُ - (آيت : ١٠٢) ص : ١١٨

قُلْ إِنِّي شَيْءٌ أَكْبَرُ شَهَادَةً قُلْ اللَّهُ - (آيت : ١٩) ص : ١٣٩ - ١٢٢

وَتَمَّتْ كَلِمَةُ رَبِّكَ صِدْقًا وَعَدًا لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمَتِهِ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ - (آيت : ١١٥) ص : ١٢٦ - ١٢٧

- ذَلِكَ جَزَيْنَهُمْ بِبَغْيِهِمْ وَأَنَّا لَصَادِقُونَ - (آيت : ١٢٦) ص : ١٣١
- وَمَن أَظْلَمُ مِمَّنْ افْتَرَى عَلَى اللَّهِ كَذِبًا أَوْ كَذَّبَ بِآيَاتِهِ - (آيت : ٢١) ص : ١٣٦ - ١٣٧ - ١٣٨ - ١٣٩ - ١٤٠ - ١٤١ - ١٤٢ - ١٤٣
- إِنَّا طِيرَ الْأُولِينَ - (آيت : ٢٥) ص : ١٤١
- وَلَكِنِ الظَّالِمِينَ بآيَاتِ اللَّهِ يَجْحَدُونَ - (آيت : ٣٣) ص : ١٥٢
- قُلْ لِمَن مَّا فِي السَّمُوتِ وَالْأَرْضِ - (آيت : ١٢) ص : ١٥٢
- سَبِّحْهُ وَتَعَالَى عَمَّا يُصِفُونَ - (آيت : ١٠٠) ص : ١٦٠
- وَلَكِن أَكْثَرُهُمْ يَجْهَلُونَ - (آيت : ١١١) ص : ١٤٦
- قُلْ لَا أُجِدُ مَا أُوْحِيَ إِلَيَّ مُحَرَّمًا عَلَى طَاعِمٍ يَطْعَمُهُ - (آيت : ١٢٥) ص : ١٨٠
- فَرَّقُوا دِينَهُمْ وَكَانُوا شِعَاعًا - (آيت : ١٥٩) ص : ١٨٢
- مَا قَدَرُوا اللَّهَ حَقَّ قَدْرِهِ - (آيت : ٩١) ص : ١٨٢
- لَا تَسُبُّوا الَّذِينَ يَدْعُونَ مِن دُونِ اللَّهِ فَيَسُبُّوا اللَّهَ عَدَاوًا بَغِيًّا عِلْمُهُ - (آيت : ١٠٨) ص : ١٩٥
- وَلَا تَسْرِفُوا إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِينَ - (آيت : ١٣٢) ص : ٢١٣ - ٢١٤
- لَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَى - (آيت : ١٦٢) و فاطر (آيت : ١٨) ص : ٢٣٦ - ٢٩١ - ٢٩٢ - ٣٠٢ - ٣١٢ - ٣٢٨ - ٥٢٨ - ٥٨٤ - ٦٢٦
- وَكَذَلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا وَالشَّيَاطِينُ الْإِنْسُ وَالْجِنُّ يُوحِي بَعْضُهُمْ إِلَى الْآخَرِ قَوْلَهُ تَعَالَى
- مَا هُمْ مَقْتَرُونَ - (آيت : ١١٢ - ١١٣) ص : ٢٢٥ - ٣٩٣
- إِنَّا نَحْكُمُ بِاللَّهِ - (آيت : ٥٤) و يوسف (آيت : ٢٠) ص : ٢٥٢ - ٢٦٥ - ٢٤٢
- وَمَا لَكُمْ أَلَّا تَأْكُلُوا مِمَّا ذَكَرَ اسْمَ اللَّهِ عَلَيْهِ - (آيت : ١١٩) ص : ٣١٠ - ٣١٢ - ٣١٣ - ٣١٤ - ٣١٥
- وَمِنَ الْأَنْعَامِ حَمُولَةٌ وَفَرَشَاتٌ - (آيت : ١٢٢) ص : ٣٢٣
- وَمِنَ الْبَقَرِ وَالْغَنَمِ حَرَّمَ عَلَيْهُمْ شُحُومُهُمَا - (آيت : ١٢٦) ص : ٣٢٣
- ثَمَنِيَّةٌ إِذَا رَاجَ مِنَ الضَّأْنِ اثْنَيْنِ وَمِنَ الْمَعْزِ اثْنَيْنِ - (آيت : ١٢٣) ص : ٣٢٢ - ٣٢٩
- وَإِنْ هَذَا صِرَاطٌ مُسْتَقِيمٌ فَاتَّبِعُوهُ وَلَا تَتَّبِعُوا السَّبِيلَ فَتَفْرَقَ بَكُمُ عَنْ سَبِيلِهِ
- ذَلِكُمْ وَصَّيْكُمْ بِهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ - (آيت : ١٥٣) ص : ٢٠٦
- مَا فَرَطْنَا فِي الْكِتَابِ مِنْ شَيْءٍ - (آيت : ٣٨) ص : ٢٨٦
- أَوَّلِكَ الَّذِينَ هَدَى اللَّهُ فَبِهِدَاهِهِمْ آتَدَهُ - (آيت : ٩٠) ص : ٢٩٤

وَمَنْ ذُرِّيَّتَهُ دَاوُدَ وَسُلَيْمَنَ وَأَيُّوبَ وَيُوسُفَ وَمُوسَى وَهَارُونَ وَكَذَلِكَ نَجْزِي

المحسنين - (آيت ٨٢١) ص: ٢٩٨

وَقَالُوا هَذِهِ أَنْعَامٌ وَحَرِثَ حَجَرٌ لَا يَطْعَمُهَا إِلَّا مَنْ نَشَاءُ بِزَعْمِهِمْ (إِلَى قَوْلِهِ تَعَالَى)

سَيَجْزِيهِمْ بِمَا كَانُوا يَفْتَرُونَ - (آيت ١٣٨) ص: ٥١٨

وَأَتُوا حَقَّهُ يَوْمَ حَصَادِهِ - (آيت ١٢١) ص: ٥١٨

وَجَعَلُوا لِلَّهِ مَا ذَرَأُ مِنَ الْحَرْثِ وَالْأَنْعَامِ نَصِيبًا فَقَالُوا هَذَا لِلَّهِ بِزَعْمِهِمْ وَهَذَا

لشركائنا - الآية - (آيت ١٣٦) ص: ٥١٩

وَلَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ - (آيت ١٥١) ص: ٥٢٥

وَذَرِ الَّذِينَ اتَّخَذُوا دِينَهُمْ لَعِبًا وَلَهْوًا وَغَرَّتْهُمُ الْحَيَاةُ الدُّنْيَا (إِلَى قَوْلِهِ تَعَالَى)

بِمَا كَانُوا يَكْفُرُونَ - (آيت ٤٠) ص: ٥٣٩

وَإِذَا رَأَيْتَ الَّذِينَ يَخُوضُونَ فِي آيَاتِنَا فَأَعْرِضْ عَنْهُمْ حَتَّى يَخُوضُوا فِي حَدِيثٍ غَيْرِهِ (إِلَى

قَوْلِهِ تَعَالَى) مع القوم الظالمين - (آيت ٦٨) ص: ٥٢٠

لِيَقْتَرِفُوا مَا هُمْ مُقْتَرِفُونَ - (آيت ١١٣) ص: ٦٢٢

سُورَةُ الْأَعْرَافِ

وَقَطَعْنَا دَابِرَ الَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا وَمَا كَانُوا مُؤْمِنِينَ - (آيت ٤٢) ص: ٩٦

قَالَ الَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا إِنَّا بِالَّذِي آمَنْتُمْ بِهِ كُفْرُونَ - (آيت ٤٦) ص: ٩٤ - ١٠٦

رَبَّنَا هَؤُلَاءِ أَضَلُّونَا - (آيت ٣٨) ص: ١٢٣

رَبَّنَا افْتَحْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَأَنْتَ خَيْرُ الْفَاتِحِينَ - (آيت ٨٩) ص: ١٢٣

تَذَكَّرُوا فَإِذَا هُمْ مُبْصَرُونَ - (آيت ٢٠١) ص: ١٦٩

وَأَنْ يَرَوْا سَبِيلَ الرُّشْدِ لَا يَتَّخِذُوا سَبِيلَ الْغَيِّ يَتَّخِذُوا سَبِيلَ لُطْ

(إِلَى قَوْلِهِ تَعَالَى) فَكَانُوا عَنْهَا غَافِلِينَ - (آيت ١٢٦) ص: ١٤٠ - ٥٢٩

آلَهِ الْخَلْقِ وَالْأَمْرِ - (آيت ٥٢) ص: ١٤٢

فَبَآئٍ حَدِيثٍ بَعْدَهُ يُؤْمِنُونَ - (آيت ١٨٥) والمرسلات (آيت ٥٠) ص: ٢١٠

وَيَحْرِمُ عَلَيْهِمُ الْخَبِيثَاتِ - (آيت ١٥٤) ص: ٣١٠

- اوليك كالانعام بل هم اضل - (آيت : ١٤٩) ص : ٣٦١
 قل من حرم ترينة الله التي اخرج لعباده والطيبات من الرزق - (آيت : ٣٢)
 ص : ٢٢٢ - ٥١٤ - ٥٢٨ - ٥٤٤
 انا خير منه خلقتني من نار وخلقته من طين - (آيت : ١٢) والزمر (آيت : ٤٦) ص : ٢٤٠
 يموسى اجعل لنا الهام كما لهم الهة - (آيت : ١٣٨) ص : ٢٨٣
 بل انكم كنتم قوم تجهلون - (آيت : ١٣٨) ص : ٢٨٣
 لاتسرفوا انه لا يحب المسرفين - (آيت : ٣١) ص : ٥١٩
 واذا قرئ القرآن فاستمعوا له وانصتوا لعلكم ترحمون - (آيت : ٢٠٢) ص : ٥٣٢ - ٥٣٦
 يجدونه مكتوبا عندهم فى التوراة والانجيل - (آيت : ١٥٤) ص : ٥٣٥
 وتنادى اصحاب النار اصحاب الجنة ان افيضوا علينا من الماء او مما سربقكم
 الله (الى قوله تعالى) وما كانوا بايتنا يجحدون - (آيت : ٥٠ - ٥١) ص : ٥٢٠

سورة الانفال

- ليحق الحق ويبطل الباطل ولو كرهه الجرمون - (آيت : ٨) ص : ١٥١
 لو نشاء لقلنا مثل هذا - (آيت : ٣١) ص : ٢٠١
 ان اولياءه الا المتقون - (آيت : ٣٢) ص : ٢٢٩
 وما رميت اذ رميت ولكن الله رمى - (آيت : ١٤) ص : ٢٨٢
 فيسيفقونها ثم تكون عليهم حسرة ثم يغلبون (آيت : ٣٦) ص : ٣٤١
 اذ يوحى ربك الى الملكة انى معكم فتبتوا الذين امنوا - (آيت : ١٢) ص : ٣٩٢
 واذكروا الله كثيرا لعلكم تفلحون - (آيت : ٢٥) ص : ٥٦٩
 وما كان صلاتهم عند البيت الا مكاء وتصدية - (آيت : ٣٥) ص : ٥٤١
 نرين لهم الشيطان اعمالهم - (آيت : ٢٨) والنمل (آيت : ٢٢) ص : ٥٨٠
 فقد باء بغضب من الله وماونه جهنم وبئس المصير - (آيت : ١٦) ص : ٥٨٥ - ٥٨٦
 وان جنحوا للسلم فاجنح لها - (آيت : ٦١) ص : ٥٩٣

سُورَةُ التَّوْبَةِ

حَرِيصٌ عَلَيْكُمْ - (آيت : ١٢٨)

ص : ٨٠

عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُمْ - (آيت : ١٢٨)

ص : ٨٠

بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَحِيمٌ - (آيت : ١٢٨)

ص : ٨٠

إِنَّ اللَّهَ اشْتَرَى مِنَ الْمُؤْمِنِينَ أَنْفُسَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ بِأَنْ لَهُمُ الْجَنَّةُ - (آيت : ١١١)

ص : ٨٢

وَلَوْ أَنَّهُمْ رَضُوا مَا آتَاهُمُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَقَالُوا حَسْبُنَا اللَّهُ سَيُؤْتِينَا اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ

وَرَسُولُهُ أَتَا إِلَى اللَّهِ رَاغِبُونَ - (آيت : ٥٩)

ص : ٨٩ - ١٤٩ - ٥٢٥

وَمَا نَقَمُوا إِلَّا أَنْ أَنْعَمَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ مِنْ فَضْلِهِ - (آيت : ٤٢)

ص : ٨٩ - ١٠٢ - ١١٥ - ١٤٨

وَاللَّهُ وَرَسُولُهُ أَحَقُّ أَنْ يُرْضَوْا بِهِ إِنْ كَانُوا مُؤْمِنِينَ ۚ أَلَمْ يَعْلَمُوا أَنَّهُ مَنْ يُحَادِدُ اللَّهَ

وَرَسُولَهُ (إِلَى قَوْلِهِ تَعَالَى) ذَلِكَ الْخُزْيُ الْعَظِيمُ - (آيت : ٦٢ - ٦٣)

ص : ٩٠ - ٢٠٨ - ٣٢١ - ٣٣٨

إِذَا نَصَحُوا لِلَّهِ وَرَسُولِهِ - (آيت : ٩١)

ص : ٩٠

وَلَمَّا سَأَلْتَهُمْ لَيَقُولُنَّ إِنَّمَا كُنَّا نَخُوضُ وَنَلْعَبُ ۚ قُلْ أُولَئِكَ هُمُ الَّذِينَ كَفَرُوا

وَلَا يَعْتَدُونَ ۚ لَا تَعْتَذِرُوا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ إِيمَانِكُمْ - (آيت : ٦٥ - ٦٦)

ص : ٩٢ - ٣٢٣ - ٣٢٤ - ٣٨٦ - ٥٦٢

قُلْ أُولَئِكَ هُمُ الَّذِينَ كَفَرُوا وَرَسُولُهُ الْآيَةُ - (آيت : ٦٥)

ص : ٩٢

لَا تَعْتَذِرُوا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ إِيمَانِكُمْ - (آيت : ٦٦)

ص : ٩٢ - ١٤٩

وَالَّذِينَ يُؤْذُونَ رَسُولَ اللَّهِ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ - (آيت : ٦١)

ص : ١٠٠ - ٣٨٦

هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَى وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ وَلَوْ

كَرِهَ الْمُشْرِكُونَ - (آيت : ٣٣)

ص : ١٦٨

يَرْضَوْنَكُمْ بِأَفْوَاهِهِمْ وَتَأْبَىٰ قُلُوبُهُمْ وَأَكْثَرُهُمْ فَسِقُونَ - (آيت : ٨)

ص : ١٤٩

بَعْضُهُمْ مِنْ بَعْضٍ - (آيت : ٦٤)

ص : ١٤٩

اتَّخَذُوا أَجْنَابَهُمْ دُيُوتًا لِلَّهِ - (آيت : ٣١)

ص : ١٨١

إِنَّمَا الْمُشْرِكُونَ نَجَسٌ - (آيت : ٢٨)

ص : ٢١٢

لَا يَصِيدُهُمْ ظَمًا وَلَا نَصَبًا وَلَا مَخْنَصَةً (إلى قوله تعالى) الْأَكْتَبَ لَهُمْ بِهِ عَمَلٌ

صالح - (آيت : ١٢٠) ض : ٢١٢

وَلَا تَصِلْ عَلَى أَحَدٍ مِنْهُمْ مَاتَ أَبَدًا وَلَا تَقُمْ عَلَى قَبْرِهِ - (آيت : ٨٢) ص : ٢١٢ - ٣٢٠ - ٣٥٩
أَنَا يَعْبُرُ مَسْجِدَ اللَّهِ مِنْ أَمْنٍ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَأَقَامَ الصَّلَاةَ وَآتَى الزَّكَاةَ

وَلَمْ يَخْشَ إِلَّا اللَّهَ - (آيت : ١٨) ص : ٢١٤ - ٢٢٥

أَنَّ اللَّهَ لَا يَضِيْعُ أَجْرَ الْمُحْسِنِينَ - (آيت : ١٢٠) وَهُود (آيت : ١١٥) وَيُوسُف (آيت : ٩٠)

ص : ٢٢٠

مَا كَانَ لِلْمُشْرِكِينَ أَوْ لِيَعْبُرُوا مَسْجِدَ اللَّهِ شَاهِدِينَ عَلَى أَنْفُسِهِمْ بِالْكَفْرِ (إلى قوله

تعالى) أَنَا يَعْبُرُ مَسْجِدَ اللَّهِ مِنْ أَمْنٍ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ - (آيت : ١٤ - ١٨)

ص : ٢٢١ - ٣٤٢

فَاعْقِبْهُمْ نَفَاقًا فِي قُلُوبِهِمْ إِلَى يَوْمِ يَلْقَوْنَهُ مَا أَخْلَفُوا اللَّهَ بِمَا وَعَدُوهُ وَبِمَا كَانُوا

يَكْذِبُونَ - (آيت : ٤٤) ص : ٢٢٦ - ٢٢٠ - ٥٣٥

مَا عَلَى الْمُحْسِنِينَ مِنْ سَبِيلٍ - (آيت : ٩١) ص : ٣٣١ - ٢٥٢

أَمْ حَسِبْتُمْ أَنْ تُتْرَكُوا وَلَمَّا يَعْلَمِ اللَّهُ الَّذِينَ جَاهَدُوا مِنْكُمْ وَلَمْ يَتَّخِذُوا مِنْ

دُونِ اللَّهِ وَلَا رُسُلِهِ وَلَا الْمُؤْمِنِينَ وَلِجَّةً وَاللَّهُ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ - (آيت : ١٦)

(آيت : ١٦٠) ص : ٢٣٣ - ٣٦٨

أَنَّ عِدَّةَ الشُّهُورِ عِنْدَ اللَّهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِي كِتَابِ اللَّهِ يَوْمَ خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَ

الْأَرْضِ مِنْهَا أَرْبَعَةٌ حُرُمٌ - (آيت : ٣٦) ص : ٢٩٢

وَالْعَامِلِينَ عَلَيْهَا - (آيت : ٦٠) ص : ٣٣٢

أَنَا الصَّدَقْتُ لِلْفَقْرَاءِ (آيت : ٦٠) ص : ٣٣٢

لَنْ يَصِيبَنَا إِلَّا مَا كَتَبَ اللَّهُ لَنَا هُوَ مَوْلَانَا وَعَلَى اللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ - (آيت : ١٥١) ص : ٣٣٥

قَاتِلْهُمْ اللَّهُ أَنَّى يُؤْفَكُونَ - (آيت : ٣٠) ص : ٣٣٥ - ٣٦٠ - ٣٠٠

لَا يَأْتُونَ الصَّلَاةَ وَلَا هُمْ كُسَالَى - (آيت : ٥٢) ص : ٣٣٣

وَأَغْلَظْ عَلَيْهِمْ - (آيت : ٤٣) ص : ٣٦٦

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ الْمُنَافِقِينَ وَأَغْلَظْ عَلَيْهِمْ وَمَا وَدَّعَهُمْ وَبَشِّرِ الْمُصِيرِينَ - (آيت : ٤٣) ص : ٣٦٤

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا أَوْلِيَاءَكُمْ وَأَخْوَانَكُمْ أُولِيَاءَ إِنْ اسْتَحَبُّوا الْكُفْرَ عَلَى الْإِيمَانِ -

(آيت ٢٣ : ص ٣٤٢)

يَحْلُقُونَ بِاللَّهِ مَا قَالُوا وَلَقَدْ قَالُوا كَلِمَةَ الْكُفْرِ وَكَفَرُوا بَعْدَ إِسْلَامِهِمْ - (آيت ٤٠ : ص ٣٤٤)

ص ٣٤٤ :

يُعْطُوا الْجِزْيَةَ عَنْ يَدٍ وَهُمْ صَاغِرُونَ - (آيت ٢٩ : ص ٣٤٠)

فَاجْرِهِ حَتَّى يَسْمَعَ كَلَامَ اللَّهِ - (آيت ٦ : ص ٥٣٦)

فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِنْهُمْ طَائِفَةٌ لِيَتَفَقَّهُوا فِي الدِّينِ - (آيت ١٢٢ : ص ٥٥٠)

الْمُنْفِقُونَ وَالْمُنْفِقَاتُ بَعْضُهُمْ مِنْ بَعْضٍ يَأْمُرُونَ بِالْمَنكْرِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمَعْرُوفِ (الـ

قوله تعالى) وَالْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ (آيت ٦٤ : ص ٥٤١)

ص ٥٨٨ :

إِلَّا الَّذِينَ عَاهَدْتُمْ مِنَ الْمُشْرِكِينَ ثُمَّ لَمْ يَنْقُصُوكُمْ شَيْئًا وَلَمْ يُظَاهِرُوا عَلَيْكُمْ أَحَدًا (الـ

قوله تعالى) إِنْ اللَّهُ يُحِبُّ الْمُتَّقِينَ - (آيت ٢ : ص ٥٩٣)

لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِنْ أَنْفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِينَ

سَرُوفٌ رَحِيمٌ - (آيت ١٢٨ : ص ٦٢٠)

سُورَةُ يُوسُفَ

فَمَاذَا بَعْدَ الْحَقِّ إِلَّا الضَّلَالُ - (آيت ٣٢ : ص ١٣٥)

وَمَا يَتَّبِعُ أَكْثَرُهُمْ إِلَّا ظَنًّا إِنَّ الظَّنَّ لَا يَغْنَى مِنَ الْحَقِّ شَيْئًا - (آيت ٣٦ : ص ١٤٤ - ١٨١)

قُلْ اللَّهُ أَذِنَ لَكُمْ أَمْ عَلَى اللَّهِ تَفْتَرُونَ - (ص ٥٩ : ص ٢٢٦ - ٢٢١)

إِلَّا أَنْ أَوْلِيَاءُ اللَّهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ - (آيت ٦٢ : ص ٢٠٢ - ٢٠٤)

بَلْ كَذَّبُوا بِآيَاتِهِمْ فَيَسْطَوْا بِعِلْمِهِ وَلَمَّا يَأْتِهِمْ تَأْوِيلَهُ كَذَّبَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ

فَانظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الظَّالِمِينَ - (آيت ٣٩ : ص ٢٨٨)

أَنَّ الَّذِينَ يَفْتَرُونَ عَلَى اللَّهِ الْكَذِبَ لَا يُفْلِحُونَ - (آيت ٦٩ : والنمل آيت ١١٦)

ص ٥٥٨ - ٦٠٩

قُلْ بِفَضْلِ اللَّهِ وَبِرَحْمَتِهِ فَبِذَلِكَ فَلْيَفْرَحُوا - (آيت ٥٨ : ص ٥٦٦ - ٥٦٤)

سُورَةُ هُودَ

- وَلَا تَكُونُوا إِلَى الَّذِينَ ظَلَمُوا فَتَمُسَّكُمْ النَّارُ - (آيت : ١١٣) ص : ٤٩ - ٣١٥ - ٣٢١ - ٣٥٢
- ٣٦٠ - ٣٦٩ - ٣٨١ - ٣٨٣ - ٣١٢ - ٣١٥ - ٣١٤ - ٥٥٥ - ٥٦٢ - ٥٩٥ -
- وَهِيَ تَجْرِي بِهِمْ فِي مَوْجٍ كَالْجِبَالِ - (آيت : ٢٢) ص : ٨٥
- هَذَا يَوْمُ عَصِيبٍ - (آيت : ٤٤) ص : ١٢٢
- أَن مَّوْعِدُهُمُ الصَّبِيحُ ط الِيسَ الصَّبِيحُ بِقَرِيبٍ - (آيت : ٨١) ص : ١٢٢
- الِيسَ مِنْكُمْ رَجُلٌ رَشِيدٌ - (آيت : ٤٨) ص : ١٢٤
- أُولَئِكَ يَعْرِضُونَ عَلَى رَبِّهِمْ وَيَقُولُ الْأَشْهَادُ هَؤُلَاءِ الَّذِينَ كَذَبُوا عَلَى رَبِّهِمْ
- الْأَلْعَنَةُ عَلَى الظَّالِمِينَ - (آيت : ١٨) ص : ١٢٨ - ١٤٢ - ٢٥٩ - ٥٩٤ -
- أَنَّهُ لَيْسَ مِنْ أَهْلِكَ أَنَّهُ عَمِلَ غَيْرَ صَالِحٍ - (آيت : ٢٦) ص : ٢١١ - ٢٣٠ - ٢٢٠ - ٢٢١
- أَن الْحَسَنَاتِ يُذْهِبُ السَّيِّئَاتِ ط ذَلِكَ ذِكْرٌ لِلذَّاكِرِينَ - (آيت : ١١٢) ص : ٣٠١ - ٣٠١
- بِعَجَلٍ حَنِيزٍ - (آيت : ٦٩) ص : ٣١٩
- تِلْكَ مِنْ أَنْبَاءِ الْغَيْبِ نُوحِيهَا إِلَيْكَ - (آيت : ٢٩) ص : ٣٩٠
- أَن رَّبِّي عَلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ - (آيت : ٥٦) ص : ٢٠٦

سُورَةُ يُوسُفَ

- لَا تَأْيِسُوا مِنْ رُوحِ اللَّهِ ط أَنَّهُ لَا يَأْيِسُ مِنْ رُوحِ اللَّهِ إِلَّا الْقَوْمُ الْكَافِرُونَ -
- (آيت : ٨٤) ص : ٨٣
- قَالَ لَا تَثْرِيبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ ط يَغْفِرُ اللَّهُ لَكُمْ وَهُوَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ - (آيت : ٩٢) ص : ٨٤
- سَوْفَ أَسْتَغْفِرُ لَكُمْ رَبِّي ط أَنَّهُ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ ط (آيت : ٩٨) ص : ٨٤
- وَرَفَعَ أَبَوَيْهِ عَلَى الْعَرْشِ وَخَرُّوا لَهُ سُجَّدًا - (آيت : ١٠٠) ص : ١٠٢ - ١٠٣ - ٢٣٩
- وَأَنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي كَيْدَ الْخَائِنِينَ - (آيت : ٥٢) ص : ١٢٦
- الْقَوْمَ الَّذِينَ كَفَرُوا بِالْحَقِّ ط وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ - (آيت : ٥٣) ص : ٢٣٩

ص: ٢٤٨ - ٣٨٩

وَقَالَ الْمَلِكُ إِنِّي أَرَى - (آيت: ٢٣)

ص: ٢٤٨ - ٣٨٩

وَقَالَ الْمَلِكُ أَتُوفَى بِهِ - (آيت: ٥٠ - ٥٢)

ص: ٢٤٨

مَا كَانَتْ لِيَأْخُذَ أَخَاهُ - (آيت: ٤٦)

ص: ٢ - ٣

وَمَا كُنَّا لِلْغَيْبِ حَافِظِينَ - (آيت: ٨١)

ص: ٣٨٥ - ٣٩٠ - ٣٩٩

إِنَّا الْحَكَمُ إِلَّا لِلَّهِ ط (آيت: ٢٠)

ص: ٣٨٤

وَأَلْفَيَا سَيِّدَهَا لَدَى الْبَابِ - (آيت: ٢٥)

ص: ٢٨٦

تَفْصِيلُ كُلِّ شَيْءٍ - (آيت: ١١١)

ص: ٢٨٤ - ٢٢٣

وَفَوْقَ كُلِّ ذِي عِلْمٍ عَلِيمٌ - (آيت: ٤٦)

إِنَّا الْحَكَمُ إِلَّا لِلَّهِ أَمَرَ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا آيَاهُ ط ذَلِكَ الدِّينُ الْقَيِّمُ وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ

ص: ٥٨٠

لَا يَعْلَمُونَ ، (آيت: ٢٠)

ص: ٥٦٠

إِنِّي حَفِيزٌ عَلِيمٌ - (آيت: ٥٥)

سُورَةُ الرَّعْدِ

ص: ٨٣

إِنَّا اللَّهُ لَا يَغَيِّرُ مَا بَقِيَ حَتَّى يَغَيِّرُوا مَا بَانَفْسِهِمْ - (آيت: ١١)

ص: ٥٠٨

إِلَّا بِذِكْرِ اللَّهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوبُ - (آيت: ٢٨)

سُورَةُ إِبْرَاهِيمَ

ص: ١٦٠

يَفْعَلُ اللَّهُ مَا يَشَاءُ - (آيت: ٢٤)

يُثَبِّتُ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ - (آيت: ٢٤)

ص: ١٤١

ص: ٦٠٥

لَنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ وَلَنْ كَفَرْتُمْ إِنَّ عَذَابِي لَشَدِيدٌ - (آيت: ٤٠)

سُورَةُ الْحَجَرِ

ص: ١٨٤

وَأَخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَكَ لِلْمُؤْمِنِينَ - (آيت: ٨٨)

فَإِذَا سَوَّيْتَهُ وَلَنْفَخْتَ فِيهِ مِنْ رُوحِي فَقَعَا لَهُ سَاجِدِينَ - (آيت: ٢٩) وَص (آيت: ٤٢) ص: ٢٦١

فَأَصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ - (آيت : ٩٢) ص : ٢٨٦
 إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ - (آيت : ٩) ص : ٥٥٢
 وَنَزَعْنَا مَا فِي صُدُورِهِمْ مِنْ غَلٍّ إِخْوَانًا عَلَى سُرُرٍ مُتَقَابِلِينَ - (آيت : ٢٤) ص : ٦٠٨

سُورَةُ النَّحْلِ

إِنَّ الَّذِينَ يَفْتَرُونَ عَلَى اللَّهِ الْكَذِبَ لَا يَفْلَحُونَ ۝ مَتَاعٌ قَلِيلٌ وَلَهُمْ عَذَابٌ
 الِيمٌ - (آيت : ١١٦ - ١١٤) ص : ٩٩ - ١٦٨ - ١٨٨ - ٢٦٩ - ٣٤٠

إِنَّمَا يَفْتَرِي الْكَذِبَ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ - (آيت : ١٠٥) ص : ١١٨ - ١٨٨ - ٢٦٩ -
 ٣٢٤ - ٣٢٩ - ٣٥٢ - ٣٥٥

أَقِمْنَ يَخْلُقْ كَمَنْ لَا يَخْلُقْ - (آيت : ١٤) ص : ١٤٢

لَا يَخْلُقُونَ شَيْئًا وَهُمْ يُخْلَقُونَ - (آيت : ٢٠) ص : ١٤٢ - ٢٠٥
 يَعْرِفُونَ نِعْمَةَ اللَّهِ ثُمَّ يَنْكُرُونَهَا وَكَثُرَ لَهُمُ الْكُفْرُ - (آيت : ٨٣) ص : ١٤٦ - ١٤٤
 فَسْئَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ - (آيت : ٢٣) وَالْأَنْبِيَاءُ (آيت : ٤٠)

ص : ١٨٠ - ٣٢٦ - ٦١٢

وَالَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ الْآيَةُ (آيت : ٢٠) ص : ٢٠١ - ٢٠٥

أَمْوَاتٌ غَيْرَ أَحْيَاءَ - (آيت : ٢١) ص : ٢٠٢ - ٢٠٥

وَلَا تَقُولُوا لِمَا تَصِفُ السُّنْتَكَمُ هَذَا حَلَالٌ وَهَذَا حَرَامٌ لَتَفْتَرُوا عَلَى اللَّهِ

الْكَذِبَ ۚ إِنَّ الَّذِينَ يَفْتَرُونَ عَلَى اللَّهِ الْكَذِبَ لَا يَفْلَحُونَ - (آيت : ١٦) ص : ٢٩٠ - ٣٢٤

٣٤٣ - ٣٢١ - ٣٣٠ - ٣٣٢ - ٥٢٠ - ٦١٣

الْأَمِنْ أَلَمَّا وَقَلْبُهُ مُطْمَئِنٌّ بِالْإِيمَانِ - (آيت : ١٠٦) ص : ٣٣٦ - ٣٥٥ - ٥٢٤

إِنَّ اللَّهَ مَعَ الَّذِينَ اتَّقَوْا وَالَّذِينَ هُمْ مُحْسِنُونَ - (آيت : ١٢٨) ص : ٣٠٣

يَخْرِجُ مِنْ بَطُونِهَا شَرَابٌ مُخْتَلَفٌ لَوَانُهُ فِيهِ شِفَاءٌ لِلنَّاسِ (آيت : ٦٩) ص : ٢٩١ - ٥٠٥

ثُمَّ كُلِي مِنْ كُلِّ الثَّمَرَاتِ - (آيت : ٦٩) ص : ٢٩١

نَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تِبْيَانًا لِكُلِّ شَيْءٍ - (آيت : ٨٩) ص : ٢٨٦ - ٥٦٤

ثم اوحينا اليك ان اتبع ملّة ابراهيم حنيفا - (آيت : ١٢٣)
وعلمت طوبى بالنجم هم يهتدون - (آيت : ١٦٠)
ص : ٥٥٤
ص : ٦٩٦

سورة بنى اسرائيل

سبحن الذى اسرى بعبد - (آيت : ١٠) ص : ٤٤
ان عبادى ليس لك عليهم سلطان ط وكفى بربك وكيل - (آيت : ٦٥) ص : ٨٥ - ٣٩٢
لم يكن له شريك فى الملك ولم يكن له ولى من الدّل - (آيت : ١١١) ص : ٩٥
قل كل يعمل على شاكلته ط فربكم اعلم بمن هو اهدى سبيلا - (آيت : ٨٢)
ص : ١١٤ - ٢٥٦
وقل الحمد لله الذى لم يتخذ ولداً - (آيت : ١١١) ص : ١٥٥
ومن كان فى هذه اعمى فهو فى الآخرة اعمى واضلّ سبيلا - (آيت : ٤٢) ص : ١٦٨
ولا تقف ما ليس لك به علم ط ان السمع والبصر والفؤاد وكل اولئك كان عنه
مسئولا - (آيت : ٣٦) ص : ١٨١ - ٣٠٨ - ٣١٢ - ٣٨٢ - ٢٣٤ - ٥٤٥ - ٦١٢
واخفض لهما جناح الدّل من الرحمة - (آيت : ٢٢) ص : ١٨٤
وننزل من القرآن ما هو شفاء ورحمة للمؤمنين ولا يزيد الظالمين الا
خسارا - (آيت : ٨٢) ص : ٢٠٩ - ٥٠٥
ولا تبذر تبريرا ان البذر ينبت كاتوا اخوات الشيطان وكان الشيطان لربه
كفورا - (آيت : ٢٤ - ٢٦) ص : ٢١٢ - ٥٢١ - ٥٢٢ - ٥٢٨
وما كان عطاء ربك محظورا - (آيت : ٢٠) ص : ٣٩٢
يوم ننادى عواكل اناس باما مهمم - (آيت : ٤١) ص : ٣٩٩
واوفوا بالعهد ان العهد كان مسئولا - (آيت : ٣٢) ص : ٢١٢ - ٥٩٣
واستغفرن من استطعت منهم بصوتك - (آيت : ٦٢) ص : ٢٨٠ - ٥٤٦
قال اذهب فمن تبعك منهم فان جهنم جزاءكم جزاء موفورا (الى قوله تعالى)
ان عبادى ليس لك عليهم من سلطان - (آيت : ٦٣ تا ٦٥) ص : ٥٢٢
وجعلنا الليل والنهار آيتين فمحونا آية الليل وجعلنا آية النهار مبصرة

(الى قوله تعالى) وكل شئ فصلانه تفصيلا- (آيت ١٢٠)

ص: ٥٥٦

ص: ٦٠٩

اولئك الذين يدعون يبتغون الى ربهم الوسيلة- (آيت ٥٤)

ص: ٦٢٣

وما اوتيتهم من العلم الا قليلا- (آيت ٨٥)

قل لو انتم تملكون خزائن رحمة ربى اذلا مسكتكم خشية الانفاق و كانت

ص: ٦٢٤

الانسان قنورا ٥ (آيت ١٠٠)

سورة الكهف

كبرت كلمة تخرج من افواههم طان يقولون الا كذبا- (آيت ٥) ص: ١٣٨- ٢٥٩

ص: ١٥٢

لا يظلم ربك احدا- (آيت ٢٩)

ص: ٢٤٦

مالهم من دونه من ولى- (آيت ٢٦)

وقل الحق من ربكم فمن شاء فليؤمن ومن شاء فليكفر انا اعتدنا للظالمين نارا

ص: ٣٦٦

احاط بهم سرادقها- (آيت ٢٩)

واصا الجدار فكان لغلمين يتيمين فى المدينة وكان تحته كنز لهما وكان ابوهما

صالحا فالامراء ربك ان يبلغا اشدهما ويستخرجا كنزهما رحمة من ربك- (آيت ٨٢) ص: ٥١٠

سورة مريم

ص: ١٢٢

اولا يذكر الانسان انا خلقته من قبل ولم يك شيئا- (آيت ٦٤)

ص: ١٢٦

ما كان لله ان يتخذ من ولد سبحانه- (آيت ٣٥)

لقد جئتم شيئا اذا ان تكاد السموت يتفطرن منه وتنش الارض وتختر الجبال هذا ان

ص: ١٢٦

دعوا للرحمن ولدا ٥ وما ينبغى للرحمن ان يتخذ ولدا ٥ (آيت ٨٩ تا ٩٢)

ص: ١٥٦

وما كان ربك نسيا- (آيت ٦٢)

ص: ١٤٩- ١١٨

انما انا رسول ربك لاهب لك علما نزيكا- (آيت ١٩)

قالت انى يكون لى علم ولم يمسسنى بشر ولم اك بغيا، قال كذلك ، قال ربك

ص: ١٩٩

هو على هيتين (الى قوله تعالى) وكان امرا مقضيا- (آيت ٢٠- ٢١)

ص: ١٩٩

فنادى بها من تحتها الا تحزننى قد جعل ربك تحك سريتا- (آيت ٢٣)

ص: ١٩٩

قال انى عبد الله اتنى الكتب وجعلنى نبيا- (آيت ٣٠)

- وَجَعَلَنِي مُبْرَكًا إِنْ مَا كُنْتُ - (آيت ٣١٠)
 ١٩٩٠ ص
 فَخَرَجَ عَلَى قَوْمِهِ مِنَ الْمِحْرَابِ - (آيت ١١)
 ٢٦٨ ص
 إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ سَيَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمَنُ وُدًّا - (آيت ٩٦)
 ٣٥٩ ص
 وَأَتَيْنَاهُ الْحُكْمَ صَبِيحًا - (آيت ١٢)
 ٣٨٤ ص
 وَأَنِّي جَعَلْتُ الْمَوَالِيَ مِنْ وَرَائِي - (آيت ٥)
 ٣٨٤ ص

سُورَةُ طه

- لَا يَضِلُّ رَبِّي وَيُنْسَى - (آيت ٥٢)
 ١٥٦ - ٩٥٠ ص
 وَيَا لَكُمْ لَا تَفْتَرُوا عَلَى اللَّهِ كَذِبًا فَيَسْحَطَ بِكُمْ بَعْدَ ابْتِغَاءِ عَذَابٍ - (آيت ٦١)
 ١٦٨ ص
 قَالَ بَصُرْتُ بِمَا لَمْ يَبْصُرُوا بِهِ فَقَبَضْتُ قَبْضَةً مِنْ أَثَرِ الرَّسُولِ فَنَبَذْتُهَا وَكَذَلِكَ
 سَوَّلَتْ لِي نَفْسِي - (آيت ٩٦)
 ١٩٢ ص
 وَلَا تَمْدِنْ عَيْنِيكَ إِلَى مَا مَتَّعْنَاهُ بِهِ الْآثِرَ وَاجْأَمْنَاهُمُ مِنْهُ ثُمَّ رَمَاهُ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا لِنَفْتِنَهُمْ فِيهِ
 وَرَمَزَ رَبُّكَ خَيْرًا وَابْقَى - (آيت ١٣١)
 ٢٥٢ ص
 قَالَ خُذْهَا وَلَا تَخَفْ سَنُعِيدُهَا سِيرَتَهَا الْأُولَى - (آيت ٢١)
 ٢٨٥ - ٢٤٠ ص
 لَا تَأْخُذْ بِذُنُوبِهِ - (آيت ٩٢)
 ٢٩٨ ص
 وَمَنْ أَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِي فَإِنَّ لَهُ مَعِيشَةً ضَنْكًا وَنَحْشُرُهُ يَوْمَ الْقِيَمَةِ أَعْمَى (إلى قوله
 تعالى) وَكَذَلِكَ الْيَوْمَ تُنْشَى - (آيت ١٢٢ تا ١٢٦)
 ٥٥٠ ص
 ١ ص
 فَأَمَّا يَأْتِيَنَّكُمْ مِنِّي هُدًى فَمَنْ اتَّبَعَ هُدَايَ فَلَا يَضِلُّ وَلَا يَشْقَى وَمَنْ أَعْرَضَ عَنِّي
 ذِكْرِي الْآيَةَ - (آيت ١٢٣ - ١٢٢)
 ٥٤٢ ص

سُورَةُ الْأَنْبِيَاءِ

- وَنَضَعُ الْمَوَازِينَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيَمَةِ الْآيَةَ (آيت ٣٤)
 ١٥٥ ص
 لَا يَسْأَلُ عَمَلٍ يَفْعَلُ وَهُمْ لَا يَسْأَلُونَ - (آيت ٢٣)
 ٢٥٢ - ١٦٠ ص

- لَوْ كَانَ فِيهِمَا آلَهُةٌ إِلَّا اللَّهُ لَفَسَدَتَا - (آيت : ٢٢) ص : ١٤٣
- فَسَبَّحْنِ اللَّهَ رَبَّ الْعَرْشِ عَمَّا يَصِفُونَ - (آيت : ٢٢) ص : ١٨٢
- وَحَرَامٌ عَلَى قَرْيَةٍ أَهْلَكْنَاهَا أَنَّهُمْ لَا يَرْجِعُونَ - (آيت : ٩٥) ص : ١٩٦
- أَنْتُمْ وَمَا تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ حَصْبُ جَهَنَّمَ أَنْتُمْ لَهَا وَارِدُونَ - (آيت : ٩٨)
- ص : ٢٠١
- أَنَّ الَّذِينَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِنَّا الْحَسَنَىٰ أُولَٰئِكَ عَنْهَا مُبْعَدُونَ ۖ لَا يَسْمَعُونَ حَسِيسَهَا - (آيت : ١٠١-١٠٢)
- ص : ٢٠٢
- وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ - (آيت : ١٠٤) ص : ٢٠٨ - ٥٦٨
- أَقْرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُهُمْ وَهُمْ فِي غَفْلَةٍ مُّعْرِضُونَ ۖ مَا يَأْتِيهِمْ مِنْ ذِكْرِ رَبِّهِمْ
- مُحْدَثٌ (إِلَى قَوْلِهِ تَعَالَى) لَاهِيَةً قُلُوبُهُمْ ط (آيت : ٣٢) ص : ٥٣٩

سُورَةُ الْحَجِّ

- خَسِرَ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةَ ۚ ذَٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِينُ - (آيت : ١١) ص : ٨١٠ - ٢٢٥
- مَا قَدَرُوا اللَّهَ حَقَّ قَدْرِهِ - (آيت : ٤٢) ص : ١٢٤
- نَعْمَ الْهَدْيُ وَنَعْمَ النَّصِيرُ - (آيت : ٤٨) ص : ١٥١
- ضَعُفَ الطَّالِبُ وَالْمَطْلُوبُ - (آيت : ٤٣) ص : ١٥٢
- لَبِئْسَ الْهَدْيُ وَلِبِئْسَ الْعَشِيرُ - (آيت : ١٣) ص : ١٥٢
- فَإِنَّهَا لَا تَعْمَى الْأَبْصَارُ وَلَكِنْ تَعْمَى الْقُلُوبُ الَّتِي فِي الصُّدُورِ - (آيت : ٢٦)

ص : ١٥٢ - ١٦٥ - ٣٦٢ - ٢٢٩ - ٢٨٩

أَحَلَّتْ لَكُمْ الْأَنْعَامَ إِلَّا مَا يُتْلَىٰ عَلَيْكُمْ (إِلَى قَوْلِهِ تَعَالَى) ثُمَّ مَحَلَّهَا إِلَىٰ بَيْتِ الْعَتِيقِ -

- (آيت : ٣٠ تا ٣٣) ص : ٣٢١
- وَلِكُلِّ أُمَّةٍ جَعَلْنَا مَسْجِدًا لَّهُمْ ذِكْرًا وَاسْمَ اللَّهِ عَلَىٰ مَا مَرَرْنَا بِهِمْ مِنْ بُرْهَانٍ الْأَنْعَامِ : آيت ٢٣٢

ص : ٣٢١

ص : ٣٣١

ص : ٣٣٢

فَكُلُوا مِنْهَا وَاطْعَمُوا الْقَانِعَ وَالْمُعْتَرِ - (آيت : ٣٦)

فَكُلُوا مِنْهَا - (آيت : ٢٨ - ٣٦)

- فَكُلُوا مِنْهَا وَأَطِعُوا الْبَاسِ الْفَقِيرَ - (آيت : ٢٨) ص: ٣٣٢
- لَنْ يَنَالَ اللَّهُ لِحُومِهَا وَلَا دِمَائِهَا وَلَكِنْ يَنَالُهُ التَّقْوَىٰ مِنْكُمْ - (آيت : ٣٤٠) ص: ٣٣٢
- وَمَنْ النَّاسُ مَنْ يَعْبُدُ اللَّهَ عَلَىٰ حَرْفٍ فَإِنْ أَصَابَهُ خَيْرٌ اطْمَأَنَّ بِهِ (أَلَىٰ قَوْلِهِ عَزَّ وَجَلَّ)
- ذَلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِينُ - (آيت : ١١) ص: ٣٣٣
- مَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّينِ مِنْ حَرَجٍ - (آيت : ٤٨) ص: ٣٥٥ - ٣٥٢
- وَالْبَدَنَ جَعَلْنَاهَا لَكُمْ مِنْ شَعَائِرِ اللَّهِ - (آيت : ٣٦) ص: ٣٦٠
- وَأَنَّ يَوْمًا عِنْدَ رَبِّكَ كَأَلْفِ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّونَ - (آيت : ٢٤) ص: ٢٢١
- وَمَنْ يَعْظُمْ حُرْمَتَ اللَّهِ فَهُوَ خَيْرٌ لَهُ عِنْدَ رَبِّهِ - (آيت : ٣٠) ص: ٢٣٢ - ٥٤١
- وَمَنْ يَعْظُمْ شَعَائِرَ اللَّهِ فَإِنَّهَا مِنْ تَقْوَىٰ الْقُلُوبِ - (آيت : ٣٢)
- ص: ٢٣٣ - ٥٩٢ - ٥٩٣ - ٥٤٠ - ٦١١
- وَلِيَطُوفُوا بِالْبَيْتِ الْعَتِيقِ - (آيت : ٢٩) ص: ٢٣٢

سُورَةُ الْمُؤْمِنُونَ

- رَبِّ ارْجِعُونِ لَعَلِّي أَعْمَلُ صَالِحًا - (آيت : ٩٩ - ١٠٠) ص: ١٢٢
- كَلَّا (آيت : ١٠٠) ص: ١٢٢
- أَعُوذُ بِكَ رَبِّ أَنْ يَحْضُرُونِ - (آيت : ٩٨) ص: ٣٥٨
- فَمَنْ ابْتَغَىٰ وَرَاءَ ذَلِكَ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْعُدُونَ - (آيت : ٤٠) والمعارج (آيت : ٣١)
- ص: ٢٢٣
- فَإِذَا نَفَخَ فِي الصُّورِ فَلَا أَنْسَابَ بَيْنَهُمْ يَوْمَئِذٍ وَلَا يَتَسَاءَلُونَ - (آيت : ١٠١) ص: ٥١٦

سُورَةُ النُّورِ

- لَا تَجْعَلُوا دُعَاءَ الرَّسُولِ بَيْنَكُمْ كَدُعَاءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا - (آيت : ٦٣) ص: ٩١
- مَنْ لَمْ يَجْعَلِ اللَّهُ لَهُ نُورًا فَمَا لَهُ مِنْ نُورٍ - (آيت : ٢٠٠) ص: ١٢٥ - ٢١١ - ٢٣٣
- أَنَّ الَّذِينَ يَحِبُّونَ أَنْ تَشِيعَ الْفَاحِشَةُ فِي الَّذِينَ آمَنُوا لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ فِي الدُّنْيَا
- وَالْآخِرَةِ - (آيت : ١٩) ص: ٢٢٦ - ٢٩١

وَمَنْ يَكْرِهْهُمْ فَاِنَّ اللَّهَ مِنْ بَعْدِ اَكْرَاهِهِمْ غَفُورٌ رَحِيمٌ - (آيت : ٣٣) ص : ٢٢٨
 فَاذْهَبْ لِمَا يَنْتَهِى عَنْكَ وَاللَّهُ هُوَ الْكَذَّابُونَ - (آيت : ١٣) ص : ٢٨٣-٢٣٣
 فَاجْلِدْهُمْ ثَمَانِينَ جَلْدَةً وَلَا تَقْبَلُوا لَهُمْ شَهَادَةً ابْدًا ۚ وَاولئك هم الفاسقون -
 (آيت : ٢٨) ص : ٢٨٣-٢٨٢-٥٣٠

لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَأْكُلُوا مِنْ ثَمَرِهِمْ اَوْ اشْتَاتُوا - (آيت : ٦١) ص : ٣٢٠-٥٠٢
 الْحَيْثُ لِلْحَيْثِ وَالْحَيْثُ لِلْحَيْثِ وَالطَّيْبُ لِلطَّيْبِ وَالطَّيْبُ لِلطَّيْبِ -
 اُولَئِكَ مَبْرُؤُونَ مِمَّا يَقُولُونَ - (آيت : ٢٦) ص : ٣٣٠-٣٣٢

لَوْ اِذَا سَمِعْتُمُوهُ ظَنَّ الْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بِأَنفُسِهِمْ خَيْرًا - (آيت : ١٢٠) ص : ٣٨٥-٣٥٣
 يَعِظُكُمُ اللَّهُ اَنْ تَعُودُوا لِمِثْلِهِ ابَدًا اِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ - (آيت : ١٤٠) ص : ٣٨٥-٦٠٣-٢٣٣
 نُوْرٌ عَلَى نُوْرٍ يَهْدِي اللَّهُ لِنُورِهِ مَنْ يَشَاءُ - (آيت : ٣٥) ص : ٢٠٦
 ظَلَمْتُ بَعْضَهُمْ فَوْقَ بَعْضٍ اِذَا اَخْرَجْتُهَا مِنْ اَرْضِهَا وَمَنْ لَمْ يَجْعَلِ اللَّهُ لَهُ نُورًا فَمَا لَهُ
 مِنْ نُوْرٍ - (آيت : ٢٠) ص : ٢٠٤-٢٢٩-٥٢٥

وَلْيَضْحَكُوا بَخْرًا عَلَى جُيُوبِهِمْ وَلَا يَذْكُرُوا اِلَّا بِالْعَوْلِ (آيت : ٣١) ص : ٢٢٠-٥٢٥
 وَلَا يَضْرِبُ بَأْسًا جُلُوسًا لِيَعْلَمَ مَا يَخْفَى مِنْ زِينَتِهِمْ وَتَوْبُوا اِلَى اللَّهِ جَمِيعًا اِيهَا
 الْمُؤْمِنُونَ لَعَلَّكُمْ تَفْلَحُونَ - (آيت : ٣١) ص : ٢٢٠-٥٢٥
 فَاذْخُلْتُمْ بُيُوتًا فَسَلِّمُوا عَلَى اَنفُسِكُمْ تَحِيَّةٌ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ مُبْرَكَةٌ طَيِّبَةٌ - (آيت : ٦١)

ص : ٢٣١

طَوَّافُونَ عَلَيْكُمْ بَعْضُكُمْ عَلَى بَعْضٍ - (آيت : ٥٨) ص : ٢٣٥
 يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ وَمَنْ يَتَّبِعْ خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ فَإِنَّهُ يَمُرُّ

بِالْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ - (آيت : ٢١) ص : ٥٠١

شَجَرَةٌ مُبْرَكَةٌ تَرْيُّوْنَ - (آيت : ٣٥) ص : ٥٠٥

لَيْسَ عَلَى الْاَعْمَى حَرَجٌ وَلَا عَلَى الْاَعْرَجِ حَرَجٌ وَعَلَى الْمَرِيضِ حَرَجٌ (الى قوله تعالى)

اَوْ مَا مَلَكَتْهُمُ مِفْتَاحُهُ اَوْ صَدَّقَكُمْ - (آيت : ٦١) ص : ٥٢١

قُلْ لِلْمُؤْمِنِينَ يَغُضُّوا مِنْ أَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوا فُرُوجَهُمْ ذَلِكَ أَزْكَى لَهُمْ إِنَّ اللَّهَ خَبِيرٌ بِمَا يَصْنَعُونَ - (آيت : ٣٠)

ص : ٥٢٣

الَّذِينَ تَابُوا - (آيت : ٥)
الَّذِينَ تَابُوا - (آيت : ٢٢)
وَأَنكحُوا الْأَيَامَى مِنْكُمْ الصَّالِحِينَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَأَمَّا ثَمَرُكُمْ - (آيت : ٣٢)
وَلَا تَأْخُذْكُمْ بِهِمَا رَأْفَةٌ فِي دِينِ اللَّهِ - (آيت : ٢)
سَبِّحْكَ هَذَا بِهَيَاتٍ عَظِيمٍ - (آيت : ١٦)

ص : ٥٣٠

ص : ٦٠١

ص : ٦٢١

ص : ٦٢٤

ص : ٦٣٣

سُورَةُ الْفُرْقَانِ

وَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى النَّاسِ إِذْ أَنْزَلَ فِيهِ الْفُرْقَانَ - (آيت : ٢٣)
تَبَارَكَ الَّذِي نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلَى عَبْدِهِ لِيَكُونَ لِلْعَالَمِينَ نَذِيرًا - (آيت : ١)
فَأُولَئِكَ يَبْدُلُ اللَّهُ سَيِّئَاتِهِمْ حَسَنَاتٍ ط وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا - (آيت : ٤٠)
تَبَارَكَ الَّذِي جَعَلَ فِي السَّمَاءِ بُرُوجًا - (آيت : ٦١)
أَلَمْ تَرَ إِلَى رَبِّكَ كَيْفَ مَدَّ الظِّلَّ وَلَوْ شَاءَ لَجَعَلَهُ سَاكِنًا (إِلَى قَوْلِهِ تَعَالَى) ثُمَّ بَقِضْتَهُ إِلَيْنَا بَقْضًا
يَسِيرًا - (آيت : ٢٥ - ٢٦)

ص : ١١٢ - ٣٢٢

ص : ٢٢٣

ص : ٢٠١

ص : ٥٥٦

ص : ٥٥٦

سُورَةُ الشُّعَرَاءِ

وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَيَّ مُنْقَلَبٍ يَنْقَلِبُونَ - (آيت : ٢٢٤)
يَلْقَوْنَ السَّمْعَ وَآثَرَهُمْ كَذِبُونَ - (آيت : ٢٢٣)
وَآخِضْ جَنَاحَكَ لِمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ - (آيت : ٢١٥)
كَذَّبَتْ قَوْمُ نُوحٍ الْمُرْسَلِينَ - (آيت : ١٠٥)
كَذَّبَتْ عَادُ الْمُرْسَلِينَ - (آيت : ١٢٣)
كَذَّبَتْ ثَمُودُ الْمُرْسَلِينَ - (آيت : ١٢١)

ص : ١١٦ - ١٨٣ - ٢٢٢ - ٢٥٠ - ٢٥٩ - ٢٨٦

ص : ١٤٤

ص : ١٨٨

ص : ١٩٢ - ٢٠٤

ص : ١٩٢

ص : ١٩٢

- كذبت قوم لوط المرسلين - (آيت ١٢٠) ص: ١٩٢
- كذب اصحاب لا يكة المرسلين - (آيت ١٤٦) ص: ١٩٢
- يوم لا ينفع مال ولا بنون الا من اتى الله بقلب سليم - (آيت ٨٨ - ٨٩) ص: ٢٥٣
- وانه لفي نزال اولين - (آيت ١٩٦) ص: ٥٣٤
- نزل به الروح الامين على قلبك لتكون من المنذرين بلسان عربي مبين
- (الى غير ذلك من الايات) - (آيت ١٩٣ تا ١٩٥) ص: ٥٣٨
- ان اجرى الاعلى رب العالمين - (آيت ١٠٩ - ١٢٤ - ١٢٥ - ١٢٦ - ١٨٠) ص: ٦٣٢

سورة النمل

- وجحدوا بها واستيقنتها انفسهم ظلما وعلوا - (آيت ١٢) ص: ١٤٤
- يموسى لا تخف انى لا يخاف لدى المرسلون - (آيت ١٠) ص: ٢٦٩ - ٢٨٢
- انى وجدت امرأة تملكهم - (آيت ٢٣) ص: ٢٤٨
- ان الملوك اذا دخلوا قرية - (آيت ٣٢) ص: ٣٨٩
- قل لا يعلم الاية (آيت ٦٥) ص: ٣٩٠
- وكشفت عن ساقها - (آيت ٢٢) ص: ٢٤٥

سورة القصص

- له الحكم واليه ترجعون - (آيت ٨٨) ص: ٢٥٢ - ٣٨٥
- يموسى اقبل ولا تخف انك عن الامنين - (آيت ٣١) ص: ٢٤٠
- سلم عليكم لانبغى الجهلين - (آيت ٥٥) ص: ٥٥٢

سورة العنكبوت

- وتلك الامثال نضربها للناس وما يعقلها الا العالمون - (آيت ٢٣) ص: ١٠٢ - ٢٨٤
- وليحملن اثقالهم واثقالا مع اثقالهم وليسئلن يوم القيامة عما كنوا يفترون - (آيت ١٣) ص: ٢٨٢

الَّذِينَ أَحْسَبَ النَّاسُ أَنْ يَتْرَكُوا أَنْ يَقُولُوا آمَنَّا وَهُمْ لَا يُفْتَنُونَ - (آيت : ١-٢) ص: ٣٨١
بَلْ هُوَ آيَةٌ بَيِّنَةٌ فِي صُدُورِ الَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ (آيت : ٢٩) ص: ٥٣٤

سُورَةُ الرُّومِ

وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرَ الْمُؤْمِنِينَ - (آيت : ٢٤) ص: ٨٣ - ٢٢٠
فَطَرَتِ اللَّهُ التِّي فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا - (آيت : ٣٠) ص: ٢٣٩
لَا تَبْدِيلَ لَخَلْقِ اللَّهِ - (آيت : ٣٠) ص: ٢٦٠ - ٥٢٣
فَهُمْ فِي رَوْضَةٍ يُحْبَرُونَ - (آيت : ١٥) ص: ٣٩١

سُورَةُ لُقْمَنِ

وَمَنْ النَّاسُ مَنْ يَشْتَرِي لَهْوَ الْحَدِيثِ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ يَتَّخِذُهَا هُزُوًا
أُولَئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُهِينٌ - (آيت : ٦) ص: ١٠٩ - ٥٢٣
قَالَ الْحَمْدُ لِلَّهِ ط بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ - (آيت : ٢٥) ص: ١٤٥
وَاتَّبِعْ سَبِيلَ مَنْ أَنَابَ الْحَقَّ - (آيت : ١٥) ص: ١٨٠ - ٢٨٠
وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حَمَلَتْهُ أُمُّهُ وَهْنًا عَلَى وَهْنٍ وَفُصِّلَ فِي عَامِينَ أَنْ أَشْكُرَ
وَلَوْ أَلَدَيْكَ ط (آيت : ١٣) ص: ٦٠٢ - ٦٠٦
إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُورٍ - (آيت : ١٨) ص: ٦٠٥

سُورَةُ الْأَحْزَابِ

وَاللَّهُ يَقُولُ الْحَقَّ وَهُوَ يَهْدِي السَّبِيلَ - (آيت : ٢) ص: ٨٢
نَزَّلْنَا لَوْ أَنْزَلْنَا الْأَشْدِيدَ - (آيت : ١١) ص: ٨٢
إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا - (آيت : ٢٥) والفتح (آيت : ٨) ص: ٨٤
وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَلَا مُمْمِنَةٍ إِذَا قَضَى اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَمْرًا أَنْ يَكُونَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ (إِلَى قَوْلِهِ تَعَالَى) فَقَدْ
ضَلَّ ضَلَالًا مُبِينًا - (آيت : ٣٦) ص: ٩٠ - ٢٥٢ - ٢٦٦ - ٢٤٤ - ٢٠٢ - ٦٢٢
إِنَّ الَّذِينَ يُؤْذُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ لَعَنَهُمُ اللَّهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَأَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا

- مهينا - (آيت : ٥٤) ص : ٩١ - ١٠٠ - ١٤٥ - ١٩٢ - ٣٢٠ .
- كفى الله المؤمنين القتال - (آيت : ٢٥) ص : ١٠٤
- ولكن رسول الله وخاتم النبيين - (آيت : ٢٠) ص : ١٥٩ - ١٩٦ - ٣٤٦
- انما يريد الله ليذهب عنكم الرجس اهل البيت ويطهركم تطهيرا - (آيت : ٣٣)
- ص : ٢١١ - ٢١٢ - ٥١٥
- ذلك ادنى ان يعرف فلا يؤذين - (آيت : ٥٩) ص : ٢١٦
- النبى اولى بالمؤمنين من انفسهم - (آيت : ٦) ص : ٢٣٨ - ٢٤٦ - ٢٢٢
- وما جعل ادعيائكم ابناءكم - (آيت : ٢) ص : ٢٨٩
- لكى لا يكون على المؤمنين حرج فى انرا واج ادعيائهم - (آيت : ٣٤) ص : ٢٨٩
- لقد كان لكم فى رسول الله اسوة حسنة لمن كان يرجو الله واليوم الآخر و
- ذكر الله كثيرا - (آيت : ٢١) ص : ٢٩٣
- يا ايها النبى انا ارسلتك شاهدا ومبشرا ونذيرا وداعيا الى الله باذنه سراجا
- منيرا - (آيت : ٢٥ - ٢٦) ص : ٥٨٣
- والذين يؤذون المؤمنين والمؤمنات بغير ما اكتسبوا فقد احتملوا بهتانا و
- اثما مبينا - (آيت : ٥٨) ص : ٥٩٦ - ٦٠٦

سورة سبأ

- انما اعظكم بواحدة - (آيت : ٢٦) ص : ١٦٤
- ومن يزرغ منهم عن امرنا نذقه من عذاب السعير - (آيت : ١٢) ص : ٣٥٤
- يعملون له ما يشاء من محاريب وتماثيل - (آيت : ١٣) ص : ٢٤٥
- هل نجزي الا الكفور - (آيت : ١٤) ص : ٥٥٨ - ٦٠٥

سورة فاطر

- آملهم شرك فى السموات - (آيت : ٢٠) والاحقاف (آيت : ٢) ص : ١٥٢
- هل من خالق غير الله - (آيت : ٣) ص : ١٤٢

ثُمَّ أَوْرَثْنَا الْكِتَابَ الَّذِينَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِنَفْسِهِ وَمِنْهُمْ مُقْتَصِدٌ

ص: ٢٠٤

(إلى قوله تعالى) ذَلِكَ هُوَ الْفَضْلُ الْكَبِيرُ - (آيت : ٣٢)

ص: ٥٨٠

وَلَا يَغُرُّكُمْ بِاللَّهِ الْغُرُورُ - (آيت : ٥)

سُورَةُ يُسُ

ص: ٩٦

لَقَدْ حَقَّ الْقَوْلُ عَلَى أَكْثَرِهِمْ فَهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ - (آيت : ٤)

ص: ١٢١

وَمَا عَلَّمْنَاهُ الشِّعْرَ وَمَا يَنْبَغِي لَهُ - (آيت : ٦٩)

ص: ٣٨٨

فَهُمْ لَهَا مَا لَكُونُ - (آيت : ٤١)

وَالشَّمْسُ تَجْرِي لِمُسْتَقَرٍّ لَهَا ذَلِكَ تَقْدِيرُ الْعَزِيزِ الْعَلِيمِ ۝ وَالْقَمَرَ قَدَرْنَاهُ مَنَازِلَ (إلى

ص: ٥٥٥

قوله تعالى) وَكُلٌّ فِي فَلَكٍ يَسْبَحُونَ - (آيت : ٣٨ تا ٤٠)

ص: ٦١٦

يَحْسِرَةَ عَلَى الْعِبَادِ مَا يَأْتِيهِمْ مِنْ رَسُولٍ إِلَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِءُونَ - (آيت : ٣٠)

سُورَةُ الصَّفَاتِ

ص: ١٢٢

وَاللَّهُ خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُونَ - (آيت : ٩٦)

ص: ٢٣٦

يَطَافُ عَلَيْهِمْ بِكَاسٍ مِنْ مَعِينٍ - (آيت : ٢٥)

ص: ٢٥٨

رَبِّ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ - (آيت : ٥)

ص: ٢٥٨

سَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ رَبَّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُونَ - (آيت : ١٨٠)

ص: ٢٤٥

فَسَاهُمْ فَكَانَ مِنَ الْمُدْحَضِينَ - (آيت : ١٢١)

ص: ٥٥٤

فَتَنظُرُ نَظْرَةً فِي النُّجُومِ فَقَالَ إِنِّي سَقِيمٌ - (آيت : ٨٨ - ٨٩)

سُورَةُ ص

ص: ٢٥٩ - ٢٢٩

خَذْ بِيَدِكَ ضَغْثًا فاضرب به وَلَا تُحِثْ - (آيت : ٢٢)

ص: ٣٥٤

هَبْ لِي مَلِكًا لَا يَنْبَغِي لِأَحَدٍ مِنْ بَعْدِي - (آيت : ٣٥)

ص: ٣٨٨

وَأَتَيْنَاهُ الْحِكْمَةَ - (آيت : ٢٠)

ص: ٢٤٥

فَطَفِقَ مَسْحًا بِالسُّوقِ وَالْأَعْنَاقِ - (آيت : ٣٣)

سُورَةُ الزَّمَرِ

- أَلَيْسَ فِي جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْمُتَكَبِّرِينَ - (آيت : ٦٠)
 ص : ١١٠ - ٢١٣ - ٥٥١
 يَسْتَمْعُونَ الْقَوْلَ فَيَتَّبِعُونَ أَحْسَنَهُ - (آيت : ١٨)
 ص : ١٣٢
 فَبَشِّرْ عِبَادَ ۚ الَّذِينَ يَسْتَمْعُونَ الْقَوْلَ فَيَتَّبِعُونَ أَحْسَنَهُ ۚ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ هَدَى اللَّهُ
 وَأُولَٰئِكَ هُمُ أُولُو الْأَلْبَابِ - (آيت : ١٤ - ١٨)
 ص : ٢٨٠ - ٥٨١
 أَلَيْسَ اللَّهُ بِكَافٍ عَبْدَهُ - (آيت : ٣٦)
 ص : ٣٩٤
 رَجُلًا سَلِيمًا رَّجُلًا - (آيت : ٢٩)
 ص : ٣٩٨
 هَلْ يَسْتَوِينَ مَثَلًا ۖ الْحَمْدُ لِلَّهِ ۚ وَبَلَّ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ - (آيت : ٢٩)
 ص : ٣٩٨
 قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ - (آيت : ٩)
 ص : ٥٥٣ - ٥٥٩
 فَمَنَ أَظْلَمُ مِمَّنْ كَذَبَ عَلَى اللَّهِ وَكَذَبَ بِالْحَقِّ إِذَا جَاءَهُ طَالِيسٌ فِي جُرْئِمَةٍ
 مَثْوًى لِّلْكَافِرِينَ - (آيت : ٣٢)
 ص : ٥٩٠
 إِنَّ اللَّهَ يَغْفِرُ الذَّنُوبَ جَمِيعًا ۖ إِنَّهُ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ - (آيت : ٥٣)
 ص : ٦٠٠
 أَنبِئُو فِي الصَّابِرِينَ أَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ - (آيت : ١٠)
 ص : ٦٠٨

سُورَةُ الْمُؤْمِنِينَ

- كَذَٰلِكَ يُطِيعُ اللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ قَلْبٍ مُّتَكَبِّرٍ جَبَّارًا - (آيت : ٣٥)
 ص : ١٥٠ - ٢١٠
 فَسَتَذَكَّرُونَ مَا أَقُولُ لَكُمْ ۚ وَأَفُوضُ أَمْرِي إِلَى اللَّهِ ۖ يُصِيرُ بِالْعِبَادِ - (آيت : ٢٢)
 ص : ٢٨٢
 اللَّهُ يَقْضِي بِالْحَقِّ ۚ وَالَّذِينَ يَدْعُونَ مِن دُونِهِ لَا يَقْضُونَ شَيْئًا ۚ إِنَّ اللَّهَ هُوَ
 السَّمِيعُ الْبَصِيرُ - (آيت : ٢٠)
 ص : ٣٨٥
 لَمَنَ الْهَٰذَا الْيَوْمَ - (آيت : ١٦)
 ص : ٣٨٦
 إِنَّ يَكْذَابًا فَعَلَيْهِ كَذِبُهُ ۚ وَإِنَّ يَكْ صَادِقًا يَصِيبُكُمْ بَعْضُ الَّذِي
 يَعِدُكُمْ ۚ - (آيت : ٢٨)
 ص : ٣٩٦

سُورَةُ حَمِّ السَّجْدَةِ

- وَمَنْ أَحْسَنُ قَوْلًا مِمَّنْ دَعَا إِلَى اللَّهِ - (آيت : ٣٣)
 ١٣٦ : ص
 لَا تَسْجُدُوا لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ - (آيت : ٣٤)
 ٢٥٣ : ص
 أَنْ كُنْتُمْ آيَاةً تَعْبُدُونَ - (آيت : ٣٤)
 ٢٥٣ : ص
 لَا يَأْتِيهِ الْبَاطِلُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهِ - (آيت : ٢٢)
 ٥٥٢ : ص
 وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لَا تَسْمَعُوا لِهَذَا الْقُرْآنِ وَالْغَوَافِیْهِ لَعَلَّكُمْ تُغْلِبُونَ - (آيت : ٢٦)
 ٥٨١ : ص
 وَمَا يَلْقَاهَا إِلَّا الَّذِينَ صَبَرُوا وَمَا يَلْقَاهَا إِلَّا ذُو حَظٍّ عَظِيمٍ - (آيت : ٣٥)
 ٦٢٣ : ص

سُورَةُ الشُّورَى

- أَمْ لَهُمْ شُرَكَاءُ شَرَعُوا لَهُم مِّنَ الدِّينِ مَا لَمْ يَأْذَنَ بِهِ اللَّهُ - (آيت : ٢١)
 ٢٢٦ : ص
 قُلْ لَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبَى - (آيت : ٢٣)
 ٢٢٠ : ص
 وَمَا أَصَابَكُمْ مِنْ مُّصِيبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ أَيْدِيكُمْ وَيَعْفُوا عَنْ كَثِيرٍ - (آيت : ٣٠)
 ٥٠٥ : ص
 يَجْعَلُ مَنْ يَشَاءُ عَقِيمًا - (آيت : ٥٠)
 ٥٨٨ : ص
 هُوَ الَّذِي يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهِ وَيَعْفُوا عَنِ السَّيِّئَاتِ - (آيت : ٢٥)
 ٦٠٠ : ص
 وَلَمَنْ صَبَرَ وَغَفَرَ إِنَّ ذَلِكَ لَمِنْ عَزْمِ الْأُمُورِ - (آيت : ٢٣)
 ٦١٩ : ص
 وَإِذَا مَا غَضِبُوا هُمْ يَغْفِرُونَ - (آيت : ٣٤)
 ٦١٩ : ص

سُورَةُ الزَّخْرَفِ

- قُلْ إِنْ كَانَ لِلرَّحْمَنِ وَلَدٌ فَأَنَا أَوَّلُ الْعَبْدِينَ - (آيت : ٨١)
 ١٢٤ : ص
 مَا ضَرَبُوهُ لَكَ إِلَّا جَدْلًا بَلْ هُمْ قَوْمٌ خَصِمُونَ - (آيت : ٥٨)
 ١٤٣ : ص
 مَا لَهُمْ بِذَلِكَ مِنْ عِلْمٍ إِنْ هُمْ إِلَّا يَخْرُصُونَ - (آيت : ٢٠)
 ١٨٢ - ١٤٥ : ص
 وَتَادُوا يَا مَالِكُ - (آيت : ٤٤)
 ٣٨٨ : ص
 أَوْ مِنْ يَنْشُوْنَ فِي الْحَلِيَّةِ - (آيت : ١٨)
 ٢٢٠ : ص

سُورَةُ الْجَاثِيَةِ

ص: ١٦٠

لَهُ الْكِبَرِيَاءُ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ - (آيت: ٣٤)

ص: ١٤٥ - ١٨٣ - ٢٠٠

أَفَرَأَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ إِلَٰهَهُ هَوَاهُ - (آيت: ٢٣)

سُورَةُ الْاِحْقَافِ

ص: ١٣٤

وَحَمَلَهُ وَفَضَّلَهُ ثَلَاثُونَ شَهْرًا - (آيت: ١٥)

أَوَلَمْ يَرَوْا أَنَّ اللَّهَ الَّذِي خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ وَلَمْ يَخْلُقْهُنَّ الْآيَةَ - (آيت: ٣٣)

ص: ١٥٤

وَوَصَّيْنَا الْإِنسَانَ بِوَالِدَيْهِ إِحْسَانًا طَحَمَلَتْهُ أُمُّهُ كَرْهًا وَوَضَعَتْهُ كَرْهًا وَحَمَلَهُ وَفَضَّلَهُ

ص: ٦٠٣

ثَلَاثُونَ شَهْرًا - (آيت: ١٥)

سُورَةُ مُحَمَّدٍ

ص: ٦٢٠

وَأَسْتَغْفِرُ لَذَنبِكَ وَالْمُؤْمِنِينَ - (آيت: ١٩)

سُورَةُ الْفَتْحِ

ص: ٨٨ - ٣٢١ - ٥٦٢

لَتُؤْمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَلَتَعَزَّزَ رُوحُهُ - (آيت: ٩)

أَنْ الَّذِينَ يَبَايِعُونَكَ إِنَّمَا يَبَايِعُونَ اللَّهَ ط يَدِ اللَّهُ فَوْقَ أَيْدِيهِمْ - (آيت: ١٠)

ص: ١٤١

وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا - (آيت: ٢٦)

إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا ط لَتُؤْمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَلَتَعَزَّزَ رُوحُهُ وَتَوْقَرُوهُ -

ص: ١٨٥ - ٥٤٠

(آيت: ٨ - ٩)

سُورَةُ الْحُجُرَاتِ

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوا لَهُ بِالْقَوْلِ

ص: ٨٨

كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ - (آيت: ٢)

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْدَمُوا بَيْتَ يَدَيِ اللَّهِ وَرَسُولِهِ - (آيت : ١) ص : ٩٠

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنْ جَاءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَأٍ فَتَبَيَّنُوا أَنْ تُصِيبُوا قَوْمًا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوا عَلَىٰ

مَا فَعَلْتُمْ نَادِمِينَ - (آيت : ٦) ص : ٢٦٢ - ٢٤٢

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اجْتَنِبُوا كَثِيرًا مِّنَ الظَّنِّ إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ إِثْمٌ - (آيت : ١٢) ص : ٣٠٤ - ٣١٢

٣٣٩ - ٣٢٦ - ٣٨٢ - ٢١٩ - ٢٣٤ - ٢٨٢ - ٥٣١ - ٥٣٣ - ٥٦٣

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسَىٰ أَنْ يَكُونُوا خَيْرًا مِنْهُمْ وَلَا نِسَاءٌ مِّنْ

نِسَاءٍ عَسَىٰ أَنْ يَكُنَّ خَيْرًا مِنْهُنَّ - (آيت : ١١) ص : ٣٢٤

أَنْ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ أَتَقْوَمُ - (آيت : ١٣) ص : ٢٢٢ - ٥١٤

أَنْ الَّذِينَ يَنَادُونَكَ مِنْ وَرَاءِ الْحُجُرَاتِ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُونَ وَلَوْ أَنَّهُمْ صَبَرُوا حَتَّىٰ

تَخْرُجَ إِلَيْهِمْ لَكَ خَيْرٌ لَّهُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ - (آيت : ٢ - ٥) ص : ٥٢٩ - ٦٠٢

وَمَنْ لَّمْ يَتَّبِعْ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ - (آيت : ١١) ص : ٥٩٨

وَلَا تَنَازَعُوا بِاللِّقَابِ ط بئس لاسم الفسوق بعد الايمان ومن لم يتب فاولئك

هم الظالمون - (آيت : ١١) ص : ٦١٤

سُورَةُ ق

كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوحٍ وَأَصْحَابُ الرَّسِّ وَثَمُودُ وَعَادٌ وَفِرْعَوْنُ وَإِخْوَانُ لُوطَ (الح)

قوله تعالى) فحق وعيد - (آيت : ١٢ تا ١٤) ص : ١١٣

الْقَى السَّمْعَ وَهُوَ شَهِيدٌ - (آيت : ٣٤) ص : ١٢٢

لَا تَخْتَصِمُوا لَدُنِّي - (آيت : ٢٨) ص : ١٢٣

وَمَا أَنَا بِظَلَّامٍ لِلْعَبِيدِ - (آيت : ٢٩) ص : ١٥٢

مَا يَبْدُلُ الْقَوْلَ لَدُنِّي - (آيت : ٢٩) ص : ١٦٣

أَفَعِينَا بِالْخَلْقِ الْأَوَّلِ ط بل هم في لبس من خلق جديد - (آيت : ١٥) ص : ١٩٦

وَنَزَّلْنَا مِنَ السَّمَاءِ مَاءً مُّبْرَكًا - (آيت : ٩) ص : ٥٠٥

سُورَةُ الذَّرِيَّةِ

- وَذَكَرْ فَا نَ الذِّكْرَى تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِينَ - (آيت : ٥٥)
 ٥٨٣ - ٥٨١ - ٢٨٢ : ص
 هَلْ أَتَاكَ حَدِيثُ ضَيْفِ إِبْرَاهِيمَ الْمُكْرَمِينَ ۝ إِذَا دَخَلُوا عَلَيْهِ فَقَالُوا سَلَامًا قَالَ سَلَامٌ
 قَوْمٌ مُنْكَرُونَ ۝ فَرَاغَ إِلَى أَهْلِهِ فَجَاءَ بِعِجْلٍ سَمِينٍ - (آيت : ٢٣ تا ٢٦)
 ٣١٩ : ص
 وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ لِيَعْبُدُونِ - (آيت : ٥٦)
 ٢ - ٩ : ص
 قَتَلَ الْخَرَّاصُونَ - (آيت : ١٠)
 ٥٩٩ : ص

سُورَةُ الطَّوْرِ

- وَالَّذِينَ آمَنُوا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ بِإِيمَانٍ أَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَمَا لَكُم مِّنْ
 عَمَلِهِمْ مِنْ شَيْءٍ - (آيت : ٢١)
 ٥١٦ - ٥١٣ : ص
 وَأَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلَى بَعْضٍ يَتَسَاءَلُونَ - (آيت : ٢٥)
 ٥١٦ : ص
 وَيَطُوفُ عَلَيْهِمْ غِلْمَانٌ لَهُمْ كَانَتْهُمْ يُوَلُّوهُمُ الْمَكَانُونَ - (آيت : ٢٢)
 ٥٢١ : ص

سُورَةُ النَّجْمِ

- إِنَّ هِيَ إِلَّا أَسْمَاءٌ سَمَّيْتُمُوهَا أَنْتُمْ وَأَبَاءُكُمْ مَا أَنْزَلَ اللَّهُ بِهَا مِنْ سُلْطَانٍ - (آيت : ٢٣)
 ٥٥٤ - ١٤٦ : ص
 أَنْ يَتَّبِعُونَ إِلَّا الظَّنَّ وَإِنْ الظَّنُّ لَا يَغْنَى مِنَ الْحَقِّ شَيْئًا - (آيت : ٢٨)
 ١٨١ : ص
 وَيَجْزِي الَّذِينَ أَحْسَنُوا بِالْحُسْنَى ۝ وَالَّذِينَ يَجْتَنِبُونَ كِبَارًا أَثَمًا وَقُوا حَشَاةَ اللَّهِ لَعَلَّكُمْ تَهْتَفُونَ
 أَنْ سُبْحَانَكَ وَاسِعُ الْمَغْفِرَةِ ۝ (آيت : ٣١ - ٣٢)
 ٢٠١ : ص
 وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَى ۝ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَى - (آيت : ٣ - ٤)
 ٢٨٨ - ٢٥٢ : ص
 إِنَّهُ هُوَ رَبُّ الشَّعْرَى - (آيت : ٢٩)
 ٢٥٤ : ص
 إِنَّ إِلَىٰ رَبِّكَ الْمُنْتَهَى - (آيت : ٢٢)
 ٢٨٨ : ص
 أَفَمَن هَذَا الْحَدِيثُ لَعَبُونَ ۝ وَتَضْحَكُونَ وَلَا تَبْكُونَ وَأَنْتُمْ سَاهُونَ - (آيت : ٥٩ تا ٦١)
 ٥٣٩ : ص

هو أعلم بكم إذا أنشأكم من الأرض وإذا أنتم اجتمع في بطون أمهتكم فلا تزكوا
أنفسكم ط هو أعلم بمن اتقى - (آيت : ٣٢) ص : ٥٦٠ - ٦١٤ - ٦١٨

سورة القمر

ولقد يسرنا القرآن للذكر فهل من مدكر - (آيت : ١٤) ص : ٥٣٤
وكل صغير وكبير مستطر - (آيت : ٥٣) ص : ٥٨٤

سورة الرحمن

هل جزاء الاحسان الا الاحسان - (آيت : ٦٠) ص : ٢٩٥
يطوفون بينها وبين حميم ات - (آيت : ٢٢) ص : ٢٣٥
رب المشرقين ورب المغربين - (آيت : ١٤) ص : ٢٥٤
الشمس والقمر بحسبان - (آيت : ٥) ص : ٥٥٥

سورة الواقعة

يطوف عليهم ولدان مخلدون - (آيت : ١٤) ص : ٢٣٥
انه لقرآن كريم ه في كتب مكنون ه لا يسهه الا المطهرون - (آيت : ٤٤ تا ٤٩) ص : ٥٣٤

سورة الحديد

يا أيها الذين آمنوا اتقوا الله وأمنوا برسوله يؤتكم كفلين من رحمته ويجعل
لكم نورا تمشون به ويغفر لكم والله غفور رحيم - (آيت : ٦٨) ص : ١١١

سورة المجادلة

لا تجد قوما يؤمنون بالله واليوم الآخر يوادون من حاد الله ورسوله ولو
كانوا آباءهم أو أبناءهم أو إخوانهم وعشيرتهم (الى قوله تعالى) وإيدهم
ص : ٩٠ - ١٠١ - ١١٠ - ١٤٢ - ٣٢٢ - ٣٤٦ - بروح منه - (آيت : ٢٢)

أَسْتَحْذِ عَلَيْهِمُ الشَّيْطَانَ فَانْسَاهُمْ ذَكَرَ اللَّهُ ط أُولَئِكَ حِزْبُ الشَّيْطَانِ ط أَلَا إِنَّ حِزْبَ
الشَّيْطَانِ هُمُ الْخَاسِرُونَ - (آيت ١٩٠)
ص: ٩٢ - ٢٠٣

وَلِلْكَافِرِينَ عَذَابٌ مُهِينٌ - (آيت ٥)
ص: ١١٠
إِنَّ الَّذِينَ يُحَادِّثُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ أُولَئِكَ فِي الْأَذْلَى - (آيت ٢٠)
ص: ١٨٦
إِنَّ أُمَّهَاتِهِمْ الْأَخِثُ وَلَدْنَهُمْ - (آيت ٢)
ص: ٢٢٢
وَأَنَّهُمْ لَيَقُولُونَ مَنَّكَرًا مِنَ الْقَوْلِ وَرُؤُوسًا - (آيت ٢)
ص: ٢٢٣
الَّذِينَ يَظْهَرُونَ مِنْكُمْ مَنْ نَسَاهُمْ مَا هُنَّ أُمَّهَاتُهُمْ ط إِنَّ أُمَّهَاتِهِمْ الْأَخِثُ وَلَدْنَهُمْ
وَأَنَّهُمْ لَيَقُولُونَ مَنَّكَرًا مِنَ الْقَوْلِ وَزُورًا وَإِنَّ اللَّهَ لَعَفُوفٌ غَفُورٌ - (آيت ٢)
ص: ٢٦٠
ص: ٢٠٢
أَلَا إِنَّ حِزْبَ اللَّهِ هُمُ الْمُفْلِحُونَ - (آيت ٢٢)

سُورَةُ الْحَشْرِ

مَا قَطَعْتُمْ مِنْ لِيْنَةٍ أَوْ نَكْتُمُوهَا قَائِلَةً عَلَىٰ أَصُولِهَا فَبِإِذْنِ اللَّهِ - (آيت ٥) ص: ٣١٨
وَمَا أَتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا وَاتَّقُوا اللَّهَ شَدِيدَ الْعِقَابِ -
ص: ٢٣٠ - ٢٥٢ - ٢٨٠ - ٢٩٠
(آيت ٤)
يَخْرَبُونَ بَيُوتَهُمْ بِأَيْدِيهِمْ وَأَيْدِي الْمُؤْمِنِينَ فَاعْتَبِرُوا يَا أُولِيَ الْأَبْصَارِ -
ص: ٢٤١
(آيت ٢)

سُورَةُ الْمَتَحَنَةِ

إِن كُنْتُمْ خَرَجْتُمْ جِهَادًا فِي سَبِيلِي وَابْتِغَاءَ مَرْضَاتِي - (آيت ١) ص: ٢٦٨
يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا عَدُوِّي وَعَدُوَّكُمْ أَوْلِيَاءَ - (آيت ١) ص: ٣٢٢
لَا يَنْهَيْكُمْ اللَّهُ عَنِ الَّذِينَ لَمْ يُقَاتِلُوكُمْ فِي الدِّينِ - (آيت ٨) ص: ٣٦٥ - ٣١٣
أَنبَايَهُمْ اللَّهُ عَنِ الَّذِينَ قَاتَلُوكُمْ فِي الدِّينِ - (آيت ٩) ص: ٣٦٥

قَدْ كَانَتْ لَكُمْ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِي إِبْرَاهِيمَ وَالَّذِينَ مَعَهُ - (آيت ٢٠) ص: ٢٩٦
 لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيهِمْ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِمَن كَانَ يَرْجُوا اللَّهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ وَمَن يَتَوَلَّ اللَّهَ
 هُوَ الْغَنَى الْحَمِيد - (آيت ٦٠) ص: ٢٩٤

سُورَةُ الْجُمُعَةِ

كَمَثَلِ الْحَمَارِ يَحْمِلُ أَسْفَارًا - (آيت ٥) ص: ٨٥ - ١٦٩
 هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا مِنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ
 وَالْحِكْمَةَ - (آيت ٢) ص: ١٠٢
 قُلْ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ هَادُوا الْخُرَافَةَ (آيت ٦) ص: ١١١
 وَاذْكُرُوا اللَّهَ كَثِيرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ - (آيت ١٠) ص: ٥٠٨
 فَإِذَا قُضِيَتِ الصَّلَاةُ فَانْتَشِرُوا فِي الْأَرْضِ وَابْتَغُوا مِنْ فَضْلِ اللَّهِ وَاذْكُرُوا اللَّهَ كَثِيرًا
 لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ - (آيت ١٠) ص: ٥٠٩ - ٥٣٣

سُورَةُ الْمُنَافِقِينَ

نَشْهَدُ أَنَّكَ لِرَسُولِ اللَّهِ - (آيت ١) ص: ١٤٢
 وَاللَّهُ يَعْلَمُ أَنَّكَ لِرَسُولِهِ وَاللَّهُ يَشْهَدُ أَنَّ الْمُنَافِقِينَ لَكَاذِبُونَ - (آيت ١) ص: ١٤٢
 لئن رجعنا إلى المدينة - (آيت ٨) ص: ١٤٢
 وَلِلَّهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُولِهِ وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَلَكِنَّ الْمُنَافِقِينَ لَا يَعْلَمُونَ - (آيت ٨) ص: ١٨٢ - ٣٨٨
 إِذَا جَاءَكَ الْمُنَافِقُونَ قَالُوا نَشْهَدُ أَنَّكَ لِرَسُولِ اللَّهِ وَاللَّهُ يَعْلَمُ أَنَّكَ لِرَسُولِهِ وَاللَّهُ
 يَشْهَدُ أَنَّ الْمُنَافِقِينَ لَكَاذِبُونَ - (آيت ١) ص: ٣٨٣

سُورَةُ التَّغَابُنِ

فَاتَّقُوا اللَّهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ وَأَسْمِعُوا وَأَطِيعُوا - (آيت ١٦) ص: ٢٥٠ - ٢٤٤ - ٢٤٩ - ٣٥٥
 هُوَ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْكُمْ كَافِرًا وَمِنْكُمْ مُّؤْمِنًا - (آيت ٢) ص: ٣٤٤
 لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ - (آيت ١) ص: ٣٨٦

وَأَن تَعْفُوا وَتَصْفَحُوا وَتَغْفِرُوا فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ - (آيت ١٢٠) ص ١٩١

سُورَةُ الطَّلَق

وَأَشْهَدُ وَأَذْهَبُ عَدْلَ مَنْكُمْ - (آيت ٢) ص ٢٤٣ - ٣٠٢
فَأَمْسِكُوا هُتُوتَ وَأَفَارِقُوا هُنَّ بِمَعْرِفَتِ - (آيت ٢) ص ٢٨٣
وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا ۝ وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ ۚ وَمَنْ يَتَوَكَّلْ عَلَى
اللَّهِ فَهُوَ حَسْبُهُ - (آيت ٢ - ٣) ص ٣٥٨ - ٥٢٢

سُورَةُ التَّحْرِيمِ

وَهُوَ الْعَلِيمُ الْحَكِيمُ - (آيت ٢) ص ٣٨٥
فَإِنَّ اللَّهَ هُوَ مَوْلَاهُ وَجِبْرِيلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِينَ - (آيت ٢) ص ٣٨٤
يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُوا أَنْفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا وَقُودُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ عَلَيْهَا
مَلَائِكَةٌ غُلَاظٌ شِدَادٌ لَا يَعْصُونَ اللَّهَ مَا أَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُونَ مَا يُؤْمَرُونَ - (آيت ٦) ص ٢٢٦ - ٥٥١ - ٥٥٢ - ٦٠١

سُورَةُ الْمَلِكِ

أَنَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ بَصِيرٌ - (آيت ١٩) ص ١١٩ - ١٢٠
لَوْ كُنَّا نَسْمَعُ أَوْ نَعْقِلُ - (آيت ١٠) ص ١٢٢
أَلَمْ يَأْتِكُمْ نَذِيرٌ - (آيت ٨) ص ١٢٢
أَلَا يَعْلَمُ مَنْ خَلَقَ ۖ وَهُوَ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ - (آيت ١٢) ص ١٢١

سُورَةُ الْقَلَمِ

مَنَاعَ لِلْخَيْرِ مَعْتَدًا شِيمٌ - (آيت ١٢٠) ص ٢١٤
أَفَنَجْعَلُ الْمُسْلِمِينَ كَالْمُجْرِمِينَ ۝ مَا لَكُمْ كَيْفَ تَحْكُمُونَ - (آيت ٣٥ - ٣٦) ص ٢٨٠
فَتَنَادُوا مُصْبِحِينَ ۝ أَنْ اغْدُوا عَلَيَّ حَرْشَكُمْ ۝ أَنْ كُنْتُمْ ضَرْمِينَ ۝ فَانْطَلَقُوا وَهُمْ

يتخافتون ٥ ان لا يدخلنها اليوم عليكم مسكين ٥ (آيت : ٢١ تا ٢٢) ص : ٥١٩

سُورَةُ الْحَاقَّةَةِ

وجاء فرعون ومن قبله والمؤتفكث بالخاطئة ٥ (آيت : ٩) ص : ٢٤٠

سُورَةُ الْمَعَارِجِ

فلا أقسم برب المشارق والمغارب - (آيت : ٣٠) ص : ٢٥٤

سُورَةُ نُوحٍ

وقالوا لا تذرنا المهتك ولا تذرنا ودا ولا سواعا ولا يغوث وليعوق ونسرا - (آيت : ٢٣) ص : ٢١٣

سُورَةُ الْجِنِّ

وانه تعالى جد ربنا ما اتخذ صاحبة ولا ولدا - (آيت : ٣) ص : ٩٥ - ١٥٦

علم الغيب فلا يظهر على غيبه احدا ٥ الا من اراد ان ينزل من رسله - (آيت : ٢٦ - ٢٤) ص : ٢٠٠ - ٣٩٠

وان المسجد لله - (آيت : ١٨) ص : ٢٢٢ - ٢٢٤ - ٣٤٢

ومن يعص الله ورسوله فات له نارجهم - (آيت : ٢٣) ص : ٢٥٢

سُورَةُ الْمُرْجَلِ

فاقرء واما تيسر من القرآن - (آيت : ٢٠) ص : ٥٣٤

سُورَةُ الْمُدَّثِّرِ

كانهم حمر مستنقرة - (آيت : ٥٠) ص : ١٦٩

يتساءلون عن المجرمين ٥ ما سلككم في سقر ٥ قالوا لم نك من المصلين ٥ ولم نك
نطعم المسكين وكنا نخوض مع الخائضين وكنا نكذب بيوم الدين - (آيت : ٢٠ تا ٢٦) ص : ٢٢٠ - ٢٢٥

فما لهم عن التذكرة معرضين ٥ كانهم حمر مستنقرة ٥ فرت من قسوتها (آيت : ٢٩ تا ٥١) ص : ٥٣٣ - ٥٨١

سُورَةُ الدَّهْرِ

يَطَافُ عَلَيْهِمْ بِأُتَيْةٍ مِنْ فِضَّةٍ وَآكُوبٍ - (آيت : ١٥)
ص : ٢٣٦

سُورَةُ عَبَسَ

فِي صُحُفٍ مُكَرَّمَةٍ مَرْفُوعَةٍ مُطَهَّرَةٍ - (آيت : ١٣ - ١٢)
ص : ٥٣٤

سُورَةُ التَّكْوِيْرِ

وَمَا تَشَاءُونَ إِلَّا أَنْ يَشَاءَ اللَّهُ رَبُّ الْعَالَمِينَ - (آيت : ٢٩)
فَلَا اقْسَمُ بِالنَّخْسِ الْمَجْوَاسِ الْكَتْسِ - (آيت : ١٥ - ١٦)
ص : ١٢٢
ص : ٥٥٦

سُورَةُ الْاِنْشِقَاقِ

لَتَرْكَبُنَّ طَبَقًا عَنْ طَبَقٍ - (آيت : ١٩)
ص : ٢٨٢

سُورَةُ الْبُرُوجِ

أَنَّ الَّذِينَ فَتَنُوا الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ ثُمَّ لَمْ يَتُوبُوا فَلَهُمْ عَذَابُ جَهَنَّمَ وَلَهُمْ
عَذَابُ الْحَرِيقِ - (آيت : ١٠)
بَلْ هُوَ قُرْآنٌ مَجِيدٌ فِي لَوْحٍ مَحْفُوظٍ - (آيت : ٢١ - ٢٢)
وَالسَّمَاءُ ذَاتُ الْبُرُوجِ - (آيت : ١)
ص : ٥٩٢ - ٢١٢
ص : ٥٣٤
ص : ٥٥٦

سُورَةُ الْاَعْلَى

سَيَذَكُرُنَّ يَخْشَى وَيَتَجَنَّبُهَا الْاَشْقَى - (آيت : ١٠ - ١١)

سُورَةُ الْفَجْرِ

ص : ٦١٦

فَادْخُلِي فِي عِبَادِي وَاَدْخُلِي جَنَّتِي - (آيت : ٢٩ - ٣٠)

سُورَةُ الشَّمْسِ

ص : ٩٥

وَلَا يَخَافُ عَقِبَهَا - (آيت : ١٥)

سُورَةُ الضُّحَى

ص : ٢٨٦

وَوَجَدَكَ عَائِلًا فَأَغْنَى - (آيت : ٨)

ص : ٥٦٤ - ٥٦٨

وَأَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ - (آيت : ١١)

سُورَةُ الْاِنشِرَاحِ

ص : ٥٦٥ - ٥٦٩

وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ - (آيت : ٢)

سُورَةُ الْبَيِّنَةِ

آَنَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ أَهْلِ الْكُتُبِ وَالْمُشْرِكِينَ فِي تَارِجِهِمْ خُلْدِينَ فِيهَا أُولَئِكَ هُمْ شَرُّ الْبَرِيَّةِ أَلَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ أُولَئِكَ هُمْ خَيْرُ الْبَرِيَّةِ -

ص : ١٨٦ - ٢ - ٢ - ٢١٨

(آيت : ٦ - ٤)

لَمْ يَكُنِ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ أَهْلِ الْكُتُبِ وَالْمُشْرِكِينَ مُنْفَكِينَ حَتَّى تَأْتِيَهُمُ الْبَيِّنَةُ -

ص : ٢٠٢

(آيت : ١)

سُورَةُ الْقُرَيْشِ

ص : ١١١ - ٣٤٤

فَلْيَعْبُدُوا رَبَّ هَذَا الْبَيْتِ - (آيت : ٣)

سُورَةُ الْكَافِرِينَ

قَدْ لَيَّا بِهَا الْكَافِرُونَ. (آيت : ١) ص : ١١١ - ٣٤٤

سُورَةُ النَّاسِ

يُوسُوسُ فِي صُدُورِ النَّاسِ ۝ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ ۝ (آيت : ٥ - ٦) ص : ٣٩٣



فتاویٰ رضویہ جلد ۱۵

(۱) معراج جسمانی کے بارے میں فرمایا :
معراج شریف یقیناً قطعاً اسی جسم مبارک کے ساتھ ہوا نہ کہ فقط روحانی جو ان کی عطا سے ان کے غلاموں کو بھی ہوتا ہے۔ اللہ عز وجل فرماتا ہے : سُبْحَنَ الَّذِي اسْرٰی بَعْدَ الْاَیَّامِ پَاسِی ہے اسے جو رات میں لے گیا اپنے بندہ کو۔ یہ نہ فرمایا کہ لے گیا اپنے بندہ کی روح کو۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۱۵ ص ۷۴)

(۲) مہاتما گاندھی وغیرہ کے جلسہ و جلوس میں شریک ہونا، اس کا تماشہ دیکھنا، اس کا وعظ سننا اور اس میں چنہ دینا مسلمانوں کے لئے کیسا ہے؟ اس سوال کے جواب میں ارشاد فرمایا :
تعظیم مشرک کے جلوس میں شرکت حرام ہے اور حرام فعل کا تماشہ دیکھنا بھی حرام ہے۔ طحاوی
علی الدر المختار میں ہے :

الفرجة علی المحرم حرام^۲

حرام پر خوشی بھی حرام ہے۔ (ت)

ایسے جلسوں میں شرکت گناہ کبیرہ ہے۔

قال الله تعالى فلا تقعد بعد الذکری مع القوم الظالمین^۳

اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے : پس نصیحت و یاد دہانی کے بعد ظالموں کے پاس مت بیٹھو۔ (ت)

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

۱۔ القرآن الکریم ۱۷/۱

۲۔ حاشیۃ الطحاوی علی الدر المختار

۳۔ القرآن الکریم ۶/۶۸

من سود مع قوم فهو منهم

جس نے جس قوم کی کثرت بنائی وہ انہی میں سے ہے (ت)

حرام کام میں چندہ دینا بھی حرام ہے۔

قال الله تعالى ولا تعاونوا على الاثم والعدوان

اللہ تعالیٰ کا فرمان مبارک ہے، گناہ اور زیادتی پر ایک دوسرے کی مدد نہ کرو۔ (ت)

اور نامسلم کو واعظِ مسلمین بنا کر اس کا بیان سُنا اشد سے اشد کبیرہ و بدخواہی اسلام ہے،

قال الله تعالى يريدون ان يتحاكموا الى الطاغوت وقد امروا ان يكفروا به

ويريد الشيطان ان يضلهم ضللا بعيدا

اللہ تعالیٰ کا مقدس فرمان ہے: پھر چاہتے ہیں کہ شیطان کو اپنا پیچ بنائیں اور ان کو تو حکم

یہ تھا کہ اُسے اصلاً نہ مانیں اور ابلیس یہ چاہتا ہے کہ انھیں دُور بہکا دے۔ (ت)

سائل نے مہاتما لکھا یہ حرام ہے۔ مہاتما بمعنی روحِ اعظم ہے کہ خالص لقب افضل الملائکہ

ہے علیہم الصلوٰۃ والسلام، یونہی جو لوگ ایسا مذہب نکالنا چاہیں کہ مسلم و کافر کا فرق اٹھا دے،

سنگ و پریاگ کو مقدس علامت ٹھہرا دے، جو لوگ کہیں کہ آج تم نے اپنے ہندو بھائیوں کو راضی

کر لیا تو اپنے خدا کو راضی کر لیا، جو لوگ کہیں کہ خدا کی رتی مضبوط تھا منے سے اگرچہ دین ہاتھ سے جاتا

رہے مگر دنیا تو ضرور ملے گی ایسوں کو مولانا کہنا حرام ہے۔ حدیث میں فرمایا:

لا تقولوا للمنافق یا سیدنا فانہ ان یکف سیدکم فقد اسخطکم من بکم

منافی کو یا سیدنا (اے ہمارے سردار) نہ کہو کیونکہ اگر وہ تمہارا سردار ہے تو تم نے

اپنے رب کو یقیناً اپنے سے ناراض کر لیا۔ (ت) (فتاویٰ رضویہ ج ۱۵ ص ۱۰۰، ۱۰۱)

(۳) ”کاٹھیاوار مسلم ایجوکیشنل کانفرنس“ کے نام سے بننے والی مجلس کے بارے میں سوال

آیا کہ اس مجلس کا ممبر بلا رعایت سنی ہر کلمہ گورافضی، وہابی، مرزائی، نیچری، چکڑالوی اور قادیانی

۱۔ تاریخ بغداد حدیث ۵۱۶۷ عبد اللہ بن عتاب دار الکتب العربیہ بیروت ۱۰/۴۱

۲۔ القرآن الکریم ۲/۶۰

۳۔ مسند امام احمد بن حنبل حدیث بریدہ الاسلمی دار الفکر بیروت ۵/۳۴۷، ۳۴۸

کنز العمال حدیث ۸۶۰ ۱۶/۱ و کشف الخفاء حدیث ۳۰۴ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۲/۳۲۸

وغیرہ ہو سکتا ہے اور بانیانِ مجلس کا کہنا ہے کہ یہ دینی کانفرنس نہیں بلکہ دنیوی ترقی کے لئے قائم کی گئی ہے، سُنّتیوں کو ایسی کانفرنس کا قائم کرنا اور جان و مال سے اس کی مدد کرنا، اس کے جلسے میں شریک ہونا، بدترین مرتدوں کو مسلمان سمجھنا، ان سے میل جول پیدا کرنا اور ان سے ترقی کی امید رکھنا کیسا ہے؟ اس کے بارے میں حکم شرعی کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا:

ایسی مجلس مقرر کرنا گمراہی ہے اور اس میں شرکت حرام، اور بد مذہبوں سے میل جول آگ ہے اور اُس بڑی آگ کی طرف کھینچ کر لے جانے والا۔ اللہ عز و جل فرماتا ہے:

وَمَا يَنْبِيئُكَ الشَّيْطَانُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرِىٰ مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِيْنَ ۝

اور اگر تجھے شیطان بھلا دے تو یاد آئے پر پاس نہ بیٹھ ظالموں کے۔

تفسیراتِ احمدیہ میں ہے:

دخل فيه الكافر والمبتدع والفاسق والقعود مع كلهم مستنع ۝
اس آیت کے حکم میں ہر کافر و مبتدع اور فاسق داخل ہیں ان میں سے کسی کے پاس بیٹھنے کی اجازت نہیں۔

اللہ عز و جل فرماتا ہے:

وَلَا تَرْكَبُوا إِلَى الَّذِينَ ظَلَمُوا فَيُمْسِكُمُ النَّارُ ۝

ظالموں کی طرف میل نہ کرو کہ تمہیں آگ چھوئے گی۔

صحیح مسلم شریف کی حدیث میں ہے حضور اقدس علیہ السلام فرماتے ہیں:

إِيَّاكُمْ وَإِيَّا هُمْ لَا يَفْضَلُونَكُمْ وَلَا يَفْتَنُونَكُمْ ۝

اُن سے دُور رہو اور انہیں اپنے سے دُور کر دو کہیں وہ تمہیں گمراہ نہ کر دیں کہیں وہ تمہیں فتنہ

میں نہ ڈال دیں۔

مسلمان کا ایمان ہے کہ اللہ و رسول سے زیادہ کوئی ہماری بھلائی چاہنے والا نہیں جل و علا

۱۔ القرآن الکریم ۶/۶۸

۲۔ التفسیرات الاحمدیہ تحت آیت ۶/۶۸ مطبع کریبی ممبئی، انڈیا ص ۳۸۸

۳۔ القرآن الکریم ۱۱/۱۱۳

۴۔ صحیح مسلم باب النہی عن الروایۃ عن الضعفاء قیدی کتب خانہ کراچی ۱۰/۱

امیر المؤمنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مسجد اقدس نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں نماز مغرب کے بعد کسی مسافر کو بھوکا پایا اپنے ساتھ کاشانہ خلافت میں لے آئے اس کے لئے کھانا منگایا ، جب وہ کھانے بیٹھا کوئی بات بد مذہبی کی اس سے ظاہر ہوتی فوراً حکم ہوا کہ کھانا اٹھالیا جائے اور اسے نکال دیا جائے۔ سامنے سے کھانا اٹھوا لیا اور اُسے نکلوا دیا۔ سیدنا عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے کسی نے آکر عرض کی ، فلاں شخص نے آپ کو سلام کہا ہے۔ فرمایا ، لا تقرأہ منی السلام فانی سمعت انہ احداث میری طرف سے اُسے سلام نہ کہنا کہ میں نے سنا ہے کہ اس نے کچھ بد مذہبی نکالی۔

سیدنا سعید بن جبیر شاگرد عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو راستہ میں ایک بد مذہب ملا کہا ، کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔ فرمایا ، میں سُننا نہیں چاہتا۔ عرض کی ، ایک کلمہ۔ اپنا انگوٹھا چھنگلیا کے سرے پر رکھ کر فرمایا ، ولا نصف کلمۃ آدھا لفظ بھی نہیں۔ لوگوں نے عرض کی ، اس کا کیا سبب ہے۔ فرمایا ، ازیشان منہم ہے۔

امام محمد سیرین شاگرد انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس دو بد مذہب آئے ، عرض کی ، کچھ آیات کلام اللہ آپ کے سنائیں۔ فرمایا ، میں سُننا نہیں چاہتا۔ عرض کی ، کچھ احادیث نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سنائیں۔ فرمایا ، میں سُننا نہیں چاہتا۔ انھوں نے اصرار کیا۔ فرمایا ، تم دونوں اٹھ جاؤ یا میں اٹھا جاتا ہوں۔ آخر وہ خائب و خاسر چلے گئے۔ لوگوں نے عرض کی ، اے امام ! آپ کا کیا عرج تھا اگر وہ کچھ آیتیں یا حدیثیں سناتے۔ فرمایا ، میں نے خوف کیا کہ وہ آیات و احادیث کے ساتھ اپنی کچھ تاویلیں لگائیں اور وہ میرے دل میں رہ جائے تو ہلاک ہو جاؤں۔

ائمہ کو یہ خوف تھا اور اب عوام کو یہ جرأت ہے ولا حول ولا قوۃ الا باللہ۔ اور ایسی جگہ مال دنیا وہی پسند کرے گا جو دین نہیں رکھتا جو عقل سے بہرہ نہیں۔ یکے نقصان مایہ دگر شہادت ہم سایہ (ایک تو مال کا نقصان اور دوسرے ہم سایہ کی خوشی۔ ت) ہم سایہ کون ؟ وہ بنس القرین شیطان لعین کیسا خوش ہوگا کہ ایک ہی کرشمے میں دونوں جہان کا نقصان پہنچایا ، مال بھی گیا اور آخرت میں عذاب کا بھی مستحق ہوا ،

خسر الدنیا والآخرۃ ذلک هو الخسران المبین۔

دُنیا و آخرت دونوں کا گھاٹا، یہی ہے صریح نقصان - (ت)
 دیکھو امان کی راہ وہی ہے جو تمہیں تمہارے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بتائی؛
 ایا کہ وایا ہم لا یضلوکم ولا یفتنونکم
 ان سے دُور رہو اور انہیں اپنے سے دُور کرو کہیں وہ تمہیں گمراہ نہ کر دیں کہیں وہ تمہیں فتنہ میں
 نہ ڈال دیں۔

دیکھو نجات کی راہ وہی ہے جو تمہارے رب عزوجل نے بتائی؛
 فلا تقعد بعد الذکری مع القوم الظالمین

بھولے سے ان میں سے کسی کے پاس بیٹھ گئے ہو تو یاد آنے پر فوراً کھڑے ہو جاؤ۔ ان مضامین
 کی تفصیل میں تمام اکابر علمائے حرمین شریفین کا فتویٰ مستمسکی بہ فتاویٰ الحرمین برجف ندوة المین
 اور عامۃ علمائے ہند کا فتویٰ مستمسکی بہ فتاویٰ السنۃ لاجام اهل الفتنۃ اور فتاویٰ القدوة
 اور النذیر الاحمد اور النذیر المبین وغیرہ پچاس سے زائد کتابیں چھپ کر شائع ہو چکیں،
 اور ہدایت اللہ عزوجل کے ہاتھ۔

واللہ یقول الحق وھو ھدی السبیل، وحسبنا اللہ ونعم الوکیل
 اور اللہ ہی فرماتا ہے اور وہی راہ دکھاتا ہے، اللہ ہم کو بس ہے اور کیا اچھا کارساز؟ (ت)
 (فتاویٰ رضویہ ج ۱۵ ص ۱۰۴ تا ۱۰۷)

(۴) مسلمانوں کو فلاح و نجات کے لئے کیا کرنا چاہئے اور ترکوں کی امداد کا کیا طریقہ ہو؟ حاجی
 مفتی لعل خاں کے ارسال کردہ اس سوال کے جواب میں فرمایا:

بملاحظہ مکرمی حامی سنت ماحی بدعت برادر طریقت حاجی لعل خان صاحب دام مجدہم وعلیکم
 السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، المؤید کے چھ پرچے آئے انہیں بالاستیعاب دیکھا، گمان یہ تھا کہ
 شاید کوئی خبر خوشی کی ہوگی مگر اس کے برعکس اس میں رنج و ملال کی خبریں تھیں، بے گناہ مسلمانوں پر جو

۱۰/۱	قدیمی کتب خانہ کراچی	باب النہی عن الروایۃ عن الضعفاء	صحیح مسلم
		۶۸/۶	۲۱
		۳۳/۳	۲۳
		۱۷۳/۳	۲۴

مظالم گزر رہے ہیں اور سلطنت ان کی حمایت نہیں کر سکتی صدمہ کے لئے کیا تم تھے، کہ اس سے بھی بڑھ کر ترکوں کی اس تازہ تبدیل روش کا ذکر تھا جس نے میرے خیال کی تصدیق کر دی،

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يَغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ ۚ

بیشک اللہ تعالیٰ کسی قوم کو گردش میں نہیں ڈالتا جب تک وہ اپنی حالت خود نہ بدل ڈالیں۔
اللہ اکرم الاکر میں اپنے حبیب کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے طفیل سے ہماری اور ہمارے اسلامی بھائیوں کی آنکھیں کھولے، اصلاحِ قلوب و احوال فرمائے، خطاؤں سے درگزر کرے، غیب سے اپنی مدد اتارے، اسلام و مسلمین کو غلبہ قاہر دے، آمین الہ الحق آمین، وحسبنا اللہ ونعم الوکیل، ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلیٰ العظیم۔ مگر بے دلی نہ چاہئے۔

لَا تَاِيْسُوْا مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ ط اِنَّهٗ لَا يَاِيْسُ مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمَ الْكَافِرِيْنَ ۚ
اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو، بیشک اللہ کی رحمت سے ناامید نہیں ہوتے مگر کافر لوگ (ت)
اللہ واحد قہار غالب علیٰ کل غالب اس دین کا حافظ و ناصر ہے،
وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ وَاَنْتُمْ اِلَاعِلُوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۚ
اور ہمارے ذمہ محرم پر ہے مسلمانوں کی مدد فرمانا، تمہیں غالب آؤ گے اگر ایمان رکھتے ہو۔ (ت)

حضور سیدنا سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،
لَا تَزَالُ طَائِفَةٌ مِنْ اُمَّتِيْ ظَاهِرِيْنَ عَلَى الْحَقِّ لَا يَضُرُّهُمْ مِنْ خَدْلِهِمْ
وَلَا مِنْ خَالْفِهِمْ حَتّٰى يَأْتِيَ اَمْرُ اللّٰهِ وَهُمْ عَلَىٰ ذٰلِكَ غَالِبًا ۝
میری امت کا ایک گروہ ہمیشہ حق پر رہے گا، ان کی مخالفت اور رسوائی کرنے والا ان کو ضرر نہ پہنچا سکے گا حتیٰ کہ وہ گروہ اس کا حکم آنے تک اس پر غالب رہے گا۔ (ت)

۱۲/۸۴ القرآن الکریم

۳/۱۳۹ " ۵۵

۱۳/۱۱ القرآن الکریم

۳۰/۴۴ " ۵۳

۵۱۴/۱

قدیمی کتب خانہ کراچی

کتاب المناقب

صحیح البخاری

۱۴۳/۲

" " "

باقولہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تزال امتی الخ

صحیح مسلم کتاب الایمان

۲۲۸/۲

آفتاب عالم پریس لاہور

کتاب الفتن

سنن ابی داؤد

یہاں امر اللہ وہ وعدہ صادق ہے جس میں سلطان اسلام شہید ہوں گے اور
 روئے زمین پر اسلامی سلطنت کا نام نہ رہے گا، تمام دنیا میں نصاریٰ کی سلطنت ہوگی، اگر معاذ اللہ وہ
 وقت آگیا ہے جب تو کوئی چارہ کار نہیں، شدنی ہو کر رہے گی، مگر وہ چند ہی روز کے واسطے ہے، اس کے
 متصل ہی حضرت امام کا ظہور ہوگا، پھر سیدنا روح اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نزولِ اجلال فرمائیں گے
 اور کفر تمام دنیا سے کافر ہوگا، تمام روئے زمین پر ملت ایک ملت اسلام ہوگی اور مذہب ایک مذہب
 اہلسنت۔ غیب کا علم اللہ عزوجل کو ہے پھر اس کی عطا سے اس کے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو۔
 مگر فقیر جہاں تک نظر کرتا ہے ابھی ان شاء اللہ وہ وقت نہیں آیا اگر ایسا ہے تو ضرور نصرت الہیہ نزول
 فرمائے گی اور کفار ملاعنہ اپنے کفر کردار کو پہنچیں گے، بہر حال بندگی بحیثیت دعا کے سوا کیا چارہ ہے وہی
 جو ہمارا رب ہے ہماری حالت زار پر رحم فرمائے اور اپنی نصرت اتارے یہی جھٹکے جو پہنچ گئے ہیں انھیں پر
 نازل ہوا نازلہ الاشدیدا (خوب سختی سے جھنجھوڑے گئے۔ ت) کو ختم فرما دے اور الا ان نصر اللہ
 قریب (سُن لو بیشک اللہ کی مدد قریب ہے۔ ت) کی بشارت سنا دے، حسبنا ونعم الوکیل۔
 آپ پوچھتے ہیں مسلمانوں کو کیا کرنا چاہئے، اس کا جواب میں کیا دے سکتا ہوں، اللہ عزوجل نے
 تو مسلمانوں کے جان و مال جنت کے عوض خریدے ہیں،

ان الله اشترى من المؤمنين انفسهم واموالهم بانّ لهم الجنة
 بیشک اللہ نے مسلمانوں کے جان اور مال خرید لئے ہیں اس بدلے پر کہ ان کے لئے جنت
 ہے۔ (ت)

مگر ہم ہیں کہ بیع دینے سے انکار اور ثمن کے خواستگار ہندی مسلمانوں میں یہ طاقت کہاں کہ
 وطن و مال و اہل و عیال چھوڑ کر ہزاروں کوس دُور جائیں اور میدانِ جنگ میں مسلمانوں کا ساتھ دیں
 مگر مال تو دے سکتے ہیں، اس کی حالت بھی سب آنکھوں دیکھ رہے ہیں وہاں مسلمانوں پر یہ کچھ
 گزر رہی ہے یہاں وہی جلسے ہیں وہی رنگ، وہی ٹھیٹھ وہی امنگ، وہی تماشے وہی بازیاں، وہی
 غفلتیں وہی فضول خرچیاں، ایک بات کی بھی کمی نہیں۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۱۵ ص ۱۴۱ تا ۱۴۳)

(۵) اصلاحِ مسلمین کے لئے چار باتوں پر عمل کی تلقین کے بعد فرمایا،

اہل الرائے ان وجود پر نظر فرمائیں، اگر میرا خیال صحیح ہو تو ہر شہر و قصبہ میں جلسے کریں اور مسلمانوں کو ان چار باتوں پر قائم کر دیں پھر آپ کی حالت خوبی کی طرف نہ بد لے تو شکایت کیجئے، یہ خیال نہ کیجئے کہ ایک ہمارے کئے کیا ہوتا ہے ہر ایک نے یونہی سمجھا تو کوئی کچھ نہ کرے گا، بلکہ ہر شخص یہی تصور کرے کہ مجھی کو کرنا ہے، یوں ان شاء اللہ تعالیٰ سب کریں گے، چند جگہ جاری کیجئے پھر غریبوزہ کو دیکھ کر غریبوزہ رنگ پکڑتا ہے، خدا نے چاہا تو عام بھی ہو جائے گا، اس وقت آپ کو اس کی برکات نظر آئیں گی، وہی آیہ کریمہ کہ ابتداءً یسخرن میں تلاوت ہوئی ان اللہ لا یغیر الا یہ جس طرح بُرے رویہ کی طرف اپنی حالت بد لے پرتا زیا نہ ہے یوں ہی نیکوش کی طرف تبدیلی پر بشارت ہے کہ اپنے کیے تب چھوڑو گے تو ہم تمہاری اس رُذی حالت کو بدل دیں گے، ذلت کے بدلے عزت دیں گے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۱۵ ص ۱۴۶، ۱۴۷)

(۶) تشبیہ و تمثیل میں فرق بیان کرتے ہوئے فرمایا،

تشبیہ میں اگر وجہ تشبیہ امور متعدّدہ سے منترع ہو تمثیل ہے جیسے کریمہ کمثل الحمار یحمل اسفاراً (گدھے کی مثال ہے جو پیٹھ پر کتابیں اٹھائے۔ ت) ورنہ نہیں، اور کبھی تشبیہ مرکب کو تمثیل کہتے ہیں جس کے معنی میں مفرد کی مفرد سے تشبیہ ملحوظ نہیں بلکہ ہیأت مجموعی سے کریمہ وہی تجری بہمد فی موج کالجبال (اور وہی انہیں لئے جا رہی ہے ایسی موجوں میں جیسے پہاڑ۔ ت) میں تشبیہ ہے، اور کریمہ مثلہم کمثل الذی استوقد ناراً الا یہ (ان کی کہاوت اس کی طرح ہے جس نے آگ روشن کی الا یہ۔ ت) میں تمثیل ہے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۱۵ ص ۱۵۲)

(۷) انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کو احتلام ہوتا ہے یا نہیں؟ اس کے جواب میں فرمایا،

فی الواقع حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور تمام انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام احتلام سے پاک و منزہ ہیں۔

قال اللہ تعالیٰ ان عبادی لیس لک علیہم سلطان و کفی بربک وکیل۔
اللہ تعالیٰ نے فرمایا، بیشک جو میرے بندے ہیں ان پر تیرا کچھ قابو نہیں اور تیرا رب کافی ہے کام

بنانے کو۔ (ت)
طبرانی، معجم کبیر میں بطریق عکرمہ اور دینوری مجالس میں بطریق مجاہد حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ
تعالیٰ عنہ سے راوی کہ فرمایا :

ما احتلم نبی قط وانما الاحتلام من الشیطان۔
کبھی کسی نبی کو احتلام نہ ہوا، احتلام تو نہیں مگر شیطان کی طرف سے۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۱۵ ص ۱۵۵)

(۸) برادرانِ یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بارے میں کلمہ توہین کیسا ہے؟ اس کے جواب
میں فرمایا :

ان کی نسبت کلمات ناشائستہ لانا بہر حال حرام ہے، ایک قول ان کی نبوت کا ہے کما فی شرح
الہمنیۃ للامام ابن حجر المکی رحمہ اللہ تعالیٰ (جیسا کہ امام ابن حجر مکی کی شرح ہمزہ میں
ہے۔ ت) اور ظاہر قرآن عظیم سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے :

قال اللہ تعالیٰ قولوا امنا باللہ وما انزل الینا وما نزل الی ابراہیم واسمعیل و
اسحاق و یعقوب والاسباط وما اوتی موسیٰ وعیسیٰ وما اوتی النبیون من دبرہم
لانفرق بین احد منهم ونحن لہ مسلمون۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے : یوں کہو کہ ہم ایمان لائے اللہ پر اور اس پر جو ہماری طرف
اُتر ا اور جو اتار گیا ابراہیم واسمعیل واسحق و یعقوب اور ان کی اولاد پر، اور جو عطا کئے گئے موسیٰ وعیسیٰ اور
عطا کئے گئے باقی انبیاء اپنے رب کے پاس سے ہم ان میں کسی پر ایمان میں فرق نہیں کرتے اور ہم
اللہ کے حضور گردن رکھتے ہیں۔ (ت)

اسباط یہی ابنائے یعقوب علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں، اس تقدیر پر تو ان کی توہین کفر ہوگی ورنہ
اس قدر میں شک نہیں کہ وہ اولیائے کرام سے ہیں اور جو کچھ ان سے واقع ہوا اپنے باپ نبی اللہ کے
ساتھ محبتِ شدیدہ کی غیرت سے تھا پھر وہ بھی رب العزت نے معاف کر دیا، اور یوسف علیہ الصلوٰۃ
والسلام نے خود عفو فرمایا :

قال لا تثريب عليكم اليوم يغفر الله لكم وهو ارحم الراحمين ۛ
 کہا، آج تم پر کوئی ملامت نہیں، اللہ تمہیں معاف کرے، اور وہ سب مہربانوں سے بڑھ کر
 مہربان ہے۔ (ت)

اور یعقوب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

سوف استغفر لكم ربِّي اِنَّهٗ هو الغفور الرحيم ۛ

جلد میں تمہاری بخشش اپنے رب سے چاہوں گا، بیشک وہی بخشنے والا مہربان ہے۔ (ت)
 بہر حال ان کی توہین سخت حرام اور باعثِ غضبِ ذوالجلال والاکرام ہے۔ رب عزوجل نے
 کوئی کلمہ ان کی مذمت کا نہ فرمایا دوسرے کو کیا حق ہے، مناسب ہے کہ توہین کرنے والا تجدیدِ اسلام و
 تجدیدِ نکاح کرے کہ جب ان کی نبوت میں اختلاف ہے اس کے کفر میں اختلاف ہوگا اور کفر اختلافی کا
 یہی حکم ہے کما فی الدر المختار و رد المحتار وغیرہما (جیسا کہ در مختار اور رد المحتار وغیرہما
 میں ہے۔ ت) (فتاویٰ رضویہ ج ۱۵ ص ۱۶۴، ۱۶۵)

(۹) آیات قرآنیہ پر مشتمل رسالہ ”الکوکبة الشهابیة فی کفریات ابی الوہابیة“ کے خطبہ جلیلہ
 میں ارشاد فرمایا:

الحمد لله الذي ارسل رسوله شاهدا ومبشرا ونذيرا

عہ یہ خطبہ قرآنی آیتوں اور ایمانی ہدایتوں پر مشتمل ہے، تعمیم فائدہ کے لئے اُن آیات اور زبانِ اردو میں
 اُن ہدایات کی طرف اشارہ مناسب،

آیت ۱: انا ارسلناك شاهدا ومبشرا ونذيرا ۛ

بیشک ہم نے تمہیں بھیجا گواہ اور خوشی اور ڈر سناتا۔

کہ جو تمہاری تعظیم کرے اسے فضلِ عظیم کی بشارت دو اور جو معاذ اللہ بے تعظیمی سے پیش آئے اسے عذابِ الیم کا
 (باقی بر صفحہ آئندہ)

۱۔ القرآن الکریم ۹۲/۱۲

۲۔ ” ۹۸/۱۲

۳۔ ” ۴۵/۳۳ و ۴۸/۸

لَتُؤْمِنُوا بِاللّٰهِ وَرَسُولِهِ وَتُعَزِّرُوهُ وَتُوَقِّرُوهُ بِجَنَانِكُمْ وَلِسَانِكُمْ ۖ فَجَعَلَ تَعْظِيمَهُ وَتَوْقِيرَهُ هُوَ الرِّكَتُ الرَّاكِبُ لَدَيْنَكُمْ الْحَقُّ وَإِيْمَانُكُمْ ۖ وَحُرْمٌ عَلَيْكُمْ اَنْ تَرْفَعُوْا

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

ڈر سناؤ۔ اور جب وہ شاہد و گواہ ہوئے اور شاہد کو مشاہدہ درکار، تو بہت مناسب ہوا کہ امت کے تمام افعال و اقوال و اعمال ان کے سامنے ہوں۔ طبرانی کی حدیث میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی قَدَرَفَعَ لِي الدُّنْيَا فَاَنَا اَنْظُرُ اِلَيْهَا وَالْحَيَّ مَا هُوَ كَاَنْتَ فِيْهَا اِلٰی يَوْمِ الْقِيَمَةِ كَاَنْمَا اَنْظُرُ اِلٰی كَفِّيْ هَذِهِ ۝

بیشک اللہ تعالیٰ نے میرے سامنے دنیا اٹھالی تو میں دیکھ رہا ہوں اُسے اور جو اس میں قیامت تک ہونے والا ہے جیسے میں اپنی اس ہتھیلی کو دیکھ رہا ہوں، صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ۱۲ منہ مدظلہ۔

عہ آیت ۲: لَتُؤْمِنُوا بِاللّٰهِ وَرَسُولِهِ وَتُعَزِّرُوهُ وَتُوَقِّرُوهُ۔

(یہ رسول کا بھیجنا کس لئے ہے خود فرماتا ہے اس لئے کہ) تم اللہ و رسول پر ایمان لاؤ اور رسول کی تعظیم و توقیر کرو۔

معلوم ہوا کہ دین و ایمان محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم کا نام ہے جو ان کی تعظیم میں کلام کرے اصل رسالت کو باطل و بیکار کیا جاتا ہے والعیاذ باللہ تعالیٰ ۱۲۔

عہ آیت ۳: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوا لَهُ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ أَنْ تَحْبَطَ أَعْمَالُكُمْ وَأَنْتُمْ لَا تَشْعُرُونَ ۝

اے ایمان والو! نہ بلند کرو اپنی آوازیں نبی کی آواز پر اور اس کے حضور چلا کر نہ بولو جیسے آپس میں ایک دوسرے کے سامنے چلاتے ہو کہ میں تمہارے عمل اکارت نہ ہو جائیں اور تمہیں خبر نہ ہو۔

امیر المؤمنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روضۃ انور کے پاس کسی کو اونچی آواز سے بولتے دیکھا فرمایا کیا اپنی آواز نبی کی آواز پر بلند کرتا ہے۔ اور یہی آیت تلاوت کی ۱۲۔

۱۲ منہ قرئی تعزیر وہ بڑا تین معجمین ۱۲ منہ

آیہ کی تعزیر وہ دو زار کے ساتھ بھی قراۃ ہے ۱۲ منہ (د)

۴۲۰/۱۱ مؤسسۃ الرسالہ بیروت

۳۱۹/۱ بحوالہ طب عن ابن عمر حدیث ۳۱۹

۳ القرآن الکریم ۲/۴۹

۲ القرآن الکریم ۹/۴۸

اصواتکم فوق صوت النبی او تجہروا لہ بالقول کجہر بعضکم لبعض فتحبط
اعمالکم وانتم لاتشعرون بخسرانکم : وجعل طاعته طاعته و بیعتہ
بیعتہ فان بايعتم نبیکم فانما فوق ایدیکم ید رحمانکم : و
قرت اسمہ الکریم باسمہ العظیم فی الاغناء والایثاء ورجاء العطاء

عہ آیت ۴ : من یطع الرسول فقد اطاع اللہ

جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے خدا کی اطاعت کی ۱۲

عہ آیت ۵ : ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ ید اللہ فوق ایدیہم
بیشک جو لوگ تجھ سے بیعت کرتے ہیں وہ تو اللہ ہی سے بیعت کر رہے ہیں، اللہ کا

ہاتھ ہے ان کے ہاتھوں پر ۱۲۔

عہ اللہ عز وجل نے بے شمار امور میں اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نام پاک اپنے نام اقدس
سے ملایا، کہیں اصل شان اپنی تھی اس میں حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ذکر بھی شامل
فرمایا، کہیں اصل معاملہ حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کا تھا ان کے ساتھ اپنے ذکر والا سے
اعزاز بڑھایا۔ آئندہ کی آٹھ آیتیں اسی کے بیان میں ہیں ۱۲ منہ مدظلہ۔

عہ آیت ۶ : اغنہم اللہ ورسولہ من فضلہ

انہیں دولت مند کر دیا اللہ اور اس کے رسول نے اپنے فضل سے ۱۲۔

عہ آیت ۷ : ولو انہم رضوا ما اتہم اللہ ورسولہ وقالوا حسبنا
اللہ سیؤ تینا اللہ من فضلہ ورسولہ

اور کیا خوب تھا اگر وہ راضی ہوتے اس پر جو انہیں دیا اللہ اور اللہ کے رسول نے،

اور کہتے ہمیں اللہ کافی ہے، اب دیتا ہے ہمیں اللہ اپنے فضل سے اور اس کا رسول ۱۲۔

۱۰ القرآن الکریم ۸۰/۴

۵۲ " ۱۰/۴۸

۵۳ " ۴۲/۹

۵۴ " ۵۹/۹

والتقديس و القضاء و المحادة و الارضاء و النص

عہ آیت ۸ : یا ایہا الذین امنوا لاتقعدوا بین یدئ اللہ ورسولہ

اے ایمان والو! اللہ ورسول سے آگے نہ بڑھو ۱۲

عہ آیت ۹ : ما کان لمؤمن ولا مؤمنة اذا قضی اللہ ورسولہ امران یکون لہم الخیرۃ من امرہم ط ومن یعص اللہ ورسولہ فقد ضلّ ضللاً مبیناً

نہیں پہنچتا کسی مسلمان مرد نہ عورت کو جب اللہ ورسول کوئی بات ان کے معاملہ میں ٹھہرا دیں تو انہیں اپنے کام کا کچھ اختیار باقی رہے اور جو حکم نہ مانے اللہ ورسول کا وہ صریح گمراہ ہوا بہک کر ۱۲

عہ آیت ۱۰ : لا تجد قوماً یؤمنون باللہ والیوم الآخر یوادون من حاد اللہ ورسولہ ولو کانوا ابناءہم او ابناءہم او اخوانہم او عشیرتہم

تو نہ پائے گا انہیں جو ایمان لاتے ہیں اللہ اور پچھلے دن پر کہ دوستی کریں اللہ ورسول کے معنی سے چاہے وہ اپنے باپ یا بیٹے یا بھائی یا عزیز ہی ہوں ۱۲

عہ آیت ۱۱ : واللہ ورسولہ احق ان یرضوا ان کانوا مؤمنین ۵ الم یعلموا انہ من یحاد اللہ ورسولہ فان لہ نار جہنم خالداً فیہا ذلک الخزی

العظیم

اللہ ورسول زیادہ مستحق ہیں اس کے کہ یہ لوگ انہیں راضی کریں اگر ایمان رکھتے ہیں کیا انہیں خبر نہیں کہ جو مقابلہ کرے اللہ ورسول سے تو اس کے لئے دوزخ کی آگ ہے جس میں ہمیشہ رہے گا اور وہی بڑی رسوائی ہے ۱۲۔

عہ آیت ۱۲ : اذا نصحوا اللہ ورسولہ

جب خلوص رکھیں اللہ ورسول کے ساتھ۔

عہ القرآن الکریم ۳۳/۳۶

عہ القرآن الکریم ۴۹/۱

عہ ۵۸/۲۲

عہ ۶۲/۹ و ۶۳

عہ ۹/۹۱

والایذاء فی قرآنکم : ورقع شأنہ وعظم مکانہ فمیزامره عن امور عن عداۃ
فما کان لیونرن بمیزانکم : اتجعلون الحصى کالدر او الدمر کالمسک ام تجعلون
العصف کریحانکم : فقد هداکم ربکم ان لا تجعلوا دعاء الرسول ببتکم کدعاء
بعضکم بعضاً من اب او مولیٰ او سلطانکم : وقال الذین ارسلوا السنہم فی شأنہ العظیم

عہ آیت ۱۳ : ان الذین یؤذون اللہ ورسولہ لعنہم اللہ فی الدنیا والاخرۃ
واعذّ لہم عند ابا مہینا ۝

بیشک جو لوگ ایذا دیتے ہیں اللہ ورسول کو، اللہ نے ان پر لعنت کی دنیا و آخرت میں اور ان کیلئے
تیار کر رکھی ہے ذلت کی مار۔

یہ معاملہ خاص حبیب کا ہے، اللہ کو کون ایذا دے سکتا ہے مگر وہاں تو جو معاملہ رسول کے ساتھ
برتا جائے اپنے ہی ساتھ قرار پایا ہے۔

عہ یعنی جب تم خود کنگر کو موتی، خون کو مُشک، بھُفس کو پُھول کی طرح نہیں سمجھتے تو رسول کے معاملہ کا
اوروں پر کیا قیاس کرتے ہو، یہاں تو کوئی نسبت ہی نہیں ہو سکتی، جب ان کے ابنِ مکرم حضور سیدنا
غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں :

لا تقيسوني باحد ولا تقيسوا علي احداً۔

مجھے کسی پر قیاس نہ کرو نہ کسی کو مجھ سے نسبت دو۔

تو خود حضور اقدس سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ذکر کیا ہے واللہ اکبر ۱۲۔

عہ یہ آیت ۱۴ ہے کہ رسول کا پکارنا اپنے میں ایسا نہ ٹھہراؤ جیسے ایک دوسرے کو پکارتے ہو،
اب ایک دوسرے میں باپ اور مولا اور بادشاہ سب آگئے، اسی لئے علماء فرماتے ہیں نامِ پاک لے کر ندا کرنا
حرام ہے۔ اگر روایت میں مثلاً یا محمد آیا ہو تو اس کی جگہ بھی یا رسول اللہ کہے۔ اس مسئلہ کا بیان
عظیم الشان فقیر کے رسالہ تجلی الیقین بان نبینا سید المرسلین میں دیکھئے ۱۲ منہ۔

۱۔ القرآن الکریم ۶۳/۲۴

۲۔ " ۵۴/۳۳

۳۔ بوجہ الاسرار ذکر کلماتِ خبر بہا عن نفسہ الخ دار الکتب العلمیۃ بیروت ص ۵۲

علمہ و آیتہ و رسولہ کنتم تستہزءون ۵ لاتعتذروا قد کفرتم بعدایمانکم ۶

علمہ یہ آیت ۵ ہے غزوہ تبوک کو جاتے وقت منافقوں نے تخلیہ میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خلاف شان کچھ کہا، جب سوال ہوا تو عذر کرنے لگے اور بولے ہم تو یونہی آپس میں ہنستے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: قل ابالله و آیتہ و رسولہ الا یہ اے نبی! ان سے فرما دے کیا اللہ اور اس کی آیتوں اور اس کے رسول کے معاملہ میں مٹھا کرتے تھے بہانے نہ بناؤ تم کافر ہو چکے ایمان لا کر۔

اقول اس آیت کے تین فائدے حاصل ہوئے:

اول یہ کہ جو رسول کی شان میں گستاخی کرے وہ کافر ہو جاتا ہے اگرچہ کیسا ہی کلمہ پڑھتا اور ایمان کا دعویٰ رکھتا ہو کلمہ گوئی اسے ہرگز کفر سے نہ بچائے گی۔

دوم یہ جو بعض جاہل کہنے لگتے ہیں کہ کفر کا تو دل سے تعلق ہے نہ کہ زبان سے، جب وہ کلمہ پڑھتا ہے اور اس کے دل میں کفر ہونا معلوم نہیں تو ہم کسی بات کے سبب اسے کیونکر کافر کہیں، محض خطا اور نرمی جھوٹی بات ہے، جس طرح کفر دل سے متعلق ہے یوں ہی ایمان بھی۔ زبان سے کلمہ پڑھنے پر مسلمان کہا، یونہی زبان سے گستاخی کرنے پر کافر کہا جائے گا، اور جب بغیر اکراہ شرعی کے ہے تو اللہ کے نزدیک بھی کافر ہو جائے گا اگرچہ دل میں اس گستاخی کا معتقد نہ ہو کہ بے اعتقاد کہنا ہزل و سخریہ ہے، اور اسی پر رب العزت فرما چکا کہ تم کافر ہو گئے اپنے ایمان کے بعد۔ اس کی تحقیق ہمارے رسالہ الباسرة للمعالي سامد نطق بالكفر طوعا (۱۳۰۴ھ) میں ہے۔

سوم کلمے ہوئے لفظوں میں عذر تاویل مسموع نہیں، آیت فرما چکی کہ حیلہ نہ گھڑو تم کافر ہو گئے۔ تنبیہ: یہاں اللہ عزوجل نے انہیں کلمات گستاخی کو وجہ کفر بتایا اور ان کے مقابل کلمہ گوئی و عذر جوئی کو مردود ٹھہرایا یہاں ان کے کفر سابق مخفی کی بحث نہیں کہ قد کفرتم بعد ایمانکم فرمایا ہے تم مسلمان ہو کر کافر ہو گئے، نہ کہ قد کنتم کافرین تم پہلے ہی سے کافر تھے۔ یہ فائدے خوب یاد رکھنے کے ہیں و باللہ التوفیق ۱۲ منہ مدظلہ۔

فِيَايَتِهَا الْمَنَافِقُونَ الْمُرْدَةُ الْفَاسِقُونَ الزَّاعِمُ كِبِيرُكُمْ اِنَّ مَدْحَ الرَّسُولِ
كَمَدْحِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا بَلْ اَقْلَ مِنْهُ فِي حِسَابِكُمْ قَدْ بَدَتْ الْبَغْضَاءُ مِنْ
اَفْوَاهِكُمْ وَمَا تَخْفَى صَدْرُكُمْ اَكْبَرُ وَاللّٰهُ مَخْرُجُ اَضْغَانِكُمْ ۚ

عَلَمُ نِفَاقٍ دُوْ قِسْمِ هَے : عَقْدِی وَعَمَلِی - نِفَاقِ عَمَلِی کے بیان میں فقیر نے ایک رسالہ حافلہ مسمیٰ بہ
اِبْنَاءُ الْخِذَاقِ بِمَسَالِكِ النِّفَاقِ (۱۳۰۹ھ) لکھا اور آیات و احادیث کثیرہ وغیرہ سے اس
کے وجوہ و صورت کو ظاہر کیا جو اس رسالہ کے غیر میں مجموعاً نہ ملیں گی وہاں سے ان حضرات کے نِفَاقِ کَا ثَبُوت
لیجئے ۱۲ منہ -

عَلَمُ اللّٰهِ تَوْ فَرَمَائے رَسُول کے حضور چلا کر نہ بولو جیسے ایک دوسرے کے سامنے چلا تے ہو ، اللہ فرماتے
رَسُول کا پکارنا ایک دوسرے کا سا پکارنا نہ ٹھہرا لو - تَقْوِیۃُ الْاِیْمَانِ والا کہے رسول کی ایسی ہی تعریف
کر و جیسی باہم ایک دوسرے کی کرتے ہو بلکہ اس میں بھی کمی کرو - اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُونَ -
عَلَمُ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی :

قَدْ بَدَتْ الْبَغْضَاءُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ وَمَا تَخْفَى صَدْرُهُمْ اَكْبَرُ قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ الْاٰیَاتِ اِنْ كُنْتُمْ
تَعْقِلُونَ ۝ هَا اَنْتُمْ اَوْلَاءُ تَجْبُونَهُمْ وَلَا يَجْبُونُكُمْ وَتَوْمَنُونَ بِالْكِتَابِ كُلِّهِ ۚ وَاِذَا الْقَوُكُمْ قَالُوا اٰمَنَّا
وَاِذَا خَلَوْا عَصَوْا عَلَیْكُمْ الْاِنَامِلَ مِنَ الْغِیْظِ قُلْ مُوتُوا بِغِیْظِكُمْ اِنَّ اللّٰهَ عَلِیْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْۤرِ
ظاہر ہو چکی ہے دشمنی ان کی باتوں سے اور وہ جو ان کے دلوں میں دبی ہے اس سے بھی زیادہ ہے
ہم نے صاف بیان فرمادیں تمہارے لئے نشانیاں اگر تمہیں سمجھ ہو ، دیکھو یہ جو تم انہیں چاہتے ہو اور
وہ تمہیں نہیں چاہتے اور تم پوری کتاب پر ایمان لاتے ہو اور جب وہ تم سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں ہم مسلمان
ہیں اور جب تنہا ہوتے ہیں تو تم پر غصے میں اپنی انگلیاں چباتے ہیں تو فرمادے مر جاؤ گھٹ گھٹ کر ،
خدا خوب جانتا ہے دلوں کی بات -

اَقُولُ اس آیت سے بھی دُو فائدے ملے :

ایک یہ کہ دل کے بخار کے ساتھ زبانی اقرار کلمہ گوئی کی پکار کوئی چیز نہیں -
دوسرے یہ کہ دل کا بخار زبانی باتوں سے ظاہر ہو جاتا ہے ۱۲ منہ -

استحوذ علیکم الشیطن فانساکم ذکر اللہ و تعظیم الرسول وقد نطق القرآن بخذلانکم :
 مراد فاءکم الشیطن نقطاً من شینہ و تاءکم التدویر من دائرۃ نونہ فاراکم تقویۃ الایمان
 فی تفویت ایہانکم : ما کان اللہ لیزر المؤمنین علی ما انتم علیہ حتی یمیز الخبیث من
 الطیب و ما اللہ بغافل عن کفرانکم : فلا ورب محمد لا تؤمنون حتی یکون احب
 الیکم من والدکم و ولدکم و الناس اجمعین و الرحم الذی بین جسمانکم : صلی اللہ تعالیٰ و بارک
 وسلم علیہ و آلہ الکرام و صحبہ العظام و خادمی سنۃ القیام برد زینکم و طغیانکم : و رزقنا
 حبه الصادق فی غایۃ الاعظام و ادامۃ ذکرہ الی یوم القیام ، وان کان فیہ سرغم انوفکم و اسخان
 اعیانکم : آمین یا ارحم الراحمین : و الحمد للہ رب العالمین و صلی اللہ تعالیٰ علی سیدنا
 و مولانا محمد و آلہ و اصحابہ اجمعین :

علہ قال اللہ تعالیٰ :

استحوذ علیہم الشیطن فانساہم ذکر اللہ اولئک حزب الشیطن الا ان حزب
 الشیطن ہم الخسرون ۱

غالب آگیا ان پر شیطان ، سو مجھ لادی اُن کو خدا کی یاد ، وہ شیطان کے گروہ ہیں ، مَن لو
 شیطان ہی کے گروہ نقصان میں ہیں ۔

علمائے مدینہ طیبہ نے وہابیہ کے حق میں یہی آیت لکھی اور خود حدیث بخاری سے ان کا قرن الشیطان ہونا ثابت ۱۲
 علی صحیح بخاری و صحیح مسلم و مسند امام احمد و سنن نسائی و ابن ماجہ میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے
 رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

لا یؤمن احدکم حتی اکون احب الیہ من والدہ و ولدہ و الناس اجمعین ۳
 تم میں کوئی مسلمان نہیں ہوتا جب تک میں اسے اس کے ماں باپ اور سارے جہان سے زیادہ پیارا نہ ہوں ۔
 اللہم بجنبہ لك و جنبك اجعل جنبہ الینا من حب الظمآن للماء البارد و من اجبنا انفسنا
 یا ارحم الراحمین ، آمین ۱۲ منہ ۔

۱۲ القرآن الکریم ۵۸ / ۱۹

۱۲ القرآن الکریم ۳ / ۱۴۹

۱۲ صحیح البخاری کتاب الایمان باب حب الرسول صلی اللہ علیہ وسلم من الایمان قیدی کتب خانہ کراچی ۶ / ۱
 صحیح مسلم باب وجوب محبۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۲۹ / ۱

(فتاویٰ رضویہ ج ۱۵ ص ۱۸۴، ۱۸۵)

(۱۱) مزید فرمایا :

کفریہ ۲۳ : تقویۃ الایمان ص ۱۴ :

”جتنے پیغمبر آئے ہیں سو وہ اللہ کی طرف سے یہی حکم لاتے ہیں کہ اللہ کو مانے اس کے سوا کسی کو نہ مانے“

ص ۱۴ و ۱۷ :

”اللہ صاحب نے فرمایا: کسی کو میرے سوا نہ مانو“

ص ۱۸ :

”اللہ کے سوا کسی کو نہ مان“ ہے

٥٢ القرآن الكريم ٢٠/٥٢

15/91 = 92

٢٥٥ / ٢ القرآن الكريم

۳/۶۲ = ۲۳

111/16 11 5

۱۰ تقویۃ الایمان الفصل الاول فی الاجتناب عن الاشراک مطبع علمی اندون لوبارگیٹ لاہو ص ۱۰

۱۲ ص " " " " " " " " " "

٢٠ // // // // // // // // // //

ص : ”اوروں کو ماننا محض خبط ہے“

یہاں انبیاء و ملائکہ و قیامت و جنت و نار وغیرہ تمام ایمانیات کے ماننے سے صاف انکار کیا اور اُس کا افتراء اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولوں پر رکھ دیا، یہ کفر یہ بھی صدہا کفریات کا مجموعہ ہے، مسلمانوں کے مذہب میں جس طرح اللہ عز و جل کا ماننا ضرور ہے یونہی ان سب کا ماننا جزوِ ایمان ہے ان میں جسے نہ مانے گا کافر ہے۔ ہر اردو زبان والا جانتا ہے کہ ماننا تسلیم و قبول و اعتقاد کو کہتے ہیں ولہذا اہل زبان ایمان کا ترجمہ ”ماننا“ اور کفر کا ترجمہ ”نہ ماننا“ کرتے ہیں۔

آیت (بقرۃ) : ۱۷۱ : اذرتہم ام لم تنذرہم لایؤمنون

موضع القرآن ترجمہ شاہ عبدالقادر ص ۲۱ : تو ڈراوے یا نہ ڈراوے وے نہ مانیں گے۔

آیت (یس) : ۱۸ : لقد حق القول علی اکثرہم فہم لایؤمنون

موضع القرآن : ثابت ہو چکی بات اُن بہتوں پر سو وے نہ مانیں گے

آیت (نساء) : ۱۷۱ : یؤمنون بما انزل الیک

موضع القرآن : سومانے ہیں جو اُتر اُتھ پر

آیت (اعراف) : ۱۷۱ : وقطعنا دابر الذین کذبوا بآیتنا وما کانوا مؤمنین

موضع القرآن : اور پچھاڑی کاٹی اُن کی جو جھٹلاتے تھے ہماری آیتیں اور نہ تھے ماننے والے

۱۔ تقویۃ الایمان پہلا باب توحید و شرک کے بیان میں مطبع علمی اندرون لوہاری گیٹ لاہور ص ۵

۲۔ القرآن الکریم ۶/۲

۳۔ موضع القرآن ترجمہ شاہ عبدالقادر تاج کمپنی لاہور ص ۴

۴۔ القرآن الکریم ۳۶/۴

۵۔ موضع القرآن ترجمہ و تفسیر شاہ عبدالقادر تاج کمپنی لاہور ص ۵۳۰

۶۔ القرآن الکریم ۱۶۲/۴

۷۔ موضع القرآن ترجمہ و تفسیر شاہ عبدالقادر تاج کمپنی لاہور ص ۱۲۶

۸۔ القرآن الکریم ۲۲/۴

۹۔ موضع القرآن ترجمہ و تفسیر شاہ عبدالقادر تاج کمپنی لاہور ص ۱۹۳

آیت (انعام) : واذا جاءك الذين يؤمنون بآيتنا فقل سلم عليكم
 موضح القرآن : اور جب آویں تیرے پاس ہماری آیتیں ماننے والے تو کہہ سلام ہے تم پر یہ
آیت (بقرہ) : امن الرسول بما انزل اليه من ربه والمؤمنون كل امن بالله
 وملئكته وكتبه ورسوله

موضح القرآن : مانا رسول نے جو کچھ اُترا اس کے رب کی طرف سے اور مسلمانوں نے سب نے مانا
 اللہ کو اور اس کے فرشتوں کو اور کتابوں کو اور رسولوں کو یہ
 دیکھو اللہ تعالیٰ تو یہ فرماتا ہے کہ ایمان والوں نے اللہ اور اس کے فرشتوں، کتابوں، رسولوں
 سب کو مانا، یہ شخص کہتا ہے اللہ نے فرمایا میرے سوا کسی کو نہ مانو۔

آیت (اعراف) : قال الذين استكبروا انا بالذي امنتم به كفرون
 موضح القرآن : کہنے لگے بڑائی والے جو تم نے یقین کیا سو ہم نہیں مانتے تھے
 تو اقوال مذکورہ کے صاف یہ معنی ہوئے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا انبیاء ملائکہ کسی پر ایمان نہ لائے سب کے

اگر اس کے کلام کے کچھ نئے معنی اپنے جی سے گھڑیے بھی تو اولاً تو صریح لفظ میں تاویل کیا معنی،
 شفاء شریف صفحہ ۳۲۲ : والتاویل فی لفظ صراح لا یقبل صریح لفظ میں تاویل کا دعویٰ مقبول نہیں۔
 ثانیاً وہ آپ سب تاویلوں کا دروازہ بند کر چکا تو اس کے کلام میں بناوٹ نہ رہی گھڑت ہے جو اسے خود
 قبول نہیں۔ تقویۃ الایمان ص ۸۵ : یہ بات محض بے جا ہے کہ ظاہر میں لفظ بے ادبی کا بولنے اور اس سے
 کچھ اور معنی مراد لیجئے، معاً اور پہلی بولنے کی اور بہت جگہ ہیں، کوئی شخص اپنے باپ یا بادشاہ سے جگت نہیں
 بولتا اس کے واسطے دوست آشنا ہیں نہ باپ اور بادشاہ“

یہ نفیس فائدہ ہر جگہ ملحوظ خاطر رہے کہ اکثر حرکات مذہبی کا جواب شافی ہے ۱۲ سل السیوف

۱	۵۴/۶	القرآن الکریم		
۲	ترجمہ تفسیر شاہ عبد القادر	تاج کمپنی لاہور	ص ۱۶۲	
۳	۲۸۵/۲	القرآن الکریم		
۴	ترجمہ و تفسیر شاہ عبد القادر	تاج کمپنی لاہور	ص ۶۱	
۵	۷۶/۷	القرآن الکریم		
۶	ترجمہ و تفسیر شاہ عبد القادر	تاج کمپنی لاہور	ص ۱۹۴	
۷	القسم الرابع الباب الاول	دار الکتب العلمیۃ بیروت	۱۳۵/۲	
۸	الفصل الخامس	علیمی کتب خانہ اندرون لوہاری گیٹ لاہور	ص ۳۹	

۷/۷ ساتھ کفر کرے اس سے بڑھ کر اور کفر کیا ہوگا۔ نطفہ یہ ہے کہ اسی تقویۃ الایمان کے دوسرے حصے تذکیر الاخوان مترجمہ سلطان خان مطبع فاروقی ص ۳۷ میں ہے؛

”اصحاب رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے محبت رکھنا ایمان کی نشانی ہے جو ان کو نہ مانے اس کا ٹھکانا دوزخ ہے“^۱

سبحان اللہ! دوسرے حصے والا کہتا ہے جو صحابہ کو نہ مانے وہ بدعتی جہنمی، پہلے والا کہتا ہے صحابہ تو صحابہ جو انبیاء کو مانے وہ مشرک دوزخی، کفی اللہ المؤمنین القتال (مومنوں کو اللہ تعالیٰ کافی ہے لڑائی میں۔ ت)

(۱۲) مزید فرمایا:

زیادت جلیلہ: سبحان اللہ! رب العالمین جل مجدہ ان کے غلاموں یعنی شہدائے کرام کی نسبت ارشاد فرمائے،

ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ امواتاً بل احياء ولكن لا تشعرون^۲
جو خدا کی راہ میں مارے جائیں انھیں مردہ نہ کہو بلکہ وہ زندہ ہیں لیکن تمھیں خبر نہیں۔

اور فرمائے،

لا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتاً بل احياء عند ربہم یررزقون^۳
خبردار، شہیدوں کو مردہ نہ جانو بلکہ وہ اپنے رب کے پاس زندہ ہیں روزی دے جاتے ہیں شاد شاد۔

اور ایک سفیہ مغرور محبوبانِ خدا سے نفور خود حضور پر نور اکرم المحبوبین صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہم وعلیہم اجمعین کی نسبت وہ ناپاک لفظ کہے اور وہ بھی یوں کہ معاذ اللہ حضور ہی کی حدیث کا یہ مطلب ٹھہرائے یعنی میں بھی ایک دن مر کر مٹی میں ملنے والا ہوں، قیامت میں ان شاء اللہ تعالیٰ مر کر مٹی میں ملنے کا مزد الگ کھلے گا اور یہ جدا پوچھا جائے گا کہ حدیث کے کون سے لفظ ہیں اس ناپاک معنی کی بوجھتی جو تو نے ”یعنی“ کہہ کر محبوبِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر افتراء کر دیا۔ حضور پر افتراء خدا پر افتراء ہے اور خدا پر

۱۔ تذکیر الاخوان حصہ دوم تقویۃ الایمان الفصل الرابع فی ذکر الصحابة علمی کتب خانہ لاہور ص ۱۰۵

۲۔ القرآن الکریم ۲/۱۵۴

۳۔ ۳/۱۶۹ و ۱۷۰

افترار جہنم کی راہ کا براسرا۔

اِنَّ الَّذِیْنَ یَفْتَرُوْنَ عَلٰی اللّٰهِ الْکَذِبَ لَا یَفْلَحُوْنَ ۝ متاعِ قلیلٍ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ۝
بیشک جو لوگ اللہ پر جھوٹ باندھتے ہیں ان کا بھلا نہ ہوگا، تھوڑا برتنا ہے اور ان کیلئے دردناک

عذاب ہے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۱۵ ص ۱۹۷، ۱۹۸)

(۱۳) مزید فرمایا،

کفریہ ۲۸ و ۲۹: یہ کفریہ اٹھائیس سب سے بدتر خبیث۔ صراطِ نامستقیم ص ۹۵،

بمقتضائے ظلمات بعضہا فوق بعض از وسوسہ زنا خیالی مجامعت زوجہ خود بہتر ست و
صرف ہمت بسوئے شیخ و امثال آں از معظمین گو جناب رسالتاب باشند بچندیں مرتبہ بدتر از استغراق
در صورت گاؤن خود ست کہ خیال آں با تعظیم و اجلال بسوید اے دل انسان مے چسپید بخیال خیال
وخر کہ نہ آں قدر چسپیدگی میبود و نہ تعظیم، بلکہ مہان و محقر میبود و این تعظیم و اجلال غیر کہ در نماز ملحوظ و مقصود
مے شود بشرک میکشد۔

ظلماتٌ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ (اندھیرے میں جو درجے میں بعض سے بعض اوپر ہیں) کی بنا
پر زنا کے وسوسہ سے اپنی بیوی سے مجامعت کا خیال بہتر ہے اور اپنی ہمت کو شیخ اور ان جیسے معظّم
لوگوں خواہ جناب رسالتاب (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) ہی ہوں کی طرف مبذول کرنا اپنے
گائے اور گدھے کی صورت میں مستغرق ہونے سے کئی گنا بدتر ہے کیونکہ ان کا خیال تعظیم اور اجلال
کے ساتھ انسان کے دل کی گہرائی میں چپک جاتا ہے بخلاف گدھے اور گائے کے خیال میں نہ تو اس
قدر چسپیدگی ہوتی ہے اور نہ ہی تعظیم بلکہ ان کا خیال بے تعظیم اور حقیر ہوتا ہے اور یہ غیر کی تعظیم و
اجلال نماز میں ملحوظ و مقصود ہو تو شرک کی طرف کھینچ لیتی ہے۔

مسلمانو، مسلمانو! خدا را ان ناپاک ملعون شیطانى کلموں کو غور کر و محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم کی طرف نماز میں خیال لے جانا ظلمت بالائے ظلمت ہے کسی فاحشہ رنڈی کے تصور اور اس کے
ساتھ زنا کا خیال کرنے سے بھی بُرا ہے اپنے بیل یا گدھے کے تصور میں مہم تن ڈوب جانے سے بدتر ہوا
بدتر ہے، ہاں واقعی رنڈی نے تو دل نہ دکھایا گدھے نے تو کوئی اندرونی صدمہ نہ پہنچایا، نیچا تو

۱۶ / ۱۱۶، ۱۱۷

۱۷ صراطِ مستقیم ہدایت ثانیہ ذکرِ مخلات عبادات الخ افادہ علی المکتبۃ السلفیہ لاہور ص ۸۶

محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دکھایا کہ قرآن عظیم میں و خاتم النبیین پڑھ کر تازی نبوتوں کا دربار جلایا، اُن کا خیال آنا کیوں نہ قہر ہو، ان کی طرف سے دل میں کیوں نہ زہر ہو!

مسلمانو! اللہ انصاف، کیا ایسا کلمہ کسی اسلامی زبان و قلم سے نکلنے کا ہے! حاش اللہ! پادریوں پنڈتوں وغیرہم کھلے کافروں مشرکوں کی کتابیں دیکھو جو انھوں نے بزعم خود اسلام جیسے روشن چاند پر خاک ڈالنے کو لکھی ہیں، شاید ان میں بھی اس کی نظیر نہ پاؤ گے کہ ایسے کھلے ناپاک لفظ تمہارے نبی تمہارے سچے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نسبت لکھے ہوں کہ انھیں مواخذہ دنیا کا اندیشہ ہے، مگر اس مدعی اسلام بلکہ مدعی امت کا کلیجہ حیر کر دیکھئے کہ اس نے کس جگر سے محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نسبت بے دھڑک صریح سب و دشنام کے لفظ لکھ دئے اور روزِ آخر اللہ عزیز غالب تمہارے غضبِ عظیم و عذابِ الیم کا اصل اندیشہ نہ کیا۔

مسلمانو! کیا ان گالیوں کی محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اطلاع نہ ہوئی یا مطلع ہو کر ان سے انھیں ایذا نہ پہنچی، ہاں ہاں، واللہ واللہ انھیں اطلاع ہوئی، واللہ واللہ انھیں ایذا پہنچی، واللہ واللہ جو انھیں ایذا دے اس پر دنیا و آخرت میں اللہ جبار و قہار کی لعنت، اس کے لئے سختی کا عذاب شدت کی عقوبت۔

آیت: ان الذین یؤذون اللہ ورسولہ لعنہم اللہ فی الدنیا و الاخرۃ واعدلہم عذاباً مہیناً

بیشک جو لوگ ایذا دیتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کو، ان پر اللہ نے لعنت فرمائی دنیا و آخرت میں، اور ان کے لئے بنا رکھا ہے ذلت والا عذاب۔
آیت: والذین یؤذون رسول اللہ لہم عذاب الیم
جو ایذا دیتے ہیں اللہ کے رسول کو ان کے لئے دُکھ کی مار ہے۔

عہ اور ان کی شان میں ادنیٰ گستاخی کفر جس کی مبارک مقدس منور تفصیل شفا شریف اور اس کی شرح میں ہے ۱۲ سل السیوف

لہ العتہ آن الکریم ۵۴/۳۳

۶۱/۹

مسلمانو! پھر ان مقتدیوں کا ایمان دیکھئے، ایمان کی آنکھ پر ٹھیکری رکھ کر اسلام کے کان میں انگلیاں دے کر یہ کچھ دیکھتے یہ کچھ سنتے ہیں اور پھر وہ ویسا ہی امام کا امام، یہ اس کے چیلے بیدام کے غلام۔ سبحان اللہ! یہ حرکات اور اسلام کا نام۔ مسلمان وہ ہیں جنہیں قرآن عظیم فرماتا ہے :
آیت : لَا تَجِدُ قَوْمًا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ يُوَادُّونَ مَنْ حَادَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَلَوْ كَانُوا آبَاءَهُمْ أَوْ أَبْنَاءَهُمْ أَوْ إِخْوَانَهُمْ أَوْ عَشِيرَتَهُمْ أُولَٰئِكَ كَتَبَ فِي قُلُوبِهِمُ الْإِيمَانَ وَأَيَّدَهُم بِرُوحٍ مِنْهُ

تُوڑ پائے گا ان لوگوں کو جو مانتے ہیں اللہ اور پچھلے دن کو کہ محبت رکھیں اُس سے جس نے ضد باندھی اللہ اور اس کے رسول سے اگرچہ وہ اُن کے باپ یا بیٹے یا بھائی یا کنبے والے ہوں یہ لوگ ہیں کہ نقش کر دیا اللہ نے اُن کے دلوں میں ایمان اور مدد فرمائی ان کی اپنی روح کی طرف سے۔
 (فتاویٰ رضویہ ج ۱۵ ص ۲۰۰ تا ۲۰۲)

(۱۴) مزید فرمایا :
 مسلمانو! ہر رکعت میں الحمد شریف پڑھنا ہمارے نزدیک امام و منفرد پر واجب، اور ان غیر مقلد و پابیوں کے یہاں سب پر فرض ہے، ان سے کہو اس میں سے صراط الذین انعمت علیہم نکال ڈالیں یعنی راہ اُن کی جن پر تو نے انعام کیا، جانتے ہو وہ کون ہیں؟ ہاں قرآن سے پوچھو وہ کون ہیں :
 أُولَٰئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِم مِّنَ النَّبِيِّينَ وَالصَّادِقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ

جن پر خدا نے انعام کیا وہ انبیاء اور صدیق اور شہداء اور نیک لوگ ہیں۔ جب صراط الذین انعمت علیہم پڑھ کر ان کی راہ مانگی جائے گی ضرور عظمت کے ساتھ اُن کا خیال آئے گا اور وہ اس کے نزدیک شرک ہے تو الحمد میں سے اس شرک کے دور کرنے کی کوشش کریں صرف غیر المغضوب علیہم ولا الضالین رکھیں کہ انبیاء

۱۰ القرآن الکریم ۶/۱

۱۱ " ۶/۱

۱۰ القرآن الکریم ۵۸/۲۲

۱۱ " ۴۹/۲

۱۲ " ۶/۱

و صدیقین کی جگہ نماز میں یہود و نصاریٰ کی یاد گاری رہے، بلکہ اھدنا الصراط المستقیم بھی رکھنے کے قابل نہیں کہ حدیث میں اس سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و صدیق اکبر و فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما مراد لئے گئے ہیں۔ فتح النجیہ شاہ ولی اللہ دہلوی مطبوع مصر ۹۵ ص ۳:

الصراط المستقیم کتاب اللہ و قیل رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و صاحبہ ۳

الصراط المستقیم سے مراد قرآن ہے اور بعض نے کہا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور ابوبکر صدیق و عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما مراد ہیں۔ ت (فتاویٰ رضویہ ج ۱۵ ص ۲۰۸، ۲۰۹)

(۱۵) مزید فرمایا:

کفریہ ۳۰: اللہ عز و جل فرماتا ہے:

تلك الامثال نضربها للناس وما يعقلها الا العالمون ۳
ہم یہ کہاوتیں بیان کرتے ہیں لوگوں کے لئے اور ان کی سمجھ نہیں مگر عالموں کو۔
یہ شخص غیر مقلدی اور دین الہی میں ہر گونہ آزادی کا پھاٹک کھولنے کے لئے کہتا ہے کہ یہ بالکل غلط ہے قرآن سمجھنے کو علم ہرگز درکار نہیں۔ تقویۃ الایمان ص ۳:
”عوام الناس میں مشہور ہے کہ اللہ و رسول کا کلام سمجھنا بہت مشکل ہے اس کو بڑا علم چاہئے، سو یہ بات بہت غلط ہے اخصاً۔“
لطف یہ کہ اپنے اس گھڑے مطلب پر دلیل لایا آیہ کریمہ:
هو الذي بعث في الاقطان رسولا منهم يتلوا عليهم آياته ويزكيهم و يعلمهم الكتب والحكمة ۳

۱۔ فتح النجیہ مع الفوز الکبیر الباب النجی مس تملک الفوز الکبیر نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی ص ۸۷

۲۔ القرآن الکریم ۲۹/۴۳

۳۔ تقویۃ الایمان مقدمہ کتاب مطبع علمی اندرون لوہاری گیٹ لاہور ص ۲

۴۔ القرآن الکریم ۶۲/۲

سے، اور خود ہی اس کا ترجمہ کیا کہ،
 ”وہ اللہ ایسا ہے کہ جس نے کھڑا کیا نادانوں میں ایک رسول ان میں سے کہ پڑھتا ہے
 اُن پر آیتیں اس کی اور پاک کرتا ہے اُن کو اور سکھاتا ہے ان کو کتاب اور عقل
 کی باتیں“ ۱۰

کیوں حضرت! جب قرآن کے سمجھنے کو علم درکار نہیں ہر جاہل نادان سمجھ سکتا ہے تو نبی کے سکھانے کی
 کیا حاجت تھی۔ سبحان اللہ! رد واسدوا تو خود سمجھ لیں اور صحابہ کرام سکھانے کے محتاج۔
 کفر یہ ۳۱ و ۳۲، تقویۃ الایمان ص ۱۰:

”روزی کی کشائش اور تنگی کرنی، اور تندرست اور بیمار کہ دینا، اقبال و ادبار دینا،
 حاجتیں بر لانی، بلائیں ٹالنی، مشکل میں دستگیری کرنی، یہ سب اللہ ہی کی شان
 ہے اور کسی انبیاء اولیاء بھوت پری کی یہ شان نہیں جو کسی کو ایسا تصرف ثابت کرے
 اور اس سے مرادیں مانگے اور مصیبت کے وقت اس کو پکارے سو وہ مشرک ہو جاتا
 ہے، پھر خواہ یوں سمجھے کہ ان کاموں کی طاقت اُن کو خود بخود ہے خواہ یوں سمجھے کہ اللہ نے
 ان کو قدرت بخشی ہے ہر طرح شرک ہے“ اھ ملخصاً

کاش! یہ ظالم صرف اس قدر کہتا کہ جو کسی کو قادر بالذات و متصرف بالاستقلال سمجھے مشرک ہے
 تو بیشک حق تھا مگر یوں مطلب کیا نکلتا کہ یہ معنی تو کسی کی نسبت کسی مسلمان کے خیال میں ہرگز نہیں تو
 تمام مسلمانوں کو مشرک کیونکہ بنایا جاتا اور وہ کیونکہ صادق آتا کہ ص ۵:
 ”شُرک لوگوں میں بہت پھیل رہا ہے اور اصل توحید نایاب“

صفحہ ۴۵:

”سو پیغمبر خدا کے فرمانے کے موافق ہوا“ کہ تمام دنیا میں کوئی مسلمان نہ رہا لہذا یہ عام جبروتی حکم ہے
 لگایا کہ ”پھر خواہ یوں سمجھے کہ ان کاموں کی طاقت ان کو خود بخود ہے خواہ یوں کہ اللہ نے انکو ایسی قدرت بخشی ہے ہر طرح شرک ہے“

۱۰	تقویۃ الایمان	مقدمہ کتاب	مطبع علمی اندرون لوہاری گیٹ لاہور	ص ۳
۱۱	”	پہلا باب	”	ص ۷
۱۲	”	”	”	ص ۲
۱۳	”	”	”	ص ۳۰
۱۴	”	الفصل الرابع	”	ص ۷
۱۵	”	پہلا باب	”	ص ۷

اب غور کیجئے کہ اس ناپاک و ملعون قول پر انبیاء و ملائکہ سے لے کر اللہ و رسول تک اور اس کے پیشواؤں سے لے کر خود اس ظلم و جہول تک کوئی بھی حکم شرک سے بچا۔

آیت : اغنهم اللہ ورسولہ من فضلہؑ

انھیں دولت مند کر دیا اللہ اور اس کے رسول نے اپنے فضل سے۔

آیت : وتبرئ الاکباء والابرص باذنیؑ

اے عیسیٰ! تو تندرست کرتا ہے مادرزاد اندھے اور سفید داغ والے کو میرے حکم سے۔

یہ معاذ اللہ قرآن عظیم کے شرک ہیں اور ”میرے حکم سے“ کا لفظ بڑھا دینا شرک سے نجات نہ دے گا کہ تندرست کر دینے کی قدرت اللہ ہی کے حکم سے سمجھے جب بھی تو اس شرک پسند کے نزدیک شرک ہے۔

کفر یہ ۳۳ : آیت : ابرئ الاکباء والابرص واحی الموتی باذن اللہؑ

(عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا) میں مادرزاد اندھے اور کوڑھی کو تندرست کرتا ہوں

اور میں مڑے جلاتا ہوں اللہ کے حکم سے۔

یہ معاذ اللہ عیسیٰ مسیح کلمۃ اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا شرک ہوا۔

کفر یہ ۳۴ تا ۳۸ : واذقلنا للملئکۃ اسجدوا لآدم فسجدوا الا ابلیسؑ

اور جب ہم نے فرشتوں سے فرمایا آدم کو سجدہ کرو، سب سجدے میں گرے سوا ابلیس کے۔

آیت : ورافع ابویہ علی العرش وخرّوا لہ سجداؑ

یوسف نے اپنے ماں باپ کو تخت پر بلند کیا اور وہ سب یوسف کے لئے سجدے میں گرے۔

یہ (خاک بدن گستاخان) اللہ تعالیٰ اور ملائکہ و آدم و یعقوب و یوسف علیہم الصلوٰۃ والسلام

سب کا شرک ہوا، اللہ نے حکم دیا، ملائکہ نے سجدہ کیا، آدم راضی ہوئے، یعقوب ساجد، یوسف

رضامند۔

تقویۃ الایمان ص ۱۱ :

”جو کوئی کسی پیغمبر کو سجدہ کرے اس پر شرک ثابت ہے، خواہ یوں سمجھے کہ یہ آپ ہی اس تعظیم کے

۱۱/۵ القرآن الکریم

۳۴/۲ ” ۴۵

۴۴/۹ القرآن الکریم

۴۹/۳ ” ۴۳

۱۰۰/۱۲ ” ۴۵

(فتاویٰ رضویہ ج ۱۵ ص ۲۱۱ تا ۲۱۴)

”جتنے پیغمبر آئے وہ اللہ کی طرف سے یہی حکم لائے ہیں کہ اللہ کو مانے اور اس کے سوا کسی کو نہ مانے۔“ ﷺ

ص ۱۶ و ۱۷ :
 ”اللہ صاحب نے فرمایا میرے سوا کسی کو نہ مانو۔“

ص ۱۸ : ”اللہ کے سوا کسی کو نہ مان“ ۵

ص ۷۷: ”اوروں کو ماننا محض خبط ہے“

مسلمانوں کے مذہب میں جس طرح اللہ عز و جل کا ماننا رکھنا ایمان ہے یونہی اس کے انبیاء، ملائکہ، کتابوں، جنت، نار وغیرہ ایمانیات کا ماننا ان میں سے ہے جسے نہ ماننے کا کافر ہو گا۔ ماننا

۱	تقویۃ الایمان	پہلا باب	مطبع علمی اندرون لوہاری گیٹ لاہور	ص ۸
۲	"	"	"	ص ۶
۳	تقویۃ الایمان	الفصل الاول فی الاجتناب عن الاشراک	مطبع علمی اندرون لوہاری دروازہ لاہور	ص ۱۰
۴ و ۵	"	"	"	ص ۱۲
۶	"	مقدمہ کتاب	"	ص ۵

ترجمہ ایمان کا ہے اور نہ ماننا کفر کا، تو یہ صراحتہً انبیاء و غیرہم کے ساتھ کفر کا حکم ہوا کہ خود کفر ہے اور اللہ و رسول پر اس کے حکم کا افتراء دوسرا کفر۔
آیت بقرہ :

ءانذرتهم ام لم تنذروهم لايؤمنون
موضع القرآن : تو ڈراوے یا نہ ڈراوے وے نہ مانیں گے۔

آیت اعراف :

قال الذين استكبروا انا بالذي امنتم به كفرون
موضع القرآن : کہنے لگے بڑائی والے جو تم نے یقین کیا سو ہم نہیں مانتے۔

آیت آخر بقرہ :

امن الرسول بما انزل اليه من ربه والمؤمنون كل آمن بالله وملكته وكتبه ورسوله
موضع القرآن : مانا رسول نے جو کچھ اُتر اس کو اس کے رب کی طرف سے اور مسلمانوں نے سب مانا اللہ کو اور اس کے فرشتوں کو اور کتابوں کو اور رسولوں کو۔

دیکھو اللہ عز وجل فرماتا ہے کہ ایمان والوں نے اللہ اور اس کے فرشتوں، کتابوں، نبیوں سب کو مانا۔ یہ کہتا ہے ”اللہ نے فرمایا میرے سوا کسی کو نہ مانو“۔ اگر اس کے کلام کے کچھ نئے معنی اپنے جی سے گھڑیے بھی تو اوّل تو صریح لفظ میں تاویل کیا معنی !

شفا شریف ص ۳۲۳ :

ادعاء التاويل في لفظ صراح لا يقبل صريح لفظ في تاويل كادعوى مقبول نہیں۔

۱	القرآن الکریم ۶/۲		
۲	موضع القرآن	ترجمہ و تفسیر شاہ عبدالقادر	تاج کمپنی لاہور
۳	القرآن الکریم ۶/۲		
۴	موضع القرآن	ترجمہ و تفسیر شاہ عبدالقادر	تاج کمپنی لاہور
۵	القرآن الکریم ۲/۲۸۵		
۶	موضع القرآن	ترجمہ و تفسیر شاہ عبدالقادر	تاج کمپنی لاہور
۷	الشفا بتعريف حقوق المصطفى الباب الاول	دار الكتب العلمية بيروت	۱۳۵/۲

”یہ بات محض بے جا ہے کہ ظاہر میں لفظ بے ادبی کا بولنے اور اس سے کچھ اور معنی مراد لیجئے، معما اور پہیلی بولنے کی اور جگہ ہیں، کوئی شخص اپنے باپ یا بادشاہ سے جُگلّت نہیں بولتا، اس کے واسطے دوست آشنا ہیں نہ باپ اور بادشاہ“۔^۱

یہ نفیس فائدہ ہے ہر جگہ ملحوظ خاطر رہے کہ اکثر حرکاتِ مذہبی کا جواب شافی رہے۔

تذکیر الاخوان حصہ دوم تقویۃ الایمان مترجمہ سلطان خان مطبع فاروقی ص ۳،
 ”اصحاب رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے محبت رکھنا ایمان کی نشانی ہے جو ان کو نہ مانے اس کا
 ٹھکانا دوزخ ہے“ لے

سبحن اللہ! دوسرے حصے والا کتا ہے جو صحابہ کو نہ مانے وہ بدعتی جہنمی، پہلے والا کتا ہے صحابہ تو صحابہ جو انبیاء کو مانے وہ بھی کافر و زخی، کفی اللہ المؤمنین القتال^۱ (اللہ نے مسلمانوں کو لڑائی کی کفایت فرمادی۔ ت)

(فتاویٰ رضویہ ج ۱۵ ص ۲۴۵، ۲۴۶)

(۱۷) کافرو منافق اور گستاخ اولیاء کا حکم بیان کرتے ہوئے فرمایا :
اسلام کی کوئی خدمت اسے سپرد کر دینا جس میں وہ مسلمانوں کا رازدار یا بعض مسلمانوں کا
مردار بنے سخت حرام ہے۔

قال الله تعالى يا ايها الذين امنوا لاتتخذوا بطانة من دونكم يهية الله تعالى نے فرمایا: اے ایمان والو! غیروں کو اپنا رازدار نہ بناؤ۔

ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب ایک کافر کو اپنا محرر بنانا چاہا امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انھیں فرمان بھیجا،

لا اكرمهم اذا اهانهم الله ولا اعزهم اذا اذلهم الله ولا ادتيهم اذا ابعدهم

۱۰ تقویۃ الایمان الفصل الخامس مطبع علمی اندرون لوہاری دروازہ لاہور ص ۳۹

٤٠ تذكرة الإخوان حصه دوم تقوية الايمان الفصل الرابع " " " " ص ١٠٥

۳ القرآن الکریم ۳۳/۲۵

112/4 = 28

اللہؐ وفی اخری لیس لئات ناتمہم وقد خونہم اللہ ولات نرفعہم و قد وضعہم اللہؐ

میں کافر کو اگر امی نہ کروں گا جبکہ انھیں اللہ نے خوار کیا، نہ انھیں عزت دوں گا جبکہ انھیں اللہ نے ذلیل کیا، نہ انھیں قرب دوں گا جبکہ انھیں اللہ نے دُور کیا۔ دوسری روایت میں ہے ہمیں روا نہیں کہ کافروں کو امین بنائیں حالانکہ اللہ تعالیٰ انھیں خائن بتاتا ہے، یا ہم انھیں رفعت دیں حالانکہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے انھیں لپستی دی۔

درمختار میں ہے :

يمنع من استكتاب ومباشرة يكون برها معظما عند المسلمين^۳۔

اسے کتابت اور ایسے کام سے روک دیا جائے گا جس کی وجہ سے وہ مسلمانوں کے ہاں معظم

ٹھہرے۔ (ت)

اس کی تائید واعانت حرام ہے،

قال اللہ تعالیٰ ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان^۴۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: گناہ اور حد سے بڑھنے پر مدد نہ دو۔

حدیث میں ہے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

من مشى مع ظالم ليعينه وهو يعلم انه ظالم فقد خلع من عنقه ربة

الاسلام^۵

۱۔ باب التأویل (تفسیر الخازن) تحت الآیة ۵/۵۱ دار الکتب العلمیة بیروت ۵۳/۲

۲۔ الجامع لاحکام القرآن تحت الآیة ۳/۱۱۷ حدیث ۱۷۸۷ دار الکتب العربی بیروت ۱۷۵/۲

۳۔ درمختار باب فضل فی الجزیة مطبع مجتہائی دہلی ۳۵۲/۱

۴۔ القرآن الکریم ۲/۵

۵۔ لمعجم الکبیر حدیث ۶۱۹ المکتبۃ الفیصلیہ بیروت ۲۲۷/۱

شعب الایمان ۷۶۷۵ دار الکتب العلمیہ ۱۲۲/۶

کنز العمال ۴۱۹۵۵ مؤسسۃ الرسالہ ۸۵/۶

الفر دوس بماثور الخطاب ۵۷۰۹ دار الکتب العلمیہ ۵۴۷/۳

جو دانستہ کسی ظالم کے ساتھ اسے مدد دینے چلے بیشک اس نے اسلام کی رستی اپنی گردن سے نکال دی۔

اس سے راہ و رسم، میل و جول رکھنا حرام ہے،

قال الله تعالى واما ينسينك الشيطان فلا تقعد بعد الذکری مع القوم الظالمین۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا، اگر تجھے شیطان بھلا دے تو یاد آئے پر ظالموں کے پاس نہ بیٹھ۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

ایاکم وایاھم لایضلوکم ولا یفتنونکمؕ

ان سے دُور رہو اور انھیں اپنے سے دُور کرو کہیں وہ تم کو گمراہ نہ کر دیں کہیں وہ تمھیں فتنہ

میں نہ ڈال دیں۔

اس کا اخبار بطور پسند خریدنا ہرگز جائز نہیں جب کہ وہ ایسی ناپاک و مخالف دین باتوں پر

مشتمل ہوتا ہے۔

قال الله تعالى "ومن الناس من يشتري لهو الحديث ليضل عن سبيل الله

بغير علم ويتخذها هوى وأولئك لهم عذاب مہین"ؕ

اللہ تعالیٰ کا فرمان مبارک ہے، کچھ لوگ لغو باتیں خریدتے ہیں کہ ان کے سبب براہِ جہالت

خدا کی راہ سے بہکادیں اور اسے ہنسی بنالیں ان کے لئے ہے ذلت دینے والا عذاب۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۱۵ ص ۲۶۱، ۲۶۲)

(۱۸) خلافتِ اسلامیہ کی تباہی پر خوش ہونے والے اور قاتلانِ مسلمین کی تحسین کرنے والے شخص

کی امامت کے بارے میں سوال کا جواب دیتے ہوئے فرمایا،

اگر یہ باتیں واقعی ہیں کہ وہ معاذ اللہ شکستِ اسلام پر مسرت کرتا ہے اور قاتلانِ مسلمین کی

تحسین، تو اس کی قابلیتِ امامت درکنار اس کے اسلام ہی میں کلام ہے، باقی وہ ناجائز طریقے

جو مدعیانِ حمایت نے نکال رکھے ہیں اور جس میں مشرکین سے محبت و داد بلکہ اتحاد بلکہ غلامی و انقیاد

۱۔ القرآن الکریم ۶/۶۸

۲۔ صحیح مسلم باب نہی عن الروایۃ عن الضعفاء فتیحی کتب خانہ کراچی ۱۰/۱

۳۔ القرآن الکریم ۶/۳۱

برت رہے ہیں وہ سب مخالفِ قرآن ہیں، مسلمانوں کو ان سے جدائی فرض ہے،
 قال اللہ تعالیٰ لا تجد قومًا یؤمنون باللہ والیوم الآخر یؤادون من حاد اللہ و
 رسولہ ولو کانوا آباءہم أو ابناءہم أو اخوانہم أو عشیرتہم
 اللہ تعالیٰ نے فرمایا، تم نہ پاؤ گے انھیں جو ایمان رکھتے ہیں اللہ و قیامت پر کہ اللہ و رسول کے مخالفوں
 سے دوستی کریں اگرچہ وہ اُن کے باپ یا بیٹے یا بھائی یا عزیز ہوں۔
 اور فرماتا ہے،

ولو کانوا یؤمنون باللہ والنبی وما انزل الیہ ما اتخذوہم اولیاء
 اور اگر انھیں اللہ اور نبی اور قرآن پر ایمان ہوتا تو کافروں کو اپنا دوست یا مددگار نہ بناتے۔
 (فتاویٰ رضویہ ج ۱۵ ص ۲۶۴)

(۱۹) غلام معین الدین نامی شخص اپنے نام سے لفظ غلام کو بالالتزام حذف کرتا ہے اس کے بارے
 میں فرمایا،

اپنے نام سے لفظ غلام کا حذف اگر اس بنا پر ہے کہ حضور خواجہ خواجگان رضی اللہ تعالیٰ عنہ و عنہم کا
 غلام بننے سے انکار و استکبار رکھتا ہے تو بدستور گمراہ اور بحکم حدیث مذکورہ عدو اللہ ہے اور اس کا
 ٹھکانا جہنم،

قال اللہ تعالیٰ "الیس فی جہنم مشوی للمتکبرین"

اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے، کیا نہیں جہنم میں ٹھکانا متکبرین کا۔ (ت)

اور اگر بر بنائے وہابیت ہے کہ غلام اولیائے کرام بننے والوں کو مشرک اور عن سلام محی الدین و
 غلام معین الدین کو شک جانتا ہے تو وہابیہ خود زندیق، بے دین، کفار و مرتدین ہیں و للکفرین
 عذاب مہین (اور کفار کے لئے رسوا کرنے والا عذاب ہے۔ ت)

(فتاویٰ رضویہ ج ۱۵ ص ۲۶۶)

(۲۰) آیت کریمہ یا ایہا الذین آمنوا من یرتد منکم عن دینہ الخ کے بارے میں سوالات
 کا جواب دیتے ہوئے فرمایا،

ضمیر منکم صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو پھر فی کچھ ضرور نہیں، التفات بھی ہو سکتا ہے، اور پھر بھی تو حرج نہیں، بعض کہ اس وقت الذین امنوا اور بطاہر صحابہ میں داخل تھے معاذ اللہ بعد کو مرتد ہو گئے جن سے صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قتال فرمایا جس کا ذکر اس آیت کریمہ میں ہے :

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا مَنْ يَرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِينِهِ فَسَوْفَ يَأْتِي اللَّهَ بِقَوْمٍ يُحِبُّونَهُ أَذِلَّةٌ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ أَعِزَّةٌ عَلَى الْكَافِرِينَ يُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلَا يَخَافُونَ لَوْمَةَ لَائِمٍ ذَلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ

اے ایمان والو! تم میں جو کوئی اپنے دین سے پھر جائے گا تو عنقریب اللہ ایسے لوگ لائے گا کہ وہ اسے پیارے اور اللہ انھیں پیارا، مسلمانوں پر نرم دل، کافروں پر سخت، اللہ کی راہ میں جہاد کریں گے، اور کسی کی ملامت سے نہ ڈریں گے۔ یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہے عطا فرمائے۔ اور اللہ وسعت والا جانتے والا ہے۔

یہاں بھی یا ایہا الذین امنوا سے خطاب فرمایا اور انھیں میں سے بعض معاذ اللہ مرتد ہوئے، اور وہ اللہ کے پیارے صدیق اکبر اور ان کے پیرو ہوئے۔ زید کا یہ کہنا کہ خطاب الہی صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے ہے اور ہم بالتبع داخل ہیں بہت صحیح ہے، اور واقعی قرآن کریم کفار سے زجر کے سوا خطاب کم فرماتا ہے، غالباً اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حکم دیتا ہے کہ ان سے یوں فرما دو :

قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ ، قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ ، قُلْ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ هَادُوا ، قُلْ لِلَّذِينَ كَفَرُوا وَغَيْرَ ذَلِكَ ۔

پھر بھی بعض جگہ سوائے زجر بھی قرآن عظیم نے بنفس نفیس ان سے خطاب فرمایا ہے۔
 قَالَ تَعَالَى يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَأَمِنُوا بِرَسُولِهِ يُؤْتِكُمْ كَفْلِينَ مِنْ رَحْمَتِهِ وَيَجْعَلْ لَكُمْ نُورًا تَمْشُونَ بِهِ وَيَغْفِرْ لَكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ ۔
 اللہ تعالیٰ نے فرمایا، اے وہ لوگو جو موسے و عیسیٰ پر ایمان کا نام لیتے ہو یعنی یہود و

۱۰ القرآن الکریم ۱۰۹/۱
 ۱۱ " ۹۲/۶
 ۱۲ " ۵۷/۲۸

۱۳ القرآن الکریم ۵/۵۴
 ۱۴ " ۳/۹۸
 ۱۵ " ۳/۱۲

نصاری! اللہ سے ڈرو اور اس کے رسول محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ایمان لاؤ تمہیں اپنی رحمت کا دوہرا حصہ دے گا اور تمہارے لئے نور کر دے گا جس سے صراط پر چلو اور تمہارے گناہ بخش دے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

معالم شریف میں ہے :

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ، الْخَطَابَ لِأَهْلِ الْكِتَابِينَ مِنَ الْيَهُودِ وَالنَّصَارَى يَقُولُ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا بِمُوسَى وَعِيسَى اتَّقُوا اللَّهَ فِي مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

اے اہل ایمان! اللہ کا تقویٰ اختیار کرو، یہ خطاب یہود و نصاریٰ اہل کتاب کو ہے۔ فرمایا، اے وہ لوگو جو موسیٰ و عیسیٰ پر ایمان لائے! تمہیں حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بارے میں ڈرنا چاہیے۔ (ت)

زید نے جو کچھ مدح صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں کہا سب حق ہے اور سچی محبت صحابہ سے ناشی ہے اور وہ لفظ احسان کہ اس کی زبان سے نکلا اس کی توجیہ نہایت صاف و آسان ہے، قرآن مصحف کریم کو بھی کہتے ہیں، اس قرآن مجید کا ہدیہ کیا ہے، فلاں نے قرآن عظیم فلاں کو ہبہ کیا یا فلاں مسجد پر وقف کیا، یا قرآن کریم کی جلد بندھواؤ یا چولی پڑھا دو، یا غلاف سی دو۔ ان تمام محاورات میں قرآن سے مصحف ہی مراد ہے، اور بلاشبہ یہ محاورہ عام شائع متعارف ہے اور مصحف یعنی یہ اوراق اور ان پر یہ نقوش بناتی روشنائی ضرور حادث و جنس مخلوق ہے، اور اجلہ صحابہ کا اس سے فضل ہونا ممکن نہ ہو یہ کسی دلیل قطعی سے ثابت نہیں بلکہ جب جنگ صفین میں امیر المؤمنین مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ کے حضور قرآن عظیم بلند کیا گیا، فرمایا :

هَذَا مَصْحَفٌ صَامِتٌ وَأَنَا مَصْحَفٌ نَاطِقٌ

یہ خاموش قرآن ہے اور میں قرآن ناطق ہوں۔

اگر قرآن سے زید کی یہی مراد تھی تو اس پر کچھ الزام نہیں اور اس کا وہ بیان کہ میں قرآن کو ایسا جانتا ہوں، استدراک و دفع وہم ہوگا، یعنی قرآن حقیقی کی نسبت تو میرا یہ اعتقاد ہے جو حرف بحرف ہے، مگر

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اکرم الاکرمین کہنے کی اجازت نہیں، یہ نام پاک عرف میں رب العزت کے لئے ہے، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اکرم الاولین والآخرین ہیں، غرض زید کی نسبت حکم فتویٰ تو یہ تھا کہ اس کا کلام معنی صحیح رکھتا ہے، اور وہ کسی سخت الزام کا مورد نہیں، لیکن وہ اپنی نیت کو خوب جانتا ہے اور اس کا رب اس سے اعلم۔ اگر یہ کلمہ اس نے قرآن حقیقی قدیم ہی کی نسبت کہا ہو تو اس صورت میں ضرور حکم سخت ہوا، اس تقدیر پر تجدید اسلام ہوگی پھر اس کے بعد تجدید نکاح و بیعت و حج کے احکام، قرآن عظیم غنی عن العلمین ہے۔ وہ اس سے پاک و منزہ ہے کہ تمام عالم میں کسی کا اس پر کچھ احسان ہو، اگر سارا جہاں کفر کرتا اس کی عظمت میں ذرہ بھر فرق نہ آتا اور اگر سارا جہاں ایمان لے آئے اس کی عظمت میں ذرہ بھر اضافہ نہ ہو کہ اس کی عظمت نامحدود ہے اور نامحدود پر اضافہ محال، بالجملة یہ معاملہ زید اور اس کے رب میں ہے شرعاً اس پر کوئی الزام نہیں کہ صاف تاویل موجود ہے، ہاں حفظ زبان کی احتیاط لازم، واللہ تعالیٰ اعلم۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۵ ص ۲۶۸ تا ۲۷۰)

(۲۱) فرعون کو مسلمان اور ترک موالات کو پانچ بنائے اسلام سے بڑھ کر ماننے والے شخص کے بارے میں فرمایا:

اس کی دونوں باتیں کفر ہیں، فرعون بالاجماع و بنص قطعی قرآن کافر تھا،

قال اللہ تعالیٰ کذبت قبلہم قوم نوح و اصحاب الرس و ثمود و عاد و فرعون و اخوان لوط و اصحاب الایکۃ و قوم تبع ط کل کذب الرسل فحق و عید!

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ان کافروں سے پہلے رسولوں کو جھٹلایا نوح کی قوم اور رس والوں اور ثمود نے اور فرعون اور قوم لوط نے اور ایکہ والوں اور تبع کی قوم نے ان سب نے رسولوں کو جھٹلایا تو تکذیب رسل پر ہم نے جو وعید فرماتی تھی ان سب پر ثابت ہوگئی۔

مسلمانوں کے ایمان کو اس کافر کفر کے ایمان سے کم کہنا صریح کفر ہے، یہ کفر کو ایمان پر تفضیل دینا ہے، کافر میں ایمان کہاں اور وہ بھی مسلمانوں کے ایمان سے افضل، جس کا نام ان لوگوں نے ترک موالات رکھا ہے اول تو وہ ہرگز ترک موالات نہیں، مشرکوں سے صراحتہ موالات کر رہے ہیں بلکہ ان کے غلام بن رہے ہیں، ان میں جذب ہو چکے، ان میں فنا ہو رہے ہیں، مشرک کے پس رو ہوئے اسے

اپنا رہنا بنالیا، جو وہ کہتا ہے وہی مانتے ہیں، ان کے سب سے بڑے عالم مولوی عبدالباری فرنگی محلی نے صاف صاف ان باتوں کا اقرار کیا اور صراحت لکھ دیا کہ میں نے قرآن و حدیث کی تمام عمریت پرستی پر نثار کر دی، قرآن عظیم نے بکثرت آیتوں میں تمام کفار سے موالات قطعاً حرام فرمائی، محسوس ہوں خواہ یہود و نصاریٰ ہوں خواہ ہنود، اور سب سے بدتر مرتدان عنود، اور یہ مدعیان ترک موالات، مشرکین مرتدین سے یہ کچھ موالات برت رہے ہیں، پھر ترک موالات کا دعویٰ، اس کی نظیر یہی ہو سکتی ہے کہ کوئی مشرک مہادیو کو پوجتا جائے اور کہے دیکھو مشرک بہت بُری چیز ہے سوا خدا کے کسی کو نہ پوجنا غیر خدا کو سجدہ نہ کرنا، نصاریٰ سے ترک معاشرت جائز دنیویہ جس کا نام انھوں نے ترک موالات رکھا ہے اور اسے فرض بلکہ مدارِ ایمان بتاتے ہیں ہرگز شریعت نے اسے واجب نہ کیا، یہ ان کا شریعت پر افتراء اور ان کا بلکہ ان کے رہنما گاندھی کی اختراع ہے۔ ان سب امور کی تفصیل ہماری کتاب المحجة المؤتمنة میں ہے، اور بفرض غلط اگر یہ واجب بھی ہوتی تو اسے اسلام کی پانچوں بناؤں سے بڑھ کر کہنا صریح کفر تھا، اللہ عز و جل کو ایک اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اس کا رسول برحق ماننے کے برابر بھی کوئی فرض نہیں ہو سکتا سب فرض اس کے نیچے ہیں اور اس کے سبب مقبول، یہ نہ ہو تو سب مردود۔

قال اللہ تعالیٰ "وَقَدْ مَنَّا لِيَ مَا عَمَلُوا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنَاهُ هَبَاءً مَنْثُورًا"

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اور جو کچھ انھوں نے کام کئے تھے ہم نے قصد فرما کر انھیں باریک باریک غبار کے بکھرے ہوئے ذرے کر دیا۔ (ت)

وَقَالَ تَعَالَى "وَمَنْ يَبْتَغِ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِينًا فَلَنْ يُقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِي الْآخِرَةِ مِنَ الْخَسِرِينَ" ۱۶

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اور جو اسلام کے سوا کوئی دین چاہے گا وہ ہرگز اس سے قبول نہ کیا جائے گا اور وہ آخرت میں زیاں کاروں سے ہے۔ (ت)

بالجملہ واعظ مذکور کے کفر میں کوئی شک نہیں اور اس کے پیچھے نماز ایسی ہے جیسی گاندھی کے پیچھے، اس کی عورت نکاح سے نکل گئی، اسے واعظ بنانا یا اس کا وعظ سُنا درکنار مسلمانوں کو اس سے میل جول اس کے پاس اٹھنا بیٹھنا، اس سے سلام کلام، اس کی موت و حیات میں کوئی مغالہ

اہل اسلام سب یکسر حرام، جب تک وہ اپنے کلمات ملعونہ سے توبہ کر کے اسلام نہ لائے۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۱۵ ص ۲۷۲ تا ۲۷۴)

(۲۲) وہابیہ کی عادت ہے کہ ذرا ذرا سی بات پر مسلمانوں کو کافر و مشرک قرار دے دیتے ہیں۔ اس پر بحث کرتے ہوئے فرمایا،

اب وہابیہ بولیں کس کس کو کافر کہیں گے، مگر ان کو اس پر تنبیہ بیکار، ان کے مذہب کی بنا ہی اس پر ہے کہ اللہ و رسول تک کو مشرک بتاتے ہیں، پھر اور کسی کی کیا گنتی، ان کے امام نے تقویت الایمان میں صاف لکھ دیا،

”جو کہے اللہ و رسول نے دو لٹمنہ کر دیا وہ مشرک ہے“

حالانکہ بعینہ ہی کلمہ خود اللہ عز و جل و سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قرآن عظیم و حدیث صحیح میں فرمایا ہے۔

قال الله تعالى وما نَقُومُوا لآلِهَاتِهِمْ اِنَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ مِنْ فَضْلِهِ
اللہ تعالیٰ نے فرمایا، اور انھیں کیا بُرا لگا یہی ناکہ اللہ و رسول نے انھیں دو لٹمنہ کر دیا اپنے فضل سے۔

صحیح بخاری و صحیح مسلم میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا،

ما ينقم ابن جميل الا انه ان كان فقيرا فاغناه الله ورسوله
ابن جميل کو کیا بُرا لگا آخر یہی کہ وہ محتاج تھا اللہ و رسول نے اس کو دو لٹمنہ کر دیا۔
مسلمان دیکھیں کہ وہ بات جو اللہ جل جلالہ نے فرمائی اللہ کے رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمائی وہابیہ کا امام منہ بھر کر کہہ رہا ہے کہ جو ایسا کرے مشرک ہے۔ پھر بھلا جس مذہب میں اللہ و رسول تک معاذ اللہ مشرک ٹھہریں اس سے مسلمانوں کو کافر کہنے کی کیا شکایت!
ولا حول ولا قوة الا بالله العلي العظيم - وسيعلم الذين ظلموا اني متقلب

لہ تقویۃ الایمان

۲ القرآن الکریم ۹/۷۴

۳ صحیح البخاری کتاب الزکوۃ باب فی قول اللہ تعالیٰ و فی الرقاب الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۱۹۸

ينقلبون^۱

اللہ تعالیٰ عظیم کی توفیق و توانائی کے بغیر نہ بُرائی سے پھرنے کی قوت اور نہ نیکی بجالانے کی طاقت۔
اب جاننا چاہتے ہیں ظالم کہ کس کروٹ پلٹا کھائیں گے۔ (ت) (فتاویٰ رضویہ ج ۱۵ ص ۲۹۰، ۲۹۱) (۲۳)

”پھر روضہ حضرت کی زیارت کو چل اخلاص
پھر چھوڑ دے تو بہرِ حنا حبِ وطن کو“

ایک شیعہ نے ”حب الوطن من الایمان“ کے حوالے سے اس پر اعتراض کیا۔ اس کا جواب دیتے ہوئے فرمایا :

اسی طرح بکر سنی کے شعر مذکور پر اعتراض جہل فاضح یا عناد واضح ہے حب الوطن من الایمان^۲
(وطن کی محبت ایمان کا حصہ ہے۔ ت) نہ حدیث سے ثابت نہ ہرگز اس کے یہ معنی۔ امام بدر الدین زکشی نے اپنی جوہر اور امام شمس الدین محمد سخاوی نے مقاصد الحسنہ اور امام خاتم الحفاظ جلال الدین سیوطی نے الدرر المنتشرة میں بالاتفاق اس روایت کو فرمایا : لہ اقف علیہ (میں اس سے آگاہ نہیں ہو سکا۔ ت) امام سخاوی نے اس کی اصل ایک اعرابی بدوی اور حکیمان ہند کے کلام میں بتائی کما یظہر بالرجوع الیہ (جیسا کہ اس کی طرف رجوع سے ظاہر ہے۔ ت)، اللہ عز و جل نے قرآن عظیم میں اپنے ان بندوں کی کمال مدح فرمائی جو اللہ و رسول جل و علا و صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت میں اپنا وطن چھوڑ دیں یا رو دیار سے منہ موڑیں، اور ان کی سخت مذمت فرمائی جو حبِ وطن لئے بیٹھے رہے اور اللہ و رسول کی طرف مہاجر نہ ہوئے۔

قال الله تعالى ان الذين توفاهم الملائكة ظالمی انفسهم قالوا فیم كنتم قالوا كنا مستضعفین فی الارض قالوا له تکن ارض الله واسعة فتهاجروا فیها فاولئك ما واهم جہنم و ساءت مصیرا ۝ الا المستضعفین من الرجال والنساء

۱۔ القرآن الکریم ۲۶/۲۲۷

۲۔ الدرر المنتشرة فی الاحادیث المشتهرة حرف الحاء حدیث ۱۸۹ المکتب الاسلامی بیروت ص ۱۰۰
۳۔ المقاصد الحسنہ للسخاوی حدیث ۳۸۶ دار الکتب العلمیہ بیروت ص ۱۰۹
الدرر المنتشرة فی الاحادیث المشتهرة حرف الحاء حدیث ۱۸۹ المکتب الاسلامی بیروت ص ۱۰۰

والولد ان لا يستطيعون حيلة ولا يهتدون سبيلاً ۝ فاولئك عسى الله ان يعفو عنهم
 وكان الله عفواً غفوراً ۝ ومن يهجر في سبيل الله يجد في الارض مراغماً كثيراً وسعة
 ومن يخرج من بيته مهاجراً الى الله ورسوله ثم يدركه الموت فقد وقع اجرة
 على الله وكان الله غفوراً رحيماً ۝

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: بیشک ملائکہ جن کی جان نکالتے ہیں اس حال میں کہ وہ اپنی جانوں پر ظلم
 کر رہے تھے فرشتے کہتے ہیں تم کا ہے میں تھے، کہتے ہیں ہم اس بستی میں کمزور دبائے ہوئے تھے، فرشتے
 کہتے ہیں کیا اللہ کی زمین (مدینہ طیبہ) گنجائش والی نہ تھی کہ تم وطن چھوڑ کر اس میں جا رہے تھے ان کا ٹھکانا
 جہنم ہے اور کیا ہی بُری پلٹنے کی جگہ مگر کمزور اور عورتیں بچے جنھیں کچھ بنائے نہ بنی نہ راہ ملی، قریب ہے کہ
 اللہ تعالیٰ ان کو معاف فرمائے، اللہ تعالیٰ معاف فرمانے والا بخشنے والا ہے اور جو اللہ کی راہ میں وطن
 چھوڑ کر اللہ و رسول کی طرف ہجرت کرتا ہوا اپنے گھر سے نکلے پھر اسے موت آجائے اس کا اجر اللہ کے
 ذمہ کرم پر ثابت ہو گیا، اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

جو مدینہ طیبہ کی حاضری پر حُب وطن کو ترجیح دیں وہ ظالموں کی طرح ہیں اور جو حُب وطن کو خاک بوسی
 آستان عرش نشان پر تصدق کریں وہ ان مقبولوں میں ہیں۔

قل کل يعمل علی شاکلۃ فربکم اعلم بمن ہوا ہدی سبیلاً ۝

تم فرماؤ سب اپنے کینڈے (طریقے) پر کام کرتے ہیں تو تمھارا رب خوب جانتا ہے کہ کون زیادہ
 راہ پر ہے۔

وہ وطن جس کی محبت ایمان سے ہے وطن اصلی ہے جہاں آدمی آیا اور جہاں جانا ہے دنیا تو مسافر خانہ ہے۔

کن فی الدنیا کاتک غریب او عابر سبیل ۝ وحسبنا اللہ ونعم الوکیل ۝ و اللہ

تعالیٰ اعلم۔

دنیا میں اس طرح رہو جیسے اجنبی یا مسافر، اور ہمارے لئے اللہ تعالیٰ کافی ہے اور وہی

۱۔ القرآن الکریم ۴ / ۹۷ تا ۱۰۰

۸۴ / ۱۷

۸۴

حدیث ۶۱۲۷

۳۔ کنز العمال

۱۷۳ / ۳

۴۔ القرآن الکریم

۱۹۶ / ۳

مؤسستہ الرسالہ بیروت

سب کا کارساز ہے، واللہ تعالیٰ اعلم۔ (ت) (فتاویٰ رضویہ ج ۱۵ ص ۲۹۶، ۲۹۷)
 (۲۴) شب وصل خدا نے نبی سے کہا تو اور نہیں میں اور نہیں
 ہے میم کا پردہ کیا پردہ تو اور نہیں میں اور نہیں
 شعر مذکور کے بارے میں سوال کا جواب دیتے ہوئے فرمایا،
 ینہ اللہ عزوجل پرافترار ہے اور اس کا ظاہر کفر،
 وقد قال اللہ تعالیٰ انما یفتزی الکذب الذین لا یؤمنون۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے، جھوٹ بہتان وہی باندھتے ہیں جو ایمان نہیں رکھتے۔ (ت)
 (فتاویٰ رضویہ ج ۱۵ ص ۳۰۰)

(۲۵) وہابی مولویوں نے تقریر و تحریر میں کہا کہ اللہ تعالیٰ جل مجدہ جھوٹ بول سکتا ہے۔ اعلیٰ حضرت
 علیہ الرحمۃ نے ان کا رد بلیغ کرنے کے لئے رسالہ "سبحن السبوح عن عیب کذب مقبوح" تحریر
 فرمایا جو ایک مقدمہ، چار تنزیہات اور ایک خاتمہ پر مشتمل ہے، اس کے مقدمہ میں فرماتے ہیں،
 مسلمان کا ایمان ہے کہ مولیٰ سبحانہ، و تعالیٰ کے سب صفات کمال و بروجہ کمال، جس طرح
 کسی صفت کمال کا سلب اس سے ممکن نہیں یونہی معاذ اللہ کسی صفت نقص کا ثبوت بھی امکان نہیں رکھتا اور
 صفت کا بروجہ کمال ہونا یہ معنی کہ جس قدر چیزیں اس کے تعلق کی قابلیت رکھتی ہیں ان کا کوئی ذرہ اس کے
 احاطہ دائرہ سے خارج نہ ہو نہ یہ کہ موجود و معدوم و باطل و مہیوم میں کوئی شے و مفہوم بے اس کے تعلق کے
 نہ رہے اگرچہ وہ اصلاً صلاحیت تعلق نہ رکھتی ہو اور اس صفت کے دائرہ سے محض اجنبی ہو۔

اب احاطہ دائرہ کا تفرقہ دیکھتے،

(۱) خالق کبیر جل و علا فرماتا ہے،

خالق کل شیء فاعبدواہ

وہ ہر چیز کا بنانے والا ہے تو اسے پوجو۔

یہاں صرف حوادث مراد ہیں کہ قدیم یعنی ذات و صفات باری تعالیٰ عز مجدہ مخلوقیت سے پاک۔
 (۲) سمیع و بصیر جل مجدہ فرماتا ہے،

وہ ہر چیز کو دیکھتا ہے۔

الحمد للقرآن الكريم ١٩/٧٤

۲۵ الحديقة الندية بحواله الاقانى هلى اى الصفات يعنى صفات المعاني الحياتة نوربه رضويه فيصل آباد ۱/ ۲۵۵

" " " " " " " " " "

" " " " " " " " " " "

کسوت وجود نہ پہنی نہ ابد تک پہنے کہ ابصار کی صلاحیت موجود ہی میں ہے جو اصلاً ہے ہی نہیں، وہ نظر کیا آئے گا تو نقصان جانب قابل ہے نہ کہ جانب فاعل۔ بشرح فقہ اکبر میں ہے،

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

للاسر داف وانما لم یکتف به لان ذکر البصرات ادخل فی التمییز۔

ثم اقول، تحقیق المقام ان الایصار لا شک انه لیس کالاسر داة والقدرۃ والتکوین التي لا یجب فعلیة جمیع التعلقات الممكنة لهابل هو من الصفات التي یجب ان تتعلق بالفعل بکلی ما یصلح لتعلقها کالعلم فعدم ابصار بعض ما یصح ان یصوره نقص فیجب تنزیهہ تعالیٰ عنه کعدم العلم ببعض ما یصح ان یعلم، وهذا مما لا یجوز ان یتناطح فیہ عتزان انما الشان فی تعبیر ما یصح تعلق الایصار به فان ثبت القصر علی الاشکال والالوان والاکوان فذاک، وان ثبت عموم الصحة بکلی موجود وجب القول بتحقیق عموم الایصار ازلاً وابدًا لجمیع کائنات القدیمة والحادثۃ الموجودة فی امر منتهی المحققة او المقدارة لما عرف من انه لا یجوز ههنا شیء منتظر، لکن الاول باطل للاجماع علی رؤیة المؤمنین ربهم تبارک وتعالیٰ فی الدار الاخرة فكان اجماعاً علی ان صحة الایصار لا تختص بها ذکر وقد صرح اصحابنا فی هذا المبحث ان مصحح الرؤیة هو الوجود وقد اجمعوا کما فی المواقف انه تعالیٰ یرى نفسه فتبین ان الحق هو التعمیم وان قوله تعالیٰ انه یکل شیء بصیر جاسر علی صرافة عمومہ من دون تطرق تخصیص الیہ اصلاً هکذا ینبغی التحقیق واللہ ولی التوفیق ومن اتقن هذا یتسرله اجراء فی السمع بدلیل کلام اللہ سبحانه وتعالیٰ فافهم واللہ سبحانه وتعالیٰ اعلم ۱۲ منہ مرضی اللہ عنہ۔

قائدہ: واضح ہو کہ ”منح الروض“ میں ملا علی قاری کے کلام سے اللہ تعالیٰ کی بصارت کا اشکال والوان اور اس کی سمع کا اصوات وکلام کے ساتھ اختصاص کا اشارہ معلوم ہوتا ہے حالانکہ (باقی اگلے صفحہ پر)

قد افقی اثمة سر قند و بخار اعلیٰ انه (یعنی المعدوم) غیر مرفی،

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

علامہ لاقانی نے ”جوہرۃ التوحید“ کی شرح میں اللہ تعالیٰ کی مذکورہ دونوں صفات کو تمام موجودات میں عام ہونے کی تصریح کی ہے اور علامہ عبد الغنی نابلسی نے حقیقہ میں ان کی اتباع کی ہے، اور علامہ لاقانی کا کلام یہ ہے انھوں نے فرمایا اللہ تعالیٰ کی سمیع صرف اصوات کے ساتھ مختص نہیں کی بلکہ تمام موجودات کو عام ہے خواہ ذوات ہوں یا صفات، تو باری تعالیٰ اپنی ذات و صفات کا سامع ہے جس طرح وہ ہماری ذوات اور ہماری صفات مثلاً ہمارے علوم اور الوان کا سامع ہے یونہی سبحانہ و تعالیٰ کی بصیر کا معاملہ ہے کہ وہ بھی اکوان والوان و اشکال کے ساتھ مختص نہیں اس کا معاملہ بھی سمیع جیسا ہے اور دونوں صفات برابر ہیں تو دونوں کے متعلقات بھی ایک جیسے ہیں انتہی (اور اس پر علامہ نابلسی کا کلام یہ ہے) لیکن علامہ لاقانی نے جو اس سے قبل فرمایا جہاں سمیع کی تعریف یوں کی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ازلی صفت ہے جو اس کی ذات سے قائم ہے اور تمام مسموعات یا موجودات سے متعلق ہے الخ اور اللہ تعالیٰ کی بصیر کی تعریف یوں کی ہے کہ وہ اس کی ازلی صفت ہے جو تمام مبصرات یا موجودات سے متعلق ہے الخ اقول (اس سے متعلق میں کہتا ہوں) او یعنی ”یا“ سے تعبیر میں ضروری نہیں کہ یہ اختلاف کا اشارہ ہو بلکہ مبصرات کو پہلے ذکر کر کے اس کے تصور کی ہدایت کو ظاہر کیا پھر موجودات کو ساتھ ذکر کیا تاکہ دور لازم نہ آئے جبکہ مبصرات و موجودات دونوں تعبیرات میں کوئی منافات نہیں ہے کیونکہ مبصر وہ چیز ہے جس سے ابصار کا تعلق ہو سکے جبکہ کسی شے سے خصوصیت پر کوئی دلالت نہیں ہے تو جب ابصار کا تعلق ہر چیز سے ہے تو مبصر اور موجود دونوں مساوی ہوتے، ہاں ہماری دنیاوی عادی ابصار چونکہ الوان وغیرہ سے مختص ہیں اس لئے ہو سکتا ہے کہ ذہن اس خصوصیت کو اپنائے، اس لئے انھوں نے مذکورہ وہم کے ازالہ کے لئے ”او بالوجودات“ کلمہ ”او“ کو تعبیر میں اختیار دینے کے لئے لائے، تو مبصرات کے بعد موجودات کو ذکر کرنے کا دوسرا نکتہ ہوا، اور صرف موجودات پر اکتفا اس لئے نہ کیا کہ مبصرات کو ابتداء میں زیادہ دخل ہے پھر میں کہتا ہوں مقام کی تحقیق یہ ہے کہ ابصار بیشک ارادہ اور تکوین صفات جیسی نہیں، جن کا تمام ممکنہ تعلقات سے بالفعل متعلق ہونا واجب نہیں بلکہ ابصار ان صفات میں سے ہے جن کا ممکن التعلق سے متعلق ہونا (باقی بر صفحہ آئندہ)

وقد ذكر الامام الزاهد الصفا في آخر كتاب التلخيص ان المعدوم مستحيل الرؤية، وكذا المفسرون ذكروا ان المعدوم لا يصلح ان يكون مرفق الله تعالى، وكذا قول السلف من الاشعرية والماتريدية ان الوجود علة جواهر الرؤية مع الاتفاق على ان المعدوم الذي يستحيل وجوده لا يتعلق به برؤيته سبحانه اهـ (فتاوى رضويه ج ۱۵ ص ۳۱۴ تا ۳۱۸)

(۲۶) مزید فرمایا،

(۳) قوی قدیر تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے :

(بغیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

بالفعل واجب جیسا کہ علم کا معاملہ ہے تو بعض وہ چیزیں جن کا ابصار ممکن اور صحیح ہو سکتا ہے ان کا عدم البصا نقص ہو گا لہذا اللہ تعالیٰ کا اس نقص سے پاک ہونا ضروری ہے جیسے علم سے متعلق بعض اشیاء کا علم نہ ہونا نقص ہے جس سے وہ پاک و منزہ ہے، یہ وہ معاملہ ہے جس میں دو آراء نہیں ہو سکتیں۔ اب صرف یہ بحث ہے کہ ابصار کا تعلق کن چیزوں سے ہو سکتا ہے، اگر یہ ثابت ہو جائے کہ ابصار صرف اشکال و الوان و اکوان سے ہی متعلق ہو سکتی ہے تو یہی ہو گا، اور اگر ثابت ہو جائے کہ اس کا تعلق تمام موجودات سے صحیح ہو سکتا ہے تو پھر لازماً و ابداً تمام کائنات و حادثہ خواہ وہ اپنے زمانوں میں محقق ہوں یا مقدم ہوں سب سے ابصار کا تعلق ماننا اور بیان کرنا واجب ہو گا جیسا کہ واضح ہے کہ اب کوئی چیز انتظار کے مرحلہ میں نہ ہوگی، لیکن پہلی شق باطل ہے کیونکہ آخرت میں مومنین کے لئے اللہ تعالیٰ کی رویت پر اجماع ہے (حالانکہ اللہ تعالیٰ اشکال و الوان سے پاک ہے) تو ثابت ہوا کہ ابصار کا تعلق اشکال و الوان سے مختص نہیں ہے جبکہ ہمارے اصحاب نے اس بحث میں تصریح کر دی ہے کہ آخرت میں اللہ تعالیٰ کی رویت کا مدار صرف وجود پر ہے جبکہ ان کا اجماع ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی ذات کو دیکھتا ہے جیسا کہ مواقف میں ہے تو ابصار میں تعمیم ہی حق ہے اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ”انہ بكل شیء بصیر“ کا اجراء اپنے خالص عموم پر ہو گا جس میں کسی قسم کی تخصیص کا شائبہ نہ ہوگا۔ تحقیق ہونی چاہئے جبکہ اللہ تعالیٰ ہی توفیق کا مالک ہے، جو بھی اس تحقیق پر یقین رکھے گا اس کے لئے صفت سمع میں بھی عموم کا اجراء آسان ہو گا جس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے پس سمعوا۔ واللہ تعالیٰ اعلم ۱۲ منہ (ت)

لے منہ الروض الازہر شرح الفقہ الاکبر باب یری اللہ تعالیٰ فی الآخرة بلا کیف دار البشائر الاسلامیہ بیروت ۱۴۲۸ھ

وہو علیٰ کل شیء قَدِیرٌ۔

وہ ہر چیز پر قدرت والا ہے۔

یہ موجود و معدوم سب کو شامل بشرط حدوث و امکان کہ واجب و محال اصلاً لائقِ مقدوریت نہیں۔
موافق میں ہے :

القدیم لا یستند الی القادر

قدیم کو قادر کی طرف منسوب نہیں کیا جاسکتا۔ (ت)

شرح مقاصد میں ہے :

لا شیء من الممتنع بمقدور

کوئی ممتنع مقدور نہیں ہوتا۔ (ت) (فتاویٰ رضویہ ج ۱۵ ص ۳۲۰)

(۲۷) مزید فرمایا :

(۴) علیم وخبیر عزّ شأنہ فرماتا ہے :

وہو بکل شیء علیم

وہ ہر چیز کو جانتا ہے۔

یہ کلیہ واجب و ممکن و قدیم و حادث و موجود و معدوم و مفروض و مہوم غرض ہر شے و مفہوم کو قطعاً محیط جس کے دائرے سے اصلاً کچھ خارج نہیں۔ یہ ان عموماً سے ہے جو عموم قضیہ "ما من عام الا وقد خص منه البعض" (ہر عام سے کچھ افراد مخصوص ہوتے ہیں۔ ت) سے مخصوص ہیں ،
شرح موافق میں فرمایا :

علمہ تعالیٰ یعم المفہومات کلہا الممكنة والواجبة والممتنعة فہو اعم

من القدرة لانہا تختص بالمسکات دون الواجبات والممتنعات

۱۔ القرآن الکریم ۱۲۰/۵ و ۴/۱۱

۲۔ موافق مع شرح موافق المقصد الخامس منشورات الرضی قم ایران ۱۷۸/۳

۳۔ شرح المقاصد المبحث الثانی دار المعارف نعلانیہ لاہور ۲۴۰/۱

۴۔ القرآن الکریم ۲۹/۲ و ۱۰۱/۶

۵۔ شرح موافق المرصد الرابع المقصد الثالث منشورات الشریف الرضی قم ایران ۷۰/۸

اللہ تعالیٰ کا علم تمام مفہومات کو شامل ہے خواہ وہ ممکن ہیں یا واجب یا ممتنع، اور وہ قدرت سے عام ہے کیونکہ قدرت کا تعلق فقط ممکنات سے ہے واجبات اور ممکنات کے ساتھ وہ متعلق نہ ہو۔ (ت)
 اب دیکھئے لفظ چاروں جگہ ایک ہے یعنی کل شئی، مگر ہر صفت نے اپنے ہی دائرے کی چیزوں کو احاطہ فرمایا جو اس کے قابل اور اس کے احاطہ میں داخل تھیں، تو جس طرح ذات و صفات خالق کا دائرہ خلق میں نہ آنا معاذ اللہ عموم خالقیت میں نقصان نہ لایا، نقصان جب تھا کہ کوئی مخلوق احاطہ سے باہر رہتا یا معدومات کا دائرہ ابصار سے مجور رہتا عیاذ باللہ احاطہ بصر الہی میں باعث فتور نہ ہوا، فتور جب ہوتا کہ کوئی مبصر خارج رہ جاتا، اسی طرح صفت قدرت کا کمال یہ ہے کہ جو شے اپنی حد ذات میں ہونے کے قابل ہے اس پر قادر ہو، کوئی ممکن احاطہ قدرت سے جدا نہ رہے، نہ یہ کہ واجبات و محالات عقلیہ کو بھی شامل ہو جو اصلاً تعلق قدرت کی صلاحیت نہیں رکھتے، سبحان اللہ، محال کے معنی ہی یہ ہیں کہ کسی طرح موجود نہ ہو سکے، اور مقدور وہ کہ قادر چاہے تو موجود ہو جائے، پھر دونوں کیونکر جمع ہو سکتے ہیں، اور

عَلَيْهِ اَي شَمِلَتْ مَا فِي دَائِرَتِهَا وَ اِنْ لَمْ يَشْمَلْهُ اللَّفْظُ كَمَا فِي الْعِلْمِ وَلَمْ تَشْمَلْ مَا لَيْسَ فِيهَا وَ اِنْ شَمِلْهُ اللَّفْظُ كَمَا فِي الْمَخْلُوقِ وَ ذَلِكَ اِنَّ الشَّيْءَ عِنْدَنَا يَخْصُ بِالْمَوْجُودِ قَالَ تَعَالَى اَوَّلَ اَيُّهَا الْاِنْسَانُ اَنَا خَلَقْتُهُ مِنْ قَبْلِ وَلَمْ يَكْ شَيْئًا وَيَعْمُ الْوَاجِبُ، قَالَ تَعَالَى قُلْ اَيُّ شَيْءٍ اَكْبَرُ شَهَادَةً قُلْ اَللّٰهُ، فَافْهَم ۱۲ مِنْهُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ۔

یعنی اپنے دائرہ کی ہر شئی کو شامل ہے اگرچہ اس کو لفظ شامل نہ ہو جیسے علم میں، اور جو دائرہ میں نہ ہو اس کو شامل نہیں اگرچہ لفظ اس کو شامل ہو جیسے خلق میں، یہ اس لئے کہ ہمارے نزدیک صرف موجود ہی شئی کہلاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: کیا انسان کو یاد نہیں کہ ہم نے اسے پیدا کیا جبکہ اس سے قبل کوئی شے نہ تھا، اور شئی واجب کو بھی شامل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا، فرمادیجئے کون سی شے شہادت میں بڑی ہے؟ فرمادو اللہ۔ اسے سمجھو ۱۲ مِنْهُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ (ت)
 عَلٰی شَيْءٍ اَيُّ اِنْ مَصْحَحَ الْمَقْدُومِ بِرِيَّةِ نَفْسِ الْاِمْكَانِ الَّذِى اَتَى ۱۲ مِنْهُ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهُ۔
 اشارہ کیا کہ مقدوریت کی صحت کا مدار نفس امکان ذاتی پر ہے ۱۲ مِنْهُ (ت)

اس کے سبب یہ سمجھنا کہ کوئی شے دائرہ قدرت سے خارج رہ گئی محض جہالت کہ محالات مصداق و ذات سے بہرہ ہی نہیں رکھتے حتیٰ کہ فرض و تجویز عقلی میں بھی تو اصلاً یہاں کوئی شے تھی ہی نہیں جسے قدرت شامل نہ ہوئی یا ان الله على كل شئ قدير کے عموم سے رہ گئی۔

یہاں سے ظاہر ہو گیا کہ مغویانِ تازہ جو اسی مسئلہ کذب و دیگر نقائص و غیرہ کی بحث میں بے علم کو بہنکاتے ہیں کہ مثلاً کذب یا فلاں عیب یا فلاں بات پر اللہ عز و جل کو قادر نہ مانا تو معاذ اللہ عاجز ٹھہرا اور ان الله على كل شئ قدير کا انکار ہوا۔ یہ اُن ہوشیاروں کی محض عیاری و تزویر اور بیچارے عوام کو بھڑکانے کی تدبیر ہے۔ (فتاویٰ رضویہ ۱۵ ص ۳۲۰ تا ۳۲۲)

(۲۸) رسالہ مذکورہ کی تنزیہ اول میں فرمایا،

نص ۱۲: امام فخر الدین رازی تفسیر کبیر میں فرماتے ہیں،

قوله تعالى فلن يخلف الله عهده يدل على انه سبحانه وتعالى منزه عن الكذب وعده وعيده، قال اصحابنا لان الكذب صفة نقص والنقص على الله تعالى محال، وقالت المعتزلة لان الكذب قبيح لانه كذب فيستحيل ان يفعل فدل على ان الكذب منه محال اه ملخصاً۔

اللہ عز و جل کا فرمانا کہ ”اللہ ہرگز اپنا عہد جھوٹا نہ کرے گا“ دلالت کرتا ہے کہ مولیٰ تعالیٰ سبحانہ وعدہ و وعید میں جھوٹ سے منزہ ہے، ہمارے اصحاب اہل سنت و جماعت اس دلیل سے کذب الہی کو ناممکن جانتے ہیں کہ وہ صفت نقص ہے اور اللہ عز و جل پر نقص محال، اور معتزلہ اس دلیل سے ممتنع مانتے ہیں کہ کذب قبیح لذاتہ ہے تو باری عز و جل سے صادر ہونا محال، غرض ثابت ہوا کہ کذب الہی اصلاً امکان نہیں رکھتا (ملخصاً)۔

عہ او سادہ تفسیر اللہ اراد بالقرض ۱۲ منہ

فرض سے مراد کی تفسیر کے لئے ذکر کیا ہے ۱۲ منہ (ت)

۱۔ العتہ آن الکیم ۲۰/۲

۲۔

۳۔ مفاتیح الغیب

تحت الآیۃ ۸۰/۲

دار الکتب العلمیۃ بیروت

۱۳۱/۳

امتنع عدمہ

کلام خدا کا صدق جب کہ ہم اہلسنت کے نزدیک ازلی ہے تو اس کا کذب محال ہوا کہ جس چیز کا قدم ثابت ہے اس کا عدم محال ہے۔

تنبیہ : انھیں امام علام کا ارشاد کہ "کذب الہی کا جواز ماننا قریب بکفر ہے" ان شاء اللہ تزیہ چہارم میں آئے گا۔

نص ۱۷ : تفسیر بیضاوی شریف میں ہے :

ومن اصدق من الله حديثا ۵ انكار ان يكون احدا اكثر صدقا منه فانه لا يتطرق الكذب الى خبره بوجه لانه نقص وهو على الله تعالى محال۔

اللہ تعالیٰ اس آیت میں انکار فرماتا اس سے کہ کوئی شخص اللہ سے زیادہ سچا ہو کہ اس کی خبر تک تو کسی کذب کو کسی طرح راہ ہی نہیں۔ کہ کذب عیب ہے اور عیب اللہ تعالیٰ پر محال۔

نص ۱۸ : تفسیر مدارک شریف میں ہے :

ومن اصدق من الله حديثا ۵ تمييز وهو استفهام بمعنى النفي اي لا احد اصدق منه في اخباره ووعدة ووعدة لاستحالة الكذب عليه تعالى لقبحة لكونه

عہ اقول استدلال قدس سورة بالقبح اما في نظر الظاهر فلانه رحمه الله تعالى من ائمتنا المتريدين ولذا عدلت عنه الاشاعرة كصاحب المواقف وصاحب المفاتيح كما سمعت نصرهما واما عند التحقيق فلان عقلية القبح بهذا المعنى من المجمع عليه بين العقلاء وهؤلاء الاشاعرة رحمهم الله تعالى انفسهم ناصون بذلك فلا عليك من ذهول من ذهل كما او مانا اليه في صدر البحث والله تعالى اعلم ۱۲ منہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(باقی بر صفحہ آئندہ)

اخبار عن الشئ بخلاف ما هو عليه

آیت میں استفہام انکاری ہے یعنی خبر و وعدہ و وعید کسی بات میں کوئی شخص اللہ سے زیادہ سچا نہیں کہ اس کا کذب تو محال بالذات ہے کہ خود اپنے معنی ہی کی رو سے قبیح ہے کہ خلاف واقع خبر دینے کا نام ہے۔

نص ۱۹: تفسیر علامۃ الوجود سیدی ابی السعد عمادی میں ہے،

ومن اصدق من الله حدیثاً انكار لان يكون احد اصدق منه تعالى في وعدة وسائر اخباره وبيان لاستحالة كيف لا والكذب محال عليه سبحانه دون غيره

آیت میں انکار ہے اس کا کہ کوئی شخص اللہ تعالیٰ سے زیادہ سچا ہو وعدہ میں یا کسی اور خبر میں، اور بیان ہے اس زیادت کے محال ہونے کا، اور کیوں نہ محال ہو کہ اللہ تعالیٰ کا کذب تو ممکن ہی نہیں بخلاف اوروں کے۔

نص: تفسیر روح البیان میں ہے،

ومن اصدق من الله حدیثاً انكار لان يكون احد اكثر صدقاً منه فان الكذب نقص وهو على الله محال دون غيره اه ملخصاً۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

اقول علامہ قدس سرہ نے قبح سے استدلال کیا ظاہر نظر میں تو اس لئے کہ آپ رحمہ اللہ تعالیٰ ہمارے ائمہ ماتریدیہ میں سے ہیں اسی لئے اشاعرہ نے قبح سے استدلال نہ کیا جیسا کہ آپ نے صاحب مواقف اور صاحب مفاتیح کی نصوص سنیں، اور عند التحقيق اس لئے کہ اس معنی میں قبح عقلی ہونا عقلاً اور اشاعرہ میں متفقہ چیز ہے جس کو خود اشاعرہ رحمہم اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا جیسا کہ ہم نے بحث کی ابتداء میں اشارہ کیا ہے کسی کے ذہول سے تجھ پر کوئی اعتراض نہیں واللہ تعالیٰ اعلم ۱۲ منہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ (ت)

۱ مدارک التنزیل (تفسیر فلسفی) تحت آیت ومن اصدق الخ دار الکتب العربیہ بیروت ۲۴۱/۱
۲ ارشاد بعقل سلیم " " " " دار احیاء التراث العربی ۲۱۲، ۲۱۱/۲
۳ تفسیر روح البیان " " " " المکتبۃ الاسلامیہ الریاض ۲۵۵/۲

آیت اس امر کا انکار فرماتی ہے کہ کوئی شخص صدق میں اللہ سے زائد ہو کہ کذب عیب ہے اور وہ خدا پر محال ہے، نہ اس کے غیر پر اھ ملخصاً۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۱۵ ص ۳۲۶ تا ۳۲۹)

(۲۹) مزید فرمایا:

نقص ۳۰: افسوس کہ امام الوہابیہ کے نبیاً چچا اور علماً باپ اور طریقہٴ دادا یعنی شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی نے بھی اس پسر نامور کی رعایت نہ فرمائی کہ تفسیر عزیزی میں زیر قولہ تعالیٰ فلن یخلف اللہ عہداً (اللہ تعالیٰ ہرگز اپنے عہد کے خلاف نہیں فرماتا۔ ت) یوں تصریح کی ٹھہرائی، خبر اور تعالیٰ کلام ازلی اوست و کذب در کلام نقصانے ست عظیم کہ ہرگز بصفت اور راہ نمی یابد، در حق اور تعالیٰ کہ مبرا از جمیع عیوب و نقائص ست خلاف خبر مطلقاً نقصان ست اھ ملخصاً

اللہ تعالیٰ کی خبر ازلی ہے، کلام میں جھوٹ ہونا عظیم نقص ہے لہذا وہ اللہ تعالیٰ کی صفات میں ہرگز راہ نہیں پاسکتا اللہ تعالیٰ کہ تمام نقائص و عیوب سے پاک ہے اس کے حق میں خبر کے خلاف ہونا سراپا نقص ہے اھ ملخصاً (ت)

مدعیان جدید سے پوچھا جائے جناب باری میں کہاں تک نقصان مانتے ہیں، ولا حول و لا قوۃ الا باللہ العلیٰ العظیم، اللہ تعالیٰ سچا ایمان سچا ادب نصیب فرمائے، آمین !

(فتاویٰ رضویہ ج ۱۵ ص ۳۳۱)

(۳۰) تنزیہ دوم میں فرمایا :

دلیل دوم: العظمتہ للہ اگر کذب الہی ممکن نہ ہو تو اسلام پر وہ طعن لازم آتیں کہ اٹھائے نہ اٹھیں، کافروں و محدوں کو اعتراض و مقال و عناد و جدال کی وہ مجالیں ملیں کہ مٹائے نہ مٹیں۔ دلائل قرآن عظیم و وحی حکیم یک دست ہاتھ سے جائیں، حشر و نشر و حساب و کتاب و جنت و نار و ثواب و عذاب کسی پر یقین کی کوئی راہ نہ پائیں کہ آخر ان امور پر ایمان صرف انجاء الہی سے ہے جب معاذ اللہ کذب الہی ممکن ہو تو عقل کو ہر خبر الہی میں احتمال رہے گا، شاید یونہی فرمادی ہو، شاید ٹھیک نہ پڑے۔ سبخنہ و تعالیٰ عما یصفون (پاک اور بلند ہے اللہ تعالیٰ کی ذات اس سے جو وہ بیان کرتے ہیں۔ ت) لا حول و لا قوۃ الا باللہ العلیٰ العظیم۔ یہ دلیل شرح مقاصد میں افادہ فرمائی جس کی عبارت

نص چہارم میں گزری، اور امام رازی نے بھی تفسیر کبیر میں زیر قولہ تعالیٰ وتتمت کلمت ربك صدقا وعدلا (پوری ہے بات تیرے رب کی سچ اور انصاف میں۔ ت) اس کی طرف اشارہ کیا کذب الہی کے محال ہونے پر دلیل عقلی قائم کر کے فرماتے ہیں:

ولايجوز اثبات ان الكذب على الله محال بالدلائل السمعية لان صحة الدلائل السمعية موقوفة على ان الكذب على الله محال فلو اثبتنا امتناع الكذب على الله تعالى بالدلائل السمعية لزم الدور وهو باطل

اللہ تعالیٰ سے کذب کے محال ہونے کو دلائل سمعیہ سے ثابت کرنا جائز ہی نہیں کیونکہ خود ان دلائل سمعیہ کی صحت اس پر موقوف ہے کہ کذب اللہ تعالیٰ سے محال ہے اگر ہم اللہ تعالیٰ سے امتناع کذب کو دلائل سمعیہ سے ثابت کریں گے تو دور لازم آجائے گا جو باطل ہے۔ (ت)

اقول وبالله التوفيق تنوير دليل يهـ في عقل جس امر کو ممکن جانے کی اور ممکن وہی جسے وجود و عدم دونوں سے یکساں نسبت ہو تو چاہے وہ امر کیسا ہی مستبعد ہو مگر عقل از پیش خویش اس کے ازلًا ابدًا عدم وقوع پر جرم نہیں کر سکتی کہ ہر ممکن مقدور اور ہر مقدور صالح تعلق ارادہ اور ارادہ الہیہ امر غیب ہے جس تک عقل کی اصلا رسانی نہیں، پھر وہ بطور خود کیونکر کہہ سکتی ہے کہ اگرچہ کذب الہی زیر قدرت ہے مگر مجھے اس کے ارادہ پر خبر ہے کہ ازل سے ابد تک بولانہ بولے، ارادہ پر حکم وہیں کر سکتے ہیں جہاں خود صاحب ارادہ جل مجدہ خبر دے کہ فلاں امر ہم کبھی صادر نہ فرمائیں گے، کقولہ تعالیٰ: لا يكلف الله نفسا الا وسعها۔

اللہ تعالیٰ کسی نفس کو اس کی طاقت سے بڑھ کر تکلیف نہیں دیتا۔ (ت)

وقوله تعالیٰ:

يريد الله بكم اليسر ولا يريد بكم العسر

اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ آسانی کا ارادہ فرماتا ہے تم پر تنگی کا ارادہ نہیں فرماتا۔ (ت)

امام فخر الدین رازی تفسیر سورہ بقرہ میں زیر آیت کریمہ امر تقولون علی اللہ مالا تعلمون

(یا تم اللہ تعالیٰ کے بارے میں ایسی بات کہتے ہو جس کا تمہیں علم نہیں۔ ت) فرماتے ہیں :
 الآية تدل على فوائد (الی ان قال) ثانیہا ان کل ما جانر وجوده و عدمه
 عقلا لم یجز المصیر الی الاثبات والی النفی الا بدلیل سمعی۔
 یہ آیت مبارکہ کئی فوائد پر دال ہے (آگے چل کر کہا) دوسرا فائدہ یہ ہے کہ جس شے کا وجود و عدم عقلاً
 جائز ہو اس کے اثبات و نفی کے لئے دلیل سمعی کی طرف رجوع ضروری ہے۔ (ت)
 اور تفسیر سورۃ انعام میں زیر قولہ تعالیٰ قل اللہ شہید بینی و بینکم (فرما دیجئے اللہ تعالیٰ
 میرے اور تمہارے درمیان گواہ ہے۔ ت) فرماتے ہیں :

المطالب علی اقسام ثلثة منها ما یمتنع اثباته بالدلائل السمعیة ، فان
 کل ما یتوقف صحۃ السمع علی صحۃ امتناع اثباته بالسمع والالزام الدور و منها ما یمتنع اثباته بالعقل و ہول شئ یصح
 وجوده ویصح عدمه عقلا فلا امتناع فی احد الطرفين اصلا فالقطع علی
 احد الطرفين بعینه لا یمکن الا بالدلیل السمعی الخ۔
 مطالب کی تین اقسام ہیں : ایک جن کا اثبات دلائل سمعیہ سے ممکن ہے کیونکہ ہر وہ چیز جس کا
 اثبات صحت سمع پر موقوف ہے اس کا اثبات سمع سے نہیں ہو سکتا ورنہ دور لازم آئے گا، دوسرا
 جن کا اثبات عقل سے ممکن ہے اور وہ ہر وہ شے ہے جس کا وجود و عدم عقلاً صحیح ہو دونوں میں سے
 کوئی ممکن نہ ہو تو اب ایک جانب میں یقین دلیل سمعی کے بغیر ممکن نہیں الخ۔ (ت)
 (فتاویٰ رضویہ ج ۱۵ ص ۳۳۵ ، ۳۳۶)

(۳۱) مزید فرمایا :
 دلیل چہارم ، جس کی طرف امام فخر الدین رازی نے نص ۱۶ میں اشارہ فرمایا کہ جب اہلسنت
 کے نزدیک اللہ و جل کا صدق ازلی تو کذب محال کہ ہر ازلی ممکن الزوال ۔
 اقول وبالله التوفیق تصویر دلیل یہ ہے کہ اللہ عز و جل پر اسم صادق کا اطلاق
 قطع نظر اس سے کہ قرآن و حدیث و اجماع سے ثابت ، مخالفان عنید یعنی طائفہ جدید کو بھی
 عہ اما القرآن فقوله تعالى ذك جزينهم ببغيهم وانا الصديقون و قوله تعالى
 (باقی بر صفحہ آئندہ)

مقبول کہ وہ بھی اللہ عز وجل کو صادق بالفعل تو مانتے ہیں اگرچہ صادق بالضرورة ہونے سے صاف انکار کرتے ہیں کہ جب کذب ممکن جانا اور امکان نہیں مگر جانب مخالف سے سلب ضرورت، تو لا حصرم باری تعالیٰ کے صادق ہونے کو ضروری نہ مانا، مگر جاہل کہ صادق بالفعل ماننا ہی ان کے مذہب نامتدب کا استیصال کر گیا کہ جب وہ صادق ہے اور صدق مشتق قیام مبدیہ کو مستلزم، تو واجب کہ صدق اس کی ذات پاک سے قائم اور ذات الہی سے قیام حوادث محال، تو ثابت کہ صدق الہی ازلی ہے۔ (فتاویٰ رضویہ ۱۵ ص ۳۳۹، ۳۴۰)

(۳۲) مزید فرمایا،

دلیل پنجم اگر باری عز وجل اگر کذب سے متصف ہو سکے تو اس کا کذب اگر ہوگا تو قدیم ہی

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

ومن اصدق من الله قیلاً فان المعنى ان الله تعالى اصدق قائل وحمل الاصدق حمل الصادق مع زيادة، واما الحديث فقد عد الصادق من الاسماء الحسنی فی حدیث ابن ماجہ و حدیث المحاکم فی المستدرک و ابی الشیخ و ابن مردویہ فی تفسیریمہما و ابی نعیم فی کتاب الاسماء الحسنی کلہم عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم واما الاجماع فظاہر لاینکر ۱۲ منہ۔

قرآن میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے یہ ہم نے ان کو بغاوت کی سزا دی اور ہم یقیناً سچے ہیں، دوسرے مقام پر فرمایا، اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر کون زیادہ سچا ہے۔ معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سب سے بڑھ کر صادق ہے۔ اور اصدق کا حمل صادق مع زیادہ کا حمل ہے۔ رہی حدیث تو حدیث میں اسماء حسنی میں صادق کو شمار و شامل کیا گیا ہے، اور یہ حدیث حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کی ہے اور اسے ابن ماجہ، حاکم نے مستدرک میں، ابوالشیخ اور ابن مردویہ نے اپنی تفاسیر اور امام ابو نعیم نے ”کتاب الاسماء الحسنی“ میں ذکر کیا، رہا اجماع تو وہ واضح ہے اس کا انکار کیا ہی نہیں جاسکتا ۱۲ منہ (ت)

لہ القرآن الکریم ۴/ ۱۲۲

۲ سنن ابن ماجہ ابواب الدعاء باب اسماء اللہ عز وجل ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۲۸۳

ہوگا کہ اس کی کوئی صفت حادثہ نہیں، اور جو قدیم ہے معدوم نہیں ہو سکتا، تو لازم کہ صدق الہی محال ہو جائے حالانکہ یہ بالبداہتہ باطل، تو کذب سے اتصاف ناممکن، یہ دلیل تفسیر کبیر و موافق و شرح مقاصد میں افادہ فرمائی، امام کی عبارت یہ ہے زیر قولہ تعالیٰ ومن اصدق من اللہ حدیثاً (اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر کون ہے سچی بات فرمانے والا۔ ت) امتناع کذب الہی پر اہلسنت کی دلیل بیان کرتے ہیں:

اما اصحابنا فدلہم انہ لوکان کاذبا لکان کذبا قديما، ولوکان کذبا قديما لامتنع من زوال کذبه قديما لامتنع کونه صادقا، لان وجود احد الضدين يمنع وجود الضد الآخر فلوکان کاذبا لامتنع ان یصدق لکنہ غیر ممتنع، لانا نعلم بالضرورة ان کل من علم شیئا فانه لا یمتنع علیہ ان یحکم علیہ بحکم مطابق للمحکوم علیہ، والعلم بهذه الصحة ضروری، فاذا کان امکان الصدق قائما کان امتناع الکذب حاصل لا محالة۔

ہمارے علماء کی دلیل یہ ہے کہ اگر وہ کاذب ہے تو اس کا کذب قدیم ہوگا، اگر اس کا کذب قدیم ہے، تو اس کے کذب کا زوال ممتنع ہوگا کیونکہ قدیم پر عدم ممتنع ہوتا ہے۔ اور اگر اس کے کذب زوال قدیم ممتنع ہے تو اس کا صادق ہونا ممتنع ہوگا کیونکہ ضدین میں سے ایک کا وجود دوسرے کے وجود کے لئے امتناع کا سبب ہوتا ہے، تو اگر وہ کاذب ہے تو اس کا صادق ہونا ممتنع ہوگا لیکن یہ تو ممتنع نہیں کیونکہ ہم بداہتہ جانتے ہیں کہ جو شخص کسی شے کے بارے میں علم رکھتا ہو اس کے لئے اس شے پر محکوم علیہ کے مطابق حکم لگانے میں کوئی امتناع نہیں اور اس ضابطہ کی صحت کا علم و یقین ضروری ہے جب امکان صدق قائم ہے تو کذب کا حصول ہر صورت میں ممتنع ہوگا۔ (ت)

(فتاویٰ رضویہ ج ۱۵ ص ۳۴۱، ۳۴۲)

(۳۳) مزید فرمایا:

دلیل ششم، اقول وبحول اللہ اصول (میں کہتا ہوں اور اللہ تعالیٰ کی توفیق سے بیان کرتا ہوں۔ ت) کلام الہی ازل میں بایجاب کلی حق تھا، معاذ اللہ اس کا بعض باطل یا نہ حق نہ باطل،

۱۔ القرآن الکریم ۸۷/۴

دارالکتب العلمیہ بیروت ۱۰/۱۴۳

تحت الآیة ۸۷/۴

۲۔ مفاتیح الغیب (التفسیر الکبیر)

شق ثانی تو کفر صریح اور ثالث میں مطابقت و لا مطابقت دونوں کا ارتفاع اور وہ قطعاً محال ، اولاً بالبداہتہ ،

فان ارتفاع محمولی الانفصال الحقیقی عن الموضوع کا ارتفاع النقیضین۔
کیونکہ انفصال حقیقی کے دونوں محمول کا موضوع سے ارتفاع نقیضین کے ارتفاع کی طرح ہوتا ہے۔ (ت)

ثانیاً باجماع عقلاً ،

حتی الجاحظ المعتزلی وانما نزاعہ فی مجرد التسمیة۔
حتی کہ جاحظ معتزلی بھی قائل ہے نزاع محض نام میں ہے۔ (ت)

ع۱ ای فلا یرضی بہ المخالف ایضاً فلا ینافی عقلیة البرہان وانما الکتفی بہ قصراً
للمسافة والاقلہ طریق قد عرفت وهو وجوب الکذب وامتناع الصدق الباطل
ببداہة العقل ۱۲ منہ۔

یعنی اس پر مخالف بھی راضی نہ ہوگا اور یہ عقلی برہان کے منافی نہیں، اختصاراً اس پر اکتفاء
کر لیا گیا ورنہ اس کے لئے وہ طریق جو تو جان چکا کہ وہ کذب کا وجوب اور صدق کا امتناع ہے جو بداہتہ
عقل سے باطل ہے ۱۲ منہ (ت)

ع۲ فیہ المقنع وحديث الاجماع والنص تبرعی ۱۲ منہ۔

یہی کافی ہے اجماع اور نص کی بات بطور تبرع و نفل ہے ۱۲ منہ (ت)

ع۳ الخبر عند الجمهور اما صادق او كاذب لانه اما مطابق للواقع الذي هو المخبر
عنه وهو الصادق، او لا مطابق وهو الكاذب وهذه المنفصلة حقيقية دائرة بين
النفي والاثبات، ونزاع من نازع ليس الا في اطلاق لفظ الصادق والكذب لغة هل هما
للمعنيين لا في صدق هذه المنفصلة اه مسلم الثبوت مع شرح
فواتح الرحموت لمولانا بحر العلوم قدس سره ۱۲ منہ۔

جمهور کے نزدیک خبر صادق ہے یا کاذب، کیونکہ اگر وہ واقع کے مطابق ہے (باقی بر صفحہ آئندہ)

ثالثاً خود قرآن عظیم نفی واسطہ پر ناطق ،
قال مولانا ذوالجلال "فما ذا بعد الحق الا الضلال" ۱۱

ہمارے مالک صاحب جلال کا فرمان ہے ؛ پھر حق کے بعد کیا ہے مگر گمراہی ۔ (ت)
تولا جرم شق اول متعین ، اور شاید مخالف بھی اس سے انکار نہ رکھتا ہو ۔

(فتاویٰ رضویہ ۱۵ ص ۳۴۲ تا ۳۴۴)

(۳۴) مزید فرمایا ؛
دلیل بست و شتم ؛ قال عز وجل ،
ومن اصدق من الله قيلا ۱۲

(اللہ سے زیادہ کس کی بات سچی ہے ۔ ت)

اقول وبالله التوفيق آية كريمه نص جلی کہ کذب الہی محال عقلی ہے ، وجہ دلالت سننے خادم
تفسیر و حدیث و واقف کلمات فقہاء پر روشن کہ امثال عبارات اگرچہ بظاہر نفی مزیت غیر کرتی ہیں مگر حقیقت
تفصیل مطلق نفی برتر و ہمسر کے لئے مسوق ہوتی ہیں ۔ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے افضل کوئی
نہیں یعنی سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سب سے افضل ہیں ۔

ومن احسن من الله صبغة ۱۳

یعنی صبغة اللہ سب سے احسن ہے ۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

تو صادق ، اگر مطابق نہیں تو کاذب ، اور یہ منفصلہ حقیقیہ ہے جو نفی و اثبات کے درمیان دائر ہے اور
جس نے بھی اس میں نزاع کیا ہے وہ صرف لغت لفظ صادق و کذب کے اطلاق میں کیا ہے کہ کیا وہ
ان دونوں معنی کے لئے ہیں منفصلہ حقیقیہ جس کے دونوں محمول مرتفع ہوں ، صادق میں نہیں اسلام لثبوت
مع شرح فوائح الرحمت لمولانا بحر العلوم قدس سرہ ۱۲ منہ (ت)

۱۔ القرآن الکریم ۳۲/۱۰

۲۔ " ۱۲۲/۴

۵۔ " ۱۳۸/۲

ومن احسن قولاً ممن دعا الى الله، اي هو احسن قولاً من كل من عداه۔
اور اس سے زیادہ کس کی بات اچھی جو اللہ کی طرف بلائے، یعنی وہ دوسرے تمام سے قول
میں اچھا ہے۔ (ت)

علامة الوجود سيدي ابوالسعود عليه رحمة الودود تفسير ارشاد میں زیر قولہ تعالیٰ عز وجل ومن
اظلم ممن افترى على الله كذباً (اللہ تعالیٰ پر جھوٹ افترانے والے سے کون بڑا ظالم ہے۔ ت)
فرماتے ہیں:

هو انكار واستبعاد لان يكون احداً افضل ممن فعل ذلك او مساوياً له وان
كان سبك التركيب غير متعرض لانكار المساواة ونفيها يشهد به العرف الفاشي
والاستعمال المطرد، فانه اذا قيل من اكرم من فلان او لا افضل من فلان فالمراد
به حتمانه اكرم من كل كريم وافضل من كل فاضل، الا يري الى قوله عز وجل
لاجرم انهم في الآخرة هم الاخسرون بعد قوله تعالى ومن اظلم ممن افترى
على الله كذباً الخ والسرفي ذلك ان النسبة بين الشيثيين انما تتصور غالباً
لا سيما في باب المغالبة بالتفاوت نريادة ونقصاناً فاذا لم يكن احدهما انريد
يتحقق النقصان لامحالة۔

یہ انکار واستبعاد ہے کہ اس سے بڑھ کر یا اس کے مساوی کوئی ظالم نہیں ہو سکتا اگرچہ بظاہر
ترکیب انکار ونفی مساوات پر ضرب نہیں لیکن اس پر مشہور عرف اور مسلمہ استعمال شاہد ہے مثلاً جب
یہ کہا جاتا ہے کہ فلاں، فلاں سے زیادہ بزرگ ہے یا فلاں سے کوئی افضل نہیں، تو اس سے یقیناً یہ
مراد ہے کہ ہر کریم سے اکریم اور ہر فاضل سے افضل ہے، کیا رائے ہے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان مبارک
میں ”وہ یقیناً آخرت میں خسارے میں ہیں“ جس کے بعد فرمایا: ”اور اس سے بڑھ کر ظالم کون جو اللہ پر
جھوٹ باندھے۔“ اور اس میں راز یہ ہے کہ نسبت غالباً دو چیزوں کے درمیان خصوصاً غلبہ میں
تفاوت کے باب میں زیادتی اور نقصان میں متصور ہوتی ہے جب ان میں سے کوئی ایک زیادہ نہ ہو تو

۱۔ القرآن الکریم ۴۱/۳۳

۲۔ ۶/۲۱

۳۔ ارشاد لعقل سلیم (تفسیر ابی السعود) تحت آیت ۶/۲۱ دار احیاء التراث العربی بیروت ۳/۱۱۹

بہر حال نقصان کا ہی تحقق ہوگا۔ (ت)

تو لاجرم معنی آیت یہ ہیں کہ مولیٰ عز وجل کی بات سب کی باتوں سے زیادہ صادق ہے جس کے صدق کو کسی کلام کا صدق نہیں پہنچتا، اور پُر ظاہر کہ صدق کلام فی نفسہ اصلاً قابل تشکیک نہیں کہ باعتبار ذوات قضا یا خواہ اختلاف قدم و حدوث کلام یا بقا و فنائے سخن یا کمال و نقصان متکلم خواہ کسی وجہ سے اس میں تفاوت مان سکیں، سچی سچی باتیں مطابقت واقع میں سب یکساں، اگر ذرا بھی فرق ہو تو سرے سے سچ ہی نہ رہا، اصدق و صادق کہاں سے صادق آئے گا، یہ معنی اگرچہ فی نفسہ بدیہی ہیں مگر کلام واحد میں لحاظ کرنے سے ان اغیار پر بھی انکشاف تام پائیں گے جنہیں بدیہیات میں بھی حاجت شانہ جنبانہ تنبیہ ہوتی ہے، قرآن عظیم نے فرمایا: محمد رسول اللہ، ہم بھی کہتے ہیں محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ کیا وہ جملہ محمد رسول اللہ کہ قرآن میں آیا زیادہ مطابق واقع ہے اور ہم نے جو محمد رسول اللہ کہا کم مطابق ہے، حاشا کوئی مجنون بھی اس میں تفاوت گمان نہ کرے گا یا متعدد باتوں میں دیکھتے تو یوں نظر کیجئے، فرقان عزیز نے فرمایا:

وَحَمَلَهُ وَفَصَّالَهُ ثَلَاثُونَ شَهْرًا۔

اور اسے اٹھائے پھرنا اور اس کا دودھ چھڑانا تینسٹ مہینہ میں ہے۔ (ت)

ہم کہتے ہیں:

لا اله الا الله الملك الحق المبين۔

اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ ہی مالک حق واضح ہے۔ (ت)

کیا وہ ارشاد کہ ”بچے کا پیٹ میں رہنا اور دودھ چھوٹنا تینسٹ مہینے میں ہے“ زیادہ سچا ہے اور اس قول کے صدق میں کہ ”اللہ کے سوا کوئی سچا معبود نہیں“ معاذ اللہ کچھ کمی ہے، تو ثابت ہوا کہ اصدقیت

عہ الصدق تامة ينسب الى القول و اخرى الى القائل والكلام ههنا في المعنى الاول

فلا يذهب هذا عنك ۱۲ منہ۔

صدق کبھی قول کی طرف منسوب ہوتا ہے اور کبھی قائل کی طرف۔ واضح رہے یہاں گفتگو

معنی اول میں ہے، یہ بات ذہن نشین رہے ۱۲ منہ (ت)

بمعنی اثبات مطابقتہً للواقع غیر معقول ہے، ہاں نظر سامع میں ایک تفاوت متصور اور اس تشکیک اصدق و صادق میں وہی مقصود و معتبر جسے دو عبارتوں سے تعبیر کر سکتے ہیں، ایک یہ کہ وقعت و قبول میں زائد ہے مثلاً رسول کی بات ولی کی بات سے زیادہ سچی ہے یعنی ایک کلام کہ ولی سے منقول اگر وہی بعینہ رسول سے ثابت ہو جائے قلوب میں وقعت اور قبول کی قوت اور دلوں میں سکون و طمانیت ہی اور پیدا کرے گا کہ ولی سے ثبوت تک اس کا عشر نہ تھا اگرچہ بات حرف بحرف ایک ہے۔ دوسرے احتمال کذب سے ابعد ہونا مثلاً مستور کی بات سے عادل کی بات صادق تر ہے یعنی بہ نسبت اس کے احتمال کذب سے زیادہ دور ہے اور حقیقتہً تعبیر اول اسی تعبیر دوم کی طرف راجع کہ سامع کے نزدیک جس قدر احتمال کذب سے دوری ہوگی اسی درجہ وقعت و مقبولیت پوری ہوگی، جب یہ امر مہم ہو گیا تو آیہ کریمہ کا مفاد یہ قرار پایا کہ اللہ عز و جل کی بات ہر بات سے زیادہ احتمال کذب سے پاک و منزہ ہے، کوئی خبر اور کسی کی خبر اس امر میں اس کے مساوی نہیں ہو سکتی اور شاید حضرات مخالفین بھی اس سے انکار کرتے کچھ خوف خدا دل میں لائیں۔ اب جو ہم خبر اہل تواتر کو دیکھتے ہیں تو وہ بالبداہتہ بروجہ عادت دائمہ ابدیہ غیر متخلفہ علم قطعی یقینی جازم ثابت غیر محتمل النقیض کو مفید ہوتی ہے جس میں عقل کسی طرح تجویز خلاف روا نہیں رکھتی اگرچہ بنظر نفس ذات خبر و مخبر امکان ذاتی باقی ہے کہ ان کا جمع علی الکذب قدرت الیہ سے خارج نہیں۔ تلویح میں ہے:

المتواتر یوجب علم الیقین بمعنی ان العقل یحکم حکما قطعیا بانہم لم یواطؤا علی الکذب وان ما اتفقوا علیہ حق ثابت فی نفس الامر غیر محتمل للنقیض لا بمعنی سلب الامکان العقلی عن تواطؤہم علی الکذب بل ملخصاً۔

متواتر سے علم یقین حاصل ہونے کا معنی یہ ہے کہ عقل یہ حکم لگاتی ہے کہ ایسے لوگوں کا اتفاق کذب پر یقیناً نہیں ہو سکتا اور جس پر ان کا اتفاق ہوا ہے وہ حق اور نفس الامر میں ثابت ہے اس میں نقیض کا احتمال نہیں ہے، اس کا یہ معنی نہیں کہ ان کے جھوٹ پر جمع ہونے کے امکان عقلی کا سلب ہو گیا ہے اھ ملخصاً۔ (ت)

مگر ایسا امکان منافی قطع بالمعنی الاخص بھی نہیں ہوتا کما حققہ فی المواقف و شرحہا و اشار الیہ فی شرح المقاصد و شرح العقائد وغیرہما (جیسا کہ مواقف اور

اس کی شرح میں ہے اور اسی کی طرف شرح مقاصد اور شرح عقائد وغیرہ میں اشارہ ہے۔ (ت۔ ۱) سے پیش نظر رکھ کر کلام باری تعالیٰ کی طرف چلتے، امکانِ کذب ماننے کے بعد مباحث مذکورہ دلیل دوم و فرق امور عادیہ و ارادہ غیبیہ سے قطع نظر بھی ہو تو غایت درجہ اس قدر کہ کلام ربانی و خبر اہل تواتر کا نٹے کی تول ہم تلہ ہوں گے، جیسا کہ احتمالِ کذب یعنی نافی قطع و منافی جزم اس کلام پاک میں نہیں اس سے خبر تواتر کا بھی دامن پاک اور بنظر امکان ذاتی جو احتمالِ عقلی خبر تواتر میں ناشی وہ بعینہ کلام الہی میں بھی باقی، پھر کلام الہی کا سبب مومن سے اصدق ہونا اور کسی کی بات اس سے صدقاً بھی ہمہ سہی نہ کر سکتا کہ مفاد آیہ کریمہ تھا معاذ اللہ کذب درست آیا بخلاف عقیدہ مجیدہ اہلسنت وقایۃ اللہ لہم دامت (ان کو اللہ تعالیٰ کی حفاظت دائمی ہو۔ ت) یعنی امتناع عقلی کذب الہی کہ اس تقریر پر کلام مولیٰ جل و علا میں کسی طرح احتمالِ کذب کا امکان نہیں بخلاف خبر تواتر کہ احتمال امکانی رکھتی ہے اور یہ بات قطعاً صرف اسی کے کلام پاک سے خاص، محال ہے کہ کوئی شخص ایسی صورت نکال سکے کہ کسی غیر خدا پر کذب محال عقلی ہو جائے۔ عصمت اگر بمعنی امتناع صدور و عدم قدرت ہی لیجئے تاہم امتناع ذاتی نہیں کہ سلب عصمت خود زیر قدرت۔ اب بحمد اللہ شمس تابندہ کی طرح روشن درخشندہ صادق آیا کہ من اصدق من اللہ قیلاً (اور اللہ سے زیادہ کس کی بات سچی۔ ت) اور العزۃ للہ کیوں صادق آئے کہ آخر من اصدق من اللہ حدیثاً (اور اللہ سے زیادہ کس کی بات سچی۔ ت) یہ دیکھو یہ منشا تھا علماء کے اس ارشاد کا کہ زیر آیت کہ یہ استدلال میں فرمایا کہ کوئی اس سے کیونکر اصدق ہو سکے کہ اس پر تو کذب محال اور وہی ممکن، والحمد للہ رب العالمین۔

دلیل بست و ہم : قال المولیٰ سبحانہ و تعالیٰ :
قل ای شئ اکبر شہادۃ ط قل اللہ۔

اے نبی ! تو کافروں سے پوچھ کون ہے جس کی گواہی سب سے بڑی ہے، تو خود ہی فرما کہ

اللہ (ت)

اقول اللہ کے لئے حمد و منت کہ یہ آیہ کریمہ آیہ سابقہ سے بھی جلی و اظہر، اور افادہ مراد میں اجلی و ازہر، وہاں ظاہر نظم نفی اصدقیت غیر تھا اور اثبات اصدقیت کلام اللہ بحوالہ عرف یہاں صراحتاً

۱۲۲/۴ العتہ آن الکریم

۸۴/۴ " "

۱۹/۶ " "

ارشاد ہوتا ہے کہ اللہ عز وجل کی گواہی سب گواہیوں سے اکبر واعظم واعلیٰ ہے۔ اب اگر معاذ اللہ امکانِ کذب کو دخل دیکھتے تو ہرگز شہادتِ الہی کو شہادتِ اہل قوا تر پر تفوق نہیں کہ جو یقین اس سے ملے گا اس سے بھی مہیا اور جو احتمال اس میں بھی باقی اس میں بھی پیدا، تو قرآن پر ایمان لانے والے کو یہی چارہ کہ مذہبِ مہذب اہل سنت کی طرف رجوع کرے اور جنابِ عزت کے امکانِ کذب سے برائت پر ایمان لائے۔ باقی تقریر دلیلِ مثل دلیلِ سابق ہے، فافہم واعلم واللہ اعلم۔

دلیلِ سیم: قال ربنا عز من قائل:

وتمت کلمت ربك صدقا وعدلا لا مبدل لکلماتہ ۚ وهو السميع العليم ۝
اور پورا ہے تیرے رب کا کلام صدق و انصاف میں، کوئی بدلنے والا نہیں اس کی باتوں کا، اور وہی ہے سُننے والا جاننے والا۔

علماء فرماتے ہیں یعنی باری عز وجل کا کلام انتہا درجہ صدق و عدل پر ہے جس کا مثل ان امور میں متصور نہیں۔ بیضاوی میں ہے:

بلغت الغاية اخبارا واحكامه ومواعيده (صدقا) في الاخبار والمواعيد و
عدلا في الاقضية والاحكام ۝

اللہ تعالیٰ کی اخبار، احکام اور مواعید انتہائی کامل ہیں، اخبار و مواعید صدق کے اعتبار سے اور قضایا و احکام عدل کے اعتبار سے۔ (ت)

ارشاد العقل السليم میں ہے:

المعنى انها بلغت الغاية القاصية صدقا في الاخبار والمواعيد وعدلا في الاقضية والاحكام لا احد يبدل شيئا من ذلك بما هو اصدق واعدل ولا بما هو مثله ۝

مفہوم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے کلمات اخبار و مواعید میں صدق کے اعتبار سے اور قضایا و احکام میں عدل کے اعتبار سے انتہائی درجہ پر ہیں اس سے بڑھ کر کوئی اصدق و اعدل نہیں جو ان میں سے

کسی حکم کو بدل ڈالے بلکہ اس کے مماثل بھی کوئی نہیں۔ (ت) (فتاویٰ رضویہ ۱۵ ص ۳۵۱ تا ۳۵۶)
 (۳۵) صدق قائل کے درجات بیان کرتے ہوئے فرمایا:
 درجہ ۲: ان لغو و عبث جھوٹوں سے بھی بچے مگر نثر یا نظم میں خیالات شاعرانہ ظاہر کرتا ہو جس طرح
 قصائد کی شبیہیں ص

بانت سعاد فقلبی الیوم متبول

(سعاد کی جدائی پر آج میرا دل مضطرب ہے۔ ت)

سب جانتے ہیں کہ وہاں نہ کوئی عورت سعاد نامی تھی نہ حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ
 اس پر مفتون، نہ وہ ان سے جدا ہوئی نہ یہ اس کے فراق میں مجروح، محض خیالات شاعرانہ ہیں،
 مگر نہ فضول بحث کہ تشخید خاطر و تشویق سامع و ترقیق قلب و تزئین سخن کا فائدہ رکھتے ہیں تاہم از انجا کہ
 حکایت بے ٹکلی عنہ ہے۔ ارشاد فرمایا گیا،

وما علمنہ الشعر وما ینبغی لہ

نہ ہم نے اسے شعر سکھایا نہ وہ اس کی شان کے لائق۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

درجہ ۳: ان سے بھی تحریر کرے مگر مواعظ و امثال میں ان امور کا استعمال کرتا ہو جن کے لئے حقیقت
 واقعہ نہیں جیسے کلیدہ و منہ کی حکایتیں، منطق الطیر کی روایتیں، اگرچہ کلام قائل بظاہر حکایت واقع ہے
 مگر تغلیط سامع نہیں کہ سب جانتے ہیں وعظ و نصیحت کے لئے یہ تمثیلی باتیں بیان کی گئی ہیں جن سے
 دینی منفعت مقصود، پھر بھی انعام مصداق موجود، و لہذا قرآن عظیم کو اساطیر الاولین (پہلوں
 کے قصے۔ ت) کہنا کفر ہوا جیسے آج کل کے بعض کفار لٹام، مدعیان اسلام، نئی روشنی کے
 برانے غلام دعویٰ کرتے ہیں کہ کلام عزیز میں آدم و حوا کے قصے، شیطان و ملک کے افسانے سب
 تمثیلی کہانیاں ہیں جن کی حقیقت مقصود نہیں۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۱۵ ص ۳۵۷)

(۳۶) رسالہ مذکورہ کی تشریح سوم میں نجدیوں و ہابیوں کی ہٹ دھرمی کو بیان کرتے ہوئے فرمایا:
 ہاں اے وہ سوراخ جو سر کے دونوں جانب گوہر سماعت کے کان بنے ہو، جن پر ہوا کی
 موجیں نسیان سخن سے بارور ہو کہ مہین مہین پھو ہار سے آوازوں کا جھالا برساتی اور ان قدر ترقی

۱۔ المجموعۃ النہائیۃ فی الہدایۃ النبویۃ قافیۃ اللام قال کعب بن زہیر دار الکتب العلمیۃ بیروت ۳/۵

۲۔ القرآن الکریم ۳۶/۶۹

۳۔ ۶/۲۵

سیسپوں میں ان ننھی ننھی بوندیوں سے سننے کے موقی بناتی ہیں کیا کوئی تم میں القی السمع وهو شہید (کان لگائے اور متوجہ ہو۔ ت) کے قابل نہیں۔ ہاں اے گوشت کے وہ صنوبری ٹکڑو جو سینوں کے باتیں پہلوؤں میں ملک بدن کے تخت نشیں ہو جن کی سرکار میں آنکھوں کے عرض بیگی کانوں کے جاسوس بیرونی اخبار کے پرچے سناتے اور خود کے وزیر فہم کے مشیر اپنی روشن تدبیر سے نظم و نسق کے بڑے اٹھاتے ہیں، کیا تم میں کوئی یستمعون القول فی تتبعون احسنہ (کان لگا کر بات سنیں پھر اس کے بہتر پر چلیں۔ ت) کا قائل نہیں؟ جان براور! یقین جان تعصب باطل و اصرار عاقل کا وبال شدید ہے، آج نہ کھلا تو کل کیا بعید ہے شب در میان فردا لوکتا نسمع او نعقل (اگر ہم سنتے یا سمجھتے۔ ت) کا، یوم عصبیب (یہ بڑی سختی کا دن ہے۔ ت) ان موعدهم الصبح الیس الصبح بقریب (بشک ان کا وعدہ صبح کے وقت ہے کیا صبح قریب نہیں۔ ت) اس دن رب امر جعون ۵ لعلی اعمل صالحا (اے میرے رب! مجھے واپس پھیر دیجئے شاید اب میں کچھ بھلائی کماؤں۔ ت) کا جواب کلا (ہرگز نہیں۔ ت) ہو گا اور طعن بے ایمان الہیاتکم نذیر (کیا تمہارے پاس کوئی ڈر سنانے والا نہ آیا تھا۔ ت) کے جگہ دوز تیر میں بلا کا پلا، ابھی سویرا ہے ہوش سنبھالو، آنکھیں مل ڈالو، راستہ سوچنے کی راہ نکالو، چل تو دے، یہ بھی دیکھتے ہو کہ اس جھکی اندھیری میں کس کے پیچھے ہو، جس نے صرف ایک مسئلہ کذب باری بلکہ خوارج، روافض، معتزلہ، مرئیہ، ظاہریہ، کرامیہ وغیرہم طوائف ضالہ کی بدعات شنیعہ اور ان کے علاوہ صد ہا ضلالت قبیحہ قطعہ کی خندقیں جھنکائیں، اور تمہیں ان قہر ٹھوکروں ستم لغزشوں کی خبر تک نہ ہوئی، چشم فہم میں وہ بلا کی نیندیں جھک آئیں اور پھر گمان یہ کہ اس بیڑا راہ کا ہدایت مال، یہاں یہاں ہدایت اور کہاں یہ چال ۵

اذا کان الغراب دلیل قوم سیرہد یھم طریق الہا لیکنا
(جب کو کسی قوم کا رہبر ہو تو وہ انہیں ہلاکت کی راہ پر ہی لے جائے گا۔ ت)

۱۸/۳۹ القرآن الکریم ۱۸
۴۴/۱۱ " ۴۴
۱۰۰/۹۹ " ۱۰۰
۸/۶۷ " ۸

۳۷/۵۰ القرآن الکریم ۳۷
۱۰/۶۷ " ۱۰
۸۱/۱۱ " ۸۱
۱۰۰/۲۳ " ۱۰۰

لہٰذا اپنی حالت پر رحم کرو قبل اس کے کہ پھر معذرت مر بنا ہو لاء اضلونا (اے ہمارے رب! انہوں نے ہم کو بہکایا تھا۔ ت) کام نہ آئے اور لا تختصمو الدی (میرے پاس نہ جھگڑو۔ ت) کی غضب جھنجھلاہٹ اذ تبرا الذین اتبعوا (جب بیزار ہوں گے پیشوا اپنے پیروؤں سے۔ ت) کا رنگ دکھائے مر بنا افتح بیننا و بین قومنا بالحق وانت خیر المفتاحین (اے ہمارے رب! ہم میں اور ہماری قوم میں حق فیصلہ کر اور تیرا فیصلہ سب سے بہتر ہے۔ ت)۔
(فتاویٰ رضویہ ج ۱۵ ص ۳۶۰، ۳۶۱)

(۳۷) امام و بابیہ کے ہدیانات کو بیان کرتے ہوئے فرمایا،
اگر کذب الہی محال ہو اور محال پر قدرت نہیں تو اللہ تعالیٰ جھوٹ بولنے پر قادر نہ ہوگا حالانکہ
علمائے دین نے جو ارشاد فرمایا کہ کذب عیب ہے اور عیب اللہ عزوجل پر محال، حضرت اس کے رد
میں یوں اپنا خبث ظاہر کرتے ہیں،

قوله وهو محال لانه نقص والنقص عليه تعالى محال، اقول اگر مراد از محال ممتنع لذاتہ
است کہ تحت قدرت الہیہ داخل نیست پس لانسلم کہ کذب مذکور محال بمعنی مسطور باشد چہ عقد قضیہ غیر مطابقہ
للواقع والقای آں بر ملائکہ و انبیاء خارج از قدرت الہیہ نیست والا لازم آید کہ قدرت انسانی ازید از
قدرت ربانی باشد چہ عقد قضیہ غیر مطابقہ للواقع والقای آں بر مخاطبین در قدرت اکثر افراد انسانی است،
کذب مذکور آرے منافی حکمت اوست پس ممتنع بالغیر است، ولہذا عدم کذب را از کمالات حضرت حق سبحانہ می شمارند الخ
قوله یہ محال ہے کیونکہ یہ نقص ہے اور نقص اللہ تعالیٰ پر محال ہے اقول اگر محال سے مراد ممتنع لذاتہ ہے
جو قدرت الہیہ کے تحت داخل تو ہم نہیں مانتے کہ کذب مذکور محال بمعنی مسطور ہوگا کیونکہ یہ قضیہ غیر مطابقہ للواقع
ہے اور اس کا القاء ملائکہ و انبیاء پر قدرت الہیہ سے خارج نہیں ورنہ لازم آئے گا کہ قدرت انسانی قدرت ربانی
سے زائد ہو جائے کیونکہ یہ قضیہ غیر مطابقہ للواقع ہے اور اس کا القاء مخاطبین پر اکثر افراد انسانی کی قوت میں ہے،
ہاں کذب مذکور اس حکمت کے منافی ہے لہذا یہ ممتنع بالغیر ہے اور اسی لئے عدم کذب کو اللہ تعالیٰ کے کمالات
شمار کرتے ہیں الخ (ت)

بقیہ عبارت سراپا شرات زیر ہدیان دوم آئے گی ۱۲ عفا اللہ تعالیٰ عنہ۔

۱۷ القرآن الکریم ۳۸/۷ ۲ القرآن الکریم ۲۸/۵۰ ۳ القرآن الکریم ۱۶۶/۲
۴ ۸۹/۷
۵ رسالہ یکروزہ (فارسی) شاہ محمد اسماعیل فاروقی مکتب خانہ ص ۱۷

اکثر آدمی اس پر قادر ہیں، تو آدمی کی قدرت اللہ کی قدرت سے بڑھ گئی، یہ محال تو واجب کہ اس کا جھوٹ ہونا ممکن ہو۔

ایہا المسلمون! حماکم اللہ شر المجون (اے اہل اسلام! اللہ تعالیٰ تمہیں اس خطرناک شر سے محفوظ فرمائے۔ ت) اللہ! بنظر انصاف اس اغوائے عوام و طغوائے تمام کو غور کرو کہ اس بس کی گانٹھ میں کیا کیا زہر کی پڑیاں بندھی ہیں،

اولاً دھوکا دیا کہ آدمی تو جھوٹ بولتے ہیں خدا نہ بول سکے تو قدرت انسانی اس کی قدرت سے زائد ہو حالانکہ اہل سنت کے ایمان میں انسان اور اس کے تمام اعمال و اقوال و اوصاف و احوال سب جناب باری عزوجل کے مخلوق ہیں، قال المولیٰ سبحانہ و تعالیٰ،
واللہ خلقکم وما تعلمون

تم اور جو کچھ تم کرتے ہو سب اللہ ہی کا پیدا کیا ہوا ہے۔
انسان کو فقط کسب پر ایک گونہ اختیار ملا ہے، اس کے سارے افعال مولیٰ عزوجل ہی کی سچی قدرت سے واقع ہوتے ہیں، آدمی کی کیا طاقت کہ بے اس کے ارادہ و تکوین کے پلک مار سکے۔ انسان کا صدق و کذب، کفر، ایمان، طاعت، عصیان جو کچھ ہے سب اسی قدیر مقدر جل و علانے پیدا کیا اور اسی کی عظیم قدرت عظیم ارادت سے واقع ہوتا ہے،
وما تشاءون الا ان یشاء اللہ رب العالمین

تم نہ چاہو گے مگر یہ کہ اللہ چاہے جو پروردگار ہے سارے جہانوں کا۔

ع اس کا چاہا ہوا ہمارا نہ ہوا

ما شئت کان وما تشاء یكون لامایشاء الدھر والافلاک
(جو تو نے چاہا ہو گیا، جو آپ چاہیں گے ہو جائے گا، نہیں ہوگا جو دہراور افلاک چاہیں گے۔ ت)

پھر کتنا بڑا فریب دیا ہے کہ آدمی کا فعل قدرت الہی سے جدا ہے یہ خاص اشقیائے معتزلہ کا مذہب نامذہب ہے قرآن عظیم کا مردود و مکذب۔

ثانیاً قول اس ذی ہوش سے پوچھو انسان کو اپنا جھوٹ بولنے پر قدرت ہے یا

معاذ اللہ عز وجل سے بلوانے پر، پھر قدرت بڑھنا تو جب ہو تا کہ اللہ تعالیٰ آدمی سے جھوٹ بلوانے پر قابو نہ رکھتا، اپنے کذب پر قادر نہ ہو تو انسان کو اس عزیز جلیل کے کذب پر کب قدرت تھی کہ قدرت الہی سے اس کی قدرت زائد ہو گئی و لکن ”من لم يجعل الله له من نوراً“ (لیکن جسے اللہ نور نہ دے اس کے لئے کہیں نور نہیں۔ ت)

ثالثاً حضرت کو اسی ”یکہ وزی“ میں یہ تسلیم روزی کہ کذب عیب و منقصت ہے اور بیشک باری عز وجل میں عیب و نقصان آنا محال عقلی، اور ہم اس رسالہ کے مقدمے میں روشن کر چکے کہ محال پر قدرت ماننا اللہ عز وجل کو سخت عیب لگانا بلکہ اس کی خدائی سے منکر ہو جانا ہے۔ حضرات مبتدعین کے معلم شفیع ابلیس خبیث علیہ اللعن نے یہ عجز و قدرت کا نیا شکوفہ ان دہلوی بہادر سے پہلے ان کے مقتدا ابن حزم فاسد العزم فاقد الجرم ظاہری المذہب ردی المشرب کو بھی سکھایا تھا کہ اپنے رب کا ادب و اجلال کیسے پس پشت ڈال کتاب الملل والنحل میں بک گیا کہ انہ تعالیٰ قادر ان یتخذ ولد اذا لولم یقدر لکان عاجزاً یعنی اللہ تعالیٰ اپنے لئے بیٹے بنانے پر قادر ہے کہ قدرت نہ مانو تو عاجز ہو گا۔

عہ فائدہ عائدہ ضروری الملاحظہ: ایہا المسلمون پُر ظاہر کہ قدرت بڑھنے کے معنی کہ ایک شے پر اسے قدرت ہے اسے نہیں، نہ یہ کہ اسے جس شے پر قدرت ہے وہ تو اس کی قدرت میں بھی داخل، مگر ایک اور چیز اس کی قدرت سے خارج جو ہرگز اس کی قدرت میں بھی داخل نہ تھی اسے قدرت بڑھنا کوئی مجنون ہی سمجھے گا۔ یہاں بھی دو چیزیں ہیں ایک کذب انسانی، وہ قدرت انسانی میں مجازاً ہے اور قدرت ربانی میں حقیقتاً۔ دوم کذب ربانی، اس پر قدرت انسانی نہ قدرت ربانی، تو انسان کی قدرت کس بات میں معاذ اللہ مولیٰ سبحانہ و تعالیٰ کی قدرت سے بڑھ گئی۔ ہوائیوں کہ ملاجی بغایت سفاہت و غباوت کہ تمنائے عامہ اہل بدعت ہے، یوں خیال کیا کہ انسان کو اپنے کذب پر قدرت ہے اور بعینہ یہی لفظ جناب عزت میں بول کر دیکھا کہ اسے بھی اپنے کذب پر قدرت چاہئے ورنہ جو چیز مقدور انسان تھی مقدور رحمن نہ ہوتی، ختم الہی کا ثمرہ کہ دونوں جگہ اپنے اپنے کا لفظ دیکھ لیا اور فرق معنی اصلاً نہ جانا، ایک جگہ اپنے سے مراد ذات انسان ہے دوسری جگہ ذات رحمن جل و علا، پھر جو شے قدرت انسانی میں تھی قدرت ربانی سے کب خارج ہوتی۔ کذلک یطبع اللہ علی کل قلب متکبر جبار ۲۱ منہ

تعالیٰ اللہ عما یقولون الظالمون علواً کبیراً لقد جئتم شیئاً ادا ۵ تکاد
السموات یتفطرن منه وتنشق الارض وتخر الجبال هدا ۵ انت دعوا
للمرحمن ولدا ۵ وما ینبغی للمرحمن ان یتخذ ولدا ۵

ظالم جو کہتے ہیں اللہ تعالیٰ اس سے کہیں بلند ہے۔ بیشک تم حد کی بھاری بات لائے،
قریب ہے کہ آسمان اس سے پھٹ پڑے اور زمین شک ہو جائے اور پہاڑ گر جائیں ڈھکے کر
اس پر کہ انھوں نے رحمن کے لئے اولاد بتائی اور رحمن کے لائق نہیں کہ اولاد اختیار کرے۔ (ت)
(فتاویٰ رضویہ ج ۱۵ ص ۳۶۲ تا ۳۶۵)

(۳۸) مزید فرمایا،

مسلمان انصاف کرے کہ یہ تشنیعیں جو علمائے اس بد مذہب ابن حزم پر کیں اس بد مشرب عیدم الحرم
سے کتنی بچ رہیں،

کذٰلک قال الذین من قبلهم مثل قولهم تشابہت قلوبہم ط وان اللہ لایہدی
کید الخائنین

ان سے اگلوں نے بھی ایسی ہی کسی ان سی بات ان کے اُن کے دل ایک سے ہیں اور اللہ تعالیٰ
دغا بازوں کا مکر چلنے نہیں دیتا۔ (ت)

سابعاً قول العزّة للہ، اگر دہلوی ملا کی یہ دلیل سچی ہو تو دو خدا، دس خدا،
ہزار خدا، بے شمار خدا ممکن ہو جائیں، وجہ سُنئے جب یہ قرار پایا کہ آدمی جو کچھ کر سکے خدا بھی اپنی ذات
کے لئے کر سکتا ہے، اور معلوم کہ نکاح کرنا، عورت سے ہم بستر ہونا، اس کے رحم میں نطفہ پہنچانا قدرتِ انسانی
میں ہے تو واجب کہ ملا جی کا موہوم خدا بھی یہ باتیں کر سکے ورنہ آدمی کی قدرت تو اس سے بھی بڑھ جائیگی،
اور جب اتنا ہو چکا تو وہ آفتیں جن کے سبب اہل اسلام اتحاد و ملکہ کو محال جانتے تھے امام الوہاب یہ نے
قطعاً جا زمان لیں۔ آگے نطفہ ٹھہرنے اور بچہ ہونے میں کیا زہر گھل گیا ہے، وہ کون سی ذلت خواری باقی
رہی ہے جس کے باعث انھیں مانتے جھکنا ہو گا بلکہ یہاں اگر خدا کا عاجز رہ جانا تو سخت تعجب ہے کہ یہ تو
خاص اپنے ہاتھ کے کام ہیں جب دنیا بھر میں بزمِ ملا جی سب کے لئے اس کی قدرت سے واقع
ہوتے ہیں تو کیا اپنی زوجہ کے بارے میں تھک جائے گا آخر بچہ نہ ہونا یوں ہوتا ہے کہ نطفہ استقرار

نہ کرے اور خدا اسقرار پر قادر ہے، یا یوں کہ منی ناقابل عقد و انعقاد، یا مزاجِ رحم میں کوئی فساد، یا خللِ آسیب مانعِ اولاد، تو جب خدائی ہے، کیا ان موانع کا ازالہ نہ کر سکے گا، بہر حال جب امورِ سابقہ ممکن ٹھہرے تو بچہ ہونا قطعاً ممکن، اور خدا کا بچہ خدا ہی ہوگا۔ قال اللہ تعالیٰ:

قُلْ اِنَّ كَانَ لِلرَّحْمٰنِ وَلَدٌ فَاِنَّ اَوَّلَ الْعٰبِدِيْنَ لِبَعْدِ

تم فرماؤ بفرضِ محالِ رحمن کے لئے بچہ ہو تو سب سے پہلے میں پوچھتا۔ (ت)

تو قطعاً دو خدا کا امکان ہوا اگرچہ منافی غیرت ہو کر امتناع بالغیر ٹھہرے اور جب ایک ممکن تو کروڑوں ممکن کہ قدرتِ خدا کو انتہا نہیں، ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلیٰ العظیم۔

خامساً ملّا ئے دہلی کا خدائے موہوم کہاں کہاں آدمی کی حرص کرے گا، آدمی کھانا کھاتا ہے پانی پیتا ہے، پاخانہ پھرتا ہے، پیشاب کرتا ہے، آدمی قادر ہے کہ جس چیز کو دیکھنا نہ چاہے آنکھیں بند کر لے، سننا نہ چاہے کانوں میں انگلیاں دے لے۔ آدمی قادر ہے کہ اپنے آپ کو دریا میں ڈبو دے، آگ سے جلا لے، خاک پر لیٹے، کانٹوں پر لوٹے، رافضی ہو جائے، وہابی بن جائے، مگر ملّا ئے ملوم کا مولائے موہوم یہ سب باتیں اپنے لئے کر سکتا ہوگا، ورنہ عاجز ٹھہرے گا اور کمالِ قدرت میں آدمی سے گھٹ رہے گا۔

اقول غرض خدائی سے ہر طرح ہاتھ دھو بیٹھنا ہے نہ کر سکا تو حضرت کے زعم میں عاجز ہوا اور عاجز خدا نہیں، کر سکا تو ناقص ہوا ناقص خدا نہیں، محتاج ہوا محتاج خدا نہیں، ملوث ہوا ملوث خدا نہیں، تو شمس و امس کی طرح اظہر و ازہر کہ دہلوی بہادر کا یہ قول ابر حقیقہ انکار خدا کی طرف منجر۔

ما قدس و الله حق قدساً - والعیاذ باللہ من اضلال الشیطن۔

انھوں نے اللہ تعالیٰ کی صحیح قدر نہیں کی۔ اور شیطان کی گمراہی سے اللہ تعالیٰ کی پناہ۔ (ت) مگر ”سُبْحَانَ رَبِّنَا“ ہمارا سچا خدا سب عیبوں سے پاک اور قدرتِ علیٰ المحال کی تہمت سراپا اضلال سے کمال منزہ عالم اور عالم کے اعیان، اعراض، ذوات، صفات، اعمال، اقوال، خیر، شر، صدق، کذب، حسن، قبح، سب اسی کی قدرتِ کاملہ و ارادہ ازیلیہ سے ہوتے ہیں، نہ کوئی ممکن اس کی قدرت سے باہر نہ کسی کی قدرت اس کی قدرت کے ہمسر، نہ اپنے لئے کسی عیب و منفعت پر قادر

ہونا اس کی شانِ قدوسی کے لائق و درخور،

تعالیٰ اللہ عما یقول الظالمون علواً کبیراً ۝ و سبحن اللہ بکرة واصیلاً، والحمد

للہ حمداً کثیراً۔

اللہ تعالیٰ اس سے بہت بلند ہے جو یہ ظالم کہتے ہیں، صبح و شام اللہ تعالیٰ کی تقدیس و پاکیزگی ہے اور تمام اور کثیر حمد اللہ تعالیٰ کے لئے ہے۔ (ت)

(فتاویٰ رضویہ ج ۱۵ ص ۳۶۷، ۳۶۸)

(۳۹) امام وہابیہ کے ہزیان دوم کے شنائع و مفساد پر تازیانوں کے عنوان سے ردِ بلیغ کرتے ہوئے فرمایا:

تازیانہ ۱: اقول العزة لله والعظمة لله واللہ الذی لا اله الا هو (عزت اللہ تعالیٰ کے لئے اور عظمت اللہ تعالیٰ کے ہے، اللہ تعالیٰ کی وہ ذات ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ ت) کبرت کلمة تخرج من افواہهم ط ان یقولون الا کذباً (کتنا بڑا بول ہے کہ ان کے منہ سے نکلتا ہے نرا جھوٹ کہہ رہے ہیں۔ ت) اللہ! یہ ظلم شدید و ضلال بعید تماشا کر دئی کہ جا بجا خود اپنی زبان سے کذب کو عیب و لوٹ کہتا جاتا ہے پھر اسے باری عزوجل کے لئے ممکن بتاتا اور اللہ کے جھوٹ نہ بولنے کی وجہ یہ ٹھہراتا ہے کہ حکیم ہے اور مصلحت کی رعایت کرتا ہے پھر ترفعاً عن عیب الکذب وتنزہاً عن التلوث بہ یعنی اس لحاظ سے کہ کہیں عیب و لوٹ سے آلودہ نہ ہو جاؤں کذب سے بچتا ہے۔ دیکھو صاف صریح مان لیا کہ باری عزوجل کا عیب دار و ملوث ہونا ممکن، وہ چاہے تو ابھی عیبی و ملوث بن جائے، مگر یہ امر حکمت و مصلحت کے خلاف ہے اس لئے قصداً پرہیز کرتا ہے تعالیٰ اللہ عما یقولون علواً کبیراً (اللہ تعالیٰ اس سے کہیں بلند ہے جو یہ کہتے ہیں۔ ت) اور خود سرے سے اصل بنائے خود سری دیکھئے، ملائے مقبوح کا یہ املائے مقبوح اس کلامِ ائمہ کے رد میں ہے کہ کذب نقص ہے اور نقص باری تعالیٰ پر محال، اس کے جواب میں فرماتے ہیں محال بالذات ہونا ہمیں سلیم نہیں بلکہ ان دلیلوں (یعنی دونوں ہزیانوں) سے ممکن ہے تو کیسی صاف روشن تصریح ہے کہ نہ صرف کذب بلکہ ہر عیب آلائش کا خدا میں آنا ممکن، واہ بہادر! کیا نیم گردش چشم میں تمام عقائد تنزیہ و تقدیس کی جڑ کاٹ گیا۔

عاجز، جاہل، احمق، کاہل، اندھا، بہرا، ہیکلا، گونگا سب کچھ ہونا ممکن ٹھہرا۔ کھانا، پینا، پاخانہ پھرنا، پیشاب کرنا، بیمار پڑنا، بچہ جننا، اونگھنا، سونا بلکہ مرجانا، مر کے پھر پیدا ہونا سب جائز ہو گیا۔ غرض اصول اسلام کے ہزاروں عقیدے جن پر مسلمانوں کے ہاتھ میں یہی دلیل تھی کہ مولیٰ عزوجل پر نقص و عیب محال بالذات ہیں، دفعۃً سب باطل و بے دلیل ہو کر رہ گئے۔ فقیر تنزیہ دوم میں زیر دلیل ذکر کر آیا کہ یہ مسئلہ کیسی عظمت والا اصل دینی تھا جس پر ہزار ہا مسئلہ ذات و صفات باری عزوجل متفرع و مبنی، اس ایک کے انکار کرتے ہی وہ سب اڑ گئے، وہیں شرح مواقف سے گزرا کہ ہمارے لئے معرفت صفات باری کی طرف کوئی راستہ نہیں مگر افعال الہی سے استدلال یا یہ کہ اس پر عیوب نقائص محال، اب یہ دوسرا راستہ تو تم نے خود بند کر دیا، رہا پسلا یعنی افعال سے دلیل لانا کہ اس نے ایسی عظیم چیزیں پیدا کر دیں اور ان میں یہ حکمتیں ودیعت رکھیں، تو لاجرم ان کا خالق بالبداہتہ علیم و قدیر و حکیم و مرید ہے۔

اقول اولاً یہ استدلال صرف انہیں صفات کمال میں جاری جن سے خلق و تکوین کو علاقہ داری باقی ہزار ہا مسائل ثبوتیہ و سلبیہ پر دلیل کہاں سے آئے گی، مثلاً مصنوعات کا ایسا بریع و رفیع ہونا ہرگز دلالت نہیں کرتا کہ ان کا صانع صفت کلام یا صفت صدق سے بھی متصف یا نوم و اکل و شرب سے بھی معزہ ہے۔

ثانیاً جن صفات پر دلالت افعال وہاں بھی صرف ان کے حصول پر دال، نہ یہ کہ ان کا حدوث ممنوع یا زوال محال، مثلاً اس نظم حکیم و عظیم بنانے کے لئے بیشک علم و قدرت و ارادہ و حکومت درکار، مگر اس سے صرف بناتے وقت ان کا ہونا ثابت، ہمیشہ سے ہونے اور ہمیشہ رہنے سے دلیل ساکت، اگر دلائل سمیعہ کی طرف چلتے۔

اقول اولاً بعض صفات سمیع پر متقدم تو ان کا سمیع سے اثبات دور کو مستلزم۔ ثانیاً سمیع بھی صرف گنتی کے سلوب و ایجابات میں وارد، ان کے سوا ہزاروں مسائل کس گھر آئیں گے مثلاً نصوص شرعیہ میں کہیں تصریح نہیں کہ باری عزوجل اعراض و امراض و بول و براز سے پاک ہے، اس کا ثبوت کیا ہوگا۔

ثالثاً نصوص بھی فقط وقوع و عدم پر دلیل دیں گے، وجوب و استحالة و ازلیت و ابدیت کا پتا کہاں چلے گا مثلاً بكل شیء علیم علی کل شیء قدید (سب کچھ جانتا ہے، ہر شے پر

قادر ہے۔ ت) سے بیشک ثابت کہ اس کے لئے علم و قدرت ثابت، یہ کب نکلا کہ ازل سے ہیں اور ابد تک رہیں گے، اور ان کا زوال اس سے محال، یونہی دھویطعم ولا یطعمط (اور وہ کھلاتا ہے اور کھانے سے پاک ہے۔ ت) اور لا تأخذہ سنۃ ولا نومؑ (اُسے نہ اُونگھ آئے نہ نیند۔ ت) کا اتنا حاصل کہ کھاتا پیتا سوتا اُونگھتا نہیں، نہ یہ کہ یہ باتیں اس پر ممتنع، ہاں ہاں ان سب امور پر دلالت قطعی کرنے والا ان تمام دعوائے ازلیت و ابدیت و وجوب و امتناع پر بوجہ کامل ٹھیک اُترنے والا ہزاروں ہزار مسائل صفات ثبوتیہ و سلبیہ کے اثبات کا یکبارگی سچا ذمہ لینے والا، مخالف ذی ہوش غیر مجنون و مدہوش کے منہ میں دفعۃً بھاری پتھر دے دینے والا نہ تھا مگر وہی دینی یقینی عقلی بدہی اجماعی ایمانی مسئلہ کہ باری تعالیٰ پر عیب و منقصت محال بالذات، جب یہی ہاتھ سے گیا سب کچھ جاتا رہا، اب نہ دین ہے نہ نقل نہ ایمان نہ عقل،

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ۝ کَذٰلِکَ یُطْبِعُ اللّٰہُ عَلٰی کُلِّ قَلْبٍ مُّتْکِبٍ

جب اس کے

ہم اللہ کے مال ہیں اور ہم کو اسی کی طرف پھرنا ہے، اللہ یونہی مُر کر دیتا ہے متکبر برکش کے سارے دل پر۔ (ت)

ہاں وہابیہ نجدیہ کو دعوتِ عام ہے اپنے مولائے مسلم و انام مقدم کا یہ ہذیان امکان ثابت مان کر ذرا بتائیں تو کہ ان کا معبود بول و براز سے بھی پاک ہے یا نہیں، حاش! امتناع تو امتناع عدم وقوع کے بھی لالے پڑیں گے، آخر قرآن و حدیث میں تو کہیں اس کا ذکر نہیں، نہ افعالِ الہی اس نفی پر دلیل، اگر اجماعِ مسلمین کی طرف رجوع لائیں اور بیشک اجماع ہے، مگر جانِ برادر! یہ بیشک ہم نے یوں ہی کہا کہ یہ عیب ہیں اور عیب سے تنزیہ ہر مسلمان کا ایمان، تو قطعاً کوئی مسلم ان امور کو روا نہ رکھے گا، جب عیب سے تلوث ممکن ٹھہرا تو اب ثبوتِ اجماع کا کیا ذریعہ رہا، کیا نقل و روایت سے ثابت کر دگے؟ حاشا نقلِ اجماع درکنار سلفاً و خلفاً کتابوں اس مسئلے کا

۱۴/۵ الفترۃ آن الکیم

۲۵۵/۲ " "

۱۵۶/۲ " "

۳۵/۴ " "

ذکر ہی نہیں، اگر کہتے بول و براز کا وقوع ایسے آلاتِ جسمانیہ پر موقوف جن سے جناب باری منزہ، تو
اولاً ان آلات کے بطورِ آلات نہ اجزائے ذات ہونے کے استحالیہ پر سوا اس وجوبِ تنزہ کے کیا دلیل
جسے تمہارا امام و مولیٰ رو بیٹھا۔

ثانیاً توقفِ ممنوع آخر بے آلاتِ زبان و مردمک و پردہ گوش کلام و بصرو سمع ثابت، یونہی
بے آلاتِ بول و براز سے کون مانع، اسی طرح لاکھوں کفریات لازم آئیں گے کہ تمہارے امام کا وہ بہتان
امکانِ تسلیم ہو کر قیامت تک ان سے مفر نہ ملے گی،

كذلك "ليحق الحق ويبطل الباطل ولو كره المجرمون" ۱۰

اسی طرح کہ اللہ سچ کو سچ کرے اور جھوٹ کو جھوٹا اگرچہ برا مانیں مجرم۔ (ت)

مسلمانوں نے دیکھا کہ اس طائفہ تالفہ کے سردار و امام مدعی اسلام نے کیا پس بویا اور کیا کچھ
کھویا اور لاکھوں عقائدِ اسلام کو کیسے ڈبویا، ہزاروں کفرِ شنیع و ضلالِ قطیع کا دروازہ کیسا کھولا کہ
اس کا مذہب مان کر کبھی بند نہ ہوگا، پھر دعویٰ یہ ہے کہ دنیا بھر میں ہمیں موحد ہیں قی سب مشرک،
سبحان اللہ! یہ منہ اور ینہ دعویٰ۔ ادناقص و عیبی و ملوث خدا کے پوجنے والے! کس منہ سے اس اپنے
تراشیدہ باطلِ موہوم کو حضرت حق سبحانہ کہتا ہے، سبحان اللہ وہی تو سبحانہ کے قابلِ جس میں دنیا بھر
کے عیبوں آلائشوں کا امکان حاصل، العزّةُ للهِ میں اپنے رب ملکِ سبحوح قدوس عزیزِ مجید
عظیمِ جلیل کی طرف ہزار جان و صد ہزار جان برائت کرتا ہوں تیرے اس عیبی آلائشی تراشیدہ معبود
اور اس کے سب پوجنے والوں سے۔ مسلمانو! تمہارے رب کی عزت و جلال کی قسم کہ تمہارا سچا
معبود جل و علا، وہ پاک و منزہ و سبحوح قدوس ہے جس کے لئے تمام صفاتِ کمالیہ ازلاً ابداً واجب
للذات اور اصلاً کسی عیبِ لوث سے ملوث ہونا جرمِ قطعاً محال بالذات اس کی پاک قدرت اس
ناپاک شناعت سے بری و منزہ کہ معاذ اللہ اپنے عیبی و ناقص بنانے پر حاصل ہو، نعم المولیٰ
ونعم النصیر (کیا ہی اچھا مولا اور کیا ہی اچھا مددگار۔ ت)

یہ ملائے ملوم کا مولا نے موہوم تھا جو اپنے لئے عیوب و فواحش پر قدرت تو رکھتا ہے مگر لوگوں
کے شرم و لحاظ یا ہمارے پتھے خدا کے قہر و غضب سے ڈر کر باز رہتا ہے،

ضعف الطالب والمطلوب، لبئس المولى ولبئس العشير

کتنا کمزور چاہنے والا اور جس کو چاہا، بیشک کیا ہی بُرا مولیٰ اور بیشک کیا ہی بُرا رفیق۔ (ت)
 اوسفیہ علوم کذب ظلم، الوہیت و منقصد باہم اعلیٰ درجہ تنافی پر ہیں، الہ وہی ہے جس کے لئے
 جمیع صفات کمال واجب لذاتہ ہوں تو کسی عیب سے اتصاف ممکن ماننا زوال الوہیت کو ممکن جاننا ہے
 پھر خدا کب رہا، ولكن الظالمين بآيت الله يجحدون (بلکہ ظالم اللہ کی آیتوں سے انکار کرتے
 ہیں۔ ت) عنقریب ان شاء اللہ تعالیٰ تفسیر کبیر سے منقول ہوگا کہ باری تعالیٰ کے لئے امکانِ ظلم
 ماننے کا یہی مطلب کہ اس کی خدائی ممکن الزوال ہے، میں گمان نہیں کرتا کہ اس بیباک کی طرح (مسلمانوں
 کی تو خدا امان کرے) کسی سمجھ وال کافر نے بھی بے دھڑک تصریح کر دی ہو کہ عیب و لوث خدا میں تو آ سکتے
 ہیں مگر بطور ترفع یعنی مشیخت بنی رکھنے کے لئے ان سے دُور رہتا ہے صدق اللہ (اللہ تعالیٰ نے
 سچ فرمایا۔ ت) :

ومن اصدق من الله قيلاً ۝ فانها لا تعمى الابصار ولكن تعمى القلوب
 التي في الصدور ۝

اور اللہ سے زیادہ کس کی بات سچی۔ بیشک آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں لیکن وہ دل اندھے
 ہوتے ہیں جو سینوں میں ہیں۔ (ت)

والعیاذ باللہ بجللہ و تعالیٰ۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۵ ص ۳۷۰ تا ۳۷۴)

(۴۰) مزید فرمایا،

تازیانہ ۵: رب عز وجل فرماتا ہے:

وما انا بظلام للعبيد، میں بندوں کے حق میں ستمگر نہیں۔

اور فرماتا ہے:

لا يظلم ربك احداً، تیرا رب کسی پر ظلم نہیں کرتا۔

۱۳/۲۲ القرآن الکریم

۱۲۲/۴ " ۵۴

۲۹/۵۰ " ۵۶

۷۳/۲۲ القرآن الکریم

۳۳/۶ " ۵۳

۲۶/۲۲ " ۵۵

۲۹/۱۸ " ۵۷

اور فرماتا ہے :

ان الله لا يظلم مثقال ذرة، بیشک اللہ تعالیٰ ایک ذرے برابر ظلم نہیں فرماتا۔

اقول ان آیات میں مولیٰ عزوجل نے عدم ظلم سے اپنی مدح فرمائی، کیوں ملاجی ! بھلا جو ظلم پر قدرت ہی نہ رکھے اس کی بے ظلمی کی کیا تعریف، یوں تو پتھر کی بھی تلیجے کہ ظلم نہیں کرتا۔ اسی طرح جو صوبہ ظلم چاہے مگر حاکم بالاکا خوف مانع آئے عقلاً اس کی بھی مدح نہ کریں گے، تو لاجرم باری عزوجل کو ظلم پر قادر رکھئے گا۔ سبحان اللہ ! تم سے کیا دور جب کذب وغیرہ عیب و آلائش پر قدرت مان چکے تو ظلم میں کیا ستم رکھا ہے، مگر اتنا سمجھ لیجئے کہ ظلم کہتے ہیں بلکہ غیر میں تصرف بے جا کو۔ جب باری سبحانہ و تعالیٰ کو اس پر قادر مانئے گا تو پہلے بعض اشیاء کو اس کی ملک سے خارج اور غیر کی ملک مستقل مان لیجئے۔ مسلمانوں کو

عہد بحد اللہ یہ نقص رفیع بدیع ملائے شنیع کی ساری تقریر فطیع کو سراپا حاوی جس سے اس کے ہدیائوں کا ایک حرف نہ بچ سکے، اس تقریر پریشاں کو پیش نظر رکھ لیجئے اور یوں کہہ چلئے ظلم الہی محال نہیں ورنہ لازم آئے کہ قدرت انسانی قدرت ربانی سے زائد ہو کہ ظلم و ستم اکثر آدمیوں کی قدرت میں ہے، ہاں ظلم خلاف حکمت ہے تو ممتنع بالغیر ہوا۔ اسی لئے عدم ظلم کو کمالات حضرت حق سبحانہ سے گنتے اور اس سے اس کی تعریف کرتے ہیں بخلاف شجر و حجر کہ انھیں کوئی عدم ظلم سے متاثر نہیں کرتا، اور ظاہر ہے کہ عفت کمال یہی ہے کہ ظلم پر قدرت تو ہو مگر برعایت مصلحت و مقتضائے حکمت آلائش ستمگاری سے بچنے کو ظلم نہ کرے، ایسا ہی شخص سلب عیب ظلم و اتصال کمال عدل سے ممدوح ہو گا بخلاف اس کے جس کے اعضاء و جوارح بیمار ہو گئے ہوں کہ ظلم کر ہی نہیں سکتا یا قوت متفکرہ فاسد ہو گئی ہے کہ معنی ظلم سمجھنے اور اس کا قصد کرنے ہی سے عاجز ہے یا وہ شخص کہ جب عدل و انصاف کا حکم دے تو یہ حکم اس سے صادر ہو اور جب ظلم کا حکم چاہے آواز بند ہو جائے یا زبان نہ چلے یا کوئی منہ بند کر لے یا گلا دبا دے یا ایک شخص کسی سے سیکھ کر حکم کرتا ہے آپ حکم دینا جانتا ہی نہیں اور وہ بتانے والا اسے احکام عدل و انصاف ہی بتاتا ہے اس وجہ سے ظلم صادر نہیں ہوتا، یہ لوگ عقلاً کے نزدیک قابل مدح نہیں بالجلہ عیب ظلم سے ترفع اور اس کی آلائش سے تنزہ کے لئے ظلم نہ کرنا ہی صفت مدح ہے اور عجز ہو تو کچھ مدح نہیں، یا اس کی مدح پہلے کی مدح سے بہت کم ہے انتہی ملاحظہ کیجئے نقص اسے کہتے ہیں کہ نام کو لگی نہ رکھے۔ واللہ الموفق ۱۲ منہ سلمہ۔

تو بزورِ زبان زور و بہتان مشرک کہتے ہو خود سچے پکے کافر مشرک بن جائیے۔
 قال تعالیٰ :

لله ما فی السموات وما فی الارض
 اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں۔
 وقال تعالیٰ :

قل لمن ما فی السموات والارض قل لله
 تو فرما کس کا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے تو فرما اللہ تعالیٰ کا ہے۔
 وقال تعالیٰ :

ام لهم شرك فی السموات والارض
 کیا ان کا سب جہاں آسمانوں اور زمین میں۔
 ولہذا اہل سنت و جماعت کا اجماع قطعی و قائم کہ باری جل مجدہ سے ظلم ممکن ہی نہیں۔
 شرح فقہ اکبر میں ہے :

لا یوصف اللہ تعالیٰ بالقدرة علی الظلم لان المحال لا یدخل تحت القدرة
 وعند المعتزلة انه یقدر ولكن لا یفعل
 باری تعالیٰ کو ظلم پر قادر نہ کہا جائے گا کہ محال زیرِ قدرت نہیں آتا، اور معتزلہ کے نزدیک
 قادر ہے اور کرتا نہیں۔

بیضاوی و عمادی وغیرہا تفاسیر میں ہے :
 الظلم یتحیل صدورہ عنہ تعالیٰ اہل مخلصاً۔
 اللہ تعالیٰ سے ظلم صادر ہونا محال ہے۔

۱۔ القرآن الکریم ۲/۲۸۴

۲۔ " ۶/۱۲

۳۔ " ۳۵/۳۰ و ۴۶/۴

۴۔ منہج الروض لازہر شرح الفقہ الاکبر باب یوصف اللہ تعالیٰ بالقدرة علی الظلم دار البشائر الاسلامیہ بیروت ص ۳۹۲

۵۔ انوار التنزیل (تفسیر البیضاوی) تحت الآیۃ ۳/۱۰۸ دار الفکر بیروت ۴۴/۲

ارشاد العقل السلیم ۵۰/۲۹ دار احیاء التراث العربی بیروت ۱۳۲/۸

تفسیر روح البیان میں ہے :
الظلم المحال منه تعالى ^۱ الله تعالى سے ظلم محال ہے۔
تفسیر کبیر میں ہے :

الذی یدل علی ان الظلم محال من الله تعالى ان الظلم عبارة عن التصرف
فی ملک الغیر، والحق سبحانه لا یتصرف الا فی ملک نفسه فیستنع کونه ظالماً،
وايضاً الظالم لا یكون لها والشئ لا یصح الا اذا كانت لوازمه صحيحة
فلو صح منه الظلم لكان نزوال الہیئۃ صحیحاً و ذلك محال ^۲ اھ ملخصاً۔
ظلم الہی محال ہونے کی دلیل یہ ہے کہ ظلم ملک غیر میں تصرف ^۳ سے ہوتا ہے اور حق سبحانہ تعالیٰ
جو تصرف کرے اپنی ہی ملک میں کرتا ہے تو اس کا ظالم ہونا محال اور نیز ظالم خدا نہیں ہوتا اور شے
جبھی ممکن ہوتی ہے کہ اس کے سب لوازم ذاتیہ ممکن ہوں، تو اگر ظلم الہی ممکن ہو تو لازم ظلم یعنی
زوال الوہیت بھی ممکن ہو یہ محال ہے ^۴ اھ ملخصاً۔

اسی میں زیر قولہ تعالیٰ ونضع الموازن القسط لیوم القيمة ^۵ الآیۃ لکھتے ہیں،
الظالم سفیہ خارج عن الالہیۃ فلوصح منه الظلم لصح خروجه عن الالہیۃ۔
ظالم بوقوف ہے خدائی سے خارج تو اگر خدا سے ظلم ممکن ہو تو اس کا خدائی سے نکل جانا ممکن ہو۔
تفسیر کبیر کی وہی عبارت ہے جس کا ہم تازیانہ اول میں وعدہ کر آئے تھے۔
تازیانہ ۶ : قال ربنا تبارک وتعالیٰ :

وقل الحمد لله الذی لہ یتخذ ولد ^۶۔
تو کہ سب تعریفیں اس خدا کو جس نے اپنے لئے بیٹا بنایا۔

علہ لا یخفی علی الفطن الفاہم فرق بین تعبیر الاصل وعبارة العبد المترجم۔
علہ یعنی ظلم والوہیت کا جمع ہونا ناممکن کہ ظلم عیب ہے، اور الوہیت ہر عیب کو منافی تو صدر ظلم کو عدم الوہیت لازم ^۷ منہ

لہ روح البیان تحت الآیۃ ۵۰/۲۹ المكتبة الاسلامیہ لصاحبہا الریاض ۱۲۶/۹

لہ مفاتیح الغیب (تفسیر کبیر) ۴۰/۴ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۸۳/۱۰

لہ القرآن الکریم ۴۱/۴۷

لہ مفاتیح الغیب (التفسیر الکبیر) تحت الآیۃ ۴۱/۴۷ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱۵۳/۲۲

لہ القرآن الکریم ۱۱/۱۷

اقول موسیٰ کلیم علی سیدہ وعلیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے عدم ضلال سے اپنے رب کی شناخت کی، اگر دہلوی میاں جی کی دلیل سچی ہو تو لازم کہ باری عزوجل کا بہکنا ممکن ہو کہ مدح اسی میں ہے کہ باوصف امکان عیب و لوٹ سے بچنے کو ضلال میں نہ پڑے، اگر ضلالت پر قدرت ہی نہ پائی تو مجبوری کی بات میں تعریف کا ہے کی، پتھر کو کوئی نہ کہے گا کہ یہ راہ نہیں بھولتا یا جب پھینکتے ہیں تو سیدہ حازمین ہی پر آتا ہے، کبھی بہک کر آسمان کو نہیں چلا جاتا، اسی طرح جب کوئی شخص بہکنے کو ہو تو راہ ہت دی جائے، یوں بہکنے نہ پائے، اس میں بھی کوئی تعریف نہیں، یہ چار تازیانے نقض کے لئے بس ہیں، اور جو شخص طرزِ تفسیر سمجھ گیا اس پر اور نقوض کثیرہ کا استخراج آسان، مگر انصاف یہ ہے کہ جو گستاخ دہن دریدہ حیا پریدہ اپنے رب کے لئے دُنیا بھر کے عیب و آلائش روا کر چکا اس سے ان استحالوں کا ذکر بے حاصل کہ وہ سہو و ضلالت و جماع و ولادت سب کچھ گوارا کر لے گا۔

تیر بر جاہ انبیا انداز طعن در حضرت الہی کن
بے ادبی و آنچہ دانی گوئے بیجا باش و ہر چیہ خواہی کن

(انبیاء علیہم السلام کے رتبہ پر تیر برسا، بارگاہِ الہی میں صحن کہ،
بے ادب ہو جا پھر جو چاہے کہ، بے حیا ہو جا پھر جو چاہے کہ۔ ت)

(فتاویٰ رضویہ ج ۱۵ ص ۳۸۵ تا ۳۸۹)

ع مثلاً قال اللہ تعالیٰ :

وما اللہ بغافل عما تعملون۔

اللہ عافل نہیں تمہارے کاموں سے۔

تو ملا جی کے مسلک پر لازم کہ اس کی غفلت ممکن ہو۔ وقال اللہ تعالیٰ :

اولم یروا ان اللہ الذی خلق السموات والارض ولم یعی بخلقہن الایۃ۔

کیا انھوں نے نہ دیکھا کہ وہ اللہ جس نے آسمان اور زمین بنائے اور نہ تھکا ان کے بنانے سے

اب ملا جی کہیں گے کہ خدا کا تھکنا بھی ممکن، علیٰ ہذا القیاس ۱۲ منہ۔

۱۔ القرآن الکریم ۸۵/۲ و ۱۴۰ و ۱۴۹ و ۳/۹۹

۲۔ ۳۳/۴۶

(۴۱) اسی سلسلہ میں مزید فرمایا،

اب یہ نفیس دلیل جو حضرت نے امکانِ کذبِ باری عزوجل پر قائم کی حاشا ان کی اپنی تراشی نہیں کہ وہ دین میں نئی بات نکالنے کو بُرا جانتے تھے بلکہ اپنے اس تہذیب کاملہ حضرات معتزلہ خذلہم اللہ تعالیٰ سے سیکھ کر لکھی ہے، ان خبیثوں نے بعینہ حرف بحرف اسی دلیل سے مولیٰ تعالیٰ کا امکانِ ظلم نکالا تھا اور جو نقص فقیر نے ان حضرت پر کئے بعینہ ایسے ہی نقصوں سے ائمہ اہلسنت نے ان ناپاکوں کا رد فرمایا۔ امام فخر الدین رازی تفسیر کبیر میں زیر قول عزوجل ان الله لا يظلم مثقال ذرّة فرماتے ہیں،

قالت المعتزلة الآية تدل على انه قادر على الظلم لانه تمدح بتركه ومن تمدح بترك فعل قبيح لم يصح منه ذلك التمدح الا اذا كانت هوى قادراً عليه، الا ترى ان الزمن لا يصح منه ان يتمدح بانه لا يذهب في اللب الى السرقة والجواب انه تعالى تمدح بانه لا تأخذ سنة و لانوم ولم يلزم ان يصح ذلك عليه، وتمدح بانه لا تدركه الابصار، و لم يدل ذلك عند المعتزلة على انه يصح ان تدركه الابصار،

یعنی معتزلہ نے کہا آیت مذکورہ دلالت فرماتی ہے کہ اللہ تعالیٰ ظلم پر قادر ہے، اس لئے کہ رب عزوجل نے اس میں ترکِ ظلم سے اپنی مدح فرمائی اور کسی فعلِ قبیح کے ترک پر مدح جب ہی صحیح ہوگی کہ اسے اس کے کرنے پر قدرت ہو آخر نہ دیکھا کہ لنجا اپنی تعریف نہیں کر سکتا کہ میں راتوں کو چوری کے لئے نہیں جاتا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی مدح میں فرمایا کہ اسے نیند آئے نہ غنودگی، حالانکہ معتزلہ کے ہاں بھی اللہ تعالیٰ کے لئے یہ ممکن نہیں۔ اور اپنی مدح میں یہ بھی فرمایا کہ ابصار اس کا احاطہ نہ کر سکیں، حالانکہ یہ بھی ان کے ہاں ممکن نہیں (ت)

مسلمان دیکھیں کہ معتزلی دلیل کی یہ بہودہ دلیل بعینہ وہی ہڈیاں ملائے ضلیل ہے یا نہیں، فرق یہ ہے کہ انھوں نے اس قدیم العدل پر نہمتِ ظلم رکھی، انھوں نے اس واجب الصدق پر افتراءئے کذب اٹھایا۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۱۵ ص ۳۹۰)

(۴۲) مزید فرمایا:

اسی رسالہ نیکروزی میں عبارت مذکورہ سے دو سطر اوپر جو نظر کروں تو وہاں تو خوب ہی سانچے میں ڈھلے ہیں یہاں عروس مذہب کے جمال پر پردہ تفتیہ تھا وہاں حضرت بے نقاب چلے ہیں، اعتراض تھا کہ اگر حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مثل یعنی تمام اوصاف کمالیہ میں حضور کا شریک من حیث ہو شریک ممکن ہو تو خبر الہی کا کذب لازم آئے کہ وہ فرماتا ہے:

ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین۔

لیکن اللہ کے رسول اور انبیاء کے آخری ہیں۔ (ت)

اور وصف خاتمیت میں شرکت ناممکن، حضرت اس کا ایک جواب دیتے ہیں:

بعد اختیار ممکن ست کہ ایشان را فراموش گردانیدہ شود پس قول بامکان وجود مثل اصلاحیہ بتکذیب نص از نصوص نگر دو سلب قرآن مجید بوصف انزال ممکن ست داخل قدرت الہیہ، گما قال اللہ تعالیٰ ولئن شئنا لذهبن بالذی اوحینا الیک ثم لا تجد لك به علینا وکیلا۔

اختیار کے بعد یہ ممکن ہے کہ اس آیت کریمہ کی بھول ہو جائے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مثل کے وجود کے امکان والی بات نصوص میں سے کسی نص کی تکذیب بالکل نہ ہوگی جبکہ نازل شدہ قرآن کا سلب ممکن ہے جو اللہ تعالیٰ کی قدرت کے تحت داخل ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اگر ہم چاہیں تو آپ کی طرف کی ہوئی وحی کو اٹھالیں پھر آپ ہمارے پاس کوئی ولالت کرنے والا نہ پاتے (ت) حاصل یہ کہ امکان کذب ماننا تکذیب قرآن کو اسی صورت میں مستلزم کہ آیات قرآن بھی محفوظ رہیں حالانکہ ممکن کہ اللہ تعالیٰ قرآن ہی کو فنا کر دے، پھر تکذیب کا ہے کی لازم آئے۔

اقول ایہا المؤمنون! دیکھو صاف صریح مان لیا کہ خدا کی بات واقع میں جھوٹی ہو جائے

تو ہو جائے اس میں کچھ حرج نہیں، حرج تو اس میں ہے کہ بندے اُسے جھوٹا جانیں، یہ اسی تقدیر پر ہوگا کہ آیات باقی رہیں جن کے ذریعہ سے ہم جان لیں کہ خدا کی فلاں بات جھوٹی ہوئی اور جب قرآن ہی ٹھوٹا ہو گیا پھر جھوٹی پڑی تو کسی کو جھوٹ کی خبر بھی نہ ہوگی تکذیب کون کرے گا، غرض سارا ڈر اس کا ہے کہ بندوں کے سامنے کہیں جھوٹا نہ پڑے واقع میں جھوٹا ہو جائے تو کیا پروا، انا للہ وانا الیہ راجعون (ہم اللہ کے مال میں ہیں اور ہم کو اسی کی طرف پھرنا ہے۔ ت)۔

اے سفید موم! یہ تیرا خدا ہے مہم ہو گا جو بندوں کے طعنوں سے ڈر کر جھوٹ سے بچے اور ان سے چرا چھپا بہلا بھلا کر خوب پیٹ بھر کر بولے ہمارا سچا خدا بالذات ہر عیب و منقصت سے پاک ہے کہ کذب وغیرہ کسی نقصان کو اس کے سراپردہ عزت تک بار ممکن نہیں، اور جو افعال اس کے ہیں حاشا وہ ان میں کسی سے نہیں ڈرتا يفعل الله ما يشاء (اللہ جو چاہے کرے۔ ت)، يحكم ما يريد (وہ حکم فرماتا ہے جو چاہے۔ ت) اس کی شان ہے، اور لایسٹل عما يفعل وهم یسئلون (اس سے نہیں پوچھا جاتا جو وہ کرے اور ان سب سے سوال ہو گا۔ ت)۔ اس کے جلال عظیم کا بیان لہ الکبریاء فی السموات والارضین سبحانہ وتعالی عما یصفون (اور اسی کے لئے بڑائی ہے آسمانوں اور زمین میں، پاکی اور برتری ہے اس کو ان کی باتوں سے۔ ت)۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۱۵ ص ۴۰۰، ۴۰۱)

(۴۳) مزید فرمایا :

الحمد لله! یہ حضرت کی چند سطری تحریر پر بالفعل بنتیس^{۳۵} کوڑے ہیں اور پانچ ہریان اول پر گزرتے تو پورے چالیس تازیانے ہوئے، واقعی معلم طائفہ نے بغلامی معلم الملوک ہمارے مولے پر کذب و عیوب کا افتراء ممقوت کیا اور شرع میں افتراء کی سزا اسی کوڑے مگر غلام کے حق میں آدھی حد،

فعلیہن نصف ما علی المحصنات من العذاب۔

توان پر اس سزا کی آدھی ہے جو آزاد عورتوں پر ہے۔ (ت)

تو چالیس کوڑے نہایت بجا واقع ہوئے، اللہ عزوجل سے آرزو کہ قبول فرمائے اور ان تازیانوں کو مقبوع کے حق میں نکال و عقوبت، تابع کے لئے ہدایت و عبرت، اہل سنت کے واسطے قوت و استقامت بنائے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۱۵ ص ۴۰۳)

(۴۴) رسالہ مذکورہ کی تنزیہ چہارم میں مجوزین امکان کذب کے خلف وعید سے استدلال کو رد کرتے ہوئے فرمایا :

۱ القرآن الکریم ۵/۱
۲ ۵۴ " ۳۴/۲۵
۳ ۵۶ " ۲۵/۳

۱ القرآن الکریم ۱۴/۲۴
۲ ۵۴ " ۲۳/۲۱
۳ ۵۵ " ۱۰۰/۶

و ح ۲ : فرماتے ہیں آیات وعید آیات عفو سے مخصوص و مقید ہیں یعنی آیتیں عفو و وعید دونوں میں وارد،
توان کے ملانے سے آیات وعید کے یہ معنی ٹھہرے کہ جنہیں معاف نہ فرمائے گا وہ سزا پائیں گے، جب یہ معنی
خود قرآن عظیم ہی نے ارشاد فرماتے تو جواز خلف کو معاذ اللہ امکان کذب سے کیا علاقہ رہا، امکان کذب
تو جب نکلتا کہ جزاً حتماً وعید فرمائی جاتی، اور جب خود متکلم جل و علانے اسے مقید بعدم عفو فرمادیا ہے تو
چاہے وعید واقع ہو یا نہ ہو ہر طرح اس کا کلام یقیناً صادق جس میں احتمال کذب کو اصلاً دخل نہیں،
یہ وجہ اکثر کتب علماء مثل تفسیر بیضاوی انوار التہلیل و تفسیر عمادی ارشاد لعقل السلیم و تفسیر حقی
روح البیان و شرح مقاصد وغیرہ میں اختیار فرمائی۔ لطف یہ ہے کہ خود وہی رد المحتار جس سے
مدعی جدید غیر متدی و رشید نے مسئلہ خلف میں خلاف نقل کیا۔ اسی رد المحتار میں اسی جگہ اسی
قول جواز کے بیان میں فرمایا،

حاصل هذا القول جواز التخصيص لمادل عليه اللفظ بوضعه اللغوي من
العموم في نصوص الوعيدية

اس قول کا حاصل یہ ہے کہ نصوص وعید میں جو ظاہر لفظ اپنے معنوی لغوی کی رو سے عموم پر
دلالت کرتا ہے کہ جو شخص ایسا کرے گا یہ سزا پائے گا اس میں تخصیص جائز ہے۔
(فتاویٰ رضویہ ج ۱۵ ص ۴۰۷)

(۴۵) مزید فرمایا:

مسلمانو! دیکھا کہ خلف وعید جائز ماننے والے اس تفریح ناپاک سے جو مدعی بیباک نے گھڑی کس قدر
دور بھاگتے اور کس کس وجہ سے اسے علانیہ رد کرتے ہیں، پھر اپنی جھوٹی بات بنانے کے لئے ناکردہ گناہ ان کے
سر ایسا الزام شدید باندھنا کس درجہ جرأت و بے حیائی ہے۔ قال اللہ سبحانہ و تعالیٰ،
ومن یکسب خطیئة او اثما ثم یرم به بریئاً فقد احتل بہتانا و اثما مبینا۔
اور جو کوئی خطایا گناہ کما تے پھر اسے کسی بے گناہ پر تھوپ دے اس نے ضرور بہتان اور گھلا
گناہ اٹھایا۔ (ت)

(فتاویٰ رضویہ ج ۱۵ ص ۴۰۸)

۱۔ رد المحتار کتاب الصلوة مطلب فی خلف الوعيد الخ دار احیاء التراث العربی بیروت ۱/ ۳۵

۲۔ القرآن الکریم ۴/ ۱۱۲

(۴۶) مزید فرمایا :

حجّت خامسہ ، اقول مجوزین خلف وعید اپنے مذہب پر بڑی دلیل یہ پیش کرتے ہیں کہ

باری عزّ اسمہ نے فرمایا :

ان الله لا يغفر ان يشرك به ويغفر ما دون ذلك لمن يشاء

بیشک اللہ تعالیٰ شرک کو معاف نہیں فرماتا اور شرک سے نیچے جتنے گناہ ہیں جسے چاہے گا بخش دے گا۔ اسی ردالمحتار میں اسی مقام پر اسی مسئلہ کے بیان میں آپ کی منقولہ عبارت سے چارہی سطر بعد فرمایا :
 ادلة المثبتين التي من انصها قوله تعالى ان الله لا يغفر ان يشرك به ويغفر ما دون ذلك

اثبات کرنے والوں کی مضبوط ترین دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے ، بے شک اللہ تعالیٰ شرک کو معاف نہیں فرماتا اور شرک سے نیچے جتنے گناہ ہیں جسے چاہے گا بخش دے گا۔ (ت)
 (فتاویٰ رضویہ ج ۱۵ ص ۴۰۸ ، ۴۰۹)

(۴۷) مزید فرمایا :

اقول امام فخر الدین رازی تفسیر کبیر میں فرماتے ہیں :

قال ابو عمرو بن العلاء لعمر بن عبید ، ما تقول في اصحاب الكباثر ؟ قال اقول ان الله منجز ايعاده كما هو منجز وعده ، قال ابو عمرو و انك من رجل اعجم ، لا اقول اعجم اللسان ولكن اعجم القلب ، ان العرب تعد الرجوع عن الوعد لو ما وعن الايعاد كما ، والمعتزلة حكا ان ابا عمرو بن العلاء لما قال هذا الكلام قال له عمرو بن عبید یا ابا عمرو فہل یسمی اللہ مکذب نقسہ ؟ فقال لا ، فقال عمرو بن عبید فقد سقطت حجتك ، قالوا فانقطع ابو عمرو بن العلاء ، وعندی انه كان لابی عمرو ان یجیب عن هذا السؤال ان هذا انما يلزم لو كان الوعيد ثابتاً جزءاً من غير شرط ، وعندی جميع الوعيدات مشروطة بعدم العفو ، فلا يلزم من تركه دخول

لہ القرآن الکریم ۴/ ۱۱۶

۲ ردالمحتار کتاب الصلوٰۃ مطلب فی خلف الوعيد الخ دار احیاء التراث العربی بیروت ۳۵۱

الکذب فی کلام اللہ تعالیٰ ملخصاً۔

یعنی امام ابو عمرو بن العلاء رحمہ اللہ تعالیٰ نے عمرو بن عبیدہ پیشوائے معتزلہ سے فرمایا اہل کبار کے بارے میں تیرا کیا عقیدہ ہے؟ کہا میں کہتا ہوں اللہ تعالیٰ اپنی وعید ضرور پوری کرے گا جیسا کہ اپنا وعدہ بیشک پورا فرمائے گا۔ امام نے فرمایا تو عجیب ہے میں نہیں کہتا کہ زبان کا عجیب بلکہ دل کا عجیب ہے۔ عرب وعدہ سے رجوع کو نالافتی جانتے ہیں اور وعید سے درگزر کو کرم، معتزلہ حکایت کرتے ہیں۔ اس پر عمرو نے جواب دیا کیا خدا کو اپنی ذات کا جھٹلانے والا ٹھہرایے گا۔ امام نے فرمایا نہ۔ عمرو نے کہا تو آپ کی حجت ساقط ہوئی، اس پر امام بند ہو گئے۔ امام رازی فرماتے ہیں میرے نزدیک امام یہ جواب دے سکتے تھے کہ اعتراض تو جب لازم آئے کہ وعید یقینی بلا شرط ہو اور میرے مذہب میں تو سب وعیدیں عدم عفو سے مشروط ہیں تو خلف وعید سے معاذ اللہ کلام الہی میں کذب کہاں سے لازم آیا۔

اب عاقل بنظر انصاف غور کرے، اگر تجویز خلف امکان کذب ماننا ہوتی تو بر تقدیر صدق حکایت امام کا بند ہونا کیا معنی، انھیں صاف کہنا تھا میں جواز خلف ماننا ہوں تو امکان کذب میرا عین مذہب اور بر تقدیر کذب معتزلہ علمائے اہلسنت کیوں نہیں فرماتے کہ تم نے وہ حکایت گھڑی جو آپ ہی اپنے کذب کی دلیل ہے، مجوزین خلف تو امکان کذب مانتے ہی ہیں پھر امام اس الزام پر بند کیوں ہو جاتے۔

ثانیاً آگے چل کر امام رازی امام ابن العلاء کی طرف سے اچھا جواب دیتے ہیں کہ میرے مذہب میں سب وعیدیں مقید ہیں، سبحان اللہ! جب وعیدیں مقید ہوں گی تو امکان کذب کدھر جائے گا، کیوں نہیں کہتے کہ میرے مذہب میں کذب ممکن تو الزام ساقط، غرض بے شمار وجوہ سے ثابت کہ مدعی جدید غیر متمدی ورشید نے علماء کرام پر جیتا طوفان باندھا۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۱۵ ص ۴۱۰، ۴۱۱)

(۴۸) اسی بحث میں مزید فرمایا:

ثانیاً محققین کہ جواز خلف نہیں مانتے، آیہ کریمہ ما یبدل القول لدی (میرے ہاں قول میں تبدیلی نہیں کی جائے گی۔ ت) سے استدلال کرتے ہیں کہا فی شرح عقائد النسفی و شرح الفقہ الاکبر وغیرہما (جیسا کہ شرح عقائد نسفی، شرح فقہ اکبر اور دیگر کتب میں ہے۔ ت)، اور

پُر ظاہر کہ آیت میں نفی وقوع صرف استحالہ شرعی پر دلیل ہوگی نہ کہ امتناع عقلی پر، تو لازم کہ وہ علماء جواز شرعی مانتے ہوں ورنہ محققین کی دلیل محل نزاع سے محض اجنبی اور امر نزاعی کی نا فہمی پر مبتنی ہوگی، وہ نہ کہہ دیں گے کہ اس سے صرف استحالہ شرعی ثابت ہوا وہ امکان عقلی کے کب خلاف ہے جس کے ہم قائل ہیں۔

ثالثاً واحدی نے بیسٹ میں آیہ کریمہ **اِنَّكَ لَا تَخْلِفُ الْبِعَادَ** (بیشک تو وعدہ کے خلاف نہیں کرتا۔ ت) سے صرف وعدہ مراد لیا اور وعید پر عمل کرنے سے انکار کیا کہ اس میں تو خلف جائز ہے۔ تفسیر کبیر میں فرمایا،

احتج الجبائی بهذه الآية على القطع بوعيد الفساق (ثم ذكر احتجاجه و الاجوبة عنه الى ان قال) وذكر الواحدی فی البسيط طريقة اخرى، فقال له لا يجوز ان يحمل هذا على ميعاد الاولياء دون وعيد الاعداء لان خلف الوعيد كرم عند العرب **عند العرب**۔

جبائی نے وعید فساق کی قطعیت پر اسی آیہ مبارکہ سے استدلال کیا (پھر اس کا استدلال اور اس کے جوابات ذکر کئے پھر کہا) اور واحدی نے بیسٹ میں ایک اور طریقہ ذکر کرتے ہوئے کہا یہ کیوں جائز نہیں کہ اسے وعدہ اولیاء پر محمول کر لیا جائے نہ کہ وعید اعداء پر، کیونکہ خلف وعید عربوں کے ہاں سراپا کرم ہوتا ہے۔ (ت)

ظاہر ہے کہ علمائے مجوزین اگر صرف امکان عقلی مانتے تو آیت میں اس حل کی انہیں کیا حاجت تھی کہ انتفائے شرعی جواز عقلی کے کچھ منافی نہیں۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۱۵ ص ۴۱۷، ۴۱۸)

(۴۹) مزید فرمایا :

روح البیان میں ہے :

فَاللّٰهُ تَعَالٰی لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهِ فَيَنْجِزُ وَعِيْدَهُ فِيْ حَقِّ الْمَشْرِكِيْنَ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذَلِكَ لِمَنْ يُّشَاءُ فَيَجُوزُ اَنْ يُّخْلَفَ وَعِيْدُهُ فِيْ حَقِّ الْمُؤْمِنِيْنَ۔
اللہ تعالیٰ شرک کو معاف نہیں فرماتا تو مشرکین کے حق میں وعید جاری و ساری رہے گی اور اس سے نیچے کو معاف فرما دیتا ہے جس کو چاہے، تو اہل ایمان کے حق میں خلف وعید جائز

۱۹۴/۳ القرآن الکریم

۱۵۹/۷ مفاتیح الغیب (التفسیر الکبیر) تحت الآية ۳/۹ دار الکتب العلمیۃ بیروت

۱۲۵/۹ روح البیان الجزء السادس العشرون " " " " المكتبة الاسلامیہ یاض

ہوگی (ت) -

سُبْحَانَ اللَّهِ! اگر صرف امکانِ عقل میں کلام ہوتا تو وہ باجماعِ اشاعہ بلکہ جماہیرِ اہلسنت حتیٰ کفار میں بھی حاصل۔ وهو التحقيق يفعل ما يشاء ويحكم ما يريد (اور یہی تحقیق ہے اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے کرتا ہے اور جو چاہتا ہے فیصلہ فرماتا ہے۔ ت)

(فتاویٰ رضویہ ج ۱۵ ص ۴۱۹)

(۵۰) مزید فرمایا:

ثابت ہوا کہ وہ علماء جسے خلف وعید کہتے ہیں یقیناً واقع، اب تم خلف کو اس معنی ناپاک پر حمل کرتے ہو تو معاذ اللہ کذبِ الہی کے بالیقین واقع و موجود ہونے میں کیا کلام رہا، صدق اللہ تعالیٰ (اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا۔ ت)؛

فانها لا تعمى الابصار ولكن تعمى القلوب التي في الصدور۔

بے شک آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں وہ دل اندھے ہوتے ہیں جو سینوں میں ہیں۔

والعياذ باللہ سبحنہ وتعالیٰ (اللہ سبحانہ، وتعالیٰ کی پناہ۔ ت)

(فتاویٰ رضویہ ج ۱۵ ص ۴۲۱)

(۵۱) مزید فرمایا:

ثانیاً تعین تساوی سے قطع نظر بھی کجی تاہم آیہ کریمہ ویغفر ما دون ذلك (شرک سے نیچے گناہ معاف فرمادے گا۔ ت) سے ان کا استدلال دلیل قاطعہ کہ خلف عفو سے خاص یا مباین نہیں، لاجرم مساوی نہ سہی تو عام ہوگا، بہر حال وقوعِ مغفرت وقوعِ خلف اور تمحارے طور پر وقوعِ خلف وقوعِ کذب کو مستلزم ہو کہ کذبِ الہی یقینی الوقوع ٹھہرے گا، اور کیا گمراہوں کے سر پر سینگ ہوتے ہیں۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۱۵ ص ۴۲۱)

(۵۲) اسی سلسلہ میں فرمایا:

یونہی امام فخر الدین نے تفسیر کبیر میں بآنکہ کلام امام ابو عمرو ابن العلاء قابل جواز خلف کی وہ کچھ تائید کی جو اوپر گزر چکی، جب معنی تبدیل کی نوبت آئی جس پر ان حضرات نے تفریح کی ٹھہرائی اس پر

وہ شدید و عظیم نکیر فرمائی کہ کج فہمی جاہل پر قیامت ڈھائی۔ اسی تفسیر میں فرماتے ہیں ،
 الخبر اذا جومر على الله المحلف فيه فقد جومر الكذب على الله تعالى وهذا خطأ
 عظیم بل يقرب من ان يكون كفرا ، فان العقلاء اجمعوا على انه تعالى منزلة عن
 الكذب ، ومعلوم ان فتح هذا الباب يقضى الى الطعن في القرآن وكل الشريعة ^{الط} اخصا
 . یعنی جب خبر میں خلف اللہ تعالیٰ پر جائز رکھا جائے تو بیشک کذب الہی کو جائز ماننا ہوگا ، اور یہ
 سخت خطا ہے بلکہ قریب ہے کہ کفر ہو جائے اس لئے کہ تمام عقلاء (یعنی صرف اہل اسلام بلکہ سمجھ والے کافر
 بھی) اتفاق کئے ہوئے ہیں کہ باری تعالیٰ کذب سے منزہ ہے ، اور معلوم ہے کہ اس دروازے کا کھولنا
 قرآن مجید اور تمام شریعت میں طعن تک لے جائے گا اہل مخلصا۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۱۵ ص ۲۲۳)

(۵۳) مزید فرمایا :

اے حضرت اسب کچھ جانے دیجئے مگر یہ آیہ کریمہ ولكن رسول الله وخاتم النبيين (یاں اللہ
 کے رسول ہیں اور سب نبیوں میں پچھلے۔ ت) بھی معاذ اللہ کوئی وعید ہے جس کے امکان کذب کو جواز خلف
 پر متفرع کیجئے گا ، یہ تو وعدہ ہے یعنی حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بشارت عظیمہ کہ تمہیں اس
 فضل جلیل سے مشرف کیا گیا تمہاری شریعت مطہرہ کو شرف افضلیت بخشا تم ناسخ ادیان ہوئے تمہارے
 دین متین کا ناسخ کوئی نہ آئے گا تم سب سے بلند و برتر رہے تم سے بالا کوئی ہو نہ ہوگا ، اس میں خلف تو
 ہر طرح بالا جماع محال ہے پھر تمہارے امام کا کیا کام نکلا اور مخالف اجماع مسلمین و احداث بدعت
 ضالہ فی الدین کا داغ کیونکر مٹا۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۱۵ ص ۲۲۸ ، ۲۲۹)

(۵۴) رسالہ مذکورہ کے آخر میں فرمایا :

التماس ہدایت اساس : میں جانتا ہوں کہ فقیر کے اس رسالے پر حسب معمول سخن پروری
 بحکم دستور تعصب و خود سری اگر بعض سلیم خاطرین شرمائیں گی ، قبول و انصاف کو کام نہ لائیں گی
 تو بہت عنادی طبیعتیں گرمائیں گی ، جہلی نہ اکتیں غصہ لائیں گی ، جاہلی حمیتیں جوش دکھائیں گی ، تعصبی
 حمایتیں ہمت پر آئیں گی ، و حسبنا الله ونعم الوكيل ، نعم المولى ونعم الكفيل
 (ہمارے لئے اللہ کافی اور وہ سب سے بڑا کارساز ، سب سے بہتر آقا اور سب سے بہتر

کفالت فرمانے والا ہے۔ ت) یہ سب کچھ قبول، کھسیانا عاجزوں کا قدیمی معمول، مگر انہما اعظم
 بو احدثہ (میں تمہیں ایک نصیحت کرتا ہوں۔ ت) حق اسلام یا دولا کر اتنا ممول کہ چند ساعت کے لئے
 تعصب و نفسانیت کو راہ بتائیں، شئے و فراڈی، تنہا یا دو دو صاحب بیٹھ کر غور فرمائیں اگر کلام خصم
 حق و صواب ہو تو اللہ! حق سے کیوں اجتناب ہو، کیا قرآن نے نہ سنایا کہ تمہارے رب نے کیا فرمایا،
 سید کرمین یخشی ۵ ویتجنہا الاشقی ۵

عنقریب نصیحت مانے کا جو ڈرتا ہے اور اس سے وہ بڑا بد بخت و دور رس ہے گا۔ ت)

اے میرے پیارے بھائیو! کلمہ اسلام کے ہر ایہو! اگرچہ نفسِ امارہ رہزن عیارہ اور شیطان
 لعین اس کا معین، ولہذا خطا کا اقرار آدمی کو ناگوار، مگر واللہ! واذ اقل لہ اتق اللہ اخذتہ
 العزۃ بالاثم ۵ (اور جب اس سے کہا جائے کہ اللہ سے ڈر تو اسے اور ضد چڑھے گناہ کی۔ ت)
 کی آفت سخت شدید، ایس منکم من جل مرشید ۵ (کیا تم میں ایک آدمی بھی نیک چلن
 نہیں۔ ت) خدا را ذرا انصاف کو کام فرماؤ، خلق کا کیا پاس خالق سے شرماؤ، کچھ دیکھ بھی کس پر
 امکان کذب کی تمت دھرتے ہو، کس پاک بے عیب میں عیب آنے کا احتمال کرتے ہو۔ العظمتہ للہ! اے
 وہ خدا ہے سب خوبیوں والا ہر عیب و نقصان سے پاک زالا۔ ذرا تو گریبان میں منہ ڈالو، جس نے
 زبان عطا فرمائی اس کے بارے میں تو زبان سنبھالو۔ وائے بے انصافی! تمہیں کوئی جھوٹا کہے تو آپے
 میں نہ رہو اور ملک جبار واحد قہار کا جھوٹا ہونا یوں ممکن کہو، یہ کون سی دیانت ہے، کیا انصاف ہے،
 اس پر یہ قہر اصرار یہ بلا اعتساف ہے۔ اے طائفہ حائفہ! اے قوم مفتون! مانو تو ایک تدبیر تمہیں
 بتاؤں، میرا رسالہ تنہائی میں بیٹھ کر بغور دیکھو۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۵ ص ۴۴، ۴۴۸)

(۵۵) مسایرہ، مشرح مواقف اور حاشیہ عبدالحکیم سیالکوٹی کی عبارات سے قائلین امکان کذب کے
 استدلال کا رد کرتے ہوئے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے رسالہ ”القمع البین لآمال الکذبین“ تحریر
 فرمایا جس کے خطبے میں فرمایا:

الحمد للہ الواجب الصدق المستحيل الکذب البحال علیہ بذاتہ لذاتہ
 کل نقص و شین، فمن تقول علیہ بامکان کذبہ و تطرق علیہ بخلف

وعیدہ فقد استوجب لعنة الله عليه في الدارين ، قل صدق الله ومن اصدق
 من الله قبيلاً ۝ ومن كان في هذه اعمى فهو في الآخرة اعمى واضل سبيلاً ۝
 ويلكم لا تفترؤا على الله كذبا فيسحتكم بعذاب ۝ ان الذين يفترون على الله
 الكذب لا يفلحون ۝ متاع قليل ولهم عذاب اليم ۝ ومن اظلم ممن افترى
 على الله كذبا او كذب بايتنا ۝ اولئك يعرضون على ربهم ويقول الاشهاد
 هؤلاء الذين كذبوا على ربهم الا لعنة الله على الظالمين ۝ هو الذی
 ارسل رسوله بالهدى وسلم وعلى آله وصحبه وبارک وکرم کلمات ذکرہ المشرکون ۝
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وعلى آله وصحبه وبارک وکرم کلمات ذکرہ المشرکون ۝
 وكلما غفل عن ذكره الغافلون ، والحمد لله رب العالمين ۔

سب تعریفیں اس اللہ تعالیٰ کے لئے جو واجب ، صادق ، کذب جس کے لئے محال بذاتہ ہے ، جس کی ذات
 کے لئے نقص اور عیب محال بذاتہ ہے ، اور جو شخص اس کے لئے امکان کذب کا قول کرے اور خلف وعید کے ذریعہ
 اس کا راستہ بنائے تو بیشک وہ دونوں جہانوں میں اللہ تعالیٰ کی لعنت کا مستحق ہوا ، فرمادیکئے اللہ تعالیٰ نے سچ
 فرمایا ، اللہ سے زیادہ کس کی بات سچی ، جو یہاں اندھا ہو آخرت میں اندھا اور زیادہ گمراہ ہے ، تمہاری خرابی اللہ پر
 کذب کی تہمت نہ باندھو کہ تمہیں عذاب سے پیس ڈالے گا ، بیشک جو اللہ پر کذب کی تہمت رکھتے ہیں انہیں
 چھٹکارانہ ملے گا دنیا میں تھوڑا برتنا ہے اور آخرت میں ان کے لئے دردناک عذاب ، اس سے بڑھ کر ظالم کون
 جو اللہ پر کذب کی تہمت رکھے یا اس کی آیتیں جھٹلائے یہ لوگ اپنے رب کے حضور پیش کئے جائیں گے اور گواہ
 کہیں گے کہ یہ ہیں جنہوں نے اپنے رب پر جھوٹ بولا تھا ، سننا ہے اللہ کی لعنت ان ظالموں پر ، اور اللہ تعالیٰ

عہ آیتہ ہذا سے جناب گنگوہی کا فوٹو ملا دیکھئے ۱۲ اس عفاعنہ

۱۲ القرآن الکریم ۴/۱۲۲

۱۳ " ۲۰/۶۱

۱۴ " ۱۱/۱۸

۱۵ القرآن الکریم ۳/۹۵

۱۶ " ۱۴/۴۲

۱۷ " ۱۶/۱۱۶ و ۱۱۷

۱۸ " ۶/۲۱

۱۹ " ۹/۳۳

وہ ذات ہے جس نے اپنا رسول ہدایت کے ساتھ اور دین حق کے ساتھ بھیجا تا کہ اس کو تمام ادیان پر غالب کر دے، اگرچہ مشرک لوگ ناپسند کریں۔ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت فرمائے اس رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر اور ان کے صحابہ پر، اور ان پر برکتیں اور کرامتیں نازل فرمائے جب تک اس کو یاد کرنے والے یاد کرتے رہیں اور جب تک اس کے ذکر سے غافل لوگ غفلت کرتے رہیں، اور سب تعریفیں اللہ تعالیٰ سب جہانوں کے پالنے والے کے لئے (ت) اللہ عزوجل کے غضب سے اسی کی پناہ، پھر اس کے حبیب اکرم رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پناہ، جب غضب الہی کسی قوم سے دین لیتا ہے عقل پہلے چھین لیتا ہے کہ عقل سلیم بفضل کریم باطل کو قبول نہیں کرتی، اور اگر کبھی شیطان نے کچھ دھوکا دینا چاہا تذکروا فاذا ہم مبصرون (یاد دلاؤ تو جلد ان کی آنکھیں کھل جاتی ہیں) مگر جب عقل نہ رہی یعنی دین متین کی سمجھ اگرچہ دنیا و دیگر علوم و فنون کی کتنی ہی دانش ہو لا یعقلون شیئا ولا یہتدون (نہ کسی چیز کو سمجھتے ہیں اور نہ ہدایت پاتے ہیں) اس وقت انسان شیطان کا مسخرہ ہو جاتا ہے کہ صورت میں آدمی اور باطن میں گدھا ہے کمشل الحماس یحمل اسفاراً، کانہم حمر مستنفرۃ (گدھے کی مثل کتابوں کا بوجھ اٹھائے ہوئے ہیں، گویا بھاگتے ہوئے گدھے ہیں۔ ت) اپنی اغراض فاسدہ کے لئے اس کی کتاب مینی کی مثال بالکل سوتل اور سیرباغ کی ہوتی ہے، پھول مکس، کلیاں چٹکیں، تختے لہکیں، فوارے چھلکیں، بلبلیں چھکیں، اسے کسی لطف و سرور سے کام نہیں وہ اس تلاش میں پھرتا ہے کہ کہیں نجاست پڑی ہو تو نوش جان کرے بعینہ یہی حالت گمراہ بددین کی ہوتی ہے ہزار ورق کی کتاب میں لاکھ باتیں نفیس و جلیل فوائد کی ہوں ان سے اسے بحث نہ ہوگی، کتاب بھر میں اگر کوئی غلط و باطل و خطا جملہ اپنے مطلب کا سمجھے گا اسی کو پکڑ لے گا اگرچہ واقع میں وہ اس کے مطلب کا بھی نہ ہو اتنی بات اس میں خنزیر سے بھی بڑھ کر ہوتی کہ وہ نجاست لے گا تو اپنے مطلب کی اور اسے اس کی بھی تمیز نہیں، انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے سوا کوئی بشر معصوم نہیں اور غیر معصوم سے کوئی نہ کوئی کلمہ غلط یا بجا صادر ہونا کچھ نادر کا لعدم نہیں پھر سلف صالحین ائمہ دین سے آج تک اہل حق کا یہ معمول رہا ہے،

کل ما خوذ من قوله و مردود علیہ الا صاحب هذا القبر صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم

۲۱ القرآن الکریم ۲/۱۰۰

۱ القرآن الکریم ۴/۲۰۱

۲۲ " ۴/۵۰

۳ " ۶۲/۵

۴ الیواقیت و الجواهر المبحث التاسع والاربعون دار احیاء التراث العربی بیروت ۲/۴۸۸

اس روضہ پاک والے صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سوا ہر ایک کا قول لیا جاسکتا ہے اور اس پر رُو بھی کیا جاسکتا ہے۔ (ت)

جس کی جو بات خلافِ اہل حق و جمہور دیکھی وہ اسی پر چھوڑی اور اعتقاد وہی رکھا جو جماعت کا ہے کہ ید اللہ علی الجماعۃ اتبعوا السواد الا عظم (اللہ تعالیٰ کی حمایت جماعت کو حاصل ہے سوادِ اعظم کی پیروی کرو۔ ت) نہ کہ اجماعِ اُمت کے خلاف کسی نے محض بطور بحث منطقی کوئی شکوہ چھوڑ دیا اور دل کی میچ کر اس کے پیچھے ہو لئے یا اندھے ملائین کا طریقہ ہوتا ہے یا اندھے شیاطین کا کہ رب عز وجل فرماتا ہے :

وان یروا سبیل الرشدا لا یتخذوا سبیلًا وان یروا سبیل الغی یتخذوا سبیلًا
ذلک بانہم کذبوا بآئتنا وکانوا عنہا غفلین

اگر ہدایت کی راہ دیکھیں تو اس میں چلنا پسند نہ کریں اور گمراہی کا راستہ نظر پڑے تو اس میں چلنے کو موجود ہو جائیں یہ اس لئے کہ وہ ہمارے کلام کی طرف کذب کی نسبت کرتے اور ہماری آیتوں سے غافل ہیں۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۵ ص ۲۶۶ تا ۲۶۸)

(۵۶) ملا عبد الحکیم سیالکوٹی کے قول ”اللہ تعالیٰ کو امورِ غیر متناہیہ کا علم تفصیلی حاصل نہیں“ کا رد کرتے ہوئے فرمایا :

ثانیاً جو حد مقرر کیجئے وہاں فارق بتائیے کہ حد بندی کیے، کیا سبب کہ یہاں تک کا علم ہوا بعد کا نہیں، علم کے لئے معلوم کا وجود خارجی درکار ہو تو آخرت درکار معاذا اللہ کل آئندہ کا علم نہ ہو بلکہ ازل میں جملہ ماورائے عیاذاً باللہ جہل مطلق ہو پھر خلق کیونکر ہو اور جب وجود ضروری نہیں تو معدوم، معدوم سبب نیکیاں، کسی حد خاص پر رکنا ترجیح بلا مرجح ہے بخلاف علومِ عالم کہ وہاں مرجح ارادۃ الہیہ ہے، جسے جتنا دیا اتنا ملا لا یحیطون بشئ من علمہ الا بما شاء (اللہ تعالیٰ کے علم کا احاطہ نہیں کر سکتے مگر صرف اتنا جتنا اللہ تعالیٰ چاہے۔ ت)

ثالثاً جو حد مقرر کیجئے یقیناً معلوم کہ ایام و ایلام و انعام اس سے آگے بڑھیں گے کہ لا تقف عند حدہیں، اب جو بعد کو آئے ان کا علم باری عز وجل کو ہو گا یا نہیں، اگر نہیں تو جہل موجود، اور جو

عذر کیا تھا زاہتی و مردود کہ اب تو وہ خود عباد کو معلوم و مشہود، معہذا انہیں پیدا کون کرے گا، وہی خیر شہید، تو نہ جانتا کیا معنی!

الایعلم من خلق و هو اللطیف الخبیر

کیا وہ نہ جانے جس نے پیدا کیا اور وہی ہے ہر بار کی جانتا خبردار۔ (ت)
اور اگر ہاں تم نے اور مانا کہ ان کا علم پہلے نہ تھا تو اس کا علم معاذ اللہ حادث ہوا، متحد ہوا، کیا یہ عقیدہ اہلسنت کا ہے جو ہمارے رب عزوجل نے فرمایا:

وكان الله بكل شيء علما

اللہ تعالیٰ ہر شئی کا عالم ہے۔ (ت)

عقیدہ وہ ہے جو خود سیالکوٹی نے حاشیہ شرح عقائد جلالی میں لکھا:

المعلومات في انفسها غير متناهية لشمولها الموجودات والمعدومات

معلومات باری تعالیٰ اپنی ذات میں غیر متناہی ہیں کیونکہ وہ موجودات اور معدومات سب کو

(فتاویٰ رضویہ ج ۱۵ ص ۴۴، ۴۵)

شامل ہیں۔ (ت)

(۵۷) ابن ہمام کی اپنے قول سے رجوع کے لئے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کی امید اور پھر رجوع کی تحریر کی دستیابی پر ارشاد فرمایا:

فبحمد الله تعالى قد حقق الله سبحانه وظهر رجوع الحق عن اختيار ما

بحثه اذ علقه ههنا على تعذر التفرقة بين الخلق والكسب وصرح بطلان التعذر

فاذا بطل المبني وجب تهدم البناء والله الحمد وتصنيف التحرير متأخر عن تاليف

المسايرة كما لا يخفى على من طالعه وذلك قوله تعالى يثبت الله الذين امنوا

بالقول الثابت في الحياة الدنيا وفي الآخرة، والحمد لله رب العالمين

اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس نے میری امید کو پورا فرما دیا اور محقق مذکور نے اپنی بحث کو مختار

۱۔ القرآن الکریم ۶۷/۱۴

۲۔ ۲۶/۴۸

۳۔ حاشیہ شرح عقائد جلالی

۴۔ القرآن الکریم ۱۴/۲۷

قرار دینے سے رجوع فرمایا جب انھوں نے خلق اور کسب میں فرق کے متعذر ہونے پر حاشیہ لکھ کر اس تعذر کو باطل قرار دیا، توجب بطنے باطل ہو گیا تو اس پر بنی ہوئی عمارت بھی گر گئی، واللہ الحمد، اور ان کی کتاب التحریر مسایرہ سے بعد کی تصنیف ہے جیسا کہ مطالعہ کرنے والے پر محضی نہیں ہے، اور یہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد کہ ”اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو دنیا و آخرت میں حتیٰ پر ثابست قدمی عطا فرماتا ہے“ کا منظر ہے، الحمد للہ رب العالمین۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۱۵ ص ۴۹۹)

(۵۸) خالق کے بارے میں عقیدہ اہلسنت بیان کرتے ہوئے فرمایا:

عقیدہ وہی ہے جو خود ہمارے رب عزوجل نے فرمایا:

هَلْ مِنْ خَالِقٍ غَيْرِ اللَّهِ

کیا اللہ تعالیٰ کے بغیر کوئی خالق ہے۔ (ت)

اور فرمایا: اِلٰهَ الْخَلْقِ وَالْاَمْرِ

صرف اسی کے لئے خلق اور امر ہے۔ (ت)

اور فرمایا:

اَفَمَنْ يَخْلُقُ كَمَنْ لَا يَخْلُقُ

تو کیا پیدا کرنے والا اس کی طرح ہے جو پیدا نہیں کرتا۔ (ت)

اور فرمایا:

لَا يَخْلُقُونَ شَيْئًا وَهُمْ يُخْلَقُونَ

وہ کسی چیز کو پیدا نہیں کرتے جبکہ وہ خود مخلوق ہیں۔ (ت) (فتاویٰ رضویہ ج ۱۵ ص ۵۱۲)

(۵۹) بوقت ذکر دلائل و ابجاث و مناظرہ جو کچھ علماء رضمنّا لکھ جاتے ہیں وہ معتد و معتقد نہیں ہوتا بلکہ عقیدہ

چیزے دیگر ہے۔ چنانچہ اس سلسلے میں فرمایا:

عقیدہ وہ ہوتا ہے جو متون یا تراجم ابواب و فصول یا فہرست و فذلکہ عقائد میں لکھتے ہیں وہی اہلسنت

کا معتقد ہوتا ہے وہ ہی خود ان علماء کا دین معتد ہوتا ہے۔ ہنگام ذکر دلائل و ابجاث و مناظرہ جو کچھ ضمت

لکھ جاتے ہیں اس پر نہ اعتماد ہے نہ خود ان کا اعتقاد ہے، اور تو اور خود سب سے اعلیٰ و اعلیٰ مسئلہ توحید

میں فرمائیے۔ اس کلام محدث میں اس کے دلائل پر کیا کیا نقض وارد کئے ہیں، دلائل عقلیہ بالائے طاق رکھئے خود
برہان قطعی یقینی ایمانی قرآنی؛

لو كان فيهما الهة الا الله لفسدتا

اگر زمین و آسمان میں اللہ تعالیٰ کے سوا اور خدا ہوتے تو ضرور وہ آسمان و زمین تباہ ہو جاتے (ت)
پر کیا کچھ شور و شغب نہ ہوا، حتیٰ کہ علامہ سعد الدین تفتازانی نے اسے محض اقلناعی لکھ دیا جس پر نوبت کہاں تک
پہنچی، کیا معاذ اللہ اس کے یہ معنی ہیں کہ ان کو توحید پر ایمان نہیں یا اس میں کچھ شک ہے، نہیں یہ صرف
طبع آزمائیاں اور بحث و مباحثہ کی خامہ فرسائیاں ہیں جو گمراہوں کے لئے باعث ضلال و دستاویز اضلال
ہو جاتی ہیں، اور اہل منانیت و استقامت جانتے ہیں کہ،

ما ضربوه لك الا جدلا بل هم قوم خصمون

انھوں نے تم سے یہ نہ کہی مگر ناحق جھگڑنے کو بلکہ وہ ہیں جھگڑالو لوگ۔ (ت)

ولہذا ائمہ دین و کبارائے نامحین ہمیشہ سے اس کلام محدث کی مذمت اور اس میں اشتغال سے ممانعت فرماتے آئے
یہاں تک کہ سیدنا امام ابو یوسف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا،

من طلب العلم بالكلام تنزلق

جس نے علم کلام حاصل کیا وہ زندیق ہو گیا۔ (ت)

فقہاء کرام نے فرمایا جو وصیت علماء کے لئے کی جائے متکلمین اس سے کچھ حصہ نہ پائیں گے، میں نے
القلم البین میں متعدد نظائر اس کے ذکر کئے ہیں کہ ایمان و عقیدہ کچھ ہے، اور بحث و مباحثہ میں کچھ کا کچھ،
حتیٰ کہ کفر صریح تک لکھتے ہیں، مولوی نے حاشیہ خیالی میں خود خیالی سے کیسانا پاک خیال نقل کیا اور خود اسے
مسلم و مقرر رکھا کہ باری عز و جل کا علم متناہی ہے، انا للہ وانا الیہ راجعون (ہم اللہ کے مال ہیں ہم کو
اسی کی طرف پھرنا ہے۔ ت) یہ صریح مناقض ایمان ہے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۱۵ ص ۵۱۴، ۵۱۵)
(۶۰) بدعقیدہ و باسیہ کی تردید میں فرمایا،

۱۷ القرآن الکریم ۲۱/۲۲

۱۸ ۵۸/۲۳

۱۹ منہ الروضہ الازھر شرح الفقہ الاکبر عن ابی یوسف فضل علم التوحید دار البشائر الاسلامیہ بیروت ص ۲۹

۲۰ القرآن الکریم ۲/۱۵۶

ان مرتدین سے کیا شکایت، عجب اُن سے جو مسلمان کہلاتے اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں ایسی شدید ناپاک گالیاں سُنتے اور پھر اُن کی تاویل کرتے یا قاتل کو کافر کہتے، بھگپاتے ہیں، لاواللہ وہ خود اپنا ایمان اُس دشنام دہندہ پر لٹاتے ہیں، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

لَا تَجِدُ قَوْمًا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ يُوَادُّونَ مَنْ حَادَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَلَوْ كَانُوا آبَاءَهُمْ أَوْ أَبْنَاءَهُمْ أَوْ إِخْوَانَهُمْ أَوْ عَشِيرَتَهُمْ ۚ

تو نہ پائے گا اُن لوگوں کو جو اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتے ہیں کہ دوستی کریں اُن سے جنہوں نے اللہ و رسول سے مخالفت کی اگرچہ وہ ان کے باپ یا بیٹے یا بھائی یا عزیز ہوں۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۱۵ ص ۵۲۵، ۵۲۶)

(۶۱) مزید فرمایا:

تقیہ کی اجازت بلکہ حکم دینے کی کیا شکایت کہ آخر اُن بڑوں کی وراثت ہے جو بارگاہِ اقدس میں حاضر آکر شدید غلیظ قسمیں کھا کر کہتے:

نشهد انک لرسول اللہ ۛ

ہم گواہی دیتے ہیں کہ بیشک حضور یقیناً اللہ کے رسول ہیں۔

رب العزت نے اس پر ارشاد فرمایا کہ اللہ خوب جانتا ہے بیشک تم اس کے رسول ہو، اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ یہ خبیث جھوٹے ہیں ۛ

زبانی ادعا یہ تھا اور دل کی خباثت وہ کہ لئن مرجعنا الی المدینۃ ۛ (کہ اگر ہم لوٹ کر مدینہ گئے ۛ) ، یہی حال ان عاصیوں کا ہے مسلمانوں کے دکھاوے کو، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعریفیں کریں گے، بات بات پر ”بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر“ کہیں گے اور دلی خباثتیں وہ کہ چوڑھا چار ہر ذرّہ ناجیز سے کمتر، ان کی سرداری ایسی جیسے گاؤں کا چودھری، عاجز، ناکارے، مرکہ مٹی میں مل گئے وغیرہ وغیرہ۔

اللعنة الله على الظالمين۔ ان الذين يؤذون الله ورسوله لعنهم الله

ۛ القرآن الکریم ۱/۶۳
ۛ ۵۴ ۸/۶۳

ۛ القرآن الکریم ۲۲/۵۸
ۛ ۵۳ ۱/۶۳
ۛ ۵۶ ۱۸/۱۱

فی الدنیا والآخرۃ واعدّ لہم عذاباً مہیناً۔

خبردار ظالموں پر اللہ کی لعنت۔ بیشک وہ لوگ جو ایذا دیتے ہیں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کو، ان پر دنیا و آخرت میں اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے اور اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔ (ت)

(فتاویٰ رضویہ ج ۱۵ ص ۵۲۶)

(۶۲) رسالہ باب العقائد والکلام میں ناواقفوں کے ایک شبہ کا جواب دیتے ہوئے ثابت فرمایا کہ کوئی کافر اللہ تعالیٰ کو نہیں پہچانتا۔ چنانچہ فرمایا :

مولیٰ عزوجل کو جمیع صفات کمال لازم ذات، اور جمیع عیوب و نقائص اس پر محال بالذات کہ اس کے کمال ذاتی کے منافی ہیں، کفار میں ہرگز کوئی نہ ملے گا جو اس کی کسی صفت کمالیہ کا منکر یا معاذ اللہ اس کے لئے عیب و نقص کا مثبت نہ ہو، تو دہریے اگر قسم اول کے منکر ہیں کہ نفس وجود سے انکار رکھتے ہیں، باقی سب کفار دو قسم اخیر کے منکر ہیں کہ کسی کمال لازم ذات کے منافی یا کسی عیب منافی ذات کے مثبت ہیں، بہر حال اللہ عزوجل کو جاننے میں وہ اور دہریے برابر تھے وہی لفظ اور طرز ادا کا فرق ہے، دہریوں نے سرے سے انکار کیا اور ان قہریوں نے اپنے اوہام تراشیدہ کا نام خدا رکھ کر لفظ کا اقرار کیا۔ مولے سجنہ، وتعلّے فرماتا ہے :

افرا یت من اتخذ الہمہ ہوہ یت

دیکھو تو وہ جس نے اپنی خواہش کو خدا بنا لیا۔

ولہذا کریمہ ليقولن اللہ کے تتمہ میں ارشاد ہوا :

قل الحمد للہ بل اکثرہم لا یعلمون۔ اگر ان سے پوچھو کہ آسمان و زمین کا خالق کون ہے؟

کہیں گے اللہ، قل الحمد للہ تم کہو حمد اللہ کو کہ اس کے منکر بھی ان صفات میں اُسی کا نام لیتے ہیں اپنے معبودانِ باطل کو اس لائق نہیں جانتے، مگر کیا اس سے کوئی یہ سمجھے کہ وہ اللہ کو جانتے ہیں، نہیں نہیں بل اکثرہم لا یعلمون بلکہ اکثر اسے جانتے ہی نہیں، ان ہم الا یخسون وہ تو یوں ہی اپنی سی انگلیں دوڑاتے ہیں، جیسے اور بہترے معبود گھڑ لئے کہ :

ان ہی الآسماء سمیت تمہارا تم و اباؤکم ما انزل اللہ بہا من سلطنۃ
وہ تو بڑے نام ہیں کہ تم نے اور تمہارے باپ دادوں نے دھرتی اللہ نے اُن کی کوئی سند
نہ اتاری۔

یونہی اپنی اندھی اٹکل سے ایک سب سے بڑی ہستی خیال کر کے اس کا نام اللہ رکھ لیا ہے
حالانکہ وہ اللہ نہیں کہ جس صفات کی اسے بتاتے ہیں اللہ عزوجل اُن سے بہت بلند و بالا ہے تعالیٰ اللہ
عما یقول الظالمون علواً کبیراً ۵ سبحن ربک رب العرش عما یصفون ۵
رہا یہ کہ یہاں اکثر سے نفی علم فرمائی اقول اولاً دفع شبہ کو اتنا ہی کافی کہ آخر یہ ان کے اکثر
سے نفی ہے جو اقرار کرتے تھے کہ آسمان اور زمین کا خالق اللہ ہی ہے، معلوم ہوا کہ اُن کا اقرار باللہ منافی جہل
باللہ نہیں اور ہمارے سائبہ کلیہ کی نفی نہ فرمائی گاکہ یہ مفہوم لقب سے استدلال ہوا اور وہ صحیح نہیں اکثر
سے نفی سلب جزئی ہوتی اور سلب جنی سلب کلی کو لازم ہے نہ کہ اُس کا منافی۔
ثانیاً ایسی جگہ اکثر پر حکم فرمانا قرآن عظیم کی سنتِ کریمہ ہے حالانکہ وہ احکام یقیناً سب کفار

پر ہیں۔

اولکما عہدوا عہداً نبذاً فریق منہم بل اکثرہم لایؤمنون ۵ وان اکثرکم
فسقون ۵ ولکن الذین کفروا یفترون علی اللہ الکذب و اکثرہم لایعقلون ۵ ولکن
اکثرہم یجہلون ۵ یرضونکم بافواہم وتأتی قلوبہم و اکثرہم فسقون ۵ یعرفون
نعمۃ اللہ ثم ینکرونها و اکثرہم الکفرون ۵

کافروں کو فرمایا ان میں اکثر ایمان نہیں رکھتے، ان کے اکثر فاسق ہیں، ان کے اکثر بے عقل ہیں، اُن
کے اکثر جاہل ہیں، ان کے اکثر کافر ہیں، حالانکہ وہ سب ایسے ہی ہیں۔ یونہی یہاں فرمایا کہ ان کے اکثر
نہیں جانتے حالانکہ اُن میں کوئی بھی نہیں جانتا یہاں تک کہ شیاطین کے بارے میں فرمایا، یلقون
السبع و اکثرہم کذوبون ۵ ان میں اکثر جھوٹے ہیں، حالانکہ یقیناً وہ سب جھوٹے ہیں، اور ان کے

۱۰۰/۲	۵۲	القرآن الکریم	۲۳/۵۳	۱۵	القرآن الکریم
۱۰۳/۵	۵۴	"	۵۹/۵	۵۳	"
۸/۹	۵۶	"	۱۱/۶	۵۵	"
۲۲۳/۲۶	۵۷	"	۸۳/۱۶	۵۷	"

سوا اور آیات کثیرہ۔ اب یا تو یہ کہ اکثر سے کُل مراد ہے جیسے کبھی کُل سے اکثر مراد ہوتا ہے کریمہ و مایتبہ اکثرہم الاطنائے تحت میں مدارک التنزیل میں ہے ،

المراد بالاکثر الجمیع ۔ اکثر سے مراد کُل ہے ۔ (ت)

معالم التنزیل میں ہے :

امراد بالاکثر جمیع من یقول ذلك ۳

اکثر سے مراد وہ سب ہیں جو یہ کہتے ہیں ۔ (ت)

شہاب علی البیضاوی میں ہے :

یعنی ان الاکثر یستعمل بمعنی الجمیع کیا یرد القلیل بمعنی العدم ، وحمل النقیض علی النقیض حسن وطریقہ مسئلہ اقول لکن لا شک ان منهم من لا یتبع ظنا ولا وهما ولا ادنی شبهة انما یتبع هوی نفسه عنادا واستکبارا یعرفونه کیا یعرفون ابناءہم ، فلما جاءہم ما عرفوا کفروا بہ فلعنة الله علی الکفرین ۴ و جحدوا بہا واستیقننہا انفسہم ظلما و علوا ط وقد سلفت الایۃ یعرفون نعمة الله ثم ینکرونها ، نعمة الله محمد صلی الله تعالی علیہ وسلم قالہ ابن عباس رضی الله تعالی عنہما ۔

یعنی اکثر بمعنی کُل ہے جیسے قلیل بمعنی معدوم استعمال ہوتا ہے اور ایک نقیض کی مراد پر دوسری نقیض کو مراد لینا اچھا اور مروج طریقہ ہے اہ میں کہتا ہوں لیکن اس میں شک نہیں کہ ان کے بعض ظن اور وہم اور کسی ادنیٰ شبہہ میں مبتلا نہیں وہ تو قطعاً عنادا و ترکبر کی بنا پر نفسانی خواہش کے پیرکار ہیں (جس کو قرآن میں ہم نے یوں بیان فرمایا) نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو وہ خوب جانتے ہیں

۱۔ القرآن الکریم ۳۶/۱

۲۔ مدارک التنزیل تحت الایۃ ۳۶/۱ دار الکتاب العربی بیروت ۱۴۳/۲

۳۔ معالم التنزیل (تفسیر البغوی) " " " دار الکتب العلمیۃ بیروت ۲۹۹/۲

۴۔ حاشیۃ الشہاب علی البیضاوی " " " " " ۴۸/۵

۵۔ القرآن الکریم ۱۴۶/۲ و ۲۰/۶

۶۔ " " ۸۹/۲

۷۔ " " ۱۴/۲۷

۸۔ القرآن الکریم ۸۳/۱۶

۹۔ الجامع لاحکام القرآن بحوالہ السدی تحت الایۃ ۸۳/۱۶ دار الکتاب العربی بیروت ۱۴۴/۱

فوائد تفسیریہ

جیسے وہ اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں (اور فرمایا) جب ان کی پہچان کے مطابق وہ تشریف لائے تو انھوں نے ان کا انکار کر دیا تو کافروں پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے (نیز فرمایا) انھوں نے ان کا انکار کر دیا باوجودیکہ دلی طور پر وہ یقینی سمجھتے تھے یہ انکار ظلم اور تکبر کی بنا پر کیا۔ پہلے آیہ کریمہ گزری کہ اللہ تعالیٰ کی نعمت کو پہچانتے ہیں اور پھر اس کا انکار کر دیتے ہیں۔ ابن عباس کے قول کے مطابق نعمۃ اللہ سے مراد محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں۔ (ت)

اقول (میں کہتا ہوں۔ ت) یا یہ کہ ان میں سے جو علم الہی میں ایمان لانے والے ہیں ان کا استثناء فرمایا جاتا ہے۔

وهو مسلک حسن نفیس ذهب الیه خاطری بحمد اللہ تعالیٰ اول وهلة ثم
سأیت العلامة ابا السعود اشار الیه فی "ارشاد العقل السليم" حيث قال
تخصیص باكثرهم للتوحيح بما سيكون من بعضهم من اتباع الحق
والتوبة له

یہ نفیس اور خوب مسلک ہے، ابتداءً ہی میرا دل اس کی طرف مائل ہوا، پھر میں نے علامہ
ابو السعود کو "ارشاد العقل السليم" میں اس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے پایا جہاں انھوں نے فرمایا کہ
خصوصیت سے اکثر کفار کا ذکر اس لئے کہ ان میں سے بعض حق کی اتباع اور توبہ کو پالیں گے۔ (ت)
مشرکین کا جہل باللہ تو اسی کریمہ سے ثابت جس سے ان کے جاننے پر شبہہ میں استدلال تھا
مدعیان توحید پر کلام کیجئے جن میں نصاریٰ بھی باوصف تثلیث اپنے آپ کو شریک کرتے ہیں و شرع مطہر
نے بھی ان کے احکام کو احکام مشرکین سے جدا فرمایا۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۵ ص ۵۳۱ تا ۵۳۴)

(۶۳) وہابیوں کے خدا کے بارے میں عقائد ان ہی کی کتابوں سے اخذ کر کے بیان کرتے ہوئے فرمایا:
جس کی خدائی کی اتنی حقیقت کہ جو شخص ایک پیر کے پتے گن دے اس کا شریک ہو جائے، جس نے
اپنا سب سے بڑھ کر مقرب الہیوں کو بنایا جو اس کی شان کے آگے چہار سے بھی زیادہ ذلیل ہیں جو چوڑھوں
چہاروں سے لائق تمثیل ہیں، ایسے کو جس نے اپنے کلام میں خود شریک بولے اور جا بجا بندوں کو شریک کا حکم دیا۔
قرآن عظیم تو فرمائے: اغنہم اللہ ورسولہ من فضلہ انھیں اللہ ورسول نے اپنے فضل سے

دولتمند کر دیا۔ اور مسلمانوں کو اس کہنے کی ترغیب دے کہ حسبنا اللہ سیئو تینا اللہ من فضلہ و رسولہ ہمیں اللہ کافی ہے اب دیتے ہیں اللہ و رسول اپنے فضل سے۔ اور وہابیہ کا خدا اسمعیل دہلوی کے کان میں پھونک جائے کہ ایسا کہنے والا مشرک ہے۔ قرآن عظیم تو جبریل امین کو بیادینے والا فرماتے کہ انھوں نے حضرت مریم سے کہا:

انہا انا رسول ربك لاھب لك غلما نریا کیا۔

میں تو تیرے رب کا رسول ہوں اس لئے کہ میں تجھے ستھرا بیادوں۔

یعنی مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام رسول بخش ہیں، اور وہابیہ کا خدا ان کے کان میں ڈال جائے کہ رسول بخش کہنا مشرک ہے۔ قرآن عظیم تو اس گستاخ پر جس نے کہا تھا رسول غیب کیا جانے حکم کفر فرماتے کہ:

لا تعذرنا وقد كفرنا بعد ایمانكم یہ

بہانے نہ بناؤ تم کافر ہو چکے اپنے ایمان کے بعد۔

اور وہابیہ کا خدا اسمعیل دہلوی کو یہی ایمان سنبھائے کہ رسول غیب کیا جانے اور وہ بھی اس تصریح کے ساتھ کہ اللہ کے دینے سے مانے جب بھی مشرک ہے۔ اب کہئے اگر رسول کو غیب کی خبر مانے تو وہابی خدا کے حکم سے مشرک، نہ مانے تو قرآن عظیم کے حکم سے کافر، پھر مفرکہدھر، یہی مانتے بنے گی کہ یہ مسلمانوں کے خدا کے احکام ہیں جس نے قرآن کریم محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر اتارا اور وہ وہابیہ کے خدا کے جس نے تقویۃ الایمان اسمعیل دہلوی پر تاری، ہاں وہابیہ کا خدا وہ ہے جس کے سب سے اعلیٰ رسول کی شان اتنی ہے جیسے قوم کا چودھری یا گاؤں کا پدھان جس نے حکم دیا ہے کہ رسولوں کو ہرگز نہ ماننا رسولوں کا ماننا نرا خبط ہے وغیرہ و غیرہ خرافات ملعونہ۔ یہ ہے وہابیوں کا خدا، کیا خدا ایسا ہوتا ہے لا الہ الا اللہ کیا وہ خدا کو جانتے ہیں، حاشی اللہ سب حن رب العرش عما یصفون۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۱۵ ص ۵۴۶، ۵۴۷)

(۶۴) غیر مقلدین کے جھوٹے خدا کے بارے میں فرمایا:

غیر مقلد کا خدا یہ سب کچھ ہے جو دیوبندی وہابی کا۔ قال اللہ تعالیٰ بعضهم من بعض

اور وہ بعض نزاکتیں اور زیادہ رکھتا ہے ایسا کہ جس کے دین میں کُتا حلال، سوئر کی چربی حلال، سوئر کے گردے حلال، سوئر کی تلی حلال، سوئر کی کلیجی حلال، سوئر کی اوجھڑی حلال، سوئر کی کھال کا ڈول بنا کر اس سے پانی پینا حلال و ضوکرنا حلال، گندی خبیث شراب سے نہا کر سارے کپڑے اس میں رنگ کر نماز پڑھنا حلال، ایک وقت میں ایک عورت متعدد مردوں پر حلال، وہ جس نے آپ ﷺ ہی تو حکم دیا کہ خود نہ جانو تو جاننے والوں سے پوچھو، اپنے علماء کی اطاعت کرو، اپنے نیکوں کی پیروی کرو، جب پوچھا اور اطاعت و پیروی کی تو شرک کی جرطوی، وہ جس نے ائمہ دین کی تقلید حرام و شرک ٹھہرائی اور پوربی بنسکالی پنجابی بھوپالی کی فرض - وہ جس نے اپنے اور رسولوں کے سوا کسی کی بات حجت نہ رکھی اور بیچ میں چند محدثوں اور جراحوں معدلوں کو

عہ آیہ کریمہ قل لا اجد فی ما اوحی الی محرما علی طاعم یطعمہ میں کھانے کی صرف چار چیزوں میں حرمت کا حصر ہے جن میں کُتا نہیں، اور سوئر کا گوشت ہے چربی گردے تلی کلیجی کھال نہیں، اور ان کی حرمت میں کوئی صحیح صریح حدیث بھی نہیں، اور ہو تو آیت کا رد نہیں کر سکتی لہذا غیر مقلدی و ہرم میں یہ سب چیزیں حلال و شیر باد رہیں۔

عہ روضہ ندیہ صدیق حسن بھوپالی ص ۱۲ عہ دیکھو ضمیمہ النیر الشہابی ص ۳۲ تا ۳۶۔

عہ قال اللہ تعالیٰ فاسئلوا اهل الذکر ان کنتم لا تعلمون۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تو اے لوگو! علم والوں سے پوچھو اگر تم کو علم نہیں۔ (ت)

وقال تعالیٰ اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اطاعت کرو اللہ تعالیٰ کی اور اطاعت کرو اس کے رسول کی اور ان کی جو تم میں حکومت والے ہیں۔ (ت)

وقال تعالیٰ واتبع سبیل من انا اب الی۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اور اس کی راہ چلو میری طرف رجوع لایا۔

عہ کہ جو کچھ یہ کہہ دیں کہ قرآن حدیث سے ثابت ہے ان کے جاہلوں پر اس کا ماننا فرض ۱۲

عہ بخاری و مسلم فلاں فلاں نے حدیث روایت کر دی صحیح ہوگئی، یحییٰ، نسائی، دارقطنی فلاں فلاں نے

راوی کو ثقہ کہہ دیا ثقہ ہے، ضعیف کہہ دیا ضعیف ہے، اگرچہ یحییٰ وغیرہ تک سند خود مقطوع ہو۔ ذہبی

و ابن حجر نے قال کہہ دیا سند صحیح ہے مؤدی کہا ضعیف ہے۔ یہ سب نری تقلید جامد ہے جس پر

اللہ نے کوئی سند نہ اتاری، قرآن و حدیث سے اس کا کہیں ثبوت نہیں ۱۲۔

عہ القرآن الکریم ۱۶/۲۳

عہ القرآن الکریم ۶/۱۲۵

عہ ۲/۵۹

عہ ۳۱/۱۵

کھڑا کر کے اُن کے قول کو کتاب و سنت کے برابر ٹھہرا کر حجتِ دی یعنی یہ شریک الوہیت نہیں تو شریک رسالت ضرور ہیں، نہیں نہیں بلکہ شریک الوہیت ہی ہیں کہ اتخذوا اجاسا ہم و سہما نہم ارباباً من دون اللہ (انہوں نے اپنے پادریوں اور جوگیوں کو اللہ کے سوا خدا بنا لیا۔ ت) نہ کہ سلسلہ من دون النبی (نبی کے سوا اور رسول۔ ت) ہاں وہ جس نے آپؐ ہی تو اتباع ظن عوام اور افادہ حق میں محض ناکام کیا پھر ان چند کی ظنی روایات ظنی جرح و تعیلات کا اتباع عین دین کر دیا، تو بات کیا وہی کہ یہ مثل انبیاء معصوم ہیں، نہیں نہیں بلکہ دین غیر مقلدی کے اس باباً من دون اللہ جھوٹے خدا ہیں، وہ جس نے چند جاہلان عالم نما کے سوا جو ابو حنیفہ و شافعی کے منہ پر آتے اور اُن کے احکام پر کھنے کی اپنے میں طاقت بتاتے ہیں تمام عالم کو بے نتھابیل کیا ہے، کیونکہ وہ آپؐ دلیل سمجھ نہیں سکتے اور دوسرے کی کہی ہوئی اگرچہ بنگالی، بھوپالی، دہلوی، امرتسری کی مالا لیس کہ دلیل سے یہ ثابت ہے تو یہ وہی تقلید ہوئی جو شرک ہے لہذا ضروریے نتھابیل ہیں وہ کہ عام جہاں پر جس کے لئے کوئی حجت قائم نہیں ہو سکتی کہ حجت قائم ہو دلیل سے دلیل وہ خود سمجھ نہیں سکتے اور دوسرے کی سمجھ پر اعتماد شرک۔ وہ جس نے (خاک بدہن خبثا) کھلے مشرکوں کو خیرامۃ کہا اور ان کے تین قرون کو خیر القرون کہلوایا جن کا روزِ اول سے آج تک یہی معمول کہ عامی کو جو مسئلہ پوچھنا ہوا عالم سے پوچھا، عالم نے حکم بتا دیا سائل نے مانا اور کار بند ہوا، صحابہ سے آج تک کبھی دلیل بتانے اور اسے عامی کے اس قدر ذہن نشین کرنے کا کہ وہ خود سمجھ لے کہ واقعی یہ حکم قرآن و حدیث سے ثابت بروجہ صحیح غیر معارض و غیر منسوخ ہے ہرگز نہ دستور تھا نہ ہوا نہ ہے

ع قال اللہ وما یتبع اکثرہم الا ظن ان الظن لا یغنی عن الحق شیئاً ۱
اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اور ان میں اکثر تو نہیں چلتے مگر گمان پر، بیشک گمان حق کا کچھ کام نہیں دیتا۔ (ت)
قال تعالیٰ ان یتبعون الا الظن وان الظن لا یغنی عن الحق شیئاً ۲
اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وہ تو زے گمان کے پیچھے ہیں اور بیشک گمان یقین کی جگہ کچھ کام نہیں دیتا۔ (ت)
وقال تعالیٰ لا تقف ما لیس لک بہ علم ۱۲
اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اور اس بات کے پیچھے نہ پڑ جس کا تجھے علم نہیں۔ (ت)

تو پوچھنے والے بے علم دلیل تفصیلی اُن کا فتویٰ مانا کئے اور یہی تفسید ہے۔ اور تقلید مشرک تو عہد صحابہ سے آج تک سب عامی مشرک ہوئے اور وہ مفتی بے القائے دلیل اسی لئے فتوے دیتے رہے کہ یہ مانیں اور عمل کریں، تو صحابہ سے آج تک سب مفتیان و علماء مشرک گر و مشرک دوست ہوئے اور ہر مشرک گر خود مشرک اور مشرکوں سے بدتر، تو غیر مقلد کے دھرم میں صحابہ سے اب تک تمام امت مشرک۔ لیکن غیر مقلد کا خدا انھیں کو خیر الامۃ اور خیر القرون کہتا کہلواتا ہے، پھر اس کی کیا شکایت کہ ایسوں کو کہا جو غیر مقلدی دھرم میں فرقو ادینہم وکانوا شیعاً تھے جنھوں نے اپنا دین ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور جدا جدا کر دہ ہو گئے۔ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے اتباع اُن سے فتویٰ لیتے اور اس پر چلتے، عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے اتباع انکی طرف تھے، عبد بن عباس رضی اللہ عنہ کے اتباع ان کے ساتھ تھے اور وہ اختلاف آج تک برابر قائم رہے، سب فرقی مشورہ کر کے ایک بات پر عامل نہ ہونے تھے نہ ہوئے، قرآن عظیم میں ہمیشہ پڑھا کئے :

فان تنازعتم فی شئ فردوہ الی اللہ و الی الرسولؐ

جب تم میں کسی بات میں اختلاف ہو تو اُسے اللہ و رسول کی طرف رجوع کرو۔ اس پر نہ عمل کرنا تھا نہ کیا، اس پر عمل کرتے تو سب ایک نہ ہو جاتے کہ اللہ و رسول کا حکم ایک ہی تھا، مگر وہ اپنے ہی عالموں کے قول پر اڑے رہے مسعودی عمری عباسی نام نہ کہلانا کوئی چیز نہیں، کام وہی رہا جو حنفی شافعی مالکی حنبلی نے کیا، کام کام سے ہے نہ کہ نام ہے۔ دین کے ایسے ٹکڑے کرنے والوں کو خیر امت و خیر القرون ٹھہرایا وغیرہ وغیرہ خرافات ملعونہ، کیا انھوں نے خدا کو جانا، حاش للہ مالہم بذلک من علموان ہم الا یخرو صون فسیح اللہ رب العرش عما یصفون (انھیں اس کی حقیقت کچھ معلوم نہیں یونہی اٹکیں دوڑاتے ہیں، پاکی ہے عرش کے رب کو ان باتوں سے جو یہ بناتے ہیں۔ ت)

تنبیہ : مسلمانوں! تم نے دیکھا یہ ہیں گمراہ فرقے، ادریہ ہیں ان کے سخاۃ خدا، ما قدرہ اللہ حق قدرہ (اور یہو نے اللہ کی قدر نہ جانی جیسی چاہتے تھی۔ ت) اور ایک عام بات

۵۹/۴ القرآن الکریم

۲۲/۲۱

۱۵۹/۶ القرآن الکریم

۲۰/۴۳

۹۱/۶

یہ ہے کہ کفر کیا ہے اس بات کی تکذیب جو بالقطع والیقین ارشاد الہی عز وجل ہے اب یہ تکذیب کرنے والا اگر اُسے ارشاد الہی عز وجل نہیں مانتا تو ایسے کو خدا سمجھا ہے جس کا یہ ارشاد نہیں حالانکہ خدا وہ ہے جس کا یہ ارشاد ہے اُس نے خدا کو کہاں جانا اور اگر اس کا ارشاد مان کر تکذیب کرتا ہے تو ایسے کو خدا سمجھا ہے جس کی بات جھٹلانا روا ہے اور خدا اس سے پاک و ورار و بلند و بالا ہے تو اس نے خدا کو کب جانا، حاصل وہی ہوا کہ اتخذ اللہ ہواہ (اپنی خواہش کو اپنا خدا ٹھہرایا۔ ت) اور یہاں سے ظاہر ہوا کہ اس جہل باللہ میں بُرے دہریوں کے بعد جو سرے سے وجود خدا کے منکر ہیں سب سے بھاری حصہ ان وہابیوں اسمعیلیوں خصوصاً دیوبندیوں کا ہے کہ کافر تو اس سے کافر ہوئے کہ انہوں نے خدا کو جھٹلایا خدا کو عیب لگایا مگر اُن میں ایسا کھلا بیباک مشکل سے نکلے گا جو جو اپنی زبان سے خود ہی کہے کہ ہاں ہاں اس کا خدا جھوٹا ہونے اور نہ صرف جھوٹ بلکہ ہر سڑے سڑے عیب ہر ناپاک سے ناپاک گندگی میں سننے کے قابل ہے یہودی نصرانی بھی شاید اسے کہتے جھکیں گے، یہ دھوئی دھائی دیدے کی صفائی، انھی صاحبوں کے حصے میں آتی، کہ اپنے معبود کے کذاب عیبی آلودہ ہونے کو دھڑلے سے جائز کریں اور اس پر تحریر کریں لکھیں چھاپیں، اسی پر کمال اسلام کا مدار جانیں، وسیعلم الذین ظلموا انہم منقلب ینقلبون (اور اب جان جائیں گے ظالم کہ کس کروٹ پلٹا کھائیں گے۔ ت) (فتاویٰ رضویہ ج ۵ ص ۵۴۹ تا ۵۵۳)

(۶۵) عظمت دینی رکھنے والوں کے مراتب کا فرق بیان کرتے ہوئے فرمایا: وہ کہ عظمت دینی رکھتے ہیں جن کے سر و سرور مطلق حضور سید المرسلین ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، پھر باقی حضرات انبیاء و ملائکہ و اولیاء و اہلبیت و صحابہ، پھر دیگر علماء و صلحاء و اتقیاء، پھر سلاطین اسلام، پھر عام مومنین، نیز صحائف دینیہ مثل مصحف شریف و کتب فقہ و حدیث، صفات جمیلہ مثل ایمان و علم، اعمال صالحہ مثل نماز و حج، اخلاق فاضلہ مثل زہد و تواضع۔ اما کن مقدسہ مثل کعبہ مکرمہ و روضہ منورہ، غرض جملہ اشخاص و اشیاء جن کو مولیٰ عز وجل سے علاقہ قُرب ہے، اس علاقہ کے سبب ان کی تعظیم اللہ عز وجل ہی کی تعظیم ہے اور ان کی عزت اسی کی عزت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ان من اجلال الله اکرام ذی الشیبة المسلم وحامل القرآن غیر الغالی
 فیہ والجافی عنہ واکرام ذالسلطان المقسط۔ رواہ ابو داؤد بسند حسن عن
 ابی موسیٰ الاشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

بیشک اللہ کی تعظیم سے ہے بوڑھے مسلمان کی عزت کرنی، اور حافظ قرآن کی کہ نہ اس میں حد
 سے بڑھے نہ اس سے دوری کرے، اور حاکم عادل کی (اسے ابو داؤد نے سند حسن کے ساتھ ابو موسیٰ
 اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔ ت)

مولے عزوجل فرماتا ہے :
 فان العزة لله جميعاً
 عزت ساری اللہ ہی کے لئے ہے۔

اور خود فرماتا ہے :

ولله العزة ولرسوله وللمؤمنين ولكن المنافقين لا يعلمون
 عزت اللہ اور اس کے رسول اور مسلمانوں ہی کے لئے ہے مگر منافقوں کو خبر نہیں۔
 رسول اور مسلمانوں کی عزت اگر عزت الہی سے جدا ہوتی تو عزت کے حصے ہو جاتے، ایک حصہ
 اللہ کے لئے، ایک رسول کا، ایک مومنین کا۔ حالانکہ رب عزوجل فرما چکا کہ عزت ساری اللہ ہی کے لئے
 ہے، تو قطعاً ان کی عزت اللہ ہی کی عزت سے ہے اور ان کی تعظیم اللہ ہی کی تعظیم۔ اللہ اور اس کے
 رسولوں میں تفرقہ کرنے والوں کو قرآن عظیم کا فرماتا ہے، ایک قوم کا حال ارشاد فرمایا :
 يريدون ان يفرقوا بين الله ورسوله
 اللہ اور اس کے رسولوں میں جدائی ڈالنی چاہتے ہیں۔

پھر فرمایا :

اولئك هم الكفرون حقاً
 یہی مکے کافر ہیں۔

۱ سنن ابو داؤد کتاب الادب باب فی تنزیل التاس منازلہم آفتاب عالم پریس لاہور ۳۰۹/۲
 ۲ القرآن الکریم ۱۳۹/۲
 ۳ القرآن الکریم ۸/۶۳
 ۴ ۱۵۰/۲
 ۵ ۱۵۱/۲

رسولوں کی عزت رسولوں کی عظمت اللہ عزوجل کی عزت و عظمت سے جدا مانتی، اللہ اور اس کے رسولوں میں جدائی ڈالنی ہے۔

خاصانِ خدا خدا نباشند لیکن زحدا جدا نباشند
(اللہ تعالیٰ کے خاص بندے خدا نہیں لیکن خدا سے جدا بھی نہیں۔ ت)
ولہذا ان کی تعظیم مدارِ ایمان ہوتی، اور ان کی ادنیٰ توہین کفر۔ ارسال رسول کا ایک مقصد اعلیٰ تعظیم و توقیر رسول ہے۔

قال اللہ تعالیٰ انا امرسلناک شاہداً و مبشراً و نذیراً لتؤمنوا باللہ و برسولہ و تعزروہ و توقروہ لہ

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے نبی! ہم نے تمہیں بھیجا حاضر و ناظر اور خوشخبری دینے والا اور ڈر سنانے والا تاکہ اے لوگو! تم اللہ اور رسول پر ایمان لاؤ اور رسول کی تعظیم و توقیر کرو۔
(فتاویٰ رضویہ ج ۱۵ ص ۵۶۱، ۵۶۲)

(۶۶) عظمت دینی نہ رکھنے والوں کے درجات میں فرق بیان کرتے ہوئے فرمایا:
وہ کہ عظمت دینی سے اصلاً بہرہ نہیں رکھتے کہ اللہ عزوجل سے انھیں کوئی علاقہ قرب نہیں ہے تو بعد ہی ہے، ان کے بدتر و ذلیل تر کفار و مشرکین و مرتدین مثل وہابیہ دیوبندیہ وغیرہ متقلدین ہیں، پھر باقی ضالین، نیز صفاتِ رذیلہ مثل کفر و ضلال، اعمالِ خبیثہ مثل زنا و شرب خمر، اخلاقِ رذیلہ مثل تکبر و عجب۔ اماکنِ نجسہ مثل معابد کفار، غرض دنیا و مافیہا جس کو اللہ عزوجل سے علاقہ قرب نہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

الدنیا ملعونۃ ملعون ما فیہا الا ما کان منہا للہ عزوجل۔ رواہ ابو نعیم فی الحلیۃ
والضیاء فی المختارۃ عن جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما بسند حسن۔
دنیا ملعون ہے اور دنیا میں جو کچھ ہے ملعون ہے مگر وہ جو اس میں سے اللہ عزوجل کے لئے ہو۔
(۱) سے ابو نعیم نے حلیہ میں اور ضیاء نے مختارہ میں جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے سند حسن کے ساتھ روایت کیا۔ ت)

اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم :

الدنيا ملعونة ملعون ما فيها الا ذكر الله وما والاه وعالمًا او متعلمًا۔^۱ رواه ابن ماجه عن ابی ہریرۃ والطبرانی فی الاوسط عن ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔
دنیا پر لعنت ہے اور دنیا میں جو کچھ ہے سب پر لعنت ہے مگر اللہ کا ذکر اور جسے اس سے علاقہ قرب ہے اور عالم یا طالب علم دین (اس کو ابن ماجہ نے ابو ہریرہ سے اور طبرانی نے اوسط میں ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا۔ ت)

اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم :

الدنيا ملعونة وملعون ما فيها الا ما ابتغى به وجه الله تعالى۔^۲ رواه الطبرانی فی الکبیر عن ابی الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔
دنیا لعینہ ہے اور جو کچھ دنیا میں ہے سب لعین ہے مگر جس سے رضائے الہی مطلوب ہو (اس نے طبرانی نے کبیر میں ابی الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے۔ ت)
رب عز وجل فرماتا ہے :

ان الذین یحادون اللہ ورسولہ اولئک فی الاذنین^۳
بیشک اللہ ورسول کے مخالف وہی سب ذلیلوں سے ذلیل تر ہیں۔
اور فرماتا ہے تبارک وتعالیٰ :

ان الذین کفروا من اهل الکتاب والمشرکین فی نار جہنم خلدین فیہا اولئک
ہم شر البریۃ^۴ ان الذین امنوا وعملوا الصالحات اولئک ہم خیر
البریۃ^۵

بیشک تمام کافر کتابی و مشرک جہنم کی آگ میں ہیں ہمیشہ اس میں رہیں گے وہ تمام مخلوق الہی سے بدتر ہیں (اونٹ کی ہنگنی سے بدتر، کتے سوتر کے غلیظ سے بدتر) بیشک جو ایمان لائے اور اچھے

^۱ سنن ابن ماجہ ابواب الزہد باب مثل الدنیا ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۳۱۲، ۳۱۳

^۲ مجمع الزوائد بحوالہ المعجم الکبیر کتاب الزہد باب ماجاء فی الریار دار الکتب بیروت ۲۲۲/۱۰

^۳ القرآن الکریم ۲۰/۵۸

^۴ ۶۶/۹۸

کام کئے وہ تمام مخلوق الہی سے بہتر ہیں (کعبہ و عرش سے بہتر، ملائکہ سے بہتر)۔
 جب یہ دونوں قسمیں معلوم ہو گئیں اور واضح ہوا کہ قسم اول کی تعظیم تعظیم الہی سے جدا نہیں بلکہ بعینہ
 اسی کی تعظیم، تو محل تحقیق میں غیر اللہ یا خلق سے یقیناً وہی مراد ہوتا ہے جسے مولے عز و جل سے علاقہ قرب
 نہیں، علاقہ قرب والے تو جانب خالق میں ہیں نہ کہ جانب غیر میں۔ دیکھو علماء فرماتے ہیں، غیر خدا کے لئے
 تواضع حرام ہے، ملقط پھر در مختار میں قبل فصل فی البیع نیز فتاویٰ عالمگیری باب ۲۸ میں ہے،
 التواضع لغير الله حرام ہے

غیر اللہ کے لئے تواضع حرام ہے۔ (ت)

حالانکہ ماں باپ کے لئے تواضع کا قرآن عظیم میں حکم ہے،
 واخفض لهما جناح الذل من الرحمة۔

ماں باپ کے لئے نرم دلی سے ذلت کا بازو بچھا۔

اپنے استاد بلکہ شاگردوں کے لئے بھی تواضع کا حدیث میں حکم ہے،

تواضعوا لمن تعلمون منه وتواضعوا لمن تعلمونه ولا تكونوا جبابرة العلماء۔ رواہ

الخطیب عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

جس سے علم سیکھتے ہو اس کے لئے تواضع کرو اور جسے سکھاتے ہو اس کے لئے تواضع کرو اور

گردن کش عالم نہ بنو۔ (اسے خطیب نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔ ت)

بلکہ خود حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو رب عز و جل نے صحابہ کی تواضع فرمانے کا حکم دیا ہے،

واخفض جناحك للمؤمنين

مومنوں کے لئے اپنا پہلو جھکائیے۔

اور فرمایا :

۱۔ الدر المختار کتاب الخطر والاباۃ باب الاستبصار مطبع مجتہائی دہلی ۲۴۵/۲

۲۔ القرآن الکریم ۲۴/۱۷

۳۔ الجامع لاخلاق الراوی عن عمر باب ذکر ما ینبی للراوی والسامع دار الکتب العلمیہ بیروت ص ۱۹

اتحاد السادة المتقین عن ابی ہریرۃ فضیلۃ الحکم دار الفکر بیروت ۲۷/۸

۴۔ القرآن الکریم ۸۸/۱۵

واخفض جناحك لمن اتبعك من المؤمنين ۱

اپنے پیرو ایمان والوں کے لئے اپنا بازو نرم فرمائیے۔

بات وہی ہے کہ ایسی جگہ غیر اللہ سے وہی مراد جسے اللہ سے علاقہ نہ ہو، ولہذا رد المحتار میں اس عبارت در مختار کی شرح کی :

ای اذلال النفس لنیل الدنیا ۲

یعنی تواضع لغیر اللہ کا یہ مطلب ہے کہ دنیا ملنے کے لئے اپنے آپ کو کسی کے سامنے ذلیل کرنا۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۱۵ ص ۵۶۳ تا ۵۶۵)

(۶۷) مرزا غلام احمد قادیانی کے عقائد و نظریات کفریہ کو بیان کرتے ہوئے فرمایا :

ان اقوال خبیثہ میں اولاً کلام الہی کے معنی میں صریح تحریف کی کہ معاذ اللہ آیہ کریمہ میں یہ شخص مراد ہے نہ کہ حضور علیہ السلام۔

ثانیاً نبی اللہ و رسول اللہ و کلمۃ اللہ عیسیٰ روح اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر افتراء کیا وہ اس کی بشارت دینے کو اپنا تشریف لانا بیان فرماتے تھے۔

ثالثاً اللہ عز و جل پر افتراء کیا کہ اس نے عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس شخص کی بشارت دینے کے لئے بھیجا، اور اللہ عز و جل فرماتا ہے :

ان الذین یفترون علی اللہ الکذب لایفلحون ۳

بیشک جو لوگ اللہ عز و جل پر جھوٹ بہتان اٹھاتے ہیں فلاح نہ پائیں گے۔

اور فرماتا ہے :

انما یفتویٰ الکذب الذین لایؤمنون ۴

ایسے افتراء وہی باندھتے ہیں جو ایمان نہیں رکھتے۔

سابعاً اپنی گھڑی ہوئی کتاب براہین غلامیہ کو اللہ عز و جل کا کلام ٹھہرایا کہ خدائے تعالیٰ

۱۔ القرآن الکریم ۲۶/۲۱۵

۲۔ رد المحتار کتاب المحظور والاباحہ باب الاستبرار دار احیاء التراث العربی بیروت ۵/۲۴۶

۳۔ القرآن الکریم ۱۶/۱۱۶

۴۔ ۱۶/۱۰۵

نے براہین احمدیہ میں یوں فرمایا ہے ، اور اللہ عز وجل فرماتا ہے :

فويل للذين يكتبون الكتب بايديهم ثم يقولون هذا من عند الله ليشتروا به ثمنا قليلا فويل لهم مما كتبت ايديهم وويل لهم مما يكسبون به

خرابی ہے ان کے لئے جو اپنے ہاتھوں کتاب لکھیں پھر کہہ دیں یہ اللہ کے پاس سے ہے تاکہ اس کے بدلے کچھ ذلیل قیمت حاصل کریں ، سو خرابی ہے ان کے لئے ان کے لکھے ہاتھوں سے اور خرابی ہے ان کے لئے اس کمائی سے ۔

ان سب سے قطع نظر ان کلمات ملعونہ میں صراحت اپنے لئے نبوت و رسالت کا ادعائے قبیحہ ہے اور

وہ باجماع قطعی کفر صریح ہے ۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۱۵ ص ۵۷۷)

(۶۸) مزید فرمایا :

کفر ہشتم : ازالہ صفحہ ۳۰۹ پر حضرت مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کے معجزات کو جن کا ذکر خداوند تعالیٰ بطور احسان فرماتا ہے مسموم لکھ کر کہتا ہے : ”اگر میں اس قسم کے معجزات کو مکروہ نہ جانتا تو ابن مریم سے کم نہ رہتا۔“ یہ کفر متعدد کفروں کا خمیرہ ہے معجزات کو مسموم لکھنا ایک کفر کہ اس تقدیر پر وہ معجزہ نہ ہوئے بلکہ معاذ اللہ ایک کسی کرشمے ٹھہرے ، اگلے کافروں نے بھی ایسا ہی کہا تھا ، اذ قال الله لعيسى بن مريم اذكر نعمتي عليك وعلى والدتك ، اذ ايدتك بروح القدس فقف تكلم الناس في المهد وكملا واذ علمتك الكتب والحكمة و التوراة والانجيل واذ تخلق من الطين كهيئة الطير باذني فتنفخ فيها فتكون طيرا باذني و تبرئ الاكمه والابرص باذني واذ تخرج الموتى باذني واذ كففت بني اسرائيل عنك اذ جئتهم بالبينة فقال الذين كفروا منهم ان هذا الاسحر مبين

جب فرمایا اللہ سبحانہ نے اے مریم کے بیٹے ! یاد کر میری نعمتیں اپنے اوپر اور اپنی ماں پر جب میں نے پاک روح سے تجھے قوت بخشی لوگوں سے باتیں کرتا پالنے میں اور پکی عمر کا ہو کر اور

۱۔ القرآن الحکیم ۲/۷۹

۲۔ ازالہ اوہام

۳۔ القرآن الکریم ۵/۱۱۰

ریاض الہند امرتسر بھارت

ص ۱۱۶

جب میں نے تجھے سکھایا لکھنا اور علم کی تحقیقی باتیں اور توریت اور انجیل، اور جب تو بناتا مٹی سے پرند کی سی شکل میری پروانگی سے، پھر تو اس میں پھونکتا تو وہ پرند ہو جاتی میرے حکم سے، اور تو چنگا کرتا مادر زاد اندھے اور سفید داغ والے کو میری اجازت سے، اور جب تو قبروں سے جیتا نکالتا مردوں کو میرے اذن سے، اور جب میں نے یہود کو تجھ سے روکا جب تو ان کے پاس یہ روشن معجزے لے کر آیا تو ان میں کے کافر بولے یہ تو نہیں مگر کھلا جادو۔

مسموم بتایا یا جادو کہا، بات ایک ہی ہوتی یعنی الہی معجزے نہیں کسی ڈھکوسلے ہیں، ایسے ہی منکروں کے خیال ضلال کو حضرت مسیح کلمہ اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بار بار بتا کید رد فرما دیا تھا اپنے معجزات مذکورہ ارشاد کرنے سے پہلے فرمایا،

ان فی قد جئتم بایة من ربکم انی اخلقکم من الطین کھيئة الطیر الایة۔

میں تمہارے پاس رب کی طرف سے معجزے لایا کہ میں مٹی سے پرند بناتا اور پھونک مار کر اُسے جلاتا اور اندھے اور بدن بگڑے کو شفا دیتا اور خدا کے حکم سے مردے جلاتا اور جو کچھ گھر سے کھا کر آؤ اور جو کچھ گھر میں اٹھا رکھو وہ سب تمہیں بتاتا ہوں۔

اور اس کے بعد فرمایا،

ان فی ذلک لایة لکم ان کنتم مؤمنین

بیشک ان میں تمہارے لئے بڑی نشانی ہے اگر تم ایمان لاؤ۔

پھر مکر فرمایا،

جئتم بایة من ربکم فاتقوا اللہ واطیعوا

میں تمہارے رب کے پاس سے معجزہ لایا ہوں تو خدا سے ڈرو اور میرا حکم مانو۔

مگر جو عیسے کے رب کی نہ مانے وہ عیسے کی کیوں ماننے لگا، یہاں تو اُسے صاف گنجائش ہے کہ اپنی بڑائی سبھی کرتے ہیں

کس نہ گوید کہ دوغ من ترش ست
(کوئی نہیں کہتا کہ میری لسی ترش ہے۔ ت)

پھر ان معجزات کو مکہ وہ جاننا دوسرا کفر یہ کہ گراہت اگر اس بنا پر ہے کہ وہ فی نفسہ مذموم کام تھے جب تو کفر ظاہر ہے، قال اللہ تعالیٰ :

تلك الرسل فضلنا بعضهم على بعض
یہ رسول ہیں کہ ہم نے ان میں ایک کو دوسرے پر فضیلت دی۔
اور اسی فضیلت کے بیان میں ارشاد ہوا :

وَأَيُّهَا عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ الْبَيْتُتْ وَأَيُّدَاهُ بِرُوحِ الْقُدُسِ
اور ہم نے عیسیٰ بن مریم کو معجزے دیئے اور جبریل سے اس کی تائید فرمائی۔ (ت)
اور اگر اس بنا پر ہے کہ وہ کام اگرچہ فضیلت کے تھے مگر میرے منصب اعلیٰ کے لائق نہیں تو یہ وہی نبی پر اپنی تفصیل ہے ہر طرح کفر و ارتداد قطعی سے مفر نہیں، پھر ان کلمات شیطانیہ میں مسیح کلمۃ اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تحقیر تفسیر کفر ہے اور ایسی ہی تحقیر اس کلام ملعون کفر ششم میں تھی اور سب سے بڑھ کر اس کفر نہم میں ہے کہ ازالہ صفحہ ۱۶۱ پر حضرت مسیح علیہ السلام کی نسبت لکھا : ”بوجہ مسمریزم کے عمل کرنے کے تنویر باطن اور توحید اور دینی استقامت میں کم درجے پر بلکہ قریب ناکام رہے“
إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ ، اَللّٰهُمَّ اَعِزِّ اَعْدَاءَ اَنْبِيَآءِ اللّٰهِ وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالَى عَلٰى اَنْبِيَآئِهِ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ۔

ہم اللہ کی ملکیت اور ہم اس کی طرف ہی لوٹنے والے ہیں، انبیاء اللہ کے دشمنوں پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو اللہ تعالیٰ کی رحمتیں ہوں اس کے انبیاء علیہم السلام پر اور برکتیں اور سلام (ت)
پہر نبی کی تحقیر مطلقاً کفر قطعی ہے جس کی تفصیل سے شفاء شریف و شروح شفاء و سیف مسلول
امام تقی الملتہ والدین سبکی و روضۃ امام نووی و وجیز امام کردری و اعلام امام حجر مکی وغیرہ تصانیف ائمہ کرام کے دفتر گونج رہے ہیں نہ کہ نبی بھی کون نبی مرسل نہ کہ مرسل بھی کیسا مرسل اولوا العزم نہ کہ تحقیر بھی کتنی کہ مسمریزم کے سبب نور باطن نہ نور باطن بلکہ دینی استقامت، نہ دینی استقامت بلکہ نفس توحید میں، نہ کم درجہ بلکہ ناکام رہے اس ملعون قول لعن اللہ قائلہ و قابلہ (اسے کہنے والے اور قبول کرنے والے پر اللہ کی لعنت۔ ت) نے اولوا العزمی و رسالت و نبوت در کنار اس عبد اللہ و

۱۔ القرآن الکریم ۲/۲۵۳

۲۔ ۲/۲۵۳

کلمۃ اللہ وروح اللہ علیہ وصلوات اللہ ورحمات اللہ کے نفس ایمان میں کلام کر دیا اس کا جواب ہمارے ہاتھ میں کیا ہے سو اس کے کہ،

ان الذین یؤذون اللہ ورسولہ لعنہم اللہ فی الدنیا والاخرۃ واعدّ لہم عذابا مہینا۔

بیشک جو لوگ ایذا دیتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کو ان پر اللہ نے لعنت کی دنیا و آخرت میں اور ان کے لئے تیار کر رکھا ہے ذلت کا عذاب۔

کفر و ہم: از آلہ صفحہ ۶۲۹ پر لکھتا ہے،

”ایک زمانے میں چار سونبیوں کی پیشگوئی غلط ہوئی اور وہ جھوٹے“۔

یہ صراحتہً انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی تکذیب ہے عام اقوام کفار لعنہم اللہ کا کفر، حضرت عزت

عز جلالہ نے یوں ہی تو بیان فرمایا،

کذبت قوم نوح المرسلین کذب عاد المرسلین کذبت ثمود المرسلین

کذبت قوم لوط المرسلین کذب اصحاب الایکۃ المرسلین

نوح کی قوم نے پیغمبروں کو جھٹلایا، عاد نے رسولوں کو جھٹلایا، ثمود نے رسولوں کو جھٹلایا، لوط

کی قوم نے رسولوں کو جھٹلایا، بن والوں نے رسولوں کو جھٹلایا۔ (ت)

ائمہ کرام فرماتے ہیں: چونبی پر اس کی لائی ہوئی بات میں کذب جائز ہی مانے اگرچہ وقوع نہ جانے

باجماع کفر ہے نہ کہ معاذ اللہ چار سو انبیاء کا اپنے اخبار بالغیب میں کہ وہ ضرور اللہ ہی کی طرف سے ہوتا ہے

واقع میں جھوٹا ہو جانا، شفا شریف میں ہے،

من دان بالوحدانیۃ وصحة النبوة ونبوة بنینا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

ولکن جو نر علی الانبیاء الکذب فیما اتوا بہ ادعی فی ذلک المصلحة بزعمہ او

لم یدعہا فہو کافر باجماع یہ

۱۲ از آلہ اوہام ریاض البندام تسہیلات ص ۲۳۲

۱۳ القرآن الکریم ۲۶/۱۲۳

۱۴ ” ۲۶/۱۶۰

۱۵ القرآن الکریم ۳۳/۵۷

۱۶ ” ۲۶/۱۰۵

۱۷ ” ۲۶/۱۴۱

۱۸ ” ۲۶/۱۷۶

۱۹ الشفا بتعریف حقوق المصطفیٰ فصل فی بیان ماحول من المقالات کفر دارالکتب العلمیۃ بیروت ۲/۱۷۱

یعنی جو اللہ تعالیٰ کی وحدانیت، نبوت کی حقانیت، ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نبوت کا اعتقاد رکھتا ہو یا نہ ہو انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام پر ان کی باتوں میں کذب جائز مانے خواہ بزرگ خود اس میں کسی مصلحت کا ادا کرے یا نہ کرے ہر طرح بالاتفاق کافر ہے۔

ظالم نے چار سو کہہ کر گمان کیا کہ اس نے باقی انبیاء کو تکذیب سے بچا لیا حالانکہ یہی آیتیں جو ابھی تلاوت کی گئی ہیں شہادت دے رہی ہیں کہ اس نے آدم نبی اللہ سے محمد رسول اللہ تک تمام انبیاء کرام علیہم افضل الصلوٰۃ والسلام کو کاذب کہہ دیا کہ ایک رسول کی تکذیب تمام مرسلین کی تکذیب ہے۔ دیکھو قوم نوح و ہود و صالح و لوط و شعیب علیہم الصلوٰۃ والسلام نے اپنے ایک ہی نبی کی تکذیب کی تھی مگر قرآن نے فرمایا، قوم نوح نے سب رسولوں کی تکذیب کی، عاد نے کل پیغمبروں کو جھٹلایا، ثمود نے جمیع انبیاء کو کاذب کہا، قوم لوط نے تمام رسل کو جھوٹا بتایا، ایکہ والوں نے سارے نبیوں کو دروغ گو کہا، یونہی واللہ اس قاتل نے نہ صرف چار سو بلکہ جملہ انبیاء و مرسلین کو کذاب مانا۔
(فتاویٰ رضویہ ج ۱۵ ص ۵۸۵ تا ۵۸۹)

(۶۹) رسالہ ”قہر الدیان علی مرتد بقادیان“ میں فرمایا :
غرض اپنی مسیحیت قائم رکھنے کو نہایت کھلے طور پر تمام معجزات مسیح و تصریحات قرآن عظیم سے صاف منکر ہے اور پھر مہدی و رسول و نبی ہونے کا ادعا کر، مسلمان تو مکذّب قرآن کو مسلمان بھی نہیں کہہ سکتے، قطعاً کافر مرتد زندیق بے دین ہے نہ کہ نبی و رسول بن کر اور کفر پر کفر چڑھے اللعنة اللہ علی الکفارین (خبردار! کافروں پر اللہ کی لعنت ہے۔ ت) اور اس کذاب کا کہنا کہ مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام خود اپنے معجزے سے منکر تھے، رسول اللہ پر محض افتراء اور قرآن عظیم کی صاف تکذیب ہے، قرآن عظیم تو مسیح صادق سے یہ نقل فرماتا ہے کہ :

انی قد جئتکم بأیة من ربکم انی اخلقکم من الطین کھیدۃ الطیر فانفخ فیہ فیکون طیرا باذن اللہ و ابرئ الاکملہ و الابصر و احی الموقی باذن اللہ و انبئکم بما تاکلون و ما تدخرون فی بیوتکم ان فی ذلک لآیة لکم ان کنتم مؤمنین یہ

بیشک میں تمہارے پاس تمہارے رب سے یہ معجزے لے کر آیا ہوں کہ میں تمہارے لئے

مٹی سے پرند کی سی صورت بنا کر اس میں پھونک مارتا ہوں وہ خدا کے حکم سے پرند ہو جاتی ہے اور میں بحکم خدا مادر زاد اندھے اور بدن بگڑے کو اچھا کرتا اور مردے زندہ کرتا ہوں اور تمہیں خبر دیتا ہوں جو تم کھاتے اور جو گھروں میں اٹھار کھتے ہو، بیشک اس میں تمہارے لئے بڑا معجزہ ہے اگر تم ایمان رکھتے ہو۔

پھر مکرر فرمایا،

وَجِئْتُكُمْ بِآيَةٍ مِنْ رَبِّكُمْ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا أَمْرًا

میں تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے بڑے معجزات لے کر آیا تو اللہ سے ڈرو اور میرا حکم مانو۔

اور یہ قرآن کا جھٹلانے والا ہے کہ انہیں اپنے معجزات سے انکار تھا۔

کیوں مسلمانو! قرآن سچا یا قادیانی؟ ضرور قرآن سچا ہے اور قادیانی کذاب جھوٹا۔ کیوں مسلمانو! جو قرآن کی تکذیب کرے وہ مسلمان ہے یا کافر؟ ضرور کافر ہے، ضرور کافر بخدا۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۱۵ ص ۶۰۴، ۶۰۵)

(۷۰) مزید فرمایا،

مسلمانو! دیکھا کہ اس دشمن اسلام نے اللہ عزوجل کے سچے رسول کو کیسی مغلط گالیاں دیں، کونسی ناگفتنی اس ناشدنی نے ان کے حق میں اٹھار کھی، ان کے معجزوں کو کیسا صاف کھیل اور لہو و لعب شعبہ و سحر ٹھہرایا، ابرائے اکہ و ابرص کو مسمریزم پر ڈھالا اور معجزہ پرند میں تین احتمال پیدا کئے، بڑھتی کی کل یا مسمریزم یا کراماتی تالاب کا اثر، اور اسے صاف سامری کا بچھڑا بتا دیا بلکہ اس سے بدتر کہ سامری نے جو اسپ جبریل کی خاک سُم اٹھائی وہ اُسی کو نظر آئی دوسرے نے اطلاع نہ پائی۔ قال اللہ تعالیٰ:

قَالَ بَصَرٌ بَالٍ بِمَصْرُوبِهِ فَقَبْضَتْ قَبْضَةً مِنْ أَثَرِ الرَّسُولِ فَسَبَذَتْهَا وَكَذَلِكَ

سَوَّلَتْ لِي نَفْسِي يٰ

سامری نے کہا میں نے وہ دیکھا جو انہیں نظر نہ آیا تو میں نے اسپ رسول کی خاک قدم سے ایک مٹھی لے کر گوسالے میں ڈال دی کہ وہ بولنے لگا۔ نفسِ امارہ کی تعلیم سے مجھے یونہی کھبلا

(فتاویٰ رضویہ ج ۱۵ ص ۶۰۴)

معلوم ہوا۔

(۷۱) مزید فرمایا :

مرزا کو اذاعا ہے کہ اگرچہ اس پر وحی آتی ہے مگر کوئی نیا حکم جو شریعتِ محمدیہ سے باہر ہو، نہیں آ سکتا، ہم تو قرآنِ عظیم میں یہ حکم پاتے ہیں کہ :

لَا تَسُبُّوا الَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ فَيَسُبُّوا اللَّهَ عَدْوًا بِغَيْرِ عِلْمٍ

کافروں کے جھوٹے معبودوں کو گالی نہ دو کہ وہ اس کے جواب میں بے جا بوجھ دشمنی کی راہ سے اللہ عزوجل کی جناب میں گستاخی کریں گے۔

مرزا اپنی وہ وحی بتاتے جس نے قرآن کے اس حکم کو منسوخ کر دیا۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۱۵ ص ۶۰۹)

(۷۲) آیاتِ کریمہ نمبر ۱۶/۲۰، ۲۱ اور بخاری شریف کی ایک حدیث سے حیاتِ عیسٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بارے میں پیدا شدہ وہم پر مشتمل استفتاء کے جواب میں اہلحضرت علیہ الرحمہ نے رسالہ ”المجرا ن الدیانی علی المرتد القادیانی“ تحریر فرمایا جس میں تمہیداً ارشاد فرمایا :

(۱) قبل جواب ایک امر ضروری کہ اس سوال و جواب سے ہزار درجہ اہم ہے، معلوم کرنا لازم، بے دینیوں کی بڑی راہِ فراریہ ہے کہ انکار کریں ضروریاتِ دین کا، اور بحث چاہیں کسی ہلکے مسئلے میں جس میں کچھ گنجائش دست و پا زدن ہو۔

قادیانی صدمہ ہا وجہ سے منکر ضروریاتِ دین تھا اور اس کے پس ماندے حیات و وفاتِ سیدنا عیسٰی رسول اللہ علی نبینا الکریم وعلیہ صلوٰۃ اللہ و تسلیمات اللہ کی بحث پھیرتے ہیں جو ایک فرعی مسئلہ خود مسلمانوں میں ایک نوع کا اختلافی مسئلہ ہے جس کا اقرار یا انکار کفر تو درکنار ضلال بھی نہیں (فائدہ نمبر ۴ میں آئے گا کہ نزولِ حضرت عیسٰی علیہ السلام اہل سنت کا اجماعی عقیدہ ہے) نہ ہرگز وفاتِ مسیح ان مرتدین کو مفید، فرض کر دم کہ رب عزوجل نے اُن کو اُس وقت وفات ہی دی پھر اس سے ان کا نزول کیونکر ممکن ہو گیا؟ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی موت محض ایک آن کو تصدیق وعدۃ الہیہ کیلئے ہوتی ہے، پھر وہ ویسے ہی حیاتِ حقیقی دنیاوی و جسمانی سے زندہ ہوتے ہیں جیسے اس سے پہلے تھے زندہ کا دوبارہ تشریف لانا کیا دشوار؟ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں :

الانبياء احياء في قبورهم يصلون

لے القرآن الکریم ۶/۱۰۸

۲۷ مسند ابویعلیٰ عن انس رضی اللہ عنہ حدیث ۳۴۱۲ مؤسسہ علوم القرآن بیروت ۳/۳۷۹

انبیاء - زندہ ہیں اپنی قبروں میں نماز پڑھتے ہیں۔ (ت)

(۲) معاذ اللہ کوئی گمراہ بدین یہی مانے کہ اُن کی وفات اوروں کی طرح ہے جب بھی ان کا دوبارہ

تشریف لانا کیوں محال ہو گیا؟ وعدہ وحرام علیٰ قریۃ اہلکتمہا انہم لا یرجعون ۵ (اور عرام ہے اس بستی پر جسے ہم نے ہلاک کر دیا کہ پھر لوٹ کر آئیں۔ ت) ایک شہر کے لئے ہے، بعض افراد کا بعد موت دنیا میں پھر آنا خود قرآن کریم سے ثابت ہے جیسے سیدنا عزیر علیہ السلام۔ قال اللہ تعالیٰ: فاماتہ اللہ مائۃ عام ثم بعثہ ۶

تو اللہ نے اسے مُردہ رکھا سو برس، پھر زندہ کر دیا۔ (ت)

چاروں طائرین خلیل علیہ السلام، قال اللہ تعالیٰ:

ثم اجعل علی کلّ جبل منہن جزءاً ثم ادعہن یا تینک سعیا ۳

پھر اُن کا ایک ایک ٹکڑا ہر پہاڑ پر رکھ دے، پھر انھیں بُلا، وہ تیرے پاس چلے آئیں گے

دوڑتے ہوئے۔ (ت)

ہاں مشرکین ملاعنہ منکرین بعث اسے محال جانتے ہیں اور دوبارہ مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام

قادیانی بھی اُس قادر مطلق عزّ جلالہ کو معاذ اللہ صراحتاً عاجز ماننا اور دافع البلاء کے صفحہ ۳۴ پر یوں کُفر نکلتا ہے:

”خدا ایسے شخص کو پھر دنیا میں نہیں لاسکتا جس کے پہلے فتنے ہی نے دنیا کو تباہ کر دیا ہے۔“

مشرک و قادیانی دونوں کے رد میں اللہ عزّ وجل فرماتا ہے:

افعیینا بالخلق الاول ثم فی لبس من خلق جدید ۵

تو کیا ہم پہلی بار بنا کر تھک گئے بلکہ وہ نئے بننے سے شبہ میں ہیں۔ (ت)

جب صادق و مصدوق علیہ اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اُن کے نزول کی خبر دی اور وہ اپنی حقیقت پر

۱۵ القرآن الکریم ۹۵/۲۱

۲۵۹/۲

۲۶۰/۲

ص ۳۴

مطبوعہ ربوہ

دافع البلاء

۱۵ القرآن الکریم ۱۵/۵۰

ممکن و داخل زیر قدرت و جائز، تو انکار نہ کرے گا مگر گمراہ۔

(۳) اگر وہ حکم افراد کو بھی عام مانا جائے تو موت بعد استیفاۓ اجل کے لئے ہے، اس سے پہلے اگر کسی وجہ خاص سے امات ہو تو مانع اعادت نہیں بلکہ استیفاۓ اجل کے لئے ضرور اور ہزاروں کے لئے ثابت ہے۔ قال اللہ تعالیٰ:

الم تر االی الذین خرجوا من دیاں هم و هم الوف حذر الموت فقال لهم اللہ موتوا ثم احیاہم۔

اے محبوب! کیا تم نے نہ دیکھا انھیں جو اپنے گھروں سے نکلے اور وہ ہزاروں تھے موت کے ڈر سے، تو اللہ نے اُن سے فرمایا مر جاؤ، پھر انھیں زندہ فرما دیا۔ (ت) قماہ نے کہا:

اما تم اللہ عقوبۃ ثم بعثوا لیتوقوا مداۃ اجالہم ولو جاءت اجالہم ما بعثوا (معنا)۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو سزا کے طور پر موت دی پھر زندہ کر دیئے گئے تاکہ اپنی مقررہ عمر کو پورا کریں اگر ان کی مقررہ عمر پوری ہو جاتی تو دوبارہ نہ اٹھائے جاتے۔ (ت)

(۴) اس وقت حیات و وفات حضرت مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مسئلہ قدیم سے مختلف چلا آتا ہے مگر آخر زمانے میں ان کے تشریف لانے اور دجال لعین کو قتل فرمانے میں کسی کو کلام نہیں، یہ بلاشبہ اہل سنت کا اجماعی عقیدہ ہے تو وفات مسیح نے قادیانی کو کیا فائدہ دیا اور منغل بچہ، عیسیٰ رسول اللہ بے باپ سے پیدا ابن مریم کیونکر ہو سکا؟ قادیانی اُس اختلاف کو پیش کرتے ہیں، کہیں اس کا بھی ثبوت رکھتے ہیں کہ اس پنجابی کے ابتداء فی الدین سے پہلے مسلمانوں کا یہ اعتقاد تھا کہ عیسیٰ آپ تو نہ آئیں گے کوئی ان کا شیل پیدا ہو گا، اسے نزول عیسیٰ فرمایا گیا اور اس کو ابن مریم کہا گیا؛ اور جب یہ عام مسلمانوں کے عقیدے کے خلاف ہے تو آیہ:

یتبع غیر سبیل المؤمنین نولہ ما تولیٰ ونصلہ جہنم و ساءت مصیرا۔ جو مسلمانوں کی راہ سے جدا راہ چلے ہم اسے اس کے حال پر چھوڑ دیں گے اور اسے دوزخ

۱۔ القرآن الکریم ۲/۲۴۳

۲۔ جامع البیان (تفسیر ابن جریر طبری) القول فی تاویل قوله تعالیٰ الم تر االی الذین خرجوا دار اہیار التراث العربی بیروت

الدر المنثور تحت الآیۃ ۲/۲۴۳ دار اہیار التراث العربی بیروت ۱/۷۰۷

۳۔ القرآن الکریم ۲/۱۱۵

میں داخل کریں گے اور کیا ہی بُری جگہ پلٹنے کی (ت)
کا صاف حکم ہے۔

(۵) مسیح سے ٹیل مسیح مراد لینا تحریفِ نصوص ہے کہ عادتِ یہود ہے، بے دینی کی بڑی ڈھال
یہی ہے کہ نصوص کے معنی بدل دیں،
يَحْرِفُونَ الْكَلِمَ عَنْ مَوَاضِعِهِ۔

اللہ کی باتوں کو ان کے ٹھکانوں سے بدل دیتے ہیں۔ (ت)

ایسی تاویل گھڑ فی نصوصِ شریعت سے استہزار اور احکام و ارشادات کو درہم برہم کر دینا ہے، جس جگہ
جس شے کا ذکر آیا کہہ سکتے ہیں وہ شے خود مراد نہیں اس کا ٹیل مقصود ہے، کیا یہ اس کی نظیر نہیں جو ابا حیمہ
مُلا عنہ کہا کرتے ہیں کہ نماز و روزہ فرض ہے نہ شراب و زنا حرام بلکہ وہ کچھ اچھے لوگوں کے نام ہیں جن سے
محبت کا ہمیں حکم دیا گیا، اور یہ کچھ بدوں کے جن سے عداوت کا۔

(۶) بفرض باطل اینہم بر علم، پھر اس سے قادیان کا مرتد، رسول اللہ کا ٹیل کیونکر بن بیٹھا؟
کیا اس کے کفر، اس کے کذب، اس کی وقاحتیں، اس کی نفیحتیں، اس کی خباثتیں، اس کی ناپاکیاں،
اس کی بیباکیاں کہ عالم آشکار ہیں، چھپ سکیں گی؟ اور جہان میں کوئی عقل و دین والا ابلیس کو جبریل کا ٹیل
مان لے گا؟ اس کے خرد و ہزار ہا کفریات سے مُشتے نمونہ رسائل السوء والعقاب علی المسیح الکذاب
و قہم الدیان علی مرتد بقادیان ونور الفرقان و باب العقائد والکلام وغیرہ
میں ملاحظہ ہوں کہ یہ نبیوں کی علانیہ تکذیب کرنے والا، یہ رسولوں کو فحش گالیاں دینے والا، یہ قرآن مجید
کو طرح طرح رد کرنے والا، مسلمان بھی ہونا محال، نہ کہ رسول اللہ کی مثال، قادیانیوں کی چالاکی کہ اپنے
مسلمہ کے نام مسلم ہونے سے یوں گریز کرتے اور اُس کے اُن صریح ملعون کفروں کی بحث چھوڑ کر حیات و
وفاتِ مسیح کا مسئلہ چھیڑتے ہیں۔

(۷) مسیح رسول اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مشہور اوصافِ جلیلہ اور وہ کہ قرآن عظیم نے
بیان کئے یہ تھے کہ اللہ عز و جل نے اُن کو بے باپ کے کنواری بتول کے پیٹ سے پیدا کیا نشانی
سارے جہان کے لئے،

قالت ان یكون لی غلم ولہ یمسنی بشر ولہ اٰلک بغیاہ قال کذلک

قال ربك هو علي هين ط ولن جعله آية للناس ورحمة منا وكان امراً مقضياً
 بولی میرے لڑکا کہاں سے ہوگا مجھے تو کسی آدمی نے ہاتھ نہ لگایا، نہ میں بدکار ہوں۔ کہا یونہی ہے
 تیرے رب نے فرمایا ہے کہ یہ مجھے آسان ہے اور اس لئے کہ ہم اسے لوگوں کے واسطے نشانی کریں اور
 اپنی طرف سے ایک رحمت، اور یہ امر ٹھہر چکا ہے۔ (ت)
 انھوں نے پیدا ہوتے ہی کلام فرمایا،

فناديها من تحتها ألا تحزني قد جعل ربك تحتك سرياً، الآية
 تو اس کے نیچے والے نے اسے آواز دی کہ تو غم نہ کر، تیرے رب نے تیرے نیچے نہر بہا دی
 ہے۔ (ت)

على قراءة من تحتها بالفتح فيهما وتفسيره بالمسيح عليه الصلوة والسلام (معناً).
 اس قرأت پر جس میں من کی میم مفتوح اور تحتها کی دوسری تار مفتوح ہے اور اسکی ایک تفسیر
 حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کی گئی ہے۔ (ت)
 انھوں نے گوارے میں لوگوں کو ہدایت فرمائی،
 يكلم الناس في المهد وكهلاً
 لوگوں سے باتیں کرے گا پالنے میں اور بچگی عمر میں۔ (ت)
 انھیں ماں کے پیٹ یا گود میں کتاب عطا ہوئی، نبوت دی گئی،
 قال اني عبد الله اتلني الكتب وجعلني نبياً
 بچے نے فرمایا: میں ہوں اللہ کا بندہ، اس نے مجھے کتاب دی اور مجھے غیب کی خبریں دینے والا (نبی)
 کیا۔ (ت)

وہ جہاں تشریف لے جائیں برکتیں اُن کے قدم کے ساتھ رکھی گئیں،
 وجعلني مبركاً اينما كنت
 اس نے مجھے مبارک کیا میں کہیں ہوں (ت)

۲۴ القرآن الکریم ۱۹

۱۰ القرآن الکریم ۲۰/۱۹

۳ جامع البیان (تفسیر ابن جریر طبری) القول فی تاویل قولہ تعالیٰ فنادیها من تحتها الخ وارجاء التراث العربی بیروت ۱۴۰۸ھ

۵ القرآن الکریم ۱۹/۳۰

۴ القرآن الکریم ۳/۴۶

۵ ۱۹/۳۱

برخلاف کفر طاعنیہ قادیان کہ کہتا ہے جس کے پہلے فتنے ہی نے دنیا کو برباد کر دیا۔
انھیں اپنے غیبوں پر مستط کیا،

علم الغیب فلا یظهر علی غیبہ احدا ۵۱ الا من اراد تفضی من رسول ۱۔
غیب کا جاننے والا تو اپنے غیب پر کسی کو مستط نہیں کرتا سوائے اپنے پسندیدہ رسولوں کے (ت)
جس کا ایک نمونہ یہ تھا کہ لوگ جو کچھ کھاتے اگرچہ سات کوٹھڑیوں میں چھپ کر اور جو کچھ گھروں میں ذخیرہ
رکھتے اگرچہ سات تہ خانوں کے اندر، وہ سب اُن پر آئینہ تھا،

و انبشکم بما تاکلون و ماتد خرون فی بیوتکم ۲۔
اور تمھیں بتاتا ہوں جو تم کھاتے اور جو اپنے گھروں میں جمع رکھتے ہو۔ (ت)
انھیں تورات مقدس کے بعض احکام کا نسخ کیا،

و مصداقا لما بیت یدی من التوراة و لأحل لکم بعض الذی حرّم علیکم ۳۔
اور تصدیق کرتا آیا ہوں اپنے سے پہلی کتاب تورات کی اور اس لئے کہ حلال کروں تمھارے لئے
کچھ وہ چیزیں جو تم پر حرام تھیں۔ (ت)

انھیں قدرت دی کہ مادر زاد اندھے اور لاعلاج برص کو شفا دیتے،
و تبدرئ الاکملہ و الابصر باذنی ۴۔
اور تو مادر زاد اندھے اور سفید داغ والے کو میرے حکم سے شفا دیتا۔ (ت)
انھیں قدرت دی کہ مردے زندہ کرتے،
و اذ تخرج الموتی باذنی ۵۔

اور جب تو مردوں کو میرے حکم سے زندہ نکالتا۔ (ت)
و اُحی الموتی باذن اللہ ۶۔

اور میں مردے جلاتا ہوں اللہ کے حکم سے۔ (ت)
اُن پر اپنے وصفِ خالقیت کا پر تو ڈالا کہ مٹی سے پرند کی صورت خلق فرماتے اور اپنی پھونک
سے اس میں جان ڈالتے کہ اڑتا چلا جاتا،

۲۔ القرآن الکریم ۳/۴۹

۳۔ " ۵/۱۱۰

۴۔ " ۳/۴۹

۱۔ القرآن الکریم ۲۲/۲۶، ۲۷

۳۔ " ۳/۵۰

۵۔ " ۵/۱۱۰

واذ تخلق من الطين كهيئة الطير باذني فتنفخ فيها فتكون طيراً باذني يه
اور جب تُو مٹی سے پرند کی سی مُورت میرے حکم سے بناتا پھر اس میں پھونک مارتا تو وہ میرے حکم
سے اُڑنے لگتا۔ (ت)

ظاہر ہے کہ قادیانی میں ان میں سے کچھ نہ تھا پھر وہ کیونکر مثیلِ مسیح ہو گیا؟
اخیر کی چار یعنی مادر زاد آندھے اور ابرص کو شفا دینا، مُردے جلانا، مٹی کی مورت میں پھونک
سے جان ڈال دینا، یہ قادیانی کے دل میں بھی کھٹکے کہ اگر کوئی پوچھ بیٹھا کہ تُو مثیلِ مسیح بنتا ہے ان میں سے
کچھ کر دکھا، اور وہ اپنا حال خوب جانتا تھا کہ سخت جھوٹا علوم ہے اور الہی برکات سے پورا محروم، لہذا
اس کی یوں پیش بندی کی کہ قرآنِ عظیم کو پس پشت پھینک کر، رسول اللہ کے روشن معجزوں کو پاؤں تلے
مُل کر صاف کہہ دیا کہ معجزے نہ تھے مسمومین کے شعبدے تھے، میں ایسی باتیں مکر وہ نہ جانتا تو کر دکھاتا۔
وہی ملاعنہ مشرکین کا طریقہ اپنے عجز پر یوں پردہ ڈالنا کہ لَوْ نَشَاءُ لَقُلْنَا مِثْلَ هَذَا

ہم چاہتے تو اس قرآن کا مثل تصنیف کر دیتے، ہم خود ہی ایسا نہیں کرتے۔

اللعنة الله على الكافرين۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۱۵ ص ۶۱۲ تا ۶۱۸)

(۳۷) استغفار مذکور میں جس شبہ کا تذکرہ ہوا اس کے جواب میں فرمایا:

اس کے بعد ہمیں حق تھا کہ ان ناپاک و بے اصل و پادر ہوا شبہوں کی طرف التفات بھی نہ کرتے
جو انھوں نے حیاتِ رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام پر پیش کئے۔ ایسی مہل عیاریوں کیاد یوں کا بہتر جواب
یہی تھا کہ ہشت پہلے قادیانی کے کفر اٹھا دیا اسے کا فرمان کہ توبہ کرو، اسلام لاؤ، اس کے بعد یہ
فرعی مسئلہ بھی پوچھ لینا مگر ہم ان مرتدین سے قطع نظر کر کے اپنے دوست سائلِ سنی المذہب سے جواب
شبہات گزارش کرتے ہیں وباللہ التوفیق۔

پہلا شبہ: کریمہ والذین یدعون من دون اللہ الایۃ۔

اقول اولاً یہ شبہ مرتدانِ حال نے کافرانِ ماضی سے ترکہ میں پایا ہے، جب آیہ کریمہ
انکم وما تعبدون من دون اللہ حصب جہنم انتم لہا وارد دون نازل ہوئی کہ بیشک تم اور
جو کچھ تم اللہ کے سوا پوجتے ہو سب دوزخ کے ایندھن ہو تمہیں اس میں جانا ہے۔ مشرکین نے کہا کہ ملائکہ

اور عیسیٰ اور عزیر بھی تو اللہ کے سوا پوجے جاتے ہیں۔ اس پر رب عز وجل نے ان جھگڑالو کافروں کو قرآن کریم کی مراد بتائی کہ آیت بُتوں کے حق میں ہے۔

ان الذین سبقت لهم منا الحسنیٰ اولئک عنہا مبعدون ۝ لایسمعون
حسیسہا یہ وہ جن کے لئے ہم بھلائی کا وعدہ فرما چکے وہ جہنم سے دُور رکھے گئے ہیں اس کی بھنک تک نہ سنیں گے
قرآن کریم نے خود اپنا محاورہ بتایا جب بھی مرتدوں نے وہی راگ گایا۔

ابوداؤد کتاب النسخ والمنسوخ میں اور فریابی مُعبد بن جمید وابن جریر وابن ابی حاتم و طبرانی و
ابن مردویہ اور حاکم مع تصحیح مستدرک میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی،
لَمَّا نَزَلَتْ اَنْكُرُوا مَا تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللّٰهِ حَصْبُ جَهَنَّمَ اَنْتُمْ لَهَا وَارِدُونَ فَقَالَ
الْمُشْرِكُونَ الْمَلٰٓئِكَةُ وَعِیْسٰی وَعَزِیْرُ یُعْبَدُونَ مِنْ دُونِ اللّٰهِ فَنَزَلَتْ اَنْ الذِّیْنَ
سَبَقَتْ لَهُمْ مِّنَّا الْحَسَنٰی اُولٰٓئِكَ عَنْهَا مُبْعَدُونَ ۝

جب یہ آیت نازل ہوئی اُنکو و ما تعبدون الایۃ تو مشرکین نے کہا ملائکہ، حضرت عیسیٰ
اور حضرت عزیر کو بھی اللہ تعالیٰ کے سوا پوجا جاتا ہے تو یہ آیت نازل ہوئی ان الذین سبقت الایۃ
بیشک وہ جن کے لئے ہمارا وعدہ بھلائی کا ہو چکا وہ جہنم سے دُور رکھے گئے ہیں۔

ثانیاً یدعون من دون اللہ یقیناً مشرکین ہیں اور قرآن عظیم نے اہل کتاب کو
مشرکین سے جدا کیا، اُن کے احکام اُن سے جدا رکھے، اُن کی عورتوں سے نکاح صحیح ہے مشرک سے
باطل، ان کا ذبیحہ حلال ہو جائے گا اُن کا مردار۔ قال اللہ تعالیٰ؛

لَمْ یَكُنِ الذِّیْنَ كَفَرُوا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ وَالْمُشْرِكِیْنَ مُنْفَكِیْنَ حَتّٰی تَاْتِیْهِمُ الْبَیِّنَةُ ۝
کتابی کافرا و مشرک اپنا دین چھوڑنے کو نہ تھے جب تک ان کے پاس دلیل نہ آئے۔ (ت)
وقال تعالیٰ؛

ان الذین کفروا من اهل الکتاب والمشرکین فی نار جہنم خلدین فیہا
اولئک هم شر البریۃ ۝

بیشک جتنے کافر ہیں کتابی اور مشرک سب جہنم کی آگ میں ہیں، ہمیشہ اس میں رہیں گے، وہی تمام مخلوق سے بدتر ہیں۔ (ت)
وقال تعالیٰ:

ما يود الذين كفروا من اهل الكتب ولا المشركين ان ينزل عليكم من خير من ربكم

وہ جو کافر ہیں کتابی یا مشرک، وہ نہیں چاہتے کہ تم پر کوئی بھلائی اترے تمہارے رب کے پاس سے۔ (ت)

وقال تعالیٰ:

لتجدن اشد الناس عداوة للذين امنوا اليهود والذين اشركوا ولتجدن اقربهم مودة للذين امنوا الذين قالوا انا نصارى

ضرورتاً تم مسلمانوں کا سب سے بڑھ کر دشمن یہودیوں اور مشرکوں کو پاؤ گے اور ضرورتاً تم مسلمانوں کی دوستی میں سب سے زیادہ قریب ان کو پاؤ گے جنہوں نے کہا کہ بیشک ہم نصاریٰ ہیں۔
وقال تعالیٰ:

اليوم احل لكم الطيبات وطعام الذين اوتوا الكتب حل لكم وطعامكم حل لهم والمحصنات من المؤمنات والمحصنات من الذين اوتوا الكتب من قبلکم
آج تمہارے لئے پاک چیز حلال ہوئیں اور کتابیوں کا کھانا تمہارے لئے حلال ہے اور تمہارا کھانا ان کے لئے حلال ہے اور پارسا عورتیں مسلمان اور پارسا عورتیں ان میں سے جن کو تم سے پہلے کتاب ملی۔
وقال تعالیٰ: — ولا تنكحوا المشركين

اور مشرک والی عورتوں سے نکاح نہ کرو جب تک مسلمان نہ ہو جائیں۔ (ت)

جب قرآن عظیم یدعون من دون اللہ میں نصاریٰ کو داخل نہیں فرماتا اس الذین میں مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کیونکہ داخل ہو سکیں گے؛

ثالثاً سورت مکیہ ہے اور سوائے عاصم قرائت سبعہ کی قرارت تدعون بہ تائے خطاب،

توبت پرست ہی مراد ہیں اور الذین یدعون اصناماً (جنہیں وہ پوجتے ہیں وہ بُت ہیں - ت)۔
س ا بخود آیت کریمہ طرح طرح دلیل ناطق کہ حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام عموماً اور حضرت مسیح
 علیہ الصلوٰۃ والسلام انفسلیم خصوصاً مراد نہیں، جہاں فرمایا اموات غیر احياء (مردے ہیں زندہ نہیں - ت)
 اموات سے متبادر یہ ہوتا ہے کہ پہلے زندہ تھے پھر موت لاحق ہوئی لہذا ارشاد ہوا غیر احياء یہ وہ مردے
 ہیں کہ نہ اب تک زندہ ہیں نہ کبھی تھے نہ بے جہاد ہیں، یہ بُتوں ہی پر صادق ہے۔ تفسیر ارشاد العقل السليم
 میں ہے :

حيث كان بعض الاموات مما يعتريه الحياة سابقا ولاحقا كاجساد الحيوان
 والنطف التي ينشئها الله تعالى حيوانا احترامنا عن ذلك فقل غير احياء اي لا يعترينا
 الحيوة اصلا فهي اموات على الاطلاق

بعض اموات وہ تھے جنہیں زندگی حاصل تھی جیسے مردہ حیوان کا جسم، اور بعض وہ ہیں جنہیں
 زندگی ملنے والی ہے مثلاً نطفہ جسے اللہ تعالیٰ مستقبل میں حیوان بنائے گا اس لئے ایسے اموات سے
 احتراز کیا اور فرمایا غیر احياء یعنی یہ وہ اموات ہیں جنہیں زندگی کافی (ماضی یا مستقبل میں) بالکل حاصل
 نہیں لہذا یہ علی الاطلاق اموات ہیں۔

خامساً رب عز وجل فرماتا ہے :

ولا تحسبن الذين قتلوا في سبيل الله امواتا بل احياء عند ربهم
 يؤمنون ۝ فحين بما آتاهم الله من فضله

خبردار! شہیدوں کو ہرگز مردہ نہ جانیو بلکہ وہ اپنے رب کے یہاں زندہ ہیں، روزی پاتے ہیں، اللہ
 نے جو اپنے فضل سے دیا اس پر خوش ہیں۔

اور فرماتا ہے :

ولا تقولوا لمن يقتل في سبيل الله اموات بل احياء ولكن لا تشعرون ۝
 جو اللہ کی راہ میں مارے جائیں انہیں مردہ نہ کہو بلکہ وہ تو زندہ ہیں ہاں انہیں خبر نہیں۔

محال ہے کہ شہید کو تو مردہ کہنا حرام، مردہ سمجھنا حرام، اور انبیاء و معاذ اللہ مردے کہے سمجھے جائیں، یقیناً قطعاً ایماناً وہ احياءٌ غیر اموات (زندہ ہیں مردے نہیں۔ ت) ہیں نہ کہ عیاذاً باللہ امواتٌ غیر احياءٌ (مردے ہیں زندہ نہیں۔ ت)، جس وعدۃ الہیہ کی تصدیق کے لئے اُن کو عروض موت ایک آن کے لئے لازم ہے قطعاً شہداء کو بھی لازم ہے کل نفس ذائقة الموت (ہر جان کو موت کا مزہ چکھنا ہے۔ ت) پھر جب یہ احياءٌ غیر اموات ہیں تو وہ یقیناً ان سے لاکھوں درجے زائد احياءٌ غیر اموات ہیں نہ کہ امواتٌ غیر احياءٌ۔

سادسا آیہ کریمہ میں وَهُمْ قَدْ خَلَقُوا بصیغہ ماضی نہیں بلکہ وَهُمْ يُخْلَقُونَ بصیغہ مضارع ہے کہ دلیل تجدد و استمرار ہو یعنی بنائے گھرے جاتے ہیں اور نئے نئے بنائے گھرے جائیں گے، یہ یقیناً ثابت ہیں۔

سابعا آیہ کریمہ میں اُن سے کسی چیز کی خلق کا سلب کلی فرمایا کہ لَا يَخْلُقُونَ شَيْئًا (وہ کوئی چیز نہیں بناتے۔ ت) اور قرآن عظیم نے عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے بعض اشیاء کی خلق ثابت فرمائی، وَإِذْ تَخْلُقُ مِنَ الطِّينِ كَهَيْئَةِ الطَّيْرِ (اور جب تو مٹی سے پرند کی صورت بناتا۔ ت) اور ایجاب جرتی نقیض سلب کلی ہے تو عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر صادق نہیں، نامناسب سے قطع نظر ہو تو اموات قضیہ مطلقہ عامہ ہے یا دائمہ، بر تقدیر ثانی یقیناً انس و جن و ملک سے کوئی مراد نہیں ہو سکتا کہ ان کے لئے حیات بالفعل ثابت ہے نہ کہ ازل سے ابد تک دائم موت، بر تقدیر اول قضیہ کا اتنا مفاد کہ کسی نہ کسی زمانے میں ان کو موت عارض ہو، یہ ضرور عیسیٰ و ملائکہ علیہم الصلوٰۃ والسلام سب کے لئے ثابت، بیشک ایک وقت وہ آئے گا کہ مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام وفات پائیں گے اور روز قیامت ملائکہ کو بھی موت ہے، اس سے یہ کب ثابت ہوا کہ موت ہو چکی، وَنَبِّئُكَ أَنَّ الدُّنْيَا مِلْكُكَ بَعْدَ مِلْكِ الْآخِرَةِ (اور یہ باطل ہے۔)

۱	القرآن الکریم	۲۱/۱۶
۲	القرآن الکریم	۱۸۵/۳ و ۳۵/۲۱
۳	"	۲۰/۱۶
۴	"	۲۰/۱۶
۵	"	۱۱/۵
۶	"	۲۰/۱۶

تفسیر انوار التنزیل میں ہے ،
(اَمْوَاتٌ) حالاً او مالاَ غَیْرُ اَحْیَاءٍ بِالذَاتِ لِیَتَنَاوَلَ كُلٌّ مَعْبُوْدًا۔

مُردے حال میں یا آئندہ زمانہ میں غَیْرِ زَندے بِالذَاتِ تاکہ ہر معبود کو شامل ہو۔ (ت)

تفسیر عنایۃ القاضی میں ہے ،

فالمراد مالا حیوة له سواءٌ کان له حیوة ثم مات کعن یراوسیموت کعیسیٰ
والمثلثة علیہم السلام اولیس من شانہ الحیوة کالاصنام۔

یعنی ان اموات سے عام مراد ہے خواہ اس میں حیات کی قابلیت ہی نہ ہو جیسے بُت ،
یا حیات تھی اور موت عارض ہوئی جیسے عزیر ، یا آئندہ عارض ہونے والی ہے جیسے عیسیٰ و ملائکہ
علیہم الصلوٰۃ والسلام ۔

منکرین دیکھیں کہ اُن کا شبہ ہر پہلو پر مردود ہے ، وللہ الحمد۔

شبہ دوم : لَعَنَ اللّٰهُ الْیَهُودَ وَ النَّصَارَى (اللہ تعالیٰ یہود و نصاریٰ
پر لعنت فرمائے۔ ت) اَقُولُ وَ الْمَرْمَایَةُ لَعَنَهُمْ لَعْنًا کَبِیْرًا (میں کہتا ہوں کہ مرزا یوں
پر بھی بڑی لعنت ہو)

اَنْبِیَآئِهِمْ میں اضافت استغراق کے لئے نہیں کہ موسیٰ سے کیجئے علیہما الصلوٰۃ والسلام
تک ہر نبی کی قبر کو یہود و نصاریٰ سب نے مسجد کر لیا ہو، یہ یقیناً غلط ہے ، جس طرح قَتْلِهِمُ الْاَنْبِیَاءُ
یَغْیِرُ حَقَّ (انہوں نے انبیاء کو ناحق شہید کیا۔ ت) میں اضافت و لام کوئی استغراق کا نہیں کہ
نہ سب قاتل اور نہ سب انبیاء شہید کئے۔ قال تعالیٰ :

فَفَرِیْقًا کَذَبْتُمْ وَ فَرِیْقًا تَقْتُلُوْنَ۔

انبیاء کے ایک گروہ کو تم نے جھٹلایا اور ایک گروہ کو قتل کرتے ہو۔ (ت)

۱۔ انوار التنزیل (تفسیر البیضاوی) تحت لایۃ ۱۶/۲۱۔ دار الفکر بیروت ۳۹۲/۳

۲۔ عنایۃ القاضی حاشیۃ الشہاب علی تفسیر البیضاوی تحت الایۃ ۱۶/۲۱ دارالکتب العلمیۃ ۵۶۹/۵

۳۔ وکھ صحیح البخاری کتاب الجنائز باب ما یکرم من اتخاذ المسجد علی القبو قديمی کتب خانہ کراچی ۱۷۷/۱

۵۔ القرآن الکریم ۴/۱۵۵

۶۔ ۲/۸۷

اور جب استغراق نہیں تو بعض میں یسح علیہ الصلوٰۃ والسلام کا داخل کر لینا اوعائے باطل و مردود ہے، یہود کے سب انبیاء نصاریٰ کے بھی انبیاء تھے، یہود و نصاریٰ کا اُن میں بعض قبورِ کریمہ کو (مسجد بنالینا) صدقِ حدیث کے لئے بس اور اس سے زیادہ مرتدین کی ہوس۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۱۵ ص ۶۲۰ تا ۶۲۵)

(۷۴) ایک نبی کا منکر تمام انبیاء کا منکر ہے، چنانچہ فرمایا،
یہ اس مرتد کے اکٹھے چار سو کفر کہ ہر نبی کی تکذیب کفر ہے، بلکہ کروڑوں کفر ہیں کہ ایک نبی کی تکذیب تمام انبیاء اللہ کی تکذیب ہے۔ قال اللہ تعالیٰ:
كذبت قوم نوح المرسلين

نوح کی قوم نے پیغمبروں کو جھٹلایا۔ (ت)

تو اس نے چار سو ہر نبی کی تکذیب کی، اگر انبیاء ایک لاکھ چوبیس ہزار ہیں تو قادیانی کے چار سو کروڑ پھیانوے لاکھ کفر ہیں، اور اگر دو لاکھ چوبیس ہزار ہیں تو یہ اس کے آٹھ کروڑ پھیانوے لاکھ کفر ہیں۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۱۵ ص ۶۲۶، ۶۲۷)

(۷۵) خصائص مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بیان کرتے ہوئے فرمایا،

نبی توبہ: اقول وہ نبی توبہ ہیں، بندوں کو حکم ہے کہ ان کی بارگاہ میں حاضر ہو کر توبہ و استغفار کریں، اللہ تو ہر جگہ سنتا ہے اس کا علم اس کا سمع، اس کا شہود سب جگہ ایک سا ہے مگر حکم ہی فرمایا کہ میری طرف توبہ چاہو تو میرے محبوب کے حضور حاضر ہو۔ قال تعالیٰ:

ولو انهم اذ ظلموا انفسهم جاؤك فاستغفروا واللہ واستغفر لهم الرسول

لو جددوا اللہ تو اب اس حیما ہے

اگر وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تیرے پاس حاضر ہو کر خدا سے بخشش چاہیں اور رسول ان کی مغفرت مانگے تو ضرور خدا کو توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں۔

حضور کے عالم حیات ظاہری میں حضور ظاہر تھا، اب حضور مزار پر انوار ہے، اور جہاں یہ بھی میسر نہ ہو تو دل سے حضور پر نور کی طرف توجہ حضور سے توسل فریاد، استغاثہ، طلبِ شفاعت کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اب بھی ہر مسلمان کے گھر میں جلوہ نما ہیں۔

لہ القرآن الکریم ۱۰۵/۲۶

۶۴/۴

مولانا علی قاری علیہ رحمۃ الباری شرح شفاء شریف میں فرماتے ہیں :
 روح النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فی بیوت اہل الاسلام
 نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر مسلمان کے گھر میں جلوہ فرما ہیں ۔
 (فتاویٰ رضویہ ج ۱۵ ص ۶۵۴)

(۷۶) مزید فرمایا :

ان کا رب عز وجل فرماتا ہے :
 وما ارسلناک الا رحمة للعالمین
 ہم نے نہ بھیجا تمہیں مگر رحمت سارے جہان کے لئے ۔
 (فتاویٰ رضویہ ج ۱۵ ص ۶۵۵)

(۷۷) مزید فرمایا :

اقول توبہ کے معنی ہیں نافرمانی سے باز آنا ، جس کی معصیت کی ہے اس عہد اطاعت
 کی تجدید کر کے اُسے راضی کرنا ، اور نص قطعی قرآن سے ثابت کہ اللہ عز وجل کا ہر گنہگار حضور سید عالم
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا گنہگار ہے ۔ قال اللہ تعالیٰ :
 من یطع الرسول فقد اطاع اللہ
 جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی ۔
 ویلزمہ عکس النقیض من لم یطع اللہ لم یطع الرسول وهو معنی قولنا من
 عصی اللہ فقد عصی الرسول ۔
 اس کو عکس نقیض من لم یطع اللہ لم یطع الرسول لازم ہے اور ہمارے قول
 من عصی اللہ فقد عصی الرسول کا یہی معنی ہے ۔ (ت)
 اور قرآن عظیم حکم دیتا ہے کہ اللہ و رسول کو راضی کرو ۔ قال اللہ تعالیٰ :
 واللہ ورسولہ احق ان یرضوہ ان کانوا مؤمنین

۱۔ شرح الشفاء للملا علی قاری فصل فی المواطن التي تستحب فیہا الصلوة والسلام الخ دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۱/۲

۲۔ القرآن الکریم ۲۱/۱۰۴

۳۔ " ۴/۸۰

۴۔ " ۹/۶۲

سب سے زیادہ راضی کرنے کے مستحق اللہ و رسول ہیں اگر یہ لوگ ایمان رکھتے ہیں۔
(فتاویٰ رضویہ ج ۱۵ ص ۶۵۶)

(۷۸) مزید فرمایا :

ابن سعد طبقات اور ابن لال مکارم الاخلاق میں قتادہ سے مرسل راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے آیہ کریمہ واذ اخذنا من النبیین میثاقہم و منک و من نوح و ابراہیم و موسیٰ و عیسیٰ بن مریم کی تفسیر میں فرمایا :

كنت اول النبیین فی المخلوق و آخرہم فی البعث۔

میں سب نبیوں سے پہلے پیدا ہوا اور سب کے بعد بھیجا گیا۔

قتادہ نے کہا : فبدأ بہ قبلہم۔ اسی لئے رب العزت تبارک و تعالیٰ نے آیہ کریمہ میں انبیائے سابقین سے پہلے حضور پر نور کا نام پاک لیا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۱۵ ص ۶۶۲)

(۷۹) صاحب تحذیر الناس مولوی قاسم نانوتوی کے خاتم النبیین کے بارے میں موقف کاروبار بلیغ کرتے ہوئے فرمایا :

مسلمانو! دیکھا اس ملعون ناپاک شیطانی قول نے ختم نبوت کی کیسی جڑ کاٹ دی، خاتمیت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحمیۃ کہ وہ تاویل گھڑی کہ خاتمیت خود ہی ختم کر دی صاف لکھ دیا کہ اگر حضور خاتم الانبیاء علیہ وسلم افضل الصلوٰۃ والثناء کے زمانے میں بلکہ حضور کے بعد بھی کوئی نبی پیدا ہو تو ختم نبوت کے کچھ منافی نہیں۔ اللہ اللہ جس کفر ملعون کے موجب کو خود قرآن عظیم کا و خاتم النبیین فرمانا نافع نہ ہوا کہا قال تعالیٰ (جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ ت) :

وننزل من القرآن ما هو شفاء ورحمة للمؤمنین ولا یزید الظالمین

الاخسار ۱۰۱

اتارتے ہیں ہم اس قرآن سے وہ چیز کہ مسلمانوں کے لئے شفاء و رحمت ہے اور ظالموں کو اس سے کچھ نہیں بڑھتا سوا زیان کے۔

۱۔ معالم التنزیل (تفسیر البغوی) تحت الآیۃ ۳۳/۴ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۳/۲۳۸

الدر المنثور تحت الآیۃ ۳۳/۴ دار احیاء التراث العربی بیروت ۶/۵۰۳

۲۔ القرآن الکریم ۴/۸۲

اُسے احادیث میں خاتم النبیین فرمانا کیا کام دے سکتا ہے فبای حدیث بعدہ
یؤمنون قرآن کے بعد اور کون سی حدیث پر ایمان لائیں گے۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۱۵ ص ۱۳۷)

(۸۰) اسی کے بارے میں مزید فرمایا،

مگر یہ ضال مضل محرف قرآن مغیر ایمان ہے کہ نہ ملائکہ کی سُننے نہ انبیاء کی، نہ مصطفیٰ کی مانے
نہ اُن کے خدا کی۔ سب کی طرف سے ایک کان گونگا ایک بہرا، ایک دیدہ اندھا ایک پھوٹا۔
اپنی ہی ہانک لگائے جاتا ہے کہ یہ سب نا فہمی کے اوہام، خیالاتِ عوام ہیں، آخر الانبیاء ہونے میں
فضیلت ہی کیا ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ۵

کذلک یطعم اللہ علی کل قلب متکبر جبار ۵ ربنا لا ترغ قلوبنا بعد اذ ہدیتنا و
ہب لنا من لدنک رحمة انک انت الوهاب ۵

اللہ یونہی مہر کر دیتا ہے متکبر سرکش کے دل پر۔ اے رب ہمارے! ہمارے دل ٹیڑھے نہ کر بعد
اس کے کہ تو نے ہمیں ہدایت دی اور ہمیں اپنے پاس سے رحمت عطا کر بیشک تو ہی بڑا دینے والا۔
ہاں ان نوئے حدیثوں میں تین حدیثیں صرف بلفظ خاتمیت بھی ہیں، دو حدیث سید عالم صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم کہ اے چچا! جس طرح اللہ تعالیٰ نے مجھ پر نبوت ختم کی تم پر ہجرت کو ختم فرمائے گا،
جیسے میں خاتم النبیین ہوں تم خاتم المہاجرین ہو۔

شاید وہ گمراہ یہاں بھی کہہ دے کہ تمام مہاجرین کرام بالعرض تھے حضرت عباس مہاجر
بالذات ہوئے۔

ایک اور حدیث الہی جل وعلا کہ میں ان کی کتاب پر کتابوں کو ختم کروں گا اور ان کے دین و شریعت
پر ادیان و شرائع کو۔

اگر گمراہ! اب یہاں بھی کہہ دے کہ اور دین دین بالعرض تھے یہ دین دین بالذات ہے، تو ریت و
انجیل و زبور اللہ تعالیٰ کے کلام بالعرض تھے قرآن کلام بالذات ہے مگر ہے یہ کہ،

لہ القرآن الکریم ۱۸۵/۷ و ۵۰/۷ لہ القرآن الکریم ۳۵/۴

۳۵/۳ تہذیب تاریخ دمشق الکبیر اخذ العباس من مال البحرین وعجزہ من حملہ دار احیاء التراث العربی بیروت ۲۳۵/۷

من لم يجعل الله له نورا فماله من نور
جس کے لئے اللہ تعالیٰ نور نہ بنائے تو اس کے لئے کوئی نور نہیں۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۱۵ ص ۱۵، ۱۶)

(۸۱) کافر سید نہیں ہو سکتا اور نہ ہی اس کو سید کہنا چاہئے۔ چنانچہ فرمایا:

اور جو کافر ہو وہ قطعاً سید نہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

انه ليس من اهلک انه عمل غیر صالح

وہ تیرے گھروالوں میں نہیں بیشک اس کے کام بڑے نالائق ہیں۔ (ت)

(فتاویٰ رضویہ ج ۱۵ ص ۳۰)

(۸۲) اسی سلسلہ میں مزید فرمایا:

ائمہ دین اولیائے کاملین علمائے عالمین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین تصریح فرماتے ہیں کہ سادات کرام
بحمد اللہ تعالیٰ خباثت کفر سے محفوظ و مصون ہیں جو واقعی سید ہے اس سے کبھی کفر واقع نہ ہوگا۔

قال اللہ تعالیٰ:

انما يريد الله ليذهب عنكم الرجس اهل البيت ويطهرهم كما تطهروا

اللہ یہی چاہتا ہے کہ تم سے نجاست دور رکھے اے نبی کے گھر والو! اور تمہیں خوب پاک کر دے

(فتاویٰ رضویہ ج ۱۵ ص ۳۱)

سُحرا کر کے۔

(۸۳) اسی سلسلہ میں ایک وہم کا ازالہ کرتے ہوئے فرمایا:

اگر کچھ بعض کٹر نیچری بیشمار اشغال غالی رافضی بہت سچے ملحد جھوٹے صوفی کچھ ہفت حاتم
شش مثل والے وہابی غرض بکثرت کفار کہ صراحۃً منکرین ضروریات دین ہیں سید کہلاتے میر فلاں
لکھے جاتے ہیں۔

اقول کہلانے سے واقعیت تک ہزاروں منزل ہیں نسب میں اگرچہ شہرت پر قناعت

والناس اثناء علی السابہم (لوگ اپنے نسبوں میں امین ہیں۔ ت) مگر جب خلاف پر

۱۰۰/۲۴ المآثر آن الکیم

۲۶/۱۱ " ۵۲

۳۳/۳۳ " ۵۳

دلیل قائم ہو تو شہرت بے دلیل نامقبول و علیل اور خود اس کے کفر سے بڑھ کر نفی سیادت پر اور کیا دلیل درکار، کافر نجس ہے،

قال تعالى انما المشركون نجس۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: بیشک مشرک نرے ناپاک ہیں۔ (ت)

اور ساداتِ کرام طیب و طاہر،

قال الله تعالى ويطهرکم تطهیراً۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا، اور تمہیں پاک کر کے خوب ستھرا کر دے۔ (ت)

اور نجس و طاہر باہم متباہن ہیں کہ ایک شئی پر معائن کا صدق محال۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۱۵ ص ۴۳۷)

فتاویٰ رضویہ جلد ۱۶

(۱) جائد و موقوفہ پر ظالم قبضہ کرنا چاہے تو مسلمانوں پر اس کا دفاع کرنا فرض ہے، اس سلسلہ میں ایک سوال کے جواب میں فرمایا،

صورتِ مذکورہ میں ضرور مسلمانوں پر فرض ہے کہ حتی المقدور ہر جائز کوشش حفظ مال وقف و دفع ظلم ظالم میں صرف کریں اور اس میں جتنا وقت یا مال ان کا خرچ ہو گا یا جو کچھ محنت کریں گے مستحق اجر ہوں گے، قال تعالیٰ،

لا یصیبہم ظلم ولا نصب ولا مخنصة (الی قولہ تعالیٰ) الاکتب لہم بہ عمل صالح^۳
ان کو پیاس، ہشت اور بھوک نہ پہنچے گی (الی قولہ تعالیٰ) مگر ان کے لئے نیک عمل لکھے جائیں گے (ت)

(فتاویٰ رضویہ جلد ۱۶ ص ۱۵۷)

(۲) مال وقف سے ضرور تمند متولی دستور کے مطابق کھا سکتا ہے۔ چنانچہ فرمایا،

۱۔ القرآن الکریم ۲۸/۹

۲۔ ۳۳/۳۳

۳۔ ۱۲۰/۹

اللہ عز و جل فرماتا ہے :
 من كان فقيراً فليأكل بالمعروف
 جو محتاجمند ہے وہ موافق دستور کھاتے ۔

اور فرماتا ہے :

والله يعلم المفسد من المصلح

خدا خوب جانتا ہے کہ کون بگاڑنے والا ہے اور کون سنوارنے والا ۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۱۶ ص ۲۱۵)

(۳) قدیم اوقاف میں نئے مصارف بڑھانے سے متعلق ایک استفتا کا جواب دیتے ہوئے فرمایا :

صورتِ مستفسرہ میں یہ نئی بدعتیں کہ مشاورین وقف میں حادث کیا جاتے ہیں ٹیلیفون اور برقی پنکھا اور برقی روشنی مال وقف پر بار ڈالنا محض حرام ہے ۔ فتح القدیر میں ہے :
 امرنا بابقاء الوقف علی ما کان

ہمیں حکم ہے کہ وقف کو گزشتہ حال پر قائم رکھیں ۔ (ت)

یہ وہاں فرمایا ہے جہاں منافع وقف کیلئے مصارف مشروطہ پر زیادت کی جائے نہ کہ بے حاجت نہ کہ اپنا تعیش و ترفیع یہ حرام در حرام ہے ، مال وقف حکم مالِ ثیم میں ہے ۔ اور رب عز و جل فرماتا ہے :

ان الذين يأكلون اموال اليتامى ظلماً انما يأكلون في بطونهم
 ناسراً

جو لوگ یتیموں کا مال ظلماً کھاتے ہیں وہ اپنے پیٹوں میں آگ بھرتے ہیں ۔ (ت)
 یہ انصاف ہے اور اللہ مسرفوں کو دوست نہیں رکھتا انہ لا یحب المسرفین (اللہ تعالیٰ

۲۲۰/۲ القرآن الکریم

۲۲۰/۵

مکتبہ نوریہ رضویہ کھر

۶/۴ القرآن الکریم

کتاب الوقف

۳۵ فتح القدیر

۱۰/۴ القرآن الکریم

۱۴۱/۴

۵۵

اسراف کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ ت) یہ تبذیر ہے، اور اللہ عز و جل فرماتا ہے،
 ان البذریین کانوا اخوان الشیطن وکان الشیطن لربہ کفوراً۔
 بیشک مال بجا اڑانے والے شیطانوں کے بھائی ہیں اور شیطان اپنے رب کا بڑا ناشک ہے۔
 یہ ان کو فرمایا جو اپنا مال بجا اڑائیں نہ کہ وقف کا۔ ایسے مشاوروں کو معزول کرنا واجب ہے۔
 درمختار ہیں ہے،

ینزع وجوبا لو الواقف دسرس فخیرة بالاولی غیر مأمون۔
 لازمی طور پر معزول کیا جائے اگرچہ واقف ہو، درر۔ تو دوسرے اگر قابل اعتماد نہ ہوں تو وہ
 بطریق اولیٰ معزول ہوں گے۔ (ت)
 یعنی اگر خود واقف کی طرف سے مال وقف پر کوئی اندیشہ ہو تو واجب ہے کہ اسے بھی نکال دیا جائے
 اور وقف اس کے ہاتھ سے لیا جائے تو غیر واقف بدرجہ اولیٰ۔ واللہ تعالیٰ اعلم
 (۲) ایسے اقوال ملعونہ کہنے والا کافر مرتد ہے، اس کی عورت اس کے نکاح سے نکل گئی،
 مسلمانوں پر اس سے میل جول حرام ہے، وقف مسلمانوں میں اسے دخل دینا حرام ہے، اس کے
 پاس اٹھنا بیٹھنا حرام ہے، وہ بیمار پڑے تو اس کی عیادت کو جانا حرام، مرجائے تو اس کا جنازہ اٹھانا حرام ہے، جنازہ کے
 ساتھ جانا حرام ہے، اسے مقابرِ مسلمین میں دفن کرنا حرام ہے، اس کی قبر پر کھڑا ہونا حرام ہے،
 اسے کسی قسم کا ایصالِ ثواب کرنا کفر ہے۔

قال اللہ تعالیٰ "ولا تصل علی احد منہم مات ابدا ولا تقم علی قبرہ"۔
 اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ان میں سے فوت ہونے والے پر نمازِ جنازہ ہرگز نہ پڑھو اور نہ آپ ان کی
 قبر پر قیام فرمائیں۔ (ت)

جو اسے اب بھی مسلمان جانے یا اس کے کافر مرتد ہونے میں شک کرے وہ بھی کافر ہے اس
 کے لئے بھی یہی احکام ہیں۔ شفاعتِ امام قاضی عیاض و بزازیہ و بحر الرائق و مجمع الانیر و درمختار وغیرہ
 کتب کثیرہ میں ہے،

من شك في عذابه وكفره فقد كفر

جو اس کے کفر اور عذاب میں شک کرے تو وہ کافر ہے۔ (ت)

نسأل الله العفو والعافية ولا حول ولا قوة الا بالله العلي العظيم۔

ہم اللہ تعالیٰ سے معافی اور درگزر کرنے کی درخواست کرتے ہیں لا حول ولا قوة الا باللہ العلی العظیم۔ (ت)

مر بنا لا تزعقلو بنا بعد اذ هديتنا وهب لنا من لدنك رحمة انك انت الوهاب۔
اے ہمارے رب! ہدایت فرمانے کے بعد ہمارے دلوں کو نہ پھیر اور اپنے فضل سے ہمیں رحمت عطا کر،
بیشک تو بہت عطا کرنے والا ہے۔ (ت) (فتاویٰ رضویہ ج ۱۶ ص ۲۱۹ تا ۲۲۱)

(۴) مال وقف کو اپنا مال سمجھ کر ذاتی مقاصد کے لئے خرچ کرنے والوں کے بارے میں فرمایا،
مال وقف مثل مال یتیم ہے جس کی نسبت ارشاد ہوا کہ جو اسے ظلماً کھاتا ہے اپنے پیٹ میں آگ
بھرتا ہے اور عنقریب جہنم میں جائے گا ان الذین یا کون اموال الیتیمی ظلما انما یا کون
فی بطونہم نارا ویصلون سعیرا۔ اگر وہ لوگ اس حرکت سے باز نہ آئیں ان سے میل جول
چھوڑ دیں، ان کے پاس بیٹھنا روانہ رکھیں۔

قال الله تعالى واما ينسينك الشيطان فلا تقعد بعد الذكرى مع القوم الظالمین۔
اللہ تعالیٰ نے فرمایا، جب کبھی شیطان تجھے بھلا دے تو پھر یاد آنے پر ظالموں کے پاس
مت بیٹھ۔ (ت) (فتاویٰ رضویہ ج ۱۶ ص ۲۲۳)

(۵) مسجد میں فرشی پنکھا لگوانا جبکہ اس کی ہوا طبعاً مضر ہو کیسا ہے؟ اس کے جواب میں فرمایا،
اولاً ہم نے اپنے فتاویٰ میں بیان کیا ہے کہ مسجد میں فرشی پنکھا لگانا مطلقاً ناپسندیدہ ہے،
مدخل الی الشرعیۃ میں ہے،

قد منع علماؤنا رحمہم اللہ تعالیٰ، اذات اتخاذہا فی المسجد

بدعة۔

ہمارے علماء رحمہم اللہ تعالیٰ نے فرشی پنکھا مسجد میں لگانا ناجائز کہا ہے کیونکہ مسجد میں ایسا کرنا

بدعت ہے۔ (ت)

ثانیاً جب یہ حالت ہے کہ حاجت اصلاً نہیں تو اپنے مال سے بھی جائز نہیں، نہ کہ مال وقف سے۔ قال اللہ تعالیٰ:

ولا تسرفوا ط انه لا يحب المرففين۔

اسراف نہ کرو اللہ تعالیٰ اسراف کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ (ت) (فتاویٰ رضویہ ج ۶ ص ۲۳۸)

(۶) مزارات اولیاء کی نگہداشت کے لئے وقف کرنا درست ہے۔ اس سلسلہ میں فرمایا،
ہاں قبور اولیاء کرام کے حفظ و نگہداشت کو جبکہ انکی تعظیم و تکریم کے تحفظ اور توہین و پامالی سے بچانے اور مسلمانوں کے وہاں حاضر ہو کر فیض ثواب و تبرکات پانے کے لئے ہو قربت کہنا اقرب بفقہ ہے۔ اللہ عز و جل فرماتا ہے:

ذلك اذ في ان يعرف فلا يؤذين۔

یہ پہچان سے قریب تر ہے تاکہ ان کو اذیت سے بچایا جائے۔ (ت)

(فتاویٰ رضویہ ج ۱۶ ص ۲۴۸)

(۷) خود ساختہ متولی کا تعمیر مسجد سے اہل محلہ کو روکنا جائز نہیں اور نہ ہی اس سلسلہ میں کسی کی اجازت کی ضرورت ہے۔ چنانچہ فرمایا:

صورت مستفسرہ میں واقعی متولی کو بھی ہرگز حق نہ تھا کہ تعمیر مسجد سے اہل محلہ کو روکنا، نہ کہ یہ شخص جو صرف اس بنا پر کہ مسجد اس کے بزرگوں کی تعمیر ہے اپنے آپ کو متولی ٹھہراتا ہے، تعمیر باقی کہ مسلمانان اہل محلہ نے بے اجازت شخص مذکور کی ضرور جائز ہوتی کہ وہ با اجازت قرآن عظیم ہے اللہ عز و جل کی اجازت کے بعد زید و عمرو کی اجازت و عدم اجازت کیا چیز ہے۔ اللہ عز و جل فرماتا ہے:

۱۔ المدخل لابن الحاج فصل فی ذکر البدع التي الخ دار الکتاب العربی بیروت ۲۲۲/۲

۲۔ القرآن الکریم ۱۴۱/۶

۳۔ ۵۹/۳۳

انما يعمر مسجدا لله من امن بالله واليوم الآخر و اقام الصلوة و اتى
الزكوة و لم يخش الا الله

خدا کی مسجدیں وہی عمارت کرتے ہیں جو اللہ اور قیامت پر ایمان لاتے اور نماز پر پابند رہتے
اور زکوٰۃ دیتے اور اللہ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۱۶ ص ۲۸۹)

(۸) ولی مذکور کے بارے میں مزید فرمایا،

ان تمام واقعات سے صاف ظاہر ہے کہ شخص مذکور آبادی و عمارت مسجد میں خلل انداز ہے
اور وہ ضرور ممانع للخیر معتد اشیاء (نیکی سے بہت زیادہ منع کرنے والا احد سے تجاوز
کرنے والا گنہگار ہے۔ ت) میں داخل ہے آپ تعمیر نہ کرتا ہے نہ کہہ سکتا ہے کہ خود اپنی قدرت
سے انکار رکھتا ہے اور مسلمانوں نے جو تعمیر کی جس سے نماز و جماعت ہونے لگی اُسے روکتا ہے
توصاف ویرانی مسجد کا خواستگار اور من اظلم ممن منع مساجد اللہ ان یذکر
فیہا اسمہ و سخی فی خرابیہا (اس شخص سے بڑا ظالم کون ہو سکتا ہے جو مساجد میں اللہ تعالیٰ
کے ذکر سے منع کرے اور مساجد کی بربادی میں کوشاں ہو۔ ت) کی وعید شدید کا سزاوار ہے۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۱۶ ص ۲۹۰)

(۹) مسجد کے مینارے کنگرے وغیرہ بنانے کے بارے میں فرمایا،

ان میں ایک منفعت یہ بھی ہے کہ مسافر یا ناواقف مینارے کنگرے دوسرے سے دیکھ کر
پہچان لے گا کہ یہاں مسجد ہے، تو اس میں مسجد کی طرف مسلمانوں کو ارشاد و ہدایت اور امر دین میں
ان کی امداد و اعانت ہے۔ اور اللہ عز و جل فرماتا ہے؛

تعاونوا علی البر و التقویٰ

نیکی اور تقویٰ کے کاموں میں ایک دوسرے سے تعاون کرو۔ (ت)

(فتاویٰ رضویہ ج ۱۶ ص ۲۹۴)

(۱۰) ایک مسجد کے ہوتے دوسری بنانے کے بارے میں فرمایا ،
اگر معلوم ہو کہ اس مسجد کا بننا اسے ویران کر دے گا تو ہرگز نہ بنائے کہ مسجد کا ویران کرنا حرام قطعی
ہے اور اسے شہید کرنا حرام قطعی ، اور آباد مسجد کی اینٹ وغیرہ دوسری مسجد میں لگا دینا حرام قطعی ۔
قال اللہ تعالیٰ "ومن اظلم ممن منع مسجد اللہ ان ینکر فیہا اسماء وسعی
فی خرابہا" لے

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اس سے ظالم ترکوں ہو سکتا ہے جو مساجد میں اللہ کے ذکر سے
روکے اور ان کی بربادی کی سعی کرے۔ (ت) (فتاویٰ رضویہ ج ۱۶ ص ۳۰۰)

(۱۱) طاقت کے باوجود لوگوں کو گناہ سے نہ روکنے والوں کے بارے میں فرمایا ،
پہلا نقص بنی اسرائیل میں یہ آیا کہ اُن میں ایک گناہ کرتا دوسرا اسے منع تو کرتا مگر اس کے
نہ ماننے پر اُس کے پاس اُٹھنا بیٹھنا اس کے ساتھ کھانا پینا نہ چھوڑتا ، اس کے سبب اللہ تعالیٰ
نے اُن سب کے دل یکساں کر دیئے اور ان سب کے دل یکساں کر دیئے اور ان سب پر لعنت
اتاری مراد ابوداؤد والترمذی وحسنہ عن ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ
(اس کو ابوداؤد و ترمذی نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا اور ترمذی نے
اس کو حسن قرار دیا۔ ت) اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا :

كانوا لا يتناهون عن منكر فعلوه لبئس ما كانوا يفعلون ۳
یعنی ان پر لعنت اس لئے ہوئی کہ آپس میں ایک دوسرے کو بُرے کاموں سے روکتے
نہ تھے ، بیشک یہ اُن کا بہت ہی بُرا کام تھا۔

اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو توفیقِ توبہ نصیب فرمائے ، آمین !

(فتاویٰ رضویہ ج ۱۶ ص ۳۱۶)

(۱۲) مسجد قدیم کو شہید کر کے کچھ فاصلے پر مسجد جدید بنانے کا شرعی حکم بیان کرتے ہوئے فرمایا :
مسجد کو اس لئے شہید کرنا کہ وہ جگہ ترک کر دیں گے اور دوسری جگہ مسجد بنائیں گے

۱۱۴/۲ القرآن الکریم

۱۳۰/۲ جامع الترمذی ابواب التفسیر سورة المائدة امین کمپنی دہلی

۲۴۰/۲ سنن ابوداؤد کتاب الملاحم بالامروالنہی آفتاب عالم پریس لاہور

۷۹ القرآن الکریم ۵/۹

مطلقاً حرام ہے۔ قال تعالیٰ :

وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ مَنَعَ مَسْجِدَ اللَّهِ أَنْ يُذْكَرَ فِيهَا اسْمُهُ وَسَعَىٰ فِي خَرَابِهَا۔

اس سے بڑا ظالم کون ہے جو اللہ تعالیٰ کی مسجدوں میں اس کا ذکر کرنے سے روکے اور ان کی بربادی کی کوشش کرے۔ (ت)

اور اگر اس لئے شہید کی کہ یہیں از سر نو اس کی تعمیر کرائے تو اگر یہ امر بے حاجت و بلا وجہ صحیح شرعی ہے تو لغو و عبث و بے حرمتی مسجد و تضييع مال ہے اور یہ سب ناجائز ہے۔

قال صلى الله تعالى عليه وسلم "أَنْتَ اللَّهُ تَعَالَى كَرِهَ لَكُمْ ثَلَاثًا قِيلَ وَقَالَ وَكَثْرَةُ السُّؤَالِ وَأَضَاعَةُ الْمَالِ" وَقَالَ تَعَالَى "وَلَا تَبْذُرْ مِثْرًا مِنْ أَلْبَانِ الْبَنَاتِ كَانُوا إِخْوَانَ الشَّيَاطِينِ"۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیشک اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے تین چیزوں کو ناپسند بنایا : قیل وقال، کثرت سوال اور مال کو ضائع کرنا۔ اور اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ فضول خرچی مت کرو کیونکہ فضول خرچی کرنے والے شیطانوں کے بھائی ہیں (ت)
(فتاویٰ رضویہ ج ۱۶ ص ۳۵۴، ۳۵۵)

(۱۳) فتنہ انگیزی اور نقض امن کے بارے میں فرمایا :
فتنہ پردازی اور امن عام میں خلل اندازی اور مسلمانوں کو بلا اور اسلام کی توہین کے لئے پیش کرنا ہرگز نہ شرعاً جائز ہے نہ عقلاً ٹھیک۔ قرآن عظیم میں ارشاد فرماتا ہے :
وَالْفِتْنَةُ أَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ

فتنہ و فساد تو قتل سے بھی سخت ہے۔ (ت)

اور فرماتا ہے :

لَا تَلْقُوا بِأَيِّدِكُمُ إِلَى التَّهْلُكَةِ

(فتاویٰ رضویہ ج ۱۶ ص ۳۶۷)

اپنے ہاتھوں ہلاکت میں نہ پڑو۔ (ت)

۱۔ القرآن الکریم ۱۱۴/۲

۷۵/۲

باب النہی عن کثرة المسائل الخ قیدی کتب خانہ کراچی

۲۔ صحیح مسلم کتاب الاقضية

۱۹۵/۲ القرآن الکریم

۱۹۱/۲ القرآن الکریم

۲۷۷/۱۷ القرآن الکریم

(۱۴) مسجد کانپور کے بارے میں مولانا عبدالباری فرنگی محلی کے فیصلہ کارِ دِ بلیغ کرتے ہوئے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے رسالہ ”ابانۃ المتواری فی مصلحتہ عبدالباری“ تحریر فرمایا، اس کے شروع میں فرمایا،
ناچار جواب خلافِ اجاب دینا پڑا کہ انظارِ حق لازم تھا، عالم مذکور سے مراسمِ قدیم حفظِ حرمتِ اسلام
رفع غلط فہمی عوام پر بحمد اللہ تعالیٰ غالب نہ آ سکتے تھے کہ ہمارے رب عزوجل نے فرمایا،
یا ایہا الذین امنوا کونوا قوامین بالقسط شہداء للہ ولو علی انفسکم
اے ایمان والو! انصاف پر خوب قائم ہو جاؤ اللہ کے لئے گواہی دیتے، چاہے اس میں تمہارا
اپنا نقصان ہو۔ (ت) (فتاویٰ رضویہ ج ۱۶ ص ۳۷۱)

(۱۵) کیا کفار مکلف بالفروع ہیں؟ اس مسئلہ کے بارے میں فرمایا،
صحیح یہ ہے کہ کفار بھی مکلف بالفروع ہیں۔ قال اللہ تعالیٰ،

یتساءلون عن المجرمین ۵ ما سئلکم فی سقر ۵ قالوا لم نلک من المصلین ۵
ولم نلک نطعم المسکین ۵ وکتنا نخوض من الخائضین ۵ وکتنا نکذب بیوم
الدین ۵

پوچھتے ہیں مجرموں سے تمہیں کیا بات دوزخ میں لے گئی، وہ بولے ہم نماز نہ پڑھتے تھے اور
مسکین کو کھانا نہ دیتے تھے اور یہودہ فکر والوں کے ساتھ فکریں کرتے تھے اور ہم انصاف کے دن کو
جھٹلاتے رہے۔ (ت) (فتاویٰ رضویہ ج ۱۶ ص ۳۸۲)

(۱۶) مساجد کو بھیر متی سے بچانے کی مسلمانوں کو تلقین و تاکید کرتے ہوئے فرمایا،

ہر طبقہ کے مسلمانوں پر فرض ہے کہ اپنے منصب کے لائق اس میں سعی جمیل بجالائیں، اور
بے تکان اتھک جائز کوششیں کر کے اپنی مساجد کو بے حرمتی سے بچائیں، ایسا کرو گے تو ضرور حضرت
عزت جلالہ سے ان شاء اللہ العزیز المستعان کامیاب ہو گے دنیا میں سرخرو، آخرت میں مثاب ہو گے
کہ وہ فرماتا ہے:

وکان حقاً علینا نصر المؤمنین، ان اللہ لا یضیع اجر المحسنین۔

۱ القرآن الکریم ۴/۱۳۵

۲۴/۳۰

۱۲۰/۹ و ۱۱۵/۱۱ و ۹۰/۱۲

اور ہمارے ذمہ کرم پر ہے مسلمانوں کی مدد فرمانا ، بیشک اللہ نیکوں کا اجر ضائع نہیں کرتا (ت)
(فتاویٰ رضویہ ج ۱۶ ص ۴۰۰)

(۱۷) چھوٹی مسجد اگر کہ دوسری جگہ وسیع مسجد بنانا اور چھوٹی پرانی مسجد کی لکڑی وغیرہ اس میں لگا دینا کیسا ہے ؟ اس سوال کے جواب میں فرمایا :
مسجد جب تک مسجد ہے قرآن عظیم کی نص قطعی ، ہمارے ائمہ کرام کے اجماع سے اسے ویران کرنا سخت حرام و کبیرہ ہے ۔ اللہ عز و جل فرماتا ہے :

ومن اظلم ممن منع مسجد الله ان يذكر فيها اسمه وسعى في خرابها اولئك
ما كان لهم ان يبدخلوها الا خائفين لهم في الدنيا خزي ولهم في
الآخرة عذاب عظیم ہے

اس سے بڑھ کر ظالم کون جو اللہ کی مسجدوں کو ان میں نام الہی کی یاد سے روکے اور ان کی ویرانی میں کوشش کرے ، ایسوں کو ان میں جانا ہی نہ پہنچتا تھا مگر ڈرتے ہوئے ، ان کے لئے دنیا میں رسوائی ہے اور ان کے لئے آخرت میں بڑا عذاب ۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۱۶ ص ۴۰۱)

(۱۸) ایک مسجد سُنی نے بنوائی اور ایک شیعہ رافضی نے بنوائی جس کو ایک سُنی نے خرید کر مسجد کر دیا ، دونوں کا حکم بیان کرتے ہوئے فرمایا :

وہ مسجد کہ سُنی نے بنوائی حقیقی بلاشبہ مسجد ہے اور اس کا رکھنا فرض ہے اور اس میں نماز کا ثواب وہی ہے جو مسجد میں نماز کا ثواب ہے ، روافض زمانہ مرتد ہیں کہا حَقَّقْنَاهُ فِي رَدِّ الرِّفْضَةِ (جیسا کہ ہم نے اس کی تحقیق رد الرافضہ میں بیان کی ہے ۔ ت) تو وہ مسجد بنانے کے اہل نہیں ۔

قال الله تعالى ما كان للمشركين ان يعمروا مسجدا لله شهدين على
انفسهم بالكفر (الحق قوله تعالى) انما يعمر مسجدا لله من امن بالله و
اليوم الآخر الآية ۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا : مشرکوں کو حق نہیں پہنچتا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی مساجد تعمیر کریں اس حال میں

کہ وہ اپنے آپ پر کفر کی شہادت دینے والے ہیں (اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد تک کہ) بیشک اللہ تعالیٰ کی مسجدیں تو وہی لوگ تعمیر کرتے ہیں جو اللہ تعالیٰ اور یومِ آخرت پر ایمان رکھتے ہیں۔ (ت)
(فتاویٰ رضویہ ج ۱۶ ص ۴۰۳ و ۴۰۴)

(۱۹) زید نے مسجد کی زمین کا کچھ حصہ دبا کر اپنے مکان کی تعمیر میں جبراً شامل کر لیا ہے۔ اب زید کے ساتھ شرعاً کیا معاملہ کیا جائے، اس کے جواب میں فرمایا:

اس صورت میں زید سخت گناہ کبیرہ و ظلم شدید کا مرتکب اور اس آیت کریمہ کی وعید کا مستوجب ہے:
وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ مَنَعَ مَسْجِدَ اللَّهِ أَنْ يُذْكَرَ فِيهَا اسْمُهُ وَسَعَىٰ فِي خَرَابِهَا أُولَٰئِكَ مَا كَانَ لَهُمْ أَنْ يَدْخُلُوهَا إِلَّا خَائِفِينَ لَهُمْ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ وَلَهُمْ فِي الْآخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيمٌ

اس سے بڑھ کر ظالم کون جو اللہ کی مسجدوں کو ان میں اللہ کا نام لئے جانے سے روکے اور ان کی ویرانی میں سعی کرے، انھیں روانہ تھا کہ اس میں قدم رکھیں مگر ڈرتے ہوئے، ان کے لئے دنیا میں رسوائی اور ان کے لئے آخرت میں بڑا عذاب۔

مسجد کا ہر ٹکڑا مسجد ہے تو جتنا پارہ زمین اس نے دبایا اسے نماز سے روکا اور اس کی ویرانی میں سعی ہوا اور دنیا میں رسوائی اور آخرت میں عذابِ عظیم کا استحقاق لیا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صحیح حدیثوں میں فرمایا ہے کہ:

”جو بالشت بھر زمین ناحق دبائے گا قیامت کے دن اتنا حصہ زمین کے ساتوں طبقے توڑ کر اس کے گلے میں ڈالے جائیں گے“

ہر مسلمان خصوصاً متولیانِ مسجد کو اس پر حق مواخذہ حاصل ہے اور فرض ہے کہ ہر جائزہ چارہ جوئی اس سے زمین نکال کر شامل مسجد کرنے کے لئے حد کو پہنچائیں، جو باوصف قدرت اس سے باز رہے گا شریکِ عذاب ہو گا تا حد قدرت ہرگز حلال نہیں کہ اس سے کچھ روپیہ اس کے عوض لے کر چھوڑ دیں کہ یہ مسجد کا بیچنا ہو گا اور مسجد کی بیع باطل و حرام و ناممکن ہے قال اللہ تعالیٰ وَاِنَّ الْمَسْجِدَ لِلَّهِ (اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ بیشک مساجد اللہ عز و جل کی ہیں۔ ت)

۱۔ القرآن الکریم ۲/۱۱۳

۲۔ صحیح البخاری باب ماجاء فی سبع ارضین قدیمی کتب خانہ کراچی ۴۵۳/۱ و ۴۵۴

۳۔ القرآن الکریم ۲/۱۸

اگر وہ لاکھ روپے ہرگز کے بدلے دے جب بھی لینا حرام ہے، نہ ہرگز زید کسی طرح عند اللہ مواخذہ سے بری ہوگا جب تک زمین مسجد مسجد کو واپس نہ دے۔ زید اگر ایسا نہ کرے تو مسلمان اس سے میل جول، سلام کلام، نشست برخاست قطع کر دیں۔

قال اللہ تعالیٰ "واما ينسینک الشیطن فلا تقعد بعد الذکری مع القوم الظالمین"۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اور اگر شیطان تجھے بھلا دے تو یاد آنے پر قوم ظالمین کے پاس مت بیٹھ۔ (ت)

(۲۰) جھگڑے سے بچنے کے لئے سنیوں اور غیر مقلدین کے لئے الگ الگ مساجد نامزد کر دینا شرعاً کیسا ہے؟ اس سوال کا جواب دیتے ہوئے فرمایا:

جو مساجد غیر مقلدوں کی بنائی ہوئی ہیں ان کے نامزد کردی جائیں مگر جو مساجد اہلسنت کی بنائی ہوئی ہیں ان میں سے کوئی مسجد غیر مقلدوں کے لئے خاص کر دینا اور اہلسنت کو ان سے ممنوع کرنا شرعاً محض ظلم و حرام ہے۔

قال اللہ تعالیٰ "ومن اظلم ممن منع مسجد اللہ ان یذکر فیہا اسمہ"۔
اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اس شخص سے بڑا ظالم کون ہے جو اللہ تعالیٰ کی مساجد میں اس کا نام لینے سے روکے۔ (ت)

(۲۱) جس شخص سے شر و فساد کا خطرہ ہو اس کو شرکت جماعت سے روکنا جائز ہے۔ چنانچہ فرمایا:

ہاں شرعاً حکم ہے کہ ایسے لوگ مسجد سے بازر کھے جائیں۔

قال اللہ تعالیٰ اولئک ما کان لہم ان یدخلوها الا خائفین۔
اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ انہیں مساجد میں داخل نہیں ہونا چاہئے مگر ڈرتے ہوئے (ت)

(فتاویٰ رضویہ ج ۱۶ ص ۴۱۲)

۱۔ القرآن الکریم ۶/۶۸

۲۔ ۱۱۴/۲

۳۔ ۱۱۴/۲

(۲۲) مسجد قدیم کے ارد گرد مسلمانوں کے مکان نہیں رہے۔ اب کوئی صاحب مسلمانوں کی آبادی کے درمیان جدید پختہ مسجد بنانا چاہتے ہیں، اس سلسلہ میں حکم شرعی کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا: حتی الامکان مسجد کا آباد کرنا فرض ہے اور ویران کرنا حرام۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ مَنَعَ مَسْجِدَ اللَّهِ أَنْ يُذْكَرَ فِيهَا اسْمُهُ وَسُئِلَ فِي خَرَابِهَا۔
اور اس شخص سے بڑھ کر ظالم کون ہے جو اللہ تعالیٰ کی مسجدوں میں اس کا نام لینے سے روکتا ہے اور ان کی بربادی کی کوشش کرتا ہے۔ (ت)

ہندوستان کی آبادی کا قاعدہ یہ ہے شہر ہو یا گاؤں کہ مکانات قریب قریب ہوتے ہیں بیس پچیس گھر کا گاؤں اتنے فاصلہ کی آبادی نہ رکھے گا کہ مسلمانوں کو قدیم مسجد تک جانا دشوار ہو، تو جو صاحب پختہ بنانا چاہتے ہیں اسی کو پختہ کریں اور آباد کریں۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۱۶ ص ۴۱۳)

(۲۳) چار چھوٹی مساجد کو اکھاڑ کر ایک بڑی جامع مسجد بنانے کے بارے میں فرمایا: یہ حرام ہے کہ اور مسجدوں کو برباد کر کے جامع مسجد بنائی جائے، نہ ان مسجدوں کے ٹہن و ستون اس کی طرف منتقل ہو سکتے ہیں۔ ردالمحتار میں ہے:

لَا يَجُوزُ نَقْلُهُ وَنَقْلُ مَالِهِ إِلَى مَسْجِدٍ آخَرَ۔

مسجد اور اس کے مال کو دوسری مسجد کی طرف منتقل کرنا جائز نہیں۔ (ت)

نہ ان مسجدوں کی زمینوں کا کسی دوسرے تصرف میں لانا حلال ہو سکتا ہے، جو ایسا کرے گا سخت ظالم و مستحق سخت عذاب ہوگا۔

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ مَنَعَ مَسْجِدَ اللَّهِ أَنْ يُذْكَرَ فِيهَا اسْمُهُ وَسُئِلَ فِي خَرَابِهَا۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اس سے بڑا ظالم کون ہے جو اللہ تعالیٰ کی مسجدوں میں اس کا نام لینے سے منع کرتا ہے اور ان کی بربادی کی کوشش کرتا ہے۔ (ت)

(فتاویٰ رضویہ ج ۱۶ ص ۴۲۰)

۱۔ القرآن الکریم ۱۱۴/۲

۲۔ ردالمحتار کتاب الوقف

۳۔ القرآن الکریم ۱۱۴/۲

دار احیاء التراث العربی بیروت

۳۷۱/۳

(۲۴) غیر شریف النسب کی بنائی ہوئی مسجد کا حکم شرعی بیان کرتے ہوئے فرمایا :
مسجد ضرور مسجد ہے اور اس میں نمازیں بیشک جائز اور بنانے والے کا شریف النسب نہ ہونا اگر ثابت بھی
ہو تو کوئی حرج نہیں۔ بانی کی شرافت نسب کوئی شرط مسجد نہیں۔

قال الله تعالى انما يعمر مسجدا لله من امن بالله واليوم الآخر الخ
اللہ تعالیٰ نے فرمایا : مسجدیں تو وہی لوگ تعمیر کرتے ہیں جو اللہ تعالیٰ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتے ہیں (ت)
(فتاویٰ رضویہ ج ۱۶ ص ۴۳۵)

(۲۵) زید نے مسجد تعمیر کی اور عمرویہ دعویٰ کو کے کہ اس کی چھ انگل زمین مسجد میں آرہی ہے تعمیر مسجد کو روکتا
ہے۔ اس مسئلہ کا حکم شرعی بیان کرتے ہوئے فرمایا :

سائل نے نہ بتایا کہ واقع میں زید نے چھ انگل ملک عمرو زمین میں شامل کر کے اسے مسجد کرنا چاہا ہے
یا واقع میں ایسا نہیں اور عمرو کا دعویٰ جھوٹا ہے اگر فی الواقع صورت اولیٰ ہے تو مسجد مسجد نہیں، اور عمرو
نے جو کچھ بتاؤ بڑے اس صورت میں اس پر الزام نہیں، اور اگر ایسا نہیں تو بلاشبہ عمرو بدخواہ مسجد اور
سخت سے سخت ظالموں میں ہے۔

قال الله عز وجل "ومن اظلم ممن منع مسجدا لله ان يذكروا فيها اسمه وسعي
في خرابها اولئك ما كان لهم ان يدخلوها الا خائفين لهم في الدنيا خزي ولهم في الآخرة
عذاب عظيم"

اللہ تعالیٰ نے فرمایا : اس سے بڑھ کر ظالم کون جو اللہ کی مسجدوں کو ان میں یاد الہی ہونے سے
روکے اور ان کی ویرانی میں کوشش کرے، ایسوں کو نہیں پہنچتا تھا کہ اس میں جاتے مگر ڈرتے ہوئے،
ان کے لئے دنیا میں رسوائی ہے اور آخرت میں بڑا عذاب۔

اس حالت میں اس کے ساتھ کھانا پینا، میل جول نہ چاہئے۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۱۶ ص ۴۴۱)

(۲۶) ایک مسجد توڑ کر دوسری بنانے اور پرانی مسجد کی لکڑی وغیرہ ذاتی مصرف میں لانے والے کے
بارے میں فرمایا :

یہ فعل کہ زید نے کیا حرام محض ہے، مسجد نہ توڑی جاسکتی ہے نہ بدلی جاسکتی ہے، نہ اس کی مگرڑی وغیرہ کوئی چیز اپنے مصرف میں لائی جاسکتی ہے۔

قال الله تعالى "ومن اظلم ممن منع مسجدا لله ان يذکر فیہا اسمہ وسعی فی خرابہا اولئک ما کان لہم ان یدخلوہا الا خائفین لہم فی الدنیا خزی ولہم فی الآخرۃ عذاب عظیم۔"

اللہ تعالیٰ نے فرمایا، اس سے بڑھ کر ظالم کون جو اللہ کی مسجدوں کو ان میں یادِ الہی ہونے سے روکے اور ان کی ویرانی میں کوشش کرے، ایسوں کو نہیں پہنچتا کہ اس میں جاتے مگر ڈرتے ہوئے، ان کے لئے دنیا میں رسوائی ہے اور آخرت میں بڑا عذاب۔ (ت) (فتاویٰ رضویہ ج ۱۶ ص ۴۴۲)

(۲۷) سابق متولی مسجد کی بدعنوانیوں کا پتھر نصب کرنے کے بارے میں فرمایا، اگر ان باتوں میں ان کا قصور نہ تھا بلکہ اور لوگوں نے نقصان پہنچائے تو ان افعال کی ان کی طرف نسبت بہتان و افتراء ہے اور اس کی اشاعت اشاعت فاحشہ ہے اور وہ حرام ہے۔

قال الله تعالى "ان الذین یحبون ان تشیع الفاحشۃ فی الذین امتوا لہم عذاب الیم فی الدنیا والآخرۃ۔"

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا، بیشک وہ لوگ جو مومنوں میں اشاعتِ فاحشہ چاہتے ہیں ان کے لئے دنیا و آخرت میں دردناک عذاب ہے۔ (ت) (فتاویٰ رضویہ ج ۱۶ ص ۴۷۳) (۲۸) اللہ تعالیٰ سے کئے ہوئے وعدے کی خلاف ورزی کرنے والے کے بارے میں فرمایا،

اللہ واحد قہار سے وعدہ کر کے پھرنا بہت سخت ہے اور اس پر شدید وعید۔ قال تعالیٰ، فاعقبہم نفاقا فی قلوبہم الی یوم یلقونہ بما اختلفوا اللہ ما وعدوہ وبما کانوا یکذبون۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

تو اس کے پیچھے اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں نفاق رکھ دیا اس دن تک کہ اس سے ملیں گے بدلہ اس کا کہ انھوں نے اللہ تعالیٰ سے وعدہ جھوٹا کیا اور بدلہ اس کا کہ وہ جھوٹ

۱۔ القرآن الکریم ۲/۱۱

۲۔ " ۲۴/۱۹

۳۔ " ۹/۷۷

بولتے تھے۔ اللہ تعالیٰ کی پناہ۔ (ت) (فتاویٰ رضویہ ج ۱۶ ص ۲۸۱)

(۲۹) صحن مسجد کے کچھ حصہ میں مسجد کی آمدنی کے لئے دکانیں بنانے سے متعلق فرمایا، جو زمین مسجد ہو چکی اس کے کسی حصہ کسی جُز کا غیر مسجد کر دینا اگرچہ متعلقات مسجد ہی سے کوئی چیز ہو حرام قطعی ہے۔

قال اللہ تعالیٰ وان المسجد لله

اللہ تعالیٰ نے فرمایا، بیشک مسجدیں اللہ تعالیٰ کی ہیں۔ (ت)

(فتاویٰ رضویہ ج ۱۶ ص ۲۸۲)

(۳۰) مال وقف ناحق کھانے والوں کے بارے میں فرمایا،

وقف کا مال مثل مال یتیم ہے جسے ناحق کھانے پر فرمایا،
انہایا کلون فی بطونہم نامرا و سیصلون سعیرا

اپنے پیٹ میں زری آگ بھرتے ہیں اور عنقریب جہنم میں جائیں گے۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۱۶ ص ۲۸۷)

(۳۱) مسجد کی مسجدیت ختم کر کے کچھ اور بنانا ممنوع اور مسلمانوں پر مسجد کا دفاع فرض ہے، چنانچہ فرمایا،

مسلمانوں پر اسے مسجد باقی رکھنا اور تاحد قدرت ہر جائز طریقہ سے اسے مسجد رہنے میں پوری کوشش کرنا فرض قطعی ہے جو اس میں کوتاہی کرے گا سخت عذاب الہی کا مستحق ہوگا۔

قال اللہ تعالیٰ "ومن اظلم ممن منع مسجداً للہ ان یدکر فیہا اسمہ و سعی فی خرابھا اولئک ماکان لہم ان یدخلوها الا الخائفین" لہم فی الدنیا خزی ولہم فی الاخرۃ عذاب عظیم

اللہ تعالیٰ نے فرمایا، اس سے بڑھ کر ظالم کون جو اللہ کی مسجدوں کو روکے ان میں ذکر الہی ہونے سے، اور ان کی ویرانی میں کوشش کرے، انھیں روانہ تھا کہ ان میں جاتے مگر ڈرتے ہوئے، ان کے لئے دنیا میں رُسوائی ہے اور ان کے لئے آخرت میں بڑا عذاب۔

والعیاذ باللہ تعالیٰ (اللہ تعالیٰ کی پناہ - ت) (فتاویٰ رضویہ ج ۱۶ ص ۴۹۲)
 (۳۲) ادھار بیع کی صورت بنسبت نقد کے زیادہ قیمت رکھنا ممنوع نہیں - چنانچہ فرمایا :
 قرضوں بیچنے میں نقد بیچنے سے دام زاد لینا کوئی مضائقہ نہیں رکھتا ، یہ باہمی تراضی بائع و مشتری پر ہے ۔

قال تعالیٰ "الان تكون تجارة عن تراض منكم" ای

اللہ تعالیٰ نے فرمایا : مگر یہ کہ تمہارے درمیان باہمی رضا مندی سے تجارت ہو (ت)

(فتاویٰ رضویہ ج ۱۶ ص ۴۹۴ ، ۴۹۵)

(۳۳) مسلمان عورتوں کی تعمیر کی ہوئی مساجد کے بارے میں حکم شرعی بیان کرتے ہوئے فرمایا :
 وہ مسجدیں شرعاً مساجد ہیں اور ان میں نماز قطعاً جائز ، اور ان کا ہدم ظلم شدید ، اور ان میں نماز پڑھنے سے روکنا ، ان کی ویرانی میں کوشش کرنا حرام ۔

قال اللہ تعالیٰ "ومن اظلم ممن منع مسجد اللہ ان يذكر فيها اسمه و سعى في خرابها" ۲

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ، اس سے بڑھ کر ظالم کون جو اللہ کی مسجدوں کو ان میں نام الہی لینے سے روکے اور ان کی ویرانی میں کوشش کی ۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۱۶ ص ۵۱۱)
 (۳۴) نواب اور راجے کچھ عورتوں کو اپنے ہاں مجبوس رکھتے اور حرام کاری کرتے ہیں ، ان کے بارے میں فرمایا :

یہ جس ضرور ظلم و حرام ہے اور اگر برضائے زناں ہو تو قطعاً یہ بھی عاصیہ کہ رضا باحرام حرام ہے لیکن جب بالجبر ہے تو اس کی طرف سے معصیت نہیں ،

قال تعالیٰ "ومن يكرهه فان الله من بعد اكرهه من غفور رحيم" ۳
 اللہ تعالیٰ نے فرمایا ، او جو ان پر جبر و اکراہ کرے تو اللہ تعالیٰ ان عورتوں کے مجبور ہونے کے بعد

بخشنے والا مہربان ہے ۔ (ت) (فتاویٰ رضویہ ج ۱۶ ص ۵۱۳)

۱۔ القرآن الکریم ۴/۲۹

۲۔ " ۲/۱۱۳

۳۔ " ۲۴/۳۳

(۳۵) دو قدیم مساجد کے بجائے اہل محلہ باہمی اتفاق سے ایک مسجد بنانا چاہتے ہیں اور قدیم مسجدوں کے اسباب کو اس مسجد میں لگانا چاہتے ہیں، اس بارے میں فرمایا،
اگر یہ چاہتے ہیں کہ دونوں مسجدوں کو معدوم کر کے تیسری جگہ بنائیں تو یہ حرام حرام سخت حرام
اشد ظلم ہے،

قال الله تعالى "ومن اظلم ممن منع مسجدا لله ان يذكر فيها اسمه و
سعى في خرابها" ۱

اللہ تعالیٰ نے فرمایا، اس سے بڑھ کر ظالم کون جو اللہ کی مسجدوں کو ان میں اللہ کا نام
لے جانے سے روکے اور ان کی دیواریں میں کوشش کرے۔

اور اگر دونوں مسجدیں متصل ہیں یہ چاہتے ہیں کہ بیچ کی دیوار ہٹا کر دونوں کو ایک کر لیں تو یہ جائز ہے۔
اشباہ و درمختار میں ہے،

لاهل المحلة جعل المسجدين واحداً ۲

اہل محلہ کو اختیار ہے کہ دو مسجدوں کو ایک کر لیں (ت) (فتاویٰ رضویہ ج ۱۶ ص ۵۲۱)
(۳۶) کسی مسجد اہلسنت میں روافض اس لئے اذان و نماز ادا کرنا چاہتے ہیں کہ اس کی تعمیر میں ان
کے آبار و اجداد شامل تھے۔ اس بارے میں فرمایا،

روافض زمانہ علی العموم کفار مرتدین ہیں کہا حقیقتاً فی رد الرافضة بما لا مزید علیہ
(جیسا کہ ہم اس کی تحقیق اپنے رسالہ "رد الرافضة" میں اس انداز سے کر چکے جس پر اضافہ کی
ضرورت نہیں۔ ت) فتاویٰ خلاصہ و فتاویٰ عالمگیریہ میں ہے،

الرافضی اذا کان یسب الشیخین اویلعنہما والعیاذ باللہ فرہو کافر ۳
رافضی جب شیخین کریمین (صدیق و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما) کو گالیاں بکے یا ان پر لعنت
بیجھے (اللہ بجائے) تو وہ کافر ہے۔ (ت)

قال الله تعالى ان اولیاءہ الا المتقون ۴

۱۔ القرآن الکریم ۲/۱۱۴

۲۔ درمختار کتاب الصلوٰۃ باب ما یفسد الصلوٰۃ مطبع مجتہدانی دہلی ۱/۹۲

۳۔ فتاویٰ ہندیہ کتاب السیر الباب التاسع فی احکام المرتدین نورانی کتب خانہ لپشاور ۲/۲۶۲

۴۔ القرآن الکریم ۸/۳۴

اللہ تعالیٰ نے فرمایا، اس کے اولیاء تو پرہیزگار ہی ہیں۔ (ت)
نہ ان کی اذان اذان، نہ ان کی نماز نماز۔

قال اللہ تعالیٰ و قد منالی ما عملوا من عمل فجعلنہ ہباء منثورا
اللہ تعالیٰ نے فرمایا، جو کچھ انھوں نے کام کئے تھے ہم نے قصد فرما کر انھیں باریک باریک غبار
کے بکھرے ہوئے ذرے کر دیا کہ روزِ ن کی دھوپ میں نظر آتے ہیں۔ (ت)
اور ان کے باپ دادا جبکہ اہل سنت تھے اور انھوں نے مذہبِ رفض اختیار کیا تو نہ وہ ان کے
باپ رہے نہ یہ ان کی اولاد، نہ ان کے ذریعہ سے انھیں کوئی دعویٰ پہنچتا ہے۔
قال اللہ تعالیٰ انہ لیس من اہلک انہ عمل غیر صلح

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا، اے نوح! وہ تیرے گھر والوں میں نہیں بیشک اس کے کام
بڑے نالائق ہیں۔ (ت)
(فتاویٰ رضویہ ج ۱۶ ص ۵۲۲، ۵۲۵)

(۳۷) گناہ گار کا مددگار بھی ویسا ہی مجرم ہے، چنانچہ فرمایا،
جو شخص ناحق پر اس کی تائید کرتے ہیں سب اسی کی طرح مرتکبِ جرم و مستحقِ سزا ہیں۔
قال اللہ تعالیٰ ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان
اللہ تعالیٰ نے فرمایا، گناہ اور ظلم پر تعاون مت کرو۔ (ت)

(فتاویٰ رضویہ ج ۱۶ ص ۵۴۰)
(۳۸) مشاوریں مسجدِ احاطہ مسجد کو جس میں عیدین و یومِ جمعہ کو نمازیں پڑھی جاتی ہیں باغیچہ بنانا
چاہتے ہیں، ان کی مذمت کرتے ہوئے فرمایا،

باغیچہ امراء کے مکانوں کی زینت ہوتا ہے، بیت اللہ کی زینت ذکر اللہ ہے، ولہذا علماء نے
مساجد میں پیر لگانا منع فرمایا اور فرمایا کہ مساجد کو یہود و نصاریٰ کے کنیسوں گرجوں سے مشابہ نہ کرو،
پھر اس میں نمازیوں پر جمعہ و عیدین میں تنگی ہے اور جو مسلمانوں پر تنگی کرے اللہ اس پر تنگی
کرے گا من ضیق ضیق اللہ علیہ (جس نے تنگی کی اللہ تعالیٰ اس پر تنگی فرمائے گا۔ ت)

۱۔ القرآن الکریم ۲۵/۲۳

۲۔ ۱۱/۴۶

۳۔ ۵/۲

اس میں منع خیر ہے اور مناع للخیر کی مذمت کلام اللہ میں ہے، اس میں زمین متعلق مسجد کو نماز سے روکنا ہے، اور اللہ عز وجل فرماتا ہے :

وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ مَنَعَ مَسْجِدَ اللَّهِ اَنْ يُذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهُ وَسُئِلَ فِيْ خَرَابِهٖۙ
اولئك ماكان لهم ان يدخلوها الا تخافين لهم في الدنيا خزي ولهم في
الآخرة عذاب عظيم

اس سے بڑھ کر ظالم کون جو اللہ کی مسجدوں کو ان میں نام الہی لئے جانے سے روکے اور ان کی ویرانی میں کوشش کرے ان کو ان مساجد میں قدم دھرنا نہ تھا مگر ڈرتے ہوئے، ایسوں کے لئے دُنیا میں رُسوائی ہے اور آخرت میں بڑا عذاب۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۱۶ ص ۵۴۵)

(۳۹) زید نے کچھ زمین وقف کرنے کی نیت کی تھی اور اب اس کے بدلے اس سے بہتر زمین وقف کرنا چاہتا ہے، اس کے بارے میں فرمایا :

اگر واقعی اس سے بہتر اور زیادہ منافع کی زمین وقف کرنا چاہتا ہے تو اس پر کچھ الزام نہیں۔
قال الله تعالى "ما على المحسنين من سبيل"

اللہ تعالیٰ نے فرمایا : نیکی کرنے والوں پر (مواخذہ کی) کوئی راہ نہیں۔ (ت)

(فتاویٰ رضویہ ج ۱۶ ص ۵۴۷)

(۴۰) سود کی ڈگریاں دلوانے والے اور عقائدِ سرسید کے مداح وکیل کے بارے میں سوال آیا جو ایک انجمنِ اسلامیہ کا سیکرٹری ہے، اس کے جواب میں فرمایا :

امورِ بالا سے تو یہ شخص صرف فاسق فاجر ہوتا مگر عقائدِ کفریہ کا مداح خود کافر و مرتد ہے اور کافر کسی طرح مسلمانوں کے کاموں کا دالی نہیں ہو سکتا۔ اللہ عز وجل فرماتا ہے :

ولن يجعل الله للكافرين على المؤمنين سبيلا

اور ہرگز اللہ تعالیٰ کافروں کو مومنوں پر کوئی راہ نہ دے گا۔ (ت)

ان سے استعانت تلجائز ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

انا لا نستعين بمشرك

بیشک ہم کسی مشرک سے مدد طلب نہیں کرتے۔ (ت) (فتاویٰ رضویہ ج ۱۶ ص ۵۶۲)

۲۵ القرآن الکریم ۹/۹۱

۱۱۴/۲ القرآن الکریم

۵۴ سنن ابی داؤد کتاب الجہاد آفتاب عالم پریس لاہور ۱۹/۲

۱۴۱/۴ ۵۳

(۴۱) ایک انجمن اسلامیہ کی کچھ رقم کسی کے ذمے لازم تھی جو اس نے ادا کر دی۔ اب وہ مر گیا اور اس کے مرنے کے بعد اس کے ذمے انجمن کے حسابات میں کچھ کمی بیشی ثابت ہوئی، اس کا شرعی حکم بیان کرتے ہوئے فرمایا:

جس قدر مطالبہ واجب ثابت ہو اگر اس سے کم ادا ہوا ہے باقی ان کے ترکہ سے لیا جائے گا اور اگر اول سے زیادہ لے لیا گیا ہے تو جتنا زیادہ ہوا انھیں واپس دینا واجب ہے۔

قال صلى الله تعالى عليه وسلم **عَلَيْكَ الْيَدُ مَا اخَذْتَ حَتَّى تَرُدَّهَا**، وقال تعالى **وَلَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ وَتَدْلُوا بِهَا إِلَى الْحُكَّامِ لْتَأْكُلُوا فَرِيقًا مِنْ أَمْوَالِ النَّاسِ بِالْأَثَمِ** ۝

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاتھ پر وہ چیز واجب ہے جو اس نے لی یہاں کہ وہ اس کو ادا کر دے۔ اور اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ آپس میں ایک دوسرے کا مال ناجائز طور پر مت کھاؤ اور نہ ان کا مقدمہ حاکموں کے پاس اس لئے لے جاؤ کہ لوگوں کا کچھ مال ناحق کھا لو۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۱۶ ص ۵۷۷، ۵۷۸)

(۴۲) کیا اہل سنت و جماعت اپنی مساجد وغیرہ کا متولی و متصرف روافض کو بنا سکتے ہیں اور انھیں اپنے ساتھ نمازوں میں شریک کر سکتے ہیں؟ اس سوال کے جواب میں فرمایا:

مساجد و اوقاف کا متولی بنانا کیسے عظیم دینی کاموں میں ان سے استعانت ہے اور یہ ان تشریحات جلیلہ پر کہ **المحجة المؤتمنه** میں مذکور ہوئیں حرام ہے۔ قرآن عظیم فرماتا ہے:

لَا تَتَّخِذُوا مِنْهُمْ وُلياً وَلَا نَصِيراً

غیروں میں سے کسی کو نہ اپنا دوست بناؤ نہ مددگار۔

تفسیر ارشاد العقل السليم علامہ ابوسعود عمادی و تفسیر فتوحات الہیہ میں ہے:

نهوا عن موالاة تهم لقراءة او صداقة جاهلية ونحوهما من اسباب المصادقة والمعاشرة وعن الاستعانة بهم في الغزو وسائر الامور الدينية

۱ جامع الترمذی ابواب البیوع باب ما جاء ان العارية موداة امین کمپنی دہلی ۱۵۲/۱

۲ القرآن الکریم ۱۸۸/۲

۳ ارشاد العقل السليم (تفسیر ابی السعود) تحت لایۃ ۳/۲۸ دار احیاء التراث العربی بیروت ۲۳/۲

الفتوحات الالہیۃ الشہیر بالجمل " " " دار الفکر بیروت ۴۲۶/۱

یعنی مسلمان منع کئے گئے کافروں کی دوستی سے خواہ وہ رشتہ داری کے سبب ہو یا اسلام سے پہلے کے یارانے خواہ یاری اور میل جول کے اور کسی سبب سے، اور منع کئے گئے اس سے کہ جہاد یا کسی دینی کام میں کافروں سے استعانت کریں۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۱۶ ص ۶۱۱)

(۴۳) مزید فرمایا :

مسلمانوں کا ایسا عظیم کام اس کے سپرد کرنے میں اسے رازدار و خیل کار بنانا ہے اور یہ حرام ہے۔ اللہ عز و جل فرماتا ہے :

ام حسبکم ان تتركوا ولما يعلم الله الذين جاهدوا منكم ولم يتخذوا من دون الله ولا رسوله ولا المؤمنين وليجة ط والله خبير بما يعملون ۝
کیا اس گمنڈ میں ہو کہ یونہی چھوڑ دیئے جاؤ گے اور ابھی وہ لوگ علانیہ ظاہر نہ ہوئے جو تم میں سے راہِ خدا میں پوری کوشش کریں اور اللہ و رسول و مسلمین کے سوا کسی کو اپنا رازدار و خیل نہ بنائیں اور اللہ تمہارے کاموں سے خبردار ہے۔

تفسیر کبیر میں ہے :

نہی اللہ تعالیٰ المؤمنین ان يتخذوا ابطانة من غير المؤمنين فيكون ذلك نهيا عن جميع الكفار ، و مما يؤكد ذلك انه قيل لعمر رضي الله عنه ههنا رجل من اهل الحيرة نصراني لا يعرف اقوى حفظا ولا احسن خطا منه ، فات سأيت ان نتخذها كاتباً فامتنع عمر من ذلك وقال اذن اتخذت ابطانة من غير المؤمنين۔
یعنی اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو منع فرمایا کہ غیر مسلم کو اپنا رازدار نہ بناؤ تو یہ تمام کفار سے ممانعت ہے اور تاہم اس حدیث سے بھی ہوتی ہے کہ امیر المؤمنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کی گئی کہ شہر حیرہ میں ایک نصرانی ہے اس کا سا حافظہ اور عمدہ خط کسی کا معلوم نہیں حضور کی رائے ہو تو ہم اسے محرر بنالیں، امیر المؤمنین نے اسے قبول نہ فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ ایسا ہو تو میں غیر مسلم کو رازدار بنانے والا ٹھہروں گا۔

تفسیر لباب التاویل وغیرہ پارہ ۶ میں ہے :

مر روی ان ابا موسی الاشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قلت لعمر بن الخطاب

لہ القرآن الکریم ۱۶/۹

۱۷ مفاتیح الغیب (التفسیر الکبیر) تحت آیت ۳/۱۱۸ دارالکتب العلمیۃ بیروت ۱۴۲/۸

رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان لی کاتباً نصرانیاً فقال مالک وله قاتلک اللہ الا اتخذت
 حنیفاً یعنی مسلماً اما سمعت قول اللہ عز وجل یا ایہا الذین امنوا لا تتخذوا
 الیہود والنصری اولیاء قلت له دینہ ولی کتابتہ قال لا اکرمہم اذا اهانہم اللہ
 ولا اعزہم اذا اذلہم اللہ ولا ادنیہم اذا ابعدهم اللہ قلت لایتم امر البصرۃ الابہ فقال
 مات النصرانی والسلام یعنی ہب انہ مات فما تصنع بعد فما تعمل بعد موتہ
 فاعلمہ الان واستغن عنہ بغیرہ من المسلمین

یعنی ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہوا کہ میں نے امیر المؤمنین عمر فاروق عظم
 سے عرض کی میرا ایک محرر نصرانی ہے۔ فرمایا: تمہیں اس سے کیا علاقہ، خدا تم سے سمجھے، کیوں نہ کسی
 کھرے مسلمان کو محرر بنایا، کیا تم نے یہ ارشاد الہی نہ سنا کہ اے ایمان والو! یہود و نصاریٰ کو یار
 نہ بناؤ۔ میں نے عرض کی، اس کا دین اس کے لئے ہے مجھے تو اس کی محرری سے کام ہے۔ فرمایا:
 میں کافروں کو گرامی نہ کروں گا جبکہ انھیں اللہ نے خوار کیا، نہ انھیں عزت دوں گا جبکہ اللہ نے انھیں
 ذلیل کیا، نہ اُن کو قُرب دوں گا جبکہ اللہ نے انھیں دُور کیا۔ میں نے عرض کی، بصرہ کا کام ہے اس کے
 پورا نہ ہوگا۔ فرمایا: مر گیا نصرانی و اسلام یعنی فرض کر لو کہ وہ مر گیا اس کے بعد کیا کرو گے جو جب کرو گے
 اب کرو اور کسی مسلمان کو مقرر کر کے اس سے بے پروا ہو جاؤ۔

شرح سیر کبیر پھر رد المحتار علی الدر المختار میں ہے:

بہ ناخذ فان الوالی ممنوع من ان یتخذ کاتباً من غیر المسلمین لقولہ تعالیٰ
 لا تتخذوا بطانۃ من دونکم۔

ہم امیر المؤمنین کے اسی ارشاد پر فتویٰ دیتے ہیں بیشک والی کو جائز نہیں کہ کسی کافر کو محرر
 بنائے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اپنے سوا اوروں کو راز دار نہ بناؤ۔
 سبحان اللہ! جب ان کو محرر تک بنانا ناجائز و خلافِ قرآنِ عظیم ہے تو مساجدِ مسلمین ان کے
 ہاتھ میں سپرد کرنا اور اتنا عظیم منصب دینا کس درجہ سخت حرام ہونا لازم۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۱۶ ص ۶۱۱ تا ۶۱۳)

۱۔ باب التأویل فی معانی التنزیل (تفسیر الخازن) تحت الآیۃ ۵/۵۱ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۵۳/۲
 ۲۔ رد المحتار کتاب الزکوۃ باب العاشر دار احیاء التراث العربی بیروت ۳۸/۲

(۴۴) مزید فرمایا :

متولی کرنا حرام ہے مگر اسے کہ امین و خیر خواہ ہو، یہاں تک کہ خود واقف پر اگر اطمینان نہ ہو وقف سے اسے باہر نکال دینا واجب ہے۔ اسعاف فی حکم الاوقاف میں ہے :

لا یولی الامین لان الولاية مقيدة بشرط النظر وليس من النظر تولیة الخائن لانه یخل بالمقصود^۱

متولی نہ کیا جائے مگر جس پر پورا اطمینان ہو کہ تولیت میں وقف کا فائدہ دیکھنے کی شرط ہے اور جس پر اطمینان نہ ہو اس کا متولی کرنا رعایت فائدہ سے کوئی علاقہ نہیں رکھتا کہ وہ اصل مقصود میں خلل ڈالتا ہے۔

فتاویٰ بزازیہ و درر و غرر و تنویر الابصار و درمختار و غیرہ میں ہے :

ینزع وجوب الواقف فغیرہ ادلی غیر مأمون^۲۔

یعنی اگر خود واقف قابل اطمینان نہ ہو تو اسے نکال دینا واجب ، پھر دوسرے کا کیا ذکر۔

اور قرآن عظیم شاہد ہے کہ غیر مسلم ہرگز کسی ملہ میں مسلم کا خیر خواہ نہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :

یا ایہا الذین امنوا لا تتخذوا بطانۃ من دونکم لایا لونکم خیالاً و دوا ما عنکم

قد بدت البغضاء من افواہہم و ما تخفی صدورہم اکبر قد بینا لکم الایات ان کنتم تعقلون^۳

اے ایمان والو! اپنے غیروں سے کسی کو رازدار نہ بناؤ وہ تمہاری بدخواہی میں کمی نہ کریں گے

ان کی دلی تمنا ہے تمہارا مشقت میں پڑنا ، دشمنی ان کے مونہوں سے ظاہر ہو چکی ہے اور جو ان کے

سینوں میں دبی ہے وہ بڑی ہے ، ہم نے تمہارے سامنے نشانیاں صاف بیان فرمادیں اگر تمہیں

(فتاویٰ رضویہ ج ۱۶ ص ۶۱۳ ، ۶۱۴)

عقل ہو۔

(۴۵) مزید فرمایا :

اگر اسے کوئی اختیار دیا جائے مثلاً امام یا مؤذن یا فراش یا اور کسی ملازم کی موقوفی یا بجالی یا

۱۔ رد المحتار بحوالہ الاسعاف فی حکم الاوقاف کتاب الوقف دار احیاء التراث العربی بیروت ۳/ ۳۸۵

۲۔ درمختار کتاب الوقف مطبع مجتہبی دہلی ۳۸۳/۱

۳۔ القرآن الکریم ۳/ ۱۸۸

اضافہ یا کمی یا رخصت یا معطلی میں کچھ دخل۔ جب تو اس کی تولیت نہ صرف حرام بلکہ باطل محض ہے ہو سکتی
ہی نہیں جیسا کہ ابھی اسی رد المحتار و بحر الرائق و غایۃ البیان سے گزرا اور انھیں کتابوں میں اس پر
اس آیت کریمہ سے دلیل لاتے؛

لَنْ يَجْعَلَ اللَّهُ لِلْكَافِرِينَ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ سَبِيلًا
یعنی شریعت الہیہ ہرگز کسی کافر کو کسی مسلمان پر کوئی اختیار نہ دے گی۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۱۶ ص ۶۱۷)

فتاویٰ رضویہ جلد ۱

(۱) بیعانہ کی رقم مشتری کو واپس کرنا ضروری ہے۔ چنانچہ فرمایا،
بیشک واپس پائے گا، بیع نہ ہونے کی حالت میں بیعانہ ضبط کر لینا جیسا کہ جاہلون میں رواج ہے
ظلم صریح ہے،

قال الله تعالى "لَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ"
اللہ تعالیٰ نے فرمایا: آپس میں ایک دوسرے کا مال ناحق مت کھاؤ۔ (ت)

(فتاویٰ رضویہ ج ۱۷ ص ۹۴)

(۲) بائع کا ثمن کو کارِ معصیت میں خرچ کرنے کا وبال مشتری پر نہیں۔ اس سلسلہ میں فرمایا،
مشتری جب عقد صحیح شرعی سے کوئی شے خریدے تو بائع کے فعل کا کہ وہ اس زرِ ثمن کو طاعت
میں خرچ کرے گایا معصیت میں مشتری سے کچھ مطالبہ نہیں،
لا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَىٰ۔

کوئی بوجھ اٹھانے والا کسی دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا۔ (ت)
زرِ ثمن کا معاذا اللہ سود میں دیا جانا تمامی عقد بیع کے بعد ہوگا تو مشتری سے کیا تعلق، او

۱۴۱/۴ القرآن الکریم

۱۸۸/۲ " ۵۲

۱۶۴/۶ " ۵۳

اس وقت اگر ہے تو بائع کی نیت کہ ثمن لے کر وہاں دے گا، اس نیت کو بھی عقد سے علاقہ نہیں، بہر حال مشتری اس الزام سے بری ہے لتخلل فعل فاعل مختار (کہ درمیان میں فاعل مختار کا فعل ہے۔ ت) ہاں اگر کوئی صورت خاصہ ایسی ہو کہ بائع سود وغیرہ مصارف حرام میں صرف کرنے کے لئے بیچتا ہے اور مشتری شرار سے نیت کرے کہ اس امر حرام میں اس کی اعانت کرے تو فسادِ نیت کے باعث خود اپنے اوپر الزام شرعی لے گا، شمولِ ربا کا جواب تو یہ ہے مگر یہاں محلِ نظر یہ امر ہے کہ نیلام ایک بیع ہے اور بیع بے رضائے مالک شرعاً جائز نہیں،

قال الله تعالى "يا ايها الذين آمنوا لا تأكلوا أموالكم بينكم بالباطل الا ان تكون تجارة عن تراض منكم" ۱

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اے ایمان والو! آپس میں ایک دوسرے کا مال ناحق مت کھاؤ سوائے اس کے کہ تمہارے درمیان باہمی رضامندی سے تجارت ہو۔ (ت)
پس اگر نیلام جائز صحیح شرعی خود مالک کرے یا باذن مالک ہو تو اس کے جواز میں کلام نہیں۔
(فتاویٰ رضویہ ج ۱۷ ص ۱۰۸، ۱۰۹)

(۳) بعد از تقسیم ایک شریک دوسرے کا مال کم داموں پر خریدے۔ اگر تراضی طرفین ہو تو جائز ہے چنانچہ اس سلسلہ میں فرمایا:
یہ خریداری جبکہ بے رضائے بائع ہو بیشک جائز ہے اگرچہ ہزار روپے کم کو خریدا ہو اسے اس وجہ سے خطا وار کہنے والا خطا وار ہے۔

قال الله تعالى الا ان تكون تجارة عن تراض منكم ۲
اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: مگر یہ کہ تمہارے درمیان باہمی رضامندی سے کوئی سودا ہو۔ (ت)
(فتاویٰ رضویہ ج ۱۷ ص ۱۳۷)

(۴) سرکاری اسٹامپ کی بیع کا حکم شرعی بیان کرتے ہوئے فرمایا:
نسأل الله هداية الحق والصواب اللهم اغفر (ہم اللہ تعالیٰ سے حق اور درستگی کی ہدایت مانگتے ہیں اے اللہ! مغفرت فرما۔ ت) یہ تجارت اکثر صورتوں میں خالی از خجاست نہیں۔

اللہ عزوجل نے جواز تجارت کے لئے تراضی باہمی شرط فرمائی،

قال تعالیٰ عزمن قائل "یا ایہا الذین آمنوا لا تاكلوا اموالکم بینکم بالباطل الا ان تكون تجارة عن تراض منکم" لہ

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اے ایمان والو! نہ کھاؤ اپنے مال آپس میں ناحق طور پر مگر یہ کہ کوئی سودا ہو تمہارے آپس کی رضا مندی سے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۱ ص ۱۴۴)

(۵) ایفون اور بھنگ کی بیع کے بارے میں فرمایا:

پس صحت درینہا مطلق است اگر برائے مداوی از بیرون بدن می خواہد جواز بمعنی حل نیز باشد و اگر برائے معصیت میخواد روانیست قال تعالیٰ ولا تعادوا علی الاثم والعدوان لہ

لہذا صحت توان میں مطلق ہے اور اگر بیرون بدن ان سے علاج معالجہ مطلوب ہو تو جواز بمعنی حل بھی ہوگا اور اگر معصیت کے لئے ان کی بیع مطلوب ہو تو جائز نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: گناہ اور ظلم پر تعاون مت کرو۔ (ت)

(فتاویٰ رضویہ ج ۱ ص ۱۴۰، ۱۴۱)

(۶) جنین پر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولایت کا اثبات کرتے ہوئے فرمایا:

اللہ جل جلالہ کا ولی و والی جملہ عالم ہونا ظاہر، اور اس کی خلافت سے حضور پر نور سید عالم خلیفہ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولایت بھی ہر شئی پر ہے اور خود جنین پر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولایت فقیر قرآن عظیم و حدیث صحیح سے ثابت کر سکتا ہے، آیت تو قول الہی عزوجل النبی اولیٰ بالمؤمنین من انفسہم جس میں ارشاد ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر مسلمان پر اس کی جان سے زیادہ ولی و والی و مولیٰ و مختار و صاحب تصرف و اقدار ہیں، اور شک نہیں کہ جنین بھی انسان ہے اور وہ یقیناً کافر نہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

کل مولود یولد علی فطرة الاسلام۔ ہر بچہ فطرت اسلام پر پیدا ہوتا ہے (ت)

۱۔ القرآن الکریم ۴/۲۹

۲۔ ۵/۲

۳۔ ۳۳/۶

۴۔ صحیح البخاری کتاب الجنائز باب فی اسم الصبی فمات الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۱۸۱

۵۔ صحیح مسلم کتاب القدر باب معنی کل مولود یولد علی الفطرة ۲/۳۳۶

اللہ سبحانہ، و تعالیٰ فرماتا ہے :
فطرت اللہ التي فطر الناس علیہا۔

اللہ کی فطرت وہ ہے جس پر اس نے لوگوں کو پیدا فرمایا۔ (ت)

اہل سنت کے نزدیک ایمان و کفر میں واسطہ نہیں تو جنہیں ضرور مومن ہے اور بحکم آیت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر مومن کے ولی و والی ہیں، یہ ثبوت آیت سے ہوا۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۱، ص ۲۱۲، ۲۱۳ حاشیہ)

(۷) بچوں کے فیصلہ کے لئے طرفین سے رقم جمع کرانا اور پھر کسی ایک فریق کو دے دینا باطل و ظلم ہے۔ ایسی ہی ایک صورت کے بارے میں سوال کا جواب دیتے ہوئے فرمایا :

بچوں نے جو فریقین سے پچاس روپے جمع کرائے اور وہ بے معنی فیصلہ قرار دیا سخت باطل و مردود تھا وہ پچاس روپے بکر پر حرام ہیں، اس پر فرض ہے کہ زید کو واپس کر دے۔

قال اللہ تعالیٰ "لا تأکلوا اموالکم بینکم بالباطل"

اللہ تعالیٰ نے فرمایا : آپس میں ایک دوسرے کے مال باطل طریقے پر مت کھاؤ (ت)

(فتاویٰ رضویہ ج ۱، ص ۲۱۸)

(۸) تاجروں کا کاریگروں سے مال خریدتے ہوئے ایک پیسہ روپیہ کٹوتی کرنا کیسا ہے؟ اس کے جواب میں فرمایا :

ناراضی کی حالت میں حرام ہے،

قال اللہ تعالیٰ "الا ان تكون تجارة عن تراض منکم"

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا : مگر یہ کہ ہو وہ تمہارے درمیان تجارت باہمی رضامندی سے۔ (ت)

اور رضا سے ہو یا ناراضی سے، مال جتنے کو اسے پڑا اس سے زیادہ کو بتانا جائز نہیں۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۱، ص ۲۶۳)

(۹) کسی کے ذمہ قرض تھا یا د نہیں کہ لے چکا ہے یا نہیں۔ مقروض نے اس شرط پر دے دیا کہ

اس کو خیرات کر دینا، اب اس کے بارے میں کیا حکم شرعی ہے؟ اس کے جواب میں فرمایا :

اگر اس رقم کا واجبی ہونا معلوم نہیں جب تو اس کا اپنے تصرف میں لانا ہرگز جائز نہیں سب خیرات کر دیا جائے، اور اگر معلوم ہے کہ ہماری یہ رقم اس پر آتی تھی لکھنے سے رہ گئی تھی تو اگرچہ وہ اس کا مال ہے اور اپنے صرف میں لانا حرام نہ ہوگا مگر جب اللہ کے لئے وعدہ کر چکا ہے تو اس سے پھرنا سخت شامت کا موجب ہے۔

قال الله تعالى "فَاعْقِبْهُمْ نِفَاقًا فِي قُلُوبِهِمْ إِلَى يَوْمِ يَلْقَوْنَهُ بِمَا أَخْلَفُوا اللَّهَ مَا وَعَدُوهُ وَبِمَا كَانُوا يَكْذِبُونَ" ۱

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تو اللہ تعالیٰ نے ان کی سزا میں ان کے دلوں میں نفاق رکھ دیا اس دن تک جب وہ اس کو ملیں گے اس سبب سے کہ انھوں نے خلاف ورزی کی اس وعدہ کی جو انھوں نے اللہ تعالیٰ سے کیا تھا اور اس سبب سے کہ وہ جھوٹ بولتے تھے۔ (ت)

(فتاویٰ رضویہ ج ۱۷ ص ۲۶۴)

(۱۰) ادھار بیع کے بارے میں ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے فرمایا: یہ سود نہیں، نہ اس میں کوئی حرج ہے جبکہ برضاے مشتری ہو، اور اجل یعنی میعاد ادا معین کر دی جائے،

قال الله تعالى "اَلَا اِنْ تَكُونُ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِنْكُمْ" ۲

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: مگر یہ کہ ہو وہ تمھارے درمیان تجارت باہمی رضامندی سے (ت)

غرض یہ بیع بلا کر اہست ہے، ہاں خلاف اولیت ہے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۱۷ ص ۲۶۷)

(۱۱) کمی بیشی کے ساتھ نوٹ کی بیع کے بارے میں فرمایا:

نوٹ کی بیع روپے (سے) کے عوض جائز ہوگی اگرچہ دسٹل کا نوٹ سو کو بیچے، اور دونوں صورتوں میں فرق وہی ہے جو فتر آن عظیم نے فرمایا کہ:

واحل الله البيع وحرم الربو ۳

اللہ تعالیٰ نے بیع کو حلال اور سود کو حرام کیا۔ (ت) (فتاویٰ رضویہ ج ۱۷ ص ۲۷۵)

(۱۲) قرضخواہ پر لازم ہے کہ مفلس قرضدار کو مہلت دے۔ چنانچہ فرمایا،
 قرضدار جب مفلس ہو تو شرع قرضخواہ پر واجب کرتی ہے کہ انتظار کرے اور جب تک اسے استطاعت نہ ہو مہلت دے،

قال اللہ تعالیٰ "وان کان ذو عسرة فنظرة الى ميسرة ط"
 اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اگر قرضدار تنگدست ہو تو اس کو کشادگی اور آسانی مہیا ہونے تک مہلت دو۔ (ت) (فتاویٰ رضویہ ج ۱ ص ۳۰۱)

(۱۳) زید نے سود پر قرض دیا اور وصولی سے قبل مر گیا اب ورثاء زید کو اس کی تاریخ وفات تک کا سود لینا جائز ہے یا نہیں؟ اس کے جواب میں فرمایا،
 حرام قطعی ہے،

قال المولیٰ سبحانه و تعالیٰ "یا ایہا الذین امنوا اتقوا اللہ و ذروا ما بقی من الربوات کنتم مؤمنین ۝ فان لم تفعلوا فاذنوا بحرب من اللہ و رسولہ ط"
 مولیٰ سبحانہ و تعالیٰ نے فرمایا: اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور جو سود باقی رہا ہے چھوڑ دو اگر تم مسلمان ہو پھر جو ایسا نہ کرو تو خبردار ہو جاؤ خدا و رسول کے لڑنے سے یا اعلان کر دو اللہ و رسول سے لڑائی کا۔

یہ اس بقیہ کی نسبت ارشاد ہوا جو تحریم سے پہلے کارہ گیا تھا مسلمانوں نے خیال کیا یہ تو حرمت سے پیشتر کا ہے اسے لے لیں آئندہ سے باز رہیں گے اس پر یہ حکم آیا صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے کہا ہم میں خدا و رسول سے لڑنے کی طاقت نہیں، وہ بقیہ بھی چھوڑ دیا نہ کہ معاذ اللہ یہ بقیہ شقیہ کہ سرے سے بعد تحریم الہی کے لینا دینا ٹھہرا، اور اس کا لینے والا اللہ عزیز مقتدر قہار اور اس کے رسول جلیل جبار جل جلالہ و صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے لڑائی کا پورا سامان کر لے اور قرآن پر ایمان رکھتا ہو تو یقین جانے کہ خدا و رسول عز مجدہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے لڑنے والا سخت ہلاکت میں پڑنے والا ہے والعیاذ باللہ رب العالمین (اللہ کی پناہ جو تمام جہانوں کو پالنے والا ہے۔ ت)۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۱ ص ۳۰۵، ۳۰۶)

فتاویٰ رضویہ جدیدہ

(۱۴) ہنود سے سود لینے کو جائز کہنے والے شخص کا رد کرتے ہوئے فرمایا:
سود لینا نہ مسلمان سے جائز ہے نہ ہندو سے،

لا طلاق قوله تعالى وحرم الربوا ما يؤخذ من الحرب في دار الحرب فما لم
مباح ليس بربا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

اس ارشاد باری تعالیٰ کے اطلاق کی وجہ سے کہ ”اللہ تعالیٰ نے سود کو حرام کر دیا“ لیکن
جو کچھ دار الحرب میں حربی سے لیا جاتا ہے تو وہ مباح مال ہے سود نہیں۔ (ت) (فتاویٰ رضویہ ج ۱ ص ۳۰۸)
(۱۵) عورت کو ماں بہن کہنا ظہار نہیں۔ اس بارے میں فرمایا،

جیسے اپنی عورت کو ماں یا بہن کہنا کہ اس کا نام رکھنے سے نہ وہ حقیقتہً اس کی ماں بہن ہو جائے گی،
ان امہاتہم الا اللاتی ولدنہن۔

نہیں ہیں ان کی مائیں مگر وہ جنہوں نے ان کو جنما۔ (ت)

نہ اس کی مقابرت میں اس پر اصلاً کوئی مواخذہ کہ اس کہنے سے وہ اس پر حرام نہ ہو گئی۔

ابوداؤد فی سننہ عن ابی تميمۃ الہجیمی ان رجلا قال لامراتہ یا اخیہ
فقال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اختک ہی فکر ذلک ونہی عنہ،
قال فی الفتح الحدیث افاد کونہ لبس ظہار ا حیث لم یبین فیہ حکما سوی
الکراہۃ والنہی۔

امام ابوداؤد نے اپنی سنن میں ابومیمہ مجہمی سے روایت کیا کہ ایک مرد نے اپنی بیوی کو کہا کہ اے
میری بہن، تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، کیا یہ تیری بہن ہے، آپ نے اس کی
بات کو ناپسند جانا اور اس سے منع فرمایا۔ فتح میں کہا کہ حدیث اس قول کے ظہار نہ ہونے کا فائدہ
دیتی ہے کیونکہ اس میں ناپسندیدگی اور ممانعت کے سوا کوئی حکم بیان نہیں کیا گیا۔ (ت)
ہاں صرف اتنی قباحت ہوگی کہ اس نے بے کسی ضرورت و مصلحت کے ایک جائز و حلال
شے کو حرام نام سے تعبیر کیا۔

۱۵ القرآن الکریم ۲/۵۸

۱۵ القرآن الکریم ۲/۵۸

۱۶ سنن ابوداؤد کتاب الطلاق باب فی الرجل یقول لامراتہ یا اختی آفتاب عالم پریس لاہور ۳۰۱/۱

۱۷ فتح القدیر باب الظہار مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۹۱/۴

كما قال الله تعالى "وانهم ليقولون منكرا من القول و تردوا لـ"
جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اور بیشک وہ بُری بات اور جھوٹ کہتے ہیں۔ (ت)

(فتاویٰ رضویہ ج ۱۷ ص ۳۱۲)

(۱۶) دارالاسلام میں حرمتِ ربا شرف دار کی وجہ سے نہیں۔ اس مسئلہ کی مکمل تحقیق کرتے ہوئے
فرمایا:

تنبیہ: اگرچہ ہمارے کلام سابق سے تبیین ہوا کہ مسلم و عربی میں دارالحرب میں نفی ربا بر بنائے
انتفائے عصمت و وجود اباحت ہے نہ بر بنائے انتفائے شرف دار مگر ہم تمہیں فائدہ کو اس مطلب
کی مزید توضیح کرتے ہیں **فاقول** وباللہ التوفیق (پس میں کہتا ہوں اور اللہ تعالیٰ ہی سے
توفیق ہے۔ ت) اگر اس سے یہ مقصود کہ تحریم محرمات بوجہ شرف دار تھی دارالحرب میں کہ یہ شرف
مفقود حرمت مفقود، و لہذا وہاں غضب و ربا حلال و موجب ملک ہے تو بدایتہً باطل، احکام الہیہ
دایرہ دون دایرہ (ایک ملک سوائے دوسرے ملک کے۔ ت) پر موقوف نہیں، نہ اختلافِ
زمین کسی حرام شئی کو حلال کر سکتا ہے،

فان العباد لله والبلا د لله والحکم لله والملك لله، "تبارک الذی نزل
الفرقان علی عبدہ لیكون للعالمین نذیراً" وقال اللہ تعالیٰ "و حیثما کنتم قولوا
وجہوہکم شطرہ (للمسجد الحرام)" وقال اللہ تعالیٰ "واقتلوہم حیث ثقفتموہم"،
وقال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم "جعلت لی الارض مسجداً وطہوراً فایما
مرجل من امتی ادرکتہ الصلاۃ فلیصل" ۱

کیونکہ تمام بندے اور شہر اللہ تعالیٰ کے ہیں، حکم اور بادشاہی اللہ تعالیٰ کی ہے، برکت
والا وہ ہے جس نے حق و باطل میں فرق کرنے والی کتاب اپنے بندے پر نازل فرمائی تاکہ وہ تمام
جہانوں کے لئے ڈر سنانے والا ہو جائے۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اور جہاں کہیں تم ہو اپنے
چہروں کو مسجدِ حرام کی طرف پھیر لو۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ان کو قتل کرو جہاں کہیں ان کو پاؤ۔ اور

۱ القرآن الکریم ۲۵/۱

۲ القرآن الکریم ۵۸/۲

۳ ۹۱/۴ و ۱۹۱/۲

۴ ۱۴۴/۲

۵ السنن الکبریٰ للبیہقی کتاب الصلوٰۃ باب اینما درکتک الصلوٰۃ دار صادر بیروت ۴۳۳/۲

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے لئے زمین کو مسجد اور پاک کرنے والی بنا دیا گیا ہے چنانچہ میری امت کے کسی شخص پر جب نماز کا وقت ہو جائے تو وہ نماز پڑھے (جہاں بھی ہو)۔ (ت)
(فتاویٰ رضویہ ج ۱۷ ص ۳۱۶، ۳۱۷)

(۱۷) کفار کے خزانہ میں جمع شدہ روپے پر سود کی حرمت کو بیان کرتے ہوئے فرمایا:

سود لینا قطعاً حرام ہے، اللہ عزوجل نے مطلقاً فرمایا،

واحل الله البیعة وحرم الربوٰیہ

اللہ نے حلال کی بیع اور حرام کیا سود۔

اس میں رب العزت جل جلالہ نے کوئی تخصیص نہ فرمائی کہ فلاں سے سود لینا حرام اور فلاں سے حلال ہے بلکہ مطلقاً حرام فرمایا، اور وہ مطلقاً ہی حرام ہے کافر سے ہو خواہ مسلم سے۔ ہاں اپنا کسی پر آتا ہوا یا اور کوئی مال جائز شرعی کسی جیلہ شرعیہ سے حاصل کرنا دوسری بات ہے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۱۷ ص ۳۲۳)

(۱۸) بنک سے سود لینے کے بارے میں فرمایا: سود لینا مطلقاً حرام ہے۔

قال الله تعالى وحرم الربوٰیہ

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اور اللہ تعالیٰ نے سود کو حرام کیا۔ (ت)

(فتاویٰ رضویہ ج ۱۷ ص ۳۲۳)

(۱۹) روپیہ اور غلہ قرض لینے کے بارے میں فرمایا:

روپیہ قرض لینا جائز ہی ہے اور خود غلہ قرض لینا صحیح حدیث میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ

وسلم سے ثابت ہے، اور رب العزت جل و علا فرماتا ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا تَدَايَيْتُمْ بِدَيْنٍ إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسَمًّى فَاكْتُبُوهُ ۚ

اے ایمان والو! جب تم ایک مقررہ مدت تک کسی دین کا لین دین کرو تو اس کو لکھ لیا کرو۔ (ت)

(فتاویٰ رضویہ ج ۱۷ ص ۳۲۴)

(۲۰) غیر مسلموں سے سود لینے کے بارے میں فرمایا:

سود مطلقاً حرام ہے،

قال الله تعالى "وحرّم الرّبواً"

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اور اللہ نے سود کو حرام کیا۔ (ت)

ہاں جو مال غیر مسلم سے کہ نہ ذمی ہو نہ مستامن بغیر اپنی طرف سے کسی عذر اور بد عہدی کے ملے اگرچہ عقود فاسدہ کے نام سے اسے اسی نیت سے نہ نیت ربا وغیرہ محرمات سے لینا جائز ہے اگرچہ وہ دینے والا کچھ کہے یا سمجھے کہ اس کے لئے اس کی نیت بہتر ہے نہ کہ دوسرے کی، لکل امرئ ما نوى (ہر شخص کے لئے وہی ہے جس کی اس نے نیت کی۔ ت) (فتاویٰ رضویہ ج ۱ ص ۳۲۵)

(۲۱) جوئے کی ایک نئی صورت کے بارے میں استفطار کا جواب دیتے ہوئے فرمایا:

معاملہ مذکورہ محض حرام و قمار، ہزاراں ہزار محرمات بے شمار کا تودہ و انبار، بلکہ حراموں کا سلسلہ ناپیدا کنار، طرفہ اختراع ابلیس مکار ہے،

قال الله تعالى "وكنّا لك جعلنا لكل نبی عدواً شیطان الانس والجن یوحی بعضهم الى بعض من خرف القول غروراً ولو شاء ربك ما فعلوه فذرهم وما یفترون ۝ ولتصغی الیہ افئدة الذین لایؤمنون بالآخرة ولیرضوہ ولیقتروا ما هم مقترفون ۝"

اللہ تعالیٰ نے فرمایا، اسی طرح ہم نے ہر نبی کے لئے کچھ دشمن بنائے شیطان آدمی اور جن کہ ایک دوسرے کے دل میں جھوٹی بات ملے کی ہوئی ڈالتے ہیں (ایک تو فریب دینے کو اور تیرا رب چاہتا تو وہ ایسا نہ کرتے تو تو چھوڑ دے انھیں اور ان کے باندھے جھوٹ کو (دوسرے) اس لئے کہ جھگ آئیں اس باطل کی طرف ان کے دل تجھیں آخرت پر ایمان نہیں اور اسے پسند کریں اور اس کے ذریعہ سے کمالیں جو انھیں کمانا ہے۔

آخرت میں وبال و عذاب اور دنیا میں مثلاً صورتِ مستولہ میں کوئی روپے اور کوئی گھڑی یا گھنا وغیرہ، اور کوئی خسر الدنیا والآخرۃ (دنیا و آخرت میں اس نے گھانا پایا۔ ت) کہ روپیہ گیا

۱۔ القرآن الکریم ۲/۲۷۵

۲۔ صحیح البخاری کتاب الایمان باب ما جاء ان الاعمال بالنية والحسنة قیدی کتب خانہ کراچی ۱/۱۳

۳۔ القرآن الکریم ۶/۱۱۲، ۱۱۳

۴۔ ۱۱/۲۲

اور کچھ نہ ملا۔

قل اللہ اذنت لکم ام علی اللہ تفترون
اے نبی! تو ان لوگوں سے فرما کیا اللہ نے تمہیں اس کی پروانگی دی ہے یا خدا پر بہتان اٹھاتے ہو۔
یعنی پروانگی تو ہے نہیں ضرور اقرار ہی ہے،
ام لہم شرکاء شرعوا لہم من الدین مالہم یا ذن بہ اللہ طے
کیا ان کے لئے کچھ سختہ خدا میں جنہوں نے ان کو وہ دین گھڑ دیا جس کی اجازت اللہ نے نہ دی۔

اللہ عز وجل مسلمانوں کو شیطان کے فریب سے بچائے آمین! اس اجمال کی تفصیل
مجل یہ کہ حقیقت دیکھتے تو معاملہ مذکورہ بنظر مقاصد ٹکٹ فروش و ٹکٹ خراں ہرگز بیع و شرا وغیرہ کوئی
عقد شرعی نہیں بلکہ صرف طمع کے جال میں لوگوں کو پھانسنے اور ایک امید موہوم پر پانسٹا ڈالنا ہے اور
یہی قمار ہے، پر ظاہر کہ اس طمع دلائی ہوئی گھڑی یا گننے وغیرہ کی خرید و فروخت کا تو اصلاً نہ ذکر نہ اس شے
کی جنس ہی متعین، بلکہ تاجر کہتا ہے جب ایسا ہوگا تو ہم وعدہ کرتے ہیں کہ تم کو ایک چیز ان چیزوں سے
بھیجیں گے، یہ وعدہ ہے اور بیع عقد، اور وعدہ وعقد میں زمین و آسمان کا بُعد۔ اب رہی سند اور
ٹکٹ، سند تو خود مع قیمت واپس مانگتا ہے اور بیع میں بیع مع قیمت واپس ہونے کے کوئی معنی
نہیں، علماء نے صبی لا یعقل البیع والشرع (وہ بچہ جو بیع و شرا کی سمجھ نہیں رکھتا۔ ت) کی
پہچان لکھی کہ چیز لے کر پیسہ بھی واپس مانگنے لگے فیعلم انہ لا یعرف معنی المبادلة وما البیع
المبادلة (پس معلوم ہو گیا کہ وہ مبادلہ کا معنی نہیں جانتا اور بیع تو ہے ہی مبادلہ۔ ت) ہاں ٹکٹ
کی بیع کا نام لیا مگر اس پر وہ عبارت چھاپی جس نے صاف بتا دیا کہ یہ بیع نہیں ایک اقراری سند ہے
جس کے ذریعہ سے ایک روپے والا بعد موجود شرائط تین روپے کا مال تاجر سے لے سکے گا اگر ٹکٹ ہی
بکنا تو خریدار کیا ایسے احمق تھے کہ روپیہ دے کر دو انگل کا محض بیکار پرچہ کا غنم لیتے جسے کوئی
دو کوڑی کو بھی نہ پوچھے گا، لاجرم بیع وغیرہ سب بالائے طاق ہے، بلکہ تاجر تو یہ سمجھا کہ مفت گھریٹ
میرے مال کی نکاسی میں جان لڑا کر سعی کرنے والے ملک بھر میں پھیل جائیں گے اور محض بے وقت

منہ مانگے دام پے در پے آیا کریں گے تو کوہ دام لے کر کام کرتے ہیں اور غلام بے دام، مگر یہ ایسے پھنسیں گے کہ آپ دام دیں گے اور میرا کام کریں گے، انسان کسی امر میں دوہی وجہ سے سعی کرتا ہے خوف یا طمع، یہاں دونوں مجتمع ہوں گے، ایک کے تینسٹ ملنے کی طمع میں جس نے ایک ٹکٹ لے لیا اس پر خواہی ناخواہی لازم ہوگا کہ جہاں سے جانے پانچ احمق اور پچاسے چھ تو یہ نقد بلا معاوضہ آئے، اب وہ نوگرفتار پانچ میں ہر ایک اسی تینسٹ کی طمع اور اپنا روپیہ مفت مارے جانے کے خوف سے اور پانچ پانچ پر ڈورے ڈالے گا، یونہی یہ سلسلہ بڑھتا رہے گا اور ملک بھر کے بے عقل میرا مال نکلنے میں بجان ساعی ہو جائیں گے پھر جب تک سلسلہ چلا رہا، گھر بیٹھے بے محنت دُونے ڈیوڑھے چھنا چھن آ رہے ہیں اور جہاں تھکا تو اپنا کیا گیا، ان ٹکٹ خروں کا گیا جنھوں نے روپے کو ہوا خریدی، ہمیں یوں بھی حد ہا مفت بچ رہے، بہر حال اپنا احمق کہیں نہیں گیا، تاجر کے تو یہ منصوبے تھے ادھر مشتری سمجھا کہ گیا تو ایک اور ملے تو تیس، لاؤ قسمت آزما دیکھیں یہاں تک نری طمع تھی اب کہ روپیہ بھیج چکے مارے جانے کا خوف بھی عارض ہو گیا اور ہر طرح لازم ہوا کہ اوروں پر جال ڈالیں اپنا روپیہ ہرا ہو، دوسرے سوکھے گھاٹ اتریں تو اتریں، یونہی یہ امید و بیم کا سلسلہ قمار ترقی پکڑے گا، اول کے دو چار کچے حرام مال کی جیت میں رہیں گے آخر میں بگڑے گا جس جس کا بگڑے گا یہی اکل مال بالباطل ہے بت قرآن عظیم نے حرام فرمایا کہ:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ

اے ایمان والو! آپس میں ایک دوسرے کے مال ناحق طور پر مت کھاؤ۔ (ت)

(فتاویٰ رضویہ ج ۱، ص ۳۲۹ تا ۳۳۱)

(۲۲) ہندوستانی مسلمانوں کو اپنی حالت سنوارنے کے لئے غیر مسلم سے سود کا لین دین کیسا

ہے؟ اس کے جواب میں فرمایا:

سُود لِنَا دِينًا مُطْلَقًا حَرَامٌ هِيَ،

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى وَحَرَمَ الرَّبُّ يَوِيَّةَ

اللَّهُ تَعَالَى نَعْنِي فَرَمَا: اور اللہ تعالیٰ نے سود کو حرام کیا۔ (ت)

حدیث صحیح میں ہے:

لَعَنَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَكْلَ الرِّبَا وَمُؤْكَلَهُ

وکاتبہ وشاہدہ وقال ہم سواءیہ

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے لعنت فرمائی سود کھانے والے اور سود دینے والے اور سود کا کاغذ لکھنے والے اور اس پر گواہی دینے والوں پر۔ اور فرمایا: وہ سب برابر ہیں۔

اللہ کی لعنت کے ساتھ دینی حالت سنورے گی یا اور بدتر ہوگی۔ اور قومی دنیوی حالت سنبھلنا بھی معلوم۔ اللہ عز وجل فرماتا ہے:

يُمَحِّقُ اللَّهُ الرِّبَا وَيُرْبِي الصَّدَقَاتِ

اللہ مٹاتا ہے سود کو اور بڑھاتا ہے زکوٰۃ کو۔

جسے اللہ تباہ و برباد کرے وہ کیونکر بڑھ سکتا ہے، اور بالفرض کچھ دن کو ظاہری نگاہ میں بڑھے بھی تو جتنا بڑھے گا اللہ کی لعنت بڑھے گی۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۱، ص ۳۳۵، ۳۳۶)

(۲۳) سودی معاملہ میں بارے میں ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے فرمایا،

حرام حرام حرام قطعی، یقینی حرام۔ دس برس تو بہت ہوتے ہیں سود ایک لمحہ ایک آن کو حلال نہیں ہو سکتا۔ احکام الہیہ کسی کی ترمیم سے بدل نہیں سکتے۔ اللہ عز وجل فرماتا ہے:

واحل الله البيع وحرم الربو

اور اللہ تعالیٰ نے بیع کو حلال اور سود کو حرام کیا (ت)

صحیح حدیث میں ہے:

لعن رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم اكل الربو ومؤكله وكاتبه وشاهديه وقال هم سواءیہ

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے لعنت فرمائی سود کھانے والے اور سود کھلانے والے اور سود کا کاغذ لکھنے والے اور اس پر گواہیاں کرنے والوں پر، اور فرمایا: وہ سب برابر ہیں (ت) یہاں تک کہ سود دہندہ ہی سود گیرندہ بھی ہے معنی یہ کہ ڈبل ملعون ہے جو براہِ شامت نفس

۱۔ صحیح مسلم کتاب المساقاة باب الربا قدیمی کتب خانہ کراچی ۲۴/۲

۲۔ القرآن الکریم ۲۴۶/۲

۳۔ ۲۴۵/۲

۴۔ صحیح مسلم کتاب المساقاة والمزارعة باب الربو قدیمی کتب خانہ کراچی ۲۴/۲

اس کا ارتکاب کریں اور حرام جانیں وہ فاسق فاجر ہیں، اور جو حلال سمجھیں وہ مرتد کافر، والیعا ذی اللہ تعالیٰ۔ ہاں اگر اس میں بھی اسی طریقہ بیع نوٹ کا اجرا کریں جو ہم نے تحریر سابق میں ذکر کیا تو بلا وقت اس حرام قطعی سے بچ جائیں مگر حلال حرام کی آج فکر کسے ہے الا ما رحمہ ربی ان ربی غفور رحیم (مگر وہ جس پر میرا رب رحم فرمائے، بیشک میرا رب بخشنے والا مہربان ہے۔ ت)۔
(فتاویٰ رضویہ ج ۱، ص ۳۴۰، ۳۴۱)

(۲۴) ایک اور سوال کے جواب میں فرمایا:

اللہ عزوجل نے مطلق فرمایا،

وحرم الربو اللہ نے سود حرام کیا۔

اس میں کوئی تخصیص مسلم کافر، سنی، بد مذہب کسی کی نہیں۔ سود لینا کسی حلال نہیں، جو حلال ہے وہ سود نہیں اور جو سود ہے وہ حلال نہیں کافر غیر ذمی کا مال بلا غدر جو حاصل ہو وہ مال مباح سمجھ کر لینا حلال ہے سود جان کر لینا حرام، قصہ معصیت خود معصیت ہے، مثلاً کافر سے کوئی مال سو روپیہ کو خریدا اور قیمت دہالی یا دھوکا دے کر کھوٹے دام دیئے یہ ناجائز ہے کہ خلاف معاہدہ ہوا،

قال اللہ تعالیٰ یا ایہا الذین آمنوا اوفوا بالعقود

اللہ تعالیٰ نے فرمایا، اے ایمان والو! اپنے قول پورے کرو۔ (ت)

اور اگر چاندی کا دو سو روپیہ بھر مال سو روپیہ کو مول لیا اور یہ سمجھا کہ سو روپیہ ہی کے بدلے سو روپے ہو گئے باقی کافر کا مال بلا غدر اس کی مرضی سے ملتا ہے تو جائز جبکہ وہ کافر ذمی مستامن نہ ہو۔
(فتاویٰ رضویہ ج ۱، ص ۳۴۱، ۳۴۲)

(۲۵) سودی بینک ممبر بننے والے امام کے بارے میں سوال کا جواب دیتے ہوئے فرمایا:

امام مذکور کا اس بینک کی ممبری قبول کرنا گناہ و حرام ہوا،

قال اللہ تعالیٰ ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان

اللہ تعالیٰ نے فرمایا، گناہ اور ظلم میں ایک دوسرے سے تعاون مت کرو۔ (ت)

حدیث میں ہے :

من مشى مع ظالم ليعينه وهو يعلم انه ظالم فقد خلع من عنقه ربة
الاسلام

جو دانستہ ظلم پر اعانت کرے اس نے اسلام کی رستی اپنی گردن سے نکال دی (ت)
اور شک نہیں کہ سود لینا ظلم شدید ہے اور اس کا نمبر بننا اور اس کے ان سود خوروں کو روپیہ دینا اس
ظلم شدید پر اعانت ہے اور معین مثل فاعل ہے ولہذا کاتب پر بھی لعنت فرمائی، تو اس کا رکن بننے والا اور
اس کے لئے روپیہ دینے والا ضرور کاتب سے بدرجہا زائد لعنت کا مستحق ہوگا اور امام مذکور کا اس پر اصرار
حرام پر اصرار اور علانیہ فسق و اشکبار ہے، اور فاسق ملعن کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی اور اسے امام بنانا گناہ
اور اسے معزول کرنا واجب اور جتنی اس کے پیچھے پڑھی ہوں ان کا پھیرنا لازم، پھر اگر بلا ضرورت شرعیہ
محض جاہلانہ ضرورتوں کے لئے سودی قرض لے گا تو ضرور وہ بھی سود کھانے کے مثل ہوگا اور یہ لعنت کا دوسرا
حصہ ملے گا، اور عوام کے فعل سے سنبھلانا اور حکیم الہی کے مقابل اسے سنانا محض بہالت و ضلالت ہے
ہاں اگر محض مجبوری شرعی کے لئے سودی روپیہ بقدر ضرورت قرض لے تو وہ اس سے مستثنیٰ ہے کہ مواضع
ضرورت شرع نے خود استثناء فرما دیئے ہیں،

قال الله تعالى فاتقوا الله ما استطعتم؛ وقال الله تعالى لا يكلف الله نفسا
الا وسعها

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اور ڈرو اللہ تعالیٰ سے جس قدر تم استطاعت رکھتے ہو، اور اللہ تعالیٰ
نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کسی کو اس کی طاقت سے زیادہ کا مکلف نہیں بناتا۔ (ت)

(فتاویٰ رضویہ ج ۱ ص ۳۴۳، ۳۴۴)

(۲۶) سود کی ایک اُلجھی ہوتی صورت کا حکم بیان کرتے ہوئے فرمایا:

اللہ کے بندو! اللہ سے ڈرو، اللہ عزوجل فرماتا ہے:

يا ايها الذين امنوا لا تأكلوا اموالكم بينكم بالباطل الا ان تكون تجارة
عن تراض منكم ولا تفتلوا انفسكم ان الله كان بكم رحيما

۲۲۴/۱	دار احیاء التراث العربی بیروت	حدیث ۶۱۹	المعجم الكبير
۱۲۲/۶	دار الکتب العلمیہ بیروت	حدیث ۷۶۷۵	شعب الایمان
۲۹/۴	القرآن الکریم ۲۸۶/۲	القرآن الکریم ۱۶/۴۴	القرآن الکریم

اے ایمان والو! آپس میں ایک دوسرے کا مال بلا وجہ شرعی نہ کھاؤ یا تجارت میں آپس کی رضا سے نفع اٹھانے کی ممانعت نہیں اور اپنی جانیں ہلاکت میں نہ ڈالو بیشک اللہ تم پر مہربان ہے (ت)
بکر نے جو وہ پانسو زید سے لئے حرام اور قطعی سود ہیں اور جو عمرو کو ۲۵ سو دیئے اور عمرو نے ۲۸ سو کی رسید لکھ دی یہ تین سو بھی سود اور حرام قطعی ہیں۔ حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

كل قرض جرم منفعة فهو ربا

جو قرض نفع کھینچنے وہ سود ہے (ت)

قرض پر جو کچھ زیادہ لیا جائے وہ سود ہے، بکر پر فرض ہے کہ زید کے پانچ سو واپس کرے اور عمرو سے صرف پچیس سو لے ایک پیسہ زیادہ حرام ہے اور اگر لیا ہے تو اسے بھی واپس دے، عمرو کا ان پانسو میں سے دو سو مانگنا بھی حرام ہے کہ وہ مال حرام ہے اس کا کہنا کہ سود کی رقم اسے دو میرا حق ہے مجھے جائز ہے، بہت سخت اشتدکلمہ ہے۔ عمرو پر لازم ہے کہ توبہ و تجدید اسلام و تجدید نکاح کرے۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۱ ص ۳۵۵)

(۲۷) ایک اور سوال کے جواب میں فرمایا:

دس کا نوٹ بارہ یا پندرہ یا جتنے پر یا ہم رضا مندی ہو بیچنا جائز ہے تو دس کا نوٹ قرض دے اور پیسہ اوپر دس ٹھہرائے یہ سود ہے اور دس کا نوٹ سو کو نیچے یہ جائز ہے، اور اگر کوئی فرق پوچھے تو اس کا جواب قرآن عظیم نے دیا ہے:

واحل الله البيع وحرم الربو

اللہ نے حلال کی بیع اور حرام کیا سود۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۱ ص ۳۵۶)

(۲۸) حرمت سود کے بارے میں ایک اشکال کا جواب دیتے ہوئے فرمایا:

اللہ عز وجل فرماتا ہے:

سود حرام قطعی ہے اور اس پر سخت شدید وعیدیں قرآن و احادیث صحیحہ متواترہ میں وارد، اور یہ کہ وہ کیوں حرام ہوا، اور اس قدر اس پر سختی کیوں ہے، قرآن عظیم نے اس کے دو جواب عطا فرمائے،

ایک عام اور ایک خاص، عام تو یہ کہ :

لَا يَسْتَلْ عَمَّا يَفْعَلُ وَهُمْ لَيَسْئَلُونَ لَهُ

اللہ جو کچھ کرے اس سے کوئی پوچھنے والا نہیں اور ان سب سے سوال ہوگا۔

ان الحكم الا الله ۛ له الحكم واليه ترجعون ۛ ، وما كان لمؤمن ولا مؤمنة

اذا قضى الله ورسوله امرا ان يكون لهم الخيرة من امرهم ۛ ومن يعص الله ورسوله فقد ضلّ ضللا مبينا ۛ

حکم نہیں مگر اللہ کا، اسی کی حکومت ہے اور تمہیں اسی کی طرف پھرنا ہے، کسی مسلمان مرد یا عورت کو یہ گنجائش نہیں کہ جب اللہ و رسول کسی بات میں کچھ حکم کریں تو انہیں کچھ اپنا اختیار باقی رہے اور جو اللہ و رسول کے حکم پر نہ چلے بیشک وہ صریح گمراہی میں بھٹکا۔

اور خاص یہ کہ کافروں نے اعتراض کیا تھا انما البیع مثل الربو ۛ (بیشک بیع سود کی مثل ہے۔ ت) تم جو خرید و فروخت کو حلال اور سود کو حرام کرتے ہو ان میں کیا فرق ہے بیع میں بھی تو نفع لینا ہوتا ہے، اس کا جواب ارشاد فرمایا،

واحل الله البیع وحرم الربو ۛ

اللہ نے حلال کی بیع اور حرام کیا سود۔

تم ہوتے ہو کون، بندے ہو مہربندگی خم کرو، حکم سب کو دیئے جاتے ہیں، حکمتیں بتانے کے لئے سب نہیں ہوتے، آج دنیا بھر کے ممالک میں کسی کی مجال ہے کہ قانون ملکی کسی دفعہ پر حرف گیری کرے کہ یہ بیجا ہے یہ کیوں ہے، یوں نہ چاہئے، یوں ہونا چاہئے تھا۔ جب جھوٹی فانی مجازی سلطنتوں کے سامنے چون و چرا کی مجال نہیں ہوتی تو اس ملک الملوک بادشاہ حقیقی ازلی ابدی کے حضور کیوں اور کس لئے کادم بھرنا کیسی سخت نادانی ہے، والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ سود لینا مطلقاً عموماً سخت کبیرہ ہے اور سود دینا اگر بضرورت شرعی و مجبوری ہو تو جائز ہے۔ درمختار میں ہے :

۵۲ القرآن الکریم ۵۷/۶ و ۵۸/۱۲

۵۴ " ۳۳/۳۶

۱۵ القرآن الکریم ۲۱/۲۳

۵۳ " ۲۸/۸۸

۵۵ " ۲/۲۷۵

۵۶ " ۲/۲۷۵

يجوز للمحتاج الاستقراض بالربو^۱
محتاج سود پر قرض لے سکتا ہے۔ (ت)

ہاں بلا ضرورت جیسے بیٹی بیٹے کی شادی یا تجارت بڑھانا یا پتکا مکان بنانے کے لئے سودی روپیہ لینا حرام ہے، سود خور کے یہاں کھانا نہ چاہئے مگر حرام و ناجائز نہیں جب تک یہ معلوم نہ ہو کہ یہ حسینہ جو ہمارے سامنے کھانے کو آئی بعینہ سود ہے مثلاً ان گیسوؤں کی روٹی جو اس نے سود میں لئے تھے یا سود کے روپے سے اس طرح خریدی گئی ہے کہ اس پر عقد و نقد جمع ہو گئے یعنی سود کا روپیہ دکھا کر اس کے عوض خریدی اور وہی روپیہ اسے دے دیا، جب تک یہ صورتیں تحقیق نہ ہوں وہ کھانا حرام ہے نہ ممنوع۔

فی الہندیۃ عن الذخیرۃ عن محمد بہ ناخذ ما لم نعرف شیئاً
حراماً بعینہ^۲

فتاویٰ ہندیہ میں بحوالہ ذخیرہ امام محمد سے منقول ہے کہ ہم اسی (قول جواز) کو لیتے ہیں جب تک بعینہ کسی شے کا حرام ہونا معلوم نہ ہو جائے۔ (ت)

تو نہ خلق پر تنگی ہے نہ علماء پر اعتراض، ہاں تجارت حرام کے دروازے آج کل بکثرت کھلے ہیں ان کی بندش اگر تنگی سمجھا جائے تو مجبوری ہے وہ تو بیشک شرع مطہر نے ہمیشہ کے لئے بند کئے ہیں جو آج بے قیدی چاہے کل نہایت سخت شدید قید میں گرفتار ہو گا اور جو آج احکام کا مقید رہے کل بڑے چین کی آزادی پائے گا۔ دنیا مسلمان کے لئے قید خانہ ہے اور کافر کے لئے جنت۔ مسلمانوں سے کس نے کہا کہ کافروں کی اموال کی وسعت اور طریق تحصیل کی آزادی اور کثرت کی طرف نگاہ پھاڑ کر دیکھے، اے مسکین! تجھے تو کل کا دن سنوارنا ہے،

یوم لا ینفع مال ولا بنون ۝ الا من اتى اللہ بقلب سلیم^۳
جس دن نہ مالی نفع دے گا نہ اولاد، مگر جو اللہ کے حضور سلامتی والے دل کے ساتھ حاضر ہوا۔

اے مسکین! تیرے رب نے پہلے ہی تجھے فرما دیا ہے :

۱۔ الاشباہ والنظائر بحوالہ القنیۃ الفن الاول القاعدة الخامسة ادارة القرآن کراچی ۱۲۶/۱
۲۔ فتاویٰ ہندیہ کتاب الکراہیۃ الباب الثانی عشر نورانی کتب خانہ پشاور ۵/۳۲۲
۳۔ القرآن الکیم ۲۶/۸۸ و ۸۹

ولا تمدن عينيك الى ما متعنا به اثم واجامنهم ترهرة الحياة الدنيا لنفتنهم فيه طوس رزق ربك خيرا وابقى له
اپنی آنکھ اٹھا کر نہ دیکھ اس دنیوی زندگی کی آرائش کی طرف جو ہم نے کافروں کے کچھ مردوں و عورتوں کے برتنے کو دی تاکہ وہ اس کے فتنے میں پڑے رہیں اور ہماری یاد سے غافل ہوں اور تیرے رب کا رزق بہتر ہے اور باقی رہنے والا۔

چندہ کا جواب اُپر آگیا کہ اگر ہم کو تحقیق سے معلوم ہو کہ یہ روپیہ جو دے رہا ہے بعینہ سود کا ہے تو لینا حرام ورنہ جائز۔ رہا اس صورت میں متحقق ہوتا ہے کہ عقد میں مشروط ہوا اگرچہ بشرط نص نہ ہو یا عرفاً ہو، ورنہ احساناً قرار داد سے زائد دینا نہ رہا ہے نہ جرم خود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک پاجامہ خریدا اور قیمت کی چاندی وزن کرنے والے سے فرمایا: ہن داس جتہ تول اور زیادہ دے۔ یہ احسان ہے ما علی المحسنین من سبیل (احسان کرنے والوں پر کوئی راہ نہیں۔ ت) پھر امام رازی پر کیا اعتراض ہے، سود لینا شرع نے مطلقاً حرام فرمایا ہے مسلم سے یا کافر سے۔ قال اللہ تعالیٰ وحرمة الربو (اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے سود کو حرام کیا۔ ت) اس میں کوئی تخصیص نہیں مگر مدار اعمال نیت پر ہے، اگر کسی کافر کا مال کہ نہ ذمی ہو نہ مستامن، بلا عند و بدعہ دی اور بغیر کسی نیت ناجائز کے حاصل ہو تو بہ نیت شے مباح اسے لینا ممنوع نہیں اگرچہ وہ دینے والا اپنے ذہن میں سود ہی سمجھ کر دے یہ مال مساجد و مدارس و مصارفِ یتامی میں بھی صرف ہو سکتا ہے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۱، ص ۳۵۸ تا ۳۶۱)

(۲۹) مزید فرمایا:

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

يا ايها الذين آمنوا اتقوا الله وذروا ما بقى من الربوا ان كنتم مؤمنين فان لم تفعلوا فاذنوا بحرب من الله ورسوله۔

اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور جو سود باقی رہا چھوڑ دو اگر مسلمان ہو پھر ایسا نہ کرو تو اللہ و رسول سے

۱۔ القرآن الکریم ۲۰/۱۳۱

۲۔ سنن ابی داؤد کتاب البیوع باب فی الزحمان فی الوزن آفتاب عالم پریس لاہور ۱۱۸/۲

۳۔ القرآن الکریم ۹/۶۱ ۴۔ القرآن الکریم ۲/۲۴۵ ۵۔ القرآن الکریم ۲/۲۴۸ تا ۲۴۹

لڑائی کا اعلان کر دو، یعنی اللہ و رسول سے لڑنے کو تیار ہو جاؤ اگر سود نہیں چھوڑتے۔
خالد پر ایک جتہ سود کا لینا حرام ہے، حدیث میں فرمایا: ”جس نے دانستہ ایک درہم سود کا لیا
اس نے گویا چھتیس بار اپنی ماں سے زنا کیا“۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۱، ص ۳۶۳)

(۳۰) نفع منع کے بارے میں ایک غلط فہمی کا ازالہ کرتے ہوئے فرمایا:
قرآن کریم اس نفع منع کی تحریم سے ساکت نہیں خود سائل نے علت تحریم رباً تلاوت کی لا تظلمون
ولا تظلمون (نہ تم ظلم کرو اور نہ ظلم کئے جاؤ۔ ت) اور یہاں تظلمون و تظلمون دونوں ہیں، ان مذکور
صورتوں میں کہ ہزار ہی نفع کے ہوئے اور سب ان سو حصہ داروں نے لئے یا نفع کے پندرہ سو ہوئے اور نصف
والوں نے دوئے لئے، یہ ظالم ہیں اور وہ مظلوم، اور اگر پانچ ہزار نفع کے ہوئے تو ان نصف والوں کو پانچواں
حصہ ملا اور ان دو چاند ہی والوں کو چہار چاند، یہ مظلوم ہوئے اور وہ ظالم، اور اگر یہ حقے سرمایہ سے تھے تو ظلم
اشد ہے، اور دوئے اور آدھے کو چار۔
(فتاویٰ رضویہ ج ۱، ص ۳۷۳)

(۳۱) سرکاری بینک سے سود لینے اور اس سے کنواں وغیرہ بنوانے والے کے بارے میں فرمایا:
سود لینا مطلقاً حرام ہے،

قال اللہ تعالیٰ ”وحرّم الربو“، وقال تعالیٰ ”وذرّوا ما بقی من الربو“
اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے سود کو حرام کیا۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ چھوڑ دو
جو باقی رہا ہے سود سے۔ (ت)

تو یہ شخص جس نے سود کی نیت سے لیا اپنی نیت فاسدہ پر گنہگار ہوا، ہاں جبکہ وہ روپیہ
برضا مندی گورنمنٹ حاصل کیا اور گورنمنٹ کی طرف سے اسے یا اس سے لینے والوں کو کسی ضرر کے پہنچنے کا
اندیشہ نہیں تو فقار و غریب اسے نہ یہ سمجھ کر کہ سود کا روپیہ ہے بلکہ یہ جان کر کہ ازخزانہ برضائے حاکم وقت
حاصل ہوا ہے لے سکتے ہیں ان کے لئے طیب و حلال ہے یونہی اس سے بنوایا ہوا کنواں۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۱، ص ۳۷۴، ۳۷۵)

(۳۲) سیونگ بنک یعنی ڈاکخانہ جات سرکاری کے سود کے بارے میں فرمایا :
سود مطلقاً حرام ہے ،

قال الله تعالى " وحرم الربو "

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا : حرام کیا ہے اللہ تعالیٰ نے سود کو ۔ (ت)

ہاں اگر کسی کا اپنا مطالبہ واجبہ یا مباح جائزہ زید پر آتا ہو اور ویسے نہ ملے تو صرف بقدر مطالبہ جس طریقہ کے نام سے مل سکے لے سکتا ہے کہ اس صورت میں یہ اپنا حق لیتا ہے نہ کہ کوئی چیز ناجائز، دینے والے کا اسے ناجائز نام سے تعبیر کرنا یا سمجھنا اسے مضر نہ ہوگا جبکہ اس کی نیت صحیح اور حق جائز و واجبہ ہے واللہ یعلم السر و الخفی (اللہ تعالیٰ رازوں اور پوشیدہ باتوں کو جانتا ہے ۔ ت) اس امر میں مسلم و غیر مسلم سب کا حکم یکساں ہے بشرطیکہ غدر نہ کرے فتنہ نہ ہو ۔

قال الله تعالى والفتنة اكبر من القتل

اللہ تعالیٰ نے فرمایا : فتنہ قتل سے بڑا (گناہ) ہے ۔ (ت) (فتاویٰ رضویہ ج ۱، ص ۳۷۶)

(۳۳) سود کے بارے میں ہی ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے فرمایا :

دینے والے کا اسے اپنے زعم میں سود سمجھنا اسے مضر نہ ہوگا جبکہ وہ نہ واقع میں سود لینے والے کو سود مقصود ،

الاترى الى قوله صلى الله تعالى عليه وسلم لكل امرئ ما نوى ، فقد جعل كلا ونية وقال تعالى لا يضركم من ضل اذا اهتديتم ، وقال تعالى قل كل يعمل على شاكلته

کیا تو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اس ارشاد کی طرف نہیں دیکھتا کہ ہر شخص کے لئے وہی کچھ ہے جس کی اس نے نیت کی ۔ تحقیق حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہر شخص کو اس کی نیت کے ساتھ چھوڑ دیا ، اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا : تمہیں نقصان نہیں پہنچاتا وہ جو گمراہ ہوا جبکہ تم ہدایت پر ہو ۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا : (اے میرے محبوب !) آپ فرمادیں کہ ہر ایک اپنے

۱۵ القرآن الکریم ۲/۲۱۷

۱۵ القرآن الکریم ۲/۲۷۵

۱۳/۱

۱۵ صحیح البخاری کتاب الایمان باب ما جاز ان الاعمال بالنية الخ قدیمی کتب خانہ کراچی

۱۵ القرآن الکریم ۱۷/۸۴

۱۵ القرآن الکریم ۵/۱۰۵

طریقے پر عمل کرتا ہے۔ (ت) (فتاویٰ رضویہ ج ۱، ص ۳۷۷، ۳۷۸)

(۳۴) سود خور کے بارے میں فرمایا :
سود خور کہ علانیہ سود کھائے اور توبہ نہ کرے، باز نہ آئے، اس کے ساتھ میل جول نہ چاہئے،
اسے شادی وغیرہ میں نہ بلایا جائے۔

قال الله تعالى "وأما ينسئلك الشيطان فلا تقعد بعد الذكرى مع القوم
الظالمين" ۱۱

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا : اگر شیطان تجھے بھلا دے تو یاد آنے پر ظالم قوم کے ساتھ
مت بیٹھ۔ (ت) (فتاویٰ رضویہ ج ۱، ص ۳۸۰، ۳۸۱)

(۳۵) بیمہ کے بارے میں ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے فرمایا :
یہ نراقمار ہے اس میں ایک حد تک روپیہ ضائع بھی جاتا ہے اور وہ منافع موہوم جس کی امید
پر دین اگر ملے بھی تو کمپنی بیوقوف نہیں کہ گرہ سے ہزار ڈیڑھ ہزار دے بلکہ وہی روپیہ ہوگا جو اوروں کا
ضائع گیا، اور ان میں مسلمان بھی ہوں گے تو کوئی وجہ اس کی حلت کی نہیں۔

قال الله تعالى "لا تأكلوا أموالكم بينكم بالباطل" ۱۲
اللہ تعالیٰ نے فرمایا : آپس میں ایک دوسرے کا مال ناحق طور پر مت کھاؤ (ت)
(فتاویٰ رضویہ ج ۱، ص ۳۸۱)

(۳۶) بیع کا نفع جائز اور قرض کا نفع ناجائز ہے۔ چنانچہ فرمایا :
بلکہ نوٹ صدر روپیہ بہر رنکے کہ باہم تراضی شود بمیعاد واجل مستمی بدست او فروشد مثلاً
بیک صد و دہ روپیہ بوعده یک سال این رنج رنج بیع باشد و رنج بیع حلال است و رنج قرض
حرام قال الله تعالى "قالوا انما البیع مثل الربو" واحل الله البیع وحرم الربو ۱۳
اس مسئلہ را در کتابی کفیل الفقیہ الفاہم ہرچہ تمام تر رنگ تفصیل دادہ ایم بایں وجہ ہم رنج حلال
بدست آید وہم آل مستقرض بمراد خود بدست۔

بلکہ سوروپے کا نوٹ اس نفع کے لئے جس پر دونوں باہم رضامند ہوں مدت مقررہ تک

۱۷ اس کے ہاتھ فروخت کریں مثلاً وہ سو کا نوٹ ایک سال کے لئے ایک سو دس روپے کے بدلے فروخت کریں
 ۱۷ تو اس طرح یہ نفع بیع کا نفع ہوگا اور بیع کا نفع حلال ہے جبکہ قرض کا نفع حرام۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:
 کہا ان لوگوں نے بیع تو سود کی طرح ہی ہے جبکہ اللہ تعالیٰ نے بیع کو حلال کیا اور سود کو حرام۔ اس مسئلہ کو ہم
 نے اپنی کتاب ”کفل الفقیہ الفاہم“ میں مکمل طور پر تفصیلی رنگ دیا ہے، اس طریقے سے عدل
 نفع بھی ہاتھ آئے گا اور وہ قرض لینے والا بھی اپنے مقصد کو حاصل کر لے گا۔ (ت) (فتاویٰ رضویہ، ص ۳۸۸)
 (۳۷) گورنمنٹ سے قرض پر نفع لینے کے بارے میں فرمایا:

سود کی نیت سے لینا جائز نہیں لا طلاق قوله عز وجل وحرمة الربو (کیونکہ اللہ تعالیٰ کا
 یہ ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سود کو حرام کیا ”مطلق ہے۔ ت) اور اگر کسی گورنمنٹ پر اس کی رعیت خواہ اور شخص کا
 شرعاً کچھ آتا ہے اس میں وصول سمجھنا بلا شبہ روا لائنہ ظفر بجنس حقہ کہا فی رد المحتار وغیرہ
 (اس لئے کہ یہ اپنے حق کی جنس کو حاصل کرنے کی کامیابی ہے جیسا کہ رد المحتار وغیرہ میں ہے۔ ت) یونہی
 اگر بیت المال میں حقدار ہو تو اس میں لے سکتا ہے کہا فی رد المحتار عن الشیخ السبکی
 وغیرہ (جیسا کہ سید سمہودی وغیرہ سے رد المحتار میں ہے۔ ت) فتاویٰ رضویہ ج ۱، ص ۳۸۸، ۳۸۹
 (۳۸) ایک دیوبندی مفتی کے فتویٰ پر گرفت کرتے ہوئے فرمایا:

کونسی شریعت کا مسئلہ ہے کہ مظلوم دوسرے پر ظلم کرے، عقد نہیں وراثت نہیں مال مباح
 نہیں کوئی وجہ شرعی اس سے لینے کی نہیں تو نہ ہوا مگر باطل، اور اللہ عز وجل فرماتا ہے،
 ولا تأکلوا اموالکم بینکم بالباطل و تدلوا بہا الی الحکام لتاکلوا فی قیامہ
 اموال الناس بالاثم وانتم تعلمون

آپس میں ایک دوسرے کا مال ناحق مت کھاؤ اور اس کو حاکموں کے پاس اس نیت سے مت
 لے جاؤ کہ تم لوگوں کا کچھ مال جان بوجھ کر گناہ کے ساتھ کھا جاؤ۔ (ت)
 (فتاویٰ رضویہ ج ۱، ص ۳۹۱)

(۳۹) جواز حیلہ کے بیان میں فرمایا:

وان شئت الزیادۃ فی امر الحیل فهذا ربنا تبارک وتعالیٰ قائلاً لعبدہ ایوب

عليه الصلوة والسلام "خذ بيدك ضغثا فاضرب به ولا تحنت له
اور اگر تو مسئلہ حیلہ میں زیادت چاہے تو یہ ہے ہمارا رب عز وجل اپنے بندہ ایوب علیہ السلام سے
فرماتا ہوا اپنے ہاتھ میں ایک بھاڑو لے لے اس سے مار اور قسم نہ توڑ۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۱۷ ص ۴۹۸)

(۴۰) مشرکین کے ایک اعتراض کے بارے میں فرمایا،

أقول هذا اعتراض اور دہا المشركون وقد تكفل الجواب عنه ربنا تبارك و
تعالى في القرآن العظيم، قالوا انما البيع مثل الربو واحل الله البيع وحرم الربو،
الم ير المعترض انما احلنا الربح في بيع جنسين متخالفين فان حرم هذا الانسد
باب البياعات ولا حول ولا قوة الا بالله العلي العظيم۔

أقول (میں کہتا ہوں) یہ وہ اعتراض ہے کہ کفار نے کیا تھا اور خود رب العزۃ تبارک و تعالیٰ
نے قرآن عظیم میں اس کا جواب دیا، کافر بولے بیع بھی تو ایسے ہی ہے جیسے ربا، اور ہے یہ کہ اللہ نے
حلال کی بیع اور حرام کیا سود، کیا مقرض نے یہ نہ دیکھا کہ ہم نے نفع وہیں حلال کیا جہاں دو جنسوں کی بیع
ہو تو اگر یہ حرام ہو تو خرید و فروخت کا دروازہ ہی بند ہو جائے ولا حول ولا قوة الا بالله العلي العظيم۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۱۷ ص ۵۰۱)

(۴۱) مولانا عبدالحی صاحب کے حدیث انما الاعمال بالنیات سے ایک غلط استدلال کا رد کرتے
ہوئے فرمایا،

أقول نوٹ کا بعینہ سونا چاندی ہونا کوئی عمل نہیں، بیع و شرار وغیرہ معاملات عمل ہیں اور نوٹ
ان کا محل اور محل تابع نیت نہیں ورنہ عندیہ کا مذہب لازم آئے زوجہ میں ماں ہونے کی نیت اسے
حرام ابدی کر دے حالانکہ بنص قطعی شرآن اسے ماں کہنے کی صریح تصریح بھی حرام نہیں کرتی صرف یہ
قول باطل و گناہ ہوتا ہے۔

قال تعالى "الذين يظهرون منك من نساءهم ما هن امهاتهم ان
امهاتهم الا ان ولد منهم وانهم ليقولون منكرا من القول و زورا وان

اللہ لعفو غفور“

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تم میں جو اپنی عورتوں کو اپنی ماں کہیں ان کی مائیں نہیں، ان کی مائیں تو وہی ہیں جن سے وہ پیدا ہیں اور وہ بیشک ضرور بُری اور جھوٹی بات کہتے ہیں اور بیشک اللہ ضرور معاف کرنے والا اور بخشنے والا ہے۔

اور عکس کی نیت اور بھی شنیع و ناپاک تر ہے یوں ہی اگر بفرض غلط تسلیم کر لیا جائے کہ اہل عرف نے نیت کر لی کہ نوٹ بعینہ ثمن خلقی اور بذاتہ سونا چاندی ہے تو اُن کی نیت سے نہ وہ کاغذ سے سونا چاندی ہو جائے گا نہ اصطلاحی سے خلقی، ان کا اختیار اصطلاح تک ہے،
_____ تو اس سے ثمن اصطلاحی ہوگا، نہ خلق و آفرینش پر کہ ثمن خلقی ہو جائے لا تبدیل لخلق اللہ (اللہ تعالیٰ کی خلق میں کوئی تبدیلی نہیں ہوتی۔ ت) پھر فرمائیے حدیث کو یہاں سے کیا علاقہ ہوا۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۱ ص ۵۳۰)

(۴۲) پیشگی کچھ روپے دے کر غلہ کی خریداری سے متعلق ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے فرمایا:
یہ صورت بیع سلم کی ہے اگر اس کے سب شرائط پائے گئے تو بلاشبہ جائز ہے اور کسی طرح سود نہیں اگرچہ دُل سیر کی جگہ دُل من قرار دے، ہاں اگر جبر ہے تو حرام ہے اگرچہ دُل سیر کی جگہ سیر ہی بھر لے،

لِقَوْلِهِ تَعَالَىٰ اَلَا اِنْ تَكُوْنُ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِنْكُمْ

اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی وجہ سے، مگر یہ کہ ہو تمھارے درمیان تجارت تمھاری باہمی رضامندی

(فتاویٰ رضویہ ج ۱ ص ۵۷۹)

سے۔ (ت)

(۴۳) اسی سلسلہ میں مزید فرمایا:

اگر شرائط مجتمع ہوں تو جائز ہے اگرچہ ایک پیسہ کو ہزار من گھوڑ خریدے،

قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ اَلَا اِنْ تَكُوْنُ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِنْكُمْ، وَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّی

اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اِذَا اَخْتَلَفَ النَّوْعَانِ فَبِیْعُوْا کَیْفَ شِئْتُمْ

۱۷ القرآن الکریم ۳۰/۳۰

۱۸ " ۲۹/۴

۱۹ ۳/۴

النورۃ الرضویۃ پبلشنگ کمپنی لاہور

۱۷ القرآن الکریم ۵۸/۲

۱۸ " ۲۹/۴

۱۹ نصب الراۃ کتاب البیوع

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: مگر یہ کہ ہو تمہارے درمیان تجارت باہمی رضامندی سے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جب بدین مختلف نوعوں کے ہوں تو جیسے چاہو بیچو۔ (ت)
(فتاویٰ رضویہ ج ۱۷ ص ۵۸۲)

(۴۴) عقد میں طے شدہ قیمت سے کچھ کم لینا جائز ہے، چنانچہ فرمایا:
جبکہ باہمی تراضی سے ایک امر متعین منقطع ہو کوئی حرج نہیں۔
قال اللہ تعالیٰ "اَلَا اِنَّ تَكُوْنُ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِنْكُمْ"۔
اللہ تعالیٰ نے فرمایا: مگر یہ کہ ہو تمہارے درمیان تجارت باہمی رضامندی سے۔ (ت)
(فتاویٰ رضویہ ج ۱۷ ص ۶۰۶)

(۴۵) نوٹ کی بیع کے بارے میں فرمایا:
نوٹ اگر قرض دیا جائے اور ایک پیہ زیادہ لینا ٹھہرایا جائے تو قطعی حرام ہے۔
قال اللہ تعالیٰ وحرم الربو۔
اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اور اللہ تعالیٰ نے سود کو حرام کیا۔ (ت)
اور اگر نوٹ روپیہ کے عوض بیع کریں اور اس پر جو قیمت مکتوب ہے اس سے کم یا زیادہ برضاے باہمی
مجبلی خواہ موبل بابل معلوم ممن قرار دیں تو ضرور حلال ہے۔
قال اللہ تعالیٰ "واحل اللہ البیع"۔
اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اور اللہ تعالیٰ نے بیع کو حلال کیا۔ (ت) (فتاویٰ رضویہ ج ۱۷ ص ۶۰۸)

(۴۶) مزید فرمایا:
بیع میں حلال ہے یعنی دسل کا نوٹ بارہ یا بیس کو برضاے مشتری بیچے تو کچھ مضائقہ نہیں،
فتح القدیر ورد المحتار وغیرہما کتب معتبرہ میں ہے:
لوبياع کاغذۃ بالف یجوز ولا یکرہ

۱۔ القرآن الکریم ۲۹/۴

۲۔ ۲۷۵/۲

۳۔ ۲۷۵/۲

کتاب الکفالتہ

مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر

۳۲۴/۶

۴۔ فتح القدیر

اگر کاغذ کا ٹکڑا ہزار روپے میں بچا تو جائز ہے اور اس میں کوئی کراہت نہیں۔ (ت)
 اور اصطلاحی طور پر اس کی قیمت معین ہونا بائع اور مشتری کے باہمی رضا کو نہیں روکتا، ہر شخص کو اختیار ہے
 کہ اپنا مال جو عام نرخ سے دس روپے کا ہو برضاے مشتری سو روپیہ کو بیچے یا ایک ہی پیسہ کو دے دے۔
 قال اللہ تعالیٰ اَلَا اِنَّ تَكُوْنُ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِنْكُمْ

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: مگر یہ کہ ہو تمہارے درمیان تجارت باہمی رضامندی سے۔ (ت)

(فتاویٰ رضویہ ج ۱، ص ۶۱۰، ۶۱۱)

(۴۷) مزید فرمایا:

اور یہ خیال کہ بیع میں زیادہ کو بچپا کیوں جائز ہوا اور قرض دے کر زیادہ ٹھہرا لینا کیوں حرام ہوا
 یہ تو دونوں ایک ہی سے ہیں، یہ مہمل اعتراض ہے کہ کافروں نے شریعت مطہرہ پر کیا، اور قرآن عظیم نے
 اس کا جواب دیا:

قال اللہ قالوا انما البیع مثل الربو واحل اللہ البیع وحرم الربو
 اللہ تعالیٰ نے فرمایا: کافر بولے بیع تو ایسے ہی ہے جیسے سود، اور ہے یہ کہ اللہ نے حلال
 فرمائی بیع اور حرام فرمایا سود۔
 (فتاویٰ رضویہ ج ۱، ص ۶۱۳)

(۴۸) مزید فرمایا:

جبکہ حقیقتہً بائع و مشتری دونوں کو فی الواقع بیع صحیح شرعی مقصود ہوا اور فریقین کی سچی رضامندی
 سے عقد واقع ہوا اور نوٹ اسی جلسہ میں مشتری کے قبضہ میں دے دیا جائے تو اختلاف جنس کی حالت
 میں شرع مطہر نے بازار کے بھاؤ پر کمی بیشی منع نہ کی، اور جہاں قرض دینا اور اس پر زیادہ لینا ہو وہ
 ضرور سود اور حرام ہے، جہاں اگر اس فرق کو نہ جانیں تو یہ وہی امر ہے جس کی خود قرآن عظیم میں
 تصریح ہے:

قال اللہ تعالیٰ قالوا انما البیع مثل الربو واحل اللہ البیع وحرم الربو
 اللہ تعالیٰ نے فرمایا: کافر بولے بیع تو ایسے ہی ہے جیسے سود، اور ہے یہ کہ اللہ نے حلال فرمائی
 بیع اور حرام فرمایا سود۔

اور خالی استغراق بے قبضہ شرعاً کوئی چیز نہیں،

قال اللہ تعالیٰ فرھت مقبوضۃ۔^{۱۵}

اللہ تعالیٰ نے فرمایا، پس رہن قبضہ کیا ہوا۔ (ت)

اور بعد قبضہ اس سے نفع اٹھانا حلال نہیں، مثلاً زید کو اس مکان میں رہنایا کر اسے پردے کر اس کا کرایہ لینا حرام ہے۔
(فتاویٰ رضویہ ج ۱، ص ۶۱۴)

(۴۹) دس روپے دے کر پندرہ روپے کے پیسے لینا کیسا ہے؟ اس کے بارے میں فرمایا،

بیع میں جائز ہے،

قال اللہ تعالیٰ "واحل اللہ البیع۔"

اللہ تعالیٰ نے فرمایا، اور حلال کیا ہے اللہ تعالیٰ نے بیع کو۔ (ت)

درمختار میں ہے:

صح بیع درہم و دینار بدرہم و دینار میں بصرف الجنس بخلاف جنسہ
ومثله بیع کمر بروکری شعیر بروکری شعیر و کذا بیع احد عشر درہم بعاشرۃ
درہم و دینار میں

جنس کو خلاف جنس کی طرف پھرنے کی وجہ سے دو درہمیں اور ایک دینار کو دو دیناروں اور ایک
درہم کے عوض بچپنا صحیح ہے، اور اسی کی مثل ہے ایک بوری گندم اور ایک بوری جو کو دو بوری گندم اور دو بوری
جو کے عوض فروخت کرنا، اور اسی طرح گیارہ درہمیں کو دس درہم اور ایک دینار کے عوض بچپنا۔ (ت)
اور قرض میں حرام،

قال اللہ تعالیٰ "وحرم الربو۔"

اللہ تعالیٰ نے فرمایا، اور اس نے سود کو حرام کیا۔ (ت)

(فتاویٰ رضویہ ج ۱، ص ۶۱۵)

۱۔ القرآن الکریم ۲/۲۸۳

۲۔ " ۲/۲۴۵

۳۔ درمختار کتاب البیوع باب الصرف

۴۔ القرآن الکریم ۲/۲۴۵

۵۵/۲

مطبع مجتہدانی دہلی

فتاویٰ رضویہ جلد ۱۸

(۱) کیا صوم و صلوٰۃ کی پابندی نہ کرنے والے مسکرات کے عادی شخص کی شہادت مقبول ہے؟ اس کے جواب میں فرمایا،

ہرگز نہیں کہ وہ فاسق ہے اور فاسق کی شہادت مردود ہے،
 قال اللہ تعالیٰ "یا ایہا الذین امنوا ان جاءکم فاسق بنبأ فتبینوا"
 اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اے ایمان والو! اگر کوئی فاسق تمہارے پاس کوئی خبر لائے تو چھان بین کرلو۔ (ت)
 (فتاویٰ رضویہ ج ۱۸ ص ۱۲۱)

(۲) کافر کی شہادت کے بارے میں سوال کا جواب دیتے ہوئے فرمایا:
 قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ کسی مسلمان مرد خود عورت پر نکاح، طلاق، بیع، ہبہ، اجارہ، وصیت، جہاں بھر کے کسی معاملہ میں کافر کی شہادت اصلاً کسی طرح مسموع نہیں،
 قال اللہ تعالیٰ "ولن یجعل اللہ للکفرین علی المؤمنین سبیلاً"
 اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کافروں کے لئے مومنوں پر ہرگز کوئی سبیل نہ بنائے گا۔ (ت)
 (فتاویٰ رضویہ ج ۱۸ ص ۱۲۳)

(۳) فاسق کی شہادت کے بارے میں فرمایا:
 اس میں تین شہادتیں ہیں اگر ان کے بیان اور شرائط کو جامع بھی ہوں تو ان میں دو باقرار خود وارہی تشخیص کراتے ہیں اور یہ فسق ہے اور فاسق کی شہادت مقبول نہیں،
 قال تعالیٰ "ذو اعدل منکم"، وقال تعالیٰ "من ترضون من الشہداء"۔ واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ جل مجدہ اتمد احکم۔

۱۔ القرآن الکریم ۶/۴۹

۲۔ " ۱۴۱/۴

۳۔ " ۹۵/۵

۴۔ " ۲۸۲/۲

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تم میں سے دو عادل گواہ۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ان میں سے جنہیں گواہوں میں سے تم پسند کرتے ہو۔ اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے اور اس کا علم اتم و احکم ہے۔ (ت)
(۴) طلاق کے بارے میں ایک غلط فیصلے کا رد کرتے ہوئے فرمایا: (فتاویٰ رضویہ ج ۱۸ ص ۱۲۶)

اس بنائے باطل پر فیصلہ میں لکھا حکم شریعت ہے کہ جب طلاق کے متعلق ایک ذرا بھی ثبوت پہنچ جائے تو پھر کسی صورت میں بھی شریعت زن و شوہر کو باہم زندگی بسر کرنے کی اجازت نہیں دے سکتی ہے، یہ محض غلط ہے، شریعت نے ایک سے دو طلاق رجعی تک بلا تکلف زن و شوہر کو زندگی بسر کرنے کی اجازت دی ہے، اللہ عز و جل قرآن مجید میں فرماتا ہے:

الطلاق مرتین فامساک بعمروف او تسريح باحسان^۱۔

طلاق دو مرتبہ ہے پھر اچھے طریقے سے روک لینا ہے یا احسان کے ساتھ چھوڑ دینا ہے۔ (ت)
بلکہ تین طلاق میں بھی یہ کہنا غلط ہے کہ اس کی اجازت کسی صورت میں نہیں، صورتِ حلالہ میں ضرور اجازت ہے، قرآن عظیم میں ہے:

فان طلقها فلا تحل له من بعد حتى تنكح زوجا غيره^۲۔

پھر اگر تیسری طلاق دے تو اب وہ عورت اس (خاوند سابق) کے لئے حلال نہیں تا وقتیکہ کسی اور سے نکاح نہ کر لے۔ (ت)
(فتاویٰ رضویہ ج ۱۸ ص ۱۲۸)

(۵) دارالافتاء کی حیثیت اور ذمہ داری کے بارے میں فرمایا:

دارالافتاء شریعت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت گزار ہے حکم اللہ و رسول کے لئے ہے ان الحکم الا للہ^۳ (نہیں ہے حکم مگر اللہ کے لئے۔ ت) کسی شخص کو جب کہ مسلمان ہو رعیت ہو خواہ حاکم و افسر والی ملک ہو خواہ سلطان ہفت کشور، حکم خدا و رسول کے حضور اصلاً مجالِ رم زدن نہیں، الاسلام گردن نہادن نہ کہ گردن کشیدن (اسلام گردن جھکانے کا نام ہے نہ کہ گردن کھینچنے کا۔ ت)
اللہ عز و جل فرماتا ہے:

وما كان لمؤمن ولا مؤمنة اذا قضى الله ورسوله امرا ان يكون لهم الخيرة

۱۔ العتد آن الکیم ۲۲۹ / ۲

۲۔ " ۲۳۰ / ۲

۳۔ " ۵۷ / ۶ و ۳۰ / ۱۲

من امرهم ومن يعص الله ورسوله فقد ضلّ ضللاً مبيناً۔^۱

کسی مسلمان مرد یا عورت کو نہیں پہنچتا کہ جب اللہ و رسول کو حکم فرمادیں تو انھیں اپنا ذاتی کوئی اختیار باقی رہے اور جس نے اللہ و رسول کی نافرمانی کی وہ مکمل گمراہی میں پڑا۔

شریعت محمدیہ علیٰ صاحبہا وآلہ افضل الصلوٰۃ والتحیۃ شریعت ابدیہ غیر منسوخہ ہے قیامت تک جس کا کوئی حکم بدل نہیں جاسکتا، سلطان بلکہ سلطان سے بھی بڑھ کر خلیفہ رُفّے زمین کو اصلاً اختیار نہیں کہ رو بکار یا دستور العمل اس کے کسی حکم کے خلاف نافذ کریں، نہ ہرگز حکام کو حلال ہے کہ ایسے رو بکار وغیرہ پر عمل کریں، نہ ہرگز حاکمان مرافعہ کو جائز ہو سکتا ہے کہ ایسے کسی حکم کو برقرار رکھیں، مسلمان حاکم یا رئیس یا سلطان کیونکہ ان سخت جانگداز و عیدوں کو سہو و محو کر سکتے ہیں جو واحد قہار عزّ وجلّ نے قرآن عظیم میں من لہ یحکم بما انزل اللہ^۲ (جو اللہ تعالیٰ کے نازل کئے ہوئے پر فیصلہ نہ کرے۔ ت) پر فرمائی ہیں۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۱۸ ص ۱۳۱، ۱۳۲)

(۶) عاق کرنے سے وارث حق میراث سے محروم نہیں ہوتا۔ چنانچہ فرمایا:

میراث حق مقرر فرمودہ رب العزّۃ جل و علا ہے جو خود لینے والے کے استقاط سے ساقط نہیں ہو سکتا بلکہ جبراً دلایا جائے گا اگرچہ وہ لاکھ لاکھ کتار ہے مجھے اپنی وراثت منظور نہیں میں حصہ کا مالک نہیں بنتا میں نے اپنا حق ساقط کیا، پھر دوسرا کیونکر ساقط کر سکتا ہے۔

قال اللہ تعالیٰ "یوصیکم اللہ فی اولادکم للذکر مثل حظ الانثیین"^۳
اللہ تعالیٰ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ تمہیں اولاد کے متعلق وصیت فرماتا ہے بیٹے کو دو بیٹیوں کا

(فتاویٰ رضویہ ج ۱۸ ص ۱۶۸)

حصہ ہے۔ (ت)

(۷) کیا قاضی کا مسلمان ہونا شرط ہے؟ اس بارے میں فرمایا:

ہاں مسلمانوں کے معاملات اور اطفال مسلمین کے ولایات میں قاضی کا مسلمان ہونا شرط ہے ہندو وغیرہ کفار کو مسلمان پر اصلاً ولایت نہیں ہو سکتی،

قال اللہ تعالیٰ "ولن یجعل اللہ للکفرین علی المؤمنین سبیلاً"^۴

اللہ تعالیٰ نے فرمایا، اور اللہ تعالیٰ کافروں کو مسلمانوں پر کوئی ولایت نہ دے گا۔ (ت)

(فتاویٰ رضویہ ج ۱۸ ص ۱۷۶)

(۸) اسی نوعیت کے ایک اور سوال کے جواب میں فرمایا :
 شریعتِ مطہرہ میں مسلمانوں پر کوئی عمدہ حکومت کسی کافر کو دینا روا نہیں ،
 قال اللہ تعالیٰ لَنْ یَجْعَلَ اللّٰهُ لِلْکَافِرِیْنَ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ سَبِیْلًا ۚ
 اللہ تعالیٰ نے فرمایا ، اللہ تعالیٰ ہرگز کافروں کو مومنین پر ولایت نہ دے گا۔ (ت)
 نہ مسلمان کے نکاح بوطریقہ کفار کرنے روا ہیں۔

قال اللہ تعالیٰ وَلَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّیْطٰنِ ۚ
 اللہ تعالیٰ نے فرمایا : شیطانوں کے راستوں کی پیروی نہ کرو۔ (ت)
 نہ مسلمانوں کو دینی کام میں مدد ملی جاسکتی ہے۔ حدیث میں ہے :
 قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اَنَا لَا نَسْتَعِیْنُ بِمَشْرُکٍ ۚ
 رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ، ہم کسی مشرک سے مدد نہ لیں گے۔ (ت)
 جو مسلمان اس ہندو کے طرفدار و مددگار ہیں شرعاً مستحقِ تعزیر و گنہگار ہیں۔
 قال اللہ تعالیٰ لَا یَتَّخِذُ الْمُؤْمِنُونَ الْکَافِرِیْنَ اَوْلِیَاءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِیْنَ ۚ
 اللہ تعالیٰ نے فرمایا ، مومن کفار کو اپنا دوست نہ بنائیں مومنین کے علاوہ۔ (ت)
 ان پر اس ناجائز طرفداری سے توبہ لازم ہے ،

قال اللہ تعالیٰ وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَی الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ ۚ
 اللہ تعالیٰ نے فرمایا : گناہ اور زیادتی میں ایک دوسرے سے تعارن مت کرو۔ (ت)
 (فتاویٰ رضویہ ج ۱۸ ص ۱۷۹)

(۹) ”باہر جانے“ کے لفظ سے فرار ثابت نہیں ہوتا ، اس سلسلہ میں قرآنی آیات سے استدلال کرتے ہوئے فرمایا :

الفاظِ مذکورہ سے فرارِ عمر و ہرگز ثابت نہیں ، ”باہر جانا“ ترجمہ خروج کا ہے اور فرار کا ترجمہ ”بھاگ جانا“۔ خروج سے ”فرار“ ہرگز لازم نہیں۔ اللہ عز و جل زکریا علیہ الصلوٰۃ والسلام

۱۶۸/۲ القرآن الکریم

۱۴۱/۴ القرآن الکریم

۴۹۱/۶ دار الکتب العلمیۃ بیروت

۳۳۱۵۲ حدیث السیر کتاب السیر

۲/۵ القرآن الکریم

۲۸/۳ القرآن الکریم

کے حق میں فرماتا ہے ،

فخرج على قومه من المحراب^۱

اپنی قوم پر محراب سے باہر آئے۔

سید عالم ﷺ اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے فرماتا ہے ،

ومن حيث خرجت فول وجهك شطر المسجد الحرام^۲

تم جہاں سے باہر جاؤ تو اپنا منہ کعبے کی طرف کرو۔

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے فرماتا ہے ،

ان كنتم خرجتم جهادا في سبيلی وابتغاء مرضاتي^۳

اگر تم نکلے ہو میری راہ میں جہاد کرنے اور میری مرضی چاہنے تو کافروں سے دوستی نہ کرو۔

ظاہر ہے کہ بھاگ جانے میں باہر جانے سے ایک امر زائد ہے اور زیادت بے ثبوت زائد ہرگز

ثابت نہیں ہو سکتی۔ ہدایہ وغیرہ کتب مذہب میں جا بجا ہے الاقل هو المتيقن (قلیل

(فتاویٰ رضویہ ج ۸ ص ۲۳۶، ۲۳۷)

یقینی امر ہوتا ہے۔ ت)

(۱۰) مردگواہوں میں قاضی تفریق کر سکتا ہے مگر دو عورتوں کی شہادت میں ایسا جائز نہیں۔ چنانچہ

فرمایا ،

حق یہ کہ یہ امر رائے قاضی پر مفوض ہے ، اگر گواہوں پر کوئی بدگمانی ہو تو قاضی پر واجب ہے

کہ انھیں جدا جدا اے شہادت کا حکم دے مگر دو عورتوں کہ ان کی شہادت مل کر شرعاً جائز ہے

شہادت واحدہ ہے ان میں تفریق نہیں لقولہ تعالیٰ ان تفضل احداهما فتذکر احد لهما

الآخری (اللہ تعالیٰ کے ارشاد کے مطابق کہ عورتوں میں سے ایک غلطی کرے تو دوسری یاد دلائے ت)

(فتاویٰ رضویہ ج ۸ ص ۲۴۵)

(۱۱) زید عمرو کا حصہ زمین اسکی اجازت کے بغیر بیچ کر کھا گیا اور طلب کرنے پر تمادی کا عذر پیش کرتا ہے

کیا حق عمرو عند اللہ بذمہ زید ہے یا نہیں ؟ اس کے جواب میں فرمایا ،

بیشک ہے اور عذر تمادی محض باطل و مہمل ،

فی الاشباہ الحق لا یسقط بتقدیر الزمان

اشباہ میں ہے کہ زمانہ قدیم ہونے پر حق ساقط نہ ہوگا۔ (ت)

زید سخت گناہ کبیرہ کا مرتکب ہوا کہ عمرو کا حصہ بے اس کی اجازت کے بیچ کر کھا گیا،

قال اللہ تعالیٰ لا تأکلوا اموالکم بینکم بالباطل

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: آپس میں ایک دوسرے کا مال باطل طریقے سے نہ کھاؤ۔ (ت)

(فتاویٰ رضویہ ج ۱۸ ص ۲۸۸)

(۱۲) عَمْدًا وَقَصْدًا غَیْرَ حَکْمِ شَرَعٍ کو حکم شرع قرار دینے والے کے بارے میں فرمایا:

اگر جانتا ہے کہ یہ حکم شرع نہیں اور قصداً اللہ و رسول پر جھوٹی شریعت کا افتراء کرتا ہے تو حکم کفر عائد ہوتا ہے اس لئے کہ قرآن عظیم میں ہے:

انما یفتی الذین لا یؤمنون

جھوٹ کا افتراء وہ لوگ کرتے ہیں جو مومن نہ ہوں (ت)

اور فرماتا ہے:

ان الذین یفترون علی اللہ الذنب لا ینצלون

جو لوگ اللہ تعالیٰ پر جھوٹ کا افتراء باندھتے ہیں وہ فلاح نہ پائیں گے۔ (ت)

(فتاویٰ رضویہ ج ۱۸ ص ۳۰۸، ۳۰۹)

(۱۳) عدم ذکر و ذکر کا اختلاف قرآن مجید میں بھی ہے۔ دراصل یہ اختلاف ہے ہی نہیں۔ چنانچہ

فرمایا:

رب العزت جل وعلا نے سورہ نمل میں فرمایا:

یسوسلی لا تخف اتی لا یخاف لدی المرسلون

اے موسیٰ (علیہ السلام)! آپ خوف نہ کریں میرے حضور رسولوں کو خوف نہیں ہوتا۔ (ت)

۱۔ الاشباہ والنظائر الفن الثانی کتاب القفار ادارة القرآن والعلوم الاسلامیہ کراچی ۱/۳۵۳

۳۔ القرآن الکریم ۱۶/۱۰۵

۲۔ القرآن الکریم ۲/۱۸۸

۴۔ " ۱۶/۱۱۶

۵۔ " ۲۷/۱۰

اور سورۃ قصص میں فرمایا :

يٰمُوسٰى اقبل ولا تخف انك من الامنين

اے موسیٰ (علیہ السلام) ! آگے بڑھو خوف نہ کرو آپ بیشک امن والوں میں ہیں۔ (ت)
اور سورۃ طہ میں ارشاد ہوا :

قال خذها ولا تخف سنعيد هاسيدتها الاولى

فرمایا اسے پکڑو اور خوف نہ کرو ہم اسے عنقریب پہلی حالت پر پھیر دیں گے۔ (ت)
ان دونوں صورتوں میں ذکر نہا ہے یہاں نہیں بلکہ جملہ لا تخف کے سوا ہر جگہ نیا کلام نقل فرمایا ہے، کیا معاذ اللہ یہ قرآن مجید کا اختلاف ٹھہرے گا۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۱۸ ص ۳۳۰، ۳۳۱)
(۱۴) لفظ ”اور“ معیت و ترتیب وغیرہ پر دلالت نہیں کرتا۔ چنانچہ فرمایا :
لفظ ”اور“ حرف ”و“ کا ترجمہ ہے جس سے نہ معیت مفہوم ہو نہ ترتیب نہ تراخی نہ تعقیب، صرف اشتراک پر دلیل ہے کما صرح بہ جمیع کتب الاصول (جیسا کہ تمام کتب اصول میں اس کی تصریح ہے۔ ت) یہاں تو محمد حسین نے اپنے اور اپنے لڑکے کے لئے دو فعل جدا جدا ذکر کئے کہ میں آیا اور میرا لڑکا آیا، اگر ایک ہی فعل میں لفظ ”اور“ کے ساتھ جمع کرتا ہرگز معیت مفہوم نہ ہوتی۔ اللہ عز وجل فرماتا ہے :

وجاء فرعون ومن قبله والمؤتفكت بالخاطئة

فرعون آیا اور اس سے پہلے والے اور گناہ کا ارتکاب کرنے والے۔ (ت)
ایک کلمہ جباء میں سب کو جمع فرمایا یہاں اس بیان کی کیا ضرورت کہ فرعون و قوم لوط میں تقریباً دو ہزار برس کا فاصلہ تھا کہ خود من قبلہ فرعون پر واؤ کے ساتھ معطوف ہے قبلیت و معیت کیونکہ جمع ہوئیں۔
(فتاویٰ رضویہ ج ۱۸ ص ۳۳۸)

(۱۵) وقت کے جزر و قلیل و کثیر کو پورا دقت کہنا جائز ہے۔ چنانچہ فرمایا :

اللہ عز وجل فرماتا ہے :

الحج اشهر معلومات زمانہ حج چند ماہ معلوم ہیں۔

اشہر بصیغہ جمع فرمایا جس کا اقل تین ہے حالانکہ وہ صرف یکم شوال سے دہم ذی الحجہ تک دو مہینے دس دن، اور امام شافعی کے نزدیک نہم تک دو مہینے نو دن ہیں۔ ردالمحتار میں علامہ مصطفیٰ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما کے حاشیہ درمختار سے ہے :

اطلاق اشہر فی قوله تعالیٰ الحج اشہر معلومت علی شہرین وبعض الثالث ۱۰

اشہر جمع کا اطلاق اللہ تعالیٰ کے قول ”اشہر معلومات“ میں دو ماہ اور ایک ماہ کے کچھ حصے پر کیا گیا ہے۔ (ت)

جب دو مہینے نو دن کو تین مہینے کہنا جائز ٹھہرا تو سات مہینے نو دن کو آٹھ مہینے کہنے میں کیا گناہ ہوا، ہاں اگر محمد حسن خان قید لگاتا کہ پورے آٹھ مہینے ہوئے یا بے کم و بیش یا کامل، تو ضرور اعتراض کا محل تھا۔ معالم التنزیل میں ہے :

شوال وذوالقعدة وتسع من ذی الحجة وانما قال اشہر بلفظ الجمع لان العرب تسمى الوقت تاما بقليله وكثيرة فيقول ايتك يوم الخميس وانما اتاه في ساعة منه ويقولون نمرتك العام وانما تراه في بعضه ۱۱ مختصرا۔

شوال، ذوالقعدہ اور نو دن ذی الحجہ کے ہیں، اس کے باوجود اشہر جمع کا لفظ فرمایا، کیونکہ عرب لوگ کچھ وقت کا تمام وقت پر اطلاق کرتے ہیں، وہ کہتا ہے میں جمعرات کو تیرے پاس آیا حالانکہ آنحضرت ایک ساعت میں ہوا، یونہی کہتے ہیں میں نے اس سال تیری زیارت کی حالانکہ زیارت کچھ حصہ میں کی ہے اھ مختصراً (ت)۔

ولہذا جب احتمال مجاز رفع کرنا چاہا قرآن عظیم نے قید کہاں بڑھا کہ تلك عشرة كاملة (یہ دس کامل ہیں۔ ت) فرمایا، کشف میں زیر قولہ تعالیٰ حولین کاملین (دو سال کامل۔ ت) لکھا۔

(تلك عشرة كاملة) لانه مما يتسامح فيه فتقول اقتص عند فلات حولين
ولم تستكملها

یہ دس کامل ہیں کیونکہ یہ ان امور میں سے ہے جن میں تسامح سے کام لیا جاتا ہے، تو کتا ہے میں
نے فلاں کے پاس دو سال قیام کیا حالانکہ تو نے پورے دو سال نہ کیا۔ (ت) (فتاویٰ رضویہ ج ۱۸ ص ۳۴۹-۳۵۰)
(۱۶) ذکر و عدم ذکر میں اختلاف نہیں، اس سلسلہ میں فرمایا :

آیات قرآنیہ سنا چکے ہیں کہ ایک ہی قصہ کے بیان میں رب عزوجل نے ایک جگہ ایک بات
ذکر فرمائی دوسری جگہ ترک فرمائی کیا معاذ اللہ اسے قرآن عظیم کا اختلاف قرار دیا جائے گا حالانکہ رب
عزوجل فرماتا ہے :

افلا يتدبرون القرآن ولو كان من عند غير الله لوجدوا فيه اختلافا كثيرا
کیا قرآن میں تدبر نہیں کرتے، اگر یہ غیر اللہ کی طرف سے ہوتا تو وہ اس میں اختلاف کثیر
پاتے۔ (ت)

اور اس کی تو لاکھوں مثالیں ملیں گی کہ بہت باتیں جو قرآن عظیم نے ذکر قصص میں ترک فرمائیں
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و صحابہ کرام نے بیان فرمائیں، کیا یہ اللہ و رسول کا اختلاف بیان
کھڑے گا۔ والیعا ذب اللہ تعالیٰ۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۱۸ ص ۳۴۰، ۳۴۱)
(۱۷) ایک مسئلہ کے جواب سے قبل فریقین مقدمہ اور حکام کو حکم شرع کے سامنے گردن جھکانے
کی تلقین کرتے ہوئے فرمایا :

اللهم هداية الحق والصواب (یا اللہ! حق اور درست عطا فرما۔ ت) قبل اس کے کہ
ہم بتوفیق الہی یہاں حکم شرعی بیان کریں اتنی گزارش فریقین مقدمہ و حکام سب سے ضرور کہ معاملہ
اہل اسلام کا ہے ریاست مسلمانوں کی ہے، ابتداءً ہی ہر فریق پر فرض تھا کہ حکم شرع پر گردن رکھتا
حکام پر فرض تھا کہ شرع مطہر کے موافق فیصلہ کرتے،

قال الله تعالى فلا وربك لا يؤمنون حتى يحكموك فيما شجر بينهم ثم
لا يجدوا فاف انفسهم حرجا مما قضيت ويسلموا تسليما

(اللہ تعالیٰ نے فرمایا :) اے نبی ! تیرے رب کی قسم وہ مسلمان نہ ہوں گے جب تک اپنی باہمی نزاع میں تجھے حاکم نہ بنائیں پھر جو کچھ تو حکم فرمائے اس سے اپنے دلوں میں تنگی نہ پائیں اور دل سے مان لیں۔

وقال تعالیٰ الذین یزعمون انہم آمنوا بما انزل الیک وما انزل من قبلك یریدون ان یتحاکموا الی الطاغوت وقد امرنا ان یکفروا بہ ۖ ویرید الشیطین ان یضلکم ضللاً بعیداً ۝

(اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا :) کیا تو نے انھیں نہ دیکھا جن کا دعویٰ ہے کہ وہ ایمان لائے قرآن مجید اور اگلی کتابوں پر، پھر یہ چاہتے ہیں کہ مخالفانِ خدا و رسول کی بات پر فیصلہ رکھیں حالانکہ انھیں تو ان سے منکر ہونے کا حکم تھا اور شیطان چاہتا ہے کہ انھیں دُور کی گمراہی میں ڈال دے۔

وقال تعالیٰ یا ایہا الذین آمنوا ادخلوا فی السلم کافۃ ولا تتبعوا خطوات الشیطین انہ لکم عدو مبین ۝

(اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا :) اے ایمان والو! اسلام میں پورے پورے آ جاؤ یعنی ہر بات میں احکامِ اسلام ہی کی پیروی کرو اور شیطانی راہ کے پیچھے نہ جاؤ بیشک وہ تمہارا صریح دشمن ہے۔
وقال تعالیٰ ومن لو یحکم بما انزل اللہ فاولئک ہم الفاسقون ۔ وقال تعالیٰ فاولئک ہم الظالمون ۝

(اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا :) جو شریعتِ مطہرہ کے مطابق حکم نہ کریں تو وہی لوگ فاسق ہیں (او اللہ تعالیٰ نے فرمایا :) وہی لوگ ظالم ہیں۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۱۸ ص ۲۲۸، ۲۲۹)

(۱۸) شخص واحد مجہول العدالۃ کا بیان شرعاً معتبر نہیں، اس سلسلہ میں فرمایا : کیا شرع میں کسی کا اقرار ایک شخص واحد مجہول العدالۃ کے بیان سے ثابت ہو سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔

قال اللہ تعالیٰ واشہدوا ذوی عدل منکم ۝
اللہ تعالیٰ نے فرمایا : اپنے میں سے دو عادل گواہ بناؤ۔ (ت)

(فتاویٰ رضویہ ج ۱۸ ص ۲۳۵)

(۱۹) کافر کی گواہی مسلمان کے خلاف شرعاً مقبول نہیں، اس سلسلہ میں فرمایا،
یہاں کی کچھریوں میں کفار کی گواہیاں مسلمانوں پر عموماً سُننی جاتی ہیں اور ان پر فیصلے ہوتے ہیں اور وہ دعوے مثبت ٹھہرائے جاتے ہیں اسے کون سے اصولِ شرع سے تطبیق دی جائے گی حالانکہ رب العزت جل و علا فرماتا ہے،

لَنْ يَجْعَلَ اللَّهُ لِلْكَافِرِينَ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ سَبِيلًا

اللہ کافروں کو مسلمانوں پر کوئی راہ نہ دے گا۔ (ت) (فتاویٰ رضویہ ج ۱۸ ص ۴۶۳)

(۲۰) مزید فرمایا،

حالانکہ شرع مطہر اسے حرام بتاتی ہے، فاسق کی نسبت تو ارشاد ہوا،

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِن جَاءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَأٍ فَتَبَيَّنُوا أَن تَصِيبُوا قَوْمًا بَٰجِهَالَةٍ
فَتَصِيبُوا عَلَى مَا فَعَلْتُمْ نَادِمِينَ

اے ایمان والو! اگر کوئی فاسق تمہارے پاس خبر لائے تو تحقیق کر لو کہ کہیں کسی قوم کو بے جا

ایذا نہ دے بیٹھو پھر اپنے کئے پر کچھتاتے رہ جاؤ۔ (ت) (فتاویٰ رضویہ ج ۱۸ ص ۴۶۳، ۴۶۴)

(۲۱) پنچایت نے فریقین سے چار چار ہزار روپے اس شرط پر لئے کہ اگر ان میں سے کوئی ہمارا فیصلہ

نہیں مانے گا تو اس کی رقم دوسرے کو دے دی جائے گی۔ اس کے بارے میں فرمایا،

(۱) اگر فیصلہ مطابق شرع ہو تو ہر فریق کو ماننا لازم ہے اور باطل و خلاف شرع ہو تو کسی پر اس

کی پابندی نہیں،

قَالَ اللَّهُ تَعَالَىٰ إِنَّ الْحَكَمَ إِلَّا لِلَّهِ

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے، حکم صرف اللہ تعالیٰ کا ہے۔ (ت)

اور ماننے نہ ماننے پر کوئی خاص معاہدہ کر لیا ہو تو اس کی پابندی ضروری نہیں کہ ایک مہل شرط ہے

کوئی عقد شرعی نہیں۔

شَرَطَ اللَّهُ أَحَقُّ وَادْثَقَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَىٰ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - وَاللَّهِ

۲ القرآن الکریم ۶/۴۹

۱ القرآن الکریم ۴/۱۴۱

۳ ۵۷/۶ و ۲۰/۱۲

۴ صحیح البخاری کتاب الشروط باب الشروط فی الولاء تدریجی کتب خانہ کراچی ۳۷۷/۱

تعالیٰ اعلم۔

اللہ تعالیٰ کی شرط کردہ زیادہ نچتہ اور قوی حق ہے۔ یہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم (ت)

(۲) وہ شرط حرام باطل تھی اور وہ روپیہ ہر ایک کے اسکا واپس لینا فرض اور دوسرے کو دینا حرام، قال اللہ تعالیٰ لا تاکلوا اموالکم بینکم بالباطل یہ

اللہ تعالیٰ نے فرمایا، آپس میں ایک دوسرے کے مال کو باطل طور پر مت کھاؤ۔ (ت)
(فتاویٰ رضویہ ج ۱۸ ص ۴۶۷، ۴۶۸)

(۲۲) تشریح مشاورت کی حکمت کے بارے میں فرمایا،
علماء نے تشریح مشورہ ونزول کریمہ وشاورہم فی الامر کی ایک مصلحت یہ بھی لکھی ہے عالم میں ہے:

قال قتادة ومقاتل فان سادات العرب كانوا اذا الم يشاور في الامر شق ذلك عليهم فامر الله تعالى نبيه صلى الله تعالى عليه وسلم ان يشاورهم فان ذلك اعطف لهم واذهب لاضغانهم واطيب لنفوسهم

حضرت قتادہ اور مقاتل نے فرمایا، عرب سرداروں سے جب مشورہ نہ ہوا تو ان پر یہ بات گراں گزری اس لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ان سے مشورہ کا حکم فرمایا کیونکہ اس سے ان پر شفقت کا اظہار اور ان کے دل کی خلش دور، اور ان کے نفوس مطمئن ہونے کا سامان ہوگا۔ (ت)

اور شک نہیں کہ ابتداءً ترک مشورہ وہ ایجاب نہیں جو بعد مشورہ رائے اکثر پر عمل نہ کرنے میں ہے، اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

۱۵ اصل کی عبارت پڑھی نہ جاسکی پھر بھی مطلب میں خلل نہیں۔

۱۸۸/۲ القرآن الکریم

۱۵۹/۳

۱۵۹/۳ تحت لایۃ (تفسیر البغوی)

۲۸۷/۱ دار الکتب العلمیۃ بیروت

بَشُرُوا و لَا تَنفَرُوا۔

خوشخبری دو اور نفرت پیدا نہ کرو۔ (ت)

ہاں اگر خلاف میں کوئی مصلحت اس مصلحت سے اعظم اور اس کے ترک میں کوئی مفسدہ اس مفسدہ سے اشد ہو تو من ابتلی ببلیتین اختار اھونہما (جو دو مصیبتوں میں مبتلا ہو تو آسان کو اپنائے۔ ت) پر عمل کرے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۱۸ ص ۵۰۰)

(۲۳) ولایت عرفیہ و شرعیہ میں فرق بیان کرتے ہوئے فرمایا،

مقدمہ اولیٰ حقیقت امر یہ ہے کہ ولایت مجبرہ کی تعریف ہے،

تنفيذ القول علی غیرہ شاء اواجب۔

دوسرے پر اپنا قول نافذ کرنا وہ مانے یا نہ مانے۔ (ت)

دو قسم ہے:

عرفیہ دنیویہ کہ بادشاہ کو رعایا حکام کو محکومین پر ہوتی ہے اسی کے سبب سلاطین کو والیان ملک کہا جاتا ہے۔

اور شرعیہ دینیہ کہ حقیقۃً اللہ عز و جل پھر اس کی عطا سے اس کے رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ہے و بس، جس کی حقیقت ذاتیہ کا بیان اس آیہ کریمہ میں ہے،
مالہم من دونہ من ولیؑ۔

اللہ تعالیٰ کے سوا ان کا کوئی ولی نہیں۔ (ت)

اور حقیقت عطائیہ کا بیان اس آیہ کریمہ میں،

النبی اولیٰ بالمومنین من انفسہمؑ۔

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مومنوں کی جانوں سے بھی زیادہ ان کے قریب ہیں۔ (ت)

۸۲/۲

قدیمی کتب خانہ کراچی

کتاب الجہاد

صحیح مسلم

۱۶/۱

" " "

کتاب العلم

صحیح البخاری

ص ۲۱۵

دار الکتب العلمیۃ بیروت

حدیث ۸۵۲

۲۵ الاسرار المرفوعہ

۳ القرآن الکریم ۲۶/۱۸

۴ ۶/۳۳ " ۵۴

اور دونوں کا جمع اس آیت کریمہ میں :

وما كان لمؤمن ولا مؤمنة اذا قضى الله ورسوله امرا ان يكون لهم الخيرة من امرهم ومن يعص الله ورسوله فقد ضلّ ضللاً مبيناً
مومن مرد یا عورت کسی کو اپنا اختیار نہیں ہے جب اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کسی معاملہ کا فیصلہ فرمادیں، اور جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نافرمانی کرے گا وہ کھلی گمراہی کا مرتکب ہوگا۔ (ت)

پھر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تشریح و تفویض و انابت سے اُسے ہے جسے انھوں نے جتنی بات میں اپنی ولایت اصلیت سے اختیار ظلی عطا فرمایا، ماذون مطلق کو مطلق اور ماذون امر خاص کو اس امر خاص میں، جس کا بیان آیت کریمہ الذی بیدہ عقدہ النکاح (وہ جس کے ہاتھ میں نکاح کی گرہ ہے۔ ت) اور کریمہ واسمعوا واطيعوا (سنو اور اطاعت کرو۔ ت) میں ہے اور ان انواع ثلاثہ یعنی ذاتیہ و عطائیہ و ظلیہ کا اجتماع اس کریمہ میں اطيعوا الله واطيعوا الرسول واولی الامر منكم (اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرو اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور اولی الامر کی۔ ت)۔

اقول یہی سر ہے کہ نوع دوم پر اطيعوا مکرر آیا کہ ذاتیہ و عطائیہ دو حقیقتیں ہیں اور اور نوع سوم کو اسی اطيعوا دوم کے نیچے مندرج فرمایا کہ ظن اصل سے جدا کوئی حقیقت نہیں رکھتا۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۱۸ ص ۵۱۹، ۵۲۰)

(۲۴) بحث مذکور میں مزید فرمایا :

مقدمہ چہارم : شریعت مطہرہ اسلامیہ علی صاحبہا وآلہ افضل الصلوٰۃ والتحیۃ نے ولایت عرفیہ کو جس سے آدمی والی ملک اور حاکم و بادشاہ وقت ہو جاتا ہے اور رعایا کو اس کی پابندی لازم ہوتی ہے اس کے حال پر چھوڑا ہے، اسے مسلم نامسلم کسی سے خاص نہ فرمایا جس طرح وہ عرف میں کسی سے خاص نہیں اس لئے کہ وہ زیر اثر احکام تکوینیہ ہے جسے خدا دے اسے ملے اور شریعت کی بحث صرف احکام تشرعیہ سے ہے،

قال الله تعالى "قل اللهم ملك الملك توّقي الملك من تشاء وتنزع الملك ممن تشاء"

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: آپ فرمادیجئے اے ملک کے مالک! تو جسے چاہے ملک عطا فرمائے اور جس سے چاہے واپس لے لے۔ (ت)

اس من تشاء میں کوئی خصوصیت اسلام کی نہیں، ولہذا قرآن مجید نے زمانہ یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام میں بادشاہ مصر کو جابجا بلفظ ملک تعبیر فرمایا،

وقال الملك اني امرأتى، وقال الملك اتتوني به، ماكان لياخذ اخاه في دين الملك

بادشاہ نے فرمایا میں دیکھ رہا ہوں، بادشاہ نے کہا اسے میرے پاس لاؤ، بادشاہ کے دین میں بھائی کو کچھ ناجائز نہیں تھا۔ (ت)

اور وہ غلط تعبیر سے پاک و منزہ ہے، یوں ہی حضرت بلقیس کو ان کے اسلام سے پہلے قول ہد ہد میں بلفظ انی وجدت امرأة تملكهم (میں نے ایک عورت کو ان کا بادشاہ پایا۔ ت) ذکر فرمایا اور وہ تقریر علی الغلط سے طاہر و مبرا ہے، تو ثابت ہوا کہ بادشاہ اگرچہ نامسلم ہو ضرور والی ملک اور ولایت قسم اول رکھتا ہے، مگر مسلمان پر ولایت قسم دوم دینیہ شرعیہ جس سے مسلمان کے حق میں حکم غیر موجود شرعی مذہباً موجود ہو جاتے، اور دینی حیثیت سے آخرت میں اس کے کام آئے صرف مسلمان کے ساتھ خاص فرمائی ہے اور کلمہ حصر و تصریح نفی دونوں طور پر اسے صاف فرمادیا ہے کہ کسی کو مجال تاویل و ابدائے احتمال نہ رہے اول اس آیت کریمہ میں انما وليکم الله ورسوله والذين امنوا (تمہارا ولی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے۔ ت) اور اس آیت کریمہ میں ولن يجعل الله للكافرين على المؤمنين سبيلاً (اور اللہ تعالیٰ کافروں کو مومنوں پر ہرگز اختیار نہ دے گا۔ ت) یہاں قطعاً وہی سبیل دینی شرعی مراد ہے کہ سبیل دنیوی کا انتفاع خلاف

۲۳/۱۲ القرآن الکریم

۴۶/۱۲ " ۴۵

۵۵/۵ " ۴۶

۲۶/۳ القرآن الکریم

۵۴ و ۵۰/۱۲ " ۴۳

۲۳/۲۴ " ۴۵

۱۴۱/۴ " ۴۶

مشاہدہ و اشہاد ہے، قرآن عظیم اس معنی کی آیات سے مشحون ہے۔ حکمی علی الدہر پھر شامی میں ہے :
 الکافر لا یلی ولدہ المسلم لقولہ تعالیٰ ولن یجعل اللہ للکفرین علی المؤمنین
 سبیلہ

کافر اپنے مسلم بیٹے کا ولی نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا : اور اللہ تعالیٰ کافروں کو مومنوں
 پر ہرگز اختیار نہ دے گا۔ (ت)
 (۲۵) اسی بحث میں مزید فرمایا :

محرر مذہب امام محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ حکم دیا کہ مسلمان اپنی ایسی دینی حاجتوں کے لئے
 اپنی تراضی سے ان امور کا قاضی شرع مقرر کر لیں، اور ایک لفظ یہ فرمایا کہ کوئی مسلمان والی تلاش
 کریں کہ وہ قضائے شرعی کا افادہ کرے اس صورت دوم کا وجوب تو یہاں حسب نص قرآن عظیم
 ساقط ہے،

قال اللہ تعالیٰ فاتقوا اللہ ما استطعتم، وقال اللہ تعالیٰ لا یكلف اللہ نفساً
 الا وسعہا

اللہ تعالیٰ نے فرمایا : تو اپنی استطاعت کے مطابق اللہ سے ڈرو۔ اور فرمایا : اللہ تعالیٰ
 صرف وسعت کے مطابق کسی کو تکلیف دیتا ہے۔ (ت)
 بلکہ وجوب درکنار، یہاں اس کا جواز بھی نہ ہونا چاہئے کہ اس میں اثر فتنہ ہے اور فتنہ
 جائز نہیں۔
 (فتاویٰ رضویہ ج ۱۸ ص ۵۴۸، ۵۴۹)

(۲۶) مزید فرمایا :
 بفرض باطل اگر یہ دعوام ہوتیں ہرگز تام نہ ہوتیں کہ کلام تو قاضی نامسلم میں ہے ان دونوں
 اگر بفرض غلط بادشاہ نامسلم سے تقلد قضائے شرعی مسلم کے لئے مطلقاً جائز رکھا تو نامسلم
 کے لئے جواز کیونکہ ہو گیا، کیا قاضی مسلم و نامسلم کا شرعاً ایک حکم ہے،
 قال اللہ تعالیٰ "افجعل المسلمین کالمجرمین" مالکم

کیف تحکمون لہ

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: کیا ہم مسلمانوں کو مجرموں کی طرح کر دیں، تمہیں کیا ہوا کیسا فیصلہ کرتے

(فتاویٰ رضویہ ج ۱۸ ص ۵۵۰)

ہو۔ (ت)

(۲۷) غلط فتویٰ جاری کرنے والے اور تصدیق کرنے والے حضرات کو پند و نصیحت کرتے ہوئے
فرمایا:

بِسْمِ اللَّهِ وَهُشْتُمْ، مفتی و مصدقین و مستفتی و اہل معاملہ سب صاحبوں سے
خیر خواہانہ معروض۔ اللہ عز و جل فرماتا ہے:

فبشر عباد الذين يستمعون القول فيتبعون احسنه اولئك الذين

هداهم الله واولئك هم اولوا الالباب

اے نبی! خوشی کی خبر دے میرے بندوں کو جو کان لگا کر بات سنیں پھر بہتر کی پیروی کریں وہی ہیں

جن کو اللہ نے ہدایت دی اور وہی عقلمند ہیں۔

اور فرماتا ہے:

والذين اذا فعلوا فاحشة او ظلموا انفسهم ذكروا الله فاستغفروا الذين نوبهم

ومن يغفر الذنوب الا الله فمن لم يصروا على ما فعلوا وهم يعلمون اولئك

جزاؤهم مغفرة من ربهم وجنت تجرى من تحتها الانهار خلد فيهم فيها
ونعم اجر العالمين

اور جنت ان کے لئے تیار کی گئی ہے کہ جب کوئی بدی یا گناہ کر بیٹھیں اللہ کو یاد کر کے اپنے

گناہوں کی بخشش مانگیں اور اللہ کے سوا کون گناہ بخشے اور اپنے کئے پر دانستہ ہٹ نہ کریں ان کا

بدلہ ان کے رب کی طرف سے معافی ہے اور باغ جن کے نیچے نہریں ہیں ہمیشہ ان میں رہیں اور کام

والوں کا کیا اچھا نیک۔

ابوداؤد، ترمذی نے صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ

۱ القرآن الکریم ۶۸ / ۳۵ و ۳۶

۲ " ۳۹ / ۱۴ ، ۱۸

۳ " ۳ / ۱۳۵ ، ۱۳۶

علیہ وسلم فرماتے ہیں :

ما اصر من استغفر^۱ جس نے معافی مانگ لی اس نے ہٹ نہ کی۔

امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں :

ان الحق قدیم ولا یبطل الحق شیئ ومراجعة الحق خیر من التمادی فی الباطل

سواہ الدار قطنی والبیہقی وابن عساکر عن ابی العوام البصری۔

بیشک حق قدیم ہے حق کو کوئی چیز باطل نہیں کرتی حق کی طرف رجوع باطل پر قائم رہنے سے بہتر ہے

(اس کو دارقطنی، بیہقی اور ابن عساکر نے ابوالعوام البصری سے روایت کیا ہے۔ ت)

یہ فرمان امیر المومنین نے اپنے قاضی ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ارسال فرمایا۔

خوشی و شادمانی ہے انھیں جو سنیں اور گردن رکھیں انسان سے خطا مستقبل نہیں مگر

خیر الخطائین التوابون خطا کار کی خیر اس میں ہے کہ توبہ کرے رواہ احمد والترمذی و

ابن ماجہ والحاکم وصححه عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن النبی صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وسلم (اس کو احمد، ترمذی، ابن ماجہ اور حاکم نے صحیح کہہ کر انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے انھوں

نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے۔ ت) حق کی طرف رجوع سے عار و سوسہ ابلیس

ہے اس کا ساتھ بہتر یا اس کے ارشاد کی اطاعت جو قرآن مجید میں فرما چکا کہ خطا پر اصرار نہ کیا تو میں نے

تمہارے لئے جنت تیار کر رکھی ہے، شیطان سمجھاتا ہے کہ رجوع کی تو علم و عقل کو بٹانے لگے گا۔ دشمن جھوٹا ہے

اور اللہ سچا کہ اچھی بات سن کر ماننے والے ہی ہدایت پر ہیں اور وہی عقل والے ہیں اللہ توفیق دے۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۱۸ ص ۵۶۲، ۵۶۳)

(۲۸) مزید فرمایا :

مفتی و مصدقین پر فرض ہے کہ جس طرح اپنے غلط فتوے سے یہ آتش دوزخ کا ٹکڑا ورثہ کو دلایا تو نہی

اپنی صحیح و لوجہ اللہ کو کششوں سے انھیں اس سے بچانے کی فکر کریں ورنہ انما علیک اثم الامر لیسین

(کاشتکاروں کا گناہ تجھی پر ہے۔ ت) اللہ واحد قہار سے ڈریں اور ولیحملن اثم الھم واثقالا

جامع الترمذی ابواب الدعوات احادیث شستی من ابواب الدعوات امین مینی دہلی ۱۹۵/۲

سنن الدارقطنی کتاب عمر الی ابی موسیٰ الاشعری حدیث ۳۹۱ دارالمعرفۃ بیروت ۲۲۹/۳

السنن الکبریٰ للبیہقی باب لا یحیل حکم القاضی علی لقضی لہ الخ دارصادر بیروت ۱۵۰/۱

جامع الترمذی ابواب صفۃ القیامۃ امین مینی دہلی ۷۳/۲

مع اتقوا یوم القیمة عما کانوا یفترون^۱ (اور وہ اپنا بوجھ اور اپنے بوجھ کے ساتھ مزید بوجھ اٹھائیں گے، اور ضرور ان سے قیامت کے روز ان کی افتراء بازی پر سوال ہوگا۔ ت) کی جانگزا آفت سے پرہیز کریں۔ یہ ضرور ہے کہ بہت ابنائے دنیا کو ملا ہوا مال چھوڑنا سخت دشوار بلکہ ناممکن ہوتا ہے مگر زمانہ اللہ کے ڈر والے بندوں سے خالی نہیں اور نصیحت نفع دیتی ہے و ذکر فان الذکر تنفع المؤمنین^۲ (آپ یاد دہانی کرائیں تو بیشک یاد دہانی مومنوں کو نفع دے گی۔ ت) ابلیس کہ دشمن راہ خدا ہے دوسروں کے بتانے میں آپ کے باطل فتوؤں کا حیلہ سکھائے گا کہ اتنے مولوی حلال کر رہے ہیں عذاب ہے تو ان کی گردن پر، مگر جب آپ حضرات خود ہی خوف خدا کر کے حق حکم ان پر ظاہر کریں گے تو کیا عجب کہ اللہ عز و جل اپنے بندوں کو حرام مال سے بچنے اور وقف خدا پر تصرف نہ کرنے کی توفیق بخشے اور جب وہ رئیس جاگیر دار ہیں تو شاید اسی پر ان کا ذریعہ رزق منحصر نہ ہو اور ہو تو رزق اللہ عز و جل کے ذمہ کرم پر ہے حرام کھانے سے فاقہ لاکھ جگہ بہتر ہے اور اس میں حکام کی کچھ مخالفت نہیں جس پر ڈگری ہو وہ مجبور کیا جاتا ہے جس کی ڈگری ہو اگر خدا سے ڈرے اور اس مال کو چھوڑ دے حکام کو ہرگز اس سے تعرض نہ ہوگا۔ کیا اچھا ہو کہ روز قیامت اللہ واحد و قہار کے حضور کھڑے ہونے سے ڈریں اور قلیل و ذلیل و فانی مال چھوڑ کر جلیل و جلیل و باقی ثواب لیں۔ بہر حال مفتی و مصدقین پر اپنے فرض سے ادا ہونا فرض ہے یہ محض خالص اسلامی عرض ہے۔ دیکھیں کون بندہ خدا سبقت کرتا اور رضائے الہی ثواب عقی و ثنائے دنیا کا مستحق ٹھہرتا ہے، اللہ عز و جل توفیق دے۔

فستذکرون ما اقول لکم وافوض امری الی اللہ ان اللہ بصیر بالعباد^۳ وحسبنا اللہ ونعم الوکیل۔

تو عنقریب یاد کرو گے جو تمہیں کہہ رہا ہوں، میں اپنا معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتا ہوں، تحقیق اللہ تعالیٰ بندوں کو دیکھتا ہے۔ ہم کو اللہ تعالیٰ کافی ہے۔ (ت)

(فتاویٰ رضویہ ج ۱۸ ص ۵۶۵، ۵۶۶)

(۲۹) ہندو پنچایت نے فیصلہ دیا کہ مسلمان رحمت علی نہ تو اپنی بیوی کو طلاق دے سکتا ہے اور

نہ ہی دوسری شادی کر سکتا ہے اور نان و نفقہ میں اپنی جائداد بیوی کو دے۔ اس پنچایت اور اس کے فیصلہ کے بارے میں فرمایا :

وہ فیصلہ محض مردود و باطل اور خلاف شرع و ناقابل قبول ہے، اس کا کوئی اثر فریقین میں سے کسی پر نہیں پڑ سکتا، علاوہ بریں وہ پنچایت سرے سے مردود و باطل ہے،

كما في الهداية والدر المختار والعالمگیری وغيرها عامة الكتب قال الله تعالى ولن يجعل الله للكافرين على المؤمنين سبيلا^۱

جیسا کہ ہدایہ، در مختار اور عالمگیری وغیرہ عام کتب میں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا : اللہ تعالیٰ ہرگز کافروں کو مومنوں پر راہ نہ دے گا۔ (ت)

ہاں شرعاً رحمت علی خاں پر یہ فرض ہے کہ یا تو عورت کو اچھی طرح رکھے یا اچھی طرح طلاق دے دے،
قال تعالى فامسكوهن بمعروف او فامسكوهن بجهل^۲

اللہ تعالیٰ نے فرمایا : ان کو بھلائی کے ساتھ پاس روک لو یا ان کو بھلائی کے ساتھ جدا کر دو (ت)
(فتاویٰ رضویہ ج ۱۸ ص ۵۸۸، ۵۸۹)

(۳۰) بعض لوگوں نے خان محمد کو ولد الزنا قرار دے کر اس کے پیچھے نماز پڑھنا ترک کر دی بعد ازاں اپنے بیان سے رجوع کر کے معافی مانگ لی، ان لوگوں کے بارے میں فرمایا :

ان لوگوں کا پہلا بیان جھوٹا اور سراسر جھوٹ ہے،

قال الله تعالى فاذا لم يأتوا بالشهداء فاولئك عند الله هم الكذبتون^۳

اللہ تعالیٰ نے فرمایا : جب وہ گواہ پیش نہ کریں تو وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں جھوٹے ہیں (ت)

اور وہ اس بیان کے سبب ضرور حد قذف کے مستحق ہیں،

قال الله تعالى فاجلدوهم ثمانين جلدة^۴

اللہ تعالیٰ نے فرمایا : ان کو اسی ٹکڑے مارو۔ (ت)

۱ القرآن الکریم ۴/۱۴۱

۲ ۶۵/۲

۳ ۲۴/۱۳

۴ ۲۴/۴

گواہی کا وہ مردود ہونا کہ ولا تقبلوا الھم شہادۃ ابدآ (اور ان کی گواہی کبھی نہ مانو۔ ت)
 اس حالت میں ہے کہ حدِ قذف لگ جائے یہاں نہیں ہو سکتا البتہ وہ مردود ہونا حاصل ہے جو جھوٹے
 کذاب کی گواہی کے لئے ہے جبکہ وہ بار بار یہ جھوٹ بک چکے ہوں۔ عاجر: اگر خان محمد نے پنچایت کی ہو یا
 اس کے سوا اور جھوٹوں کے ساتھ معروف، و مشہور ہوں کہ جھوٹ ان کی عادت ہو تو کبھی ان کی گواہی مقبول
 نہ ہوگی اگرچہ توبہ کر لیں۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۱۸ ص ۶۲۳)

(۳۱) فعل کبھی مباشر اور کبھی آمر کی طرف منسوب ہوتا ہے، اس کی تائید میں فرمایا :
 قال اللہ تعالیٰ ”وما من میت اذ مر میت ولكن اللہ سرمی“ فتح الامیر الحصن و
 لم یفتح هو بل العسکر کل ضحیح کما قد علم فی محلہ۔
 اللہ تعالیٰ نے فرمایا : جب آپ نے مارا آپ نے نہ مارا لیکن اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ امیر نے قلعہ
 فتح کیا اس نے نہ کیا بلکہ لشکر نے فتح کیا، یہ کلام ہر طرح صحیح ہے، جیسا کہ وہ اپنے محل میں معلوم ہے (ت)
 ایسے امور کا صاحب خانہ کی طرف نسبت کرنا شائع و ذائع ہے لائنہ الاصل و عن سرأ یہ
 یصدر (کیونکہ صاحب خانہ اصل اور صاحب رائے ہے۔ ت)۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۱۸ ص ۶۲۳، ۶۲۴)

(۳۲) عدم ذکر ذکر عدم نہیں ہوتا۔ اس کی تائید میں فرمایا :
 کلام غلام محمد علی دین خاں میں بگا کو نذا کی نفی بھی تو نہیں صرف عدم ذکر ہے وہ ذکر عدم کیونکہ ہوا۔ رب العزت
 جل و علانے سورہ نمل میں فرمایا :

یٰمُوسٰی لَا تَخَفْ اِنِّیْ لَا یَخَافُ لَدٰی الْمُرْسَلُوْنَ

اے موسیٰ علیہ وعلیٰ نبینا الصلوٰۃ والسلام ! مت خوف کرو میں وہ ذات ہوں کہ میرے ہاں

رسولوں کو خوف نہیں ہوتا۔ (ت)

اور سورہ قصص میں ہے :

یٰمُوسٰی اَقْبِلْ وَلَا تَخَفْ اِنَّكَ مِنَ الْاٰمِنِیْنَ

اے موسیٰ علیہ السلام ! آگے بڑھو اور خوف نہ کرو آپ امن والوں میں سے ہیں (ت)

بسبب التولية يحتمل التوفيق لان في العادة يضاف اليه باعتبار ولاية التصرف والخصومة۔^۱

دعویٰ کیا یہ محدود جائداد میری ہے پھر دعویٰ کیا کہ یہ وقف ہے، تو صحیح جواب یہ ہے کہ اگر اس وقف کی تولیت کی وجہ سے اپنی طرف منسوب کیا تو دونوں دعویوں میں موافقت ہو سکتی ہے کیونکہ عادتاً متولی کو تصرف اور خصوصیت کی ولایت ہوتی ہے اس کی بنا پر اس کی طرف منسوب ہوتی ہے۔ (ت) رب عز وجل فرماتا ہے:

وَلَا تَوْتُوا السُّفَهَاءَ اَمْوَالَكُمُ الَّتِي جَعَلَ اللَّهُ لَكُمْ قِيَامًا۔^۲

اپنے وہ مال جن کا اللہ تعالیٰ نے تمہیں منتظم بنایا ہے بے سمجھ لوگوں کو نہ دو۔ (ت)

امام سعید بن جبیر تلمیذ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم فرماتے ہیں:

هو مال اليتيم يكون عندك يقول لا توتوه اياها وانفقہ عليه حتی يبلغ و

انما اضاف الى الاولياء فقال اموالكم لانهم قوامها وصدبروها۔^۳

یہ یتیم کا مال ہے جو تیرے پاس ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: یہ مال یتیم کو نہ دو اور اس پر خرچ کر دو حتیٰ کہ بالغ ہو جائے، اس مال کو اللہ تعالیٰ نے اولیاء کی طرف اس لئے منسوب فرمایا کہ وہ اس کے نگہبان اور منتظم ہیں۔ (ت)

یہ تفسیر عکرمہ سے منقول کما فی المعالہ وغیرہا (جیسا کہ معالہ وغیرہ میں ہے۔ ت) بلکہ رب العزت نے فرمایا:

ووجدك عاثلاً فاعنى۔^۴

اور آپ کو محتاج پایا تو اس نے غنی کر دیا۔ (ت)

یہ مال اُم المؤمنین خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ہے جسے مولیٰ تعالیٰ نے حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مال فرمایا کہ غنایاں مال غیر نہیں۔ محقق علی الاطلاق نے فتح میں فرمایا:

۱۔ خزائنہ المفتین کتاب الوقف فصل فی دعوی الوقف والشہادۃ علیہ قلمی نسخہ ۲۲۵/۱

۲۔ القرآن الکریم ۵/۴

۳۔ معالم التنزیل (تفسیر البغوی) تحت الایۃ ۵/۴ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۳۱۱/۱

۴۔ القرآن الکریم ۸/۹۳

قال الله تعالى ووجدك عائلاً فاغنىٰ ۝ اى بھال خدیجۃ وانما کان منها
ادخالہ علیہ الصلوٰۃ والسلام فی المنفعة علی وجه الاباحۃ والتملیک احیاناً لہ
اللہ تعالیٰ نے فرمایا آپ کو اس نے محتاج پایا تو اس نے غنی کر دیا یعنی حضرت خدیجہ کے مال سے ،
اور اس لئے کہ آپ کو حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی طرف سے ان کے مال میں دخل اختیار تھا ، یہ
اختیار آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے مباح اور کبھی ملک کے طور پر تھا (ت)
(فتاویٰ رضویہ ج ۱۸ ص ۶۸۸ تا ۶۹۰)

(۳۳) آیت کریمہ میں بین احد من مرسلہ کا مطلب بیان کرتے ہوئے فرمایا :
اللہ عز وجل فرماتا ہے :

لا تفرق بین احد من مرسلہ ۝ اى بین احد واحد -
ہم رسولوں میں سے کسی ایک کا فرق نہیں کرتے یعنی اللہ تعالیٰ کے رسولوں میں ہر ایک ایک میں
فرق نہیں کرتے۔ (ت)
(فتاویٰ رضویہ ج ۱۸ ص ۷۱۲ ص ۷۱۴)

فتاویٰ رضویہ جلد ۱۹

(۱) بے تراضی جائد کو قرضہ کے عوض میں لینا ظلم ہے ۔ چنانچہ فرمایا :
بطور خود اخذ عین بعوض دین ، تجارت بے تراضی ہے کہ نبض قطعی قرآن عظیم ممنوع و ناجائز ،
یا ایہا الذین لا تاکلوا اموالکم بینکم بالباطل الا ان تكون تجارة عن تراض
منکم ۝

(ہمارے رب تعالیٰ نے فرمایا :) اے ایمان والو! آپس کے مال کو ناجائز طریقے سے نہ کھاؤ
مگر یہ کہ رضامندی پر مبنی تجارت ہو۔ (ت)

(فتاویٰ رضویہ ج ۱۹ ص ۱۰۰ ، ۱۰۱)

۱۔ فتح القیبر کتاب الزکوٰۃ باب من یجوز دفع الصدقة الخ مکتبہ نوریہ رضویہ کھمر ۲۰۹/۲

۲۔ القرآن الکریم ۲۸۵/۲

۳۔ ۲۹/۴

(۲) عاریت میں رجوع کے بارے میں فرمایا :

وارثانِ معیر کو بلاشبہ عاریت میں رجوع کا اختیار ہے اور وارثانِ مستعیر پر واپس دینا فرض ہے جبکہ عاریت ثابت ہے۔

قال اللہ تعالیٰ ان اللہ تعالیٰ یا مکرہ ان تؤدوا الامانات الی اہلہا
اللہ تعالیٰ نے فرمایا : اللہ تعالیٰ حکم فرماتا ہے کہ امانتوں کو ان کے مالکوں کے سپرد کر دو۔ (ت)
(فتاویٰ رضویہ ج ۱۹ ص ۱۱۱)

(۳) زید نے کچھ زیورات عاریتاً لئے جو گم ہو گئے اب وہ بخوشی نیا زیور بنا کر دینا چاہتا ہے۔ اس کے بارے میں فرمایا :

جبکہ وہ زیور بغیر اس شخص کی تقصیر کے گم ہو گئے تو اس کے بدلے میں اس سے کچھ لینا ہی ناجائز و تاوان ہے اور ناجائز بات میں کسی کی خوشی و ناخوشی کو دخل نہیں، بہت لوگ سود بخوشی دیتے ہیں پھر کیا اس کا لینا حلال ہو جائے گا،

اتخذونه بہتانا و اثمنا مینا لا تاکلوا اموالکم بینکم بالباطل
کیا جھوٹ اور گناہ سے مال لیتے ہو۔ آپس کا مال باطل طریقے سے مت کھاؤ (ت)
لہذا علماء فرماتے ہیں اگر باہم شرط قرار پائی ہو کہ جاتا رہے تو تاوان دیں گے تو یہ شرط بھی مردود و باطل ہے، درمختار میں ہے :

لا تضمن بالہلاک من غیر تعیّد و شرط الضمان باطل
تعدی کے بغیر ہلاکت پر ضمان نہ ہوں گے اور ضمان کی شرط باطل ہے۔ (ت)
(فتاویٰ رضویہ ج ۱۹ ص ۱۵۶)

(۴) اپنی زندگی میں اولاد کو ہبہ کرنے والے کے بارے میں فرمایا :
صورتِ مستفسرہ میں مذہبِ مفتی بہ پر افضل یہی ہے کہ بیٹوں بیٹیوں سب کو برابر دے۔

۱ القرآن الکریم ۵۸/۴

۲ ۲۰/۴

۳ ۱۸۸/۲

۴ درمختار کتاب العاریۃ

یہی قول امام ابو یوسف کا ہے۔ اور للذکر مثل حظ الانثیین (مرد کے لئے دو عورتوں کے برابر حصہ ہے۔ ت) دینا بھی جیسا کہ قول امام محمد رحمہ اللہ کا ہے ممنوع و ناجائز نہیں اگرچہ ترک اولیٰ ہے۔ رد المحتار میں علامہ خیر الدین رملی سے ہے،

الفتاویٰ علی قول ابی یوسف من ان التنصیف بین الذکر والانثی افضل من التثلیث الذی ہو قول محمدؐ

فتویٰ امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ کے قول پر ہے کہ مرد اور عورت کو نصف نصف دینا، مرد کو دو اور عورت کو ایک، تین حصے بنانے سے بہتر ہے، اور یہ تین حصے امام محمد رحمہ اللہ کا مذہب ہے۔ (ت) (فتاویٰ رضویہ ج ۱۹ ص ۲۳۱)

(۵) فقیر باپ نابالغ اولاد کے مال سے بقدر کفایت کھا سکتا ہے۔ چنانچہ فرمایا،

اور زید کہ اب فقیر ہو گیا وہ بھی بقدر کفایت اپنا کھانا پہننا اس سے کر سکے گا،

قال تعالیٰ "من کان غنیاً فلیستعفف ومن کان فقیراً فلیأکل بالمعروف"ؐ

اللہ تعالیٰ نے فرمایا، جسے حاجت نہ ہو وہ بچتا رہے اور جو محتاج ہو وہ بقدر مناسب کھائے۔ (ت)

(فتاویٰ رضویہ ج ۱۹ ص ۳۳۶)

(۶) متبئی کے بارے میں فرمایا،

شریعت میں متبئی کوئی چیز نہیں،

قال اللہ تعالیٰ "وما جعل ادعیاءکم ابناءکم"ؐ

اللہ تعالیٰ نے فرمایا، تمہارے لئے پالکوں کو تمہارے بیٹے نہ بنا دیا (ت)

وقال تعالیٰ لکیلا یکون علی المؤمنین حرج فی احوال ادعیاءہمؐ

اللہ تعالیٰ نے فرمایا، تاکہ مومنین پر ان کے لئے پالکوں کی بیویوں میں کچھ حرج نہ رہے (ت)

(فتاویٰ رضویہ ج ۱۹ ص ۳۵۵)

۱۔ القرآن الکریم ۱۱/۴

۲۔ رد المحتار کتاب البتہ

دار احیاء التراث العربی بیروت ۵۱۳/۴

۳۔ القرآن الکریم ۳۳/۴

۴۔ القرآن الکریم ۶/۴

۵۔ " ۳۳/۳۴

(۷) ایک تنگ دست معلم قرآن کو اس کے مطالبے کے بغیر طلبہ کچھ پیسے دے دیتے ہیں اس پر ایک غیر مقلد شخص نے اعتراض کرتے ہوئے کہا کہ یہ پیسے لینا ہر طرح حرام ہے چاہے طلبہ بطور اجرت دیں یا بطور لہذا، اس کے بارے میں حکم شرعی کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا،

معترض کا اعتراض محض بیجا ہے اور اس کا یہ کہنا کہ اللہ سمجھ کر دیتے ہیں جب بھی حرام ہے، شریعت مطہرہ پر کھلا ہوا افتراء ہے اگر پڑھنے والوں نے اتنے تنگ دست استاد کی وجہ اللہ خدمت کی کیا گناہ ہوا، اور استاد کو اس کا لینا کیونکر حرام ٹھہرا، یہ محض جہالت و تعصب ہے۔ اللہ جل و علا فرماتا ہے،
لَا تَقُولُوا لِمَا تَصِفُ السُّنْتُكَمُ الْكَذِبَ هَذَا حَلَالٌ وَهَذَا حَرَامٌ لِّتَفْتَرُوا عَلَى اللَّهِ الْكَذِبَ ط إِنَّ الَّذِينَ يَفْتَرُونَ عَلَى اللَّهِ الْكَذِبَ لَا يَفْلَحُونَ ۝

اپنی زبانوں پر جاری جھوٹ والا قول نہ کرو کہ یہ حلال ہے اور یہ حرام ہے کہ تم اللہ تعالیٰ پر جھوٹا افتراء بناؤ، بیشک وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ پر جھوٹا افتراء بناتے ہیں وہ فلاح نہیں پائیں گے۔ (ت)
اور اس سے بڑھ کر اس کا جہل مرکب یہ ہے کہ مسائل شرع سے انکار رکھتا ہے، سبحان اللہ جہالت کی یہ حالت اور فقہاء سے نفرت، بیشک ایسے ہی لوگ حدیث سے احکام سمجھنے کے قابل ہیں؛ انا للہ وانا الیہ راجعون ۝ خیر اگر وہ حدیث ہی مانگیں تو خاص صحیح بخاری شریف میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا،
ان احق ما اخذتم علیہ اجرًا کتاب اللہ ۝

یعنی قرآن مجید سب چیزوں سے زیادہ اس لائق ہے کہ تم اس پر اجرت لو۔
امام علامہ مناوی رحمۃ اللہ علیہ تیسیر شرح جامع صغیر حدیثی میں اس حدیث کی شرح لکھتے ہیں،
فاخذ الاجرة على تعليمه جائز الخ۔

یعنی اس حدیث سے ثابت ہوا کہ قرآن پڑھانے پر اجرت لینا جائز ہے الخ (ت)
معترض پر فرض ہے کہ ان جہالتوں سے باز آئے اور مسائل شرع میں بے علم و فہم زبان کھولنے سے توبہ کرے و لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۱۹ ص ۴۲۱، ۴۲۲)

لہ القرآن الکریم ۱۶/۱۱۶

۲ صحیح البخاری کتاب الطب باب الشرط فی الرقۃ بقطیع من الغنم قدیمی کتب خانہ کراچی ۵۵۲/۲
۳ التیسیر شرح الجامع الصغیر للمناوی تحت حدیث ان احق ما اخذ علیہ الخ مکتبۃ الامام الشافعی ریاض ۳۰۹/۱

(۸) سستی حنفی عالم دین مبلغ دین کی خدمت و معاونت کے بارے میں سوال کا جواب دیتے ہوئے فرمایا،
اس کی جو خدمت ہو سکے صلاح و فلاح دارین و رضائے رب المشرقین و خوشنودی سید الکونین ہے
جل جلالہ و صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم۔

قال تعالیٰ "کنتم خیر امة اخرجت للناس" تأمرون بالمعروف و تنہون عن المنکر الآیۃ
اللہ تعالیٰ نے فرمایا، لوگوں کے لئے تمہیں بہترین امت ہونے کی حیثیت سے ظاہر کیا، تم بھلائی کا حکم
کرتے اور بُرائی سے روکتے ہو، الآیۃ۔ (ت)

اور جبکہ حسبِ اظہار سوال اُس کی نیت خالص لوجہ اللہ ہے، اور ہرگز نہ کسی سے سوال کرنا نہ طمع رکھتا
ہے بلکہ مسلمان بطور خود علماء کی اعانت اور اپنی سعادت کی نیت سے خدمت کرتے ہیں، تو (بشرطیکہ یہ
مال جو اسے دیا جائے بعینہ و بوجہ حرام سے نہ ہو) بلاشبہ اس کا لینا جائز، اور وہ اس کے لئے حلال و
طیب۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۱۹ ص ۴۳۳، ۴۳۴)

(۹) فاسقوں اور فاجروں کو مکان کرایہ پر دینے سے متعلق سوال کا جواب دیتے ہوئے فرمایا،
باقی دیانۃً اس میں شک نہیں کہ جس کی سکونت سے مسلمانوں کے عقائد یا اعمال میں فتنہ و ضلال کا
اندیشہ و خیال ہو اسے جگہ دینا معاذ اللہ مسلمانوں کو فتنہ پریش کرنا ہے، تو یحبتون ان تشیع الفاحشۃ
(وہ چاہتے ہیں کہ فحاشی پھیلے۔ ت) حقیقتہً نہ سہی اس کی طرف منجر ہے، و انما الدین النصیح لکل مسلم
دین تو یہی ہے کہ سب مسلمانوں کی خیر خواہی کیجئے۔ وباللہ التوفیق۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۱۹ ص ۴۴۲)

(۱۰) مرکبِ معصیت کو مکان کرایہ پر دینے کے بارے میں سوال کا جواب دیتے ہوئے فرمایا،
جائز ہے اگرچہ معصیت کا خوف نہیں بلکہ صراحتہً معصیت کرتا ہے، یہ اپنی جائز نیت سے کرایہ
پر دے، اس کی معصیت کا وبال اس پر ہے، عموماً کوئی مواخذہ نہیں لتخلل فعل فاعل مختار
(فاعل مختار کا فعل درمیان میں آنے کی وجہ سے۔ ت)۔

قال اللہ تعالیٰ "لا تذر و انذرۃ و نہرۃ اخری۔"
اللہ تعالیٰ نے فرمایا، کوئی بوجھ اٹھانے والی جان دوسرے کا بوجھ نہ اٹھائیگی (ت) (فتاویٰ رضویہ ج ۱۹ ص ۴۴۶)

۱۰/۳ القرآن الکریم

۱۱۰/۳ القرآن الکریم

صحیح البخاری کتاب الایمان ۱۳۱/۱ و کتاب الشروط ۳۷۵/۱ قدیمی کتب خانہ کراچی

صحیح مسلم کتاب الایمان باب بیان ان الدین النصیحة " " " " ۵۵، ۵۴/۱

۱۶۴/۴ القرآن الکریم

(۱۱) اجارہ تدریس مطلقاً مہینہ کے نام سے مقرر ہوا، کون سے مہینہ مراد ہوگا، نیز اجرت پر تفسیر و حدیث پڑھانے والے استاذ کی تعظیم اجرت دینے والے طلبہ پر لازم ہے یا نہیں؟ اس سوال کا جواب دیتے ہوئے فرمایا:

قال الله تعالى عز وجل "يَسْأَلُونَكَ عَنِ الْاهْلَةِ ط قُلْ هِيَ مَوَاقِيتُ لِلنَّاسِ وَالْحَجِّ"۔
اے نبی! یہ تجھ سے پوچھتے ہیں نئے چاندوں کا حال، تو فرما وہ وقت ٹھہرائے ہیں لوگوں کے لئے اور حج کے واسطے۔

آیت کریمہ شہد ہے کہ اہل اسلام کے نہ صرف عبادات بلکہ معاملات میں بھی یہی قمری مہینے معتبر ہیں۔ مدارک شریف میں ہے:

مَوَاقِيتُ لِلنَّاسِ وَالْحَجِّ اى معالم يوقت بها الناس مزارعهم ومتاجرهم ومحال ديونهم وصومهم وقطرهم وعدة نسائهم وايامهن حيضهن ومدة حملهن وغير ذلك ومعالم للحج يعرف بها وقتہ يہ

مواقیت للناس والحج یعنی علامات جن سے لوگ اپنی مزارعت، اجارہ، قرض اور دیون کی ادائیگی، روزہ، افطار، عورتوں کی عدت، حیض کے ایام اور حمل کی مدت وغیرہ کا وقت معلوم کریں گے اور حج کی علامات جن سے لوگ اس کا وقت پہچان سکیں گے۔ (ت)

عناية القاضی وكفاية الراضى حاشية خفاجی علی البیضاوی میں ہے:

اجیبوا ببيان الغرض من هذا الاختلاف من بيان مَوَاقِيتُ الْعِبَادَاتِ وَالْمَعَامِلَاتِ۔
صحابہ کو چاند کے بڑھنے اور گھٹنے کی غرض سے جواب بیان فرمایا کہ عبادات اور معاملات کے مقرر

اوقات کا بیان ہے (ت)

وقال تبارك وتعالى "ان عددة الشهور عند الله اثنا عشر شهرا في كتاب الله يوم خلق السموات والارض منها اربعة حرم"۔

- ۱۔ القرآن الکریم ۲/۱۸۹
۲۔ مدارک التنزیل (تفسیر النسفی) تحت الآیة ۲/۱۸۹ دار الکتب العربی بیروت ۹۷/۱
۳۔ عناية القاضی حاشية الشهاب علی تفسیر البیضاوی " " " " دار الکتب العلمیة بیروت ۴۷۷/۲
۴۔ القرآن الکریم ۹/۳۶

اللہ تعالیٰ نے فرمایا، بیشک گفتی مہینوں کی اللہ کے نزدیک بارہ مہینے ہیں کتاب اللہ میں جس دن سے اس نے بنائے آسمان اور زمین، ان میں سے چار ماہ حرام ہیں (ذوالقعدہ، ذوالحجہ، محرم، رجب)۔

یہ آیت ارشاد فرماتی ہے کہ اللہ عزوجل کے نزدیک یہی بارہ مہینے قمری ہلالی عربی معتبر ہیں کہ چار ماہ حرام انھیں مہینوں میں ہیں، تو اہل اسلام کو انھیں کا اعتبار چاہئے کہ شرع مطہرہ کے سب احکام عبادات و معاملات انھیں پر مبنی ہیں، معالم میں ہے،

المراد منه الشهور الهلالية وهي الشهور التي يعتد بها المسلمون في صيامهم وحجهم واعيادهم وسائر امورهم۔

اس سے مراد قمری مہینے ہیں اور ان مہینوں کے ذریعہ مسلمان اپنے روزوں، حج، عیدوں اور تمام امور کا حساب لگاتے ہیں (ت)۔
تفسیر نسفی میں ہے،

المراد بيان ان احكام الشرع تبتنى على الشهور القمرية المحسوبة بالاهلة دون الشمسية۔

مراد یہ ہے کہ شرعی احکام قمری مہینوں پر مبنی ہیں جو چاند کے حساب سے ہوتے ہیں شمسی مہینوں پر نہیں (ت)۔

ولہذا بحمد اللہ اب تک عامۃ مسلمین اپنے عامہ امور میں انھیں شہور کو جانتے، انھیں پر مدار کار رکھتے ہیں کہ ان کے رب کے نزدیک مہینے یہی ہیں بلکہ حقیقۃً مہینہ کا لفظ انھیں پر صادق، مہینہ منسوب بہ ماہ ہے، شہر شمسی مہینہ نہیں، مہرینہ ہے۔ بلکہ تفسیر کبیر میں زیر کرمۃ ثانیہ ہے،

اللہ تعالیٰ امرہم من وقت ابراہیم واسمعیل علیہما الصلوٰۃ والسلام ببناء الامر على رعاية السنة القمرية فهم تركوا امر الله تعالى في رعاية السنة القمرية واعتبروا السنة الشمسية لمصالح الدنيا۔

۱۔ معالم التنزيل (تفسیر البغوی)	تحت الآية ۹/۳۶	دار الکتب العلمیۃ بیروت ۲/۲۴۴
۲۔ مدارک التنزيل (تفسیر النسفی)	" " "	" " " دار الکتب العربیۃ بیروت ۲/۱۲۵
۳۔ مفاتیح الغیب (التفسیر الکبیر)	" " "	دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱۶/۳۶

اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم اور اسمعیل علیہم الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ سے قمری سال پر اپنے امور کی بنا کا حکم دیا تو انھوں نے قمری سال کی رعایت سے متعلق حکم باری تعالیٰ کو ترک کر کے اپنے مصالح کی بنا شمسی سال پر کر لی۔ (ت)

بلکہ اسی میں ہے :

قال اهل العلم الواجب على المسلمين بحكم هذه الآية ان يعتبروا في بيوعهم ومدد يونهم واحوال تركاتهم وسائر احكامهم السنة العربية بالاهلة ولا يجوز لهم اعتبار السنة العجمية والرومية اهـ۔

اہل علم نے فرمایا اس آیہ کریمہ کے حکم پر مسلمانوں پر واجب ہے کہ وہ اپنے کاروبار اور لین دین، زکوٰۃ اور تمام احکام میں عربی قمری سال کا اعتبار کریں اور ان کو عجمی اور رومی شمسی سال کا اعتبار جائز نہیں ہے۔
(فتاویٰ رضویہ ج ۱۹ ص ۴۴۷ تا ۴۴۹)

(۱۲) سب رجسٹری کی نوکری سے متعلق عربی میں ایک استفتاء کا جواب دیتے ہوئے فرمایا :

نعم هي حرام شرعا، والحال ما وصف فانها احدى الشهادات على تلك الصكوك، بل اعظمها في القانون الرائج حيث لا يقبل كثير من الصكوك الا بها، فكان القائم بها معينا في ثبوت الربا المحرام شرعا، وقد قال تعالى ولا تعاونوا على الاثم والعدوان، ثم هو ينسخ الصك ويحفظ نسخته في قنطرة، فكان احد الكاتبين بل الكاتب الاعظم كما مر۔

ہاں یہ شرعاً حرام ہے جبکہ صورت وہی ہو جو ذکر کی ہے، کیونکہ یہ عہدہ ان سودی چکیوں و رسیدوں پر بڑی شہادت ہے، بلکہ رائج قانون میں کوئی بھی رسید و چیک وغیرہ اس عہدہ کی شہادت کے بغیر قبول نہیں کئے جاتے تو اس عہدہ پر قائم شخص شرعی طور پر سودی اور حرام معاملت پر معاون ہوتا ہے، اور بیشک اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے : گناہ اور زیادتی پر باہمی تعاون نہ کرو، پھر یہ عہدیدار ان چکیوں کو لکھتا اور اپنے محافظ خانہ میں اس کی تحریر کو محفوظ کرتا ہے تو بھی ایک کاتب بلکہ بڑا کاتب ہے، جیسا کہ گزرا۔ (ت)
(فتاویٰ رضویہ ج ۱۹ ص ۴۷۵، ۴۷۶)

(۱۳) قرآن خوانی اور مولود خوانی پر اجرت بلا طلب دینے اور لینے کے بارے میں فرمایا:
پس اگر قرار داد کچھ نہ ہو، نہ وہاں لین دین معہود ہوتا ہو تو بعد کو بطور صلہ و حسن سلوک کچھ دے دینا
جائز بلکہ حسن ہوتا ہے،

هل جزاء الاحسان الا الاحسان ۵ واللہ یحب المحسنین ۶
احسان کی جزا صرف احسان ہے، اور اللہ تعالیٰ احسان کرنے والوں کو پسند فرماتا ہے (ت)
(فتاویٰ رضویہ ج ۱۹ ص ۴۸۷)

(۱۴) وکیلوں کے محرر کے بارے میں فرمایا:
وکلاء کے یہاں کی محوری میں کچھ خیر نہیں، سودی معاملہ کے سوائے ان کے یہاں اور معاملات بھی اکثر
خلاف شرع مطہر ہوتے ہیں، اکثر دعاوی باطل ہوتے ہیں جن کو وہ حق کرنا چاہتے ہیں، جو حق ہوتے ہیں
انہیں بھی باطل کی آمیزش بغیر اپنے لئے سرسبزی نہیں جانتے۔ غرض ان کے معاملات ناحق سے شافو ناد
ہی شاید خالی ہوتے ہیں، اور تحریر اعانت ہے، اور اللہ عز وجل فرماتا ہے،
ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان ۷
گناہ اور زیادتی پر تعاون نہ کرو (ت)
اور حدیث میں ہے،

وعلى الكاتب مثله ۸
اور کاتب پر بھی اس کی مثل ہے (ت) (فتاویٰ رضویہ ج ۱۹ ص ۵۰۰، ۵۰۱)
(۱۵) میلاد خوانی وغیرہ پر اجرت پہلے سے طے کر لینا کیسا ہے؟ اس کے جواب میں فرمایا:
اللہ عز وجل فرماتا ہے،
لا تشترُوا بآیاتی ثمنًا قلیلًا ۹

میری آیات کے بدلے حقیر مال نہ لو (ت)
یہ ممنوع ہے اور ثواب عظیم سے محرومی مطلق۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۱۹ ص ۵۰۲)

۵ القرآن الکریم ۳/۱۳۴

۱ القرآن الکریم ۵۵/۶۰

۳ ۵/۲

۵ القرآن الکریم ۲/۴۱

۴ صحیح مسلم کتاب البیوع باب الربا۔ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/۲۷

(۱۶) بنک کی ایک صورت کے بارے میں سوال کا جواب دیتے ہوئے فرمایا؛
بنک کی صورت مذکورہ حرام قطعی ہے، اور یہ فائدہ کہ بنیوں سے آدھا یا چہارم سود لیا جائے گا،
سود دینے والے کا ایک دنیوی فائدہ سہی مگر دینے والے اور لینے والے کے اخروی مضرت اور حرمت
میں کوئی فرق نہیں۔ اللہ عز وجل فرماتا ہے؛

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَذَرُوا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبَا ۚ فَإِنْ لَمْ تَفْعَلُوا فَأْذَنُوا
بِحَرْبٍ مِنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ ۖ

اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور جو سود باقی رہ گیا ہے چھوڑ دو۔ پھر اگر نہ مانو تو اللہ و رسول سے
لڑائی کے لئے تیار ہو جاؤ۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۱۹ ص ۵۱۳)

(۱۷) مزید فرمایا؛

ازاں جملہ آسان تر یہ کہ مثلاً کوئی شخص سو روپیہ سال بھر کے وعدہ پر قرض لینا چاہتا ہے اور
بنک یہ چاہے کہ اسے روپیہ مل جائے اور مجھے نفع ہاتھ آئے تو اسے روپیہ قرض نہ دے بلکہ سو روپے کا
نوٹ اس کے ہاتھ ایک سال کے وعدہ پر مثلاً ایک سو دس یا ایک سو بارہ کو بیع کرے، یہ بیع ہے
ربا نہیں،

قال الله تعالى "قالوا انت البیع مثل الربو واحل الله البیع وحرم الربو" (اللہ تعالیٰ نے فرمایا؛) کافر لو لے بیع بھی تو ایسی ہی ہے جیسے سود، (اس کا جواب یہ ہے کہ)
اللہ نے حلال کی بیع اور حرام کیا سود۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۱۹ ص ۵۱۴)

(۱۸) جس دکان میں سودی روپیہ لگا ہوا ہو اس پر ملازمت کے بارے میں فرمایا؛
اُس دکان کی ملازمت اگر سود کی تحصیل وصول یا اس کا تقاضا کرنا یا اس کا حساب لکھنا، یا
کسی اور فعل ناجائز کی ہے تو ناجائز ہے،

قال تعالى "ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان"

اللہ تعالیٰ نے فرمایا؛ گناہ اور زیادتی پر تعاون نہ کرو۔ (ت)

(فتاویٰ رضویہ ج ۱۹ ص ۵۲۲)

(۱۹) مقدمہ میں مستاجر نے جو خرچ کیا یا جرمانہ دیا، مالکان سے وہ وصول کرنا کیسا ہے؟ اس سوال کے جواب میں فرمایا:

جرمانہ و خرچ مقدمہ ذمہ مالکان ڈالنا ظلم محض ہے۔

قال اللہ تعالیٰ لا تزر وائز صاۃ و نذر اخری علیہ

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: کوئی بوجھا بٹھانے والی جان دوسرے کا بوجھ نہ اٹھائے گی۔ (ت)

(فتاویٰ رضویہ ج ۱۹ ص ۵۲۲)

(۲۰) ایصالِ ثواب کے لئے اجرت پر قرآن خوانی کے بارے میں فرمایا:

اجرت پر کلام اللہ شریف بغرض ایصالِ ثواب پڑھنا پڑھوانا دونوں ناجائز، اور پڑھنے والا اور پڑھوانے والا دونوں گنہگار، اور اس میں میت کے لئے کوئی نفع نہیں، بلکہ اس کی مرضی و وصیت سے ہو تو وہ بھی وبال میں گرفتار،

قال اللہ تعالیٰ لا تشتروا بآیتی ثمنا قليلا

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اور میری آیتوں کے بدلے تھوڑے دام نہ لو۔ (ت)

اور یہ کہنا کہ ہم اللہ کے لئے پڑھتے ہیں اور دینے والے بھی اللہ کے لئے دیتے ہیں محض جھوٹ ہے۔ اگر یہ نہ پڑھیں تو وہ ایک جہہ ان کو نہ دیں، اور اگر وہ نہ دیں تو یہ ایک صفحہ نہ پڑھیں، اور شرع منقطع کا قاعدہ کلیہ المعروف کالمشروط (معروف مشروط کی طرح ہے۔ ت) (فتاویٰ رضویہ ج ۱۹ ص ۵۲۸)

(۲۱) ختم ملازمت کے بعد پراویڈنٹ فنڈ کی رقم کے بارے میں حکم شرعی کی وضاحت کے ضمن میں فرمایا:

بہر حال اس میں شک نہیں کہ یہ رقم اصل جو گورنمنٹ و ریاست سے لے کر بینک میں بنام ملازم جمع ہوتی ملک ملازم ہے، رہی وہ زیادت کہ ڈاکخانہ بنام سود دیتا ہے اسے بے نیت سود لینا ہرگز جائز نہیں،

۱۔ القرآن الکریم ۶/۱۶۴

۲۔ القرآن الکریم ۲/۴۱

۳۔ رد المحتار کتاب البیوع

۳۹/۴

دار احیاء التراث العربی بیروت

۱۳۱/۱

الاشباه والنظائر الفن الاول القاعدة السادسة ادارة القرآن کراچی

قال الله تعالى "أحل الله البيع وحرم الربو" ۱

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اللہ نے بیع کو حلال کیا اور سُود کو حرام کیا۔ (ت)

اور خود یہ نیت نہ کرے بلکہ مال گورنمنٹ سے برضائے گورنمنٹ ایک رقم جائز بحال استحقاق خود اپنے لئے ورنہ اپنے بھائیوں فقراء و مساکین و دیگر اہل استحقاق کے لئے بیت المال سے لینا سمجھے تو خرچ نہیں، اگرچہ دینے والے اُسے کسی لفظ سے تعبیر کریں یا اپنے نزدیک کچھ سمجھیں۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۱۹ ص ۵۳۶)

(۲۲) کچہری کی ججی، سب ججی، منصفی اور رجسٹری کی نوکری سے متعلق سوال کے جواب میں فرمایا: جس نوکری میں خلاف ما انزل اللہ حکم کرنا پڑتا ہو ہرگز جائز نہیں، اگرچہ سلطنت اسلام کی ہو۔ ائمہ دین نے تیسری صدی کے آخر میں اپنے زمانہ کے سلاطین اسلام کی نسبت فرمایا:

من قال لسلطان من ماتنا عادل فقد كفر ۲

جس نے ہمارے زمانہ کے حاکم کو عادل کہا وہ کافر ہے۔ (ت)

ان قضاة کی نسبت قرآن عظیم کے تین الفاظ ارشاد ہوئے:

ظالمون، فاسقون، کافرون ۳

جب قاضیان اسلام سلطنت کی نسبت یہ احکام ہیں تو سلطنت غیر اسلامیہ کے حکام تو مقرر ہی اس لئے کئے جاتے ہیں کہ مطابق قانون فیصلہ کریں۔ رہی رجسٹری، اس میں اگرچہ حکم نہیں مگر وہ دستاویزوں پر شہادت ہے اور انھیں رجسٹر پر چڑھانا، اور ان میں بہت دستاویزیں سود کی بھی ہوتی ہیں۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۱۹ ص ۵۳۹)

(۲۳) میت کے قرض کی ادائیگی و رثاء پر لازم ہے یا نہیں؟ اس سوال کے جواب میں فرمایا:

نعم يجب على وارثه القابض بعده على امواله ان يؤدى ما عليه قال

تعالى "من بعد وصية يوصي بها او دين" ۴ وان كان قد ابقاه هذا جاسر يا فجب عليه ايضا اداء ما على نفسه الى الان قال تعالى "يا ايها الذين

۱ القرآن الكريم ۲/ ۲۷۵

۲ الفتاوى الهندية الباب التاسع في احكام المرتدين نوراني كتب خانہ پشاور ۲۸۱/۲

۳ القرآن الكريم ۵/ ۴۷

۴ القرآن الكريم ۵/ ۴۵

۵ " ۱۱/۴

۵ " ۲۴/۵

أمنوا وفوا بالعقود^{لہ}، وهذا اوقع العقد بحسب الشرع ووفى به صاحبه كما هو
المرجوع - والله تعالى اعلم۔

ہاں میت کا وارث جس نے میت کے مال کو قبضہ میں لیا ہے اس پر میت کے ذمہ قرض کو ادا کرنا واجب ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”میت کی وصیت یا قرضہ کو ادا کرنے کے بعد“ اور اگر وہ معاہدہ پر تاحال عمل پیرا ہو اور وارث نے اسے باقی رکھا ہے تو وارث پر اپنی طرف سے بھی اس مدت کی یہ ادا نیگی واجب ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”اے ایمان والو! عقود کو پورا کرو۔“ تو اس نے شریعت کی رُو سے یہ عقد واقع کیا ہے اور دوسرے فریق کے لئے اپنے ذمہ کو پورا کر دے جیسا کہ امید ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم (ت)

(فتاویٰ رضویہ ج ۱۹ ص ۶۴۱)

(۲۴) زید غنی نے اپنے جوان پسر کی آمدنی لے کر اپنے مصارف میں خرچ کر لی تو کیا اس پر تاوان لازم ہے؟ اس بارے میں فرمایا:

بدیشک تاوان دے گا، اور اگر رضائے پسرنہ تھی تو گناہ علاوہ۔

قَالَ تَعَالَى "وَلَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ" ۝

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: آپس کا مال باطل طریقہ سے نہ کھاؤ۔ (ت)

باپ بیٹے کے مال کا اس کی زندگی میں ہرگز مالک نہیں،

وقوله صلى الله تعالى عليه وسلم انت وما لك لا يبيك من باب البر-

اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد کہ تُو اور تیرا مال تیرے باپ کا ہے، تو یہ

بھلائی کے باب میں ہے قانون نہیں ہے (ت)

فتح القدیر کے باب الوطنی الذی یوجب الحد میں ہے :

لم تكن له ولاية تملك مال ابنه حال قيام ابنه.

الحمد للقرآن الكريم ٥/١

٢ القرآن الكريم ١٨٨

۳ کنز العمال حدیث ۴۵۴۱ و ۴۵۹۲ و ۴۵۹۳ و ۴۵۹۸ و ۴۵۹۹ موسسة الرسالة بیروت ۱۶ / ۵۸۰ - ۵۷۹

السنن الكبرى للبيهقي كتاب النفقات وارصاد بيروت ٤/ ٢٨٠ و ٢٨١

سنن ابن ماجہ ابواب التجارۃ باب للرجل من مال ولده
یحییٰ بن سعید کوفی کراچی ص ۱۶۷

فتح القدير كتاب الحدود باب الوطى الذي يوجب الحد مكتبة نورية رضوية سكر ٣٤/٥

۳۰۰
اس کو یہ ولایت نہیں ہے کہ بیٹے کی زندگی میں اس کے مال کا باپ کو مالک بنا دے۔ (ت)
نہ باپ کو بے رضا و اجازت پسرا اس کے مال سے ایک جتہ لینے کا اختیار،
قال تعالى الا ان تكون تجارة عن تراض منكم
اللہ تعالیٰ نے فرمایا: بغیر اس کے کہ تمہاری رضا مندی سے تجارت ہو۔ (ت)

(فتاویٰ رضویہ ج ۱۹ ص ۶۴۳، ۶۴۴)

(۲۵) مکرو فریب اور ڈرانے دھمکانے سے کسی کا مال لینے والے کے بارے میں فرمایا:
بمکر و حیلہ و وعید و تہدید بنا حتی زراز کسے گرفتن حرام قطعی ست، باز اگر ایسے زورستانہ غضب باشد
و اگر آں بزرگس مضرت خویش و ہدر رشوت بود ہر دو حرام و فی النار، و مستوجب غضب جبار قہار ست، و
العیاذ باللہ تعالیٰ، قال اللہ تعالیٰ لا تأکلوا اموالکم بینکم بالباطل الا یہ۔
مکرو فریب اور ڈرا دھمکا کر کسی سے مال لینا قطعی حرام ہے، پھر اگر طاقت کے ذریعہ لیتا ہے تو
یہ غضب ہے، اور اگر اپنے شر سے ڈرا کر لیتا ہے تو یہ رشوت ہوگی تو دونوں طریقے حرام، جہنم اور اللہ
تعالیٰ کے غضب کے مستوجب ہیں، والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: آپس کا مال باطل طریقہ
سے نہ کھاؤ الا یہ (ت)۔
(فتاویٰ رضویہ ج ۱۹ ص ۶۵۳)

(۲۶) سود و رشوت سے حاصل شدہ روپے سے نیاز بزرگاں کرنے کے بارے میں فرمایا:
ایسے مال سے نیاز بزرگاں کرنا بھی جائز نہیں، نہ ہرگز اس سے کچھ حاصل، کہ نیاز کا مطلب
ایصالِ ثواب ہے، اور ثواب ثمرہ قبول ہے، اور قبول مشروط بپاکی۔ حدیث میں ہے:
اِنَّ اللّٰهَ طَيِّبٌ لَا يَقْبَلُ اِلَّا الطَّيِّبَ
اللہ عزوجل پاک ہے پاک ہی چیزوں کو قبول فرماتا ہے۔ (ت)
خود قرآن عظیم ارشاد ہوا:

وَلَا يَتَمَنَّوُا الْخَبِيثَ مِنْهُ تَنَفَّقُونَ

قصہ نہ کرو خبیث کا کہ اس سے اللہ کی راہ میں خرچ کرو (ت)

۲ القرآن الکریم ۱۸۸/۲

۱ القرآن الکریم ۲۹/۴

۳ السنن الکبریٰ للبیہقی کتاب الصلوٰۃ صلوٰۃ الاستسقاء دار صادر بیروت ۳۴۶/۳

کشف الخفاہ حدیث ۶۸۸ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۲۶۰/۱

۴ القرآن الکریم ۲۶۴/۲

علماء فرماتے ہیں، جو حرام مال فقیر کو دے کر ثواب کی امید رکھے اس پر کفر عائد ہو۔ والیباذ باللہ تعالیٰ۔
(فتاویٰ رضویہ ج ۱۹ ص ۶۵۷، ۶۵۸)

(۲۷) مسجد کی چٹائی قبر میں لگا دینے والے شخص کے بارے میں فرمایا،

وہ گنہگار اور مجرم خاص حقیقی سرکار ہوا لغصبہ الوقف فلیس فی تائیمہ وقف (اس کے وقف کو غصب کرنے میں گناہ میں کوئی شک نہیں ہے۔ ت) اس کا کفارہ صدق دل سے توبہ ہے، ویتوب اللہ علی من تاب (اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والے کی توبہ کو قبول فرماتا ہے۔ ت) اور ویسی ہی چٹائی یا اس سے بہتر مسجد میں ڈالنا، اور وسعت رکھنا ہے تو خدمت مسجد و حاجت روائی صلحاً و مساکین میں بقدر قدرت پاک نیت سے صرف کرے کہ اس کی خدمت پسند سرکار ہو، اور رحمت توبہ فرما کر گناہ دھو دے۔

قال اللہ تعالیٰ ان المحسنات یذہبن السیئات ذلک ذکری للذاکرین واللہ تعالیٰ اعلم۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا، نیکیاں ختم کر دیتی ہیں برائیوں کو، یہ نصیحت حاصل کرنے والوں کے لئے نصیحت ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم (ت) (فتاویٰ رضویہ ج ۱۹ ص ۶۷۸)
(۲۸) والد کے ترکہ میں زید کے ناجائز تقسیم، تصرف اور قبضہ کے بارے میں سوال کا جواب دیتے ہوئے فرمایا،

وہ تقسیم باطل محض ہے اور زید سخت ظالم، فاسق، فاسق، مرتکب کبائر، مستحق عذاب نار و غضب جبار ہے، مسلمانوں کو اس سے وہی برتاؤ چاہئے جو ظالموں و مودیوں سے چاہئے۔
قال اللہ تعالیٰ "واما ینسینک الشیطن فلا تقعد بعد الذکر ای مع القوم الظالمین"۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا، اگر تجھے شیطان بھلا دے تو یاد آئے پر ظالموں کے پاس نہ بیٹھ۔ اسے وعظ کہنا حرام ہے، اس کا وعظ سُننا جائز نہیں، وہ اگر ایک کوڑی کے معاملہ پر ہزار بار شہادت دے شرعاً مردود ہے، جو اس کی گواہی قبول کرے گا گنہگار ہوگا۔
(فتاویٰ رضویہ ج ۱۹ ص ۶۸۱)

(۲۹) زید نے چندہ دینے کے لئے ستور روپے کا چیک بکر کو دیا کہ بنک سے نکلوالے بکر نے چند دن سستی کی اور بنک دیوالیہ ہو گیا، اس صورت میں وہ رقم کس کے ذمہ ہوگی۔ اس سوال کے جواب میں فرمایا، دیوالیہ بننا بنک والے کا ظلم ہے، بکر پر اس کا کچھ الزام نہیں آسکتا، لا تزس وانما سرقۃ ونفس اخری۔

کوئی بوجھ اٹھانے والی جان دوسرے کا بوجھ نہ اٹھائے گی۔ (ت)
اور چوبیس روز کے تساہل میں بھی اس پر الزام نہیں، وہ کیا جانتا تھا کہ اتنی مدت میں بنک دیوالیہ ہو جائیگا، وما کنا للغیب حفظین۔

اور ہم غائب پر حفاظت کرنے والے نہ تھے۔ (ت)
اور بالفرض اگر وہ جانتا بھی اور بالقصد تکاسل کرتا، جب بھی روپے کا الزام اس پر آنے کے کوئی معنی نہ تھے کہ وہ نہ سبب ہے نہ مباشر۔ قاعدہ شرعیہ تو یہ ہے کہ :
اذا اجتمع السبب والباشرا ضیف الحكم الى الباشر۔
جب سبب اور ارتکاب کرنے والے میں معاملہ دار ہو تو حکم ارتکاب والے کی طرف منسوب ہوگا۔ (ت)
دوسرا قاعدہ ہے،

تخلل فعل الفاعل المختار یقطع النسبة۔
فاعل مختار کا فعل حائل ہو جائے تو نسبت منقطع ہو جاتی ہے۔ (ت)
تو بکر کے روپیہ جانے کی کوئی وجہ نہیں، روپے زید کے گئے۔ رہا چندہ، زید اس میں متبرع تھا،
لا جبر علی المتبرع (مفت میں دینے والے پر جبر نہیں ہوتا۔ ت)
تو اس سے بھی مطالبہ نہیں ہو سکتا، نہ اس میں اس کا کوئی قصور ہے کہ اس نے تو چیک لکھ دیا تھا، اور اگر نہ بھی لکھتا اور وعدہ کر کے پھر جاتا جب بھی شرعاً بُرا تھا، مگر جبر کا اختیار کسی کو نہ تھا۔ اشتباہ میں ہے،
لا جبر علی الوفاء بالوعدۃ۔ وعدہ کے وفا پر جبر نہیں ہو سکتا۔ (ت)

۱۶۴/۶ القرآن الکریم

۸۱/۱۲

ہاں اگر زید اپنی طرف سے دوبارہ دے تو یہ اس کا تطوع ہے،
ومن تطوع خیرا فان الله شاكرٌ عليمٌ

جو شخص مفت میں بھلائی کرے تو اللہ تعالیٰ قبول فرمائے اور جاننے والا ہے (ت)

(فتاویٰ رضویہ ج ۱۵ ص ۶۸۶، ۶۸۷)

(۳۰) کسی کے مال سے اس کی رضامندی کے بغیر نفع اٹھانے کے بارے میں فرمایا:

مال غیر سے بے رضا غیر متمتع اور اس پر مخالفانہ قبضہ حرام و حرام خوری ہے،

قال الله تعالى "لا تأكلوا أموالكم بينكم بالباطل"

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: آپس کا مال باطل طریقے سے نہ کھاؤ۔ (ت)

(فتاویٰ رضویہ ج ۱۹ ص ۶۸۷)

(۳۱) خیانت و عہد شکنی کے بارے میں فرمایا:

امانت میں خیانت اور معاہدہ میں غد ر کسی کے ساتھ جائز نہیں،

قال الله تعالى "يا ايها الذين امنوا اوفوا بالعقود"

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے ایمان والو! عقود کو پورا کرو۔ (ت)

(فتاویٰ رضویہ ج ۱۹ ص ۶۸۸)

فتاویٰ رضویہ جلد ۲۰

(۱) اشہاد کے معنی کی تحقیق اور اس پر قرآنی آیات سے تائید پیش کرتے ہوئے فرمایا:

خاص اس لفظ کی کہ گواہ ہو جاؤ کچھ حاجت نہیں، نہ یہ کہناد اخل حقیقت اشہاد ہے، اشہاد

اعطائے ماخذ ہے یعنی دوسرے کے لئے اپنے تصرف پر تحصیل شہادت، اور بدیہی ہے کہ حصول شہادت

کے لئے شاہد کے سامنے صرف وقوع درکار ہے، نہ یہ کہ متصرف اُسے اشہاد باللسان بھی کرے یہاں

۱۵۸/۲ القرآن الکریم

۱۸۸/۲ " ۱۵۸

۱/۵ " ۱۵۸

کہ اگر متصرف بعد تصرف شاہد کو شہادت سے منع بھی کر دے، اصلاً مؤثر نہیں۔ فتح القدر میں ہے:
الاتفاق علی ان من سمع اقوال رجل، لہ ان یشہد علیہ بما سمع منہ، وان لم
یشہد بل ولو منعه من الشهادة بما سمع منہ

اس پر اتفاق ہے کہ جس نے کسی شخص کا اقرار سنا تو اس کو یہ حق ہے کہ اس کی سنی بات پر گواہی
دے اگرچہ اقرار کرنے والا اس کو گواہ نہ بنائے، بلکہ وہ گواہی سے منع کرے تو بھی گواہی دے سکتا ہے (ت)
اور جب حصول شہادت بے اس قول کے گواہ ہو جاؤ ثابت ہے، تو جو تصرف متصرف بمشہد شہود
اس لئے کرے کہ وہ شاہد ہو جائیں، قطعاً وہ شاہد ہو جائیں گے، اور قطعاً ان کے لئے اس صنف شہادت
کا حصول اس نے چاہا، اور اسی کے فعل مذکور سے یہ وصف اُن کو حاصل ہوا، تو بلاشبہ اس نے
دونوں کے لئے تحصیل شہادت کی، اور اسی قدر حقیقتِ اشہاد ہے،

قال اللہ تعالیٰ واشہدوا اذا تبایعتم

(اللہ تعالیٰ نے فرمایا:) خرید و فروخت کرتے وقت اشہاد کرو۔

وقال اللہ تعالیٰ واشہدوا ذوی عدل منکم

(اللہ تعالیٰ نے فرمایا:) جب طلاق دو یا رجعت کرو اپنے میں سے دو ثقہ کو گواہ کرلو۔

عالم میں کوئی اس کا قائل نہیں کہ عقود و فسخ میں گواہ کرتے وقت متصرف کا زبان سے یہ کنا ضرور ہے کہ
گواہ ہو جاؤ۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۲۰ ص ۱۶۵، ۱۶۶)

(۲) باہمی رضامندی سے کوئی شئی جتنی زیادہ قیمت پر بھی جائے جائز ہے۔ چنانچہ فرمایا:

خریدار کو اختیار ہے جتنے پر چاہے رضادے۔

قال اللہ تعالیٰ الا ان تكون تجارة عن تراض منکم

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: مگر یہ کہ کوئی سودا تمہاری باہمی رضامندی کا ہو۔ (ت)

(فتاویٰ رضویہ ج ۲۰ ص ۱۷۳)

۱۔ فتح القدر کتاب الشهادات باب الشهادة علی الشهادة مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۵۲۷/۶

۲۔ القرآن الکریم ۲۸۲/۲

۳۔ ۲/۶۵

۴۔ ۲۹/۴

(۳) زمین کی مالگزاری ادا نہ کرنے والے کے بارے میں فرمایا :
جو مالگزاری مقرر ہوئی اس کا نہ ادا کرنا ظلم و حرام ہے اگرچہ زمین والا کافر ہو۔
قال اللہ تعالیٰ یا ایہا الذین امنوا اوفوا بالعقود۔^۱

اللہ تعالیٰ نے فرمایا : اے ایمان والو! عقود کو پورا کرو۔ (ت) (فتاویٰ رضویہ ج ۲۰ ص ۲۰۶)

(۴) مزید فرمایا :

یہاں کے مشرکین کے ساتھ اگر ابتداءً معاہدہ کاشت اس صورت پر کیا جائے کہ یہ زمین مثلاً اتنے سال کے لئے روپے بیگھے پر تمھیں دی، اگر کسی فصل یا سال تمام پر (جو باہم ٹھہر جائے) بقایا رہے گی، تو سوائے یا ڈیورھی یا دونی (جو قرار پائے) اس زمین کی اجرت متصور ہوگی، تو حسبِ قرار داد لے سکتا ہے، اور اگر پہلے معاہدہ صرف روپے بیگھے پر ہوا، اور باقی ٹوٹنے کے بعد باقی میں اس سے زیادہ کیا چاہے تو یہ حرام ہے کہ خلافِ معاہدہ ہے،

قال اللہ تعالیٰ یا ایہا الذین امنوا اوفوا بالعقود۔^۲

اللہ تعالیٰ نے فرمایا : اے ایمان والو! عقود کو پورا کرو (ت) (فتاویٰ رضویہ ج ۲۰ ص ۲۰۸)

(۵) ظاہر کے نام کا بکر مسلمان نے تسمیہ پڑھ کر ذبح کیا اس کا حکم شرعی کیا ہے؟ اس کے جواب میں فرمایا :

ذابح اگر غیر خدا کے نام پر ذبح کرے یعنی وقتِ ذبح جس طرح تکبیر کا حکم ہے یہ غیر خدا کا نام لے، مثلاً بسم اللہ کی جگہ باسم فلاں کہے تو ذبیحہ قطعاً حرام ہے،
قال اللہ تعالیٰ وما اهل به لغير اللہ۔^۳

اللہ تعالیٰ نے فرمایا : جس کو غیر اللہ کے نام پر ذبح کیا گیا۔ (ت)

اسی طرح اگر مسلمان کلمہ گو نے اس ذبح سے غیر خدا کی عبادت کا قصد کیا اور اہل اسلام اراقہ دوم لوجہ اللہ

عہ خصصت الکلام بالمسلم لان الشراك لا تحل ذبیحتہ مطلقاً وان سمي اللہ تعالیٰ
(باقی بر صفحہ آئندہ)

فتاویٰ رضویہ ج ۲۰

سے جس طرح کا تقرب اللہ جل جلالہ کی طرف چاہتے ہیں، اس نے اس ذبح سے اسی نوع کا تقرب غیر خدا

20
20

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

وقصد به التقرب اليه وحده عز وجل والكتابي تحل ذبيحته اذا سمي الله تعالى وحده وان قصد به التقرب الى غيره تعالى، قال النيشاپوري في تفسيره قال مالك والشافعي وابو حنيفة واصحابه، اذا ذبحوا على اسم المسيح فقد اهلوا به لغير الله فوجب ان يحرم واذا ذبحوا على اسم الله فظاهر اللفظ يقضي الحل الحل، ولا عبرة بما لو اراد به المسيح ^{عليه السلام} وقال في الهمدية عن البدائع لو سمع منه (يعني من الكتابي) ذكر اسم الله تعالى لكنه عني بالله تعالى وعز وجل المسيح عليه السلام قالوا توكل الا اذا نص فقال بسم الله الذي هو ثالث ثلاثة فلا يحل الخ اقول و السرفيه ما اشرنا اليه ان الكتابي لا يخرج بهذا عن كونه كتابيا فتحل اذا جرد التسمية لله تعالى كما ان المشرك لا يخرج عن الاشراك بتجريد التسمية فلا تحل وان سمي الله تعالى، اما المسلم فيخرج بهذا المقصد عن الاسلام فلا تحل هكذا ينبغي ان يفهم هذا المقام ۲۱ من قدس سره العزيز.

میں نے مسلمان کا خاص ذکر کیا کیونکہ مشرک اگرچہ اللہ وحدہ تعالیٰ کے نام اور اسی کا تقرب حاصل کرنے کے لئے ذبح کرے تب بھی اس کا ذبیحہ حلال نہ ہوگا، اور اہل کتاب (یہودی یا عیسائی) اگر اللہ تعالیٰ کے نام پر ذبح کرے تو اس کا ذبیحہ حلال ہوگا اگرچہ وہ غیر اللہ کے تقرب کے لئے ذبح کرے۔ علامہ نیشاپوری نے اپنی تفسیر میں فرمایا کہ امام مالک، شافعی، ابو حنیفہ اور ان کے اصحاب نے فرمایا کہ اگر عیسائی مسیح کے نام پر ذبح کریں تو انھوں نے یقیناً غیر اللہ کے نام پر ذبح کیا، لہذا ضروری ہے کہ وہ ذبیحہ حرام ہو اور اگر وہ اللہ تعالیٰ کے نام پر ذبح کریں تو ظاہر الفاظ کے اعتبار پر وہ ذبیحہ حلال ہوگا اور غیر لفظ کا اعتبار نہ ہوگا، ہندیہ میں فرمایا کہ بدائع میں ہے اگر کتابی عیسائی سے (باقی بر صفحہ آئندہ)

۱۔ غرائب القرآن (تفسیر النیشاپوری) تحت لایۃ ۲/۱۷۳ مصطفیٰ البابی مصر ۲/۲۷
۲۔ فتاویٰ ہندیہ کتاب الذبائح الباب الاول نورانی کتب خانہ پشاور ۵/۲۸۵

کی طرف چاہا تو بھی حُرمتِ ذبیحہ میں کلام نہیں اگرچہ اس پر زبان سے خالص تکبیر ہی کہی ہو کہ جب اس نے غیر خدا کو معبود قرار دیا یا اس ذبح سے اس کی عبادت کا قصد کیا مرتد ہو گیا، اور مرتد کا ذبیحہ حلال نہیں، مگر نازلہ مسئلہ سائل ان صورتوں سے بری ہے کہ یہ تو یقیناً معلوم کہ کوئی کلمہ گو ذبح کرتے وقت بسم اللہ کی جگہ باسم ظاہر ہرگز نہیں کہتا، نہ زہار کسی مسلمان پر یہ گمان ہو سکتا ہے کہ وہ غیر خدا کی عبادت چاہے اور ظاہر و اہر بھنگیوں وغیرہم کفار کے باطل معبودان کو معاذ اللہ معبود قرار دے، تو لاجرم اس نے اللہ ہی کے نام ذبح کیا اور عبادتِ غیر خدا کا خیال بھی اس کے دل میں نہ آیا، بلکہ اصلاً اس پر بھی کوئی دلیل نہیں کہ اس کی جان دینے سے فقیر مسلم اس معبود باطل کی مجرد تعظیم (جو مثل تعظیم اہل دنیا بوجہ غنا انجائے تعظیم الہی سے نہیں ہو سکتی) منظور رکھی ہو کہ مسئلہ ذبح عند قدم الامیر کو اس سے تعلق ہو سکے، انصاف یہ ہے کہ اس طرح کے فقیروں کو صرف اپنے کھانے سے غرض ہوتی ہے، کافر بلا کر لے گیا انھوں نے تکبیر کہہ کر بطور مسلماناں ذبح کیا اور اپنے کھانے کے قابل کر دیا، اس کے سوا انھیں دوسری نیتِ فاسدہ کا مرتکب جاننا مسلمان پر نری بدگمانی ہے جو بنصِ قطعی قرآن حرام،

قال اللہ تعالیٰ یا ایہا الذین آمنوا اجتنبوا کثیرا من الظن ان بعض الظن اثم۔
اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے ایمان والو! بہت سے گمانوں سے بچو کہ کچھ گمان گناہ ہیں۔ (ت)
(فتاویٰ رضویہ ج ۲۰ ص ۲۲۸ تا ۲۳۰)

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

ذبح کے وقت اللہ تعالیٰ کا نام سننا لیکن اس نے اللہ تعالیٰ سے مراد مسیح علیہ السلام کو لیا تو فقہائے نے فرمایا کہ اس کا ذبیحہ کھایا جائے گا جب تک کہ صریح الفاظ میں یوں نہ کہے اللہ کے نام سے جو تین میں سے تیسرا ہے، اگر صریح طور پر ایسے کہے تب حرام ہوگا الخ، **اقول** (میں کہتا ہوں) اس میں نکتہ یہ ہے جیسا کہ ہم نے اشارہ کیا ہے کہ عیسائی و کتابی خالص اللہ تعالیٰ کا نام لینے اور مراد مسیح علیہ السلام لینے پر کتابی ہونے سے باہر نہ ہوگا، لہذا اس کا ذبیحہ حلال جس طرح مشرک خالص اللہ تعالیٰ کا نام لینے اور اسی کا تقرب ادا لینے سے شرک سے باہر نہ ہوگا لہذا اس کا ذبیحہ حلال نہ ہوگا جبکہ مسلمان غیر اللہ کا تقرب و عبادت مراد لینے پر اسلام سے باہر ہو جاتا ہے لہذا وہ ذبیحہ حلال نہ ہوگا، اس مقام کو یوں سمجھنا مناسب ہے ۱۲ منہ قدس سرہ العزیز (ت)

(۶) اسی مسئلہ مذکورہ میں مزید فرمایا،

اور دل کے ارادے پر حکم کرنا خصوصاً ایسا کہ صراحتاً خلاف ظاہر و موہوم مضحک بلکہ محض غلط باطل ہے، بیشک جرم عظیم ہے،

قال الله تعالى ولا تقف ما ليس لك به علم ان السمع والبصر والفؤاد كل اولئك كان عنه مسئولا

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: بے یقین بات کے پیچھے نہ پڑ، بیشک کان، آنکھ، دل، سب سے سوال ہونا ہے۔ (ت)

وقال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم اقلا شققت عن قلبه ختى تعلم اقالها ام لا۔ اخرجه مسلم عن اسامة بن زيد رضى الله تعالى عنها۔

(رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:) تو نے اس کا دل چیر کر کیوں نہ دیکھا کہ دل کے عقیدے پر اطلاع پاتا (اس کو مسلم نے اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے۔ ت) سیدی عارف باللہ احمد زروق روح اللہ تعالیٰ روح فرماتے ہیں:

انما ينشئ الظن الخبيث عن القلب الخبيث۔ ذكره سیدی عبد الغنى النابلسی فی الحديقة الندية۔

خبیث گمان خبیث دل سے نکلتا ہے (اس کو سیدی عبد الغنی النابلسی نے حدیقة الندیہ میں ذکر کیا ہے۔ ت)

تفسیر کبیر میں فرمایا،

انما کلفنا بالظاہر لا بالباطن فاذا ذبحہ علی اسم اللہ وجب ان یحل ولا سبیل لنا الی الباطن

ہم ظاہر کے مکلف ہیں باطن کے نہیں، تو جب اس نے اللہ تعالیٰ کے نام پر ذبح کیا تو ضرور

۱۔ القرآن الکریم، ۱/۳۶

۲۔ صحیح مسلم کتاب الایمان باب تحریم قتل الکافر بعد قوله لا اله الا الله قديمی کتب خانہ کراچی ۱/۶۸

۳۔ الحديقة الندية شرح الطريقة المحمدية الخلق الرابع والعشرون مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد ۲/۸

۴۔ مفاتیح الغیب (التفسیر الکبیر) تحت لآیة ۲/۱۴۳ دارالکتب العلمیہ بیروت ۵/۱۹

حلال ہوگا، ہمیں اس کے باطن کی طرف راہ نہیں ہے۔ (ت)
غیہ وذخیرہ وشرح وہبانیہ ودر مختار وغیرہا میں ہے،

انا لافسی الظن بالمسلم انه يتقرب الى الآدمی بهذا الذخیر

ہم مسلمان پر بدگمانی نہیں کرتے کہ اس نے اس ذبح سے کسی آدمی کا تقرب چاہا ہے (ت)
دیکھو ائمہ دین و علمائے معتمدین کیونکر صاف تصریحیں فرماتے ہیں کہ ہمیں باطن کی طرف کوئی راہ نہیں ظاہر
پر عمل کا حکم ہے، جب مسلمان نے خدا کا نام لے کر ذبح کیا واجب ہوا کہ ذبیحہ حلال ہو، ہم مسلمان پر بدگمانی نہیں
کرتے کہ اس نے ذبح سے آدمی کی طرف تقرب چاہا ہو، جبکہ فقہائے عدول کے یہ اقوال، خدا و رسول کے
وہ ارشاد، تو اب سونے ظن پر بنانہ کرے گا مگر خبیث الباطن کج نہاد،

وما الله بغافل عما تعملون^۱، واللہ لا یحب الفساد^۲

اللہ تعالیٰ غافل نہیں اس سے جو تم کرتے ہو، اور اللہ تعالیٰ فساد کو پسند نہیں فرماتا۔ (ت)
پس صورتِ مستفسرہ میں وہ ذبیحہ قطعاً حلال ہے، اور اس فقیر اور اس کے ساتھ والوں نے
لحم مذکّی کھایا نہ مردار۔ فقہائے کرام نے خاص اُس جُزئیہ کی تصریح فرمائی کہ مثلاً مجوسی نے اپنے آشکدے
یا مشرک نے اپنے بتوں کے لئے مسلمان سے بکری ذبح کرائی اور اس نے خدا کا نام پاک لے کر ذبح کی بکری
حلال ہے، کھائی جائے۔ فتاویٰ عالمگیری و فتاویٰ تاتارخانیہ و جامع الفتاویٰ میں ہے،

مسلم ذبح شاة المجوسی لبیت ناسرهم، او الکافر لالهتهم توکل، لانه سبی

اللہ تعالیٰ ینہ

مسلمان نے مجوسی کی بکری اس کے آشکدہ کے لئے یا کافر کی بکری اُن کے بتوں کے لئے اللہ تعالیٰ
کے نام سے ذبح کی تو وہ کھائی جائے کیونکہ مسلمان نے اللہ تعالیٰ کے نام کو ذکر کیا ہے (ت)
البتہ مسلمان کے لئے اس صورت میں کراہت لکھتے ہیں، ہندیہ میں عبارتِ مذکورہ کے بعد ہے،
ویکرة للمسلم (مسلمان کے لئے اس میں کراہت ہے۔ ت) ظاہر ہے کہ مسلمان کو ایسا فعل

۲۳۰/۲	مطبع مجتہاتی دہلی	کتاب الذبائح	۱ در مختار
۲۰۵/۲	۳ القرآن الکریم		۲ القرآن الکریم ۸۵/۲
۲۸۶/۵	نورانی کتب خانہ پشاور	کتاب الذبائح	۳ فتاویٰ ہندیہ بحوالہ التاتارخانیہ عن جامع الفتاویٰ
۲۸۶/۵	نورانی کتب خانہ پشاور	کتاب الذبائح	۴ فتاویٰ ہندیہ

کرنا نہ تھا کہ اس میں بظاہر گویا اس کافر کا کام پورا کرنا اور اس کے زعم میں اس کے قصد مذموم کا آلہ بننا ہے، اگرچہ حقیقت امر بالکل اس کے مبین ہے کما لایخفی (جیسا کہ پوشیدہ نہیں - ت) بالجملہ اس مسئلہ میں حتیٰ یہ ہے کہ یہاں صرف وقت ذبح قول و نیت ذابح کا اعتبار ہے، اگر ذابح مسلم نے اللہ ہی کے لئے ذبح کیا اور وقت ذبح اللہ ہی کا نام لیا تو ذبیحہ قطعاً حلال، اگرچہ مالک نے کسی کے نام پر مشہور کر رکھا ہو۔

قال اللہ تعالیٰ وما لکم ان لا تاکلوا مما ذکر اسم اللہ علیہ ۱؎
اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تمہیں کیا ہوا کہ تم اللہ تعالیٰ کے نام پر ذبیحہ کو نہیں کھاتے۔ (ت)
یونہی کتابی کا ذبیحہ، اگر بوقت ذبح خالص نام خدا لے۔

قال تعالیٰ طعام الذین ادتوا الکتب حل لکم ۲؎ واللہ سبحنہ وتعالیٰ اعلم
اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اہل کتاب کا طعام تمہارے لئے حلال ہے۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ

اعلم (ت) (فتاویٰ رضویہ ج ۲۰ ص ۲۳۱ تا ۲۳۳)

(۷) حلال جانوروں کے اعضاء مکروہہ کے بیان کے ضمن میں فرماتے ہیں:
ہمارے امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: خون تو حرام ہے کہ قرآن عظیم میں اس کی تحریم منصوص، اور باقی چیزیں مکروہہ سمجھتا ہوں کہ سلیم الطبع لوگ ان سے گھن کرتے ہیں اور انہیں گندی سمجھتے ہیں، اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ویحرم علیہم الخبثۃ یہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان پر سب گندی چیزیں حرام فرمائے گا۔

حاشیہ علامہ طحاوی میں ہے:

قال ابو حنیفۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اما الدم فحرام بالنص واکراہ الباقیۃ لانہا
مما تستخبثہ الانفس، قال اللہ تعالیٰ ویحرم علیہم الخبثۃ ۳؎
امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا لیکن خون تو وہ حرام ہے یہ قرآنی نص سے ثابت ہے

۱؎ القرآن الکریم ۱۱۹/۶

۲؎ ۵/۵

۳؎ ۱۵۷/۷

۴؎ حاشیہ الطحاوی علی الدر المختار مسائل شتی دار المعرفۃ بیروت ۳۶۰/م

اور باقی کو میں مکروہ تحریمیہ سمجھتا ہوں کیونکہ ان سے نفوس نفرت کرتے ہیں، اور جبکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے، ویحرم علیہم الخبثت اور یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان پر سب گندی چیزیں حرام فرمائے گا۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۲۰ ص ۲۳۴، ۲۳۵)

(۸) بتوں کے نام پر چھوڑے ہوئے جانوروں کے بارے میں ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے فرمایا: مشرکین اپنے بتوں کے لئے ساند چھوڑتے اسے سائبہ کہتے، جسے کان چیر کر چھوڑتے اُسے بکرہ کہتے، اور ان جانوروں کو حرام جانتے۔ اللہ تعالیٰ نے اُن کا رد فرمایا کہ،

ما جعل الله من بحيرة ولا سائبة ولا وصيلة ولا حام ولكن الذين يفترون على الله الكذب واکثرهم لا یعقلون

اللہ نے مقرر نہیں کیا ہے کان چرا ہوا اور نہ بحیرہ اور نہ وصیلہ اور نہ حامی، ہاں کافر لوگ اللہ پر جھوٹا افتراء باندھتے ہیں اور ان میں اکثر بڑے بے عقل ہیں۔ (ت)

یعنی یہ باتیں اللہ نے تو ٹھہرائیں نہیں لیکن کافراں پر جھوٹ باندھتے ہیں، تو ان جانوروں کو حرام بنانا کافروں کا قول اور قرآن مجید کے خلاف ہے، اور آیہ ما اهل به لغير الله اس جانور کے لئے ہے جس کے ذبح میں غیر خدا کا نام پکارا جائے، چھوڑے ہوئے جانور سے اسے کوئی تعلق نہیں، نہ کہ مٹھائی تک پہنچے، یہ تعصب و باہیوں کے جاہلانہ خیال ہیں کہ ”جاندار یا بے جان، ذبیحہ ہو یا غیر، جس چیز کو غیر خدا کی طرف منسوب کر کے پکاریں گے حرام ہو جائے گی۔“ ایسا ہو تو اُن کی عورتیں بھی اُن پر حرام ہوں کہ وہ انھیں کی عورتیں کہہ کر پکاری جاتی ہیں اللہ تعالیٰ کا نام ان پر نہیں لیا جاتا، ایسے یہودہ خیالوں سے بچنا لازم ہے، ہاں بُت کے چڑھاوے کی مٹھائی پر شاد مسلمانوں کو نہ لینا چاہئے کہ کافرا سے صدقہ کے طور پر بانٹتے ہیں، وہ لینا ذلت بھی ہے اور معاذ اللہ جو چیز انھوں نے تعظیم بُت کے لئے بانٹی اس کا اُن کے موافق مراد استعمال بھی ہے بخلاف چھوڑے ہوئے جانور کے کہ اس کا کھانا کافروں کے خلاف مراد اور ان کی ذلت ہے، اس میں عرج نہیں، مگر شرط یہ ہے کہ فتنہ نہ ہو، ورنہ فتنہ سے بچنا لازم ہے۔

قال الله تعالى الفتنه اشد من القتل واللہ تعالیٰ اعلم

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: فتنہ قتل سے شدید تر ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم (ت)

(فتاویٰ رضویہ ج ۲۰ ص ۲۶۰، ۲۶۱)

(۹) مزید فرمایا :

حلال ہے ،

قال الله تعالى "وما لكم الا تاكلوا مما ذكر اسم الله عليه" والله تعالى اعلم
 اللہ تعالیٰ نے فرمایا : تمہیں کیا ہو کہ نہیں کھاتے جس پر اللہ تعالیٰ کا نام پکارا گیا۔ واللہ تعالیٰ اعلم (ت)
 (فتاویٰ رضویہ ج ۲۰ ص ۲۶۲)

(۱۰) مزید فرمایا :

سانڈ اگر اللہ کے لئے ذبح کر لیا جائے گا تو اس کے گوشت کی حلت میں تو کوئی کلام ہی نہیں ،
 قال الله تعالى "ما جعل الله من بحيرة ولا سائبة" ^۱
 اللہ تعالیٰ نے فرمایا : اللہ تعالیٰ نے بحیرہ اور سائبہ نہیں بنائے۔ (ت)
 کافروں کا یہ اعتقاد تھا کہ کان چیر کر چھوڑ دیا یا بجا کر دیا تو اس کا کھانا حرام ہے ، قرآن عظیم نے
 اس کا رد فرمادیا۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۲۰ ص ۲۶۲ ، ۲۶۳)

(۱۱) مزید فرمایا :

اس چھوڑ دینے سے وہ جانور حرام نہیں ہو جاتا ،
 قال الله تعالى "ما جعل الله من بحيرة ولا سائبة ولا وصيلة ولا حام ولكن
 الذين كفروا يفترون على الله الكذب واكثرهم لا يعقلون" ^۲
 اللہ تعالیٰ نے فرمایا : بحیرہ ، سائبہ ، وصیلہ اور حام اللہ تعالیٰ نے نہیں بنائے لیکن کافروں نے
 اللہ تعالیٰ پر جھوٹ افرا بانڈھا جبکہ ان کی اکثریت بے عقل ہے۔ (ت)
 تفسیر مدارک شریف میں ہے :
 يفترون على الله الكذب في نسبتهم هذا التحريم اليه ، واكثرهم لا يعقلون ان
 الله تعالى لم يحرم ذلك ^۳

۱۔ القرآن الکریم ۱۱۹/۶

۲۔ ۱۰۳/۵

۳۔ ۱۰۳/۵

اللہ تعالیٰ پر ان کے حرام کرنے کی نسبت میں افتراء باندھتے ہیں جبکہ ان کی اکثریت بے عقل ہے اللہ تعالیٰ نے ان کو حرام نہیں کیا۔ (ت)
(فتاویٰ رضویہ ج ۲۰ ص ۲۶۳، ۲۶۴)
(۱۲) مزید فرمایا:

اصل کلی اس میں یہ ہے کہ ذابح کی نیت اور وقت ذبح اس کے تسمیہ کا اعتبار ہے، اس کے سوا کسی بات کا لحاظ نہیں، اگر مالک نے خاص اللہ عزوجل کے لئے نیت کی اور ذابح نے بسم اللہ کی جبکہ بسم فلاں کہا، یا بسم اللہ ہی کہا اور اراقت دم سے عبادت غیر خدا مقصود رکھی ذبیحہ مردار ہو گیا، اور اگر مالک نے کسی غیر خدا اگرچہ بت یا شیطان کے لئے نیت کی اور اسی کے نام کی شہرت دی اور اسی کیلئے ذبح کرنے کے واسطے ذابح کو دیا، اور ذابح نے خاص اللہ عزوجل کے لئے اس کا نام پاک لے کر ذبح کیا بنص قطعی فترآن حلال ہو گیا،

قال اللہ تعالیٰ وما لکم ان لا تاكلوا مما ذکر اسم اللہ علیہ
اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تمہیں کیا ہوا کہ اس چیز میں سے نہ کھاؤ جس پر اللہ کا نام ذکر کیا گیا (ت)
(فتاویٰ رضویہ ج ۲۰ ص ۲۶۵)

(۱۳) اللہ کے نام پر ذبح کئے جانے والے جانور کے بارے میں فرمایا:
جانور جو اللہ عزوجل کے نام پر ذبح کیا جائے اور اس سے اللہ عزوجل ہی کی طرف تقرب مقصود ہو، اگرچہ اس پر باعث مسلمان کا اکرام یا اولیاء کرام کا، خواہ اموات مسلمین کو ایصالِ ثواب یا اپنے کوئی جائز مثل تقریب شادی نکاح وغیرہ یا جائز انتفاع مثل گوشت فروشی قصاباں ہو تو اس کے جائز و حلال ہونے میں شک نہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وما لکم ان لا تاكلوا مما ذکر اسم اللہ علیہ
تمہیں کیا ہوا کہ اس چیز سے نہ کھاؤ جس پر اللہ سبحنہ کا نام پاک لیا گیا۔
(فتاویٰ رضویہ ج ۲۰ ص ۲۶۶)

(۱۴) بدگمانی کی مذمت کرتے ہوئے فرمایا:
اللہ عزوجل فرماتا ہے:

یا ایہا الذین آمنوا اجتنبوا کثیرا من الظن ان بعض الظن اثم^۱
اے ایمان والو! بہت سے گمان سے بچو بیشک کچھ گمان گناہ ہیں۔

اور فرماتا ہے:

ولا تقف ما ليس لك به علم ط ان السمع والبصر والفؤاد كل اولئك كان عنه
مسئولا^۲

بے یقین بات کے پیچھے نہ پڑ، بیشک کان، آنکھ اور دل سب سے سوال ہونا ہے۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۲۰ ص ۲۷۴)

(۱۵) آیت کریمہ وما لکم ان لا تاکلوا الایۃ کی تفسیر میں امام رازی کا ارشاد ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

اللہ عز وجل فرماتا ہے:

وما لکم ان لا تاکلوا مما ذکر اسم اللہ علیہ^۳

تمہیں کیا ہوا کہ نہ کھاؤ اس جانور سے جس کے ذبح میں اللہ کا نام یاد کیا گیا۔

امام فخر الدین رازی تفسیر کبیر میں فرماتے ہیں:

انما کلنا بالظاہر لا بالباطن فاذا ذبحہ علی اسم اللہ وجب ان یحسل، و

لا یسئل لنا الحی الباطل^۴

یعنی ہمیں شرع مطہر نے ظاہر پر عمل کا حکم فرمایا ہے باطن کی تکلیف نہ دی، جب اس نے اللہ عز وجل کا نام پاک لے کر ذبح کیا جانور حلال ہو جانا واجب ہوا کہ دل کا ارادہ جان لینے کی طرف ہمیں کوئی راہ نہیں۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۲۰ ص ۲۷۸، ۲۷۹)

(۱۶) شریعت کے احکام کو بناوٹی کھنے والے کی مذمت کرتے ہوئے فرمایا:

جو حکم شرع کو بناوٹی بتائے اگر جاہل ہے سمجھایا جائے، ورنہ اس پر لزوم کفر ہے تو بہ کرے، تجدید اسلام کرے، اس کے بعد اپنی عورت سے نکاح جدید، یہی حکم اس کے ساتھیوں کا ہے، یہ لوگ جیب تائب نہیں ہوں

۱۔ القرآن الکریم ۱۲/۲۹

۲۔ ۳۶/۱۷

۳۔ ۱۱۹/۶

۴۔ مفتاح الغیب (التفسیر الکبیر) تحت لایۃ ۱۷۳/۲ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱۹/۵

مسلمان ان سے میل جول نہ کریں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :

وَأَمَّا نِيسَيتُكَ الشَّيْطَانُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرَىٰ مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ۖ
اور جب کبھی شیطان تجھ کو بھلا دے تو یاد آنے پر ظالم قوم کے پاس مت بیٹھ۔ (ت)
(فتاویٰ رضویہ ج ۲۰ ص ۲۸۲)

(۱۷) ضد کے طور پر مسلمان قصائی کو چھوڑ کر ہندو سے گوشت خریدنے والے مسلمان کے بارے میں فرمایا :

ایسا شخص حرام خوار، حرام کار، مستحق عذاب پروردگار، سزاوار عذابِ نار ہے، تعزیر شرعی یہاں کون کسے دے سکتا ہے یہی بس ہے کہ مسلمان اس سے یک لخت قطع تعلق کر دیں۔
قال اللہ تعالیٰ لَا تَرْكَنُوا إِلَى الَّذِينَ ظَلَمُوا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ ۖ
(اللہ تعالیٰ نے فرمایا :) ظلم کرنے والوں کی طرف میلان نہ کرو کہ تم کو آگ مَس کرے۔ (ت)
(فتاویٰ رضویہ ج ۲۰ ص ۲۸۲)

(۱۸) آیت کریمہ ”ما اهل به لغير الله“ کی تفسیر کے بارے میں فرمایا :
عند التحقيق کریمہ ”ما اهل به لغير الله“ میں اہلال وقت ذبح مقصود، یعنی اُس وقت اگر نام غیر خدا لیا گیا حرام ہے، اس معنی پر آیت کریمہ کو صورتِ مسئلہ سے کچھ علاقہ ہی نہیں، اور بعض نے جو پیش از ذبح جانور پر نام غیر خدا پکار دینا مراد رکھا ان کے نزدیک بھی استمرار اُسی کا تادم ذبح شرطِ حرمت ہے، استدلال شاہ عبدالعزیز صاحب کا حدیث ”ملعون من ذبح لغير الله“ (جس نے غیر اللہ کے نام پر ذبح کیا وہ ملعون ہے۔ ت) اور عبارت نیشاپوری :

اجمع العلماء لو ان مسلماً ذبح ذبیحة وقصد بذبحها التقرب الى غیر الله صار مرتداً وذبیحته ذبیحة مرتد ۛ

علماء کا اجماع ہے کہ اگر مسلمان نے جانور کو غیر اللہ کے تقرب کے لئے قصداً کرتے ہوئے ذبح کیا تو

۲ القرآن الکریم ۱۱/ ۱۱۳

۱ القرآن الکریم ۶/ ۶۸

۳ " ۱۴۳/۲

ص ۶۱۰

مطبع مجتہائی دہلی

تحت لایۃ ۱۴۳/۲

فتح العزیز (تفسیر عزیزی)

۶۱۱

"

"

"

"

۵

وہ مرتد ہو جائے گا اور اس کا ذبیحہ مرتد کے ذبیحہ کی طرح ہوگا۔ (ت)
 سے اس کا صاف مؤید ہے، یہ مطلب ہرگز نہیں کہ جب ایک بار اس پر نام غیر خدا کا پکار دیا گیا نجس العین ہو گیا
 اب اگرچہ وہ نیت جاتی بھی رہے اور وقت ذبح تقرب الی اللہ ہی مقصود ہو اور نام بھی خدا ہی کا لیا جائے حرام
 رہے گا، حالانکہ علت حرمت مرتفع ہو گئی اور ارتفاع علت کو ارتفاع معلول لازم۔ شاہ صاحب اپنی تفسیر
 میں فرماتے ہیں،

اے ذکر نام خدا براں جانور وقتے فائدہ می دہد کہ تقرب بغیر خدا ارذل دور کردہ و خلاف آن شہرت
 دادہ و آواز دیگر دہند کہ مائزین کار برشتیم بے

ہاں اس جانور پر خدا کا نام ذکر کرنا تب فائدہ مند ہوگا جب غیر خدا کے تقرب کو دل سے نکال دے
 اور غیر خدا کے تقرب کے خلاف کو شہرت دے اور لوگوں کو بتائے کہ میں اس کام سے باز آ گیا ہوں۔ (ت)
 اس عبارت سے صاف ظاہر کہ اگر بعد اہلال للغیر و نیت فاسدہ زائد ہو جائے تو جانور قطعاً حلال ہے
 خصوصاً صورت مسئلہ میں کہ یہاں تو وہ بکرہ صاحب اہلال کی ملک ہی نہ رہا دوسرے شخص کا مملوک ہو گیا، کیا صرف
 ایک بار نام غیر خدا پکار دینے سے اس میں وہ حرمت ابدی و نجاست سرمدی آگئی کہ اب اگرچہ وہ نیت بھی جاتی رہی،
 اور اہلال للغیر بھی موقوف ہو جائے بلکہ جانور صاحب اہلال کی ملک بھی نہ رہے، اور مالک ثانی خاص خدا کے نام
 پر ذبح کرے، بایں ہمہ اس کی حرمت نہ جائے؟ یہ امر بالبداہتہ باطل، اور اس بکرے کی علت میں باتفاق فریقین
 کوئی شبہ نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم و حکمہ عز اسمہ احکم۔
 (فتاویٰ رضویہ ج ۲۰ ص ۲۹۳، ۲۹۴)

(۱۹) پیر کے نام کے بکرے سے متعلق فرمایا،

اس مسئلہ میں حق یہ ہے کہ نیت ذابح کا اعتبار ہے، اگر اس نے اراقہ دم تقرباً الی اللہ کی اور وقت ذبح
 نام الہی لیا جانور بنص قطعی قرآن عظیم حلال ہو گیا۔

قال اللہ تعالیٰ ما لکم ان لا تاکلوا مما ذکر اسم اللہ علیہ

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تمہیں کیا ہوا کہ تم اسے نہیں کھاتے جس پر اللہ کا نام پکارا گیا۔ (ت)

(فتاویٰ رضویہ ج ۲۰ ص ۲۹۶)

(۲۰) آیت کریمہ ”حرمت علیکم البیتۃ والدم الایۃ“ کی تفسیر اور اس کے ضمن میں وہابیہ کا رد
 کرتے ہوئے فرمایا:

اللہ عزوجل فرماتا ہے،

حرمت علیکم البیتۃ والدم ولحم الخنزیر وما اهل لغير الله به والمنخنقة والموقوذة والمتردية والنطيحة وما اكل السبع الا ما ذکیتہ

تم پر حرام کیا گیا مردار اور خون اور سورت کا گوشت اور جس کے ذبح میں غیر خدا کا نام لیا گیا، اور گلا گھونٹی اور لاٹھیوں سے ماری، اور اوپر سے گرنے والی، اور جسے کسی نے سینک مارا، اور درندہ کی کھائی ہوئی مگر جسے تم ذبح کرلو۔

عہ ایضاً فتوئے مولوی محمد مرتضیٰ از بلکوٹ، ڈاکخانہ اوڑی، ریاست کشمیر کہ در تحریم مقطوع الادواج من سبع بود ۲۹ صفر ۱۳۳۲ھ ایس عبارت نوشتہ شد فی الواقع اگر درندہ محل ذبح کہ ما بین اللبۃ واللحیۃ ست دویا بیشتر ادواج را برید کہ اتصال آنها بدماغ یا سینہ منقطع شد حالا ذبح نتوان شد لغوات محلہ پس الا ما ذکیتہ صادق نیاید آرے اگر دندان زدہ رگ را قدرے شکافۃ است کہ فرق باشند قطع یا در غیر محل مذکور چنانکہ در سریا بر صدر و مجروحہ ہنوز زندہ است آن ذبح کردہ شد حلال می شود و بقاء محل الذبح فیدخل فی قولہ تعالیٰ الا ما ذکیتہ تحقیق و تفصیل این مسئلہ در فتاویٰ فقیر جلد ہفتم کتاب الذبائح است، وبالله التوفیق واللہ سبحنہ وتعالیٰ اعلم و علمہ جل مجدہ اتم واحکم۔

نیز مولوی مرتضیٰ از بلکوٹ، ڈاکخانہ اوڑی، ریاست کشمیر نے درندہ کی قطع کردہ ادواج (گلے کی رگیں) پر جانور کہ حرام قرار دینے کا فتویٰ ۲۹ صفر ۱۳۳۲ھ کو دیا، وہ عبارت یہ ہے، اگر فی الواقع درندے نے مقام ذبح بولبہ اور لحیہ کے درمیان ہے میں دویا زیادہ ادواج کو کاٹ دیا ہو کہ ان کا تعلق دماغ یا سینہ سے منقطع ہو گیا ہو ایسی صورت میں وہ جانور ذبح کے قابل نہ ہوگا کیونکہ ذبح کا محل فوت ہو گیا، پس قرآن کا حکم الا ما ذکیتہ صادق نہ آئے گا، ہاں اگر رگوں کو زخم ہوا اور وہ قدرے پھٹ گئی ہوں اور مکمل قطع نہ ہوئی ہوں یا محل ذبح مذکور کے غیر مثلاً سریا سینہ کو درندے نے کاٹ دیا اور زخمی جانور ابھی زندہ ہو اور ذبح کر لیا گیا تو حلال ہوگا کیونکہ ذبح کا محل باقی تھا تو اللہ تعالیٰ کے ارشاد الا ما ذکیتہ میں داخل ہوگا۔ اس مسئلہ کی تحقیق و تفصیل ہمارے فتاویٰ جلد ہفتم (جو کہ اب میسویں ہے) کتاب الذبائح میں ہے، توفیق اللہ تعالیٰ سے ہے۔ واللہ سبحنہ وتعالیٰ اعلم و علمہ جل مجدہ اتم واحکم۔ (ت)

(فتاویٰ رضویہ ج ۲۰ ص ۲۹۷ تا ۲۹۹)

گائے بکری کا ذبح کرنا جائز ہے،

اللہ تعالیٰ نے فرمایا : بیشک اللہ تعالیٰ نے تمہیں حکم دیا ہے کہ گائے کو ذبح کرو۔ (ت)

قال الله تعالى "ما قطعتم من لينة أو تركتموها قائمة على أصولها فبإذن الله" ^{۱۳}

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تم نے جو درخت کاٹے یا ان کو تم نے باقی کھڑا رہنے دیا تو یہ اللہ تعالیٰ

لے القرآن الکریم ۳/۵

$$42/2 = 21$$

5/59 = 93

کے حکم سے ہوا۔ (ت)

ہاں دائم النحر البتہ ترکیب سخت کثیر اور سختی عذاب نار ہے، مگر یہ کہنا اُس کی نسبت بھی باطل ہے کہ اس کی مغفرت کبھی نہیں ہوگی، یہ صرف کافر کے لئے ہے، مسلمان کیسا ہی گنہگار ہو زیرِ مشیت ہے، چاہے عذاب فرمائے تو اس کا عدل ہے، چاہے بلا عذاب بلکہ بلا حساب بخش دے تو اُس کا فضل ہے۔

ان الله لا يغفر ان يشرك به ويغفر ما دون ذلك لمن يشاء

اللہ تعالیٰ نہ مغفرت فرمائے گا کہ اس کے ساتھ شریک ٹھہرایا جائے، اور مغفرت فرمائے گا اس

سے کم کو جس کو وہ چاہے گا۔ (ت) (فتاویٰ رضویہ ج ۲۰ ص ۳۰۶، ۳۰۷)

(۲۲) گائے کے گوشت کا حکم شرعی بیان کرتے ہوئے فرمایا:

گائے کی حلت شریعت قدیمہ ہے۔ اللہ عزوجل قرآن عظیم میں فرماتا ہے:

هل اتاك حديث ضيف ابراهيم المكمين اذا دخلوا عليه فقالوا سلما قال سلام

قوم منكرونا فراخ الى اهلہ فجاء بعجل سمین۔ دوسری جگہ فرمایا: بعجل حنین

یعنی کیا آتی تیرے پاس خبر ابراہیم کے عزت دار مہمانوں کی، جب وہ اس کے پاس آئے بولے سلام، کہا سلام انجانے لوگ ہیں پھر جلدی کرتا اپنے گھر گیا، سوان کے کھانے کو لے آیا ایک فریہ بچھا بھنا ہوا۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۲۰ ص ۳۲۰، ۳۲۱)

(۲۳) مچھلی کی حلت کے بارے میں فرمایا:

مچھلی تر ہو یا خشک مطلقاً حلال ہے،

قال الله تعالى واحل لكم صيد البحر

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: حلال کیا گیا تمہارے لئے بحری شکار کو۔ (ت)

سوائے طافی کے جو خود بخود بغیر کسی سبب ظاہر کے دریا میں مرکرتی آتی ہے۔ عالمگیریہ میں ہے:

السماك يحل اكله الا ما طافا منه

مچھلی کھانا حلال ہے ماسوائے مرکر پانی پر تیرنے والی کے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۲۰ ص ۳۳۳)

۲ القرآن الکریم ۵۱/۲۴ تا ۲۶

۱ القرآن الکریم ۴/۳۸ و ۱۱۶

۳ ۵/۹۶

۳ ۱۱/۶۹

۲۸۹/۵

نورانی کتب خانہ پشاور

الباب الثانی

۵ فتاویٰ ہندیہ کتاب الذبائح

(۲۴) موقوذه کا حکم شرعی بیان کرتے ہوئے فرمایا :

مدارک التنزیل میں ہے :

الموقوذة التي اتخنوها ضرباً بعصا او حجر

موقوذه وہ ہے جس کو لاٹھی یا پتھر سے مارا ہو۔ (ت)

معالم میں ہے :

قال قتادة كانوا يضربونها بالعصا فاذامات اكلوها فظهر ان المضروب بكل مثقل كالبنطقة ولو بنطقة الرصاص كله من الموقوذة فيحل بالذكاة وان قلت الحياة۔

قتادہ نے کہا جاہلیت میں لوگ جانور کو لاٹھی مارتے جب مرجاتا تو اسے کھاتے تھے اھ تو ظاہر ہوا کہ کسی دباؤ والی چیز سے ضرب لگی ہوئی جیسے بندوق اگرچہ تانبے کی گولی ہو تو وہ موقوذه یعنی لاٹھی زدہ کے حکم میں ہے تو وہ ذبح سے حلال ہوگی اگرچہ حیات قلیل ہو۔ (ت) (فتاویٰ رضویہ ج ۲۰ ص ۳۴۶)

(۲۵) مال مشترک سے قربانی کے بارے میں ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے اور ایک غلط فتویٰ کا رد

کرتے ہوئے فرمایا : **الجواب المختصر** : صورت مستفسرہ میں قربانی بلاشبہ جائز ہے ، اور بعض کا وہ شبہ محض بے اصل و

باطل ہے ، اجازت اباحت ہے ، اور اباحت وہبہ میں زمین آسمان کا فرق ہے ، قربانی تو یوں ناجائز کر لی ، مال مشترک سے شریکیوں کا کھانا پہننا کہ زمانہ رسالت سے بلائیکہ رائج ہے سب حرام ہو جائے گا کہ وہبہ مشاع ہوا اور وہبہ مشاع ناجائز ہے ، حالانکہ رب عز وجل فرماتا ہے ،

وان تخالطوهم فاخوانکم

اگر تم آپس میں ملاؤ تو وہ تمہارے بھائی ہیں۔ (ت)

اور فرماتا ہے :

ليس عليكم جناح ان تاكلوا جميعا او اشتاتا۔

تمہیں حرج نہیں کہ تم اکٹھے کھاؤ یا متفرق۔ (ت)

۱/۲۶۹	دارالکتب العربی بیروت	۵/۳	تحت الآیۃ	۱۔ مدارک التنزیل (تفسیر الفسفی)
۲/۴	دارالکتب العلمیۃ بیروت	۵/۳	تحت الآیۃ	۲۔ معالم التنزیل (تفسیر البغوی)
	۴۱/۲۴	۲۲۰/۲		۳۔ القرآن الکریم

اس فتویٰ کے انداز سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ فتویٰ دینے والے لوگ فقہ نہیں جانتے، نہ اس کام کے اہل ہیں، اور نہ اہل کو فتویٰ دینا حرام اور سخت کبیرہ ہے۔ حدیث میں ہے:

من افتی بغير علم لعنته ملئكة السماء والارض
جو بغير علم کے فتویٰ دے آسمان وزمین کے فرشتے اس پر لعنت کریں۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۲ ص ۳۷۷)

(۲۶) ہندوؤں کی خوشنودی کے لئے گائے ذبح کرنے سے اجتناب کرنے کے بارے میں فرمایا:

خوشنودی ہنود کے لئے گاؤں کشی بند کرنا یا اس کی توسیع میں جو اللہ و رسول نے دی کمی قبول کرنا مسلمانوں کا کام نہیں،

قال الله تعالى "ولا تكونوا الى الذين ظلموا فتسلكم النار"، وقال الله تعالى
والله ورسوله احق ان يرضوه ان كانوا مؤمنين۔" واللہ تعالیٰ اعلم۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تم ظلم کرنے والوں کی طرف میلان نہ کرو کہ تم کو آگ جہنم چھوئے، اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا، اور اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول زیادہ حق رکھتے ہیں کہ وہ اس کو راضی کریں اگر وہ یمن ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم (ت)

(فتاویٰ رضویہ ج ۲ ص ۳۷۸)

(۲۷) رسالہ "ہادی الاضحیۃ بالشاة الہندیۃ" میں اپنی تحقیقی انیٹی پیش کرتے ہوئے فرمایا:

الاول قال ربنا عز من قائل "أحللت لكم الانعام"، الحی قولہ عز وجل
ثمَّ مَحَلِّهَا إِلَىٰ بَيْتِ الْعَتِيقِ، وقال سبحانه وتعالى "ولكل أمة جعلنا منسكاً لِيَذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ
تعالى على ما سرز قهم من بهيمة الانعام، فقد افاد جل جلاله ان الانعام كلها محل
المنسك، وانها التي يتقرب بنحرها وذبحها الى ربنا ورسولنا دون سائر البهائم و
الحيوانات، قال الامام محي السنة البغوي في معالم التنزيل "ليذكروا اسم الله على
ما سرز قهم من بهيمة الانعام" عند نحرها وذبحها وسماءها بهيمة لانها

۱۔ کنز العمال بحوالہ ابن عساکر عن علی حدیث ۲۹۰۱۸ مؤسستہ الرسالہ بیروت ۱۰/۱۹۳

الفقیہ والمتفقہ باب ماجاء من الوعيد لمن افتی بغير علم حدیث ۱۰۴۳ دار ابن جوزی ریاض ۲/۳۲۷

۳۔ القرآن الکریم ۹/۶۲

۵۔ ۳۲/۲۲

۴۔ القرآن الکریم ۱۱/۱۱۳

۵۔ ۲۲/۳۰ تا ۳۳

لا تسكلم ، وقال بهيمة الانعام وقيدها بالنعم لان من البهائم ما ليس من الانعام كالخيل
والبغال والحمير ، لا يجوز ذبحها في القرابين ^{لله} ولا امرى موتا بارتاب في ان حيواننا هذا
من بهيمة الانعام ، فانه اهلى ذات قوائم اربع وظلف ، قال في المصباح المنير لغة
الفقه " الانعام ذات الخف ، والظلف ، وهى الابل ، والبقر ، والغنم ^{لله} فان كنت في
سريب من هذا فانبتنا صاذا تراها ، امن الوحوش امن السباع ، امن الطيور ، امن
من الهوام ، امن ذوات الحوافر ، امن نوع اخر مقطوع الدابر ، ما به علم ولا عنه مخبر .
تنبیه اول اس بات کے بیان میں کہ | اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے : تمہارے لئے حلال کئے گئے انعام
صرف انعام ہی قربانی کے جانور ہیں | سوا ان کے جن کی ممانعت تم پر پڑھی جاتی ہے تو دور ہو بتوں کی
گندگی سے اور پھر جو بی بیات سے ایک اللہ کے ہو کر ، پھر اس کا سا جی کسی نہ کرو ، اور جو اللہ کا شریک کرے
کہ وہ گویا گرا آسمان سے کہ پرندے اُسے اُچک لے جاتے ہیں ، یا اُسے ہوا کسی دوسری جگہ پھینکتی ہے ، بات
یہ ہے ، اور جو اللہ کے نشانوں کی تعظیم کرے تو یہ دلوں کی پرہیزگاری سے ہے ، تمہارے لئے انعام میں فائز
ہیں ایک مقررہ میعاد تک ، پھر ان کا پہنچنا ہے اس آزاد گھرتک ۔ اور ہر امت کے لئے ہم نے ایک قربانی
مقرر فرمائی کہ اللہ کا نام لیں اس کے دیے ہوئے بے زبان چوپالیوں پر (تو تمہارا معبود ایک ہے تو اسی کے
حضور گر دن رکھو) (سورہ حج ، پ ۱۰)

ان آیات کا مفاد یہ ہے کہ جانوروں میں صرف انعام ہی قربانی اور ہدایا کے لئے مخصوص ہیں ۔ حضرت
امام بغوی نے اس مضمون پر تفسیر معالم میں دوسری آیت کے تحت تصریح فرمائی یعنی ان جانوروں کے ذبح
اور نحر کے وقت بسم اللہ اللہ اکبر کہو ، ان جانوروں کو انعام کہنے کی وجہ ان کا نہ بولنا ہے ، انعام کی
قید اس لئے لگائی کہ کچھ بہائم ایسے ہیں کہ قربانیوں میں ذبح نہیں کئے جاتے ، جیسے گھوڑا ، خیر ، گدھا ۔
اتنا ثابت ہو جانے کے بعد اس کی ضرورت تو نہ تھی کہ ہم بھیڑ کا انعام ہونا بھی ثابت کریں ، اور یہ کہ
یہ اہلی ہے وحشی نہیں ہے ، چار کھروالا چوپایہ ہے ، مگر ہم شہادتیں فراہم کر رہے ہیں :
انعام کھردار جانور اور خف والے ، یہ اہل ، بقر ، غنم ہیں (مصباح المنیر) ۔
اگر اس کے بعد بھی شبہ ہو تو بتاؤ کیا یہ وحشی ہے یا درندہ ہے یا پرندہ ہے یا حشرات الارض

۱۔ معالم التنزیل (تفسیر البغوی) تحت الآیۃ ۲۲/۳۴ دارالکتب العلمیۃ بیروت ۲۲۲/۳
۲۔ المصباح المنیر کتاب النون تحت اللفظ "النعم" منشورات دارالہجرت قم ایران ۶۱۴/۲

میں سے ہے، سُم والوں میں ہے یا کوئی ایسی قسم جس کی نسل ختم ہو گئی ہے۔

الثانی قال جل ذكره "ومن الانعام حمولة وفرشاط" قال الشاہ عبدالقادر الدہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ فی ترجمۃ الکریمۃ پیدا کئے مویشی میں لدنے والے اور دبے۔ وقال فی فوائدھا لدنے والے اونٹ اور بیل، اور دبے بکری اور بھیڑ۔

تنبیہ دوم اس بات کے ثبوت میں ارشاد الہی ہے، من الانعام حمولة وفرشاط۔ شاہ عبدالقادر کہ بکری انعام میں سے ہے رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ترجمہ میں فرمایا: پیدا کئے مویشی میں لدنے والے اور دبے، اور فوائد میں فرمایا: "لدنے والے اونٹ اور بیل، اور دبے والے بھیڑ اور بکری۔"

الثالث اجمع المسلمون واعترف الرجل ان الغنم من الاضاحی، وقد علم من یفرق بین البہم والبہم ان هذا من الغنم قال اللہ عز وجل "ومن البقر والغنم حرمنا علیہم شحومہما" قال الفاضل رفیع الدین الدہلوی فی ترجمتہ اور گائے سے اور بھیڑ بکری سے حرام کیں ہم نے اوپر ان کے چربیاں ان کی۔

تنبیہ سوم بھیڑ کے قربانی کے مفتی سابق نے اعتراف کیا اور تمام مسلمانوں کا اجماع ہے کہ غنم قربانی کے جانور ہونے پر اجماع ہے جانوروں میں سے ہے، اور چوپایوں کے درمیان فرق جاننے والے یہ خوب جانتے ہیں کہ بھیڑ غنم میں شامل ہے، قرآن عظیم کی آیت "ومن البقر والغنم حرمنا علیہم شحومہما" کا ترجمہ فاضل رفیع الدین دہلوی فرماتے ہیں: "اور گائے سے اور بھیڑ بکری سے حرام کیں ہم نے اوپر ان کے چربیاں ان کی۔"

الرابع انہا المرجع فی امثال الامور الی علماء اللسان، وکما علم کل من یعلم اللسان الثلاث حیوان الذی یسمی بالہندیۃ بکری و ذکرہ بکرا، هو الذی یسمی بالفارسیۃ بُز، و فی الاطلاق الاعم گوسپند، وبالعربیۃ معزا،

۱۔ القرآن الکریم ۶/۱۴۲

۲۔ موضع القرآن

تحت لآیۃ ۶/۱۴۲

۳۔

۴۔ القرآن الکریم ۶/۱۴۶

۵۔ ترجمۃ القرآن لرفیع الدین

تحت لآیۃ ۶/۱۴۶

ص ۱۶۲، ۱۶۳

ممتاز کمپنی لاہور

وفي الاعم غنما وشاة ، وذكره تيسا وماعزا ، وانثاه عنزا وماعزة ، كذلك غلبوا ان
الحيوان الذي يسمى بالهندية بهيڑ ، وذكره مينڈھا ، وعند قوم وانثاه بهيڑ
ولقوم بهيڑی هو الذي يستى بالفارسية ميش ، وبالاطلاقين الاخص والاعم گوسفند ،
وذكره المناطح قوچ ، وبالعربية ضانا وبالاطلاقين شاة وغمنا ، وذكره كبشا وضانا ، و
انثاه نعجة وضائنة ، قال عز وجل "ثمانية امواج من الضان اثنين ومن المعز اثنين"
قال في موضح القرآن پیدائے آٹھ نر و مادہ ، بھیڑ میں سے دو اور بکری میں سے دو ۔ وفي
ترجمة الرفیعة آٹھ جوڑے ، بھیڑ میں سے دو اور بکری میں سے دو ۔ وقال الشاہ ولی اللہ
الدہلوی فی ترجمتها آفرید ہشت قسم را از گوسفند دو قسم و از بز دو قسم یہ

ایضاً تنبیہ چہارم | اس بات کا فیصلہ کہ بھیڑ غنم میں داخل ہے یا نہیں وہی حضرات علماء کر سکتے
ہیں جن کو تینوں زبانوں میں مہارت ہو ، تو ان زبانوں کا عالم یہ خوب جانتا ہے کہ جس جانور کو ہندی میں
بکری اور اس کے نزدیک بکرا کہتے ہیں فارسی میں اسی کو بز اور عام بول چال میں گوسفند اور عربی میں معز
اور عام بول چال میں غنم و شاة کہتے ہیں ، اس کے مذکر کو "تیس" اور "ماعز" کہتے ہیں اور مونث کو
عنز اور ماعزہ کہتے ہیں ۔ اسی طرح یہ معروف بات ہے کہ ہندی میں جس جانور کو بھیڑ جس کا ذکر مینڈھا
اور بعض کی زمین میں بھیڑا کہتے ہیں اسی کی مونث کو بعض لوگ بھیڑا اور بعض بھیڑی کہتے ہیں اسی کو فارسی میں
میش اور عام بول چال میں گوسفند اس کا مذکر مناٹح قوچ کہلاتا ہے یہی زبان عربی میں ضان ، اور دونوں
اطلاقوں میں شاة و غنم کہلاتا ہے اس کا مذکر ضان و كبش ، اور مونث کو نعجة وضائنة کہا جاتا ہے ۔ اللہ تعالیٰ
کا فرمان "ثمانية امواج من الضان اثنين" پیدائے آٹھ نر و مادہ بھیڑ سے اور بکری سے دو ۔
(از موضح القرآن)

آٹھ جوڑے بھیڑ میں سے دو اور بکری میں سے دو ۔ (شاہ رفیع الدین)

آفرید ہشت قسم از گوسفند دو قسم ، و از بز دو قسم ۔ (شاہ ولی اللہ)

(فتاویٰ رضویہ ج ۲ ص ۳۹۵ تا ۳۹۸)

۱۔ القرآن الکریم ۶/۱۴۳

۲۔ موضح القرآن

تحت آیت ۶/۱۴۳

۳۔ ترجمۃ القرآن لرفیع الدین

، ،

۴۔ ترجمۃ القرآن (فارسی) لولی اللہ الدہلوی ، ، ،

مطبع مصطفائی انڈیا ص ۱۴۶

ممتاز کمپنی لاہور ص ۱۶۲

مطبع ہاشمی دہلی ص ۱۴۸ ، ۱۴۹

(۲۸) رسالہ مذکورہ میں مزید فرمایا :

الحادی عشر تظافرت کلمات علماء التفسیر، والحديث، والفقه، واللغة وغيرها على الميزبين الضان والمعز بالصوف والشعر، قال الامام محي السنة البغوي في معالم التنزيل الضان النعاج وهي ذوات الصوف من الغنم، والمعز وهي ذوات الشعر من الغنم اه مختصراً وقال الامام الرازي في تفسير الكبير الضان ذوات الصوف من الغنم، والمعز ذوات الشعر من الغنم اه ملخصاً.

تبلیہ یا زوہم تفسیر بالاعم کی حقیقت | یہ امر بھی قابل غور ہے کہ علماء تفسیر و حدیث اور فقہ و لغت کی بڑی تعداد نے ضان اور معز کی تفریق میں صوف اور بال کا لفظ استعمال فرمایا ہے تو تفسیر بالاعم وغیرہ کی تاویل ان کے کلام میں نہیں کرنی چاہئے بلکہ ان قلیل التعداد علماء کے کلام میں جو ایک خاص "ذات الیة" (چلتی والی) سے تعبیر کرتے ہیں (حوالے :)

● **بغوی معالم التنزيل** : "ضان ونعجة، زوماده اون والی بکری کو کہتے ہیں اور بال والی کو معز۔"

● **امام رازی تفسیر کبیر** : "اون والی بکری ضان ہے اور بال والی معز۔"

(فتاویٰ رضویہ ج ۲۰ ص ۴۱۱)

(۲۹) رسالہ مذکورہ میں فرمایا :

السابع عشر استنادك بعموم حد المعز لا يغني عنك شيئاً، فان عموم قرين لا يدل على عموم صاحبه، وقد نص العلماء على ان الاستدلال بالقران في الذكر من افسد الدلائل، وايضاً ليس اسلوب الكلام فيه كمثل في الضان لعدم ما لا فرادية هنا، وكانت هذه هي نكتة التغييرات كان القهستاني لا يخص الشعر بالمعز على انا سرأينا العلماء يخصصون، قال العلامة علي القاسري في المراقبة تحت حديث نريد المذكور مرضى الله تعالى عنه ان الشعر مختص بالمعز، كما ان الوبر مختص بالابل، قال تعالى "ومن اصوافها وارباسها واشعارها اثاثاً ومتاعاً الى حين ولكن قد يتوسع بالشعر فيعمم اه وسيائتيك من كلام المفسرين ما يميل اليه ميلاً ظاهراً،

۱۔ معالم التنزيل (تفسير البغوي) تحت الآية ۶/۱۴۳ دار الكتب العلمية بيروت ۱۱۳/۲

۲۔ مفاتيح الغيب (التفسير الكبير) " " " " " ۱۴۴/۱۳

۳۔ مرقات المفاتيح شرح مشكوة المصابيح كتاب الصلوة باب في الاضيحة مكتبة جيبية كوتر ۵۷۸/۳

مع ان الکلام ههنا فی الغنم فغیره خارج عن المقسم ، فلم یکن فی شیء من التعریف بالاعم۔

تبیین مفہم قرآن فی اللفظ کی بحث (علماء نے ضان کی تعریف میں ماکان من ذوات الصوف کہا (جس کے اون ہو) اور معز کی تعریف میں ماکان من ذوات الشعر (جو بال والا ہو) کہا، اس سے ان لوگوں کی تائید ہوتی تھی جو بھیڑ کو ضان میں داخل مانتے ہیں کہ علماء نے ضانیت کا مدار اون پر رکھا چکتی پر نہیں۔

اس کا جواب عجیب نے یہ دیا تھا کہ یہ توجب ہو جب ہم یہ تسلیم کر لیں کہ مَالَهُ صُوفٌ کا لفظ ضان کے مساوی ہے، حالانکہ یہ لفظ یہاں بھی ضان سے اعم ہے۔ دلیل یہ ہے کہ اسی کے ساتھ مَالَهُ شَعْرٌ کے بکری کی تعریف کی گئی ہے، تو اگر اس تعریف میں بھی مدار بال پر رکھا جائے تو گائے اور بھینس بھی جو بالدار ہیں بکری بھی شامل ہو جاتے ہیں، اس لئے حقیقت یہی ہے کہ اس مقام پر علماء نے ضان اور معز دونوں ہی کی تعریفیں لفظ عام سے فرمائی ہیں۔

عجیب کی یہ بات صحیح نہیں کیونکہ اس جواب کا مدار اس قاعدے پر ہے کہ ”جو دو جملے لفظ میں ساتھ ساتھ ہوں ان دونوں کا حکم بھی ایک ہی ہوتا ہے“۔ جی بھی تو عجیب یہ کہہ رہا ہے کہ معز کی تعریف ”مَالَهُ شَعْرٌ“ میں شعر عام ہے تو ”مَالَهُ صُوفٌ“ میں صوف عام ہونا چاہئے، حالانکہ یہ استدلال ہی برے سے فاسد اور غلط ہے۔

(ا) علماء اسلام کا فیصلہ ہے کہ ”قرآن فی اللفظ قرآن فی الحکم“ لفظ میں ساتھ ہونا حکم میں ساتھ ہونے کو مستلزم نہیں ہے، اس لئے یہ بالکل ضروری نہیں ہے کہ مَالَهُ شَعْرٌ عام ہو تو مَالَهُ صُوفٌ بھی عام ہو۔

(ب) شاید اسی لئے قہستانی نے ضان کی تعریف میں ”مَا كَانَ مِنْ ذَوَاتِ الصُّوفِ“ لفظ ماکان کے ساتھ، اور معز کی تعریف میں صرف ”من ذوات الصوف“ لفظ ماکان کے بغیر کہا، یعنی یہ اسلوب بدلنا اسی لئے ہوا کہ ایک جگہ عام اور ایک جگہ مساوی مراد ہو۔

(ج) معز کی تعریف میں لفظ شعر، معز کے مساوی ہے، یہ خیال غلط ہے کہ عام ہے۔ ملا علی قاری وغیرہ علماء کے نزدیک بکری کے بال ہی کو شعر کہا جاتا ہے، اس لئے بھینس اور گائے کے شمول کا کوئی سوال نہیں۔

”بیشک بال بکری کے ساتھ خاص ہے جیسا وبراؤنٹ کے ساتھ خاص ہے۔ اللہ تعالیٰ نے

قرآن عظیم میں ”مِنْ أَصْوَابِهَا وَأَوْبَارِهَا وَأَشْعَارِهَا“ فرمایا کہ صوفِ ضان کے لئے، وِبر اُونٹ کے لئے اور شعرِ بکری کے لئے، البتہ محاورہ میں مجازاً دوسرے بال کے لئے بھی شعر کا اطلاق ہو جاتا ہے۔“ (ملاحظہ علی قاری، مرقات زیرِ حدیثِ نذیر)

(د) گائے، بیل اور بھینس سے اعتراض بیکار ہے کہ وہ یہاں مقسم میں شامل ہی نہیں، کلام تو غنم میں ہے کہ غنم کی دو قسمیں ہیں مالہ صوف و مالہ شعر، تو لفظ مساوی مان کر بھی حصرِ کامل ہو گیا۔

الثامن عشر کلاب لا مساعٍ لهنّ لادعاء العموم، فان العلماء صرحوا ان الصوف مختص بالضان، قال العلامة کمال الدین الدمیری فی حیوة الحيوان، ليس الصوف الا للضان ^{أه} وقال الامام الرازي فی مفاتيح الغيب تحت الآية المتلوة انفا قال المفسرون واهل اللغة الاصواف للضان، والاوبار للابل، والاشعار للمعز ^{أه} وقال القاضي فی انوار التنزيل، الصوف للضائنة، والوبر للابل، والشعر للمعز ^{أه} قال العلامة البغوي ابوالسعود فی ارشاد العقل، الضائر للانعام على وجه التنويع، اى وجعل لكم من اصواف الضان، و اوبار الابل، و اشعار المعز اثاثا ^{أه} وقال محي السنة فی المعالم یعنی اصواف الضان، و اوبار الابل، و اشعار المعز ^{أه} فلو وجد الصوف لشيء من الانعام سوى الضان، والكناية الالهية انما هي للانعام، ما ساع لهمم الحكم على كلام الله عز وجل بخصوص العناية مع عموم الكناية، وقد اسعناك كلام المراتق مفرقا فی موضعين فاجمعه فانه يدلک بفحواه على ان الصوف مختص بالضان، وهو المستفاد من تفاسير اللغة، و

۱۲۲/۲	مصطفیٰ البابی مصر	تحت اللفظ "الغنم"	باب الغنم المعجزة	۱
۷۴/۲۰	دار الكتب العلمية بيروت	تحت الآية ۸۰/۱۶	(التفسير الكبير)	۲
۲۱۲/۳	دار الفكر بيروت	"	(تفسير البضاوى)	۳
۱۳۳/۵	دار احیاء التراث العربی بيروت	"	(تفسير ابی السعود)	۴
۶۵/۳	دار الكتب العلمية بيروت	"	(تفسير البغوى)	۵

بالجملة من عرف لسان العرب لم يعزب عنه ان الصوف ليس الا للضان ، فاما ان يعم
افرادہ کہا ہوا الواقع فمساو اوکلا فاحص وعلى الكل فلا تكون ذات الصوف الا من
الضان ، وقد اعترفت ان حيواننا هذا من ذوات الصوف فوجب ان يكون من الضان
وفيه المطلوب باقشان ۔

تنبیہ ہمز و ہم لفظ ضان اور صوف کی تحقیق | ضان کی تعریف مَا لَهُ صُوفٌ میں لفظ صوف
ضان سے اعم ہو ہی نہیں سکتا ، اور یہ کہنے کی گنجائش ہی نہیں ہے کہ تعریف بالاعم ہے ، کیونکہ
علماء نے تصریح کی ہے کہ صوف ضان کے بال ہی کو کہتے ہیں ۔

● صوف صرف ضان کے بال کو کہتے ہیں ۔ (حیوة الحيوان للمیری)

● اہل تفسیر ولغت فرماتے ہیں کہ صوف ضان کا بال ، وبراؤنٹ کا بال ، اور شعر معز کے بال کے لئے
خاص ہے ۔ (مفاتیح الغیب للرازی)

● صوف ضانہ کے لئے ، وبراؤنٹ کے لئے ، اور شعر معز کے لئے ۔ (قاضی بیضاوی)

● ضانہ انعام کے لئے ہیں ، اور اس کے ہر نوع پر تقسیم بھی ہے ، یعنی تمھارے لئے ضان کے صوف
اونٹ کے وبراؤنٹ کے بال بنائے ۔ (ارشاد العقل لمفتی ابوالسعود)
● یعنی ضان کے صوف ، اونٹ کے وبراؤنٹ کے بال ۔ (تفسیر معالم التنزیل)

کلام الہی میں ان تینوں ضمیروں کا مزج جو تینوں بالوں کے ساتھ ہے لفظ انعام ہے ، تو
اگر فی نفسہ انعام میں کسی اور جانور کا بال بھی صوف کہلاتا ، تو مفسرین کو ہرگز یہ جرات نہ ہوتی
کہ اللہ تعالیٰ نے جس کو عام فرمایا یہ خاص کریں ۔

صاحبِ مرقات کا متفرق کلام جو ہم نے دو جگہ لکھا ، ملاؤ تو ان کا فرمان بھی یہی ہے کہ صوف صرف
ضان کے لئے ہے ، پس ایسی صورت میں صوف کو اگر دونوں (بھیڑ اور دنبہ) کے لئے عام مانا جائے
تو مساوی کے ساتھ تعریف ہوتی ورنہ اخص کے ساتھ ، اعم کے ساتھ تعریف کا تو کوئی سوال ہی نہیں ۔
تو ثابت ہوا کہ ضان صوف والا ہے ، اور ہمارا یہ جانور بھی صوف والا ہے ، لہذا اب یہ بات

واضح طور پر ثابت ہو گئی کہ بھیڑ بھی ضان ہی ہے ۔ (ت) (فتاویٰ رضویہ ج ۲۰ ص ۲۲۲ تا ۲۲۵)
(۳) بھیڑ کے شمشاہہ بچے کی قربانی کے بارے میں ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے فرمایا ،
شمشاہہ بھیڑ کی قربانی بلاشبہ جائز ہے جبکہ یکسالہ بچہ جس میں دور سے متمیز نہ ہو سکے ۔

فی الدر المختار ص ۱۱۰ الجذع ذو ستہ اشھر من الضان ان کان بحیث

لو خلط بالثنا یا لا یمكن التمییز من بعد ۱

در مختار میں ہے بھڑ میں چھ ماہ کا جذع جو سال والے جانوروں میں غلط ہو تو امتیاز نہ ہو سکے تو وہ جائز ہے (ت)

یہی شرط دُنبہ میں ہے ، اور دُنبہ اور بھڑ ایک ہی نوع ہیں اور دونوں کا ایک ہی حکم ، اس قدر میں تو کسی کو کلام ہو ہی نہیں سکتا کہ جواز ششماہہ کا حکم احادیث صحیحہ و کتب فقہیہ سب میں لفظ ضان وارد ہے ، اب مدار صرف اور اک معنی ضان پر رہا ، اگر یہ لفظ اس بھڑ کو بھی شامل ، تو قطعاً یہ بھی اس حکم میں داخل والا ، مگر بالیقین معلوم کہ ضان وہی چیز ہے جسے فارسی میں میش ، اردو میں بھڑ ، اور اسی کی ایک صنف کو دُنبہ کہتے ہیں ، عرب دونوں معز و ضان کے سوا نہیں جانتے ، نہ یہاں تبسری نوع ہے ۔

(۱) قال اللہ تعالیٰ ثَمْنِيَةَ اَنْوَاجٍ مِنَ الضَّانِ اثْنَيْنِ وَمِنَ الْمَعْزِ اثْنَيْنِ ۚ

مولانا شاہ عبدالقادر دہلوی مرحوم موضع القرآن میں اس آیت کریمہ کا ترجمہ فرماتے ہیں :

پیدا کئے آٹھ نر و مادہ بھڑ میں سے دو اور بکری سے دو۔ ۲

دیکھو ضان کا ترجمہ بھڑ کیا ۔ اسی طرح مولانا رفیع الدین نے ترجمہ کیا ، یونہی نفائس میں اس کا عکس یعنی بھڑ اکویش نر و کبش و ضان سے مترجم کیا ۔

تحفة المؤمنین میں کہا : بھڑ بہندی غنم ست ۳

پھر لکھا : غنم ضان ست ۴

(۲) سب جانتے ہیں کہ بھڑ کا ترجمہ میش ہے ، اور اہل لغت نے یہی ترجمہ ضان کیا منتخب شیدی

میں ہے :

ضَانٌ مِيشٌ ، ضَانٌ مِيشٌ نَرٌ ۵

۱۔ الدر المختار کتاب الاضحية مطبع مجتبائی دہلی ۲۳۲/۲ و ۲۳۳

۲۔ القرآن الکریم ۶/۱۲۳

۳۔ موضع القرآن ۶/۱۲۳ مطبع مصطفائی انڈیا ص ۱۴۲

۴۔ تحفة المؤمنین مع مخزن الادویہ البار مع الحار نوکسور کانپور ص ۱۶۹

۵۔ " " " " " الغین مع المیم ص ۲۲۵

۶۔ منتخب اللغات مع غیاث اللغات باب الضاد النون ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۲۸۲ و ۲۸۳

صراح میں ہے :

ضائن میش نہ خلاف ماعز، والجمع ضائن خلاف معز

تحفہ و مخزن میں ہے :

ضائن بفارسی میش نامند

(۳) علمائے لغت و تفسیر و حدیث و فقہ ضائن کی تعریف اُون والی غنم فرماتے ہیں، اور معز

کی تفسیر بالوں والی۔ مصباح المنیر و حیوة الحيوان وغیرہا میں ہے :

الضائن ذوات الصوف من الغنم

بکری کی اُون والی جنس کا نام ضائن ہے۔ (ت)

تفسیر کبیر میں ہے :

الضائن ذوات الصوف من الغنم، والمعز ذوات الشعر من الغنم

بکری کی اُون والی جنس ضائن ہے اور بالوں والی جنس معز ہے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۲۰ ص ۲۳۶ تا ۲۳۸)

(۳۱) قربانی کا گوشت اور آنت کا فرکو دینے کے بارے میں سوال کا جواب دیتے ہوئے فرمایا :

آنت کھانے کی چیز نہیں، پھینک دینے کی چیز ہے، وہ اگر کافر لے جائے یا کافر کو دے دی جائے تو

حرج نہیں،

الخبیث للخبیثین والخبیثون للخبیث

خبیث چیزیں خبیث لوگوں کے لئے اور خبیث لوگ خبیث چیزوں کے لئے۔ (ت)

یہاں کے کافروں کو گوشت دینا جائز نہیں، وہ خاص مسلمانوں کا حق ہے،

والطیبت للطیبین والطیبون للطیبت

طیب چیزیں طیب لوگوں کے لئے اور طیب لوگ طیب چیزوں کے لئے۔ (ت)

۱۔ الصراح فی لغة الصحاح باب النون فصل الضاد نوکشور کھنؤ ص ۲۱۸

۲۔ تحفۃ المؤمنین مع مخزن الادویہ کتاب الضاد مع الالف نوکشوکانپور ص ۳۹۷

۳۔ المصباح المنیر کتاب الضاد (الضائن) منشورات دار الهجرة قم ایران ۳۶۵/۱

۴۔ مفاتیح الغیب (التفسیر الکبیر) تحت لآیۃ ۱۴۳/۶ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱۷۷/۱۳

۵۔ و ۶۔ القرآن الکریم ۲۶/۲۲

پھر بھی اگر کوئی اپنی جہالت سے دے گا قربانی میں کوئی حرج نہ کرے گا۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۲۰ ص ۴۵۷)

(۳۲) قربانی کے گوشت کا حکم شرعی بیان کرتے ہوئے فرمایا:

ایضاح الجواب اصل یہ کہ اضحیہ مثل دم قران و تمتع و ذبح تطوع، دم شکر ہے ان میں قربت مقصود، صرف اراقہ دم لوجہ اللہ سے حاصل ہو جاتی ہے، ولہذا ان کے لحم وغیرہ کا تصدق واجب نہ ہوا، اور خود کھانے کی بھی اجازت عطا فرمائی،

قال تعالیٰ فکلوا منها واطعموا القانم والمبتر، وقال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کلوا واطعموا وادّخروا۔ اخرجہ احمد والشیخان عن سلمۃ بن الاکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: قربانی سے خود کھاؤ اور قناعت والے اور محتاج کو کھلاؤ۔ اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: کھاؤ، کھلاؤ اور ذخیرہ کرو۔ اس کو احمد اور شیخین نے سلمہ بن الاکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔ (ت) (فتاویٰ رضویہ ج ۲۰ ص ۴۶۶)

(۳۳) قربانی کی کھالیں جبراً اپنا حق قرار دے کر وصول کرنے والے امام کے بارے میں فرمایا:

قربانی کی کھالوں میں امام کا کوئی حق نہیں اور اسے جبراً لینا حرام ہے۔

قال اللہ تعالیٰ لا تأکلوا اموالکم بینکم بالباطل

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اپنے مالوں کو آپس میں باطل طریقہ سے نہ کھاؤ۔ (ت)

(فتاویٰ رضویہ ج ۲۰ ص ۴۸۰)

(۳۴) قربانی و عقیقہ کے جانور کی کھال مسجد و مدرسہ کو دینے سے متعلق ایک سوال اور ایک غلط استدلال

کے جواب میں فرمایا:

بیشک ہر منازعت میں اللہ و رسول ہی کی طرف رجوع لازم ہے، مگر ہر ایک کو بلا واسطہ رجوع کی

لیاقت کہاں، یہیں دیکھئے آیہ کریمہ میں صدقات سے زکوٰۃ مراد کہ اسی میں ارشاد ہوتا ہے: والعاملین

علیہا (صدقات پر کام کرنے والوں پر - ت) اور بیکہ نے اسے قربانی و عقیقہ کو شامل کر دیا، یہ بھی نہ دیکھا کہ اس کے تو گوشت کی نسبت خود قرآن عظیم میں ارشاد ہے، فکلوا منہا اس میں ہے خود بھی کھاؤ۔ اب کہاں رہی صدقات کی وہ تفصیل جو اس آیت کریمہ میں بالحصہ ارشاد ہوئی تھی کہ،
انما الصدقات للفقراء (الآیۃ -

صدقات فقراء کے لئے ہیں الآیۃ - (ت)

یہ بھی نہ سمجھا کہ عوام تک اس کو قربانی کہتے ہیں نہ کہ صدقہ، تو ہر کار تقرب اس میں روا۔ لہذا امام زبلی نے شرح کنز الدقائق میں فرمایا،
لانه قربۃ کالتصدق

کیونکہ صدقہ کی طرح یہ قربت ہے - (ت)

ہاں ہم نے خاص مسئلہ قربانی میں اللہ عز وجل کی طرف رجوع کی تو اس کا ارشاد پایا،
فکلوا منہا واطعموا البائس الفقراء

خود اس میں سے کھاؤ اور ضرورت مند فقیر کو کھلاؤ - (ت)

اطعام کے لفظ نے بتایا کہ تصدق ہی واجب نہیں اباحت بھی کافی ہے جو محض ایک قربت ہے۔
(فتاویٰ رضویہ ج ۲۰ ص ۲۸۹)

فتاویٰ رضویہ جلد ۲

(۱) کلمہ کفر کہنے والے کے بارے میں فرمایا:

وہ لفظ جو اس نے کہا کہ ہم خدا اور رسول کو نہیں جانتے، یہ صریح کلمہ کفر ہے، والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ اس شخص پر فرض ہے کہ توبہ کرے اور از سر نو مسلمان ہو، اور اگر عورت رکھتا ہے تو نئے سرے سے نکاح چاہئے، اور جس طرح وہ کلمہ مجمع میں کہا تھا توبہ بھی مجمع میں کرے، اگر نہ مانے تو مسلمان ضرور اسے اپنے گروہ سے

۱۵ القرآن الکریم ۲۲ / ۲۸، ۳۶

۱۵ القرآن الکریم ۹ / ۶۰

۱۶ ۹ / ۶۰

۲۸۹ / ۶

دارالکتب العلمیۃ بیروت

کتاب الاضحیۃ

تبیین الحقائق

۱۵ القرآن الکریم ۲۲ / ۲۸

نکال دیں، نہ اپنے پاس بٹھائیں نہ اس کے پاس بیٹھیں، نہ اس کے معاملات میں شریک ہوں، نہ اپنی تقریروں میں اسے شریک کریں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :

وَإِمَّا يَنْشِئَنَّكَ الشَّيْطَانُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرِىٰ مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ۔

اگر تجھے شیطان بھلا دے تو یاد آئے کے بعد ظالموں کے پاس مت بیٹھ (ت)

(فتاویٰ رضویہ ج ۲۱ ص ۱۰۴)

(۲) نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مال حرام سے نیاز قبول فرما لیتے تھے۔ یہ کلمہ ملعونہ کہنے والے کے بارے میں فرمایا :

یہ قول اس کا غلط صریح و باطل قبیح، اور حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر افتراء فصیح ہے۔

قال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من کذب علی متعمداً فلیتبوأ مقعداً

من النار۔

(نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا :) جو مجھ پر دانستہ جھوٹ باندھے وہ اپنا

ٹھکانا دوزخ میں بنالے۔ (ت)

زہار مال حرام قابل قبول نہیں، نہ اُسے راہِ خدا میں صرف کرنا روا، نہ اُس پر ثواب ہے بلکہ نرا وبال ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا انْفِقُوا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا كَسَبْتُمْ۔

اے ایمان والو! اپنی کمائی میں سے پاکیزہ چیزیں ہماری راہ میں خرچ کرو۔

پھر فرماتا ہے :

وَلَا تَتَّبِعُوا الْخَيْثَ مِنْهُ تَنْفِقُونَ۔

اور خبیث چیز کا قصد نہ کیا کرو کہ اس میں سے ہماری راہ میں اٹھاؤ۔

اور فرماتا ہے :

-
- ۱۔ القرآن الکریم ۶/۶۸
 ۲۔ صحیح البخاری کتاب العلم باب اثم من کذب علی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۲۱
 ۳۔ القرآن الکریم ۲/۲۶۷
 ۴۔ ۲/۲۶۷

انما يتقبل الله من المتقين

خدا قبول نہیں کرتا مگر پرہیزگاروں سے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۲۱ ص ۱۰۵)

(۳) مزید فرمایا،

اے عزیز! جو چیز خدا کی بارگاہ سے مردود اور اس کی ناراضی سے آلودہ ہے کیونکہ ممکن کہ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دربار میں رضا و قبول سے مشرف ہو بلکہ درحقیقت زید کی یہ جرات سرکار رسالت علیہ فضل و التمجید میں گستاخی و اہانت کہ معاذ اللہ انھیں ناپاک چیزوں کا پسند و قبول کرنے والا بتاتا ہے۔ یہاں یہاں ہاتھ والہ اللہ وہ تمام عالم سے زیادہ سُتھرے ہیں اور سُتھروں کے لائق نہیں مگر سُتھری چیز، گندی چیزیں گندوں کے سزاوار ہیں۔ قال اللہ تعالیٰ عز وجل :

الْجَبِيثَاتُ لِلْجَبِثِينَ وَالْجَبِثُونَ لِلْجَبِثَاتِ وَالطَّيِّبَاتُ لِلطَّيِّبِينَ وَالطَّيِّبُونَ لِلطَّيِّبَاتِ
أُولَئِكَ مَبْتَزُونَ مِمَّا يَقُولُونَ

گندیاں گندوں کے لئے اور گندے گندیوں کو اور سُتھریاں سُتھروں کو اور سُتھرے سُتھریوں کو وہ بری ہیں اُن باتوں سے جو لوگ کہتے ہیں۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۲۱ ص ۱۰۸)

(۴) مزید فرمایا،

اور اگر فقہار کرام کے ارشاد سنئے تو زید کے لئے حکم نہایت سخت و جگر شفاف نکلتا ہے، اس کا کہنا کہ حضور میں یہ نیاز قبول ہوتی ہے بعینہ یہ کہنا ہے کہ حق سبحانہ و تعالیٰ اس پر ثواب دیتا ہے کہ نیاز کا حاصل نہیں مگر یہ کہ لوجہ اللہ تصدق کریں اور اس کا ثواب کسی محبوب خدا کی نذر ہو ورنہ یہ عین طعام و لباس وہاں نہیں پہنچتے،

نظیر ذلک قوله تعالیٰ "لَنْ يَنَالَ اللَّهُ لِحُومَهَا وَلَا دِمَائُهَا وَلَكِنْ يَنَالُهُ التَّقْوَىٰ مِنْكُمْ"

اس کی مثال اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے : اللہ تعالیٰ کی بارگاہ تک قربانیوں کے گوشت اور خون نہیں پہنچتے بلکہ اس تک تمہارا تقویٰ پہنچتا ہے (ت) (فتاویٰ رضویہ ج ۲۱ ص ۱۰۹)

۱۔ القرآن الکریم ۲۹/۵

۲۔ ۲۶/۲۲

۳۔ ۳۴/۲۲

(۵) جذامی کے ساتھ کھانا پینا ترک کرنے والوں کے بارے میں فرمایا:

فی الواقع ضعیف الاعتقاد لوگ جنہیں خدائے تعالیٰ پر سچا توکل نہ ہو اور وہی خیالات رکھتے ہوں انہیں جذامی کے ساتھ کھانے پینے سے بچنا چاہئے نہ اس خیال سے کہ اس کے ساتھ کھانے کی تاثیر سے دوسرا شخص بیمار ہو جاتا ہے، یہ خیال محض غلط ہے، تقدیر الہی میں جو کچھ لکھا ہے ضرور ہوگا اور جو نہیں لکھا ہے ہرگز نہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ارشاد فرماتا ہے کہ یوں کہیں،

لن یصیبنا الا ما کتب اللہ لنا هو مولانا وعلی اللہ فلیستوکل المؤمنون

ہمیں ہرگز نہ پہنچے گی مگر وہ بات جو اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے لکھ دی، وہ ہمارا مولیٰ ہے اور مسلمانوں کو اللہ ہی پر بھروسہ چاہئے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۲۱ ص ۱۱۱)

(۶) مدینہ منورہ کیلئے لفظ یثرب استعمال کرنے کی ممانعت اور ایک اعتراض کا جواب دیتے ہوئے فرمایا، قرآن عظیم میں کہ لفظ یثرب آیا وہ رب العزت جل وعلا نے منافقین کا قول نقل فرمایا ہے، واذ قالت طائفة منهم یا اهل یثرب لا مقام لکم یہ جب ان میں سے ایک گروہ نے کہا اے یثرب کے رہنے والو! تمہارے لئے کوئی جگہ اور ٹھکانا

نہیں۔ (ت)

یثرب کا لفظ فساد و ملامت سے خبر دیتا ہے وہ ناپاک اسی طرف اشارہ کر کے یثرب کہتے، اللہ عزوجل نے ان پر رد کے لئے مدینہ طیبہ کا نام طابہ رکھا۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۲۱ ص ۱۱۷)

(۷) کفر ہنود کے منکر کے بارے میں ایک استفتاء کا جواب دیتے ہوئے فرمایا:

ہندوان قطعاً کافران و مشرکانند ہر کہ ایشان را کافر و مشرک نداند خود کافرست آرے دریشاں طائفہ تازہ برآمدہ کہ خود را آریہ خوانند و بزبان دعوی توحید کنند و دم تحریم بت پرستی زتند فاما برادری و الفت و یک جہتی ایشان ہرچہ ہست با ہمیں بت پرستان ست کہ سنگ و آب و درخت و پیکر بتے تراشیدہ را بخدائے پرستند ایناں را ہم مذہب و برادر دینی خواہشاں دانند و از نام مسلماناں در آب آتش مانند قائلہم اللہ اتی یوفکون باز این جیشاں اگرچہ بظاہر از پرستش غیر محترماند مادہ و

۱۔ القرآن الکریم ۵۱/۹

۲۔ " ۱۳/۳۳

۳۔ " ۳۰/۹

روح ہر دور، پچھو خدا قدیم وغیرہ مخلوق داند پس شرک اگر در عبادت نشد در وجوب وجود شد بہر وجہ سہ الہ
برایشان لازم است و اوقطاً بمشکیت پس اس ادعائے توحید ہمہ پادر ہواست و اگر فرض کنیم
غایت آنکہ ہمیں مشرک نباشد اما در کفرایشان چہ جائے سخن ہر کہ با محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
نکرد کافرست و ہر کہ اس را کافر نہ اند خود با ہم سرست قال اللہ تعالیٰ ومن یتبع غیر الاسلام دینا
فلن یقبل منه و هو فی الآخرۃ من الخسیرین اگر دوستی و موالات با ہر کافر کہ باشد حرام اشد و
کبرۃ اعظم ست و اگر بر بنائے میل دینی باشد خود کفر قال تعالیٰ ومن یتولہم منک فانه منہم
وصحبت مخالطت بے دوستی و موالست اگر در کار دنیوی بر بنائے ضرورت بقدر ضرورت بے تعظیم
تکریم و بے مہانت در کار دین باشد رخصت ست و رزائیم حرام مگر بحالت اکراہ شرعی
قال اللہ تعالیٰ فلا تقعد بعد الذکری مع القوم الظالمین ۵ وقال تعالیٰ الا من اکرہ
وقلبہ مطمئن یا کایمان ۶

ہند و بلاشبہہ قطعی طور پر کافر اور مشرک ہیں لہذا جو انھیں کافر و مشرک نہ جانے وہ خود کافر
ہو جاتا ہے، ان میں ایک نیا فرقہ نکلا ہے جو آریہ کہلاتا ہے وہ زبانی طور پر توحید کا دعویٰ کرتے ہیں
اور بُت پرستی کے حرام ہونے کا اقرار بھی کرتے ہیں لیکن برادری الفت و محبت اور اتحاد میں ان کا
رویہ بُت پرستوں سے مختلف نہیں، ان بُت پرستوں کے ساتھ ان کی الفت و محبت ان کا اتحاد قائم
ہے، جو پتھر، پانی، درختوں اور تراشیدہ مورتیوں کو خدا سمجھتے ہوئے پوجتے ہیں اور یہ انھیں اپنا
ہم مذہب اور دینی بھائی خیال کرتے ہیں (اور مسلمانوں کے نام سے پانی آگ بن جاتے ہیں یعنی ان
کے نام سے بھی جلتے ہیں) اللہ تعالیٰ ان کا ستیاناس کرے کہاں اوندھے پھرے جاتے ہیں،
پھر یہ غبیث اگرچہ غیر کی عبادت و بندگی سے پرہیز کرتے ہیں مگر مادہ اور روح دونوں کو اللہ تعالیٰ
کی طرح قدیم اور غیر مخلوق مانتے ہیں اور کہتے ہیں۔ پس اگر عبادت میں شرک نہ ہو تو وجوب
وجود میں شرک ہو گیا۔ پس ہر وجہ سے ان پر تین حُجُج لازم ہو گئے، لہذا وہ یقیناً مشرک ہیں، ان کا

۸۵ / ۳	۱۰	القرآن الکریم
۵۱ / ۵	۱۱	۱۲
۶۸ / ۶	۱۲	۱۳
۱۰۶ / ۱۶	۱۳	۱۴

دعویٰ توحید ہو ا میں پاؤں رکھنے کے مترادف ہے۔ اگر ہم آخری درجہ پر فرض کر لیں کہ وہ مشرک نہیں تاہم ان کے کفر یعنی کافر ہونے میں بات کرنے کی کوئی گنجائش نہیں اس لئے کہ جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ نہ ہو وہ کافر ہے اور جو انھیں کافر نہ جانے وہ خود کفر میں ان کے ساتھ برابر ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: جو کوئی اسلام کے علاوہ کوئی اور دین چاہے (اور اس کا طلبگار ہو) تو وہ اس سے ہرگز قبول نہ کیا جائے گا بلکہ وہ دائرِ آخرت میں نقصان اٹھانے والوں میں ہوگا۔ لہذا ہر کافر سے دوستی اور ملاپ سخت منع، حرام اور بہت بڑا گناہ ہے۔ اور اگر دینی رجحان کی بنا پر ہو تو بلاشبہ کفر ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: جو کوئی تم میں سے ان (کافروں) سے دوستی رکھے گا تو بلاشبہ وہ انہی میں سے ہے۔ اور اگر مجلس اور میل جول بر بنائے ضرورت بقدر ضرورت بغیر دوستی اور انس و محبت کے، بلا تعظیم و تکریم اور بغیر دینی نقصان یا کمزوری کے ہو تو اس کی اجازت اور رخصت ہے، بصورتِ دیگر میل جول اور مجلس بھی حرام ہے، ہاں اگر کوئی فریق مخالف کے جبر و اکراہ کے باعث مجبور ہو جائے تو وہ مستثنیٰ ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ یاد آ جانے کے بعد ظالموں کے پاس ہرگز نہ بیٹھ۔ نیز ارشاد فرمایا: ”کفریہ بات زبان سے نکالنی کفر ہے“ مگر اس حالت میں کہ کسی پر زبردستی کی جائے (یعنی اسے کلمہ کفر کہنے پر مجبور کیا جائے مترجم) تو وہ (اپنی جان بچانے کے لئے۔ مترجم) کلمہ کفر کہہ سکتا ہے بشرطیکہ اس کا دل (بدستور) ایمان پر قائم اور مطمئن ہو۔ (ت)

(فتاویٰ رضویہ ج ۲۱ ص ۱۲۲ تا ۱۲۶)

(۸) کیا تائید کفر میں فیصلہ کرنے والا مسلمان گنہگار ہوگا؟ اس سوال کے جواب میں فرمایا:

ضرور کہ اس کا یہ حکم حکم قرآن عظیم کے مطابق نہ تھا،

ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاُولٰٓئِکَ ہم الفسقون ۝ واللہ تعالیٰ اعلم۔

اور جو کوئی اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ حکم کے مطابق فیصلہ نہ کرے تو وہی فاسق (نافرمان)

ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ سب سے زیادہ جاننے والا ہے (ت)

(فتاویٰ رضویہ ج ۲۱ ص ۱۳۰)

(۹) تقرب اولیاء اللہ کے بارے میں ارشاد فرمایا:

محبوبانِ خدا کی طرف تقرب مطلقاً ممنوع نہیں جب تک ہر وجہ عبادت نہ ہو۔ تقرب

نزدیکی چاہتے رضا مندی تلاش کرنے کو کہتے ہیں اور محبوبانِ بارگاہِ عزت مقربانِ حضرت صمدیت علیہم الصلوٰۃ والسلام کی نزدیکی و رضا ہر مسلمان کو مطلوب ہے اور وہ افعال کہ اس کے اسباب ہوں بجا لانا ضرور محبوب کہ ان کا قرب بعینہ قربِ خدا اور ان کی رضا اللہ کی رضا ہے۔

قال اللہ تعالیٰ واللہ ورسولہ احق ان یرضوہ ان کانوا مؤمنین ۱؎
اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ایمان والوں کے لئے اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول زیادہ حق رکھتے ہیں کہ انھیں راضی کیا جائے۔ (ت)

حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ان الصدقة یبتغی بہا وجہ اللہ تعالیٰ والہدیۃ یبتغی بہا وجہ الرسول و
قضاء الحاجة۔ ۲؎ مرواۃ الطبرانی فی الکبیر عن عبد الرحمن بن علقمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
صدقے سے اللہ عز و جل کی رضا مطلوب ہوتی ہے اور ہدیہ سے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رضا
اور اپنی حاجت روائی منظور ہوتی ہے (امام طبرانی نے اس کو معجم کبیر میں حضرت عبد الرحمن بن علقمہ رضی اللہ
تعالیٰ عنہ کے حوالے سے روایت کیا ہے۔ ت)

درمختار میں ہے:

فی المنیۃ انا لانسئ الظن بالمسلم انه یتقرب الی الادمی بہذا النحر ونحوہ فی
شرح الوہبانیۃ عن الذخیرۃ۔ ۳؎

منیہ میں ہے کہ ہم کسی مسلمان کے بارے میں یہ بدگمانی نہیں کرتے کہ وہ اس قربانی اور اس
جیسے کام سے کسی آدمی کا تقرب چاہتا ہے۔ شرح وہبانیہ میں ذخیرہ کے حوالے سے اسی طرح مذکور
ہے۔ (ت)

ردالمحتار میں ہے:

قوله انه یتقرب الی الادمی احی علی وجہ العبادۃ لانه المکفر وھذا البعید
من حال المسلم ۴؎

۱؎ القرآن الکریم ۹/۶۲

۲؎ کنز العمال بحوالہ طب عن عبد الرحمن بن علقمہ حدیث ۱۵۹۹۷ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۳۴۸/۶

۳؎ درمختار کتاب الذبائح مطبع مجتبائی دہلی ۲۳۰/۲

۴؎ ردالمحتار دار احیاء التراث العربی بیروت ۱۹۷/۵

مصنّف در مختار کا قول ہے کہ کسی آدمی کا تقرب چاہتا ہو یعنی اس تقرب سے عبادت مراد ہو تو یہ کفر ہے اور یہ چیز مسلمان کے حال سے بعید ہے۔

ہاں جو شخص عبادتِ غیر کا قصد کرے ضرور مشرک ہے، مگر یہ قصد مسلمان کلمہ گو سے بے اُس کے صریح اقرار کے کہ وہ غیر خدا کو معبود جانتا ہے محض اپنے ظنون سے ثابت نہ ہوگا، یہ سب سے بدتر بدگمانی ہے اور بدگمانی سب سے سخت تر جھوٹ اور اشد حرام۔

قال الله تعالى يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اجْتَنِبُوا كَثِيرًا مِّنَ الظُّنِّ إِنَّ بَعْضَ الظُّنِّ

اَشْرَءُ

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اے ایمان والو! بہت سے گمانوں سے پرہیز کرو کیونکہ بعض گمان گناہ ہوتے ہیں۔ (ت)

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

إِيَّاكُمْ وَالظَّنَّ فَإِنَّ الظَّنَّ أَكْذَبُ الْحَدِيثِ - رواه الأئمة مالك و البخاري و مسلم و ابوداؤد و الترمذی عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

لوگوں سے گمان بد کرنے سے پرہیز کرو کیونکہ بدگمانی سب سے بڑا جھوٹ ہے، الحدیث (ائمہ کرام مثلاً امام مالک، بخاری، مسلم، ابوداؤد، امام ترمذی نے بخوالہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسے روایت کیا ہے۔ ت)

(فتاویٰ رضویہ ج ۲۱ ص ۳۲ تا ۱۳۴)

(۱۰) اللہ و رسول کی گستاخیاں لکھنے اور ان کی معاونت کرنے والوں کے بارے میں فرمایا:

اللہ عز و جل و قرآن عظیم و محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں ایسے ملعون کلمات ایسی گالیاں اپنے قلم سے لکھتے یا چھپتے یا کسی طرح اس میں اعانت کرتے ہیں اُن سب پر اللہ تعالیٰ کی لعنت اُترتی ہے وہ اللہ و رسول کے مخالف اور اپنے ایمان کے دشمن ہیں قہر الہی کی آگ ان کے لئے

۱۲/۴۹ القرآن الکریم

صحیح مسلم کتاب البر والصلة باب تحریم الظن

۳۱۶/۲ قدیمی کتب خانہ کراچی

۲۰/۲ امین کمپنی دہلی

۳۸۴/۱ قدیمی کتب خانہ کراچی

ص ۲۰۶ میر محمد کتب خانہ کراچی

جامع الترمذی ابواب البر باب ما جاء فی سور الظن

صحیح البخاری کتاب الوصایا

موطأ امام مالک باب ما جاء فی المهاجرة

بھڑکتی ہے صبح کرتے ہیں تو اللہ کے غضب میں اور شام کرتے ہیں تو اللہ کے غضب میں، اور خاص جس وقت ان ملعون کلموں کو آنکھ سے دیکھتے قلم سے لکھتے، مقابلہ وغیرہ میں زبان سے نکالتے یا پتھر پر اس کا ہلکا بھرا بناتے ہیں، ہر کلمے پر اللہ عز و جل کی سخت لعنتیں ملائکہ اللہ کی شدید لعنتیں اُن پر اُترتی ہیں۔ یہ میں نہیں کہتا، قرآن فرماتا ہے:

ان الذین یؤذون اللہ ورسولہ لعنہم اللہ فی الدنیا و الآخرۃ
واعداً لہم عذاباً مہیناً۔

بیشک وہ لوگ جو ایذا دیتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کو، ان پر اللہ کی لعنت ہے دنیا و آخرت میں اور اللہ نے ان کے لئے تیار کر رکھا ہے ذلت کا عذاب۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۲۱ ص ۱۳۷)

(۱۱) مزید فرمایا:

ایسے اشد فاسق فاجر اگر توبہ نہ کریں تو ان سے میل جول ناجائز ہے ان کے پاس دوستانہ اٹھنا بیٹھنا حرام ہے پھر مناکحت تو بڑی چیز ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

و اما ینسیئک الشیطن فلا تقعد بعد الذکری مع القوم الظالمین^۲
اگر تجھے شیطان (غلط قسم کی مجلس میں بیٹھنے کی مانعت کا حکم) بھلا دے تو یاد آ جانے کے بعد ظالموں کے پاس مت بیٹھ۔ (ت)

اور جو ان میں اس ناپاک کبیرہ کو حلال بتائے اس پر اصرار و استکبار و مقابلہ شرع سے پیش آئے وہ یقیناً کافر ہے اس کی عورت اس کے نکاح سے باہر ہے، اس کے جنازے کی نماز حرام، اسے مسلمانوں کی طرح غسل دینا کفن دینا، دفن کرنا، اس کے دفن میں شریک ہونا، اس کی قبر پر جانا سب پر حرام ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

ولا تصل علی احد منہم مات ایداً ولا تقم علی قبرہ۔^۳

جب ان کافروں میں سے کوئی مر جائے تو کبھی اس پر نماز مت پڑھو اور نہ اس کی قبر پر

۱۔ العتد آن الکریم ۵۷/۳۳

۲۔ ۶۸/۶

۳۔ ۸۴/۹

کھڑے ہو۔ (ت)

(فتاویٰ رضویہ ج ۲۱ ص ۱۳۹)

(۱۲) گیارہویں شریف و مجلس میلاد مبارک داخل ایمان اور معنی اُمنت باللہ میں شامل ہے یا نہیں، اس بارے میں فرمایا،

مجلس میلاد مبارک و یازدہم شریف میں دو حیثیتیں ہیں: ایک حیثیت خصوص فعل اس طور پر تو فرائض حتیٰ کہ نماز روزہ بھی داخل ایمان و جزیر ایمان نہیں، اُمنت باللہ (میں اللہ پر ایمان لایا۔ ت) میں ان کا بھی ذکر صریح نہیں۔ دوسری حیثیت مقصد و منشاء یعنی محبت و تعظیم حضور پر نور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہ محبت و تعظیم اہلبیت و صحابہ و اولیاء و علماء رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی اس میں داخل ہے، یہ ضرور کن ایمان ہے،

قال الله تعالى "وتعزروه وتوقروه"

اللہ تعالیٰ نے (قرآن مجید میں) ارشاد فرمایا: ان کی (یعنی حضور اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی) تعظیم و توقیر کرو۔ (ت)

وقال صلى الله تعالى عليه وسلم لا يؤمن احدكم حتى اكون احب اليه من والده وولده والناس اجمعين

اور حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم لوگوں میں اس وقت تک کوئی ایمان دار نہیں ہو سکتا جب تک میں اس کے نزدیک اس کے والدین، اس کی اولاد اور سب لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں (یعنی وہ سب سے زیادہ مجھے محبوب رکھے)۔ (ت)

(فتاویٰ رضویہ ج ۲۱ ص ۱۵۰، ۱۵۱)

(۱۳) روافض سے میل جول رکھنے کے بارے میں فرمایا،

رافضیوں سے میل جول حرام ہے اور اس کا مرتکب اگر رافضی نہ بھی ہو تو سخت درجہ کا فاسق فاجر ضرور ہے اور جب وہ اس پر اصرار کرتا ہے تو مسلمانوں پر لازم ہے کہ خود اس سے ملنا جلنا ترک کر دیں۔

قال الله تعالى "واما ينسبك الشيطان فلا تقعد بعد الذکر"

۱۔ القرآن الکریم ۸/۹

۲۔ صحیح البخاری کتاب الایمان باب حب رسول اللہ صلی علیہ وسلم من الایمان قدیمی کتب خانہ کراچی ۴/۱

مع القوم الظالمین

اللہ تعالیٰ نے (قرآن مجید میں) ارشاد فرمایا: اگر شیطان تمھیں بھلاوے میں ڈال دے تو پھر یاد آنے پر ظالموں کے پاس مت بیٹھو۔ (ت) (فتاویٰ رضویہ ج ۲۱ ص ۱۵۲)

(۱۴) سود کھانے والوں سے محبت رکھنے کے بارے میں فرمایا:

سود خوار سے محبت اگر اپنی کسی قرابت، رشتہ، جائز احسان کی وجہ سے ہے تو اس قدر پر انسان مجبور ہے اور بے اس کے اُس سے بھی غلط ملط منع ہے،

فی التفسیر الاحمدی بعد ما ذکر شمول الکریمة المتلوة الکافر والمبتدع و الفاسق ان القعود مع کلہم ممنوع۔
تفسیر احمدی میں یہ ذکر کرنے کے بعد کہ اوپر ذکر کردہ آیت کریمہ ہر کافر، بدعتی اور فاسق کو شامل ہے یہ بیان فرمایا کہ ان سب کے پاس بیٹھنا شرعاً منع ہے (ت)
(فتاویٰ رضویہ ج ۲۱ ص ۱۵۲)

(۱۵) بھنگیوں کے گھر کے کھانے پر فاتحہ و ایصال ثواب کرنے والے زید کے بارے میں سوال کا جواب دیتے ہوئے فرمایا:

زید بیقید کا یہ فعل بہت ناپاک و بد ہے، یہاں علی العموم بھنگی کفار ہیں، اور کافر کی کوئی نیاز کوئی عمل قبول نہیں، نہ ہرگز اس پر ثواب ممکن جسے پہنچایا جائے،
قال اللہ تعالیٰ "وَقَدْ مَنَّا لِي مَا عَمِلُوا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنَاهُ هَبَاءً مَنْثُورًا"

اللہ تعالیٰ نے (قرآن مجید میں) ارشاد فرمایا: اور ہم نے ان کاموں کا ارادہ کیا جو انھوں نے (دنیاوی زندگی میں) کئے پھر ہم انھیں بکھرا ہوا اگر دو غبار بنا کر اڑا دیں گے۔ (ت)
اس کے کھانے پر فاتحہ دینا اس کے ثواب پہنچنے کا اعتقاد ہے اور یہ قرآن عظیم کے خلاف ہے۔
(فتاویٰ رضویہ ج ۲۱ ص ۱۵۳)

(۱۶) ایک سوال آیا کہ اگر ہماری بستی کے لوگوں کو شادی بیاہ کے موقع پر تاشہ بجانے سے

۱۔ القرآن الکریم ۶/۶۸

۲۔ التفسیرات الاحمدیہ

۳۔ القرآن الکریم ۲۵/۲۳

تحت الآیہ ۶/۶۹

مطبعہ کریمیہ ممبئی ص ۳۸۸

روکا جائے تو کئی لوگوں کے مذہب سے پھر جانے کا خدشہ ہے، کیا کیا جائے، اس کے جواب میں فرمایا:
 سستی مسلمان کو دین پر ایسا بودا پوچ اعتقاد نہ چاہئے کہ گناہ کی اجازت نہ ملے تو دین ہی سے پھر جائیں
 دین پر اعتقاد ایسا چاہئے کہ لا تشرك بالله وان حرقت (اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کر اگرچہ تجھے
 جلا دیا جائے۔ ت) اگر کوئی جلا کر خاک کر دے تو دین سے نہ پھرے۔ اللہ عز وجل فرماتا ہے:

ومن الناس من يعبد الله على حرف فان اصابه خيرا طمان به وان اصابه
 فتنه انقلب على وجهه خسر الدنيا والاخرة ذلك هو الخسران المبين۔

کچھ لوگ کنارے پر کھڑے اللہ کو پوجتے ہیں اگر کوئی بھلائی پہنچی جب تو خوش ہیں اور کوئی آزمائش
 ہوتی تو اُلٹے منہ پلٹ گئے ایسوں کا دنیا و آخرت دونوں میں گھاٹا ہے یہی صریح زیاں کاری ہے۔ (ت)
 (فتاویٰ رضویہ ج ۲۱ ص ۱۵۴)

(۱۷) اہل قبلہ کون ہیں؟ اس کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا:

اہل قبلہ وہی ہے کہ جمیع ضروریات دین پر ایمان لاتا ہو اور کوئی قول و فعل قاطع ایمان اُس سے
 صادر نہ ہو ورنہ صرف قبلہ کی طرف ہماری کی سی نماز پڑھنا اور ہمارا ذبیحہ کھانا بنصوص قطعیہ قرآن ایمان
 کے لئے کافی نہیں، منافقین یہ سب کچھ کرتے تھے اور یقیناً کافر تھے۔

قال تعالى لا ياتون الصلوة الا وهم كسالى، وقال تعالى اذا جاءك المنفقون
 قالوا نشهد انك لرسول الله والله يعلم انك لرسوله والله يشهد ان المنفقين
 لكاذبون الى آخر الركوع الشريف، وقال تعالى ولئن سألتهم ليقولن انما كنا نخوض
 ونلعب قل ابالله وایتہ ورسوله كنتم تستهزءون لا تعتذروا قد كفرتم بعد ايمانكم۔
 اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وہ (اہل نفاق) نماز ادا نہیں کرتے مگر جی ہارے سستی سے۔ اور اللہ

تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: جب منافق آپ کے پاس آتے ہیں تو کہتے ہیں ہم گواہی دیتے ہیں کہ یقیناً
 آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں، اور اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ آپ اس کے رسول ہیں لیکن اللہ گواہی دیتا
 ہے کہ منافق نہ بے جھوٹے ہیں، آخر رکوع شریف تک یہی ذکر ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے ارشاد
 فرمایا: اگر آپ اُن سے پوچھیں (کہ یہ تم کیا کر رہے ہو) تو جھوٹ کہہ دیں گے یہ تو ہم منسی کھیل کر رہے ہیں

(ان سے) فرمادیجئے کیا اللہ تعالیٰ، اس کی آیتوں اور اس کے رسول (گرامی) سے ہنسی مذاق کر رہے ہو (یعنی کیا تم نے اتنا بھی نہ سوچا کہ اپنے مذاق کا محل کس کو بنارہے ہو) لہذا اب بے جا بہانے نہ بناؤ کیونکہ اب تم اپنے ایمان کے بعد (کھلے) کافر ہو گئے ہو۔ (ت) (فتاویٰ رضویہ ج ۲۱ ص ۱۶۴) (۱۸) کچھ با اثر مسلمان ہنود کے افعال ہوئی وغیرہ میں ان کو بُرا سمجھتے ہوئے صرف اس لئے شریک ہوئے کہ اُن کے ساتھ اتفاق و اتحاد ہو جائے گا تو ہم بھی ان سے تعزیر اٹھوائیں گے۔ ان لوگوں کے بارے میں سوال کا جواب دیتے ہوئے فرمایا:

اُن پر بھی توبہ اور تجدید اسلام فرض ہے تا تب ہوں اور نئے سرے سے کلمہ پڑھ کر اپنی عورتوں سے نکاح دوبارہ کریں اور مصلحتِ ملعونہ اتحاد کہ اُن کے قلب میں ابلیس نے القار کی، وہ خود کب حلال ہے، کافر و مومن میں اتحاد کیسا۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا عَدُوِّي وَعَدُوَّكُمْ أَوْلِيَاءَ
اَلْأَيُّهَا الْإِيمَانُ وَالْوَالِدُ! مِيرے اور اپنے دشمن کو دوست نہ ٹھہراؤ۔

اور فرماتا ہے:

لَا يَتَّخِذُ الْمُؤْمِنُونَ الْكَافِرِينَ أَوْلِيَاءَ مِنْ دُونِ الْمُؤْمِنِينَ
ایمان والے ایمان والوں کے سوا کافروں کو اپنا دوست نہ بنائیں۔

اور فرماتا ہے:

لَا تَجِدُ قَوْمًا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ يُوَادُّونَ مَنْ حَادَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَلَوْ كَانُوا
آبَاءَهُمْ أَوْ أَبْنَاءَهُمْ أَوْ إِخْوَانَهُمْ أَوْ عَشِيرَتَهُمْ۔

تم نہ پاؤ گے انھیں جو ایمان رکھتے ہیں اللہ اور قیامت کے دن پر کہ دوستی کریں ان سے جنہوں نے مخالفت کی اللہ و رسول کی اگرچہ وہ ان کے باپ ہوں یا بیٹے ہوں یا بھائی ہوں یا کنبے والے ہوں۔ اور فرماتا ہے:

وَمَنْ يَتَوَلَّهُمْ مِنْكُمْ فَاِنَّهُ مِنْهُمْ۔

تم میں جو ان سے دوستی رکھے گا وہ انھیں میں سے ہے۔

کفار سے امور دنیوی مثل تجارت وغیرہ میں موافقت کی جاسکتی ہے جہاں تک مخالفت شرع نہ ہو مگر اُن کے امور مذہبی میں موافقت اور وہ بھی معاذ اللہ اس حد تک ضرور لعنت الہی اُترنے کی باعث ہے اور وہ یہودہ خیال کہ ہم اُن سے تعزیر اٹھوالیس کے سخت جہالت ہے، تعزیر مسلمانوں کی کوئی عید نہیں بلکہ جہاں نے اسے موسم ماتم بنا رکھا ہے، مسلمانوں کا کوئی امر مذہبی نہیں بلکہ مذہب میں ممنوع و ناروا ہے، ہندوؤں کے مذہب میں ان کی جماعت نہیں، اودھ میں بہترے ہندو آپ ہی تعزیر بناتے اور اٹھاتے ہیں بخلاف ہولی کہ عید کفار ہے اور اُن کا مذہبی شعار ہے، اور دین اسلام میں سخت حرام ہے تو یہ اس کا معاوضہ کیسے ہو سکتا ہے، ایسا ملعون اتحاد منانے والے کیا ہنود سے یہ قرارداد لے سکتے ہیں کہ وہ عید اضحیٰ میں ان کا ساتھ دیں گے، گائے یہ پچاڑیں چھوٹی سی بچھیا وہ بھی لٹائیں گے، سیر بھر یہ کھائیں تو پاؤ بھرو بھی کھالیں گے، ایسا ہوتا تو کچھ جاہلانہ معاوضہ کا گمان ممکن تھا کہ عید اضحیٰ مسلمانوں کی عید ہے اور گاؤ کشی اُن کا مذہبی مسئلہ، اور ہندوؤں کے یہاں حرام ہے، اُن سے کہہ کر دیکھیں کیا جواب ملتا ہے، اس وقت کھل جائے گا کہ اس ملعون اتحاد کی تالی ایک ہی ہاتھ سے بچی، ہندو اپنے مذہب پر قائم ہیں اور تم مسلمان اپنے دین سے نکل گئے، ایسوں کو رکن اسلام کہنا اسلام کی توہین کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ہدایت دے اور شیطان ملعون کے دھوکوں سے بچائے، اگر یہ لوگ نہ مانیں اور ایسے ہی اعلان کے ساتھ توبہ نہ کریں جس اعلان کے ساتھ وہ کفریات کئے تھے تو مسلمانوں پر لازم ہے کہ ان کو چھوڑ دیں اُن سے میل جول سلام کلام سب ترک کر دیں۔ قال اللہ تعالیٰ:

وَأَمَّا يَنْسِيَنَّكَ الشَّيْطَانُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرِىٰ مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ

اگر کہیں تمھیں شیطان بھلاوے میں ڈال دے تو پھر یاد آنے کے بعد ہرگز ظالموں کے ساتھ

نہ بیٹھو۔ (ت) (فتاویٰ رضویہ ج ۲۱ ص ۱۶۷، ۱۶۸)

(۱۹) اسی نوعیت کے ایک اور سوال کے جواب میں فرمایا:

ان لوگوں کو اگر اسلام عزیز ہے اور یہ جانتے ہیں کہ قیامت کبھی آئے گی اور اللہ واحد قہار کے حضور جانا ہوگا، تو ان پر فرض ہے کہ توبہ کریں اور ایسی ناپاک مجلسوں سے دُور بھاگیں نئے سرے سے کلمہ اسلام اور اپنی عورتوں سے نکاح جدید کریں ورنہ عذاب الہی کے منتظر رہیں۔ قال اللہ تعالیٰ:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا ادْخُلُوا فِي السِّلْمِ كَافَّةً وَلَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ

انہ لکم عدو مبین ہے

اے ایمان والو! اسلام میں پورے پورے داخل ہو جاؤ، اور شیطان کے قدموں پر نہ چلو کیونکہ وہ تمہارا کھلا اور واضح دشمن ہے (ت) (فتاویٰ رضویہ ج ۲۱ ص ۱۷۱)

(۲۰) بدگمانی کی حرمت میں قرآنی آیات سے تائید پیش کرتے ہوئے فرمایا :
مسلمان پر بدگمانی حرام ہے۔ اللہ عز و جل فرماتا ہے :
يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اجْتَنِبُوا كَثِيرًا مِّنَ الظَّنِّ إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ أَثْمٌ
اے ایمان والو! بہت گمانوں سے بچو بیشک کچھ گمان گناہ ہیں۔
اور فرماتا ہے :

وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ إِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ أُولَٰئِكَ كَانَ
مُسْتَوْلاً ۖ

غیر یقینی بات کے پیچھے نہ جا بیشک کان ، آنکھ اور دل سب سے پرشش ہونی ہے۔
(فتاویٰ رضویہ ج ۲۱ ص ۱۷۲، ۱۷۳)

(۲۱) مستند علماء دین کے فتاویٰ کو نہ ماننے اور دینی امور میں من مانی کرنے والے شخص کے بارے
میں فرمایا :

یہ شخص اگر خود عالم کامل نہیں تو مستند علمائے دین کے فتوے نہ ماننے کے سبب ضال و
گمراہ ہے۔ قرآن عظیم نے غیر عالم کے لئے یہ حکم دیا کہ عالم سے پوچھو نہ یہ کہ جس پر تمہارا دل گواہی دے
عمل کرو۔ قال اللہ تعالیٰ :

فَاسْأَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ ۖ

علم والوں سے پوچھ لیا کرو اگر تمہیں علم نہ ہو۔ (ت) (فتاویٰ رضویہ ج ۲۱ ص ۱۷۳)
(۲۲) نو مسلم خاکروب کے ساتھ کھانے پینے والے مسلمان کی منسی اڑانے والے شخص کے بارے
میں فرمایا :

یہ منسی اڑانے والا سخت گنہگار ہوگا۔ قال اللہ تعالیٰ :

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا يَسْخَر قَوْمٌ مِنْ قَوْمٍ عَسَىٰ أَنْ يَكُونُوا خَيْرًا مِنْهُمْ وَلَا نِسَاءٌ مِنْ نِسَاءٍ عَسَىٰ أَنْ يَكُن خَيْرًا مِنْهُنَّ ۚ

اے ایمان والو! کوئی قوم کسی دوسری قوم سے ہنسی مذاق نہ کرے، کیا خبر، شاید وہ (جن سے ہنسی مذاق کیا گیا) ہنسی کرنے والوں سے بہتر ہوں اور نہ عورتیں عورتوں سے ہنسی مذاق کریں شاید وہ ہنسی مذاق کی جانے والی عورتیں ان سے بہتر ہوں (مقصد یہ کہ کوئی دوسرے کو کمتر اور کمتر نہ سمجھے، ہو سکتا ہے کہ انجام کے لحاظ سے وہ کمتر اس بالاتر سے اچھا اور افضل ہو) (ت) (فتاویٰ رضویہ ج ۲۱ ص ۱۷۴) (۲۳) مستحبات کو بدعتِ ستیمہ قرار دے کر ان سے روکنے والے شخص کے بارے میں فرمایا: کتب عقائد میں تصریح ہے کہ تحلیل حرام و تحریم حلال دونوں کفر ہیں یعنی جو شے مباح ہو جسے اللہ و رسول نے منع نہ فرمایا اُسے ممنوع جاننے والا کافر ہے جبکہ اس کی اباحت و حلت ضروریاتِ دین سے ہو یا کم از کم حنفیہ کے طور پر قطعی ہو ورنہ اس میں شک نہیں کہ بے منع خدا و رسول منع کرنے والا شریعتِ مطہرہ پر اقرار کرتا ہے اور اللہ عز و جل پر بہتان اٹھاتا ہے اور اس کا ادنیٰ درجہ فسق شدید و کبیرہ و خبیثہ ہے، قال اللہ تعالیٰ:

وَلَا تَقُولُوا لِمَا تَصِفُ السُّنْتُكَمُ الْكَذِبَ هَذَا حَلَالٌ وَهَذَا حَرَامٌ لَتَفْتَرُوا عَلَى اللَّهِ الْكَذِبَ
 ان الذین یفترون علی اللہ الکذب لا یفلحون ۖ
 اور جو کچھ تمہاری زبانیں جھوٹ بیان کرتی ہیں (اس کے متعلق یہ نہ کہا کرو کہ) یہ حلال ہے اور یہ حرام ہے تاکہ تم اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھو (یاد رکھو) جو اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھتے ہیں وہ کامیاب نہیں ہوتے (ت)

وقال اللہ تعالیٰ (نیز اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا):

انما یفتري الکذب الذین لا یؤمنون ۚ
 اللہ تعالیٰ کے ذمے وہی لوگ جھوٹا الزام لگاتے ہیں جو (درحقیقت) ایمان نہیں رکھتے۔ (ت)
 (فتاویٰ رضویہ ج ۲۱ ص ۱۷۵)

۱۔ القرآن الکریم ۴۹/۱۱

۲۔ ” ۱۶/۱۱۶

۳۔ ” ۱۶/۱۰۵

(۲۴) عظمت و محبت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اہمیت کو بیان کرتے ہوئے فرمایا :

کاش مسلمان اتنا ہی کریں کہ اللہ و رسول کی محبت و عظمت کو ایک پلہ میں رکھیں اپنے ماں باپ کی الفت و عزت کو دوسرے میں، پھر دشمنان و بدگویان محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اتنا ہی برتاؤ کریں جو اپنی ماں کو گالیاں دینے والے کے ساتھ برتتے ہیں تو یہ صلح کلی، یہ بے پرواہی، یہ سہل انگاری، یہ نیچری ملعون تہذیب سداہ ایمان نہ ہو ورنہ ماں باپ کی محبت و عزت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت و عزت سے زائد ہو کہ ایمان کا دعویٰ محض باطل اور اسلام قطعاً زائل، والیعاذ باللہ تعالیٰ (اللہ تعالیٰ کی پناہ۔ ت) قال اللہ تعالیٰ (اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔ ت) :

الم احب الناس ان یترکوا ان یقولوا اٰمنا و ہم لا یفتنون لے

کیا لوگ اس گھمنڈ میں پڑ گئے کہ وہ صرف اتنا کہنے پر کہ ہم ایمان لائے، چھوڑ دیئے جائیں گے اور ان کی آزمائش نہ ہوگی۔ (ت)

زبان سے سب کہہ دیتے ہیں کہ ہاں ہمیں اللہ و رسول کی محبت و عظمت سب سے زائد ہے مگر عملی کارروائیاں آزمائش کر ا دیتی ہیں کہ کون اس دعوے میں جھوٹا اور کون سچا۔

ربنا لا ترغ قلوبنا بعد اذ ہدیتنا و ہب لنا من لدنک رحمة انک انت الوهاب لے

اے ہمارے پروردگار! ہمارے دلوں کو نہ پھر جبکہ تُو نے سیدھی راہ دکھا دی اور ہمیں اپنے پاس سے رحمت سے نواز دے، یقیناً تُو ہی بہت زیادہ عطا کرنے والا ہے (ت)

(فتاویٰ رضویہ ج ۲۱ ص ۱۷۷)

(۲۵) ہنود کی طرف سے حکومت خود اختیاری کی تحریک میں مسلمانوں کی شرکت کے بارے میں ایک استفتاء کا جواب دیتے ہوئے فرمایا :

اللہ عز و جل فرماتا ہے :

لَتَجِدَنَّ اَشَدَّ النَّاسِ عَدَاوَةً لِلَّذِينَ اٰمَنُوا الْيَهُودُ وَالَّذِينَ اَشْرَكُوا۔^۳
ضرور ضرور تم مسلمانوں کا سب سے بڑا دشمن یہود اور مشرکوں کو پاؤ گے۔

اور فرماتا ہے :

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ لَا تَتَّخِذُوا بَطَانَةً مِنْ دُونِكُمْ لَا يَأْلُونَكُمْ خِيَالًا وَدُّوا مَا عَنِتُّمْ قَدْ بَدَتِ
الْبَغْضَاءُ مِنْ أَفْوَاهِهِمْ وَمَا تَخْفَى صُدُورُهُمْ أَكْبَرُ قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ الْآيَاتِ أَنْ كُنْتُمْ تَعْقِلُونَ
اے ایمان والو! اوروں کو اپنا ولی دوست نہ سمجھو وہ تمہاری ضرر رسانی میں گئی نہیں کرتے، اُن کی
دلی تمنا ہے کہ تم مشقت میں پڑو، دشمنی اُن کے منہ سے ظاہر ہو رہی ہے اور وہ جو اُن کے سینوں میں دبی
ہے بہت زیادہ ہے ہم نے روشن نشانیاں تمہیں بتا دیں اگر تم عقل رکھتے ہو۔

اس ارشاد الہی کے بعد کیا کوئی عاقل دیندار مسلمان ہنود کی شورش میں ان کا ساتھ دینا روا
رکھے گا اور وقت پر زبانی باتوں کے دھوکے میں آکر بالآخر اُن سے اسلام و مسلمین کے ساتھ نیک برتاؤ اور دلی دوستی
کی امید رکھے گا اس حکومت با اختیار کا حاصل اگر ہندوستان میں صرف اس قدر ہوا کہ اوپر کی کونسلوں میں
ہندو ممبر کثرت کر دیئے گئے اور امور انتظامیہ کے سوا دیگر احکام میں ان کی رائے سنی گئی اور کثرت پر فیصلہ ہوا
جب تو ظاہر کہ ہر طرح ہنود کی جیت ہے اُنھیں کی کثرت رہے گی اور اُنھیں کی بات، جیسا کہ بعض وقائع مذکورہ سوال
اس کا نمونہ ہیں، نیچر کی کھیلوں میں اُن کے اور تمہارے حالات و عادات جو سُنئے گئے وہ اور بھی اُن کے موید ہیں
یعنی یہ کہ بہت ہنود نہ فقط اپنے حفظ حقوق بلکہ مسلمانوں کی پامالی حقوق میں بیدینغ کوشش کرتے ہیں اور بہتیرے
مسلمان ممبروں میں مارتے بلکہ بعض تو صلح کل و بے تعصب بننے کو اُلٹا ان کا ساتھ دیتے ہیں، مسلمانوں کی
تعداد ایک تو کم تھی ہی اور بھی کم رہ جاتے ہیں آخر بارہ پالی ہنود کے ہاتھ رہتا ہے، اب اس کا اثر جزئیات پر
پڑتا ہے، اُس حالت میں کلیات پر پڑے گا، گورنمنٹ کو مسلمانوں ہندوؤں کے معاملہ میں نہ کسی کی طرفداری
نہ کسی سے خصومت۔ جب ہندوستانی ممبر بڑھے اور کثرت ہنود کی ہوتی تو اب احکام ان رایوں سے فیصل
ہو کر آئیں گے جو ایک قوم کی ذاتی طرفدار اور دوسروں کی ذاتی مخالف ہے اس وقت وہ اسی لئے مسلمانوں
کو ہلارہے ہیں کہ یوں اختیارات اپنے کر لیں اور اُنھیں کی کوششوں سے اُن کے حقوق پامال کرنے پر خاطر خواہ
قادر ہو جائیں گے جب یہ جم نہی پھر کیا ہوتا ہے

دریغ سود ندارد چو کار رفت از دست

(جب کام ہاتھ سے نکل جائے تو پشیمان ہونے کا کچھ فائدہ نہیں رہتا)

مرد آخر میں مبارک بندہ است

(نتیجہ کو دیکھنے والا مرد بابرکت آدمی ہے۔ ت)

اور اگر بالفرض حکومت خود اختیاری اپنے حقیقی معنی پر ملی تو وقت سخت تر ہے غور کرو اس وقت کہ ملک ان کے ہاتھ میں نہیں تھا رہے مذہبی شعائر میں کتنی رکاوٹیں ڈالتے ہیں، رات دن کوشاں رہتے ہیں اور اپنی کثرت تعداد و کثرت مال کے سبب کچھ نہ کچھ کامیاب ہوتے رہتے ہیں، جب اختیارات اُن کے ہاتھ میں ہوئے اس وقت کا کیا اندازہ ہو سکتا ہے، مثلاً اس وقت تو قربانیاں ان قیود و حدود کے ساتھ کہ اُن کا لگایا جانا بھی شورشِ ہنود کے باعث ہے ہو بھی جاتی ہیں اس وقت قتلِ انسان سے بڑھ کر جرم ٹھہریں گی اور مسلمانوں کو مجبورانہ اپنا یہ شعائر دینی بند کرنا پڑے گا۔ کیا گورنمنٹ تنہا تھیں ملک دے دے گی کہ اُس میں خالص احکامِ اسلام جاری کرو، یہ تو ممکن نہیں، نہ تنہا اُن کو ملے، پھر شرکت رکھو گے یا ملک بانٹ لو گے کہ ایک حصہ میں تم اسلامی احکام جاری کرو ایک میں وہ اپنے مذہبی احکام جو تمہاری شریعت کی رو سے احکامِ کفر ہیں، بر تقدیر ثانی ظاہر ہے کہ ہندوستان کا کوئی شہر اسلامی آبادی سے خالی نہیں تو اُن لاکھوں مسلمانوں پر اپنی شریعتِ مطہرہ کے خلاف احکام تم نے اپنی کوشش متفقہ سے جاری کرائے اور اس کے تم ذمہ دار ہوئے اور

من لم یحکم بما انزل اللہ فاُولٰٓئِکَ ہم الکفرون ۝ ہم الظالمون ۝ ہم الفاسقون ۝
 جو کچھ اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا (بندوں پر اتارا) جو لوگ اس کے مطابق فیصلہ نہ کریں وہی کافر، ظالم اور نافرمان ہیں (ت)

کے تمنغے پائے، بر تقدیر اول کیا ہنود راضی ہو جائیں گے کہ ملک مشترک ہو اور احکام تنہا احکامِ اسلام، ہرگز نہیں، آخر تمہیں اُن کے ساتھ کسی نہ کسی قانونِ خلافِ اسلام پر راضی ہونا اور اپنی رضا و سعی سے مسلمانوں کو اس کا پابند کرنا پڑے گا اور قرآنِ عظیم سے وہی تین خطابوں کا تمنغہ ملے گا، یہ سب اُس وقت سے کہ جھگڑا نہ اُٹھے اور اگر چھوٹ پڑی اور تجربہ کہتا ہے کہ ضرور پڑے گی اُس وقت اگر ہنود حسبِ عادت آپ بے قصور بنے اور سب ڈھلی بگڑی تمہارے سر ڈالی تو زمین میں بیٹھے بٹھائے فساد اُٹھانے اور حکمِ الہی لا تلقوا بایدیکم الی التہاککۃ ۝ (لوگو! اپنے ہاتھوں ہلاکت میں نہ پڑو۔ ت) کی مخالفت کر کے خود اپنی اور لاکھوں ناکرہ گناہ مسلمانوں کی جانِ عزت معرضِ خطرہ میں ڈالنے کا ذمہ دار کون ہوگا۔ اللہ عز و جل سیدھی سمجھ دے۔ آمین!

(فتاویٰ رضویہ ج ۲۱ ص ۱۷۹ تا ۱۸۱)

(۲۶) بد مذہبوں کے ساتھ اہل سنت و جماعت کے میل جول کے بارے میں فرمایا:
سُنیوں کو غیر مذہب والوں سے اختلاط میل جول ناجائز ہے خصوصاً یوں کہ وہ افسر ہوں یہ
ماتحت۔ قال اللہ تعالیٰ:

وَأَمَّا يَنْشِينِكَ الشَّيْطَانُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرِىٰ مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ
اگر تجھے شیطان کبھی بھول میں ڈال دے تو یاد آنے کے بعد ظالموں کے پاس مت بیٹھ (ت)
وقال صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

فَايَاكُمْ وَايَاهُمْ لَا يَضِلُّونَكُمْ وَلَا يَفْتِنُونَكُمْ^۲ وَاللَّهُ تَعَالَىٰ أَعْلَمُ۔
تم اُن سے دُور رہو اور وہ تم سے دُور رہیں کہیں تمہیں گمراہ نہ کر دیں اور فتنے میں نہ ڈال دیں۔
واللہ تعالیٰ اعلم (ت) (فتاویٰ رضویہ ج ۲۱ ص ۱۸۴)

(۲۷) ہنود کے تہواروں میں شریک ہونے والے اور ان کی رسومات کو مستحسن جاننے والے مسلمان
کے بارے میں فرمایا:

مُرَاسِمِ کُفْرِ کی اعانت اور اُن میں شرکت ممنوع و ناجائز و گناہ اور مخالفتِ حکمِ الہ ہے۔
قال اللہ تعالیٰ وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ^۳
اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: (لوگو!) گناہ اور زیادتی کے کاموں میں ایک دوسرے کی
مدد نہ کرو۔ (ت)

حدیث میں ارشاد ہوا:

مَنْ سَوَّدَ مَعَ قَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ^۴ وَفِي لَفْظٍ مَنْ كَثُرَ سَوَادُ قَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ^۵
جو کسی قوم کی جماعت میں شریک ہو کہ اُن کا گروہ بڑھائے وہ انہیں میں سے ہے۔
خصوصاً تو یہیں مسجد پر اعانت کہ بہت سخت تر ہے، پھر اگر یہ باتیں شامتِ نفس اور طمعِ دُنیا سے

۱۔ القرآن الکریم ۶۸/۶

۲۔ صحیح مسلم باب النہی عن الروایۃ عن الضعفاء الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱۰/۱

۳۔ القرآن الکریم ۲/۵

۴۔ کنز العمال بحوالہ خط عن انس حدیث ۲۴۶۸۱ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۱۰/۹

۵۔ کنز العمال بحوالہ الدیلمی عن ابن مسعود ۲۴۷۳۵ " " " " ۲۲/۹

ہوں تو صرف استحقاق جہنم ہے اور اگر کسی رسم کفر کے پسند و رضا کے ساتھ ہوں تو کھلا کفر ہے۔
غز العیون میں ہے :

من استحسن فعلا من افعال الکفار کفر باتفاق المشائخ^۱
جس شخص نے کافروں کے کسی کام کو اچھا سمجھا تو وہ باتفاق مشائخ کافر ہو گیا۔ (ت)
مسلمانوں کو ایسے شخص سے میل جول منع ہے، اللہ عز و جل فرماتا ہے :
وایما ینسیتک الشیطن فلا تقعد بعد الذکری مع القوم الظلمین^۲
اگر تمھیں شیطان کسی جھلاوے میں ڈال دے تو پھر یاد آنے کے بعد ظالموں کے ساتھ
مت بیٹھو۔ (ت)

اور فرماتا ہے :

ولا ترونوا الی الدین ظلموا فتمسککم الناس^۳
(لوگو !) ظالموں کی طرف مت جھکو ورنہ تمھیں دوزخ کی آگ چھوئے گی۔ (ت)
(فتاویٰ رضویہ ج ۲۱ ص ۱۸۶ ، ۱۸۷)

(۲۸) بد مذہبوں کے پیشوا کا استقبال کرنے والے مسلمانوں کے بارے میں فرمایا :
ان پر فرض ہے کہ جس اعلان کے ساتھ ان ناپاک حرکتوں سے شیطان پھیلا یا اور بے پڑھے
مسلمانوں کا دین ڈھایا ابلیس لعین کا پھر یہ اسر بازار اڑایا اسی اعلان کے ساتھ عام مجموعوں میں توبہ
کریں اور مناسب کہ از سر نو کلمہ اسلام پڑھیں پھر اپنی عورتوں سے نکاح جدید کریں ، اگر توبہ نہ مانتیں
تو ایسے لوگ اس قابل بھی نہیں کہ مسلمان ان کو اپنے پاس بیٹھنے دیں سستی مدر سے کی رکنیت تو بڑی
چیز ہے ، اس حال پر بھی جو انھیں رکن مدرسہ دینیہ رکھیں گے اللہ و رسول و مسلمین سب کے خائن و
بدخواہ ہوں گے۔ اللہ عز و جل فرماتا ہے :

ولا ترونوا الی الذین ظلموا فتمسککم الناس^۴
ظالموں کی طرف میل نہ کرو کہ تم کو دوزخ کی آگ چھوئے گی۔

۱۔ غز عیون البصائر شرح الاشباہ والنظائر الفن الثانی کتاب السیر الرقۃ ادارة القرآن کراچی ۱/۲۹۵

۲۔ القرآن الکریم ۱۱/۱۱۳

۳۔ القرآن الکریم ۶/۶۸

۴۔ " ۱۱/۱۱۳

دوسری آیت میں ارشاد ہوا :

وَأَمَّا يَنْشِئَنَّكَ الشَّيْطَانُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرِىٰ مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ۝

اگر تجھے شیطان مجھلا دے تو یاد آئے پر ظالموں کے پاس نہ بیٹھ۔ (ت)

(فتاویٰ رضویہ ج ۲۱ ص ۱۹۰)

(۲۹) ایک سُستی عالم کے بارے میں سوال ہوا کہ اس نے اپنی تحریر کا آغاز حمد و نعت سے نہیں کیا، اس کے جواب میں فرمایا :

جب سوال میں اعلان دہندہ کے سُستی ذی علم ہونے کا اقرار ہے تو سُستی خصوصاً ذی علم پر ایسی باتوں میں مواخذہ کوئی وجہ نہیں رکھتا، شروع میں حمد و نعت لکھنا ممکن کہ بلحاظ ادب ہو کہ ایسے پرچے لوگ احتیاط سے نہیں رکھتے، اور وقتِ تحریر زبان سے ادا کر لینا کافی ہے۔ جیسا امام ابن الحاجب نے کافیہ میں کیا، مسلمان پر نیک گمان کا حکم ہے۔ قال اللہ تعالیٰ :

ظَنَ الْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بَأَنفُسِهِمْ خَيْرًا ۝

مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں کو اپنوں پر اچھا گمان کرنا چاہئے۔ (ت)

(فتاویٰ رضویہ ج ۲۱ ص ۱۹۴)

(۳۰) تصویر کھینچنے سے متعلق ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے فرمایا :

جس کا کھینچنا حرام ہے کھینچنا بھی حرام ہے، شرع مطہرہ کا قاعدہ ہے :

مَاحَرَمٌ أَخَذَهُ حَرَمٌ أَعْطَاؤُهُ ۝ قَالَ اللَّهُ تَعَالَىٰ "وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ" ۝

جس چیز کا لینا حرام ہے اس کا دینا بھی حرام ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا : (لوگو !)

گناہ اور زیادتی کے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد نہ کیا کرو۔ (ت)

وَقَالَ تَعَالَىٰ "كَانُوا لَآيْتِنَاهُوتَ عَنْ مَنكُم فَعَلُوا لِبِئْسَ مَا كَانُوا

يَفْعَلُونَ" ۝

۱۔ القرآن الکریم ۶/۶۸

۲۔ القرآن الکریم ۲۴/۱۲

۳۔ الاشباہ والنظائر الفن الاول القاعدة الرابعة عشر ادارة القرآن کراچی ۱/۱۸۹

۴۔ القرآن الکریم ۵/۲

۵۔ " ۵/۴۹

مگر مواضع ضرورت مستثنیٰ آرہے ہیں الضرورات تبیح المحظورات (ضرورتیں (مجبوریاں) ممنوعات کو مباح کر دیتی ہیں۔ ت) اور عرج بین ضرورت و مشقت شدیدہ کا بھی لحاظ فرمایا گیا ہے،
ما جعل علیکم فی الدین من حرجؓ ، لا ضرر ولا ضرارؓ ، یرید اللہ بکم الیسر و
لا یرید بکم العسرؓ

اللہ تعالیٰ نے دینِ اسلام میں تم پر کوئی تنگی نہیں رکھی، نہ تو کسی سے نقصان اٹھاؤ اور نہ کسی کو نقصان پہنچاؤ، اللہ تعالیٰ تم پر آسانی کرنے کا ارادہ رکھتا ہے وہ تمہیں کسی تنگی میں ڈالنے کا ارادہ نہیں رکھتا۔ (ت)

(فتاویٰ رضویہ ج ۲۱ ص ۱۹۶، ۱۹۷)

(۳۱) رسالہ ”جلی النص فی اماکن الرخص“ میں مواضع رخصت بیان کرتے ہوئے فرمایا :
 اما بعد ، یہ چند سطور کا شفاء السطور بعون الغفور لامعة النور (چند سطریں پردہ اٹھانے والی
 گناہ بخشنے والے روشن نور کی مدد سے۔ ت) اس بیان میں ہیں کہ بعض اوقات بعض ممنوعات میں
 رخصت ملتی ہے ، اس کی اجمالی تفصیل کیا ہے ، ظاہر ہے کہ نہ ہر ممنوع کسی نہ کسی وقت مباح ہو سکتا ہے
 نہ ہر وقت ایسا کہ کسی نہ کسی ممنوع میں رخصت کی قابلیت رکھتا ہے ادھر اس کے متعلق بعض قواعد
 فقہیہ میں بظاہر تعارض معلوم ہوتا ہے ،

ایک اصل یہ ہے کہ درء المفسد اہم من جلب المصلح^۱ مفسدہ کا دفع مصلحت کی تحصیل سے زیادہ اہم ہے، حدیث ذکر کی جاتی ہے:

ترك ذمرة ممانهى الله عنه افضل من عبادة الثقلين^۲

له الاشباه والنظائر الفن الاول القاعدة الخامسة ادارة القرآن كراحي ۱۱۸/۱

٢٢/٤٨ القرآن الكريم

۳۱۳/۱

۴ القرآن الکریم ۲/۱۸۵

۱۲۵/۱

" " " " " " " "

ایک ذرہ ممنوع شرعی کا چھوڑ دینا جن وانس کی عبادت سے افضل ہے۔
یہ قاعدہ مطلقاً لحاظ نہی بتاتا ہے۔

دوم الضرورات تبیح المحظورات^۱ مجبوریاں ممنوع کو مباح کر دیتی ہیں۔

اقول (میں کہتا ہوں۔ ت) اس کا استنباط کریمہ فاتقوا اللہ ما استطعتم^۲ و کریمہ لا یكلف اللہ نفساً الا وسعها میں ہے یعنی مقدور بھر پر ہیزگاری کرو، اللہ کسی جان پر اس کی طاقت سے زیادہ بوجھ نہیں رکھتا۔ یہ مطلقاً لحاظ ضرورت فرماتا ہے۔

سوم من ابتلی ببلیتین اختار اھو فھما ذو بلاؤں کا مبتلا ان میں ہلکی کو اختیار کرے۔
اقول (میں کہتا ہوں۔ ت) یہ کریمہ الا من اکرہ و قلبہ مطمئن بالایمان^۳ (مگر وہ شخص کہ جس پر زبردستی کی جائے جب اس کا دل ایمان سے مطمئن ہو۔ ت) سے ماخوذ ہے یہ قاعدہ دونوں اطلاق نہیں کرتا بلکہ موازنہ چاہتا ہے۔

چہارم الضرر یزال (نقصان کو دور کیا جاتا ہے۔ ت) ضرر مدفوع ہے۔ قال عذو جل^۴ ما جعل علیکم فی الدین من حرج^۵ (اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا) تم پر دین میں کوئی تنگی نہ رکھی۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :
لا ضرر ولا ضرار۔ مرواۃ ابن ماجہ عن عبادۃ و کاحمد عن ابن عباس

۱۔ الاشباہ والنظائر الفن الاول القاعدة الخامسة ادارة القرآن کراچی ۱۱۸/۱

۲۔ القرآن الکریم ۶۴/۱۶

۳۔ ۲۸۶/۲

۴۔ کشف الخفاء حدیث ۲۳۹۸ دار الکتب العلمیہ بیروت ۲۰۴/۲

۵۔ الاشباہ والنظائر الفن الاول القاعدة الخامسة ادارة القرآن کراچی ۱۲۳/۱

۶۔ القرآن الکریم ۱۶/۱۰۶

۷۔ الاشباہ والنظائر الفن الاول القاعدة الخامسة ادارة القرآن کراچی ۱۱۸/۱

۸۔ القرآن الکریم ۲۲/۸

۹۔ سنن ابن ماجہ کتاب الاحکام باب من بنی فی حقہ ما یضر بکارہ الخ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۱۷۰

مسند امام احمد بن حنبل عن ابن عباس رضی اللہ عنہما المکتب الاسلامی بیروت ۱۰۵/۱

پنجم المشقة تجلب التيسير مشقت آسانی لاتی ہے۔ اور اسی کے معنی میں ہے ماضق امر الاتسع (کوئی معاملہ تنگ نہیں ہوا مگر اس میں کشادگی رکھی گئی۔ ت) مولیٰ سبحنہ، فرماتا ہے،

يُرِيدُ اللَّهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيدُ بِكُمُ الْعُسْرَ.

اللہ تمہارے ساتھ آسانی چاہتا ہے اور تم پر دشواری نہیں چاہتا۔

اس کا دائرہ ضرورت و مجبوری سے وسیع تر ہے۔

ششم ما حرم اخذہ حرم اعطاؤہ جس کا لینا حرام اس کا دینا بھی حرام۔

قال تعالى "لا تعاونوا على الاثم والعدوان" ٥٥

(اللہ تعالیٰ نے فرمایا:) گناہ اور حد سے بڑھنے پر ایک دوسرے کی مدد نہ کرو۔

ہم قسم انما الاعمال بالنیات وانما لكل امرئ ما نوى یہ

اعمال نیتوں پر ہیں اور ہر ایک کے لئے اس کی نیت۔

قال عز وجل :

۱۰۵/۱	ادارة القرآن کراچی	القاعدة الثالثة	الفن الاول	النظار	والاشباه	۱
۱۱۷/۱	"	"	"	"	"	۲
						۳
						۴
۱۸۹/۱	ادارة القرآن کراچی	القاعدة الرابعة عشر	الفن الاول	النظار	والاشباه	۵
						۶
۱۳۰۲/۱	قديمي کتب خانہ کراچی	باب كيف كان يد الوحي الخ				۷

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا عَلَيْكُمْ أَنْفُسَكُمْ لَا تَضُرُّوهُم مِّنْ ضَلَالٍ إِذَا اهْتَدَىٰ قَوْمٌ
 اے ایمان والو! آپ ٹھیک رہو دوسرے کا بہکنا تمہیں ضرر نہ دے گا جب تم راہ پر ہو۔
 ہم دیکھتے ہیں حج میں مدت سے ٹیکس لئے جاتے ہیں اور اس سے حج ممنوع نہیں ہو جاتا، تجارتوں پر صدہا
 سال سے تمام دنیا میں ٹیکس اور چنگیاں ہیں اس سے تجارت بند نہیں کی جاتی یہ قاعدہ ہفتم کے موافق ہے
 لیکن سود کا لینا دینا دونوں حرام۔ حدیث صحیح میں دونوں پر لعنت فرمائی۔ دوسری حدیث میں ارشاد ہوا:
 الرأشي والمرتشى كلاهما في الناس

رشوت دینے اور لینے والا دونوں جہنم میں ہیں۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۲۱ ص ۲۰۲ تا ۲۰۴)

یہ قاعدہ ششم کے مطابق ہے۔

(۳۲) تسخیر ہمزاد کے لئے عمل کرنے کا حکم شرعی بیان کرتے ہوئے فرمایا:
 اُس کی تسخیر جو سفلیات سے ہو وہ تو حرام قطعی بلکہ اکثر صورتوں میں کفر ہے کہ بے اُن کے خوشامد اور
 مدائح و مرضیات کے نہیں ہوتی اور جو علیویات سے ہو وہ اگرچہ بصولت و سطوت ہے مگر اُس کا ثمرہ غالباً
 اپنے کاموں میں شیطان سے ایک نوع استعانت سے خالی نہیں ہوتا کہ وہ غلبہ قاہرہ کہ ومن یزغ
 منهم عن امرنا نذقه من عذاب السعیر (اور ان میں سے جو کوئی ہمارے حکم سے منہ پھیرے
 ہم اسے بھر پور آگ کا عذاب چکھائیں گے۔ ت)

جو استجابت و عاہب لی ملکا لاینبغی لاحد من بعدی (مجھے ایسی بادشاہی دے ڈال
 جو میرے بعد کسی کے لائق نہ ہو۔ ت) سے ناشی ہر ایک کو کہاں نصیب، اور بالفرض نہ بھی ہو تو
 کافر شیطان کی مخالفت ضرور مورث تغیر احوال و حدوث ظلمت، حضرت سیدنا شیخ اکبر رضی اللہ
 تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ کم از کم وہ ضرر کہ صحبت جن سے ہوتا ہے یہ ہے کہ آدمی متکبر ہو جاتا ہے، والعباد
 باللہ تعالیٰ، تو راہ سلامت اُس سے بُعد و مجانبت ہی میں ہے، رب عز وجل تو اس دعا کا

۱۔ القرآن الکریم ۵/۱۰۵

۱۱۳/۶ مؤسسۃ الرسالہ بیروت

حدیث ۱۵۰۷۷

۲۔ کنز العمال بحوالہ طب ص

۱۸۰/۳ مصطفیٰ البابا مصر

الرأشي والمرتشى

الترغيب والترهيب

۳۔ القرآن الکریم ۳۴/۱۲

۴۔ ۳۵/۳۸

حکم دے کہ اعوذ بک سب ان یحضر و ۱ (اے میرے پروردگار! میں تیری پناہ مانگتا ہوں اس سے کہ شیطان میرے پاس حاضر ہوں۔ ت) اور یہاں یہ رٹ لگائی جائے کہ حاضر شو حاضر شو، والعیاذ باللہ تعالیٰ، واللہ تعالیٰ اعلم (حاضر ہو جا، حاضر ہو جا، اور اللہ تعالیٰ کی پناہ، اور اللہ تعالیٰ سب سے بڑا عالم ہے۔ ت)

(فتاویٰ رضویہ ج ۲۱ ص ۲۱۷، ۲۱۸)

(۳۳) دستِ غیب اور مصیبتی کے نیچے سے اثر فی وغیرہ کا نکلنا صحیح ہے یا نہیں؟ اس کے جواب میں فرمایا:

ہاں صحیح ہے مگر اس عملداری میں کیا بلکہ نایاب ہے۔ دستِ غیب کے نہایت درجہ کا حاصل اب صرف فتوحِ ظاہرہ و وسعتِ رزق ہوتا ہے، پھر اگر دستِ غیب اس طرح ہو کہ جن کو تابع کر کے اس کے ذریعہ سے لوگوں کے مال معصوم منگوائے جائیں تو اشد سخت حرام کبیرہ ہے، اور اگر سفلیات سے ہو تو قریب بکفر اور علویات سے ہو تو خودیہ شخص مارا جائے گا یا کم از کم پاگل ہو جائے یا سخت سخت امراض و بلا یا میں گرفتار ہو، اعمالِ علویہ کو ذریعہ حرام بنانا ہمیشہ ایسے ثمرے لاتا ہے اور اس کے حرام قطعی ہونے میں کیا شبہ ہے، قال اللہ تعالیٰ "ولا تاكلوا اموالکم بینکم بالباطل"۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: (لوگو!) اپنے مال آپس میں ناجائز طریقے سے نہ کھاؤ۔ (ت) اور اگر کسی دوسرے کی ملک معصوم نہ لائی جاتی ہو بلکہ خزانہ غیب سے اس کو کچھ پہنچایا جائے یا مالِ مباح غیر معصوم اور وہ جن کہ مسخر کیا جائے مسلمان ہو نہ کہ شیطان، اور اعمالِ علویہ سے ہو نہ کہ سفلیہ سے، اور اسے منگا کر مصارفِ محمودہ یا مباحہ میں صرف کرے، نہ کہ معاذ اللہ حرام و اسراف میں، تو یہ عمل جائز ہے اور جو اس طریقے سے ملے اس کا صرف کرنا بھی جائز کہ جس طرح کسبِ حلال کے اور طرق ہیں اسی طرح ایک طریقہ یہ بھی ہے دستِ غیب کا سب سے اعلیٰ عمل، قطعی عمل، یقینی عمل جس میں تخلف ممکن نہیں اور سب اعمال سے سہل تر خود قرآن مجید میں موجود ہے، لوگ اسے چھوڑ کر دشوار دشوار ظنیات بلکہ وہمیات کے پیچھے پڑتے ہیں اور اس سہل و آسان یقینی و قطعی کی طرف توجہ نہیں کرتے،

قال اللہ تعالیٰ "ومن يتق الله يجعل له مخرجاً ويرزقه من حيث لا يحتسب۔"

۱۔ الفتنہ آن الکیم ۹۸/۲۳

۲۔ ۱۸۸/۲

۳۔ ۳۰۲/۶۵

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا : جو اللہ سے ڈرے تقویٰ و پرہیزگاری کرے اللہ عز و جل ہر مشکل سے اس کے لئے نجات کی راہ نکال دے گا اور اُسے وہاں سے روزی دے گا جہاں سے اس کا گمان بھی نہ ہوگا۔

اور دستِ غیب کسے کہتے ہیں، اسی طرح لوگ عملِ حُب کے پیچھے خستہ و خوار پھرتے ہیں اور نہیں ملتا۔ اور حُب کا سہل و یقینی و قطعی عمل قرآنِ عظیم میں مذکور ہے اس کی غرض نہیں کرتے۔
 قال اللہ تعالیٰ "ان الذین آمنوا و عملوا الصالحات سیجعل لهم الرحمن وداۓ"

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا : بیشک جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے قریب ہے کہ رحمان ان کے لئے محبت کر دے گا (دلوں میں ان کی حُب ڈال دے گا)۔
 نسأل اللہ حسن التوفیق (ہم اللہ تعالیٰ سے حُسنِ توفیق مانگتے ہیں۔ ت)
 (فتاویٰ رضویہ ج ۲۱ ص ۲۱۸، ۲۱۹)

(۳۴) جلسہ خلافت کمیٹی میں شرکت کے بارے میں سوال آیا جس کے ممبران ہنود و مشرکین کی دوستی کرتے ہیں اور ان کی رسومات کفریہ میں شریک ہوتے ہیں اور ان کی دعائے مغفرت کے لئے اشتہار چھاپتے ہیں، اس کے جواب میں ارشاد فرمایا :

اگر یہ امور واقعی ہیں تو ایسے جلسوں کی شرکت حرام ہے، اور جو ان میں شریک ہو قابلِ ملامت اور ناقابلِ امامت ہے، نہ وہ کہ احتراز کرے۔ دشمنانِ دین سے احتراز فرض ہے، اور فرض کا ترک موجبِ ملامت اور مانعِ امامت ہے نہ کہ اس کا بجالانا، اور کافر کے لئے دُعائے مغفرت و فاتحہ خوانی کفرِ خالص و تکذیبِ قرآنِ عظیم ہے کما فی العلمگیریۃ و غیرہا (جیسا کہ فتاویٰ عالمگیری اور اس کے علاوہ دوسرے فتاویٰ میں مسئلہ مذکور ہے۔ ت) اور ان کے خار و بوار کے لئے یہی بہت تھا کہ مشرک کے ماتم میں سرنسنگا کیا اور اس پر ظلمِ شدید یہ کہ عبادتِ گاہِ واحد قہار کو مشرک کا ماتم گاہ بنایا پھر اُس کے لئے نماز کا اشتہار پُورا پُورا موجبِ لعنتِ جبار قہار ہے۔

قال اللہ تعالیٰ "ولا تصل علی احد منہم مات ابداً ولا تقم علی قبرہ"

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اگر ان میں سے کوئی مر جائے تو اس پر نماز نہ پڑھو اور نہ اس کی قبر پر کھڑے ہو (ت) بلاشبہ یہ اشتہار دینے اور اس پر عمل کرنے والے سب قطعی مرتد ہیں وہ اسلام سے نکل گئے اور ان کی عورتیں نکاح سے۔

قَاتِلْهُمْ اِنَّهُمْ يُوْفِكُوْنَ ۝
اللہ تعالیٰ انھیں مارے وہ کہاں اونٹھے جاتے ہیں۔ (ت)

اور قربانی کا و شعائر اسلام ہے،
قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی وَالْبَدَنُ جَعَلْنَهَا لَكُمْ شَعَائِرَ اللّٰهِ ۝
اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ہم نے بدن (قربانی کا جانور) کو تمھارے لئے اللہ کی نشانیوں میں سے کیا ہے۔ (ت)

اور ہندوستان میں اُس کا جاری رکھنا واجب ہے کماحققناہ فی "انفس الفکر فی قربان البقر" (جیسا کہ ہم نے اس کی تحقیق (اپنے ایک رسالہ بنام) "انفس الفکر فی قربان البقر" بہت عمدہ سوچ گائیوں کی قربانی کرنے میں) میں کر دی۔ (ت) اور خوشنودی ہنود کے لئے اس کا بند کرنا حرام ہے۔

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی وَلَا تَرْكُنَا اِلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا فْتَمْسِكُمْ اَنْفُسُكُمْ ۝
اللہ تعالیٰ نے فرمایا: (لوگو!) ظالموں کی طرف مت جھکو (اور مائل نہ ہو) ورنہ تمھیں دوزخ کی آگ چھوئے گی۔ (ت)

نایا کوں کافروں مرتدوں کو داعظِ مسلمین بنانے والے اسلام کو ڈھاتے ہیں اور کھنڈ و لعنتِ الہی کی نیوچُنواتے ہیں۔ حدیث تو بد مذہب کی توقیر پر فرماتی ہے،
مَنْ وَقَرَّ صَاحِبَ بَدْعَةٍ فَقَدْ اَعَانَ عَلٰی هَدْمِ الْاِسْلَامِ ۝
جس نے کسی بد مذہب کی توقیر کی اس نے دینِ اسلام کے ڈھا دینے پر مدد دی۔ (ت)

۱۔ الفتاویٰ الکبیر ۳۰/۹

۲۔ ۳۶/۲۲

۳۔ ۱۱۳/۱۱

۴۔ کنز العمال حدیث ۱۱۰۲

مؤسسۃ الرسالہ بیروت

نکہ کفار و زنادقہ مثل وہابیہ و غیر متقلیدین و دیوبندیہ و غیر ہم کو واعظِ مسلمین و پیشوائے دین بنانا کہ صراحتاً اسلام کو گند چھری سے ذبح کرنا ہے، افسوس کہ گائے کی قربانی بند اور ذبحِ اسلام کے نعرے بلند، مگر اسلام گائے سے بھی گیا گزرا، عزت و جبروت ہے اُس کے لئے جس نے اُن کے دل الٹ دیئے اور آنکھیں پلٹ دیں کہ اُن کو اسلام کُفر سُوجھتا ہے اور کفر اسلام، فسبحن مقلب القلوب والابصار سر بنا لا تزعج قلوبنا بعد اذ هدیتنا وھب لنا من لدنک رحمة انک انت الوھاب۔

پاک اور منزہ ہے دلوں اور آنکھوں کا پھیرنے والا۔ اے ہمارے پروردگار! ہمارے دلوں کو ٹیڑھا نہ کر دیجئے اس کے بعد کہ تُو نے ہمیں ہدایت دی اور ہمیں اپنی بارگاہ سے رحمت عطا کر دیجئے، یقیناً تُو بلا معاوضہ بہت زیادہ بخشش اور عطا فرمانے والا ہے۔ (ت)

کفار اور مشرکین سے اتحاد و وداہ حرام قطعی ہے، قرآنِ عظیم کے نصوص اس کی تحریم سے گونج رہے ہیں، اور کچھ نہ ہو تو اتنا کافی ہے کہ :

من یتولھم منکم فانه منھم۔

واحد قہار فرماتا ہے کہ تم میں جو کوئی اُن سے دوستی رکھے گا وہ بیشک انہیں میں سے ہے۔ اللہ عزوجل کا ارشاد اور وہ بھی ”بیشک“ کے ساتھ، آخر اُس کے نتائج ظاہر ہیں کہ کفار سے اتحاد و وداہ منانے والے موافق ارشادِ الہی بیشک منھم (انہی میں سے) ہو گئے، کیا آج تک کبھی ہوا تھا کہ مشرک کے ماتم میں مسلمان سربرہنہ ہوئے ہوں، مسلمانوں نے مسیحی کو اُس کی ماتم گاہ بنایا ہو، مسلمانوں نے اُس کے لئے دُعا و نماز کا اشتہار دیا ہو، مسلمان مسیحی کوں کی کاڑی کے پیل بنے ہوں۔ اور یہ ہونا ہی تھا کہ جب اسلام چھوڑا انسانیت خود گئی، اب جو چاہے پیل بنے جو چاہے گدھا کہ اللہ عزوجل فرما چکا :

اولیک کالانعام بل هم اضل یٰ
وہی لوگ چوپایوں کی طرح ہیں بلکہ ان سے زیادہ بھٹکے ہوئے (ت)
بلکہ فرمایا :

اولئك هم شر البرية

وہی لوگ بدترین مخلوق ہیں (ت)

کافر تو کافر فاسق کی تعریف پر حدیث میں فرمایا :

اذا مدح الفاسق غضب الرب واهتز لذلك العرش

جب فاسق کی تعریف کی جاتی ہے رب عز وجل غضب فرماتا ہے اور عرش الہی ہل جاتا ہے۔

نکہ مشرک کی تعظیم اور وہ بھی اس درجہ عظیم ،

فانها لا تعصى الا بصار ولكن تعصى القلوب التي في الصدور

(لوگو !) آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں بلکہ وہ دل اندھے ہو جاتے ہیں جو سینوں میں مستور ہیں (ت)

سائل بیچارہ اس کا شاکی ہے کہ ہندوؤں نے اذان بند کی اور یہ کیا اور یہ کیا ، اور ان مسلمان کہلانے

والوں نے اس کے برعکس یہ کچھ کیا ، یہ شکایت محض بے جا و نادانی ہے ہندو اپنے دین باطل پر قائم ہیں

وہ کیوں چھوڑیں ، دین تو انھوں نے چھوڑا ہے ، ہر جھوٹ انھیں کی طرف سے چاہتے ایسے لوگوں کے جلسوں

میں شرکت ہرگز جائز نہیں۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۲۱ ص ۲۲۸ تا ۲۳۰)

(۳۵) کفار سے معاملات ، احکام مرتدہ ، اور اسلامی پیام نامی ایک اشتہار کے بعض مندرجات

سے متعلق مولانا سید آصف علیہ الرحمہ کے سوالات کا جواب دیتے ہوئے رسالہ ”الرمز المرصوف

علی سؤال مولانا السید آصف“ میں فرمایا :

ارشاد الہی :

يا ايها الذين امنوا لا تتخذوا بطنان من دونكم لايالونكم خبالا

اے ایمان والو ! اپنے سوا غیروں کو اپنا راز دار نہ بناؤ وہ تمہیں نقصان پہنچانے میں کوتاہی

نہیں کرتے۔ (ت)

عام و مطلق ہے کافر کو راز دار بنانا مطلقاً ممنوع ہے اگرچہ امور دنیویہ میں ہو ، وہ ہرگز تا قدر قدرت

ہماری بدخواہی میں گئی نہ کریں گے۔

قل صدق الله ومن اصدق من الله قيلا۔^۲

فرمادیکے اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا، اور بات کرنے میں اللہ تعالیٰ سے زیادہ سچا کون ہو سکتا ہے۔^(ت)
 سیدنا امام اجل حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حدیث لا تستضیئوا بنار المشرکین (مشرکین کی آگ سے روشنی نہ لو) کی تفسیر فرمائی کہ اپنے کسی کام میں اُن سے مشورہ نہ لو، اور اسے اسی آیت کریمہ سے ثابت بتایا۔ ابو یعلیٰ مسند اور عبد بن حمید و ابن جریر و ابن المنذر و ابن ابی حاتم تفاسیر اور بہقی شعب الایمان میں بطریق ازہر بن راشد انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی،

قال قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم لا تستضيئوا بنار المشركين قال فلم ندر ما ذلك حتى اتوا الحسن فسالوه فقال نعم، يقول لا تستشيروهم في شيء من اموركم قال الحسن وتصديقت ذلك في كتاب الله تعالى ثم تلا هذه الآية يا ايها الذين امنوا لا تتخذوا بطانة من دوتكم^۳

انس بن مالک نے فرمایا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا: (لوگو!) شرک کرنے والوں کی آگ سے روشنی نہ لو۔ فرمایا: ہم نہ سمجھے کہ اس کا مفہوم کیا ہے، یہاں تک کہ لوگ حسن بصری کے پاس گئے اُن سے اس کا مفہوم دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کہ ہاں ٹھیک ہے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے ”اپنے کسی کام میں شرک کرنے والوں سے مشورہ نہ لو۔“ حضرت حسن نے فرمایا کہ اس کی تصدیق اللہ تعالیٰ کی کتاب میں موجود ہے، پھر یہی آیت تلاوت فرمائی: اے ایمان والو! اپنے سوا دوسروں کو اپنا راز دار نہ بناؤ۔ (ت)

امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسی آیت کریمہ سے کافر کو محرر بنانا منع فرمایا۔
 ابن ابی شیبہ مصنف اور ابنائے حمید و ابی حاتم رازی تفاسیر میں اُس جناب سے راوی: انہ قیل له ان هنا غلاما من اهل الحيرة حافظا كتابا فلواتخذته كاتباً

۱۲۲/۴	القرآن الکریم	۹۵/۳	القرآن الکریم
۹۹/۳	عن انس بن مالک رضی اللہ عنہ	۱۱۸/۳	عن انس بن مالک رضی اللہ عنہ
۸۰/۴	المکتب الاسلامی بیروت	۱۱۸/۳	دار احیاء التراث العربی بیروت
۲۸۳/۲	تحت الآیة ۱۱۸/۳	تحت الآیة ۱۱۸/۳	تحت الآیة ۱۱۸/۳
۳۰/۷	دار الکتب العلمیة بیروت	۹۳/۵	حدیث ۹۳/۵
			شعب الایمان

قال اتخذت اذاً بطانة من دون المؤمنين

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں عرض کی گئی کہ یہاں حیرہ کارہنے والا ایک غلام ہے جو حافظ اور کاتب ہے اگر آپ اس کو اپنے ہاں کاتب مقرر کر دیں (تو کیا ہی اچھا ہوگا) اُس پر ارشاد فرمایا کہ پھر تو میں نے مسلمانوں کو چھوڑ کر اس کافر کو اپنا راز دار بنالیا۔ (ت)

تفسیر کبیر میں انھیں امور دنیویہ میں اُن سے مشاورت و موالست کو سبب نزولِ کریمہ اور اس سے نہی مطلق کے لئے بتایا اور اسے اس گمان کا کہ اُن سے مخالفت تو دین میں ہے دنیوی امور میں بد خواہی نہ کریں گے دھڑھرایا کہ :

ان المسلمين كانوا يشاورونهم في امورهم ويؤانسونهم لما كان بينهم من الرضا والخلف ظنا منهم انهم خالفوه في الدين فهم ينصحون لهم في اسباب المعاش فنهاهم الله تعالى بهذه الآية عنه ، فمتع المؤمنين ان يتخذوا بطانة من غير المؤمنين فيكون ذلك نهيا عن جميع الكفار ، وقال تعالى يا ايها الذين امنوا لا تتخذوا عداوى وعدوا واولياء ومما يوكد ذلك ما روى انه قيل لعمر بن الخطاب رضي الله تعالى عنه ، ههنا رجل من اهل الحيرة نصراني لا يعرف اقوى حفظا ولا احسن خطا منه ، فان رأيت ان نتخذة كاتبا ، فامتنع عمر رضي الله تعالى عنه من ذلك وقال اذا اتخذت بطانة من غير المؤمنين فقد جعل عمر رضي الله تعالى عنه هذه الآية دليلا على النهي عن اتخاذ (النصراني) بطانة۔

مسلمان اپنے دنیوی معاملات میں کافروں سے مشورہ کیا کرتے تھے اور اُن سے موالست رکھتے تھے اس لئے کہ دونوں کے درمیان رضاعت اور قسمیں تھیں، پس مسلمانوں کا یہ خیال تھا کہ اگرچہ کافر دین میں اُن کے مخالف ہیں تاہم اسبابِ معاش وغیرہ میں اُن کے خیر خواہ ہیں ، پھر اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو اس آیت مذکورہ میں کافروں کے ساتھ رواداری اور رازداری سے منع فرمایا۔ لہذا اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو اہل ایمان کے علاوہ غیروں کو راز دار بنانے کی ممانعت فرمائی ، پھر یہ تمام کافروں سے نہی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا : اے ایمان والو ! میرے اور اپنے دشمنوں کو دوست

لہ الدر المنثور تحت الآية ۳/۱۱۸ دار احیاء التراث العربی بیروت ۲/۲۸۴

تفسیر ابن ابی حاتم " " " حدیث ۳۸۴ مکتبہ نزار مصطفیٰ الباز مکہ المکرمہ ۳/۴۴۳

۲ مفاتیح الغیب (التفسیر الکبیر) " " " دار الکتب العلمیۃ بیروت ۸/۱۷۲

نہ بناؤ۔ اور اس کی اس روایت سے تاکید ہوتی ہے کہ جس میں یہ مروی ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں یہ درخواست کی گئی کہ یہاں اہل حیرہ میں سے ایک شخص عیسائی ہے اس کی یادداشت (وقتِ حفظ) بھی بڑی قوی ہے اور خط بھی خوبصورت (یعنی خوشنویس) ہے، اگر آپ مناسب سمجھیں تو اسے منشی مقرر کر لیں۔ ارشاد فرمایا: پھر تو میں نے غیر مسلموں کو اپنا راز دار بنالیا۔ لہذا حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس آیت مذکورہ کو اس پر دلیل ٹھہرایا کہ عیسائی کو راز دار بنانے کی ممانعت ہے۔ (ت) اس سے جملہ انواعِ معاملات کیوں ناجائز ہو گئے، بیع و شرا، اغارہ و استبجار وغیرہا میں کیا راز دار بنانا اس کی خیر خواہی پر اعتماد کرنا ہے جیسے چمار کو دام دیتے ہو تا گنٹھو الیا، بھنگی کو مہینہ دیا پاخانہ اٹھو الیا، بزاز کو روپے دیئے کپڑا مول لے لیا، آپ تاجر ہے کوئی جائز چیز اس کے ہاتھ بیچی دام لے لئے وغیرہ وغیرہ۔ ہر کافر عربی کافر محارب ہے، حربی و محارب ایک ہی ہے جیسے جدلی و مجادل، وہ ذمی و معاہد کا مقابل ہے، راز دار بنانا ذمی و معاہد کو بھی جائز نہیں، امیر المومنین کا وہ ارشاد ذمی ہی کے بارے میں ہے، یونہی موالات مطلقاً جملہ کفار سے حرام ہے حربی ہوں یا ذمی، ہاں صرف دربارہٴ بردا احسان ان میں فرق ہے معاہد سے جائز ہے کہ:

لَا يَنْهٰكُمْ اللّٰهُ عَنِ الذِّينَ لَمْ يِقَاتِلُوْكُمْ فِى الدِّينِ۔

اللہ تعالیٰ تمہیں ان لوگوں سے (معاملات کرنے سے) نہیں روکتا جو دین میں تم سے جنگ نہیں کرتے (ت)

اور حربی سے حرام کہ:

اِنَّمَا يَنْهٰكُمْ اللّٰهُ عَنِ الذِّينَ قَاتَلُوْكُمْ فِى الدِّينِ۔

البتہ ان لوگوں سے تمہیں منع فرماتا ہے جو دین میں تم سے جنگ کرتے ہیں۔ (ت)

عبارتِ کبیر منقولہ سوال کا یہی مطلب ہے یہی قول اکثر اہل تاویل ہے اور اسی پر اعتماد و تعویل ہے، اور ائمہ حنفیہ کے یہاں تو اس پر اتفاقِ جلیل ہے، خود کبیر میں زیرِ کریمہ لَا يَنْهٰكُمْ اللّٰهُ ہے؛

الاکثرون علی انہم اهل العہد و هذا قول ابن عباس و المقاتلین و الکلبیؒ

۱۔ القرآن الکریم ۶۰/۸

۲۔ ۶۰/۹

۳۔ مفتاح الغیب (التفسیر الکبیر) تحت الآیۃ ۶۰/۸ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۲۹/۲۶۳

اکثر ائمہ تفسیر کی رائے یہ ہے کہ اس سے اہل عہد مراد ہیں۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ، دو
مقاتلوں اور کلبی کا یہی قول ہے۔ (ت)

ہم نے المحجة المؤتینہ میں یہ مطلب نفیس جامع صغیر امام محمد و ہدایہ و درر الحکام و غایۃ
البيان و کفایۃ و جوہرہ نیرہ و مستصفیٰ و نہایہ و فتح القدر و بحر الرائق و کافی و تبیین الحقائق و تفسیر آخری
و فتح اللہ المعین و غنیۃ ذوی الاحکام و معراج الدراية و غنیۃ و محیط برہانی و جوہر زادہ و بدائع امام ملک العلام
سے ثابت کیا حضور رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رحمۃ للعلمین ہیں قبل ارشاد و اغلظ علیہم
(کافروں اور منافقوں پر سختی کرو۔ ت) انواع انواع کے نرمی و عفو و صفح فرمائے خود اموال غنیمت میں مولفہ
القلوب کا ایک سہم مقرر تھا مگر عفو و صفح کو نسخ فرمادیا اور مولفہ القلوب کا سہم ساقط ہو گیا

وقل الحق من ربکم فمن شاء فليؤمن ومن شاء فليکفر انا اعتدنا للظالمين
ناسا احاط بهم سرادقها ۱

فرمادیکجئے حق تمہارے رب کی طرف سے ہے لہذا جو چاہے ایمان لائے اور جو چاہے کفر اختیار
کرے، یقیناً ہم نے ظالموں کے لئے ایک ایسی آگ تیار کر رکھی ہے جس کی دیواروں نے انہیں گھیرے
میں لے رکھا ہے۔ (ت)

سیدنا امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے افضل الاساتذہ امام عطار بن ابی ربیع رضی اللہ تعالیٰ عنہ
جن کی نسبت امام فرماتے ہیں میں نے اُن سے افضل کسی کو نہ دیکھا وہ کریمہ و اغلظ علیہم کو فرماتے ہیں،
نسخت هذه الآية كل شيء من العفو والصفح ۲

اس آیت کریمہ نے ہر قسم کی معافی اور درگزر کرنے کو منسوخ کر دیا ہے (ت)

قرآن عظیم نے یہود و مشرکین کو عداوتِ مسلمین میں سب کافروں سے سخت تر فرمایا،

لتجدن اشد الناس عداوة للذين امنوا اليهود والذين اشركوا ۳

تم اہل ایمان سے عداوت کرنے میں سب سے زیادہ یہودیوں اور مشرکوں کو پاؤ گے (ت)

مگر ارشاد،

يا ايها النبي جاهد الكفار والمنافقين واغلظ عليهم وماؤسهم

۱ القرآن الکریم ۲۹/۱۸

۲ القرآن الکریم ۴۳/۹

۲۶۳/۲

دار الکتب العلمیۃ

تحت الآية ۴۳/۹

۳ معالم التنزیل (تفسیر البغوی)

۴ القرآن الکریم ۸۲/۵

جہنم و بیئس البصیرۃ

اے نبی مکرم! کافروں اور منافقوں سے جہاد کرو اور ان پر سختی کیا کرو اور ان کا ٹھکانا دوزخ ہے اور وہ بہت بُرا ٹھکانا ہے (ت)

عام آیا اس میں سب کا استثناء نہ فرمایا کسی وصف پر حکم کا مرتب ہونا اس کی علیت کا مشعر ہوتا ہے یہاں انہیں وصف کفر سے ذکر فرما کر اس پر جہاد و غلظت کا حکم دیا تو یہ نہ ان کے نفس کفر کی ہے نہ کہ عداوتِ مومنین کی، اور نفس کفر میں وہ سب برابر ہیں الکفر ملّة واحدة (ساراکفر ایک ہی ملت ہے۔ ت) ہاں معاہدہ کا استثناء دلائل قاطعہ متواترہ سے ضرورۃً معلوم و مستقر فی الاذیان کہ حکم ”جاہد“ سن کر اس کی طرف ذہن جاتا ہی نہیں فنفس النص لہ یعلق بہ ابتداءً کما افادہ فی البحر الرائق (پھر نفس نص ابتداءً ہی اُس سے متعلق نہیں (یعنی معاہدہ کو نص شامل ہی نہیں) جیسا کہ البحر الرائق میں یہ افادہ پیش کیا ہے۔ ت) تفاوتِ عداوت پر بنائے کار ہوتی تو یہود کا حکم مجس سے سخت تر ہوتا حالانکہ امر بالعکس ہے اور نصاریٰ کا حکم یہود سے کم تر ہوتا حالانکہ یکساں ہے۔ ذمی و حربی کا فرق میں بتا چکا ہوں اور یہ کہ حربی محارب ہے حسب حاجت ذلیل قلیل ذمیوں سے جریوں کے مقابلہ میں مدد لے سکتے ہیں ایسی جیسے سدھائے ہوئے مسخر کرتے سے شکار میں، امام مخرشی نے شرح جامع صغیر میں فرمایا: والاستعانة باهل الذمة كالاستعانة بالكلاب۔

ذمی کافروں سے مدد لینا سدھائے ہوئے کتوں سے مدد لینے کی طرح ہے۔ (ت)

اور بروایت امام طحاوی ہمارے ائمہ مذہب امام اعظم و صاحبین وغیرہم رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اس میں بھی کتابی کی تخصیص فرمائی مشرک سے استعانت مطلقاً ناجائز رکھی اگرچہ ذمی ہو۔ ان مباحث کی تفصیل جلیل ”المحجة المؤتمنه“ میں ملاحظہ ہو۔

ربما کافر طیب سے علاج کرانا، خارجی یا ظاہر مکشوف علاج جس میں اس کی بدخواہی نہ چل سکے وہ تو لایا لولکم خبلاً (وہ کافر تمہیں نقصان پہنچانے میں کوئی کمی نہیں کریں گے۔ ت) سے بالکل بے علاقہ ہے اور دنیاوی معاملات بیع و شراء و اجارہ و استجار کی مثل ہے، ہاں اندرونی علاج

۱۔ القرآن الکریم ۹/۳،

۲۔ شرح الجامع الصغیر للسرخسی (محمد بن احمد)

۳۔ القرآن الکریم ۳/۱۱۸

جس میں اس کے فریب کو گنجائش ہو اس میں اگر کافروں پر یوں اعتماد کیا کہ ان کو اپنی مصیبت میں ہمدرد اپنا ولی خیر خواہ اپنا مخلص با اخلاص خلوص کے ساتھ ہمدردی کر کے اپنا ولی دوست بنانے والا اس کی بیکنی میں اس کی طرف اتحاد کا ہاتھ بڑھانے والا جانا تو بیشک آیہ کریمہ کا مخالف ہے اور ارشادِ آیت جان کر ایسا سمجھا تو نہ صرف اپنی جان بلکہ جان و ایمان و قرآن سب کا دشمن اور انھیں اس کی خبر ہو جائے اور اس کے بعد واقعی دل سے اس کی خیر خواہی کریں تو کچھ بعید نہیں کہ وہ تو مسلمان کے دشمن ہیں اور یہ مسلمان ہی نہ رہا فانہ منہم (وہ انھیں میں سے ہے۔ ت) ہو گیا، ان کی تو دلی تمنا یہی تھی۔

قال تعالیٰ وُدُّوا لَوَکْفُرُونَ کَمَا کُفِرُوا فَتَکُونُونَ سَوَاءً ۖ

(اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:) ان کی آرزو ہے کہ کسی طرح تم بھی ان کی طرح کافر بنو

تو تم اور وہ ایک سے ہو جاؤ۔

والعیاذ باللہ تعالیٰ (اور اللہ تعالیٰ کی پناہ: ت)۔

مگر الحمد للہ کوئی مسلمان آیہ کریمہ پر مطلع ہو کہ ہرگز ایسا نہ جانے گا اور جانے تو آپ ہی اس نے تکذیبِ قرآن کی، بلکہ یہ خیال ہوتا ہے کہ یہ ان کا پیشہ ہے اس سے روٹیاں کھاتے ہیں ایسا کریں تو بدنام ہو دکان پھینکی پڑے، کھل جائے تو حکومت کا مواخذہ ہو سزا ہو، یوں بدخواہی سے باز رہتے ہیں تو اپنے خیر خواہ ہیں نہ کہ ہمارے، اس میں تکذیب نہ ہوئی، پھر بھی خلافِ احتیاط و شیع ضرور ہے خصوصاً یہود و مشرکین سے خصوصاً سربراہِ آورہ مسلمان کو، جس کے کم ہونے میں وہ اشتیاق اپنی فتح سمجھیں، وہ جسے جانِ ایمان دونوں عزیز ہیں اس بارے میں کریمہ لا یتخذوا بطانۃ من دونکم لایالونکم خیالاً (کسی کافر کو رازدار نہ بناؤ وہ تمہاری بدخواہی میں لگی نہ کریں گے) و کریمہ ولہ یتخذوا من دون اللہ ولا رسولہ ولا المؤمنین ولیجۃ (اللہ و رسول اور مسلمانوں کے سوا کسی کو ذیل کار نہ بنانا) و حدیث مذکور لا تستفیئوا بنائر المشرکین مشرکوں کی آگ سے روشنی نہ لو، بس میں۔ اپنی جان کا معاملہ

۱۔ القرآن الکریم ۵/۵۱

۲۔ القرآن الکریم ۲/۸۹

۳۔ " ۳/۱۱۸

۴۔ " ۹/۱۶

۵۔ مسند امام احمد بن حنبل عن انس بن مالک رضی اللہ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۳/۹۹

اس کے ہاتھ میں دے دینے سے زیادہ اور کیا رازدار و خیل کار و شیر بنانا ہوگا۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۲۱ ص ۲۳۳ تا ۲۳۹)

(۳۶) روافض کے جلوس کو پانی پلانے کے لئے سبیل لگانا، انھیں بسکٹ کھلانا اور اس میں چندہ دینا کیسا ہے؟ اس کے بارے میں فرمایا:

یہ سبیل اور کھانا، چائے، بسکٹ کہ رافضیوں کے مجمع کے لئے کئے جائیں جو تبراً و لعنت کا مجمع ہے ناجائز و گناہ ہیں اور ان میں چندہ دینا گناہ ہے اور ان میں شامل ہونے والوں کا حشر بھی انھیں کے ساتھ ہوگا۔

قال صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من کثر سواد قوم فهو منہم، وقال اللہ تعالیٰ ولا ترکوا الی الذین ظلموا فتمسکم النار، وقال تعالیٰ "ولا تعاونوا علی الاثم و العداۃ" ۳

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جو کوئی کسی جماعت کو بڑھائے (اور اس میں اضافہ کرے) تو وہ انہی میں شمار ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: (لوگو!) ظالموں کی طرف مائل نہ ہو ورنہ تمہیں آگ چھوئے گی۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اور گناہ اور زیادتی کے معاملات میں ایک دوسرے کی مدد نہ کرو۔ (ت)

(فتاویٰ رضویہ ج ۲۱ ص ۲۴۶)

(۳۷) قول مشرک کو حکم شرع قرار دینے والے کے بارے میں سوال کا جواب دیتے ہوئے فرمایا:

ظاہر ہے کہ اس کی یہ رائے باطل و مضر ہے اور مشرک کے کہنے کو شرع کا حکم ماننا سراسر خلاف اسلام ہے احمق جاہلوں نے آج کل مشرکین کو اپنا خیر خواہ سمجھ رکھا ہے، اور یہ صریحاً قرآن عظیم کی تکذیب ہے، اللہ عز و جل فرماتا ہے:

لایا لونکم خبالا و دوا ما عنتم قد بدت البغضاء من افواہہم و ما تخفون صدورہم اکبر قد بینا لکم الایت ان کنتم تعقلون ۴

۱۔ کنز العمال بحوالہ الیلمی عن ابن مسعود حدیث ۲۴۷۳۵ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۲۲/۹

۲۔ القرآن الکریم ۱۱۳/۱۱

۳۔ " ۲/۵

۴۔ " ۱۲۸/۳

وہ تمھاری نقصان رسانی میں گئی نہ کریں گے ان کی دلی تمنا ہے کہ تم مشقت میں پڑو بیشک عداوت اُن کے مُنہوں سے ظاہر ہو چکی ہے اور وہ جو اُن کے دلوں میں دبی ہے اور بڑی ہے بیشک ہم نے نشانیاں صاف بیان فرمادیں اگر تمھیں سمجھ ہو۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۲۱ ص ۲۵۰)

(۳۸) سوال آیا کہ نان کو آپریشن میں ہم شریک ہوں یا نہیں نیز گورنمنٹ کی طرف سے ہمارے مدرسے کو امداد ملتی ہے، اس کا لینا جائز ہے یا نہیں، اس کے جواب میں فرمایا:

نان کو آپریشن کہ آج کل کے لیڈر بننے والوں نے نکالا محض بے بنیاد ہے، شرع مطہر میں اس کی کچھ اصل نہیں، شرع شریف میں ہر کافر سے مطلقاً ترکِ موات کا حکم ہے، مجوس ہوں یا ہنود، نصاریٰ یا یہود، خصوصاً وہابیہ وغیرہم مرتدین عنود۔ اور عام طور پر صاف ارشاد ہوا:

لَا يَتَّخِذُ الْمُؤْمِنُونَ الْكَافِرِينَ أَوْلِيَاءَ مِنْ دُونِ الْمُؤْمِنِينَ وَمَنْ يَفْعَلْ ذَلِكَ فَلَيْسَ مِنَ اللَّهِ فِي شَيْءٍ ۖ

مسلمان مسلمانوں کے سوا کافروں کو دوست نہ بنائیں اور جو ایسا کرے اسے اللہ سے کچھ

علاقہ نہیں۔

اور صاف تر فرمادیا:

وَمَنْ يَتَوَلَّهُمْ مِنْكُمْ فَاِنَّهُ مِنْهُمْ ۚ

جو تم میں اُن سے دوستی کرے وہ انھیں میں سے ہے۔

ان ساختہ لیڈروں نے معاملت کا نام موات رکھ کر اُسے تو مطلقاً حرام بلکہ کفر کھڑا دیا اور مشرکوں سے موات بلکہ اتحاد بلکہ اُن کی غلامی و انقیاد کو حلال بلکہ موجبِ رضائے الہی بنا لیا ہر طرح اللہ و رسول و شریعت پر سخت افتراء کیا، جس مدرسہ میں تعلیم خلافِ شرع ہوتی ہو یا اور کسی طرح مخالفتِ شرع ہو وہ خود ہی ناجائز ہے، اور ناجائز پر امداد یعنی بھی ناجائز، ورنہ جو امداد نہ کسی امر خلافِ شرع سے مشروط نہ اس کی طرف منجر ہو اس میں حرج نہیں خصوصاً جبکہ ہمارا ہی رویہ ہم کو دیا جاتا ہے اسے حرام کہنا شریعت پر افتراء ہے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ عَلٰى اللّٰهِ الْكُذْبَ لَا يَفْلَحُوْنَ ۝۳

جو لوگ اللہ تعالیٰ کے ذمے جھوٹ لگاتے ہیں وہ کبھی بامراد نہیں ہو سکتے۔ (ت)
(فتاویٰ رضویہ ج ۲۱ ص ۲۵۲، ۲۵۵)

(۳۹) خلافت کے لئے چنہ دینے کے بارے میں فرمایا:
گاندھی کو امام بنانا ہندوؤں مشرکوں سے اتحاد منانا سخت سے سخت حرام و کبیرہ و دشمنی اسلام
ہے، اسلام کی بجائے کے لئے چنہ دینا کسی مسلمان کا کام نہیں۔
قال الله تعالى "فسيئفقونها ثم تكون عليهم حسرة ثم يغلبونك"
یعنی اس وقت تو مال دے رہے ہیں پھر قیامت میں اس دینے کی حسرت اٹھائیں گے
ہاتھ چاٹیں گے کہ مال بھی دیا اور خدا کا غضب بھی سر پر لیا پھر مغلوب و مقہور کر کے جہنم میں پھینک
دیئے جائیں گے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۲۱ ص ۲۵۸)

(۴۰) مرتد سے میل جول رکھنے والے شخص کے بارے میں فرمایا:
صورت مذکورہ میں عمرو و بکر دونوں سنی مسلمان ہیں ان میں کوئی کافر یا گمراہ نہیں مگر عمرو فاسق
گنہگار ہے کہ مرتد سے میل جول رکھتا ہے۔

وقد قال الله تعالى "ولا تركنوا إلى الذين ظلموا فتمسكم النار"، وقال صلى
الله تعالى عليه وسلم "فأياكم وأياهم لا يضلونكم ولا يفتنونكم"
اور اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: (لوگو!) ظالموں کی طرف مائل نہ ہو ورنہ تمہیں آگ چھوئے گی۔
اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا: ان سے بچو، انہیں اپنے سے دور کرو کہیں وہ تمہیں گمراہ
نہ کر دیں کہیں تمہیں فتنہ میں نہ ڈال دیں۔ (ت)
(فتاویٰ رضویہ ج ۲۱ ص ۲۵۹)

(۴۱) سوال آیا کہ نصاریٰ کی وہ ملازمتیں جن میں خلاف شرع فیصلے کرنے پڑتے ہیں جائز ہیں یا نہیں
اور ارشاد باری عز اسمہ ومن لم يحكم بما انزل الله فاولئك هم الكفرون، ومن لم يحكم
بما انزل الله فاولئك هم الظالمون، ومن لم يحكم بما انزل الله فاولئك هم
الفسقون کے کیا معنی ہیں؟ اس کے جواب میں فرمایا:

لہ القرآن الکریم ۸/۳۶

۱۱/۱۱۳

۱۰/۱

قدیمی کتب خانہ کراچی

باب النہی عن الروایۃ عن الضعفاء الخ صحیح مسلم

شرع مطہر کا حکم عام ہے اسلامی ریاست خواہ اسلامی سلطنت کی بھی وہ ملازمت جس میں خلاف شرع حکم کرنا ہو بجا نہ نہیں، قصداً خلافِ شریعت حکم کرنا اگر براہِ عناد یا استحسان یا استحلال مخالفت یا استحقاق حکمِ شریعت ہو کفر ہے ورنہ ظلم و فسق۔ اور یہ کچھ ملازمت ہی پر موقوف نہیں، نہ مقدمات سے خاص، ویسے ہی جو شخص خلافِ ما انزل اللہ حکم کرے گا انھیں صورتوں پر کافر، ظالم، فاسق ہے جیسے یہ لوگ کہ ہندوؤں سے اتحاد منارہے ہیں، دین میں ان سے استمداد کر رہے ہیں، ان سے بھائی چارہ گانٹھ رہے ہیں، انھیں رہنا اور آپ ان کے پس رو بن رہے ہیں، معاملہ دینی میں ان کی اطاعت کر رہے ہیں، جو وہ کہتے ہیں وہی مانتے ہیں، انھیں مسجدوں میں لیجا کر مسلمانوں کا واعظ بناتے ہیں، ان کی خاطر شعارِ اسلام بند کرتے ہیں، ان کے معاملہ و عریف بنتے ہیں، انھیں اپنا خیر خواہ سمجھتے ہیں وغیرہ وغیرہ کہ تمام لیڈر بننے والے ان میں مبتلا ہیں اور انھیں باتوں کا عوام کو حکم دیتے ہیں سب انھیں آیات کُفرون، ظلمون، فسقون کے تحت میں داخل ہیں کہ یہ سب باتیں خلافِ ما انزل اللہ ہیں۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۲۱ ص ۲۶۳)

(۴۲) زید و ہابیہ کے مذہب کو بُرا سمجھتا ہے مگر برادری سمجھ کر ان کی خاطر مدارات کرتا ہے، اس کے بارے میں فرمایا:

اگر فی الواقع زید اس کے مذہب کو بُرا اور وہابیہ کو کافر جانتا ہے تو وہ اس حرکت سے وہابی تو نہ ہوا مگر گنہگار فاسق ضرور ہوا، اس پر توبہ لازم ہے اور آئندہ احتیاط فرض۔ برادری ہی کب رہی جب دین مختلف ہے۔ اللہ عز و جل فرماتا ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا آبَاءَكُمْ وَأَخْوَانَكُمْ أَوْلِيَاءَ إِنِ اسْتَحَبُّوا الْكُفْرَ عَلَى الْإِيمَانِ وَمَن يَتَوَلَّهُمْ فَاوْلِيكُمُ هُمُ الظَّالِمُونَ۔

اے ایمان والو! اپنے باپ بھائیوں کو دوست نہ بناؤ اگر وہ ایمان پر فرسند کریں اور تم میں کوئی ان سے دوستی کرے گا تو وہی پکا ظالم ہوگا۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۲۱ ص ۲۶۸)

(۴۳) زید کہتا ہے مشرک و کفار کے جنازہ میں مشایعت اور کندھا دینا اہلِ اسلام کے لئے ضروری ہے، اس کے بارے میں فرمایا:

زید شریعتِ مطہرہ پر اقرار کرتا ہے جلد بتائے کہ کہاں شریعت نے مشرک و کفار کے کندھا دینا

اور مشایعت کرنا ضروری بتایا ہے ورنہ کریمہ :

لا تقولوا لما تصف السنتكم الكذب هذا حلال وهذا حرام لتفتروا على الله

الكذب ان الذين يفترون على الله الكذب لا يفلحون^۱

(لوگو!) جو کچھ تمہاری زبانیں جھوٹ بیان کرتی ہیں اس کے متعلق یہ نہ کہا کرو کہ یہ حلال ہے اور

یہ حرام ہے تاکہ اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھو، بیشک جو لوگ اللہ تعالیٰ کے ذمے جھوٹ لگاتے ہیں

وہ کبھی کامیاب نہ ہوں گے۔ (ت)

میں داخل ہونے کا اقرار کرے، حدیث میں تو روافض کے لئے فرمایا:

واذا ماتوا فلا تشهدوهم^۲

اور جب وہ مرجائیں تو ان کی نماز جنازہ میں حاضر نہ ہوں۔ (ت)

نہ کہ کفار۔ اگر اس کا حکم ہوتا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ضرور جنازہ ابوطالب کی مشایعت

فرماتے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۲۱ ص ۲۷۰، ۲۷۱)

(۴۴) ہنود سے میل جول کو مدارِ اسلام قرار دینے والے کے بارے میں فرمایا:

مشرکین ہند سے میل جول حرام ہے،

قال الله تعالى "ولا تزنوا الى الذين ظلموا فتمسكم النار"^۳

وہ جس نے ارشاد فرمایا: ظالموں کی طرف مت مجھکو ورنہ تمہیں آگ چھوئے گی (ت)

(فتاویٰ رضویہ ج ۲۱ ص ۲۷۲)

حرام کو مدارِ اسلام بتانا کفر ہے۔

(۴۵) مسلمانوں کے فیصلوں کے لئے ہندو کو پنج بنانے کے بارے میں فرمایا:

یہ حرام ہے اور بحکمِ قرآن سخت ضلالت و بے دینی،

قال الله تعالى "يُريدون ان يتحاكموا الى الطاغوت وقد امرنا ان يكفروا به"

ويريد الشيطان ان يضلهم ضللاً بعيداً"^۴

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: وہ چاہتے ہیں کہ شیطان کے پاس اپنا فیصلہ لے جائیں

۱۔ القرآن الکریم ۱۶/۱۱۶

۵۴۲/۱۱

مؤسستہ الرسالہ بیروت

حدیث ۳۲۵۴۲

کنز العمال

۳۶۹/۴

تہذیب تاریخ دمشق البکیر ترجمہ حسین بن الولید السہین النیسابوری دار اچیار التراث العربی بیروت

۲۔ القرآن الکریم ۴/۶۰

۳۔ القرآن الکریم ۱۱/۱۱۳

حالانکہ انہیں حکم دیا گیا کہ اس کا انکار کریں اور شیطان چاہتا ہے کہ اُن کو دُور کی گمراہی میں بہکا دے۔
(فتاویٰ رضویہ ج ۲۱ ص ۲۷۲)

(۴۶) جبری نوٹ لکھو اگر مالی جُرم مان لینا ناجائز ہے۔ چنانچہ فرمایا :
وہ نوٹ لکھو انیاد روپیہ جمع کر اگر ضبط کرنا یا گناہ پر مالی جُرم مان ڈالنا یہ سب حرام ہے۔
قال اللہ تعالیٰ "ولا تأکلوا اموالکم بینکم بالباطل" یہ
اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا : (لوگو !) اپنے مال آپس میں ناجائز طور پر نہ کھاؤ۔ (ت)
مالی جُرم مان منسوخ ہو گیا اور منسوخ پر عمل حرام ہے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۲۱ ص ۲۷۳)

(۴۷) کافر سے مفت زمین لے کر اس کے تعاون سے مسجد بنانے کے بارے میں فرمایا :
کافر کی زمین پر مسجد تعمیر نہیں ہو سکتی ، نہ وہ مسجد مسجد ہوگی ، مسجد وقف ہوگی۔
قال اللہ تعالیٰ وان المسجد لله

اللہ تعالیٰ نے فرمایا : مسجدیں اللہ تعالیٰ کی ہیں۔ (ت)
مسلمان اسے وقف نہیں کر سکتے کہ پرائی ملک ہے۔ رد المحتار میں ہے :
الواقف لا بد ان یکون مالک الہ وقت الوقف ملکاً باتاً یہ
کسی چیز کو وقف کرنے والے کے لئے ضروری ہے کہ وہ وقف کرتے وقت اس چیز کا
مکمل طور پر مالک ہو۔ (ت)

مسجد کے لئے کافر وقف نہیں کر سکتا کہ وہ اس کا اہل نہیں۔
قال اللہ تعالیٰ "ما کان للمشرکین ان یعمروا مسجداً للہ" یہ
اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا : شرک کرنے والوں کو لائق نہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کے گھروں کی
تعمیر کریں۔ (ت)

ہاں اگر کافر کسی مسلمان کو اپنی زمین بیعاً یا ہبہ دے دیتا اور مسلمان کی ملک ہو جاتی وہ اپنی طرف سے

۱۔ القرآن الکریم ۲/۱۸۸

۲۔ " ۲/۱۸

۳۔ رد المحتار کتاب الوقف دار احیاء التراث العربی بیروت ۳/۳۵۹

۴۔ القرآن الکریم ۹/۱۷

وقف کرتا تو جائز تھا، اور شرک سے امور دینیہ میں مدد لینے بھی جائز نہیں۔ تفسیر ارشاد العقل و تفسیر فتوحات الہیہ زیر آیہ کریمہ لا یتخذ المؤمنون الکفرین اولیاء (مسلمان کافروں کو اپنا دوست نہ بنائیں۔ ت) ہے:

نهوا عن موالاتهم وعن الاستعانة بهم في الغزو وسائر الامور الدينية^۱
انھیں (مسلمانوں کو) کافروں کی دوستی سے روک دیا گیا اور غزوات اور تمام دینی کاموں میں کافروں سے مدد لینے کی ممانعت ہے۔ (ت)
(فتاویٰ رضویہ ج ۲۱ ص ۲۷۳، ۲۷۴)

(۴۸) کفار اور بد مذہبوں کے جلسوں میں شرکت کے بارے میں فرمایا،
ایسے جلسوں میں شریک ہونا قطعاً حرام اور سخت مضراً سلام ہے۔ اللہ عز و جل فرماتا ہے:
وَمَا يَنبِغُ لَكَ الشَّيْطَانُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرِىٰ مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ^۲
اگر تجھے شیطان بھلا دے تو یاد آنے پر ظالموں کے پاس نہ بیٹھ۔
اللہ تعالیٰ اُن کے پاس بیٹھنے کو شیطانی کام بتاتا ہے، اور بھولے سے بیٹھ گیا ہو تو یاد آنے پر فوراً اٹھ آنے کا حکم فرماتا ہے نہ کہ اُن کا وعظ و کچر سُننا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،
ایاکم وایاہم لا یضلونکم ولا یفتنونکم^۳
اُن سے دور بھاگو انھیں اپنے سے دور کرو کہیں وہ تم کو گمراہ نہ کر دیں کہیں وہ تم کو فتنے میں ڈال دیں۔
(فتاویٰ رضویہ ج ۲۱ ص ۲۷۵)

(۴۹) مزید فرمایا:
وہابیہ غیر مقلدین و دیوبندی و مرزائی و غیر ہم فرقے آج کل سب کفار مرتدین ہیں ان کے پاس نشست و برخاست حرام ہے ان سے میل جول حرام ہے اگرچہ اپنا باپ یا بھائی بیٹے ہوں۔
قال اللہ تعالیٰ "وَمَا يَنبِغُ لَكَ الشَّيْطَانُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرِىٰ مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ"
وقال تعالیٰ "لَا تَجِدُ قَوْمًا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ يُوَادُّونَ مَنْ حَادَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ"
۱۔ ارشاد العقل و تفسیر ۲۸/۳ تحت الآیۃ ۲۸/۳ دار احیاء التراث العربی بیروت ۲۲۶/۱
۲۔ الفتوحات الہیہ ۲۸/۳ تحت الآیۃ ۲۸/۳ دار الفکر بیروت ۲۳/۲

۳۔ القرآن الکریم ۶۸/۶
۴۔ صحیح مسلم باب النہی عن الروایۃ عن الضعفاء الخ قیدی کتب خانہ کراچی ۱۰/۱
۵۔ القرآن الکریم ۶۸/۶

ولو كانوا اباؤهم و اخوانهم او عشيرتهم۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اگر تمہیں شیطان بھلا دے تو پھر یاد آنے کے بعد ظالموں کے پاس نہ بیٹھو۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تم، لوگوں کو ایسا نہ پاؤ گے کہ جو اللہ تعالیٰ اور پچھلے دن پر ایمان رکھتے ہوں کہ وہ ان سے دوستی رکھیں جنہوں نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی مخالفت کی، اگرچہ وہ ان کے باپ دادا یا ان کے بھائی یا ان کے قبیلہ کے لوگ ہوں۔ (ت)

(فتاویٰ رضویہ ج ۱ ص ۲۷۸)

(۵۰) مرزا غلام احمد قادیانی کے بارے میں ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے فرمایا:

لا اله الا الله محمد رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم کے بعد کسی کو نبوت ملنے کا جو قائل ہو وہ تو مطلق کافر مرتد ہے اگرچہ کسی ولی یا صحابی کے لئے مانے۔

قال الله تعالى ولكن رسول الله وخاتم النبيين، وقال صلى الله تعالى عليه وسلم انا خاتم النبيين لا نبی بعدیؐ

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: لیکن محمد کریم اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور سب نبیوں سے آخر ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا: میں تمام انبیاء کرام سے آخر میں آیا لہذا میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ (ت)

لیکن قادیانی تو ایسا مرتد ہے جس کی نسبت تمام علمائے کرام حرمین شریفین نے بالاتفاق تحریر فرمایا ہے کہ:

من شك في كفره فقد كفر۔

جس نے اس کے کفر میں شک کیا وہ بھی کافر ہو گیا۔ (ت)

(فتاویٰ رضویہ ج ۲۱ ص ۲۷۹، ۲۸۰)

(۵۱) جو علماء دیوبند یہ ظاہر کریں کہ ہمارا وہ عقیدہ نہیں جو ہماری طرف منسوب ہے، نیز وہ تقویۃ الایمان

۲۴۳/۱	۲۲/۵۸	۲۰/۳۳
الموضوعات لابن جوزی	كتاب المناقب	القرآن الکریم
باب فضل الفضائل	دار الکتب العلمیۃ بیروت	۲۴۳/۱
باب ذکر انہ لا نبی بعدہ	دار الفکر بیروت	۲۸۰/۱
باب المرتد	مطبع مجتبائی دہلی	۳۵۶/۱

وغیرہ کی عبارت کی تاویل کر کے اچھا مطلب نکالیں تو اس حیلہ شرعی سے ان کی بریت ہو سکتی ہے یا نہیں؟
اس سوال کے جواب میں ارشاد فرمایا :

قال اللہ تعالیٰ یحلفون باللہ ما قالوا ولقد قالوا کلمۃ الکفر وکفروا بعد
اسلامہم

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا : وہ اللہ تعالیٰ کی قسمیں کھاتے ہیں کہ انھوں نے کہا اور بیشک وہ
کفر کا بول بولے اور اپنے اسلام کے بعد کافر ہو گئے۔

یہ حیلہ شرعی نہیں حیلہ شیطانی ہے اور اس سے برأت نہیں ہو سکتی ، وہ ملعون عقائد و اقوال
ان کی کتابوں میں موجود ہیں اور ان پر اب تک مُصر ہیں ان کو بار بار چھاپ رہے ہیں تو وہ ان کا فقط ناواقف
کے بہلا دینے کو ہوتا ہے اور جو واقف ہے مگر ذی علم نہیں اس کے سامنے یہ حیلہ ہوتا ہے کہ ان عبارتوں
کا یہ مطلب نہیں۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۲۱ ص ۲۸۳ ، ۲۸۴)

(۵۲) کیا حدیث ہے کہ کافر کو بھی کافر نہ کہا جائے ؟ اس کے جواب میں فرمایا :
یہ حدیث پر کافر پرستوں کا افتراء ہے جس نے دیوبندیہ وغیرہم کفار کو کفار کہا اس پر کوئی گناہ نہیں ،
اللہ عز وجل نے کافر کو کافر کہنے کا حکم دیا قل یا ایہا الکفرون (اے نبی ! فرما دیجئے اے کافرو ! - ت)
ہاں کافر ذمی کہ سلطنت اسلام میں مطیع الاسلام ہو کر رہتا ہے اسے کافر کہہ کر پکارنا منع ہے اگر اسے
ناگوار ہو۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۲۱ ص ۲۸۵)

(۵۳) مزید فرمایا :
یہ کافر کہنا بطور دشنام نہیں ہوتا بلکہ حکم شرعی کا بیان - شرع مطہر میں کافر ہر غیر مسلم کا نام ہے
قال اللہ تعالیٰ ہوا الذی خلقکم فمنکم کافر ومنکم مؤمن۔
اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا : اللہ وہی ہے جس نے تمہیں پیدا فرمایا پھر کچھ تمہارے اندر
کافر ہیں اور کچھ تمہارے اندر مومن ہیں۔ (ت)

سوال حکم کے وقت حکم کو چھپانا اگر یوں ہے کہ اُسے یقیناً کافر جانتا ہے اور اُسے کافر کہنا

معیوب نہیں جانتا مگر اپنی مصلحت کے سبب بچتا ہے تو صرف گنہگار ہے جبکہ وہ مصلحت صحیحہ تا حد ضرورت شرعیہ نہ ہو، اور اگر واقعی کافر کو کافر کہنا معیوب و خلاف تہذیب جانتا ہے تو قرآن عظیم کو عیب لگاتا ہے اور قرآن عظیم کو عیب لگانا کفر ہے، اور اُسے کافر جانتا ہی نہیں تو خود اس کے کافر ہونے میں کیا کلام ہے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۲۱ ص ۲۸۵، ۲۸۶)

(۵۴) غوث اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور ان کے خاندان کی توہین کرنے والوں کے بارے میں فرمایا: یہاں نظر بواقع اس طرح توہین علانیہ کا مرتکب و مُصر نہ ہوگا مگر کٹر افضی بغض یا پکا وہابی خبیث اور یہ دونوں قطعاً دائرۃ اسلام سے خارج ہیں کہا ہو مفصل فی حسام الحرمین و فتاویٰ الحرمین و سرّۃ الفضل (جیسا کہ مسائل مذکورہ کی پوری تفصیل حسام الحرمین، فتاویٰ حرمین اور سرّۃ الفضل میں ہے۔ ت) مسلمانوں کو ان سے میل جول رکھنا، سلام کرنا، پاس بیٹھنا، پاس بٹھانا سب حرام ہے۔

قال الله تعالى واما ينسبك الشيطان فلا تقعد بعد الذكوى مع القوم الظالمين

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اگر تمہیں شیطان بھلا دے تو پھر یاد آنے کے بعد ظالموں کے پاس مت بیٹھو (ورنہ ان جیسے ہی ہو جاؤ گے)۔ (ت) (فتاویٰ رضویہ ج ۲۱ ص ۲۸۷)

(۵۵) کفار سے میل جول، ان کی تعظیم و معاونت اور ان کی ملعون حرکات میں شرکت کے مرتکب مسلمانوں کے بارے میں فرمایا:

انہوں نے اللہ واحد قہار جل جلالہ اور اس کے رسول حبیب مختار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ایذا دئی ابلیس لعین کے قدموں پر اس کی پیروی کی، نام اسلام کو ذلیل کیا، کفر کفار کو فروغ دیا، غضب الہی اپنے سر پر لیا، اپنی ملعون حرکات سے عرش الہی کو لرزادیا، کفار کے ساتھ ان کے خاص دفتر میں اپنا چہرہ دکھایا، اللہ اور رسولوں اور ملائکہ سب کی لعنت کے کام کئے ہم للکفر یومئذ اقرب منهم للإیمان (وہ لوگ اس دن ایمان کی بہ نسبت، کفر کے زیادہ قریب ہوں گے۔ ت) میں صراحتاً داخل ہوئے ان پر ہر فرض سے اعظم فرض ہے کہ اپنی ان کفری حرکات سے علی الاعلان توبہ

کریں نئے سرے سے کلمہ اسلام پڑھیں، پھر اپنی عورتوں کو رکھنا ہو تو ان سے دوبارہ نکاح کریں۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے:

وَلَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُبِينٌ ۝ (الِیْ قَوْلِهِ تَعَالَى) هَلْ يَتَذَكَّرُ الْاِنْسَانُ
يَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُبِينٌ ۝ (الِیْ قَوْلِهِ تَعَالَى) هَلْ يَتَذَكَّرُ الْاِنْسَانُ

(لوگو!) شیطان کے قدموں پر نہ چلو کیونکہ وہ تمہارا کھلا دشمن ہے (اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد تک) وہ نہیں انتظار کرتے مگر یہ کہ اُن پر چھائے ہوئے بادلوں میں (اللہ تعالیٰ کا) عذاب آجائے اور فرشتے نازل ہو جائیں اور کام کا فیصلہ ہو جائے (تو پھر ایمان لانے کا کیا فائدہ)۔ (ت)
(فتاویٰ رضویہ ج ۲۱ ص ۲۸۸)

(۵۶) استعانت کے بارے میں وہابیوں کے عقائد اور ان پر بزمِ خویش آیاتِ قرآنیہ، سعدی نظامی گنجوی اور صوفیاء کے اقوال سے استدلال کا رد کرتے ہوئے رسالہ ”برکات الامداد لاهل الاستمداد“ میں فرمایا:

الْحَمْدُ لِلَّهِ آیاتِ کریمہ تو مسلمان کی ہیں اور حضرت مولانا سعدی و مولانا نظامی قدس سرہما السامی کے جو اشعار نقل کئے وہ بھی حق ہیں، مگر وہابی حق باتوں سے باطل معنی کا ثبوت چاہتا ہے جو ہرگز نہ ہوگا، آیہ کریمہ اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهَیْ کُو تُو اِسْ مَقَامْ سَے کوئی علاقہ ہی نہیں، اس میں توجہ بقصدِ عبادت کا ذکر ہے کہ میں اپنی عبادت سے اُسی کا قصد کرتا ہوں جس نے پیدا کئے زمین و آسمان یہ کہ مطلق توجہ کا جس میں انبیاء و اولیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام سے استعانت بھی داخل ہو سکے جلالین شریف میں اس آیہ کریمہ کی تفسیر فرمائی:

قَالَوَالِهَ مَا تَعْبُدُ قَالَ اِنِّیْ وَجْهْتُ وَجْهَیْ قَصْدَتْ بِعِبَادَتِیْ اِلَیْهِ

یعنی کافروں نے سیدنا ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کہا تم کسے پوجتے ہو؟ فرمایا میں اپنی عبادت سے اس کا قصد کرتا ہوں جس نے بنائے آسمان و زمین۔

آیت میں اگر مطلق توجہ مراد ہو تو کسی کی طرف منہ کر کے باتیں کرنا بھی شرک ہو، نماز میں قبلہ کی

لہ القرآن کریم ۲/۲۰۸ تا ۲۱۰

طرف توجہ بھی شرک ہو کہ قبلہ بھی غیر خدا ہے خدا نہیں۔ اور رب العزت جل و علا کا ارشاد ہے :
حِشْمًا لَنْ تَمُوتُوا وَجُوهَكُمْ شَطْرَهُ۔

جہاں کہیں ہو اپنا منہ قبلہ کی طرف کرو۔

معاذ اللہ شرک کا حکم دینا ٹھہرے، مگر وہابیہ کی عقل کم ہے۔ آیہ کریمہ وَاَيَّاكَ نَسْتَعِينُ مناجات سعدی و نظامی میں استعانت و فریاد رسی و یاد رسی و یاری حقیقی کا حضرت عز و جل و علا میں حصر ہے نہ کہ مطلق کا، اور بلاشبہ حقیقت ان امور بلکہ ہر کمال بلکہ وجود ہستی کی خاص بجناب احدیت عز و جل ہے استعانت حقیقیہ یہ کہ اسے قادر بالذات و مالک متقل و غنی بے نیاز جانے کہ بے عطائے الہی وہ خود اپنی ذات سے اس کام کی قدرت رکھتا ہے۔ اس معنی کا غیر خدا کے ساتھ اعتقاد مہر مسلمان کے نزدیک شرک ہے نہ ہرگز کوئی مسلمان غیر کے ساتھ اس معنی کا قصد کرتا ہے بلکہ واسطہ وصول فیض و ذریعہ وسیلہ قضائے حاجات جانتے ہیں اور یہ قطعاً حق ہے۔ خود رب العزت تبارک و تعالیٰ نے قرآن عظیم میں حکم فرمایا :

وَابْتَغُوا إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ۔

اللہ کی طرف وسیلہ ڈھونڈو۔

بایں معنی استعانت بالغیر ہرگز اس سے حصر ایاک نستعین کے منافی نہیں، جس طرح وجود حقیقی کہ خود اپنی ذات سے بے کسی کے پیدا کئے موجود ہونا خاص بجناب الہی تعالیٰ و تقدس ہے، پھر اس کے سبب دوسرے کو موجود کہنا شرک نہ ہو گیا جب تک وہی وجود حقیقی نہ مراد لے۔ حقائق الاشیاء ثابتہ پہلا عقیدہ اہل اسلام کا ہے، یونہی علم حقیقی کہ اپنی ذات سے بے عطائے غیر ہو، اور تعلیم حقیقی کہ بذات خود بے حاجت بہ دیگرے القائے علم کرے، اللہ جل جلالہ سے خاص ہیں۔ پھر دوسرے کو عالم کہنا یا اس سے علم طلب کرنا شرک نہیں ہو سکتا جب تک وہی معنی اصلی مقصود نہ ہوں۔ خود رب العزت تبارک و تعالیٰ قرآن عظیم میں اپنے بندوں کو علیم و علما فرماتا ہے اور حضور اقدس سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نسبت ارشاد کرتا ہے :

يَعْلَمُهُمُ الْكِتَابُ وَالْحِكْمَةُ۔

یہ نبی انھیں کتاب و حکمت کا علم عطا کرتا ہے۔

یہی حال استعانت و فریادری کا ہے کہ ان کی حقیقت خاص بخدا اور بمعنی وسیلہ و توسل و توسط غیر کیلئے ثابت اور قطعاً روا، بلکہ یہ معنی تو غیر خدا ہی کے لئے خاص ہیں، اللہ عز و جل وسیلہ و توسل و توسط بننے سے پاک ہے، اس سے اوپر کون ہے کہ یہ اس کی طرف وسیلہ ہوگا اور اس کے سوا حقیقی حاجت روا کون ہے کہ یہ بیچ میں واسطہ بنے گا، ولہذا حدیث میں ہے جب اعرابی نے حضور پر نور صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہ سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! ہم حضور کو اللہ تعالیٰ کی طرف شفیع بناتے ہیں اور اللہ عز و جل کو حضور کے سامنے شفیع لاتے ہیں، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر سخت گراں گزرا دیر تک سبحان اللہ فرماتے رہے، پھر فرمایا:

ويحك انه لا يستشفع باللہ على احد، شان اللہ اعظم من ذلك۔ رواہ ابو داؤد عن جبیر بن مطعم رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

ارے نادان! اللہ کو کسی کے پاس سفارشی نہیں لاتے ہیں کہ اللہ کی شان اس سے بہت بڑی ہے (اسے ابو داؤد نے جبیر بن مطعم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔ ت)

اہل اسلام انبیاء و اولیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام سے یہی استعانت کرتے ہیں جو اللہ عز و جل سے کیجئے تو اللہ اور اس کا رسول غضب فرمائیں اور اسے اللہ جل و علا کی شان میں بے ادبی ٹھہرائیں، اور حق تو یہ ہے کہ اس استعانت کے معنی اعتقاد کر کے جناب الہی جل و علا سے کرے تو کافر ہو جائے مگر وہابیہ کی بد عقلی کو کیا کہئے، نہ اللہ کا ادب نہ رسول سے خوف، نہ ایمان کا پاس، خواہی تجھ ہی اس استعانت کو ایلاک نستعین میں داخل کر کے جو اللہ عز و جل کے حق میں محال قطعی ہے اسے اللہ تعالیٰ سے خاص کئے دیتے ہیں، ایک بیوقوف وہابی نے کہا تھا: ہ

وہ کیا ہے جو نہیں ملتا خدا سے
جسے تم مانگتے ہو اولیاء سے

فقیر غفر اللہ تعالیٰ لہ نے کہا: ہ

توسل کر نہیں سکتے خدا سے
اسے ہم مانگتے ہیں اولیاء سے

یعنی یہ نہیں ہو سکتا کہ خدا سے توسل کر کے اُسے کسی کے یہاں وسیلہ و ذریعہ بنائیے، اس وسیلہ بننے کو

ولو انهم اذ ظلموا انفسهم جاؤك فاستغفروا الله واستغفر لهم الرسول لوجدها
الله تواباً رحيماً

اور جب وہ اپنی جانوں پر ظلم یعنی گناہ کر کے تیرے پاس حاضر ہوں اور اللہ سے معافی چاہیں اور معافی مانگے ان کے لئے رسول، تو بیشک اللہ کو توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں گے۔

کیا اللہ تعالیٰ اپنے آپ نہیں بخش سکتا تھا، پھر یہ کیوں فرمایا کہ اے نبی! تیرے پاس حاضر ہوں اور تو اللہ سے ان کی بخشش چاہے تو یہ دولت و نعمت پائیں گے۔ یہی ہمارا مطلب ہے جو قرآن کی آیت صاف فرما رہی ہے۔ مگر وہابیہ تو عقل نہیں رکھتے۔

خدا را انصاف! اگر آیہ کریمہ ایاک نستعین میں مطلق استعانت کا ذات الہی جل و علا میں حصر مقصود ہو تو کیا صرف انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام ہی سے استعانت شرک ہوگی، کیا یہی غیر خدا ہیں اور سب اشخاص و اشیاء و ہابیہ کے نزدیک خدا ہیں یا آیت میں خاص انھیں کا نام لے دیا ہے کہ ان سے شرک اوروں سے روا ہے، نہیں نہیں، جب مطلقاً ذات احدیت سے تخصیص اور غیر سے شرک ماننے کی ٹھہری تو کیسی ہی استعانت کسی غیر سے کی جائے ہمیشہ ہر طرح شرک ہی ہوگی کہ انسان ہوں یا جمادات، اجیا ہوں یا اموات، ذوات ہوں یا صفات، افعال ہوں یا حالات، غیر خدا ہونے میں سب داخل ہیں۔ آپ کیا جواب ہے آیہ کریمہ کا کہ رب جل و علا فرماتا ہے:

واستعينوا بالصبر والصلوة. ﴿٢﴾

استعانت کرو صبر و نماز سے۔

کیا صبرِ خدا ہے جس سے استعانت کا حکم ہوا ہے، کیا نمازِ خدا ہے جس سے استعانت کو ارشاد کیا ہے۔

دوسری آیت میں فرماتا ہے :

وتعاونوا على البر والتقوى۔ آپس میں ایک دوسرے کی مدد کرو محبت لائی اور

پر ہمیز گاری پر۔

کیوں صاحب! اگر غیر خدا سے مدد یعنی مطلقاً محال ہے تو اس حکم الہی کا حاصل کیا، اور اگر ممکن ہو تو جس سے مدد مل سکتی ہے اس سے مدد مانگنے میں کیا زہر کھل گیا۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۲۱ ص ۳۰۲ تا ۳۰۵)

(۵۷) اسی بحث استعانت میں مزید فرمایا:

فائدہ ضروریہ: حضرت امام سفیان ثوری قدس سرہ الثوری کی نقل قول میں مخالف نے ستم کار سازی کو کام فرمایا ہے۔ اصل حکایت شاہ عبدالعزیز صاحب کی فتح العزیز سے سُنیے، لکھتے ہیں، شیخ سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ در نمازِ شام امامت میگرد، چوں ایاک نعبد و ایاک نستعین گفت بیہوش افتاد، چوں بخود آمد گفت ندائے شیخ! ترا چہ شدہ بود؟ گفت چوں ایاک نستعین گفتم ترسیدم کہ مرا بگویند کہ اے دروغ گو! چرا از طبیب! ارومی خواہی و از امیر روزی و از بادشاہ یاری می جوئی، ولہذا بعض از علماء گفتہ اند کہ مرد را باید کہ شرم کند از آنکہ ہر روز و شب پنج نوبت در مواجہتہ پروردگار خود استادہ دروغ گفتہ باشد، لیکن درینجا باید فہمید کہ استعانت از غیر بوجہی کہ اعتماد بر آن غیر باشد و اورا مظهر عون الہی نداند حرام است و اگر التفات محض بجانب حق است و اورا مظاهر عون دانستہ و نظریہ کارخانہ اسباب و حکمت او تعالٰی در آں نمودہ بغیر استعانت ظاہر نماید دور از عرفان نخواہد بود، و در شرع نیز جائز و رواست، و انبیاء و اولیاء ایں نوع استعانت بغیر کردہ اند و در حقیقت ایں نوع استعانت بغیر نیست بلکہ استعانت بحضرت حق است لا غیر!

شیخ سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے شام کی نماز میں امامت فرمائی، جب ایاک نعبد و ایاک نستعین پر پہنچے بیہوش ہو کر گر پڑے، جب ہوش میں آئے تو لوگوں نے دریافت کیا: اے شیخ! آپ کو کیا ہو گیا تھا؟ فرمایا: جب ایاک نستعین کہا تو خوف ہوا کہ مجھ سے یہ نہ کہا جائے کہ اے جھوٹے! پھر طبیب سے دوا کیوں لیتا ہے، امیر سے روزی اور بادشاہ سے مدد کیوں مانگتا ہے؟ اس لئے بعض علماء نے فرمایا ہے کہ انسان کو خدا سے شرم کرنی چاہئے کہ پانچ وقت اس کے حضور کھڑا ہو کر جھوٹ بولتا ہے مگر یہاں یہ سمجھ لینا چاہئے کہ غیر اللہ سے اس طرح مدد مانگنا کہ اسی پر اعتماد ہو اور اس کو اللہ کی مدد کا مظهر نہ جانا جائے حرام ہے، اور اگر توجہ حضرت حق ہی کی طرف ہے اور اس کو اللہ کی مدد کا مظهر جانتا ہے اور

اللہ کی حکمت اور کارخانہ اسباب پر نظر کرتے ہوئے ظاہری طور پر غیر سے مدد چاہتا ہے تو یہ عرفان سے دور نہیں، اور شریعت میں بھی جائز اور روا ہے اور انبیاء اور اولیاء نے ایسی استعانت کی ہے، اور درحقیقت یہ استعانت غیر سے نہیں ہے بلکہ یہ حضرت حق سے ہی استعانت ہے۔ (ت)

مخالف صاحب نے دیکھا کہ حکایت اگر صحیح طور پر نقل کریں تو ساری قلعی جاتی ہے۔ طبیبوں سے دعا چاہنی، امیروں سے نوکری مانگنی، بادشاہوں سے مقدمات وغیرہ میں رجوع کرنا سب شرک ہوا جاتا ہے جس میں خود بھی مبتلا ہیں، لہذا از طبیب دو اور غیر الفاظ کی جگہ یوں بتایا کہ "غیر حق سے مدد مانگوں مجھ سے زیادہ بے ادب کون ہوگا۔" (فتاویٰ رضویہ ج ۲۱ ص ۳۲۳، ۳۲۴)

(۵۸) مزید فرمایا:

اب دیکھئے کہ نہ فقط اولیاء بلکہ خود حضور پر نور سید الانبیاء علیہ وسلم افضل الصلوٰۃ والثناء سے استعانت جائزہ و محمودہ، خود حضور اقدس کی فرمودہ، صحابہ و تابعین کی معمولہ و مقبولہ صحیح حدیث میں ان لوگوں کا یہ حال ہے، قُلْ هُوَ تَوَّابٌ غَیْظُكُمْ اِنَّ اللّٰهَ عَلِیْمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ۔

تم فرماؤ کہ مر جاؤ اپنی گھٹن میں اللہ خوب جانتا ہے دلوں کی بات۔ (ت)

ثالثاً سب جانے دو، سرے سے یہ ناپاک ادعا ہے کہ بندگان خدا محبوبانِ خدا کو قادرِ مستقل جان کر استعانت کرتے ہیں ایک ایسی سخت بات ہے جس کی شناعت پر اطلاع پاؤ تو مدتوں نہیں توبہ کرنی پڑے اہل لا الہ الا اللہ پر بدگمانی حرام، اور ان کے کلام کو جس کے صحیح معنی بے تکلف درست ہوں خواہی نجی، معاذ اللہ معنی کفر کی طرف ڈھال لے جانا قطعاً گناہ کبیرہ ہے۔ حق سبحانہ و تعالیٰ فرماتا ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اجْتَنِبُوا كَثِيرًا مِّنَ الظَّنِّ إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ أَشَرُّ مِّنَ الْآخَرِ۔

اے ایمان والو! بہت گمانوں کے پاس نہ جاؤ بیشک کچھ گمان گناہ ہیں۔

اور فرماتا ہے:

وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ طَائِفَاتٍ أُولَٰئِكَ كَانُوا فِي سَبِيلِكَ مَسْئُولًا۔

اور اس بات کے پیچھے نہ پڑ جس کا تجھے علم نہیں بیشک کان، آنکھ اور دل سب سوال ہوتا ہے (ت)

اور فرماتا ہے:

لولا اذا سعت موه ظن المؤمنون والمؤمنات بانفسهم خيرا^۱۔
کیوں نہ ہوا کہ جب تم نے اسے سنا تو مسلمان مردوں اور عورتوں نے اپنی جانوں یعنی اپنے بھائی مسلمانوں
پر نیک گمان کیا ہوتا۔

اور فرماتا ہے ؛
يعظكم الله ان تعودوا المثلہ ابدات كنتم مؤمنين^۲۔
اللہ تمہیں نصیحت فرماتا ہے کہ اب ایسا نہ کرنا اگر ایمان رکھتے ہو۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۲۱ ص ۳۲۹ ، ۳۳۰)

(۵۹) حقیقتِ اصلیہ کے اعتبار سے قاضی، حاکم، سید اور عالم اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہیں چنانچہ
رسالہ ”فقہ شہنشاہ“ میں فرمایا ؛

بنظر حقیقتِ اصلیہ صرف قاضی و حاکم و سید و عالم بھی اسی کے ساتھ خاص۔ قال اللہ تعالیٰ ؛
واللہ یقضی بالحق والذین یدعون من دونہ لایقضون بشئ ات اللہ هو
السمیع البصیر^۳۔

اور اللہ سچا فیصلہ فرماتا ہے اور اس کے سوا جن کو پوجتے ہیں وہ کچھ فیصلہ نہیں کرتے۔ بیشک
اللہ ہی سنا دیکھتا ہے۔

وقال اللہ تبارک وتعالیٰ ؛
لہ الحکم والیہ ترجعون^۴۔ اسی کا حکم ہے اور اسی کی طرف پھیرے جاؤ گے۔
وقال اللہ تعالیٰ ؛

ان الحکم الا للہ^۵۔ حکم نہیں مگر اللہ کا۔
وقال اللہ تعالیٰ ؛

وهو العلیم الحکیم^۶۔ وہی علم و حکمت والا ہے۔
وقال اللہ تعالیٰ ؛

۲ القرآن الکریم ۲۴/۱۷
۳ " ۲۸/۸۸
۴ " ۶۶/۲

۱ القرآن الکریم ۲۴/۱۲
۳ " ۴۰/۲۰
۴ " ۱۲/۴۰

یوم یجمعہ اللہ الرسل فیقول ماذا اجبتُم قالوا لا علم لنا۔
جس دن اللہ جمع فرمائے گا رسولوں کو پھر فرمائے گا تمہیں کیا جواب ملا، عرض کریں گے ہمیں کچھ علم نہیں۔

وفد بنی عامر نے حاضر ہو کر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کی: اَنْتَ سَيِّدُنَا حضور ہمارے سید ہیں۔ فرمایا: اَلْسَيِّدُ اللّٰهُ سَيِّدُ تَوْحٰدِ تَعَالٰی ہي ہے۔
سراواہ احمد و ابوداؤد عن عبد اللہ بن المشخیر العامری رضی اللہ تعالیٰ عنہ
(اسے روایت کیا ہے احمد اور ابوداؤد نے عبد اللہ بن شخیخ عامری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے۔ ت۔)
یوں ہی نہ ملک الملوک؛ بلکہ صرف ملک ہی۔ قال اللہ تعالیٰ: لَه الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ۔ اسی کے لئے ملک اور اسی کے لئے تعریف۔

وقال اللہ تعالیٰ:

لَمَنْ الْمُلْكُ الْيَوْمَ ط آج کس کی بادشاہی ہے۔
خود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اسی حدیث مِلْكُ الْمُلُوك کی تعلیل میں

فرمایا: لَا مِلْكَ إِلَّا لِلّٰهِ بادشاہ کوئی نہیں سوائے اللہ تعالیٰ کے۔ سراواہ مسلم عن
ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ (اسے روایت کیا ہے مسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ
عنہ سے۔ ت) (فتاویٰ رضویہ ج ۲۱ ص ۳۴۹، ۳۵۰)

(۶۰) مزید فرمایا:

حالانکہ یہ الفاظ و اوصاف غیر خدا کے لئے خود قرآن عظیم و احادیث و اقوالِ علماء میں بکثرت

۱۔ القرآن الکریم ۵/۱۰۹

۲۔ سنن ابی داؤد کتاب الادب باب فی کراہیۃ انتماح آفتاب عالم پریس لاہور ۳۰۶/۲
۳۔ مسند احمد بن حنبل حدیث مطرف بن عبد اللہ عن ابیہ المکتب الاسلامی بیروت ۲۴/۴

۴۔ القرآن الکریم ۶۴/۱

۵۔ صحیح مسلم کتاب الادب باب تحریم التسمی بملک الاملاک ۱۶/۴۰

۶۔ قیدی کتب خانہ کراچی ۲۰۸/۲

وارد۔ قال اللہ تعالیٰ :

سَيِّدًا وَحَصُورًا وَنَبِيًّا مِّنَ الصَّالِحِينَ ۝

سردار اور ہمیشہ کے لئے عورتوں سے بچنے والا اور نبی ہمارے خاصوں میں سے۔

وقال اللہ تعالیٰ :

وَالْفِيَا سَيِّدَهَا لَدِ الْيَابِ ۝

اور دونوں کو عورت کا میاں (سید) دروازے کے پاس ملا۔

وقال اللہ تعالیٰ :

فَابْعَثُوا حَكَمًا مِّنْ أَهْلِهِ وَحَكَمًا مِّنْ أَهْلِهَا ۝

تو ایک پنچ مرد والوں کی طرف سے بھیجو اور ایک پنچ عورت والوں کی طرف سے۔

وقال اللہ تعالیٰ :

وَإِنْ حَكَمْتَ فَاحْكُم بَيْنَهُم بِالْقِسْطِ ۝

اور اگر ان میں فیصلہ فرماؤ تو انصاف سے فیصلہ کرو۔

وقال اللہ تبارک و تعالیٰ :

وَإِتَيْنَاهُ الْحَكْمَ صَبِيًّا ۝

اور ہم نے اسے بچپن ہی میں نبوت دی

وقال اللہ تبارک و تعالیٰ :

فَإِنَّ اللَّهَ هُوَ مَوْلَاهُ وَجِبْرِيلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِينَ ۝

تو بیشک اللہ ان کا مددگار ہے اور جبریل اور نیک ایمان والے۔

وقال اللہ تعالیٰ عَنْ عَبْدِهِ زَكَرِيَّا عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ :

وَإِنِّي خِفْتُ الْمَوَالِيَ مِنْ دُونِ اللَّهِ ۝

اور مجھے اپنے بعد اپنے قرابت والوں کا ڈر ہے۔

۱۷ القرآن الکریم ۱۲/۲۵

۱۸ " ۵/۲۲

۱۹ " ۶۶/۴

۱۷ القرآن الکریم ۳/۳۹

۱۸ " ۴۵/۴

۱۹ " ۱۹/۱۲

۲۰ " ۱۹/۵

وقال اللہ تعالیٰ ،

ہم فیہا خالدون :- انھیں ہمیشہ اس میں رہنا۔

وقال اللہ تعالیٰ ،

فہم لہا مالکون^۲ یہ تو ان کے مالک ہیں۔

وقال الله تعالى :

ونادوایا مالکؑ اور وہ پکاریں گے اے مالک!

وقال الله تعالى :

وَاتَيْنَاهُ الْحِكْمَةَ ۖ ثُمَّ أَوْرَثْنَاهُ آلَهُ ۚ وَنَحْنُ عَلِيمُونَ ۚ

وقال اللہ تعالیٰ :

ومن يؤت الحكمة فقد أوتي خيراً كثيراً.

اور جسے حکمت ملی اُسے بہت بھلائی ملی۔

وقال اللہ تبارک وتعالیٰ :

وَلِلَّهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُولِهِ وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَلَكِنَّ الْمُنَافِقِينَ لَا يَعْلَمُونَ^{٤٥}

عزت تو اللہ اور اس کے رسول اور مسلمانوں ہی کے لئے ہے مگر منافقوں کو خبر نہیں۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۲۱ ص ۳۵۵ تا ۳۵۷)

(۶۱) مزید فرمایا :

صحابہ کرام میں میں سے زائد کا نام حکم ہے، تقریباً دس کا نام حکیم، اور ساٹھ سے زیادہ کا

خالد، اور ایک سوداگر سے زیادہ کا مالک۔ — اُن وقائع اور ان کے امثال کثیرہ پر نظر سے ظاہر ہے

کہ ایسی نہی میں شرع مطہر کا مقصود کیا تھا، اور اس پر قرینہ واضح یہ ہے کہ خود حدیث شریف میں

اس کی تعلیل یوں ارشاد ہوئی کہ :

لَا مَلِكَ إِلَّا اللَّهُ ﷻ خدا تعالیٰ کے سوا کوئی بادشاہ ہی نہیں۔

۱	القرآن الکریم	۸۲، ۸۱ / ۲
۲	"	۷۷ / ۳۳
۳	"	۲۶۹ / ۲
۴	صحیح مسلم کتاب الادب	باب تحریم التسمی بملک الاملاک
۵	القرآن الکریم	۷۱ / ۳۶
۶	"	۲۰ / ۳۸
۷	"	۸ / ۶۳
۸	قدیمی کتب خانہ کراچی	۲۰۸ / ۲

ظاہر ہے کہ حصر اسی السید هو اللہ و مولکم اللہ (سید اللہ تعالیٰ ہی ہے اور تمہارا مولیٰ اللہ تعالیٰ ہے۔ ت) کے قبیل سے ہے، ورنہ خود قرآن عظیم میں ارشاد ہوا:

وقال الملك اني امرت

اور بادشاہ نے کہا میں نے خواب میں دیکھیں۔

اور فرمایا:

وقال الملك استوني به

اور بادشاہ بولا کہ انھیں میرے پاس لے آؤ۔

اور فرمایا:

ان الملوك اذا دخلوا قرية

بیشک بادشاہ جب کسی بستی میں داخل ہوتے ہیں۔

امام بخاری نے بھی اپنی صحیح میں اسی معنی کی طرف اشارہ کیا، حدیث انما الکرم قلب المؤمن (مومن کا دل کرم کا خزانہ ہے) کے نیچے فرماتے ہیں:

وقد قال صلى الله تعالى عليه وسلم انما المفلس الذي يفلس يوم القيامة كقوله

انما الصرعة الذي يملك نفسه عند الغضب كقوله لا ملك الا الله فوصفه بانتهاء الملك ثم ذكر الملوك ايضا فقال ان الملوك اذا دخلوا قرية افسدوها

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: صحیح معنی میں مفلس وہ ہے جو قیامت کے دن حالت افلاس میں ہو، جس طرح آپ کا یہ ارشاد گرامی کہ حلیم و بردبار وہ شخص ہے جو غیظ و غضب میں اپنے نفس کو کنٹرول میں رکھے، اور اسی کے ہم مثل آپ کا یہ ارشاد بھی ہے "بادشاہت تو صرف اللہ کے لئے ہے" یہاں ذات باری تک بادشاہت کی انتہا مانی گئی حالانکہ دوسروں کے لئے بادشاہ ہونے کا ذکر موجود ہے۔ چنانچہ فرمایا: بیشک بادشاہ جب کسی بستی میں داخل ہوتے ہیں تو اسے تباہ کر دیتے ہیں۔ وہابیہ و خوارج اسی نکتہ جلیلہ سے غافل ہو کر شرک و کفر میں پڑے کہ اللہ تعالیٰ تو ان الحکم

۲ القرآن الکریم ۱۲/۵۰

۱ القرآن الکریم ۱۲/۴۳

۳ ۳۴/۲۷

۴ صحیح البخاری کتاب الادب باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم انما الکرم قلب المؤمن قدیمی کتب خانہ کراچی ۱۳/۹۱۳

اللہ ﷻ علم تو اللہ ہی کا ہے۔ فرماتا ہے: مولیٰ علی نے کیسے ابو موسیٰ کو حکم فرمایا۔ اللہ تعالیٰ تو آیاتِ نسیئین ﷻ فرماتا ہے، مسلمانوں نے انبیاء و اولیاء سے کیسے استعانت کی۔ اللہ تعالیٰ تو قل لا یعلم الا یہ فرماتا ہے، اہل سنت نے کیسے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے لئے اطلاعِ غیب مان لی۔ اور اندھوں نے نہ دیکھا کہ وہی خدا تعالیٰ فابعثوا حکماً ایک پنج بھجیو۔ اور تعاو نوا علی البر والتقویٰ اور نیکی اور پرہیزی گاری پر ایک دوسرے کی مدد کرو۔ اور واستعینوا بالصبر والصلوۃ اور صبر اور نماز سے مدد چاہو۔ اور الا من اسر تفضی من رسول ﷻ سوائے اپنے پسندیدہ رسولوں کے۔ اور یجتبی من سلسلہ من یشاء چن لیتا ہے اپنے رسولوں سے جسے چاہے۔ اور تملک من انباء الغیب نو حیہا الیک یہ غیب کی خبریں ہم تمہاری طرف وحی کرتے ہیں۔ اور یؤمنون بالغیب بے دیکھے ایمان لاتے ہیں وغیرہ فرما رہا ہے افتؤمنون ببعض الکتاب و تکفرون ببعض ﷻ تو کیا خدا کے کچھ حکموں پر ایمان لاتے ہو اور کچھ سے انکار کرتے ہو۔ ۱۲م

غیر یہ تو جملہ معترضہ تھا، اس مقصد کی شرع کی نظیر واقعہ تحریم خمر پر ہے کہ ابتداء میں نفیر و مرفت، جرہ و ختم یعنی مضبوط برتنوں میں نبیذ ڈالنے سے منع فرمایا تھا کہ تساہل نہ واقع ہو، جب اُس کی حرمت اور اس سے نفرت مسلمانوں کے دل میں جم گئی اور اس سے کامل تحفظ و احتیاط نے قلوب میں جگہ پائی، فرمایا:

ان ظرفاً لا یحل شیئاً ولا یحرّمہ ﷻ

برتن کسی چیز کو حلال و حرام نہیں کرتا۔

۱۵ القرآن الکریم	۴۰/۱۲	۱۵ القرآن الکریم	۲/۱
۱۳	۶۵/۲۰	۱۴	۳۵/۴
۱۵	۲/۵	۱۶	۴۵/۲
۱۷	۲۴/۴۲	۱۷	۱۷۹/۳
۱۸	۴۹/۱۱	۱۸	۳/۲
۱۹	۸۵/۲	۱۹	

۱۲ صحیح مسلم کتاب الاشریہ باب النہی عن الابتیاز فی المرفق الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱۶۷/۲

بالجمله ان اکابر ائمہ و علماء و اولیائے مقصود پر نظر فرما کر لفظ شاہنشاہ کا اطلاق فرمایا، اور جن کی نظر لفظ پر گئی منع بتایا کما نقلہ فی التتار خانیۃ (جیسا کہ تاتار خانیہ میں نقل کیا گیا ہے۔ ت) دونوں فریق کے لئے ایک وجہ موجبہ ہے لکل وجہۃ ہو مولیٰ ہا (ہر ایک کے لئے ایک جہت ہے وہ اس طرف پھرے گا۔ ت) (فتاویٰ رضویہ ج ۲۱ ص ۳۵۹ تا ۳۶۱)

(۶۲) ”عاجیو آؤ شہنشاہ کاروضہ دیکھو“ کی علی سبیل التنزیل ایک توجیہ پیش کرتے ہوئے فرمایا: ہم پوچھتے ہیں لفظ شہنشاہ حضرت عزوجلہ کے لئے مخصوص ہے یا نہیں؟ اگر نہیں تو سرے سے منشا رشبہ زائل، اور اگر ہے تو جو لفظ اللہ عزوجل کے لئے خاص تھا اسے غیر اللہ پر کیوں حمل کیجئے؟ شہنشاہ اللہ ہی کیوں نہ مراد لیجئے کہ روضہ بمعنی قبر نہیں بلکہ خیابان اور کیاری کو کہتے ہیں۔
قال اللہ تعالیٰ ”فہم فی روضۃ یحبرون“

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: باغ کی کیاری میں ان کی خاطر داری ہوگی۔ (ت)

قبر پر اس کا اطلاق تشبیہ بلغ ہے جیسے:

رَأَيْتُ أَسَدًا يُزْهِیْ - میں نے شیر کو تیر اندازی کرتے دیکھا۔ (ت)

حدیث شریف میں قبر مومن کو روضۃ من ریاض الجنۃ فرمایا، جنت کی کیاریوں میں سے ایک کیاری، تو روضۃ شہنشاہ کے معنی ہوئے الہی خیابان، خدا کی کیاری، اس میں کیا حرج ہے، جب قرآن عظیم نے مدینہ طیبہ کی ساری زمین کو اللہ عزوجل کی طرف اضافت فرمایا،
المرتکن ارض اللہ واسعة فتمہاجروا فیہا

کیا خدا کی زمین یعنی زمین مدینہ کشادہ نہ تھی کہ تم اس میں ہجرت کرتے۔

تو خاص روضۃ انور کو الہی روضہ، شاہنشاہی خیابان، ربانی کیاری کہنے میں کیا حرج ہے۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۲۱ ص ۳۷۸، ۳۷۹)

(۶۳) اسی بحث کو مزید آگے بڑھاتے ہوئے فرمایا:

۱۔ القرآن الکریم ۱۳۸/۲

۲۔ ” ۱۵/۳۰

۳۔ جامع الترمذی ابواب صفۃ یوم القیمۃ

۴۔ القرآن الکریم ۹۷/۴

۶۹/۲

امین کمپنی دہلی

الحق اللہ عز وجل ہی مقلب القلوب ہے۔ سب کے دلوں، نہ صرف دل بلکہ عالم کے ذمے ڈٹے پر حقیقی قبضہ اسی کا ہے، مگر نہ اس کی قدرت محدود نہ اس کی عطا کا باب وسیع مسدود، اِنَّ اللہ علیٰ کل شیءٍ قَدِیْرٌ بیشک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔ و ما کان عطاء ربك محظورا اور تیرے رب کی عطا پر روک نہیں۔ وہ علی الاطلاق فرماتا ہے،
وَلٰكِن اللّٰهُ یَسْلُطُ مَرْسَلَهُ عَلٰی مَنْ یَّشَاءُ ۝۳۹

اللہ تعالیٰ اپنے رسولوں کو جس پر چاہے قبضہ و قابو دیتا ہے۔

اس کا اطلاق اجسام و ابصار و اسماع و قلوب سب کو شامل ہے، وہ اپنے محبوبوں کو جس کے چاہے دست و پا پر قدرت دے، چاہے چشم و گوش پر، چاہے دل و ہوش پر، اس کی قدرت میں کئی نہ عطا میں تنگی۔ کیا ملائکہ دلوں میں القائے خیر نہیں کرتے، نیک ارادے نہیں ڈالتے، بُرے خطروں سے نہیں پھیرتے؟ ضرور سب کچھ باذن اللہ کرتے ہیں۔ پھر دلوں میں تصرف کے اور کیا معنی! قال اللہ تعالیٰ:

اِذْ یُوحٰی رَبُّكَ اِلَی الْمَلَائِکَةِ اَتٰی مَعَكُمْ فَتَبٰتُوا الذِّیْنَ اٰمَنُوْا۔

جب وحی فرماتا ہے تیرا رب فرشتوں کو کہ میں تمہارے ساتھ ہوں تو تم دل قائم رکھو مسلمانوں کے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۲۱ ص ۳۷۹، ۳۸۰)

(۶۴) اسی سلسلہ میں مزید فرمایا:

ملائکہ کی شان تو بلند ہے، شیاطین کو قلوب عوام میں تصرف دیا ہے جس سے فقط اپنے چنے ہوئے بندوں کو مستثنیٰ کیا ہے کہ فرمایا:

اِنَّ عِبَادَیْ لَیْسَ لَکَ عَلَیْہِم سُلْطٰنٌۙ

میرے خاص بندوں پر تیرا قابو نہیں۔

۲۰/۲ اَلْعَمْرٰۤی اِنَّ الْکَرِیْمَ

۲۰/۱۷ " "

۶/۵۹ " "

۱۲/۸ " "

۶۵/۱۷ " "

يُوسُوسُ فِي صُدُورِ النَّاسِ مِنَ الْجَنَّةِ وَالنَّاسِ -
شیطان جن اور لوگ، لوگوں کے دلوں میں وسوسہ ڈالتے ہیں۔

وقال اللہ تعالیٰ:

شَیْطَانِ الْإِنْسِ وَالْجِنِّ يُوحِي بَعْضُهُمْ إِلَى بَعْضٍ خُفَّ الْقَوْلُ غُرُورًا -
شیطان آدمی اور جن ایک دوسرے کے دل میں ڈالتے ہیں بناوٹ کی بات دھوکے کو ۱۲م۔
(فتاویٰ رضویہ ج ۲۱ ص ۳۸۱)

(۶۵) آثار و تبرکات کے منکر شخص کا رد اور ان کی تعظیم و توقیر کا اثبات کرتے ہوئے رسالہ
”بدوس الانوسا فی آداب الآشاس“ میں فرمایا،

ایسا شخص آیات و احادیث کا منکر اور سخت جاہل خامس یا کمال گمراہ فاجر ہے اس پر توبہ فرض
ہے، اور بعد اطلاع بھی تائب نہ ہو تو ضرور گمراہ بے دین ہے۔ اللہ عز و جل فرماتا ہے:

ان اول بیت وضع للناس للذي ببكة مبارک وهدى للعلمين فيه آیت بیئت
مقام ابراہیم علیہ السلام

بیشک سب میں پہلا گھر کہ لوگوں کے لئے مقرر فرمایا گیا ہے وہ ہے جو مکہ میں ہے برکت والا اور
سارے جہان کو راہ دکھاتا، اس میں کھلی نشانیاں ہیں ابراہیم کے کھڑے ہونے کا پتھر۔
جس پر کھڑے ہو کر انھوں نے کعبہ معظمہ بنایا ان کے قدم پاک کا نشان اس میں بن گیا، احبہ محمدین
عبد بن حمید وابن جریر وابن المنذر وابن ابی حاتم وارضی فی نے امام اجل مجاہد تلمیذ حضرت عبداللہ بن
عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے اس آیت کریمہ کی تفسیر میں روایت کی:

قال اترقد ميه في المقام آية بيئته۔

فرمایا کہ سیدنا ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دونوں قدم پاک کا اس پتھر میں نشان ہو جانا

۱۔ القرآن الکریم ۱۱۳/۵، ۶۔

۲۔ ۱۱۲/۶

۳۔ ۹۷/۳

۴۔ جامع البیان (تفسیر ابن جریر) تحت آیت ۳/۹۷ دار احیاء التراث العربی بیروت ۱۸/۴

تفسیر القرآن لعظیم لابن ابی حاتم تحت آیت ۳/۹۷ مکتبہ نزار مکہ المکرمۃ ۱۱/۳

الدر المنثور " " " " دار احیاء التراث العربی بیروت ۲۵۶/۲

یہ کھلی نشانی ہے جسے اللہ عز وجل آیات بینات فرما رہا ہے۔
تفسیر کبیر میں ہے ،

الفضيلة الثانية (لهذا البيت) مقام ابراهيم وهو الحجر الذي وضع ابراهيم قدمه عليه فجعل الله ما تحت قدم ابراهيم عليه الصلوة والسلام من ذلك الحجر دون سائر اجزائه كالطين حتى غاص فيه قدم ابراهيم عليه الصلوة والسلام وهذا ما لا يقدر عليه الا الله تعالى ، ولا يظهر الا على الانبياء ، ثم لما رفع ابراهيم عليه الصلوة والسلام قدمه عنه خلق فيه الصلابة الحجرية مرة اخرى ، ثم انة تعالى ابقى ذلك الحجر على سبيل الاستمرار والدوام فهذه انواع من الايات العجيبة والمعجزات الباهرة اظهرها الله تعالى في ذلك الحجر له

یعنی کعبہ معظمہ کی ایک فضیلت مقام ابراہیم ہے یہ وہ پتھر ہے جس پر ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنا قدم مبارک رکھا تو جتنا ٹکڑا ان کے زیر قدم آیاتِ مٹی کی طرح نرم ہو گیا یہاں تک کہ ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا قدم مبارک اس میں پیر گیا اور یہ خاص قدرتِ الہیہ و معجزہ انبیاء ہے پھر جب ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قدم اٹھایا اللہ تعالیٰ نے دوبارہ اُس ٹکڑے میں پتھر کی سختی پیدا کر دی کہ وہ نشانِ قدم محفوظ رہ گیا پھر اسے حتیٰ سجنہ نے مدتِ مدتِ باقی رکھا تو یہ اقسام اقسام کے عجیب و غریب معجزے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس پتھر میں ظاہر فرمائے۔

ارشاد العقل السليم میں ہے ،

ان كل واحد من اثر قدميه في صخرة صماء وغوصه فيها الى الكعبيين والانه بعض الصخور دون بعض وابقائه دون سائر آيات الانبياء عليهم الصلوة والسلام وحفظه مع كثرة الاعداء الوف سنة آية مستقلة يه

یعنی اسی ایک پتھر کو مولے تعالیٰ نے متعدد آیات فرمایا اس لئے کہ اس میں ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نشانِ قدم ہو جانا ایک اور ان کے قدموں کا گٹھن تک اس میں پیر جانا دو اور پتھر کا ایک ٹکڑا نرم ہو جانا باقی کا اپنے حال پر رہنا تین ، اور معجزاتِ انبیاء سابقین علیہم الصلوٰۃ والسلام

میں اس معجزے کا باقی رکھنا چاہا، اور باوصف کثرتِ اعداد ہزاروں برس اُس کا محفوظ رہنا پانچ، یہ ہر ایک بجائے خود ایک آیت و معجزہ ہے۔
مولیٰ سبحانہ تعالیٰ فرماتا ہے :

قال لهم نبیهم ان آية ملكه ان ياتيكم التابوت فيه سكينه من ربكم وبقية مما ترك ال موسى و آل هرون تحمله الملكة ان في ذلك لآية لكم ان كنتم مؤمنين

بنی اسرائیل کے نبی شموئیل علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان سے فرمایا کہ سلطنت طاوت کی نشانی یہ ہے کہ آئے تمہارے پاس تابوت جس میں تمہارے رب کی طرف سے سکیںہ ہے اور موسیٰ و ہارون کے چھوڑے ہوئے تبرکات ہیں، فرشتے اسے اٹھا کر لائیں، بیشک اس میں تمہارے لئے عظیم نشانی ہے اگر تم ایمان رکھتے ہو۔

وہ تبرکات کیا تھے، موسیٰ علیہ السلام کا عصا اور ان کی نعلین مبارک اور ہارون علیہ الصلوٰۃ والسلام کا عمامہ مقدسہ وغیرہ۔ ان کی برکات تھیں کہ بنی اسرائیل اُس تابوت کو جس لڑائی میں آگے کرتے فتح پاتے، اور جس مراد میں اس سے توسل کرتے اجابت دیکھتے۔ ابن جریر و ابن ابی حاتم حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، قال :

وبقية مما ترك ال موسى عصاه ورضاخ الالواح
تابوت سكينه میں تبرکات موسیٰ سے اُن کا عصا تھا اور تختیوں کی کڑھیں۔

وکیح بن الجراح و سعید بن منصور و عبد بن حمید و ابن ابی حاتم ابو صالح تلمیذ عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، قال :

كان في التابوت عصا موسى وعصا هرون وثياب موسى وثياب هرون ولوحان من التوراة والمن وكلمة الفرح لا اله الا الله الحليم الكريم وسبحن الله رب السموات السبع و رب العرش العظيم والحمد لله رب العالمين

۱۔ القرآن الکریم ۲/۲۴۸

۲۔ جامع البیان (تفسیر ابن جریر) تحت لایہ ۲/۲۴۸ دار احیاء التراث العربی بیروت ۲/۴۳۳
۳۔ تفسیر القرآن لعظیم لابن ابی حاتم حدیث ۲۴۸۵، ۲۴۸۶ مکتبہ نزار مکہ مکرمہ ۲/۴۴۰
در المنثور تحت الآیة ۲/۲۴۸ دار احیاء التراث العربی بیروت ۱/۴۲۱

تابوت میں موسیٰ و ہارون علیہما الصلوٰۃ والسلام کے عصا اور دونوں حضرات کے ملبوس اور تورات کی دو تختیاں اور قدرے مَن کہ بنی اسرائیل پر اُترا اور یہ دعائے کشائش لا الہ الا اللہ الحلیم الکریم الخ۔
معالم التنزیل میں ہے :

کان فیہ عصا موسیٰ و نعلہ و عمامۃ ہرون و عصا الخ
تابوت میں موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا عصا اور ان کی نعلین اور ہارون علیہ الصلوٰۃ والسلام کا
عمامہ و عصا الخ۔ (ت) (فتاویٰ رضویہ ج ۲۱ ص ۳۹۸ تا ۴۰۱)

(۶۶) تعظیم آثار و تبرکات کے لئے کسی خاص سند کی ضرورت نہیں۔ اس سلسلہ میں فرمایا :
تصریحات ائمہ سے معلوم ہو لیا کہ تعظیم کے لئے نہ یقین درکار ہے نہ کوئی خاص سند، بلکہ صرف نامِ پاک
سے اس کا اشتہار کافی ہے ایسی جگہ بے ادراک سند تعظیم سے باز نہ رہے گا مگر بیمار دل پر آزار دل
جس میں نہ عظمتِ شانِ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بروجہ کافی نہ ایمان کامل۔ اللہ عز و جل
فرماتا ہے :

ان یتک کا ذباً فعلیہ کذبہ وان یتک صادقاً یصبکم بعض الذی یعدکم
اگر یہ جھوٹا ہے تو اس کے جھوٹ کا وبال اُس پر، اور اگر سچا ہے تو تمہیں پہنچ جائیں گے بعض
وہ عذاب جن کا وہ تمہیں وعدہ دیتا ہے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۲۱ ص ۴۱۵)

(۶۷) تصاویرِ معظمین کی تعظیم کے بارے میں فرمایا :
شرعِ طہر میں زیادہ شدتِ عذاب تصاویر کی تعظیم ہی پر ہے، اور خود ابتداءً بُت پرستی
انہیں تصویراتِ معظمین سے ہوئی۔ قرآنِ عظیم میں جو پانچ بُتوں کا ذکر سورہ نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام میں
فرمایا وُد، سواع، یغوث، یعوق، نسر، یہ پانچ بندگانِ صالحین تھے کہ لوگوں نے اُن کے انتقال
کے بعد باغوائے ابلیس لعین اُن کی تصویریں بنا کر اُن کی مجلسوں میں قائم کیں، پھر بعد کی آنے والی نسلوں
نے انہیں معبود سمجھ لیا۔

صحیح بخاری شریف میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے :

ود و سواع و یغوث و یعوق و نسر اسباء من جال من قوم نوح فلما هلكوا اوحى
الشيطان الى قومهم ان انصبوا الى مجالسهم التي كانوا يجلسون انصابا و سموها باسمائهم
ففعولوا فلم تعبدا حتى اذا هلك اولئك و تنسخ العلم عبدت لهذا مختصرا۔

ود، سواع، یغوث، یعوق اور نسر حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کے نیک لوگوں کے نام
ہیں جب وہ فوت ہو گئے تو شیطان نے ان کے دلوں میں یہ وسوسہ ڈالا کہ جہاں وہ بیٹھتے تھے وہاں
ان کی مجالس میں ان کے بُت نصب کرو اور ان کے نام لیا کرو۔ تو وہ ایسا ہی کرنے لگے۔ پھر اس دور
میں تو ان کی عبادت نہیں ہوئی مگر جب وہ لوگ ہلاک ہو گئے اور علم مٹ گیا سابق لوگوں کے بارے میں
جہالت کا پردہ چھا گیا تو رفتہ رفتہ ان مجسموں کی عبادت و پرستش شروع ہو گئی۔ یہ حدیث کے مختصر
الفاظ ہیں۔ (ت) (فتاویٰ رضویہ ج ۲۱ ص ۳۳۳، ۳۳۴)

(۶۸) تو تسل و حاجت شیخ طریقت کے بارے میں فرمایا،

یہ اس کے لئے ہے جو اس راہ کا چلنا چاہے، اور ہمت پست کوتاہ دست لوگ اگر سلوک نہ بھی چاہیں
تو انھیں تو تسل کے لئے شیخ کی حاجت ہے۔ یوں اللہ عز و جل اپنے بندوں کو لبس تھا۔ قال اللہ تعالیٰ
(اللہ تعالیٰ نے فرمایا):

الیس اللہ بکاف عبداً

کیا خدا اپنے بندوں کو کافی نہیں۔

مگر قرآن عظیم نے حکم فرمایا،

وابتغوا الیہ الوسیلۃ۔ اللہ کی طرف وسیلہ ڈھونڈو۔

اللہ کی طرف وسیلہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی
طرف وسیلہ مشائخ کرام، سلسلہ بسلسلہ جس طرح اللہ عز و جل تک بے وسیلہ رسائی محال قطعی ہے
یونہی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تک رسائی بے وسیلہ دشوار عادی ہے۔
(فتاویٰ رضویہ ج ۲۱ ص ۶۶۴)

(۶۹) مانتہ تعدد بیعت کے بارے میں مصنف رسالہ ”انوار طبع“ مولانا عبد السمیع علیہ الرحمہ کے ایک استفتاء کے جواب میں فرمایا:

یا ہذا قرآن عظیم صاف صاف فرما رہا ہے کہ مریحاً لا سلماً للرجل (ایک غلام صرف ایک مولا کا - ت) ہی ہونا بھلا ہے۔

ہل یستویٰ مثلاً الحمد للہ بل اکثرہم لا یعلمونؑ
کیا ان دونوں کا حال ایک سا ہے، سب تعریفیں اللہ کے لئے ہیں، بلکہ اکثر ان کے نہیں جانتے۔ (ت)

یا ہذا پر صادق قبلہ توجہ ہے اور قبلہ سے انحراف نماز کو جواب صاف با آنکہ اینما تولوا فثم وجہ اللہ (تو تم جہ ہر منہ کروادھو وجہ اللہ یعنی خدا کی رحمت تمہاری طرف متوجہ ہے۔ ت) فرماتے ہیں۔ پھر طالبان وجہ اللہ کو حکم یہی سناتے ہیں کہ:
حیثما کنتم فاولوا وجوہکم شطرہؑ

تم جہاں کہیں ہو پس اپنے چہروں کو مسجد حرام کی طرف پھیر لو۔ (ت)
یہ محل محل تحریر ہے اور صاحب تحریر کا قبلہ قبلہ تحریر۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۲۱ ص ۴۷۵)
(۷۰) مزید فرمایا:

یا ہذا فیض پیر من و سلوی ہے، اور لن نصبر علی طعایر واحد (ہم ہرگز ایک طعام پر صبر نہیں کر سکتے۔ ت) کہنے کا نتیجہ بُرا،

فلاتکف اسرائیلیا و کن محمد یا یا تک من رزقک بکرة وعشیا۔
پس تو اسرائیلی نہ ہو تو محمدی بن، تیرے پاس رزق صبح و شام آئے گا۔ (ت)
(فتاویٰ رضویہ ج ۲۱ ص ۴۷۶)

۲۹/۳۹	۲۹/۳۹	۱۱۵/۲	۱۵۰ و ۱۴۴/۲	۶۱/۲
۲۹	۲۹	۱۱۵	۱۵۰ و ۱۴۴	۶۱
۳۹	۳۹	۲	۲	۲
۲۹	۲۹	۱۱۵	۱۵۰ و ۱۴۴	۶۱
۳۹	۳۹	۲	۲	۲

(۷۱) ”جس کا دنیا میں مرشد نہیں اس کا مرشد آخرت میں شیطان ہوگا“ اس مقولہ کی تحقیق کرتے ہوئے مرشد کی دو قسمیں بتائیں :

- ۱۔ عام یعنی کلام اللہ و کلام ائمہ
- ۲۔ خاص، یعنی کسی جامع شرائط بیعت کے ہاتھ پر بیعت کرنا۔

اس کے بعد ارشاد فرمایا :

شیخ و مرشد بمعنی اول ہر شخص کو ضرور، اور ایسا بے پیر قطعاً راہ اسلام سے دور، اس کی عبادت تباہ و مہجور، اور اس سے ابتداء اسلام ممنوع و محظور، اور روز قیامت گروہ شیطان میں محشور۔
قال اللہ تعالیٰ :

یوم ندعو اکل اناس بامامہم۔

جس دن ہم ہر گروہ کو اس کے امام کے ساتھ بلائیں گے۔

جب اس شخص نے ائمہ ہدیٰ کو اپنا مرشد و امام نہ مانا تو امام ضلالت یعنی شیطان لعین کا مرید ہوا، لاجرم روز قیامت اُسی کے گروہ میں اُٹھے گا والعیاذ باللہ سبحانہ و تعالیٰ، مگر کلمہ گویوں میں اس طرح کے بے پیرے چار گروہ ہو سکتے ہیں :

اول وہ کافر جو میرے سے قرآن و حدیث ہی کو نہ مانے، جیسے نیچری کہ حدیثوں کو صراحتہً مردود و بے سود بتاتے ہیں اور قرآن کے لفظی معانی حق کو رد کر کے اپنے دل سے گھڑ کر کہانی پسلی بناتے ہیں لعنہم اللہ لعناکبیرا۔

دوم غیر مقلد کہ بظاہر قرآن و حدیث کو مانتے اور ارشادات ائمہ دین و حاملانِ شرع متین کو باطل و نامعتبر جانتے ہیں، یہ سلسلہ بیعت توڑ کر براہ راست خدا و رسول سے ہاتھ ملایا چاہتے ہیں۔
وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون (اور عنقریب جان لیں گے ظالم کہ کس کروٹ پر پلٹا کھائیں گے۔ ت)

سوم وہابیہ مقلدین کہ اگرچہ بظاہر فروع فقہیہ میں تقلید ائمہ کا نام لیتے ہیں مگر اصول و عقائد میں صراحتہً سوادِ اعظم کے خلاف چلتے ہیں اور مقامات و مناصب و تصرفات و مراتب الہیہ کرام

کے نام سے جلتے ہیں۔

چہارم اسی طرح تمام طوائف ضالہ بد مذہب گمراہ رافضی، خارجی، معتزلی، قدری، بھری وغیرہم خدا تعالیٰ کے ان سب نے راہ ہدی چھوڑ کر اپنی ہوا کو امام بنایا اور اپنا سلسلہ بیعت شیطان لعین سے جا کر ملایا، قال اللہ تعالیٰ :

اَفْرَأَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ الْهَلْهَلُ هَوَاهُ ۚ

کیا تو نے دیکھا وہ شخص جس نے اپنی خواہش کو اپنا معبود ٹھہرایا۔ (ت)

بالجملہ کلمہ جامعہ یہی ہے کہ جو اہل ہوا ہیں یعنی مخالفانِ اہلسنت و جماعت وہی اس معنی پر بے پیر صادق اور ان تمام احکام کے ٹھیک مستحق ہیں قَاتِلْهُمْ اَللّٰهُ اَتٰی يُّؤْخِرُوْنَ (اللہ تعالیٰ ان کو ہلاک کرے کہاں اونڈھے پھرتے ہیں۔ ت) سنی صحیح العقیدہ کہ ائمہ ہدی کو مانتا، تقلید ائمہ ضروری جانتا، اولیائے کرام کا سچا معتقد، عقائد میں راہِ حق پر مستقیم، وہ ہرگز بے پیر نہیں۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۲۱ ص ۴۸۰، ۴۸۱)

(۷۲) آیت کریمہ میں اولی الامر سے متعلق قول ارجح بتاتے ہوئے فرمایا :

مگر اس سے اس قدر ثابت کہ ہادیانِ راہِ خدا کی اطاعت لازم ہے اس میں کیا کلام ہے اس کے لئے خود آیہ کریمہ :

اطيعُوا اللّٰهَ واطيعُوا الرّسولَ واولى الامر منكم ۚ

اطاعت کرو تم اللہ تعالیٰ کی اور اطاعت کرو رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور اپنے

صاحبِ امر کی۔

کافی ہے، قولِ اصح و ارجح پر اولی الامر سے مراد علمائے دین ہیں کہ علمائے شریعت و طریقت دونوں کو شامل۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۲۱ ص ۴۸۳)

(۷۳) اقسامِ فلاح بیان کرتے ہوئے اس کی قسم ثانی کی تفصیل میں فرمایا :

دوم کامل رستگاری کہ بے سبقت عذاب و دخولِ جنت ہو اس کے دو پہلو ہیں :

۱۔ القرآن الکریم ۲۵/۲۳

۲۔ ۳۰/۹

۳۔ ۵۹/۴

اول وقوع، یہ مذہب اہلسنت میں محض مشیت الہی پر ہے جسے چاہے ایسی فلاح عطا فرمائے اگرچہ لاکھوں کبار کا مرتکب ہو اور چاہے تو ایک گناہ صغیرہ پر گرفت کر لے اگرچہ لاکھوں حسنات رکھتا ہو، یہ عدل ہے اور وہ فضل۔ یغفر لمن یشاء ویعذب من یشاء (جسے چاہے بخشے اور جسے چاہے عذاب دے) حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شفاعت سے بے گنتی اہل کبار ایسی فلاح پائیں گے۔ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

شفاعتی لاہل الکبائر من اُمّتی۔ رواہ احمد۔

میری شفاعت میری امت سے کبیرہ گناہوں والوں کے لئے ہے۔ امام احمد نے اسے روایت کیا ہے۔ (ت)

(فتاویٰ رضویہ ج ۲۱ ص ۴۹۹، ۵۰۰)

کیا ہے۔ (ت)

(۷۴) اسی مبحث کے ضمن میں فرمایا:

بلکہ وہ بھی ہوں گے جن کے گناہ نیکیوں سے بدل دیئے جائیں گے۔ قال اللہ تعالیٰ: فاولئک یمدّل اللہ سیئاتہم حسناتہ وکان اللہ غفوراً رحیماً

عہ اگرچہ وہ ایسا کرے گا نہیں،

لقلہ تعالیٰ "ویجزی الذین احسنوا بالحسنى" الذین یجتنبون کبائر الاثم والفواحش الا اللہم ان ربک واسع المغفرة ط وقولہ تعالیٰ ان تجتنبوا کبائر ما تہون عنہ تکفر عنکم سیئاتکم وندخلکم مدخلاً کریماً ط وقولہ تعالیٰ ان الحسنات یدہبن السيئات ط ذلک ذکرى للذاکرین ط ۱۲ منہ غفرلہ۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے: اور نیکی کرنے والوں کو نہایت اچھا صلہ عطا فرمائے وہ جو بڑے گناہوں اور بیجائیوں سے بچتے ہیں مگر اتنا کہ گناہ کے پاس گئے اور رُک گئے، بیشک تمہارے رب کی مغفرت وسیع ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اگرچہ تھے رہو کبیرہ گناہوں سے جن کی تمہیں ممانعت ہے تو تمہارے اور گناہ ہم بخش دینگے اور تمہیں عزت کی جگہ داخل کریں گے۔ اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: بیشک نیکیاں برائیوں کو مٹا دیتی ہیں، یہ نصیحت ہے نصیحت ماننے والوں کو۔ (ت)

۱۔ القرآن الکریم ۲/۲۸۴

۲۔ مسند احمد بن حنبل عن النضر بن عبد الرحمن عن المکتب الاسلامی بیروت ۳/۲۱۳

۳۔ القرآن الکریم ۲۵/۷۰ ۴۔ القرآن الکریم ۵۳/۳۲، ۳۱ ۵۔ القرآن الکریم ۴/۳۱ ۶۔ القرآن الکریم ۱۱/۱۱۴

اللہ ان کے گناہوں کو نیکیوں سے بدل دے گا۔ اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۲۱ ص ۵۰۱)

(۷۵) فلاح کی کچھ مزید اقسام بیان کرتے ہوئے فلاح باطن کے بارے میں فرمایا :
یہ منتہائے فلاح و فلاح احسان ہے۔ فلاح تقویٰ میں تو عذاب سے دوری اور جنت کا چین
تھا کہ :

فمن نزع عن الناس وادخل الجنة فقد فانه

جو جہنم سے بچا کر جنت میں داخل کیا گیا وہ ضرور فلاح کو پہنچا۔

اور فلاح احسان اس سے اعظم ہے کہ عذاب کا کیا ذکر کسی قسم کا اندیشہ و غم بھی ان کے پاس
نہیں آتا۔

الا ان اولياء الله لا خوف عليهم ولا هم يحزنون

خبردار ! اولیاء اللہ پر نہ کوئی خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔ (ت)

بہر حال اس فلاح کے لئے ضرور پیر و مرشد کی حاجت ہے چاہے قسم اول کی ہو یا دوم کی۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۲۱ ص ۴۰۴، ۴۰۵)

(۷۶) شیخ طریقت کے حکم کی اہمیت بیان کرتے ہوئے فرمایا :

شیخ ہادی کا حکم رسول کا حکم ہے اور رسول کا حکم اللہ کا حکم، اور اللہ کے حکم میں مجالِ دم زدن
نہیں۔ اللہ عز و جل فرماتا ہے :

وما كان لمؤمن ولا مؤمنة اذا قضى الله ورسوله امرا ان يكون لهم الخيرة

من امرهم ومن يعص الله ورسوله فقد ضلّ ضللاً مبيناً

کسی مسلمان مرد و عورت کو نہیں پہنچتا کہ جب اللہ و رسول کسی معاملہ میں کچھ فرمادیں تو پھر
انہیں کام کا کوئی اختیار رہے اور جو اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے وہ کھلا گمراہ ہوا۔

فتاویٰ رضویہ ج ۲۱ ص ۵۰۹، ۵۱۰

۱ القرآن الکریم ۳/ ۱۸۵

۲ " ۱۰/ ۶۲

۳ " ۳۳/ ۳۶

(۷۷) (مرشد عام کے مخالفین شیطان کے چیلے اور مرید ہیں، اس سلسلے میں فرمایا :
بالجملہ جملہ مرتدین یا ضالین معاندین دین کہ سب مرشد عام کے مخالف و منکر ہیں، یہ اشد ہالک ہیں
اور ان سب کا پیر شیطان اگرچہ بظاہر کسی کی بیعت کا نام لیں بلکہ خود پیرو ولی و قطب بنیں۔ قال اللہ تعالیٰ :
استحوذ علیہم الشیطن فانسہم ذکر اللہ اولیک حزب الشیطن الا ان حزب الشیطن
ہم الخسرون ۱۰

شیطان نے انہیں اپنے گھیرے میں لے کر اللہ تعالیٰ کی یاد بھلا دی وہی شیطان کے گروہ ہیں
سُنّا ہے شیطان ہی کے گروہ زیاں کار ہیں۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۲۱ ص ۵۱۳)

(۷۸) فلاحِ تقویٰ کے بارے میں بحث کرتے ہوئے فرمایا :
فلاحِ تقویٰ بلاشبہ فلاح ہے اگرچہ فلاحِ احسان اس سے اعظم و اجل ہے۔ اللہ عز و جل
فرماتا ہے :

ان تجتنبوا کبائر ما تمہون عنہ نکفر عنکم سیئاتکم و ندخلکم مدخلا کریماً ۹
اگر تم کبیرہ گناہوں سے بچے تو ہم تمہاری بُرائیاں مٹا دیں گے اور تمہیں عزت والے مکان میں داخل
فرمائیں گے۔

یہ بلاشبہ فوزِ عظیم ہے، مولانا نے اہل تقویٰ و اہل احسان دونوں کے لئے اپنی معیت ارشاد فرمائی،
ان اللہ مع الذین اتقوا والذین ہم محسنون ۱۰
بیشک اللہ متقیوں کے ساتھ ہے اور ان کے جو اہل احسان ہیں۔

یہ کیسا فضلِ عظیم ہے اور فلاح کے لئے کیا چاہئے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۲۱ ص ۵۱۴)
(۷۹) آیتِ وسیلہ کے لطائف بیان کرتے ہوئے فرمایا :

اقول قرآنِ کریم کے لطائف لا متناہی ہیں اس بیان سے، آیہ کریمہ :
یا ایہا الذین امنوا اتقوا اللہ وابتغوا الیہ الوسیلۃ وجاهدوا فی سبیلہ
لعلکم تفلحون ۱۱

اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو، اس کی طرف وسیلہ تلاش کرو، اور اس کی راہ میں جان لڑاؤ
اس امید پر کہ فلاح پاؤ۔ (ت)

کے مبارک جُملوں کا حُسن ترتیب واضح ہوا، یہ فلاح احسان کی طرف دعوت ہے، اس کے لئے تقویٰ شرط ہے تو اولاً اس کا حکم فرمایا کہ اتقوا اللہ (اللہ سے ڈرو۔ ت) اب کہ تقویٰ پر قائم ہو کر راہ احسان میں قدم رکھنا چاہتا ہے اور یہ عادت بے وسیلہ شیخ ناممکن ہے لہذا دوسرے مرتبہ میں قبل سلوک تلاش پر کو مقدم فرمایا وابتغوا الیہ الوسیلۃ (اس کی طرف وسیلہ تلاش کرو۔ ت)، اس لئے کہ الرفیق ثم الطريق (پہلے ساتھی تلاش کرو پھر راستہ لو۔ ت)، اب کہ سامان میا ہو لیا اصل مقصود کا حکم دیا کہ جاہد وافی سبیلہ اس کی راہ میں مجاہدہ کرو "لعلکم تفلحون" تاکہ فلاح احسان پاؤ،

جعلنا اللہ من المفلحین بفضل رحمۃ اللہ علیہ هو المرؤف الرحیم وعلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وبارک علی من بہ الصلاح والفلاح وعلی آلہ وصحبہ وابنہ وحزبہ اجمعین آمین۔

اللہ ہمیں فلاح والوں میں کمرے اس کی رحمت کے فضل سے جو فلاح والوں پر کی بیشک وہی بڑا مہربان رحم والا ہے اور اللہ درود و سلام و برکت اتارے ان پر جن کے صدقے میں ہر صلاح و فلاح ہے اور ان کے آل و اصحاب اور ان کے بیٹے حضور غوث اعظم اور ان کے سب گروہ پر، آمین! (ت)

ثم اقول یہاں سے ظاہر ہوا کہ اس راہ میں فلاح وسیلہ پر موقوف کہ اس کو اس پر مرتب فرمایا تو ثابت ہوا کہ یہاں بے پیر فلاح نہ پائے گا اور جب فلاح نہ پائے گا تو حزب اللہ بنے ہوا حزب الشیطان سے ہو گا کہ رب عز وجل فرماتا ہے:

الا ان حزب الشیطان هم الم خسرون۔

سنا ہے شیطان ہی کا گروہ خاسر ہے۔

الا ان حزب اللہ هم المفلحون۔

سنا ہے اللہ ہی کا گروہ فلاح والا ہے۔

تو دوسرا جملہ بھی ثابت ہوا کہ بے پیرے کا پیر شیطان ہے جس کا بیان ابھی گزرا، نسأل اللہ العفو

والعاقبة (ہم اللہ تعالیٰ سے معافی و عافیت کا سوال کرتے ہیں۔ ت)

(فتاویٰ رضویہ ج ۲۱ ص ۵۱۸، ۵۱۹)

(۸۰) شریعت و طریقت کے بارے میں عمر و نامی ایک شخص کے احوال شنیعہ کا رد بلیغ اور شریعت کی اہمیت و مداریت کا اثبات کرتے ہوئے رسالہ "مقال العرفاء باعزاز شرع و علماء" میں ارشاد فرمایا:

عمر و کا قول کہ شریعت چند احکام فرض و واجب و حلال و حرام کا نام ہے، محض اندھا پن ہے، شریعت تمام احکام جسم و جان و روح و قلب و جملہ علوم الہیہ و معارف نامتناہیہ کو جامع ہے جن میں سے ایک ایک ٹکڑے کا نام طریقت و معرفت ہے، ولہذا باجماع قطعی جملہ اولیائے کرام تمام حقائق کو شریعت مطہرہ پر عرض کرنا فرض ہے، اگر شریعت کے مطابق ہوں حق و مقبول ہیں ورنہ مردود و مخذول، تو یقیناً قطعاً شریعت ہی اصل کار ہے، شریعت ہی مناظر و مدار ہے، شریعت ہی محک و معیار ہے، شریعت "راہ" کو کہتے ہیں، اور شریعت محمدیہ علی صاحبہا افضل الصلوٰۃ و التحیۃ کا ترجمہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی راہ، یہ قطعاً عام و مطلق ہے نہ کہ صرف چند احکام جسمانی سے خاص۔ یہی وہ راہ ہے کہ پانچوں وقت ہر نماز بلکہ ہر رکعت میں اس کا مانگنا اور اس پر ثبات و استقامت کی دعا کرنا ہر مسلمان پر واجب فرمایا ہے کہ اهدنا الصراط المستقیم، ہم کو محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی راہ چلاؤ ان کی شریعت پر ثبات قدم رکھو۔ عبد اللہ بن عباس و امام ابو عالیہ و امام حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہم فرماتے ہیں:

الصراط المستقیم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وصاحبہ۔ رواہ عن ابن عباس المحاکم فی صحیحہ وعن ابی العالیۃ من طریق عاصم الاحوال عنہ عبد بن حمید و ابناء جریج و ابی حاتم و عدی و عساکر و فیہ فذكرنا ذلك للحسن فقال صدق ابو العالیۃ و نصح

صراط مستقیم محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور ابو بکر صدیق و عمر فاروق ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہیں

۱۔ القرآن الکریم ۵

۲۔ المستدرک للحاکم کتاب التفسیر شرح الصراط المستقیم دار الفکر بیروت ۲/۲۵۹
۳۔ تفسیر القرآن لعظیم لابن ابی حاتم تفسیر سورة الفاتحة مکتبۃ نزار مصطفیٰ الباز ریاض ۱/۳۰
الدر المنثور تحت الآیۃ ۵/۱ دار احیاء التراث العربی بیروت ۱/۳۶

(اس کو حاکم نے اپنی صحیح میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا اور ابوالعالیہ سے بطریق عاصم الاحول ان سے عبد بن حمید اور ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابن عدی اور ابن عساکر نے روایت کیا، اور اس میں ہے کہ ہم نے یہ حدیث حسن سے ذکر کی تو انھوں نے فرمایا ابوالعالیہ نے خالص سچ کہا۔ (ت)

یہی وہ راہ ہے جس کا منتہا اللہ ہے، قرآن عظیم میں فرمایا،
انْتَ سَاجِدٌ عَلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ۔

بیشک اس سیدھی راہ پر میرا رب ملتا ہے۔

یہی وہ راہ ہے جس کا مخالف بد دین گمراہ ہے۔ قرآن عظیم نے فرمایا،

وَإِنَّ هَذَا صِرَاطٌ مُسْتَقِيمٌ فَاتَّبِعُوهُ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيلِهِ ذَلِكُمْ وَصَّاكُمْ بِهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ۔

(شروع رکوع سے احکام شریعت بیان کر کے فرماتا ہے) اور اے محبوب! تم فرما دو کہ یہ شریعت میری سیدھی راہ ہے تو اس کی پیروی کرو اور اس کے سوا اور راستوں کے پیچھے نہ جاؤ کہ وہ تمہیں اس کی تاکید فرماتا ہے تاکہ تم پر ہیزگاری کرو۔

دیکھو قرآن مجید نے صاف فرما دیا کہ شریعت ہی صرف وہ راہ ہے جس سے وصول الی اللہ ہے اور اس کے سوا آدمی جو راہ چلے گا اللہ کی راہ سے دُور پڑے گا۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۲۱ ص ۵۲۳، ۵۲۴) (۸۱) مزید فرمایا،

ہدایت الہی اگر دستگیر ہے تو بندہ لاحول پڑھتا اور اس ملعون کو دفع کرتا ہے کہ او عدو اللہ! یہ جسے تُو دن یا آفتاب کہہ رہا ہے آخر کیا ہے، اسی فانوس کا تو نور ہے اسے بجھایا تو نور کہاں آئے گا! اس وقت وہ دغا باز غائب و خامر پھرتا ہے اور بندہ نور علیٰ نور ٹیھدی اللہ لنورہ من یسبأ (نور پر نور ہے اور اللہ اپنے نور کی راہ بتاتا ہے جسے چاہتا ہے۔ ت) کی حمایت میں نور حقیقی تک پہنچتا ہے اور اگر دم میں آگیا اور سمجھا کہ ہاں تو ہو گیا اب مجھے چراغ کی کیا حاجت رہی! ادھر فانوس بجھا اور معاند پھر گھپ کہ ہاتھ کو ہاتھ سجھائی نہ دیتا، جیسا کہ قرآن مجید نے فرمایا،

لَا الْقُرْآنُ الْكَرِيمُ ۱۱/۵۶

۵۲ " ۶/۱۵۳

۵۳ " ۲۴/۳۵

ظلمت بعضها فوق بعض اذا اخرج يده لم يكديدها ومن لم يجعل الله له نوراً
فما له من نور

ایک پر ایک اندھیریاں ہیں، اپنا ہاتھ نکالے تو نہ سوجھے، اور جسے خدا نور نہ دے اس
کے لئے نور کہاں۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۲۱ ص ۵۲۶، ۵۲۷)

(۸۲) کون سے علماء وارث نبی ہیں نیز آیت کریمہ ثم اور ثنائی الکتاب الایۃ کی تفسیر بیان کرتے ہوئے
فرمایا:

قرآن شریف انہیں مطلقاً وارث بتا رہا ہے حتیٰ کہ ان کے بے عمل کو بھی یعنی جبکہ عقائد حق پر مستقیم
اور ہدایت کی طرف داعی ہو کہ گمراہ اور گمراہی کی طرف بلانے والا وارث نبی نہیں ناسب البیس ہے والعیاذ
باللہ تعالیٰ۔ ہاں رب عزوجل نے تمام علماء شریعت کو کہاں وارث فرمایا ہے، یہاں تک کہ ان کے بے عمل
کو بھی، ہاں وہ ہم سے پوچھتے، مولیٰ عزوجل فرماتا ہے:

ثم اور ثنائی الکتاب الذین اصطفینا من عبدنا فمنہم ظالم لنفسہ ومنہم مقتصد
ومنہم سابق بالخیرات باذن اللہ ذلک هو الفضل البکیر

پھر ہم نے کتاب کا وارث کیا اپنے چنے ہوئے بندوں کو، تو ان میں کوئی اپنی جان پر ظلم کرنے والا
ہے اور کوئی متوسط حال کا، اور کوئی بحکم خدا بھلائیوں میں پیشی لے جانے والا، یہی بڑا فضل ہے۔
دیکھو بے عمل کہ گناہوں سے اپنی جان پر ظلم کر رہے ہیں انہیں بھی کتاب کا وارث بتایا اور نرا وارث
ہی نہیں بلکہ اپنے چنے ہوئے بندوں میں گنا۔ احادیث میں آیا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے
اس آیت کی تفسیر میں فرمایا:

سابقنا سابق ومقتصدنا ناج وظالمنا مغفور له، والحمد لله رب محمد
الرفوف الرحیم علیہ وعلى اله افضل الصلوٰۃ والتسلیم۔ رواہ العقیلی وابن کمال و
ابن مردویہ والبیہقی فی البعث والبعث فی المعالم عن امیر المؤمنین عمر،
والبیہقی وابن مردویہ عن ابن عمر وابن النجاشی عن انس رضی اللہ

۱۔ القرآن الکریم ۲۴/۴۰

۲۔ " ۳۵/۳۲

۳۔ معالم التنزیل (تفسیر البغوی) تحت لایۃ ۳۵/۳۲

الدر المنثور

دارالکتب العلمیۃ بیروت ۳/۴۹۳

تحت لایۃ ۳۵/۳۲

دار احیاء التراث العربی بیروت ۴/۲۵۲

تعالیٰ عنہم۔

ہم میں کا جو سبقت لے گیا وہ تو سبقت لے ہی گیا اور جو متوسط حال کا ہوا وہ بھی نجات والا ہے اور جو اپنی جان پر ظالم ہے اس کی بھی مغفرت ہے (والحمد للہ رب محمد الرؤف الرحیم علیہ وعلیٰ آلہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم۔ اسے عقلی، ابن لال، ابن مردویہ اور سہیقی نے بعث میں اور لغوی نے معالم میں امیر المؤمنین عمر سے، اور سہیقی اور ابن مردویہ نے ابن عمر سے، اور ابن نجار نے اس رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت کیا۔ ت۔)

(فتاویٰ رضویہ ج ۲۱ ص ۵۳-۵۳۱)

(۸۳) اسی سلسلہ میں مزید فرمایا :

جب قرآن مجید نے سب وارثان کتاب کو اپنے چنے ہوئے بندے فرمایا، تو وہ قطعاً اللہ والے ہوئے، اور جب اللہ والے ہوئے تو ضرور ربانی ہوئے۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے :
ولکن کونوا ربانیین بما کنتم تعلمون الکتاب و بما کنتم تدرسون لہ
ربانی ہو جاؤ اس سبب سے کہ تم کتاب سکھاتے ہو اور اس لئے کہ تم پڑھتے ہو۔
اور فرماتا ہے :

انا انزلنا التوراة فیما ہدٰی و نور یحکم بہا النبیون الذین اسلموا للذین
ہادوا والربانیون والاحبار بما استحفظوا من کتب اللہ وکانوا علیہ شہداء لہ
بیشک ہم نے اتاری توریت اس میں ہدایت و نور ہے اس سے ہمارے فرمانبردار نبی اور
ربانی اور دانشمند لوگ یہودیوں پر حکم کرتے تھے یوں کہ وہ کتاب اللہ کے نگہبان ٹھہرائے گئے اور
وہ اس سے خبردار تھے۔

ان آیات میں اللہ عزوجل نے ربانی ہونے کی وجہ اور ربانیوں کی صفات اس قدر بیان فرمائی کہ
کتاب پڑھنا پڑھانا اس کے احکام سے خبردار ہونا اس کی نگہداشت رکھنا اس کے ساتھ حکم کرنا،
ظاہر ہے کہ یہ سب اوصاف علمائے شریعت میں ہیں تو وہ ضرور ربانی ہیں۔ عبد اللہ بن عباس رضی اللہ
تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں :

ربانیین فقہاء معلمین۔ رواہ ابن ابی حاتم عن سعید بن جبیر۔

ریانی کے معنی ہیں فقیہ مدرس (اسے ابن ابی حاتم نے سعید بن جبیر سے روایت کیا۔ ت) نیز وہ اور ان کے تلامذہ امام مجاہد و امام سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہم فرماتے ہیں:

سرايين علماء فقهاء - رواه عن ابن عباس ابن جرير وابن ابى حاتم و
عن مجاهد ابن جرير وعن ابن جبير الدارمي في سننه -

ربانی عالم فقیہ کو کہتے ہیں (اسے ابن عباس ابن جریر و ابن ابی حاتم نے اور مجاہد ابن جریر نے اور ابن جبر دارمی نے سنن میں روایت کیا ہے۔ ت) (فتاویٰ رضویہ ج ۲۱ ص ۵۳۲، ۵۳۳)

قائدہ : صوفیہ کے نزدیک الّا لیعبدون بمعنی الّا لیعبرفون ہے، چنانچہ فرمایا :
 قال اللہ تعالیٰ ”ما خلقت الجن والانس الا ليعبدون“

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اور نہیں پیدا کیا جن وانسان کو مگر عبادت کے لئے۔ (ت)
سیدنا امام ابو القاسم قشیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ اجل اکابر صوفیہ کرام سے ہیں اس کی تفسیر میں
فرماتے ہیں: الا لیعرفون یعنی ہم نے نہیں پیدا کیا جن وانس کو مگر معرفت حاصل کرنے کے لئے ۱۲۔
(فتاویٰ رضویہ ج ۲۱ ص ۵۳۴، ۵۳۵ حاشیہ)

(۸۴) تصورِ برزخ میں خاص خاندانِ عزیزی کی نصوص ذکر کرتے ہوئے رسالہ الیاقوتۃ الواسطۃ فی قلب عقد الرابطة میں فرمایا:

شاه عبدالعزیز صاحب تفسیر عزیزی میں زیر قول تعالیٰ واذکر اسم ربّک لکھتے ہیں :
 یعنی و یاد کن پروردگار خود را بر سبیل دوام در ہر وقت و ہر شغل خواہ بزبان خواہ بقلب خواہ بروح
 خواہ بہ سر خواہ بجنفی خواہ باخفی خواہ بنفس خواہ ذکر یک ضربی خواہ دوضرب خواہ بکس نفس خواہ بے کس
 خواہ بدون برزخ خواہ بابرزخ الی غیر ذلک من الخصوصیات التي استنبطها الماہرون من
 اہل الطرائق و تعیین احد الشقیین از این خصوصیات مذکورہ مفوض بھو ابدیدہ شیخ و مرشد است کہ بحسب
 حال ہر چہ را صلح و اند تلقیٰ فرماید چنانچہ در آیت دیگر فرمودہ فاسئلوا اہل الذکر ان کنتم

دار احیاء التراث العربی بیروت ۲۳۸/۲ تحت الآیة ۳/۷۹

جامع البیان (تفسیر ابن جریر) بحوالہ مجاہد و ابن عباس " " " " " ۳۸۰/۳

سنن الدارمی باب فضل العالم والعالم حدیث ۳۲۷ نشر السنۃ ملتان ۸۱/۱

٢ القرآن الكريم ٥١/٥٦

٣ الرسالة القشيرية مدخل اصول التوحيد عند الصوفيين دار صادر بيروت ص ١٣

لا تعلمون اھ ملتقطا۔

اللہ تعالیٰ کو ہر وقت اور ہر شغل میں یاد رکھ۔ دل، روح، سری، خفی، سانس یک ضربی یا دو ضربی ہو یا سانس بند کر کے ہو یا بغیر بند کئے ہو، برزخ کے ذریعہ یا بے برزخ وغیرہ خصوصیات جن کو اہل طریقت ماہرین نے اخذ کیا ہے ان میں سے کسی مخصوص طریقہ کو متعین کرنا مرشد کی صوابدید پر موقوف ہے کہ وہ حال کے مطابق جس کو مناسب سمجھے اس کی تلقین کرے جس طرح دوسری آیہ کریمہ میں ارشاد ہے کہ اگر تم نہ جانو تو اہل ذکر سے سوال کرو اھ ملتقطا (ت) (فتاویٰ رضویہ ج ۲ ص ۵۸۰، ۵۸۱) **نوٹ:** شاہ صاحب علیہ الرحمہ کی عبارت مذکورہ بالا سے مصنف علیہ الرحمہ نے پسند فرمایا۔

وہا بیت کش فوائد مستنبط فرمائے ہیں جن کی تفصیل فتاویٰ رضویہ جلد ۲ صفحہ ۵۸۱ تا ۵۸۳ میں ملاحظہ فرمائیں (مرتب) (۵۸) اپنی تعریف و تحسین کو پسند کرنے والے شیخ کے بارے میں سوال کا جواب دیتے ہوئے فرمایا، **حُبِّ ثَنَاءٍ غَالِبًا خَصْلَتٌ مَذْمُومَةٌ** ہے اور کم از کم کوئی خصلت محمودہ نہیں اور اس کے عواقب خطرناک ہیں۔ حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

حب الثناء من الناس یعمی ویصم۔ رواہ فی مسند الفردوس عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔

ستائش پسندی آدمی کو اندھا اور بہرا کر دیتی ہے (اس کو مسند الفردوس میں حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے حوالے سے روایت کیا گیا ہے۔ ت) اور اگر اپنی جھوٹی تعریف کو دوست رکھے کہ لوگ اُن فضائل سے اس کی ثناء کریں جو اس میں نہیں جب تو صریح حرام قطعی ہے۔

قال اللہ تعالیٰ لا تحسبن الذین یفرحون بما اتوا ویحبون ان یحمدوا بما لم یفعلوا فلا تحسبنہم بمفازة من العذاب ولہم عذاب الیم والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

(اللہ تعالیٰ نے فرمایا:) ہرگز گمان نہ کرنا اُن کو جو اپنے کئے پر خوش ہوتے اور دوست

۱۔ فتح العزیز (تفسیر عزیزی) تحت لایۃ ۳/۸ افغانی دارالکتب لال کنواں دہلی ص ۲۶۹
۲۔ الفردوس بما ثور الخطاب حدیث ۲۷۲۶ دارالکتب العلویہ بیروت ۱۴۲/۲
۳۔ القرآن الکریم ۱۸۸/۳

رکتے ہیں کہ بے کئے پر سہرا ہے جائیں تو زہارا انھیں عذاب کے بچاؤ کی جگہ نہ گمان کرنا اور ان کیلئے دردناک مار ہے۔ والیہاذ باللہ تعالیٰ۔ (ت)

ہاں اگر تعریف واقعی ہو تو اگرچہ تاویل معروف و مشہور کے ساتھ، جیسے شمس الاممہ و فخر العلماء و تاج العارفین و امثال ذلک (اماموں کے آفتاب، اہل علم کے لئے فخر، اور عارفوں کے تاج، اور اسی قسم اور نوع کے دوسرے توصیفی کلمات جو مدوح کی تعریف و توصیف ظاہر کریں)۔ (ت) کہ مقصود اپنے عصر یا مصر کے لوگ ہوتے ہیں اور اس پر اس لئے خوش نہ ہو کہ میری تعریف ہو رہی ہے بلکہ اس لئے کہ ان لوگوں کی تعریف ان کو نفع دینی پہنچائے گی سمیع قبول سے سنیں گے جو ان کو نصیحت کی جائے گی تو یہ حقیقت حُب مدح نہیں بلکہ حُب نصیح مسلمان ہے اور وہ محض ایمان ہے واللہ یعلم المفسد من المصلح (اور اللہ تعالیٰ بگاڑنے والے کو اصلاح کرنے والے سے جانتا ہے) یعنی وہ جانتا ہے کون مصلح اور کون مفسد ہے۔ (ت)۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۳ ص ۵۹۶، ۵۹۷)

(۸۶) کسی شخص کو بارات کے میزبان بننا یا شرط دعوت دی کہ نفس دعوت میں ممنوعات شرعیہ کا ارتکاب نہیں ہوگا اور ناچ گانا وغیرہ دوسرے مکان پر ہوگا۔ صورت حال یہ ہے کہ شخص مذکور کے شریک ہونے یا نہ ہونے سے ان ممنوعات کے ارتکاب میں کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ تو ایسی صورت میں وہ نفس دعوت میں شریک ہو یا نہ ہو؟ نیز کچھ لوگوں نے یہ عہد کر رکھا ہے کہ ناچ گانے والی شادیوں میں شریک نہیں ہوں گے۔ ان کے بارے میں کیا حکم ہے۔ اس کے جواب میں فرمایا:

اگر یہ دونوں صورتیں نہیں تو اگر جانتا ہے کہ جہاں کھانا کھلایا جائے گا وہیں منکرات شرعیہ ہوں گے، اور بارات والے کا وعدہ محض حیلہ ہی حیلہ ہے تو ہرگز نہ جائے۔

قال تعالیٰ لا تقعد بعد الذکر ای مع القوم الظالمینؑ

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: یاد آجانے کے بعد ظالموں کے پاس مت بیٹھ (ت)

(فتاویٰ رضویہ ج ۲ ص ۶۱۰)

(۸۷) مزید فرمایا:

اگر واقعی ایسا ہی ہے کہ نفس دعوت منکرات سے خالی ہوگی اگرچہ دوسرے مکان میں لوگ

مشغول گناہ ہوں تو شرکت میں کوئی حرج نہیں۔

قال تعالى لا تزرا ولا تزره و تزره اخرى له

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: کوئی جان کسی دوسری جان کا بوجھ نہ اٹھائے گی۔ (ت)
غایت یہ کہ میزبان گناہ گار ہے پھر شرعاً گناہ گار کی دعوت بھی دعوت ہے جبکہ وہ خود گناہ پر مشتمل نہ ہو۔
خزانة المفتین میں ہے:

ان لم یکن الرجل بخال لولم یجب لایمنعهم عن الفسق لا باس بان
یحیب ویطعم وینکر معصیتهم وفسقهم لانه اجابة الدعوة واجابة الدعوة
واجبة او مندوبة فلا یمتنع بمعصية اقتربت بها له

اگر کسی شخص کی ایسی پوزیشن نہ ہو کہ اگر یہ دعوت قبول نہ کرے تب بھی وہ گناہ اور نافرمانی سے باز
نہیں آئیں گے، تو پھر دعوت کی قبولیت میں کوئی حرج اور مضائقہ نہیں، البتہ اُن کے گناہ اور نافرمانی کا
انکار کرے کیونکہ اس نے تو دعوت قبول کی (یعنی خود کوئی خلاف ورزی نہیں کی) اور دعوت قبول کرنا
واجب ہے یا مستحب۔ لہذا ایسی دعوت جس سے گناہ پیوست ہو ممنوع نہیں۔ (ت)
(فتاویٰ رضویہ ج ۲۱ ص ۶۱۱)

(۸۸) مزید فرمایا:

یونہی وہ عہد کرنے والے نہ جائیں کہ خلاف عہد معیوب ہے۔
قال تعالى وادفوا بالعهد ان العهد کان مسئولا۔
اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: (لوگو!) وعدہ پورا کیا کرو کیونکہ وعدہ کے متعلق قیامت کے
دن پوچھا ہوگی۔ (ت)
(فتاویٰ رضویہ ج ۲۱ ص ۶۱۲)

(۸۹) آیت کریمہ لاینہبکم اللہ عن الذین الایة کے شان نزول کے بارے میں فرمایا:
قتیلہ بنت عبدالغزی بن سعد اپنی بیٹی حضرت سیدتنا اسماء بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ
عنہا کے پاس آئی اور کچھ گوشت کے زندہ جانور، پنیر، گھی ہدیہ لائی۔ بنت الصدیق نے نہ لیا

۱۔ القرآن الکریم ۶/۱۶۴

۲۔ فتاویٰ ہندیہ بحوالہ خزانة المفتین کتاب النکاحیة الباب الثانی عشر مکتبہ نوریہ رضویہ کھر ۵/۳۴۳

۳۔ القرآن الکریم ۱۷/۳۴

نہ ماں کو گھر میں آنے دیا کہ تو کافر ہے۔ اُمّ المؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مسئلہ پوچھا، آیت اتری :

لَا يَنْهٰكُمُ اللّٰهُ عَنِ الذِّیْنَ لَمْ یَقَاتِلُوْكُمْ فِی الدِّیْنِ۔

اللہ تعالیٰ ان کافروں کے ساتھ نیک سلوک سے تمہیں منع نہیں فرماتا جو تم سے دین میں نہ لڑے۔ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ ہدیہ لو اور گھر میں آنے دو۔ سداۃ الامام احمد عن عبد اللہ بن الزبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہم (امام احمد نے اس کو عبد اللہ بن زبیر سے روایت کیا ہے رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ ت) (فتاویٰ رضویہ ج ۲۱ ص ۶۲۴)

(۹۰) ٹیک لگا کر کھانا کھانے کے بارے میں فرمایا :

ٹیک لگا کر کھانا اگر بنیت تکبر ہو تو کراہت کیسی حرام ہے،
قال تعالیٰ اَیْسٌ فِی جَهَنَّمَ مَثْوٰی لِّلْمُتَكَبِّرِیْنَ۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا : کیا دوزخ تکبر کرنے والوں کا ٹھکانہ نہیں (یعنی یقیناً ہے)۔ (ت)

ورنہ بلا کراہت درست۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۲۱ ص ۶۲۸)

(۹۱) شیعوں کے ہاں ان کے ہمراہ ان کا تیار کردہ کھانا کھانے کے بارے میں فرمایا :

روافض کے ساتھ کھانا کھانا، ان کی تقریبات سرور میں دوستانہ شریک ہونا اور جو امور ولا و وداد و محبت پر دلالت کریں اُن سے احتراز و اجتناب کی نسبت احادیث کثیرہ و اقوال ائمہ وافرہ متطافہ وارد ہیں، ازاں جملہ حدیث ابنِ حبان و عقیلی وغیرہما کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا :

لَا تَوَاصِلُوْهُمْ وَلَا تَحَاوِرُوْهُمْ وَلَا تَجَالِسُوْهُمْ۔

نہ اُن کے ساتھ کھانا کھاؤ نہ پانی پیو نہ ان کے پاس بیٹھو۔

قرآن عظیم میں ارشاد ہوتا ہے :

۱۔ القرآن الکریم ۶۰/۸

دار احیاء التراث العربی بیروت ۱۲۳/۸ و ۱۲۴

۲۔ الدر المنثور تحت الآیۃ ۶۰/۸

المکتب الاسلامی بیروت ۳/۴

مسند احمد بن حنبل عن عبد اللہ ابن الزبیر

۳۔ القرآن الکریم ۶۰/۳۹

۴۔ الضعفاء الکبیر للعقیلی ترجمہ ۱۵۳ احمد بن عمران الاغنس دار المکتب العلمیہ بیروت ۱۲۶/۱

ولا تتركوا الى الذين ظلموا فتمسكم النار
میل نہ کرو ظالموں کی طرف کہ تمہیں چھوٹے دوزخ کی آگ۔

اور فرماتا ہے :

فلا تقعد بعد الذکری مع القوم الظلمین^۲

(فتاویٰ رضویہ ج ۲۱ ص ۶۳۱)

یاد آئے پر پاس نہ بیٹھ ظالموں کے۔

(۹۲) ایسے شخص کے بارے میں سوال کا جواب دیتے ہوئے فرمایا جو خاکروب اور بھنگیوں کی روٹی کھائے، ان کے چھوٹے اور اپنے کنویں سے ان کے پانی بھرنے میں کوئی حرج سمجھتا ہے؛
جو بات مسلمانوں پر فتح باب غیبت کرے انھیں فتنے میں ڈالے گی اور انھیں فتنے میں ڈالنا
حرام ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :

ان الذین فتنوا المؤمنین والمؤمنات ثم لم يتوبوا فلهم عذاب جهنم ولهم
عذاب الحریق۔^۳

بلاشبہ جن لوگوں نے مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں کو فتنے میں ڈالا (پھر اس جرم) سے توبہ نہ کی تو ان کے لئے عذاب دوزخ ہے اور جلا دینے والی آگ کا عذاب ہے۔ (ت)
مسلمان کہ بھنگیوں سے احتراز کرتے ہیں شرعاً منع نہیں، نہ شرعاً اصل ہے، اور وہ عادت فاشیہ ہونے کے باعث طبیعت ثانیہ ہو رہا ہے تو ضرور وہ ایسے شخص کے ساتھ کھانا پینا اور اپنے کنویں سے اس کا پانی بھرنا گوارا نہ کریں گے، اب اگر اس نے اس پر صبر کیا تو خود اپنے ہاتھوں بلا میں پڑا، اپنی عاقبت تنگ کی اور اس کے قریبی رشتہ داروں نے بھی اسے برادری سے نکالا تو قطع رحم کا بھی باعث ہوا اور وہ سخت حرام ہے، اور اگر اس سے صبر نہ ہوا تو ضرور اس کے باعث فتنہ اُٹھنے فساد پھیلنے کا اندیشہ قوی ہے، اور مسلمانوں میں فساد پیدا کرنا حرام ہے۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے :
والفتنة اشد من القتل^۴ یہ فتنہ قتل سے بھی زیادہ سخت جرم ہے (ت)

۱۔ القرآن الکریم ۱۱/۱۱۳

۲۔ ۶/۶۸

۳۔ ۵/۱۰

۴۔ ۲/۱۹۱

حدیث میں ہے :

الْفِتْنَةُ نَاسِمَةٌ لَعَنَ اللَّهُ مَنْ اَيَقْظَهَا^۱

فتنہ سوئی ہوئی خرابی ہے لہذا جو کوئی اسے جگائے اس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے۔

غرض بہت وجہ سے یہ فعل شرعاً نادرست ہے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۲۱ ص ۶۴۰)

(۹۳) زید دانستہ و افض اور قادیانیوں کے گھر کھانا کھانے جاتا ہے اس کے بارے میں فرمایا : مرتد کے یہاں کھانا کھانے جانا اس سے میل جول سب حرام ہے۔ زید اگر جاہل ہے اور نادان فقی میں یہ حرکت اس سے ہوئی اور اب معلوم ہونے پر علانیہ توبہ کرے تو خیر، ورنہ امامت کے قابل نہیں، فوراً معزول کیا جائے۔

قال الله تعالى لا تتركوا الى الذين ظلموا فتمسكم النار^۲ وقال تعالى واما ينسيتك الشيطان فلا تقعد بعد الذكراى مع القوم الظالمين^۳

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا : (لوگو!) ظالموں کی طرف مت جھکو (یعنی اُن سے میل ملاپ نہ رکھو) ورنہ تمہیں آگ (دوزخ) چھوئے گی (مراد یہ کہ آتش دوزخ میں داخل ہو جاؤ گے)۔ اور نیز ارشاد فرمایا : اگر تمہیں شیطان بھلا دے تو پھر یاد آنے کے بعد ظالموں کے پاس مت بیٹھو۔ (ت) (فتاویٰ رضویہ ج ۲۱ ص ۶۴۷، ۶۴۸)

(۹۴) مزید فرمایا :

زید گنہگار ہوا اس نے حکم شریعت کے خلاف کیا، اس سے علانیہ توبہ لی جائے، اگر نہ مانے تو اس سے محفل شریف نہ پڑھوائی جائے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :

واما ينسيتك الشيطان فلا تقعد بعد الذكراى مع القوم الظالمين^۴

اور اگر تمہیں شیطان بھلا دے تو پھر یاد آنے کے بعد ظالموں کے پاس مت بیٹھو۔ (ت) (فتاویٰ رضویہ ج ۲۱ ص ۶۴۸)

۱۔ الجامع الصغير بحوالہ الرافعی عن انس حدیث ۵۹۷۶ دار الکتب العلمیہ بیروت ۳۷۰/۲

۲۔ القرآن الکریم ۱۱۳/۱۱

۳۔ ۶۸/۶

۴۔ ۶۸/۶

(۹۵) جن کی کمائی میں سود کی آمیزش ہو ان کے یہاں کھانا پینا اور شادی بیاہ کرنا کیسا ہے۔ اس سلسلہ میں فرمایا :

اگر معلوم ہو کہ یہ کھانا جو ہمارے سامنے آیا بعینہ سود کا ہے مثلاً سود میں چاول لئے تھے یا چاولوں کی کٹوتی بغیر شرائط شرعی کی تھی وہی چاول پکائے ہیں تو اس کا کھانا جائز نہیں اور اگر مال خریدا ہوا ہے اگرچہ سودی روپے سے، تو اس کا کھانا حرام نہیں کہ اس کا وہ روپیہ حرام تھا خریدنا حرام نہ تھا اور کچھ معلوم نہ ہو جب بھی حلت ہے۔ یہ تو اصل اُس کھانے کا حکم تھا باقی ایسے لوگوں سے اتحاد میل جول خلا ملنا نہ چاہئے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :

وَأَمَّا نِيسِنُكَ الشَّيْطَانُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرِى مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ۔
اور تمہیں شیطان بھلاوے میں ڈال دے تو پھر یاد آنے کے بعد ظالموں کے پاس مت بلیھو۔
اور یہیں سے ظاہر ہوا کہ اُن سے شادی بیاہت کا رشتہ ہرگز نہ کیا جائے کہ اس سے بڑھ کر میل جول اور کیا ہوگا۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۲۱ ص ۶۵۰)

(۹۶) کسب حرام والوں کے ہاں کھانے پینے کے بارے میں ایک اور سوال کے جواب میں فرمایا :
جس کا پیشہ محض حرام کا ہو اُس سے مخالفت ویسے ہی نہ چاہئے۔
قال اللہ تعالیٰ "وَأَمَّا نِيسِنُكَ الشَّيْطَانُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرِى مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ۔"
اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا : اگر شیطان تمہیں بھلاوے میں ڈال دے تو پھر یاد آنے کے بعد ہرگز ظالموں کے پاس نہ بلیھو۔ (ت)

اُس کے یہاں کھانا اور زیادہ معیوب ہے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۲۱ ص ۶۵۳، ۶۵۴)

(۹۷) عشرہ محرم میں شکار کھیلنے سے متعلق سوال کا جواب دیتے ہوئے فرمایا :
جسے کھانے یا دوا کے لئے کسی جانور کی حاجت ہے وہ اگر بقدر حاجت دو ایک جانور مار لائے تو یہ کسی کھیل یا تفریح کا فعل نہ ہوگا۔ آیہ کریمہ اِذَا حُلِلْتُمْ فَاصْطَادُوا (لوگو! جب تم احرام سے فارغ ہو کر حلال ہو باؤ تو پھر شکار کرنا چاہو تو کر سکتے ہو۔ ت) میں سی کا ذکر ہے مگر بے حاجت مذکورہ تفریح طبع کے لئے جو شکار کیا جاتا ہے وہ خود ناجائز ہے کہ ایک لہو و لعب ہے لوگ خود اسے شکار کھیلنا کہتے

ہیں اور کھیل کے لئے بے زبانوں کی جان ہلاک کرنا ظلم و بے دردی ہے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۱ ص ۶۵، ۶۸) میلاد پڑھوانے والا پڑھنے والے کو کھانا کھلائے تو کھالینا چاہئے یا نہیں؟ اور کھالینے کی صورت میں پڑھنے والے کو میلاد خوانی کا ثواب ملے گا یا نہیں؟ اس کے جواب میں فرمایا :

پڑھنے کے عوض کھانا کھلاتا ہے تو یہ کھانا نہ کھانا چاہئے نہ کھانا چاہئے، اور اگر کھائے گا تو یہی کھانا اس کا ثواب ہو گیا، اور ثواب کیا چاہتا ہے بلکہ جاہلوں میں جو یہ دستور ہے کہ پڑھنے والوں کو عام حصوں سے دونا دیتے ہیں اور بعض احمق پڑھنے والے اگر ان کو اوروں سے دونا نہ دیا جائے تو اس پر جھگڑتے ہیں، یہ زیادہ لینا دینا بھی منع ہے، اور یہی اس کا ثواب ہو گیا۔
وقال اللہ تعالیٰ لا تشترُوا بآئتی ثمنًا قلیلًا۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا : (لوگو !) میری آیتوں کے بدلے تھوڑے دام نہ لو۔ (ت)
(فتاویٰ رضویہ ج ۲۱ ص ۶۶۳)

(۹۹) عیسائیوں کے ساتھ کھانے پینے اور ان کے برتنوں کے استعمال کو جائز قرار دینے والے اور اس پر آیت کریمہ ”و طعام الذین اوتوا الکتاب حل لکم و طعامکم حل لہم“ سے استدلال کرنے والے شخص کے بارے میں فرمایا :

امور مذکورہ ممنوع ہیں، اس میں ان کے ساتھ مجالست ہے، اور اللہ عزوجل فرماتا ہے :
واما ینسینک الشیطن فلا تقعد بعد الذکر ای مع القوم الظالمینؑ
اگر شیطان تجھے بھلا دے تو یاد آئے پر پاس نہ بیٹھ بے انصافوں کے۔

علماء فرماتے ہیں اس میں قیامت تک ہر کافر و بد مذہب داخل ہے والقعود مع کلہم ممتنع (ہر کافر کے ساتھ بیٹھنا ممنوع ہے۔ ت) یہ ان کی طرف میل کا موجب ہے، اور اللہ عزوجل فرماتا ہے :

ولا ترونوا الی الذین ظلموا فتمسکم الناس
بے انصافوں کی طرف میل نہ کرو کہ تمہیں جہنم کی آگ چھوئے گی۔

۱۔ القرآن الکریم ۲/۴۱

۲۔ ۶/۶۸

۳۔ ۱۱/۱۱۳

لَا تَوَكَّلُوهُمْ وَلَا تَشَارِكُوهُمْ ۚ

نہ کہ جو مسلمان ہی نہیں اس میں مسلمانوں کو اپنے سے نفرت دلانا ہے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

آئید کریمہ میں "طعام" سے مراد ذبیحہ ہے۔ گیہوں، چاول، دودھ، دہی تو مشرک کے یہاں کا بھی حلال ہے جبکہ نجس نہ ہو اہل کتاب کی کیا تخصیص۔ ابن جریر و ابن المنذر و ابن ابی حاتم تفاسیر میں اور بیہقی سنن میں حضرت عبداللہ بن عباس اور عبد بن حمید حضرت مجاہد اور عبد الرزاق مصنف میں حضرت ابراہیم نخعی رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے راوی :

طعام الذين اوتوا الكتب ذبائحهم

طعامِ اہل کتاب سے ان کے ذبیحہ مراد ہیں۔

شرع مطہر میں ہر غیر مسلم کافر ہے یہودی ہو یا نصرانی یا مجوسی یا مشرک۔ جو اہل کتاب کو کافر نہ جانے خود کافر ہے۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے :

ان الذين كفروا من اهل الكتب والمشركين في نار جهنم خالدين فيها۔

بیشک وہ جو کافر ہیں کتابی اور مشرک سب جہنم کی آگ میں ہیں ہمیشہ اس میں رہیں گے۔

اور فرماتا ہے :

لقد كفر الذين قالوا ان الله هو المسيح ابن مريم -

بیشک کافر ہیں وہ جو مسیح ابن مریم کو خدا کہتے ہیں۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۲۱ ص ۶۶۴ تا ۶۶۶)

له كنز العمال حديث ٣٢٢٦٨ مؤسسة الرسالة بيروت ١١ / ٥٢٩

۲ صحیح البخاری کتاب العلم باب ما کان للنبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یتخوam قدیمی کتب خانہ کراچی ۱۶/۱

٣٤ الدر المنثور بجواله ابن جرير وابن المنذر وابن أبي حاتم والبيهقي في السنن وعبد بن حميد عن مجاهد وعبد الرزاق

تحت الآية ٥/٥ دار احياء التراث العربي بيروت ٢٦/٣

۲۵ القرآن الکریم ۶/۹۸

44/5 " 50

(۱۰۰) شہد اتارنے اور بیت النخل میں کچھ شہد چھوڑنے کے بارے میں فرمایا :
شہد کا اتارنا بلا شبہ جائز ہے ۔

قال اللہ تعالیٰ "يُخْرِجُ مِنْ بَطُونِهَا شَرَابٌ مُخْتَلَفٌ الْوَانَهُ فِيهِ شِفَاءٌ لِلنَّاسِ"۔
اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ، شہد کی مکھیوں کے پیٹوں سے ایک مشروب (پینے کی چیز) نکلتا ہے
کہ جس کے رنگ الگ الگ (اور جدا) ہیں ، اس میں لوگوں کے لئے شفا (تندرستی) ہے۔ (ت)
اور بیت النخل میں اس کا کچھ حصہ چھوڑنا ضرور نہیں کہ وہ اُن کی غذا نہیں اُن کی غذا پھل پھول ہیں۔
قال تعالیٰ ثُمَّ كُلُوا مِنْ ثَمَرَاتِهَا

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ، پھر تو ہر قسم کے پھلوں سے کھا
شہد تمام و کمال ہمارے لئے ہے۔

قال تعالیٰ خَلَقَ لَكُمْ فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا

اللہ تعالیٰ نے فرمایا : (لوگو!) اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے پیدا فرمایا وہ سب کچھ جو زمین میں
موجود ہے (ت)۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۲۱ ص ۶۶۶ ، ۶۶۷)

(۱۰۱) زید بایں خیال کسی دعوت پر نہیں جاتا کہ آج کل کی دعوتیں عموماً فحز و تطاول وغیرہ ممنوعات پر
مشتمل ہوتی ہیں ، اور فقہانے ایسی دعوتوں میں جانے سے منع فرمایا ہے ، اس کا یہ فعل کیسا ہے ؟
اس سوال کے جواب میں فرمایا :

قبول دعوت سنت ہے ، فقہاء کرام کا حکم غیر معین پر ہے اور نہ ہرگز اُن کے یہاں تعمیم ، نہ اصلاً
اس پر دلیل قویم۔ وہ تو یہ فرماتے ہیں کہ جہاں ایسا ہو وہاں نہ جانا چاہئے۔ غیر معین پر حکم کسی معین مسلمان
کے لئے سمجھ لینا بدگمانی ہے جب تک اس کے قرآن و اضمح نہ ہوں ، اور بدگمانی حرام۔

قال اللہ تعالیٰ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اجْتَنِبُوا كَثِيرًا مِّنَ الظَّنِّ إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ أَثَمٌ وَقَالَ
صَلَّى اللہ تعالیٰ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا كُمْ وَالظَّنِّ فَإِنَّ الظَّنَّ أَكْذَبُ الْحَدِيثِ۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ، اے ایمان والو! بہت سے گناہوں سے بچتے رہو کیونکہ بعض گمان
گناہ ہیں۔ اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ، لوگو! بدگمانی سے بچو کیونکہ بدگمانی سب سے جھوٹی بات ہے۔ (ت)

(فتاویٰ رضویہ ج ۲۱ ص ۶۷۲ ، ۶۷۳)

۱۲ القرآن الکریم ۶۹ / ۲۹ القرآن الکریم ۲۹ / ۲ القرآن الکریم ۶۹ / ۱۲
صحیح البخاری کتاب الوصایا باب قول اللہ عز وجل من بعد وصیة الخ قیدی کتب خانہ کراچی ۳۸۴ / ۱

فتاویٰ رضویہ جلد ۲۲

(۱) عورتوں کے زیور سے متعلق فرمایا :

عورتوں کو سونے چاندی کا زیور پہننا جائز ہے ،
قال اللہ تعالیٰ اذ من ینشؤ فی الحلیۃ ۛ

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا : کیا وہ جو زیور میں پروان چڑھے ۔ (ت)

(فتاویٰ رضویہ ج ۲۲ ص ۱۲۶)

(۲) مسئلہ مذکورہ بالا میں مزید فرمایا :

بچنے والا زیور عورت کے لئے اس حالت میں جائز ہے کہ نا محرموں مثلاً خالہ ، ماموں ، چچا ،
پھوپھی کے بیٹوں ، جدیٹھ ، دیور ، بہنوئی کے سامنے نہ آتی ہو نہ اس کے زیور کی جھنکار نا محرم تک پہنچے۔
اللہ عز وجل فرماتا ہے :

ولا یبدین نرینتھن الا لبعولتھن ۛ

عورتیں اپنا سنگار شوہر یا محرم کے سوا کسی پر ظاہر نہ کریں۔

اور فرماتا ہے :

ولا یضربن باسرجلھن لیعلم ما یخفین من نرینتھن ۛ

عورتیں پاؤں دھمک کر نہ رکھیں کہ اُن کا چھپا ہوا سنگار ظاہر ہو۔

فائدہ : یہ آیت کریمہ جس طرح محرم کو گھنے کی آواز پہنچنا منع فرماتی ہے یونہی جب آواز نہ پہنچے

اس کا پہننا عورتوں کے لئے جائز بتاتی ہے کہ دھمک کر پاؤں رکھنے کو منع فرمایا نہ کہ پہننے کو ، بخلاف

جہل و ہابیہ کہ بجتا گھنا پہننا ہی حرام کہتے ہیں۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۲۲ ص ۱۲۸)

(۳) مردوں کے لئے ریشم پہننا حرام ہے ، چنانچہ فرمایا :

حدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں :

من لبس ثوب حریر البسه الله تعالى يوماً من ناس ليس من ايامكم ولكن من ايام الله تعالى الطوال، رواه الطبرانی، وقال الله تعالى وان يوماً عند ربك كالهن سنة مما تعدون ۛ

جو ریشم پہنے اللہ تعالیٰ اسے ایک دن کامل آگ پہنائے گا، وہ دن تمہارے دنوں میں سے نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے اُن لمبے دنوں سے یعنی ہزار برس کا ایک دن۔ اس کو امام طبرانی نے روایت کیا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: بیشک تمہارے رب کے نزدیک ایک دن تمہارے شمار کے مطابق ایک ہزار سال کے برابر ہے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۲۲ ص ۱۵۷)

(۴) ایک خاص قسم کا کپڑا اعلیٰ حضرت کی خدمت میں بھیجا گیا، اس کی عدم حرمت بیان کرتے ہوئے فرمایا: اصل اشیا میں اباحت ہے جب تک شرع سے تحریم ثابت نہ ہو اس پر حرأت ممنوع و معصیت ہے۔

قال الله تعالى قل الله اذن لكم ام على الله تفترون ۝
اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اُن لوگوں سے فرمادیں (یعنی دریافت کریں) کیا اللہ تعالیٰ نے تمہیں ایسا کرنے کی اجازت دے رکھی ہے یا تم ویسے ہی اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھ رہے ہو۔ (ت)
وقال تعالى ولا تقولوا لما تصف السنتكم الكذب هذا حلال وهذا حرام لتفتروا على الله الكذب ط ان الذين يفترون على الله الكذب لا يفلحون ۝
ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ (لوگو!) تمہاری زبانیں جو کچھ جھوٹ بیان کرتی ہیں اس سلسلے میں یہ نہ کہو کہ یہ حلال ہے اور یہ حرام تاکہ اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھو، یقیناً جو لوگ اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھتے ہیں وہ کبھی کامیاب نہیں ہو سکتے۔ (ت)
علامہ عبد الغنی نابلسی فرماتے ہیں:

ليس الاحتياط في الافتراء على الله تعالى باثبات الحرمة او الكراهة الذين لا بد لهما من دليل بل في القول بالاباحة التي هي الاصل ۛ

ان الترغيب والترهيب بحوالہ حذیفہ موقوفاً ترهيب الرجال من لبس الحرير الخ مصطفیٰ البابی مصر ۳/ ۹۹
۲ القرآن الکریم ۲۲/ ۴۷
۳ القرآن الکریم ۱۰/ ۵۹

۴ رد المحتار بحوالہ الصلح بین الاخوان فی اباحتہ شراب الدخان کتاب الشرع دار احیاء التراث العربی بیروت ۵/ ۲۹۶
۵ رد المحتار بحوالہ الصلح بین الاخوان فی اباحتہ شراب الدخان کتاب الشرع دار احیاء التراث العربی بیروت ۵/ ۲۹۶

اللہ تعالیٰ پر اقرار کرنے میں کوئی احتیاط نہیں کہ حرمت اور کراہت ثابت کرے اس لئے کہ ان دونوں کے لئے دلیل ضروری ہے بلکہ احتیاط اس کو مباح کہنے میں ہے اس لئے کہ یہی اشیاء میں اصل ہے۔ (ت) (فتاویٰ رضویہ ج ۲۲ ص ۱۸۰)

(۵) مزید فرمایا:

بالجملہ جب تک تحریم ثابت نہ ہو اباحتِ اصلیہ شرعیہ پر عمل سے کوئی مانع نہیں۔
قال اللہ تعالیٰ "خلق لکم مافی الارض جمیعاً"

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اللہ وہی ہے جس نے تمہارے لئے وہ سب کچھ جو زمین میں ہے پیدا کیا۔ (ت) واللہ سبحنہ وتعالیٰ اعلم (فتاویٰ رضویہ ج ۲۲ ص ۱۸۱)

(۶) نبی اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہمیشہ تہبند اور بلا بٹن کرتا پہنا اور جو کی روٹی کھائی تو اگر کوئی یا نجامہ، شلوار یا بٹن اور کارو والی قمیص پہنے یا گندم کی روٹی کھائے تو کیا وہ مخالف سنت کہلائے گا؟ اس سوال کا جواب دیتے ہوئے فرمایا:

یہ سننِ زوائد ہیں بہ نیت اتباعِ اجر ہے ورنہ:

قل من حرم نزیۃ اللہ الیٰ اخرج لعبادۃ والطیبت من الرزق

فرمادیجئے اللہ تعالیٰ کی زیب و زینت کس نے حرام ٹھہرائی جو اس نے بندوں کے لئے

نسکالی (یعنی ظاہر فرمائی) اور ستھری روزی۔ (ت)

ہاں یہ ضرور ہے کہ کفار یا بد مذہبوں یا فساق کی وضع نہ ہو۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۲۲ ص ۱۸۶)

(۷) زرد رنگ کے لباس اور جوڑے کے بارے میں فرمایا:

کُسم کا رنگا ہوا سرخ اور کیسر کا زرد جنہیں معصفر و مزعفر کہتے ہیں مرد کو پہننا ناجائز و مہنوع ہے اور ان سے نماز مکروہ تحریمی، اور ان کے سوا اور رنگت کا زرد بلا کراہت مباح خالص ہے خصوصاً زرد جو تا مورث سرور و فرحت،

قالہ سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما واستند بقولہ تعالیٰ

صفراء فاقع لونها تسر النظرين^۱۔

چنانچہ زرد جوڑتے کے متعلق سیدنا عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے ارشاد فرمایا اور اللہ تعالیٰ کے اس قول ”اُس گائے کا رنگ خالص زرد ہے جو دیکھنے والوں کو خوش کرتی ہے“ سے استدلال فرمایا ہے۔ (ت) (فتاویٰ رضویہ ج ۲۲ ص ۱۹۶)

(۸) مُشت زنی کی مذمت بیان کرتے ہوئے فرمایا،
یہ فعل ناپاک حرام و ناجائز ہے، اللہ جل و علا نے اس حاجت کے پورا کرنے کو صرف زوجہ و کنیز شرعی بتائی ہیں اور صاف ارشاد فرمادیا ہے کہ:
فمن ابتغى وراء ذلك فاولئك هم العمدون^۲۔
جو اس کے سوا اور کوئی طریقہ ڈھونڈے تو وہی لوگ ہیں حد سے بڑھنے والے۔

حدیث میں ہے،

ناكح اليد ملعون^۳۔

جلق لگانے والے پر اللہ کی لعنت ہے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۲۲ ص ۲۰۲)
(۹) غیر فاحشہ مسلمہ کے اپنی حقیقی فاحشہ بہن سے میل جول کے بارے میں فرمایا،
قول علماء:-

لا ينبغي للمرأة الصالحة ان تنظر اليها المرأة الفاجرة كما في السراج الوهاج
والهندية ورمّة المحتار^۴۔

یہ مناسب نہیں کہ نیک اور پارس عورت کی طرف بدکار عورت دیکھے، جیسا کہ سراج و ہاج،
فتاویٰ ہندیہ اور رد المحتار میں ہے۔ (ت)
اور اسی طرح ارشاد الہی عز و جل،

۱۴۴/۱	دار احیاء التراث العربی بیروت	تحت الآیۃ ۲/۶۹	۱۱ الدر المنثور
۲۹۱/۲	دار الکتب العلمیۃ بیروت	۳۱/۴۰ و ۲۳/۴	۱۲ القرآن الکریم
۲۵۴ ص	دار الکتب العلمیۃ بیروت	حدیث ۲۸۳۴	۱۳ کشف الخفاء
۲۳۸/۵	دار احیاء التراث العربی بیروت	حدیث ۱۰۲۲	۱۴ الاسرار المرفوعة فی اخبار الموضوعة
		باب النظر لمس	۱۵ رد المحتار کتاب الحظر والاباحۃ

وَمَا يَنْبِيْنُكَ الشَّيْطَانُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرِى مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ۝
 اگر تجھے شیطان (بُری مجلس سے اُٹھ کر چلے جانا) بھلا دے تو یاد آنے کے بعد ظالموں کے ساتھ
 (کم از کم مزید تو) نہ بیٹھو۔ (ت)
 ہر صورت کو عام ہے اور مصلحت بھی عام، بلکہ ایسی قرابت قریبہ میں بُرا اثر پڑنے کا زیادہ احتمال کہ اجنبیہ سے
 نہ اتنا میل ہوتا ہے نہ اس کی طرف اتنا میل۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۲۲ ص ۲۰۴)
 (۱۰) طوائف فاحشہ عورتوں اور ان کے ذکور سے باہمی مودت اور میل جول رکھنے والوں کے بارے
 میں فرمایا:

اُن کے ساتھ اُٹھنے بیٹھنے، کھانے پینے کا حال بھی سُن لیجئے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
 فرماتے ہیں:

ان اَوَّل ما دَخَلَ النِّقْصَ عَلٰى بَنِي إِسْرَآئِيلَ كَانَ الرَّجُلُ يَلْقَى الرَّجُلَ فَيَقُولُ
 يَا هَذَا اتَّقِ اللَّهَ وَدَعِ مَا تَصْنَعُ فَإِنَّهُ لَا يَحِلُّ لَكَ ثُمَّ يَلْقَاهُ مِنَ الْغَدِّ وَهُوَ عَلَى
 حَالِهِ فَلَا يَمْنَعُهُ ذَلِكَ أَنْ يَكُونَ أَكِيلَهُ وَشَرِيبَهُ وَقَعِيدَهُ فَلَمَّا فَعَلُوا ذَلِكَ ضَرَبَ اللَّهُ
 قُلُوبَ بَعْضِهِمْ عَلَى بَعْضٍ ثُمَّ قَالَ لَعَنَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ بَنِي إِسْرَآئِيلَ عَلَى لِسَانِ دَاوُدَ وَ
 عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ ذَلِكَ بِمَا عَصَوْا وَكَانُوا يَعْتَدُونَ ۝ كَانُوا لَا يَتَنَاهَوْنَ عَنْ مَنْكَرٍ
 فَعَلُوهُ لَبِئْسَ مَا كَانُوا يَفْعَلُونَ ۝ الْحَدِيثُ - رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَدَاوُدُ وَاللَّفْظُ لَهُ وَالتِّرْمِذِيُّ
 وَحُسْنُهُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ -

بنی اسرائیل میں پہلی حسرتی جو آئی وہ یہ تھی کہ اُن میں ایک دوسرے سے ملتا اُس سے
 کہتا اے شخص! اللہ سے ڈر اور اپنے کام سے باز آ کہ یہ حلال نہیں، پھر دوسرے دن اس سے
 ملتا اور وہ اپنے اُسی حال پر ہوتا تو یہ مرد اُس کو اُس کے ساتھ کھانے پینے پاس بیٹھنے سے نہ روکتا
 جب انھوں نے یہ حرکت کی اللہ تعالیٰ نے اُن کے دل باہم ایک دوسرے پر مارے کہ منع نہ کرنے والوں
 کا حال بھی اُنھیں خطا والوں کے مثل ہو گیا۔ پھر فرمایا: بنی اسرائیل کے کافر لعنت کئے گئے داؤد و

۱۸ القرآن الکریم ۶۸/۶

۲۳۰/۲ آفتاب عالم پریس لاہور کتاب الملاحم ۱۳۰/۲
 ۱۳۰/۲ جامع الترمذی ابواب التفسیر سورۃ المائدۃ تحت آیت لعن الذین کفروا الخ امین کمپنی

عیسے بن مریم کی زبان پر، یہ بدلہ ہے اُن کی نافرمانیوں اور حد سے بڑھنے کا، وہ آپس میں ایک دوسرے کو بُرے کام سے نہ روکتے تھے، البتہ یہ سخت بُری حرکت تھی کہ وہ کرتے تھے۔ (امام ابوداؤد نے حدیث مذکور کو روایت کیا اور یہ الفاظ انھیں کے ہیں، امام ترمذی نے اس کی تحسین فرمائی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے سے اسے روایت کیا۔ ت)

اللہ عزوجل فرماتا ہے :

وَمَا يَنْصِيذُكَ الشَّيْطَانُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرَىٰ مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ۔
اور اگر شیطان تجھے بھلا دے تو یاد آنے پر ظالم لوگوں کے پاس نہ بیٹھ۔
تفسیر احمدی میں ہے :

هم المبتدع والفاسق والكافر والقعود مع كلهم ممتنع۔
ظالم لوگ بد مذہب اور فاسق اور کافر ہیں ان سب کے پاس بیٹھنا منع ہے۔
مروی ہوا کہ اللہ عزوجل نے یوشع علیہ الصلوٰۃ والسلام کو وحی بھیجی میں تیری بستی سے چالیس ہزار اچھے اور ساٹھ ہزار بُرے لوگ ہلاک کروں گا۔ عرض کی: الہی! بُرے تو بُرے ہیں اچھے کیوں ہلاک ہوں گے۔ فرمایا :

انهم لم يغضبوا وكانوا يؤكلونهم ويشاركونهم۔ رواه ابن ابی الدنيا و ابو الشیخ عن ابراهيم عن عمر الصنعانی۔

اس لئے کہ جن پر میرا غضب تھا اُنھوں نے اُن پر غضب نہ کیا اور ان کے ساتھ کھانے پینے میں شریک رہے (ابن ابی الدنيا اور ابو الشیخ نے ابراہیم سے اُنھوں نے عمر صنعانی سے اس کو روایت کیا۔ ت)

(فتاویٰ رضویہ ج ۲۲ ص ۲۱۱، ۲۱۲)

(۱۱) چھوٹے بچوں کو فحش گوئی اور بے حیائی سے روکنے کی تلقین و تاکید کرتے ہوئے فرمایا :

بچپن سے جو عادت پڑتی ہے کم چھوٹی ہے، تو اپنے نابالغ بچوں کو ایسی ناپاکیوں سے نہ روکنا اُن کے لئے معاذ اللہ جہنم کا سامان تیار کرنا اور خود سخت گناہ میں گرفتار ہونا ہے۔

لے القرآن الکریم ۶/۶۸

۲۱ التفسیرات الاحمیتہ زیر آیت واما ینصیذک الشیطان الخ مطبوعہ کریمیہ ممبئی ص ۳۸۸
۳ فیض القدیر بحوالہ ابن ابی الدنيا تحت حدیث ۲۱۳۶ دار الکتب العلمیہ بیروت ۵۰۵/۲

قال الله تعالى يا ايها الذين امنوا اتقوا انفسكم واهليكم نارا وقودها الناس والحجارة
عليها مليكة غلاظ شداد لا يعصون الله ما امرهم ويفعلون ما يؤمرون^۱

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے ایمان والو! بچاؤ اپنی جانوں اور اپنے گھر والوں کو اس آگ سے
جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں اس پر سخت درشت خوفِ شے مَوکل ہیں کہ اللہ کا حکم نہیں ٹالتے اور
جو انہیں فرمایا جائے وہی کرتے ہیں۔

اللہ عز وجل مسلمانوں کو نیک عادتوں کی توفیق دے اور بُری عادتوں بُری باتوں سے پناہ
بخشنے، آمین! (فتاویٰ رضویہ ج ۲۲ ص ۲۱۵)

(۱۲) جہاں محارم وغیر محارم مرد عورتیں جمع ہوں وہاں اپنی بیوی کو نہ روکنے والے مرد اور روکنے کے باوجود
نافرمانی کرنے والی بیوی کے بارے میں سوال کا جواب دیتے ہوئے فرمایا:
جواب سوال پانزدہم: الرجال قوامون على النساء (مرد عورتوں پر حاکم ہیں۔ ت) مرد کو
لازم کہ اپنی اہلیہ کو حتی المقدور منا ہی سے روکے۔

يا ايها الذين امنوا اتقوا انفسكم واهليكم نارا۔^۳

اے ایمان والو! اپنے آپ کو اور اپنے اہل خانہ کو آگ سے بچاؤ۔ (ت)
عورت بجال نافرمانی دوہری گناہگار ہوگی، ایک گناہِ شرع، دوسرے گناہِ نافرمانی شوہر، اس سے زیادہ
اثر جو عوام میں شہرہ بے اذن جائے تو نکاح سے جائے غلط اور باطل۔ مگر جبکہ شوہر نے ایسے جانے پر
طلاق بائن معلق کی ہو، مرد ہر مجلس خالی عن المنکرات میں شریک ہو سکتا ہے اور نہی عن المنکر کے لئے
مجالس منکرہ میں بھی جانا ممکن جبکہ مشیرِ فتنہ نہ ہو، والفتنة اكبر من القتل^۴ (فتنہ قتل سے بڑا
ہے۔ ت) مگر تجسس و اتباع عورات و دخول دار غیر بے اذن کی اجازت نہیں۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۲۲ ص ۲۳۰)

(۱۳) زانی اور دیوث سے احتراز کے بارے میں فرمایا:

۱۔ العتہ آن الکریم ۶/۶۶

۲۔ " ۳۴/۴

۳۔ " ۶/۶۶

۴۔ " ۲۱۹/۲

زانی و دیوث فاسق ہیں اُن کے پاس اُٹھنے بیٹھنے میل جول سے احتراز چاہیے۔

قال الله تعالى "واما ينسينك الشيطان فلا تقعد بعد الذكرى مع القوم الظالمين"۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اگر تمہیں کبھی شیطان بھلاوے میں ڈال دے تو پھر یاد آنے کے بعد ظالم گروہ کے پاس مت بیٹھو۔ (ت) (فتاویٰ رضویہ ج ۲۲ ص ۲۴۳)

(۱۴) اسی نوعیت کے ایک اور سوال کے جواب میں فرمایا:

یہ لوگ دیوث ہیں، اور دیوث کو فرمایا کہ اس پر جنت حرام ہے، دیوثی بھی فقط اس فعل تک ہے، وہ جو سائل نے بیان کیا کہ احکام شریعت کے ساتھ تمسخر و استہزار اور عالم پر طعن و لعن کرتے ہیں یہ تو صریح کفر ہے، والعیاذ باللہ، وہ ایمان سے نکل جاتے ہیں اور اُن کی عورتیں نکاح سے۔ قال الله تعالى "ابالله واینتہ ورسوله کنتم تستمزنءون لا تعتذروا قد کفرتم بعد ایمانکم"۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: کیا تم لوگ اللہ تعالیٰ اور اس کی آیتوں اور اس کے رسول سے ہنسی مذاق کرتے ہو، لہذا معذرت نہ کرو اور بہانے نہ بناؤ، بلاشبہ تم ایمان لانے کے بعد کافر ہو گئے۔ (ت) (فتاویٰ رضویہ ج ۲۲ ص ۲۴۴)

(۱۵) کسی کی مشکوٰۃ کو خاوند سے باغی کرنے اور حرام کاری کے پیشہ کی توغیب دینے اور اس سلسلہ میں اس کی معاونت کرنے والوں کے بارے میں استفتاء کا جواب دیتے ہوئے فرمایا:

ایسی بات پوچھنا فضول ہے کوئی چھپا ہوا مسئلہ ہوتا تو احتمال ہوتا کہ ان کو معلوم نہیں حکم بتا دیا جاتا اور جو لوگ اللہ و رسول کو پیٹھ دے کر دیدہ و دانستہ علانیہ ایسے کبار عظیمہ کا ارتکاب کریں ان پر فتویٰ کا کیا اثر ہوگا، جان رہے ہیں کہ اللہ واحد قہار کا غضب اپنے سر لے رہے ہیں پھر فتوے سے کیا متاثر ہو سکتے ہیں، ہاں مسلمانوں کو چاہیے کہ ایسے لوگوں سے قطعاً تعلق کریں اور ان سے سلام کلام میل جول یک لحظہ چھوڑ دیں، ایسا نہ ہو کہ اُن کی آگ میں یہ بھی جل جائیں۔

قال الله تعالى "واما ينسينك الشيطان فلا تقعد بعد الذكرى مع القوم

الظالمين" وقال الله تعالى "ولا تتركوا الى الذين فتمسکم النار"۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا : اگر تمہیں شیطان بھلا دے تو پھر یاد آنے کے بعد ظالموں کے ساتھ نہ بیٹھو۔ اور اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا : اور ظالموں کی طرف نہ جھکو ورنہ تمہیں دوزخ کی آگ چھوئے گی۔ (ت) (فتاویٰ رضویہ ج ۲۲ ص ۲۴۶)

(۱۶) دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کے عدم جواز پر حدیث میں لفظ یَد کے مفرد واقع ہونے سے وہابیہ کے استدلال کا رد کرتے ہوئے فرمایا :

ظاہر ہے کہ افراد یَد سے اس حدیث خواہ کسی حدیث میں اگر نفی یَدین پر استدلال ہوگا تو لاجرم بطریق مفہوم مخالف ہوگا اور وہ محققین کے نزدیک حجت نہیں جس کی بحث کتبِ اصول میں ختم ہو چکی۔

أقول وبالله التوفيق (میں کہتا ہوں اور توفیق اللہ تعالیٰ سے ہے۔ ت) **أولاً** قرآن عزیز میں ہے :

بِيَدِكَ الْخَيْرُ إِنَّكَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ

تیرے ہی ہاتھ میں بھلائی ہے ، بیشک تو ہر چیز پر قدرت والا ہے۔
کیا اس کے یہ معنی ہیں کہ تیرے ایک ہی ہاتھ میں بھلائی ہے ، معاذ اللہ دوسرے میں نہیں۔
(فتاویٰ رضویہ ج ۲۲ ص ۲۸۰)

(۱۷) مزید فرمایا :

ثَالِثًا اللہ عزوجل فرماتا ہے :

قُلْ إِنْ الْفَضْلُ بِيَدِ اللَّهِ

تم فرماؤ بیشک فضل اللہ کے ہاتھ میں ہے۔

کیا اس کے یہ معنی ہیں کہ ایک ہی ہاتھ میں فضل ہے ؟

رَابِعًا فرماتا ہے :

بِيَدِهِ مَلَكُوتُ كُلِّ شَيْءٍ

اسی کے ہاتھ میں ہے قدرت ہر چیز کی۔

کیا معاذ اللہ دوسرے ہاتھ میں مالکیت و مقدرت نہیں؟
خامساً دیکھی کی حدیث میں ہے حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،
 ید اللہ مبسوطة الیہ اللہ کا ہاتھ کشادہ ہے۔
 کیا معاذ اللہ اس کا یہ مفہوم کہ ایک ہی ہاتھ کشادہ ہے؟
 قال اللہ تعالیٰ :

بل ید اہ مبسوطة ان ینفق کیف یشاء ۛ
 بلکہ اس کے دونوں ہاتھ کھلے ہیں خرچ فرماتا ہے جیسے چاہے۔

سادساً حدیث میں ہے،
 ید اللہ ملای ۛ اللہ تعالیٰ کا ہاتھ غنی ہے۔

کیا دوسرے ہاتھ سے غنا منفی ہے؟

سابعاً حدیث شریف میں ہے،
 ید اللہ ہی العلیا۔ ۛ اللہ ہی کا ہاتھ اونچا ہے۔

کیا عیاذاً باللہ ایک ہی ہاتھ بلند و بالا ہے؟
ثامناً قال اللہ تعالیٰ :

اذا اخرج یدہ لم یکدیراھا۔ ۛ

کافر ایسی اندھیری میں ہے کہ اپنا ہاتھ نکالے تو نظر نہ آئے۔

کیا اس کے یہ معنی کہ دونوں ہاتھ نکالے تو نظر آئیں گے؟

تاسعاً قال اللہ تعالیٰ :

خذ بیدک ضغثاً فاضرب بہ ولا تحنث ۛ

اپنے ہاتھ میں جھاڑو لے کر مار اور قسم جھوٹی نہ کر۔

۱۔ کنوز الحقائق من حدیث خیر الخلائق برمز "فر" حدیث ۱۰۱۲۵ دار الکتب العلمیہ بیروت ۳۷۵/۲

۲۔ القرآن الکریم ۶۴/۵

۳۔ صحیح البخاری کتاب التفسیر سورۃ ہود ۶۷/۲ و کتاب التوحید ۱۱۰۲/۲ قدیمی کتب خانہ کراچی

۴۔ مسند احمد بن حنبل المکتب الاسلامی بیروت ۴۴۶/۱ و ۴۴۳/۳ و ۴۴۴/۴

۵۔ القرآن الکریم ۴۰/۲۴ و ۴۴/۳۸

علماء فرماتے ہیں یہ حکم اب بھی باقی ہے یعنی اگر مثلاً کسی نے غصے میں قسم کھائی کہ زید کو سو لکڑیاں ماروں گا، اب غصہ فرو ہوا، چاہتا ہے کہ قسم بھی سچی ہو اور زید ضربِ شدید سے بچے بھی تو جھاڑو وغیرہ کی سو شاخیں جمع کر کے اسی طرح زید کے بدن پر مارے کہ وہ سب جسم پر جدا جدا پہنچیں۔ کیا اگر دونوں ہاتھ میں جھاڑو لے کر ماریں تو اس ارشاد کا خلاف ہوگا !

عَاشِرًا قَالَ تَعَالَى :

يَعْتَوِ الْجَزِيَّةَ عَنْ يَدٍ وَهُمْ صَاغِرُونَ ۝

جزیہ دیں ہاتھ سے ذلیل ہو کر۔

کیا اگر دونوں ہاتھ سے دیں تو حکم تعمیل نہ ہو ! (فتاویٰ رضویہ ج ۲۲ ص ۲۸۲، ۲۸۳)

(۱۸) کوئی چیز شرعاً ممنوع کب ہوتی ہے ؟ اس کے بارے ضابطہ بیان کرتے ہوئے فرمایا :

سَادِسًا یہ بھی سہی کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس فعل کا نہ کرنا ثابت پھر نہ کرنا اور بات ہے اور منع فرمانا اور بات، ممنوع وہ چیز ہے جو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے منع کی نہ کہ وہ چیز جو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نہ کی۔ قرآن عظیم نے یوں فرمایا :

مَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا ۝

رسول جو تمہیں دے لو اور جس سے منع فرمائے باز رہو۔

یوں نہیں فرمایا کہ ما فعل الرسول فخذوه وما لم يفعل فانتہوا جو رسول نے کیا کرو اور

جو نہ کیا اس سے باز رہو۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۲۲ ص ۳۰۵، ۳۰۶)

(۱۹) ذرا ذرا سی بات پر مسلمانوں سے اُلجھتے اور متعدد امور کو بلا دلیل ممنوع کہنے والوں کے بارے

میں فرمایا :

حاشا کہ ان کی غرض حمایتِ شرع ہو۔ حمایتِ شرع چاہئے تو جن امور کی تحریم و ممانعت میں کوئی آیت و

حدیث نہ آئی خواہ مخواہ بزورِ زبان انھیں گناہ و مذموم ٹھہرا کر شرعِ مطہر پر افتراء کیوں کرتے۔ قال اللہ تعالیٰ :

وَلَا تَقُولُوا لِمَا تَصِفُ السُّنْتُكَمُ الْكَذِبَ هَذَا حَلَالٌ وَهَذَا حَرَامٌ لِتَفْتَرُوا عَلَى

اللَّهِ الْكَذِبَ إِنَّ الَّذِينَ يَفْتَرُونَ عَلَى اللَّهِ الْكَذِبَ لَا يَفْلَحُونَ ۝

اور نہ کہو اسے جو تمھاری زبانیں جھوٹ بیان کرتی ہیں یہ حلال ہے اور یہ حرام ہے کہ اللہ پر جھوٹ باندھو، بیشک جو اللہ پر جھوٹ باندھتے ہیں اُن کا بھلا نہ ہوگا۔ (ت)
بلکہ صرف مقصود ان حضرات کا عوام مسلمین میں تفرقہ ڈالنا اور براہِ تلبیس و تدلیس اپنے لئے ایک جُدارِ روش نکالنا اور اس کے ذریعہ سے اپنی شہرت کے سامان جمع کرنا ہے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۲۲ ص ۳۱۲)
(۲۰) گھر میں داخل ہوتے وقت اہل خانہ کو سلام کہنے کے بارے میں ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے فرمایا:

قال الله عز وجل "فاذا دخلتم بيوتا فسلموا على انفسكم تحية من عند الله مباركة طيبة"۔

(اللہ عز وجل نے فرمایا:) جب تم گھروں میں جاؤ تو سلام کرو اپنوں کو طے وقت کی اچھی دُعا اللہ کی طرف سے برکت والی پاکیزہ۔
معالم التنزیل میں ہے:

ای یسلم بعضکم علی بعض هذا فی دخول الرجل بیت نفسه یسلم علی اہله ومن بیته وهو قول جابر وطائوس والزہری وقتادة والضحاك وعمر بن دینار قال قتادة اذا دخلت بیتک فسلم علی اہلک فہم احق من سلمت علیہ
یعنی تمھارے بعض بعض کو (ایک دوسرے کو) سلام کیا کریں۔ یہ اس وقت کے لئے ہے کہ جب کوئی شخص اپنے گھر میں جائے تو گھر میں موجود اپنوں اور وہاں دیگر حاضرین کو سلام دے۔ جابر، طاؤس، زہری، قتادہ، ضحاک اور عمرو بن دینار کا یہی قول ہے۔ اور حضرت قتادہ نے فرمایا: جب تم اپنے گھر میں جاؤ تو اپنے گھر والوں کو سلام پیش کیا کرو، جن کو تم سلام دیتے ہو ان سے زیادہ حق گھر والے رکھتے ہیں۔ (ت) (فتاویٰ رضویہ ج ۲۲ ص ۳۲۲)

(۲۱) تحریم حلال کے مرتکبین کے بارے میں فرمایا:

ایجاب جواب سائل را ہمیں قدرِ پسندست کہ چیزے کہ حرمتش از شرع مطہر ثابت نیست ہر کہ حرامش گوید افتراء بر شرع مطہر میکند و افتراء بر خدا و رسول و آسان کارے ست؟ والعیاذ

یہاں سائل کے لئے جواب میں اتنا ہی کافی ہے کہ جس چیز کی حرمت شرعاً ثابت نہیں اس کو حرام کہنا شریعت پر افتراء ہے اور اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر افتراء کیا آسان کام ہے اللہ کی پناہ۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا، ”اللہ تعالیٰ پر افتراء کرتے ہوئے اپنی زبانوں سے جھوٹ مت بناؤ کہ یہ حلال ہے اور یہ حرام ہے، جو لوگ اللہ تعالیٰ پر افتراء کرتے ہیں وہ فلاح نہ پائیں گے۔“ ان لوگوں نے دین میں من گھڑت اور فاسد مسائل کا اختراع کر کے صد ہا شرعی مباحات بلکہ مستحبات بلکہ سنن ثابتہ کو بدعتِ سیئہ اور حرام بلکہ اصل ایمان کے لئے محل اور صریح شرک اور واجب العقاب والوعید قرار دیا ہے یہ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر جھوٹ افتراء باندھتے ہیں اور ہلاکت کا راستہ اپناتے ہیں اور متعدد آیات و وعید کا مصداق بنتے ہیں۔ (ت)

(فتاویٰ رضویہ ج ۲۲ ص ۶۳، ۶۴)

(۲۳) مزاراتِ اولیاء اللہ کی چوکھٹ کو چومنے سے متعلق سوال کا جواب دیتے ہوئے فرمایا :
اصل کُلی یہ ہے کہ تعظیم ہر منتسب بارگاہِ کبریا علی الخصوص محبوبانِ خدا انکسے تعظیم حضرت عزت
جل وعلا ہے ، قال اللہ تعالیٰ :

وَمَنْ يَعِظْ حُرْمَتِ اللَّهِ فَهُوَ خَيْرٌ لَهُ عِنْدَ رَبِّهِ ۖ
جو اللہ کی حُرمتوں کی تعظیم کرے تو وہ بہتر ہے اس کے لئے اس کے پروردگار کے یہاں۔

لله القرآن الكريم ١٦ / ١١٦

صحیح البخاری کتاب الادب باب من افرأه بغیر تاویل الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۹۰۱/۲
صحیح مسلم کتاب الایمان باب بیان حال ایمان من قال لا یمسلم یا کافر " " " ۵۷/۱

سۛ القرآن الکریم ۶ / ۲۱

30/22 = 92

وقال تعالى :

ومن يعظم شعائر الله فانها من تقوى القلوب.

جو اللہ کے شعاروں کی تعظیم کرے وہ دلوں کی پرہیزگاری سے ہیں۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۲۲ ص ۳۶۶، ۳۶۷)

(۲۴) تعظیم نبی کے بارے میں فرمایا :

ابن حجر مکتی نے جوہر منظم میں فرمایا :

تعظیم النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بجميع انواع التعظیم التي ليس

فيها مشاركة الله تعالى في الالهية امر مستحسن عند من نور الله ابصارهم

ومن لم يجعل الله له نوراً فما له من نور

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم اُن جمیع اقسام تعظیم کے ساتھ جس میں حضرت عزت

سے الوہیت میں شریک کرنا لازم نہ آئے امر مستحسن ہے ان سب کے نزدیک جن کی آنکھیں

اللہ تعالیٰ نے روشن کی ہیں یعنی جنہیں نور ایمان بخشا ہے۔ اور جسے اللہ نور نہ دے اس کے لئے

کہیں نور نہیں۔ (ت)

(فتاویٰ رضویہ ج ۲۲ ص ۳۶۸)

(۲۵) عمرو نے زید کے سلام کے جواب کے بدلے یہ الفاظ کہے کہ تم بہت جھوٹے ہو تمہارا سلام لینا درست

نہیں تو عمرو گنہگار ہوا یا نہیں، اس سوال کے جواب میں فرمایا :

زید اگر شرعاً ان الفاظ اور اس طریقہ عمل کا مستحق نہ تھا جو عمرو نے کہے اور برتا تو عمرو ضرور گنہگار،

اور حق اللہ وحق العبد دونوں میں گرفتار ہوا، حق اللہ تو یہ کہ اُس کے حکم کا خلاف کیا، اس کا ارشاد ہے :

اذا حیتیم بتیجة فحیتوا باحسن منها او سادوها

(لوگو!) جب تمہیں سلام کیا جائے تو اس سے بہتر جواب دیا کرو یا وہی الفاظ لوٹا دیا کرو (ت)

اور دوسرا اس سے اشد، حق اللہ یہ کہ شریعت مطہرہ پر اقرار کیا کہ تیرا سلام لینا درست نہیں، اور

حق العبد یہ کہ بلاوجہ شرعی زید نے مسلم کو ایذا دی، اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

۱۔ القرآن الکریم ۳۲/۲۲

۲۔ الجوہر المنظم الفصل الاول

۳۔ القرآن الکریم ۴۰/۲۴

۴۔ ۸۶/۴

المکتبۃ القادیۃ جامعہ نظامیہ لاہور

ص ۱۲

من اذی مسلماً فقد اذانی ومن اذانی فقد اذی اللہ - رواہ الطبرانی فی الکبیر عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بسند حسن -

جس نے بلا وجہ شرعی کسی مسلمان کو ایذا دی اُس نے مجھے ایذا دی، اور جس نے مجھے ایذا دی اس نے اللہ کو ایذا دی (اس کو طبرانی نے کبیر میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بسند حسن روایت کیا۔ ت) اُس پر فرض ہے کہ اپنی ان حرکاتِ شنیعہ سے رب العزۃ کے حضور توبہ کرے۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۲۲ ص ۳۸۰، ۳۸۱)

(۲۴) طوافِ مزارات کے بارے میں مولوی عبد الحمید پانی پتی کے طویل استفتاء کے جواب میں فرمایا:

اقول وبالله التوفیق وبہ الوصول الی ذری التحقیق (میں کہتا ہوں اور اللہ ہی کی طرف سے توفیق ہے اور اسی سے تحقیق کی بلندیوں تک پہنچنا۔ ت) طواف لغتاً و عرفاً پھرے کرنے کو کہتے ہیں عام ازیں کہ دو چیزوں کے درمیان آمد و رفت ہو جس میں ایک پھرے کے مبدا و منتهی متغائر ہوں گے یا ایک ہی چیز کے گرد جس میں دائرہ کی طرح مبدا و منتهی ایک ہوگا، دونوں صورتوں کو لغت و عرف عرب نے طواف کہا اور دونوں کو شرع مطہر نے طواف مانا، صورتِ اولی صفا و مروہ کے درمیان سعی، قال اللہ تعالیٰ "فلا جناح علیہ ان یطوف بہما"۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اس شخص پر کوئی گناہ نہیں جو صفا و مروہ کے درمیان چکر لگائے (ت) اور صورتِ ثانیہ کعبہ معظمہ کے گرد پھرنا،

قال تعالیٰ "ولیطوفوا بالبيت العتیق"۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: لوگوں کو چاہیے کہ اس کے قدیم (آزاد) گھر کا طواف کریں۔ (ت) حقیقتِ طواف اس قدر ہے، نیت و غایت کا اختلاف حقیقت کی تغیر نہیں کرتا کہ نیت و غایت رکنِ شتی نہیں، آخر نہ دیکھا کہ ائمہ کرام نے نیت کو شرطِ نماز قرار دیا نہ کہ رکنِ نماز، اور غایت کا خروج تو غایتِ ظہور میں ہے، غرض پھرے کرنا جہاں اور جس طرح اور جس نیت اور جس غرض سے ہو

۱۰/۱۶ لے کنز العمال بحوالہ طب عن انس رضی اللہ عنہ حدیث ۴۳۷۰۳ مؤسسۃ الرسالہ بیروت

۳۷۳/۴ مکتبۃ المعارف ریاض

حدیث ۳۶۳۲

المعجم الاوسط

۱۵۸/۲ القرآن الکریم

۲۹/۲۲

طواف ہی ہے، پھر فعل اختیاری کو تصور بوجہ تا و تصدیق بفائدہ تا سے چارہ نہیں مگر فعل کبھی غایت اصلیت تک آپ مودی ہوتا ہے کبھی دوسرے فعل مودی الی الغایت کا وسیلہ۔ اول کو مقصود لذاتہ کہتے ہیں جیسے نماز، اور دوم کو وسیلہ و مقصود لغیرہ جیسے وضو۔ طواف میں یہ دونوں صورتیں ہیں مثلاً گلگشت یعنی تفریح نفس و شہ روائح طیبہ و چستی بدن و تنشیم ہوا کے لئے چمن کی روشوں میں ٹہلنا پھرنا خواہ وہ خطوط مستقیم پر ہوں یا مثلاً کسی حوض کے گرد مستدیر۔ یہاں طواف مقصود لذاتہ ہے یا مثلاً کسی شئی کی تقسیم کو حلقہ یا صفوں پر دورہ کرنا کہ یہاں مقصود لغیرہ ہے، پھر طواف کی غایت مقصودہ تعظیم ہی میں منحصر نہیں بلکہ اس کے غیر کے لئے بھی ہوتا ہے جیسے اشلہ مذکورہ بلکہ توہین بلکہ تعذیب کے لئے جیسے ڈرل کہ یہاں آمد و شد کہ طواف ہے مقصود لذاتہ ہے اور نار سے حمیم، حمیم سے نار کی طرف کفار کے پھیرے کہ یہ طواف مقصود لغیرہ ہے اور دونوں تعذیب کے لئے ہیں۔

قال اللہ تعالیٰ یطوفون بیدنہا و بیدن حمیم ان^۱

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا : وہ دوزخی اس کے یعنی آگ اور گرم اُبلتے ہوئے پانی کے درمیان چکر لگائیں گے۔ (ت) (فتاویٰ رضویہ ج ۲۲ ص ۳۸۶، ۳۸۷)

(۲۷) طواف کی اقسام اربعہ بیان کرتے ہوئے تیسری قسم کے بارے میں فرمایا :
قسم سوم : طواف وسیلہ مقصود ہو اور غرض و غایت تعظیم جیسے نوکر چاکر غلاموں کا اپنے مخدوم و آقا پر طواف اس کے کام خدمت کو اس کے گرد پھرنا،

قال اللہ تعالیٰ طوافون علیکم بعضکم علی بعض^۲

(اللہ تعالیٰ نے فرمایا : تمہارے نوکر غلام تمہارے گرد و بکثرت طواف کرنے والے ہیں تین وقت

ترک حجاب کے سوا ہر وقت اذن لینے میں انہیں حرج ہوگا۔

اور اہل جنت کے حق میں فرماتا ہے :

یطوف علیہم ولدان مخلصون^۳

ہمیشہ رہنے والے لڑکے ان کے گرد طواف کریں گے۔

۱۔ القرآن الکریم ۵۵/۴۴

۲۔ ۵۸/۲۴

۳۔ ۱۴/۵۶

اور فرماتا ہے :

یطاف علیہم بکاس من معینؑ

اُن پر طواف کیا جائے گا پیالوں میں وہ پانی لے کر جو آنکھوں کے سامنے بہتا ہے۔

اور فرماتا ہے :

یطاف علیہم بانیۃ من فضۃ واکوابؑ

چاندی کے برتن اور گوزے لے کر اُن پر طواف کیا جائے گا۔

اس میں وہ صورت بھی آتی ہے کہ طواف غیر کعبہ کا ہو اور غرض و غایت عبادتِ الہی۔ صحیحین میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

قال سلیمان لا طوفن اللیلۃ علی تسعین امرأة وفي رواية بمائة امرأة کلھن تاتی بفارس یجاہد فی سبیل اللہ فطاف علیھن الحدیث۔

سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا قسم ہے آج کی رات میں نوے اور ایک روایت میں سو عورتوں پر طواف کروں گا کہ ہر ایک سے ایک سوار پیدا ہوگا جو اللہ کی راہ میں جہاد کرے۔ پھر انھوں نے ان کا طواف کیا۔

صحیح مسلم شریف میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے :

كان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یطوف علی النساء بغسل واحدؑ
نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک ہی غسل سے اپنی ازواجِ مطہرات پر طواف فرماتے۔ (ت)
اشباہ والنظائر ودر مختار میں ہے :

لیس لنا عبادة شرعت من عهد ادم الى الان ثم تستمر في الجنة الا النكاح والايمانؑ

۱۔ القرآن الکریم ۳۷/۲۵

۲۔ " ۷۶/۱۵

۳۔ صحیح البخاری کتاب الجہاد ۱/۳۹۵، کتاب النکاح ۲/۲۸۸، کتاب الایمان والنذور ۲/۹۸۲

صحیح مسلم کتاب الایمان باب الاستئثار فی الیمن وغیرھا قیدی کتب خانہ کراچی ۲/۲۹

صحیح مسلم کتاب الحیض باب جواز نوم الجنب الخ مطبع مجتبائی دہلی ۱/۱۴۳

۵۔ در مختار کتاب النکاح مطبع مجتبائی دہلی ۱/۱۸۵

ہمارے لئے کوئی عبادت ایسی نہیں کہ آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وقت سے اب تک مشروع رہی پھر ہمیشہ ہمیشہ جنت میں مشروع رہے گی مگر ایمان یعنی یا خدا اور نکاح یعنی جماع زوجہ۔
(فتاویٰ رضویہ ج ۲۲ ص ۳۹۰، ۳۹۱)

(۲۸) مزید فرمایا:

بالجملہ اگر طواف مقصود بالذات نہیں جب تو جواز ظاہر ہے اور اگر مقصود بالذات ہے تو صرف فرق نیت ہے، اگر بہ نیت تعظیم قبر ہے تو بلاشبہ حرام ہے اور تبرک واستفاضہ وغیرہا نیت محمودہ سے ہے تو فی نفسہ اس میں حرج نہیں، اور یہ ٹھہرا لینا کہ اس مسلمان کی نیت طواف سے تعظیم قبر ہے قلب پر حکم ہے اور یہ غیب کا ادعا اور محض حرام ہے۔

قال اللہ تعالیٰ "ولا تقف ما ليس لك به علم ان السمع والبصر والفؤاد كل اولئك كان عنه مسئولا" وقال صلى الله تعالى عليه وسلم افلا شققت عن قلبه حتى تعلم به؟

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اور اس کے پیچھے نہ پڑو جس کا تمہیں علم نہیں۔ یقیناً کان، آنکھ اور دل ان سب سے پوچھا جائے گا۔ اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا: کیا تو نے اس کے دل کو چیر کر دیکھا کہ تجھے معلوم ہو۔ (ت)
یہ بدگمانی ہے اور مسلمان پر بدگمانی حرام۔

قال اللہ تعالیٰ "يا ايها الذين امنوا اجتنبوا كثيرا من الظن ان بعض الظن اثم" وقال صلى الله تعالى عليه وسلم اياكم والظن فان الظن اكذب الحديث

(اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا) اے ایمان والو! بہت سے گمانوں سے بچو کیونکہ کچھ گمان گناہ ہیں۔ اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: (لوگو!) بدگمانی سے بچو کیونکہ

۱۔ القرآن الکریم ۱۷/۳۶

۲۔ سنن ابی داؤد کتاب الجہاد باب علی ما یقاتل المشرکون آفتاب عالم پریس لاہور ۳۵۵/۱

۳۔ القرآن الکریم ۴۹/۱۲

۴۔ صحیح البخاری کتاب الوصایا باب قول اللہ عز وجل من بعد وصیة یوصی بہا او دین قیدی کتبخانہ کراچی ۳۸۴/۱

بدگمانی کرنا سب سے جھوٹی بات ہے۔ (ت) (فتاویٰ رضویہ ج ۲۲ ص ۳۹۹)

(۲۹) مریدوں سے اپنے آگے سجدہ کروانے والے پیر جو کہ جوازِ سجدہ پر سورۃ یوسف کی آیت کریمہ ”وخرّوا له سجدا“ سے استدلال کرتا ہے، کے بارے میں ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے فرمایا :

سجدہ غیر خدا کو حرام قطعی ہے اور قرآن عظیم کی طرف اس کے جواز کی نسبت کرنا افتراء ہے۔
قرآن عظیم نے اگلی شریعت والوں کا واقعہ ذکر فرمایا ہے اُن کی شریعت میں سجدہ تحیت حلال تھا ہماری
شریعت نے حرام فرما دیا، تو اب اس سے سند لانا ایسا ہے جیسے کوئی شراب کو حلال بتائے کہ اگلی
شریعتوں میں جہاں تک نشہ نہ دے حلال تھی بلکہ شریعتِ سیدنا آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام میں سگی
بہن سے نکاح جائز تھا اب اس کی سند لا کر جو حلال بتائے وہ کافر ہو جائیگا۔ ایسے پیر اور ایسے مریدوں
کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے کہ پڑھا گناہ ہے اور پڑھی ہو تو پھیرنا واجب، اور انھیں امام بنانا ناجائز۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۲۲ ص ۴۰۷)

(۳۰) قدم بوسی اور سجدہ تحیت کے بارے میں ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے فرمایا :

بزرگانِ دین کی قدم بوسی بلاشبہ جائز بلکہ سنت ہے، بکثرت احادیث سے ثابت ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پائے مبارک چومے اور حضور نے منع نہ فرمایا۔ رہا سجدہ تحیت، اگلی شریعتوں میں جائز تھا۔ ملائکہ نے بحکم الہی حضرت سیدنا آدم علیہ السلام کو سجدہ کیا۔ حضرت سیدنا یعقوب علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ان کی زوجہ مقدسہ اور ان کے گیارہ صاحبزادوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کو سجدہ کیا۔ سیدنا عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام جو حضرت سیدنا مریم (علیہا السلام) کے شکم مبارک میں تھے اور سیدنا یحییٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام ان کی بہن کے شکم مقدس میں، جب حضرت مریم اپنی بہن کے پاس تشریف لائیں ان کی بہن عرض کرتی ہیں:

اِنِّیْ اَمْرِیْ مَا فِیْ بَطْنِیْ یَسْجُدْ لِمَا فِیْ بَطْنِکَ یَا

میں دیکھتی ہوں کہ وہ جو میرے پیٹ میں ہے اس کے لئے سجدہ کرتا ہے جو تمہارے پیٹ میں ہے۔

وہابیہ غلام اللہ تعالیٰ کہ اس کو شرک کہتے اللہ کے رسولوں اور فرشتوں کو شرک کا مرتکب اور اللہ عزوجل کو معاذ اللہ شرک کا حکم دینے والا ٹھہراتے ہیں۔ قال اللہ تعالیٰ :
ورفع ابویہ علی العرش وخر والہ سُجّدا۔^۱

حضرت یوسف (علیہ السلام) نے اپنے والدین کو تخت کے اوپر بٹھایا اور وہ سب (والدین و برادران) حضرت یوسف کے آگے سجدہ کرتے ہوئے گر گئے (ت)

وقال اللہ تعالیٰ "واذ قلنا للملیکۃ اسجدوا لادم فسجدوا الا ابلیس۔"

اور اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا : اور یاد کرو جب ہم نے فرشتوں سے کہہ دیا کہ حضرت آدم کو سجدہ کرو تو سوائے شیطان کے سب نے سجدہ کیا۔ (ت)

دیوبندیہ خود مرتدین ہیں ان کو مسائل اسلامی میں دخل دینے کا کیا حق، علمائے حرمین شریفین نے ان کے پیشواؤں کو نام بنام لکھا ہے کہ من شک فی کفرہ وعذابہ فقد کفر۔ جو ان کے عقائد پر مطلع ہو کہ ان کے کفر میں شک کرے خود کافر۔ ہاں ہماری شریعت مطہرہ نے غیر خدا کے لئے سجدہ تحیت حرام کیا ہے اس سے بچنا فرض ہے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۲۲ ص ۲۱۷، ۲۱۸)

(۳۱) سادات کرام کی تحقیر کی مذمت اور محبت و اطاعت کی اہمیت بیان کرتے ہوئے فرمایا :
(۱) سادات کرام کی تعظیم فرض ہے اور ان کی توہین حرام، بلکہ علمائے کرام نے ارشاد فرمایا جو کسی عالم کو مولوی یا کسی سید کو میروا بروجہ تحقیر کہے کافر ہے۔ مجمع الانہر میں ہے :
الاستخفاف بالاشراف والعلماء کفر من قال للعالم عویلم او لعلوی علیوی
قاصداً بہ الاستخفاف کفر۔^۲

سادات کرام اور علماء کی تحقیر کفر ہے، جس نے عالم کی تصغیر کر کے عویل یا علوی کو علوی تحقیر کی نیت سے کہا تو کفر کیا۔ (ت)

بیہقی امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے اور ابوالشیخ ودیعی روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ

۱۔ القرآن الکریم ۱۲/۱۰۰

۲۔ ۳۴/۲

ص ۹۴

مطبع اہلسنت وجماعت بریلی

۳۔ حسام الحرمین علی منجر الکفر والمین

۴۔ مجمع الانہر شرح ملتقى البحر باب المرتد ان الالفاظ الکفر الخ دار احیاء التراث العربی بیروت ۱/۲۹۵

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

من لم یعرف حق عترتی والا نصار والعرب فهو لاحد ثلاث اما منافقا و اما الزنیة و اما لغير طهرس۔ هذا لفظ البیهقی من حدیث نرید بن جبیر عن داؤد بن الحصین عن ابن ابی سرافع عن ابیہ عن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ولفظ غیرہ اما منافق و اما ولد زنیة و اما امرء حملت به امہ فی غیر طهرس۔

جو میری اولاد اور انصار اور عرب کا حق نہ پہچانے وہ تین علتوں سے خالی نہیں، یا تو منافق ہے یا حرامی یا حیضی بچہ (یہ بیہقی کے الفاظ زید بن جبیر نے داؤد بن حصین سے انھوں نے ابن ابی رافع انھوں نے اپنے والد کے حوالہ سے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کئے، دوسروں کے الفاظ یوں ہیں، یا منافق یا ولد زنیة یا اس کی ماں نے ناپاکی کی حالت میں اس کا حمل لیا۔ ت)

بلکہ علماء و انصار و عرب سے تو وہ مراد ہیں جو گمراہ و بد دین نہ ہوں اور سادات کرام کی تعظیم ہمیشہ جب تک ان کی بد مذہبی حد کفر کو نہ پہنچے کہ اس کے بعد وہ سید ہی نہیں نسب منقطع ہے۔

قال اللہ تعالیٰ انہ لیس من اہلک انہ عمل غیر صالح۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا، (اے نوح علیہ السلام) ! وہ تیرا بیٹا (کنعان) تیرے گھر والوں

میں سے نہیں اس لئے کہ اس کے کام اچھے نہیں۔ (ت)

جیسے نحری، قادیانی، وہابی غیر مقلد، دیوبندی اگرچہ سید مشہور ہوں نہ سید ہیں نہ ان کی تعظیم حلال بلکہ توہین و تکفیر فرض، اور روافض کے یہاں تو سیادت بہت آسان ہے، کسی قوم کا فرد رافضی ہو جائے دو دن بعد میر صاحب ہو جائے گا۔ ان کا بھی وہی حال ہے کہ ان فرقوں کی طرح تبرا ئیانِ زمانہ بھی عموماً مرتدین ہیں، والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

(۲) محبت آل اطہار کے بارے میں متواتر حدیثیں بلکہ قرآن عظیم کی آیت کریمہ ہے،

قل لا اسئلكم علیہ اجرًا الا المودة فی القربی یتہ

۲۳۲/۲	دار الکتب العلمیہ بیروت	حدیث ۱۶۱۴	۱۔ شعب الایمان
۶۲۶/۳	" "	۵۹۵۵	۲۔ الفردوس بماثور الخطاب
			۳۔ القرآن الکریم ۴۶/۱۱
			۴۔ ۲۳/۴۲

(ان سے) فرمادیجئے (لوگو!) اس دعوتِ حق پر میں تم سے کچھ نہیں مانگتا مگر رشتہ کی الفت و

محبت - (ت)

اُن کی محبت بحمد اللہ تعالیٰ مسلمان کا دین ہے اور اس سے محروم ناصبی خارجی جہنمی ہے، والیعا ذی اللہ تعالیٰ، مگر محبت صادقہ، نہ روافض کی سی محبت کا ذبیہ جنہیں ائمہ اطہار فرمایا کرتے تھے خدا کی قسم تمہاری محبت ہم پر عار ہوگی۔ اطاعتِ عامہ اللہ و رسول کی پھر علمائے دین کی ہے۔ قال اللہ تعالیٰ "اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم"۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ کا حکم مانو اور رسول کا حکم مانو، اور تم میں سے

جو صاحبِ امر ہیں (یعنی امراء و خلفاء) - (ت)

اصل اطاعت اللہ و رسول کی ہے اور علمائے دین اُن کے احکام سے آگاہ، پھر اگر عالمِ سید بھی ہو تو نورِ علیٰ نور، امورِ مباحہ میں جہاں تک نہ شرعی حرج ہو نہ کوئی ضرر سید غیر عالم کے بھی احکام کی اطاعت کرے کہ اس میں اس کی خوشنودی ہے اور ساداتِ کرام کی خوشی میں کہ حدِ شرع کے اندر ہو حضورِ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رضا ہے اور حضور کی رضا اللہ عز و جل کی رضا۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۲۲ ص ۲۰، ۲۱، ۲۲)

(۳۲) اسی سلسلہ میں مزید فرمایا:

سیدِ سنتی المذہب کی تعظیم لازم ہے اگرچہ اس کے اعمال کیسے ہی ہوں، اُن اعمال کے سبب اُس سے تنفر نہ کیا جائے نفسِ اعمال سے تنفر ہو بلکہ اس کے مذہب میں بھی قلیل فرق ہو کہ حدِ کفر تک نہ پہنچے جیسے تفضیل، تو اس حالت میں بھی اس کی تعظیم سیادت نہ جائے گی، ہاں اگر اس کی بد مذہبی حدِ کفر تک پہنچے جیسے رافضی، وہابی، قادیانی، نیچری وغیرہم، تو اب اس کی تعظیم حرام ہے کہ جو وجہ تعظیم یعنی سیادت، وہی نہ رہی۔

قال اللہ تعالیٰ "انہ لیس لک من اہلک انہ عمل غیر صالح"۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اے نوح (علیہ السلام)! وہ یعنی تیرا بیٹا تیرے خاندان

اور گھرانے والوں میں سے نہیں اس لئے کہ اس کے کام اچھے نہیں۔ (ت)

شریعت نے تقویٰ کو فضیلت دی ہے ان اکرمکم عند اللہ اتقوا (میشک اللہ تعالیٰ کے نزدیک تم میں سے سب سے زیادہ باعزت وہ ہے جو تم میں سب سے زیادہ پرہیزگار ہو۔ ت) مگر یہ فضل ذاتی ہے فضل نسب منتہائے نسب کی افضلیت پر ہے سادات کرام کی انتہائے نسب حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ہے، اس فضل انتساب کی تعظیم ہر متقی پر فرض ہے کہ وہ اس کی تعظیم نہیں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم ہے۔
(فتاویٰ رضویہ ج ۲۲ ص ۲۲۳)

(۳۳) سجدۂ تعظیمی کی حرمت کے بیان میں ایک رسالہ ”الزبدۃ الزکیۃ لتجريم سجود التحیۃ“ تحریر فرمایا جس میں ارشاد فرمایا:

اب یہ مبارک جواب بتوفیق الوہاب چھ فصل پر منقسم:

فصل ۱: قرآن کریم سے سجدۂ تحیت کی تحریم، یہ اس کا رد ہے جو بکر نے صفحہ ۸ پر کہا: کوئی آیت سجدۂ انسان کے خلاف قرآن میں کہیں بھی نہیں۔

فصل ۲: چالیس حدیثوں سے سجدۂ تحیت کی تحریم، یہ اس کا رد ہے جو بکر نے ایک ضعیف حدیث دکھا کر صفحہ ۹ پر کہا: اسی حدیث کو سجدۂ تعظیمی کے مخالف سند میں پیش کیا کرتے ہیں سوائے اس کے اور کوئی ثبوت ان کے پاس نہیں۔ اللہ اکبر، متواتر حدیثوں کے مقابل یہ ڈھٹائی۔

فصل ۳: ایک ستودس نصوص فقہ سے سجدۂ تحیت کی تحریم، یہ اس کا رد ہے جو بکر نے صفحہ ۲۳ پر کہا: ”سوائے چند جاہل ضدی لوگوں کے کوئی سجدۂ تعظیم کے خلاف نہ تھا“ صفحہ ۲۴: ”اس سے انکار کرنے والے شیطان کی طرح راندہ درگاہ ہوں گے۔“ صفحہ ۱۰: ”سجدۂ تعظیمی کا انکار موجب لعنت و پھٹکار“ وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون (بہت جلدی ظالم جان لیں گے کہ وہ کس کروٹ پر پلٹا کھائیں گے۔ ت)

فصل ۴: خود بکر کی سندوں اور اُسی کے مستندوں اور اُسی کے منہ سے قرآن مجید و احادیث متواترہ و اجماع علماء و اجماع اولیائے سجدۂ تحیت حرام ہونے کا ثبوت۔ یہ کا ہے کا رد ہے اسے بکر سے پوچھئے۔

فصل ۵: اُس ذرا سی تحریر میں بکر کے افتراء، اختراع، کذب، خیانت، جہالت، سفاہت کا اظہار۔

فصل ۶: سجدہ آدم و یوسف علیہما الصلوٰۃ والسلام کی بحث اور اس سے استدلال مجوز کا قاہر ابطال۔
وبالله التوفیق والوصول الی التحقيق والحمد لله رب العالمین وصلى الله تعالى
على سيدنا ومولانا والہ وصحبہ اجمعین، آمین!

اور اللہ تعالیٰ ہی کے کرم سے حصول توفیق ہے، اور تحقیق تک رسائی ہو سکتی ہے، ہر تعریف اللہ
تعالیٰ ہی کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔ ہمارے آقا اور مولیٰ اور ان کی سب آل اور تمام
ساتھیوں پر اللہ تعالیٰ کی رحمت نازل ہو۔ اے اللہ! ہماری دعا قبول فرما لیجئے (ذرت)

محل اول قرآن کریم سے سجدہ تحیت کی تحریم

قال ربنا تبارك وتعالى ولا يأمركم ان تتخذوا الملائكة والنبيين اربابا يا اياكم
بالكفر بعد اذ انتم مسلمون^۱۔

(ہمارے رب تبارک وتعالیٰ نے فرمایا) نبی کو یہ نہیں پہنچتا کہ تمہیں حکم فرمائے کہ فرشتوں اور پیغمبروں کو
رب ٹھہراؤ، کیا نبی تمہیں کفر کا حکم دے بعد اس کے تم مسلمان ہو۔

عبد بن حمید اپنی مسند میں سیدنا امام حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ فرمایا،
بلغنی ان رجلا قال یا رسول اللہ نسلم علیک کہا یسلم بعضنا علی بعض

افلا نسجد لک قال لا ولكن اكرموا نبيكم واعرفوا الحق لاهله فانه لا ينبغي ان يسجد
لاحد من دون تعالیٰ فانزل اللہ تعالیٰ "ماکان لبشر ان یؤتیہ اللہ الکتب" الی قولہ "بعد اذ انتم مسلمون"^۲

مجھے حدیث پہنچی کہ ایک صحابی نے عرض کی، یا رسول اللہ! ہم حضور کو بھی ایسا ہی سلام کرتے ہیں
جیسا کہ آپس میں، کیا ہم حضور کو سجدہ نہ کریں؟ فرمایا، نہ بلکہ اپنے نبی کی تعظیم کرو اور سجدہ خاص حق خدا کا
ہے اسے اسی کے لئے رکھو اس لئے کہ اللہ کے سوا کسی کو سجدہ سزاوار نہیں۔ اس پر اللہ عز وجل نے
یہ آیت اتاری۔

اکلیل فی استنباط التنزیل میں اس آیت کے نیچے یہی حدیث اختصاراً ذکر کر کے فرمایا،
ففيه تحريم السجود لغير الله تعالى^۳ (اس میں غیر خدا کے لئے حرمت سجدہ کا

۱۔ القرآن الکریم ۸۰/۳

۲۔ الدر المنثور بحوالہ عبد بن حمید عن الحسن تحت لایۃ ۸۰/۳ دار احیاء التراث العربی بیروت ۲۳۸/۲

۳۔ الاکلیل فی استنباط التنزیل سورة آل عمران مکتبہ اسلامیہ کوئٹہ ص ۵۴

بیان ہے۔ ت) تو اس آیت کریمہ نے غیر خدا کو سجدہ حرام فرمایا۔

آیت کی ایک شان نزول یہ بھی ہے کہ نصاریٰ نے کہا ہمیں عیسیٰ نے حکم دیا ہے کہ ہم اُن کو خدا مانیں اُس پر اُتری، امام خاتم الحفظ نے جلالین میں دونوں سبب یکساں بیان کئے:

نزل لما قال نصارى نجران ان عيسى امرهم ان يتخذوه رباً اولما طلب بعض المسلمين السجود له صلى الله تعالى عليه وسلم

آیت مذکورہ اس وقت نازل ہوئی جب نجران کے عیسائیوں نے کہا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے انہیں حکم دیا کہ وہ حضرت عیسیٰ کو رب بنالیں، یا اس کا نزول اُس وقت ہوا جب بعض مسلمانوں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے انہیں سجدہ کرنے کا مطالبہ کیا۔ (ت)

اس نے ظاہر کر دیا کہ دونوں سبب قوی ہیں کہ خطبہ میں وعدہ ہے کہ تفسیر میں وہی قول لائیں گے جو سب سے صحیح تر ہو، اور بیضاوی و مدارک و ابوالسعود و کشاف و تفسیر کبیر و شہاب و جمل و غیرہم عامہ مفسرین نے اسی سبب اول کو ترجیح دی کہ مسلمانوں نے حضور کو سجدے کی درخواست کی اس پر اُتری۔ خود آخر آیت میں فرمایا کیا تمہیں کفر کا حکم دیں بعد اس کے کہ تم مسلمان ہو، تو ضرور مسلمان مخاطب ہیں جو خواہاں سجدہ ہوئے تھے نہ کہ نصاریٰ۔

مدارک شریف و کشاف میں ہے:

”بعد اذ انتم مسلمون“ يدل على ان المخاطبين كانوا مسلمين وهم الذين استأذنوه ان يسجدوا له

آیت کے الفاظ ”بعد اذ انتم مسلمون“ اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ آیت کریمہ کے مخاطب مسلمان تھے، اور یہ وہی لوگ تھے جنہوں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے انہیں سجدہ کرنے کی اجازت مانگی۔

بیضاوی و ارشاد العقل میں ہے:

دليل ان الخطاب للمسلمين وهم المستأذنون لان يسجدوا له

۱۔ تفسیر جلالین تحت لآیۃ ۸۰/۳ صحیح المطابع دہلی ص ۵۵

۲۔ مدارک التنزیل تحت لآیۃ ۸۰/۳ دارالکتاب العربی بیروت ۱۶۶ و الکشاف تحت لآیۃ ۸۰/۳ مکتب الاعلام الاسلامی قم ایران ۳۷۸
۳۔ انوار التنزیل (تفسیر بیضاوی) تحت لآیۃ ۸۰/۳ دارالفکر بیروت ۵۲ و ارشاد العقل سلیم ص ۵۲ الجزء الثانی ص ۵۳

آیت میں یہ دلیل ہے کہ اس میں خطاب مسلمانوں کو ہے۔ اور یہ وہی لوگ ہیں کہ جنہوں نے حضور پاک سے انہیں سجدہ کرنے کی اجازت مانگی۔ (ت)
 کبیر میں قول کشف نقل کر کے مقرر رکھا، فتوحات میں ہے؛
 یقرب هذا الاحتمال قوله في اخرا الآية بعد اذ انتم مسلمون^۲۔
 آیت کریمہ کے آخر میں ”بعد اذ انتم مسلمون“ کے الفاظ اس احتمال کے قریبی ہونے کو چاہتے ہیں۔ (ت)

عناية القاضی میں ہے؛

هذه الفاصلة ترجيح القول بانها نزلت في المسلمين القائلين افلا نسجد لك^۳
 یہ فاصلہ اس قول کی ترجیح ہے کہ آیت ان مسلمانوں کے حق میں نازل ہوئی کہ جو حضور پاک سے عرض کر رہے تھے کیا ہم آپ کو سجدہ نہ کریں؟ (ت)

تفسر نیشاپوری میں بھی اس کی تقویت کی **اقول** وبالله التوفيق (میں اللہ تعالیٰ کی توفیق ہی سے کہتا ہوں) خطاب نصاریٰ پر انتہم مسلمون میں مجاز کی ضرورت ہے کہ نصاریٰ ہجران مسلمان کب تھے تو معنی یہ لینے ہوں گے ایامراء کم الاولین بالكفر بعد ان كانوا مسلمین

عہ اقول وتاويل هذا اصح واظهر من تاويل الشهاب في حاشية البيضاوي اذ قال ”و ان جاز ان يقال للنصارى انا مكرم بالكفر بعد اذ انتم مسلمون اى منقادون و مستعدون لقبول الدين الحق امر خاء للعنان واستدراجا ه فقيه ما لا يخفى على نبیه“ ۱۲ منہ۔

اقول میری یہ تاویل بیضاوی کے حاشیہ میں شہاب کی اس تاویل سے اصح و اظہر ہے جو انہوں نے فرمایا کہ نصاریٰ کو یہ کہنا کیا ہم تمہیں کفر کا حکم کرتے جب تم مسلمان ہو چکے اگر جاز ہے تو اس معنی میں کہ مطیع ہو چکے اور دین حق کو قبول کرنے میں رغبت پیدا کر چکے ہو یہ بطور ادراجہ عنان و استدراج ہے اھ تو اس تاویل میں اعتراض ہے جو سمجھدار پر مخفی نہیں ہے ۱۲ منہ (ت)

۱۰۰/۸	دار الکتب العلمیۃ بیروت	۸۰/۳	تحت لایۃ	۱	لہ مفاتیح الغیب (التفسیر الکبیر)
۴۸۰/۱	دار الفکر بیروت	”	”	”	۲ الفتوحات الالہیۃ
۷۸/۳	دار الکتب العلمیۃ بیروت	”	”	”	۳ و ۴ عناية القاضی علی انوار التنزیل

کیا عیسے تمہارے اگلے باپ داداؤں کو جو ان کے زمانے میں دینِ حق پر تھے کفر کا حکم کرتے بعد اس کے کہ وہ ایمان لا چکے تھے، اور خطابِ مسلمین پر کفر میں تاویل کی حاجت ہے کہ مسلمانوں نے ہرگز سجدہ عبادت نہ چاہا۔

اولاً نہ یہ صحابہ سے معقول تھا روزِ اوّل سے توحید کا آفتاب عالم آشکار فرما دیا تھا موافق مخالف نزدیک کا دورِ شہر شخص جانتا تھا ہر شخص جانتا تھا ہر گھر میں چرچا تھا کہ یہ ایک اللہ کی عبادت کی طرف بلاتے اور مشرک کے برابر کسی شے کو دشمن نہیں رکھتے تو کسی صحابی سے عبادتِ نبی کی درخواست اور وہ بھی خود نبی سے کیونکہ متصور تھی، خصوصاً یہ سجدہ کی درخواست کرنے والے کون تھے، اجلہ صحابہ معاذ بن جبل و قیس بن سعد و سلمان فارسی حتیٰ کہ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہم جیسا کہ فصلِ احادیث میں آتا ہے۔

ثانیاً حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جواب میں یہی فرمایا کہ ایسا نہ کرو، یہ نہ فرمایا کہ تم عبادتِ غیر کی درخواست کر کے کافر ہو گئے، تمہاری عورتیں نکاح سے نکل گئیں، توبہ کرو، دوبارہ اسلام لاؤ، پھر عورتیں راضی ہوں تو ان سے نکاح کرو۔

ثالثاً سب سے زائد یہ کہ مولے تعالیٰ بھی تو خود اسی آیت میں ان کو مسلمان بتا رہا ہے کہ تم تو مسلمان ہو کیا تمہیں کفر کا حکم دیں۔ لہذا امام محمد بن محمد حافظ الدین و ہیز میں فرماتے ہیں، قوله تعالیٰ مخاطباً للصحابة رضی اللہ تعالیٰ عنہم ایامراً بالکفر بعد اذ انتم مسلمون، نزلت حین استأذنوا فی السجود لہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ولا یخفی ان الاستئذان لسجود التحية بدلالة بعد اذ انتم مسلمون، ومع اعتقاد جوانر سجدۃ العبادۃ لا ینکون مسلماً فکیف یطلق علیہم بعد اذ انتم مسلمون یہ

اللہ عز و جل نے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے فرمایا کیا نبی تمہیں کفر کا حکم دیں بعد اس کے کہ تم مسلمان ہو، یہ آیت اُس وقت اُتری جب صحابہ نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سجدہ کرنے کی اجازت چاہی، اور ظاہر ہے کہ انھوں نے سجدہ تحیت کی درخواست کی تھی اس دلیل سے کہ فرماتا ہے کہ بعد اس کے کہ تم مسلمان ہو، اور سجدہ عبادت جائز مان کر مسلمان نہیں رہتا تو یہ

کیونکہ فرمایا جاتا کہ ”بعد اس کے کہ تم مسلمان ہو۔ (ت)

اقول (میں کہتا ہوں) بعدہ یہی دلیل روشن کر رہی ہے کہ کفر سے کفر حقیقی مراد نہیں کہ کفر حقیقی کی درخواست کر کے بھی مسلمان نہیں رہتا پھر کیونکہ فرمایا جاتا کہ ”بعد اس کے کہ تم مسلمان ہو۔“

وقد كان استدلال به البعض القائلون بان سجدة التحية كفر مطلقا وذكره في الوجيز دليلا لهم، فانقلب الدليل على المدعى وثبت انها ليست بكفر كما عليه الجمهور والمحققون فاحفظ وثبتت والله الحمد۔

بعض لوگوں نے اس سے استدلال کیا ہے جو سجدہ تعظیمی کے علی الاطلاق کفر کے قائل ہیں، وجہ میں اُن کی دلیل ذکر فرمائی، پھر دلیل دعوے پر پلٹ آئی اور یہ ثابت ہو گیا کہ سجدہ تعظیمی کفر نہیں، جیسا کہ جمہور اور اہل تحقیق کا یہ موقف ہے، لہذا اس کو یاد رکھو، اور اللہ تعالیٰ ہی کے لئے حمد ہے۔ (ت)

لاحرم کفر سے مراد کفر دون کفر ہوگا جو محاورات شارع میں شائع ہے خصوصاً سجدہ کہ نہایت مشابہ پرستش غیر ہے، فصل دوم میں زمین بوسی کی نسبت کافی شرح دانی و کفایہ شرح ہدایہ و تبیین شرح کنز و در مختار و مجمع الانہر و فتح اللہ المعین و جواہر خلاطی وغیرہا سے آئے گا لکنہ یشہ عبادۃ الوثن بُت پرستی کے مشابہ ہے، تو سجدہ تو مشابہ تر کفر ہوگا، اس کی صورت بعینہا صورت کفر بلا ادنی تفاوت ہے تو کفر ضروری ضرور ہے جیسا کہ فصل دوم میں خلاصہ و محیط و منخ الروض و نصاب الاحتساب وغیرہا سے آتا ہے ”ان هذا كفر صوره“ سجدہ صورت کفر ہے۔

وهذا احد مناصح هذا الاطلاق في كلامهم كما سيأتي بعونه عز وجل۔

اہل علم کے کلام میں جو اطلاق ہے اس میں یہ ایک تنازع کی جگہ ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ عزت والے اور بڑی شان والے کی مدد سے عنقریب آئے گا۔ (ت)

بہر حال آیت کریمہ میں ایک طرف تجرّز ہے لہذا امام خاتم الحقاظ نے دونوں شان نزول برابر رکھیں اور شک نہیں کہ ایک ایک آیت کے لئے کئی کئی شان نزول ہوتے ہیں اور قرآن کریم اپنے جمیع وجوہ پر تجرّز ہے کما فی التفسیر الکبیر و شرح المواہب للرزقانی وغیرہما (جیسا کہ تفسیر کبیر اور شرح مواہب للرزقانی وغیرہما میں ہے۔ ت) تو قرآن عظیم نے ثابت فرمایا کہ

سجدة تحیت ایسا سخت حرام ہے کہ مشابہ کفر ہے والیعا ذلہ تعالیٰ۔ صحابہ کرام نے حضور کو سجدة تحیت کی اجازت چاہی اس پر ارشاد ہوا "کیا تمہیں کفر کا حکم دیں"، معلوم ہوا کہ سجدة تحیت ایسی قبیح چیز ایسا سخت حرام ہے جسے کفر سے تعبیر فرمایا۔ جب خود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے سجدة تحیت کا یہ حکم ہے پھر اوروں کا کیا ذکر۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۲۲ ص ۲۳۱ تا ۲۳۷)

(۳۴) اسی رسالہ مذکورہ میں سجدة تعظیمی کے بارے میں مزید فرمایا؛
حدیث ہست و دوم؛ عبد بن حمید امام حسن بصری سے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سجدة کرنے کا اذن مانگنے پر وہ آیت اتری کہ کیا تمہیں کفر کا حکم دیں۔ یہ حدیث فصل اول میں گزری۔
تذنیل اول؛ مدارک شریف میں سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے انھوں نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سجدة کرنا چاہا، حضور نے فرمایا؛

لا ینبغی لمخلوق ان یسجد لاحد الا للہ تعالیٰ۔

کسی مخلوق کو جائز نہیں کہ وہ کسی کو سجدة کرے ماسوائے اللہ تعالیٰ کے۔ (ت)

تذنیل دوم؛ تفسیر کبیر میں بروایت امام سفین ثوری سماک بن ہانی سے ہے؛

قال دخل الجاثلیق علی علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فاسأدا ان یسجد

لہ فقال لہ علی اسجد للہ ولا تسجد لی

امیر المؤمنین مولا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کی بارگاہ میں سلطنت نصاریٰ کا سفیر حاضر ہوا، حضرت کو سجدة کرنا چاہا، فرمایا؛ مجھے سجدة نہ کر اللہ عز وجل کو سجدة کر۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۲۲ ص ۴۵۰، ۴۵۱)
(۳۵) سجدة تعظیمی کے جواز پر بکر کے خرافات اور استدلالات فاسدہ کا رد کرتے ہوئے فرمایا؛

(۴۶ تا ۴۸) ان سے بھی بدرجہا سخت سے سخت بیباکی یہ کہ "حضرت علی و صحابہ کبار سے لے کر تمام بڑے بڑے علماء و مشائخ اولیاء سے سجدة تعظیمی ثابت ہے" ۲۳۔ یہ مولیٰ علی پر افترا، صحابہ کبار پر افترا، تمام ائمہ کرام پر افترا۔ یہ تین افترا لاکھوں افتراؤں کا مجموعہ ہیں۔ بکر سچا ہے تو مولیٰ علی یا کسی صحابی یا کسی امام تابعی یا امام اعظم، امام شافعی، امام مالک، امام احمد، امام ابو یوسف، امام محمد،

۱۔ الدر المنثور بحوالہ عبد بن حمید عن الحسن تحت لایۃ ۳/۸۰ دار احیاء التراث العربی بیروت ۲۳۸/۲

۲۔ مدارک التنزیل (تفسیر فلسفی) " " ۳۴/۲ دار الکتب العربی بیروت ۴۲/۱

۳۔ مفاتیح الغیب (التفسیر الکبیر) " " " " " " دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱۹۵/۲

امام بخاری، امام مسلم یا ان کے یا ان کے کسی ایک شاگرد سے ثبوت صحیح دکھائے کہ انھوں نے کسی غیر خدا کو سجدہ کیا یا اسے جائز بتایا ورنہ قرآن مجید میں جو کچھ کاذبین پر ہے اس سے ڈرے اور جلد سے جلد توبہ کرے، کذب فی الدنیا سے کذب فی الدین سخت تر ہے، اور بحکم حدیث لعنتہ ملیکۃ السماء والارض^۱ (اس پر آسمان و زمین کے فرشتوں کی لعنت ہے۔ ت) کا استحقاق ہے اور زید و عمرو پر افتراء سے صحابہ و ائمہ پر افتراء خبیث تر ہے، اور قرآن کریم میں انما یفتوی الذب الذین لایؤمنون^۲ (جھوٹ وہی لوگ تراشتے) (اور باندھتے) ہیں جو درحقیقت ایمان نہیں رکھتے۔ ت) کا احقاق ہے، والعیاذ باللہ تعالیٰ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی الاعلیٰ (اللہ تعالیٰ کی پناہ، گناہوں سے بچنے اور حصول نیکی کی طاقت بغیر اللہ تعالیٰ بلند و بالا کی توفیق دیئے کسی میں نہیں۔ ت)

(۴۹) آگے افتراء و اختراع کی اور بھی پوری تندہ چڑھی کہ ”ان سب کا اجماع مسئلہ سجدہ تعظیمی ثابت ہے اور کوئی شخص انکار کی مجال نہیں رکھتا تو پس اگر سجدہ تعظیمی گمراہی بھی ہے تو اجماع امت سے گمراہی اس کی جاتی رہی“ ص ۲۳۔ انا للہ وانا الیہ راجعون (یقیناً ہم اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں اور اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں۔ ت) سچ فرمایا حدیث مجید نے:

جَبَكَ الشَّيْءُ يَعْمَى وَيَصْمُیْہ

کسی چیز کی محبت تجھے اندھا و بہرا کر دیتی ہے۔ (ت)

تعصب آدمی کو اندھا بہرا کر دیتا ہے۔ سچ فرمایا رب العزۃ عز وجلالہ نے:

فَانْهَالَا تَعْمَى الْاَبْصَارُ وَلَكِنْ تَعْمَى الْقُلُوبُ الَّتِیْ فِی الصُّدُورِ

آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں وہ دل اندھے ہو جاتے ہیں جو سینوں میں ہیں۔

عہ تو بھی دو پس ہی رہے، فصاحت، ف کہاں چھوڑی یوں کہا ہوتا فتو پس کہ تینوں زبانیں جمع ہو جاتیں منہ

۱۔ کنز العمال بحوالہ ابن عساکر عن علی حدیث ۲۹۰۱۸ مؤستہ الرسالہ بیروت ۱۰/۱۹۳

۲۔ القرآن الکریم ۱۶/۱۰۵

۳۔ مسند احمد بن حنبل باقی حدیث ابی الدرداء المکتب الاسلامی بیروت ۵/۱۹۴

۴۔ القرآن الکریم ۲۲/۴۶

سجده غیر پر امت کرشن کافر کا ضرور اجماع ہے جس پنڈت سے چاہو پوچھ لو جس مندر میں چاہو دیکھ لو لیکن اُمّت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیہم وسلم اس ملعون تہمت سے بری ہے وسیع علم الذین ظلموا ایّٰی منقلب ینقلبون (عنقریب ظالموں کو معلوم ہو جائے گا کہ وہ کس کروٹ پر بیٹھا کھائیں گے۔ ت) بلکہ ابھی بکر کے مستند فتاویٰ عزیزیہ سے سُن چکے کہ غیر کے لئے سجده تحیت حرام ہونے پر اجماع قطعی ہے۔

(۵۰) طرفیہ کہ ”گمراہی بھی ہے تو اجماع سے جاتی رہی“ یعنی اُمّت گمراہی پر اجماع تو کر لیتی ہے لیکن اُس اجماع سے گمراہی کی کایا پلٹ ہو کر ہدایت ہو جاتی ہے انا للہ وانا الیہ راجعون، زہے گمراہی و جنون، لا یعقلون شیئاً ولا یہتدون (نہ وہ کچھ سمجھتے ہیں اور نہ راہ پاتے ہیں۔ ت) (فتاویٰ رضویہ ج ۲۲ ص ۴۸۸ تا ۴۹۰)

تحریفات بکر کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا :

(۵۱) ایسا ہی جُل عبارت کشف سے کھینچا، اس کی اصل عبارت یہ ہے :

فان قلت کیف جانر لہم ان یسجد والغیر اللہ قلت کانت السجدة عندہم جاریۃ مجری التّحیۃ والتّکرمة کالقیام والمصافحۃ وتقبیل الید و نحوہا مما جرت علیہ عادۃ الناس من افعال شہرت فی التعظیم والتوقیر۔ یعنی اگر تو کہے کہ یعقوب علیہ الصلوٰۃ والسلام اور اُن کے بیٹوں کو غیر خدا کے لئے سجده کیسے جائز ہو گیا، تو میں کہوں گا اُن کے یہاں سجده تحیت کا رواج تھا جیسے قیام و مصافحہ و دست بوسی وغیرہ افعال تعظیم و توقیر جن کا لوگوں میں رواج ہے۔

اسے یہ بنالیا کہ ص ۱۳ ”سجده تعظیمی قرن اول سے جاری ہے“ اول تو رواج حال ہی میں سجده کا نام کہاں تھا قیام و مصافحہ و دست بوسی کا ذکر تھا جس کا صاف یہ مطلب کہ جیسے اب یہ افعال تحیت ہیں یعقوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے میں سجده تحیت تھا، پھر ”جرت علیہ عادۃ الناس“ سے اتنا ثابت کہ زمر مشرعی کے زمانے میں ان کا رواج ہے قرن اول کا کون سا حرف تھا، نہ قرن اول میں قیام

۱۔ القرآن الکریم ۲۶/۲۲۴

۲۔ ” ۱۴۰/۲

۳۔ الکشاف (تفسیر الزمخشری)

تحت آیت ۱۲/۱۰ مکتب الاعلام الاسلامی قم ایران ۵۰۶/۲

دست بوسی عادتِ ناس تھی، وقوعِ خاص و عادتِ ناس میں جو فرق نہ کرے جاہل ہے، تو یہ کشف پر دوسرا افترا ہے۔

(۵۸) بکر اس کی عبارت میں بھی قطع و برید سے نہ چوکا، وہ جو اس نے سوال قائم کیا تھا کہ اگر تو کہے انھیں غیر خدا کے لئے سجدہ جائز ہو گیا صاف اڑا دیا جس سے کھلتا تھا کہ ہماری شریعت میں ناجائز ہے جس پر سوال ناشی ہوا، اگر ہماری شریعت میں بھی جائز ہوتا تو سوال کا کیا منشا تھا۔

(۵۹) اسی طرح کشف میں عبادت و تحیت کا فرق بتا کر کہا،

یجونہ ان تختلف الاحوال والادقات فیہ

اس میں احوال و ادقات کا اختلاف ہو سکتا ہے۔

یعنی جب جائز تھا اب حرام۔ یہ کسے کہا، سجدہ تحیت کو یا سجدہ عبادت کو؟ کیا وہ بھی کسی زمانے میں غیر خدا کے لئے جائز ہو سکتا ہے؟ یہ ہے کل جمع کشف کا کلام جس پر وہ صریح تہمت رکھ دی کہ بہت شرح و بسط سے تعظیمی سجدہ کی اباحت پر زور دیا ہے۔ ص ۱۴۔

غرض او مفتری نتواں برآمد کہ اواز خود سخن می آفریند

(جھوٹ کہنے والے سے یہ نہیں ہو سکتا کیونکہ وہ خود بات کو گھڑ لیتا ہے۔ ت)

(۶۰) شاہ عبدالعزیز صاحب کو قولی افترا کے ساتھ فعلی افترا سے بھی نہ چھوڑا کہ ”وہ خود

والدین و اولیاء اللہ کے مزارات پر سجدہ تعظیمی ادا کرتے تھے“ ص ۱۴۔ اللہ عز و جل فرماتا ہے: ہاتوا برہانکم ان کنتم صدقین اپنی برہان لاؤ اگر سچے ہو۔

(۶۱) یہ وہی شاہ عبدالعزیز صاحب ہیں جن کے فتاویٰ سے سن چکے کہ سجدہ تحیت باجماع

قطعی حرام ہے۔ یہ وہی شاہ صاحب ہیں جو تفسیر عزیزی میں فرماتے ہیں:

در امتہائے سابقہ جائز بود چنانچہ قصہ حضرت یوسف و اخوان ایشاں واقع شدہ کہ ”وخر دوا

لہ سجدہ“ و در شریعت ما این طریق ہم فیما بین مخلوقات حرام است بدلیل احادیث متواترہ کہ دریں باب وارد شدہ ہے

۱۔ الکشف عن حقائق التنزیل تحت لایۃ ۲/۳۴ مکتب الاعلام الاسلامی قم ایران ۱۲۶/۱

۲۔ القدران الکریم ۱۱/۲

۳۔ فتح العزیز (تفسیر عزیزی) تحت لایۃ ۲/۳۴ مطبع مجتہائی دہلی ص ۱۷۷

پہلی اُمتوں میں سجدہ تعظیمی جائز تھا، جیسا کہ حضرت یوسف اور ان کے بھائیوں کے واقعہ میں مذکور ہے کہ انھوں نے یوسف کو سجدہ کیا، لیکن ہماری شریعت میں یہ طریقہ بھی لوگوں کا آپس میں اختیار کرنا حرام ہے اُن متواتر حدیثوں کی وجہ سے جو اس باب میں وارد ہوئیں۔ (ت)

(فتاویٰ رضویہ ج ۲۲ ص ۴۹۲ تا ۴۹۴)

مزید فرمایا:

(۷۶) بکر مدعی حنفیت حنفیت سے جدا چلا، مذہب حنفی میں بیشک آیت حدیث سے منسوخ ہو سکتی ہے کما هو مصرح فی کتب اصولہم قاطبہ (جیسا کہ اصول کی عام کتابوں میں اس کی تصریح موجود ہے۔ ت) احکام میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کلام اللہ عز وجل ہی کا کلام ہے تو کلام خدا کلام خدا ہی سے منسوخ ہوا۔

قال اللہ تعالیٰ وما ینطق عن الہوی ۝ ان ہوا لا وحیؕ یوحی ۝

(اللہ تعالیٰ نے فرمایا) یہ نبی اپنی خواہش سے کچھ نہیں فرماتے وہ تو نہیں مگر وحی کہ بھیجی گئی۔

(۷۷) صفحہ ۵۱ پر سرخی دی :

”انحضرت نے خود سجدے کی اجازت دی“

یعنی غیر خدا کو سجدہ تحیت کی جس کی بحث ہے، یہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر منہ بھر کر شدید افتراء ہے۔

ہا تو اب رہا انکم انتم صدقینؑ۔

اپنی برہان لاؤ اگر سچے ہو۔

اللہ عز وجل فرماتا ہے :

انما یفتویٰ الکذب الذین لا یؤمنونؑ

(فتاویٰ رضویہ ج ۲۲ ص ۴۹۷، ۴۹۸)

مزید فرمایا :

۱۰ الفت پان الکریم ۵۳ / ۳ و ۴
۱۱ / ۲
۱۰۵ / ۱۶

(۹۷) بکرنے چاند سورج بلکہ بُت کو سجدہ اور مہادیو کی ڈنڈوت حلال کر لی جیسے یہاں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عبادت کا ذکر فرمایا اور اس سے بکرنے پر ٹھہرایا کہ صرف سجدہ عبادت کو منع کیا ہے، یونہی آیہ کریمہ :

لَا تَسْجُدْ لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ

(لوگو! سورج اور چاند کو سجدہ نہ کرو۔ ت)

جس میں سجدہ شمس و قمر سے ممانعت اور سجدہ الہی کا حکم ہے۔ اس کا تتمہ یہ ہے :

اِنْ كُنْتُمْ اِيَاہ تَعْبُدُوْنَ اِغْرِمُوْا سَعٰیہُمْ

یہاں بھی اللہ عزوجل نے عبادت کا ذکر فرمایا ہے، تو یہاں بھی چاند سورج کو صرف سجدہ عبادت کی ممانعت ہوئی۔ اب بُت ہو یا بھوت کسی بلا کو سجدہ تحیت کی ممانعت پر قرآن کریم میں کوئی آیت نہ رہی کیا بکر کوئی آیت دکھا سکتا ہے، ہرگز نہیں، اب بکر اپنی لفاظیاں یاد کرے اور ”انسانی“ کی قید سے ہاتھ اٹھا کر یوں کہے جو اس نے صبح پر کہا ہے ”قرآن میں کسی سجدہ تعظیم کی ممانعت نہیں، ایسی کوئی آیت نہیں جہاں کسی سجدہ تعظیم کی ممانعت کی گئی ہو۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ تعظیمی سجدہ کے خلاف قرآن خاموش رہنا چاہتا ہے یعنی وہ مسلمانوں سے نہ یہ کہتا ہے کہ غیر خدا کو سجدہ کرو نہ یہ کہتا ہے کہ تم پر سجدہ تعظیمی حرام کیا گیا ہے تم کسی غیر خدا کو سجدہ نہ کرنا۔“ یہ ”کسی“ کا لفظ یاد رکھنے کے قابل ہے۔ اس کے بعد صحت کا نتیجہ دیکھئے ”پس جب و ترآن نے ایسا کوئی صاف حکم نہیں دیا تو تو سجدہ تعظیمی کا حرام ہونا یا ناجائز ہونا ثابت نہیں ہو سکتا“ دیکھئے کیسی کھلم کھلا بُت کی سجدہ سے تعظیم اور بے نیت عبادت مہادیو کی ڈنڈوت حلال کی ہے، کیوں نہ ہو جن کا کمرشہن نبی ہو ان کا دین آپ ہی ایسا ہو۔

(۹۸) چاند سورج کو سجدہ کی ممانعت جو قرآن کریم نے فرمائی اس پر بکر کا یہ عذر صحت

کہ ”اس آیت میں غیر انسان کے سجدہ کا ذکر ہے اور گفتگو سجدہ انسانی میں ہے سورج چاند اور چیز ہے انسان خلیفۃ اللہ دوسری چیز ہے۔“

اولاً عجب پا در ہوا ہے اس کے طور پر آیت میں تو چاند سورج کو سجدہ عبادت کی ممانعت ہے

کہ فرمایا :

ان كنتم اياه تعبدون ۱؎

اگر تم خاص اس کی عبادت کرتے ہو۔

سجدہ عبادت میں خلیفہ وغیر خلیفہ کا کیا فرق۔

ثانیاً سجدہ آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے استناد کی خود بخوبی کر لی اُس آیت میں غیر انسان کے سجدہ کا ذکر ہے (یعنی ملائکہ نے سجدہ کیا) اور گفتگو سجدہ انسانی میں ہے (کہ انسان دوسرے کو سجدہ کرے) فرشتہ اور چیز ہے انسان خلیفۃ اللہ دوسری چیز ہے۔ غیر خلیفہ نے خلیفہ کو سجدہ کیا اس سے خود خلیفہ کا سجدہ کرنا کیسے جائز کر لیا علی نفسہا تجنی براقش۔

(۹۹) قرآن کریم میں سجدہ تحیت کی مانعت نہ سوجھنی قرآن عظیم سے غفلت پر مبنی، کیا قرآن مجید نے

نہ فرمایا :

اطيعوا الله واطيعوا الرسول ۲؎

حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا۔

کیا قرآن عزیز نے نہ فرمایا :

من يطع الرسول فقد اطاع الله ۳؎

جس نے رسول کی اطاعت کی بیشک اس نے اللہ کی اطاعت کی۔

کیا قرآن حکیم نے نہ فرمایا :

ومن يعص الله ورسوله فان له ناسر جہنم ۴؎

جو نافرمانی کرے اللہ اور اس کے رسول کی بیشک اس کے لئے جہنم کی آگ ہے۔

کیا قرآن حمید نے نہ فرمایا :

وما ائتكم الرسول فخذوه وما نهكم عنه فانتهوا واتقوا الله ۵؎

شدید العقاب ۵؎

۲؎ القرآن الکیم ۵۹/۴

۴؎ " ۲۳/۴

۱؎ القرآن الکیم ۳۴/۴

۳؎ " ۸۰/۴

۵؎ " ۴/۵۹

رسول جو تمہیں عطا فرمائیں وہ لو اور جس سے منع فرمائیں باز رہو اور اللہ سے ڈرو بیشک اللہ کا عذاب سخت ہے۔

کیا قرآن جلیل نے نہ فرمایا:

فلا وربك لا يؤمنون حتى يحكموك فيما شجر بينهم ثم لا يجدوا في انفسهم حرجا مما قضيت ويسلموا تسليما

اے محبوب! تمہارے رب کی قسم وہ مسلمان نہ ہوں گے جب تک تمہیں حاکم نہ بنائیں اپنے آپس کے اختلاف میں، پھر جو تم فیصلہ فرماؤ اپنے دلوں میں اس سے تنگی نہ پائیں اور خوب اچھی طرح مان لیں۔
کیا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس نزاع کا فیصلہ نہ فرما دیا کہ لا تفعلوا سجدۃ تحتہ نہ کرو، تو قطعاً قرآن عظیم ہی سجدۃ تحتہ سے منع فرما رہا ہے اور جو اس فیصلہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نہ مانے اس کا حکم جو ارشاد ہوا اللہ تعالیٰ مسلمان کو اس سے پناہ دے۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۲۲ ص ۵۰۶ تا ۵۰۸)

(۳۶) اللہ تعالیٰ پر بکر کے افتراء کا ردِ بلیغ کرتے ہوئے فرمایا:

فصل سوم اللہ عز وجل پر بکر کے افتراء اور خود اسی کے منہ قرآن عظیم سے تحریم سجدۃ تحتہ کا ثبوت

(۱۱۴) سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر افتراء اگرچہ بعینہ اللہ عز وجل پر افتراء ہے مگر بکر تو صریح خاص کا طالب ہے قرآن میں تصریح نہ ہو تو حدیث نہیں سُننا لہذا بالخصوص رب العزت پر بھی جراتیں کیں ص ۵۹ میں اس کی عبارت دیکھ چکے خود مانا کہ سجدۃ تحتہ سے ”خدا کی عظمت کے انتہائی طریقے میں آدم کا شرک ہوتا تھا“ پھر اسی کو اللہ کی مرضی کھڑا کیا کہ ”خدا کی خود مرضی تھی کہ میری خلافت کی تعظیم وہی چاہئے جو خود میری ہے“ یہ اللہ پر افتراء ہے اور کھلا شرک اس کے ذمہ باندھنا، ایسے ہی افتراءوں کو کفر فرمایا۔

انما یفتی الذین لا یؤمنون
ایسے افتراء وہی کرتے ہیں جو مسلمان نہیں۔

(۱۱۵) ص ۶ پر کہا: "خدا نے اپنی عبادت کے سجدے کے لئے کعبہ کو سمت قرار دیا ہے اس میں ایک بڑا فلسفہ پوشیدہ ہے وہ یہ کہ خدا سجدہ عبادت اور سجدہ تعظیم میں امتیاز قائم کرنا چاہتا تھا تاکہ مسلمان جان جائیں کہ سمت کعبہ کا سجدہ عبادت ہے جو غیر حرام کو جائز نہیں اور غیر مقرر سمت کے سجدے جائز ہیں۔ سمت کعبہ مقرر ہونے سے پہلے خدا نے فرمایا تھا:

ایتما تولوا فثم وجه الله ۱

تم جدھر متوجہ ہو خدا اسی طرف ہے۔

یعنی جس سمت سجدہ کرو خدا ہی کو ہو گا مگر بعد میں سمت کعبہ مقرر ہو گئی اس کی وجہ یہی تھی کہ خدا سجدہ عبادت و سجدہ تعظیم میں فرق کرنا چاہتا تھا جو اس سمت نے کر دیا۔

یہ اللہ عز وجل پر دوسرا افترا ہے، بکرم جلد بتائے کہ سمت کعبہ مقرر فرمانے کی وجہ اللہ عز وجل یا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہاں بتائی ہے امر تقولون علی اللہ ما لا تعلمون ۲ (کیا تم اللہ تعالیٰ کے متعلق وہ کہتے ہو جو تم نہیں جانتے۔ ت) اللہ و رسول کی طرف بے ثبوت بات نسبت کرنی بھی افترا ہے ہاتھ ابرہہ انکھانہ کنتم صدقین ۳ (اپنی دلیل پیش کرو اگر تم اپنے دعویٰ میں سچے ہو۔ ت) نہ کہ غلط بات جس کی غلطی ابھی ظاہر ہوتی ہے۔

(۱۱۶) کریمہ فایتما تولوا فثم وجه الله ۴ (تم جدھر منہ کرو اسی طرف اللہ تعالیٰ کا جلوہ ہے۔ ت) حسب حدیث جامع ترمذی شریف قبلہ تحریر میں ہے اُس کا یہ مطلب ٹھہرانا کہ اس آیت کے نزول تک سمت قبلہ مقرر نہ تھی اللہ عز وجل نے اختیار دیا تھا جدھر چاہو نماز پڑھو۔ یہ اللہ تعالیٰ پر تیسرا افترا ہے، تقریر قبلہ روز اول سے ہے۔

ان اول بیت وضع للناس للذي ببكة مبارک ۵

سب سے پہلا گھر جو لوگوں کی عبادت کے لئے تعمیر کیا گیا وہ ہے جو مکہ مکرمہ میں بابرکت شان

سے موجود ہے۔ (ت) (فتاویٰ رضویہ ج ۲۲ ص ۵۰۹، ۵۱۰)

(۳۷) بکرم کے افترا علی اللہ کے رد میں مزید فرمایا:

۱ القرآن الکریم ۲/۸۰

۲ " ۲/۱۱۵

۱ القرآن الکریم ۲/۱۱۵

۲ " ۲/۱۱۱

۳ " ۳/۹۶

(۱۲۴) صَاحِبُ "خُدَا" نے فرمایا ہے فلیعبدوا ربَّ هَذَا الْبَيْتِ عِبَادَتِکریں اس گھر کے پالنے والے کی۔ اس میں ربَّ هَذَا الْبَيْتِ کا لفظ ہے اور قاعدہ عرب کے بموجب رب کا لفظ ذی رُوح پر آتا ہے اور کعبہ ذی رُوح نہیں پتھر کا مکان ہے، پس ثابت ہوا کہ اس بیت سے مراد قلبِ آدم ہے۔

یہ اللہ سبحنہ پر پانچواں اقرار بھی ہے اور قرآن کی تفسیر بالرائے بھی اور بتصریح کُتب عقائد الحاد بھی کہ معنی ظاہر باطل کر کے باطنیہ کی طرح باطنی گھڑے۔ متن عقائد امام اجمل نسفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں ہے:

النصوص تحمیل علی ظواہرھا والعدول عنہا الی معان یدعیہا اهل الباطن الحادیہ

نصوص اپنے ظاہر پر حمل کئے جاتے ہیں، لہذا ظاہر معانی سے ہٹ کر اپنے معانی تراش لینا کہ جن کا اہل باطن دعویٰ کرتے ہیں سراسر بے دینی ہے۔ (ت)

(۱۲۵) عرب پر بھی اقرار، ربَّ المال و ربَّ الدار نہ سُنئے۔ حدیث میں ہے:

كَلَّا وَ رَبَّ الْكَعْبَةِ (ہرگز نہیں، ربِّ کعبہ کی قسم۔ ت)

جانے دے، قرآن کریم فرماتا ہے:

ربَّ الْمَشْرِقَيْنِ وَ رَبَّ الْمَغْرِبَيْنِ (دونوں مشرق اور دونوں مغرب کے رب کی قسم۔ ت)

اور فرماتا ہے:

فَلَا اقْسَمُ بِربِّ الْمَشَارِقِ وَالْمَغَارِبِ (متعد و مشرق اور متعدد مغرب کے رب

کی میں قسم کھاتا ہوں۔ ت)۔

اور فرماتا ہے:

وَ اِنَّهُ هُوَ رَبُّ الشَّعْرَى (بیشک وہ شعری ستارے کا رب ہے۔ ت)

۱۔ القرآن الکریم ۱۰۶/۳

۲۔ مجموع المتون فی مختلف الفنون متن العقائد النسفیہ فی التوحید الشنّون الدینیۃ دولۃ قطر ص ۶۱۸

۳۔ شعب الایمان حدیث ۵۱۵۴ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۲۹۴/۴

۴۔ القرآن الکریم ۵۵/۱۷ ۵۔ القرآن الکریم ۴۰/۴ ۶۔ القرآن الکریم ۵۳/۴۹

رب السموات والارض^۱ (وہ آسمانوں اور زمین کا رب ہے۔ ت)

اور فرماتا ہے :

سبحن ربك رب العزة عما يصفون^۲ (تمہارا رب عزت والا رب ہر عیب سے

پاک ہے۔ ت)

کیا اُفتی کا وہ حصہ جس سے تحویل سرطان کا آفتاب نکلتا ہے اور وہ جس سے تحویل جدی کا اور وہ حصے جن میں یہ ڈوبتے ہیں اور وہ جن سے ہر روز کا آفتاب نکلتا اور جن میں ڈوبتا ہے اور شعری ستارہ اور وہ آسمان و زمین و عزت یہ سب ذی روح ہیں ؟ اس سے بڑھ کر جھوٹا کون جسے قرآن جھٹلائے۔ (۱۲۶) یہ عیاری دیکھئے کہ ذی روح پر جانے کے لئے ترجمہ کیا ”اس گھر کے پالنے والے“ اور نہ جانا کہ گھر کے ساتھ پالنے کا لفظ چسپاں ہی نہیں جب تک گھر سے مجازاً اس کے ساکن مراد نہ لیں۔ یہ بھی کلام الہی میں معنوی تحریف ہے۔

(۱۲۷) مسلمان دیکھیں ہم نے حدیث سے ثابت کر دیا کہ سجدہ تحیت حرام ہے خود بکر کی مسلم و نہایت معتمد کتب فقہ سے ثابت کر دیا کہ سجدہ تحیت سُور کھانے سے بھی بدتر حرام ہے، اس کے مستند کی تصریح نے دکھا دیا کہ اس کے حرام ہونے پر اجماع قطعی ہے، اسی کے منہ قرآن عظیم نے ثابت کر دیا کہ حرام ہے، اس کی مستند لطائف کی تصریح دکھا دی کہ جمہور اولیاء اس کی ممانعت پر ہیں۔

اب بکر کی ناپاک بدزبانیاں دیکھئے :

ص ۱ ”سجدہ تعظیمی کا انکار موجب لعنت و بھٹکار ہے۔“

ص ۲ ”سوائے چند جاہل و ضدی لوگوں کے کوئی شخص اس سجدہ تعظیمی کے خلاف نہ تھا۔“

ص ۲ ”اس سے انکار کرنے والے شیطان کی طرح راندہ درگاہ ہوں گے۔“

ص ۲ ”اس میں مخالفانہ کلام کرنا شقاوت و سنگدلی ہے۔“

اب کہئے اس کی یہ لعنت و شقاوت و شیطنت کس پر ہوئی، قرآن پر، حدیث پر، فقہ پر،

اجماع پر، ائمہ پر، اولیاء پر۔ الحمد للہ کہ یہ سب تو اس سے پاک و منزہ ہیں لیکن وہ تمام خباثتیں اپنے

قائل ہی پر پڑیں۔

وذلك جزاء الظالمين^۳ و سيعلم الذين ظلموا اني منقلب

۱ القرآن الکریم ۳۷/۱۸۰

۲ القرآن الکریم ۳۷/۵

۳ القرآن الکریم ۵/۲۹ و ۵۹/۱۷

ظالموں کی ہی سزا ہے۔ اب جان لیں گے ظالم کہ وہ کس کروٹ پر پلٹا کھائیں گے۔ (ت)
چھٹا فائدہ تھا عبارت لطائف کا کہ بکر پر مکر نہ فقط ائمہ کرام و فقہائے عظام و علمائے اعلام
بلکہ جمہور حضرات اولیائے فحام کو بھی شیطان ملعون، شقی، سنگدل، راندہ درگاہ، جاہل، خدی
کتاہے مگر قرآن عظیم سے نہ سنا الا لعنة الله على الظالمین (خبردار! ظالموں پر
اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو۔ ت)۔

(۱۲۸) ہم نے دکھا دیا کہ بکر نے ائمہ پر افتراء کئے، کتابوں پر چٹے جوڑے، رسول اللہ پر
تہمتیں باندھیں، واحد قہار پر بہتان اٹھائے جل و علا وصلى الله تعالى عليه وسلم، قرآن عظیم
تو ایسوں ہی پر لعنت کرتا ہے، ہاں کرشن مت جدا ہے۔

(۱۲۹) اپنی ان ناپاکیوں کے ہوتے ہوئے اپنے گریبان میں منہ نہیں ڈالتا اور قرآن و حدیث و
فقہ و اجماع و ائمہ و اولیاء پر ایک اور ملعون تہمت گھڑتا ہے ص ۱۹: ”جو لوگ سجدہ تعظیمی کو منع کرتے
ہیں وہ حضرت محبوب الہی اور اُن کے پیرانِ عظام کو جاہل و فاسق بنانا چاہتے ہیں۔“
لا اله الا الله کبرت کلمة تخرج من افواههم ان يقولون
الا کذباً

اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی سچا معبود نہیں، بڑی بات ہے جو اُن کے منہ سے نکلتی ہے، وہ تو
نہیں کہتے مگر نرا جھوٹ۔ (ت) (فتاویٰ رضویہ ج ۲۲ ص ۵۱۲ تا ۵۱۴)

(۳۸) مجوزین سجدہ تحیت کے سجدہ آدم و یوسف علیہما السلام سے استدلال کا ابطال کرتے ہوئے
فرمایا:

فصل چہارم سجدہ آدم و یوسف علیہما الصلوٰۃ والسلام کی بحث اور دلائل قاہرہ سے بطلان
استدلال مجوزین کا ثبوت۔

مجوزین کے ہاتھ میں لے دے کہ جو کچھ سند ہے یہی ہے اور اسے یوں رنگتے ہیں کہ قرآن عظیم سے

ثابت ہوا کہ یہ شریعتِ آدم و یوسف کا حکم تھا اور شرائع سابقہ قطعاً حجت ہیں جب تک اللہ و رسول انکار نہ فرمائیں اور یہاں انکار نہیں تو قرآن عظیم سے قطعاً جواز ہے اور یہ حکم تا قیامت باقی ہے کہ اول تو یہ خبر ہے اور خبر منسوخ نہیں ہو سکتی اور ہو تو قطعی کا نسخ قطعی چاہئے وہ یہاں مفقود، اور حدیث احاد نامسموع و مردود۔ یہ ہے وہ جسے بکر نے طویل تقریرات پریشان میں بیان کیا نصف ص ۱۱ سے اخیر ص ۱۲ تک اور ص ۹ میں ۵ سطریں، ص ۲ میں ۹ سطریں، نیز ص ۷ و ۸ میں ۱۲ سطریں اسی کی تکمیل ہیں غرض ڈیڑھ ورق سے زائد میں یہی ہے بلکہ اس انضباط سے ہے بھی نہیں جو ہم نے ان دو سطروں میں کر دیا مگر یہ حقیقتاً نسخ العنکبوت سے زیادہ وقعت نہیں رکھتا اس میں ایک فقرہ بھی صحیح نہیں جیسا کہ بعونہ تعالیٰ ابھی مشاہدہ ہو گا۔

(۱۳۰) اگر دین و عقل و ادب ائمہ نصیب ہو اگر آدمی آئینہ میں اپنا منہ دیکھے اگر چادر سے زیادہ پاؤں پھیلانے کو شناخت جانے، اگر ہلدی کی گرہ پر پنساری نہ بنے تو اتنا ہی دیکھنا بس تھا کہ قرآن کریم کی یہ آیتیں ائمہ دین و جماہیر اولیائے کاملین رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مخفی نہ تھیں حجت شرائع سابقہ و نسخ و فرق قطعی و ظنی کے مسائل یقیناً ان کے پیش نظر تھے آخر انھوں نے سجدہ تحیت کی تحریم و ممانعت کچھ دیکھ بھال ہی کر رکھی ہوگی، یا ایسے پیش پا افتادہ اعتراضوں کی ان میں کسی کو سوجھ نہ ہوئی کیا وہ سب کے سب تم سے بھی علم و فہم عقل و دین میں گئے گزرے تھے۔

(۱۳۱) جانے دو ردالمحتار و فتاویٰ قاضی خان پر تمھارا ایمان ہے کہ صلا ”نہایت مشہور معتبر کتابیں ہیں قرآن و حدیث کے غور و احقاق کے بعد ان کو مرتب کیا ہے“ ہم نے انھیں کتابوں سے دکھا دیا کہ سجدہ تحیت کم از کم حرام و گناہ کبیرہ ہے اور سوتر کھانے سے بھی بدتر۔ قرآن مجید میں سجدہ آدم و یوسف علیہما الصلوٰۃ والسلام کی آیتیں انھیں نہ سوجھیں تو خاک غور و احقاق کیا، یہ بھی جانے دو اسی غور و احقاق والی ردالمحتار سے اس تمام بے سرو پا تقریر کا خاص رد لو۔ ردالمحتار کی جلد پنجم کتاب المحظور والاباتہ میں قبیل فصل فی البیع ہے،

اختلفوا فی سجود الملائکۃ قیل کات للہ تعالیٰ والتوجہ الی ادم للتشريف کاستقبال الکعبۃ وقیل بل لادم علی وجہ التحیۃ والاکرام ثم نسخ بقولہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لو امرت احد ان یسجد لاحد لامرت المرأة ان تسجد لزوجها تا ترخانۃ، قال فی تبیین البحار والصحیح الثانی ولم ینک عبادۃ لہ بل تحیۃ واکراما ولذا امتنع عنہ ابلیس وکان جائزا فیما مضی کما فی قصۃ یوسف قال ابو منصور

الماتریدی وفيه دليل على نسخ الكتاب بالسنة^۱

یعنی سجدہ ملائکہ میں علماء کو اختلاف ہوا، بعض نے کہا سجدہ اللہ تعالیٰ کے لئے تھا اور آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اعزاز کے لئے منہ اُن کی طرف تھا جیسے کعبہ کو منہ کرنے میں ہے۔ اور بعض نے کہا بلکہ سجدہ ہی آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تحیت و تکریم کے طور پر تھا پھر اس حدیث سے منسوخ ہو گیا کہ اگر میں کسی کو سجدہ کا حکم دیتا تو عورت کو حکم دیتا کہ شوہر کو سجدہ کرے، یہ تاثر خانیہ میں ہے۔ اور تبیین المحارم میں فرمایا: صحیح قول دوم ہے اور یہ ان کی عبادت نہ تھا بلکہ تحیت و تکریم، ولہذا ابلیس اس سے باز رہا اور سجدہ تحیت اگلی شریعتوں میں جائز تھا جیسا کہ قصہ یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام میں ہے۔ امام اہل علم الہدی امام اہلسنت سیدنا ابو منصور ماتریدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا یہ اس پر دلیل ہے کہ حکم قرآن حدیث سے منسوخ ہو جاتا ہے انتہی۔

لہذا انصاف، اس غور و احقاقِ قرآن والی مشہور معتبر کتاب نے آپ کا کوئی فقرہ کسی فقرے کا کوئی تسمہ لگا رکھا و اللہ الحمد۔

(۱۳۲) اگر بکر ربیعہ تقلید گردن سے نکال کر خود محقق بن کر یہ استدلال کرے تو استغفر اللہ، کیا امکان ہے کہ ایک حرف چل سکے۔

فاقول وبالله التوفیق (پس میں کہتا ہوں اللہ تعالیٰ کی توفیق کے ساتھ۔ ت) **اولاً** ہرے سے اس کا آدم یا یوسف یا کسی نبی علیہم الصلوٰۃ والسلام کی شریعت ہونے ہی کا ثبوت دے، اور ہرگز نہ دے سکے گا، آدم علیہ السلام کی آفرینش سے پہلے رب عز وجل نے یہ حکم ملائکہ کو دیا تھا:

فاذا سويته ونفخت فيه من روحي فقعوا له سجدتين^۲

جب میں اسے ٹھیک بنائوں اور اس میں اپنی روح پھونک دوں اُس وقت تم اس کے لئے سجدہ میں گرنا۔

تو اُس وقت تک کوئی نبی تشریف لایا تھا نہ کوئی شریعت اُتری۔ ملائکہ و بشر کے احکام جدا ہیں، جو حکم فرشتوں کو دیا گیا وہ شریعت میں من قبلاً (جو انبیاء ہم سے پہلے گزرے ان کی شریعت۔ ت)

نہیں، قصہ یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اتنا ثابت کہ شریعت یعقوب علیہ الصلوٰۃ والسلام میں سجدہ تحیت کی ممانعت نہ تھی کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام فعل ممنوع نہیں کرتے، ممانعت نہ ہونا دونوں طرح ہوتا ہے یا تو ان کی شریعت میں اس کے جواز کا حکم ہو یہ اباحت شرعیہ ہوگی کہ حکم شرعی ہے یا ان کی شریعت میں اس کا کچھ ذکر نہ آیا ہو تو جو فعل جب تک شرع منع نہ فرمائے مباح ہے یہ اباحت اصل یہ ہوگی کہ حکم شرعی نہیں بلکہ عدم حکم ہے، اور جب دونوں صورتیں محتمل تو ہرگز ثابت نہیں کہ شریعت یعقوبہ میں اس کی نسبت کوئی حکم تھا تو شریعت میں من قبلنا ہونا کب ثابت، مجملہ تعالیٰ شبہہ کا اصل معنی ہی ساقط۔

(۱۳۳) ثانیاً قرآن عظیم سے سجدہ مباحوث عنہا (جو زیر بحث ہے۔ ت) کا جواز

قطعاً ثابت ہونا بوجہ باطل :

وجہ اول : علماء کو اختلاف ہے کہ یہ سجدہ زمین پر سر رکھنا تھا یا صرف جھکنا، سر خم کرنا۔

ابو الشیخ کتاب العظمت میں امام محمد بن عباد بن جعفر مخرومی سے راوی :

قال كانت سجود الملئكة لادم ايماءاً

آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ملائکہ کا سجدہ اشارہ تھا۔

ابن جریر وابن المنذر و ابو الشیخ امام عبد الملک بن عبد العزیز بن جریر سے تفسیر قولہ تعالیٰ

وخرّوا له سجداً (اللہ تعالیٰ کے ارشاد خروا لہ سجداً یعنی حضرت یوسف کے والدین اور ان کے برادر حضرت یوسف کے لئے سجدے میں گر گئے۔ ت) میں راوی :

قال بلغنا ان ابويه واخوته سجدوا يوسف ايماءاً برؤسهم كهيئة الاعاجم

وكانت تلك تحيتهم كما يصنع ذلك ناس اليوم

ہمیں حدیث پہنچی کہ یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ان کے ماں باپ بھائیوں کا سجدہ سر سے اشارہ کرنا تھا جیسے اہل عجم کے یہاں یہ ان کی تحیت تھی جس طرح اب بھی کچھ لوگ کرتے ہیں کہ سلام میں سر جھکاتے ہیں۔

امام فخر الدین رازی وغیرہ نے محاورات عرب سے اس معنی سجدہ کا اثبات کیا۔ امام بغوی نے

معالم التنزیل اور امام خازن نے لباب میں اسی کو اختیار فرمایا اور قول اول کو ضعیف کہا سجدہ ملائکہ میں فرماتے ہیں :

لم یکن فیہ وضع الوجه علی الارض انما کان انحناء فلما جاء الاسلام
ابطل ذلك بالسلام^۱

یعنی وہ زمین پر منہ رکھنا نہ تھا صرف جھکنا تھا جب اسلام آیا اسے بھی سلام مقرر کر کے باطل فرما دیا۔

سجدہ یوسف میں فرماتے ہیں :

لم یرد بالسجود وضع الجبہ علی الارض وانما هو الانحناء والتواضع وقیل
وضعوا الجبہ علی الارض وكان ذلك علی طریق التحیة والتعظیم وكان جائزا فی الامم
السالفة فنسخ فی هذه الشریعة^۲

یعنی سجدے سے زمین پر پیشانی رکھنا مراد نہیں وہ تو صرف جھکنا اور تواضع کرنا تھا، اور بعض نے
کہا بطور تحیت و تعظیم پیشانی ہی زمین پر رکھی اور یہ اگلی امتوں میں جائز تھا اس شریعت میں منسوخ ہو گیا۔
بعینہ یونہی خازن میں ہے، دونوں امام جلیل جلال الدین نے تفسیر جلالین میں اسی پر
اقتصار فرمایا، جلال سیوطی سجدہ آدم میں فرماتے ہیں :

واذ قلنا للملائكة اسجدوا لآدم سجود تحیة بالانحناء^۳

یاد کر جب ہم نے فرشتوں سے (بطورِ حکم) فرما دیا کہ حضرت آدم کو سجدہ کرو یعنی سجدہ سے
بطور تحیت صرف جھکنا مراد ہے۔ (ت)

سورۃ یوسف میں فرماتے ہیں :

خروا له سجدا سجود انحناء لاوضع جبهة وكان تحیتهم فی ذلك
الزمان^۴

۱	معالم التنزیل (تفسیر البغوی)	تحت لآیة ۲/۳۴	دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱/۳۳
۲	" " " " " "	" " " " " "	" " " " " "
۳	تفسیر جلالین	تحت لآیة ۲/۳۴	اصح المطابع دہلی نصف اول ص ۸
۴	" " " " " "	" " " " " "	" " " " " "

وہ سب حضرت یوسف (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے لئے سجدہ میں گر گئے یعنی ان کے سامنے جھک گئے نہ کہ پیشانی زمین پر رکھی، اور یہ کارروائی اس زمانے میں ان کی تحیت یعنی تعظیم تھی۔ (ت) جلال محلی سورہ کہف میں فرماتے ہیں :

وَإِذْ قُلْنَا لِلْمَلَائِكَةِ اسْجُدُوا لِآدَمَ سَجْدًا فَخَنَاءَ لَا وَضْعَ جَبْهَةٍ ۝

اور یاد کرو جب ہم نے فرشتوں سے فرمایا حضرت آدم کو سجدہ کرو یعنی اُن کے سامنے جھک جاؤ نہ کہ زمین پر پیشانی رکھو۔ (ت)

اور یہ دونوں حضرات اصح الاقوال لیتے ہیں، خطبہ جلالین میں ہے :

هَذَا تَكْمِلَةُ تَفْسِيرِ الْقُرْآنِ الْكَرِيمِ الَّذِي الْفَهَامُ جَلَالُ الدِّينِ الْمَحَلِّي عَلَى نَمَطِهِ مِنَ الْاعْتِمَادِ عَلَى اسْجَحِ الْأَقْوَالِ ۝

یہ قرآن کریم کی تفسیر کا تامل ہے کہ جس کو جلال الدین محلی نے تالیف کیا اُسی کی طرز پر سب سے زیادہ راجح قول پر اعتماد کرتے ہوئے۔ (ت)

تو ان چاروں اکابر کے نزدیک راجح قول دوم ہے کہ محض جھکنا تھا نہ کہ سجدہ معروفہ، بعض گروہ دیگر کے نزدیک قول اول راجح ہے وہ اقول لقعوا وخرّوا (اور میں ہی کہتا ہوں) (ترجیح قول اول) اس لئے کہ قرآن مجید میں الفاظ ”قعوا“ اور ”خرّوا“ ہیں یعنی اس کے لئے سجدہ میں پڑ جاؤ، اور اس کے لئے وہ سجدہ میں گر گئے۔ (ت) بہر حال خود اختلاف نافی قطعیت ہے نہ کہ ترجیح بھی مختلف۔

(۱۳۴) بکرم کا ص ۵ پر اس سے بچاؤ کے لئے زعم کہ ”سجدے کی صورت سوائے موجودہ شکل کے اور کوئی نہیں ہے، اور بعض غیر مسلم اقوام میں جو سجدہ کی تعریف ہے وہ اسلامی سجدہ نہیں بلکہ رکوع کے مشابہ ہے“ سخت جہالت ہے، کیا امام اجل محمد بن عباد تابعی تلمیذ ام المومنین صدیقہ و عبد اللہ بن عباس و عبد اللہ بن عمر و ابو ہریرہ و جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم و امام جلیل احد تبع التابعین ابن جریر تلمیذ امام ہمام جعفر صادق و استاذ الاستاذ امام شافعی رحمہم اللہ تعالیٰ اور امام محی السنۃ بغوی و امام فخر الدین رازی و امام خازن و امام جلال الدین المحلی و امام جلال الدین

السیوطی وغیرہم اکابر معاذ اللہ غیر مسلم اقوال سے ہیں یا اصطلاحات کفار سے قرآن عظیم کی تفسیر کرتے ہیں۔
(۱۳۵) سجدہ تلاوت کہ نماز میں واجب ہو فوراً بشکل رکوع بھی ادا ہو جاتا ہے یونہی رکوع نماز میں اس سجدہ کی نیت کرنے سے جبکہ چار آیت کا فصل دے کر نہ ہو۔ اور ایک روایت میں بیرون نماز بھی اس سجدہ میں رکوع کافی ہے۔ تنویر الابصار و درمختار میں ہے:

(تؤدی بروکوع وسجود) غیر سرکوع الصلوۃ وسجودھا (فی الصلوۃ لھا) ای
للتلاوة وتؤدی (برکوع صلوۃ علی الفور) ۱

جو سجدہ تلاوت کہ نماز میں تلاوت کی وجہ سے واجب ہو وہ نماز کے رکوع، سجدہ کے علاوہ الگ رکوع اور سجدہ سے ادا کیا جاسکتا ہے لیکن اگر نماز میں ایک دو یا تین آیتیں پڑھنے سے فوراً رکوع کیا تو سجدہ تلاوت اس سے بھی ادا ہو جائے گا بشرطیکہ رکوع میں اسے ادا کرنے کی نیت کرے (ت)۔
رد المحتار میں ہے:

وردی فی غیر الظاہرات الرکوع ینوب عنها خارج الصلوۃ ایضاً۔
غیر ظاہر روایت میں مروی ہے کہ رکوع بیرون نماز سجدہ تلاوت کے قائم مقام ہو جاتا ہے (ت) جہالت سے شرعی احکام کو غیر اسلامی کر دیا۔

(۱۳۶) **وجہ دوم:** اگر یہ سجدہ مشہورہ تھا تو ائمہ کو اس میں اختلاف ہے کہ سجدہ آدم و یوسف کو تھا یا سجدہ اللہ عز وجل کو اور آدم و یوسف قبلہ۔ ابن عساکر ابوالبراء، ہیم فرنی سے راوی:

انه سئل عن سجود الملائكة لآدم فقال ان الله جعل آدم كالکعبة۔
یعنی اُن سے سجدہ ملائکہ کے بارے میں استفسار ہوا، فرمایا: اللہ عز وجل نے آدم علیہ الصلوۃ والسلام کو کعبہ کی طرح کر دیا تھا۔
معالم و خازن وغیرہا میں ہے:

وقیل معنی قوله اسجدوا لآدم ای الی آدم فکان آدم قبلۃ والسجود لله تعالیٰ

- ۱۔ الدر المختار کتاب الصلوۃ باب سجود التلاوة مطبع مجتہبی دہلی ۱۰۵/۱
۲۔ رد المحتار " دار احیاء التراث العربی بیروت ۵۱۸/۱
۳۔ الدر المنثور بحوالہ ابن عساکر تحت الآیۃ ۳۲/۲ " " " " " ۱۱۳ و ۱۱۴

کما جعلت الکعبۃ قبلۃ للصلوۃ والصلوۃ لله تعالیٰ۔
یعنی بعض نے کہا معنی آیت یہ ہیں کہ آدم کی طرف سجدہ کرو تو آدم قبلہ تھے اور سجدہ اللہ تعالیٰ کو،
جیسے کعبہ نماز کا قبلہ ہے اور نماز اللہ تعالیٰ کے لئے۔

نیز سورہ یوسف میں ہے :

وروی عن ابن عباس معناه خروا له عز وجل سجدا بین یدئ یوسف
والاول اصح

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے معنی یہ ہیں کہ اللہ کے لئے یوسف کے سامنے
سجدہ میں گرے، اور اول زیادہ صحیح ہے۔
امام رازی نے تفسیر کبیر میں اس قول دوم کی تحسین کی۔

حیث قال الوجه الثانی انہم جعلوا یوسف کالقبلة وسجدوا لله شکر النعمة
وجدانہ، وهذا التاویل حسن فانه یقال صلیت للکعبۃ کما یقال صلیت الی الکعبۃ،
قال حسنا ع

الیس اول من صلی لقبلتکم

جیسا کہ امام رازی نے فرمایا کہ دوسری وجہ یہ ہے کہ انہوں نے حضرت یوسف کو قبلہ کی طرح ٹھہرایا تھا
(یعنی ان کی طرف سجدہ کیا) لیکن سجدہ اللہ تعالیٰ کے لئے تھا حضرت یوسف کو پا لینے کی نعمت کا
شکر ادا کرتے ہوئے، اور یہ توجیہ اچھی ہے کیونکہ صلیت للکعبۃ کہا جاتا ہے جیسا کہ صلیت
الی الکعبۃ کہا جاتا ہے یعنی دونوں میں کوئی فرق نہیں [یعنی میں نے کعبہ کی طرف نماز پڑھی] اور
حضرت حسان نے فرمایا ع

کیا وہ پہلا شخص نہیں جس نے تمہارے قبلہ کے لئے یعنی اس کی طرف نماز پڑھی (ت)
اور ظاہر ہے کہ اس تقدیر پر یہ محل نزاع سے خارج ہے، نزاع اس میں ہے کہ غیر خدا کو
سجدہ تعظیمی کیا جائے۔ صلہ پر تحریر بکر کا سرنامہ ہے : ”پیروں اور مزاروں کو سجدہ تعظیمی“

۱	معالم التنزیل (تفسیر البغوی)	تحت آیت ۲/۳۴	دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱/۳۳
۲	مفاتیح الغیب (التفسیر البکیر)	۱۰۰/۱۲	۲/۳۷۸
۳	مفاتیح الغیب (التفسیر البکیر)	۱۶۹/۱۸	۱۶۹/۱۸

۶۔ ”عبادت کا سجدہ غیر خدا کو جائز نہیں اور غیر مقرر سمت کے جائز ہے۔“

”تعظیمی سجدے کے خلاف قرآن خاموش ہے، نہ یہ کہتا ہے کہ غیر خدا کو سجدہ کرو نہ یہ کہ غیر خدا کو سجدہ نہ کرنا۔“

۷۷ ”وہ آیت کہ سجدہ نہ کرو سورج اور چاند کو، اس میں غیر انسان کے سجدہ کا ذکر ہے اور گفتگو سجدہ انسانی میں ہے۔“

ص ”صحابہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ کو جانور اور درخت سجدہ کرتے ہیں ہم زیادہ مستحق ہیں کہ آپ کو سجدہ کریں، فرمایا: آدمی کو زیبا نہیں کہ سوائے خدا کے کسی کو سجدہ کرے۔“

۱۱۱ "خدا کی مرضی تھی کہ خلافت کی تعظیم وہی ہو جو میری، اس واسطے آدم کو سجدہ کرایا۔"

۷۵ ”مسجدِ حلاق کسی بندہ کے حق میں لکھتے ہیں یا کسی خدا کے“

ص ۱۶ ”ہر حاضر ہونے والا آپ کو سجدہ تعظیمی کرتا تھا“

مکا "سیر الاولیاء سے :

در اتم ماضیه رعیت مراد شاه را و امت مر پیغمبر را سجده می کردند.

پہلی اُمتوں میں رعیت بادشاہ کو، امت پیغمبر کو سجدہ کرتی تھی۔

لطائف سے :

القوم للنبي والسريد للشيخ والرعية للملك والولد للوالدين والعبد للمولى^٢.

قوم، پیغمبر کو۔ مرید، پیر کو۔ رعیت، بادشاہ کو۔ بیٹا، والدین کو۔ اور غلام، آقا کو سجدہ کیا کرتے تھے۔ (ت)

صفحہ ۲۱ :

سجد الرجل للسلطان ولغيره يريد به التحية لا يكفر^٣

کسی شخص نے بادشاہ یا کسی اور کو سجدہ کیا کہ جس سے اس کی تعظیم مراد تھی تو وہ (اس کام سے) کافر نہ ہوگا۔ (ت)

صفحہ ۲۲: ”سجدہ تحیت آدمی کے لئے ہے سجدہ عبادت خدا کے لئے۔“
 ایضاً: ”سجدہ تحیت نبی کے لئے، پیر کے لئے، بادشاہ کے لئے، والدین کے لئے، آقا کے لئے۔“
 ایضاً: ”بادشاہ کو سجدہ کیا یا کسی اور کو اور تعظیم کی نیت ہوئی تو کافر نہیں۔“
 صفحہ ۲۳: ”سجدہ تعظیمی تمام بزرگوں کو کیا جاتا تھا۔“
 ایضاً: ”بزرگوں کو تعظیمی سجدہ۔“
 صفحہ ۲۴: ”مزاروں کو سجدہ۔“

غرض اول تا آخر تحریر بجز شاہد اور خود شہر شخص آگاہ کہ غیر خدا کو سجدہ کرنے میں کلام ہے نہ کہ غیر کی طرف، کعبہ کی طرف نہ سلمان سجدہ کرتا ہے اور کعبہ کو سجدہ کرے تو کافر۔
 (۱۳۷) بگرنے بعلت عادت خود کشی کی کہ ہوفی الخصام غیر مبین ۵ (وہ کھل کر واضح طور پر جھگڑا نہیں۔ ت)

صفحہ ۱۰ پر ”سجدہ کی مجازی و حقیقی سمت“ کی سُرخ دے کر اپنی اگلی پچھلی ساری کارروائی خاک میں ملائی نافع و مضر میں بے تمیزی اس پر لائی کہ وہی قول مان لیا جس پر سجدہ آدم کو سجدہ نزاعی سے کچھ تعلق نہ رہا اور اسی کو اپنے مزعوم سجدہ کا مطلب قرار دیا، تصریح کر دی کہ ”در حقیقت آدم کا سجدہ نہ تھا بلکہ وہ خدا کی جانب سجدہ تھا آدم محض ایک سمت تھے جیسا کعبہ ہمارے سجدوں کی سمت ہے تو کیا پتھروں کا بنا ہوا کعبہ تو سمت سجدہ ہو سکتا ہے اور آدم کا وجود جو خلیفۃ اللہ اور انوار الہی کا زندہ خزانہ ہے سجدہ کی سمت نہیں ہو سکتا بالکل عیاں ہے کہ کعبہ کی طرح آدمی بھی سجدہ تعظیمی کی سمت مجازی ہے۔“

چلتے فراغت شد، سارا دفتر گاؤں خورد (سارا دفتر گائے نے کھالیا۔ ت) جس شخص کو یہ تمیز نہ ہو کہ اس کے سر میں کیا ہے اور منہ سے کیا نکلتا ہے، یہ ادراک نہ ہو کہ وہ اپنا گھر بناتا یا یکسر ڈھارہا ہے، اس کا مدارک علیہ میں دخل دینا عجب تماشا ہے۔

(۱۳۸) وہ جو صفحہ ۲۱ پر بحوالہ لطائف مرصاد سے نقل اور صفحہ ۲۲ پر اس کا ترجمہ کیا کہ ”مشائخ کے سامنے جو سجدہ کیا جاتا ہے یہ سجدہ نہیں بلکہ تعظیم ہے اپنے معبود کے نور کی جو مشائخ میں جلوہ فگن ہوتا ہے۔“ یہ بھی وہی سارے گھر کا ستیاناس لگا لینا ہے۔ یہ عبارت لطائف کا ساتواں فائدہ ہے مشائخ کو سجدہ کہ مشائخ کے سامنے سجدہ رہ گیا اب کسے روئیں گے، وہ پھتیس^{۳۶} جبکہ لام اور را اور کو

جو نمبر ۱۳۴ میں گزرے۔

(۱۳۹) مگر یہ بھی وقتی بول ہے کہ منہ سے نکل گیا، ہرگز یہ بکر کے دل کی نہیں کہ مشائخ کو سجدہ تحیت نہ ہو صرف اس کے سامنے ہو، نہ ہرگز یہ اس کے فاعلوں کی نیت ہوتی ہے بلکہ یقیناً مشائخ و مزارات ہی کو سجدہ کرتے اور اسی کا قصد رکھتے اور اسی پر لڑتے جھگڑتے ہیں تو بکر پر یقولون با فواہہم مالیس فی قلوبہم (وہ اپنے مونہوں سے وہ کچھ کہتے ہیں جو ان کے دلوں میں نہیں۔ ت) صادق، ص

منہ سے کہتے ہیں جو دل میں نہیں

(۱۴۰) جب یہ ٹھہری کہ سجدہ مشائخ کو نہیں وہ صرف سمت ہیں اور سجدہ اللہ عزوجل کو، تو اب سجدہ عبادت و تحیت کا تعدد باطل۔ کیا اللہ کو کبھی سجدہ معبود سمجھ کر ہو گا وہ سجدہ عبادت ہے اور کبھی بغیر معبود سمجھے وہ سجدہ تحیت ہے۔ حاشا اُسے ہر سجدہ معبود ہی جان کر ہو گا تو صرف سجدہ عبادت رہ گیا سجدہ تحیت خود ہی باطل ہوا، اور صفحہ ۵، ۶، ۷ وغیرہ کی ساریاں لفاظیاں باطل و لغو ہو گئیں۔

(۱۴۱) لغو ہی نہیں بلکہ مراد بکر پر پانی پھیر گئیں، جب ہر سجدہ سجدہ عبادت ہے اور اُسے اقرار ہے کہ سجدہ عبادت کے لئے اللہ تعالیٰ نے کعبہ کو سمت ٹھہرایا ہے تو مشائخ یا مزارات کو اس کی سمت بنانا اللہ عزوجل سے صریح مخالفت و حرام ہے۔

(۱۴۲) اب شرائع سابقہ اور نسخ اور قطعی و ظنی کا سب جھگڑا خود ہی چکا دیا اللہ عزوجل قرآن عظیم میں فرما چکا:

حِثَّ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّواْ وُجُوْكُمْ شَرْقًا

تم جہاں کہیں ہو کعبہ ہی کو منہ کرو۔

تو جس طرح اس آیت سے بیت المقدس کا قبلہ منسوخ ہو گیا اور جو اس طرف نماز کا قصد کرے مستحق جہنم ہے یونہی آدم و یوسف علیہما الصلوٰۃ والسلام کے یہاں جو معظمین دین کو سمت بنانا تھا وہ بھی بعینہ اسی آیت سے منسوخ ہو گیا اور مشائخ و مزارات کو سمت بنانے والا حکم الہی کا مخالف و مستحق نار ہوا جیسے کوئی بہن سے نکاح کرے اس سند سے کہ شریعت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام میں

جائز تھا واقعی علیٰ نفسہا تجنی براقش۔

(۱۴۳) اب وہ بیہودہ قیاس کہ ”کیا پتھروں کا بنا ہوا کعبہ الخ“ خود ہی مردود ہو گیا نص قطعی کے مقابل قیاس کا رابلیس ہے کہ:

انا خیر منہ خلقتی من ناس و خلقتہ من طین۔

میں اس (آدم) سے بہتر ہوں کیونکہ تُو نے مجھے آگ سے پیدا کیا اور اسے (آدم کو) کیچڑ سے پیدا کیا۔ (ت)

(۱۴۴) اور وہ قیاس بھی کتنا اوندھا، پتھروں کا بنا ہوا بے جان کعبہ تو اعلیٰ سجدے سجدہ عبادت کی سمت حقیقی ہو اور خلیفۃ اللہ زندہ خزانہ انوار الہی ادنیٰ سجدے سجدہ تہیت کی بھی سمت حقیقی نہ بن سکے صرف مجازی ہو یہ قیاس صحیح ہوتا تو عکس ہوتا۔

(۱۴۵) جب سجدہ مشائخ کی طرف ہے تو سمت حقیقہ ”متحقق موجود مشاہد کو مجازی ماننا کن آنکھوں کا کام ہے۔

(۱۴۶) جو آنکھیں مشاہدات کو مجازی مانیں اُن سے اس کی کیا شکایت کہ کعبہ ان پتھروں سے بنے ہوئے مکان کا نام نہیں ورنہ پہاڑوں پر اور کُنویں میں نماز باطل ہو، ہاں گردشِ مت میں کعبہ کی حقیقت اتنی ہی ہوگی کہ پتھر کا گھر جیسے مندر کی مورتیں۔

(۱۴۷) اس بیہودہ قرارداد و بمعنی قیاس نے کلام حضرت سلطان المشائخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا رد کر دیا، عبارت سیر الاولیاء کہ بکر نے ص ۱۹ پر جس کا حوالہ دیا قصہ سیاح کے بعد اس کی ابتداء یوں ہے:

بعده فرمودند معہذا پیش من رُوئے بر زمیں می آمدند من کارہ ام۔

اس کے بعد فرمایا اس کے باوجود لوگ میرے سامنے اپنے چہرے زمین پر رکھ دیتے ہیں۔

لیکن میں اس کو ناپسند کرتا ہوں۔ (ت)

جب یہ سجدہ اللہ ہی کو ہے خدا کے سجدے کو بُرا سمجھنا کیا معنی، اپنے سمت بننے کو بُرا جاننا کس لئے، کیا پتھروں کا کعبہ سمتِ سجدہ ہو سکتا ہے اور خلیفۃ اللہ اور انوار الہی کا زندہ خزانہ نہیں ہو سکتا اگر وہ اپنے آپ کو خزانہ انوار الہی نہ جانتے تھے تو منع کیوں نہیں فرماتے تھے۔ یہ کیا

حجت ہوئی کہ صفحہ ۱۹ ”اپنے شیخ کے ہاں ایسا دیکھا ہے“ شیخ تو غراناہ انوار الہی تھے یہاں منع کرنے کو معاذ اللہ وہاں کی کجیل و تفسیق سے کیا علاقہ۔

(۱۴۸) صدر کلام سے حضرت محبوب الہی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سجدہ تحیت سے کارہ ہونا اڑا دیا۔ یہ خیانت کی فہرست میں اضافہ ہے۔

(۱۴۹) یہی رد عبارت لطائف کا کہ لیا خود صلا حضرت مخدوم سید اشرف جہانگیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عالم کے سوال اور حضرت کے ارشاد کا ترجمہ کیا ”ایک مولوی صاحب نے مخدوم سے سوال کیا کیا یہ سجدہ نامشروع ہے، مخدوم نے فرمایا، میں نے بارہا منع کیا اور اس حرکت سے روکا ہے یہ باز نہیں آتے۔“ اللہ کو سجدے سے روکنا اور بار بار منع کرنا اور بکر صاحب کا ترجمہ میں آئے حرکت کہنا کیا معنی!

(۱۵۰) عالم نے کہا یہ سجدہ نامشروع ہے، حضرت مخدوم نے اس پر انکار نہ فرمایا بلکہ اور تائید فرمائی کہ میں نے تو بارہا منع کیا ہے۔ معلوم ہوا کہ حضرت مخدوم بھی اس سجدہ کو نامشروع جانتے تھے، ورنہ حتیٰ سے سکوت درکنار باطل کی تائید نہ فرماتے۔ یہ عبارت لطائف کا آٹھواں فائدہ ہوا۔ وجہ دوم میں یہ ۳۴ نمبر اس وجہ پر زائد تھا مگر اصل مبحث کے کمال مؤید کہ بکر کے ہاتھوں ”یخربوت بیوتہم باید یہم“ آشکار ہوا اپنے ہاتھوں اپنا گھوڑا کر تے ہیں۔ رہا وایدی المؤمنین اور مسلمانوں کے ہاتھوں یہ اوپر کے گزشتہ دائرہ کے کثیر نمبروں سے آشکار فاعتبروا یا اولی الابصار (پس نصیحت اور پسند پذیر ہوا اے نگاہیں رکھنے والو!۔ ت)۔

(۱۵۱) **وجہ سوم:** آیت سورہ یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام میں ایک جہ نفیس

اور ہے جس سے سمت بنانا بھی برقرار نہیں رہتا، ابن عطاء بن ابی رباح استاذ سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ حضرت سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت فرماتے ہیں کہ انھوں نے فرمایا: معنی آیت یہ ہے کہ یوسف کے پانے پر اللہ کے لئے سجدہ شکر کیا۔ امام فخر الدین رازی تفسیر کبیر میں فرماتے ہیں: میرے نزدیک آیت کے یہی معنی متعین ہیں یعقوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سجدہ کرنا از بس بعید ہے اور یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اُسے روار کھنا ان کے دین و عقل سے مستبعد کہ باپ اور بوڑھے اور نبی اللہ اور علم و دین و درجات نبوت

میں اُن سے زیادہ اور وہ اَلْمَا اَنْفِی سجدہ کریں، تفسیر کبیر کی عبارت یہ ہے :

وهو قول ابن عباس في رواية عطاء ان المراد بهذه الآية انهم خروا له اى
لاجل وجدانه سجد الله تعالى وحاصل الكلام ان ذلك السجود كان سجودا
لشكر فالمسجود له هو الله تعالى الا ان ذلك السجود انما كان لاجله ، وعندى
ان هذا التاويل متعين لانه لا يستبعد من عقل يوسف ودينه ان يرضى بان
يسجد له ابوه مع سابقته في حقوق الولادة والشيخوخة والعلم والدين و
كمال النبوة .

پہلی بات ، اور وہ عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا ارشاد ہے بروایت عطاء بن ابی رباح رضی اللہ تعالیٰ عنہم کہ اس آیت خروالہ سجدہ سے مراد یہ ہے کہ وہ سب حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پالینے کی نعمت پر اللہ تعالیٰ کے لئے سجدہ ریز ہوئے ، لہذا خلاصہ کلام یہ ہے کہ وہ سجدہ تو اللہ تعالیٰ کے شکر ادا کرنے کا سجدہ تھا لہذا اس میں مسجود لہ (وہ جس کے لئے سجدہ کیا جائے) اللہ تعالیٰ ہے ، البتہ وہ سجدہ حضرت یوسف کی وجہ سے تھا (یعنی ان کو پالینے کی خوشی میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہوئے اس کے لئے سجدہ بجالایا گیا) اور میرے (یعنی امام فخر الدین رازی کے) نزدیک یہی تاویل و توجیہ متعین ہے ، اس لئے کہ حضرت یوسف کی ذہانت اور کمال عقل اور صاحب دین ہونے کی وجہ سے یہ بعید ہے کہ وہ اس بات پر راضی ہو جائیں کہ اُن کے بوڑھے باپ جو حقوق ابوت (پدری حقوق) ، مقام نبوت ، بڑھاپے ، علم اور دین (ان تمام اوصاف میں) اُن سے درجہ اولویت اور سبقت رکھتے ہوں ، اُن کے آگے سجدہ کریں ۔ (ت)

پھر فرمایا :

الوجه الخامس لعل التحية في ذلك الوقت هو السجود وهذا في غاية البعد لان
البالغة في التعظيم كانت اليق بيوسف منها يعقوب عليها الصلوة والسلام فلو كان
الامر كما قلتم لكان من الواجب ان يسجد يوسف يعقوب عليها الصلوة والسلام
يا نحوي وجه : اُس دور میں شاید تعظیم کے لئے سجدہ ہوا کرتا تھا (اور جو کچھ مروی ہوا) یعقل سے

انتہائی بعید ہے کیونکہ تعظیم میں مبالغہ اختیار کرنا حضرت یوسف کے زیادہ لائق اور مناسب تھا کہ وہ اپنے والد بزرگوار حضرت یعقوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے کرتے، لہذا اگر معاملہ ایسا ہے جیسا کہ تم نے کہا تو پھر حضرت یوسف علیہ السلام کے لئے واجب تھا کہ وہ اپنے والد گرامی حضرت یعقوب علیہما الصلوٰۃ والسلام کو سجدہ کرتے۔ (ت)

(۱۵۲) وجہ چہارم : سب جانے دو وہ انہیں کو سجدہ معروف سہی اور وہ ان کی شریعتوں کا حکم ہی سہی تو شرائع سابقہ کا ہم پر حجت ہونا ہی قطعی نہیں ائمہ اہلسنت کا مختلف فیہ ظنی مسئلہ ہے بعض کے نزدیک وہ اصلاً حجت نہیں، نہ اُن پر عمل جائز جب تک ہماری شرع سے کوئی دلیل قائم نہ ہو، اور یہی مذہب اکثر متکلمین اور ایک گروہ حنفیہ و شافعیہ کا ہے، اور اسی پر امام اہلسنت قاضی ابوبکر باقلانی اور امام فخر الدین رازی و سیف آمدی ہیں، بعض کے نزدیک حجت ہیں جب تک نسخ پر دلیل قائم نہ ہو، اکثر حنفیہ اسی پر ہیں۔ اصول امام فخر الاسلام میں ہے :

قال بعض العلماء يلزمنا شرائع من قبلنا حتى يقوم الدليل على النسخ و قال بعضهم لا يلزمنا حتى يقوم الدليل

بعض علماء کرام نے فرمایا شرائع (اور ادیان) جو ہم سے پہلے ہوئے اُن کے مطابق عمل کرنا ہمارے لئے لازم (اور ضروری) ہے، جب تک کوئی دلیل ان کے نسخ پر قائم نہ ہو اور بعض نے فرمایا وہ ہم پر لازم نہ ہو گا یہاں تک کوئی دلیل (جواز عمل) قائم ہو۔ (ت) شرح امام عبد العزیز بخاری میں ہے :

ذهب اکثر المتكلمين و طائفة من اصحابنا و اصحاب الشافعي الى انه صلى الله تعالى عليه وسلم لم يكن متعبداً بشرائع من قبلنا و ان شريعة كل نبى تنهى بوفاته على ما ذكر صاحب الميزان او يبعث نبى اخر على ما ذكر شمس الاثمة و يتجدد للشافعي شريعة اخرى فعلى هذا لا يجوز العمل بها الا بما قام الدليل على بقاءه و قال بعضهم يلزمنا العمل فيما لم يثبت انتساخه

اکثر اہل کلام اور ہمارے اصحاب میں سے ایک گروہ اور اصحاب امام شافعی اس نظریہ کی

طرف گئے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم شرائع سابقہ پر عامل نہ تھے کیونکہ ہر نبی کی شریعت اس کی وفات پر فطرتی ہو جاتی ہے جیسا کہ صاحب المیزان نے ذکر فرمایا (یہاں تک کہ) کوئی دوسرا نبی مبعوث ہوتا ہے پھر اس دوسرے نبی کے لئے تجدید شریعت ہوتی ہے جیسا کہ شمس الائمہ نے بیان فرمایا، لہذا شرائع سابقہ پر عمل کرنا جائز نہیں مگر جبکہ اس کی بقا پر کوئی دلیل قائم ہو، اور بعض نے فرمایا ہمیں ایسے احکام پر عمل کرنا لازم ہے کہ جن کا نسخ ثابت نہ ہو۔ (ت) مسلم الثبوت میں ہے:

وعن الاكثرين المنع وعليه القاضي والرازي والاصمدي

اکثر اہل علم سے اس پر عمل کرنے کی ممانعت منقول ہے۔ چنانچہ قاضی، رازی اور علامہ آمدی کی

یہی رائے ہے۔ (ت)

(۱۵۳) وجہ پنجم: وہ کوئی حکم عام نہیں وہ واقعہ حال ہیں اور باتفاق عقل و نقل واقعہ حال کے لئے عموم نہیں ہوتا اب جو اُس سے ایک عام استنباط کرنا چاہیں تو وہ نہ ہوگا مگر یوں کہ علت جامعہ نکال کر مسکوت عنہ کو منصوص پر قیاس کریں تو نص نہ رہا کہ قطعی ہو بلکہ قیاس کہ ظنی ہے۔

(۱۵۴) ثالثاً حجت ماننے والے بھی اس حالت میں حجت مانتے ہیں کہ ہماری شرع نے

اُس پر انکار نہ فرمایا ہو اور یہاں انکار ثابت ہے کہ فرمایا: لا تفعلوا^۱ نہ کرو، لاینبغی لمخلوق ان یسجد لاحد الا لله تعالیٰ کسی مخلوق کو غیر خدا کا سجدہ لائق نہیں۔ بالفرض اگر یہاں ظنیت ہو تو وہاں تو ظنیت در ظنیت کتنی ظنیتیں ہیں ظنی کے انکار کو ظنی بس ہے اور انکار خاص اُس بیان کے ساتھ ہونا کچھ ضرور نہیں ورنہ بکثرت استحالی لازم آئیں گے وخلق منها من وجہا (اسی جان سے اس کا جوڑا پیدا کیا۔ ت) سے اصل و فرع مثلاً باپ بیٹی کا نکاح جائز ہو جائے گا وبت منہما رجلا کثیرا ونساء^۲ (اور اُن دونوں (آدم وحوۃ) سے بہت سے مرد اور عورتیں پھیلائیں۔ ت) سے بہن بھائی کا،

۱۔ مسلم الثبوت فصل فی افعالہ الجملیۃ الاباتۃ مسئلہ نحو النبی صلی اللہ علیہ وسلم متبعون^۱ مطبع انصاری دہلی ص ۲۰۷

۲۔ سنن ابن ماجہ ابواب النکاح باب حتی الزوج علی المرأة ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۱۳۴

سنن ابی داؤد کتاب النکاح " " " " آفتاب عالم پریس لاہور ۲۹۱/۱

۳۔ مدارک التنزیل (تفسیر النسخی) تحت لایۃ ۳۴/۲ دار الکتب العربیہ بیروت ۴۲/۱

۴۔ القرآن الکریم ۴/۱

۵۔ القرآن الکریم ۴/۱

فساهم فكان من المد حاضين^۱ (پھر وہ قرعہ اندازی میں شریک ہوئے پھر وہ (دریا میں) دھکیلے ہوئے لوگوں میں سے ہو گئے۔ ت) سے محض بر بنائے قرعہ کسی مسلمان کو سمندر میں پھینکنا فبرأه الله مما قالوا^۲ (پھر اللہ تعالیٰ نے لوگوں کے غلط کہنے سے اُسے بری کر دیا۔ ت) سے بر ملا برہنہ نکلا و کشفتم عن ساقیہا^۳ (پھر اس عورت (ملکہ سبا) نے اپنی دونوں پنڈلیوں سے کپڑا اٹھایا۔ ت) سے حرہ اجنبیہ کی ساقین دیکھنا مجمع کو دکھانا يعملون له ما يشاء من محاريب و تماثيل^۴ (وہ (سلیمان علیہ السلام) جو کچھ چاہتے جنات ان کے لئے بنا دیتے یعنی پختہ عمارتیں و مجسمے۔ ت) سے زید و عمرو کے بُت بنانا فطفق مسحاً بالسوق و الا عناق^۵ (پھر وہ (سلیمان علیہ السلام) ان کی پنڈلیوں اور گردنوں پر اپنا ہاتھ پھیرنے لگے۔ ت) سے اپنے لیسان کے بدلے گھوڑوں کا قتل الى غير ذلك (اس کے علاوہ اور بہت سی آیات ہیں۔ ت)۔

(۱۵۵) بکر نے حسبِ عادت یہاں بھی تین کتابوں پر اقرار کئے، ہدایہ میں امام محمد کا ایک فرق اصطلاح بیان کیا کہ:

الروى عن محمد نصاب كل مكروه حرام الا انه لما لم يجد فيه نصا قاطعاً لم يطلق عليه لفظ الحرام^۶

یعنی امام محمد کی تصریح ہے کہ ہر مکروہ حرام ہے مگر جہاں وہ نص قطعی نہیں پاتے وہاں لفظ حرام نہیں کہتے۔

اس کا ترجمہ یہ بیان کیا صلا: ”جس میں کوئی نص قطعی نہ پائی جائے اس پر حرام کا اطلاق نہیں ہو سکتا۔“ وہ صاف صاف تو فرما رہے ہیں کہ ہر مکروہ حرام ہے اور پھر حرام کا اطلاق نہیں ہو سکتا۔ یہ ہدایہ پر اقرار ہے۔

(۱۵۶) ابتدائے عبارت سے وہ الفاظ کہ امام محمد کی تصریح ہے کہ ہر مکروہ حرام ہے صاف کتر لئے کہ چال نہ کھلے، یہ خیانت ہے۔

۱۵ القرآن الکریم ۳۳/۶۹

۱۶ " ۳۳/۱۳

۱۷ القرآن الکریم ۳۴/۱۴۱

۱۸ " ۲۴/۲۴

۱۹ " ۳۳/۳۸

۲۰ الهدایہ کتاب الکراہیۃ

مطبع یوسفی لکھنؤ

۲۵۰/۴

(۱۵۷) صلا ردالمختار کی عبارت نقل کی :

مشرع من قبلنا حجة لنا اذا قصده الله تعالى اور سوله من غير انكار ولم يظهر نسخه ففائدة نزول الآية تقرير المحكم الثابت له

جو حضرات ہم سے پہلے ہوئے ان کی شریعت (اور دین) ہمارے لئے دلیل ہے جبکہ اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول گرامی بغیر انکار کے اُسے بیان فرمائے، اور اس کا نسخ ظاہر اور ثابت نہ ہو، پھر نزول آیت کا فائدہ حکم ثابت کو برقرار رکھتا ہے۔ (ت)
اور ص ۱۲ پر اُس کا ترجمہ کیا نفیس ہوتا ہے: ”تو نزول آیت کا فائدہ حکم ثبوت کو پہنچے گا۔“
زہے بے علمی۔

(۱۵۸) ص ۱۲ پر قاضی خان کی عبارت الاصل في الاشياء الاباحية (اشیاء میں اصل، ان کا مباح ہونا ہے۔ ت) کا یہ ترجمہ کیا: ”تمام اشیاء میں اصلیت مباح ہونا ہے۔“
زہے منشی گری۔

(۱۵۹ تا ۱۶۱) خیر، یہ تو معمولی کمالات بکری ہیں۔ کہنا یہ ہے کہ ہدایہ و ردالمختار و قاضی خان کی عبارتیں تو یہ نقل کیں اور ص ۱۲ پر نتیجہ یہ دیا: ”یہ کتابیں صاف صاف کہتی ہیں کہ سابقہ شریعت کی بات کے خلاف کوئی نص قطعی موجود نہ ہو تو اس کے مباح ہونے میں کسی دلیل کی حاجت نہیں۔“ ہدایہ و قاضی خان کی عبارتوں میں تو شریعت سابقہ کا نام تک نہ تھا، ردالمختار میں ذکر تھا، نص قطعی کا ذکر تک نہ تھا۔ یہ تینوں کتابوں پر تین افتراء ہوئے۔

(۱۶۲) ص ۱۲ بعداً اگر قطعیت درکار ہو تو نمبر ۶۱ میں تفسیر عزیزی سے گزرا کہ سجدہ تحیت حرام ہونے میں متواتر حدیثیں ہیں۔

(۱۶۳) اگر روایت متواتر نہ بھی ہو قبولاً متواتر ہے کہ تمام ائمہ اسے مانے ہوئے ہیں تو اس سے قطعی کا نسخ روا ہے جیسے حدیث: لا وصیت لوارث (کسی وارث کے لئے وصیت نہیں۔ ت) جس سے وصیت والدین و اقربین کہ منصوص ہے ان تھی منسوخ کی گئی۔ امام اجل بخاری کشف الاسرار

۱۔ ردالمختار

۲۔ فتاویٰ قاضی خان کتاب المحظور والاباحہ نوکسور لکھنؤ ۷۷۸/۴
۳۔ سنن ابی داؤد کتاب الوصایا باب ما جاء فی الوصیۃ للوارث آفتاب عالم پریس لاہور ۴۰/۲

میں فرماتے ہیں :

هَذَا الْحَدِيثُ فِي قُوَّةِ التَّوَاتُرِ إِذَا التَّوَاتُرُ نَوْعَانِ تَوَاتُرٌ مِنْ حَيْثُ الرِّوَايَةُ وَتَوَاتُرٌ مِنْ حَيْثُ ظُهُورُ الْعَمَلِ بِهِ مِنْ غَيْرِ تَكْيِيفٍ فَإِنْ ظَهَرَ هَذَا يَغْنِي النَّاسَ عَنْ رَوَايَتِهِ وَهُوَ بِهَذِهِ الْمَشَابَةِ فَإِنَّ الْعَمَلَ ظَهَرَ بِهِ مَعَ الْقَبُولِ مِنْ أَثْمَةِ الْفَتْوَى بَلَا تَنَازُعٍ فَيَجُوزُ النِّسْخُ بِهِ^۱

یہ حدیث، متواترہ کے زمرہ میں ہے، اس لئے کہ متواتر کی دو قسمیں ہیں :

(۱) متواتر بلحاظ روایت

(۲) اس حیثیت سے متواتر کہ بغیر انکار اس پر ظہورِ عمل ہے (خلاصہ) (i) متواتر روایتی ، (ii) متواتر عملی، کیونکہ اس کا ظہور لوگوں کو اس کی روایت کرنے سے بے نیاز کر دیتا ہے۔ اور وہ اس درجہ میں ہے، کیونکہ اس پر عمل کرنا بالکل ظاہر اور واضح ہو گیا، اور اس کے باوجود ائمہ فتویٰ نے اسے بغیر کسی نزاع کے قبول اور تسلیم کیا ہے، لہذا اس کے ساتھ نسخ جائز ہے۔ (ت)

(۱۶۴) نہ سہی تو خود بکر کے مستند فتاویٰ فتاویٰ عزیزیہ سے نمبر ۵۱ میں گزرا کہ سجدہ تحیت حرام ہونے پر اجماع قطعی ہے اجماع اگرچہ ناسخ و منسوخ نہ ہو دلیل نسخ یقیناً ہے کہ :
لَا تَجْتَمِعُ أُمَّتِي عَلَى الضَّلَالَةِ^۲

میری امت گمراہی پر جمع نہ ہوگی۔ (ت)

کشف میں ہے :

الاجماع لا ينعقد البتة بخلاف الكتاب والسنة فلا يتصور ان يكون ناسخا لهما ولو وجد الاجماع بخلافهما لكان ذلك بناء على نص آخر ثبت عندهم انه ناسخ للكتاب والسنة^۳

یقیناً اجماع، کتاب و سنت کے خلاف کسی منعقد نہیں ہوتا، لہذا یہ تصور نہیں کیا جاسکتا کہ اجماع کتاب و سنت کے لئے ناسخ ہوگا۔ پھر اگر اجماع ان دونوں کے خلاف پایا جائے تو یہ کسی

۱۔ کشف الاسرار عن اصول البزدوی باب تقسیم النسخ دار الکتاب العربی بیروت ۱۷۸/۳
۲۔ سنن ابن ماجہ ابواب الفتن باب السواد الاعظم ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۲۹۲
۳۔ کشف الاسرار عن اصول البزدوی باب تقسیم النسخ دار الکتاب العربی بیروت ۱۷۶/۳

الاجماع دليل على النسخ كعمل الصحابي خلاف النص المفسر

اجماع ناسخ پر دلیل ہے جیسے کسی صحابی کا اپنی نص مفسر کے خلاف عمل کرنا۔ (ت)

(۱۶۵) خبر منسوخ نہ ہونے کا مسئلہ یہاں پیش کرنا سخت جہالت ہے، خبر یہ تھی کہ ملائکہ و یعقوب

عليهم الصلوة والسلام نے سجدہ کیا، اسے کون منسوخ مانتا ہے کیا واقعہ غیر واقع ہو سکتا ہے اس خبر سے یہ حکم مستنبط کرتے ہو کہ سجدہ تخت غیر خدا کو جائز ہے یہ حکم اگر تھا تو منسوخ ہوا۔ مسلم و فواجح میں ہے :

ههنا امران الاخبار يتعلق الامر بالمخاطبين والامر المتعلق بهم الموجب

ولم ينتسخ الخبر لان وقوع الامر واقع ولم يرتفع وانما نسخ الامر بالمخبر عنه وهو

لیس خبر افما هو خبر لم یتنسخ وما انتسخ لیس بخبر ی

یہاں دو امر ہیں: ایک یہ کہ خبر، ”امرنہا طبین“ سے متعلق ہے۔ دوسری یہ کہ جو امر ان سے

متعلق ہے وہ موجب ہے۔ لہذا خبر میں نسخ نہیں اس لئے کہ وقوع امر واقع ہے کہ جس میں ارتفاع

ممکن نہیں۔ البتہ امر مخبر عنہ میں نسخ واقع ہوا ہے، اور وہ خبر نہیں۔ لہذا جو خبر ہے وہ منسوخ نہیں،

اور جو مفسوخ ہے وہ خبر نہیں۔ (ت)

(۱۶۶) بکمر نے اپنے افتراءاتِ علی اللہ تعالیٰ میں زعم کیا تھا ص ۶ "کہ خدا نے قرآن میں

فرمایا تھا: "اینا تلو افتم وجہ اللہ" تم جہد صبر متوجہ ہو خدا اسی طرف ہے یعنی جس طرف سجدہ کرو

خدا ہی کو ہوگا، بعد میں سمتِ کعبہ مقرر ہوگئی۔ یہ آیت بھی جملہ خبریہ تھی کس طرح منسوخ ہوگئی۔

(۱۶۷ تا ۱۷۲) اب باپ بیٹی، بہن بھائی کے نکاح اور دیگر امور مذکورہ نمبر ۱۵ کی حرمت

کی کوئی راہ نہ رہی کہ وہ تمام آیات اخبار ہی تھیں اور ”اخبار مفسوخ نہیں ہوتے“

(۱۷۳) بلکہ یہ سب زائد از حاجت ہے، ہم ثابت کر چکے کہ اس سجدۂ تحیت کا جواز نص کا

حکم نہیں، ہوگا تو قیاس سے، قیاس مجتہدین پر ختم ہو گیا۔

له فواتح الرحموت بذيلا مستقصى باب في النسخ منشورات الشريف الرضي قم ايران ۸۱/۲

24/2 " " " " " " " " " "

٥٣ القرآن الكريم ٢ / ١١٥

(۱۷۴) قیاس بھی سہی تو سجدہ غایت تعظیم ہے، خود بکرنے ص ۵ پر کہا: "تعظیم کا اظہار اس سے زیادہ انسان اور کسی صورت سے نہیں کر سکتا۔"

ص ۵: "آخری تعظیم ہے جو حقیقت میں عبادت کی آخری شان ہے۔" اور غایت تعظیم کے لئے نہایت عظمت درکار۔ کم درجہ معظم کے لئے انتہا درجہ کی تعظیم ظلم صریح ہے اور اعلیٰ معظمین کے حق میں دست اندازی ص

مگر فرق مراتب نکتہ زندیقی

(اگر تم مراتب کا فرق ملحوظ رکھو گے تو زری بے دینی ہوگی۔ ت)

مخلوق میں نہایت عظمت انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے لئے ہے، آدم و یوسف علیہما الصلوٰۃ والسلام دونوں نبی تھے تو غیر انبیاء مشائخ و مزارات کو ان پر قیاس کر کے ان کے لئے سجدہ تعظیمی بتانا ظلم شدید ہے اور انبیاء کا حق تلف کرنا۔

(۱۷۵) یہ سب اُسے شریعت سابقہ مان کر ہے، ہم بیان کر چکے کہ سرے سے اسی کا ثبوت نہیں، اب نہ حکم ثابت نہ نسخ کی حاجت، سجدہ آدم کا حکم بشر کو نہ ملا تھا ملائکہ کے لئے اب بھی ہو تو ہمیں کیا، سجدہ یوسف بر بنائے اباحت اصلیت ہونا ممکن، اور اباحت اصلیت کا رفع نسخ نہیں۔ مسلم الثبوت میں ہے؛

مرفع مباح الاصل لیس بنسخ بے

اصلی اباحت کا اٹھ جانا نسخ نہیں۔ (ت)

اسی طرح کشف الاسرار وغیرہ میں ہے، تو ارشاد حدیث لا تفعلوا (ایسا نہ کرو۔ ت) واجب القبول اور سجدہ تحیت کا حرام ہونا ہی حکم خدا اور رسول جل و علا و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۲۲ ص ۵۱۸ تا ۵۳۷)

(۳۹) مولوی عبدالقادر صاحب جونپوری نے سجدہ تحیہ و تواجہ کے بارے میں ایک مباحثے کا حال بطور استفتاء اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کی خدمت میں بھیجا جس کا جواب دیتے ہوئے آپ نے فرمایا؛

۱۔ مسلم الثبوت باب فی النسخ مسئلہ اجمع اہل الشرائع علی جوازہ عقلاً مطبع انصاری دہلی ص ۱۶۳
۲۔ سنن ابی داؤد کتاب النکاح باب حق الزوج علی المرأة آفتاب عالم پریس لاہور ۱/۲۹۱
سنن ابن ماجہ ابواب النکاح " " " " ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۱۳۴

بلاشبہ ہماری شریعتِ مطہرہ میں غیر خدا کے لئے سجدہ تحیت حرام فرمایا، تمام کتب اس کی تحریم سے مالا مال ہیں، شرائع من قبلنا اُس وقت تک حجت ہیں کہ ہماری شریعت ممانعت نہ فرمائے اور منع کے بعد اباحت سابقہ سے استدلال نہیں ہو سکتا، جیسے شراب وغیرہ۔ اصل اشیاء میں ضرور اباحت ہے مگر بعد منع شرع اباحت نہیں رہ سکتی۔

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى مَا أَتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَنْ نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: جو کچھ تمہیں رسول گرامی عطا فرمائیں اُسے لے لو، اور جس سے تمہیں رسول منع فرمائیں اس سے باز رہو۔ (ت)

(فتاویٰ رضویہ ج ۲۲ ص ۵۴۹، ۵۵۰)

(۴۰) غنا اور سماع کون سا ممنوع اور کون سا جائز ہے، اس سلسلے میں فرمایا:

غنا کا غالب اطلاق انھی مہیجاتِ شہواتِ باطلہ پر آتا ہے کمانبہ علیہ فی ارشاد الساری (جیسا کہ ارشاد الساری شرح صحیح بخاری میں اس پر آگاہ کیا گیا ہے۔ ت) احادیث و اقوال مذمت اسی پر محمول ہیں ورنہ اذکارِ حسنہ اصواتِ حسنہ و الحاناتِ حُسنِ سُنی کی کوئی ممانعت نہیں بلکہ اس میں احادیث وارد۔ اور اب وہ لہو نہیں، نہ وہ شیطانی آواز ہے، تو آیتِ کریمہ واستفزن من استطعت منہم بصوتک (ان میں سے جس پر تُو قابو پائے (اور تیرا بس چلے) انہیں اپنی آواز سے پھسلا دیتے) اس پر صادق نہیں۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۲۲ ص ۵۵۶)

(۴۱) یوں کہنا درست نہیں کہ صوفیاء کرام کے قول و فعل کی کوئی وقعت نہیں۔ چنانچہ فرمایا:

صوفیہ کرام کی نسبت یہ کہنا کہ اُن کا قول و فعل معاذ اللہ کچھ وقعت نہیں رکھتا، بہت سخت بات ہے، اللہ عز و جل فرماتا ہے:

وَاتَّبِعْ سَبِيلَ مَنْ أَنَابَ إِلَىٰ رَبِّهِ
جو میری طرف جھکے اُن کی راہ کی پیروی کر۔

صوفیہ کرام سے زیادہ اللہ کی طرف جھکنے والا کون ہوگا۔ فتاویٰ عالمگیری میں ہے:

انما يتمسك بافعال اهل الدين في دينادوں ہی کے افعال سے سند لائی جاتی ہے۔

۱۔ القرآن الکریم ۶۴/۱

۱۔ القرآن الکریم ۵۹/۷

۲۔ القرآن الکریم ۳۱/۱۵

۳۔ فتاویٰ ہندیہ کتاب الکراہیۃ الباب السابع عشر نورانی مکتب خانہ پشاور ۳۵۲/۵

صوفیہ کرام سے بڑھ کر اور کون دیندار ہے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۲۲ ص ۵۵۹)

(۴۲) تحریم سجدۂ تعظیمی کے بارے میں مزید فرمایا :

اسی تحریم میں ہماری سند تصریح فقہائے کرام ہے اور اسی قدر ہمیں بس ہے، ہم مقلد ہیں، دلیل مجتہد کے پاس ہے، آیات سے اس پر استدلال کسی طرح تام نہیں، کریمہ و اذ احییتکم بتحیۃ (جب تمہیں سلام کیا جائے۔ ت) میں سلام مراد ہے نہ ہر تحیت۔ تحیتیں کثیر ہیں، سلام، مصافحہ، معانقہ، قلیل انخما، دست بوسی، قدمبوسی، قیام، انخما تا حد رکوع، سجدۂ تحیت سلام سے سجود تک سب تحیت ہی ہیں اور اخیرین کے سوا سب جائز، بلکہ انخما کے سوا سب حدیث و سنت سے ثابت۔ کیا کوئی عاقل کہہ سکتا ہے کہ اگر بیٹا قدم چومے تو باپ پر بھی فرض ہے کہ اس کے قدم چومے کیونکہ اس نے تحیت کی اور تحیت کا معاوضہ فرض ہے یہ محض باطل ہے۔ ولہذا کتابوں میں وجوب جواب صرف سلام کے لئے فرمایا ہے۔ کریمہ ایما مرکزہ بالکفر بعد اذ انتم مسلمون (کیا وہ تمہیں کفر کرنے کا حکم دے گا جبکہ تم مسلمان ہو چکے ہو۔ ت) خود شاہد عدل ہے کہ وہ دربارہ سجدۂ عبادت ہے، سجدۂ تحیت کو کون کفر کہہ سکتا ہے، کفر ہوتا تو اگلی شرائع میں کیونکر جائز ہو سکتا، کیا کوئی شریعت جواز کفر بھی لا سکتی ہے، کفر ہوتا تو رب عزوجل ملائکہ کو اس کا حکم کیونکر فرماتا۔ کیا رب عزوجل کبھی کفر کا بھی حکم فرماتا ہے، تو سجدۂ تحیت قطعاً کفر نہیں۔ اور یہ آیت فرما رہی ہے کہ اس چیز کا ذکر ہے جو قطعاً کفر ہے، تو اگر دربارہ سجود نازل ہے تو یقیناً دربارہ سجدۂ عبادت ہی نازل ہے۔ کبیر و ابوالسعود و کشاف و مدارک جن کا حوالہ دیا گیا ان میں کہیں اس کی تصریح نہیں کہ یہ سجدۂ تحیت کے بارے میں اُترتی۔ یہ تفسیر ماٹور دو ہیں :

ایک امام ائمۃ المفسرین ترجمان القرآن سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے

جسے ابن ابی حاتم و ابن جریر و ابن المنذر اور بیہقی نے دلائل النبوة میں روایت کیا کہ ابورافع قرظی یہودی اور سمی رئیس نصرانی نجرانی نے خدمت اقدس حضور سید عالم میں عرض کیا، حضور! یہ چاہتے ہیں کہ ہم حضور کی عبادت کریں جیسے نصاریٰ نے عیسے کو پوجا۔ فرمایا: معاذ اللہ! غیر خدا کی عبادت نہیں ہو سکتی نہ مجھے اس کا حکم ہوا نہ میں اس لئے بھیجا گیا، او کما قال صلی اللہ تعالیٰ علیہ

۱۔ القرآن الکریم ۸۶/۴

۲۔ الدر المنثور بحوالہ ابن جریر و ابن ابی حاتم و البیہقی فی الدلائل تحت الآیۃ ۸۰/۳

دار احیاء التراث العربی بیروت ۲۳۸/۲

وسلم (یا جیسا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ت)

دوسری تفسیر کہ حسن بصری سے مرسل ہے وقد قال السحدثون ان مراسیل الحسن عندہم شبه الريح (جبکہ محدثین حضرات نے ارشاد فرمایا حضرت حسن کی مرسل حدیثیں ان کے نزدیک ہوا کے مشابہ ہیں یعنی درجہ اعتبار سے ساقط ہیں۔ ت) ایک شخص نے عرض کی ہم حضور کو ایسے ہی سلام کرتے ہیں جیسے آپس میں ایک دوسرے کو، کیا ہم حضور کو سجدہ نہ کریں۔ اس پر انکار فرمایا اور یہ آیت اُتری۔

تفسیر اول کہ ہر طرح اصح و اقویٰ ہے اس پر تو مطلع صاف ہے، یہودی و نصرانی نے عبادت ہی کو پوچھا تھا جس پر یہ جواب ارشاد ہوا اور اسی تفسیر پر رب عز وجل کا رئے سخن اپنے مسلمان بندوں کی طرف رکھنا ان خبیث سائلوں کی تفسیر اور ان کے حال کی تفسیح ہے کہ یہ تمیر قابل جواب نہیں، اے میرے مسلمان بندو! تم خیال کرو کہ یہ اگر ایسا چاہتے تو تم سے فرماتے کہ تم اپنے غلامان فرمانبردار، پھر کیا ایسا ہو سکتا تھا کہ تمہیں اسلام کے بعد کفر کا حکم دیتے، معاذ اللہ، اور یہیں سے ظاہر ہو گیا کہ بوجہ خطاب یہ گمان کہ سائل مسلمان تھے جیسا کہ اُس معتزلی کی کشف میں گزرا، اور بعض بعد والوں نے اتباع کیا باطل ہے اور اس تفسیر صحیح کے خلاف جو سلطان المفسرین صحابی وابن عم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمائی، دوم مرسل و مقطوع اگر ثابت ہو جائے تو اُس میں سراجاً ہے یعنی ایک شخص نے عرض کی ضروریہ کوئی اعرابی بادیہ نشیں جدید الاسلام ناداقف ہو گا جس نے سجدہ عبادت کی درخواست کی جس پر رب العزّة نے فرمایا کہ تمہیں کفر کا حکم دیں گے اور ایسے بعض اشخاص سے ایسے سوال کا صدر مستبعد نہیں بلکہ ہونا ہی چاہئے تھا۔ رب عز وجل فرماتا ہے،

لترکبن طبقاً عن طبق

ضرورتاً زینہ بہ زینہ (بتدریج) چڑھتے جاؤ گے۔ (ت)

سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اگر انگلوں میں کوئی ایسا ہوگزرا جس نے علانیہ اپنی ماں کے ساتھ زنا کیا ہو تو ضرورتاً میں بھی کوئی ایسا ہو گا لترکبن طبقاً عن طبق سیدنا موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ان کے متعدد اصحاب نے سوال کیا یسوسی ابعذل لنا الہا کما

۱۔ الدر المنثور بحوالہ عبد بن حمید عن الحسن تحت الآیۃ ۳/۸۰ دار احیاء التراث العربی بیروت ۲/۲۳۸

۲۔ القرآن الکریم ۸۴/۱۹

لهم الهمة اے موسیٰ! ہمیں بھی ایک خدا بنادے جیسے ان کے بہت سے خدا ہیں۔
فرمایا: بل انکو قوم تجہملون یہ بلکہ تم نرے جاہل ہو۔

تو یہاں بھی اگر کسی بادیہ نشین نو مسلم جاہل ناواقف نے اپنی نادانی سے ایسی درخواست کی کیا بعید ہے اور اسی قرب عہد کے سبب ہدایت فرمادی گئی تکفیر نہ ہوئی جیسے موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تجہملون (تم نرے نادان لوگ ہو۔ ت) فرمایا نہ تکفرون (تم کفر کر رہے ہو۔ ت)۔ جس طرح ایک جوان حاضر خدمت اقدس ہوا اور آکر بے دھڑک عرض کی: یا رسول اللہ! میرے لئے زنا حلال کر دیجئے۔ نبی سے براہ راست یہ درخواست کس حد تک پہنچتی ہے۔ صحابہ کرام نے اسے قتل کرنا چاہا، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے منع فرمایا اور اسے قریب بلایا یہاں تک کہ اس کے زانوں زانوں اقدس سے مل گئے۔ پھر فرمایا: کیا تو یہ پسند کرتا ہے کہ کوئی شخص تیری ماں سے زنا کرے؟ عرض کی: نہ۔ فرمایا: تیری بہن سے؟ عرض کی: نہ۔ فرمایا: تیری بیٹی سے؟ عرض کی: نہ۔ فرمایا: تیری چھوٹی سے؟ عرض کی: نہ۔ فرمایا: تیری خالہ سے؟ عرض کی: نہ۔ فرمایا: تو جس سے زنا کرے گا وہ بھی تو کسی کی ماں، بہن، بیٹی، چھوٹی، خالہ ہوگی۔ جب اپنے لئے پسند نہیں کرتا اور دلوں کے لئے کیوں پسند کرتا ہے۔ پھر دست اقدس اس کے سینہ پر ملا اور دعا کی: اے اللہ! اس کے دل سے زنا کی محبت نکال دے۔ وہ صاحب فرماتے ہیں: اس وقت سے زنا سے زیادہ کوئی چیز مجھے دشمن نہ تھی۔ پھر صحابہ کرام سے ارشاد فرمایا کہ اس وقت اگر تم اسے قتل کر دیتے تو جہنم میں جاتا، میری تمھاری مثل ایسی ہے جیسے کسی کا ناقہ بھاگ گیا لوگ اسے پکڑنے کو اس کے پیچھے دوڑتے ہیں وہ بھڑکتا اور زیادہ بھاگتا ہے اس کے مالک نے کہا تم رہنے دو تمھیں اس کی ترکیب نہیں آتی، پھر گھاس کا ایک ٹھٹھا ہاتھ میں لیا اور اسے دکھایا اور چمکارتا ہوا اس کے پاس گیا یہاں تک کہ بٹھا کر اس پر سوار ہو لیا۔ اوکما قال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم (یا جیسا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ت)۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۲۲ ص ۵۵۹ تا ۵۶۲)

(۴۳) سجدہ کی حرمت سے قدمبوسی کی حرمت پر استدلال کرنے والوں کا رد کرتے ہوئے فرمایا:

۱۔ القرآن الکریم ۱۳۸/۷
۲۔ احیاء علوم الدین کتاب الامر بالمعروف والنہی دار الکتب العلمیۃ بیروت ۴۴۷/۲ و مسند احمد بن حنبل ۵/۲۵۶ و ۲۵۷
۳۔ السنن الکبریٰ کتاب السیر دار صادر بیروت ۱۶۱/۹

اور اس میں انکار کی شق وہی نکالتے ہیں جو تعظیم محبوبان و مقبولانِ خدا سے منکر ہیں، قدمبوسی کو سجدہ سے کیا تعلق۔ قدمبوسی سر بر پائہ نادن (پاؤں سر پر رکھنا۔ ت) ہے۔ اور سجدہ پیشانی بر زمین نہادن (پیشانی زمین پر رکھنا۔ ت) ہے، مسلمان پر بدگمانی حرام ہے۔

قال الله تعالى يا ايها الذين امنوا اجتنبوا كثيرا من الظن ان بعض الظن اثم^۱۔
وقال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم اياكم والظن فان الظن الكذب الحديث^۲۔
(اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا) اے ایمان والو! بہت سے گمانوں سے بچتے رہو اس لئے کہ بعض گمان گناہ ہیں۔ اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: بدگمانی سے بچو کہ بدگمانی سب سے بڑھ کر جھوٹی بات ہے۔ (ت)

وقال سیدی نر سروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ الظن الخبیث انما ینشؤ من القلب الخبیث^۳۔

(سیدی زروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا) گمان خبیث، خبیث دل میں ہی پیدا ہوتا ہے۔ (ت)
(۴۴) دار صی منڈانے کی مذمت کرتے ہوئے فرمایا:

علاوہ بریں اس میں تغیر خلقت خدا بطریق ممنوع ہے اور وہ بنص قرآن اثر افسال شیطان اور حکم حدیث رسالت پناہی موجب لعنت الہی ہے۔

قال الله عز اسمه حاكيا عن ابليس "وَلَا ضَلَّتْهُمْ وَلَا مَنَّتْهُمْ وَلَا مَنَّتْهُمْ وَلَا مَنَّتْهُمْ فَلْيَبْتَكَنْ أَذَانُ الْأَنْعَامِ وَلَا مَرْتَهُمْ فَلْيَغَيِّرْ خَلْقَ اللَّهِ^۴ وَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَعَنَ اللَّهُ الْوَاشِمَاتِ وَالْمَتَوَشِمَاتِ وَالْمُتَنَمِّصَاتِ وَالْمُتَفَلِّجَاتِ لِلْحَسَنِ الْمَغِيرَاتِ خَلْقَ اللَّهِ، متفق عليه^۵۔

۱۔ القرآن الکریم ۴۹/۱۲

۲۔ صحیح البخاری کتاب الوصایا باب قول اللہ عز وجل من بعد وصیة یوصی الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۳۸۴/۱

۳۔ فیض القدیر شرح الجامع الصغیر تحت حدیث ۲۹۰۱ دار الکتب العلمیة بیروت ۱۵۴/۳

۴۔ القرآن الکریم ۴/۱۱۹

۵۔ صحیح البخاری کتاب اللباس قدیمی کتب خانہ کراچی ۸۴۹/۲

صحیح مسلم " " " " ۲۰۵/۲

اللہ تعالیٰ معزز نام والے نے شیطان کی حکایت بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے :
 میں (یعنی شیطان) لوگوں کو ضرور گمراہ کروں گا اور انھیں امیدوں اور آرزوؤں کے سبز باغ دکھاؤں گا
 اور (بذریعہ وسوسہ اندازی) حکم دوں گا کہ جانوروں کے کان کاٹ ڈالیں اور انھیں کہوں گا کہ اللہ تعالیٰ
 کی خلقت (یعنی بناوٹ) میں تبدیلی کریں۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ
 خال گودنے والی اور گدوانے والی عورتوں پر لعنت کرے۔ بال اکھاڑنے والی عورتوں پر، خوبصورتی کیلئے
 دانتوں میں (مصنوعی) فاصلہ بنانے والیوں پر اور بناوٹ خداوندی میں رد و بدل کرنے والی عورتوں
 پر لعنت ہو۔ اس کو بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے۔ (ت) (فتاویٰ رضویہ ج ۲۲ ص ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴)
 (۴۵) آیت کریمہ محققین سڑوسکہ و مقصرین کے بارے میں ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے
 فرمایا :

آیت کریمہ میں حلق و تقصیر ج کا ذکر ہے۔ تقصیر ج یہ کہ ہر بال سے بقدر ایک پورے کے کم
 کریں چہارم سر کے بالوں کی تقصیر واجب ہے کل کی مندوب و مسنون اسے عادی امور سے تعلق نہیں
 یہ طریقہ کہ ان کفرہ یا بعض فسقہ میں معمول ہے کہ چھوٹی چھوٹی کھونٹیاں رکھتے ہیں جہاں ذرا بڑھیں کتر وادیں
 خلاف سنت و مکروہ ہے، سنت یا سارے سر پر بال رکھ کر مانگ نکالنا یا سارا سر منڈانا ہے۔
 فی رد المحتار عن الروضة السنة فی شعر الرأس اما الفرق او
 الحلق

فتاویٰ شامی میں مروضہ سے نقل کیا گیا کہ سروں کے بالوں میں مانگ نکالنا سنت ہے
 یا تمام بال منڈو ادینا سنت ہے۔ (ت) (فتاویٰ رضویہ ج ۲۲ ص ۶۰۲)
 (۴۶) دارطھی کے وجوب اور اس کی شرعی حد کا بیان اور ولید نامی منکر وجوب لحيہ کا رد کرتے ہوئے
 فرمایا :

اللہ عزوجل کے پاک مبارک رسولوں سے استہزار، انھیں بے اعتدالی کا مرتکب بتانا، شرع مطہر
 کو بے اعتدالیوں کا پسند کرنے والا ٹھہرانا، موسیٰ کلیم اللہ و ہارون نبی اللہ علیہما الصلوٰۃ والسلام کی نسبت
 وہ ملعون الفاظ کہ دشمن نے بڑھی دارطھی الخ، ہارون علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ریش مطہر بڑی ہونا قرآن عظیم
 سے ثابت جان کر پھر وہ ناپاک ملعون شعر و تین بال پر اعتدال بند اور شریعت و انبیاء کو بڑھانا پسندانہ

ان باتوں کا جواب کفرستان ہند میں کیا ہو سکتا ہے مگر صبح قیامت قریب ہے،
و سيعلم الذين ظلموا اني منقلب ينقلبون۔ قل ابا لله وایتہ ورسولہ کنتم
تستهنءونؑ والذین یؤذون رسول اللہ لہم عذاب عظیمؑ

عنقریب ظالم جان لیں گے کہ وہ کس کروٹ پر پلٹ کھائیں گے۔
فرمادیجئے کیا اللہ تعالیٰ، اس کی آیات اور اس کے رسولوں کے ساتھ ہنسی مزاح کرتے ہو۔ اور جو
لوگ اللہ تعالیٰ کے رسول کو دکھ دیتے ہیں ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔ (ت)

جب جہل و جہالت و شیوہ جاہلیت و بیقیدی و جرات کی یہ نوبت تو کلام و خطاب کا کیا محل، اور
حق کے حضور گردن جھکانے کی کیا اہل، مگر قرآن عظیم نے جہاں اعراض کا حکم بتایا فاصدع بہا تو مگر
(کھول کر بیان کر دو جیسا کہ تم کو حکم دیا جاتا ہے۔ ت) لَتَبَيِّنَنَّ لِلنَّاسِ (کہ تم ضرور لوگوں کیلئے واضح
طور پر) بیان کر دو۔ ت) بھی ارشاد فرمایا۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۲۲ ص ۶۱۷، ۶۱۸)

(۴۷) ایضاً حق، ازاحت باطل، استیصالِ شبہات اور استیصالِ دلائل کے لئے چند تنبیہات
کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

تنبیہ اول: مسلمانو! تمہارے رسول اکرم سید عالم عالمِ علم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو رب
عز و جل نے علمِ اولین و آخرین عطا فرمایا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر قرآن عظیم اتارا،
تبیانِ اکلِ شئیؑ ہر چیز کا روشن بیان، تفصیلِ کلِ شئیؑ ہر شئی کی کامل شرح، مافرطنا
فی الکتاب من شئیؑ ہم نے کتاب میں کچھ اٹھانہ رکھا اس میں تمام احکام جزئیہ تفصیلیہ ہی نہیں
بلکہ ازلاً ابداً جمیع کوائن و حوادث بالاستیعاب موجود ہیں۔ امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ سے مروی کہ حضور
پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

کتاب اللہ فیہ نبأ ما قبلکم و خبر ما بعدکم و حکم ما بینکم۔ رواہ الترمذیؒ

۱۷ القرآن الکریم	۲۶/۲۲۷	۱۷ القرآن الکریم	۹/۶۵
۱۸	۹/۶۱	۱۸	۱۵/۹۴
۱۹	۳/۱۸۷	۱۹	۱۶/۸۹
۲۰	۱۲/۱۱۱	۲۰	۶/۳۸
۲۱ جامع الترمذی	ابواب فضائل القرآن	۲۱ امین کمپنی دہلی	۲/۱۱۴

قرآن، اس میں خبر ہے ہر اس چیز کی جو تم سے پہلے ہے اور ہر اس شئی کی جو تمہارے بعد ہے اور حکم ہے ہر اس امر کا جو تمہارے درمیان ہے (اسے ترمذی نے روایت کیا۔ ت)
عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں:

لو ضاع لی عقل بعید لوجدته فی کتاب اللہ۔ ذکرہ ابن ابی الفضل المرسی
نقل عنه فی الاتقان ۱

اگر میرے اونٹ کی رتھی گم ہو جائے تو قرآن عظیم میں اسے پاؤں (ابن ابی الفضل مرسی نے اسے ذکر فرمایا، الاتقان میں اُن سے نقل کیا گیا۔ ت)
امیر المومنین علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

لو شدت لاقوت من تفسیر الفاتحة سبعین بعیداً۔

میں چاہوں تو سورۃ فاتحہ کی تفسیر سے ستر اونٹ بھروا دوں۔

ایک اونٹ کے من بوجھ اٹھاتا ہے، اور ہر من میں کے ہزار اجزاء، حساب سے تقریباً پچیس لاکھ جزو آتے ہیں، یہ فقط سورۃ فاتحہ کی تفسیر ہے پھر باقی کلام عظیم کی کیا گنتی۔ پھر یہ علم علم علی ہے، اس کے بعد علم عمر، اس کے بعد علم صدیق کی باری ہے، ”ذهب عمر بہ تسعة اعشار العلم“ عمر علم کے نو حصے لے گئے، کان ابوبکر اعلمنا ہم سب میں زیادہ علم ابوبکر کو تھا۔ پھر علم نبی تو علم نبی ہے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ غرض قرآن عظیم و فرقان کریم میں سب کچھ ہے جسے جتنا علم اتنی ہی فہم جس قدر فہم اسی قدر علم۔

وتلك الامثال نضربها للناس وما يعقلها الا العلمون ۲

ہم ان مثالوں کو لوگوں کے لئے بیان کرتے ہیں مگر انھیں صرف علم والے ہی سمجھ سکتے ہیں (ت)
کہاوتیں ارشاد تو سب کے لئے ہوتی ہیں پر اُن کی سمجھ انھیں کو ہے جو علم والے ہیں، پھر علم کے مدارج بے حد متفاوت و فوق کل ذی علم علیم (ہر علم والے کے اوپر ایک علم والا ہے۔ ت)

۱	الاتقان فی علوم القرآن	النوع الخامس والستون	دار الكتاب العربی بیروت	۲/۲۶۰
۲	” ” ”	النوع الثامن والسبعون	” ” ”	۲/۴۶۳
۳	القرآن الکریم	۲۹/۴۳		
۴	” ”	۱۲/۷۶		

عالم امکان میں نہایت نہایت حضور سید الکائنات علیہ و آلہ افضل الصلوات والتحيات ، و
لهذا ارشاد ہوا :

اِنَّا نَزَّلْنَا إِلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ لِتَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ بِمَا أَرَاكَ اللَّهُ ۖ

ہم نے آپ کی طرف سچی کتاب اتاری تاکہ آپ لوگوں کے درمیان اس کے مطابق فیصلہ
فرمائیں جو کچھ آپ کو اللہ تعالیٰ نے دکھا دیا ہے (ت)
تو حضور کا جو کچھ حکم جو کچھ رائے جو کچھ طریقہ جو کچھ ارشاد ہے سب قرآن عظیم سے ہے ان الیٰ ربک المنتہیؑ (یقیناً تمھارے
پروردگار کی طرف ہی ہر کام کی انتہا ہے۔ ت) سب قرآن عظیم میں ہے ، ان ہوا لا وحی یوحیؑ
(وہ تو صرف وحی ہے جو ان پر کی گئی۔ ت) مگر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے علم تام و
شامل سے جانا کہ آخر زمانہ میں کچھ بد دین متکار بد لگام فاجر ایسے آنے والے ہیں کہ ہمارا جو حکم اپنی اندھی
آنکھوں سے بظاہر قرآن عظیم میں نہ پائیں گے منکر ہو جائیں گے۔

بل کذبوا بما لم یحیطوا بعلمہ ولما یأتھم تأویلہ کذلک کذب الذین من
قبلہم فانظر کیف کان عاقبة الظالمینؑ

بلکہ انھوں نے اس کو جھٹلایا جس کو بذریعہ علم وہ احاطہ نہ کر سکے حالانکہ ابھی ان کے پاس اس کی
کوئی تاویل نہیں آتی تھی ، یونہی ان سے پہلے لوگوں نے بھی جھٹلایا تھا تو دیکھو ظالموں کا کیسا (عبرت ناک)
انجام ہوا۔ (ت)

لہذا حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صاف ارشاد فرمایا :

الا انی اوتیت القراءات و مثله معه الا یوشک رجل شبعان علی امریکہ
یقول علیکم بهذا القرآن فما وجدتم فیہ من حلال فاحلوه وما وجدتم فیہ
من حرام فحرموہ وان ما حرم رسول اللہ کما حرم اللہ۔ رواہ الاثنیۃ أحمد والدارمی

۲ القرآن الکریم ۵۳/۲۲

۱ القرآن الکریم ۴/۱۰۵

۳۹/۱۰ " ۵۳

۴/۵۳ " ۵۳

۵ جامع الترمذی ابواب العلم ۹۱/۲ و سنن ابی داؤد کتاب السنۃ باب فی لزوم السنۃ ۲۷۶/۲

مسند احمد بن حنبل عن المقام ۱۳۱/۴ و سنن ابن ماجہ مقدمۃ الکتاب ص ۳

سنن الدارمی باب السنۃ فاضیۃ علی کتاب اللہ نشر السنۃ ملتان ۱۱۷/۱

وابوداؤد والترمذی وابن ماجہ بالفاظ متقاربة عن المقدام بن معدیکرب
رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

سُن لو مجھے تہران عطا ہوا اور قرآن کے ساتھ اس کا مثل، خبردار نزدیک ہے کوئی پیٹ بھرا
اپنے تخت پر پڑا کہ یہی قرآن لئے رہو اس میں جو حلال پاؤ اسے حلال جانو، جو حرام پاؤ اسے حرام مانو۔
حالانکہ جو چیز رسول اللہ نے حرام کی وہ اسی کی مثل ہے جو اللہ نے حرام فرمائی۔ (ائمہ کرام مثلاً امام احمد،
دارمی، ابوداؤد، ترمذی اور ابن ماجہ نے تقریباً ملتے جلتے الفاظ کے ساتھ مقدم بن معدیکرب رضی اللہ
تعالیٰ عنہ سے اس کو روایت کیا ہے۔ ت) (فتاویٰ رضویہ ج ۲۲ ص ۶۱۸ تا ۶۲۰)۔

(۴۸) مزید فرمایا:

اس منکرہ کا دارِ حسی بڑھانے کے حکم کو کہنا قرآن میں کہیں نہیں اور اسی بنا پر احادیث صحیحہ سید المرسلین
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ کہہ کر رد کر دینا کہ دارِ حسی بڑھانا اخلاق میں ہوتا تو قرآن میں کیوں نہ آتا وہ پیٹ
بھرے بے فکرے بے نصیبے بے ہرے کی بات ہے جس کی پیشگوئی حضور عالم ماکان و مایکون فرما چکے صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم۔ سچ فرمایا رب جل و علانے:

فلا وربك لا يؤمنون حتى يحكموك فيما شجر بينهم ثم لا يجدوا في انفسهم
حرجا مما قضيت ويسلموا تسليما

تمہارے پروردگار کی قسم وہ مومن نہیں ہو سکتے جب تک وہ آپس کے جھگڑوں میں تمہیں حاکم
تسلیم نہ کر لیں، پھر تمہارے فیصلہ سے اپنے دلوں میں ذرا اسی تنگی بھی محسوس نہ کریں بلکہ اسے دل و جان سے
بغیر کسی کھٹک کے مان لیں۔ (ت)

قرآن عظیم قسم کھا کر فرماتا ہے کہ اے نبی! جب تک تیری باتیں دل سے نہ مان لیں ہرگز مسلمان
نہ ہوں گے طوطے کی طرح زبان سے لاکھڑے جائیں کیا ہوتا ہے۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۲۲ ص ۶۲۱ تا ۶۲۲)

(۴۹) اسی بحث (وجوب الحجۃ) میں مزید فرمایا:

تنبیہ، ہفتم آیات قرآنیہ میں۔ حق فرمایا ہمارے رب جل و علانے:

فانها لا تعمی الا بصار ولكن تعمی القلوب التي في الصدور

ہے یوں کہ آنکھیں نہیں اندھی ہوتیں بلکہ وہ دل اندھے ہوتے ہیں جو سینوں میں ہیں۔
ان بے بصیرتوں کو اگر کبھی کھلی آنکھوں سے قرآن عظیم کی زیارت نصیب ہوتی تو جانتے کہ داڑھی
بڑھانے کی طرف ارشاد اس میں ایک دو نہیں بلکہ بکثرت آیاتِ کریمہ میں موجود ہے، اس میں دو

طریق ہیں :
اول طریق عموم : یہ دو وجہ پر ہے :
وَحَبَّتْ اَوَّلُ کہ صحابہ کرام و ائمہ اعلام رضی اللہ تعالیٰ عنہم امثالِ مقام میں استعمال فرماتے رہے۔
آیت ۱ : قال اللہ عزوجل :

ما اتکم الرسول فخذوا وما نهکم عنہ فانتہوا۔
جو کچھ یہ رسول کریم تمہیں دے اختیار کرو اور جس سے منع فرمائے باز رہو۔
آیت ۲ : قال تعالیٰ :

يا ايها الذين امنوا اطيعوا الله واطيعوا الرسول واولى الامر منکم۔
اے ایمان والو ! اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو اس کے رسول کی اور
اپنے علمائے مہتمم کی۔

آیت ۳ : قال عزوجل :

من يطع الرسول فقد اطاع الله۔
جو رسول کے فرمانے پر چلا اس نے اللہ کا حکم مانا۔
رب تبارک و تعالیٰ ان آیات اور ان کے امثال میں نبی کا حکم بعینہ اپنا حکم اور نبی کی اطاعت
بعینہ اپنی اطاعت بتاتا ہے تو تمام احکام کہ احادیث میں ارشاد ہوئے سب قرآن عظیم سے ثابت
ہیں جو اخلاقی حکم حدیث میں ہے کتاب اللہ اُس سے ہرگز خالی نہیں اگرچہ بظاہر تصریح جزئیہ ہماری
نظر میں نہ ہو۔

احمد و بخاری و مسلم و ابوداؤد و ترمذی و نسائی و ابن ماجہ سب ائمہ اپنی مسند و صحاح میں
حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ انھوں نے فرمایا :

لعن الله الواشمات والمستوشمات والمتنمصات والمتفلجات للحسن المغيرات
لخلق الله۔

اللہ کی لعنت بدن گودنے والیوں اور گدوانے والیوں اور منہ کے بال نوچنے والیوں اور خوبصورتی
کے لئے دانتوں میں کھڑکیاں بنانے والیوں اللہ کی بنائی چیز بگاڑنے والیوں پر۔
یہ سن کر ایک بی بی خدمت مبارک میں حاضر ہوئیں اور عرض کی: میں نے سنا ہے آپ نے ایسی سی
عورتوں پر لعنت فرمائی، فرمایا:

مالی لا العن من لعن رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم وهو في كتاب الله۔
مجھے کیا ہوا کہ میں اس پر لعنت نہ کروں جس پر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے لعنت
فرمائی اور جس کا بیان قرآن عظیم میں ہے۔

اُن بی بی نے کہا: میں نے قرآن اول سے آخر تک پڑھا اس میں کہیں اس کا ذکر نہ پایا، فرمایا:
ان كنتِ قرأتیه لقد وجدته، اما قرأتِ ما اتاكم الرسول فخذوه و
ما نهكم عنه فانتهوا۔

اگر تم نے قرآن پڑھا ہوتا یہ بیان اس میں ضرور پائیں۔ کیا تم نے یہ آیت نہ پڑھی کہ جو
رسول تمہیں دے وہ لو اور جس سے منع فرمائے باز رہو۔

انہوں نے عرض کی: ہاں — فرمایا: فانه قد نهى عنه توبه شك نبى صلى الله تعالى عليه
وسلم نے ان حرکات سے منع فرمایا۔

منکہ دیکھ کہ اُس کا خیال وہی اُن بی بی کا خیال، اور ہمارا جواب بعینہ حضرت عبداللہ بن مسعود
(رضی اللہ عنہ) کا جواب ہے یا نہیں۔ یہ بی بی اُمّ یعقوب اسدیہ ہیں کبار تابعین وثقات صالحات
سے ہونے میں تو کلام نہیں، اور حافظ الشان نے فرمایا: صحابیہ سے معلوم ہوتی ہیں۔ بہر حال ان کی

۴۳۴/۱	مکتب الاسلامی بیروت	۴۳۴/۱	لے مسند احمد بن حنبل عن عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ
۸۷۹/۲	قدیمی کتب خانہ کراچی	۸۷۹/۲	صحیح البخاری کتاب اللباس باب الموصولة
۲۱۸/۲	آفتاب عالم پریس لاہور	۲۱۸/۲	سنن ابی داؤد کتاب الترجل باب صله الشعر
۱۰۲/۲	امین مچینی دہلی	۱۰۲/۲	جامع الترمذی ابواب الادب باب ما جاء فی الواصلة الخ
۲۹۲/۲	نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی	۲۹۲/۲	سنن النسائی کتاب الزینة

فضیلت و صلاح قبول حق پر باعث ہوئی سمجھ لیں اور اس کے بعد خود اس حدیث کو حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتیں،

کما رواہ البخاری من طریق عبد الرحمن بن عابس عنہما رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔
جیسا کہ امام بخاری نے عبد الرحمن ابن عابس کے طریقہ سے، اس نے بی بی صاحبہ سے حضرت
عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے حوالہ سے اس کو روایت کیا ہے۔ (ت)
ابنائے زمانہ سے گزارش کرنی چاہئے کہ

دلا مردانگی زیں زن بیاموز

(اے دل! اس عورت سے مردانہ جرات سیکھ۔ ت)

و لكن الهداية لن تنالا بلا فضل من المولى تعالى

(لیکن تُوہرگز ہدایت نہیں پاسکے گا اللہ تعالیٰ کے فضل کے بغیر۔ ت)

ایک بار عالم قریش سیدنا امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مکہ معظمہ میں فرمایا، مجھ سے جو چاہو
پوچھو میں قرآن سے جواب دوں گا۔ کسی نے سوال کیا، احرام میں زبور کو قتل کرنے کا کیا حکم ہے؟
فرمایا،

بسم الله الرحمن الرحيم "وما اتاكم الرسول فخذوه وما نهكم عنه فانتهوا" و

حدثنا سفیان بن عیینة عن عبد الملك بن عمير عن ربعي بن خراش عن
حذيفة بن اليمان عن النبي صلى الله تعالى عليه وسلم انه قال اقتدوا بالذين من
بعدي ابوبكر وعمر، وحدثنا سفیان بن مسعر بن كدام عن قيس بن مسلم عن
طارق بن شهاب عن عمر بن الخطاب رضي الله تعالى عنه انه امر بقتل المحرم الزنوي
ذكره الامام السيوطي في الاتقان۔

بسم الله الرحمن الرحيم، جو کچھ تمہیں رسول کریم عطا فرمائیں اسے لے لو اور جس سے تمہیں منع فرمائیں اس
سے باز رہو (اللہ عز وجل نے تو فرمایا کہ ارشاد رسول پر عمل کرو) ہم سے سفیان بن عیینہ نے فرمایا اس نے
عبد الملك بن عمیر سے، اُس نے ربعي بن خراش سے، اُس نے حذيفة بن يمان سے، انھوں نے نبی

صحیح مسلم باب تحريم فعل الواصلة قديمی کتب خانہ کراچی ۲۰۵/۲

صحیح البخاری کتاب اللباس باب الواشمة قديمی کتب خانہ کراچی ۸۷۹/۲

الاتقان فی علوم القرآن للسيوطي النوع الخامس الستون دارالکتب العربی بیروت ۲۵۹/۲

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کی۔ ت) کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے یہیں حدیث پہنچی کہ حضور نے فرمایا: میرے بعد ابوبکر و عمر کی پیروی کرنا، اور ہم سے سفیان بن مسعر بن کدام نے بیان کیا انھوں نے قیس بن مسلم سے انھوں نے طارق بن شہاب سے روایت کی کہ یہیں امیر المؤمنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیث پہنچی کہ انھوں نے احرام باندھے ہوئے کو قتل زبور کا حکم دیا (امام سیوطی علیہ الرحمۃ نے اسے "الاتقان فی علوم القرآن" میں ذکر فرمایا۔ ت)

وجہ ثانی: اقول وباللہ التوفیق (میں اللہ تعالیٰ کی توفیق سے کہتا ہوں۔ ت)

آیت ۴: قال جل ذکرہ (اللہ جل جلالہ نے فرمایا):

لقد کان لکم فی رسول اللہ اُسوة حسنة لمن کان یرجو اللہ والیوم الآخر و ذکر اللہ کثیرا۔

البتہ بیشک تمہارے لئے رسول اللہ کے چال طریقہ میں اچھی ریت ہے اس کے لئے جو ڈرتا ہو اللہ اور پچھلے دن سے اور بہت یاد کرے اللہ کی۔

اس آیت کریمہ میں مولیٰ جل و علا اپنے نبی کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کے طریق و روش پر چلنے کی ہدایت فرماتا اور مسلمانوں کو یوں جو ش دلاتا ہے کہ دیکھو ہماری یہ بات وہ مانے گا جس کے دل میں ہمارا خوف، ہماری یاد، ہم سے امید، قیامت سے دہشت ہوگی اور موافق مخالف حتیٰ کہ نصاریٰ و یہود و مجوس و ہنود و تمام جہان جانتا ہے کہ اس سرور بہاں و جہانیاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنت دائمہ مستمرہ دائرہ رکھنی تھی جس پر تمام عمر مداومت فرمائی، محافظت فرمائی، تاکید فرمائی، ہدایت فرمائی، معاذ اللہ کبھی تجویز خلاف نے گنجائش نہ پائی۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۲۲ ص ۶۲۸ تا ۶۳۱)

نوٹ: احادیث مؤیدہ کی تفصیل فتاویٰ رضویہ میں ملاحظہ فرمائیں۔

(۵۰) دائرہ کے وجوب سے متعلق مزید فرمایا:

دوم طریق خصوص: اس میں ہی بحمد اللہ تعالیٰ فیض جلیل قرآن جلیل سے آیات کثیرہ عبد ذلیل پر فائز برکات ہوئیں۔

فاقول وباللہ التوفیق (پس میں اللہ تعالیٰ کی توفیق و مدد سے ہی کہتا ہوں۔ ت)

یہ نفس طریقی وجہ عیدہ رکھتا ہے جن سے اغوائے لمحیہ کا امر یا طلب یا اس کے خلاف پر وعید یا

مذمت ثابت ہو۔

وجہ ثالث۔ آیت ۵ : قال تعالیٰ وتقدس :

وان يدعون الا شيطانا مريدا لعنه الله وقال لا اتخذن من عبادك نصيبا مفروضا
ولا ضلنهم ولا منينهم ولا مننهم فليبتكن اذان الانعام ولا مننهم فليغيرن
خلق الله له

کافر نہیں پوجتے مگر شیطان سرکش کو جس پر خدا نے لعنت کی اور وہ بولا میں ضرور لے لوں گا تیرے
بندوں میں سے اپنا ٹھہرا ہوا حصہ اور میں ضرور انھیں بہکا دوں گا اور ضرور خیالی لالچوں میں ڈالوں گا
اور ضرور انھیں حکم دوں گا کہ وہ چوپایوں کے کان چیریں گے اور بیشک انھیں حکم دوں گا کہ اللہ کی بنائی
چیز بگاڑیں گے۔

یہی وہ آیت کریمہ ہے جس کی رو سے حضور پر نور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے زنانہ مذکورہ
پر لعنت فرمائی اور اس کی علت یہی خدا کی بنائی چیز بگاڑنی بتائی، بعینہ ہی کیفیت دارھی منڈوانے کی
ہے، منہ کے بال نوچنے والیاں تغیر خلق اللہ کرتی ہیں، یونہی دارھی منڈوانے والے، تو یہ سب اسی
فلیغیرن خلق اللہ (تو وہ اللہ تعالیٰ کی بناوٹ میں تبدیلی کریں گے۔ ت) میں داخل اور
شیطان کے محکوم اور اللہ و رسول کے ملعون ہیں۔ امام جلال الدین سیوطی اکیلل فی استنباط التنزیل
میں زیر آیت کریمہ فرماتے ہیں :

يستدل بالآية على تحريم الخصاء والوشم وما يجرى مجراه من الوصل في
الشعر وبرد الاسنان والنمص وهو نتف الشعر من الوجه^۲
آیت مذکورہ سے استدلال کیا جاتا ہے خصی کرنے، بدن گودنے اور ان جیسے دیگر اعمال مثلاً
بال جوڑنے، دانتوں میں کشادگی پیدا کرنے اور چہرے کے بال نوچنے کی حرمت پر۔ (ت)
تفسیر مدارک شریف میں ہے :

فليغيرن خلق الله بالخصاء او الوشم او تغير الشيب بالسواد والتخذت^۳ اھ باختصار۔

۱۔ القرآن الکریم ۴/ ۱۱۷ تا ۱۱۹

۲۔ الاکیلل فی استنباط التنزیل
۳۔ مدارک التنزیل (تفسیری)
سورة النساء
تحت لآية ۴/ ۱۱۹
مکتبہ اسلامیہ میزان مارکیٹ کوئٹہ ص ۸۲
دارالکتاب العربی بیروت ۱/ ۲۵۲

اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی صورت کو تبدیل کریں گے یعنی خصی کرنے، بدن گدوانے، سفید بالوں کو سیاہ کرنے اور زنانہ اوصاف اپنانے میں۔ مختصر عبارت ختم ہوئی۔ (ت)
 شیخ محقق اشعة اللمعات میں زیر حدیث المغیرات خلق اللہ (اللہ تعالیٰ کی بناوٹ کو بدلنے والی عورتیں۔ ت) فرماتے ہیں :

علت و حرمت مثله و خلق لحيه و امثال آں نیز ہمیں سست لے
 مثله یعنی حلیہ بگاڑنا اور داڑھی مونڈنے یا منڈوانے اور اس قسم کے دوسرے کام کرنے کے حرام ہونے کی یہی علت اور سبب ہے۔ (ت)
 وجہ رابع — آیت ۶ : قال جل مجدہ :

ذلك و من يعظم شعائر الله فانها من تقوى القلوب۔

بات یہ ہے اور جو بڑائی کرے دین الہی کے شعاروں کی تو وہ دلوں کی پرہیزگاری سے ہیں۔
 آیت ۷ : قال عزّ شأنہ :

يا ايها الذين امنوا لا تحلوا شعائر الله۔

اے ایمان والو! حلال نہ ٹھہراؤ دین خدا کے شعاروں کو۔

شک نہیں کہ داڑھی شعار دین اسلام ہے۔ امام بدر محمد عینی عمدة القاری شرح بخاری میں غتہ کی نسبت نقل فرماتے ہیں :

انه شعار الدين كالکلمة و به يتميز المسلم من الکافر۔

غتہ کرنا کلمہ شریف کی طرح شعار اسلام میں سے ہے، اس سے مسلمان اور کافر کے درمیان امتیاز ہوتا ہے۔ (ت)

جب غتہ حالانکہ امر خفی ہے مثل کلمہ طیبہ کے شعار دین اور وجہ امتیاز مومنین و کافرین قرار پایا یہاں تک کہ مسلمانان ہند نے اس کا نام بھی ”مسلمانی“ رکھ لیا، تو داڑھی کہ امر ظاہر ہے اور پہلی نظر اسی پر پڑتی ہے

۱۔ اشعة اللمعات کتاب الباس باب الترجل الفصل الاول مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۵۷۲/۳

۲۔ القرآن الکریم ۲۲/۳۲

۳۔ ” ۲/۵

۴۔ عمدة القاری شرح البخاری کتاب الباس باب قص الشارب دار الکتب العلمیۃ بیروت ۲۲/۸۰

بدرجہ اولیٰ شعائر اسلام و ما بہ الاتیاز کرام و لیام ہے، اور بعض کفار کا اس میں شریک ہونا منافی شعاریت اسلام نہیں جس طرح ختنہ کرنے میں یہود و مشرکین ہیں خود نفس آیات کریمہ ہی میں دیکھے مورد نزول جا نوران ہدی ہیں کہ حرم محترم کو قربانی کے لئے بھیجے جاتے ہیں انھیں شعار دین الہی فرمایا حالانکہ تمام مشرکین عرب اس فعل میں شریک تھے۔ اور جب وارثی شعار دین ہے اور بیشک یونہی ہے تو بحکم قرآن اس کے ازالہ کو حلال ٹھہرا لینا اور اس کی تعظیم تقویٰ قلوب کا کام۔

وجہ خامس آیت ۸ : قال عز مجده :

ثم اوحينا اليك ان اتبع ملة ابراهيم حنيفا۔

پھر میں نے تمھاری طرف وحی بھیجی کہ جناب ابراہیم علیہ السلام کے دین کو اپناؤ (یعنی دین ابراہیمی کی پیروی کرو) جو ہر قسم کے باطل سے الگ تھلگ رہنے والے تھے (ت)۔
آیت ۹ : قال سبحانه وتعالى :

قل بل ملة ابراهيم حنيفا۔

تم فرماؤ بلکہ ہم ابراہیم کا دین لیتے ہیں۔ (ت)

آیت ۱۰ : قال جلت الاؤة (اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ جس کی بڑی بڑی نعمتیں ہیں۔ ت) :

ومن يرغب عن ملة ابراهيم الا من سفه نفسه۔

اور ملت ابراہیمی سے کون بے رخی کر سکتا ہے سوا اس کے جسے اس کے نفس نے بیوقوف

بنا ڈالا ہو۔ (ت)

آیت ۱۱ : قال تواتل نعمادۃ (اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا بندوں پر جس کے انعامات مسلسل اور لگاتار ہیں) :

قد كانت لكم اسوة حسنة في ابراهيم والذين معه۔

بیشک تمھارے لئے حضرت ابراہیم اور ان اہل ایمان حضرات کی زندگیوں میں، جو ان کے ساتھی

تھے، بہترین اقداس ہیں۔ (ت)

آیت ۱۲ : قال جل ذكرا (اللہ تعالیٰ جس کا ذکر بڑا ہے نے ارشاد فرمایا :

لقد كان لكم فيهم أَسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَن كَانَ يَرْجُوا اللَّهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ وَهُوَ يُغْنِي عَنْكَ اللَّهُ
اللَّهُ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيدُ

بیشک تمہارے لئے ان میں (یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کے پیروکاروں میں) بہترین
نمونہ ہے ہر اس شخص کے لئے جو اللہ تعالیٰ اور قیامت پر یقین رکھتا ہو اور جو کوئی ہمارے حکم سے منہ
پھرنے تو بیشک اللہ تعالیٰ بے نیاز اور لائق تعریف ہے۔ (ت)

ہر ذی علم جانتا ہے کہ دارِ طی بڑھانا ملتِ ابراہیمی کا مسئلہ شریعتِ ابراہیمی کا طریقہ ہے اور ان
آیات میں رب جل و علا نے ہمیں ملتِ ابراہیم علی ابنہ الکریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کی اتباع کا
حکم دیا اور معاذ اللہ اس سے اعراض کو سخت حماقت اور سفاہت فرمایا اور ان کی رسم و راہ اختیار کرنے
کی کمال ترغیب دی اور آخر میں فرمادیا کہ جو ہمارے حکم سے پھرے تو اللہ بے نیاز ہے پرواہ ہے اور ہر حال
میں اسی کے لئے حمد ہے۔

وجہ سادس — آیت ۱۳: قال لقد ست اسماء (اللہ تعالیٰ جس کے اسماء
پاک ہیں نے ارشاد فرمایا):

اولئك الذين هدى الله فبهداهم اقتدا

یہ انبیاء وہ ہیں جنہیں اللہ عز و جل نے راہ دکھائی تو تو انہیں کی راہ کی پیروی کر۔

صدر کلام میں احمد و سلم و ابو داؤد و نسائی و ترمذی و ابن ماجہ کی حدیث اُم المؤمنین صدیقہ
رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے گزری کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،
عشر من الفطرة قص الشارب واعفاء اللحية، الحدیث۔

دس چیزیں شرائعِ قدیمہ مستمرۃ انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام سے ہیں، از انجملہ لبسِ ترشوانی
اور دارِ طی بڑھانی، الحدیث۔

مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دارِ طی بڑھانی راہِ قدیم حضرت رسل علیہم الصلوٰۃ
والتسلیم ہے، اور اللہ عز و جل نے فرمایا کہ راہِ انبیاء کی پیروی کرو۔ یہاں سے یہ بھی ظاہر ہوا کہ لا تأخذ

۶/۶۰ لہ القرآن الکریم

۹۰/۶

۸/ سنن ابی داؤد کتاب الطہارۃ باب السواک من الفطرۃ آفتاب عالم پریس لاہور

بلحیدتی (میری داڑھی نہ پکڑو۔ ت) میں لمحہ کا فقط ذکر ہی نہیں بلکہ داڑھی بڑھانے کی طرف ارشاد نکلتا ہے کہ ہارون علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی انبیائے کرام بلکہ بالخصوص ان اٹھارہ رسولوں میں ہیں جن کا نام پاک اس رکوع میں بالتصریح ذکر فرما کر اُن کی اقتدار کا حکم ہوا،

قال سبحانه "ومن ذریتہ داؤد وسلیمن وایوب ویوسف وموسیٰ وهرون و
کذلک نجری المحسنین"۔

پاک پروردگار نے ارشاد فرمایا اور ان کی اولاد میں سے داؤد، سلیمان، ایوب، یوسف، موسیٰ اور ہارون علیہم السلام ہوئے ہیں اور ہم یونہی نیکی کرنے والوں کو بدلہ دیا کرتے ہیں۔ (ت)

وجہ سابع — آیت ۴۴: قال جل ثناؤہ (اللہ تعالیٰ، بہت زیادہ تعریف کا حق رکھنے والی ذات، جس کی تعریف بڑی ہے، نے ارشاد فرمایا:

ومن یشاقق الرسول من بعد ما تبین له الہدٰی ویتبِع غیر سبیل المؤمنین
نولہ ماتولیٰ ونصلہ جہنم و ساءت مصیرا۔

جو خلاف کرے رسول کا حق واضح ہوئے پر اور چلے راہِ مسلمانان کے سواراہ، ہم اسے اس کے حال پر چھوڑ دیں اور جہنم میں ڈالیں اور کیا بُری پلٹنے کی جگہ۔

مسلم تو مسلم، کفار تک جانتے ہیں کہ روزِ اول سے مسلمانوں کی راہ داڑھی رکھنی ہے، اہلبیتِ کرام و صحابہ عظام و ائمہ اعلام اور ہر قرن و طبقہ کے اولیائے اُمت و علمائے ملت بلکہ قرونِ خیر میں تمام مسلمان داڑھی رکھتے تھے یہاں تک کہ ازالہ توازالہ اگر خلقتِ کسی کی داڑھی نہ نکلتی اس پر سخت تأسف کرتا اور یہ ہر عیب سے بدتر عیب سمجھا جاتا، علمائے کرام علاماتِ قیامت میں گنا کرتے کہ آخر زمانہ میں کچھ لوگ پیدا ہوں گے کہ داڑھیاں منڈوائیں گے۔ اس پیشگوئی کے مطابق یہ داڑھی منڈوانے والے مخرشوں مترشوں کی تراشیں خراشیں کافروں مشرکوں کی دیکھا دیکھی مہمادت کے بعد مسلمانوں میں آئیں وہ بھی رند و اوباش و بد وضع لوگوں میں، پھر اُن میں بھی جو ایمان سے حقہ رکھتے ہیں اب تک اپنی اس حرکت کو مثل اور معاصی و قبائح کے بُرا جانتے ہیں اور طریقہ اسلامی سے جُدا سمجھتے بلکہ اُن میں بعض خوش عقیدہ

اپنے معظمین دینی کے سامنے میں جاتے لجاتے انھیں منہ دکھاتے شرماتے ہیں، الحمد للہ یہ ان کے ایمان کی بات ہے شامت نفس سے گناہ کریں لیکن اُسے گناہ و قبیح جانیں مگر چوری سرزوری والوں سے خدا کی پناہ کہ داڑھی رکھنے پر قہقہے اڑا کر شعار اسلام کے ساتھ نفس اسلام و ایمان بھی مونڈ کر پھینک دیں۔ امام احبل عارف باللہ سیدی محمد بن علی بن عباس مکی قدس سرہ الملکی کتاب مستطاب طریق الیرید للوصول الی مقام التوحید پھر امام ہمام حجۃ الاسلام محمد محمد غزالی قدس سرہ العالی اخیار العلوم شریفین میں فرماتے ہیں:

وهذا اللفظ المکی قال فی ذکر سنن الجسد، ذکر ما فی اللیحة من المعاصی والبدع المحدثۃ قد ذکر فی بعض الاخبار ان الله تعالى ملئکة یقسمون والذی نرین بنی آدم باللحی و فی وصف رسول الله صلی الله تعالیٰ علیہ وسلم انه کان کث اللیحة و كذلك ابوبکر و کان عثمان طویل اللیحة دقیقها و کان علی عریض اللیحة قد ملأت ما بین منکبیه، و وصف بعض بنی تمیم من مرهط الاحنف بن قیس قال (وعبارۃ الاحیاء قال اصحاب الاحنف بن قیس) و دنا انا اشتینا للاحنف اللیحة بعشرین الفا فلم ینذکر حنفہ فی رجلہ ولا عورۃ فی عینہ و ذکر کراہیۃ عدم لحتہ و کان عاقلاً حلماً و قد مروینا من غریب تاویل قوله تعالیٰ "یزید فی الخلق ما یشاء" قال الدحی و ذکر عن شریح القاضی قال (ولفظ الاحیاء قال شریح) و ددت لوان للیحة بعشرة آلاف، ففی اللیحة من خفایا الهوی و دقائق افات النفوس و من البدع المحدثۃ اثنتا عشرة خصلة من ذلك النقصان منها و ذلك مثله و ذکر عن جماعة ان هذا من اشراط الساعة اھ ملخصاً۔

یعنی یہ ذکر ہے کہ ان معصیتوں اور نوپید بدعتوں کا جو لوگوں نے داڑھی میں نکالیں، حدیث میں ہے اللہ عز و جل کے کچھ فرشتے ہیں کہ یوں قسم کھاتے ہیں اس کی قسم جس نے فرزندِ آدم کو داڑھی سے زینت بخشی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حلیہ شریف میں ہے ریش مبارک گھنی تھی، اور ایسے ہی ابوبکر صدیق اور عثمان غنی کی داڑھی دراز و باریک، مولیٰ علی کی داڑھی چوڑی سارا سینہ بھرے ہوئے رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ احنف بن قیس (کہ اکابر ثقات تابعین و علماء و حکمائے کاملین سے تھے

زمانہ رسالت میں پیدا ہوئے ۶۷ یا ۶۸ھ میں وفات پائی) عاقل و حلیم تھے (پاؤں میں کج تھا ایک آنکھ جاتی رہی تھی دارُھی خلقت نہ نکلی تھی) ان کے اصحاب نہ اس کج پر افسوس کرتے نہ یک چشمی پر بلکہ دارُھی نہ ہونے کی کراہیت ذکر کرتے اور کہتے ہمیں تمنا ہے کاش اگر بیس ہزار کو ملتی تو احف کے لئے دارُھی خریدتے۔ نادِ تفسیروں سے آیہ کریمہ یزید فی الخلق ما یشاء کی تفسیر میں ہمیں روایت پہنچی کہ اللہ تبارک و تعالیٰ بڑھاتا ہے صورت میں جو چاہے، اس سے دارُھی مراد ہے۔ شریح قاضی (کہ اجلہ ائمہ و اکابر تابعین سے ہیں زمانہ رسالت میں ولادت پائی بلکہ کہا گیا صحابی ہیں امیر المومنین عمر فاروق پھر امیر المومنین مولیٰ علی کی سرکار میں قاضی تھے امیر المومنین علی فتاویٰ میں اُن سے رائے لیتے شہہ ہجری سے پہلے یا بعد انتقال ہوا دارُھی خلقت نہ تھی) وہ فرماتے کہ مجھے آرزو ہے کہ کاش دس ہزار دے کر دارُھی مل جاتی، تو دارُھی میں شیطانی خواہشوں کے بقایا اور نفسانی آفتوں کے دقائق اور نوپیدا بدعتوں سے بارہ باتیں لوگوں نے ایجاد کی ہیں از انجملہ دارُھی کم کرنی اور یہ مسئلہ یعنی صورت بگاڑنی ہے اور ایک جماعتِ علما سے مروی ہوا کہ یہ قیامت کی نشانیوں سے ہے، انتہی۔

مدارج شریف میں ہے :

آوردہ اند کہ لِحیۃ امیر المومنین علی پُر می کرد سینہ اورا و سچنیں لِحیۃ امیر المومنین عمر و عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین و در حلیۃ حضرت غوث الثقلین محی الدین عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نوشتہ اند کہ کان طویل اللحیۃ و عریضہا۔

منقول ہے کہ امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی دارُھی مبارک ان کے سینہ اقدس کو ڈھانپ دیتی تھی یا ڈھانپے ہوتی تھی، اور اسی طرح امیر المومنین عمر فاروق اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی مبارک دارُھیاں تھیں کہ بڑی اور گنجان ہونے کی وجہ سے ان کے سینوں کو ڈھانپ دیتی تھیں، اور حضرت غوث الثقلین محی الدین عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حلیہ مبارک میں تحریر کیا گیا ہے کہ آپ کی ریش مبارک دراز اور چوڑی تھی، صلی اللہ تعالیٰ علی ابیہ الکریم و علیہ وبارک و سلم (ت) وجہ ثامن۔ آیت ۱۵، ۱۶؛ قال تبارک شانہ فی البقرۃ و فی الانعام (اللہ تعالیٰ جس کی شان بابرکت ہے، نے سورۃ بقرہ اور سورۃ انعام میں ارشاد فرمایا) :

ولا تتبعوا خطوات الشیطان انه لکم عدو مبین

شیطان کے قدم پر قدم نہ رکھو بیشک وہ تمہارا دشمن ہے۔

آیت ۱۷: قال عز وجل (اللہ تعالیٰ غالب اور بزرگ و برتر ذات نے ارشاد فرمایا):
يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ وَمَنْ يَتَّبِعْ خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ فَإِنَّهُ
يَأْمُرُ بِالْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ

اے ایمان والو! شیطان کے رستے پر نہ چلو اور جو شیطان کی راہ پر چلے تو وہ یہی بے حیائی
اور بُری بات کا حکم کرنا ہے۔

آیت ۱۸: قال عز من قال (کہنے والوں پر جو غالب اور حاوی ہے اس نے ارشاد فرمایا):
يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا ادْخُلُوا فِي السِّلْمِ كَافَّةً وَلَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ إِنَّهُ لَكُمْ
عَدُوٌّ مُبِينٌ ۚ فَإِنْ نَزَلْتُمْ مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَتْكُمُ الْبَيِّنَاتُ فَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ۝
هَلْ يَنْظُرُونَ إِلَّا أَنْ يَأْتِيَهُمُ اللَّهُ فِي ظُلَلٍ مِنَ الْغَمَامِ وَالْمَلَائِكَةُ وَقُضِيَ الْأَمْرُ
وَالِی اللَّهُ تَرْجِعُ الْأُمُورَ

اے ایمان والو! پورے اسلام میں داخل ہو اور شیطان کے قدموں کی پیروی نہ کرو یقیناً وہ
تمہارا صریح بدخواہ ہے پھر اگر اس کی طرف جھکو بعد اس کے کہ تمہارے پاس آپ جاکیں الہی حجتیں تو
جان رکھو کہ اللہ زبردست حکمت والا ہے یہ لوگ کس انتظار میں ہیں مگر یہ کہ آئے ان پر عذاب خدا کا
بادل کی گھٹاؤں میں اور فرشتے اور ہو جائے ہونے والی، اور اللہ ہی کی طرف پھرتے ہیں سب کام
جلالین میں ہے:

نَزَلَ فِي عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَلَامٍ وَاصْحَابِهِ لَمَّا عَظُمُوا السَّبْتُ وَكَرَّ هُوَ وَالْأَبْلُ بَعْدَ الْإِسْلَامِ
”يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا ادْخُلُوا فِي السِّلْمِ“ الْإِسْلَامُ كَافَّةً ”حَالٌ مِنَ السِّلْمِ“ أَيْ فِي جَمِيعِ شَرَائِعِهِ
فَإِنْ نَزَلْتُمْ عَنْ الدُّخُولِ فِي جَمِيعِهِ عَزِيزٌ لَا يَعْجِزُهُ شَيْءٌ عَنْ انتِقَامِهِ مِنْكُمْ هَلْ
يَنْظُرُونَ يَنْتَظِرُ التَّاسِرُونَ الدُّخُولَ فِيهِ قُضِيَ الْأَمْرُ تَمَامًا هَلَّا كَهَمَّ

یعنی جب حضرت عبداللہ بن سلام اور ان کے ساتھی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کہ اکابر علمائے یہود تھے
مشرف بہ اسلام ہوئے، عادت سابقہ کے باعث تعظیم روزِ شنبہ کا ارادہ کیا اور گوشتِ شتر کھانے

سے کراہت ہوئی۔ رب عزوجل نے یہ آیتیں نازل فرمائیں کہ اے ایمان والو! اسلام لائے ہو تو پورا اسلام لاؤ اسلام کی سب باتیں اختیار کرو، یہ نہ ہو کہ مسلمان ہو کر کچھ عادتیں کافروں کی رکھو، اور اگر نہ ما تو خوب جان لو کہ اللہ غالب حکمت والا ہے تم پر عذاب لاتے اُسے کوئی روک نہیں سکتا پھر فرمایا جو مسلمان ہو کر بعض کفری خصلتیں اختیار کریں وہ کاہے کا انتظار کر رہے ہیں یہی ناکہ آسمان سے اُن پر عذاب اترے اور ہونے والی ہو چکے یعنی ہلاک و تمام کر دیئے جائیں۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

ان آیات میں رب العزت جل و علا نے خصلت کفار اختیار کرنے پر کیسی تہدید اکیہ و وعید شدید فرمائی اور شک نہیں کہ دارُہی منڈانا کترنا خصلت کفار ہے۔ عنقریب بعونہ تعالیٰ بکثرت احادیثِ معتمدہ سے اس کا بیان آتا ہے اور خود بیان کی حاجت کیا ہے کہ امر آپ ہی واضح اور نیز تقریرات سابقہ سے لائح۔ اصل میں یہ خصلت ملعونہ مجوس ملاعنہ کی تھی اُن سے اور کفار نے سیکھی، جب عہد معدلت مہد امیر المومنین غیظ المنافقین سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں عجم فتح ہوا اور کسریٰ خبیث کا تخت ہمیشہ کے لئے الٹ دیا گیا، مجوس منحوس کچھ اسلام لائے کچھ لقبول جزیر رہے، کچھ پریشان و سرگرداں دار الکفر ہندوستان میں آ گئے، یہاں کے راجہ نے اُن سے تحرم کاؤ و تحرم مادر و دختر و خواہر کا عہد لے کر جگہ دی۔ ہنود بے بہبود نے دارُہی منڈانا، نوروز و مہرگان بنام ہوئی و دیوالی منانا، ان میں آگ پھیلانا وغیر ذلک من الخصال الشنیعہ ان سے اڑایا، مجوس ایران کہ مسلمان ہوتے تھے ان میں بہت بد باطن اپنی تباہی ملک و افسر و تاراج مال و دختر کے باعث دلوں میں حضرت امیر المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کینہ رکھتے تھے مگر مسلمان کہلا کر اسلام کی عزت و شوکت اسلام کی قوت و دولت، اسلام کے تاج و معراج یعنی امیر المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں گستاخی کی کیا مجال تھی۔ جب ابن صبیہ یہودی خبیث نے مذہبِ رفض ایجاد کیا اور شدہ شدہ یہ ناشدنی مذہب ایرانیوں تک پہنچا، ان آتش پرست مغیجوں کی دبی آگ نے موقع پایا کہ اہل اسلام میں بھی ایسا مذہب نکلا کہ امیر المومنین پر تبرا کہئے اور خاصے مومنین بنے رہتے۔ انھوں نے ہزار جان لبیک کہی اور نئے دین کی تاحیل تفریع بڑھ چلی، باپ دادا کی قدیم سنتیں اپنا رنگ لائیں، نوروز مناتے، دارُہیاں کتروائیں، اتیان ادبار و اباحت و اعارت و اجارت فرج کی گیا تختی، نکاح محارم تک منظور رہا مگر پردہ تحریم میں مستور رہا، ادھر اسلامی فاتحوں کی شیرازہ تاخت

عہ اہل سنت شیعہ را بعض مسائل قبیحہ طعن میگردند جمعی از علمائے مذہبِ اثنی عشری طعن بایں صورت (باقی بر صفحہ آئندہ)

سیاہان ہند کے مُنہ سپید کر دیئے، ہزاروں مارے لاکھوں قید کئے، یہاں تک کہ ہندو کے معنی ہی غلام ٹھہر گئے، یہاں کے نو مسلم مسلم تو ہو گئے مگر ہزاروں اپنے آبائی خصال کے پابند رہے، دارطیحاں منڈائیں، بسنت منائیں، ساوئی کریں، چُنڑیاں رنگائیں، عورتیں بد لحاظی کے کپڑے پہنیں، کنبے بھر کی سب غیریں سامنے آنے کے واسطے نہیں، شادیوں میں معاذ اللہ فحش گیت سالی بہنوئی میں ہنسی کی ریت، یہاں تک کہ بہت پوربی اضلاع میں چھوٹ اور چوکا تک مشہود۔ اور اکثر دیہات میں ہولی دیوالی بلکہ اس سے زائد شیطنت موجود، پھر اس عملداری میں شیوعِ نچریت بے قیدی شرع و آزادی نفس کے لئے سونے میں سہاگہ کچھ اتباعِ فرنگ، کچھ زانیہ امنگ، صفائی رخسار کا نصیب جاگا۔ لاجرم اسی حرکت کے عادیوں کو چند حال سے خالی نہ پائیے گا، نسلاً محوسی یا مذہباً رافضی یا پوربی تہذیب کا دلدادہ نیچری یا جھوٹے متصوفہ یا مبتلائے رُفص خفی یا باپ دادا ہندو نو مسلم غافل یا ان صحبتوں کا بگڑا آوازہ جاہل، بہر حال اس کا مبداء و منبع و مرجع وہی خصلتِ کفار جس سے خدا ناراض رسول بیزار، جس پر قرآن عظیم میں وہ سخت وعید وہ قاہر مارا، آئندہ ماننے نہ ملنے کا ہر شخص مختار، والتوفیق باللہ العزیز الغفار۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۲۲ ص ۶۳۴ تا ۶۴۴)

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

کردہ اند کہ از کتب خود آں مسائل را محو نمودند و کتبِ قدیمہ را مخفی ساختند مثل لواطت با مملوک و با مادر و خواہر لطفِ حریر ۱۲ تحفہ اشنا عشریہ ملخصاً۔

شیعان کے بعض قبیح مسائل پر اہلسنت طعن کرتے ہیں تو ان کے مذہبی علماء کے ایک گروہ نے ان باتوں کے جواب کے لئے یہ صورت اختیار کی کہ اپنی کتابوں سے ان مسائل کو حذف کر دیا (یعنی نکال دیا) اور پرانی کتابوں کو چھپایا، اپنے غلام کے ساتھ بدکاری کرنا، ماں بہن کے ساتھ ریشم لپیٹ کر ہمبستری کرنا وغیرہ جیسے مسائل ۱۲ تحفہ اشنا عشریہ کی تلخیص۔

فتاویٰ رضویہ جلد ۲۳

(۱) حلال شرعی کو حرام قرار دینے اور غیر مقلدین کی ناحق مدد کرنے والے جھوٹوں کے بارے میں فرمایا،
ایسے لوگ سخت گنہگار بلکہ گمراہ ہیں کہ حق کے مقابل باطل کی اعانت کرتے ہیں ایسے شخص کے پیچھے نماز
ناجائز ہے بلکہ جب تک توبہ نہ کریں مسلمانوں کو ان سے بالکل قطع علاقہ کر دینا چاہئے کہ وہ ظالم ہیں اور ظالم
بھی کس پر، دین پر۔ اور اللہ عز و جل فرماتا ہے،

و اما ينسینك الشيطان فلا تقعد بعد الذکری مع القوم الظالمین
اور اگر تمہیں شیطان بھلاوے میں مبتلا کر دے تو پھر یاد آنے کے بعد کبھی ظالموں کے پاس مت بیٹھو (ت)
(فتاویٰ رضویہ ج ۲۳ ص ۱۰۲)

(۲) محلہ دار مسلمانوں کے اجتماعی طور پر صدقہ و خیرات سے متعلق ایک صورت کے بارے میں سوال کا
جواب دیتے ہوئے فرمایا،

فعل مذکور کو بقصد مسطور اور اہل دعوت کو وہ کھانا کھانا شرعاً جائز و روا، جس کی ممانعت شرع مطہر
میں اصلاً نہیں۔ قال اللہ تعالیٰ،

لیس علیکم جناح ان تاکلوا جمیعاً و اشتاتاً

تم پر کچھ گناہ نہیں کھاؤ مل کر یا الگ الگ۔

تو بے منع شرعی ارتکاب ممانعت جہالت و جرات۔

وانا قول وباللہ التوفیق (اور میں کہتا ہوں اور توفیق اللہ سے ہے۔ ت) نظر کیجئے تو

یہ عمل چند دواؤں کا نسخہ جامعہ ہے کہ اس سے مساکین و فقرا بھی کھائیں گے، علماء و صلحا بھی، عزیز
و رشتہ دار بھی، قریب و اہل جوار بھی، تو اس میں بعد ابواب جنت آٹھ خوبیاں ہیں،

(۲) خدمت صلحا

(۴) مواساة جار

(۱) فضیلت صدقہ

(۳) صلہ رحم

(۵) سلوک نیک سے مسلمانوں خصوصاً غریبار کا
دل خوش کرنا۔ (۶) ان کی مرغوب چیزیں ان کے لئے
مہیا کرنا۔

(۷) مسلمان بھائیوں کو کھانا دینا۔ (۸) مسلمانوں کا کھانے پر مجتمع ہونا۔
اور ان سب امور کو جب بنیت صالحہ ہوں باذن اللہ تعالیٰ رضائے خدا عفو و خطا و دفع بلا
میں دخل تام ہے ظاہر ہے کہ قحط، وبا، ہر مصیبت و بلا گناہوں کے سبب آتی ہے۔
قال اللہ تعالیٰ ”وما اصابکم من مصیبة فمما کسبت ایدیکم ولیعفوا عن کثیر“
اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اور تمہیں جو مصیبت پہنچی وہ اس کے سبب سے ہے جو تمہارے ہاتھوں نے
کمایا، اور بہت کچھ تو معاف فرما دیتا ہے۔ (ت)

تو اسباب مغفرت و رضا و رحمت بلاشبہ اس کے عمدہ علاج ہیں۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۲۳ ص ۱۳۶، ۱۳۷)
(۳) بغرض حصول شفاء و دفع بلا پانچ متفرق اشیاء کو جمع کرنے کا ایک عجیب نسخہ نافذ بیان کرتے ہوئے
فرمایا:

اللہ اکبر، غور کیجئے بچہ اللہ کیسا نسخہ جلیلہ، جمیلہ، جامعہ، کافیہ، شافیہ، صافیہ، وافیہ ہے کہ
ایک مفرد دو اور اس قدر منافع جانفزا، وفضل اللہ ادسع و اکبر و اطیب و اکثر (اللہ کا فضل
بہت وسیع، بہت بڑا، بہت پاکیزہ اور بہت زیادہ ہے) علماء تو بغرض حصول شفاء و دفع بلا
متفرق اشیاء جمع فرماتے ہیں کہ اپنی زوجہ کو اس کا مہر کل یا بعض دے وہ اس میں سے کچھ بطیب خاطر
اُسے ہبہ کر دے ان داموں کا شہد و روغن زیتون خریدے بعض آیات قرآنیہ خصوصاً سورہ فاتحہ اور
آیات شفاء رکابی میں رکھ کر آب باران اور وہ نہ ملے تو آب دریا سے دھوئے، قدرے وہ روغن و شہد
ملا کر پئے، بعونہ تعالیٰ ہر مرض سے شفا پائے کہ اس نے دو شفائیں قرآن و شہد، دو برکتیں باران و
زیت، اور تہنی و مری زہر موہوب مہر پانچ چیزیں جمع کیں۔

لقلولہ تعالیٰ ”نزل من القرآن ما هو شفاء ورحمة للمؤمنین“۔ وقلولہ تعالیٰ
فیہ شفاء للناس۔ وقلولہ تعالیٰ ”ونزلنا من السماء ماء مبارکاً“۔ وقلولہ تعالیٰ ”شجرة
مبارکة نمنیونہ فیہ“ وقلولہ تعالیٰ ”فان طین لکم عن شئ منہ نفسا فکلوه“

۱۵ القرآن الکریم ۸۲/۱۰

۱۶ ۹/۵۰

۱۷ القرآن الکریم ۳۰/۲۲

۱۸ ۶۹/۱۶

۱۹ ۳۵/۲۲

ان مبارک ترکیبوں کی طرف حضرت امیر المومنین مولیٰ المسلمین علی مرتضیٰ شیر خدا مشکوکشا کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الاسبغی و حضرت سیدنا عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہدایت فرمائی، ابن ابی حاتم اپنی تفسیر میں بسند حسن مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ انھوں نے فرمایا :

جب تم میں سے کوئی بیمار ہو تو اسے چاہئے اپنی عورت سے اس کے مہر میں سے ایک درہم ہبہ کرائے اس کا شہد مول لے پھر آسمان کا پانی لے کہ رچتا پچتا برکت والا جمع کرے گا۔
ایک بار فرمایا :

جب تم میں سے کوئی شخص شفا چاہے تو قرآن عظیم کی کوئی آیت رکابی میں لکھے اور آبِ باراں سے دھوئے اور اپنی عورت سے ایک درہم اس کی خوشی سے لے اس کا شہد خرید کر پئے کہ بیشک شفا ہے۔ (امام قسطلانی نے مواہب اللدنیہ میں اسے ذکر کیا ہے۔ ت)

ۛ القرآن الکریم ۛ/ۛ

$\frac{p \leq q}{p}$ " " " " " " " " " $p \leq q$

(۴) مسئلہ مذکورہ کے بارے میں مزید فرمایا :

فقرا کہ آئیں کہ ان کی مدارات و خاطر داری میں سعی جمیل کریں، اپنا احسان ان پر نہ رکھیں بلکہ آنے میں ان کا احسان اپنے اوپر جانیں کہ وہ اپنا رزق کھاتے اور تمہارے گناہ مٹاتے ہیں، اٹھانے، بٹھانے، کھلانے، کسی بات میں برتاؤ ایسا نہ کریں جس سے ان کا دل دکھے کہ احسان رکھنے ایذا دینے سے صدقہ بالکل اکارت جاتا ہے۔ قال اللہ تعالیٰ :

الَّذِينَ يَنْفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ ثُمَّ لَا يَتَّبِعُونَ مَا انْفَقُوا مَتًّا وَلَا إِذَى لَهُمْ أَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ۝ قَوْلٌ مَعْرُوفٌ وَمَغْفِرَةٌ خَيْرٌ مِنْ صَدَقَةٍ يَتْبَعُهَا إِذَى ۝ وَاللَّهُ غَنِيٌّ حَلِيمٌ ۝ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَبْطُلُوا صَدَقَاتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْإِذَى كَالَّذِي يَنْفِقُ مَالَهُ سِرًّا وَنَجْوً لِلنَّاسِ ۝ الْآيَةُ

جو لوگ خرچ کرتے ہیں اپنے مال خدا کی راہ میں پھر اپنے دیئے کے پیچھے نہ احسان رکھیں نہ دل دکھانا ان کے لئے ان کا ثواب ہے اپنے رب کے پاس، نہ ان پر خوف اور نہ وہ غم کھائیں، اچھی بات (کہ ہاتھ نہ پہنچا تو میٹھی زبان سے سائل کو پھیر دیا) اور درگزرے (کہ فقیروں نے ناحق ہٹ یا کوئی بے جا حرکت کی تو اس پر خیال نہ کیا اسے دکھ نہ دیا) یہ اس خیرات سے بہتر ہے جس کے پیچھے دل ستانا ہو اور اللہ بے پرواہ ہے (کہ تمہارے صدقہ و خیرات کی پرواہ نہیں رکھتا، احسان کس پر کرتے ہو) علم والا ہے (کہ تمہیں بے شمار نعمتیں دے کر تمہاری سخت سخت نافرمانیوں سے درگزر فرماتا ہے تم ایک نوالہ محتاج کو دے کر وجہ بے وجہ اسے ایذا دیتے ہو) اے ایمان والو! اپنی خیرات اکارت نہ کرو احسان رکھنے اور دل ستانے سے اس کی طرح جو مال خرچ کرتا ہے لوگوں کے دکھاوے کو (کہ اس کا صدقہ سرے سے اکارت ہے۔ والعیاذ باللہ رب العالمین)۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۲۳ ص ۱۵۹، ۱۶۰)

(۵) بلیات و آندھی اور طوفان وغیرہ کے وقت اذان دینے سے متعلق سوال کا جواب دیتے ہوئے فرمایا : جائز ہے اور جواز کے لئے حدیث صحیح :

مَا مِنْ شَيْءٍ أَنْجَى مِنَ عَذَابِ اللَّهِ مِنْ ذِكْرِ اللَّهِ فَإِذَا أُمِرَ أَتَيْتُمْ ذَلِكَ فَافْزَعُوا إِلَى ذِكْرِ اللَّهِ ۝

۱۔ القرآن الکریم ۲/ ۲۶۲ تا ۲۶۴

۲۔ جامع الترمذی کتاب ابواب الدعوات باب ما جاز فی فضل الذکر امین کمپنی دہلی ۱۴۳/۲
۳۔ صحیح البخاری باب الذکر فی الکسوف قدیمی کتب خانہ کراچی ۱۴۵/۱

ذکر الہی سے زیادہ کوئی شے اللہ تعالیٰ کے عذاب سے چھڑانے والی نہیں۔ پھر جب تم عذاب دیکھو تو اس (گھبراہٹ کی) حالت میں اللہ تعالیٰ کے ذکر کے ذریعے پناہ حاصل کرو۔ (ت)
اور آیہ کریمہ :

اَلَا يَذْكُرُ اللّٰهُ تَطْمِئِنُّ الْقُلُوْبُ ۝

سُن لو! اللہ تعالیٰ کے ذکر ہی سے دلوں کو چین و اطمینان نصیب ہوتا ہے (ت)

وغیرہ کافی ہیں۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۲۳ ص ۱۷۲، ۱۷۵)

(۶) نماز کے بعد باوازی بلند کلمہ شریف پڑھنے کے بارے میں ایک استفتاء کا جواب دیتے ہوئے فرمایا:
ذکر الہی افضل الاعمال بلکہ اصل جملہ اعمال حسنہ صالحہ ہے یہاں تک کہ بعد ایمان اعظم ارکان اسلام نماز سے بھی وہی مقصود ہے،

قال اللہ تعالیٰ ”اقم الصلوٰۃ لذكری“

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میری یاد کے لئے نماز قائم کرو۔ (ت)

اور کلمہ طیبہ کہ اصل الاصول ہے افضل الاذکار ہے،

قال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ”افضل الذکر لا الہ الا اللہ“

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: سب سے اچھا ذکر لا الہ الا اللہ ہے (ت)

اللہ عزوجل نے قرآن مجید میں ذکر کا مطلق حکم فرمایا اور تعظیم احوال فرمائی:

يَذْكُرُونَ اللّٰهَ قِيَامًا وَقُعُودًا وَعَلَىٰ جُنُوبِهِمْ ۝

(اللہ تعالیٰ کے مقبول بندے) وہ ہیں جو اللہ تعالیٰ کو کھڑے، بیٹھے اور لیٹے یاد کرتے ہیں

یعنی ہر حال میں خدا کا ذکر کرتے ہیں (ت)

بلکہ اس کی تکثیر کا حکم فرمایا۔

قال اللہ تعالیٰ ”واذکر واللہ کثیرا لعلکم تفلحون“

۱۳/۲۰ القرآن الکریم

ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۲۷۸

باب الحامدین

۲۸/۱۳ القرآن الکریم

سنن ابن ماجہ کتاب الادب باب الحامدین

۱۹۱/۳ القرآن الکریم

۱۰/۶۲

(اللہ تعالیٰ نے فرمایا:) اللہ کا ذکر کثرت سے کرو تا کہ تم فلاح پاؤ۔ (ت)
 وقال صلى الله تعالى عليه وسلم "اكثروا ذكر الله حتى يقولوا انه مجنون"۔
 (رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا) اللہ کا ذکر اتنی کثرت سے کرو کہ لوگ کہنے لگیں یہ تو دیوانہ ہے۔

جس چیز کی اتنی کی تکثیر شارع کو مطلوب ہو اس کی تفہیل نہ چاہیے گا مگر وہ جسے شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ضد ہے۔ رہا خوف ریا، وہ متعلق بہ قلب ہے۔ ریا سے اگر نماز ہو تو وہ بھی ناجائز ہے مگر عقل و دین والا ریا سے منع کرے گا نماز سے نہ روکے گا۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۲۳ ص ۱۷۸، ۱۷۹)
 (۷) جن عام راستوں کی پاکی اور ناپاکی تصدیق نہیں وہاں حمد و نعت پڑھنے کے بارے میں فرمایا:
 اللہ عزوجل فرماتا ہے:

فاذا قضيت الصلوة فانتشروا في الارض وابتغوا من فضل الله واذكروا الله كثيرا
 لعلكم تفلحون

جب جمعہ کی نماز ہو چکے تو زمین میں پھیل جاؤ اور اللہ کا فضل تلاش کرو اور بکثرت ذکر الہی کرو کہ تم فلاح پاؤ۔

جمعہ کے نمازیوں کو حکم ہے کہ جمعہ پڑھ کر باہر نکلو تو زمین میں اپنے اپنے کاموں کو پھیل جاؤ اور ذکر الہی بکثرت کرو، راستوں میں بھی ذکر الہی کا یہاں سے صریح حکم نکلا، اور جس جگہ کی پاکی ناپاکی تحقیق نہیں وہ پاک ہی ہے یہاں تک کہ اس پر نماز جائز ہے۔ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:
 جعلت لي الارض مسجدا وطهورا فایما رجل من امتي ادرکتہ الصلوة
 فليصل

میرے لئے زمین مسجد اور پاک کرنے والی بنائی گئی تو میرے امتی کو جہاں کہیں نماز کا وقت آئے نماز پڑھے۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۲۳ ص ۱۸۱)

۱۔ المستدرک للحاکم کتاب الدعاء باب اکثر واذکر اللہ الخ دار الفکر بیروت ۱/۴۹۹

۲۔ القرآن الکریم ۶۲/۱۰

۳۔ صحیح البخاری کتاب التیمم قول اللہ عزوجل فلم تجدوا ماء الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۴۸

(۸) دو حقیقی بہنوں سے نکاح کو جائز قرار دینے والے قاضی کے بارے میں سوال کا جواب دیتے ہوئے فرمایا:

یہ نکاح بنص صریح قرآن مجید حرام قطعی حرام قطعی ہے۔
 قال اللہ تعالیٰ "ان تجمعو ابنت الاختین"

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: دو بہنوں کو (نکاح میں) جمع نہ کرو۔ (ت)

اس نکاح کو درست کہنا صریح کلمہ کفر ہے، اس قاضی پر لازم ہے کہ نئے سرے سے کلمہ اسلام پڑھے اور اپنے اس قولِ نجس سے توبہ کرے، اور اگر عورت رکھتا ہے تو بعد تجدید اسلام اس سے از سر نو نکاح کرے، اس لفظ کے بعد جتنی نمازیں اس کے پیچھے پڑھی ہیں سب باطل ہوتیں، جس جس نے جو جو نماز پڑھی اس کا پھیرنا اس پر لازم ہے، اور اب جب تک تجدید اسلام نہ کرے اس کے پیچھے نماز باطل محض ہے کہ پڑھنا حرام، اور پڑھ لی ہو تو پھیرنا فرض، اور اس سے نکاح ہرگز نہ پڑھوایا جائے۔
 (فتاویٰ رضویہ ج ۲۳ ص ۱۹۲)

(۹) مقبولانِ بارگاہِ الہی کی خدمت و نسب نافع ہے۔ اس سلسلہ میں قصۂ موسیٰ و خضر علیہما السلام سے استدلال کرتے ہوئے فرمایا:

جب مقبولانِ خدا سے اتنا سا علاقہ کہ کبھی ان کو پانی پلا دیا یا وضو کو پانی دے دیا، عمر میں اس کا کوئی کام کر دیا، آخرت میں ایسا نفع دے گا تو خود ان کا جز ہونا کس درجہ نافع ہونا چاہئے بلکہ دنیا و آخرت میں صالحین سے علاقہ نسب کا نافع ہونا قرآن عظیم سے ثابت ہے:

واما المجدا من فکان لغلمین یتیمین فی المدینۃ وکان تحتہ کنز لہما وکان

ابوہما صالحا فاسر ادربک ان یبلغا شدہما ویستخرجا کنزہما من حمتہ من ربکؑ

وہ دیوارِ شہر کے دو یتیم لڑکوں کی تھی اور اس کے نیچے ان کا خزانہ تھا، اور ان کا باپ نیک تھا تو میرے رب نے اپنی رحمت سے چاہا کہ اپنی جوانی کو پنچپیں اور اپنا خزانہ نکالیں۔

خضر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو ایک دیوار گرتے دیکھی اور ہاتھ لگا کر اسے قائم کر دیا اور وہاں والوں نے ان کو اور موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مہمانی دینے سے انکار کر دیا تھا اور ان کو کھانے کی حاجت تھی، اس پر موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہا کہ "آپ چاہتے تو اس پر اجرت لیتے" خضر علیہ الصلوٰۃ والسلام

مگر یہ صلاح کا سبب تھا نہ کہ نتیجہ، نتیجہ ان کے باپ کی صلاح تھا،

رواہ الامام عبد اللہ بن المبارک الامام احمد فی الزہد وسعید ابن منصور
فی سننہ وابن المنذر وابن ابی حاتم فی تفاسیرہما والحاکم فی المستدرک۔

اس کو روایت کیا ہے عبد اللہ بن مبارک نے اور امام احمد نے زہد میں اور سعید ابن منصور نے اپنی
سنن میں اور ابن منذر وابن ابی حاتم نے اپنی تفسیروں میں اور حاکم نے مستدرک میں۔ (ت)
حدیث ۱۱۲ تا ۱۱۴ کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

ان الله يصلح بصلاح الرجل ولده وولد ولده ويحفظه في ذريته والديرات
حوله فما يزالون في ستر من الله وعاقبة۔ رواہ ابن مردويه عن جابر بن عبد الله
رضي الله تعالى عنهما مرفوعا وابن ابی حاتم عن ابن عباس رضي الله تعالى عنهما
من قوله وهذا الفظ والمرفوع بمعناه ونحوه لابن المبارک وابن ابی شيبه عن
محمد بن المنكر موقوفاً۔

بیشک اللہ تعالیٰ آدمی کی صلاح سے اس کی اولاد اور اولاد اولاد کی صلاح فرمادیتا ہے، اور
اس کی نسل اور اس کے ہمسایوں میں اس کی رعایت فرمادیتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف ہمیشہ پردہ پوشی و
امان میں رہتے ہیں۔ اس کو روایت کیا ہے ابن مردويه نے جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے
ان کا قول روایت کیا یہ اس کے الفاظ ہیں اور مرفوع حدیث اسی کے معنی میں ہے اور اسی کی مثل
ابن مبارک اور ابن ابی شيبه نے محمد بن منكر سے موقوفاً روایت کیا۔ (ت)

اولاد کا ثواب اور اس کا اجر

حدیث ۱۱۵ کعب اجار نے فرمایا :

ان الله يخلق العبد المؤمن في ولده ثمانين عاما۔ رواہ احمد فی الزہد۔

۱۔ الدر المنثور بحوالہ ابن ابی مبارک وسعید بن منصور و احمد فی الزہد الخ تحت الآية ۸۲/۱۸ دار احیاء التراث العربی ۵/۳۴۱

۲۔ تفسیر ابن ابی حاتم تحت الآية ۸۲/۱۸ مکتبہ نزار مصطفیٰ الباز مکتبہ المکرمة ۴/۲۳۷۵

الدر المنثور بحوالہ ابن ابی حاتم عن ابن عباس وابن مردويه عن جابر رضي الله تعالى عنهما ۵/۳۴۱

بحوالہ ابن مبارک وابن ابی شيبه عن محمد بن المنكر موقوفاً " "

۳۔ " بحوالہ احمد فی الزہد تحت الآية ۸۲/۱۸ دار احیاء التراث العربی بیروت " "

ہم نے جو اولاد کو عطا کیا اس کے سبب والدین کو کچھ اجر کم نہ فرمایا۔ اسے روایت کیا بزار اور ابن مردویہ نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے انھوں نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اور اس کو سعید بن منصور، ہناد، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، حاکم اور بیہقی نے اپنی سنن میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے موقوفاً روایت کیا ہے۔

اذا دخل الرجل الجنة سأل عن ابويه وذريته وولده فيقال انهم لم يبلغوا
درجتك وعملك فيقول يا رب قد عملت لحـ ولهم فيؤمر بالحاقهم بهـ
رواه عنه الطبراني وابن مردويهـ

جب آدمی جنت میں جائے گا اپنے ماں باپ اور اولاد کو پوچھے گا۔ ارشاد ہوگا کہ وہ تیسے درجے اور عمل کو نہ پہنچے۔ عرض کرے گا اے رب میرے! میں نے اپنے اور ان کے سب کے نفع کے لئے اعمال کئے تھے۔ اس پر حکم ہوگا کہ وہ اس سے ملا دیئے جائیں۔ اسے طہراتی نے اور ابن مڑوم نے ابن عباس سے روایت کیا۔

اس کی تصدیق میں عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کریمہ مذکورہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

ہم ذریۃ المؤمن یموتون علی الاسلام فان کانت منا نزل ایاہم ارفع من
 منا نزلہم لحقوبایا ہم ولم ینقصوا من اعمالہم التی عملوا شیعاً۔ رواہ عنہ
 ابن ابی حاتم۔

یہ ذریتِ مومن کا حال ہے جو اسلام پر مریں، اگر ان کے باپ دادا کے درجے ان منزلوں سے بلند تر ہوئے تو یہ اپنے باپ دادا سے ملا دیئے جائیں گے اور ان کے اعمال میں کوئی کمی نہ ہوگی۔
اسے روایت کیا ابن عباس سے ابن ابی حاتم نے۔

صحابہ اور اہل بیت کی اولاد کے درجات

جب عام صالحین کی صلاح ان کی نسل و اولاد کو دین و دنیا و آخرت میں نفع دیتی ہے تو

۱۔ الدر المنثور بحوالہ الطبرانی وابن مردویہ تحت لایۃ ۵۲/۲۱ دار احیاء التراث العربی بیروت ۵۵۵/۷
۲۔ " " ابن ابی حاتم " " " " " "

صدیقی و فاروق و عثمان و علی و جعفر و عباس و انصار کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی صلاح کا کیا کہنا، جن کی اولاد میں شیخ، صدیقی و فاروق و عثمانی و علوی و جعفری و عباسی و انصاری ہیں یہ کیوں نہ اپنے نسبِ کریم سے دین و دنیا و آخرت میں نفع پائیں گے۔ پھر اللہ اکبر حضرات علیہ سادات کرام اولادِ امجاد حضرت خاتونِ جنت بتول زہرا کہ حضور پر نور سید الصالحین سید العالمین سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بیٹے ہیں کہ ان کی شانِ توارف و اعلیٰ و بلند و بالا ہے۔ اللہ عز و جل فرماتا ہے:

اتما یرید اللہ لیذہب عنک الرجس اهل البیت ویطہرکم تطہیراً۔
 اللہ یہی چاہتا ہے کہ تم سے ناپاکی دور رکھے اے نبی کے گھر والو! اور تمہیں ستھرا کر دے خوب
 پاک فرما کر۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۲۳ ص ۲۳۹ تا ۲۴۲)

(۱۰) آیت کریمہ ”وَلَسَوْفَ يَعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَىٰ“ کی تفسیر سے متعلق نقل فرمایا،
حدیث ۱۲۴ عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کریمہ ”وَلَسَوْفَ يَعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَىٰ“
کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

من رضا محمد صلى الله تعالى عليه وسلم ان لا يدخل احد من اهل بيته النار - رواه ابن حجر عنه من طريق السدي -

یعنی اللہ عز وجل حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے وعدہ فرماتا ہے کہ بیشک عنقریب تمہارا رب اتنا دے گا کہ تم راضی ہو جاؤ گے، اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رضایہ ہے کہ حضور کے اہل بیت سے کوئی شخص دوزخ میں نہ جائے۔ اسے روایت کیا ابن جریر نے سیدی کے حوالہ سے عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۲۳ ص ۲۴۵)

(۱۱) فضل نسب سے متعلق آیات و احادیث میں تطبیق دیتے ہوئے فرمایا :
تنبیہ نبیہ اور نتیجہ — **اقول** ان نصوص جلیلہ قرآن عظیم و احادیث نبی کریم علیہ و علیٰ آلہ افضل الصلوٰۃ و التسلیم سے روشن ہوا کہ :

(۱) حدیث مسلم: عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ من ابطأ به

٣٣ / ٣٣ له القرآن الكريم

٢٨١/٣. دار احیاء التراث العربی بیروت تحت الآیة ٥/٩

الدر المنثور بحواله ابن جرير عن السدي " " " " " ٢٩٨/٨

عملہ لہٰذا یسرع یہ نسبہ لہ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ جو عمل میں پیچھے ہو اس کا نسب نفع بخش

نہ ہوگا۔ (ت)

میں نفی نفع مطلق ہے نہ کہ نفی مطلق، ورنہ معاذ اللہ کریمہ والمحقنا بہم ذریتہم (ہم نے ان کی ذریت کو ان سے ملا دیا) کے صریح معارض ہوگی۔

(۲) نہ کہ کریمہ :

فاذا انفخ فی الصور فلا انساب بینہم یومئذ ولا یتساءلون^۳۔

تو جب صور پھونکا جائے گا تو نہ ان میں رشتے رہیں گے اور نہ ایک دوسرے کی بات پوچھے کہ ایک وقت مخصوص کے لئے ہے۔

الأتربی قولہ تعالیٰ (کیا آپ دیکھ نہیں رہے اللہ تعالیٰ کے ارشاد کی طرف۔ ت) :

ولا یتساءلون (اور نہ ایک دوسرے کی بات پوچھے۔ ت)

مع قولہ عز وجل :

واقبل بعضهم علی بعض یتساءلون^۴۔

اور ان میں ایک نے دوسرے کی طرف منہ کیا پوچھتے ہوئے۔ (ت)

مروی سعید بن منصور فی سننہ وابناء حمید والمنذر واجب حاتم عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما قال انہما واقف فاما الموقف الذی لا انساب بینہم ولا یتساءلون عند الصعقة الاولى لا انساب بینہم فیہا اذا صعقوا فاذا کان انت النفخة الاخرة فاذا ہم قیام یتساءلون^۵۔

سعید ابن منصور نے اپنی سنن میں اور لیسر ابن حمید و منذر، اور ابی حاتم نے عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی، حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا : واقفت

۱۔ صحیح مسلم کتاب الذکر والدعار باب فضل الاجتماع علی تلاوة القرآن قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/۳۳۵

۲۔ القرآن الکریم ۲۳/۱۰۱

۳۔ القرآن الکریم ۵۲/۲۱

۴۔ ۵۲/۲۵

۵۔ الدر المنثور بحوالہ سعید بن منصور وابناء حمید والمنذر و ابی حاتم دار احیاء التراث العربی بیروت ۶/۱۰۹

(منازل حضوری) چند ہیں، لیکن وہ موقف جس میں نہ رشتے کام آئیں نہ ان کے ذریعہ سفارش، وہ صعقہ اولیٰ (پہلی کڑک) ہے اس میں رشتے کام نہ آئیں گے جب لوگ گھبرائے ہوئے اٹھیں گے، اور جب صعقہ ثانیہ ہوگا تو سب کھڑے ہو کر رشتوں سے سوال کریں گے۔

(۳) جبکہ احادیث متواترہ سے فضل نسب، فرق احکام و نفع آخرت بلاشبہ ثابت تو اشغال حدیث: الا لا فضل لعرب علی عجمی ولا لاحمر علی اسود (نہ عربی کی فضیلت عجمی پر ہے اور نہ ہی سفید کی کالے پر) و حدیث: انظر فانک لست بخیر من احمر ولا اسود الا ان تفضله بتقویٰ (بے شک تم سفید اور کالے سے بہتر نہیں ہو مگر تم کو صرف تقویٰ سے فضیلت حاصل ہے) میں مثل کریمہ: ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم (بے شک تم میں اللہ کے نزدیک کرم وہ ہے جو پرہیزگار ہے) سلب فضل کلی ہے نہ کہ سلب کلی فضل۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۲۳ ص ۲۴۷، ۲۴۸)

(۱۲) لیلۃ القدر کے موقع پر مساجد وغیرہ کو آراستہ کرنا اور چراغاں کرنا کیسا ہے۔ اس سلسلہ میں فرمایا: تزینین مذکور شرعاً جائز ست قال تعالیٰ قل من حرم منینۃ اللہ التي اخرج لعبادہ پمچناں روشنی بقدر حاجت و مصلحت نیز و حاجت باختلاف ضیق و سعت مکان و قلت و کثرت مردمان و وحدت و تعدد منازل و غیر ذلک مختلف گردد در منزلے تنگ و مجمع قلیل و دو چراغ با ہمیں یکے بسند ست و در دار وسیع و مجمع کثیر و منازل عدیدہ حاجت تابہ و بست و بیشتر می رسد۔

مذکورہ زیب و زینت شرعاً جائز ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: فرمادیجئے کہ اس زینت و زیبائش کو کس نے حرام ٹھہرا دیا ہے جو اس نے اپنے بندوں کے لئے ظاہر فرمائی ہے۔ اسی طرح ضرورت اور مصلحت کے مطابق روشنی کا انتظام کرنا بھی جائز ہے (مختلف حالات کے لحاظ سے ضرورت بدلتی رہتی ہے) مثلاً مکان کی تنگی اور کشادگی، لوگوں کی قلت و کثرت، منازل کی وحدت و تعدد وغیرہ ان صورتوں میں ضرورت اور حاجت میں تبدیلی آجاتی ہے۔ تنگ منزل اور تھوڑے مجمع میں دو تین چراغ بلکہ ایک بھی کافی ہوتا ہے۔ کشادہ اور بڑے گھر زیادہ لوگوں اور متعدد منزلوں کے لئے دس بیس بلکہ ان سے بھی زیادہ کی ضرورت پڑتی ہے۔ (ت)

(فتاویٰ رضویہ ج ۲۳ ص ۲۵۸)

۶۱۲/۳	مصطفیٰ البابی مصر	حدیث ۹	الترغیب والترہیب من احتقار المسلم الخ	۱۳/۴
۶۱۲/۳	" "	حدیث ۸	" "	۱۳/۴
		۳۲/۴	القرآن الکریم	

(۱۳) درختوں کو پیرِ صاحب کا کر کے جلانے اور استعمال میں لانے کو حرام سمجھنے کے بارے میں فرمایا: درختوں کو ربِ خواہ عبد کسی کے نام کا ٹھہرا کر اُن کا جلانا اور صرف میں لانا حرام سمجھنا اپنی طرف سے شریعتِ جدیدہ نکالنا اور بحیرہ و سائبہ مشرکین کی پیروی کرنا ہے جس پر رد و انکارِ شدید خود قرآن مجید میں موجود،

وَقَالَ تَعَالَى وَقَالُوا هَذِهِ الْأَعْمَامُ وَحَرْتُ حَجْرًا لِيُطْعِمَهُمُ الْآثَمِينَ نَشَاءُ بِنِعْمِهِمْ الْفَقْرَ قَوْلَهُ تَعَالَى سَيَجْزِيهِمْ بِمَا كَانُوا يَفْتَرُونَ ۝

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور مشرک اپنے خیال میں کہنے لگے یہ چوپائے اور کھیتی جن کی بندش کر دی گئی ہے ان کو وہی کھائے گا یا کھا سکے گا جسے ہم چاہیں گے، اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد تک، عنقریب اللہ تعالیٰ انہیں سزا دے گا اس جھوٹ کی جو وہ بناتے رہتے ہیں (ت) مسلمانوں پر ایسی بدعتِ شنیعہ باطلہ سے احتراز فرض ہے اللہ تعالیٰ سے ڈریں اور جلد توبہ کریں۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۲۳ ص ۲۶۱)

(۱۴) کھیت میں سے حضور پر نور سیدِ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے نام مبارک پر حصہ دینے کے بارے میں فرمایا:

کھیت میں سے حضور پر نور رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام پاک پر حصہ دینا اگر یوں ہے کہ حضور کو اس حصہ کا مالک سمجھا جاتا ہے یا اس دینے سے تصدقِ لوجہ اللہ منظور نہیں بلکہ حضور کی طرف تقرب بالذات مقصود یا یہ سمجھتے ہیں کہ یوں نہ کریں گے تو حضور معاذ اللہ ناراض ہو کر مضرت دیں گے یا کوئی بلا پہنچے گی، تو یہ سب اعتقادات باطلہ و فاسدہ و بدعاتِ سیئہ ہیں، اور اگر یوں نہیں بلکہ اللہ عز و جل کے لئے تصدقِ منظور، تو کھیتوں میں سے ایسا حصہ دینا خود قرآنِ عظیم میں مطلوب۔

قَالَ تَعَالَى وَآتُوا حَقَّهُ يَوْمَ حَصَادِهِ ۝

(اللہ تعالیٰ نے فرمایا) (لوگو!) کھیتی سے (حقداروں کا) حق اس کی کٹائی والے دن

ادا کیا کرو۔ (ت)

اور اس کے روکنے کی مذمت قصہ اصحابِ الجنتہ میں مذکور،

قَالَ تَعَالَى فَتَنَادُوا مُصْبِحِينَ ۝ أَنْ اْعْدُوا عَلَيَّ حَوْثَكُمْ أَنْ كُنْتُمْ

صارمین ۵ فانطلقوا و هم يتخافتون ۵ ان لا يدخلنها اليوم عليكم مسكين ۵ الايات۔
 اللہ تعالیٰ نے فرمایا : وہ باغ والے صبح ہوتے ہی سویرے سویرے ایک دوسرے کو بلانے
 لگے کہ سویرے اپنی کھیتی کی طرف چلو اگر تم اسے کاٹنے کا ارادہ رکھتے ہو پھر وہ چلے گئے جبکہ وہ آپس میں
 آہستہ آہستہ کہہ رہے تھے کہ آج تمہارے پاس کوئی محتاج نہیں آنا چاہئے (یعنی کسی محتاج کو
 اپنے قریب نہ آنے دیا جائے) (ت)

اور اس کا ثواب نذر روح اقدس کرنا اُس عملِ طیب میں طیب و خوبی ہی بڑھائے گا جبکہ کسی
 عقیدہ باطلہ کے ساتھ نہ ہو اس صورت میں اسے :

وجعلوا لله مما ذرأ من المحرث والا نعام نصيباً فقالوا هذا الله بزعمهم
 وهذا شركائنا الاية۔

جو کھیتی اور جانور اللہ تعالیٰ نے پیدا کئے ان میں انھوں نے اللہ تعالیٰ کا ایک حصہ مقرر
 کیا ہے ، پھر وہ اپنے خیال میں باطل کی بنا پر کہنے لگے یہ اللہ تعالیٰ کا حصہ ہے اور تم ہمارے
 شریکوں کا ، الاية۔ (ت)

میں داخل سمجھنا محض جہالت و زبان زوری ہے کما لایخفی (جیسا کہ پوشیدہ نہیں۔ ت)
 (فتاویٰ رضویہ ج ۲۳ ص ۲۶۱، ۲۶۲)

(۱۵) نومولود کے لئے ولادت سے قبل نیا مکان بنوانا اور پرانے کو منحوس جاننا کیسا ہے؟ اس
 سوال کے جواب میں فرمایا :

ایں رسم شنیع در آں زمان پاک اصلاً نہ بود بلکہ بعد آں نیز تا قرون متطاوولہ بلکہ ہنوز
 ہم در عامہ ولایت اسلام ازاں نشانے نیست ، ایں برسم مشرکین و ہنود ماند بلکہ ازاں ہم
 بالاتر رفتہ است ہندوان نیز ایں چنیں نہ کنند ایں کار اگر بخیاں ضلال بد فال نبودی اسراف
 بودے واللہ تعالیٰ یقول ولا تسرفوا انّہ لا یحب المسرفینؑ اسراف
 نکنید کہ خدائے دوست ندارد اسراف کنندگان را بلکہ بوجہ خلوا از فائدہ تبذیر بودے واللہ

۱۔ القرآن الکریم ۶۸ / ۲۱ تا ۲۴

۲۔ ۱۳۶ / ۶

۳۔ ۳۱ / ۷

تعالیٰ یقول "ان المبذورین کا نوا اخوان الشیاطین" مال بے سود برباد و ہند گان برادران شیاطین اند حالانکہ مبتنی براں وہم شیطانی ست۔

یہ قبیح رسم اس پاک زمانے میں بالکل نہ تھی بلکہ اس کے بعد بھی عرصہ دراز تک بلکہ اب تک عام اسلامی ممالک میں اس کا نام و نشان تک نہیں پایا جاتا، یہ ہندوانہ اور مشرکانہ رسوم کے مشابہ بلکہ ان سے بھی بدتر ہے کیونکہ ہندو بھی ایسا نہیں کرتے، اگر یہ عمل بد فالی اور گمراہی کے خیال سے نہ ہو تب بھی بوجہ اسراف معیوب ہے جبکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ "لوگو! بے جا خرچ کرنے سے پرہیز کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ کو فضول خرچ کرنے والے لوگ پسند نہیں تم اسراف نہ کیا کرو، اللہ تعالیٰ اسراف کرنے والوں کو دوست نہیں بناتا" یہ اقدام متعدد وجوہ کی بنا پر فائدے اور بھلائی سے خالی ہے اور تہذیب کے زمرے میں آتا ہے جبکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ "مال کو بے مقصد برباد کرنے والے شیطانوں کے بھائی ہیں" اس وہم کی بنیاد شیطانی ہے۔ (ت)

(فتاویٰ رضویہ ج ۲۳ ص ۲۶۵)

(۱۶) بعد ولادت نومولود کی ناری چھیدنے کو دائی جنائی کے ساتھ مختص قرار دینے والوں کے بارے میں فرمایا:

بچہ کی ناری چھیدنا سنت ہے اور اس کی خصوصیت کوئی نہیں کہ یہ کام دائی جنائی کرے یا باپ بھائی جو کرے، جو لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ دائی جنائی کے ساتھ خاص ہے اور وہ کو جائز نہیں وہ دل سے مسئلہ نکالتے ہیں اور شریعت پر اقرار رکھ کے گنہگار ہوتے ہیں۔

قال اللہ تعالیٰ "ولا تقولوا لما تصف السنتکم الکذب هذا حلال و هذا حرام، لتفتروا علی اللہ الکذب ات الذین یفترون علی اللہ الکذب لا یفلحون"۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا، تمہاری زبانیں جو کچھ جھوٹ بیان کرتی ہیں اس کے بارے میں یہ نہ کہا کرو کہ یہ حلال ہے اور یہ حرام ہے تاکہ تم اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھو۔ بیشک جو لوگ اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھتے ہیں وہ کبھی کامیاب نہیں۔ (ت)

(فتاویٰ رضویہ ج ۲۳ ص ۲۶۹، ۲۷۰)

(۱۷) بہن کے گھر بھائی کا رہنا اور خوش دامن کے گھر داماد کا رہنا شرعاً کیسا ہے؟ اس کے جواب میں فرمایا:

رسم مردود ہے کہ بہن بیٹی کے گھر کا پانی پینا بڑا جانتے ہیں کھانا تو بڑی چیز ہے، یہ رسم ضرور ناپاک و مردود ہے۔ مولیٰ سبحنہ و تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

ليس على الاعشى حرج ولا على الاعرج ولا على المريض حرج ولا على النفسكوان
تاكلوا من بيوتكم او بيوت اباؤكم او بيوت امهاتكم او بيوت اخوانكم او بيوت
اخواتكم او بيوت اعمامكم او بيوت عماتكم او بيوت اخوالكم او بيوت خالاتكم او ما
ملكتم مفاتحه او صدقكم

نہ اندھے پر تنگی نہ لنگڑے پر نہ بیمار پر نہ آپ تم پر کہ اپنی اولاد کے گھر کھانا کھا دیا اپنے باپ کے گھر
یا ماں کے گھر یا بھائیوں کے گھر یا بہنوں کے گھر یا چچا کے گھر یا پھوپھی کے گھر یا ماموں کے گھر
یا خالہ کے گھر یا جس کی کنجیاں تمہارے اختیار میں ہیں یا اپنے دوست کے یہاں۔

اس اجازت میں جیسے ایک وقت کا کھانا داخل ہے یوں ہی بشرط رضا و عدم بار چند وقت کا
خصوصاً جبکہ بہن یا ساس یا ان لوگوں کا مکان دوسرے شہر میں ہو اور یہ بعد مدت ملنے کو جائے
جب تک یہ نہ جانے کہ ان پر بار و ناگوار نہ ہو گا جہاں تک ایسے تعلقات میں ایسے بعد سے اتنے
دنوں بعد مہمان داری معروف ہے بلاشبہ رہ سکتا ہے، ہاں اتنا رہنا کہ اکتا جائے اور ناگوار ہو،
ناجائز، اور وہ کھانا بھی ناجائز، اگرچہ ماں باپ ہی کا گھر ہو، ہاں ماں باپ جبکہ محتاج ہوں مالدار
اولاد کے یہاں جتنے دن چاہیں رہ سکتے ہیں اگرچہ اسے ناگوار ہو کہ اس کے مال میں اتنا ان کا حق ہے اس
کی بے مرضی بھی لے سکتے ہیں۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۲۳ ص ۲۷۲، ۲۷۳)

(۱۸) شادی بیاہ کے موقع پر مروج غلط رسومات سے متعلق رسالہ ”ہادی الناس فی رسوم الاعراس“
میں فرماتے ہیں،

آٹبازی جس طرح شادیوں اور شبِ برات میں رائج ہے بیشک حرام و پورا جرم ہے کہ
اس میں تصبیح مال ہے۔ قرآن مجید میں ایسے لوگوں کو شیطان کے بھائی فرمایا۔

قال الله تعالى لا تبذروا تبذروا ان البذرین کا کھانا اخوان الشیاطین ط وکان
الشیطان لربہ کفر ۱۵

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: کسی طرح بے جا نہ خرچ کیا کرو کیونکہ بے جا خرچ کرنے والے شیطان کے بھائی ہوتے ہیں اور شیطان اپنے پروردگار کا بہت بڑا ناشکرا ہے۔ (ت)
(فتاویٰ رضویہ ج ۲۲ ص ۲۷۹)

(۱۹) آتش بازی کے بارے میں ایک سوال کے جواب میں فرمایا:
ناجائز ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

ولا تبذروا تبذیرا ۵ ان المبذرين كانوا اخوات الشياطين وكان الشيطان
لربہ کفوراً ۱۰

بے جا خرچ نہ کیا کرو کیونکہ بے جا اور فضول خرچ کرنے والے شیاطین کے بھائی ہوتے ہیں اور شیطان اپنے رب کا بڑا ناشکرا ہے۔ (ت)
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

ان الله تعالى حرم عليكم عقوق الامة مات واد البنات ومنع ادھات وکرة
لکم قیل وقال وکثرت السؤل واضاعة المال۔ رواه الشيخان عن المغيرة
بن شعبه رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

بیشک اللہ تعالیٰ نے تم پر ماؤں کی نافرمانی حرام کر دی، اور بچیوں کو زندہ درگور کرنا اور بچل کرنا اور گداگری کرنا اور ادھر ادھر کی فضول باتیں کرنا تم پر حرام کر دیا ہے، اور فرمایا: زیادہ سوال کرنا اور مال کو ضائع کرنا بھی حرام کر دیا گیا ہے۔ بخاری و مسلم نے اس کو حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سند کے ساتھ روایت کیا ہے۔ (ت)
(فتاویٰ رضویہ ج ۲۳ ص ۲۸۹)

(۲۰) ایک اور سوال کے جواب میں آتش بازی کے بارے میں فرمایا:
ممنوع و گناہ ہے،

لقلولہ تعالیٰ ولا تبذروا تبذیراً ۵ ولقلولہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کلّ لہو

۱۔ القرآن الکریم ۱۷/۲۶، ۲۷

۲۔ صحیح البخاری کتاب الادب باب عقوق الوالدین الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۸۸۴/۲

صحیح مسلم کتاب الاقضية باب النہی من کثرة السؤل الخ " " " ۷۶۷/۲

۳۔ اقتدرآن الکریم ۱۷/۲۶

المسلم حرام الا ثلاثاً

کیونکہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے بے جا خرچ نہ کیا کرو۔ اور حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: مسلمان کا ہر لہو حرام ہے سوائے تین کے۔ (ت)

مگر جو صورت خاصہ لہو و لعب و تبذیر و اسراف سے خالی ہو، جیسے اعلان ہلال، یا جنگل میں یا وقت حاجت شہر میں بھی دفع جب نورانِ موزی یا کھیت یا میوے کے درختوں سے جانوروں کے بھگانے اڑانے کو ناڑیاں پٹانے، تو مڑیاں چھوڑنا۔

فان الامور بمقاصدھا وقال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انما الاعمال بالنیات و انما لكل امرئ ما نوى۔

اس لئے کہ امور اپنے مقاصد پر مبنی ہوا کرتے ہیں اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اعمال کی بنیاد ارادوں اور نیتوں پر ہے اور ہر شخص کے لئے وہی ہے جس کا اس نے ارادہ کیا۔ (ت) (فتاویٰ رضویہ ج ۲۳ ص ۲۹۰، ۲۹۱)

(۲۱) لہو و لعب میں مستغرق اور محرمات کے مرتکب شخص کے بارے میں بزبان فارسی سوال کا جواب دیتے ہوئے فرمایا:

اللھم اغفر لنا، در فاسق و فاجر و مرتکب کبائر بودن این کس چہ جائے سخن و مجال دم زدن، قال اللہ تعالیٰ فرمان ایزدی ست: قل للمؤمنین یغضوا من ابصارهم و یحفظوا فروجهم ذلک انکم لہم انت اللہ خیر بما یصنعون اے نبی! مسلمانان را فرمائے تا چشمان خود بپوشند، و شرمگاہ خود را نگاہ دارند۔ ایں پاکیزہ تراست مرایشاں را۔ ہر آئینہ خدا ہے آگاہ است بہر کارے کہ می کنند، وقال تعالیٰ "ومن الناس من یشتری لہموا الحدیث لیطسل عن سبیل اللہ بغير علم و یتخذن ہاھن و اطا اولئک لہم عذاب مہین" از مردمان کسے است کہ نے فرد سخن لاغ و بازی تا بر اندازد از راہ خداے نادانستہ و سخرہ گیرد

۱۔ الدر المختار کتاب المحظور والایاتہ فصل فی البیع مطبع مجتبائی دہلی ۲۴۸/۲

جامع الترمذی ابواب فضائل الجہاد ۱۹۷/۱ و سنن ابن ماجہ ابواب الجہاد ص ۲۰۷

۲۔ صحیح البخاری باب کیف کان بدو الوحی قادیانی کتب خانہ کراچی ۲/۱

۳۔ القرآن الکریم ۳۰/۲۴ القرآن الکریم ۶/۳۱

آں را۔ مایں کساں کفرے است خوارکنده۔ حضرت عبداللہ بن مسعود و عبداللہ بن عباس و امام حسن بصری و سعید بن جبیر و عکرمہ و مجاہد و کحول و غیرہم ائمہ صحابہ و تابعین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین دریں آیت کریمہ سخن لاغ و بازی را بہ غنا و سرود تفسیر فرمودہ اند۔

ابو الصباء گوید این مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما را ازین آیت پرسیدم، گفت هو الغناء واللہ الذی لا الہ الا هو او سرود است سوگند بخداے کہ هیچ خداے نیست جز او۔ و یردد ہاثلث مرات سہ بار ہمیں سخن و سوگند را تکرار فرمود بلکہ خود در حدیث آمدہ حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرمود لا یحل تعلیم المغنیات ولا بیعہن و اثمانہن حرام، و فی مثل هذا أنزلت هذه الآية ومن الناس من یشتری لہموا الحدیث لیضل عن سبیل اللہ الحدیث، (ترجمہ) روانیست زنان سرانندہ را آموختن و نہ آنہا را خریدن و فروختن، و بہاے آنہا حرام است و در تہجین کار این آیت فرود آمدہ است کہ برخے از مردم سخن لاغ مے خرد تا مردمان را از راہ خداے دور برند، رواہ الامام البغوی عن ابی امامۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

وقال اللہ تعالیٰ، قال اذهب فمن تبعك منهم فان جہنم جزاؤکم جزاء موفوراً و استفز من استطعت منهم بصوتک و اجلب علیہم بخیلک و سر جلیک و شارکہم فی الاموال و الاولاد و وعدہم و ما یعدہم الشیطان الا غروراً و ان عبادی لیس لک علیہم سلطان حق جل و علا ما بلیس لعین را فرمود و ورشو، پس ہر کہ از فرزندان عالم ترا پیروی کند، پس ہر آئینہ دوزخ پاداش ہمشما است پاداش کامل، و سبک سار کن بلغزاں ہر کہ بر و دست یابی از ایشان بآواز خود، الایۃ۔

امام مجاہد کہ از اجلۃ تلامذہ سلطان المفسرین عبداللہ بن عباس است رضی اللہ تعالیٰ عنہم دریں آیت کریمہ آواز شیطان را بغنا و مزامیر تفسیر کردہ است۔

۴۲۲/۳	دارالکتب العلمیۃ بیروت	تحت الایۃ ۳۱/۶	معالم التنزیل (تفسیر البغوی)
" "	" "	" "	" "
۴۲۱/۳	" "	" "	معالم التنزیل
			القرآن الکریم ۱/۶۳ تا ۶۵

وقال تعالى: وليضربن بخمرهن على جيوبهن ولا يبدين زينتهن الا لبعولتهن
او ابائهن الاية یعنی اے نبی! زنانِ مومنات را فرماے کہ بزنند سرانداز ہائے خود را بر گریبان ہائے خود
(تاسرو و وسینہ و گلو ہم نہاں ماند) و نہ نمایند آرائش خود را مگر بشوہران یا محارم۔

وقال الله تعالى في اخر الكريمة "ولا يضربن باسجلهن ليعلم ما يخفين من
زينتهن ط و توبوا الى الله جميعا ايها المؤمنون لعلكم تفلحون" (ترجمہ) و زنان نزنند
پا ہائے خویش را تا دانستہ شود آنچه نہاں مے دارند از آرائش خود و ہمہ باز گردید بسوئے خداے
تعالیٰ اے مسلمانان تا بکام رسید (نجات یا بید)۔

وقال تعالى: ولا تقربوا الفواحش ما ظهر منها وما بطن (ترجمہ) و نزدیک مشوید کار ہائے
بے حیائی را ہر چہ از آنہا آشکارا است و ہر چہ نہاں است۔ ایں ہمہ آیات و غیر انہا در تحریم ہمہ اجزائے
ایں کار شفیع نص مبیع است، و در احادیث خود کثرتے است کہ احصا نتوان کرد۔

بالجملہ زنِ اجنبیہ را ایں چنین بے حجابانہ مجلس مردان راہ دادن (یکے)، و ہر چہ تمام تر ہر ہفت و
آراستہ پوش (دو)، مردمان را بسوئے او بنظر تلذذ دیدن (سہ)، و باعضائے عورتِ او از تہ
و موم و مساعد و بازو و وسینہ و گلو نگر لیستن (چار)، و سرود و زمزمہ اش (پنج)، و لفظ مزامیر بر آں
آتش تیز و تند (شش)، و پائے کوبی آں زن خاصہ با آواز غلغلا و زنگلہ زیور (ہفت)، و دیگر
حرکات فتنہ انگیز و شہوت خیز (ہشت)، ایں ہمہ ہا در شرع محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
حرام و حرام و حرام است، "ظلمت بعضها فوق بعض" یہ

الحاصل حرمت ایں فاحشہ شنیعہ از ضروریات دین محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تا آنکہ
ہر کہہ اور احوال داند بالقطع و یقین کافر شود، والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

یا اللہ! بخش دیجئے، اس شخص کے فاسق و فاجر ہونے میں بوجہ کبائر کے مرتکب ہونے کے
کیا شک باقی رہ جاتا ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد: "اے محبوب نبی! مسلمانوں سے فرما دیجئے

۱ القرآن الکریم ۲۴ / ۳۱

۲ " "

۳ ۱۵۱ / ۶

۴ ۴۰ / ۲۴

اپنی نگاہوں کو نیچے رکھیں اور اپنے ستر کی حفاظت کریں یہ ان کے لئے زیادہ بہتر اور پاکیزہ طریقہ ہے یقیناً اللہ تعالیٰ پوری طرح باخبر ہے ان کاموں سے جو وہ کیا کرتے تھے۔ نیز اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ”لوگوں میں کوئی ایسا شخص بھی ہے جو باقاعدہ کھیل کود کی باتیں خریدتا ہے تاکہ لوگوں کو بر بنائے بہالت راہ خدا سے بہکا دے اور اس کو یعنی اللہ تعالیٰ کے راستے کو ہنسی مذاق بنا دے، ان لوگوں کے لئے ذلیل کرنے والی سزا ہے۔“ چنانچہ حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت عبداللہ بن عباس، خواجہ حسن بصری، سعید بن جبیر، عکرمہ، مجاہد، کچول اور ان کے علاوہ دوسرے ائمہ، صحابہ کرام اور تابعین عظام (اللہ تعالیٰ ان سب سے راضی ہو) اس آیت کریمہ میں یہودگی اور کھیل کی بات سے گانا بجانا مراد لیتے ہیں اور اس کی یہی تفسیر فرماتے ہیں۔

ابو الصبار فرماتے ہیں کہ میں نے ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے آیت مذکورہ کے متعلق پوچھا، تو آپ نے فرمایا کہ اس سے گانا مراد ہے اس خدا کی قسم جس کے سوا کوئی سچا معبود نہیں۔ چنانچہ اس بات اور قسم کا تین مرتبہ تکرار فرمایا، بلکہ خود حدیث پاک میں آیا ہے کہ حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ”گویا عورتوں کو تعلیم دینا جائز نہیں اور نہ ہی ان کی خرید و فروخت جائز ہے بلکہ ان کی قیمت وصول کرنا بھی حرام ہے، اسی سلسلہ میں یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی کہ لوگوں میں کوئی وہ شخص ہے جو یا وہ کوئی والی باتیں خریدتا ہے تاکہ لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے راستے سے دُور کر دے۔“ امام بغوی نے حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے سے اسے روایت کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ابلیس لعین کو مخاطب کرتے ہوئے حکم فرمایا کہ یہاں سے چلا جا پھر اولادِ آدم میں جو کوئی تیرے پیچھے جائے گا یقیناً دوزخ ان سب کے لئے پوری اور کامل سزا ہے پھر ان میں سے جس پر تو قابو پائے اپنی آواز سے اُسے ہلکا پھلکا کرتے ہوئے پھسلادے اور ان پر لام باندھ لایا اپنے سواروں اور اپنے پیادوں کا، اور ان کا ساجھی ہو مالوں اور بچوں میں، اور انھیں وعدہ دے اور شیطان انھیں وعدہ نہیں دیتا مگر فریب سے، بیشک جو میرے بندے ہیں ان پر تیرا کچھ قابو نہیں۔

امام مجاہد جو مفسرین کے بادشاہ حضرت عبداللہ بن عباس کے حلیل القدر شاگردوں میں سے ہیں (اللہ تعالیٰ ان سب سے راضی ہو) وہ اس آیت کریمہ میں مذکور شیطان کی آواز سے گانا بجانا اور اس کے آلات وغیرہ مراد لیتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اے نبی مکرم! مسلمان عورتوں سے فرہادیجئے کہ وہ اپنے دوپٹے

اپنے گریبانوں پر ڈالے رکھا کریں تاکہ سر، بال، سینہ اور گلا سب باپردہ ہو جائیں اور اپنی زیبائش کو نمایاں نہ کیا کریں بجز ان کے جو ان کے شوہر یا دیگر محارم ہیں۔

اور اللہ تعالیٰ نے آیت کریمہ کے آخر میں ارشاد فرمایا: عورتیں اپنے پاؤں زور سے زمین پر نہ ماریں جس سے ان کی مخفی زینت ظاہر ہونے لگے، اور اے مسلمانو! تم سب اللہ کی طرف لوٹ جاؤ تاکہ مراد پالو۔

نیز ارشاد خداوندی ہے، لوگو! بے حیائی کے کاموں کے قریب بھی مت جاؤ خواہ وہ ظاہر ہوں یا مخفی۔ یہ تمام آیات اور ان کے علاوہ دوسری آیتیں اس بُرے کام کے تمام اجزاء کے حرام قرار دینے کے لئے قوی اور مضبوط نصوص ہیں۔ رہا احادیث کا معاملہ، تو وہ اس کثرت سے ہیں کہ ان کو احاطہ شمار میں نہیں لایا جاسکتا۔

(خلاصہ کلام) اس بُرے عمل میں بہت سی خرابیاں ہیں: (۱) غیر محرم عورت کا اس طرح بے پردہ مردوں کی محفل میں جانا، بیجان خیز اور فتنے کا باعث ہے (۲) اس کا آراستہ و پیراستہ ہونا اور بن ٹھن کر نکلتا (۳) مردوں کا اسے شہوت کی نگاہ سے حصول لذت کے لئے دیکھنا (۴) اس کے اعضاء مثلاً سر، بال، بازو، سینہ اور گلا ان سب کی طرف دیکھنا (۵) اس کا ترغیم سے گیت گانا (۶) گانے بجانے کے آلات استعمال کرنا، یہ ان پر مزید تند و تیز آگ ہے (۷) اس خاص عورت کا زور سے پاؤں زمین پر مارنا کہ جس سے اس کے زیورات کی جھنکار محسوس ہونے لگے (۸) ان سب کے علاوہ، دوسری فتنہ برپا کرنے والی حرکات اور شہوت خیز انداز، یہ سب کام حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شریعت میں حرام، حرام اور حرام ہیں، اور یہ ایک دوسرے پر مزید اندھیرے ہیں (ت)

خلاصہ یہ ہے کہ اس بُرے اور بے حیائی کے کام کی حرمت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دین میں واضح ہے، یہاں تک کہ جو کوئی اس کو حلال جانے وہ قطعی اور یقینی طور پر کافر ہو جائے گا۔ اللہ تعالیٰ کی پناہ۔ (ت)

(فتاویٰ رضویہ ج ۲۳ ص ۲۹۲ تا ۲۹۶)

(۲۲) اعلان نکاح کے لئے دف بجانے اور ہوائی فائرنگ کرنے سے متعلق عربی زبان میں ایک استفتاء کا مولانا ریاست علی خان اور مولانا شاہ سلامت اللہ علیہما الرحمہ نے عربی زبان میں جواب تحریر فرمایا اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس پر محققانہ تبصرہ فرمایا، بعد ازاں اسی مسئلہ کے بارے میں دیوبندی مفتی کے فتویٰ کا رد و تبلیغ کرتے ہوئے فرمایا:

امّا نرعم بعض جہلۃ الوہابیۃ ولعمری ما فی الوہابیۃ الا الجہلۃ

والله يتولى هذالك نعم من اراد التفاضل
فذلك المحرام جملة واحدة انت الله لا يحب من كان مختالاً فخوراً ولا اختصاص
لهذا بالدفع والبسندة بل لو تلا القراءات ونوى التفاضل كان حراماً محظوراً والى
اشياء موزوراً كما لا يخفى فهذا ما عندنا فى الباب وربنا سبحانه اعلم بالصواب و
صلّى الله تعالى على سيدنا ومولينا والال واصحاب امين !

ربا بعض جاہل و ہابیوں کا یہ خیال کہ یہ اسراف ہے، مجھے اپنی بقا کی قسم وہابیوں میں سوائے جہالت
کے کچھ نہیں۔ لہذا قول وہابیہ کہ یہ اسراف ہے اور اسراف حرام ہے، تو ان کا یہ قول معنی اسراف سے جہالت
ہے اور اس سے بھی عظیم جہالت ان کے بڑے جاہل سے صادر ہوئی اس نے اس کام کی حرمت میں
قرآن مجید کی آیت مبارکہ پڑھ لی ”بے جا خرچ کرنے والے شیطانوں کے بھائی ہیں“ اور وہ بیچارہ یہ نہ سمجھا کہ
اچھی اور بُری غرض اور بے فائدہ کام میں خرچ کرنے میں کتنا دافع اور کھلا فرق ہے، اگر ہر خرچ کرنا مباح کام
میں بلکہ اچھی غرض میں اسراف اور مذموم ہوتا تو جب اس کا اس سے معمولی رجب میں بھی حصول ممکن ہوتا پھر کھانے پینے
نکاح کرنے، سواری، لباس اور جائے سکونت اور ان سب میں وسعت اختیار کرنا حرام ہوتا حالانکہ یہ اتفاق
امت کے بالکل خلاف ہے اور صریح نصوص اس میں بغیر کسی نزاع کے وارد ہیں۔ غور کیجئے کہ ہمارا پروردگار
عزت و عظمت کا مالک اپنے محبوب کریم کو مخاطب کرتے ہوئے ارشاد فرما رہا ہے: فرما دیجئے کس نے
حرام کر دی اللہ تعالیٰ کی وہ زیب و زینت جو اس نے اپنے بندوں کے لئے ظاہر فرمائی اور وہ پاکیزہ کھانے کی
چیزیں۔ ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بلاشبہ اللہ تعالیٰ اس بات کو پسند فرماتا
ہے کہ اپنے کسی بندے پر آثارِ نعمت دیکھے۔ چنانچہ امام ترمذی نے اس کو روایت کر کے اس کی تحسین فرمائی،
اور حاکم نے اس کو عبد اللہ بن عمرو سے روایت کیا اور اس کو صحیح قرار دیا۔ اس کے باوجود کہ حضور علیہ الصلوٰۃ
والسلام کا حدیث صحیح میں یہ ارشاد موجود ہے: ابن آدم کے لئے غذا کے چند لقمے کافی ہیں جو اس کی پیٹھ کو
سیدھا رکھیں (الحديث)۔ یہ اس کے لئے مقرر فرمایا جس نے تین لقموں کا انکار کیا حالانکہ اس کے جواز پر
ائمہ کرام نے اتفاق کیا، تم دیکھتے ہو کہ ان روکنے والوں، اللہ تعالیٰ پر جرات کرنے والوں کو ایسی چیز سے جو ان
کی زبانیں جھوٹ بیان کرتی ہیں کہ یہ حرام ہے اور یہ منع ہے کہ لوگ رنگارنگ کھانے کھاتے ہیں باریک اور
پتلا لباس پہنتے ہیں اور یہ اور وہ کرتے ہیں، کاش وہ لوگ اس دسویں حصے پر اتفاق کرتے جو انھوں نے خرچ
کیا تو کافی تھا، اور یہ بھی خیال رہے کہ دف بجانا بھی خرچ سے غالی نہیں یا تو دف خریدنے پر خرچ آئے گا یا
بجانے کی اجرت دینی پڑے گی اور شاید یہ بارود کی قیمت سے زیادہ ہو، اور خالص اسراف یہ ہے کہ

ایسی غرض کے لئے خرچ کیا جائے جس میں کوئی حُسن و خوبی اور فائدہ نہ ہو، اور یہ میانہ روی سے متجاوز ہو۔
لہذا غور کیجئے کہ یہ کہاں اور وہ کہاں (بلکہ دونوں میں واضح فرق ہے) اور اللہ تعالیٰ تیری ہدایت کا مالک ہے،
ہاں اگر کسی نے آپس کے خرچ کرنے سے فخر کرنے کا ارادہ کیا تو یہ بالکل حرام ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ اترانے
والے فخر کرنے والے کو پسند نہیں کرتا، لہذا حرمت کادت اور بندوق سے کوئی اختصاص نہیں بلکہ اگر آپس
میں تفاخر سے تلاوت کلام پاک کی جائے تو یہ بھی حرام اور ممنوع ہے۔ پس اس صورت میں تلاوت کرنے والا
گنہ گار اور گناہ برداشتہ ہوگا جیسا کہ مخفی نہیں، لہذا اس باب میں ہماری یہی تحقیق ہے، اور ہمارا
پاک پرور گار راہِ صواب کو اچھی طرح جانتا ہے، ہمارے آقا و سرور اور ان کی آل اولاد و صحابہ پر اللہ تعالیٰ
کی خصوصی بارانِ رحمت ہو، آمین ! (فتاویٰ رضویہ ج ۲۳ ص ۳۱۶ تا ۳۱۹)

(۲۳) حدِ قذف کے بارے میں ایک طویل استفسار کا جواب دیتے ہوئے فرمایا:

صورتِ مستفسرہ میں زید ضرور مرتکبِ قذف کا ہوا اس نے سخت گناہ کبیرہ کیا اسلامی سلطنت میں وہ
اشی کوڑوں کا سزاوار تھا۔

قال اللہ تعالیٰ "فاجلدوہم ثمانین جلدۃ ولا تقبلوا لہم شہادۃ ایدا واولئک
ہم الفاسقون لہ"

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تہمت لگانے والوں کو اشی کوڑے لگاؤ پھر کبھی بھی ان کی گواہی نہ مانو

اور وہی نافرمان ہیں۔ (ت)

مگر یہاں نہ اسلامی سلطنت ہے نہ حدود جاری ہو سکتے ہیں نہ غیر سلطان کو حد کا اختیار ہے اور تعزیر
بالمال منسوخ ہے کما حقہ الامام الطحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ (جیسا کہ امام طحاوی
رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس کی تحقیق کی ہے۔ ت) اور منسوخ پر عمل جائز نہیں چارہ کار یہ ہے
کہ اُسے برادری سے خارج کریں مسلمان اس سے میل جول چھوڑ دیں جب تک توبہ نہ کرے، اگر توبہ
کرے تو اللہ عز و جل قبول فرمانے والا ہے۔ خود کرمۃ مذکورہ میں الا الذین تابوا کا استثناء ہے
مگر اس کی توبہ صرف یہی نہ ہوگی کہ اللہ عز و جل کے حضور تائب ہو بلکہ لازم ہوگا کہ عموماً اپنے قصور
کی معافی مانگے کہ وہ نہ صرف حق اللہ بلکہ حق العبد میں بھی گرفتار ہے اور تنہائی میں توبہ بھی کافی نہ ہوگی

اس نے مجمع میں گناہ کیا ہے مجمع ہی میں توبہ کرے، حدیث میں ہے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اذا عملت سيئة فاحذر عند ها توبة السر بالسر والعلائية بالعلانية^۱

جب تو کوئی گناہ کرے تو چھپے گناہ کی خفیہ اور برملا گناہ کی علانیہ توبہ کر۔ (ت)

(فتاویٰ رضویہ ج ۲۳ ص ۳۲۴)

(۲۴) بلا ثبوت کسی کو بدکار سمجھ کر اس کے پیچھے نماز چھوڑنے کے بارے میں فرمایا:

مسلمان پر بدگمانی حرام ہے،

قال الله تعالى: "يا ايها الذين امنوا اجتنبوا كثيرا من الظن ان بعض الظن

اشم^۲"

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے ایمان والو! بہت سے گمانوں سے بچو کیونکہ کچھ گمان گناہ ہیں (ت)

خاص معائنہ کے چار گواہ مرد ثقہ متقی پرہیزگار درکار ہیں بغیر اس کے جو اسے متہم بڑنا کرے گا

شرعاً اتنی ٹکڑوں کا مستحق ہوگا۔ زید کی امامت میں کوئی حرج نہیں، اور توبہ و استغفار مسلمان کو ہر حال

میں چاہئے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۲۳ ص ۳۲۶)

(۲۵) زنا کاری اور ناچ گانے کو پیشہ بنانے والوں کے بارے میں فرمایا:

ان سے میل جول نہ چاہئے،

قال تعالى: "واما ينسئلك الشيطان فلا تقعد بعد الذكرى مع القوم الظالمين^۳"

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اگر تمہیں شیطان کسی بھلاوے میں ڈال دے تو پھر یاد آجانے کے

بعد کبھی ظالموں کے پاس نہ بیٹھو۔ (ت)

بلکہ اور بہت فاسقوں سے اس بارے میں ان کا حکم اشد ہے کہ ان سے ملنے میں آدمی متہم ہوتا ہے

اور موضعِ تہمت سے بچنے کا حکم مؤکد ہے۔ حدیث میں ہے:

من كان يؤمن بالله واليوم الآخر فلا يقفن مواقع التهم^۴

جو کوئی اللہ تعالیٰ اور دن قیامت پر یقین رکھتا ہے تو اسے چاہئے کہ مقاماتِ تہمت میں نہ ٹھہرے۔ (ت)
(فتاویٰ رضویہ ج ۲۳ ص ۳۲۷)

(۲۶) ایک مجلس میں چند افراد کا مجتمع ہو کر اکٹھے قرآن مجید پڑھنا کیسا ہے؟ اس سلسلہ میں فرمایا:

قرآن مجید پڑھا جائے تو اسے کان لگا کر غور سے سُنا اور خاموش رہنا فرض ہے،
قال اللہ تعالیٰ "وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوا لَهُ وَأَنْصِتُوا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ" ^۱
اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: جب قرآن مجید پڑھا جائے تو اسے کان لگا کر (بغور) سُنو
اور خاموشی اختیار کرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔ (ت)

علماء کو اختلاف ہے کہ یہ استماع و خاموشی فرض عین ہے کہ جلسہ میں جس قدر حاضر ہوں سب
پر لازم ہے اُن میں جو کوئی اس کے خلاف کچھ بات کرے مرتکبِ حرام و گناہگار ہو گا یا فرض کفایہ ہے
کہ اگر ایک شخص بغور متوجہ ہو کر خاموش بیٹھا سُن رہا ہے تو باقی پر سے فرضیت ساقط، ثانی اوسع اور اول
احوط ہے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۲۳ ص ۳۵۲)

(۲۷) سوال آیا کہ مسجد میں وعظ کس کی اجازت سے ہو سکتا ہے؟ اس کے جواب میں فرمایا:
وعظ میں اور ہر بات میں سب سے مقدم اجازت اللہ و رسول ہے جل اللہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم،
جو کافی علم نہ رکھتا ہو اسے واعظ کہنا حرام ہے اور اس کا وعظ سُنا جائز نہیں، اور اگر کوئی معاذ اللہ
بد مذہب ہے تو وہ نائبِ شیطان ہے اس کی بات سُنی سخت حرام ہے، اور اگر کسی کے بیان سے
فتنہ اٹھتا ہو تو اسے بھی روکنے کا امام اور اہل مسجد سب کو حق ہے، اور اگر پورا عالم سُنی صحیح العقیدہ وعظ
فرمائے تو اسے روکنے کا کسی کو حق نہیں بقولہ تعالیٰ:

وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ مَنَعَ مَسَاجِدَ اللَّهِ أَنْ يُذْكَرَ فِيهَا اسْمُهُ ۖ

اور اس سے بڑا ظالم کون ہو گا جو اللہ تعالیٰ کے گھروں میں اس کا نام لینے سے روکے (ت)
(فتاویٰ رضویہ ج ۲۳ ص ۳۷۸)

(۲۸) مکتب و مدرسہ میں بروز جمعہ چھٹی پر قرآن سے استدلال کرتے ہوئے فرمایا:
جمعہ کی چھٹی ہمیشہ معمولِ علمائے اسلام ہے اور اسی قدر اس کی سند کے لئے کافی، ایسی

جگہ بالخصوص آیت یا حدیث ہونا ضرور نہیں، اور آیت و حدیث سے یوں بھی نکال سکتے ہیں کہ حدیث صحیح میں جمعہ کی پہلی ساعت سے جمعہ کی طرف جانے کی ترغیب فرمائی تو صبح سے فراغِ جمعہ تک تو وقت اہتمام و انتظارِ جمعہ میں گزرا، پڑھنے کا کیا وقت ہے، اگر کہتے مسجد میں جا کر پڑھے تو قبلِ جمعہ حلقہ سے ممانعت فرمائی، بعد نماز فرمایا گیا،

فاذا قضيت الصلوة فانتشروا في الارض وابتغوا من فضل الله۔

جب نماز ہو چکے تو زمین میں پھیل جاؤ اور اللہ کا فضل تلاش کرو۔
یہاں بھی تجارت و کسبِ حلال کا ذکر فرمایا نہ کہ تعلیم علم کا، تو معلوم ہوا کہ وہ دن چُھٹی کا ہے۔
(فتاویٰ رضویہ ج ۲۳ ص ۳۷۹)

(۲۹) کسی شخص نے کہا ہماری چار پائی دُور بچھاؤ تاکہ وعظ کی آواز ہمارے کان میں نہ آئے، اس کے بارے میں فرمایا:

اگر یہ امر واقعی ہے کہ وہ واعظِ سنی العقیدہ پورا عالمِ صحیح البیان تھا اور اس شخص نے بلاوجہ شرعی محض تکبر و عناد کے سبب وہ الفاظ کہے تو ضرور گنہگار اور سخت مواخذہ کا سزاوار ہوگا۔

فما لهم عن التذكرة معرضين كانهم حمر مستنفرات فرت من قسورة۔
انہیں کیا ہوا کہ وعظ سے منہ پھیرتے ہیں گویا وہ بھڑکے ہوئے گدھے ہیں کہ شیر سے بھاگے ہوں۔
اور اگر وہ واعظ بد مذہب تھا یا جاہل تھا یا غلطِ سلط بیان کرتا یا عالم کہ کسی طمع و غیہ کے سبب الٹی کہتا اس وجہ سے اجتراز کیا تو بجا کیا۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۲۳ ص ۳۸۶، ۳۸۷)
(۳۰) گم شدہ چیز کا پتا چلانے کے لئے لیس شریف سے نام نکالنا یا کوئی طریقہ اپنانا کیسا ہے؟
اس کے بارے میں فرمایا:

یہ طریقہ نامحمود و مضر ہیں اور ان سے جس کا نام نکلے اسے چور سمجھ لینا حرام۔
قال الله تعالى "يا ايها الذين امنوا اجتنبوا كثيرا من الظن ان بعض الظن اثم۔"
اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے ایمان والو! بہت سے گمانوں سے بچو کیونکہ بعض گمان گناہ ہیں۔ (ت)

۱۰/۶۲ لہ القرآن الکریم
۴۳/۴۹ تا ۵۱ لہ
۱۲/۴۹ لہ

۵۳۴
رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،
ایاکم والظن فان الظن اکذب الحدیث
گمان سے بچو کیونکہ گمان سب سے زیادہ جھوٹی بات ہے۔ (صحیح)

(فتاویٰ رضویہ ج ۲۳ ص ۳۹۶)

(۳۱) آیت کریمہ ”من یشفع شفاعۃ حسنة یکن له نصیب منها ومن یشفع شفاعۃ سیئۃ یکن له کفل منها“ کان اللہ علی کل شیء مقیتا“ کا مطلب اور شفاعت حسنہ و سیئہ سے کیا مراد ہے؟ اس کے متعلق فرمایا،

نیک بات میں کسی کی سفارش کرنا مثلاً سفارش کر کے مظلوم کو اس کا حق دلادینا یا کسی مسلمان کو ایذا سے بچالینا یا کسی محتاج کی مدد کر دینا شفاعت حسنہ ہے ایسی شفاعت کرنے والا اجر پائیگا اگرچہ اس کی شفاعت کارگر نہ ہو۔ اور بُری بات کے لئے سفارش کرنا مثلاً سفارش کر کے کوئی گناہ کر دینا شفاعت سیئہ ہے، اس کے فاعل پر اس کا وبال ہے اگرچہ نہ مانی جائے۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۲۳ ص ۴۰۰)

(۳۲) فونوگراف میں قرآن مجید بھرنے، سُنے اور اس سے مزامیر کی آوازیں سُنے کا حکم شرعی بیان کرتے ہوئے رسالہ ”الکشف شافیاً حکم فونوجرافیا“ میں فرمایا،

مقدمہ ثانیہ علمائے کرام نے وجود شے کے چار مرتبے لئے ہیں،

(۱) وجود فی الایمان جس طرح زید کہ خارج میں موجود ہے۔

(۲) وجود فی الالذہان کہ صورت زید جو اس کے لئے مرآت ملاحظہ ہے ذہن میں حاضر ہے۔

(۳) وجود فی العبارة کہ زبان سے نام زید لیا گیا،

فان الاسم عبارة عن المسمی وفي مسند احمد و سنن ابن ماجه و صحاح
الحاکم و ابن جہان عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن النبی صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم عن ربہ عز وجل ”انا مع عبدی اذا ذکر فی و تحرکت بی شفتاۃ“

۱۔ صحیح مسلم کتاب البر والصلة باب تحريم الظن والتجسس قديمي کتب خانہ کراچی ۳۱۶/۲

۲۔ مسند امام احمد بن حنبل عن ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۵۴۰/۲

صحیح البخاری کتاب التوحيد باب قول اللہ لا تحرک بہ الخ قديمي کتب خانہ کراچی ۱۱۲۲/۲

الترغيب والترهيب کتاب الذکر والدعاء مصطفیٰ البابي مصر ۳۹۳/۲ و ۳۹۴

کیونکہ نام اپنے مستثنیٰ سے عبارت ہے (اور اُسی کو ظاہر کرتا ہے) چنانچہ مسند امام احمد، سنن ابن ماجہ، صحیح حاکم اور صحیح ابن جان میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حوالے سے روایت فرماتے ہیں کہ آپ نے اپنے پروردگار عزوجل سے ذکر فرمایا (کہ وہ ارشاد فرماتا ہے) میں اپنے بندے کے ساتھ ہوتا ہوں جب میرا ذکر کرتا ہے اور میرے ذکر سے اس کے ہونٹ حرکت کرتے ہیں۔ (د ت)

(۴) وجود فی الکتابۃ کہ نام زید لکھا گیا،

قال اللہ تعالیٰ "یجدونہ مکتوبا عندہم فی التورۃ والانجیل"۔

(اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا) اس نبی کو اہل کتاب اپنے پاس توریت و انجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

ظاہر ہے کہ عامہ ایمان میں یہ دونوں اخیر بلکہ خوشانی بھی شے کے خود اپنے وجود نہیں کہ حصول اشیاء باشبہا ہے نہ کہ بانفسہا۔

اقول وهذا هو عندی حقیقۃ انکار ائمتنا المتکلمین الوجود الذہنی ای

ان الشئ لیس فی الذہن بل شبہہ و حملہ الامام الرازی علی انکار کونہ علما ثم ذهب بہ المتأخرون الی ما ذہبوا و الا فانکار قیام معان بالاذہان مما لا یعقل عن عاقل فضلا عن ادلیک اساطین العلم والعرفان۔

اقول (میں کہتا ہوں) یہی میرے نزدیک حقیقت ہے۔ اور ہمارے ائمہ اہل کلام کا وجود

ذہنی کا انکار کرنا بایں معنی ہے کہ خود شے ذہن میں نہیں ہوتی بلکہ اس کی شبہ اور مثال ہوتی ہے۔ اور امام فخر الدین رازی نے اس بات کو اس پر حمل کیا کہ اس سے علم شے کے ہونے کا انکار مراد ہے۔ پھر ائمہ متأخرین اس مسئلہ میں گئے ہیں کہ جس طرف رہ گئے ہیں ورنہ اذہان کے ساتھ قیام معانی کا انکار کرنا کسی صاحب عقل سے غیر معقول ہے (جو تابع فہم نہیں) چہ جائیکہ اُن علم و عرفان کے ستونوں سے (اس بات کا انکار ہو)۔ (د ت)

مگر ہمارے ائمہ سلف رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے عقیدہ حقہ صادقہ میں یہ چاروں نحو قرآن عظیم کے حقیقی موطن وجود و تحقیقی مجالی شہود ہیں وہی قرآن کہ صفت قدیمہ حضرت عزت عزہ و جلالہ اور اس کی

ذات پاک سے ازل ابد قائم و مستحیل الانفکاک ولا هو ولا غیرہ لا خالق ولا مخلوق (جو ازل ابدی طور پر
(اللہ تعالیٰ کی ذات کے ساتھ) قائم ہے پس اس کا جدا ہونا محال ہے، نہ عین ذات ہے، اور نہ وہ اس کا
غیر ہے، نہ وہ خالق ہے اور نہ مخلوق ہے) ہے یقیناً وہی ہماری زبانوں سے متلو، ہمارے کانوں سے مسموع
ہمارے اوراق میں مکتوب، ہمارے سینوں میں محفوظ ہے۔ والحمد للہ رب العالمین۔ نہ یہ کہ کوئی اور جدا
شے قرآن پر دال ہے، نہیں نہیں، یہ سب اسی کی تجلیاں ہیں، ان میں حقیقت وہی متجلی ہے بغیر اس کے
کہ وہ ذات الہی سے جدا ہوا یا کسی حادث سے ملایا اس میں حلول کیا، یا کسوتوں کے حدوث سے اس کے
دامن قدم پر کوئی داغ آیا، یا ان کے تکرر سے اس کی طرف تعدد نے راستہ پایا۔

دبدم گر لباس گشت بدل شخص صاحب لباس را چغل

(اگر ساعت بہ ساعت لباس بدل گیا تو صاحب لباس کا اس میں کیا نقصان ہے۔ ت)

مہرے ست دراز تاب خفاش ایمان باید ترا نہ کنش گاش

(چمگاؤڑ طویل کچی والی کا مہر ہے، تجھ میں ایمان ہونا چاہئے نہ کہ صلاح و مشورہ۔ ت)

ابو جہل نے جبریل امین علیہ الصلوٰۃ و التسلیم کو شتر نوجوان کی شکل میں دیکھا کہ منہ کھولے ہوئے اس پر
حملہ کیا، کوئی کہہ سکتا ہے کہ وہ جبریل نہ تھے کوئی اور چیز جبریل پر دلالت کرنے والی تھی؟ حاشا یقیناً جبریل
ہی تھے اگرچہ یہ بھی یقیناً معلوم ہے کہ جبریل کی صورت جمیلہ ہرگز صورت جمیلہ نہیں لہ ستماۃ جناح
قد سد الافق (اس کے یعنی جبریل علیہ السلام کے چہرہ پر ہیں جو آسمان کے کناروں پر روک بن گیا۔ ت)
اس راز کو اہل حقائق ہی خوب سمجھتے ہیں ہم پر تسلیم و اذعان واجب ہے۔ اللہ عز و جل فرماتا ہے:

وَ اِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوْا لَہٗ وَ انصتُوا لعلَّکُمْ تَرْحَمُوْنَ

جب قرآن مجید پڑھا جائے تو خاموش ہو کر اُسے کان لگا کر سنو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔ (ت)

اور فرماتا ہے:

فاجبرہ حتی یسمع کلام اللہ

تو اُسے پناہ دو (یعنی آنے والے کو) تاکہ وہ اللہ تعالیٰ کا کلام سُنے۔ (ت)

اور فرماتا ہے:

فاقرء واما تيسر من القرآن ۱

پڑھو جس قدر قرآن مجید آسان ہو (یعنی آسانی سے پڑھ سکو)۔ (ت)

اور فرماتا ہے :

ولقد يسرنا القرآن للذكر فهل من مدكر ۲

یقیناً ہم نے نصیحت کے لئے قرآن مجید آسان کر دیا، بھلا ہے کوئی نصیحت ماننے والا۔ (ت)

اور فرماتا ہے :

بل هو آيت بينت في صدورنا الذين اوتوا العلم ۳

بلکہ وہ روشن اور واضح آیتیں ہیں اُن لوگوں کے سینوں میں محفوظ ہیں جنہیں علم سے نوازا گیا۔ (ت)

اور فرماتا ہے :

وانه لفي زبر الاولين ۴

بیشک وہ پہلے لوگوں کے صحیفوں میں موجود ہے۔ (ت)

اور فرماتا ہے :

في صحف مكرمة مرفوعة مطهرة ۵

وہ باعزت، بلند اور پاک صحیفوں میں مرقوم ہے۔ (ت)

اور فرماتا ہے :

بل هو قرآن مجيد ۶ في لوح محفوظ ۷

بلکہ شرف و بزرگی والا قرآن کریم لوح محفوظ (محفوظ تختی) میں (لکھا ہوا) ہے۔ (ت)

اور فرماتا ہے :

انه لقرآن كريم ۸ في كتاب مكنون ۹ لا يمسسه الا المطهرون ۱۰

بیشک یہ باعزت قرآن مجید ایک پوشیدہ کتاب میں درج ہے، اس کو سوائے پاکیزہ افراد کے

۱۰ القرآن الکریم ۵۴ / ۱۷

۵۴ " ۱۹۶ / ۲۶

۵۶ " ۲۲ و ۲۱ / ۸۵

۱۰ القرآن الکریم ۲۰ / ۷۳

۵۳ " ۴۹ / ۲۹

۵۵ " ۱۴، ۱۳ / ۸۰

۷۵ " ۷۹ تا ۷۷ / ۵۶

اور کوئی ہاتھ نہیں لگا سکتا۔ (ت)
اور فرماتا ہے :

نزل به الروح الامين ۛ على قلبك لتكون من المنذرين ۛ بلسان عربي مبين ۛ
— الى غير ذلك من الآيات۔

اسے روح الامین (حضرت جبریل علیہ السلام) نے واضح عربی زبان میں تمہارے قلب اطہر پر اتارا تاکہ تم درسنانے والے حضرات میں سے ہو جاؤ۔ یہاں تک کہ ان کے علاوہ اور بھی بے شمار اس نوع کی آیات ہیں۔ (ت)

دیکھو اسی کو مقروء، اسی کو مسموع، اسی کو محفوظ، اسی کو مکتوب قرار دیا۔ اُسی کو قرآن اور اپنا کلام فرمایا۔ سیدنا امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فقہ اکبر میں فرماتے ہیں :

القرآن كلام الله في المصاحف مكتوب وفي القلوب محفوظ وعلى السنة مقروء
وعلى النبي صلى الله تعالى عليه وسلم منزل ولقظنا بالقرآن مخلوق وكتابتنا
له مخلوق وكلام الله تعالى غير مخلوق۔

قرآن مجید اللہ کا کلام صحیفوں میں لکھا ہے اور دلوں میں محفوظ ہے اور زبانوں پر پڑھا گیا ہے اور حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات اقدس پر اتارا گیا ہے، اور ہمارا قرآن مجید کو بولنا اور اسی طرح اس کو لکھنا اور پڑھنا مخلوق ہے لیکن بایں ہمہ اللہ کا کلام مخلوق نہیں۔ (ت)
(فتاویٰ رضویہ ج ۲۳ ص ۴۳۹ تا ۴۴۲)

(۳۳) رسالہ مذکورہ میں فونوگراف کی ساخت اور حقیقت پر بحث کرتے ہوئے فرمایا :

وجہ دوم : یہ صورت تو وہ تھی کہ اُن کا گلاسوں پلیٹوں کا پلید و نجس ہونا معلوم یا مظنون ہی ہو
فان الظن في الفقهيات ملتحق باليقين لاسيما مثل امرا لا احتياط في الدين
(کیونکہ فقہی مسائل میں گمان، یقین کے ساتھ ملحق ہے خصوصاً اس نوع کے دینی احتیاط کے معاملہ
میں۔ ت) بلکہ اگر حالتِ شبہہ ہو جب بھی حکم احتراز ہے کہ مجرمات میں شبہہ ملحق بیقین ہے کما نص
عليه في الهداية وغيرها (جیسا کہ ہدایہ وغیرہ میں اس پر نص کی گئی ہے۔ ت) اب وہ

۱۔ القرآن الکریم ۲۶/۱۹۳ تا ۱۹۵

۲۔ فقہ اکبر مع وصیت نامہ ملک سراج الدین اینڈ سنز کشمیری بازار لاہور ص ۴

صورت فرض کیجئے کہ پلیٹ وغیرہ کی طہارت یقینی ہو اس کے اجزاء اور بنانے کا طریقہ معلوم ہو جس میں کہیں نجاست کا خلط نہیں تو اس میں ایک کھلی سخت شدید نجاست معنوی رکھی ہوئی ہے وہ یہ کہ اس کا عام بجانا، سُنا، سنانا سب کھیل تماشے کے طور پر ہوتا ہے، قرآن عظیم اس لئے نہیں اُترا، اُسی عزت والے عزیز عظیم سے پوچھو کہ وہ کھیل کے طور پر اپنے سننے والوں کی نسبت کیا فرماتا ہے:

اقترب للناس حسابهم وهم في غفلة معرضون ۝ ما يأتیهم من ذکر من سربهم
محدث الا استمعوه وهم يلعبون ۝ لاهية قلوبهم ۝

لوگوں کے لئے ان کا حساب نزدیک آیا اور وہ غفلت میں روگرداں پڑے ہیں، نہیں آتا ان کے پاس ان کے رب سے کوئی نیا ذکر مگر اُسے کھیلتے ہوئے سنتے ہیں دل کھیل میں پڑے ہوئے۔
اور فرماتا ہے:

افمن هذا الحديث تعجبون ۝ وتضحكون ۝ ولا تبكون ۝ وانتم سامدون ۝
تو کیا اس کلام کو اچنبھا بناتے ہو اور ہنستے ہو اور روتے نہیں اور تم کھیل میں پڑے ہو۔
اور فرماتا ہے:

وذر الذين اتخذوا دينهم لعبا ولهوا وغرتهم الحياة الدنيا وذكر به
ان تبسل نفس بما كسبت ليس لها من دون الله ولي ولا شفيع وان تعدل كل
عدل لا يؤخذ منها أولئك الذين ابسلوا بما كسبوا لهم شراب من حميم وعذاب
اليم بما كانوا يكفرون ۝

چھوڑ دے ان کو جنہوں نے اپنے دین کو کھیل تماشا بنا لیا اور دنیا کی زندگی نے انہیں فریب دیا
اور اس قرآن سے لوگوں کو نصیحت دے کہیں پکڑی نہ جائے کوئی جان اپنے کئے پر کہ خدا سے جدا نہ اُس کا
کوئی حمایتی ہو نہ سفارشی اور اگر اپنے چھڑانے کو سارے بدلے دے کچھ نہ لیا جائے یہ ہیں وہ لوگ کہ اپنے
کئے پر گرفتار ہوئے، انہیں پینا ہے کھولتا پانی اور دُکھ کی مار بدلہ ان کے کفر کا۔

اور فرماتا ہے:

ونادى اصحاب النار اصحاب الجنة ان افيضوا علينا من الماء و مما سرقم الله

قَالُوا إِنَّ اللَّهَ حَرَّمَ مَعَالَى الْكُفْرِينَ ۝ الَّذِينَ اتَّخَذُوا دِينَهُمْ لَهْوًا وَلَعِبًا وَغَرَّتْهُمْ الْحَيَاةُ
الدُّنْيَا فَالْيَوْمَ نَنفُسُهُمْ كَمَا نَفَسُوا الْقَاءَ يَوْمَهُمْ هَذَا وَمَا كَانُوا بِآيَاتِنَا يَجْحَدُونَ ۝

دوزخی ہشتیوں کو پکاریں گے کہ ہمیں اپنے فیض سے تھوڑا پانی دو یا وہ رزق جو خدا نے تمہیں دیا، وہ کہیں گے بیشک اللہ نے یہ دونوں چیزیں کافروں پر حرام کر دی ہیں جنہوں نے اپنے دین کو کھیل تماشا بنالیا اور انہیں دنیا کی زندگی نے فریب دیا تو آج ہم اُن کو بھلا دیں گے جیسا وہ بھولے اُس دن کا ملنا اور جیسا جیسا ہماری آیتوں سے انکار کرتے تھے۔

واقعی کفار نے یہ بڑا داؤ مسلمانوں سے کھیلنا کہ اُن کے دین کی جڑ اُن کے ایمان کی اصل قرآن عظیم کو خود اُن کے ہاتھوں کھیل تماشا بنوا دیا، یہ ان لوگوں کے فونو سے قرآن سننے سنانے کا خاص جزئیہ ہے کہ قرآن عظیم نے اس کی ایجاد سے تیرہ سو برس پہلے ظاہر فرما دیا، اس سے بڑھ کر اور سخت بلا کیا ہوگی، اس سے بدتر اور گندی نجاست کیا ہوگی! والیہا ذل اللہ رب العالمین۔

وجہ سوم: زید اس مجمع لہو و لغو میں ہے تماشے کے طور پر قرآن مجید سنایا جا رہا ہے اس کا دعویٰ ہے کہ میں تذکر و فکر ہی کے طور پر سن رہا ہوں مجھے لہو مقصود نہیں، اگر یہ صحیح ہو جب بھی وہ گناہ و جرم سے بری نہیں، ایسے مجمع میں شریک ہونا ہی کب جائز تھا اگرچہ تیری نیت نیت خیر ہو۔ کیا قرآن عظیم نے نہ فرمایا:

وَإِذَا سَأَلَ الَّذِينَ يَخُوضُونَ فِي آيَاتِنَا فَأَعْرِضْ عَنْهُمْ حَتَّى يَخُوضُوا فِي حَدِيثٍ غَيْرِهِ ۚ وَإِمَّا يُنسِيَنَّكَ الشَّيْطَانُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرَىٰ مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ۝
اور جب تو انہیں دیکھے جو ہماری آیتوں کو مشغلہ بنا رہے ہیں تو اُن سے منہ پھیر لے یہاں تک کہ وہ کسی اور بات کے شغل میں پڑیں اور جو کہیں تجھے شیطان بھلا دے تو یاد آئے پر ظالموں کے پاس سے فوراً اٹھ کھڑا ہو۔

یہ کیا اسی کی یاد دہانی میں دوسری جگہ اس سے بھی صاف تر و سخت تر نہ فرمایا:

وَقَدْ نَزَّلَ عَلَيْكَ فِي الْكِتَابِ إِتِ إِذَا سَمِعْتُمْ آيَاتَ اللَّهِ يَكْفُرُ بِهَا وَيَسْتَهْزِئُ بِهَا
فَلَا تَقْعُدُوا مَعَهُمْ حَتَّى يَخُوضُوا فِي حَدِيثٍ غَيْرِهِ ۚ إِنَّكُمْ إِذَا مَثَلْتُمْ هَٰذَا

جامع المنفقين والكافرين في جهنم جميعاً^۱

بیشک اللہ تم پر قرآن میں حکم اتار چکا کہ جب تم سُنو کہ خُدا کی آیتوں پر گرویدگی نہیں کی جاتی اور ان کی منہسی بنائی جاتی ہے تو تم ان کے پاس نہ بیٹھو جب تک وہ اور بات کے شغل میں نہ پڑیں اور وہاں بیٹھے تو تم بھی انہیں جیسے ہو، بیشک اللہ تعالیٰ منافقوں اور کافروں سب کو جہنم میں اکٹھا کرے گا۔

آیتوں کو کھیل بنانے والے کافر ہوئے، اُس وقت اُن کے پاس بیٹھنے والے منافق ٹھہرے، یہاں پاس بیٹھنے کا نتیجہ یہ ہوا کہ جہنم میں بھی اکٹھے رہے، والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ معالم التنزیل میں ہے عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا :

دخل في هذه الآية كل محدث في الدين وكل مبتدع الى يوم القيامة^۲

اس آیت میں قیامت تک کا ہر مبتدع ہر بد مذہب داخل ہے۔

وجہ چہارم : صلحار نے خاص اپنا جلسہ کیا جس میں سب نیت صالح والے ہیں اور تفکر و تذکرہ ہی کے طور اس میں سے قرآن مجید سنا خاص اُس سے سننے کی یہ ضرورت تھی کہ اس میں کسی اعلیٰ قاری کی نہایت دردناک و دلکش قرأت بھری ہے اس میں سے قرأت سنانے والا بھی انہیں میں کا ہے کہ اس نے اس کا بنانا چلانا سیکھ لیا ہے۔

اقول (میں کہتا ہوں۔ ت) اب یہاں دو نظریں ہیں :

نظر اولیٰ و نظر دقیق۔

نظر اولیٰ صاف حکم کرے گی کہ اب اس میں کیا حرج ہے، جب پلیٹیں طاہر و پاک فرض

کر لی گئیں تو حرج صرف نیت لہو کار ہا، اس سے یہ لوگ منزہ ہیں اور بھرنے والوں کی نیت فاسدہ کا ان پر کیا اثر۔

قال الله تبارك وتعالى "ولا تذروا نسمة واحدة منكم اُخري^۳۔"

اللہ تبارک و تعالیٰ نے ارشاد فرمایا : کوئی جان کسی دوسری جان کا بوجھ نہ اٹھائے گی (ت)

اور کوئی فی نفسہ جائز کام کفار سے سیکھنے میں حرج نہیں اگرچہ انہیں کی ایجاد ہو جیسے گھڑی، تار، ریل

۱۔ القرآن الکریم ۴/۱۴۰

۲۔ معالم التنزیل (تفسیر البغوی)

۳۔ القرآن الکریم ۶/۱۶۴

دار الکتب العلمیہ بیروت ۱/۳۹۲

تحت الآية ۴/۱۴۰

وغیرہا، اور فونڈاتِ خود معازف و مزامیر سے نہیں کہ اس کے لئے کوئی خاص آواز ہی نہیں جس کے واسطے اُسے وضع کیا ہو اس سے قصد کی جاتی ہو وہ تو ایک آلہ مطلقہ ہے جس کی نسبت ہر گونہ آواز کی طرف ایسی ہے جیسی اوزانِ عروضیہ کی کلام کی طرف، بلکہ حروفِ ہجا کی معنی کی طرف، حروفِ ہجا من حیث ہی حروفِ الہجا علومِ رسمیہ میں کسی خاص معنی کے لئے موضوع نہیں بلکہ وہ آلہ تادیب معانی مختلفہ ہیں جیسے معنی چاہیں اُن سے ادا کر سکتے ہیں اچھے ہوں خواہ بُرے، یہاں تک کہ ایمان سے کفر تک سب انھیں حروف سے ادا ہوتا ہے ایسے آلہ مطلقہ کو من حیث ہی کذا حسن یا قبیح کسی کے ساتھ موصوف نہیں کر سکتے بلکہ وہ مدح و ذم و ثواب عقاب میں اس چیز کا تابع ہوتا ہے جو اس سے ادا کی جائے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۲۳ ص ۵۵ تا ۵۸)

(۳۴) ایک خیال باطل کا دفعیہ کرتے ہوئے فرمایا:

اقول (میں کہتا ہوں۔ ت) اور یہ خیال کہ ایک ہمارے چھوڑے سے کیا ہوتا ہے ہم نہ لیں گے تو اور ہزاروں لینے والے ہیں مقبول نہیں، ہر ایک کا یہی خیال کرے تو کوئی بھی نہ چھوڑے تو حکمِ شرع معطل رہ جائے، چھوٹے کا یونہی کہ ہر ایک اپنے ہی استعمال کو اس کا ذریعہ اصطناع سمجھے، جب سب چھوڑ دیں گے آپ ہی بنانا معدوم ہو جائے گا، اور اگر نہ چھوڑیں تو ہر ایک کو اپنی قبر میں سونا اپنے کئے کا حساب دینا ہے اوروں سے کیا کام، ایسی ہی جگہ کے لئے ارشاد ہوا ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا عَلَيْكُمْ أَنْفُسَكُمْ لَا يَضُرُّكُمْ مِنْ ضَلَّ إِذَا اهْتَدَيْتُمْ ط
اے ایمان والو! تم اپنی جان کی اصلاح کرو تمہیں اوروں کی گمراہی سے نقصان نہیں جبکہ تم خود راہ پر ہو۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۲۳ ص ۶۴)

(۳۵) جمہور کے نزدیک سیاہ خضاب ممنوع ہے۔ چنانچہ اس سلسلہ میں فرمایا:

عقود الدریہ میں ہے:

العمل بما علیہ الاکثریۃ

اس پر عمل کرنا ہے جس پر اکثر ہیں۔ (ت)

قولِ جمہور پر حدیث صحیح صحاح ستہ:

عن ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

۱۰۵/۵ القرآن الکریم

۳۵۶/۲
۱۰۵/۵ العقود الدریۃ فی تنقیح الفتاویٰ الحامدیۃ مسائل و فوائد شتی من الخطو والاباحۃ حاجی عبدالرکن بازار قندھار افغانستان
رد المحتار فصل فی البسرا ۱۵۱/۵ و کتاب الخطو والاباحۃ فصل فی البسرا ۲۴۴/۵ دار احیاء التراث العربی بیروت

لعن الله الواشبات والمستوشبات والناصمات والمتنصصات والمتفلجات للحسن
المغيرات خلق الله ﷻ

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے روایت فرمایا کہ
اللہ تعالیٰ ان عورتوں پر لعنت کرے جو خال گودنے والی اور خال گدوانے والی ہیں، چہرہ کے بال نوچنے
اور نچوانے والی ہیں، اور خوبصورتی کے پیش نظر دانتوں کے درمیان کشادگی بنانے والی ہیں، اللہ تعالیٰ
کی تخلیق میں تبدیلی کرنے والی ہیں۔ (ت)

شاہد عدل ہے عورت زیادہ اس کی محتاج ہے کہ شوہر کی نگاہ میں آراستہ ہو، جب اسے یہ امور
تغیر خلق اللہ کے سبب حرام و موجب لعنت ہوئے تو مرد پر بدرجہ اولیٰ۔

وقد قال تعالى لا تبدل خلق الله ﷻ وقال تعالى عن عدوة ابليس ولا منهم فليغيرن
خلق الله ﷻ

اور اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: (لوگو!) اللہ تعالیٰ کی تخلیق (پیدائش) میں کوئی تبدیلی نہیں۔
نیز اللہ تعالیٰ نے اپنے دشمن شیطان لعین سے حکایتاً فرمایا (کہ اس نے کہا) ضرور انھیں حکم دوں گا کہ وہ
اللہ تعالیٰ کی تخلیق میں تبدیلی کریں گے۔ (ت) (فتاویٰ رضویہ ج ۲۳ ص ۴۹۳)
(۳۶) شادی کے موقع پر دُلہا یا اس کا والد دُلہن کے استاذ کو کچھ پیسے دے تو اس کو لینا کیسا ہے؟
اس کے بارے میں فرمایا:

اگر بخوشی دیئے لینا جائز ہے اور مجبوری سے دیئے تو حرام۔

قال الله تعالى "يا ايها الذين امنوا لا تاكلوا اموالكم بينكم بالباطل الا ان
تكون تجارة عن تراخى منكم ﷻ" واللہ تعالیٰ اعلم۔

(اللہ تعالیٰ نے فرمایا:) آپس میں اپنے مال نا جائز طریقہ سے نہ کھاؤ مگر یہ کہ تمہاری رضامندی

صحیح البخاری	باب اللباس	باب الموصولة و باب المستوشمة	قدیمی کتب خانہ کراچی ۸۷۹ - ۸۷۲
صحیح مسلم	باب تحريم فعل الواصلة	" " "	۲۰۵/۲
مسند احمد بن حنبل	عن عبد الله	المکتب الاسلامی بیروت	۴۳۴/۱
جامع الترمذی	باب ما جاء في الواصلة	امین کمپنی دہلی	۲۰۱/۲
سنن ابی داؤد	باب صلة الشعر	آفتاب عالم پریس لاہور	۲۱۸/۲
سنن النسائی	كتاب الزينة	نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی	۲۹۲/۲
۱۰ القرآن الکریم ۳۰/۳	۱۱ القرآن الکریم ۴/۱۱۹	۱۲ القرآن الکریم ۴/۲۹	

سے تجارت اور کاروبار ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۳۷) ہندوؤں کے سودی معاملہ کی وثیقہ نویسی کرنے والے کے بارے میں استفغار کا جواب دیتے ہوئے فرمایا :

اللہ عزوجل فرماتا ہے :

ومن یتق اللہ یجعل لہ مخرجاً ویرزقہ من حیث لا یحتسب ومن یتوکل علی اللہ فہو حسبہ

جو اللہ سے ڈرے گا اللہ تعالیٰ اس کے لئے ہے ہر تنگی سے نجات کی راہ نکال دے گا اور اسے وہاں سے روزی دے گا جہاں اس کا گمان بھی نہ پہنچے اور جو اللہ پر بھروسہ کرے تو اللہ اسے کافی ہے۔

اے اپنے رب سے ڈرنے والے بندے! بیشک سود لینا اور دینا اور اس کا کاغذ لکھنا اور اس پر گواہی کرنا دینا سب کا ایک حکم ہے اور سب پر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے لعنت فرمائی اور فرمایا وہ سب برابر ہیں۔ صحیح حدیث میں ہے :

لعن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اکل الربا وموکلہ وکاتبہ وشاہدیہ وقال ہم سواہ

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سود کھانے والے، کھلانے والے، اے دیکھنے والے، آ لکھنے والے اور اس کی گواہی دینے والوں پر لعنت فرمائی۔ اور ارشاد فرمایا : یہ سب گناہ میں برابر ہیں۔ (ت) فوراً اس کا چھوڑ دینا اور اس سے توبہ کرنا فرض ہے، اور بشارت ہو کہ یہ نیک پاکیزہ خیال کہ اللہ عزوجل کے خوف سے پیدا ہوا حکم آیت مذکورہ وجہ حلال سے رزق طیب ملے اور اللہ عزوجل کی رضا کی خوشخبری دیتا ہے اور بیشک جو اللہ تعالیٰ پر توکل کرتا ہے اللہ اسے بس ہے۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۲۳ ص ۵۵۶، ۵۵۷)

(۳۸) وظائف و اعمال کے اثر کرنے کی شرائط بیان کرتے ہوئے فرمایا :

(۲) صبر و تحمل، دن گزریں تو گھبرائیں نہیں کہ اتنے دن پڑھتے گزرے ابھی کچھ اثر نہ ہوا یوں اجابت بند کر دی جاتی ہے بلکہ پسار ہے اور ٹول لگائے رہے کہ اب اللہ و رسول اپنا فضل کرتے ہیں۔

اللہ عزوجل فرماتا ہے :

ولو انهم رضوا ما آتاهم الله ورسوله وقالوا حسبنا الله سيؤتينا الله من فضله ورسوله انا الى الله راغبون

کیا خوب ہوتا اگر وہ اللہ اور رسول کے دینے پر راضی ہو جاتے اور کہتے ہمیں اللہ کافی ہے اب ہمیں عطا فرماتے ہیں اللہ اور رسول اپنے فضل سے ، بے شک ہم اللہ کی طرف لو لگائے ہیں۔
حدیث میں ہے :

يستجاب لاحدكم ما لم يعجل فيقول قد دعوت فلم يستجب لي
تمھاری دُعائیں قبول ہوتی ہیں جب تک جلدی نہ کرو کہ میں نے دُعا کی اور اب تک قبول نہ ہوئی۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۲۳ ص ۵۵۸)

(۳۹) مجلس میلاد کے لئے چندہ دے کر واپس لے لیا کہ ہم مسجد کی مرمت میں صرف کریں گے۔ اس میں ایک روپیہ زائد بھی آگیا۔ پھر اس کو کھاپی گئے۔ اب کیا حکم ہے ؟ ایسے لوگوں کے بارے میں فرمایا : جو وعدہ مسجد میں صرف کرنے کا کیا تھا اگر اس پر قائم تھے اور بوجہ حاجت اس وقت صرف کر لیا اور دل میں یرنیت تھی کہ اس کے عوض مسجد میں اتنا لگا دیں گے تو اللہ عزوجل سے وعدہ خلافی بھی نہ ہوئی، اور اگر یرنیت نہ تھی تو خلاف وعدہ کا وبال ہوا، اور معاذ اللہ اس کی نحوست شدید ہے۔

قال الله تعالى "فاعقبهم نفاقا في قلوبهم الى يوم يلقونه بما اخلفوا الله ما وعدوه وبما كانوا يكذبون"

(اللہ تعالیٰ نے فرمایا) پھر اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں نفاق جما دیا اُس دن تک کہ اس سے وہ ملیں گے اس لئے کہ انھوں نے اپنے کئے ہوئے وعدہ کی اللہ تعالیٰ سے خلاف ورزی کی اور اس لئے کہ وہ جھوٹ کہا کرتے تھے (ت)

مگر وہ ایک روپیہ زائد جو ان کو دیا گیا اس کا کھالینا ہر طرح انھیں حرام تھا بہر حال وہ مرتکب غضب و حرام

۱۔ القرآن الکریم ۹/۵۹

۲۔ صحیح مسلم کتاب الذکر والدعاء باب انه يستجاب للداعي ما لم يعجل الخ قیدی کتب خانہ کراچی ۲/۳۵۲

۳۔ القرآن الکریم ۹/۷۷

ہوئے اُن پر تو بہ فرض ہے اور اس ایک روپیہ کا تاوان دینا لازم۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۲۳ ص ۵۶۰)
(۴۰) وظیفہ مقرر ہونے کے باوجود لوگوں سے کچھ لینے والے قاضیوں کے بارے میں سوال کا جواب دیتے ہوئے فرمایا:

اگر مجبر میگیرند ظالم و غاصب اند، قال اللہ تعالیٰ "ولا تاکلوا اموالکم بینکم بالباطل" و قال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کل المسلم علی المسلم حرام دمہ و مالہ و عرضہ و اگر بسوال و تضرع میگیرند نیز حرام است قال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لا تحل الصدقة لغنی ولا لذی مرة سوى در ہندیہ وغیرہ است ما جمع السائل بالتکدی فهو خبیث بر سلطان اسلام و ولایة و حکام و محتسبان و لایة مقام فرض است کہ آنہارا ازین کردار باز دارند قال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من رای منکم منکر ا فلیغیرہ بیدہ فان لم یستطع فبلسانہ فان لم یستطع فبقلبہ و ذلک اضعف الایمان قال اللہ تعالیٰ "ولا ینہکم الربانیون و الاحبار عن قولہم الاثم و اکلہم السحت لبئس ما کانوا یصنعون" تسأل اللہ العفو و العافیة۔

اگر وہ لوگوں سے زبردستی لیتے ہیں تو اس صورت میں ظالم اور غاصب ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: لوگو! ایک دوسرے کے مال آپس میں ناجائز طریقے سے نہ کھاؤ۔ اور حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مسلمان کی ہر چیز دوسرے مسلمان پر حرام ہے اس کا خون، مال اور آبرو۔ اور اگر عاجزانہ طور پر گڑا گڑا کر سوال کرتے اور لیتے ہیں تو پھر بھی حرام ہے، چنانچہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: صدقہ و خیرات کسی مالدار اور طاقتور اور تندرست آدمی کے لئے حلال نہیں۔ چنانچہ فتاویٰ ہندیہ وغیرہ میں ہے: کاوش اور چھینا جھپٹی سے جو کچھ سائل نے جمع کیا ہے وہ خبیث (ناپاک) مال ہے۔

۱۔ القرآن الکریم ۲/۱۸۸

۲۔ صحیح مسلم کتاب البر باب تحریم ظلم المسلم الخ قیدی کتب خانہ کراچی ۳۱۴/۲

۳۔ مسند امام احمد بن حنبل حدیث عبد اللہ بن عمرو دار الفکر بیروت ۱۹۲/۲

سنن ابی داؤد کتاب الزکوٰۃ باب من یعطی من الصدق الخ آفتاب عالم پریس لاہور ۲۳۱/۱

۴۔ فتاویٰ ہندیہ کتاب الکراہیۃ الباب الخامس عشر نورانی کتب خانہ پشاور ۳۴۹/۵

۵۔ مسند امام احمد بن حنبل حدیث ابی سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ دار الفکر بیروت ۴۹/۳

۶۔ القرآن الکریم ۵/۶۳

لہذا شاہِ اسلام، مقرر کردہ والی، حکام اور احتساب کرنے والے، بلند عہدہ رکھنے والے، اُن پر فرض ہے کہ ایسے ذلیل سائلوں کو اس کاروائی سے روک دیں۔ چنانچہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو کوئی تم میں سے کوئی بُرائی دیکھے تو اسے زور بازو سے بدل دے (یعنی اسے بند کر دے) اگر یہ طاقت نہ ہو تو پھر زبان سے اصلاح کرے، اور اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو پھر اُسے دل سے بُرا سمجھے لیکن یہ سب ضعیف تر ایمان ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: گناہ کی بات کہنے اور حرام کھانے سے اللہ والے اور پادری انہیں کیوں نہیں روکتے بلاشبہ بہت بُری کاروائی ہے جو وہ سرانجام دے رہے ہیں۔ ہم اللہ تعالیٰ سے معافی اور عافیت کا سوال کرتے ہیں۔ (ت) (فتاویٰ رضویہ ج ۲۳ ص ۵۶۴، ۵۶۵)

(۴۱) محکمہ آبکاری میں ملازمت کرنے والوں کے بارے میں فرمایا:

شراب کا بنانا، بنوانا، چھونا، اٹھانا، رکھنا، رکھوانا، بیچنا، بکوانا، مول لینا، دلوانا سب حرام حرام حرام ہے۔ اور جس نوکری میں یہ کام یا شراب کی نگہداشت اس کے دامنوں کا حساب کتاب کرنا ہو سب شرعاً ناجائز ہیں۔ قال اللہ تعالیٰ:

ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان

(لوگو! گناہ اور زیادتی کے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد نہ کیا کرو۔) (ت)

(فتاویٰ رضویہ ج ۲۳ ص ۵۶۵، ۵۶۶)

(۴۲) شرع میں تحویف واقعی معتبر ہے نہ کہ محض دھمکی۔ چنانچہ فرمایا:

ایک تحویف واقع ہوتی ہے معلوم ہے کہ ایسا نہ ہوا تو معاذ اللہ ضبطی جامداد وغیرہ ناقابلِ مضرتوں کا سامنا ہے اور ایک نری دھمکی، شانی کا اعتبار نہیں۔

قال اللہ تعالیٰ اناذکم الشیطان یخوف اولیاءہ فلا تخافوہم وخافون ان کنتم مؤمنین

(اللہ تعالیٰ نے فرمایا) یہ شیطان ہے کہ تمہیں اپنے دوستوں سے ڈراتا ہے تو اُن سے نہ ڈرو مجھ سے ڈرو اگر ایمان رکھتے ہو۔

اور اول ضرور معتبر ہے اور الامن اکسہ کی حد میں داخل۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(فتاویٰ رضویہ ج ۲۳ ص ۵۶۹، ۵۷۰)

(۴۳) قرضِ حسنہ دے کر واپسی کا مطالبہ کرنے کے بارے میں فرمایا:
 قرضِ حسنہ دے کر مانگنے کی عمانعت نہیں، ہاں مانگنے میں سببِ سختی نہ ہو،
 وان كان ذو عسرة فنظرة الى ميسرة۔ لہ

اگر مقرض تنگدست (اور نادار) ہو تو اُسے آسانی تک مہلت دینی چاہئے۔ (ت)
 اور اگر مدیون نادار ہے جب تو اسے مہلت دینا فرض ہے یہاں تک کہ اس کا ہاتھ پہنچے اور جو دے سکتا ہے
 اور بلا وجہ لیت و لعل کرے وہ ظالم ہے اور اس پر تشنیع و ملامت جائز۔
 قال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مطل الغنی ظلم، ولی الواجد یحل مالہ و
 عرضہ ۛ

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، مالدار کا (ادائیگی قرض میں) مال مٹول کرنا ظلم ہے،
 اور پانے والے کا کترانا اور پہلو بچانا اس کے مال اور عزت کو مباح کر دیتا ہے۔ (ت)

(فتاویٰ رضویہ ج ۲۳ ص ۵۸۵، ۵۸۶)

(۴۴) حاجی نے حج کے لئے رقم ایک کمپنی کو جمع کرائی، کمپنی نے بنک میں جمع کرا کے اس پر سود لیا اس
 پر حاجی گنہگار ہو گیا یا نہیں؟ اس سوال کے جواب میں فرمایا:

حاجی نہ اپنی خوشی سے جمع کرتا ہے نہ اس کی یہ نیت ہے کہ کمپنی سود لے، اگر لے گی تو اس کا
 وبال اس پر ہے حاجی پر الزام نہیں،

لا تزر وافرصة و نرس اخرى و تحلل فعل فاعل مختار یقطع النسبة
 كما فی الهدایة وغیرھا۔

کوئی شخص کسی دوسرے کا بوجھ نہ اٹھائے گا۔ فاعل مختار کا فعل درمیان میں آڑے آگیا جو نسبت
 کو قطع کر دیتا ہے، جیسا کہ ہدایہ وغیرہ میں مذکور ہے۔ (ت) (فتاویٰ رضویہ ج ۲۳ ص ۵۹۹)

(۴۵) منطق و فلسفہ و دیگر علوم عقلیہ حاصل کرنے کی شرائط بیان کرتے ہوئے فرمایا:
 خامساً اس کا ذہن بھی سلیم اور طبع مستقیم دیکھ لے بعض طبائع خواہی نخواہی زین

کی طرف جاتے ہیں حتیٰ بات اُن کے دلوں پر کم اثر کرتی اور جھوٹی جلد پیر جاتی ہے۔

قال اللہ تعالیٰ "وان یروا سبیل الرشدا لا یتخذوا سبیلًا ۝ وان یروا سبیل الغی یتخذوا سبیلًا" لہ

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: اگر درستی اور ہدایت کی راہ دیکھیں تو اس پر نہیں چلتے اور اگر گمراہی کی راہ دیکھ لیں تو اس پر چلنے لگتے ہیں۔ (ت)
بالجملہ گمراہ ضال یا مستعد ضلال کو اس کی تعلیم حرام قطعی ہے۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۲۳ ص ۶۳۵)

(۴۶) دینی معلم و استاذ کے حقوق و تعظیم کے بارے میں تاکید کرتے ہوئے فرمایا،
اُسی میں تا تاریخانیہ سے ہے،

یقدّم حقّ معلّمہ علی حقّ ابویہ و سائر المسلمین، و یتواضع لمن علمہ خیراً
ولو حرفاً ولا ینبغی ان یخذلہ ولا یتأثر علیہ احدا فان فعل ذلک فقد فصح
عمروۃ من عری الاسلام ومن اجلالہ ان لا یقرع بابہ بل ینتظر
خروجہ ۱۷۔

یعنی استاذ کے حق کو اپنے ماں باپ اور تمام مسلمانوں کے حق سے مقدم رکھے اور جس نے
اسے اچھا علم سکھایا اگرچہ ایک ہی حرف پڑھایا ہو اس کے لئے تواضع کرے اور لائق نہیں کہ کسی
وقت اس کی مدد سے باز رہے اپنے استاد پر کسی کو ترجیح نہ دے، اگر ایسا کرے گا تو اس نے
اسلام سے رشتوں سے ایک رستی کھول دی، اور استاذ کی تعظیم سے ہے کہ وہ اندر ہو اور یہ
حاضر ہو تو اس کے دروازہ پر ہاتھ نہ مارے بلکہ اس کے باہر آنے کا انتظار کرے ۱۷۔

قال اللہ تعالیٰ "ان الذین ینادونک من وراء الحجرات اکثرہم لا یعقلون
ولوانہم صبروا حتّٰی تخرج الیہم لکان خیر الہم واللہ غفور رحیم" ۱۸
اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: یقیناً جو لوگ آپ کے حجروں کے باہر سے پکارتے اور آوازیں

۱۸ القرآن الکریم ۱۴۶/۷

۱۹ فتاویٰ عالمگیری کتاب النکاحیۃ الباب الثلاثون نورانی کتب خانہ پشاور ۳۷۸/۵

۲۰ القرآن الکریم ۴۹/۴ و ۵

دیتے ہیں ان میں زیادہ تر بے عقل اور نا سمجھ ہیں، اگر وہ آپ کے باہر تشریف لانے کا انتظار کرتے ہوئے (صبر کرتے تو یہ اُن کے حق میں بہت بہتر ہوتا۔ اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا بے حد مہربان ہے) (ت) (فتاویٰ رضویہ ج ۲۳ ص ۶۳۸)

(۴۷) حفظِ قرآن کو بیکار و بے ثمر سمجھنے کے وسوسے میں مبتلا شخص کے بارے میں فرمایا، انجام اس وسوسۂ ابلیس و فساد باطنی کا یہ ہے کہ وہ قرآن مجید بھول جائے اور ان وعیدوں کا مستحق ہو جو اس باب میں وارد ہوئیں۔ اللہ جل جلالہ فرماتا ہے:

وَمَنْ أَغْرَضَ عَنْ ذِكْرِي الْآيَةُ۔

جو میرے ذکر یعنی قرآن سے مُنہ پھیرے گا سو اس کے لئے تنگ عیش ہے اور ہم اسے قیامت کے دن اندھا اٹھائیں گے۔ کہے گا اے میرے رب! تو نے مجھے اندھا کیوں اٹھایا اور میں تو تھا انکسیرا، اللہ تعالیٰ فرمائے گا یونہی آئی تھیں تیرے پاس ہماری آیتیں سو تو نے انھیں بھلا دیا اور ایسے ہی آج تو بھلا دیا جائے گا کہ کوئی تیری خبر نہ لے گا۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۲۳ ص ۶۴۶)

(۴۸) علوم دینیہ کی تکمیل کے بعد اقلیدس و حساب وغیرہ دیگر علوم و فنون سیکھنا مباح ہے۔ چنانچہ فرمایا:

غرض یہ علوم ضروریہ تو ضرور مقدم ہیں اور ان سے غافل ہو کر ریاضی، ہندسہ، طبعیات، فلسفہ یا دیگر خرافات و فلسفہ پڑھنے پڑھانے میں مشغولی بلاشبہ متعلم و مدرس دونوں کے لئے حرام ہے اور ان ضروریات سے فراغ کے بعد پورا علم دین فقہ، حدیث، تفسیر عربی زبان اس کی صرف، نحو، معانی، بیان، لغت، ادب وغیرہ آلات علوم دینیہ بطور آلات سیکھنا سکھانا فرض کفایہ ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِنْهُمْ طَائِفَةٌ لِيَتَفَقَّهُوا فِي الدِّينِ۔

پھر ایسا نہ ہوا کہ ان کے گروہ میں سے ایک جماعت نکلتی تاکہ لوگ دین کی سمجھ حاصل کرتے (ت) یہی علوم علم دین ہیں اور انھیں کے پڑھنے پڑھانے میں ثواب، اور ان کے سوا کوئی فن یا زبان کچھ کارِ ثواب نہیں، ہاں جو شخص ضروریات دین مذکورہ سے فراغت پا کر اقلیدس، حساب،

مساحت، جغرافیہ وغیرہ وہ فنون پڑھے جن میں کوئی امر مخالف شرعی نہیں تو ایک مباح کام ہوگا جب کہ اس کے سبب کسی واجب شرعی میں خلل نہ پڑے ورنہ نہ

مبادا دل آں فرومایہ شاد از بہر دنیا دہد دیں بباد
(اللہ کرے اس کینے کا دل کبھی خوش نہ ہو جس نے دنیا کے لئے دین برباد کیا۔ ت)
(فتاویٰ رضویہ ج ۲۳ ص ۶۴۸)

(۴۹) دوسروں کو حقیر اور خود کو بڑا سمجھنے والے شخص کے بارے میں فرمایا:
رہا اپنے آپ کو بہتر سمجھنا یہ تکبر ہے اس کے لئے یہی آیت کافی ہے کہ اللہ عز و جل فرماتا ہے:
اليس في جهنم مثوى للمتكبرين
کیا نہیں ہے دوزخ میں ٹھکانا تکبر کرنے والوں کا، یعنی ضرور ان کا ٹھکانا جہنم ہے۔
(فتاویٰ رضویہ ج ۲۳ ص ۶۵۰)

(۵۰) جو عالم و حافظ اپنے بچوں کو دینی علم سے محروم رکھ کر انگریزی تعلیم دلائے اور اپنی لڑکیوں کے عقد غیر مشروع سے کرے قیامت میں اس سے باز پرس ہوگی یا نہیں؟ اس کے جواب میں فرمایا:
ضرور باز پرس کا محل ہے، اللہ عز و جل فرماتا ہے:
يا ايها الذين امنوا اتقوا انفسكم واهليكم ناراً
اے ایمان والو! اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو آتش دوزخ سے بچاؤ (ت)
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:
كلکم راع وكلکم مسئل عن رعیتہ

تم میں سے ہر ایک چرواہا (نگہبان) ہے اور تم میں سے ہر ایک سے اس کی رعیت (زیر دست) کے بارے میں باز پرس ہوگی۔ (ت)
(فتاویٰ رضویہ ج ۲۳ ص ۶۵۱)
(۵۱) قرآن مجید کا ترجمہ کرتے ہوئے محذوفات و مطالب وغیرہ کو خطوط ہلالی یعنی برکیٹ میں لکھنا کیسا ہے؟
اس سوال کے جواب میں فرمایا:

لہ القرآن الکریم ۶۰/۳۹

لے ۶/۶۶

۳۰/۶

مؤستہ الرسالہ بیروت

حدیث ۱۰۷۷۱

لے کنز العمال

الحمد لله قرآن عظیم بحفظ الہی عز وجل ابد الابد تک محفوظ ہے تحریف محرفین و انتحال متحیلین کو اس کے سراپردہ عزت کے گرد بار ممکن نہیں لایا تیبہ الباطل من بین یدیدہ ولا من خلفہ (باطل اس کے آگے اور پیچھے سے نہیں آسکتا۔ ت) خدا اس کے وجہ کریم کو جس نے قرآن اتارا اور اس کا حفظ اپنے ذمہ قدرت پر رکھا،

اَنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاَنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ۔

ہم ہی نے قرآن پاک کو اتارا اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔ (ت)

توریت و انجیل کچھ تو ملعون اجباروں نے اپنے اغراض ملعونہ سے روپے لے کر اپنے مذہب ناپاک کے تعصب سے قصداً بدلیں اور کچھ ایسے ہی ترجمہ کرنے والوں نے اس غلط و خبط کی بنیادیں ڈالیں مرور زمان کے بعد وہ اصل زیادت مل ملا کر سب ایک ہو گئیں، کلام الہی و کلام بشر مختلط ہو کر تمیز نہ رہی۔ الحمد للہ نفس قرآن میں اگرچہ یہ امر محال ہے تمام جہان اگر اکٹھا ہو کر اُس کا ایک نقطہ کم و بیش کرنا چاہے ہرگز قدرت نہ پائے مگر ترجمہ سے مقصود اُن عوام کو معافی قرآن سمجھانا ہے جو فہم عربی سے عاجز ہیں خطوط ہلالی نقول و در نقول خصوصاً مطالع میں ضرور مخلوط و نامضبوط ہو کر نتیجہ یہ ہو گا کہ دیکھنے والے عوام اصل ارشاد قرآن کو اس مترجم کی زیادت سمجھیں گے اور مترجم کی زیادات کو رب العزۃ کا ارشاد یہ باعث ضلال ہو گا اور جو امر منجر بہ ضلال ہو اس کی اجازت نہیں ہو سکتی اسی لئے علماء مترجمین نے ترجمہ کا یہی دستور رکھا کہ بین السطور میں صرف ترجمہ اور جو فائدہ زائدہ ایضاح مطلب کے لئے ہو وہ حاشیہ پر لکھا انھیں کی چال چلنی چاہئے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۲۳ ص ۶۷۸، ۶۷۹)

(۵۲) وہابیوں کے پاس اپنے بچوں کو پڑھانا کیسا ہے؟ اس سوال کے جواب میں فرمایا:

حرام حرام حرام، اور جو ایسا کرے بدخواہ اطفال و مبتلائے آثام۔ قال اللہ تعالیٰ:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُوا أَنْفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا۔ وَاللَّهُ سَبَّحْنَهُ وَتَعَالَىٰ أَعْلُو۔

اے ایمان والو! اپنے آپ کو اور اپنے گھروالوں کو دوزخ کی آگ سے بچاؤ۔ واللہ سبحانہ و

(فتاویٰ رضویہ ج ۲۳ ص ۶۸۲)

تعالیٰ اعلم۔ (ت)

(۵۳) براہِ سنن پروری عبارت کتب میں اپنی طرف سے چند الفاظ داخل کر کے علماء کرام اور اپنے اساتذہ کو دھوکا دینا کیسا ہے؟ اس سوال کا جواب دیتے ہوئے فرمایا:

سخن پروری یعنی دانستہ باطل پر اصرار و مکارہ ایک کبیرہ۔ کلماتِ علماء میں کچھ الفاظ اپنی طرف سے الحاق کر کے ان پر افترا۔ دوسرا کبیرہ۔ علماء کرام اور خود اپنے اساتذہ کو دھوکا دینا خصوصاً امر دین میں تیسرا کبیرہ۔ یہ سب خصلتیں یہود لعنہم اللہ تعالیٰ کی ہیں۔

قال اللہ تعالیٰ وَلَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُوا الْحَقَّ وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ^۱
اللہ تعالیٰ نے فرمایا: (لوگو!) حق کے ساتھ باطل نہ ملاؤ اور نہ حق کو چھپانے والے بنو جبکہ تم (حق کو خوب) جانتے ہو۔ (ت)

وقال تعالیٰ فَوَيْلٌ لَهُمْ مِمَّا كَتَبَتْ أَيْدِيهِمْ وَوَيْلٌ لَهُمْ مِمَّا يَكْسِبُونَ^۲
اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: خرابی اور بربادی ہے ان لوگوں کے لئے بوجہ ان کے ہاتھوں کی لکھائی کے، اور خرابی ہے ان کے لئے بوجہ ان کی کمائی کے جو وہ کما رہے ہیں۔ (ت)
وقال تعالیٰ يَحْزَنُونَ مِنْ بَعْدِ مَا عَقَلُوا وَهُمْ يَعْلَمُونَ^۳
اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وہ لوگ اللہ کے کلام کو سمجھنے اور جاننے کے باوجود بدل ڈالتے ہیں۔ (ت)
(فتاویٰ رضویہ ج ۲۳ ص ۶۸۲، ۶۸۳)

(۵۴) عالم بے عمل اور جاہل باعمل میں سے کون افضل ہے؟ اس کے جواب میں فرمایا:
جاہل، عالم کی فضیلت کو نہیں پہنچ سکتا جبکہ وہ عالمِ عالمِ دین ہو۔
قال اللہ تعالیٰ قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ^۴
(اللہ تعالیٰ نے فرمایا) تم فرماؤ کیا برابر ہو جائیں گے علم والے اور بے علم۔
جاہل بوجہ جہل اپنی عبادت میں سوگناہ کر لیتا ہے اور مصیبت یہ کہ انھیں گناہ بھی نہیں جانتا اور عالم دین اپنے گناہ میں وہ حصہ خون و ندامت کا رکھتا ہے کہ اُسے جلد نجات بخشتا ہے۔ ولہذا حدیث میں ارشاد ہوا کہ عالم کا ہاتھ رب العزت کے دستِ قدرت میں ہے اگر وہ لغزش بھی کرے تو اللہ تعالیٰ جب چاہے اُسے اٹھالے گا۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۲۳ ص ۶۸۶، ۶۸۷)
(۵۵) ایک شخص نے کہا کہ درمختار کو حدیث کے سامنے نہیں مانتا تو اس کا کیا جواب ہوا؟ اس کے بارے میں فرمایا:

اس کا جواب وہی مناسب ہے جو قرآن عظیم نے تعلیم کیا ہے کہ :
سلامٌ علیکم لا نبتغی الجہلین^۱
تم پر (الوداعی) سلام ہو، ہم جاہلوں کو نہیں چاہتے۔ (ت)

(فتاویٰ رضویہ ج ۲۳ ص ۶۹۰)

(۵۶) لڑکیوں کو لکھائی سکھانے کے بارے میں فرمایا :
عورتوں لڑکیوں کو لکھنا سکھانا منع ہے، حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
فرماتے ہیں :

لا تعلموهن الكتابة^۲

عورتوں کو لکھنا نہ سکھاؤ۔

اس میں فتنہ کا دروازہ کھولنا ہے۔ اور اللہ عزوجل فرماتا ہے :

والفتنة أشد من القتل^۳

فتنہ قتل سے بھی سخت تر ہے۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۲۳ ص ۶۹۱ ، ۶۹۲)

(۵۷) منکر قیامت اور لواطت کے قائل زانی شخص کے پاس اولاد کو تعلیم دلوانے کے بارے میں فرمایا :
جو شخص قیامت کا منکر اور دین کا معاذ اللہ تنزل چاہنے والا ہے وہ کسی طرح مسلمان نہیں ہو سکتا،

اور مرتد کی صحبت آگ ہے نہ کہ اس کے زیر تربیت ہو،

قال اللہ تعالیٰ واما ينسيتك الشيطان فلا تقعد بعد الذکریٰ مع القوم الظالمین^۴

(اللہ تعالیٰ نے فرمایا) اگر تمہیں کبھی شیطان بھلاوے میں ڈال دے تو یاد آنے کے بعد ہرگز ظالموں

کے پاس نہ بیٹھو۔ (ت)

اور جب وہ دین کا تنزل چاہنے والا ہے تو تعلیم دین کی ترقی اس سے کیونکر متوقع ہے، اس

مدرسہ کے پاس نہ جانا چاہئے اور چھوڑ دیا جائے کہ اُسی کے خیال والے اس میں پڑھیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۱۔ القرآن الحکیم ۲۸/۵۵

ترجمہ جعفر بن نصر

۲۔ الحاکم لابن عدی

دار الفکر بیروت

۵۷۵/۲

۳۔ القرآن الحکیم ۲/۱۹۱

۴۔ " ۶/۶۸

کتب فقہائے کرام کا منکر گمراہ بد دین ہے اور حلِ لواطت کا قائل کافر، ایسے شخص کے پاس بیٹھنا حرام ہے نہ کہ اس سے پڑھنا۔

قال اللہ تعالیٰ "ولا ترونوا الى الذین ظلموا فتمسکوا بالنار"۔
اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ظالموں کی طرف مت جھکو ورنہ تمہیں (دوزخ کی) آگ پہنچے گی۔ (ت)
(فتاویٰ رضویہ ج ۲۳ ص ۶۹۴)

(۵۸) علم نجوم و جفر و طلسم وغیرہ کے بارے میں ایک طویل استفتاء کا جواب دیتے ہوئے فرمایا:
جفر بیشک نہایت نفیس جائز فن ہے، حضرات اہلبیت کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم کا علم ہے،
امیر المؤمنین مولا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے اپنے خواص پر اس کا اظہار فرمایا اور سیدنا امام جعفر صادق
رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسے معرض کتابت میں لائے، کتاب مستطاب جفر جامع تصنیف فرمائی۔ علامہ سید
شریف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شرح مواقف میں فرماتے ہیں:

امام جعفر صادق نے جفر جامع میں ماکان وما یكون تحریر فرمادیا۔

سیدنا شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے الدر المکنون والجوهر المصنون
میں اس علم شریف کا سلسلہ سیدنا آدم و سیدنا شیت وغیرہما انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام سے قائم کیا اور اس
کے طرق و اوضاع اور ان میں بہت غیوب کی خبریں دیں۔

عارف باللہ سیدی امام عبد الغنی نابلسی قدس سرہ القدسی نے ایک رسالہ اس کے جواز میں لکھا
اس کا انکار نہ کرے گا مگر ناواقف یا گمراہ متعسف۔ نجوم کے دو ٹکڑے ہیں: علم و فن تاثیر۔ اول کی طرف
تو قرآن عظیم میں ارشاد ہے:

الشمس والقمر بحسبان ۝ والشمس تجری لمستقر لہا ذلک تقدیر العزیز
العلیم ۝ والقمر قدر نڈہ منازل حتی عاد کالعرجون القدیم ۝ لا الشمس ینبغی لہا
ان تدرك القمر ولا الیل سابق النہار وکل فی فلك یسبحون ۝ وجعلنا الیل

۱۔ القرآن الکریم ۱۱۳/۱۱
۲۔ شرح المواقف المقصد الثانی منشورات الشریف الرضی قم ایران ۲۲/۶
۳۔ الدر المکنون والجوهر المصنون
۴۔ القرآن الکریم ۵۵/۵
۵۔ القرآن الکریم ۳۶/۳۸ تا ۴۰

والنهار ایتین فمحونا آية الیل وجعلنا آية النهار مبصرة لتبتغوا فضلا من ربکم ولتعلموا عدد السنین والحساب وکل شیء فصلناه تفصیلاً ۵ وَاَلْسَّمَ اَذَاتِ الْبُرُوجِ ۶ تَبَارَكَ الَّذِي جَعَلَ فِي السَّمَاءِ بُرُوجًا ۷ فَلَا اَقْسَمُ بِالْخَمْسِ الْجَوَارِ الْكُنُسِ ۸ وَتَتَفَكَّرُوْنَ فِي خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا سُبْحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۹ اَلَمْ تَرَالْهُ رَبُّكَ كَيْفَ مَدَّ الظِّلَّ وَلَوْ شَاءَ لَجَعَلَهُ سَاكِنًا ثُمَّ جَعَلْنَا الشَّمْسُ عَلَيْهِ دَلِيْلًا ۱۰ ثُمَّ قَبَضْنَاهُ اِلَيْنَا قَبْضًا لِّسِيْرًا ۱۱ اِلٰی غَيْرِ ذٰلِكَ مِنْ اٰیَاتِ كَثِيْرَةٍ -

سورج اور چاند ایک حساب سے چل رہے ہیں، یہ سورج ہے جو اپنے ٹھکانے کی طرف چلتا رہتا ہے، یہ اس (اللہ تعالیٰ) کا اندازہ مقرر کیا ہوا ہے جو زبردست اور سب کچھ اچھی طرح جاننے والا ہے، ہم نے چاند کے لئے مختلف منازل کا ایک اندازہ کر لیا ہے یہاں تک کہ وہ آخر کار کھجور کی پُرانی (اور بوسیدہ) ٹہنی کی طرح ہو جاتا ہے، اور نہ سورج کی یہ طاقت ہے کہ وہ پیچھے سے چاند کو آپکڑے، اور نہ رات میں یہ قوت ہے کہ وہ دن سے آگے نکل جائے۔ یہ سب کے سب اپنے مرکز (مدار) میں تیر رہے ہیں۔ ہم نے رات اور دن کو (اپنی قدرت کی) دو نشانیاں بنایا لیکن ہم نے رات کی نشانی مٹادی (یعنی اسے مدہم کر دیا) اور دن کی نشانی کو روشن کر دیا تاکہ تم اپنے پروردگار کا فضل تلاش کرو (یعنی دن کو رزقِ حلال کی تلاش کرو) تاکہ تم لوگ سالوں کی گنتی اور حساب کو جان سکو، اور ہم نے ہر چیز کو خوب اچھی طرح تفصیل سے بیان کر دیا۔ برجوں والے آسمان کی قسم بڑا بابرکت ہے (اللہ تعالیٰ) جس نے آسمان میں بُرج رکھے۔ پھر میں قسم کھاتا ہوں پیچھے ہٹ جانے والے تاروں کی۔ اور وہ (خدا کے مقبول بندے) آسمان و زمین کی پیدائش (بناوٹ) میں گہرا غور و فکر کرتے ہیں۔ (پھر عرض کرتے ہیں) اے ہمارے پروردگار! تو نے یہ سب کچھ بیکار اور بے فائدہ نہیں بنایا، لہذا تمام عیوب و نقائص سے تیری ذات پاک ہے لہذا ہمیں آتشِ دوزخ کے عذاب سے بچا اور محفوظ فرما دے۔ کیا آپ نے اپنے پروردگار کے (بے شمار نشاناتِ قدرت میں سے اس نشانی کو) نہیں دیکھا کہ کس طرح سایہ کو پھیلا دیتا ہے، اور اگر وہ چاہتا تو بھٹا ہوا بنا دیتا۔ پھر ہم نے اس کے

۱۵ القرآن الکریم ۸۵/۱
۱۶، ۱۵/۸۱
۴۶، ۴۵/۲۵

۱۶ القرآن الکریم ۱۲/۱۷
۶۱/۲۵
۱۹۱/۳

وجود پر سورج کو دلیل ٹھہرا دیا، پھر ہم آہستہ آہستہ اُسے (سایہ کو) اپنی طرف سمیٹتے رہتے ہیں۔ پس آیات مذکورہ کے علاوہ اور بھی بہت سی آیات قرآنیہ ہیں (جو علم نجوم کی طرف راہنمائی کرتی ہیں)۔ (ت)
اور اس کا فن تاثیر باطل ہے تدبیر عالم سے کو اکب کے متعلق کچھ نہیں کہا گیا نہ اُن کے لئے کوئی تاثیر ہے، غایت درجہ حرکات فلکیہ مثل حرکات نبض علامات ہیں کما قال اللہ تعالیٰ :

وعلیت وبالنجم ہم یہتدون^۱

اور کچھ نشانیاں ہیں اور وہ لوگ ستاروں سے راہ پاتے ہیں۔ (ت)

نبض کا اختلاف اعتدالی سے طبیعت کے انحراف پر دلیل ہوتا ہے مگر وہ انحراف اس کے اثر نہیں بلکہ یہ اختلاف اس کے سبب سے ہے اس علامت ہی کی وجہ سے کبھی اس کی طرف اکابر نے نظر فرمائی ہے،
فنظر نظرة فی النجوم فقال اتی سقیم^۲۔

پھر ایک نگاہ ستاروں پر ڈالی تو ارشاد فرمایا میں تو بلاشبہ بیمار ہوں۔ (ت)

زمانہ قحط میں امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حکم دیا کہ باران کے لئے دعا کرو اور منزل قر
کا لحاظ کرو۔ امیر المومنین مولا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے منقول ہے :
لا تسافروا والقمر فی العقرب^۳۔

سفر نہ کرو جبکہ چاند برج عقرب میں ہو (ت)

اگرچہ علمائے اس کی یہ تاویل فرمائی ہے کہ عقرب ایک منزل تھی اور قمر ایک راہزن کا نام تھا کہ اس منزل میں تھا۔ علم تکسیر علم جفر سے جدا دوسرا فن ہے اگرچہ جفر میں تکسیر کا کام پڑتا ہے یہ بھی اکابر سے منقول ہے۔ امام حجۃ الاسلام غزالی و امام فخر الدین رازی و شیخ اکبر محی الدین ابن عربی و شیخ ابوالعباس یونی و شاہ محمد غوث گوالیاری وغیرہم رحمہم اللہ تعالیٰ اس فن کے مصنف و مجتہد گزرے ہیں اس میں مشرف قمر وغیرہ ساعات کا لحاظ اگر اسی علامت کے طور پر ہو جس کی طرف ارشاد فاروقی نے اشارہ فرمایا تو لا باس بہ ہے اور پابندی اوہام منہجن کے طور پر ہو تو ناجائز۔

ان ہی الااسماء ستیتموھا انتم و اباؤکم ما انزل اللہ بہا من سلطان^۴

ان الحکم الا اللہ امرات لا تعبدوا الا ایاہ ذلک الدین القیم و لکن اکثر

الناس لا يعلمون^۱

وہ تو نہیں مگر کچھ نام ہیں جو تم نے اور تمہارے باپ دادا نے رکھ لئے ہیں درنہ اللہ تعالیٰ نے ان کی کوئی سند (دلیل) نہیں اتاری۔ حکم اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کا نہیں، پس اس نے یہ حکم فرمایا کہ اس کے بغیر کسی کی عبادت نہ کرو یہی ٹھیک دین ہے، لیکن زیادہ تر لوگ (اس حقیقت کو) نہیں مانتے۔ (ت) طلسم و نیرنجات سراسر ناجائز ہیں، نیرنج تو شعبہ ہے اور شعبہ حرام کما فی الدس المختار وغیرہ من الاسفساس (جیسا کہ در مختار وغیرہ بڑی بڑی کتابوں میں مذکور ہے۔ ت) اور طلسم تصاویر سے خالی نہیں اور تصویر حرام۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۲۳ ص ۶۹۷ تا ۷۰۰)

(۵۹) اگر کوئی صاحب علم اپنے استاد مرتبی کا انکار کرے تو اس کا کیا حکم ہے؟ اس کے جواب میں فرمایا:

استاذ کا انکار کفرانِ نعمت ہے اور کفرانِ نعمت موجبِ سزا و عقوبت، وھل نجزی الا الکفور^۲ (ہم بدلہ یعنی سزا نہیں دیتے سوائے اس کے جو ناشکر ہے۔ ت) (فتاویٰ رضویہ ج ۲۳ ص ۷۰۷، ۷۰۸)

(۶۰) نذیر احمد بی، اے کا ترجمہ قرآن کیسا ہے؟ اس کے جواب میں فرمایا:

نذیر احمد کا یہ ترجمہ صحیح ہے نہ ایمان، وہ شخص منکرِ خدا تھا، جیسے اس نے اور کتابیں نصرانیت و نیچریت آمیز لکھیں جن سے مال کمانا مقصود تھا ویسے ہی یہ ترجمہ بھی کر دیا گیا اس سے بھی داموں ہی کی غرض تھی، ورنہ جو شخص اللہ ہی کو نہ مانتا ہو وہ قرآن کے ترجمہ کو کیا جانے گا۔ اس کا ترجمہ ہرگز نہ پڑھا جائے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۲۳ ص ۷۰۸)

(۶۱) جھوٹا مسئلہ بیان کرنے والے شخص کے بارے میں فرمایا:

جھوٹا مسئلہ بیان کرنا سخت شدید کبیرہ ہے اگر قصداً ہے تو شریعت پر افتراء ہے اور شریعت پر افتراء اللہ عز و جل پر افتراء ہے، اور اللہ عز و جل فرماتا ہے:

ان الذین یفترون علی اللہ الکذب لایفلحون^۳

وہ جو اللہ پر جھوٹ افتراء کرتے ہیں فلاح نہ پائیں گے۔

اور اگر بے علمی سے ہے تو جاہل پر سخت حرام ہے کہ فتویٰ دے۔ حدیث میں ہے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

من افقی بغير علم لعنته ملئكة السماء والارض۔

جو بغیر علم کے فتویٰ دے اس پر آسمان و زمین کے فرشتے لعنت کرتے ہیں۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۲۳ ص ۷۱۱، ۷۱۲)

(۶۲) جاہل مفتی کی مذمت کرتے ہوئے فرمایا :

اور اگر فتویٰ سے اگرچہ صحیح ہو وجہ اللہ مقصود نہیں بلکہ اپنا کوئی دنیاوی نفع منظور ہے تو یہ دوسرا سبب لعنت ہے کہ آیات اللہ کے عوض ثمن قلیل حاصل کرنے پر فرمایا گیا :

اولئك لا خلاق لهم في الآخرة ولا يكلمهم الله ولا ينظر اليهم يوم القيامة ولا يزكيهم ولهم عذاب الیم۔

ان کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں اور اللہ ان سے کلام نہ فرمائے گا اور نہ قیامت کے دن ان کی طرف نظر رحمت کرے اور نہ انھیں پاک کرے گا اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۲۳ ص ۷۱۶)

(۶۳) ضیافت میں علماء و سادات کے لئے امتیازی اہتمام کرنا کیسا ہے ؟ اس کے جواب میں فرمایا :

بلاشبہ جائز ہے ، علماء سادات کو رب العزت عز وجل نے اعزاز و امتیاز بخشا تو ان کا عام مسلمانوں سے زیادہ اکرام امر شرع کا امتثال اور صاحب حق کو اس کے حق کا ایفا ہے۔

قال الله تعالى "قل هل يستوى الذين يعلمون والذين لا يعلمون۔"

(اللہ تعالیٰ نے فرمایا) تو فرمایا برابر ہو جائیں گے عالم اور جاہل۔

جب اللہ جل و علا ہی نے علماء و جہلا کو برابر نہ رکھا تو مسلمانوں پر بھی اُن کا امتیاز لازم ، اسی باب سے ہے علمائے دین کو مجالس میں صدر مقام و مسند اکرام پر جگہ دینا کہ سلفاً و خلفاً شائع و ذائع اور شرعاً و عرفاً مندوب و مطلوب۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۲۳ ص ۷۱۸)

(۶۴) زید جاہل ہونے کے باوجود امامت میں سبقت کرتا ہے، وعظا کہتا ہے اور خود اپنے آپ کو مولوی صاحب لکھتا اور کہلاتا ہے۔ اس کے بارے میں ایک استفتار کا جواب دیتے ہوئے فرمایا: یوں ہی اپنے آپ کو بے ضرورت شرعی مولوی صاحب لکھنا بھی گناہ و مخالف حکم قرآن عظیم ہے۔ قال اللہ تعالیٰ ھو اعلم بکم اذا انشا کم من الارض واذ انتم اجنتہ فی بطون امہتکم فلا تزکوا انفسکم ھو اعلم بمن اتقی لہ

(اللہ تعالیٰ نے فرمایا) اللہ تعالیٰ تمہیں خوب جانتا ہے جب اس نے تمہیں زمین سے اٹھان دی اور جب تم اپنی ماؤں کے پیٹ میں چھپے تھے تو اپنی جانوں کو آپ اچھا نہ کو خدا خوب جانتا ہے جو پرہیزگار ہے۔

اور فرماتا ہے:

الم ترالی الذین یزکون انفسہم بل اللہ یزکی من یشاء ۛ کیا تو نے نہ دیکھا اُن لوگوں کو جو آپ اپنی جان کو سُتھرا بتاتے ہیں بلکہ خدا سُتھرا کرتا ہے جسے چاہے۔

حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: من قال انا عالم فہو جاہل۔ رواہ الطبرانی فی الاوسط عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بسند حسن۔

جو اپنے آپ کو عالم کہے وہ جاہل ہے (امام طبرانی نے الاوسط میں سند حسن کے ساتھ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اس کو روایت کیا ہے۔ ت) ہاں اگر کوئی شخص حقیقت میں عالم دین ہو اور لوگ اُس کے فضل سے ناواقف ہوں اور ایسی سچی نیت سے کہ وہ آگاہ ہو کر فیض لیں ہدایت یائیں اپنا عالم ہونا ظاہر کرے تو مضائقہ نہیں جیسے سیدنا یوسف علی نبینا الکریم وعلیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا تھا: انی حفیظٌ علیم (بیشک میں حفاظت

۱۔ القرآن الکریم ۵۳/۳۲

۲۔ ۴۹/۴

۴۳۳/۴ مکتبۃ المعارف ریاض

حدیث ۶۸۴۲

۳۔ المعجم الاوسط للطبرانی

۴۔ القرآن الکریم ۱۲/۵۵

کرنے والا اور جاننے والا ہوں - ت) پھر یہ بھی سچے عالموں کے لئے ہے۔
 زید جاہل کا اپنے آپ کو مولوی صاحب کنا دونا گناہ ہے کہ اس کے ساتھ جھوٹ اور جھوٹی تعریف کا پسند کرنا بھی شامل ہوا۔

قال الله عز وجل لا تحسبن الذين يفرحون بما اتوا ويحبون ان يحمدا
 بما لم يفعلوا فلا تحسبنهم بمفازة من العذاب ولهم عذاب الیم^۱
 (اللہ عزوجل نے فرمایا) ہرگز نہ جانیو تو انھیں جو اتراتے ہیں اپنے کام پر اور پسند رکھتے
 ہیں اسے کہ تعریف کئے جائیں اس بات سے جو انھوں نے نہ کی تو ہرگز نہ سمجھنا انھیں عذاب سے پناہ
 کی جگہ میں، اور اُن کے لئے دُکھ کی مار ہے۔

معالم شریف میں عکرمہ تابعی شاگرد عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اس آیت کی
 تفسیر میں منقول :

يفرحون باضلالهم الناس وبنسبة الناس اياهم الى العلم وليسوا باهل
 العلم^۲

خوش ہوتے ہیں لوگوں کو بہکانے پر اور اس پر کہ لوگ انھیں مولوی کہیں حالانکہ مولوی نہیں۔
 جاہل کی وعظ گوئی بھی گناہ ہے۔ وعظ میں قرآن مجید کی تفسیر ہوگی یا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
 کی حدیث یا شریعت کا مسئلہ اور جاہل کو ان میں کسی چیز کا بیان جائز نہیں، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ
 علیہ وسلم فرماتے ہیں :

من قال في القرآن بغير علم فليتبوأ مقعده من النار۔ رواه الترمذی^۳
 جو بے علم قرآن کی تفسیر بیان کرے وہ اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنالے (اس کو امام ترمذی نے
 روایت کیا۔ ت) (فتاویٰ رضویہ ج ۲۳ ص ۲۶، ۲۷)

(۶۵) مسائل شرع کا مذاق اڑانے اور داڑھی منڈوں کو داڑھی والوں سے بہتر کہنے والے پیر
 کے بارے میں فرمایا :

۱۔ القرآن الکریم ۳/ ۱۸۸
 ۲۔ معالم التنزیل (تفسیر البغوی) تحت لایۃ ۳/ ۱۸۸
 ۳۔ جامع الترمذی ابواب تفسیر القرآن
 دار الکتب العلمیۃ بیروت ۳۰/۳
 امین کمپنی دہلی ۱۱۹/۲

اگر عیاذ باللہ استخفاف و تحقیر کی نیت ہو تو صریح کفر ہے، یونہی مسائل شرعیہ کے ساتھ استہزاء صراحتہ کفر ہے،

قال اللہ تعالیٰ قل ابالله وایتہ ورسولہ کنتم تستہزءون ۝ لا تعتذروا قد کفرتم بعد ایما انکم ۝

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اے میرے محبوب رسول! ان لوگوں سے فرما دیجئے کیا تم اللہ تعالیٰ اس کی آیات اور اس کے رسول سے استہزاء اور مذاق کرتے ہو۔ بہانے نہ بناؤ کیونکہ تم کافر ہو چکے مسلمان ہو کر۔ (ت)

یونہی وہ کلمہ طعونہ کہ داڑھی منڈانے والے رکھانے والوں سے بہتر ہیں الخ صاف سنت متواترہ کی توہین اور کلمہ کفر ہے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۲۳ ص ۳۶۷)

(۶۶) بطریق روافض واقعات کربلا بیان کرنے اور بد مذہبوں کی دلجوئی کے لئے ذکر صحابہ کرام سے منع کرنے والے شخص کے بارے میں سوال کا جواب جو دلیل یہ دیتا ہے کہ اگر تم ان صحابہ کی تعریف کرو گے تو بد مذہب دل میں ان کو برا کہیں گے۔ چنانچہ اس شخص کے بارے میں فرمایا: وہ شخص جو اس عذر باد و باطل سے اس فرض کو منع کرتا ہے یا سخت سفیہ جاہل ہے یا درپردہ ان کفار و اشقیاء کا مدد و معاون۔ مسلمانوں پر فرض ہے کہ شق ثانی ہو تو اس سے مطلقاً قطع تعلق کریں۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ایاکم وایاہم لا یضلونکم ولا یفتنونکم
ان سے دور بھاگو ان کو اپنے سے دور کرو کہیں تم کو گمراہ نہ کر دیں کہیں وہ تم کو فتنے میں

نہ ڈال دیں۔
اور شق اول ہو تو اسے سمجھائیں کہ پرانی خباثت کے سبب ہم اپنا فرض کیونکہ چھوڑ سکتے ہیں۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے:

یا ایہا الذین آمنوا علیکم انفسکم لا یضرکم من ضل ادا ہتدیتم ۝

لخ القرآن الکریم ۹/۶۵، ۶۶

۱ صحیح مسلم باب النہی عن الروایۃ عن الضعفاء والاقتیاط فی کلہا قیدی کتب خانہ کراچی ۱۰/

۳ القرآن الکریم ۵/۱۰۵

اے ایمان والو! اپنی جانوں کی فکر کرو، جو بھٹک گیا وہ تمہیں کچھ نقصان نہیں پہنچا سکتا جبکہ تم ہدایت یافتہ ہو۔ (ت)
تو علماء فرماتے ہیں کہ :

لا تترك سنة لاقتراها مع بدعة من غيره.

کسی ایسی سنت کو نہ چھوڑا جائے جو کسی دوسرے کی بدعت کے ساتھ مخلوط ہو (ت)
نہ کہ ایسے محل خیال پر اس درجہ اہم فرض کو چھوڑنا اور پھر نتیجہ یہ کہ اُن کی خجاشتیں فاش و آشکار ہوں اور ادھر سے جواب نہ ہو اور عوام ان کے شکار ہوں آج وہ دل میں بُرا کہتے ہیں کل سیکڑوں کو علانیہ بُرا کہنے والا بنالیں، ایسی اوندھی مت کا کیا ٹھکانا ہے، یوں تو اذان بھی حرام ہو جائے گی کہ دُور سے سُن کر بھی اعداء دین کے کلیجے شق ہوتے ہیں اور خفیہ جو منہ پر آتا ہے بکتے ہیں، اگر یہ جاہل سمجھ جائے فہا ور نہ معلوم ہوگا کہ جاہل نہیں معاند ہے اس سے بھی قطع تعلق لازم ہوگا۔ اللہ عز وجل فرماتا ہے :

وَمَا يَنْبِيئُكَ الشَّيْطَانُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرِىٰ مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ۝

اگر شیطان تمہیں کسی مجھلاوے میں ڈال دے تو یاد آنے کے بعد ظالموں کے پاس مت

بیٹھو۔ (ت) (فتاویٰ رضویہ ج ۲۳ ص ۴۲۲)

(۶۷) تواجد کے بارے میں فرمایا :

تواجد یعنی باختیارِ خود وجد کی سی حالت بنانا، یہ اگر لوگوں کے دکھاوے کو ہو تو حرام ہے اور ریا اور شرکِ خفی ہے، اور اگر لوگوں کی طرف نظر اصلاً نہ ہو بلکہ اہل اللہ سے تشبہ اور بہ تکلف اُن کی حالت بنانا کہ امام حجۃ الاسلام وغیرہ اکابر نے فرمایا ہے کہ اچھی نیت سے حالت بناتے بناتے حقیقت مل جاتی ہے اور تکلیف دفع ہو کر تواجد سے وجد ہو جاتا ہے تو یہ ضرور محمود ہے مگر اس کے لئے خلوت مناسب ہے، مجمع میں ہونا اور ریا سے بچنا بہت دشوار ہے، پھر بھی دیکھنے والوں کو بدگمانی حرام ہے۔ اللہ عز وجل فرماتا ہے :

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اجْتَنِبُوا كَثِيرًا مِّنَ الظَّنِّ إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ أَثْمَرُ الشَّيْطَانِ ۖ

اے ایمان والو! بہت سے گمانوں سے بچو کہ کچھ گمان گنہہ ہیں۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۲۳ ص ۴۲۵)

(۶۸) مجلس کانفرنس جس کا ممبر ہر مذہب کا ہو سکتا ہے، میں شرکت کے بارے میں جناب سید احمد صاحب علیہ الرحمہ کے سوال کا جواب لکھتے ہوئے فرمایا :
یہ مجلس نیجریوں کی ہے اس میں شرکت جائز نہیں۔

قال الله تعالى "وَمَا يَنْبِيئُكَ الشَّيْطَانُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرِ" مع القوم الظالمين ۝
وقال الله تعالى "وَلَا تَرْكَنُوا إِلَى الَّذِينَ ظَلَمُوا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ" ۝

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا : "اگر تمہیں شیطان بھلاوے میں ڈال دے تو یاد آنے کے بعد ظالموں کے ساتھ مت بیٹھو۔" اور نیز اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا : "(لوگو!) ظالموں کی طرف نہ جھکو ورنہ تمہیں آگ چھوئے گی۔" (ت)
(فتاویٰ رضویہ ج ۲۳ ص ۷۷)

(۶۹) ذکر ولادت اقدس کے وقت محفل میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں قیام کرنے کے بارے میں فرمایا :

مجلس میلاد مبارک میں وقت ذکر ولادت مقدس قیام جس طرح حرمین شریفین و جمیع بلاد دارالاسلام میں دائر و معمول ہے مستحب و مستحسن ہے۔

قال الله عز وجل "وتعزروا وتوقروا" ۝
اللہ عز وجل نے فرمایا : ان کی یعنی حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عزت و توقیر کرو۔ (ت)
وقال الله تعالى "ومن يعظم شعائر الله فانها من تقوى القلوب" ۝
اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا : جو کوئی اللہ تعالیٰ کی نشانیوں کی تعظیم کرتا ہے تو یہ دلوں کا تقویٰ (پرہیزگاری) ہے۔ (ت)

علامہ سید جعفر برزنجی مدنی عقد الجوہر میں فرماتے ہیں :

وقد استحسن القيام عند ذكر مولدة الشريف صلى الله تعالى عليه وسلم ائمة
ذو مائة و مائة فطوبى لمن كان تعظيمه صلى الله تعالى عليه وسلم غاية مرامه
ومرامه ۝

۱۱۳/۱۱ القرآن الکریم

۳۲/۲۲ " ۵۳

۶۸/۶ القرآن الکریم

۹/۴۸ " ۵۳

۵۵ عقد الجوہر فی مولد النبی الازہر ترجمہ وحاشیہ نور بخش توکل جامعہ اسلامیہ لاہور ص ۲۶۰۲۵

بیشک حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کے موقع پر ائمہ صاحبِ روایت اور صاحبِ مشاہدہ نے قیام کو مستحسن قرار دیا ہے۔ لہذا اس خوش نصیب کے لئے خوشخبری ہو کہ جس کی نگاہ میں آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم بجالانا اس کا غایت مقصد اور قرار نگاہ کا محل ہو۔ (ت)

(۷۰) خاص ایام میں میلاد شریف کی محافل منعقد کرنا خصوصاً ربیع الاول شریف میں اور مٹھائی وغیرہ تقسیم کرنا کیسا ہے؟ اس سوال کے جواب میں فرمایا:

ذکر سیدہ المحجوبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نورِ ایمان و سرورِ جان ہے، ان کا ذکر بعینہ ذکرِ رحمن ہے۔

قال تعالیٰ:

وَمَرْفَعًا لَكَ ذِكْرًا

اے حبیب! ہم نے تمہاری خاطر تمہارا ذکر بلند کر دیا ہے۔ (ت)

حدیث میں ہے:

اس آیت کریمہ کے نزول کے بعد سیدنا جبریل امین علیہ الصلوٰۃ والسلام حاضر بارگاہ اقدس حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہوئے اور عرض کی حضور کا رب فرماتا ہے:

اتدبری کیف رفعت لك ذكرك۔

کیا تم جانتے ہو میں نے کیسے بلند کیا تمہارے لئے تمہارا ذکر۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عرض کی: اللہ اعلم (اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے۔ ت)

ارشاد ہوا:

جعلتك ذكرا من ذكري فمن ذكرك فقد ذكرني

اے محبوب! میں نے تمہیں اپنی یاد میں سے ایک یاد کیا کہ جس نے تمہارا ذکر کیا بیشک اس نے میرا ذکر کیا۔

اور ماہِ ربیع الاول شریف اس کے لئے زیادہ مناسب، جیسے دورِ قرآن و ختمِ قرآن کے لئے ماہِ رمضان کہ اُسی مہینے میں اُترا۔

شهر رمضان الذي انزل فيه القرآن

۱۔ القرآن الکریم ۲/۹۴
 ۲۔ الشفاء بتعريف حقوق المصطفیٰ الباب الاول الفصل الاول دارالکتب العلمیۃ بیروت ۱/۲۰۲
 ۳۔ القرآن الکریم ۲/۱۸۵

ماہ رمضان شریف وہ بابرکت مہینہ ہے کہ جس میں قرآن مجید اتارا گیا۔ (ت)
یہاں اس عالم میں حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا روئی افروز ہونا ماہ ربیع الاول میں ہوا،
لہذا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم روزِ جان افروز دوشنبہ کو روزہ شکر کے لئے خاص فرما
اور اس کی وجہ یوں ارشاد فرماتے کہ فیہ ولدت و فیہ انزل علیّ اسی دن میں پیدا ہوا اور اسی دن
مجھ پر کتاب اُتری۔ یہ تخصیصات بوجہ مناسبات ہیں تو اُن پر طعن جہل ہے۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۲۳ ص ۵۲، ۵۳)

(۷۱) مزید فرمایا :

امام قسطلانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے مواہب اللدنیہ شریف میں تصریح فرمائی کہ حضور اقدس صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم کی مدح شریف الحانِ خوش کے ساتھ سُنا محبتِ حضور کو ترقی دیتا ہے اور ولادتِ
اقدس پر اظہارِ فرحت و سرور خود نصِ قرآن سے مامور۔ قال اللہ تعالیٰ :
قل بفضل اللہ وبرحمته فبذلك فليفرحوا۔

تم فرماؤ کہ اللہ کا فضل اور اس کی رحمت ملنے پر چاہئے کہ لوگ اس پر فرحت و سرور کریں۔ (ت)
السان العیون میں ہے، بعض صالحین خواب میں زیارتِ جمالِ اقدس سے مشرف ہوئے عرض
کی، یا رسول اللہ! یہ جو لوگ ولادتِ حضور کی خوشی کرتے ہیں، فرمایا :
من فرح بنا فرحنا بہ۔

جو ہماری خوشی کرتا ہے ہم اس سے خوش ہوتے ہیں۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۲۳ ص ۵۲)
(۷۲) ایک گنہگار شخص نے انتہائی محبت سے محفل میلاد منعقد کر کے ذکرِ محبوب سُنا اختیار کیا ہے اور
کچھ لوگ اُسے اچھا نہیں سمجھتے۔ ایسے لوگوں کے بارے میں فرمایا :
اگر یہ بیان واقعی ہے کہ اچھے لوگ اسے اچھا سمجھتے ہیں تو بد باطنوں کے بُرا سمجھنے سے بُرا نہیں ہو سکتا،
نہ لوگوں کی بدگمانی سے کوئی اثر ہو سوا اس کے کہ بدگمانی کرنے والے خود ہی گنہگار ہوں۔ قال اللہ تعالیٰ :

۱۔ مسند احمد بن حنبل حدیث ابی قتادۃ الانصاری المکتب الاسلامی بیروت ۵/ ۲۹۷ و ۲۹۹
۲۔ المواہب اللدنیہ المقصد السابع محبت ذکرہ صلی اللہ علیہ وسلم " " " ۳/ ۳۱۱ و ۳۱۲
۳۔ القصد آن الکریم ۵۸/۱
۴۔ سبل الہدی والرشاد الباب الثالث عشر فی اقوال العلماء فی عمل المولد الشریف دار المکتب العلمیۃ بیروت ۱/ ۳۶۳

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اجْتَنِبُوا كَثِيرًا مِّنَ الظَّنِّ إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ أَثْمَلُ

اے ایمان والو! بہت سے گمانوں سے بچو اس لئے کہ بعض گمان گناہ ہیں (ت)

جھوٹی تہمت رکھنے والا مسخت گنہگار و مستحق عذاب ہے اور اس بنا پر اس کے یہاں مجلس مبارک پڑھنے سے لوگوں کو روکنا منع للخیر ہونا ہے، ظاہر سوال کا جواب تو یہ ہے اور واقع کا علم اللہ عز و جل کو۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۲۳ ص ۷۵۵)

(۷۳) شہادتِ امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں قرآن و حدیث میں کوئی پیش گوئی موجود ہے یا نہیں؟ اس سوال کے جواب میں فرمایا:

قرآن مجید میں تمام ماکان و مایکون کا بیان ہے،

قال الله تعالى نزلنا عليك الكتاب تبينا نالكل شيء

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ہم نے آپ پر ایک عظیم کتاب نازل فرمائی جو ہر چیز کا واضح بیان

ہے۔ (ت)

اور حدیثوں میں شہادتِ شریفہ کا صاف ذکر ہے، امام ابن حجر مکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی صواعقِ محرقة وغیرہ میں اُن کی تفصیل ہے۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۲۳ ص ۷۵۵)

(۷۴) محفلِ میلاد میں ذکرِ ولادت باسعادت کے موقع پر قیام کرنے کے بارے میں فرمایا:

اللہ تعالیٰ نے اپنی نعمتوں کا بیان و اظہار اور اپنے فضل و رحمت کے ساتھ مطلقاً خوشی منانے کا حکم دیا ہے، قال اللہ تعالیٰ:

وَأَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ

اور اپنے رب کی نعمتوں کا خوب چرچا کرو۔ (ت)

وقال تعالیٰ:

قُلْ بِفَضْلِ اللَّهِ وَبِرَحْمَتِهِ فَبِذَلِكَ فَلْيَفْرَحُوا

۱۔ القرآن الکریم ۴۹/۱۲

۵۲۔ ۸۹/۱۶

۵۳۔ ۱۱/۹۳

۵۴۔ ۵۸/۱۰

(اے محبوب! آپ) فرمادیجئے کہ اللہ کے فضل اور اس کی رحمت (کے ملنے) پر چاہئے کہ (لوگ) خوشی کریں۔ (ت)

ولادت حضور صاحبِ لولاک تمام نعمتوں کی اصل ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :
لَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولًا لَّهُ
بِشْكَ اللَّهِ كَبْرًا احسان ہوا مسلمانوں پر کہ ان میں انہیں میں سے ایک رسول بھیجا۔ (ت)
اور فرماتا ہے :

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ ۝

(اے محبوب!) اور ہم نے تمہیں نہ بھیجا مگر رحمت دونوں جہان کے لئے۔ (ت)
تو آپ کی خوبیوں کے بیان و اظہار کا نص قطعی سے یہیں حکم ہوا اور کارِ خیر میں جس قدر مسلمان کثرت سے شامل ہوں اسی
قدر زائد خوبی اور رحمت کا باعث ہے، اسی مجمع میں ولادت حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ذکر
کرنے کا نام مجلس و محفل میلاد ہے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۲۳ ص ۵۹، ۶۰)

(۵۵) میلاد منانے کے بارے میں وہابیہ کے نظریات اور اسے بدعتِ سیئہ کہنے کا رد کرتے ہوئے فرمایا :
ان عبارات سے ثابت ہوا کہ وہابیہ کا بدعت کو صرف بدعتِ سیئہ میں منحصر ماننا اور اس کی کیفیت
کی طرف نظر کرنا محض ادعا اور باطل ہے، بلکہ بعض بدعت بدعتِ حسنہ ہے اور بعض بدعت واجبہ ہے
جس کلیہ کے تحت داخل ہو ویسا ہی حکم ہوگا، اور یہ شروع میں تحریر ہو چکا ہے کہ ذکر ولادت شریف و اما بنعمة
سأبلك فحدثت (اور اپنے رب کی نعمت کا خوب چرچا کرو۔ ت) کے تحت میں ہے تو قطعاً مندوب و
مشروع ہوا۔ علامہ ابن حجر نے فتح الملہین میں لکھا ہے :

والحاصل ان البدعة الحسنة متفق على ندبها وعمل المولد واجتماع الناس لذلك
يعني بدعت حسنہ کے مندوب ہونے پر اتفاق ہے اور عمل مولد شریف اور اس کے لئے لوگوں کا
جمع ہونا اسی قبیل سے ہے۔

لیجئے اس میں مجمع کی تصریح بھی موجود ہے، اور مسلم الثبوت میں ہے :

۵۲ القرآن الکریم ۲۱/۱۰۰

۱۶۴ القرآن الکریم ۳/۱۶۴

۵۳ ۱۱/۹۳

۵۴ انسان العیون بحوالہ ابن حجر باب تسمیۃ صلی اللہ علیہ وسلم محمد و احمد المکتبۃ الاسلامیہ بیروت ۸۴/۱

شاع و ذاع احتجاجہم سلفاً وخلفاً بالعمومات من غیر تکیڑے
شرع کے عموم کو حجت ماننا اسلاف و اخلاف میں بلا انکار مشہور و معروف ہے (ت)
اور یہ بھی اسی میں ہے :

والعمل بالمطلق يقتضى الاطلاق^۱

مطلق پر عمل میں اطلاق کا لحاظ ہوتا ہے۔ (ت)

تحریر الاصول علامہ ابن الہمام اور اس کی شرح میں ہے :

العمل به ان یجری فی کل ما صدق علیہ المطلق^۲

اس پر عمل یوں کہ جس پر مطلق صادق آتا ہے اس میں حکم جاری ہوگا۔ (ت)

قال اللہ تعالیٰ :

واذکروا اللہ کثیرا لعلکم تفلحون^۳

یعنی اللہ تعالیٰ کا ذکر بکثرت کرو تا کہ فلاح پاؤ۔ (ت)

اور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ذکر بعینہ خدا کا ذکر ہے ، حق سبحانہ و تعالیٰ اپنے پیارے نبی
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے فرماتا ہے :

ورفعنا لک ذکرک^۴

بلند کیا ہم نے تمہارے ذکر کو تمہارے واسطے۔

امام علامہ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ شفاء شریف میں اس آیت کریمہ کی تفسیر میں سیدنا ابن عطا

قدس سرہ العزیز سے یوں نقل فرماتے ہیں :

جعلتک ذکرا من ذکری فمن ذکرک ذکر فی^۵

۱۔ مسلم الثبوت الفصل الخامس مسئلہ للعموم صیغہ مطبع الانصاری دہلی ص ۳۷

۲۔ فصل لمطلق ما دل علی فرد منتشر " " " " " ۱۱۹

۳۔ التقرير والتحریر مسئلہ الاكثر ان ينتهي التخصيص جمع یزید علی نصفہ الخ دار الفکر بیروت ۱/ ۶۶-۶۵

۴۔ القرآن الکریم ۸/ ۴۵

۵۔ " ۹۴/ ۴

۶۔ الشفاء بتعريف حقوق المصطفیٰ الفصل الاول دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱/ ۲۰ و ۲۱

یعنی اپنے حبیب اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے فرماتا ہے کہ میں نے تم کو اپنے ذکر میں سے ایک ذکر بنایا پس جو تمھاری یاد کرے اس نے میری یاد کی۔

بالجملہ کوئی مسلمان اس میں شک نہیں کر سکتا کہ حضرت سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی یاد و تعریف بعینہ خدا کی یاد ہے۔ پس حکم اطلاق جس جس طریقہ سے آپ کی یاد کی جائے گی حسن و محمود رہے گی ایسا ہی قیام بوقت ذکر و ولادت حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

اولاً اس کے جواز کو ثابت کرنے میں ہمیں ضرورت نہیں کیونکہ کل اشیاء میں حلت ہے، جو کوئی عدم جواز کا دعویٰ کرے اس پر دلیل و بینہ ہے، ہمارے لئے صرف اتنا ہی کافی ہے کہ عدم جواز کی کوئی دلیل نہیں، حدیث شریف میں ہے :

المحلل ما احل الله في كتابه والمحرام ما حرم الله في كتابه وما سكت عنه فهو مباح

اللہ تعالیٰ نے جو اپنی کتاب میں حلال کر دیا ہے وہ حلال ہے اور جو حرام فرمادیا وہ حرام ہے اور جس سے سکوت اختیار کیا وہ معاف ہے۔ (ت)

ہاں ہم قیام کے مستحسن ہونے کا ثبوت بھی دیتے ہیں، نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم و توقیر مسلمانوں کا عین ایمان ہے اور اس کی خوبی و تعریف قرآن عظیم سے مطلقاً ثابت ہے۔ قال اللہ تعالیٰ :

انا ارسلناك شاهدا و مبشرا و نذيرا لتؤمنوا بالله ورسوله و تعزروه و توقروه۔

بے شک ہم نے تمھیں بھیجا حاضر و ناظر اور خوشی اور ڈر سناتا تاکہ اے لوگو! تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور رسول کی تعظیم و توقیر کرو۔ (ت)

وقال اللہ تعالیٰ :

ومن يعظم شعائر الله فانها من تقوى القلوب۔

اور جو اللہ کے نشانوں کی تعظیم کرے تو یہ دلوں کی پرہیزگاری ہے۔ (ت)

وقال اللہ تعالیٰ :

۱۔ جامع الترمذی ابواب اللباس باب ما جاء في لبس الفرار امین کمپنی دہلی ۲۰۶/۱

سنن ابن ماجہ ابواب الاطعمہ باب اكل الحبوب والسمين ايچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۲۴۹

۳۔ القرآن الکریم ۲۲/۳۲

۸۔ ۹ و ۸/۴۸

ومن يعظم حُرُمَاتِ اللَّهِ فهو خيرٌ لَهُ عندَ رَبِّهِ ۖ

اور جو اللہ کی حُرُمَتوں کی تعظیم کرے تو وہ اس کے لئے اس کے رب کے یہاں بھلا ہے (ت)
پس بوجہ اطلاق آیات حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم جس طریقہ سے کی جائے گی
حسن و محمود رہے گی اور خاص طریقوں کے لئے جدا گانہ ثبوت کی ضرورت نہ ہوگی، ہاں اگر کسی طریقہ کی
ممانعت شرعاً ثابت ہوگی تو وہ بیشک ممنوع ہوگا۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۲۳ ص ۶۲ تا ۶۵)

فتاویٰ رضویہ جلد ۲۲

(۱) تالیماں بجانے کی مذمت بیان کرتے ہوئے فرمایا:

اقول تصدیق اس کی کہ تالی بجانا افعالِ کفار سے ہے، خود قرآن عظیم میں موجود اللہ عز و جل

فرماتا ہے:

وَمَا كَانَ صَلَاةُهُمْ عِنْدَ الْبَيْتِ الْأَمْكَاءِ وَتَصَدِيَّةٍ ۚ

نہ تھی اُن کی نماز کعبے کے پاس مگر سیٹی اور تالی۔

معالم میں ہے:

قال ابن عباس والحسن، المَاءُ الصَّغِيرُ وَالتَّصَدِيَّةُ التَّصْفِيقُ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ

كَانَتْ قَرْلِشٌ تَطُوفُ بِالْبَيْتِ وَهُمْ عِرَاقَةٌ يَصْفُرُونَ وَيَصْفَقُونَ ۚ

عبد اللہ ابن عباس اور حسن بصری نے فرمایا، قرآن مجید میں جو لفظ ”الماء“ آیا ہے اس کے

معنی سیٹی بجانا ہے اور تصدییۃ کے معنی ہیں تالی بجانا۔ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

فرمایا کہ قریش کعبہ شریف کا ننگے ہو کر طواف کرتے اور سیٹیاں بجا یا کرتے تھے۔ (ت)

اور جو فعل حرام ہے اس میں شریک ہونا اس کا تماشا دیکھنا بھی حرام ہے،

كما افاده في غير ما مسئلة وقد سمعت الان ان الاستماع كالفعل۔

جیسا کہ بہت مسائل میں اس کا افادہ کیا اور ابھی آپ نے سنا (پڑھا) کہ سنا فعل کی طرح ہے۔ (ت)

(فتاویٰ رضویہ ج ۲۲ ص ۹۱)

۱۔ القرآن الکریم ۲۲/۳۰

۲۔ ۳۵/۸

دار الکتب العلمیۃ بیروت ۲۰۸/۲

۳۔ معالم التنزیل (تفسیر البغوی) تحت الایۃ ۳۵/۸

(۲) رقص و تمایل اور تالیوں کے ساتھ ذکر کی محفل سے چلے جانے والوں پر آیت کریمہ ”ومن اعرض عن ذکری“ کو منطبق کرنے والے کے بارے میں فرمایا،

جو امر حرام و لغویں دائرہ ہوا اس سے احتراز ہی طریق صواب ہے آیہ کریمہ ”ومن اعرض عن ذکری“ کا اس پر ورود کیونکر ممکن جہاں خود بحکم شرع ہی چلا جانا مطلوب ہو، آیہ کریمہ میں اعراض عن الذکر سے ایمان نہ لانا مقصود، خود آیت قرآنیہ اس ارادے پر شاہد عدل موجود، قال اللہ تعالیٰ،

فاما یا تینکم متی ہدی فمن اتبع ہدای فلا یضل ولا یشتقی ۵ ومن اعرض عن ذکری ۶ الایۃ -

بعد واقعہ ابلیس لعین و تناول شجرہ حضرت آدم و حوا اور ان کے دشمن کو جنت سے اتارتے وقت ارشاد ہوا کہ اگر تمہارے پاس میری طرف سے ہدایت آئے تو جو میری ہدایت کی پیروی کرے گا وہ گمراہ نہ ہو نہ سختی جھیلے اور جو میرے ارشاد سے منہ پھیرے اس کے لئے تنگ زندگانی اور اسے ہم روز قیامت اندھا اٹھائیں گے۔

اس مضمون کو سورہ بقرہ میں یوں ادا فرمایا ہے :

فاما یا تینکم متی ہدی فمن تبع ہدای فلا خوف علیہم ولا هم یحزنون ۵
والذین کفروا و کذبوا بآیتنا اولئک اصحاب النار ہم فیہا خالدون ۶

اگر تمہارے پاس میری طرف سے ہدایت آئے تو جو میری ہدایت کی پیروی کریں انہیں کچھ خوف نہیں، نہ وہ غمگین ہوں اور جو کفر کریں اور میری آیتیں جھٹلائیں وہ دوزخی ہیں اور ہمیشہ دوزخ میں رہنے والے۔

ایک ہی قصہ ہے ایک ہی ارشاد ہے تو خود قرآن عظیم نے شرح فرمادی ہے کہ اعراض عن الذکر سے کفر مراد ہے۔ اب نقل اقوال مفسرین کی حاجت نہ رہی، حدیث میں ہے کچھ لوگوں نے چلا چلا کر مسجد میں ذکر کرنا شروع کیا سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں نکلوا دیا اب خواہ یہ نکلوانا اس بنا پر ہو کہ ان کے نزدیک ذکر جہر ممنوع تھا خواہ اس لئے کہ ان کے چلانے سے نمازیوں پر تشویش تھی خواہ کسی وجہ سے ہو بہر حال جب ایسی حالتوں میں خود ذاکرین کو نکلوا دینا معیوب نہ ہوا تو آپ اٹھ کر چلا جانا کیونکر محل طعن ہو سکتا ہے، غرض آیت سے نہ یہ ارادہ صحیح نہ ان مسلمانوں پر حکم لگانا درست، حلقے میں کا وہ شخص جو اس کا قائل ہوا اگر جاہل ہے تو دو سخت کبیرہ گناہوں کا مرتکب ہوا :

اولاً بے علم قرآن عظیم کی تفسیر کرنا، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :
 من قال فی القرآن بغیر علم فلیتوبوا مقعدہ من النار۔ رواہ الترمذی عن ابن عباس
 رضی اللہ تعالیٰ عنہما وقال صحیح۔

جو بے علم قرآن میں کچھ بولے وہ اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنالے (امام ترمذی نے حضرت عبد اللہ
 ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے حوالہ سے اسے روایت کیا اور فرمایا یہ حدیث صحیح ہے۔ ت)
 ثانیاً بے علم فتویٰ دینا حکم لگانا، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :
 افتوا بغیر علم فیضلوا و اضلوا۔ رواہ الاثنیۃ احمد و البخاری و مسلم و الترمذی
 و ابن ماجہ عن عبد اللہ بن عمر و رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔

بے علم فتویٰ دیا تو آپ گمراہ ہوئے اور لوگوں کو گمراہ کیا (ائمہ کرام احمد، بخاری، مسلم، ترمذی اور
 ابن ماجہ نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اس کو روایت کیا۔ ت)
 اور اگر ذی علم ہے اور دانستہ تفسیر غلط کی غلط حکم لگایا تو اشد و اعظم کبار کا ارتکاب کیا کہ اللہ
 عز و جل پر بہتان اٹھایا شریعتِ مطہرہ پر افترا باندھا، اللہ عز و جل فرماتا ہے،
 و من اظلم ممن افتری علی اللہ کذبا۔

اس سے بڑھ کر ظالم کون جو اللہ عز و جل پر جھوٹ افرا کرے۔
 اس شخص پر توبہ تو ہر صورت میں فرض ہے، جب تک توبہ نہ کرے اس کے چپچپے نماز پڑھنا سخت مکروہ ہے
 اور اسے امام بنانا گناہ،

لانه فاسق وفي الغنية شرح المنية محتجا بفتاوى الحجة انهم لو قد موا
 فاسقيا ثمنون۔

۱ جامع الترمذی ابواب التفسیر باب ماجاء فی الذی یفسر القرآن برأیه امین پنی دلی ۱۱۹/۲

۲ ابواب العلم باب ماجاء فی ذهاب العلم ۹۰/۲

صحیح مسلم کتاب العلم ۳۴۰/۲ و صحیح البخاری کتاب العلم ۲۰/۱

سنن ابن ماجہ باب اجتناب الراي والقياس ص ۶ و مستند امام احمد بن حنبل ۱۶۲/۲

۳ القرآن الکریم ۲۱/۶

۴ غنیۃ المستملی شرح غنیۃ المصلی فصل فی الامامة سہیل اکید می لاہور ص ۵۱۳

اس لئے کہ وہ فاسق ہے (یعنی حدودِ شرعیہ سے تجاوز کرنے والا ہے) اور غنیہ شرح منیہ میں فتاویٰ حجہ سے دلیل لاتے ہوئے فرمایا اگر لوگ فاسق کو امامت کے لئے آگے کریں تو گنہگار ہوں گے۔ (ت)
 اور بر تقدیر علم کہ دانستہ اس کا مرتکب ہوا تجدید اسلام و نکاح کا بھی حکم ہے کہ جان بوجھ کر رب العزت عز وجلالہ پر اقرار کرنے کو اکثر علماء نے کفر ٹھہرایا۔ اللہ عز وجل فرماتا ہے:
 انما یفتویٰ الکذب الذین لایؤمنون بأیت اللہ یلہ
 جھوٹ وہی گھڑتے ہیں جو آیاتِ الہی پر ایمان نہیں رکھتے۔ (ت)
 موضوعاتِ کبیر میں ہے:

ای الکذب علی اللہ ورسولہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فان الکذب علی غیرہما لایخرجہ عن الایمان باجماع اهل السنة والجماعة۔^۱
 اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولِ مکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علاوہ کسی اور کے متعلق جھوٹ کہنا آدمی کو ایمان سے خارج نہیں کرتا، اہل سنت و جماعت کا اس پر اتفاق ہے۔ (ت)
 شرح فقہ اکبر میں ہے:

فی الفتاویٰ الصغریٰ من قال یعلم اللہ انی فعلت کذا وکان لم یفعل کفر ای
 لانه کذب علی اللہ تعالیٰ۔^۲
 فتاویٰ صغریٰ میں ہے کہ جو شخص یہ کہے کہ اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ میں نے یہ کام کیا ہے حالانکہ
 اس نے وہ کام نہ کیا ہو تو وہ کافر ہو جاتا ہے، کیوں؟ اس لئے کہ اس نے اللہ تعالیٰ پر جھوٹ
 باندھا۔ (ت)
 (فتاویٰ رضویہ ج ۲۴ ص ۱۰۰ تا ۱۰۳)

(۳) ایک شخص نے کہا کہ تفسیر جلالین ظاہری تفسیر ہے اہل باطن کے لئے دوسرا قاعدہ ہے۔ اس کے
 بارے میں سوال کا جواب دیتے ہوئے فرمایا:

اور شرع مطہر کو ایسا ویسا یعنی حقیر جاننے والا تو قطعاً اجماعاً کافر مرتد زندقہ ملحد ہے ایسا کہ
 من شک فی کفرہ وعدا بہ فقد کفر جو اس کے کافر و مستحق نار ہونے میں شک کرے وہ خود

۱۔ القرآن الکریم ۱۶/۱۰۵

۲۔ الاسرار الموضوعة تحت حدیث ۹ دار الکتب العلمیہ بیروت ص ۲۹

۳۔ منہج الروض الاضرار شرح الفقہ الاکبر مسائل متفرقة قول ۱۶ دار البشائر الاسلامیہ بیروت ص ۵۱۱

۴۔ در مختار کتاب الجہاد باب المرتد مطبع مجتبائی دہلی ۳۵۶/۱

کافر ہے۔ اسی طرح جو تفسیر جلالین شریف خواہ کسی کتاب دینی کی فی نفسہ نہ کسی امر خارج عارض کے باعث بلاشبہ و تاویل تحقیر کرے کافر ہے مگر کلام مذکور فی السؤال نہ تنقیص شرع مطہر میں صریح ہے نہ تحقیر جلالین شریف میں نص کریمہ مذکورہ کے وہ معنی کہ اس قائل نے بتائے معانی مذکورہ تفاسیر کے منافی نہیں کہ ان کی تصحیح کو ان کا ابطال ضرور ہے بلکہ ایک معنی جدا گانہ ہیں تو اس کے قول کا یہی محل نہیں کہ معانی ظاہرہ معاذ اللہ باطل ہیں حق وہ ہے جو اہل باطن ان کے خلاف جانتے ہیں بلکہ اس کا مطلب بننے کو اس قدر کافی کہ جو کچھ ان تفاسیر میں ہے یہ معانی ظاہرہ ہیں اور افاداتِ قرآن عظیم انہیں میں محصور نہیں بلکہ ان کے سوا اور نکات انیقہ و لطائف دقیقہ بھی ہیں جنہیں اہل باطن جانتے ہیں اس میں نہ کوئی توہین ہوئی نہ تحقیر بلکہ یہ حق ہے اگرچہ اس محل پر آیہ کریمہ کا ایراد اور یہ ادعائے مراد باطل ہے تو یہاں معاذ اللہ ثبوت کفر کا کوئی محل نہیں۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۲۴ ص ۱۰۴)

(۴) وجد کے بارے میں سوال کا جواب دیتے ہوئے فرمایا :

باقی رہا یہ امر کہ فلاں شخص یا اشخاص خاص کا وجد حق ہے یا باطل، یہاں اس کے ادراک کی طرف راہ سخت دشوار والہ سرشار و متصنع ریا کاری میں حالت قلب کا تفاوت ہے اور اوساط صادقین متشہدین بالعاقلین و اراذل فاسقین مراۓ میں فرق اُس سے بھی سخت باریک و دقیق ترک یہاں صرف نیت کا تغایر ہے اور نیت و قلب دونوں غیب ہیں اور مسلمان پر بدگمانی حرام،

قال اللہ تعالیٰ "وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ إِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ أُولَٰئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُولًا"

(اللہ تعالیٰ نے فرمایا :) اس بات کے پیچھے نہ پڑ جس کا تجھے علم نہیں بیشک کان، آنکھ، دل

سب سے سوال ہوتا ہے۔

اور فرماتا ہے :

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اجْتَنِبُوا كَثِيرًا مِّنَ الظَّنِّ إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ أَثْمَرُ

اے ایمان والو! بہت گمانوں سے بچو بیشک کچھ گمان گناہ ہیں۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۲۴ ص ۱۰۵)

(۵) منہ پر کپڑا ڈال کر ڈونیوں کا گانا سُنا کیسا ہے، کیا امام غزالی اور حضرت شاہ محمد کالپوی نے اسے جائز لکھا ہے؟ اس سوال کے جواب میں فرمایا،

یہ مضمون کہ منہ پر کپڑا ڈال کر رنڈیوں ڈونیوں کا گانا سُنا جائز ہے دونوں حضرات ممدوح قدسنا اللہ باسرا رہا میں کسی سے ثابت نہیں، نہ ہرگز شرع مطہرہ میں اس کا پتا، نہ اصول شرع اس کی مساعد، نہ ایسی نقول مذہب پر قاضی ہو سکیں۔

شریعت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جس طرح فتنہ کو حرام فرمایا دواعی فتنہ کو بھی حرام فرمادیا۔

قال اللہ تعالیٰ "تلك حدود الله فلا تقربوها"، وقال صلى الله تعالى عليه وسلم "من رآكم حول المحسى او شك ان يقع فيه..."

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: یہ اللہ تعالیٰ کی حدیں ہیں لہذا ان کے پاس نہ جاؤ۔ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو کوئی کسی چراگاہ کے آس پاس جانور چرائے تو قریب ہے کہ چراگاہ میں گھس جائے (ت)

(فتاویٰ رضویہ ج ۲۴ ص ۱۲۰)

(۶) مزید فرمایا:

جبکہ منشاء تحریم داعی ہونا ہے اور اس میں ہر داعی مستقل تو ایک کی تحریم دوسرے کے وجود پر موقوف نہیں ہو سکتی،

والا لم یکن شیئ منہا داعیاً بل المجمع اولہ یکن داعیاً لا بشرط وجودہ و کان الاخر لغوا سا قطا من البین۔

ورنہ ان میں سے کوئی چیز داعی نہ ہو بلکہ مجموعہ یا داعی نہ ہو مگر اس کے پائے جانے کی شرط سے۔ اور دوسرا بے فائدہ درمیان سے سا قط ہو۔ (ت)

شرع مطہر نے یہاں نفس صوت فتنہ پر حکم فرمایا ہے،

قال اللہ تعالیٰ "واستغفر من استطعت منهم بصوتك"، وعن انس وعنه

لہ القرآن الکریم ۱۸۷/۲

صحیح البخاری کتاب البیوع ۲۵/۱ و صحیح مسلم کتاب المساقات ۲۸/۲

شرح السنۃ للبخاری باب مضاجعة الحائض المکتب الاسلامی بیروت ۱۳۰/۲

لہ القرآن الکریم ۶۳/۱

عائشة رضی اللہ تعالیٰ عنہما عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم "صوتان ملعونان فی الدنیا والاخرۃ مزمار عند نعمة و مرنة عند مصیبة۔" ۱

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا، تو پھسلا دے ان میں سے جس کو تُو اپنی آواز سے پھسلا سکتا ہے (یہ شیطان سے خطاب فرمایا)، اور حدیث میں حضرت انس اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے روایت کرتے ہیں دو آوازیں دُنیا اور آخرت میں ملعون ہیں :
(۱) آسائش کے وقت گانا بجانا (۲) مصیبت کے وقت بین کرنا۔ (ت)

(فتاویٰ رضویہ ج ۲۴ ص ۱۲۲)

(۷) آریہ کا لیکچر سُنے کے لئے جانے والوں کے بارے میں فرمایا :
آریہ کا لیکچر سُنے جانا اور بھی سخت تر حرام ہے وہ کفر کہتے ہیں اور یہ کفر سُنے جاتے ہیں، ایسے جلسے میں شریک ہونے کو قرآن عظیم نے فرمایا ہے : انکھ اذا مثلہم جب تو تم بھی انھیں جیسے ہو۔
اور فرمایا :

ان اللہ جامع المنفِقین والکفرین فی جہنم جمیعاً۔
بیشک اللہ تعالیٰ اُن کافروں اور اُن نام کے مسلمانوں، ان کے جلسے میں شریک ہونی والوں
سب کو جہنم میں اکٹھا کرے گا۔ (ت)
(فتاویٰ رضویہ ج ۲۴ ص ۱۴۳)

(۸) زینت کے جائز و ناجائز ہونے کے بارے میں فرمایا :
زینت مباحہ بنیت مباحہ مطلقاً اسراف نہیں، اسراف حرام ہے۔ قال تعالیٰ :
ولا تسرفوا انه لا یحب المسرفین یہ
بے جا خرچ نہ کیا کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ فضول خرچی سے کام لینے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ (ت)
اور زینت جب تک بروجہ قبیح یا بنیت قبیحہ نہ ہو حلال ہے۔ قال تعالیٰ :
قل من حرم زینۃ اللہ الّتی اخرج لعبادہ۔ ۲

۱۔ کنز العمال بحوالہ البزار والفیاض عن انس حدیث ۴۰۶۶۱ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۱۵/۲۱۹
۲۔ القرآن الکریم ۴/۱۴۰
۳۔ القرآن الکریم ۴/۱۴۰

۴۔ ۳۱/۷
۵۔ ۳۲/۷

فرمادیجئے اس زیب و زینت کو کس نے حرام کیا ہے جو اس نے اپنے بندوں کے لئے نکالی ہے۔
اور حلال و حرام ایک نہیں ہو سکتے ہمیں شوقِ قلوب و تطلعِ غیوب و اسارتِ ظنون کا حکم نہیں بلِ نفسِ
الظن مہیا امکن واللہ سبحنہ یعلم الضمائر ویتولی السرائر (بلکہ ہم اچھا گمان کرتے ہیں
جب تک ممکن ہو اور اللہ تعالیٰ پاک ہے، دلوں کی پوشیدہ باتیں جانتا ہے، اور چھپے رازوں سے آشنا
ہے۔ ت) (فتاویٰ رضویہ ج ۲۲ ص ۱۴۷)

(۹) ممنوعات و محرمات کی نسبت رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف کرنا بے ادبی ہے، چنانچہ
فرمایا:

ان محرمات باطل کو معاذ اللہ حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف نسبت کرنا
ضرور حضور میں سوائے ادب اور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر افتراء و کذب ہے،
وکفی بہ اثما مبینا، انما یفتزی الکذب الذین لایؤمنون
یہی کھلا گناہ ہے، اور جھوٹ وہی گھڑتے ہیں جو ایمان نہیں رکھتے۔ (ت)
(فتاویٰ رضویہ ج ۲۲ ص ۱۵۷)

(۱۰) جو پیر اپنے فاسق و فاجر مریدوں کی اصلاح نہیں کرتا اس کے بارے میں سوال کا جواب
دیتے ہوئے فرمایا:

امر بالمعروف ونہی عن المنکر ضرور بنصوص قاطعہ قرآنیہ اہم فرائض دینیہ سے ہے اور بحال وجوب
اس کا تارک آثم و عاصی، اور ان نافرمانوں کی طرح خود بھی مستحق عذاب دنیوی و اخروی۔ احادیث کثیرہ
اس معنی پر ناظر ہیں، اور اہلسنت و غیرہم کا واقعہ خود قرآن عظیم میں مذکور۔ قال اللہ تعالیٰ:
لعن الذین کفروا من بنی اسرائیل علی لسان داؤد و عیسیٰ بن مریم ذلک
بما عصوا وکانوا یعتدون ۝ کانوا لایتناہون عن منکر فعلوہ طلبش ما کانوا یفعلون
بنی اسرائیل کے کافروں پر لعنت پڑی داؤد و عیسیٰ بن مریم کی زبان سے، یہ بدلہ تھا ان کی

۱۰۰/۴۰ العتہ آن الکریم

۱۰۵/۱۶

۷/۵۸ و ۷/۷۹

نافرمانیوں اور حد سے بڑھنے کا، بُرے کام سے ایک دوسرے کو منع نہ کرتے تھے ضرور ان کا یہ فعل سخت بُرا تھا۔

اصحابِ سبت پر داؤد علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دُعا کی، اَلٰہی! انھیں لعنت کر اور لوگوں کے لئے نَسائی بنا دے۔ بندر ہو گئے۔ اہلِ مائدہ پر عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہی دعا کی، سُور ہو گئے۔ والعیاذ باللہ رب العالمین۔

حدیث میں ہے رسول اللہ ﷺ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

كَلَّا وَاللّٰه لَتَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَلَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ اُولٰٓئِكَ مُبْتَغِيْنَ اللّٰهِ بِقُلُوْبٍ بَعْضُكُمْ عَلٰٓى بَعْضٍ ثُمَّ لِيَلْعَنَنَّكُمْ كَمَا لَعَنَهُمْ ۔ مرواۃ ابو داؤد عن عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہذا مختصر۔

یوں نہیں، خدا کی قسم یا تو تم ضرور امر بالمعروف کرو گے اور ضرور نہی عن المنکر کرو گے یا ضرور اللہ تعالیٰ تمہارے دل آپس میں ایک دوسرے پر مارے گا پھر تم سب پر اپنی لعنت اتارے گا جیسی اُن بنی اسرائیل پر اتاری (امام ابو داؤد نے حضرت عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے سے اسے روایت کیا ہے۔ یہ مختصر ہے۔ ت)

مگر یہ امر وہی نہ ہر شخص پر فرض نہ ہر حال میں واجب، تو بحال عدم وجوب اس کے ترک پر یہ احکام نہیں بلکہ بعض صورتوں میں شرع ہی اُسے ترک کی ترغیب دے گی جیسے جبکہ اُس سے کوئی فتنہ اشد پیدا ہوتا ہو، یونہی اگر جانے کہ بے سود ہے کارگر نہ ہو تو خواہی خواہی چھڑنا ضرور نہیں خصوصاً جبکہ کوئی امر اہم اصلاح پارہا ہو، مثلاً کچھ لوگ حریر کے عادی نماز کی طرف جھکے یا عقائد سنت سیکھنے آتے ہیں اور جب حریر و پابندی وضع میں ایسے منہمک ہیں کہ اس پر اصرار کیجے تو ہرگز نہ مانیں گے غایت یہ کہ آنا چھوڑ دیں گے وہ رغبت نماز و تعلم عقائد بھی جائے گی تو ایسی حالت میں بقدر تیسرا انھیں ہدایت اور باقی کے لئے انتظار وقت و حالت، ترک امر وہی نہیں بلکہ اُسی کی تدبیر و سعی ہے۔

واللہ یعلم المفسد من المصلح۔ واللہ علیم بذات الصدور۔

۱ سنن ابی داؤد کتاب الملاحم باب الامر والنہی آفتاب عالم پریس لاہور ۲۴۰/۲

۲ القرآن الکریم ۲۲۰/۲

۳ ۱۵۴/۳

اللہ تعالیٰ فسادِ اور مصلح دونوں سے واقف ہے اور وہ سینے میں پوشیدہ راز جاننے والا ہے۔ (ت)

(فتاویٰ رضویہ ج ۲۴ ص ۱۶۰، ۱۶۱)

(۱۱) مرتکبِ نواہی شخص جو معصیت کے جواز کے لئے آیۃ کریمہ ”ان الحسنات یذہبن السیئات“ پیش کرتا ہے۔ اس کی مذمت کرتے ہوئے فرمایا،

معصیت کے جواب میں اس آیت کریمہ کو دستاویز بنانا جاہل مغرور کا کام ہے۔

قال اللہ تعالیٰ ”تریت لہم الشیطن اعمالہم“، وقال اللہ تعالیٰ ”ولا یغرنکم باللہ الغرور“

اللہ تعالیٰ نے فرمایا، شیطان نے اُن کے لئے ان کے کُرُوت (بُرائے اعمال) خوشنما بنا ڈالے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا، لوگو! تمہیں خدا تعالیٰ کے معاملہ میں وہ بڑا فریبی یعنی شیطان دھوکے میں نہ ڈال دے۔ (ت) واللہ تعالیٰ اعلم

(۱۲) عالم کا وعظ کرنا اور سامعین کو اسے باادب سننا مذہبی عبادت ہے یا نہیں؟ اس میں بے جا دخل اندازی کرنا کیسا ہے؟ اس سوال کے جواب میں فرمایا،

عالم دین کا امر بالمعروف ونہی عن المنکر کرنا بندگانِ خدا کو دینی نصیحتیں دینا جسے وعظ کہتے ہیں ضرور اعلیٰ قرآنِ دین سے ہے، اللہ عزوجل فرماتا ہے،

کنتم خیر امتی اخرجت للناس تأمرون بالمعروف وتنهون عن المنکر و تؤمنون باللہ

تم سب اُمتوں سے بہتر ہو جو لوگوں میں ظاہر ہوئیں حکم دیتے ہو بھلائی کا اور منع کرتے ہو برائی سے اور ایمان لاتے ہو اللہ پر۔

اور فرماتا ہے،

ولتکن متکم امة یدعون الی الخیر و یأمرون بالمعروف و ینہون عن المنکر و اولئک ہم المفلحون

لازم ہے کہ تم میں ایک گروہ ایسا رہے کہ نیکی کی طرف بُلائے اور بھلائی کا حکم دے اور برائی

سے منع کرے اور یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔

اور فرماتا ہے :

وَذَكِّرْ فَإِنَّ الذِّكْرَ يُتَنَفَعُ الْمُؤْمِنِينَ ۝

وعظ کہتا رہ کہ وعظ مسلمانوں کو فائدہ دیتا ہے۔

اور حاضرین کا ادب و خاموشی و رجوعِ قلب کے ساتھ اُسے سنتے رہنا بھی مذہبی عبادت اور دینی فرض ہے، اللہ عزوجل فرماتا ہے :

فَبَشِّرْ عِبَادِ ۝ الَّذِينَ يَسْتَمِعُونَ الْقَوْلَ فَيَتَّبِعُونَ أَحْسَنَهُ ۝

خوشخبری دے میرے اُن بندوں کو جو متوجہ ہو کر بات سنتے پھر اس کے بہتر پر عمل کرتے ہیں۔

اس میں دست اندازی کرنا غل مچانا گالیاں بکنا ضرور مذہبی توہین اور خاص عادتِ کفار بے دین ہے۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے :

وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لَا تَسْمَعُوا لِهَذَا الْقُرْآنِ وَالْغَوْا فِيهِ لَعَلَّكُمْ تَغْلِبُونَ ۝

کافر بولے اس قرآن کو نہ سنو اور اس کے پڑھے جانے میں غل شور کرو شاید یوں ہی تم غالب آؤ۔

شاہ عبدالقادر صاحب دہلوی برادر مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب موضع القرآن میں اس آیت کے نیچے

لکھتے ہیں :

”یہ جاہلوں کا زور ہے شور مچا کر سننے نہ دینا“

اور فرماتا ہے :

فَمَا لَهُمْ عَنِ التَّذْكَرَةِ مُعْرِضِينَ ۝ كَانَهُمْ حَسْرَ مُسْتَنْفِضَةٍ ۝ فَرَّتْ مِنْ قَسْوَرَةٍ ۝

انہیں کیا ہوا وعظ سے منہ پھیرے ہیں گویا وہ بھڑکے ہوئے گدھے ہیں کہ شیر سے بھاگے ہیں۔

وعظ سے روگردانی تو شیر سے گدھے کا بھڑکنا ٹھہرے اس پر غل مچانا گالیاں بکنا کیا چاند پر

کتوں کا بھونکنا نہ ہوگا۔ وعظ تو وعظ کہ وہ نبص صریح قرآن مجید فرض مذہبی ہے کتب دینیہ میں تصریح ہے کہ

۵۲ القرآن الکریم ۳۹/۱۸ و ۱۷

۵۱ القرآن الکریم ۵۵/۵۱

۵۳ ” ۲۶/۴۱

۵۴ تفسیر موضع القرآن بر ترجمہ شاہ رفیع الدین تحت آیت وقال الذین کفروا لا تسمعوا الخ مما زکینی لا ہو ۵۲۶

۵۵ القرآن الکریم ۴۴/۴۹ تا ۵۱

ہر خطبے حتی کہ خطبہ نکاح و خطبہ ختم قرآن کا سُنا بھی فرض ہے اور اُن میں غل کرنا حرام حالانکہ خطبہ نکاح صرف سنت ہے اور خطبہ ختم زامستحب۔ درمختار میں آیا ہے :

کذا يجب الاستماع لسائر الخطب كخطبة نكاح و خطبة عيد و ختم على المعتمد۔
اسی طرح معتمد قول کے مطابق تمام خطبات کا سُنا واجب ہے مثلاً خطبہ جمعہ، عیدین، نکاح اور ختم قرآن وغیرہ۔ (ت)
ردالمحتار میں ہے :

قوله و ختم ای ختم القرآن كقولهم الحمد لله رب العالمين حمد الصابرين الخ۔
صاحب درمختار کا قول و ختم سے مراد ختم قرآن ہے جیسے اس موقع پر ان کا کہنا ہے الحمد لله رب العالمين حمد الصابرين یعنی تعریف اس خدا کے لئے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے ایسی تعریف جو صبر کرنے والوں کی تعریف جیسی ہو۔ (ت)

طریقہ محمدیہ اور اس کی شرح حدیقہ نذیریہ میں انواع کلام ممنوع میں ہے :

النوع (الثاني والخمسون) قطع كلام الغير من غير ضرورة خصوصاً اذا كان في مذاكرة العلم الشرعي وقد مر ان السلام عليه ای علی الجالس لمذاكرة العلم (اثر) لما فيه من قطع الخير وايداء المسلم المتكلم والسامع (وكذا تكلم من هو) جالس (في مجلس عظة) ای وعظ وتذكير (ولو مع الاخفاء وكذا مجرد التفاته وتحركه) وقيامه و اتكائه (من غير حاجة وكل هذا سوء ادب وخفة وعجلة وسفه بل يتعين التوجه اليه والانصات والاستماع الى ان ينتهي كلامه بلا التفات ولا تحرك ولا تكلم آه مختصراً۔

یعنی کلام ممنوع کا نوع پنجاہ و دوم بے ضرورت شرعیہ دوسرے کی بات کا سُنا ہے جبکہ وہ علم شرعی کے ذکر میں ہو، اور اوپر گزر چکا کہ اس پر اس وقت سلام کرنا بھی گناہ ہے کہ اس میں اُسی نیک کلام کا قطع کرنا اور قائل اور سامعین مسلمانوں کو ایذا دینا ہے یوں ہی جو مجلس وعظ میں بیٹھا ہو اُسے بھی بات

۱۱۳/۱	مطبع مجتہائی دہلی	باب الجمع	کتاب الصلوٰۃ	۱۱۳/۱	درمختار
۵۵۱/۱	دار احیاء التراث العربی بیروت	"	"	۵۵۱/۱	ردالمحتار
۳۵۲ تا ۳۵۰/۲	مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد	النوع الثاني والخمسون قطع كلام الغير	شرح الطریقۃ المحمدیۃ	۳۵۲ تا ۳۵۰/۲	الحدیقۃ النبیۃ
۱۹۳، ۱۹۲/۲	مطبعہ اسلامیہ سٹیم پریس لاہور	"	"	۱۹۳، ۱۹۲/۲	الطریقۃ المحمدیۃ

کرنا گناہ ہے اگرچہ آہستہ ہی ہو اسی طرح صرف بے ضرورت ادھر ادھر دیکھنا یا کوئی حرکت و جنبش کرنا کھڑا ہونا یا تکیہ لگانا اور یہ سب گستاخی و بے ادبی اور ہلکا پن خفیف الحركات اور جلد بازی اور حماقت ہے بلکہ لازم یہی ہے کہ اُسی کی طرف توجہ کئے خاموش کان لگائے سنتے رہیں یہاں تک کہ اس کا کلام ختم ہو اُس وقت تک نہ ادھر ادھر دیکھیں نہ کوئی جنبش نہ اصلاً کچھ بات کریں۔

جب وعظ میں مطلق حرکت اور آہستہ بات بے ضرورت بھی گستاخی و بے ادبی و گناہ ٹھہرے تو غل مچانا گالیاں بکنا کس قدر سخت توہین ہو گا یہ توہین اُس عالم دین کی توہین نہ ہو گی جو اُس وقت وعظ کرتا ہے بلکہ اصل دین اسلام اور خود ہمارے نبی اکرم علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام کی توہین ٹھہرے گی کہ مسند وعظ اصل مسند حضور پر نور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے۔ اللہ عز و جل فرماتا ہے:

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا وَدَاعِيًا إِلَى اللَّهِ بِآذَنِهِ وَسِرَاجًا مُنِيرًا ۝

اے نبی! ہم نے تجھے بھیجا خوشخبری دیتا اور ڈر سناتا اور اللہ کی طرف اس کے حکم سے بلاتا اور آفتاب روشنی پہنچاتا۔

نیکوں پر مژدہ دیتا، بُرائیوں پر ڈر سناتا، اللہ کی طرف مطابق شریعت بلاتا۔
یہی معنی وعظ ہے اور آیہ کریمہ و ذکر فات الذکر ی تنفع المؤمنین (لوگوں کو نصیحت کیجے کیونکہ نصیحت کرنا ایمان والوں کو فائدہ پہنچاتا ہے۔ ت) میں بھی اصل مخاطب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں یہ کام علمائے دین حضور کی وراثت سے کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ان العلماء وراثۃ الانبیاء۔ رواہ ابو داؤد والترمذی عن ابی الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

بیشک علماء انبیاء کے وارث ہیں علیہم الصلوٰۃ والسلام (امام ابو داؤد اور امام ترمذی نے اسے حضرت ابو الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے۔ ت)
اور نائب جب مسند نیابت پر ہو تو اس دربار کی توہین اصل سلطان کی توہین ہے، ہر عاقل

۱۔ القرآن الکریم ۳۳/۴۵، ۴۶

۲۔ ۵۱/۵۵

۳۔ سنن ابی داؤد کتاب العلم باب فضل العلم آفتاب عالم پریس لاہور ۱۵۷/۲

جانتا ہے کہ اگر کوئی شخص کسی ادنیٰ درجے کے اجلاس میں غل کئے گا یاں بکے تو وہ اس ادنیٰ ہی کی توہین نہ ہوگی بلکہ اصل بادشاہ کی، والعیاذ باللہ مرتب العلمین ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلیٰ العظیم (اللہ تعالیٰ کی پناہ جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے، گناہوں سے بچنے اور نیکی کرنے کی طاقت کسی میں نہیں بجز اللہ تعالیٰ بلند و برتر اور بڑی شان رکھنے والے کی توفیق عطا کے۔ ت)

(فتاویٰ رضویہ ج ۲۴ ص ۱۶۸ تا ۱۷۲)

(۱۳) منہیات شرعیہ کی حرمت بیان کرنے والے عالم دین سے اپنی انا کی وجہ سے قطع تعلقی کرنے والی جماعت کے بارے میں فرمایا:

اس صورت میں جماعت سخت ظالم اور عذاب شدید کی اور اس آیت کریمہ کی مصداق ہے:

واذا قیل له اتق الله اخذته العزة بالاثم فحسبه جهنم

اور جب اس سے کہا جائے کہ اللہ تعالیٰ سے ڈریئے تو اسے گناہ مزید ضد (اور طیش) پر آمادہ

کرے اور اُبھارے پس اس (بد نصیب) کے لئے دوزخ ہی کافی ہے۔ (ت)

اگر وہ لوگ توبہ نہ کریں تو مسلمانوں کو اُن سے قطع تعلقی چاہئے ورنہ حکم احادیث کثیرہ وہ بھی ان کے ساتھ

شریک ہوں گے اوشک ان یعمہم اللہ بعقاب منہ (قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں اس کے

عذاب میں شامل اور شریک فرمائے۔ ت) (فتاویٰ رضویہ ج ۲۴ ص ۱۷۳، ۱۷۴)

(۱۴) دفع مرض ہیضہ کے لئے اذان دینے کے بارے میں فرمایا:

اذان ذکر الہی ہے اور ذکر الہی کے برابر غضب و عذاب الہی سے نجات دینے والی بلار غم و

پریشانی کی دفع کرنے والی کوئی چیز نہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

الابدن کر اللہ تطمئن القلوب

سُن لو اللہ تعالیٰ کی یاد ہی سے دلوں کو چین ملتا ہے۔ (ت)

(فتاویٰ رضویہ ج ۲۴ ص ۱۸۱)

(۱۵) آیت کریمہ ”ولا تلقوا بایدیکم الی التھلکۃ“ کا مصداق و مطلب بیان کرتے ہوئے فرمایا:

القابلا لیدی الی التھلکۃ (ہاتھوں کو ہلاکت میں ڈالنا۔ ت) کیا ہے محمد رسول اللہ صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم کے احکام کو نہ ماننا، ورنہ یہ آیت تحریم جہاد کے لئے عمدہ دستاویز ہو جائے گی، جو تہلکہ چمکتی تلواروں اور برستے تیروں کے متواتر گولوں کے سامنے ہے طاعون میں اس کا عشر عشر بھی نہیں تو جہاد اکبر سے زائد حرام ہو گا اور جہاد سے بھاگنا فرض حالانکہ قرآن نے اس کا عکس فرمایا ہے، قرآن عظیم ترک جہاد و فرار عن الجہاد ہی کو تہلکہ فرماتا ہے جسے یہ عبدۃ الہوی ہلاک سمجھیں وہ نجات ہے اور جسے نجات سمجھ رہے ہیں وہ ہلاک ہے۔ البواب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: کریمہ لا تلتقوا ہم انصار میں اُتری کہ جب دین متین کو اللہ عز و جل نے عزت بخشی اور اسلام پھیل گیا، ہم نے کہا اب جہاد کی کیا ضرورت ہے اب خانگی امور جو اتنے روزوں سے خراب پڑے ہیں بنالیں، اس پر ارشاد ہوا:

وانفقوا فی سبیل اللہ ولا تلتقوا بایدیکم الی التھلکۃ۔

اپنی جان اور مال جہاد میں خرچ کرو اور ترکِ جہاد کر کے اپنے ہاتھوں ہلاکت میں نہ پڑو۔ (ت)
معالم شریف میں ہے :

فالتهلكة الاقامة في الاهل والبال وترك الجهاد

”التهلكة“ اہل و مال سے وابستہ رہنا اور جہاد کے لئے نہ نکلنا ہے۔ (ت)

امام اجل احمد بن حنبل مسند میں جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ
تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

الفار من الطاعون كالفار من الزحف ومن صيرفيه كان له اجر شهيد^۳

طاغوتوں سے بھاگنے والا ایسا ہے جیسے جہاد میں کفار کو پیٹھ دے کر بھاگنے والا، اور جو اس میں صبر کئے بیٹھا رہے اس کے لئے شہید کا ثواب ہے۔

اور جہاد سے بھاگنے والے کو اللہ عز و جل فرماتا ہے :

فقد ياء بغضب من الله ومأواه جهنم وبئس المصير.

١٨٨/١ دار الكتب العلمية بيروت تحت الآية ١٩٥/٢ (تفسير البغوي) في معالم التنزيل

" " " " " " " "

۳۰ مسند امام احمد بن حنبل عن جابر بن عبد الله انصاري رضى الله عنه دار الفكر بيروت ۳۶۰/۳

كنز العمال حديث ٢٨٤٣٣ مؤسسة الرسالة بيروت ١٤٩٠

١٦ / ٨ القرآن الكريم

وہ بیشک اللہ کے غضب میں پڑا اور اس کا ٹھکانا جہنم ہے اور کیا بُری بازگشت ہے۔
تو ثابت ہوا کہ طاعون سے بھاگنے والا اللہ کے غضب میں جاتا ہے اور جہنم اس کا ٹھکانا ہے اسی کو

فرمایا کہ :

لا تَلْقُوا بَايِدِيكُمْ إِلَى التَّهْلُكَةِ۔

اپنے ہاتھوں ہلاکت و غضب خدا اور استحقاق جہنم میں نہ پڑو۔

اب بتائیے کہ طاعون سے بھاگنا ”تہلکہ“ ہے یا اپنے رب عزوجل پر توکل کر کے صابر و مقیم رہنا۔
اللہ تعالیٰ توفیق دے کہ احکام محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ہوائے نفس سے رد نہ کیا جائے
ولا حول ولا قوة الا باللہ العلی العظیم (گناہ سے بچنے اور نیکی کی قوت و طاقت کسی میں نہیں
بجز اللہ تعالیٰ بلند مرتبہ اور عظیم الشان کی توفیق کے۔ ت) (فتاویٰ رضویہ ج ۲۲ ص ۱۹۱، ۱۹۲)
(۱۶) طاعون والی جگہ سے بھاگنے کے بارے میں فرمایا :

طاعون سے بھاگنا حرام ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

الفارس من الطاعون كالفرار من الزحف

طاعون سے بھاگنے والا ایسا ہی ہے جیسے کہ جہاد میں کافروں کو پیٹھ دے کر بھاگنے والا۔

جسے اللہ عزوجل فرماتا ہے :

فقد باء بغضب من الله وماؤله جهنم وبئس المصير

وہ بیشک اللہ کے غضب میں پڑا اور اس کا ٹھکانا جہنم ہے اور بہت ہی بُری جگہ پھرنے کی۔

کیا ایسی چیز دوا کے حکم میں آسکتی ہے نہ کہ معاذ اللہ سنت ہونا جس پر اللہ کا غضب ہو اور جہنم
ٹھکانا۔ جو لوگ اس سے بھاگ کر کہیں بھی جاتے ہیں سب گناہ کبیرہ کے مرتکب ہوتے ہیں، اس کی تفصیل
ہمارے رسالہ تیسیر الباعون میں ہے۔ جو لوگ کہتے ہیں کہ لوگ اس میں بے موت مر جاتے ہیں وہ
گمراہ ہیں، اس میں قرآن عظیم میں انکار ہے، ان پر توبہ فرض ہے اور تجدید اسلام و تجدید نکاح
چاہئے۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے :

۱۔ القرآن الکریم ۲/۱۹۵

۲۔ مسند امام احمد بن حنبل عن عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا المکتب الاسلامی بیروت ۶/۸۲، ۱۳۵، ۱۵۵

مؤسستہ الرسالۃ الرسالۃ بیروت ۱۰/۴۹

حدیث ۲۸۴۴۴

کنز العمال

۳۔ القرآن الکریم ۸/۱۶

پیر سے ایک آدھ پھل ٹپکنا رہتا ہے اسی کا ٹپکنا لکھا تھا اور ایک آدھ آندھی آتی ہے کہ ہزاروں پھل ایک ساتھ جھڑ پڑتے ہیں اُن کا ساتھ ہونا ہی لکھا تھا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :

وکل صغیر وکبیر مستطریٰ

(۷۱) زید کے پاس قوتِ مردانگی کا نسخہ ہے جو وہ اس خیال سے کسی کو دیتا اور بتاتا نہیں کہ لوگ حرامکاری میں مبتلا ہوں گے تو مجھے بھی گناہ ہوگا۔ اس کے بارے میں فرمایا ،

اگر وہ نسخہ نہ بتائے اسے دوا بنا کر دے جبکہ اس میں کوئی تاجائز چیز نہ ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

من استطاع منكم ان ينفع اخاه فليتنعه به

جو کوئی تم میں سے اپنے بھائی کو نفع پہنچا سکتا ہو تو اُسے نفع پہنچانا چاہیے۔ (ت)

اور اس کا یہ خیال کہ لوگ حرام کریں گے اور اس پر وبال ہوگا محض غلط ہے مسلمان پر بدگمانی حرام ہے۔

قال الله تعالى يا ايها الذين امنوا اجتنبوا كثيرا من الظن ان بعض الظن اثم

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اے ایمان والو! بہت سے گمانوں سے بچتے رہو کیونکہ بعض گمان

گناہ ہیں (ت)

اور جب اس کی نیت نفع رسانی مسلم ہے تو دوسرا گناہ کرے بھی تو اس کا مواخذہ اس پر نہیں

ہو سکتا۔ اللہ عز وجل فرماتا ہے :

لا تَزِرْ وَامْرِئًا فَتْرًا أُخْرَى ۖ

کوئی جان کسی دوسری جان کا بوجھ نہ اٹھائے گی (ت)

(فتاویٰ رضویہ ج ۲۲ ص ۲۰۳)

٥٢ القرآن الكريم ٥٣/٥٣

٤ القرآن الكريم ٣/ ١٢٥

۳ صحیح مسلم کتاب السلام باب استعجاب الرقیۃ من العین ۱۲ قیدی کتب خانہ کراچی ۲۲۴/۲

۵ القرآن الکریم ۶/۱۶۴

٢٧ القرآن الكريم ٢٩ / ١٢

(۱۸) عورت کو بانجھ کرنے کے گناہ سے متعلق سوال کا جواب دیتے ہوئے فرمایا :
 بانجھ کرنا نہ کرنا اللہ عزوجل کے اختیار میں ہے بشر کی طاقت نہیں یجعل من یشاء عقیماً
 (اللہ تعالیٰ جس کو چاہے بانجھ کرے۔ ت) ہاں ایسی دوا کا استعمال جس سے حمل نہ ہونے پائے
 اگر کسی ضرورتِ شدیدہ قابل قبول شرع کے سبب ہے حرج نہیں اور نہ سخت شنیع و معیوب ہے، اور
 شرعاً ایسا قصد ناجائز و حرام۔

وقد نہی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عن الخضاء وعن البتل والرهبانیۃ و

هذا بمعناها۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خصی کرنے اور انگ تھلگ کٹ کر رہنے اور رہبانیت اختیار
 کرنے سے منع فرمایا۔ اور مانع حمل دوا کا استعمال انہی کے معنی میں ہے۔ (ت)
 (فتاویٰ رضویہ ج ۲۲ ص ۲۰۰، ۲۰۸)

(۱۹) طاعون سے بھاگنے کی ترغیب دینے والے کے بارے میں فرمایا :
 فرار کی ترغیب دینے والا فرار کر نیوالے سے اشد وبال میں ہے، نفس گناہ میں احکام الہیہ سے
 معارضہ و مخالفت کی وہ شان نہیں جو برعکس حکم شرع نہی عن المعروف و امر بالمکرہ میں ہے۔ اللہ عزوجل
 فرماتا ہے :

المنفقون والمنفقت بعضهم من بعض يامرون بالمنكر وينهون عن المعروف
 الى قوله عز وجل والمؤمنون والمؤمنات بعضهم اولياء بعض يامرون بالمعروف وينهون
 عن المنكر

منافق مرد اور منافق عورتیں آپس میں ایک ہیں بُرائی کا حکم دیتے اور بھلائی سے منع کرتے ہیں
 اور مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں آپس میں دینی بات پر ایک دوسرے کے مددگار ہیں بھلائی کا حکم دیتے
 اور بُرائی سے روکتے ہیں۔

گنہگار اپنی جان کو گرفتارِ عذاب کرتا ہے اور گناہ کی ترغیب دینے والا خود عذاب میں پڑا اور
 دوسرے کو بھی عذاب میں ڈالنا چاہتا ہے، جتنے اس کی بات پر چلتے ہیں سب کا وبال اُن سب پر

اور اُن کے برابر اس اکیلے پر ہوتا ہے۔ (فتاویٰ رضویہ ۲۴ ص ۲۸۹، ۲۹۰)

(۲۰) طاعون سے بھاگنے کے بارے میں بحث کرتے ہوئے فرمایا،

خامساً سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرار عن الطاعون کو جس کا مماثل فرمایا

یعنی جہاد سے بھاگنا اُسی کے ملا حظہ سے معلوم ہو سکتا ہے کہ شہر چھوڑ کر دوسرے شہر کو چلے جانے ہی پر فرار محصور نہیں کیا، اگر امام مسلمانان بیرون شہر کفار سے جہاد کر رہا ہو اور کچھ لوگ مقابلہ سے بھاگ کر اپنے گھروں میں جا بیٹھیں تو فرار نہ ہوگا ضرور ہوگا بلکہ گھروں میں جا بیٹھنا درکنار، اگر معرکہ سے بھاگ کر اُسی میدان کے کسی پہاڑ یا غار میں جا چھپے ضرور عار فرار نقد وقت ہوگی کہ میدان کارزار تو ہر طرح چھوڑا اور مقابلہ کفار سے مُنہ موڑا، نص قرآنی اس پر دلیل صریح ہے،

قال الله عز وجل "ات الذين تولوا منكم يوم التقي الجمع انما استزلمهم الشيطان ببعض ما كسبوا ولقد عفا الله عنهم" ات الله غفوراً حلیم " وقال جل من قائل "ولقد عفا عنكم" والله ذو فضل على المؤمنين " اذ تصعدون ولا تلوون على احد والرسول يدا عوكم في اخرائكم فاتابكم غمابغيم" الآية۔

اللہ تعالیٰ غالب اور بڑی ذات کا ارشاد ہے: بیشک تم میں سے جن لوگوں نے دو جماعتوں کے (جنگ کے لئے) آمنے سامنے والے دن منہ پھیرا ان کے بعض افعال کی وجہ سے شیطان نے انھیں پھسلا دیا، بیشک اللہ تعالیٰ نے انھیں معاف کر دیا کیونکہ اللہ تعالیٰ معاف فرمانے والا بردبار ہے اور اس نے ارشاد فرمایا جو کہنے والوں سے بڑی شان رکھتا ہے، بے شک اللہ تعالیٰ نے انھیں معاف فرمایا اور اللہ تعالیٰ مومنوں پر احسان فرمانے والا ہے، اور یاد کرو جب تم اوپر چڑھ رہے تھے اور پیچھے مڑ کر بھی نہ دیکھتے تھے اور رسولِ مکرم تمھیں آوازیں دے دے کر بلارہے تھے پھر تمھیں غم پر عنتم نے آلیا الآية۔ (ت)

معالم میں ہے:

قرأ أبو عبد الرحمن السلمي وقادة تصعدون بفتح التاء والعين والقراءة المعروفة بضم التاء وكسر العين، والاصعاد السيد في الارض والصعود الاسر تفاع على

الجبال والسطوح وكلتا القراءتين صواب فقد كان يومئذ من النهن من مصعد وصاعداً اھ باختصار۔

ابو عبد الرحمن سلمیٰ اور قتادہ نے اس لفظ تصعدون کے حرف تار اور عین کو زیر سے پڑھ لیا ہے جبکہ مشہور قرائت تار کی پیش اور عین کی زیر کے ساتھ ہے، پھر وہ اس طور پر ابواب مزید فیہ باب افعال سے ہونے کی وجہ سے ”الاصعاد“ سے بنا ہے جس کے معنی ”زمین میں چلنا“ ہے جبکہ پہلے طور پر مجرد ہونے کی وجہ سے لفظ ”صعود“ سے بنا ہے جس کے معنی ”اوپر چڑھنا، بلندی پر جانا“ ہے خواہ چھتوں پر ہویا پہاڑوں پر۔ اور دونوں قرائتیں درست اور صحیح ہیں۔ پس اس دن کچھ شکست خوردہ لوگ منہ اٹھائے بھاگے جا رہے تھے اور کچھ قریبی پہاڑی پر چڑھ رہے تھے اھ باختصار (ت)
(فتاویٰ رضویہ ج ۲۴ ص ۳۰۲، ۳۰۳)

(۲۱) کفار کے ساتھ بے تکلف کھانے پینے والے مسلمانوں کے بارے میں فرمایا :
بے شک کفار سے ایسی مخالفت اور ان کے ساتھ ہم پیالہ وہم نوالہ ہونے سے بہت ضرور احتراز کرنا چاہئے خصوصاً جہاں اسلام ضعیف ہو، شرع مطہر سے بہت دلائل اس پر قائم جن کے بعض کہ اس وقت کی نظر میں ذہن فقیر میں مستحضر ہوئے مذکور ہوتے ہیں :
اول قال عز وجل :

وَمَا يَنصِيكَ الشَّيْطَانُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرِىٰ مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ۝
اور اگر شیطان تجھے بھلا دے تو یاد آئے پر ظالموں کے پاس نہ بیٹھو۔

اور کافر سے بڑھ کر ظالم کون ہے۔ قال اللہ جل جلالہ :

فَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ كَذَبَ عَلَى اللَّهِ وَكَذَبَ بِالْصِّدْقِ إِذْ جَاءَهُ الْيُسُفُ فِي جَهَنَّمَ
مَثْوًى لِّلْكَافِرِينَ ۝

اس سے بڑھ کر ظالم کون جس نے خدا پر جھوٹ باندھا اور سچ کو جھٹلایا جب وہ اس کے پاس آیا کیا نہیں ہے دوزخ میں کافروں کا ٹھکانا۔

جب کافر حد درجہ کا ظالم ہو اور ظالم کے پاس بیٹھنے سے منع فرمایا تو بشیر و شکر و ہمسامہ ہونا تو اور بدتر ہے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۲۴ ص ۳۱۱، ۳۱۲)

(۲۲) مزید فرمایا:

یا زوہم تجربہ شاہد کہ ساتھ کھانا مورثِ محبت و وداد ہوتا ہے اور کفار کی موالات سہمِ قاتل ہے۔ قال اللہ تعالیٰ:

وَمَنْ يَتَوَلَّهُمْ مِنْكُمْ فَاِنَّهُ مِنْهُمْ

جو تم میں ان سے دوستی رکھے گا انھیں میں سے شمار کیا جائے گا۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۲۴ ص ۳۱۵)

(۲۳) روافض کے ساتھ برتاؤ کے بارے میں فرمایا:

رافضی وغیرہ بد مذہبوں میں جس کی بدعت حد کفر تک پہنچی ہو وہ تو مرتد ہے اس کے ساتھ کوئی معاملہ مسلمان بلکہ کافر ذمی کے مانند بھی برتاؤ جائز نہیں، مسلمانوں پر لازم ہے کہ اٹھنے بیٹھنے کھانے پینے وغیرہ تمام معاملات میں اسے بعینہ مثل سوئے سمجھیں اور جس کی بدعت اس حد تک نہ ہو اُس سے بھی دوستی محبت تو مطلقاً نہ کریں۔

قال اللہ تعالیٰ "وَمَنْ يَتَوَلَّهُمْ مِنْكُمْ فَاِنَّهُ مِنْهُمْ"

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: جو کوئی تم میں سے ان سے دوستی رکھے گا تو وہ یقیناً انھی میں سے

ہوگا۔ (ت)

اور بے ضرورت و مجبوری محض کے خالی میل جول بھی نہ رکھیں کہ بد مذہب کی محبت آگ ہے اور صحبتِ ناگ اور دونوں سے پوری لاگ۔ رب عزوجل فرماتا ہے:

وَمَا يَنْبِئُكَ الشَّيْطَانُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرِىٰ مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِيْنَ

اگر تجھے شیطان بھلا ڈالے تو یاد آجانے کے بعد ظالموں کے ساتھ مت بیٹھو۔ (ت)

جاہل کو ان کی صحبت سے یوں اجتناب ضرور ہے کہ اس پر اثرِ بد کا زیادہ اندیشہ ہے اور عام مقتدا

یوں بچے کہ جہاں اسے دیکھ کر خود بھی اس بلا میں نہ پڑیں بلکہ عجب نہیں کہ اسے اُن سے ملتا دیکھ کر اُن کے مذہب کی شجاعت اُن کی نظروں میں ہلکی ہو جائے۔ فتاویٰ عالمگیری میں ہے :

يَكْرَهُ لِلْمَشْهُورِ الْمُقْتَدَى بِهٖ الْاِخْتِلَاطُ اِلَى رَجُلٍ مِنْ اَهْلِ الْبَاطِلِ وَالشَّرِّ اِلَّا
بِقَدْرِ الضَّرُورَةِ لَانْهٖ يَعْظُمُ اَمْرُهُ بَيْنَ يَدَيِ النَّاسِ وَلَوْ كَانَ رَجُلًا لَا يَعْرِفُ يَدَارِيْهٖ
لِيُدْفَعَ الظُّلْمُ عَنْ نَفْسِهِ عَنْ غَيْرِ اَثَمٍ فَلَا بَأْسَ بِهٖ كَذَا فِي الْمُلْتَقَطِ۔

مشہور پیشوا کے لئے ایسے شخص سے میل جول رکھنا جو اہل باطل اور اہل شر میں سے ہو مکروہ ہے مگر ضرورت کی حد تک جائز ہے (یہ ممانعت اس لئے ہے) کہ لوگوں میں اس کا چرچا ہو جائیگا (جس کے بُرے اثرات مرتب ہوں گے) اور اگر غیر معروف شخص ان میں محض اپنے دفاع اور ظلم سے بچاؤ کے لئے گھومے پھرے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ الملتقط میں یونہی مذکور ہے۔ (ت)

(فتاویٰ رضویہ ج ۲۲ ص ۳۲۰)

(۲۴) شراب خوروں اور غیر مقلدوں کی طرفداری کرنے والوں کے بارے میں فرمایا :
غیر مقلدوں کا ساتھ اور اُن کی طرفداری کرنا گمراہی و بددینی ہے اور شراب خوروں اور چاندو بازوں کی طرفداری اگر ان کے اس گناہ میں ہے تو سخت عظیم کبیرہ ورنہ بجا و بد۔

قال الله تعالى "وَأَمَّا يَنْتِظِرُكَ الشَّيْطَانُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرِىٰ مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ۔"
اللہ تعالیٰ نے فرمایا : اگر تمہیں شیطان بھلا دے تو پھر یاد آنے کے بعد ظالموں کے پاس مت بیٹھو۔ (ت)
(فتاویٰ رضویہ ج ۲۲ ص ۳۲۹)

(۲۵) کفار سے موالات ناجائز جبکہ دُنیوی معاملہ سوائے مرتد کے باقیوں کے ساتھ جائز ہے۔ چنانچہ فرمایا :
محیط میں ہے :

قال محمد ما يبعثه ملك العدو من الرهدية الى امير جيش المسلمين او الى الامام
الاكبر وهو مع الجيش فانه لا باس بقبولها ويصير فينا للمسلمين وكذلك اذا اهدى ملكهم
الى قائد من قواد المسلمين له متعة ولو كان اهدى الى واحد من كبار المسلمين ليس له

اگر اسلامی فوج دارِ عرب میں داخل ہو پھر ان کا امیر دشمن کے حکمران کو کوئی ہدیہ پیش کرے تو اس میں کچھ حرج نہیں۔ اور اسی طرح اگر امیر سرحدِ اسلامی دشمن کے بادشاہ کو کوئی ہدیہ پیش کرے اور دشمن کا بادشاہ اسلامی امیر کو کوئی تحفہ و ہدیہ پیش کرے (تو دونوں صورتوں میں کچھ مضائقہ نہیں) اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: مسلمان پارسا عورتیں اور اُن لوگوں کی پارسا عورتیں جن کو تم سے پہلے کتاب عطا ہوئی (یعنی اہل کتاب یہودی اور عیسائی) جب تم انھیں ان کے مہر ادا کر دو (تو پھر ان دونوں سے عقد نکاح کرنا جائز ہے) اور اس کی پوری تحقیق ہمارے فتاویٰ میں مذکور ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اگر وہ صلح کے لئے جھک جائیں تو پھر تم بھی اس کے لئے جھک جاؤ۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: مگر وہ شرک کرنے والے کہ جن سے تم نے معاہدہ کیا پھر انھوں نے تم سے کوئی کمی نہ کی اور تم پر کسی کو غلبہ نہ دیا تو ان سے ان کی طے شدہ مدت تک ان سے کیا ہوا وعدہ پورا کرو بیشک اللہ تعالیٰ ڈرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: (لوگو!) وعدہ پورا کرو اس لئے کہ وعدے کے بارے میں (اللہ تعالیٰ کے ہاں) باز پرس ہوگی۔ اور حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ صلح مسلمانوں کے درمیان جائز ہے، مگر وہ صلح جو حرام کو حلال اور حلال کو حرام ٹھہرائے (ایسی جائز نہیں) اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: (لوگو!) دھوکا بازی نہ کیا کرو۔ (ت)

(فتاویٰ رضویہ ج ۲۲ ص ۳۳۳ تا ۳۳۵)

(۲۶) ایک صاحبِ علم حاجی مالِ یتیم زبردستی کھاتا ہے اور یتیم در بدر ٹھوکرے کھا رہا ہے، اس کے بارے میں فرمایا:

ایسا شخص سخت ظالم، فاجر، مرتکبِ کبائر، مستحقِ عذابِ نار و غضبِ جبار ہے۔ قال اللہ تعالیٰ:

ان الذین یا کلون اموال الیتامی ظلماً انما یا کلون فی بطونہم ناراً و سیمون سعیراً

بیشک جو لوگ یتیموں کے مال ناحق کھاتے ہیں وہ اپنے پیٹ میں آگ بھرتے ہیں اور قریب ہے کہ دوزخ کی بھڑکتی آگ میں جائیں گے۔

قبولِ عمل و عبادت ہر شخص کا حق سبحانہ و تعالیٰ کے اختیار ہے، ہاں اس ناپاک مال سے جو عبادت

مالی کرے گا ہرگز قبول نہ ہوگی۔ حدیث میں ہے،
 اِنَّ اللّٰهَ طَيِّبٌ لَا يَقْبَلُ اِلَّا الطَّيِّبَ يَه
 بیشک اللہ تعالیٰ پاک ہے اور پاک چیز ہی قبول فرماتا ہے۔ (ت)
 حج بھی اگر اسی روپے سے کیا تو مستحقِ مردودی ہے۔ حدیث میں ہے، جو مالِ حرام سے حج کو جائے
 جب لبیک کہے فرشتہ اُسے جواب دیتا ہے،
 لَا لِبَيْكَ وَلَا سَعْدِيكَ وَحُجَّتُكَ مَرْدُودٌ عَلَيْكَ حَتَّى تَرُدَّ مَا فِي يَدَيْكَ يَه
 نہ تیری لبیک قبول، نہ خدمت قبول، اور تیرا حج تجھ پر مردود ہے یہاں تک کہ تو یہ مال حرام
 جو تیرے پاس ہے واپس دے۔

ایسے شخص سے ابتداً اسلام ناجائز و گناہ ہے۔ درمختار میں ہے،
 يَكْرَهُ السَّلَامُ عَلَى الْفَاسِقِ لَوْ مَعْلَنًا يَه
 جو کوئی اعلانیہ فاسق ہو اسے سلام دینا مکروہ ہے (ت)
 مسلمانوں کو ایسے شخص سے میل جول رکھنا، اس کے پاس موافقت کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا نہ چاہئے،
 کہیں اُس کی آگ اُن میں بھی سرایت نہ کرے۔ قال اللہ تعالیٰ،
 وَاَمَّا يَنْسِيَنَّكَ الشَّيْطَانُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرِىٰ مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِيْنَ يَه
 اگر تجھے شیطان بھلا دے تو یاد آئے پر پاس نہ بیٹھ ظالموں کے۔
 وقال تعالیٰ،

وَلَا تَرْكَبُوا اِلَى الَّذِينَ ظَلَمُوا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ يَه
 ظالموں کی طرف میل نہ کرو کہ تمہیں آگ چھوئے۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۲۴ ص ۳۳۹، ۳۴۰)

۳۴۶/۳	دار صادر بیروت	کتاب صلوة الاستسقا	۱۱۹۰۰	حدیث	کمز العمال
۴۳۱/۴	" "	کتاب اسرار الحج الباب الثالث	۹۳۰	حدیث	العلل المتناہیة
۲۴/۵	مؤسستہ الرسالہ بیروت	فصل فی البیع	۱۱۳	قرآن الکریم	۶۸/۶
۷۵/۲	دار نشر الکتب الاسلامیہ مصر	فصل فی البیع	۱۱۳	قرآن الکریم	۶۸/۶
۲۵۱/۲	مطبع مجتہدانی دہلی	فصل فی البیع	۱۱۳	قرآن الکریم	۶۸/۶

(۲۷) تحقیرِ سید کے بارے میں فرمایا :

اور اس میں شک نہیں جو سید کی تحقیر بوجہ سیادت کرے وہ مطلقاً کافر ہے، اس کے پیچھے نماز محض باطل ہے ورنہ مکروہ۔ اور جو سید مشہور ہو اگرچہ واقعیت نہ معلوم ہو اسے بلا دلیل شرعی کہہ دینا کہ یہ صحیح النسب نہیں اگر شرائط کذب کا جامع ہے تو صاف کبیرہ ہے، اور ایسا کہنے والا اسنی کوڑوں کا سزاوار، اور اس کے بعد اس کی گواہی ہمیشہ کو مردود، اور اگر شرط قذف نہ تو کم از کم بلا وجہ شرعی ایذائے مسلم ہے، اور بلا وجہ شرعی ایذائے مسلم حرام قطعی۔ قال اللہ تعالیٰ :

وَالَّذِينَ يُؤْذُونَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ بَغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوا فَقَدْ احْتَمَلُوا
بِهَتَانًا وَاثْمًا مَبِينًا ۖ

جو لوگ ایماندار مردوں اور ایماندار عورتوں بغیر اس کے کہ انھوں نے (کوئی معیوب کام) کیا ہو ان کا دل دکھاتے ہیں تو بیشک انھوں نے اپنے سر پر بہتان باندھا اور صریح گناہ کا بوجھ اٹھالیا (ت)
(فتاویٰ رضویہ ج ۲۲ ص ۳۴۲)

(۲۸) لوگوں پر ظلم کرنے والے غاصب اور اس کے مددگاروں نیز قدرت کے باوجود مظلوموں کی دادرسی نہ کرنے والوں کے بارے میں استفتار کا جواب دیتے ہوئے فرمایا :
(۱) جس شخص میں امور مذکورہ سوال ہوں وہ مستحق عذابِ نار و غضبِ جبار و لعنتِ پروردگار ہے والعیاذ باللہ تعالیٰ، وہ اللہ و رسول کو ایذا دیتا ہے اور اللہ و رسول کو ایذا دینے والا فلاح نہیں پاتا۔ اللہ عز و جل فرماتا ہے :

ان الذين فتنوا المؤمنين والمؤمنات ثم لم يتوبوا فلهم عذاب جہنم و لهم
عذاب الحريق ۖ

بیشک جن لوگوں نے مسلمان مردوں اور عورتوں کو فتنے میں ڈالا پھر توبہ نہ کی ان کے لئے جہنم کا عذاب ہے اور ان کے لئے آگ کا عذاب۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

من أذى مسلماً فقد أذى الله ومن أذى الله فقد أذى الله ۖ

جس نے ناحق کسی مسلمان کو ایذا دی بیشک اُس نے مجھے ایذا دی اور جس نے مجھے ایذا دی اس نے اللہ عز وجل کو ایذا دی۔

اللہ عز وجل فرماتا ہے :

الَّا لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الظَّالِمِينَ۔

سُنَّا ہے اللہ کی لعنت ہے ظالموں پر۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

الظلم ظلمات يوم القيامة۔

ظلم اندھیریاں ہے قیامت کے دن۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) ظلم کے مددگار ظالم ہیں اور اس سے بڑھ کر عذاب و غضب و لعنت کے سزاوار۔

اللہ عز وجل فرماتا ہے :

لَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ۔

تم پر حرام ہے کہ گناہ اور حد سے بڑھنے میں ایک دوسرے کی مدد کرو۔

حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

من مشى مع ظالم ليعينه وهو يعلم انه ظالم فقد خرج من الاسلام۔ رواه

الطبرانی فی المعجم الكبير والضياء فی صحيح المختار عن اوس بن شرحبيل

رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

جو دیدہ و دانستہ کسی ظالم کے ساتھ اُسے مدد دینے چلا وہ اسلام سے نکل گیا (اس کو طبرانی

نے معجم کبیر میں اور ضیاء نے صحیح المختار میں اوس بن شرحبیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔ ت)

واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۳) ہاں مددگاروں پر فرض ہے کہ توبہ کریں اور اُس کی مدد سے جدا ہوں، اللہ عز وجل قرآن کریم

۱۔ القرآن الکریم ۱۱/۱۸

۲۔ صحیح البخاری کتاب المظالم باب الظلم ظلمات يوم القيامة قديمي كتب خانہ کراچی ۳۳۱/۱

۳۔ القرآن الکریم ۲/۵

۴۔ المعجم الكبير للطبرانی حدیث ۶۱۹ دار احیاء التراث العربی بیروت ۲۲۴/۱

کنز العمال حدیث ۱۴۹۵۵ مؤسستہ الرسالہ بیروت ۸۵/۶

میں کسی مسلمان کے ساتھ مسخرگی کرنے، اُس پر طعن کرنے، اُس کا بُرا لقب رکھنے سے منع کر کے فرماتا ہے،
 وَمَنْ لَمْ يَتَّبِعْ فَادِلْتُكَ هُمُ الظَّالِمُونَ
 جو ان باتوں سے توبہ نہ کریں وہی ظالم ہیں۔

ان باتوں کو افعال مذکورہ سوال سے کیا نسبت، جو ان میں مدد سے توبہ نہ کریں کیسے سخت درجے کے ظالم ہوں گے۔ اہل برادری یا کسی مسلمان کو ظالم کا حکم اس کے ظلموں میں ماننا جائز نہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

لَا طَاعَةَ لِمَا حَدَفَ مَعْصِيَةَ اللَّهِ تَعَالَى۔

اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں کسی کی اطاعت نہیں۔

اور ظالم باز نہ آئے تو مسلمانوں کو چاہئے اُسے برادری سے نکال دیں، اُس سے میل جول چھوڑ دیں، اُس کے پاس نہ بیٹھیں کہ اس کی آگ انھیں بھی نہ چھونک دے۔ اور فرماتا ہے اللہ تبارک و تعالیٰ،
 وَاِمَا يَنْسِفُكَ الشَّيْطَانُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرِىٰ مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِيْنَ
 اگر تجھے شیطان بھلا دے تو یاد آئے پر ظالموں کے پاس نہ بیٹھ۔ (ت)

واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۴) جو مظلوم کی وادری پر قادر ہو اور نہ کرے تو اس کے لئے ذلت کا عذاب ہے۔ حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

مَنْ اغْتَابَ عِنْدَهُ اخُوهُ الْمُسْلِمَ فَلَمْ يَنْصُرْهُ وَهُوَ يَسْتَطِيعُ نَصْرَهُ اَدْرَكَهُ اللَّهُ تَعَالَى فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ۔ رواه ابن ابی الدنیا فی ذم الغیبة وابن عدی فی الکامل عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

۱۔ القرآن الکریم ۴۹/۱۱

۲۔ المستدرک للحاکم کتاب معرفة الصحابة دار الفکر بیروت ۱۲۳/۳

۳۔ القرآن الکریم ۶/۶۸

۴۔ ذم الغیبة مع موسوعه رسائل ابن ابی الدنیا حدیث ۱۰۸ مؤسسه الکتب الثقافیه ۱۰۲/۲

الکامل لابن عدی ترجمہ ابان بن ابی عیاش دار الفکر بیروت ۳۴۴/۱

المطالب العالیہ باب الزجر عن الاستطاعة فی عرض العلم حدیث ۲۴۰۶ عباس احمد ابانی مکة المکرمه ۲/۳

جس کے سامنے مسلمان بھائی کی غیبت کی جائے اور یہ اس کی مدد پر قادر ہو اور نہ کرے
 اللہ تعالیٰ اسے دنیا و آخرت دونوں میں ذلیل کرے گا (اس کو محدث ابن ابی الدنیا نے ذم الغیبتہ میں اور
 ابن عدی نے الکامل میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔ ت)
 اور حکم سن کر گناہ پر ہٹ کرنا استحقاق عذاب نار ہے۔ اللہ عز و جل فرماتا ہے :
 وَاِذَا قِيلَ لَهُ اتَّقِ اللَّهَ اخَذَتْهُ الْعِزَّةُ بِالْإِثْمِ فَحَسْبُهُ جَهَنَّمُ وَلَبِئْسَ الْمِهَادُ
 جب اس سے کہا جائے اللہ سے ڈر تو اسے گناہ کی ضد چڑھے ایسے کو جہنم کافی ہے اور کیا
 بُرا ٹھکانا۔

ابلیس کی پیروی سے حکم خدا و رسول پر نہ چلنا اور ظالم کے حکم پر چلنا گناہ کبیرہ ہے استحقاق جہنم ہے
 مگر کوئی مسلمان کیسا ہی فاسق فاجر ہو یہ خیال نہیں کرتا کہ اللہ و رسول کے حکم پر اس کے حکم کو ترجیح ہے
 ایسا سمجھے تو آپ ہی کافر ہے۔
 (فتاویٰ رضویہ ج ۲۴ ص ۳۴۵ تا ۳۴۸)
 (۲۹) جھوٹوں کے بارے میں فرمایا :

بلا ضرورت شرعی جھوٹ بولنا اور بلوانا کبیرہ گناہ ہے ،
 قال اللہ تعالیٰ قتل الخراصونؑ

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا : مارے جائیں وہ لوگ جو اٹکل پچھ سے باتیں بنانے والے ہیں۔ (ت)
 واللہ تعالیٰ اعلم
 (فتاویٰ رضویہ ج ۲۴ ص ۳۵۶)

(۳۰) اولاد بالغ کو تنبیہ خیر کرنا والدین پر واجب ہے یا فرض ؟ اس سوال کے جواب میں فرمایا :
 جو حکم فعل کا ہے وہی اس پر آگاہی دینی ہے فرض پر فرض ، واجب پہ واجب ، سنت پہ
 سنت ، مستحب پہ مستحب ، مگر بشرط قدرت بقدر قدرت بامید منفعت ، ورنہ :
 علیکم انفسکم لا یضرکم من ضل اذا اھتدیتمؑ

(لوگو ! اپنی جانوں کی فکر کرو ، لہذا تمہیں کچھ نقصان نہیں دے سکے گا جو ہٹک گیا جبکہ تم
 ہدایت یافتہ ہو۔ (ت)
 (فتاویٰ رضویہ ج ۲۴ ص ۳۷۰)

۱۔ القرآن الکریم ۲/۲۰۶

۲۔ " ۵۱/۱۰

۳۔ " ۵/۱۰۵

(۳۱) حقوق اللہ کی معافی کے بارے میں فرمایا :
حقوق اللہ معاف ہونے کی دو صورتیں ہیں :
اول توبہ ، قال اللہ تعالیٰ :

هو الذي يقبل التوبة عن عباده ويعفو عن السيئات
وہی (اللہ تعالیٰ) ہے جو اپنے بندوں کی توبہ قبول فرماتا ہے اور گناہ معاف کرتا ہے (ت)
دوم عفو الہی ، قال اللہ تعالیٰ :
فيغفر لمن يشاء ويعذب من يشاء ۝ اللہ تعالیٰ جس کو چاہے معاف فرمادے اور جس کو چاہے سزا دے۔ (ت)
وقال تعالیٰ :

ان الله يغفر الذنوب جميعاً انه هو الغفور الرحيم
یقیناً اللہ تعالیٰ سب گناہ بخش دیتا ہے کیونکہ وہی گناہ بخشنے والا اور مہربان ہے (ت)
اور حقوق العباد معاف ہونے کی بھی دو صورتیں ہیں :
(۱) جو قابل ادا ہے ادا کرنا ورنہ ان سے معافی چاہنا۔ صحیح بخاری شریف میں ہے نبی صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم فرماتے ہیں :

من كانت له مظلمة لآخره من عرضه او شئ فليتحلل منه اليوم قبل ان
لا يكون دينار ولا درهم ان كان له عمل صالح اخذ منه بقدر مظلمته وان
لم تكن له حسنات اخذ من سيئات صاحبه فحمل عليه
جس کے ذمہ اپنے بھائی کا آبرو وغیرہ کسی بات کا مظلمہ ہو اسے لازم ہے کہ یہیں اس سے
معافی چاہ لے قبل اس وقت کے آنے کے کہ وہاں نہ روپیہ ہو گناہ اشرفی ، اگر اس کے پاس کچھ
نیکیاں ہوں گی تو بقدر اس کے حق کے اس سے لے کر اسے دی جائیں گی ورنہ اس کے گناہ اس پر
رکھے جائیں گے۔

۱۰۰ الفتاویٰ الکبیر ۲۵/۲۲

۱۰۱ " ۲۸۴/۲

۱۰۲ " ۵۳/۳۹

۱۰۳ صحیح البخاری ابواب المظالم والقصاص باب من كانت له مظلمة الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۳۳۱/۱

(۲) دوسرا طریقہ یہ کہ صاحبِ حق بلا معاوضہ لئے معاف کر دے۔ قال تعالیٰ :
فَاعْفُوا وَاصْفَحُوا ۝

تم دوسروں کو معاف کرو اور ان سے درگزر کرو۔ (ت)

وقال تعالیٰ :

الَاتَّجِبُونَ ان یَغْفِرَ اللّٰهُ لَکُمْ ۝

کیا تم اس بات کو پسند نہیں کرتے کہ اللہ تعالیٰ تمہیں بخش دے۔ (ت)

(فتاویٰ رضویہ ج ۲۲ ص ۳۷۳ ، ۳۷۴)

(۲) زوجین کے ایک دوسرے پر حقوق کو بیان کرتے ہوئے فرمایا :

مرد پر عورت کا حق نان و نفقہ دینا، رہنے کو مکان دینا، مہر وقت پر ادا کرنا، اُس کے ساتھ بھلائی کا برتاؤ رکھنا، اسے خلافِ شرع باتوں سے بچانا۔ قال تعالیٰ :

وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ۝

عورتوں سے اچھی طرح رہنا سہنا کرو۔ (ت)

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا :

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا قُوْا اَنْفُسَكُمْ وَاٰهْلِيْكُمْ نَارًا ۝

اے ایمان والو! اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو آگ سے بچاؤ۔ (ت)

اور عورت پر مرد کا حق خاص امور متعلقہ زوجیت میں اللہ و رسول کے بعد تمام حقوق حتیٰ کہ ماں باپ کے حق سے زائد ہے ان امور میں اس کے احکام کی اطاعت اور اس کے ناموس کی نگہداشت عورت پر فرض اہم ہے، بے اس کے اذن کے محارم کے سوا کہیں نہیں جاسکتی اور محارم کے یہاں بھی ماں باپ کے یہاں ہر آٹھویں دن وہ بھی صبح سے شام تک کے لئے اور بہن، بھائی، چچ، ماموں، خالہ، پھوپھی کے یہاں سال بھر بعد اور شب کو کہیں نہیں جاسکتی۔ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

لہ القرآن الکریم ۱۰۹/۲

۵۲ ۲۲/۲۲ "

۵۳ ۱۹/۳ "

۵۴ ۶/۶۶ "

”اگر میں کسی کو غیر خدا کے سجدے کا حکم دیتا تو عورت کو حکم دیتا کہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے“

(فتاویٰ رضویہ ج ۲۲ ص ۳۷۹، ۳۸۰)

(۳۳) قیامت میں حقوق العباد کے مواخذہ کا تعلق فقط مومنوں کے ساتھ خاص ہے یا وہ عام ہیں؟ اس کے جواب میں فرمایا:

اخبار و آثار در مطلق حقوق ست مومن را باشد یا کافر ذمی را انسان را باشد یا حیوان وقد نصوا ان خصومة الدابة اشد من خصومة الذمی، وخصومة الذمی اشد من خصومة المسلم كما في الحنانية والدرر وغيرهما، وباجماع اهل سنت یحیی وعید در حق مسلم قطعی نیست قال الله تعالى ”ان الله لا يغفر ان يشرك به ويغفر ما دون ذلك لمن يشاء“ انچه در اشدیت خصومت ذمی گفته اند انه لا یرجی منه العفو فبقی فی خصومته فاقول ای يطول خصومته وليس فيه ان الوعيد ينفذ ولا بد حقوق واصحابهم را مالک حقیقی حضرت حق ست عز جلاله فی فعل ما یشاء و یحکم ما یرید۔ نسأل الله العفو والعافية۔

اخبار اور آثار مطلق حقوق کے متعلق وارد ہیں خواہ مومن ہو یا کافر ذمی، انسان ہو یا حیوان۔ اس لئے کہ ائمہ کرام نے تصریح فرمائی کہ جانوروں کا جھگڑنا اور فریق مخالفت ہونا ذمی کافر کی مخالفت سے زیادہ سخت ہے، اور ذمی کی مخالفت مسلمان کی مخالفت سے زیادہ سخت ہے جیسا کہ فتاویٰ قاضیخان اور درمختار وغیرہ میں مذکور ہے۔ اور اہل سنت کا اتفاق ہے کہ کوئی دھکی مسلمان کے حق میں قطعی نہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ بیشک اللہ تعالیٰ اس بات کو معاف نہیں کرتا کہ اس کے ساتھ کسی کو شریک کیا جائے اور اس سے کمتر جس کے لئے چاہے معاف کر دیتا ہے، اور

۱ جامع الترمذی ابواب الرضاع باب ما جاز فی حق الزوج علی المرأة امین کمپنی دہلی ۱۳۸/۱

۲ کنز العمال برمزحم حدیث ۴۵۸۶۵ مؤسسۃ الرسالۃ بیروت ۵۵۸/۱۶

۳ الدر المختار کتاب المحظور والاباحۃ فصل فی البیع مطبع مجتبائی دہلی ۲۲۹/۲

۴ القرآن الکریم ۴/۴ و ۱۱۶

۵ ۳/۴ و ۱۸/۲۲

۶ ۱/۵

یہ جو وارد ہوا ہے کہ ذمی کی مخالفت زیادہ سخت ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ اس سے معافی کی امید نہیں، پھر وہ اپنی مخالفت میں باقی رہے گا۔ میں کہتا ہوں کہ اس کی مخالفت طویل ہو جائے گی اور اس میں یہ نہیں کہ عذاب کی دھکی ضرور نافذ ہوگی۔ حقوق و اصحاب سب کا حقیقی مالک اللہ تعالیٰ ہے کہ جس کی عزت بڑی ہے لہذا وہ کرتا ہے جو چاہے، اور فیصلہ کرتا ہے جس کا ارادہ فرمائے۔ ہم اللہ تعالیٰ سے معافی اور عافیت مانگتے ہیں۔
(فتاویٰ رضویہ ج ۲۴ ص ۳۸۱، ۳۸۲)

(۳۴) سوتیلی ماں کا حق بیٹے پر کیا ہے اور سوتیلی ماں پر تہمت لگانے والے کا کیا حکم ہے؟ اس کے جواب میں فرمایا،

حقوق تو مسلمان پر ہر مسلمان رکھتا ہے اور کسی مسلمان کو تہمت لگانا حرام قطعی ہے خصوصاً معاذ اللہ اگر تہمت زنا ہو، جس پر قرآن عظیم نے فرمایا:

يَعْظِمُ اللَّهُ أَنْ تَعُودُوا لِلْمِثْلِ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ
اللہ تمہیں نصیحت فرماتا ہے کہ اب ایسا نہ کرنا اگر ایمان رکھتے ہو۔

تہمت زنا لگانے والے کو اتنی کوڑے لگتے ہیں اور ہمیشہ کو اس کی گواہی مردود ہوتی ہے اللہ تعالیٰ نے اس کا نام فاسق رکھا، یہ سب احکام ہر مسلمان کے معاملے میں ہیں اگرچہ اس سے کوئی رشتہ علاقہ اصلاً نہ ہو، اور سوتیلی ماں تو ایک عظیم و خاص علاقہ اس کے باپ سے رکھتی ہے جس کے باعث اس کی تعظیم و حرمت اس پر بلاشبہ لازم۔ اسی حرمت کے باعث رب العزت جل و علانے اسے حقیقی ماں کی مثل حرام ابدی کیا۔
(فتاویٰ رضویہ ج ۲۴ ص ۳۸۶، ۳۸۷)

(۳۵) اولاد پر والدین میں سے کس کا حق زیادہ ہے؟ اس سوال کا جواب دیتے ہوئے فرمایا،

اولاد پر باپ کا حق نہایت عظیم ہے اور ماں کا حق اس سے اعظم۔ قال اللہ تعالیٰ:

وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ إِحْسَانًا حَمَلَتْهُ أُمُّهُ وَوَضَعَتْهُ كَرْهًا وَحَمْلُهُ وَفَصَالُهُ ثَلَاثُونَ شَهْرًا

اور ہم نے تاکید کی آدمی کو اپنے ماں باپ کے ساتھ نیک برتاؤ کی، اسے پیٹ میں رکھے رہی اس کی ماں تکلیف سے، اور اسے جنا تکلیف سے، اور اس کا پیٹ میں رہنا اور دودھ چھٹنا تیس مہینے میں ہے۔

اس آیت کریمہ میں رب العزت نے ماں باپ دونوں کے حق میں تاکید فرما کر ماں کو پھر خاص الگ کر کے گنا اور اس کی ان سختیوں اور تکلیفوں کو جو اسے حمل و ولادت اور دو برس تک اپنے خون کا عطر پلانے میں پیش آئیں جن کے باعث اس کا حق بہت اشد و اعظم ہو گیا شمار فرمایا، اسی طرح دوسری آیت میں ارشاد فرمایا:

ووصینا الانسان بوالديه حملته امه وهن وفضل في عامين ان اشكر
لي ولوالديك

تاکید کی ہم نے آدمی کو اس کے ماں باپ کے حق میں کہ پیٹ میں رکھا اسے اس کی ماں نے سختی پر سختی اٹھا کر، اور اس کا دودھ چھٹنا دو برس میں ہے، یہ کہ حق ماں میرا اور اپنے ماں باپ کا۔
یہاں ماں باپ کے حق کی کوئی نہایت نہ رکھی کہ انہیں اپنے حق جلیل کے ساتھ شمار کیا، فرماتا ہے:
شکر بجالا میرا اور اپنے ماں باپ کا۔ اللہ اکبر اللہ اکبر وحسبنا اللہ ونعم الوکیل ولا حول ولا قوة الا باللہ العلی العظیم، یہ دونوں آیتیں اور اسی طرح بہت حدیثیں دلیل ہیں کہ ماں کا حق باپ کے حق سے زائد ہے۔
(فتاویٰ رضویہ ج ۲۴ ص ۳۸۷، ۳۸۸)

(۳۶) حق والدین کے سلسلہ میں مزید فرمایا:

خلاصہ یہ کہ وہ اس کے لئے اللہ و رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سائے اور ان کی ربوبیت و رحمت کے مظہر ہیں، لہذا قرآن عظیم میں اللہ جل جلالہ نے اپنے حق کے ساتھ ان کا ذکر فرمایا کہ ان اشکری ولوالدیک حق ماں میرا اور اپنے ماں باپ کا۔
(فتاویٰ رضویہ ج ۲۴ ص ۴۰۱)

(۳۷) استاذ کے احترام کے بارے میں فرمایا:

استاذ کی تعظیم یہ ہے کہ وہ اندر ہو اور یہ حاضر ہو تو اس کے دروازہ پر ہاتھ نہ مارے بلکہ اس کے باہر آنے کا انتظار کرے۔

قال الله تعالى "ان الذين ينادونك من وراء الحجرات اكثرهم لا يعقلون"
ولوا انهم صبروا حتى تخرج اليهم لكان خيرا لهم والله غفور رحيم

اللہ تعالیٰ نے فرمایا بیشک اے حبیب! جو لوگ حجروں سے باہر کھڑے ہو کر تمہیں بلاتے ہیں ان میں سے اکثر بیوقوف ہیں وہ صبر کرتے حتیٰ کہ تم خود بخود باہر تشریف لاتے تو ان کے لئے بہتر تھا اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔

۱۷ القرآن الکریم ۳۱/۱۲ ۱۷ القرآن الکریم ۲۹/۴ و ۵

عالم دین ہر مسلمان کے حق میں عموماً اور استاد علم دین اپنے شاگرد کے حق میں خصوصاً نائب حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے، ہاں اگر کسی خلاف شرع بات کا حکم دے ہرگز نہ کرے۔
لا طاعة لاحد فی معصیۃ اللہ۔

اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں کسی کی اطاعت نہیں ہے (ت) (فتاویٰ رضویہ ج ۲۴ ص ۱۳)
(۳۸) ایک ایسے شخص کے بارے میں سوال کا جواب دیتے ہوئے فرمایا جو فلسفہ کی چند کتابیں پڑھ کر اپنے دینی معلم کے مقابلے پر اتر آیا اور ان کو امامت سے معزول کرا کے خود امام بننے کی کوشش کرنے لگا حالانکہ وہ معلم صاحب عمر، عالم باعمل اور سید ہیں۔ اس کی نالائقیوں بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ اول تو وہ ناشکر ہے۔ چنانچہ فرمایا:

حق عز وجل فرما یدلن شکرتم لا نرید تکم ولئن کفرتم ان عذابی لشدید ہر آئینہ اگر سپاس آرید بیشک بیفزایم و بیشتر بخشم شمار او اگر ناسپاسی و زید پس بد رستیکہ عذاب من سخت ست و فرمود جلت عظمتہ ان اللہ لایحب کل مختال فخور بد رستیکہ خدائے دوست نمی دارد ہر بسیار و اعلیٰ سخت ناسپاس را، و فرمود عزت شانہ هل نجزی الا الکفور ما کر اسرا میدہم و سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرمود من اولی معروفا فلم یجد لہ جزاء الا الثنا فقد شکرة و من کتمہ فقد کفر ہر کہ باوے احسانے کردہ شد و او را عوض نیافت جز آنکہ برائے محسن ثنائے نیک نمودہ پس بہ تحقیق کہ سپاس او نجا آورد و ہر کہ پوشید پس بد رستیکہ کافر نعمت شد اخرجہ البخاری فی الادب المفرد و ابوداؤد فی السنن و الترمذی فی الجامع و ابن حبان فی التقاسیم و الانواع و المقدسی فی المختارۃ برواۃ ثقات عن جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لئن شکرتم لا نرید تکم ولئن کفرتم ان عذابی لشدید اگر تم نے شکر ادا کیا

۱۵ القرآن الحکیم ۱۴/۷

۱۶ ۱۸/۳۱

۱۷ ۱۴/۳۴

تو بیشک میں تمہیں اور زیادہ دُوں گا اور اگر ناشکری اختیار کرو گے تو (جان لو کہ) بیشک میرا عذاب سخت ہے۔ نیز ارشاد فرمایا اِنَّ اللہَ لَا یُحِبُّ کُلَّ مُخْتَالٍ فَخُورٍ بیشک اللہ تعالیٰ ہر اترانے والے اور فخر کرنے والے کو پسند نہیں فرماتا۔ یہ بھی فرمایا: ہَلْ نَجْزِی الْاِلَکْفُورِہِمْ نَاشِکِرِہِ ہِیْ کُوْبُلَہِ دِیْسَ گے۔ سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: مَنْ اَدٰی مَعْرُوْفًا فَلَمْ یَجِدْ لَہِ جَزَاۃً اِلَّا الثَّنَاءَ فَقَدْ شَکَرَهُ وَمَنْ کَتَمَہُ فَقَدْ کَفَرَ جِس کے ساتھ نیکی کی گئی وہ سوائے تعریف کے محسن کے لئے کچھ نہ کر سکا تو اس نے اس کا شکر یہ ادا کر دیا اور جس نے اس احسان کو چھپایا وہ کافر نعمت (ناشکر) ہوا۔ (بخاری (ادب المفرد)، ابو داؤد، ترمذی، ابن حبان، مقدسی از جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما)۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۲۲ ص ۲۱۷)

(۳۹) اپنے سیدِ استاذ کی نافرمانی کرنے والے شخص کی دسیوں نالائقی بیان کرتے ہوئے فرمایا:

دھرم آنکہ سید موصوف کو استاد ایں کس مباحث اما آخر مسلمانیت و ایں کار کہ فلاں خواست بالبدایت موجب ایذائے اوست و ایذائے مسلم بے وجہ شرعی حرام قطعی قال اللہ تعالیٰ ”وَالَّذِينَ يُوْذَوْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ بَغْيًا وَّمَا کَتَبُوا فَقَدْ اَحْتَلَوْا بِهٖتَانَا وَاَتَمَّامِبِنَا“^۵ آنانکہ آزار دہند مردانِ مومن و زنانِ مومنہ را بے جرم پس بہ تحقیق کہ بہتان و گناہ آشکارا بر خود برداشتند۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۲۲ ص ۲۲۵، ۲۲۶)

دھرم سید موصوف اگرچہ اس شخص کے استاذ نہ ہوں آخر مسلمان تو ہیں اور یہ کام جو اس شخص نے اختیار کیا ہے واضح ہے کہ اس میں سید صاحب کی تکلیف ہے اور مسلمان کو بغیر کسی شرعی وجہ کے تکلیف دینا قطعی حرام ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”وَالَّذِينَ يُوْذَوْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ بَغْيًا وَّمَا کَتَبُوا فَقَدْ اَحْتَلَوْا بِهٖتَانَا وَاَتَمَّامِبِنَا“^۵ وہ لوگ جو ایماندار مردوں اور عورتوں کو بغیر کسی جرم کے تکلیف دیتے ہیں بیشک انھوں نے بہتان اور کھلا گناہ اپنے ذمے لے لیا۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۲۲ ص ۲۲۵، ۲۲۶)

(۴۰) بیٹے کا باپ پر کس قدر حق ہے؟ اس سوال کے جواب میں فرمایا:

اللہ عزوجل نے اگرچہ والد کا حق ولد پر نہایت اعظم بتایا یہاں تک کہ اپنے حق کے برابر اس کا ذکر فرمایا کہ اِنَّ الشُّکْرَ لَہٗ وَلِوَالِدِیْکَ^۶ حق ماں میرا اور اپنے ماں باپ کا۔ مگر ولد کا حق بھی والد پر

عظیم رکھا ہے کہ ولد مطلق اسلام، پھر خصوص جوار، پھر خصوص قرابت، پھر خصوص عیال، ان سب حقوق کا جامع ہو کر سب سے زیادہ خصوصیت خاصہ رکھتا ہے، اور جس قدر خصوص بڑھتا جاتا ہے حق اشد و آگہ ہوتا جاتا ہے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۲۲ ص ۲۵۱)

(۴۱) جن لوگوں کے حقوق روز قیامت اللہ تعالیٰ معاف کرائے گا ان کی تفصیل بیان کرتے ہوئے فرمایا،
 بِمَنْحِهِمْ اُولَیَّاءَ کَرَامٍ صَوْفِیَّةٍ صَدَقَ اَرَبَابُ مَعْرِفَتٍ قَدَسَتْ اَسْرَارُہُمْ وَ نَفَعْنَا اللہَ بِہِمْ
 فی الدنیا و الآخرۃ (ان کے راز پاک کر دیئے گئے، اللہ تعالیٰ ہمیں دُنیا اور آخرت میں ان کی برکتوں سے فائدہ پہنچائے۔ ت) کہ بعض قطعی قرآن روز قیامت ہر خوف و غم سے محفوظ و سلامت ہیں۔

قال تعالیٰ اَلَا اِنَّ اُولَیَّاءَ اللہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْہُمْ وَلَا ہُمْ یَحْزَنُونَ“یہ

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: (لوگو!) آگاہ ہو جاؤ یقیناً اللہ تعالیٰ کے دوست (ہر خوف اور غم سے محفوظ ہوں گے) نہ انھیں کوئی ڈر ہو گا اور نہ وہ غمگین ہوں گے (ت)

تو ان میں بعض سے اگر بتقاضائے بشریت بعض حقوق الیہ میں اپنے منصب و مقام کے لحاظ سے کہ حسنات الابرار سنیات المقربین کوئی قصیر واقع ہو تو مولیٰ عز و جل اسے وقوع سے پہلے معاف کر چکا کہ:
 قَدْ اَعْطٰی تَکُمْ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَسْأَلُوْا وَ قَدْ اَجَبْتُکُمْ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَدْعُوْا وَ
 قَدْ غَفَرْتُ لَکُمْ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَسْتَغْفِرُوْا“یہ

میں نے تمہیں عطا فرما دیا اس سے پہلے کہ تم مجھ سے مانگو، اور میں نے تمہاری درخواست قبول کر لی قبل اس کے کہ تم مجھے پکارو، اور یقیناً تمہاری نافرمانی کرنے سے پہلے میں نے تمہیں معاف کر دیا (ت)

یوں ہی اگر باہم کسی طرح کی شکر رنجی یا کسی بندہ کے حق میں کچھ کمی ہو جیسے صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے مشاجرات کہ فرمایا:

سَتَكُونُ لاصحابی نزالۃ ینغفر ہا اللہ تعالیٰ لہم لسا بقترہم معی“یہ
 عنقریب میرے ساتھیوں سے کچھ لغزشیں ہوں گی جنہیں ان کی پیش قدمی کے باعث اللہ تعالیٰ

۱۔ القرآن الکریم ۶۲/۱۰

۲۔ مفاتیح الغیب (التفسیر الکبیر) سورۃ القصص تحت الآیۃ وما کنت بجانب الغربی دار الکتب العلمیہ بیروت ۲۲/۲۲
 ۳۔ الجامع الصغیر حدیث ۳۳۵۶ دار الکتب العلمیہ بیروت ۲۰۱/۱

معاف فرمادے گا (ت)

تو مولیٰ تعالیٰ وہ حقوق اپنے ذمہ کرم پر لے کر اربابِ حقوق کو حکمِ تجاوز فرمائے گا اور باہم صفائی کرا کر آمنے سامنے جنت کے عالیشان تختوں پر بٹھائے گا کہ:

وَنَزَعْنَا مَا فِي صُدُورِهِمْ مِنْ غَلٍّ إِخْوَانًا عَلَىٰ سُرُرٍ مُتَقَابِلِينَ ۖ

ان کے سینوں کو کمینوں اور کدورتوں سے ہم صاف کر دیں گے پھر وہ بھائی بھائی ہو کر ایک دوسرے کے آمنے سامنے تخت نشین ہوں گے۔ (ت) (فتاویٰ رضویہ ج ۲۲ ص ۴۲، ۴۳)

(۴۲) جو شخص اپنے نابالغ بچوں کے فوت ہونے پر صبر کرے قیامت میں اُسے کیا جزا ملے گی؟ اس کے جواب میں فرمایا:

اللہ عز و جل فرماتا ہے:

اِنَّمَا يُوفِي الصَّابِرُونَ اَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ ۖ

یونہی ہے کہ صبر کرنے والوں کو اُن کا اجر پورا پورا دیا جائے گا بے شمار۔

اور فرماتا ہے:

اُولٰٓئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوَاتٌ مِنْ رَبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُونَ ۖ

ایسے ہی لوگوں پر درودیں ہیں ان کے رب کی طرف سے اور مہربانی، اور یہی لوگ راہِ پانے والے

ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَمُوتُ لَهُ ثَلَاثَةٌ لَمْ يَبْلُغُوا الْحَنْثَ اِلَّا ادْخَلَهُ اللّٰهُ الْجَنَّةَ بِفَضْلِ رَحْمَتِهِ

ایا ہم۔ رواہ الشیخان والنسائی وابن ماجہ عن انس بن مالک۔

جس مسلمان کے تین بچے نابالغی میں مریں گے اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل فرمائے گا

۱۰/۳۹ القرآن الکریم

۴۱/۱۵ القرآن الکریم

۱۵۴/۲

صحیح البخاری کتاب الجنائز باب ما قبل فی اولاد المسلمین قیدی کتب خانہ کراچی ۱۸۴/۱

سنن ابن ماجہ ابواب ماجار فی الجنائز باب ماجار فی ثواب من اصیب الخ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۱۱۶

سنن النسائی کتاب الجنائز باب ثواب من اعتصب الخ نور محمد کارخانہ کراچی ۲۶۴/۱

اس رحمت کی برکت سے جو ان بچوں پر فرمائے گا۔ (امام بخاری، مسلم، نسائی اور ابن ماجہ نے حضرت انس بن مالک کے حوالے سے اس کو روایت کیا ہے۔ ت) (فتاویٰ رضویہ ج ۲۴ ص ۴۷۷، ۴۷۸)

(۴۳) سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے استعانت کے بارے میں فرمایا،
ہاں سیدنا حضرت عالی مقام علی جدہ الکریم ثم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم سے اپنی حاجت میں استدعا
استعانت و طلب دُعاء و شفاعت جائز و محبوب،

قال الله تعالى "وابتغوا اليه الوسيلة" وقال الله تعالى اولئك الذين
يدعون يبتغون الي ربهم الوسيلة

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ کی بارگاہ تک رسائی کے لئے وسیلہ تلاش کرو۔ اور
اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: یہ وہ مقبول بندے ہیں جنہیں یہ کافر پوجتے ہیں وہ آپ ہی اپنے رب کی
طرف وسیلہ ڈھونڈتے ہیں۔ (ت) (فتاویٰ رضویہ ج ۲۴ ص ۴۹۵)

(۴۴) زید کہتا ہے کہ تعزیہ چونکہ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف منسوب اور ان کے روضہ کا
نقشہ ہے لہذا تعزیہ بنانا ضروری اور باعثِ ثواب ہے۔ اس کے بارے میں فرمایا:

تعزیہ جس طرح رائج ہے نہ ایک بدعتِ صحیح بدعات ہے، نہ وہ روضہ مبارک کا نقشہ ہے، اور ہو
تو ماتم اور سینہ کو بی اور تاشے باجوں کے گشت اور خاک میں دبانا یہ کیا روضہ مبارک کی شان ہے، اور
پریوں اور براق کی تصویریں بھی شاید روضہ مبارکہ میں ہوں گی، امام عالی مقام کی طرف اپنی ہوساتِ مخترعہ کی
نسبت امام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی توہین ہے، کیا توہینِ امام قابلِ تعظیم ہے۔ کعبہ معظمہ میں زمانہِ جاہلیت میں
مشرکین نے سیدنا ابراہیم و سیدنا اسمعیل علیہما الصلوٰۃ والسلام کی تصویریں بنائیں اور ہاتھ میں پائے
دیئے تھے جن پر لعنت فرمائی اور ان تصویروں کو محو فرمادیا، یہ تو انبیائے عظام کی طرف نسبت تھی کیا اس
سے وہ ملعون پائے معظم ہو گئے یا تصویریں قابلِ ابقاء اور اسے ضروری کہنا تو اور سخت تر افرائے اجنب
ہے، وہ بھی کس پر، شرع مطہر پر۔

ان الذين يفترون على الله الكذب لا يفلحون

۱۵ الفتر آن الکریم ۳۵/۵

۱۶ " ۵۷/۱۷

۱۷ " ۶۹/۱۰ و ۱۱۶/۱۶

بیشک جو اللہ تعالیٰ کے ذمے جھوٹ لگاتے ہیں وہ کبھی کامیاب اور بامراد نہ ہوں گے (ت)
اور اس کے منکر کو بڑی کھٹا کر فض پلید ہے تعزیر میں کسی قسم کی امداد جائز نہیں۔
قال اللہ تعالیٰ "ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان"

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: گناہ اور زیادتی کے معاملات میں ایک دوسرے کی مدد نہ کیا کرو (ت)
(فتاویٰ رضویہ ج ۲۲ ص ۵۰۶، ۵۰۷)

(۴۵) شہادت نامے اور تعزیر داری میں فرق احکام بیان کرتے ہوئے فرمایا:
بالجملہ شہادت نامے کی حقیقت ہنوز وہی امر مباح و محمود ہے اور شنائع زوائد و عوارض اگر ان سے
خالی اور نسبت نامحسوسے پاک ہو ضرور مباح ہے اور تعزیر داری کی حقیقت ہی یہ امور ناجائزہ ہیں، "اس
قدر جائز ہے" جسے کوئی تعلق نہ رہا، نہ اس کے وجود سے موجود ہوتی ہے نہ اس کے عدم سے معدوم، تو
یہ فی نفسہ ناجائز و حرام ہے۔ اس کی نظیر اہم سابقہ میں آغاز اصنام ہے۔ ود و سواع و یغوث و یعوق
و نسر صالحین تھے ان کے انتقال پر ان کی یاد کے لئے ان کی صورتیں تراشیں، بعد مرورِ زمانہ کھلی نسلوں
نے انہیں کو معبود سمجھ لیا، تو کوئی نہیں کہہ سکتا کہ ان بتوں کی حالت اپنی اسی ابتدائی حقیقت پر باقی تھی یہ
شنائع زوائد عوارض خارجہ تھے، ولہذا شرائع الہیہ مطلقاً ان کے رد و انکار پر نازل ہوئیں۔ بخاری
وغیرہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی:

كانوا اسماء رجال صالحين من قوم نوح فلما هلكوا ادعى الشيطان الي قومهم
ان انصبوا الي مجالسيهم التي كانوا يجلسون انصابا وسبوا بها سمائهم ففعلوا
فلم تعبد حتى اذا هلك اولئك ونسخ العلم عبادت

ود، سواع وغیرہ قوم نوح علیہ السلام کے نیک لوگوں کے نام تھے، جب وہ وفات پا گئے
تو شیطان نے ان کی قوم کے دلوں میں یہ وسوسہ ڈالا کہ ان کی مجلسوں میں جہاں وہ بیٹھا کرتے تھے ان
کے مجسمے بنا کر کھڑے کر دو اور ان کے اسماء کا ذکر کرو (یعنی انہیں یاد کرو) چنانچہ لوگوں نے ایسا ہی
کیا مگر وہ ان کی عبادت میں مشغول نہیں ہوئے تا آنکہ وہ لوگ دنیا سے رخصت ہو گئے اور علم
مٹ گیا اور پچھلے لوگ یعنی بعد میں آنے والی نسل حقیقت سے نا آشنا ہوتے ہوئے ان کی پوجا

لہ القرآن الکریم ۵/۲

صحیح البخاری کتاب التفسیر سورہ نوح ۱ باب ودّ و سواع الخ قیدی کتب خانہ کراچی ۳۲/۲
فتح الباری باب ودّ و سواع الخ دار الکتب العلمیہ بیروت ۵۶/۹

کرنے لگی۔ (ت)

فاکھی عبید اللہ بن عبید بن عمیر سے راوی :

قال اول ما حدثت الاصلنا على عهد نوح وكانت الابناء تبر الاءاء فمات رجل منهم فجزع عليه ابنه فجعل لا يصبر عنه فاتخذ مثالا على صورته فكلما اشتاق اليه نظره ثم مات ففعل به كما فعل ثم تابعا على ذلك فمات الاءاء فقال الابناء ما اتخذ اباؤنا هذه الا انها كانت الهتهم فعبدوها.

عبید اللہ ابن عبید نے کہا سب سے پہلے بُت پرستی کا ظہور زمانہ نوح میں ہوا، اور بیٹے اپنے آباء سے حُسنِ سلوک کیا کرتے تھے، پھر ان میں سے کوئی شخص مرجاتا تو اُس کا بیٹا اس کے لئے بیقرار اور بے چین ہو جاتا اور صبر نہ کر سکتا اور اپنی تسکین کے لئے اس کی مورتی بنا لیتا اور جب اصل کو دیکھنے کا شوق ہوتا تو اس شبیہ کو دیکھ کر دل کو تسلی دے لیتا اور جب وہ مرجاتا تو اس کے ساتھ بھی وہی برتاؤ کیا جاتا، غرض دراز تک لگاتار اور مسلسل یہ کام ہوتا رہا، اور جب پہلے باپ دادا مر گئے تو آنے والی اولاد کہنے لگی کہ یہ تو ہمارے پہلے باپ داداؤں کے معبود تھے پھر یہ ان کی عبادت کرنے لگے (پس اس طرح بُت پرستی کا آغاز ہوا)۔ (ت)
(فتاویٰ رضویہ ج ۲۲ ص ۵۱۸ تا ۵۲۰)

(۴۶) ایک شخص نے کہا مسجد اور تعزیہ میں کوئی فرق نہیں۔ اس کی مذمت کرتے ہوئے فرمایا :
یہ شخص صریح گمراہ و بد عقل و بد زبان ہے، مسجد کو کوئی سجدہ نہیں کرتا، نہ اس کی حقیقت اینٹ گارا ہے بلکہ وہ زمین کہ نماز و عبادت الہی بجالانے کے لئے تمام حقوق عباد سے جدا کر کے اللہ عز و جل کے حکم سے اس کی طرف تقرب کے واسطے خاص ملک الہی پر چھوڑی گئی اب وہ شعائر اللہ سے ہو گئی اور شعائر اللہ کی تعظیم کا حکم ہے۔ قال اللہ تعالیٰ :

ومن يعظم شعائر الله فانها من تقوى القلوب

اور جو اللہ کے نشانوں کی تعظیم کرے تو یہ دلوں کی پرہیزگاری سے ہے (ت)
اس مجموعہ بدعات کو اس سے کیا نسبت، مگر جہلِ مرکب سخت مرض ہے، والعیاذ باللہ۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۲۲ ص ۵۲۵)

لے فتح الباری بحوالہ فاکھی عن عبید اللہ بن عبید باب ودا ولا سوا عالج دار الکتب العلمیہ بیروت ۵۴۸/۹
الدر المنثور تحت الآیۃ ۲۳/۴۱ دار احیاء التراث العربی بیروت ۲۴۳/۸
لہ القرآن الکریم ۳۲/۲۲

(۴۷) مذکورہ بالا شخص کے جواب میں دوسرے نے کہا بھائی یہ باتیں شرع کی ہیں لکھ کر شرع کے سپرد کرو۔ آپس میں جھگڑا مت کرو۔ اس شخص ثانی کی تحسین کرتے ہوئے فرمایا: اس شخص نے اچھا کیا، مسلمانوں کو یہی حکم ہے کہ جو بات نہ جانے خود اس پر کوئی حکم نہ لگائے بلکہ اہل شرع سے دریافت کرے۔ قال اللہ تعالیٰ:

فاسئلوا اهل الذکر ان کنتم لا تعلمون

(اے لوگو!) علم والوں سے پوچھو اگر تمہیں علم نہیں۔ (ت) (فتاویٰ رضویہ ج ۲۲ ص ۵۲۵)

(۴۸) دھوتی پہننا کیسا ہے، اور تشبہ بالکفار کون سا ممنوع ہے؟ اس مسئلہ کی تحقیق کرتے ہوئے فرمایا: اس تحقیق سے روشن ہو گیا کہ تشبہ وہی ممنوع و مکروہ ہے جس میں فاعل کی نیت تشبہ کی ہو یا وہ شے اُن بد مذہبوں کا شعار خاص یا فی نفسہ شرعاً کوئی حرج رکھتی ہو۔ بغیر ان صورتوں کے ہرگز کوئی وجہ ممانعت نہیں۔ اب مسئلہ مسئلہ کی طرف چلیے، دھوتی باندھنے والے مسلمانوں کا یہ قصد تو ہرگز نہیں ہوتا کہ وہ کافروں کی سی صورت بنائیں، نہ مدعی نے اس پر بنائے کلام کی، بلکہ دھوتی باندھنے کو ان سخت شدید اختراعی احکام کا مورد قرار دیا، نہ زہار قلب پر حکم روا نہ بدگمانی جائز۔

قال اللہ تعالیٰ وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ اُولٰٓئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُوْلًا

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اُن باتوں کے پیچھے نہ پڑو جن کا تمہیں کچھ علم نہیں۔ بیشک کان آنکھ اور دل کے متعلق (بروز قیامت) پوچھا جائے گا۔ (ت) (فتاویٰ رضویہ ج ۲۲ ص ۵۳۴)

(۴۹) حقہ پینے اور پان کھانے کو حرام قرار دینے والے شخص کے بارے میں فرمایا: پان بیشک حلال ہے، حضرت محبوب الہی نظام الحق والدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ بلکہ اُن سے پہلے اولیاء کرام نے اس کا استعمال فرمایا ہے۔ حضرت امیر خسرو علیہ الرحمۃ نے اس کی مدح فرمائی، اس میں چونے کا جواز کتاب نصاب الاحتساب میں مصرح ہے۔ حقہ کا جواز غمز العیون و شرح ہدیہ ابن العباد و کتاب الصلح بین الاخوان و درمختار و طحاوی و رد المحتار وغیرہ کتب معتمدہ میں مصرح ہے۔ حلال کو حرام کہنا اس شخص کی بڑی جرأت ہے اور یہ کہ پان کھانے والا یا حقہ پینے والا جماعت میں شریک نہ ہو اس کا

ظلم شدید بلکہ ضلال بعید ہے وہ اسے حکم شرع ٹھہرا کر شرع مطہر پر افتراء کرتا ہے اور اللہ پر افتراء کرنے والا عذابِ شدید کا مستحق ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :

وَلَا تَقُولُوا لِمَا تَصِفُ السُّنْتُمْ الْكَذِبَ هَذَا حَلَلٌ لِّهَذَا حَرَامٌ لِّتَفْتَرُوا عَلَى اللَّهِ الْكَذِبَ
ان الذین یفترون علی اللہ الکذب لا یفلحون ۝

جو کچھ تمہاری زبانیں جھوٹ بیان کرتی ہیں اس کے متعلق یہ نہ کہا کرو کہ یہ حلال ہے اور یہ حرام، تاکہ تم اللہ کے ذمے جھوٹ لگاؤ۔ بے شک جو اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھتے ہیں یعنی اس کے ذمے جھوٹ لگاتے ہیں وہ کبھی کامیاب اور بامراد نہیں ہو سکتے۔ (ت)۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۲۲ ص ۵۵۶)

(۵۰) بزرگوں کی تصاویر بطور تبرک گھر میں رکھنے کا حکم شرعی بیان کرنے کے لئے المحضرت علیہ الرحمۃ نے مستقل رسالہ ”العطایا القدیری فی حکم التصوير“ تحریر فرمایا۔ اس میں فرماتے ہیں :

اللہ عز وجل ابلیس کے مکر سے پناہ دے، دنیا میں بُت پرستی کی ابتداء یونہی ہوئی کہ صالحین کی محبت میں ان کی تصویریں بنا کر گھروں اور مسجدوں میں تبرک رکھیں اور اُن سے لذت عبادت کی تائید سمجھی، شدہ شدہ وہی معبود ہو گئیں۔ صحیح بخاری و صحیح مسلم میں عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے آیہ کریمہ :

وَقَالُوا لَا تَذَرُنَّ آلِهَتَكُمْ وَلَا تَذَرُنَّ وَدًّا وَلَا سُوَاعًا وَلَا يَغُوثَ وَيَعُوقَ وَنَسْرًا ۝

کافروں نے کہا ہرگز اپنے خداؤں کو نہ چھوڑو، اور وُد، سواع، یغوث، یعوق اور نسر کو کبھی نہ چھوڑو۔ (ت)

کی تفسیر میں ہے :

قَالَ كَانُوا أَصْنَاءَ رِجَالٍ صَالِحِينَ مِنْ قَوْمِ نُوحٍ فَلَمَّا هَلَكُوا ادَّخَى الشَّيْطَانُ إِلَى قَوْمِهِمْ أَنْ نَصُبُوا إِلَى مَجَالِسِهِمْ الَّتِي كَانُوا يَجْلِسُونَ أَنْصَابًا وَسَتُّوَهَا بِأَسْمَائِهِمْ فَفَعَلُوا فَلَمْ تَعْبُدْ حَتَّى إِذَا هَلَكَ أُولَئِكَ وَنَسَخَ الْعِلْمَ عِبَدَتِ ۝

۱۔ القرآن الکریم ۱۶/۱۱۶

۲۔ ۴۱/۲۳

۳۔ صحیح البخاری کتاب التفسیر باب وُدّ و سواع الخ قیدی کتب خانہ کراچی ۲/۳۲۲

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا یہ حضرت نوح (علیہ السلام) کی قوم کے نیک اور پارسا لوگوں کے نام ہیں، جب وہ وفات پا چکے تو شیطان نے بعد والوں کے دلوں میں دوسوسہ ڈالا کہ جہاں یہ لوگ بیٹھتے تھے وہیں ان مجالس میں انھیں نصب کر دو (یعنی قرینے سے انھیں کھڑا کر دو) اور جوان کے نام (زندگی میں) تھے وہی نام رکھ دو، تو لوگوں نے (جہالت سے) ایسا ہی کیا۔ پھر کچھ عرصہ ان کی عبادت نہ ہوئی، یہاں تک کہ جب وہ تعظیم کرنے والے مر گئے اور علم مٹ گیا (اور ہر طرف جہالت پھیل گئی) پھر ان کی عبادت شروع ہو گئی۔ (ت)

عبد بن حمید اپنی تفسیر میں ابو جعفر بن المہلب سے راوی :

قال كان ود رجلا مسلما وكان محببا في قومه فلما مات Eskro واحول قبره في ارض بابل وجزعوا عليه فلما رأى ابليس جزعهم عليه تشبه في صورة انسان ثم قال أمرى جزعكم على هذا فهل لكم ان اصور لكم مثله فيكون في ناديك فتذكرونه به؟ قالوا نعم فصور لهم مثله فوضعه في ناديهم وجعلوا يذكرونه فلما رأى مالهم من ذكره قال هل لكم ان اجعل لكم في منزل كل رجل منكم تمثالا مثله فيكون في بيته فتذكرونه؟ قالوا نعم فصور لكل اهل بيت تمثالا مثله فاقبلوا فجعلوا يذكرونه به قال وادرك ابنائهم فجعلوا يرون ما يصنعون به وتناسلوا ودرس امر ذكرهم اياه حتى اتخذوه الها يعبدونه من دون الله قال وكان اول ما عبد غير الله في الارض ود الصنم الذي سموه بود

ابو جعفر نے فرمایا : ”ود“ ایک مسلمان شخص تھا جو اپنی قوم میں ایک پسندیدہ اور محبوب شخص تھا جب وہ مر گیا تو سرزمین بابل میں لوگ اس کی قبر کے آس پاس جمع ہوئے اور اس کی جدائی پر بیقرار ہوئے (اور صبر نہ کر سکے) جب شیطان نے اس کی جدائی میں لوگوں کو بیتاب پایا تو وہ انسانی صورت میں ان کے پاس آیا اور کہنے لگا میں اس کے مرنے پر تمھاری بیقراری دیکھ رہا ہوں کیا مناسب سمجھتے ہو کہ میں بالکل اس جیسی تمھارے لئے اس کی تصویر بنا دوں پھر وہ تمھاری مجلس میں رہے پھر اس کی تصویر دیکھ کر تم اسے یاد کرو۔ لوگوں نے کہا ہاں یہ تو اچھی تجویز ہے۔ پھر شیطان نے لوگوں کے لئے بالکل اُسی جیسی اس کی تصویر بنا دی اور لوگوں نے اسے اپنی مجالس میں سجا رکھا اور اس کی یاد کرنے لگے۔ پھر جب شیطان نے دیکھا کہ اس کے ذکر سے لوگوں کی جو حالت ہوتی ہے۔ پھر شیطان کہنے لگا کیا تم یہ مناسب کہتے ہو کہ میں تم میں سے ہر شخص کے لئے اس کے گھر

میں اس کے بزرگ کا عکس تیار کر کے سجادوں تاکہ وہ اس کے گھر میں موجود ہو، اور تم سب لوگ (انفرادی اور اجتماعی طور پر) اس کا تذکرہ کرتے رہو۔ لوگ کہنے لگے ہاں یہ بالکل ٹھیک ہے۔ پھر اس نے سب گھر والوں کے لئے بالکل اُسی جیسا اس کا ایک ایک فوٹو تیار کر دیا پھر لوگ اس کی طرف متوجہ ہو گئے اور اس کا فوٹو دیکھ کر اسے یاد کرتے رہے۔ راوی نے کہا اور ان کی اولاد نے یہ دُور پایا، پھر وہ دیکھتے رہے جو کچھ ان بڑے کرتے رہے اور پھر نسل آگے بڑھی (اور پھیلی)۔ اور جب اس کے ذکر کا سلسلہ کچھ پرانا ہو گیا یہاں تک کہ جہالت سے پچھلے اور آنے والی نسلوں نے اسے خدا بنالیا کہ اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر اس کی عبادت کرنے لگے۔ (راوی نے کہا) سب سے پہلے زمین پر اللہ تعالیٰ کے علاوہ جس کی عبادت کی گئی وہ یہی بُت ہے کہ جس کا نام لوگوں نے ”وَد“ رکھا ہے۔ (ت) (فتاویٰ رضویہ ج ۲۲ ص ۵۷۳، ۵۷۴)

(۵۱) شکر اور باز پالنے اور ان سے شکار کرانے کے بارے میں فرمایا: شکر اور باز پالنا درست ہے اور ان سے شکار کرنا اور اس کا کھانا بھی درست ہے لقولہ تعالیٰ وما علمتم من الجوارح الاية (اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی وجہ سے ”اور جن زخمی کرنے والے جانوروں کو تم نے شکار کرنے کا طریقہ سکھا رکھا ہے۔ ت) مگر یہ ضرور ہے کہ شکار غذا دوایا کسی نفع صحیح کی غرض سے ہو، محض تفریح و لہو و لعب نہ ہو، ورنہ حرام ہے، یہ گنہگار ہوگا، اگرچہ ان کا مارا ہوا جانور جبکہ وہ تعلیم پا گئے ہوں اور بسم اللہ کہہ کر چھوڑا ہو حلال ہو جائے گا۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۲۲ ص ۶۵۴)

(۵۲) اپنے ایک بیٹے کا نام مطیع الاسلام، دوسرے کا پالس اور بیٹی کا کنول دیوی رکھنے والے شخص کے بارے میں فرمایا،

یہ اس کا فعلِ شیطانی شیطانی حرکت ہے۔ قال اللہ تعالیٰ:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا ادْخُلُوا فِي السِّلْمِ كَافَّةً وَلَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ إِنَّهُ لَكُمْ

عَدُوٌّ مُبِينٌ ۝

اے ایمان والو! اسلام میں مکمل طور پر داخل ہو جاؤ اور شیطان کی پیروی نہ کرو کیونکہ وہ تمہارا کھلا

دشمن ہے۔ (ت)

طحاوی علی الدر المختار و ابوالسعود الازہری علی الکفر میں ہے ،

قسم یختص بالكفار کجرجس و بطرس و یوحنا و نحوہا فہذا الایحونہ للمسلمین التسمی بہ

لما فیہ من المشابہة بـ

ناموں کی ایک قسم کفار سے مختص ہے جیسے جرجس ، پطرس اور یوحنا وغیرہ ، لہذا اس نوع کے نام مسلمانوں کے لئے رکھنے جائز نہیں کیونکہ اس میں کفار سے مشابہت پائی جاتی ہے۔ (ت)

(فتاویٰ رضویہ ج ۲۴ ص ۶۶۳ ، ۶۶۴)

(۵۳) عبد النبی و عبد الرسول جیسے نام رکھنے اور ان پر بد مذہبوں کے اعتراض سے متعلق سوال کے جواب میں فرمایا ،

شفار امام قاضی عیاض و مواہب لدنیہ امام احمد قسطلانی میں ہے حضرت سیدنا سہل بن عبد اللہ تستری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ،

من لم یر نفسه فی ملک النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لم یدق حلاوة سنتہ
جواپنے آپ کو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ملوک نہ جانے اُس نے اُن کی سنت کا مزہ نہ چکھا۔
بالجملہ اس معنی پر تمام جہان اُن کی ملک اُن کا بندہ اُن کا عبد ہے ، یوں اپنا لقب عبد النبی ، عبد الرسول ، عبد المصطفیٰ رکھنا عین سعادت ہے ، اور اس سے اسلام و کفر کا فرق روشن ہے کہ اللہ عز و جل کی عبدیت سے کسی کافر کو بھی استنکاف نہ ہوگا حتیٰ کہ وہابیہ بھی بڑی خوشی سے اپنے آپ کو عبد اللہ کہیں گے اگرچہ واقع میں شیخ نجدی کے بندے اور عبد الشیطان ہیں ، مگر مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا بندہ ہرگز اپنے آپ کو نہ بتائیں گے۔ عبد النبی اور عبد الشیطان دونوں عبد اللہ ہیں ، وہ عبد النبی ہیں جن کو فرمایا ،

فادخلی فی عبادی و ادخلی جنتی

(اے نفس مطمئنہ !) میرے بندوں میں شامل ہو جا اور میری جنت میں داخل ہو جا۔ (ت)

اور وہ عبد الشیطان ہیں جن کو فرمایا ،

یحسرة علی العباد ما یأتیہم من رسول الا کانوا بہ یستہزون

۱۔ حاشیہ الطحاوی علی الدر المختار کتاب الجہاد فصل فی الجزیہ المکتبۃ العربیہ کوئٹہ ۴۳/۲

۲۔ المواہب اللدنیۃ المقصد السابع الرضی بشارع المکتب الاسلامی بیروت ۳۰۰ و ۲۹۹/۳

الشفار بتعریف حقوق المصطفیٰ القسم الثانی الباب الثانی دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۳/۲

۳۔ القرآن الکریم ۸۹/۳۰ و ۲۹/۳۰

ہائے افسوس (نافرمان) بندوں پر کہ ان کے پاس (خدا کا) کوئی رسول نہیں آتا مگر یہ اس کے ساتھ ہنسی و مذاق کرتے ہیں۔ (ت)

مگر عبد الشیطان ہرگز عبد النبی عبد المصطفیٰ نہیں ہو سکتا اور اسے معاذ اللہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توہین سے کیا علاقہ، نقل کرنے والے نے ضرور غلط نقل کیا یا غلط سمجھا، ہاں عبد بمعنی بندہ خاص یعنی مطیع و فرمانبردار ہونا ضرور دشوار ہے اور بایں معنی عبد اللہ و عبد النبی ایک ہے کہ:

من یطع الرسول فقد اطاع اللہ

جو شخص رسول اللہ کی اطاعت کرتا ہے اس نے درحقیقت اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی (ت)
اس معنی پر اپنے آپ کو اُس وصفِ عظیم سے یاد کرنا ضرور تزکیہ نفس و خود سرائی ہے کہ بنص قرآن مجید حرام ہے
قال اللہ تعالیٰ فلا تزکوا انفسکم

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اپنے نفوس کو پاکیزہ نہ بناؤ۔ (ت)

جو لوگ اپنا لقب مطیع النبی، مطیع الرسول رکھیں جاہل بخرد ہیں یا قرآن عظیم کے دانستہ مخالفت۔
خود انھیں کا قول اُن کی تکذیب کو بس ہے، جو مطیع النبی و مطیع الرسول ہو گا ہرگز اپنے نفس کا تزکیہ نہ کرے گا۔
(فتاویٰ رضویہ ج ۲۲ ص ۶۶۷، ۶۶۸)

(۵۴) کسی سنی مسلمان کو لہڑا کہنے والے کے بارے میں سوال کا جواب دیتے ہوئے فرمایا:
کسی سنی العقیدہ شخص کو لہڑا کہنا فسق ہے۔ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:
سباب المسلم فسوق۔ مسلمان کو بلا وجہ شرعی بُرا کہنا فسق ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

ولا تباذوا بالاللقاب بئس لاسم الفسوق بعد الایمان ومن لم یتب فاولئك هم الظالمون

مسلمانو! آپس میں ایک دوسرے کو بُرے لقب سے یاد نہ کرو ایمان کے بعد فاسق کہلانا کیا ہی بُرا نام ہے اور جو توبہ نہ کریں وہی لوگ ظالم ہیں۔

۱۵ القرآن الکریم ۵۳/۳۲

۱۵ القرآن الکریم ۴۰/۴

۱۲ صحیح البخاری کتاب الایمان باب خوف المؤمن ان یحبط عمله الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱۲/۱

۱۱ القرآن الکریم ۴۹/۱۱

آئیہ کریمہ بتا رہی ہے کہ تم نے مثلاً سنی مسلمان کا لقب ”لہبراً“ رکھا تو وہ تمہارے کہنے سے لہبراً نہ ہو جائیگا مگر تمہارا نام بدل گیا مومن سے فاسق ہو گیا، کتنی بُری تبدیلی ہے، اور جو توبہ نہ کرے وہی ظالم۔
(فتاویٰ رضویہ ج ۲۴ ص ۶۶۹، ۶۷۰)

(۵۵) معین الدین نام رکھنے سے متعلق فرمایا :
معین الدین کے معنی ہیں : ”دین کو پناہ دینے والا“۔ اور اپنا نام ایسا رکھنا سخت عظیم تزکیہ نفس و خود ستائی ہے اور وہ حرام ہے۔
قال تعالیٰ فلا تزکوا انفسکم هو اعلم بمن اتقیٰ
اللہ تعالیٰ نے فرمایا : (لوگو!) اپنی جانوں کی پاکیزگی نہ بتایا کہ واس لئے کہ اللہ تعالیٰ اچھی طرح جانتا ہے کہ کون پرہیزگار ہے۔ (ت)
رد المحتار میں ہے :

العارف باللہ تعالیٰ الشیخ سنان فی کتابہ تبیین المحارم، اقام الطامۃ الکبریٰ علی المتسمین بمثل ذلک وانه من التزکیۃ المنہی عنہا فی القرآن ومن الکذب
عارف باللہ حضرت شیخ سنان نے اپنی کتاب تبیین المحارم میں اس کے نام رکھنے والوں کے خلاف حجتِ قاہرہ قائم کی (اور فرمایا) یہ ایسا تزکیہ اور جھوٹ ہے کہ قرآن مجید میں اس سے منع فرمایا گیا ہے۔ (ت)
(فتاویٰ رضویہ ج ۲۴ ص ۶۷۱)

(۵۶) اخمخش، پیرخش، مدارنخش وغیرہ نام رکھنے کے بارے میں فرمایا :
یہ نام شرعاً درست ہیں، ان میں معاذ اللہ کسی طرح کوئی شرک نہیں، نہ شرع سے کہیں ممانعت ثابت ہے بلکہ قرآن عظیم سے اس کا جواز ثابت ہے۔ حضرت جبریل امین علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت مریم سے کہا :

انما انا رسول ربک لا ھب لک غلاماً نہ کیا یہ
میں تو تمہارے رب کا بھیجا ہوا ہوں اس لئے کہ میں تم کو ایک سُتھرا بیٹا دوں۔

قرآن عظیم سیدنا عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جبریل بخش بتا رہا ہے۔ پھر بخش معنی عطا کے لئے متعین نہیں
 بمعنی حصہ و بہرہ بھی کثیر الاستعمال ہے۔ معہذا علمائے دین تصریح فرماتے ہیں کہ اگر ملحد کے انبت الربیع البقل
 (ہمارے سبزہ اگایا۔ ت) تو اس کے الحاد پر محمول ہے، اور اگر مسلم کے تو یقیناً تجوز ہے اور اس کا اسلام
 ہی قرینہ لبس ہے کما نص علیہ فی الفتاویٰ وغیرہا (جیسا کہ فتاویٰ اور اس کے علاوہ دوسری کتابوں
 میں اس کی صراحت کر دی گئی۔ ت) منع کرنے والا اگر بنائے اصول و ہدایت منع کرتا ہے تو اس پر
 الزام و ہدایت بے جا نہیں، من یغفر الذنوب الا اللہ (سوائے اللہ تعالیٰ کے کون گناہ معاف
 کرنے والا ہے۔ ت) اپنا ایمان ہے، اور ول من صبر و غفر ان ذلک لمن عزم
 الامور (بیشک جس نے صبر اختیار کیا اور معاف کیا تو بیشک یہ بڑی ہمت کے کام ہیں۔ ت) بھی
 ایمان ہے، وان تعفوا و تصفحوا و تغفروا فان اللہ غفور رحیم (اور اگر تم معاف کرو
 اور درگزر کرو اور بخش دو، تو اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔ ت) بھی ایمان ہے، و اذا ما غضبوا هم
 یغفرون (اور جب وہ غصہ میں ہو جائیں تو معاف کر دیتے ہیں۔ ت) بھی ایمان ہے۔ اس قسم کے
 استدلال خارجیوں کی ایجاد ہیں کہ امیر المؤمنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم پر حکم کفر لگایا کہ انھوں نے غیر خدا کو
 حکم بنایا حالانکہ اللہ عز و جل فرماتا ہے: ان الحکم الا للہ (اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کا حکم نہیں۔ ت) اور
 نہ دیکھا کہ وہی رب عز و جل فرماتا ہے:

فابعثوا حکما من اہلہ و حکما من اہلہا۔

تو پھر ایک پنج مرد کے خاندان میں سے اور ایک پنج عورت کے خاندان میں سے مقرر کرو۔ (ت)
 یہ مضمون کہ جب تک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نہ بخشیں گے اللہ عز و جل نہ بخشے گا۔ اس
 قائل سے پہلے حضرت شیخ سعدی قدس سرہ نے فرمایا:

ارحم الراحمین نہ بخشاید بے رضائے تو یا رسول اللہ
 سب سے زیادہ رحم و کرم فرمانے والا (اللہ تعالیٰ) نہ بخشے گا یا رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ

۱ القرآن الکریم ۴۲/۴۳

۲ " ۴۲/۳۷

۳ " ۴/۳۵

۱ القرآن الکریم ۳/۱۳۵

۲ " ۶۲/۱۲

۳ " ۱۲/۲۰

۴

علیہ وسلم) جب تک آپ کی مرضی نہ ہوگی۔ (ت)

حقوق العباد میں کہا جاتا ہے کہ جب تک صاحبِ حق نہ بخشے اللہ عزوجل نہ بخشے گا، اس کے یہ معنی کسی کے وہم میں نہیں آسکتے کہ معاذ اللہ اس کی مغفرت پر رب العزت قادر نہیں یا مغفرتِ ذنوب میں کوئی اس کا شریک ہے۔ بندوں کا مالک بھی وہی ہے اور بندوں کے حقوق کا مالک بھی وہی ہے مگر صاحبِ حق کی دلداری۔ لے لے اس کی مغفرت اس کے بخشے پر موقوف رکھی پھر وہ دلداری کہ اُسے اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی منظور ہے اُس کی مقدار کا جاننا کس کا مقدور ہے، صحیح بخاری میں ہے اُمّ المؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کرتی ہیں:

امری ربك يسارع في هوائك لي

میں حضور کے رب کو دیکھتی ہوں کہ حضور کی خواہش میں شتابی فرماتا ہے۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رحمۃ للعالمین بنا کر بھیجے گئے اور مومنین پر بالخصوص کمال مہربان ہیں رؤف رحیم ہیں ان کا مشقت میں پڑنا ان پر گراں ہے ان کی بھلائیوں پر حرص ہیں جیسے کہ قرآن عظیم ناطق: لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ۔ بیشک تمہارے پاس تمہاری ہی جانوں میں سے (ایک عظیم الشان) رسول تشریف لائے کہ تمہارا مشقت میں پڑنا انہیں ناگوار گزرتا ہے، وہ تمہاری (اصلاح کی) بہت چاہت اور حرص رکھتے ہیں اور مسلمانوں پر بڑی شفقت اور رحم فرمانے والے ہیں (ت) تمام عاصیوں کی شفاعت کے لئے تو وہ مقرر کئے گئے،

وَاسْتَغْفِرْ لَذَنبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ۔

اور اپنی شان کے خلاف امور کے لئے استغفار کیجئے (یعنی طلبِ بخشش کیجئے) اور مسلمان مردوں

اور عورتوں کے لئے بھی (ت)

کیا وہ ان میں کسی کی بخشش نہ چاہیں گے، کیا مسلمان کا مشقت میں پڑنا ان پر گراں نہ ہوگا، یہ تو نص آیت کے خلاف ہے، ضرور وہ کہ جس کا بخشنا حضور نہ چاہیں گے وہ ہوگا جو مسلمان نہیں، اور جو مسلمان نہیں

۱۔ صحیح البخاری کتاب التفسیر سورة الاحزاب باب قوله ترجمی من تشار الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/۷۰۶
کتاب النکاح باب هل لمرآان تمب نفسها لاحد ۲/۷۶۶
۲۔ القرآن الکریم ۹/۱۲۸
۳۔ القرآن الکریم ۷۷/۱۹

اللہ اسے نہ بخشنے گا۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۲۴ ص ۶۷۳ تا ۶۷۵)

(۵۷) غلام غوث، غلام جیلانی اور غلام علی جیسے ناموں کے بارے میں فرمایا،

غلام علی، غلام حسین، غلام غوث، غلام جیلانی اور ان کے امثال تمام نام جن میں اسمائے مجبانِ خدا کی طرف اضافت لفظ غلام ہوں سب کا جواز بھی قطعاً بدیہی ہے۔ فقیر غفر اللہ تعالیٰ لہ نے اپنے فتاویٰ میں ان ناموں پر ایک فتویٰ قدرے مفصل لکھا اور قرآن و حدیث اور خود پیشوایانِ وہابیہ کے اقوال سے ان کا جواز ثابت کیا۔ اللہ عز و جل فرماتا ہے،

وَيُطَوِّفُ عَلَيْهِمْ غُلَامَانِ لَهُمَا كَانُهُمَا لُؤْلُؤًا مَكْنُونًا

ان کے گرد غلام گشت کرتے ہوں گے گویا وہ موتی ہیں محفوظ رکھے ہوئے۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۲۴ ص ۶۹۱)

(۵۸) مولانا عبدالحی لکھنوی صاحب کے ایک فتویٰ پر تبصرہ کرتے ہوئے ثابت کیا کہ اس فتویٰ کی بنیاد پر

خود ان کا اپنا نام بھی ممنوع ہو جاتا ہے۔ چنانچہ فرمایا۔

سابعاً سائل نے اپنی جہالت سے صرف عبد اللہ میں شرک سے سوال کیا تھا حضرت مجیب نے اپنی نبالت سے وغیرہ بھی بڑھا دیا کہ اپنے نام نامی کو ایہامِ شرک سے بچالیں مگر جناب کی دلیل سلامت ہے تو اس ایہام سے سلامت بخیر ہے۔ عبدالحی میں دو جزو ہیں اور دونوں کے دو دو معنی، ایک عبد مقابل اللہ، دوم مقابل آقا۔

قال اللہ تعالیٰ "وانکھوا الایامی منکم والصلحین من عبادکم وامائکم۔"

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: لوگو! تم میں سے جو نکاح کے بغیر (یعنی غیر شادی شدہ) ہیں اور

تمہارے صالح غلام اور لونڈیاں ہیں ان کے ساتھ نکاح کر دو (ت)

دیکھو حق سبحانہ نے ہمارے غلاموں کو ہمارا عبد فرمایا، یونہی ایک حیحی اسم الہی کہ حیات ذاتیہ، ازلیہ، ابدیہ، واجبہ سے مشعر، اور دوسرا من و تو، زید و عمرو سب پر صادق، جس سے آیت کریمہ تخرج الحی من المیت (اے اللہ تعالیٰ! تو مردے سے زندہ نکالتا ہے۔ ت) وغیرہ مظهر

۱۵ القرآن الکریم ۵۲/۲۴

۱۶ " ۲۴/۳۲

۱۷ " ۳/۲۷

اب اگر عبد بمعنی اول اور حیحی بمعنی دوم لیجئے قطعاً شرک ہے وہی چار صورتیں ہیں اور وہی ایک صورت پر شرک موجود، پھر عبد الحی ایہام شرک سے کیونکہ محفوظ، اس سے بھی احتراز لازم تھا۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۲۲ ص ۶۹۷)

(۵۹) عبد النبی نام رکھنے سے متعلق مولانا عبدالحی لکھنوی کے فتویٰ کے مخدوش ہونے کی وجوہات بیان کرتے ہوئے فرمایا :

سادساً بات یہ ہے کہ آپ کے خیال شریف میں مالک و مملوک کے یہی معنی تھے کہ زید و عمرو کو تانے کے کچھ ٹکوں یا چاندی کے چند ٹکڑوں پر خریدے جہی تو محمد رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مالکیت کو خلاف واقع فرمادیا حالانکہ یہ مالکیت سخت پوچ، پھر محض، بے وقعت، بے قدر ہے کہ جان در کنار گوشت پوست پر بھی پوری نہیں، سچی کامل مالکیت وہ ہے کہ جان و جسم سب کو محیط اور جن و بشر سب کو شامل ہے یعنی اولیٰ بالتصرف ہونا کہ اس کے حضور کسی کو اپنی جان کا بھی اصلاً اختیار نہ ہو یہ مالکیت حقہ صادقہ محیطہ شاملہ تامہ کاملہ حضور پر مالک الناس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بخداقت کبریٰ حضرت کبریٰ عز و علا تمام جہاں پر حاصل ہے۔
قال اللہ تعالیٰ النبی اولیٰ بالمؤمنین من انفسہم

(اللہ تعالیٰ نے فرمایا:) نبی زیادہ والی و مختار ہے تمام اہل ایمان کا خود ان کی جانوں سے۔

وقال اللہ تبارک و تعالیٰ ماکان لمؤمن ولا مؤمنة اذا قضی اللہ ورسولہ امران

یکون لہم الخیوة من امرہم و من یعص اللہ ورسولہ فقد ضلّ ضللاً مبیناً

(اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا:) نہیں پہنچا کسی مسلمان مرد نہ کسی مسلمان عورت کو جب حکم کر دیں اللہ

اور اس کے رسول کسی بات کا کہ انھیں کچھ اختیار ہے اپنی جانوں کا، اور جو حکم نہ مانے اللہ اور رسول کا تو وہ صریح گمراہ ہوا۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

انا اولیٰ بالمؤمنین من انفسہم، رواہ احمد و البخاری و مسلم و النسائی و

۱۷ القرآن الکریم ۳۳/۳۶

۱۷ القرآن الکریم ۳۳/۶

۱۷ صحیح البخاری کتاب الکفالة ۳۰۸/۱ و کتاب الفرائض ۹۹/۲ قیدی کتب خانہ کراچی

صحیح مسلم کتاب الحجۃ ۲۸۵/۱ و ۳۵/۲ " " " " " "

سنن ابن ماجہ ابواب الصدقات باب من ترک دینا الخ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۱۷۶

مسند احمد بن حنبل عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۲/۲۹۰ و ۲۵۳

ابن ماجہ عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۔

میں زیادہ والی و مالک و مختار ہوں تمام اہل ایمان کا خود ان کی جانوں سے (اسے بخاری، مسلم، نسائی اور ابن ماجہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔ ت)

اگر یہ معنی مالکیت جناب محبوب کے خیال میں ہوتے تو محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی مالکیت کو خلاف واقع نہ جانتے اور خود اپنی جان اور سارے جہان کو محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ملک جانتے اور اس سے زائد مرتبہ حق حقائق ہے جس کے سُننے کو گوش شنوا سمجھنے کو دل بینا درکار ہے۔

وما اوتیتہم من العلم الا قلیلاً ، وفوق کل ذی علم علیمؑ ، وما یلقہا الا الذین صبروا وما یلقہا الا ذو حظ عظیمؑ۔

تمہیں صرف تھوڑا سا علم دیا گیا ہے، ہر علم والے پر بڑے علم والا ہے، نہیں پاتے اس کو مگر جو لوگ صبر والے ہوں اور اسے نہیں پاتا مگر بڑے نصیب والا۔ (ت) (فتاویٰ رضویہ ج ۲۲ ص ۷۰۳، ۷۰۴)

(۶۰) اسلامی تنظیم اور اسلامی جلسہ کار کن کسی خوجہ کو بنانے کے بارے میں ایک استفتاء کا جواب دیتے ہوئے فرمایا :

خوجہ کو اسلامی جلسہ کار کن بنانا حرام اور مخالفتِ شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے۔ اللہ عز و جل فرماتا ہے :

یا ایہا الذین لا تتخذوا بطانۃ من دونکم لایا لونکم خیالاً و دّوا ما عنتم قد بدت البغضاء من افواہہم وما تخفی صدورہم اکبر قد بینا لکم الایات ان کنتم تعقلون ہاں تم اولاہاء تجتوئہم ولا یحبونہم ولا یحبونکم وتؤمنون بالکتب کلہ واذ القوکم قالوا امنا واذ اخلوا عضو علیکم الا نامل من الغیظ قل موتوا بغیظکم ان اللہ علیم بذات الصدور

اے ایمان والو! غیروں کو اپنا راز دار نہ بناؤ وہ تمہاری نقصان رسانی میں گئی نہ کریں گے وہ جی سے چاہتے ہیں کہ تم مشقت میں پڑو۔ بیراُن کے مونہوں سے ظاہر ہو چکا اور وہ جوان کے سینوں میں دبا ہے اور بھی بڑا ہے ہم نے تمہارے سامنے نشانیاں کھول دیں اگر تم میں عقل ہے ارے یہ جو تم ہو تم تو ان سے

محبت کرتے ہو اور وہ تم سے محبت نہیں کرتے حالانکہ تم سب کتابوں پر ایمان لاتے ہو اور وہ جب تم سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں ہم مسلمان ہیں اور جب اکیلے ہوتے ہیں تو تم پر انگلیاں چباتے ہیں جلن سے، اے محبوب! تم ان سے فرما دو کہ مر جاؤ اپنی جلن میں، بیشک اللہ دلوں کی بات جانتا ہے۔

حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں،
من وقر صاحب بدعة فقد اعان علی ہدم الاسلام

جس نے بد مذہب کی توقیر کی بیشک اس نے دین اسلام ڈھا دینے میں مدد دی۔

دوسری حدیث میں ہے،

من لقیہ بالبشر فقد استخف بما انزل علی محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

جو کسی بد مذہب سے بکشاہدہ پیشانی ملا بیشک اس نے حقیر سمجھا اس چیز کو جو محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ

وسلم پر اتاری گئی۔

فتاویٰ الحرمین میں یہ مضمون مفصل ہے جس پر علمائے حرمین شریفین نے بالاتفاق مہر کیسنتی بھائیوں کو چاہئے کہ اپنے دین کی قدر کریں اور بد مذہب کو رکنت سے فوراً جدا کر دیں، اللہ فرما چکا کہ وہ تمہاری بھلائی کبھی نہ چاہیں گے جہاں تک بن پڑے نقصان ہی پہنچائیں گے، قرآن و حدیث کے مقابل یہ جاہلانہ خیال نہ کریں کہ ۹۴ سنٹیوں میں ایک بد مذہبی کیا اثر کرے گی، دیکھو چورانوبے قطرے گلاب ہو اور ایک بوند پیشاب ڈال دو سب پیشاب ہو جائے گا، اہل مجلس ان احکام شرعیہ کا اتباع کریں اور مجلس کو خالص اہلسنت کی کر لیں اور اگر اپنی بیجا ہٹ پر قائم رہیں تو شرعی احکام سن چکے کہ وہ دین اسلام کے ڈھا دینے پر مدد دیتے ہیں اور جو کچھ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر اتر اس کی تحقیر کرتے ہیں تو مسلمانوں پر لازم کہ انہیں اور ان کی مجلس کو یک لخت چھوڑ دیں لیقتروا ماہم مقترفون (چاہئے کہ وہی کمائیں جو کچھ وہ کما رہے ہیں۔ ت) کبھی اس میں شریک نہ ہوں۔

قال اللہ تعالیٰ ”وَمَا يَنْصِتُكَ الشَّيْطَانُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرِ يٰ مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ“

۶۱/۷	دار الکتب العلمیہ بیروت	حدیث ۹۴۶۴	۱۔ شعب الایمان
۳۱۹/۱	مطبوعہ بیروت	باب من احان صاحب بدعة الخ	۲۔ مسند الشہاب
۲۶۴/۱۰	دار الکتب العربیہ بیروت	ترجمہ عبدالرحمن بن نافع	تاریخ بغداد
۶۸/۶	۳۔ القرآن الکریم		۴۔ القرآن الکریم ۱۱۳/۶

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا، اگر تمہیں شیطان بھلاوے میں ڈال دے تو پھر یاد آنے پر ظالموں کے ساتھ مت بیٹھو۔ (ت)
اور اصلاً اس کی مدد نہ کریں،

قال اللہ تعالیٰ "ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان"۔
اللہ تعالیٰ نے فرمایا، (لوگو!) آپس میں گناہ اور زیادتی کے معاملات میں ایک دوسرے کی مدد نہ کیا کرو۔ (ت)
(فتاویٰ رضویہ ج ۲۴ ص ۷۱۷، ۷۱۸)

فتاویٰ رضویہ جلد ۲۵

(۱) کافر کا قرض مسلمان کے ذمہ تھا، ادائیگی سے قبل دونوں فوت ہو گئے، اس صورت کے بارے میں فرمایا:

اور وہ کافر ذمّی ہے تو اگر یہ قرض اس نے سچی نیت سے لیا اور اس کے ادا کا قصد رکھتا تھا اور قدرت نہ پائی کہ مر گیا تو مسلمان پر اس کے باعث عذاب نہ ہو گا کہ قرض لینا گناہ نہیں اور ادا پر قاتل نہ ہونا اس کا فعل نہیں۔ اور اللہ عزّوجلّ بے کسی گناہ کے عذاب نہیں فرماتا۔ رہا اس کا حق، اسے اللہ تعالیٰ جس طرح چاہے راضی فرما دے گا اگرچہ اس پر کسی عذاب یا ہول کی تخفیف سے ہر کافر پر کفر و معاصی سب کے سبب عذاب ہے۔ قال تعالیٰ:

ما سلککم فی سقرۃ قالوا لعلکم من المصلّین۔ الایۃ۔

مسلمان کافروں سے کہیں گے تمہیں کس چیز نے جہنم میں پہنچایا، تو وہ کہیں گے ہم نماز نہیں

پڑھتے تھے۔ (ت)
(فتاویٰ رضویہ ج ۲۵ ص ۶۳)

(۲) مزید فرمایا:

بالجملہ یہ معنی ہرگز نہیں کہ ظلم ذمّی پر عذاب واجب و قطعی و ضروری الوقوع ہے کہ یہ مذہب اہلسنت کے صریح خلاف ہے ہمارے نزدیک کفر کے سوا کسی گناہ کا عذاب ضروری الوقوع نہیں۔

قال تعالى "ويعرض ما دون ذلك لمن يشاء"۔ کہا نبھت علیہ فی ہامش الحدیقة
ہمنا۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اور وہ شرک کے سوا جس کے گناہ چاہے معاف فرمادے۔ جیسا کہ اس
بات پر میں نے حدیقہ کے حاشیہ میں تنبیہ کی ہے۔ (ت) (فتاویٰ رضویہ ج ۲۵ ص ۶۷)
(۳) زید نے بکر کو قرض دیا پھر بکر بھاگ گیا تو کیا زید وہی قرض خالد سے وصول کر سکتا ہے؟ اس کے
بارے میں فرمایا:

اگر نہ خالد نے بکر کی ضمانت مال مذکور کر لی تھی نہ اس کا مطالبہ اپنے اوپر اتار لیا تھا نہ خالد کو بکر کا مال وراثہ
پہنچا تو اس کو بکر کے مطالبہ میں ماخوذ کرنا محض ظلم و غصب ہے۔
قال الله تعالى "لا تزر وازرة وزر اخرى"۔

(اللہ تعالیٰ نے فرمایا) کوئی بوجھ اٹھانے والی جان دوسرے کا بوجھ نہ اٹھائے گی (ت)
(فتاویٰ رضویہ ج ۲۵ ص ۶۸)

(۴) قرض وصول ہونے کے بعد غلط کارروائی کر کے دوبارہ رقم وصول کرنے کے بارے میں فرمایا:
وہ کارروائی بکر وغیرہ نے وصول شدہ روپے دوبارہ زید سے حاصل کرنے کی کی حرام قطعی تھی اور اس
کے بعد عمرو نے کہ وہ روپیہ خود وصول کریں حرام و خبیث ہوا وہ سب کے سب تھی نارہوئے۔
قال الله تعالى "يا ايها الذين امنوا لا تاكلوا اموالكم بينكم بالباطل"۔
اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے ایمان والو! آپس میں ایک دوسرے کا مال ناحق نہ کھاؤ۔ (ت)
(فتاویٰ رضویہ ج ۲۵ ص ۷۲)

(۵) حقہ پینے سے متعلق ایک سوال کے جواب میں فرمایا:

یہ جاہلانہ خیالات کہ حقہ پینے والا زیارت اقدس حضور پر نور رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
سے معاذ اللہ محروم ہے یا حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم معاذ اللہ اس کا تحفہ درود شریف قبول
نہ فرمائیں گے، یہ سب دروغ بے فروغ اور حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر افترا ہے۔ بہت بندگان خدا

لہ الفتاویٰ الحکیم ۴۸/۴

۱۵/۱۷ و ۱۶۴/۶

۲۹/۴

حقّ پینے والے خواب میں زیارتِ جمال جہاں آرائے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بارہا مشرف ہوئے اور حضور رؤف ورحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے غایتِ کرم و مہربانی کے کلمات ارشاد فرمائے۔

قل لو انتم تملکون خزائن رحمة ربی اذ الامسکم خشية الانفاق وکان الانسان قسورا۔

اے محبوب! فرمادیں اگر تم لوگ میرے رب کی رحمت کے خزانوں کے مالک ہوتے تو انھیں تم روک رکھتے اس ڈر سے کہ خرچ نہ ہو جائیں، اور آدمی بڑا کنجوس ہے۔ (ت)

(فتاویٰ رضویہ ج ۲۵ ص ۱۰۴)

(۶) ایفونی کی مدد و حمایت سے متعلق ایک سوال کے جواب میں فرمایا:

مخالفتِ شرع میں کسی کی مدد کرنی ہمراہی یعنی خود مخالفتِ شرع کرنی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

ولا تأخذکم بہما سراۓ فی دین اللہ

اور تمہیں ان پر ترس نہ آئے اللہ تعالیٰ کے دین میں۔ (ت)

ایفونی اگر مجھ کو محتاج ہو تو اُس کے مجھو کے ہونے کی نیت سے کھانا دینے میں حرج نہیں بلکہ ثواب ہے کہ مجھو کے کٹتے کا بھی پیٹ بھرنا باعثِ اجر ہے آدمی تو آدمی۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

فی کل کبد حراء س طبة اجر

ہر تر جبگہ والی شے میں ثواب ہے۔ (ت)

اور کھانے کے علاوہ دام نہ دیئے جائیں جبکہ معلوم ہو کہ انھیں ایفون میں صرف کرے گا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان

اور گناہ اور زیادتی پر باہم مدد نہ کرو۔ (ت)

(فتاویٰ رضویہ ج ۲۵ ص ۱۰۵، ۱۰۶)

۱۔ القرآن الکریم ۱۰۰/۱

۲۔ ۲/۲۴

۳۔ صحیح البخاری ابواب المنظام والقصاص باب الابرار علی الطریق الخ قیدی کتب خانہ کراچی ۳۳۳/۱

مسند احمد بن حنبل عن عبد اللہ بن عمرو المکتب الاسلامی بیروت ۵۱۷ و ۲۲۲/۲

۴۔ القرآن الکریم ۲/۵

(۷) حرام کی رائے دینا بھی حرام ہے۔ چنانچہ فرمایا:

حرام کا ارتکاب کرنا اور رکوعینا دونوں حرام ہیں، دوسرے کو ایک حرام سے بچانے کے لئے خود بھی حرام کا ارتکاب اور اُسے بھی دوسرے حرام میں ڈالنا کیا مقصداً عقل و دیانت ہے۔ قال اللہ تعالیٰ:
 یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا عَلَیْكُمْ اَنْفُسُكُمْ لَا یُضْرَکُمْ مِنْ ضَلٰلِ اِذَا اهْتَدَیْتُمْ۔
 اے ایمان والو! تم اپنی جانوں کی فکر کرو، جب تم ہدایت پر ہو تو کوئی گمراہ تمہیں نقصان نہ پہنچا سکے گا۔
 (فتاویٰ رضویہ ج ۲۵ ص ۲۰۸)

(۸) تمامیت رہن کے لئے قبضہ شرط ہے۔ چنانچہ فرمایا:

اور رہن یوں بے معنی ہے کہ وہ بے قبضہ تمام نہیں ہوتا۔
 قال اللہ تعالیٰ فَرٰهَنْ مَقْبُوضَةٌ۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تو رہن ہو قبضہ میں لیا ہوا۔ (ت)

قدوری میں ہے:

الرهن یتکم بالقبض ۳ رہن کی تکمیل قبضہ سے ہوتی ہے۔ (ت)

(فتاویٰ رضویہ ج ۲۵ ص ۲۵۱)

(۹) مزید فرمایا:

اور اس کے سوا یہاں ایک اور نکتہ ہے رہن تو شرع میں نہیں ہوتا مگر دغلی،
 قال تعالیٰ فَرٰهَنْ مَقْبُوضَةٌ۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تو رہن قبضہ میں کیا ہوا۔ (ت) (فتاویٰ رضویہ ج ۲۵ ص ۲۶۷)

(۱۰) بکر کے کچھ پیسے زید کے پاس جمع تھے، بکرفوت ہو گیا، کیا زید ان پیسوں سے بکر کی طرف سے حج کر سکتا ہے؟
 اس کے جواب میں فرمایا:

زید کو اس روپے میں کسی تصرف کا اختیار نہیں کہ وہ امانت دار تھا اب اُس امانت کے مالک

۱۔ العتدآن الکریم ۵/۱۰۵

۲۔ ۲۸۳/۲

۳۔ القدوری کتاب الرهن

۴۔ العتدآن الکریم ۲/۲۸۳

وارثانِ بکر ہوئے زید پر واجب ہے کہ سب روپے انھیں واپس دے۔

قال الله تعالى "اِنَّ اللّٰهَ يامرُكُم ان تُوَدُّوا الامانات الی اهلها۔"

(اللہ تعالیٰ فرماتا ہے) بیشک اللہ عزوجل حکم دیتا ہے کہ امانتیں امانت والوں کو پہنچا دو۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۲۵ ص ۳۴۳ ، ۳۴۴)

(۱۱) یتیموں کے اولیاء ان کے مال سے کسی کو ہدیہ و تحفہ بھیج سکتے ہیں یا نہیں؟ اس کے جواب میں فرمایا،

وہ ولی جسے مال یتیم میں تصرف جائز ہو تین ہیں: باپ کا وصی، دادا اور دادا کا وصی۔ ان کے

سوا اور اقارب اگرچہ مادر و برادر و عم و خواہر ہوں انھیں راستہ تصرف فی المال کا اختیار نہیں۔

فی الدر المختار ولیہ احد اربعۃ الاب ثم وصیہ ثم المجد ثم

وصیہ اہل مخلصا۔

در مختار میں ہے اس کا ولی چار میں سے کوئی ایک ہوگا باپ پھر اس کا وصی، دادا پھر اس کا وصی اور

تخصیص۔ (ت)

اب رہے اولیائے ثلاثہ، انھیں بھی یہ مجال نہیں کہ مال یتیم کسی کو بخش دیں یا ہدیہ دیں یا کسی طرح

کا تبرع اس سے عمل میں لائیں، نہ مہدی الیہ یا محبوب لہ کو اس کا لینا جائز اگرچہ ہزار قرابت رحمی رکھتا

یا تالیف و محابت کا قصد کرتا ہو۔

قال تبارک وتعالیٰ "اِنَّ الذین یاکلون اموال الیتامی ظلماً انما یموتون فی

بطونہم نامراً و یصلون سعیراً۔"

(اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا) جو لوگ یتیموں کا مال ناحق کھاتے ہیں یونہی ہے کہ اپنے پیٹوں میں

آگ کھاتے ہیں اور جلد پیٹھیں گے دہکتی آگ میں۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۲۵ ص ۳۴۵)

(۱۲) وصیت کو رد کرنے والے وارثوں کے بارے میں فرمایا:

ورثہ اگر وصیت کو رد کر دیں گنہگار ہوں گے اور دوسرے کے حق پر ظالم و ستمگار، قرآن عظیم

۱۔ القرآن الکریم ۵۸/۴

کتاب المہبہ

۲۔ الدر المختار

۳۔ القرآن الکریم ۱۰/۴

مطبع مجتہبی دہلی

۱۶۰/۲

نے ورثہ کا حق وصیت سے موخر رکھا ہے،

من بعد وصیة تو صون بہا او دین

جو وصیت تم کر جاؤ اور قرض نکالنے کے بعد۔ (ت)

یہی آیت ثبوت ایجاب میں بس ہے کہ ورثہ کو ان کا حق پہنچانا ضرورۃً فرض ہے اور وہ بنصِ قرآن تعظیم وصیت پر محمول،

وما لیتأتی الواجب الا بہ وجب ان یحکم با یجاہہ۔

جس کے بغیر واجب حاصل نہ ہو تو اس کے ایجاب کا حکم واجب ہے۔ (ت)

(فتاویٰ رضویہ ج ۲۵ ص ۴۰۸)

(۱۳) وصیت مکروہہ کے صحیح ہونے کی ایک صورت بیان کرتے ہوئے فرمایا،

صورت ثالثہ یعنی وصیت قربت صحیح ہے اگرچہ نظر بخارج کراہت ہو اس کے دلائل وہ تمام

مسائل ہیں جن میں قربت کے لئے ثلث سے زائد وصیت کو صحیح مانا اور ورثہ اجازت دیں تو پوری مقدار میں نافذ جانا، پُر ظاہر کہ ہنگام قیام ورثہ مثلاً کل مال کی وصیت ممنوع ہے وہی بعض شراح مشکوٰۃ

اعنی علامہ ابن فرشتہ اُسی حدیث کے نیچے اُسی قول میں فرماتے ہیں،

فیضاً ان الوصیۃ ای یوصلان الضرر الی الوارث بسبب الوصیۃ للاجنبی با کثر

من الثلث الخ۔

وہ دونوں وصیت میں ضرر پہنچائیں یعنی اجنبی کے حق میں تنہائی سے زائد کی وصیت کر کے وارث کو

نقصان پہنچائیں الخ (ت)

جلالین میں زیر آیت ہے،

(اواثما) بان تعدد ذلک بالزیادة علی الثلث او تخصیص غنی مثلاً۔

(یا گناہ کیا) بایں صورت کہ تنہائی سے زائد کا قصد کیا یا غنی کو وصیت کے ساتھ مختص کیا (ت)۔

مگر از انجا کہ فعل فی نفسہ قربت اور منع بوجہ عارضی یعنی تعلق حق ورثہ ہے باطل نہ ہوئی ورنہ اجازت

۱۔ القرآن الکریم ۱۲/۴

۲۔ مرقاة المفاتیح بحوالہ ابن الملک باب الوصایا الفصل الثانی تحت حدیث ۳۰۷۵ مکتبہ حبیبیہ کوئٹہ ۲۵۷/۶

۳۔ تفسیر جلالین تحت آیت ۱۸۲/۲ اصح المطابع الدہلی النصف الاول ص ۲۶

ورثہ سے بھی نافذ نہ ہو سکتی۔

فان الباطل لا وجود له والمعدوم لا ينفذ بالتنفيد۔

کیونکہ باطل کا کوئی وجود نہیں ہوتا اور معدوم کسی کے نافذ کرنے سے نافذ نہیں ہوتا۔ (ت)
میں این و آن سے استدلال کرتا ہوں قرآن عظیم دلیل اکبر ہے کہ وصیت باوصف ظلم و معصیت
صحیح و معتبر ہے۔

قال الله عز وجل فمن خاف من موص جنتا او اثما فاصلح بينهم فلا اثم عليه
ان الله غفور رحيم

(اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا) جو کسی کی وصیت میں ظلم یا گناہ پر اطلاع پائے پس ورثہ اور موصی ہم
میں صلح کرادے تو اس پر گناہ نہیں بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ (ت)
وصیت بجال کراہت اگر باطل ہوتی تو باطل پر صلح کے کیا معنی تھے اور موصی ہم کیوں قرار پاتے۔
معالم میں ہے :

قال الأخرون انه امر اذ اخطأ الميت في وصيته او جاس معتمدا فلاحرج
على وليه او وصيه او والي امور المسلمين ان يصلح بعد موته بين ورثته وبين
الموصي لهم ويرد الوصية الى العدل والحق

دوسروں نے کہا اس سے مراد یہ ہے کہ جب میت نے وصیت میں خطا کی یا جان بوجھ کر ظلم کیا تو
ولی یا وصی یا مسلمانوں کے امور کے والی کے لئے کوئی حرج نہیں کہ وہ موصی کی موت کے بعد اس کے وارثوں
اور وصیت والوں کے درمیان صلح کرادیں اور وصیت کو عدل و حق کی طرف لوٹادیں۔ (ت)

(فتاویٰ رضویہ ج ۲۵ ص ۲۶۶ تا ۲۸۸)

(۱۴) اوصیاء کا بعض وصایا میں تعمیل نہ کرنا نفاذ میں خلل نہیں ڈال سکتا۔ چنانچہ فرمایا :

اوصیاء کا بعض وصایا بجا لانا وصیت میں کیا خلل ڈال سکتا ہے تنفیذ وصیت حق موصی لہ یا صرف

حق موصی ہے اور وہ ان کے گناہ سے بری۔

قال الله تعالى فمت بدله بعد ما سمعه فانما اثمه على الذين يبدلونه

اِنَّ اللّٰهَ سَمِيعٌ عَلِيْمٌ

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: تو جو وصیت کو سن سنا کہ بدل دے اس کا گناہ انھیں بدلنے والوں پر ہے بیشک اللہ سُنتا جانتا ہے۔ (ت) (فتاویٰ رضویہ ج ۲۵ ص ۴۳۰، ۴۳۱)

(۱۵) نابالغ یتیموں کا مال کھانے والوں کے بارے میں فرمایا:

نابالغوں خصوصاً یتیموں کا مال آگ ہے انھیں نقصان دینے والا سخت کبیرہ شدیدہ کا مرتکب ہے اُن کا مال یا اُن کے مال میں سے ایک ذرہ دیدہ و دانستہ خود غصب کرنے والا اگرچہ کسی فیصلہ کے زور سے ہو یا دوسرے کو دے دینے یا اولاد دینے والا یا اُن کی ادنیٰ حق تلفی پر راضی ہونے والا سب شدید عذاب جہنم کے مستحق ہیں۔ حق سبحانہ و تعالیٰ قرآن عظیم میں فرماتا ہے:

اِنَّ الَّذِیْنَ یَاۡكُلُوْنَ اَمْوَالَ الْیَتٰمٰی ظُلْمًا اَنَّمَا یَاۡكُلُوْنَ فِیۡ بُطُوْنِهِمْ نَارًا وَّ سَیَصْلَوْنَ سَعِیْرًا

بیشک جو لوگ یتیموں کا مال ناحق کھائیں وہ اپنے پیٹ میں زری آگ بھرتے ہیں اور عنقریب بھڑکتے دوزخ میں غرق ہوں گے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۲۵ ص ۴۴۳)

(۱۶) پکھری چیف کورٹ ریاست بہاولپور کے جج کی طرف سے وصیت و وراثت سے متعلق ایک استفتاء آٹھ مفتیوں کے فتوؤں سمیت ان مفتیوں کے نام حذف کر کے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کی خدمت میں بھیجا گیا جس کا آپ نے مفصل تحقیقی جواب تحریر فرماتے ہوئے آٹھوں فتوؤں کو خطا پر مبنی قرار دیا۔ اپنے تحقیقی و تفصیلی جواب کے شروع میں ارشاد فرمایا:

الحمد للہ یہاں فتویٰ پرفیس نہیں لی جاتی ان اجری الاعلیٰ سرب العلین (میرا اجر تو اسی پر ہے جو سارے جہان کا رب ہے۔ ت) منی آرڈر واپس کر دیا، سوالات اور ان کے متعلق آٹھ فتوے ملاحظہ ہوئے، مفتیوں کے نام نہ لکھنا عجب نہ تھا ایک کے فتویٰ میں دوسرے کا جو ذکر تھا وہ لکھ کر محو کر دیا گیا یا بیاض چھوڑی ہے یہاں اس سے کوئی بحث نہیں بعونہ عز وجل تحقیق حق سے کام ہے مگر اتنی گزارش مناسب ہے بحمدہ تعالیٰ یہاں مسائل میں نہ کسی دوست کی رعایت ہے، ہمارے رب عز و علا نے فرمایا:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُونُوا قَوَّامِينَ بِالْقِسْطِ شُهَدَاءَ لِلَّهِ وَلَوْ عَلَىٰ أَنْفُسِكُمْ ۚ
اے ایمان والو! انصاف پر خوب قائم ہو جاؤ اللہ کے لئے گواہی دیتے ہوئے چاہے اس میں تمہارا
اپنا نقصان ہو۔ (ت)

نہ کسی مخالف سے خدا اور نفسانیت۔ کیا ہمارے مولیٰ تبارک و تعالیٰ نے نہ فرمایا :
لَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلَىٰ أَنْ لَا تَعْدِلُوا ۖ اَعْدِلُوا هُوَ اقْرَبُ لِلتَّقْوَىٰ ۖ
اور تم کو کسی قوم کی عداوت اس پر نہ ابھارے کہ انصاف نہ کرو، انصاف کرو وہ پرہیزگاری سے
زیادہ قریب ہے۔ (ت) (فتاویٰ رضویہ ج ۲۵ ص ۵۴۲، ۵۴۳)
(۱۷) کسی کی طرف حرامکاری کی نسبت کرنے اور اس وجہ سے اس کو وصیت کا حقدار نہ سمجھنے والے
کے بارے میں فرمایا :

ربا شاہ محمد خاں کا ادا کا مدعیہ (معاذ اللہ) حرامکاری کرتی ہے اس لئے برفے وصیت مکانات
میں نشست کی بھی حقدار نہ رہی، اول تو ایسی ناپاک بات ہے جس کی نسبت رب عز وجل کا ارشاد ہے :
يَعْظُمُ اللَّهُ أَنْ تَعُودَ وَالْمَثَلَةُ اِبْدًا اِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ ۖ
اللہ تمہیں نصیحت فرماتا ہے کہ پھر ایسا نہ کہنا اگر ایمان رکھتے ہو۔

اور جس کی نسبت ہم کو ہدایت فرماتا ہے کہ اُسے سنتے ہی فوراً کہیں : سُبْحَانَكَ هَذَا بُهْتَانٌ عَظِيمٌ
پاکی ہے تجھے یہ بڑا بہتان ہے۔ اور جس کی نسبت حکم فرماتا ہے کہ اگر وہ چار گواہ نہ لائیں (چاروں مرد
ثقة عادل جنہوں نے نہ کوئی گناہ کبیرہ کیا ہو نہ کسی گناہ صغیرہ کے عادی ہوں، نہ کوئی حرکت خلاف مروت
اُن سے صادر ہوتی ہو، اور چاروں یک زبان گواہی دیں کہ ہم نے اس عورت کو اپنی آنکھوں سے زنا
کرتے دیکھا اور اس طرح دیکھا جیسے سرمہ دانی میں سلائی) ایسے چار گواہ نہ لاسکیں فَاُولَٰئِكَ عِنْدَ اللَّهِ
هَمُ الْكَذِبِ تُوہی اللہ کے نزدیک جھوٹے ہیں۔ پھر ان کی سزا بیان فرماتا ہے :

۱۵ القرآن الکریم ۴/۱۳۵

۵۲ ۵/۸

۵۳ ۲۴/۱۷

۵۴ ۲۴/۱۶

۵۵ ۲۴/۱۳

فاجلدوهم ثمانین جلدۃ ولا تقبلوا لهم شهادة ابدًا۔
 ان کواشی کوڑے مارو اور بھی ان کی گواہی نہ مانو۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۲۵ ص ۸، ۵، ۹، ۱۰)

کتابت فی حضرت امام رضا علیہ السلام

فوائد نفیسہ و علوم قرآنیہ

فلاوی رضویہ کی روشنی میں

جلد سوم

مکتبہ المدینہ کراچی

پتہ: ۱۰/۱۱، سیکٹر ۱۰، ڈی ۱، کراچی

مشافہ و تصحیح

مکتبہ المدینہ کراچی

افادات اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ

فوائدِ نفسیہ و علومِ قرآنیہ

فناوی رضویہ کی روشنی میں

ترتیب

علامہ حافظ محمد عبدالستار سعیدی

رضا فاؤنڈیشن

جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور

افادات اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ

فوائد نفیسۃ علیٰ علم قرآن

فناوی رضویہ کی روشنی میں

جلد سوم
ترتیب

علامہ حافظ محمد عبدالستار سعیدی

شیخ الحدیث جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

رضا فاؤنڈیشن

جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور

0321-9415300 0300-9415300

(جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں)

نام کتاب	فوائد تفسیریہ و علوم قرآنیہ فتاویٰ رضویہ کی روشنی میں جلد ۳
ترتیب	حافظ محمد عبدالستار سعیدی شیخ الحدیث جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور
فیضانِ کرامت	مفتی اعظم پاکستان علامہ مفتی محمد عبد القیوم ہزاروی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
سرپرستی	صاحبزادہ مولانا محمد عبد المصطفیٰ ہزاروی ناظم علی جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور، شیخ پورہ
اہتمام	صاحبزادہ مولانا محمد عبد المجتبیٰ ہزاروی ناظم شعبہ نشر و اشاعت " " " "
تخریج و تصحیح	مولانا نذیر احمد سعیدی - حافظ محمد شہزاد ہاشمی
کتابت	محمد شریف بگل، کڑیال کلاں (گوجرانوالہ)
صفحات	۶۳۸
اشاعت	رجب المرجب ۱۴۲۹ھ / جولائی ۲۰۰۸ء
ناشر	رضا فاؤنڈیشن جامعہ نظامیہ رضویہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور
مطبوع	
قیمت	

ملنے کے پتے

(۱) رضا فاؤنڈیشن، جامعہ نظامیہ رضویہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور

۰۳۰۰/۹۴۱۵۳۰۰ ۷۶۶۵۷۷۲

(۲) مکتبہ اہلسنت، جامعہ نظامیہ رضویہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور

(۳) ضیاء القرآن پبلیکیشنز، گنج بخش روڈ، لاہور

(۴) شبیر برادرز - ۴۰ بی اردو بازار، لاہور

(۵) مکتبہ برکات المدینہ، بہادر آباد، کراچی

۰۲۱-۴۲۱۹۳۲۴

فہرست مضامین

جلد ۲۶

- ۶۳ مُتَبَنِّیٰ بنانے کے بارے میں فرمان۔
- ۶۳ زید ادا نیکی مہر سے قبل فوت ہو گیا، زوجہ تقدیم مہر جبکہ ورثہ تقسیم ترکہ چاہتے ہیں، اس مسئلہ کا شرعی حکم۔
- ۶۳ ارث جبری ہے ساقط نہیں ہو سکتی، نیز بیٹیوں اور شوہر کے حصہ شرعی کے بارے میں فرمان۔
- ۶۳ عورت لادلفوت ہوئی جس کا مہر شوہر کے ذمہ ہے تو کیا شوہر (زید) اس واجب الادا مہر میں سے نصف حصہ پاسکتا ہے؟
- ۶۵ زید فوت ہوا، ایک بیوی اس کی فوت ہو چکی ہے دوسری زندہ ہے، مہر دونوں کا واجب الادا ہے زید کی اولاد بھی ہے اور ترکہ سے پورا مہر بھی ادا نہیں ہو سکتا تو اب حکم شرعی کیا ہے؟
- ۶۵ عصبہ بنفسہ خصوصاً اس کی قسم چہارم میں جو الفاظ ”او عالیہما“ ہیں ان کا ماخذ کیا ہے؟
- ۶۷ کیا عصباتِ نسبی کا غیر موجود ہونا ناممکن ہے؟
- ۶۷ کسی کا مٹنا مولا بیٹا اپنے حقیقی باپ کے ترکہ سے حصہ پائے گا یا نہیں۔
- ۶۸ نافرمان اولاد سخت گنہگار ہے مگر نافرمانی کی وجہ سے میراث سے محروم نہ ہوگی اگرچہ والدین لکھ دیں۔

مولوی عبدالحی لکھنوی کے ایک فتویٰ کی رو سے بہن کو بیوی کا حصہ نکال کر نصف باقی ملنا لازم آتا ہے
۶۸ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کی طرف سے مولوی صاحب کی اس لغزش کی نشان دہی۔

شوہر مقروض کے ترکہ سے بیوی اپنا آٹھواں حصہ الگ کر کے دیون دوسرے وارثوں کے سہام پر ڈالنا چاہتی
۶۹ ہے، اس کے بارے میں ارشاد۔

ترکہ میں سے لڑکیوں کو حصہ نہ دینے والوں کے بارے میں فرمان۔
۶۹

باپ کی اجازت کے بغیر غیر کفو میں نکاح کرنے والی لڑکی اپنے باپ کے ترکہ سے محروم نہیں ہوتی۔
۷۰

مرتد کی امامت کے بارے میں فرمان۔
۷۰

کیا زید کے مسلمان بچے زید کی ہندو ماں کو پرورش کے لئے دیئے جاسکتے ہیں؟
۷۱

متبنتی کرنے اور اس کو وارث بنانے سے متعلق حکم شرعی کی وضاحت۔
۷۱

متبنتی کے بارے میں ایک سوال کا جواب۔
۷۱

دنیوی فائدے کے لئے اپنے آپ کو ہندو دھرم شاستر کا پابند بنانے اور اپنے خاندان کو اس کی
۷۲ طرف منسوب کرنے والے شخص کے بارے میں فرمان۔

قانون شریعت کی بجائے ہندو مذہب کے مطابق میراث لینے اور دینے والوں کے بارے میں فرمان۔
۷۲

جس بیٹے کو والد عاق قرار دے دے وہ والد کا وارث بنے گا یا نہیں؟
۷۳

ایک شخص ایک بیٹی، دو حقیقی بہنیں، چار بھتیجے اور ایک بیوی چھوڑ کر فوت ہوا اس کے ترکہ کی تقسیم۔
۷۳

کچھ ہندو مسلمان ہو گئے مگر اسلامی قانون وراثت کو نہیں مانتے ان کے بارے میں حکم شرع کیا ہے؟
۷۴

اور کیا وہ مسجد کے متولی ہو سکتے ہیں؟
۷۴

زید نے بوقت نکاح زوجہ کے لئے مہر موجد رکھا جو بعد از مدت طویلہ بواسطہ کچہری ادا ہوا، زید کے
۷۵ مرنے کے بعد اس کی زوجہ وارث ہے یا نہیں؟ کیونکہ طلاق کا کوئی ثبوت تقریری و تحریری نہیں ہے۔

اناث کو ترکہ سے محروم سمجھنے والوں کے بارے میں فرمان۔
۷۵

ہاروت و ماروت کی حقیقت کے بارے میں سوال کا جواب۔
۷۵

اعراب قرآن کی ایجاد کس سن میں ہوئی اور اس کا بانی کون ہے؟
۷۶

حضرت خضر و الیاس علیہما السلام کے آپس میں رشتہ داری کے بارے میں سوال کا جواب۔
۷۶

زمانہ جاہلیت میں مہینوں کی تعیین۔
۷۷

بارہ اماموں کے بارے میں سوال کا جواب۔
۷۸

- سُورۃ فاتحہ کے شانِ نزول سے متعلق سوال کا جواب۔ ۷۹
- آیتِ کریمہ ”انما اموالکم واولادکم فتنۃ“ اور آیت کریمہ ”یا ایہا الذین امنوا لاتلہکم اموالکم ولا اولادکم عن ذکر اللہ“ کے مصداق کے بارے میں سوال آیا، اس کے جواب میں ارشاد۔ ۷۹
- ایک سوال کہ خضر علیہ السلام مالکِ بری ہیں یا بحری، اور ادریس علیہ السلام اب کہاں ہیں؟ اس کے جواب میں فرمان۔ ۷۹
- معراج شریف سے متعلق ایک روایت کے بارے میں سوال کا جواب۔ ۸۰
- تاریخ جمع و تدوینِ قرآن اور اس کو حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف منسوب کرنے کے سبب پر مشتمل رسالہ ”جمع القرآن وبعثت وہ لعثمان“۔ ۸۰
- سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جامعِ قرآن کہنے کے بارے میں ایک اور سوال کا جواب۔ ۹۰
- آیتِ کریمہ ”ومنہم من عاہد اللہ لئن ائتانا من فضلہ لنصدقن ولنكونن من الصالحین“ کا شانِ نزول حدیث ثعلبہ ابنِ حاطب ہے یا کوئی اور؟ یہ ثعلبہ بن حاطب بدری ہیں یا اور کوئی۔ ۹۲
- ترجمہ قرآن مجید کے بارے میں مولوی حکیم غلام محی الدین لاہوری کے سوال کا جواب۔ ۹۶
- آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے سے انکار پر ابلیس کو خطاب کرتے ہوئے اللہ عزوجل نے فرمایا ”استکبرت امرکنت من العالین“، یہ عالین کون ہیں؟ ۹۷
- ایک استفتاء میں تین سوال پوچھے گئے: (۱) بعد ولادتِ حضرت عیسیٰ علیہ السلام حضرت مریم باکرہ تھیں یا نہیں؟ (۲) قرآن مجید میں ناسخ آیات کتنی ہیں؟ اور منسوخ کتنی ہیں؟ (۳) آنحضرت اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے درمیان کوئی رسول تھے یا نہیں؟ — اس استفتاء میں مندرج تینوں سوالوں کا ترتیب وار جواب۔ ۹۸
- اولی الامر کے معنی کی تعیین اور حدیث ”جس نے امام وقت کو نہ پہچانا وہ جاہلیت کی موت مرا“ کے معنی کی توضیح۔ ۱۰۱
- خطبہ میں ”لا یکلف اللہ نفساً الا دون وسعہا“ پڑھنا کیسا ہے؟ ۱۰۱
- اس سوال کے جواب میں لفظ دون کے معانی بیان کرتے ہوئے ارشاد۔ ۱۰۱
- حضرت مولانا قاضی محمد عبد الوحید حنفی فردوسی کی طرف سے ایک استفتاء اعلیٰ حضرت کی خدمت میں پیش ہوا کہ اللہ پاک قرآن مجید میں فرماتا ہے کہ ”پیٹ کا حال کوئی نہیں جانتا کہ بچہ ذکر سے ہے یا اثاث سے“ حالانکہ ایک آلہ نکلا ہے جس سے سب حال معلوم ہو جاتا ہے اور پتہ ملتا ہے۔ اس

سوال کا تفصیلی و تحقیقی جواب پر مشتمل رسالہ ”الصمصام علی مشکک فی آیۃ علوم الاسرار“

۱۰۴

سوال ہوا کہ قرآن مجید میں نا اہل کی حالت یوں لکھی ہے ”لایموت فیہا ولا یحییٰ“ اس سے ارتقاء نقیضین لازم آتا ہے تو یہ کیسے جائز ہوگا؟

۱۲۳

آیت کریمہ ”فلما اخذتہم الرجفۃ“ میں مرجفہ کا معنی ایک شخص ”کڑا کرانا“ اور دوسرا ”زلزلہ“ بتاتا ہے۔ کون سا معنی صحیح ہے؟

۱۲۴

ایک تفسیری قول کے حوالہ سے متعلق سوال کا جواب۔

۱۲۵

قرآن مجید کی تینس پاروں پر تقسیم سے متعلق ایک سوال کا جواب۔

۱۲۶

قرآن مجید پر اعراب لگانے سے متعلق سوال کا جواب۔

۱۲۶

بوقت ذکر ولادت مبارکہ قیام تعظیمی کے اثبات میں رسالہ ”اقامۃ القیامۃ علی طاعن القیام لنبی تہامۃ“ میں ارشاد۔

۱۲۷

وہابیہ صرف تسکین عوام کے لئے قرآن و حدیث کا نام لیتے ہیں۔

۱۲۹

ذکر نبی بعینہ ذکر خدا ہے اس نکتہ کو بیان کرتے ہوئے ارشاد۔

۱۳۰

جو میلاد شریف آج کل مروج ہے اس کا حکم شرعی۔

۱۳۳

ایک شخص کے دو شیخ طریقت ہو سکتے ہیں؟ اور مرید و طالب میں کیا فرق ہے؟

۱۳۳

کوئی شیخ طریقت اپنی زوجہ کو مرید بنا سکتا ہے یا نہیں؟

۱۳۴

بیعت غائبانہ کے جواز کے بارے میں سوال کا جواب۔

۱۳۴

بوجہ غفلت تسبیح گرجانے والے درخت یا پتہ اور ذبح ہو جانے والے جانور کا تسبیح میں مشغول ہونا

۱۳۵

ثابت ہے یا نہیں؟

۱۳۶

مرید ہونے کا حکم شرعی اور اس کا فائدہ۔

۱۳۷

بیعت کے بارے میں ایک سوال کا جواب۔

۱۳۷

پیالہ پلا کر بیعت کرنے کو سنت رسول قرار دینے والے شخص کی تردید۔

۱۳۸

نماز میں حرکات اور شور و غل کرنے والوں کا رد۔

۱۳۸

اللہ تبارک و تعالیٰ کی شانِ جمال و جلال کی مثالیں۔

۱۳۹

سورۃ یس میں اللہ تعالیٰ کے ایک اسم مقدس کے بارے میں سوال کا جواب۔

جلد ۲۷

- ۱۴۰۔ ابتداء آفرینش زمین کے بارے میں بیان کرتے ہوئے فرمان۔
- ۱۴۱۔ دن رات کی تبدیلی کا سبب گردشِ ارض ہے یا سماوی؟
- مولوی محمد حسن خاں صاحب سنبھلی کی آٹھ فلسفیانہ اقوال پر مشتمل کتاب ”المنطق المجدید لناطق النالہ الحدید“ کا ردِ بلیغ کرنے کے لئے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے مستقل کتاب ”مقامع الحدید علی خد المنطق المجدید“ لکھی، اس میں سنبھلی صاحب کے پہلے قول کا رد کرتے ہوئے ارشاد۔
- ۱۴۱۔ سنبھلی صاحب کے پانچویں قول کا رد۔
- ۱۴۸۔ سنبھلی صاحب کے چھٹے قول کی تردید۔
- ۱۵۱۔ سنبھلی صاحب کے ساتویں قول کا رد۔
- ۱۵۳۔ سنبھلی کی کتاب کے نام کی تغلیط کرتے ہوئے فرمان۔
- ۱۵۶۔ کتاب ”مقامع الحدید“ کے خاتمہ میں چند تنبیہات۔
- ۱۵۸۔ حضرت مولانا پروفیسر حاکم علی صاحب نے زمین و آسمان کی حرکت و سکون سے متعلق کچھ تفسیری حوالہ جات پر مشتمل ایک مفصل استفتاء اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کی خدمت میں بھیجا، اس کے جواب میں آیاتِ قرآنیہ اور ان کی تفاسیر پر مشتمل رسالہ ”نزولِ آیاتِ فرقان بسکون زمین و آسمان“ ۱۵۹۔ امریکی منجم پروفیسر البرٹ ایف پورٹا کی ایک ہولناک پیشگوئی کا رد کرتے ہوئے رسالہ ”معین مبین بہرہ و شمس و سکون زمین“ میں فرمان۔
- ۱۹۳۔ رسالہ مذکورہ ”معین مبین“ کے حاشیہ میں ارشاد۔
- ۱۹۴۔ سمندر کے نیچے آگ کا اثبات۔
- ۱۹۵۔ چاند اور چاندنی کے گرم نہ ہونے کے بارے میں فرمان۔
- ۱۹۶۔ فلسفہ قدیمہ کے رد میں تحریر فرمودہ کتاب ”الکلمۃ الملہمۃ“ میں ارشاد۔
- ۱۹۶۔ ”ومزقناہم کل ممزق“ الایۃ میں تمزق سے کیا مراد ہے۔ اس سلسلہ میں جز لایتمیزی کا ابطال۔
- ۱۹۶۔ جامع شرائط پیر طریقت سے انحراف گناہ ہے۔

محمد طیب نامی ایک شخص جو عرب صاحب کے نام سے مشہور تھا اس نے تقلید کے بارے میں اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کی خدمت میں خط بھیجا، اس کا جواب۔

۱۹۸

محمد طیب (عرب صاحب) نے دوسرا خط اولیاء اللہ کے تصرف کے بارے میں بھیجا، اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کی طرف سے جواب۔

۱۹۹

جلد ۲۸

ولد الزنار کی امامت و خلافت کے بارے میں فرمان۔

۲۰۱

آیت کریمہ ”اذ انودی للصلوة من یوم الجمعة“ الایۃ میں نذر سے مراد اذان خطبہ ہے۔ جو شخص کہتا ہے محمد رسول اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں اذان تھی ہی نہیں، اس کے رد میں فرمان۔

۲۰۵

”انبا یعمر مساجد اللہ من امن باللہ والیوم الآخر“ سے کیا مراد ہے؟ اذان خطبہ مسجد سے باہر ہونا سنت ہے، اس مسئلہ پر تحریر کردہ اپنے رسالہ ”شعائث العنبر“ کے آٹھویں شمارہ میں اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کا فرمان۔

۲۰۷

لفظ ”بین ید یہ“ کے قرآن مجید میں استعمالات کے بارے میں تحقیق۔ اگر بیت ید یہ بمعنی قریب مان بھی لیا جائے تو چیز کا قرب اسی کے حساب سے ہوگا۔ اس پر شواہد۔

۲۲۱

اسی معنی مذکور کی تائید میں تفاسیر کے حوالے۔

۲۲۴

مختلف و متعدد قرآنی آیات سے لفظ عند کے معنی کی تحقیق۔

۲۲۵

عند ظرف زمان و مکان دونوں کے لئے آتا ہے۔ فتہ آنی آیات سے تائید۔

۲۳۰

اذان خطبہ مسجد کے اندر ہونے کو جائز قرار دینے والوں نے فقہار کے قول علی المنبر سے استدلال کیا، ان کے رد میں لفظ علی کے معنی کی تحقیق۔

۲۳۰

علی بمعنی مصاحبت آتا ہے۔

۲۳۱

علی کبھی وقت و زمانہ کے لئے آتا ہے تو اس طرح یہ عند زمانید کا ہم معنی ہوا۔

۲۳۱

اذان اندرون مسجد کا جواز کچھ لوگوں نے فتہ آن مجید سے ثابت کرنا چاہا، ان کے رد میں فرمان۔

۲۳۲

مقام ابراہیم والا پتھر زمانہ خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام میں کہاں تھا، اور یہ کہ اعلان حج حضرت خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہاں کھڑے ہو کر فرمایا۔ اس سلسلہ میں متعدد تفاسیر کے حوالے۔

۲۳۳

مخالفین کے قرآن مجید سے ایک اور غلط استدلال کا رد۔

۲۳۸

سوال آیا کہ سورۃ فاتحہ اور اخلاص میں صرف اللہ تعالیٰ ہی کی تعریف ہے یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بھی ہے۔ اس کے جواب میں فرمان۔

۲۳۹

آیت کریمہ ”قل ان الفضل بيد الله يؤتيه من يشاء“ سے حاصل ہونے والی ہدایتوں کا ذکر کرتے ہوئے فرمان۔

۲۳۹

کچھ لوگوں نے کہا کہ حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت سید احمد رفاعی علیہ الرحمہ کے ہاتھ پر بیعت ہوئے، اس قول باطل کا رد۔

۲۳۹

ابن السقار غوث پاک کی گستاخی کی وجہ سے زندگی میں رسوا ہوا وہ جانتا تھا کہ یہ اس گستاخی کی سزا ہے، اس پر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ پھر وہ اسلام کیوں نہیں لایا تھا۔ اس کا جواب۔

۲۴۰

اہل فترت کے بارے میں اقوال اور آیت کریمہ ”وما كنا معذبين حتى نبعث رسولا“ کی تفسیر۔ حضرت علی مرتضیٰ اور صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہمیشہ مسلمان تھے کسی شرک میں مبتلا نہیں ہوئے اس مسئلہ کی تحقیق۔

۲۴۳

حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دائمی مومن ہونے کا ذکر۔

۲۴۶

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی افضلیت کے بارے میں تحریر کردہ اپنے رسالے ”الترکال الانقی من بحر سبقة الاتقی“ کی ابتداء میں فرمان۔

۲۴۸

آیت کریمہ ”وسيدجنهم الاتقی“ کے شان نزول کے بارے میں فرمان۔

۲۵۱

افضلیت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر استدلال۔

۲۵۹

تفضیلیہ کے اس مقام پر تین شبہات ہیں، ان کا جواب۔

۲۶۰

تفاسیر قرآن مجید سے متعلق ایک ضروری تنبیہ۔

۲۶۱

مقتضائے لغت کے مطابق تفسیر کرنے کے بارے میں فرمان۔

۲۶۳

وجہ تاویل کے بارے میں ارشاد۔

۲۶۴

اتقی کی تفسیر اتقی کرنے والا فقط ابو عبیدہ خارجی ہے۔

۲۸۰

- ۲۸۰ اشقی کی تفسیر شقی سے استدلال مخالف کا جواب۔
- ۲۸۶ آیت کریمہ ”ان الشُّرکَ لظلم عظیم“ کے شانِ نزول کے بارے میں فرمان۔
- ۲۹۴ اتقی کی تفسیر اتقی سے کرنے پر ابو عبیدہ کا ردِ بلیغ۔
- ۳۰۲ اتقی کے معانی پر مزید بحث۔
- ۳۱۳ مبحثِ مذکورہ کا خلاصہ۔
- ۳۱۴ چند وجوہ سے شبہات کا جواب۔
- ۳۲۴ تفضیلیہ کے آیت کریمہ ”ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم“ پر ایک شبہ کا جواب۔
- آیت کریمہ ”ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم“ پر ایک اور اعتراض کا منطقی انداز میں شافی جواب۔
- ۳۳۰ مفاتیح امام رازی سے سورہ والضحیٰ اور والیل کے یکجا ہونے پر نکاتِ عجیبہ۔
- ۳۳۶ آیاتِ قرآنیہ سے افضلیتِ صدیق اکبر بر مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما پر ایک نکتہ عجیبہ۔
- ۳۳۸

جلد ۲۹

- ۳۳۹ ترجمہ کرتے وقت کیا احتیاطیں ضروری ہیں؟
- آیت کریمہ ”ما جعل اللہ لرجل من قلبین فی جوف“ سے ثابت ہے کہ کسی کے دو دل نہیں ہو سکتے۔ زید کا کہنا ہے کہ کوئی شخص پیدا ہوا ہے اس کے دو دل ہونے کی ڈاکٹروں نے تصدیق کر دی ہے، وہ اس کے جواز پر آیت کریمہ ”هو الذی یصورکم فی الامحام کیف یشاء“ سے استدلال کرتا ہے، اس مسئلہ کے بارے میں ارشاد۔
- ۳۴۰ ایک رافضی نے کہا کہ آیت کریمہ ”انّا من المجرمین منتقمون“ کے عدد ۱۲۰۲ ہیں اور اور یہ ہی البکرہ و عمر و عثمان کے ہیں۔ اس کے جواب میں ارشاد۔
- ۳۴۱ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو علمِ غیب نہیں تھا تقویۃ الایمان میں اس دعوے کے ثبوت پر کچھ قرآنی آیات سے استدلال کیا گیا، اس کے جواب میں فرمان۔
- ۳۴۳ محفل میلاد شریف میں بوقتِ ذکر ولادتِ مبارکہ قیام اور خوش الحانی سے نعتیہ اشعار پڑھنے کے بارے میں فرمان۔
- ۳۴۳ ”محرم نامہ“ نامی کتاب میں حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں گستاخانہ

- کلمات مندرج ہیں۔ اس کے بارے میں سوال کا جواب۔
 ۳۴۴
 بعد از وصال اولیاء اللہ کے تصرفات کے بارے میں فرمان۔
 ۳۴۶
 قرآن مجید کی جامعیت اور واقعہ افک سے علم مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر استدلال کے بارے
 میں فرمان۔
 ۳۴۸
 اللہ تعالیٰ کو عرش پر سمجھنے کے بارے میں ایک غلط فتویٰ کا رد۔
 ۳۴۹
 آیات متشابہات پر آریہ کے اعتراضات نیز وہابیہ مجسمہ کے استدلالات کا تحقیقی جواب دینے کے لئے
 اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے رسالہ ”قواعد القہار علی المجسمۃ الفجّار“ تحریر فرمایا جس
 میں تنزیہ باری تعالیٰ سے متعلق پندرہ عقائد کا بیان۔
 ۳۵۰
 آیات متشابہات کے باب میں اہلسنت کا اعتقاد۔
 ۳۵۲
 استواء علی العرش کے معنی میں وجہ تاویل۔
 ۳۵۵
 قرآن مجید میں لفظ استواء کے مواضع بیان کرتے ہوئے ارشاد۔
 ۳۵۶
 آیت کریمہ ”الرحمن علی العرش استوی“ آیات متشابہات سے ہے۔ اس پر حوالہ جات۔
 ۳۵۷
 ایک نجدی گمراہ نے اپنی تحریر میں بزعم خود عرش کو اللہ تعالیٰ کا مکان بنایا اور اس سلسلہ میں آیت کریمہ
 ”الرحمن علی العرش استوی“ اور دیگر آیات و احادیث سے استدلال کیا۔ اس کے رد میں ارشاد
 ۳۶۵
 متشابہات کے بارے میں اہلسنت کے طریق بیان کرتے ہوئے اور انھیں دو میں منحصر کرتے ہوئے
 ارشاد۔
 ۳۷۸
 نجدی گمراہ کی اپنی تحریر میں کئی وجہ سے تناقض۔
 ۳۸۲
 سیدنا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں سوال کا جواب۔
 ۳۹۱
 یہ عقیدہ کیسا ہے کہ اللہ تعالیٰ پر کسی کا کوئی حق نہیں کسی کا کوئی حق واجب نہیں مگر وہ خود اپنے ذمہ کرم پر
 کچھ واجب کرے تو جائز ہے؟
 ۳۹۲
 ولایت مطلقہ و نبوت خاص میں سے کون سی افضل ہے؟
 ۳۹۳
 آیت کریمہ ”ولو کنت اعلم الغیب“ کے معنی اور شان نزول سے متعلق سوال کا جواب۔
 ۳۹۴
 تعزیه بنانے والے کی اولاد کو حرامی اور مولود کو بدعت سیئہ کہنے کے بارے میں فرمان۔
 ۳۹۴
 وہابیہ کی طرف سے اعلان ہوا کہ مروج میلاد کا ثبوت قرآن سے دینے والے کو سو روپیہ انعام
 دیا جائے گا، اس کے جواب میں ارشاد۔
 ۳۹۵

- ۳۹۶ میلاد شریف منانے کے بارے میں ایک رسالہ ”شمس السالکین“ پر تقریظ لکھتے ہوئے ارشاد۔
- ۳۹۸ کیا میثاق الست بریکہ کے بعد رُوحیں معدوم کر دی گئی تھیں؟
- مولانا محمد آصف صاحب کانپوری نے آیات کریمہ ”فمنهم شقی وسعید“ اور ”واما الذین سعد وافقی الجنة خلدین فیہا صا دامت السموات والارض الا ماشاء ربک عطاء غیر مجد وذ“ کی تفسیر کے بارے میں سوال بھیجا جس کے جواب میں ارشاد۔
- ۳۹۹ صحابہ کرام پر طعن کرنے والوں کے بارے میں فرمان۔
- ۴۰۱ ایمان بالغیب کے بارے میں ایک استفتاء کہ آج کل کے سائنسی زمانے میں یہ کیسے ممکن ہے؟
- ۴۰۲ کا جواب۔
- ۴۰۳ عظمت صحابہ کرام اور گستاخوں کا رد۔
- ۴۰۴ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم غیب کے منکر کے بارے میں فرمان۔
- مسئلہ تقدیر کے بارے میں تحریر کردہ رسالہ ”ثلج الصدرا لیمان القدس“ میں
- ۴۰۵ فرمان۔
- خالد تقدیر الہی پر ایمان رکھتا اور تدبیرات کو کار دنیوی و اخروی میں امتحسن و بہتر جانتا ہے۔ ولید خالد کو بوجہ مستحسن جاننے تدبیرات کے کافر کہتا ہے اس سے سلام و جواب سلام بھی ترک کر رکھا ہے اس کے بارے میں حکم شرعی کی وضاحت۔
- ۴۱۴ ایک حدیث قدسی کے بارے میں اشکال کا جواب۔
- ۴۲۳ اہل سنت و جماعت کے دس عقائد پر مشتمل رسالہ ”اعتقاد الاحیاب فی الجمیل والمصطفیٰ والاول والاصحاب“ تحریر فرمایا جس کے عقیدہ اولیٰ کے ضمن میں ارشاد۔
- ۴۲۳ رسالہ مذکورہ (اعتقاد الاحیاب) کے عقیدہ ثانیہ میں ارشاد۔
- ۴۲۴ عقیدہ خامسہ میں اصحاب رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بارے میں فرمان۔
- ۴۲۵ افضلیت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہوئے ارشاد۔
- ۴۲۸ تعلیہ شخصی کے بارے میں ایک سوال کا جواب۔
- ۴۳۰ راما سنگھم آریہ کے تفسیر آیات قرآنیہ کے بارے میں جہالت و نا فہمی اور افتراء و بے ایمانی پر
- ۴۳۰ مبنی ایک سوال کا جواب۔
- زید کہتا ہے کہ چونکہ عالم الغیب صفت مختص باری تعالیٰ ہے لہذا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

کی نسبت لفظ عالم الغیب بالواسطہ یا بالعطاء کہنا بھی جائز نہیں اور نہ ہی آپ کو کل علم غیب ہے اس کے رد میں فرمان۔

۴۳۷

۴۳۹

اثبات علم غیب کے بارے میں رسالہ ”خالص الاعتقاد“ میں ارشاد۔

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عالم ماکان و مایکون ہونے کے بارے میں تحریر کردہ رسالہ ”انباء المصطفیٰ بحال سر و اخفی“ میں ارشاد

۴۵۵

۴۵۸

حدیث ”واللہ لا ادری ما یفعل بی ولا بکم“ سے وہابیہ کے غلط استدلال کا رد۔

۴۵۹

اپنے خاتمہ کا حال حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو معلوم نہ مانتے والوں کے بارے میں فرمان ثبوت شفاعت میں آیات قرآنیہ۔

۴۶۱

۴۶۳

میزان قیامت سے متعلق ایک سوال کا جواب۔

۹ سوالات پر مشتمل سوال آپ کی خدمت میں آیا جس کا سوال نمبر ۶، ۷ اور ۸ یہ ہیں۔ سببخن

الذی الخ میں لفظ سُبْحَن کی خصوصیت رات کو معراج ہونے کی حکمت اور قصہ ادریس و خضر و

۴۶۳

عزیر کی تفصیل کیا ہے؟ اس کے جواب میں ارشاد۔

۴۶۸

کیا اولادِ فاطمہ کا ہر فرد نارِ دوزخ سے بری ہے چاہے کوئی بھی شرف رکھتا ہو؟

۴۶۸

کیا کوئی مشرک داخلِ سلسلہ ہو سکتا ہے؟

۴۶۸

مومن اور ولی میں نسبت سے متعلق سوالوں کا جواب۔

۴۶۹

کلمہ طیبہ کے قرآن مجید میں مذکور ہونے کے بارے میں ارشاد۔

۴۶۹

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے شافع محشر ہونے کا قرآن مجید سے ثبوت۔

ایمان ابی طالب کے بارے میں رسالہ ”شرح المطالب فی مبحث ابی طالب“

۴۷۰

میں ارشاد۔

۴۸۴

رسالہ ”شرح المطالب“ میں ایمان ابی طالب سے متعلق شبہات کا جواب۔

ایمان ابی طالب کے بارے میں ایک شبہ کے ازالہ میں علماء کرام کے جوابات ذکر کرنے کے

۴۸۶

بعد ارشاد۔

جلد ۳۰

۴۸۹

آیت کریمہ ”وما سر میت اذ سر میت ولكن الله سر می“ میں نفی اثبات کی توجیہ۔

- ۴۹۰۔ نعلین کی ایک تفسیر بیان کرتے ہوئے فرمان۔
- آپ سے پوچھا گیا کہ آیہ کریمہ ”فبأی الاءاء ربکمآ تکذبن“ مدہامتن ۵ میں آیت لاسے اس پر پھڑنا جائز ہے یا نہیں؟ اس کے جواب میں فرمان۔
- ۴۹۰۔ سوال آیا کہ سورہ ناس میں خناس ۵ الذی پڑھا جائے یا خناس ۵ الذی۔ اس کے جواب میں ارشاد۔
- ۴۹۱۔ وقت ختم قرآن تراویح میں تین بار سورہ اخلاص کا پڑھنا کیسا ہے؟
- حافظ میر عبد الجلیل صاحب مارہروی نے رسم القرآن کے بارے میں آٹھ سوالات پر مشتمل ایک استفتاء اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کی خدمت میں بھیجا، اس کا تفصیلی جواب۔
- ۴۹۱۔ سید پرورش علی صاحب نے دھرم پورہ ضلع بلند شہر سے رسم القرآن کے متعلق بزبان فارسی جواب بھیجا، اس کا جواب۔
- ۵۰۶۔ کواکب خود بالطبع آسمان میں گھومتے ہیں یا حرکت قمری بالتبع چکر کھاتے ہیں؟
- ۵۰۷۔ سوال آیا کہ سبح ستارہ کا بیان کس آیت میں ہے؟ اس کے جواب میں ارشاد۔
- ۵۰۹۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے افضل المرسلین ہونے کے بارے میں تحریر کردہ رسالہ ”تجلی الیقین بان نبینا سید المرسلین“ کے ہیکل اول میں قرآنی آیات پیش کرتے ہوئے ارشاد۔
- ۵۱۰۔ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشاد ”اختصر لی اختصاراً“ کے مطالب۔
- ۵۵۶۔ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے آثار و اجداد مسلمان ہونے پر آیات قرآنیہ سے استدلال کرتے ہوئے رسالہ ”شمول الاسلام لاصول الرسول الکرام“ میں ارشاد۔
- ۵۵۶۔ ”تمہید ایمان بآیات قرآن“ میں فرمان۔
- ۵۷۲۔ رسالہ ”الامن والعلی“ کے باب اول میں فرمان۔
- ۶۰۳۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دافع البلاء ہونے کے ثبوت میں تحریر کردہ رسالہ ”الامن والعلی“ کے باب دوم میں ارشاد۔
- ۶۰۵۔ رسالہ ”منیۃ اللیب ان التشریع بید الحبیب“ کی تزییل و تکمیل میں فرمان۔
- ۶۳۰۔ احکام تشریعیہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اختیارات کے بارے میں قرآنی آیات سے استدلال کرتے ہوئے فرمان۔
- ۶۳۱۔ ایک وہم کا ازالہ۔
- ۶۳۷۔ نورانیت مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بارے میں ارشاد۔

فهرست آیات قرآنی

سُورَةُ الْفَاتِحَةِ

- ص: ٩٦ غير المغضوب عليهم - (آيت: ٤٠)
ص: ١٣٦ صراط الذين انعمت عليهم - (آيت: ٤٠)

سُورَةُ الْبَقَرَةِ

- ص: ٤٦ اِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ فَلَا تَكْفُرْ - (آيت: ١٠٢)
ص: ٤٨ اِنِّي جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا - (آيت: ١٢٣)
ص: ٩٦ تَمَّ اسْتَوَىٰ اِلَى السَّمَاءِ - (آيت: ٢٩)
يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يَحِيطُونَ بِشَيْءٍ مِنْ عِلْمِهِ اِلَّا بِمَا شَاءَ - (آيت: ٢٥٥)
ص: ١٠٤ - ١٠٨ - ١٥٢
ص: ١٠٩ - ٣٥٠ وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَاءَ كُلَّهَا - (آيت: ٣١)
فَاَن لَّمْ تَفْعَلُوْا وَلَنْ تَفْعَلُوْا فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِي وَقُودُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ اَعَدَّتْ لِلْكَافِرِيْنَ -
ص: ١١٨ (آيت: ٢٣)

أَمَّا بِاللَّهِ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْنَا وَمَا أُنْزِلَ إِلَى إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ إِبْرَاهِيمَ وَآلِهِ طُوبَى لِمَنْ أَتَاهُ قَوْلُ

مُوسَى وَعِيسَى (إلى قوله تعالى) ونحن له مسلمون - (آيت : ١٣٦) ص : ١٢٢

فَوَيْلٌ لِلَّذِينَ يَكْتُمُونَ الْكُتُبَ بَايِدَ يَهُمُ ثُمَّ يَقُولُونَ هَذَا مِنْ عِنْدِ اللَّهِ لِيُشْتَرَوْا بِهِ ثَمَنًا قَلِيلًا

فَوَيْلٌ لَهُمْ مِمَّا كَتَبَتْ أَيْدِيهِمْ وَوَيْلٌ لَهُمْ مِمَّا يَكْسِبُونَ - (آيت : ٤٩) ص : ١٢٢ - ١٥٤

فَاخْذُتْكُمْ الصَّعْقَةُ - (آيت : ٥٥) ص : ١٢٢

وَرَفَعَ بَعْضُهُمْ دَرَجَاتٍ ط - (آيت : ٢٥٣) ص : ١٣٠

وَقَوْمًا لِلَّهِ قُلْتَيْنِ - (آيت : ٢٣٨) ص : ١٣٨

فَأَنبَأَ يَقُولُ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ - (آيت : ١١٤) ص : ١٢٤

إِنَّ اللَّهَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ - (آيت : ٢٠ - ١٠٩ - ١٢٨) ص : ١٥١ - ١٤٨ - ٣٤٢

سَبِّحْكَ لَا عِلْمَ لَنَا إِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا إِنَّكَ أَنْتَ الْعَلِيمُ الْحَكِيمُ - (آيت : ٣٢) ص : ١٥٢

وَإِذَا قِيلَ لَهُ اتَّقِ اللَّهَ أَخَذَتْهُ الْعِزَّةُ بِالْإِثْمِ فَحَسْبُهُ جَهَنَّمُ ط وَلبئس المهاد -

(آيت : ٢٠٦) ص : ١٥٨

وَلَكُمْ فِي الْأَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَمَتَاعٌ إِلَى حِينٍ - (آيت : ٣٦) ص : ١٤٦

الَّذِي جَعَلَ لَكُمْ الْأَرْضَ فَرَاشًا - (آيت : ٢٢) ص : ١٩٠

أَنِّي جَاعِلٌ فِي الْأَرْضِ خَلِيفَةً ط - (آيت : ٣٠) ص : ١٩٩

يَعْلَمُ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ - (آيت : ٢٥٥) وطه (آيت : ١١٠) والانبيا (آيت : ٢٨) والحج (آيت : ٨٦)

ص : ٢١١

فَأَنزَلَهُ عَلَى قَلْبِكَ بِإِذْنِ اللَّهِ مُصَدِّقًا لِمَا بَيْنَ يَدَيْهِ - (آيت : ٩٤) ص : ٢١١

فَجَعَلْنَاهَا نَكَالًا لِمَا بَيْنَ يَدَيْهَا وَمَا خَلْفَهَا - (آيت : ٦٦) ص : ٢١٣ - ٢١٥

وَاتَّبِعُوا مَا تَتْلُوا الشَّيَاطِينُ عَلَىٰ مُلْكٍ سَلِيمٍ - (آيت : ١٠٢) ص : ٢٣١

وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ مَنَعَ مَسْجِدَ اللَّهِ أَنْ يُذَكَّرَ فِيهَا اسْمُهُ - (آيت : ١١٢) ص : ٢٣٨

قُلْ هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ إِن كُنْتُمْ صَادِقِينَ - (آيت : ١١١) ص : ٢٢٠

كُلٌّ مِنَ اللَّهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ - (آيت : ٢٨٥) ص : ٢٢٢

وَمَنْ ذَرَيْتَنَا مَآةً مُسْلِمَةً لَّكَ - (آيت : ١٢٨) ص : ٢٢٥

إِذْ قَالَ لَهُ رَبُّهُ اسْلَمْ قَالَ اسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعَالَمِينَ - (آيت : ١٣١) ص : ٢٢٥

- لَا يَنَالُ عَهْدِي الظَّالِمِينَ - (آيت : ١٢٢) ص : ٢٢٦
- وَإِنَّمَا أَعْلَمُ أَمْرَ اللَّهِ - (آيت : ١٢٠) ص : ٢٣٥ - ٣٩٢
- يُضِلُّ بِهِ كَثِيرًا وَيَهْدِي بِهِ كَثِيرًا - (آيت : ٢٦) ص : ٣٥٣
- وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ - (آيت : ١٨٦) ص : ٣٨٦ - ٣٤٤
- إِنَّمَا تَوَلَّوْا فُتُوحَ وَجْهِ اللَّهِ (آيت : ١١٥) ص : ٣٤٤
- أَمَّا تَقُولُونَ عَلَى اللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ - (آيت : ٨٠) ص : ٣٨٢
- أَن طَهَّرَ ابْنِي - (آيت : ١٢٥) ص : ٣٨٩
- وَكُنْتُمْ أَمْوَانًا فَأَحْيَاكُمْ ثُمَّ يُمِيتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيكُمْ - (آيت : ٢٨) ص : ٣٩٩
- رَبِّ أَرَأَيْتَ كَيْفَ تَحْيِي الْمَوْتَى - (آيت : ٢٦٠) ص : ٢٠٣
- يَغْفِرُ لِمَن يَشَاءُ (آيت : ٢٨٢) ص : ٢٠٥
- أَنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَسَاءَ عَلَيْهِمْ أَنْ نَذِيرَهُمْ أَمْ لَمْ يَتَذَكَّرْهُمْ لَئِنْ يُؤْمِنُونَ - (آيت : ٩١) ص : ٢٠٦
- وَلَا تَلْقُوا يَأْيِدُكُمْ إِلَى التَّهْلُكَةِ - (آيت : ١٩٥) ص : ٢١٤
- وَلَوْلَا دَفْعُ اللَّهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَفَسَدَتِ الْأَرْضُ وَلَكِنَّ اللَّهَ ذُو فَضْلٍ عَلَى الْعَالَمِينَ - (آيت : ٢٥١) ص : ٢١٩ - ٢٠٢
- وَلَكُمْ فِي الْقِصَاصِ حَيَوةٌ يَا أُولِي الْأَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ - (آيت : ١٤٩) ص : ٢١٩
- وَتَزُودُوا فَإِنْ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوَى وَاتَّقُوا يَا أُولِي الْأَلْبَابِ لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَبْتَغُوا فَضْلًا مِّن رَّبِّكُمْ - (آيت : ١٩٤ - ١٩٨) ص : ٢٢٢
- اقْبِمُوا الصَّلَاةَ - (آيت : ٢٣) ص : ٢٣٣
- رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا إِنْ نَسِينَا أَوْ أَخْطَأْنَا - (آيت : ٢٨٦) ص : ٢٣٦
- يُؤْمِنُونَ بِالْغَيْبِ - (آيت : ٣) ص : ٢٢٠
- أَوْ كَالَّذِي مَرَّ عَلَى قَرْيَةٍ وَهِيَ خَاوِيَةٌ عَلَى عُرُوشِهَا قَالَ أَنَّى يُحْيِي هَذِهِ اللَّهُ بَعْدَ مَوْتِهَا (إلى قوله تعالى) قَالَ أَعْلَمَاتٌ أَنَّ اللَّهَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ - (آيت : ٢٥٩) ص : ٢٦٤
- اللَّهُ وَلِيُّ الَّذِينَ آمَنُوا - (آيت : ٢٥٤) ص : ٢٦٨
- أَتَأْمُرُونَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ أَنْفُسَكُمْ وَأَنْتُمْ تَكْفُرُونَ - (آيت : ٢٢٢) ص : ٢٨٠

$\frac{2}{2}$

وكانوا من قبل يستفتحون على الذين كفروا فلما جاءهم ما عرفوا كفروا به

ص: ٢٨٦ - ٥١٢

فلعنة الله على الكافرين - (آيت: ٨٩)

ص: ٢٩٢

يَسْمَعُونَ كَلِمَ اللَّهِ - (آيت: ٤٥)

ص: ٢٩٩

وهو بكل شيء عليم - (آيت: ٢٩)

تِلْكَ الرِّسَالُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلَى بَعْضٍ مِنْ كَلِمِ اللَّهِ وَرَفَعْنَا بَعْضَهُمْ دَرَجَاتٍ -

ص: ٥٢٤

(آيت: ٢٥٣)

ص: ٥٢٩

يَا أَدَمُ اسْكُنْ أَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ - (آيت: ٣٥)

ص: ٥٣٢

يُوسَىٰ لَنْ نَبْدِرَكَ عَلَىٰ طَعَامٍ وَاحِدٍ - (آيت: ٦١)

ص: ٥٣٢

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا - (آيت: ١٨٣)

ص: ٥٢٩

فَلَنُؤَلِّقَنَّكُم بِقَبْلَةٍ تَرْضَاهَا - (آيت: ١٢٢)

ص: ٥٥٦

وَالْعَبْدُ مَوْمِنٌ خَيْرٌ مِنْ مُشْرِكٍ - (آيت: ٢٢١)

ص: ٥٩١

بَلْ لَعَنَهُمُ اللَّهُ بِكُفْرِهِمْ فَقَلِيلًا مِمَّا يُؤْمِنُونَ - (آيت: ٨٨)

لَيْسَ الْبِرَّ أَنْ تُولَّوْا وُجُوهَكُمْ قَبْلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلَكِنَّ الْبِرَّ مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ

ص: ٥٩٥

الْآخِرِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالْكِتَابِ وَالنَّبِيِّينَ - (آيت: ١٤٤)

أَفْتَوْمُنُونَ بَعْضُ الْكُتُبِ وَتَكْفُرُونَ بِبَعْضٍ فَمَا جَزَاءُ مَنْ يَفْعَلُ ذَلِكَ مِنْكُمْ إِلَّا خِزْيٌ فِي

الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ يُرَدُّونَ إِلَىٰ أَشَدِّ الْعَذَابِ (إِلَىٰ قَوْلِهِ تَعَالَى) وَلَا هُمْ يَنْصُرُونَ -

ص: ٥٩٨ - ٦٣٢

(آيت: ٨٥ - ٨٦)

رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيهِمْ

ص: ٦١٠ - ٦٢٨

إِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ - (آيت: ١٢٩)

كَمَا أَرْسَلْنَا فِيكُمْ رَسُولًا مِنْكُمْ يَتْلُو عَلَيْكُمْ آيَاتِنَا وَيُزَكِّيَكُمْ وَيُعَلِّمُكُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ

ص: ٦١١

وَيُعَلِّمُكُمُ مَا لَمْ تَكُونُوا تَعْلَمُونَ - (آيت: ١٥١)

سُورَةُ آلِ عِمْرَانَ

وَالرَّاسِخُونَ فِي الْعِلْمِ يَقُولُونَ آمَنَّا بِهِ كُلٌّ مِنْ عِنْدِ رَبِّنَا وَمَا يَذْكُرُ إِلَّا الَّذِينَ الْاَلْبَابُ -

ص: ٩٦ - ٣٥٠ - ٣٥٢ - ٣٤٥

(آيت: ٤)

إِنَّ اللَّهَ لَا يَخْفَى عَلَيْهِ شَيْءٌ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ ۝ هُوَ الَّذِي يَصُورُكُمْ فِي الْأَرْحَامِ

كَيْفَ يَشَاءُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ - (آيت : ٥-٦) ص : ١٠٥ - ٣٢١

وَلَا يَحْسِبَنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا أَنَّمَا نُمَلِّ لَهُمْ خَيْرًا لَّنَفْسِهِمْ ۖ إِنَّمَا نُمَلِّ لَهُمْ لِيُزِدُوا اتِّمَاءً

وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّهِينٌ - (آيت : ١٤٨) ص : ١٣٩

يَلْ أَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ - (آيت : ١٦٩) ص : ١٣٦ - ٢٢٤

أَبْرَأُ الْأَكْمَه وَالْأَبْرَصَ وَأُحْيِي الْمَوْتَى بِإِذْنِ اللَّهِ - (آيت : ٢٩) ص : ٢٠٠

نَزَّلَ عَلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ - (آيت : ٣) ص : ٢١١

وَمُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ التَّوْرَةِ - (آيت : ٥٠) ص : ٢١٢

إِنَّ الدِّينَ عِنْدَ اللَّهِ الْإِسْلَامُ - (آيت : ١٩) ص : ٢٢٢

وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ - (آيت : ١٢٢) ص : ٢٨٤

هُمْ لِلْكَفْرِ يَوْمَئِذٍ أَقْرَبُ مِنْهُمْ لِلْإِيمَانِ - (آيت : ١٦٤) ص : ٣٠٤

يَقُولُونَ يَا فَوَاهِهِمْ مَا لَيْسَ فِي قُلُوبِهِمْ وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا يَكْتُمُونَ - (آيت : ١٦٤) ص : ٣٠٤

لَوْ نَعْلَمُ قِتَالًا لَا تَبْعُنَكُمْ - (آيت : ١٦٤) ص : ٣٠٤

فَإِنَّ اللَّهَ غَفَى عَنِ الْعَالِينَ - (آيت : ٩٤) ص :

هُوَ الَّذِي أَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتَابَ مِنْهُ آيَاتٌ مُحْكَمَاتٌ هُنَّ أُمُّ الْكِتَابِ وَأُخَرُ مُتَشَبِهَاتٌ فَأَمَّا ٣٥١

الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ نَرِيزٌ (إلى قوله تعالى) وما يذكر إلا أولوا الألباب - (آيت : ٤٠)

ص : ٣٥٢ - ٣٥٣ - ٣٥٤

خَلَقَهُ مِنْ تَرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ - (آيت : ٥٩) ص : ٣٤١

وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلَكِنَّ اللَّهَ يَجْتَبِي مَنْ يَرْسُلُهُ مِنْ شَاءٍ

(آيت : ١٤٩) ص : ٢٢٠ - ٢٠٢ - ٢٣٦

لَا يَتْلُو الْوَلَّى الْأَلْبَابِ ۝ الَّذِينَ يَذْكُرُونَ اللَّهَ قِيَامًا وَقَعُودًا وَعَلَىٰ جُنُوبِهِمْ -

(آيت : ١٩٠ - ١٩١) ص : ٥٠٠

وَأَذَاخِذًا لِلَّذِينَ آمَنُوا لِمَا أُتِيَ كُتُبًا وَحِكْمَةً (إلى قوله تعالى)

هُمُ الْفَاسِقُونَ - (آيت : ٨١ - ٨٢) ص : ٥١٠

لَتَوُفَّيَنَّ بِهِ وَلَتَنْصُرَنَّهُ - (آيت : ٨١) ص : ٥١٥ - ٥٥٦

- عَاقِرَاتٍ - (آيت : ٨١) ص : ٥١٦
- وَآخِذُوا عَلَىٰ ذَلِكُمْ أَصْرِي - (آيت : ٨١) ص : ٥١٦
- عَلَىٰ ذَلِكُمْ - (آيت : ٨١) ص : ٥١٦
- فَاشْهَدُوا - (آيت : ٨١) ص : ٥١٦
- وَأَنَا مَعَكُمْ مِنَ الشَّاهِدِينَ - (آيت : ٨١) ص : ٥١٦
- فَمَنْ تَوَلَّىٰ بَعْدَ ذَلِكَ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ - (آيت : ٨٢) ص : ٥١٦
- وَرَسُولًا إِلَىٰ بَنِي إِسْرَءِيلَ - (آيت : ٢٩) ص : ٥١٩
- فَبِمَا رَحْمَةٍ مِنَ اللَّهِ لَنْتَ لَهُمْ - (آيت : ١٥٩) ص : ٥٢٢
- كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ - (آيت : ١١٠) ص : ٥٢٩
- يُعِيشِي فِي مَتَوَفِيكَ (آيت : ٥٥) ص : ٥٣٠
- فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ - (آيت : ٣١) ص : ٥٣٢
- يَمْدُدْكُمْ رَبُّكُمْ بِخَمْسَةِ آلَافٍ مِنَ الْمَلَائِكَةِ مُسَوِّمِينَ - (آيت : ١٢٥) ص : ٥٣٩
- فَلَمَّا أَحْسَسَ عِيسَىٰ مِنْهُمُ الْكُفْرَ قَالَ مَنْ أَنْصَارِي إِلَى اللَّهِ ط قَالَ الْحَوَارِيُّونَ نَحْنُ أَنْصَارُ اللَّهِ
- أَمَنَّا بِاللَّهِ وَاشْهَدْ بِأَنَّا مُسْلِمُونَ - (آيت : ٥٢) ص : ٥٥٥
- إِنِّي أَخْلَقْتُكُمْ مِنَ الطِّينِ كَهَيْئَةِ الطَّيْرِ فَأَنْفَخُ فِيهِ فَيَكُونُ طَيْرًا بِإِذْنِ اللَّهِ وَابْرَأِ الْأَكْمَهَ وَالْأَبْرَصَ
- وَإِحْيِ الْمَوْتَىٰ بِإِذْنِ اللَّهِ وَابْنِئْكُمْ بِمَا تَأْكُلُونَ وَمَا تَدَّخِرُونَ فِي بُيُوتِكُمْ (إِلَى قَوْلِهِ تَعَالَى) وَلَا حِلَّ
- لَكُمْ بَعْضُ الَّذِي حُرِّمَ عَلَيْكُمْ - (آيت : ٢٩ - ٥٠) ص : ٦٠٩
- لَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولًا مِنْهُمْ (إِلَى قَوْلِهِ تَعَالَى) وَإِنْ كَانُوا
- مِنْ قَبْلِ لَفِي ضَلَالٍ مُبِينٍ - (آيت : ١٦٢) ص : ٦١١

سُورَةُ النِّسَاءِ

- مَنْ بَعْدَ وَصِيَّةٍ تَوْصُونَ بِهَا أَوْ دِينَ - (آيت : ١٢) ص : ٦٣ - ٦٥
- يُوصِيكُمُ اللَّهُ فِي أَوْلَادِكُمْ لِلَّذِ كَرَّمْتُ لِحَظَ الْإِنثِيَيْنِ - (آيت : ١١) ص : ٦٤ - ٦٥ - ٦٨ - ٦٩
- وَلَكُمْ نِصْفُ مَا تَرَكَ إِزْنًا وَاجِبًا لَمْ يَكُنْ لَهُنَّ وَلَدٌ (إِلَى قَوْلِهِ تَعَالَى) مَنْ بَعْدَ
- يُوصِيْنَ بِهَا أَوْ دِينَ - (آيت : ١٢) ص : ٦٢ - ٦٥

- أَن أَمْرُوا هَٰلِكَ لَيْسَ لَهُ وَلَدٌ وَلَهُ أُخْتٌ فَلَهَا نِصْفُ مَا تَرَكَ. (آيت : ١٢٦) ص : ٦٩
 وَلَهُنَّ الرِّبْعُ مِمَّا تَرَكَتُمْ إِنْ لَمْ يَكُنْ لَكُمْ وَلَدٌ فَإِنْ كَانَ لَكُمْ وَلَدٌ فَلَهُنَّ الثَّمَنُ مِمَّا تَرَكَتُمْ
 مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ تَوْصَوْنَ بِهَا أَوْ دِينَ. (آيت : ١٢) ص : ٦٩ - ٤٣ - ٤٥
 لَنْ يَجْعَلَ اللَّهُ لِلْكَافِرِينَ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ سَبِيلًا. (آيت : ١٢١) ص : ٤١
 أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ يَزْعُمُونَ أَنَّهُمْ آمَنُوا بِمَا نَزَّلَ إِلَيْكَ وَمَا نَزَّلَ مِنْ قَبْلِكَ يُرِيدُونَ
 أَنْ يَتَحَكَّمُوا إِلَى الطَّاغُوتِ (إِلَى قَوْلِهِ تَعَالَى) ضَلَالًا بَعِيدًا. (آيت : ٦٠) ص : ٤٢
 وَأَنْ كَانَتْ وَاحِدَةً فَلَهَا النِّصْفُ. (آيت : ١١) ص : ٤٣
 فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّىٰ يَحْكُمَوكَ فِيمَا شَجَرِ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِي أَنْفُسِهِمْ
 حَرَجًا مِمَّا قَضَيْتَ وَيَسْلُمُوا تَسْلِيمًا. (آيت : ٦٥) ص : ٤٢
 أَوَّالَّذِينَ يَأْكُلُونَ أَمْوَالَ الْيَتَامَىٰ ظُلْمًا إِنَّمَا يَأْكُلُونَ فِي بُطُونِهِمْ نَارًا وَسَيَصْلَوْنَ
 سَعِيرًا. (آيت : ١٠) ص : ٤٥
 يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولَى الْأَمْرِ مِنْكُمْ. (آيت : ٥٩)
 ص : ٢١٨ - ٢٠٠ - ١٠١ - ٤٩٠
 وَعَلَيْكَ مَا لَمْ تَكُن تَعْلَمُ وَكَانَ فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكَ عَظِيمًا. (آيت : ١١٣)
 ص : ٥٨٢ - ٢٢٥ - ١٠٩
 وَلَوْ رُدُّوهُ إِلَى الرَّسُولِ وَإِلَى أُولَى الْأَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَ الَّذِينَ يُسْتَنْبِطُونَهُ مِنْهُمْ.
 (آيت : ٨٣) ص : ٢٠٠
 فَإِذَا فَرَغْتَ مِنْهُمْ يُخْشَوْنَ النَّاسَ كَخَشْيَةِ اللَّهِ أَوْ أَشَدَّ خَشْيَةً. (آيت : ٤٤) ص : ٢٠٨
 وَيَقُولُونَ طَاعَةٌ فَإِذَا بَرَأُوا مِنْكَ بَيَّتَ طَائِفَةٌ مِنْهُمْ غَيْرَ الَّذِي تَقُولُ
 وَاللَّهُ يَكْتُبُ مَا يُبَيِّتُونَ. (آيت : ٨١) ص : ٢٤٦
 وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا. (آيت : ١٢٦) ص : ٣٤٤ - ٣٤٢
 وَجُنَّابِكَ عَلَىٰ هَٰؤُلَاءِ شَهِيدًا. (آيت : ٨) ص : ٢٢٩
 وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ جَاءُوكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللَّهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُولُ
 لَوَجَدُوا اللَّهَ تَوَّابًا رَحِيمًا. (آيت : ٦٢) ص : ٢٤٢ - ٢٤٩ - ٢٠٣
 وَلَا تَوْتُوا السُّفَهَاءَ أَمْوَالَكُمُ الَّتِي جَعَلَ اللَّهُ لَكُمْ قِيَامًا وَارْتَقُوا هَمَّ فِيهَا

- وأكسوهم وقلوا لهم قولاً معروفاً - (آيت : ٥) ص : ٢٩٢ - ٥٠٠ - ٦١٢
- فأذكروا الله قِيَمًا وقعوداً وعلى جنوبكم - (آيت : ١٠٣) ص : ٢٩٣
- للرجال نصيب مما ترك الوالدان والأقربون وللنساء نصيب مما ترك
والدات والأقربون مما قل منه أو كثر - (آيت : ٤) ص : ٢٩٢
- ولكل جعلنا موالى مما ترك الوالدان والأقربون الآية (آيت : ٢٣) ص : ٢٩٢
- لا تقربوا الصلوة وأنتم سكراني - (آيت : ٢٣) ص : ٢٩٢
- من الذين هادوا يحرفون الكلم عن مواضعه ويقولون سمعنا وعصينا و
اسمع غير مسمع (الى قوله تعالى) فلا يؤمنون الا قليلاً - (آيت : ٢٦) ص : ٥٩٦ - ٥٩٩
- وإذا حضر القسمة أولوا القربى واليتامى والسلكين فارزقوهم منه وقلوا لهم قولاً
معروفاً - (آيت : ٨) ص : ٦١٢
- أن الذين توفهم الملائكة - (آيت : ٩٤) ص : ٦٣١

سُورَةُ الْمَائِدَةِ

- وَمَنْ لَمْ يَحْكَمْ بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ فَأُولَئِكَ هُمُ الْكَافِرُونَ - (آيت : ٢٢) ص : ٤٢
- يَوْمَ يَجْمَعُ اللَّهُ الرُّسُلَ فَيَقُولُ مَاذَا أَجَبْتُمْ قَالَوا أَلَعَلَّمْنَا - (آيت : ١٠٩) ص : ١٠٨
- الْيَوْمَ اكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَاتَّمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا - (آيت : ٣) ص : ١٢٤
- أَنَّ اللَّهَ يَحْكُمُ مَا يُرِيدُ - (آيت : ١) ص : ١٢٩ - ١٠٨
- وَقَفِينَا عَلَى أَثَرِهِمْ بَعِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ صَدَقَ الْمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ التَّوْرَةِ -
(آيت : ٢٦) ص : ٢١٢
- يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا عَلَيْكُمْ أَنْفُسَكُمْ لَا يَضُرُّكُمْ مَنْ ضَلَّ إِذَا اهْتَدَيْتُمْ - (آيت : ٢٦) ص : ٢٨٤
- ذَٰلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ - (آيت : ٥٢) ص : ٣٢٦
- لَنْ أَقِمَّ الصَّلَاةَ وَأَتِيَمَ الزَّكَاةَ وَآمَتَمَ بِرُسُلِي وَعَزَّ رَتْمُوهُمْ وَأَقْرَضْتُمُ اللَّهَ قَرْضًا
حَسَنًا (الى قوله تعالى) فقد ضل سواء السبيل - (آيت : ١٢) ص : ٣٩٤
- يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَابْتَغُوا إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ وَجَاهِدُوا فِي سَبِيلِهِ لَعَلَّكُمْ
تَفْلَحُونَ - (آيت : ٣٥) ص : ٢٢٣

- جَعَلَ اللَّهُ الْكَعْبَةَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ قِيلًا لِلنَّاسِ - (آيت : ٩٤)
 ٥٠٠-٢٩٣ : ص
- فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاصْفَحْ ط ان الله يحب المحسنين - (آيت : ١٣)
 ٥٢٢ : ص
- وَأَن حَكِمْتَ فَأَحْكُم بَيْنَهُم بِالْقِسْطِ - (آيت : ٢٢)
 ٥٢٥ : ص
- يَا أَيُّهَا الرُّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ - (آيت : ٦٤)
 ٥٣٠ : ص
- يُعِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ هَلْ يَسْتَطِيعُ رَبُّكَ - (آيت : ١١٢)
 ٥٣٢ : ص
- رَبِّ إِنِّي لَا أَمْلِكُ إِلَّا نَفْسِي وَأَخِي فَافْرِقْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ الْقَوْمِ الْفَاسِقِينَ - (آيت : ٢٥)
 ٥٥٢ : ص
- وَاللَّهُ يَعْلَمُكَ مِنَ النَّاسِ - (آيت : ٦٤)
 ٥٥٢ : ص
- يُعِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ ءَانتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُونِي وَأُمِّي الرِّهْمَيْنِ مِنْ دُونِ اللَّهِ - (آيت : ١١٦) ص ٥٥٥
- وَمَنْ يَتَوَلَّهُمْ مِنْكُمْ فَاغْلِبْهُم ط وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفَاسِقِينَ - (آيت : ٥١) ص : ٥٤٨
- وَإِذْ تَخْلُقُ مِنَ الطِّينِ كَهَيْئَةِ الطَّيْرِ بَازِي فَنُفِخَ فِيهَا فَتَكُونُ طَيْرًا بِإِذْنِي وَتَبَرُّؤُ
 ٥٠٩ : ص
- الْأَكْمَه وَالْإِبْرَصَ بَازِي وَإِذْ تَخْرُجُ الْوَقْتُ بَازِي - (آيت : ١١٠)
 ٥٢٠ : ص
- وَمَنْ أَحْيَاهَا فَكَأَنَّمَا أَحْيَا النَّاسَ جَمِيعًا - (آيت : ٣٢)
 ٥٢١ : ص
- أَنَا وَلِيُّكُمْ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَالَّذِينَ آمَنُوا الَّذِينَ يُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَ
 ٥٣٨ : ص
- هُمْ رَاكِعُونَ - (آيت : ٥٥)
- قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللَّهِ نُورٌ وَكِتَابٌ مُبِينٌ - (آيت : ١٥)

سُورَةُ الْأَنْعَامِ

- وَأَمَّا يَنْفِسُ الشَّيْطَانُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرِى مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ - (آيت : ٦٨)
 ٤٠ : ص
- فَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ افْتَرَى عَلَى اللَّهِ كَذِبًا - (آيت : ١٣٢) وَالْأَعْرَافُ (آيت : ٣٤)
 ١٥٤ : ص
- وَيُونُسَ (آيت : ١٤٠) وَالْكَهْفَ (آيت : ١٥)
 ١٨٩ : ص
- فَلَمَّا أَفْلَتْ - (آيت : ٤٨)
 ٢١٨ : ١٩٩ : ص
- تَوَفَّتْهُ رُسُلُنَا - (آيت : ٦١)
 ١٩٩ : ص
- وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهِ وَيُرْسِلُ عَلَيْكُمْ حَفَظَةً (آيت : ٦١)

لَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَى - (آيت : ١٦٢) وبنى اسرائيل (آيت : ١٥) وفاطمة (آيت : ١٨)

ص : ٢٠١

وهذا الكتاب انزلناه ميا سرك مصدق الذي بين يديه - (آيت : ٩٢) ص : ٢١١

ذَلِكَ اِنْ لَمْ يَكُنْ مِنْكَ مَهْلِكُ الْقُرَى بِظُلْمٍ وَاَهْلُهَا غَفْلُونَ - (آيت : ١٣١) ص : ٢٢١
اَنْ تَقُولُوا اِنَّمَا اَنْزَلَ الْكُتُبَ عَلٰى طَائِفَتَيْنِ مِنْ قَبْلِنَا وَاِنْ كُنَّا عَنْ دِرَاسَتِهِمْ لَغَفْلِينَ -

ص : ٢٢٢

(آيت : ١٥٦)

ص : ٢٨٣

الَّذِينَ اٰمَنُوا وَلَمْ يَلْبِسُوْا اِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ - (آيت : ٨٢)

ص : ٣٠٥

وَلَوْ رَدُّوْا هَادُوا لَمَانَهُوَاعْنَهُ - (آيت : ٢٨)

ص : ٣٠٥

كُتِبَ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةُ - (آيت : ١٢)

ص : ٣٢٠

اِنَّ الَّذِيْنَ فَرَّقُوْا دِيْنَهُمْ وَكَانُوْا شِيْعًا لِّسْتِمْهَمٍ فِىْ شَيْءٍ - (آيت : ١٥٩)

ص : ٣٤٢

خَالَتْ كُلُّ شَيْءٍ قَاعًا وَهُوَ - (آيت : ١٠٢)

ص : ٣٨٦

هُوَ اللّٰهُ فِى السَّمٰوٰتِ وَفِى الْاَرْضِ - (آيت : ٣)

ص : ٣٩٢

كُتِبَ مِنْكُمْ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةُ - (آيت : ٥٢)

ص : ٤٠٣

وَلٰكِنِ الظّٰلِمِيْنَ بَايَاتُ اللّٰهِ يَجْحَدُوْنَ - (آيت : ٣٣)

ص : ٤٠٤

وَلَوْ شَاءَ اللّٰهُ لَجَمَعْنَاهُمْ عَلَى الرَّهْدِىْ فَلَا تَكُوْنُ مِنَ الْجَاهِلِيْنَ - (آيت : ٣٥)

ص : ٤١٠

ذٰلِكَ جَزَيْنٰهُمْ بِغِيْبِهِمْ وَاِنَّا لَصٰدِقُوْنَ - (آيت : ١٢٦)

وَلَا حِجَةَ فِى ظُلُمَاتِ الْاَرْضِ وَلَا مَرْطَبٍ وَلَا يَلْبَسُ الْاِثْمَ فِيْ كُتُبٍ مُّبِيْنَةٍ - (آيت : ٥٩)

ص : ٤١٥ - ٤٥٤

ص : ٤٢٦

اَلَا اَنْتَ يٰسَاءَ مَا يَحْكُمُ شَيْئًا - (آيت : ٨٠)

ص : ٤٣٢

لَا تَنْذِرُكُمْ بِهِ وَمَنْ بَلَغَ - (آيت : ١٩)

ص : ٤٣٨

وَكَذٰلِكَ نُرِىْ اِبْرٰهِيْمَ مُلْكُوْتِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ - (آيت : ٤٥)

ص : ٤٥٦

مَا فَرَطْنَا فِى الْكُتُبِ مِنْ شَيْءٍ - (آيت : ٣٨)

وَهُمْ يَنْهَوْنَ عَنْهُ وَيَنْتَوْنَ عَنْهُ وَاِنْ يَهْلِكُوْنَ اِلَّا اَنْفُسُهُمْ وَمَا يَشْعُرُوْنَ - (آيت : ٢٦)

ص : ٤٤٨

ص : ٥٠٤

قَالَ النَّارُ مَثُوْلَكُمْ - (آيت : ١٢٨)

ص: ٥١٩

وَتِلْكَ حُجَّتُنَا آتَيْنَاهَا إِبْرَاهِيمَ عَلَىٰ قَوْمِهِ ط (آيت : ٨٣)

ص: ٥٤١

اللَّهُ أَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهُ ط (آيت : ١٢٢)

سُورَةُ الْأَعْرَافِ

ص: ١٢٢

فَلَمَّا أَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ - (آيت : ١٥٥)

ص: ١٣٣

قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِينَةَ اللَّهِ الَّتِي أَخْرَجَ لِعِبَادِهِ وَالطَّيِّبَاتِ مِنَ الرِّيحِ - (آيت : ٣٢)

ص: ١٢٥ - ١١٠

الْأَلَهُ الْخَلْقِ وَالْأَمْرِ تَبَارَكَ اللَّهُ رَبُّ الْعَالَمِينَ - (آيت : ٥٢)

ص: ١٥٥

فَانْظُرْ وَإِنِّي مَعَكُمْ مِنَ الْمُنْتَظَرِينَ - (آيت : ٤١) وَيُونُسَ (آيت : ٢٠ - ١٠٢)

ص: ١٥٦

فَأَهْبِطْ مِنْهَا فَمَا يَكُونُ لَكَ أَنْ تَتَكَبَّرَ فِيهَا - (آيت : ١٣)

ص: ١٥٥

وَالْوَزْنُ يَوْمَئِذٍ الْحَقُّ - (آيت : ٨)

لَنْ تَرَانِي وَلَكِنْ انْظُرْ إِلَى الْجَبَلِ فَإِنِ اسْتَقَرَّ مَكَانَهُ فَسَوْفَ تَرَانِي - (آيت : ١٢٣)

ص: ١٤٥ - ١٤٣

فَلَمَّا تَجَلَّى رَبُّهُ لِلْجَبَلِ جَعَلَهُ دَكًّا وَخَرَّ مُوسَىٰ صَعْقًا - (آيت : ١٢٣) ص: ١٤٣

ص: ٢١٣

وَهُوَ الَّذِي يَرْسِلُ الرِّيَّاحَ بِشَرَابِينَ يَدِي رَحْمَتِهِ ط (آيت : ٥٤)

لَا تَتَّبِعُهُمْ مِنْ بَيْنِ أَيْدِيهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ وَعَنْ أَيْمَانِهِمْ وَعَنْ شَمَائِلِهِمْ -

ص: ٢١٣

(آيت : ١٤)

حَتَّىٰ إِذَا أَقَلَّتْ سَحَابًا ثِقَالًا سُقْنَاهُ لِبَلَدٍ مَيِّتٍ فَاَنْزَلْنَا بِهِ الْمَاءَ - (آيت : ٥٤)

ص: ٢٢٢

ص: ٢٣٠

خَذُوا زِينَتَكُمْ عِندَ كُلِّ مَسْجِدٍ - (آيت : ٣١)

ص: ٥١٥ - ٢٢٣

أَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ ط قَالَوا بَلَىٰ - (آيت : ١٤٢)

ص: ٢٢٢

قَالَ إِنَّا خَيْرٌ مِنْهُ خَلَقْتَنِي مِنْ نَارٍ وَخَلَقْتَهُ مِنْ طِينٍ - (آيت : ١٢) وَصَ (آيت : ٤٦)

ص: ٢٢٨

ثُمَّ اسْتَوَىٰ عَلَى الْعَرْشِ - (آيت : ٥٢) وَيُونُسَ (آيت : ٣) وَالرَّعْدَ (آيت : ٢)

ص: ٣٥٣

وَالْفِرْقَانِ (آيت : ٥٩) وَالْحَدِيدِ (آيت : ٢)

ص: ٢٠٤

إِنَّمَا رَبُّ الْعَالَمِينَ ه رَبُّ مُوسَىٰ وَهَارُونَ - (آيت : ١٢١ - ١٢٢)

- قَالَ يُوسَىٰ إِنِّي اصْطَفَيْتُكَ عَلَى النَّاسِ بِرِسَالَتِي وَبِكَلَامِي - (آيت : ١٣٣) ص : ٥٩٢
- لَقَدْ أَرْسَلْنَا نُوحًا إِلَىٰ قَوْمِهِ - (آيت : ٥٩) ص : ٥١٩
- وَالْإِسْرَافَ إِذِ ابْنُ زَيْدٍ عَاثَرَ أَخَاهُ هَارُونَ - (آيت : ٦٥١) ص : ٥١٩
- وَالْإِسْرَافَ إِذِ ابْنُ زَيْدٍ عَاثَرَ أَخَاهُ هَارُونَ - (آيت : ٤٣) ص : ٥١٩
- وَلَوْ طَافَ الْأَرْضُ لَقُومَهُ - (آيت : ٨٠) ص : ٥١٩
- وَالْإِسْرَافَ إِذِ ابْنُ زَيْدٍ عَاثَرَ أَخَاهُ هَارُونَ - (آيت : ٨٥) ص : ٥١٩
- ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْ بَعْدِهِم مُّوسَىٰ بِآيَاتِنَا إِلَىٰ فِرْعَوْنَ وَمَلَئِهِ - (آيت : ١٠٣) ص : ٥١٩
- قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا - (آيت : ١٥٨) ص : ٥٢٠
- يُوسَىٰ ادْعُ لَنَا رَبَّكَ بِمَا عَهِدَ عِنْدَكَ - (آيت : ١٣٣) ص : ٥٣٢
- يُضِلُّهُمُ اللَّهُ بِمَا تَعْدَنَا - (آيت : ٤٤) ص : ٥٣٢
- إِنَّا لَنُورِيكَ فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ - (آيت : ٦٠) ص : ٥٣٤
- يَقُولُ لَيْسَ بِي ضَلَالَةٌ وَلَكِنِّي رَسُولٌ مِنْ رَبِّ الْعَالَمِينَ - (آيت : ٦١) ص : ٥٣٤
- إِنَّا لَنُورِيكَ فِي سَفَاهَةٍ وَإِنَّا لَنُظَنِّكَ مِنَ الْكَاذِبِينَ - (آيت : ٦٢) ص : ٥٣٤
- يَقُولُ لَيْسَ بِي سَفَاهَةٌ وَلَكِنِّي رَسُولٌ مِنْ رَبِّ الْعَالَمِينَ - (آيت : ٦٤) ص : ٥٣٨
- وَلَقَدْ ذَرَأْنَا لِجَهَنَّمَ كَثِيرًا مِنَ الْجِنَّ وَالْإِنْسِ (إِلَى قَوْلِهِ تَعَالَى) أُولَٰئِكَ كَالْأَنْعَامِ
بَلْ هُمْ أَضَلُّ أُولَٰئِكَ هُمُ الْغَافِلُونَ - (آيت : ١٤٩) ص : ٥٨٢
- وَأَتْلُوهُ عَلَيْهِمْ نَبَأَ الَّذِي آتَيْنَاهُ آيَاتِنَا فَانْسَلَخْ مِنْهَا (إِلَى قَوْلِهِ تَعَالَى) وَمَنْ يَضِلْ
فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْخَاسِرُونَ - (آيت : ١٤٥ تا ١٤٨) ص : ٥٨٩
- الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ الرَّسُولَ النَّبِيَّ الْأُمِّيَّ الَّذِي يَجِدُونَهُ مَكْتُوبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرَةِ وَالْإِنْجِيلِ
(إِلَى قَوْلِهِ تَعَالَى) وَيُضَعُّ عَنْهُمْ أَصْحَابُ هُمْ وَالْأَغْلَىٰ الَّتِي كَانَتْ عَلَيْهِمْ - (آيت : ١٥٤) ص : ٦١٠
- إِذَا جَاءَتْهُمْ رُسُلُنَا يَتُوفُونَهُمْ - (آيت : ٣٤) ص : ٦٣١

سُورَةُ الْأَنْفَالِ

وَأُولَٰئِكَ الْأَمْحَارُ بَعْضُهُمْ أَوْلَىٰ بِبَعْضٍ فِي كِتَابِ اللَّهِ ط إِنَّ اللَّهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ - (آيت : ٤٥)

أَذِيحِي سِرْبَكَ إِلَى الْمَلِكَةِ أَفِي مَعَكُمْ فَثَبَّتُوا الَّذِينَ آمَنُوا - (آيت : ١٢) ص : ١٩٩ - ٢١٢
 وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُونَ - (آيت : ٨) ص : ٣٩٢
 وَقَاتِلُوهُمْ حَتَّى لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ وَيَكُونَ الدِّينُ كُلَّهُ لِلَّهِ - (آيت : ٣٩) ص : ٢١٨
 إِلَّا تَفْعَلُوا تَكُنْ فِتْنَةٌ فِي الْأَرْضِ وَفَسَادٌ كَبِيرٌ - (آيت : ٤٣) ص : ٢١٩
 وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنْتَ فِيهِمْ - (آيت : ٣٣) ص : ٢٦٤ - ٥٥٢ - ٥٥٣ - ٦٠٣
 أَنْتَ أَوْلِيَاءُ اللَّهِ إِلَّا الْمُتَّقُونَ - (آيت : ٣٢) ص : ٢٦٨
 فَلَمْ تَقْتُلُوهُمْ وَلَكِنَّ اللَّهَ قَتَلَهُمْ وَمَا رَمَيْتَ إِذْ رَمَيْتَ وَلَكِنَّ اللَّهَ رَمَى -

(آيت : ١٤) ص : ٢٨٩
 أَذِيحِيكَ الَّذِينَ كَفَرُوا - (آيت : ٣٠) ص : ٥٥٠
 يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ حَسْبُكَ اللَّهُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ - (آيت : ٦٤) ص : ٦٠٤
 وَلَوْ تَرَى إِذْ يَتَوَفَّى الَّذِينَ كَفَرُوا وَالْمَلِكُ - (آيت : ٥٠) ص : ٦٣٢

سُورَةُ التَّوْبَةِ

إِنَّمَا النَّسِيءُ زِيَادَةٌ فِي الْكُفْرِ يُضِلُّ بِهِ الَّذِينَ كَفَرُوا إِيحِلُّونَهُ عَامًا وَيُحَرِّمُونَهُ عَامًا
 لِيُؤْاطُوا عِدَّةَ مَا حَرَّمَ اللَّهُ - (آيت : ٣٤) ص : ٤٤ - ٢٣٠
 وَأَذَانٌ مِنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ إِلَى النَّاسِ يَوْمَ الْحَجِّ الْأَكْبَرِ إِنَّ اللَّهَ بَرِئٌ مِنَ الْمُشْرِكِينَ وَرَسُولُهُ -
 (آيت : ٣) ص : ٤٨
 وَمَنْهُمْ مَنْ عَاهَدَ اللَّهُ لَنْ لَا تُنْفِرَ مِنْهُمْ فُجْرًا وَلَنْ يَلْقَوْهُ فِي غَمٍّ عَظِيمٍ -
 (آيت : ٤٥) ص : ٩٢
 فَأَعْقِبَهُمْ نِقَافًا فِي قُلُوبِهِمْ الْحَيُّ يَوْمَ يَلْقَوْتَهُ - (آيت : ٤٤) ص : ٩٣
 وَمَا نَقَمُوا إِلَّا أَنْ أَغْنَاهُمُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ مِنْ فَضْلِهِ - (آيت : ٤٢) ص : ١٢٩ - ٢٠٠ - ٢٠٥
 هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَى - (آيت : ٣٣) ص : ١٣٠
 قَاتِلْهُمْ اللَّهُ أَتَى يُؤْفَكُونَ - (آيت : ٣٠) وَالْمُنَافِقِينَ (آيت : ٢) ص : ١٢٥
 وَمَا كَانَ الْمُؤْمِنُونَ لِيَنْفِرُوا كَافَّةً فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِنْهُمْ طَائِفَةٌ لِيَتَفَقَّهُوا فِي
 الدِّينِ وَلِيُنذِرُوا قَوْمَهُمْ إِذَا رَجَعُوا إِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُونَ - (آيت : ١٢٢) ص : ١٩٨

وَلَوْ أَنَّهُمْ رَضُوا مَا آتَاهُمُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَقَالُوا حَسْبُنَا اللَّهُ سَيُؤْتِينَا اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ

وَرَسُولُهُ أَنَا إِلَى اللَّهِ مُرَاجِعُونَ - (آيت : ٥٩) ص : ٢٠٠ - ٢٠٦

أَنَّا يَعْبُدُ مَسْجِدَ اللَّهِ مِنْ أَمْتٍ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ - (آيت : ١٨) ص : ٢٠٦

فَاللَّهُ أَحَقُّ أَنْ تَخْشَوْهُ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ - (آيت : ١٣) ص : ٢٠٨ - ٢٠٩

يَوْمَ حُنَيْنٍ إِذْ أَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ - (آيت : ٢٥) ص : ٢٣٠

وَلَكِنَّ سَأْلَهُمْ لِيَقُولُوا إِنَّمَا كُنَّا نَخَوْضُ وَنَلْعَبُ قُلْ أَبِاللَّهِ وَآيَاتِهِ وَرَسُولِهِ كُنْتُمْ

تَسْتَهْزِءُونَ لَا تَعْتَذِرُوا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ إِيمَانِكُمْ - (آيت : ٦٥ - ٦٦)

ص : ٣٩٥ - ٥٩٣ - ٥٩٨

خَصَمْتُمْ كَالَّذِي خَاضُوا - (آيت : ٦٩) ص : ٢٢٦

لَا تَعْلَمُهُمْ - (آيت : ١٠١) ص : ٢٥٨

وَالَّذِينَ يُؤْذُونَ رَسُولَ اللَّهِ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ - (آيت : ٦١) ص : ٢٦٠ - ٥٢٢ - ٥٤٨

مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَنْ يَسْتَغْفِرُوا لِلْمُشْرِكِينَ وَلَوْ كَانُوا أُولَى قَرْبَى مِنْ بَعْدِ

مَا تَبَيَّنَ أَنَّهُمْ أَصْحَابُ الْجَهَنَّمَ - (آيت : ١١٣) ص : ٢٤٢ - ٢٨٩

فَآجِرُهُ حَتَّى يَسْمَعَ كَلَامَ اللَّهِ - (آيت : ٦) ص : ٢٩٢

وَمَرْحَمَةً لِلَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ - (آيت : ٦١) ص : ٥٢٢ - ٥٢٢

هَؤُلَاءِ - (آيت : ٦١) ص : ٥٢١

إِذْ خَيْرَ لَكُمْ - (آيت : ٦١) ص : ٥٢٢

يَوْمَ مِنَ اللَّهِ - (آيت : ٦١) ص : ٥٢٢

وَأَيَّدَهُ بِجُنُودٍ لَمْ تَرَوْهَا - (آيت : ٢٠) ص : ٥٢٩

عَفَا اللَّهُ عَنْكَ لِمَ إِذْنتَ لَهُمْ - (آيت : ٢٣) ص : ٥٥٥

أَنَّمَا الْمُشْرِكُونَ نَجَسٌ - (آيت : ٢٨) ص : ٥٥٨

قُلْ إِنْ كَانَ آبَاؤُكُمْ وَأَبْنَاؤُكُمْ وَإِخْوَانُكُمْ وَأَمْوَالٌ اقْتَرَفْتُمُوهَا

وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسْكَنٌ تَرْضَوْنَهَا (إِلَى قَوْلِهِ تَعَالَى) وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ

الْفَاسِقِينَ - (آيت : ٢٢) ص : ٥٤٢

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا آبَاءَكُمْ وَإِخْوَانَكُمْ أَوْلِيَاءَ إِنَّ اسْتِجْوَاءَ الْكُفَرِ عَلَى

الايان ومن يتولهم منكم فاولئك هم الظالمون - (آيت : ٢٣) ص : ٥٤٤
يخلقون بالله ما قالوا ولقد قالوا كلمة الكفر وكفروا بعد اسلامهم - (آيت : ٤٠)

ص : ٥٩٢ - ٥٩٨ - ٦٠٢

وما متعهم ان تقبل منهم نفقتهم الا انهم كفروا بالله وبرسوله ولا يأتون الصلوة
الا وهم كسالى ولا ينفقون الا وهم كرهون - (آيت : ٥٢) ص : ٥٩٥

فان تابوا واقاموا الصلوة واتوا الزكوة فاخوانكم في الدين وتفصل الايت لقوم يعلمون
وان نكثوا ايما نهم من بعد عهدهم وطعنوا في دينكم فقاتلوا ائمة الكفر انهم لا ايمان

لهم لعلهم ينتهون - (آيت : ١١ - ١٢) ص : ٥٩٦

خذ من اموالهم صدقة تطهرهم وتزكيهم بها وصل عليهم ان صلاتك سكن

لهم - (آيت : ١٠٣) ص : ٦١٣

والمؤمنون والمؤمنات بعضهم اولياء بعض - (آيت : ٤١) ص : ٦٢١

قاتلوا الذين لا يؤمنون بالله ولا باليوم الآخر ولا يحرمون ما حرم الله ورسوله -

(آيت : ٢٩) ص : ٦٣٢

سورة يونس

ان الذين يفترون على الله الكذب لا يفلحون - (آيت : ٦٩) والنحل (آيت : ١١٦)

ص : ١٢٢ - ١٥٤

قل بفضل الله وبرحمته فبذلك فليفرحوا - (آيت : ٥٨) ص : ١٣٣ - ٣٣٣ - ٣٩٥ - ٣٩٦

قل من يرزقكم من السماء والارض امن يملك السماء والابصار ومن يخرج

الحى من الميت ويخرج الميت من الحى ومن يدبر الامر فسيقولون الله فقل افلا

تتقون - (آيت : ٣١) ص : ١٢٢ - ١٢٣ - ١٢٤

يدبر الامر - (آيت : ٣) ص : ١٢٣

جعل الشمس ضياء والقمر نورا - (آيت : ٥) ص : ١٢٤

سبحنه وتعالى عما يشركون - (آيت : ١٨) والنحل (آيت : ١) والروم (آيت : ٢٠)

ص : ١٢٨

وَمَا يَعْزُبُ عَنْ رَبِّكَ مِنْ مِثْقَالِ ذَرَّةٍ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ - (آيت : ٦١) ص : ١٥١
 مَا كَانَ هَذَا الْقُرْآنُ أَنْ يُفْتَرَى مِنْ دُونِ اللَّهِ وَلَكِنْ تَصْدِيقُ الَّذِي بَيْنَ يَدَيْهِ - (آيت : ٣٤) ص : ٢١٢

أَنْ رَبَّكُمْ اللَّهُ الَّذِي خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوَى عَلَى الْعَرْشِ - (آيت : ٣) ص : ٢٥٦

حَتَّى إِذَا دَرَكَهُ الْغُرْقُ قَالَ أَمَنْتُ بِاللَّهِ لَا إِلَهَ إِلَّا الَّذِي أَمَنْتُ بِهِ بَنُو إِسْرَائِيلَ وَ أَنَا مِنَ الْمُسْلِمِينَ هَ الْتَنُ وَقَدْ عَصَيْتَ قَبْلَ وَكُنْتَ مِنَ الْمُفْسِدِينَ - (آيت : ٩٠ - ٩١) ص : ٢٨٨

سُورَةُ هُود

أَنَّهُ لَيْسَ مِنْ أَهْلِكَ أَنَّهُ عَمِلَ غَيْرَ صَالِحٍ - (آيت : ٢٦) ص : ٦٤ - ٢٦٨ - ٥٦٩
 وَلَا تَرْكَبُوا إِلَى الَّذِينَ ظَلَمُوا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ - (آيت : ١١٣) ص : ٤٠

أَلَا أَعْنَتُ اللَّهَ عَلَى الظَّالِمِينَ هَ الَّذِينَ يَصُدُّونَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ وَيَبْغُونَهَا عِوَجًا وَهُمْ بِالْآخِرَةِ هُمْ كَافِرُونَ - (آيت : ١٨ - ١٩) ص : ١٢٢ - ٥٩٨

أَنْ رَبَّكَ فَعَالٌ لَمَّا يَرِيدُ - (آيت : ١٠٤) والبروج (آيت : ١٦) ص : ١٢٩ - ١٩٦ - ٢٢٦
 أَنْ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبُنَ السَّيِّئَاتِ - (آيت : ١١٢) ص : ٣٠٦

تِلْكَ مِنْ أَنْبَاءِ الْغَيْبِ نُوحِيهَا إِلَيْكَ - (آيت : ٢٩) ص : ٣٢٣
 إِلَّا مَا شَاءَ رَبُّكَ - (آيت : ١٠٤ - ١٠٨) ص : ٢٠٠ - ٣٠١

مَا دَامَتِ السَّمَوَاتُ وَالْأَرْضُ - (آيت : ١٠٤ - ١٠٨) ص : ٢٠٠
 وَمَنْ خَزَى يَوْمَئِذٍ - (آيت : ٦٦) ص : ٢٩٥ - ٥٠١

يَتُوحَّاهِبُ بِسَلَامٍ مِّنَّا - (آيت : ٢٨) ص : ٥٢٩
 يَنُوحُ قَدْ جَادَلْتَنَا - (آيت : ٣٢) ص : ٥٣٢

يَشْعِبُ مَا نَفَقَهُ كَثِيرًا مِمَّا تَقُولُ - (آيت : ٩١) ص : ٥٣٢
 أَنَا لَنُرَاكَ فِينَا ضَعِيفًا وَلَوْ لَمْ يَهْطِكْ لَمْ يَجْعَلْكَ وَمَا أَنْتَ عَلَيْنَا بَعِيزٌ - (آيت : ٩١) ص : ٥٣٨

يَقُومُ أَمْ رَهْطَىٰ اعِزَّ عَلَيْكُمْ مِنَ اللَّهِ ط وَاتَّخَذَ تَمُوهَ وَرَاءَكُمْ ظَهْرِيَا - (آيت : ٩٢) ص : ٥٣٨

ص: ٥٢٢

يَعْبَادُنَا فِي قَوْمِ لُوط - (آيت: ٤٢)

ص: ٥٥٢

يَا اِبْرَاهِيمَ اعْرِضْ عَنْ هَذَا - (آيت: ٤٦)

سُورَةُ يُوسُفَ

ص: ١٠٩-١٢٦

وَانه لَذُو عِلْمٍ لَمَّا عَلِمْتَهُ - (آيت: ٦٨)

ص: ١٢٤

وَاسْأَلِ الْقَرْيَةَ - (آيت: ٨٢)

ص: ١٥٠

اِنَّ الْحُكْمَ اِلَّا لِلّٰهِ - (آيت: ٢٠)

ص: ١٦٩

قَالَ لِلّٰهِ خَيْرٌ حِفْظًا وَهُوَ اَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ - (آيت: ٦٢)

ص: ١٨٢

اِنِّي سَأُتِيْ اَحَدَ عَشْرَ كَوْكَبًا وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ مُرْتَبِعَانِ لِيْ سَاجِدَيْنِ - (آيت: ٢٨)
مَا كَانَ حَدِيْثًا يُفْتَرٰى وَلٰكِنْ تَصْدِيْقَ الَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ وَتَفْصِيْلَ كُلِّ شَيْءٍ - (آيت: ١١١)

ص: ٢١٢-٢٥٦

ص: ٣٥٣

مَا اَنْزَلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ - (آيت: ٢٠)

ص: ٢٢٠

ذٰلِكَ مِنْ اَنْبِاءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهِ اِلَيْكَ - (آيت: ١٠٢)

ص: ٥٢٥

وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ اِلَّا رِجَالًا - (آيت: ١٠٩)

ص: ٥٢٥

اِلَّا رِجَالًا نُّوحِيْ اِلَيْهِمْ مِنْ اَهْلِ الْقُرْاٰى - (آيت: ١٠٩)

ص: ٦٠٤

اِنَّهُ رَاقِيْ اَحْسَنَ مَثْوٰى - (آيت: ٢٣)

ص: ٦٠٨

اَمَّا اَحَدُكُمَا فَيَسْقٰى مِنْ رُبِّهِ خَمْرًا - (آيت: ٢١)

ص: ٦٠٨

وَقَالَ لِلَّذِيْ ظَنَّ اَنَّهُ نَاجٍ مِنْهُمَا اذْكُرْنِيْ عِنْدَ رَبِّكَ - (آيت: ٢٢)

ص: ٦٠٨

فَاَنسَلَهُ الشَّيْطٰنُ ذِكْرَ رَبِّهِ - (آيت: ٢٢)

ص: ٦٠٨

فَسْأَلُهُ مَا بِالْاِنْسُوَةِ الَّتِي قَطَعْنَ اَيْدِيَهُنَّ - (آيت: ٥٠)

ص: ٦٢٠

اَلَا تَرَوْنَ اِنِّيْ اَوْفِ الْكَيْلَ وَاَنَا خَيْرُ الْمُنْزِلِينَ - (آيت: ٥٩)

سُورَةُ الرَّعْدِ

اللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تَحْمِلُ كُلُّ اُنْثٰى وَمَا تَغِيْضُ الْاَرْضَ حَامٍ وَمَا تَزْدَادُ وَكُلُّ شَيْءٍ عِنْدَهُ

ص: ١٠٥

بِمَقْعَدِ الرَّعْدِ عِلْمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الْكَبِيْرُ الْمَتَعَالِ - (آيت: ٨ - ٩)

وَاللّٰهُ يَحْكُمُ لِمَعْقِبِ لِحُكْمِهِ - (آيت ٢١٠)
لَهُ مَعْقِبَتٌ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهِ يَحْفَظُونَهُ مِنْ أَمْرِ اللّٰهِ - (آيت ١١)

ص: ١٩٩ - ٢٠٢

أَنْ رَبِّكَ لَذُو مَغْفِرَةٍ لِلنَّاسِ عَلَى ظُلْمِهِمْ - (آيت ٢٠)
لَهُمُ الْعَذَابُ وَلَهُمْ سُوءُ الدَّارِ - (آيت ٢٥)
اللّٰهُ الَّذِي رَفَعَ السَّمٰوٰتِ بِغَيْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ - (آيت ٢٠)

ص: ٣٥٦

لَسْتُ مَرْسَلًا - (آيت ٢٣)

ص: ٥٢١

سُورَةُ اِبْرٰهِيْمَ

يٰٓاَيُّهَا الْمَوْتُ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ وَمَا هُوَ بِبَيِّنٍ - (آيت ١٤)

ص: ١٢٢

وَذَكِّرْهُمْ بِاَيّٰمِ اللّٰهِ - (آيت ٥)

ص: ١٣٣ - ٣٢٢ - ٣٩٥ - ٣٩٦

يَفْعَلُ اللّٰهُ مَا يَشَاءُ - (آيت ٢٤)

ص: ١٢٩ - ١٩٦ - ٢٠٨

وَقَدْ مَكَرُوا مَكْرَهُمْ وَعِنْدَ اللّٰهِ مَكْرَهُمْ ؕ وَإِنْ كَانَ مَكْرَهُمْ لَتَزُولَ مِنْهُ الْجِبَالُ -

(آيت ٢٦)

ص: ١٤٢ - ٢٢٤

وَأَنْذِرِ النَّاسَ يَوْمَ يَأْتِيهِمُ الْعَذَابُ فَيَقُولُ الَّذِينَ ظَلَمُوا رَبَّنَا أَخْرِنَا إِلَىٰ أَجَلٍ

قَرِيبٍ نَجِبْ دَعْوَتَكَ وَتَتَّبِعِ الرِّسَالَ ؕ أَوَلَمْ تَكُونُوا أَقْسَمْتُمْ مِنْ قَبْلِ مَا لَكُمْ مِنْ

نُرٍّ وَآلٍ - (آيت ٢٢)

ص: ١٤٤ - ١٤٨

وَسَخَّرَ الشَّمْسُ وَالْقَمَرَ دَائِبِينَ - (آيت ٣٣)

ص: ١٩٢ - ٥٠٤

وَأَنْ تَعْدُوا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تَحْصُوهَا - (آيت ٣٢)

ص: ٢٣١

وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُولٍ إِلَّا بِلِسَانٍ قَوْمِهِ - (آيت ٢)

ص: ٥١٨

رَبَّنَا اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِينَ يَوْمَ يَقُومُ الْحِسَابُ - (آيت ٢١)

ص: ٥٥١

رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دَعَاءَ - (آيت ٢٠)

ص: ٥٥٢

الرَّءِ كُتِبَ أَنْزَلَهُ إِلَيْكَ لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ بِإِذْنِ رَبِّهِمْ

ص: ٢٣٣

إِلَى صِرَاطٍ الْعَزِيزِ الْحَمِيدِ - (آيت ١)

وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا مُوسَىٰ بِآيَاتِنَا أَنْ أَخْرِجْ قَوْمَكَ مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ - (آيت : ٥) ص : ٦٣٣

سُورَةُ الْحَجَرِ

وَأَنْ مِنْ شَيْءٍ عِنْدَنَا الْأَخْزَائِيُّهُ وَمَا نَزَّلَهُ إِلَّا بِقَدَرٍ مَعْلُومٍ - (آيت : ٢١) ص : ٨٠
وَأَنَّا لَهُ لِحَفْظُونَ - (آيت : ٩٠) ص : ٩١
فَأَصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَأَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِينَ - (آيت : ٩٢) ص : ٢٨٢
لَا تَمْدِنْ عَيْنِيكَ إِلَىٰ مَا مَتَّعْنَاهُ أَنْزَلْنَا وَاجِبًا مِنْهُمْ - (آيت : ٨٨) ص : ٥٢٢
وَقَالُوا يَا أَيُّهَا الَّذِي نَزَّلَ عَلَيْهِ الذِّكْرَ إِنَّكَ لَمَجْنُونٌ - (آيت : ٦٠) ص : ٥٣٢ - ٥٣٩
لَعَمْرُكَ إِنَّهُمْ لَفِي سَكْرَتِهِمْ يَعْمَهُونَ - (آيت : ٤٢) ص : ٥٣٥

سُورَةُ النَّحْلِ

وَاللَّهُ أَخْرَجَكُمْ مِنْ بَطُونٍ امْتَهْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ شَيْئًا وَجَعَلَ لَكُمْ السَّمْعَ وَالْأَبْصَارَ - (آيت : ٤٨) ص : ١١٠
وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تِبْيَانًا لِكُلِّ شَيْءٍ وَهُدًى وَرَحْمَةً وَبُشْرَىٰ لِلْمُسْلِمِينَ - (آيت : ٨٩) ص : ١٢٨١ - ٢٢٩ - ٢٥٦
وَأَنزَلْنَا إِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ - (آيت : ٢٢) ص : ١٢٨ - ٣٢٨
فَاسْئَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ - (آيت : ٢٣) والانبیاء (آيت : ٤) ص : ١٢٨ - ١٩٨ - ٢٣٠
إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ ۝ بِالْبَيِّنَاتِ وَالزُّبُرِ وَأَنزَلْنَا إِلَيْكَ الذِّكْرَ الْآيَةَ - (آيت : ٢٣ - ٢٢) ص : ١٢٨
وَأَلْقَىٰ فِي الْأَرْضِ رَوَاسِيَ أَنْ تَمِيدَ بِكُمْ - (آيت : ١٥) ص : ١٢٠
مَا مَلَكَتْ إِيْمَانُهُمْ - (آيت : ٤١) ص : ١٢٤
وَأَقْسَمُوا بِاللَّهِ جَهْدَ إِيْمَانِهِمْ لَا يَبْعَثُ اللَّهُ مِنْ يَمُوتَ - (آيت : ٣٨) ص : ١٤٦
إِنِّي أَمْرًا لِلَّهِ فَلَا تَسْتَعْجِلْهُ - (آيت : ١) ص : ٣٠٣
وَمَا ظَلَمْنَاهُمْ وَلَكِنْ كَانُوا أَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ - (آيت : ١١٨) ص : ٢١٠
وَلَا تَقُولُوا لِمَا تَصِفُ السُّنْتُمْ الْكَذِبَ هَذَا حَلَالٌ وَهَذَا حَرَامٌ لِتَفْتَرُوا عَلَى اللَّهِ الْكَذِبَ
إِنَّ الَّذِينَ يَفْتَرُونَ عَلَى اللَّهِ الْكَذِبَ لَا يُفْلِحُونَ - (آيت : ١١٦ - ١١٤) ص : ٢٣٩
وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ طَوَّالِ النَّجْمِ مَسْقُورَاتٌ بِأَمْرٍ - (آيت : ١٢) ص : ٥٠٩

آن الخزي اليوم والسوء على الكافرين ٥ الذين تتوفهم الملكة ظالمى انفسهم -

(آيت : ٢٤ - ٢٨)

ص : ٢٣٢

كذلك يجزى الله المتقين ٥ الذين تتوفهم الملكة طيبين - (آيت : ٣١ - ٣٢)

ص : ٢٣٢

سورة بنى اسرائيل

سبحن الذى اسرى بعبدة ليلاً من المسجد الحرام - (آيت : ١)

ص : ١٣٠ - ٢٦٢ - ٢٦٢ - ٢٦٨

تسبح له السموات السبع والارض ومن فيهن طوان من شئ الا يسبح بحمده ولكن

ص : ١٣٥ - ١٣٦

لا تفقهون تسبيحهم - (آيت : ٢٢)

ص : ١٢١

سبحنه وتعالى عما يقولون علواً كبيراً - (آيت : ٢٣)

ص : ١٨٣ - ١٨٦

اقم الصلوة لعلك الشمس - (آيت : ٤٨)

ص : ٢٢٠

وما كنا معذبين حتى نبعث رسولا - (آيت : ١٥)

ص : ٢٢٢

ابعث الله بشرا رسولا - (آيت : ٩٢)

ص : ٣٢٨

لا تقل لهما اف ولا تنهرهما - (آيت : ٢٣)

ومن اراد الاخرة وسعى لها سعيها وهو مؤمن فاولئك كان سعيهم مشكوراً -

ص : ٢٢٠

(آيت : ١٩)

عسى ان يبعثك ربك مقاما محمودا - (آيت : ٤٩)

ص : ٢٥٩ - ٢٦١ - ٢٦٩ - ٥٢٥ - ٥٥١

ص : ٥٢٢

ولا تجعل يدك مغلولة الى عنقك - (آيت : ٢٩)

ص : ٥٣٨

افى لاظنك ي موسى مسحوراً - (آيت : ١٠١)

لقد علمت ما انزل هؤلاء الا رب السموات والارض بصائر وافى لاظنك يفرعون

ص : ٥٣٨

مثيراً - (آيت : ١٠٢)

سُورَةُ الْكَهْفِ

- وَعَلَّمْنَاهُ مِنْ لَدُنَّا عِلْمًا - (آيت ٦٥) ص : ٢٢ - ٢٢١ - ٥٨٣
- كَبُرَتْ كَلِمَةً تَخْرُجُ مِنْ أَفْوَاهِهِمْ ط ان يقولون الا كذبا - (آيت ٥١) ص : ١١٣
- حَتَّىٰ إِذَا بَلَغَ مَطْلِعَ الشَّمْسِ وَجَدَهَا تَطْلُعُ عَلَىٰ قَوْمٍ لَمْ يَجْعَلْ لَهُمْ مِنْ دُونِهَا سِتْرًا - (آيت ٩٠) ص : ١٨٦
- وَتَرَى الشَّمْسَ إِذَا طَلَعَتْ تَزُورُ عَنْ كَرْهِهِمْ ذَاتَ الْيَمِينِ وَإِذَا غَرَبَتْ تَقْرِضُهُمْ ذَاتَ الشَّمَالِ وَهُمْ فِي فَجْوةٍ مِنْهُ ط ذَلِكَ مِنْ آيَاتِ اللَّهِ - (آيت ١٤) ص : ١٨٦
- قُلْ لَوْ كَانَ الْبَحْرُ مَدَادًا لَكَلِمَاتِ رَبِّي لَنَفَذَ الْبَحْرُ قَبْلَ أَنْ تَنْفَذَ كَلِمَاتِ رَبِّي وَلَوْ جِئْنَا بِمِثْلِهِ مَدَدًا - (آيت ١٠٩) ص : ٢٤٥
- فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَفْسِكَ عَلَىٰ آثَارِهِمْ ان لم يؤمنوا بهذا الحديث اسفا - (آيت ٦) ص : ٢٠٦
- وَقُلِ الْحَقُّ مِنْ رَبِّكَ فَمَنْ شَاءَ فَلْيُؤْمِنْ وَمَنْ شَاءَ فَلْيُكْفِرْ اَنَا أَعْتَدُ لِلظَّالِمِينَ نَارًا احاطَ بِهِمْ سُرَادِقُهَا - (آيت ٢٩) ص : ٢١١
- وَلَا يَشْرِكُ فِي حُكْمِهِ أَحَدًا - (آيت ٢٦) ص : ٢٢٢
- الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَنْزَلَ عَلَىٰ عَبْدِهِ الْكِتَابَ وَلَمْ يَجْعَلْ لَهُ عِوَجًا - (آيت ١) ص : ٢٦٢
- فَوَجَدِ اعْبَادًا مِنْ عِبَادِنَا آتَيْنَاهُ رَحْمَةً مِنْ عِنْدِنَا وَعَلَّمْنَاهُ مِنْ لَدُنَّا عِلْمًا - الخ - (آيت ٦٥ تا ٨٢) ص : ٢٤٤
- مَالِهِمْ مِنْ دُونِهِ مَتًى وَلِي - (آيت ٢٦) ص : ٢٢١

سُورَةُ مَرْيَمَ

- وَرَفَعْنَاهُ مَكَانًا عَلِيًّا - (آيت ٥٤) ص : ٤٩
- لَمْ يَمَسَّ سِنِي بُشْرًا وَلَمْ يَكْ بُغْيَا - (آيت ٢٠) ص : ٩٩
- إِنَّمَا أَنَا رَسُولُ رَبِّكِ لِأَهَبَ لَكَ عِلْمًا نَزَكِيًّا - (آيت ١٩) ص : ١٣٠ - ١٩٩ - ٢١٨

- سَيَكْفُرُونَ بِعِبَادَتِهِمْ وَيَكُونُونَ عَلَيْهِمْ ضِدًّا - (آيت : ٨٢) ص : ١٥٣
- أَوَلَا يَذْكُرُ الْإِنْسَانُ أَنَّا خَلَقْنَاهُ مِن قَبْلُ وَلَمْ يَكْ شَيْئًا - (آيت : ٦٤) ص : ١٥٣
- لَهُ مَا بَيْنَ أَيْدِينَا وَمَا خَلْفَنَا وَمَا بَيْنَ ذَلِكَ - (آيت : ٦٣) ص : ٢١١
- هَلْ تَعْلَمُ لَهُ سَمِيًّا - (آيت : ٦٥) ص : ٣٥١ - ٢٢٢
- وَنَادَيْنَاهُ مِن جَانِبِ الطُّورِ الْأَيْمَنِ وَقَرَّبْنَاهُ نَجِيًّا - (آيت : ٥٢) ص : ٣٨٤
- وَأَذْكُرُ فِي الْكِتَابِ إِدْرِيسَ إِنَّهُ كَانَ صِدِّيقًا نَبِيًّا وَرَفَعْنَاهُ مَكَانًا عَلِيًّا - (آيت : ٥٦ - ٥٤) ص : ٢٦٤
- يُذَكِّرُنَا إِنَّا بِشَرِّكَ - (آيت : ٤٠) ص : ٥٣٠
- يُجِئِي خَذَا الْكِتَابِ بِقُوَّةٍ - (آيت : ١٢) ص : ٥٣٠
- لَا يَمْلِكُونَ الشَّفَاعَةَ إِلَّا مَنِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمَنِ عَهْدًا - (آيت : ٨٤) ص : ٦١٣

سُورَةُ طه

- أَعْطَى كُلَّ شَيْءٍ خَلْقَهُ ثُمَّ هَدَى - (آيت : ٥٠) ص : ١٢٨
- الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ الْأَرْضَ مَهْدًا - (آيت : ٥٣) والزخرف (آيت : ١٠) ص : ١٨٨ - ١٦٣
- وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلُ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَقَبْلُ غُرُوبِهَا - (آيت : ١٣٠) ص : ١٨٦
- وَاخْشَعْتَ الْأَصْوَاتَ لِلرَّحْمَنِ فَلَا تَسْمَعُ إِلَّا هَمْسًا - (آيت : ١٠٨) ص : ٢٠٤
- وَقَدْ خَابَ مِنْ أَفْئَةٍ - (آيت : ٦١) ص : ٢٢٠
- الرَّحْمَنِ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوَى - (آيت : ٥) ص : ٣٥٣ - ٣٢٩
- تَنْزِيلًا مِّنْ مَّنْ خَلَقَ الْأَرْضَ وَالسَّمُوتِ الْعُلَى الرَّحْمَنِ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوَى - (آيت : ٥ - ٢) ص : ٣٥٦
- وَعَصَى آدَمُ رَبَّهُ فَغَوَى - (آيت : ١٢١) ص : ٢٢٥ - ٢٣٥
- فَنَسِيَ وَلَمْ نَجِدْ لَهُ عَزْمًا - (آيت : ١١٥) ص : ٢٣٥
- فَاخْلَعْ نَعْلَيْكَ إِنَّكَ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طَوًى - (آيت : ١٢) ص : ٢٩٠
- وَلَاتُنْيَا فِي ذِكْرِى - (آيت : ٢٢) ص : ٥٢٢
- طه ه ما انزلنا عليك القرآن لتشتقى - (آيت : ١ - ٢) ص : ٥٣١

وَجَعَلْتُ لَكَ رَبًّا لَتَرْضَىٰ الْحَمْدَ - (آيت : ٨٤)
وَأَنَا اخْتَرْتُكَ فَاسْتَمِعْ لِمَا يُوحَىٰ ۚ إِنِّي أَنَا اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنَا فَاعْبُدْنِي وَأَقِمِ الصَّلَاةَ لِذِكْرِي -

ص : ٥٥٠ (آيت : ١٣ - ١٢)

ص : ٥٥٢ رَبَّنَا إِنَّا أَتَيْنَاكَ بِغَيْرِ مَعْرُوفٍ وَإِنَّا نَكُفِّرُ - (آيت : ٢٥)

ص : ٥٥٢ لَا تَخَافَا إِنِّي مَعَكُمَا وَأَسْمِعُ - (آيت : ٢٦)

سُورَةُ الْأَنْبِيَاءِ

ص : ٤٩ وَجَعَلْنَاهُمْ أَئِمَّةً يَهْدُونَ بِأَمْرِنَا - (آيت : ٤٣)

ص : ١٢٢ وَرَبَّنَا الرَّحْمَنُ الْمُسْتَعَانُ عَلَىٰ مَا تَصِفُونَ - (آيت : ١١٢)

ص : ١٢٩ - ٣٠٨ لَا يَسْأَلُ عَمَّا يَفْعَلُ وَهُمْ يُسْأَلُونَ - (آيت : ٢٣١)

ص : ٢٢٥ اقْتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُهُمْ وَهُمْ فِي غَفْلَةٍ مُّعْرِضُونَ - (آيت : ١٠)

إِنَّ الَّذِينَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِنَّا الْحُسْنَىٰ أُولَٰئِكَ عَنْهَا مُبْعَدُونَ ۚ لَا يَسْمَعُونَ حَسِيسَهَا
وَهُمْ فِي مَا اشْتَهَتْ أَنفُسُهُمْ خَلَدُونَ ۚ لَا يَحْزَنُهُمُ الْفَرَقَ الْأَكْبَرُ وَتَتَلَقَّهِمُ الْبُشْرَىٰ
هَٰذَا يَوْمُكُمْ الَّذِي كُنْتُمْ تُوعَدُونَ ۚ (آيت : ١٠ - ١٣)

ص : ٣٠٦ - ٣٢٥ - ٣٩٢ - ٣٩٣ - ٢٠١ - ٢٠٢ - ٢٢٤ - ٢٢٨

وَعَلَّمْنَاهُ صَنْعَةَ لَبُوسٍ لَّكُمْ لَتَحْمِلَنَّكُمْ مِن بَأْسِكُمْ فَهَلْ أَنْتُمْ شَاكِرُونَ - (آيت : ٨٠)
وَمَنْ يَقِلَّ مِنْهُمْ إِلَىٰ آلِهِ مِنْ دُونِهِ فَذَٰلِكَ نَجْزِيهِ جَهَنَّمَ ذَٰلِكَ نَجْزِي الظَّالِمِينَ - (آيت : ٢٩)

ص : ٥١٤

ص : ٥١٤ - ٦٠٣ - ٦٢٨ وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ - (آيت : ١٠٤)

ص : ٥٣٤ وَأَنْتَ فَعَلْتَ هَٰذَا يَا لَهْتَ الْبَرِّ يَا بَرَاهِيمَ - (آيت : ٦٢)

سُورَةُ الْحَجِّ

ص : ١٠٥ وَتَقَرَّبْ إِلَى الْأَرْضِ حَامٍ مَا نَشَاءُ إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسَمًّى - (آيت : ٥)

ص : ١٣٢ - ٣٢٤ وَمَنْ يَعِظْكُمْ شُعَائِرَ اللَّهِ فَإِنَّهَا مِن تَقْوَى الْقُلُوبِ - (آيت : ٣٢)

ص : ١٣٢ وَمَنْ يَعِظْكُمْ حُرْمَتُ اللَّهِ فَهُوَ خَيْرٌ لَهُ عِنْدَ رَبِّهِ - (آيت : ٣٠)

- ضَعَفَ الطَّالِبَ وَالْمَطْلُوبَ - (آيت : ٤٣) ص : ١٢٢
- يَايَها النَّاسُ ضَرْبٌ مِثْلُ فَاسْتَمْعُوا لَهُ اِنَّ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَنْ يَخْلُقُوْا ذِبا بَابَاوَلَوْ اجْتَمَعُوْا - (آيت : ٤٣) ص : ١٢٢
- اِنَّهَا لَا تَعْمَى الْاَبْصَارَ وَلَكِنْ تَعْمَى الْقُلُوْبَ الَّتِيْ فِي الصُّدُوْر - (آيت : ٢٤) ص : ١٢٩
- وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَهْذَمَتْ صَوَامِعُ وَبِيْعٌ وَصُلُوْعٌ وَمَسْجِدٌ يَذْكُرُ فِيْهَا اسْمُ اللّٰهِ كَثِيْرًا - (آيت : ٢٠٠) ص : ٢٠٦ - ٢٠٧ - ٢٠٨ - ٢٠٩ - ٢١٠
- ثُمَّ مَحَلُّهَا الْحَبِيْبُ الْعَتِيْقُ - (آيت : ٣٣) ص : ٢٢٤
- وَاَذِّنْ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ - (آيت : ٢٤) ص : ٢٣٢
- هُوَ سِتْرُكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ مِنْ قَبْلِ - (آيت : ٤٨) ص : ٢٢٥
- وَلَنْ يَخْلِفَ اللّٰهُ وَعْدَهُ - (آيت : ٢٤) ص : ٢٠٠
- وَتَرَى النَّاسَ سُكَوًى وَمَاهُمْ بِسَكَوًى - (آيت : ٢٠) ص : ٢٩٢

سُورَةُ الْمُؤْمِنُونَ

- ثُمَّ اَرْسَلْنَا مُوسٰى وَاِخَاهُ هَارُونَ بِآيٰتِنَا وَسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ اِلَى فِرْعَوْنَ وَمَلَئِهِ فَاسْتَكْبَرُوا وَكَانُوْا قَوْمًا عٰلِيْنَ - (آيت : ٢٥ - ٢٦) ص : ٩٤
- فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخَالِقِيْنَ - (آيت : ١٢) ص : ١٢٣
- اِنَّ هِيَ اِلَّا حَيٰتُنَا الدُّنْيَا نَمُوْتُ وَنَحْيَا وَمَا نَحْنُ بِمَبْعُوْثِيْنَ - (آيت : ٣٤) ص : ١٤٦
- قُلْ لِمَنِ الْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهَا اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ ط قُلْ اَفَلَا تَذْكُرُوْنَ - (اِلَى قَوْلِهِ تَعَالٰى) قُلْ فَاَنِّىْ تَسْحَرُوْنَ - (آيت : ٨٢ تا ٨٩) ص : ٢٢٢
- وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ سُلٰلَةٍ مِنْ طِيْنٍ - (آيت : ١٢) ص : ٣٠٣

- وهو يجير ولا يجار عليه - (آيت : ٨٨)
 رَبِّ انصُرْنِي بِمَا كُنْتُ بُون - (آيت : ٢٦)
 وَقُلْ رَبِّ انزِلْنِي مُنزَلاً مُبْرَكاً وَأَنْتَ خَيْرُ الْمُنزِلِينَ - (آيت : ٢٩)
 ص : ٣٠٥
 ص : ٥٥٠
 ص : ٦٢١

سُورَةُ النَّوْرِ

- الْمُتَرَانِ اللَّهُ لِيَسْمَحَ لَهُ مَنْ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَالطَّيْرِ صَفَّتْ كُلُّ قَدِ عِلْمِ صَلَاتِهِ
 وَتَسْبِيحِهِ ط وَاللَّهُ عَلِيمٌ بِمَا يَفْعَلُونَ - (آيت : ٢١)
 لَا تَحْسِبُونَهُ شَرّاً لَكُمْ بَلْ هُوَ خَيْرٌ لَكُمْ - (آيت : ١١)
 وَمَنْ لَمْ يَجْعَلِ اللَّهُ لَهُ نُوراً فَمَا لَهُ مِنْ نُورٍ - (آيت : ٢٠)
 يَأْتِيهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتاً غَيْرَ بُيُوتِكُمْ (إِلَى قَوْلِهِ تَعَالَى) فَلَا تَدْخُلُوهَا حَتَّى
 يُؤْذَنَ لَكُمْ - (آيت : ٢٤ - ٢٨)
 فِي بُيُوتِ أَذْنِ اللَّهِ أَنْ تَرْفَعَ وَيَذْكُرَ فِيهَا اسْمَهُ - (آيت : ٣٦)
 فَأَذْ لَمْ يَأْتُوا بِالشَّهَادَةِ فَأُولَئِكَ عِنْدَ اللَّهِ هُمُ الْكَاذِبُونَ - (آيت : ١٣)
 أَنْ الَّذِينَ يَرْمُونَ الْمُحْصَنَاتِ الْغَفْلَتِ الْمُؤْمِنَاتِ لَعْنُوا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَلَهُمْ عَذَابٌ
 عَظِيمٌ - (آيت : ٢٣)
 وَمَا عَلَى الرَّسُولِ إِلَّا الْبَلْغُ الْمُبِينُ - (آيت : ٥٢)
 وَلِيَشْهَدَ عَذَابُهُمَا طَائِفَةٌ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ - (آيت : ٢)
 لَا تَجْعَلُوا دَعَاءَ الرَّسُولِ بَيْنَكُمْ كَدَاءٍ بَعْضُكُمْ بِعَضَا - (آيت : ٦٣)
 وَأَنْكَحُوا إِلَّا بِأَمْرِ مِنْكُمْ وَالصَّالِحِينَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَأَمْثَلِكُمْ - (آيت : ٣٢)
 ص : ٣٩٢
 ص : ٤٠٦
 ص : ٤٢٠
 ص : ٥٣٣
 ص : ٦٠٩

سُورَةُ الْفُرْقَانِ

- وَهُوَ الَّذِي أَرْسَلَ الرِّيحَ بِشَرِّ بَيْنِ يَدَيْ رَحْمَتِهِ - (آيت : ٢٨)
 قَالَ هَذَا الرَّسُولُ يَأْكُلُ الطَّعَامَ وَيَشْهِي فِي الْأَسْوَاقِ - (آيت : ٤٠)
 أَصْحَابُ الْجَنَّةِ يَوْمَئِذٍ خَيْرٌ مُسْتَقَرًّا وَأَحْسَنُ مَقِيلًا - (آيت : ٢٢)
 الَّذِي خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوَى عَلَى الْعَرْشِ (آيت : ٥٩)
 ص : ٢١٣
 ص : ٢٢٢
 ص : ٣١٥
 ص : ٣٥٤

٢٠
تَبَارَكَ الَّذِي نَزَّلَ الْفِرْقَانَ عَلَى عَبْدِهِ لِيَكُونَ لِلْعَالَمِينَ نَذِيرًا - (آيت ١)

ص: ٣٤٤ - ٣٦٢ - ٥٢٠ - ٦٢٩

لَمْ يَكُنْ لَهُ شَرِيكٌ فِي الْمُلْكِ - (آيت ٢) ص: ٣٢٢

تَبَارَكَ الَّذِي إِنْ شَاءَ جَعَلَ لَكَ خَيْرًا مِنْ ذَلِكَ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ وَ

يَجْعَلُ لَكَ قَصُورًا - (آيت ١٠) ص: ٢٦٠

وَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى مَا عَمِلُوا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنَاهُ هَبَاءً مَنْثُورًا - (آيت ٢٣)

ص: ٢٦٨ - ٥٦٢ - ٥٤٣

وَالَّذِينَ يَبِيتُونَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَقِيَامًا - (آيت ٦٢) ص: ٢٩٣

أَمْ أَرَأَيْتَ مَنْ اتَّخَذَ إِلَهَهُ هَوَاهُ أَفَأَنْتَ تَكُونُ عَلَيْهِ وَكِيلًا ۝ أَمْ تَحْسِبُ أَنَّ أَكْثَرَهُمْ

يَسْمَعُونَ أَوْ يَعْقِلُونَ ۝ إِنْ هُمْ إِلَّا كَالْأَنْعَامِ بَلْ هُمْ أَضَلُّ سَبِيلًا - (آيت ٢٣ - ٢٤) ص: ٥٨٥

سُورَةُ الشُّعَرَاءِ

وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَيَّ مُنْقَلَبٍ يَنْقَلِبُونَ - (آيت ٢٢٤) ص: ١٢٣ - ٣٢٦ - ٣٦٠

وَمَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ إِنْ أَجَزْتُ لَكُمْ عَلَيْهِ - (آيت ١٠٩ - ١٢٤ - ١٢٥ - ١٢٦ - ١٢٧ - ١٢٨) ص: ٣٦٠

قَالَ الْمَلَأُ فِينَا وَلِيدًا وَلَبِثْتُ فِينَا مِنْ عَمَلِكِ سَنِينَ - (آيت ١٨) ص: ٢٨٢

وَآخُفْضَ جَنَاحَكَ لِمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ - (آيت ٢١٥) ص: ٥٢٣

وَلَا تَحْزَنْ فِي يَوْمٍ يَمْشُونَ - (آيت ٨٤) ص: ٥٢٨

فَفَرَمَتْ مِنْكُمْ لِمَا خَفْتَكُمْ - (آيت ٢١) ص: ٥٢٩

وَأَجْعَلْ لِي لِسَانَ صِدْقٍ فِي الْآخِرِينَ - (آيت ٨٢) ص: ٥٥١

وَيُضِيقْ صُدْرِي وَلَا يَنْطَلِقْ لِسَانِي فَأَرْسِلْ إِلَى هَارُونَ - (آيت ١٣) ص: ٥٥٣

وَتَوَكَّلْ عَلَى الْعَزِيزِ الرَّحِيمِ ۝ الَّذِي يَرَاكَ حِينَ تَقُومُ ۝ وَتَقْلِبُكَ فِي السُّجْدِينَ -

(آيت ٢١٤ تا ٢١٩) ص: ٥٥٩

سُورَةُ النَّملِ

أَمِنْ يَهْدِيكُمْ فِي ظُلُمَاتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَمَنْ يُرْسِلُ الرِّيحَ بِشَوَّابِينَ يُدْخِلُ رَحْمَتَهُ (آيت ٦٣) ص: ٢١٣

فَلَمَّا جَاءَهَا نُوذِيَ أَنَّ بُورِكَ مِنْ فِي النَّارِ وَمِنْ حَوْلِهَا طُوسٌ وَسَبْحُ اللَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ .

(آيت : ٨٠) ص : ٣٨٤

قَلَّ لَا يَعْلَمُ مِنْ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ الْغَيْبِ إِلَّا اللَّهُ . (آيت : ٦٥) ص : ٢٢٠ - ٦٠٠

أَنِّي لَا يَخَافُ لَدَيَّ الْمُرْسَلُونَ . (آيت : ١٠) ص : ٥٢٢

أَنِّي وَجَدْتُ امْرَأَةً تَمْلِكُهُمْ وَأُوتِيَتْ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ وَلَهَا عَرْشٌ عَظِيمٌ . (آيت : ٢٣)

ص : ٦١٩

سُورَةُ الْقَصَصِ

وَجَدَ مِنْ دُونِهِمْ امْرَأَتَيْنِ تَزُودَانِ . (آيت : ٢٣) ص : ١٠٣

أَحْسَنَ كَمَا أَحْسَنَ اللَّهُ إِلَيْكَ . (آيت : ٤٤) ص : ١١٢

أَنَّا أَوْتَيْنَاهُ عَلَى عِلْمٍ عِنْدِي . (آيت : ٤٨) ص : ١١٢

فَخَسَفْنَا بِهِ وَبِإِمرَأَةِ الْأَرْضِ فَمَا كَانَ لَهُ مِنْ فِئَةٍ يَنْصُرُونَهُ مِنْ دُونِ اللَّهِ وَمَا كَانَ

مِنَ الْمُنْقَرِبِينَ . (آيت : ٨١) ص : ١١٢

وَرَبِّكَ يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ وَيَخْتَارُ مَا كَانَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ سُبْحَانَ اللَّهِ وَتَعَالَى عَمَّا

يُشْرِكُونَ . (آيت : ٦٨) ص : ١٥٠

فَجَاءَتْهُ أَحَدَاهُمَا تَمْشِي عَلَى اسْتِحْيَاءٍ . (آيت : ٢٥) ص : ٢٣١

جَعَلَ لَكُمْ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ لِتَسْكُنُوا فِيهِ وَلِتَبْتَغُوا مِنْ فَضْلِهِ وَلِعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ (آيت : ٤٣)

ص : ٣٣٤

وَلَمَّا بَلَغَ أَشُدَّهُ وَاسْتَوَى . (آيت : ١٢) ص : ٢٥٥

قَالَ أَنِّي آمُرُ بِأَنْ أَنْكَحَكَ أَحَدَى ابْنَتَيَّ هَاتَيْنِ عَلَى أَنْ تَأْجُرَنِي ثَمَنِي حَاجِبٍ

(إِلَى قَوْلِهِ تَعَالَى) وَاللَّهُ عَلَى مَا نَقُولُ وَكِيلٌ . (آيت : ٢٤ - ٢٨) ص : ٢١٦ - ٥٠٤

فَوَكَزَهُ مُوسَى فَقَضَى عَلَيْهِ . (آيت : ١٥) ص : ٢٢٦

أَنكَ لَا تَهْدِي مَنْ أَحْبَبْتَ وَلَكِنَّ اللَّهَ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ وَهُوَ أَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِينَ .

(آيت : ٥٦) ص : ٢٤٠ - ٦٣٢

فَالْتَقَطَهُ آلُ فِرْعَوْنَ لِيَكُونَ لَهُمْ عَدُوًّا وَحَزَنًا (آية : ٨)
 ص : ٢٨٢
 ص : ٥٣٠
 قُودَى مِنْ شَاطِئِ الْوَادِ الْإِيْمَنِ فِي الْبُقْعَةِ الْمُبْرَكَةِ مِنَ الشَّجَرَةِ - (آية : ٣٠) ص : ٥٥٢

سُورَةُ الْعَنْكَبُوتِ

وَمَا يَعْقِلُهَا إِلَّا الْعَالِمُونَ - (آية : ٢٣)
 وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ مَنْ خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَيَقُولُنَّ اللَّهُ
 فَاتَى يُؤْفَكُونَ - (آية : ٦١)
 ص : ٢٢٢
 ص : ٥٥٢
 نَحْنُ أَعْلَمُ بِمَنْ فِيهَا - (آية : ٣٢)
 ص : ٥٥٢
 أَلَمْ أَحْصِ النَّاسَ أَنْ يَتْرَكُوا أَنْ يَقُولُوا آمَنَّا وَهُمْ لَا يُفْتَنُونَ - (آية : ١٠-٢)
 ص : ٥٤٥

سُورَةُ الرُّومِ

اللَّهُ الَّذِي خَلَقَكُمْ ثُمَّ مَرَّتْكُمْ ثُمَّ بَدَّلَكُمْ ثُمَّ رَجَعَكُمْ هَلْ مِنْ شُرَكَائِكُمْ مَنْ يَفْعَلُ
 مِنْ ذَلِكَ مِثْلَ شَيْءٍ تُسَبِّحُوهُ وَتَعَالَى عَمَّا يُشْرِكُونَ - (آية : ٢٠) ص : ١٢٥-١٢٢
 وَهُوَ الَّذِي يَبْدَأُ الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيدُهُ وَهُوَ أَهْوَنُ عَلَيْهِ - (آية : ٢٤) ص : ٣١٥
 وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرَ الْمُؤْمِنِينَ (آية : ٢٤) ص : ٣٩٢

سُورَةُ الْقَمَرِ

إِنَّ اللَّهَ عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ وَيُنْزِلُ الْغَيْثَ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْأَرْضِ حَاطٌّ وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ
 مَاذَا تَكْسِبُ غَدًا وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ بِأَيِّ أَرْضٍ تَمُوتُ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ
 خَبِيرٌ - (آية : ٣٢) ص : ١٠٦
 هَذَا خَلْقُ اللَّهِ فَأَرُونِي مَاذَا خَلَقَ الَّذِينَ مِنْ دُونِهِ ط بَلِ الظَّالِمُونَ فِي ضَلَالٍ
 مُبِينٍ - (آية : ١١) ص : ١٢٥

وَلَيْتَ سَأَلْتَهُمْ مَنْ خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ لَيَقُولُنَّ اللَّهُ - (آيت : ٢٥) والنمر (آيت : ٣٨)

ص : ١٢٥

ص : ٣٥١

ص : ٥٠٤

ص : ٥٦٣

إِنَّ اللَّهَ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيدُ - (آيت : ٢٦)

كُلٌّ يَجْرِي إِلَى أَجَلٍ مُّسَمًّى - (آيت : ٢٩)

إِنِّي أَشْكُرُ وَلَوْ أَلَيْكَ - (آيت : ١٢)

سُورَةُ السَّجْدَةِ

ص : ١٩٩ - ٦١٨

ص : ٦١٥

قُلْ يَتُوقَّكُمْ مَلِكُ الْمَوْتِ الَّذِي وُكِّلَ بِكُمْ - (آيت : ١١)

يَذَرُ الْأَمْرَ - (آيت : ٥)

سُورَةُ الْأَحْزَابِ

وَمَا جَعَلَ أَدْعِيَاءَكُمْ أَبْنَاءَكُمْ (إلى قوله تعالى) أَدْعَوْهُمْ لِأَبَائِهِمْ هُوَ اقْطَعْ عِنْدَ

ص : ٦٤

اللَّهِ - (آيت : ٢ - ٥)

أَدْعَوْهُمْ لِأَبَائِهِمْ هُوَ اقْطَعْ عِنْدَ اللَّهِ فَإِنْ لَمْ تَعْلَمُوا آبَاءَهُمْ فَاَتُوا نَكَم فِي الدِّينِ

ص : ٤١

وَمَوَالِيكُمْ - (آيت : ٥)

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِنْ رِجَالِكُمْ وَلَكِنْ رَسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمُ النَّبِيِّينَ وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ

ص : ٦٠١ - ٤١

شَيْءٍ عَلِيمًا - (آيت : ٢٠)

ص : ٤٢

لَكِي لَا يَكُونَ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ حَرَجٌ فِي أَنْزِلِ أَدْعِيَاءَهُمْ - (آيت : ٣٤)

ص : ١٣٠

اذْكُرُوا اللَّهَ ذِكْرًا كَثِيرًا - (آيت : ٢١)

وَالَّذِينَ يُؤْذُونَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ بَغْيًا مَا كَسَبُوا فَقَدْ احْتَمَلُوا بِهَتَانَا وَ

ص : ١٩٨

أَتَمَّامِينَا - (آيت : ٥٨)

إِنَّ الَّذِينَ يُؤْذُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ لَعَنَهُمُ اللَّهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَأَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُهِينًا (آيت : ٥٤)

ص : ٢٦١ - ٥٤٩

ص : ٥٢٣

فَوَيْلٌ لِلَّذِينَ إِذَا هُمْ وَتَوَكَّلُوا عَلَى اللَّهِ - (آيت : ٢٨)

ص : ٥٣٠

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ - (آيت : ٢٥)

أَنعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَأَنعَمْتَ عَلَيْهِ (آيت : ٣٤) ص : ٦٠٦

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَلَا مُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَمْرًا أَنْ يَكُونَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ

وَمَنْ يَعْصِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ ضَلَّ ضَلًّا مُبِينًا. (آيت : ٢٥-٢٦) ص : ٦٣٥

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا وَدَاعِيًا إِلَى اللَّهِ بِأَذْنِهِ وَسِرَاجًا مُنِيرًا. (آيت : ٢٥-٢٦) ص : ٦٣٤

سُورَةُ سَبَأٍ

عَلَّمَ الْغَيْبَ لَا يَعْزُبُ عَنْهُ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ فِي السَّمُوتِ وَلَا فِي الْأَرْضِ وَلَا أَصْغَرَ مِنْ ذَلِكَ وَلَا أَكْبَرَ إِلَّا فِي كِتَابٍ مُبِينٍ - (آيت : ٣) ص :

ص : ١١١ - ١٥٦ - ٣٤٥

ص : ١٩٦

وَمَزَقْنَاهُمْ كُلَّ مَجْزَأٍ (آيت : ١٩)

وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا وَالَّذِينَ تُؤْمِنُ بِهِ هَذَا الْقُرْآنُ وَالَّذِينَ بَيْنَ يَدَيْهِ - (آيت : ٣١) ص : ٢١٢

أَقْلَمُوا يَرَوْنَ إِلَى مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ مِنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ - (آيت : ٩) ص : ٢١٢

وَمَنْ الْجِنُّ مَنْ يَعْمَلُ بَيْنَ يَدَيْهِ بِأَذْنِ رَبِّهِ (إِلَى قَوْلِهِ تَعَالَى) يَعْمَلُونَ لَهُ مَا يَشَاءُ

مِنْ مَحَارِبٍ وَتَمَاثِيلٍ وَجِفَانٍ كَالْجَوَابِ وَقُدُورٍ رَاسِيَتٍ - (آيت : ١٢-١٣) ص : ٢١٢

مَا بِصَاحِبِكُمْ مِنْ جِنَّةٍ إِنْ هُوَ إِلَّا نَذِيرٌ لَكُمْ بَيْنَ يَدَيْ عَذَابٍ شَدِيدٍ - (آيت : ٢٦) ص : ٢١٢

ص : ٣٨٤

إِنَّهُ سَمِيعٌ قَرِيبٌ - (آيت : ٥٠)

وَالنَّالَةَ الْحَدِيدَ إِنْ أَعْمَلَ سَبَّغَتْ وَقَدَّرَ فِي السَّرْدِ وَأَعْمَلُوا صَالِحًا أَفْ بِمَا تَعْمَلُونَ

ص : ٢١٥

بَصِيرٌ - (آيت : ١٠-١١)

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا كَافَّةً لِلنَّاسِ بَشِيرًا وَنَذِيرًا وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ

ص : ٥٢٠

(آيت : ٢٨)

تَبَيَّنَتْ الْجِنُّ إِنْ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ الْغَيْبَ مَا لَبِثُوا فِي الْعَذَابِ الْمُهِينِ (آيت : ١٢) ص : ٦٠٠

سُورَةُ فَاطِرٍ

وَاللَّهُ خَلَقَكُمْ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نَظْفَةٍ ثُمَّ جَعَلَكُمْ أَمْرًا وَاجِبًا وَمَا تَحْمِلُ مِنْ أُنْثَىٰ وَ

لَا تَضَعُ إِلَّا بُعْلَةً وَمَا يَعْرِضُ مِنْ مَعْمَرٍ وَلَا يَنْقُصُ مِنْ عُمُرِهِ إِلَّا فِي كِتَابٍ ذَلِكَ

ص : ١٠٦

عَلَى اللَّهِ يَسِيرُ (آيت : ١١)

ص : ١٢٢ - ٢١٠ - ٢٢٢

هَلْ مِنْ خَالِقٍ غَيْرِ اللَّهِ - (آيت : ٣)

إِنَّ اللَّهَ يَسْكُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ أَنْ تَزُولَا وَلَئِنْ زَالَتَا إِنْ أَمْسَكَهُمَا مِنْ أَحَدٍ مِنْ بَعْدِهِ إِنَّه

كَانَ حَلِيمًا غَفُورًا - (آيت : ٢١) ص : ١٦٢ - ١٤٤ - ١٨٥ - ٥٠٨

وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ كُلٌّ يَجْرِي لِأَجَلٍ مُسَمًّى - (آيت : ١٣) ص : ١٩٢

إِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ يَرْفَعُهُ - (آيت : ١٠) ص : ٢٦٣

سُورَةُ يُسُ

وَالشَّمْسُ تَجْرِي لِمُسْتَقَرٍّ لَهَا ذَلِكَ تَقْدِيرُ الْعَزِيزِ الْعَلِيمِ - (آيت : ٣٨)

ص : ١٢١ - ١٦٣ - ١٩٣ - ٥٠٤

فَهَمَّ لَهَا مَا لَكُونُ - (آيت : ٤١) ص : ١٢٤

كُلٌّ فِي فَلَكٍ يَسْبَحُونَ - (آيت : ٢٠) ص : ١٦٢ - ١٩٢ - ١٩٦ - ٥٠٤ - ٥٠٩

وَجَعَلْنَا مِنْ بَيْنِ أَيْدِيهِمْ سَدًا وَمِنْ خَلْفِهِمْ سَدًا - (آيت : ٩) ص : ٢١٢ - ٢٢٢

وَأَذْأَقِلْ لَهُمُ اتَّقُوا مَا بَيْنَ أَيْدِيكُمْ وَمَا خَلْفَكُمْ - (آيت : ٢٥) ص : ٢١٢

تَنْزِيلُ الْعَزِيزِ الرَّحِيمِ ۝ لَتَنْذِرُ قَوْمًا مَا أَنْذَرْنَا أَبَآءَهُمْ قَهْمُ غُفُلُونَ - (آيت : ٥-٦)

ص : ٢٢١ - ٢٢٢

بَيِّنَاتٍ لِكُلِّ مَلَكُوتٍ كُلِّ شَيْءٍ - (آيت : ٨٣) ص : ٣٤٥

وَكُلِّ شَيْءٍ أَحْصَيْنَاهُ فِي إِمَامٍ مُبِينٍ - (آيت : ١٢) ص : ٢١٥ - ٢٥٤

يُسُ ۝ وَالْقُرْآنُ الْحَكِيمُ ۝ إِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِينَ ۝ (آيت : ٣) ص : ٥٣٠ - ٥٢١

وَمَا عَلَّمْنَاهُ الشُّعْرَ وَمَا يَنْبَغِي لَهُ إِنْ هُوَ إِلَّا ذِكْرٌ وَقُرْآنٌ مُبِينٌ - (آيت : ٦٩) ص : ٥٢١

سُورَةُ الصُّفَّتِ

إِنَّ إِلَاسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِينَ - (آيت : ١٢٣) ص : ٤٦

إِثْقَالُ الْمُهَةِ دُونَ اللَّهِ تَرِيدُونَ - (آيت : ٨٦) ص : ١٠٢

وَمَا مَثَلُ الْآلَةِ مَقَامَ مَعْلُومٍ - (آيت : ١٦٢) ص : ٢٢٤

وَأَمْرُ سَلْنَاهُ إِلَى مِائَةِ أَلْفٍ أَوْ يَزِيدُونَ - (آيت : ١٢٤) ص : ٥١٩

يَا بُرْهِيمُ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّءْيَا - (آيت : ١٠٢-١٠٥) ص : ٥٣٠

أَتَى ذَاهِبًا إِلَى رَبِّي سَيِّهْدِينَ - (آيت : ٩٩) ص : ٥٢٨

سُورَةُ ص

فَسَجِدَ لِلْمَلِكَةِ كُلِّهِمْ اجْمَعُونَ - (آيت : ٤٣) ص : ٩٨
وَأَذْكُرْ عَبْدَنَا إِبْرَاهِيمَ وَأَسْحَقَ وَيَعْقُوبَ أُولَى الْأَيْدِي وَالْأَبْصَارِ - (آيت : ٢٥) ص : ١١٠
يَدَاؤُدَانَا جَعَلْنَاكَ خَلِيفَةً فِي الْأَرْضِ - (آيت : ٢٦) ص : ٢٠٠ - ٢٣٠
أَنَّا سَخَّرْنَا الْجِبَالَ مَعَهُ يُسَبِّحُنَ بِالْعَشِيِّ وَالْإِشْرَاقِ وَالطَّيْرَ مَحْشُورَةً كُلٌّ لَهُ
أَوَّابٌ - (آيت : ١٨ - ١٩) ص : ٢٠٠
فَسَخَّرْنَا لَهُ الرِّيحَ تَجْرِي بِأَمْرِهِ رِخَاءً حَيْثُ أَصَاب - (آيت : ٣٦) ص : ٢٠٠
وَالشَّيَاطِينَ كُلَّ بَنَّاءٍ وَغَوَّاصٍ - (آيت : ٣٤) ص : ٢٢٢ - ٢٠٠
وَأَخْرَيْتُ مَقْرَنَيْنِ فِي الْإِصْفَادِ - (آيت : ٣٨) ص : ٢٠٠
هَذَا عَطَاؤُنَا فَامْنُنْ أَوْ أَمْسِكْ بِغَيْرِ حِسَابٍ - (آيت : ٣٩) ص : ٢٠٠
وَلَا تَتَّبِعِ الْهَوَى فَيُضِلَّكَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ - (آيت : ٢٦) ص : ٥٥٠
حَتَّى تَوَارَتْ بِالْحِجَابِ - (آيت : ٣٢) ص : ٦٢٩
رَمَدَّوَهَا عَلَتْ - (آيت : ٣٣) ص : ٦٢٩

سُورَةُ الزَّمَر

فِي ظِلْمَتٍ ثَلَاثٌ - (آيت : ٦) ص : ١١١
ضَرَبَ اللَّهُ مَثَلًا رَجُلًا فِيهِ شُرَكَاءُ مُتَشَاكِسُونَ وَرَجُلًا سَلَمًا لِرَجُلٍ هَلْ يَسْتَوِيَانِ
مَثَلًا الْحَمْدُ لِلَّهِ بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ - (آيت : ٢٩) ص : ١٣٢
وَلَكِنْ حَقَّتْ كَلِمَةُ الْعَذَابِ عَلَى الْكَافِرِينَ - (آيت : ٤١) ص : ٢٢٦
ثُمَّ نَفَخَ فِيهِ أُخْرَى فَآذَاهُمْ قِيَامُ يَنْظُرُونَ - (آيت : ٦٨) ص : ٢٩٣
قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ - (آيت : ٩) ص : ١ - ٦
اللَّهُ يَتَوَفَّى الْأَنْفُسَ حِينَ مَوْتِهَا - (آيت : ٢٢) ص : ٦١٨

سُورَةُ الْمُؤْمِنِ

- كَذَلِكَ يَطْبَعُ اللَّهُ عَلَى كُلِّ قَلْبٍ مُتَكِبِرٍ جَبَّارٍ. (آيت : ٣٥)
 أَمَّا بِاللَّهِ وَحْدَهُ. (آيت : ٨٢)
 وَقَالَ رَبِّكُمْ ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ. (آيت : ٦٠)
 وَاسْتَغْفِرْ لَذَنْبِكَ (آيت : ٥٥) وَمَحْسِنًا ^{مِنْ أَعْلَى سُلَيْمٍ} (آيت : ١٩)
 وَمَنْهُمْ مَنْ لَمْ نَقْصُصْ عَلَيْكَ. (آيت : ٤٨)
 فَلَمْ يَكْ يَنْفَعَهُمْ إِيْمَانُهُمْ لَمَّا رَأَوْا بَاسِنًا طَسَّتَ اللَّهُ الَّتِي قَدْ خَلَتْ فِي عِبَادَةٍ
 وَخَسِرَ هُنَالِكَ الْكَافِرُونَ. (آيت : ٨٥)
 ص : ١١٢
 ص : ١٢٣
 ص : ٢١٤ - ٥٥٢
 ص : ٢٣٣
 ص : ٢٥٤
 ص : ٢٨٤

سُورَةُ حَمِّ السَّجْدَةِ

- إِلَيْهِ يَرْدُّ عِلْمُ السَّاعَةِ ط وَمَا تَخْرُجُ مِنْ ثَمَرَاتٍ مِنْ أَكْثَامِهَا وَمَا تَحْمِلُ مِنْ أُنْثَى
 وَلَا تَضَعُ إِلَّا بِعِلْمِهِ. (آيت : ٣٤)
 وَأَنَّهُ لَكَتَبٌ عَزِيزٌ لَا يَأْتِيهِ الْبَاطِلُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهِ. (آيت : ٣١-٣٢)
 ص : ٢١٢
 إِذْ جَاءَتْهُمْ الرُّسُلُ مِنْ بَيْنِ أَيْدِيهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ. (آيت : ١٢) ص : ٢١٣ - ٢١٦
 وَقَضَيْنَا لَهُمْ قُرْآنًا فَزَيَّنُوا لَهُمْ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ. (آيت : ٢٥) ص : ٢١٢
 قَالَتِ الَّذِينَ عِنْدَ رَبِّكَ لِيَسْبَحُنَّ لَهُ. (آيت : ٣٨) ص : ٢٢٤
 أَنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ. (آيت : ٣٦) ص : ٢٢٨
 فَإِنْ أَعْرَضُوا فَقُلْ أَنْذَرْتُكُمْ ضُغَّةً مِثْلَ ضُغَّةِ عَادٍ وَثَمُودَ. (آيت : ١٣) ص : ٣٠٣
 إِلَّا أَنَّهُمْ فِي مِرْيَةٍ مِنْ لِقَاءِ رَبِّهِمْ ط إِلَّا أَنَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ مُحِيطٌ. (آيت : ٥٢) ص : ٣٠٢
 أَعْمَلُوا مَا شِئْتُمْ أَنَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ. (آيت : ٢٠) ص : ٣١١

سُورَةُ الشُّورَى

- وَمَا أَصَابَكُمْ مِنْ مُصِيبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ أَيْدِيكُمْ وَيَعْفُوا عَنْ كَثِيرٍ. (آيت : ٣٠) ص : ١٢٠

- مَا كُنْتُ تَدْرِي مَا الْكُتُبُ وَلَا الْإِيمَانُ وَلَكِنْ جَعَلْتَهُ نَوْمًا الْآيَةُ (آيت: ٥٢) ص: ٢٢٦
 لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ - (آيت: ١١) ص: ٣٥١ - ٢٢٢
 فَرِيقٌ فِي الْجَنَّةِ وَفَرِيقٌ فِي السَّعِيرِ - (آيت: ٤) ص: ٢٢٠ - ٢٢٢ - ٢٢٥
 قُلْ لَا اسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبَى - (آيت: ٢٣) ص: ٢٢٨
 أَمَرَ لَهُمْ شُرَكَاءُ شَرَعُوا لَهُمْ مِنَ الدِّينِ مَا لَمْ يَأْذَنَ بِهِ اللَّهُ - (آيت: ٢١) ص: ٢٣٠

سُورَةُ الزَّخْرَفِ

أَهْمُ يَقْسِمُونَ مَرَحْمَةً رَبِّكَ ط نَحْنُ قَسَمْنَا بَيْنَهُمْ مَعِيشَتَهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا - (آيت: ٣٢)

- ص: ٢٠٨
 قُلْ إِنْ كَانَ لِلرَّحْمَنِ وَلَدٌ فَأَنَا أَوَّلُ الْعَابِدِينَ - (آيت: ٨١) ص: ٢٢٣
 وَهُوَ الَّذِي فِي السَّمَاءِ إِلَهٌ وَفِي الْأَرْضِ إِلَهٌ - (آيت: ٨٢) ص: ٢٢٢
 وَقِيلَ لَهُ يَرْبُّ إِنَّا هُمْ لَأَوْثَرُ قَوْمٍ لَا يُؤْمِنُونَ - (آيت: ٨٨) ص: ٢٣٥
 وَلَا يَمْلِكُ الَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ الشَّفَاعَةَ إِلَّا مَنْ شَهِدَ بِالْحَقِّ وَهُمْ يَعْلَمُونَ -
 ص: ٢١٣ (آيت: ٨٦)

سُورَةُ الْحَاجَّةِ

أَفَرَأَيْتَ مَنْ اتَّخَذَ إِلَهَهُ هَوَاهُ وَأَضَلَّهُ اللَّهُ عَلَى عِلْمٍ وَخَتَمَ عَلَى سَمْعِهِ وَقَلْبِهِ
 وَجَعَلَ عَلَى بَصَرِهِ غَشَاةً فَمَنْ يَهْدِيهِ مِنْ بَعْدِ اللَّهِ أَفَلَا تَذَكَّرُونَ - (آيت: ٢٣) ص: ٥٨٨

سُورَةُ الْحَقَّافِ

- كُتِبَ مُوسَى إِمَامًا وَرَحْمَةً - (آيت: ١٢) ص: ١٠١
 قَالُوا يَقُومُنَا آتَا سَمْعًا كُتِبَ أَنْزَلَ مِنْ بَعْدِ مُوسَى مَصْدَقًا لِبَابَيْنِ يَدِيهِ - (آيت: ٣٠) ص: ٢١٢
 إِذَا نَذَرَ قَوْمُهُ بِالْأَحْقَافِ وَقَدْ خَلَّتِ النَّذْرَ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ - (آيت: ٢١) ص: ٢١٣
 فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرْنَا وَلَوْ الْعِزُّ مِنَ الرَّسْلِ - (آيت: ٣٥) ص: ٥٢٣

سُورَةُ مُحَمَّدٍ ﷺ

ص: ١٣٨

وَلَا تَبْطُلُوا أَعْمَالَكُمْ. (آيت: ٣٣)

فَاعْلَم أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ. (آيت: ١٩)

ص: ٢٣٥ - ٢٦٢ - ٢٦٩ - ٥٥١

ص: ٢٣٥

وَاللَّهُ يَعْلَمُ مُتَقَلِّبَكُمْ وَمُتَوَلِّكُمْ. (آيت: ١٩)

سُورَةُ الْفَتْحِ

إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا لِّتُؤْمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَتُعَزِّرُوهُ وَتُقَرِّرُوهُ.

ص: ١٣١ - ٣٢٢ - ٣٩٤ - ٥٨٣

(آيت: ٨ - ٩)

إِنَّ الَّذِينَ يَبَايِعُونَ اللَّهَ يَدِ اللَّهِ فَوْقَ أَيْدِيهِمْ. (آيت: ١٠)

ص: ١٣٨ - ١٣٩ - ١٣٢

لَقَدْ رَضِيَ اللَّهُ عَنِ الْمُؤْمِنِينَ إِذْ يَبَايَعُونَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ. (آيت: ١٨) ص: ١٣٥ - ١٣٤

ص: ١٩٤

فَمَنْ نَكَثَ فَاْنَمَا يَنْكُثُ عَلَى نَفْسِهِ. (آيت: ١٠)

ص: ٣٥٦

كُزِمَ عَ أَخْرَجَ شَطَاةً فَأَنزَلَهُ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوَى عَلَى سُوْقِهِ. (آيت: ٢٩)

ص: ٢٥٨ - ٢٦٦

لِيَغْفِرَ لَكَ اللَّهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ. (آيت: ٢)

لِيَدْخُلَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا وَ

ص: ٢٥٨

يُكَفَّرُ عَنْهُمْ سُبُطَاتُهُمْ وَكَانَ ذَلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرًا. (آيت: ٥)

هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَى وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ

ص: ٥٢٩ - ٢٦٢

وَكَفَى بِاللَّهِ شَهِيدًا. (آيت: ٢٨)

ص: ٢٦٩

مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ. (آيت: ٢٤)

ص: ٢٩٢

يُرِيدُونَ أَنْ يُبَدِّلُوا كَلِمَ اللَّهِ. (آيت: ١٥)

ص: ٥٢٨

وَيَهْدِيكَ صِرَاطًا مُسْتَقِيمًا. (آيت: ٢٠)

ص: ٥٥١

وَيَنْصُرُكَ اللَّهُ نَصْرًا عَظِيمًا. (آيت: ٣)

وَلَوْلَا رِجَالُ الْمُؤْمِنِينَ وَالنِّسَاءُ الْمُؤْمِنَاتُ لَمْ يَعْلَمُوا أَنَّ تَطَوُّهُمْ فَتَصِيبُكُمْ مِنْهُمْ

معرفة بغير علم ليدخل الله في رحمته من يشاء؟ لوتزيتوا العذابنا الذين
كفروا منهم عذاباً أليماً (آيت : ٢٥)
أنا فتحنا لك فتحاً مبيناً - (آيت : ١)

ص : ٢٠٤

ص : ٢٠٥

سورة الحُجرات

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوا لَهُ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ
بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ أَنْ تَحْبَطَ أَعْمَالُكُمْ وَأَنْتُمْ لَا تَشْعُرُونَ (إلى قوله تعالى) لَهُمْ مَغْفِرَةٌ
وَاجْرُءُ عَظِيمٍ - (آيت : ٢ - ٣)

ص : ٢٠٤

ص : ٢١٥

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْدُمُوا بَيْنَ يَدَيْ اللَّهِ وَرَسُولِهِ - (آيت : ١)

ص : ٢٢٥

إِنَّ الَّذِينَ يَغُضُّونَ أَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ أُولَئِكَ (آيت : ٣)

يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِنْ ذَكَرٍ وَأُنْثَى وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا إِنَّ أَكْرَمَكُمْ

ص : ٢٢٩ - ٢٢٥ - ٢٢٨

عِنْدَ اللَّهِ أَتْقَى إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ (آيت : ١٣)

ص : ٢٢٤

أُولَئِكَ الَّذِينَ امْتَحَنَ اللَّهُ قُلُوبَهُمْ لِلتَّقْوَى - (آيت : ٣)

قَالَتِ الْأَعْرَابُ آمَنَّا بِقُلُوبِنَا لَمْ نَمُوتْ وَلَكِنْ قُلُوا اسْلِمْنَا وَلَمَّا يَدْخُلِ الْإِيمَانُ فِي

ص : ٢٩٢

قُلُوبِكُمْ - (آيت : ١٣)

سورة ق

ص : ١٨٦

وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ الْغُرُوبِ - (آيت : ٣٩)

أَفَلَمْ يَنْظُرُوا إِلَى السَّمَاءِ فَوْقَهُمْ كَيْفَ يُبْدِنُهَا وَيُزَيِّتُهَا وَمَا لَهَا مِنْ فُرُوجٍ - (آيت : ٦)

ص : ١٩٤

ص : ٣٤٤ - ٣٨٦

وَنَحْنُ أَقْرَبُ إِلَيْهِ مِنْ جَبَلِ الْوَرِيدِ - (آيت : ١٦)

ص : ٢٠٠

مَا يَبْدُلُ الْقَوْلَ لَدَيَّ - (آيت : ٢٩)

قَالَ قَرِينُهُ رَبَّنَا مَا أَطْعَمْتَهُ وَلَكِنْ كَانَ فِي ضَلَالٍ بَعِيدٍ قَالَ لَا تَخْتَصِمُوا لَدَيَّ وَ

قَدْ قَدِمْتُ إِلَيْكُمْ بِالْوَعِيدِ مَا يُبْدِلُ الْقَوْلَ لَدَيَّ وَمَا أَنَا بِظَلَّامٍ لِلْعَبِيدِ (آيت : ٢٤ تا ٢٩)

ص : ٢١١

سُورَةُ الذُّرِّيَّتِ

- والأرض فرشتها فنعم المهدون - (آيت : ٢٨)
 فما استطاعوا من قيام وما كانوا منتصرين - (آيت : ٢٥)
 هل أتيتك حديثا ضيف إبراهيم المكرمين - (آيت : ٢٢)
 وبشره بغلام عليم - (آيت : ٢٨)

سُورَةُ الطُّورِ

- يَوْمَ يُدْعَوْنَ إِلَى نَارِ جَهَنَّمَ دَعَا - (آيت : ١٣)
 أَفَسِحْرُ هَذَا أَمْ أَنْتُمْ لَا تَبْصُرُونَ - (آيت : ١٥)
 وَالْبَحْرِ الْمَسْجُورِ - (آيت : ٦)
 يَوْمَ يُدْعَوْنَ إِلَى نَارِ جَهَنَّمَ دَعَا هَذِهِ النَّارُ الَّتِي كُنْتُمْ لَهَا تَكْذِبُونَ أَفَسِحْرُ
 هَذَا أَمْ أَنْتُمْ لَا تَبْصُرُونَ - (آيت : ٣ تا ١٥)
 ص : ١٥٥
 ص : ١٥٥
 ص : ١٩٥
 ص : ٢٠٢

سُورَةُ النَّجْمِ

- هُوَ أَعْلَمُ بِكُمْ إِذَا أَنْشَأَكُمْ مِنَ الْأَرْضِ وَإِذَا أَنْتُمْ أَجْتَنُّ فِي بَطُونٍ أَمْهَتَكُمْ فَلَا تَزْكُوا
 أَنْفُسَكُمْ هُوَ أَعْلَمُ بِمَنِ اتَّقَى - (آيت : ٣٢)
 أَنْ هِيَ إِلَّا أَسْمَاءٌ سَمَّيْتُمُوهَا أَنْتُمْ وَأَبَاؤُكُمْ مَا أَنْزَلَ اللَّهُ بِهَا مِنْ سُلْطَانٍ - (آيت : ٢٣)
 وَآتَاهُ الْهَلْكَ عَادَ الْأُولَى وَثمود فما بقی - (آيت : ٥٠ - ٥١)
 أَتَى رَبَّكَ وَسَمِعَ الْمَغْفِرَةَ - (آيت : ٣٢)
 وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَى إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَى - (آيت : ٣ - ٤)
 عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهَى عِنْدَ هَاجَتِ الْبَاوَى - (آيت : ١٢ - ١٥)
 وَالنَّجْمُ إِذَا هَوَى - (آيت : ١)
 ص : ١٥٣
 ص : ١٥٢
 ص : ٣٠٦
 ص : ٥٥٠
 ص : ٥٥٢
 ص : ٦٣٨

سُورَةُ الْقَمَرِ

أَقْرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ - (آيت ١٠)
 ص: ٢٢٥ - ٢٤١
 إِنَّ الْمُتَّقِينَ فِي جَنَّاتٍ وَنَهَرٍ فِي مَقْعَدٍ صَدُوقٍ عِنْدَ مُلِكٍ مُّقْتَدِرٍ - (آيت ٥٣-٥٥)
 ص: ٢٢٩ - ٢٨٣
 وَكُلٌّ صَغِيرٌ وَكَبِيرٌ مُسْتَطَرٌّ - (آيت ٥٣)
 ص: ٢١٢

سُورَةُ الرَّحْمَنِ

الرَّحْمَنُ ۝ عَلَّمَ الْقُرْآنَ ۝ خَلَقَ الْإِنْسَانَ ۝ عَلَّمَهُ الْبَيَانَ - (آيت ١-٢)
 ص: ١١٠
 كُلٌّ مِنْ عَلَيْهَا فَأَنْزَلَ رَبِّي وَجْهَ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ - (آيت ٢٩-٢٤)
 ص: ١٥٢
 الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ بِحُسْبَانٍ - (آيت ٥)
 ص: ١٩٣

سُورَةُ الْحَدِيدِ

ذَٰلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ - (آيت ٢١)
 ص: ١٧٣ - ٥٣٩
 يَوْمَ تَرَى الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ يَسْعَى نُورُهُمْ بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَبِأَيْمَانِهِمْ - (آيت ١٢)
 ص: ٢١٥
 وَالَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ أُولَٰئِكَ هُمُ الصَّادِقُونَ وَالشَّهَادَةُ عِنْدَ رَبِّهِمْ لَهُمْ
 أَجْرُهُمْ وَتُورَاهُمْ - (آيت ١٩)
 ص: ٣٢٢ - ٣٩٣
 لَا يَسْتَوِي مِنْكُمْ مَنْ أَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقَتْلٍ أُولَٰئِكَ أَعْظَمُ دَرَجَةً مِنَ الَّذِينَ
 أَنْفَقُوا مِنْ بَعْدِ وَقَتْلِهِمْ وَكُلًّا وُعِدَ اللَّهُ الْحَسَنَىٰ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ -
 (آيت ١٠) ص: ٣٢٢ - ٣٥٢ - ٣٩١ - ٣٩٣ - ٢٠١ - ٢٠٢ - ٢٠٣ - ٢٠٤ - ٣٠٤
 - ٢٢٤ - ٢٢٨ -
 هُوَ الَّذِي خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوَىٰ عَلَى الْعَرْشِ (آيت ٢)
 ص: ٣٥٤
 وَهُوَ مَعَكُمْ أَيْنَ مَا كُنْتُمْ - (آيت ٢)
 ص: ٣٨٤

سُورَةُ الْمَجَادِلَةِ

- أَن أَمَّهُتْهُمُ الْآلِهَةُ وَلَدْنَهُمْ - (آيت : ٢) ص : ٦٣
- يَرْفَعُ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَالَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ دَرَجَاتٍ - (آيت : ١١) ص : ١١٠
- يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نَجَّيْتُمُ الرُّسُولَ فَقَدْ مَوَّابِينَ يَدِي نَجْوَكُمْ صَدَقَةٌ - (آيت : ١٢٠) ص : ٢١٥
- أَشْفَقْتُمْ أَن تُقَدِّمُوا بَيْنَ يَدِي نَجْوَكُمْ صَدَقَاتٍ - (آيت : ١٣) ص : ٢١٥
- لَا تَجِدُ قَوْمًا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ يُوَادُّونَ مَنْ حَادَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَلَوْ كَانُوا آبَاءَهُمْ أَوْ أَبْنَاءَهُمْ أَوْ إِخْوَانَهُمْ أَوْ عَشِيرَتَهُمْ (إِلَى قَوْلِهِ تَعَالَى) إِلَّا الَّذِينَ حَزَبَ اللَّهُ هُمْ الْفَالِحُونَ - (آيت : ٢٢) ص : ٥٤٦

سُورَةُ الْحَشْرِ

- وَمَا أَتاكمُ الرُّسُولَ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَكُمُ عَنْهُ فَأَنْتَهُوا - (آيت : ٤٠) ص : ١٢٨
- وَلَكِنَّ اللَّهَ يَسْلُطُ رُسُلَهُ عَلَىٰ مَنْ يَشَاءُ - (آيت : ٦٠) ص : ٢٠٠
- أُولَئِكَ هُمُ الصَّدَاقُوتُ - (آيت : ٨٠) ص : ٢٨٨
- الْمَلِكُ الْقُدُّوسُ السَّلَامُ - (آيت : ٢٣) ص : ٣٥١
- لَا يَسْتَوِي اصْطَحِبُ النَّارَ وَاصْطَحِبُ الْجَنَّةَ اصْطَحِبُ الْجَنَّةَ هُمُ الْفَائِزُونَ - (آيت : ٢٠) ص : ٥٦٣
- وَيَتَصَرَّوْنَ اللَّهُ وَرُسُلُهُ - (آيت : ٨٠) ص : ٦٣٤

سُورَةُ الْمُتَحَنِّنَةِ

- يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا جَاءَكَ الْمُؤْمِنَاتُ يَبَايَعْنَكَ عَلَىٰ أَنْ لَا يَشْرِكْنَ بِاللَّهِ شَيْئًا وَلَا يَسْرِقْنَ وَلَا يَزْنِينَ وَلَا يَقْتُلْنَ أَوْلَادَهُنَّ وَلَا يَأْتِينَ بِهَتَّانٍ يَفْتَرِيْنَهُ بَيْنَ أَيْدِيْهِنَّ وَ أَرْجُلِهِنَّ وَلَا يَعْمِيْنَكَ فِي مَعْرُوفٍ (إِلَى قَوْلِهِ تَعَالَى) إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ - (آيت : ١٢) ص : ١٣٤ - ٢١٥

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا عِدُوِّي وَعَدُوَّكُمْ أَوْلِيَاءَ (إِلَى قَوْلِهِ تَعَالَى) تَسْرُونَ إِلَيْهِمْ بِالْمُودَةِ
وَأَنَا أَعْلَمُ بِمَا خَفَيْتُمْ وَمَا أَعْلَنْتُمْ وَمَنْ يَفْعَلْهُ مِنْكُمْ فَقَدْ سَاءَ السَّبِيلُ (إِلَى قَوْلِهِ تَعَالَى) وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ

بصير - (آيت : ٣٦١)

ص : ٥٤٨

قَدْ كَانَتْ لَكُمْ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِي إِبْرَاهِيمَ (إِلَى قَوْلِهِ تَعَالَى) وَمَنْ يَتَوَلَّ فَاتُ اللَّهِ هُوَ

ص : ٥٨٤

الغنى الحميد - (آيت : ٦٦٢)

سُورَةُ الصَّفِّ

مَّصَدَقًا لِمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرَةِ وَمُبَشِّرًا بِرَسُولٍ يَأْتِي مِنْ بَعْدِي اسْمُهُ

ص : ٥١٢ - ٢١٢

احمد - (آيت : ٦)

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقُولُوا مَا لَا تَفْعَلُونَ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللَّهِ أَنْ تَقُولُوا

ص : ٢٨٠

مَا لَا تَفْعَلُونَ - (آيت : ٢ - ٣)

سُورَةُ الْجُمُعَةِ

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نَادَى لِلصَّلَاةِ مِنْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا إِلَى ذِكْرِ اللَّهِ -

ص : ٢٠٥

(آيت : ٩)

ص : ٢٠٥

وَذَرُوا الْبَيْعَ - (آيت : ٩)

ص : ٢٢٣

ذَلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ - (آيت : ٢٢)

ص : ٢٦٣

هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا مِنْهُمْ - (آيت : ٢)

مِثْلَ الَّذِينَ حَمَلُوا التَّوْرَةَ ثُمَّ لَمْ يَحْمِلُوهَا كَمِثْلِ الْحَمَارِ يَحْمِلُ سِفَارًا لِابْنِئْسَ

مِثْلَ الْقَوْمِ الَّذِينَ كَذَبُوا بَايَاتِ اللَّهِ وَآيَاتِ اللَّهِ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ - (آيت : ٥) ص : ٥٨٩

هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا مِنْهُمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ

ص : ٦١١

وَالْحِكْمَةَ (إِلَى قَوْلِهِ تَعَالَى) وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ - (آيت : ٢ تا ٢٢)

سُورَةُ الْمُتَفِقُونَ

وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ تَعَالَوْا يَسْتَغْفِرْ لَكُمْ رَسُولُ اللَّهِ لَوَّاسُكُمْ وَسُوءُ مَا يُبْدُونَ

ص : ١٥٩ - ٢٦٣

وَهُمْ مُسْتَكْبِرُونَ - (آيت : ٥)

هَمَّ الَّذِينَ يَقُولُونَ لَا تَنْفِقُوا عَلَىٰ مَنْ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ حَتَّىٰ يَنْفَضُوا - (آيت : ٤) ص : ٢٢٦
 ذَلِكَ بِأَنَّهُمْ آمَنُوا ثُمَّ كَفَرُوا فَطُبِعَ عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ فَهُمْ لَا يَفْقَهُونَ - (آيت : ٣) ص : ٢٣٠
 نَشْهَدُ أَنَّكَ لِرَسُولِ اللَّهِ - (آيت : ١٠) ص : ٢٨٩
 وَاللَّهُ يَعْلَمُ أَنَّكَ لِرَسُولِهِ ط وَاللَّهُ لَيَشْهَدُ أَنَّ الْمُنَافِقِينَ لَكَاذِبُونَ - (آيت : ١) ص : ٣٨٩
 لَئِنْ أَرْجَعْنَا إِلَى الْمَدِينَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْأَعَزُّ مِنْهَا الْأَذَلَّ - (آيت : ٨) ص : ٥٢٢
 وَلِلَّهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُولِهِ وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَلَكِنَّ الْمُنَافِقِينَ لَا يَعْلَمُونَ - (آيت : ٨) ص : ٥٢٢-٥٢٥
 إِذَا جَاءَكَ الْمُنَافِقُونَ قَالُوا نَشْهَدُ أَنَّكَ لِرَسُولِ اللَّهِ ط وَاللَّهُ يَعْلَمُ أَنَّكَ لِرَسُولِهِ ط
 وَاللَّهُ لَيَشْهَدُ أَنَّ الْمُنَافِقِينَ لَكَاذِبُونَ - (آيت : ١) ص : ٥٩٢

سُورَةُ الطَّلَق

وَأَنَّ اللَّهَ قَدْ أَحَاطَ بِكُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا - (آيت : ١٢) ص : ١١١ - ٣٤٢
 وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ - (آيت : ٢-٣) ص : ١٩٢

سُورَةُ التَّحْرِيمِ

قُوا أَنْفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا - (آيت : ٦) ص : ١٣٢
 يَوْمَ لَا يَخْزِي اللَّهُ النَّبِيَّ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ نُورُهُمْ يَسْعَىٰ بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَبِأَيْمَانِهِمْ -
 (آيت : ٨) ص : ٢١٥ - ٢٥٩ - ٥٢٨
 أَذْكَاتٌ صِرَاطِ ابْنِ لِي عِنْدَكَ بَيْتَانِ فِي الْجَنَّةِ - (آيت : ١١) ص : ٢٢٠
 قَانَ اللَّهُ هُوَ مَوْلَاهُ وَجِبْرِيلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمَلَائِكَةُ بَعْدَ ذَلِكَ ظَهِيرٌ -
 (آيت : ٢) ص : ٥٢٩ - ٤١٨ - ٦٣٤

سُورَةُ الْمَلِكِ

خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيَاةَ - (آيت : ٢) ص : ١٢٢
 وَيَقُولُونَ مَتَىٰ هَذَا الْوَعْدُ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ط قُلْ إِنَّمَا الْعِلْمُ عِنْدَ اللَّهِ وَإِنَّمَا أَنَا نَذِيرٌ
 مُبِينٌ - (آيت : ٢٥-٢٦) ص : ١٥٢

ص: ١٩٢

الآي علم من خلق وهو اللطيف الخبير - (آيت: ١٢)

ص: ٣٤٢

انه بكل شيء بصير - (آيت: ١٩٠)

ص: ٣٨٢

ء آمنتم من في السماء - (آيت: ١٦٠)

ص: ٣٨٢

أمر آمنتم من في السماء - (آيت: ١٤٠)

سُورَةُ الْقَلَمِ

ص: ١٢٤

سَلِّمُوا إِلَيْهِمْ إِنَّهُمْ بِذَلِكَ تَارِعِينَ - (آيت: ٢٠)

ص: ٢٢٤

إِنَّ لِلْمُتَّقِينَ عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنَّاتٍ النَّعِيمِ - (آيت: ٣٢)

ص: ٥٣٩

قَالُوا الْقَلَمُ وَمَا يَسْطُرُونَ ۚ مَا أَنتَ بِنِعْمَةِ رَبِّكَ بِمَجْنُونٍ - (آيت: ١٠-٢)

ص: ٥٣٩

إِنَّ لَكَ لَأَجْرًا غَيْرَ مَنُوتٍ - (آيت: ٣٠)

ص: ٥٣٩

وَأَنَّكَ لَإَعْلَىٰ خَلْقٍ عَظِيمٍ - (آيت: ٢٠)

ص: ٥٢٠

فَسَتَبْصُرُ وَيَبْصُرُونَ ۚ بِأَيْكُمُ الْمَفْتُونُ - (آيت: ٥-٦)

ص: ٥٨٥

كَذَلِكَ الْعَذَابُ ۚ وَلَعَذَابُ الْآخِرَةِ أَكْبَرُ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ - (آيت: ٣٣)

سُورَةُ الْمَعَارِجِ

ص: ٢٨٢

إِنَّهَا لَظَىٰ ۚ نَزَّاعَةٌ لِلشَّوَىٰ ۚ - (آيت: ١٥-١٦)

ص: ٥٠١

مَنْ عَذَابٌ يَوْمَئِذٍ - (آيت: ١١)

سُورَةُ نُوحٍ

ص: ١٩٠

وَاللَّهُ جَعَلَ لَكُمُ الْأَرْضَ بِسَاطًا - (آيت: ١٩٠)

رَبِّ اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ وَلِمَنْ دَخَلَ بَيْتِي مُؤْمِنًا وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ - (آيت: ٢٨)

ص: ٢٣٤

ص: ٢٣٦

وَجَعَلَ الْقَمَرَ فِيهِنَّ نُورًا وَجَعَلَ الشَّمْسُ سِرَاجًا - (آيت: ١٦)

سُورَةُ الْحَجْنِ

وَمَتَادُونَ ذَلِكَ - (آيت ١١)

ص ١٠٢

عَلِمَ الْغَيْبُ فَلَا يَظْهَرُ عَلَى غَيْبِهِ أَحَدًا ۝ الْأَمِّنُ ارْتَضَىٰ مِنْ رَسُولٍ فَاتَّهَ بِسَلْكَ مِنْ
بَيْنَ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهِ رَصَدًا - (آيت ٢٦ - ٢٤)

ص ٢١٥ - ٣٢٣ - ٣٠٢ - ٢٢٠ - ٢٥٣ - ٢٣٦

سُورَةُ الْمَزْمَلِ

طَعَامًا ذَا غَصَّةٍ - (آيت ١٣)

ص ٩٦

ص ٥٢٢

إِنَّا سَنُلْقِي عَلَيْكَ قَوْلًا ثَقِيلًا - (آيت ٥)

ص ٥٣٠ - ٥٣١

يَأْتِيهَا الْمَزْمَلُ ۝ قَمِ الْبَلِيلُ - (آيت ١٠ - ٢)

سُورَةُ الْمُدَّثِّرِ

وَمَا يَعْلَمُ جُنُودَ رَبِّكَ إِلَّا هُوَ - (آيت ٣١)

ص ١٥٢

ص ٥٣٠ - ٥٣١

يَأْتِيهَا الْمُدَّثِّرُ ۝ قَمِ فَأَنْذِرْ - (آيت ١٠ - ٢)

سُورَةُ الْقِيَمَةِ

إِنَّا عَلَيْنَا جَمْعُهُ وَقَرِآنُهُ - (آيت ١٤)

ص ٨٣ - ٩٠

ص ١٥٥

وَجَوَّهْ يَوْمَئِذٍ نَاصِرَةٌ ۝ إِلَىٰ رَبِّهَا نَاظِرَةٌ - (آيت ٢٢ - ٢٣)

سُورَةُ الدَّهْرِ

فَجَعَلْنَاهُ سَمِيعًا بَصِيرًا - (آيت ٢)

ص ١٢٦

سُورَةُ الْمُرْسَلَاتِ

فَبَآئِ حَدِيثٍ بَعْدَ أَيُّ مَنُونٍ - (آيت ٥٠)

ص ١٢٣

سُورَةُ النَّبَاِ

- وَالْجِبَالِ اَوْتَادًا - (آيت ٤٠) ص: ١٢٠
 اَلَمْ نَجْعَلِ الْاَرْضَ مَهْدًا - (آيت ٦٠) ص: ١٢٣ - ١٨٩
 وَجَعَلْنَا الْيَلَّ لِبَاسًا - (آيت ١٠) ص: ٣٣٤

سُورَةُ الزُّرُّعَاتِ

- فَالْمَدْبُرَاتِ اَمْرًا - (آيت ٥) ص: ١٩٩ - ١٩٢ - ٢٣٠

سُورَةُ التَّكْوِيْرِ

- اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ ذِي قُوَّةٍ عِنْدَ ذِي الْعَرْشِ مَكِيْنٍ مَّطَاعِ ثُمَّ اٰمِيْنٍ - (آيت ١٩٩) ص: ١٩٩
 وَمَا تَشَاءُوْنَ اِلَّا اِنْ يَشَاءَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ - (آيت ٢٩) ص: ٢٢٠ - ٢١٠
 وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِيْنٍ - (آيت ٢٢) ص: ٣٢٣ - ٣٢٠ - ٢٢١
 فَلَا اَقْسَمُ بِالْخَنَسِ هَ الْجَوَارِ الْكُنَسِ - (آيت ١٥١ - ١٦) ص: ٥٠٩

سُورَةُ الْمَطَفِِّيْنَ

- كَذٰلِكَ رَاٰنَ عَلَىٰ قُلُوْبِهِمْ مَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ - (آيت ١٢) ص: ٢٢٠

سُورَةُ الْبُرُوْجِ

- وَاللّٰهُ مِنْ وَّرَآئِهِمْ مَّحِيْطٌ - (آيت ٢٠) ص: ٣٤٢

سُورَةُ الطَّارِقِ

- اِنَّ كُلَّ نَفْسٍ لِّمَّا عَلِيْهَا حَافِظٌ - (آيت ٢) ص: ٢٣٢
 وَمَا اَدْرَاكَ مَا الطَّارِقُ النّجْمُ الثَّاقِبُ - (آيت ٢ - ٣) ص: ٢٣٨

سُورَةُ الْأَعْلَى

يَتَجَنَّبُهَا الْأَشْقَى ۝ الَّذِي يَصْلِي النَّارَ الْكُبْرَى - (آيت : ١١ - ١٢)
سَنَبِّحُ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى - (آيت : ١)

ص : ٢٨٢
ص : ٣١٨

سُورَةُ الْغَاشِيَةِ

عَامِلَةٌ نَاصِبَةٌ ۝ تَصْلِي نَارًا حَامِيَةً - (آيت : ٣ - ٤)

ص : ٥٤٣

سُورَةُ الْبَلَد

ثُمَّ كَانَ مِنَ الَّذِينَ آمَنُوا - (آيت : ١٤)
لَا أَقْسَمُ بِهِذَا الْبَلَد ۝ وَأَنْتَ حَلَّيْهُمَا الْبَلَد - (آيت : ١٠ - ٢)

ص : ٣٤١
ص : ٥٣٥

سُورَةُ الْاِيل

وَسَيَجْزِيهَا الْاَتَقَى ۝ الَّذِي مَالَهُ يَتَزَكَّى ۝ وَمَا لِحَدِّ عِنْدَهُ مِنْ نِعْمَةٍ تُجْزَى ۝
الْاِِبْتِغَاءُ وَجْهَ رَبِّهِ الْأَعْلَى ۝ وَلَسَوْفَ يَرْضَى - (آيت : ١٤٠ تا ٢١١) ص : ٢٥١ - ٣٠٢ - ٣٣٢ - ٣٢٩
فَأَنْذَرْتُكَ نَارًا تَلْفَى ۝ لَا يَصْلَاهَا إِلَّا الْأَشْقَى ۝ الَّذِي كَذَبَ وَتَوَلَّى - (آيت : ١٦ تا ١٧)

ص : ٢٨١ - ٢٩٢ - ٣٠٢

فَسَيَسِّرُ لِّلْيسْرَى - (آيت : ٤٠)
فَسَيَسِّرُ لِّلْعُسْرَى - (آيت : ١٠)

ص : ٢٢٠
ص : ٢٢٠

سُورَةُ الضُّحَى

وَأَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ - (آيت : ١١)
وَلِلْآخِرَةِ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاَوَّلَى - (آيت : ٢)
وَلَسَوْفَ يَعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَى - (آيت : ٥)
وَالضُّحَى ۝ وَاللَّيْلُ إِذَا سَجَى - (آيت : ١ - ٢)

ص : ١٣١ - ١٣٣ - ٣٢٢ - ٣٩٥ - ٣٩٦
ص : ٢٥٩ - ٢٦٠
ص : ٢٥٩ - ٢٦١ - ٢٦٩ - ٢٧٠
ص : ٢٦٠

ص: ٥٢٠

مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلَى - (آيت ٣٠)

ص: ٥٢١

أَلَمْ يَجِدْكَ يَتِيمًا فَآوَى - (آيت ٦٠)

سُورَةُ الْاَنْشُرَاحِ

ص: ١٣٠ - ٥٥١

وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ - (آيت ٢)

ص: ٥٥٣

أَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ - (آيت ١)

سُورَةُ الْعَلَقِ

ص: ١١٠ - ٢٢٥

عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ - (آيت ٥)

ص: ٣٨٦

وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ - (آيت ١٩)

أَمْ أُرِيتِ الَّذِي يَنْهَى عَبْدًا إِذَا صَلَّى إِنْ أَرَأَيْتِ إِنْ كَانَ عَلَى الْهُدَى أَوْ أَمَرَ بِالتَّقْوَى -

ص: ٢٣٢

(آيت ٩ تا ١٢)

سُورَةُ الْبَيِّنَةِ

أَنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ أَهْلِ الْكُتُبِ وَالْمُشْرِكِينَ فِي نَارِ جَهَنَّمَ خُلِدِينَ فِيهَا أُولَئِكَ هُمْ شَرُّ الْبَرِيَّةِ إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ أُولَئِكَ هُمْ خَيْرُ الْبَرِيَّةِ - (آيت ٦ - ٤)

ص: ٥٤٠

سُورَةُ الْعَصْرِ

ص: ٥٣٥

وَالْعَصْرِ - (آيت ١)

سُورَةُ الْهُمَزَةِ

ص: ١٥٢

تَطْلُعُ عَلَى الْاَفْقِ دَاغًا - (آيت ٤)

ص: ١٥٥

فِي عَمَدٍ مُمَدَّدَةٍ - (آيت ٩)

سُورَةُ الْقُرَيْشِ

ص: ٢٦٥

سَاحِلَةُ الشَّتَاءِ وَالصَّيْفِ - (آيت : ٢)

سُورَةُ الْكَوْثِرِ

ص: ٥٢٢

أَنَا أَعْطَيْتُكَ الْكَوْثَرَ - (آيت : ١)

ص: ٥٢٣

فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَأَنْحَرْ - (آيت : ٢)

ص: ٥٢٣

إِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْأَبْتَرُ - (آيت : ٣)

سُورَةُ الْلَّهَبِ

ص: ٥٢٢

تَبَّتْ يَدَايِ الْلَّهَبِ وَتَبَّ - (آيت : ١)

ص: ٥٢٢

مَا أَغْنَىٰ عَنْهُ مَالُهُ وَمَا كَسَبَ - (آيت : ٢)

ص: ٥٢٢

سَيَصْلَىٰ نَارًا إِذَا تَلَهَّبَ - (آيت : ٣)

ص: ٥٢٢

وَأَمْرَأَتُهُ حَمَّالَةَ الْحَطَبِ - (آيت : ٤)

ص: ٥٢٢

فِي جِيدِهَا حَبْلٌ مِّن مَّسَدٍ - (آيت : ٥)

سُورَةُ الْاٰخِلَاصِ

ص: ٣٥١

وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ - (آيت : ٢)

فتاویٰ رضویہ جلد ۲۶

(۱) متبہٹی بنانے کے بارے میں فرمایا:

رہا متبہٹی کرنا، وہ شرعاً کوئی چیز نہیں،

قال الله تعالى ان امهاتهم الا اللہ ولدنہم واللہ سبحنہ وتعالیٰ اعلم۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ان کی مائیں تو وہی ہیں جن سے وہ پیدا ہوئے ہیں۔ واللہ سبحنہ وتعالیٰ اعلم (ت)

(فتاویٰ رضوی ج ۲۶ ص ۹۲)

(۲) زیدادائیگی مہر سے قبل فوت ہو گیا۔ زوجہ تقسیم مہر جبکہ ورثہ تقسیم ترکہ چاہتے ہیں۔ اس مسئلہ کا شرعی حکم بیان کرتے ہوئے فرمایا:

ادارہ مہر تقسیم ترکہ پر مقدم ہے جب تک مہر ادا یا معاف نہ ہو لے کوئی وارث کچھ نہیں پاسکتا جبکہ اس کی مقدار ترکہ سے زائد ہے۔

”قال تعالیٰ من بعد وصیۃ توصو بہا او دین بھ“

اللہ تعالیٰ نے فرمایا، اس وصیت کے بعد جو تم کو جاؤ اور قرض کے بعد۔ (ت)

مگر عین جائداد کا مہر میں دیا جانا ضروری نہیں ورثہ کو اختیار ہے کہ مہر اپنے پاس سے ادا کریں اور جائداد تقسیم ترکہ کے لئے بچالیں یا جائداد بیچ کر ادائے مہر میں صرف کی جائے۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۲۶ ص ۹۶)

(۳) ارث جبری ہے ساقط نہیں ہو سکتی نیز بیٹیوں اور شوہر کے حصہ شرعی کے بارے میں فرمایا:

یہاں تک کہ نہ مانگنا درکنار اگر وارث صراحتہ کہہ دے کہ میں نے اپنا حصہ چھوڑ دیا جب بھی اس کی

ملک زائل نہ ہوگی تو شاہ محمد عیسیٰ کے ترکہ میں بشرط عدم مانع ارث و وارث آخر و تقدیم دین و وصیت، ہر دختر سات سهام سے ایک سهم کی مالک ہوئی اور ہر دختر کے متروکہ سے بشرط مذکورہ اگر لاولد تھی شوہر نصف ورنہ ربع کا جس کے ثبوت میں دو آیہ قرآنیہ :

یوصیکم اللہ فی اولادکم للذکر مثل حظ الانثیین

اللہ تعالیٰ تمہیں حکم دیتا ہے تمہاری اولاد کے بارے میں، بیٹے کا حصہ دو بیٹیوں کے برابر ہے۔ (ت)
 وقوله تعالیٰ "ولکم نصف مما ترک انما واکم ان لم یکن لہن ولد فان کان لہن ولد فلکم الربع ما ترکن من بعد وصیة یوصین بہا و دین لہ"

اور اس کا فرمان ہے : اور تمہاری بیبیاں جو چھوڑ جائیں اس میں سے تمہیں آدھا ہے اگر ان کی اولاد نہ ہو، پھر اگر ان کی اولاد ہو تو ان کے ترکہ میں سے تمہارے چوتھائی ہے جو وصیت دہ کر گئیں اور دین نکال کر۔ (ت)
 اشباہ میں ہے :

لا یدخل ملک الانسان شئی بغیر اختیارہ الا الاراث اتفاقاً

انسان کی ملکیت میں اس کے اختیار کے بغیر کوئی شے داخل نہیں ہوتی مگر میراث بالاتفاق داخل ہوتی ہے الخ (ت)

اسی میں ہے :

لو قال الوارث توکت حق لی یبطل حقہ اذا الملك لا یبطل بالترک

اگر وارث نے کہا کہ میں نے اپنا حق چھوڑ دیا ہے تو اس کا حق باطل نہیں ہوگا کیونکہ ملک چھوڑ دینے سے باطل نہیں ہوتا۔ (ت)

(۴) عورت لاولد فوت ہوئی جس کا مہر شوہر کے ذمہ ہے تو کیا شوہر (زید) اس واجب الادا مہر میں سے نصف حصہ پاسکتا ہے؟ اس سوال کے جواب میں فرمایا :

صورت مستفسرہ میں ضرور نصف مہر ذمہ زید سے ساقط ہوا نہ بمعنی عدم وجوب راساً کہ مہر بعد تا کہ

۱۔ القرآن الکریم ۱۱/۴

۲۔ " ۱۲/۴

۳۔ الاشباہ والنظائر الفن الثالث القول فی الملک ادارة القرآن کراچی ۲۰۲/۲

۴۔ " " " احکام النقد " " ۱۹۰/۲

بالموت باین معنی قابلیت سقوط نہیں رکھتا اور غایت مذکورہ میں اگر کچھ نقص آتا تو اسی صورت سے، بلکہ معنی تملک بخلاف و وراثت زوجہ لقولہ تعالیٰ "ولکم نصف ما ترک انہن و اجکم ان لہن لہن و لکم" (اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی وجہ سے "اور تمہاری بیبیاں جو چھوڑ جائیں ان میں سے تمہیں ادا ہے اگر ان کی اولاد نہ ہو۔) اور شک نہیں کہ مہر بھی متروکہ زوجہ میں داخل ہے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۲۶ ص ۱۴۸)

(۵) زید فوت ہوا، ایک بیوی اس کی فوت ہو چکی ہے دوسری زندہ ہے، مہر دونوں کا واجب الادا ہے، زید کی اولاد بھی ہے، اور ترکہ سے پورا مہر بھی ادا نہیں ہو سکتا، تو اب حکم شرعی کیا ہے؟ اس سوال کے جواب میں فرمایا:

صورتِ مستفسرہ میں دونوں مہر اور اسی طرح اور جو دینِ ذمہ زید ہو حصہ رسد ادا کریں، پہلی بی بی اس سبب سے کہ اس کا نکاح پہلے ہوا پہلے پانے کی (کہ جب تک اس کا مہر ادا نہ ہو لے زوجہ ثانیہ کا بقیہ مہر یا اور کسی دائن کا دین ثابت ادا نہ کیا جائے) ہرگز مستحق نہیں بلکہ وہ سب ایک ساتھ ادا کئے جائیں گے اور جبکہ جائداد اور نہیں کافی نہیں دونوں مہروں اور ہر دین ثابت کو حصہ رسد ادا کیا جائے گا اور جب کچھ نہ بچے ورثہ کچھ بذریعہ وراثت نہ پائیں گے۔

قال اللہ تعالیٰ "من بعد وصیۃ تو صون بہا و دین"۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا، اس وصیت کے بعد جو تم کرجاؤ اور قرض کے بعد۔ (ت)

(فتاویٰ رضویہ ج ۲۶ ص ۱۵۰)

(۶) عصبہ بنفسہ، خصوصاً اس کی قسم چارم میں جو الفاظ "او عالیہا" ہیں ان کا ماخذ کیا ہے، اس کے بارے میں فرمایا:

ماخذ اس کا کلام اللہ عز و جل و سنت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے۔ قال اللہ تبارک و تعالیٰ:

تعالیٰ:

و ادلوا الامر حامی بعضہم اولیٰ ببعض فی کتب اللہ انت اللہ بکل شیء علیم

اور رشتہ والے ایک سے دوسرے زیادہ نزدیک ہیں اللہ کی کتاب میں۔ بیشک اللہ سب کچھ

۱۲/۴ القرآن اکرم

۱۲/۴ " ۱۲

۴۵/۸ " ۴۵

حدیث اول: عبد بن حمید و ابن جریر اپنی تفسیر میں قاعدہ سے راوی:

۱ جامع البیان (تفسیر ابن جریر) تحت الآية ۴/۱۷۹ دار احیاء التراث العربی بیروت ۵۰/۶
 الدر المنثور بحوالہ عبد بن حمید وغیرہ " " " " " " " " ۴۰۳/۲
 ۲ صحیح البخاری کتاب الفرائض باب میراث الولد من امیہ وامہ قیدی کتب خانہ کراچی ۹۹۷/۲
 صحیح مسلم کتاب الفرائض ۳۴۲/۲ و جامع الترمذی ۳۱۲/۲ و مسند احمد بن حنبل ۳۲۵/۱
 ۳ صحیح البخاری کتاب فی الاستقراض الخ باب الصلوٰۃ علی من ترک دیناً قیدی کتب خانہ کراچی ۳۲۳/۱
 " کتاب التفسیر سورة الاحزاب " " " " ۷۰۵/۲

تعالیٰ علیہ وسلم) مسلمانوں کا ان کی جان سے زیادہ مالک ہے۔ پس جو کوئی مومن مر گیا اور اس نے کوئی مال چھوڑا تو وہ اس کے قریبی وارثوں اور عصبہ کے لئے ہے جو بھی وہ ہوں، اور جس نے قرض یا کمزور اولاد چھوڑی ہو تو وہ میرے پاس آئے میں اس کا موٹی ہوں۔ اور یہ حدیث شیخین، امام احمد اور نسائی وغیرہ کے نزدیک ثابت ہے۔ (ت) (فتاویٰ رضویہ ج ۲۶ ص ۱۵۵، ۱۵۶)

(۷) کیا عصبات نسبی کا غیر موجود ہونا ممکن ہے؟ اس کے جواب میں فرمایا، ہرگز ناممکن نہیں بلکہ بارہا واقع ہوا اور خود زمانہ رسالت میں ہوا، اور اب واقع ہے اور عادتہ واقع ہوتا رہے گا۔

اولاً فرض کیجئے محسوس و ہندو و نصاریٰ یہود وغیرہم کفار کی اقوام سے ایک شخص مسلمان ہوا اور اس کے باقی رشتہ دار اپنے کفر پر ہیں ان میں ان کا عصبہ نسبی کون ہے کوئی نہیں۔
قال اللہ تعالیٰ انہ لیس من اہلک انہ عمل بغیر صالح لہ
اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وہ تیرے گھر والوں میں نہیں بیشک اس کے کام بڑے نالائق ہیں۔ (ت)
(فتاویٰ رضویہ ج ۲۶ ص ۱۵۸)

(۸) کسی کا منہ بولا بیٹا اپنے حقیقی باپ کے ترکہ سے پائے گیا نہیں۔ اس کے بارے میں فرمایا،
پسر خواندہ نہ جنیں کس را پسر میشود نہ خود بے علاقہ از پدر ان الحقائق لا تغیر، شرعاً وارث پدرست نہ اینکس دیگر، خواستہ اش حسب خواستہ است کہ وصیت کرد بدست متبنتی آمدہ باشد ایں وراثت نیست الا لاوصیۃ لوارث، قال اللہ تعالیٰ وما جعل ادعیاءکم ابناءکم“ الی قوله تعالیٰ ادعوہم لابنائہم ہوا قسط عند اللہ الایۃ، وقال اللہ تعالیٰ یوصیکم اللہ فی اولادکم للذکر مثل حظ الانثیین“
نہست خاصۃ متبنتی کہے از موانع ارث ارث پسر از پدر و ہذا اظہر من ان یتظہر۔
منہ بولا بیٹا نہ ایسے شخص کا بیٹا ہوتا ہے اور نہ ہی اپنے باپ سے بے تعلق ہوتا ہے کیونکہ حقیقتوں میں

۱۔ العتد آن الکیم ۱۱ / ۴۶
۲۔ سنن ابن ماجہ الباب الوصایا باب الاوصیۃ لوارث ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۱۹۹
۳۔ العتد آن الکیم ۳۳ / ۵۰
۴۔ ۱۱ / ۴

تغیر نہیں ہوتا۔ شرعی طور پر وہ اپنے باپ کا وارث ہے نہ کہ اس دوسرے شخص کا جس نے اُس کو منہ بولا بیٹا بنایا ہے۔ اگر دوسرا شخص چاہے تو منہ بولے بیٹے کے حق میں وصیت کر دے تاکہ اس کا مال اس کے منہ بولے بیٹے کے ہاتھ میں آجائے۔ اور یہ وراثت نہ ہوگی۔ خبردار وارث کے لئے وصیت نہیں ہوتی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”اور اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے پاکوں کو تمہارا بیٹا نہیں بنایا“ (اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد تک) ”انہیں ان کے باپ ہی کا کہہ کر پکارو یہ اللہ کے نزدیک زیادہ ٹھیک ہے“ الایہ۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”اللہ تمہیں حکم دیتا ہے تمہاری اولاد کے بارے میں“ بیٹے کا حصہ دو بیٹیوں کے برابر ہے۔ ”اور کسی کا منہ بولا بیٹا بن جانا اس کے لئے باپ کی میراث سے مانع نہیں ہوتا۔ اور یہ بات سب سے زیادہ ظاہر ہے۔ (ت)

(فتاویٰ رضویہ ج ۲۶ ص ۱۷۸، ۱۷۹)

(۹) نافرمان اولاد سخت گنہگار ہے مگر نافرمانی کی وجہ سے میراث سے محروم نہ ہوگی اگرچہ والدین لکھ دیں۔

اس مسئلہ میں ارشاد فرمایا،

اگر اللہ عز وجل والدین کو راضی کر کے اس کا گناہ معاف نہ فرمائے تو اس کی سزا جہنم ہے والعیاذ باللہ مگر میراث پر اس سے کوئی اثر نہیں پڑتا، نہ والدین کا لکھ دینا کہ ہماری اولاد میں فلاں شخص عاق ہے ہمارا ترکہ اسے نہ پہنچے اصلاً و مجرداً ہو سکتا ہے کہ اولاد کا حق میراث قرآن عظیم نے مقرر فرمایا ہے۔

قال اللہ تعالیٰ ”یوصیکم اللہ فی ادلاکم للذکر مثل حظ الانثیین۔“

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ تمہیں حکم دیتا ہے تمہاری اولاد کے بارے میں بیٹے کا حصہ

دو بیٹیوں کے برابر ہے۔ (ت)

والدین خواہ تمام جہان میں کسی کا لکھا اللہ عز وجل کے لکھے پر غالب نہیں آ سکتا و لہذا تمام کتب فرائض

فقہ میں کسی نے اسے موافق وارث سے نہ گنا۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۲۶ ص ۱۸۱، ۱۸۲)

(۱۰) مولوی عبدالحی لکھنوی کے ایک فتویٰ کی رو سے بہن کو بیوی کا حصہ نکال کر نصف باقی ملنا لازم آتا ہے،

اعلحضرت علیہ الرحمہ مولوی صاحب کی اس لغزش کی نشان دہی کرتے ہوئے فرماتے ہیں،

اس تقدیر پر بہن کا حصہ نصف باقی بعد فرض الزوج ہو جائے گا یعنی زوجہ کا حصہ نکال کر جو بچا

اس کا آدھا، حالانکہ نص قطعی قرآن عظیم سے بہن کا سہم نصف کل متروکہ تھا۔

قال اللہ تعالیٰ ”ان امرؤ اھلک لیس لہ ولد ولہ اخت فلھا

نصف ما ترک ہے

اللہ تعالیٰ نے فرمایا، اگر کسی مرد کا انتقال ہو جو بے اولاد ہے اور اس کی ایک بہن ہو تو ترک میں اس کی بہن کا آدھا ہے۔ (ت)

لا جرم یہ سراسر غلط اور حسب تصریح علمائے کرام خلاف اجماع ہے۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۲۶ ص ۲۱۵، ۲۱۶)

(۱۱) شوھر مقروض کے ترکہ سے بیوی اپنا آٹھواں حصہ الگ کر کے دیون دوسرے وارثوں کے سہام پر ڈالنا چاہتی ہے۔ اس کے بارے میں ارشاد فرمایا،

عورت کا مہر اگر باقی ہے تو وہ بھی مثل سائر دیون ایک دین ہے اس کے ذریعہ سے حصہ رسد ثمن میں نصف ثلث کم زائد جو کچھ بڑے اپنے لئے بچا سکتی ہے مگر یہ خواہش کہ ترکہ سے اپنا ثمن حتی زوجیت بذریعہ ورثہ جدا کرے اور دیون صرف دیگر ورثہ سہام پر ڈالے محض باطل تغیر حکم شرع ہے۔

قال تعالیٰ "فلھن الثمن مما ترکتم من بعد وصیة توصون بہا و دین ۛ"

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ان (بیویوں) کے لئے آٹھواں حصہ ہے اس وصیت کو نکالنے کے بعد جو

تم کر جاؤ اور قرض کی ادائیگی کے بعد۔ (ت) (فتاویٰ رضویہ ج ۲۶ ص ۲۷۸، ۲۷۹)

(۱۲) ترکہ میں سے لڑکیوں کو حصہ نہ دینے والوں کے بارے میں فرمایا،

لڑکیوں کو حصہ نہ دینا حرام قطعی ہے اور قرآن مجید کی صریح مخالفت ہے۔

قال اللہ تعالیٰ "یوصیکم اللہ فی ادکادکم للذکر مثل حظ الانثیین ۛ"

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: اللہ تعالیٰ تمہیں حکم دیتا ہے تمہاری اولاد کے بارے میں کہ بیٹے کا

حصہ دو بیٹیوں کے برابر ہے۔ (ت)

ابن ماجہ وغیرہ کی حدیث میں ہے رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

من فر من میراث و امرثہ قطع اللہ میراثہ من الجنة ۛ

۱۔ القرآن الکریم ۴/۱۷۶

۲۔ " ۴/۱۲

۳۔ " ۴/۱۱

۴۔ سنن ابن ماجہ کتاب الوصایا باب الحیف فی الوصیۃ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۱۹۸

جو اپنے وارث کو میراث پہنچے سے بھاگے گا اللہ تعالیٰ جنت سے اس کی میراث قطع فرما دے گا۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۲۶ ص ۳۱۴)

(۱۳) باپ کی اجازت کے بغیر غیر کفو میں نکاح کرنے والی لڑکی اپنے باپ کے ترکہ سے محروم نہیں ہوتی چنانچہ اس سلسلہ میں فرمایا:

پھر اگر غیر کفو کے معنی یہ ہیں کہ جس سے نکاح ہوا وہ مذہب یا نسب یا چال چلن یا پیشہ میں ایسا کم ہے کہ اس کے ساتھ اس عورت کا نکاح اس کے باپ کے لئے باعث تنگ و عار ہو تو وہ نکاح برے سے ہوا ہی نہیں محض باطل ہے اگر قربت ہوگی زنا ہوگی ان دونوں مرد و عورت پر فوراً جُدا ہو جانا لازم ہے بایں ہمہ لڑکی ترکہ سے محروم نہ ہوگی۔

قال الله تعالى يوصيكم الله في اولادكم للذكر مثل حظ الانثيين ۱۱

اللہ تعالیٰ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ تمہیں حکم دیتا ہے تمہاری اولاد کے بارے میں کہ بیٹے کا حصہ

(فتاویٰ رضویہ ج ۲۶ ص ۳۱۵)

دو بیٹیوں کے برابر ہے۔

(۱۴) مرتد کی امامت کے بارے میں فرمایا:

اس کی امامت کے کیا معنی جو اس کی اس حالت پر آگاہ ہو کہ اسے قابل امامت جانے کا اس کی نماز

درکنار ایمان بھی نہ رہے گا،

لان من شك في عذابه وكفره فقد كفر ۱۲

اس لئے کہ جو اس کے عذاب اور کفر میں شک کرے وہ خود کافر ہے۔ (ت)

قال الله تعالى ولا تركنوا الى الذين ظلموا فتمسكم النار ۱۳

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اور ظالموں کی طرف نہ جھکو کہ تمہیں آگ چھوئے گی (ت)

وقال الله تعالى واما ينسينك الشيطان فلا تقعد بعد الذكرى مع القوم الظالمين ۱۴

۱۱ القرآن الکریم ۱۱/۳

۱۲ حسام الحرمین مکتبہ نبویہ لاہور ص ۱۲

۱۳ الدر المختار کتاب الجہاد باب المرتد مطبع مجتہائی دہلی

۳۵۶/۱

۱۴ القرآن الکریم ۱۱/۱۳

۱۵ " ۶۸/۶

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اور جو کہیں تجھے شیطان بھلا دے تو یاد آنے پر ظالموں کے پاس نہ بیٹھ۔ (ت) (فتاویٰ رضویہ ج ۲۶ ص ۳۱۸)

(۱۵) کیا زید کے مسلمان بچے زید کی ہندو ماں کو پرورش کے لئے دیئے جاسکتے ہیں؟ اس سوال کے جواب میں فرمایا:

زید کی ماں یا کسی ہندو کا ان میں کچھ حق نہیں۔ قرآن عظیم میں ہے:
لَنْ يَجْعَلَ اللَّهُ لِلْكَافِرِينَ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ سَبِيلًا
اور اللہ تعالیٰ ہرگز کافروں کو مومنین پر کوئی راہ نہیں دے گا۔ (ت)
(فتاویٰ رضویہ ج ۲۶ ص ۳۲۷)

(۱۶) متبنتہ کرنے اور اس کو وارث بنانے سے متعلق حکم شرعی کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا:
متبنتہ کرنا اسلام میں کچھ اصل نہیں رکھتا، نہ وہ وارث ہو سکے۔

قال الله تعالى ادعوهم لأبائهم هو اقسط عند الله فان لم تعلموا آبائهم فاخوانكم في الدين وهو اليكم

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: انھیں ان کے باپ ہی کا کہہ کر پکارو یہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک زیادہ ٹھیک ہے پھر اگر تمہیں ان کے باپ معلوم نہ ہوں تو دین میں تمہارے بھائی ہیں اور بشریت میں تمہارے چچا زاد۔ (ت)
(فتاویٰ رضویہ ج ۲۶ ص ۳۳۱، ۳۳۲)

(۱۷) متبنتہ کے بارے میں ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے فرمایا:

اگر یہ بیان صحیح ہے تو مولوی یعقوب علی خاں صاحب وزیر خاں کے سپر ہیں، نواب غلام احمد خاں سے کوئی تعلق نہیں، متبنتہ بنانے کا مسئلہ ہنود کے یہاں ہے شریعتِ مطہرہ نے اسے باطل فرما دیا ہے۔

قال الله تعالى ادعوهم لأبائهم هو اقسط عند الله فان لم تعلموا آبائهم فاخوانكم في الدين وهو اليكم وقال الله تعالى ما كان محمد اباً احداً من رجاكم ولكن رسول الله وخاتم النبيين وقال الله تعالى لكيلا يكون على المؤمنين حرج

فی ازدواج ادعیائہم

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ انھیں ان کے باپ ہی کا کہہ کر پکارو یہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک زیادہ ٹھیک ہے پھر اگر تمہیں ان کے باپ معلوم نہ ہوں تو دین میں تمہارے بھائی ہیں اور بشریت میں تمہارے چچ زاد۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں، ہاں اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور سب نبیوں میں پچھلے۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ مسلمانوں پر کچھ حرج نہ رہے ان کے لئے پالکوں کی بیویوں میں۔ (ت)

(فتاویٰ رضویہ ج ۲۶ ص ۳۳۳، ۳۳۴)

(۱۸) دنیوی فائدے کے لئے اپنے آپ کو ہندو دھرم شاستر کا پابند بنانے اور اپنے خاندان کو اس کی طرف منسوب کرنے والے شخص کے بارے میں فرمایا:

اپنے دنیوی فائدے مال حرام خلاف شرع ملنے کے لئے اپنے آپ کو برخلاف احکام قرآن مجید ہندو دھرم شاستر کا پابند بنانا معاذ اللہ اپنے کفر کا اقرار کرنا ہے اور اپنے سارے خاندان کی طرف اُسے نسبت کرنا سارے خاندان کو کافر بنانا ہے، ایسے لوگوں کو تجدید اسلام کا حکم ہے پھر از سر نو اپنی عورتوں سے نکاح کریں۔

قال اللہ تعالیٰ ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولئک ہم الکفرون۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔
اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اور جو اللہ کے آواز سے حکم نہ کرے وہی لوگ کافر ہیں۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ (ت)
(فتاویٰ رضویہ ج ۲۶ ص ۳۴۱)

(۱۹) قانونِ شریعت کے بجائے ہندو مذہب کے مطابق میراث لینے اور دینے والوں کے بارے میں فرمایا:

قال اللہ عز وجل ألم ترالی الذین یزعمون انہم امنوا بما انزل الیک وما انزل من قبلک یریدون ان یتحاکموالی الطاغوت وقد امروا ان یکفوا بہ ویرید الشیطن ان یضلہم ضلالا بعیدا۔

(اللہ عز وجل نے فرمایا:) کیا تم انھیں نہیں دیکھتے جن کا زبانی دعویٰ تو یہ ہے کہ وہ ایمان لائے اس پر جو تمہاری طرف آتا رہا اور جو تم سے پہلے آتا رہا، پھر فیصلہ چاہتے ہیں کفر کا، اور انھیں حکم

لہ القرآن الکریم ۳۳/۳۴

۵/۴۴

۴/۶۰

تو یہ تھا کہ اس سے انکار کریں، اور شیطان چاہتا ہے کہ انھیں گمراہ کر کے دُور بھینک دے۔

جو لوگ شریعتِ مطہرہ کے خلاف میراث مانگیں یا بیس یا بخوشی دیں یا اس میں سعی کریں سب گمراہ ہیں اور عذابِ شدید کے سزاوار، اور اگر اسے پسند کریں تو کھلے کفار۔ بہر حال وہ مال اُن کے لئے حرام و قطعہ نارا، اور جو مجبور ہو کر دے وہ مظلوم و معذور۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۲۶ ص ۳۴۷)

(۲۰) جس بیٹے کو والد عاق قرار دے دے وہ والد کا وارث بنے گا یا نہیں؟ اس کے جواب میں فرمایا، اولاد کسی طرح اولاد ہونے سے خارج نہیں ہو سکتی سوا کفر کے، والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ اور کسی طرح ترکہ سے محروم نہیں ہو سکتی سوا مانعِ خمسہ معلومہ کے کہ دین مختلف ہو یا دار مختلف یا مملوک ہو یا معاذ اللہ مورث کو قتل کئے یا دونوں کا اس طرح انتقال ہو کہ معلوم نہ ہو ان میں پہلے کون مرا، ان کے سوا وہی عام حکم ہے کہ،

یوصیکم اللہ فی اولادکم للذکر مثل حظ الانثیین۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

اللہ تعالیٰ تمہیں حکم دیتا ہے تمہاری اولاد کے بارے میں کہ بیٹے کا حصہ دو بیٹیوں کے برابر ہے۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۲۶ ص ۳۴۹)

واللہ تعالیٰ اعلم۔ (ت)

(۲۱) ایک شخص ایک بیٹی، دو حقیقی بہنیں، چار بھتیجے اور ایک بیوی چھوڑ کر فوت ہوا، اس کے ترکہ کی تقسیم کے بارے میں فرمایا،

صورتِ مستفسرہ میں حسب شرائط فالض ترکہ اس شخص کا سولہ سہام ہو کر دو سہام اس کی زوجہ اور آٹھ سہام دختر اور تین تین سہم بہرہن کو ملیں گے اور بھتیجے کچھ نہ پائیں گے۔ اللہ عز و جل فرماتا ہے:

فان کان لکم ولد فلمن الثمن مما ترکتم۔

پھر اگر تمہاری اولاد ہو تو ان (بیویوں) کا تمہارے ترکہ میں سے آٹھواں حصہ ہے (ت)

اور فرماتا ہے،

وان کانت واحدة فلها النصف۔

اور اگر ایک لڑکی ہو تو اس کا حصہ آدھا ہے (یعنی ترکہ کا نصف)۔ (ت)

حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

۱۱ / ۴ القرآن الکریم

۱۲ / ۴ " "

۱۱ / ۴ " "

اجعلوا الاخوات مع البنات عصبة۔

بہنوں کو بیٹیوں کے ساتھ عصبہ بنا دو۔ (ت)

اور اللہ عزوجل فرماتا ہے،

واولوا الارحام بعضهم اولى ببعض في كتاب الله

اور رشتہ والے ایک دوسرے سے زیادہ نزدیک ہیں اللہ کی کتاب میں۔ (ت)

جو لوگ بیٹیوں اور بہنوں کو ترکہ نہیں دیتے قرآن مجید کے خلاف ہیں، اور جن کا یہ قول ہو کہ ان کو میت کے مال سے کچھ نہیں پہنچتا جس کے ظاہر معنی یہ ہیں کہ ان کا ترکہ میں کوئی حق نہیں ہوتا یہ صریح کلمہ کفر ہے، ایسوں پر تو یہ فرض ہے نئے سرے سے کلمہ اسلام پڑھیں اس کے بعد اپنی عورتوں سے نکاح دوبارہ کریں۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۲۶ ص ۳۵۲، ۳۵۳)

(۲۲) کچھ ہندو مسلمان ہو گئے مگر اسلامی قانونِ وراثت کو نہیں مانتے، ان کے بارے میں حکم شرع کیا ہے؟ اور کیا وہ مسجد کے متولی ہو سکتے ہیں؟ اس سوال کا جواب دیتے ہوئے فرمایا،

یہ لوگ ہرگز مسلمان نہیں، اگر مسلمان ہوئے بھی تھے تو دوبارہ وراثت احکام شرعیہ ماننے سے انکار کر کے مرتد ہو گئے، وہ مسجد کے متولی کئے جاسکتے ہیں نہ اوقافِ مسلمین کے۔

قال الله تعالى فلا و سربك لا يؤمنون حتى يحكموك فيما شجر بينهم ثم لا يجدوا في

الفسهم حرجا مما قضيت ويسلموا تسليما

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تو اے محبوب! تمہارے رب کی قسم وہ مسلمان نہ ہوں گے جب تک آپس کے جھگڑے میں تمہیں حاکم نہ بنائیں پھر جو کچھ تم حکم فرما دو اپنے دلوں میں اس سے رُکاوٹ نہ پائیں اور دل سے مان لیں۔ (ت)

(فتاویٰ رضویہ ج ۲۶ ص ۳۵۲)

(۲۳) زید نے بوقتِ نکاح زوجہ کے لئے مہرِ معلول رکھا جو بعد از مدتِ طویلہ بواسطہ کچھری ادا ہوا۔ زید کے مرنے کے بعد اس کی زوجہ وارث ہے یا نہیں کیونکہ طلاق کا کوئی ثبوت تقریری و تحریری نہیں ہے۔

۱۔ سنن الدارمی کتاب الفرائض باب فی بنت و اخت حدیث ۲۸۸۴ دار المحاسن للطباعة القاہرہ ۲/۲۵۱

السراجی فی المیراث فصل فی النساء مکتبہ ضیائیہ راولپنڈی ص ۱۶

۲۔ القرآن الکریم ۸/۷۵

۳۔ ۴۵/۴

اس سوال کے جواب میں فرمایا :

مہر عجل کا ادا کرنا پیش رخصت ضرور ہوتا ہے اور اگر عورت قبل رخصت نہ مانگے تو جب طلب کرے اس کا ادا کرنا کسی طرح طلاق دینے کی دلیل کیا شبہ بھی نہیں ہو سکتا اور بے ثبوت شرعی طلاق ہرگز نہیں مانی جاسکتی عورت ضرور مستحق میراث ہے۔

قال اللہ تعالیٰ "ولہن السبع مما ترکتم ان لکم ولدا فان کان لکم ولد فلہن الثمن مما ترکتم من بعد وصیۃ توصلون بہا و دین" ۱

اللہ تعالیٰ نے فرمایا : اور تمہارے ترکہ میں عورتوں کا چوتھائی حصہ ہے اگر تمہاری اولاد نہ ہو، پھر اگر تمہاری اولاد ہو تو ان کا تمہارے ترکہ میں سے آٹھواں حصہ ہے بعد اس کے جو وصیت تم کر جاؤ اور قرض نکال کر۔ (ت)
(فتاویٰ رضویہ ج ۲۶ ص ۳۵۶)

(۲۴) اثاث کو ترکہ سے محروم سمجھنے والوں کے بارے میں فرمایا :

اثاث کو محروم کرنا حرام قطعی ہے، ہنود کا اتباع اور شریعت مطہرہ سے منہ پھیرنا ہے جبکہ اس میں نابالغوں کا حق مخلوط ہے اور معلوم ہے کہ یہ خالص اپنے حصے سے نہیں کرتے بلکہ کل کو اپنا ہی حصہ جانتے ہیں تو اس میں سے نہ کھانا جائز نہ کچھ لینا۔

قال اللہ تعالیٰ "ان الذین یا کون اموال الی شئی ظلمنا انما یا کون فی بطونہم نامرا و سیصلون سعیرا" ۲

(اللہ تعالیٰ نے فرمایا) وہ جو یتیموں کا مال ناحق کھاتے ہیں وہ اپنے پیٹوں میں نہیں بھرتے مگر آگ اور عنقریب بھڑکتی آگ میں جائیں گے۔ (ت)
(فتاویٰ رضویہ ج ۲۶ ص ۳۶۶)

(۲۵) ہاروت و ماروت کی حقیقت کے بارے میں سوال کا جواب دیتے ہوئے فرمایا :

ان کو جن یا انس مانا جائے جب بھی درازی عمر مستبعد نہیں۔ سیدنا خضر و سیدنا الیاس و سیدنا عیسیٰ صلوات اللہ تعالیٰ و سلامہ علیہم انس ہیں اور ابلیس جن ہے۔

اور راجح یہی ہے کہ ہاروت و ماروت دو فرشتے ہیں جن کو رب عز و جل نے ابتلائے خلق کے لئے مقرر فرمایا کہ جو سحر سیکھنا چاہے اسے نصیحت کریں کہ :

انما نحن فتنة فلا تكفر ۱؎

ہم تو آزمائش ہی کے لئے مقرر ہوئے ہیں تو کفر نہ کرو۔

اور جو نہ مانے اپنے پاؤں جہنم میں جائے اسے تعلیم کریں تو وہ طاعت میں ہیں نہ کہ معصیت میں۔

بہ قال اکثر المفسرين على ما عثر اليهم في الشفاء الشريف ۲؎

اکثر مفسرین نے یہی کہا ہے جیسا کہ شفاء شریف میں یہی ان کی طرف منسوب ہے (ت)

(فتاویٰ رضویہ ج ۲۶ ص ۳۹۷)

(۲۶) اعراب قرآن کی ایجاد کس سنہ میں ہوئی اور اس کا بانی کون ہے؟ اس سوال کے جواب میں فرمایا،

زمین عبدالملک بن مروان میں اس کی درخواست سے مولیٰ علیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کے شاگرد رشید

حضرت ابو الاسود دؤلی نے یہ کارنیک کیا، بدعت حسنہ تھا، اور تمام ممالک عجم میں یقیناً واجب کہ عام لوگ اس کے

اس کی صحیح تلاوت نہیں کر سکتے۔ بدعت ضلالت وہ ہے کہ رد و مزاحمت سنت کرے، اور یہ تو مؤید و معین سنت،

بلکہ ذریعہ ادا کے فرض ہے،

فان الحسن حرام بلا خلاف كما في العلمیة فتو کہ فرض و هذا سبيله -

کیونکہ الحسن بلا خلاف حرام ہے جیسا کہ عالمگیری میں ہے۔ لہذا اس کا چھوڑنا فرض ہے اور یہ اس سے

(فتاویٰ رضویہ ج ۲۶ ص ۳۹۹)

بچنے کا راستہ ہے۔ (ت)

(۲۷) حضرت خضر و الیاس علیہما السلام کے آپس میں رشتہ داری کے بارے میں سوال کا جواب دیتے ہوئے

فرمایا،

سیدنا الیاس علیہ السلام نبی مرسل ہیں،

قال الله تعالى "ات الیاس لمن المرسلین ۳؎"

اللہ تعالیٰ نے فرمایا، بیشک الیاس (علیہ السلام) مرسلین میں سے ہیں (ت)

۱؎ القرآن الکریم ۲/۱۰۲

۲؎ الشفاء بتعريف حقوق المصطفیٰ فصل فی القول فی عصمة الملائكة دار الكتب العلمیة بیروت ۲/۱۰۹

۳؎ فتاویٰ ہندیہ کتاب الکراہیۃ الباب الرابع نورانی کتب خانہ پشاور ۵/۳۱۷

۴؎ القرآن الکریم ۳۷/۱۲۳

اور سیدنا خضر علیہ السلام بھی جمہور کے نزدیک نبی ہیں اور ان کو خاص طور سے علم غیب عطا ہوا ہے۔
 قال اللہ تعالیٰ "وَعَلَّمْنَاهُ مِنْ لَدُنَّا عِلْمًا"

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اور ہم نے اسے اپنا علم لدنی عطا فرمایا۔ (ت)

یہ دونوں حضرات ان چار انبیاء میں ہیں جن کی وفات ابھی واقع ہی نہیں ہوئی۔ دو آسمان پر زندہ اٹھا لئے گئے، سیدنا ادریس و سیدنا عیسیٰ علیہما الصلوٰۃ والسلام۔ اور یہ دونوں (خضر اور الیاس) زمین پر تشریف فرما ہیں، دریا خضر علیہ السلام کے متعلق ہے اور خشکی سیدنا الیاس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے۔ دونوں صاحبان حج کو ہر سال تشریف لاتے ہیں، بعد حج آب زمزم شریف پیتے ہیں کہ وہی سال بھر تک ان کے کھانے پینے کو کفایت کرتا ہے۔ دونوں صاحب اور تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام آپس میں بھائی ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

الانبياء بنو علات

سارے نبی آپس میں بھائی ہیں (ت)

اس کے سوا ان دونوں صاحبوں کا اور کوئی رشتہ معلوم نہیں۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۲۶ ص ۴۰۱، ۴۰۲)

(۲۸) زمانہ جاہلیت میں مہینوں کی تعیین کے بارے میں فرمایا:

لكنی اقول وبالله التوفیق (لیکن میں اللہ تعالیٰ کی توفیق سے کہتا ہوں۔ ت) مہینے زمانہ جاہلیت میں معین نہ تھے اہل عرب ہمیشہ شہر حرم کی تقدیم تاخیر کر لیتے جس کے سبب ذی الحجہ ہر ماہ میں دورہ کر جاتا۔
 قال اللہ تعالیٰ انما النسئ نریادة فی الکفر یضل به الذین کفروا یحلونہ عاصدا یحرمونہ عاصدا لیا طوا عداۃ ما حرم اللہ

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ان کا مہینے پیچھے ہٹانا نہیں مگر اور کفر میں بڑھنا، اس سے کافر بہکائے جاتے ہیں، ایک برس اسے حلال ٹھہراتے ہیں اور دوسرے برس اسے حرام مانتے ہیں کہ اس گنتی کے برابر

۱۔ القرآن الکریم ۱۸/۶۵

۲۔ مسند احمد بن حنبل عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۲/۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵

صحیح البخاری کتاب الانبیاء باب قول اللہ تعالیٰ واذکرن فی الکتاب مریم قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۳۸۹

صحیح مسلم کتاب الفضائل باب فضائل عیسیٰ علیہ السلام " " " ۲/۲۶۴، ۲۶۵

۳۔ القرآن الکریم ۹/۳۷

ہو جائیں جو اللہ تعالیٰ نے حرام فرمائی (ت)

یہاں تک کہ صدیق اکبر و مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہما نے جو ہجرت سے نویں سال حج کیا وہ مہینہ واقع میں ذیقعدہ تھا سال دہم میں ذی الحجہ اپنے ٹھکانے سے آیا سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حج فرمایا اور ارشاد کیا :

ان الزمان قد استدار کھیاة یوم خلق السموات والارض الحدیث ،
رواہ الشیخان۔

یعنی زمانہ دورہ کر کے اُسی حالت پر آ گیا جس پر روز تخلیق زمین و آسمان تھا اس حدیث کو امام بخاری و امام مسلم نے روایت فرمایا ہے (ت)

(فتاویٰ رضویہ ج ۲۶ ص ۴۰۹، ۴۱۰)

(۲۹) بارہ اماموں کے بارے میں سوال کا جواب دیتے ہوئے فرمایا :

اگر امامت بمعنی خلافت عامہ مراد ہے تو وہ ان میں صرف امیر المومنین مولیٰ علی و سیدنا امام حسن مجتبیٰ کو ملی اور اب سیدنا امام مہدی کو ملے گی و بس رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین ، باقی جو منصب امامت ولایت سے بڑھ کر ہے وہ خاصہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام ہے جس کو فرمایا :
انی جاعلک للناس اماماً (میں تمہیں لوگوں کا پیشوا بنانے والا ہوں۔ ت)

عہ اس پر اعتراض ہے کہ بروز عرفہ صدیق و مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اعلان احکام الہیہ فرمایا جسے رب عز وجل نے و اذان من اللہ و رسوله الی الناس یوم الحج الاکبر ان اللہ برئ من المشرکین و رسوله (اور منادی پکار دیتا ہے اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے سب لوگوں میں بڑے حج کے دن کہ اللہ بیزار ہے مشرکوں سے اور اس کا رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ ت) فرمایا اگر وہ ذی الحجہ نہ ہوتا ایسا نہ فرماتا اقول و فیہ نظر بوجوہ فامل منه غفرلہ (میں کہتا ہوں اس میں کئی وجوہ سے نظر ہے پس غور کرو۔ ت)

صحیح البخاری کتاب التفسیر سورۃ برآۃ باب قوله ان عدة الشهور الا قديمة کتب خانہ پشاور ۶۷۲/۲
صحیح مسلم کتاب القسامة باب تغلیط تحريم الدمار " " " ۶۰/۲
القرآن الکریم ۱۲۴/۲
القرآن الکریم ۳/۹

وہ امامت کسی غیر نبی کے لئے نہیں مانی جاسکتی۔

اطيعوا الله واطيعوا الرسول واولى الامر منكم

حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا اور ان کا جو تم میں حکومت والے ہیں۔ (ت)
ہر نبی کی امامت اولی الامر منکم تک ہے جسے فرمایا،
وجعلنہم ائمة یہدون بامرنا۔

اور ہم نے انھیں امام کیا کہ ہمارے حکم سے بلاتے ہیں۔ (ت)

مگر اطیعوا الرسول کے مرتبہ تک نہیں ہو سکتی اس حد پر ماننا جیسے روافض مانتے ہیں صریح ضلالت و
بے دینی ہے۔ امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک تو بلاشبہ یہ حضرات مجتہدین و ائمہ مجتہدین تھے
اور باقی حضرات بھی غالباً مجتہد ہوں گے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۲۶ ص ۴۳۰، ۴۳۱)

(۴۰) سورۃ فاتحہ کے شان نزول سے متعلق سوال کا جواب دیتے ہوئے فرمایا،

سورۃ فاتحہ رحمت الہی ہے، دُعا و ثنا ہے کہ رب عزوجل نے اپنے بندوں کو تعلیم فرمائی، کسی
خاص واقع کے لئے اس کا نزول نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم (فتاویٰ رضویہ ج ۲۶ ص ۴۳۵)

(۴۱) آیت کریمہ ”انما اموالکم واولادکم فتنۃ“ اور آیت کریمہ ”یا ایہا الذین لا تلہکم اموالکم
واولادکم عن ذکر اللہ“ کے مسدق کے بارے میں سوال آیا۔ اس کے جواب میں فرمایا،

یہ خطاب عام ہے خاص اشخاص اس سے مراد نہیں، سب مسلمانوں سے فرمایا جاتا ہے
کہ تمھارے مال و اولاد آزمائش ہیں ایسا نہ ہو کہ ان کے سبب یاد الہی سے تم غافل ہو جاؤ اور جو
ایسا کرے گا وہ نقصان پائے گا۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۲۶ ص ۴۳۵، ۴۳۶)

(۴۲) ایک سوال کہ خضر علیہ السلام مالک بری ہیں یا بحری اور ادریس علیہ السلام اب کہاں ہیں؟ اس کے جواب
میں فرمایا،

مالک بحر و بر و ہر خشک و تر اللہ عزوجل ہے اور اس کی عطا سے حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم،
حضور کی نیابت سے خضر علیہ السلام کے تصرفات خشکی و دریا دونوں میں ہیں۔ ادریس علیہ السلام آسمان پر ہیں،
قال اللہ تعالیٰ ”ورفعنہ مکانا علیا“ (اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے اور ہم نے اسے بلند مکان پر اٹھالیا) (ت)
(فتاویٰ رضویہ ج ۲۶ ص ۴۳۰، ۴۳۱)

(۳۳) معراج شریف سے متعلق ایک روایت کے بارے میں سوال کا جواب دیتے ہوئے فرمایا،
یہ روایت بعض کتب تصوف میں ہے، حدیث میں اس کی کچھ اصل نہیں، اور ہو تو وہ عالم مثال کی
تصویریں ہیں۔

قال الله تعالى "وان من شئ الا عندنا خزائنه وما ننزله الا بقدر معلوم" ^۲
اللہ تعالیٰ نے فرمایا، اور کوئی چیز نہیں جس کے ہمارے پاس خزانے نہ ہوں، ہم اسے نہیں اتارتے
مگر ایک معلوم انداز سے۔ (ت) (فتاویٰ رضویہ ج ۲۶ ص ۲۳۷)
(۳۴) تاریخ جمع و تدوین قرآن اور اس کو حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف منسوب کرنے کا سبب
بیان کرتے ہوئے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے ایک مستقل رسالہ تحریر فرمایا جو مندرجہ ذیل ہے،

جمع القرآن وبمَعزوه لعثمان (۱۳۲۲ھ)

(قرآن کو جمع کرنا اور اس کی نسبت حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف کیوں کرتے ہیں)

بسم الله الرحمن الرحيم

نحمدك ونصلی علی رسولك الكريم

۱۳ جمادی الاولیٰ ۱۳۲۲ھ

مسئلہ ۲۴۸ از شہر کتبہ بریلی

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس امر میں کہ قرآن شریف حضرت عثمان غنی رضی اللہ
تعالیٰ عنہ نے جمع کیا تھا یا ان سے پہلے بھی کسی نے جمع کیا؟ اور یہ جو سنا جاتا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ
نے جمع کیا، اور ان کا جمع کیا ہوا مہ فون کر دیا گیا یہ سچ ہے یا غلط؟ بیٹنوا توجسدوا (بیان فرمائیے اجریئے جاؤ گے۔ ت)

الجواب

قرآن عظیم کی جمع و ترتیب آیات و تکمیل تفصیل سورۃ نہ اقدس حضور پر نور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں
بامر الہی حبیب بن جبریل امین علیہ الصلوٰۃ والسلام وارشاد تعلیم حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم واقع ہوئی تھی،
مگر قرآن عظیم صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے سینوں اور متفرق کاغذوں، پتھروں کی تختیوں، بکری دُنبے کی پوستوں، شانوں

زمانہ اقدس حضور پر نور صلوات اللہ تعالیٰ وسلا علیہ میں کہ قرآن عظیم نیا نیا اتر ا تھا اور ہر قوم و قبیلہ کو اپنے مادری
 لہجہ قدیمی عادات کا دفعۂ بدل وینا دشوار تھا آسانی فرمائی گئی تھی کہ ہر قوم عرب اپنے طرز و لہجہ میں قرأت قرآن عظیم کرے،
 زمانہ نبوت کے بعد شدہ شدہ اقوام مختلفہ سے بعض بعض لوگوں کے ذہن میں جم گیا جس لہجہ و لغت میں ہم پڑھتے ہیں اسی
 میں قرآن کریم نازل ہوا ہے یہاں تک کہ زمانہ امیر المومنین عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں بعض لوگوں کو اس بات پر
 باہم جنگ و جدل و زد و کوب کی نوبت پہنچی یہ کہتا تھا قرآن اس لہجہ میں ہے وہ کہتا تھا نہیں بلکہ دوسرے میں ہے
 ہر ایک اپنے لغت پر دعویٰ کرتا تھا، جب یہ خبر امیر المومنین عثمان غنی کو پہنچی فرمایا ابھی سے تم میں اختلاف پیدا ہوا تو
 آئندہ کیا امید ہے۔ لہذا حسب مشورہ امیر المومنین سیدنا علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم و دیگر اعیان صحابہ
 رضی اللہ تعالیٰ عنہم یہ قرار پایا کہ اب ہر قوم کو اس کے لب و لہجہ کی اجازت میں مصلحت نہ رہی بلکہ فتنہ اٹھتا ہے لہذا
 تمام امت کو خاص لغت قریش پر جس میں قرآن عظیم نازل ہوا ہے جمع کر دینا اور باقی لغات سے باز رکھنا چاہئے،
 صحیفہ خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہ حضرت ام المومنین بنت الفاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہا
 کے پاس محفوظ ہیں منگا کر ان کی نقلیں لے کر تمام سورتیں ایک مصحف میں جمع کریں اور وہ مصاحف بلاد اسلام
 میں بھیج دیں کہ سب اسی لہجہ کا اتباع کریں اس کے خلاف اپنے اپنے طرز ادا کے مطابق جو صحائف یا مصاحف
 بعض لوگوں نے لکھے ہیں دفع فتنہ کے لئے تلف کر دیئے جائیں۔ اسی رائے صائب کی بنا پر امیر المومنین
 عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کہلا بھیجا کہ صحیفہ خلیفہ صلی اللہ علیہ وسلم
 ہم ان کی نقلیں لے کر شہروں کو بھیجیں اور اصل آپ کو واپس کر دیں گے۔ ام المومنین نے بھیج دیئے، امیر المومنین
 نے زید بن ثابت و عبد اللہ بن زبیر و سعید بن عاص و عبد الرحمن بن عمار بن ہشام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو
 نقلیں کرنے کا حکم دیا، وہ نقلیں مکہ معظمہ و شام و یمن و بحرین و بصرہ و کوفہ و کھجی گئیں اور ایک مدینہ طیبہ میں
 رہی اور اصل صحیفہ جمع فرمودہ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جی سے یہ نقلیں ہوئی تھیں حضرت ام المومنین
 حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو واپس کر دیئے، ان کی نسبت معاذ اللہ دفن کرنے یا کسی طرح تلف کر دینے کا بیان محض
 جھوٹ ہے، وہ مبارک صحیفہ خلافت عثمانی پھر خلافت رضوی پھر خلافت امام حسن پھر خلافت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ
 عنہم تک بعینہا محفوظ تھے یہاں تک کہ مروان نے لے کر چاک کر دیئے۔ بالجلہ اصل جمع قرآن تو بحکم رب العزت
 حسب ارشاد حضور پر نور سیدہ الایاد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہو یا تھا سب سورتیں کا یکجا کرنا باقی تھا امیر المومنین
 صدیق اکبر نے بمشورہ امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما جمع کیا پھر اسی جمع فرمودہ صدیقی کی نقلوں سے مصاحف
 بنا کر امیر المومنین عثمان غنی نے بمشورہ امیر المومنین مولانا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما بلاد اسلام میں شائع کئے اور تمام
 امت کو اصل لہجہ قریش پر مجتمع ہونے کی ہدایت فرمائی اسی وجہ سے وہ جناب جامع القرآن کہلائے ورنہ حقیقۃً

جامع القرآن رب العزت تعالیٰ شائع ہے، کما قال عز من قائل :
اِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهُ وَقُرْآنَهُ

بیشک اس کا جمع کرنا اور پڑھنا ہمارے ذمے ہے۔ (ت)

اور بنظر ظاہر حضور پر نور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور ایک جگہ اجتماع کے لحاظ سے سب میں پہلے جامع القرآن حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں، حاکم مستدرک میں بشرط بخاری و مسلم حضرت زید بن ثابت انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی :

قال کنا عند رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم نؤلف القرآن من الرقاع

یعنی ہم زمانہ اقدس حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں قرآن پارچوں میں جمع کرتے تھے۔

امام جلال الدین سیوطی اتقان شریف میں فرماتے ہیں :

قد كان القرآن كتب كله في عهد رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم لكن

غير مجموع في موضع واحد ولا مرتب السور

سارا قرآن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عہد اقدس میں لکھا گیا تھا لیکن وہ ایک جگہ جمع

نہیں تھا اور سورتیں مرتب نہیں ہوئی تھیں۔ (ت)

صحیح بخاری شریف میں انھیں سے مروی :

فارس الى ابوبكر مقتل اهل اليمامة فاذا عمر بن الخطاب عندا فقال ابوبكر ان عمر

اتاني فقال ان القتل قد استحر يوم اليمامة بقراء القرآن وافي اخشى ان يستحر القتل بالقراء

بالمواطن فيذهب كثير من القرأت وافي امرى ان تأمر بجمع القرآن قال نريد

ابوبكر انك رجل شاب عاقل لا نتهمك وقد كنت تكتب الوحى لرسول الله صلى الله تعالى

عليه وسلم فتبمع القرآن فاجمعه فتبعت القرآن اجمعه من العصب والخفاف وصدور

الرجال، فكانت الصحف عند ابى بكر حتى توفاه الله ثم عند عمر حياته ثم عند حفصة

بنت عمر وهذا مختصر۔

۱۔ القرآن الکریم ۱۴/۵

۲۔ المستدرک للحاکم کتاب التفسیر جمع القرآن لم یکن مرة واحدة دار الفکر بیروت ۲۲۹/۲

۳۔ الاتقان النوع الثامن عشر فی جمعه وترتیبه دار الکتب العربی بیروت ۲۰۴/۱

۴۔ صحیح البخاری کتاب فضائل القرآن باب جمع القرآن قدیمی کتب خانہ کراچی ۴۴۶، ۴۴۵/۲

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا، جنگ یمامہ کے موقع پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھے بلوایا میں حاضر ہوا تو دیکھا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی وہاں موجود تھے ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا میرے پاس حضرت عمر آئے ہیں اور کہا ہے کہ جنگ یمامہ میں بہت سے قرآن شہید ہوئے ہیں مجھے خوف ہے کہ اگر جنگوں میں قرآن کثرت سے شہید ہوتے رہے تو قرآن مجید کا بہت سا حصہ ضائع ہو جائیگا میری رائے یہ ہے کہ آپ قرآن مجید کو جمع کرنے کا حکم دیں، حضرت زید نے کہا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھے فرمایا تم ایک نوجوان عقلمند مرد ہو ہم آپ کو کسی معاملے میں تہمت نہیں لگاتے اور آپ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی وحی لکھا کرتے تھے قرآن مجید کو تلاش کرو اور اس کو جمع کر دو، چنانچہ میں نے قرآن مجید کو ڈھونڈھا اور اس کو کھجور کے پٹھوں، پتھر کی سلوں اور لوگوں کے سینوں سے جمع کرنا تھا، وہ صحیفے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات تک ان کے پاس رہے پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس رہے آپ کے وصال کے بعد سیدہ حفصہ بنت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس موجود رہے، اختصار - (ت)

اس حدیث طویل کا خلاصہ وہی ہے کہ بعد جنگ یمامہ فاروق نے صدیق کو جمع قرآن کا مشورہ دیا اور صدیق نے زید بن ثابت کو اس کا حکم دیا کہ متفرق پرچوں سے سب سورتیں یکجا ہو کر صدیق پھر عمر فاروق پھر امیر المؤمنین کے پاس رہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔ امیر المؤمنین سیدنا علی کرم اللہ وجہہ الکریم فرماتے ہیں:

اعظم الناس في المصاحف اجرا ابوبكر رحمة الله على ابى بكر هو اول من جمع كتاب الله. رواه ابن ابى داود في المصاحف بسند حسن عن عبد خير قال سمعت عليا يقول فذكره - مصاحف میں سب سے زیادہ ثواب ابوبکر کا ہے اللہ ابوبکر پر رحمت کرے سب سے پہلے انھیں نے قرآن جمع کیا (اس کو ابن ابی داؤد نے مصاحف میں سند حسن کے ساتھ عبد خیر سے روایت کیا انھوں نے کہا کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرماتے سنا، پھر وہی حدیث ذکر کی - (ت)

امام اجل عارف باللہ محاسبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کتاب فہم السنن میں فرماتے ہیں،
کتابہ القرآن لیست بمحدثة فانه صلى الله تعالى عليه وسلم كان يأمر بكتابتہ ولكنہ كان مفرقا في الرقاع والكتاف والعصب فانما امر الصدیق بنسخها من مكات الم مكان مجتمعاً وكان ذلك بمنزلة او مرق وجدت في بيت رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم فيها القرآن منتشر فجمعها جامع و مر بطها بخيط حتى لا يضيع منها

شیء - نقلہ فی الاتقان۔

یعنی قرآن کا لکھنا کوئی نیا کام نہیں یہ تو زمانہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں محکم اقدس ہو چکا تھا مگر متفرق تھا پارچوں، شانے کی پڑیوں اور کھجور کے پٹھوں پر لکھا ہوا تھا صدیق نے یکجا کر دیا، تو گویا یہ ایسا ہوا کہ قرآن کے اوراق جو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کا شانہ مبارک میں منتشر تھے وہ جمع کرنے والے نے ایک ڈورے میں باندھ دیئے تاکہ اس میں سے کوئی شے ضائع نہ ہو (اس کو اتقان میں نقل کیا۔ ت)۔
صحیح بخاری شریف میں ہے :

حدثنا موسى ثنا ابراهيم ثنا بن شهاب ان انس بن مالك حدثه ان حذيفة بن اليمان قدم على عثمان وكان يغامري اهل الشام في فتح ارمينية واذر بيجان مع اهل العراق فافزع حذيفة اخلافهم في القراءة فقال حذيفة لعثمان يا امير المؤمنين ادرك هذه الامة قبل ان يختلفوا في الكتاب اختلاف اليهود والنصارى فارسل عثمان الى حفصة مرضى الله تعالى عنها ان امرسلى اليها بالصحف ننسخها في المصاحف ثم نرددها اليك فارسلت بها حفصة الى عثمان فامر يزيد بن ثابت وعبد الله بن نزيير وسعيد بن العاص وعبد الرحمن بن الحارث بن هشام فنسخوها في المصاحف وقال عثمان للرهط القرشيين الثلاثة اذا اختلفتم انتم وزميد بن ثابت في شيء من القران فاكتبوه بلسان قريش فانما نزل بلسانهم ففعلوا حتى اذا نسخوا الصحف في المصاحف ردد عثمان الصحف الى حفصة وارسل الى كل ائق بمصحف مما نسخوا وامر بما سواه من القران في كل صحيفة او مصحف ان يحرق به

ہمیں موسیٰ نے حدیث بیان کی انھوں نے کہا ہمیں ابراہیم نے انھوں نے کہا ہمیں ابن شہاب نے حدیث بیان کی کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انھیں حدیث بیان کی کہ حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سیدنا حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آئے جبکہ وہ اہل شام اور اہل عراق کو ارمینہ اور آذر بایجان کے ساتھ جنگ کرنے اور ان کو فتح کرنے کے لئے لشکر تیار کر رہے تھے حذیفہ کو اہل شام اور اہل عراق کے قرآن پڑھنے کے اختلاف نے گھبراہٹ میں ڈال دیا تو انھوں نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

سے کہا اے امیر المؤمنین! اس امت کو یہود و نصاریٰ کی طرح کتاب اللہ میں اختلاف کرنے سے روکیں۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کسی کو ام المؤمنین سیدہ حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس بھیجا کہ وہ صحیفے ہمارے پاس بھیج دیں ہم ان کو مصحف میں لکھ کر پھر آپ کو واپس کر دیں گے۔ ام المؤمنین حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے صحیفے امیر المؤمنین کے پاس بھیج دیئے تو انھوں نے زید بن ثابت، عبداللہ بن زبیر، سعید بن عاص اور عبدالرحمن بن عمار بن ہشام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو حکم دیا، انھوں نے اس کو مصاحف میں لکھ دیا۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تینوں قریشیوں کو حکم دیا کہ جب تمہارا اور زید بن ثابت کا قرآن مجید کے کسی کلمے میں اختلاف ہو جائے تو اس کو لغت قریش کے مطابق لکھو کیونکہ قرآن مجید صرف لغت قریش پر نازل ہوا تو انھوں نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حکم کی تعمیل کی حتیٰ کہ جب انھوں نے صحیفوں کو مصاحف میں لکھ دیا تو حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وہ صحیفے ام المؤمنین سیدہ حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو واپس بھیج دیئے، اور ملک کے ہر کو نے میں ایک مصحف بھیج دیا جو انھوں نے لکھا تھا اور حکم دیا اس کے سوا جو قرآن کسی صحیفہ یا مصحف میں ہے اس کو جلا دیا جائے۔ (ت)

دیکھیو یہ حدیث صحیح بخاری صاف گواہ عدل ہے کہ امیر المؤمنین عثمان نے اختلاف لہجہ و لغات سن کر صحیفہائے صدیقی حضرت حفصہ سے منگائے اور انھیں کی نقلوں سے مصحف بنا کر بلاد اسلام میں بھیجے اور وہ صحیفے بعد نقل حضرت ام المؤمنین کو واپس دیئے رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

ابن اسثثہ کتاب المصاحف میں راوی :

اختلفوا في القراءة على عهد عثمان رضي الله تعالى حتى اقتتل الغلمان والمعلمون فبلغ ذلك عثمان بن عفان رضي الله تعالى عنه فقال عندي تكذيبون به وتلحنون فيه ، فمن نأى عني كان اشد تكذيبا واكثر لحنيا واصحاب محمد صلى الله تعالى عليه وسلم اجتمعوا فاكتبوا للناس اماما فاجتمعوا فكتبوا الحديث رواه من طريق ايوب عن ابى قلابة قال حدثني رجل من بني عامر يقال له انس بن مالك فذكره۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد میں لوگوں میں قرآن مجید کے اندر اس قدر اختلاف پڑ گیا جس کی وجہ سے پڑھنے والے بچوں اور پڑھانے والے اساتذہ میں لڑائی ہونے لگی، حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خبر پہنچی تو انھوں نے فرمایا کہ تم میرے سامنے قرآن کو جھٹلاتے اور اس میں غلطی کرتے ہو تو جو مجھ سے دور ہیں

وہ اس سے بھی زیادہ جھٹلاتے اور غلطی کرتے ہوں گے، اے اصحابِ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! جمع ہو جاؤ اور لوگوں کے لئے ایک امام (قرآن) لکھو۔ چنانچہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے جمع ہو کر قرآن لکھا۔ اس حدیث کو ابنِ اشعث نے ایوب کے طریق پر ابوقلابہ سے روایت کیا اس نے کہا مجھ سے بنی عامر کے ایک مرد نے بیان کیا جس کو انس بن مالک کہا جاتا ہے، پھر وہی حدیث مذکور ذکر کی۔ (ت)
سیدنا مولانا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم فرماتے ہیں :

لَا تَقُولُوا فِي عَثْمَانَ الْآخِرَ فَإِنَّ اللَّهَ مَا فَعَلَ فِي الْمَصَاحِفِ الْآخِرَ مَلَأْنَا قَالِ مَا تَقُولُونَ فِي هَذَا الْقِرَاءَةِ فَقَدْ بَلَغَنِي أَنَّ بَعْضَهُمْ يَقُولُ إِنَّ قِرَاءَتِي خَيْرٌ مِنْ قِرَاءَتِكَ وَهَذَا يَكُونُ كُفْرًا قُلْنَا فَمَا تَرَى ، قَالَ أَسْرَى أَنْ يَجْمَعَ النَّاسُ عَلَى مَصْحَفٍ وَاحِدٍ فَلَا تَكُونُ فِرْقَةً وَلَا اخْتِلَافًا ، قُلْنَا نَعَمْ مَا سَأَلْتَهُ . رواه أبو بكر بن أبي داود بسند صحيح عن سويد بن غفلة قال قال علي رضي الله تعالى عنه فذكره .

یعنی عثمان کے حق میں سوائے کلمہ خیر کے کچھ نہ کو خدا کی قسم معاملہ مصاحف میں انھوں نے جو کچھ کیا ہم سب کے مشورہ و اتفاق سے کیا انھوں نے ہم سے کہا کہ تم ان مختلف لہجوں میں کیا کہتے ہو مجھے خبر پہنچی ہے کہ کچھ لوگ اوروں سے کہتے ہیں میری قرات تیری قرات سے اچھی ہے اور یہ بات کفر کے قریب تک پہنچی ہوئی ہے ، ہم نے کہا بھلا آپ کی کیا رائے ہے ، فرمایا میری رائے یہ ہے کہ سب لوگوں کو ایک مصحف پر جمع کر دیں کہ پھر باہم نزاع و اختلاف نہ ہو ، ہم سب نے کہا آپ کی رائے بہت خوب ہے (اس کو ابوبکر بن ابوداؤد نے سند صحیح کے ساتھ سُوید بن غفلہ سے ذکر کیا کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ، پھر حدیث مذکور ذکر کی۔ ت)
اتقان میں ہے :

قال ابن التين وغيره الفرق بين جمع ابى بكر وجمع عثمان ان جمع ابى بكر كان لخشية ان يذهب من القرآن شيء بذهاب حملته لانه لم يكن مجموعا في موضع واحد فجمعه في صحائف مرتبا لايات سورة على ما وقفهم عليه النبي صلى الله تعالى عليه وسلم، وجمع عثمان كان لما كثرا الاختلاف في وجوه القراءة حين قرووه بلغاتهم على اتساع اللغات فادى ذلك بعضهم الى تخطئة بعض فخشى من تفاقم الامر في ذلك فانسح تلك المصحف في مصحف واحد مرتبا السورة واقصر من سائر اللغات على لغة

قریش محتاجاً بآئہ نزل بلغتهم، وان كان قد وشم قراءته بلغه غيرهم من فاعل المحرم والمشقة في ابتداء الامر فرائى ان الحاجة الى ذلك انتمت فاقصر على لغة واحدة ۛ

ابن تین وغیرہ نے کہا کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قرآن جمع کرنے میں فرق یہ ہے کہ ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جمع کرنا اس خوف سے تھا کہ قرآن کی شہادت کے سبب سے قرآن کا کچھ حصہ ضائع نہ ہو جائے کیونکہ قرآن مجید یکجا نہ تھا، چنانچہ ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قرآن مجید کو صحیفوں میں اس طرح جمع کر دیا کہ ہر ایک سورت کی آیتیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بیان کے مطابق مرتب کر کے درج فرمادیں۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس وقت قرآن مجید جمع فرمایا جب قرأت کی وجہ میں بکثرت اختلاف واقع ہوا، جبکہ عربوں نے وسیع لغات کی بنا پر اپنی اپنی زبانوں میں الگ الگ قرأت میں قرآن پڑھنا شروع کر دیا اور ایک زبان والے دوسری زبان والوں کی قرأت کو غلط قرار دینے لگے تو حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لوگوں کے درمیان معاملہ حد سے بڑھ جانے کا خوف محسوس ہوا اس لئے آپ نے تمام صحیفوں کو ایک مصحف میں سورتوں کی ترتیب کے ساتھ جمع کر دیا اور تمام لغات کو چھوڑ کر صرف لغت قریش پر اکتفا کیا۔ اس بات سے استدلال کرتے ہوئے کہ قرآن مجید لغت قریش پر نازل ہوا اگرچہ حرج اور مشقت سے بچنے کے لئے شروع شروع غیر قریش کی لغات میں پڑھنے کی بھی اجازت تھی، حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سمجھا کہ اب اس کی حاجت نہیں رہی لہذا آپ نے ایک ہی لغت پر انحصار فرمایا۔ (ت)

امام بدرالدین عینی عمدة القاری شرح صحیح البخاری میں فرماتے ہیں،

كان هذا سببا لجمع عثمان القرآن في المصحف والفرق بينه وبين الصحف ان الصحف هي الاوراق المحرسة التي جمع فيها القرآن في عهد ابي بكر رضي الله تعالى عنه وكانت سوراً مفردة كل سورة مرتبة بآياتها على حدة، لكن لم يرتب بعضها اثر بعض بعض فلما نسخت ورتب بعضها اثر بعض صارت مصحفاً ولم يكن مصحفاً الا في عهد عثمان رضي الله تعالى عنه ۛ

یہ تھا سبب حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مصحف میں قرآن جمع کرنے کا۔ صحیفوں اور مصحف میں فرق یہ ہے کہ صحیفہ وہ اوراق ہیں جن میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد مبارک میں قرآن مجید

لکھا گیا اس میں سورتیں الگ الگ تھیں، ہر سورت اپنی آیات کے ساتھ الگ مرتب تھی لیکن بعض کو بعض کے بعد بالترتیب نہیں رکھا گیا تھا، جب اُن کو اس طرح لکھا گیا بعض سورتوں کو بعض کے بعد بالترتیب رکھا گیا تو مصحف بن گیا۔ چنانچہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد سے پہلے مصحف نہ تھا۔ (ت)

عمدة القاری و اتقان شریف میں ابو بکر بن ابی داؤد سے منقول،

قال سمعت ابا حاتم السجستاني يقول كتب سبعة مصاحف فأرسل الى مكة والى الشام و
الى اليمن والى البحرين والى البصرة والى الكوفة وجلس بالمدينة ثم واحد الى

اس نے کہا میں نے ابو حاتم سجستانی کو کہتے سنا کہ حضرت عثمان نے سات مصحف تحریر فرمائے، ایک مکہ مکرمہ، ایک شام، ایک یمن، ایک بحرین، ایک بصرہ اور ایک کوفہ میں بھیج دیا جبکہ ایک مدینہ منورہ میں رکھ لیا۔ (ت)

امام قسطلانی ارشاد الساری شرح صحیح بخاری میں فرماتے ہیں،

(حتى اذا نسخوا الصحف في المصاحف مرد عثمان الصحف الى حفصة) فكانت عندها حتى توفيت فاخذها مروان حين كان اميرا على المدينة من قبل معاوية رضي الله تعالى عنه فامر بها فشقت وقال انها فعلت هذا لاني خشيت ان طال بالناس زمان ان يرتاب فيها مرتاب ، رواه ابن ابي داود وغيره .

(یہاں تک کہ جب انھوں نے صحیفہ مصحف میں لکھ لئے تو حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وہ صحیفہ حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو واپس بھیج دیئے) وہ وصال تک حضرت حفصہ کے پاس رہے ، پھر مروان امیر معاویہ کی طرف سے مدینہ منورہ کا امیر بنا تو اس نے ان کو لے کر پھاڑ دینے کا حکم دیا اور کہا میں نے یہ اس لئے کیا ہے کہ زیادہ عرصہ گزر جانے پر کوئی شک کرنے والا اس میں شک نہ کرے ۔ اس کو ابن ابی داؤد وغیرہ نے روایت کیا ہے ۔ (ت)

اُسی میں ہے :

كان التأليف في الزمن النبوي والجمع في المصحف في زمن الصديق
والنسخ في المصاحف في زمن عثمان وقد كان القراءات كله مكتوبا في عهده
صلّى الله تعالى عليه وسلم لكنه غير مجموع في موضع واحد ولا مرتب

المسورۃ انتھی واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

قرآن مجید کی تالیف عہد نبوی میں ہوئی۔ صحیفوں میں جمع زمانہ صدیقی میں ہوا اور مصاحف میں اس کی کتابت زمانہ عثمانی میں ہوئی، بیشک سارا قرآن مجید نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ میں لکھا ہوا تھا لیکن وہ سارا یکجا لکھا ہوا نہیں تھا اور نہ ہی سورتیں ترتیب وار لکھی ہوئی تھیں انتہی (ت) (فتاویٰ رضویہ ۲۶ ص ۴۳۹ تا ۴۵۰) (۳۵) سیدنا حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جامع قرآن کہنے کے بارے میں ایک اور سوال کے جواب میں فرمایا:

قرآن عظیم کا جامع حقیقی اللہ تعالیٰ ہے، قال جل وعلا:

ات علینا جمعه وقرآنہ۔

بیشک ہمارے ذمے ہے قرآن کا جمع کرنا اور پڑھنا۔

پھر جامع عز وجل کے مظہر اولیٰ و اتم و اکمل حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہوئے۔ آیات قرآنیہ اسی ترتیب جمیل پر کہ مسلمانوں کے ہاتھ میں ہے مطابق ترتیب لوح محفوظ حسب تبلیغ جبریل تعالیٰ صاحب تنزیل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ اقدس میں اپنی اپنی سورتوں میں جمع ہوئیں، قرآن عظیم ۲۳ برس میں حسب حاجت عبادت متفرق آیتیں ہو کر اُترا، کسی سورت کی کچھ آیات اُترتیں پھر دوسری سورت کی آئیں آئیں پھر سورت اولیٰ کی نازل ہوئیں، حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر بار ارشاد فرماتے کہ یہ آیات فلاں سورت کی ہیں فلاں آیت کے بعد فلاں کے پہلے رکھی جائیں، اسی طرح سورہ قرآنیہ منظم ہوئیں، اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پھر حضور سے سن کر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اسی ترتیب پر اسے نمازوں تلووتوں میں پڑھتے، قرآن عظیم صرف ایک واحد لغت قریش پر نازل ہوا، عرب میں مختلف قبائل اور ان کے لہجے باہم حرکات و سکنات و بعض اجزائے کلمات میں مختلف تھے، علامات مضارع کو قریش مفتوح رکھتے دیگر بعض قبائل ات ن کو مکسور کر کے یغیر فشتعین کہتے، لغت قریش میں ”تابوت“ آخر میں ”تابے قرشت“ سے تھا دوسروں کی لغت میں ”تابوۃ“ ہائے ہوتے۔ اسی قسم کے بالائی اختیارات بکثرت تھے جن سے معنی کلام بلکہ جوہر نظم کو بھی کوئی ضرر نہ پہنچتا، اور مادری لہجہ زبانوں پر چڑھا ہوا دفعۃً بدل دینا سخت دشوار۔ لہذا حضور پر نور رحمت مہدہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے رب سے عرض کر کے دیگر قبائل والوں کے لئے ان کے لہجوں کی

رخصت لے لی تھی، جبریل امین علیہ التحیۃ والتسلیم ہر رمضان مبارک میں جس قدر قرآن عظیم اب تک اُتر چکا ہوتا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ اس کا دور کرتے جو سنتِ سنہا اب تک بحمد اللہ تعالیٰ حفاظِ اہلسنت میں باقی ہے اور باقی رہے گی حتیٰ یا قیام اللہ وہم علیٰ ذلک (یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کا امر آجائے گا اور وہ اس پر قائم ہوں گے۔ ت) سالِ اخیر میں حاملِ وحی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دوبار صرف اصل لغت قریش پر جس میں قرآن مجید نازل ہوا تھا حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ دور کیا، اور اس کی تکرار سے اشارہ ہوا کہ وہ رخصت فسوخ اور اب صرف اسی لغت پر جس میں اصل نزول ہے استقرار امر ہوا حضور اگرچہ زمانہ اقدس میں مرتب ہو چکی تھیں مگر یکجا مجتمع نہ تھیں متفرق پرچوں، بکری کے شانوں وغیرہا میں متفرق جگہ تھیں سو ان مبارک سینوں کے جن میں سارا قرآن عظیم محفوظ تھا حالی یہی تھا یہاں تک کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نظر عوام سے احتجاب فرمایا، خلافتِ خلیفہ برحق صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں جنگِ یمامہ واقع ہوئی جس میں بکثرت صحابہ کرام حافظانِ قرآن شہید ہوئے، حافظ حقیقی جامع ازلی جل جلالہ نے اپنا وعدہ صادقہ و انا لہ لحفظون (اور بیشک ہم خود اس کے نگہبان ہیں۔ ت) پورا فرمانے کو پہلے یرکیم داعیہ قلبِ کریم حضرت موافق الرائے بالوحی والکتاب سیدنا امیر المؤمنین عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں ڈالا حضرت فاروق نے بارگاہِ صدیقی میں عرض کی کہ جنگِ یمامہ میں بہت حفاظ شہید ہوئے اور میں ڈرتا ہوں کہ یوں ہی قرآن متفرق پرچوں میں رہا اور حفاظ شہادت پاگئے تو بہت سا قرآن مسلمانوں کے ہاتھ سے جاتا رہے گا میری رائے ہے کہ حضرت جمع قرآن کا حکم فرمائیں، صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ابتداءً اس میں تامل ہوا کہ جو فعل حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نہ کیا ہم کیونکر کریں، فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ اگرچہ حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نہ کیا مگر واللہ وہ کام خیر ہے، بالآخر رائے صدیقی بھی موافق ہوئی اور زید بن ثابت انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلا کہ فرمانِ خلافت نسبت جمع کتاب اللہ صادر ہوا زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی وہی شبہ پیش کہ کیونکر کیجے گا وہ کام جو حضور سید الانام علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام نے نہ کیا۔ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وہی جواب دیا کہ اگرچہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نہ کیا مگر واللہ وہ کام خیر کا ہے، یہاں تک کہ صدیق و فاروق و زید بن ثابت و جملہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے اجماع سے یہ مسئلہ طے ہوا اور قرآن عظیم متفرق مواضع سے جمع کر لیا گیا، اور وہابیہ کا یہ شبہ جس پر آدھی وہابیت کا دار و مدار ہے کہ جو فعل حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نہ کیا دوسرا کیا ان سے زیادہ مصالحِ دین جانتا ہے کہ

اُسے کھڑے گا باجماع صحابہ مردود قرار پایا، والحمد للہ رب العالمین، سورۃ قرآنیہ اگرچہ متفرق مواقع سے ایک مجموعہ میں مجتمع ہو گئی تھیں اور وہ مجموعہ صدیق پھر فاروق پھر ام المومنین حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے پاس تھا مکہ منورہ میں کام باقی تھے،

(۱) ان مجموعہ صحیفوں کا ایک مصحف واحد میں نقل ہونا۔

(۲) اُس مصحف کے نسخے معظم بلاد اسلام مملکت اسلامیہ کے عظیم عظیم قسمتوں میں تقسیم ہونا۔

(۳) رخصت سابقہ کی بنا پر جو بعض اختلافات لہجہ کے آثار کتابت قرآن عظیم میں متفرق لوگوں کے پاس تھے اور وہ قرآن عظیم کے حقیقی اصل منزل من اللہ ثابت مستقر غیر منسوخ لہجہ سے جدا تھے دفعِ فتنہ کے لئے اُن کا محو ہونا۔

یہ تینوں کام حفظ حافظ حقیقی جامع ازلی جلالت نے اپنے تیسرے بندے امیر المومنین جامع القرآن ذی النورین عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے لئے اور قرآن عظیم کا جمع کرنا حسب وعدۃ الہیہ تام و کامل ہوا اس لئے اس جناب کو جامع القرآن کہتے ہیں۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۲۶ ص ۲۵۰ تا ۲۵۲)

(۳۶) آیت کریمہ ”ومنہم من عاہد اللہ لئن آتانا من فضلہ لنصدقن ولنكون من الصالحین“ کا شان نزول حدیث ثعلبہ ابن حاطب ہے یا کوئی اور؟ یہ ثعلبہ بن حاطب بدری ہیں یا کوئی اور؟ اس سوال کا تفصیلی جواب دیتے ہوئے فرمایا،

بدری حضرت سیدنا ثعلبہ بن حاطب بن عمرو بن عبیدہ انصاری ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ اور یہ شخص جس کے باب میں یہ آیت اُتری ثعلبہ ابن ابی حاطب ہے اگرچہ یہ بھی قوم اوس سے تھا۔ اور بعض نے اس کا نام ثعلبہ ابن حاطب کہا۔ مگر وہ بدری خود زمانہ اقدس حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں جنگِ احد میں شہید ہوئے، اور یہ منافق زمانہ خلافت امیر المومنین عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں مرا جب اس نے زکوٰۃ دینے سے انکار کیا، اور آیہ کریمہ اس کی مذمت میں اُتری۔ حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ممت اقدس میں زکوٰۃ لے کر حاضر ہوا حضور نے قبول نہ فرمائی، پھر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت میں لایا انھوں نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تیری زکوٰۃ قبول نہ فرمائی اور میں قبول کروں، ہرگز نہ ہوگا۔ پھر خلافت فاروق عظمیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں حاضر لایا۔ فرمایا، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم والو بکر قبول نہ فرمائیں اور میں لے لوں، یہ بھی نہ ہوگا۔ پھر خلافت عثمان ذی النورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں لایا۔ فرمایا، رسول اللہ صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم وصدیق و فاروق نے قبول نہ فرمائی میں بھی نہ لوں گا۔ آفرائیں کی خلافت میں مر گیا۔
اللہ عزوجل اہل بدر رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی نسبت فرما چکا،

اعملوا ما شئتم فقد غفرت لکم۔

جو چاہو کرو میں تمہیں بخش چکا۔

اور اس منافق کے باب میں فرماتا ہے،

فاعقبہم نفاقا فی قلوبہم الی یوم یلقونہ۔

اس کے پیچھے اللہ نے اُن کے دلوں میں نفاق پیدا کیا کہ مرتے دم تک نہ جائے گا۔

حاشا للہ نور و ظلمت کیونکر جمع ہو سکتے ہیں۔

امام حافظ الشان اصابعہ میں فرماتے ہیں،

ثعلبۃ بن حاطب بن عمرو الانصاری ذکرہ موسیٰ بن عقبۃ وابن اسحاق فی

البدسریین و کذا ذکرہ ابن الکلبی و مراد انہ قتل باحد۔

ثعلبہ بن حاطب بن عمرو انصاری کو موسیٰ بن عقبہ اور ابن اسحاق نے اہل بدر میں ذکر کیا۔ اسی طرح

ابن کلبی نے ذکر کیا اور یہ اضافہ کیا کہ وہ اُحد میں شہید ہوئے۔ (ت)

تفسیر امام ابن جریر میں ہے،

حدثنی محمد ابن سعد حدثنی ابی حدثنی عی حدثنی ابی عن ابیہ عن ابن عباس

رضی اللہ تعالیٰ عنہما ان رجلا یقال لہ ثعلبۃ ابن حاطب اخلف ما وعدہ

فقصص اللہ تعالیٰ شانہ فی القرآن ومنہم من عاہد اللہ الی قولہ یکذبون۔

مجھ سے محمد بن سعد نے بیان کیا انھوں نے کہا مجھ سے میرے باپ نے بیان کیا اس نے کہا

مجھ سے میرے چچا نے بیان کیا اس نے کہا مجھ سے میرے باپ نے اپنے باپ سے روایت کرتے

ہوئے بیان کیا انھوں نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ایک شخص کو ثعلبہ بن

۱۔ الاصابہ فی تمیز الصحابة ترجمہ ۹۲۸ دارصادر بیروت ۱۹۸/۱

کنز العمال حدیث ۳۷۹۵۷ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۶۹/۱۲

۲۔ القرآن الکریم ۷/۷۷

۳۔ الاصابہ فی تمیز الصحابة ترجمہ ۹۲۷ دارصادر بیروت ۱۹۸/۱

۴۔ جامع البیان (تفسیر ابن جریر) تحت لایۃ ۷/۷۷ دار احیاء التراث العربی بیروت ۲۱۳/۱۰

حاطب کہا جاتا ہے جس نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کئے ہوئے وعدے کی خلاف ورزی کی اللہ تعالیٰ نے اس کے حال کو قرآن مجید میں بیان فرمایا یعنی ”وَمِنْهُمْ مَنْ عٰهَدَ اللّٰهَ سَے ”يَكْذِبُونَ“ تک۔ (ت) تفسیر معالم میں ہے :

قال الحسن ومجاهد نزلت في ثعلبة بن حاطب الخ۔

امام حسن اور مجاہد نے کہا یہ آیت ثعلبہ بن حاطب کے بارے میں نازل ہوئی الخ (ت)

تفسیر ابن جریر و ثعلبی وغیرہم میں حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی :

فانزل الله تعالى فيه ”وَمِنْهُمْ مَنْ عٰهَدَ اللّٰهَ الخ وعند رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم رجل من اقارب ثعلبة فسمع ذلك فخرج حتى اتاه فقال ويحك يا ثعلبة قد انزل الله فيك كذا وكذا فخرج ثعلبة حتى اتى النبي صلى الله تعالى عليه وسلم فسأله ان يقبل منه صدقته فقال ان الله منعني ان اقبل منك صدقتك ، ثم اتى ابا بكر حين استخلف فقال اقبل صدقتي فقال ابو بكر لم يقبلها رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم وانا اقبلها ؟ فلما ولي عمر اتاه فقال يا امير المؤمنين اقبل صدقتي فقال لم يقبلها رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم ولا ابو بكر وانا لا اقبلها منك ثم ولي عثمان فاتاه فسأله فقال لم يقبلها رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم ولا ابو بكر ولا عمر رضوان الله تعالى عليهم انا لا اقبلها منك فلم يقبلها منه وهلك ثعلبة في خلافة عثمان رضي الله تعالى عنه اه مختصراً۔

تو اللہ تعالیٰ نے اس کے بارے میں یہ آیت نازل فرمائی ”اور ان میں کوئی وہ ہیں جنہوں نے اللہ سے عہد کیا تھا“ الخ اس وقت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس ثعلبہ کے قریبی رشتہ داروں میں سے ایک شخص موجود تھا جس نے اس آیت کو سنا تو وہ وہاں سے نکلا اور ثعلبہ کے پاس آکر کہا اے ثعلبہ ! تیرے لئے ہلاکت ہو اللہ تعالیٰ نے تیرے بارے میں ایسا حکم نازل فرمایا ہے۔ تو ثعلبہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا اور درخواست کی کہ اس کا صدقہ قبول کیا جائے تو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے منع فرمادیا ہے کہ میں تیرا صدقہ قبول کروں۔ پھر جب ابو بکر صدیق

رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ بنے تو ثعلبہ نے ان کے پاس آکر کہا میرا صدقہ قبول کر لیں۔ ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قبول نہیں فرمایا اور میں قبول کر لوں؟ جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ امیر المؤمنین بنے تو ثعلبہ نے آکر کہا اے امیر المؤمنین! میرا صدقہ قبول فرمالیں، تو آپ نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اسے قبول نہیں فرمایا اور نہ ہی ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے قبول فرمایا اور میں بھی اس کو قبول نہیں کرتا۔ پھر جب حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ امیر المؤمنین بنے تو اس نے آکر صدقہ قبول کرنے کی درخواست پیش کی آپ نے فرمایا اے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قبول نہیں فرمایا اور نہ ہی ابو بکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے قبول فرمایا تو میں بھی اسے قبول نہیں کرتا ہوں۔ چنانچہ آپ نے قبول نہیں فرمایا اور آپ ہی کی خلافت میں ثعلبہ مر گیا اھ اختصار (ت)

یہ سب اس حدیث ثعلبہ کی تسلیم پر ہے، ورنہ وہ سہ سے ثابت الصحت نہیں۔ امام ابن حجر عسقلانی نے اصحابہ میں فرمایا،

ان صح الخبر ولا اظنه يصح.

اگر یہ خبر صحیح ہو اور میں اس کو صحیح گمان نہیں کرتا۔ (ت)

اقول یہ حدیث ابی امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جس میں بجائے ابن ابی حاطب، ابن حاطب کہا۔ ابن جریر و بنو ثعلبی و ابن اسکن و ابن شاہین و باوردی سب کے یہاں بطریق معاذ ابن رفاعہ عن علی بن یزید عن القاسم عن ابی امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے، اور علی بن یزید میں کلام معلوم ہے۔ حافظ الشان نے تقریب میں فرمایا، ضعیف۔ امام دارقطنی نے فرمایا، متروک۔ امام بخاری نے فرمایا، منکر الحدیث۔ اور فرمایا، کل من اقول فيه منكر الحديث لا تحل الرواية عنه.

جسے میں منکر الحدیث کہوں اس سے روایت حلال نہیں۔ (ت)

(فتاویٰ رضویہ ج ۲۶ ص ۲۵۳ تا ۲۵۷)

۱۹۸/۱	دار صادر بیروت	ترجمہ ۹۲۸	۱۱ الاصابة في تميز الصحابة
۷۰۵/۱	دار الكتب العلمية بيروت	ترجمہ علی بن یزید ۴۸۳۳	۱۲ تقریب التہذیب
۱۹۱/۳	دار المعرفہ بیروت	بکوالہ الدارقطنی ترجمہ ۵۹۶۶	۱۳ میزان الاعتدال
"	"	"	۱۴ بحوالہ البخاری
۶/۱	"	ترجمہ ابان بن جملہ ۳	۱۵ " "

(۳۷) ترجمہ قرآن مجید کے بارے میں مولوی حکیم غلام محی الدین لاہوری کے سوال کا جواب دیتے ہوئے فرمایا:
فقیر کی رائے قاصر یہ ہے کہ مولانا شاہ عبدالقادر صاحب کا ترجمہ پیش نظر رکھا جائے اور اس میں چار تبدیلیں محفوظ رہیں:

- (۱) وہ الفاظ کہ متروک یا نامانوس ہو گئے فصیح و سلیس و رائج الفاظ سے بدل دیئے جائیں۔
- (۲) مطلب اصح جس کے مطالعہ کو جلالین کہ اصح الاقوال پر اقتصار کا جن کو التزام ہے سر دست بس ہے ہاتھ سے نہ جائے۔

(۳) اصل معنی لفظ اور محاورات عرفیہ دونوں کے لحاظ سے ہر مقام پر اس کے کمال پاس رہے، مثلاً غیر المغضوب علیہ کا یہ ترجمہ کہ ”جن پر غصہ ہوا یا تو نے غصہ کیا“ فقیر کو سخت ناگوار ہے، غصہ کے اصل معنی اُچھو کے ہیں یعنی کھانے کا گلے میں پھنسنے، جیسے طعاماً ذا غصۃ فرمایا، اس سے استعارہ کر کے ایسے غضب پر اس کا اطلاق ہوتا ہے جسے آدمی کسی خوف یا لحاظ سے ظہر نہ کر سکے، گویا دل کا جوش گلے میں پھنس کر رہ گیا۔ عوام کہ دقائق کلام سے آگاہ نہیں فرق نہ کریں، مگر اصل حقیقت یہی ہے کہ علماء پر اس کا لحاظ لازم ہے۔ ترجمہ یوں ہوا: ”نہ ان کی جن پر تو نے غضب فرمایا“ یا جن پر تیرا غضب ہے، یا جن پر غضب ہوا، یا جو غضب میں ہیں“ خیال کرنے سے ان کے ترجمہ میں اس کی بہت سی نظر معلوم ہو سکتی ہیں۔

(۴) سب سے اہم و اعظم و اقدم و الزم مراعات و تشابہات کہ ان میں ہمارے ائمہ کرام سے دو مذہب ہیں:

اول ہم نصوص پر ایمان لائے، نہ تاویل کریں نہ اپنی رائے کو دخل دیں امتابہ کل من عند ربنا (ہم اس پر ایمان لائے سب ہمارے رب کے پاس سے ہے۔ ت) معنی ہمیں معلوم ہی نہیں، ان سے اگر قولہ تعالیٰ ”ثم استوی الی السماء“ کا ترجمہ کر ایسے تو وہ فرمائیں گے، ”پھر استواء فرمایا آسمان کی طرف“ اگر پوچھئے استوی کے کیا معنی، تو لاندہری (ہم نہیں جانتے۔ ت) سے جواب ملے گا۔

دوم تاویل کہ متاخرین نے تفہیم جہال کے لئے اختیار کیا کہ کسی خوبصورت معنی کی طرف پھیر دیں

جس کا ظاہر شانِ عزت پر محال نہ ہو۔ اور طرفِ تجویز و تجارب میں لفظِ کریم سے قُرب بھی رکھتا ہو۔ ان سے اگر آیہ کریمہ مذکورہ کا ترجمہ کرایے تو وہ کہیں گے، ”پھر آسمان کی طرف قصد فرمایا“ مگر یہ کہ تفویض چھوڑیں اور تاویل بھی نہ کریں بلکہ معنی محال و ظاہر کا صریح ادا کرنے والا لفظ قائم کر دیں جیسے کریمہ مذکورہ کا ترجمہ ”پھر چڑھ گیا آسمان کو“ کہ چڑھنا اور اُترنا شانِ عزت پر محال قطعی اور جہال کے لئے معاذ اللہ موہم بلکہ مصرح بر جہانیت ہے۔ یہ ہمارے ائمہ متقدمین کا دین نہ متاخرین کا مسلک، اس سے احتراز فرض قطعی ہے۔ فقیر نے جہاں تک دیکھا ترجمہ منسوب بہ حضرت قدسی منزلت سیدنا مصلح الدین سعدی قدس سرہ العزیز اس عیب مشابہ سے پاک و منزہ ہے، ان میں اس سے مدد لی جائے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۲۶ ص ۴۵۷، ۴۵۸)

(۳۸) آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے سے انکار پر ابلیس کو خطاب کرتے ہوئے اللہ عز و جل نے فرمایا،
”اُستکبرت ام کنت من العالین“ یہ عالین کون لوگ ہیں؟ اس سوال کے جواب میں فرمایا،
عالیٰ بمعنی متکبر ہے، قال اللہ تعالیٰ،

ثم امر سلیمان موسیٰ و اخاه هارون بايتنا و سلطن مبين الى فرعون و ملائكة فاستكبروا
وكانوا قوما عالين۔

پھر ہم نے موسیٰ اور اس کے بھائی ہارون کو اپنی نشانیں اور روشن حجت کے ساتھ فرعون اور اس کے جتھے کی طرف بھیجا تو انھوں نے تکبر کیا اور وہ تھے ہی متکبر لوگ۔

تو معنی آیت یہ ہوئے کہ رب عز و جل نے شیطان لعین سے فرمایا کہ تُو نے جو آدم کو سجدہ نہ کیا یہ ایک تکبر تھا کہ اس وقت تجھے پیدا ہوا، یا تو قدیم سے متکبر ہی تھا۔ تفسیر ابن جریر میں ہے،

يقول تعالى لابليس تعظمت عن السجود لاد م فتركت السجود له استكبارا عليه، و
لعمرك من المتكبرين العالين قبل ذلك ”ام کنت من العالین“ يقول ام کنت کذا لك
من قبل ذا علو و تكبر على ربك۔

اللہ تعالیٰ نے ابلیس سے فرمایا تُو نے حضرت آدم کے سجدہ سے اپنے کو بڑا سمجھا اور اُن پر بڑائی ظاہر کرتے تُو نے سجدہ ترک کر دیا دراصل تُو متکبرین میں سے نہ تھا، یا یہ کہ پہلے ہی سے اپنے رب پر علو و تکبر ظاہر کرنے والا تھا۔

یا یہ کہ تکبر خاص تجھی میں پیدا ہوا، یا تیری قوم ہی متکبر ہے۔ معالم میں ہے،
 "امكنت من العالین" المتکبرین یقول استکبرت بنفسک ام کنت من القوم الذین

یتکبرون فتکبرت عن السجود لکونک منهم۔

"یا تو عالین متکبرین میں سے تھا" فرماتا ہے کہ تو نے خود ہی تکبر کیا، یا تو متکبرین کے گروہ میں سے
 تھا تو سجدہ سے تکبر کیا۔ (ت)

یا عالین کو بمعنی بلند و رفیع المرتبت لیں، اور معنی یہ ہوں کہ تو نے جو سجدہ نہ کیا یہ تیرا تکبر تھا کہ
 واقع میں تجھے آدم پر بڑا ہی نہیں اور براہ غرور آپ کو بڑا ٹھہرایا واقع ہی میں تجھے اس پر فضیلت ہے۔
 بیضاوی میں ہے،

"استکبرت ام کنت من العالین" تکبرت من غیر استحقاق او کنت ممن علا
 واستحق التفوق۔

"تو نے تکبر کیا یا عالین میں سے تھا" مطلب یہ کہ بے استحقاق کے تو غرور میں مبتلا ہوا یا ان
 میں سے تھا جن کو بلندی اور تفوق حاصل ہے۔

اور یہ معنی انہیں کہ ملائکہ میں کوئی گروہ عالین ہے کہ وہ حکم سجدہ سے مستثنیٰ تھا دان وقع فی کلام
 سیدنا الشیخ اکبر مرضی اللہ تعالیٰ عنہ (اگرچہ ہمارے سردار شیخ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کلام
 میں واقع ہوا ہے۔ ت) رب عز وجل نے متعدد تاکیدوں سے مولا فرمایا فسجد الملائکۃ کلہم اجمعون
 تمام، جمیع، سب ملائکہ نے سجدہ کیا، فاللام للاستغراق واکدت بكل واکد باجمعون
 (لام استغراق کے لئے ہے پھر کل اور اجمعون کے ساتھ تاکید لائی گئی ہے) (ت)

(فتاویٰ رضویہ ج ۲۶ ص ۴۵۹، ۴۶۰)

(۳۹) ایک استفتاء میں تین سوال پوچھے گئے،

(۱) بعد ولادت حضرت عیسیٰ علیہ السلام حضرت مریم باکرہ تھیں یا نہیں؟

(۲) قرآن مجید میں ناسخ آیات کتنی اور منسوخ کتنی ہیں؟

(۳) آنحضرت اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام کے درمیان کوئی اور رسول تھے یا نہیں؟

۱۔ معالم التنزیل (تفسیر البغوی) تحت لایۃ ۳۸/۵۵ دار الکتب العلمیہ بیروت ۴۰/۴

۲۔ انوار التنزیل (تفسیر البیضاوی) " " " " دار الفکر بیروت ۵۵/۵

۳۔ القرآن الکریم ۳۸/۲

اس استفتاء میں مندرجہ تینوں سوالوں کا ترتیب وار جواب دیتے ہوئے فرمایا :

(۱) سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت کے بعد بھی حضرت بقول طیبہ طاہرہ سیدنا مریم بکر تھیں، بکر ہی رہیں، اور بکر ہی اٹھیں گی، اور بکر ہی جنت النعیم میں داخل ہوں گی یہاں تک حضور پر نور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وعلیہم اجمعین کے نکاح اقدس سے مشرف ہوں گی۔ ان کی شانِ کریم :

لعلی سسنى بشر ولم اک بغیا۔

نہ مجھے کسی نے ہاتھ لگایا اور نہ میں بدکار ہوں۔

ظاہر ہے کہ بعد ولادت بھی صادق ہے، اور یہی معنی بکریت ہے۔ رہا بکارت بمعنی پردہ عروق کا زوال، اولاً اس ولادت معجزہ میں ہونا کیا ضرور اور اس کا کہاں ثبوت۔ جو بے باپ کے پیدا کر سکتا ہے بے زوال بکارت ولادت دینے پر بھی قادر ہے۔ بکر کے لئے بھی منفذ ہوتا ہے جس سے خون آتا ہے، اور بالفرض اس کا زوال ہو بھی تو منافی بکریت نہیں۔ بہت ابکار کا یہ پردہ کسی صدمہ یا خونِ حیض کی حدت وغیرہ سے جاتا رہتا ہے، مگر وہ بکر سے شیب، نارسیدہ سے شوہر دیدہ نہیں ہو جاتیں بلکہ حقیقتہً بھی بکر ہوتی ہیں، اور حکم شرع میں بھی بکر ہی رہتی ہیں۔ ان کا نکاح ابکار کی طرح ہوتا ہے اور وہ ابکار کے لئے وصیت میں داخل ہوتی ہیں۔ تنویر الابصار میں ہے :

من نزلت بکارتها بوثبة او دسوس حیض او جراحة او کبر بکر حقیقة۔

جس کا پردہ بکارت کوڈنے، حیض آنے یا زخم یا زیادتی عمر کی وجہ سے زائل ہوا وہ عورت حقیقتہً بکرہ ہے۔

فتاویٰ ظہیریہ اور رد المحتار میں ہے :

البکر اسم لامرأة له تجامع بنکاح ولا غیرک۔

بکرہ اس عورت کو کہتے ہیں جس سے نہ نکاح یا بلا نکاح صحبت نہ کی گئی ہو۔ (ت)

مجموعہ شامی میں ہے :

حاصل کلامهم ان الترائل فی هذا المسائل العذرة ای العجدة التي علی

لہ القرآن الکریم ۲۰/۱۹

۱۹۲/۱ مطبع مجتہائی دہلی باب الولی کتاب النکاح رد المحتار شرح تنویر الابصار

۳۰۲/۲ دار احیاء التراث العربی بیروت باب الولی کتاب النکاح رد المحتار

المحل لا البکامرة فكانت بکس حقیقة وحکما ولذا تدخل فی الوصیة لابکامری بنی فلان لے
ان کے کلام کا حاصل یہ ہے کہ ان مسائل میں عذرة زائل ہوئی ہے یعنی وہ جہلی جو شرمگاہ میں ہوتی ہے، تو
عورت ان صورتوں میں حقیقة اور علمائے ہر طرح باکرہ ہوتی ہے، اس لئے کہ اگر کسی نے بنی فلاں کی باکرہ عورتوں
کے لئے وصیت کی تو یہ بھی ان میں داخل ہوگی۔ (ت)

(۲) اس میں اختلاف کثیرہ ہیں۔ حازمی کی کتاب النسخ والمنسوخ اور اتقان وغیرہ میں مفصل بیان
ہے اور اختلاف کا بڑا منشاء اختلاف اصطلاح بھی ہے کما لا یخفی علی من سیر ونظر و تامل و تدبر
(جیسا کہ اس شخص پر پوشیدہ نہیں جو گھوما پھرا، دیکھا اور غور و فکر کیا۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم۔
(۳) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

انا اولی الناس بعیسی بن مریم فی الدنیا والاخرة لیس بینی و بینہ نبی، رواہ احمد
والشیخان وابوداؤد عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔
دنیا و آخرت میں سب سے زیادہ عیسیٰ ابن مریم کا ولی میں ہوں، مجھ میں اور اُن میں کوئی نبی نہیں۔
(اس کو امام احمد، بخاری، مسلم اور ابوداؤد نے سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت
کیا۔ ت)

دوسری حدیث میں ہے کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم :
انا دعوة ابراہیم وکان اخر من بشری عیسیٰ بن مریم۔ رواہ الطیالسی وابن عساکر
وغیرہما عن عبادة بن الصامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔
میں اپنے باپ ابراہیم کی دعا ہوں اور سب میں پچھلے میری بشارت دینے والے عیسیٰ علیہم الصلوٰۃ
والسلام تھے (اس کو طیالسی اور ابن عساکر وغیرہ نے سیدنا عبادة بن الصامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے
روایت کیا ہے۔

۳۰۲/۲	دار احیاء التراث العربی بیروت	باب الولی	۱۔ رد المحتار کتاب النکاح
۲۹۰، ۲۸۹/۱	قدیمی کتب خانہ کراچی	واؤد فی الکتاب مریم	۲۔ صحیح البخاری کتاب الانبیاء
۲۸۶/۲	سنن ابی داؤد		صحیح مسلم کتاب الفضائل
۳۱۹/۲	المکتب الاسلامی بیروت	عن ابی ہریرۃ	مسند احمد بن حنبل
۲۰۵/۱۱	مؤسسة الرسالة بیروت	حدیث ۳۱۸۸۹	۳۔ کنز العمال

حدیث صحیحین اصح ما ورد فی الباب ہے۔ فلا یعارضہ ما ینکر من حدیث خالد بن سنان وغیرہ لہذا خالد بن سنان وغیرہ کی روایت سے مذکور حدیث اس کا معارضہ نہیں کر سکتی۔ (ت) معتمد انبیاء علیہم السلام میں احتیاط یہ ہے کہ:

اٰمنا با نبیاء اللہ جمیعا لا نفرق بین احد من رسلہ۔

ہم تمام انبیاء پر ایمان لائے ان میں سے کسی میں فرق نہیں کرتے،

کہ بعض پر ایمان لائیں اور معاذ اللہ بعض پر نہیں، جیسا کہ یہود و نصاریٰ خدا ہم اللہ تعالیٰ نے کیا، اور بالیقین کسی کو نبی ماننے کے لئے تو اثر شرط ہے، یہاں احاد کا فی نہیں لہذا تقریر ان الاحاد لا تفید الاعتماد فی مثل الاعتقاد واللہ الہادی الی سبیل الرشاد (کیونکہ یہ بات ثابت شدہ ہے کہ اخبار احاد اعتقادات جیسے امور میں اعتماد کا فائدہ نہیں دیتیں اور اللہ تعالیٰ ہی راہ ہدایت عطا فرمانے والا ہے۔ (ت)

(فتاویٰ رضویہ ج ۲۶ ص ۲۵۹ تا ۲۶۳)

(۴۰) ”اولی الامر“ کے معنی کی تعیین اور حدیث ”جس نے امام وقت کو نہ پہچانا جاہلیت کی موت مرا“ کے معنی کی توضیح کرتے ہوئے فرمایا:

”اولی الامر“ میں اصح قول یہی ہے کہ اس سے مراد علماء دین ہیں کما نص علیہ الزمر کافی وغیرہ (جیسا کہ اس پر زرقاتی وغیرہ نے نص فرمائی ہے۔ (ت) نہ کہ سلاطین جن کے بہت احکام خلاف شرع ہوتے ہیں۔ یزید پلیدی کے وقت میں بکثرت صحابہ کرام و تابعین اعلام تھے وہی ”اولی الامر“ تھے نہ کہ یزید علیہ مایستحقہ۔ ہر رسالت کے زمانہ میں وہ رسول اور اس کی کتاب امام ہوتی ہے۔ قال تعالیٰ کتب موسیٰ اماما ورحمۃ۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: موسیٰ علیہ السلام کی کتاب پیشوا اور مہربانی ہے۔ (ت)

زمانہ ختمیت میں آخر دہر تک قرآن عظیم و حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم امام ہیں، جس نے

انہیں نہ پہچانا ظاہر کہ وہ جاہلیت کی موت مرا۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۲۶ ص ۲۶۳، ۲۶۴)

(۴۱) خطبہ میں ”لا یکلف اللہ نفسا الا دون وسعہا“ پڑھنا کیسا ہے؟ اس سوال کے جواب میں لفظ دون کے معانی بیان کرتے ہوئے فرمایا:

آیہ کریمہ بدون ”دون“ ہے، خطبہ میں اگرچہ نہ آیہ ہو نا ضرور نہ قرآن عظیم سے اقتباس محذور، مگر زیادات موہومہ خلاف مراد محذور۔

دون زبان عرب میں دس معنی پر مشتمل ہے :

(۱) غیر، اِنْفَكَ الْهَمَةُ دُونَ اللَّهِ تَرْيَدُونَ، ای غیر کا۔

غیر، کیا بہتان سے اللہ تعالیٰ کے سوا اور خدا چاہتے ہو یعنی اس کا غیر۔ (ت)

(۲) تحت، و مَنَادُونَ ذَلِكَ۔

تحت، اور ہم میں سے کچھ اس سے کمتر ہیں۔ (ت)

(۳) فوق، فَهِيَ اَذُنٌ مِنَ الْاَضْدَادِ كَمَا افَادَهُ الْمَجْدُ۔

فوق، تو اس صورت میں یہ اَضْدَادِ کے قبیلہ سے ہو گا جیسا کہ ترجمہ نے اس کا افادہ فرمایا ہے۔ (ت)

(۴) اقل، لَيْسَ فِيمَا دُونَ خَمْسٍ اَوْ اَقْصَدَقَةٍ۔

اقل، پانچ اوقیہ سے کم میں زکوٰۃ نہیں ہے۔ (ت)

(۵) وراء و امام، یعنی اس پار یا اُس پار۔

كَيْفَ الْوَصُولُ اِلَى سَعَادٍ وَ دُونَهَا قُلُلُ الْجِبَالِ وَ دُونَهَا حَتُوفُ

ورار و امام، سعادت تک کیسے پہنچا جاسکتا ہے حالانکہ اس کے سامنے بلند چوٹیوں والے پہاڑ ہیں اور

ان کے پیچھے موتی ہیں۔ (ت)

وَفِي الْحَدِيثِ مَنْ قَتَلَ دُونَ اَهْلِهِ فَهُوَ شَهِيدٌ اِىْ اِمَامِهِمْ فِي حِفْظِهِمْ وَالدِّفَاعِ عَنْهُمْ،

۱۔ القرآن الکریم ۸۶/۳۷

۲۔ تفسیر جلالین تحت الآیۃ ۸۶/۳۷ اصح المطابع دہلی ص ۲۷۶

۳۔ القرآن الکریم ۱۱/۷۲

۴۔ ہلقاموس المحیط باب النون فصل الدال تحت لفظ ”دون“ مصطفیٰ البانی مصر ۲۲۵/۴

۵۔ صحیح البخاری کتاب الزکوٰۃ ۱۸۹/۱ و صحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ ۳۱۵/۱

۶۔ ابجد العلوم علم التعانی فی الجروب ۱۶۵/۲

۷۔ جامع الترمذی ابواب الایات باب ماجاء فیمن قتل دون ماله فوشہید الخ امین کمپنی دہلی ۱۷۰/۱

وفي الحديث ليس دونه تعالى منتهى أى ورائه ، وقد جمعها قوله فى الخمسة
تزيك القذى من دونها وهى دونه

اور حدیث میں ہے جو اپنے اہل و عیال کے سامنے قتل کیا گیا وہ شہید ہے یعنی ان کے سامنے ان کا دفاع کرتے ہوئے۔ اور حدیث میں ہے : اللہ تعالیٰ سے آگے کوئی مفتی نہیں۔ اور شراب سے متعلق شاعر کے قول نے ان معانی کو جمع کر دیا ہے یہ شراب تجھے دکھاتی ہے کہ تنکا اس کے آگے ہے اور وہ اس کے پیچھے ہے۔ (ت)

(۷) حقیر، ط:

و یقنہ بالدون من کاف دونہ
حقیر چیز پر قناعت کر لیتا ہے وہ جو حقیر ہوتا ہے۔ (ت)

(۸) شریف،

حكاه بعض النحاة وقال المجد عليه ضد.

بعض نچیوں نے اس کو حکایت کیا ہے، اور مجد نے کہا کہ یہ پہلے معنی کی ضد ہے۔ (ت)

(۹) نزدیک تر پجیز بہ نسبت مضاف الیہ، اوجود من دونہم امرأتین تذودان ۵
مضاف الیہ کی بہ نسبت زیادہ قریب چیز، اور اس نے ان مردوں کے قریب دو عورتوں کو دیکھا
جو اپنے جانور روک رہی ہیں۔ (ت)

(۱۰) مقارب مضاف الیه مکاناً مکانة "هذا دونك" ای قریب۔

مضاف الیہ کے قریب مکان، یہ تیرے قریب ہے۔

ظاہر ہے کہ معنی ، وہ کہ تو یہاں سے تعلق ہی نہیں ، اور باقی معانی سب مخالفِ قرآن ہیں۔

٢/ ٢١٦ مكتبة دار الايمان المدينة المنورة

٢٥ تاج العروس باب النون فصل الدال // // دار احياء التراث العربي بيروت ٢٠٣/٩

" " " " " " " "

٢٢٥/٢ مصطفیٰ البابی مصر " " " " القاموس المحيط

٢٠٣/٩ دار احياء التراث العربى بيروت تحت لفظ دون تاج العروس

هو القرآن الكريم ٢٨/٢٣

في ما ج العروس باب النون حصل لذل عت لفظ دون دار اجزاء التراث العربي بيروت ٢٠٢٠/٩

قرآن عظیم یہ حصر فرماتا یہ چاہتا ہے کہ اللہ عزوجل کسی کو تکلیف نہیں دیتا مگر بقدر قدرت و وسعت و طاقت۔ اور یہاں یہ حصر ہو گا کہ اللہ سبحانہ کسی کو تکلیف نہیں دیتا مگر اس کی طاقت کے سوا، یا طاقت سے نیچے، یا طاقت کے اوپر، یا طاقت سے کم، یا طاقت سے اس پار، یا طاقت سے اس پار۔ اور یہی نیچے اور کم اور اس پار کا حاصل۔ دو معنی اخیر میں نکلے گا کہ ان پانچوں معنی میں منتہی تک نہ پہنچنا ملحوظ ہے۔ صحاح و صراح و مجمع البحار وغیرہ میں ہے:

معناه تقصیر عن الغاية.

اس کا معنی ہے کہ غایت تک نہ پہنچنا۔ (ت)

تو ان پانچوں کا حصر صریح مخالف قرآن ہے اور ان دو یعنی اوپر اور اس پار کا شدید مناقض۔ اور سوا تو صراحتاً نقیض معنی قرآن ہے، وبعد التیاء والتی تاویلات دُور از کار کو گنجائش دی جائے تو ایہام معانی باطلہ نقد و وقت ہے اور اسی قدر منع کے لئے بس ہے۔

فی رد المحتار وغیرہ من معتمدات الاسفار "مجرد اینہام المعنی المحال کاف فی المنع"۔

رد المحتار وغیرہ مقدمہ کتابوں میں ہے کہ محض معنی محال کا ایہام ممانعت کے لئے کافی ہے (ت)

(فتاویٰ رضویہ ج ۲۶ ص ۲۶۴ تا ۲۶۶)

(۴۲) حضرت مولانا قاضی محمد عبدالوحید حنفی فردوسی کی طرف سے ایک استفتاء المخلصت کی خدمت میں پیش ہوا کہ اللہ پاک قرآن مجید میں فرماتا ہے کہ پیٹ کا حال کوئی نہیں جانتا کہ بچہ ذکر سے ہے یا اناث سے حالانکہ ایک آلہ نکلا ہے جس سے سب حال معلوم ہو جاتا ہے اور پتا ملتا ہے؛ اس سوال کا تفصیلی و تحقیقی جواب دیتے ہوئے رسالہ الصمصام علی مشکک فی آیۃ علوم الارحام تحریر فرمایا جو حسب ذیل ہے:

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله الذي لا يخفى عليه شيء في الارض ولا في السماء هو الذي يصوركم في الارحام كيف يشاء، والصلوة والسلام على خاتم الانبياء، الاتي بكتاب مبين فيه رحمة

وشفاء و ما حظ الکفرین منه الا نعمة و شقاء و علی الہ و صحبہ البررة الاتقیاء، الذین ہم فی بطون امہاتہم سعداء ما جئت جنین فی ظلمت ثلاث بین غشاء و غطاء، آمین! تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جس پر زمین و آسمان کی کوئی چیز پوشیدہ نہیں۔ وہ وہی ہے جو تمہاری صورت بناتا ہے ماں کے پیٹ میں جیسے چاہے، اور درود و سلام ہو خاتم الانبیاء پر جو روشن کتا لے کر تشریف لانے والے ہیں جس میں رحمت و شفاء ہے، کافروں کا اس سے سوائے انتقام اور بد بختی کے کچھ حصہ نہیں، اور آپ کے آل و اصحاب پر جو نیک اور متقی ہیں اور وہ ماؤں کے پیٹوں میں سعادتمند ہوئے، جبکہ جنین تین تاریکیوں میں پردے اور اندھیرے کے درمیان پوشیدہ رہے۔ آمین! (ت)

مولانا حامی سنت، حاجی بدعت اکرم اللہ تعالیٰ، السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ، اللہ تعالیٰ جل و علا سورہ آل عمران شریف میں ارشاد فرماتا ہے:

ان الله لا يخفى عليه شيء في الارض ولا في السماء ۝ هو الذي يصوركم في الارحام كيف يشاء ۝ لا اله الا الله هو العزيز الحكيم ۝
بیشک اللہ پر کوئی چیز چھپی نہیں زمین میں اور نہ آسمان میں، وہی ہے جو تمہارا نقشہ بناتا ہے ماں کے پیٹ میں جیسا چاہے، کوئی سچا معبود نہیں مگر وہی زبردست حکمت والا۔
سورہ رعد شریف میں فرماتا ہے:

الله يعلم ما تحمل كل انثى وما تفيض الارحام وما تزداد ط و كل شيء عنده بمقدار ۝ علم الغيب والشهادة الكبير المتعال ۝
اللہ جانتا ہے جو کچھ پیٹ میں رکھتی ہے ہر مادہ اور جتنے سمٹتے ہیں پیٹ اور جتنے پھیلتے یا جو کچھ گھٹتے ہیں اور جو کچھ بڑھتے، اور ہر چیز اس کے یہاں ایک اندازے سے ہے، جاننے والا نہاں عیاں کا سب سے بڑا بلندی والا۔

سورہ حج شریف میں فرماتا ہے:

ونقر في الارحام ما نشاء الى اجل مستي ۝
اور ہم پھرائے رکھتے ہیں مادہ کے پیٹ میں جو کچھ چاہیں ایک مقرر وعدے تک۔

سورۃ لقمان شریف میں فرماتا ہے :

ان الله عنده علم الساعة ۛ وينزل الغيث ۛ ويعلم ما في الارحام ط وما تدسرى
نفس ماذا تكسب غدا ط وما تدري نفس باى امرض تموت ط ان الله عليم خبير۔
بیشک اللہ ہی کے پاس ہے علم قیامت کا اور اتارتا ہے مینہ، اور جانتا ہے جو کچھ مادہ کے پیٹ میں ہے
اور کوئی جی نہیں جانتا کہ کل کیا کرے گا، اور کسی کو اپنی خبر نہیں کہ کہاں مرے گا، بیشک اللہ ہی جاننے والا
خبردار۔

اور سورۃ ملک شریف میں فرماتا ہے :

والله خلقكم من تراب ثم من نطفة ثم جعلكم انرا واجا ط وما تحمل من انثى
ولا تضع الا بعلمه ط وما يعمر من معمر ولا ينقص من عمره الا فى كتب ط
ان ذلك على الله يسير۔
اللہ نے بنایا تمہیں مٹی سے، پھر مٹی سے، پھر کیا تمہیں جوڑے جوڑے، اور نہیں گاہن ہوتی کوئی ماؤ
اور نہ جنے مگر اس کے علم سے، اور نہ کوئی عمرو لا عمر دیا جائے اور نہ گھٹایا جائے اس کی عمر سے، مگر یہ
سب لکھا ہے ایک نوشتہ میں، بیشک یہ سب اللہ کو آسان ہے۔
سورہ حم السجدہ شریف میں فرماتا ہے :

اليه يرد علم الساعة ط وما تخرج من ثمرات من اكمامها وما تحمل من انثى
ولا تضع الا بعلمه ۞
اللہ ہی کی طرف پھیرا جاتا ہے علم قیامت کا اور نہیں نکلتا کوئی پھل اپنے غلاف سے، اور نہ پیٹ
رہے کسی مادہ کو اور نہ جنے مگر اس کی آگاہی سے۔
اور سورۃ النجم شریف میں فرماتا ہے :

هو اعلم بكم اذ انشأكم من الارض واذ انتم اجثة فى بطون امهتكم ۛ
فلا تزكوا انفسكم ط هو اعلم بمن اتقى ۞
اللہ خوب جانتا ہے تمہیں جب اس نے بنایا تم کو زمین سے اور جب تم چھپے ہوئے تھے ماں کے

پیٹ میں، تو آپ اپنی جان کو مستحضر نہ کہو، اسے خوب خبر ہے کون پرہیزگار ہوا۔

آیاتِ کریمہ میں مولیٰ سبحنہ و تعالیٰ اپنے بے پایاں علوم کے بشمار اقسام سے ایک سہل قسم کا بہت اجمالی ذکر فرماتا ہے کہ ہر مادہ کے پیٹ میں جو کچھ ہے سب کا سارا حال پیٹ رہتے وقت اور اس سے پہلے اور پیدا ہوتے اور پیٹ میں رہتے اور جو کچھ اس پر گزرا اور گزرنے والا ہے، جتنی عمر پائے گا، جو کچھ کام کرے گا، جب تک پیٹ میں رہے گا، اس کا اندرونی بیرونی ایک ایک عضو ایک ایک پرزہ جو صورت دیا گیا جو دیا جائے گا، ہر ہر روٹنگا جو مقدار مساحت وزن پائے گا۔ بچے کی لاغری، فریہی، غذا، حرکت خفیفہ زائدہ، انقباض، انقباض اور زیادت و قلتِ خون، طث و حصول فضلات و ہوا و رطوبات وغیرہا کے باعث آن آن پر پیٹ جو سمٹتے پھیلتے ہیں غرض ذرہ ذرہ سب اُسے معلوم ہے ان میں کہیں نہ تخصیص ذکورت و انوثت کا ذکر نہ مطلق علم کی نفی و حصر، تو یہ مہمل و مختل اعتراض پا در ہوا کہ بعض پادریان پا در بند ہوا کی تازہ گھڑت ہے اس کا اصل منشا معنی آیات میں بے فہمی محض یا حسبِ عادت دیدہ و دانستہ کلامِ الہی پر اقرار و تہمت ہے قرآنِ عظیم نے کس جگہ فرمایا ہے کہ کوئی کبھی کسی مادہ کے حمل کو کسی طرح تدبیر سے اتنا معلوم نہیں کر سکتا کہ نہ ہے یا مادہ۔ اگر کہیں ایسا فرمایا ہو تو نشانِ دو۔ اور جب یہ نہیں تو بعض وقت بعض اناث کے بعض حمل کا حال بعض تدابیر سے بعض اشخاص نے بعدِ جبلِ طویل و عجزِ مدید کے بعض آلاتِ یحجان کا فقیر و محتاج ہو کر اس فانی و زائل و بے اصل و بے حقیقت نام کے ایک ذرہ علم و قدرت سے (کہ وہ بھی اسی بارگاہِ علیم و قدیر سے حصہ رسد چند روز سے چند روز کیلئے پائے اور اب بھی اسی کے قبضہ و اقتدار میں ہیں کہ بے اس کے کچھ کام نہ دیں) اگر صحرا سے ذرہ سمندر سے قطرہ معلوم کر لیا تو یہ آیاتِ کریمہ کے کس حرف کا خلاف ہوا، وہ خود فرماتا ہے:

یَعْلَمُ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يَحِيطُونَ بِشَيْءٍ مِنْ عِلْمِهِ إِلَّا بِمَا شَاءَ ۚ

اللہ جانتا ہے جو ان کے آگے ہے اور جو کچھ پیچھے اور وہ نہیں پاتے اس کے علم سے کسی چیز کو مگر جتنی وہ چاہے۔

تمام جہان میں روزِ اول سے ابد الابد تک جس نے جو کچھ جانا یا جانے کا سب اسی الہامِ شفاء کے استثناء میں داخل ہے جس کے لاکھوں کروڑوں سرِ فلک کشیدہ پہاڑوں سے ایک نہایت قلیل ذلیل و بے مقدار ذرہ یہ آگہ بھی ہے ایسا ہی اعتراض کرنا ہو تو بے گنتی گزشتہ و آئندہ باتوں کا جو علم ہم کو ہے اسی سے کیوں نہ اعتراض کرے جو صیغہ یَعْلَمُ مَا فِی السَّامِیَّاتِ میں ہے کہ اللہ جانتا ہے جو کچھ مادہ کے پیٹ میں

بعینہ وہی صیغہ یعلم مابین ایدیہم وما خلفہم میں ہے کہ اللہ جانتا ہے جو کچھ آئے گا اور جو کچھ گزرا۔
جب ان بے شمار علوم تاریخی و آسمانی ملنے میں کسی عاقل منصف کے نزدیک اس آیت کا کچھ
خلاف نہ ہوا، نہ تیرہ سو برس سے آج تک کسی پادری صاحب کو ان علوم کے باعث اس آیت کو میر پر لب کشائی
کا جنون اچھلا تو اب ایک ذرا سی آلیانکال کر اس آیت کا کیا بگاڑ متصور ہو سکتا ہے، یا عقل نہ ہو تو
بندہ مجبور ہے، یا انصاف نہ ملے تو انکھیاں راہی کور ہے۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔
ثُمَّ اَقُولُ و باللہ التوفیق (پھر میں کہتا ہوں اور توفیق اللہ ہی سے ہے۔ ت) مَفْصَلًا
حق واضح کو واضح تر کروں۔ **اصل** یہ ہے کہ کسی علم کی حضرت عزت عز وجل سے تخصیص اور اس کی
ذات پاک میں حصر اور اس کے غیر سے مطلقاً نفی چنہ وجہ پر ہے،

اَوَّل علم کا ذاتی ہونا کہ بذات خود بے عطائے غیر ہو۔
دوم علم کا غنا کہ کسی آلہ جارحہ و تدبیر و فکر و نظر و التفات و انفعال کا اصلاً محتاج نہ ہو۔
سوم علم کا سرمدی ہونا کہ ازلاً ابداً ہو۔
چہارم علم کا وجوب کہ کبھی کسی طرح اس کا سلب ممکن نہ ہو۔
پنجم علم کا ثبات و استمرار کہ کبھی کسی وجہ سے اس میں تغیر، تبدل، فرق، تفاوت کا
امکان نہ ہو۔

ششم علم کا اقصی غایات کمالات پر ہونا کہ معلوم کی ذات، ذاتیات، اعراض، احوال، لازمہ
مفارقة، ذاتیہ اضافیہ، ماضیہ آتیہ موجودہ ممکنہ سے کوئی ذرہ کسی وجہ پر مخفی نہ ہو سکے۔
ان چھ وجہ پر مطلق علم حضرت احدیت جل و علا سے خاص اور اس کے غیر سے قطعاً مطلقاً منفی
یعنی کسی کو کسی ذرہ کا ایسا علم جو ان چھ وجہ سے ایک وجہ بھی رکھتا ہو حاصل ہونا ممکن نہیں جو کسی غیر الہی
کے لئے عقول مفارقة ہوں خواہ نفوس ناطقہ ایک ذرے کا ایسا علم ثابت کرے یقیناً اجماعاً کافر
مشرک ہے۔ ان تمام وجہ کی طرف آیات کریمہ میں باطلاق کلمہ یعلم اشارہ فرمایا کہ یہاں علم کو
مطلق رکھا اور مطلق فرد کامل کی طرف منصرف اور علم کامل بلکہ علم حقیقی حق الحقیقیہ وہی ہے جو ان وجہ
ستہ کا جامع ہو اسی لحاظ پر ہے وہ جو قرآن عظیم میں ارشاد ہوا:

یوم یجمع اللہ الرسل فیقول ما ذا اجبتم قالوا لا علم لنا

جس دن اللہ عزوجل رسولوں کو جمع کر کے فرمائے گا تمہیں کیا جواب ملا، عرض کریں گے ہمیں کچھ علم نہیں۔

کفار کے پاس ان محبوبانِ خدا صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہم کا تشریف لانا ہدایت فرماتا ان ملاعنہ کا تکذیب و انکار و اصرار و استکبار و یہودہ گفتار سے پیش آنا کسے معلوم نہیں، مگر حضرات انبیاء عرض کریں گے لا علم لنا ہمیں اصلاً علم نہیں، لا نفی جنس کا ہے سلب مطلق فرمائیں گے یعنی وہی علم کامل کہ بحقیقت حقیقہ علم اسی کا نام ہے اصلاً اس کا کوئی فرد ہمیں حاصل نہیں، حتیٰ حقیقت تو یہ ہے جب اس سے تجاوز کر کے حقیقت عرفیہ یعنی مطلق دانستن کی طرف چلے خواہ بالذات ہو یا بالغیر ہو غنی ہو یا محتاج، سرمدی ہو یا حادث، ابدی ہو یا فانی واجب ہو یا ممکن، ثابت ہو یا متغیر، تام ہو یا ناقص، بالکنہ ہو یا بالوجہ، یاں معنی مطلق علم کہ ایک آدھ چیز کے جاننے سے بھی صادق زہار مختص بحضرت عزت عزت عظمت نہیں، نہ معاذ اللہ قرآن عظیم نے ہرگز کہیں اس کا دعویٰ کیا بلکہ جس طرح معنی اول کا غیر کے لئے اثبات کفر ہے اس معنی کے غیر سے نفی مطلق بھی کفر ہے کہ یہ خود صد بانصوص قسمہ آن عظیم بلکہ تمام قرآن عظیم بلکہ تمام مل و مشدائع و عقل و نقل و حس سب کی تکذیب ہوگی قرآن عظیم نے اپنے محبوبوں کے لئے بے شمار علوم عظیمہ ثابت فرمائے اور ان کے عطا سے منت رکھی۔

○ قال تعالیٰ "وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ وَكَانَ فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكَ عَظِيمًا"

(اللہ تعالیٰ نے فرمایا) اور سکھا دیا اللہ نے تجھے اے نبی! جو تجھے معلوم نہ تھا اور اللہ کا فضل تجھ پر بہت بڑا ہے۔

○ وِبَشْرَةٍ بَعْلَمُ عَلِيمٌ

اور فرشتوں نے ابراہیم کو فرود دیا علم والے لڑکے کا۔

○ وَاتَّه لَذَوْعِلْمَ لِمَا عَلَّمْتَهُ

اور بیشک یعقوب علم والا ہے ہمارے علم عطا فرمانے سے۔

○ وَعَلَّمَ آدَمَ الْأَسْمَاءَ كُلَّهَا

سکھا دئے آدم کو سب نام۔

- واذا كسر عبدنا ابراهيم واسحق ويعقوب اولى الایدی والا بصار یك
اور یاد کر ہمارے بندوں ابراہیم واسحق و یعقوب قدرت والوں اور علم والوں کو۔
- یرفع الله الذین آمنوا منکم والذین اوتوا العلم درجۃً ط
بلند کرے گا اللہ تعالیٰ تمہارے ایمان والوں کو اور ان کو جنہیں علم عطا ہوا درجوں میں۔
- بلکہ عام بشر کو فرماتا ہے ،
- الرحمن ۵ علم القرآن ۵ خلق الانسان ۵ علمہ البیان ۵
رحمان نے سکھایا قرآن ، بنایا آدمی ، اسے بتایا بیان ۔
- علم الانسان ما لم یعلم ۵
سکھایا آدمی کو جو نہ جانتا تھا ۔
- واللہ اخرجکم من بطون امہتکم لاتعلمون شیئاً وجعل لکم السمع والا بصار
والافئدة لا لعلکم تشکرون ۵
اللہ نے نکالا تمہیں تمہاری ماؤں کے پیٹوں سے بڑے نادان اور دیئے تمہیں کان اور آنکھیں
اور دل ، شاید تم حق مانو ۔
- بلکہ عام تر فرماتا ہے ،
- الم تر ان اللہ یسبح له من فی السموت والارض والطیر صفت کل قد علم
صلاته وتسبیحه ط واللہ علیم بہا یفعلون ۵
کیا تو نے نہ دیکھا کہ اللہ کی پاکی بولتے ہیں جو آسمان و زمین میں ہیں اور پرندے پراباندھے ،
سب نے جان لی ہے اپنی اپنی نماز و تسبیح ، اور اللہ کو خوب خبر ہے جو وہ کرتے ہیں ۔
- تو کوئی اندھے سے اندھا بھی کسی آیت کا یہ مطلب نہیں کہہ سکتا کہ بایں معنی مطلق علم کو غیر سے نفی
فرمایا ہے ہاں اس معنی پر علم مطلق غیر سے ضرور مسلوب ۔ اور یہ وجہ مفقوم حصر و تخصیص کی ہے یعنی تمام
موجودات و ممکنات و مفہومات و ذوات و صفات و نصب و اضافات و واقعیات و مہومات غرض

۵۸ / ۱۱ القرآن الکریم

۹۶ / ۵ " ۵۴

۲۴ / ۲۱ " ۵۶

۳۸ / ۲۵ القرآن الکریم

۵۵ / ۱۵ " ۵۳

۱۶ / ۴۸ " ۵۵

ہر شے و مفہوم کو علم کا عام و تمام محیط و مستغرق ہونا کہ غیر متناہی معلومات کے غیر متناہی سلاسل اور ہر سلسلے کے ہر فرد سے غیر متناہی علوم متعلق اور یہ سب نامتناہی نامتناہی نامتناہی علوم معاً حاصل ہوں جن کے احاطے سے کوئی فرد اصلاً خارج نہ ہو جسے فرماتا ہے :

وَاتَّاللہُ قَدْ احاطَ بِکُلِّ شَیْءٍ عِلْمًا۔

بیشک اللہ کا علم ہر چیز کو محیط ہوا۔

اور فرماتا ہے :

علم الغیب ج لا یعزب عنه مثقال ذرۃ فی السموات ولا فی الارض ولا اصغر من ذلک ولا اکبر الا فی کتب مبینۃ

جاننے والا ہر چھپی چیز کا ، اس سے چھپی نہیں کوئی ذرہ بھر چیز آسمانوں میں نہ زمین میں ، اور نہ اس سے چھوٹی اور نہ بڑی مگر سب ایک روشن کتاب میں ہے ۔

ایسا علم بھی غیر کے لئے محال اور دوسرے کے واسطے اس کا اثبات کفر و ضلال کا بیّنۃ فی

رسالتنا ”مقامہ الحديد علیٰ خد المنطق الجدید“ (جیسا کہ ہم نے اس کو اپنے رسالہ مقامہ الحديد علیٰ خد المنطق الجدید میں بیان کر دیا ہے ۔ ت) مانحن فیہ میں مولیٰ سبحانہ و تعالیٰ نے اس وجہ ہفتم کی طرف اشارہ فرمایا کُل انتھی میں کلمہ کُل اور ما تحمل من انتھی میں نکرہ منفیہ پھر تاکید بہ من اور ما فی الامر حامر عموم ما اور لام استغراق سے ، و علیٰ هذا القیاس۔ اب آئہ محدثہ کی طرف چلے ، فقیر اس پر مطلع نہ ہوا ، نہ کسی سے اس کا کچھ حال سنا ، ظاہر ایسی صورت طیر نہیں کہ جنین رحم میں بحال وفی ظلمت ثلاثین اندھیلویں میں رہے اور بذریعہ آئہ مشہود ہو جائے اس کا جسم بالتفصیل آنکھوں سے نظر آئے کہ بعد علقو قم رحم سخت منضم ہو جاتا ہے جس میں میل سر رہ بدقت جائے اور اس جائے تنگ و تاریں جنین مجسوس ہوتا ہے وہ بھی یوں نہیں بلکہ خود اس پر تین غلاف اور چڑھے ہوتے ہیں ایک غشائے رقیق ملائی جسم جنین جس میں اس کا فضلہ عرق جمع ہوتا ہے اس پر ایک اور حجاب اس سے کثیف تر مستحکم غشائے لغافی جس میں فضلہ بول مجتمع رہتا ہے اس پر ایک اور

۱۔ القرآن الکریم ۶۵/۱۲

۲۔ ” ۳۴/۳

۳۔ ” ۳۹/۶

غلافِ الکشف کہ سب کو محیط ہے جسے شیمہ کہتے ہیں، ایسی حالتوں میں بدن نظر آنے کا کیا محل ہے، تو ظاہراً آلے کا محصل صرف بعض علامات و امارات ممیزہ منجملہ خواص خارجیہ کا بتانا ہوگا جن سے ذکر و انوشت کا قیاس ہو سکے، جیسے رحم کی تجویف امین یا ایسر میں حمل کا ہونا یا اور بعض تجربات کہ تازہ حاصل کئے گئے ہوں اگر اسی قدر ہے جب تو کوئی نئی بات نہیں پہلے بھی مجربین قیاسات فارقہ رکھتے تھے جیسے دہنی یا بانیں طرف جنین کا بیشتر جنبش، یا حاملہ کی پستان راست یا چپ کے حجم میں افزائش، یا سرہائے پستان میں سُرخی یا ادواہٹ آنا، یا رنگ رُوئے زن پر شادابی یا تیرگی چھانا، یا حرکات زن میں خفت یا ثقل پانا، یا قارورے میں اکثر اوقات حرمت یا بیاض غالب رہنی، یا عورت کے خلافِ عادت بعض اطعمہ حبیہ یا ردیہ کی رغبت ہونی، یا پشیم کہو میں زراں و مدقوق بحسل سرشتہ کا صبح علی الریق محمول اور ظہر تک مثل صائم رہ کر مزہ دہن کا امتحان کہ شیریں ہو یا تلخ، الی غیر ذلک مما یحرفہ اهل الفن و لكل شروط یراعیہا البصیر فی صیلب الظن (اس کے علاوہ جس کو اہل فن جانتا ہے، اور عقلمند تمام شرائط کو ملحوظ رکھتا ہے تو گمان درست ہوتا ہے۔ ت۔)

اور عجائب صنع الہی جلّت حکمت سے یہ بھی محتمل کہ کچھ ایسی تدابیر القار فرمائی ہوں جن سے جنین مشاہدہ ہی ہو جاتا ہو مثلاً بذریعہ قواسم پانچوں حجابوں میں بقدر حاجت کچھ توسیع و تفریح دے کر روشنی پہنچا کر کچھ شیشے ایسی اوضاع پر لگائیں کہ باہم تادیہ عکس کرتے ہوئے زجاج اقرب پر عکس لے آئیں یا زجاجات متخالفۃ الملا ایسی وضعیں پائیں کہ اشعۃ بصریہ کو حسب قاعدہ معروضہ علم مناظر العطفات دیتے ہوئے جنین تک لے جائیں جس طرح آفتاب کا کنارہ کہ ہنوز افق سے دور اور مقابلہ نظر سے محجوب و مستور ہوتا ہے بوجہ اختلاف ملا و غلظت عالم نسیم ہمیں محاذاتِ بصر سے پہلے ہی نظر آ جاتا اور طلوع حقیقی سے طلوع مرئی کہ وہی ملحوظ فی الشرع ہے پیشتر ہوتا ہے یوں ہی جانب غروب بعد زوال محاذات و وقوع حجاب میں کچھ دیر تک دکھائی دیتا اور غروب مرئی معتبر فی الشرع غروب حقیقی کے بعد ہوتا ہے، ولہذا فقیر غفر اللہ تعالیٰ لہ نے جب کبھی موارات زیبجیہ سے محاسبہ کیا اور اسے مشاہدہ بصری سے ملایا ہے ہمیشہ نہار عرفی کو نہار نجومی پر اس سے بھی زائد پایا ہے جو طرفین طلوع و غروب میں تفاوت افقین حسی و حقیقی بحسب ارتفاع قامت مقتدلہ انسانی و تفاضل نیم قطر فاصل میان حاجت و مرکز کا مقتضی ہے نیز اسی لئے فقیر کا مشاہدہ ہے کہ قرص شمس تمام و

عہ ہر سہ غشاہائے مذکورہ و فوق آہنا زیر و بالا دو طبقہ زہدان بر ہر گر غلاف است ۱۲
تین مذکورہ پر مے اور ان پر اوپر نیچے دو طبقہ زہد کے ایک دوسرے پر غلاف ہیں ۱۲ (ت)

کمال بالاے افق مشہور ہونے پر بھی ظلمت شب مطلع و مغرب میں نظر آتی ہے حالانکہ محض وظلی و شمسی میں ہرگز نیم دور سے کم فصل نہیں اور اختلاف منظر آفتاب غایت قلت میں ہے کہ مقدار عشر قطر تک بھی نہیں پہنچتا۔ خیر کچھ بھی ہو ہم یہی صورت فرض کرتے ہیں کہ مجر کسی امارت خارجہ کی بنا پر قیاس ہی نہیں بلکہ بذریعہ آلہ اعضاء جنیں باچناں و جنیں حجابات و کیوں مشہود ہو جاتے ہیں بہر حال آخر تمام منشا و بنائے اعتراض مہل صرف اس قدر کہ جو علم قرآن عظیم نے مولیٰ سبحنہ و تعالیٰ کے لئے خاص مانا تھا ہمیں اس آلے سے حاصل ہو جاتا ہے حالانکہ لا واللہ کبرت کلمۃ تخرج من افواہہم ط ان یقولون الا کذباً ۵

کیا بڑا بول ہے جو اُن کے منہ سے نکلتا ہے وہ تو نہیں کہتے مگر جھوٹ۔ ہم پوچھتے ہیں اس آلے سے تم کو اتنا ہی علم دیا جو ہر شتم عام و شامل میں ہے جس کا باری عز و جل سے خاص جاننا محال اور خود حکم قرآن عظیم کفر و ضلال تھا جب تو اعتراض کتنا مایہ نولیا اور کس درجہ کا جنون ہے کہ سرے سے مبنی ہی باطل و ملعون ہے اس قسم علم یعنی دانستن کو اگرچہ کیسا ہی ہو حضرت عزت عزت عظمیٰ سے قرآن عظیم نے کب خاص مانا تھا اس قسم کے کہ وہی علم عام انسان بلکہ تمام حیوانات کو روزانہ ملتے رہتے ہیں اور قرآن عظیم خود غیر خدا کے لئے انھیں ثابت فرماتا ہے ایک اس کے ملنے میں کیا نئی شاخ نکلی کہ آیت الہی کا خلاف ہو گیا یہ بھی اس علم الا انسان ما لہ یعلم (انسان کو سکھایا جو وہ نہیں جانتا تھا) کے ناپید کنار صحراؤں سے ایک ذیل ذرہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سکھایا آدمی کو جو اسے معلوم نہ تھا دیکھو ابھی تمہیں آیت سنا چکا ہوں کہ اللہ نے تمہیں نکالا ماں کے پیٹ سے بڑے جاہل کہ کچھ نہ جانتے تھے پھر تمہیں عقل و ہوش و چشم و گوش دیئے کہ اس کا حق مانو، تم نے اچھا حق مانا کہ اسی کی برابری کرنے لگے۔ اور اگر یہ مقصود کہ اس سے تمہیں اُن سات وجوہ مخصوصہ بحضرت باری عز و جل سے کسی وجہ کا علم مل گیا تو یہ اس سے بھی لاکھوں درجہ بدتر جنون ہے۔

کیا یہ علم تمہارا ذاتی ہے، عطائے الہی سے نہیں؛ اہل کتاب کہلاتے ہو شاید، ایسا خدا کی دعویٰ تو نہ کرو، ابھی چند روز ہوئے تم اس آلے سے جاہل تھے اللہ عز و جل نے تمہیں تمہاری بساط کے لائق عقل دی، ریاضی سکھائی، دنیا کمانے کی راہ بتائی، تمہارے ذہن میں اس کا طریقہ ڈالا، آنکھیں ہاتھ جو ارج دیئے جن کے ذریعہ سے کام کر سکو، جس چیز کا کوئی آکر بناؤ اور جس چیز پر اسے استعمال میں لاؤ انھیں تمہارے لئے مسخر کیا اسباب مہیا کر کے تمہارے دل میں اس کا خیال ڈالا پھر تمہارے جوارح کو کام کی طرف مصروف فرمایا پھر محض اپنی

قدرتِ کاملہ سے بنادیا اور اس کا بننا تمہارے ہاتھوں پر ظاہر ہوا تم سمجھے ہم نے اپنی قدرت اپنے علم سے بنایا
اندھے ہمیشہ ایسا ہی سمجھا کرتے ہیں جو ظاہری سبب کے غلام اور حلقہ بگوش اور مسبب و خالق و عالم و قادر حقیقی
سے غافل و بیہوش ہیں کذلک یطعم اللہ علیٰ کل قلب متکبر جبار (اللہ تعالیٰ یوں ہی مہر کر دیتا ہے
مشکر کرکشی کے سارے دل پر۔ ت) جیسے قارون ملعون جسے اللہ عز و جل نے بے شمار خزانے دیئے
دنیا بھر کی نعمتیں بخشیں جب اس سے کہا گیا:

احسن کما احسن اللہ الیک۔

بھلائی کر جیسے اللہ نے تیرے ساتھ بھلائی کی۔ (ت)

تو کافر کیا بکتا ہے:

انما اوتیتہ علیٰ علم عندی۔

یہ تو مجھے ایک علم سے ملا ہے جو مجھے آتا ہے۔

پھر بدلا دیکھا کس مزے کا چکھا:

فخسفناہ وبداسرہ الارض ففما کان لہ من فئۃ ینصرونہ من دون اللہ ق

وما کان من المنتصرین۔

دھنسا دیا ہم نے اسے اور اس کے گھر کو زمین میں پھر نہ ہوئے اس کے کچھ یار کہ اسے بچا لیتے اللہ کی

گرفت سے اور نہ وہ مدد لاسکا۔

اور اس علم کا غنی نہ ہونا خود بدیہی کہ ایک بے جان آلے کی بودگی پر ہے جب تک آلہ نہ تھا تو ڈاکٹر صاحب
کچھ نہ کہہ سکتے تھے کہ یمیم صاحب کے پیٹ میں مس میڈیم ہے یا بادالوگ، ازلی ابدی واجب کیسے کہہ سکتے ہو
جب تم خود ہی حادث فانی باطل ہو۔ ازلی بڑی چیز ہے ایام حمل ہی میں مدتوں اپنے جمل و عجز کا اقرار کرنا پڑے گا
جب تک نطفہ صورت نہ پکڑے پانی کی بوند یا خون بستہ یا گوشت کا ٹکڑا رہے ڈاکٹر صاحب کی ڈاکٹری
کچھ نہیں چل سکتی کہ نہ نظر آتا ہے یا مادہ۔ کیا تمہارا علم ثابت ناقابل نقصان و زیادت ہے استغفر اللہ
قبل مشاہدہ کی حالت کو مشاہدہ اجمالی، مشاہدہ اجمالی کو نظر تفصیلی، نظر تفصیلی بالائی کو نظر بعد تصریح
عملی سے ملاؤ۔ حالت التفات و ذہول کافرق دیکھو پھر طریق نسیان تو سرے سے ارتفاع ہے۔ کیا

تمہارا علم کامل ہے، حاشیہ اضافات بتانے کی کیا قدرت کہ وہ غیر متناہی ہیں مثلاً اس کے بدن کا کوئی ذرہ لے لیجئے اور اس کی ماں کے بدن اور تمام اجسام عالم میں جتنے نقطے فرض کئے جاسکتے ہیں اس کے بدن کے ہر ذرے کا اس ہر نقطہ ارضی و سماوی و شرقی و غربی و جنوبی و شمالی و نزدیک و دور و موجود و حال و ماضی و استقبال سے بعد بتاویہ لائقہ و لا تحصى خطوط جو ہر نقطہ جسم جنین سے تمام نقاط عالم تک نکل کر بیحد بیشمار زاویے بناتے آئے ہر زاویے کی مقدار یوں، نہ سہی یہی بتا دو کتنے خطوط پیدا ہوں گے، نہ سہی یہی کہہ دو کہ تمام اجسام جہان میں کتنے نقطے نکلیں گے، نہ سہی اتنا ہی کہو کہ صرف جنین کے بدن میں کس قدر نقاط مانے جائیں گے اور جب یہ ادنیٰ علم جو علوم الہیہ متعلقہ بخنین کے کہہ رہا کہہ دو کہ کتنے حصوں سے ایک حصہ بھی نہیں ایک جنین میں بھی اس قلیل کے اقل القلیل حصے کا جواب نہیں دے سکتے اگرچہ دنیا بھر کے ڈاکٹر و پادری اکٹھے ہو جاؤ تو باقی علوم کی کیا گنتی ہے حالانکہ واللہ العظیم یہ تمام علوم، تمام نسبتیں، تمام خطوط، تمام نقاط، تمام زاویے، تمام مقادیر گزشتہ و موجودہ و آئندہ تمام جن و بشر و حیوانات کے تمام حلوں میں رب العزت اُن احاد میں معاً تفصیلاً ازلہ ابداً جانتا ہے اور یہ اس کے بجا علوم سے ایک قطرہ بلکہ بے شماریم سے ادنیٰ نم ہے اور یہ سب کا سب مع ایسے ایسے ہزار ہا علوم کے جن کی اجناس کلیہ تک بھی وہم بشری نہ پہنچ سکے شمار افراد درکنار سب انھیں دو کلموں کے شرح میں داخل ہیں کہ یعلمہ ما فی الکاس حاتم جانتا ہے جو کچھ پیٹ میں ہے۔ تمہاری تنگ نظری، کوتاہ فہمی و لفظ دیکھ کر ایسے سستے سمجھ لئے کہ ایک آلے کی ناچیس زو بے حقیقت ہستی پر علم ارحام کے مدعی بن بیٹھے، ہاں نصب و اضافات کو جانے دو کہ نامتناہی ہیں معدود و معدود ہی اشیاء بتاؤ اور وہ بھی کسی ایک جنین کی نسبت اور وہ بھی خاص اپنے گھر کے کہ آدمی کو گھر کا حال خوب معلوم ہوتا ہے اپنا اور اپنی جو رو کا واقعہ تو خود اسی پر گزرا اس کے سامنے ہی گزرا اور اوپر سے مدد دینے کو آگے موجود۔ کوئی پادری صاحب آلہ نگاہ بولیں کہ جس وقت ان کی میم صاحب کو پیٹ رہا نطفہ کتنے وزن کا گرا تھا اس میں کتنے حیوان منوی تھے، گرتے وقت رحم کے کس حصہ پر پڑا، رحم میں کتنی دیر بعد کون سی خمل و فقرہ میں مستقر ہوا، جب سے اب تک کتنا خون حیض اس کے کام آیا، یہ اصل نطفہ کس کس غذا کے کس کس کے جز اور کتنے وزن کا فضلہ تھا، وہ کہاں کی مٹی سے پیدا ہوتی تھی، کھانے کے کتنی دیر بعد اس نے صورتِ نطفیہ اخذ کی تھی، جب سے اب تک ایک ایک منٹ کے فاصلہ پر اس کی وزن و مساحت و ہیات میں کیا کیا اور کتنا کتنا تغیر ہوا، حوادث مذکورہ بالا کے باعث جب سے اب تک میم صاحبہ کی رحم شریف کے بار اور کتنی کتنی دیر کو اور کس کس قدر سمٹی پھیلی، بچہ کتنی دفعہ اور کس کس قدر اور کدھر کدھر کو پھیر پھرایا، ہر جنبش پر وضع اعضا میں کیا کیا تغیر ہوا۔ یہی سب احوال اب سے پیدا ہونے تک کس کس طرح گزریں گے، منٹ منٹ پر وضع و وزن و مساحت و مکان و حرکت و سکون و

غذا و احوال جنین و رحم میں کیا کیا تغیرات ہوں گے، باوالوگ رحم شریف میں کب تک بسیں گے، کس گھنٹے منٹ سکندھ ٹھہر ڈپر برآمد ہوں گے، پہلے کون سا عضو آگے بڑھائیں گے، اس وقت کتنے فربہ کتنے دراز ہوں گے، دروازہ برآمد کی وسعت کس مقدار مخصوص تک چاہیں گے، آسانی گزر کو کتنی رطوبت کی پچکاریاں ساتھ لائیں گے، آپ کے بارزور لگائیں گے، میم صاحبہ سے کتنے کرائیں گے، کون سی چیخ پر باہر آئیں گے، برآمد بھی ہوں گے یا کچے ہی گر جائیں گے، جی بچے تو کیا عمر پائیں گے، کہاں کہاں بسیں گے، کیا کیا کھائیں گے، کس کس مشن میں لونڈے پڑھائیں گے، الی غیرو ذلک مما لا یعد و لا یحصى (اس کے علاوہ جن کی گنتی اور شمار نہیں کیا جاسکتا۔ ت)۔

واللہ کہ تمام عالم کی تمام ماضی و موجود مستقبل حملوں رحموں کے ایک ایک ذرہ احوال مذکورہ و غیر مذکورہ گزشتہ و موجودہ و آئندہ کو رب العزت عز وجل کا علم ازلاً ابداً معاً تفصیلاً محیط ہے اور یہ سب انھیں دو پاک کلمہ یعلم ما فی الاسرار حامد (جانتا ہے جو کچھ پیٹوں میں ہے۔ ت) کی شرح میں داخل، تم اپنے ہی گھر کے ایک ہی پیٹ کے مختصر احوال کے کروڑوں حصوں سے ایک حصہ کا بھی ہزار واں حصہ نہیں بتا سکتے اور عالم ارحام بننے کے مدعی نہ سہی ماضیہ و آتیہ کو بھی جانے دو صرف موجودہ ہی لو اور حالات میں بھی فقط موجودہ ہی پر قناعت کرو۔ کیا انھیں کو تمہارا علم عام ہے، سبحان اللہ!

اَوَّلًا ان کا بھی علم بالفعل کہاں تمام عالم میں جتنے حمل اس وقت موجود ہیں سب کی گنتی تو کوئی بتا ہی نہیں سکتا سب کے حال پر اطلاع کجا۔

ثانیاً اچھا علم بالفعل سے بھی گزر و صرف بذریعہ آلہ امکان علم ہی پر قناعت کرو کہ گو ہمیں کچھ معلوم نہیں مگر جو پاس آئے اور قدرت ملے تو آلہ لگا کر جان سکتے ہیں اگرچہ صاف ظاہر کہ یہ علم نہ ہوا کھلا جبل و اقرار جبل ہوا، تاہم موجود حملوں میں آدمی کے حمل اور ہر گونہ جانور طیر و وحش و سباع و بہائم و ہوام سب کے سب کا بھد داخل، ذرا کوئی پادری صاحب آلہ آپ لگا کر یا کسی ڈاکٹر صاحب سے لگا کر بتائیں تو کہ چیونٹی کے پیٹ میں گے انڈے ہیں ان میں کتنی چیونٹیاں ہیں کتنے چیونٹے ہیں۔ ایک چیونٹی کیا خفاش کے سوا سب پرند اور نیز مچھلیاں، سانپ، گرگٹ، گوہ، ناکا، سفنقور وغیرہ ہا لاکھوں میں داخل نہ تھے۔

ثالثاً اور اتروں فقط بچے ہی والوں پر قناعت سہی کیا ان سب کے پیٹ آلے کے

قابل ہیں۔

رابعاً خامساً تا عاشراً وغیرہ، اس سے بھی درگزر وں فقط قابل آلہ بلکہ فقط

انسان بلکہ فقط امریکیا یا انگلستان بلکہ فقط پادریان بلکہ فقط پادری فلاں بلکہ ان کے گھر کا بھی فقط ایک ہی پیٹ بلکہ وہ بھی فقط اُسی وقت جب بچہ خوب بن لیا اور اپنی نہایت تصویر کو پہنچ چکا اور وہ بھی فقط اتنی دیر کے لئے جبکہ میم صاحبہ کے پیٹ میں آلہ لگا ہوا ہے کلام کروں اب نو لاکھوں عوم کے دریا سمٹ کر صرف بالشت بھر کی ایک ہی گھڑیا کی تلاش رہ گئی کیوں پادری صاحب! کیا آپ کے مافی الرحم میں صرف بچہ کا آلہ تناسل داخل ہے کہ زماہہ بتایا اور یہ علم مافی الاسر حامر صادق آیا اس کے اعضائے اندرونی کیا رحم میں نہیں جنین کے دل و دماغ گردے شش سپرز مثانے تلخے امعاء معدے رگ پٹھے عظم عضلے ایک ایک پُرزے کا وزن مقدار مساحت طول عرض عتیٰ فرہی لاغری کے اختلافات غرض سب حالات صحیح صحیح محقق مفصل نہ فقط شرابی کی زق یا اندھے کی اٹکل بیان کرو۔ اچھا جانے دو اندرونی اعضائے آلہ و آلہ پرست سب کورے کور ہیں بیرونی ہی سطح کا حصہ سی۔ بولوس میڈم! جو پیٹ میں جلوہ آرائیں ان کے سر پر کتنے بال ہیں، ہر بال کا طول کس قدر، عرض کتنا، عتیٰ کس قدر، وزن کتنا، جلد میں مسام کتنے ہیں، ہر سوراخ کے ابعاد کتنے کیا کیا ہیں، ان میں کتنے باہم ایک دوسرے سے $\frac{9}{10}$ کی نسبت رکھتے ہیں ہر ایک باقی سے کتنا متفاوت ہے بغل اور سینے اور ران اور پیر اور دونوں لب بالا چاروں لب زیریں وغیرہ جوڑوں وصلوں میں ہر ایک کا زاویہ کس حد نہایت تک پھیل سکتا ہے، کسے درجے دقیقہ ثانیے عاشرے وغیرہ بات تک پہنچتا ہے دسل تجاویف ظاہرہ میں طبعاً و قسراً کہاں تک پھیلنے کی قابلیت ہے کہ اس سے ذرہ بھر قسراً اندواقع ہو تو قطعاً غارق ہو اور اس حد تک یقیناً تحمل کے قابل و لائق ہو تجاویف حاہسلہ و تجاویف صالحہ میں ہر جگہ کتنا تفرق ہے الی غیر ذلک من احوال الزاہرۃ فی السطوح الظاہرۃ (اس کے علاوہ روشن احوال، ظاہر سطوں میں - ت) یہ تمام تفصیل تو یہ علم مافی الاسر حام کے لاکھوں سمندروں سے ایک خفیف

عہ پنج در نصف بالا صماخین و منخرین و دہن و پنج در نصف زیریں ثقبہ در قلعہ جبل الزہرہ کہ سترہ و ناف تا مندوسہ در دامان ازانہا دو در ابرۃ الزہرہ کہ بطرونوف خواندہ یکے پائینش کہ مہبل گویند کہ و پنجم فرجہ پسین ۱۲۔

پانچ اوپر والے نصف میں، دو کانوں کے اندر، دو ناک کے اندر اور ایک منہ۔ اسی طرح پانچ نیچے والے نصف میں، جبل الزہرہ کے بالائی حصہ میں سوراخ جسے سترہ اور ناف کہا جاتا ہے، اور تین اس کے دامان میں ہیں جن میں سے دو ابرۃ الزہرہ میں جن کا نام بطر اور نوف ہے، اور ایک نیچے کی طرف جسے مہبل کہتے ہیں، اور پانچ ان سوراخ پیچھے کی طرف ۱۲ (ت)

قطرہ بھی نہیں اسی کو بتا دو۔

فان لم تفعلوا ولن تفعلوا فاتقوا الناس التي وقودها الناس والحجارة اعدت للكافرين۔

پھر اگر نہ بتاؤ اور ہرگز نہ بتا سکو گے تو ڈرو اس آگ سے جس کا ایندھن ہیں آدمی اور پہاڑ، تیار رکھی ہے کافروں کے لئے۔

بالجملہ اس اعتراض کی ایک بہت ناقص نظیر یہ ہو سکتی کہ بادشاہ تمام روئے زمین اپنی مدح کرتے ہیں ہوں مالک خزان عامرہ، میں ہوں صاحب اموال متکاثرہ، میرے لئے ہیں بلاد و قریے کے محصول، پہاڑوں کے حاصل، صحراؤں کی کانیں، دریاؤں کے محاصل۔ یہ سن کر ایک بے ادب، گستاخ، فقیر، قلاش، گداگر، بے معاش، لہجھا، بولا، اندھا، ہیولے چوڑوں کے بل گھسٹتا بادشاہی کے کسی گاؤں میں بادشاہی کی رعیت سے ہاتھ پاؤں جوڑ کر بادشاہی کے دیئے ہوئے مال سے ایک چھوٹی کوڑی مانگ لائے اور سہرا بازار تالیاں بجائے کہ لیجئے بادشاہ تو اپنے ہی آپ کو مالک خزان و اموال و محاصل معادن و بحار و جبال بتاتا تھا یہ دیکھو مدتوں مصیبت جھیل کر پاڑ بیل کر ہم نے بھی ایک کافی کوڑی پائی ہے کیوں ہم بھی مالک خزان و محاصل بحار ہوئے یا نہیں، مسلمانو! نہ فقط مسلمانو، ہر قوم کے عاقلو! کیا اس اندھے کا ہلکا سا لقب مجنون ہوگا، کیا اس سے نہ کہا جائے گا کہ او بے عقل اندھے! کیا بادشاہ نے کہیں یہ فرمایا تھا کہ ہمارے خزانے عامرہ کے سوا ممکن نہیں کسی کے پاس کوئی چھوٹی کوڑی نکل سکے اگرچہ ہماری عطا کی ہوئی ہو، حاش! سلطان نے تو جا بجا صاف فرمادیا ہے کہ ہم نے اپنی رعایا کو بہت اموال کثیرہ عطایا کے عزیزہ انعام فرمائے ہیں اور ہمیشہ فرماتے گئے، ہاں اصل مالک ہمارے سوا کوئی نہیں، نہ ہمارے برابر کسی کا خزانہ ہو، اونچوں اندھے! کیا یہ بھیک کی کوڑی لاکر تو اس کا ذاتی مالک بے عطائے سلطان ہو گیا یا اس چھوٹی کوڑی سے تیرا مال خزان شاہی کے برابر ہو لیا اور جب کچھ نہیں تو کس ملعون بنا پر فرمان شاہی کی تکذیب کرتا اور قہر جبار قہار سے نہیں ڈرتا ہے۔ ہاں یہ پادری معترض اس اندھے سے بھی بہت بدتر حالت میں ہے اندھا فقیر اور وہ بادشاہ کبیر دونوں ان باتوں میں کانٹے کی تول برابر ہیں کہ دونوں مالک بالذات نہیں، دونوں مالک حقیقی نہیں، دونوں کی ملک مجازی حادث، دونوں کی ملک فانی زائل، دونوں حقیقت میں بڑے محتاج، دونوں بیشمار خزانوں کے مجازاً بھی مالک نہیں، پھر اس کوڑی کو اس کے خزان سے ایک نسبت ضرور کہ دونوں محدود اور ہر تنہا ہی کو دوسری تنہا ہی سے کچھ نسبت ضرور دے سکتے ہیں اگرچہ نسبت نمایاں ہزار صفر ٹکڑ، بخلاف

علم حقیقی خالق و علم اسمی مخلوق جن میں اصلاً کوئی تناسب ہی نہیں وہ ذاتی یہ عطائی، وہ غنی یہ محتاج، وہ ازلہ یہ حادث، وہ ابدی یہ فانی، وہ واجب یہ ممکن، وہ ثابت یہ متغیر، وہ کامل یہ ناقص، وہ محیط یہ قاصر، وہ ازلہ ابداً نامتناہی در نامتناہی در نامتناہی، یہ ہمیشہ ہر وقت معدود و محدود، پھر متناہی کو نامتناہی سے کوئی نسبت بتا ہی نہیں سکتے کہ یہ اس کا فلاں حصہ ہے، بھلا اُس اندھے کو تو ہر عاقل مجنون کہتا ان اندھوں کو کیا کہا جائے، یہ تو مجنون سے بھی کئی لاکھ درجے بدتر ہوئے، اور اندھے پن میں بھی اس سے کہیں بڑھ کر، اس کی آنکھیں تو باقی ہیں اگرچہ بے نور ہیں، یہاں آنکھوں کا نشان تک نہیں، ہاں ہاں کون سی آنکھیں، یہ دو چپکی کوڑیاں نہیں خرو و خوک سب کے منہ پر لگی ہوتی ہیں بلکہ دل کی، جنھیں قرآن عظیم میں فرماتا ہے،

فَانْهَآ لَا تَعْمَى الْاَبْصَارُ وَلٰكِنْ تَعْمَى الْقُلُوبُ الَّتِیْ فِی الصُّدُورِ

تو ہے یوں کہ ان کافروں کی آنکھیں اندھی نہیں وہ دل اندھے ہیں جو سینوں میں ہیں۔

وَالْعِیَازُ بِاللّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ۔

خیر کسی کافر سے کیا شکایت، مجھے تو ان ناسمجھ مسلمانوں سے تعجب آتا ہے جو مہمل و بے معنی شکوک و اہیہ سن کر متحیر ہوتے ہیں، سبحان اللہ، اللہ اللہ اللہ، کہاں اللہ رب السموات والارض عالم الغیب و الشہادہ سبحنہ و تعالیٰ اور کہاں کوئی بے تمیز بونگا ہیولی ہبنقہ ناپاک ناشستہ کھڑے ہو کر مٹوتے والا صرہ ہیں کہ از کہ بریدی و با کہ پیوستی

(دیکھا تو نے کس سے قطع تعلق کیا اور کس کے ساتھ منسلک ہوا ہے۔ ت)

خدا را انصاف، وہ عقل کے دشمن، دین کے رہزن، جہنم کے کودن کہ ایک اور تین میں فرق نہ جانیں، ایک خدا کے تین مانیں، پھر ان تینوں کو ایک ہی جانیں، بے مثل بے کفو کے لئے جور و بتائیں، بیٹا ٹھہرائیں، اس کی پاک باندی سُتھری کنواری پاکیزہ بتول مریم پر ایک بڑھئی کی جور و ہونے کی تہمت لگائیں، پھر خاوند کی حیات خاوند کی موجودگی میں بی بی کے جو بچہ ہوا سے دوسرے کا گائیں، خدا کا بیٹا ٹھہرا کر ادھر کافروں کے ہاتھ سے سُولی دلوائیں، ادھر آپ کے خون کے پیاسے بوٹیوں کے بھوکے روٹی کو اس کا گوشت بنا کر دُر در چھائیں، شراب ناپاک کو اس پاک معصوم کا خون ٹھہرا کر غٹ غٹ چڑھائیں، دنیا یوں گُڑی اُدھر موت کے بعد کھائے کو اسے بھینٹ کا بکرا بنا کر جہنم بھجوائیں، لعنتی کہیں ملعون بنائیں، اے سبحان اللہ اچھا خدا جسے سُولی دی جائے، عجب خدا جسے دوزخ جلائے۔ طرہ خدا جس پر لعنت آئے جو بکرا بنا کر بھینٹ دیا جائے۔

اے سبحان اللہ باپ کی خدائی اور بیٹے کو سولی، باپ خدا بیٹا کس کھیت کی مٹی، باپ کی جہنم کو بیٹے ہی سے لاگ، سرکشوں کو چھٹی بے گناہ پر آگ، اُمّی ناجی رسول ملعون، معبود پر لعنت بندے مامون۔ تفت وہ بندے جو اپنے ہی خدا کا خون چکیں، اسی کے گوشت پر دانت رکھیں۔ اُف اُف وہ گندے جو اینیاء و رسل پر وہ الزام لگائیں کہ جھنگی چمار بھی جن سے گھن کھائیں، سخت فحش یہودہ کلام گھڑیں اور کلام الہی ٹھہرا کر پڑھیں، زندہ زندہ کی تختہ تعظیم پر یہ تہذیب قدّہ تعلیم (مثال کے لئے دیکھو بائبل پرانا عہد نامہ لسیعیاہ نبی کی کتاب باب ۲۳ ورس ۱۵ تا ۱۸) خدا کا معاذ اللہ زنا کی خرچی کو مقدس ٹھہرانا اور اپنے مقربوں کے لئے اسے چُن رکھا کہ کھائیں اور مستائیں۔

ایضاً کتاب پیدائش باب ۱۹ ورس ۳۰ تا ۳۸) سیدنا لوط علیہ الصلوٰۃ والسلام کا معاذ اللہ اپنی دختر توں سے زنا کرنا بیٹیوں کا باپ سے حاملہ ہو کر بیٹے جننا۔ ایضاً کتاب دوم التعمیل نبی باب ۱۱ ورس ۲۵ سیدنا داؤد علیہ وہ عبارت یہ ہے (۱۵) اس دن ایسا ہو گا کہ صور کسی بادشاہ ایام کے مطابق ستر برس تک فراموش ہو جائیگی اور ستر برس کے پیچھے صور کو چھال کے مانند گیت گانے کی نوبت ہوگی (۱۶) اوچھال جو کہ فراموش ہو گئی ہے بربط اٹھالے اور شہر میں پھر کر تار کو خوب چھیڑ اور بہت سی غزلیں گانا کہ تجھے یاد کریں (۱۷) کیونکہ ستر برس کے بعد ایسا ہو گا کہ خداوند صور کی خبر لینے آئے گا اور پھر خرچی کے لئے جائے گی اور روئے زمین کی ساری مملکتوں سے زنا کرے گی (۱۸) لیکن اس کی تجارت اور اس کی خرچی خداوند کے لئے مقدس ہوگی اس کا مال ذخیرہ نہ کیا جائے گا اور رکھ چھوڑا جائے گا بلکہ اس کی تجارت کا حاصل ان کے لئے ہو گا جو خداوند کے حضور رہتے ہیں کہ کھا کے سیر ہوں اور نفیس پوشاک پہنیں۔

عکس (۳۰) لوط اپنی دونوں بیٹیوں سمیت پہاڑ پر جا رہا (۳۱) پہلوٹھی نے چھوٹی سے کہا (۳۲) آؤ ہم باپ کو لئے پلائیں اور اس سے ہم بستر ہوں (۳۳) پہلوٹھی اندر گئی اور اپنے باپ سے ہم بستر ہوئی (۳۴) دوسرے روز پہلوٹھی نے چھوٹی سے کہا دیکھ کل رات میں اپنے باپ سے ہم بستر ہوئی آؤ آج رات بھی اس کو لئے پلائیں اور تو بھی جا کے اس سے ہم بستر ہو (۳۵) سو اس رات چھوٹی اس سے ہم بستر ہوئی (۳۶) سو لوط کی دونوں بیٹیاں اپنے باپ سے حاملہ ہوئیں (۳۷) اور بڑی ایک بیٹا جنی اس کا نام مواب رکھا وہ موابیوں کا جواب تک ہیں باپ ہو (۳۸) اور چھوٹی بھی ایک بیٹا جنی اس کا نام بنی عمی رکھا وہ بنی عمون کا جواب تک ہیں باپ ہو (۳۹) مختصر ۱۲۔

عکس (۲) ایک دن شام کو داؤد چھت پر ٹھلنے لگا وہاں سے اس نے ایک عورت کو دیکھا جو نہا رہی تھی اور وہ عورت نہایت خوبصورت تھی (۳) تب داؤد نے اس عورت کا حال دریافت کرنے آدمی بھیجے انہوں نے کہا حتیٰ اور یاہ کی جو رو (۴) داؤد نے لوگ بھیج کے اس عورت کو بلالیا اور اس سے ہم بستر ہوا وہ اپنے گھر چلی گئی (۵) اور وہ عورت حاملہ ہو گئی سو اس نے داؤد کے پاس خبر بھیجی کہ میں حاملہ ہوں اور مختصر ۱۳۔

علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اپنے ہمسائے کی خوبصورت جوہر کو ننگی نہاتے دیکھ کر بلانا اور معاذ اللہ اس سے زنا کر کے پیٹ رکھانا، ایضاً کتاب حزقیل نبی باب ۲۳ ورسح یکم تا ۲۱ معاذ اللہ خدا کی دو جوہروں کا قصہ

عہ (۱) خداوند کا کلام مجھے پہنچا اس نے کہا (۲) اے آدم زاد! دو عورتیں تھیں جو ایک ہی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوئیں (۳) انھوں نے مصر میں زنا کاری کی وے اپنی جوانی میں یار باز ہوئیں وہاں ان کی چھاتیاں ملی گئیں ان کی بکر کے پستان چھوئے گئے (۴) ان میں بڑی کا نام اہولہ اور اس کی بہن اہولیہ اور وے میری جوہر واں ہوئیں (۵) اہولیہ جن دنوں میں میری تھی چھنالا کرنے لگی اور اسوریوں پر عاشق ہو گئی (۶) وے سرشکر اور حاکمان تھے دلپسند جوان اور غوانی پوشاک (۷) اس نے ان سب کے ساتھ چھنالا کیا (۸) اس نے ہرگز اس زنا کاری کو جو اس نے مصر میں کی تھی نہ چھوڑا کیونکہ انھوں نے اس کی بکر کی پستانوں کو ملاتھا اور اپنی زنا اس پر انڈیلی تھی (۹) اس نے میں نے اس کے یاروں کے یاروں کے ہاتھ میں ہاں اسوریوں کے ہاتھ میں ہاں اسوریوں کے ہاتھ میں جن پر وہ مرتی تھی کرنا (۱۰) انھوں نے اس کو بے ستر کیا (۱۱) اس کی بہن اہولیہ نے یہ سب کچھ دیکھا پر وہ شہوت پرستی میں اس سے بدتر ہوئی، اس نے اپنی بہن کی زنا کاری سے زیادہ زنا کاری کی (۱۲) وہ بنی اسور جو اس کے ہمسایہ تھے جو بھڑکیلی پوشاک پہنتے اور گھوڑوں پر چڑھتے اور دلپسند جوان تھے، عاشق ہوئی (۱۳) اور میں نے دیکھا کہ وہ بھی ناپاک ہو گئی (۱۴) بلکہ اس نے زنا کاری زیادہ کی کیونکہ جب اس نے دیوار پر مردوں کی صورتیں دیکھیں کسیدیوں کی تصویریں شنکوف سے کھچی تھیں (۱۵) کروں پر پٹکے کسے، سروں پر اچھی رنگین پگڑیاں (۱۶) تب دیکھتے ہی وہ ان پر مرنے لگی اور قاصدوں کو ان کے پاس بھیجا (۱۷) سو بابل کے بیٹے اس پاس آئے بستر پر چڑھے اور انھوں نے اس سے زنا کر کے اسے آلودہ کیا اور جب وہ ان سے ناپاک ہوئی تو اس کا جی ان سے بھر گیا (۱۸) تب اس کی زنا کاری علانیہ ہوئی اور اس کی برہنگی بے ستر ہوئی تب جیسا میراجی اس کی بہن سے ہٹ گیا تھا ویسا میرادل اس سے بھی ہٹا (۱۹) اس پر بھی اس نے اپنی جوانی کے دنوں کو یاد کر کے جب وہ مصر کی زمین میں چھنالا کرتی تھی زنا کاری پر زنا کاری کی (۲۰) سو وہ پھر اپنے ان یاروں پر مرنے لگی جن کا بدن گدھوں کا سا بدن اور جن کا انزال گھوڑوں کا سا انزال تھا (۲۱) اس طرح تو نے اپنی جوانی کی شہوت پرستی کہ جس وقت مصری تیری جوانی کے پستانوں کے سبب تیری چھاتیاں ملتے تھے یاد دلاتی اھ ملخصاً۔

اور سخت شرمناک الفاظ میں ان کی بچہ زنا کاریوں سے شہوت رانیوں کا تذکرہ کیا عہد نامہ پورس رسول کا خط کلیٹوں کو باب ۳ ورشس ۱۳ نصاریٰ کے یسوع مسیح مصنوع کا ملعون ہونا الی غیر ذلک مما لا یعد ولا یحصى ۔

امتابا لله وما انزل الینا وما انزل الی ابراهیم واسمعیل واسحق و یعقوب و الاسباط وما اوتی موسیٰ وعیسیٰ وما اوتی النبیون من ربهم لانفرق بین احد منهم و نحن لہ مسلمون ۵

ہم ایمان لائے اللہ پر اور اس پر جو ہماری طرف اُتر اور جو اتارا گیا ابراہیم واسمعیل واسحق و یعقوب اور ان کی اولاد پر اور جو عطا کئے گئے باقی انبیاء اپنے رب کے پاس سے ہم ان میں کسی پر ایمان میں فرق نہیں کرتے اور ہم اللہ کے حضور گردن رکھے ہیں ۔ (ت)

الا لعنة الله علی الظالمین ۵ الذین یصدون عن سبیل الله ویبغونها عوجاء وهم بالآخرة هم کفرون ۵

ارے ظالموں پر خدا کی لعنت جو اللہ کی راہ سے روکتے ہیں اور اس میں کجی چاہتے ہیں اور وہی آخرت کے منکر ہیں ۔ (ت)

ان الذین یفکرون علی الله الکذب لا یفلحون ۵

وہ جو اللہ پر جھوٹ باندھتے ہیں ان کا بھلا نہ ہوگا ۔ (ت)

فویل للذین یکتبون الکتب بایدیدهم ثم یقولون هذا من عند الله لیشتروا به ثمنًا قلیلًا فویل لهم مما کتبت ایدیدهم وویل لهم مما یکسبون ۵

تو خرابی ہے ان کے لئے جو کتاب اپنے ہاتھ سے لکھیں پھر کہہ دیں یہ خدا کے پاس سے ہے کہ اس کے عوض تھوڑے دام حاصل کریں ، تو خرابی ہے ان کے لئے ان کے ہاتھوں کے لکھے سے اور خرابی ہے ان کے لئے اس کمائی سے ۔ (ت)

اللہ اللہ یہ قوم یہ قوم یہ سر اسر لوم ، یہ لوگ یہ لوگ جنھیں عقل سے لاگ جنھیں جنون کا روگ ، یہ اس قابل ہوئے کہ خدا پر اعتراض کریں اور مسلمان ان کی لغویات پر کان دھریں انا لله وانا الیہ راجعون ،

عہ مسیح نے ہمیں مول لے کر شریعت کی لعنت سے چھڑایا کہ وہ ہمارے بدلے میں لعنت ہوا کیونکہ لکھا ہے جو کوئی کاٹھ پر لٹکا دیا گیا سو لعنتی ہے ۱۲۔

ولاحول ولا قوۃ الا باللہ العلیٰ العظیم (بے شک ہم اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں اور اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں، اور نہیں ہے گناہ سے بچنے کی طاقت اور نہ نیکی کرنے کی قوت مگر اللہ تعالیٰ کی توفیق سے جو بلندی و عظمت والا ہے۔ ت) یہ پہلے اپنی ساختہ بائبل تو سنبھالیں قاہرہ اعتراض باہر اriad اس پر سے اٹھالیں، انگریزی میں ایک مثل کیا خوب ہے کہ شیش محل کے رہنے والے پتھر پھینکنے کی ابتداء کرو یعنی رب جبار قہار کے حکم قلعوں کو تمھاری کنکریوں سے کیا ضرر پہنچ سکتا ہے مگر ادھر سے ایک پتھر بھی آیا تو حجامۃ من سبیل (کنکر کا پتھر۔ ت) کا سماں کعصف ماکول (کھائی ہوئی کھیتی۔ ت) کا مزہ چکھا دے گا۔

وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون ۵ وَاُخْرَدَعُوْنَا اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی خَاتَمِ النَّبِیِّیْنَ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ اَجْمَعِیْنَ اٰمِیْن !

اور اب جانا چاہتے ہیں ظالم کہ کس کروٹ پر پلٹا کھائیں گے۔ اور ہماری دُعا کا خاتمہ یہ ہے کہ سب خوبیوں سرابا اللہ ہے جو رب ہے سارے جہانوں کا، اور درود و سلام ہو آخری نبی پر جو ہمارے آقا و مولانا محمد مصطفیٰ ہیں اور آپ کے تمام آل و اصحاب پر، آمین ! (ت)

(فتاویٰ رضویہ ج ۲۶ ص ۶۸ تا ۷۸)

(۳۴) سوال ہوا کہ قرآن مجید میں اہل نار کی حالت یوں لکھی ہے ”لایموت فیہا ولا یحییٰ“ اس سے ارتفاع نقیضین لازم آتا ہے تو یہ کیسے جائز ہوگا؟ اس سوال کے جواب میں فرمایا: قرآن عظیم محاورہ عرب پر اترتا ہے،

قال اللہ تعالیٰ ”خوسر اب السماء والارض انہ لحق مثل ما انکم تنطقون“

اللہ تعالیٰ نے فرمایا، تو آسمان اور زمین کے رب کی قسم بیشک یہ قرآن حق ہے ویسی ہی زبان میں جو تم بولتے ہو۔ (ت)

اور عرب بلکہ تمام عرب و عجم کا محاورہ ہے کہ ایسی کرب شدید و مصیبت مدید کی زندگی کو یوں ہی کہتے ہیں کہ نہ جیتے ہیں نہ مرتے ہیں نہ زندوں میں نہ مردوں میں، لاجی فیرج و لامیت فیرفی (نہ زندہ ہے نہ امید رکھی جائے اور نہ مردہ ہے نہ مرثیہ کہا جائے۔ ت) اس کا بیان دوسری آیت کریمہ

میں ہے کہ:

يَا تِيَه الْمَوْت مِنْ كُلِّ مَكَانٍ وَمَا هُوَ بِمَيِّتٌ

اسے ہر طرف سے موت آئے گی اور مرے گا نہیں۔

يَا تِيَه الْمَوْت مِنْ كُلِّ مَكَانٍ يَه "لَا يَحْيِي" هُوَا، اور مَا هُوَ بِمَيِّتٌ يَه "لَا يَمُوت فِيهَا" هُوَا، اور موت و حیات نفیضین نہیں کہ انسان نہ موت ہے نہ حیات، بلکہ ان میں تقابل و تضاد ہے اگر موت وجودی ہے اور عدم و ملکہ اگر عدمی۔

والاؤل هُوَا الصَّحِيحُ عِنْدِي لظَاهِرِ قَوْلِهِ تَعَالَى "خُلِقَ الْمَوْتُ وَالْحَيَاةُ" وَلِحَدِيثِ ذَبْحِ الْكَبْشِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۚ

اور اول ہی میرے نزدیک صحیح ہے اللہ تعالیٰ کے ظاہر فرمان کی وجہ سے کہ اس نے موت اور حیات کو پیدا کیا اور قیامت کے دن مینڈھے کو ذبح کرنے والی حدیث کی وجہ سے۔ (ت)

(فتاویٰ رضویہ ج ۲۶ ص ۴۸۸، ۴۸۹)

(۴۴) آیہ کریمہ فَلَمَّا اخَذْتَهُمُ الرِّجْفَةَ میں سر جفہ کا معنی ایک شخص "کوڑا کرانا" اور دوسرا "زلزلہ" بتاتا ہے، کون سا معنی صحیح ہے؟ اس سوال کے جواب میں لفظ سر جفہ کی معنوی تحقیق کرتے ہوئے فرمایا،

سر جفہ کے معنی میں یہ کوڑا کرانا محض باطل و بے اصل ہے جس پر نہ لغت شاہد نہ تفسیر، تو یہ ضرور تفسیر بالرائے ہے اور اس کا حصر کرنا کہ یہی ہیں حضرت عورت عظمتہ پرافترار اور اس کا استدلال کہ وہ سبب استدلال آیت میں دوسری تحویل اور لفظ کو حقیقت سے مجاز کی طرف تبدیل ہے کہ اخذ عذاب حقیقت ہے اور سبب کی طرف اسناد مجاز یا بجذ مضاف تقدیر و بال کی جائے، بہر حال محض بلا و جہر بلکہ بلا مجال و حی عدول بہ مجاز ہے کہ باطل نامجاز ہے۔ اسی قصہ میں دوسری جگہ فَاخَذَتْكُمْ الصَّعْقَةُ (تو تم کو صاعقہ نے پکڑا۔ ت) فرمایا ہے

۱۴/۱۴ القرآن الکریم

۲/۶۷

۱۵ روح البیان تحت آیہ وفدیناہ بنزع عظیم ۴۷/۲۳ و مرقاة المفاتیح تحت الحدیث ۵۵۹/۹ ۵۵

۱۵ القرآن الکریم ۱۵۵/۷

۵۵/۲

صاعقہ کے معنی میں بھی اسی دلیل سے یہی کڑکڑانا ہوگا بلکہ جہاں جہاں قرآن عظیم نے اقوال کفار پر نار یا حمیم یا غساق وغیرہ کا ذکر فرمایا ہے ان سب کے معنی میں یہی کڑکڑانا آئے گا کہ یہی اس عذاب کا سبب ہوا ایسی بات علم تو علم عقل سے بعید ہے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۲۶ ص ۲۸۹، ۲۹۰)

(۴۵) ایک تفسیری قول کے حوالہ سے متعلق سوال کا جواب دیتے ہوئے فرمایا:
درمثور جلد ۴ ص ۵۸ :

اخرج ابن المنذر وابن مردويه عن انس مرضي الله تعالى عنه ان رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم كان يأتي أحد اكل عام فاذا تقوه الشعب سلم على قيوم الشهداء فقال "سلم عليكم بما صبرتم فنعمة عقي الدار" وابوبكر وعمر وعثمان رضي الله تعالى عنهم

ابن منذر اور ابن مردويه رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے سیدنا حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے تخریج کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر سال اُحد میں تشریف لاتے تھے، جب گھاٹی کی فراخی میں داخل ہوتے تو قبور شہداء پر سلام کہتے ہوئے یوں فرماتے: سلامتی ہو تم پر تمہارے صبر کا بدلہ تو پھلکا گیا ہی خوب بلا۔ سیدنا ابوبکر صدیق، حضرت عمر اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی ایسا ہی کرتے تھے۔ (ت)

ابن جریر جلد ۱۳ ص ۸۴ :

حدثني المشي ثنا سويد قال اخبرنا ابن الباسك عن ابراهيم بن محمد عن سہل بن ابی صالح عن محمد بن ابراهيم قال كان النبي صلى الله تعالى عليه وسلم يأتي قبور الشهداء على رأس كل حول فيقول "السلام عليكم بما صبرتم فنعمة عقي الدار" وابوبكر وعمر وعثمان رضي الله تعالى عنهم۔

مجھے مثنیٰ نے بحوالہ سويد حديث بيان کی، سويد نے کہا ہمیں ابن المبارک نے خبر دی، انھوں نے ابراہیم بن محمد سے، انھوں نے سہل بن ابوصالح سے، انھوں نے محمد بن ابراہیم سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر سال کے اختتام پر شہداء کی قبروں پر تشریف لاتے اور یوں فرماتے: تم پر سلامتی ہو تمہارے صبر کا

بدلہ تو پچھلا گھر کیا ہی خوب ملا۔ ابو بکر، عمر اور عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی ایسا ہی کرتے تھے۔ (ت)
تفسیر کبیر جلد ۵ ص ۲۹۵ :

عن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انه کان یأتی قبور الشهداء مرأس کل حول فیقول "السلام علیکم بما صیرتمہم فنعم عقبی الدار" والخلفاء الاربعة هکذا کانوا یفعلون رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر سال کے اختتام پر شہیدوں کی قبروں پر تشریف لاتے اور یوں فرماتے : سلامتی ہو تم پر تمہارے صبر کا بدلہ تو آخرت کا گھر کیا ہی خوب ملا۔ خلفاء اربعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی ایسا ہی کرتے تھے۔ (ت)

تفسیر نیشاپوری جلد ۱۳ ص ۹۲ :

وروی عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انه کان یأتی قبور الشهداء مرأس کل حول فیقول "سلم علیکم بما صیرتمہم فنعم عقبی الدار"۔

نبی اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر سال کے اختتام پر شہیدوں کی قبروں پر تشریف لاتے اور یوں فرماتے : سلامتی ہو تم پر تمہارے صبر کا بدلہ تو پچھلا گھر کیا ہی خوب ملا۔ (ت)

(فتاویٰ رضویہ ج ۲۶ ص ۴۹۰ تا ۴۹۲)

(۴۶) قرآن مجید کی تینس پاروں پر تقسیم سے متعلق ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے فرمایا :
پاروں پر تقسیم امیر المومنین عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نہ کی نہ کسی صحابی نہ کسی تابعی نے۔ معلوم نہیں اس کی ابتداء کس نے کی، یہ بہت حادث ہے، ظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جس شخص نے اس کی ابتداء کی اس نے اپنے پاس کے مصحف شریف کو تینس حصوں پر کہ باعتبار عدد اوراق مساوی تھے تقسیم کر لیا اور یہ تقسیم ان مواقع پر آ کے واقع ہوئی، اور یہی ان بلاد میں رائج ہو گئی، سب جگہ اس پر اتفاق بھی نہیں بلکہ شام وغیرہ کی تقسیم اس سے کچھ مختلف ہے۔ بہر حال یہ کچھ ضروری بات نہیں، نہ اس کے ماننے میں حرج۔
(فتاویٰ رضویہ ج ۲۶ ص ۴۹۲)

(۴۷) قرآن مجید پر اعراب لگانے سے متعلق سوال کے جواب میں فرمایا :

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر قرآن عظیم کی عبارت کریمہ نازل ہوئی عبارت میں اعراب نہیں لگائے جاتے حضور کے حکم سے صحابہ کرام مثل امیر المومنین عثمان غنی و حضرت زید بن ثابت و امیر معاویہ وغیرہم رضی اللہ تعالیٰ عنہم اسے لکھتے ان کی تحریر میں بھی اعراب نہ تھے یہ تابعین کے زمانے سے رائج ہوئے۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۲۶ ص ۴۹۲ ، ۴۹۳)

(۴۸) بوقت ذکر و ولادت مبارکہ قیام تعظیمی کے اثبات میں رسالہ ”اقامة القيامة على طاعن القيام لنبی تہامة“ میں فرمایا :

مقام اول : اللہ عزوجل نے شریعت نغرا ، بیضا ، زہرا ، عامہ ، تمامہ ، کاملہ ، شاملہ اناردی اور کجہ تعالیٰ ہمارے لئے ہمارا دین کامل فرمادیا اور اس کے حکم نے اپنے حبیب اکرم حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقہ میں اپنی نعمت ہم پر تمام فرمادی۔ قال اللہ تعالیٰ :

اليوم اكملت لكم دينكم واتممت عليكم نعمتي ورضيت لكم الاسلام ديناً۔

آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین کامل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمہارے لئے اسلام کو دین پسند فرمایا۔ (ت)

والحمد لله رب العالمين وصلى الله تعالى على من به انعم علينا في الدنيا والدين و به ينعم ان شاء الله تعالى في الآخرة الى ابد الابدین۔

تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے اور درود نازل ہو اس ذات پر جس کے صدقے اللہ تعالیٰ نے دین و دنیا کی نعمتیں ہمیں عطا فرمائیں ، اور ان کے طفیل ان شاء اللہ ابد الابد تک آخرت کی نعمتیں بھی ہمیں عطا ہوں گی۔ (ت)

الحمد لله ہماری شریعت مطہرہ کا کوئی حکم قرآن عظیم سے باہر نہیں ، امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں :

حسبنا كتاب الله (ہمیں قرآن عظیم بس ہے۔ ت)

مگر قرآن عظیم کا پورا سمجھنا اور ہر جزئیہ کا صریح حکم اس سے نکال لینا عام کو نامقدور ہے اس لئے قرآن کریم عہ قرآن امام حدیث ہے ، حدیث امام مجتہدین ، مجتہدین امام علماء ، علماء امام حوام الناس۔ اس سلسلہ کا توڑ ناگراہ کا کام۔

لے القرآن الکریم ۵/۳

لے صحیح البخاری کتاب العلم باب کتابہ العلم فتدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۲۲

نے دو مبارک قانون ہیں عطا فرمائے :

اَوَّل : مَا أَتَاكَ الرَّسُولُ فَخُذْهُ وَمَا نَهَاكَ عَنْهُ فَانْتَهُوا۔

جو کچھ رسول تمہیں دیں وہ لو اور جس سے منع فرمائیں باز رہو۔

اَقُول : (میں کہتا ہوں۔ ت) ”لو“ صیغہ امر کا ہے اور امر و وجوب کے لئے ہے تو پہلی قسم واجبات شرعیہ ہوئی، اور ”باز رہو“ نہیں ہے، اور نہی منع فرمانا ہے، یہ دوسری قسم ممنوعات شرعیہ ہوئی۔ حاصل یہ کہ اگرچہ قرآن مجید میں سب کچھ ہے :

وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ ۖ

اے محبوب! ہم نے تم پر یہ کتاب اتاری جس میں ہر شے ہر چیز ہر موجود کا روشن بیان ہے۔

مگر اُمت اسے بے نبی کے سمجھائے نہیں سمجھ سکتی، لہذا فرمایا :

وَاَنْزَلْنَا اِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَيْهِمْ ۚ

اے محبوب! ہم نے تم پر یہ قرآن مجید اتارا کہ تم لوگوں کے لئے بیان فرما دو جو کچھ اُن کی طرف اُتر ہے۔

یعنی اے محبوب! تم پر تو قرآن مجید نے ہر چیز روشن فرمادی اس میں جس قدر امت کے بتانے کو ہے وہ تم ان پر روشن فرما دو، لہذا آیت کریمہ اولیٰ میں نَزَّلْنَا عَلَيْكَ فرمایا جو خاص حضور کی نسبت ہے اور آیہ کریمہ ثانیہ میں مَا نُزِّلَ اِلَيْهِمْ فرمایا جو نسبت بہ امت ہے۔

دوم : فَاسْئَلُوا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ ۚ

(فتاویٰ رضویہ ج ۲۶ ص ۴۹۷ تا ۴۹۹)

علم والوں سے پوچھو جو تمہیں نہ معلوم ہو۔

عہ اس آیہ کریمہ کے متصل ہی کریمہ ثانیہ ہے :

اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ بِالْبَيِّنَاتِ وَالزُّبُرِ ۖ وَانزَلْنَا اِلَيْكَ الذِّكْرَ الْاٰیَةَ۔

اگر تمہیں علم نہیں تو روشن دلیلوں اور کتابوں کے جاننے والوں سے پوچھو، اور اے محبوب! ہم نے تمہاری طرف

(باقی بر صفحہ آئندہ)

یہ قرآن مجید اتارا (آیت۔ ت)

۱۷/۸۹ القرآن الکریم

۱۷/۴۳ والانبیاء۔ ۷۰

۵۹/۷ القرآن الکریم

۱۶/۴۴

۱۶/۴۳ و ۴۴

(۴۹) وہابیہ صرف تسکینِ عوام کے لئے قرآن و حدیث کا نام لیتے ہیں، چنانچہ اس کی تائید میں فرمایا :
ان سب کے مُنہ سے قرآن و حدیث کا نام محض برائے تسکینِ عوام ہے کہ کھلا منکر نہ جان لیں ورنہ حالت
وہ ہے جو ان کے مذہبی قرآن تقویۃ الایمان سے ظاہر، جو کہ اللہ و رسول نے غنی کر دیا۔ وہ مشرک، حالانکہ
حالانکہ خود قرآن عظیم فرماتا ہے :

اغْتَنِمُوا مِنَ اللَّهِ دَرَسًا وَسَوَّلَهُ مِنَ فَضْلِهِ
اللہ و رسول نے انھیں دو لقمہ کر دیا اپنے فضل سے۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

مصنف نے یہاں معالم التنزیل کے حاشیہ پر تحریر فرمایا :

اقول هذا من محاسن نظم القرآن العظيم امر الناس ان يسئلوا اهل الذکر العلماء بالقرآن
العظيم و امر شد العلماء ان لا يعتمدوا على اذهانهم في فهم القرآن بل يرجعوا الى
ما بين لهم النبي صلى الله تعالى عليه وسلم فرد الناس الى العلماء والعلماء الى الحديث
والحديث الى القرآن وان الى سربك المنتهى فكما ان المجتهدين لو تركوا الحديث ورجعوا الى
القرآن لضلوا كذلك العامة لو تركوا المجتهدين ورجعوا الى الحديث فضلوا ولهذا قال
الامام سفیان بن عیینة احد ائمة الحديث قریب من الامام الاعظم والامام المالک
رضی اللہ تعالیٰ عنہم الحديث مضلة الا للفقهاء نقله عند الامام ابن الحاج العکفی فی
المدخل

میں کہتا ہوں کہ یہ عبارت قرآن عظیم کی خوبیوں سے ہے، لوگوں کو حکم دیا کہ علماء سے پوچھو جو قرآن مجید کا
علم رکھتے، اور علماء کو ہدایت فرمائی کہ قرآن کے سمجھنے میں اپنے ذہن پر اعتماد نہ کریں بلکہ جو کچھ نبی صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم نے بیان فرمایا اس کی طرف رجوع لائیں، تو لوگوں کو علماء کی طرف پھیرا اور علماء کو حدیث کی طرف اور
حدیث کو قرآن کی طرف، اور بیشک تیرے رب ہی کی طرف انتہا ہے، تو جس طرح مجتہدین اگر حدیث چھوڑ کر
قرآن کی طرف رجوع کرتے بہک جاتے، یونہی غیر مجتہد اگر مجتہدین کو چھوڑ کر حدیث کی طرف رجوع لائیں تو ضروری
گمراہ ہو جائیں ماسی لئے امام سفیان بن عیینہ نے کہ امام اعظم و امام مالک کے زمانہ کے قریب حدیث کے اماموں سے
تھے فرمایا کہ حدیث بہت گمراہ کرنے والی ہے مگر فقہاء کو۔ اسے امام ابن حاج کی نے ان سے مدخل میں نقل فرمایا ۱۲ مصحح غفرلہ (ت)

۱۵ القرآن الکریم ۴/۹

۱۶ تقویۃ الایمان

۱۷ تعلیقات المصنف علی معالم التنزیل تحت الآیۃ ۱۶/۴۳، ۴۴ مرکزی مجلس رضا لاہور ص ۳۲

محمد بخش، احمد بخش نام رکھنا شرک، حالانکہ خود قرآن حمید فرماتا ہے کہ جبریل امین علیہ الصلوٰۃ والسلام جب حضرت سیدنا مریم کے پاس آئے کیا کہایہ کہ:

انما انا رسول ربك لاهب لك غلما منكيتا۔

میں تمہارے رب کا رسول ہوں اس لئے کہ میں تم کو سُتھرا بیٹا دوں۔

صرف محمد بخش نام شرک ہوا حالانکہ وہ معنی عطا میں متعین بھی نہیں، بخش بہرہ و حصہ کو بھی کہتے ہیں تو جبریل کہ صریح لفظوں میں اپنا بیٹا دینا کہہ رہے ہیں دین اسمعیلی میں کیسے مشرک نہ ہوں گے اور قرآن عظیم کہ اس شرک و ہابیت کو ذکر فرما کر مقرر رکھتا ہے کیوں نہ اسے شرک پسند کتاب ٹھہرائیں گے۔

(فتاویٰ رضویہ ۲۶ ص ۵۰۴)

(۵۰) ذکر نبی بعینہ ذکر خدا ہے، اس نکتہ کو بیان کرتے ہوئے فرمایا:

اب سُفِّ ذِکْرُ اللّٰہِ کِیْ خُوبِی شَرِیْعَ سَے مَطْلَقًا ثَابِت :

قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی اذْکُرْ اللّٰہَ ذِکْرًا کَثِیْرًا۔

(اللہ تعالیٰ نے فرمایا:) خدا کو یاد کر و بہت یاد کرنا۔

اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بلکہ تمام انبیاء و اولیاء اللہ علیہم الصلوٰۃ والسلام کی یاد میں خدا کی یاد ہے

کہ ان کی یاد ہے تو اسی لئے کہ وہ اللہ کے نبی ہیں یہ اللہ کے ولی ہیں، معہذا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی یاد مجالس و محافل میں یونہی ہوتی ہے کہ حضرت حق تبارک و تعالیٰ نے انھیں یہ مراتب بخشے یہ کمال عطا فرمائے اب چاہے اسے نعمت سمجھ لو یعنی ہمارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایسے ہیں جنھیں حق سبحانہ و تعالیٰ نے ایسے درجے دیتے اس وقت یہ کلام کریمہ و رفع بعضہم درجات (اور کوئی وہ ہے جس کو

سب پر درجوں بلند کیا۔ ت) کی قبیل سے ہوگا، چاہے حمد و سجود یعنی ہمارا مالک ایسا ہے جس نے اپنے محبوب کو یہ رتبے بخشے اس وقت یہ کلام کریمہ سبحن الذی اسری بعبدہ (پاک ہے اسے جو اپنے بندے کو راتوں رات لے گیا۔ ت) و آیہ کریمہ هو الذی ارسل رسوله بالہدٰی (وہ وہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت کے ساتھ بھیجا۔ ت) کے طور پر ہو جائے گا۔ حق سبحانہ و تعالیٰ اپنے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے فرماتا ہے: و رفعناک ذکرا لک اور بلند کیا ہم نے تمہارے لئے تمہارا ذکر۔

ف، نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ذکر بعینہ تعالیٰ اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے۔

۳ القرآن الکریم ۲/۲۵۳

۴ القرآن الکریم ۳۳/۴۱

۱۹ القرآن الکریم ۱۹/۱۹

۴ " ۲/۹۴

۵ " ۳۳/۹

۵ " ۱/۱۴

امام قاضی عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ شفا شریف میں اس آیت کریمہ کی تفسیر سیدی ابن عطا قدس سرہ العزیز سے یوں نقل فرماتے ہیں :

جعلتك ذاكرًا من ذكرى فمن ذكرك ذكر في له

یعنی حق تعالیٰ اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے فرماتا ہے میں نے تمہیں اپنی یاد میں سے ایک یاد کیا تو جو تمہارا ذکر کرے اس نے میرا ذکر کیا۔

بالجملہ کوئی مسلمان اس میں شک نہیں کر سکتا کہ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی یاد بعینہ خدا کی یاد ہے پس حکم اطلاق جس جس طریقہ سے ان کی یاد کی جائے گی حسن و محمود ہی رہے گی اور مجلس میلاد و صلوة بعد اذان وغیرہا کسی خاص طریقہ کے لئے ثبوت مطلق کے سوا کسی نئے ثبوت کی ہرگز حاجت نہ ہو گی ہاں جو کوئی ان طرق کو ممنوع کہے وہ ان کی خاص ممانعت ثابت کرے، اسی طرح نعمت الہی کے بیان و اظہار کا بھی مطلقاً حکم دیا گیا،

قال الله تعالى "وَمَا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ" ۱

(اللہ تعالیٰ نے فرمایا) اپنے رب کی نعمت خوب بیان کرو۔

اور ولادت اقدس حضور صاحب لولاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمام نعمتوں کی اصل ہے تو اس کے خوب بیان و اظہار کا نص قطعی ہے۔ ان سے ہمیں حکم ہو اور بیان و اظہار مجمع میں بخوبی ہو گا تو ضرور چاہئے کہ جس قدر ہو سکے لوگ جمع کئے جائیں اور انھیں ذکر ولادت باسعادت سنایا جائے اسی کا نام مجلس میلاد ہے علیٰ ہذا القیاس نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم و توقیر مسلمان کا ایمان ہے اور اس کی خوبی قرآن عظیم سے مطلقاً ثابت۔ قال اللہ تعالیٰ :

إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا ۝ لَتُؤْمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَتُعَزِّرُوهُ ۝ وَتُقِرُّوهُ ۝

اے نبی! ہم نے تمہیں بھیجا گواہ اور خوشخبری دینے والا اور ڈر سنانے والا تاکہ اسے لوگوں کو اتم خدا اور رسول پر ایمان لاؤ اور رسول کی تعظیم کرو۔

۱۔ الشفا بتعريف حقوق المصطفى الباب الاول الفصل الاول دار الكتب العلمية بيروت ۲۱/۱

۲۔ القرآن الکریم ۱۱/۹۳

۳۔ ۹۰/۴۸

وقال تعالى ومن يعظم شعائر الله فانها من تقوى القلوب
 (اللہ تعالیٰ نے فرمایا) جو خدا کے شعاروں کی تعظیم کرے تو وہ بیشک دلوں کی پرہیزگاری سے ہے
 وقال تعالى ومن يعظم حرمت الله فهو خير له عند ربّه
 (اللہ تعالیٰ نے فرمایا) جو تعظیم کرے خدا کی حُرمتوں کی تو یہ بہتر ہے اس کے لئے اس کے
 رب کے یہاں۔

پس بوجہ اطلاق آیات حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم جس طریقہ سے کی جائے گی حسنِ محمود
 رہے گی اور خاص خاص طریقوں کے لئے ثبوتِ جداگانہ درکار نہ ہوگا، ہاں اگر کسی خاص طریقہ کی بُرائی بالتحصیل
 شرع سے ثابت ہو جائے گی تو وہ بیشک ممنوع ہوگا جیسے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سجدہ کرنا یا
 جانوروں کو ذبح کرتے وقت بجائے تکبیر حضور کا نام لینا۔ اسی لئے علامہ ابن حجر مکی جو مہنظم میں فرماتے ہیں:
 تعظیم النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بجميع انواع التعظیم التي ليس فيها
 مشاركة الله تعالى في الألوهية أمر مستحسن عند من نور الله ابصارهم
 یعنی نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم تمام انواعِ تعظیم کے ساتھ جن میں اللہ تعالیٰ کے
 ساتھ الوہیت میں شریک کرنا لازم نہ لے ہر طرح امرِ مستحسن ہے ان کے نزدیک جن کی آنکھوں کو اللہ نے نور
 بخشا ہے۔

پس یہ قیام کہ وقت ذکرِ ولادت شریفہ اہل اسلام محض بنظرِ تعظیم و اکرام حضور سید الانام
 علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام بجالاتے ہیں بیشک حسن و محمود ٹھہرے گا تا وقتیکہ مانعین خاص اس صورت کی
 بُرائی کا قرآن و حدیث سے ثبوت دیں وافیٰ لہم ذلک (اور یہ ان کے لئے کہاں سے ہوگا۔ ت)۔
 تنبیہ: یہاں سے ثابت ہوا کہ تابعین و تبع تابعین تو درکنار خود قرآن عظیم نے مجلس و قیام کی
 خوبی ثابت ہے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۲۶ ص ۵۲۹ تا ۵۳۱)

ف، نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم کا نفیس طریقہ۔

۱۵ القرآن الکریم ۳۲/۲۲

۱۶ " ۳۰/۲۲

۱۷ الجوہر المنظم مقدمہ فی آداب السفر الفصل الاول المکتبۃ القادیانیہ فی الجامعۃ النظامیہ لاہور ص ۱۲

(۵۱) جو میلاد شریف آج کل مروج ہے اس کا حکم شرعی بیان کرتے ہوئے فرمایا:
مسلمانوں کو جمع کر کے ذکر ولادت اقدس و فضائل علیہ حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سنانا،
ولادت اقدس کی خوشی کرنی، اس میں حاضرین کو کھانا یا شیرینی تقسیم کرنی بلاشبہ جائز و مستحب ہے اور جائز
زینت فی نفسہ جائز، اور بنیت فرحت ولادت شریفہ و تعظیم ذکر انور قطعاً مستحب۔ اللہ عز و جل
فرماتا ہے:

وَأَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ ۝

اور اپنے رب کی نعمت کا خوب چرچا کرو۔ (ت)

اور فرماتا ہے:

وَذَكِّرْهُمْ بِآيَاتِ اللَّهِ ۝

اور انھیں اللہ کے دن یاد دلاؤ۔ (ت)

اور فرماتا ہے:

قُلْ بِفَضْلِ اللَّهِ وَبِرَحْمَتِهِ فَبِذَلِكَ فَلْيَفْرَحُوا ۝

تم فرماؤ اللہ ہی کے فضل اور اسی کی رحمت اور اسی پر چاہئے کہ لوگ خوشی کریں۔ (ت)

اور فرماتا ہے:

قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِينَةَ اللَّهِ الَّتِي أَخْرَجَ لِعِبَادِهِ وَالطَّيِّبَاتِ مِنَ الْمَرْحِقِ ۝

تم فرماؤ کس نے حرام کی اللہ کی وہ زینت جو اس نے اپنے بندوں کے لئے نکالی اور پاک زینت۔ (ت)

(فتاویٰ رضویہ ج ۲۶ ص ۵۵۳، ۵۵۴)

(۵۲) ایک شخص کے دو شیخ طریقت ہو سکتے ہیں؟ اور مرید و طالب میں کیا فرق ہے؟ اس کا جواب
دیتے ہوئے فرمایا:

مرید غلام ہے اور طالب وہ کہ غیبت شیخ میں بضرورت یا باوجود شیخ کسی مصلحت سے، جسے شیخ

جانتا ہے یا مرید شیخ غیر شیخ سے استفادہ کرے، اسے جو کچھ اس سے حاصل ہو وہ بھی فیض شیخ ہی جانے،
ورنہ دُور کبھی فلاح نہیں پاتا۔ اولیائے کرام فرماتے ہیں:

لا یفلم مرید بین شیخین
جو دو پیروں کے درمیان ہو وہ کامیاب نہیں ہوتا۔ (ت)
اللہ عزوجل فرماتا ہے :

ضرب الله مثلاً من جلا فيه شركاء متشاكسون و من جلا سلماً لرجل ٓهل يستویان
مثلاً الحمد لله بل اکثرهم لا یعلمون

اللہ تعالیٰ ایک مثال بیان فرماتا ہے ، ایک غلام میں کئی بدخو آقا شریک ہوں اور ایک نرے ایک
مولیٰ کا ، کیا ان دونوں کا حال ایک سا ہے ۔ سب خوبیاں اللہ کو ہیں بلکہ ان کے اکثر نہیں جانتے ۔ (ت)
(فتاویٰ رضویہ ج ۲۶ ص ۵۵۸)

(۵۳) کوئی شیخ طریقت اپنی زوجہ مرید بنا سکتا ہے یا نہیں ؟ اس کے جواب میں فرمایا :
زوجہ کو مرید کرنا جائز ہے ۔ تمام اُمت انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی مرید ہی ہوتی ہے پھر وہ
انہیں میں سے تزوج فرماتے ہیں ۔ مرید حقیقتہً اولاد نہیں ہوتی وہ ایک دینی علاقہ ہے جو نہ صرف پیر بلکہ استاذ
علم دین کو بھی شہادہ حاصل ہے ۔

قال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انما انا لکم بمنزلة الوالد اعلمکم
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا : میں تمہارے والد کی طرح ہوں تمہیں تعلیم
دیتا ہوں ۔ (ت)

اور زوجہ کو مکمل دینی تعلیم کرنے کا زوج کو حکم ہے ۔
قال تعالیٰ قُواْ انفسکم واهلیکم ناما

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ خود اپنی ذاتوں کو اور اپنے اہل و عیال کو آگ سے بچاؤ ۔ (ت)
(فتاویٰ رضویہ ج ۲۶ ص ۵۶۴)

(۵۴) بیعت غائبانہ کے جواز کے بارے میں سوال کا جواب دیتے ہوئے فرمایا اللہ عزوجل فرماتا ہے :
ان الذین یمییعونک انما یمییعونک اللہ ید اللہ فوق ایدیہم

لے

۵۲ القرآن الکریم ۲۹/۳۹

۵۳ سنن ابی داؤد کتاب الطہارۃ باب کراہیۃ استقبال القبلة الخ آفتاب عالم پریس لاہور ۳/۱

۵۵ القرآن الکریم ۴۸/۱۰

۵۶ القرآن الکریم ۶۶/۶

وہ جو تم سے بیعت کرتے ہیں تو وہ اللہ سے بیعت کرتے ہیں اللہ کا ہاتھ ان کے ہاتھ پر ہے۔

اور فرماتا ہے ،

لقد رضى الله عن المؤمنين اذ يبايعونك تحت الشجرة ۛ

بیشک اللہ راضی ہوا مسلمانوں سے جب وہ تم سے بیعت کرتے ہیں درخت کے نیچے۔

صحیح بخاری شریف میں عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے جب یہ بیعت ہوئی ہے امیر المؤمنین عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ غائب تھے۔ بیعت حدیبیہ میں ہوئی اور وہ مکہ معظمہ گئے ہوئے تھے ، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے واسنے ہاتھ کو فرمایا یہ عثمان کا ہاتھ ہے ، پھر اسے اپنے دوسرے دست مبارک پر مار کر ان کی طرف سے بیعت فرمائی اور فرمایا یہ عثمان کی بیعت ہے۔ لفظ حدیث یہ ہیں ،
واما تغيبه عن بيعت الرضوان فانه لو كانت احدا اعز بطن مكة من عثمان بن عفان لبعثه مكانه فبعث رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم عثمان وكانت بيعت الرضوان بعد ما ذهب عثمان الى مكة فقال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم بيده اليمنى هذه يد عثمان فغرب بها على يده وقال هذه لعثمان ۛ (فتاویٰ رضویہ ج ۲۶ ص ۵۶۵ ، ۵۶۶)

(۵۵) بوجہ غفلت تسبیح گرجانے والے درخت یا پتہ اور ذبح ہو جانے والے جانور کا تسبیح میں مشغول ہونا ثابت ہے یا نہیں ؟ اس کے جواب میں فرمایا ،
رب عز وجل فرماتا ہے :

تسبح له السموات السبع والارض ومن فيهن وان من شئ الا يسبح بحمده ولكن لا تفقهون تسبيحهم ۛ

اس کی تسبیح کرتے ہیں آسمان اور زمین اور جو کوئی ان میں ہے ، اور کوئی چیز ایسی نہیں جو اس کی حمد کے ساتھ اس کی تسبیح نہ کرتی ہو مگر تم ان کی تسبیح نہیں سمجھتے۔
یہ کلیہ عامہ جمیع اشیائے عالم کو شامل ہے ، ذی رُوح ہو یا بے رُوح۔ اجسام محضہ جن کے ساتھ

۱۔ القرآن الکریم ۴۸/۱۸

۲۔ صحیح البخاری کتاب المغازی باب قول اللہ تعالیٰ ان الذین تولوا منکم الا قیدی کتب خانہ کراچی ۵۸۲/۲

۳۔ القرآن الکریم ۱۴/۲۴

کوئی روح نباتی بھی متعلق نہیں، دائم التسبیح ہیں کہ ”ان من شئ“ کے دائرے سے خارج نہیں، مگر ان کی تسبیح بے منصب ولایت نہ مسموع نہ مفہوم۔ اور وہ اجسام جن سے روح انسی یا ملکی یا جتنی یا حیوانی یا نباتی متعلق ہے ان کی دو تسبیحیں ہیں، ایک تسبیح جسم، کہ اس روح متعلق کے اختیار میں نہیں وہ اسی ان من شئ کے عموم میں اس کی اپنی ذاتی تسبیح ہے دوسری تسبیح روح، یہ ارادی اختیاری ہے اور برزخ میں ہر مسلمان کو مسموع و مفہوم۔ اس تسبیح ارادی میں غفلت کی سزا حیوان و نبات کو قطع سے دی جاتی ہے۔ اور اس کے بعد یا جب جانور مر جائے یا نبات خشک ہو جائے منقطع ہو جاتی ہے۔ ولہذا اللہ دین نے فرمایا کہ ترگھاس مقابر سے نہ اکھاڑیں فائدہ مادہ اس طبایسبہ اللہ فیئونس المیت کہ جب تک تم تھے اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتے تھے تو میت کا دل بھلا ہے مگر قتل قطع موت و میس کے بعد بھی وہ تسبیح کہ نفس جسم کی تھی جب تک اس کا ایک جزو ولایت جزوی باقی رہے گا منقطع نہ ہوگی کہ ”ان من شئ الا یستبح بحمدہ“ (اور کوئی چیز نہیں جو اسے سراہتی ہوئی اس کی پاکی نہ بولے) اسے روح سے تعلق نہ تھا کہ تعلق روح نہ رہنے سے منقطع ہو۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۲۶ ص ۵۶۹)

(۵۶) مرید ہونے کا حکم شرعی اور اس کا فائدہ بیان کرتے ہوئے فرمایا :
مرید ہونا سنت ہے اور اس سے فائدہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اتصال مسلسل۔
تفسیر عزیزی دیکھو آیہ کریمہ :

صراط الذین انعمت علیہم یہ

راستہ اُن کا جن پر تُو نے انعام کیا۔ (ت)

میں اُس کی طرف ہدایت ہے، یہاں تک فرمایا گیا،

من لا شیخ له فشیخه الشیطنؑ

جس کا کوئی پیر نہیں اس کا پیر شیطان ہے۔ (ت)

(فتاویٰ رضویہ ج ۲۶ ص ۵۷۰)

۱۔ رد المحتار باب صلوٰۃ الجنائز مطلب فی وضع الجرید ونحو الاس علی القبور دار احیاء التراث العربی بیروت ۱/۶۰۶

۲۔ القرآن الکریم ۱۷/۴۴

۳۔ ” ۱/۷

۴۔ عوارف المعارف الباب الثانی عشر مطبعة المشهد الحسینی القاہرہ ص ۷۸

الرسالة القشیریة الوصیة للمریدین دار الفکر بیروت ص ۲۵۵

(۵۷) بیعت کے بارے میں ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے فرمایا :

بیعت بیشک سنت محبوبہ ہے۔ امام اجل شیخ الشیوخ شہاب الحق والدین عمر رحمہ اللہ تعالیٰ کی عوارف شریف سے شاہ ولی اللہ دہلوی کی قول الجمیل تک اس کی تصریح اور ائمہ و اکابر کا اس پر عمل ہے، اور رب العزت عز وجل فرماتا ہے :

اِنَّ الَّذِیْنَ یُشَاقِقُونَکَ اِنَّمَا یُشَاقِقُونَ اللّٰهَ

بیشک وہ جو تمہاری بیعت کرتے ہیں وہ تو اللہ ہی کی بیعت کرتے ہیں۔ (ت)

اور فرماتا ہے :

یَدِ اللّٰهِ فَوْقَ اَیْدِیْہِمُ

ان کے ہاتھوں پر اللہ کا ہاتھ ہے۔ (ت)

اور فرماتا ہے :

لَقَدْ رَضِیَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ یُبَایِعُوْنَکَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ

بے شک اللہ تعالیٰ راضی ہوا ایمان والوں سے جب وہ اس پیر کے نیچے تمہاری بیعت کرتے تھے۔ (ت)

اور بیعت کو خاص بجماد سمجھنا جہالت ہے۔ اللہ عز وجل فرماتا ہے :

یَا اَیُّهَا النَّبِیُّ اِذَا جَاءَکَ الْمُؤْمِنَتُ یُبَایِعُنَّ عَلٰی اَنْ لَا یُشْرَکْنَ بِاللّٰهِ شَیْئًا وَلَا یَسْرِقْنَ

و لَا یَزْنِیْنَ وَلَا یَقْتُلْنَ اَوْ لَا دِہْنَ وَلَا یَاتِیْنَ بِہَتَّانِ یَفْتَرِیْنَہُ بَیْنَ اَیْدِیْہِمْنَ وَاَسْرَجَلْہُنَّ

و لَا یُعْصِیْنَکَ فِیْ مَعْرُوفٍ فَبَایِعْہُنَّ وَاسْتَغْفِرْ لَہُنَّ اللّٰهُ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ

اے نبی! جب تمہارے حضور مسلمان عورتیں حاضر ہوں اس پر بیعت کرنے کو کہ اللہ کا کچھ شریک نہ ٹھہرائیں گی

اور نہ چوری کریں گی اور نہ بدکاری اور نہ اپنی اولاد کو قتل کریں گی اور نہ وہ بہتان لائیں گی جسے اپنے ہاتھوں اور

پاؤں کے درمیان یعنی موضع ولادت میں اٹھائیں اور کسی نیک بات میں تمہاری نافرمانی نہیں کریں گی، تو ان سے

بیعت لو اور اللہ سے ان کی مغفرت چاہو بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ (ت)

(۵۸) پیالہ پلا کر بیعت کرنے کو سنت رسول قرار دینے والے شخص کی تردید کرتے ہوئے فرمایا :

اُس شخص نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر افتراء کیا کہ حضور کا طریقہ بیعت پانی پلانا تھا

حاشیہ اللہ بلکہ ہاتھ پر ہاتھ مارنا، اور یہی طریقہ آج تک مشائخ میں ہے، پیالہ پلانا بھنگاؤں بیقیدوں کے یہاں ہے۔
اللہ عزوجل فرماتا ہے :

اِنَّ الَّذِیْنَ یَبِیْعُوْنَكَ اِنَّمَا یَبِیْعُوْنَ اللّٰهَ یَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَیْدِیْهِمْ ۝

اے نبی! یہ جو تم سے بیعت کر رہے ہیں یہ تو اللہ سے بیعت کرتے ہیں یہ تمہارا ہاتھ ان کے ہاتھوں پر نہیں اللہ کا دست قدرت اُن کے ہاتھوں پر ہے۔

معلوم ہوا کہ طریقہ بیعت ہاتھ پر ہاتھ رکھنا تھا نہ کہ پیالہ پلانا۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۲۶ ص ۵۸۹)

(۵۹) نماز میں حرکات اور شور و غل کرنے والوں کا رد کرتے ہوئے فرمایا :

صحابہ کرام اور اکابر اولیاء عظام سے ایسا کبھی منقول نہ ہوا ان سے زیادہ تاثیر و برکت کس کی ہو سکتی ہے۔
مگر صادقین سے برکت ہوتی ہے اور کاذبین سے حرکت۔

قال اللہ تعالیٰ ”لَا تَبْطُلُوا اَعْمَالَكُمْ بِی“

(اللہ تعالیٰ نے فرمایا) اپنے عمل باطل نہ کرو۔

وقال تعالیٰ ”وَقَوْمُوا اللّٰهَ فَتَنْتَبِیْ“

(اللہ تعالیٰ نے فرمایا) اللہ کے حضور ادب سے کھڑے رہو۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۲۶ ص ۵۹۲)

(۶۰) اللہ تبارک و تعالیٰ کی شان جمال و جلال کی مثالیں پیش کرتے ہوئے فرمایا :

اللہ جل و علا رحیم بھی ہے اور قہار بھی ہے رحمت شان جمال ہے اور قہر شان جلال۔ دوستوں کو انواعِ نعمت سے نوازنا اُن کے لئے بہشت اور اس کی خوبیاں آراستہ فرمانا، انھیں اپنی رضا و دیدار سے بہرہ مندی بخشنا تجلی شان جمال ہے۔ دشمنوں کو اقسامِ عذاب کی سزا دینا ان کے لئے دوزخ اور اس کی سختیاں مہیا فرمانا انھیں اپنے غضب و حجاب میں مبتلا کرنا تجلی شان جلال ہے۔ پھر دنیا میں جو کچھ نعمت و نفعت و راحت و آفت ہے انھیں دونوں شانوں کی تجلی سے ہے کبھی یہ شانیں ایک دوسرے کے لباس میں جلوہ گر ہوتی ہیں۔ مثلاً دنیا میں اپنے محبوبوں کے لئے بلا بھیجنا کہ :

اشد الناس بلاء الانبياء ثم الا مثل فالامثل به

تمام لوگوں سے بڑھ کر تکلیفیں نبیوں پر آئیں پھر ان سے کم درجہ والوں پر پھر ان سے کم درجہ والوں پر۔
 بظاہر شانِ جلال ہے اور حقیقتہً شانِ جمال کہ اس کے باعث وہ اللہ تعالیٰ کی بڑی بڑی نعمتیں پاتے ہیں۔ قال اللہ تعالیٰ:

لا تحسبوه شراً لكم بل هو خير لكم

اسے اپنے لئے بُرا نہ جانو بلکہ وہ تمہارے حق میں بہتر ہے۔

کفار کو کثرتِ مال وغیرہ دُنیا کی راحتیں دینا بظاہر شانِ جمال ہے اور درحقیقت شانِ جلال ہے کہ اُس کے سبب وہ اپنی غفلت و گمراہی کے نشے میں پڑے رہتے ہیں اور ہدایت کی توفیق نہیں پاتے۔ قال اللہ تعالیٰ:

ولا يحسبن الذين كفروا انما نملي لهم خيراً لانفسهم انما نملي لهم ليزدادوا اثماً ولهم عذاب مهين

کافر مگر اس خیال میں نہ پڑیں کہ یہ دُھیل جو ہم انھیں دے رہے ہیں کچھ اُن کے لئے بھلا ہے، یہ دُھیل تو ہم اس لئے دیتے ہیں کہ وہ اور گناہ میں پڑیں، اور ان کے لئے ذلت کی مار ہے۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۲۶ ص ۵۹۶، ۵۹۷)

(۶۱) سورۃ یس میں اللہ تعالیٰ کے ایک اسم مقدس کے بارے میں سوال کا جواب دیتے ہوئے فرمایا:
 وہ سورۃ مبارکہ کی ایک پوری آیت ہے، کارڈ میں آیت نہیں لکھی جاسکتی، اس کا اول س ل م اور آخر س ح ی م۔ اس سائل نے ۱۶ حرف یوں بتائے کہ سلام چار حرف سمجھے یہ غلط ہے مصحف کریم میں یہ لفظ بے الف ہے تو پندرہ ہی حرف ہیں اور اس میں چار حرف منقوٹ ہیں ق ن ب ی، مگر نون کے اوپر نقطہ کہنا نہ چاہئے کہ وہ جوف میں ہے فقط۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۲۶ ص ۶۰۹)

لے کنز العمال حدیث ۶۷۸۰ و ۶۷۸۳ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۳/۳۲۸ و ۳۲۹

لے القرآن الکریم ۲۳/۱۱

لے ۳/۱۷۸

فتاویٰ رضویہ جلد ۲

(۱) ابتداء آفرینش زمین کے بارے میں بیان کرتے ہوئے فرمایا :

خطیب تاریخ بغداد اور ضیائے مقدسی صحیح مختارہ میں عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے

راوی :

قال ان اول شیء خلق الله القلم فقال له ، اكتب ، فقال يا رب وما اكتب ؟ قال اكتب
القدر فجری من ذلك اليوم ما هو كائن الى ان تقوم الساعة ثم طوى الكتاب و
ارتفع القلم وكان عرشه على الماء فارفع بخار الماء ففتقت منه السموات ثم
خلق النون فبسطت الارض عليه والارض على ظهر النون فاضطرب النون
فمادت الارض فاشتت بالجبال لیه كما قال تعالیٰ والجبال اوتادا ۝ وقال تعالیٰ والقف في
مراد اسی ان تمیید بکرم ۛ

فرمایا : اللہ عز وجل نے ان مخلوقات میں سب سے پہلے قلم پیدا کیا اور اس سے قیامت تک کے تمام
مقادیر لکھوائے ، اور عرش الہی پانی پر تھا ، پانی کے بخارات اُٹھے اُن سے آسمان جُدا جُدا بنائے گئے ،
پھر مولیٰ عز وجل نے پھلی پیدا کی اس پر زمین بچھائی ، زمین پشتِ ماہی پر ہے ، مچھلی تڑپتی ، زمین جھونکے
لینے لگی اس پر پہاڑ جھاکر بوجھل کر دی گئی ۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا : اور پہاڑوں کو مچھلیں بنایا ۔ اور اللہ تعالیٰ
نے فرمایا : اور اس نے زمین میں نگر ڈالے کہ میں تمہیں لے کر نہ فانیسے ۔ (ت)

مگر یہ زلزلہ ساری زمین کو تھا ۔ خاص خاص مواضع میں زلزلہ آنا دوسری جگہ نہ ہونا ، اور جہاں ہونا وہاں
بھی شدت و خفت میں مختلف ہونا ، اس کا سبب وہ نہیں جو عوام بتاتے ہیں ، سبب حقیقی تو وہی ارادۃ اللہ
ہے ، اور عالم اسباب میں باعث اصلی بندوں کے معاصی ۔

ما اصابکم من مصیبة فبما کسبت ایدیکم ولیعقوا عن کثیر ۛ

تھیں جو مصیبت پہنچتی ہے تمہارے ہاتھوں کی کمائیوں کا بدلہ ہے، اور بہت کچھ معاف فرمادیتا ہے۔ (ت) (فتاویٰ رضویہ ج ۲۷ ص ۹۵، ۹۶)

(۲) دن رات کی تبدیلی کا سبب گردشِ ارضی ہے یا سماوی؟ اس سوال کے جواب میں فرمایا، دن رات کی تبدیلی گردشِ ارضی سے ماننا قرآنِ عظیم کے خلاف اور نصاریٰ کا مذہب ہے، اور گردشِ سماوی بھی ہمارے نزدیک باطل ہے، حقیقۃً اس کا سبب گردشِ آفتاب ہے۔ قال اللہ تعالیٰ،

والشمس تجری لمستقر لہا ذلک تقدیر العزیز العلیم
اور سورج چلتا ہے اپنے ایک ٹھہراؤ کے لئے، یہ اندازہ ہے زبردست علم والے کا۔ (ت)
(فتاویٰ رضویہ ج ۲۷ ص ۱۰۲)

(۳) مولوی محمد حسن صاحب سنبھلی کی آٹھ فلسفیانہ اقوال پر مشتمل کتاب ”المنطق الجدید لناطق النالہ الحدید“ کا ردِ بلیغ کرنے کے لئے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے مستقل کتاب ”مقام الحدید علیٰ خد المنطق الجدید“ لکھی، اس میں سنبھلی صاحب کے پہلے قول کا رد کرتے ہوئے فرمایا:
قول اول کہ اس میں بالتصریح باری عزوجل کو تدبیر و تصرفِ مادیات سے بے علاقہ مانا — مثلاً بدنِ انسانی میں جو مبین متین، ظاہر باہر، زاہر قاہر تدبیری صبح شام، دن رات ہر وقت عیاں و نہاں ہوتی رہتی ہیں جن کی حکمتوں میں عقولِ متوسطہ انگشت بردنداں ہیں، یہ سب جلیل و جمیل کام نفسِ ناطقہ کی خوبیاں ہیں، اللہ تعالیٰ کو اصلاً ان سے تعلق نہیں، نہ اس کا بندوں کے بدنوں میں کوئی تصرف۔

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ (اللہ کے بغیر کوئی عبادت کے لائق نہیں اور محمد اللہ کے رسول ہیں۔ ت) — استغفر اللہ (میں اللہ سے مغفرت طلب کرتا ہوں۔ ت) — والعیاذ باللہ (اللہ کی پناہ۔ ت) — ہیہات ہیہات!! اس سے بڑھ کر کون سا کفر ملعون ہوگا — سبحنہ و تعالیٰ عما یقولون علواً کبیراً (اُسے پاکی اور برتری اُن کی باتوں سے بڑی برتری۔ ت)۔

دیتا ہے۔ اور وہ ان طریقوں کا محتاج نہیں، چاہے تو بے غذا ہزار برس جلانے اور نماز کام پر پھر پہنچانے۔ پھر جو فضلہ رہا اُسے منی بنا کر صُلب و تراشب میں رکھتا ہے۔ عقد و العقد کی قوت دیتا ہے۔ زن و مرد میں تالیف کرتا ہے۔ عورت کو باوجود مشقتِ محل و صعوبت وضع شوق بخشا ہے۔ حفظِ نوع کا سامان فرماتا ہے۔ برحسَم کو اذنِ جذب دیتا ہے۔ پھر اس کے امساک کا حکم کرتا ہے۔ پھر اُسے پکا کر خون بناتا ہے۔ پھر طبعِ دے کو گوشت کا ٹکڑا کرتا ہے۔ پھر اس میں کلیاں، کنجھیاں نکالتا ہے۔ قسم قسم کی ہڈیاں، ہڈیوں پر گوشت، گوشت پر پوست، سیکڑوں رگیں، ہزاروں عجائب۔ پھر جیسی چاہے تصویر بناتا ہے۔ پھر اپنی قدرت سے رُوح ڈالتا ہے۔ بے دست و پا کو ان ظلمتوں میں رزق پہنچاتا ہے۔ پھر قوت آنے کو ایک مدت تک روکے رہتا ہے۔ پھر وقتِ معین پر حرکت و خروج کا حکم دیتا ہے۔ اُس کے لئے راہ آسان فرماتا ہے۔ مٹی کی مورت کو پیاری صورت، عقل کا پتلا، چمکتا آرا، چاند کا ٹکڑا کر دکھاتا ہے۔ فَبَرَكَ اللهُ احسن الخالقین (تو بڑی برکت والا ہے اللہ سب سے بہتر بنانے والا۔ ت) اور وہ ان باتوں کا محتاج نہیں، چاہے تو کروڑوں انسان پتھر سے نکلے آسمان سے برسائے۔

ہاں بتاؤ وہ کون ہے جس کے یہ سب کام ہیں؟ فسیقولون اللہ ﷻ فقل افلا تتقون ۵

اب کہا چاہتے ہیں کہ اللہ، تو فرمایا پھر ڈرتے کیوں نہیں؟

امَّا بِاللّٰهِ وَحْدَهُ (ہم ایک اللہ پر ایمان لائے۔ ت) — آہ! آہ! اے مُتَفَلِّسِفِ مسکین! کیوں اب بھی یقین آیا یا نہیں کہ تدبیر و تصرف اسی حکیمِ عظیم کے کام ہیں! جَلَّ جَلَالُهُ وَعَمَّ نَوَالُهُ۔ فیات حدیث بعد ۱۰ یَوْمَنُوْنَ (پھر اس کے بعد کون سی بات پر ایمان لائیں گے۔ ت)۔

فقیرِ غفر اللہ تعالیٰ لہ نے اس آیتِ کریمہ کی تفسیر میں یہ دو حرف مخفی بقدر ضرورت ذکر کئے، ورنہ روزِ اقل سے اب تک جو کچھ ہوا اور آج سے قیامت، اور قیامت سے ابد الابد تک جو کچھ ہوگا وہ سب سب ان دو لفظوں کی شرح ہے کہ:

يَذَّبُوا لَامُوسَ (وہ تمام کاموں کی تدبیر کرتا ہے۔ ت)

سُبْحَانَهُ مَا اعْظَمَ شَانَهُ (وہ پاک ہے اور کتنی عظیم اس کی شان ہے۔ ت)

مسلمان غور کرے کہ یہ عظیم حکیم کام جن کے بحر سے ایک قطرے، اور صحرا سے ایک ذرے کی طرف ہم نے

اجمالی اشارہ کیا، شبانہ روز انسان کے بدن میں ہوا کرتے ہیں اور لاکھوں کروڑوں نفوسِ ناطقہ کی زمین کو اُن کی خبر نہیں ہوتی۔ ہزاروں میں دو ایک، سا لہا سال کے ریاض و تعلیم میں، اُن میں سے اقل قلیل پر بقدرِ قدرت اطلاع پاتے ہیں۔ اس پر جو کل بگڑی بنائے نہیں بنتی۔ جو دُور اُلجھے سُجھائے نہیں سُجھے۔ پھر کیسا سخت جاہل ہے جو تدبیرِ ابدانِ نفس کے سردھرے۔ اچھا مُدبّر اور اچھے مُعْتَقِدُ! — ضَعْفُ الطَّالِبِ وَالْمَطْلُوبِ (کتنا کمزور چاہنے والا اور وہ جس کو چاہا۔ ت)۔ سُبْحَنَ اللّٰہ! اگر یہی بات واقعی ہے، اور ہمارے رب تعالیٰ کو ان امور سے اصلاً عِلّٰتِ نہیں، جیسا کہ اِس مُتَفَلِّسُف نے اِدّعا کیا تو اُسے جہالتِ اِنْفُسِ ہی کو نہ پُوچھے جو ایسی قدرتِ قاہرہ رکھتا، اور یہ طورِ خود اپنے بدن کی یہ جلیل تدبیر کیا کرتا ہے — وَرَبُّنَا الرَّحْمٰنُ الْمُسْتَعٰنُ عَلٰی مَا تَصِفُوْنَ (اور ہمارے رب رحمان ہی کی مدد درکار ہے ان باتوں پر جو تم بتاتے ہو۔ ت)۔

زید کے اِس قول میں ایک کُفرِ جلی تو یہ ہے — ثُمَّ اَقُولُ (میں پھر کہتا ہوں۔ ت) ناظرِ عارف، مناظرِ منصف آگاہ و واقف کہ سوچی عبارت سے خالقیتِ عقول متبادر و منکشف — اور قائلانِ عقول کا یہ مسلک ہونا اِس کا اقویٰ مُشْتَدِد و مرتصف — اگرچہ پائے مکارِ لنگ، نہ مجالِ مناقشہ تنگ — اور اگر نہ سہی، تاہم تعادُلِ کَفْتِیْنِ میں اشتباہ نہیں — اور نہ بھی مانو تو اِہِیَامِ شَدِید سے بچنے کی راہ نہیں — اور ایسی جگہ مجرّد اِہِیَامِ بِحکمِ شرعِ ممنوع و حرام، کما سیائی۔ بہر حال اگر یہی مقصود، تو اِس کا کفرِ بواح ہونا خود ایسا بتیں کہ محتاجِ بیان نہیں — رب تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے :

هَلْ مِنْ خَالِقٍ غَيْرُ اللّٰهِ ۖ

کیا کوئی اور بھی خالق ہے خدا کے سوا۔

اور ارشاد فرماتا ہے عَزَّ وَجَلَّ :

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ ۚ ضَرْبٌ مِّثْلُ مَا سَتَمْعُوْا لِهٖ اِنَّ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَيَخْلُقُوْنَ ذَبَابًا وَّلَوْ اَجْتَمَعُوْا لِهٖ ۚ

اے لوگو! ایک کہاوت بیان کی گئی اُسے کان لگا کر سُنو، بیشک وہ جنہیں تم اللہ کے سوا معبود

ٹھہراتے ہو ہرگز ایک مکھی نہ بنائیں اگرچہ اس پر ایسا کر لیں۔
اور فرماتا ہے جَلَّتْ عَظَمَتُهُ؛

الاله الخلق والامر تبارك الله رب العلمين۔

سُن لو! خاص اُسی کے کام ہیں خلق و تکوین، برکت والا ہے اللہ مالک سارے جہان کا۔
اور فرماتا ہے تعالیٰ شانہ؛

اللہ الذی خلقکم ثم مرثقکم ثم یبیتکم ثم یحییکم هل من شرکاکم
من یفعل من ذلکم من شیء سبخنہ و تعالیٰ عما یشرکون۔

اللہ وہ ہے جس نے تمہیں بنایا، پھر روزی دی، پھر مارے گا، پھر جلانے گا۔ تمہارے
شرکیوں میں کوئی ایسا ہے جو ان کاموں میں سے کچھ کرے؟ پاکی اور برتری ہے اسے ان کے شرک سے۔
اور سورۃ لقمن میں افلاک و عناصر و جمادات و حیوانات و آثارِ علویہ و نباتات سب کی طرف اجمالی
اشارہ کر کے ارشاد فرماتا ہے تَقَدَّسَ اسْمُهُ؛

هذا خلق الله فارو فی ما ذا خلق الذین من دونہ یبیل الظالمون فی ضلل مبین۔
یہ تو سب خدا کا بنایا ہوا ہے وہ مجھے دکھاؤ کہ اس کے سوا اوروں نے کیا بنایا، بلکہ ناانصاف
لوگ صریح گمراہی میں ہیں۔

صدق الله سبخنہ۔۔۔ یہاں تک کہ اس امر کا باری عزَّ اسْمُهُ سے خاص ہونا
مدارِکِ مشرکینِ عرب میں بھی مرسوم تھا۔ قال جَلَّتْ ذِکْرُکَ،

ولئن سألتهم من خلق السموات والارض ليقولن الله۔

اور بیشک اگر تو ان سے پوچھے کہ آسمان و زمین کس نے بنائے، ضرور کہیں گے اللہ نے۔
یہ سخافتِ جلیہ و غرافاتِ علیہ جس نے انھیں امیرِ الخیر بنایا عقلاً فلسفہ کا حصہ تھی قاتلم اللہ
اِنَّیْ یؤفکون (اللہ انھیں مارے کہاں اوندھے جاتے ہیں۔ ت)۔

سُننا کہ زید کا یہ مطلب نہیں، نہ وہ عقلِ عشرہ کو خالق بالذات و موجدِ مستقل مانے بلکہ انھیں صرف

۴۰/۳۰ القرآن الکریم

۴۵ " ۲۵/۳۱ و ۲۸/۲۹

۵۴/۷ القرآن الکریم

۵۳ " ۱۱/۳۱

۵۵ " ۳۰/۹ و ۴/۶۳

شرط و واسطہ جانتا، اور باری تعالیٰ کی تاثیر و فاعلیت کا متمم مانتا ہے تو گویا ”مثلاً“ اسی تنویر کی طرف
 مُشیر، کہ علاقہ خلق ہو یا وساطت فی الخلق — اور اس قدر سے اُسے انکار کی گنجائش نہیں کہ دوسرے
 رسالہ میں خود اس کا اقرار کیا اور اُسے مذہب محقق و مشرب حق قرار دیا — تو یہ خود کفر و افسوس وار تذادِ فاضح
 ہونے میں کیا کم ہے کہ اس میں صراحت اُس قادرِ ذوالجلال، غنیِ مُتعال تبارک و تعالیٰ کو خلق و ایجاد میں
 غیر کافی، اور دوسری چیز کے توسط و آلیت کا محتاج — اور صاف صاف اس قدر مجید عز و جل کو فاعلیت
 میں ناقص، اور عقولِ عشرہ کو اُس کا کامل و تمام کرنے والا مانا — وَ اَيُّ كُفْرٍ اَفْحَشٍ مِنْ هَذَا؟ (اور
 کون سا کفر اس سے بدتر ہے؟۔ ت) — یہ ایک کفر نہیں بلکہ معدنِ کفر ہے۔

باری کا عجز ایک کفر — دوسرے کی طرف نیاز و دو کفر — آپ ناقص ہونا تین کفر غیر سے
 تکمیل پانا چار کفر — خالقِ مستقل نہ ہونا پانچ کفر ہے

فَكَفَرُوا فَوْقَ كُفْرِهِمْ كَانُوا الْكُفْرَ مِنْ كَثْرَتِهِمْ وَ كُفْرِهِمْ
 كَمَا اَسْبَغَ فِي نَتْنٍ وَ كُفْرِهِمْ تَتَابَعُ قَطْرَةً مِنْ ثَقْبٍ كُفْرِهِمْ
 (وہ ایک کفر ہے اور کفر کے اور کفر کے گویا کہ کفر اس کی کثرت و بہتات سے ہے
 جیسے گندہ بدبودار متعفن پانی جس کے قطرے بڑے پہاڑ کے سوراخ سے پئے در پئے
 نکل رہے ہیں۔ ت)

لاحول ولا قوة الا بالله العلیٰ العظیم۔

ثُمَّ اَقُولُ (پھر میں کہتا ہوں۔ ت) استقصاء کیجئے تو ہنوز تعددِ خالق کے لواحق، کلامِ زید
 سے علانیہ لائح — قولِ وسط کی تقریر — اس میں چاند سورج کی تنظیم — قیدِ ”بالذات“ کی بار بار
 تکریر صاف صاف بتا رہی ہے کہ عقول سے صرف خالقیت ذاتیہ مُتغنی مانتا ہے۔ نہ خالقیتِ مُستفادہ۔
 اور اس قدر واقع و نفس الامر میں صدقِ خالق کا منافی نہیں — یوں تو علم و سمع و بصر و حیات بلکہ نفس
 وجود تمام عالم سے منفی اور حضرت حق جل و علا سے خاص — پھر بایں ہمہ اِنَّهُ لَذُو عِلْمٍ (بیشک وہ
 صاحبِ علم ہے۔ ت) فَجَعَلْنَاهُ سَمِيعًا بَصِيرًا (ہم نے اسے سُننا دیکھنا کر دیا۔ ت) و ”بَلْ
 اَحْيَاہُ عِنْدَ رَبِّہٖ“ (بلکہ وہ اپنے رب کے پاس زندہ ہیں۔ ت) فَاَنَّا یَقُولُ لَہٗ

کن فیکون (تو اس سے یہی فرماتا ہے کہ ہو جا تو وہ فوراً ہو جاتی ہے۔ ت) قضایا سے حقہ صادق ہیں۔ اور حقائق الاشیاء ثابتہ (اشیاء کی حقیقتیں ثابت ہیں۔ ت)۔

پہلا عقیدہ خود اپنی ہی نظیر میں دیکھے کہ نورِ قمر تاب آفتاب سے مستفاد ہونا جعل الشمس ضیاء والقمر نور (اس نے سورج کو جگمگاتا بنایا اور چاند چمکتا۔ ت) کے مخالف نہ ٹھہرا۔ اور لفظ "مجازی" جس طرح "حقیقت" کے مقابل بولتے ہیں، یونہی برعکس ذاتی اطلاق، او ذاتی کو بر لفظ حقیقت خاص کرتے ہیں — ہمازی ملک ملک مجازی ہے یعنی بر عطائے الہی نہ اپنی ذات سے، نہ یہ کہ حقیقت نفس الامر میں باطل ہے۔

قال تعالى: فهم لها مالکون (تو یہ ان کے مالک ہیں۔ ت) وقال تعالى: ما ملکت ایمانہم (وہ جس کے مالک ہوئے ان کے دانتیں ہاتھ۔ ت) ولہذا واسئل القریۃ (اور اس بستی سے پوچھ۔ ت) مجاز ہوا کہ علم و سماع و قدرت علی الجواب جو مضمج استفسار حقیقی ہیں وہاں مسلوب و معدوم — اور سلہم ایہم بذلک نرعیہم (تم ان سے پوچھو ان میں کون سا اس کا ضامن ہے۔ ت) قطعاً حقیقت کہ ثبوت یقینی — اگرچہ عطائی ہے۔ ہر عاقل جانتا ہے کہ مدار حقیقت ثبوت فی الواقع پر ہے — اور وہ ذاتی و مستفاد دونوں سے عام — ع

هَذَا الَّذِي تَعْرِفُ الْبَطْحَاءَ وَطَأْتَهُ
(یہ وہی ہے جس کے روندنے کو وادی بٹھا پہچانتی ہے۔ ت)

اور — ع

العرب تعرف من انكرت والعجم
(جس کا تو نے انکار کیا اس کو عرب و عجم پہچانتے ہیں۔ ت)

ص ۸

دار الاشاعۃ العربیۃ قندھار افغانستان

۱۱۷/۲ القرآن الکریم

۱۱۷/۱۶ " ۱۱۷/۱۶

۱۱۷/۱۶ " ۱۱۷/۱۶

۱۱۷/۱۶ " ۱۱۷/۱۶

۱۱۷/۱۶ " ۱۱۷/۱۶

۱۱۷/۲ القرآن الکریم

۱۱۷/۱۶ " ۱۱۷/۱۶

۱۱۷/۱۶ " ۱۱۷/۱۶

۱۱۷/۱۶ " ۱۱۷/۱۶

۱۱۷/۱۶ " ۱۱۷/۱۶

میں جو فرق استعمال ہے عاقل پرستور نہیں۔ یہاں! اگر حقیقت منوط بہ ذاتیت ہو تو لازم آئے کہ معاذ اللہ غلطی اشیاء حقیقہ جناب باری سے مسلوب بلکہ محال ہو اور اس کا اثبات فقط مجازی خیال کہ جب حقیقہً افاضہ وجود نہ ہوا تو واقع میں کچھ نہ بنا۔ اعطی کل شیئ خلقاً (اس نے ہر چیز کو اس کے لائق صورت دی۔ ت) کیونکہ صادق آئے، و قدس علیٰ ہذا شائعہً اُخروی (اسی پر دوسری برائیوں کو قیاس کر لو۔ ت)۔

لا جرم ایسی مجازیت صدق حقیقی کی نافی، نہ ثبوت واقعی کے منافی۔ تو زید کا یہ بیان علی الاعلان منادی کہ عقول عشرہ سے صرف خالقیت ذاتیہ منعی، ورنہ حقیقہً وہ خالقِ عالم ہیں۔ جیسے چاند نیل زمین اگرچہ خالقیت حق جل و علا سے مستعار، جس طرح شمس سے قر کے انوار۔

قرآن و اہل قرآن سے پوچھ دیکھئے کہ یہ عقیدہ اُن کے نزدیک کس درجہ بطلان پر ہے۔ حاش اللہ! نہ اللہ کے سوا کوئی خالق بالذات، نہ ہرگز ہرگز اُس نے منصب ایجادِ عالم کسی کو عطا فرمایا کہ قدرتِ متغادہ خالقیت کیا کرے۔ سبحنہ و تعالیٰ عتداً یشرکون (اسے پاکی اور برتری ہے ان کے شرک سے۔ ت)۔
(فتاویٰ رضویہ ج ۲۷ ص ۱۱۳ تا ۱۲۴)

(۴) سنبلی صاحب کے پانچویں قول کا رد کرتے ہوئے فرمایا،
ثانیاً اور اشد و اعظم قباحۃً لازم کہ اس تقدیر پر قدرتِ الہیہ صرف انواع موجودہ میں مختص ہوئی جاتی ہے۔ اور جو نوع نہ بنی اس کے یہ معنی کہ حق جل و علا کو اس پر قدرت ہی نہ تھی کہ اگر مقدور ہوتی تو ممکن ہوتی۔ اور طبیعتِ مطلقہ میں نفس امکان مستلزم فیضان۔ تو انتفاع لازم انتفاعِ ملزوم پر دلیل جازم۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

یہ شاعتِ خبیثہ تو ایسی ہے کہ جس طرح اسلامیوں کے نزدیک کفر، یونہی شاید فلسفیوں کو بھی مقبول نہ ہو کہ وہ بھی تقسیم کلی میں کلی معدوم الافراد کو قسیم متمتع الافراد کی قسم بتاتے ہیں۔ کما صوّح بہ فی اسفارہم (جیسا کہ ان کی معتمد کتابوں میں اس کی تصریح کی گئی ہے۔ ت)۔
یا للجب! اگر باقر غافل تھا تو ”مبقر“ تو عاقل تھا، ولکن صدق ربنا تبارک و تعالیٰ
(لیکن ہمارے رب تعالیٰ نے صدق فرمایا۔ ت)؛

انہا لا تعمی الابصار، ولكن تعمی القلوب التي في الصدور۔

آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں بلکہ وہ دل اندھے ہوتے ہیں جو سینوں میں ہیں۔ (ت)

ثالثاً تابع و متبوع کا یہ قول کہ ”جانب مبدیٰ میں بخل نہ ہونا مستلزم فیضان ہے“ اصول سنت سے محض مباین۔ اہل سنت کا ایمان ہے کہ مبدیٰ تبارک و تعالیٰ جو اد، کریم، اکرم، الاکرمین ہے جل جلالہ و تقدس فعالہ۔ مگر بایں ہمہ کوئی شے اس پر واجب نہیں مانتے۔ عالم جب نہ بنایا تھا وہ جب بھی جو اد تھا، اور اگر کبھی نہ بناتا تاہم جو اد ہوتا۔ نہ اس نہ بنانے سے کوئی عیب اُسے لگتا نہ کوئی نقصان اس کے کمالِ اکمل میں آتا۔ کسی شے کا ایجاد و اعدام کچھ اس پر ضرور نہیں۔

قال تعالیٰ: فَعَالٌ لِّمَآ يُرِيدُ (تھارارب جو چاہے کرے۔ ت) و قال تعالیٰ: يَفْعَلُ اللَّهُ مَا يَشَاءُ وَيَحْكُمُ مَا يُرِيدُ (اور اللہ جو چاہے کرے اور وہ حکم فرماتا ہے جو چاہے۔ ت) و قال تعالیٰ: لَا يَسْتَلِ عَمَّا يَفْعَلُ وَهُمْ يُسْئَلُونَ (اس سے نہیں پوچھا جاتا جو وہ کرے اور ان سب سے سوال ہوگا۔ ت) و هذا واضح جلی عند کل من نور اللہ بصیرتہ (اور یہ واضح اور خوب روشن ہے ہر اُس شخص پر جس کی بصیرت کو اللہ تعالیٰ نے منور فرمایا۔ ت) — و من لم يجعل الله له نوراً فما له من نور (اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے جسے اللہ تعالیٰ نور نہ دے اس کے لئے کہیں نور نہیں۔ ت)۔

تو یہ استلزام بھی اسی فلسفہ ملعونہ پر مبنی کہ قادر مختار تعالیٰ شانہ کو فاعل موجب اور ایجاد عالم کو اس کے کمال کا سبب جانتے ہیں۔ تعالیٰ اللہ عما یقول الظالمون علواً کبیراً (اللہ تعالیٰ اس سے بہت بلند ہے جو ظالم کہتے ہیں۔ ت)۔

رابعاً متفلسف تابع نے شطرنج میں یغلہ اور طنبور میں ایک نغمہ اور زائد کیا کہ ”اگر غیر اُحق صادر اور اُحق غیر صادر ہو تو ترجیح مروج لازم آئے گی۔“

سبحان اللہ! نہ وہاں کوئی اُحق، نہ قادر حمید، فَعَالٌ لِّمَآ يُرِيدُ پر بھی تمہاری عقول سفید

۲ القرآن الکریم ۱۱/۱۰۷ و ۸۵/۱۶

۳ ۵/۱

۴ ۲۴/۴۰

۱ القرآن الکریم ۲۲/۴۶

۲ ۱۴/۲۷

۳ ۲۱/۲۳

حاکم — نہ ہمارے نزدیک اس کے ارادہ کے سوا کوئی مُرَجِّح — اور ہو بھی تو اس پر کچھ اعتراض نہیں۔
 قَالَ تَعَالَىٰ ۖ إِنَّ الْحُكْمَ لِلَّهِ (حکم نہیں مگر اللہ کا۔ ت) — وَقَالَ تَعَالَىٰ ۖ وَاللَّهُ يَحْكُمُ
 لَا مَعْقِبَ لِحُكْمِهِ (اور اللہ حکم فرماتا ہے اس کا حکم پیچھے ڈالنے والا کوئی نہیں۔ ت) —
 وَقَالَ تَعَالَىٰ ۖ

وَمَرْبُكَ يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ وَيَخْتَارُ مَا كَانَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ سُبْحَانَ اللَّهِ وَتَعَالَىٰ عَمَّا
 يُشْرِكُونَ ۚ

اور تمہارا رب پیدا کرتا ہے جو چاہے اور پسند فرماتا ہے ان کا کچھ اختیار نہیں، پاکی اور برتری ہے
 اللہ کو ان کے شرک سے۔ (ت)

واضح تر کہوں — حاصلِ مذہبِ اہلِ سنت یہ ہے کہ تمام مقدورات اُس جنابِ رفیع کے حضور
 یکساں ہیں۔ کوئی اپنی ذات سے کچھ استحقاق نہیں رکھتا کہ ایک کو رائج دوسرے کو مرجوح کہیں۔
 (فتاویٰ رضویہ ج ۲، ص ۱۳۸ تا ۱۴۰)

(۵) اسی سلسلہ میں مزید فرمایا:

شرح عقائدِ نسفی میں ہے:

لیت شعری ما معنی وجوب الشئ علی اللہ تعالیٰ؛ اذ لیس معناه استحقاق تارکہ
 الذم والعقاب وهو ظاہر، ولا لزم صدوره عنه تعالیٰ بحیث لا یتمکن من الترتیب
 بناءً علی استلزامه محالاً من سفہ او جہل او عبث او یخل او نحو ذلک۔ لانه
 مرفض لقاعدة الاختیار، ومیل الی الفلسفة الظاہرة العوامیہ

کاش میرا علم حاضر ہو، اللہ تعالیٰ پر کسی شے کے واجب ہونے کا کیا معنی ہے اس لئے کہ یہاں
 یہ معنی تو ہو نہیں سکتا کہ اس کا تارکِ ذم و عقاب کا مستحق ہے اور وہ ظاہر ہے۔ اور نہ ہی یہ معنی
 ہو سکتا ہے کہ اُس واجب کا صدور اللہ تعالیٰ سے لازم ہے بایں طور کہ اس کے ترک پر قادر نہیں

۱۲/۴۰ لہ القرآن الکریم

۱۳/۴۱ ۵۲

۲۸/۶۸ ۵۳

اس بنیاد پر یہ محال کو مستلزم ہے یعنی سفہ، جہل، عبث، بخل یا اس کی مثل کوئی اور قباحۃ لازم آئے گی۔
یہ معنی اس لئے نہیں ہو سکتا کہ اس سے مختار ہونے کے قاعدے کا ٹوٹ جانا اور اس سے فلسفہ کی طرف
میلان لازم آتا ہے جس کا عیب ظاہر ہے۔ (ت)

دیکھو اس عبارت میں اُس فلسفی کے الزام بخل کا بھی رد ہے واللہ الحجة السامیة (اور
اللہ تعالیٰ ہی کی حجت بلند ہے۔ ت) — اور یہ سب مطالب کہ علماء نے افادہ فرمائے فرداً فرداً اُن آیات
کریمہ سے کہ فقیر نے تلاوت کیں، ثابت۔ اور اگر کچھ نہ ہوتا سوا آیت کریمہ ”ان اللہ علیٰ کل شیء قَدِیرٌ (بیشک
اللہ سب کچھ کر سکتا ہے۔ ت) کے، تو بس سخی، کہ مروج بھی ایک شے ہے اور ہر شے مقدور — اور
معنی قدرت نہیں مگر صحتِ فعل و ترک، یعنی کرے یا نہ کرے دونوں یکساں، اور کسی تقدیر پر کچھ حرج و نقصان
نہیں۔ طالع میں ہے :

القادر هو الذي يَصْنَعُ منه ان يفعل المقدور وان لا يفعل له۔

قادر وہ ہے جس سے مقدور کو کرنا اور نہ کرنا دونوں صحیح ہوں (ت)

(فتاویٰ رضویہ ج ۲ ص ۱۴۲، ۱۴۳)

(۶) سنبھل صاحب کے چٹے قول کی تردید میں فرمایا :

قول ششم میں کہ ”عقول عشرہ کا تمام نقائص و قبائح سے مقدس و مُنَزَّہ، اور ان کے علم کا
تمام و محیط با حاطہ تمام ہونا نقل کیا، یہاں تک کہ کوئی ذرہ ذراتِ عالم سے اُن پر مخفی رہنا ممکن نہیں۔“
یہ خاص صفت حضرت عالم الغیب والشہادۃ کی ہے جَلَّ و علا۔ قال تعالیٰ :

وما يعزب عن ربك من مثقال ذرّة في الارض ولا في السماء

نہیں چھپتی تیرے رب سے ذرہ برابر چیز زمین میں اور نہ آسمان میں۔

اور اس کا غیر خدا کے لئے ثابت کرنا قطعاً کفر، العزّة لله (عزت اللہ کے لئے ہے۔ ت) اس
عَدَمِ امکان کو مسلمان غور کرے کہ کیسا کفر و اشکاف، اور کتنے صریح نصوصِ قرآنیہ کا خلاف ہے۔
قال تعالیٰ :

و ۱۰۹/۲ و ۱۴۸/۲

لہ القرآن الکریم ۲۰/۲
طالع الانوار من مطالع الانظار
لہ القرآن الکریم ۱۰/۶۱

وما یعلم جنود ربك الا هو۔
کوئی نہیں جانتا تیرے رب کے لشکروں کو اس کے سوا۔
وقال تعالیٰ :

اليه يرد علم الساعة۔
اسی کی طرف پھیرا جاتا ہے علم قیامت کا۔
وقال تعالیٰ :

ويقولون متى هذا الوعد ان كنتم صدقين ۝ قل انما العلم عند الله وانما
انا نذير مبين ۝

کافر کہتے ہیں یہ قیامت کا وعدہ کب ہے اگر تم سچے ہو۔ تو فرما اس کا علم تو خدا ہی کو ہے، اور
میں تو یہی ڈر سنانے والا ہوں صاف صاف۔
وقال تعالیٰ :

لا يحيطون بشئ من علمه الا بما شاء۔
نہیں گھیرتے اس کے علم سے کچھ مگر جتنا وہ چاہے۔
وقال تعالیٰ حکایت عن ملئکہ :

سبحنك لا علم لنا الا ما علمتنا انك انت العليم الحكيم۔
پاکي ہے تجھے ہمیں کچھ علم نہیں مگر جتنا تو نے ہمیں سکھایا، بیشک تو ہی ہے دانا، حکمت والا۔
سبحان اللہ! متفلسفہ کہتے ہیں کہ ”عقولِ عشرہ“ ملئکہ سے عبارت ہے۔ اگرچہ یہ بات
محض غلط کہ جو امور وہ بے عقول ان وشل عقول کے لئے ثابت کرتے ہیں صفاتِ ملائکہ سے اصلاً
علاقہ نہیں رکھتے۔ ولا کذب متین کذبہ القرات (اس سے بڑھ کر کوئی جھوٹا نہیں جس کو
قرآن نے جھوٹا قرار دیا۔ ت) بلکہ یہ صرف اُن سُفہاء کے ادوایم تراشیدہ ہیں جن کی اصل نام
کو نہیں۔

۱۵ القرآن الکریم ۴۱/۲۴
۴۳ ۲۵۵/۲

۱۵ القرآن الکریم ۴۳/۳۱
۴۳ ۲۶۰۲۵/۶۷
۴۵ ۳۲/۲

ان ہی الا اسماء سمیتموھا انتم و اباؤکم ما اتزل اللہ بہا من سلطن ینہ
وہ تو نہیں مگر کچھ نام کہ تم نے اور تمہارے باپ دادوں نے رکھ لئے ہیں، اللہ نے ان کی کوئی سند
نہیں اتاری۔ (ت)

تاہم اگر مان لیں اور یوں سمجھیں کہ مشرکین عرب نے شانِ اِلاک (فرشتے) میں غلو کے ساتھ تفریط
بھی کی کہ انہیں عورتیں ٹھہرایا۔ کفارِ یونان نے وہ افراطِ خالص بنایا کہ اوصافِ غلو سے متعالی بتایا۔
تو اب اس آیہ کریمہ سے اُن عقول کی حالتِ اور اک یکجے۔

کس طرح اِن احمقوں کو جھٹلاتے، اور اپنے مالک کے حضور اپنے عجز و بے علمی کا اقرار لاتے، اور
پاک و قدوسی اُس کے وجہ کریم کے لئے خاص ٹھہراتے ہیں۔ صدق اللہ تعالیٰ،

سیکفرون بعبادتہم ویکنونون علیہم ضلّاء۔

عنقریب وہ ان کی بندگی سے منکر ہوں گے اور ان کے مخالف ہو جائیں گے۔ (ت)

(فتاویٰ رضویہ ج ۲۷ ص ۱۴۴ تا ۱۴۶)

(۷) تنبیہی صاحب کے ساتویں قول کا رد کرتے ہوئے فرمایا،

قول، منقسم میں اس کفرِ بواح کو خوب چمکایا اور رُفے ریا سے پردہ حیا اٹھا کر حقِ مبین و قول
محققین ٹھہرایا، صاف لکھا کہ،

”عدم زمانی حقیقتہً عدم نہیں جس نے کسی وقت میں خلعتِ وجود پایا یا پائے گا وہ نہ معدوم تھا“

نہ معدوم ہو، بلکہ یہ فقط پردہ و حجاب ہیں۔ پہلے نہ تھا، یعنی پوشیدہ تھا۔ اور اب نہ رہا،

یعنی چُپ گیا۔ ورنہ حقیقتہً وہ واقع و نفس الامر میں وجود سے مُنْفَک نہیں۔ انا للہ و

انا الیہ راجعون (بیشک ہم اللہ کے مال ہیں اور ہم کو اسی کی طرف پھرنا ہے۔ ت)۔

اس قولِ شنیع پر جو شنائاتِ شدیدہ لازم، حدِّ عدّ سے خارج۔ و لکن ما لایُدرُکُ کُفْلُہُ

لایترکُ کُفْلُہُ (لیکن جو چیز مکمل طور پر پائی نہ جاسکتی ہو وہ مکمل طور پر چھوڑی نہ جائے گی۔ ت)

فیاقول وباللہ التوفیق (تو میں کہتا ہوں اور اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے توفیق ہے)

اولاً بصوصِ صریحہ قرآنیہ کا خلاف، اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے،

أَوَلَا يَذْكُرُ الْإِنْسَانُ أَنَّا خَلَقْنَاهُ مِن قَبْلُ وَلَهُ يَكُ شَيْئًا
 کیا آدمی یاد نہیں کرتا کہ ہم نے اسے بنایا اس سے پہلے، اور وہ کچھ نہ تھا۔
 زید مُتَفَلِّسٌ کہتا ہے : تھا کیوں نہیں؟ البتہ پوشیدہ تھا۔ حق بَلَّ وَعَلَا فرماتا ہے :
 وَأَنَّهُ أَهْلَكَ عَادًا الْأُولَىٰ ۝ وَثَمُودَ فَمَا أَبْقَىٰ
 اللہ نے ہلاک کر دیا اگلی قوم عاد اور ثمود کو، سوان میں کوئی باقی نہ رکھا۔
 زید متفلسف کہتا ہے : باقی کیسے نہیں؟ واقع و نفس الامر میں رُوحیں بدن سے متعلق ہیں یاں
 نگاہوں سے چُھپ گئے۔

رب تعالیٰ و تقدس فرماتا ہے :
 كُلُّ مَنَ عَلَيْهِمَا فَا ن ۝ وَيَبْقَىٰ وَجْهَ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ
 جتنے زمین پر ہیں سب فنا ہونے والے ہیں اور باقی رہے گا تیرے رب کا و جبرِ کریم عظمت و
 تکریم والا۔

زید متفلسف کہتا ہے : باقی تو سبھی رہیں گے مگر۔ اور پردہ میں، اور تو ظاہر۔
 اسی طرح صد آیات و احادیث میں جن سے زہار زید کو جواب ممکن نہیں، مگر یہ کہ جہاں جہاں قرآن و
 حدیث میں غلتی و ایجاد و ابداع و تکوین واقع ہوئے ہیں، انہیں بمعنی ظہور اور آیات و اہلاک و افنا و
 اعدام کو بمعنی تغیب، اور عدم و فنا و موت و ہلاک کو بمعنی غیب و موت (کے)۔
 اور پُر ظاہر کہ یہ تاویل نہیں، تبدیل ہے کہ ہرگز لغت و عرف کچھ اس کے مُساعد نہیں —
 اَشْقِيَاءَ فَلَا سَفْهَ قُرْآنٍ عَظِيمٍ میں یوں ہی تحریف معنوی کرتے ہیں — جنت کیا ہے؟ — لَذَّةَ نَفْسَانِي
 نَارِ کیا ہے؟ — اَلْمِ رُوحَانِي — تَطْلُعُ عَلَى الْاَفْئِدَةِ (وہ آگ جو دلوں پر چڑھ جائے گی۔ ت) دیکھا،

ع سقط من نسختنا المخطوطة ولا بد منه او من نحوه ۱۲ الحمد احمد

۶۷ / ۱۹	المقرآن الکریم	۶۷
۵۱، ۵۰ / ۵۳	"	۵۲
۲۷، ۲۶ / ۵۵	"	۵۳
۷ / ۱۰۴	"	۵۴

فی عمد ممدۃ (لمجے لمجے ستونوں میں اُن پر بند کردی جائے گی۔ ت) سے کام نہیں۔ عیاذاً باللہ (اللہ تعالیٰ کی پناہ۔ ت)۔

وہ دن قریب آتا ہے کہ:

یوم یدعون الٰہ ناما جہنم دعا۔

جس دن جہنم کی طرف دھکادے کر دھکیلے جائیں گے۔ (ت)

جہنم میں دھکادے کر پوچھا جائے گا،

افسحٰرُ هٰذَا ام انتم لا تبصرون۔

کیوں بھلا یہ جادو ہے یا تمہیں سُوجھتا نہیں؟

اُس وقت ان تاویلوں کا مزہ آئے گا۔

فانتظروا انّی معکم من المنتظرین۔

تو راستہ دیکھو میں بھی تمہارے ساتھ دیکھتا ہوں۔ (ت)

اور ایک انھیں پر کیا ہے، دُنیا بھر کے بدعتی نصوصِ شرع کے ساتھ یوں ہی کھیلے ہیں۔ خود اصلِ بدعت

منشأ ضلالت اسی قسم کی تاویلیں ہیں۔ معزولہ کہتے ہیں،

والو من ان یوم مٹد الحق تول اس دن حق ہے یعنی جانچ ہوگی، میزان کچھ نہیں۔

وجہ یوم مٹد ناصرة الی سبھا ناظرۃ۔

کچھ منہ اس دن تروتازہ ہوں گے اپنے رب کی طرف دیکھتے۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۲۷ ص ۱۴۷ تا ۱۴۹)

(۸) اسی سلسلہ میں مزید فرمایا:

ثالثاً جو مسلمان بشفاعت سید الشافعیین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یا بعض رحمت ارحم الراحمین

۱۰۴/۹ لہ القرآن الکریم

۵۲/۱۳ " ۵۲

۵۲/۱۵ " ۵۳

۴/۴ و ۲۰/۱۰ و ۱۰۲ " ۵۴

۵۵ " ۸/۴ لہ القرآن الکریم ۲۳، ۲۲/۵

جلت عظمتہ جہنم سے نکل کر جنت میں جائیں اس مذہب پر لازم کہ وہ واقع و نفس الامر میں جہنم میں ہوں، اور اس نکلنے کا صرف یہ حاصل کہ اُن کا دوزخ میں ہونا مخفی ہے۔
یوں ہی ابلیس قبل انکارِ سجود جنت میں تھا۔ قال تعالیٰ :
فَاْهْبِطْ مِنْهَا فَمَا يَكُونُ لَكَ اَنْ تَتَكَبَّرَ فِيْهَا ۚ
اَنْ تَرْجِعْتَ سَعًى كَ تَرَبَّ لَكَ يَرَنْدَ ہوگا کہ تو اس میں غرور کرے۔
تو لازم کہ واقع و نفس الامر میں وہ جنت میں ہے اور یہ نکال فقط اُس امر کا چھپا ڈالنا۔
(فتاویٰ رضویہ ج ۲۷ ص ۱۵۰)

(۹) مزید فرمایا،

اے مسکین! البتہ یہ شان ہمارے نزدیک علم باری عزّ مجدہ کی ہے کہ ازلا وابد اتمام کو اس ضیہ آتیہ کو محیط، اور زمانہ سے مُنرّہ۔

لا يعذب عنه مثقال ذرّة في السموات ولا في الارض

اس سے غائب نہیں ذرہ بھر کوئی چیز آسمانوں میں اور نہ زمین میں۔ (ت)

(فتاویٰ رضویہ ج ۲۷ ص ۱۵۳)

(۱۰) سنبھلی کی کتاب کے نام کی تغلیط کرتے ہوئے فرمایا،

فَاقُولْ وَبِعَوْنِ اللّٰهِ اَجُولْ (چنانچہ میں کہتا ہوں اور اللہ تعالیٰ کی مدد سے گھومتا ہوں۔ ت)
اُس میں باعتبار اختلاف اضافت و توصیف لفظ "ناطق" احتمالات عدیدہ پیدا۔ مگر کوئی محدث و شرعی سے خالی نہیں۔

بر تقدیر اضافت عام ازاں کہ نام میں لام ہو یا من۔ ظاہر و متبادر "ناطق النّالہ الحدید" سے جناب الہی ہے تعالیٰ و تقدس۔ کہ اس کا صریح ترجمہ النّالہ الحدید کہنے والے کا منطقی جدید۔ یا۔ اس کی طرف سے منطقی جدید۔ اور پُر ظاہر کہ اس کلام کا فرمانے والا کون ہے؟
ہمارا مولے تبارک و تعالیٰ۔

اس تقدیر پر متعدد شناعات شدیدہ لازم:

اولاً مضامین کتاب کو حضرت عزت تبارک مجہد کی طرف نسبت کرنا، کہ جناب الہی جل ذکرہ پر کھلا
افترار۔ حق عزّ من قائل فرماتا ہے :

اِنَّ الَّذِیْنَ یَفْتَرُوْنَ عَلٰی اللّٰهِ الْکَذِبَ لَا یَفْلَحُوْنَ ۚ

بیشک جو لوگ اللہ پر جھوٹ باندھتے ہیں مراد کو نہ پہنچیں گے۔

اور فرماتا ہے :

فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ افْتَرٰی عَلٰی اللّٰهِ کَذِبًا ۚ

اس سے بڑھ کر ظالم کون جو اللہ پر بہتان اٹھائے۔

یہاں تک کہ جمہور علماء ایسے شخص کو مطلقاً کافر کہتے ہیں۔ شرح فقہ اکبر میں ہے :

فی الفتاوی الصغری من قال " یعلم اللہ انی فعلت کذا " وکانت لم یفعل

کفر، ای لانتہ کذب علی اللہ ۚ

فتاوی صغریٰ میں ہے جس نے کہا اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ میں نے یہ کام کیا ہے حالانکہ اس نے

وہ کام نہ کیا ہو تو کافر ہو جائے گا، کیونکہ اس نے اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھا ہے۔ (ت)

(فتاویٰ رضویہ ج ۲۷ ص ۱۶۲)

(۱۱) مزید فرمایا :

ثانیاً یہود و نصاریٰ سے کامل مشابہت۔ قال تعالیٰ :

فویل للذین یمکتبون الکتب بایدیہم ثمّ یقولون هذا من عند اللہ لیشتروا

بہ ثمناً قلیلاً فویل لہم ممّا کتبت ایدیہم وویل لہم ممّا یکسبون ۚ

سو غرابی ہے اُن کے لئے جو اپنے ہاتھوں کتاب لکھتے ہیں پھر کہتے ہیں یہ اللہ کے پاس سے ہے

تاکہ اس کے بدلے تھوڑی قیمت لیں۔ سو غرابی ہے انھیں ان کے ہاتھوں کے لکھے سے۔ اور غرابی ہے

انھیں اس چیز سے جو کماتے ہیں :

۱۔ القرآن الکریم ۱۰/۶۹ و ۱۶/۱۱۶

۲۔ " ۶/۱۴۴ و ۷/۳۷ و ۱۷/۱۷ و ۱۸/۱۵

۳۔ منہج الروض الازھر شرح الفتاویٰ الاکبر مسائل متفرقة دار البشائر الاسلامیہ بیروت ص ۵۱۱

۴۔ القرآن الکریم ۲/۷۹

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

من تشبہ بقوم فهو منهم - اخرجہ احمد و ابو داؤد و ابو یعلیٰ و الطبرانی
فی الکبیر عن ابن عمر یاسناد حسن ، وعلقہ نخ - و اخرجہ الطبرانی فی الاوسط
بسند حسن عن حذیفۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہم -

جو کسی قوم سے مشابہت پیدا کرے وہ انھیں میں سے ہے ۔ (احمد، ابو داؤد، ابو یعلیٰ اور
طبرانی نے معجم کبیر میں اسناد حسن کے ساتھ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے تخریج کی۔ اور خ نے
اس کو بطور تعلیق بیان کیا۔ اور طبرانی نے معجم اوسط میں سند حسن کے ساتھ حضرت حذیفہ رضی اللہ
تعالیٰ عنہ سے تخریج کی ہے۔ (ت) (فتاویٰ رضویہ ج ۲ ص ۱۶۳، ۱۶۴)

(۱۲) کتاب مقامہ الحدید کے خاتمہ میں چند تنبیہات ذکر کرتے ہوئے فرمایا :
تنبیہ اول : اے عزیز ! آدمی کو اس کی انانیت نے ہلاک کیا، گناہ کرتا ہے، اور جب اس سے
کہا جائے تو برک، تو اپنی کسر شان سمجھتا ہے۔ عقل رکھتا تو اصرار میں زیادہ ذلت و خواری جانتا۔
یا ہذا، ہرگز منصب علم کے منافی نہیں کہ حق کی طرف رجوع کیجے، بلکہ یہ عین مقتضائے علم ہے
اور سخن پروری ہر جہل سے بدتر جہل — وہ بھی کا ہے میں؟ کفریات میں — والعیاذ باللہ (اللہ کی پناہ۔ ت)۔
یا ہذا، صغیرہ پر اصرار اُسے کبیرہ کر دیتا ہے — کفریات پر اصرار کس قعر نار میں پہنچائے گا۔

یا ہذا، تیرا رب ایک شخص کی مذمت کرتا ہے :

وَ اِذَا قِيلَ لَهُ اتَّقِ اللَّهَ اخَذَتْهُ الْعِزَّةُ بِالْاِثْمِ فَحَسْبِهِ جَهَنَّمُ و لِبَئْسَ الْمِهَادُ

یعنی جب اس سے کہا جائے خدا سے ڈر، تو اُسے غرور کے مارے گناہ کی ضد چڑھتی ہے۔ سو
کافی ہے اسے جہنم، اور بیشک کیا بُرا ٹھکانا ہے۔

للہ ! اپنی جان پر رحم کر، اور اس شخص کا شریک حاصل نہ ہو۔

یا ہذا، تیرا مالک ایک قوم پر رد فرماتا ہے :

وَ اِذَا قِيلَ لَهُمْ تَعَالَوْا يَسْتَغْفِرْ لَكُمْ رَسُولُ اللَّهِ لَوَّاسُ و سُهْمَدُ و اٰیْتُهُمْ يَصْدُقُونَ

۲۰۳/۲ آفتاب عالم پریس لاہور

۱۵۱/۹ مکتبۃ المعارف ریاض

حدیث ۸۳۲۳

المعجم الاوسط

۲۰۶/۲ القرآن الکریم

وہم مستکبرون علیہ

جب ان سے کہا جائے اوتھارے لئے بخشش چاہے خدا کا رسول، تو اپنے سر پھیر لیتے ہیں اور تو انھیں دیکھے کہ باز رہتے ہیں تکبر کرتے ہوئے۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۲۷ ص ۱۸۶، ۱۸۷)

(۱۳) مزید فرمایا:

عزیز و احمد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، ابن جہان، حاکم، بیہقی، عبد بن حمید بخاری، ابی داؤد، صحیح ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اِنَّ الْعَبْدَ اِذَا اَخْطَا خَطِيئَةً نَّكَتَتْ فِيْ قَلْبِهِ نَكْةٌ سَوْدَاءٌ فَاِنْ هُوَ نَزَعَ وَاسْتَغْفَرَ وَتَابَ صَقَلَ قَلْبُهُ، وَاِنْ عَادَ نَزَّيْتُ فِيْهَا حَتَّى تَعْلُوَ عَلَى قَلْبِهِ، وَهُوَ التَّرَاتُ الَّذِي ذَكَرَهُ اللّٰهُ تَعَالٰی: "كَلَّا بَلْ رَانَ عَلَى قُلُوبِهِمْ مَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ"۔

جب بندہ گوی گناہ کرتا ہے تو اس کے دل میں ایک سیاہ دھبہ پڑ جاتا ہے، پس اگر وہ اس سے جدا ہو گیا اور توبہ استغفار کی تو اس کے دل پر صیقل ہو جاتی ہے۔ اور اگر دوبارہ کیا تو سیاہی بڑھتی ہے یہاں تک کہ اس کے دل پر چڑھ جاتی ہے۔ اور یہی ہے وہ زنگ جس کا اللہ تعالیٰ نے ذکر فرمایا کہ: یوں نہیں بلکہ زنگ چڑھا دی ہے اُن کے دلوں پر ان کے گناہوں نے کہ وہ کرتے تھے۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۲۷ ص ۱۹۱)

(۱۴) حضرت مولانا پروفیسر حاکم علی صاحب نے زمین و آسمان کی حرکت و سکون سے متعلق کچھ تفسیری حوالہ جات پر مشتمل ایک مفصل استفتاء اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کی خدمت میں بھیجا۔ اس کے جواب میں آپ نے آیات قرآنیہ اور ان کی تفاسیر پر مشتمل ایک رسالہ بنام "نزول آیات فرقان بسکون زمین و آسمان" تحریر فرمایا، چونکہ وہ رسالہ مکمل طور پر فوائد و ابحاث تفسیریہ پر مشتمل ہے لہذا مع استفسار درج کیا جاتا ہے۔

لے القرآن الکریم ۵/۶۳

لے کنز العمال برمزجم، ت، ۵، حب، ن، حب، عن ابی ہریرہ حدیث ۱۰۱۸۹۔ موسۃ الرسالہ بیروت ۲/۲۱۰

جامع الترمذی ابواب التفسیر سورۃ ویل للمطففین امین کمپنی دہلی ۲/۱۶۸ و ۱۶۹

موارد الطمان کتاب التفسیر " " " " حدیث ۱۷۷۰ المكتبة السلفیہ ص ۴۲۹

" کتاب التوبۃ باب ما جاز فی الذنوب " ۲۴۲۸ " ص ۶۰۷

مسئلہ از موتی بازار لاہور مسئلہ مولوی حاکم علی صاحب ۱۴ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۹ھ
یا سیدی اعلیٰ حضرت سلم اللہ تعالیٰ، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

اما بعد هذا من تفسیر جلالین (ان الله يمسك السموات والارض ان تزولا) ای
ینعہما من النزول، وایضاً (اولھ یتکونوا اقسمتم) حلقتم (من قبل) فی الدنیا
(ما لکم من) ثم ائدة (نزال) عنها الی الآخرۃ، وایضاً (وان) ما (کانت مکرهم) وان
عظم (لتزول منه الجبال) المعنی لا یعبأ به ولا یضر الا انفسهم والمراد بالجبال هنا
قل حقیقتہا وقیل شرائع الاسلام المشبہة بها فی القرائر والنبات وفی قراءة بفتح
لام لتزول ورفع الفعل فان مخففة والمراد تعظیم مکرهم وقیل المراد بالمکر
کفرهم ویناسبہ علی الثانیة تکاد السموات یتفطرن منه وتنشق الارض وتخر
الجبال هذا وعلی الاول ما قرئ وما کان۔ وروای من دامت برکاتکم واین ست از تفسیر حسینی
(ان الله) بدرستی کہ خدائے تعالیٰ (یمسک السموات والارض) نگاہ میدارد آسمانها وزمین را (ان
تزلوا) برائے آنکہ زائل نہ شوند از اماکن خود چہ ممکن را در حال بقا ناچار است از نگاہ دارنده آورده اند
کہ چون یہود و نصاریٰ عزیر و عیسیٰ را بغیر زندی حق سبحانہ نسبت کردند آسمان وزمین نزدیک بآں رسید کہ شگافہ
گرد حق تعالیٰ فرمود کہ من بقدرت نگاہ می دارم ایشان را تا زوال نیا بند یعنی از جائے خود نزول و ایضاً

ع والمعنی ولان کان مکرهم من الشدة بحیث تزول عنها الجبال تنقطع عن
اماکنها ۲۱ کمالین۔

معنی یہ ہے کہ اُن کا مکر اس قدر شدید ہے کہ اس سے پہاڑ اپنی جگہ سے ہٹ
جائیں ۲۱ کمالین۔ (ت)

۳۶۵	نصف ثانی	مطبع مجتبیٰ دہلی	تحت لایۃ ۳۵ / ۴۱	۱	تفسیر جلالین
۲۰۸	اول	" "	۴۲ / ۱۴	۲	" "
"	"	" "	۴۶ / ۱۴	۳	" "
۷۰۵	واقع بمبئی انڈیا	مطبع محمدی واقع بمبئی انڈیا	تحت لایۃ ۳۵ / ۴۱	۴	تفسیر حسینی
۲۰۸	نصف اول	مطبع مجتبیٰ دہلی	۴۶ / ۱۴	۵	کمالین علی ہاشم جلالین

(اولہ تکنونوا) در جواب ایشان گویند فرشتگان آیا نبودید شما کہ از رفے مبالغہ (اقسمتم من قبل) سو گندھے خوردید پیش ازیں در دنیا کہ شما پایندہ و خوابیدہ بودید (مالکم من نروال) نباشد شمارا بیچ زوالے مراد آنست کہ می گفتند کہ ما در دنیا خواہیم بود و بسرائے دیگر نقل نخواہیم نمود، و ایضاً (و ان کان مکروہم) و بد رستیکہ بود مکر ایشان در سختی و ہول ساختہ و پرداختہ (لنزدول) تا از جائے برود (منہ الجبال) ازاں مکر کوہ ہا۔

بعد ازیں یہ تفسیر جلالین کی عبارت ہے (بیشک اللہ تعالیٰ روکے ہوئے ہے آسمانوں اور زمین کی جنبش نہ کریں) یعنی ان کو زوال سے روکے ہوئے ہے۔ یہ بھی اسی میں ہے (تو کیا تم پہلے قسم نہ کھا چکے تھے) دنیا میں (نہیں ہے تمہیں) من زائدہ ہے (ہٹ کے کہیں جانا) دنیا سے آفرت کی طرف۔ اور یہ بھی اسی میں ہے (اور نہیں ہے ان کا مکر) اگرچہ بہت بڑا ہے (کہ اس سے پہاڑ ٹل جاتیں) معنی یہ ہے کہ اس کا کوئی اعتبار نہیں اور ان کا نقصان خود انہی کو ہے۔ اور یہاں پہاڑوں سے مراد ایک قول کے مطابق حقیقتاً خود پہاڑ ہیں اور ایک قول کے مطابق احکام شرع ہیں جن کو قرار و ثبات میں پہاڑوں کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے۔ اور جس قراءۃ میں لتزول کا لام مفتوح اور فعل مرفوع ہے اُس قراءۃ میں ان مخففہ ہوگا اور مراد ان کے مکر کی بڑائی۔ اور کہا گیا ہے کہ مکر سے مراد ان کا کفر ہے۔ اور قراءۃ ثانیہ کی صورت میں اس قول کی تائید قرآن مجید کی یہ آیت کریمہ کرتی ہے (قریب ہے کہ آسمان اس سے پھٹ پڑیں اور زمین شقی ہو جائے اور پہاڑ گر جائیں ڈھکے) اور اول کی صورت میں جو پڑھا گیا ہے دماکان یعنی نہیں تھا (اُن کا مکر) اور میرے سردار! آپ کی برکتیں ہمیشہ رہیں، یہ ہے تفسیر حسینی کی عبارت (ان الله) بیشک اللہ تعالیٰ (یمسك السموات والارض) محفوظ رکھتا ہے آسمانوں اور زمین کو (ان تزدلا) اس واسطے کہ اپنی جگہوں سے زائل نہ ہو جائیں کیونکہ ممکن کے لئے حالت بقا میں کسی محافظ کا ہونا ضروری ہے۔ منقول ہے کہ جب یہود نصاریٰ نے حضرت عزیر اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام کو اللہ تعالیٰ کا بیٹا قرار دیا تو آسمان وزمین پھٹنے کے قریب ہو گئے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں اپنی قدرت کے ساتھ ان کو محفوظ رکھتا ہوں تاکہ یہ زوال نہ پائیں یعنی اپنی جگہ سے ہٹ نہ جائیں۔ اُسی میں ہے (اولہ تکنونوا اقسامتم من قبل) ان کے جواب میں فرشتے بطور مبالغہ کہیں گے کہ کیا تم نے اس سے پہلے دنیا میں قسمیں نہیں کھائی تھیں کہ تم دنیا میں ہمیشہ رہو گے

(مالکم من زوال) تمہارے لئے کوئی زوال نہیں ہوگا۔ مراد یہ ہے کہ وہ کہتے تھے کہ ہم دنیا میں ہمیشہ رہیں گے اور دوسرے جہان میں منتقل نہیں ہوں گے۔ اور اسی میں ہے (وان کان مکراھم) یقیناً ان کا مکر سختی و ہولناکی میں اس حد تک بڑھا ہوا تھا کہ (لتزدل منه الجبال) اس کی وجہ سے پہاڑ اپنی جگہ سے ہٹ جاتے۔ (ت)

اے محبوب و محبوب فقیر! تبارک و تعالیٰ فی کل حال (اللہ تعالیٰ ہر حال میں آپ کی مدد فرماتا ہے) جب کافروں کے زوال کا معنی ان کا اس دنیا سے دارالآخرۃ میں جانا مسلم ہوا تو معاملہ صاف ہو گیا کیونکہ کافر زمین پر پھرتے چلتے ہیں، اس پھرنے چلنے کا نام زوال نہ ہوا کہ یہ ان کا چلنا پھرنا اپنے اماکن میں ہے کہ جہاں تک اللہ تعالیٰ نے ان کو حرکت کرنے کا امکان دیا ہے وہاں تک ان کا حرکت کرنا ان کا زوال نہ ہوا، یہی حال پہاڑوں کا ہوا کہ ان کا اپنے اماکن سے زائل ہو جانا ان کا زوال ہوا۔ جب یہ حال ہے تو زمین کا بھی اپنے اماکن سے زائل ہو جانا اس کا زوال ہوگا اور اپنے اماکن میں اس کا حرکت کرنا زوال نہیں ہو سکتا۔ شکر ہے اس پروردگار کا کہ کسی صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی گریز نہ ہوا اور میری مشکل بھی از بارگاہ حل مشکلات حل ہوگئی برکت کلام کریم،

ومن يتق الله يجعل له مخرجاً ويرزقه من حيث لا يحتسب۔

اور جو اللہ سے ڈرے اللہ اس کے لئے نجات کی راہ نکال دے گا اور وہ اسے وہاں سے روزی دے گا جہاں اس کا گمان نہ ہوگا۔ (ت)

اور یہ اس طرح ہوا کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آسمان کے سکون فی مکان کی تصریح فرمادی مگر زمین کے بارے میں ایسا نہ فرمایا یعنی آسمان کی تصریح کی طرح تصریح نہ فرمائی یعنی خاموشی فرمائی۔ قربان جاؤں احسن الخالقین تبارک و تعالیٰ کے اور باعث خلق عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اور حضرت معلم التوحید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کہ سائنس کی سرکوبی کے لئے زمین کے زوال اس کے اماکن کے معنی آپ کے اس تالبعدار مجاہد کبیر پر عیاں فرمائے کہ زمین کے زوال نہ کرنے کے یہ معنی ہیں کہ جن اماکن میں اللہ تعالیٰ نے اس کو امساک کیا ہے اس سے یہ باہر نہیں سرک سکتی مگر ان اماکن میں اس کو حرکت امر کردہ شدہ عطا فرمائی ہوئی ہے جیسے کہ اس پر کافر چلتے پھرتے ہیں اور یہ ان کا زوال نہیں ہے۔ اسی طرح سے اپنے مدار میں اور سورج کی ہمراہی میں امساک کردہ شدہ ہے اور

جاذبہ اور رفتار کیا ہے صرف اللہ پاک کے امساک کا ایک ظہور ہے اور کچھ نہیں، اب چاہیں تو جاذبہ اور رفتار دونوں کو معدوم کر دیں اور ہر چیز کو اس کے پیڑ میں ساکن فرمادیں اس سے زائل نہیں ہو سکتی جیسے کہ سورج والشمس تجوی لمستقر لہما (اور سورج چلتا ہے اپنے ایک ٹھہراؤ کے لئے۔ ت) کی رو سے اپنے مجرے میں امساک میں امساک کیا گیا ہوا ہے اور اپنے مجرے میں چل رہا ہے مگر اس کے اس چلنے کا نام زوال نہیں بلکہ جریان ہے تو زمین کا بھی اپنے مدار میں اور سورج کی ہمراہی میں چلنا اس کا جریان ہے نہ کہ زوال۔

ذٰلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ ، فَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَالشُّكْرُ وَالْمِنَّةُ۔

یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہے دے ، اور سب تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جو پروردگار ہے تمام جانوں کا، اور اس کا شکر اور احسان ہے۔ (ت)

غریب نواز! کرم فرما کر میرے ساتھ متفق ہو جاؤ تو پھر ان شار اللہ تعالیٰ سائنس کو اور سائنسدانوں کو مسلمان کیا ہوا یاں اللہ نجعل الامرض مہداداً (کیا ہم نے زمین کو بچھونا نہ کیا۔ ت) کے بجائے الذی جعلکم الامرض مہداداً الخ (وہ جس نے تمہارے لئے زمین کو بچھونا نہ کیا۔ ت) درج فرمادیں دیباچہ میں۔ سب کو سلام سنون قبول ہو۔

الجواب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله الذی بامرہ قامت السماء والارض والصلوة والسلام علی شفیع یوم العرض والہ وصحبہ وابنتہ وحزبہ اجمعین ، آمین !
تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جس کے حکم سے آسمان و زمین قائم ہیں ، اور درود و سلام ہو روز قیامت شفاعت کرنے والے پر اور ان کی آل ، اصحاب ، اولاد اور تمام امت پر آمین۔

۱۔ القرآن الکریم ۳۶/۳۸

۲۔ ” ۵۷/۲۱

۳۔ ” ۷۸/۶

۴۔ ” ۲۰/۵۳ و ۴۳/۱۰

مجاہد کبیر، مخلص فقیر، حق طلب حق پذیر سلمہ اللہ القدیر! وعلیکہ السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ دسواں دن ہے آپ کی جسٹری آئی میری ضروری کتاب کہ طبع ہو رہی ہے اس کی اصل کے صفحہ ۱۰۸ تک کا تب لکھ چکے اور ۱۰۹۰ کے بعد سے مجھے تقریباً چالیس صفحات کے قدر مضامین بڑھانے کی ضرورت محسوس ہوئی، یہ مباحث جلیلہ و دقیقہ پر مشتمل تھی، میں نے ان کی تکمیل مقدم جانی کہ طبع جاری ہے، اُدھر طبیعت کی حالت آپ خود ملاحظہ فرما گئے ہیں وہی کیفیت اب تک ہے، اب بھی چار آدمی کرسی پر بٹھا کر مسجد کو لے جاتے لاتے ہیں، ان اوراق کی تحریر اور ان مباحث جلیلہ غامضہ کی تنقیح و تقریر سے بچہ تعالیٰ رات فارغ ہوا اور آپ کی محبت پر اطمینان تھا کہ اس ضروری دینی کام کی تقدیم کو ناگوار نہ رکھیں گے۔

آپ نے اپنا لقب مجاہد کبیر رکھا ہے مگر میں تو اپنے تجربے سے آپ کو مجاہد اکبر کہہ سکتا ہوں۔ حضرت مولانا اسد اللہ الاسد الاشہد مولوی محمد وصی احمد صاحب محدث سورتی رحمۃ اللہ علیہ کا لہجہ جلد سے جلد حق قبول کر لینے والا میں نے آپ کے برابر نہ دیکھا اپنے جے ہوئے خیال سے فوراً حق کی طرف رجوع لے آتا جس کام میں بار بار آپ سے تجربہ کر چکا نفس سے جہاد ہے اور نفس سے جہاد جہاد اکبر ہے تو آپ اس میں مجاہد اکبر ہیں بامرک اللہ تعالیٰ و تقبل، آمین! امید ہے کہ بعونہ تعالیٰ اس مسئلہ میں بھی آپ ایسا ہی جلد از جلد قبول حق فرمائیں گے کہ باطل پر ایک آن کے لئے بھی اصرار میں نے آپ سے نہ دیکھا واللہ الحمد۔ اسلامی مسئلہ یہ ہے کہ زمین و آسمان دونوں ساکن ہیں کو اکب چل رہے ہیں کل فی فلک یسبحون ہر ایک ایک فلک میں تیرتا ہے، جیسے پانی میں پھل۔ اللہ عز و جل کا ارشاد آپ کے پیش نظر ہے:

اِنَّ اللّٰهَ یَمْسُکُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ اَنْ تَزُولَاۤتِ وَلَیْنِ مِنَ التَّانِ اَمْسُکُمَا مِنْ اَحَدٍ مِّنۢ بَعْدِہٖ اِنَّہٗ کَانَ حَلِیْمًا غَفُوْرًا ۝۱۰

بیشک اللہ آسمان و زمین کو روکے ہوئے ہے کہ سرکنے نہ پائیں اور اگر وہ سرکیں تو اللہ کے سوا انھیں کون روکے، بے شک وہ علم والا بخشنے والا ہے۔ (ت)

میں یہاں اولاً اجمالاً چند حرف گزارش کروں کہ ان شاء اللہ تعالیٰ آپ کی حق پسندی کو وہی کافی ہوں، پھر قدرے تفصیل۔

اجمال یہ کہ افقہ الصحابہ بعد الخلفاء الاربعہ سیدنا عبد اللہ بن مسعود و صاحب برسر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اس آیت کریمہ سے مطلق حرکت کی نفی مانی ، یہاں تک کہ اپنی جگہ قائم رہ کر محور پر گھومنے کو بھی زوال بتایا (دیکھئے نمبر ۲)

حضرت امام ابو مالک تابعی ثقہ جلیل تلمیذ حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے زوال کو مطلق حرکت سے تفسیر کیا۔ (دیکھئے آخر نمبر ۲)

ان حضرات سے زائد عربی زبان و معانی قرآن سمجھنے والا کون !

علامہ نظام الدین حسن نیشاپوری نے تفسیر غائب الفرقان میں اس آیت کریمہ کی تفسیر فرمائی :
(ان تزولا) کراہۃ نما والہما عن مقرہما و مرکزہما۔

یعنی اللہ تعالیٰ آسمان و زمین کو روکے ہوئے ہے کہ کہیں اپنے مقروم مرکز سے ہٹ نہ جائیں۔
مقرہ کا کافی تھا کہ جائے قرار و آرام ہے ، قرار سکون ہے منافی حرکت۔ قاموس میں آتا ہے : قرسکے۔
مگر انھوں نے اس پر اکتفا نہ کیا بلکہ اس کا عطف تفسیری مرکز ہما زائد کیا مرکز جائے مرکز۔
مرکز گاڑنا ، جمانا۔ یعنی آسمان و زمین جہاں جمے ہوئے گڑے ہوئے ہیں وہاں سے نہ بہرکیں۔ نیز غرائب القرآن میں زیر قولہ تعالیٰ :

الذی جعل لکم الارض فراشا (اور جس نے تمہارے لئے زمین کو بچھونا بنیاد) فرمایا :

لا یتیم الافتراش علیہا ما لم تکن ساکنۃ ، و یکفی فی ذلک ما اعطاها خالقہا
و مرکز فیہا من البیل الطبیعی الی الوسط الحقیقی بقدرتہ و اختیارہ ان اللہ یمسک السموات و الارض ان تزولا۔

زمین کو بچھونا بنانا اس وقت تک تام نہیں ہوتا جب تک وہ ساکن نہ ہو۔ اور اس میں کافی ہے وہ جو اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت و اختیار کے ساتھ اس میں وسط حقیقی کی طرف میل طبعی مرکز فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے : بیشک اللہ تعالیٰ آسمانوں اور زمینوں کو روکے ہوئے ہے کہ بہرکنے

۸۴/۲۲	مصطفیٰ البابی مصر	تحت لآیۃ ۳۵/۴۱	۱۔ غرائب القرآن (تفسیر نیشاپوری)
۱۱۹/۲	" " "	فصل القاف	۲۔ القاموس المحيط باب الراء
۱۹۳، ۱۹۲/۱	" " "	تحت لآیۃ ۲۲/۲	۳۔ غرائب القرآن (تفسیر نیشاپوری)

نہ پائیں۔ (ت)

اسی آیت کے نیچے تفسیر کبیر امام فرزدین رازی میں ہے :

اعلم ان کون الارض فراشا مشروط بكونها ساكنة ، فالارض غير متحركة
لابل الاستدامة ولا بالاستقامة ، وسكون الارض ليس الا من الله تعالى بقدرته واختياره
ولهذا قال الله تعالى ان الله يسلك السموات والارض ان تزولا اه ملقطا۔

جان لے کہ زمین کا بچھونا ہونا اس کے ساکن ہونے کے ساتھ مشروط ہے۔ لہذا زمین نہ تو حرکت
مستدیرہ کے ساتھ متحرک ہے اور نہ ہی حرکت مستقیمہ کے ساتھ۔ اور زمین کا ساکن ہونا محض اللہ تعالیٰ کی
قدرت و اختیار سے ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ، بیشک اللہ تعالیٰ آسمانوں اور زمین کو روکے
ہوئے ہے کہ سر کرنے نہ پائیں اہل التقاط (ت)

قرآن عظیم کے وہی معنی لینے میں جو صحابہ و تابعین و مفسرین معتمدین نے لئے ان سب کے خلاف وہ
معنی لینا جن کا پتا نصرانی سائنس میں ملے مسلمان کو کیسے حلال ہو سکتا ہے۔ قرآن کریم کی تفسیر بالرائے
اشد کبیرہ ہے جس پر حکم ہے ،
فليتبوا مقعده من النار۔

وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنا لے۔

یہ تو اُس سے بھی بڑھ کر ہو گا کہ قرآن مجید کی تفسیر اپنی رائے سے بھی نہیں بلکہ رائے نصاریٰ کے موافق والیاذ
باللہ ، یہ حدیث ابن الیمان رضی اللہ تعالیٰ عنہما وہ صحابی جلیل القدر ہیں جن کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم نے اپنے اسرار سکھائے ان کا لقب ہی صاحب سِرِّ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے امیر المؤمنین
فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اُن سے اسرار حضور کی باتیں پوچھتے ، اور عبد اللہ توجید اللہ ہیں ، رسول اللہ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حکم فرمایا کہ یہ جو فرمائیں اسے مضبوط تھا مو تمسکوا بعہد ابن مسعودؓ
(ابن مسعود کے فرمان کو مضبوطی سے تھامو۔ ت) ، اور ایک حدیث میں ارشاد ہے :

۱۔ مفاتیح الغیب (التفسیر الکبیر) تحت لایۃ ۲/۲۲ دارالکتب العلمیۃ بیروت ۲/۹۳ و ۹۵

۲۔ جامع الترمذی ابواب التفسیر باب ما جاء فی الذی یفسر القرآن براہ امین کمپنی دہلی ۲/۱۱۹

۳۔ جامع الترمذی باب المناقب مناقب عبد اللہ بن مسعود " " " ۲/۲۲۱

حلیۃ الاولیاء ترجمہ ۲۱ عبد اللہ بن مسعود حدیث ۳۹۲ دارالکتب العلمیۃ بیروت ۱/۱۷۶

ماہیت لامتی ما رضی لہا ابی ام عبد وکس ہت لامتی سا کوہ لہا ابن ام عبد۔
میں نے اپنی امت کے لئے پسند فرمایا جو اس کے لئے عبد اللہ ابن مسعود پسند کریں اور میں نے اپنی امت
کے لئے ناپسند رکھا جو اس کے لئے ابن مسعود ناپسند رکھیں۔

اور خود ان کے علم قرآن کو اس درجہ ترجیح بخشی کہ ارشاد فرمایا،

استقر أو القرآن من اربعة من عبد الله ابن مسعود الحدیث۔

قرآن چار شخصوں سے پڑھو۔ سب میں پہلے عبد اللہ ابن مسعود کا نام لیا۔

یہ حدیث صحیح بخاری و صحیح مسلم میں بروایت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما حضرت اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم ہے۔

اور عجائب نعمائے الہیہ سے یہ کہ آیہ کریمہ ان تزولا کی تفسیر اور یہ کہ محور پر حرکت بھی موجب زوال ہے
چر جائے حرکت علی مدار۔ ہم نے دو صحابی جلیل القدر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی، دونوں کی نسبت
حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ یہ جو بات تم سے بیان کریں اس کی تصدیق کرو۔ دونوں
حدیثیں جامع ترمذی شریف کی ہیں۔ اول،

ما حدثکم ابن مسعود فصد قوۃ

جو بات تم سے ابن مسعود بیان کرے اس کی تصدیق کرو۔ (ت)

دوم :

ما حدثکم حذیفۃ فصد قوۃ

جو بات تم سے حذیفہ بیان کرے اس کی تصدیق کرو۔ (ت)

اب یہ تفسیر ان دونوں حضرات کی نہیں بلکہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اسے مانو

۱۔ مجمع الزوائد کتاب المناقب باب ماجاء فی عبد اللہ بن مسعود دار الکتاب العربی بیروت ۹/۲۹۰

۲۔ صحیح البخاری " " " " " " قیدی کتب خانہ کراچی ۱/۵۳۱

صحیح مسلم کتاب الفضائل فضائل " " " " " " ۲/۲۹۳

۳۔ جامع الترمذی ابواب المناقب مناقب عمار بن یاسر امین کمپنی دہلی ۲/۲۲۱

مسند احمد بن حنبل حدیث حذیفہ بن الیمان المکتب الاسلامی بیروت ۵/۳۸۵، ۴۰۲

۴۔ جامع الترمذی ابواب المناقب النبی صلی اللہ علیہ وسلم مناقب حذیفہ ابن الیمان امین کمپنی دہلی ۲/۲۲۲

اس کی تصدیق کرو، والحمد للہ رب العلمین، ہمارے معنی کی تو عظیم شان ہے کہ مفسرین سے ثابت، تابعین سے ثابت، اہل صحابہ کرام سے ثابت، خود حضور سید الانام علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام سے اُس کی تصدیق کا حکم۔

اور عنقریب ہم بفضل اللہ تعالیٰ اور بہت آیات اور صد ہا احادیث اور اجمال امت اور خود اقرار مجاہد کبیر سے اس معنی کی حقیقت اور زمین کا سکون مطلق ثابت کریں گے و باللہ التوفیق۔ آپ نے جو معنی لئے کیا کسی صحابی، کسی تابعی، کسی امام، کسی تفسیر، یا جانے دیجئے چھوٹی سے چھوٹی کسی اسلامی عام کتاب میں دکھا سکتے ہیں کہ آیت کے معنی یہ ہیں کہ زمین گرد آفتاب دورہ کرتی ہے اللہ تعالیٰ اسے صرف اتنا روکے ہوئے ہے کہ اس مدار سے باہر نہ جائے لیکن اس پر اسے حرکت کرنے کا امر فرمایا ہے۔ حاشا للہ! ہرگز کسی اسلامی رسالہ، پرچے، رقعہ سے اس کا پتا نہیں دے سکتے سوا سائنس نصاریٰ کے۔ آگے آپ انصاف کر لیں کہ معنی قرآن وہ لئے جائیں یا یہ۔ مجاہد مخلص! وہ کون سا نص ہے جس میں کوئی تاویل نہیں گھڑ سکتے یہاں تک کہ قادیانی کافر نے و خاتم النبیین میں تاویل گھڑ دی کہ رسالت کی افضلیت اُن پر ختم ہو گئی اُن جیسا کوئی رسول نہیں۔ نانو تو ی نے گھڑ دی کہ وہ نبی بالذات اور سوائے آپ کے اور نبی بالعرض، اور موصوف بالعرض کا قصہ موصوف بالذات پر ختم ہو جاتا ہے ان کے بعد بھی اگر کوئی نبی ہو تو ختم نبوت کے خلاف نہیں حتیٰ کہ یوں ہی کوئی مشرک لا الہ الا اللہ میں تاویل کر سکتا ہے کہ اعلیٰ میں حصر ہے یعنی اللہ کے برابر کوئی خدا نہیں اگرچہ اس سے چھوٹے بہت سے ہوں، جیسے حدیث شریف میں ہے،

لا فتی الا علی لا سیف الا ذو الفقارؑ

نہیں ہے کوئی جو ان مگر علی (کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم) اور نہیں ہے کوئی تلوار مگر ذو الفقار۔ (ت)
دوسری حدیث :

لا وجه الا وجه العین ولا ہم الا ہم الدینؑ

۱

۲ تحذیر الناس

کتب خانہ رحیمہ سہارن پور انڈیا ص ۴

ص ۲۶۵

دار الکتب العلمیہ بیروت

حدیث ۱۰۶۰

۳ الاسرار المرفوعہ

۴ الدرر المنثرة فی الاحادیث المشترکہ حرف لا حدیث ۴۴۹ المکتب الاسلامی بیروت ص ۱۸۷

ہر وہ جس نے جبکہ بدلی تو بیشک اس نے حال بدلا اور ایک حال سے دوسرے حال کی طرف منتقل ہوا۔
ایک نسخہ میں ہے:

كل ما تحرك او تغير له

یوں ہی عجباب میں ہے، ہر وہ جس نے حرکت کی یا تبدیل ہوا۔ (ت)

تحول او تحريك^۲۔ (بدلا یا حرکت کی۔ ت)

تاج العروس میں ہے :

(انزال الله تعالى نزوله) ای اذهب الله حرکتہ و نزال نزوله ای ذہبت حرکتہ

اللہ تعالیٰ نے اس کے زوال کا ازالہ فرمایا یعنی اس کی حرکت کو ختم فرما دیا۔ اور اس کا زوال زائل ہوا یعنی اس کی حرکت ختم ہو گئی۔ (ت)

نہایہ ابن اثیر میں ہے :

في حديث جندب الجهني "والله لقد خالطه سهمي ولو كان ثمائلة لتحرك
الثمائلة كل شيء من الحيوان يزول عن مكانه ولا يستقر، وكان هذا المرء قد سكن
نفسه لا يتحرك لألا يحس به في جهنم عليه".

کہتے ہیں جو اپنی جگہ سے ہٹ جائے اور قرار نہ پکڑے۔ جس کو تیر لگا تھا اس نے اپنے آپ کو حرکت سے روک لیا تاکہ اس کے بارے میں پتا نہ چل سکے اور اس کو ہلاک نہ کر دیا جائے (ت)

(۱) دیکھو نروال بمعنی حرکت ہے اور قرآن عظیم نے آسمان و زمین سے اس کی نفی فرمائی تو حرکتِ زمین و حرکتِ آسمان دونوں باطل ہوئیں۔

(ب) ”نردال“ جانا اور بدلتا ہے، حرکت محوری میں بدلتا ہے اور مدار پر حرکت میں جانا بھی، تو دونوں کی نفی ہوتی۔

(ج) نیز نہایہ و دُرُثَیْر امام جلال الدین سیوطی میں ہے :

له تاج العروس فصل الحاء من باب اللام تحت لفظ المحول دار احياء التراث العربي بيروت ١٣٩٢

٤ " بحواله العبد: " " " " " " " " " " "

٥٣ فصل الزنا " " " " " " ٣٩٢/٤

سكّه النهاية في غريب الحديث والاثار باب الزائر مع الواو تحت لفظ "زول" دار الكتب العلمية بروت ٢٨٨/٢

النزول الانزعاج بحيث لا يستقر على المكان وهو النزول بمعنى
 "نزول" کا معنی بقراری ہے اس طور پر کہ کسی ایک جگہ قرار نہ پکڑے۔ نزول اور نزوال کا
 معنی ایک ہی ہے۔ (ت)

قاموس میں ہے ،

نزعجہ اقلقہ وقلعہ من مكانہ كانزعجہ فانزعج^۱

اس کو بقرار و مضطرب کیا اور اس کو اپنی جگہ سے ہٹایا ، جیسے اس کو بقرار کیا تو وہ بقرار

ہو گیا۔ (ت)

لسان میں ہے ،

الانزعاج نقیض الاقرار^۲

انزعاج (بقرار کرنا) اقرار (ایک جگہ ٹھہرانے) کی ضد ہے۔ (ت)

تاج میں ہے ،

قلق الشئ قلقاً وهوان لا يستقر في مكان واحد^۳

قلق الشئ قلقاً کا معنی یہ ہے کہ شے ایک جگہ میں قرار نہ پکڑے۔ (ت)

مفردات امام راعب میں ہے ،

قر في مكانه يقر قراراً اذا ثبت ثبوتاً جامداً واصله من القر وهو البرد

وهو يقتضي السكون والحريقتضي الحركة^۴

قر في مكانہ یقر قراراً اذا ثبت ثبوتاً جامداً واصلہ من القر وهو البرد

ہے قر سے ، جس کا معنی سردی ہے اور وہ سکون کا تقاضا کرتی ہے جبکہ گرمی حرکت کی مقتضی^۵

ہے۔ (ت)

۱۔ النہایۃ فی غریب الحدیث والاثار باب الزا۔ مع الواو تحت لفظ "زول" دارالکتب العلمیۃ بیروت ۲/

۲۔ القاموس المحیط فصل الزا۔ والزا۔ باب الجیم تحت لفظ "زعج" مصطفیٰ البابی مصر ۱۹۸/۱

۳۔ لسان العرب تحت لفظ "زعج" دار صادر بیروت ۲۸۸/۲

۴۔ تاج العروس فصل القاف تحت لفظ "القلق" دار احیاء التراث العربی بیروت ۵۸/۴

۵۔ المفردات فی غرائب القرآن القاف مع الزا۔ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی ص ۲۰۶

قاموس میں ہے ،

قربا المكان ثبت و سكن كاستقرار

قربا المكان کا معنی ٹھہرنا اور ساکن ہونا جیسا کہ استقرار کا معنی بھی یہی ہے۔ (ت)
دیکھو زوال انزعاج ہے ، اور انزعاج قلعی ، اور قلعی مقابل قرار ، اور قرار سکون تو زوال
مقابل سکون ہے اور مقابل سکون نہیں مگر حرکت ، تو ہر حرکت زوال ہے۔ قرآن عظیم آسمان و زمین کے
زوال سے انکار فرماتا ہے ، لا یوم ان کی ہر گونہ حرکت کی نفی فرماتا ہے۔

(۵) صراح میں ہے :

زالمة جنبیه و روندہ و آئندہ

زالمة کا معنی جنبش کرنے والا ، جانے والا اور آنے والا ہے۔ (ت)

زمین اگر محور پر حرکت کرتی جنبیہ ہوتی اور مدار پر تو آئندہ و روندہ بھی بہر حال زائمہ ہوتی اور قرآن عظیم
اس کے زوال کو باطل فرماتا ہے ، لا جرم اس سے ہر نوع حرکت زائل۔

(۲) کریمہ دان کان مکرھہ لتزول منه الجبال ان کا مکر اتنا نہیں جس سے پہاڑ جگہ سے
ٹل جائیں ، یا اگرچہ ان کا مکر ایسا بڑا ہو کہ جس سے پہاڑ ٹل جائیں ، یہ قطعاً ہماری ہی مویہ اور گونہ حرکت
جبال کی نفی ہے۔

(۱) ہر عاقل بلکہ غبی تک جانتا ہے کہ پہاڑ ثابت ساکن و مستقر ایک جگہ جمے ہوئے ہیں جن کو اصلاً
جنبش نہیں۔ تفسیر عنایۃ القاضی میں ہے ،
ثبوت الجبل یعرفہ الغبی والذکی

پہاڑ کے ثبوت و قرار کو گند ذہن اور تیز ذہن والا دونوں جانتے ہیں۔ (ت)

قرآن عظیم میں ان کو مساوی فرمایا ، مساوی ایک جگہ جمے ہوئے پہاڑ ، اگر ایک انگل بھی ہلک جائے گا
قطعاً نہال الجبل صادق آئے گا نہ یہ کہ تمام دنیا میں گڑھکتا پھرے۔ اور نہال الجبل نہ کہا جائے

۱۱۹/۲ مصطفیٰ البابی مصر فصل القاف باب الار

۳۴۳ ص نوکشور نکھنو فصل الزار باب اللام

۴۶/۱۴ القرآن الکریم

۴۸۶/۵ دار الکتب العلمیۃ بیروت حاشیۃ الشہاب تحت لایہ ۴۶/۱۴

ثبات و قرار ثابت رہے کہ ابھی دنیا سے آخرت کی طرف گیا ہی نہیں زوال کیسے ہو گیا۔ اپنی منقولہ عبارت جلالین دیکھئے پہاڑ کے اسی ثبات و استقرار پر شرائع اسلام کو اُس سے تشبیہ دی ہے جن کا ذرہ بھر ہلانا ممکن نہیں۔

(ب) اسی عبارت جلالین کا آؤ دیکھئے کہ تفسیر دوم پر یہ آیت آیۃ و تَخْرُجُ الْجِبَالُ هَدًّا کے مناسب ہے یعنی ان کی طعون بات ایسی سخت ہے جس سے قریب تھا کہ پہاڑ ڈھک کر گر پڑتے۔ یوں ہی معالم التنزیل میں ہے،

وهو معنى قوله تعالى "وتخرج الجبال هداً"

اور یہی معنی ہے اللہ تعالیٰ کے اس قول کا "اور پہاڑ ڈھک کر گر پڑتے۔" (ت)

یہ مضمون ابو عبیدہ و ابن جریر و ابن المنذر و ابن ابی حاتم نے عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا، نیز جویر صحاہک سے راوی ہوئے،
 کقولہ تعالیٰ "وتخرج الجبال هداً"

جیسا کہ اللہ تعالیٰ قول "اور وہ پہاڑ گر جائیں گے ڈھک کر۔" (ت)

اسی طرح قتادہ شاگرد انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔ ظاہر ہے کہ ڈھک کر گرنا اُس جنگل سے بھی اسے نہ نکال دے گا جس میں تھا نہ کہ دنیا سے۔ ہاں جا ہوا اس کن مستقر نہ رہے گا تو اُسی کو زوال سے تعبیر فرمایا اور اسی کی نفی زمین سے فرمائی تو وہ ضرور جی ہوئی سا کن مستقر ہے۔

(ج) رب عز وجل نے سیدنا موسیٰ علی نبینا الکریم وعلیہ الصلوٰۃ والتسلیم سے فرمایا،

لن ترانی ولكن انظر الى الجبل فان استقر مكانه فسوف ترانی

تم ہرگز مجھے نہ دیکھو گے ہاں پہاڑ کی طرف دیکھو اگر وہ اپنی جگہ ٹھہرا رہے تو عنقریب تم مجھے دیکھ لو گے۔

پھر فرمایا:

فلما تجلّیٰ رابه للجبل جعله دكاً وخر موسیٰ صعقاً

۱۔ معالم التنزیل (تفسیر البغوی) تحت آیت ۱۴/۴۶ دار الکتب العلمیہ بیروت ۳/۳۶

۲۔ جامع البیان عن الضحاہ (تفسیر ابن جریر) ۴۶/۱۴ دار احیاء التراث العربی بیروت ۱۳/۲۹

۳۔ القرآن الکریم ۴/۱۴۳

۴۔ ۴/۱۴۳

جب ان کے رب نے پہاڑ پر تجلی فرمائی اسے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور موسیٰ غش کھا کر گرے۔
کیا ٹکڑے ہو کر دُنیا سے نکل گیا یا ایشیا یا اُس ملک سے۔ اس معنی پر تو ہرگز جگہ سے نہ ٹلا، ہاں وہ
خاص محل جس میں جا ہوا تھا وہاں نہ جمارہا۔ تو معلوم ہوا اسی قدر عدم استقرار کو کافی ہے۔ اور اوپر
گزرنا کہ عدم استقرار عین زوال ہے، زمین بھی جہاں جمی ہوئی ہے وہاں سے سر کے تو بیشک زائد
ہوگی اگرچہ دُنیا یا مدار سے باہر نہ جائے۔

(د) اس آیت کریمہ کے نیچے تفسیر ارشاد العقل السلیم میں ہے،

ولمکان مکرهم فی غایة المتانة والشدّة معد الانهالۃ الجبال عن مقارها.
اگرچہ ان کا مکر مضبوطی اور سختی کی زیادتی کے سبب سے پہاڑوں کو اپنی جگہوں سے ہٹانے کی
صلاحیت رکھتا تھا۔ (ت)

نیشاپوری میں ہے،

انهالۃ الجبال عن اماکنھا۔

پہاڑوں کو ان کی جگہوں سے ہٹانا۔ (ت)

غازن میں ہے،

تذول عن اماکنھا (پہاڑ اپنی جگہوں سے ہٹ جائیں۔ ت)

کشاف میں ہے،

تنقلع عن اماکنھا (پہاڑ اپنی جگہوں سے اُکھڑ جائیں۔ ت)

مدارک میں ہے،

تنقطع عن اماکنھا (پہاڑ اپنی جگہوں سے جدا ہو جائیں۔ ت)

اسی کے مثل آپ نے کمالین سے نقل کیا، یہاں بھی مکان و مقر سے قطعاً وہی مراد ہے جو کریمہ فات

۱۔ ارشاد العقل السلیم (تفسیر ابی السعود) تحت لایۃ ۴/۱۶ دار احیاء التراث العربی بیروت ۵۸/۵

۲۔ غرائب القرآن و رغائب القرآن " " مصطفیٰ البابی مصر ۱۴۲/۱۳

۳۔ باب التأویل فی معانی التنزیل (تفسیر غازی) " " دار الکتب العلمیۃ بیروت ۴۴/۳

۴۔ الکشاف تحت لایۃ ۴/۱۶ مکتب الاعلام الاسلامی قم ایران ۵۶۶/۲

۵۔ مدارک التنزیل (تفسیر نسفی) " " دار الکتب العربی بیروت ۲۶۶/۲

استقر مکانہ میں تھا ارشاد کا ارشاد مقارن ہا جا جائے قرار اور کشف کا لفظ تنقلع خاص قابل لحاظ ہے کہ اکھڑ جانے ہی کو زوال بتایا۔

(۵) سعید بن منصور اپنے سنن اور ابن ابی حاتم تفسیر میں حضرت ابومایک غزوہ ان غفاری کوئی استاد امام ہندی کبیر و تلمیذ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی،
وان کان مکروہم لتزول منه الجبال قال تحریک ۱۰

اگرچہ ان کا مکروہ اس حد تک تھا کہ اس سے پہاڑ ٹل جائیں۔ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا اس کا معنی یہ ہے کہ حرکت کریں۔ (ت)
انہوں نے صاف تصریح کر دی کہ زوال جبال ان کا حرکت کرنا جنبش کھانا ہے۔ اسی کی زمین سے نفی ہے واللہ الحمد۔

(۳) اوپر گزرا کہ زوال مقابل قرار و ثبات ہے اور قرار و ثبات حقیقی سکون مطلق ہے دوبارہ قرار ہمارے امام لاغیب گزرا ہے اور قاموس میں ہے :
المثبت مکروہ من لاحتارک به من المرض وبکسر الباء الذی ثقل فلعلی یخرج الفرائش و داء ثبات بالضم معجز عن الحركة ۱۰

مثبت بروزی مکروہ وہ شخص ہے جس میں بیماری کی وجہ سے حرکت نہ ہو، اور اگر مثبت یعنی بار کے کسرہ کے ساتھ ہو تو اس کا معنی ہو گا وہ شخص جس کی بیماری بڑھ گئی اور وہ صاحب فراش ہو گیا۔ اور داء کا معنی ثبات ہوا، ثار پر ضمہ کے ساتھ، یعنی حرکت سے عاجز کر دینے والا مرض۔ (ت)

مگر توسعاً قرار و ثبات ایک حالت پر بقاء کو کہتے ہیں اگرچہ اس میں سکون مطلق نہ ہو تو اس کا مقابل زوال اُسی حالت سے انفصال ہو گا۔ یونہی مقرر و مستقر مکان ہر جسم کے لئے حقیقتاً وہ سطح یا بُعد مجرد یا موبہوم ہے جو جمیع جوانب سے اس جسم کو عادی اور اس سے ملاصق ہے یعنی علمائے اسلام کے نزدیک وہ فضا ہے متصل جسے یہ جسم بھرے ہوئے ہے ظاہر ہے کہ وہ دبے و برکتے سے بدل گئی، لہذا اس حرکت کو حرکت اینیہ کہتے ہیں یعنی جس سے دمدم این کہ مکان و جائے کا نام ہے بدلتا ہے یہی جسم کا مکان خاص ہے اور اسی میں

قرار و ثبات حقیقی ہے اس کے لئے یہ بھی ضرور کہ وضع بھی نہ بدلے، گرہ کہ اپنی جگہ قائم رہ کر اپنے محور پر گھومے مکان نہیں بدلتا مگر اسے قار و ثابت و ساکن نہ کہیں گے بلکہ زائل و حائل و متحرک۔ پھر اسی توسیع کے طور پر بیت بلکہ دار بلکہ محلے بلکہ شہر بلکہ کثیر ملکوں کے حاوی حصہ زمین مثل ایشیا بلکہ ساری زمین بلکہ تمام دنیا کو مقرر و مستقر و مکان کہتے ہیں، قال تعالیٰ :

وَلَكُمْ فِي الْأَرْضِ مَسْكَنٌ وَمَتَاعٌ إِلَىٰ حِينٍ ۖ

اور تمہیں ایک وقت تک زمین میں ٹھہرنا اور برتنا ہے۔ (ت)

اور اس سے جب تک جدائی نہ ہو اُسے قرار و قیام بلکہ سکون سے تعبیر کرتے ہیں اگرچہ ہزاروں حرکات پر مشتمل ہو و لہذا کہیں گے کہ موتی بازار بلکہ لاہور بلکہ پنجاب بلکہ ہندوستان بلکہ ایشیا بلکہ زمین ہمارے مجاہد کبیر کا مسکن ہے وہ ان میں سکونت رکھتے ہیں وہ ان کے ساکن ہیں حالانکہ ہر عاقل جانتا ہے کہ سکون و حرکت متبائن مگر یہ معنی مجازی ہیں، لہذا جائے اعتراض نہیں۔ لاجرم محل نفی میں ان کا مقابل زوال بھی انہیں کی طرح مجازی و توسیع ہے اور وہ نہ ہوگا جب تک اُن سے انتقال نہ ہو، کفار کی وہ قسم کہ مالنا من زوال اسی معنی پر تھی یہ قسم نہ کھاتے تھے کہ ہم ساکن مطلق ہیں چلتے پھرتے نہیں، نہ یہ کہ ہم ایک شہر یا ملک کے پابند ہیں اس سے منتقل نہیں ہو سکتے بلکہ دنیا کی نسبت قسم کھاتے تھے کہ ہمیں یہاں سے آخرت میں جانا نہیں،

اِنَّ هِيَ اِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا نَمُوتُ وَنَحْيَا وَمَا نَحْنُ بِمَبْعُوْثِيْنَ ۚ

وہ تو نہیں مگر ہماری دنیا کی زندگی کہ ہم مرتے جیتے ہیں اور ہمیں اٹھنا نہیں۔ (ت)

مولیٰ تعالیٰ فرماتا ہے :

وَاقْسُوا بِاللّٰهِ جَهْدَ اِيْمَانِهِمْ لَا يَبْعَثُ اللّٰهُ مِنْ يَّمِيْنٍ ۚ

اور انھوں نے اللہ کی قسم کھائی اپنے حلف میں حد کی کوشش ہے کہ اللہ تعالیٰ مُرے نہ اٹھائے گا۔ (ت)

لاجرم تیسری آیہ کریمہ میں زوال سے مراد دنیا سے آخرت میں جانا ہونہ یہ کہ دنیا میں ان کا چلنا پھرتا، زوال نہیں قطعاً حقیقی زوال ہے جس کی سندیں اوپر سن چکے، اور عظیم شافی بیان آگے آتا ہے، مگر یہاں اس کا ذکر ہے جس کی وہ قسم کھاتے تھے اور وہ نہ تھا مگر دنیا سے انتقال۔ معنی مجازی کے لئے قرینہ درکار

ہوتا ہے یہاں قرینہ ان کے یہی اقوال بعینہ ہیں بلکہ خود اسی آیت صدر میں قرینہ صریح مقالہ موجود کہ روز قیامت ہی کے سوال و جواب کا ذکر ہے، فرماتا ہے :

وانذر الناس يوم يأتيتهم العذاب فيقول الذين ظلموا ربنا أخرنا الى اجل قريب
نحب دعوتك ونبغ الرسل اولم تكونوا اقستم من قبل ما لكم من نوال !

اور لوگوں کو اس دن سے ڈراؤ جب اُن پر عذاب آئے گا، تو ظالم کہیں گے اے ہمارے رب !
تھوڑی دیر ہمیں مہلت دے کہ ہم تیرا بلانا مانیں اور رسولوں کی غلامی کریں، تو کیا تم پہلے قسم نہ کھا چکے تھے کہ ہمیں
دنیا سے کہیں ہٹ کر جانا نہیں۔ (ت)

لیکن کریمہ ان اللہ یمسک السُّلُوتِ والارض ان تزدلَّ (بیشک اللہ تعالیٰ آسمانوں اور زمین کو
روکے ہوئے ہے کہ کہیں جنبش نہ کریں۔ ت) میں کوئی قرینہ نہیں تو معنی مجازی لینا کسی طرح جائز نہیں ہو سکتا
بلکہ قطعاً زوال اپنے معنی حقیقی پر رہے گا یعنی قرار و ثبات و سکون حقیقی کا چھوڑنا، اس کی نفی ہے تو ضرور
سکون کا اثبات ہے ایک جگہ معنی مجازی میں استعمال دیکھ کر دوسری جگہ بلا قرینہ مجاز مراد لینا ہرگز
حلال نہیں۔

(۴) نہیں نہیں بلا قرینہ نہیں بلکہ خلاف قرینہ۔ یہ اور سخت تر ہے کہ کلام اللہ میں پوری تخریج معنوی
کا پہلو دے گا، رب عز وجل نے یمسک فرمایا ہے، اور امساک روکنا، تھامنا، بند کرنا ہے۔ ولہذا
جو زمین کے پانی کو بننے نہ دے روک رکھے اسے مسک اور مساک کہتے ہیں انہار و ابجار کو نہیں کہتے
حالانکہ اُن میں بھی پانی کی حرکت وہیں تک ہوگی جہاں تک احسن الخالقین جل وعلا نے اس کا امکان دیا ہے۔
قاموس میں ہے :

امسكہ حبسہ والمسك محرکة الموضع یمسك الماء كالمسك كسحاب۔

امسكہ کا معنی ہے اس کو روکا اور المسك (س) پر حرکت کے ساتھ) اس جگہ کو کہتے ہیں جو پانی

کو روکے، جیسے مساک بروزن سحاب (ت)

یوں تو دنیا بھر میں کوئی حرکت کبھی بھی زوال نہ ہو کہ جہاں تک احسن الخالقین تعالیٰ نے امکان دیا ہے

۱۷ القرآن الکریم ۱۴/۲۲

۱۸ " ۳۵/۴۱

۱۹ القاموس المحیط فصل المیم باب الکاف مصطفیٰ البابی مصر ۳۲۹/۳

اُس سے آگے نہیں بڑھ سکتی۔

(۵) اگر ان معنی کو مجازی نہ لیجئے بلکہ کہنے کے زوال عام ہے مکان و مستقر حقیقی خاص سے سرکنا اور موقع عام اور موطن اعم اور اعم از اعم سے جدا ہونا سب اس کے فرد ہیں تو ہر ایک پر اس کا اطلاق حقیقت ہے جیسے زید و عمرو و بکر وغیرہم کسی فرد کو انسان کہنا تو اب بھی قرآن کریم کا مفاد زمین کا وہی سکون مطلق ہو گا نہ کہ اپنے مدار سے باہر نہ جانا۔ تزدولا فعل ہے اور محل نفی میں وارد ہے اور علم اصول میں مصرح ہے کہ فعل قوۃ نکرہ میں ہے اور نکرہ چیز نفی میں عام ہوتا ہے، تو معنی آیت یہ ہوئے کہ آسمان و زمین کو کسی قسم کا زوال نہیں، نہ موقع عام سے نہ مستقر حقیقی خاص سے، اور یہی سکون حقیقی ہے واللہ الحمد۔

یہی وجہ ہے کہ ہمارے مجاہد کبیر کو اپنی عبارت میں ہر جگہ قید بڑھانی پڑی زمین کا اپنے اماکن نے اُٹل ہو جانا اس کا زوال ہو گا۔ زائل ہو جانا قطعاً مطلقاً زوال ہے، "زائل ہو جانا" زوال کا ترجمہ ہی تو ہے مکان خاص سے ہو خواہ اماکن سے، مگر اول کے اخراج کو اس قید کی حاجت ہوتی یونہی فرمایا زمین کا زوال اس کے اماکن سے، پھر فرمایا، جن اماکن میں اللہ تعالیٰ نے اُس کو امساک کیا ہے اس سے باہر سرک نہیں سکتی۔ پھر فرمایا، اپنے مدار میں امساک کردہ شدہ ہے اس سے زائل نہیں ہو سکتی۔ اور نفی کی جگہ فرمایا، حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آسمان کے سکون فی مکانہ کی تصریح فرمادی مگر زمین کے بارے میں ایسا نہیں فرمایا۔ یہاں جمع اماکن کا ظاہر کر دیا مگر رب عز و جل نے تو ان میں سے کوئی قید نہ لگائی مطلقاً یسک فرمایا ہے اور مطلق ان تزدولا۔ اللہ آسمان و زمین ہر ایک کو روکے ہوئے ہے کہ سرکے نہ پائے۔ یہ نہ فرمایا کہ اس کے مدار میں روکے ہوئے ہے، یہ نہ فرمایا کہ ہر ایک کے لئے اماکن عدیدہ ہیں اُن اماکن سے باہر نہ جانے پائے، تو اس کا بڑھانا کلام الہی میں اپنی طرف سے پیوند لگانا ہو گا از پیش خویش قرآن عظیم کے مطلق کو مقید، عام کو مخصوص بنانا ہو گا۔

اور یہ ہرگز روا نہیں۔ اہل سنت کا عقیدہ ہے جو اُن کی کتب عقائد میں مصرح ہے کہ النصوص تحمل علی ظواہرہا (نصوص اپنے ظواہر پر محمول ہوتی ہیں۔ ت) بلکہ تمام ضلالتوں کا بڑا پچانک یہی ہے کہ بطورِ خود نصوص کو ظاہر سے پھیریں مطلق کو مقید عام کو مخصوص کریں، مالکہ صنف نردال (تمہارے لئے زوال نہیں۔ ص) کی تخصیص واضح سے ان تزدولا کو بھی مخصوص کر لینا اس کی نظیر یہی ہے کہ ان اللہ علی کل شیء قدید (بیشک

اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔ ت) کی تخصیص دیکھ کر ان اللہ بکلی شئی علیم (بیشک اللہ تعالیٰ ہر چیز کو جانتے والا ہے۔ ت) کو بھی مخصوص مان لیں کہ جس طرح وہاں ذات و صفات و محالات زیر قدرت نہیں یونہی معاملہ صاف ہو گیا کہ ذات و صفات و محالات کا معاذ اللہ علم بھی نہیں۔ زیادہ تشفی مجھہ تعالیٰ نمبرہ میں آتی ہے جس سے واضح ہو جائے گا کہ اللہ و رسول و صحابہ و مسلمین کے کلام میں یہاں یعنی خاص محل نزاع میں زوال سے مطلقاً ایک جگہ سے سرکنامرا ہوا ہے اگرچہ امکان معینہ سے باہر نہ جائے یا زوال کفار کی طرح دنیا خواہ مدار چھوڑ کر الگ بھاگ جانا، فانتظر (چنانچہ انتظار کر۔ ت)۔

(۶) لاجرم وہ جنہوں نے خود صاحب قرآن صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے قرآن کریم پڑھا، خود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اس کے معانی سیکھے انہوں نے آیہ کریمہ کو ہر گز نہ زوال کی نافی اور سکون مطلق حقیقی کی مثبت بتایا۔ سعید بن منصور و عبد بن حمید و ابن جریر و ابن المنذر نے حضرت شقیق ابن سلمہ سے کہ زمانہ رسالت میں پائے ہوئے تھے روایت کی اور یہ حدیث ابن جریر بسند صحیح بحال صحیح بخاری و مسلم ہے :

حدثنا ابن بشار ثنا عبد الرحمن ثنا سفيان عن الاعمش عن ابى وائل قال جاء رجل الى عبد الله مرضى الله تعالى عنه فقال من اين جئت ؟ قال من الشام - فقال من لقيت ؟ قال لقيت كعبا - فقال ما حدثك كعب ؟ قال حدثني ان السموات تدور على ملك ملك - قال فصدقتہ او كذبتہ ؟ قال ما صدقتہ ولا كذبتہ - قال لوددت انك افتديت من رحلتك اليه براحتك ورحلتها و كذب كعب ان الله يقول ان الله يمسك السموات والارض ان تزولا ۝ ولئن نزلت ان امسكها من احد من بعدك ، نراد غير ابن جرير وكفى بهما نرا والا انت تدور ۱۔

ہیں ابن بشار نے حدیث بیان کی کہ ہم کو عبد الرحمن نے حدیث بیان کی کہ ہم کو اعمش نے بحوالہ ابو وائل حدیث بیان کی، ابو وائل نے کہا کہ ایک صاحب حضرت سیدنا عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حضور حاضر ہوئے، فرمایا، کہاں سے آئے؟ عرض کی، شام سے۔ فرمایا، وہاں کس سے ملے؟ عرض

۱۔ القرآن الکریم ۸/۷۵

۲۔ جامع البیان (تفسیر ابن جریر) تحت لایۃ ۳۵/۴۱ دار احیاء التراث العربی بیروت ۲۲/۱۷۰
۳۔ الدر المنثور " " " " " " ۳۲/۷

کی، کعب سے۔ فرمایا، کعب نے تم سے کیا بات کی؟ عرض کی: یہ کہا کہ آسمان ایک فرشتے کے شانے پر گھومتے ہیں۔ فرمایا، تم نے اس میں کعب کی تصدیق کی یا تکذیب؟ عرض کی: کچھ نہیں (یعنی جس طرح حکم ہے کہ جب تک اپنی کتاب کریم کا حکم نہ معلوم ہو اہل کتاب کی باتوں کو نہ سچ جانو نہ جھوٹ)۔ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا، کاش! تم اپنا اونٹ اور اس کا کجاوہ سب اپنے اس سفر سے چھٹکارے کو دے دیتے کعب نے جھوٹ کہا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، بیشک اللہ آسمانوں اور زمینوں کو روکے ہوئے ہے کہ سرکنے نہ پائیں اور اگر وہ ہٹیں تو اللہ کے سوا انھیں کون تھامے۔ ابن جریر کے غیر نے یہ اضافہ کیا کہ گھومنا ان کے سرک جانے کو بہت ہے۔

نیز محمد طبری نے بسند صحیح بر اصول حنفیہ رجال بخاری و مسلم حضرت سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ کے استاذ الاتاذ امام اجل ابراہیم نخعی سے روایت کی،

حدثنا جریر عن مغيرة عن ابراهيم قال ذهب جندب البجلي الى كعب الاحبار فقدم عليه ثم رجع ، فقال له عبد الله حدثنا ما حدثك ، فقال حدثني ان السماء في قطب كقطب الرخا والقطب عمود على منكب ملك ، قال عبد الله لوددت انك افتديت سرحتك بمثل سرحتك ، ثم قال ما تنتكت اليهودية في قلب عبد فكادت تفارقه ثم قال ان الله يمسك السموات والارض ان تزولا ، كفى بهما زوالا ان تدور الى هين جرير نے بوالہ مغیرہ ابراہیم سے حدیث بیان کی کہ ابراہیم نے کہا کہ جندب بجلی کعب احبار کے پاس جا کر واپس آئے، حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: کہو کعب نے تم سے کیا کہا؟ عرض کی: یہ کہا کہ آسمان چپکی کی طرح ایک کیلی ہے اور کیلی ایک فرشتے کے کاندھے پر ہے۔ حضرت عبداللہ نے فرمایا، مجھے تمنا ہوئی کہ تم اپنے ناقہ کے برابر مال دے کر اس سفر سے چھٹ گئے ہوتے، یہودیت کی خراش جس دل میں لگتی ہے پھر مشکل ہی سے چھوٹی ہے، اللہ تو فرما رہا ہے بیشک اللہ آسمانوں اور زمین کو تھامے ہوئے ہے کہ نہ سرکیں، ان کے سرکنے کو گھومنا ہی کافی ہے۔

عبد بن حمید نے قتادہ شاگرد حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی،

ان كعباً كان يقول ان السماء تدور على نصب مثل نصب الرخا فقال حذيفة بن اليمان رضى الله تعالى عنهما كذب كعب ان الله يمسك السموات والارض

اسے تزدکلا۔ پچ

کعب کہا کرتے کہ آسمان ایک کیلی پر دورہ کرتا ہے جیسے چکی کی کیلی۔ اس پر حذیفۃ الیمان رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا: کعب نے جھوٹ کہا، بے شک اللہ آسمانوں اور زمین کو روکے ہوئے ہے کہ جنبش نہ کریں۔

دیکھو ان اجلہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے مطلق حرکت کو زوال مانا اور اس پر انکار فرمایا اور قائل کی تکذیب کی اور اسے بقائے خیالات یہودیت سے بتایا، کیا وہ اتنا نہ سمجھ سکتے تھے کہ ہم کعب کی ناحق تکذیب کیوں فرمائیں آیت میں تو زوال کی نفی فرمائی ہے اور اُن کا یہ پھرنا چلنا اپنے اماکن میں ہے جہاں ہم احسن الخالقین تعالیٰ نے اُن کو حرکت کا امکان دیا ہے وہاں تک اُن کا حرکت کرنا اُن کا زوال نہ ہو گا۔ مگر اُن کا ذہن مبارک اس معنی باطل کی طرف نہ گیا نہ جاسکتا تھا بلکہ اس کے ابطال ہی کی طرف گیا اور جانا ضرور تھا کہ اللہ تعالیٰ نے مطلقاً زوال کی نفی فرمائی ہے نہ کہ خاص زوال عن المدار کی تو انھوں نے روا نہ رکھا کہ کلام الہی میں اپنی طرف سے یہ پیوند لگالیں۔ لاجرم اس پر رد فرمایا اور اس قدر شدید و اشد فرمایا و اللہ الحمد۔

تنبیہ: کعب اجماع تابعین اخیر سے میں خلافت فاروقی میں یہودی سے مسلمان ہوئے کتب سابقہ کے عالم تھے، اہل کتاب کی احادیث اکثر بیان کرتے انھیں میں سے یہ خیال تھا جس کی تعلیظ ان کا بر صحابہ نے قرآن عظیم سے فرمادی تو کذب کعب کے یہ معنی ہیں کہ کعب نے غلط کہا نہ کہ معاذ اللہ قصداً جھوٹ کہا۔ کذب بمعنی اخطا محاورہ مجاز ہے اور خراش یہودیت بمشکل چھوٹنے سے یہ مراد کہ ان کے دل میں علم یہود بھرا ہوا تھا وہ تین قسم ہے، باطل صریح و حق صحیح اور مشکوک کہ جب تک اپنی شریعت سے اس کا حال نہ معلوم ہو چکے ہیں کہ اس کی تصدیق نہ کرو ممکن کہ ان کی تحریفات یا خرافات سے ہو، نہ تکذیب کرو ممکن کہ توریت یا تعلیمات سے ہو اسلام لا کر قسم اول کا حرف حرف قطعاً اُن کے دل سے نکل گیا، قسم دوم کا علم اور مستعمل ہو گیا، یہ سہ قسم سوم بقایا ہے علم یہود سے تھا جس کے بطلان پر آگاہ نہ ہو کر انھوں نے بیان کیا اور صحابہ کرام نے قرآن عظیم سے اس کا بطلان ظاہر فرمادیا یعنی یہ نہ توریت سے ہے نہ تعلیمات سے بلکہ اُن خبیثوں کی خرافات سے، تابعین صحابہ کرام کے تابع و خادم ہیں مخدوم اپنے خدام کو ایسے الفاظ سے تعبیر کر سکتے ہیں اور مطلب یہ ہے جو ہم نے واضح کیا و اللہ الحمد۔

(۷) اس ساری تحریر میں مجھے آپ سے اس فقرے کا زیادہ تعجب ہوا کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود

رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آسمان کے سکون فی مکانہ کی تصریح فرمادی مگر زمین کے بارے میں ایسا نہ فرمایا خاموشی فرمائی، اسے آپ نے اپنی مشکل کا حل تصور کیا، کعب اجار نے آسمان ہی کا گھومنا بیان کیا تھا اور یہود اسی قدر کے قائل تھے زمین کو وہ بھی ساکن مانتے تھے بلکہ ۶۱۵۳۰ سے پہلے (جس میں کوپرنیکس نے حرکت زمین کی بدعت ضالہ کو کہ دو ہزار برس سے مُردہ پڑی تھی چلایا) نصاریٰ بھی سکون ارض ہی کے قائل تھے، اسی قدر یعنی صرف دورہ آسمان کا ان حضرات عالیات کے حضور تذکرہ ہوا اس کی تکذیب فرمادی، دورہ زمین کہا کس نے تھا کہ اس کا رد فرماتے، اگر کوئی صرف زمین کا دورہ کہتا صحابہ اسی آیہ کریمہ سے اس کی تکذیب کرتے، اور اگر کوئی آسمان و زمین دونوں کا دورہ بتاتا صحابہ اسی آیت سے دونوں کا ابطال فرماتے۔ جواب بقدر سوال دیکھ لیا یہ نہ دیکھا کہ جس آیت سے وہ سند لائے اس میں آسمان و زمین دونوں کا ذکر ہے یا صرف آسمان کا، آیت پڑھئے صراحۃً دونوں ایک حالت پر مذکور ہیں دونوں پر ایک ہی حکم ہے، جب حسب ارشاد صحابہ آیہ کریمہ مطلق حرکت کا انکار فرماتی ہے اور وہ انکار آسمان و زمین دونوں کے لئے ایک نسق ایک لفظ ان تزولا میں ہے جس کی ضمیر دونوں کی طرف ہے تو قطعاً آیت نے زمین کی بھی ہر گز نہ حرکت کو باطل فرمایا جس طرح آسمان کی۔ ایک شخص کے حضرت سیدنا یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آفتاب کو اپنے لئے سجدہ کرتے نہ دیکھا تھا اس پر عالم فرمائے وہ جھوٹا ہے، آیہ کریمہ میں ہے،

اتى سائت احد عشر كوكبا والشمس والقمر رأيتهم لي ساجدين ۱۰

کہیں نے گیارہ ستاروں اور سورج اور چاند کو اپنے لئے سجدہ کرتے دیکھا۔ اس کے بعد ایک دوسرا اٹھے اور چاند کو سجدہ دیکھنے سے منکر ہو اور کہے قربان جائیے۔ عالم نے سورج کے سجدہ کی تصریح فرمائی مگر چاند کے بارے میں ایسا نہ فرمایا خاموشی فرمائی اُسے کیا کہا جائے گا اب تو آپ نے خیال فرمایا ہو گا کہ قائل حرکت ارض کو اجلہ صحابہ کرام بلکہ خود صاف ظاہر نص قرآن عظیم سے گریز کے سوا کوئی چارہ نہیں اور یہ معاذ اللہ خُسرانِ مبین ہے جس سے اللہ تعالیٰ ہمیں اور آپ اور سب اہلسنت کو بچائے، آمین!

(۸) عجب کہ آپ نے آفتاب کا زوال نہ سنا، اسے تو میں نے آپ سے بالمشافہ کہہ دیا تھا۔
(۱۰) حدیثوں میں کتنی جگہ نزلت الشمس (سورج ڈھل گیا۔ ت) ہے، بلکہ قرآن عظیم

میں ہے،

تفسیر ابن مردویہ میں امیر المؤمنین عسمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے
 لدلوك الشمس کی تفسیر میں فرمایا، لنوال الشمس۔
 ابن جریر نے عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ
 علیہ وسلم نے فرمایا :

اتآ في جبرئيل لد لك الشمس حين نزلت قصصى بي الظهر^٣.

میرے پاس جبرائیل آئے جب سورج ڈھل گیا تو آپ نے میرے ساتھ نمازِ ظہر پڑھی۔

نیز ابو بزرہ اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے :

كان رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم يصلي الظهر اذا زالت الشمس ، ثم

تلا اقم الصلوة لدورك الشمس^{١٧}

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ظہر کی نماز اس وقت پڑھتے جب سورج ڈھل جاتا۔ پھر

ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ آیت کریمہ پڑھی کہ سورج ڈھلتے وقت نماز قائم کرو۔ (ت)

نیز مثل سعید ابن منصور عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے :

دلو کہہ نہ والہا (سورج کے دلوک کا معنی اس کا زوال ہے۔ ت)

بزار و ابوالشیخ داہن مردویہ نے عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے :

دلوك الشمس خروالها (سورج كے دلو ك كا معنی اس كا زوال ہے۔ ت)

عبدالرزاق نے مصنف میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے :

لہ العتہ آن الکریم ۷۸/۱

٢٤ الدر المنثور في التفسير بالماثور (دحوال ابن مردويه) تحت الآية ١٤/٨ دار احبار التراث العربي بيروت ٢٨٠/٥

۲ جامع البیان (تفسیر ابن جریر) تحت لایۃ ۷/۱۷ " " " ۱۵/۱۵

" " " " " " " " " "

شع الدير المنشور بحواله السعيد بن منصور وابن جرير

٢٨٠/٥ " " " " الدر المنثور بحواله الزوار وابي الشيخ وابن مردويه " " " " " "

دلوك الشمس اذا نزلت عن بطن السماء
سورج کا دلوک یہ ہے کہ جب وہ آسمان کے بطن سے ڈھل جائے۔ (ت)
مجمع بحار الانوار میں ہے،

نراغت الشمس مالت ونزلت عن اعلیٰ درجات ارتفاعها۔

نراغت الشمس کا معنی یہ ہے کہ وہ اپنی بلندی کے اعلیٰ درجے سے ڈھل گیا۔ (ت)

فقہ میں وقتِ زوال ہر کتاب میں مذکور اور عوام تک کی زبانوں پر مشہور، کیا اس وقت آفتاب اپنے مدار سے باہر نکل جاتا ہے اور احسن الخالقین جل وعلا نے جہاں تک کی حرکات کا اسے امکان دیا ہے اُس آگے پاؤں پھیلاتا ہے؟ حاشا! مدار ہی میں رہتا ہے اور پھر زوال ہو گیا، یونہی زمین اگر دورہ کرتی ضرور اسے زوال ہوتا اگرچہ مدار سے نہ نکلتی، اس پر اگر یہ خیال جائے کہ ایک جگہ سے دوسری جگہ سرکنا تو آفتاب کو ہر وقت ہے پھر ہر وقت کو ”زوال“ کیوں نہیں کہتے، تو یہ محض جاہلانہ سوال ہوگا، وجہ تسمیہ مطرد نہیں ہوتی۔ کتب میں یہ مشہور حکایت ہے کہ مطرد ماننے والے سے پوچھا جرجیر یعنی چینی کے کوہ ایک قسم کا ناج ہے جرجیر کیوں کہتے ہیں، کہا لانه يتجر جرجر علی الامراض اس لئے کہ وہ زمین پر جنبش کرتا ہے، کہا تمھاری دائرہ کو جرجیر کیوں نہیں کہتے یہ بھی تو جنبش کرتی ہے۔ قارورے کو قاسر دسہ کیوں کہتے ہیں، کہا لان الماء یقر فیہا اس لئے کہ اس میں پانی ٹھہرتا ہے، کہا تمھارے پیٹ کو قاسر دسہ کیوں نہیں کہتے اس میں بھی تو پانی ٹھہرتا ہے۔ یہاں تین ہی موضع ممتاز تھے: افق شرقی و غربی و دائرہ نصف النہار، ان سے سرکنے کا نام طلوع و غروب رکھا کہ یہی النسب و وجہ تسمیہ تھا اور اس سے تجاذز کو نر وال کہا اگرچہ جگہ سے زوال آفتاب کو بلاشبہ ہر وقت ہے، کیونکہ الشمس تجری لمستقر لہا میں عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قرأت ہے لامستقر لہا یعنی سورج چلتا ہے کسی وقت اسے قرار نہیں۔ اوپر گزرا کہ قاسر کا مقابل نر وال ہے، جب کسی وقت قرار نہیں تو ہر وقت زوال ہے اگرچہ تسمیہ میں ایک زوال معین کا نام نر وال رکھا غرض کلام اس میں ہے کہ احادیث مرفوۃ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و آثار صحابہ کرام و اجماع اہل اسلام نے آفتاب کا اپنے مدار میں رہ کر ایک جگہ سے سرکنے کو زوال کہا، اگر زمین متحرک ہوتی تو یقیناً ایک جگہ سے اُس کا سرکنا ہی زوال ہوتا

اگرچہ مدار سے باہر نہ جاتی لیکن قرآن عظیم نے صاف ارشاد میں اس کے زوال کا انکار فرمایا ہے تو قطعاً واجب کہ زمین اصلاً متحرک نہ ہو۔

(ب) بلکہ خود یہی زوال کہ قرآن و حدیث و فقہ و زبانِ جملہ مسلمین سب میں مذکور قائلانِ دورۂ زمین اسے زمین ہی کا زوال کہیں گے کہ وہ حرکتِ یومیہ اُسی کی جانب منسوب کرتے ہیں یعنی آفتاب یہ حرکت نہیں کرتا بلکہ زمین اپنے محور پر گھومتی ہے جب وہ حصہ جس پر ہم ہیں گھوم کر آفتاب سے آڑ میں ہو گیا رات ہوتی، جب گھوم کر آفتاب کے سامنے آیا کھتے ہیں آفتاب نے طلوع کیا، حالانکہ زمین یعنی اُس حصہ ارض نے جانبِ شمس رُخ کیا جب اتنا گھوما کہ آفتاب ہمارے سروں کے محاذی ہوا یعنی ہمارا دائرہ نصف النہار مرکز شمس کے مقابل آیا دوپہر ہو گیا، جب زمین یہاں سے آگے بڑھی دوپہر ڈھل گیا، کتے ہیں آفتاب کو زوال ہوا حالانکہ زمین کو ہوا، یہ اُن کا مذہب ہے اور صراحتہً قرآن عظیم کا مکتب و مکتب ہے مسلمین تو مسلمین، بیروت وغیرہ کے سفہائے قائلانِ حرکتِ ارض بھی جن کی زبان عربی ہے اس وقت کو وقتِ زوال اور دھوپ گھڑی کو مرکزِ ولہ کتے ہیں یعنی زوال پہنچانے کا آلہ۔ اور اگر ان سے کہئے کیا شمس زوال کرتا ہے؟ کہیں گے نہیں بلکہ زمین حالانکہ وہ مدار سے باہر نہ گئی۔ تو آپ کی تاویل موافقین و مخالفین کسی کو بھی مقبول نہیں۔

(ج) اوروں سے کیا کام، آپ تو بفضلہ تعالیٰ مسلمان ہیں، ابتدائے وقتِ ظہر زوال سے جانتے ہیں، کیا ہزار بار نہ کہا ہو گا کہ زوال کا وقت ہے، زوال ہونے کو ہے، زوال ہو گیا۔ کا ہے سے زوال ہوا دائرہ نصف النہار سے۔ کس کا زوال ہوا، آپ کے نزدیک زمین کا کہ اُسی کی حرکتِ محوری سے ہوا، حالانکہ اللہ عز و جل فرماتا ہے کہ زمین کو زوال نہیں۔ اب خود مان کر کہ زمین متحرک ہو تو روزانہ اپنے مدار کے اندر ہی رہ کر اسے زوال ہوتا ہے دنیا سے، زوال کفارِ پیش کرنے کا کیا موقع رہا، انصاف شرط ہے، اور قرآن عظیم کے ارشاد پر ایمان لازم، وباللہ التوفیق۔

(د) یہاں سے مجاہدہ تعالیٰ حضرت معلم النبیات رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اُس ارشاد کی خوب توضیح ہو گئی کہ صرف حرکتِ محوری زوال کو بس ہے۔

(۹) بحمد اللہ تین آیتیں یہ گزریں :

آیت ۱ : ان اللہ یمسکک ۱۰ بیشک اللہ تعالیٰ رو کے ہوئے ہے۔ (ت)

آیت ۲ : ولئن نہ التا۱۱ اگر وہ ہٹ جائیں۔ (ت)

آیت ۳ : لدلوك الشمس سورج ڈھلتے وقت (ت)

آیت ۴ : فلما اقلت لے پھر جب وہ ڈوب گیا (ت)

آیت ۵ : وسمبح بحمد ربك قبل طلوع الشمس وقبل الغروب ۳

اور اپنے رب کی تعریف کرتے ہوئے اس کی پاکی بولو سورج چمکنے سے پہلے اور ڈوبنے سے پہلے (ت)

آیت ۶ : وسمبح بحمد ربك قبل طلوع الشمس وقبل غروبھا ۴

اور اپنے رب کو سراہتے ہوئے اس کی پاکی بولو سورج چمکنے سے پہلے اور اس کے ڈوبنے سے پہلے (ت)

آیت ۷ : حتی اذا بلغ مطلع الشمس وجداها تطلع على قوم لم نجعل لهم من دونها سترا۔

یہاں تک کہ سورج نکلنے کی جگہ پہنچا اسے ایسی قوم پر نکلتا پایا جن کیلئے ہم نے سورج سے کوئی آرائش رکھی

اور ان سب سے زائد آیت ۸ :

وترى الشمس اذا طلعت تزاور عن كهفهم ذات اليمين واذا غربت تقرضهم

ذات الشمال وهم في فجوة منه ذلك من آيت الله ۵

تو آفتاب کو دیکھے گا جب طلوع کرتا ہے ان کے غار سے دہنی طرف مائل ہوتا ہے اور جب

ڈوبتا ہے ان سے بائیں کتر اجاتا ہے حالانکہ وہ غار کے کھلے میدان میں ہیں ، یہ قدرت الہی کی نشانیوں

سے ہیں۔ (ت)

یونہی صد ہا احادیث ارشادِ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خصوصاً حدیث بخاری ابوذر رضی اللہ

تعالیٰ عنہ سے :

قال النبي صلى الله تعالى عليه وسلم لا بى ذر حين غربت الشمس اتدري اين

تذهب قلت الله ورسوله اعلم قال فانها تذهب حتى تسجد تحت العرش

فتستأذن فيؤذن لها ويوشك ان تسجد فلا يقبل منها وتستأذن فلا يؤذن لها

يقال لها ارجعي من حيث جئت فتطلع من مغربها فذلك قوله تعالى "والشمس

تجری لمستقر لها ذلك تقدير العزيز العليم ۶

۱۵ القرآن الکریم ۸/۶

۱۴ " ۵ ۳۹/۵۰

۱۳ " ۶ ۹۰/۱۸

۱۲ صحیح البخاری کتاب بدء الخلق باب صفۃ الشمس القمر بحبان الخ قیدی کتب خانہ کراچی ۲۵۲/۱

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمایا جبکہ سورج مغروب ہو چکا تھا کیا تم جانتے ہو کہ سورج کہاں جاتا ہے؟ حضرت ابوذر کہتے ہیں میں نے عرض کی کہ اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ تو آپ نے فرمایا: وہ جاتا ہے تاکہ عرش کے نیچے سجدہ کرے۔ چنانچہ وہ اجازت طلب کرتا ہے تو اس کو اجازت دے دی جاتی ہے قریب ہے کہ وہ سجدہ کرے وہ سجدہ اس کی طرف سے قبول دیا جائے اور وہ اجازت طلب کرے تو اس کو سجدہ کرنے کی اجازت نہ دی جائے اور اسے کہا جائے کہ تو ٹوٹ جا جہاں سے آیا ہے، پھر وہ مغرب سے طلوع ہوگا۔ یہی معنی ہے اللہ تعالیٰ کے ارشاد کا ”اور سورج چلتا ہے اپنے ایک ٹھہراؤ کے لئے، یہ حکم ہے زبردست علم والے کا۔“ (ت)

یونہی ہزار بار آثارِ صحابہ عظام و تابعین کرام و اجماع امت جن سب میں ذکر ہے کہ آفتاب طلوع و مغروب کرتا ہے آفتاب کو وسطِ سما سے زوال ہوتا ہے آفتاب کی طرح روشن دلائل ہیں کہ زمین ساکن محض ہے بدیہی ہے اور خود مخالفین کو تسلیم کہ طلوع و مغروب و زوال نہیں مگر حرکتِ یومیہ سے تو جس کے یہ احوال ہیں حرکتِ یومیہ اسی کی حرکت ہے تو قرآنِ عظیم و احادیث متواترہ و اجماع امت سے ثابت کہ حرکتِ یومیہ حرکتِ شمس ہے نہ کہ حرکتِ زمین، لیکن اگر زمین حرکتِ محوری کرتی تو حرکتِ یومیہ اسی کی حرکت ہوتی جیسا کہ مزعوم مخالفین ہے تو روشن ہو کہ زعمِ سائنس باطل و مردود ہے۔ پھر شمس کی حرکتِ یومیہ جس سے طلوع و مغروب و زوال ہے نہ ہوگی مگر یوں کہ وہ گردِ زمین دُورہ کرتا ہے، تو قرآن و حدیث و اجماع سے ثابت ہو کہ آفتاب حولِ ارض دائرہ ہے، لا جرم زمین مدارِ شمس کے جوف میں ہے تو ناممکن ہے کہ زمین گردِ شمس دُورہ کرے اور آفتاب مدارِ زمین کے جوف میں ہو تو بحمد اللہ تعالیٰ آیات متکاثرہ و احادیث متواترہ و اجماع امتِ طاہرہ سے واضح ہو کہ زمین کی حرکت محوری و مداری دونوں باطل ہیں ولہذا الحمد، زیادہ سے زیادہ مخالفت یہاں یہ کہہ سکتا ہے کہ ”مغرب تو حقیقۃً شمس کے لئے ہے کہ وہ غیبت ہے اور آفتاب ہی اس حرکتِ زمین کے باعث نچاہ سے غائب ہوتا ہے اور زوال حقیقۃً زمین کے لئے ہے کہ یہ ٹپتی ہے نہ کہ آفتاب، اور طلوع حقیقۃً کسی کے لئے نہیں کہ طلوع صعود اور اوپر چڑھنا ہے۔ حدیث میں ہے،

لکل حد مطلع لیل

ہر حد کے لئے چڑھنے کی جگہ ہے۔ (ت)

نہایتِ وڈر تئیر و مجمع البحار و قاموس میں ہے،

ای مصعد یصعد الیہ من معرفة علمہ ^۱
 یعنی چڑھنے کی جگہ جس کی طرف وہ اپنی علمی معرفت کے ساتھ چڑھتا ہے۔ (ت)
 نیز ملائکہ اصول و تاج العروس میں ہے :
 مطلع الجبل مصعدہ ^۲

پہاڑ کا مطلع اس پر چڑھنے کی بلند جگہ ہے۔ (ت)
 حدیث میں ہے : طلع المنبر ^۳ (منبر پر چڑھا۔ ت) — مجمع البحار میں ہے : ای علاہ ^۴ (یعنی اس کے
 اوپر چڑھا۔ ت)۔

ظاہر ہے کہ زمین آفتاب پر نہیں چڑھتی، اور مخالف کے نزدیک آفتاب بھی اس وقت زمین پر نہ چڑھا
 کہ طلوع اس کی حرکت سے نہیں، لاجرم طلوع سرے سے باطل محض ہے مگر مکان زمین کو حرکت زمین
 محسوس نہیں ہوتی، انھیں وہم گزرتا ہے کہ آفتاب چلتا، چڑھتا، ڈھلتا ہے لہذا طلوع و زوال محسوس کتے
 ہیں، یہ کوئی کافر کہہ سکے مسلمان کیونکہ روار کھ سکے کہ جب ہلانہ وہم جو لوگوں کو گزرتا ہے قرآن عظیم بھی معاذ اللہ
 اُسی وہم پر چلا ہے اور واقع کے خلاف طلوع و زوال کو آفتاب کی طرف نسبت فرما دیا ہے والعیاذ باللہ تعالیٰ۔
 لاجرم مسلمان پر فرض ہے کہ حرکت شمس و سکون زمین پر ایمان لائے، واللہ الہادی۔

(۱۰) سورة طہ و سورة زخرف دو جگہ ارشاد ہوا،

الذی جعل لکم الارض مہدًا۔

وہ جس نے تمہارے لئے زمین کو بچھونا کیا۔ (ت)

دونوں جگہ صرف کوفیوں مثل امام عاصم نے جن کی قرات ہند میں رائج ہے مہدًا پڑھا، باقی
 ائمہ قرات نے مہدًا بزیادت الف۔ دونوں کے معنی ہیں بچھونا، جیسے فرش و فراش، یونہی
 مہد و مہاد۔

۶۱/۳	مصطفیٰ البابی مصر	فصل الطائر	باب العین	۱۔ القاموس المحیط
۴۲۳/۵	دار احیاء التراث العربی بیروت	"	باب العین	۲۔ تاج العروس شرح القاموس
۴۵۹/۳	مکتبہ دار الایمان المدینۃ المنورہ	"	باب الطائر مع اللام	۳۔ مجمع بحار الانوار
" "	" "	" "	" "	۴۔ " "
" "	" "	" "	" "	۵۔ القرآن الکریم ۵۳/۲ و ۴۳/۱۰

(۱) پس قرارت عام ائمہ نے قرارت کوئی کی تفسیر فرمادی کہ مہد سے مراد فرش ہے —
مدارک شریف سورہ ظہ میں ہے :

(مَہْدًا) کوئی وغیرہم مہادا وہما لغتان لما یبسط ویفرش

(مَہْدًا) یہ کوئیوں کی قرارہ ہے ان کے غیر مہادا پڑھتے ہیں ، یہ دونوں لغتیں ہیں ، اس کا معنی ہے وہ شے جس کو بچایا جاتا ہے اور بچھونا بنایا جاتا ہے۔ (ت)
اسی کی سورہ زخرف میں ہے :

(مَہْدًا) کوئی وغیرہ مہادا ای موضع قرار

(مَہْدًا) کوئی قرارہ ہے اور ان کے غیر کی قرارہ مہادا ہے یعنی قرار کی جگہ۔ (ت)

معالم شریف میں ہے :

قرأ اهل الكوفة "مَہْدًا" اھمنا وفي الزخرف فيكون مصداقاً ای فرشا وقرأ الاخرون
"مہادا" لقوله تعالى "الم نجعل الارض مہادا" ای فراشا وھو اسم ما یفرش
کالبساط

اہل کوفہ نے یہاں اور سورہ زخرف میں مَہْدًا پڑھا ہے یعنی فرش ، اور دوسروں نے مہادا
پڑھا ہے ، جیسے اللہ تعالیٰ کا قول "کیا ہم نے زمین کو مہادا نہیں بنایا" یعنی فراش۔ وہ اس چیز کا نام
ہے جسے بچایا جاتا ہے جیسے بچھونا۔ (ت)

تفسیر ابن عباس میں دونوں جگہ ہے : (مَہْدًا) فراشا (یعنی بچھونا۔ ت) ، نیز یہی مضمون
قرآن عظیم کی بہت آیات میں ارشاد ہے ، فرماتا ہے :

الم نجعل الارض مہادا

کیا ہم نے زمین کو بچھونا نہ کیا۔ (ت)

۱۵ مدارک التنزیل (تفسیر النسفی) تحت لایۃ ۲۰/۵۳ دار الکتاب العربی بیروت ۵۵/۳

۱۶ " " " " " " " " " " " " ۱۱۴/۴

۱۷ معالم التنزیل (تفسیر بغوی) " " " " " " " " " " ۱۸۶/۳

۱۸ تنویر المعباس من تفسیر ابن عباس " " " " " " " " " " ۳۰۴/۱۹۵ ص ۱۸۶

۱۹ القرآن الکریم ۶/۷۸ مکتبہ سرحد مردان

فرماتا ہے :

والا مرض فرشتہا فنعم الماهدون
اور زمین کو ہم نے فرش کیا تو ہم کیا ہی اچھا بچانے والے ہیں (ت)

فرماتا ہے :

والله جعل لكم الارض بساطاً
اور اللہ نے تمہارے لئے زمین کو بچھونا بنایا۔ (ت)

فرماتا ہے :

الذى جعل لكم الارض فراشاً
جس نے تمہارے لئے زمین کو بچھونا بنایا۔ (ت)

اور قرآن کی بہتر تفسیر وہ ہے کہ خود قرآن کریم فرماتے۔
(ب) بچے کا مہد ہو تو وہ کیا اس کے بچھونے کو نہیں کہتے۔ جلالین سورہ زخرف میں ہے :

(مہاداً) فراشاً كالْمَهْدِ لِلصَّبِيِّ
(مہاداً) بچھونا جیسے بچے کے لئے گہوارہ۔ (ت)

لاجرم حضرت شیخ سعدی و شاہ ولی اللہ نے مہد اکا ترجمہ طے میں "فرش" اور نہ خوف میں "بساط"
ہی کیا، اور شاہ رفیع الدین نے دونوں جگہ "بچھونا"۔

(ج) "گہوارہ" ہی تو اس سے تشبیہ آرام میں ہوگی نہ کہ حرکت میں، ظاہر کہ زمین اگر بفرض باطل جنبش
بھی کرتی تو اس سے نہ سکنوں کو نیند آتی ہے نہ گرمی کے وقت ہوا لاتی ہے تو گہوارہ اسے بحیثیت جنبش
مشابہت نہیں، ہے تو بحیثیت آرام و راحت ہے۔ خود گہوارہ سے اصل مقصد یہی ہے نہ کہ ہلانا، تو وجہ
شبہ وہی ہے نہ یہ۔ لاجرم اسی کو مفسرین نے اختیار کیا۔

(د) لطف یہ کہ علامہ نے اس تشبیہ مہد سے بھی زمین کا سکون ہی ثابت کیا بالکل نقیض اس کا جو

۱۵ القرآن الکریم ۵۱/۴۸

۱۶ " ۴۱/۱۹

۱۷ " ۲/۲۲

آپ چاہتے ہیں، تفسیر کبیر میں ہے :

كون الارض مهدا انما حصل كونها واقفة ساكنة ولما كان المهد موضع الراحة للصبي جعل الارض مهدا لكثرة ما فيها من الراحة له
 زمین کا گوارہ ہونا اس کے ٹھہرنے اور ساکن ہونے کی وجہ سے حاصل ہوا، اور جب گوارہ بچے کے لئے راحت کی جگہ ہے تو زمین کو اس کے لئے گوارہ قرار دیا گیا کہ اس میں کئی طرح متعدد راحتیں موجود ہیں۔ (ت)

خازن میں ہے :

(جعل لكم الارض مهدا) معناه واقفة ساكنة يمكن الانتفاع بها ولما كان المهد موضع راحة الصبي فلذلك سعى الارض مهدا لكثرة ما فيها من الراحة للخلق له

(تمہارے لئے زمین کو گوارہ بنایا) اس کا معنی ہے کہ وہ ٹھہری ہوئی پرسکون ہے جس سے نفع اٹھانا ممکن ہے، جبکہ گوارہ بچے کے لئے راحت کی جگہ ہے تو اسی لئے زمین کا نام گوارہ رکھا گیا کیونکہ اس میں مخلوق کے لئے کثیر راحتیں موجود ہیں۔ (ت)

خطیب شربنی پھر فتوحات الہیہ میں زیر کرمۃ من خرف ہے :

ای لو شاء لجعلها متحركة فلا يمكن الانتفاع بها فالانتفاع بها انما حصل لكونها مسطحة قارة ساكنة له

یعنی اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو زمین کو متحرک بناتا جس سے نفع حاصل کرنا ممکن نہ ہوتا۔ نفع تو اس صورت میں حاصل ہوا کہ وہ ہموار، قرار پکڑنے والی اور ساکن ہے۔ (ت)

اس ارشاد عظیم پر کہ ”زمین متحرک ہوتی تو اس سے انتفاع نہ ہوتا“ کا سہ لیسان فلسفہ جدیدہ کو اگر پرشبہ لگے کہ ”اس کی حرکت محسوس نہیں“ تو اُن سے کہتے یہ تمھاری ہوس خام ہے۔ ”فوزمیں“ دیکھتے ہم نے خود فلسفہ جدیدہ کے مسلماتِ عدیدہ سے ثابت کیا ہے کہ اگر زمین متحرک ہوتی جیسا وہ مانتے ہیں تو یقیناً

اس کی حرکت ہر وقت سخت زلزلہ اور شدید آندھیاں لاتی، انسان حیوان کوئی اس پر نہ بس سکتا۔ زبان سے ایک بات ہانک دینا آسان ہے مگر اس پر جو قاہر رد ہوں اُن کا اٹھانا ہزار لمبائیں پیراتا ہے۔

(۱۱) دیباچہ میں جو آپ نے دلائل حرکت زمین کتب انگریزی سے نقل فرمائے الحمد للہ ان میں کوئی نام کو تمام نہیں سب پاؤں ہو اہیں، زندگی بالآخر ہے تو آپ ان شاء اللہ تعالیٰ ان سب کا رد بلیغ فقیر کی کتاب "فوز مبین" کی فصل چہارم میں دیکھیں گے بلکہ وہ آٹھ سطریں جو میں نے اول میں لکھ دی ہیں کہ یورپ والوں کو طرز استدلال اصلاً نہیں آتا انھیں اثبات دعویٰ کی تمیز نہیں، اُن کے اوہام جن کو بنام دلیل پیش کرتے ہیں یہ یہ علتیں رکھتے ہیں، منصف ذی فہم مناظرہ داں کے لئے وہی اُن کے رد میں بس ہیں کہ دلائل بھی انھیں علتوں کے پابند ہوس ہیں اور بغضہ تعالیٰ آپ جیسے دیندار و سنی مسلمان کو اتنا ہی سمجھ لینا کافی ہے کہ ارشاد قرآن عظیم و نبی کریم علیہ افضل الصلاۃ والتسلیم و سلمہ اسلامی و اجماع امت گرامی کے خلاف کیونکہ کوئی دلیل قائم ہو سکتی، اگر بالفرض اس وقت ہماری سمجھ میں اس کا رد نہ آئے جب بھی یقیناً وہ مردود اور قرآن و حدیث و اجماع سے ہے یہ ہے مجد اللہ شان اسلام۔ محبت فقیر سائنس یوں مسلمان نہ ہوگی کہ اسلامی مسائل کو آیات و نصوص میں تاویلات و دور از کار کر کے سائنس کے مطابق کر لیا جائے۔ یوں تو معاذ اللہ اسلام نے سائنس قبول کی نہ کہ سائنس نے اسلام، وہ مسلمان ہوگی تو یوں کہ جتنے اسلامی مسائل سے اُسے خلاف ہے سب میں مسئلہ اسلامی کو روشن کیا جائے دلائل سائنس کو مردود و پامال کر دیا جائے جا بجا سائنس ہی کے اقوال سے اسلامی مسئلہ کا اثبات ہو، سائنس کا ابطال اسکات ہو، یوں قابو میں آئے گی، اور یہ آپ جیسے فہیم سائنسدان کو باز نہ تعالیٰ دشوار نہیں آپ اُسے بحشم پسند دیکھتے ہیں ص

وعین الرضی عن کل عیب کليلة

(رضا مندی کی آنکھ ہر عیب کو دیکھنے سے عاجز ہوتی ہے۔ ت)

اُس کے معائب مخفی رہتے ہیں مولیٰ عز وجل کی عنایت اور حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اعانت پر بھروسہ کر کے اس کے دعاوی باطلہ مخالفہ اسلام کو بنظر تحقیر و مخالفت دیکھے اُس وقت ان شاء اللہ العزیز التقدير اس کی طمع کا ریاں آپ پر کھلتی جائیں گی اور آپ جس طرح اب دیوبندیہ مخذولین پر مجاہد ہیں یوں ہی سائنس کے مقابل آپ نصرت اسلام کے لئے تیار ہو جائیں گے کہ ص

ولکن عین السخط تبدي المساویا

(لیکن ناراضگی کی آنکھ عیبوں کو عیاں کرتی ہے - ت)

مولوی قدس سرہ المعنوی فرماتے ہیں، ۵

دشمن راہِ حنہ را خوار دار دُزد را منبر منہ پر وار دار

(اللہ تعالیٰ کے راستے کے دشمن کو ذلیل رکھ، چور کے لئے منبر مت بچا بلکہ اس کو سُولی پر چڑھا۔ ت)

ربِّ کریم بجاہِ نبی رَوِّفِ رحیم علیہ فضل الصلوٰۃ و التسلیم ہمیں اور آپ اور ہمارے بھائیوں اہلسنت خادمانِ

ملت کو نصرت دینِ حق کی توفیق بخشے اور قبول فرمائے، آمین !

اللہ الحق آمین واعف عنا واعفر لنا و امرحمانا مولینا فانصرنا علی القوم

الکفرین ۵ والحمد للہ رب العلمین ۵ وصلى اللہ تعالیٰ علی سیدنا و مولینا محمد و

آلہ وصحبہ و ابنہ و حزیبہ اجمعین ۵ آمین ، واللہ تعالیٰ اعلم۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۲۷ ص ۱۹۵ تا ۲۲۸)

(۱۵) امریکی منجم پروفیسر البرٹ ایف، پورٹا کی ایک ہولناک شیشگوئی کا ذکر کرتے ہوئے رسالہ ”معین مبین بہر دور شمس و سکون زمین“ میں فرمایا :

یہ سب ادیان باطلہ و ہوساتِ عاقلہ ہیں، مسلمانوں کو ان کی طرف اصلاً التفات جائز نہیں۔
(۱) منجم نے ان کی بناء کو اکب کے طول وسطی پر رکھی جسے ہینا ت جدیدہ میں طول بفرض مرکزیت شمس

کہتے ہیں، اس میں وہ چکر کو اکب باہم ۲۶ درجے ۲۳ دقیقے کے فصل میں ہوں گے مگر یہ فرض خود فرض باطل و منطرد اور قرآنِ عظیم کے ارادات سے مردود ہے، نہ شمس مرکز ہے نہ کو اکب اس کے گرد متحرک، بلکہ زمین کا مرکز ثقل مرکز عالم ہے اور سب اکب اور خود شمس اس کے گرد دائر۔ اللہ تعالیٰ عز و جل فرماتا ہے :

والشمس والقمر بحسبان سورج اور چاند کی چال حساب سے ہے۔

اور فرماتا ہے :

والشمس تجری لمستقر لہا ذلک تقدیر العزیز العليم

سورج چلتا ہے اپنے ایک ٹھہراؤ کے لئے، یہ سادھا ہوا ہے زبردست علم والے کا۔

۱۵ ثنوی معنوی رجوع بحکایت زاہد باغلام امیر دفتر پنجم نورانی کتب خانہ پشاور ص ۸۷

۱۵ القرآن الکریم ۵/۵

۱۵ ۳۸/۳۶

اور فرماتا ہے :

كُلٌّ فِي فَلَكٍ يَسْبَحُونَ ۝

چاند سورج ایک ایک گھرے میں تیر رہے ہیں۔

اور فرماتا ہے :

وَسَخَّرَ لَكُمُ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ دَائِبَيْنِ ۝

تمہارے لئے چاند اور سورج مسخر کئے کہ دونوں باقاعدہ چل رہے ہیں۔

اور سورہٴ مہد میں فرماتا ہے :

وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لِيَجْزِيَ لِأَجَلٍ مُّسَمًّى ۝

اللہ نے مسخر فرمائے چاند سورج، ہر ایک ٹھہرائے وقت تک چل رہا ہے۔

بعینہ اسی طرح سورہٴ لقمان، سورہٴ ملک، سورہٴ نمل میں فرمایا۔ اس پر جو جاہلانہ اختراع پیش کرے اس کے جواب کو آیہ کریمہ میں فرمادی ہے :

الَا يَعْلَمُ مَنْ خَلَقَ وَهُوَ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ ۝

کیا وہ نہ جانے جس نے پیدا کیا، اور وہی ہے ہر بار کی جانتا خبردار۔ (ت)

تو پیش گوئی کا برے سے بڑی ہی باطل ہے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۲۷ ص ۲۳۰، ۲۳۱)

(۱۶) رسالہ مذکورہ ”معین معین“ کے ایک حاشیہ میں فرمایا،

”تبلیغ ضروری“ آفتاب کو مرکز ساکن اور زمین کو اس کے گرد دائرہ نما تو صراحتہً آیات قرآنیہ کا صاف انکار ہے ہی ایسا تو ان کا موعوم کہ آفتاب مرکز زمین کے گرد دائرہ نما ہے مگر نہ خود بلکہ حرکتِ فلک سے، آفتاب کی حرکت عرضیہ ہے جیسے جالس سفینہ کی۔ یہ بھی ظاہر قرآنِ کریم کے خلاف ہے بلکہ خود آفتاب متحرک ہے آسمان میں تیرتا ہے جس طرح دریا میں مچھلی۔ قال اللہ تعالیٰ :

وَكُلٌّ فِي فَلَكٍ يَسْبَحُونَ ۝

اور چاند سورج ایک ایک دائرے میں تیر رہے ہیں (ت)

۱۵ القرآن الکریم ۳۳/۱۴

۱۴/۶۷ ” ۱۵

۱۶ القرآن الکریم ۳۰/۳۶

۱۳/۳۵ ” ۱۷

۲۰/۳۶ ” ۱۸

افقہ الصحابہ بعد الخلفاء الاربعہ سیدنا عبداللہ بن مسعود صاحبِ برسر رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
سیدنا حذیفہ بن الیمان رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے حضور کعب کا قول مذکور ہوا کہ ”آسمان گھومتا ہے“
دونوں حضرات نے بالاتفاق فرمایا :

کذب کعب (ان الله يمسك السموات والارض ان تزولا)
کعب نے غلط کہا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے بیشک اللہ آسمانوں اور زمین کو روکے ہوئے ہے کہ
برسر کسی نہیں۔

نمراذ ابن مسعود : وكفى بهامن والالان تد ورا۔ مروا کا عنہ سعید بن منصور و
عبد بن حمید و ابن جریر و ابن المنذر و عن حذیفۃ عبد بن حمید۔

ابن مسعود نے اتنا زیادہ کیا کہ گھومنا اس کے زوال کے لئے کافی ہے اس کو عبداللہ بن مسعود
سے سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے روایت کیا جبکہ حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ
عنہ سے عبد بن حمید نے روایت کیا (ت)

اس آیت میں اگرچہ تاویل ہو سکے، صحابہ کرام خصوصاً ایسے اجلہ اعلم بمعانی القرآن ہیں اور ان کا
اتباع واجب ۱۲ منہ مدظلہ العالی۔
(فتاویٰ رضویہ ج ۲۷ ص ۲۳۵)

(۱۷) سمندر کے نیچے آگ کا اثبات کرتے ہوئے فرمایا،
ہمارے یہاں تو ثابت ہی تھا کہ سمندر کے نیچے آگ ہے۔ قرآن عظیم نے فرمایا،
والبجور المسجور (اور قسم ہے سلگائے ہوئے سمندر کی۔ ت)

حدیث میں ہے :

ان تحت البحور نار (بیشک سمندر کے نیچے آگ ہے۔ ت)

(فتاویٰ رضویہ ج ۲۷ ص ۲۶۹)

۱۵۰/۲۲	دار احیاء التراث العربی بیروت	۴۱/۳۵	تحت الآیۃ (تفسیر الطبری)	جامع البیان
۳۲/۷	دار الفکر بیروت	۳۱/۳۵	تحت الآیۃ (تفسیر الطبری)	الدر المنثور
۱۷۱/۲۲	دار الفکر بیروت	۳۱/۳۵	تحت الآیۃ (تفسیر الطبری)	جامع البیان
۳۲/۷	دار الفکر بیروت	۳۱/۳۵	تحت الآیۃ (تفسیر الطبری)	الدر المنثور
۵۹۶/۴	دار الفکر بیروت	۶/۵۲	القرآن الکریم	المستدرک للحاکم

(۱۸) چاند اور چاندنی کے گرم نہ ہونے کے بارے میں فرمایا :

اقول یہ بھی حیاتِ جدیدہ پر وارد ہے جس میں آسمان نہ مانے گئے۔ فضائے خالی میں جنبش ہے تو ضرور چاند کا آگ اور چاندنی کا سخت دھوپ سا گرم ہو جانا تھا لیکن ہمارے نزدیک کل فی فلك یسبب حوت ہر ایک ایک گھیرے میں پیرتا ہے۔ ممکن کہ فلک قمر یا اس کا وہ حصہ جتنے میں قمر شناوری کرتا ہے خالق عظیم عزوجل نے ایسا سرد بنایا ہو کہ اس حرارت حرکت کی تعدیل کرتا اور قمر کو گرم ہونے دیتا ہو جس طرح آفتاب کے لئے حدیث میں ہے کہ اُسے روزانہ برف سے ٹھنڈا کیا جاتا ہے ورنہ جس چیز پر گرتا جلادیتا۔ رواہ الطبرانی فی الکبیر عن ابی امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ فتاویٰ رضویہ ج ۲، ص ۳۴۳

(۱۹) فلسفہ قدیمہ کے رد میں تحریر فرمودہ کتاب ”الکلمۃ الملمیۃ“ میں فرمایا :

مقام اول : اللہ عزوجل فاعل مختار ہے اس کا فعل نہ کسی مرجح کا دستِ نگہ نہ کسی استعداد کا پابند، یہ مقدمہ نظر ایمانی میں تو آپ ہی ضروری و بدیہی۔

یفعل اللہ ما یشاء ۛ فعّال لما یرید ۛ له الخیرۃ۔

اور اللہ جو چاہے کرے، جب جو چاہے کرے، اختیار اسی کو ہے۔ (ت)

یوں ہی عقل انسانی میں بھی آدمی اپنے ارادے کو دیکھ رہا ہے کہ دو متساویوں میں بے کسی مرجح کے آپ ہی تخصیص کر لیتا ہے۔ دو جام یکساں ایک صورت ایک لطافت کے دونوں میں ایک سا پانی بھرا ہو، اس سے ایک قرب پر رکھے ہوں، یہ پینا چاہے اُن میں سے جسے جی چاہے اٹھالے گا۔ ایک مطلوب تک دو راستے بالکل برابر و یکساں ہوں جسے چاہے چلے گا۔ ایک سے دو کپڑے ہوں جسے چاہے گا پہنے گا۔ پھر اُس فعّال لما یرید کے ارادے کا کیا کتنا۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۲، ص ۳۸۶)

(۲۰) و مزقناہم کل ممزق الآیۃ میں تمزق سے کیا مراد ہے؟ اس سلسلہ میں جوہر لایعجزی کا ابطال کرتے ہوئے فرمایا :

فاقول قال المولیٰ سبحانہ و تعالیٰ، و مزقناہم کل ممزق (اور انھیں پوری پریشانی

سے پرانگندہ کر دیا۔ ت) تمزق پارہ پارہ کرنا۔ ہم نے ان کی کوئی تمزق باقی نہ رکھی سب بالفعل کر دیں۔ ظاہر ہے کہ یہاں تمزق موجود مراد نہیں ہو سکتی کہ تحصیل حاصل ناممکن۔ لاجرم تمزق ممکن مراد یعنی جہاں

ایک تجزیہ کا امکان مناسب بالفعل کر دیا تو ضروریہ تجزیہ اُن اجزاء پر منتہی ہوا جن کے آگے تجزیہ ممکن نہیں
ورنہ کل مسترق نہ ہوتا کہ ابھی بعض تمزقیں باقی تھیں اور وہ اجزاء جن کا تجزیہ ناممکن ہو نہیں سکتا
اجزائے لاتجزئی، تو اس تقدیر پر حاصل یہ ہوا کہ اُن کے اجسام کے تمام اتصالات حیثیت ہر حقے اور ہر حصے کے
حقے باطل فرما کر اُن کے اجزائے لاتجزئی دور دور بکھیر دیئے کہ اب کسی جز کو دوسرے سے اتصالی حتیٰ بھی نہ رہا۔
(فتاویٰ رضویہ ج ۲۷ ص ۵۳۹)

(۲۱) مزید فرمایا :

ثالثاً ہم نے اجزائے لاتجزئی کی طرف بعض اجسام کی تحلیل قرآن کریم سے استفادہ کی تھی، بعض اجسام
کا متصل بلا انفصال ہونا بھی کتاب عزیز سے استفادہ کریں۔
قال عز وجل اقلعینظر والی السماء فوقهم کیف بنینہا ونزینہا وما لہا من فردج۔
عزت وجلال والے اللہ نے فرمایا، کیا اپنے اوپر آسمان کو نہیں دیکھتے ہم نے اسے کیسے بنایا اور آراستہ
فرمایا اور اس میں اصلاً رخنے نہیں۔

آسمان اگر اجزائے لاتجزئی سے مرکب ہوتا تو بلاشبہ اس میں بے شمار رخنے ہوتے کہ کوئی جز دوسرے
سے نہ مل سکتا تو ثابت ہوا کہ آسمان جسم متصل ہے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۲۷ ص ۵۷۲)

(۲۲) جامع شرائط پیر طریقت سے انحراف گناہ ہے۔ چنانچہ اس سلسلہ میں فرمایا،
پیر طریقت جامع شرائط صحت بیعت سے بلا وجہ شرعی انحراف ارتداد طریقت ہے اور شرعاً معصیت
کہ بلا وجہ ایذا۔ و احقار مسلم ہے، اور وہ دونوں حرام۔

اللہ عز وجل فرماتا ہے،
فمن نکث فانما ینکث علی نفسه۔

تو جس نے عہد توڑا اس نے اپنے بڑے عہد کو توڑا۔ (ت)

ع یعنی جبکہ ترکیب اجزاء سے فرض کریں ورنہ اجزائے لاتجزئی کی طرف تحلیل تو ضرور مفاد ارشاد ہے
کما سیأتی ۱۲ منہ غفرلہ۔

لہ القرآن الکریم ۶/۵۰

۱۰/۴۸

اور فرماتا ہے ،

والذين يؤذون المؤمنين والمؤمنات بغير ما اكتسبوا فقد احتملوا بهتاناً وإثماً مبيناً۔
اور جو ایمان والے مردوں اور عورتوں کو بے کئے ستاتے ہیں انھوں نے بہتان اور کھلا گناہ اپنے

سر لیا۔ (ت) (فتاویٰ رضویہ ج ۲، ص ۵۷۷، ۵۷۸)

(۲۳) محمد طیب نامی ایک شخص جو عرب صاحب کے نام سے مشہور تھا۔ اس نے تقلید کے بارے میں
المحضرت کی خدمت میں خط بھیجا جس کے جواب میں آپ نے فرمایا :

ولأنك يا اخي سرجعت في هذا الى الكلام المبين لا غناك عن مراجعة مثل من
المقلدين كما به تغيت فيما تميت عن الاثمة المجتهدين رضوان الله تعالى عليهم اجمعين
المترالى ربك كيف يقول وقوله الحق "وما كان المؤمنون لينفروا كافة فلو لا نفر من كل
فرقة منهم طائفة ليتفقهوا في الدين ولينذروا قومهم اذا رجعوا اليهم لعلهم
يحذرون" فقد فرض التفقه في الدين واعفى عنه عامة المؤمنين ولم يترك
احدا منهم سدى فانما ارشد للتقليد من اهتدى الم تعلم ان الله على خلقه فرأض
لا تترك ومحاسر لا تنتهب وحدود امن تعداها فقد ظلم وهلك ولكلها اوجليها
شرايط و تفاصيل لا يهتدى اليها الا قليل ، وما يعقلها الا العالمون ، فاسئلوا اهل
الذكر ان كنتم لاتعلمون

برادر ! اگر آپ اس معاملے میں قرآن عظیم کی طرف رجوع کرتے تو مجھ جیسے مقلد کی جانب رجوع کی
 حاجت نہ ہوتی جیسا کہ آپ اپنے خیال میں قرآن فہمی کے باعث حضرات ائمہ مجتہدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم
 اجمعین سے بے نیاز ہو گئے ہیں ، آپ نے دیکھا کہ آپ کا رب کیا فرما رہا ہے اور اسی کا قول سچا ہے
 وما كان المؤمنون لينفروا كافة الآية یعنی مسلمان سب کے سب تو باہر جانے سے رہے تو کیوں
 نہ ہوا کہ ہر گروہ سے ایک ٹکڑا نکلتا کہ دین میں فقہ سیکھے اور واپس آکر اپنی قوم کو ڈر سناے اس امید پر کہ
 وہ خلاف حکم کرنے سے بچیں ، تو اللہ تعالیٰ نے فقہ سیکھنا فرض فرمایا اور عام مومنین کو اس سے معاف فرمایا اور
 مہل اور آزاد کسی کو نہیں رکھا ہے تو ضرور اہل ہدایت کو تقلید ہی کا ارشاد ہوا ہے ۔ کیا آپ نہیں جانتے کہ

اللہ عزوجل کے لئے اپنی مخلوق پر کچھ فرض ہیں کہ چھوڑنے کے نہیں کچھ حرام ہیں کہ حرمت توڑنے کے نہیں، کچھ حدیں ہیں کہ جو ان سے آگے بڑھے ظالم ہو اور ہلاکت میں پڑے، اور ان سب یا اکثر کے لئے شرطیں اور تفصیلیں ہیں جنہیں گنتی ہی کے لوگ جانتے ہیں اور ان کی سمجھ نہیں مگر عالموں کو، تو اہل ذکر سے مسئلہ پوچھا اگر تمہیں علم نہ ہو۔ (ت)

(فتاویٰ رضویہ ج ۲۷ ص ۶۴۷، ۶۴۸)

(۲۴) محمد طیب (عرب صاحب) نے دوسرا خط اولیاء اللہ کے تصرف کے بارے میں بھیجا، اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے اس کا جواب دیتے ہوئے فرمایا:

ان كان معناك واجيدك بالله ان يكون مرمك ان البشع ان يكون المولى سبحانه وتعالى شرف جمعا من عبادة المكرمين بان اذن لهم في التصرف في العلمين من دون ان يحبري في ملكه الا ما يشاء او يكون لغيره ذرة من ملك في ارض او سماء او يتوهم هناك شئ من تعطيل او تحمل ونرا وتخفيف ثقل كما اذن سبحانه لجبريل وميكائيل وعزرائيل وغيرهم من مقربى حضرة الجليل عليهم الصلوة والسلام بالتبجيل في تدابير القطر والمطر والزرع والنبات والرياح والجنود والحياة والممات وتصوير الاجنة في بطون الاممات وتيسير الرزق وقضاء الحاجات الى غير ذلك من حوادث الكائنات وهم فيما بينهم على مناخل شتى كما انزلهم ربهم حتما وبسا سلاطين ووزراء واعوان و امراء فهذا ما يقوله المسلم ولا مرء وهذا كلام الله قولا فصلا وحكما عدلا قائلا فالمدبر امراة توفقه رسلا قل يتوفكم ملك الموت الذى وكل بكم، وهو القاهر فوق عبادة ويرسل عليكم حفظة، له معقبات من بين يديه ومن خلفه يحفظونه من امر الله، اذ يوحى ربك الى الملائكة اتي معكم فتثبتوا الذين امنوا، انه ليقول رسول كريم ذى قوة عند ذى العرش مكين متاع ثم امين، انما انا رسول ربك لاهب لك غلاما زكيا، اتي جاعل في الارض خليفة، يا داود انا جعلتك خليفة في

۱۱/۳۲	۱۱/۱۳	۲۱، ۲۰، ۱۹/۸۱	۳۰/۲	۵/۷۹	۶۱/۶	۱۲/۸	۱۹/۱۹
۵۵	۵۵	۵۵	۵۵	۵۵	۵۵	۵۵	۵۵
۵۵	۵۵	۵۵	۵۵	۵۵	۵۵	۵۵	۵۵
۵۵	۵۵	۵۵	۵۵	۵۵	۵۵	۵۵	۵۵
۵۵	۵۵	۵۵	۵۵	۵۵	۵۵	۵۵	۵۵

الارض علیہ انا سخرنا الجبال معه یسبحن بالعشی والاشراق ۵ والطیر محشورة کل له
 اواب ۶ فسخرنا له الريح تجری بامره رخاء حیث اصاب ۷ والشیاطین کل بناء
 وغواص ۸ واخرین مقرنین فی الاصفاذ ۹ هذا عطاؤنا فامنن او امسک بغير
 حساب ۱۰ ابرئ الاکمه والابصر واحی الموتی باذن الله ۱۱ ولکن الله یسلط رسله
 علی من یشاء ۱۲ اغناهم الله ورسوله من فضله ۱۳ حسینا الله سیؤتینا الله من فضله
 ورسوله ۱۴ ۱۵ یا ایها الذین امنوا اطیعوا الله واطیعوا الرسول واولی الامر منکم، ولسو
 مردوه الی الرسول والی اولی الامر منکم لعلمه الذین یشنبطونه منهم ۱۶ - فنبئن
 بعلم ماذا تستبشع فیہ انما عہدی بک عقولا غیر سفیه والله الہادی وولی الایادی -
 اگر آپ کی مراد یہ ہو (اور میں آپ کو خدا کی پناہ میں دیتا ہوں کہ یہ آپ کی مراد ہو) کہ ناخوش یہ ہے
 کہ اللہ عز وجل اپنے گرامی بندوں سے ایک گروہ کو شرف بخشے انھیں عالم میں تصرف کا اذن دے بغیر اس کے
 کہ اس کے ملک میں بے اس کے پاس کچھ ہو سکے یا اس کے غیر کے لئے زمین یا آسمان میں کوئی ذرہ بھر ملک
 ہو یا یہاں کسی قدر معطل ہونے یا بوجہ اٹھانے بار بار ہلکا کرنے کا وہم گزرے جیسے اس پاک بے نیاز نے
 جبریل و میکائیل و عزرائیل وغیرہم مقربان بارگاہ عزت علیہم الصلوٰۃ والتحیۃ کو بوندوں اور بارش اور روئیدگی
 اور ہواؤں اور لشکروں اور زندگی اور موت کی تدبیر اور ماؤں کے پیٹ میں بچوں کی تصویر اور خلق کے لئے روزی
 آسان اور حاجتیں روا کرنے اور ان کے سوا اور حوادث کائنات کا اذن دیا ہے اور وہ قطعاً یقیناً اپنے آپس میں
 مختلف مرتبوں پر ہیں جسے اس کے رب نے جو مرتبہ بخشا ہے بادشاہ و وزیر و سپاہی و امیر، تو یہ بات بیشک
 مسلمانوں کے کہنے کی ہے اور یہ ہے اللہ کا کلام فیصلہ کرنے والا ارشاد اور عدالت والا حکم کہ فرما رہا ہے، قسم
 ان کی جاکاموں کی تدبیر کرتے ہیں، اسے ہمارے رسولوں نے وفات دی تو فرما تمہیں ملک الموت وفات دیتا ہے

۱۵ القرآن الکریم ۳۸/۱۸، ۱۹

۱۶ " ۳۸/۳۷

۱۷ " ۳۸/۳۹

۱۸ " ۵۹/۶

۱۹ " ۵۹/۹

۲۰ " ۸۳/۴

۱۵ القرآن الکریم ۳۸/۲۶

۱۶ " ۳۸/۳۶

۱۷ " ۳۸/۳۸

۱۸ " ۲/۴۹

۱۹ " ۹/۷۲

۲۰ " ۲/۵۹

جو تم پر مقرر فرمایا گیا ہے، اور وہی غالب ہے اپنے بندوں پر اور بھیجتا ہے تم پر نگہبان، آدمی کے لئے بدلی والے ہیں اس کے آگے اور پیچھے کہ اس کی حفاظت کرتے ہیں خدا کے حکم ہے، جب وحی بھیجتا ہے تیرا رب فرشتوں کو کہ میں تمہارے ساتھ ہوں تو تم ثابت قدمی بخشو ایمان والوں کو۔ بیشک وہ ایک عزت والے زبردست رسول کی بات ہے کہ مالک عرش کے حضور جس کی عزت ہے وہاں اس کا حکم چلتا ہے امانت والا ہے، میں تو یہی تیرے رب کا رسول ہوں اور میں تجھے ستھرا بیٹا عطا کروں، بیشک میں زمین میں نایب بنانے والا ہوں۔ اے داؤد! بیشک ہم نے تجھے زمین میں نایب کیا۔ بیشک ہم نے اس کے ساتھ پہاڑوں کو قابو کر دیا پاکی بولتے ہیں کچھلے دن اور سورج چمکتے اور پرندوں کو مسخر کر دیا گروہ کے گروہ جمع کئے ہوئے، سب اس کی طرف رجوع لاتے ہیں۔ تو ہم نے سلیمان کے قابو میں ہوا کو کر دیا کہ سلیمان کے حکم سے نرم نرم چلتی ہے جہاں وہ چاہے اور دیو مسخر کر دیتے اور ہر راج اور غوطہ خور اور بندھنوں میں جکڑے ہوئے، یہ ہماری دین ہے تو چاہے دے چاہے روک رکھ بھساب۔ میں مادر زاد اٹھنے اور سپید داغ والے کو اچھا کرتا ہوں اور میں مردے چلا دیتا ہوں خدا کے حکم سے۔ لیکن اللہ اپنے رسولوں کو قاتل دیتا ہے جس پر چاہے۔ انھیں غنی کر دیا اللہ اور اللہ کے رسول نے اپنے فضل سے۔ ہمیں خدا بس ہے اب دیتا ہے ہمیں اللہ اپنے فضل سے اور اللہ کا رسول۔ اے ایمان والو! حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا اور ان کا جو تم میں کاموں کے اختیار والے ہیں۔ اور اگر اسے لاتے رسول کے حضور اور اپنے ذی اختیاروں کے سامنے تو ضرور اس کی حقیقت جان لیتے وہ جو ان میں بات کی تہ کو پہنچ جانے والے ہیں۔ تو اب علمی راہ سے کہئے اس میں آپ کو کیا بُر لگتا ہے، اور میں نے آپ کو جب دیکھا تھا عاقل غیر سفیہ ہی پایا تھا اور اللہ ہادی اور نعمتوں کا مالک ہے۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۲، ص ۶۶۲ تا ۶۶۵)

فتاویٰ رضویہ جلد ۲۸

(۱) ولد الزنا کی امامت و خلافت کے بارے میں فرمایا،

یونہی اگر وہ لائق خلافت ہے اُسے خلافت دینی اور عقیدت کے ساتھ اس کے ہاتھ پر بیعت کرنے میں کوئی حرج نہیں، نہ اُس پر نہ اُس کے شیخ پر اس میں کچھ الزام۔

قال اللہ تعالیٰ لا تنزعوا منہما شئاً و منہما اخرویٰ

(فتاویٰ رضویہ ج ۲۸ ص ۶۶۲ تا ۶۶۵)

(اللہ تعالیٰ نے فرمایا:) کوئی بوجھ اٹھانے والی جان دوسری کا بوجھ نہیں اٹھائے گی۔ (ت)

ففى تفسير الخازن : (اذ نودى للصلاة من يوم الجمعة) امر اذ بهذا الاذان عند قعود الامام على المنبر لانه لم يكن فى عهد رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم نداء سواه ، ولا بى داود قال كان يؤذن بين يدى النبى صلى الله تعالى عليه وسلم اذ اجلس على المنبر يوم الجمعة على باب المسجد ثم مختصرا .

وفي تفسير الكبير قوله تعالى "إذا نودي" يعني النداء إذا جلس الإمام على المنبر يوم الجمعة - وهو قول مقاتل وأنه كما قال لأنه لم يكن في عهد رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم نداء سواه ، كان إذا جلس عليه الصلوة والسلام على المنبر إذ ن بلال على باب المسجد وكذا على عهد أبي بكر وعمر رضي الله تعالى عنهما عليهما السلام .

وفي الكشف النداء الاذان ، وقالوا المراد به الاذان عند قعود الامام على المنبر ، وقد كان لرسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم مؤذن واحد فكان اذا اجلس على المنبر اذن على باب المسجد فاذا انزل اقام للصلاة ، ثم كان ابو بكر وعمر رضي الله تعالى عنهما على ذلك حتى اذا كانت عثمان وكثر الناس وتباعدت المنابر لم يراد مؤذنا اخر فامر بالتأذين الاول على داره التي تسمى "نروراء" فاذا اجلس على المنبر اذن المؤذن الثاني فاذا انزل اقام للصلاة اهـ

وفي المسجد الشفاعة لعبد الله بن الهادي كان له صلى الله تعالى عليه وسلم مؤذن واحد فكان اذا جلس على المنبر اذن على باب المسجد فاذا نزل اقام الصلوة ثم وكذا في النهر الماد من البحر لابي حيان كذلك كان في زمان رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم كانت اذا صعد على المنبر اذن على باب المسجد فاذا نزل بعد

۱۰ باب التأویل فی معانی التنزیل (تفسیر الخازن) تحت آیت ۶۲/۹ دارالکتب العلمیہ بیروت ۲۹۰/۴

٢٤ مفاتيح الغيب (التفسير الكبير) " " " ميدان الجامع الأزهر مصر ٣٠/٨

٥٣ الكشاف عن حقائق غوامض التنزيل " " " دار الكتاب العربي بيروت ١٤٣٢/٤

كم الدر الشفاف

الخطبة أقيمت الصلوة ، وكذا كان في زمن أبي بكر وعمر إلى زمن عثمان وكثير الناس وتباعدت المنازل فزاد مؤذنا آخر على دارة التي تسمى الزوراء ، فاذا جلس على المنبر أذّن الثاني ، فاذا نزل من المنبر أقيمت الصلوة ولم يعب أحد ذلك عليه

وفي تقريب الكشاف (لابي الفتح محمد بن مسعود) ، كان لرسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم وكذا الشيخين بعده مؤذن واحد يؤذن عند الجلوس على المنبر على باب المسجد ^{عليه} -

وفي تجريد الكشاف لابی الحسن علی بن القاسم كان له صلى الله تعالى عليه وسلم مؤذن واحد فكان إذا جلس على المنبر أذّن على باب المسجد فاذا نزل أقام الصلوة ^{عليه} -

وفي تفسير النيسابوري النداء الاذان في اول وقت الظهر وقد كان لرسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم مؤذن واحد فكان إذا جلس على المنبر أذّن على باب المسجد ثم مثل ما في الكشاف -

وفي تفسير الخطيب ثم الفتوحات الالهية قوله تعالى "اذنودى للصلوة" المراد بهذا النداء الاذان عند قعود الخطيب على المنبر لانه لم يكن في عهد رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم نداء سواه فكان له مؤذن واحد إذا جلس على المنبر أذّن على باب المسجد فاذا نزل أقام الصلوة ثم كان أبو بكر وعمر وعلي بالكوفة مرضى الله تعالى عنهم على ذلك ، حتى كان عثمان مرضى الله تعالى عنه وكثير الناس وتباعدت المنازل فزاد مؤذنا آخر ^{عليه} -

تفسير فائز میں ہے ، (جمع کے دن جب نماز کے لئے اذان دی جائے) اس سے وہ اذان

۱۔ النهر الماد من البحر على ما مشى البحر المحيط تحت الآية ۹/۶۲ دار الفكر بيروت ۲۶۵/۸

۲۔ تقريب الكشاف لابی الفتح محمد بن مسعود

۳۔ تجريد الكشاف لابی الحسن علی بن قاسم

۴۔ غرائب القرآن (تفسير نيشاپوري) تحت الآية ۹/۶۲ مصطفى البابي مصر ۵۲/۲۸

۵۔ الفتوحات الالهية (الشهير بالجل) " " دار الفكر بيروت ۴/۸

مراد ہے جو امام کے منبر پر بیٹھنے کے وقت ہوتی ہے اس لئے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ میں اس کے علاوہ اور اذان نہیں تھی۔ ابو داؤد کی حدیث میں ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جمعہ کے دن جب منبر پر بیٹھتے تو ان کے سامنے مسجد کے دروازہ پر اذان دی جاتی تھی اور مختصراً۔

تفسیر کبیر میں ہے: اللہ تعالیٰ کا قول ”جمعہ کے دن جب نماز کے لئے اذان دی جائے“ یعنی ندا جو جمعہ کے دن امام کے منبر پر بیٹھتے وقت دی جاتی ہے، یہی مقال کا قول ہے۔ اور ایسا ہی بیان کیا گیا ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ میں اس اذان کے علاوہ کوئی اذان نہیں دی جاتی تھی، جمعہ کے دن جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم منبر پر بیٹھتے تو بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسجد کے دروازہ پر اذان دیتے۔ ایسا ہی ابو بکر و عمر رضوان اللہ تعالیٰ علیہما کے زمانہ میں بھی تھا۔

تفسیر کشف میں ہے: (سورہ جمعہ کی آیت میں) نداء سے مراد اذان ہے، کہتے ہیں کہ اس اذان کی طرف اشارہ ہے جو امام کے منبر پر بیٹھنے کے وقت دی جاتی تھی۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں ایک ہی مؤذن آپ کے منبر پر بیٹھتے ہی مسجد کے دروازہ پر اذان دیتا۔ خطبہ کے بعد آپ منبر سے اتر کر نماز قائم فرماتے۔ ابو بکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے زمانہ میں بھی ایسا ہی ہوتا رہا۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ ہوئے اور لوگوں کی تعداد میں بڑا اضافہ ہوا اور دور دور تک مکانات ہو گئے تو آپ نے ایک مؤذن کا اور اضافہ فرمایا اور اسے پہلی اذان کا حکم دیا جو آپ کے گھر موسم بہ ”زورار“ پر دی جاتی (یہ مکان مسجد سے دور بازار میں تھا) اور جب آپ منبر پر بیٹھتے تو دوسرے مؤذن اذان دیتے، پھر آپ منبر سے اتر کر نماز قائم فرماتے۔

در شفاف لعبد اللہ بن الہادی میں ہے: آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ایک ہی مؤذن تھے جو آپ کے منبر پر بیٹھنے کے وقت دروازہ مسجد پر اذان دیتے پھر آپ منبر سے اتر کر نماز قائم فرماتے۔

نہر الماد من البحر لابی حیان میں ہے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ پاک میں ایسا ہی ہوتا تھا کہ جب آپ منبر پر بیٹھتے تو مسجد کے دروازہ پر اذان ہوتی، اور جب خطبہ کے بعد آپ اترتے تو نماز قائم ہوتی۔ ایسے ہی صاحبین کے عہد تا ابتداء عہد عثمان رضی اللہ عنہم اجمعین ہوتا رہا۔ پھر عثمان کے زمانہ میں مدینہ شریف کی آبادی بڑھ گئی لوگ زیادہ ہو گئے اور مکانات دور تک پھیل گئے تو آپ نے ایک مؤذن کا اضافہ فرمایا اور انھیں حکم فرمایا کہ پہلی اذان آپ کے مکان ”زورار“ پر دیں۔ پھر جب آپ منبر پر بیٹھتے تو مؤذن دوسری اذان دیتا۔ پھر آپ منبر سے اتر کر نماز قائم فرماتے۔ اس پر کسی نے اعتراض نہیں کیا۔

تقریب کشف لابی الفتح محمد بن مسعود میں ہے: حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور آپ کے بعد شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے عہد میں ایک ہی مؤذن تھا جو امام کے منبر پر بیٹھنے کے وقت مسجد کے دروازہ

اذان دیتا تھا۔

اور تجربہ کشافؒ ابی الحسن علی بن القاسم میں ہے، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ایک مؤذن تھا جب آپ منبر پر بیٹھے تو وہ مسجد کے دروازے پر اذان دیتا تھا، اور آپ جب منبر سے اترتے تو نماز قائم فرماتے۔

تفسیر نیشاپوری میں ہے، نداء اول وقت ظہر میں اذان ہے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ایک مؤذن تھا، جب آپ منبر پر بیٹھے تو وہ مسجد کے دروازے پر اذان دیتا تھا الخ (موافق تفسیر کشاف)۔ تفسیر خطیب و فتوحات البیہ میں ہے، اللہ تعالیٰ کا فرمان ”جمعہ کے دن جب نماز کے لئے اذان دی جائے اس نداء سے وہ اذان مراد ہے جو امام کے منبر پر بیٹھنے پر دی جاتی ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عہد میں اس اذان کے علاوہ تھی ہی نہیں، ایک ہی مؤذن تھا، جب آپ منبر پر بیٹھے تو وہ دروازہ پر اذان دیتا اور جب آپ منبر سے اترتے تو نماز قائم ہوتی۔ پھر ابو بکر و عمرو علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) کو فہم میں اسی پر عامل رہے، مدینہ میں عہد عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں آبادی بڑھی اور مکانات دور دور تک پھیل گئے تو انہوں نے ایک اذان اور زائد کی۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۲۸ ص ۱۰۸ تا ۱۱۲)

(۳۷) جو شخص کہتا ہے کہ عہد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں اذان جمعہ تھی ہی نہیں اس کے رد میں فرمایا، ولایدری هذا المسکین ان هذا انکاسا للاجماع وتصريح القران فقد اجمعوا انه لم یکن من عہد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم للجمعة الا هذا الاذان واللہ تعالیٰ یقول ۱ یا ایہا الذین امنوا اذا نودی للصلاة من یوم الجمعة فاسعوا الی ذکر اللہ، وانما الامر بالسمعی للغائبین دون الحاضرين لاستحالة تحصيل الحاصل واللہ تعالیٰ یقول وذرُوا البیع، وانما البیع والشراء کان فی الاسواق لافی المسجد فدل النص ان اذان الخطبة علی عہد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کان نداء للغائبین الی الصلوة هذا هو الاذان المصطلح الشرعی۔

اس مسکین کو یہ معلوم نہیں کہ اجماع امت وتصريح قرآن کا انکار ہے، کیونکہ سب کا اس پر اجماع ہے کہ ”حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عہد میں خطبہ کے علاوہ کوئی اذان نہ تھی“ اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ ”ایمان والو! جمعہ کے دن اذان دی جائے تو اللہ تعالیٰ کے ذکر کے لئے دوڑ پڑو“ یہ مسجد کی طرف سمعی کا حکم غائبین

کے لئے ہی تو ہے۔ یہ بھی فرمایا کہ بیع و شراء چھوڑ دو۔ بیع و شراء تو بازار میں ہوتی ہے مسجد میں نہیں۔ تو معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ میں اذان خطبہ مسجد میں موجود نہ رہنے والوں کو نماز کے لئے بلانے کے لئے ہی ہوتی تھی، اور یہی اذان شرعی و اصطلاحی ہے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۲۸ ص ۱۲۷)

(۴) اُنما یعمر مساجد اللہ من امن باللہ والیوم الآخر سے کیا مراد ہے؟ اس کے بارے میں فرمایا:

والآخر الارض مع البناء وهو الاصل مع الوصف فالبنیان کالجدران والبیبات ، داخل بهذا المعنی فیہ وعلى الاول قوله تعالى اُنما یعمر مساجد اللہ من امن باللہ والیوم الآخر۔ اخرج الائمة احمد والدارمی والترمذی وحسنہ وابن ماجہ وابن خزيمة و ابن جبان والمحاکم، وصححه عن ابی سعید الخدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اذا سُرِیتم الرجل یعتاد المسجد فاشهدوا له بالایمان فیہ قال اللہ تعالیٰ اُنما یعمر مساجد اللہ من امن باللہ والیوم الآخر فعبا سرتھا بالصلوة فیہا لو لم یکن ثم بناء کالمسجد المحرام فی من رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فما کان الا اس ضاحول الکعبة مخلقة للطواف ، وعلى الآخر قوله عز وجل لهدمت صوامع وبيع وصلوات ومساجدؑ فما الهدم الا للبناء۔

(ب) اس اطلاق میں زمین مع بنیادوں کے مسجد ہے، تو دروازے اور دیواریں سب مسجد میں داخل ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فرمان اُنما یعمر مساجد اللہ من امن باللہ (مسجدیں اللہ تعالیٰ پر۔

۱۸/۹

جامع الترمذی ابواب الایمان باب ما جاء فی حرمة الصلوة امین محمدی دہلی ۸۶/۲

مسند احمد بن حنبل عن ابی سعید الخدری المکتب الاسلامی بیروت ۶۸/۳

المستدرک للحاکم کتاب الصلوة دار الفکر بیروت ۲۱۲/۱ و ۲۱۳

موارد النظام باب الجلوس فی المسجد للخیمر حدیث ۳۱۰ المکتبۃ السلفیہ ص ۹۹

صحیح ابن خزيمة باب الشهادة بالایمان لعمار المسجد حدیث ۱۵۰۲ المکتب الاسلامی بیروت ۳۷۹/۲

۱۸/۹

۴۰/۲۲

ایمان لانے والے تعمیر کرتے ہیں) میں یہی مراد ہے۔ امام احمد، دارمی اور ترمذی نے اس کو تخریج کیا، اور ترمذی نے حسن کہا۔ ابن ماجہ، ابن خزیمہ، ابن حبان اور حاکم نے اس کی تصحیح کی روایت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جب تم کسی آدمی کو دیکھو کہ مسجد کی حاضری اس کی عادت بن چکی ہے تو اس کے ایمان کی گواہی دو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ”مسجد تو وہی آباد کرتے ہیں جو اللہ تعالیٰ اور یوم آخرت پر ایمان لائیں۔“ مسجد کی آبادی تو نماز پڑھنے سے ہے اگرچہ وہاں کوئی عمارت نہ ہو۔ جیسا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانے میں مسجد حرام کا حال تھا کہ وہ کعبہ کے گرد زمین تھی جو طواف کے لئے خالی چھوڑی ہوئی تھی۔ اور اس دوسرے معنی پر ہی اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے: لہدمت صوامع و بیع (تو البتہ یہود و نصاریٰ کے صوامع اور عبادت خانے ڈھا دیئے جاتے) اور بنی ہوئی عمارت ہی ڈھائی جاتی ہے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۲۸ ص ۱۳، ۱۳۸)

(۵) اذانِ خطبہ مسجد سے باہر ہونا سنت ہے۔ اس مسئلہ پر تحریر کردہ اپنے رسالہ ”شائم العنبر“ کے تیسرے شمار میں اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے فرمایا:

قال الله عز وجل: ”يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوا لَهُ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ أَنْ تَحْبَطَ أَعْمَالُكُمْ وَأَنْتُمْ لَا تَشْعُرُونَ“ ان الذين يغضون اصواتهم عند رسول الله اولئك الذين امتحن الله قلوبهم للتقوى لهم مغفرة واجر عظيم۔

ارشادنا القرآن الکریم الی ادب حضرت الرسالة وانه لا یجوز رفع الصوت فیها و اوعده علیہ الوعد الشدید ان فیہ لخشية حبط الاعمال والعیاذ باللہ تعالیٰ و ندب الخ غض الصوت عنده و وعد علیہ الوعد الجمیل مغفرة من الله و اجر عظیم۔

ولا شك ان ليس ذلك الالهية المقام و اجلال صاحبه صلى الله تعالى علیه وسلم فالحضرة الالهية احق واعظم المسموع من ربك عز وجل يقول: ”وخشعت الاصوات للرحمن فلا تسمع الا همسا۔“ و ما المصلی الآحضرة العلی الاعلی عز و علا و تبارک و تعالیٰ۔ فلعمری لویت ذکر الناس حین حضورهم المساجد قیامهم بین یدی ربهم

عز وجل يوم القيامة واستحضروا عظمة المقام وتفظنوا اين هم وبين يدي من هم
لخشعت الاصوات للرحمن فلا يكاد يخرج صوت الا من اذن له الرحمن وقال صوابا كالقاري
والخطيب فكان الاصل في المساجد فيما لم يرد به الاذن ان لا تسمع الا همسا ولذا اتت
الاحاديث تنهى عن رفع الصوت فيها۔

اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے : اے ایمان والو! نبی مکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی آواز پر اپنی آواز
ایسے بلند نہ کرو جیسے آپس میں ایک دوسرے سے آواز بلند کرتے ہو، کہیں تمہارے اعمال اکارت نہ ہو جائیں
اور تمہیں پتا بھی نہ چلے۔ جو لوگ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حضور اپنی آواز پست کرتے ہیں اللہ تعالیٰ
نے ان کے دلوں کو تقویٰ کے لئے آزمایا ہے ان کے لئے مغفرت اور بڑا اجر ہے۔

اللہ تعالیٰ نے دربارِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ادب کی طرف راہنمائی کی کہ اس بارگاہ میں بلند
آوازی جائز نہیں، اور ایسی شدید وعید فرمائی کہ اس میں (معاذ اللہ) عمل ضائع ہو جانے کا خطرہ ہے، اور
وہاں پست آوازی پر اللہ تعالیٰ کی مغفرت اور اجرِ عظیم کا وعدہ ہے۔

اور شبہہ نہیں کہ یہ اہتمام صاحبِ مقام کی عیبت و اجلال کے لئے ہے (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)
تو دربارِ الہی جل جلالہ کا ادب و احترام تو اس سے بدرجہا اعلیٰ و اہم ہے۔ اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان کس نے سُنا،
”قیامت کے دن دربارِ الہی میں ساری آوازیں سہمی ہوں گی اور سرگوشی کے علاوہ کچھ بھی سُن نہ سکو گے۔“
مسجد اللہ تبارک و تعالیٰ کا دربارِ عالی ہے، واللہ اعظم، اگر آدمی مسجد کی حاضری کے وقت قیامت میں
رب العالمین کے حضور اپنا کھڑا ہونا یاد کرے اور مقام کی عظمت یاد کر کے سوچے کہ کہاں اور کس واسطے
کھڑا ہے، تو اجازت یافتہ انسانوں (یعنی قاری اور خطیب) کے علاوہ کسی کی آواز نہ نکلے۔ پس اصل حکم یہی
ہو کہ مسجد میں اجازت یافتہ لوگوں کے سوا کسی کی سرگوشی کے علاوہ کچھ نہ سُنا جاسکے۔ اسی لئے احادیثِ کریمہ
میں مسجد میں آواز بلند کرنے کی ممانعت آئی۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۲۸ ص ۱۵۶ تا ۱۵۸)

(۶) اسی سلسلہ میں مزید فرمایا،

نقحہ ۲: نسمع ربنا تبارک و تعالیٰ یعاتب قوما اذ یقول عز من قائل: اذا
فریق منهم یخشون الناس کخشية الله او اشد خشية ط وقال عز وجل: فان الله
احق ان تخشوه ان کنتم مؤمنین۔ ولقد علم من غشی ابواب السلطان انه

اذا كان قوم خارج الحضرة وامر الملك بدعائهم لم يكن للحجاب ان ينادوهم في الحضرة بل يخرجون فينادون ولو قاموا على رأس السلطان وجعلوا يصيحون بالنداء، لاساؤا الكلاب واستجلبوا الغضب واستحقوا التأديب، ومن لم ير الملوك فينظر قضاة بلادنا كفاسهم ومسلموهم اذا امروا ببدء الخصوم او الشهود لم تقدس الاعوان ان ينادوهم في داس القضاء بل يخرجون خروجاً فيدعون وهذا مشهود كل يوم ومن انكر كونه اساءة ادب فليجرب على نفسه وليقم بين يدي حاكمهم المستقى عندهم جج، ويرفع صوته بيا فلان يا فلان لتاس خارج المكان فيسري ما يبذل البیان بالعیان، وما ذلک الا کلاب المقام وخشیة الحکام فאלله احق ان تخشوه ان کنتم مؤمنین لیه

نفاہ ۲: اللہ تبارک وتعالیٰ ایک قوم کی حالت بیان کرتا ہے "ایک گروہ آدمیوں سے خدا سے ڈرنے کی طرح ڈرتا ہے بلکہ اس سے بھی زیادہ خوف کھاتا ہے" اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "حالانکہ مومنوں کو اللہ تعالیٰ سے ہی سب سے زیادہ ڈرنا چاہئے۔" اور جو آدمی بادشاہوں کے دربار میں حاضری دیتا ہے خوب جانتا ہے کہ جب کوئی شخص دربار کے باہر رہتا ہے اور بادشاہ اس کو بلانے کا حکم دیتا ہے تو دربار کے اندر سے ہی اُسے پکارنے نہیں لگتے، بلکہ باہر نکل کر آواز دیتے ہیں۔ اگر یہ دربار بادشاہ کے سر پر ہی کھڑے ہو کر چلانے لگیں تو بے ادبی کے مرتکب ہوں گے، بادشاہ کے غضب کے مستحق اور سزا کے مستوجب ہوں گے۔ اور جو بادشاہوں کے دربار میں نہ جاسکا ہو تو وہ ہمارے علاقہ کے ججوں کی کچہری میں حاضر ہو، جج مسلمان ہوں یا غیر مسلم، وہ دیکھے گا کہ جج جب گواہوں یا مدعی و مدعا علیہ کو حاضر کرنے کا حکم دیتے ہیں تو چپراسی انھیں کچہری کے کمرہ کے اندر سے نہیں بلاتے بلکہ دروازہ کے باہر آکر پکارتے ہیں، یہ روزمرہ کا مشاہدہ ہے، اور جو اس کے بے ادبی ہونے میں شبہ کرے وہ خود ہی اس کا تجربہ کرے کہ جج کے سامنے کھڑے ہو کر فلاں حاضر ہو فلاں حاضر ہو پکارنے لگے تو ہمارا بیان اس کے لئے مشاہدہ میں تبدیل ہو جائے گا، تو اس کا سبب کچہری کا ادب اور حکام کا خوف ہی ہے۔ پس اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے تو اس سے زیادہ ڈرنا چاہئے۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۲۸ ص ۱۶۳، ۱۶۴)

(۷) مزید فرمایا :

نفعہ ۳ : قال المولى تبارك وتعالى : يا ايها الذين امنوا لا تدخلوا بيوتنا
غير بيوتكم حتى تستأنسوا وتسلموا على اهلها ذلکم خير لکم لعلکم تذكرون ۱۰ فان لم
تجدوا فيها احدا فلا تدخلوها حتى يؤذن لکم ۱۱

نہی اللہ سبحانہ عن دخول الانسان فی بیت غیرہ بغیر اذنہ (تستأنسوا تسلموا) ۱۰
والمساجد بیوت ربنا عز وجل اخرج الطبرانی فی الكبير عن ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ
عنه قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم "ان بیوت اللہ فی الامراض
المساجد وان حقا علی اللہ تعالیٰ ان یکرم من امرأۃ فیہ" (ومروا ابو بکر بن شیبۃ
عن امیر المؤمنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ من قوله)

نفعہ ۳ : اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے : اے ایمان والو! دوسرے کے گھر میں بے انصاف
پیدا کئے اور گھر والوں کو سلام کے بغیر داخل نہ ہو، یہ تمہارے لئے بہتر ہے تاکہ نصیحت حاصل کرو۔ اگر

عہ فی الآية امران الاستیذان والسلام ، فالاستیذان فی المساجد کما نبین ،
اما السلام فاقیم مقامہ السلام علی حبیبہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فانه حاضر
دائما فی حضرته فامر کل من یدخل مسجد ا ، او یدخل مسجد ا ، او یخرج منه ان یقول " بسم اللہ والحمد للہ
والسلام علی رسول اللہ ﷺ " الی آخر الدعاء الوارد فی الاحادیث صحیحۃ شہیدۃ کثیرۃ ۱۲ منہ۔

آیہ کریمہ میں دو امر ہیں : (۱) استیذان (۲) سلام ۔ استیذان مساجد میں ہوتا ہے جیسا کہ
ہم بیان کریں گے ۔ رہا سلام ، تو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر سلام بھیجنا اس کے قائم مقام ہے
اس لئے کہ آپ کی بارگاہ میں حاضری دائمی ہے ۔ چنانچہ مسجد میں داخل ہونے والے یا مسجد سے نکلنے
والے ہر شخص کو حکم ہے کہ وہ یوں کہے " بسم اللہ والحمد للہ والسلام علی رسول اللہ ﷺ " آخر تک
پوری دعا پڑھے جو متعدد مشہور احادیث صحیحہ میں وارد ہے ۱۲ منہ (ت)

۱۔ القرآن الکریم ۲۴/۲۷ ، ۲۸

۲۔ کنز العمال بحوالہ طب عن ابن مسعود حدیث ۲۰۷۴۰ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۶۵۱/۷

۳۔ الکتاب المصنف لابن ابی شیبہ حدیث ۲۵۸۱۲ دار الکتب العلمیہ بیروت ۲۵۶/۵

کسی کو گھر میں نہ پاؤ تو جب تک اجازت نہ ملے گھر میں داخل نہ ہو۔

اللہ تبارک و تعالیٰ نے دوسرے انسانوں کے گھر میں بے اذن و انفس داخلہ ممنوع فرمایا، اور مسجد میں اللہ رب العزت جل و علا کے گھر ہیں۔ طبرانی نے کبیر میں ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ حضور نے فرمایا: ”رُوئے زمین پر مسجدیں اللہ تعالیٰ کا گھر ہیں اور اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمہ کرم پر لیا کہ اس میں زیارت کو آنیوالوں کی تکریم فرمائے گا“ ابو بکر ابن شیبہ نے اس کو حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول بتا کر نقل کیا۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۲۸ ص ۱۶۷ تا ۱۶۹)

(۸) لفظ ”بین یدیہ“ کے قرآن مجید میں استعمالات کے بارے میں تحقیق پیش کرتے ہوئے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے فرمایا:

وجدت اللفظة وردت في القرآن الكريم في ثمان وثلاثين موضعا، في عشرين منها لادلالة على القرب وفي واحد جاء على حقيقة اجزائه التركيبية وفي سبعة عشر فيد القرب على تفاوت عظيم فيه من الاتصال الحقيقي الى فصل مسيرة خمسمائة سنة جعلنا ما لادلالة فيه على القرب فريقا والبواقي فريقا:

فمن الاول (۱) قول مرتب عن وجل في سورة البقرة (۲) في طه (۳) في الانبياء (۴) في الحج ”يعلم ما بين ايديهم وما خلفهم“ (۵) في مريم ”له ما بين ايدينا وما خلفنا وما بين ذلك“ ۵

فعلم الله تعالى وملكه لا يمكن اختصاصه بقريب او بعيد سواء اخذ الظروف مكانيا او زمانيا، اولو حظ معنى عام كما هو الانسب بالمقام الافخم۔

(۶) في سورة البقرة: ”فانه نزلہ علی قلبك باذن الله مصداقا لما بين يديه“
(۷) في آل عمران ”نزل عليك الكتاب بالحق مصداقا لما بين يديه“
(۸) في سورة الانعام ”وهذا كتاب انزلناه مبارك مصداق الذي بين يديه“

۱۱۰/۲۰	۱۱۰/۲۰	۱۱۰/۲۰	۱۱۰/۲۰	۱۱۰/۲۰	۱۱۰/۲۰
۲۶/۲۲	۲۶/۲۲	۲۶/۲۲	۲۶/۲۲	۲۶/۲۲	۲۶/۲۲
۹۷/۲	۹۷/۲	۹۷/۲	۹۷/۲	۹۷/۲	۹۷/۲
۹۲/۶	۹۲/۶	۹۲/۶	۹۲/۶	۹۲/۶	۹۲/۶
۲۵۵/۲	۲۵۵/۲	۲۵۵/۲	۲۵۵/۲	۲۵۵/۲	۲۵۵/۲
۲۸/۲۱	۲۸/۲۱	۲۸/۲۱	۲۸/۲۱	۲۸/۲۱	۲۸/۲۱
۶۴/۱۹	۶۴/۱۹	۶۴/۱۹	۶۴/۱۹	۶۴/۱۹	۶۴/۱۹
۳/۳	۳/۳	۳/۳	۳/۳	۳/۳	۳/۳

(۹) فی یونس "ماکان هذا القرآن ان یفتی من دون الله ولكن تصدیق الذی بین یدیه" ۱

(۱۰) فی یوسف "ماکان حدیثا یفتی ولكن تصدیق الذی بین یدیه وتفصیل کل شیء" ۲

(۱۱) فی سبأ "وقال الذین کفروا لن نؤمن بهذا القرآن ولا بالذی بین یدیه" ۳

(۱۲) فی الملئکة "والذی اوحینا الیک من الکتاب هو الحق مصداقا لما بین یدیه" ۴

(۱۳) فی حم السجدة "وانه لکتاب عزیز لا یتیه الباطل من بین یدیه ولا من خلفه" ۵

(۱۴) فی الاحقاف "قالوا یقومنا انا سمعنا کتباً انزل من بعد موسی مصداقا لما بین یدیه" ۶

فالقرآن الکریم مصداق لکل کتاب الہی نزل قبلہ قریباً او بعیداً ولا یخالفہ شیء من کتب اللہ تعالیٰ والکفرة بشیء لا یؤمنون۔

(۱۵) ومن ذلک فی آل عمران عن عبدة عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام "ومصداقا لما بین

یدى من التوراة"۔

(۱۶) فی البائدة "وقفینا علی اشارہم بعیسی ابن مریم مصداقا لما بین یدیه

من التوراة"۔

(۱۷) فی الصف "مصداقا لما بین یدى من التوراة ومبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد"۔

فما فسروه الا بالقبلیة حملا لہ علی نظائره فی القرآن العزیز وهو الذی یسبقت

علہ ناظر الی الایة الثالثة عشر ۱۲ منہ علیہ الرحمۃ (تیرھویں آیت کی طرف اشارہ ہے۔ ت)

علہ ناظر الی الایة الحادية عشر ۱۱ منہ (گیارھویں آیت کی طرف اشارہ ہے۔ ت)

۱۱۱/۱۲ ۱۲ القرآن الکریم

۳۱/۳۵ " ۱۳

۳۰/۴۶ " ۱۴

۲۶/۵ " ۱۵

۳۷/۱۰ ۱۰ القرآن الکریم

۳۱/۳۲ " ۱۳

۲۲ و ۴۱/۴۱ " ۱۵

۵۰/۳ " ۱۷

۶/۶۱ " ۱۹

الى الفهم وان امكن حمله ههنا على الحضور -

(١٨) في سورة البقرة "فجعلناها نكالا لما بين يديها وما خلفها" على التفسير لما قبلها وما بعدها من الامم اذا ذكرت حالهم في نزيلاولين واشتهرت قصتهم في الآخرين" (بيضاوى)

(١٩) وفي حم السجدة "اذ جاءتهم الرسل من بين ايديهم ومن خلفهم"

عن الحسن انذرهم من وقائع الله فيمن قبلهم من الامم وعذاب الآخرة ام (نسفى) ومن قبلهم ومن بعدهم اذ قد بلغتهم خبر المتقدمين واخبرهم هود وصالح عن المتأخرين داعين الى الايمان بهم اجمعين (بيضاوى).

(٢٠) في الاحقاف "اذ انذر قومه بالاحقاف وقد خلت النذر من بين يديه" اى من قبل هود (ومن خلفه) من بعده الى اقوامهم (ان لا تعبدوا الا الله) (جلال).

ومن الثاني (٢١) في الاعراف "وهو الذى يرسل الرياح بشرا بين يدي رحمته"

(٢٢) وفي الفرقان "وهو الذى ارسل الرياح بشرا بين يدي رحمته"

(٢٣) في النمل "امن يهديكم فى ظلمات البر والبحر ومن يرسل الرياح بشرا بين يدي رحمته" فانها تدل على قرب المطر -

١٤ القرآن الكريم ٢/ ٦٦

١٥ انوار التنزيل (تفسير البيضاوى)

تحت الآية ٢/ ٦٦

دار الفكر بيروت

٣٣٨/١

١٦ القرآن الكريم ٢١/ ١٢

١٧ مدارك التنزيل (تفسير النسفى)

تحت الآية ٢١/ ١٢

دار الكتاب العربى بيروت

٩٠/٢

١٨ انوار التنزيل (تفسير البيضاوى)

" "

دار الفكر بيروت

١١٠/٥

١٩ القرآن الكريم ٢١/ ٢١

٢٠ تفسير جلالين

تحت الآية ٢١/ ٢١

اصح المطابع دہلي

ص ٢١٨

٢١ القرآن الكريم ٤/ ٥٤

٢٢ القرآن الكريم ٢٥/ ٢٨

٢٣ " ٢٤/ ٦٣

(٢٣) في الاعراف "لأتبينهم من بين ايديهم ومن خلفهم وعن ايمانهم وعن شمالكهم" فلا بد للموسوس من القرب والعياذ بالله تعالى.

(٢٥) في الرعد "له معقبات من بين يديه ومن خلفه" فان شان المحافظ القرب -

(٢٦) في سبأ "افلم يروا الى ما بين ايديهم وما خلفهم من السماء والارض" يريد سماء الدنيا المرئية لنا الاقرب اليها.

(٢٧) فيها "ومن الجن من يعمل بين يديه باذن ربه (الى قوله عز وجل) يعملون له ما يشاء من محاريب وتماثيل وجفان كالجواب وقد وراسيت" فان المقصود من العمل بين يدي الملك ان يكون برأى منه على وفق ما يشاء.

(٢٨) فيها "ما صاحبكم من جنة ان هو الا نذير لكم بين يدي عذاب شديد" دل على قرب القيامة -

(٢٩) في يس "وجعلنا من بين ايديهم سداً ومن خلفهم سداً" هذا على الاتصال الحقيقي ليورث العنى والعياذ بالله تعالى -

(٣٠) وفيها (واذا قيل لهم اتقوا ما بين ايديكم من عذاب الدنيا كغيركم (وما خلقكم من عذاب الآخرة (جلال) -

(٣١) في خم سجدة (وقيضنا لهم قرناء فزيّنوا لهم ما بين ايديهم من امر الدنيا واتباع الشهوات (وما خلقهم من امر الآخرة (جلال) -

(٣٢) في الحجرات "يأتينها الذين آمنوا لا تقدّموا بين يدي الله

١١/١٣ القرآن الكريم

١٣/١٢ = ١٣

٩/٣٦ = ٩

١٤/٤ القرآن الكريم

٩/٣٢ = ٩

٢٦/٣٢ = ٢٦

٢٥/٣٦ = ٢٥

٣٤٠ ص المطابع دبل

٢٥/٣٦ تحت الآية ٢٥ تفسير جلالين

٣٩٨ ص المطابع دبل

٢٥/٢١ القرآن الكريم
٢٥/٢١ تحت الآية ٢٥ تفسير جلالين

ورسوله^ﷺ "فان المفاد النهى عن قطع امر قبل حكم الله ورسوله وتصوير شاعة هذا المحسوس وهو تقدم العبد على مولاه في السير وانما يستهجن من قرب ما -

(٣٣) في الحديد "يوم ترى المؤمنين والمؤمنات يسعى نورهم بين ايديهم وبأيمانهم^ﷻ كلمة "يسعى" تدل على ارادة ما ينور لهم فالمدلول القرب اما النور فمتصل حقيقة -

(٣٤) في المجادلة "يا ايها الذين امنوا اذا ناجيتم الرسول فقدموا بين يدي نجوكم صدقة^ﷻ"

(٣٥) فيها "اشفقتم ان تقدموا بين يدي نجوكم صدقات^ﷻ" فان المقصود تعظيم الرسول صلى الله تعالى عليه وسلم ولا يظهر الا بالقرب -

(٣٦) في الممتحنة (ولا يأتين بيهتان يفتريه بين ايديهم وارجلهم^ﷻ) اى بولد ملقوطينسبته الى الزوج ووصف بصفة الولد الحقيقى فان الامرا اذا وضعته سقط بين يديها ورجليها اى (جلال^ﷻ) فهذا على الحقيقة التركيبية -

(٣٧) في التحريم "نورهم يسعى بين ايديهم وبأيمانهم^ﷻ"

(٣٨) في الجن (علم الغيب فلا يظهر على غيبه احدا الا من ارتضى من رسول فانه يسلك^ﷻ) يجعل ويسير (من بين يديه) اى الرسول (ومن خلفه رصدا^ﷻ) ملقكة يحفظونه حتى يبلغه فى جملة الوحى (جلال^ﷻ)، هذه واضحات -

ومنها "فجعلناها نكالا لما بين يديها وما خلفها^ﷻ" على الاظهر الاشهر اى

١٢/٥٤	٢ القرآن الكريم	١/٢٩	١ القرآن الكريم
١٣/٥٨	٢ " "	١٢/٥٨	٣ " "
	٢ " "	١٢/٦٠	٥ " "
٢٥٨ ص	اصح المطابع دہلی	١٢/٦٠	٦ تفسير جلالين تحت الآية
		٨/٦٦	٧ القرآن الكريم
		٢٤٠/٢٦	٨ " "
٢٤٤ ص	اصح المطابع دہلی	٢٤٠/٢٦	٩ تفسير جلالين تحت الآية
		٦٦/٢	١٠ القرآن الكريم

السادسة والعشرين "ما بين يدي الانسان هو كل شئ يقع نظره عليه من غير ان يحول وجهه اليه ﷺ، وفي الكرخي ثم الفتوحات الالهية ايضا تحتها "من المعلوم ان ما بين يدي الانسان هو كل ما يقع نظره عليه من غير ان يحول وجهه اليه ﷺ، وفي تكملة مجمع البحار "فعلته بين يديك اي بحضرتك ﷺ" وفي عناية القاضى من آية الكرسي "اطلاق ما بين ايديهم على امور الدنيا لانها حاضرة والحاضر يعبر عنه بذلك، و امور الآخرة مستورة كما يستتر عنك ما خلفك ﷺ" وفي الجمل منها (ما بين ايديهم) اي ما هو حاضر مشاهد لهم ﷺ، وفي الخطيب الشربيني ثم الجمل ربيت يدي الله (و رسوله) معناه بحضرتيهما لان ما يحضرونه الانسان فهو بيت يديه ناظر اليه ﷺ الخ۔

میں نے تتبع اور تلاش سے قرآن پاک میں اترتیں جگہ یہ لفظ [بین یدیه] پایا جن میں بیش مقامات پر قرب پر کوئی دلالت نہیں۔ اور ایک مقام پر معنی ترکیبی حقیقی کے لئے ہے اور سترہ مقامات پر قرب کے لئے۔ مگر اس قرب میں بھی تفاوت عظیم ہے کہ اتصال حقیقی سے پانچ سو برس کی راہ کی دوری تک پر قرب کا اطلاق ہوا ہے، ہم نے ان سب آیتوں کو دو قسموں پر تقسیم کیا ہے،

قسم اول (۱) سورۃ بقرہ (۲) سورہ طہ (۳) سورۃ انبیاء (۴) سورۃ حج۔ ان سب سورتوں میں آیات کے الفاظ یکساں ہیں "یعلم ما بین ایدیہم وما خلفہم" ان کے پس و پیش کا اسے علم ہے۔ (۵) سورۃ مریم شریف کی آیت "لہ ما بین ایدینا وما خلفنا وما بین ذلک" اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہے ہمارا پس و پیش اور اس کے درمیان کی حکومت۔ ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ کی حکومت اور اس کا علم قریب یا بعید کے ساتھ خاص نہیں۔

۱۵ النموذج الجلیل

۲۱۶/۶	دار الفکر بیروت	تحت الآیۃ ۳۴/۹	۲۲ الفتوحات الالهیہ (تفسیر الجمل)
۷۳۱/۵	مکتبہ دار الایمان المدینۃ المنورۃ		۲۳ تملکہ مجمع بحار الانوار حرف الیاء "ید"
۵۸۰/۲	دار الکتب العلمیہ بیروت	تحت الآیۃ ۲/۲۵۵	۲۴ عناية القاضی حاشیۃ الشہاب علی تفسیر البیضاوی
۳۴۱/۱	دار الفکر بیروت	" "	۲۵ الفتوحات الالهیہ (تفسیر الجمل)
۲۴۰/۷	" "	۱/۲۹	۲۶ " " " "
۴۶/۴	دار الکتب العلمیہ بیروت	" "	السراج المنیر (تفسیر الشربینی)

(۶) سورۃ بقرہ میں ”فانه نزلہ علی قلبك مصداقاً لما بین یدیدہ“ اللہ پاک نے قرآن عظیم کو آپ کے قلب پر اتارا جو اپنے سے پہلے کی تصدیق کرتا ہے۔

(۷) آل عمران میں ”نزل علیك الكتاب بالحق مصداقاً لما بین یدیدہ“ آپ پر کتاب اتاری حق کے ساتھ جو گزرے ہوئے کی تصدیق کرتی ہے۔

(۸) سورۃ انعام میں ”ہم نے اس مبارک کتاب کو اتارا جو گزرے ہوئے کی تصدیق کرتی ہے۔“

(۹) سورۃ یونس میں ”یہ قرآن غیر خدا کی طرف سے اقرار نہیں ہے یہ تو گزرے ہوئے کی تصدیق ہے۔“

(۱۰) سورۃ یوسف میں ”یہ کوئی بناوٹ کی بات نہیں لیکن اپنے سے پہلے کاموں کی تصدیق اور ہر شے کی تفصیل ہے۔“

(۱۱) سورۃ سبأ میں ”کافروں نے کہا ہم نہ تو اس قرآن پر ایمان لاتے ہیں نہ اس پر جو گزشتہ ہے۔“

(۱۲) سورۃ ملئکہ میں ”جو کتاب ہم نے آپ کی طرف وحی کی حق ہے اور گزرے ہوئے کی تصدیق ہے۔“

(۱۳) سورۃ حم السجدہ میں ”یہ عزت والی کتاب کہ باطل کو اس کی طرف راہ نہیں، نہ اس کے آگے سے نہ پیچھے سے۔“

(۱۴) سورۃ احقاف میں ”اے ہماری قوم! ہم نے ایک کتاب سُنی جو مونس کے بعد اتاری گئی اگلی کتابوں کی تصدیق فرماتی ہے۔“

(ان سب آیات میں ہے کہ قرآن عظیم گزشتہ کتابوں کی تصدیق کرتا ہے)

اور بلاشبہ قرآن عظیم تمام ہی گزری ہوئی آسمانی کتابوں کی تصدیق فرماتا ہے قریب کی ہو یا بعید کی، اور گزشتہ کتابوں میں کوئی بھی اس کی مخالفت نہیں کرتی۔ اور کافر کسی پر بھی ایمان نہیں لاتے۔

(۱۵) آل عمران کی یہ آیت بھی قسم اول میں ہی ہے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حکایت کرتی ہے کہ ”میں تصدیق کرتا آیا ہوں اپنے سے پہلی کتاب توریت کی۔“

(۱۶) سورۃ مادہ کی آیت ”ہم ان نبیوں کے نشان قدم پر عیسیٰ بن مریم کو لائے تصدیق کرتا ہوا توریت کی جو اس سے پہلے تھی۔“

(۱۷) اور سورۃ صاف کی آیت ”میں اپنے سے پہلے کتاب توریت کی تصدیق کرتا ہوا اور ان رسول کی بشارت سناتا ہوا جو میرے بعد تشریف لائیں گے ان کا نام احمد ہے۔“

ان آیات میں لفظ ”بین یدیدہ“ کو حضور پر حمل کیا جاسکتا تھا لیکن مفسرین نے اس کی تفسیر من قبلہ سے کی ہے کہ ذہن کا تباہ اور اسی طرف ہوتا ہے۔

(۱۸) اور سورۃ بقرہ میں ”قوم نے (اس بستی کا) واقعہ اس کے آگے اور پیچھے والوں کے لئے عبرت کر دیا۔ اس کی تفسیر بھی ”اگلی اور پچھلی امتیں“ کی گئی جس کا ذکر گزشتہ اُمتوں میں مذکور اور بعد والی قوموں میں مشہور ہوا (بیضاوی)۔

(۱۹) اور ”حم سجدہ میں“ اور جب رسول ﷺ آگے پیچھے پھرتے تھے ”حضرت حسن بصری سے اس کی تفسیر مروی ہے کہ رسول انھیں پہلی اُمتوں کے حادثات اور آخرت میں آنے والے عذاب سے ڈراتے (نسفی) یا گزشتہ اور آئندہ قومیں کہ انھیں پہلوں کی خبر پہنچی، اور ہود اور صالح علیہما السلام نے انھیں دعوت دیتے ہوئے متاخرین کا حال بتایا (بیضاوی)۔

(۲۰) سورۃ احقاف میں ”حضرت ہود نے اپنی قوم کو مقام احقاف میں ڈرایا اور اس کے پہلے سنانے والے گزر چکے تھے اور بعد میں آئے“ یعنی حضرت ہود سے پہلے اور ان کے بعد اپنی قوموں کی طرف کہ سوائے خدا کے کسی اور کو نہ پوجو۔ (جلالین)

قسم ثانی (۲۱) سورۃ اعراف میں ”اللہ تعالیٰ نے ہواؤں کو بارش سے پہلے بشارت دینے والی بنا کر بھیجا۔“

(۲۲) سورۃ فرقان میں ”اللہ تعالیٰ نے ہواؤں کو بارش سے پہلے بشارت دینے والی بنا کر بھیجا۔“

(۲۳) سورۃ نمل میں ”یا وہ جو تمہیں راہ دکھاتا ہے اندھیریوں میں خشکی اور تری کی، اور وہ کہ ہوا میں بھیجتا ہے اپنی رحمت کے آگے خوشخبری سناتی۔“

(ان آیات میں لفظ ”بین ید یدہ“ بارش کے قریب ہونے پر دلالت کرتا ہے)

(۲۴) اعراف میں ”ہم ان پر آئیں گے ان کے آگے، ان کے پیچھے اور دائیں بائیں۔“

اس آیت میں شیطانوں کے وسوسہ کا بیان ہے جس کے لئے ان کا ان لوگوں کے قریب ہونا ضروری ہے جس کو وسوسہ دیں گے اس سے خدا کی پناہ۔

(۲۵) سورۃ رعد میں ”اس کے نگران اس کے آگے پیچھے ہیں۔“ اس آیت میں نگرانی کا ذکر ہے جو قریب سے ہوتی ہے۔

(۲۶) سورۃ سبا میں ”تو کیا انھوں نے نہ دیکھا جو ان کے آگے اور پیچھے ہے آسمان و زمین؟“

اس آیت میں سماء سے مراد آسمان دنیا ہے جو نسبتاً ہم سے قریب ہے اور ہم پر سایہ فگن ہے۔

(۲۷) اسی میں ہے: ”اور جنوں میں سے وہ جو اس کے آگے کام کرتے اس کے رب کے حکم سے اس کے لئے بناتے جو وہ چاہتا اُونچے اُونچے محل اور تصویریں اور بڑے بڑے حوضوں کے برابر لگن اور لنگر دار دیگیں۔“

اس آیت میں بادشاہ کے حسب مرضی کام کرنے والوں کے اس کے سامنے ہونے سے مراد اس کی نگاہ میں ہونا ہے۔

(۲۸) اسی میں ”تھارے ان صاحب میں جنوں کی کوئی بات نہیں، وہ تو نہیں مگر تھیں ڈر سنانے والے ایک سخت عذاب کے آگے“ اس میں لفظ بین یدی قیامت کے قُرب پر دلالت کرتا ہے۔

(۲۹) سورہ یس میں ”ہم نے ان کے آگے ایک دیوار بنا دی اور ان کے پیچھے ایک دیوار“ یہاں لفظ بین یدی ”اتصال حقیقی کے لئے ہے تاکہ نابینائی پیدا ہو“ (پناہ بخدا)۔

(۳۰) اسی میں ہے: ”جب اُن سے کہا گیا کہ سامنے اور پیچھے کے عذاب سے بچو“ یعنی دوسروں کی طرح کہا گیا کہ عذاب دنیا اور عذاب آخرت سے بچو۔ (جلالین)

(۳۱) ”خُلم سجدہ میں“ اور ہم نے ان پر کچھ ساتھی تعینات کئے، انھوں نے انھیں مزین کر دیا جو ان کے آگے اور جو ان کے پیچھے ہے۔ ”مابین یدیہ“ سے مراد امور دنیا اور شہوتوں کی اتباع اور ”خلفہم“ سے مراد امور آخرت۔ (جلالین)

(۳۲) سورہ حجرات میں ”اے ایمان والو! اللہ و رسول پر سبقت نہ کرو“ اس آیت میں نفی کا مفاد حکم خدا و رسول سے پہلے کسی امر کے فیصلہ کی ممانعت ہے اور اس کی شاعت کو محسوس کے ساتھ مثل کر کے دکھایا گیا۔ اگر چلنے میں غلام آقا سے آگے چلے تو بُرا ہے، اور یہ بُرائی قُرب کے ساتھ ہی مخصوص ہے۔

(۳۳) سورہ حدید میں ”اس دن تم دیکھو گے کہ مومن مردوں اور عورتوں کا نور ان کے آگے اور دائیں چلے گا“ یہاں کلمہ ”یسعی“ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ آگے اور دائیں سے مراد وہ جگہ ہے جو ان کے لئے روشن کی گئی ہے تو یہاں ”بین یدیہ“ سے مراد قُرب ہے، اور نور تو مومنوں سے متصل ہی ہوگا۔

(۳۴) سورہ مجادلہ میں ہے: ”اے ایمان والو! رسولِ کریم سے بات کرنا چاہو تو اس سے پہلے صدقہ پیش کرو“ (۳۵) اسی میں ہے: ”باتِ حیت سے قبل صدقہ پیش کرنے سے ڈر رہے ہو“

ان دونوں آیتوں میں مراد عظیم رسول ہے، تو یہ قُرب سے ہی ظاہر ہوگی۔

(۳۶) سورہ متحنہ میں ہے: ”اور نہ وہ بہتان لائیں گی جسے اپنے ہاتھوں اور پاؤں کے درمیان یعنی موضع ولادت میں اٹھائیں“

وہ لڑکا جو دوسرے کا ہو عورت اس کو اپنے شوہر کی طرف نسبت کرے اور اس کو شوہر کا حقیقی لڑکا بتائے، تو عورت جب بچہ جنے گی تو وہ حقیقۃً اس کے پاؤں اور ہاتھوں کے بیچ میں ہوگا (جلالین)، تو یہاں ”بین یدیہ“ کے معنی حقیقی ترکیبی مراد ہیں۔

(۳۷) سورہ تحریم میں ”ان کا نور اُن کے آگے آگے اور دائیں چل رہا ہوگا“

(۳۸) سورہ جن میں ”اللہ تعالیٰ عالم الغیب ہے وہ اپنے غیب پر اپنے پسندیدہ رسولوں کے سوا کسی کو مطلع نہیں کرتا ان رسولوں کے آگے پیچھے نگران چلتے ہیں“ یعنی فرشتے جو وحی کی تبلیغ تک ان کی حفاظت کرتے ہیں۔

یہ سب آیات واضح ہیں۔

اسی سے ہے، ”ہم نے (اس بستی) کا یہ واقعہ اس کے آگے اور پیچھے والوں کے لئے عبرت کر دیا“ مشہور اور ظاہر یہی ہے کہ مابین یدیدہ اور خلفہ سے مراد وہ امتیں ہیں جو اس زمانہ میں تھیں اور ان کے بعد میں (جلالین) یا جو دیہات قریب تھے اور وہ جو دور تھے یا ان دیہاتوں والے۔ (بیضاوی)

ایسا ہی آیت مبارکہ جب اللہ تعالیٰ کے بھیجے فرشتے آئے ان کے آگے اور پیچھے۔ اس آیت کے معنی یہ ہیں فرشتے ان کے پاس ہر طرف سے آئے اور ان کے ساتھ ہر طرح کے چیلے برتے۔ (مدارک، بیضاوی)

ائمہ تفسیر و لغت کا بیان یہ ہے: صحاح، قاموس، مختار الصحاح، تاج العروس وغیرہ میں ”بین یدید الساعۃ“ کے معنی قیامت سے پہلے، اور صراح میں آگے جانے والے۔ اور تاج العروس میں ہے کہ ”بین یدیدک“ ہر اس چیز کو کہا جائے گا جو تمہارے آگے ہو۔ معاًل التنزیل تفسیر سورہ حجرات میں ”بین الیدین“ کے معنی آگے ہے۔ اور خازن میں ہے بین یدیدہ کے معنی جو اس کے آگے ہو۔ تفسیر البوسعود اور فتوحات الہیہ میں سورہ یونس علیہ السلام میں بین یدیدہ کے معنی ”اس کے آگے“ اور جلالین میں سورہ رعد کے لفظ بین یدیدہ کے معنی ”اس کے آگے“ اسی میں سورہ مریم کے لفظ مابین ایدینا کے معنی ”ہمارے آگے“ اسی میں اور دیگر تفاسیر میں سورہ بقرہ اور دیگر سورتوں کے لفظ فصدقا مابین یدیدہ کے معنی ”اس سے پہلے کی کتابیں“ ہے۔ انموذج جلیل میں ۲۷ ویں آیت کے تحت ہے، ”مابین یدید الانسان“ ہر وہ چیز جس پر انسان کی نظر چہرہ پھیرے بغیر پڑے۔ کرجی اور فتوحات الہیہ میں اسی آیت کے تحت ہے، انسان کے مابین یدیدہ وہ چیز ہے جس پر اس کی نظر چہرہ پھیرے بغیر پڑے۔ مکملہ مجمع البحار میں ہے، فعلتہ بین یدیدک کا ترجمہ ”میں نے اس کو تیرے حضور میں کیا“۔ اور عنایت القاضی میں آیۃ الکرسی کے مابین ایدینا کے معنی لکھے ہیں کہ مابین یدیدہ کا اطلاق انور دنیا ہے کہ وہ تمہارے سامنے ہے اور حاضر کی تعبیر مابین یدیدہ سے کی جاتی ہے۔ اور امور آخرت تم سے پوشیدہ ہیں جیسے وہ چیز تمہارے پیچھے ہو۔ اور جمل میں اسی آیت کی تفسیر میں مابین ایدیدہ کے معنی ”جو حاضر و مشاہد ہو“ لکھے ہیں۔ خطب شریانی اور جمل میں بین یدیدہ و رسولہ کے معنی ”ان دونوں کے حضور“ کئے ہیں کہ جو آدمی کے پاس ہو وہ بین یدیدہ ہے، اور آدمی اس کو دیکھنے والا ہے۔ (ت)

(فتاویٰ رضویہ ج ۲۸ ص ۱۷۸ تا ۱۹۰)

(۹) اگر بین یدیدہ بمعنی قریب بھی مان لیا جائے تو چیز کا قرب اسی کے حساب سے ہوگا۔ اس پر شواہد پیش کرتے ہوئے فرمایا:

(۱) (الآتری الی الایۃ الحادیۃ والعشرین دلت علی قرب المطر لکن لیس است

تهب الرياح فينزل بل كما قال عز وجل: "حتى اذا اقلت صحابا ثقلا سقطته لبلد ميت فانزلنا به الماء" له

(۲) في السادسة والعشرين جعل السماء بين ايدينا وبيننا وبينها مسيرة خمسمائة سنة - وهذا ترجمان القرآن علامة الكتاب من اقصم العرب واعلمها باللسان عبد الله بن عباس رضي الله تعالى عنهما يقول في تفسير آية الكرسي يعلم ما بين ايديهم يريد من السماء الى الارض وما خلفهم يريد من في السموات (سرواه الطبراني في كتاب السنة) -

(۳) وفي السابعة والعشرين ذكر عمل الجن بين يدي سيدنا سليمان وهؤلاء الجن هم الشياطين كما قال تعالى: والشياطين كل بناء وغواص وما كان لهم ان يدخلوا المحصورة السليمانية ليعملوا ثم محاريب وتمانيل وجفانا كالجواب وقد ورا راسيات تكفي واحدة منها الف رجل -

وروى ابن ابي حاتم في تفسيره عن سيدنا سعيد بن جبيرة قال "كان يوضع لسليمان عليه الصلوة والسلام ثلاثمائة الف كرسي ، فيجلس مؤمنو الانس مما يليه ومؤمنو الجن من ورائهم اه - فما كانت الشياطين الا ورا كل ذلك -

(۴) وفي الثامنة والعشرين ارشد الى ان بعثة نبينا صلى الله تعالى عليه وسلم بقرب القيامة كما قال صلى الله تعالى عليه وسلم بعثت انا والساعة كهاتين (سرواه احمد والشيخان عن سهل بن سعد وهم والترمذي عن انس رضي الله تعالى عنهما) وقد امهل الله الامة المرحومة الى وقتنا هذا الفا وثلاثمائة وخمسا اربعين سنة

له القرآن الكريم ٥٤/٤

له الدر المنثور بحواله الطبراني في السنة تحت الآية ٢/٢٥٥ وارجاء التراث العربي بيروت ١٩/٢

له القرآن الكريم ٣٨/٣٤

له تفسير القرآن العظيم تحت الآية ٢/١٤ حديث ١٩٩٠ مكتبة نزار مصطفى الباز مكة المكرمة ٢٨٥٥/٩

له مسند احمد بن حنبل عن انس بن مالك ٣/١٢٢ ، ١٣٠ ، ١٣١ ، ١٩٣ ، ٢٣٤ ، ٢٤٥

صحيح البخاري كتاب الرقاق باب قول النبي صلى الله تعالى عليه وسلم بعثت انا والساعة كقدي كتب خانة كراچی ٩٦٣/٢

صحيح مسلم كتاب الفتن باب قرب الساعة قدي كتب خانة كراچی ٣٠٦/٢

وستنیزد والحمد لله الحمید، ولعمیناف ذلک الایة ولا قوله صلى الله تعالى علیه وسلم بعثت بین یدی الساعة بالسيف حتى یعبید الله تعالى وحده لا شریک له (سرواه احمد وابویعلی والطبرانی فی الکبیر بسند حسن عن عبد الله بن عمر رضی الله تعالى عنه وعلقه البخاری)

(۱) دیکھو اکیسویں آیت میں ”بین یدیہ“ کے معنی بارش قریب ہونے کے ہیں، لیکن ایسا نہیں کہ ہوا چلی اور بارش آئی، بلکہ اس طرح جیسا قرآن عظیم میں ہے، ”ہوانے بادل کو اٹھایا تو ہم نے اسے خشک علاقہ کی طرف روانہ کیا تو اس سے بارش ہوئی۔“

(۲) ۲۲ ویں آیت میں آسمان کو ہمارے قریب (بین یدیہ) بتایا، اور وہ ہم سے پانچ سو برس کی راہ کی دوری پر ہے۔ حضرت ترجمان القرآن، علامۃ الکتاب، افصح العرب اور اعلم القوم باللسان سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آیۃ الکرسی کے ”یعلم ما بین یدیہم“ کے معنی ”زمین سے آسمان تک“ بتائے، اور ”ما خلدھم“ کے معنی ”آسمان“ متعین فرمائے (طبرانی نے اسے کتاب السنۃ میں روایت کیا)۔

(۳) ۲۴ ویں آیت میں کہا گیا کہ جن حضرت سلیمان علیہ السلام کے سامنے (بین یدیہ) چیزیں بناتے تھے حالانکہ وہ شیاطین تھے، حضرت سلیمان علیہ السلام کے دربار میں داخل ہو کر وہ عظیم الشان عمارتیں، مجسمے اور میدانوں کی طرح وسیع و عریض لگن، بڑی بڑی دیگیں کہ ایک ہزار آدمیوں کے کھانے کو کافی ہوں، بنا ہی نہیں سکتے تھے۔

ابن ابی حاتم نے اپنی تفسیر میں حضرت بن جبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے دربار میں تین لاکھ کرسیاں بچھائی جاتیں جن پر مومن انسان بیٹھتے، ان کے پیچھے مومن جن ہوتے، تو شیطان ان سب کے بعد میں ہی ہوں گے۔

(۴) ۲۸ ویں آیت میں ارشاد فرمایا، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بعثت قیامت کے قریب ہے۔ خود حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بھی ارشاد فرمایا: میں اور قیامت ان دو انگلیوں کی طرح ساتھ ساتھ مبعوث کئے گئے (احمد و شیخان نے سہل بن سعد سے اور ترمذی نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اس کو روایت کیا) اور اللہ تعالیٰ نے آج ۱۳۳۳ھ تک اُمتِ مرحومہ کو مہلت دی، اور اس کے بعد بھی یہ اُمت باقی رہے گی۔ اس کے باوجود یہ مہلت نہ تو آیت کریمہ کے منافی ہے نہ حدیث مقدس کے۔ آپ کی حدیث ہے کہ مجھے قیامت کے قریب تلوار دے کر بھیجا گیا تاکہ لوگ ایک خدا کو پوجیں (احمد و ابویعلیٰ اور طبرانی نے کبیر میں عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس حدیث کو سند حسن کے ساتھ روایت کیا۔ ت)

(۱۰) مزید فرمایا،

(۷) فی الکریمة التاسعة والعشرون اريد الاتصال الحقيقي لان العسى لا يحصل الا بذلك۔

(۷) انتیسویں آیت میں لفظ ”بین یدیہ“ سے مراد اتصال حقیقی ہے اس لئے کہ اندھا پن بے اس کے متحقق نہیں ہو سکتا۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۲۸ ص ۱۹۴)

(۱۱) اسی معنیٰ مذکور کی تائید میں تفاسیر کے حوالے سے فرمایا،

(۶) فی قولك جلست بين يديه يحتاج الى قرب اكثر مما يفيد مجرد الابصار فانه يكون للمكالمة والسمع اقصر مدى من البصر واليه اشار روا في الكشاف والمدارك والشربيني وغيرها بقولهم ”حقيقة قولهم جلست بين يدي فلان ان يجلس بين الجهتين المسماتين ليمينه وشماله قريباً منه فسميت الجهتان يدين لكونهما على سمت اليمين مع القرب منهما توسعا كما يسمى الشيء باسم غيره اذا جا وراءه۔

(۶) مقولہ ”جلست بين يديه“ میں مراد حدود بصر سے بھی کم اور محدود دائرہ ہوگا کہ یہ بیٹھنے بات چیت کے لئے ہے جس کا تعلق سماع سے ہے اور سماع کا دائرہ بصر کے دائرہ سے بھی محدود و مختصر ہے۔ چنانچہ کشاف، مدارک اور شربینی وغیرہ کے مصنفین نے اسی امر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا، ”قول جلست بين يدي فلان کی حقیقت یہ ہے کہ دائیں بائیں کی دو مقابل جہتوں کے بیچ میں فلاں کے قریب بیٹھا جائے، ان دونوں جہتوں کو دو ہاتھ سے تعبیر کیا کہ یہ جہتیں انھیں دونوں ہاتھوں پر ان سے قریب ہیں اور یہ مجازاً ہے، جیسا کہ دو پاس والی چیزوں میں ایک کا نام دوسری کو دے دیا جاتا ہے۔“ (فتاویٰ رضویہ ج ۲۸ ص ۱۹۵، ۱۹۶)

(۱۲) مزید فرمایا،

(۱۰) وجعلنا من بين ايديهم سداً على الاتصال الحقيقي كما علمت۔

دارالکتاب العربی بیروت ۳۴۹/۴، ۳۵۰

۱۶۵/۴

۴۶/۴

دارالکتب العلمیہ بیروت

۱۔ تفسیر الکشاف تحت الآیۃ ۴۹/۱

مدارک التنزیل (تفسیر النبی)

السراج المنیر (تفسیر الشربینی)

۲۔ القرآن الکریم ۳۶/۹

(۱۰) ہم نے ان کے آگے ایک دیوار بنادی۔ یہ اتصال حقیقی پر مجبول ہے، جیسا کہ تو نے جانا۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۲۸ ص ۱۹۷)

(۱۳) مزید فرمایا،

ثالثاً حفظت شيئاً وغابت عنك أشياء - ايها الراغب الى قول الراغب هل تظننه مخالفاً للنصوص التي قد مناعت ائمة اللغة وجهاً بذمة التفسير ام لا ؟ فعلى الاول ما الذي راغبك عنهم الى من شذوهم الحجم الغفير وعلى الثاني الميكفك ما للحاضر المشاهد من القرب فان الرؤية العادية مشروط لها القرب ام ترعيت ان القرب حد معين لا تشيك فيه فاذا لا يحاورك الا مثلك سفيه وهذا ربنا تبارك وتعالى قائلاً وقوله الحق "اقتربت الساعة والنشق القمر" بل قال عز وجل "اقترب للناس حسابهم وهم في غفلة معرضون" والحساب بعد قيام الساعة بنصف اليوم، واليوم كان مقداره خمسين الف سنة -

ثالثاً راغب کے قول میں یہ رغبت ظاہر کرنے والوں کو کچھ یاد رہا اور کچھ بھول گئے کیونکہ مخالف نے امام راغب کے قول کے جو معنی بتائے وہ ان ائمہ لغت و تفسیر کے خلاف ہے یا موافق، اگر خلاف ہے تو آپ نے جمہور ائمہ لغت کی تصریحات کو چھوڑ کر امام راغب کے شاذ قول کی طرف کیوں رغبت ظاہر فرمائی، اور اگر خلاف نہیں تو حاضر و مشاہد میں جتنا قرب ہے اس پر قناعت کیوں نہیں، حالانکہ روایت عادیہ کے لئے قریب ہونے کی شرط لا بدی ہے، یا تم قرب کی ایک متعین حد مانتے ہو اور اسے کلی مشکک نہیں مانتے۔ پھر تو آپ کا جواب آپ کے جیسا نا سمجھ ہی دے سکے گا۔ اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے قول حق میں فرماتا ہے: "قیامت قریب بئی اور چاند شق ہو چکا" بلکہ اسی قدوس و پروردگار نے فرمایا: "لوگوں کے حساب کی گھڑی آپہنچی اور وہ ابھی غفلت میں اعراض کر رہے ہیں"۔ حالانکہ حساب قیام قیامت کے بعد آدھا دن گزار کر ہوگا، اس وقت ایک دن کی مقدار آج کے پچاس ہزار سال کے برابر ہوگی۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۲۸ ص ۲۰۱)

(۱۴) مختلف و متعدد قرآنی آیات سے لفظ عند کے معنی کی تحقیق کرتے ہوئے فرمایا،

(۱) قال الله عز وجل: انت الذين يعصون اصواتهم عند رسول الله ﷺ الآية۔

ومرت في النفحة الاولى القرآنية امر كل من في مشهده صلى الله تعالى عليه وسلم بغض الصوت ولا يختص بالذي يليه صلى الله تعالى عليه وسلم فسواء فيه من لديه ومن على الباب كلهم عند رسول الله بلا استياب صلى الله تعالى عليه وسلم ولا يحل لاحد ان يصيح ويصرخ في حضرته او يرفع صوتا فوق ضرورته ولو كان مفاد "عند" ما يزعمون لشمّل هذا الوعد الجميل بمغفرة واجر عظيم من قام بحضرته صلى الله تعالى عليه وسلم على فصل عدة اذ مرع فجعل يصيح مع اخرصياحا شديدا منكرا فاذا كانت منه صلى الله تعالى عليه وسلم بفصل شبر مثلاً او تكلم هو صلى الله تعالى عليه وسلم غفص صوته وهذا لا يقول به مسلم له عقل.

(٢) قال جل وعلا: هم الذين يقولون لا تنفقوا على من عند رسول الله حتى ينفضوا^{له} وهذا اوسع من ذلك يشمل كل من في خدمته وان لم يكن الآن في حضرته.

(٣) قال تبارك وتعالى: يقولون طاعة فاذا برروا من عندك بيت طائفة منهم غير الذي تقول والله يكتب ما يبيتون^{له}.

هذا في المنافقين وما كانوا يلونه صلى الله تعالى عليه وسلم في المجلس انما كان ذلك لابي بكر وعمر رضي الله تعالى عنهما ثم لا يختص بمن كان اقرب منهم بالنسبة الى الاخر ليشملهم جميعاً.

(٤) قال المولى سبحانه وتعالى: "ان المتقين في جنّ ونهرٍ في مقعد صدق عند مليك مقتدر^{له}".

عمت كل متق ولكن اين احاد الصالحاء من العلماء والعلماء من الاولياء و الاولياء من الصحابة والصحابة من الانبياء والانبياء من سيد الانبياء صلى الله تعالى عليه وسلم فرق لا يقدر ولا يقدر بشران يتصور اعظم بالوف آلاف مرات مما بين الفلك الاعلى وما تحت الثرى وقد شملت كلهم عند.

له القرآن الكريم ٩٣/٤

له ٨١/٣

له ٥٥، ٥٢/٥٢

(٥) مثله قوله عز وجل : "أَنَّ لِلتَّقِيينَ عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنَّاتُ النَّعِيمِ"

(٦) في آية أُخْرَى وقال العلي الاعلى تبارك وتعالى : "أَذْكَالَتِ رَبِّ ابْنِ لِي عِنْدَكَ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ"

ومعلوم أَنَّ الله تعالى قد استجاب لها وقد فرح لها في الدنيا عن بيتها كما في حديث سلمان وحديث أبي هريرة بسند صحيح رضى الله تعالى عنهما وما كانت لتطلب اقرب المنازل وان تفضل على الانبياء والرسل عليهم وعليها الصلوة والسلام، بل قرباً يليق بها وان لم يساوها الخديجة وفاطمة وعائشة رضى الله تعالى عنهن فضلاً عن الانبياء الكرام عليهم الصلوة والسلام.

(٧) وقال عز وجل في الشهداء : "بَلْ أَحْيَاءُ عِنْدَ رَبِّهِمْ"

واين رجل من احاد الشهداء من سيدهم حمزة رضى الله تعالى عنه بل من نبي الله يحيى وغيره ممن استشهدوا من الانبياء عليهم الصلوة والسلام.

(٨) قال جل ذكره في الملكة : "فَالَّذِينَ عِنْدَ رَبِّكَ"

وتفاوتهم فيما بينهم معلوم غير مفهوم "وما منا الا له مقام معلوم"

(٩) قال عز من قائل : "وقد مكروا مكروهم وعند الله مكروهم"

وما كان لمكروا الكفار ان يكون له قرب من العزيز الجبار لا مكاناً لاستحالتهم ولا مكانة لاستهانتهم وانما هو للحضور اى حاضريته يديه لا يخفى عليه فيرجع الى معنى العلم.

(١٠) قال سبحانه ما اعظم شأنه : "ثُمَّ مَحَلُّهَا الْبَيْتُ الْعَتِيقُ" يعنى البدن

١٥ القرآن الكريم ٦٨/٣٣

١٦ " ٦٩/١١

١٧ جامع البيان (تفسير ابن جرير) تحت الآية ٦٩/١١ دار احبار التراث العربي بيروت ٢٨/١٩٢

١٨ الدر المنثور " ٨/٢١٣

١٩ القرآن الكريم ٣/١٦٩ هـ القرآن الكريم ٢١/٣٨

٢٠ " ٣٤/١٦٢ ع " ١٣/٢٦

٢١ " ٢٢/٣٣ ع

قال في المعالم اى عند البيت العتيق يريد ارض الحرم كلها قال فلا يقربوا المسجد المحرام اى الحرم كله اهـ جعل جميع اجزاء الحرم اذ كلها منحر عند البيت العتيق ومعلوم ان كثيرا منها على فصل فراسخ من البيت الكريم۔

(۱) اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”جو لوگ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حضور اپنی آواز پست

کرتے ہیں“

”نفعہ اولیٰ قرآنہ میں ہم واضح کر آئے ہیں کہ یہ حکم ہر اس شخص کے لئے ہے جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیش نگاہ ہو حضور کے بالکل پاس بیٹھنے والوں کے لئے کچھ خاص نہیں بلکہ جو پاس ہے اور جو باب مسجد کے پاس ہے سب کے لئے یہی حکم ہے۔ مگر اب رسول اور دروازہ مسجد پر بیٹھنے والے دونوں ہی عند رسول اللہ کے جائیں گے۔ سبھی کے لئے بیٹھنا اور چلنا منع ہے بلکہ یہ کہتے کہ ضرورت سے زیادہ آواز نکالنا منع ہے۔ اور اس مقام پر اگر عند کے وہی معنی ہوں جو یہ لوگ اذان عند منبر میں مراد لیتے ہیں تو آواز پست رکھنے پر مغفرت اور اجر عظیم کے وعدہ کا مستحق وہ بے ادب بھی ہو جائے گا جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے چند ہاتھ کی دوری پر کھڑا بیٹھ رہا ہو، یا صرف اس کے لئے خاص ہوگی جو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ایک بالشت کی دوری پر کھڑا ہو کر کسی سے پست آواز میں بات کرے یا خود حضور ہی سے کلام کرے، اور چار ہاتھ دور کھڑا ہو کر کسی سے بات کرے تو وہ دائرہ رحمت و مغفرت سے باہر ہے کہ (وہ عند رسول اللہ نہیں) بھلا کون عقل مند مسلمان ایسا کہہ سکے گا۔

(۲) ارشاد الہی ہے: ”یہ منافقین کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس رہنے

والوں پر خرچ نہ کرو تا کہ یہ ادھر ادھر منتشر ہو جائیں“

یہاں عند کا مفہوم پہلے والی آیت سے بھی وسیع ہے کیونکہ یہاں تو عند سے مراد وہ سبھی لوگ ہیں جو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت کرتے ہوں اگرچہ فی الحال حضور سے بہت دور ہوں۔ (۳) اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے (کہ منافق آپ کے سامنے کہتے ہیں): ”ہم آپ کے فرمانبردار ہیں، اور جب آپ کے پاس سے دور ہو جاتے ہیں تو رات کو ان کی ایک جماعت اس کے خلاف بولنے لگتی ہے جو آپ کے سامنے کہہ چکے اور اللہ لکھ رکھتا ہے ان کے رات کے منصوبے کو۔“

یہ منافقین کے حال کا بیان ہے اور تاریخ شاہد ہے کہ منافقین رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دربار میں آپ کے بالکل پاس نہیں بیٹھتے تھے۔ قریب کی جگہ تو ابوبکر و عمر، عثمان و علی و دیگر مخلصین صحابہ کے لئے تھی۔ منافقین تو ادھر ادھر آنکھ بچا کر بیٹھتے تھے، اگر کچھ کسی مجبوری سے آپ کے سامنے بیٹھ بھی گئے ہوں تو عند کہہ کر

سبھی منافقین مراد ہیں۔ قریب بیٹھنے والے ہوں یا دور۔

(۴) اللہ تعالیٰ نے فرمایا، بیشک متقین باغوں اور نہروں میں سچ کی مجلس میں عظیم قدرت والے بادشاہ کے حضور حاضر ہوں گے۔“

یہ آیت تو سارے ہی متقیوں کو گھیرے ہوئے ہے لیکن اس میں کہاں بہ نسبت علماء کے کسی صالح مسلمان کا درجہ، اور بہ نسبت اولیاء کے کسی عالم کا درجہ، اور بہ نسبت صحابہ کے کسی ولی کا درجہ، اور بہ نسبت انبیاء کے کسی نبی کا درجہ، اور کہاں سید الانبیاء اور دیگر انبیاء علیہم السلام کا درجہ، ان مراتب میں تو فلک الافلاک و تحت الثریٰ سے بھی زیادہ فاصلہ ہے مگر سب کو عند اللہ سے بیان کیا گیا ہے۔

(۵) اسی طرح اللہ عزوجل کا ارشادِ گرامی ہے: ”بیشک متقین کے لئے رب کے پاس جنت نعیم ہے۔“

(۶) دوسری آیت میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا: ”اُس نے دُعا مانگی یا اللہ! میرے لئے اپنے پاس جنت میں ایک مکان بنا دے۔“

(مذکورہ بالا آیت کے تحت) حضرت سلمان و حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان پاک نبی کی دُعا قبول کر لی، تو کیا وہ انبیاء و اولیاء سے بھی زیادہ قرب الہی کی طالب تھیں۔ وہ تو اس کی خواستگار تھیں کہ قُرب کا وہ مقام جو ان کے لائق ہو، چاہے حضرت خدیجہ و فاطمہ و عائشہ رضوان اللہ تعالیٰ عنہن کے درجہ کے ہم پلہ بھی نہ ہو، چہ جائیکہ انبیاء و اولیاء عظام علیہم الرحمۃ و الرضوان کے درجہ کے برابر ہو۔

(۷) اللہ تعالیٰ نے شہدائے کرام کے بارے میں ارشاد فرمایا: ”شہداء اللہ تعالیٰ کے پاس زندہ ہیں۔“ تو بھلا کہاں سید الشہداء امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مقام بلند اور کہاں اللہ تعالیٰ کے نبیؐ کی علیہ السلام کا مقام بلند اور کہاں عام شہداء کے ام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم کی منزل، بلکہ انبیاء کرام علیہم السلام میں شہادت پانے والوں کی منزلیں۔

(۸) اللہ تعالیٰ فرشتوں کے بارے میں ارشاد فرماتا ہے: ”جو فرشتے تمہارے رب کے پاس ہیں۔“ ان فرشتوں میں باہم درجات کا کتنا تفاوت ہے، ہم اس کی حقیقت تو نہیں جان سکتے مگر تفاوت ہونا یقیناً معلوم ہے۔ قرآن عظیم کا ارشاد ہے کہ ہم میں سے ہر ایک کیلئے ایک متعین مقام ہے۔

(۹) اللہ عزوجل فرماتا ہے: ”کافروں نے خدا سے مکر کیا ان کا مکر تو خدا ہی کے پاس ہے۔“ کافروں کے مکہ کے لئے اللہ تعالیٰ سے کوئی قُرب نہیں، نہ قُربِ مکانی کی یہ ذاتِ باری کے لئے محال ہے نہ قُربِ مرتبی کی مگر تو نہایت ذلیل چیز ہے۔ لامحالہ اس آیت میں قُرب سے مراد حضور ہے یعنی یہ اللہ تعالیٰ

کے سامنے ہے اس سے پوشیدہ نہیں، تو یہ حضور علی ہوا۔

(۱۰) اللہ جل شانہ نے ارشاد فرمایا: ”قربانی کے جانور کو ذبح کرنے کی جگہ بیت اللہ کے پاس ہے۔“
معالم التنزیل میں فرمایا: ”الی البیت العتیق کا مطلب ہے عند البیت العتیق ہے یعنی حرم کی پوری زمین
(چنانچہ دوسری جگہ) ارشاد ہوا پورے حرم کے قریب نہ جاؤ۔ آیت مذکورہ بالا میں پورے حرم کو منہر عند البیت
العتیق قرار دیا جبکہ حدود حرم مختلف جہات میں بیت اللہ شریف سے کوسوں دوری پر ہے۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۲۸ ص ۲۰۸ تا ۲۱۳)

(۱۵) عند ظرف زمان و مکان دونوں کے لئے آتا ہے۔ قرآنی آیات سے تائید پیش کرتے ہوئے فرمایا:
نفسہ ۵: لئن نزلنا الیٰ مثل مداسرکم فلا شک ان عند ظرف زمان و
مکان قال تعالیٰ، ”خذوا منینکم عند کل مسجد“ ای ثیابکم وقت کل صلوة۔ والوقت
یضاف الی الامکنۃ والاجسام ایضا اذا کان له اختصاص بہا۔ قال تعالیٰ: یوم حنین اذا عجبتکم
کثرتکم۔

وانما حنین اسم مکان وکذا یوم بدار، یوم احد، یوم الدار، لیلة العقبۃ،
لیلة المعراج، لیلة الغار۔

نفسہ ۵: اگر ہم ان لوگوں کے معیارِ فہم پر اتر کر بھی بات کریں تو اتنا تو سب پر ظاہر ہے کہ عند ظرف زمان
اور ظرف مکان دونوں ہی کے لئے ہے، جیسا کہ ارشادِ باری ہے: ”ہر مسجد کے پاس اپنی زینت اختیار کرو۔“
یعنی ہر نماز کے وقت کپڑے پہنو، اور خود وقت بھی مکان اور اجسام دونوں ہی کی طرف مضاف ہوتا ہے جب کہ
وقت کے ساتھ ان کو کوئی خصوصیت ہو۔ ارشادِ الہی ہے: ”اور حنین کا دن یاد کرو جب تم اپنی کثرت پر اتر آگئے
تھے۔“ حنین ایک جگہ کا نام ہے، یہی حال یوم بدر، یوم احد، یوم دار، لیلة العقبۃ، لیلة المعراج اور
لیلة الغار کا ہے۔
(فتاویٰ رضویہ ج ۲۸ ص ۲۱۸)

(۱۶) اذانِ خطبہ مسجد کے اندر ہونے کو جائز قرار دینے والوں نے فقہاء کے قول علی المنہر سے استدلال
کیا، ان کے رد میں لفظ علی کے معنی کی تحقیق کرتے ہوئے فرمایا:

وفی تحریر الامام ابن الہمام و تقییر الامام ابن امیر الحاج: ”وہو ای اللزوم

هو بمعنی الحقیقی اھ۔

وفي الرضى شرح الكافية: "منه سر على اسم الله تعالى اى ملتزماً اھ۔"

قال ربنا عز وجل: فجاءته احدهما تمشى على استحياء۔ اى ملازمة للحياء۔

تحریر امام امیر ابن الحاج اور تقریر امام ابن امیر الحاج میں ہے: "لزم ہی علی کے حقیقی معنی ہیں۔"

اور رضی شرح کافہ میں ہے: "اسی محاورہ سے ہے اللہ کے نام پر سیر کر" یعنی اس کو لازم پکڑو۔"

قرآن عظیم میں یہ لفظ اسی معنی میں وارد ہوا۔ ارشاد الہی ہے: "ان دو عورتوں میں سے ایک شرم کرتی ہوئی آئی، یعنی وہ شرم کو لازم کئے ہوئے تھی۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۲۸ ص ۲۲۱)

(۱۷) علی بمعنی مصاحبت آتا ہے۔ اس کے متعلق فرمایا:

قال الامام الجلیل الجلال السیوطی فی الاتقان، علی حرف جر لهما معان (الی ان قال)

ثانیہا للمصاحبة کمع نحو "واقی المال علی جبه" اى مع جبه۔ "وان ربك لذ ومغفرة للناس علی ظلمهم اھ۔"

امام جلال الدین سیوطی اتقان میں فرماتے ہیں: "علی حرف جر ہے، اس کے چند معانی ہیں، دوسرا

معنی مصاحبت ہے، جیسے لفظ مع قرآن عظیم میں ہے کہ مال کو محبت کے باوجود قرابت داروں کو دیا (دوسری مثال) تمہارا رب ظلم کے باوجود لوگوں کی مغفرت کرنے والا ہے (یہاں علی ظلم کا مطلب مع ظلم ہے)۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۲۸ ص ۲۲۱)

(۱۸) علی کبھی وقت و زمانہ کے لئے آتا ہے، تو اس طرح یہ عند زمانہ کا ہم معنی ہوا۔ چنانچہ فرمایا:

ثالثاً قال ربنا عز وجل "واتبعوا ماتلوا الشیطن علی ملک سلیم" قال ف

الاتقان والفتوحات الالہیة: (ای فی من من ملکہ)، وفی مدارک الامام النسفی: "ای

۱۔ التقرير والتجیر مسئلہ علی للاستعلاء حساً دار الفکر بیروت ۸۶/۲

۲۔ الرضى فی شرح الکافی حروف الجر حرف "علی" دار الکتب العلمیہ بیروت ۳۴۲/۲

۳۔ القرآن الکریم ۲۸/۲۵

۴۔ الاتقان فی علوم القرآن النوع الرابعون دار الکتب العربیہ بیروت ۴۹۸/۱

۵۔ القرآن الکریم ۱۰۲/۲

۶۔ الفتوحات الالہیة الشہیر بالجل تحت الآیة ۱۰۲/۲ دار الفکر بیروت ۱۳۸/۱

ثالثاً اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "اور انہوں نے ملک سلیمان پر شیطانوں کے پڑھے ہوئے کی اتباع کی۔" اَقْلَان اور فِتَوَاتِ الْیَمِیہ میں ہے: "یعنی ان کی حکومت کے زمانہ میں"۔ مدارک امام نسفی میں ہے: "یعنی ان کی حکومت اور ان کے زمانہ میں"۔ اور اس میں کوئی شبہ نہیں کہ اذانِ خطبہ منبر کے وقت اور زمانہ میں ہے تو یہ عندِ زمانیہ کے ہم معنی ہو گیا۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۲۸ ص ۲۲۲، ۲۲۳)

(۱۹) اذان اندرون مسجد کا جائز کچھ لوگوں نے قرآن مجید سے ثابت کرنا چاہا ، ان کے رد میں فرمایا ،

نقحہ ۱۸ : حاول بعض الوهابية الفجرة ان يثبت مطلوبة الباطل یایات القرآن العظيم وحاشا القرآن ان يكون لباطل ظهيرا قال قال عز وجل : واذن فی الناس بالحج ، واخرج سعید بن منصور و آخرون عن مجاهد قال لما امر ابراهيم ان يؤذن فی الناس بالحج ، قام علی المقام فنادی بصوت اسمع من بیت المشرق والمغرب ، یا ایها الناس اجیبوا ربکم ۛ

واخرج ابن المنذر وابن ابى حاتم عن مجاهد قال تناول به المقام حتى كان كاطول جبل في الارض فاذا فيهم بالحج فاسمع من تحت البحور السبع ^{هـ}
واخرج ابن جرير عن مجاهد عن ابن عباس رضى الله تعالى عنهما قال قام ابراهيم خليل الله على الحجر فنادى "يَا أَيُّهَا النَّاسُ كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْحَجُّ فَاسْمِعُوا مَن فِي أَصْلَابِ الرِّجَالِ وَارْحَمُوا النِّسَاءَ" ^{هـ}

فقہ ۱۸ : بعض وہابی صاحبان نے اپنا مقصد قرآن پاک سے ثابت کرنے کا قصد کیا ہے
۱۔ مدارک التنزیل تفسیر لنفسی تحت الایۃ ۱۰۲/۲ دارالکتب العربی بیروت ۱/۶۵
۲۔ القرآن الکریم ۲۲/۲۷

٣٣/٦ الدر المنثور بحواله سعيد بن منصور تحت الآية ٢٢/٢٤ حديث ١٣٨٨٢ دار احیاء التراث العربی بیروت
تفسیر القرآن العظیم لابن ابی حاتم تحت الآية ٢٢/٢٤ حديث ١٣٨٨٠ مکتبہ نزار مصطفیٰ الباز مکه المکرمه ٢٤٨٤/٨

۴

الدر المنثور بحواله ابن المنذر وابن أبي حاتم تحت الآية ۲۲ / ۲۷ واراجار التراث العربی بیروت
جامع البیان (تفسیر ابن جریر)

۳۳ / ۶ " " " " " " " " " "

۱۶۹ / ۱۷ " " " " " " " " " "

حالانکہ قرآن عظیم باطل کا مددگار نہیں ہو سکتا۔ وہ کہتے ہیں کہ قرآن عظیم نے فرمایا: ”(اے ابراہیم!) لوگوں میں حج کا اعلان کرو۔“ اور سعید بن منصور اور دوسرے محدثین نے حضرت مجاہد سے روایت کی: جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حج کے اعلان کرنے کا حکم ہوا تو آپ نے مقام ابراہیم پر کھڑے ہو کر بلند آواز سے فرمایا (جسے مشرق و مغرب کے سبھی لوگوں نے سنا) کہ اے لوگو! اپنے رب کا جواب دو۔

ابن المنذر و ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام مقام ابراہیم پر اعلان کے لئے کھڑے ہوئے تو وہ انھیں لئے کر بلند ہونے لگایا یہاں تک کہ زمین کے تمام پہاڑوں سے بلند ہو گیا، آپ نے اسی بلندی پر سے لوگوں میں حج کا اعلان کیا جو سات سمندروں کی تہ سے بھی سُنا گیا۔

ابن جریر نے حضرت مجاہد سے روایت کی اور انھوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کھڑے ہو کر پکارا: ”اے لوگو! اللہ تعالیٰ نے تم پر حج فرض کیا۔“ تو باپوں کی پشتوں سے اور ماؤں کے شکموں سے لوگوں نے ان کی آواز سُنی۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۲۸ ص ۲۷۴، ۲۷۵)

(۲۰) مقام ابراہیم والا پتھر زمانہ خلیل علیہ الصلوٰۃ والسلام میں کہاں تھا اور یہ کہ اعلان حج حضرت خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہاں کھڑے ہو کر فرمایا، اس سلسلے میں متعدد تفاسیر کے حوالے نقل کرتے ہوئے فرمایا:

خامساً بل قد ورد ما يدل على انه كان في غير هذا المحل حين اذن عليه وكفى به قاطعا لشقشقتهم اخرج الانصاري عن ابى سعيد الخدري رضى الله تعالى عنه قال ”سألت عبد الله بن سلام عن الاثر الذي في المقام، فقال لما امر ابراهيم عليه الصلوٰۃ والسلام ان يؤذن في الناس بالحج قام على المقام، فلما فرغ امر بالمقام فوضعه قبله، فكان يصلى اليه مستقبل الباب.“ (الحديث)

وسادساً ان شئت قطعت من اس الشبهة من راسها وذلك لان رواية قيامه عليه الصلوٰۃ والسلام حين الاذان على المقام رواية اسرائيلية كما مر أيت

وسيدنا ابن عباس رضي الله تعالى عنهما كان يأخذ عنهما كما هنا، وروى ابن ابى حاتم عن الربيع بن النضر قال سمعنا عن ابن عباس انه حدث عن رجال من علماء اهل الكتاب ان موسى دعا ربه (الحديث) في قصة ملاقاته الخضر عليهما الصلوة والسلام واقربها واخرج ابن ابى شيبه عن ابن عباس رضي الله تعالى عنهما قال سئلت كعباً ما سدره المنتهى؟ قال سدره ينتهى اليها علم الملكة، وسألته عن جنة الماوى، فقال جنة فيها طير خضر ترتقى فيها ارواح الشهداء.

واخرج ابن جوير عن ثمر قال جاء ابن عباس الى كعب فقال له حدثني عن قول الله "سدره المنتهى" (الحديث).

وقد صح عن امير المؤمنين على كرم الله تعالى وجهه انه اذن على ثبير، روى عبدالرزاق وغيره عن معمر قال قال ابن جريج قال ابن المسيب قال على ابن ابى طالب رضي الله تعالى عنه لما فرغ ابراهيم من بنائه، بعث الله جبريل فحج به حتى اذا رأى عرفة قال قد عرفت وكان اتاها قبل ذلك مرة، فلذلك سميت عرفة حتى اذا كان يوم النحر عرض له الشيطان فقال احصب فحصبه بسبع حصيات، ثم اليوم الثاني فالثالث فلذلك كان رمى الجمار قال اعل على ثبير فعلا فنادى يا عباد الله اجيبوا الله يا عباد الله اطيعوا الله فسمعتهم دعوتهم من بين الابرار السبعة (الحديث).

وهذا كما ترى سند صحيح على اصولنا فهذا النص عن رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم حكما لان الامر لا دخل فيه للرأى وما كان امير المؤمنين على لياخذ عن اهل الكتاب فلم يكن الاسماعا عن النبي صلى الله تعالى عليه وسلم - فثبت ان الاذان كان على جبل بمزدلفة وسقط انه كان داخل المسجد على المقام ولك ان تقول لا خلف فان ثبيراً من الحرم وقد افاد ابن عباس نفسه "ان مقام ابراهيم الحرم كله".

له الدر المنثور بحواله ابن ابى حاتم سورة الكهف ٢١، ٢٢، وارجاء التراث العربى بيروت ٣٤٩/٥

له الدر المنثور "ابن ابى شيبه تحت الآية ١٢/٥٣ " " " " ٥٤٢/٤

له جامع البيان " " " " " ٦٣/٢٤

له الدر المنثور بحواله عبد الرزاق " " " " ٢٦/٢٢ " " ٣١/٩

له " بحواله عبد بن حميد ابن ابى حاتم " " ١٢٥/٢ ٢٦٣/١ تفسير ابن ابى حاتم تحت الآية ٩٤/٣ ٤١١/٣

اخرجه عنه عبد بن حميد وابن ابى حاتم بل اخرج هذا عنه قال "مقام ابراهيم الحج كله" ^{له}

وسيا بعد اضطربت الرواية عن ابن عباس ففي بعضها "اذن على المقام وفي بعضها" على ابى قيس رواه عنه ابن ابى حاتم رضي الله تعالى عنه قال "لما امر الله ابراهيم ان ينادى في الناس بالحج صعد ابا قيس فوضع اصبعيه في اذنيه ثم نادى "ان الله تعالى كتب عليكم الحج فاجيبوا ربكم" الحديث ، وفي أخرى له عنه رضي الله تعالى عنه قال "صعد ابراهيم ابا قيس ، فقال الله اكبر الله اكبر ، اشهدات لا اله الا الله ، واشهد ان ابراهيم رسول الله ايها الناس ان الله امرني ان انادى في الناس بالحج ايها الناس اجيبوا ربكم" ^{له}

وفي بعضها على الصفا رواه عبد بن حميد عن مجاهد قال "امر ابراهيم ان يؤذن بالحج فقام على الصفا فنادى بصوت سمعه ما بين المشرق والمغرب يا ايها الناس اجيبوا الى ربكم" ^{له}

وروى هو وابن المنذر عن عطاء قال "صعد ابراهيم على الصفا فقال يا ايها الناس اجيبوا ربكم" ^{له}

ومعلوم ان الرواية عن مجاهد رواية عن ابن عباس رضي الله تعالى عنهم قال اضطراب بالتثنية والا فلا شك في التثنية فكان من هذا الوجه ايضا حديث امير المؤمنين احمق بالاختذ ولذا مشى عليه القطبي في تاريخه ولم يلتفت لها سواة فاندحضت الشبهة عن مراس والحمد لله رب الناس.

خاصا اس امر کی روایت ہے کہ مقام ابراہیم اعلان حج کے وقت موجودہ مقام پر موجود نہیں تھا

- ۱۔ تفسیر القرآن العظیم تحت الآية ۳/ ۹۷ حدیث ۳۸۴۷ و ۳۸۴۸ مکتبہ نزار مصطفیٰ الباز مکہ المکرمہ ۳/ ۱۱۱
- ۲۔ " لابن ابی حاتم " ۲۷/ ۲۲ " ۱۳۸۷۸ " " " " " ۲۴۸۷/ ۸
- ۳۔ " " " " " " ۱۳۸۸۴ " مکتبہ نزار مصطفیٰ الباز مکہ المکرمہ ۸/ ۲۴۸۷، ۲۴۸۸
- ۴۔ الدر المنثور بحوالہ ابن ابی حاتم " دار احیاء التراث العربی بیروت ۶/ ۳۴
- ۵۔ " عبد بن حمید " " " " " " ۶/ ۳۳
- ۶۔ بحوالہ عبد بن حمید ابن المنذر تحت الآية ۳/ ۲۷ " " " " " ۶/ ۳۳

جس سے تمام اوہام کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔ ازرقی نے ہی حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ ”میں نے حضرت عبداللہ ابن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مقام ابراہیم میں پڑے ہوئے نشان کے بارے میں سوال کیا، تو انھوں نے فرمایا کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اعلان حج کا حکم دیا گیا تو آپ نے اسی پتھر پر کھڑے ہو کر اعلان فرمایا۔ اعلان سے فارغ ہوئے تو حکم دیا کہ اس پتھر کو لیجا کر کعبہ کے دروازے کے سامنے رکھا جائے۔ اور آپ اسی پتھر کی طرف رخ کر کے نماز پڑھتے تھے۔

سادساً اس شبہ کو جڑ بنیاد سے اس طرح ختم کیا جاسکتا ہے کہ حضرت خلیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اعلان حج کے وقت مقام ابراہیم پر کھڑے ہونے کی روایت اسرائیلی ہے، اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بنی اسرائیل کی روایت قبول فرماتے تھے جیسا کہ اس مجبوثہ روایت میں انھوں نے کیا۔ ابن ابی حاتم ریح بن انس سے روایت کرتے ہیں کہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اہل کتاب سے روایت کیا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے رب سے دعا کی۔ یہ حضرت موسیٰ و خضر علیہما الصلوٰۃ والسلام کی ملاقات کے قصہ میں ہے۔ مندرجہ ذیل روایت کو ابن ابی شیبہ نے بھی حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہی ثابت رکھا کہ ”میں نے حضرت کعب احبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سدرۃ المنتہی کے بارے میں پوچھا تو انھوں نے کہا کہ انتہائی حد پر ایک پیری کا درخت ہے جہاں تک فرشتوں کا علم پہنچتا ہے۔ اور میں نے ان سے جنتہ الماویٰ کے بارے میں پوچھا تو انھوں نے فرمایا: ایسا باغ جس میں شہدا کی رُو حیں سبز پرندوں کے جسم میں رہ کر سیر کرتی ہیں۔

ابن جریر نے شمر سے روایت کی کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما حضرت کعب کے پاس آئے اور سدرۃ المنتہی کے بارے میں پوچھا۔ (القصۃ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اسرائیلی روایت قبول کرتے تھے اور روایت مجبوثہ بھی اسرائیلی ہے)

ادھر حضرت امیر المؤمنین مولانا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے صحیح روایت ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کوہِ ثبیر پر چڑھ کر اعلان حج فرمایا تھا۔ عبدالرزاق وغیرہ نے معمر سے انھوں نے ابن جریر سے انھوں نے حضرت علی (رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) سے روایت کی کہ ”جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کعبہ کی بنا سے فارغ ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے جبریل امین کو بھیجا اور انھوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حج کرایا۔ آپ نے عرفات کو دیکھ کر فرمایا میں اس میدان کو پہچان گیا۔ ایک بار اس سے قبل بھی حضرت خلیل یہاں آئے تھے۔ اور اسی وجہ سے اس کا نام ”عرفہ“ پڑا۔ یوم النحر کے دن شیطان نے آپ سے تعرض کیا تو حضرت جبرائیل امین علیہ السلام نے اسے سات کنکریاں مارنے کی ہدایت کی۔ اور آپ نے ابلیس کو سنگسار کیا، پھر دوسرے اور تیسرے دن بھی ایسا ہی ہوا، اسی لئے حج میں رمی جمار مشروع ہوئی۔ حضرت جبریل امین علیہ السلام نے فرمایا:

کو ثبیر پر چڑھو۔ حضرت خلیل علیہ السلام نے ثبیر کی پہاڑی پر چڑھ کر اعلان فرمایا: "اے بندگانِ خدا! اللہ تعالیٰ کی پکار کا جواب دو، اے بندگانِ خدا! اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرو۔" تو ان کا یہ اعلان سات سمندروں سے سنا گیا۔

یہ سند ہمارے اصول پر صحیح ہے، اور یہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ہی فرمان ہے، اور معاملہ چونکہ قیاسی نہیں بالکلیدِ سماعی ہے اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم چونکہ اہل کتاب کی روایت قبول نہیں کرتے تھے اس لئے لامحالہ یہ بات انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ہی سُن کر بیان فرمائی۔ تو اس روایت سے یہ ثابت ہوا کہ اعلان حج منیٰ شریف کے پہاڑ سے ہوا۔ اور یہ بات ساقط الاعتبار ہو گئی کہ اعلان حج مسجد کے اندر مقامِ ابراہیم سے ہوا۔ اور ان دونوں روایتوں میں کوئی ایسا تعارض بھی نہیں کہ جبلِ ثبیر بھی حدودِ حرم کے اندر ہی ہے چنانچہ عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، سارا حرم مقامِ ابراہیم ہے، بلکہ حضرت ابن عباس سے تو یہ بھی مروی ہے کہ مقامِ ابراہیم پورا حج ہے۔

وسابعا اعلان حج کے مقام میں حضرت ابن عباس سے روایتیں مضطرب ہیں۔ بعض میں تو وہی مقامِ ابراہیم ہے، اور بعض میں یہ ہے کہ جبلِ ابوقیس پر اعلان حج ہوا۔ چنانچہ ابن ابی حاتم نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ "حضرت ابراہیم علیہ السلام جبلِ ابوقیس پر چڑھے اور کہا اللہ اکبر اللہ اکبر، اشہدان لا الہ الا اللہ، واشہدان ابراہیم رسول اللہ۔ اے لوگو! مجھے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ میں لوگوں میں حج کا اعلان کروں، تو تم لوگ اللہ تعالیٰ کی پکار کا جواب دو۔"

اور بعض روایتوں میں جبلِ ابوقیس کے بجائے کوہِ صفا کا ذکر ہے۔ ابن حمید کی یہ روایت امام مجاہد سے اس طرح مروی ہے، حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حکم دیا گیا کہ مقامِ صفا پر لوگوں کو حج کا اعلان کریں۔ آپ نے ایسی آواز سے پکارا کہ مشرق و مغرب کے لوگوں نے سنا۔ اعلان کے الفاظ یہ تھے، "اے لوگو! اپنے رب کی پکار کا جواب دو۔"

ابو حاتم اور ابن منذر نے عطا سے روایت کی، حضرت ابراہیم علیہ السلام کوہِ صفا پر چڑھے اور پکارا: "اے لوگو! اپنے رب کا جواب دو۔"

یہ معلوم ہے کہ حضرت مجاہد کی روایت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے ہی ہے تو اس روایت میں تین اضطراب ہوئے ورنہ دو ہونے میں تو شبہ ہی نہیں ہے۔ پس اس اعتبار سے بھی امیر المؤمنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی روایت راجح اور اولیٰ بالاختیار ہے اس لئے قطبی نے اپنی تاریخ میں امیر المؤمنین کی روایت پر ہی اعتماد کیا اور دوسری روایتوں کی طرف توجہ نہیں کی۔

(۲۱) مخالفین کے قرآن مجید سے ایک اور غلط استدلال کا رد کرتے ہوئے فرمایا:

نفعہ ۱۹: ثم تمسك بقوله تعالى: "ومن اظلم ممن منع مسجدا لله ان يذكر فيها اسمه" وقوله تعالى: "ومسجد يذكر فيها اسم الله كثيراً" وقوله تعالى: "في بيوت اذن الله ان ترفع ويذكر فيها اسمه" وفي حديث الصحيحين: ان هذه المساجد لا تصلح لشيء من هذا البول القذر وانما هي لذكر الله والصلوة وقراءة القرآن.

اقول اولاً: قضيتا الموتر عن كشف هذه الشبهة في النفحة الاولى القرآنية، وبيتان الاذان ليس ذكر أخالصة.

وثانياً: منع الاذان في المسجد منع رفع الصوت فيه ومنع رفع الصوت بالذكر ليس منع الذكر.

نفعہ ۱۹: مسجد کے اندر اذان جائز ہونے پر اس آیت سے بھی مخالفین نے استدلال کیا ہے "اس سے بڑا ظالم کون ہے جو مسجد میں اللہ کا نام لینے سے منع کرے" اور آیت مبارکہ "اور مسجد جس میں اللہ تعالیٰ کا ذکر بہت ہوتا ہے" اور آیت گرامی "ان گھروں کو اللہ تعالیٰ نے بلند کرنے کا اور ان میں اپنا نام لینے کا حکم دیا" اور بقول صاحب مشکوٰۃ صحیحین کی ایک حدیث: "ورنہ مخرجین نے اسے صرف مسلم کی حدیث قرار دیا ہے" یہ مسجدیں پیشاب اور گندگی کے لئے نہیں، یہ تو ذکر الہی، نماز اور تلاوتِ قرآن کے لئے ہیں۔

اقول (میں کہتا ہوں - ت) اولاً ہم نفعہ قرآنیہ میں اس شبہہ کو بالکل حل کر چکے ہیں کہ اذان محض ذکر الہی ہی نہیں ہے۔

عہ تبع فيه صاحب المشكوة وانما عزا المخرجون لمسلم وحده اهـ۔

۱۱۴/۲ لہ القرآن الکریم

۴۰/۲۲ " ۵۲

۳۶/۲۳ " ۵۳

۱۳۸/۱

ص ۵۲

صحیح مسلم کتاب الطہارۃ باب وجوب غسل البول الخ قدیمی کتب خانہ کراچی
مشکوٰۃ المصابیح بحوالہ صحیحین کتاب الطہارۃ باب تطہیر النجاسات الفصل الاول

وثانیاً مسجد میں اذان منع کرنے کا مطلب آواز بلند کرنے کو منع کرنا ہے اور ذکر الہی کے ساتھ آواز بلند کرنے کی ممانعت ذکر کی ممانعت نہیں ہے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۲۸ ص ۲۸۶، ۲۸۷)

(۲۲) سوال آیا کہ سورۃ فاتحہ اور اخلاص میں صرف اللہ تعالیٰ کی ہی تعریف ہے یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بھی ہے؟ اس کے جواب میں فرمایا:

سورۃ فاتحہ میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صریح مدح ہے الصراط المستقیم محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں اور ان کے اصحاب ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما، انعمت علیہم چاروں فرقوں کے سردار انبیاء ہیں انبیاء کے سردار مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ شیخ محقق نے اخبار الاخیار میں بعض اولیاء کی ایک تفسیر بتائی جس میں انھوں نے ہر آیت کو نعت کر دیا ہے اس میں سورہ اخلاص بھی داخل ہے۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۲۸ ص ۳۶۶)

(۲۳) آیت کریمہ ”قل ان الفضل بید اللہ یؤتیہ من یشاء“ سے حاصل ہونے والی ہدایتوں کا ذکر کرتے ہوئے رسالہ طرد الافاعی میں فرمایا:

اس آیت کریمہ سے مسلمان کو دو ہدایتیں ہوتیں:

ایک یہ کہ مقبولانِ بارگاہِ احدیت میں اپنی طرف سے ایک کو افضل دوسرے کو مفضل نہ بتائے کہ فضل تو اللہ تعالیٰ کے ہاتھ ہے جسے چاہے عطا فرمائے۔

دوسرے یہ کہ جب دلیل مقبول سے ایک کی افضلیت ثابت ہو تو اس میں اپنے نفس کی خواہش اپنے ذاتی علاقہ نسب یا نسبت شاگردی یا مریدی وغیرہ کو اصلاً دخل نہ دے کہ فضل ہمارے ہاتھ نہیں کہ اپنے آباء و اساتذہ و مشائخ کو اوروں سے افضل ہی کریں جسے خدا نے افضل کیا وہی افضل ہے اگرچہ ہمارا ذاتی علاقہ اُس سے کچھ نہ ہو اور جسے مفضل کیا وہی مفضل ہے اگرچہ ہمارے سب علاقے اُس سے ہوں۔ یہ اسلامی شان ہے مسلمانوں کو اسی پر عمل چاہئے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۲۸ ص ۳۶۸، ۳۶۹)

(۲۴) کچھ لوگوں نے کہا کہ حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت سید احمد رفاعی علیہ الرحمہ کے ہاتھ پر بیعت ہوئے۔ اس قول باطل کا رد کرتے ہوئے فرمایا:

بہر حال اس پر وہ فقرہ تراشیدہ کہ اس وقت حضور قطب العالمین غوث العارفین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت رفیع رفاعی کے ہاتھ پر معاذ اللہ بیعت فرمائی کذب و افتراءِ خالص و دروغ بیفروغ ہے، اور

اور اللہ واحد قہار جھوٹ کو دشمن رکھتا ہے نہ کہ ایسا جھوٹ جس سے زمین و آسمان ہل جائیں، قل ھا تو ابوہانکم ان کنتم صدقین لا واپنی دلیل اگر سچے ہو۔ فاذ لھیا تو بالشہداء فاو لٹک عند اللہ ھم الکذ بونچ پھر جب وہ گواہان عادل نہ لاسکے تو جو ایسا دعویٰ کریں اللہ کے نزدیک وہی جھوٹے ہیں۔ وقد خاب من افتری غاب وغاسرا ہوا جس نے اقرار باندھا۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۲۸ ص ۳۷۱)

(۲۵) ابن السقار غوث پاک کی گستاخی کی وجہ سے زندگی میں رُسا ہوا، وہ جانتا تھا کہ یہ اس گستاخی کی سزا ہے اس پر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ پھر وہ اسلام کیوں نہیں لاتا تھا؟ اس کا جواب دیتے ہوئے فرمایا:

اقول اس کا جواب قرآن عظیم دے گا،

وما تشاءون الا ان یشاء اللہ رب العلمینؑ

تم کیا چاہو جب تک اللہ نہ چاہے جو مانگ سارے جہان کا ہے۔

اور فرماتا ہے :

کلا بل سران علیٰ قلوبہم ما کانوا یکسبونؑ

کوئی نہیں بلکہ اُن کی بد اعمالیوں نے اُن کے دلوں پر زنگ چڑھا دی ہے۔

اور فرماتا ہے :

ذلک بانہم امنوا ثم کفروا فطبع علیٰ قلوبہم فہم لا یفقیہونؑ

یہ اس لئے کہ وہ ایمان لائے پھر کفر کیا تو اُن کے دلوں پر مہر لگا دی گئی کہ اب اُنھیں کچھ سمجھ نہ رہی۔

والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۲۸ ص ۴۰۰)

(۲۶) اہلِ فرت کے بارے میں اقوال اور آیت کریمہ ”وما کتا معدّٰ بین حتیٰ نبعث رسولاً“ کی تفسیر

بیان کرتے ہوئے رسالہ تنزیہ المکانۃ الحیدرۃ میں فرمایا :

جاہلیہ ائمہ اشاعرہ رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک جب تک بعثتِ اقدس حضور خاتم النبیین صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وسلم ہو کر دعوتِ الہیہ انھیں نہ پہنچی یہ سب فرقے ناجی و غیر معذب تھے لقولہ تعالیٰ ”وما کتا معدّٰ بین

حتیٰ نبعث رسولاً“ اللہ تعالیٰ کے اس قول کے مطابق ”ہم عذاب فرمانے والے نہ تھے یہاں تک کہ بھیج لیں رسول۔

۱۳/۲۴ القرآن الکریم

۲۹/۸۱ ” ۵۴

۳/۹۳ ” ۵۶

۱۱۱/۲ القرآن الکریم

۶۱/۲۰ ” ۵۳

۱۴/۸۳ ” ۵۵

۱۵/۱۷ ” ۵۷

(والجواب بتعميم الرسول العقل او تخصيص العذاب بعذاب الدنيا خلاف الظاهر فلا يصار اليه الا بسوجب ولا موجب **اقول** بلى احاديث صحيحة صريحة كثيرة بشيرة ناطقة بعذاب بعض اهل الفترة كعمرو بن لحي وصاحب المحجن وغيرهما وبه علم ان مرادها يجعلها معارضة للقطعي كما صدر عن العلامة الابي والامام السيوطي وكثير من الاشعرية لاسبيل اليه فان قطعية الدلالة غير مسلم فلا يهجم بمثل ذلك على مراد الصحاح والكلام ههنا طويل ليس هذا موضعه ولا نحن بصدده)

(اشاعره کا جواب میں یہ کہنا کہ رسول سے مراد عام ہے خواہ انسان ہو یا عقل یا یہ کہ عذاب سے مراد صرف عذاب دُنیا ہے (یعنی جب تک ہم کوئی رسول نہ بھیج لیں دنیا میں عذاب نہیں دیتے اور عذاب آخرت دعوت رسول پہنچے بغیر بھی ہو سکتا ہے) یہ (تاویل) خلاف ظاہر ہے جس کی طرف رجوع کا کوئی موجب نہیں **اقول** کیوں نہیں بہت ساری صحیح حدیثیں بعض اہل فرت کے عذاب (دنیاوی) پر ناطق ہیں جیسے عمرو بن لحي اور طرطھے و دندے والا آدمی (جو اپنے دندے سے لوگوں کی چیزیں اُچک کر چرا لیتا تھا) اور اُن دونوں کے علاوہ اس بیانی سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ان صحیح حدیثوں کو رد کرنے کی کوئی وجہ نہیں یہ کہتے ہوئے کہ یہ احادیث نص قطعی کے خلاف ہیں جیسا کہ علامہ ابی، امام سیوطی اور بہت سے اشعریہ نے یہی کہہ کر رد کر دیا ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ اس معنی پر آیت کی دلالت قطعی ہونا مسلم نہیں تو پھر غیر قطعی الدلالة نص سے احادیث صحیحہ کے رد کا ارتکاب نہیں کیا جاسکتا۔ کلام یہاں پر طویل ہے جس کا یہ محل نہیں اور نہ ہی یہاں پر ہمارا مقصود ہے ۱۲ مترجم)

خصوصاً ہمال عرب جنہیں قرآن عظیم جا بجا اُمتی و جاہل و بے خبر بتا رہا ہے صاف ارشاد ہوتا ہے :

تَنْزِيلَ الْعَزِيزِ الرَّحِيمِ ۝ لَتَنْذِرُ قَوْمًا مَّا اَنْذَرَا بِاَوْهُمْ فَهُمْ غٰفِلُونَ ۝
اتارا ہوا زبردست مہر والے کا کہ تو ڈرائے اُن لوگوں کو کہ نہ ڈرائے گئے ان کے باپ دادا تو وہ غفلت میں ہیں۔

اور خود ہی ارشاد ہوتا ہے :

ذٰلِكَ اَنْ لَّمْ يَكُنْ مَرْبِکَ مَهْلَکُ الْقَرٰی ۝ بِظُلْمٍ وَّاهِلْهَا غٰفِلُونَ ۝

یہ اس لئے کہ تیرا رب بستیوں کو ہلاک کرنے والا نہیں ظلم سے جب کہ ان کے رہنے والے غفلت میں ہوں۔

قلت ای وھذا وان کان ظاہراً فی عذاب الدنیا و عذاب الآخرۃ منتقم بالفحوی فان الملک الکریم الذی لم یرض للغافل بعذاب منقطع لایرضی بعذاب دائم من باب اولی **اقول** لکن الغفلة انما هی علی امرالرسالة والنسبوت و السمعیات کبعث وغیره ، وقد قلنا بموجبہا فی ذلک۔ اما التوحید فلا غفلة عنه مع وضوح الدلائل وكفاية العقل وقد قال الله تعالى قل لمن الا لارض ومن فیہا ان کنتم تعلمون ۝ سيقولون لله ط قل افلا تذکرون ۝ قل من رب السموات السبع ورب العرش العظيم ۝ سيقولون لله ط قل افلا تتقون ۝ قل من یبدہ ملکوت کل شیء وهو یجیر ولا یجار علیہ ان کنتم تعلمون ۝ سيقولون لله ط قل فانی تسبحون ۝ وقال تعالى ، ولئن سألتهم من خلق السموات والارض وسخر الشمس والقمر ليقولن الله ج فانی یؤفکون ۝ الخ غیر ذلک من الایات ، کل ذلک مع قوله عز من قائل ، ان تقولوا انما انزل الکتاب علی طائفتین من قبلنا وان کتا عن دراستهم لغفلیں ۝ فافہم۔

قلت یہ آیت اگرچہ غفلت والے سے عذاب دنیا کی نفی میں ظاہر ہے اور عذاب آخرت کی نفی مفہوم سے ہو جاتی ہے کیونکہ جس بادشاہِ کریم غافل کے لئے دنیا کا فانی عذاب پسند نہ کیا وہ آخرت کا دائمی عذاب بدرجہ اولیٰ پسند نہ فرمائے گا **اقول** لیکن یہ وہ غفلت ہے جو رسالت ، نبوت اور سمعی عقائد بعث وغیرہ کے باب میں ہو اور اس باب میں موجب غفلت پائے جانے کے ہم قائل ہیں۔ لیکن توحید سے غفلت کا کوئی موجب نہیں جب کہ اس کے دلائل واضح ہیں اور عقل اس کی رہنمائی کے لئے کافی ہے۔ باری تعالیٰ کا ارشاد ہے : تم فرماؤ کس کی ہے زمین اور جو اس میں ہیں اگر تم جانتے ہو ؟ بولیں گے : اللہ کی۔ تم فرماؤ پھر تم کیوں دھیان نہیں دیتے ؟ تم فرماؤ کون ہے ساتوں آسمان کا مالک اور بڑے عرش کا مالک ؟

۱۵ العتہ آن الکریم ۲۳ / ۸۴ تا ۸۹

۱۶ " ۲۹ / ۶۱

۱۷ " ۶ / ۱۵۶

بولیں گے: یہ اللہ ہی کی شان ہے۔ فرماؤ پھر تم کیوں نہیں ڈرتے؟ تم فرماؤ کون ہے جس کے ہاتھ ہر چیز کا اقتدار ہے اور وہ پناہ دینے والا ہے اور اس کے خلاف پناہ نہیں دی جاسکتی اگر تم جانتے ہو؟ بولیں گے یہ اللہ ہی کی شان ہے۔ فرماؤ پھر تم کس جادو کے فریب میں پڑے ہو۔ اور ارشاد باری ہے، اور اگر تم ان سے پوچھو کس نے بنائے آسمان اور زمین، اور کام میں لگائے سورج اور چاند؟ تو ضرور کہیں گے اللہ نے۔ پھر کہاں اوندھے جاتے ہیں۔ اور ان کے علاوہ آیات۔ ساتھ ہی یہ ارشاد بھی ہے: کبھی تم کہو کہ کتاب تو ہم سے پہلے کے دو گروہوں پر نازل کی گئی تھی اور ہم اس کے پڑھنے پڑھانے سے غافل تھے۔ غور کیجئے (ت) (فتاویٰ رضویہ ج ۲۸ ص ۴۴۱ تا ۴۴۳)

(۲۷) حضرت علی رضی اللہ عنہما ہمیشہ مسلمان تھے کبھی شرک میں مبتلا نہیں ہوئے، اس مسئلہ کی تحقیق کرتے ہوئے فرمایا:

عالم ذریت سے روز ولادت تک اسلام مینا قی تھا کہ الست بربکھ ط قالوا بلی (کیا میں تمھارا رب نہیں ہوں، انھوں نے کہا کیوں نہیں) روز ولادت سے سن تمیز تک اسلام فطری کہ:

کل مولود یولد علی الفطرة

ہر بچہ فطرت اسلام پر پیدا ہوتا ہے۔ (ت)

سن تمیز سے روز بعثت تک اسلام توحیدی کہ ان حضرات والا صفات نے زمانہ فترت میں بھی کبھی بت کو سجدہ نہ کیا، کبھی غیر خدا کو خدا نہ قرار دیا ہمیشہ ایک ہی جانا، ایک ہی مانا، ایک ہی کہا، ایک ہی سے کام رہا۔

ذلك فضل الله يؤتيه من يشاء والله ذو الفضل العظيم

یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہے عطا فرماتا ہے اور اللہ عظیم فضل والا ہے۔ (ت)

پھر ظہور بعثت سے ابد الابد تک حال تو ظاہر و قطعی و متواتر ہے۔ والحمد لله رب

۱۔ القرآن الکریم ۱۷۲/۷

۲۔ صحیح البخاری کتاب الجنائز باب ما قبل فی اولاد المشرکین قدیمی کتب خانہ کراچی ۱۸۵/۱

سنن ابی داؤد کتاب السنۃ ۲۹۲/۲ و جامع الترمذی ابواب القدر ۳۶/۲

مسند احمد بن حنبل عن ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۲۳۳/۲

۳۔ القرآن الکریم ۶۲/۴

العلمین (سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جو پروردگار ہے تمام جہانوں کا۔ ت)۔
(فتاویٰ رضویہ ج ۲۸ ص ۲۵۹)

(۲۸) مسئلہ مذکورہ بالا میں فرمایا :

ثم اقول وبالله التوفيق (میں پھر کہتا ہوں اور توفیق اللہ ہی کی طرف سے ہے۔ ت) ظاہر ہے کہ تا اوان (وقت) فترت اس زمان جاہلیت و مکان اُمیت و بیجان غفلت میں سمعیات پر اطلاع کے تو کوئی معنی ہی نہ تھے، اسی طرح نبوت و کتاب کہ وہ لوگ ان امور سے واقف ہی نہ تھے، و لہذا براہِ عجیب کہتے :

ابعث الله بشرا رسولا

کیا خدا نے آدمی کو رسول بنایا۔

اور کہتے :

مال هذا الرسول ياكل الطعام ويمشي في الاسواق

یہ رسول کیسا ہے کہ ہماری طرح کھانا کھاتا ہے اور بازاروں میں چلتا ہے۔
اور پُر ظاہر کہ حکم بے تصور محکوم علیہ محال قطعی۔ تو جس چیز سے ذہن اصلاً خالی اس کی تصدیق و تکذیب دونوں ممنوع عقلی۔

وقد قال تعالى "ما اندر اباؤهم فهم غفلون"

بیشک اللہ تعالیٰ نے فرمایا : ان کے باپ دادا نہ ڈرائے گئے تو وہ بے خبر ہیں۔ (ت)
لہذا اُس زمانے میں صرف توحید مدارِ اسلام و مناطِ نجات و نافی کفر تھی۔ موقدانِ جاہلیت کا مسئلہ
اجماعیہ کسے نہیں معلوم؟ — بایں ہمہ وہ اسلام ضروری تھا کہ اُس وقت اُسی قدر ممکن تھا اصلِ دین و
مرضی رب العلمین جسے ات الدین عند اللہ الاسلام (بیشک اللہ کے یہاں اسلام ہی میں ہے۔ ت)
فرمایا گیا تمام ایمانیات پر ایمان لانا ہے،
كل امن بالله وملئكته وكتبه ورسوله

۱۵ القرآن الکریم ۲۵/۴

۱۶ " ۱۹/۳

۱۷ القرآن الکریم ۹۴/۱۴

۱۸ " ۶/۳۶

۱۹ " ۲۸۵/۲

سب نے مانا اللہ اور اس کے فرشتوں، اس کی کتابوں اور اس کے رسولوں کو۔ (ت)
یہ بغیر بعثت و بلوغ دعوت ناممکن — اور اس کا بھی فرد اکمل وہ ہے جس کی نسبت ابراہیم خلیل و اسمعیل ذبیح
صلی اللہ تعالیٰ علیہما وسلم نے دُعا کی،
ومن ذریتنا اُمة مسلمة لك۔

اور ہماری اولاد میں سے ایک اُمت تیری فرمانبردار ہو (ت)
جس کی نسبت ارشاد ہوتا ہے :

هو ستمكم المسلمين من قبل۔

اللہ نے تمہارا نام مسلمان رکھا ہے اگلی کتابوں میں۔ (ت)

یعنی اس نبی کریم افضل المرسلین خاتم النبیین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و علیہم اجمعین کی اُمت مرحومہ میں
داخل ہونا — یہ اسلام کا اطلاق اخص و اکمل و اجل و اجمل ہے — ان دونوں معنی پر ان حضرات عالیات
رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی نسبت کہا جاتا ہے کہ وہ اٹھیا دس برس کی عمر میں اسلام لائے۔ یہ ارشاد اقدس سننے ہی
فوراً بلا تاویل مسلمان ہوئے، تمہذا اس میں ایک سر یہ ہے کہ بعد بعثت و بلوغ دعوت صرف اُس اسلام ضروری
پر قناعت کافی و وجہ نجات نہیں۔ اگر کوئی شخص فترت میں صد ہا سال مُوقَد رہتا اور بعد دعوت تصدیق
نہ کرتا وہ اسلام سابق سے یقیناً زائل ہو کر کافر مخلد فی النار ہو جاتا — تو جس نے فوراً تصدیق کی اس پر حکم اسلام
اُس وقت سے تام و قائم و محکم و مستقر ہوا۔

علاوہ بریں رب العزت عز وجل اپنے خلیل جلیل سیدنا ابراہیم علیہ الصلوٰۃ و التسلیم کی نسبت فرماتا ہے :
اذ قال له رب یتہ اسلم قال اسلمت لرب العالمین۔

جب اس سے فرمایا اس کے رب نے کہ اسلام لا، بولا میں اسلام لایا رب العالمین کیلئے۔
جب خلیل کبریا علیہ الصلوٰۃ و التسلیم کو اسلام لانے کا حکم ہونا اور اُن کا عرض کرنا کہ میں اسلام لایا، معاذ اللہ
اُن کے ایمان قدیم و اسلام مستمر کا منافی نہ ہوا کہ حضرات انبیاء علیہم التحیۃ و النثار کی طرف بعد نبوت و
پیش از نبوت کبھی کسی وقت ایک اُن کے لئے بھی غیر اسلام کو اصلاً راہ نہیں، تو صدیق و مرتضیٰ
رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی نسبت یہ الفاظ کہ فلاں دن مسلمان ہوئے اُس روز اسلام لائے، اُن کے اسلام

سابق کے معاذ اللہ کیا مخالف ہو سکتے ہیں۔

هذا كله واضح مبين ، والحمد لله رب العالمين ۔

یہ سب واضح نمایاں ہے ، اور تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جو پروردگار ہے کل جہانوں

کا۔ (ت)

بجاء اللہ تعالیٰ فقیر کی اس تقریر سے جس طرح روافض کا نفی خلافت صدیقی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے براہِ عناد و مکابہہ آیہ کریمہ لَا يُنَالُ عَهْدُ الظَّالِمِينَ (میرا عہد ظالموں کو نہیں پہنچتا۔ ت) سے سفیانہ استدلال، جس کا نہ صغریٰ صحیح نہ کبریٰ ٹھیک، ہبائر منشور ہو گیا۔ یونہی تفضیلیہ کا وہ باطل خیال کہ ”قدیم اسلام خاصہ حضرت مرتضوی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ ہے لہذا وہ خلفائے ثلاثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے افضل“ مدفوع و مقہور ہو گیا۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۲۸ ص ۴۰ تا ۴۲)

(۲۹) حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دائمی مومن ہونے کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا،

بیشک حضرت مولا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الاسبی ہمیشہ سے مسلمان صحیح الایمان تھے اور بیشک انھوں نے آٹھ دس برس کی عمر میں اسلام قبول کیا، ان دونوں باتوں میں اصلاً تنافی نہیں۔ یہ اسلام متاخر وہ ہے جس کا ذکر (اللهم صل علی علمہ الایمان اصل الایمان عین الایمان والہ وسلم) اے اللہ! درود و سلام نازل فرما علامتِ ایمان، اصلِ ایمان، عینِ ایمان اور آپ کی آل پر۔ (ت) آیہ کریمہ،

ما كنت تدري ما الكتاب ولا الايمان ولكن جعلته نوراً۔ الآية

اس سے پہلے نہ تم کتاب جانتے تھے نہ احکامِ شرع کی تفصیل، ہاں ہم نے اسے نور کیا۔ (ت) میں یعنی اسلام خاص زمانِ بعثت کہ کتاب و رسول پر ایمان اور عقائدِ سمعیۃ کے اذعان پر مشتمل ہو۔ یہ بیشک بعدِ بعثت حاصل ہوا اس کا حدوثِ قدیم اسلام توحیدی کا منافی نہیں۔

كما لا يخفى على من كان له قلب اولقى السمع وهو شهيد۔

جیسا کہ یہ پوشیدہ نہیں اُس شخص پر جو دل رکھتا ہو یا کان لگائے اور متوجہ ہو۔ (ت) تفسیر کبیر میں زیرِ آیہ کریمہ منجملہ وجوہ تاویل مذکور،

الرابع (الایمان) عبارة عن الاقرار بجميع ما كلف الله تعالى به وانه قبل النبوة ما كان عارفاً بجميع تكاليف الله تعالى، بل انه كان عارفاً بالله تعالى وذلك لاينا في ما ذكرناه، الخامس صفات الله تعالى على قسمين، منها ما يمكن معرفته ببعض دلائل العقل، ومنها ما لا يمكن معرفته الا بالدلائل السمعية، فهذا القسم الثاني لم تكن معرفته حاصلة قبل النبوة عليه

وجہ چہارم، ایمان ان تمام چیزوں کے مان لینے کا نام ہے جن کا اللہ تعالیٰ نے بندوں کو مکلف بنایا، اور حضور قبل نبوت اللہ تعالیٰ کے عائد کردہ تمام احکام و تکالیف سے واقف نہ تھے بلکہ وہ خداوند تعالیٰ کے عارف تھے اور یہ اس کے منافی نہیں جو ہم نے ذکر کیا (کہ قبل وحی بھی انبیاء کا کفر سے منزہ ہونا اجماعی ہے)۔ وجہ پنجم، صفات الہی کی دو قسمیں ہیں: (۱) وہ جن کی معرفت عقلی دلیلوں سے ہو سکتی ہے (۲) وہ جن کی معرفت سمعی دلیلوں کے بغیر ممکن نہیں۔ تو اسی قسم دوم کی معرفت قبل نبوت نہ تھی۔ (ت)

تفسیر ارشاد العقل السليم میں ہے:

ای الایمان بتفاصيل ما في تضاعيف الكتاب من الامور التي لا تهتدع اليها العقول، لا الايمان بما يستقل به العقل والنظر، فان درايته عليه الصلوة والسلام له مما لا مرية فيه قطعاً

اس آیت میں ایمان سے مراد ان امور کی تفصیلات پر ایمان ہے جو کتاب کے وسیع صفحات میں مندرج ہیں جن تک از خود عقول کی رسائی نہیں، ان امور سے متعلق ایمان کی نفی مراد نہیں جن کو عقل و فکر خود جان لیتی ہے (اور کتاب وغیرہ کی محتاج نہیں ہوتی) قبل نبوت بھی اس سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے آشنا ہونے میں قطعاً کوئی شک و شبہ نہیں۔ (ت)

اسی کے قریب قاضی عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ نے شفا شریف میں نقل کر کے فرمایا: وهو احسن وجوه (وجہ تاویل میں یہ سب سے عمدہ ہے۔ ت)۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۲۸ ص ۶۶، ۶۷)

۱۔ مفاتیح الغیب (التفسیر الکبیر) تحت الآية ۵۲/۴۲ المطبعة البهية المصرية مصر ۱۹۱/۲۷
 ۲۔ ارشاد العقل السليم دار احیاء التراث العربی بیروت ۳۸/۸
 ۳۔ الشفاء بتعريف حقوق المصطفى فصل واما عصمت من هذا الفن قبل النبوة دار الكتب العلمية بیروت ۷۲/۲

(۳۰) سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی افضلیت کے بارے میں تحریر کردہ اپنے رسالے ”الزلال الاتقی“ من بحر سبقة الاتقی“ کی ابتداء میں فرمایا:

قال ربنا تبارک وتعالیٰ ”یا ایہا الناس انا خلقکم من ذکر وانثی وجعلکم شعوباً و قبائل لتعارفوا انت اکر مکم عند اللہ اتقکم انت اللہ علیم خیر“ اراد اللہ سبحنہ وتعالیٰ مرد ما کانت علیہ الجاہلیۃ من التفاخر بالآباء والطعن فی الانساب وتعلی النسب علی غیرہ من الناس حتی کانہ عبد لہ اذ دل ، وكان بدء هذه التزعة اللئیمۃ من الذلیل الخسین عدو اللہ ابلیس اذ قال انا خیر منه خلقتنی من نار و خلقتہ من طین“ فرد اللہ سبحنہ وتعالیٰ علیہم بان اباکم واحد وامکم واحدة فانه تعالیٰ ”خلقکم من نفس واحدة وخلق منها نر وجہا ویت منہما سر جالاً کثیراً ونساء“ فاما منکم من احد الا وهو یدلی بمثل ما یدلی بہ الآخر سواء بسواء ، فلا مساع للتفاضل فی النسب والتفاخر بالام والاب ، واما ما مرتبناکم علی اجیال تحتہا شعوب تحتہا قبائل فانما ذلک لتعارفوا فتصلوا ارحامکم ولا ینتہی احد الی غیرابیہ ، لا لان تتفاخروا ویزدری بعضکم بعضاً نعم ان امر دتم التفاضل فالفضل عندنا بالتقویٰ فکلما اراد الانسان تقویٰ اراد کرامۃ عند ربہ تبارک وتعالیٰ ، فاکرمکم عندنا من کان اتقی لا من کان انساب۔ انت اللہ علیم بکرم النفوس وتقواھا خیر بہم النفوس فی هواھا۔

قال البغوی قال ابن عباس نزلت فی ثابت بن قیس وقوله للرجل الذی لم یفسح لہ ابن فلانۃ یعیترہ یامہ قال النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ”مت الذاکر فلانۃ؟“ فقال ثابت انا یا رسول اللہ ، فقال النظر فی وجوہ القوم ، فنظر ، فقال ما رایت یا ثابت؟ فقال رایت احمر وابیض واسود ، قال فانک لا تفضله الا فی الدین والتقویٰ ، فنزلت فی ثابت هذه الایۃ وفی الذی لم یتفسح لہ ”یا ایہا الذین امنوا اذا قیل لکم تفسحوا فی المجالس فافسحوا“ وقال مقاتل لما کان یوم فتح مکة

لہ القرآن الکریم ۱۳/۴۹

۴۶/۳۸ و ۱۲/۷

۱/۴

امر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بلا لا حتی علا ظہر الکعبۃ واذن ، فقال عتاب بن اُسَید بن ابی العيص ، الحمد للہ الذی قبض ابی حتی لم یرہذا الیوم۔ و قال الحارث بن ہشام اما وجد محمد غیر ہذا الغراب الاسود مؤذنا۔ و قال سہیل بن عمرو ان یرد اللہ شیئا یغیرہ ۔ و قال ابوسفین اتی لا اقول شیئا اخاف ان ینخبر بہ رب السماء ، فاتی جبریل فاخبر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بما قالوا فدعاهم وسألہم عما قالوا فاقرؤا فانزل اللہ تعالیٰ ہذہ الایۃ ونزجرہم عن التفاخر بالانساب والتکاثر بالاموال والاخرى بالفقراء علیہ

قال العلامة النسفی فی المدارک تبعا للزم مخشری فی الکشاف "عن یزید بن شجرة مر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فی سوق المدينة فرأى غلاما اسود يقول من اشترانی فعلى شرط ان لا یمنعنی من الصلوات الخمس خلف رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ، فاشتراه بعضهم فمضى فعادہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ، ثم توفی فحضر دفنہ فقالوا فی ذلک شیئا فنزلت علیہ"

وبالجملة فمحصل الأیۃ نفی التفاخر بالانساب وان اکرم عند اللہ تعالیٰ انما ینال بالتقوی فمن لم ینتقیا لم ینت له حظ من الکرامة و سلبہ کلیلا لا یصح الا عن کافر اذ کل مؤمن یتقی اکبر البکائر الکفر والشک ، ومن کان تقیا کان کریمًا ومن کان اتقی کان اکرم عند اللہ تعالیٰ ، ولعلک تظن ان سردنا تلك الروایات فی شان النزول مما لا یغنینا فیما نحن بصددہ ، وليس کذلک بل هو ینفعنا فی نفس الاحتیاج وتکسیر سورۃ بعض الاوهام ان شاء اللہ تعالیٰ ، کما ستطعم علیہ ، فانظر ہذہ مقدمۃ۔

ہمارا رب تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے : "اے لوگو! ہم نے تمہیں ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا پھر تمہیں شاخیں اور قبیلے کیا کہ آپس میں پہچان رکھو ، بے شک اللہ کے یہاں تم میں زیادہ عزت والا وہ ہے جو تم میں پرہیزگار ہے ۔ بیشک اللہ جاننے والا خبردار ہے" (ترجمہ رضویہ) اللہ تعالیٰ کی مراد اس

طریقہ کار دے جس پر اہل جاہلیت چلتے تھے کہ باپ دادا پر فخر کرتے اور دوسروں کے نسب پر طعنہ زن ہوتے اور نسب کی وجہ سے آدمی دوسرے آدمی پر ایسی تعلقی کرتا گویا کہ وہ اس کا غلام ہے بلکہ اس سے بھی زیادہ خوار ہے، اور اس ذلیل طریقہ کی ابتداء ذلیل خیسمن دشمن خدا ابلیس سے ہوئی جس نے کہا تھا کہ اے رب! میں آدم سے بہتر ہوں تو نے مجھے آگ سے بنایا اور آدم (علی نبینا وعلیہ السلام) کو مٹی سے بنایا، تو اللہ نے اُن کا یوں رد فرمایا کہ تمہارا باپ ایک ہے اور تمہاری ماں ایک ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا اور اس سے اس کی بیوی کو بنایا اور ان دونوں سے بہت سارے مرد اور عورتیں پھیلا دیئے تو تم میں ہر ایک اپنی اصل سے وہی اتصال رکھتا ہے جو دوسرا رکھتا ہے، تو نسب میں ایک کو دوسرے پر فضیلت کی راہ نہیں، اور ماں باپ سے ایک دوسرے پر فخر کی مجال نہیں، رہا یہ کہ ہم نے تمہیں اصول پر مرتب کیا جن کے نیچے ان کی شاخیں ہیں اور ان کے نیچے قبیلے ہیں تو یہ محض اس لئے کہ آپس میں پہچان رکھو اور اپنے قریبی عزیزوں سے ملو اور کوئی باپ کے سوا اور کی طرف منسوب نہ ہوں اس لئے کہ تم نسب پر گھمنہ کرو اور ایک دوسرے کو حقیر جانو، ہاں اگر فضیلت چاہو تو فضیلت ہمارے یہاں تقویٰ (پرہیزگاری) سے ہے تو جب انسان پرہیزگاری میں بڑھے اپنے رب کے یہاں عزت میں بڑھے۔ تو ہمارے ماں تم میں زیادہ عزت والا ہے جو زیادہ پرہیزگار ہے نہ کہ وہ جو بڑے نسب والا ہے بیشک اللہ تعالیٰ انہیں کی عزت اور ان کی پرہیزگاری کو جانتا ہے اور نفوس کی اپنی خواہش میں کوشش سے بھر دیتا ہے۔

امام بغوی نے فرمایا کہ حضرت ابن عباس (رضی اللہ عنہما) نے فرمایا یہ آیت حضرت ثابت بن قیس (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے بارے میں اور ان کے اُس شخص سے جس نے ان کے لئے مجلس میں جگہ کشادہ نہ کی فلائی کا بیٹا کنے کے باب میں اُتری تو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: کون ہے جس نے فلائی کو یاد کیا؟ حضرت ثابت نے عرض کیا: وہ میں ہوں یا رسول اللہ!۔ تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: لوگوں کے چہروں میں بغور دیکھو، تو اُنہوں نے دیکھا، پھر فرمایا: اے ثابت! تم نے کیا دیکھا؟۔ عرض کی: میں نے لال، سفید اور کالے چہرے دیکھے۔ سرکار (علیہ السلام والتحیۃ المדרار) نے فرمایا: تو بیشک تمہیں ان پر فضیلت نہیں مگر دین اور تقویٰ میں۔ تو حضرت ثابت کے لئے یہ آیت اُتری، اور جنہوں نے مجلس میں کشادگی نہ کی تھی ان کے حق میں ارشاد نازل ہوا: اے ایمان والو! جب تم سے کہا جائے مجلسوں میں جگہ دو تو جبکہ دو۔ اور مقابل کا قول ہے کہ جس دن مکہ فتح ہوا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت بلال (رضی اللہ عنہ) کو حکم دیا (کہ اذان دیں) تو وہ کعبہ کی چھت پر چڑھے اور انہوں نے اذان کہی، تو عتاب بن اسید بن ابی العیص نے کہا: اللہ کے لئے حمد ہے جس نے میرے باپ کو اٹھایا اور اُنہوں نے یہ دن نہ دیکھا۔ اور حارث بن ہشام

نے کہا: کیا محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کو اس کالے کوتے کے سوا کوئی اذان دینے والا نہ ملا۔ اور سہیل بن عمرو نے کہا: اللہ کو اگر کوئی چیز ناپسند ہوگی وہ اسے بدل دے گا۔ اور ابوسفیان بولے: میں کچھ نہیں کہتا مجھے خوف ہے کہ آسمان کا رب انھیں خبردار کر دے گا۔ تو جبریل (علی نبینا وعلیہ السلام) نازل ہوئے پھر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ان لوگوں کی باتیں بتا دیں، تو حضور (علیہ الصلوٰۃ والسلام) نے ان سے ان کے اقوال کی بابت پوچھا تو انھوں نے اقرار کیا، تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری اور انھیں نسب پر فخر اور اموال پر گھمنڈ اور فقر کی تحقیر سے منع فرمایا۔

علامہ نسفی نے زعمشہری کی اتباع کرتے ہوئے مدارک میں فرمایا: یزید بن شجرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مدینہ کے بازار میں گزرے تو ایک سیاہ فام غلام دیکھا جو کہتا تھا مجھے جو خریدے تو اس شرط پر خریدے کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیچھے پنجگانہ نماز سے نہ روکے گا۔ تو اُسے کسی نے خرید لیا، پھر وہ بیمار پڑا تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اس کی عیادت کو تشریف لائے پھر اس کی وفات ہوگئی تو سرکار اس کے دفن میں رونے لگا تو فرمایا: تو لوگوں نے اس بارے میں کچھ کہا تو یہ آیت اُتری۔

مختصر یہ کہ آیت کریمہ کا حاصل نسب پر فخر کی نفی ہے اور یہ کہ اللہ کے یہاں عزت تقویٰ ہی سے ملتی ہے، تو جو متقی نہیں اس کے لئے عزت سے کچھ حصہ نہیں، اور تقویٰ کا سلب کلی طور پر کافر کے سوا کسی سے نہیں، اس لئے کہ ہر مومن اکبر الکبار کفر و شرک سے بچتا ہے اور جو متقی ہو گا وہ باعزت ہو گا اور جو زیادہ تقویٰ والا ہو گا وہ زیادہ عزت دار اپنے رب کے یہاں ہو گا۔ اور شاید تمھیں گمان ہو کہ ہمارا ان روایتوں کو ذکر کرنا اس مدعی میں جس کے ثابت کرنے کے ہم درپے ہیں ہیں نفع بخش نہیں حالانکہ بات یوں نہیں بلکہ وہ ہیں نفس استدلال میں فائدہ دے گا اور ہم اس سے کچھ وہمیوں کا زور توڑیں گے ان شاء اللہ تعالیٰ، جیسا کہ تم عنقریب اس پر مطلع ہو گئے، تو انتظار کرو، یہ ایک مقدمہ ہے۔ (ت)

(فتاویٰ رضویہ ج ۲۸ ص ۵۰۰ تا ۵۰۵)

(۳۱) آیت کریمہ و سيجذبها الاتقى کے شان نزول کے بارے میں فرمایا:

المقدمة الاخری قال الله سبحانه وتعالى: وسيجذبها الاتقى الذى

يؤتى ماله يتزكىه وما لاحد عنده من نعمة تجزى الا ابتغاء وجه ربه الاعلى
ولسوف يرضى الله اجمع المفسرون من اهل السنة والجماعة على ان الآية نزلت في

الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ واثہ هو المراد بالالتقی۔

اخرج ابن ابی حاتم والطبرانی ان ابابکر اعتق سبعة كلهم يعذب في الله فانزل الله تعالى قوله وسيجنبها الا تقي الى آخر السورة ، قال البغوي قال ابن الزبير كان ابو بكر يتبع الضعفة فيعتقهم ، فقال ابوہ : ای بنی لو كنت تباع من يمنع ظهرك ؟ قال منع ظهري اسيد ، فتزل " وسيجنبها الا تقي " الى آخر السورة۔

دوسرا مقدمہ یہ ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا : اور بہت اس سے دُور رکھا جائے گا جو سب سے بڑا پرہیزگار جو اپنا مال دیتا ہے کہ سٹھرا ہو اور کسی کا اس پر کچھ احسان نہیں جس کا بدلہ دیا جائے ، صرف اپنے رب کی رضا چاہتا ہے جو سب سے بلند ہے اور بیشک قریب ہے کہ وہ راضی ہوگا۔ اہل سنت و جماعت کے مفسرین کا اجماع ہے اس پر کہ یہ آیت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں اُتری اور الا تقي سے وہی مراد ہیں۔

ابن ابی حاتم و طبرانی نے حدیث روایت کی کہ ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے ان سات کو آزاد کیا جو سب کے سب اللہ کی راہ میں ستائے جاتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے اپنا فرمان (وسیعنبہا الا تقي تا آخر سورة) نازل فرمایا۔ بغوی نے فرمایا کہ ابن الزبير کا قول ہے کہ ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کمزوروں کو خریدتے پھر انھیں آزاد کر دیتے۔ تو ان سے ان کے والدین نے کہا : اے بیٹے ! ایسے غلاموں کو خریدتے ہوتے جو تمھاری حفاظت کرتے۔ ابوبکر نے فرمایا میں اپنی حفاظت ہی چاہتا ہوں۔ تو یہ آیت تا آخر سورة نازل ہوئی۔ (ت)

(فتاویٰ رضویہ ج ۲۸ ص ۵۰۵ ، ۵۰۶)

(۳۲) مزید فرمایا :

وقال سعيد بن المسيّب بلغني ان اميّة بن خلف قال لابي بكر في بلال حين قال اتبعه ؟ قال نعم ابيعه بنسطاس وكان نسطاس عبد لابي بكر صاحب عشرة آلاف دينار ، وغلما ن وجوار ومواش وكان مشركا حمله ابو بكر على الاسلام على ان يكون ماله له ، فأبى فابغضه ابو بكر ، فلما قال له اميّة ابيعه بغلامك

له الصواعق المحرقة بحوالہ ابن ابی حاتم والطبرانی الباب الثالث الفصل الثاني دارالکتب العلمیہ بیروت ص ۸۸
الدر المنثور " " " " " تحت الآية ۹۲/۴ تا ۲۱۱ دار احیاء التراث العربی ۸/۴۹۳
الحاوی للفتاویٰ الفتاویٰ القرآنیة سورة الليل الفصل الاول دارالکتب العلمیہ بیروت ۱/۳۲۴
معالم التنزیل تحت الآية ۹۲/۴ دارالکتب العلمیہ بیروت ۴/۴۶۳ و ۴۶۴

نسبطاس، اغتنمه ابوبكر وباعه منه فقال المشركون ما فعل ذلك ابوبكر الا ليد، كانت لبلال
عنده فانزل الله تعالى وما لاحد عنده من نعمة تجزى له

وذكر العلامة ابوالسعود في تفسيره قد روى عطاء والضحاك عن ابن عباس رضي الله
تعالى عنهما (وذكر قصة شراء بلال واعتاقه قال) فقال المشركون ما اعتقه ابوبكر الا ليد
كانت له عنده فنزلت ^{الله} ملخصاً.

. وفي الاثر الـ عن عمرو بن ابوبكر الصديق اعتق سبعة كلهم يعذب في الله بلالا
وعامر بن فهيرة والنهدية وابنتها وثريرة وامر عيسى وامة بنى المؤمل، وفيه نزلت
وسيجبها الا تقي الى آخر السورة.

وعن عامر بن عبد الله بن الزبير عن ابيه قال قال ابو قحافة لابي بكر اراك
تعتق رقاباً ضعافاً فلوانك اذا فعلت ما فعلت اعتقت رجالاً جلدًا يمنعونك ويقومون
دونك، فقال يا ابت انما اريد وجه الله، فنزلت هذه الآية فاما من اعطى واتقى الى
قوله "وما لاحد عنده من نعمة تجزى الا ابتغاء وجه ربه الاعلى ولسوف يرضى" ^{الله}
وعن سعيد بن المسيب قال نزلت "وما لاحد عنده من نعمة تجزى" في ابي بكر
اعتق ناسا لم يلتمس منهم جزاء ولا شكوراً ستة او سبعة منهم بلال وعامر
بن فهيرة ^{الله}.

وعن ابن عباس في قوله تعالى "وسيجبها الا تقي" قال هو ابوبكر الصديق ^{الله}
قلت وقد اخرج ابن ابي حاتم عن ابن مسعود رضي الله تعالى عنه ان ابا بكر اشترى
بلالا من امية بن خلف ببدرة وعشرة اواق فاعتقه لله تعالى، فانزل الله هذه الآية.

٣٧٢/٣	٢١٤/٩٢ تحت الآية	دار الكتب العلمية بيروت	٣٧٢/٣
١٦٨/٩	١٩/٩٢	دار احياء التراث العربي بيروت	١٦٨/٩
٣٠١/١	فصل مشتم مقصداً	مسلك اول سبيل الكندي لاهور	٣٠١/١
٣٠١/١	"	"	٣٠١/١
٣٠١/١	"	"	٣٠١/١
٣٠١/١	"	"	٣٠١/١

وان سعيكم لشيئ اي ان سعي ابى بكر وامية وابى لمفترق فرقا عظيمافستان ماينهما اهـ
وقد قال السيد ابن السيد عمار بن ياسر رضى الله تعالى عنهما فى اشتراء الصديق
بلا لاد اعتاقه شعرا هـ

جزى الله خيرا عن بلاله وصحبه	عتيقا واخرى فاكهما و ابا جهل
عشية هما فى بلال بسوءة	ولم يحذرا ما يحذر الرؤذو العقل
بتوحيد رب الانام وقوله	شهدت بان الله ربى على مهل
فان تقتلوني فاقتلوني فلم اكن	لاشرك بالرحمن من خيفة القتل
فيا رب ابراهيم والعبد يونس	وموسى وعيسى نجنى ثم تملى
لمن ظل يهوى الغى من آل غالب	على غير حق كان منه ولا عدل

اور سعيد بن المسيب (رضى الله تعالى عنه) نے فرمایا کہ مجھے خبر پہنچی کہ اُمیہ بن خلف نے ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے بلال کے معاملہ میں اس وقت جب انھوں نے اس سے پوچھا کیا بلال کو فروخت کرو گے؟ کہا ہاں میں آں
نسطاس کے بدلے بیچتا ہوں۔ نسطاس سیدنا ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا غلام تھا جو دس ہزار دینار
اور بہت سے لونڈی اور غلام اور چوپایوں کا مالک اور مشرک تھا اور ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خواہش تھی کہ نسطاس
اسلام لے آئے اور اس کا مال اُسی کا رہے، تو وہ نہ مانا، تو حضرت ابوبکر نے اس کو بغوض جانا۔ پھر
جب اُمیہ نے کہا بلال کو میں آپ کے غلام (نسطاس) کے بدلے دیتا ہوں۔ ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ
نے اس بات کو غنیمت جانا اور نسطاس کو امیہ کے ہاتھ بیچ دیا تو مشرکین بولے ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ
نے اس بات کو غنیمت جانا اور نسطاس کو امیہ کے ہاتھ بیچ دیا۔ تو مشرکین بولے، ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)
نے ایسا صرف اس لئے کیا ہے کہ بلال (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کا ان پر کوئی احسان ہے۔ تو اللہ تعالیٰ
نے یہ آیت اتاری وما لاحد عنده الخ یعنی اور اس پر کسی کا کچھ احسان نہیں جس کا بدلہ دیا جائے۔
اور علامہ ابوالسعود نے اپنی تفسیر میں ذکر کیا کہ عطا اور ضحاک نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے
روایت کیا (اس روایت میں خریداری بلال اور ان کے آزاد ہونے کا قصہ ذکر کیا پھر کہا) تو مشرکین بولے، ابوبکر
نے بلال کو ان کے کسی احسان ہی کی وجہ سے آزاد کیا ہے تو یہ آیت (مندرجہ بالا) اُتری اھ ملخصاً۔

اور از آل میں عروہ سے ہے کہ ابوبکر صدیق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے سات کو آزاد کیا، ان سب پر

لہ الصواعق المحرقة بحوالہ ابن ابی حاتم الباب الثالث الفصل الثانی دار الکتب العلمیہ بیروت ص ۹۹
لے لباب التأویل فی معانی التنزیل (تفسیر خازن) تحت الآیة ۹۲/۱۷ " " " " ۴۳۶/۴

اللہ کی راہ میں ظلم توڑا جاتا تھا وہ بلال و عامر بن فہیرہ اور نہدیہ اور اس کی بیٹی اور زہیرہ اور ام عیسیٰ اور بنی مویل کی کنیز ہیں، اور انھیں کے لئے آیت اتری و سیبجنہا الا تقی اور اس (دوزخ) سے بہت دُور رکھا جائے گا اُسے جو سب سے بڑا پرہیزگار ہے۔ تا آخر سورت۔

اور عامر بن عبد اللہ بن الزہیر سے روایت ہے وہ اپنے باپ سے راوی ہیں کہ انھوں نے فرمایا کہ حضرت ابو بکرؓ نے ابو بکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے فرمایا، میں تمہیں دیکھتا ہوں کہ کمزور غلاموں کو آزاد کرتے ہو تو کاش اتم تندرست و توانا غلام آزاد کرتے جو تمہاری حفاظت کرتے اور جنگ میں تمہاری سپر ہوتے۔ تو ابو بکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے فرمایا، اے میرے باپ! میں تو صرف اللہ کی رضا چاہتا ہوں۔ تو یہ آیت نازل ہوئی فاما من اعطی و اتقی یعنی جس نے دیا اور پرہیزگاری کی۔ اللہ تعالیٰ کے قول و ما لاحد عنده من نعمة تجزى تک، یعنی ان پر کسی کا احسان نہیں جس کا بدلہ دیا جائے صرف اپنے رب کی رضا چاہتا ہے جو سب سے بلند ہے، اور بیشک قریب ہے کہ وہ راضی ہوگا۔

اور سعید بن المسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے انھوں نے فرمایا کہ آیت کریمہ و ما لاحد عنده من نعمة تجزى ابو بکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے بارے میں اُتری کہ انھوں نے کچھ لوگوں کو آزاد کیا ان سے نہ بدلہ چاہا نہ شکر گزاری، وہ آزاد شدہ چھریا سات تھے، انھیں میں بلال و عامر بن فہیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما تھے۔

اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ”و سیبجنہا الا تقی“ کی تفسیر میں ہے فرمایا وہ ابو بکر صدیق ہیں (آیت میں جن کا ذکر ہے)۔

میں کہتا ہوں اور ابن ابی حاتم نے ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بسند خود روایت کی کہ امیہ بن خلف سے حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت بلال کو ایک چادر اور دشل اوقیہ سونے کے عوض خریدا پھر انھیں خاص اللہ تعالیٰ کے لئے آزاد کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری جس کا مطلب یہ ہے، ”بیشک تمہاری کوشش مختلف ہے،“ یعنی ابو بکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اور امیہ اور ابی بن خلف کی کوششوں میں عظیم فرق ہے تو ان میں بون بعید ہے۔

اور سردار بن سردار عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے ابو بکر صدیق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے بلال (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو خرید کر آزاد کرنے کے بارے میں یہ اشعار کہے جن کا ترجمہ درج ذیل ہے، اللہ جزائے خیر دے بلال اور ان کے ساتھیوں کی طرف سے عقیق (ابو بکر) کو اور امیہ اور ابو جہل کو رسوا کئے

وہ شام یاد کرو جب اُن دونوں نے بلال کا بُرا چاہا اور اس سے نہ ڈرے جس سے ذی عقل آدمی ڈرتا ہے، انہوں نے بلال کا بُرا اس لئے چاہا کہ بلال نے خلق کے خدا کو ایک جانا، اور اس نے یہ کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ میرا رب ہے میں اس پر مطمئن ہوں تو اگر تم مجھے قتل کرو تو اس حال میں قتل کرو گے کہ میں رحمان کا شریک نہیں ٹھہراتا قتل کے ڈر سے، تو اے ابراہیم اور اپنے بندے یونس اور موسیٰ و عیسیٰ کے رب! مجھے نجات دے پھر اسے ہمت نہ دے جو ناحق ظالمانہ آل غالب کی گمراہی کی آرزو کئے جاتا ہے۔ (ت)

(فتاویٰ رضویہ ج ۲۸ ص ۵۰۸ تا ۵۱۱)

(۳۳) تفاسیر کی روشنی میں ”الاتقی“ کا مصداق بیان کرتے ہوئے فرمایا:

هذا وقد قال البغوی فی الاتقی یعنی ایا یکم الصدیق فی قول الجمیع:

وقال الرازی فی مفاتیح الغیب ”اجمع المفسرون منا علی ان المراد منه

ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ“

ونقل ابن حجر فی الصواعق عن العلامة ابن جوزی اجمعوا انها نزلت فی ابی بکرؓ

حتی بلغنی ان الطبرسی مع رفضه لم یسخر له انکاراً فی تفسیرہ مجمع البیان، و الفضل ما شهدت به الاعداء، و الحمد لله رب العالمین۔

ثم ان الامام الفاضل فخر الدین الرازی حاول تفسیرہ اثبات ان الآية

لا تصلح الا للصدیق بطریق النظر والاستدلال علی ما هو دایہ رحمہ اللہ تعالیٰ فقال اعلم

ان الشيعة باسرها هم ينكرون هذه الرواية ويقولون انها نزلت في حق علي ابن ابي طالب

عليه السلام والدليل عليه قوله تعالى ”ويؤتون الزكوة وهم راكعون“ فقوله ”الاتقى الذي

يؤتي ماله يتزكى“ اشارة الى ما في تلك الآية من قوله ”يؤتون الزكوة وهم راكعون“

ولما ذكر ذلك بعضهم في محضرى قلت اقيم الدلالة العقلية على ان المراد من

هذه الآية ابوبكر، وتقريرها ان المراد من هذا الاتقى هو افضل الخلق، فاذا كان كذلك

وجب ان يكون المراد هو ابوبكر، فهاتان المقدتان متى صحتا صح المقصود، انما

له معالم التنزيل (تفسير البغوي) تحت الآية ۹۲/۱۷ دار الكتب العلمية بيروت ۴/۶۶۳

له مفاتيح الغيب (التفسير الكبير) ” ” المطبعة البهية المصرية مصر ۳۱/۲۰۵

له الصواعق المحرقة الباب الثالث الفصل الثاني دار الكتب العلمية بيروت ص ۹۸

قلنا ان المراد من هذا الاتقی افضل الخلق لقوله تعالى "ان اكرمكم عند الله اتقاكم" والاكرم هو الافضل ، فدل على ان كل من كان اتقی وجب ان يكون افضل ، فثبت ان الاتقی المذكور ههنا لا بد و ان يكون افضل الخلق عند الله تعالى ، فنقول لا بد وان يكون المراد به ابا بكر لان الامة مجمعة على ان افضل الخلق بعد رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم اما ابو بكر او على ، ولا يمكن حمل هذه الآية على بن ابی طالب فتعين حملها على ابی بكر ، وانما قلنا انه لا يمكن حملها على بن ابی طالب لانه تعالى قال في صفة هذا الاتقی "وما لأحد عنده من نعمة تجزى" وهذا الوصف لا يصدق على بن ابی طالب لانه كان في تربية النبي صلى الله تعالى عليه وسلم لأنه اخذه من ابيه وكان يطعمه ويسقيه ويكسوه ويربيه ، وكانت الرسول صلى الله تعالى عليه وسلم منعما عليه نعمة يجب جزاؤها ، أما ابو بكر فلم يكن للنبي عليه الصلوة والسلام نعمة دنيوية بل ابو بكر كان يتفق على الرسول عليه الصلوة والسلام بل كان للرسول عليه الصلوة والسلام عليه نعمة الهداية والارشاد الى الدين ، الا ان هذا لا يجزى لقوله تعالى "ما اسئلكم عليه من الاجر" والمذكور ههنا ليس مطلق النعمة بل نعمة تجزى ، فعلمنا ان هذه الآية لا تصلح لعلي بن ابی طالب ، و اذا ثبت ان المراد بهذه الآية من كان افضل الخلق ، وثبت ان ذلك افضل من الامة اما ابو بكر او على ، وثبت ان الآية غير صالحة لعلي فتعين حملها على ابی بكر رضي الله تعالى عنه ، وثبت دلالة الآية ايضا على ان ابا بكر افضل الامة الله ملخصا۔

اسے یاد رکھو اور امام بغوی نے الاتقی کی تفسیر میں کہا اس لفظ سے خدا کی مراد سب مفسرین کے قول کے بموجب ابو بکر صدیق ہیں۔

امام رازی نے مفاتیح الغیب میں فرمایا "ہم سنیوں کے مفسرین کا اس پر اجماع ہے کہ اتقی سے مراد ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔"

صواعق میں ابن حجر نے علامہ ابن الجوزی سے نقل کیا ، علماء اس پر متفق ہیں کہ یہ آیت ابو بکر کے حق میں نازل ہوئی ۔ یہاں تک کہ مجھے خبر پہنچی کہ طبرسی کو باوجود رفض اپنی تفسیر مجمع البیان میں اس کا

انکار نہ بن پڑا، اور فضل وہی ہے جس کی شہادت دشمن دیں۔ واللہ رب العالمین۔

پھر امام فخر الدین رازی رحمہ اللہ نے اپنی عادت کے مطابق اپنی تفسیر میں عقلی استدلال و نظر کی راہ سے یہ بات ثابت کرنے کی کوشش فرمائی کہ آیت کا مفہوم صدیق اکبر کے سوا کسی کے لئے نہیں بنتا، تو انھوں نے فرمایا تمھیں معلوم ہو کہ تمام شیعہ اس روایت کے منکر ہیں اور وہ کہتے ہیں کہ آیت علی بن ابی طالب کے حق میں اُتری ہے اور اس کی دلیل اللہ کا فرمان ہے ویؤتون الزکوٰۃ وہم ساکعون یعنی اور رکوع کی حالت میں زکوٰۃ دیتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کا قول الا فتی الذی یؤتی مالہ یتزکی یعنی وہ سب سے بڑا پرہیزگار جو ستھرا ہونے کو اپنا مال دیتا ہے، اسی وصف کی طرف اشارہ ہے جو اس آیت میں مذکور ہوا یعنی اللہ کا یہ فرمانا ویؤتون الزکوٰۃ الا یہ اور جب ایک رافضی نے یہ بات میری مجلس میں کہی میں نے کہا میں اس پر دلیل عقل قائم کروں گا کہ اس آیت سے مراد صرف ابوبکر ہیں، اور تقریر دلیل یوں ہے کہ مراد اس بڑے پرہیزگار سے وہی ہے جو سب سے افضل ہے، تو جب معاملہ ایسا ہے تو ضروری ہے کہ اس سے مراد ابوبکر ہوں، تو جب یہ دونوں مقدمے صحیح ہوں گے دعویٰ درست ہوگا۔ اور ہم نے یہ اسی کہا کہ اس بڑے پرہیزگار سے مراد سب سے افضل ہے کہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے اللہ کے یہاں سب سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو تم میں سب سے زیادہ پرہیزگار ہو، اور اکرم ہی افضل ہے۔ تو آیت نے بتایا کہ ہر وہ شخص جو سب سے زیادہ پرہیزگار ہو گا ضروری ہے کہ وہ سب سے زیادہ مرتبہ والا ہو۔ تو ثابت ہو گیا کہ سب سے بڑا پرہیزگار جس کا یہاں (آیت میں) ذکر ہوا ضروری ہے کہ اللہ کے یہاں سب سے افضل ہوں اب ہم کہتے ہیں کہ ضروری ہے کہ اس سے مراد ابوبکر ہی ہوں اس لئے کہ ساری امت اس پر متفق ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حق افضل ابوبکر ہیں یا علی۔ اور یہ ممکن نہیں کہ یہ آیت علی پر محمول کی جائے تو ابوبکر کے لئے اس کا مصداق ہونا متعین ہو گیا، اور ہم نے یہ اسی لئے کہا کہ آیت کو علی (کرم اللہ وجہہ الکریم) پر محمول کرنا ممکن نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس سب سے بڑے پرہیزگار کی صفت میں فرمایا ہے، وما لاحد من نعمۃ تجزی یعنی اس پر کسی کا احسان نہیں جس کا بدلہ دیا جائے، اور یہ وصف علی بن ابی طالب (کرم اللہ وجہہ) پر صادق نہیں آتا اس لئے کہ وہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تربیت میں تھے بایں سبب کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے علی کو ان کے باپ سے لے لیا تھا اور حضور انھیں کھلاتے پلاتے پہناتے اور پالتے تھے۔ اور حضور (رسول) صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم علی کے ایسے محسن ہیں کہ ان کے احسان کا بدلہ واجب ہوا۔ رہے ابوبکر، تو حضور (نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کا ان پر دنیوی احسان نہیں بلکہ ابوبکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خراج اٹھاتے تھے۔ ہاں کیوں نہیں ابوبکر پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دین کی طرف ہدایت

ارشاد کا احسان ہے، مگر یہ ایسا نہیں جس کا بدلہ دیا جائے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا (حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشاد کی حکایت کرتے ہوئے) میں تبلیغ پر تم سے کچھ اجر نہیں مانگتا۔ اور یہاں مطلق احسان کا ذکر نہیں بلکہ بات اس احسان کی ہے جس کا بدلہ دیا جائے تو ہم نے جان لیا کہ آیت کا یہ معنی علی بن ابی طالب کے لئے نہیں بنتا، اور جب یہ ثابت ہے کہ مراد اس آیت کی وہی ہے جو افضل خلق ہے، اور یہ ثابت ہے کہ امت میں سب سے افضل ابو بکر ہیں یا علی، اور یہ ثابت ہو چکا ہے کہ مفہوم آیت علی کے شایاں نہیں اس کا مصداق ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے متعین ہو گیا، اور آیت کی دلالت اس پر بھی ثابت ہو گئی کہ ابو بکر ساری امت سے افضل ہیں اھلخصاً۔ (ت)

(فتاویٰ رضویہ ج ۲۸ ص ۵۱۵)

(۳۴) فضیلت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر استدلال کرتے ہوئے مزید فرمایا،

علی أنا بحمد الله بعد ما ثبت الاجماع على ان الصديق هو المراد في غني عن هذه التجهيزات كما لا يخفى، اذ اثبت هذا فنقول وصف الله سبحانه وتعالى الصديق بأنه اتقى ووصف الاتقى بأنه اكرم انتجت المقدمتان أن الصديق اكرم عند الله تعالى والا فضل والا كرم والا رفعة والاعلى مكانة كلها الفاظ معنوية على معنى واحد، فثبت الفضل المطلق الكلى للصدیق والله تعالى ولي التوفيق، هذا تقريرا للدليل بحيث يشفى العليل ويروى الغليل والحمد للمولى الجليل واعلم أن هذا الاحتجاج اطلقت عليه كلمات العلماء سلفا وخلفا وارتضوه وتلقوه بالقبول تليدا وطاسفا ولا شك انه لجديد بربك.

مزید برآں بحمد اللہ اس پر اجماع کہ صدیق ہی مراد آیت ہیں کے ثابت ہونے کے بعد ہم ان تکلفات سے بے نیاز ہیں جیسا کہ ظاہر ہے، جب یہ بات ثابت ہو چکی تو ہم کہتے ہیں اللہ تعالیٰ نے صدیق کا وصف بیان فرمایا کہ وہ اتقی ہیں اور اتقی کا وصف بتایا کہ وہ اكرم ہے، ان دو مقدموں نے نتیجہ دیا کہ صدیق اللہ تعالیٰ کے نزدیک اكرم (سب سے افضل) ہیں اور افضل و اكرم اور رفعت درجہ اور اعلیٰ منزلت یہ سب الفاظ ایک ہی معنی پر صادق آتے ہیں، لہذا افضل مطلق کلی صدیق کے لئے ثابت ہے، اور اللہ تعالیٰ ہی توفیق کا مالک ہے، اور تم جان لو کہ اس استدلال پر جملہ علماء سلف و خلف کا اتفاق ہے اور سب نے اسے پسند کیا اور قبول کے ہاتھوں لیا ہے اور کوئی شک نہیں کہ یہ اس کے قابل ہے۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۲۸ ص ۵۳۰)

(۳۵) تفصیلی کے اس مقام پر تین شہادتیں ہیں ان کا جواب دیتے ہوئے فرمایا:

فَنَقُولُ الشبهة الاولى ان من المفسرين من فسروا لا تقي بالتقي كما في المعالم و البيضاوي وغيرهما من التفاسير فسقط الاحتجاج عن اصله **اقول** ولا علينا ان نمهد اولاً مقدمات تعينك ان شاء الله تعالى في الجواب عن هذا الامر ثياب ثم نرفع الحجاب عن وجه الصواب بتوفيق العليم الوهاب فاستمع لما يلقى عليك -

المقدمة الاولى ما تطاشرت الادلة من العقل والنقل وناهيك بهما امامين على ان الالفاظ لا تصرف عن ظواهرها ما لم تمس حاجة شديدة لا تندفع الا به والا لم يكن هذا تاويلاً بل تغييراً وتديلاً ، ولو فتح باب التصرفات من دون ضرورة تلجئ لارتفع الايمان عن النصوص كما لا يخفى وهذا بغاية ظهوره اغتنااتنا عن تجشم اقامة الدليل عليه حتى ان بعض العلماء ادرس جوة في متون العقائد ، وانه لحقيق به فان قصارى همم المبتدئين عن آخرهم انما هو صرف النصوص عن الظواهر وارتكاب تاويلات فاسدة واحتمالات كاسدة واعذار باسرة فوجب علينا حسم ما دتها بايجاب حمل النصوص على ما يعطيه ظاهرها الا بضرورة ابداء وهذا ظاهر جداً -

المقدمة الثانية ليس كل ما يذكر في اكثر التفاسير المتداولة واجب القبول وان لم يساعد معقول ويؤيده منقول ، والوجه في ذلك ان التفسير المرفوع وهو الذي لا محيص عن قبوله ابداناً نذر يسير جداً لا يبلغ المجموع منه جزء او جزئيت -

قال الامام الجويني علم التفسير عسير يسير اما عسرة فظاھر من وجوه اظهرها انه كلام متكلم لم يصل الناس الى مرادة بالسماع منه ، ولا امكان للوصول اليه فخلافاً لامثال والاشعار ونحوها فان الانسان يمكن علمه منه اذا تكلم بأن يسمع منه او ممن سمع منه ، واما القرأت فتفسيره على وجه القطع لا يعلم الا بان يسمع من الرسول صلى الله تعالى عليه وسلم وذلك متعذر الا في آيات متعددة قلائل ، فالعلم بالمراد يستنبط بأمارات ودلائل ، والحكمة فيه ان الله تعالى اراد ان يتفكر عبادة في كتابه ، فلم يامر نبيّه صلى الله تعالى عليه وسلم بالتنصيص على المراد

في جميع آياته اهـ -

وقال الامام النجاشي في البرهات للناظر في القران لطالب التفسير ما أخذ كثيرة،
امهاتها اربعة الاول النقل عن رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم وهذا هو
الطرائق الاول لكن يجب الحذر من الضعيف فيه والموضوع فانه كثير الخ - قال الامام
السيوطي الذي صح من ذلك قليل جدا بل اصل الموضوع منه في غاية القلة،
وكذلك الماثور عن الصحابة الكرام والتابعين لهم باحسان قلائل لهذه الطواوير
الاكبر والاقاويل الذاهبة شذوذا فيهما لا خبر ولا اثر وانما حدثت بعد هم لهما
كثرت الاسراء وتجاوزت الاهواء قام كل لغوى ونحوى وبياني وكل من له
ممارسة بشئ من انواع علوم القران يفسر الكلام العزيز بما سمح به فكرة وادى
اليه نظره ثم جاء الناس مهرعين ويجمع الاقوال مولعين فنقلوا ما وجدوا
وقليلا ما نقدوا فعن هذا اجاءت كثرة الاقاويل واختلاف الصواب بالابطال.

وذكر ابن تيمية كما نقله الامام السيوطي قائلا انه نفيس جدا ذلك وجهين،
احدهما قوم اعتقدوا معاني، ثم اسرادوا حمل الفاظ القران عليها، والثاني قوم
فسروا القران بمجرد ما ليسوع ان يريد من كان من الناطقين بلغة العرب من
غير نظر الى المتكلم بالقران والمنزل عليه والمخاطب به، فالاولون ساءوا المعنى
الذي ساءه من غير نظر الى ما يستحقه الفاظ القران من الدلالة والبيات،
والآخرون ساءوا مجرد اللفظ وما يجوز ان يريد به العربي من غير نظر الى ما يصلح
للمتكلم وسياق الكلام - ثم هؤلاء كثيرا ما يغلطون في احتمال اللفظ لذلك المعنى في
اللغة كما يغلط في ذلك الذين قبلهم كما ان الاولين كثيرا ما يغلطون في صحة
المعنى الذي فسروا به القران كما يغلط في ذلك الآخرون وان كان نظر الاولين
الى المعنى اسبق ونظر الآخرين الى اللفظ اسبق، والاولون صنفان تارة يسلبون
لفظ القران ما دل عليه وارىد به وتارة يحملونه على ما لم يدل عليه ولم يرد به،

وفي كلا الامرين قد يكون ما قصدوا نفيه او اثباته من المعنى باطلا فيكون خطأ هم في الدليل والمدلول وقد يكون حقا فيكون خطأ هم في الدليل لا في المدلول (الى ان قال) وفي الجملة من عدل عن مذاهب الصحابة والتابعين وتفسيرهم الى ما يخالف ذلك كانت مخطئا في ذلك بل مبتدعا لانهم كانوا علم بتفسيره ومعانيه كما انهم اعلم بالحق الذي بعث الله به رسوله ﷺ ملخصا۔

ہم کہتے ہیں کہ پہلا شبہ یہ ہے کہ بعض مفسرین نے اتقی کی تفسیر تقی (صفت مشبہ جس میں فضیلت دوسرے پر ملحوظ نہیں کہ صرف تقوی سے انصاف ہے) سے کی، جیسا کہ معالم و بیضاوی وغیرہا تفاسیر میں ہے تو استدلال (جس کی بنیاد اتقی کے اسم تفضیل ہونے پر تھی) جڑ سے اکھڑ پڑا۔ میں کہتا ہوں ہمارا کوئی حرج نہیں اس میں کہ ہم پہلے کچھ ایسے مقدمات کی تمہید اٹھائیں جو جواب میں ان شاء اللہ تمہاری مدد کریں پھر ہم خدائے دانا و بخشندہ کی توفیق کے سہارے چہرہ صواب سے حجاب اٹھائیں تو سُنو جو تم سے کہا جائے۔

پہلا مقدمہ عقل و نقل کی بکثرت دلیلیں (اور یہ دونوں امام تمہیں کافی ہیں) اس پر متفق ہیں کہ الفاظ کو اپنے ظاہری معنی سے پھیرنا منع ہے جب تک کہ سخت حاجت نہ ہو جو لفظ کو ظاہری معنی سے پھیرے بغیر دفع نہ ہو ورنہ بے ضرورت پھیرنا تاویل نہ ہو گا بلکہ تغیر و تبدیل ٹھہرے گا اور اگر بے ضرورت پھیرنے کا دروازہ کھل جائے تو نصوص شرعیہ سے امان اٹھ جائے جیسا کہ پوشیدہ نہیں، اور یہ مسئلہ چونکہ نہایت ظاہر ہے اس لئے اس نے ہمیں دلیل قائم کرنے کی زحمت سے بے نیاز کر دیا حتیٰ کہ بعض علمائے اسے عقائد کے متون میں رکھا، اور یہ مسئلہ اس کا سزاوار ہے اس لئے کہ سب بد مذہبوں کی ساری کوشش یہی ہے کہ عبارات شرعیہ کو ان کے ظاہری معنی سے پھیر دیں اور فاسد تاویلوں اور کھوٹے احتمالات اور نہ چلنے والے بہانوں کے مرکب ہوں تو ہم پر واجب ہے کہ نصوص شرعیہ کو مقام ضرورت کے سوا ہمیشہ ان کے ظاہری معنی پر رکھنا واجب بتا کر ان تاویلات کا مادہ کاٹ دیں، اور یہ بات خوب ظاہر ہے۔

دوسرا مقدمہ بہت سی متداول تفسیروں میں جو مذکور ہوتا ہے وہ سب ایسا نہیں جس کا قبول کرنا ضروری ہو اگرچہ نہ کوئی دلیل عقلی اس کی معین ہو نہ کوئی دلیل شرعی اس کی مؤید ہو، اور اس کی وجہ یہ ہے کہ تفسیر مرفوع (جو سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمائی) وہ بہت تھوڑی ہے جس کا مجموعہ دو جُز بلکہ ایک جُز کبھی نہیں پہنچتا۔

امام جوینی کا قول ہے علم تفسیر مشکل ہے اور کم ہے، اس کا مشکل ہونا تو کسی وجہ سے ظاہر ہے، ان میں روشن توجہ یہ ہے کہ وہ ایسے مکمل (عز وجلالہ) کا کلام ہے جس کی مراد کو لوگ اس سے سن کر نہ پہنچے اور نہ اس کی طرف رسائی کا امکان ہے بخلاف امثال و اشعار اور ان جیسی اور باتوں کے کہ انسان کو بولنے والے کی مراد معلوم ہو سکتی ہے جب وہ بولے بایں طور کہ وہ اس سے خود سنے یا اس سے سنے جس نے اس سے سنا ہو۔ رہی قرآن کی قطعی طور پر تفسیر تو وہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سنے بغیر معلوم نہ ہوگی اور وہ (جو سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام سے سنا گیا) چند گنتی کی آیتوں کے ماسوا میں متعذر ہے تو مراد الہی کا علم امارات و دلائل سے مستخرج ہوتا ہے اور حکمت اس میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ اس کے بندے اس کی کتاب میں غور و فکر کریں لہذا اپنے نبی (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کو اپنی تمام آیات کی مراد واضح طور پر بتانے کا حکم نہ دیا۔

اور امام زرکشی نے برہان میں فرمایا جو شخص قرآن میں تفسیر کے حصول کے لئے نظر کرتا ہے اس کے لئے بہت سے مراجع ہیں جن کے اصول چار ہیں، اول وہ تفسیر جو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے منقول ہو اور یہی پہلا نمایاں طریقت ہے، لیکن اس میں ضعیف و موضوع سے احتراز واجب ہے اس لئے کہ وہ (ضعیف و موضوع) زیادہ ہے الخ۔ اور اسی طرح وہ تفسیر جو صحابہ کرام اور ان کے تابعین نیکوکار سے منقول ہو وہ ان بڑے طوماروں اور ان اقوال کے مقابل کم ہیں جو مختلف راہوں میں چلے گئے اور ان کے لئے کوئی حدیث یا صحابی و تابعی کا قول نہیں، یہ اقوال تو صحابہ و تابعین کے بعد ظاہر ہوئے۔ جب خیالات بسیار ہوئے اور مذاہب میں کشاکش ہوئی تو ہر لغوی ہر نحوی اور ہر عالم بلاغت اور ہر وہ شخص جسے علوم قرآن کی قسموں سے کسی قسم کے علم کی عمارت تھی اس کلام سے کلام عز ویز کی تفسیر کرنے لگا جو اس کی سمجھ تک تھا اور جس کی طرف اس کی نظر پہنچی۔ پھر لوگ رواں دواں اقوال کو جمع کرنے کے شائق ہوئے تو جو انھوں نے پایا اسے نقل کر دیا اور تحقیق کم کی تو اسی سے اقوال کی کثرت اور حق کی ناحتی سے آمیزش آئی۔

اور ابن تیمیہ نے جیسا کہ امام سیوطی نے اس کا کلام یہ کہہ کر نقل کیا کہ وہ بہت نفیس ہے اس کی دو چیزیں ذکر کریں، پہلی وجہ وہ لوگ ہیں جنھوں نے کچھ معانی کو عقیدہ ٹھہرا لیا، پھر انھوں نے قرآن کے الفاظ کو ان پر رکھنا چاہا۔ اور دوسری وجہ وہ لوگ ہیں جنھوں نے قرآن کی تفسیر محض ان الفاظ سے کی جو کسی عربی زبان بولنے والے کی مراد ہو سکتے ہیں انھوں نے قرآن کے متکلم (باری تعالیٰ) اور جس پر اُتر اور وہ جو اس کا مخاطب ہے کی طرف نظر نہ کی تو پہلی جماعت نے تو اس معنی کی رعایت کی جو ان کا عقیدہ تھا، انھوں نے قرآن کے الفاظ کی دلالت اور بیان جس کے وہ الفاظ سزاوار ہیں کو نظر انداز کر دیا۔ اور دوسروں نے صرف لفظ اور جو عربی

التفسير حتى رأيت من حكى في تفسير قوله تعالى "غير المغضوب عليهم ولا الضالين" نحو عشرة اقوال، وتفسيرها باليهود والنصارى هو الوارد عن النبي صلى الله عليه وسلم وجميع الصحابة والتابعين واتباعهم حتى قال ابن ابي حاتم لا اعلم في ذلك اختلافا بين المفسرين (الى ان قال)، فان قلت فأى التفاسير ترشد اليه وتأمر الناظر ان يعول عليه. قلت تفسير الامام ابي جعفر بن جرير الطبري الذي اجمع العلماء المعقبون على انه لم يؤلف في التفسير مثله الخ.

وفي المقاصد والبرهان والاتقان وغيرها عن الامام اجل احمد بن حنبل رضي الله تعالى عنه قال ثلثة ليس لها اصل المغامري والملاحم والتفسير^١ اهـ. قلت وهذا ان لم يكن جاريا على اطلاقه لما يشهد به الواقع الا انه لم يقله مالم ير الخلط غالبا عليها كما لا يخفى وهذا في زمانه فكيف بما بعده وفي مجمع بحار الانوار عن رسالة ابن تيمية "وفي التفسير من هذه الموضوعات كثيرة كما يرويه الثعلبي والواحدى والنمخشري في فضل السور والثعلبي في نفسه كانت ذاخير ودين لكان حاطب ليل ينقل ما وجد في كتب التفسير من صحيح وضعيف وموضوع والواحدى صاحبه كان ابصر منه بالعربية لكن هو ابعد عن اتباع السلف، والبغوى تفسير مختصر من الثعلبي لكن صارت تفسيره عن الموضوع والبدع^٢ اهـ، وفيه عن جامع البيان لمعين بن صيفي قدي ذكر محي السنة البغوى في تفسيره من المعاني والحكايات ما اتفقت كلمة المتأخرين على ضعفه بل على وضعه^٣ اهـ، وفيه عن الامام احمد رحمة الله تعالى

ع لعله كما - الانهرى غفر له

١	له الاتقان في علوم القرآن	النوع الثمانون في طبقات المفسرين	دار الكتاب العربي بيروت	٢/ ٢٠٤، ٢٠٥، ٢٠٦
٢	" " " " " " " " " " " "	" " " " " " " " " " " "	" " " " " " " " " " " "	٢/ ٢٠٦
٣	" " " " " " " " " " " "	النوع الثامن والسبعون	" " " " " " " " " " " "	٢/ ٢٢٠
٤	مجمع بحار الانوار	نوع في تعيين بعض المضاعف وكتبهم	مكتبة دار الايمان مدينة المنورة	٥/ ٢٣١
٥	" " " " " " " " " " " "	" " " " " " " " " " " "	" " " " " " " " " " " "	" " " " " " " " " " " "

عليه انه قال "في تفسير الكلبى من اوله الى آخره كذب لا يحل النظر فيها".

وقد عد الخليلي في الامر شاذ اجزاء قلائل من التفسير صحت اسانيدها وغالبها بطل كلها لا توجد الآن اللهم الا نقول عنها في اسفار المتأخرين قال وهذه التفسير الطول التي اسندوها الى ابن عباس غير مرضية وروايتها مجاهيل كتفسير جويدر عن الضحاك عن ابن عباس^١ الخ. وقال فاما ابن جريح فانه لم يقصد الصحة وانما روى ما ذكر في كل آية من الصحيح والسقيم، وتفسير مقاتل بن سليمان فمقاتل في نفسه ضعفوه وقد ادرك الكبار من التابعين والشافعي اشار الى ان تفسيره صالح^٢ قال المولى السيوطي قدس الله سره واوله طرقه (يعني تفسير ابن عباس رضى الله تعالى عنهما) طريق الكلبى عن ابي صالح عن ابن عباس فان انضم الى ذلك رواية محمد بن مروان السدي الصغير فهي سلسلة الكذب وكثيرا ما يخرج منها الثعلبي والواحدى، ولكن قال ابن عدى في الكامل للكلبي احاديث صالحة وخاصة عن ابي صالح وهو معروف بالتفسير وليس لاحد تفسير اطول منه ولا اشبع، وبعده مقاتل بن سليمان الا ان الكلبى يفضل عليه لما في مقاتل من المذاهب الرديئة وطريق الضحاك بن مزاحم عن ابن عباس منقطعة فان الضحاك لم يلقه فان انضم الى ذلك رواية بشر بن عمار عن ابي روق عنه فضعيفة لضعف بشر، وقد اخرج من هذه النسخة كثيرا ابن جرير وابن ابي حاتم، وان كان من رواية جويدر عن الضحاك فأشد ضعفا لان جويدرا شديد الضعف متروك^٣ الخ، قال ورايت عن فضائل الامام الشافعي لابي عبد الله محمد بن احمد بن شاكر القطان، انه اخرج بسنده من طريق بن عبد الحكم قال سمعت الشافعي يقول لم يثبت عن ابن عباس في التفسير الا شبهه بمائة حديث^٤

٢٣٠/٥	مكتبة دار الايمان مدينة المنورة	لجمع بحار الانوار	نوع في تعيين بعض الوضاع وكتبهم
٢٤٠/٢	دار الكتب العربي بيروت	الاتقان في علوم القرآن	بحواله الخليلي النوع الثامن
٢٤١/٢	" " "	" " "	" " "
٢٤٢/٢	" " "	" " "	" " "
٢٤٢/٢	" " "	" " "	" " "

قلت وهذه معالم التنزيل للامام البغوي مع سلامة حالها بالنسبة الى كثير من التفاسير المتداولة ودونها الى المشرع الحديثي يحتوي على قناطير مقنطرة من الضعاف والشواذ والواهيات المنكرة وكثيرا ما تدور اسانيدها على هؤلاء المذكورين بالضعف والمجرح كالثعلبي والواحدى والكلبى والسدى ومقاتل وغيرهم ممن قصصنا عليك اوله نقصص فما ظنك بالذين لا اعتناء لهم بعلم الحديث ولا اقتدار على نقد الطيب من الخبيث كالقاضى البينصاوى وغيره ممن يحذو وحذوة ، فلا تسئل عما عندهم من اباطيل لان ما ملها ولا خطا مدع عنك هذا ايا ليتهم اقتصروا على ذلك لكن بعضهم تعدوا ما هنالك وسلوكوا مسالك تجراني مهالك فادلجوا في تفسير القرآن ما تقف له الشعر وتنكرة القلوب وتمجه الاذان اذ قرروا قصص الانبياء الكرام والملائكة العظام بما ينقض عصمتهم وينقص اوزيل عن قلوب الجهال عظمتهم كما يظهر على ذلك من سراج قصة ادم وحواء وداؤد واوريا وسليمان والجسد الملقى واللقاء في الامنية والعرائقة العلوى وهاروت وماروت وما يبايل جرى فبالله التعوذ واليه المشتكى فاصابهم في ذلك ما اصاب اهل السير والملاحم في نقل مشاجرات الصحابة اذ جاء كثير منها من اقصا للدين وموهنا لليقين وانما داد وخنا على وخن وهنات على هنات ان اطلع على كلامهم بعض من ليس عنده اشارة من علم ولا مئانة من حلم فضل وأضل اما اغتراراً بكلماتهم جهلامنه بما فيه من الوبال البعيد والنكال الشديد واما ظلماء علواً لاجترأه بذلك على ابانة ما في قلبه المرض من تنقيص الانبياء وتفسير الاولياء فمضى عليه الكبير ونشأ عليه الصغير فاختلف دين كثير من الناقصين وصاروا شراً من العوام العامين اذ لم يقدروا على مطالعتها فنجوا عن فتنها وقد بذل علماءنا النصيحة للثقلين فشددوا التكرير على كلا الفريقين اعني التفاسير الواهية والسير الداهية فاعلنوا انكارها ويئتوا اعوارها كالقاضى في الشفاء والقارى في الشرح والخفاجى في النسيم والقسطلا في المواهب والزرقاني في الشرح والشيخ في المدارج وغيرهم في غيرها رحمة الله عليهم اجمعين ، والحمد لله رب العلمين ، ولقد الان القول ابوحيان اذ قال كما نقل الامام السيوطي ان المفسرين ذكره واما لا يصح من اسباب نزول واحاديث في الفضائل وحكايات لا تناسب وتوارى يخ اسرائيلية ولا ينبغي

ذکر هذا فی علم التفسیر^۱ انتہی۔

اور اسی نے امام ابو طالب طبری نے اپنی تفسیر کے مقدمہ میں آداب مفسر کے بیان میں فرمایا کہ ضروری ہے کہ مفسر کا اعتماد اس پر ہو جو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور صحابہ و تابعین سے منقول ہے اور نئی باتوں سے بچے۔ نیز ابن تیمیہ کا قول ہے صحابہ کے درمیان قرآن کی تفسیر میں بہت کم اختلاف تھا اور تابعین میں اگرچہ اختلاف صحابہ سے زیادہ ہوا مگر ان کے بعد والوں کی بہ نسبت تھوڑا تھا، اور سیوطی علیہ الرحمہ نے قدما کی تفسیروں کا ذکر فرما کے فرمایا: پھر تفسیر میں بہت لوگوں نے کتابیں تصنیف کیں تو انھوں نے سندوں کو مختصر کر دیا اور ناقص احوال نقل کئے تو اس وجہ سے ذیل گھسا اور صحیح و غیر صحیح مخلوط ہو گئے پھر ہر شخص جس کے دل میں کوئی بات آئی اس کو ذکر کرنے لگا۔ اور جس کے فکر میں جو خطرہ گزرا وہ اس پر اعتماد کرنے لگا۔ پھر اس کے بعد جو آثار باوہ اس کے یہ خیالات نقل کرتا رہا اس گمان میں کہ اس کی کوئی اصل ہے، سلف صالحین اور ان لوگوں سے جو تفسیر میں مرجع ہیں جو وارد ہوا اس کی تحقیق کی طرف توجہ نہ کی یہاں تک کہ میں نے ایسے شخص کو دیکھا جس نے غیر المغضوب علیہم ولا الضالین کی تفسیر میں تقریباً دس قول نقل کئے حالانکہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور تمام صحابہ و تابعین و تبع تابعین سے یہی منقول ہے کہ اس سے یہود و نصاریٰ مراد ہیں یہاں تک کہ ابن ابی حاتم نے فرمایا کہ مجھے مفسرین کے درمیان اس میں کسی کا اختلاف معلوم نہیں (یہاں تک کہ انھوں نے کہا) اب اگر تم کہو تو کون سی تفسیر کی طرف آپ رہنمائی فرماتے ہیں اور ناظر کو کس پر اعتماد کا حکم دیتے ہیں۔ میں کہوں گا "تفسیر امام ابو جعفر بن جریر طبری کی تفسیر معتمد علماء نے جس کے لئے بالاتفاق فرمایا کہ تفسیر میں اس جیسی کوئی تالیف نہیں ہوئی الخ"۔

اور مقاصد، برہان اور اتقان وغیرہ میں امام اجل احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے انھوں نے فرمایا: تین کتابوں کی کوئی اصل نہیں کتب سیر و غزوات و تفسیر اھ۔ میں کہتا ہوں اگرچہ یہ بات اپنے اطلاق پر جاری نہیں جیسا کہ واقعہ اس کا گواہ ہے مگر یہ بات یقینی ہے کہ امام احمد نے یہ بات نہ کہی جب تک ان کتابوں میں صحیح و سقیم کے خلط کا غلبہ نہ دیکھ لیا جیسا کہ ظاہر ہے اور یہ تو ان کے زمانہ میں تھا تو ان کے بعد کیسی حالت ہوئی ہوگی۔ اور مجمع بحار الانوار میں رسالہ ابن تیمیہ سے منقول ہے اور تفسیر میں ان موضوعات سے بہت ہے جیسے وہ حدیثیں جو ثعلبی اور واحدی اور زحمتی سورقوں کی فضیلت میں روایت کرتے ہیں اور ثعلبی اپنی صفات میں صاحب خیر و دیانت تھے، لیکن رات کے کھڑا رہنے کی طرح تھے کہ تفسیر کی

کتابوں میں صحیح، ضعیف، موضوع جو کچھ پاتے نقل کر دیتے تھے، اور ان کے ساتھی واحدی کو عربیت میں ان سے زیادہ بصیرت تھی لیکن وہ سلف کی پیروی سے بہت دُور تھا، اور بغوی کی تفسیر ثعلبی کی تلخیص ہے، لیکن انھوں نے اپنی تفسیر کو موضوعات اور بدعتوں سے بچایا ہے اور اسی میں جامع البیان مصنفہ معین بن صیفی سے ہے "کبھی محی السنۃ بغوی اپنی تفسیر میں وہ مطالب و حکایات ذکر کرتے ہیں جسے متاخرین نے یک زبان ضعیف بلکہ موضوع کہا ہے۔" اور اسی میں امام احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے ہے کہ انھوں نے فرمایا: تفسیر کلی میں شروع سے آخر تک جھوٹ ہے اس کا مطالعہ حلال نہیں۔

اور بشیک خلیلی نے ارشاد میں تھوڑے تفسیر کے جُز ایسے شمار کئے جن کی سندیں صحیح ہیں اور ان کا اکثر بلکہ وہ سب اب نہیں ملتا۔ الہی! تیری مدد ہو۔ مگر چند نقول ان کی متاخرین کی کتابوں میں ہیں۔ ابن تیمیہ نے کہا اور یہ لمبی تفسیریں جن کی نسبت لوگوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے کی ہے ناپسندیدہ ہیں اور اس کے راوی مجہول ہیں جیسے تفسیر جویر پر روایت ضحاک عن ابن عباس الر۔ اور کہا ہے ابن جریرؒ تو انھوں نے ہر آیت کی تفسیر میں جو کچھ صحیح و سقیم مذکور ہوا روایت کر دیا۔ اور مقاتل بن سلیمان کو علمائے فی نفسہ ضعیف بتایا حالانکہ انھوں نے اکابر تابعین سے اور امام شافعی سے ملاقات کی، یہ اشارہ ہے کہ ان کی تفسیر لائق قبول ہے۔ امام سیوطی قدس سرہ نے فرمایا اور تفسیر ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی سب سے کمزور سند کلی عن ابی صالح عن ابن عباس ہے پھر اگر اس کے ساتھ محمد بن مروان سدی صغیر کی روایت مل جائے تو یہ جھوٹ کا سلسلہ ہے اور ایسا بہت ہوتا ہے کہ ثعلبی اور واحدی اس سلسلہ سے روایت کرتے ہیں لیکن ابن عدی نے کامل میں فرمایا کلی کی احادیث قابل قبول ہیں اور خصوصاً ابوصالح کی روایت سے، اور وہ تفسیر کے سبب معروف ہیں، اور کسی کی تفسیر ان سے زیادہ طویل اور بھرپور نہیں۔ اور ان کے بعد مقاتل بن سلیمان ہیں، مگر کلی کو ان پر اس لئے فضیلت ہے کہ مقاتل کے یہاں ردی خیالات ہیں، اور سند ضحاک بن مزاحم عن ابن عباس منقطع ہے اس لئے کہ ضحاک نے ابن عباس سے ملاقات نہ کی، پھر اگر اس کے ساتھ روایت بشر بن عمارہ عن ابی روق مل جائے تو بوجہ ضعف بشر ضعیف ہے۔ اس نسخہ سے بہت حدیثیں ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے تخریج کیں، اور اگر جویر کی کوئی روایت ضحاک سے ہو تو سخت ضعیف ہے اس لئے کہ جویر شدید الضعف متروک ہے، انھوں نے کہا اور میں نے فضائل امام شافعی مصنفہ ابو محمد محمد بن احمد بن شاکر قطان میں دیکھا کہ انھوں نے اپنی سند بطریق ابن عبدالحکم روایت کیا کہ ابن عبدالحکم نے فرمایا میں نے امام شافعی کو فرماتے سنا کہ ابن عباس (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی تفسیر میں تقریباً سترہ حدیثیں ثابت ہیں۔

میں کہوں گا اور یہ معالم التنزیل ہے جو امام بغوی کی تصنیف ہے، باوصف یہ کہ بہت سی رائج تفسیروں

کے مقابل غلطیوں سے محفوظ ہے اور طرفہ حدیث سے قریب ہے بہت ضعیف و شاذ اور وہی منکر روایتوں پر مشتمل ہے، اور ایسا بہت ہوتا ہے کہ اس کی روایت کی سندیں ان پر دورہ کرتی ہیں جن کا نام ضعف و جرح کے ساتھ لیا جاتا ہے جیسے ثعلبی، واحدی، کلبی، سدی اور مقاتل وغیرہم جن کا ہم نے تم سے بیان کیا اور جن کا بیان نہ کیا تو تمہارا گمان ان کے ساتھ کیسا ہے جنہیں علم حدیث کا اہتمام نہیں اور سُتھرے کو نیلے سے الگ کرنے کی قدرت نہیں جیسے قاضی بیضاوی اور ان کے علاوہ جو بیضاوی کے طریقہ پر چلتے ہیں، تو ان کے پاس ان باطل اقوال کا حال نہ پوچھو جن کے لئے نہ لگام ہے نہ بندش کی رتی، اس خیال کو اپنے سے دُور رہنے دو، کاش! یہ لوگ اسی پر بس کرتے، مگر ان میں سے کچھ لوگ اس سے آگے بڑھے اور ایسے رستے چلے جو ہلاکتوں کی طرف کھینچ کر لے جائیں تو انہوں نے قرآن کی تفسیر میں ایسی باتیں داخل کر دیں جن سے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں اور دل انہیں ناپسند کرتے اور کان انہیں پھینکتے ہیں اس لئے انبیاء کرام و ملائکہ عظام کے قصوں میں ایسی باتوں کو مقرر رکھا جن سے اُن کی عصمت نہیں رہتی اور جاہلوں کے دل میں ان کی عظمت کم ہو جاتی ہے یا زائل ہو جاتی ہے۔ چنانچہ یہ بات آدم و حوا و داؤد و اوریہ اور سلیمان اور اُن کی کُرسی پر پڑے ہوئے جسم اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تلاوت کے دوران شیطان کے القاء اور غرابتِ علی کے واقعات اور باروت و ماروت اور بابل کے ماجرے کا مطالعہ کرنے والے پر ظاہر ہے تو اللہ ہی کی پناہ اور اسی سے ان کی شکایت ہے، تو ان کو ان باتوں سے وہ مرض لگا جو مصنفین واقعات سیرت و مغازی کو صحابہ کے اختلافات کو نقل کرنے سے لگا اس لئے کہ بہت باتیں دین کے مخالفت اور ایمان کو کمزور کرنے والی ان لوگوں سے ظاہر ہوئیں اور فساد پر فساد اور خطاؤں پر خطائیں یوں بڑھ گئیں کہ ان لوگوں کے کلام کی اطلاع کچھ ان لوگوں کو ہو گئی جن کے پاس نہ کچھ بچا کھچا علم تھا نہ عقل کی نچستگی، تو وہ خود گمراہ ہوئے اور اوروں کو گمراہ کیا یا تو ان کے کلمات سے دھوکا کھا کر اس کے وبال شدید و سخت عذاب سے بے خبری میں یا ظلم و کشری کی وجہ سے اس لئے کہ ان باتوں سے انہیں اس کے اظہار کی جرات ہوئی، جو انبیاء کی تنقیص اور اولیاء کی تفسیق ان کے دل میں تھی تو اس پر بڑے گزرے اور چھوٹے پروان چڑھے اور یہ عامی لوگوں سے بدتر ہو گئے کہ عامیوں کو ان کتابوں کے مطالعہ کی قدرت نہ تھی تو وہ ان کے فتنہ سے بچے رہے اور بیشک ہمارے علماء نے دونوں فریقوں کو بھرپور نصیحت کی، چنانچہ انہوں نے دونوں فریق کی سخت مذمت کی یعنی وہی تفاسیر اور سیرت کی ناپسندیدہ کتابوں کی تو انہوں نے ان کتابوں کا ناپسندیدہ ہونا ظاہر کیا اور ان کا عیب کھولا جیسے علامہ قاضی عیاض نے شفا میں اور علامہ قاری نے شرح شفا میں اور علامہ خفاجی نے نسیم الریاض میں اور علامہ قسطلانی نے مواہب میں اور علامہ زرقانی نے اس کی شرح میں اور شیخ (محقق عبدالحق دہلوی) نے مدارج میں اور دوسروں نے

دوسری تصانیف میں، رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین والحمد للہ رب العالمین۔ اور یقیناً ابو حیان نے بات کو شہلِ نرم کیا کہ انھوں نے کہا جیسا کہ امام سیوطی علیہ الرحمۃ نے نقل کیا کہ مفسرین نے ایسے اسباب نزول اور فضائل میں وہ حدیثیں جو صحیح نہیں اور نامناسب حکایات اور تواریخ اسرائیلی کو ذکر کیا ہے حالانکہ اس کا ذکر تفسیر میں مناسب نہیں انتہی۔ (ت) (فتاویٰ رضویہ ج ۲۸ ص ۵۳۶ تا ۵۴۲)

(۳۷) مزید فرمایا،

واعلم ان هناك اقواما يعتريهم نزعة فلسفية لما افنوا عمرهم فيها وظنوها شيئاً شهيها فيقولون بايداء احتمالات بعيدة ولولم يكن فيها حلاوة ولا عليها طلاوة حتى ذكر بعضهم في قوله تعالى "والشق القمر" ما تعلق به جهلة النصارى واخرون ممن يتلجلجون في الايمان فيلهجون بكلمة الاسلام وفي قلوبهم من بغض النبي صلى الله تعالى عليه وسلم وانكار معجزاته جبال عظام فاتالله وانا اليه ساجعون هذا الذي أعجب السيوطي حتى تبرأ عنها كلها واقتصر على الامر شاد الى تفسير ابن جرير۔

اور تم جان لو کہ اسن جگہ کچھ لوگ ایسے ہیں جنہیں فلسفی وسوسے آتے ہیں اس لئے کہ انھوں نے اپنی عمر اس میں فنا کی اور اُسے مرغوب شے گمان کیا تو ان کو دُور از کار احتمالات کو ظاہر کرنے کی لت ہے اگرچہ ان میں شیرینی ہو نہ ان پر رونق ہو، یہاں تک کہ کسی نے قولِ باری تعالیٰ والشق القمر (اور چاند شق ہو گیا) کی تفسیر میں وہ بات ذکر کی جس سے جاہل نصرانی اور دوسرے وہ لوگ جو ایمان میں ثابت نہیں اس لئے زبان سے کلمہ اسلام پڑھتے ہیں حالانکہ ان کے دلوں میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عداوت اور ان کے معجزات کے انکار کے بڑے پہاڑ ہیں انا للہ وانا الیہ ساجعون (ہم اللہ ہی کے ہیں اور ہمیں اسی کی طرف پھرنا ہے) یہی سبب تھا کہ سیوطی اس درجہ عاجز ہوئے کہ تمام تفسیروں سے بیزاری فرمائی اور صرف تفسیر ابن جریر کی طرف رہنمائی پر بس کیا۔ (ت) (فتاویٰ رضویہ ج ۲۸ ص ۵۴۳، ۵۴۴)

(۳۸) تفاسیر قرآن مجید سے متعلق ایک ضروری تنبیہ بیان کرتے ہوئے فرمایا،

ایقاظ مهم اعیدک باللہ ان یستفک الوهم عن الذی القینا علیک فتفتویٰ علینا غیرہ اویوسوسک قلة الفهم انا لا نکتث للتفسیر ولا نلتقی له بالاولا نسلم له خیرہ وانما المعنی أن غالب الزبر المتداولة لا تسلم عن الدخیل وتجمع من الاقوال کل صحیح وعلیل فمجرد حکایتہا لا یوجب التسلیم ولا یصد الناقد عن نقد السقیم فناھی عندنا أسوء حالاً من اکثر کتب الاحادیث اذ نعاملہا مرة بالترک لہ القرآن الحکیم ۱/۵

ومرة بالاحتجاج لما تعلم انها ترد كل مورد فتحمل تاسرة عذبا فرائدا وتأتى مرة
ببلح اجاج ، وبالجملة فالامريء ورعى نفاقة الحديث سندا ومتنا فاينما وجدنا
المرطب احببتيننا وان كان فى منابت الحنظل وحيثما رأينا الحنظل اجتنبنا وان نبهت
فى مسيل العسل .

ولقد علمت أن أكثر هذا الداء العضال انما دخل التفاسير من باب الاعضال و
فى امثال تلك الحال اذا لم يعرف السند يؤل الامر الى نقد المقال فما كان منها يناضل النصوص
و يرد المنصوص او فيه اثر ساء بالرهسل والانبياء او غير ذلك مما لا يحتل علمنا انه قول
مغسول وان كان مريئا من الآفات نقيما من الواهيات قبلناها على تفاوت عظيم بين قبول
وقبول وليس هذا من باب مانهينا عنه من الاجترار على التفسير بالآراء ومعاذ الله
ان نجترى عليه فان علم التفسير اشد عسير ويحتاج فيه الى ما ليس بحاصل و
لاميسر كما قد فصل بعضه العلامة السيوطى رحمة الله تعالى عليه وكذلك اذا اتانا
منها ما فيه العدول عن ظاهر المدلول وضح ذلك عن لايستعنا خلافة ، او كانت هناك
خلة لا تنسد الابه تعين القبول والا فدلالة كلام الله تبارك وتعالى احق بالتعويل
من قال وقيل هذا الذى قصد فلا تنقص ولا تزدد .

ضرورى تنبيه : میں تمھیں اللہ کی پناہ میں دیتا ہوں اس بات سے کہ تمھیں وہم اس بات سے
ڈگمگا دے جو ہم نے تم پر القاریا ، تو تم ہم پر اس سے جدا بات کا بہتان
باندھو یا فہم کی کمی یہ وسوسہ ڈالے کہ ہم تفسیر کی پروا نہیں کرتے اور اس کا ہمیں کوئی خیال نہیں اور ہم
اس کی اچھی بات بھی نہیں ، مقصد صرف اتنا ہے کہ اکثر کتب متداولہ دخیل سے محفوظ نہیں اور وہ ہر صحیح و سقیم
قول کو اکٹھا کرتی ہیں تو ان کتابوں میں کسی قول کی مجرد حکایت اس کو مان لینا واجب نہیں کرتی اور پرکھنے
والوں کو کھوٹے کی پرکھ سے نہیں روکتی تو یہ ان کتابوں کا حال ہمارے نزدیک حدیث کی اکثر کتابوں سے زیادہ
بر انہیں اس لئے کہ ہم ان کے ساتھ کبھی کسی قول کو چھوڑنے اور کبھی کسی کو حجت بنانے کا معاملہ کرتے ہیں
یوں کہ ہمیں معلوم ہے کہ یہ ہر گھاٹ پر اترتی ہیں تو کبھی میٹھا پانی اٹھالیتی ہیں اور کبھی سخت کھاری پانی
جس سے منہ جل جائے لاتی ہیں ، بالجملة مدار کار حدیث کی نفاقت (پاکیزگی) سند و متن کے لحاظ سے ہے
تو جہاں کہیں ہم میٹھا پھل پائیں گے اُسے چن لیں گے اگرچہ وہ کسی خراب جگہ اُگا ہو ، اور جہاں کہیں کڑوا پھل
پائیں گے تو اس کو چھوڑ دیں گے اگرچہ وہ شہد کی نہر میں اُگا ہو ۔

اور یقیناً تمہیں معلوم ہے کہ اس لاعلاج مرض کا بیشتر حصہ تفاسیر میں جہالتِ سند کے دروازہ سے گھسا اور ایسے مقامات میں جب سند معروف نہ ہو مالِ کار بات کو پرکھنا ہے تو جو بات نصوص سے ٹکراتی اور منصوص کو رد کرتی ہو یا اس میں رسل و انبیاء کی تنقیض ہو یا اور کوئی بات جو قابلِ قبول نہ ہو ہم جان لیں گے کہ یہ قول دھودینے کے قابل ہے اور اگر غرایبوں سے بری، علتوں سے پاک ہو ہم اسے قبول کر لیں گے باوجودیکہ اسے قبول کرنے میں اور دوسرے قول کو قبول کرنے میں عظیم تفاوت ہے اور یہ تفسیر بالرائے کے باب سے نہیں ہے جس سے ہمیں روکا گیا، اور اللہ کی پناہ اس سے کہ ہم اس پر جرأت کریں اس لئے کہ علمِ تفسیر سخت دشوار ہے اور اس میں اس کی حاجت ہے جو ہمیں حاصل نہیں اور نہ اس کا حاصل ہونا آسان ہے جیسا کہ ان علوم ضروریہ میں سے بعض کی تفصیل علامہ سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمائی ہے اور یونہی جب ہمیں ان میں کوئی قول ایسا پہنچے جس میں ظاہر معنی سے عدول ہو اور وہ اس سے ثابت ہو جس کا خلاف ہمیں نہیں پہنچتا یا کوئی حاجت ہو جو ظاہر سے عدول کے بغیر پوری نہ ہو تو اسے قبول کر متعین ہے ورنہ کلامِ الہی کی دلالت قیل و قال سے اعتماد کی زیادہ حقدار ہے یہی ہمارا مقصود ہے تو اس سے نہ کم کرو نہ زیادہ۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۲۸ ص ۵۴۶ تا ۵۴۸)

(۴۹) مقتضائے لغت کے مطابق تفسیر کرنے کے بارے میں فرمایا :

قال الامام السيوطي "قال بعضهم في جواز تفسير القرآن بمقتضى اللغة، وإيتان عن احمد وقيل الكراهة تحمل على صرف الآية عن ظاهرها الى معان خارجة محتملة يدل عليها القليل من كلام العرب ولا يوجد غالباً الا في الشعر ونحوه ويكون المتبادر خلافاً" اهـ۔

وقال عن البرهان الزركشي "كل لفظ احتمل معنيين فصاعداً، فهو الذي لا يجوز لغير العلماء الاجتهاد فيه، وعليهم اعتماد الشواهد والدلائل دون مجرد الرأي، فان كانت احد المعنيين اظهر وجب الحمل عليه الا ان يقوم دليل على ان المراد هو الخفي" اهـ۔

وقال "قال العلماء يجب على المفسر ان يتحرى في التفسير مطابقة المفسر

فوائد تفسیر

۴۴۴/۴	دار الکتب العربیہ	النوع الثامن والسبعون	لہ الاتقان فی علوم القرآن
۴۵۳/۲	" "	" "	" "

وأن يتحرر في ذلك من نقص عما يحتاج إليه في إيضاح المعنى، أو زيادة لا تليق بالغرض ومن كون المفسر فيه تزيغ عن المعنى وعدول عن طريقه وعليه مراعاة المعنى الحقيقي والمجانبي، ومراعاة التأليف والغرض الذي سبق له الكلام الخ.

امام سیوطی علیہ الرحمہ نے فرمایا، بعض علماء نے فرمایا کہ مقتضائے لغت کے مطابق قرآن کی تفسیر کے جوازیں امام احمد سے دو روایتیں ہیں اور کچھ کا قول یہ ہے کہ کراہت اس پر محمول ہے کہ آیت کو اس کے ظاہری معنی سے پھیر کر ایسے معانی خارجہ پر محمول کرے جن پر قلیل کلام عرب دلالت کرتا ہو اور وہ غالباً شعرا اور ایسے مثل کلام کے سوا عام بول چال میں نہ پائے جائیں اور ذہن کا تبادر اس کے خلاف ہوا۔
اور سیوطی نے زکشی کی برہان سے حکایت کیا، ہر وہ لفظ جو دو یا دو سے زائد معنی کا احتمال رکھے اس میں تو غیر علماء کو اجتہاد جائز نہیں اور علماء کو لازم ہے کہ وہ شواہد و دلائل پر بھروسہ کریں نہ کہ محض رائے پر، تو اگر دو معنی میں سے ایک ظاہر تر ہے تو اسی پر محمول کرنا واجب ہے مگر یہ کہ دلیل قائم ہو کہ مراد خفی ہی ہے۔

اور فرمایا، علماء کا قول ہے کہ مفسر پر واجب ہے کہ وہ تفسیر میں یہ تجویز کرے کہ تفسیر لفظ مفسر کے مطابق ہو اور اس سے کم کرنے سے بچے جس کی حاجت توضیح مراد کے لئے ہو اور ایسے لفظ کو زیادہ کرنے سے احتراز کرے جو مقصد کے مناسب نہ ہو، اور اس بات کی احتیاط رکھے کہ تفسیر میں معنی سے انحراف اور اس کی راہ سے عدول نہ ہو، اور اس پر لازم ہے کہ معنی حقیقی و مجازی کی رعایت کرے اور ترکیب اور اس غرض کی جس کے لئے کلام ذکر کیا گیا رعایت رکھے۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۲۸ ص ۵۴۸، ۵۴۹)

(۴۰) وجہ تاویل کے بارے میں ارشاد فرمایا:

المقدمة الثالثة كثيرا ماترى المفسرين يذكر بعضهم تحت الآية وجهها من التاويل والبعض الآخر وجهها آخرون بما جمعوا وجوها كثيرة، وغالبه ليس من باب الاختلاف أو التردد المانع عن التمسك بأحد هالاسيما الاظهر الانوار منها وانما هو تفني في المرام، أو بيان لبعض ما ينتظمه الكلام وذلك ان القرآن ذو وجوه وفنون و لكل حرف منه غصون وشجون وله عجائب لا تنقضي ومعان تمد ولا تنتهي، فجان

الاحتجاج به على كل وجوهه وهذا من اعظم نعم الله سبحانه وتعالى علينا ومن ابلغ وجوه
اعجاز القرآن ولو كانت الأمور على خلاف ذلك لعادت النعمة بلية والاعجاز عجزاً
والعياذ بالله تعالى وقد وصف الله سبحانه وتعالى القرآن بالمبين ، فليس تنوع معانيه
كتذب الاحتمالات في كلام مبهم مختلط لا يستبين المراد منه ، ولقد قال
الله تبارك وتعالى " قل لو كان البحر مداً الكلمات لربى لنفد البحر قبل ان
تنفد كلمات ربى ولو جئنا بمثله مدداً " وقال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم
على ما اخرج ابونعيم وغيره عن ابن عباس رضى الله تعالى عنهما القرآن ذلول ذو وجوه
فاحملوه على احسن وجوهه . وقال سيدنا ابن عباس رضى الله تعالى عنهما كما اخرج
ابن ابي حاتم عنه ان القرآن ذو شجون وفنون وظهور وبطون لا تنقضى عجائبه ولا تبلغ
غايته الحديث .

قال السيوطي " قال ابن سبع في شفاء الصدور وسرد عن ابي الدرداء رضى الله
تعالى عنه انه قال لا يفقه الرجل كل الفقه حتى يجعل للقرآن وجوهاً ، وقد قال
بعض العلماء لكل آية ستون الف فهم " انتهى ملخصاً . والله داس الامام ابو صيرى
حيث يقول هـ

لها معان كموج البحر في مدد وفوق جوهرة في الحسن والقيم
فلا تعد ولا تحصى عجايبها ولا تسام على الاكثار بالسام

فثبت بحمد الله ان بعض معانيه لا ينال في بعضا ولا يوجب وجه لوجه سرفضا،
من جراء هذا ترى العلماء لم يزالوا محتجين على احد التاويلات ، ولم يمنعهم عن
ذلك علمهم بان هناك وجوهاً آخر لا تعلق لها بالمقام ، وعلام كان يصدهم وقد

له القرآن الكريم ١٨ / ١٠٩

٢ الاتقان في علوم القرآن بحواله ابي نعيم وغيره عن ابن عباس النوع الثامن والسبعون دار الكتاب العربي بيروت ٢ / ٢٢٦

٣ " " " النوع الثامن والسبعون " " " " ٢ / ٢٦٠

٤ " " " " " " " " ٢ / ٢٦٠

٥ الكوكب الدرية في مدح خير البرية مركز اهل سنت بركات رضا جرات همد ص ٢٠

علموا أن القرآن حجة بوجهه جميعاً وليس هذا الاتقنا وتنويعاً هذا هو الأصل العظيم الذي يجب المحافظة عليه أنبأنا المولى السراج عن المفق الجبال عن السند السندی عن الشيخ صالح عن محمد بن السنة وسليمان الدرعي عن الشريف محمد بن عبد الله عن السراج بن الالجا ئي عن البدر الكرخي والشمس العلقمي كلهم عن الامام جلال الملة والدين السيوطي قال في الاتقان ناقلاً عن ابن تيمية الخلاف بين السلف في التفسير قليل و غالب ما يصح عنهم من الخلاف يرجع الى اختلاف تنوع لا اختلاف تضاد - وذلك صنفان : أحدهما ان يعبر واحد منهم عن المراد بعبارة غير عبارة صاحبه تدل على معنى في المسمى غير المعنى الاخر مع اتحاد المسمى كتفسيرهم " الصراط المستقيم " بعض بالقرآن أي اتباعه ، وبعض بالاسلام فالقولان متفقان لأن دين الاسلام هو اتباع القرآن ، ولكن كل منهما نبه على وصف غير الوصف الاخر كما ان لفظ الصراط يشعر بوصف ثالث ، وكذلك قول من قال هو السنة والجماعة وقول من قال هو طريق العبودية وقول من قال هو طاعة الله ورسوله وامثال ذلك ، فهؤلاء كلهم اشاروا الى ذات واحدة ولكن وصفها كل منهم بصفة من صفاتها .

الثاني ان يذكر كل منهم من الاسم العام بعض انواعه على سبيل التمثيل وتبنيه المستمع على النوع ، لا على سبيل الحد المطابق للحدود في عمومته وخصوصية مثاله ما نقل في قوله تعالى " ثم اورثنا الكتاب الذين اصطفينا اراية فمعلوم أن الظالم لنفسه يتناول المضيع للواجبات والمنتهك للحرمات والمقصد يتناول فاعل الواجبات وتارك المحرمات ، والسابق يدخل فيه من سبق فتقرب بالحسنات مع الواجبات فالمقصد واصحاب اليمين والسابقون السابقون اولئك المقربون ، ثم ان كلامهم يذكر هذا في نوع من انواع الطاعات كقول القائل السابق الذي يصل في اول الوقت والمقصد الذي يصل في اثنا عشر الظالم لنفسه الذي يؤخر العصر الى الاصفر او يقول السابق المحسن بالصدقة مع الزكوة ، و المقصد الذي يؤدى الزكوة المفروضة فقط ، والظالم مانع الزكوة له .

وعن الزركشي " ربما يحكى عنهم عبارات مختلفة الالفاظ فيظن من لا فهم

تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جیسا کہ ابو نعیم وغیرہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا، قرآن نرم و آسان ہے مختلف وجہ والا ہے تو اسے اس کی سب سے اچھی وجہ پر محمول کرو۔“ اور سیدنا حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا جیسا کہ ابن ابی حاتم نے ان سے روایت کی، ”قرآن مختلف معانی و مطالب اور ظاہری و باطنی پہلو رکھتا ہے، اس کے عجائب بے انتہا ہیں اس کی بلندی تک رسائی نہیں“ (الحديث).

سیوطی علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ ابن سبع نے شفاء الصدور میں فرمایا کہ ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے فرمایا کہ آدمی اُس وقت تک کامل فقیہ نہیں ہوتا جب تک کہ قرآن کے مختلف وجہ نہ جان لے۔“ اور بعض علماء کا قول ہے کہ ہر آیت کے ساٹھ ہزار مفہوم ہیں۔“ اور امام بوصیری کی خوبی اللہ ہی کے لئے ہے کہ وہ فرماتے ہیں ”قرآنی آیات کے وہ معانی کثیر ہیں جیسے سمندر کی موج افزائش میں، اور وہ حُسن و قیمت میں سمندر کے گوہر سے بڑھ کر ہیں، تو ان آیتوں کے عجائب کی نہ گنتی ہو سکے نہ شمار میں آئیں، اور اس کثرت کے باوجود ان سے اکتانے کا معاملہ نہیں کیا جاتا۔“

اب محمد اللہ ثابت ہوا کہ اس قرآن کا کوئی معنی دوسرے کے منافی نہیں، اور کوئی وجہ دوسری وجہ کو چھوڑ دینا واجب نہیں کرتی، اسی وجہ سے تم دیکھو گے کہ علماء ایک تاویل پر بنائے دلیل رکھتے ہیں اور اس بات سے باز نہیں رکھتا ان کا یہ علم کہ اس جگہ دوسری وجہ بھی ہیں جن کو ان کے مقصد سے تعلق نہیں، اور کاپے کو باز رکھے حالانکہ انھیں خبر ہے کہ قرآن اپنی تمام وجہ پر محبت ہے اور یہ اختلاف وجہ تو محض تفتیق کلام و تلون عبارت ہے یہ وہ عظیم اصل ہے جس کی حفاظت ضروری ہے خبری مدرج نے مفتی جمال سے انھوں نے سند سندی سے انھوں نے شیخ صالح سے انھوں نے محمد بن السنۃ اور سلیمان درعی سے انھوں نے سراج بن الالجمانی سے انھوں نے بدر کرخی و شمس علقمی سے، ان سب نے جلال الملتہ والدین سیوطی سے روایت کی کہ انھوں نے اتقان میں ابن تیمیہ سے نقل فرمایا کہ تفسیر میں سلف کے درمیان اختلاف کم ہے اور اکثر اختلاف جو سلف سے ثابت ہے اختلاف طرز تعبیر کی طرف لوٹتا ہے متضاد باتوں کا اختلاف نہیں اور یہ (تعبیروں کا اختلاف) دو صنف ہے،

ان میں سے ایک صنف یہ کہ ان لوگوں میں سے کوئی اپنی مراد کی تعبیر ایک عبارت سے کرے جو اس کے ساتھی کی عبارت سے جدا گانہ ہو اور معنی ایک ہو جیسے علمائے الصراط المستقیم کی تفسیر کی کسی نے قرآن کہا یعنی قرآن کی پیروی، اور کسی نے اسلام، تو یہ دونوں قول ایک دوسرے کے موافق ہیں اس لئے کہ دین اسلام تو قرآن کی پیروی ہے۔ لیکن ان دونوں نے ایک دوسرے کے وصف سے جدا ایک وصف پر متغیہ کیا جیسے کہ لفظ صراط تیسرے وصف کی خبر دیتا ہے، اسی طرح اس کی بات

جس نے یہ کہا تھا کہ صراطِ مستقیم مسلکِ اہلسنت وجماعت ہے، اور اس کی بات جس نے کہا کہ وہ طریقِ بندگی ہے، اور اس کا قول جو بولا کہ وہ اللہ ورسول (جل و علا و صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی اطاعت ہے، اور اس طرح کے دوسرے اقوال اس لئے کہ ان سب نے ایک ذات کی طرف رہنمائی کی لیکن ہر ایک نے اس کی ایک صفت اس کی صفات سے بیان کر دی۔

دوسری صنف یہ ہے کہ ہر عالم لفظ عام کی کوئی قسم مثال کے اوپر ذکر کرے اور مخاطب کو اس نوع پر متنبہ کرے اور اس نوع کو ذکر کرنا اس کے عموم و خصوص میں ذات کی حد نام و تعریف تمام کے طور پر نہ ہو اس کی مثال وہ جو اللہ تعالیٰ کے قول ثم اور ثنا الکتاب الذین اصطفینا الاية کی تفسیر میں منقول ہوا اس لئے کہ معلوم ہے کہ اپنے نفس پر ظلم کرنے والا اس کو شامل ہے جو واجبات کو ضائع کرے اور محرمات کو توڑے اور مقصد واجبات کی تعمیل اور محرمات کو ترک کرنے والے کو شامل ہے، اور سابق میں وہ داخل ہے جو سبقت کرے تو واجبات کے ساتھ حسنات سے اللہ کی قربت حاصل کرے، تو مقصد لوگ دہنے ہاتھ والے ہیں اور سابق سابق ہیں وہی اللہ کے مقرب ہیں پھر ان میں سے ہر عالم اس مثال کو انواعِ عباد میں سے کسی قسم میں ذکر کرتا ہے جیسے کسی نے کہا، سابق وہ ہے جو اول وقت میں نماز پڑھے، اور مقصد وہ ہے جو درمیان وقت میں پڑھے، اور ظالم وہ ہے جو عصر کو سورج زرد ہونے تک مؤخر کر دے۔ اور کوئی کہے، سابق وہ ہے جو صدقہ نفل زکوٰۃ کے ساتھ دے کر نیکی کرے، اور مقصد وہ ہے جو صرف زکوٰۃ فرض دے، اور ظالم وہ ہے جو زکوٰۃ نہ دے الخ۔

اور سیوطی نے زکشی سے نقل کیا بسا اوقات علماء سے مختلف عبارتیں منقول ہوتی ہیں تو جو فہم نہیں رکھتا یہ گمان کرتا ہے کہ یہ اختلاف حقیقی ہے تو وہ اس کو کئی قول بنا کر حکایت کرتا ہے حالانکہ بات یوں نہیں، بلکہ ہوتا یہ ہے کہ ہر عالم آیت کا ایک معنی ذکر کرتا ہے اس لئے کہ وہ اس کے نزدیک ظاہر تریا حال سائل کے زیادہ شایاں ہوتا ہے، اور کبھی کوئی عالم شے کا لازم یا اس کی نظیر بتاتا ہے اور دوسرا اس کا مقصد و ثمرہ بتاتا ہے، اور اکثر سب کا بیان ایک ہی معنی کی طرف لوٹتا ہے الخ۔

اور سیوطی علیہ الرحمۃ نے بغوی و کواشی وغیرہما سے نقل کیا کہ انھوں نے فرمایا کہ تاویل براہِ استنباط آیت کو ایسے معنی کی طرف پھیرنا ہے جو اس کی اگلی آیت پچھلی آیت کے موافق ہو، اور آیت اس کا احتمال رکھتی ہو اور وہ معنی کتاب و سنت کے مخالف نہ ہو، ایسی تاویل ان لوگوں کو منع نہیں جنہیں تفسیر کا علم ہے، جیسے اللہ تعالیٰ کے قول "انفردا خفافاً و ثقلاً" (یعنی کوچ کر و ہلکی جان سے چاہے بھاری دل سے) میں کسی نے کہا، بوڑھے اور جوان۔ اور کسی نے کہا، غنی و فقیر۔ اور کسی کا قول ہے: شادی شدہ

اور مجرد۔ اور کسی کا قول ہے، چُست و سُست۔ اور کسی نے کہا، صحت مند و بیمار (یعنی یہ سب کوچ کریں) اور یہ تمام وجوہ بنتی ہیں اور آیت سب کی مختل ہے، اور یہ فصل وسیع و عریض ہے اگر ہم اس میں مفصل کلام کریں تو وہ کلام ہمیں ہمارے اس مقصود سے باہر کر دے گا جس کے ہم درپے ہیں، اور جو ہم نے ذکر کیا اس میں مفصل کلام کریں تو وہ کلام ہمیں ہمارے اس مقصود سے باہر کر دے گا جس کے ہم درپے ہیں، اور جو ہم نے ذکر کیا اس میں سمجھ والوں اور ان کے لئے جن کی نظر کلماتِ مفسرین اور علماء کے قرآن میں تسکات میں رواں ہے کفایت ہے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۲۸ ص ۵۴۹ تا ۵۵۵)

(۴۱) اتقی کی تفسیر تقی کرنے والا فقط ابو عبیدہ خارجی ہے۔ چنانچہ فرمایا،

المقدمة الرابعة هذا التاويل الذى فتحنا ابواب الكلام على ايها صه اعنى تفسير الاتقى بالتقى انما هو مردى عن ابى عبيدة كما صرح به العلامة الشافعى رحمه الله تعالى فى مدارك التنزيل وحقائق التأويل و ابو عبيدة هذا من اجل نحوى لغوى من الطبقة السابعة اسمه معمر بن المثنى كان يروى عن أى الخوارج وكان سليط اللسان وقاعاً فى العلماء، وتلميذه ابو عبيدة القاسم بن سلام احسن منه حالاً و البصر منه بالحدث۔

چوتھا مقدمہ یہ تاویل جس کے ضعف بتانے کے لئے ہم نے کلام کے دروازے کھولے (یعنی اتقی کی تفسیر تقی سے کرنا) یہ صرف ابو عبیدہ سے منقول ہے۔ چنانچہ اس کی تصریح علامہ نسفی نے مدارک التنزیل میں کی ہے، اور یہ ابو عبیدہ ایک آدمی ہے نحو و لغت کا عالم، جو ساتویں طبقہ میں ایک فرد ہے، اس کا نام معمر بن المثنیٰ ہے، خارجیوں کا عقیدہ رکھتا تھا، اور یہ بد زبان، علماء کا بدگو تھا، اور اس کے شاگرد ابو عبیدہ قاسم بن سلام کا حال اس سے اچھا تھا اور انھیں حدیث میں اس سے زیادہ بصیرت تھی۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۲۸ ص ۵۵۶)

(۴۲) اشقی کی تفسیر شقی سے استدلالِ مخالف کا جواب دیتے ہوئے فرمایا،

المقدمة الخامسة لعلى يامن يفضل علينا على الشيخين مرضى الله تعالى عنهم اجمعين تفرح و ترح ان هؤلاء المفسرين انما عدلوا عن الاتقى الى التقي كيلا يلزم تفضيل الصديق مرضى الله تعالى عنه على من عداه وحاشاهم عن ذلك، الا ترى انهم كما فسروا الاتقى بالتقى كذلك اولوا الاشقى بالشقى فاين هذا

من قصدك الذميم تريد لأجله تغيير القرآن العظيم وإنما الباعث لهمم على ذلك ما ذكره
ابو عبيدة بنفسه -

أنبأ ناسراج العلماء عن المفتي ابن عمر عن عابد السندي عن يوسف المزجاجي
عن أبيه محمد بن العلاء عن حسن العجيمي عن خير الدين الرملي عن العلامة أحمد
بن أمين الدين بن عبد العال عن أبيه عن جده عن العز عبد الرحيم بن الفرات عن
ضياء الدين محمد بن محمد الصنعاني عن قوام الدين مسعود بن إبراهيم الكرماني
عن المولى حافظ الدين أبي البركات محمود النسفي قال في مدارك التنزيل قال أبو عبيدة
الاشقي بمعنى الشقي وهو الكافر، والاتقى بمعنى التقى وهو المؤمن لأنه لا يختص بالصل
اشقي بالاشقياء ولا بالنجاة اتقى الاتقياء وإن شاعرت أنه تعالى نكر الناس فأراد ناسراً
مخصوصة بالاشقي، فما تصنع لقوله وسيجنبها الاتقى لأن التقى يجنب تلك
الناس المخصوصة لا الاتقى منهم خاصة انتهى.

وتلخيص المقام أن قوله سبحانه وتعالى "فانذرتكم نارا تلقون" °

لا يصلحها إلا الاشقي الذي كذب وتولى ° لا يمكن اجراء على ظاهرة لأنه يقتضي
قصر دخول النار على اشقي الاشقياء من الكفار فيلزم أن لا يدخلها أحد غير
كالفجار والكافرين القاصرين عنه في الشقاء والاستكبار وهذا باطل قطعاً، فاختار
الواحدى والرازمي والقاضي والمحلّي وأبو السعود وآخرون ما ملحظه أن ليس المراد
بالاشقي رجل مخصوص يكون أشقى الاشقياء بل المعنى من كان بالغافى الشقاء
متناهياً فيه وهم الكفار عن آخرهم لا تسلاخهم عن السعادة بالمرة، أمّا المؤمن
الفاجر فإن كان له وجه إلى الشقاء الزائل فوجهه الآخر إلى السعادة الابدية وهو
الايمان، وهؤلاء القائلون لما سأله مادة الايراد لم تنحسم اذ دخول بعض الفجار
ايضاً مقطوع فزعوا إلى تاويل الصلى بالنزوم، ونزع الواحدى أنه معناه المحققى
فقال كما نقل الرازى معنى "لا يصلحها" لا يلزمها في حقيقة اللغة يقال صلى

الكافر الناس اذا الزمها مقاسيا شدتها وحرها ، وعندنا ان هذه الملازمة لا تثبت الا
الكافر اما الفاسق فاما ان لا يدخلها او ان دخلها تخلص منها انتهى -

اقول وما احسن هذا تاويلا او اصفاء لولان يكدره ماسا ذكره قريبا فارتقب
وركن الرأى الى وجه آخر من التاويل وهو ان يخص عموم هذا الظاهر بالآيات الدالة
على وعيد الفاسق اليه

اقول هذا جمع بين التاويل والتخصيص وهو مستغنى عنه اذ لو قيل بالتخصيص
فكما دلت الآيات على وعيد الفاسق كذلك دلت على ابعاد سائر الكفار بدلالة اظهر واجلى ،
اللهم الا ان يقال فيه تكثير التخصيص جدا والقصر على فرد واحد اشد بعدا هذا
ولقد سلك القاضى الامام ابو بكر كما اثر عنه الفخر الرازى فى مفاتيح الغيب مسلما حسنا
اذا حاول ابقاء الاشقى على معناه الحقيقى اعنى من لا يدانى احد فى الشقاء وذكر لتصحيح
الحصر وجهين يرتاح بهما اللبيب ويندحض كل شك مريب :

الاول ان يكون المراد بقوله تعالى " نارا تلتقى " نارا مخصصة من النيران
لانها دركات بقوله تعالى " ان المتقين فى الدرك الاسفل من النار " فالآية تدل على
ان تلك النار المخصصة لا يصلها سوى هذا الاشقى ، ولا تدل على ان الفاسق وغيره من
هذا صفته من الكفار لا يدخل سائر النيران انتهى -

اقول فكان كقوله تعالى " يتجنبها الاشقى الذى يصلى النار الكبرى " اى اعظم
النيران جميعا على احد وجوه التاويلات واردة الرازى بان قوله تعالى " نارا تلتقى "
يحتمل ان يكون ذلك صفة لكل النيران وان يكون صفة لنار مخصصة لكنه تعالى
وصف كل نار جهنم بهذا الوصف فى آية اخرى فقال " انها تلتقى نزاعة للشوى " -
اقول يتراعى من هذه العبارة للايراد وجهتان :

-
- ١ مفاتيح الغيب (التفسير الكبير) تحت الآية ٩٢ / ١٥ ، ١٦ دار الكتب العلمية بيروت ١٨٥ / ٣١
 ٢ " " " " ١٥٤ / ١٣ " " " " ١٨٣ / ٣١
 ٣ القرآن الكريم ٨٤ / ١١ ، ١٢
 ٤ " " ٤٠ / ١٥ ، ١٦

الاولیٰ ان المور دکانہ ظن ان القاضی الامام یدعی تخصیص النار بصفة التلظى كما يتخصص الغلام في قولنا جاء في غلام عاقل بصفة العقل، ومن هذا الطريق يقول ان المراد نار مخصوصة اعظم النيران فاليراد ح ظاهر الورد اذ الاوصاف انما تخصص اذا كانت خصائص توجد في فرد دون آخر والتلظى لا يختص بتاردون نار، الا ترى ان الله سبحانه وتعالى وصف النار مطلقا بانها تلظى نزاعة للشوى ولكن لم يكن القاضی الامام لیرید هذا وانما ملحظه الى ان التنكير للعظيم فقوله تعالى ناراً اعظم اعظيما ليس كمثله نار كانه اشير بالتنكير الى انها بشهرة امرها وشيوع قزعا واخذها والها بمجامع القلوب صارت بمثابة لتسبق الاذهان الا اليها، فاغنت شهرتها وانتشار ذكرها عن تعريف اسمها كما يفيد ذلك تنكير المليك في قوله تعالى في مقعد صدق عند مليك مقتدر^١ وتنكير الظلم في قوله تعالى الذين امنوا ولم يلبسوا ايمانهم بظلم^٢ اي ظلم لا ظلم كمثله وهو الشرك.

پانچواں مقدمہ اے تفضیلیہ! شاید تو خوش ہو اور فخر کرے کہ یہ مفسرین اتقی سے اتقی کی طرف اٹھی لئے پھرے کہ صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فضیلت ان کے ماسوا دوسرے صحابہ پر لازم نہ آئے اور وہ اس خیال سے بری ہیں۔ کیا تو ہمیں دیکھتا کہ انھوں نے جس طرح اتقی کی تفسیر اتقی سے کی یونہی اشقی کی تاویل شقی سے کی، تو مفسرین کی اس روش کو تیرے اس بد ارادے سے کیا علاقہ ہے جس کے لئے تو قرآن عظیم کو بدلنا چاہتا ہے، ان کے لئے اس تفسیر پر ابو عبیدہ کا قول مذکور باعث ہوا۔

ہمیں سراج العلماء نے خبر دی مفتی ابن عمر سے انھوں نے روایت کی عابد سندی سے انھوں نے یوسف مزجاجی سے روایت کی انھوں نے اپنے باپ محمد بن علامہ سے انھوں نے حسن العجمی سے روایت کی انھوں نے خیر الدین رملی سے انھوں نے علامہ احمد بن امین الدین بن عبد العال سے انھوں نے اپنے باپ سے پھر اپنے دادا سے انھوں نے عز بن عبد الرحیم بن فرات سے انھوں نے ضیاء الدین محمد بن محمد صنعانی سے انھوں نے مولیٰ حافظ الدین ابوالبرکات محمود نسفی سے روایت کیا کہ (علامہ نسفی نے) مدارک التنزیل میں فرمایا ابو عبیدہ نے کہا اشقی بمعنی شقی کے ہے اور وہ کافر ہے، اور اتقی اتقی کے معنی میں ہے اور اس سے مراد مومن ہے اس لئے کہ آگ میں جانا سب اشقیاء سے بڑھ کر شقی کی خصوصیت نہیں ہے اور نجات

پانا سب پر ہیزگاروں سے افضل کے لئے مخصوص نہیں ہے، اور اگر تم کہو کہ اللہ تعالیٰ نے ناس کو نکرہ فرمایا (اور نکرہ جب محل اثبات میں ہو تو اس سے مراد فردِ مخصوص ہوتا ہے) تو اللہ تعالیٰ کی مراد ایک مخصوص نار ہے تو تم اللہ تعالیٰ کے قول (اس بہت دُور رکھا جائے گا سب سے بڑا پرہیزگار) کے ساتھ کیا کرو گے اس لئے کہ بہر متقی اس نارِ مخصوص سے دُور رکھا جائے گا نہ کہ خاص کر سب سے بڑا متقی۔

مقامِ تلخیص یہ ہے کہ اللہ سبحنہ و تعالیٰ کے قول فانذرناکم ناسرا تلتظی لایصلہا

الا لاشقی الذی کذب وتوئی (تو میں ڈراتا ہوں اس آگ سے جو بھڑک رہی ہے نہ جائیگا اس میں مگر بڑا بد بخت جس نے جھٹلایا اور منہ پھیرا) کو اس کے ظاہری معنی پر جاری رکھنا ممکن نہیں اس لئے کہ اس کا تقاضا یہ ہے کہ دوزخ میں وہی جائے جو کافروں میں سب بد نصیبوں سے بڑا بد نصیب ہو، تو لازم آئے گا کہ وہ فجار و کفار جو بد نصیبی اور گھمنہ میں اس سے کم رتبے کے بد نصیب ہوں دوزخ میں نہ جائیں، اور یہ قطعاً باطل ہے، لہذا واحدی و رازی و قاضی و محلی و ابوالسعود اور دیگر مفسرین نے وہ اختیار کیا جن میں یہ لحاظ ہے کہ اشقی سے مراد کوئی خاص نہیں جو سب سے بڑا اشقی ہو بلکہ اس کا مفہوم یہ ہے کہ جو شقاوت میں حد کو پہنچا ہوا ہو، اور اس مفہوم کے مصداق سارے کافر ہیں اور وہ سعادت سے بالکل محروم ہیں۔ رہا مومن فاجر تو اس کا ایک پہلو شقاوتِ فانیہ کی طرف ہے تو دوسرا ابدی سعادت کی طرف اور وہ سعادتِ ابدی ایمان ہے۔ اور ان لوگوں نے جب یہ دیکھا کہ اعتراض کا مادہ بالکل ختم نہ ہوا اس لئے کہ بعض بد عمل مسلمانوں کا دوزخ میں جانا ہی قطعی امر ہے۔ لہذا یہ لوگ صلی کی تاویلِ لزوم سے کرنے کی طرف راغب ہوئے۔ واحدی نے کہا کہ لزوم اس کا حقیقی معنی ہے جیسا کہ امام رازی نے نقل کیا ہے کہ لا یصلہا کا معنی حقیقت لغت میں ”لا یلمسہا“ ہے۔ کہتے ہیں کہ صلی الکافر التاس جب وہ اس حال میں آگ کو لازم پکڑے درنحالیکہ اس کی شدت و حرارت کو برداشت کرے۔ اور ہماری رائے یہ ہے کہ ملازمۃ فقط کافر کے لئے ثابت ہے۔ رہا فاسق، تو وہ یا تو اس میں داخل ہی نہ ہو گا یا داخل تو ہو گا مگر اس سے چھٹکارا پالے گا۔ انتہی۔

اقول (میں کہتا ہوں کہ) یہ تاویل کس قدر اچھی ہے اور یہ رنگ کتنا صاف تھا اگر اس کو اس بات نے مکر نہ کیا ہوتا جو میں عنقریب کروں گا، تو انتظار کرو، اور رازی ایک دوسری تاویل کی طرف مائل ہوئے، اور وہ یہ کہ اس کے ظاہری معنی کا عموم ان آیات کے ساتھ خاص ہو جو فساق کی وعید پر دلالت

کرتی ہو۔ **اقول** (میں کہتا ہوں) یہ تاویل و تلخیص کو یکجا کرنا ہے اور اس کی حاجت نہیں اس لئے کہ

اگر تخصیص کا قول کیا گیا تو جس طرح آیات فساق کی وعید پر دلالت کرتی ہیں یوں ہی تمام کافروں کی وعید پر روشن اور صاف تر دلالت فرماتی ہیں۔ الہی! تُو مدد فرما۔ مگر یہ کہا جاسکتا ہے کہ اس میں بہت زیادہ تخصیص لازم آئے گی، اور ایک فرد پر منحصر کر دینا بہت مستبعد ہے یہ لو، اور قاضی امام ابو بکر نے جیسا کہ امام فخر رازی نے مفتاح الغیب میں نقل کیا ہے ایک اچھا مسلک اختیار کیا اس لئے کہ انھوں نے اشقی کو اس کے حقیقی معنی پر باقی رکھنے کی کوشش کی اور حصر کی صحت کے لئے دو وجہیں ایسی ذکر کیں جن سے دانشمند چین پائے اور دھوکے میں ڈالنے والا ہر شک زائل ہو جائے۔

پہلی وجہ یہ کہ قول خدا تعالیٰ "ناراً اتلظی" سے دوزخ کی آتشوں سے ایک مخصوص آتش مراد ہو اس لئے کہ آگ کے مختلف طبقے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ "بے شک منافق آگ کے سب سے نچلے طبقے میں ہیں۔" اب آیت اس پر دلالت کرتی ہے کہ مخصوص آگ میں یہی اشقی جائے گا، اور اس کا یہ معنی نہیں کہ اس بڑے بدنصیب کے سوا دوسرے کافر اور فاسق آگ کے باقی طبقوں میں نہ جائیں انتہی۔

اقول (میں کہتا ہوں) اللہ تعالیٰ کے فرمان "ویتیحبہا الاشقی الذی یصلی النار الکبریٰ" (دُور رہے گا اس سے وہ بڑا بدنصیب جو بڑی آگ میں دھنسے گا) یعنی ایک تاویل پر سب سے بڑی آگ لیل ہوگئی، اور رازی نے اس قول کو یوں رد کیا کہ اللہ تعالیٰ کے قول "ناراً اتلظی" میں احتمال ہے کہ وہ سب آتشوں کی صفت ہو، اور ممکن ہے کہ مخصوص آتش کی صفت ہو۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے جہنم کی سب آتشوں کا یہی وصف دوسری آیت میں فرمایا، اس کا ارشاد وگرا می ہے: "انھا لظی نزاعۃ للشوی" (وہ تو بھڑکتی آگ ہے کھال اتار لینے والی)۔

اقول (میں کہتا ہوں) اس عبارت سے اعتراض کی دو جہتیں نظر آتی ہیں، پہلی تو یہ ہے کہ گویا معترض نے یہ گمان کیا کہ قاضی امام ابو بکر آتش جہنم کے لپٹ مارنے کی صفت سے مخصوص ہونے کے مدعی ہیں اس طور پر جیسے غلام ہمارے قول جاء فی نرید عاقل میں صفت عقل سے مخصوص ہے۔ اور اس طریقے سے وہ فرماتے ہیں کہ مراد خاص آگ ہے جو سب سے بڑی آگ ہے، تو اعتراض کا ورود اس صورت میں ظاہر ہے اس لئے کہ اوصاف ذات کے ساتھ اسی وقت خاص ہوتے ہیں جبکہ وہ اس فرد کا خاصہ ہوں کہ دوسرے میں نہ پائے جائیں، اور لپٹ مارنا ایسا نہیں کہ ایک آگ کی خاص صفت ہو دوسری کی نہ ہو، کیا تم نہیں دیکھتے کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ مطلقاً آتش جہنم کا وصف بیان فرماتا ہے: "انھا لظی نزاعۃ للشوی" (یعنی وہ تو بھڑکتی آگ ہے کھال اتار لینے والی)۔ لیکن حضرت قاضی امام یہ معنی مراد لینے والے نہیں ان کا اشارہ تو اس طرف ہے کہ نکرہ تعظیم کے لئے ہے تو اللہ تعالیٰ کے فرمان ناراً کا

مطلب یہ ہے کہ وہ بڑی آگ ہے اس جیسی کوئی آگ نہیں، گویا وہ اپنی حالت کی شہرت اور اس کی ہیبت کے عام چرچے اور اس کی ہولناکیوں کی پورے دلوں پر پکڑ کے سبب اس مقام پر ہے کہ ذہن اسی کی طرف سبقت کرتے ہیں، تو اس کی شہرت اور اس کے عام ذکر نے اس سے بے نیاز کر دیا کہ اس کا نام لے کر اسے معین کیا جائے جس طرح یہی فائدہ لفظ صلیک اللہ تعالیٰ کے قول "فی مقعد صدق عند صلیک مقتدر" (یعنی سچ کی مجلس میں عظیم قدرت والے بادشاہ کے حضور) کا نکرہ ہونا دیتا ہے اور لفظ ظلم اللہ تعالیٰ کے قول "الذین آمنوا ولم یلبسوا ایمانہم بظلم" میں یہی فائدہ دیتا ہے یعنی ایسا ظلم کہ کوئی ظلم اس جیسا نہیں اور وہ ظلم شرک ہے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۲۸ ص ۵۵۹ تا ۵۶۸)

(۴۳) آیت کریمہ "ان الشک لظلم عظیم" کے شان نزول کے بارے میں فرمایا:

أنبأنا مولانا السید حسین جمال اللیل امام الشافعیہ بمکة المحیمة عن خاتمة المحدثین محمد عابد السندی عن صالح الفلا فی عن محمد بن سنان عن احمد العجلی عن قطب الدین النہروانی عن ابی الفتح عن یوسف الہروی عن محمد بن شاہ یخت عن ابی النعمان الختانی عن القریبری عن محمد بن اسعیل البخاری ثنا ابی ابی عدی ثنا شعبۃ عن سلیمان عن ابراہیم عن علقمة عن عبد اللہ لما نزلت الذین آمنوا ولم یلبسوا ایمانہم بظلم اولئک لہم الامن وہم مہتدون قال اصحاب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایتنا لم یظلم فانزل اللہ ان الشک لظلم عظیم

انبأنا شیخ العلماء مولانا السید خزین دحلان المکی الشافعی عن العلامة عثمان بن حسن الدمیاطی الشافعی الانہری عن الامیر الکبیر العلامة محمد المالکی الانہری والشیخ عبد اللہ الشرفائی الشافعی وسیدی محمد الشنوائی الشافعی و آخرین باسنادہم الی الامام مسلم بن الحجاج النیسابوری بسندہ الی عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال فیہ قالوا ایتنا لا یظلم نفسه فقال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لیس ہو کما تظنون انما ہو کما قال لقمان لابنہ "یا بنی لا تشک باللہ ان الشک لظلم

عظيم» وهكذا أخرجه الامام احمد والترمذي وقد اختار الرازي بنفسه عين هذا التوجيه في قوله تعالى «ارأيتم الذي ينهى عبداً اذا صلى» قال التكرير في عبداً يدل على كونه صلى الله تعالى عليه وسلم كاملاً في العبودية كانه تعالى يقول انه صلى الله تعالى عليه وسلم عبد لا يفى العالم بشرح بيانه وصفة اخلاصه في عبوديته انتهى.

والثانية ان توصيفه بالتلظى ينافي هذا التخصيص لانه وصف مطلق النار لانار مخصوص، اقول وليس بشئ اذ لا يمتنع توصيف فرد عظيم من جنس بوصف عام مشترك فيه الأفراد جميعاً وانما الممتنع عكسه، اعني توصيف جميع الافراد بما يخص به فرد خاص الاترى الى قوله تعالى «ما محمد الا رسول» مع انه صلى الله تعالى عليه وسلم اعظم الرسل واكرمهم بالاطلاق، والرسالة وصف عام يشترك فيه المرسلون جميعاً، وليس في الآية ما يدل على القصر حتى ينافي العموم على ان التلظى مقول بالتشكيك في جوهرات يراد هنا تلظى خاص ليس كمثله تلظى كما قال الله سبحانه وتعالى «يا ايها الذين آمنوا عليكم انفسكم لا يضركم من ضل اذا اهتديتم» اطلق الضلال واما الضلال البعيد و هو الكفر.

اخرج الامام احمد والطبراني وغيرهما عن ابني عامر الاشعري رضي الله تعالى عنه قال سألت رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم عن هذه الآية فقال لا يضركم من ضل من الكفار اذا اهتديتم.

-
- ١- صحيح مسلم كتاب الايمان باب صدق الايمان واخلاصه قديمي كتب خانة كراچی ٤٤/١
 جامع الترمذي ابواب التفسير سورة الانعام امين كمپنی دہلی ١٣٢/٢
 مسند احمد بن حنبل عن ابن مسعود المكتبة الاسلامی بیروت ٢٢٢/١
 ٢- مفاتيح الغيب (التفسير الكبير) تحت الآية ٩٦/١٠٤٩ دار الكتب العلمیہ بیروت ٢١/٣٢
 ٣- القرآن الكريم ١٣٣/٣
 ٤- القرآن الكريم ١٠٥/٥
 ٥- مسند احمد بن حنبل حديث ابني عامر الاشعري المكتبة الاسلامی بیروت ١٢٩ و ٢٠١
 مجمع الزوائد بحواله الطبراني كتاب التفسير سورة المائدة دار الكتب العربی بیروت ١٩/٤

والعجب ان الرائي جنح بنفسه الى نحو من هذا في قوله تعالى "نارٌ حامية" قال والمعنى ان سائر النيران بالنسبة اليها كأنها ليست حامية ، وهذا القدر كاف في التنبيه على قوة سخونتها نعوذ بالله منها الخ فما للشعير يوكل ويذمر.

أقول لك ان تقول ان لفظ من المجرد وتلظي من المزيد وزيادة اللفظ تدل على زيادة المعنى ، كما قالوا في الرحمن والرحيم وغير ذلك مع فيه من التشديد لفظا المنبئ عن الشدة معنى كما في قتل وقتل وقاتل وقتال مع أن باب الادعاء واسع و قصر الوصف على اعظم من يوصف شائع ، قال تعالى في المهاجرين "اولئك هم الصادقون" ويمكن أن تجعل من هذا القبيل امثال قوله تعالى "انه هو السميع العليم" وقد حققنا المسئلة في خاتمة رسالتنا سلطنة المصطفى صلى الله تعالى عليه وسلم بما لا مزيد عليه هذا وكان قلب ابي عبيدة ركن الى هذا الوجه الذي ذكره القاضي الامام شيئا قليلا ثم بداله ما بدا فان حجب كما حكينا لك كلامه ستسمع منا جوابه ان شاء الله تعالى -

الثاني من وجهي القاضي ان المراد بقوله تعالى "نارٌ تَلْظِي" النيران اجمع ، ويكون المراد بقوله تعالى لا يصلحها الا الاشقى اي هذا الاشقى به احق ، وثبتت هذه الزيادة في الاستحقاق غير حاصل الا لهذا الاشقى انتهى - والى نحو من هذا يميل ما جزم به الزمخشري في الكشف مقتصر على ونقله الامام النسخى راما الىه من ان "الآية وارادة في الموازنة بين حالتى عظيم من المشركين وعظيم من المؤمنين فاريد أن يبالغ في صفتيهما ، ف قيل الا شقى وجعل مختصا بالصلى كانت النار لو تخلق الاله ، وقيل الا تقي وجعل مختصا بالنجاة كان الجنة لم تخلق الاله" انتهى -

٤١/٣٢	دار الكتب العلمية بيروت	تحت الآية ١٠/١١	له مفاتيح الغيب (التفسير الكبير)
٣٦/٣١	دار القرآن الكريم		له القرآن الكريم ٨/٥٩
١٨٢/٣١	دار الكتب العلمية بيروت	تحت الآية ٩٢/١٥	له مفاتيح الغيب (التفسير الكبير)
٣٦٣/٢	دار الكتاب العربي بيروت	تحت الآية ٩٢/١٤	له مدارك التنزيل

ههنا بالمفهوم مع انه ليس مخله بالاتفاق واشد العجب من القاضي الامام ابي بكر الشافعي اذ نزل قلمه قمال الى افادة المحصر مع انه يخالف ائمته في القول بالمفهوم رأساً، وهكذا ايرينا الله آياته في الافاق وفي انفسنا كيلا يغتر مغتر بدة انظاره ولا يسخر ساخر من عاشر في افكاره اذ نرى كل صارم ينبو وكل جواد يكبو فعلا ميزهو من يزهو وسقى الله عهد من قالوا وما ادراك من قالوا سادة كرام قادة الامة ابراهيم النخعي ومالك بن انس وغيرهما من الائمة اذ قالوا ولنعم ما قالوا كل احد ما خوذ من كلامه ومردود عليه الا صاحب هذا القبر صلى الله تعالى عليه وسلم، نسأل الله الوقاية في البداية والنهاية، والحمد لله رب العالمين.

ہمیں خبر دی مولانا سید حسین جمال اللیل نے جو مکہ میں امام شافعیہ ہیں وہ روایت کرتے ہیں خاتمة المحدثین محمد عابد سندھی سے انھوں نے روایت کیا صالح خلانی سے انھوں نے روایت کی محمد بن سید سے انھوں نے احمد محلی سے انھوں نے قطب الدین نہروانی سے انھوں نے ابو الفتح سے انھوں نے یوسف ہروی سے انھوں نے محمد بن شاہ بخت سے انھوں نے ابو النعمان خلانی سے انھوں نے فربری سے انھوں نے محمد بن اسمعیل بخاری سے، بخاری نے فرمایا ہم سے ابن ابی عدی نے حدیث بیان کی انھوں نے کہا ہم سے شعبہ نے حدیث بیان کی انھوں نے سلیمان سے انھوں نے ابراہیم سے انھوں نے علقمہ سے علقمہ نے عبد اللہ بن مسعود سے روایت کی کہ جب یہ آیت کریمہ الذین امنوا ولم یلبسوا ایمانہم بظلم او لئک لہم الامن وہم مہتدون (یعنی وہ جو ایمان لائے اور اپنے ایمان میں کسی ناحق کی آمیزش نہ کی انھیں کے لئے امان ہے اور وہی راہ پر ہیں) نازل ہوئی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اصحاب بولے ہم میں کون ایسا ہے جس نے ظلم نہ کیا، اللہ تعالیٰ نے آیہ کریمہ ان الشریک لظلم عظیم (شرک بڑا ظلم ہے) نازل فرمائی۔

ہمیں شیخ العلماء مولانا سید احمد زینی دحلان مکی شافعی نے خبر دی انھوں نے علامہ عثمان بن حسن دمیاطی شافعی ازہری سے انھوں نے امیر کبیر علامہ محمد مالکی ازہری اور شیخ عبد اللہ شرفانی الشافعی اور سیدی محمد شنوانی شافعی اور دیگر علماء سے ان کی سندوں کے ساتھ جو امام مسلم بن حجاج نیشاپوری

تک پہنچتی ہیں انھوں نے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک اپنی سند سے روایت کیا کہ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا صحابہ کرام نے عرض کی ہم میں کس نے ظلم نہ کیا، تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ ظلم نہیں جو تم گمان کرتے ہو یہ تو اس طرح ہے جیسے لقمان نے اپنے بیٹے سے کہا: اے بیٹے! اللہ کا کسی کو شریک نہ کرنا کیونکہ شرک بہت بڑا ظلم ہے۔ اور مسلم کے حدیث کے مثل امام احمد و ترمذی نے بھی روایت کیا اور خود رازی نے ہی توحید اللہ تعالیٰ کے قول ”اسأیت الذی ینھى عبداً اذا صلّى“ (بجلا دیکھو تو جو منع کرتا ہے بندے کو جب وہ نماز پڑھے) میں اختیار کی انھوں نے فرمایا کہ عبد اکابر ہونا اس پر دلالت کرتا ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عبودیت میں کامل ہیں گویا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تمام جہان حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حقیقت کے بیان اور عبودیت میں ان کے اخلاص کی توصیف کا حق دانہیں گنا۔ دوسری یہ کہ آگ کو تلظی (بھڑکنے) سے موصوف فرمانا اس شخص سے منافی ہے اس لئے کہ بھڑکنا مطلقاً ہر آگ کی صفت ہے نہ کہ کسی خاص آگ کی۔ میں کہتا ہوں کہ یہ اعتراض کوئی چیز نہیں اس لئے کہ کسی جنس کے عظیم فرد کو ایسے عام وصف سے موصوف کرنا جس میں سارے افراد شریک ہوں ممنوع نہیں، ممنوع تو اس کا عکس ہے یعنی تمام افراد کو ایسی صفت سے موصوف کیا جائے جو کسی خاص فرد کی صفت ہو، کیا تم نہیں دیکھتے اللہ تعالیٰ کے اس قول کی طرف ”اور محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تو ایک رسول ہیں“ حالانکہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سب رسولوں سے مطلقاً افضل و اعلیٰ ہیں اور رسالت ایک وصف عام ہے جس میں سب رسول شریک ہیں، اور آیت میں کوئی لفظ ایسا نہیں جو حصر پر دلالت کرتا ہو کہ عموم کے منافی ہو، مزید برآں تلظی (بھڑکنا) کلی مشکک ہے لہذا جائز ہے کہ اس جگہ خاص تلظی (بھڑکنا) مراد ہو جس کے مثل کوئی تلظی نہ ہو جیسے اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے فرمایا: اے ایمان والو! تم اپنی فک کہ رکھو تمہارا کچھ نہ بگاڑے گا وہ جو گمراہ ہوا جب کہ تم راہ پر ہو“ مطلق ضلال بولا اور ضلال بعید مراد لیا اور وہ کفر ہے۔ امام احمد و طبرانی وغیرہ نے ابو عامر اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انھوں نے فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے دریافت کیا اس آیت کے بارے میں، تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہارا کچھ نہ بگاڑے گا وہ جو گمراہ ہوا (یعنی کافر لوگ) جبکہ تم راہ پر ہو۔ اور تعجب تو یہ ہے کہ فخر رازی خود اس کے قریب توحید کی طرف مائل ہوئے اللہ تعالیٰ کے قول نامہ حامیہ کی تفسیر میں انھوں نے فرمایا کہ مطلب یہ ہے کہ ہر آگ جہنم کی آگ کے مقابل گویا گرم ہی نہیں اور اتنی بات آتش جہنم کی سخت گرمی پر متنبہ فرمانے کو کافی ہے ہم اللہ کی اس سے پناہ مانگتے ہیں تو کیا بات ہے جو کھایا جائے اور بُرا بھی کہا جائے۔

میں کہتا ہوں اور تمہیں پہنچتا ہے کہ تم کہو کہ لفظی مجرد کے قبیل سے ہے اور تلمظی مزید کے قبیل سے ہے اور لفظ کی زیادتی معنی کی زیادتی پر دلالت کرتی ہے، جیسا کہ رحمان و رحیم وغیرہ میں علماء نے فرمایا اس کے ساتھ تلمظی میں لفظی شدت ہے جو معنوی شدت کی خبر دیتی ہے جیسے لفظ قتل اور قتل اور قاتل و قتال میں، اس کے ساتھ یہ بھی ہے کہ ادعاء کا باب واسع ہے اور صفت کو سب موصوفین سے بڑے موصوف پر مقصود رکھنا عرف شائع ہے۔ اللہ تعالیٰ کا مہاجرین کے بارے میں ارشاد ہے اولئک ہم الصادقون (یہی لوگ سچے ہیں) اور ممکن کہ تم اللہ تعالیٰ کے قول (بیشک وہی سُنتا جانتا ہے) کو اس قبیل سے قرار دو، اور ہم نے اس مسئلہ کی تحقیق اپنے رسالہ سلطنة المصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خاتمہ میں ایسے کلام سے جس پر زیادتی نہیں ہو سکتی کی ہے اور اس توجیہ کی طرف جو قاضی امام نے بیان فرمائی ابو عبیدہ کا دل کچھ مائل ہوا تھا پھر اس کو سوجھی جو سوجھی تو وہ اس سے منحرف ہو گیا جیسا کہ ہم تم سے اس کا کلام ذکر کر چکے اور عنقریب تم ہم سے اس کا جواب سُنو گے ان شاء اللہ تعالیٰ۔

قاضی کی ارشاد فرمودہ دو وجہوں میں سے دوسری یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے قول ناسراً تلمظی سے مراد تمام آتشیں ہیں، اور اللہ تعالیٰ کے قول لا یصلنہا الا الاشقی (اس میں نہ جائے گا مگر وہ سب سے بڑا بد بخت) سے مراد یہ ہے کہ یہ سب سے بڑا بد بخت ان تمام آزمائشوں کے سب سے زیادہ سزاوار ہے اور استحقاق کی زیادتی اسی سب سے بڑے بد بخت کو حاصل ہے انتہی۔ اور اس سے قریب توجیہ کی طرف وہ توجیہ مائل ہے جس پر زخمشری نے جرم کیا کشف میں اس پر اکتفا کرتے ہوئے، اور زخمشری کی وہ توجیہ امام نسفی نے اس کی طرف اشارہ فرماتے ہوئے نقل فرمائی وہ توجیہ یہ ہے کہ یہ آیت مشرکین کے ایک عظیم اور مومنین کے ایک عظیم کے دو متناقض صفتوں میں مبالغہ فرمایا جائے تو اشقی فرمایا گیا اور اسے آتش جہنم میں جانے کے لئے مخصوص ٹھہرایا گیا گویا جہنم کی آگ اسی کے لئے پیدا ہوئی ہے، اور اقلی فرمایا گیا اور نجات کے لئے مخصوص فرمایا گیا گویا جنت اسی کے لئے بنی ہے انتہی۔

میں کہتا ہوں یہی وہ حصر ادعائی ہے جس کا بیان ہم نے تم سے کیا اور کوئی شک نہیں کہ یہ بلغاء میں دائر و سائر ہے اس کی گواہی عرب کے دیوانوں کو اور مدح و ہجو میں ان کے کلام کو خوب مطالعہ کرنے والا دے گا، اور یہ معلوم ہے کہ زخمشری کو فنونِ ادب اور ادیبوں کی صنعتوں میں بڑی دسترس ہے اور اونچا درجہ حاصل ہے تو فخر رازی کا زخمشری پر یہ اعتراض کہ اس کی یہ توجیہ ظاہر کو بے دلیل چھوڑنا ہے انتہی خوب نہیں، اور کلام کی تصحیح کی حاجت سے بڑی کون سی دلیل ہے اور اشقی کی تاویل شقی سے اس حصر کی بہ نسبت ظاہر سے نزدیک تر نہیں باوجود اس کے کہ حصر عرف میں شائع ہے اور نظم و نشر میں بکثرت واقع ہے

اور تصحیح کلام کی حاجت اس جیسے مقامات میں قرینہ کافیہ ہے۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ تم کسی کو یہ کہتے سُنو کہ زید ہی کریم ہے تو پہلی فرصت میں تم جان جاؤ گے کہ زید جیسا کوئی کریم نہیں، نہ یہ کہ زید کے سوا کوئی کریم نہیں، اور یہ خوب ظاہر ہے، یہ تو حکمِ اشقی سے متعلق تھا اور کوئی شک نہیں کہ اس مقام پر کلام اپنے ظاہر سے تاویل یا توجیہ کا محتاج ہے لیکن ابو عبیدہ نے شطرنج کے مُہروں میں بغلہ (خجّر) بڑھا دیا پھر متاخرین میں سے کچھ لوگ پے درپے اس کا کلام بغیر تنقیح کے نقل کرتے رہے، جیسا کہ ہم نے تم سے امام علامہ سیوطی کے کلام سے ان کی عادت کی حکایت کی، اس کے لئے اس کا سبب یہ ہوا کہ اس نے یہ گمان کیا کہ وہ آیت تھی جس میں اتقی وارد ہوا تاویل کی حاجت مند ہے اس لئے کہ اس نے کہا کہ اگر تم کہو کہ اللہ تعالیٰ نے ناز کو نکوہ فرمایا آخر تک ہم نے ان سے نقل کیا تو کچھ دیر نہ ٹھہرا کہ اتقی کو بمعنی اتقی کے لیا تاکہ آیت ہر مومن کو شامل ہو جائے اور اسی بات میں زخمِ شری وغیرہ نے اس سے اتفاق کیا مگر اس کی تاویل میں ان لوگوں نے اس کی موافقت نہ کی جیسا کہ تو نے سُننا، اور یہ کلام پائے ثبات پر قائم نہیں اس لئے اللہ تعالیٰ کے قول و سید جندھا الا اتقی میں کوئی لفظ نہیں جو حصر پر دلالت کرتا ہو، اللہ تعالیٰ تو اپنے ایک بندے کا وصف بیان فرماتا ہے جو سب سے بڑا پرہیزگار ہو، یوں کہ وہ جہنم کی آتش سے بہت دُور رکھا جائے گا، یہ مطلب نہیں کہ جہنم کی آگ سے وہی بچایا جائے گا۔ اور اللہ تعالیٰ علامہ رازی پر اپنی رحمت فرمائے کہ انھوں نے اس امر کو سمجھ لیا لہذا اشقی میں ایک قول ذکر کیا کہ وہ بمعنی اشقی کے ہے، اور اتقی میں اسے بالکل ذکر نہ کیا بلکہ اس کے خلاف تصریح کی انھوں نے فرمایا یہ آیت کریمہ جس میں اتقی کے لئے بشارت ہے غیر اتقی کے حال پر دلالت نہیں کرتی مگر اپنے مفہوم کے اعتبار سے اور دلیل خطاب سے تمسک کے طور پر الخ۔

میں کہتا ہوں بلکہ یہ بات اُن کے مذہب پر بھی نہیں چلتی جو مفہوم صفت کے قائل ہیں اس لئے کہ کلامِ مدحتِ اتقی کے لئے لایا گیا ہے جیسا کہ اس پر سببِ نزول دلالت کرتا ہے اور ان لوگوں کے نزدیک مقامِ مدح و ذم بھی مستثنیٰ ہے جیسا کہ کتبِ اصول فقہ میں مذکور ہے تو قاضی بیضاوی شافعی پر تعجب ہے انھوں نے کیونکر مفہوم سے استدلال کیا حالانکہ بالاتفاق یہ اس کا محل نہیں، اور سخت تعجب تو قاضی امام ابو بکر شافعی پر ہے کہ ان کے قلم نے لغزش کی تو وہ اس طرف مائل ہوئے کہ آیت حصر کا فائدہ دیتی ہے حالانکہ وہ قول بالمفہوم میں اپنے ائمہ کے بالکل مخالف ہیں، اور یونہی اللہ ہمیں اپنی نشانیاں آفاق میں اور ہمارے نفوس میں دکھاتا ہے تاکہ کوئی اپنی باریک بینی پر معذور نہ ہو اور کوئی ہنسنے والا اپنے افکار میں لغزش کرنے والے سے نہ ہنسنے اس لئے کہ ہم دیکھتے ہیں ہر تلوار اُچھلتی ہے اور ہر گھوڑا اگر تارتا ہے تو گھمنڈ کرنے والا کا ہے کو گھمنڈ کرے۔ اور اللہ تعالیٰ ان کے زمانے کو سیراب کرے

جنہوں نے فرمایا اور تمہیں کیا خبر وہ کون لوگ ہیں جنہوں نے فرمایا سرِ دارانِ بزرگ اُمت کے مقتدا ابراہیمؑ نوحی و مالک بن انس وغیرہ ائمہ کہ انہوں نے فرمایا اور کیا خوب فرمایا کہ ہر شخص کی کوئی بات مقبول ہوتی ہے اور کوئی نامقبول، مگر اس قبر شریف کے ساکن یعنی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہ ان کی ہر بات مقبول ہے۔ ہم اللہ تعالیٰ سے حفاظت مانگتے ہیں ابتداء و انتہاء میں، والحمد للہ رب العالمین۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۲۸ ص ۵۶۸ تا ۵۷۷)

(۴۴۴) اتقی کی تفسیر تقی سے کرنے پر ابو عبیدہ کا ردِ بلیغ کرتے ہوئے فرمایا:

والآن ان أن تستكمل الرد على أبي عبدة فيما فرغ عنه وفيما اطمأن عليه فاقول والله التوفيق نزع الرجل أولاً أت تاويل الإشقي بالشقي ينجيه عما فيه أذل الكلام إلى أن لا يصلح الناس إلا كافر وهذا حق لا يخار عليه۔

قلنا نظرت الموصوف وتركنا الصفة يقول الله سبحانه وتعالى لا يصلحها إلا الإشقي الذي كذب وتولى، ومعلوم أن من الكفار من لم يكذب النبي صلى الله تعالى عليه وسلم مدة عمرة لا بجانته ولا بلسانه وإنما كفره أن سبق الكتاب وخذل التوفيق والعياذ بوجه المولى الكريم۔

اقول وهذا ابوطالب عم رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم أفنى عمرة في حفظه وحمايته وبلغ الغاية القصوى من محبته ولايته قد كان جبه الله تعالى عليه وسلم أخذ بمجامع قلبه، حتى كان يفضل على الأطفال الصغار من بني صلبه، ولما بعث الله تعالى نبیه صلى الله تعالى عليه وسلم فدعا المشركين إلى التوحيد وهجم عليه الأعداء من كل شاء وبعيد، قام يناضل عنه صلى الله تعالى عليه وسلم فاعظم برة ولائاً من نصره وقاسى ما قاسى من شدايد لا تحصى في مهاجرة المشركين من عشيرته الأقربين، وهو الذي لما تالأت قریش على المصطفى صلى الله تعالى عليه وسلم ونفروا عنه من يريد الإسلام انشاء قصيدة تدل على عظم جبه المصطفى وشدة بغضه أعدائه الليام كما روى ابن السحق وغيره من الثقات ومنها هذه الابيات

اعبد مناف انك خير قومكم
فقد خفت ان لم يصلح الله امركم
اعوذ برب الناس من كل طاعن
ومن كاشح يسعى لنا بعبيدة
وثور ومن أرسى ثبيراً مكانه
وبالبيت حق البيت في بطن مكة
كذبتم وبيت الله نبي محمد
ونسلمه حتى نصرع حوله
لعمري لقد كلفت وجداً بأحمد
فمن مثله في الناس اى مؤمل
حليم رشيد عاقل غير طائش
قوالله لولا ان اجمت بسببه
لكن اتبعناه على كل حالة
فاصبح فينا احمد في ارومة
حديث بنفسى دونه وحميته

فلا تشركوا فى امركم كل واعل
تكونوا كما كانت احاديث وائل
علينا بسوء او ملح بباطل
ومن ملحق فى الدين ما لم يحاول
وراق لبز في حراء ونازل
وبالله ان الله ليس بغافل
ولما نطاعن دونه وناضل
ونذهل عن ابناءنا والحلائل
واجبته داب المحب المواصل
اذا قاسه الحكماء عند التفاضل
يوالى الاها ليس عنه بغافل
تجر على اشيأ خفا في المحافل
من الدهر جدا غير قول التهانل
تقصر عنها سورة المتطاول
ودفعت عنه بالذرا والكلائل

ولقد كان يتبرك بالنبي صلى الله تعالى عليه وسلم ويتوسل به الى الله
تعالى في الدعاء كما يدل عليه ما روى العلماء من سنة قرئش و حديث
الاستسقاء ، وقد حدث الناس على اتباعه صلى الله تعالى عليه وسلم واخبر عن امور
لم تقع فصدق سبحانه وتعالى ظنه ووقع كمثل اخباره فوقه ولقد كانت له موقع عظيم في
قلب النبي الكريم عليه افضل الصلوة والتسليم حتى انه صلى الله تعالى عليه وسلم
لما جاءه اعرابي فقال يا رسول الله اتيناك وما لنا صبي يصيح ولا بعير يبط وانشد ابياتاً فقام

له السيرة النبوية لسيد احمد زيني دحلان على هامش لسيرة الحلبية باب فاة عبد المطلب المكتبة الاسلامية بيروت ٨٣ /
السيرة النبوية لابن هشام شعراي طالب في استعطاف قرئش دار ابن كثير بيروت الجزء الاول والثاني ص ٢٨٠
٢ صحیح البخاری ابواب الاستسقاء باب سوال الناس الامام الاستسقاء قديمي كتب خانة كراچی ١٣٤ /

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یجری داءہ حتیٰ صعد المنبر ورفع یدیه الی السماء قوالہ ما مرد یدیه
بکریمین حتیٰ التقت السماء بأبراقہا وجاءوا یضجون خوف الغرق، فضحک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
حتى بدت نواجذہ وتذکر قول ابی طالب فی مدحہ حیث یقول ۛ

وابیض یستسقی الغمام بوجهہ ۛ ثمال الیشی عصمة للاسلام ۛ
فقال للہ در ابی طالب لوکان حیالقرت عیناہ من ینشدنا قوله ، فقال علی کرم اللہ
تعالیٰ وجہہ یا رسول اللہ کانک تريد قوله وابیض یستسقی ، و ذکرابیائاً فقال صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم اجل کما اخرجہ الیہقی فی دلائل النبوة عن سیدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ
فانظر الی قوله صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم " للہ در ابی طالب " وقوله صلی اللہ تعالیٰ علیہ و
سلم " لوکان حیالقرت عیناہ " وقوله صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم " من ینشدنا قوله " ولم
ینقل عنہ مرة انه رد علی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وقولاً کذبہ فیہ بل هو القائل فی تلك
القصيدة مخاطباً القریش ۛ

لقد علموا ان ابننا لا مکذب لدينا ولا یعنی بقول الا باطل ۛ
ولذا کان اهل النار عذاباً حکماً فی الصحاح ونفعته شفاعۃ الشفیع المرتجی
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حتی اخرج الی ضحضاح علی خلاف من ساءوا الکافرین الذین
لا تنفعهم شفاعۃ الشافعیین ، ویالیتہ لو اسلم لکان من افضل اصحاب النبی صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم ولكن قضاء اللہ لا یرد وحکمہ لا یعقب وللہ الحجۃ السامیۃ ولا حول ولا قوۃ
الا باللہ العزیز الحکیم وقد فصلنا المسئلة فی بعض فتاوانا و اظهرنا بطلان قول من قال
باسلامہ و اذا کان ذلک کذلک ظہران الحصر فی الشقی المکذب ایضاً غیر مستقیم الی
هذا اشار القاضی الامام حیث قال " لا یمکن اجراء هذه الآية علی ظاہرها ، و یدل علی

ۛ صحیح البخاری ابواب الاستسقاء باب سوال الناس الامام الاستسقاء اذا غطوا قیدی کتب خانہ کراچی ۱۳۷/۱
دلائل النبوة للبیہقی باب استسقاء النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۳۱/۶

ۛ السیرۃ النبویۃ سید احمد زینی رحمہ اللہ علیہ فی امش الیرۃ الجلیۃ باب وفاتہ عبد المطلب المکتبۃ الاسلامیہ بیروت ۸۲/۱
ۛ صحیح البخاری کتاب المناقب باب قصہ ابی طالب قیدی کتب خانہ کراچی ۵۴۸/۱

مطمئن ہوا تمام کریں، تو میں کہتا ہوں اور اللہ ہی سے توفیق ہے اس شخص نے پہلے یہ خیال کیا کہ اشقی کی تاویل شقی سے اسے اس آفت سے نجات دے دے گی جس میں وہ مبتلا ہے اس لئے کہ کلام کا مال یہ ہوا کہ دوزخ کی آگ میں کافر ہی جائے گا۔ اور یہ بات حق ہے جس پر کوئی غبار نہیں۔

ہم کہیں گے کہ تم نے موصوف کو دیکھا اور صفت کو چھوڑ دیا اللہ سبحنہ و تعالیٰ فرماتا ہے لَا يَصْلُهَا إِلَّا الشَّقِيُّ الذِي كَذَبَ وَتَوَلَّى (اس میں نہ جائے گا مگر وہ سب سے بڑا بد بخت جس نے جھٹلایا اور منہ پھیرا) اور یہ معلوم ہے کہ کافروں میں وہ بھی ہیں جنہوں نے اپنی تمام عمر نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نہ جھٹلایا نہ اپنے دل سے نہ اپنی زبان سے، اس کا کفر تو یوں ہوا کہ اللہ کا لکھا غالب آیا اور توفیق الہی نے اس کا ساتھ نہ دیا اور مولائے کریم کی ذات کی پناہ ہے۔

میں کہتا ہوں یہ ہیں ابوطالب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چچا جنہوں نے اپنی عمر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حفاظت و حمایت میں فنا کر دی اور وہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت اور نصرت کی انتہائی حد کو پہنچے، سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت نے ان کے پورے دل کو ایسا پکڑ لیا تھا کہ اپنے صلبی کم کسین بچوں پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو فضیلت دیتے تھے اور جب اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی علیہ السلام کو مبعوث فرمایا تو سرکار نے مشرکین کو وحدانیت کی طرف بلایا اور دین کے دشمن ہر سمت دُور دراز سے حملہ آور ہوئے ابوطالب ان کی حمایت کو کافروں سے لڑنے کو کھڑے ہو گئے تو سرکار کے ساتھ بڑی نیکی کی اور ہمیشہ ان کی مدد کی اور اپنے قریبی رشتہ مشرکوں کی طرف سے کسی بے شمار سختیاں جھیلیں۔ یہ وہی ابوطالب تھے کہ جب سارے قریش مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مخالف ہوئے اور اسلام کے خواہشمندوں کو سرکار علیہ السلام سے دُور کیا تو انہوں نے ایک قصیدہ کہا جو مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بڑی محبت اور ان کے کمین دشمنان سے شدید عداوت کی دلیل ہے، جیسا کہ ابن اسحق نے معتمد راویوں سے روایت کیا ہے، اسی قصیدہ کے یہ شعر ہیں: (ترجمہ)؛

اے عبد مناف کے بیٹو! تم اپنی قوم میں سب سے بہتر ہو، تو تم اپنے معاملے میں ہر خسیس کو شریک نہ کرو۔ بیشک مجھے اندیشہ ہے کہ اگر اللہ نے تمہارا حال ٹھیک نہ کیا تو تم وائل کے افسانوں کی طرح افسانہ ہو جاؤ گے۔ میں لوگوں کے رب کی پناہ چاہتا ہوں ہر برائی کا طعنہ دینے والے اور باطل پر اصرار کرنے والے سے اور کمینہ پرور سے جو ہم پر گھمنڈ کی کوشش کرے اور اس سے جو دین میں ایسی بات شامل کرے جو دین میں کبھی نہ پائی گئی ہو۔ اور کوہِ ثور سے اور اس سے جس نے کوہِ ثبیر کو اپنی جگہ جایا اور کوہِ حرا میں عبادت کے لئے چڑھنے اور اترنے والے سے۔

اور اللہ تعالیٰ کے سچے گھر کی قسم (جو کہ شہر میں ہے) اور اللہ کی قسم بیشک اللہ تعالیٰ میسر نہیں۔ اللہ کے گھر کی قسم! اے کافرو! تم جھوٹے ہو اس گمان میں کہ ہم محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کو چھوڑ دیں گے۔ حالانکہ ابھی ہم نے حضور علیہ السلام کے گرد نیروں اور تیروں سے جنگ نہ کی اور کیا ہم محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تمہارے سپرد کر دیں گے جب تک کہ اپنے بیٹوں اور بیٹیوں سے غافل نہ ہو جائیں۔ مجھے اپنی جان کی قسم! مجھے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے شدید محبت ہے اور میں انہیں ایسا چاہتا ہوں جس طرح یہم چاہنے والے کی عادت ہوتی ہے۔ جب فیصلہ کرنے والے مقابلے کے وقت کسی کو ان پر قیاس کریں تو ان جیسا لوگوں میں کون ہے جس کے لئے یہ امید ہو کہ وہ ان کا ہم پلہ ہوگا۔ حلم والے، رشد والے، طیش والے نہیں وہ بیوقوف و بے قدر سے محبت رکھتے ہیں جو ان سے غافل نہیں۔ تو خدا کی قسم! اگر اس کا اندیشہ نہ ہوتا کہ میں ایسا کام کروں جو ہمارے بزرگوں پر محافل میں ملامت کا سبب بنے۔ تو ہم نے زمانہ کی ہر حالت میں ان کی پیروی کی ہوتی تو یہ بات سنجیدگی سے بے مذاق کے کہتا ہوں۔ تو احمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہمارے اندر ایسے عالمی نسب ہیں جس کو فخر کرنے والے کی محبت پانے سے عاجز ہے۔ میں نے اپنی جان کو ان کے سپرد کر دیا اور ان کی حمایت کی اور سرداروں اور گروہوں کے ذریعہ (یا سروں اور سینوں کے ذریعہ) دشمنوں سے حضور کا بچاؤ کیا۔

اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے برکت طلب کرتے اور دعائیں آنجناب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو وسیلہ بناتے چنانچہ اس پر قریش کی قحط سالی اور سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وسیلہ سے بارش طلب کرنے کا واقعہ جسے علمائے روایت فرمایا ہے دلالت کرتا ہے اور بیشک ابو طالب نے لوگوں کو سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اتباع پر ابھارا اور ان باتوں کی خبر دی جو واقع نہ ہوتی تھیں تو ایسا ہی ہوا جیسا انھوں نے خبر دی اور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دل میں ان کے لئے مقام عظیم تھا یہاں تک کہ جب سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں ایک اعرابی نے آکر عرض کی کہ ہم سرکار کے پاس آئے ہیں اور حال یہ ہے کہ ضعف سے ہمارے بچوں کی آواز نہیں نکلتی اور ہمارے اونٹ لاغری سے کراہتے نہیں اور اس اعرابی نے سرکار کی مدح میں کچھ اشعار پڑھے تو سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام چادر اقدس کو گھسیٹتے ہوئے اٹھے اور منبر پر صعود فرمایا اور آسمان کی جانب اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے تو خدا کی قسم ابھی سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے ہاتھ نیچے نہ کئے تھے کہ آسمان بجلیوں سے بھر گیا اور اس قدر بارش ہوئی کہ لوگ

پکارتے ہوئے آئے کہ ہم ڈوبے۔ تو سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بتسم فرمایا یہاں تک کہ دندانِ اقدس چمکے اور آپ کو اپنی تعریف میں ابوطالب کا قول یاد آیا جب انھوں نے عرض کیا تھا کہ :
سرکار گورے ہیں جن کے چہرے سے بارشِ طلب کی جاتی ہے جو تیموں کی ٹیک اور بیروں کا سہارا ہیں۔

پھر سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا : اللہ کے لئے ابوطالب کی خوبی ہے اگر وہ زندہ ہوتے تو ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہو جاتیں، کون ہیں ان کے شعر سنائے گا؟ تو حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ نے عرض کیا گویا سرکار کی مراد ان کا وہ قصیدہ ہے جس میں انھوں نے عرض کی ”وہ گورے رنگ والے جن کے چہرے کے ذریعہ بارشِ طلب کی جاتی ہے۔“ اور سیدنا علی کرم اللہ وجہہ نے چند شعر پڑھے تو سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا : ہاں میں یہی چاہتا تھا۔ جیسا کہ بیہقی نے دلائل النبوة میں سیدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا تو سرکار ابد قرار علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قول ”ذُرُّ ابی طالب“ (اللہ کے لئے ابوطالب کی خوبی ہے) کو دیکھو اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اس فرمان کو دیکھو:

”اگر ابوطالب زندہ ہوتے تو ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہو جاتیں“ اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اس ارشاد پر نظر کرو کہ ”ہمیں کون ابوطالب کے شعر سنائے گا۔“ اور ایک بار بھی منقول نہ ہوا کہ ابوطالب نے سرکار کی کسی بات کو رد کیا ہو یا سرکار کو جھٹلایا ہو، بلکہ خود اسی قصیدہ میں قریش سے مخاطب ہو کر کہتے ہیں کہ:

”خدا کی قسم! لوگ جانتے ہیں کہ ہمارا فرزند ہمارے نزدیک ایسا نہیں کہ جھٹلایا جائے اور نہ اُسے جھوٹی باتوں سے کام ہے۔“

اور اسی وجہ سے ابوطالب پر تمام دو زنجیوں سے ہلکا عذاب ہے جیسا کہ صحیح حدیثوں میں وارد ہوا، اور شفیع مرتبی (امید گاہِ عاصیاں) صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شفاعت نے انھیں نفع دیا تو ان پر تخفیف کے لئے انھیں جہنم کے بالائی سرے پر رکھ دیا گیا اور یہ معاملہ ان کے ساتھ سارے کافروں کے برخلاف ہے جنہیں شفیعوں کی شفاعت کام نہ دے گی اور کاشش! وہ ایمان لاتے تو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے افضل صحابہ سے ہوتے۔ لیکن اللہ کا لکھا ہوا نہیں ملتا اور اس کا حکم نہیں بدلتا اور اللہ ہی کے لئے حجت بلند اور معصیت پھرنے کی قوت اور طاعت کی طاقت اللہ عز و جل حکیم کے دیتے بغیر نہیں، اور ہم نے اس مسئلہ کو اپنے بعض فتاویٰ میں تفصیل سے بیان کیا اور ابوطالب کے اسلام کے قائل کی رائے کا بطلان ظاہر کیا ہے اور جب یہ بات یوں ہے تو ظاہر ہوا کہ حصرِ شقی مکذب (جھٹلانے والے) میں بھی درست نہیں، اسی طرف قاضی امام ابو بکر نے

اشارہ کیا چنانچہ انھوں نے فرمایا کہ اس آیت کو اس کے ظاہری معنی پر جاری کرنا ممکن نہیں اور اس پر تین وجوہ دلالت کرتی ہیں،

ان میں سے ایک یہ ہے کہ یہ حصہ اس کا مقتضی ہے کہ جہنم میں وہی کافر جلے گا جو سب سے بڑا بد بخت ہو جس نے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تکذیب کی ہو اور ان کی سچائی کے دلائل میں نظر سے اعراض کرتا ہو، تو لازم آیا کہ وہ کافر جس سے تکذیب و اعراض نہ ہو (جیسے ابولہب) جہنم میں نہ جائے۔

میں کہتا ہوں جس طور پر ہم نے اپنے مقالہ کی تقریر کی اس سے امام رازی کے اس قول کا ضعف ظاہر ہو گیا جو انھوں نے امام قاضی پر بطور اعتراض کیا ہے کہ ہر کافر کا نبی کو اس کے دعوے میں ٹھٹھانا ضروری ہے اور اس نبی کے دلائل صدق میں نظر سے روگردانی اسے لازم ہے اور یہ بھی ظاہر ہوا کہ یہ تاویل جسے بہت متاخرین نے پسند کیا کوئی حاجت پوری نہیں کرتی نہ تشنگی کو بخباتی ہے اور تم لطافت طبع کو لازم پکڑو۔

اور ثانیاً اُسے گمان کیا کہ وہ آیت جو اتقی کے بارے میں ہے وہ بھی اپنے ساتھ والی آیت کی طرح محتاج تاویل ہے، تو اس کا ارتکاب کیا جس سے وہ بے نیاز تھے جیسا کہ ہم نے تحقیق کی۔

اور ثالثاً گمان کیا کہ اس کا اتقی کو تقی کی طرف مَوَل کرنا اسے فائدہ دے گا اور غنائجئے گا اس گمان کی بنا پر کہ اس کے نزدیک آیت میں مذکور تقی کے سوا کوئی آتش دوزخ سے نہ بچایا جائے گا۔

میں کہتا ہوں اور اس پر وہ سوال وارد نہیں ہوتا جسے عنقریب وہ بولے گا کہ پھر اللہ تعالیٰ کی رحمت گنہگاروں پر کہاں گئی حالانکہ قطعی دلیلیں بتا چکیں کہ بہت سے بد عمل اور گناہوں سے بوجھل اور مرتے دم تک گناہوں کے عادی محض رحمت عزیز غفار اور شفیع مختار صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شفاعت کے سبب آتش دوزخ کی چھٹک نہ سنیں گے اس لئے کہ تقویٰ کے درجات و اقسام میں ان کا پہلا درجہ کفر سے بچنا ہے جس میں مومن برابر ہیں، اور ابو عبیدہ نے اپنی مراد ظاہر کر دی کہ اس نے کہا اتقی بمعنی تقی کے ہے اور تقی مؤمن ہے۔

میں کہتا ہوں اس تقریر سے وہ اعتراض دفع ہو گیا جو بچوں اور پاگلوں سے نقص کے ذریعہ اٹھتا معلوم ہوتا تھا اس لئے کہ تقی سے مراد مومن ہے اور بچہ اگر سمجھ والا ہے تو اس کا اسلام معقول اور مقبول ہے، اور مجنون پر جنون اگر طاری ہے تو شرعاً اس کا ایمان سابق اس کے ساتھ مانا جائے گا ورنہ ان دونوں پر حکم فطرت اسلامیہ جاری (یعنی انھیں بہ حکم مسلمان جانیں گے)۔ (ت)

(فتاویٰ رضویہ ج ۲۸ ص ۵۷۸ تا ۵۸۶)

(۴۵) اتقی کے معانی پر مزید بحث کرتے ہوئے فرمایا ،

لکنی اقول اولاً فح ماذا تصنع باللام الداخلة على الاتقی اذ قد تقرر في الاصول انها ان لم تكن للعهد فلا تستغراق ، ومعلوم ان من المؤمنين من يعذب ولا يجنب ولا ينفع امر اداة النور وبالصلی اذا الكناية للناس دون الصلی ، ولقد اغرب من تظن لبعض من هذا القاضی الیضاوی فحمل الكلام على من يتقی الکفر والمعاصی اقول نعم الان یصح الاستغراق ولكن من المحصر المنعوم الذی یرتکب لاجله تاویل الاتقی ، اذ من الفجار من یجنب ولا یعذب كما ذکرنا وعلى هذا یرد النقض ایضا بالصبی والمجنون .

واقول ثانیاً اغضنا هذا کله وترکناکم وشانکم فاذهبوا بالكلام الى ما تشتهیه انفسکم الا انکم اغفلتم الصفة ههنا غفولکم عنہا فی "الاشقی الذی کذب وتولى" فان الله سبحانه وتعالى لم یرسل الاتقی امر سالا بل خصه "بالذی یؤتی ماله یتزکی" ومعلوم ان التقی الفقیر لا مال له وانه مجنب عن النار لا شک ، فان کان الکلام على المحصر كما نرعمتم فالمحصر لم یستقم بعد والافماذا یدجئکم الى التاویل والعدول عن ظاهر التنزیل ، عن هذا نقول ان الوجه ترک التکلف و صون اللفظین لاسیما الاتقی عن التخییر والتصرف لانعدام الحاجة فی احدى الایتین واندفاعها بطریق اسلم فی الاخری كما یفیده الوجهان اللذان ذکرهما القاضی الامام مع ما شاهدنا ان التاویل یراد ولا مفاد ویقادر ولا ینقاد بید أنى ما یدرینى لعل الجدال یورى نارا موقدة تطلع على الافئدة ، فیقوم قائل ان وجهی القاضی ایضاً یرکب علیہما بشئ فلا مناص من تشدید الامکان وتجدید الاعیان على حسب الامکان .

فاقول ومرتبی ولی الاحسان یرتب بعد على الوجه الاول وصف الاتقی بانه یجنب تلك النار الکبری فان مدح اکرم القوم بانه لیس أمر ذل القوم مما لا یستملح . اقول والمخلص الاستخدام وهو شائع فی فسیح الکلام بل عدوة والتوریه اشرف

انواع البديع ، بل منهم من قدمه في الشرف على الجميع كما ذكر الامام العلامة السيوطي و
منه في القرآن العظيم قوله تعالى " ولقد خلقنا الانسان من سلاله من طين ثم جعلناه نطفة
في قرار مكين " .

المراد بالانسان ابونا آدم عليه السلام وبالضمير ولده ، ومنه قوله تعالى " اتى امر
الله فلا تستعجلوه " .

المراد بامر الله بعثة محمد صلى الله تعالى عليه وسلم على احد الوجوه في تاويله
اخرج ابن مردويه عن ابن عباس رضي الله تعالى عنه في قوله تعالى اتى امر الله
قال محمد صلى الله تعالى عليه وسلم ، والمراد بالضمير قيام الساعة قاله العلامة
السيوطي ، نفخنا الله تعالى بعلومه امين .

اقول فان قلت اذا اردت بالنار اعظم النيران المخصوص باشقى الاشقياء ،
فما معنى انذار سائر الناس عنه قلت المعنى ان شاء الله تعالى ان الاشقى انما يبلغ
ما يبلغ من كمال الشقاء وسوء الجزاء وجهد البلا به اثاب عليه من الكفر والعناد والاصرار
والاستكبار فاحذروا انتم يا ايها الناس ان لم تنيبوا الى الحق ودمتم كدوامه ان تعاد لوه
في الشقاء فتلقوا اثاما كمثل اثامه فكانت الآية على حد قوله تعالى " فان اعرضوا فنقل
انذاركم صاعقة مثل صاعقة عاد وثمود " فانهم انما اصابهم ما اصابهم لمثل
هذا الاعراض فماذا يؤمنكم ان مضيتم على دابهم ان تعذبوا بعد ابهم او حصل الانذار
بأنه تعالى اخبر ان هناك عدوا واشقى من يوجد وله جزاء اسوء ما يكون والناس غير دارين
انه من هو ، ولم يذكر الله من صفاته الا التكذيب والتولى ، فحق ان تنقطع قلب كل
مكذب ويتقلب كبد كل متول خوفا وفرقا ان يكون هو هو فمن هذا الوجه جاء
الانذار لسائر الناس فاتقنه فانه من احسن السوانح بتوفيق الملك العليم الفاتح

له الاتقان في علوم القرآن	النوع الثامن والخمسون	دار الكتاب العربي بيروت	١٥٣/٢
٢هـ القرآن الكريم ١٣/٢٣	٣هـ القرآن الكريم ١/١٦		
٣هـ الاتقان في علوم القرآن	النوع الثامن والخمسون	دار الكتاب العربي بيروت	١٥٣/٢
٤هـ القرآن الكريم ١٣/٢١			

جل جلاله وهذا الكلام يجري بعضه في الوجه الثاني أيضا، لكن هنا دقيقة غامضة و هي أن امثال هذا المحصر الادعائي إنما تناسب المقام اذا كان سوق الكلام لذكر هذا الاشقي الملامر، فكانه قيل انه بلغ من الشقاء مبلغا تضاهل دونه سائر الشقاوات فكانه لا يلج الناس الآهو، اما اذا سبق مساق الاثناس لجميع الكفار أو قصد ذلك أيضا مع قصد الذم فلعله لا يستحسن حينئذ حصر العقاب في رجل واحد، تأمل فانه موضعه والعبد الضعيف لهذا يجد نفسه امركن الى الوجه الاول دون الثاني، وفيه الغنية وحصول المنية، والحمد لله معطى الاماني، ثم لما بلغت هذا المقام راجعت العزيزي بعد ما استعرت من بعض الاعزة فرأيت المولى عبد العزيز تجاوز الله تعالى عنا وعنه تنبه لهذا الاستبعاد الذى ذكرته في الوجه الاول وجهى القاضى وحق له ان يتنبه فانه العلم فى الذكاء والفتانة، ثم اجاب عنه بجوابين :

الاول يقارب ما قالوا من القول بالاستخدام -

والثاني ان التجنب من تلك النار المخصوصة بالكفار ايضا لها عرض عريض و غاية القصوى مختصة بالالتقى وسائر المؤمنين وان كانوا مجنبيين لكن لا كمثله انتهى معترضا.

اقول الوجه الوجه الاول وعليه عندى المعول واما ما ذكر من الوجه الثاني فليس بشئ عندى وان كان هو المرضي لديه حتى اورد الاول بصيغة التمرىض وذلك لان كون التجنب مقولا بالتشكيك مسلم فى مطلق النار التى يمكن ان يدخلها بعض المؤمنين ومعنى العرض العريض فيه كما سبق اليه ذهنى القاصر ان الذنوب مقتضاها الاصل الذى لو خليت هى وطبايعها ما اقتضت الاياها انما هو اصابة الجزاء الذى اوعده عليه وهذا ظاهر جدا، فكل من اذنب ذنبا ولو مرة استحق بذنبه هذا ان يؤاخذ به الملك جل جلاله، ولا تقبض حسناته المتكاثرة على العزيز المقدم اذ نفع الحسنات انما يعود اليه، فكيف يمن على الله تعالى بما عمله لنفع نفسه، فكيف يجعله ذريعة الى ابطال منشور الجزاء عن راسه وقد قيل له

بأفصح بيان ان كمال تدبير تدان ، غاية الامر ان يقسم لبثه في الدارين على مقدار لبثه في العملين كما وكيفاً ، فيجوز ان تمتد النار بما يعدل هذا المقدار ، وقد اعتقدنا نحن معشر اهل السنة والجماعة من رزقنا الله سبحانه وتعالى حظ الرحمة والشفاعة انه تبارك وتعالى - له ان يؤخذ عبده كل جريمة ولو صغيرة كما ان له ان يتجاوز عن كل كبيرة ، هذا فضل وذلك عدل ، وما الله بظلام للعبيد - ثم ان المولى جل وعلا بغاية عدله وضع الجزاء مشاكلاً للعمل لذائمه تنعيم المؤمن وتعذيب الكافر اذ قد علم من نيتهما ومكنونات طويتهما انهما عارثان على ادامة ما فيهما من الكفر والايمان حتى لو داموا في الدنيا لداموا عليه الا ترى الى قوله تعالى "ولو ردوا لعادوا لما نهوا عنه" ولذلك لما تسلىخ ابو طالب عن الكفار بشراشرة واثبت قدميه على تلك السلة الجبيشة نجا الديان سبحانه سائر بدنه من النار وسلط العذاب على قدميه كما في حديث الشيخين ^٣ وغيرهما ففضيلة المشاكلة ان من تساوت حسناته وسيئاته يساوى لبثه في العذاب بلبثه في دار الثواب ومن اذنب ذنباً واحداً اذيق اثامه ومن لم يسيئ ثم انقلع عنها فجزاءه المشاكلة ان يند في الى النار ثم يبعد عنها ليدوق من الفرع والغصم قدر ما ذاق من اللذة في اللهم هذا حكم العدل وحكم العدل هو الاصل لكن المولى الجواد الكريم الذي "كتب على نفسه الرحمة" وجعل لها السبقة على الغضب منة ونعمة تشفع اليه شقيعان رافيعان وحيهات جيبان لا يردان ولا يخيبان مرحته الكاملة العامة الشاملة وهذا النبي الكريم المبعوث من الحرم بفيض الجود والكرم صلى الله تعالى عليه وآله وبارك وسلم فوعده بالطاق جميلة ورحمات جليلة فضلاً من لديه من دون وجوب عليه ، وحاشاه ان يجب عليه شيء "وهو جدير ولا يجار عليه" ^٤

٤٤٢/١٥

موسسة الرسالة بيروت

حديث ٣٢٠٣٢

له كنز العمال

له القرآن الكريم ٢٨/٦

٥٢٨/١

قديمي كتب خانكراچی

باب قصه ابی طالب

صحیح البخاری کتاب المناقب

١١٥/١

" " "

باب شفاعۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم لابن ابی طالب

صحیح مسلم کتاب الايمان

له القرآن الكريم ٢٣/٨٨

له القرآن الكريم ١٢/٦

وبشر "أن الحسنات يذهبن السيئات" وإن اللهم معفو عنا (إن شاء الله تعالى) "إن سربك
واسم المغفرة" وإن الله تجاونا لنا عما هممت به أنفسنا ما لم نعمل أو نتكلم وإن
من تعادلت كفتاه لم يدخل النار وإن لا يهلك عند الله الأمارد متمرده وهذا
كله تفضل وتكرم من المولى المحي جلّت إله وتوالت نعماءه وله الحمد كما يجب
ويرضى فكل من اذنب أو المرثم جنبه المولى النار فأنما جنبه على استحقاق منه
لجزاء ما عمله كما قال تبارك وتعالى "إن سربك لذ ومغفرة للناس على ظلمهم" بل
لا معنى للمغفرة إلا تجاوز صاحب الحق عن استيفاء حقه كلاً أو بعضاً فهذا التجنب
بعد تقريب وأنجل بعد الجلاء مع ما فيه أيضاً من تفاوت الرتب كما لا يخفى ،
أما الذي بلغ من التقوى غايته القصوى حتى تنزه عن كل ما يكره وفنى عن الخلق وبقي على
الحق وأمر ترفع شأنه عن إتيان عصيان ونظر بالرضى إلى ما يبغض الرحمن ، فهذا محال
أن يكون من النار في شيء أو النار منه في شيء لا سيما اتقى الاتقياء وأصطفى الأصفياء الذي
لم يزل من الحق بعين الرضا في جميع أحواله ، ولم يسوء النبي صلى الله تعالى عليه وسلم
فعلة من أفعاله ، فذاك العبد ذاك العبد كلت اللسان عن شرح كماله وتاهت العقول
في تيه جلاله جالت وعالت ، فبقيت تكبو ثم رجعت فسئلت فقالت هو هو فغاية
القول فيه أنه أولى العباد وأول المراد بقول الجواد "إن الذين سبقت لهم منا الحسنى
أو لك عنها مبعدون" لا يسمعون حسيبها وهم في ما اشتهت أنفسهم خالدون ولا
يحزنهم الفزع الأكبر وتلقهم الملائكة هذا يومكم الذي كنتم توعدون" هذا
معنى العرض العريض للتجنيب من مطلق النار على حسب ما يطيقه البيان ، و
لا يتأتى مثله في النار المخصوصة بالكفار إذا نماهى جزاء الكفر والمؤمنون كلهم
متساوون في التباعد عنه إذا كفر والإيمان لا يزيدان ولا ينقصان والمسئلة اجماعية

١١٣ / ١١ العشر أن الكريم

٣٢ / ٥٣ " "

٩ / ١٣ " "

١٠٣ / ٢١ " "

والنزاع لفظی فوجب ان يتساووا في البعد عن جزاء الكفر ايضاً، واما قوله تبارك وتعالى "هم
للكفر يومئذ اقرب منهم للايمان" فهذا بالنظر الى الظاهر اذ الآية في المنافقين لقوله
"يقولون بافوا هم ما ليس في قلوبهم" والله اعلم بما يكتسبون^۱، يعنى انهم كانوا
يتظاهرون بالايمان فيظن الجاهل بما في السرائر انهم مؤمنون، لما كانوا يتباعدون
بالسنتهم عن الكفر ثم لما انزلوا عن عسكر المؤمنين وقالوا "لنعلم قتالا لا تبعدنا" تخرق
الحجاب وغلب على الظنون انهم ليسوا بمؤمنين مع تجويزات يكون هذا القول منهم
تكاسلاً واخلاداً الى ارض الدعة، فهذا معنى القرب والبعد والمراد بالكفر و
الايمان اهلوهما اذ تقليلهم سواد المؤمنين بالانعزال عنهم تقوية للمشركين كذا قال
المفسهرون هذا ما عندى، والله سبحانه وتعالى اعلم۔

لیکن میں کہتا ہوں کہ اولاً جب اتقی بمعنی تقی کے ٹھہرا تو اس صورت میں اس لام کے ساتھ
کیا معاملہ کرو گے جو اتقی پر داخل ہے اس لئے کہ اصول میں مقرر ہو چکا ہے کہ لام اگر عہد کے لئے
نہ ہوگا تو استغراق کے لئے ہوگا۔ اور یہ معلوم ہے کہ مومنوں میں وہ ہیں جنہیں عذاب ہوگا اور
وہ آتش دوزخ سے نہ بچائے جائیں گے اور یہ مفید نہیں کہ یصلیٰ سے بجائے آگ میں جانے کے
آگ کا لازم ہونا مراد لیا جائے اس لئے کہ یجنبہا (اس دوزخ سے دُور کیا جائے گا) میں ضمیر
جہنم کی آگ کی طرف لوٹتی ہے نہ کہ صلی مصد کی طرف (جس کا معنی آگ میں جانا ہے) اور جس کا
ذہن ان باتوں میں سے بعض کی طرف پہنچا اس نے عجیب و غریب کام کیا جیسے قاضی بیضاوی، تو انھوں
نے کلام کو اس پر محمول کیا جو کفر اور گناہوں سے بچے لیکن اس حصہ موعوم کا مددگار کون جس کی وجہ سے
اتقی کی تاویل کا ارتکاب کیا جاتا ہے اس لئے کہ فاجروں میں وہ بھی ہے جو دوزخ کی آگ سے دُور
رہے گا اور اسے عذاب نہ ہوگا۔

اور ثانیاً میں کہتا ہوں کہ ہم نے ان تمام باتوں سے آنکھ میچی اور آپ کو آپ کے حال پر
چھوڑا تو کلام کو جدھر چاہتے لے جایئے مگر آپ لوگ یہاں بھی صفت سے غافل رہے جس طرح اشقی

(جس نے جھٹلایا اور منہ نوٹا) کے معاملہ میں آپ نے صفت سے غفلت کی اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے اتقی کو مطلق نہ رکھا بلکہ اسے اس کے ساتھ خاص کیا جو اپنا مال سُتھرا ہونے کو راہِ خدا میں دے، اور یہ معلوم ہے کہ اتقی فقیر کے پاس مال نہیں ہے حالانکہ وہ آتشِ دوزخ سے دُور رہے گا۔ تو اگر کلامِ برسبیل حصر ہے جیسا کہ آپ لوگوں کا زعم ہے تو حصر تو اب بھی درست نہیں ہوا اور اگر حصر پر بناء نہیں تو آپ کو تاویل اور ظاہر تنزیل سے عدول کی طرف کون سی چیز مضطر کرتی ہے اسی سبب سے ہم کہتے ہیں کہ صحیح طریقہ یہی ہے کہ تکلف چھوڑا جائے اور دونوں لفظوں خصوصاً اتقی کو تصرف و تغیر سے محفوظ رکھیں اس لئے کہ ایک آیت میں تاویل کی حاجت نہیں اور دوسری میں مسلکِ اسلم سے حاجت مندرج ہو جاتی ہے جیسا کہ ان دو وجہوں نے افادہ کیا جو قاضی امام نے ذکر فرمائیں باوجودیکہ ہم نے مشاہدہ کیا ہے کہ تاویل مراد ہوتی ہے حالانکہ کوئی مفاد نہیں ہوتا اور وہ کھینچی جاتی ہے جبکہ وہ نہیں کھینچی لیکن میں کیا جانوں شاید بحثِ روشن آگ کو بھڑکائے جو دلوں پر چلے تو کوئی قابلِ کھڑا ہو جائے اور کہے کہ قاضی کی مذکورہ دو وجہوں پر بھی کچھ غبار ہے لہذا ارکان کو مضبوط کرنا اور اشیاء کی تجدید بقدر امکان ضروری ہے۔

تو میں کہتا ہوں اور میرا رب ولی نعمت ہے، پہلی وجہ پر اتقی کا یہ وصف بیان کرنا کہ وہ بڑی آگ سے دُور رکھا جائے گا مستبعد ہے اس لئے کہ قوم کے بزرگ ترین کے لئے یہ کہنا کہ وہ رذیل ترین نہیں ہے، اس میں کوئی ملاححت نہیں ہے۔

میں کہتا ہوں اور اس سے نجات دہندہ وہ استخدام ہے اور وہ کلامِ فصیح میں شائع ہے بلکہ علماء نے استخدام و توریہ کو بدیع کی سب سے عمدہ قسم شمار کیا ہے، بلکہ بعض علماء نے استخدام کو شرف میں تمام اقسامِ بدیع پر مقدم رکھا ہے، جیسا کہ علامہ سیوطی علیہ الرحمۃ نے ذکر کیا ہے، اور اس قبیل سے قرآنِ عظیم میں اللہ تعالیٰ کا قول ہے: ”اور بیشک ہم نے آدمی کو چُننی ہوئی مٹی سے بنایا پھر اسے پانی کی بوند کیا ایک مضبوط ٹھہراؤ میں۔“

آیت میں انسان سے مراد ہم انسانوں کے باپ آدم علیہ السلام ہیں اور ضمیر سے مراد ان کی اولاد ہے، اور اسی قبیل سے اللہ تعالیٰ کا قول ہے کہ ”اللہ تعالیٰ کا حکم آیا تو اس کی جلدی نہ مچاؤ۔“ اس آیت میں ایک وجہ پر امر اللہ سے مراد محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بعثت مبارکہ ہے اس تاویل کو ابنِ مردویہ نے ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا کہ اللہ تعالیٰ کے قول ”اتقی امر اللہ“ میں ”امر اللہ“ سے مراد محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں۔ اور ضمیر سے مراد قیامت کا قائم ہونا ہے

یہ علامہ سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا ہے اللہ تعالیٰ ہمیں ان کے علوم سے نفع بخشے، آمین !
 میں کہتا ہوں اب اگر تم کہو جبکہ آپ نے آیت میں مذکور نام سے دوزخ کی سب سے بڑی آگ
 مراد لی جو تمام اشیاء سے بدتر شقی کے لئے مخصوص ہے تو سب لوگوں کو اس سے ڈرانے کا کیا مقصد ہے
 تو میں کہوں گا کہ مقصد ان شاء اللہ تعالیٰ یہ ہے کہ وہ سب سے بڑا شقی کمال شقاوت اور بُری جزا
 اور سخت بلا کے جس درجہ پر پہنچا اس کا سبب وہی کفر و عناد ہے اور اصرار اور گھمنڈ ہے جس پر وہ قائم
 رہا، تو اے لوگو! تم ڈرو کہ اگر تم حق کو نہ مانو اور ناحق پر جے رہو جیسا کہ وہ بڑا بد بخت جبار کہیں تم بد بختی میں
 اس کے برابر نہ ہو جاؤ تو اس کے عذاب جیسا عذاب پاؤ تو یہ آیت اللہ تعالیٰ کے قول ”پھر اگر وہ مُنہ
 پھیریں تو تم فرماؤ کہ میں تمہیں ڈراتا ہوں ایک کڑک سے جیسی کڑک عاد اور ثمود پر آئی تھی“ کے طور پر
 ہے اس لئے کہ عاد و ثمود پر جو مصیبت اُتری وہ اسی طور کے اعراض (رُوگردانی) کے سبب اُتری
 تو تمہیں کون سی چیز بے خوف کرتی ہے، اگر تم ان اگلوں کی عادت پر جے رہو ان جیسا عذاب پانے سے
 یا سب کے لئے تنبیہ ہو گئی کہ اللہ تعالیٰ نے بتایا کہ آخرت میں اللہ تعالیٰ کا ایک دشمن نہایت بد بخت ہو گا
 اور اس کے لئے نہایت بدترین مزا ہے اور لوگ نہیں جانتے کہ وہ کون ہے، اور اللہ تعالیٰ نے اس کی
 صفات میں سے جھٹلانے اور منہ موڑنے کے سوا کچھ ذکر نہیں کیا تو بجا ہے کہ ہر جھٹلانے والے کا دل کٹ جا
 اور ہر منہ موڑنے والے کا کلیجہ چھٹ جائے اس ڈر سے کہ کہیں وہی نہ سب سے بڑا بد بخت ہو جس کی یہ سزا
 سُنانی گئی تو اس وجہ سے یہ تخیل سب لوگوں کے لئے آئی، اس نکتہ کو یاد رکھو کہ یہ بادشاہ علیم فاتح
 (علم والے عقدہ کھولنے والے حل جلالہ) کی توفیق سے ایک اچھا خیال ہے اور یہ تقریر کچھ وجہ ثانی میں بھی
 جاری ہے، لیکن یہاں ایک نہایت خفی نکتہ ہے اور وہ یہ کہ ایسے حصر ادعائی موقع کے مناسب اس وقت
 ہوں گے جبکہ سیاق کلام اس بڑے بد بخت و قابل ملامت کی مذمت کے لئے ہو، تو گویا یوں فرمایا گیا کہ
 یہ شخص شقاوت کے اس درجہ تک پہنچا جس کے آگے سب شقاوتیں ہیچ ہیں تو گویا دوزخ میں اس کے
 سوا کوئی نہ جائے گا، مگر جبکہ یہ کلام تمام کافروں کی تخیل کے لئے ہو یا مذمت کے ساتھ یہ قصہ بھی ہو
 تو شاید عذاب کو ایک شخص میں منحصر بنانا مستحسن نہیں، خود کرو کہ یہ مقام غور ہے اور یہ بندہ ناتواں اسی لئے
 خود کو دوسری وجہ کے بجائے پہلی وجہ کی طرف زیادہ مائل پاتا ہے اور اسی میں بے نیازی اور مطلب کا
 حصول ہے، اور اللہ تعالیٰ کے لئے حمد ہے جو مرادیں عطا فرماتا ہے، پھر میں جب اس مقام تک پہنچا
 میں نے تفسیر عزیزی اپنے بعض اعزہ سے عاریتہ لے کر دیکھی تو میں نے حضرت مولانا عبد العزیز کو
 (اللہ تعالیٰ ہمیں اور انہیں معاف فرمائے) دیکھا کہ وہ اس اعتراف کی طرف متنبہ ہوئے جو وجہ اول پر

اعلیٰ حضرت نے فرمایا اور انھیں متنبہ ہونا ہی چاہئے اس لئے کہ وہ ذکاوت و فطانت کا پہاڑ ہیں۔ پھر اس کے دو جواب دیئے:

پہلا تو وہی ہے جو علمائے اختیار فرمایا یعنی استخدام کا طریقہ۔

دوسرا یہ کہ اس نار سے دُور رکھا جانا جو کافروں کے ساتھ خاص ہے اس میں بڑی وسعت ہے اور اس کی آخری حد اتنی کے لئے خاص ہے اور باقی مسلمان اگرچہ وہ بھی اس آگ سے دُور رہیں گے لیکن اس کی طرح نہیں اھ۔

میں کہتا ہوں وجہ تو پہلی وجہ ہے اور میرے نزدیک وہی معتد ہے، اور جو دوسری وجہ ذکر کی وہ میرے نزدیک کوئی چیز نہیں اگرچہ شاہ عبدالعزیز علیہ الرحمہ کو دوسری پسند ہے کہ پہلی کو ایسے صیغہ سے ذکر کیا جس سے اس کے ضعف کی طرف اشارہ ہوتا ہے اس لئے کہ نار سے دُور ہونا اس کا کلی مشکل ہونا مطلق نار میں مسلم ہے جس میں بعض مومن داخل ہو سکتے ہیں اور تجنیب (نار دوزخ سے دُور رہنا) میں بڑی وسعت کا معنی جیسا کہ میرا ذہن قاصر اس کی طرف سبقت کرتا ہے کہ گناہوں کا وہ مقتضائے اصلی کہ گناہ اپنی طبیعت کے ساتھ چھوڑ دیئے جائیں تو اسی کا تقاضا کریں تو یہ ہے کہ بندہ کو وہ سزا ملے جس کی اسے گناہوں پر وعید سنائی گئی، اور یہ بہت ظاہر ہے، تو ہر وہ شخص جس نے ایک بار بھی گناہ کیا اللہ تعالیٰ کی پکڑ کا مستحق ہے اور بندہ کی بکثرت نیکیاں خدائے غالبہ قدیر کو مانع نہیں ہو سکتیں اس لئے کہ نیکیوں کا نفع تو بندہ ہی کو پہنچتا ہے تو کیسے اللہ تعالیٰ کو اپنے بھلے کے لئے کئے ہوئے کام کا احسان جتانے گا اور کیونکر اسے سزا کے دستور کو سرے سے باطل کرنے کا ذریعہ بنائے گا، حالانکہ بندہ کو خوب واضح بیان سے کہہ دیا گیا ہے کہ جیسا تو کرے گا ویسا تجھے بدلہ دیا جائے گا۔ غایت امر یہ ہے کہ دنیا و آخرت میں بندہ کی مدتِ اقامت کو نیک و بد ہر دو عمل میں ٹھہرنے کی مقدار پر باعتبارِ قدر و کیفیت تقسیم کریں تو ممکن ہے کہ اسے آگ اتنی مدت تک چھوئے جو اس کے مقدارِ عمل کے برابر ہو، اور ہم اہلسنت و جماعت (اللہ ہمیں رحمت و شفاعت سے نصیب عطا فرمائے) کا عقیدہ یہ ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کو حق ہے کہ وہ بندے سے ہر جرم پر مواخذہ کرے اگرچہ صغیر ہو جس طرح کہ اس کو سزاوار ہے کہ ہر گناہ سے درگزر فرمائے اگرچہ کبیر ہو، اور یہ اس کا فضل ہے اور وہ اس کا عدل، اور اللہ بندوں پر ظلم نہیں کرتا۔ اسی لئے جنت میں مومنین کی آسائش اور جہنم میں کافر کا عذاب ہمیشہ ہو گا اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کو ان کی نیت اور مخفی ارادے کا علم ہے کہ یہ دونوں اپنی اپنی حالت کفر و ایمان پر قائم و دائم رہنے کا عزم کئے ہوئے ہیں یہاں تک کہ اگر دنیا میں ہمیشہ رہتے اپنے حال پر ہمیشہ رہتے کیا تم اللہ کے فرمان کو

نہیں دیکھتے ”اور اگر واپس بھیجے جائیں تو پھر وہی کریں جس سے منع کئے گئے تھے“ اور جب ابوطالب کفار سے تمام و کمال جدا ہوئے اور اپنے قدم اس خبیث ملت پر جمائے رکھے جزا دینے والے رب سبحنہ و تعالیٰ نے ان کے سارے بدن کو نار سے نجات دی اور عذاب کو ان کے قدموں پر مستط کر دیا جیسا کہ بخاری و مسلم وغیرہ کی حدیث میں ہے، تو عمل و جزا میں مشاکلت کا مقتضی یہ ہے کہ جس کی نیکیاں اور برائیاں برابر ہوں اس کا عذاب میں رہنا ثواب کے گھر میں رہنے کے برابر ہوا، جو ایک گناہ کرے وہ اس کا عذاب چکھے اور جو بُرائی کے قریب جائے پھر اس سے جدا رہے تو اس کی جزا مشابہ عمل یہ ہے کہ وہ نار کے قریب کیا جائے پھر اس سے دُور رکھا جائے تاکہ غم اور گھبراہٹ کا مزہ ارادہ گناہ میں لذت کے بمقدار چکھے یہ حکم عدل ہے اور حکم عدل ہی اصل ہے، لیکن جو دو کو کم والے مولے نے اپنے اور پر رحمت کو لازم فرمایا اور اس کے لئے غضب پر سبقت رکھی اپنے کرم و احسان سے اس سے سفارش کی جو رحمت و جاہت والے اوپر ایسے شفیعوں نے جو نہ پھیرے جائیں نہ محروم ہوں ایک اللہ تعالیٰ کی رحمت تمام وعام اور دوسرے یہ نبی کریم جو کرم سے فیض جو دو کو کم کے ساتھ مبعوث ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے جیل مہربانیوں اور جلیل رحمتوں کا وعدہ فرمایا محض اپنے فضل سے نہ اس سبب سے کہ اس پر کچھ واجب ہے اور وہ اس سے منزہ ہے کہ اس پر کچھ واجب ہو، حالانکہ وہی پناہ دیتا ہے اور اس کے خلاف کوئی پناہ نہیں دے سکتا۔ اور اس نے خوشخبری دی کہ نیکیاں برائیوں کو دُور کر دیتی ہیں اور یہ کہ لسم (ارادہ گناہ) پر نہیں معافی دے دی گئی، بے شک تمہارے رب کی مغفرت وسیع ہے اور بیشک اللہ تعالیٰ ان باتوں سے درگزر فرماتا ہے جن کا ارادہ ہمارے نفوس کرتے ہیں جب تک ان کو انجام دیں یا انھیں نہ بولیں اور جس کے دونوں پتلے برابر ہوں گے وہ نار میں نہ جائے گا۔ اور یہ کہ اللہ تعالیٰ کے یہاں صرف نہایت سرکش زنا فرمان ہی ہلاک ہوگا (یعنی کافر)، اور یہ سب مولائے غنی کریم کا فضل و کرم ہے، اس کی نعمتیں جیل میں اور اس کے احسان بہیم ہیں، اور اسی کے لئے حمد ہے جیسی وہ پاس ہے اور پسند فرمائے، تو ہر وہ شخص جس نے گناہ کیا یا گناہ کے پاس جا کر کڑک گیا پھر اللہ تعالیٰ نے اسے نار سے دُور رکھا تو اسے اس کے استحقاق کی جہت سے اس کے عمل کی جزا دینے کو دُور رکھا چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ”بے شک اللہ تعالیٰ لوگوں کو بخشنے والا ہے ان کے ظلم کے باوجود“ بلکہ مغفرت کا معنی یہی ہے کہ صاحبِ حق اپنے حق کو لینے سے کلی یا جزوی طور پر درگزر کرے تو یہ نار سے قریب کر کے اس سے دُور رکھنا ہے اور نار کی طرف لجا کر اس سے بچانا ہے اس کے باوجود اس میں رُتبوں کا تفاوت ہے جیسا کہ پوشیدہ نہیں مگر جو تقویٰ کی سب سے آخری حد تک پہنچ گیا یہاں تک کہ ہر ناپسندیدہ بات سے دُور رہا اور خلق سے فانی اور حق پر باقی ہو گیا اور اس کی شان معصیت

کے ارتکاب سے اور رحمن کے مغضوب کو پسندیدگی کی نظر سے دیکھنے سے بلند ہوگئی، تو محال ہے کہ ایسے شخص کو نار سے علاقه ہو یا نار کو اس سے کوئی تعلق ہو خصوصاً وہ متقیوں کا متقی اور سارے اصفیائے زیادہ صاف باطن جس کے تمام احوال پر حق کی چشمِ رضا رہی، اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جس کا کوئی کام بُرا نہ لگا تو یہی وہ خدا کا بندہ ہے یہی وہ خاص بندہ ہے زبانیں جس کے کمال کو بیان کرنے سے عاجز ہیں جس کی عظمت کے صحرا میں عقلیں گم ہیں اس میں عقلیں دوڑیں اور گھومتی پھریں، پھر گرتی پڑتی رہیں پھر لوٹیں تو ان سے پوچھا تو بولیں وہی وہ ہے، تو اس خاص بندہ کے بارے میں آخری بات یہ ہے کہ وہ سارے بندوں سے اولیٰ اور خدا کے جواد کے قول "بے شک وہ جن کے لئے ہمارا وعدہ بھلائی کا ہو چکا وہ جہنم سے دُور رکھے گئے ہیں وہ اس کی پھنک نہ سنیں گے اور وہ اپنی من مانی خواہشوں میں ہمیشہ رہیں گے انھیں غم میں نہ ڈالے گی وہ سب سے بڑی گھبراہٹ اور فرشتے ان کی پیشوائی کو آئیں گے کہ یہ ہے تمہارا وہ دن جس کا تم سے وعدہ تھا" کی پہلی مراد ہے، مطلق نار سے دُور رکھنے میں جو بڑی وسعت ہے اس کا مقدور بیان کے مطابق ہی معنی ہے اور ایسی بات اس نار کے بارے میں نہیں بنتی جو کفار کے ساتھ مخصوص ہے وہ تو کفر کی سزا ہے اور تمام مسلمان اس نار سے دُور رہنے میں برابر ہیں اس لئے کہ کفر و ایمان یہ دونوں وصف گھلتے بڑھتے نہیں ہیں اور یہ مسئلہ (کفر و ایمان کا کم زیادہ نہ ہونا) اجتماعی ہے اور اختلاف لفظی ہے تو ضروری ہے کہ مسلمان کفر کی سزا سے دُور رہنے میں بھی برابر ہوں۔ رہا اللہ تعالیٰ کا قول "اس دن وہ ظاہری ایمان کی بنسبت کھلے کفر سے زیادہ قریب ہیں" تو یہ باعتبار ظاہر کے ہے اس لئے کہ آیت منافقین کے بارے میں ہے اس وجہ سے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں فرمایا:

"اپنے منہ سے کہتے ہیں جو ان کے دل میں نہیں اور اللہ کو معلوم ہے جو چھپا رہے ہیں۔" مطلب یہ ہے کہ منافقین ظاہری طور پر ایمان والے بنتے تھے تو ان کے دلوں میں چھپی بات سے بے خبر یہ گمان کرتا تھا کہ وہ مسلمان ہیں چونکہ منافقین کفر سے دُوری ظاہر کرتے تھے پھر جب وہ مسلمانوں کے لشکر سے جدا ہو گئے اور بولے کہ:

"اگر ہم لڑائی ہوتی جانتے تو ضرور تمہارا ساتھ دیتے" ان کا پردہ فاش ہو گیا اور گمانوں پر غالب ہو گیا کہ یہ لوگ مسلمان نہیں اس احتمال کے ساتھ کہ منافقوں کی یہ بات سُستی اور آسائش کی زمین پکڑنے کی وجہ سے ہو تو قُرب اور بُعد کا یہ معنی ہے یا کفر و ایمان سے مراد صاحبانِ کفر و ایمان ہیں اس لئے کہ منافقوں کا مسلمانوں کے گروہ کو کم کرنا مسلمانوں کے لشکر سے جدا ہو کر مشرکوں کو تقویت دینا ہے ایسا ہی مفسرین نے فرمایا ہے، یہ ہے وہ جو میری رائے ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۴۶) بحث مذکور کا خلاصہ بیان کرتے ہوئے فرمایا :

وبالجملة فهبت نسائم التحقيق على ان الوجه ابقاء اللفظين على ظاهرهما
وانما تحتاج الى امرين لا يعد شي منهما تكلفاً وتغيراً .
الاول ان تنكيرنا للتعظيم وهو كما ترى شائع في الكلام الفصيح قرانا وقد يما
وحديثا واخذ التلظي بمعنى اشد ما يكون حملاً للمطلق على فردة الكامل وهو
ايضاً منتشر مستطير .

والثاني الاستخدام وهو كما سمعت اعلیٰ او من اعلیٰ النوع البديع او
ارجاع الضمير الى نفس الموصوف مجرداً عن الصفة وهذا ليس من التاويل
في شيء على ان غرضنا يتق باية الاتقى ولا مساغ فيه للتاويل بتنا و قطعاً
هكذا ينبغي التحقيق ولما التوفيق والحمد لله رب العالمين .

خلاصہ یہ کہ اب تحقیق کی ہوائیں چلیں اس پر کہ وجہ تو یہی ہے کہ دونوں لفظوں کو ان کے ظاہر پر
رکھا جائے اور تمحیص حاجت صرف دو امر کی ہوگی اور ان میں سے کوئی نہ تکلف کے شمار میں ہے نہ تغیر کی
گنتی میں ۔

پہلی بات یہ کہ ”نا سراً“ نکرہ تعظیم کے لئے ہے اور یہ اسلوب جیسا کہ تم جانتے ہو قرآن و حدیث
اور قدیم و جدید کلام فصیح میں شائع ہے اور تلظی (آگ کی بھڑک) مطلق کو فرد کامل پر محمول کرتے ہوئے
سخت ترین بھڑکنے کے معنی میں لیا جائے اور یہ بھی خوب شائع ہے ۔

اور دوسری بات استخدام ، اور وہ جیسا کہ تم نے سنا اقسام بديع میں سب سے اعلیٰ ہے یا منجملہ
اعلیٰ قسم کے ہے یا ضمیر کو نفس موصوف کی طرف بلا لحاظ صفت لوٹائیں اور یہ تاویل سے کوئی لگاؤ نہیں رکھتا ۔
علاوہ بریں ہماری غرض تو آیت اتقى سے تمام ہوتی ہے اس میں قطعاً تاویل کی گنجائش نہیں ، اسی طرح
تحقیق چاہئے اور اللہ تعالیٰ توفیق کا مالک ہے اور ساری خوبیاں اللہ کے لئے جو مالک ہے سب
جہانوں کا ۔ (ت)

(فتاویٰ رضویہ ج ۲۸ ص ۶۰۰)

(۴۷) چند وجوہ سے شہادت کا جواب دیتے ہوئے فرمایا :

اذا وعيت هذا ودريت ما فيه وألقيت السمع وانت نبیه هان عليك الجواب عن
هذه الشبهة الاولى بوجوه :
الاول ظاهر اللفظ واجب الحفظ الابض ومرة واين الضرورة .

الثاني ما مالوا اليه لم يزد الا قدحاً فوجب ان تضرب عنه صفحاً ، وابوعبيدة فيها عاتق لا اصاب ولا أغنى فكيف نترك ظاهراً قول الله سبحانه وتعالى بقول رجل لم يكن معصوما ولا صاحبياً ولا تابعياً ولا ستيّاً ولا مصيباً في ما طلب ولا مجدياً في ما اليه هرب .

ايها الناس اتى سائلكم عن شئ فهل انتم مخبرون أم أيتم لو ان الآية وردت بلفظ التقى وفسره بالالتقى ابوعبيدة اللخوى فتعلقنا به بقوله وندبناكم الى قبوله ما ذا كنتم فاعلين لكن الانصات شئ عزيز ولا يؤتى الا اذا حظ عظيم .

الثالث سلمنا كونه في الآية وجهاً وجرهاً لكن هو الوجه فيها بل وجهها هو الأوضح والأجلى ولا تنافي بين نجاة التقى والالتقى والقراة محتج به على كل تاويل واحد الوجهين يوجب التفصيل والوجه الآخر لا ينافيه فوجب القبول والقول بها فيه .

ولذلك ترى علمائنا رحمهم الله تعالى لم يزلوا محتجين بالآية الكريمة على تفضيل العتيق الصديق رضي الله تعالى عنه وهم ادرى منا ومنكم بما قاله ابوعبيدة وغيره ، ثم هذا لم يقعدهم عن سلوك تلك المسالك ولم ينكر عليهم احد ذلك فثبت ان مقصودنا بحمد الله حاصل ومزعومكم بحول الله باطل ، و الحمد لله رب العلمين اياه نرجوا وبه نستعين .

الشبهة الثانية ما نقله المولى الفاضل استاذ استاذى عبد العزيز بن ولي الله الدهلوى سامحنا الله واياهما بلطفه الخفى وفضله الوفى في تفسير فتح العزيز ما ذكر استدلال اهل السنة والجماعة بآية الكريمة على الطريق المشهور بين علماء الدهور ، قال " وقال اهل التفضيل ان الالتقى محمول على التقى منسوخ عن معنى التفضيل اذ لولاة لشميل باطلاقة النبي صلى الله تعالى عليه وسلم فيلزم ان يكون الصديق التقى منه صلى الله تعالى عليه وسلم وهو باطل قطعاً بالاجماع قال واجاب اهل السنة والجماعة ان حمل الالتقى على التقى يخالف اللسان العربى والقراة انما نزل به فحملة على ما ليس منها غير سديد ، وماذكروا من الضرورة مندفع بان الكلام في سائر الناس دون الانبياء

عليهم الصلوة والسلام لما علم من الشريعة ان الانبياء على كرامة واشرف مكانة عند الله تبارك وتعالى فلا يقاسون بسائر الناس ولا يقاس سائر الناس بهم فعرف الشرع حين جريان الكلام في مقام التفاضل وتفاوت الدرجة يخص امثال هذا اللفظ بالامة والتخصيص العرفي اقوى من التخصيص الذكري كقول القائل خبز القمح احسن خبز لن يفهم منه تفضيله على خبز اللوز لأن استعماله غير متعارف وهو خارج عن المبحث اذا الكلام انما انتظم الجوب دون الفواكه ، هذا كلامه في التفسير الفارسي اوردناه نقلاً بالمعنى .

اقول وبالله التوفيق اما ما ذكر من ان يخالف اللسان العربية فممنوع و مد فوع ، الاترى الى قوله تعالى "هو الذي يبدؤ الخلق ثم يعيده وهو اهون عليه" وليس شئ اهون على الله تعالى من شئ والمعنى في نظركم على احدتاويلات في علمي ولعل الواسدين في القرآن ، والى قوله تعالى "اصحاب الجنة يومئذ خير مستقرا واحسن مقيلا" ولاخير للغير ولاحسن لأهل الضير اولاية جارية على سبيل التهكوبهم كما قال المفسرون لكن الأمرات الافعل حقيقته في التفضيل ولايصار الى الانسلاخ عنه الا لضرورة دعت بقريظة قامت كما في الأيتين اللتين تلونا وحيث لا ضرورة ولا قريظة ما نحن فيه لانقول به والمصير اليه اشبه بالتحريف منه بالتفسير كما قد حققنا وهذا القدر يكفي المراد عليهم ، واما ما ذكر من حديث التخصيص عرفا فجرى منه على تسليم ما ادعى الخصم من أن اللفظ بصيغته يشمل الانبياء عليهم الصلوة والسلام وان بغيت الحق المرصوص فلا شمول ولا خصوص لأن الاتقي ان عم عم افرا دة وهم المفضلون المرحجون دون المر جوحين المفضل عليهم .

وسرالمقام بتوفيق الملك العلامة ان الافضل لا بد له من مفضل ومفضل عليه والمفضل عليه يذكر صريحا اذا استعمل مضافا او بمن اما اذا استعمل باللام

له فتح العزيز (تفسير عزیزی) تحت الآية ۹۲/۱۴ پ عم مسلم بکڈ پولال کنوان دہلی ص ۳۰۴

۲۴/۳۰ القرآن الکریم

۲۴/۲۵

فلا يؤمر في الكلام ولكن اللام تشير إليه على سبيل العهد في ضمن الإشارة إلى
المفضل لان ذات ماله الفضل كما هو مفاد لفظ أفعل بلا لام لاتعيين الا وقد
تعين المفضل عليه فعهد ما يستلزم عهده واذ لم يكن هناك عهد في اللفظ فالمصير
إلى العهد الحكيم وقد عهد في الشرع المطهر تفضيل بعض الأمة على بعض لا تفضيلهم
على الانبياء الكرام فلا يقصده المتكلم ولا يفهمه السامع فلم يدخلوا حتى
يخرجوا، تأمل، انه دقيق، وقد كنت أظن هكذا من تلقاء نظري الى ان
رأيت علماء النحو صرحوا بما أبدى فكرى والله الحمد.

قال المولى السامى نور الملة والدين الجامي قدس الله سره وضعه للتفضيل
الشيء على غيره فلا بد فيه من ذكر الغير الذي هو المفضل عليه وذكره مع
من والاضافة ظاهر، واما مع اللام فهو في حكم المذكور ظاهراً لانه يشار
باللام الى معين بتعيين المفضل عليه قبل لفظاً او حكماً كما اذا طلب
شخص افضل من زريد، قلت عمر والافضل أى الشخص الذى قلنا
انه افضل من زريد، فعلى هذا لا تكون اللام فى فعل التفضيل الا
للعهد انتهى.

قلت وتنقيح المرام بتحقيق المقام يستدعى بسطاً نحن في غنى عنه
(لطيفتان) بشل ما صرح المولى الجامي صرح الرضى الاسترآبادى الذى
لم تكن في مصره عمارة عصره الا بنحوه لكن لما نثر عنه لان على قلبه أفة
لاحد لها فهم من فهم هذا ثم ان المولى الفاضل نقل في التفسير جواباً آخر عن
بعض المجلة الاكابرو لعله يريد به اياه وهو أن الاتقى ههنا على معناه اعنى من
فضل في التقوى على كل من عداة نبيا كان او غيره الا انه يختص بالاحياء الموجودين
فالصديق رضى الله تعالى عنه يوصف به في آخر عمره حين خلافته بعد ارتحال
المصطفى صلى الله تعالى عليه وسلم وسيدنا عيسى على نبينا عليه الصلوة و
السلام لما كانت رفوعا الى السماء لم يبق في حكم الاحياء، ولا يجب للاتقى

ان يكون اتقى في جميع الاوقات وبالنسبة الى كل احد من الاحياء والاموات و الا
لم يوجد له في العلمين مصداق اذ لا يتصور التقوى في من الصبا وكل منصب
محمود شرعاً فالعبرة فيه بأخر العمر كالعدل والصلاح والغوثية والقطبية
والولاية والنبوة ولهذا يدعى بهذه الاوصاف من تشرف بها في اواخر عمره
وان لم يكن له ذلك من بدء امره ، فالأتقى من فضل بالتقوى من سائر
الموجودين في آخر عمره الذي هو وقت اعتبار الاعمال وبه يثبت المدعى بلا تكلف
ولا تاويل ^{له} بالتعريب وقد ارقتناه المولى الفاضل جانحاليه وسأكتا عليه .

أقول وان جعل الله الفطنة بمرأى العين من قلب وكيع اتقن وأيقن
ان هذا لا يزيد على تليع هب ان حديث "العبرة بالخواتيم" حق واجب
التسليم لكن ليس العقل السليم شهيداً بآبائه اذا ذكر أحد من الاحياء الموجودين
بنعت من النعوت لا يفهم منه الا اتصافه في الحال لانه يصير هكذا بالمال
والتبادر دليل الحقيقة والافتياق الى قرينة تصرف الافهام وتظهر المرام امامة
المجانر فماذا يحوجنا اليه مع استقامة الحقيقة من دون تكلف ولا تاويل ،
أما على طريق تناقلاً لأمرأين واجلي وأما على طريقة الشيخ العزيز عبد العزيز
فلان امثال تلك التخصيصات تكون مرتكزة في الازهان من دون حاجة الى البيان
وليس دلالة هذا التلويح أدون من ارشاد التصريح ولهذا لا ينزل العام عن
درجة القطعية كما في الكتب الاصولية والعجب من هذا عدة تكلفا و
تاويلا مع شيوعه في النصوص حديثاً وتزيلا فلو كان من باب التكلف فما أكثر
التكلف في افصح الكلام وكلام من هو افصح الانام عليه افضل الصلوة
واكمل السلام واغرب من هذا ان عم طريقته بريئة من التكلف مع انها تحتاج الى ما هو
ابرز والعد فان الصديق رضى الله تعالى عنه لم يكن بالحقيقة ألتقى الموجودين

له فتح العزيز (تفسير عزري) تحت الآية ٩٢/١٤ پ عم مسلم بكذلول كنوان دہلی ص ٣٥٢
صحيح البخاري كتاب القدر باب العمل بالخواتيم قديمي كتب خانہ کراچی ٩٤٨/٢
کنز العمال حديث ٥٩٠ مؤسسة الرسالة بيروت ١٢٥/١

في حين من الاحيان لحيات سيدنا عيسى عليه الصلوة والسلام على ارجح الاقوال ونزعم
التحاقه بالاموات لارتفاعه الى السموات كلمة هو قائلها ما عليها دليل ولا برهان ، و
ان سلم فاين انت من سيدنا الخضر عليه السلام مع أن المعتمد المختار بنوته وحياته ،
فان قلت انه مختلف عن الابصار معتزل عن الامصار فالتحق بالاموات كان عذراً
أفسد من الاول فافهم على أننا قد اثبتنا اطلاق الصفة على من سيكون كذا تجوز
ولا تجوز الابقريئة ولا قرينة الاختصاص الانبياء شرعاً فباتكائه حمل الكلام على
الحقيقة اولى ام المصير الى التجوز معتمداً على تلك القرينة نفسها ، وقد بقي
بعد خبايا في روايا لانذكرها مخافة للتطويل فتحق الجواب والحق في الجواب
ما ذكر العبد الذليل وولى التوفيق ربى الجليل .

ثم أقول وهناك نكتة اخرى أحق واخرى بقبول النهي لم امر من تنبه
لها وهي ان افعل التفضيل لا محيد له من مفضل عليه فالمحل منه
باللام اما ان يكون مفادة التفضيل على جميع من عهد التفاضل فيما بينهم في امثال
هذا المقام كالحبوب في قولنا خبز البر هو الاحسن والاكثر فيها نحن فيه ، او على بعضهم
دون بعض اولادنا بل احتمالاً على الاول حصل المقصود والثاني باطل بالبداهة
الاترى الى قوله تعالى "سبح اسم ربك الاعلى" ، وقوله صلى الله تعالى عليه
وسلم في دعائه دبر الصلوة اسمع واستجب الله اكبر الاكبر على رواية الرفع ، اخرجه
ابوداؤد والنسائي وابن السنن وقول ابن مسعود مرضى الله تعالى عنه بين
الصفاء والمروة "رب اغفر وارحم انك انت الاعز الاكرم" ، رواه ابن ابى شيبة
بل الى قول كل مصل في سجوده سبحانه ربى الاعلى "وعلى الثالث

١ شرح المقاصد المقصد السادس الفصل الرابع المبحث السابع دار المعارف النعمانية حيدرآباد دکن ٢/ ٣١١

٢ القرآن الكريم ٨٤/ ١

٣ سنن ابى داؤد كتاب الصلوة باب ما يقول الرجل اذا سلم آفتاب عالم پريس لاہور ١/ ٢١١

عمل اليوم والليلۃ باب ما يقول في دبر صلوة الصبح دائرة المعارف النعمانية حيدرآباد دکن ص ٣٢

٤ المصنف لابن ابى شيبة كتاب الحج باب ٢٦٠ . حديث ١٥٥٥٦٠ دار الكتب العلمية بيروت ٣/ ٢٠٢

كانت الآية مجملة في حق المفضل عليهم والمجمل ان لم يبين عد من المتشابهات ولم
يعدها أحد منها لكتاب حمد الله وجدنا البيان من صاحب البيان
عليه افضل الصلوة والسلام، اخرج الامام ابو عمر بن عبد البر من حديث مجالد
عن شعبي قال سألت ابن عباس او سئل ائت الناس اول اسلامًا قال اما سمعت
قول حسان بن ثابت

اذا تذكرت شجواً من اخي ثقة فاذا كراخاك ابا بكر بما فعلا

خير البرية اتقاها واعد لها بعد النبي واوفاها بما حملا

والثاني التالي المحمود مشهده واول الناس من صدق الرسلا انتهى

جب یہ بات ثابت ہو گئی اور تم نے اس کے مضمون کو سمجھ لیا اور تم نے کان دھرا اور تم ذہین ہو تو
تمہیں اس پہلے شبہ کا جواب چند وجہ سے آسان ہے،

پہلی وجہ یہ ہے کہ لفظ کے ظاہری معنی کی حفاظت واجب ہے یعنی لفظ کو ظاہر سے پھیرنا
جائز نہیں مگر بہ ضرورت، اور ضرورت کہاں۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ جس تاویل کی طرف لوگ مائل ہوئے اس سے تو قباحت ہی زیادہ
ہوتی تو ضرور ہوا کہ ہم اس سے منہ پھریں، اور ابو عبیدہ نے جو پاڑ بیلے اس کاوش میں وہ نہ صواب
کو پہنچا اور نہ کوئی مفید بات کہی تو ہم اللہ تعالیٰ کے قول کے ظاہری معنی کو ایسے شخص کے کہنے سے کیسے
چھوڑ دیں جو نہ معصوم تھا، نہ صحابی تھا، نہ تابعی، نہ سنی، نہ اپنے مطلب میں صواب کے پائے والا نہ اپنے مفہم میں نفع بخش۔
اے لوگو! میں تم سے ایک بات پوچھوں تو کیا جواب دو گے، مجھے بتاؤ اگر آیت لفظ تقی کے
ساتھ وارد ہوتی اور ابو عبیدہ لغوی اسے اتقی سے تفسیر کرتا تو ہم اس کے قول سے چمٹ جاتے اور
تمہیں اسے قبول کرنے کی دعوت دیتے اب تم کیا کرتے، لیکن انصاف کیا بات شئی ہے اور بڑے نصیب
والے ہی کو ملتا ہے۔

تیسری وجہ یہ ہے کہ ہم نے آیت میں اس کا وجہ وجہ ہونا مان لیا، مگر آیت میں کیا یہی
وجہ ہے، بلکہ ہماری وجہ واضح تر اور زیادہ روشن ہے اور تقی اور اتقی کی نجات میں کوئی منافات
نہیں ہے اور قرآن ہر تاویل پر حجت ہے، اور دو وجہوں میں سے ایک تفصیل کی مقتضی ہے اور
دوسری اس کے منافی نہیں تو قبول کرنا اور اس وجہ کے مضمون کا قائل ہونا ضروری ہے۔

اسی لئے ہمارے علماء رحمہم اللہ تعالیٰ کو دیکھتے ہو کہ وہ اس آیت سے سیدنا عتیق صدیق

کی فضیلت پر دلیل لاتے ہیں حالانکہ وہ ابو عبیدہ وغیرہ کے کلام کو ہم سے اور تم سے زیادہ جانتے ہیں، پھر بھی علماء کو اس بات نے ان مسالک پر چلنے سے نہ روکا، نہ کسی نے ان مسالک کو ناپسند کیا۔ اب ثابت ہو گیا کہ ہمارا مقصد بجز اللہ تعالیٰ حاصل ہے اور تمہارا زعم اللہ تعالیٰ کی قدرت سے باطل ہے، اور سب خوبیاں اللہ کے لئے ہیں جو مالک ہے سب جہانوں کا، ہم اسی سے اُمید رکھیں اور اسی سے مدد چاہیں۔

دوسرا شبہ وہ ہے جو میرے استاذ الاستاذ مولائے فاضل عبدالعزیز بن ولی اللہ الدہلوی (اللہ تعالیٰ ہمیں اور انھیں اپنے لطفِ خفی اور فضلِ کامل سے معاف فرمائے) نے تفسیر فتح العزیز میں اس آیت کریمہ سے اہل سنت و جماعت کے استدلال کو علمائے زمانہ کے درمیان مشہور طریقت پر ذکر کرنے کے بعد نقل فرمایا، انھوں نے فرمایا کہ تفضیلیہ نے کہا کہ اتقی بمعنی تقی ہے، اور وہ (اسم تفضیل) معنی تفضیل سے مجرد ہے اس لئے کہ اگر یہ معنی نہ ہو تو اسم تفضیل کے اطلاق کے سبب صدیق کی فضیلت نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو شامل ہوگی تو لازم آئے گا کہ صدیق نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اتقی ہوں، اور یہ قطعاً اجتماعی طور پر باطل ہے۔ شاہ عبدالعزیز نے فرمایا کہ اہل السنۃ والجماعت نے جواب دیا کہ اتقی کو تقی کے معنی میں لینا عربی زبان کے خلاف ہے اور قرآن تو اسی میں اُترا، تو ایسے طریقہ پر محمول کرنا جو زبان عربی کے دستور میں نہ ہو صحیح نہیں ہے اور جو ضرورت تفضیلیہ نے ذکر کی وہ مندرج ہے اس لئے کہ کلام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو چھوڑ کر باقی لوگوں میں ہے کیونکہ شریعت سے یہ معلوم ہے کہ انبیاء کی عظمت سب سے زیادہ ہے اور ان کا مرتبہ سب پر بلند ہے تو انھیں باقی لوگوں پر قیاس نہ کیا جائے گا، نہ باقی لوگ ان پر قیاس کئے جائیں گے، تو شریعت کا عرف مقام فضیلت اور تفاوت مراتب کی جاری گفتگو میں ایسے الفاظ کو اُمت کے ساتھ خاص کر دیتا ہے اور تخصیص عرفی تخصیصِ ذکر سے زیادہ قوی ہے جیسے کوئی کہے کہ گھوڑوں کی روٹی سب سے اچھی روٹی ہے، اس سے گھوڑوں کی روٹی کی فضیلت بآدام کی روٹی پر نہ سمجھی جائے گی اس لئے کہ اس کا استعمال متعارف نہیں ہے اور وہ بحث سے خارج ہے اس لئے کہ کلام اناج کو شامل ہے نہ کہ میوؤں کو۔ یہ شاہ عبدالعزیز کا تفسیر فارسی میں کلام تھا جس کے مفہوم کو ہم نے نقل کیا۔

میں کہتا ہوں اور توفیق اللہ تعالیٰ سے ہے، رہی وہ بات جو شاہ صاحب نے ذکر کی کہ یہ (اتقی بمعنی تقی ہونا) ممنوع و مدفوع ہے، کیا تم نہیں دیکھتے اللہ تعالیٰ کا قول ”اور وہی ہے کہ اول بناتا ہے پھر اسے دوبارہ بنائے گا اور یہی تمہاری سمجھ میں اس پر زیادہ آسان ہونا چاہئے“ حالانکہ اللہ تعالیٰ کے لئے کوئی چیز دوسری چیز سے زیادہ آسان نہیں (یعنی اللہ تعالیٰ کو ہر چیز پر یکساں

قدرت حاصل ہے) اور آیت کا مطلب یہ ہے کہ دوبارہ بنانا تمہاری نظر میں زیادہ آسان ہونا چاہئے اور یہ عسی و لعل جو قرآن میں وارد ہیں ان کی تاویلات میں سے ایک تاویل کی بنا پر ہے اور کیا تم نہیں دیکھتے اللہ تعالیٰ کا یہ قول ”جنت والوں کا اُس دن (سب سے) اچھا ٹھکانا اور حساب کی دوپہر کے بعد (سب سے) اچھی آرام کی جگہ“ حالانکہ غیر کے لئے خیر نہیں اور خسارہ والوں کے لئے کوئی اچھائی نہیں، یا آیت کفار سے استہزاء کے طور پر جاری ہے، جیسا کہ مفسرین نے فرمایا ہے۔ لیکن اصل بات یہ ہے کہ اسم تفضیل کا معنی حقیقی تفضیل ہے اور تفضیل سے مجرد ہونے کی طرف بغیر ضرورت داعیہ بہ سبب قرینہ قائم نہ پھرے گی جیسا کہ ان دو آیتوں میں جو ہم نے قلدت کیں اور جہاں نہ ضرورت ہو اور نہ قرینہ ہو وہاں ہم تفضیل سے مجرد ہونے کا قول نہ کریں گے اور اس طرف پھرنا تفسیر کی بہ نسبت تحریف سے زیادہ مشابہ ہے جیسا کہ ہم نے تحقیق کی اور اس قدر ان کے رد کے لئے کافی ہے۔ اور یہی وہ تخصیص عرفی کی بات جو شاہ صاحب نے ذکر فرمائی تو مدعی کا وہ دعویٰ کہ لفظ اپنے صیغہ کے سبب انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو بھی شامل ہے تسلیم کرنے کی تقدیر پر جاری ہوئی اور اگر تم حتی محکم کو چاہو تو نہ شمول ہے نہ خصوص ہے اس لئے کہ اتنی اسم تفضیل اگر عام ہے تو اپنے افراد کو عام و شامل ہے، اور اس کے افراد وہ ہیں جنہیں فضیلت و ترجیح دی گئی نہ کہ وہ مرجوح جن پر دوسروں کو فضیلت دی گئی۔

اور اس مقام میں علم والے بادشاہ کی توفیق سے راز یہ ہے کہ افضل کے لئے ایک مفضل اور دوسرا مفضل علیہ لازم ہے اور جب اسم تفضیل اضافت کے ساتھ یا من کے ساتھ مستعمل ہو تو مفضل علیہ صراحتہ مذکور ہوتا ہے، لیکن جب اسم تفضیل الف لام کے ساتھ آتا ہے تو اس میں مفضل علیہ کلام میں ذکر نہیں کیا جاتا لیکن لام تعریف بر سبیل عہد مفضل علیہ کی طرف مفضل کی طرف اشارہ کے ضمن میں اشارہ کرتا ہے اس لئے کہ کوئی ذات جس کو دوسرے پر فضیلت ہو جیسا کہ صیغہ افضل کا مفاد ہے بغیر لام تعریف کے اسی وقت متعین ہوگی جب مفضل علیہ متعین ہو تو اس کی تعیین مفضل علیہ کی تعیین کو مستلزم اور جب کہ تعیین صراحتہ موجود نہیں تو مال کار کا حکماً تعیین ماننا ہے اور شرع مطہر میں بعض اُمتیوں کی تفضیل دوسرے اُمتیوں پر معروف ہے نہ کہ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام پر فضیلت ہو تو نہ متکلم کی مراد ہوتی ہے نہ مخاطب ہی یہ معنی سمجھتا ہے، اب انبیاء کرام عموم میں داخل ہی نہیں کہ اس سے مستثنیٰ کئے جائیں، اس کلام میں غور کرے، بیشک یہ دقیق ہے اور میں اپنی سمجھ سے یہی گمان کرتا تھا یہاں تک کہ میں نے نحو کے عالموں کی تصریح اپنے نتیجہ فکر کے مطابق دیکھی واللہ الحمد۔

حضرت بلند مرتبت نور الملتہ والدین جامی قدس اللہ تعالیٰ سرہ نے فرمایا اسم تفضیل کی وضع

شے کی غیر فضیلت بتانے کے لئے ہے، لہذا اس میں غیر کا مفضل علیہ مذکور ہونا ضروری ہے اور من اور اضافت کے ساتھ تو مفضل علیہ کا مذکور ہونا ظاہر ہے۔ رہا لام تعریف کے ساتھ تو مفضل علیہ صریح مذکور کے حکم میں ہے اس لئے کہ لام تعریف سے ایک معین کی طرف اشارہ ہوتا ہے جو لفظ میں مذکور یا حکم میں موجود مفضل علیہ کی تعیین سے متعین ہوتا ہے جیسے اگر کوئی شخص زید سے افضل مطلوب ہو تو تم کو کہ عموماً افضل ہے (لام تعریف کے ساتھ) تو مطلب یہ ہے کہ وہ شخص جسے ہم نے زید سے افضل کہا عمرو ہے، تو اس بنا پر صیغہ افعّل تفضیل میں لام عہد (تعیین) ہی کے لئے ہوگا انتہی۔

قلت (میں نے کہا) مقصود کی تنقیح اس بحث کی تحقیق کے ذریعہ تفصیل کو چاہتی ہے جس سے ہم بے نیاز ہیں (**دو لطیف**) جس طرح اسم تفضیل کے بارے میں فاضل جامی نے تصریح کی ایسی ہی تصریح رضی استرآبادی نے بھی کی جس کے شہر میں اس کے زمانے میں اسی کی نہج و نحو پر عمارت قائم ہوئی، مگر ہم نے اس کا کلام نقل نہ کیا اس لئے کہ اس کے دل پر ایسی آفت ہے جس کی حد نہیں ہے، اس کو سمجھا جو سمجھا۔ پھر فاضل مولانا نے بعض گرامی قدر اکابر سے ایک اور جواب نقل کیا اور شاید ان کی مراد ان کے والد ہیں اور وہ یہ کہ اتقی اس جگہ اپنے معنی پر ہے یعنی جو تقویٰ میں اپنے ماسوا سے افضل ہو خواہ نبی ہو یا غیر نبی، مگر یہ کہ اس صورت میں یہ ان کے ساتھ خاص ہوگا جو زندہ موجود ہیں۔ پھر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اتقی کے مصداق اپنی عمر کے آخری حصہ میں اپنی خلافت کے دور میں مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وصال کے بعد ہوئے، اور سیدنا عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام جب آسمان پر اٹھائے گئے تو وہ زندوں کے حکم میں نہ رہے۔ اور اتقی کے لئے ضروری نہیں کہ وہ تمام اوقات میں اتقی ہو

اور تمام احوال و اموات سے افضل ہو، ورنہ عالم میں کوئی اس کا مصداق نہ ہوگا کیونکہ بچپن کے زمانہ میں تقویٰ متصور نہیں، اور ہر منصب جو شرعاً محمود ہو اس میں اعتبار آخر عمر کا ہے جیسے عدل و صلاح غوثیت و قطبیت ولایت و نبوت اسی لئے جو ان اوصاف سے مشرف ہوتا ہے اسے اس کے آخری ایام میں ان اوصاف کے ساتھ موسوم کرتے ہیں اگرچہ یہ اوصاف ان لوگوں کو ابتداء سے حاصل نہیں ہوتے تو اتقی وہ ہے جو تمام موجودین کے بیچ تقویٰ میں سب سے افضل ہو اپنی اواخر عمر میں جس وقت اعمال کا اعتبار ہوتا ہے اور اس تقریر سے صدیق کی **افضلیت** کا دعویٰ بے تکلف و تاویل ثابت ہو جاتا ہے عربی عبارت کے ساتھ ترجمہ ختم ہوا اور اس تقریر کو فاضل مولانا نے اس کی طرف میلان اور اس پر سکوت کرتے ہوئے پسند کیا۔

اقول (میں کہتا ہوں) اور اگر اللہ تعالیٰ ذہانت کو قلب کے سامنے رکھے تو وہ حکم لقین کر لے گا کہ یہ ملمع سے زیادہ نہیں، مان لیا کہ حدیث کا ارشاد ہے: "خاتمہ کا اعتبار ہے" حق واجب التسلیم ہے

لیکن کیا عقل سلیم شاہد نہیں کہ جب دنیا میں زندہ موجود لوگوں میں سے کوئی کسی وصف کے ساتھ مذکور ہو تو اس سے اس کافی الحال متصف ہونا ہی مفہوم ہوتا ہے نہ یہ کہ وہ ایسا آئندہ ہو جائے گا، اور تبادر (معنی کی طرف سبقت فہم) معنی حقیقی کی دلیل ہے اور قرینہ کی حاجت جو ذہن کو دوسرے معنی کی طرف پھیرے اور مقصد ظاہر کرے مجازی معنی کی علامت ہے تو ہمیں مجاز کی ضرورت کس لئے پڑی باوجودیکہ حقیقت بغیر تکلف و بغیر تاویل درست ہے ہمارے طریقے پر تو معاملہ خوب ظاہر و باہر ہے، اور شیخ عبدالعزیز کے طریقہ پر حقیقی معنی کی درستگی اس لئے کہ ایسی تخصیصات عرفی اذہان میں مرکب ہوتی ہیں جن کے بیان کی حاجت نہیں ہوتی اور عرف عام کے اس اشارہ کی دلالت صراحت کی دلالت سے کم تر ہے نہیں، اور اسی لئے عام درجہ قطعیت (یقین) سے نہیں گزرتا، جیسا کہ اصول فقہ کی کتب میں مصرح ہے، اور اس سے عجیب تر یہ ہے کہ شاہ عبدالعزیز علیہ الرحمہ نے اس (تخصیص) عرفی کو تکلف و تاویل میں شمار کیا باوجودیکہ یہ قرآن و حدیث کی نصوص میں شائع ہے تو اگر یہ تکلف کے باب سے ہو تو اقصیٰ الکلام (قرآن) اور سب سے زیادہ فصیح حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کلام میں کس قدر تکلف ہو گا اور اس سے زیادہ عجیب یہ ہے کہ شاہ صاحب نے اپنے پسندیدہ طریقہ کو تکلف سے بری کہا جب کہ وہ بہت دُور کی اور بہت بار و تاویل کا محتاج ہے اس لئے کہ صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کسی وقت بھی تمام موجودین سے حقیقۃً زیادہ متقی نہ تھے اس لئے کہ رائج مذہب پر سیدنا عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام دنیا میں زندہ ہیں اور آسمانوں میں حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہونے کے سبب انھیں اموات سے ملحق بتانا ایسی بات ہے جو انھوں نے کہی اور اس پر کوئی دلیل و برہان نہیں ہے۔ پھر اگر یہ بات تسلیم کر لیں تو تم سیدنا خضر علیہ السلام سے کہاں غافل ہو باوجودیکہ معتدو مختار یہ ہے کہ وہ نبی ہیں اور زندہ ہیں تو اگر تم کہو کہ وہ نگاہوں سے پوشیدہ اور شہروں سے جدا ہیں اس بنا پر اموات سے ملحق ہیں تو یہ عذر پہلے سے زیادہ فاسد ہو گا تو تم سمجھ لو۔ علاوہ ازیں ہم ثابت کر چکے کہ صفت کا اطلاق ایسے شخص پر جو آئندہ صفت کا مصداق ہو گا مجاز ہے اور مجاز بغیر قرینہ کے ماننا درست نہیں اور قرینہ شرعی انبیاء کی تخصیص ہے، تو کلام کو حقیقت پر محمول کرنا اولیٰ ہے یا مجاز کی طرف اسی قرینہ پر اعتماد کی وجہ سے پھر نا انساب ہے اور کچھ پوشیدہ باتیں گوشوں میں رہ گئی ہیں جنہیں ہم طوالت کے ڈر سے ذکر نہیں کرتے، تو جواب برحق اور جواب کا حق وہی ہے جو بندۂ ناقواں نے اپنے رب جلیل کی توفیق و اعانت سے ذکر کیا۔

ثما قول (پھر میں کہتا ہوں) اس مقام میں ایک دوسرا نکتہ ہے جو عقلوں کو قبول ہونے کا زیادہ سزاوار ہے، میں نے نہ دیکھا کہ کسی کو اس نکتہ کی طرف توجہ ہوتی ہو اور وہ نکتہ یہ ہے کہ

افضل تفضیل کے لئے مفضل علیہ ضروری ہے تو اس صیغہ پر جب لام تعریف داخل ہوگا تو یا تو ایسے مقام میں ان تمام افراد پر فضیلت ہوگا جن کے درمیان ایسے مواقع پر حرف میں تفاضل سمجھا جاتا ہے جیسے نایاب کی قسموں میں ہمارے جملہ ”گیہوں کی روٹی ہی اچھی ہے“ میں اور وہی زیادہ تر مستعمل ہے اس مقام میں جس کی بابت ہم گفتگو کر رہے ہیں، یا اس صیغہ سے بعض پر فضیلت سمجھی جائے گی اور بعض پر فضیلت مفہوم نہ ہوگی یا نہ پہلی صورت ہوگی نہ دوسری، بلکہ دونوں کا احتمال ہوگا۔ پہلی تقریر پر ہمارا مدعا حاصل ہے اور دوسری تقریر پر بداہتہ باطل ہے۔ کیا تم نہیں دیکھتے اللہ تعالیٰ کے قول ”اپنے رب اعلیٰ کی پاکی بولو“ کی طرف اور نماز کے بعد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قول ”اے رب! دعائیں لے اور قبول فرما، اللہ اکبر، اللہ اکبر“ کی طرف۔ اکبر کے مرفوع ہونے کی روایت پر اس حدیث کو روایت کیا ابو داؤد، نسائی اور ابن السنی نے، اور صفاء و مروہ کے درمیان ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قول ”اے رب! بخش دے اور مہر فرما بیشک تو ہی عزت والا کم والا ہے“ کو نہیں دیکھتے۔ اسے روایت کیا ابن ابی شیبہ نے، بلکہ سجدے میں ہر نمازی کے قول ”سبحان ربی الاعلیٰ“ کو نہیں دیکھتے اور تیسری تقریر پر ہر آیت مفضل علیہم کے حق میں مجمل ہوگی اور مجمل آیت کا بیان اگر نہ ہوا ہو تو وہ متشابہ آیتوں میں شمار ہوگی حالانکہ اس آیت کو کسی نے متشابہات میں شمار نہ کیا، لیکن ہم نے بحمد اللہ اس آیت کا بیان صاحب بیان حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پایا۔ امام ابو عسمر ابن عبد اللہ نے روایت کی حدیث مجالد سے انھوں نے فرمایا کہ میں نے حضرت ابن عباس (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) سے پوچھا یا ابن عباس سے پوچھا گیا کہ لوگوں میں سب سے پہلے کون اسلام لایا۔ انھوں نے فرمایا: کیا تم نے حسان بن ثابت کے یہ شعر نہ سنے:

(ترجمہ اشعار) جب تجھے سچے دوست کا غم یاد آئے، تو اپنے بھائی ابو بکر کو ان کے کارناموں سے یاد کر جو نبی (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کے بعد ساری مخلوق سے بہتر، سب سے زیادہ تقویٰ اور عدل والے، اور سب سے زیادہ عہد کو پورا کرنے والے، جو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ غار میں رہے، جو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیچھے سفر ہجرت میں چلے، جن کا منظر محمود ہے اور لوگوں میں سب سے پہلے جنھوں نے رسولوں کی تصدیق کی۔ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سیدنا محمد و آلہ وسلم)۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۲۸ ص ۹۰۰ تا ۹۱۳)

(۴۸) تفضیلیہ کے آیت کریمہ ”ان اکرمکم عند اللہ اتقکم“ پر ایک شبہ کا جواب دیتے ہوئے فرمایا:

الشبهة الثالثة وهي تتعلق بالكبرى من قياس اهل السنة والجماعة ان

المحمول في قوله تعالى "ان اكرمكم عند الله اتقكم" هو الاتقى فكان حاصل المقدمتين ان الصديق اتقى وكل اكرم اتقى وهذا ليس من الشكل الاول في شيء ولا ثانياً ايضاً لعدم الاختلاف في الكيف وان عكسكم الكبرى جاءت جزئية لا تصلح لكبروية الشكل الاول فمفاد الايتين لا يضربنا ولا ينفعكم وهذه الشبهة هي التي بلغني عن بعض المفضلة عرضها على بعض المتكلمين منا.

وَأَنَا أقول وبالله التوفيق ما استخفه تشكيكا واضعفه دخلاً سرياً غلطاً ساقطاً باطل عاقل لا يستحق الجواب ولكن اذا قيل وسئل فلا بد من ابانة الصواب فاعلم ان اللطيف الخفي وفقني لانه هاق هذا التلبيس الفلسفي باثني عشر وجهاً امهاتها ثلاثة وجوه كل منها يكفى وليشفي.

الاول لو كان لهذا القائل علم بمحاورات القرآن والمحدث او بداروى العلماء في شان النزول او التفسير المرفوع الى جناب الرسول صلى الله تعالى عليه وسلم او كلمات العلماء والائمة الفحول او مرق حطاً من فهم الخطاب ودرك المفاد وتنزيل الكلام على الغرض المراد لعلم ان حمل الاكرم هو المعبر وصدور الكلام بتصدير الخبر وذلك بوجوه اوقفني الله تعالى عليها بمنه وعيم كرمه.

فاقول **اولاً** كانت الجاهلية تتفاخر بالانساب وتظن ان الانسب هو الافضل فجاءت كلمة الاسلام يرد كلمة الجاهلية "ان اكرمكم عند الله اتقكم" فالنزاع انما وقع في موصوف الافضل لا في صفته وهذا كما اذا سأل سائل عن الذ لا طعمة فقال قائل الحامض الذ فنقول رد اعليه لابل الذها احلاها فانما تريد ان الاحلى هو الذ والوجه ان الاتقى في الآية كالاحلى في قولك هذه مراة لملاحظة الذات والاكرم محكم عليه كالذ وانما الخبر ما حكم به لاما حكم عليه ولقد درى من له قليل مما رسة بكلام العرب ان الذهن اول ما تلقى اليه امثال هذا الكلام لا يسبق الا الى ان المراد مدح الاتقياء والترغيب في التقوى والوعد الجميل بان من يتقى يكن كريماً علينا عظيماً لدينا وهكذا فهم المفسرون فهذا الزمخشري

النكتة في الأدب الشامة في معرفة كلام العرب يقول في تفسيره "المعنى ان الحكمة التي من اجلها مرتبكم على شعوب وقبائل هي ان يعرف بعضكم نسب بعض فلا يعتزى الى غير آبائه ، لان تفاخروا بالآباء والاجداد وتدعوا التفاوت والتفاضل في الانساب ثم بين الخصلة التي بها يفضل الانسان غيره ويكتسب الشرف والكرم عند الله تعالى فقال ان اكرمكم عند الله اتقاكم وقرئ انت بالفتح كانه قيل لا يتفاخروا بالانساب فقيل لان اكرمكم عند الله اتقاكم لانفسكم الخ وبشله قال الامام النسفي في المدارك

واقول ثانياً القرآن انما نزل لبيان الاحكام التي لا تطلع عليها الا باطلاع الله سبحانه وتعالى كالنجاة والهلاك والكرامة والهوان والرد والقبول والغضب والرضوان والبيان الامور الحسية وكون الرجل تقياً او فاجراً مما يدرك بالحوس ففي جعل الاكرم موضوعاً لقلب الموضوع ولقد كان هذا الوجه من اول ما سبق اليه فكري حيث استماع الشبهة ثم في اثناء تحرير الرسالة لما راجعت مفاتيح الغيب رايت الفاضل المدقق تنبه للشبهة ودندن في الجواب حول ما او ما انا اليه حيث يقول "فان قيل الآية دلت على ان كل من كان اكرم كان اتقى" وذلك لا يقتضي ان كل من كان اتقى كان اكرم ، فلنا وصف كون الانسان اتقى معلوم ومشاهد ووصف كونه افضل غير معلوم ولا مشاهد والاختار عن المعلوم بغير المعلوم هو الطريق الحسن ، اما عكسه فغير مفيد ، فتقدير الآية كانه وقعت الشبهة في ان الاكرم عند الله من هو ؛ فقيل هو الاتقى ، واذا كان كذلك كان التقدير اتقاكم اكرمكم عند الله انتهى .

قلت ولعلك لا يخفى عليك ما بين التقديرين من الفرق وما بين هذا الوجه ووجهنا الباقية من التفاوت العظيم "ذلك فضل الله يؤتيه من يشاء" والحمد لله رب العالمين .

٣٤٥/٢	دار الكتاب العربي بيروت	تحت الآية ١٣/٢٩	له الكشاف
١٤٣/٢	"	"	له مدارك التنزيل (تفسير النسفي)
١٨٥/٣١	دار الكتب العلمية بيروت	تحت الآية ١٤/٩٢	له مفاتيح الغيب (التفسير الكبير)
			له القرآن الكريم ٥٣/٥

ثُمَّ اقُولْ عَلَىٰ اَنْ يَزْعَجَكَ الْوَهْمُ الصُّوْلُ فَيَلْبِثُكَ اَنْ تَقُومَ تَقُولُ اَيْسَ التَّقْوَىٰ
مِنْ اَفْعَالِ الْقُلُوبِ، قَالَ اللهُ سَبِّحْهُ وَتَعَالَىٰ "اُولَٰئِكَ الَّذِيْنَ اَمْتَحَنَ اللهُ قُلُوبَهُمْ لِلتَّقْوَىٰ"؛
 وَقَالَ تَعَالَىٰ "وَمَنْ يَعْظُمُ شَعَاثُرَ اللهِ فَانْهَاهَا مِنْ تَقْوَىٰ الْقُلُوبِ" وَقَالَ صَلَّى اللهُ تَعَالَىٰ
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "التَّقْوَىٰ هَاهُنَا، التَّقْوَىٰ هَاهُنَا، يَشِيرُ اِلَى صَدْرِهِ صَلَّى اللهُ تَعَالَىٰ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 اَخْرَجَهُ مُسْلِمٌ وَغَيْرُهُ عَنْ ابْنِ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ تَعَالَىٰ عَنْهُ وَعَنْهُ
 صَلَّى اللهُ تَعَالَىٰ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لِكُلِّ شَيْءٍ مَعْدَنٌ وَمَعْدَنُ التَّقْوَىٰ قُلُوبُ الْعَارِفِيْنَ"؛
 اَخْرَجَهُ الطَّبْرَانِيُّ عَنْ ابْنِ عَمْرِو الْبَيْهَقِيِّ عَنِ الْفَارِسِيِّ اَكْبَرِ رَضِيَ اللهُ تَعَالَىٰ عَنْهُمَا، فَكَيْفَ قَلَّمْ
 اِنْهَاهَا مِنَ الْمَحْسُوسَاتِ -

قُلْتُ بَلَىٰ اِنَّ التَّقْوَىٰ مَقَامُهَا الْقَلْبُ وَعَنْ هَذَا قُلْنَا اِنَّ الصَّدِيقَ لَمَّا كَانَ اتَّقَى
 الْاَلَمَةَ بِاسْرِهَا وَجِبَ اَنْ يَكُونَ اَعْرِفَهَا بِاللّٰهِ تَعَالَىٰ لَكِنَّ الْقَلْبَ اَمِيرَ الْجَوَارِحِ فَاِذَا اسْتَوَلَىٰ
 عَلَيْهِ سُلْطَانُ شَيْءٍ اَذْعَنَتْ لَهُ الْجَوَارِحُ طَرًّا وَلَمَعَتْ عَلَيْهَا اُثْمَارُهُ جَهْرًا وَهَذَا مَشَاهِدُ فِي
 الْحَيَاءِ وَالْحُزْنِ وَالْفَرَحِ وَالْغَضَبِ وَغَيْرِ ذَلِكَ مِنْ صِفَاتِ الْقَلْبِ قَالَ الْمِصْطَفَى صَلَّى اللهُ
 تَعَالَىٰ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اَلَا وَاِنَّ فِي الْجَسَدِ مَضْغَةً اِذَا صَلَحَتْ صَلَحَ الْجَسَدُ كُلُّهُ وَاِذَا فَسَدَتْ
 فَسَدَ الْجَسَدُ كُلُّهُ اَلَا وَهِيَ الْقَلْبُ" اَخْرَجَهُ الشَّيْخَانِ عَنْ نَعِمَاتِ ابْنِ بَشِيرٍ رَضِيَ اللهُ
 تَعَالَىٰ عَنْهُ -

تیسرا شبہ اس کا تعلق اہلسنت وجماعت کے قیاس کے کبریٰ کے ساتھ ہے کہ اللہ
 تعالیٰ کے قول "اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ" میں محمول الاتقی ہے۔ تو دونوں معتمدوں کا
 حاصل یہ ہوا کہ صدیق اتقی ہیں اور ہر اکرم اتقی ہے، اور یہ کسی طرح شکل اول کے قبیل سے نہیں اور

۱ القرآن الکریم ۴۹/۳

۲ " ۲۲/۳۲

۳ صحیح مسلم کتاب البر والصلة باب تحریم ظلم المسلم وخذله الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۳۱۷/۲

۴ المعجم الکبیر حدیث ۱۳۱۸۵ المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت ۳۰۳/۱۲

۵ صحیح البخاری کتاب الایمان باب فضل من استبیر لہ دینہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱۳۱/۱

صحیح مسلم کتاب المساقات باب اخذ الحلال وترك الشبهات " " ۲۸/۲

شکل ثانی بھی نہیں اس لئے کہ کیف میں اختلاف نہیں ہے، اور اگر کبریٰ کا عکس کر دیا جائے اس صورت میں موجبہ جزئیہ ہوگا جو شکل اول کے کبریٰ بننے کے لائق نہیں، تو دونوں آیتوں کا مفاد نہیں مضر نہیں اور تھیں مفید نہیں، اور یہ وہی شبہ ہے جس کے بارے میں مجھے خبر پہنچی کہ کسی تفضیلی نے ہمارے کسی عالم سے عرض کیا۔ اور میں کہتا ہوں اور توفیق اللہ ہی سے ہے، یکتائی سخیف تشکیک ہے اور کس قدر ضعیف اعتراض ریکک ہے جو غلط ہے ساقط ہے باطل و عاقل ہے جواب کا مستحق نہیں، لیکن یہ جب کہا گیا اور پوچھا گیا تو صواب کو ظاہر کرنا ضروری ہے، اب تم جانو کہ اللہ لطیف خفی نے اس قید فلسفی کے قلع قمع کے لئے مجھے بارہ وجوہ سے توفیق بخشی ان بارہ کی اصل تین وجہیں ہیں ان میں سے ہر ایک کافی و شافی ہے :

پہلی یہ کہ اگر اس مقرض کو قرآن وحدیث کے محاورات یا شان نزول میں علماء کی روایات جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف منسوب و مرفوع تفسیر یا علماء اور حلیل القدر ائمہ کے کلمات کا علم ہو تا یا نظم قرآن کی سمجھ اور مفاد و معنی کی فہم اور کلام کو غرض مقصود پر رکھنے سے کچھ حصہ روزی دیا ہوتا تو وہ جان لیتا کہ اکرم کو محمول بنانا ہی معتبر ہے تو کلام اس طرح صادر ہوا کہ اس میں تقدیم خبر ہے اور یہ دعویٰ چند دلیلوں سے ثابت ہے اس پر اللہ تبارک و تعالیٰ نے مجھے اپنے احسان اور لطف عام سے مطلع کیا۔

فاقول (میں کہتا ہوں) اوّل اہل جاہلیت نسب پر فخر کرتے تھے اور وہ گمان کرتے تھے کہ جس کا نسب بہتر ہے وہی افضل ہے تو اسلام کا کلمہ جاہلیت کے بول کو رد کرتا ہوا آیا ان اکرمک عند اللہ اتق کہ (بیشک اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو سب سے بڑا پرہیزگار ہے) تو نزاع تو اس میں ہے کہ وصف اول کا موصوف کون ہے نہ کہ صفت افضل میں۔ اور یہ ایسا ہی ہے جیسے کہ کوئی پوچھنے والا پوچھے کہ کھانوں میں سب سے مزیدار کھانا کون سا ہے؟ تو کوئی کہے الذہا اخلاہا (کھٹا سب سے زیادہ مزیدار ہے) تو اس کا رد کرنے کو تم یوں کہو: نہیں بلکہ الذہا احلاہا (سب سے زیادہ مزیدار میٹھی چیز ہے)۔ تو ہماری مراد یہی ہے کہ سب سے زیادہ میٹھا سب سے زیادہ مزیدار ہے، اور وجہ یہ ہے کہ اس آیت میں اتقی تمہارے اس قول "ذات کے ملاحظہ کے لئے یہ آئینہ ہے" میں احلی کی مثل ہے اور اکرم محکوم علیہ ہے جیسے الذہا۔ اور خبر تو محکوم بہ ہوتی ہے نہ کہ محکوم علیہ۔ اور بیشک وہ سمجھتا ہے جسے کلام عرب سے تھوڑا سا سابقہ ہو کہ جیسے ہی ایسا کلام ذہن میں آتا ہے اس کی سبقت اسی طرف ہوتی ہے کہ مراد پرہیزگاروں کی تعریف اور تقویٰ کی رغبت دلانا ہے اور یہ وعدہ جمیل کہ تقویٰ اختیار کرے گا ہمارے یہاں عزت و کرامت والا ہوگا۔ اور اسی طرح مفسرین نے سمجھا تو یہ زخمشری جو ادب میں نکتہ کی مانند اور کلام عرب میں تل کی مثال سے ہے اپنی تفسیر

میں قاتل ہیں بیشک وہ حکمت جس کی وجہ سے تمہاری ترتیب کنبوں اور قبیلوں پر رکھی وہ یہ ہے کہ ایک دوسرے کا نسب جان لے۔ تو اپنے آباء و اجداد کے سوا دوسرے کی طرف اپنی نسبت نہ کرے نہ یہ کہ تم آباء و اجداد پر فخر کرو اور نسب میں فضیلت اور برتری کا دعویٰ کرو۔ پھر اللہ نے وہ خصلت بیان کی جس سے انسان دوسرے سے برتر ہوتا ہے اور اللہ کے یہاں عزت و بزرگی کا اکتساب کرتا ہے تو اللہ نے فرمایا: **إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ اتَّقِيهِ**۔ اور ایک قرأت اَنَّا فَتَحَ مِزْرَةَ کے ساتھ ہے گویا کہ کہا گیا ہے کہ نسب پر فخر نہ کرو، تو بتایا گیا کہ اس وجہ سے کہ تم میں سب سے زیادہ عزت والا اللہ کے نزدیک وہ ہے جو سب سے زیادہ پرہیزگار ہے نہ وہ جو سب سے بڑے نسب والا ہو الخ اور اسی طرح امام نسفی نے مدارک میں فرمایا۔

اقول ثانیاً قرآن تو ان احکام کے بیان کے لئے نازل ہوا ہے جن کا علم اللہ سبحنہ و تعالیٰ کے اطلاع کے بغیر نہیں ہو سکتا جیسے کہ نجات و ہلاکت، عزت و دولت اور مردود و مقبول ہونا اور غضب و رضائے الہی، وہ محسوسات کے بیان کے لئے نہیں اُترا اور آدمی کا پرہیزگار یا مدگار ہونا ان باتوں سے ہے جن کا علم احساس سے ہوتا ہے تو اکرم کو موضوع بنانا قلب موضوع ہے اور بیشک یہ وجہ ان باتوں سے ہے جن کی طرف میری فکر نے شبہہ کو سن کر سبقت کی، پھر اس رسالہ کی تصنیف کے دوران جب میں نے تفسیر "مفاتیح الغیب" دیکھی تو میں نے فاضل مدق کو دیکھا کہ وہ اس شبہہ کی طرف متنبہ ہوئے اور جواب میں جس کی طرف ہم نے اشارہ کیا اس کے گرد مبہم کلام فرمایا پس لئے کہ وہ فرماتے ہیں پھر اگر کہا جائے کہ یہ آیت تو اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ ہر وہ شخص جو اکرم (بڑا عزت والا) ہوگا اتقی (بڑا پرہیزگار) ہوگا، اور یہ اس بات کا مقتضی نہیں کہ ہر وہ شخص جو اتقی (بڑا پرہیزگار) ہو وہ اکرم (بڑا عزت دار) ہو۔ ہم کہیں گے کہ انسان کا اتقی ہونا وصف معلوم و محسوس ہے اور انسان کا افضل ہونا نہ وصف معلوم ہے اور نہ محسوس۔ اور معلوم کے بارے میں وصف غیر معلوم کے ذریعہ خبر دینا، یہی بہتر طریقہ ہے۔ رہا اس کا عکس، تو وہ مفید نہیں۔ تو آیت میں عبارت مقرر ہے، گویا کہ اس بارے میں شبہہ ہوا کہ اللہ کے نزدیک اکرم کون ہے؟ تو فرمایا گیا کہ اکرم اتقی ہے، اور جب بات یوں ہے تو آیت کی تقریروں ہوگی **اتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُكْرَمُونَ** (تم میں سب سے زیادہ پرہیزگار اللہ کے نزدیک تم سب میں عزت والا ہے)۔

قلت (میں کہتا ہوں) اور شاید تم پر پوشیدہ نہ ہو وہ فرق جو دونوں تقریروں میں ہے اور وہ عظیم تفاوت جو اس وجہ میں اور ہماری باقی وجہ میں ہے یہ اللہ کے فضل میں ہے جسے چاہتا ہے دے دیتا ہے۔ اور سب تفریقیں اللہ کے لئے جو رب ہے جہاں والوں کا۔

ثما اقول (پھر میں کہتا ہوں) قریب ہے کہ تمہیں وہم بے چین کرے پھر تمہیں مجبور کرے کہ

تم کھڑے ہو کر یہ کہو کہ کیا تقویٰ افعال القلوب سے نہیں، اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا ارشاد ہے: ”یٰٰزہد فی جن کا دل اللہ نے پرہیزگاری کے لئے پرکھ لیا ہے۔“ اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ”اور جو اللہ کے نشانوں کی تعظیم کرے تو یہ دلوں کی پرہیزگاری سے ہے۔“ اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ”تقویٰ یہاں ہے، تقویٰ یہاں ہے، تقویٰ یہاں ہے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے سینہ مبارک کی طرف اشارہ فرماتے تھے۔“ اس حدیث کو مسلم وغیرہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا، اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مروی ہے: ”ہر شے کے لئے کان ہے اور تقویٰ کی کان اولیاء کے دل ہیں۔“ اس حدیث کو طبرانی نے ابن عمر سے اور سیقی نے فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا، تو آپ نے کیسے کہہ دیا کہ تقویٰ محسوسات سے ہے۔

قلت (میں جواب میں کہتا ہوں) ہاں بیشک تقویٰ کا مقام قلب ہے اور اسی وجہ سے ہم نے کہا کہ بیشک جب صدیقی تمام اُمت سے زیادہ پرہیزگار ہوئے تو ضروری ہوا کہ وہ سب سے زیادہ اللہ کو جاننے والے ہوں، لیکن قلب اعضاء کا امیر ہے، تو جب قلب پر کسی شے کا سلطان غالب ہوتا ہے تو تمام اعضاء اس کے تابع ہو جاتے ہیں اور اعضاء پر اس کے آثار صاف جھلکتے ہیں اور حیار و غم، خوشی و غضب وغیرہ صفات قلب میں اس کا مشاہدہ ہوتا ہے۔ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ”خبردار! بیشک جسم میں گوشت کا ایک ٹوٹھرا ہے جب وہ سُدرتا ہے پورا جسم سُدر جاتا ہے اور جب وہ بگڑتا ہے پورا جسم بگڑ جاتا ہے، سنئے ہر وہ قلب ہے۔“ اس حدیث کو بخاری و مسلم نے نعمان ابن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا۔ (ت) (فتاویٰ رضویہ ج ۲۸ ص ۶۱۶ تا ۶۲۳)

(۴۹) آیت کریمہ ”اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ“ پر ایک اور اعتراض کا منطقی انداز میں شافی جواب دیتے ہوئے فرمایا:

من وجہ الجواب عن هذا الاسر تياب اقول بتوفيق الوهاب لئن جئنا على المما كسة والاستقصاء لما تركناكم ان تزعموا ان الآية لا تقتضى باكرمية الا تقى وان سلمنا ان الموضوع هو الاكرم وذلك لان اتقاكم واكرمكم لا يصدقان بل لا يصلحان لان يصدقان الا على واحد لا يجوز تعددهما بمعنى الصدق مرة على هذا واخرى على ذلك فاذا ثبت اتحادهما في الوجود كما هو مقتضى الحمل وجب التعاكس اذ لما اتحد مصداقهما وقد علمنا بطلان التعدد كانا كعلمين لجرمي واحد لئ ان تجعل ايهما شئت مراة لملاحظة وايهما شئت محمولاً عليه وله نظائر جملة تقول افضل الانبياء اولهم خلقا

وأكرم المرسل آخرهم بعثا، واحسن الجنة اقربها الى العرش، واعظم شجرة في الجنة طوبى، ومنتهى جبريل سدرة المنتهى، وافضل الصلوات الصلوة الوسطى، والوك ابوة، وامك امه، واول من دخل اخر من خرج، واقل الاعداد اول الاعداد، والشمس النير الاعظم، واعلى الافلاك اكبرها حجما، واخص الكليات اقلها افرادا، وفلك جوثر هو فلك القمر وسيارة لا تدوير لها ذكاء والمتحيرة السوداء من حل، والخاتس الكانس الاحمر مريخ الح غير ذلك مما لا يعد ولا يحصى ومحال ان تبدي مثالا يحمل فيه افعلا احترا عن المستعمل بمن مضافا على افعلا مضافا الى ما اضيف اليه الاول مع جريانها على معانيها الحقيقية ثم لا يصح العكس، فاذا صدقت القضية بالنظر الى الواقع كفانا هذا لان نظام القياس واستنتاج المدعى، والسرفى ذلك ان الموجبات انما تنعكس الى ما لا يصلح لكبروية الاول لجوانر عموم المحمول واذا كان هناك مفهوم ان ليس لكل منهما الا مصداق واحد بحسب ظرف الخارج او الذهن ايضا بطل عمومهما بحسب ذلك الظرف (فلا يجوز ان يكون احدهما اعم من الاخر بمعنى شموله له ولغيره في ذلك الظرف) فلم يبق باعتبارهما الا التساوى او التباين ولا ثالث لهما، فان صدقت الحملية القائلة ان هذا ذاك وجب صدق القائلة ان ذلك هذا والجانز السلب فيتباينان فبطل الاولى هفت فاذا بلغنا مثلاً عن رجل قولان احدهما قوله لعمر ونريد ابوك والاخر قتوله ابى ابوك امكن لنا ان نعمل من قوليه شكلاً ينتج ان نريد ابى لانه اذا صدق قوله ابى ابوك لنرم صدق ابوك ابى واللتعداد ابواهما فبطل الاول واذا صدقت هذه انتظم الشكل بان نريد ابوك وابوك ابى فنريد ابى، وافعل التفضيل مضافاً الى جماعة اذا كان باقياً على معناه الحقيقي المتبادر منه شأنه هذا، اذ لا يكون الفرد الاكمل من جماعة الا واحد اولن يصدقن ايد اقصيتان قائلتان بان هذا اكملهم وذلك اكملهم معاً وهذا ظاهر جداً بل شان هذا النور من شان الشمس واخواتها فان العقل يجيز صدقها على افراد كثيرة ثبيرة واذا وجد لها في الخارج فرد لم يستبعد وجود اخربخلاف افعلمهم فانما يقبل الاشتراك على سبيل البدلية واذا صدق في الخارج على فرد احوال العقل صدقه على اخر من حانر اعنه كدأب اسناء الاشارة سواء بسواء فصدق العكس ههنا بين واجلى، واما قول اهل الميزان لا تنعكس الموجبة الاجزئية معناه ان كلما جعلت موضوع موجبة كلية محمولاً

ومحمولها موضوعاً وأثبت بسور الكلية كانت القضية كاذبة، فان الواقع يكذبه بل المعنى عدم الاطراد، وهو لا يقتصر نظرهم على الكميات لا يعتدون الا بالمطراد المضبوط الذى لا يتخلف فى صادة من المواد، وعدم الاطراد لا يستلزم المراد العدم، ولا قول انه عكس منطقي، ولا انها تلزم القضية لزوماً عاماً لكنها تلزم فى امثال المقام لا شك، فتصدق القضية بالنظر الى الواقع سماها الميزانيون عكساً أولاً وهذا القدر يكفي لانتظام الشكل فان صادقين مستجمعين للشرائط لا تنتجان الاصادقة ولا يلزم اثبات الصدق على انها عكس منطقي لقضية صادقة وانكار هذا من اخي المكابر، ثم هذا العكس لم يرشدنا اليه الا الآية الكريمة اذ هي التي دلتنا على اتحادهما فى الوجود فاذا كان هذا فى مفهومين لا تعدد لمصدق شئٍ منهما كان ارشاد الى التعاكس قطعاً، كما اذا سمعت رجلاً يقول ابى نريد جانك انت تقول كان الرجل يقول نريد ابى لان نريد الا يتعددوا ابو الرجل لا يتعدد فاذا كان ابوه نريد اكان نريد اباه كذا هذا من دون شك ولا اشتباه والحمد لله على نعمائه وعليك بتسكين الهواجس يا فلسفية -

الثالث من وجوه الجواب اقول وربى هادى الصواب اخترنا عن هذا كله وسلمنا ان مفاد الآية الاولى قولنا كل اكرم اتقى وينعكس بعكس النقيض الى قولنا "من ليس باتقى ليس باكرم" وقد اثبتنا فيما سلفنا عرش التحقيق على ان المراد بالاتقى فى الآية الثانية اعنى قوله تعالى "وسيجزيها الاتقى"، اتقى الصحابة جميعاً، فوجب ان لا يكون احد من الصحابة اتقى منه ولا مساوياً له فى التقوى، اذا ثبت هذا فنقول كل صحابي فهو ليس باتقى من ابى بكر ومن ليس باتقى منه ليس باكرم منه، انتج ان كل صحابي فهو ليس باكرم من ابى بكر وصغرى القياس معدولة كما لو حنا اليه بتقديم اداة الربط على حرف السلب، ولك ان تجعلها موجبة سألبة المحمول اعنى على قول قوم من المتأخرين ويرشدك الى ما يزيح وهبك جعل السلب فى الكبرى مرأة لملاحظة افراد الاوسط، وان شئت لم تعكس الآية الاولى ايضا ونسجت الشكل على منوال الثانى بان تقول لا شئ من الصحابة اكرم

من ابی بکرو لعلک ان تقرره قیاساً استثنائاً یرفع المقدم لرفع التالی فتقول لو کان
احد من الامة اکرم من الصدیق لکان اتقى منه لان کل اکرم اتقى لکنهم لیسوا
باتقى منه للذیة الثانیة فلیسوا باکرم منه وفیه المقصود۔

اس شبہہ کے جواب میں دوسری وجہ، میں اللہ وہاب کی توفیق سے کہتا ہوں اگر ہم اس بحث کا
ذاترہ بند کرنے پر اور حد تک پہنچانے پر آجائیں تو ہم تم کو نہ چھوڑیں کہ تم یہ کہو کہ آیت اتقى کی فضیلت کا
تقاضا نہیں کرتی اگرچہ ہم یہ تسلیم بھی کر لیں کہ آیت میں اکرم ہی موضوع ہے یہ اس وجہ سے کہ
الثقا کہ اور اکرم مکہ صادق نہیں آتے بلکہ ان میں صلاحیت ہی نہیں اس کی کہ وہ ایک ذات واحد پر
صادق آئیں تو ان دونوں کا تعدد جائز نہیں بایں معنی کہ کبھی اس پر صادق ہوں اور کبھی اُس پر صادق ہوں کہ
جب ان کا وجود میں اتحاد ثابت ہو گیا تو دونوں کا باہم عکس ضروری ہوا اس لئے کہ جب دونوں کا مصداق ایک ہے
اور ہم نے تعدد کا باطل ہونا جان لیا تو یہ دونوں ایک ذات واحد کے دو علم کی مثال ہوئے تمھیں اختیار ہے
کہ جس کو چاہو ذات کے لئے مرآۃ ملاحظہ بناؤ اور جس کو چاہو محمول علیہ بناؤ، اور اس کی بہت ساری
مثالیں ہیں، تم کہتے ہو سب نبیوں سے افضل وہ ہیں جو سب سے پہلے مخلوق ہوئے اور سب رسولوں سے
اکرم وہ ہیں جو سب کے بعد مبعوث ہوئے۔ اور سب جنتوں سے بہتر وہ جنت ہے جو سب سے زیادہ عرش
سے قریب ہے۔ اور جنت میں سب سے بڑا پیر طوبی ہے، اور جبریل کا منتہی سدرۃ المنتہی ہے۔ اور سب
نمازوں سے بہتر ریح کی نماز عصر ہے، اور تمھارا باپ اس کا باپ ہے اور تمھاری ماں اس کی ماں ہے۔
اور سب سے پہلے داخل ہونے والا سب کے بعد نکلنے والا ہے، اور عدد میں سب سے کمتر پہلا عدد ہے۔
اور سورج نیز اعظم ہے اور سب سے اونچا فلک حجم میں سب سے بڑا ہے اور خاص تر کلی سب سے کم افراد والی ہے اور
فلک جزیر فلک قمر ہے اور وہ سیارہ جس میں گولائی نہیں وہ سورج ہے اور سیارہ متحیرہ زحل ہے اور سیدھے چل کر اُٹے پھرنے والا اور
غائب ہو جانے والا سورج سیارہ مریخ ہے۔ اس کے علاوہ بہت ساری مثالیں جن کی گنتی اور شمار نہیں
اور محال ہے کہ تم ایسی مثال ظاہر کرو جس میں افعّل لتفضیل مضاف ہو کر دوسرے افضل لتفضیل پر محمول ہو
در انحالیکہ وہ اس کی طرف مضاف ہو جس کی طرف پہلا مضاف ہوا ہے اور اسی کے ساتھ دونوں اپنے
معنی حقیقی پر جاری ہوں پھر ان دونوں کا عکس صحیح نہیں۔ توجب قضیہ نظر بنفس الامر صادق ہے تو ہمیں
نظم قیاس اور مدعا کا نتیجہ حاصل کرنے کے لئے یہی کافی ہے اور اس میں رازیہ ہے کہ موجبہ قضیہ کا عکس
وہ آتا ہے جو شکل اول کے کبریٰ بننے کی صلاحیت نہیں رکھتا اس لئے کہ محمول کے عموم کا احتمال ہے اور جبکہ

دو مفہوم وہاں ایسے ہوں کہ جن میں سے ہر ایک کے مصداق کا اعتبار اس کے محل خارجی کے اعتبار سے ایک ہی یا ذہن میں بھی متحد ہو تو ان دونوں کے مفہوم کا عموم باعتبار اس محل کے باطل ہے تو اس کے اعتبار سے نہ رہی مگر تساوی یا تباین اور ان دونوں کا ثالث نہیں تو اگر قضیہ حملیہ جس میں یہ دعویٰ ہو کہ بیشک شخص وہی ہے صادق آئے تو ضروری ہے کہ یہ قضیہ حملیہ صادق آئے کہ وہ شخص یہی ہے ورنہ اس کا سلب جائز ہو گا تو آپس میں دونوں تباین ہوں گے تو پہلا قضیہ باطل ہو جائے گا اور یہ خلاف مفروض ہے لہذا اگر ہمیں ایک شخص سے دو باتیں پہنچیں ان میں سے ایک اس کا قول عمرو سے مخاطب ہو کہ کہ زید تیرا باپ ہے اور دوسرا اس کا قول کہ میرا باپ تیرا باپ ہے تو ہمیں ممکن ہے کہ ہم اس کے دونوں قول سے ایک شکل بنائیں تو وہ نتیجہ دے کہ زید میرا باپ ہے اس لئے کہ جب اس کا یہ قول کہ میرا باپ تیرا باپ ہے صادق ہے تو لازم ہے کہ یہ قول صادق ہو کہ تیرا باپ میرا باپ ہے ورنہ ان دونوں کے باپ متعدد ہوں گے تو پہلا قول باطل ہو جائے گا اور جب یہ قضیہ صادق ہے تو شکل اسی طور پر بنے گی کہ زید تیرا باپ ہے اور تیرا باپ میرا باپ ہے، نتیجہ یہ ہو گا کہ زید میرا باپ ہے۔ اور ا فعل تفضیل جو ایک جماعت کی طرف مضاف ہو تو جب وہ اپنے اس معنی حقیقی پر باقی ہو جو اس سے متبادر ہوتے ہیں تو اس کی شان ہی ہوتی ہے اس لئے کہ کسی جماعت سے فرد اکمل ایک ہو گا اور ہرگز کبھی ایسے دو قضیے صادق نہ آئیں گے جو یہ دعویٰ کرتے ہوں کہ یہ شخص ساری جماعت سے اکمل ہے اور وہ شخص ساری جماعت سے افضل ہے، اور یہ سب ظاہر ہے بلکہ اس کا معاملہ سورج اور اس کے امثال کے ظہور سے روشن تر ہے اس لئے کہ عقل شمس وغیرہ کے مفہومات کا صادق آنا بہت سارے افراد پر جائز جانتی ہے اور جب ان مفہومات کا خارج میں کوئی فرد پایا جائے تو عقل دوسرے فرد کے وجود کو تعبیر نہیں جانتی بخلاف افعالہ کہ یہ تو اشتراک کو برسیل بدلیت قبول کرتا ہے اور جب خارج میں کسی فرد پر اس کا مصداق پایا جائے تو عقل محال جانتی ہے کہ ا فعل تفضیل کا مصداق دوسرے پر صادق آئے جو اس سے منفرد ہو اس کا معاملہ اسمائے اشارہ کے مانند برابر برابر ہے تو یہاں پر عکس کا صادق ہونا روشن تر اور ظاہر تر ہے۔ رہا منطقی دالوں کا یہ قول کہ موجبہ کا عکس نہیں ہوتا مگر جز یہ، اس کا معنی یہ ہے کہ جب کبھی تم موجبہ کلیہ کے موضوع کو محمول بناؤ اور اس کے محمول کو موضوع بناؤ اور اس پر کلیہ کا سور لاؤ تو قضیہ کا ذب ہو گا اس لئے کہ واقعہ اس بات کو جھٹلاتا ہے بلکہ معنی یہ ہے کہ یہ مطرد نہیں، اور منطقیوں کی نظر چونکہ کلیات تک محدود ہوتی ہے تو وہ اعتبار نہیں کرتے مگر اس مفہوم کا جو مطرد و مضبوط ہو مواد میں سے کسی مادہ میں جس کا حکم متخلف نہ ہو اور عدم اطراد عدم کو مستلزم نہیں ہے اور میں یہ نہیں کہتا کہ یہ عکس منطقی ہے، نہ یہ دعویٰ کرتا ہوں کہ یہ قضیہ کو عام طور پر لازم ہے لیکن اس مقام کے امثال میں

بلاشبہ عکس لازم ہوتا ہے تو قضیہ منعکسہ واقعہ پر نظر کرتے ہوئے صادق ہے اہل منطق نے اس کا نام عکس اول رکھا ہے اور اتنی مقدار انتظام شکل کے لئے کافی ہے اس لئے کہ دو قضایا صادقہ جو شرائط کے جامع ہوں ایک قضیہ صادق ہی کا نتیجہ دیں گے اور صدق کا ثابت کرنا اس پر موقوف نہیں کہ وہ قضیہ صادقہ عکس منطقی ہو اور اس کا انکار نہایت بے شرمی کے مکابرات میں سے ہے۔ پھر اس عکس کی طرف آیت کریمہ نے ہی رہنمائی کی اس لئے کہ اسی نے ہم کو یہ دکھایا کہ دونوں قضیے وجوب میں متحد ہیں تو جب یہ حال ایسے دو مفہوموں میں ہے کہ ان میں سے کسی شے کا مصداق متعدد نہیں تو یہ یقیناً دونوں قضیے کے باہم منعکس ہونے کی طرف رہنمائی ہے جیسے کہ جب تم کسی شخص کو کہتے سُنو کہ میرا باپ زید ہے تو تمہیں جائز ہے کہ تم کو گویا کہ یہ شخص یوں کہہ رہا ہے کہ زید میرا باپ ہے اس لئے کہ زید متعدد نہیں اور اس شخص کے باپ متعدد نہیں، تو جب اس کا باپ زید ہوا تو اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ زید اس شخص کا باپ ہے، اسی طور پر بلا شک و شبہ یہ آیت ہے اور اللہ کے لئے اس کی نعمتوں پر حمد، اور اے فلسفی! تجھے لازم ہے کہ دساؤ اس کو سکون دے۔

وجہ جواب میں سے تیسری وجہ، میں کہتا ہوں اور میرا رب راہِ صواب دکھانے والا ہے ہم نے اس سب کو اختیار کیا اور مان لیا۔ آیت اولے کا مفاد ہمارا یہ قول ہے کہ کل اکرم اتقی (یعنی ہر اکرم سب سے بڑا متقی ہے) اور اس کا عکس نقیض ہمارا یہ قول ہے کہ من لیس بالاتقی لیس یا کرم (جو اتقی سب سے بڑا متقی نہیں ہے وہ اکرم نہیں ہے) اور ہم نے ان کلمات میں جو ہم پہلے کہے چکے عرش تحقیق کو ثابت کر دیا کہ مراد اتقی سے آیت ثانیہ یعنی اللہ تبارک و تعالیٰ کے قول وسیب جنبہا الا اتقی میں تمام صحابہ سے زیادہ متقی شخص مراد ہے تو ضروری ہے کہ صحابہ میں کوئی اس سے بڑھ کر متقی نہ ہو اور نہ تقویٰ میں اس کے کوئی مساوی ہو، جب یہ ثابت ہو گیا تو ہم کہتے ہیں کہ ہر صحابی ابوبکر سے بڑھ کر متقی نہیں اور جو ان سے بڑھ کر متقی نہیں وہ کرامت میں ان سے بڑھ کر نہیں۔ نتیجہ یہ ہو گا کہ ہر صحابی ابوبکر سے زیادہ عزت والا نہیں اور اس قیاس کا صغریٰ معدولہ ہے جیسا کہ ہم نے اس کی طرف اداتِ ربط کو حرفِ سلب پر مقدم کر کے اشارہ کیا اور تمہیں اختیار ہے کہ تم اس قضیہ کو موجبہ سالبۃ المحمول بناؤ یعنی متاخرین میں سے ایک قوم کے قول پر اور تمہاری رہنمائی اس بات کی طرف جو تمہارے وہم کو دُور کر دے سلب کو کبریٰ میں افرادِ اوسط کے لئے مرآۃ ^{حفظ} بنانے سے ہوگی، اور اگر تم چاہو تو آیت اولے کا عکس نہ کرو اور شکل کو آیت ثانیہ کے طرز پر منظم کر دیاں طور کہ تم کہو کہ کوئی صحابی ابوبکر سے بڑھ کر عزت والا نہیں اور شاید تم اس کو قیاس استثنائی کے طور پر مقرر رکھو

جو مقدم کو ارتفاع تالی کی وجہ سے مرتفع کر دے تو تم یوں کہو امت میں اگر کوئی صدیق سے بڑھ کر عزت والا ہوتا تو وہ ضرور صدیق سے بڑھ کر متقی ہوتا اس لئے کہ ہر اکرم اتقی ہے لیکن ساری امت صدیق سے بڑھ کر متقی نہیں بدلیل آیت ثانیہ، تو وہ صدیق سے بڑھ کر عزت والے نہیں، اور اسی میں ہمارا مقصود ہے۔ (ت)

(فتاویٰ رضویہ ج ۲۸ ص ۶۵۳ تا ۶۶۰)

(۵۰) مفاتیح امام رازی سے سورۃ والضحیٰ اور والیل کے یکجا ہونے پر نکات عجیبہ بیان کرتے ہوئے فرمایا :

لطيفة : قال الامام الرانمى فى مفاتيح الغيب "سورة واليل سورة ابى بكر وسورة والضحى سورة محمد عليه الصلوة والسلام ثم ما جعل بينهما واسطة ليعلم انه لا واسطة بين محمد صلى الله تعالى عليه وسلم و ابي بكر فان ذكرت الليل اذلا وهو ابوبكر ثم صعدت وجدت بعدة النهار وهو محمد صلى الله تعالى عليه وسلم وان ذكرت والضحى اولاً وهو محمد صلى الله تعالى عليه وسلم ثم نزلت وجدت بعدة والليل وهو ابوبكر ليعلم انه لا واسطة بينهما انتهى۔

اقول وكان تقديم والليل على هذا التقدير لانها جواب عن طعن الكفار فى جناب الصديق والضحى جواب عن طعنهم فى سيد المرسلين صلى الله تعالى عليه وسلم وتبرئة النبي صلى الله تعالى عليه وسلم لا تستلزم تبرئة الصديق لانه صلى الله تعالى عليه وسلم اعلى وبرائة الاعلى لا توجب براءة الادنى وتبرئة الصديق مرضى الله تعالى عنه تحكم تبرئة النبي صلى الله تعالى عليه وسلم بالطريق الاولى اذ انما برئى لانه عبد بذاك البرئ النقى صلى الله تعالى عليه وسلم فكان فى تقديم والليل استعجالاً الى الجواب عن الطعنين معاً ولو اخرلنا خراج الجواب عن طعن الصديق۔

واقول تسمية سورة الصديق بالليل وسورة المصطفى بالضحى صلى الله تعالى عليه وسلم ورضى الله تعالى عنه كانه اشارة الى ان النبي صلى الله تعالى عليه وسلم نور الصديق

وهداة ووسيلة الى الله به يبتغي فضله ورضاه والصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سراحۃ النبی
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ووجہ انسہ وسکونہ واطمینان نفسه وموضع سرہ ولباس
خاصتہ فقد قال تبارک وتعالیٰ "وجعلنا الیل لباسا" وقال تعالیٰ "وجعل لکم الیل و
النهار لتسکنوا فیہ ولتبتغوا من فضلہ ولعلکم تشکرون" وتلیح الح ان نظام عالم
الذین انما یقوم بہما کما ان نظام عالم الدنیا یقوم بالملویں فلولا النهار لما کان البصار
ولولا اللیل لما حصل قنار ، فالحمد لله العزیز الخفاس ۔

لطیفہ : فرمایا امام رازی نے مفاتیح الغیب میں کہ سورۃ والیل ابوبکر کی سورۃ ہے اور
سورۃ والفجر محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سورۃ ہے ، پھر اللہ تعالیٰ نے ان سورتوں کے درمیان
واسطہ نہ رکھا تاکہ معلوم ہو کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور ابوبکر کے درمیان کوئی شخص واسطہ نہیں ، تو
اگر تم پہلے واللیل کا ذکر کرو وہ ابوبکر ہیں پھر فرطو تو اس کے بعد دن کو پاؤ گے تو وہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم ہیں ، اور اگر تم پہلے والفجر کا ذکر کرو وہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں ، پھر اتر تو اس کے بعد واللیل کو
اور وہ ابوبکر ہیں تاکہ معلوم ہو جائے کہ ان دونوں کے درمیان کوئی واسطہ نہیں ۔

اقول اور واللیل کی تقدیم اسی تقدیر پر اس لئے ہے کہ وہ جناب صدیق کے بارے میں کنار
کے طعنہ کا جواب ہے اور والفجر ان کے طعنہ کا جواب ہے سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بارے
میں ، اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی برات صدیق کی برات کو مستلزم نہیں اس لئے کہ حضور صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم اعلیٰ ہیں اور اعلیٰ کی برات ادنیٰ کی برات کو لازم نہیں کرتی اور صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ
کی برات بدرجہ اولیٰ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی برات کا حکم کرتی ہے اس لئے کہ صدیق رضی اللہ
تعالیٰ عنہ اس لئے بری ہوئے کہ اس بری تقی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے غلام ہیں تو واللیل کی تقدیم
میں ایک ساتھ دونوں طعنوں کے جواب کی حجت ہوئی ، اور اگر واللیل کو مؤخر کیا جاتا تو صدیق کے طعنہ کا
جواب مؤخر ہو جاتا ۔

اقول سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سورت کو واللیل کا نام دینا اور مصطفیٰ صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم کی سورۃ کا نام صفحہ رکھنا گویا اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

صدیق کا نور اور ان کی ہدایت اور اللہ کی طرف ان کا وسیلہ جن کے ذریعہ اللہ کا فضل اور اس کی رضا طلب کی جاتی ہے اور صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی راحت اور ان کے انس و سکون اور اطمینان نفس کی وجہ ہیں اور ان کے محرم راز اور ان کے خاص معاملات سے وابستہ رہنے والے اس لئے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے: "اور رات کو پردہ پوش کیا۔" اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "تمہارے لئے رات اور دن بتائے کہ رات میں آرام کرو اور دن میں اس کا فضل ڈھونڈو اور اس لئے کہ تم حق مانو۔" اور یہ اس بات کی طرف تبلیغ ہے کہ دین کا نظام ان دونوں سے قائم ہے جیسے کہ دنیا کا نظام دن رات سے قائم ہے، تو اگر دن نہ ہو تو کچھ نظر نہ آئے اور رات نہ ہو تو سکون حاصل نہ ہو۔ تو اللہ عز و جل غفار ہی کے لئے حمد ہے۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۲۸ ص ۶۷۹ تا ۶۸۱)

(۵۱) آیات قرآنیہ سے اخصیلت صدیق اکبر بر مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر ایک نکتہ عجیبہ بیان کرتے ہوئے فرمایا،

لطیفۃ: استنبط القاضی الامام ابوبکر الباقلائی من الآیات الکیمة وجہا اخرت فضیل سیدنا الصدیق علی سیدنا المر ترضی لقاہما اللہ تعالیٰ باحسن الرضا انبانا السراج عن الجمال عن السندی عن الفلائی عن محمد سعید عن محمد طاہر عن ایہ ابراہیم الکر دی عن القشاشی عن الرہلی عن الزین ذکر یا عن ابن حجر عن مجد الدین الفیروز آبادی عن المحافظ سراج الدین القزوینی عن القاضی ابی بکر التفتازانی عن شرف الدین محمد بن محمد الہمدوی عن محمد بن عمر الرازی قال فی مفاتیح الغیب " ذکر القاضی ابوبکر الباقلائی فی کتاب الامامة فقال لایة الواسدة فی حق علی کرم اللہ وجہہ الکریم " انہا نطعمکم لوجه اللہ لانزید منکم جزاء ولا شکوراً ۵ انا نخاف من ربنا یوماً عبوساً قمطیراً ۵ " والایة الواسدة فی حق ابی بکر " الاتبغاء وجهہ ربہ الاعلیٰ ولسوف یرضی " فدلت الایتان علی ان کل احد منهما انہا فعل ما فعل لوجه اللہ الا ان اية علی تدل علی انه فعل ما فعل لوجه اللہ وللخوف من یوم القیمة علی ما قال " انا نخاف من ربنا یوماً عبوساً قمطیراً " واما اية ابی بکر فانہا دلت علی انه فعل ما فعل لمحض وجه اللہ تعالیٰ من غیر ان یشوبہ طمع فیہا یرجع الی مرغبة فی ثوب اور ہبة من عقاب فکان مقام ابی بکر اعلیٰ واجل انتہی۔

لطیفہ: قاضی امام ابو بکر اقلانی نے اس آیت کریمہ سے حضرت سیدنا مرتضیٰ پر فضیلتِ صدیق کی دوسری وجہ استنباط کی، اللہ تبارک و تعالیٰ دونوں کو اپنی بہترین رضا سے ہمکنار کرے۔ یہیں خبر دی سراج نے، وہ روایت کرتے ہیں جمال سے، وہ روایت کرتے ہیں سندھی سے، وہ روایت کرتے ہیں فلاتی سے، وہ روایت کرتے ہیں محمد سعید سے، وہ روایت کرتے ہیں اپنے باپ ابراہیم کر دی سے، وہ روایت کرتے ہیں قشاشی سے، وہ روایت کرتے ہیں رملی سے، وہ روایت کرتے ہیں بن زکیا سے، وہ روایت کرتے ہیں بن حجر سے، وہ روایت کرتے ہیں جلالین فیروز آبادی سے، وہ روایت کرتے ہیں حافظ سراج الدین قزوینی سے، وہ روایت کرتے ہیں قاضی ابو بکر لغسانی سے، وہ روایت کرتے ہیں شرف الدین محمد بن محمد الہروی سے، وہ روایت کرتے ہیں محمد بن عمر رازی سے، انھوں نے مفاتیح الغیب میں فرمایا قاضی ابو بکر اقلانی نے کتاب الامامیہ میں ذکر کیا تو انھوں نے فرمایا کہ وہ آیت جو علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے حق میں وارد ہے، ان سے کہتے ہیں ہم تمھیں خاص اللہ کے لئے کھانا دیتے ہیں تم سے کوئی بدلہ یا شکر گزار نہیں مانتے بیشک ہمیں اپنے رب سے ایک ایسے دن کا ڈر ہے جو بہت ترش نہایت سخت ہے۔ اور وہ آیت جو ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں وارد ہوئی ”صرف اپنے رب کی رضا چاہتا ہے جو سب سے بلند ہے اور بیشک قریب ہے کہ وہ راضی ہو گا۔“ یہ دونوں آیتیں دلالت کرتی ہیں کہ ان دونوں میں سے ہر ایک نے نیکی اللہ کی خوشنودی کے لئے کی مگر یہ کہ سیدنا علی کے حق میں جو آیت اتری وہ اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ انھوں نے جو کچھ کیا وہ اللہ کی خوشنودی اور روز قیامت کے ڈر سے کیا اس بنا پر انھوں نے کہا: ”بیشک ہمیں اپنے رب سے ایک ایسے دن کا ڈر ہے جو بہت ترش اور نہایت سخت ہے۔“ اور سیدنا ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں اترنے والی آیت اس پر دلالت کرتی ہے کہ انھوں نے جو کچھ کیا محض اللہ کے لئے کیا بغیر اس کے کہ اس میں کچھ طمع کا شائبہ ہو اس امر میں جو ثواب میں رغبت یا عذاب میں ہیبت کی طرف لوٹتا ہے، تو ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مقام اعلیٰ اور اجل ہوا انتہی۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۲۸ ص ۶۸۱ تا ۶۸۳)

فتاویٰ رضویہ جلد ۲۹

(۱) ترجمہ کرتے وقت کیا احتیاطیں ضروری ہیں؟ اس بارے میں ارشاد فرمایا:

خصوصاً ترجمہ کہ وہ گویا متکلم کی طرف سے اس کی زبان کا بیان ہوتا ہے، تو نہایت ضرور ہے کہ اس کی عظمت و شان ملحوظ رہے، وہ لفظ لکھے جائیں جو اس کے کہنے کے ہوں، بعض گمراہوں نے ترجمہ قرآن مجید میں اس کا

لحاظ نہ رکھائیے سخت سوائے ادب ہے۔ غرض ایک ہی بات اختلاف طرز بیان سے تعظیم سے توہین تک بدل جاتی ہے جیسے اوش فرمائیے، تناول فرمائیے، نوش جان فرمائیے۔ کھاؤ، نگلو، تھورو، زہر مار کرو اور تعظیم و توہین میں کس قدر مختلف ہیں تو صرف اتنا عذر کہ ہم نے ترجمہ کیا ہے کافی نہیں ہو سکتا جبکہ طرز بیان یہودہ ہو۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۲۹ ص ۶۰)

(۲) آیت کریمہ ”ما جعل اللہ لرجل من قلبین فی جوفہ“ سے ثابت ہے کہ کسی کے دو دل نہیں ہو سکتے۔ زید کا کہنا ہے کہ کوئی شخص پیدا ہوا ہے اس کے دو دل ہونے کی ڈاکٹروں نے تصدیق کر دی ہے۔ اور وہ اس کے جواز پر آیت کریمہ ”ھو الذی یصورک فی الامحام کیف یشاء“ سے استدلال کرتا ہے۔ اس مسئلہ کے بارے میں فرمایا:

قلب وہ عضو ہے کہ سلطان اقلیم بدن و محل، عقل و فہم و منشا قصد و اختیار و رضا و انکار ہے ایک شخص کے دو دل نہیں ہو سکتے،

دو بادشاہ در اقلیہ نہ گنجند

(ایک سلطنت میں دو بادشاہ نہیں ہوتے۔ ت)

آیت کریمہ میں سرجل نکرہ ہے اور تحت نفی داخل ہے تو مفید عموم واستغراق ہے یعنی اللہ عزوجل نے کسی کے دو دل نہ بنائے، نہ کہ فقط اس شخص خاص کی نسبت انکار فرمایا ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا،

الا وان فی الجسد مضغۃ اذا صلحت صلح الجسد کلہ واذا فسدت فسد الجسد کلہ

الا وہی القلب لہ

سُنّتے ہو بدن میں ایک پارہ گوشت ہے کہ وہ ٹھیک ہے تو سارا بدن ٹھیک رہتا ہے اور وہ بگڑ جائے تو سارا بدن بگڑ جاتا ہے، سُنّتے ہو وہ دل ہے۔

تو اگر کسی کے دو دل ہوں اُن میں ایک ٹھیک رہے ایک بگڑ جائے تو چاہئے معاً ایک اُن میں سارا بدن بگڑا اور سنبھلا دونوں ہوا، اور یہ محال ہے۔ جب دو دل ہیں ایک نے ارادہ کیا یہ کام کیجئے دوسرے نے ارادہ کیا نہ کیجئے تو اب بدن ایک کی اطاعت کرے گا یا دونوں کی یا کسی کی نہیں۔ ظاہر ہے کہ دونوں کی اطاعت محال ہے، اور کسی کی نہ ہو تو ان میں کوئی قلب نہیں کہ قلب تو وہی ہے کہ بدن اسی کے ارادے سے حرکت و سکون

صحیح البخاری کتاب الایمان باب فضل من استبرأ لیدنہ قیدی کتب خانہ کراچی ۱۳/۱
صحیح مسلم کتاب المساقات باب اخذ الحلال وترك الشبہات ۲۸/۲

ارادی کرتا ہے اور اگر ایک کی اطاعت کرے گا دوسرے کی نہیں تو جس کی اطاعت کرے گا وہی قلب ہے اور دوسرا ایک بد گوشت ہے کہ بدن میں صورت قلب پر پیدا ہو گیا جیسے کسی کے پنجے میں چھ انگلیاں، اور بعض کے ایک ہاتھ میں دو ہاتھ لگے ہوتے ہیں ان میں جو کام دیتا ہے اور ٹھیک موقع پہنچے وہی ہاتھ ہے دوسرا بد گوشت ہے۔ ڈاکٹر ٹول کا بیان اگر سچا ہو تو اس کی یہی صورت ہوگی کہ بدن میں ایک بد گوشت بصورت دل زیادہ پیدا ہو گیا ہوگا۔ ہاتھ میں تو یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اصلی اور زائد دونوں ہاتھ کام دیں مگر قلب میں یہ ناممکن ہے۔ آدمی روح انسانی سے آدمی ہے اور اسی کے مرکب کا نام قلب ہے اور روح انسانی متجرب نہیں کہ آدمی ایک دل میں رہے آدمی دوسرے میں۔ تو جس سے وہ اتصال متعلق ہوگی تو وہی قلب ہے دوسرا سلب اور آیت کریمہ میں تصویر کہ فی الامرحام کیف یشاء فرمایا ہے کہ ماں کے پیٹ میں تمہاری تصویر بناتا ہے جیسی وہ چاہے۔ یہ نہیں فرمایا کہ کیف تشاؤن بتخیلاتکم تخترعون جیسی تم چاہو اور اپنے خیالات میں گھڑو لسی ہی تصویر بنا دے، یہ محض باطل ہے۔ اور اس نے اپنی مشیت بتادی کہ کسی کے جوف میں میں نے دو دل نہ رکھے تو اس کے خلاف تصویر نہ ہوگی۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۲۹ ص ۷۷، ۷۸)

(۳) ایک رافضی نے کہا کہ آیت کریمہ "انما من المجرمین منقموں" کے عدد ۱۲۰۲ ہیں اور یہی ابو بکر و عمر و عثمان کے ہیں۔ اس کے جواب میں ارشاد فرمایا:

رافضی نے عدد غلط بتائے۔ امیر المومنین عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام پاک میں الف نہیں لکھا جاتا تو عدد بارہ سو ایک ہیں نہ کہ دو۔ ہاں اور رافضی:

(۱) بارہ سو دو عدد کا ہے کہ ہیں، ابن سینا رافضہ کے۔

(۲) ہاں اور رافضی! بارہ سو دو عدد ان کے ہیں، ابلیس، یزید، ابن زیاد، شیطان الطاق کلینی، ابن بابویہ قمی، طوسی حلی۔

(۳) ہاں اور رافضی! اللہ عز وجل فرماتا ہے:

اِنَّ الَّذِیْنَ فَرَّقُوا دِیْنَهُمْ وَكَانُوا شِیْعًا لَسْتَ مِنْهُمْ فِی شَیْءٍ

بیشک جنہوں نے اپنا دین ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور شیعہ ہو گئے اے نبی! تمہیں ان سے کچھ

علاقہ نہیں۔

اس آیت کریمہ کے عدد ۲۸۲۸ ہیں، اور یہی عدد ہیں رفاض اثنا عشریہ شیطانیہ اسمعیلیہ کے۔ اور اگر اپنی طرف سے اسمعیلیہ میں الف چاہے تو یہی عدد ہیں روافض اثنا عشریہ ونصیریہ واسماعیلیہ کے۔
(۴) ہاں اور افضی! اللہ تعالیٰ فرماتا ہے،

لهم اللعنة ولهم سوء الدار

ان کے لئے ہے لعنت اور ان کے لئے ہے بُرا گھر۔

اس کے عدد چھ سو پچانوے ہیں اور یہی عدد ہیں شیطان الطاق طوسیٰ علی کے۔
(۵) نہیں اور افضی! بلکہ اللہ عز وجل فرماتا ہے،

اولئك هم الصديقون والشهداء عند ربهم لهم اجرهم

وہی اپنے رب کے یہاں صدیق و شہید ہیں ان کے لئے ان کا ثواب ہے۔
اس کے عدد چودہ سو پچانوے ہیں اور یہی عدد ہیں ابوبکر، عمر، عثمان، علی اور سعد کے۔
(۶) نہیں اور افضی! بلکہ مولے تعالیٰ فرماتا ہے،

اولئك هم الصديقون والشهداء عند ربهم لهم اجرهم ونورهم

وہی اپنے رب کے حضور صدیق و شہید ہیں ان کے لئے ہے ان کا ثواب اور ان کا نور۔
اس کے عدد ہیں ۱۷۲، یہی اور یہی عدد ہیں ابوبکر و عمر و عثمان و علی و طلحہ و زبیر و سعد کے۔
(۷) نہیں اور افضی! بلکہ اللہ عز وجل فرماتا ہے،

والذين آمنوا بالله ورسوله اولئك هم الصديقون والشهداء عند ربهم
لهم اجرهم ونورهم

جو لوگ ایمان لائے اللہ اور اس کے رسولوں پر وہی اپنے رب کے نزدیک صدیق و شہید ہیں ان کے لئے ہے ان کا ثواب اور ان کا نور۔

آیت کریمہ کے عدد ۳۰۱۶، اور یہی عدد ہیں صدیق فاروق ذو النورین علی، طلحہ، زبیر، سعد، سعید، ابوعبیدہ، عبد الرحمن بن عوف کے۔

الحمد لله! آیت کریمہ کا تمام و کمال جملہ مدح بھی پورا ہو گیا اور حضرات عشرہ مبشرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے

اسمائے طیبہ بھی سب آگئے جس میں اصلاً تکلف و تصنع کو دخل نہیں، کچھ روزوں سے آنکھ دکھتی ہے یہ تمام آیات عذاب و اسمائے شرارہ آیت مدح و اسمائے اخیار کے عدد محض خیال میں مطابق کئے جن میں صرف چند منٹ صرف ہوئے اگر کچھ کراعداد جوڑے جاتے تو مطابقتوں کی بہار نظر آتی مگر بعونہ تعالیٰ اس قدر بھی کافی ہے۔
(فتاویٰ رضویہ ج ۲۹ ص ۸۱، ۸۲)

(۴) حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو علم غیب نہیں تھا تقویۃ الایمان میں اس دعوے کے ثبوت پر کچھ قرآنی آیات سے استدلال کیا گیا اس کے جواب میں فرمایا:

علم غیب ذاتی کہ اپنی ذات سے بے کسی کے دیئے ہوئے اللہ عز و جل کے لئے خاص ہے اُن آیتوں میں یہی معنی مراد ہیں کہ بے خدا کے دیئے کوئی نہیں جان سکتا اور اللہ کے بتائے سے انبیاء کو معلوم ہونا ضروریات دین سے ہے، قرآن مجید کی بہت آیتیں اس کے ثبوت میں ہیں، از انجملہ سورہ جین میں فرماتا ہے:

علم الغیب فلا یظهر علی غیبہ احد الا من ارضا من رسول ۱
اللہ ہے غیب کا جاننے والا تو اپنے خاص غیب پر کسی کو مسلط نہیں کرتا سوائے اپنے پسندیدہ رسول کے۔

اور فرماتا ہے:

تلك من انباء الغیب نوحيها اليك ۲
یہ غیب کی باتیں ہیں کہ ہم تمہیں بتاتے ہیں۔

اور فرماتا ہے:

وما هو علی الغیب بضنین ۳

یہ نبی غیب کی باتیں بتانے میں نخل نہیں فرماتے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۲۹ ص ۹۲، ۹۳)
(۵) محفل میلاد شریف میں بوقت ذکر ولادت مبارکہ قیام اور خوش الحانی سے نعتیہ اشعار پڑھنے کے بارے میں فرمایا:

۱۔ القرآن الکریم ۲۶ / ۲۷

۲۔ ۱۱ / ۲۹

۳۔ ۸۱ / ۲۳

یہ سب باتیں جائز و مستحسن و باعثِ برکات ہیں اور ان کی اصل قرآنِ عظیم کے ان احکام کا ماننا ہے کہ:

اَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ ۙ

اپنے رب کی نعمتیں لوگوں کے سامنے خوب بیان کرو۔

وَذَكِّرْهُمْ بِآيَاتِ اللَّهِ ۙ

انھیں اللہ کے دن یاد دلاؤ۔

قُلْ بِفَضْلِ اللَّهِ وَبِرَحْمَتِهِ فَبِذَلِكَ فَلْيَفْرَحُوا ۖ

تم حکم دو کہ اللہ کے فضل اور اللہ کی رحمت کی خوشی منائیں۔

لَتُؤْمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَتَعَزَّوْا وَتَتَّقُوا ۚ

تاکہ تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور اس کے رسول کی تعظیم و توقیر کرو۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۲۹ ص ۹۷)

(۶) ”محرم نامہ“ نامی کتاب میں حضرت عمر و بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں گستاخانہ

کلمات مندرج ہیں اس کے بارے میں سوال کا جواب دیتے ہوئے فرمایا:

منکر اگر احادیث کو بھی نہ مانے تو قسم آن عظیم کو تو مانے گا۔ اللہ عز و جل فرماتا ہے:

لَا يَسْتَوِي مِنْكُمْ مَنْ أَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقَاتِلٌ أُولَٰئِكَ اعْظُمُ دَرَجَاتٍ مِّنْ

الَّذِينَ أَنْفَقُوا مِنْ بَعْدِ وَقَاتِلُوا ۚ وَلَا وَعَدَ اللَّهُ الْحَسَنِيَّ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ۔

تم میں برابر نہیں جنھوں نے فتح مکہ سے پہلے خرچ و قتال کیا وہ درجے میں اُن سے بڑے ہیں

جنھوں نے بعد میں خرچ و قتال کیا اور دونوں فریق سے اللہ نے بھلائی کا وعدہ فرمایا اور اللہ خوب

جانتا ہے جو کچھ کہ تم کرو گے۔

اللہ عز و جل نے صحابہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دو قسم فرمایا، ایک مومنین قبل

فتح مکہ، دوسرے مومنین بعد فتح مکہ۔ فریقِ اول کو فریقِ دوم پر فضیلت بخشی اور دونوں فریق کو فرمایا کہ

اللہ نے اُن سے بھلائی کا وعدہ کیا۔ عمرو بن العاص مومنین قبل فتح مکہ میں ہیں۔ اصحابہ فی تمییز الصحابہ

۲ القرآن الکریم ۱۳/۵

۳ " ۲۸/۹

۱ القرآن الکریم ۹۳/۱۱

۳ " ۱۰/۵۸

۵ " ۵۷/۱۰

میں ہے :

عمرو بن العاص بن وائل بن ہاشم بن سعید بالتصغیر ابن سہم بن عمرو ابن ہصيص
بن کعب بن لوی قرشی السہمی امیر مصر جن کی کنیت ابو عبد اللہ و ابامحمد، اسلم قبل الفتح فی صفر سنۃ
ثمان وقيل بين الحديبية وخيبر

عمرو بن عاص بن وائل بن ہاشم بن سعید (تصغیر کے ساتھ) بن سہم بن عمرو بن ہصيص بن کعب
بن لوی قرشی السہمی امیر مصر جن کی کنیت ابو عبد اللہ اور ابو محمد ہے وہ فتح مکہ سے پہلے ماہ صفر سنۃ ہجری میں
اسلام لائے، کہا گیا ہے کہ حدیبیہ اور خیبر کے درمیان اسلام لائے۔ (ت)

اور بعد فتح تورادہ خدا میں جو ان کے جہاد میں آسمان وزمین ان کے آوازے سے گونج رہے ہیں اور
اللہ عزوجل نے دونوں فریق سے بھلائی کا وعدہ فرمایا، اور مریض القلب معترضین جو ان پر طعن کریں کہ فلاں نے
یہ کام کیا فلاں نے یہ کام کیا اگر ایمان رکھتے ہوں تو ان کا منہ تمہ آیت سے بند فرما دیا کہ واللہ بما تعملون
خیبر مجھے خوب معلوم ہے جو کچھ تم کرنے والے ہو مگر میں تو تم سے بھلائی کا وعدہ فرما چکا۔ اب یہ بھی قرآن عظیم
ہی سے پوچھ دیکھئے کہ اللہ عزوجل نے جس سے بھلائی کا وعدہ فرمایا اس کے لئے کیا ہے، فرماتا ہے،

ان الذین سبقت لہم من الحسنی اولئک عنہا مبعدون لا یسمعون حسیسہا و
ہم فی ما اشتہت انفسہم یخلدون لا یحزنہم الفرج الاکبر وتلقیہم الملائکۃ ہذا
یومک الذی کنتم توعدون

بیشک وہ جن کے لئے ہمارا وعدہ بھلائی کا ہو جہنم سے دور رکھے گئے ہیں اس کی پھنک تک
نہ سنیں گے اور اپنی من مانتی نعمتوں میں ہمیشہ رہیں گے وہ قیامت سب سے بڑی گھبراہٹ انہیں غمگین
نہ کرے گی اور ملائکہ ان کا استقبال کریں گے یہ کہتے ہوئے کہ یہ ہے تمہارا وہ دن جس کا تم سے وعدہ تھا۔
ان ارشادات الہیہ کے بعد مسلمان کی شان نہیں کہ کسی صحابی پر طعن کرے۔ بغرض غلط بفرض باطل
طعن کرنے والا جتنی بات بتاتا ہے اُس سے ہزار حصے زائد سہی اس سے یہ کہئے انتم اعلم ام اللہ

۱۔ الاصابۃ فی تمیز الصحابة حرف العین ترجمہ عمرو بن العاص ۵۸۸۲ دار صادر بیروت ۲/۳

۲۔ القرآن الکریم ۱۰/۵۷

۳۔ ۱۰/۲ تا ۱۰/۳

۴۔ ۱۲۰/۲

کیا تم زیادہ جانتے ہو یا اللہ، کیا اللہ کو ان باتوں کی خبر نہ تھی، بانیہم وہ ان سے فرما چکا کہ میں نے تم سب سے بھلائی کا وعدہ فرمایا تھا رہے کام مجھ سے پوشیدہ نہیں۔ تو اب اعتراض نہ کرے گا مگر وہ جسے اللہ عزوجل پر اعتراض مقصود ہے۔ عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ حلیل القدر قریشی ہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جد امجد کعب بن لوی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی اولاد سے، اور ان کی نسبت وہ ملعون کلمہ طعن فی النسب کا اگر کہا ہو گا تو کسی رافضی نے، پھر وہ صدیقی و فاروق کو کب چھوڑتے ہیں عمرو بن عاص کی کیا گفتی، رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون لہ
اور عنقریب ظالم جان لیں گے کہ کس کروٹ پر پلٹا کھائیں گے۔ (ت)

(فتاویٰ رضویہ ج ۲۹ ص ۱۰۰ تا ۱۰۲)

(۷) بعد از وصال اولیاء اللہ کے تصرفات کے بارے میں فرمایا،

شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی تفسیر عزیزی میں زیر آیہ کریمہ والقصر اذا التسقف

لکھتے ہیں،

بعضے از خواص اولیاء اللہ را کہ آلہ جارہ تکمیل وارث دینی نوع خود گر دانیدہ اند دریں حالت ہم تصرف در دنیا دادہ، واستغراق آنها بجت کمال وسعت مدارک آنها مانع توجہ بایں سمت نمی گردد و اویسیان تحصیل کمالات باطنی از آنها نمایند و ارباب حاجات و مطالب حل مشکلات خود از آنها می طلبند و می یابند۔

اللہ تعالیٰ کے بعض خاص اولیاء ہیں جن کو بندوں کی تربیت کا ملہ اور راہنمائی کے لئے ذریعہ بنایا گیا ہے، انھیں اس حالت میں بھی دنیا کے اندر تصرف کی طاقت و اختیار دیا گیا ہے اور کمال وسعت مدارک کی وجہ سے ان کا استغراق اس طرف متوجہ ہونے سے مانع نہیں ہوتا۔ صوفیائے اولیہ باطنی کمالات ان اولیاء اللہ سے حاصل کرتے ہیں اور غرض مند و محتاج لوگ اپنی مشکلات کا حل ان سے طلب کرتے اور پاتے ہیں۔ (ت)

نیز تفسیر عزیزی میں ہے :

”روز قیامت شہداء کا خون اور علماء کی دوات کی سیاہی تولے جائیں گے، علماء کی دوات کی سیاہی شہداء کے خون پر غالب آئے گی“

اور علماء سے اولیاء افضل ہیں، تو جب شہداء زندہ ہیں اور فرمایا کہ انھیں مُردہ نہ کہو، تو اولیاء کہ بدرجہا اُن سے افضل ہیں ضروران سے بہتر حی ابدی ہیں۔ قرآن عظیم کے ایجازات میں یہ بھی ہے کہ امر ارشاد فرماتے ہیں اور اس سے اس کے امثال اور اس سے امثل پر دلالت فرمادیتے ہیں، جیسے،

لَا تَقُلْ لَهُمَا أُفٍّ وَلَا تَنْهَرُهُمَا

اُن سے ہوں نہ کہنا اور انھیں نہ بھڑکانا۔ (ت)

ماں باپ کو ہوں کہنے سے ممانعت فرمائی، جو کچھ اس سے زیادہ ہو وہ خود ہی منہ ہو گیا۔ اور یہیں دیکھئے حیات شہداء کی تصریح فرمائی اور حیات انبیاء کا ذکر نہیں کہ اعلیٰ خود ہی مفہوم ہو جائے گا۔ اس دلالت النص میں اولیاء بلا شبہ داخل۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۲۹ ص ۱۰۳ تا ۱۰۵)

(۸) قرآن مجید کی جامعیت اور واقعہ افک سے علم مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر استدلال کے بارے میں فرمایا:

قرآن عظیم میں بے شک سب کچھ موجود ہے مگر اُسے کوئی نہ سمجھ سکتا اگر حدیث اس کی شرح نہ فرماتی۔ قال اللہ تعالیٰ:

لَتَبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نَزَلَ إِلَيْهِمْ

تاکہ تم لوگوں سے بیان کرو جو اُن کی طرف اُتر ا۔ (ت)

اور حدیث بھی کوئی نہ سمجھ سکتا اگر ائمہ مجتہدین اس کی شرح نہ فرماتے، ان کی سمجھ میں مدارج مختلف ہیں۔ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

رَبِّ مَبْلَغٍ يَبْلُغُهُ أَوْعَىٰ لَهُ مِنْ سَامِعٍ

بہت سے لوگ جن تک بات پہنچائی جاتی ہے وہ سننے والے سے زیادہ اس کو یاد رکھنے والے

۱۴۱/۱۰	مؤسسۃ الرسالہ بیروت	حدیث ۲۸۷۱۵	۱۷ کنز العمال
۱۴۳/۱۰	" " "	۲۸۹۰۲ و ۲۸۸۹۹	"
۲۴/۱۶	۳ القرآن الکریم	۲۳/۱۷	۲ القرآن الکریم
ص ۲۱	پچ ایم سعید کمپنی کراچی	باب من بلغ علماً	۳ سنن ابن ماجہ

(۹) مزید فرمایا :

اللہ عزوجل نے اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ پر قرآن عظیم اتارا کہ ہر چیز اُن پر روشن فرمادی۔

قال اللہ تعالیٰ :

نزلنا عليك الكتاب تبينا لكل شيء

ہم نے تم پر یہ قرآن اتارا کہ ہر چیز کا روشن بیان ہے۔ (ت)

قرآن عظیم حضور اُتھوڑا کر کے تنکس برس میں نازل ہوا، جتنا قرآن عظیم اُترتا گیا حضور پر غیب روشن ہوتا گیا، جب قرآن عظیم پورا نازل ہو چکا روزِ اول سے روزِ آخر تک کا جمیع ماکان و مایکون کا علم محیط حضور کو حاصل ہو گیا، تمامی نزولِ قرآن سے پہلے اگر کوئی واقعہ کسی حکمتِ الہیہ کے سبب منکشف نہ ہوا تو احاطہ علمِ اقدس کا منافی نہیں معہذا زمانہ افک میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سکوت فرمایا جس سے یہ لازم نہیں آتا کہ حضور کو علم نہ تھا، اپنے اہل کی برائت اپنی زبان سے ظاہر فرمانا بہتر ہوتا یا یہ کہ رب السموات والارض نے قرآن کریم میں سترہ آیتیں اُن کی برائت میں نازل فرمائیں جو قیام قیامت تک مساجد و مجالس و مجامع میں تلاوت کی جائیں گی۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۲۹ ص ۱۰۸)

(۱۰) اللہ تعالیٰ کو عرش پر سمجھنے کے بارے میں ایک غلط فتویٰ کا رد کرتے ہوئے فرمایا :

حاشا للہ ! ہرگز عقیدہ اہلسنت کا نہیں۔ وہ مکان و ممکن سے پاک ہے، نہ عرش اس کا مکان ہے نہ دوسری جگہ۔ عرش و فرش سب حادثات ہیں، اور وہ قدیم ازلی ابدی سرمدی، جب تک یہ کچھ نہ تھے کہاں تھا، جیسا جب تھا ویسا ہی اب ہے اور جیسا اب ہے ویسا ہی ابد الابد تک رہے گا۔ عرش و فرش سب متغیر ہیں، حادثات ہیں، فانی ہیں، اور وہ اور اس کی صفات تغیر و حدوث و فنا سب سے پاک۔ استواء پر اجماع نقل کرنے کی کیا حاجت۔ خود الرحمن عزوجل فرماتا ہے :

الرحمن على العرش استوى

وہ بڑا مہر والا اس نے عرش پر استواء فرمایا جیسا کہ اس کی شان کے لائق ہے (ت)

مگر اعتقاد اہل سنت کا وہ ہے جو ان کے رب عز و جل نے راسخین فی العلم کو تعلیم فرمایا،
والراسخون فی العلم یقولون امنا بہ کل من عند ربنا وما یدکر الا اولوا الالباب۔
اور وہ نچتہ علم والے کہتے ہیں ہم اس پر ایمان لائے، سب ہمارے رب کے پاس سے ہے،
اور نصیحت نہیں مانتے مگر عقل والے۔ (ت)

اعتقاد اہل سنت کا وہ ہے جو اُم المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا،
الاستواء معلوم والکیف مجهول والایمان بہ واجب والسؤال عنہ بدعة۔
استواء معلوم ہے اور کیفیت مجهول، اور اس پر ایمان واجب اور اس کی تفتیش مگر اہی۔
اہل سنت کے دو مسلک آیات متشابہات میں ہیں سلف صالح کا مسلک تفویض کا، ہم نہ ان کے
معنی جانیں نہ ان سے بحث کریں جو کچھ اُن کے ظاہر سے سمجھ میں آتا ہے وہ قطعاً مراد نہیں اور جو کچھ ان کے
رب عز و جل کی مراد ہے ہم اس پر ایمان لائے۔
امنا بہ کل من عند ربنا۔

ہم سب اس پر ایمان لائے سب ہمارے رب کے پاس سے ہے۔ (ت)
دوسرا مسلک متاخرین کا کہ حفظ دین عوام کے لئے معنی محال سے پھیر کر کسی قریب معنی کی طرف
لے جاتیں مثلاً استواء بمعنی استیلا بھی آتا ہے،

قد استوی بشر علی العراق من غیر سیف ودم مہراق
(تحقیق بشر عراق پر غالب آگیا تلوار کے ساتھ خون بہائے بغیر۔ ت)

(فتاویٰ رضویہ ۲۹ ج ۱۱۶، ۱۱۷)

(۱۱) آیات متشابہات پر آریہ کے اعتراضات نیز وہابیہ مجسمہ کے استدلالات کا تحقیقی جواب
دینے کے لئے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے رسالہ ”قواعد القہار علی المجسمۃ الفجاس“ تحریر فرمایا جس میں

۱۔ القرآن الکریم ۳/۷

۲۔ الدر المنثور تحت الآیۃ ۵۴/۷ دار الخیر التراث العربی بیروت ۲۲۹/۳

فتح الباری کتاب التوحید باب قوله وكان عرشه علی الماء دار الکتب العلمیہ بیروت ۳۴۶/۱۴

۳۔ القرآن الکریم ۳/۷

۴۔ فتح الباری کتاب التوحید باب قوله وكان عرشه علی الماء دار الکتب العلمیہ بیروت ۳۴۵/۱۴

الاسماء والصفات تحت الحدیث ۸۷ داود ابن رجب ص ۵۱۹

تذریہ باری تعالیٰ سے متعلق پندرہ عقائد بیان کرنے کے بعد فرمایا:

محل تفصیل میں عقائد تنزیہیہ بے شمار ہیں، یہ پندرہ کہ بقدر حاجت یہاں مذکور ہوئے اور ان کے سوا ان جملہ مسائل کی اصل یہی تین عقیدے ہیں جو مذکور ہوئے اور ان میں بھی اصل الاصول عقیدہ اولیٰ ہے کہ تمام مطالب تنزیہیہ کا حاصل و خلاصہ ہے ان کی دلیل قرآن عظیم کی وہ سب آیات ہیں جن میں باری عزوجل کی تسبیح و تقدیس و پاکی و بے نیازی و بے مثل و بے نظیری ارشاد ہوئی آیات تسبیح خود کس قدر کثیر وافر ہیں و قال تعالیٰ:

الملك القدوس السلام

بادشاہ نہایت پاکی والا ہر عیب سے سلامت۔

و قال تعالیٰ:

فان الله غنى عن العالمين

بے شک اللہ سارے جہان سے بے نیاز ہے۔

و قال تعالیٰ:

ان الله هو الغنى الحميد

بے شک اللہ ہی بے پروا ہے سب خوبیوں سرایا۔

و قال تعالیٰ:

ليس كم مثل شيء

اس کے مثل کوئی چیز نہیں۔

و قال تعالیٰ:

هل تعلم له سميا

کیا تو جانتا ہے اس کے نام کا کوئی۔

و قال تعالیٰ:

ولم يكن له كفوا احد

اس کے جوڑ کا کوئی نہیں۔

ان مطالب کی آیتیں صدمہ ہیں، یہ آیات محکمات ہیں، یہ اُم الکتاب ہیں، ان کے معنی میں کوئی خفا و اجمال نہیں، اصلاً دقت و اشکال نہیں جو کچھ ان کے صریح لفظوں سے بے پردہ روشن و ہویدا ہے بے تغیر و تبدیل بے تخصیص و تاویل اس پر ایمان لانا ضروریاتِ دینِ اسلام سے ہے۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۲۹ ص ۱۲۰، ۱۲۱)

(۱۲) آیات مشابہات کے باب میں اہلسنت کا اعتقاد بیان کرتے ہوئے فرمایا:

قال الله تعالى "هو الذي أنزل عليك الكتاب منه آيات محكمات هن أم الكتاب وأخر متشبهات ط فاما الذين في قلوبهم زيغ فيتبعون ما تشابه منه ابتغاء الفتنة وابتغاء تاويله ۝ وما يعلم تاويله الا الله ۝ والراشخون في العلم يقولون أمثابه كل من عند ربنا ۝ وما يذكر الا اولوا الالباب ۝"

(موضح القرآن میں اس کا ترجمہ یوں ہے،) (اللہ تعالیٰ نے فرمایا،) وہی ہے جس نے اناری تجھ پر کتاب، اس میں بعض آیتیں لکھی ہیں سو جڑ ہیں کتاب کی، اور دوسری ہیں کئی طرف ملتی، سو جن کے دل ہیں پھرے ہوئے وہ لگتے ہیں اُن کے ڈھب و ایلوں سے۔ تلاش کرتے ہیں مگر اہی اور تلاش کرتے ہیں ان کی کل بٹھانی، اور ان کی کل کوئی نہیں جانتا سوائے اللہ کے۔ اور جو مضبوط علم والے ہیں سو کہتے ہیں ہم اس پر ایمان لائے سب کچھ ہمارے رب کی طرف سے ہے، اور سمجھائے وہی سمجھتے ہیں جن کو عقل ہے۔

اور اس کے فائدے میں لکھا:

اور اس کے فائدے میں تھا؟

”اللہ صاحب فرماتا ہے کہ ہر کلام میں اللہ نے بعضی باتیں رکھی ہیں جن کے معنی صاف نہیں کھلتے تو جو گمراہ ہو اُن کے معنی عقل سے لگے پکڑنے اور جو مضبوط علم رکھے وہ اُن کے معنی اور آیتوں سے ملا کر سمجھے جو جڑ کتاب کی ہے اس کے موافق سمجھ پائے تو سمجھے اور اگر نہ پائے تو اللہ پر چھوڑ دے کہ وہی بہتر جانے ہم کو ایمان سے کام لے انتہی“

اقول (میں کہتا ہوں۔ ت) بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید اتارا ہے ہدایت

فرمانے اور بندوں کو جانچنے آزمانے کو،

یفضل بہ کثیرا ویہدی بہ کثیراً۔^۱

اسی قرآن سے بہتوں کو گمراہ فرمائے اور بہتیروں کو راہ دکھائے۔

اس ہدایت و ضلالت کا بڑا امشا قرآن عظیم کی آیتوں کا دو قسم ہونا ہے،

محکمات، جن کے معنی صاف بے دقت ہیں جیسے اللہ تعالیٰ کی پاکی و بے نیازی و بے مثلی کی آیتیں جن کا ذکر اوپر گزرا۔

اور دوسری متشابہات، جن کے معنی میں اشکال ہے یا تو ظاہر لفظ سے کچھ سمجھ ہی نہیں آتا جیسے حروف مقطعات السّٰہ وغیرہ یا جو سمجھ میں آتا ہے وہ اللہ عزوجل پر محال ہے جیسے الرحمن علی العرش استوی^۲ (وہ بڑا مہر والا اس نے عرش پر استواء فرمایا۔ ت) یا تھما استوی علی العرش^۳ (پھر اس نے عرش پر استواء فرمایا۔ ت) پھر جن کے دلوں میں کجی و گمراہی تھی وہ تو ان کو اپنے ڈھب کا پا کر ان کے ذریعہ سے بے علموں کو بہکانے اور دین میں فتنے پھیلانے لگے کہ دیکھو قرآن میں آیا ہے کہ اللہ عرش پر بیٹھا ہے، عرش پر چڑھا ہوا ہے، عرش پر ٹھہر گیا ہے۔ اور آیات محکمات جو کتاب کی جڑ تھیں ان کے ارشاد دل سے بھلا دیتے حالانکہ قرآن عظیم میں تو استواء آیا ہے اور اس کے معنی چڑھنا، بیٹھنا، ٹھہرنا ہونا کچھ ضرور نہیں یہ تو تمھاری اپنی سمجھ ہے جس کا حکم خدا پر لگا رہے ہو ما انزل اللہ بہا من سلطن^۴ (اللہ تعالیٰ نے اس پر کوئی دلیل نازل نہ فرمائی۔ ت) اگر بالفرض قرآن مجید میں یہی الفاظ چڑھنا، بیٹھنا، ٹھہرنا آتے تو قرآن ہی کے حکم سے فرض قطعی تھا کہ انھیں ان ظاہری معنی پر نہ سمجھو جو ان لفظوں سے ہمارے ذہن میں آتے ہیں کہ یہ کام تو اجسام کے ہیں اور اللہ تعالیٰ جسم نہیں مگر یہ لوگ اپنی گمراہی سے اسی معنی پر جم گئے انھیں کو قرآن مجید نے فرمایا: الذین فی قلوبہم ضلّٰغ ان کے دل پھرے ہوئے ہیں۔ اور جو لوگ علم میں پکے اور اپنے رب کے پاس سے ہدایت رکھتے تھے وہ سمجھے کہ آیات محکمات سے قطعاً ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ مکان و جہت و جسم و اعراض سے پاک ہے، بیٹھنے، چڑھنے، ٹھہرنے سے منزہ ہے کہ یہ سب باتیں اس بے عیب کے حق میں عیب ہیں جن کا بیان ان شاء اللہ المستعان عنقریب آتا ہے اور وہ عریب

۱۔ القرآن الکریم ۲۰/۵

۲۔ ۱۲/۳۰

۳۔ القرآن الکریم ۲/۲۶

۴۔ ۵۴/۴ و ۱۰/۳

۵۔ ۳/۴

پاک ہے ان میں اللہ عزوجل کے لئے اپنی مخلوق عرش کی طرف حاجت نکلے گی اور وہ ہر احتیاج سے پاک ہے ان میں مخلوقات سے مشابہت ثابت ہوگی کہ اٹھنا، بیٹھنا، چرھنا، اترنا، سرکنا، ٹھہرنا اجسام کے کام ہیں اور وہ ہر مشابہت خلق سے پاک ہے تو قطعاً یقیناً ان لفظوں کے ظاہری معنی جو ہماری سمجھ میں آتے ہیں ہرگز مراد نہیں، پھر آخر معنی کیا لیں۔ اس میں یہ ہدایت والے درویش ہو گئے۔ اکثر نے فرمایا جب یہ ظاہری معنی قطعاً مقصود نہیں اور تاویلی مطلب متعین و محدود نہیں تو ہم اپنی طرف سے کیا کہیں، یہی بہتر کہ اس کا علم اللہ پر چھوڑیں ہمیں ہمارے رب نے آیات متشابہات کے پیچھے پڑنے سے منع فرمایا اور ان کی تعیین مراد میں خوض کرنے کو گراہی بتایا تو ہم حد سے باہر کیوں قدم دھریں، اسی قرآن کے بتائے حصے پر قناعت کریں کہ امتنا بہ کل من عند ربنا جو کچھ ہمارے مولے کی مراد ہے ہم اس پر ایمان لائے حکم متشابہ سب ہمارے رب کے پاس سے ہے۔ یہ مذہب جمہور ائمہ سلف کا ہے اور یہی سلم اولیٰ ہے، اسے مسلک تفریض و تسلیم کہتے ہیں۔ ان ائمہ نے فرمایا: استواء معلوم ہے کہ ضرور اللہ تعالیٰ کی ایک صفت ہے اور کیفیت مجہول ہے کہ اس کے معنی ہماری سمجھ سے ورار ہیں اور ایمان اس پر واجب ہے کہ نص قطعی قرآن سے ثابت ہے اور سوال اس سے بدعت ہے کہ سوال نہ ہوگا مگر تعیین مراد کے لئے اور تعیین مراد کی طرف راہ نہیں اور بعض نے خیال کیا کہ جب اللہ عزوجل نے حکم و متشابہ دو قسمیں فرما کر محکمات کو ہلکا کر دیا کہ وہ کتاب کی جڑ ہیں۔ اور ظاہر ہے کہ ہر فرع اپنی اصل کی طرف پلٹتی ہے تو یہ آیہ کریمہ نے تاویل متشابہات کی راہ خود بتا دی اور ان کی ٹھیک معیار ہیں سنجادی کہ ان میں وہ درست و پاکیزہ احتمالات پیدا کرو جن سے یہ اپنی اصل یعنی محکمات کے مطابق آجائیں اور فتنہ و ضلال و باطل و محال راہ نہ پائیں۔ یہ ضرور ہے کہ اپنے نکالے ہوئے معنی پر یقین نہیں کر سکتے کہ اللہ عزوجل کی یہی مراد ہے مگر جب معنی صاف و پاکیزہ ہیں اور مخالفت محکمات سے بریٰ منزہ ہیں اور محاورات عرب کے لحاظ سے بن بھی سکتے ہیں تو احتمالی طور پر بیان کرنے میں کیا حرج ہے اور اس میں نفع یہ ہے کہ بعض عوام کی طبائع صرف اتنی بات پر مشکل سے قناعت کریں کہ ان کے معنی ہم کچھ نہیں کہہ سکتے اور جب انہیں روکا جائے گا تو خواہ مخواہ ان میں فکر کی اور حرص بڑھے گی،

ابن ابی ادم الحریص علی ما منعہ (انسان کو جس چیز سے منع کیا جائے وہ اس پر

عرص ہوتا ہے۔ ت) اور جب فکر کریں گے فتنے میں پڑنے لگے مگر ہی میں گریں گے، تو یہی نسبت ہے کہ ان کی افکار ایک مناسب و ملائم معنی کی طرف کہ محکمات سے مطابقت محاورات سے موافقت ہوں پھر وہی جاتیں کہ فتنہ و ضلال سے نجات پائیں، یہ مسلک بہت علمائے متاخرین کا ہے کہ نظر بحال عوام اسے اختیار کیا ہے اسے مسلک تاویل کہتے ہیں۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۲۹ ص ۱۲۱ تا ۱۲۲)

(۱۳) استواء علی العرش کے معنی میں وجہ تاویل بیان کرتے ہوئے فرمایا: یہ علماء بوجہ کثیرہ تاویل آیت فرماتے ہیں: ان میں چار وجہیں نفیس و واضح ہیں، **اول** استواء بمعنی قہر و غلبہ ہے، یہ زبان عرب سے ثابت و پیدا ہے عرش سب مخلوقات سے اوپر اور اونچا ہے اس لئے اس کے ذکر پر اکتفا فرمایا اور مطلب یہ ہوا کہ اللہ تمام مخلوقات پر قہر و غالب ہے۔ **دوم** استواء بمعنی علو ہے اور علو اللہ عز و جل کی صفت ہے نہ علو مکان بلکہ علو ملکیت و سلطان۔ یہ دونوں معنی امام بیہقی نے کتاب الاسماء والصفات میں ذکر فرمائے جس کی عبارات عنقریب آتی ہیں ان شاء اللہ تعالیٰ۔

سوم استواء بمعنی قصد و ارادہ ہے، ثم استوی علی العرش یعنی پھر عرش کی طرف متوجہ ہوا یعنی اس کی آفرینش کا ارادہ فرمایا یعنی اس کی تخلیق شروع کی، یہ تاویل امام اہلسنت امام ابو الحسن اشعری نے افادہ فرمائی۔ امام اسماعیل ضریر نے فرمایا: انہ الصواب یہی ٹھیک ہے، نقلہ الامام جلال الدین سیوطی فی الاتقان (اس کو امام جلال الدین سیوطی نے اتقان میں نقل کیا ہے۔ ت)

چہارم استواء بمعنی فراغ و تمامی کار ہے یعنی سلسلہ خلق و آفرینش کو عرش پر تمام فرمایا اس سے باہر کوئی چیز نہ پائی، دنیا و آخرت میں جو کچھ بنایا اور بنائے گا دائرہ عرش سے باہر نہیں کہ وہ تمام مخلوق کو حاوی ہے۔ قرآن کی بہتر تفسیر وہ ہے جو قرآن سے ہو۔ استواء بمعنی تمامی خود سے آن عظیم میں ہے، قال اللہ تعالیٰ:

وَلَمَّا بَلَغَ أَشُدَّهُ وَاسْتَوَىٰ

جب اپنی قوت کے زمانے کو پہنچا اور اس کا شباب پورا ہوا۔

۱۔ الاتقان فی علوم القرآن النوع الثالث والاربعون فی الحکم والمشاہدہ وارجاء التراث العربی بیروت ۶۰۵/۱

۲۔ القرآن الکریم ۲۸/۱۳

اسی طرح قولہ تعالیٰ :

کَنْزُ عِجَابٍ خَرَجَ شَطَاً فَاسْتَوَىٰ فَاسْتَوَىٰ عَلَىٰ سُوْقِهِ -

جیسے پودا کہ اس کا خوشہ نکلا تو اس کو بوجھل کیا تو وہ موٹا ہوا تو وہ اپنے تنے پر درست ہوا۔ (ت)

میں استواء حالت کمال سے عبارت ہے، یہ تاویل امام حافظ الحدیث ابن حجر عسقلانی نے امام ابو الحسن علی بن خلف ابن بطل سے نقل کی اور یہ کلام ابو طاهر قزوینی کا ہے کہ سراج العقول میں افادہ فرمایا، اور امام عبد الوہاب شعرائی کی کتاب ایواقیت میں منقول۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۲۹ ص ۱۲۴ تا ۱۲۶)

(۱۴) قرآن مجید میں لفظ استواء کے مواضع بیان کرتے ہوئے فرمایا،

اقول (میں کہتا ہوں۔ ت) اور اس کے سوا یہ ہے کہ قرآن عظیم میں یہ استواء سات جگہ مذکور ہوا، ساتوں جگہ ذکر آفرینش آسمان و زمین کے ساتھ اور بلا فصل اس کے بعد ہے۔ سورۃ اعراف و سورۃ یونس علیہ الصلوٰۃ والسلام میں فرمایا،

ان ربکم اللہ الذی خلق السموات والارض فی ستة ایام ثم استویٰ علی العرش ^ج
تمہارا رب وہ ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا چھ دنوں میں پھر عرش پر استواء فرمایا۔ (ت)
سورۃ رعد میں فرمایا :

اللہ الذی رفع السموات بغیر عمد تو نہا ثم استویٰ علی العرش ^ج
اللہ تعالیٰ وہ ذات ہے جس نے آسمانوں کو بغیر ستون کے بلند کیا تم دیکھ رہے ہو پھر عرش پر
استواء فرمایا۔ (ت)

سورۃ طہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں فرمایا :
تَنْزِيلًا مِّنَ مَّنْ خَلَقَ الْاَرْضَ وَالسَّمٰوٰتِ الْعُلٰی ۝ الرَّحْمٰنُ عَلٰی الْعَرْشِ اسْتَوٰی ۝
قرآن نازل کردہ ہے اس ذات کی طرف سے جس نے پیدا کیا زمین کو اور بلند آسمانوں کو، وہ
رحمن ہے جس نے عرش پر استواء فرمایا۔ (ت)

۱۔ القرآن الکریم ۴۸/۲۹
۲۔ ایواقیت و الجواهر بحوالہ سراج العقول المبحث السابع عشر و احوال اللہ العربی بیروت ۱/۱۸۳
۳۔ القرآن الکریم ۱۰/۳
۴۔ القرآن الکریم ۱۳/۲
۵۔ ۲۰/۴۰

سورۃ فرقان میں فرمایا ،

الذی خلق السموات والارض وما بینہما فی ستۃ ایام ثم استوی علی العرش
وہ جس نے آسمانوں اور زمین کو اور ان دونوں کے درمیان کو چھ دنوں میں پیدا کیا پھر عرش پر

استوار فرمایا۔ (ت)

سورۃ حدید میں فرمایا ،

هو الذی خلق السموات والارض فی ستۃ ایام ثم استوی علی العرش

وہ ذات جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ دنوں میں پیدا کیا پھر عرش پر استوار فرمایا۔ (ت)

یہ طالب کہ اول سے یہاں تک اجمالاً مذکور ہوئے ، صد ہا ائمہ دین کے کلماتِ عالیہ میں ان کی تصریحات
جلیلہ ہیں انھیں نقل کیجئے تو دفترِ عظیم ہو ، اور فقیر کو اس رسالہ میں التزام ہے کہ جن کتابوں کے نام مخالف گناہ
نے اغوائے عوام کے لئے لکھ دئے ہیں اس کے رد میں انہی کی عبارتیں نقل کرے کہ مسلمان دیکھیں کہ وہابی
صاحب کس قدر بے حیا ، بیباک ، متکار ، چالاک ، بد دین ، ناپاک ہوتے ہیں کہ جن کتابوں میں ان کی گمراہیوں
کے صریح رد لکھے ہیں انہی کے نام اپنی سند میں لکھ دیتے ہیں ص

چہرہ دل اور ست دُزدے بکف چہرا غ دارد

(چور کیسا دلیر ہے کہ ہاتھ میں چہرا غ لئے ہوئے ہے۔ ت)

(فتاویٰ رضویہ ج ۲۹ ص ۱۲۶ ، ۱۲۷)

(۱۵) آیت کریمہ ”الرحمن علی العرش استوی“ آیاتِ متشابہات سے ہے۔ اس پر حوالہ جات پیش کرتے
ہوئے فرمایا ،

مباحثِ آئندہ میں جو عبارات اُن کتابوں کی منقول ہوں گی انھیں سے ان شاء اللہ العظیم یہ سب
بیان واضح ہو جائیں گے یہاں صرف آیاتِ متشابہات کے متعلق بعض عبارات نقل کروں جن سے مطلب سابق
بھی ظاہر ہو اور یہ بھی کُل جائے کہ آیت کریمہ ”الرحمن علی العرش استوی“ آیاتِ متشابہات سے ہے
اور یہ بھی کہ جس طرح مخالف کا مذہب یا مہذب یقیناً صریح ضلالت اور مخالف جملہ اہل سنت ہے۔ یہ وہی
اجمالاً اس آیت کے معنی جاننے پر مخالف سلف صالح و جمہور ائمہ اہلسنت و جماعت ہے۔

(۱) موضع القرآن کی عبارت اوپر گزری۔

(۲) معالم و مدارک و کتاب الاسماء والصفات و جامع البیان کے بیان یہاں سنئے کہ یہ پانچوں کتابیں بھی انھیں کتب سے ہیں جن کا نام مخالف نے لگن دیا۔ معالم التنزیل میں ہے،

اما اهل السنة يقولون الاستواء على العرش صفة لله تعالى بلا كيف يجب على الرجل الايمان به ويكل العلم فيه الى الله عز وجل

یعنی رہے اہلسنت، وہ یہ فرماتے ہیں کہ عرش پر استواء اللہ عز وجل کی ایک صفت ہے چونی و چگونگی ہے۔ مسلمان پر فرض ہے کہ اس پر ایمان لائے اور اس کے معنی کا علم خدا کو سونپے۔

مخالف کو سوچئے کہ اُسی کی مستند کتاب نے خاص مسئلہ استواء میں اہلسنت کا مذہب کیا لکھا ہے شرم رکھتا ہے تو اپنی خرافات سے باز آئے اور عقیدہ اپنا مطابق اعتقاد اہلسنت کرے۔
(۳) اُسی میں ہے،

ذهب الاكثرون الى ان الواو في قوله "والراسخون" واو الاستئناف وتقر الكلام عند قوله "وما يعلم تاويله الا الله" وهو قول ابى بن كعب وعائشة وعروة بن الزبير رضى الله تعالى عنهم، ومرواية طاؤس عن ابن عباس رضى الله تعالى عنهما وبه قال الحسن واکثر التابعين واختارهما الكسائي والفراء والافخش (الى ان قال) وما يصدق ذلك قرأه عبد الله ان تاويله الا عند الله والراسخون في العلم يقولون امنا وفي حرف ابى (ويقول الراسخون في العلم امنا) وقال عمر بن عبد العزيز في هذه الآية انتهى علم الراسخين في العلم بتاويل القرآن الى ان قالوا امنا به كل من عند ربنا وهذا القول اقيس في العربية واشبه بظاهر الآية

یعنی جمہور ائمہ دین و صحابہ و تابعین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجماعاً کا مذہب یہ ہے کہ والراسخون فی العلم سے جذبات شروع ہوتی پہلا کلام وہیں پورا ہو گیا کہ تشابہات کے معنی اللہ عز وجل کے سوا کوئی نہیں جانتا یہی قول حضرت سید قاریان صحابہ ابی بن کعب اور حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ اور عروہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا ہے، اور یہی امام طاؤس نے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا،

اور یہی مذہب امام حسن بصری و اکثر تابعین کا ہے، اور اسی کو امام کسائی و قرار و اخفش نے اختیار کیا اور اس مطلب کی تصدیق حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس قرار سے بھی ہوتی ہے کہ آیات متشابہات کی تفسیر اللہ عز و جل کے سوا کسی کے پاس نہیں، اور پکے علم والے کہتے ہیں ہم ایمان لائے، ابو ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قرار سے بھی اسی معنی کی تصدیق کرتی ہے۔ امیر المومنین عمر بن عبد العزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ان کی تفسیر میں حکم علم والوں کا منہ تائے علم پس اس قدر ہے کہ کہیں ہم ان پر ایمان لائے سب ہمارے رب کے پاس سے ہے، اور یہ قول عربیت کی رو سے زیادہ دلنشین اور ظاہر آیت بہت موافق ہے (۴) مدارک التنزیل میں ہے :

منہ آیت محکمات احکمت عبادتہا بان حفظت من الاحتمال والاشتباه ہن ام الکتاب اصل الکتاب تحمل المتشابہات علیہا ونزد الیہا و آخر متشابہات "مشتبہات محتملات مثال ذلک الرحمن علی العرش استوی فالاستواء یکون بمعنی المجلس وبمعنی القداسة والاستیلاء ولا یجوز الاول علی اللہ تعالیٰ بدلیل المحکم وهو قوله تعالیٰ لیس کمثلہ شیء، فاما الذین فی قلوبہم نریخ میل عن الحق وہم اهل البدع فیبتعدون ما تشابه فیثقلون بالمتشابه الذی یحتمل ما ینزہ الیہ البتدع مما لا یطابق المحکم ویحتمل ما یطابقہ من قول اهل الحق "منہ ابتغاء الفتنة" طلب ان یفتنوا الناس عن دینہم ویضلواہم "وابتغاء تاویلہ" و طلب ان یؤولوا التاویل الذی یشہونہ "وما یعلم تاویلہ الا اللہ" ای لا یہتدی الی تاویلہ الحق الذی یجب ان یجمل علیہ الا اللہ مخلصا۔ یعنی قرآن عظیم کی بعض آیتیں محکمات ہیں جن کے معنی صاف ہیں احتمال و اشتباہ کو ان میں گز نہیں، یہ آیات تو کتاب اصلی میں کہ متشابہات انہیں پر حمل کی جائیگی اور انکے معنی انہیں کی طرف پھیرے جائیگی، اور بعض دوسری متشابہات ہیں جن کے معنی میں اشکال و احتمال ہے جیسے کوثر الرحمن علی العرش استوی استواء بیٹھنے کے معنی پر بھی آتا ہے اور قدرت وغیرہ کے معنی پر بھی اور پہلے معنی اللہ عز و جل پر محال ہیں کہ آیات محکمات اللہ تعالیٰ کو بیٹھنے سے پاک و منزہ بتا رہی ہیں ان محکمات ایک آیت ہے "لیس کمثلہ شیء" اللہ کی مثل کوئی چیز نہیں، پھر وہ جن کے دل حق سے پھرے ہوئے ہیں اور وہ بد مذہب لوگ جو وہ تو آیات متشابہات کے پیچھے پڑتے ہیں ایسی آیتوں کی آر لیتے ہیں جن میں ان کی بد مذہبی کے معنی کا احتمال ہو سکے جو آیات محکمات کے مطابق نہیں، اور اس مطلب کا بھی احتمال ہو جو محکمات کے مطابق اور اہلسنت کا مذہب ہے۔ وہ بد مذہب ان آیات متشابہات کی آر اس لئے لیتے ہیں کہ فتنہ اٹھائیں لوگوں کو سچے دین سے بہکائیں ان کے وہ معنی بتائیں جو اپنی خواہش کے موافق ہوں۔ اور ان کے معنی

تو کوئی نہیں جانتا مگر اللہ، اللہ ہی کو خبر ہے ان کے حق معنی کیا ہیں جن پر ان کا اتارنا واجب ہے اھ
 مگر انھیں کھول کر دیکھے کہ یہ پاکیزہ تقریر یہ آیت و تفسیر اس کی گمراہی کا کیسا رد واضح و مزید ہے والحمد للہ رب العالمین۔
 (۵) امام بیہقی کتاب الاسماء والصفات میں فرماتے ہیں،

الاستواء فالمتقدمون من اصحابنا رضی اللہ عنہم کانوا لا یفسرونہ و
 یتکلمون فیہ کتحو مذہبہم فی امثال ذلک یلے

ہمارے اصحاب متقدمین رضی اللہ تعالیٰ عنہم استواء کے کچھ معنی نہ کہتے تھے نہ اس میں اصلاً
 زبان کھولتے جس طرح تمام صفات متشابہات میں اُن کا یہی مذہب ہے۔

(۶) اُسی میں ہے :

حکینا عن المتقدمین من اصحابنا ترک الکلام فی امثال ذلک ، ہذا مع اعتقادہم
 نفی الحد والتشبیہ والتمثیل عن اللہ سبحنہ وتعالیٰ یلے

ہم اپنے اصحاب متقدمین کا مذہب لکھ چکے کہ ایسے نصوص میں اصلاً لب نہ کھولتے اور اس کے
 ساتھ یہ اعتقاد رکھتے کہ اللہ تعالیٰ محدود ہونے یا مخلوق سے کسی بات میں متشابہ و مانند ہونے سے پاک ہے۔

(۷) اسی میں یحییٰ بن یحییٰ سے روایت کی :

کنا عند مالک بن انس فجاء رجل فقال یا ابا عبد اللہ الرحمن علی العرش
 استوی فکیف استوی ؟ قال فاطرق مالک رأسہ حتی علاہ الر حضاء ثم قال الاستواء
 غیر مجہول والکیف غیر معقول والا ییمان بہ واجب ، والسوال عنہ بدعة ، وما
 امرک الا مبتدعا فامر بہ ان یشخرج یلے

ہم امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر تھے ایک شخص نے حاضر ہو کر عرض کی : اے ابو عبد اللہ !
 الرحمن نے عرش پر استواء فرمایا یہ استوار کس طرح ہے ؟ اس کے سنتے ہی امام نے سر مبارک جھکالیا یہاں تک
 کہ بدن مقدس پسینہ پسینہ ہو گیا ، پھر فرمایا : استواء مجہول نہیں اور کیفیت معقول نہیں اور اس پر ایمان فرض
 اور اس سے استفسار بدعت اور میرے خیال میں تو ضرور یہ مذہب ہے ۔ پھر حکم دیا کہ اسے نکال دو۔

(۸) اُسی میں عبد اللہ بن صالح بن مسلم سے روایت کی :

سئل سبعة الرائ عن قول اللہ تبارک وتعالیٰ "الرحمن علی العرش استوی" کیف

۱۔ کتاب الاسماء والصفات للبیہقی باب ماجاء فی قول اللہ تعالیٰ الرحمن علی العرش استوی حدیث ۸۶۴ دار ابن رجب ص ۵۱۵

۲۔ کتاب الاسماء والصفات للبیہقی باب قول اللہ تعالیٰ لعین علیہ السلام انی متوفیک تو ۹۰۰ " " " " ۵۳۴

۳۔ " " " " باب ماجاء فی قول اللہ تعالیٰ الرحمن علی العرش استوی ۸۶۴ " " " " ۵۱۶

امام ابو سلیمان خطابی کا ہے۔

الحمد لله امام اعظم سے روایت عقیب آتی ہے ائمہ ثلاثہ سے یہ موجود ہیں۔ ثابت ہوا کہ چاروں اماموں کا اجماع ہے کہ استواء کے معنی کچھ نہ کہے جائیں اس پر ایمان واجب ہے اور معنی کی تفتیش حرام۔ یہی طریقہ جملہ سلف صالحین کا طریقہ ہے۔

(۱۲) اسی میں امام خطابی سے ہے:

ونحن احقرى بان لا نقتدم فيما تاخر عنه من هو اكثر علما واقدم من زمانا وسنا ولكن الزمان الذى نحن فيه قد صار اهله حزبين منكر لما يروى من نوع هذه الاحاديث راسا ومكذبا به اصلا، وفي ذلك تكذيب العلماء الذين مروا هذه الاحاديث وهم ائمة الدين ونقله السنن والواسطة بيننا وبين رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم، والطائفة الاخرى مسلمة للرواية فيها ذاهبة في تحقيق الظاهر منها مذهبنا يكاد يفضى بهم الى القول بالتشبيه ونحن نرغب عن الامرين معا، ولا نرضى بواحد منهما مذهبنا، فيحق علينا ان نطلب لما يرد من هذه الاحاديث اذا صحت من طريق النقل والسند، تاويل لا يخرج على معاني اصول الدين ومذاهب العلماء ولا ينطل الرواية فيها اصلا، اذا كانت طرقها مرضية ونقلتها عدولا.

یعنی جب اُن ائمہ کرام نے جو ہم میں سے علم میں زائد اور زمانے میں مقدم اور عمر میں بڑے تھے متشابہات میں سکوت فرمایا تو ہمیں ساکت رہنا اور ان کے معنی کچھ نہ کہنا اور زیادہ لائق تھا مگر ہمارے زمانے میں دواگر وہ پیدا ہوئے: ایک تو اس قسم کی حدیثوں کو سرے سے رد کرتا اور جھوٹ بتاتا ہے، اس میں علمائے رواۃ احادیث کی تکذیب لازم آتی ہے حالانکہ وہ دین کے امام ہیں اور سنتوں کے ناقل اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تک ہمارے وسائط و وسائل۔ اور دوسرا اگر وہ ان روایتوں کو مان کر اُن کے ظاہری معنی کی طرف ایسا جاتا ہے کہ اس کا کلام اللہ عز و جل کو خلق سے مشابہ کر دینے تک پہنچا چاہتا ہے اور ہمیں یہ دونوں باتیں ناپسند ہیں ہم ان میں سے کسی کو مذہب بنانے پر راضی نہیں تو ہمیں ضرور ہوا کہ اس باب میں جو حدیثیں آئیں اُن کی وہ تاویل کر دیں جس سے اُن کے معنی اصول عقائد و آیات حکمت کے مطابق ہو جائیں اور صحیح روایتیں کہ علماء ثقات کی سند سے آئیں باطل

نہ ہونے پائیں۔

(۱۳) امام ابو القاسم لاکانی کتاب السنہ میں سیدنا امام محمد سرور مذہب حنفی تلمیذ سیدنا امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی کہ فرماتے :

اتفق الفقهاء كلهم من المشرق الى المغرب على الايمان بالقران وبالاحاديث التي جاء بها الثقات عن رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم في صفة الرب من غير تشبيه ولا تفسير فمن فسر شيئاً من ذلك فقد خرج عما كان عليه النبي صلى الله تعالى عليه وسلم وفارق الجماعة فانهم لم يصفوا ولم يفسروا ولكن امنوا بما في الكتاب والسنة ثم سكتوا ^{الى}

شرق سے غرب تک تمام ائمہ مجتہدین کا اجماع ہے کہ آیات قرآن عظیم و احادیث صحیحہ میں جو صفات الہیہ آئیں اُن پر ایمان لائیں بلا تشبیہ و بلا تفسیر، تو جو ان میں سے کسی کے معنی بیان کرے وہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے طریقے سے خارج اور جماعت علماء سے جدا ہوا اس لئے کہ ائمہ نے نہ ان صفات کا کچھ حال بیان فرمایا نہ اُن کے معنی کہے بلکہ قرآن و حدیث پر ایمان لاکر چُپ رہے۔

طرفیہ کہ امام محمد کے اس ارشاد و ذکر اجماع ائمہ امجاد کو خود ذہبی نے بھی کتاب العلوم میں نقل کیا اور کہا محمد سے یہ اجماع لاکانی اور ابو محمد بن قدامہ نے اپنی کتابوں میں روایت کیا بلکہ خود ابن تیمیہ مخذول بھی اُسے نقل کر گیا واللہ الحمد ولہ الحجة السامیة (حمد اللہ تعالیٰ کے لئے ہے اور غالب حجت اسی کی ہے۔ ت۔)

(۱۴) نیز مدارک میں زیر سورہ طہ ہے :

المذہب قول علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ الاستواء غیر مجہول والتکلیف غیر معقول والایمان بہ واجب والسوال عنہ بدعة لانه تعالیٰ کان ولا مکان فهو علی ما کان قبل خلق المکان ثم لم یتغیر عما کان ^{الى}
مذہب وہ ہے جو مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا کہ استواء مجہول نہیں اور اس کی چگونگی

عقل میں نہیں آ سکتی اُس پر ایمان واجب ہے اور اس کے معنی سے بحث بدعت ہے اس لئے کو مکان پیدا ہونے سے پہلے اللہ تعالیٰ موجود تھا اور مکان نہ تھا پھر وہ اپنی اُس شان سے بدلا نہیں یعنی جیسا جب مکان سے پاک تھا اب بھی پاک ہے۔

گمراہ اپنی ہی مستند کی اس عبارت کو سوجھے اور اپنا ایمان ٹھیک کرے۔

(۱۵) اسی میں زیر سورۃ اعراف یہی قول امام جعفر صادق و امام حسن بصری و امام اعظم ابو حنیفہ و امام مالک و حنفی اللہ تعالیٰ عنہم سے نقل فرمایا۔

(۱۶) یہی مضمون جامع البیان سورۃ یونس میں ہے؛

الاستواء معلوم والكيفية مجهولة والسؤال عنه بدعة۔

استواء معلوم ہے اور اس کی کیفیت مجہول ہے اور اس سے بحث و سوال بدعت ہے۔ (ت)

(۱۷) یہی مضمون سورۃ رعد میں سلف صالح سے نقل کیا کہ؛

قال السلف الاستواء معلوم والكيفية مجهولة۔

سلف نے فرمایا استواء معلوم ہے اور کیفیت مجہول ہے۔ (ت)

(۱۸) سورۃ طہ میں لکھا؛

سئل الشافعي عن الاستواء فاجاب امنت بلا تشبيه واتهمت نفسي في

الادراك وامسكت عن الخوض فيه كل الامساك۔

یعنی امام شافعی سے استواء کے معنی پوچھے گئے، فرمایا؛ میں استواء پر ایمان لایا اور وہ معنی نہیں ہو سکتے جن میں اللہ تعالیٰ کی مشابہت مخلوق سے نکلے اور میں اپنے آپ کو اُس کے معنی سمجھنے میں مہتمم رکھتا ہوں مجھے اپنے نفس پر اطمینان نہیں کہ اس کے صحیح معنی سمجھ سکوں لہذا میں نے اس میں فکر کرنے سے یک قلم قطعی دست کشی کی۔

(۱۹) سورۃ اعراف میں لکھا؛

۴۸/۳	دار الکتب العربی بیروت	۵/۳	تحت الآیۃ	۱/۳	تفسیر لنسفی	۱/۳	دار الکتب الاسلامیہ کوثر انوالا	۲۹۲/۱	۳۴۵/۱	۱۶۱۵/۲
۲۹۲/۱	دار نشر الکتب الاسلامیہ کوثر انوالا	۳/۱۰	جامع البیان	۲/۱۳	محمد بن عبد الرحمن الشافعی	۲/۱۳	دار الکتب العربی بیروت	۳۴۵/۱	۱۶۱۵/۲	۱۶۱۵/۲
۳۴۵/۱	دار الکتب العربی بیروت	۲/۱۳	جامع البیان	۲/۱۳	محمد بن عبد الرحمن الشافعی	۲/۱۳	دار الکتب العربی بیروت	۳۴۵/۱	۱۶۱۵/۲	۱۶۱۵/۲
۱۶۱۵/۲	دار الکتب العربی بیروت	۵/۲۰	جامع البیان	۵/۲۰	محمد بن عبد الرحمن الشافعی	۵/۲۰	دار الکتب العربی بیروت	۱۶۱۵/۲	۱۶۱۵/۲	۱۶۱۵/۲

اجمع السلف علی ان استواء علی العرش صفة له بلا کیف نوؤمن به وکل العلم
الی اللہ تعالیٰ۔

سلف صالح کا اجماع ہے کہ عرش پر استواء اللہ تعالیٰ کی ایک صفت یحیون و بے چگون ہے
ہم اس پر ایمان لاتے ہیں اور اس کا علم خدا کو سونپتے ہیں۔
(۲۰) طرفیہ کہ سورۃ اعراف میں تو صرف اتنا لکھا کہ اس کے معنی ہم کچھ نہیں جانتے اور
سورۃ فرقان میں لکھا،

قد مرفی سورۃ الاعراف تفصیل معناه۔

اس کے معنی کی تفصیل سورۃ اعراف میں گزری۔

یونہی سورۃ سجدہ میں لکھا،

قد مرفی سورۃ الاعراف (سورۃ اعراف میں گزرا۔ ت)

یونہی سورۃ حدید میں،

قد مرتفسیرہ فی سورۃ الاعراف وغیرھا (اس کی تفسیر سورۃ اعراف وغیرہ میں

گزر چکی ہے۔ ت)

دیکھو کیسا صاف بتایا کہ اس کے معنی کی تفصیل یہی ہے کہ ہم کچھ نہیں جانتے، اب تو کھلا کہ وہابیہ
مجسمہ کا اپنی سند میں کتاب الاسماء و معالم و مدارک و جامع البیان کے نام لے دینا کیسی سخت بے حیائی
تھا۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۲۹ ص ۲۸ تا ۱۳۷)

(۱۶) ایک نجدی گمراہ نے اپنی تحریر میں بزم خود عرش کو اللہ تعالیٰ کا مکان بتایا اور اس سلسلہ میں

آیت کریمہ ”الرحمن علی العرش استوی“ اور دیگر آیات و احادیث سے استدلال کیا، اس کے رد
میں فرمایا،

مسلمانو! دیکھو اس گمراہ نے ان چند سطور میں کیسی کیسی جہالتیں، ضلالتیں، تناقض سفاہتیں، اللہ

۱ جامع البیان محمد بن عبد الرحمن الشافعی تحت لایۃ ۵۲/ دار نشر الکتب الاسلامیہ گوجرانوالہ ۲۲۳/

۲ ۵۹/۲۵ " " " " ۸۹/۲

۳ ۴/۳۲ " " " " ۱۵۷/۲

۴ ۴/۵۷ " " " " ۳۳۶/۲

رسول پر افتراء، علماء و کتب پر تہمتیں بھردی ہیں،
اولاً ادعا کیا کہ استوار علی العرش میں بیٹھنے، چڑھنے، ٹھہرنے کے سوا جو کوئی اور معنی کبہ بدعتی ہے، اور اسی کی سند میں بکمال جرأت و بیجائی اُن نو کتابوں کے نام گن دیئے۔
ثانیاً زعم کیا کہ احاطۃ الہی صرف از روئے علم ہے حالانکہ اس مسئلہ کا یہاں کچھ ذکر نہ تھا مگر اس نے اس بیان سے اپنی وہ گمراہی پالنی چاہی ہے کہ اللہ تعالیٰ عرش پر ہے اور عرش کے سوا کہیں نہیں۔

ثالثاً منہ بھر کر اُس سُبُوحِ قدوس کو گالی دی کہ اس کے لئے مکان ثابت ہے، عرش اس کا مکان ہے، اور اس ثبوت میں بزورِ زبان دو حدیثیں نقل کر دیں۔

سابعاً یہ تین دعوے تو منطوق عبارت تھے مفہوم استثناء سے بتایا کہ استوار علی العرش کے معنی اللہ تعالیٰ کا عرش پر بیٹھنا، چڑھنا، ٹھہرنا مطابق سنت ہیں۔

خامساً اپنے معبود کو بٹھانے، چڑھانے، ٹھہرانے ہی پر قناعت نہ کی بلکہ ان لفظوں کے مفہوم سے کہ جن صفات سے کلامِ شارع ساکت ہے اُن میں سکوت لازم ہے تمام متشابہات استوار کی طرح انھیں معافی پر محمول کر لیں جو اُن کے ظاہر سے مفہوم ہوتے ہیں۔

سادساً باوصف ان کے اصل دعویٰ یہ ہے کہ خدا عرش کے سوا کہیں نہیں۔
ہم بھی ان چھ باتوں کی بعونہ تعالیٰ اُسی ترتیب پر چھ تپانچوں سے خبر لیں اور ساتویں تپانچے میں دوسمئلہ باقیہ کے متعلق اجمالی گوشمالی کریں وباللہ التوفیق۔

پہلا تپانچہ

گمراہ نے ادعا کیا کہ اللہ تعالیٰ کے بیٹھنے، چڑھنے، ٹھہرنے کے سوا جو کوئی اور معنی استوار کے کبہ بدعتی ہے، اور اس پر اُن نو کتابوں کا حوالہ دیا۔

ضربِ اول : فقیر نے اگر یہ التزام نہ کیا ہوتا کہ اس کی گنائی ہوئی کتابوں سے سند لاؤں گا تو آپ سیر دیکھتے کہ یہ تپانچہ اس گمراہ کو کیونکر خاک و خون میں لٹاتا مگر اجمالاً اقوال مذکورہ بالا ہی ملاحظہ ہو جائیں کہ اس گمراہ نے کس کس امامِ دین و سنت کو بدعتی بنا دیا، امام ابو الحسن علی ابن بطال، امام ابن حجر عسقلانی، امام ابو طاہر قرظوبنی، امام عارف شعرانی، امام جلال الدین سیوطی، امام اسماعیل ضریر، حتیٰ کہ خود امام اہلسنت سیدنا امام ابو الحسن اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین، تو کم از کم اس ضرب کو سات

ضرب سمجھئے بلکہ تیرہ کہ امام نسفی و امام بہیقی و امام بغوی و امام علی بن محمد ابوالحسن طبری و امام ابوبکر بن فورک و امام ابومنصور بن ابی ایوب کے اقوال عنقریب آتے ہیں۔ یہ حضرات بھی اس بدعتی کے طور پر معاذ اللہ بدعتی ہوئے۔ اور سنیل ضرب اوپر گزریں جملہ تفتیش ہوئیں۔ آگے چلے اور اب صرف اس کے مستندوں سے اس کی خبر لیجئے۔

ضرب ۳۴: مدارک شریف سورۃ سجدہ میں استواء علی العرش کا حاصل اس کا احداث اور پیدا کرنا یا یہ انھیں معنی سوم کے قریب ہے جو اوپر گزرے۔

ضرب ۳۵: اس سورۃ اور سورۃ فرقان کے سوا کہ وہاں استوار کی تفسیر سے سکوت مطلق ہے باقی پانچوں جگہ اُس کے معنی استیلاء و غلبہ و قابو پاتے۔ حدید میں ہے:

ثم استوی (استولی) علی العرش لے (پھر عرش پر استوار فرمایا۔ ت)

رعد میں ہے:

استوی بالاعتدار و نفوذ السلطان لے

اقتدار اور حکومت کا مالک ہوا۔ (ت)

اعراف میں ہے:

اضاف الاستیلاء الی العرش وان کان سبحانه وتعالی مستویا علی جمیع

المخلوقات لان العرش اعظمها و اعلاها۔

یعنی اللہ تعالیٰ کا قابو اس کی تمام مخلوقات پر ہے، خاص عرش پر قابو ہونے کا ذکر اس لئے فرمایا

کہ عرش سب مخلوقات سے جسامت میں بڑا اور سب سے اوپر ہے۔

ضرب ۳۶: سورہ طہ میں بعد ذکر معنی استیلاء ایک وجہ یہ نقل فرمائی:

لما کان الاستواء علی العرش وهو سریر الملك ما یرد فی الملك جعلوه کنایۃ

عن الملك فقال استوی فلان علی العرش ای ملک وان لم یقع علی السریر البتۃ

وهذا کقولک ید فلان مبسوطة ای جواد وان لم یکن له

۱۔ مدارک التنزیل (تفسیر النسفی) تحت الآیۃ ۵/۴ دار الکتاب العربی بیروت ۲۲۳/۴

۲۔ " " " " ۲/۱۳ " " ۲۴۱/۲

۳۔ " " " " ۵۴/۷ " " ۵۶/۲

حاصل یہ کہ اس طریقہ پر استوار صفات ذات سے ہو گا کہ اللہ سبحانہ بذاتہ اپنی تمام مخلوق سے بلند و بالا ہے نہ بلندی مکان بلکہ بلندی مالکیت و سلطان، اور اب پھر کا لفظ نظر بخدوٹ عرش ہو گا کہ وہ بلندی ذاتی ہر حادث سے اُس کے حدوث کے بعد متعلق ہوتی ہے جیسے قرآن عظیم میں فرمایا کہ پھر اللہ شاہد ہے اُن کے افعال پر، یعنی جب اُن کے افعال پیدا ہوئے تو شہود الہی ان سے متعلق ہوا جس طرح علم الہی قیوم ہے مگر یہ علم کہ چیز حادث ہو گئی اس کے حدوث کے بعد ہی متعلق ہو گا یہ نہیں کہہ سکتے کہ وہ ازل میں جانتا تھا کہ اشیاء پیدا ہو چکیں حالانکہ ہنوز تا پیدا تھیں۔

ضرب ۴۱: پھر امام اہلسنت قدس سرہ سے نقل فرمایا:

وجوابي هو الاول وهو ان الله مستوى على عرشه وانه فوق الاشياء بائن منها بمعنى انها لا تحله ولا يحلها ولا يمسها ولا يشبهها وليست البينونة بالعزلة ، تعالى الله ربنا عن المحلول والتماسة علوا كبيرا

میرا قول وہی پہلا ہے کہ اللہ عز وجل نے عرش کے ساتھ فعلِ استوار کیا اور ایک عرش ہی کیا وہ تمام اشیاء سے بالا اور سب سے جدا ہے باین معنی کہ نہ اشیاء اس میں حلول کریں نہ وہ اُن میں، نہ وہ اُن سے مَس کرے نہ اُن سے کوئی مشابہت رکھے، اور یہ جدا فی نہیں کہ اللہ تعالیٰ اشیاء سے ایک کنارے پر ہو، ہمارا رب حلول و مس و فاصلہ و عزلت سے بہت بلند ہے جل و علا۔ دیکھو ائمہ اہلسنت بیٹھنے، چڑھنے، ٹھہرنے کی کیسی جڑ کاٹ رہے ہیں۔

ضرب ۴۲ : پھر امام اہلسنت سے نقل فرمایا :
وقد قال بعض اصحابنا ان الاستواء صفة الله تعالى تنفی

۱۵ کتاب الاسماء والصفات للبیهقی باب ماجاء فی قول اللہ تعالیٰ الرحمن علی العرش استوی حدیث ۸۷۰ دار ابن رجب ص ۵۱۸

" " " " " " " " " " " " "

الاعوجاج عنه ۛ

یعنی بعض ائمہ اہلسنت نے فرمایا کہ صفت استواء کے معنی ہیں کہ اللہ عزوجل کجی سے پاک ہے۔
اقول (میں کہتا ہوں۔ ت) اس تقدیر پر استوار صفات سلبیہ سے ہوگا جیسے غنی یعنی کسی کا محتاج نہیں، یونہی مستوی یعنی اس میں کجی و اعوجاج نہیں، اور اب علیٰ ظرف مستقر ہوگا اور اسی علوم کے سلطان کا مفید، اور ثمر تراخی فی الذکر کے لئے، کقولہ تعالیٰ ثمر کان من الذین امنوا (پھر ایمان والوں میں ہوا۔ ت) و قوله تعالیٰ خلّقه من تراب ثم قال له کن فیکون (اس کو مٹی سے پیدا کیا پھر اس کو فرمایا ہو جا، تو وہ ہو گیا۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم۔

ضرب ۴۳؛ پھر امام استاد البوصور ابن ابی ایوب سے نقل فرمایا کہ انھوں نے مجھے لکھ بھیجا:
 ان کثیرا من متاخری اصحابنا ذهبوا الی ان الاستواء هو القهر والغلبة، ومعناه ان الرحمن غلب العرش وقهره، وفائدته الاخبار عن قهره مملوکاته، وانها لم تقهره وانما خص العرش بالذكر لانه اعظم المملوکات فنبه بالا علی علی الادقی، قال والاستواء بمعنی القهر والغلبة شائع فی اللغة کما یقال استوی فلان علی الناحية اذا غلب اهلها وقال الشاعر فی بشر بن مروان ۛ

قد استوی بشر علی العراق

من غیر سیف و دم مهراق

یرید انه غلب اہله من غیر محاربة ۛ

یعنی بہت متاخرین علمائے اہلسنت اس طرف گئے کہ استواء بمعنی قہر و غلبہ ہے، آیت کے معنی یہ ہیں کہ رحمن عزوجل عرش پر غالب اور اس کا قاہر ہے، اور اس ارشاد کا فائدہ یہ نبردینا ہے کہ مولیٰ تعالیٰ اپنی تمام مملوکات پر قابو رکھتا ہے مملوکات کا اس پر قابو نہیں۔ اور عرش کا خاص ذکر اس لئے فرمایا کہ وہ جسامت میں سب مملوکات سے بڑا ہے، تو اس کے ذکر سے باقی سب پر تنبیہ فرمادی، اور استواء

۱۷ کتاب الاسماء والصفات للبیہقی باب ما جاز فی قول اللہ تعالیٰ الرحمن علی العرش استوی حدیث ۸۷۰ دار ابن رجب ص ۵۱۸

۱۸ القرآن الکریم ۹۰/۱۷

۱۹ ۵۹/۳

۲۰ کتاب الاسماء والصفات للبیہقی باب ما جاز فی قول اللہ تعالیٰ الرحمن علی العرش استوی حدیث ۸۷۰ دار ابن رجب ص ۵۱۸ و ۵۱۹

یعنی قہر و غلبہ زبان عرب میں شائع ہے، پھر نثر و نظم سے اس کی نظیریں پیش کیں کہ جب کوئی شخص کسی بستی والوں پر غالب آجائے تو کہا جاتا ہے: استوی فلان علی الناحیۃ اور شاعر نے بشر بن مروان کے بارے میں کہا:

تحقیق بشر عراق پر غالب آگیا طوار کے ساتھ خون بہائے بغیر۔
شاعر کی مراد یہ ہے کہ وہ جنگ کئے بغیر بستی والوں پر غالب آگیا۔ (ت)
گمراہ و ہایو! تم نے دیکھا کہ تمھاری ہی پیش کردہ کتابوں نے تمھیں کیا کیا سزائے کردار کو پہنچایا
مگر تمھیں حیا کہاں!

دوسرا تپانچہ

جاہل بے خود نے یہ کہہ دیا کہ اللہ تعالیٰ کا احاطہ فقط ارضیٰ علم ہے اس میں اللہ عز و جل کی قدرت کا بھی منکر ہوا، اللہ عز و جل کی صفت بصر سے بھی بے بصر ہوا، اپنی مستندہ کتابوں کا بھی خلاف کیا، خود اپنی یہودہ تحریر سے بھی تناقض و اختلاف کیا۔ وجہ سُنئے:

ضرب ۴۴: قال اللہ تعالیٰ:

الا اتھم فی مریۃ من لقاء ربھم الا انہ بکل شیء محیط۔

سُننا ہے وہ شک میں ہیں اپنے رب سے ملنے سے سُننا ہے خدا ہر چیز کو محیط ہے۔

ضرب ۴۵: قال اللہ تعالیٰ:

وکان اللہ بکل شیء محیطاً اللہ ہر شے کو محیط ہے۔

ضرب ۴۶: قال اللہ تعالیٰ:

واللہ من ورائھم محیط۔ اللہ ان کے آس پاس سے محیط ہے۔

ان تینوں آیتوں میں اللہ عز و جل کو محیط بتایا ہے، احاطہ علم کی آیت جدا ہے:

وان اللہ قد احاط بکل شیء علماً

بیشک اللہ تعالیٰ کا علم ہر شے کو محیط ہے (ت)

ضرب ۴۷: ترجمہ رفیعہ میں ہے :
 ”خبردار ہو تحقیق وہ بیچ شک کے ہیں ملاقات پروردگار اپنے کی سے ، خبردار ہو تحقیق وہ

ہر چیز کو گھیر رہا ہے :۱۷

ضرب ۴۸: اُسی میں ہے :
 ”اور ہے اللہ ساتھ ہر چیز کے گھیرنے والا“

ضرب ۴۹: اُسی میں ہے :
 ”اور اللہ اُن کے پیچھے سے گھیر رہا ہے“

ضرب ۵۰: موضع القرآن میں ہے :
 ”سُننا ہے وہ دھوکے میں ہیں اپنے رب کی ملاقات سے ، سُننا ہے وہ گھیر رہا ہے
 ہر چیز کو“

ضرب ۵۱: اُسی میں زیر آیت ثالثہ ہے :
 ”اور اللہ نے اُن کے گرد سے گھیرا ہے“

ان دونوں تیرے مستند مترجموں نے بھی یہ احاطہ خود اللہ عزوجل ہی کی طرف نسبت کیا۔

ضرب ۵۲: اُسی میں زیر آیت ثانیہ ہے :
 ”اللہ کے ڈھب میں ہے ہر چیز“

یہ احاطہ از رُوتے قدرت لیا۔

ضرب ۵۳: جامع البیان میں زیر آیت اوّلے ہے :
 ”الکل تحت علمہ وقد مرّتہ یعنی سب اُس کے علم و قدرت کے نیچے ہیں۔“

۵۳۰ و ۵۲۹	ص	ممتاز کمپنی لاہور	۵۴/۲۱	آیت	۵۴/۲۱	۱	ترجمہ شاہ رفیع الدین
۱۰۹	ص	ممتاز کمپنی لاہور	۱۲۶/۲	”	”	۲	”
۶۵	”	”	۱۲/۸۵	”	”	۵	”
۵۱۱	”	تاج کمپنی	۱۲۱	”	”	۱۲۱	موضع القرآن ترجمہ و تفسیر شاہ عبدالقادر
۷۱۶	”	”	”	”	”	”	”
۱۲۰	”	”	”	”	”	”	”
۲۵۲/۲	”	دار نشر الکتب الاسلامیہ کراچی	۵۴/۲۱	تحت الآیۃ	۵۴/۲۱	۵۴/۲۱	جامع البیان لمحمد بن عبد الرحمن

ضرب ۵۴ : زیر آیت ثانیہ ہے :

بعلمہ وقد سرتہ اللہ علم و قدرت دونوں کی رو سے محیط ہے ۔

ضرب ۵۵ : مدارک شریف میں زیر آیت ثالثہ ہے :

عالم باحوالہم وقادر علیہم وہم لایعجزونہ

یعنی اللہ اُن کے احوال کا عالم اور اُن پر قادر ہے وہ اسے عاجز نہیں کر سکتے ۔

ضرب ۵۶ : کتاب الاسماء میں ہے :

المحیط سراجہ الی کمال العلم والقدرۃ

اسم الہی محیط کے معنی کمال علم و قدرت کی طرف راجع ہیں ۔

ان تیرے مستندوں نے احاطہ فقط از رفت علم ہونا کیسا باطل کیا ۔

ضرب ۵۷ : اللہ عز و جل کی بصر بھی محیط ہے ، قال تعالیٰ :

انہ بکل شیء بصیر

ضرب ۵۸ : اس کا سمع بھی محیط اشیاء ہے ۔

کما حققہ عالم اہل السنۃ مدظلہ فی منہیات سبخن السبوح ۔

جیسا کہ عالم اہل سنت نے ”سبخن السبوح“ کے منہیات میں اس کی تحقیق فرمائی ہے (ت)

ضرب ۵۹ : قدرت بھی محیط ہے ، قال تعالیٰ :

ان اللہ علی کل شیء قدیر

ضرب ۶۰ : خالقیت بھی محیط ہے ، قال تعالیٰ :

خالق کل شیء فاعبدوہ

اللہ تعالیٰ ہر شے کا خالق ہے پس اسی کی عبادت کرو ۔ (ت)

۱ جامع البیان لمحمد بن عبد الرحمن آیۃ ۱۲۶/۴ دار نشر الکتب الاسلامیہ گوجرانوالہ ۱۴۶/۱

۲ مدارک التنزیل (تفسیر النسخی) ۲۰/۸۵ دار الکتب العربیہ بیروت ۳۴۷/۴

۳ کتاب الاسماء والصفات للبہیقی جامع ابواب ذکر الاسماء التي تتبع فی التثبیۃ منها المحيط دار ابن رجب ص ۶۴

۴ العشر آن الکریم ۱۹/۶

۵ و ۱۰۹/۲ و ۱۴۸/۲

۵۵ ۲۰/۲

۵۶ ۱۰۲/۶

ضرب ۶۱: مالکیت بھی محیط ہے، قال تعالیٰ:
بیدہ ملکوت کل شیء لہ

اسی کے ہاتھ میں ہر چیز کا قبضہ ہے۔ (ت)

اس بے غرور و باہمی نے فقط از روئے علم کہہ کر ان تمام صفات الہیہ کے احاطہ سے انکار کر دیا،
آنکھیں رکھتا ہو تو سوچے کہ اپنی گہری جہالت کی گھٹا ٹوپ اندھیری میں کتنی آیتوں کا رد کر گیا۔
بالکلہ اگر مذہب متقدمین لیجے تو ہم ایمان لائے کہ ہمارے مولیٰ تعالیٰ کا علم محیط ہے جیسا کہ سورۃ طلاق
میں فرمایا، اور احاطہ علم کے معنی ہمیں معلوم ہیں کہ:

لا یعزب عنہ مثقال ذرۃ فی السموات ولا فی الارض لہ

اس سے غائب نہیں ذرہ بھر کوئی چیز آسمانوں میں اور نہ زمین میں۔ (ت)
اور ہمارا مولیٰ عز وجل محیط ہے جیسا کہ سورۃ نسا، سورۃ فصلت و سورۃ بروج میں ارشاد
فرمایا اور اس کا احاطہ ہماری عقل سے ورا ہے۔
امتابہ کل من عند ربنا۔

ہم اس پر ایمان لائے سب ہمارے رب کے پاس سے ہے (ت)
اور اگر مسلک متاخرین چلے تو اللہ تعالیٰ جس طرح از روئے علم محیط ہے یونہی از روئے قدرت و
از روئے سمع و از راہ بصیرت و از جہت ملک و از وجہ خلق و غیر ذلک، تو فقط علم میں احاطہ منحصر کر دینا
ان سب صفات و آیات سے منکر ہو جانا ہے۔

ضرب ۶۲: بیوقوف چند سطر بعد مانے گا کہ جتنی صفتیں کلام شارع میں وارد ہیں ان سے سکوت
نہ ہوگا، یہاں احاطہ ذات سے سکوت کیسا، انکار کر گیا، مگر وہابی را حافظہ نباشد، یہ کیسا صریح
تناقض ہے۔

تیسرا تپانچہ

اصل تپانچہ قیامت کا تپانچہ جس سے محسسی گمراہی کا سرمہ ہو جائے
بد مذہب گمراہ نے صاف بک دیا کہ اس کا معبود مکان رکھتا ہے عرش پر بتا ہے۔

تعالى الله عما يقول الظالمون علواً كبيراً ۵ (اللہ تعالیٰ اس سے بہت بلند ہے جو ظالم کہتے ہیں۔ ت)
ضرب ۶۳ : وہابیہ مجسمہ کے پر مغال اسماعیل آنجنابی علیہ ما علیہ کے دادا پیر اور استاد اور باپ یعنی جناب
 شاہ عبدالعزیز صاحب کا ارشاد اوپر گزرا کہ اہلسنت کے اعتقاد میں اللہ عز وجل مکان سے پاک ہے ،
 اس کے بدعتی ہونے میں انہیں کافی کافی۔

ضرب ۶۴ تا ۶۷ : بحر الرائق و عالمگیری و قاضی خاں و فتاویٰ خلاصہ کی عبارتیں بھی اوپر گزریں کہ
 جو اللہ عز وجل کے لئے مکان مانے کافر ہے۔

یہ تو اوپر کے پانچ تھے اب اصل طرز کے لیجئے یعنی اسی کی مستند کتابوں سے اسے رگیدنا ، پھر کچھ
 دلائل قاطعہ عقلیہ و نقلیہ کے جگر دوز جو شکر گزارتیوں سے محبت کا کلیجا چھیدنا و باللہ التوفیق و وصول تحقیق۔
ضرب ۶۸ : مدارک شریف سورۃ اعراف میں ہے :

انه تعالى كان قبل العرش ولا مكان وهو الان كما كان ، لان المتغير من صفات الاكوان۔
 بیشک اللہ تعالیٰ عرش سے پہلے موجود تھا جب مکان کا نام و نشان نہ تھا اور وہ اب بھی ویسا ہی
 ہے جیسا جب تھا اس لئے کہ بدل جانا تو مخلوق کی شان ہے۔

ضرب ۶۹ : یونہی سورۃ طہ میں تصریح فرمائی کہ عرش مکان الہی نہیں ، اللہ عز وجل مکان سے
 پاک ہے۔ عبارت سابقاً منقول ہوئی۔

ضرب ۷۰ : سورۃ یونس میں فرمایا :

ای استولی فقد تقدس الديان جل وعز عن المكان والمعبود عن الحدود۔

استوار بمعنی استیلا و غلبہ ہے نہ بمعنی مکانیت اس لئے کہ اللہ عز وجل مکان سے
 پاک اور معبود جل و علاحد و نہایت سے منزہ ہے۔

ہزار نفرین اُس بے حیا آنکھ کو جو ایسے ناپاک بول بول کر ایسی کتابوں کا نام لیتے ہوئے ذرا
 نہ جھپکے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۲۹ ص ۱۴۰ تا ۱۵۱)

(۱۷) مزید فرمایا :

ضرب ۹۰ : اقول عرش زمین سے غایت بُعد پر ہے اور اللہ بندے سے نہایت قرب میں۔

قال اللہ تعالیٰ:

نحن اقرب الیہ من جبل الوریث

ہم تمہاری شہ رگ سے زیادہ قریب ہیں (ت)

قال اللہ تعالیٰ:

اذا سألک عبادی عنی فانی قریب

جب تجھ سے میرے متعلق میرے بندے سوال کریں تو میں قریب ہوں۔ (ت)

تو اگر عرش پر اللہ عزوجل کا مکان ہوتا اللہ تعالیٰ ہر دور تر سے زیادہ ہم سے دور ہوتا، اور وہ بنفس قرآن باطل ہے۔ (فتاویٰ رضویہ ۲۹ ص ۱۵۸)

(۱۸) مزید فرمایا:

ضرب ۹۲: اقول اگر تیرے معبود کے لئے مکان ہے اور مکان و مکانی کو جہت سے چارہ نہیں کہ جہات نفس اکنتہ ہیں یا حدود اکنتہ؛ تو اب دو حال سے خالی نہیں، یا تو آفتاب کی طرح صرف ایک ہی طرف ہو گیا آسمان کی مانند ہر جہت سے محیط۔ اولیٰ باطل ہے بوجہ:

اولاً آیہ کریمہ وکان اللہ بکل شیء محیطاً (اللہ تعالیٰ کی قدرت ہر چیز کو محیط ہے۔ ت) کے مخالف ہے۔

ثانیاً کریمہ اینما تولوا فثم وجہ اللہ (تم جدھر پھرو تو وہاں اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ ت) کے خلاف ہے۔

ثالثاً زمین کرومی یعنی گول ہے اور اُس کی ہر طرف آبادی ثابت ہوئی ہے اور بحمد اللہ ہر جگہ اسلام پہنچا ہوا ہے نئی پرانی دنیا میں سب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کلمے سے گونج رہی ہیں شریعتِ مطہرہ تمام بقاع کو عام ہے۔

تَبٰرَکَ الَّذِیْ نَزَلَ الْفُرْقَانُ عَلٰی عَبْدِهِ لِیَكُوْنَ لِلْعٰلَمِیْنَ نَذِیْرًا۔

۱۶/۵۰ القرآن الکریم

۱۸۶/۲ " ۵۲

۱۲۶/۴ " ۵۳

۱۱۵/۲ " ۵۴

وہ پاک ذات ہے جس نے اپنے خاص بندے پر قرآن نازل فرمایا تاکہ سب جہانوں کے لئے درستانے

والا ہو۔ (ت)

اور صحیح بخاری میں عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :
ان احدکم اذا کان فی الصلوۃ فان اللہ تعالیٰ قبل وجہہ فلا یتنخمّن احد قبل
وجہہ فی الصلوۃ۔

جب تم میں کوئی شخص نماز میں ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے منہ کے سامنے ہے تو ہرگز کوئی
شخص نماز میں سامنے کو کھکار نہ ڈالے۔

اگر اللہ تعالیٰ ایک ہی طرف ہے تو ہر پارہ زمین میں نماز پڑھنے والے کے سامنے کیونکہ ہو سکتا ہے۔
(فتاویٰ رضویہ ج ۲۹ ص ۱۵۸، ۱۵۹)

(۱۹) مشابہات کے بارے میں اہل سنت کے طریق بیان کرتے ہوئے اور انھیں دو میں منحصر کرتے
ہوئے فرمایا :

ضرب ۱۱۲ : اوپر معلوم ہو چکا کہ آیات مشابہات میں اہل سنت کے صرف دو طریق ہیں :
اول تفویض کہ کچھ معنی نہ کہے جائیں، اس طریق پر اصلاً ترجمے کی اجازت ہی نہیں کہ جب معنی ہم
جانتے ہی نہیں ترجمہ کیا کریں، امیر المؤمنین عمر بن عبد العزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد گزر کہ ان کی تفسیر میں
منہائے علم بس اس قدر ہے کہ کہیں ان پر ایمان لائے۔ کتاب الاسماء سے گزرا کہ ہمارے اصحاب متقدمین
رضی اللہ تعالیٰ عنہم استوار کے کچھ معنی نہ کہتے نہ اس میں اصلاً زبان کھولتے۔

امام سفیان کا ارشاد گزر کہ ان کی تفسیر یہی ہے کہ تلاوت کیجئے اور خاموش رہئے، کسی کو جائز نہیں کہ
عربی یا فارسی زبان میں اس کے معنی کہے۔

سیدنا امام محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد گزر کہ ان کے معنی نہ کہنا ہی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم سے منقول، اور اسی پر سلف صالح کا اجماع ہے۔

طریق دوم کہ متاخرین نے بضرورت اختیار کیا اس کا یہ منشا تھا کہ وہ معنی نہ رہیں جن سے
اللہ عز و جل کا خلق سے مشابہ ہونا مقہور ہو بلکہ اس کے جلال و قدوسیت کے معنی پیدا ہو جائیں۔

بیٹھنا، چڑھنا، ٹھہرنا تو خاص اجسام کے کام اور باری عزوجل کے حق میں صریح عیب ہیں تو تم نے تاویل خاک کی بلکہ اور وہیم کی جڑ جمادی۔

بالجملہ یہ تینوں معانی دونوں طریقہ اہلسنت سے دُور و مہجور ہیں ان کو مطابق سنت کہنا نام زدگی کا فور رکھنا ہے اب آپ ملاحظہ ہی کریں گے کہ ائمہ اہلسنت نے ان معانی کو کیسا کیسا رد فرمایا ہے، دو ایک ہندیل کے قدم نے اگر لغزش کی اور خیال نہ رہا کہ ان لفظوں سے ترجمہ ہرگز صحیح نہیں تو ان کا کھنا ائمہ سلف و خلف کے اجماع کو رد نہیں کر سکتا، نہ وہ مسلک اہلسنت قرار پا سکتا ہے مگر وہابیوں بلکہ سب گمراہوں کی ہمیشہ یہی حالت رہی ہے کہ ڈوبتا سوار پکڑتا ہے، جہاں کسی کا کوئی لفظ شاذ مہجور پکڑ لیا خوش ہو گئے اور اس کے مقابل تصریحات قاہرہ سلف و خلف بلکہ ارشادات صریحہ قرآن و حدیث کو بالائے طاق رکھ دیا مگر اہل حق بجز اللہ تعالیٰ خوب جانتے ہیں کہ شاہراہ ہدایت اتباع جمہور ہے جس سے سہواً خطا ہوتی اگرچہ معذور ہے مگر اس کا وہ قول متروک و مہجور ہے، وہ جانتے ہیں کہ لکل جواد کبوة لکل صاسم نبوة و لکل عالمہ ہفوة ہر تیز گھوڑا کبھی ٹھوکر کھا لیتا ہے اور ہر تیغ بُراں کبھی کر جاتی ہے اور ہر عالم سے کبھی کوئی لغزش وقوع پاتی ہے، و باللہ العزیم۔

ضرب ۱۱۳: اب اپنے مستندات سے ان معانی کا رد سنئے جائیے جنہیں آپ نے براہ جہالت مطابق سنت بلکہ سنت کو انہیں میں منحصر بتایا۔ مدارک شریف سے گزرا،

لاستواء بمعنی الجلوس لا یجوز علی اللہ تعالیٰ

استواء بیٹھنے کے معنی پر اللہ عزوجل کے حق میں محال ہے۔

ضرب ۱۱۴: کتاب الاسماء سے گزرا،

متعال عن ان یجوز علیہ اتخاذ السیر للجلوس علیہ

اللہ عزوجل اس سے پاک و برتر ہے کہ بیٹھنے کے لئے تخت بنائے۔

ضرب ۱۱۵: اسی میں امام ابوالحسن طبری وغیرہ ائمہ متکلمین سے گزرا استواء کے یہ معنی نہیں کہ مولیٰ تعالیٰ عرش پر بیٹھا یا کھڑا ہے، یہ جسم کی صفات ہیں اور اللہ عزوجل ان سے پاک۔

ضرب ۱۱۶: اسی میں قرآن مجید سے یہ حکایت کر کے کہ استواء بمعنی اقبال ہے، اور ابن عباس

یعنی محمد بن مروان نے کلبی سے اُس نے ابو صالح سے اُس نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ اللہ تعالیٰ کے قول ”ثم استوى على العرش“ میں عرش پر استواء کے معنی ٹھہرنا ہے، یہ روایت منکر ہے، اور خود کلبی نے اسی سند سے دوسری جگہ یوں روایت کی کہ عرش پر استواء کے معنی حکم الہی کا ٹھہرنا ہے، یہاں ٹھہرنے کو حکم کی طرف پھیرا، اور یہ ابو صالح اور کلبی اور محمد بن مروان سب کے سب علمائے محدثین کے نزدیک متروک ہیں ان کی کوئی روایت حجت لانے کے قابل نہیں کہ ان کی روایتوں میں منکرات بکثرت ہیں اور ان میں ان کا جھوٹ بولنا آشکارا ہے۔ حبیب بن ابی ثابت نے فرمایا ہم نے اس ابو صالح کا نام ہی ”دروغ زن“ رکھ دیا تھا۔ امام سفیان نے فرمایا: خود کلبی نے مجھ سے بیان کیا کہ ابو صالح نے مجھ سے کہا جتنی حدیثیں میں نے تجھ سے بیان کی ہیں سب جھوٹ ہیں۔ نیز کلبی نے کہا مجھ سے ابو صالح نے کہا دیکھ جو کچھ تو نے میرے واسطے سے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے اس میں سے کچھ روایت نہ کرنا۔ امام بخاری فرماتے ہیں کلبی کے شاگرد محمد بن مروان کوئی سے ائمہ حدیث نے سکوت کیا ہے یعنی اس کی روایات متردک کر دیں اس کی حدیث کا ہرگز اعتبار نہ کیا جائے۔

ضرب ۱۱۸: پھر فرمایا:

وكيف يجوز ان يكون مثل هذه الاقاويل صحيحة عن ابن عباس رضي الله تعالى عنهما ثم لا يرويهما ولا يعرفها احد من اصحابه الثقات الاثبات مع شدة الحاجة الى معرفتها، وما تفرد به الكلبى وامثاله يوجب الحد والمحد يوجب الحد للحاجة الحد الى حاد خصه به والباقي تعالى قديم لم يزل له

بجلا کیونکہ ہو سکتا ہے کہ ایسی باتیں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے صحیح ہوں پھر ان کے ثقہ شاگرد محکم فہم و حفظ والے نہ انھیں روایت کریں نہ اُن سے آگاہ ہوں حالانکہ اُن کے جاننے کی کسی ضرورت ہے اور یہ جو کچھ کلبی اور اس کی حالت کے اور لوگ تنہا روایت کر رہے ہیں اس سے تو اللہ عز و جل کا محدود ہونا لازم آتا ہے اور محدود ہونا حادث ہونے کو واجب کرتا ہے کہ حد کے لئے کوئی ایسا درکار ہے جو خاص اس حد معین سے اُس محدود کو مخصوص کرے اور اللہ عز و جل تو قسیم ہے ہمیشہ سے ہے۔

ضرب ۱۱۹: اُسی میں ہے:

ان الله تعالى لا مكان له ولا مركب وان الحركة والسكون والانتقال والاستقرار من صفات الاجسام والله تعالى احد صمد ليس كمثل شئ آه باختصار۔

بے شک اللہ تعالیٰ کے لئے نہ مکان ہے نہ کوئی چیز ایسی جس پر سوار ہو اور بیشک حرکت اور سکون اور ہٹنا اور ٹھہرنا یہ جسم کی صفیتیں ہیں اور اللہ تعالیٰ احد صمد ہے کوئی چیز اس سے مشابہت نہیں رکھتی آہ باختصار۔

ضرب ۱۲۰: مدارک شریف میں فرمایا:

تفسیر العرش بالسیر والاستواء بالاستقرار کہا تقولہ المشبہة باطل ہے عرش کے معنی تخت اور استواء کے معنی ٹھہرنا کہنا جس طرح فرقہ مجسمہ کہتا ہے باطل ہے۔

دیکھا تو نے حق کیسا واضح ہوا۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۲۹ ص ۱۷۰ تا ۱۷۶)

(۲۰) نجدی گمراہ کی اپنی تحریر میں کئی وجوہ سے تناقض ثابت کرتے ہوئے فرمایا:

اقول طرفہ تماشا ہے جب اس گمراہ نے سب مصائب اپنے سر پر اوڑھ لئے اپنے معبود کو مکانی کہہ دیا، جسم مان لیا، عرش پر متمکن ٹھہر کر بہت میں جان لیا، پھر یہ کیا خط سوچا کہ اور کہیں نہیں کہہ کر طرح طرح اپنے ہی لکھے سے تناقض کیا۔

ضرب ۱۸۳: سچا ہے تو قرآن و حدیث سے ثبوت دے کہ اللہ تعالیٰ عرش پر تو ہے اور عرش کے سوا کہیں نہیں، یہ اور کہیں "کون سی آیت حدیث میں ہے؟ اہم تقولون علی اللہ ما لا تعلمون" یا یہود کی طرح بے جانے بوجھے دل سے گھڑ کر حد پر حکم لگا دیتے ہو۔

ضرب ۱۸۴: جب تو اس سبوح و قدوس جل جلالہ کو مکان سے پاک نہیں مانتا تو اب کوئی وجہ نہیں کہ اور آیات و احادیث جن کے ظاہر الفاظ سے اور جبکہ ہونا مفہوم ہوا اپنے ظاہر سے پھیری جائیں، تیرے طور پر ان سب کو معنی لغوی حقیقی ظاہر متبادر پر عمل کرنا واجب ہوگا، اب دیکھ کہ تو نے کتنی آیات و احادیث کا انکار کر دیا اور کتنی بار اپنے اس لکھے سے کہ جو شرع میں وارد ہے اس سے سکوت نہ ہوگا صاف تناقض کیا سب میں پہلے تو یہی حدیث صحیح بخاری و ہو مکانہ ہے جس میں تو نے بزور زبان

۱۔ کتاب الاسماء والصفات باب "هل ينظرون الا ان ياتيم الله الخ" حدیث ۹۲۹ دار ابن جب ص ۵۵۸

۲۔ مدارک التنزیل (تفسیر لنسفی) تحت لایۃ، ۵۴ دار الکتاب العربی بیروت ۵۶/۲

۳۔ القرآن الکریم ۸۰/۲

۴۔ صحیح البخاری کتاب التوحید باب قول اللہ تعالیٰ و لم یلد و لم یکن له کفیلما قدیمی کتب خانہ کراچی ۱۱۲۰/۲

ضمیر حضرت عزت جل شانہ کی طرف ٹھہرا دی اور پھر مکانہ سے محض زبردستی عرش مراد لے لیا حالانکہ وہاں سدرۃ المنتہی کا ذکر ہے تو عرش ہی پر ہونا غلط ہوا کبھی سدرہ پر بھی ٹھہرا۔

ضرب ۱۸۵: صحیح بخاری حدیث شفاعت میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے،
فاستاذن علیٰ ربی فی داسرۃ فیؤذن لی علیہ

میں اپنے رب پر اذن طلب کروں گا اس کی حویلی میں، تو مجھے اس کے پاس حاضر ہونے کا اذن ملے گا۔
ظاہر ہے کہ تخت کو حویلی نہیں کہتے، نہ عرش کسی مکان میں ہے، بلکہ وہ بالائے جملہ اجسام ہے،
لاجرم یہ حویلی جنت ہی ہوگی۔

ضرب ۱۸۶: صحیحین میں ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے:

قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جنتان من فضة انیتھما وما فیھما
وجنتان من ذهب انیتھما وما فیھما وما بین القوم و بین ان ینظر والھما
عن وجبل الاسراء الیکبریاء علی وجہہ فی جنة عدن

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: دو جنتیں ہیں جن کے برتن اور تمام سامان
چاندی کا ہے۔ دو جنتیں ہیں جن کے برتن اور تمام سامان سونے کا ہے اللہ تعالیٰ کے دیدار اور قوم کے
درمیان صرف کبریائی کی چادر ہوگی جو جنت عدن میں اس کے چہرے پر حائل ہوگی۔ (ت)

یہاں جنت عدن میں ہونے کی تصریح ہے۔

ضرب ۱۸۷: بزار وابن ابی الدنیا اور طبرانی بسند جید قوی اوسط میں انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ
عنہ سے حدیث دیدار اہل جنت ہر روز جمعہ میں مرفوعاً راوی،

فاذا کان یوم الجمعة نزل تبارک وتعالیٰ من علیین علی کرسیہ ثم حفت الکرسی

بمنابر من نور وجاء النبیون حتی یجلسوا علیہا الحدیث۔

۱ صحیح البخاری کتاب التوحید باب قول اللہ تعالیٰ وجہ یومئذ ناظرۃ الی ربہا ناظرۃ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱۱۸/۲

۲ صحیح البخاری کتاب التفسیر ۲/۲۴، و کتاب التوحید ۲/۱۱۰۹ " " " " ۱۱۰۸

صحیح مسلم کتاب الایمان " " " " ۱۰۰/۱

۳ الترغیب والترہیب فصل فی نظر اہل الجنة الی ربہم حدیث ۱۲۹ مصطفیٰ البابی مصر ۵۵۴/۴

کشف الاستار عن زوائد البزار باب فی نعیم اہل الجنة " ۳۵۱۹ موسسة الرسالہ بیروت ۱۹۵/۴

المعجم الاوسط حدیث ۶۷۱۳ مکتبة المعارف الرياض ۳۶۷/۷

جب حجہ کا روز ہوگا تو اللہ تبارک و تعالیٰ علیین سے کرسی پر نزول فرمائے گا پھر اس کے گرد نور کے منبر بچھائے جائیں گے، انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام تشریف لا کر ان منبروں پر جلوہ گر ہوں گے الحدیث (ت)
یہاں علیین سے اتر کر کرسی پر حلقہ انبیاء و صدیقین و شہداء و سائر اہل جنت کے اندر تجلی ہے۔

ضرب ۱۸۸: قال تعالیٰ،

۱۸۸ من فی السماء (کیا تم اس سے نڈر ہو گئے ہو جس کی سلطنت آسمان میں ہے۔ ت)

ضرب ۱۸۹: قال تعالیٰ،

۱۸۹ من فی السماء۔ (کیا تم نڈر ہو گئے ہو اس سے جس کی سلطنت آسمان

میں ہے۔ ت)

ضرب ۱۹۰: احمد و ابن ماجہ و حاکم بسند صحیح ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیث قبض روح میں مرفوعاً راوی،

فلا يزال يقال لها ذلك حتى ينتهي بها الى السماء الحق فيها الله تبارك و تعالیٰ ۛ

روح کو یہ کہا جاتا رہے گا حتیٰ کہ وہ اس آسمان تک پہنچ جائے جس میں اللہ تعالیٰ ہے۔ (ت)

ضرب ۱۹۱: مسلم و ابو داؤد و نسائی و معویہ بن حکم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیث جاریہ میں راوی،
قال لها اين الله، قالت في السماء، قال من انا، قالت انت رسول الله، قال اعتقها فانها مؤمنة ۛ

لو نڈی کو فرمایا اللہ کہاں ہے؟ اس نے کہا آسمان میں، پھر پوچھا میں کون ہوں؟ تو اس نے

۱۶/۶۷ القرآن الکریم

۱۷/۶۷ " "

۳۶۴/۲ دار الفکر بیروت عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ ۛ مسند احمد بن حنبل

۳۲۵ ص ایچ ایم سعید کمپنی کراچی سنن ابن ماجہ باب ذکر الموت والاستعداد له

۶۳۰/۱۵ مؤسسۃ الرسالہ بیروت حدیث ۴۲۴۹۶ کنز العمال

۲۰۴/۱ قدیمی کتب خانہ کراچی صحیح مسلم کتاب المساجد باب تحريم الكلام في الصلوة

۱۳۴/۱ آفتاب عالم پریس لاہور سنن ابی داؤد باب تسميت العاطس في الصلوة

کہا آپ رسول اللہ ہیں۔ تو آپ نے مالک کو فرمایا اس کو آزاد کرو کیونکہ یہ یومئہ ہے۔ (ت)
ضرب ۱۹۲: ابوداؤد وترمذی بافادہ تصحیح عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی ؛
 قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اسحموا من فی الارض یرحمکم
 من فی السماء

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا : زمین والوں پر رحم کرو تم پر وہ رحم کرے گا جو آسمان میں ہے۔
 ضرب ۱۹۳ : صحیح مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے :

قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم والذي نفسي بيده ما من رجل يدهو امرأته الخ فرائها فتأني عليه الا كان الذي في السماء ساخطا عليها حتى يرضى عنها
حضور عليه الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: مجھے اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے جب کوئی خاوند اپنی بیوی کو جماع کے لئے طلب کرتا ہے اور وہ انکار کرتی ہے تو وہ ذات جو آسمان میں ہے اس عورت پر ناراض ہوتی ہے حتیٰ کہ خاوند اس سے راضی ہو جائے۔ (ت)

ضرب ۱۹۴: ابو یعلیٰ و بنو زرارہ و ابو نعیم بسند حسن ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی،
 قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لما التقى ابراهيم في النار قال
 اللهم انت في السماء واحد وانا في الارض واحد اُعبدك يّٰ

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا جب ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو آگ میں ڈالایا تو انھوں نے عرض کی اے اللہ! تو آسمان میں ایک ہے اور میں زمین میں ایک ہوں تیری عبادت کرتا ہوں۔ (ت)

ضرب ۱۹۵: ابویعلیٰ و حکیم و حاکم و سعید بن منصور و ابن جہان و ابوالعین اور بہیقی کتاب الاسماء میں ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً راوی، اللہ عزوجل نے فرمایا:

يَا مُوسَى لَوَاتِ السَّمَوَاتِ السَّبْعَ وَعَامُرْهُنَّ غَيْرِي، وَالْأَرْضَيْنِ
السَّبْعَ فِي كَفَّةٍ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ فِي كَفَّةٍ مَالَتْ بِهِنَّ

جامع الترمذی ابواب البر والصلة امین کمپنی کتب خانہ رشیدیہ دہلی ۱۳/۲

سنن ابی داؤد کتاب الادب باب فی الرحمة آفتاب عالم پریس لاہور ۳۱۹/۲

۲۶۴/۱ قدیمی کتب خانہ کراچی باب تحریم استناعتها من فراس الخ کتاب النکاح

٥١/١ مقدمة المؤلف حديث ٣٦ دار الكتب العلمية بيروت

کنز العمال بحوالہ ابی یحییٰ حدیث ۳۲۲۸۶ موسسة الرساله بیروت ۴۸۴/۱۱

لا اله الا الله -

اے موسیٰ! اگر ساتوں آسمان اور ان میں موجود ہر چیز میرے سوا، اور سات زمینیں ایک پلڑے میں ہوں اور دوسرے پلڑے میں لا اله الا الله ہو تو لا اله الا الله والا پلڑا سب سے بھاری ہوگا۔ (ت)

ان آیات و احادیث سے آسمان میں ہونا ثابت۔

ضرب ۱۹۶: ہر رات آسمان دنیا پر ہونے کی حدیث گزری اور احادیث اس باب میں بکثرت ہیں۔
ضرب ۱۹۷: قال الله تعالى:

هو الله في السموات وفي الارض

وہ اللہ آسمانوں اور زمینوں میں ہے۔ (ت)

ضرب ۱۹۸: قال تعالى:

ونحن اقرب اليه من حبل الومئذ

ہم اس کی شدہ رگ سے زیادہ قریب ہیں۔

ضرب ۱۹۹: قال تعالى:

واسجد واقترب سجده کر اور قریب ہو۔ (ت)

ضرب ۲۰۰: قال تعالى:

اذا سألني عبادي عني فاني قريب

جب آپ سے سوال کریں میرے بندے میرے متعلق تو میں قریب ہوں۔ (ت)

۵۸۰/۱

۱۔ مسند ابویعلیٰ حدیث ۱۳۸۹ مروی از ابوسعید خدری دارالکتب العلمیہ بیروت

۱۵۰/۱

کتاب الاسماء والصفات باب ما جانی فضل الکلمۃ الباقیہ حدیث ۱۸۵ دار ابن رجب

۵۲۸/۱

دار الفکر بیروت

کتاب الدعاء

المستدرک للحاکم

ص ۵۷۷

المطبعة السلفیہ

حدیث ۲۳۲۲

موارد النظام

۳۔ القرآن الکریم ۵۰/۱۶

۴۔ القرآن الکریم ۶/۳

۵۔ " ۹۶/۱۹

۵۔ " ۲/۱۸۶

ضرب ۲۰۱: قال تعالى:

انه سمیع قریب لشکفه سمیع و قریب ہے۔ (ت)

ضرب ۲۰۲: قال تعالى:

ونادینہ من جانب الطور الايمن وقرینه نجیاً۔

اور ہم نے ان کو ندادی طور کی دائیں جانب سے اور اس کو ہم نے قریب کیا مناجات کرتے ہوئے۔ (ت)

ضرب ۲۰۳: قال تعالى:

فلما جاء هانودی ان بورك من في الناس ومن حولها و سبحن الله رب العالمین۔

جب وہاں آئے تو ندا کی گئی کہ جو آگ میں ہے اس کو برکت دی گئی اور اس کے ارد گرد والوں کو، اور پاکی ہے اللہ کو جو رب ہے سارے جہان کا۔ (ت)

معالم میں ہے:

مر وی عن ابن عباس وسعيد بن جبیر والحسن في قوله "بورك من في الناس" یعنی قدس من في الناس وهو الله تعالى عني به نفسه على معنی انه نادى موسى منها واسمعه كلامه من جهتها۔

ابن عباس، سعید بن جبیر اور حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت کیا گیا کہ بورك من في الناس کے بارے میں، یعنی برگزیدہ ہے جو آگ میں ہے اور وہ اللہ کی ذات ہے جس نے اپنی ذات کے بارے میں فرمایا، معنی یہ ہے کہ موسیٰ نے ندا کی تو اس کو اپنا کلام سنایا اس جانب سے۔ (ت)

ضرب ۲۰۴: قال تعالى:

وهو معكم اين ما كنتم۔ وہ تمہارے ساتھ ہے تم جہاں بھی ہو۔ (ت)

۴ القرآن الکریم ۵۲/۱۹

۱ القرآن الکریم ۵۰/۳۴

۵ ۸/۲۷

دار الکتب العلمیہ بیروت ۳۴۸/۳

۶ معالم التنزیل (تفسیر البغوی) تحت لآیة ۸/۲۷

۷ القرآن الکریم ۴/۵۷

يَا أَيُّهَا النَّاسُ ارْجِعُوا عَلَىٰ أَنْفُسِكُمْ فَإِنَّكُم لَا تَدْعُونَ إِلَّا صُورًا وَلَا غَائِبًا إِنَّكُمْ تَدْعُونَهُ
سَمِيعًا قَرِيبًا وَهُوَ مَعَكُمْ أَلَا

اے لوگو! اپنے آپ پر زمی کرو کیونکہ تم کسی بہرے اور غائب کو نہیں پکارتے، تم تو پکارتے ہو سمیع قریب کو، وہ تمہارے پاس ہے۔ (ت)

اسی حدیث کی ایک اور روایت میں ہے،

والذی تدعوٰنه اقرب الی احدکم من عنقہ، مرحلة احدکم ۷

وہ ذات جسے تم پکارتے ہو وہ تمہاری سواری کی گردن سے بھی قریب تر ہے (ت)

وہ ذات جسے تم پکارتے ہو وہ تمہاری سواری کی گردن سے بھی قریب تر ہے (ت)

ضرب ۲۰۶ : مسلم ، ابوداؤد و نسائی ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی ، رسول اللہ ﷺ

تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

۳

اقرب ما يكون العبد من ربه وهو ساجد فكثر والدعاء

بندہ اللہ تعالیٰ کے قریب ترین ہوتا ہے جب وہ سجدہ کرتا ہے، تو دُعا زیادہ کرو (ت)

ضرب ۲۰۷: دیلمی ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

قال الله تعالى انا خلقك و امامك وعن يمينك وعن شمالك يا موسى انا جليس
عبدى حين يذكرنى و انا معه اذا دعانى

۱ صحیح البخاری کتاب الجہاد باب ما یکرم من رفع الصوت الخ
 ۲ صحیح مسلم کتاب الذکر والدعاء باب استجاب خفض الصوت الخ
 ۱/۴۲۰ قدیمی کتب خانہ کراچی
 ۲/۳۴۶ " " "

٥٣ صحیح مسلم کتاب الصلوة باب ما یقال فی الركوع الخ

سنن ابی داؤد باب الدعاء فی الركوع والسجود آفتاب عالم پریس لاہور ۱۲۷/۱

سنن النسائي اقرب ما يكون العبد من الله عز وجل نور محمد كارخانه تجارت كتب كراچی ۱۴۰/۱

۵۴ الفردوس بمانور الخطاب حدیث ۴۵۳۳ دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۹۲/۳

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے موسیٰ! میں تیرے پیچھے آگے، دائیں اور بائیں ہوں۔ میں بندے کا ہم نشین ہوتا ہوں جب وہ میرا ذکر کرتا ہے، اور میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں جب وہ مجھے یاد کرتا ہے۔ (ت)

ضرب ۲۰۸: صحیحین میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں اللہ عزوجل فرماتا ہے:

انا عند ظن عبدی وانا معہ اذا ذکرنی بے

میں اپنے بندے کے گمان کے ساتھ ہوں اور میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں جب وہ مجھے یاد کرتا ہے۔ (ت)

ضرب ۲۰۹: مستدرک میں بروایت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیث قدسی ہے:

عبدی انا عند ظنک جب وانا معک اذا ذکرتنی بے

اے بندے! میں تیرے گمان کے ساتھ ہوں جو تو میرے متعلق کرتا ہے اور میں تیرے ساتھ ہوتا ہوں جب تو مجھے یاد کرتا ہے۔ (ت)

ضرب ۲۱۰: سعید بن منصور ابو عمارہ سے مرفوعاً راوی:

المساجد یسجد علی قدمی اللہ تعالیٰ بے

مسجدوں کے والا اللہ تعالیٰ کے قدموں پر سجدہ کرتا ہے۔ (ت)

ان آیات و احادیث سے زمین پر اور طور پر اور ہر مسجد میں اور بندے کے آگے بچھے دہنے بائیں اور ہر ذاکر کے پاس اور ہر شخص کے ساتھ اور ہر جگہ اور ہر ایک کی شہرگ گردن سے زیادہ قریب ہونا ثابت ہے۔

ضرب ۲۱۱: قال اللہ تعالیٰ:

ان طہرا ابیتی لک (تم دونوں میرے گھر کو صاف کرو۔ ت) یہاں کعبہ کو اپنا گھر بتایا۔

۱۔ صحیح البخاری کتاب التوحید باب قول اللہ تعالیٰ ویخدرکم اللہ نفسہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱۱/۲

صحیح مسلم کتاب الذکر والدعاء ۳۴۳/۲ و کتاب التوبۃ ۳۵۴/۲ " " "

۲۔ المستدرک للحاکم کتاب الدعاء باب قال اللہ عزوجل عبدی انا عند ظنک بی دار الفکر ۴۹۴/۱

۳۔ حلیۃ الاولیاء ترجمہ حسان بن عطیہ دار الکتب العلمیہ بیروت ۲/۶

۴۔ القرآن الکریم ۱۲۵/۲

ضرب ۲۱۲: معالم میں ہے مروی ہوا کہ قرآنیت مقدس میں لکھا ہے :
 جاء الله تعالى من سيناء واشرف من ساعين واستعلى من جبال فامران بلع
 الله تعالى سيناء کے پہاڑ سے آیا اور ساعین کے پہاڑ سے جھانکا اور مکہ معظمہ کے پہاڑوں
 سے بلند ہوا۔

ذکر تحت آية بورك (اسے آية بورك کے تحت ذکر کیا۔ ت)
ضرب ۲۱۳: طبرانی کبیر میں سلم بن نفیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی،
 قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم اني اجد نفس الرحمن من ههنا
 واشار الى اليمن۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یمن کی طرف اشارہ کر کے فرمایا : بیشک میں رحمان کی
 خوشبو یہاں سے پاتا ہوں۔

ضرب ۲۱۴: مسند احمد و جامع ترمذی میں حدیث سابق ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے رسول اللہ
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا :

والذي نفس محمد بيده لو انكم دليتم بجبل الى الارض السفلى لرهبط
 على الله عز وجل ، ثم قرأ هو الاول والاخر والظاهر والباطن وهو بكل
 شئ عليم ۝

اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی جان ہے اگر تم سب سے نچلی
 زمین تک رسی لٹکاؤ تو وہ رسی اللہ تعالیٰ پر گرے گی۔ پھر آپ نے ہوا الاول والاخر والظاهر
 والباطن وهو بكل شئ عليم کو تلاوت کیا۔ (ت)

یہاں سے ثابت کہ سب زمینوں کے نیچے ہے۔ (ت) (فتاویٰ رضویہ ج ۲۹ ص ۸۰ تا ۸۸)

۳۴۸/۳	دارالکتب العلمیۃ بیروت	تحت الآیۃ ۸/۲۷	۱ معالم التنزیل (تفسیر البغوی)
۵۲/۷	دار احیاء التراث العربی بیروت	حدیث ۶۳۵۸	۲ المعجم الکبیر
۵۰/۱۲	مؤسسۃ الرسالہ بیروت	۳۳۹۵۱	کنز العمال
۱۶۲/۲	امین کمپنی دہلی	حدیث ۳۳۰۹	۳ جامع الترمذی ابواب التفسیر سورۃ الحديد
۳۷۰/۲	المکتب الاسلامی بیروت	عن ابی ہریرہ	مسند احمد بن حنبل

(۲۱) سیدنا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں سوال کا جواب دیتے ہوئے فرمایا:
 اہلسنت کے عقیدہ میں تمام صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی تعظیم فرض ہے اور ان میں سے کسی پر
 طعن حرام اور ان کی مشابرت میں غرض ممنوع۔ حدیث میں ارشاد:
 اذا ذکر اصحابی فامسکوا۔^۱

جب میرے صحابہ کا ذکر کیا جائے (بحث و غرض سے) رُک جاؤ۔ (ت)
 رب عز وجل کہ عالم الغیب والشہادۃ ہے اس نے صحابہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی
 دو قسمیں فرمائیں، مومنین قبل الفتح جنہوں نے فتح مکہ سے پہلے راہِ خدا میں خرچ و جہاد کیا، اور
 مومنین بعد الفتح جنہوں نے بعد کو۔ فریق اول کو دوم پر تفضیل عطا فرمائی کہ:

لا یستوی منکم من انفق من قبل الفتح وقاتل و اولئک اعظم درجۃ من
 الذین انفقوا من بعد وقاتلوا۔^۲

تم میں برابر نہیں وہ جنہوں نے فتح مکہ سے قبل خرچ اور جہاد کیا وہ مرتبہ میں ان سے بڑے ہیں
 جنہوں نے بعد فتح کے خرچ اور جہاد کیا۔ (ت)

اور ساتھ ہی فرمادیا،
 وکلا وعد اللہ الحسنی۔^۳

دونوں فریق سے اللہ نے بھلائی کا وعدہ فرمایا۔

اور ان کے افعال پر جاہلانہ نکتہ چینی کا دروازہ بھی بند فرمادیا کہ ساتھ ہی ارشاد ہوا، واللہ بما تعملون
 خبیرون اللہ کو تمہارے اعمال کی خوب خبر ہے، یعنی جو کچھ تم کرنے والے ہو وہ سب جانتا ہے یا انہم
 تم سب سے بھلائی کا وعدہ فرما چکا خواہ سابقین ہوں یا لاحقین، اور یہ بھی قرآن عظیم سے ہی پوچھ
 دیکھئے کہ مولیٰ عز وجل جس سے بھلائی کا وعدہ فرما چکا اُس کے لئے کیا ہے فرماتا ہے،

ان الذین سبقت لهم من الحسنی اولئک عنہا مبعدون لا یسمعون

حیسیہا وہم فیما اشتہت انفسہم خلدون لا یحزنہم الفزع الاکبر وتتلقہم
الملئکہ ط هذا یومکم الذی کنتم توعدون ۵

بیشک جن سے ہمارا وعدہ بھلائی کا ہو چکا وہ بہنم سے دُور رکھے گئے ہیں اس کی بھنک تک نہ سنیں گے اور وہ اپنی من مانتی مرادوں میں ہمیشہ رہیں گے، انھیں غم میں نہ ڈالے گی بڑی گھبراہٹ اور فرشتے ان کی پیشوائی کو آئیں گے یہ کہتے ہوئے کہ یہ ہے تمہارا وہ دن جس کا تم سے وعدہ تھا۔

سچا اسلامی دل اپنے رب عزوجل کا یہ ارشادِ عام سن کر کبھی کسی صحابی پر نہ سوء ظن کر سکتا ہے نہ اس کے اعمال کی تفتیش۔ بفرض غلط کچھ بھی کیا تم حاکم ہو یا اللہ، تم زیادہ جانو یا اللہ، اُنتم اعلم ام اللہ ۶ (کیا تمہیں علم زیادہ ہے یا اللہ تعالیٰ کو۔ ت) دلوں کی جاننے والا سچا حاکم یہ فیصلہ فرما چکا کہ مجھے تمہارے سب اعمال کی خبر ہے میں تم سے بھلائی کا وعدہ فرما چکا اس کے بعد مسلمان کو اس کے خلاف کی گنجائش کیا ہے، ضرور ہر صحابی کے ساتھ حضرت کہا جائیگا ضرور رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہا جائے گا، ضرور اس کا اعزاز و احترام فرض ہے ولو کرہ الحجر مون (اگرچہ مجرم بُرا جانیں۔ ت)۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۲۹ ص ۲۲۷، ۲۲۸)

(۲۲) یہ عقیدہ کیسا ہے کہ اللہ تعالیٰ پر کسی کا کوئی حق واجب نہیں مگر وہ خود اپنے ذمہ کرم پر کچھ واجب کرے تو جائز ہے؟ اس کے جواب میں فرمایا :

صحیح است وآل وجوب نیست تفضل ست کتب ربکم علی نفسہ الرحمۃ، وکان حقاً علینا نصر المؤمنین ۷

یہ صحیح ہے، اور وہ وجوب نہیں بلکہ اس کا فضل ہے (فرمانِ الہی ہے) تمہارے رب نے اپنے ذمہ کرم پر رحمت لازم کر لی ہے (مزید فرمایا) اور ہمارے ذمہ کرم پر ہے مسلمانوں کی مدد فرمانا (ت) (فتاویٰ رضویہ ج ۲۹ ص ۲۳۲)

۱۰۳ تا ۱۰۱ / ۲۱	۱۰۳	۱۰۱	۱۰۳
۱۴۰ / ۲	۱۴۰	۱۴۰	۱۴۰
۵۳ / ۶	۵۳	۵۳	۵۳
۴۷ / ۳۰	۴۷	۴۷	۴۷

(۲۳) ولایتِ مطلقہ و نبوتِ خاص میں سے کون سی افضل ہے؟ اس سوال کے جواب میں فرمایا :
 نبوتِ مطلقہ ہر ولی غیر نبی کی ولایت سے ہزاروں درجے افضل ہے کیسے ہی اعظم مرتبہ کا ولی ہو ،
 ہاں اس میں اختلاف ہے کہ نبی کی نبوت خود اس کی اپنی ولایت سے افضل ہے یا اس کی اپنی ولایت
 اس کی نبوت سے ، اور اس اختلاف میں خوض کی کوئی حاجت نہیں۔ پہلی بات ضروریاتِ دین سے ہے
 اس کا اعتقاد مدارِ ایمان ہے جو کسی ولی غیر نبی حتیٰ کہ صدیقی کو کسی نبی سے افضل یا ہمسرہ ہی کہہ کافر ہے
 کما قد نص علیہ الاکابر الاثمة فی غیر ما کتاب (جیسا کہ اکابر اماموں نے متعدد کتابوں میں
 اس پر نص فرمائی ہے۔ ت) صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سب اولیاء کرام تھے۔ قال اللہ تعالیٰ :
 لا یتوی منکم من انفق من قبل الفتح و قاتل اولئک اعظم درجۃ من الذین
 انفقوا من بعد و قاتلوا و کلاً وعد اللہ الحسنی واللہ بہا تعلمون خبیرو
 تم میں برابر نہیں وہ جنہوں نے فتح مکہ سے قبل خرچ کیا اور جہاد کیا وہ مرتبہ میں ان سے بڑے
 ہیں جنہوں نے بعد فتح کے خرچ کیا اور جہاد کیا، اور ان سب سے اللہ تعالیٰ جنت کا وعدہ فرما چکا،
 اور اللہ تعالیٰ کو تمہارے کاموں کی خبر ہے۔ (ت)
 وقال اللہ تعالیٰ :

ان الذین سبقت لہم منا الحسنی اولئک عنہا مبعدون ۝ لا ینعون حیثہما
 وہم فی ما اشتہت انفسہم خلدون ۝ لا یحزنہم القرع الاکبر و تلقتہم الملائکۃ
 ہذا یومکم الذی کنتم توعدون ۝
 بے شک جن کے لئے ہماری طرف سے نیکی کا وعدہ پہلے ہو چکا وہ اس (جہنم) سے دور رکھے گئے
 ہیں وہ اس کی ہلکی سی آواز بھی نہ سنیں گے اور وہ جہاں چاہیں گے ہمیشہ اسی میں رہیں گے۔ انہیں
 غم میں نہ ڈالے گی وہ سب سے بڑی گہراہٹ ، اور فرشتے ان کی پیشوائی کو آئینے کی طرح دیکھتے ہوئے کہتے تھے تمہارا
 وہ دن جس کا تم سے وعدہ تھا۔ (ت)
 وقال اللہ تعالیٰ :

والذین امنوا باللہ ورسولہ اولئک ہم الصدیقون والشہداء عند ربہم

لهم اجرهم ونورهم ۛ

اور وہ جو اللہ اور اس کے سب رسولوں پر ایمان لائیں وہی ہیں کامل سچے اور اوروں پر گواہ اپنے رب کے یہاں ان کے لئے ان کا ثواب اور ان کا نور ہے۔ (ت)
وقال اللہ تعالیٰ :

يوم لا يخزي الله النبي والذين آمنوا معه نورهم يسعى بين ايديهم
وبايمنهم ۛ

جس دن اللہ تعالیٰ رسولانہ کرے گا نبی اور ان کے ساتھ کے ایمان والوں کو، ان کا نور دوڑتا ہوگا اُن کے آگے اور ان کے دائیں (ت)

(فتاویٰ رضویہ ج ۲۹ ص ۲۳۳، ۲۳۴)

(۲۴) آیت کریمہ ”ولو كنت اعلم الغيب“ الایۃ کے معنی اور شانِ نزول سے متعلق سوال کا جواب دیتے ہوئے فرمایا :

”اگر میں اپنی ذات سے بے خدا کے بتائے غیب جانتا تو بہت سی خیر جمع کر لیتا اور مجھے کوئی بُرائی تکلیف نہ پہنچتی، میں تو ایمان والوں کو ڈر اور خوشی سنانے والا ہوں“ آیۃ کریمہ کافروں کے محلِ سوالات پر اتری تھی اس سے علمِ غیب ذاتی کی نفی ہوتی ہے کہ بے خدا کے بتائے مجھے علم نہیں ہوتا، اور خدا کے بتائے نہ ہونا مراد لیں تو صراحۃً قرآن مجید کا انکار اور کھلا کفر ہے۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۲۹ ص ۲۳۴)

(۲۵) تعزیر بنانے والے کی اولاد کو حرامی اور قیام مولود کو بدعتِ سیئہ کہنے کے بارے میں فرمایا،
اس کی اولاد کو حرامی کہنا اس آیۃ کریمہ میں داخل ہے :

المؤمنون المحدثت الغافلۃ المؤمنۃ لعنوا فی الدنیا والاخرۃ
ولہم عذاب عظیم ۛ

وہ جو پارسا بے خبر ایمان والیوں کو زنا کی تہمت لگاتے ہیں اُن پر دنیا اور آخرت میں

۱۔ القرآن الکریم ۵۷/۱۹

۲۔ ” ۶۶/۸

۳۔ ” ۲۳/۲۴

لعنت ہے اور ان کے لئے بڑا عذاب ہے۔

قیام مجلس مبارک کو بدعتِ سیئہ اور حاضری اعراسِ طیبہ کو لغو سمجھنا شعارِ وہابیہ سے ہے، اور وہابیہ مستحق کیا مسلمان بھی نہیں کہ اللہ و رسول کی علانیہ توہین کرتے ہیں۔ اور اللہ عز و جل فرماتا ہے:

قل ابا لله و آیتہ و رسولہ کنتم تستہزنون ۝ لالتعننوا ۝ قد کفرتم بعد ایمانکم ۱؎

ان سے فرمادو کیا اللہ اور اس کی آیتوں اور اس کے رسول سے ٹھٹھا کرتے ہو بہانے نہ بناؤ تم کافر ہو چکے اپنے ایمان کے بعد۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۲۹ ص ۲۳۷)

(۲۶) وہابیہ کی طرف سے اعلان ہوا کہ مروج میلاد کا ثبوت قرآن سے دینے والے کو سو روپے انعام دیا جائے گا۔ اس کے جواب میں فرمایا:

(۱) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

و اما بنعمة ربك فحدث ۱؎

اپنے رب کی نعمت کا خوب چرچا کرو۔

اگر وہابیہ ثبوت دے دیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت نعمتِ خدا نہیں، یا مجلس میلاد اس نعمت کا چرچا نہیں تو ۴۰ روپے انعام۔

(۲) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

و ذکرہم بایتام اللہ ۲؎

انھیں اللہ کے دن یاد دلاؤ۔

اگر وہابیہ ثبوت دے دیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت کا دن اللہ تعالیٰ کے عظمت والے دنوں میں نہیں یا مجلس میلاد اس دن کا یاد دلانا نہیں تو ۴۰ روپے انعام۔

(۳) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

قل بفضل اللہ و برحمته فبذلك فليفرحوا۔

تم فرمادو کہ اللہ کے فضل اور اس کی رحمت ہی پر لازم ہے کہ خوشیاں مناؤ۔
اگر وہابیہ ثبوت دیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت اللہ کا فضل اور اس کی
رحمت نہیں یا مجلس میلاد اس فضل و رحمت کی خوشی نہیں تو ۴۰ روپے انعام۔
(۴) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :

وَمَا أَتاكم الرسول فخذوه وما نهاكم عنه فانتهوا۔

اور جو کچھ رسول تمہیں عطا فرمائیں لو اور جس سے وہ منع فرمائیں اس سے باز رہو۔

اگر وہابیہ ثبوت دیں کہ قرآن مجید یا حدیث شریف میں کہیں مجلس میلاد مبارک کو منع فرمایا ہے

تو ۴۰ روپے انعام۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۲۹ ص ۲۴۷، ۲۴۸)

(۲۷) میلاد شریف منانے کے بارے میں ایک رسالہ ”شمس السالکین“ پر تقریظ لکھتے ہوئے فرمایا،
فقیر غفرلہ المولیٰ القادیر نے مولانا مولوی ابو نعیم محمد یعقوب صاحب حنفی قادری رامپوری کا یہ مختصر و کافی
فتویٰ مستثنیٰ بہ شمس السالکین مطالعہ کیا، مولیٰ عز وجل مولینا کی سعی جہل قبول فرمائے اور اس فتویٰ کو
حقیقۃً مابین لیکن راہ ہدیٰ کے لئے آفتاب نورانی بنائے۔ مجلس مبارک و قیام اہل محبت کے نزدیک
تواصلًا محتاج دلیل نہیں۔ اہل حجت میں انصاف پرائیں ان کیلئے قرآن عظیم قول فیصل و حاکم عدل ہے۔ اللہ
عز وجل فرماتا ہے :

قل بفضل الله وبرحمته فبذلك فليفرحوا۔

تم فرمادو کہ اللہ کے فضل اور اس کی رحمت ہی پر لازم ہے کہ خوشیاں مناؤ۔ (ت)

اور فرماتا ہے :

وذكرهم بأيام الله۔

انہیں اللہ کے دن یاد دلاؤ۔ (ت)

اور فرماتا ہے :

وإما بنعمة ربك فحدثني

اپنے رب کی نعمت کا خوب چرچا کرو۔ (ت)

اور فرماتا ہے :

اَنَا مَسْلُوكٌ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا لِّتَوَّابٍ مِّنْ عِندِ اللَّهِ وَمُرْسُولُهُ وَمُعَزِّمٌ مَّرْهُوْمٌ وَتَوَقِّرٌ مَّرْهُوْمٌ
اے نبی ! بے شک ہم نے تمہیں بھیجا حاضر و ناظر اور خوشخبری دیتا اور ڈر سناتا تاکہ اسے لوگو! تم
اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور رسول کی تعظیم و توقیر کرو۔ (ت)
اور فرماتا ہے :

فَالَّذِينَ آمَنُوا بِهِ وَعَزَّرُوهُ وَنَصَرُوهُ وَاتَّبَعُوا النُّورَ الَّذِي أُنْزِلَ مَعَهُ ۙ أُولَٰئِكَ
هُمُ الْمُفْلِحُونَ ۝

تو وہ جو اس پر ایمان لائیں اور اس کی تعظیم کریں اور اُسے مدد دیں اور اس نور کی پیروی
کریں جو اس کے ساتھ اُتر آ رہی یا مراد ہوئے۔ (ت)
اور فرماتا ہے :

لِّئِنْ أَقَمْتُمُ الصَّلَاةَ وَآتَيْتُمُ الزَّكَاةَ وَآمَنْتُمْ بِرُسُلِي وَعَزَّرْتُمُوهُمْ وَأَقْرَضْتُمُ اللَّهَ قَرْضًا
حَسَنًا لَّا يَكْفُرَنَّ عَنْكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ وَلَا دَخَلَتْكُمْ جَنَّتٌ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ فَمَنْ كَفَرَ
بَعْدَ ذَلِكَ مِنْكُمْ فَقَدْ ضَلَّ سَوَاءَ السَّبِيلِ ۝

اگر تم نماز قائم رکھو اور زکوٰۃ دو اور میرے رسولوں پر ایمان لاؤ اور اُن کی تعظیم کرو اور اللہ
کو قرض حسن دو بیشک میں تمہارے گناہ اتار دوں گا اور ضرورت تمہیں باغوں میں لے جاؤں گا جن کے
نیچے نہریں رواں، پھر اس کے بعد جو تم میں سے کُفر کرے وہ ضرور سیدھی راہ سے بہکا۔ (ت)
پہلی تینوں آیتوں میں حکم فرماتا ہے کہ اللہ کے فضل اور اس کی رحمت پر شادیاں مناؤ، لوگوں
کو اللہ کے دن یاد دلاؤ، اللہ کی نعمت کا خوب چرچا کرو۔ اللہ کا کون سا فضل و رحمت، کون سی
نعمت اس حبیب کریم علیہ وعلیٰ آلہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کی ولادت سے زائد ہے کہ تمام نعمتیں
تمام رحمتیں، تمام برکتیں اُسی کے صدقے میں عطا ہوئیں۔ اللہ کا کون سا دن اس نبی اکرم صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم کے طور پر نور کے دن سے بڑا ہے۔ تو بلاشبہ قرآن حکیم میں حکم دیتا ہے کہ

۱۰۸۸ / ۸ / ۹

۱۵۷ / ۷

۱۲ / ۵

ولادت اقدس پر خوشی کرو، مسلمانوں کے سامنے اُسی کا چہرہ خوب زور شور سے کرو۔ اسی کا نام مجلس میلاد ہے۔ بعد کی تین آیتوں میں اپنے رسولوں خصوصاً سید المرسل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم کا حکم مطلق فرماتا ہے۔ اور قاعدہ شرعیۃ المطلق یجبری علی اطلاقہ (مطلق اپنے اطلاق پر جاری ہوتا ہے) جو بات اللہ عزوجل نے مطلق ارشاد فرمائی وہ مطلق حکم عطا کرے گی جو جو کچھ اس مطلق کے تحت میں داخل ہے سب کو وہ حکم شامل ہے بلا تخصیص شرع جو اپنی طرف سے مطلق کو مقید کرے گا وہ کتاب اللہ کو منسوخ کرتا ہے، جب ہمیں تعظیم حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا حکم مطلق فرمایا تو جمیع طرق تعظیم کی اجازت ہوئی جب تک کسی خاص طریقے سے شریعت منع نہ فرمائے۔ یونہی رحمت پر فرحت، ایام الہی کا تذکرہ، نعمت ربانی کا چہرہ چا، یہ بھی مطلق ہیں جس طریقہ سے کئے جائیں سب امتثال امر الہی ہیں جب تک شرع مطہر کسی خاص طریقہ پر انکار نہ فرمائے۔ تو روشن ہوا کہ مجلس قیام پر خاص دلیل نام لے کر چاہنا یا بعینہ اُن کا قرونِ ثلاثہ میں وجود تلاش کرنا زری اور مذہبی مت ہی نہیں بلکہ قرآن مجید کو اپنی رائے سے منسوخ کرنا ہے۔ اللہ عزوجل تو مطلق حکم فرمائے اور منکرین کہیں کہ وہ مطلق کہا کرے ہم تو خاص وہ صورت مانیں گے جسے بالتحصیص نام لے کر جائز کیا ہو یا جس کا بہیئت کذائی قرونِ ثلاثہ میں وجود ہوا ہو، انا للہ وانا الیہ راجعون (ہم اللہ کے مال ہیں اور ہم کو اسی کی طرف پھرنا ہے۔) عقل و دین رکھتے تو جو طریقہ اظہارِ فرحت و تذکرہ نعمت و تعظیم سرکار رسالت دیکھتے اس میں یہ تلاش کرتے کہ کہیں خاص اس صورت کو اللہ و رسول نے منع تو نہیں فرمایا، اگر اُس کی خاص ممانعت نہ پاتے یقین جانتے کہ یہ اُنہیں احکام کی بجا آوری ہے جو آیاتِ کریمہ میں گزرے۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۲۹ ص ۲۴۸ تا ۲۵۱)

(۲۸) کیا میثاق الست بریکہ کے بعد بروحیں معدوم کہ دی گئی تھیں؟ اس سوال کے جواب میں فرمایا:

حاشا للہ! رُوح بعد ایجاد کبھی فنا نہ ہوگی اِنَّا خَلَقْنَاهُ لَدَبْد (تم ہمیشہ کے لئے پیدا کئے گئے ہو۔) بدن کے ساتھ حدوثِ نفس خیالِ باطل فلاسفہ ہے، قال اللہ عزوجل:

وکنتم امواتا فاحیاکم ثم یمیتکم ثم یحییکم۔

حالانکہ تم مُردہ تھے اس نے تمہیں جلا یا پھر تمہیں مارے گا پھر تمہیں چلائے گا۔ (ت)

اگر بعد میثاقِ رُوحیں معدوم کر دی گئی ہوتیں تو تین موتیں ہوتیں اور یوں فرمایا جاتا،

کنتم امواتا فاحیاکم ثم امانتکم ثم احیاکم ثم یمیتکم ثم یحییکم۔

تم مُردہ تھے اس نے تمہیں زندہ کیا، پھر مارا، پھر زندہ کیا، پھر مارے گا پھر زندہ کرے گا (ت)

یہ عقیدہ اجماعی ہے مگر نہ اس درجہ پر واضح کہ جو شخص بحالِ نفاذِ اقلیٰ اس کا خلاف کرے اُسے

اہل سنت سے خارج کیا جائے بلکہ غلط کارِ خاطی ہے و بس۔ اور اس پر یہ الزام ہے کہ بے جا نے

لب کشائی کی جرأت کی۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۲۹ ص ۲۵۳، ۲۵۴)

(۲۹) مولانا محمد آصف صاحب کانپوری نے آیاتِ کریمہ ”فمنہم شقی وسعید“ اور ”واما الذین

سعدوا ففی الجنة خلدین فیہا ما دامت السموات والارض الا ما شاء ربک عطاء

غیر مجذوذ“ کی تفسیر کے بارے میں سوال بھیجا جس کے جواب میں فرمایا:

خبرِ الہی مثل علمِ الہی ہے، ان میں سے کسی کا خلاف ممکن نہیں، مگر یہ استحالہ بالغیر ہے نفیِ قدرت

نہیں کرتا، علمِ الہی ازل میں تھا کہ زید کو فلاں وقت پیدا کرے گا، اب واجب ہوا کہ زید اس وقت پیدا

ہو، اگر نہ پیدا ہو تو معاذ اللہ جہل لازم آئے، لیکن اس سے یہ لازم نہ آیا کہ مولیٰ تعالیٰ اس کو پیدا

کرنے پر مجبور ہو گیا، پیدا کرنے پر قادر نہ رہا، ورنہ پھر جہل لازم آئے کہ علم میں تو یہ تھا کہ اپنی قدرت سے

اسے پیدا کرے گا اور یہ نہ ہوا بلکہ معاذ اللہ مجبور ہو گیا، حاشا بلکہ زید کا وجود فنا ازلاً ابداً تحتِ قدرت

ہے اور تعلقِ علم کے سبب جس وقت اس کا وجود علمِ الہی میں تھا وجود واجب ہے اور جس وقت

فنا ہوا واجب ہے کہ خلاف ہو تو جہل ہو اور جہل محال بالذات ہے اس محال بالذات نے ان

ممکنات کو اپنے وقت میں واجب بالغیر کر دیا اس سے معاذ اللہ نہ قدرتِ مسلوب ہوئی نہ جہل

ممکن۔ بعینہ یہی بات خبرِ الہی میں ہے اس نے خبر دی کہ اہل جنت کو جنت میں ہمیشہ رکھے گا، اُن کا

خلود واجب ہو گیا، اگر نہ ہو تو معاذ اللہ کذب لازم آئے مگر اس سے انقطاع پر قدرتِ مسلوب

نہ ہوئی خلود و انقطاع دونوں ازلاً ابداً زیرِ قدرت میں مگر تعلقِ خبر نے خلود کو واجب بالغیر کر دیا

اس سے نہ قدرتِ مسلوب ہوئی نہ معاذ اللہ کذب ممکن۔ کذب کے محال بالذات ہونے ہی نے تو

اس ممکن کو واجب بالغیر کیا اگر اس سے کذب ممکن ہو جائے تو اسے واجب کون کرے۔ مولا عسکر و جل کے وعدہ و وعید کسی میں تخلف ممکن نہیں، خود وعید ہی کے لئے ارشاد ہوا ہے،
ما یبدل القول لدیّ۔

میرے یہاں بات بدلتی نہیں۔ (ت)

جیسے وعدہ کو فرمایا،

لن یخلف اللہ وعدہ۔

اور اللہ تعالیٰ ہرگز اپنا وعدہ جھوٹا نہ کرے گا۔ (ت)

بعض کے کلام میں کہ خلف وعید کا لفظ واقع ہوا، تصریحات ہیں کہ اس سے مراد عفو ہے، یہ اگر معاذ اللہ امکان کذب ہو تو امکان کیسا وقوع ہوا کہ عفو یقیناً واقع ہوگا۔ اس کی مفصل بحث سبّح السبوح میں ہے، آیہ کریمہ الآماشاء من بک (مگر جتنا تمہارے رب نے چاہا۔ ت) کے وہ معنی بعونہ تعالیٰ ذہن فقیر میں ہیں جن کے بعد ہرگز ہرگز کسی تاویل کی حاجت نہیں، معنی ظاہر پر بلا تکلف مستقیم ہیں، خلود اہل دارین کو عمر آسمان و زمین سے مقدر فرمایا ہے مادامت السموات والارض (جب تک آسمان و زمین رہیں گے۔ ت) ظاہر ہے کہ اس سے یہ بقائے آسمان و زمین مراد نہیں جو نفع صورت پر منقطع ہے بلکہ سماء و ارض کہ روز قیامت اعادہ کئے جائیں گے اُن کی عمر مراد ہے جو ابدی ہے اور کچھ شک نہیں کہ اس کی مقدار جنتیوں کے جنت دوزخیوں کے دوزخ میں رہنے کی مقدار سے صد ہا سال زائد ہے کہ انتہا نہ ان کو نہ اس کو، مگر اس کی ابتداء ان کی ابتداء سے سیکڑوں برس پہلے ہے۔ شروع روز قیامت میں آسمان و زمین پیدا ہو جائیں گے لیکن جنتی جنت اور دوزخی دوزخ میں بعد حساب جائیں گے اور باہم بھی مقدار میں مختلف ہوں گے فقراء اغنیاء سے پانچ سو برس پہلے جنت میں جائیں گے تو جانب ابتداء میں ان کا خلود ان سماوات و ارض کے دوام سے کم ہو کسی کا مثلاً ہزار برس کم جیسی جس کے لئے مشیت ہوگی کسی کا دو ہزار برس کم، الی غیر

۱۰ الف۔ آن الکیرم ۲۹/۵۰

۱۱ ۲۶/۲۲

۱۲ ۱۰۸ و ۱۰۴/۱۱

۱۳ ۱۰۸ و ۱۰۴/۱۱

ذکر، اس کو فرماتا ہے، اَلَا مَا شَاءَ رَبُّكَ (مگر جتنا تمہارے رب نے چاہا۔ ت) روایت
لیا تین علیٰ جہنم الخ دوزخ کے طبقہ اولیٰ کے لئے ہے جس کا نام جہنم ہے اگرچہ مجموعہ کو بھی جہنم
کہتے ہیں یہ طبقہ عصاة موحدین کے لئے ہے یہ بیشک ایک روز بالکل خالی ہو جائیگا جب لا الہ الا
اللہ کہنے والا کوئی اس میں نہ رکھا جائے گا۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۲۹ ص ۲۶۲، ۲۶۳)

(۳) صحابہ کرام پر طعن کرنے والوں کے بارے میں فرمایا،
اللہ عز وجل نے سورہ حدید میں صحابہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی
دو قسمیں فرمائیں:

ایک وہ کہ قبل فتح مکہ شریف مشرف بایمان ہوئے اور راہ خدا میں مالی خرچ کیا جہاد کیا۔
دوسرے وہ کہ بعد۔

پھر فرمایا:

وَكُلًّا وَعَدَ اللَّهُ الْحَسَنَىٰ ۖ

دونوں فریق سے اللہ تعالیٰ نے بھلائی کا وعدہ فرمایا۔

اور جن سے بھلائی کا وعدہ کیا ہے اُن کو فرماتا ہے: اُولَٰئِكَ عَنْهَا مُبْعَدُونَ وہ جہنم سے دُور
رکھے گئے لَا يَسْمَعُونَ حَسِيسَهَا اس کی پھنک تک نہ سُنیں گے وہم فی ما اشتبهت
انفسهم خلدون ۵ لَا يَحْزَنُهُمُ الْفَرَقُ الاکبر اور وہ اپنی من مانتی خواہشوں میں ہمیشہ
رہیں گے قیامت کی سب سے بڑی گھبراہٹ انھیں غلگین نہ کرے گی وَتَلْقَاهُمْ الْمَلٰٓئِکَةُ فَرَشَتْ
ان کا استقبال کریں گے هٰذَا يَوْمُكُمْ الَّذِیْ كُنْتُمْ تُوعَدُونَ یہ کہتے ہوئے کہ یہ ہے تمہارا
وہ دن جس کا تم سے وعدہ تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہر صحابی کی یہ شان اللہ عز وجل بتاتا ہے، تو جو کسی صحابی پر
طعن کرے اللہ واحد قہار کو جھٹلاتا ہے، اور اُن کے بعض معاملات جن میں اکثر حکایات کا ذبہ ہیں

۱۔ القرآن الکریم ۱۰۴/۱۰۸

۲۔ جامع القرآن (تفسیر ابن جریر) تحت لایۃ ۱۰۴/۱۰۷ وازاحیاء التراث العربی بیروت ۱۳۲/۱۲

۳۔ القرآن الکریم ۵۷/۱۰

۴۔ ۲۱/۱۰۱ تا ۱۰۳

ارشاد الہی کے مقابل پیش کرنا اہل اسلام کا کام نہیں۔ رب عزوجل نے اُسی آیت میں اُس کا منہ بھی بند فرما دیا کہ دونوں فریق صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھلائی کا وعدہ کر کے ساتھ ہی ارشاد فرمایا واللہ بما تعملون خبیر اور اللہ کو خوب خبر ہے جو کچھ تم کرو گے۔ با اینہم میں تم سب سے بھلائی کا وعدہ فرما چکا اس کے بعد کوئی بکے اپنا سر کھائے خود جہنم جائے۔ علامہ شہاب الدین خفاجی نسیم الریاض شرح شفاہ امام قاضی عیاض میں فرماتے ہیں،

ومن یكون یطعن فی معاویة فذاک کلب من کلاب الہماویة
جو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر طعن کرے وہ جہنم کے کتوں میں سے ایک کتا ہے۔
(فتاویٰ رضویہ ج ۲۹ ص ۲۶۴)

(۱۳) ایمان بالغیب کے بارے میں ایک استفتاء کہ آج کل کے سائنسی زمانے میں یہ کیسے ممکن ہے؟ کا جواب دیتے ہوئے فرمایا،

بالجملہ اس کی لاکھوں مثالیں ہیں جو اشقیاء خود روزمرہ برت رہے ہیں، مگر اللہ واحد قہار پر اعتراض کرنے کے لئے اُن کو بھلاتے اور ناپاکی کا منہ پھلاتے ہیں، رب عزوجل نے غیب پر بے دلیل ایمان لانے پر مجبور نہیں فرمایا بلکہ براہین قاطعہ و دلائل ساطعہ قائم فرمائے انبیاء بھیجے انھیں معجزات دیئے آفاق و انفس میں اپنی نشانیاں ظاہر فرمائیں ان کے ماننے کی طرف بلایا ہے، کافر سے اس کی کیا شکایت کہ اس نے ابراہیم علیہ السلام کو دیکھنے سے پہلے ایمان سے خالی بتایا مگر یہ کہہ کہ اس واقعہ سے اس کا استدلال تحقیقاً ہے یا الزاماً، اگر تحقیقاً ہے تو خود اپنے سارے جھوٹ کو جہنم میں ڈال دیا، جہنم سے مراد دوزخ نہیں اس پر تو وہ ایمان ہی نہیں رکھتا، اس دن ایمان لائے گا یومیدون الی ناس جہنم دعاه ہذہ الناس الیٰ کنتم بہا تکذبون ۵ افسحہذا ام انتم لا تبصرون ۶ جس دن دھکے دے کر جہنم کی آگ میں ڈالے جائیں گے، یہ ہے وہ آگ جسے تم جھٹلاتے تھے، کیا یہ جادو ہے یا تمھیں سُجھتا نہیں بلکہ میری مراد یہ ہے کہ اس نے اپنی تمام جھوٹی جاسوتوں کو بھڑکتی آگ میں ڈال کر بھسم کر دیا، بے دیکھے کیونکہ اعتقاد لایا کہ ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا

۱۰/۵۷ القرآن الکریم

۱۲ نسیم الریاض الباب الثالث مرکز اہلسنت برکات رضا گجرات الہند

۴۳۰/۳

۱۵ القرآن الکریم ۵۲/۱۳، ۱۲، ۱۵

یہ واقعہ ہوا، اور اگر الزاماً ہے تو خود اس گفتگو میں تصریح ہے کہ بیشک مجھے ایمان ہے اس کی کیفیت کی قلب کو تلاش ہے کہ اس کے وقوع کا کیا طریقہ ہوگا دیکھنے سے اس کا اطمینان چاہتا ہوں اندھا سوال ہی کو دیکھ یہ عرض نہ کی کہ سب اتھی الموقی اے میرے رب! کیا تو مُردے جلائے گا کہ معاذ اللہ جلائے میں شک سمجھا جائے، بلکہ یہ عرض کی کہ سب اس فی کیف تھی الموقی اے میرے رب! جس طرح تو مُردے جلائے گا وہ صورت مجھے آنکھوں سے دکھا دے، وَلَکِنَّ الظَّالِمِينَ بِآيَاتِ اللَّهِ يَجْحَدُونَ (مگر ظالم اللہ تعالیٰ کی آیتوں کا انکار کرتے ہیں۔ ت)۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۲۹ ص ۲۷۱)

(۳۲) عظمت صحابہ کرام، اور گستاخوں کا رد کرتے ہوئے فرمایا،

عزیز جبار واحد قہار جل و علا نے صحابہ کرام کو دو قسم کیا: ایک وہ کہ قبل فتح مکہ جنھوں نے راہِ خدا میں خرچ و قتال کیا، دوسرے وہ جنھوں نے بعد فتح۔ پھر فرما دیا کہ دونوں فریق سے اللہ عز و جل نے بھلائی کا وعدہ فرمایا، اور ساتھ ہی فرما دیا کہ اللہ کو تمھارے کاموں کی خوب خبر ہے کہ تم کیا کیا کرنے والے ہو، با انہم اُس نے تم سب سے حُسنی کا وعدہ فرمایا۔ یہاں قرآن عظیم نے اُن دریدہ دہنوں، بیباکوں، بے ادب، ناپاکوں کے مُنہ میں پتھر دے دیا جو صحابہ کرام کے افعال سے اُن پر طعن چاہتے ہیں وہ بشرطِ صحت اللہ عز و جل کو معلوم تھے پھر بھی اُن سب سے حُسنی کا وعدہ فرمایا، تو اب جو مقرض ہے اللہ واحد قہار پر مقرض ہے جنت و مدارج عالیہ اس مقرض کے ہاتھ میں نہیں اللہ عز و جل کے ہاتھ میں ہیں۔ مقرض اپنا سر کھاتا رہے گا اور اللہ نے جو حُسنی کا وعدہ اُن سے فرمایا ہے ضرور پورا فرمائے گا اور مقرض جہنم میں سزا پائے گا، وہ آیہ کریمہ یہ ہے:

لَا يَسْتَوِي مِنْكُمْ مَنْ أَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقَاتِلٌ أُولَٰئِكَ أَعْظَمُ دَرَجَةً مِنَ الَّذِينَ أَنْفَقُوا مِنْ بَعْدِ وَقَاتِلُوا ۚ وَكَلا وَعَدَ اللَّهُ الْحَسَنَىٰ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ ۝

اے محبوب کے صحابیو! تم میں برابر نہیں وہ جنھوں نے فتح سے پہلے خرچ و قتال کیا وہ رتبے میں بعد والوں سے بڑے ہیں، اور دونوں فریق سے اللہ نے حُسنی کا وعدہ کر لیا، اور اللہ خوب جانتا ہے جو کچھ

۱۔ القرآن الکریم ۲/۲۶۰

۲۔ ۶/۳۳

۳۔ ۵۷/۱۰

تم کرنے والے ہو۔

اب جن کے لئے اللہ کا وعدہ حُسنیٰ ہو لیا اُن کا حال بھی قرآن عظیم سے سُنئے :

ان الذين سبقتم لهم منّا الحسنیٰ اولیٰک عتہا مبعدون ۝ لایسمعون حبیبہا
وہم فی ما اشتہت انفسہم خلدون ۝ لایحزنہم الفزع الاکبر وتتلقہم الملائکۃ
ہذا یومکم الذی کنتم توعدون فیہ

بیشک جن کے لئے ہمارا وعدہ حُسنیٰ کا ہو چکا وہ جہنم سے دُور رکھے گئے ہیں اس کی بھنک
نہ سُنیں گے اور ہمیشہ اپنی من مانتی مرادوں میں رہیں گے وہ بڑی گھبراہٹ قیامت کی بلبل
انہیں غم نہ دے گی اور فرشتے ان کا استقبال کریں گے یہ کہتے ہوئے کہ یہ ہے تمہارا وہ دن جس کا تمہیں
وعدہ دیا جاتا تھا۔

یہ ہے جمیع صحابہ کرام سید الانام علیہ وعلیہم الصلوٰۃ والسلام کے لئے قرآن کریم کی شہادت ،
امیر المؤمنین مولیٰ المسلمین علی مرتضیٰ مشککشاکرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم قسم اول میں ہیں جن کو فرمایا :
اولیٰک اعظم درجۃ ان کے مرتبے قسم دوم والوں سے بڑے ہیں ، اور امیر معاویہ رضی اللہ
تعالیٰ عنہم قسم دوم میں ہیں ، اور حُسنیٰ کا وعدہ اور یہ تمام بشارتیں سب کو شامل ۔
(فتاویٰ رضویہ ج ۲۹ ص ۲۷۹ ، ۲۸۰)

(۳۳) نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم غیب کے منکر کے بارے میں فرمایا :
جو کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو علم غیب مطلقاً نہ تھا یا حضور کا علم اور سب آدمیوں
کے برابر ہے وہ کافر ہے ۔ امام حجۃ الاسلام غزالی وغیرہ اکابر فرماتے ہیں :
النبوة التي هي الاطلاع على الغیب
نبوت کا معنی غیب پر مطلع ہونا ہے (ت)
اللہ عز وجل فرماتا ہے :

علم الغیب فلا یظہر علیٰ غیبہ احدا ۝ الا من اراد فی من رسول فیہ

غیب کا جاننے والا تو اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں کرتا سوائے اپنے پسندیدہ رسولوں کے۔
(فتاویٰ رضویہ ج ۲۹ ص ۲۸۳)

(۳۴) مسئلہ تقدیر کے بارے میں تحریر کردہ رسالہ ”تذیل الصدور لایمان القدس“ میں فرمایا:

صاحبِ اِتم میں خدا نے کیا پیدا کیا؟ ارادہ و اختیار۔ تو ان کے پیدا ہونے سے تم صاحبِ ارادہ صاحبِ اختیار ہوئے یا مضطر، مجبور، ناچار۔

صاحبِ اختیار اور پتھر کی حرکت میں فرق کیا تھا؟ یہ کہ وہ ارادہ و اختیار نہیں رکھتا اور تم میں اللہ تعالیٰ نے یہ صفت پیدا کی۔ عجب عجب کہ وہی صفت جس کے پیدا ہونے نے تمہاری حرکات کو پتھر کی حرکات سے ممتاز کر دیا، اسی کی پیدائش کو اپنے پتھر ہو جانے کا سبب سمجھو۔ یہ کیسی اُلٹی مت ہے؟ اللہ تعالیٰ نے ہماری آنکھیں پیدا کیں، ان میں نور خلق کیا، اس سے ہم انگھارے ہوئے، نہ کہ معاذ اللہ اندھے۔ یہی اس نے ہم میں ارادہ و اختیار پیدا کیا اس سے ہم اس کی عطا کے لائق مختار ہوئے نہ کہ اُلٹے مجبور۔

ہاں یہ ضرور ہے کہ جب وقتاً فوقتاً ہر فرد اختیار بھی اُسی کی خلق، اُسی کی عطا ہے، ہماری اپنی ذات سے نہیں، تو مختار کہہ دے ہوئے ”خود مختار“ نہ ہوئے۔ پھر اس میں کیا حرج ہے؟ بندے کی شان ہی نہیں کہ خود مختار ہو سکے۔ نہ جبر و نہرا کے لئے خود مختار ہونا ہی ضرور۔ ایک نوعِ اختیار چاہئے کسی طرح ہو، وہ بڑا ہتھ حاصل ہے۔

آدمی انصاف سے کام لے تو اسی قدر تقریر و مثال کافی ہے۔ شہد کی پیالی اطاعتِ الہی ہے اور زہر کا کاسہ اس کی نافرمانی۔ اور وہ عالی شان حکماء انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام۔ اور ہدایت اس شہد سے نفع پانا ہے کہ اللہ ہی کے ارادہ سے ہوگا، اور ضلالت اس زہر کا ضرر پہنچنا کہ یہ بھی اسی کے ارادہ سے ہوگا، مگر اطاعت والے تعریف کئے جائیں گے اور تمرد (سرکشی) والے مذموم و ملزم ہو کر سزا پائیں گے۔ پھر بھی جب تک ایمان باقی ہے یغفر لمن یشاء (جسے چاہے بخش دے۔ ت) باقی ہے۔

والحمد لله رب العالمین، له المحکمة والیہ ترجعون۔

اور سب تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جو پروردگار ہے تمام جہانوں کا، حکم اُسی کا ہے اور اُسی کی طرف تمہیں لوٹنا ہے۔ (ت)

قرآن عظیم میں یہ کہیں نہیں فرمایا کہ ان اشخاص کو زیادہ ہدایت نہ کرو۔ ہاں یہ ضرور فرمایا ہے کہ ہدایت، ضلالت سب اس کے ارادہ سے ہے۔ اس کا بیان بھی ہو چکا اور آئندہ ان شاء اللہ تعالیٰ اور زیادہ واضح ہوگا۔ نیز فرمایا ہے :

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا سَوَاءٌ عَلَيْهِمْ اَاَنْذَرْتَهُمْ اَمْ لَمْ تُنذِرْهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ
وہ جو علم الہی میں کافر ہیں انہیں ایک سا ہے چاہے تم ان کو ڈراؤ یا نہ ڈراؤ وہ ایمان نہ لائیں گے۔
ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمام جہان کیلئے رحمت بنا کر بھیجے گئے جو کافر ایمان نہ لاتے ان کا نہایت غم حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ہوتا، یہاں تک کہ اللہ عزوجل نے فرمایا :
فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ عَلٰٓى اٰثَامِهِمْ اِنَّ لَهٗ يَوْمُنَا بَٰهٖذَا الْحَدِيْثَ اَسْفَاۗءً

شاید تم ان کے پیچھے اپنی جان پر کھیل جاؤ گے اس غم میں کہ وہ اس کلام پر ایمان نہیں لاتے۔
لہذا حضور کی تسکین خاطر اقدس کو یہ ارشاد ہوا ہے کہ جو ہمارے علم میں کفر پر مرنے والے ہیں
والعیاذ باللہ تعالیٰ وہ کسی طرح ایمان نہ لائیں گے، تم اس کا غم نہ کرو۔ لہذا یہ فرمایا کہ تمہارا سمجھنا
نہ سمجھنا "ان کو" یکساں ہے۔ یہ نہیں فرمایا کہ "تمہارے حق میں" یکساں ہے کہ ہدایت معاذ اللہ
امر فضول ٹھہرے۔ ہادی کا اجر اللہ پر ہے، چاہے کوئی ماننے یا نہ ماننے۔

وما علی الرسول الا البلاغ المبین

اور رسول کے ذمہ نہیں مگر صاف پہنچا دینا (ت)

وما اسئلكم علیہ من اجران اجری الا علیٰ رب العالمین

اور میں تم سے اس پر کچھ اجرت نہیں مانگتا، میرا اجر تو اسی پر ہے جو سارے جہان کا

رب ہے۔ (ت)

۱۰۰ الفتنہ آن الکریم ۶/۲

۵۲ " ۶/۱۸

۵۳ " ۵۴/۲۴

۵۴ " ۱۰۹/۲۶

اللہ خوب جانتا ہے اور آج سے نہیں ازل الّا زوال سے کہ اتنے بندے ہدایت پائیں گے اور اتنے چاہِ ضلالت میں ڈوبیں گے، مگر کبھی اپنے رسولوں کو ہدایت سے منع نہیں فرماتا کہ جو ہدایت پانے والے ہیں اُن کے لئے سببِ ہدایت ہوں اور جو نہ پائیں گے اُن پر حُجَّتِ الہیہ قائم ہو، واللہ الحجة البالغة (اور اللہ ہی کی حجت پوری ہے۔ ت۔)

ابن جریر عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال لما بعث اللہ تعالیٰ موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام الیٰ فرعون فودی لن یفعل، فلم افعَل، قال فناداه انا عشر ملکاً من علماء الملئکة امض لما امرت به، فانا جہدنا ان نعلم هذا فلم نعلمہ لہ

ابن جریر نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا کہ جب سیدنا موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مولیٰ عزوجل نے رسول کر کے فرعون کی طرف بھیجا موسیٰ علیہ السلام چلے تو ندا ہوئی مگر اے موسیٰ فرعون ایمان نہ لائے گا۔ موسیٰ علیہ السلام نے دل میں کہا پھر میرے جانے سے کیا فائدہ ہے؟ اس پر بارہ علماء ملائکہ عظام علیہم الصلوٰۃ والسلام نے کہا: اے موسیٰ! آپ کو جہاں کا حکم ہے جائیے، یہ وہ راز ہے کہ باوصف کوشش آج تک ہم پر بھی نہ کھلا۔ اور آخر نفعِ بعثت سب نے دیکھ لیا کہ دشمنانِ خدا ہلاک ہوئے، دوستانِ خدا نے ان کی غلامی، ان کے عذاب سے نجات پائی۔ ایک جلسے میں ستر ہزار ساحر سجدے میں گر گئے اور ایک زبان بولے: اُمّتِ ادبِ العلین سر پتِ موسیٰ و ہارون علیہ

ہم اس پر ایمان لائے جو رب ہے سارے جہان کا، رب ہے موسیٰ و ہارون کا۔ مولیٰ عزوجل قادر تھا اور ہے کہ بے کسی نبی و کتاب کے تمام جہان کو ایک آن میں ہدایت فرمادے۔ ولو شاء اللہ لجمعہم علی الرہدی فلا تکنن من الجہلین علیہ اور اللہ چاہتا تو انھیں ہدایت پر اکٹھا کر دیتا تو اے سننے والے! تو ہرگز نادان نہ بن۔ مگر اس نے دنیا کو عالمِ اسباب بنایا ہے اور ہر نعمت میں اپنی حکمتِ بالغہ کے مطابق مختلف حصہ

رکھا ہے وہ پہانتا تو انسان وغیرہ جانداروں کو جھوک ہی نہ لگتی، یا جھوکے ہوتے تو کسی کا ہر اس کے نام پاک لینے سے کسی کا ہوا سونگھنے سے پیٹ بھر جاتا۔ زمین جوتنے سے روٹی پکانے تک جو سخت مشقتیں پڑتی ہیں کسی کو نہ ہوتیں۔ مگر اس نے یونہی چاہا اور اس میں بے شمار اختلاف رکھا کسی کو اتنا دیا کہ لاکھوں پیٹ اس کے در سے پلتے ہیں اور کسی پر اس کے اہل و عیال کے ساتھ تین تین فاقے گزرتے ہیں۔

غرض ہر چیز میں اہم یقسون رحمة ربك طنحن قسمنا بینہم معیشہم فی الحیوۃ الدنیا (کیا تمہارے رب کی رحمت وہ بانٹتے ہیں، ہم نے ان کی زلیست کا سامان دنیا کی زندگی میں بانٹا۔ ت) کی نیرنگیاں ہیں۔ احمق بد عقل یا اجل بد دین وہ اس کے ناموس میں چون و چرا کرے کہ یوں کیوں کیا، یوں کیوں نہ کیا۔ سنا ہے اس کی شان ہے یفعل اللہ ما یشاء اللہ جو چاہے کرتا ہے۔ اس کی شان ہے ان اللہ یحکم ما یرید اللہ جو چاہے حکم فرماتا ہے۔ اس کی شان ہے لا یسئل عما یفعل وهو یسئلون وہ جو کچھ کرے اس سے کوئی پوچھنے والا نہیں اور سب سے سوال ہوگا۔

زید نے روپے کی ہزار اینٹیں خریدیں، پانسو مسجد میں لگائیں، پانسو پانخانہ کی زمین اور قد چوں میں۔ کیا اس سے کوئی الجھ سکتا ہے کہ ایک ہاتھ کی بنائی ہوئی، ایک مٹی سے بنائی ہوئی، ایک آدے کی پکی ہوئی ایک روپے کی مولیٰ ہوتی ہزار اینٹیں تھیں۔ ان پانسو میں کیا خوبی تھی کہ مسجد میں صرف کیس، اور ان میں کیا عیب تھا کہ جائے نجاست میں رکھیں۔ اگر کوئی احمق اس سے پوچھے بھی تو وہ یہی کہے گا کہ میری ملک تھیں میں نے جو چاہا کیا۔

جب مجازی جھوٹی ملک کا یہ حال ہے تو حقیقی سچی ملک کا کیا پوچھنا۔ ہمارا اور ہماری جان مال اور تمام جہان کا وہ ایک اکیلا پاک نرالا سچا مالک ہے۔ اس کے کام، اس کے احکام میں کسی کو مجال دم زدن کیا معنی! کیا کوئی ہنسے یا اس پر افسر ہے جو اس سے کیوں اور کیا کہے۔ مالک علی الاطلاق ہے، بے اشتراک ہے، جو چاہا کیا، اور جو چاہے کرے گا۔ ذلیل فقیر بے حیثیت فقیر اگر بادشاہ جبار

۱۰ العتہ آن الکریم ۴۳/۳۲

۱۱ " ۴۳/۲۹

۱۲ " ۵/۱

۱۳ " ۲۱/۲۳

سے اُلجھے تو اس کا سر کھجایا ہے، شامت نے گھیرا ہے۔ اس سے ہر عاقل یہی کہے گا کہ ادب عقل، بے ادب! اپنی حد پر رہ۔ جب یقیناً معلوم ہے کہ بادشاہ کمالِ عادل اور جمیع کمالاتِ صفات میں یکساں و کامل ہے تو تجھے اس کے احکام میں دخل دینے کی کیا مجال! اسے گدائے خال نشینی تو حافظا مخزوش نظامِ مملکتِ خویش خسرواں دانند (تُو خال نشین گداگر ہے اے حافظ! شہرمت کر، اپنی سلطنت کے نظام کو بادشاہ جانتے ہیں۔ ت)

افسوس کہ دنیوی، مجازی، جھوٹے بادشاہوں کی نسبت تو آدمی کو یہ خیال ہو اور ملک الملوک بادشہ حقیقی جل جلالہ کے احکام میں رائے زنی کرے۔ سلاطین تو سلاطین اپنا برابر زنی بلکہ اپنے سے بھی کم رتبہ شخص بلکہ اپنا نوکر یا غلام جب کسی صفت کا استاد ماہر ہو اور خود یہ شخص اس سے آگاہ نہیں تو اس کے اکثر کاموں کو ہرگز نہ سمجھ سکے گا۔ یہ اتنا ادراک ہی نہیں رکھتا۔ مگر عقل سے حصہ ہے تو اس پر معترض بھی نہ ہوگا۔ جان لے گا کہ یہ اس کام کا استاد و حکیم ہے، میرا خیال وہاں تک نہیں پہنچ سکتا۔ غرض اپنی فہم کو قاصر جانے کا نہ کہ اس کی حکمت کو۔ پھر رب الارباب، حکیم حقیقی، عالم السر و الخفی عز جلالہ کے اسرار میں خوض کرنا اور جو سمجھ میں نہ آئے اس پر معترض ہونا اگر بے دینی نہیں جنون ہے۔ اگر جنون نہیں بے دینی ہے، والعیاذ باللہ، رب العلمین۔

اے عزیز! کسی بات کو حق جاننے کے لئے اس کی حقیقت جانی لازم نہیں ہوتی۔ دنیا جانتی ہے کہ مقناطیس لوہے کو کھینچتا ہے، اور مقناطیسی قوت دیا ہوا لوہا ستارہ قطب کی طرف توجہ کرتا ہے مگر اس کی گتہ کو کوئی نہیں بتا سکتا کہ اس خاکی لوہے اور اُس افلاکِ ستارے میں کہ یہاں سے کروڑوں میل دور ہے باہم کیا الفت؟ اور کیونکر اُسے اس کی جہت کا شعور ہے؟ اور ایک یہی نہیں عالم میں ہزاروں ایسے عجائب ہیں کہ بڑے بڑے فلاسفہ خاک چھان کر مر گئے اور اُن کی گتہ نہ پائی۔ پھر اس سے اُن باتوں کا انکار نہیں ہو سکتا۔ آدمی اپنی جان ہی کو بتائے وہ کیا شے ہے جسے یہ ”میں“ کہتا ہے، اور کیا چیز جب نکل جاتی ہے تو یہ مٹی کا ڈھیر بے حس و حرکت رہ جاتا ہے۔

اللہ جل جلالہ فرقان حکیم فرماتا ہے :
وَمَا تَشَاءُونَ إِلَّا أَنْ يَشَاءَ اللَّهُ رَبُّ الْعَالَمِينَ ۝
تم کیا چاہو، مگر یہ کہ چاہے اللہ رب سارے جہان کا۔

اور فرماتا ہے :

هَلْ مِنْ خَالِقٍ غَيْرِ اللَّهِ ۝
کیا کوئی اور بھی کسی چیز کا خالق ہے سوا اللہ کے ۔

اور فرماتا ہے :

مَا كَانَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ ۝^۳
اختیارِ خاص اسی کو ہے ۔

اور فرماتا ہے :

إِلَٰهُ الْخَلْقِ وَالْأَمْرِ طَبَرُكَ اللَّهُ رَبُّ الْعَالَمِينَ ۝^۴
سُنّتے ہو ! پیدا کرنا اور حکم دینا خاص اُسی کے لئے ہے ، بڑی برکت والا ہے اللہ سارے
جہان کا ۔

یہ آیاتِ کریمہ صاف ارشاد فرما رہی ہیں کہ پیدا کرنا ، عدم سے وجود میں لانا اُسی کا کام ہے ،
دوسرے کو اس میں اصلاً (بالکل) شرکت نہیں ، نیز اصل اختیار اسی کا ہے ، نیز بے اس کی
مشیت کے کسی کی مشیت نہیں ہو سکتی ۔

اور وہی مالک و مولیٰ جلّ و علا اسی قرآنِ کریم میں فرماتا ہے :
ذَٰلِكَ جَزَاءُ نَفْسٍ بِبَغْيِهَا ۝^۵
یہ ہم نے ان کی کسرشی کا بدلہ انھیں دیا ، اور بیشک بالیقین ہم سچے ہیں ۔
اور فرماتا ہے :

وَمَا ظَلَمْنَاهُمْ وَلَكِنْ كَانُوا أَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ ۝^۶
ہم نے اُن پر کچھ ظلم نہ کیا بلکہ وہ خود اپنی جانوں پر ظلم کرتے تھے ۔

۵۲ القرآن الکریم ۳/۳۵
۵۴ " ۵۴/۲
۵۶ " ۱۱۸/۱۶

۱۷ القرآن الکریم ۲۹/۸۱
۵۳ " ۶۸/۲۸
۵۵ " ۱۴۶/۶

اور فرماتا ہے :

اعملوا ما شئتم انه بما تعملون بصير
جو تمہارا جی چاہے کئے جاؤ اللہ تمہارے کاموں کو دیکھ رہا ہے۔

اور فرماتا ہے :

وقل الحق من ربكم فمن شاء فليؤمن ومن شاء فليكفر انا اعتدنا للظالمين
ناصراً احاط بهم سرادقها۔

اے نبی! تم فرما دو کہ حق تمہارے رب کے پاس سے ہے تو جو چاہے ایمان لائے اور جو چاہے کفر کرے، بیشک ہم نے ظالموں کے لئے وہ آگ تیار کر رکھی ہے جس کے سر پر دے انہیں گھیریں گے ہر طرف آگ ہی آگ ہوگی۔
اور فرماتا ہے :

قال قرينه ربنا ما اطغيته ولكن كان في ضلال بعيد
وقد قدامت اليكم بالوعيد
ما يبدل القول لدعت وما انا بظلام للعبيد
کافر کا ساتھی شیطان بولا اے رب ہمارے! میں نے اسے سرکش نہ کر دیا یہ آپ ہی دُور کی مگر اسی میں تھا۔ رب عز وجل نے فرمایا: میرے حضور فضول جھگڑا نہ کرو، میں تو تمہیں پہلے ہی سزا کا ڈر سنا چکا تھا، میرے یہاں بات بدلی نہیں جاتی اور میں بندوں پر ظلم کروں۔

یہ آیتیں صاف ارشاد فرما رہی ہیں کہ بندہ خود ہی اپنی جان پر ظلم کرتا ہے، وہ اپنی ہی کرنی بھرتا ہے وہ ایک حرام کا اختیار و ارادہ ضرور رکھتا ہے۔ اب دونوں قسم کی آیتیں قطعاً مسلمان کا ایمان ہیں۔ بے شک بے شبہ بندہ کے افعال کا خالق بھی خدا ہی ہے، بے شک بندہ بے ارادۃ الہیہ کچھ نہیں کر سکتا، اور بے شک بندہ اپنی جان پر ظلم کرتا ہے، بے شک وہ اپنی ہی بد اعمالیوں کے سبب مستحق سزا ہے۔

یہ دونوں باتیں جمع نہیں ہو سکتیں مگر تو نہی کہ عقیدۃ اہل سنت و جماعت پر ایمان لایا جائے

۱۔ القرآن الکریم ۴۱/۴۰

۲۔ ۲۹/۱۸

۳۔ ۲۴ تا ۲۹/۵۰

وہ کیا ہے؟ وہ جو اہل سنت کے سرور و مولیٰ امیر المؤمنین علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے انھیں تعلیم فرمایا۔

ابو نعیم حلیۃ الاولیاء میں بطریق امام شافعی عن یحییٰ بن سلیم امام جعفر صادق سے، وہ حضرت امام باقر، وہ حضرت عبداللہ بن جعفر طیار، وہ امیر المؤمنین مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے راوی،

انہ خطب الناس یومًا (فذكر خطبته ثم قال) فقام اليه رجل من كان شہد معه الجمل، فقال يا امير المؤمنين اخبرنا عن القدر، فقال بحر عميق فلا تلجه، قال يا امير المؤمنين اخبرنا عن القدر، قال سر الله فلا تتكلفه، قال يا امير المؤمنين اخبرنا عن القدر، قال اما اذا ابیت فانه امرين امرين لا جبر ولا تفويض، قال يا امير المؤمنين ان فلانًا يقول بالاستطاعة، وهو حاضرک، فقال علی به فاقاموه، فلما ساهل سيفه قد سار ربع اصابع، فقال الاستطاعة تملكها مع الله او من دون الله؟ وایاک ان تقول احدهما فترتبا فاضرب عنقک، قال فما قول يا امير المؤمنين قال قل املكها بالله الذي ان شاء ملكنيها۔

یعنی ایک دن امیر المؤمنین خطبہ فرما رہے تھے، ایک شخص نے کہ واقعہ جمل میں امیر المؤمنین کے ساتھ تھا کھڑے ہو کر عرض کی: یا امیر المؤمنین! ہمیں مسئلہ تقدیر سے خبر دیجئے۔ فرمایا: گہرا دریا ہے اس میں قدم نہ رکھ، عرض کی: یا امیر المؤمنین! ہمیں خبر دیجئے۔ فرمایا: اللہ کا راز ہے زبردستی اس کا بوجھ نہ اٹھا۔ عرض کی: یا امیر المؤمنین! ہمیں خبر دیجئے۔ فرمایا: اگر نہیں مانتا تو ایک امر ہے دو امروں کے درمیان، نہ آدمی مجبور محض ہے نہ اختیار اُسے سپرد ہے۔ عرض کی: یا امیر المؤمنین! فلاں شخص کہتا ہے کہ آدمی اپنی قدرت سے کام کرتا ہے اور وہ حضور میں حاضر ہے۔ مولیٰ علی نے فرمایا: میرے سامنے لاؤ۔ لوگوں نے اسے کھڑا کیا۔ جب امیر المؤمنین نے اُسے دیکھا تیغ مبارک چار انگل کے قطرہ نیام سے نکال لی اور فرمایا: کام کی قدرت کا تو خدا کے ساتھ مالک ہے یا خدا سے جدا مالک ہے؟ اور سننا ہے خبردار ان دونوں میں سے کوئی بات نہ کہنا کہ کافر ہو جائے گا اور میں تیری گردن مار دوں گا۔ اس نے کہا: یا امیر المؤمنین! پھر میں کیا کروں؟ فرمایا: یوں کہہ کہ اس خدا کے دیئے سے اختیار رکھتا ہوں کہ اگر وہ چاہے تو مجھے اختیار دے بے اس کی مشیت کے مجھے کچھ اختیار نہیں۔

بس یہی عقیدہ اہل سنت ہے کہ انسان پتھر کی طرح مجبور محض ہے نہ خود مختار، بلکہ ان دونوں کے

بیچ میں ایک حالت ہے جس کی کُنہ راز خدا اور ایک نہایت عمیق دریا ہے — اللہ عزوجل کی بے شمار
 رضائیں امیر المؤمنین علیؑ پر نازل ہوئیں دونوں الجھنوں کو دو فقروں میں نہایت صاف فرمادیا۔ ایک صاحب نے
 اسی بارے میں سوال کیا کہ کیا معاصی بھی بے ارادۃ الہیہ واقع نہیں ہوتے؟ فرمایا تو کیا کوئی زبردستی
 اس کی معصیت کر لے گا اَفِغْصٰی قَهْرًا یعنی وہ نہ چاہتا تھا کہ اس سے گناہ ہو مگر اس نے کر ہی لیا تو
 اس کا ارادہ زبردست پڑا، معاذ اللہ خدا بھی دنیا کے مجازی بادشاہوں کی طرح ہوا کہ وہ ڈاکوؤں، چوروں
 کا ہتھیار بند و بست کریں پھر بھی ڈاکو اور چور اپنا کام کر ہی جاتے ہیں۔ حاشا وہ ملک الملوک بادشاہ حقیقی قادرِ مطلق
 ہرگز ایسا نہیں کہ اُس کے ملک میں بے اس کے حکم کے ایک ذرہ جنبش کر سکے۔ وہ صاحب کہتے ہیں فکاتما
 الْقَمْبَنِی حَجَرَ اَ— مولا علیؑ نے یہ جواب دے کر گویا میرے منہ میں پتھر رکھ دیا کہ آگے کچھ کہتے بن ہی نہ پڑا۔
 عمرو ابن عبیدہ معترزی کہ بندے کے افعال خدا کے ارادہ سے نہ جانتا تھا خود کہتا ہے کہ مجھے کسی نے ایسا
 الزام نہ دیا جیسا ایک مجوسی نے دیا جو میرے ساتھ جہاز میں تھا، میں نے کہا تو مسلمان کیوں نہیں ہوتا؟
 کہا خدا نہیں چاہتا۔ میں نے کہا خدا تو چاہتا ہے مگر شیطان تجھے نہیں چھوڑتے۔ کہا میں تو شریک
 غالب کے ساتھ ہوں۔ اسی ناپاک شاعت کے رد کی طرف مولیٰ علیؑ نے اشارہ فرمایا کہ وہ نہ چاہے تو کیا کوئی
 زبردستی اس کی معصیت کر لے گا؟ — باقی رہا اس مجوسی کا عذر، وہ بعینہ ایسا ہے کہ کوئی بھوکا
 ہے بھوک سے دم نکلا جاتا ہے، کھانا سامنے رکھا ہے اور نہیں کھاتا کہ خدا کا ارادہ نہیں اس کا ارادہ ہوتا
 تو میں ضرور کھا لیتا۔ اس احمق سے یہی کہا جائے گا کہ خدا کا ارادہ نہ ہونا تو نے کہا ہے سے جانا؟ اسی
 سے کہ تو نہیں کھاتا، تو کھانے کا قصد تو کر دیکھ تو ارادۃ الہیہ سے کھانا ہو جائے گا۔ ایسی اونڈھی
 مَت اُسی کو آتی ہے جس پر موت سوار ہے — غرض مولا علیؑ نے یہ تو اس کا فیصلہ فرمایا کہ جو کچھ ہوتا ہے
 بے ارادۃ الہیہ نہیں ہو سکتا۔

دوسری بات کہ جزا و سزا کیوں ہے! — اس کا یوں فیصلہ ارشاد ہوا، ابن ابی حاتم و اصہبانی
 و لاکثانی و علی حضرت امام جعفر صادقؑ وہ اپنے والد ماجد حضرت امام باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے
 روایت کرتے ہیں:

قال قيل لعلی بن ابی طالب ان ههنا من جلا یتکلم فی المشیئة فقال له علی
 یا عبد اللہ خلقک اللہ لہما یشاء او لہما شئت؟ قال بل لہما یشاء قال فیمن صدک اذا یشاء

أَوْ أَذْشْتُ ؟ قَالَ بَلْ أَذْشْتُ ، قَالَ فِيمِيتُكَ أَذْشْتُ أَوْ أَذْشْتُ ؟ قَالَ أَذْشْتُ ، قَالَ فَيَدْخُلُكَ حَيْثُ شَاءَ أَوْ حَيْثُ شَدْتُ ؟ قَالَ بَلْ حَيْثُ شَاءَ ، قَالَ وَاللَّهِ لَوْ قُلْتُ غَيْرَ ذَلِكَ لَضَرَبْتَ الَّذِي فِيهِ عَيْنَاكَ بِالسَّيْفِ - ثُمَّ تَلَا عَلَى : ” وَمَا تَشَاءُونَ إِلَّا أَنْ يَشَاءَ اللَّهُ هُوَ أَهْلُ التَّقْوَى وَأَهْلُ الْمَغْضَى “ ۱

مولیٰ علی سے عرض کی گئی کہ یہاں ایک شخص مشیت میں گفتگو کرتا ہے۔ مولیٰ علی نے اس سے فرمایا: اے خدا کے بندے! خدا نے تجھے اس لئے پیدا کیا جس لئے اس نے چاہایا اس لئے جس لئے تو نے چاہا؟ کہا: جس لئے اس نے چاہا۔ فرمایا: تجھے جب وہ چاہے بیمار کرتا ہے یا جب تو چاہے؟ کہا: بلکہ جب وہ چاہے۔ فرمایا: تجھے اس وقت وفات دے گا جب وہ چاہے یا جب تو چاہے؟ کہا: جب وہ چاہے۔ فرمایا: تو تجھے وہاں بھیجے گا جہاں وہ چاہے یا جہاں تو چاہے؟ کہا: جہاں وہ چاہے۔ فرمایا: خدا کی قسم تو اس کے سوا کچھ اور کہتا تو یہ جس میں تیری آنکھیں ہیں (یعنی تیرا سر) تلوار سے مار دیتا۔ پھر مولیٰ علی نے یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی: ”اور تم کیا چاہو مگر یہ کہ اللہ چاہے وہ تقویٰ کا مستحق اور گناہ عفو فرمانے والا ہے“
خلاصہ یہ کہ جو چاہا کیا اور جو چاہے گا کرے گا بنائے وقت تجھ سے مشورہ نہ لیا تھا۔ بھیجے وقت بھی نہ لگا۔ تمام عالم اُس کی ملک ہے، اور ملک سے دربارہ ملک سوال نہیں ہو سکتا۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۲۹ ص ۲۹۲ تا ۳۰۱)

(۳۵) خالکہ تقدیر الہی پر ایمان رکھتا ہے اور تدبیرات کو کارِ دنیوی و اخروی میں امرِ متحسن و بہتر جانتا ہے۔ ولیدہ خالکہ کو بوجہ متحسن جاننے تدبیرات کے کافر کہتا ہے اور اس سے سلام و جواب سلام بھی ترک کر رکھا ہے۔ اس کے بارے میں حکم شرعی کی وضاحت کرتے ہوئے رسالہ ”التجیب بباب التدبیر“ میں ارشاد فرمایا:

بے شک خالد سچا، اور اس کا یہ عقیدہ خاص اہل حق کا عقیدہ ہے۔ فی الواقع عالم میں جو کچھ ہوتا ہے سب اللہ جل جلالہ کی تقدیر سے ہے۔

قال تعالیٰ (اللہ تعالیٰ نے فرمایا):

كل صغير وكبير مستطر ۱ اور چھوٹی بڑی چیز لکھی ہوئی ہے۔ (ت)

وقال تعالى (اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا) :

وكل شيء احصينہ فی امام مبين۔

اور ہر چیز ہم نے گن رکھی ہے ایک بتانے والی کتاب میں۔ (ت)

وقال تعالى (اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا) :

ولا سبط ولا يابس الا في كتاب مبين۔

اور نہ کوئی تر اور نہ کوئی خشک چیز ایک روشن کتاب میں لکھا نہ ہو۔ (ت)

الح غیر ذلک من الايات والاحاديث (اس کے علاوہ اور بھی آیات و احادیث ہیں۔ ت)

مگر تدبیرِ نہار معطل نہیں۔ دنیا عالمِ اسباب ہے۔ رب جل مجدہ نے اپنی حکمت بالغہ کے مطابق اس میں مسببات کو اسباب سے ربط دیا، اور سنتِ الہیہ جاری ہوئی کہ سبب کے بعد مسبب پیدا ہو۔

جس طرح تقدیر کو بھول کر تدبیر پر چھوٹنا کفار کی خصلت ہے یونہی تدبیر کو محض عجب و معرود و فضول و مردود بتانا کسی ٹھکے گمراہ یا سچے مجنون کا کام ہے جس کی رو سے صد ہا آیات و احادیث سے اعراض اور انبیاء و صحابہ و ائمہ و اولیاء سب پر طعن و اعتراض لازم آتا ہے۔ حضراتِ مرسلین صلوات اللہ تعالیٰ و سلامہ علیہم اجمعین (اللہ کے درود و سلام ہوں ان سب پر۔ ت) سے زیادہ کس کا توکل اور ان سے بڑھ کر تقدیرِ الہی پر کس کا ایمان۔ پھر وہ بھی ہمیشہ تدبیر فرماتے اور اس کی راہیں بتاتے اور خود کسبِ حلال میں سعی کر کے رزقِ طیب کھاتے۔

(۱) داود علیہ السلام زبہن بناتے۔ قال اللہ تعالیٰ (اللہ تعالیٰ نے فرمایا) :

وعلمته صنعة لبوس لكم لتحصنكم من بائسكم فهل انتم شاکرون۔

اور ہم نے اُسے تمہارا ایک پہنا واسکھایا کہ تمہیں تمہاری آنچ سے بچائے، تو کیا تم شکر کرو گے (ت)

(۲) وقال تعالى (اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ ت) :

والتاله الحياء ان اعمل سبغت وقد مر فی السرد و اعملوا صلحا في بما

تعملون بصبر۔

اور ہم نے اس کے لئے لوہا نرم کیا کہ وسیع زہریں بنا اور بنانے میں اندازے کا لحاظ رکھو۔

اور تم سب نیکی کرو بیشک میں تمہارے کام دیکھ رہا ہوں۔ (ت)
 (سہ) موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دس برس شعیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بکریاں اجرت پر چرائیں۔ قال تعالیٰ (اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ ت) :

قال انی ارید ان اکتحک احدی ابنی ہاتین علی ان تاجرفی ثمنی حججہ فان اتممت عشرين عندک وما ارید ان اشق علیک تستجد فی ان شاء اللہ من الصالحین
 قال ذلک بینی و بینک ایما الاجلین قضیت فلا عدوان علی و اللہ علی ما نقول وکیل ۵
 فلما قضی موسی الاجل و ساس باہلہ الایۃ۔

کہا میں چاہتا ہوں کہ اپنی دونوں بیٹیوں میں سے ایک تمہیں بیاہ دوں اس مہر پر کہ تم آٹھ برس میری ملازمت کرو، پھر اگر پورے دس برس کر لو تو تمہاری طرف سے ہے اور تمہیں مشقت میں ڈالنا نہیں چاہتا، قریب ہے ان شاء اللہ تم مجھے نیکیوں میں پاؤ گے۔ موسیٰ نے کہا یہ میرے اور آپ کے درمیان اقرار ہو چکا میں ان دونوں میں جو میعاد پوری کر دوں تو مجھ پر کوئی مطالبہ نہیں اور ہمارے اس کہے پر اللہ کا ذمہ ہے۔ پھر جب موسیٰ نے اپنی میعاد پوری کر دی اور اپنی بیوی کو لے کر چلا۔ (ت)
 خود حضور پر نور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت ام المؤمنین خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا مال بطور مضاربت لے کر شام کو تشریف فرما ہوئے۔ حضرت امیر المؤمنین عثمان غنی و حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہما بڑے نامی گرامی تاجر تھے۔ حضرت امام اعظم قدس سرہ الاکرم بڑا زری کرتے، بلکہ ولیہ منکر تدبیر خود کیا تدبیر سے خالی ہو گا؟ ہم نے فرض کیا کہ وہ زراعت، تجارت، نوکری، حرفت کچھ نہ کرنا ہو آخر اپنے لئے کھانا پکاتا یا پکواتا ہو گا۔ — آٹھ اپینا، گوندھنا، پکانا یہ کیا تدبیر نہیں؟ — یہ بھی جانے دیجئے اگر بغیر اس کے سوال یا اشارہ و ایما کے خود بخود کچھ پکائی اسے مل جاتی ہوتا ہم نوالہ بنانا، مٹہ تک لانا، چباننا، نگلنا یہ بھی تدبیر۔ — تدبیر کو معطل کرے تو اس سے بھی باز آئے کہ تقدیر الہی میں زندگی لکھی ہے بے کھائے جسے گایا قدرت الہی سے پیٹ بھر جائے گایا خود بخود کھانا معدے میں چلا جائیگا ورنہ ان باتوں سے بھی کچھ حاصل نہ ہو گا کہ مذہب اہلسنت میں نہ پانی پیاس بجھاتا ہے نہ کھانا بھوک کھوتا ہے۔ — بلکہ یہ سب اسباب عادیہ ہیں جن سے اللہ تعالیٰ نے مسببات کو مربوط فرمایا اور اپنی عادت جاریہ کے مطابق ان کے بعد سیری و سیرابی فرماتا ہے۔ — وہ نہ چاہے تو

گھڑے چڑھائے، دھڑیوں کھا جائے کچھ مفید نہ ہوگا۔ آخر مرض استسقا و جوع البقرہ میں کیا ہوتا ہے۔ وہی کھانا، پانی جو پہلے سیر و سیراب کرتا تھا اب کیوں محض بیکار جاتا ہے اور اگر وہ چاہے تو بے کھائے پئے بھوک پیاس پاس آئے، جیسے زمانہ دجال میں اہل ایمان کی پرورش فرمائے گا، اور ملائکہ کا بے آب و غذا زندگی کرنا کسے نہیں معلوم۔ مگر یہ انسان میں خرق عادت ہے جس پر ہاتھ پاؤں توڑ کر بیٹھنا جہل و حماقت۔ یہاں تک کہ اگر تقدیر پر بھروسے کا بھوٹا نام کر کے خورد و نوش کا عہد کر لے اور بھوک پیاس سے مر جائے، بیشک حرام موت مرے اور اللہ تعالیٰ کا گنہگار ٹھہرے۔

مرگ بھی تو تقدیر سے ہے، پھر اللہ تعالیٰ نے کیوں فرمایا،

(۴) وَلَا تَلْقُوا ابَادِيكُمْ إِلَى التَّهْلُكَةِ۔

اپنے ہاتھوں اپنی جان ہلاکت میں نہ ڈالو۔

۵ گرچہ مردن مقدر است ولے تو مرو در دیان اثر دہا

(اگرچہ موت امرقدر ہے لیکن از خود اثر دہوں اور سانپوں کے منہ میں نہ جات)

ہم نے مانا کہ وکیل اپنے دعوے پر ایسا مضبوط ہو کہ یک لخت ترک اسباب کر کے چمان اٹھ (پکا عہد) کر لے کہ اصلاً دست و پا نہ ہلائے، نہ اشارۃ نہ کنایت کسی تدبیر کے پاس جائے گا، خدا کے حکم سے پیٹ بھرے تو بہتر ورنہ مرنا قبول، تاہم اللہ تعالیٰ سے سوال کرے گا، یہ کیا تدبیر نہیں کہ دعا خود موثر حقیقی کب ہے؟ صرف حصول مراد کا ایک سبب ہے۔ اور تدبیر کا ہے کا نام ہے؟ رب جل جلالہ فرماتا ہے:

(۵) وَقَالَ رَبُّكُمْ ادْعُونِي اسْتَجِبْ لَكُمْ۔

تمہارے رب نے فرمایا مجھ سے دعا کرو میں قبول کروں گا۔

علاء دھڑی، دھڑسیر یا پانچ سیر کا وزن ۱۲ مصباحی
علاء جوع البقرہ، اس بیماری میں کتنا بھی کھائے بھوک نہیں جاتی جس طرح استسقا میں جس قدر
بھی پئے پیاس نہیں جاتی۔ م

۱۷ القرآن الکریم ۲/۱۹۵

۱۸ القرآن الکریم ۴۰/۶۰

وہ قادر تھا کہ بے دعا مراد بخشے، پھر اس تدبیر کی طرف کیوں ہدایت فرمائی؟ اور وہ بھی اس تاکید کے ساتھ کہ حدیث میں حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

(حدیث ۱)؛

مَنْ لَحِيَ دَعَاُ اللَّهِ غَضِبَ عَلَيْهِ۔ مرواۃ الاثمة احمد فی المستد و ابو بکر بن ابی شیبہ واللفظ له فی المصنف، و البخاری فی الادب المفرد، و الترمذی فی الجامع، و ابن ماجہ فی السنن، و المحاکم فی المستدرک عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو اللہ سے دعا نہ کرے گا اللہ تعالیٰ اس پر غضب فرمائے گا۔ (اس کو ائمہ نے روایت کیا احمد نے مسند میں، ابو بکر بن ابی شیبہ نے مصنف میں اور لفظ اسی کے مصنف میں ہیں بخاری نے ادب المفرد میں، ترمذی نے جامع میں، ابن ماجہ نے سنن میں اور حاکم نے مستدرک میں ابو ہریرہ سے، اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو۔ ت)

بلکہ خلافت و سلطنت و قضا و جہاد و حدود و قصاص وغیرہ تمام امور شرعیہ عین تدبیر ہیں کہ انتظام عالم و ترویج دین و دفع مفسدین کے لئے اس عالم اسباب میں مقرر ہوئے۔

(۶) قال تعالیٰ (اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ ت)؛

اطيعوا الله واطيعوا الرسول واولى الامر منكم۔

حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا اور ان کا جو تم میں حکومت والے ہیں۔ (ت)

(۷) وقال تعالیٰ (اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا)؛

وقاتلوهم حتی لا تكون فتنة ویکون الدین کلہ للہ۔

۱۔ المصنف لابن ابی شیبہ کتاب الدعاء باب فی فضل الدعاء۔ حدیث ۲۹۱۶۰ دار الکتب العلمیہ بیروت ۲۲/۶

مسند احمد بن حنبل عن ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۲۴۳/۲

جامع الترمذی ابواب الدعوات باب منه امین کمپنی دہلی ۱۷۳/۲

سنن ابن ماجہ ابواب الدعاء باب فضل الدعاء ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۲۸۰

المستدرک للحاکم کتاب الدعاء باب من لم یدع اللہ الخ دار الفکر بیروت ۴۹۱/۱

۲۔ القرآن الکریم ۴/۵۹

۳۔ ۸/۳۹

اور ان سے لڑو یہاں تک کہ کوئی فساد باقی نہ رہے اور سارا دین اللہ کا ہو جائے (ت)

(۸) وقال تعالى (اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ ت) :

ولو لا دفع الله الناس بعضهم ببعض لفسدت الارض ولكن الله ذو فضل على العالمين

اور اگر اللہ لوگوں میں بعض سے بعض کو دفع نہ کرے تو ضرور زمین تباہ ہو جائے مگر اللہ سارے جہان پر فضل کرنے والا ہے (ت)

(۹) وقال تعالى (اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ ت) :

ولو لا دفع الله الناس بعضهم ببعض لهدمت صوامع وبيع وصلوات ومساجد يذكر فيها اسم الله كثيرا

اور اللہ اگر آدمیوں میں ایک کو دوسرے سے دفع نہ فرماتا تو ضرور ڈھادی جاتیں خانقاہیں اور گرجے اور کلیسے اور مسجدیں جن میں اللہ کا بکثرت نام لیا جاتا ہے۔ (ت)

دیکھو صاف ارشاد فرمایا جاتا ہے کہ جہاد اسی لئے مقرر ہوا کہ فتنے فرو ہوں، اور دین حق پھیلے، اور یہ نہ ہوتا تو زمین تباہ ہو جاتی اور مسجدیں اور عبادت خانے ڈھائے جاتے۔

(۱۰) وقال تعالى (اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ ت) :

إلا تفعلوه تكن فتنة في الارض وفساد كبير

ایسا نہ کرو گے تو زمین میں فتنہ اور بڑا فساد ہوگا۔

فتنہ کفر کی قوت، اور فسادِ کبیر ضعیفِ اسلام۔

(۱۱) وقال تعالى (اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ ت) :

ولکم فی القصاص حیوة یا اولی الالباب لعلکم تتقون

اور خون کا بدلہ لینے میں تمہاری زندگی ہے اے عظماء کہ تم کہیں بچو۔ (ت)

۱۵ العہد آن الکیم ۲/۲۵۱

۱۶ " ۲۲/۳۰

۱۷ " ۸/۴۳

۱۸ " ۲/۱۴۹

یعنی خون کے بدلے خون لوگے تو مفسدوں کے ہاتھ رکیں گے اور بے گناہوں کی جانیں بچیں گی، اور اسی لئے حد جاری کرتے وقت حکم ہوا کہ مسلمان جمع ہو کر دیکھیں تاکہ موجب عبرت ہو۔

(۱۲) قال تعالیٰ (اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ ت) :

وَلْيَشْهَدْ عَذَابَهُمَا طَائِفَةٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِينَ

اور چھ بٹے کہ ان کی سزا کے وقت مسلمانوں کا ایک گروہ حاضر ہو۔ (ت)

بلکہ اور ترقی کیجئے تو نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ وغیرہ تمام اعمالِ دینیہ خود ایک تدبیر۔ اور رضائے الہی و ثوابِ نامتناہی ملنے، اور عذاب و غضب سے نجات پانے کے اسباب ہیں۔

(۱۳) قال تدمالی (اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ ت) :

وَمَن أَسْرَادَ الْآخِرَةِ وَسَعَىٰ لَهَا سَعِيمًا وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاذْلِكُكَ كَان سَعِيهِمْ مَشْكُورًا ۙ
اور جو آخرت چاہے اور اس کی سعی کو شش کرے اور ہو ایمان والا، تو انھیں کی کوشش

ٹھکانے لگی۔ (ت)

اگرچہ ازل میں ٹھہر چکا کہ :

فَرِيقٌ فِي الْجَنَّةِ وَفَرِيقٌ فِي السَّعِيرِ

ایک گروہ جنت میں ہے اور ایک گروہ دوزخ میں۔ (ت)

پھر بھی اعمال فرض کئے کہ جس کے مقدر میں جو لکھا ہے اُسے وہی راہ آسان، اور اُسی کے اسباب مہیا ہو جائیں گے۔

قال تعالیٰ (اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ ت) :

فَسَنِيَسْرُهُ لِّلْيسْرِ ۖ تَوْبَت جلد ہم اُسے آسانی مہیا کر دیں گے۔ (ت)

وقال تعالیٰ (اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ ت) :

فَسَنِيَسْرُهُ لِّلْعُسْرِ ۖ

تو بہت جلد ہم اُسے دشواری مہیا کر دیں گے (ت)

(حدیث ۲) اسی لئے جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”دوزخی جنتی سب لکھے ہوئے ہیں، اور صحابہ نے عرض کی، یا رسول اللہ! پھر ہم عمل کا سہ کو کریں، ہاتھ پاؤں چھوڑ بیٹھیں کہ جو سعید ہیں آپ ہی سعید ہوں گے اور جو شقی ہیں ناچار شقاوت پائیں گے۔ فرمایا، نہیں بلکہ عمل کئے جاؤ کہ ہر ایک جس گھر کے لئے بنا ہے اُسی کا راستہ اُسے سہل کر دیتے ہیں، سعید کو اعمالِ سعادت کا اور شقی کو افعالِ شقاوت کا۔ پھر حضور نے یہی دو آیتیں تلاوت فرمائیں۔“

اخرجہ الاثمة احمد والبخاری ومسلم وغيرهم عن امير المؤمنين علي كرم الله تعالى وجهه قال، كان النبي صلى الله تعالى عليه وسلم في جنازة فاخذ شيئا فجعل ينكت به الارض فقال ما منكم من احد الا وقد كتب مقعدا من النار ومقعدة من الجنة۔ قالوا يا رسول الله افلا نتكل على كتابنا وندع العمل (مراد فی ۷ وایہ فمن كان من اهل السعادة فسيصير الى عمل اهل الشقاوة) قال اعملوا فكل ميسر لما خلق له اما من كان من اهل السعادة فيسير لعل اهل السعادة واما من كان اهل الشقاوة فيسير لعل اهل الشقاوة ثم قرأ: فاما من اعطى واتقى وصدق بالحسنى الآية۔

امام احمد، بخاری اور مسلم وغیرہ نے امیر المؤمنین علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے روایت کی کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک جنازہ میں شریک تھے، آپ نے کوئی چیز پکڑ لی اور زمین کو کریدنے لگے، اور فرمایا: تم میں ایسا کوئی نہیں جس کا ٹھکانہ دوزخ میں یا اس کا ٹھکانہ جنت میں نہ لکھا جا چکا ہو۔ صحابہ نے عرض کی: کیا ہم تحریر پر بھروسہ کر کے عمل کو چھوڑ دیں (ایک روایت میں یہ زائد ہے کہ جو اہل سعادت میں سے ہے وہ عنقریب اہل سعادت کے عمل کی طرف اور جو اہل شقاوت

لے صحیح البخاری کتاب التفسیر باب قوله وكذب بالحسنى
صحیح مسلم کتاب القدر باب كيفية خلق الادمي في البطن امه الخ
مسند احمد بن حنبل عن علي رضي الله تعالى عنه
سنن ابن ماجه باب في القدر
سنن ابی داؤد کتاب السنۃ باب القدر آفتاب عالم پریس لاہور
جامع الترمذی ابواب التفسیر تفسیر سورة واتیل امین کمپنی دہلی
قدیمی کتب خانہ کراچی ۴/۳۸
۲/۳۳۳
الملکب الاسلامی بیروت ۱/۱۴۰
ص ۹
۲۸۸ و ۲۸۹
۲/۱۴۰

میں سے ہوگا اس کو اہل شقاوت کا عمل میسر ہوگا۔ فرمایا اعلیٰ کے جاؤ ہر کسی کو وہی میسر ہوگا جس کے لئے وہ پیدا کیا گیا، جو اہل سعادت میں سے ہوگا اس کو اہل سعادت کا عمل اور جو اہل شقاوت میں سے ہوگا اس کو اہل شقاوت کا عمل میسر ہوگا۔ پھر آپ نے یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی: ”تو وہ جس نے دیا اور پرہیزگاری کی اور سب اچھی چیز کو سچ مانا، (د) یہاں سے ظاہر ہو کہ اگر تدبیر مطلقاً محفل (بیکار) ہو تو دین و شرائع (قوانین شرع) و انزال کتب (کتابیں اتارنا) و ارسال رسل (رسولوں کو بھیجنا) و ایتان فالص (فرائض کا کرنا) و اجتناب محرمات (حرام کاموں سے بچنا) معاذ اللہ سب لغو و فضول و عبث سمجھیں۔ آدمی کی رستی کاٹ کر بچار (آزاد چھوٹا ہوا سانڈ) کر دیں۔ دین و دنیا سب یکساں کی برہم ہو جائیں، و لا حول و لا قوۃ الا باللہ العلیٰ العظیم (نہ گناہ سے بچنے کی طاقت ہے اور نہ ہی نیکی کرنے کی قوت مگر بلندی و عظمت والے خدا کی طرف سے۔ ت)۔

نہیں نہیں بلکہ تدبیر بیشک مستحسن ہے۔ اور اس کی بہت صورتیں مندوب و مسنون ہیں۔ جیسے
(فتاویٰ رضویہ ج ۲۹ ص ۳۰۲ تا ۳۱۱)

(۳۶) اسی مسئلہ مذکورہ میں مزید فرمایا،
خود حضرت عزت جل مجدہ نے قرآن عظیم میں تلاش و تدبیر اور اللہ کی طرف وسیلہ ڈھونڈنے کی ہدایت فرمائی۔

(۴۴) قال تعالیٰ (اللہ تعالیٰ نے فرمایا)،
و تذودوا فان خیر الزاد التقویٰ و اتقون یا ولی الالباب ۵ لیس علیکم جناح ان تبدتغوا فضلا من ربکم ۶

اور توشہ ساتھ لو کہ سب سے بہتر توشہ پرہیزگاری ہے، اور مجھ سے ڈرتے رہو اے عقل والو! تم پر کچھ گناہ نہیں کہ اپنے رب کا فضل تلاش کرو۔ (ت)

یعنی کے کچھ لوگ بے زاد راہ لئے جج کو آتے اور کہتے ہم متوکل ہیں، ناچار بھیک مانگنی پڑتی۔ حکم آیا توشہ ساتھ لیا کرو۔ کچھ اصحاب کرام نے موسم حج میں تجارت سے اندیشہ کیا کہ کہیں اخلاص نیت میں فرق نہ آئے۔ فرمان آیا کچھ گناہ نہیں کہ تم اپنے رب کا فضل ڈھونڈو۔ اسی طرح تلاش فضل الہی کی آیتیں بکثرت ہیں۔

(۱۵) وقال تعالیٰ (اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ ت)؛

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَابْتَغُوا إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ وَجَاهِدُوا فِي سَبِيلِهِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ۝

اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور اس کی طرف وسیلہ ڈھونڈو اور اس کی راہ میں جہاد کرو اس امید پر کہ فلاح پاؤ۔ (ت)
صاف حکم دیتے ہیں کہ رب کی طرف وسیلہ ڈھونڈو تاکہ مراد کو پہنچو۔ اگر تدبیر و اسباب معطل و مہمل ہوتے تو اس کی کیا حاجت تھی !
(فتاویٰ رضویہ ج ۲۹ ص ۳۱۹)

(۳۷) ایک حدیث قدسی کے بارے میں اشکال کا جواب دیتے ہوئے فرمایا،
حدیث اول میں ہرگز نام اقدس حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نہیں بلکہ یوں ہے کہ،
علی التقی قلب سراجی واحد منکم ۝
تم میں کا جو بڑا پرہیزگار شخص ہو اس کے دل پر ہو جائیں۔
اور فرض کے لئے امکان شرط نہیں۔ قال اللہ تعالیٰ،

قُلْ إِنْ كَانَ لِلرَّحْمَنِ وَلَدٌ فَأَنَا أَوَّلُ الْعَابِدِينَ ۝
تم فرماؤ اگر بقرض محال رحمن کے کوئی بچہ ہوتا تو سب سے پہلے میں پوچھا۔ (ت)
حدیث تو لفظ کو سے ہے کہ،

لَوْ أَنَّ أَوَّلَكُمْ وَأَخْرَجَكُمْ وَالنَّاسُ كَمَا نَوَاعَى عَلَى التَّقَى ۝
اگر تمہارے، پہلے، پچھلے، انسان اور جن سب سے بڑے پرہیزگار کے دل پر ہو جائیں الخ (ت)
(فتاویٰ رضویہ ج ۲۹ ص ۳۲۷، ۳۲۸)

(۳۸) اہلسنت و جماعت کے دسل عقائد پر مشتمل رسالہ اعتقاد الاحباب فی الجمیل والمصطفیٰ والآل والاصحاب تحریر فرمایا جس کے عقیدہ اولے کے ضمن میں فرمایا،
مسلمان پر لا الہ الا اللہ ماننا، اللہ سبحانہ و تعالیٰ کو احد، صمد، لا شریک لہ جاننا فرض اول و
مدار ایمان ہے کہ اللہ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں نہ ذات میں کہ لا الہ الا اللہ (اللہ ہے جس کے سوا کوئی

۱۔ القرآن الکریم ۵/۳۵

۲۔ صحیح مسلم کتاب البر والصلۃ باب تحریم الظلم قدیمی کتب خانہ کراچی ۳۱۹/۲

۳۔ القرآن الکریم ۴۳/۸۱

۴۔ صحیح مسلم کتاب البر والصلۃ باب تحریم الظلم قدیمی کتب خانہ کراچی ۳۱۹/۲

معبود نہیں) نہ صفات میں کہ لیس کمثلہ شیء اس جیسا کوئی نہیں۔ نہ اسماء میں کہ هل تعلم لسمیاً کیا اس کے نام کا دوسرا جانتے ہو؟ نہ احکام میں کہ ولا یشرک فی حکمہ احداً اور وہ اپنے حکم میں کسی کو شریک نہیں کرتا، نہ افعال میں کہ هل من خالق غیر اللہ کیا اللہ کے سوا کوئی اور خالق ہے، نہ سلطنت میں کہ ولعلیک لہ شریک فی الملک اور بادشاہی میں کوئی اس کا شریک نہیں۔ تو جس طرح اس کی ذات اور ذاتوں کے مشابہ نہیں یوں ہی اس کی صفات بھی صفات مخلوق کے مماثل نہیں۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۲۹ ص ۳۴۲)

(۳۹) عقیدہ اولے میں مزید فرمایا :

هو ولا موجود الا هو آیت کریمہ سبحانہ و تعالیٰ عما یشرکون (پاک اور برتری ہے اسے ان شریکیں سے) جس طرح شرک فی الالوہیت کو رد کرتی ہے (اور بتاتی ہے کہ خداوند قدوس کی خدائی اور اس معبود برحق کی الوہیت و ربوبیت میں کوئی شریک نہیں۔ هو الذی فی السماء اللہ و فی الارض اللہ وہی آسمان والوں کا خدا اور وہی زمین والوں کا خدا۔ تو نفس الوہیت و ربوبیت میں کوئی اس کا شریک کیا ہوتا اس کی صفات کمال میں بھی کوئی اس کا شریک نہیں، لیس کمثلہ شیء اس جیسا کوئی نہیں)۔

یونہی (یہ آیت کریمہ) اشتراک فی الوجود کی نفی فرماتی ہے (تو اس کی ذات بھی منزہ اور اس کی تمام صفات کمال بھی مبرا ان تمام نالائق امور سے جو اہل شرک و جاہلیت اس کی جانب منسوب کرتے ہیں۔ حق یہ ہے کہ وجود اسی ذات برحق کے لئے ہے، باقی سب ظلال و پرتو)۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۲۹ ص ۳۴۴)

(۴۰) رسالہ مذکورہ (اعتقاد الاجاب) کے عقیدہ ثانیہ میں فرمایا :

اور مکلفین کو (جو تکلیف شرعی کے اہل، امر و نہی کے خطاب کے قابل، بالغ عاقل ہیں) اپنے فضل و عدل سے دو فرقے کر دیا، خریق فی الجنة (ایک جنتی و ناجی جس نے حق قبول کیا) و خریق

۵۲ القرآن الکریم ۱۹/۶۵

۵۳ " ۳۵/۳

۵۶ " ۳۰/۴۰

۵۸ " ۴۲/۱۱

۱ القرآن الکریم ۴۲/۱۱

۵۳ " ۱۸/۲۶

۵۵ " ۲۵/۲

۵۷ " ۴۳/۸۴

۵۹ " ۴۲/۷

فی السعیر (دوسرا جہنمی و ہالک، جس نے قبولِ حق سے جی چرایا) اور جس طرح پر تو وجود (موجود حقیقی جل جلالہ) سے سب نے بہرہ پایا (اور اسی اعتبار سے وہ ہست و موجود کہلایا) اسی طرح فریقِ جنت کو اس کے صفاتِ کمالیہ سے نصیبِ خاص ملا (دنیا و آخرت میں اس کے لئے فوز و فلاح کے دروازے کھلے اور علم و فضل خاص کی دولتوں سے اس کے دامن بھرے) دبستان (مدرسہ) علمک مالہ تکن تعلم (اور دارالعلوم علمک الا نسان مالہ یعلم) میں تعلیم فرمایا (کہ جو کچھ وہ نہ جانتا تھا اسے سکھایا پھر) و کان فضل اللہ علیک عظیماً نے اور رنگ آمیزیاں کیں (کہ اللہ تعالیٰ کا فضلِ عظیم اس پر جلوہ گستر رہا۔ مولائے کریم نے گونا گوں نعمتوں سے اسے نوازا۔ بے شمار فضائل و محاسن سے اسے سنوارا۔ قلبِ قالب، جسم و جاں، ظاہر و باطن کو رذائل اور خصائلِ قبیحہ مذمومہ سے پاک صاف اور محامد و اخلاقِ حسنہ سے اسے آراستہ و پرستہ کیا۔ اور قربِ خداوندی کی راہوں پر اسے ڈال دیا) اور یہ سب تصدق (صدقہ و طفیل) ایک ذاتِ جامع البرکات کا محتاج ہے اپنا محبوب خاص فرمایا (مرتبہِ محبوبیتِ کبریٰ سے سرفراز فرمایا کہ تمام خلق حتیٰ کہ نبی و مرسل و ملک مقرب جو رائے رضائے الہی ہے اور وہ ان کی رضا کا طالب) (فتاویٰ رضویہ ج ۲۹ ص ۳۴۵، ۳۴۶)

(۴۱) عقیدہ خامس میں اصحابِ رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بارے میں فرمایا: بالجللہ ارشاداتِ خدا و رسول عزّ مجدّد و صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے (اس پاک فرقہ اہل سنت و جماعت نے اپنا عقیدہ اور) اتنا یقین کر لیا کہ سب (صحابہ کرام) اچھے اور عدل و ثقہ، تقی، تقی، ابرار (خاصانِ پروردگار) ہیں۔ اور ان (مشاہرات و نزاعات کی) تفصیل پر نظر گراہ کرنے والی ہے، نظیر اس کی عصمتِ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام ہے کہ اہل حق (اہل اسلام، اہل سنت و جماعت) شاہِ ادِ عقیدت پر چل کر (منزل) مقصود کو پہنچے۔ اور ارباب (غویت و اہل) باطل تفصیلوں میں خوض (و ناحق غور) کر کے مٹاک (ضلالت اور) بددینی (کی گراہیوں) میں جا پڑے کہیں دیکھا و عطیٰ آدم ربہ (غوی) کہ اس میں عصیاں اور بظاہر تعمیل حکم ربانی سے روگردانی کی نسبت حضرت آدم علیہ السلام کی جانب کی گئی ہے)

۱۱۳/۴ القرآن الکریم

۱۱۳/۴ " ۵۴

۱۱۳/۴ القرآن الکریم

۱۱۳/۴ " ۵۳

۱۱۳/۴ " ۵۵

کہیں سَنَالِیْغُفْرَکَ اللّٰہُ مَا تَقْدِرُ مِنْ ذَنْبِکَ وَمَا تَأْخُذُ (جس سے ذنب یعنی گناہ و غفران ذنب یعنی بخشش گناہ کی نسبت کا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جناب والا کی جانب گمان ہوتا ہے)

کبھی موسیٰ (علیہ السلام) و قبطی (قوم فرعون) کا قصہ یاد آیا (کہ آپ نے قبطی کو آمادہ ظلم پا کر ایک گھونسا مارا اور وہ قبطی قعر گور میں پہنچا)

کبھی (حضرت) داؤد (علیہ الصلوٰۃ اور اُن کے ایک اُمّتی) اور یابہ کا فسانہ سُن پایا (حالانکہ یہ الزام تھا یہود کا حضرت داؤد علیہ السلام پر جسے اُنھوں نے خوب اچھالا اور زبان زد عوام الناس ہو گیا حتیٰ کہ بر بنائے شہرت، بلا تحقیق و تفتیش احوال بعض مفسرین نے اس واقعہ کو من و عن بیان فرمادیا جبکہ امام رازی فرماتے ہیں کہ یہ واقعہ میری تحقیق میں سراسر باطل و لغو ہے۔

غرض بے عقل بے دینوں اور بے دین بد عقلوں نے یہ افسانہ سُن پایا تو (لگے چون و چرا کرنے تسلیم گردن نہادوں کے زینہ سے اُترنے پھرنا رضی خدا و رسول کے سوا اور بھی کچھ پھل پایا؟ اور (اللہ) خُضْم کا لُذی خاضوا (اور تم یہود کی میں پڑے جیسے وہ پڑے تھے اور اتباع باطل میں ان کی راہ اختیار کی) نے و لکن حقت کلمۃ العذاب علی الکفّارین (مگر عذاب کا قول کافروں پر ٹھیک اُترا) کا دن دکھایا
اَلَا اِنْ شَاءَ رَبِّیْ شِیْءًا مِّنْ سِرِّیْكَ فَعَالٌ لِّمَآ یُرِیدُ

(مسلمان ہمیشہ یہ بات ذہن نشین رکھیں کہ حضرات انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کبیر گناہوں سے مطلقاً اور گناہ صغیرہ کے عذاب ارتکاب، اور ہر ایسے امر سے جو خلق کے لئے باعثِ نفرت ہو اور مخلوقِ خدا ان کے باعث ان سے دُور بھاگے نیز ایسے افعال سے جو وجاہت و مروت اور معززین کی شان مرتبہ کے خلاف ہیں قبل نبوت اور بعد نبوت بالاجماع معصوم ہیں)

اللّٰہُمَّ نَسْئَلُکَ الثَّبَاتَ عَلَی الْهَدَیْ اِنَّکَ اَنْتَ الْعَلِیُّ الْاَعْلٰی۔

(اے اللہ! ہم تجھ سے ہدایت پر ثبات قدمی مانگتے ہیں بے شک تو ہی بلند و برتر ہے)

۱۵ القرآن الکریم ۲۸/۱۵

۱۶۵/۲۶ ۲۳/۳۸ تحت الآیۃ ۲۳ دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۶۵/۲۶

۱۵ القرآن الکریم ۳۹/۴۱

۱۰۴/۱۱ ۱۰۴/۱۱

۱۵ القرآن الکریم ۲۸/۲

۳۵ مفاتیح الغیب (التفسیر الکبیر) تحت الآیۃ ۲۳/۳۸

۱۵ القرآن الکریم ۹/۶۹

۸۰/۶ ۸۰/۶

صحابہ کرام کے باب میں یاد رکھنا چاہئے کہ (وہ حضرات رضی اللہ تعالیٰ عنہم انبیاء نہ تھے، فرشتے نہ تھے کہ معصوم ہوں۔ ان میں سے بعض حضرات سے لغزشیں صادر ہوئیں مگر ان کی کسی بات پر گرفت اللہ و رسول کے احکام کے خلاف ہے۔

اللہ عز و جل نے سورۃ حدید میں صحابہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دو قسمیں فرمائیں،

(۱) من انفق من قبل الفتح وقتل

(۲) الذین انفقوا من بعد وقاتلوا

یعنی ایک وہ کہ قبل فتح مکہ مشرف بایماں ہوئے راہِ خدا میں مال خرچ کیا اور جہاد کیا جب کہ ان کی تعداد بھی بہت قلیل تھی، اور وہ ہر طرح ضعیف و درماندہ بھی تھے، انھوں نے اپنے اوپر جیسے جیسے شدید مجاہدے گوارا کر کے اور اپنی جانوں کو خطروں میں ڈال ڈال کر بے دریغ اپنا سرمایہ اسلام کی خدمت کی نذر کر دیا۔ یہ حضرات مہاجرین و انصاریں سے سابقین اولین ہیں، ان کے مراتب کا کیا پوچھنا۔

دوسرے وہ کہ بعد فتح مکہ ایمان لائے، راہِ مولا میں خرچ کیا اور جہاد میں حصہ لیا۔ ان اہل ایمان نے اس وقت اپنے اخلاص کا ثبوت جہاد مالی و قتالی سے دیا، جب اسلامی سلطنت کی جڑ مضبوط ہو چکی تھی اور مسلمان کثرتِ تعداد اور جاہ و مال ہر لحاظ سے بڑھ چکے تھے، اجر ان کا بھی عظیم ہے لیکن ظاہر ہے کہ ان سابقین اولوں والوں کے درجہ کا نہیں۔

اسی لئے قرآن عظیم نے ان پہلوں کو ان پچھلوں پر تفضیل دی۔

اور پھر فرمایا :

كَلَّا وَعَدَ اللَّهُ الْحَسَنَىٰ

ان سب سے اللہ تعالیٰ نے بھلائی کا وعدہ فرمایا کہ اپنے اپنے مرتبے کے لحاظ سے اجر ملے گا سب ہی کو، محروم کوئی نہ رہے گا۔

اور جن سے بھلائی کا وعدہ کیا ان کے حق میں فرماتا ہے :

اولئك عنها مبعدون ﴿۱﴾ وہ جہنم سے دُور رکھے گئے ہیں، لا یسمعون حسیسہا وہ جہنم

کی بھنک تک نہ نہیں گے، وہم فی ما اشتہت انفسہم خلد وں وہ ہمیشہ اپنی من مانتی جی بھاتی مرادوں میں رہیں گے، لایحزنہم الفزع الاکبر قیامت کی وہ سب سے بڑی گھبراہٹ انھیں غمگین نہ کرے گی، تملقہم الملائکہ فرشتے ان کا استقبال کریں گے، ہذا یومکم الذی کنتم توعد وں یہ کہتے ہوئے کہ یہ ہے تمہارا وہ دن جس کا تم سے وعدہ تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے ہر صحابی کی یہ شان اللہ عزوجل بتاتا ہے تو جو کسی صحابی پر طعن کرے اللہ واحد قہار کو جھٹلاتا ہے۔

اور ان کے بعض معاملات جن میں اکثر حکایات کا ذبیہ ہیں ارشاد الہی کے مقابل پیش کرنا اہل اسلام کا کام نہیں۔

رب عزوجل نے اسی آیت حدید میں اس کا منہ بھی بند کر دیا کہ دونوں فریق صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے بھلائی کا وعدہ کر کے۔ ساتھ ہی ارشاد فرمادیا،

واللہ بما تعملون خبیر

اور اللہ کو خوب خبر ہے جو تم کرو گے۔

بایں ہمہ اس نے تمہارے اعمال جان کر حکم فرمادیا کہ وہ تم سب سے جنت بے عذاب و کرامت ثواب بے حساب کا وعدہ فرما چکا ہے۔

ثواب دوسرے کو کیا حق رہا کہ ان کی کسی بات پر طعن کرے، کیا طعن کرنے والا اللہ تعالیٰ سے جدا اپنی مستقل حکومت قائم کرنا چاہتا ہے، اس کے بعد جو کوئی کچھ بکے وہ اپنا سر کھائے اور خود جہنم میں جائے۔

علامہ شہاب الدین خفاجی، نسیم الریاض شرح شفاۃ قاضی عیاض میں فرماتے ہیں،
”جو حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر طعن کرے وہ جہنم کے کتوں میں سے ایک کتا ہے۔“

(فتاویٰ رضویہ ج ۲۹ ص ۳۵۹ تا ۳۶۳)

(۴۲) افضلیت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہوئے فرمایا:

۱۔ القرآن الکریم ۱۰۲/۲۱	۲۔ القرآن الکریم ۱۰۳/۲۱	۳۔ القرآن الکریم ۱۰۳/۲۱
۴۔ نسیم الریاض ۱۰۳/۲۱	۵۔ مرکز المہنت برکات رضا گجرات المند ۱۰/۵۷	۶۔ نسیم الریاض ۱۰۳/۲۱
باب الثالث	مرکز المہنت برکات رضا گجرات المند	۳۳۰/۳

وہ صدیق جس کی افضلیت مطلقہ پر قرآن کریم کی شہادت ناطقہ ہے کہ فرمایا،
 اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ

تم میں سب سے زیادہ عزت والا اللہ کے حضور وہ ہے جو تم سب میں اتقیٰ ہے۔
 اور دوسری آیت کریمہ میں صاف فرمادیا:
 وَ سَيَجْزِيْهَا اِلَّا تَقٰ

قریب ہے کہ جہنم سے بچایا جائے گا وہ اتقیٰ۔

بشہادت آیت اُولٰٓئِہٖ اِنْ اٰیٰتِ الْکَرِیْمَہ سے وہی مراد ہے جو افضل و اکرم امت مرحومہ ہے، اور
 وہ نہیں مگر اہل سنت کے نزدیک صدیق اکبر۔ اور تفضیلیہ و روافض کے نزدیک یہاں امیر المؤمنین
 مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

مگر اللہ عز و جل کے لئے حمد کہ اس نے کسی تبلیس و تدلیس اور حق و باطل میں آمیزش و
 آمیزش کو جگہ نہ چھوڑی، آیت کریمہ نے ایسے وصف خاص سے اتقیٰ کی تعین فرمادی جو
 حضرت صدیق اکبر کے سوا کسی پر صادق آہی نہیں سکتا۔
 فرماتا ہے:

وَمَا لِاَحَدٍ عِنْدَہٗ مِنْ نِّعْمَۃٍ تَجْزٰی

اس پر کسی کا ایسا احسان نہیں جس کا بدلہ دیا جائے۔

اور دنیا جانتی مانتی ہے کہ وہ صرف صدیق اکبر ہی ہیں جن کی طرف سے ہمیشہ بندگی و غلامی
 خدمت و نیاز مندی اور مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف سے براہ بندہ نوازی قبول و
 پذیرائی کا برتاؤ رہا یہاں تک کہ خود ارشاد فرمایا کہ: ”بیشک تمام آدمیوں میں اپنی جان و مال سے
 کسی نے ایسا سلوک نہیں کیا جیسا ابوبکر نے کیا۔“

جبکہ مولا علی نے مولائے کل، سید الرسل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کنار اقدس میں پرورش پائی،

۱۔ القرآن الکریم ۴۹/۱۳

۲۔ ” ۹۲/۱۷

۳۔ ۹۲/۱۹

۴۔ جامع الترمذی ابواب المناقب باب مناقب ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ امین کمپنی دہلی ۲/۲۰۰

حضور کی گود میں ہوش سنبھالا، اور جو کچھ پایا بظاہر حالات یہیں سے پایا۔ تو آیہ کریمہ وما لاحد عندہ من نعمۃ تجزیٰ (اس پر کسی کا ایسا احسان نہیں جس کا بدلہ دیا جائے) سے مولا علی قطعاً مراد نہیں ہو سکتے بلکہ بالیقین صدیق اکبر ہی مقصود ہیں، اور اسی پر اجماع مفسرین موجود۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۲۹ ص ۳۷۱، ۳۷۲)

(۳۳) تقلید شخصی کے بارے میں ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے فرمایا،

تقلید فرض قطعی ہے۔ قال اللہ تعالیٰ :

فاستلوا اهل الذکر ان کنتم لا تعلمون

تو اے لوگو! علم والوں سے پوچھو اگر تمہیں علم نہیں ہے۔ (ت)

وقال صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم :

الاستلوا ان لم یعلموا فانما شفاء العی السؤل

اگر وہ نہیں جانتے تو پوچھتے کیوں نہیں کیونکہ جہالت کی شفا سوال کرنا ہے۔ (ت)

اگر ایک مذہب کی پابندی نہ کی جائے تو یا وقت واحد میں شے واحد کو حرام بھی جانے کا اور حلال

بھی، جیسے قرأت مقتدی شافعیہ کے یہاں واجب اور حنفیہ کے یہاں حرام، اور وقت واحد میں

شے کا حرام و حلال دونوں ہونا محال، یا یہ کہے گا کہ ایک وقت حلال سمجھے گا دوسرے وقت حرام،

تو یہ اس آیت میں داخل ہو گا کہ :

یحلونہ عاماً و یحرمونہ عاماً۔

ایک سال اسے حلال ٹھہراتے ہیں اور ایک سال اسے حرام ٹھہراتے ہیں۔ (ت)

(فتاویٰ رضویہ ج ۲۹ ص ۳۹۲، ۳۹۳)

لاجرم پابندی مذہب لازم۔

(۴۴) امام سنگم آریہ کے تفسیر آیات قرآنیہ کے بارے میں جہالت و نا فہمی اور اقرار و

بے ایمانی پر مبنی ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے فرمایا :

۱۔ القرآن الکریم ۱۹/۹۲

۲۔ ۴۳/۱۶

۳۔ سنن ابی داؤد کتاب الطہارۃ باب المجدور یتیم آفتاب عالم پریس لاہور ۴۹/۱

۴۔ القرآن الکریم ۳۷/۹

اس سوال میں آریہ نے افتراء و جہالت و نافی و بے ایمانی سے کام لیا۔

(۱) عبارت کہ کشف کی طرف نسبت کی محض بہتان ہے۔ کشف میں اس کا پتا نہیں۔

(۲) بالفرض اگر کشف میں ہوتی تو وہ ایک معتزلی بد مذہب بے ادب کی تصنیف ہے اس کا

کیا اعتبار۔

(۳) یہ تفسیر کہ منسوب بسیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہے نہ اُن کی کتاب ہے نہ اُن

سے ثابت یہ بسند محمد بن مروان عن النکلی عن ابی صالح مروی ہے اور ائمہ دین اس سند کو فرماتے ہیں

کہ یہ سلسلہ کذب ہے۔ تفسیر اتقان شریف میں ہے،

و ادھی طرقہ طریق النکلی عن ابی صالح عن ابن عباس فان انضم الی ذلک

س رواۃ محمد بن مروان اسدی الصغیر فہی سلسلۃ الکذب۔

اس کے طرق میں سے کمزور ترین طریق کلبی کا ابو صالح سے اور اس کا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ

عنہما سے روایت کرنا ہے اگر اس کے ساتھ محمد بن مروان اسدی کی روایت مل جائے تو کذب کا سلسلہ

ہے۔ (د)

(۴) اس کے ترجمے میں بھی آریہ نے تحریف کی ہے، عبارت یہ ہے،

لتقصیر الشکر علی ما انعم اللہ علیک و علی اصحابک۔

یعنی اللہ عز و جل نے آپ پر اور آپ کے اصحاب پر جو نعمتیں فرمائیں ان کے شکر میں جس قدر کمی

واقع ہوئی اس کے لئے استغفار فرمائیے۔

کہاں کمی اور کہاں غفلت، نعمائے الہیہ ہر فرد پر بے شمار حقیقہ غیر متناہی بالفعل ہیں کما

حققہ المفتی ابوالسعود فی ارشاد العقل السلیم (جیسا کہ مفتی ابوالسعود نے ارشاد العقل السلیم

میں اس کی تحقیق کی ہے۔ ت) قال اللہ عز و جل،

وان تعدوا نعمة اللہ لات حصوها۔

اگر اللہ کی نعمتیں گننا چاہو تو نہ گن سکو گے۔

جب اس کی نعمتوں کو کوئی گن نہیں سکتا تو ہر نعمت کا پورا شکر کون ادا کر سکتا ہے۔

از دست و زباں کہ برآید کز عہدہ شکرش بدرآید

(کس کے ہاتھ اور زبان سے ممکن ہے کہ اس کے شکر سے عہدہ برآ ہو سکے۔ ت)

شکر میں ایسی کمی ہرگز گناہ بمعنی معروف نہیں بلکہ لازمۃً بشریت ہے لہٰذا اے الٰہیہ ہر وقت ہر لمحہ ہر آن ہر حال میں متزائد ہیں خصوصاً خاصوں پر خصوصاً اُن پر جو سب خاصوں کے سزاوار ہیں اور بشر کو کسی وقت کھانے پینے سونے میں مشغولی ضرور، اگرچہ خاصوں کے یہ افعال بھی عبادت ہی ہیں مگر اصل عبادت سے تو ایک درجہ کم ہیں اس کمی کو تقصیر اور اس تقصیر کو ذنب سے تعبیر فرمایا گیا۔

(۵) بلکہ خود نفس عبارت گواہ ہے کہ یہ جسے ذنب فرمایا گیا ہرگز حقیقتہً ذنب بمعنی گناہ نہیں، ماتقدم سے کیا مراد لیا، وحی اترنے سے پیشتر کے۔ اور گناہ کسے کہتے ہیں، مخالفتِ فرمان کو۔ اور فرمان کا ہے سے معلوم ہوگا، وحی سے۔ تو جب تک وحی نہ اُتری تھی فرمان کہاں تھا۔ جب فرمان نہ تھا مخالفتِ فرمان کے کیا معنی۔ اور جب مخالفتِ فرمان نہیں تو گناہ کیا۔

(۶) جس طرح ماتلفہ میں ثابت ہو لیا کہ حقیقتہً ذنب نہیں، یوں ہی ماتآخر میں نقد وقت ہے قبل ابتداء کے نزولِ فرمان جو افعال جائزہ ہوئے کہ بعد کو فرمان اُن کے منع پر اُترا اور انہیں یوں تعبیر فرمایا گیا حالانکہ ان کا حقیقتہً گناہ ہونا کوئی معنی ہی نہ رکھتا تھا۔ یونہی بعد نزولِ وحی و ظہور رسالت بھی جو افعال جائزہ فرمائے اور بعد کو ان کی مخالفت اُتری اُسی طریقے سے ان کو ماتآخر فرمایا کہ وحی بتدریج نازل ہوئی کہ دفعۃً۔

(ح) نہ ہر تفسیر معتبر نہ ہر مفسر مصیب۔ مشرک کا ظلم ہے کہ نام لے آیات کا اور دامن پکڑے نا معتبر تفسیرات کا۔ ایسا ہی ہے تو وہ لغویات و ہزلیات و فحشیات کہ ایک مہذب آدمی کو انہیں بکتے بلکہ دوسرے آدمی سے نقل کرتے عار آئے جو آریہ کے ویدوں میں اہلی گہلی پھر رہی ہیں اور غور بندگانِ وید نے اس کے ترجموں میں وہی حد بھر کے گندے گھناؤنے فحش لکھے اُن سے آریہ کی جان کیونکر چھوٹے گی۔ مثلاً یجروید میں ایشور کی بیماری کا حال لکھا کہ بستر بیماری پر پڑے پکار رہے ہیں کہ ”اوسیکڑوں کی طرح عقل و علم رکھنے والو! تمہاری سیکڑوں ہزاروں طرح کی بوٹیاں ہیں ان میں سے میرے شریر کو زروگ کرو، اے اماں جان! تو بھی ایسا ہی کہ“ نیز یہ بھی فرما رہے ہیں کہ اے بوٹیوں کے مانند فائدہ دینے والی دیوی ماتا! میں فرزند تجھ کو بہت نصیحت کرتا ہوں، ”ماتا جی کہتی ہیں: اے لائق بیٹے! میں والدہ تیرے گھوڑے، گائیں، زمین، کپڑے، جان کی حفاظت و پرورش کرتی تو مجھے نصیحت مت کر۔“ اسی یجروید کے ادھیائے ۳۱ منتر اول میں ایشور کے متعلق ہے ”اس کے ہزار سر ہیں

ہزار آنکھیں ہیں ہزار پاؤں ہیں زمین پر وہ نسب جگہ ہے اُلٹا سیدھا تب بھی دشل انگلی کے فاصلے پر ہر آدمی کے آگے بیٹھا ہے۔“ نیز ویدوں میں اس کا نام ”سرو بیا پاک“ ہے یعنی وہ ہر جگہ سمایا ہوا، ہر چیز میں رہا ہوا، ہر خلا میں گھسا ہوا ہے، ہر جانور کی مقعد، ہر مادہ کی فرج، ہر پاخانہ کی ڈھیری میں ایشور ہی ایشور ہے۔ دیانند نے محض زبردستی اُن کی کایا پلٹ کی اور انھیں فحش سے نکالا مگر اور مترجموں کا ترجمہ کساں مٹ جائے گا مفسر تو اپنی طرف سے مطلب کہتا ہے اور مترجم خود اصل کلام کو دوسری زبان میں بیان کرتا ہے ترجمے کی غلطی اگر ہوتی ہے تو دو ایک لفظ کے معنی میں نہ کہ سارے کلام محض فحش سے حکمت کی طرف پلٹ دیا جائے، اور اگر سنسکرت ایسی ہی سچیدہ زبان ہے جس کی سطروں کی سطریں چاہے فحش سے ترجمہ کر دو خواہ حکمت سے، تو وہ کلام کیا ہوا بھان متی کا گور کھ دھندا ہوا اوز اس کے کس عرف پر اعتماد ہو سکتا ہے، نہیں معلوم کہ مالاچی ہے یا گالی بکی ہے۔

(۸) استدلال بڑی ذمہ داری کا کام ہے آریہ سچا رہ گیا کھا کر اس سے عمدہ برآ ہو سکتا ہے۔

سے نباشد بہ آئین تحقیق دال پچوری و پوری و بھجیا و دال
(پچوری، پوری، بھجیا اور دال آئین تحقیق پر دلالت نہیں کرتی ہیں)
شرط تمامی استدلال قطع ہر احتمال ہے علم کا قاعدہ مسلمہ ہے :

اذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال

جب احتمال آجائے تو استدلال باطل ہو جاتا ہے۔ (ت)

سورۃ مومن و سورۃ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی آیات کریمہ میں کون سی دلیل قطعی ہے کہ خطاب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ہے۔ مومن میں تو اتنا ہے : واستغفر لذنبتك اے شخص! اپنی خطا کی معافی چاہ۔ کسی کا خاص نام نہیں کوئی دلیل تخصیص کلام نہیں۔ قرآن عظیم تمام جہاں کی ہدایت کے لئے اترا نہ صرف اس کے موجودین بلکہ قیامت تک کے آنے والوں سے وہ خطاب فرماتا ہے :

اقیموا الصلوٰۃ نماز برپا رکھو۔

تاکہ میں اس سے تمہیں ڈراؤں اور جن جن کو پہنچے۔ (ت)

اسرائيت الذي ينهى عبداً اذا صلى ۝ اسرائيت ان كان على الهدى ۝
او امر بالتقوى ۝

یہاں بندے سے مراد حضور اقدس ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، اور غائب کی نشہیری حضور کی طرف ہیں اور مخاطب کی ہر سامع کی طرف، بلکہ فرماتا ہے:

فما یکن ذاک بالحدیث

(۹) بلکہ آیت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں توصیف قرینہ موجود ہے کہ خطاب حضور سے نہیں، اس کی ابتداء یوں ہے :

۱۹/۶ الفترآن الکریم

1469/94

2/95 = 94

فاعلم انه لا اله الا الله واستغفر لذنبك وللمؤمنين والمؤمنات

جان لے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور اپنی اور مسلمان مردوں اور عورتوں کی معافی چاہ۔
تو یہ خطاب اس سے ہے جو ابھی لا اله الا الله نہیں جانتا اور نہ جاننے والے کو جاننے کا حکم
دینا تحصیل حاصل ہے، تو معنی یہ ہوئے کہ اے سننے والے! جسے ابھی توحید پر یقین نہیں
کئے باشند توحید پر یقین لا اور اپنے اور اپنے بھائی مسلمانوں کے گناہوں کی معافی مانگ تیرے آیت
میں اس عموم کو واضح کر دیا کہ :
والله يعلم متقلبكم و مثواكم

اللہ جانتا ہے جہاں تم سب لوگ کروٹیں لے رہے ہو اور جہاں تم سب کا ٹھکانا ہے۔
اگر فاعلہ میں تاویل کرے تو ذنبک میں تاویل سے کون مانع ہے، اور اگر ذنبک میں تاویل نہیں
کرتا تو فاعلہ میں تاویل کیسے کر سکتا ہے، دونوں پر ہمارا مطلب حاصل، اور مدعی معاند کا استدلال
زائل۔

(۱۰) دونوں آیت کریمہ میں صیغہ امر ہے اور امر النساء ہے اور انشاء وقوع پر دال نہیں تو حاصل
اس قدر کہ بفرض وقوع استغفار واجب، نہ یہ کہ معاذ اللہ واقع ہوا، جیسے کسی سے کہنا اکرم
ضیفک اپنے مہمان کی عزت کرنا، اس سے یہ مراد نہیں کہ اس وقت کوئی مہمان موجود ہے، نہ
یہ خبر ہے کہ خواہی تو اہی کوئی مہمان آئے گا ہی بلکہ صرف اتنا مطلب ہے کہ اگر ایسا ہو تو یوں کرنا۔
(۱۱) ذنب معصیت کو کہتے ہیں اور قرآن عظیم کے عرف میں اطلاق معصیت عمد ہی سے

خاص نہیں۔ قال اللہ تعالیٰ :

وعصى آدم ربه

آدم نے اپنے رب کی معصیت کی۔

حالانکہ خود فرماتا ہے :

ففسى وله نجد له عزما۔

آدم بھول گیا ہم نے اس کا قصد نہ پایا۔

لیکن سہو نہ گناہ ہے نہ اس پر مواخذہ۔ خود قرآن کریم نے بندوں کو یہ تعلیم فرمائی:
مَاتَنَا لَا تَوَاخِذْنَا نَا نَ لَسِينَا اَوْ اَخْطَاْنَا۔^۱

اے ہمارے رب! ہمیں نہ پکڑ اگر ہم جھولیں یا چوکیں۔

(۱۲) جتنا قُرب زائد اسی قدر احکام کی شدت زیادہ ہے

جن کے رتبے ہیں، سوا ان کو سوا مشکل ہے

بادشاہ جبار جلیل القدر ایک جنگلی گنوار کی جو بات سُن لے گا جو برتاؤ گو ارا کرے گا ہرگز شہریوں سے پسند نہ کرے گا شہریوں میں بازاریوں سے معاملہ آسان ہوگا اور خاص لوگوں سے سخت اور حنا صوں میں درباریوں اور درباریوں میں وزیران ہر ایک پر بار دوسرے سے زائد ہے اس لئے وارد ہوا:

حَسَنَاتُ الْاِبْرَارِ سَيِّئَاتُ الْمُقْرِبِينَ

نیکیوں کے جو نیک کام ہیں مقربوں کے حق میں گناہ ہیں۔

وہاں ترکِ اولے کو بھی گناہ سے تعبیر کیا جاتا ہے حالانکہ ترکِ اولیٰ ہرگز گناہ نہیں۔

(۱۳) آریہ بیچارے جن کے باپ دادا نے بھی کبھی عربی کا نام نہ سُننا، اگر نہ جانے تو ہر ادنیٰ

طالب علم جانتا ہے کہ اضافت کے لئے ادنیٰ ملا بست بس ہے بلکہ یہ عام طور پر فارسی، اردو، ہندی

سب زبانوں میں رائج ہے مکان کو جس طرح اس کے مالک کی نسبت کریں گے یہی کرایہ دار کی طرف۔

یونہی جو عاریتہ لے کر بس رہا ہے اس کے پاس جو ملنے آئے گا یہی کہے گا کہ ہم فلانے کے گھر گئے تھے، بلکہ پیمائش کرنے والے جن کھیتوں کو ناپ رہے ہوں ایک دوسرے سے پوچھے گا تمہارا کھیت کے جزیبہ ہوا

یہاں نہ ملک نہ اجارہ نہ عاریتہ، اور اضافت موجود۔ یونہی بیٹے کے گھر سے جو چیز آئے گی باپ سے

کہہ سکتے ہیں کہ آپ کے یہاں سے عطا ہوا تھا، تو ذنبک سے مراد اہلبیت کی لغزشیں ہیں، اور اُس کے

بعد وللمؤمنین وللمؤمنات تعمیم بعد تخصیص ہے یعنی شفاعت فرمائیے اپنے اہلبیت کرام اور مسلمان

مردوں عورتوں کے لئے۔ اب آریہ کے اُس جنون کا بھی علاج ہو گیا کہ پیروؤں کا ذکر تو بعد کو موجود ہے تعمیم

بعد تخصیص کی مثال خود قرآن عظیم میں ہے:

۱۔ القرآن الکریم ۲/۲۸۶

۲۔ باب التاویل (تفسیر الخازن) تحت لایۃ ۴/۱۹ دار الکتب العلمیہ بیروت ۴/۱۳۶

ارشاد العجل السلیم " " " " دار احیاء التراث العربی بیروت ۸/۹۷

رب اغفر لی ولوالدی وللمن دخل بیتی مؤمنًا وللمؤمنین والمؤمنات ۛ
 اے میرے رب! مجھے بخش دے اور میرے ماں باپ کو اور جو مجھے گھر میں ایمان کے ساتھ آیا
 اور سب مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں کو۔

(۱۴) اسی وجہ پر آیت کریمہ سورۃ فتح میں لام للک تعلیل کا ہے اور ما تقدّم من ذنوبک
 تمہارے اگلوں کے گناہ اعنی سیدنا عبد اللہ وسیدتنا آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے منہا۔ السلام
 تک تمام آبائے کرام و ائمہات طہات باسثناء انبیاء کرام مثل آدم و شیت و نوح و خلیل و اسمعیل
 علیہم الصلوٰۃ والسلام اور مآ تا آخر تمہارے کچھ یعنی قیامت تک تمہارے اہل بیت و ائمہ
 تو حاصل آیت کریمہ یہ ہوا کہ ہم نے تمہارے لئے فتح مبین فرمائی تاکہ اللہ تمہارے سبب سے بخش دے
 تمہارے علاقہ کے سب اگلوں کچھلوں کے گناہ۔ واللہ رب العالمین۔

(۱۵) ما تقدّم و ما تا آخر سے قبل و بعد نزول وخی کا ارادہ جس طرح عبارت تفسیر میں مصرح تھا
 آیت میں قطعاً محتمل۔ اور ہم ثابت کر چکے کہ اب حقیقت ذنب خود مندفع، واللہ الحمد و صلی اللہ
 تعالیٰ علی شفیع المذنبین و بارک و سلم الی یوم الدین و علی آلہ و صحبہ اجمعین۔
 (فتاویٰ رضویہ ج ۲۹ ص ۳۹۵ تا ۴۰۱)

(۴۵) زید کہتا ہے کہ چونکہ عالم الغیب بالواسطہ یا بالعطا کہنا بھی جائز نہیں اور نہ ہی آپ کو
 کُل علم غیب ہے۔ اس کے رد میں فرمایا،
 مگر وہاں یہ اپنی بے حیاتی سے باز نہیں آتے۔ علم غیب عطا ہونا اور لفظ ”عالم الغیب“ کا
 اطلاق اور بعض اجلہ اکابر کے کلام میں اگرچہ بندہ مومن کی نسبت صریح لفظ ”یعلم الغیب“
 وارد ہے کما فی مرقاة المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح للہلا علی القاری (جیسا کہ ملا علی قاری
 کی مرقاة المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح میں ہے۔ ت) بلکہ خود حدیث سیدنا عبد اللہ بن عباس
 رضی اللہ تعالیٰ عنہما میں سیدنا خضر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نسبت ارشاد ہے،
 کان رجلاً یعلم علم الغیب ۛ
 وہ مرد کامل ہیں جو علم غیب جانتے ہیں۔ (ت)

مگر ہماری تحقیق میں لفظ ”عالم الغیب“ کا اطلاق حضرت عزت عز جلالہ کے ساتھ خاص ہے کہ اس سے عرفاً علم بالذات متبادر ہے۔ کشف میں ہے ،

المراد به الخفى الذى لا ينفذ فيه ابتداء العلم اللطيف الخبير ولهذا لا يجوز ان يطلق فيقال فلان يعلم الغيب

اس سے مراد پوشیدہ شے ہے جس تک ابتداءً (بالذات) سوائے باری کی جاننے والے یا خیر (اللہ تعالیٰ) کے کسی کے علم کی رسائی نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ علی الاطلاق یوں کہنا کہ فلاں غیب جانتا ہے جائز نہیں۔ (ت)

اور اس سے انکار معنی لازم نہیں آتا۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قطعاً بے شمار غیوب و ماکان و مایکون کے عالم ہیں مگر عالم الغیب صرف اللہ عز وجل کو کہا جائے گا جس طرح حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قطعاً عزت جلالت والے ہیں تمام عالم میں ان کے برابر کوئی عزیز و جلیل نہیں نہ ہو سکتا ہے، مگر محمد عز وجل کہنا جائز نہیں بلکہ اللہ عز وجل و محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ غرض صدق و صورت معنی کو جواز اطلاق لفظ لازم نہیں نہ منع اطلاق لفظ کو نفی صحت معنی۔ امام ابن المنیر اسکندری کتاب الانتصاف میں فرماتے ہیں :

کم من معتقد لا يطلق القول به خشية ايها مغير مما لا يجوز اعتقاده فلا ربط بين الاعتقاد والاطلاق

بہت سے معتقدات ہیں کہ جن کے ساتھ قول کا اطلاق اس ڈر سے نہیں کیا جاتا کہ ان میں ایسے غیر کا ایہام ہوتا ہے جس کا اعتقاد جائز نہیں، لہذا اعتقاد اور اطلاق کے درمیان کوئی لزوم نہیں (ت) یہ سب اس صورت میں ہے کہ مقید بقید اطلاق اطلاق کیا جائے یا بلا قید علی الاطلاق مثلاً عالم الغیب یا عالم الغیب علی الاطلاق، اور اگر ایسا نہ ہو بلکہ بالواسطہ یا بالعطار کی تصریح کر دی جائے تو وہ محذور نہیں کہ ایہام زائل اور مراد حاصل۔ علامہ سید شریف قدس سرہ حواشی کشف میں فرماتے ہیں :

وانما لم يجوز الاطلاق في غيره تعالى لانه يتبادر منه تعلق علمه به ابتداء فيكون تناقضاً واما اذا قيد وقيل اعلمه الله تعالى الغيب او اطلعه

علیہ فلا محذور فیہ لے

علم غیب کا اطلاق غیر اللہ پر اس لئے ناجائز ہے کہ اس سے غیر اللہ کے علم کا غیب کے ساتھ ابتداء (بالذات) متعلق ہونا متبادر ہوتا ہے تو اس طرح تناقض لازم آتا ہے۔ لیکن اگر علم غیب کے ساتھ کوئی قید لگادی جائے اوریوں کہا جائے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو غیب کا علم عطا فرمایا ہے یا اس کو غیب پر مطلع فرمایا ہے تو اس صورت میں کوئی ممانعت نہیں۔ (ت)

زید کا قول کذب صریح و جہل قبیح ہے، کذب تو ظاہر کہ بے ممانعت شرعی اپنی طرف سے عدم جواز کا حکم لگا کر شریعت و شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام اور رب العزت جل و علا پر اقرار کر رہا ہے۔

قال اللہ تعالیٰ ، ولا تقولوا لما تصف السنتکم الکذب ہذا حلال و ہذا حرام لتفتنوا علی اللہ الکذاب ان الذین یفترون علی اللہ الکذاب لا یفلحون ۵ متاع قليل ولہم عذاب الیم ۶

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا، اور نہ کہو اسے جو تمہاری زبانیں جھوٹ بیان کرتی ہیں یہ حلال ہے اور یہ حرام ہے کہ اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھو، بیشک جو اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھتے ہیں ان کا بھلا نہ ہوگا، محذور ابرتنا ہے، اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔ (ت)

اور جہل فاضح یہ کہ عالم الغیب صفت مختصہ باری تعالیٰ ہونے پر بالواسطہ و بالعطا کہنے کے عدم جواز کو متفرع کر رہا ہے شاید اس کے نزدیک علم غیب بالواسطہ و بالعطا خاصہ باری تعالیٰ ہے یعنی دوسرے کے دیئے سے علم غیب خاص اللہ کو ہوتا ہے اس کے غیر کو علم غیب بالذات بلا واسطہ ہے ایسا ہے تو اس سے بڑھ کر اور کفر اشد کیا ہے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۲۹ ص ۴۰۴ تا ۴۰۶)

(۴۶) اثبات علم غیب کے بارے میں رسالہ ”خالص الاعتقاد“ میں فرمایا،

امروم ؛ بندوں کو علم غیب عطا ہونے کی سندیں اور آیات لفظی کی مراد۔

انہیں عبارات سے یہ بھی واضح ہو گیا کہ علم غیب کا خاصہ حضرت عزت ہونا بیشک حق ہے اور کیوں نہ ہو کہ رب عز وجل فرماتا ہے ،

۱۔ حاشیہ سید الشریف علی الکشاف تحت آیت ۲/۳ انتشارات آفتاب تہران ۱۳۸/۱

۲۔ القرآن الکریم ۱۶/۱۱۶، ۱۱۷

قل لا یعلم من فی السموات والارض الغیب الا اللہ

تم فرمادو کہ آسمانوں اور زمین میں اللہ کے سوا کوئی عالم الغیب نہیں۔

اور اس سے مراد وہی علم ذاتی و علم محیط ہے کہ وہی باری عز و جل کے لئے ثابت ہے اور اس سے مخصوص ہیں علم عطائی کہ دوسرے کا دیا ہوا ہو، علم غیر محیط کہ بعض اشیاء سے مطلع بعض سے ناواقف ہو، اللہ عز و جل کے لئے ہو ہی نہیں سکتا، اس سے مخصوص ہونا تو دوسرا درجہ ہے۔ اور اللہ عز و جل کی عطا سے علوم غیب غیر محیط کا انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو ملنا بھی قطعاً حق ہے، اور کیوں نہ ہو کہ رب عز و جل فرماتا ہے :

(۱) وما کان اللہ لیطلعکم علی الغیب ولكن اللہ یجتبیٰ من رسلہ من یشاء

اللہ اس لئے نہیں کہ تم لوگوں کو غیب پر مطلع کرے ہاں اللہ اپنے رسولوں سے جسے

چاہتا ہے چن لیتا ہے۔

(۲) اور فرماتا ہے :

عالم الغیب فلا یظہر علی غیبہ احدا الا من ارضیٰ من رسول

اللہ عالم الغیب ہے تو اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں کرتا سوا اپنے پسندیدہ رسولوں کے۔

(۳) اور فرماتا ہے :

وما ہو علی الغیب بضنین

یہ نبی غیب کے بتانے میں بخیل نہیں۔

(۴) اور فرماتا ہے :

ذلک من انباء الغیب نوحیہ الیک

اے نبی! یہ غیب کی باتیں ہم تم کو مخفی طور پر بتاتے ہیں۔

(۵) حتیٰ کہ مسلمانوں کو فرماتا ہے :

یؤمنون بالغیب۔ غیب پر ایمان لاتے ہیں۔

۱۴۹/۳ القرآن الکریم

۲۴/۸۱ " ۵۴

۳/۲ " ۵۶

۶۵/۲۴ القرآن الکریم

۲۴/۲۶ " ۵۵

۱۰۲/۱۲ " ۵۷

ایمان تصدیق ہے اور تصدیق علم ہے جس شے کا اصلاً علم ہی نہ ہو اس پر ایمان لانا کیونکر ممکن۔ لاہرم
تفسیر کبیر میں ہے :

(۶) لا یمتنع ان تقول نعلم من الغیب ما لنا علیہ دلیل

یہ کہنا کچھ منع نہیں کہ ہم کو اس غیب کا علم ہے جس میں ہمارے لئے دلیل ہے۔

(۷) نسیم الریاض میں ہے :

لم یكلفنا الله الايمان بالغیب الا وقتصفیح لنا باب غیبہ۔

ہمیں اللہ تعالیٰ نے ایمان بالغیب کا جیسی حکم دیا ہے کہ اپنے غیب کا دروازہ ہمارے لئے کھول

دیا ہے۔

فقیر نے تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے کہا تھا یہ ائمہ علماء جو اپنے لئے مان رہے
ہیں معلوم نہیں کہ مخالفین ان پر کون سا حکم جڑیں۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۲۹ ص ۴۳۸، ۴۳۹)

(۲۷) رسالہ ”خالص الاعتقاد“ میں مزید فرمایا :

(۱۸ و ۱۹) تفسیر معالم و تفسیر خازن میں زیر قولہ تعالیٰ ”وما هو علی الغیب بضنین“ ہے :

يقول انه صلى الله تعالى عليه وسلم ياتيه علم الغیب فلا يخل به علیہ

بل يعلمہ

یعنی اللہ عز وجل فرماتا ہے : ”میرے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو غیب کا علم آتا ہے وہ تمہیں
بتانے میں بخل نہیں فرماتے ہیں بلکہ تم کو بھی اس کا علم دیتے ہیں۔

(۲۰) تفسیر بیضاوی زیر قولہ تعالیٰ ”وعلمنہ من لدنا علماً“ ہے :

۱۔ مفاتیح الغیب (التفسیر الکبیر) تحت لایۃ ۲/۳ دار الکتب العلمیہ بیروت ۲۷/۲

۲۔ نسیم الریاض فصل ومن ذلك اطلع علیہ من الغیوب مرکز المہفت برکات رضا گجرات ہند ۱۵۱/۳

۳۔ القرآن الکریم ۲۲/۸

۴۔ معالم التنزیل تحت لایۃ ۲۲/۸ دار الکتب العلمیہ بیروت ۲۲۲/۴

باب التاویل فی معانی التنزیل (تفسیر الخازن) ” ” ” ۳۹۹/۴

۵۔ القرآن الکریم ۶۵/۱۸

حضور کو نبی اس لئے کہا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور کو اپنے غیب کا علم دیا۔
(۲۵) اُسی میں ہے :

قد اشتهروا وانتشروا صلى الله تعالى عليه وسلم بين اصحابه بالاطلاع
على الغيوب

بیشک صحابہ کرام میں مشہور و معروف تھا کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو غیبوں کا علم ہے۔ (۲۶) اُسی کی شرح زر قافی میں ہے :

اصحابہ صلو اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جازمون باطلاعه علی الغیب^۲۔
صحابہ کرام یقین کے ساتھ حکم لگاتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو غیب کا علم ہے۔
(۲۷) علی قاری شرح بُردہ شریف میں فرماتے ہیں؛

علمه صلى الله تعالى عليه وسلم حاول فتنون العلم (الى ان قال) ومترها علمه
بالامور الخبيّة ۛ

رسول اللہ ﷺ علیہ وسلم کا علم اقسامِ علم کو حاوی ہے غیبیوں کا علم بھی حضور کی شانوں سے ایک شاخ ہے۔

(۲۸) تفسیر امام طبری میں اور تفسیر درمنثور میں بروایت ابو بکر بن ابی شیبہ استاذ امام بخاری و مسلم وغیرہ ائمہ محدثین سیدنا امام مجاہد تمیذ خاص حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے ہے :

انه قال في قوله تعالى "ولئن سألتهم ليقولن انما كنا نخوض ونلعب" قال
 رجل من المتفقين يحدثنا محمد بن ناقة فلان يوادى كذا وكذا في يوم كذا وكذا او ما يدريه
 بالغيب

له الواجب اللبثية المقصد الثامن الفصل الثالث المكتب الاسلامي بيروت ٥٥٢/٣

٢ شرح الزرقاني على المواهب اللدنية // دار المعرفة بيروت ٢٠٠/٤

سنة الزبدة العدة شرح البردة تحت شعرو واقفون لديه عند حرم التي جمعت علماء سكندرية خيرا في سنة ٥٨٥

۴۵/۹ تحت لآیۃ ۹۵ دار احیاء التراث العربی بیروت ۱۰/۱۹۶

الدر المنثور بحواله ابن ابى شيبه وغيره " " " " " " م / ٣١٠

انہوں نے فرمایا: اللہ کے قول ”وَلَمَّا سَأَلْتَهُمِ الْخُبْرَ“ کی تفسیر میں کہ منافقین میں سے ایک شخص نے کہا کہ محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ہم سے بیان کرتے ہیں کہ فلاں کی اونٹنی فلاں دن فلاں فلاں وادی میں ہے۔ بھلا وہ غیب کی باتیں کیا جانیں۔ (ت)

یعنی کسی کا نافرمان ہو گیا ہمارا رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا کہ ”وہ فلاں جنگل میں ہے“ ایسا منافق بولا، ”محمد غیب کیا جانیں“ اسی پر اللہ عزوجل نے یہ آیت کریمہ اتاری کہ ان سے فرما دیجئے کہ ”اللہ اور اس کے رسول اور اس کی آیتوں سے ٹھٹھا کرتے ہو، بہانے نہ بناؤ، تم کافر ہو چکے ایمان کے بعد۔“ (فتاویٰ رضویہ ج ۲۹ ص ۴۰ تا ۴۳)

(۴۸) رسالہ مذکورہ (خالص الاعتقاد) میں فرمایا:

(۳۲) تفسیر کبیر میں ہے:

قوله ولا اعلم الغيب يدل على اعترافه بانہ غير عالم بكل المعلومات یعنی آیت میں جو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ارشاد ہوا تم فرما دو میں غیب نہیں جانتا، اس کے یہ معنی ہیں کہ میرا علم جمیع معلومات الہیہ کو حاوی نہیں۔

(۳۳ و ۳۴) امام قاضی عیاض شفا شریف اور علامہ شہاب الدین خفاجی اس کی تفسیر الریاض میں فرماتے ہیں:

(هذه المعجزة) في اطلاعه صلى الله تعالى عليه وسلم على الغيب (المعلومة على لقطع) بحديث لا يمكن انكارها والتودد فيها لاحد من العقلاء (للكثرة) روايتها واتفاق معانيها على الاطلاع على الغيب) وهذا الاينافي الايات الدالة على انه لا يعلم الغيب الا الله وقوله ولو كنت اعلم الغيب لاستكثرت من الخير فان النفع علمه من غير واسطة واما اطلاعه صلى الله تعالى عليه وسلم باعلام الله تعالى له فامر متحقق يقوله تعالى فلا يظهر على غيبه الا من ارضى من رسول

رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کا معجزہ علم غیب یقیناً ثابت ہے جس میں کسی عاقل کو انکار یا تردد کی گنجائش نہیں کہ اس میں احادیث بکثرت آئیں اور ان سب سے بالاتفاق حضور کا علم غیب ثابت ہے، اور یہ ان آیتوں کے منافی نہیں جو بتاتی ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی غیب نہیں جانتا اور یہ کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اس کلمہ کا حکم ہو کہ میں غیب جانتا تو اپنے لئے بہت خیر جمع کر لیتا اس لئے کہ آیتوں میں نفی اس علم کی ہے جو بغیر خدا کے بتائے ہو اور اللہ تعالیٰ کے بتائے سے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو علم غیب ملتا تو قرآن عظیم سے ثابت ہے کہ اللہ اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں کرتا سوائے اپنے پسندیدہ رسول کے۔ (ت)

۱۵ مفتاح الغیب

۱۵ نسیم الریاض شرح الشفا للقاضی عیاض ومن ذلک اطلع علیہ من الغیب مرکز اہلسنت بکراؤض ۱۵

(۳۵) تفسیر نیشاپوری میں ہے ، ۴۴۵

لا اعلم الغیب فیہ دلالة على ان الغیب بالاستقلال لا يعلمہ الا اللہ ﷻ
آیت کے یہ معنی ہیں کہ علم غیب جو بذات خود ہو وہ خدا کے ساتھ خاص ہے۔

(۳۶) تفسیر النموذج جلیل میں ہے ،

معناه لا يعلم الغیب بلا دلیل الا اللہ او بلا تعلیم الا اللہ او جمیع الغیب الا اللہ۔
آیت کے یہ معنی ہیں کہ غیب کو بلا دلیل و بلا تعلیم جاننا یا جمیع غیب کو محیط ہونا یہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے۔

(۳۷) جامع الفصولین میں ہے :

يجاب بانه يمكن التوفيق بان المنفى هو العلم بالاستقلال لا العلم بالاعلام
او المنفى هو المجزوم به لا المظنون ويؤيده قوله تعالى اتجعل فيها
من يفسد فيها الآية لانه غيب اخبر به الملكة ظنا منهم او باعلام الحق
فيلبغى ان يكفر لو ادعاه مستقلاً لا لو اخبر به باعلام في نومه او يقظته بنوع
من الكشف اذ لا منافاة بينه وبين الآية لما مر من التوفيق ﷻ

(یعنی فقہاء نے دعویٰ علم غیب پر حکم کفر کیا اور حدیثوں اور ائمہ ثقات کی کتابوں میں بہت
غیب کی خبریں موجود ہیں جن کا انکار نہیں ہو سکتا ، اس کا جواب یہ ہے کہ ان میں تطبیقی یوں ہو سکتی
ہے کہ فقہاء نے اس کی نفی کی ہے کہ کسی کے لئے بذات خود علم غیب مانا جائے ، خدا کے بتائے سے
علم غیب کی نفی نہ کی ، یا نفی قطعی کی ہے نہ ظنی کی ، اور اس کی تائید یہ آیت کریمہ کرتی ہے فرشتوں نے
عرض کی کیا تو زمین میں ایسوں کو خلیفہ کرے گا جو اس میں فساد و خوریزی کریں گے ۔ ملائکہ غیب
کی خبر بولے مگر ظناً یا خدا کے بتائے سے ۔ تو تکفیر اس پر چاہئے کہ کوئی بے خدا کے بتائے علم غیب
ملنے کا دعویٰ کرے نہ یوں کہ براہ کشف جاگتے یا سوتے میں خدا کے بتائے سے ، ایسا علم غیب
آیت کے کچھ منافی نہیں ۔

۱۱۰/۷ مصطفیٰ ابابنی مصر تحت آیت ۶/۵

۵۲

۳۷ جامع الفصولین الفصل الثامن الثلاثون اسلامی کتب خانہ کراچی ۳۰۲/۲

(۳۸ و ۳۹) رد المحتار میں امام صاحب ہدایہ کی مختارات التوازل سے ہے :

لو ادعی علم الغیب بنفسه یکفر لہ

اگر بذات خود علم غیب حاصل کر لینے کا دعویٰ کرے تو کافر ہے۔

(۴۰ تا ۴۴) اسی میں ہے :

قال فی التتار خانیة وفي الحجة ذكر فی الملتقط انه لا يكفر لان الاشياء تعرض
على روح النبي صلى الله تعالى عليه وسلم وات الرسل يعرفون بعض الغيب
قال الله تعالى عالم الغيب فلا يظهر على غيبه احدا الا من ارى قضى من رسول اه، قلت
بل ذكروا في كتب العقائد ان من جملة كرامات الاولياء الاطلاع على بعض المغيبات
وسموا على المعتزلة المستدلين بهذه الايات على نفيها۔

”تانا رخنہ میں ہے کہ فتاویٰ حجہ میں ہے ملتقط میں فرمایا کہ ”جس نے اللہ و رسول کو گواہ کر کے
نکاح کیا کافر نہ ہوگا کہ اشیا۔ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی روح مبارک پر عرض کی جاتی ہیں اور
بیشک رسولوں کو بعض علم غیب ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، ”غیب کا جاننے والا تو اپنے غیب
پر کسی کو مستط نہیں کرتا مگر اپنے پسندیدہ رسولوں کو۔ علامہ شامی نے فرمایا کہ بلکہ ائمہ اہلسنت نے
کتب عقائد میں فرمایا کہ بعض غیبوں کا علم ہونا اولیاء کی کرامت سے ہے اور معتزلہ نے اس آیت کو
اولیاء کرام سے اس کی نفی پر دلیل قرار دیا۔ ہمارے ائمہ نے اس کا رد کیا یعنی ثابت فرمایا کہ
آیہ کریمہ اولیاء سے بھی مطلقاً علم غیب کی نفی نہیں فرماتی۔

(۴۵) تفسیر غرائب القرآن و رغائب الفرقان میں ہے :

لم ينف الا الدراية من قبل نفسه وما نفى الدراية من جهة الوحي
رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم نے اپنی ذات سے جاننے کی نفی فرمائی ہے خدا کے بتائے سے
جاننے کی نفی نہیں فرمائی۔

(۴۶ و ۴۷) تفسیر جمل شرح جلالین و تفسیر خازن میں ہے :

- | | |
|-------|---|
| ۲۹۴/۳ | ۱۔ رد المحتار کتاب الجہاد باب المرتد دار احیاء التراث العربی بیروت |
| ۲۷۶/۲ | ۲۔ رد المحتار کتاب النکاح قبیل فصل فی المحدثات ” ” ” ” ” |
| ۸/۲۶ | ۳۔ غرائب القرآن (تفسیر النیسابوری) تحت آیت ۹/۴۶ مصطفیٰ الباب فی مصر |

المعنى لا اعلم الغيب الا ان يطلعنى الله تعالى عليه به
آيت میں جو ارشاد ہوا کہ میں غیب نہیں جانتا، اس کے معنی یہ ہیں کہ میں بے خدا کے بتائے
نہیں جانتا۔

(۴۸) تفسیر البیضاوی میں ہے :

لا اعلم الغيب ما لم يوح الي ولم ينصب عليه دليل
آیت کے یہ معنی ہیں کہ جب تک کوئی وحی یا کوئی دلیل تم نہ ہو مجھے بذات خود غیب کا علم نہیں ہوتا۔
(۴۹) تفسیر عنایۃ القاضی میں ہے :

وعنده مفاتيح الغيب وجه اختصا صرهما به تعالى انه لا يعلمها كما هي ابتداءً
الآهو

یہ جو آیت میں فرمایا کہ غیب کی کنجیاں اللہ ہی کے پاس ہیں اُس کے سوا انھیں کوئی نہیں جانتا
اس خصوصیت کے یہ معنی ہیں کہ ابتداءً بغیر بتائے ان کی حقیقت دوسرے پر نہیں کھلتی۔

(۵۰) تفسیر علامہ نیشاپوری میں ہے :

(قل لا اقول لكم) لم يقل ليس عندى خزائن الله ليعلم ان خزائن الله
وهي العلم بحقائق الاشياء وما هياتها عند صلي الله تعالى عليه وسلم باستجابة
دعائه صلى الله تعالى عليه وسلم في قوله امرنا الاشياء كما هي ولكنه يكلم الناس على
قدر عقولهم (ولا اعلم الغيب) اى لا اقول لكم هذا مع انه قال صلى الله تعالى
عليه وسلم علمت ما كان وما سيكون ثم مختصراً۔

یعنی ارشاد ہوا کہ اے نبی! فرما دو کہ میں تم سے نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں، یعنی
یہ نہیں فرمایا کہ اللہ کے خزانے میرے پاس نہیں بلکہ یہ فرمایا کہ میں تم سے نہیں کہتا کہ مجھے پاس ہیں،
تاکہ معلوم ہو جائے کہ اللہ کے خزانے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس ہیں مگر حضور لوگوں

۱۵۸/۳	دار الفکر بیروت	۵۰/۶	۱۵۸/۲ و ۲۸۰/۲	۱۵۸/۳	۱۵۸/۳
۴۱۰/۲	دار صادر بیروت	۵۸/۶	۵۰/۶	۵۸/۶	۵۰/۶
۴۳/۴	مصطفیٰ البابی مصر	۵۰/۶	۵۰/۶	۵۰/۶	۵۰/۶
۱۱۲/۷					

ہے ان کی سمجھ کے قابل باتیں فرماتے ہیں، اور وہ خروا نے کیا ہیں، تمام اشیاء کی حقیقت و ماہیت کا علم۔ حضور نے اسی کے ملنے کی دعا کی اور اللہ عز و جل نے قبول فرمائی۔ پھر فرمایا، میں غیب نہیں جانتا یعنی تم سے نہیں کہتا کہ مجھے غیب کا علم ہے۔ ورنہ تصور تو خود فرماتے ہیں، مجھے ماکان و مایکون کا علم ملا یعنی جو کچھ ہو گزرا اور جو کچھ قیامت تک ہونے والا ہے انتہے۔

الحمد لله اس آیت کریمہ کی کہ ”فرما دو میں غیب نہیں جانتا“ ایک تفسیر وہ تھی جو تفسیر کبیر سے گزری کہ احاطہ جمیع غیوب کی نفی ہے نہ کہ غیب کا علم ہی نہیں۔
دوسری وہ تھی جو بہت کتب سے گزری کہ بے خدا کے بتائے جاننے کی نفی ہے نہ یہ کہ بتائے سے بھی مجھے علم غیب نہیں۔

اب بحمد اللہ تعالیٰ سب سے لطیف ترین تفسیری تفسیر ہے کہ میں تم سے نہیں کہتا کہ مجھے علم غیب ہے اس لئے کہ اے کافرو! تم ان باتوں کے اہل نہیں ہو ورنہ واقع میں مجھے ماکان و مایکون کا علم ملا ہے۔
والحمد لله رب العالمین۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۲۹ ص ۲۶ تا ۲۵۰)

(۴۹) مزید فرمایا:

(۷۵) تفسیر کبیر میں زیر آیت کریمہ و کذلک نری ابراہیم ملکوت السموات والارض
(اور اسی طرح ہم ابراہیم کو دکھاتے ہیں ساری بادشاہی آسمانوں اور زمین کی۔ ت) فرمایا،
الاطلاع على آثار حكمة الله تعالى في كل واحد من مخلوقات هذا العالم بحسب اجناسها وانواعها واصنافها واشخاصها واحوالها مما لا يحصل الا للاكابر من الانبياء عليهم الصلوة والسلام ولهذه المعنى كان رسولنا صلى الله تعالى عليه وسلم يقول في دعائه اللهم امرنا الاشياء كما هي

اس عالم کی تمام جنسوں اور نوعوں اور صنفوں اور شخصوں اور جرموں ہر ہر مخلوق میں حکمت الہیہ کے آثار پر انھیں اکابر کو اطلاع ہوتی ہے جو انبیاء ہیں علیہم الصلوٰۃ والسلام۔ اسی لئے حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دعا فرمائی کہ الہی! ہم کو تمام چیزیں جیسی وہ ہیں دکھا دے۔
(فتاویٰ رضویہ ج ۲۹ ص ۲۶۰)

۱۵ القرآن الکریم ۶/۵

۱۶ مفاتیح الغیب (التفسیر الکبیر) تحت آیت ۶/۵ دارالکتب العلمیہ بیروت ۱۳/۳۷

(۵۰) مزید فرمایا :

(۷۶) یہی مضمون شریف تفسیر نیشاپوری میں بایں عبارت ہے :

الاطلاع علی تفاصیل آثار حکمة اللہ تعالیٰ فی کل واحد من مخلوقات هذه
العالم بحسب اجناسها وانواعها واصنافها واشخاصها وعوارضها ولواحقها کما
هی لا تحصل الا لاکابر الانبیاء ولهذا قال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فی
دعائه ارسنی الاشیاء کما هی ۔

ان عالموں کی مخلوقات میں سے ہر ایک کے تمام آثار حکمت الہیہ پر ان کی جنسوں ، نوعوں ،
قسموں اور فردوں نیز عوارض ولواحق حقیقیہ پر مطلع ہونا اکابر انبیاء کے علاوہ کسی کو حاصل نہیں
ہوتا، اسی وجہ سے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دعا میں عرض کیا کہ مجھے اشیاء کی حقیقتیں جیسی
وہ ہیں دکھا۔ (ت)

اس میں آثار حکمة اللہ کے ساتھ تفصیل زائد ہے اور هذا العالم کی جگہ
هذه العالم ہے کہ نظر تفصیلی پر زیادہ دلالت کرتا ہے، اور اجناس وانواع واصناف و
اشخاص کے ساتھ عوارض ولواحق بھی مذکور ہے کہ احاطہ جملہ جواہر و اعراض میں تصریح تر ہو اگرچہ
اجناس عالم میں عوارض بھی داخل تھے پھر ان کے ساتھ کما ہی کا لفظ اور زیادہ ہے کہ صحت علم
غیر مشوب بالخطا والوہم (غلطی اور وہم کی آلاش سے پاک۔ ت) کی تاکید ہو فجزاہم اللہ
تعالیٰ خیر جزاء امین۔

(۷۷) نیشاپوری میں زیر آیہ کریمہ ”وجئنا بک علی ہؤلاء شہیدا“ (اور اے محبوب !
تمہیں ان سب پر گواہ اور نگہبان بنا کر لائیں گے۔ ت) فرمایا :

لا تروحه صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم شاہد علی جمیع الاسرار و
القلوب والنفوس لقوله صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اول ما خلق اللہ روحی ۔
یہ جو رب عز وجل نے اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے فرمایا کہ ”ہم تمہیں ان

۱۔ غرائب القرآن (تفسیر النیسابوری) آیہ ۶/۵ ، مصطفیٰ البابی بصرہ ۱۴۱/۷

۲۔ القرآن الکریم ۴/۴۱

۳۔ غرائب القرآن

سب پر گواہ بنا کر لائیں گے“ اس کی وجہ یہ ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی روحِ انور تمام جہان میں ہر ایک کی روح، ہر ایک کے دل، ہر ایک کے نفس کا مشاہدہ فرماتی ہے (کوئی روح کوئی دل، کوئی نفس اُن کی نظرِ کریم سے اوجھل نہیں، جب تو سب پر گواہ بنا کر لائے جائیں گے کہ شاہد کو مشاہدہ ضرور ہے) اس لئے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے میری روحِ کریم کو پیدا کیا (تو عالم میں جو کچھ ہوا حضور کے سامنے ہی ہوا)۔

(۷۸) حافظ الحدیث سیدی احمد سلجماسی قدس سرہ اپنے شیخِ کریم حضرت سیدی عبدالعزیز ابن مسعود دباغ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کتابِ مستطابِ ابریز میں روایت فرماتے ہیں کہ انھوں نے آیہ کریمہ ”وَعَلَّمَ آدَمَ الْأَسْمَاءَ كُلَّهَا“ (اور اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو تمام اشیاء کے نام سکھائے۔ ت) کے متعلق فرمایا،

المراد بالاسماء الاسماء العالیة لا الاسماء النازلہ فان کل مخلوق لہ اسم عال واسم نازل، فالاسم النازل هو الذی یشعر بالمستی فی الجملة والاسم العالی هو الذی یشعر باصل المستی ومن اتی شیء هو وبفائدة المستی ولا ی شیء یصلح الفاس من سائر ما یستعمل فیہ وکیفیة صنعة الحداد لہ فیعلم من مجرد سماع لفظة هذه العلوم والمعارف المتعلقة بالفاس وھكذا کل مخلوق، والمراد بقولہ تعالیٰ ”الاسماء کلھا“ الاسماء التي یطیقھا آدم ویحتاج الیہا سائر البشر اولھم بہا تعلق وھی من کل مخلوق تحت العرش الی ما تحت الارض فی ذلک الجنة والنار والسہوت السبع وما فیہن وما یدنھن وما بین السماء والارض وما فی الارض من البراری والقفار والودیة والبحار والاشجار فکل مخلوق فی ذلک ناطق او جامد الا وادم یعرف من اسمہ تلك الامور الثلاثة اصلہ وفائدتہ وکیفیة ترتیبہ ووضع شکلہ فیعلم من اسم الجنة من ایت خلقت ولا یتی شیء خلقت وترتیب مراتبہا وجميع ما فیہا من الحور وعدد من یسکنہا بعد البعث ویعلم من

لفظ الناس مثل ذلك ويعلم من لفظ السباء مثل ذلك ولاي شئ كانت الاولى في محلها
والثانية وهكذا في كل سباء ويعلم من لفظ الملكة من اتي شئ خلقوا ولاي
شئ خلقوا وكيفية خلقهم وترتيب مراتبهم وباي شئ استحق هذا الملك هذا
المقام واستحق غيره مقاماً آخر وهكذا في كل ملك في العرش الى ما تحت
العرش، فهذه علوم آدم واولاده من الانبياء عليهم الصلوة والسلام والاولياء
الكليل رضى الله تعالى عنهم اجمعين، وانما خص آدم بالذكر لانه اول من علم
هذه العلوم ومن عليها من اولاده فانها علمها بعدة وليس المراد انه لا يعلمها
الا آدم وانما خصصناها بما يحتاج اليه وذريته وبما يطيقونه لئلا يلزم من عدم
التخصص الاحاطة بمعلومات الله تعالى وانما قال "تنزلت" اشارة الى الفرق بين
علم النبي صلى الله تعالى عليه وسلم بهذه العلوم وبين علم آدم وغيره من الانبياء
عليهم الصلوة والسلام بها فانهم اذا توجهوا اليها يحصل لهم شبه مقام عن مشاهدة الحق
سبحانه وتعالى واذا توجهوا نحو مشاهدة الحق سبحانه وتعالى حصل لهم شبه
النوم عن هذه العلوم، وبنينا صلى الله تعالى عليه وسلم لقوته لا يشغله هذا
عن هذا فهو اذا توجه نحو الحق سبحانه وتعالى حصلت له المشاهدة التامة و
حصل له مع ذلك مشاهدة هذه العلوم وغيرها مما لا يطلق واذا توجه نحو
هذه العلوم حصلت له مع حصول هذه المشاهدة في الحق سبحانه وتعالى فلا
تحجبه مشاهدة الحق عن مشاهدة الخلق ولا مشاهدة الخلق عن مشاهدة الحق
سبحانه وتعالى له

اس کلام نورانی و اعلام ربانی ایمان افروز، کفران سوز کا خلاصہ یہ ہے کہ ہر چیز کے دو نام
ہیں علوی و سفلی۔ سفلی نام تو صرف مسمیٰ سے صرف ایک گوئے آگاہی دیتا ہے۔ اور علوی نام سُنتے
ہی یہ معلوم ہو جاتا ہے کہ مسمیٰ کی حقیقت و ماہیت کیا ہے اور کیونکر پیدا ہوا اور کاجے سے بنا
اور کس لئے بنا۔ آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تمام اشیاء کے یہ علوی نام تعلیم فرمائے گئے جس سے
انھوں نے حسب طاقت و حاجت بشری تمام اشیاء جان لیں، اور یہ زیر عرش سے زیر فرش

تک کی تمام چیزیں ہیں جس میں جنت و دوزخ و ہفت آسمان اور جو کچھ اُن میں ہے اور جو کچھ ان کے درمیان ہے اور جو کچھ آسمان و زمین کے درمیان ہے اور جنگل اور صحرا اور نالے اور دریا اور درخت وغیرہ جو کچھ زمین میں ہے غرض یہ تمام مخلوقات ناطق و غیر ناطق ان کے صرف نام سننے سے آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو معلوم ہو گیا کہ عرش سے فرش تک ہر شے کی حقیقت یہ ہے اور فائدہ یہ ہے اور اس ترتیب سے اس شکل پر ہے، جنت کا نام سننے ہی اُنھوں نے جان لیا کہ کہاں سے بنی اور کس لئے بنی اور اس کے مرتبوں کی ترتیب کیا ہے اور جس قدر اس میں حوریں ہیں اور قیامت کے بعد اتنے لوگ اس میں جائیں گے۔ اسی طرح نار (دوزخ)، یوں ہی آسمان، اور یہ کہ پہلا آسمان وہاں کیوں ہوا اور دوسرا دوسری جگہ کیوں ہوا۔ اسی طرح ملائکہ کا لفظ سننے سے اُنھوں نے جان لیا کہ کاہے سے بنے اور کیونکہ بنے اور ان کے مرتبوں کی ترتیب کیا ہے اور کس لئے یہ فرشتہ اس مقام کا مستحق ہو اور دوسرا دوسرے کا۔ اسی طرح عرش سے زیر زمین تک ہر فرشتے کا حال۔ اور یہ تمام علوم صرف آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی کو نہیں بلکہ ہر نبی اور ہر ولی کامل کو عطا ہوئے ہیں علیہم الصلوٰۃ والسلام۔ آدم کا نام خاص اس لئے لیا کہ ان کو یہ علوم پہلے ملے۔ پھر فرمایا کہ ہم نے بقدر طاقت و حاجت کی قید لگا کر صرف عرش تا فرش کی تمام اشیاء کا احاطہ اس لئے رکھا کہ جملہ معلومات الہیہ کا احاطہ نہ لازم آئے اور ان علوم میں ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و دیگر انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام میں یہ فرق ہے کہ اور جب ان علوم کی طرف متوجہ ہوتے ہیں تو ان کو مشاہدہ حضرت عزت جلالہ سے ایک گونہ غفلت سی ہو جاتی ہے اور جب مشاہدہ حق کی طرف توجہ فرمائیں تو ان علوم کی طرف سے ایک تیندسی آجاتی ہے مگر ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ان کی کمال قوت کے سبب ایک علم دوسرے علم سے مشغول نہیں کرتا، وہ عین مشاہدہ حق کے وقت ان تمام علوم اور ان کے سوا اور علموں کو جانتے ہیں جن کی طاقت کسی میں نہیں اور ان علوم کی طرف عین توجہ میں مشاہدہ حق فرماتے ہیں اور ان کو نہ مشاہدہ حق مشاہدہ خلق سے پردہ ہونہ مشاہدہ خلق مشاہدہ حق سے۔ پاکی و بلندی اُسے جس نے اُن کو یہ علوم اور یہ قوتیں بخشیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۲۹ ص ۴۶۱ تا ۴۶۵)

(۵۱) رسالہ "خالص الاعتقاد" میں مزید فرمایا :

(۱۰۲) امام رازی تفسیر کبیر میں ردِ معتزلہ کے لئے حقیقتِ کراماتِ اولیاء پر دلائل قائم

کرنے میں فرماتے ہیں :

الحجة السادسة لا شك ان المتولى للافعال هو الروح لا البدن ولهذا ترى ان كل من كان اكثر علماً باحوال عالم الغيب كان اقوى قلباً ولهذا قال على كرم الله تعالى وجهه والله ما قلعت باب خبير بقوة جسدانية ولكن بقوة ربانية وكذلك العبد اذا واطب على الطاعات بلغ الى المقام الذى يقول الله تعالى كنت له سبغاً وبصراً فاذا صار نور جلال الله تعالى سبغاً له سمع القريب و البعيد واذا صار ذلك النور بصراً له رأى القريب والبعيد واذا صار ذلك النور يداله قدر على التصرف فى الصعب والسهل والبعيد والقريب. يعنى اهل سنت کی چھٹی دلیل یہ ہے کہ بلاشبہ افعال کی متولی تو روح ہے نہ کہ بدن۔ اسی لئے ہم دیکھتے ہیں کہ جسے احوال عالم غیب کا علم زیادہ ہے اسی کا دل زیادہ زبردست ہوتا ہے۔ و لہذا مولانا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ نے فرمایا، خدا کی قسم میں نے خیر کا دروازہ جسم کی قوت سے نہ کھڑا بلکہ ربانی طاقت سے۔ اسی طرح بندہ جب ہمیشہ طاعت میں لگا رہتا ہے تو اس مقام تک پہنچتا ہے جس کی نسبت رب عزوجل فرماتا ہے کہ وہاں میں خود اس کے کان آتکے ہو جاتا ہوں تو جب اجلال الہی کا نور اس کا کان ہو جاتا ہے بندہ نزدیک و دور سب سُنتا ہے اور جب وہ نور اس کی آنکھ ہو جاتا ہے بندہ نزدیک و دور سب دیکھتا ہے، اور جب وہ نور اس کا ہاتھ ہو جاتا ہے بندہ سہل و دشوار و نزدیک و دور میں تصرفات کرتا ہے۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۲۹ ص ۴۰، ۴۱)

(۵۲) رسالہ ”خالص الاعتقاد“ میں مزید فرمایا :

(۱۱۵) تفسیر کبیر زیر آیہ کریمہ ”عالم الغیب فلا یظہر علی غیبہ احداً الا

من ارتضى من رسول“ فرمایا :

ای وقت وقوع القیمة من الغیب الذی لا یظہرہ اللہ لاحد فان قيل فاذا حملتم ذلك على القیمة فكيف قال ”الا من ارتضى من رسول“ مع انه لا یظہر هذا الغیب لاحد قلنا بل یظہرہ عند قرب القیمة (ملاحظاً)۔

۱۔ مفاتیح الغیب (تفسیر الکبیر) تحت الآیة ۱۸/۹ دار الکتب العلمیہ بیروت ۲۱/۴۴

۲۔ القرآن الکریم ۴۲/۲۶ و ۲۷

۳۔ مفاتیح الغیب (التفسیر الکبیر) تحت آیة ۴۲/۲۶ المطبعة البیہ المصریہ مصر ۳۰/۱۶۸

یعنی قیامت کے واقع ہونے کا وقت اس غیب میں سے ہے جس کو اللہ تعالیٰ کسی پر ظاہر نہیں کرتا۔ اگر کہا جائے کہ جب تم نے آیت کو علم قیامت پر محمول کیا تو کیسے اللہ نے فرمایا اَلَا مَن ارْتَضٰی مَن رَّسُولٍ، باوجودیکہ یہ غیب اللہ کسی پر ظاہر نہیں کرے گا، ہم جواب دیں گے کہ قیامت کے قریب ظاہر کرے گا (مخصوصاً ت) اس نفیس تفسیر نے صاف معنی آیت یہ بٹھرائے کہ اللہ عالم الغیب ہے وہ وقت قیامت کا علم کسی کو نہیں دیتا سوائے اپنے پسندیدہ رسولوں کے۔

(۱۱۶) علامہ سعد الدین نقاشانی شرح مقاصد میں فرقہ باطلہ معتزلہ حذلم اللہ تعالیٰ کے کرامات اولیاء سے انکار اور ان کے شبہات فاسدہ کے ذکر و ابطال میں فرماتے ہیں،

الخامس وهو في الاخبار عن المغيبات قوله تعالى عالم الغيب فلا يظهر على غيبه احد الا من ارْتَضٰی من رَّسُولٍ خص الرسل من بين المرْتَضٰیين بالاطلاع على الغيب فلا يطلع غيرهم وان كانوا اولياء مرْتَضٰیين، الجواب ان الغيب ههنا ليس للعموم بل مطلقاً او معين هو وقت وقوع القيمة بقريظة السياق و لا يبعد ان يطلع عليه بعض الرسل من الملئكة او البشر فيصح الاستثناء به

یعنی معتزلہ کی پانچویں دلیل خاص علم غیب کے بارے میں ہے وہ گمراہ کہتے ہیں کہ اولیاء کو غیب کا علم نہیں ہو سکتا کہ اللہ عزوجل فرماتا ہے ”غیب کا جاننے والا تو اپنے غیب پر مسلط نہیں کرتا مگر اپنے پسندیدہ رسولوں کو“ جب غیب پر اطلاع رسولوں کے ساتھ خاص ہے تو اولیاء کیونکر غیب جان سکتے ہیں۔ ائمہ اہلسنت نے جواب دیا کہ یہاں غیب عام نہیں جس کے یہ معنی ہوں کہ کوئی غیب رسولوں کے سوا کسی کو نہیں بتاتا جس سے مطلقاً اولیاء کے علوم غیب کی نفی ہو سکے بلکہ یہ تو مطلق ہے (یعنی کچھ غیب ایسے ہیں کہ غیر رسول کو نہیں معلوم ہوتے) یا خاص وقت وقوع قیامت مراد ہے (کہ خاص اس غیب کی اطلاع رسولوں کے سوا اوروں کو نہیں دیتے) اور اس پر قرینہ یہ ہے کہ اوپر کی آیت میں غیب قیامت ہی کا ذکر ہے (تو آیت سے صرف اتنا نکلا کہ بعض غیبوں یا خاص وقت قیامت کی تعیین پر اولیاء کو اطلاع نہیں ہوتی، نہ یہ کہ اولیاء کوئی غیب نہیں جانتے، اس پر اگر شبہہ کیجئے کہ اللہ تو رسولوں کا استثنا فرما رہا ہے کہ وہ ان غیبوں پر مطلع ہوتے ہیں جن کو اور لوگ

نہیں جانتے، اب اگر اس سے تعیین وقت قیامت لیجئے تو رسولوں کا بھی استثناء نہ رہے گا کہ یہ تو اُن کو بھی نہیں بتایا جاتا، اس کا جواب یہ فرمایا کہ (ملائکہ یا بشر سے بعض رسولوں کو تعیین وقت قیامت کا علم ملنا کچھ بعید نہیں تو استثناء کہ اللہ عز و جل نے فرمایا ضرور صحیح ہے۔

(۱۱۷) امام قسطلانی شرح بخاری تفسیر سورہ رعد میں فرماتے ہیں،

لا یعلم متى تقوم الساعة الا الله الا من ارقتضى من رسول فانه يطلع عليه علم

يشاء من غيبه والولى التابع له ياخذ عنده

کوئی غیر خدا نہیں جانتا کہ قیامت کب آئے گی سوائے اس کے پسندیدہ رسولوں کے کہ انھیں اپنے جس غیب پر چاہے اطلاع دیتا ہے (یعنی وقت قیامت کا علم بھی ان پر بند نہیں) رہے اولیاء وہ رسولوں کے تابع ہیں ان سے علم حاصل کرتے ہیں۔

یہاں اس خاص غیب کے علم میں بھی اولیاء کے لئے راہ رکھی، مگر یوں کہ اصالۃ انبیاء کو ہے اور ان کو ان سے ملتا ہے، اور حق یہی ہے کہ آیہ کریمہ غیر رسل سے علم غیب میں اصالۃ کی نفوذ فرماتا ہے نہ کہ مطلق علم کی۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۲۹ ص ۴۷ تا ۴۷۶)

(۵۳) نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عالم ماکان و مایکون ہونے کے بارے میں تحریر کردہ رسالہ ”انباء المصطفیٰ بحال سر و اخفی“ میں فرمایا،

بیشک حضرت عزت عزت عظمت نے اپنے حبیب اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تمامی اولین آخرین کا علم عطا فرمایا۔ شرق تا غرب، عرش تا فرش سب انھیں دکھایا، ملکوت السموات الارض کا شاہد بنایا، روز اول سے روز آخر تک سب ماکان و مایکون انھیں بتایا، اشیائے مذکورہ سے کوئی ذرہ حضور کے علم سے باہر نہ رہا، علم عظیم حبیب کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم ان سب کو محیط ہوا، نہ صرف اجمالاً بلکہ صغیر و کبیر، ہر رطب و یابس، جو پتہ گرتا ہے زمین کی اندھیروں میں جو دانہ کہیں پڑا ہے سب کو جدا جدا تفصیلاً جان لیا، اللہ الحمد کثیراً۔ بلکہ یہ جو کچھ بیان ہوا ہرگز ہرگز محمد رسول اللہ کا پورا علم نہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ وصحبہ اجمعین و کرم، بلکہ علم حضور سے ایک چھوٹا حصہ ہے، ہنوز احاطہ علم محمدی میں وہ ہزار در ہزار بچی و بچے کنار سمندر لہرا رہے ہیں جن کی حقیقت کو وہ خود جانیں یا ان کا عطا کرنے والا ان کا مالک و مولیٰ جل و علا الحمد للہ

العلیٰ الاعلیٰ -

کُتب حدیث و تصانیف علمائے قدیم و حدیث میں اس کے دلائل کا بسط شافی اور بیان وافی ہے اور اگر کچھ نہ ہو تو بحمد اللہ قرآن عظیم خود شاہ عدل و حکم فصل ہے۔

آیات قرآنی

قال اللہ تعالیٰ (اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ ت)؛
ونزلنا علیک الکتب تبیاناً لکل شیء وھدی ورحمة ولبشری للمسلمینؑ
اتاری ہم نے تم پر کتاب جو ہر چیز کا روشن بیان ہے اور مسلمانوں کے لئے ہدایت و رحمت و بشارت۔

قال اللہ تعالیٰ (اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ ت)؛
ما کان حدیثاً یفتروی ولكن تصدیق الذی بین یدیہ وتفصیل کل شیء
قرآن وہ بات نہیں جو بنائی جائے بلکہ اگلی کتابوں کی تصدیق ہے اور ہر شے کا صاف جدا جدا بیان ہے۔

وقال اللہ تعالیٰ (اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ ت)؛
ما فرطنا فی الکتب من شیء
ہم نے کتاب میں کوئی شے اٹھا نہیں رکھی۔
اقول و باللہ التوفیق (میں کہتا ہوں اللہ تعالیٰ کی توفیق کے ساتھ۔ ت) جب فرقان مجید میں ہر شے کا بیان ہے اور بیان بھی کیسا، روشن، اور روشن بھی کس درجہ کا، مفصل، اور اہلسنت کے مذہب میں شے ہر موجود کو کہتے ہیں، تو عرش تا فرش تمام کائنات جملہ موجودات اس بیان کے احاطے میں داخل ہوئے اور منجملہ موجودات کتابت لوح محفوظ بھی ہے تا بالضرورت یہ بیانات محیط، اس کے مکتوب بھی بالتفصیل شامل ہوئے۔ اب یہ بھی قرآن عظیم سے ہی پوچھ دیجئے کہ لوح محفوظ میں کیا کیا لکھا ہے۔

قال الله تعالى (الله تعالى نے فرمایا۔ ت) :

وكل صغير وكبير مستطير

ہر چھوٹی بڑی چیز مستطیر ہوئی ہے۔

وقال الله تعالى (اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ ت) :

وكل شيء احصيناه في امام مبين

اور ہر شے ہم نے ایک روشن پیشوا میں جمع فرمادی ہے۔

وقال الله تعالى (اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ ت) :

ولا حجة في ظلمات الامراض ولا ساطع ولا يابس الا في كتب مبين

کوئی دانہ نہیں زمین کی اندھیروں میں اور نہ کوئی تر اور نہ کوئی خشک مگر یہ کہ سب ایک روشن

کتاب میں لکھا ہے۔

اور اصول میں مبہین ہو چکا کہ نکرہ چیز نفی میں مفید عموم ہے اور لفظ کُل تو ایسا عام ہے کہ

کبھی خاص ہو کر مستعمل ہی نہیں ہوتا اور عام افادہ استغراق میں قطعی ہے اور لخصوص ہمیشہ

ظاہر پر محمول رہیں گی۔ بے دلیل شرعی تخصیص و تاویل کی اجازت نہیں، ورنہ شریعت سے امان

اٹھ جائے، نہ احادیث ایحاد اگرچہ کیسے ہی اعلیٰ درجے کی ہوں، عموم قرآن کی تخصیص کر سکیں بلکہ اس کے

حضور مضحکہ ہو جائیں گی بلکہ تخصیص متراخی نسخ ہے اور اخبار کا نسخ ناممکن اور تخصیص عقلی عام کو قطعیت

سے نازل نہیں کرتی نہ اس کے اعتماد پر کسی ظنی سے تخصیص ہو سکے تو بحمد اللہ تعالیٰ کیسے نص صحیح قطعی سے

روشن ہوا کہ ہمارے حضور صاحب قرآن صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وصحبہ وبارک وسلم کو اللہ تعالیٰ عزوجل

نے تمام موجودات جملہ ماکان وما یکون الی یوم القیمة جمیع مندرجات لوح محفوظ کا علم دیا اور

شرق و غرب و سما و ارض و عرش و فرش میں کوئی ذرہ حضور کے علم سے باہر نہ رہا واللہ الحجة

الساطعة، اور جبکہ یہ علم قرآن عظیم کے بتیاناً لکل شئی (ہر چیز کا روشن بیان۔ ت) ہونے

نے دیا، اور پُر ظاہر کہ یہ وصف تمام کلام مجید کا ہے، نہ ہر آیت یا سورت کا۔ تو نزول جمیع قرآن شریف

سے پہلے اگر بعض انبیاء علیہم الصلوٰۃ والتسلیم کی نسبت ارشاد ہوا کہ نقص علیک (ان کا قصہ

۱۲/۳۶ القرآن الحکیم

۱۷ القرآن الحکیم ۵۳/۵۲

۸۹/۱۶ " ۵۴

۵۳ " ۵۹/۶

۵۵ " ۴۸/۲۰

ہم نے آپ پر بیان نہیں کیا۔ ت) یا منافقین کے باب میں فرمایا جائے لا تعلمہم (آپ ان کو نہیں جانتے۔ ت) ہرگز ان آیات کے منافی اور علم مصطفویٰ کا نافی نہیں۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۲۹ ص ۴۸۶ تا ۴۸۸)

(۵۴) حدیث ”واللہ لا ادری ما یفعل بنی ولا بکھ“ سے وہابیہ کے غلط استدلال کا رد کرتے ہوئے فرمایا:

قطع نظر اس کے کہ حدیث اول خود احاد ہے، سلیم الحواس کو سند لانی تھی تو وہ مضمون خود آیت میں تھا اور قطع نظر اس سے کہ اس آیت وحدیث کے کیا معنی ہیں اور قطع نظر اس سے کہ یہ کس وقت کے ارشاد ہیں اور قطع نظر اس سے کہ خود قرآن عظیم واحادیث صحیحہ صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں اس کا نسخ موجود کہ جب آیت کریمہ: لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تاخر (تاکہ اللہ بخش دے تمہارے واسطے سے سب اگلے پچھلے گناہ) نازل ہوتی تو صحابہ نے عرض کی:

هنيأ لك يا رسول الله لقد بين الله لك ما ذا يفعل بك فما ذا يفعل بنا۔

یا رسول اللہ! آپ کو مبارک ہو، خدا کی قسم اللہ عزوجل نے یہ توصف بیان فرمادیا کہ حضور کے ساتھ کیا کرے گا، اب رہا یہ کہ ہمارے ساتھ کیا کرے گا۔

اس پر یہ آیت اتری:

لیدخل المؤمنین والمؤمنات جنت تجوی من تحتها الانہر خلدین فیہا ویکفر عنهم سبائهم وکانت ذلک عند اللہ فوزاً عظیماً۔

”تاکہ داخل کرے اللہ ایمان والے مردوں اور ایمان والی عورتوں کو باغوں میں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں ہمیشہ رہیں گے ان میں اور مٹا دے ان سے ان کے گناہ، اور یہ اللہ کے یہاں بڑی مراد پانا ہے۔“

(فتاویٰ رضویہ ج ۲۹ ص ۴۹۰، ۴۹۱)

۱۔ القرآن الکریم ۱۰۱/۹
۲۔ القرآن الکریم ۲/۴۸
۳۔ صحیح البخاری کتاب المغازی ۶۰۰/۲ و سنن الترمذی کتاب التفسیر حدیث ۳۲۴۴ ۱۴۶/۵
و دلائل النبوة ۱۵۸/۴ و معالم التنزیل تحت الآیة ۲/۴۸ ۱۴۰/۴
و جامع البیان تحت الآیة ۲/۴۸ ۸۲/۲۶
۴۔ القرآن الکریم ۵/۴۸

(۵۵) اپنے خاتمے کا حال حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو معلوم نہ ماننے والوں کے بارے میں فرمایا،

یوں ہی اس کا قول بدتر از بول کہ اپنے خاتمے کا بھی حال معلوم نہ تھا "صریح کلمہ کفر و خسار اور بیشمار آیات قرآنہ و احادیث متواترہ کا انکار ہے۔ آیہ کریمہ لیغفر لک اللہ مع حدیث صحیحین بخاری و مسلم کہ بھلا اللہ ان مردودوں کی خاص صفت شکنی کے لئے ہی اتری اور مڑی و مدون ہوئی اور گزری، بعض آؤ سنئے۔ قال اللہ تعالیٰ: وللآخرة خیر لک من الاولیٰ۔

اے نبی! بیشک آخرت تمہارے لئے دنیا سے بہتر ہے۔

وقال اللہ تعالیٰ (اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ ت) :

ولسوف یعطیک ربک فترضیٰ

بیشک نزدیک ہے کہ تمہارا رب تمہیں اتنا عطا فرمائے گا کہ تم راضی ہو جاؤ گے۔

وقال اللہ تعالیٰ (اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ ت) :

یوم لا یخزی اللہ النبی والذین امنوا معہ نور ہم یسعی بین

ایدیہم و بایمانہم

جس دن اللہ رسوا نہ کرے گا نبی اور ان کے صحابہ کو، ان کا نور ان کے آگے اور دہنے

جولان کرے گا۔

وقال اللہ تعالیٰ (اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ ت) :

عسیٰ ان یبعثک ربک مقاماً محموداً

قریب ہے کہ تمہارا رب تمہیں تعریف کے مکان میں بھیجے گا جہاں اولین و آخرین سب تمہاری

حمد کریں گے۔

عہ دوڑے گا ۱۲

۵ القرآن الکریم ۵/۹۳

۱ القرآن الکریم ۲/۹۳

۳ " ۸/۶۶

۴ " ۴۹/۱۷

وقال الله تعالى (اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ ت) ،

تَبَارَكَ الَّذِي اِنْ شَاءَ جَعَلَ لَكَ خِيَرًا مِّنْ ذَلِكَ جَنَّتٍ تَجْرٰى مِنْ تَحْتِهَا
الْانْهَارُ وَيَجْعَلُ لَكَ قَصُورًا ۝

بڑی برکت والا ہے وہ جس نے اپنی مشیت سے تمہارے لئے اس خزانہ و باغ سے (جس کی
طلب یہ کا فر کر رہے ہیں) بہتر چیزیں کر دیں جنہیں جن کے نیچے نہریں رواں اور وہ ٹھیں بہشت بریں کے
اوپنے اوپنے محل بخشے گا۔

على قراءة الرفع قراءة ابن كثير وابن عامر وسواية ابى بكر عن عاصم، الى
غير ذلك من الآيات .

یجعل کو مرفوع پڑھنے کی تقدیر پر جو کہ ابن کثیر اور ابن عامر کی قراۃ ہے اور ابوبکر کی عاصم سے
ایک روایت ہے، اس کے علاوہ اور بھی متعدد آیات ہیں۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۲۹ ص ۵۰۴ ، ۵۰۵)

(۵۸) مزید فرمایا ،

وہ شخص جو شیطان کے علم ملعون کو علم اقدس حضور پر نور عالم ماکان و مایکون صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم سے زائد کہے اس کا جواب اس کفرستان ہند میں کیا ہو سکتا ہے ان شاء اللہ القہار
(اگر بہت قہر فرمانے والے خدا نے چاہا۔ ت) روز جزا وہ ناپاک ناہنجار اپنے کیفر کفری گفتار کو
پہنچے گا، وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون (اب جانا چاہتے ہیں ظالم کہ
کون سی کروٹ پر پلٹا کھائیں گے۔ ت) یہاں اسی قدر کافی ہے کہ یہ ناپاک کلمہ صراحتاً محمد رسول اللہ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو عیب لگانا ہے، اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو عیب لگانا
کلمہ کفر نہ ہوا تو اور کیا کلمہ کفر ہوگا۔

والذین یؤذون رسول الله لهم عذاب الیم
اور جو لوگ رسول اللہ کو ایذا دیتے ہیں اُن کے لئے دُکھ کی مار ہے۔

۱۰/۲۵	القرآن الکریم	۱۰
۲۲۴/۲۶	"	۲۲
۶۱/۹	"	۶۱

اِنَّ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ ۚ وَاعَدَ لَهُمْ
عَذَابًا مَّهِينًا ۝

جو لوگ ایذا دیتے ہیں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کو، اللہ نے ان پر لعنت فرمائی ہے دنیا
اور آخرت میں، اور اُن کے لئے تیار کر رکھی ہے ذلت والی مار۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۲۹ ص ۵۰۷)

(۵۷) ثبوت شفاعت میں آیات قرآنیہ نقل کرتے ہوئے فرمایا،

الآیات

آیت اولیٰ: قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی (اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ ت) :

عَلٰی اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُودًا۔

قریب ہے کہ تیرا رب تجھے مقام محمود میں بھیجے۔

حدیث شریف میں ہے حضور شفیع المذنبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کی گئی:

مقام محمود کیا چیز ہے؟

فرمایا: هُوَ الشَّفَاعَةُ^۳ وہ شفاعت ہے۔

آیت ثانیہ: قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی (اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ ت) :

وَلَسَوْفَ يَعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰی ۝

اور قریب تر ہے تجھے تیرا رب اتنا دے گا کہ تو راضی ہو جائے۔

دینی مسند الفردوس میں امیر المومنین مولے علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے راوی، جب یہ

آیت اُتری حضور شفیع المذنبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

اِذَا لَا اَرْضٰی وَاَحَدٌ مِّنْ اُمَّتٍ فِی النَّارِ۔

۱۵ القرآن الکریم ۱۷/۴۹

۱۵ القرآن الکریم ۳۳/۵۷

۱۷۲/۲ امین تحفینی دہلی

۱۷۲/۲ جامع الترمذی ابواب التفسیر سورة بنی اسرائیل

۱۷۲/۲ القرآن الکریم ۹۳/۵

۲۹۱/۳۱ دار الکتب العلمیہ بیروت

۲۹۱/۳۱ تحت لایۃ ۹۳/۵

۲۹۱/۳۱ مفاتیح الغیب (التفسیر الکریم)

یعنی جب اللہ تعالیٰ مجھ سے راضی کر دینے کا وعدہ فرماتا ہے تو میں راضی نہ ہوں گا اگر میرا ایک اُمّتی بھی دوزخ میں رہا۔

اللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَيْهِ۔

طبرانی معجم اوسط اور بزاز مسند میں جناب مولیٰ المسلمین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور شفیع المذنبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اشفع لامتی حتیٰ ینادیٰ ربّی قدا رضیت یا محمد ، فاقول ای ربّ قد رضیت لہ

میں اپنی اُمّت کی شفاعت کروں گا یہاں تک کہ میرا رب پکارے گا اے محمد! تو راضی ہوا؟ میں عرض کروں گا: اے رب میرے! میں راضی ہوا۔

آیت ثالثہ: قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی (اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ ت):

وَاسْتَغْفِرْ لَذَنبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ

اے محبوب! اپنے خاصوں اور عام مسلمان مردوں اور عورتوں کے گناہوں کی معافی مانگو۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کو حکم دیتا ہے

کہ مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں کے گناہ مجھ سے بخشاؤ۔ اور شفاعت کا ہے کا نام ہے!

آیت رابعہ: قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی (اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ ت):

وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ جَاءُوكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللَّهَ وَاللَّهُ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُولُ لَوَجَدُوا اللَّهَ تَوَّابًا رَّحِيمًا

اور اگر وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تیرے پاس حاضر ہوں، پھر خدا سے استغفار کریں، اور رسول ان کی بخشش مانگے تو بیشک اللہ تعالیٰ کو توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں۔

۱۔ المعجم الاوسط حدیث ۲۰۸۳ مکتبۃ المعارف ریاض ۴۴/۳

الترغیب والترہیب کتاب البعث فصل فی الشفاعۃ مصطفیٰ البابی مصر ۴۴۶/۴

الدر المنثور تحت الآیۃ ۵/۹۳ دار احیاء التراث العربی بیروت ۴۹۸/۸

۲۔ القرآن الکریم ۱۹/۴

۳۔ ۶۴/۴

آیت خامسہ: قال اللہ تعالیٰ (اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ ت):

وإذا قيل لهم تعالوا يستغفر لكم رسول الله لتوأسر وسرهم

جب ان منافقوں سے کہا جائے کہ "اور رسول اللہ تمہاری مغفرت مانگیں تو اپنے سر پھیر لیتے ہیں۔"

اس آیت میں منافقوں کا حال بد مال ارشاد ہوا کہ حضور شفیع المذنبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے شفاعت نہیں چاہتے، پھر جو آج نہیں چاہتے وہ کل نہ پائیں گے۔ اللہ دنیا و آخرت میں ان کی شفاعت سے بہرہ مند فرمائے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۲۹ ص ۵۷۲ تا ۵۷۴)

(۵۸) میزان قیامت سے متعلق ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے فرمایا :

وہ میزان یہاں کے ترازو کے خلاف ہے وہاں نیکیوں کا پلہ اگر بھاری ہوگا تو اوپر اٹھے گا اور بدی کا پلہ نیچے بیٹھے گا۔ قال اللہ عز وجل :

إليه يصعد الكلم الطيب والعمل الصالح يرفعه ۞

اسی کی طرف چڑھتا ہے پاکیزہ کلام اور جو نیک کام ہے وہ اس کو بلند کرتا ہے (ت)

جس کتاب میں یہ لکھا ہے کہ نیکیوں کا پلہ نیچا ہو گا غلط ہے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۲۹ ص ۶۲۶)

(۵۹) ۹ سوالات پر مشتمل سوال آپ کی خدمت میں آیا جس کا سوال نمبر ۶، ۷ اور ۸ یہ ہیں۔

سَبِّحْنَ الذِّیْ الْخَمِیْسِ لَفْظِ سَبِّحَانَ کی خصوصیت، رات کو معراج ہونے کی حکمت اور قصہ ادیسو
خضر و عزیر کی تفصیل کیا ہے؟ اس کے جواب میں فرمایا:

(۶) حضرت عزت جل وعلا اپنے محبوبوں کی مدح سے اپنی حمد فرمایا کرتا ہے، اس کی ابتداء

کہیں ہوا لذی سے ہوتی ہے، جیسے :

هو الذي يعث في الامميين رسولاهم.

وہی ہے جس نے اُن پڑھوں میں اُنھی میں سے ایک رسول بھیجا۔ (ت)
 هو الذی ارسل رسولہ بالہدای و دین الحق ۱؎
 وہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا۔ (ت)
 کہیں تبارک الذی سے :

تبارک الذی نزل الفرقان علی عبدہ لیکون للعلیمن نذیراً ۲؎
 بڑی برکت والا ہے وہ کہ جس نے اتارا قرآن اپنے بندے پر جو سارے جہان کو ڈرسانے
 والا ہو۔ (ت)

کہیں حمد سے ، جیسے :
 الحمد للہ الذی انزل علی عبدہ الکتب و لو يجعل له عوجاً ۳؎
 سب خوبیاں اللہ کو جس نے اپنے بندے پر کتاب اتاری اور اس میں اصلاً کجی
 نہ رکھی۔ (ت)

کہیں تسبیح سے ابتداء فرمائی ہے کہ :
 سبحن الذی اسری بعبدہ لیلاً من المسجد الحرام ۴؎
 پاکی ہے اُسے جو اپنے بندے کو راتوں رات لے گیا مسجد حرام سے۔ (ت)
 اس میں ایک صریح نکتہ یہ ہے کہ جو بات نہایت عجیب ہوتی ہے اس پر تسبیح کی جاتی ہے ،
 سبحن الذی کیسی عمدہ چیز ہے ، سبحن کیسی عجیب بات ہے ، جسم کے ساتھ آسمانوں پر تشریف
 لے جانا ، کمرہ زمہریر طے فرمانا ، کمرہ نار طے فرمانا ، کوڑوں برس کی راہ کو چند ساعت میں طے فرمانا ،
 تمام ملک و ملکوت کی سیر فرمانا ۔ یہ تو انتہائی عجیب آیاتِ بینات ہیں ہی ، اتنی بات کہ کفار مکہ پر حجت قائم
 فرمانے کے لئے ارشاد ہوئی کہ شب کو مکہ معظمہ میں آرام فرمائیں صبح بھی مکہ معظمہ میں تشریف فرما ہوں ، اور
 رات ہی رات بیت المقدس تشریف لے جائیں اور واپس تشریف لائیں ، کیا کم عجیب ہے !۔ اس لئے

۱؎ الفتر آن الکیم ۲۸/۴۸ و ۹/۶۱

۵۲ " ۱/۲۵

۵۳ " ۱/۱۸

۵۴ " ۱/۱۶

سبحن الذی ارشاد ہوا، کفار نے آسمان کہاں دیکھے، ان پر تشریف لے جانے کا اُن کے سامنے ذکر ایک ایسا دعویٰ ہوتا جس کی وہ جانچ نہ کر سکتے۔ بخلاف بیت المقدس جس میں ہر سال اُن کے دو پھرے ہوتے مرحلۃ الشتاء والصیف (سردی اور گرمی میں کوچ کرنا۔ ت) اور وہ خوب جانتے تھے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کبھی وہاں تشریف نہ لے گئے تو اس معجزے کی خوب جانچ کر سکتے تھے اور ان پر حجت الہی پوری قائم ہو سکتی تھی، چنانچہ بحمد اللہ تعالیٰ یہ ہی ہوا کہ جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا بیت المقدس تشریف لے جانا اور شب ہی شب میں واپس آنا بیان فرمایا۔ البہل لعین اپنے دل میں بہت خوش ہوا کہ اب ایک صریح حجت معاذ اللہ ان کے غلط فرمانے کی مل گئی، ولہذا ملعون نے تکذیب ظاہر نہ کی بلکہ یہ عرض کی کہ آج ہی رات تشریف لے گئے؟ فرمایا: ہاں۔ کہا: اور آج شب میں واپس آئے؟ فرمایا: ہاں۔ کہا: اوروں کے سامنے بھی ایسا ہی فرما دیجئے گا؟ فرمایا: ہاں۔ اب اس نے قریش کو آواز دی اور وہ جمع ہوئے، اور حضور سے پھر اس ارشاد کا اعادہ چاہا۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اعادہ فرما دیا۔ کافر بغلیں بجاتے صدیق اکبر کے پاس حاضر ہوئے، یہ گمان تھا کہ ایسی ناممکن بات سُن کر وہ بھی معاذ اللہ تصدیق سے پھر جائیں گے۔ صدیق سے عرض کی: آپ نے کچھ اور بھی سنا آپ کے یار فرماتے ہیں کہ میں آج کی رات بیت المقدس میں گیا اور شب ہی میں واپس ہوا۔ صدیق اکبر نے فرمایا: کیا وہ ایسا فرماتے ہیں؟ کہا: ہاں وہ یہ حرم میں تشریف فرما ہیں۔ صدیق نے فرمایا اگر انھوں نے فرمایا تو اللہ! حق فرمایا یہ تو مکہ سے بیت المقدس تک کا فاصلہ ہے میں تو اس پر اُن کی تصدیق کرتا ہوں کہ صبح شام آسمان کی خبر اُن کے پاس آتی ہے۔ پھر کافروں نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بیت المقدس کے نشان پوچھے، جانتے تھے کہ یہ تو کبھی تشریف لے گئے نہیں کیونکہ بتائیں گے۔ وہ جو کچھ پوچھتے گئے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے گئے۔ کافروں نے کہا: واللہ! نشان تو پورے صحیح ہیں۔ پھر اپنے ایک قافلہ کا حال پوچھا جو بیت المقدس کو گیا ہوا تھا کہ وہ بھی راستہ میں حضور کو ملا تھا اور کہاں ملا تھا اور کیا حالت تھی کب تک آئے گا؟ حضور نے ارشاد فرمایا: فلاں منزل میں ہم کو ملا تھا اور یہ کہ اُتر کر ہم نے اس میں ایک پیالہ سے پانی پیا تھا اور اس میں ایک اُونٹ بھاگا اور ایک شخص کا پاؤں ٹوٹ گیا اور قافلہ فلاں دن طلوع شمس کے وقت آئے گا۔

یہ مدت جو ارشاد ہوئی منزلوں کے حساب سے قافلہ کے لئے بھی کسی طرح کافی نہ تھی۔ جب وہ دن آیا کفار پہاڑ پر چڑھ گئے کہ کسی طرح آفتاب چمک آئے اور قافلہ نہ آئے تو ہم کہہ دیں کہ دیکھو معاذ اللہ وہ خبر غلط ہوئی۔ کچھ جانب مشرق طلوع آفتاب کو دیکھ رہے تھے کچھ جانب شام راہ قافلہ پر نظر رکھتے تھے ان میں سے ایک نے کہا: وہ آفتاب چمکا، کہ ان میں سے دوسرا بولا کہ وہ قافلہ آیا۔ یہ ہوتی ہے سچی نبوت جس کی خبر میں سرمؤ فرق آنا محال ہے۔

قادیانی سے زیادہ تو ان کفار مکہ ہی کی عقل تھی وہ جانتے تھے کہ ایک بات میں بھی کہیں فرق پڑ جائے تو دعویٰ نبوت معاذ اللہ غلط ہو جائے گا۔ مگر یہ جھوٹا نبی ہے کہ جھوٹ کے پھٹکے اڑاتا ہے اور نہ وہ شرماتا ہے اور نہ اس کے ماننے والوں کو اس کا حس ہوتا ہے بلکہ در بکمال شوخ چشتی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کہتا ہے کہ ہاں ہاں اگلے چار سو انبیاء کی بھی پیشگوئیاں غلط ہوئیں اور وہ جھوٹے یعنی پنجاب کا جھوٹا کذاب نبی اگر دروغ گو نکلا کیا پرواہ ہے اس سے پہلے بھی چار سو نبی جھوٹے گزر چکے ہیں۔ یہ کوئی نہیں پوچھتا کہ جب نبوت اور جھوٹ جمع ہو سکتے ہیں تو انبیاء کی تصدیق شرط ایمان کیوں ہوتی ان کی تکذیب کفر کیوں ہوتی،

ولكن لعنة الله على الظالمين الذين يكدون المرسلين۔

لیکن اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو ان ظالموں پر جو رسولوں کو جھٹلاتے ہیں۔ (ت)

ان عظیم وقائع نے معراج مبارک کا جسمانی ہونا بھی آفتاب سے زیادہ واضح کر دیا اگر وہ کوئی روحانی سیر یا خواب تھا تو اس پر تعجب کیا۔ زید و عمرو خواب میں حرمین شریفین تک ہو آتے ہیں اور پھر صبح اپنے بستر پر ہیں۔ مرویہا کے لفظ سے استدلال کرنا اور الا فتنۃ للناس نہ دیکھنا صریح خطا ہے۔ مرویہا بمعنی روایت آتا ہے، اور فتنہ و آزمائش بیداری ہی میں ہے نہ کہ خواب میں۔ ولہذا ارشاد ہوا،

سبحن الذی اسرى بعبدہ ۱۰

پاکی ہے اسے جو اپنے بندے کو لے گیا۔ (ت)

واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۷) رات تجلی لطفی ہے اور دن تجلی قہری۔ اور معراج کمال لطف ہے جس سے بافوق

متصور نہیں، لہذا تجلی لطفی ہی کا وقت مناسب تھا۔ معراج وصلِ محب و محبوب ہے اور وصال کے لئے عادتاً شب ہی انسب مانی جاتی ہے۔ معراج ایک معجزہ عظیم قاہرہ ظاہرہ تھا۔ اور سنتِ الہیہ ہے کہ ایسے واضح معجزہ کو دیکھ کر جو قوم نہ ملے ہلاک کر دی جاتی ہے اُن پر عذاب عام بھیجا جاتا ہے جیسے اگلی امتوں میں بکثرت واقع ہوا۔ معراج کو تشریف لے جانا اگر دن میں ہوتا تو یا سب ایمان لے آتے یا سب ہلاک کے جاتے۔ ایمان تو کفار کے مقدر میں تھا نہیں تو یہ ہی شق رہی کہ اُن پر عذاب عام اُترتا، اور حضور بھیجے گئے سارے جہان کے لئے رحمت، جنہیں اُن کا رب فرماتا ہے:

وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنْتَ فِيهِمْ

اے رحمتِ عالم! جب تک تم ان میں تشریف فرما ہو اللہ انہیں عذاب کرنے والا نہیں۔

لہذا شب ہی مناسب ہوئی۔

(۸) تصانیفِ علماء میں قصص الانبیاء دیکھئے اگر کوئی خاص بات دریافت کرنی ہو تو پوچھئے۔

حضرت عزیر علیہ السلام کا قصہ قرآن عظیم ہی میں مذکور ہے کہ اُن کی رُوح قبض فرمائی پھر تنویرِ بس بعد زندہ فرمایا، کھانا پانی جو ساتھ تھا وہ اس تنویرِ بس میں نہ بگڑا، اور سواری کے جانور کی ہڈیاں بھی نکل چکیں اُن کی نظر کے سامنے اس کی ہڈیاں اُبھاریں اُن پر گوشت چڑھایا اسے زندہ فرمایا۔

حضرت خضر علیہ السلام کا قصہ سیدنا موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ یہ بھی فتہ اُن عظیم میں ہے۔

حضرت ادریس علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دُنیا سے مع جسم بہشتِ بریں میں اُٹھالیا، واذکرفی الکُتُب ادریس اندہ کان صدیقاً نبیاً ورفعه مکاناً علیاً۔

اور کتاب میں ادریس کو یاد کرو بیشک وہ صدیق تھا غیب کی خبریں دیتا اور ہم نے اسے بلند مقام کی طرف اُٹھالیا۔ (ت)

(فتاویٰ رضویہ ج ۲۹ ص ۶۳۲ تا ۶۳۶)

۳۳/۸	الفتہ اُن الکیم	۳۳
۲۵۹/۲	"	۲۵۹
۸۲ تا ۶۵/۱۸	"	۸۲ تا ۶۵
۵۷/۱۹	"	۵۷

(۶۰) کیا اولادِ فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کا ہر فرد نار دوزخ سے بری ہے چاہے کوئی بھی مشرب رکھتا ہو؟ اس کے جواب میں فرمایا:

سید کوئی مشرب رکھتا ہو یہ لفظ بہت وسیع ہے آج کل بہت مشرب صریح کفر و ارتداد کے ہیں جیسے قادیانی، نیچری، رافضی، وہابی، چکڑالوی، دیوبندی وغیرہم۔ جو مشرب کفر رکھتا ہو ہرگز سید نہیں،

انہ لیس من اہلک انہ عمل غیر صالح

وہ تیرے گھر والوں میں سے نہیں بیشک اس کے کام بہت نالائقی ہیں (فتاویٰ رضویہ ج ۲۹ ص ۶۳۹)

(۶۱) کیا کوئی مشرک داخل سلسلہ ہو سکتا ہے؟ اس سوال کا جواب دیتے ہوئے فرمایا:

لا الہ الا اللہ کوئی کافر خواہ مشرک یا موحد ہرگز نہ داخل سلسلہ ہو سکتا ہے نہ بے اسلام اس کی بیعت معتبر ہو سکتی ہے نہ قبل اسلام اس کی بیعت معتبر ہو اگرچہ بعد کو مسلمان ہو جائے کہ بیعت ہو یا کوئی عمل سب کے لئے پہلی شرط اسلام ہے۔ قال تعالیٰ:

وقد منّا الہ ما عملوا من عمل فجعلنہ ہباء منثوراً

اور جو کچھ انھوں نے کام کئے تھے ہم نے قصد فرما کر انھیں باریک باریک غبار کے بکھرے ہوئے ذرے کر دیا کہ روزِ ن کی دُھوپ میں نظر آتے ہیں۔ (ت)

جو اس کے کفر پر قائم رہتے ہوئے اُسے مجاز و ماذونِ بیعت و خلیفہ طریقت کرے اور جو اسے پیرِ رشد ہدایت سمجھے یہ خوب کافر ہو جائیں گے۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۲۹ ص ۶۴۲)

(۶۲) مومن اور ولی میں نسبت سے متعلق سوال کے جواب میں فرمایا:

اگر ولایت عامہ مراد ہے تو تساوی اللہ ولی الذین امنوا (اللہ تعالیٰ ایمان والوں کا ولی ہے۔ ت) اور خاصہ تو عمومِ خصوص مطلق ان اولیاءک الا المتقون (اس کے ولی تو

۱۔ القرآن الکریم ۱۱/۴۶

۵۲ " ۲۵/۲۳

۵۳ " ۲/۲۵۴

۵۴ " ۸/۳۲

پرہیز گاریں - ت) - (فتاویٰ رضویہ ج ۲۹ ص ۶۴۳)

(۶۳) کلمہ طیبہ کے قرآن مجید میں مذکور ہونے کے بارے میں فرمایا :
قرآن مجید سورۃ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں لا الہ الا اللہ ہے اور اس کے
متصل سورۃ فتح میں محمد رسول اللہ ہے

(فتاویٰ رضویہ ج ۲۹ ص ۶۵۴)

(۶۴) حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے شافعِ محشر ہونے کا قرآن مجید سے ثبوت
دیتے ہوئے فرمایا :

سورۃ بنی اسرائیل میں ہے :

عسیٰ ان یبعثک ربک مقاما محمودا۔^۳

قریب ہے کہ تمہیں تمہارا رب ایسی جگہ کھڑا کر دے جہاں سب تمہاری حمد کریں - (ت)

مقام محمود مقام شفاعت کا نام ہے - سورۃ نسا پارہ ۵ رکوع ۶ میں ہے :

ولو انہم اذ ظلموا انفسہم جاءوک فاستغفروا واللہ واستغفر لہم الرسول
لوجدوا واللہ توابا رحیما۔

اور اگر وہ اپنی جانوں پر ظلم کر لیں تو اے محبوب! تمہارے حضور حاضر ہوں اور پھر اللہ سے
معافی چاہیں اور رسول ان کی شفاعت فرمائے تو ضرور اللہ کو توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں - (ت)
رسول کا گناہ نگاروں کے لئے استغفار کرنا شفاعت ہی ہے - بے علم آدمی کو کافروں سے
بد مذہبوں سے الجھنا بحث کرنا سخت حرام ہے - انھیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا

یہ حکم ہے :

ایاکہ وایاہم لایضلونکہ ولا یفتنونکہ۔

۱۹/۴۷ القرآن الکریم

۲۹/۴۸ " ۲

۴۹/۱۷ " ۳

۶۴/۴ " ۴

۵۵ صحیح مسلم باب النہی عن الروایۃ عن الضعفاء الخ قدیمی کتب خانہ آرام باغ کراچی ۱/۱

اُن سے دُور رہو، انھیں اپنے سے دُور کر رکھیں، تمھیں گمراہ نہ کر دیں کہیں وہ تمھیں فتنے میں نہ ڈال دیں۔
(فتاویٰ رضویہ ج ۲۹ ص ۶۴)

(۶۵) ایمان ابوطالب کے بارے میں رسالہ شرح المطالب فی مبحث ابی طالب“ میں فرمایا :

آیاتِ قرآنیہ و احادیثِ صحیحہ متوافرہ متطافرہ سے ابوطالب کا کفر پر مرنا اور دم واپس اسلام لانے سے انکار کرنا اور عاقبت کار اصحابِ نار سے ہونا ایسے روشن ثبوت سے ثابت جس سے کسی سنی کو مجالِ دم زدن نہیں۔ ہم یہاں کلام کو سائناتِ فصل پر منقسم کریں۔

فصل اوّل — آیاتِ قرآنیہ

آیت اولیٰ: قال اللہ تبارک وتعالیٰ (اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا: ت)،
 اَنَّا لَا تَهْدِي مِنْ اَحْبَبْتَ وَلَكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ وَهُوَ اعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ
 اے نبی! تم ہدایت نہیں دیتے جسے دوست رکھو یا خدا ہدایت دیتا ہے جسے چاہے
 وہ خوب جانتا ہے جو راہ پانے والے ہیں۔

مفسرین کا اجماع ہے کہ یہ آیہ کریمہ ابوطالب کے حق میں نازل ہوئی۔
معالم التنزیل میں ہے:

نزلت فی اَجْب طالبِ یٰہ
ابو طالب کے حق میں نازل ہوئی۔ (ت)

جلالین میں ہے :

نزل فی حرصہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم علی ایمان عمدہ ابی طالبؐ
یہ آیت حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی آپ کے چچا ابوطالب کے ایمان لانے
کی حرص میں نازل ہوئی۔ (ت)

مدارک التنزیل میں ہے :

قال الزجاج اجمع المفسرون على انها نزلت في ابى طالب

زجاج نے کہا کہ مفسرین کا اجماع ہے کہ یہ آیت کریمہ ابی طالب کے حق میں نازل ہوئی (ت) کشف زحشری و تفسیر کبیر میں ہے :

قال الزجاج اجمع المسلمون انها نزلت في ابى طالب

زجاج نے کہا کہ مسلمانوں کا اجماع ہے کہ یہ آیت کریمہ ابی طالب کے حق میں نازل ہوئی (ت) امام نووی شرح صحیح مسلم شریف کتاب الایمان میں فرماتے ہیں :

اجمع المفسرون على انها نزلت في ابى طالب وكذا نقل اجماعهم على هذا الزجاج وغيره

مفسرین کا اجماع ہے کہ یہ آیت کریمہ ابوطالب کے حق میں نازل ہوئی، اور جیسا کہ زجاج وغیرہ نے اس پر ان کا اجماع نقل کیا ہے۔ (ت)

مرقاۃ شرح مشکوٰۃ شریف میں ہے :

لقوله تعالى في حقه باتفاق المفسرين انك لا تهدي من اجبت

اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی وجہ سے جو باتفاق مفسرین اُس (ابوطالب) کے بارے میں ہے، ”اے نبی! تم ہدایت نہیں دیتے جسے دوست رکھو۔“ (ت)

حدیث اول : صحیح حدیث میں اس آیت کریمہ کا سبب نزول یوں مذکور کہ جب حضور اقدس سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ابوطالب سے مرتے وقت کلمہ پڑھنے کو ارشاد فرمایا، صاف انکار کیا اور کہا ”مجھے قریش عیب لگائیں گے کہ موت کی سختی سے گھبرا کر مسلمان ہو گیا ورنہ حضور کی خوشی کر دیتا۔“ اس پر رب العزت تبارک تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ اتاری یعنی اے حبیب! تم اس کا غم نہ کرو تم اپنا

۱ مدارک التنزیل (تفسیر نسفی) تحت لآیہ ۲۸/۵۶ دارالکتاب العربی بیروت ۲۴۰/۳

۲ مفاتیح الغیب (التفسیر الکبیر) ” ” ” ” المطبعة البیتة مصر ۲/۲۵

تفسیر الکشاف ” ” ” ” دارالکتاب العربی بیروت ۴۲۲/۳

۳ شرح صحیح مسلم للإمام النووی کتاب الایمان باب الدلیل علی صحۃ الاسلام الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۴۱/۱

۴ مرقاۃ المفاتیح کتاب الفتن باب صفة النار و احملها تحت حدیث ۵۶۹۸ مکتبة حبیبیہ کوئٹہ ۶۴۰/۹

منصب تبلیغ ادا کر چکے ہدایت دینا اور دل میں نورِ ایمان پیدا کرنا یہ تمہارا فعل نہیں اللہ عزوجل کے اختیار میں ہے اور اُسے خوب معلوم ہے کہ کسے یہ دولت دے گا کسے محروم رکھے گا۔
صحیح مسلم شریف کتاب الایمان وجامع ترمذی کتاب التفسیر میں سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی :

قال قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم لعنه (تراد مسلم في اخرى عند الموت) قل لا اله الا الله اشهد لك بها يوم القيمة قال لولان تعيرني قریش يقولون انما حملته على ذلك الجوع لا قررت بها عينيك فانزل الله عزوجل انك لا تهدي من احببت ولكن الله يهدي من يشاء له

ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے چچا سے فرمایا (مسلم نے دوسری روایت میں یہ اضافہ کیا کہ بوقت موت فرمایا) لا اله الا الله کہہ دو میں تیرے لئے قیامت کے دن اس کی گواہی دوں گا۔ اس نے جواب دیا: اگر یہ بات نہ ہوتی کہ قریش مجھے عار دلائیں کہ موت کی شدت کے باعث مسلمان ہو گیا ہے تو میں آپ کی آنکھیں ٹھنڈی کر دیتا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے آیت کریمہ نازل فرمائی کہ: "اے نبی! تم ہدایت نہیں دیتے جسے دوست رکھتے ہو، ہاں خدا ہدایت دیتا ہے جسے چاہے۔" (ت)

معالم و مدارک و بیضاوی و ارشاد لعقل السليم و خازن و فتوحات الیہ و غیرہ تفاسیر میں اسی حدیث کا حاصل اس آیت کے نیچے ذکر کیا۔

آیت ثانیہ : قال جل جلالہ (اللہ جل جلالہ نے فرمایا۔ ت) :

ما كان للنبي والذين آمنوا ان يستغفروا للمشركين ولو كانوا اولى قربى من بعد ما تبين لهم انهم اصحاب الجحيم

روا نہیں نبی اور ایمان والوں کو کہ استغفار کریں مشرکوں کے لئے اگرچہ وہ اپنے قرابت والے ہوں بعد اس کے کہ ان پر ظاہر ہو چکا کہ وہ بھڑکتی آگ میں جانے والے ہیں۔

صحیح مسلم کتاب الایمان باب الدلیل علی صحۃ الاسلام الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۴۰
جامع الترمذی ابواب التفسیر سورة القصص امین پبلی دہلی ۱۵۰/۲
القرآن الکریم ۱۱۳/۹

یہ آیت کو یہ بھی ابوطالب کے حق میں نازل ہوئی۔

تفسیر امام نسفی میں ہے :

ہم علیہ الصلوٰۃ والسلام ان یستغفر لابی طالب فنزل ما کان للنبی علیہ
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارادہ فرمایا کہ ابوطالب کے لئے استغفار کریں تو
یہ آیت کو یہ نازل ہوئی کہ ”نبی کو یہ روا نہیں“ (ت)
جلالین میں ہے :

نزل فی استغفارہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لعمرہ ابی طالب علیہ
یہ آیت حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اپنے چچ ابوطالب کے لئے استغفار
کرنے کے بارے میں نازل ہوئی۔ (ت)
امام عینی عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری میں فرماتے ہیں :

قال الواحدی سمعت ابا عثمان الحیری سمعت ابا الحسن بن مقسم
سمعت ابا اسحق الزجاج یقول فی هذه الآية اجمع المفسرون انها نزلت فی
ابی طالب علیہ

یعنی واحدی نے اپنی تفسیر میں بسند خود ابواسحاق زجاج سے روایت کی کہ مفسرین کا اجماع
ہے کہ یہ آیت ابوطالب کے حق میں اتری۔

اقول لکن اثرہ لہما والمعروف من الزجاج قوله هذا فی الآية الاولى کما
سمعت والبدکور لہما فی المعالم وغیرہا ان الآية مختلف فی سبب نزولہا
فلیراجع تفسیر الواحدی فلعلہ اراد اتفاق اکثرین ولم یلق للخلاف بالافکونہ
خلاف ما ثبت فی الصحیح۔

میں کہتا ہوں یہاں تو اتنے ایسا ہی منقول ہے حالانکہ زجاج کا یہ قول پہلی آیت کے بارے میں
معروف ہے جیسا کہ تو سن چکا ہے۔ اور معالم وغیرہ میں اس مقام پر مذکور ہے کہ آیت کے سبب

- | | | | |
|-------------------------------|---------------|-------------------------|-------|
| ۱۔ مدارک التنزیل (تفسیر نسفی) | تحت آیت ۱۱۳/۹ | دار الکتب العربیہ بیروت | ۱۳۸/۲ |
| ۲۔ تفسیر جلالین | تحت آیت ۱۱۳/۹ | اصح المطابع دہلی | ص ۱۶۷ |
| ۳۔ عمدۃ القاری کتاب الجنائز | تحت حدیث ۱۳۶۰ | دار الکتب العلمیہ بیروت | ۲۶۲/۸ |

اور لفظ محمد کے میں انھوں نے کہا ہم کو حدیث بیان کی محمود نے، پھر اپنی سند کے ساتھ سعید بن مسیب سے اور انھوں نے اپنے باپ سے ذکر کیا رضی اللہ تعالیٰ عنہما، کہ ابو طالب جب قریب الموت ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان کے پاس تشریف لائے جبکہ ابو جہل اور عبد اللہ بن امیہ وہاں موجود تھے، آپ نے فرمایا: اے چچا! کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ پڑھ لو میں اس کے ذریعے اللہ تعالیٰ کے ہاں تمھارے جھگڑا کروں گا ابو جہل اور عبد اللہ بن امیہ نے کہا: اے ابو طالب! کیا عبد المطلب کے دین سے اعراض کر لو گے؟ وہ دونوں مسلسل ابو طالب سے یہی بات کہتے رہے یہاں تک کہ ابو طالب نے جو آخری بات انھیں کہی وہ یہ تھی کہ میں عبد المطلب کے دین پر قائم ہوں (امام بخاری نے جنائز اور سورہ قصص کی تفسیر میں یہ اضافہ کیا جیسا کہ امام مسلم نے کتاب الایمان میں کیا ہے کہ ابو طالب نے لا الہ الا اللہ کہنے سے انکار کر دیا) تو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تک مجھے منع نہ کر دیا جائے میں تیرے لئے ضرور استغفار کروں گا۔ چنانچہ یہ آیت کریمہ نازل ہوئی: ”روا نہیں نبی اور ایمان والوں کو کہ استغفار کریں مشرکوں کے لئے اگرچہ وہ اپنے قرابت والے ہوں بعد اس کے کہ ان پر ظاہر ہو چکا کہ وہ بھڑکتی آگ میں جائیں گے“ اور یہ آیت کریمہ نازل ہوئی ”لے نبی! تم ہدایت نہیں دیتے جسے تم دوست رکھو“ (ت)

اس حدیث جلیل سے واضح کہ ابو طالب نے وقت مرگ کلمہ طیبہ سے صاف انکار کر دیا اور ابو جہل لعین کے اغوا سے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد قبول نہ کیا۔ حضور رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس پر بھی وعدہ فرمایا کہ جب تک اللہ عز و جل مجھے منع نہ فرمائے گا میں تیرے لئے استغفار کروں گا۔ مولیٰ سبحنہ و تعالیٰ نے یہ دونوں آیتیں اتاریں اور اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ابو طالب کے لئے استغفار سے منع کیا اور صاف ارشاد فرمایا کہ مشرکوں و وزخیوں کے لئے استغفار جائز نہیں۔

نسأل اللہ العفو والعافیۃ، اما تزییف الترمذی تذل الایۃ فیہ بات موت ابی طالب کانت قبل الهجرة و هذا اخر ما نزل بالمدينة اه فمردود بما فی ارشاد السامی عن الطیبی عن التقریب انه یجوز ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کان یستغفر لابی طالب الیٰ حیث نزلہا والتشدید مع

آیت ثالثہ : قال عز مجده (اللہ عز مجده نے فرمایا۔ ت) :

وهم ينهون عنه وينأون عنه وان يهلكون الا انقسمهم وما يشعرون
وہ اس نبی سے اوروں کو روکتے اور باز رکھتے ہیں اور خود اس پر ایمان لانے سے بچتے اور
دور رہتے ہیں اور اس کے باعث وہ خود اپنی ہی جانوں کو ہلاک کرتے ہیں اور انھیں شعور نہیں۔
یعنی جان بوجھ کر جو بے شعوروں کے سے کام کرے اُس سے بڑھ کر بے شعور کون !

سلطان المفسرین سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور ان کے تلمیذ رشید سیدنا
امام عظم کے استاد مجید امام عطاء بن ابی رباح ومقاتل وغیرہم مفسرین فرماتے ہیں : یہ آیت ابوطالب
کے باب میں اُتری۔

تفسیر امام بغوی محی السنہ میں ہے :

قال ابن عباس ومقاتل نزلت فی ابی طالب کان ینہی الناس عن اذی النبی
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ویمنعہم ویناہی عن الایمان بہ ای یبعدہ
ابن عباس ومقاتل نے فرمایا کہ یہ آیت ابوطالب کے بارے میں نازل ہوئی، وہ لوگوں کو
حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تکلیف دینے سے روکتا تھا اور انھیں منع کرتا تھا اور خود حضور
سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ایمان لانے سے دور رہتا۔ (ت)
انوار التنزیل میں ہے :

ینہون عن التعرض لرسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ویناؤن عنه
فلا یؤمنون بہ کابی طالب

وہ لوگوں کو رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا تعاقب کرنے سے روکتے اور خود آپ
دور رہتے، چنانچہ آپ پر ایمان نہیں لاتے جیسے ابوطالب۔ (ت)

حدیث سوم : فریابی اور عبد الرزاق اپنے مصنف اور سعید بن منصور سنن میں اور عبد بن حمید
اور ابن جریر وابن منذر وابن ابی حاتم وطبرانی والبیہقی وابن مردویہ اور حاکم مستدرک میں

۱۔ القرآن الکریم ۶/۲۶

۲۔ معالم التنزیل (تفسیر بغوی) تحت لایۃ ۶/۲۶ دار الکتب العلمیہ بیروت ۵/۲

۳۔ انوار التنزیل (تفسیر البیضاوی) " " دار الفکر بیروت ۲۰۱/۲

التكبر على القول من دون عمل وان كان القول خيرا في نفسه قال في معالم التنزيل قال المفسرون ان المؤمنين قالوا لو نعلم اى الاعمال احب الى الله عز وجل لعلنا نعملها ولبذلنا فيه اموالنا وانفسنا فانزل عز وجل "ان الله يحب الذين يقاتلون في سبيله صفاً فأبوا أن يذلك يوماً واحداً فولوا مبدين" فانزل الله تعالى "لم تقولون ما لا تفعلون" و به ينحل الوجهان لمن انصف لاجرم ان قال الخفاجي في العناية بعد نقله كلام الامام فيه نظر الله وبالجملۃ فعتاء اعلم منا ومنكم باساليب القرآن ونظمه فضلا عن هذا الحبر العظيم الذي قد فاق اكثر الامة في علم القرآن وفهمه -

میں کہتا ہوں اصل مذمت تو نائی یعنی دُور رہنے کی وجہ سے ہے جو نبی کے سبب سے شدید ہوگئی، کیونکہ علم کے بعد گناہ اس گناہ سے زیادہ شدید ہو جاتا ہے جو زمانہ جہالت میں کیا گیا ہو۔ چنانچہ نبی کا یہاں ذکر اس شدت و عظمت کے اظہار کے لئے جو اس سے ملحق گناہ اور بوجھ سے متعلق ہوتی ہے کیونکہ علم اللہ تعالیٰ کی حجت ہے تیرے حق میں اور تیرے خلاف کیا تو ابوطالب کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اس ارشاد کو نہیں دیکھتا کہ "اگر میں نہ ہوتا تو وہ جہنم کے سب سے نچلے طبقے میں ہوتا۔" جیسا کہ عنقریب آئے گا۔ ابوطالب کی طرف سے تمام عمر نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حمایت، کفالت، نصرت اور محبت کے باوجود جو کہ معلوم ہے۔ اگر نبی اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شفاعت نہ ہوتی تو ابوطالب جہنم کے سب سے نچلے طبقے میں ہوتے کیونکہ کمال معرفت کے باوجود انھوں نے ایمان سے انکار کیا، چنانچہ آیت مذکورہ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی طرز پر ہے کہ "کیا لوگوں کو بھلائی کا حکم دیتے ہو اور اپنی جانوں کو بھولتے ہو حالانکہ تم کتاب پڑھتے ہو تو کیا تمہیں عقل نہیں۔" ان کے نیکی کا حکم دینے اور کتاب پڑھنے کو مذمت کے سیاق میں ذکر کیا۔ مقصود تو ان کا اپنی جانوں کو بھلانا ہے اور ان دونوں باتوں کا ذکر بطور تمہید ہے بلکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "اے ایمان والو! کیوں کہتے ہو وہ جو نہیں کرتے، کیسی سخت ناپسند ہے اللہ کو وہ بات کہ وہ کہو جو نہ کرو۔" تو یہاں پر قول بلا عمل پر سخت نفرت کا اظہار فرمایا اگرچہ فی نفسہ قول اچھا ہو۔ معالم التنزیل میں کہا کہ مفسرین نے فرمایا کہ مومنوں نے کہا: "اگر ہمیں معلوم ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں محبوب ترین عمل کون سا ہے تو ہم اس کو ضرور کریں گے اور اس میں

اپنے مال و جان قربان کر دیں گے۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ ”بے شک اللہ دوست رکھتا ہے انھیں جو اس کی راہ میں لڑتے ہیں پر باندھ کر“ پھر غزوہ اُحد میں انھیں اس میں مبتلا کر دیا تو پلٹے پھیر کر بھاگ گئے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ کیوں کہتے ہو وہ جو نہیں کرتے ہو۔“ اور اس سے منصف کے لئے دونوں وجہیں کھل گئیں۔ علامہ خفاجی نے عنایہ میں امام کا کلام نقل کرنے کے بعد کہا: ”اس میں نظر ہے اھ۔“ خلاصہ یہ کہ سطر قرآن مجید کے اسالیب و نظم کو ہم سے اور تم سے زیادہ جاننے والا ہے چہ جائیکہ یہ عظیم عالم بتحریر قرآن مجید کے علم و فہم میں اکثر امت پر فوقیت رکھتا ہے۔ (ت)

(فتاویٰ رضویہ ج ۲۹ ص ۶۶۱ تا ۶۷۳)

(۶۶) رسالہ مذکورہ ”شرح المطالب“ میں مزید فرمایا:

امام محمد محمد بن امیر الحاج حلیہ شرح منیہ او اخر صلوٰۃ اس مسئلہ کے بیان میں کہ کافر کے لئے دعائے مغفرت ناجائز ہے، آیت دوم تلاوت کر کے فرماتے ہیں:

ثبت فی الصحیحین ان سبب نزول الایۃ قولہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
ابی طالب لا استغفرن لك ما لہ انہ عنك

صحیحین میں ثابت ہو چکا ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ابو طالب کے لئے دعائے مغفرت کی تھی (یعنی یہ کہا تھا کہ جب تک مجھے منع نہ کیا گیا میں تیرے لئے استغفار کروں گا، اس پر یہ آیت اُتری۔

امام محی السنہ بغوی معالم شریف اول رکوع سورۃ بقرۃ میں زیر قولہ تعالیٰ ان الذین کفروا سواء علیہم، پھر قاضی حسین بن دیار بکری مالکی کی کتاب التّحسین میں فرماتے ہیں:

کفر چار قسم ہے: ۱۔ کفر انکار و کفر حجود و کفر عناد و کفر نفاق۔

کفر انکار یہ کہ اللہ عز و جل کو نہ دل سے جانے اور نہ زبان سے مانے، جیسے ابلیس و یہود۔ اور کفر نفاق یہ کہ زبان سے مانے مگر دل میں نہ جانے۔

وکفر العناد هو ان يعرف اللہ بقلبه و یعترف بلسانه ولا یدین بہ ککفر ابی طالب

حیث یقول ھ

ولقد علمت بان دین محمد من خیر ادیان البریة دینا
 لولا الملامۃ اوحذا مر مسیبة لوجدتني سمحا بهذا الذمیلنا
 یعنی کفر عنادیہ کہ اللہ تعالیٰ کو دل سے بھی جانے اور زبان سے بھی کہے مگر تسلیم و گرویدگی سے باز
 رہے جیسے ابوطالب کا کفر کہ یہ شعر کہے :

”واللہ! میں جانتا ہوں کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دین تمام جہان کے دین سے
 بہتر ہے، اگر ملامت یا طعن سے بچنا نہ ہوتا تو تو مجھے دیکھتا کہ میں کیسی اہل دلی کے
 ساتھ صاف صاف اس دین کو قبول کر لیتا۔“

امام ممدوح یہ چاروں قسمیں بیان کر کے فرماتے ہیں :

جميع هذه الاصناف سواء في ان من لقي الله تعالى بواحد منها لا يغفر له.
 یہ سب قسمیں اس حکم میں یکساں ہیں کہ جو ان میں سے کسی قسم کا کفر کر کے اللہ عز و جل سے ملے گا
 وہ کبھی اُسے نہ بخشے گا۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۲۹ ص ۶۹۳ و ۶۹۴)

(۶۷) مزید فرمایا :

انوار التنزيل وارث العقل میں زیر آیت کریمہ ”انك لا تهدي من اجبت“ فرمایا :
 الجمهور على انها نزلت في ابی طالب۔

جمہور ائمہ کے نزدیک یہ آیت دربارہ ابوطالب اُتری۔

علامہ خفاجی اس کے حاشیہ میں فرماتے ہیں :

اشارة الى الرد على بعض الرافضة اذ ذهب الى اسلامه۔

یہ اشارہ ہے بعض رافضیوں کے رد کی طرف کہ وہ اسلام ابوطالب کے قائل ہیں۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۲۹ ص ۷۰۳، ۷۰۴)

۱ تاریخ النخیس وفاة ابی طالب مؤسستہ شعبان بیروت ۳۰۱/۱

۲ معالم التنزيل (تفسیر البغوی) تحت الآیة ۶/۲ دار الکتب العلمیہ بیروت ۲۱/۱

۳ انوار التنزيل (تفسیر البیضاوی) ۵۶/۲۸ دار الفکر بیروت ۲۹۸/۴

۴ عنایة القاضی حاشیة الشہاب علی تفسیر البیضاوی تحت الآیة ۵۶/۲۸ دار الکتب العلمیہ بیروت ۲۰۹/۴

(۶۸) رسالہ ”شرح المطالب“ میں ایمان ابی طالب سے متعلق شبہات کا جواب دیتے ہوئے فرمایا:
شبہ اولیٰ - کفالت - اقول (میں کہتا ہوں - ت) ہاں بالیقین مگر کفالت نبی
 مستلزم اطاعت نبی نہیں، قال اللہ تعالیٰ (اللہ تعالیٰ نے فرمایا - ت):
 فالتقطه آل فرعون ليكون لهم عدوا وحزنا الآية -
 تو اسے اٹھالیا فرعون کے گھر والوں نے کہ وہ ان کا دشمن اور ان پر غم ہو (الایۃ ت)
 وقال اللہ تعالیٰ (اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا - ت):

قال الم نربك فينا وليدا ولبثت فينا من عمر ك سنين
 بولا کیا ہم نے تمہیں اپنے یہاں بچپن میں نہ پالا اور تم نے ہمارے یہاں اپنی عمر کے کئی برس
 گزارے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۲۹ ص ۷۰۵، ۷۰۶)

(۶۹) مزید فرمایا،

شبہ ثالثہ - محبت - اقول بیشک مگر طبعی تک جیسے چپ کو بھتیجے سے چاہئے
 اور بھتیجے بھی کیسے کہ حقیقی بھائی نوجوان گزرے ہوئے کی اکلوتی نشانی، پھر اس پر جمال صورت و
 کمال سیرت وہ کہ اپنے تو اپنے غیر دکھیں تو خدا ہو جائیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، خاندان ہاشمی ایک
 اسی چراغ محمود و شمع بے دود سے روشن تھا، خاندانی حمیت ہر عاقل کو ہوتی ہے خصوصاً عرب خصوصاً
 قریش خصوصاً بنی ہاشم میں اس کا عظیم مادہ، ولہذا جب یہ آیہ کریمہ ”فاصدع بما توأمروا و اعراض
 عن المشرکین“ (تو اعلانہ کہہ دو جس بات کا تمہیں حکم ہے اور مشرکوں سے منہ پھیر لو - ت)
 نازل ہوئی اور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے علانیہ دعوت اسلام شروع کی اشراف قریش
 جمع ہو کر ابوطالب کے پاس گئے اور کہا تمام عرب میں سب سے زیادہ خوبصورت اور سب سے بڑھ کر
 اچھی اٹھان والا لڑکا ہم سے لے لو اسے بجائے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پرورش کرو اور انھیں
 ہم کو دے دو، اور اسی ارادہ فاسد پر عمارہ بن ولید کو لے کر گئے تھے کہ ابوطالب نے مانا تو اسے
 انھیں دے دیں گے۔ ابوطالب نے کہا:

واللہ لبئس ما تسوموننی تعطوننی ابنکم اغذوه لکم واعطیکم ابنی

تقتلونه هذا والله ما لا يكون ابداً حين تروح الابل فان حلت ناقة الى غير فصيلها
دفعته اليكم ۛ

لخصناه حديث ابن اسحق ذكره بلا غا ومن حديث مقاتل ذكره في المواهب
خدا کی قسم کیا بُری گاہکی میرے ساتھ کر رہے ہو، کیا تم اپنا بیٹا مجھے دو کہ میں تمہارے لئے اسے
کھاناؤں پرورش کروں اور میں اپنا بیٹا تمہیں دے دوں کہ تم اُسے قتل کرو، خدا کی قسم یہ کبھی ہونی نہیں جب
اُونٹ شام کو نکلتے ہیں تو اگر کوئی ناکہ اپنے بچے کو چھوڑ کر دوسرے کی طرف میل کرتی ہو تو میں بھی تم سے
اپنا بیٹا بدل لوں۔

(ہم نے اس کی حدیث ابن اسحق سے ملخص کیا جسے انھوں نے مفصل بیان کیا، اور حدیث مقاتل
سے جس کو مواہب میں ذکر کیا گیا ہے۔ ت)

ابو طالب نے صاف بتا دیا کہ ان کی محبت وہی ہے جو انسان تو انسان حیوان کو بھی اپنے بچے سے
ہوتی ہے، ایسی محبت ایمان نہیں، ایمان حُب شرعی ہے، ابو طالب میں اس کی شان نہیں، محبت
شرعی و ایمانی ہوتی تو ناکہ کو عار پر اختیار اور دم مرگ کلمہ طیبہ سے انکار اور ملت جاہلیت پر اصرار کیوں ہوتا۔
(فتاویٰ رضویہ ج ۲۹ ص ۷۰۸، ۷۰۹)

(۷۰) مزید فرمایا،
شہرہ رابعہ — نعت شریف — اقول یہ تو اور حجت اللہ قائم ہونا ہے جب
ایسا جانتے ہو پھر کہیں نہیں مانتے یہود عنود قبل طلوع شمس رسالت کیا کچھ نعت و مدحت نہ کرتے جب
کوئی مشکل آتی مصیبت مٹنے دکھائی حضور سے تو قتل کرتے، جب دشمن کا مقابلہ ہوتا دُعا مانگتے،
اللهم انصرنا عليهم بالنبي المبعوث في اخرا الزمان الذي نجد صفته
في التوراة ۛ

الہی! ہمیں اُن پر مدد دے صدقہ آخر الزماں کا جس کی نعت ہم تورات میں پاتے ہیں۔
پھر جان کر نہ ماننے کا کیا نتیجہ ہوا یہ جو قرآن عظیم نے فرمایا،

وكانوا من قبل يستفتحون على الذين كفروا فلما جاءهم ما عرفوا

۱۔ السيرة النبوية لابن هشام مشق قریش الی ابی طالب ثالثة لبعارة ابن الوليد القسم الاول دار ابن کثیر ص ۲۶۷
۲۔ المواہب اللدنیہ الجہر بالصلوة موقف قریش المکتب الاسلامی بیروت ۲۲۳/۱
۳۔ البحر المحیط تحت الآیة ۸۹/۲ دار الفکر بیروت ۳۰۳/۱

كفروا به فلعنه الله على الكافرين ۝

اور اس سے پہلے وہ اس نبی کے وسیلہ سے کافروں پر فتح مانگتے تھے، تو جب تشریف لایا ان کے پاس وہ جانا پہچانا تو اس سے منکر ہو بیٹھے، تو اللہ کی لعنت ہو منکروں پر۔ (ت) اصحاب میں فرماتے ہیں :

اما شهادة ابی طالب بتصديق النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فالجواب عنه و عما ورد من شعر ابی طالب فی ذلك انه نظير ما حکى اللہ تعالیٰ عنه عن کفار قریش "وجحدوا بها واستيقنتها انفسهم ظلماً وعلوا" فكان کفرهم عنادا و منشوءه من الانفة والكبر والى ذلك اشار ابو طالب بقوله لولا ان تعيرني قریش لـ

یعنی ابو طالب کے ان اشعار وغیرہ (جن میں تصدیق نبی کی شہادت ہے) کا جواب یہ ہے کہ وہ اسی قبیل سے ہے جو قرآن عظیم نے کفار کا حال بیان فرمایا کہ براہ ظلم و تکبر منکر ہوتے اور دل میں خوب یقین رکھتے ہیں تو یہ کفر عناد ہوا اور اس کا منشاء تکبر اور اپنے نزدیک بڑی ناک والا ہونا ہے خود ابو طالب نے اس کی طرف اشارہ کیا کہ اگر قریش کی طعنہ زنی کا خیال نہ ہوتا تو اسلام لے آتا۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۲۹ ص ۷۱، ۷۱۲)

(۷۱) ایمان ابی طالب کے بارے میں ایک شبہہ کے ازالہ میں علماء کرام کے جوابات ذکر کرنے کے بعد فرمایا،

یہ اجوبہ علماء ہیں اور بحمد اللہ کافی ودافی وصافی ہیں، وانا اقول وبالله التوفیق (میں اللہ تعالیٰ کی توفیق سے کہتا ہوں۔ ت)

سادساً ہم تسلیم کرتے ہیں کہ روایت انھیں احادیث صحیحین کی مثل سنداً و متناً ہر طرح اعلیٰ درجہ کی صحیح اور شہادت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی بروجہ کمال مقبول و بیحد، پھر بھی نہ مستدل کو نافع نہ کفر ابی طالب کی اصلاً دافع۔ آخر جب بحکم احادیث جلیلہ آیت قرآنیہ مشرک و ناری بتا رہی ہے تو یہ کسی کے مٹائے مٹائے نہیں، یہ دوسری حدیث کہ فرضاً اُسی پلہ کی صحیح و جلیل ہے صرف اتنا بتاتی ہے کہ ابو طالب نے آخر وقت لا الہ الا اللہ کہا، یہ نہیں بتاتی کہ وہ وقت کیا تھا، آخر وقت دو ہیں

لہ القرآن الکریم ۸۹/۲

لہ الاصابة فی تمییز الصحابة حرف الطار ترجمہ ۶۸۵ ابو طالب دار صادر بیروت ۱۱۷/۴

ایک وہ کہ ہنوز پروے باقی ہیں اور یہ وقت وقت قبول ایمان ہے، دوسرا وہ حقیقی آخر جب حالت غرغره ہو، پروے اٹھ جائیں جنت نما ریش نظر ہو جائیں یومنون بالغیب کا محل نہ ہے، کافر کا اس وقت اسلام لانا بالاجماع مردود و نامقبول ہے۔ اللہ عز و جل فرماتا ہے:

فلم یکن ینفعہم ایمانہم لما ساءوا باسنائہ اللہ الّتی قد خلت فی عبادہ وخسر ہذا لک الکفرون علیہ

تو ان کے ایمان نے انہیں کام نہ دیا جب انہوں نے ہمارا عذاب دیکھ لیا، اللہ کا دستور جو اس کے بندوں میں گزر چکا اور وہاں کافر گھائے میں ہیں (ت) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ان اللہ یقبل توبۃ العبد ما لم یغرغر، رواہ احمد والترمذی وحسنہ و ابن ماجہ والحاکم وابن حبان والبیہقی فی الشعب کلہم عن سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔

اللہ تعالیٰ سکرات موت سے پہلے پہلے توبہ قبول فرماتا ہے۔ اس کو روایت کیا احمد علیہ ترمذی نے، اور ترمذی نے اس کو حسن کہا۔ نیز روایت کیا اس کو ابن ماجہ، حاکم، ابن حبان اور امام بیہقی نے شعب میں۔ ان تمام نے سیدنا عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا۔ (ت)

اب اگر وقت اول کہنا مانتے ہیں تو آیت قرآنیہ مع ان احادیث صحیحہ کے اس حدیث صحیح مفروض سے مناقض ہوگی اور کسی نہ کسی حدیث صحیح کو رد کئے بغیر چارہ نہ ملے گا، اور اگر وقت دوم پر مانتے ہیں تو آیت و احادیث سب حق و صحیح ٹھہرتے ہیں اور تناقض و تعارض بے تکلف دفع ہوا جاتا ہے کلمہ پڑھا اور ضرور پڑھا مگر کب، اُس وقت جب کہ وقت نہ رہا تھا، لہذا حکم شرک و نارہر قرار دیا۔ قال اللہ تعالیٰ (اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ ت)؛

۱۔ القرآن الکریم ۴۰/۸۵

۲۔ جامع الترمذی ابواب الدعوات باب ماجاء فی فضل التوبۃ الخ ابن کثیر دہلی ۱۹۲/۲

مسند احمد بن حنبل عن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما الملکب الاسلامی بیروت ۱۳۲/۲

المستدرک للحاکم کتاب التوبۃ باب ان اللہ لیغفر لعبده دار الفکر بیروت ۲۵۷/۲

حتیٰ اذا دمرکہ الغرق قال امنت انه لا اله الا الذی امنت به بنو اسرائیل
وانا من المسلمین ؕ الثن وقد عصیت قیل وکنت من المفسدین ^{لح}
یہاں تک کہ جب اُسے ڈوبنے نے آیا تو بولا میں ایمان لایا کہ کوئی سچا معبود نہیں سوا اس کے
جس پر بنی اسرائیل ایمان لاتے اور میں مسلمان ہوں۔ کیا اب اور پہلے سے نافرمان رہا اور تو
فسادی تھا۔ (ت)

صورتِ اولے ظاہر البطلان، لہذا شقی اخیر ہی لازم الاذعان، اور فی الواقع اگر یہ روایت مطابق
واقع تھی تو قطعاً یہی صورت واقع ہوئی اور وہ ضرور قرین قیاس بھی ہے، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم ان کے قریب مرگ ہی جلوہ افروز ہوئے ہیں۔ اسی حالت میں کفارِ قریش سے وہ محاورات ہوئے
سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بار بار باصرار دعوتِ اسلام فرمائی، کفار نے ملتِ کفر پر قائم رہنے
میں جان لڑائی، آخر کچھ لا جواب دے دیا کہ ابوطالب ملتِ جاہلیت پر جاتا ہے، یہاں تک بات چیت
کی طاقت تھی اب سینے پر دم آیا پردے اٹھے غیب سامنے آیا اُس نے جس پر عار کو اختیار کیا تھا
اپنی مہیب صورت سے منہ دکھایا، لیس الخبواک المعاینہ ^{لح} (خبر مشاہدہ کی مثل نہیں۔ ت)
اب کھلا کہ یہ بلا جھیلنے کی نہیں، ڈوبتا ہوا سوار پکڑتا ہے، اب لا الہ الا اللہ قدر آئی، کہنا
چاہا طاقت نہ پائی، آہستہ لبوں کو جنبش ہوئی مگر بے سود کہ وقت نکل چکا تھا۔

انا لله وانا اليه راجعون ولا حول ولا قوة الا بالله العلی العظیم۔
ہم اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں اور اُسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں، نہ گناہ سے بچنے کی طاقت
ہے اور نہ نیکی کرنے کی قوت ہے مگر بلندی و عظمت والے خدا کی توفیق سے۔ (ت)
تو حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی سچے کہ کلمہ پڑھا، اور قرآن و حدیث تو قطعاً سچے ہیں
کہ حکمِ کفر بدستور رہا۔ والعیاذ باللہ رب العالمین (اللہ کی پناہ جو پروردگار ہے تمام
جہانوں کا۔ ت)

سابعاً اس سے بھی درگزریے، یہ بھی مانا کہ حالتِ غرغره سے پہلے ہی پڑھا ہے

۱۔ القرآن الکریم ۹۰/۱

پھر حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو ظاہر ہی کی گواہی دیں گے، دل کے حال کا عالم خدا ہے، کیا اگر کوئی شخص روزانہ لاکھ بار کلمہ پڑھے اور اللہ عزوجل اُسے کا قربتائے تو ہم اس کے کلمہ پڑھنے کو دیکھیں گے یا اپنے رب عزوجل کے ارشاد کو۔ ایمان زبان سے کلمہ خوانی کا نام نہیں، جب دلوں کا مالک اس کے کفر پر حاکم تو قطعاً ثابت کہ اس کے قلب میں اذعان و اسلام نہیں، آخر نہ سنا کہ جیسے جاگتے تندرستوں کے بڑی سے بڑی قسم کھا کر لشہد انک لہ رسول اللہ (ہم گواہی دیتے ہیں کہ حضور بیشک یقیناً اللہ کے رسول ہیں۔ ت) کہنے پر کیا ارشاد ہوا:

واللہ یعلم انک لہ رسولہ واللہ یشہد ان المنافقین لکذابون ی

اور اللہ جانتا ہے کہ تم اس کے رسول ہو اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ منافق ضرور جھوٹے ہیں (ت)

غرض لاکھ جتن کیجئے آیت برات سے برات طے یہ شد فی نہیں ہے ہمان آتش در کا سہ

(وہی قسمت وہی نصیب۔ ت) کہ،

تبتین لہم انتہم اصحاب الجحیم

(فتاویٰ رضویہ ج ۲۹ ص ۳۴ تا ۳۷)

کھل چکا کہ وہ دوزخی ہیں۔ (ت)

فتاویٰ رضویہ جلد ۳

(۱) آیت کریمہ ”وما رمیت اذ رمیت ولكن الله رمی“ میں نفی و اثبات کی توجیہ

بیان کرتے ہوئے فرمایا،

فاذا صحت الحقيقة غلبت واصبحت عند الصورة فصحة نفيه عن

كاسبه وقصر اسناده على خالقه وذلك قوله تعالى ”فلم تقتلوهم ولكن الله

قتلهم وما رميت اذ رميت ولكن الله رمى“، فاثبت ونفى صورة ومعنى

وما توفيقى الا بالله ما تشاؤون الا ان يشاء الله۔

۱۰ القرآن الکریم ۱/۶۳

۱۴/۸

۱۰ القرآن الکریم ۱/۶۳

۱۱۳/۹

توجب اسناد حقیقی صحیح ہو تو وہی غالب ہو جاتی ہے، اور اسناد صوری مغلوب مضحل ایسی
 ۱۰۔ میں کاسب سے اس فعل کی نفی کر کے خالق کی طرف نسبت کر دی جاتی ہے، جیسا کہ قرآن عظیم
 میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”کافروں کو تم نے قتل نہیں کیا بلکہ اللہ نے قتل کیا“ — ”اور اے محبوب! آپ نے
 کنگری میں پھینکی تھی بلکہ اللہ نے پھینکی“ پس نفی از روئے صورت ہے اور اثبات از روئے حقیقت ہے۔
 م توفیقی الا باللہ وما تشاؤن الا ان يشاء اللہ۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۳۰ ص ۸۰)

۲) نعلین کی ایک تفسیر بیان کرتے ہوئے فرمایا:
 اب سنئے اصطلاح قوم میں ”نعلین“ ”کونین“ کو کہتے ہیں، اللہ تعالیٰ عروج بل نے
 اپنے بندے موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے فرمایا:

فاخلع نعليك انك بالواد المقدس طوى

اپنے دونوں جوتے اتار ڈالو کہ تم پاکیزہ جنگل طوی میں ہو۔

مفسر علام نظام الدین حسن بن محمد قمی غرائب القرآن و رغائب الفرقان معروف بتفسیر
 نیشاپوری میں اس آیت کریمہ کی تاویل یعنی بطور اہل اشارات و حقائق میں فرماتے ہیں:
 اترك الالتفات الى الكونين انك واصل الى جناب القدس

یعنی نعلین سے ”دونوں جہان“ مراد ہیں انھیں اتار ڈالو یعنی ان کی طرف التفات نہ کرو کہ تم
 بارگاہ اقدس میں پہنچ گئے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۳۰ ص ۸۹، ۹۰)

(۳) آپ سے پوچھا گیا کہ آیت کریمہ فبائی الاوس یکما تکذبین ۵ صد ہا مشن ۵ میں آیت
 ”لا“ ہے، اس پر ٹھہرنا جائز ہے یا نہیں؟ اس کے جواب میں فرمایا:
 ہر آیت ”لا“ پر وقف جائز ہے، یوں بھی سنت سے ثابت ہے۔ قرار میں بھی دونوں طریقے ہیں،
 اور سب قرارتیں حق ہیں۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۳۰ ص ۹۳)

(۴) سوال آیا کہ سورۃ ناس میں خناس ۵ الذی پڑھا جائے یا خناس ۵ الذی؟

لہ القرآن الکریم ۱۲/۲۰

غرائب القرآن

تحت لایۃ ۱۲/۲۰

مصطفیٰ البابی مصر ۱۱۹/۱۶

اس کے جواب میں فرمایا،

دونوں طرح جائز ہے، اور اصل وہی ہے کہ خناس کا سین الذی کے لام میں ملا کر پڑھیں اس میں الف گر جائے گا، اور بحالت وصل اس کے گرانے کا ہی حکم ہے اور ”س“ پر وقف کر کے ”الذی“ مع ”ا“ پڑھے جب بھی کچھ حرج نہیں، دونوں طریقے سنت سے ثابت ہیں۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۳۰ ص ۹۴)

(۵) وقت ختم قرآن تراویح میں تین بار سورۃ اخلاص کا پڑھنا کیسا ہے؟ اس کے جواب میں فرمایا، مستحسن ہے، فتاویٰ عالمگیری میں ہے،

قراءة قل هو الله احد ثلاث مرات عقيب الختم يستحسنها بعض المشائخ لاجب نقصان دخل في قراءة البعض الا ان يكون ختم القرآن في الصلوة المكتوبة فلا يزيد على مرة واحدة۔

ختم قرآن کے بعد تین مرتبہ قل هو الله احد الخ پڑھنے کو بعض مشائخ نے مستحسن قرار دیا ہے تاکہ اس نقصان کا ازالہ ہو جائے جو بعض کے پڑھتے وقت پیدا ہوا ہے، مگر جب ختم قرآن فرض نماز کے اندر ہو تو صرف ایک ہی بار سورۃ اخلاص پڑھے زائد نہ پڑھے۔ (ت)

عقود الدریہ میں ہے،

والعمل بما عليه الاكثر۔

اس پر عمل کیا جائے جس پر اکثریت کا عمل ہو۔ (ت)

(فتاویٰ رضویہ ج ۳۰ ص ۹۴)

(۶) حافظ میر عبد الجلیل صاحب مارہروی نے رسم القرآن کے بارے میں آٹھ سوالات پر مشتمل ایک استفتاء اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کی خدمت میں بھیجا جس کا آپ نے تفصیلی جواب تحریر فرمایا۔ سوال و جواب مندرجہ ذیل ہیں،

سوال (۱) الفاظ جمع مذکر سالم مانند خاسئین، قانتون، کرہین، خیر الفاتحین و امثالہا جن کو منشی اشرف علی نے اپنے مصحف میں محذوف الالف لکھا ہے اور اکثر جگہ حوالہ

شمعِ قرارت اور خلاصۃ الرسوم وغیرہ کا دیا ہے اور مولوی احمد علی سہارنپوری نے الفاظ موصوفہ کو باثبات الف اپنے مصحف میں لکھا ہے بلکہ ایسے الفاظ قلیل الذور کی ایک فہرست اپنے مصحف کے ابتداء میں لکھ دی ہے کہ وہ باثبات الف ہیں ان کی بابت آپ کا حکم کیا ہے؟
(۲) لفظ ”کلام“ ملک العلام میں صرف چار جگہ ہے؛

ایک جگہ سورۃ بقرہ میں یسمعون کلمہ اللہ (وہ اللہ کا کلام سنتے ہیں۔ ت)
دوم سورۃ اعراف میں؛

قال یا موسیٰ انا اصطفتک علی الناس برسلتی وبکلامیؑ

فرمایا اے موسیٰ! میں نے تجھے لوگوں سے چُن لیا اپنی رسالتوں اور اپنے کلام سے (ت)

سوم سورۃ توبہ میں؛

فاجرۃ حتی یسمع کلمہ اللہؑ

تو اسے پناہ دو کہ وہ اللہ کا کلام سُنے۔ (ت)

چہارم سورۃ الفتح میں ہے؛

یریدون ان یبدلوا کلمہ اللہؑ

وہ چاہتے ہیں کہ اللہ کا کلام بدل دیں۔ (ت)

ان سب کو بعض مصاحف و کتب و رسم الخط میں باثبات الف لکھا ہے اور بعض میں

محذوف الالف اور بعض نے بعض کو مع الالف، اور بعض کو بغیر الف لکھا ہے۔ آپ کی ان

کے باب میں کیا رائے ہے؟

(۳) لفظ ”قیام“ دو مقام پر سورۃ نساء میں؛

أَوَّلًا؛

ولا تؤثروا السفهاء اموالکم الّتی جعل اللہ لکم قیامًاؑ

بے عقلوں کو ان کے مال نہ دو جو تمہارے پاس ہیں جن کو اللہ نے تمہاری بسر اوقات

۱۲۴/۷ القرآن الکریم

۱۵/۴۸

۷۵/۲ القرآن الکریم

۶/۹

۵/۴

کیا ہے۔ (ت)

دوم:

فاذکروا للہ قیاماً وقعوداً وعلی جنوبکم
اللہ کی یاد کرو کھڑے بیٹھے اور کروٹوں پر لیٹے۔ (ت)

سوم سورۃ المائدہ میں:

جعل اللہ الکعبۃ البیت الحرام قیلاً للناس

اللہ نے ادب والے گھر کعبہ کو لوگوں کے قیام کا باعث کیا۔ (ت)

چہارم سورۃ فرقان میں:

والذین ینبیتون لربہم سجداً و قیاماً

اور وہ جو رات کاٹتے ہیں اپنے رب کے لئے سجدے اور قیام میں۔ (ت)

پنجم سورۃ زمر میں:

ثم نفخ فیہ اخی فیہ فاذا هم قیام ینظرون

پھر وہ دوبارہ پھونکا جائے گا تبھی وہ دیکھتے ہوئے کھڑے ہو جائیں گے۔ (ت)

ششم سورۃ زاریات میں:

فما استطاعوا من قیام وما کانوا منتصrin

تو وہ نہ کھڑے ہو سکے اور نہ وہ بدلہ لے سکتے تھے۔ (ت)

عام مصاحف میں یعنی مولوی احمد علی صاحب سہارنپوری اور ان کے مقلدین نے سورۃ نساء

کے پہلے اور سورۃ مائدہ والے کو بدون الف لکھا ہے، اور باقی سب جگہ مع الف۔ اور یہی

رسالہ ”مرآۃ الغرلان“ سے ثابت ہے مگر مفتی اشرف علی نے صرف آخر کے تینوں کو باثبات

الف اور اول کے تینوں کو بدون الف لکھا ہے۔

(۴) للرجال نصیب مما ترک الولدان والاقربون وللنساء نصیب مما ترک

۱۰۳/۴ القرآن الکریم

۹۴/۵ " ۹۴

۱۰۳/۴ القرآن الکریم

۹۴/۵ " ۹۴

۹۴/۵ " ۹۴

الوالدان والاقربون ماقبل منه اوکثریہ

مردوں کے لئے حصہ ہے اس میں سے جو چھوڑ گئے ماں باپ اور قرابت والے ، اور عورتوں کے لئے حصہ ہے اس میں سے جو چھوڑ گئے ماں باپ اور قرابت والے ترک تھوڑا ہو یا بہت ۔ (ت)
اور :

لعل جعلنا موالی مہاترك الوالدان الآية۔

ہم نے سب کے لئے مال کے مستحق بنا دیئے ہیں جو کچھ چھوڑ جائیں ماں باپ ۔ (ت)
یہ سب مصاحف مروجہ ہندی میں الف اول موجود اور ثانی مفقود ہے مگر مؤلف خلاصۃ الرسوم دونوں کا حذف فرماتے ہیں اور والدین یا ونون سے سب جگہ مع الالف ہے ۔
(۵) سورة نساء میں : لا تقربوا الصلوة وانتم سکران
نشہ کی حالت میں نماز کے پاس نہ جاؤ ۔ (ت)
اور سورة حج میں :

وتروی الناس سکران وما هم بسکران

اور تو لوگوں کو دیکھے گا جیسے نشہ میں ہیں اور وہ نشہ میں نہ ہوں گے ۔ (ت)

تینوں کو منشی اشرف علی اور مولوی ہادی علی صاحب نے اپنے مکتوب مصاحف میں محذوف الالف لکھا ہے ، اور عام مصاحف میں خاص سورة نساء میں بدون الف اور باقی دونوں کو مع الالف خلاصۃ الرسوم اور رسالہ نور سمری سے قول اول ثابت ہے مگر مرتع الغزلان میں لکھا ہے : صر
گیر از حج دو جا سکران یا د

یعنی محذوفات میں دو کا ذکر کیا تیسرے سے کچھ تعرض نہ کیا ۔

(۶) علامہ عمر والدانی ارشاد کرتے ہیں :

کذلك سورة وسوءاتكم وسيئ وسيئت وبریئون وھنیئ مریئ

و بریٹا و شہدہ یہ

یعنی ان سب کا ہمزہ بدون مرکز ہے لیکن کل مصاحف ہندی میں سوا انکم وغیرہ الف سے مرقوم ہے بالاتفاق کسی نے اس میں خلافت بھی بیان نہیں کیا۔

(۷) ومن خزی یومئذ سورہ ہود میں قرأت مفتوح المیم کو کتاب تیسیر میں نافع اور ابن عامر کے نام سے لکھا ہے، اور خلاصۃ الرسوم میں مرقوم ہے :

بکسر میم ست بقرات غیر سوسی

سوسی کے غیر کی قرأت میں میم کے کسر کے ساتھ ہے۔ (ت)

(۸) اعوذ باللہ کے باب میں روایت کتاب تحفہ نذریہ مولفہ قاری عبد الرحمن پانی پتی یہ ہے کہ :

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم مختار جمیع قرار است

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم تمام قرار کا مختار ہے (ت)

آگے بیان کرتے ہیں کہ :

اگر کسی لفظ دیگر در تعوذ گفت آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ازاں لفظ منع فرمودہ اگر کسی نے کوئی دوسرا لفظ تعوذ میں کہا تو حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس لفظ سے منع فرمایا ہے۔ پھر لکھتے ہیں :

باوجود اس منع و تعلیم الفاظ دیگر ہم مروی شدہ اندہ پس تلفظ تعوذ باں الفاظ ہم جائز است اگرچہ مختار نیست، انتہی عبارتہ بقدر ضرورت۔

اس منع و تعلیم کے باوجود کچھ دوسرے الفاظ بھی مروی ہیں، چنانچہ ان الفاظ کے ساتھ بھی تعوذ جائز ہے اگرچہ مختار نہیں ہے۔ تحفہ نذریہ کی عبارت ختم ہوئی جس قدر ضرورت تھی۔ اس کے باب میں آپ کا کیا حکم ہے ؟

۱۔ تیسیر فی قواعد علم التفسیر للامام محمد بن سلمان

۲۔ القرآن الکریم ۶۶/۱۱

۳۔ خلاصۃ الرسوم

۴۔ و ۵۔ تحفہ نذریہ

۶۔ تحفہ نذریہ

الجواب

(۱) یہ علم سمح ہے نہ قیاس۔ کلماتِ علمائے کرام سے دو ضابطے ملتے ہیں،

اول مطرودہ کہ ہر جمع مذکر سالم کثیر الدور مخدوف الالف ہے جبکہ اس الف پر مد نہ ہو۔

دوم اکثری یہ کہ الف پر مد ہو یعنی اس کے بعد ہمزہ یا حرف مشدّد آئے تو ثابت الالف ہے مگر ذوات الهمزہ میں حذف بھی بکثرت پایا گیا ہے۔ اور جمع مؤنث سالم تو مطلق مخدوف الالف و الالفین ہے اگرچہ قلیل الدور ہو اگرچہ الف ممدود ہو۔ مگر گفتی کے حروف جیسے سورۃ شوریٰ میں روضت الجنت، یونس میں آیاتنا بیتت، اسی میں مکر فی آیاتنا، لحم سجدہ میں سلوت، فاطر میں علی بیتنا علی الخلاف الی غیر ذلک من حروف قلائل۔

امام عمرو دانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مقنع میں فرماتے ہیں،

اتفقوا علی حذف الالف من جمع السالم الکثیر الدور من المذکر و المؤنث جمیعاً القبرین والصدّیقین والقنّیین والشیطنین والظلمون و السّحرون والطیبت والخیثت والمتصدّقت والثیبت والغرفت وما کان مثله، فان جاء بعد الالف همزة او حرف مضعف نحو السائلین والقائمین والظانین والعادین وحافین وشبهه اثبت الالف علی انی تتبع مصاحف اهل المدينة واهل العراق القديمة فوجدت فیہا مواضع كثيرة مما بعد الالف فیہ همزة قد حذف الالف منها واکثر ما وجدته فی جمع المؤنث لثقله والاثبات فی المذکر اکثر قال ابو عمرو وما اجتمع فیہ الفان من جمع المؤنث السالم فان الرسم فی اکثر المصاحف یحذفہما جمیعاً سواء کان بعد الالف حرف مضعف او همزة نحو الحفطت والصدّقت والثرعت والصفّت والعديت والصفّمت وغیبت وسمّحت وشبهه قد اعمت النظر فی ذلک فی مصاحف اهل العراق اہلیّة اذ عمدت النص فی ذلک فلم اراها مختلف فی حذف ذلک۔

وقال محمد بن عیسیٰ اصفہانی فی کتابہ ہجاء المصاحف قوم طاغون فی الدّار یت والطور و فی روضات الجنت فی عسق مرسومة بالالف۔

وقال ابو عمرو کذا راٰ یتھا انا فی مصاحف اهل العراق وراٰ یت فی

بعضہا کراماً کاتبین بالالف فی بعضہا بغیر الف اھ مختصراً۔

تمام لوگوں نے جمع مذکور سالم کثیر الدور سے الف کے حذف کرنے پر اتفاق کیا، جیسے صدقین، صدقین، قنّین، شیطین، ظلمون، ساحرون، طیبّیت، خبیثت، متصدّق، ثبّیت، غرقّت اور جو اس کے مثل ہو۔ اور الف کے بعد ہمزہ یا حرف مشدّد آئے جیسے سائلین، قائلین، ظانین، عادیں، حافین اور اس کے مشابہ۔ مگر میں نے اہلِ مدینہ اور اہلِ عراق کے قدیم مصاحف کا تتبع کیا تو بہت سے مقامات پر جہاں الف کے بعد ہمزہ تھا وہاں سے بھی الف حذف کر دیا ہے اور ایسا اکثر جمع مونث میں اس کے ثقل کی وجہ سے ہوا ہے۔ اور مذکور میں زیادہ طور پر الف کا اثبات ہے۔ ابو عمرو فرماتے ہیں جہاں جمع مونث سالم میں دو الف جمع ہو جائیں وہاں عام طور سے دونوں الف کو حذف کر دیتے ہیں اس کے بعد ہمزہ اور حرف مشدّد ہو یا نہ ہو جیسے حَفَظْتُ، صَدَقْتُ، نَزَعْتُ، صَلَّيْتُ، عَدَيْتُ، صَلَّيْتُ، غَلَبْتُ، سَلَّحْتُ اور اس کے مثل۔ میں نے اہلِ عراق کے اصلی مصاحف میں غور سے دیکھا جہاں مجھے کوئی تصریح نہ ملی تو ہر جگہ انھیں کو محذوف پایا۔

محمد بن عیسیٰ اصفہانی اپنی کتاب ”بجاء المصاحف“ میں فرماتے ہیں کچھ ذاریات اور طور میں ملاغون کو اور عسقی میں سر و ضعات الجنت کو الف سے لکھتے ہیں۔

ابو عمرو فرماتے ہیں مصاحف اہلِ عراق میں میں نے کراماً کاتبین کو الف اور بغیر الف دونوں طرح تحریر پایا۔ انتہی مختصراً۔

اس کے سوا جمع مذکور سالم قلیل الدور عید المہ کے لئے کوئی ضابطہ نہیں۔ اور خاص خاص الفاظ میں اختلاف مصاحف ثابت۔ مقطع میں ہے :

فی بعضہا قاسرہین و فی بعضہا فرہین بغیر الف و کذا لک حاذرون و حذرون۔
بعض مصاحف میں قاسرہین بہ الف اور بعض میں بغیر الف؛ اسی طرح حاذرون بھی دونوں طرح تحریر پایا گیا۔

اسی طرح دخان و طوس و مطففین فاکہین اور لیس کے فاکہون سب کو فرمایا کہ فی بعضہا بالف و فی بعضہا بغیر الف تو مطلقاً ایک حکم کلی اثبات خواہ حذف کا لگادینا

ہرگز صحیح نہیں، بلکہ ہر کلمہ میں رجوع بنقل پھر بحالت اتفاق اس کا اتباع لازم، اور بحالت اختلاف اکثر
اشہر کی تقلید کی جائے۔ اور تساوی ہو تو حذف و اثبات میں اختیار ہے۔ اور احسن یہ کہ جہاں اختلاف
قراءت بھی ہو جیسے فکھین اور فاکھین وہاں حذف محمول بہ رکھیں لیحتمل القراءتین۔
اور اگر نقل اصلاً نہ ملے تو ناحیہ رجوع بہ اصل ضرور، اور وہ اثبات ہے کہ اصل کتابت میں
اتباع ہجاء ہے۔ علامہ علم الدین سخاوی شرح عقیدہ میں زیر قول مصنف قدس سرہ ع وبالذی
غافر عن بعضہ الف فرماتے ہیں،

اصل ما جہل اصلہ ان یکتب بالالف علی ما ینطق۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔
جس کی اصل نہ معلوم ہو تو قاعدہ یہ ہے کہ جس طرح بہ الف پڑھا جاتا ہے اسی طرح
لکھا جائے۔

(۲) امام الاقاصی والادانی فی الرسم القرآنی ابو عمرو دانی فرماتے ہیں،

قال الغامری بن قیس العذاب والعقاب والحساب والبیان والغفار والجبار
والساعة والنہام بالالف یعنی فی المصاحف وذلك علی اللفظ، قال ابو عمرو
کذا لک رسموا کل ما کان علی وزن فعال وفعال بفتح الفاء وکسرھا و
علی وزن فاعل نحو ظالم وفعال نحو خوار وفعلان نحو بنیان وفعلان نحو
رضوان وکذا لک المیعاد والمیقات والمیزان وما شہدہ مما الفہ تراشد البناء
وکذا لک ان كانت منقلبة من یاء او واو حیث وقعت آھ باختصار الامثلة۔

غازی بن قیس فرماتے ہیں کہ عذاب، عقاب، حساب، بیان، غفار، جبار، ساعة، نہار
مصاحف میں الف کے ساتھ مرقوم ہے جیسا کہ لفظ ہے۔ ابو عمرو فرماتے ہیں یونہی تحریر کیا ہر وہ
لفظ جو فعال اور فعال کے وزن پر ہو یا فاعل کے وزن پر ہو جیسے ظالم، یا فعال کے وزن پر
ہو جیسے خوار، اور فعلان کے وزن پر ہو جیسے بنیان، اور فعلان کے وزن پر ہو جیسے رضوان،
اور ایسے ہی میعاد، میقات، میزان اور اس کے مشابہ الفاظ جس میں الف زائد بنا کر کے لئے
ہو۔ ایسے ہی یار اور واؤ سے بدلا ہوا بھی جہاں کہیں ہو۔ مثالوں میں اختصار کر دیا ہے۔

یہ مبارک کلام مقید عام کل سے ابتداء اور حیث وقعت پر انتہا ہو کر تاکیداً افادہ عموم لایا،

الح (شرح عقیدہ) الوسیلہ فی کشف العقیلہ

لہ المقنع فی رسم المصحف

کوئی عام نہیں کہ اس سے بعض کی تخصیص نہ ہو خاص اس قضیہ میں بھی اللہ تعالیٰ کے قول ہو بکل شیء علیم کی طرح، جیسا کہ عقل سلیم والے پر ظاہر ہے۔

بعض مستثنیات رکھتا ہے جنہیں خود امام ممدوح نے متفق میں مواضع متفرقہ پر افادہ فرمایا ہے
مثلاً علم الغیب والبلغہ وبلغا والضلّ وضلّ و من خللہ وظللہ وغیرہا (مثلاً
علم الغیب اور بلغہ اور بلغا اور الضلّ اور ضلّ اور من خللہ اور ظلّہ وغیرہا)

ولہذا ”مرآۃ العزلائان فی رسم خط القرآن“ میں فرمایا:

و نمرن فعال و فاعل و فعلان - هُم فُعال و فُعال و هُم فُعال
نیز فُعلان و مفعول و فُعال - هُم فُعال و مفاعِل و افعال هُم مفاعیل و مفعول
و مفعال - بافعالی فواعِل و فُعال - جملگی فعلها و مصدرها الف منقلب ز و او و ز یاء ،
همه گنجی ثابت است در همه جا ، بجز حروفی که گشته مستثنی است

فَعَال اور فاعِل اور فِعْلان کا وزن — فَعَال اور فِعْال اور فَعْلان کا وزن —
فُعْلان اور مفعول اور فَعَّال بھی — فُعْال اور مفعِل اور افعال بھی — مفاعیل اور مفعول
مفعال بھی — فعالی فواعِل — فَعَّال — اور افعال اور تمام مصادر، جن کا الف واو سے بدلا ہو
یا یار سے بدلا ہو، تمام مقامات میں ایسا الف باقی اور ثابت رہے گا، البتہ چند حروف اس
قاعدہ سے مستثنیٰ ہیں۔

مگر شک نہیں کہ وہ ہمیں ایک ضابطہ نافعہ بتاتا ہے کہ مستثنیات کے سوا ایسے سب کچھ
ثابتات الالف ہیں۔ تو جب تک بالخصوص نقلِ محمہ سے خلاف ثابت نہ ہو ثابت ہی رکھیں گے کہ
وہی اصل اور وہی خود اصل رسم میں اصل۔ خلاصۃ الرسوم سے بکلی اور یبند لوا کلام
اللہ بالخذف مترشح ہے۔ اخیر کی وجہ ظاہر ہے کہ امام حمزہ و امام کئی نے یہاں کلمہ

بروزن کینف پڑھا ہے مگر کلامی میں مثل دو باقی فقیر کے نزدیک اثبات ارجح ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۳) یہ کلمہ سات جگہ آیا ہے، سب سے پہلے سورۃ آل عمران میں :
لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ الَّذِي يُذَكِّرُونَ اللَّهَ قِيَامًا وَقَعُودًا وَعَلَىٰ جُنُوبِهِمْ
نَشَانِيَاں ہیں عقلمندوں کے لئے جو اللہ کی یاد کرتے ہیں کھڑے اور بیٹھے اور کروٹوں پر لیٹے۔ (ت)

عام مصاحف میں یہاں بھی مع الالف ہے۔ صاحب خلاصۃ الرسوم علامہ عثمان طالقانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے صرف مائدہ کو ذکر کیا کہ :

قِيَمًا بِحَذْفِ الْفِ مَرْسُومٌ اسْتِ ازْجِهْتِ اشْتِمَالِ بَرَهْرٍ وَّ قَرَارَاتِ يَا بِنَامِ اخْتِصَارِ
قِيَمًا الْفِ كَ حَذْفِ كَ سَا تَحْ كَلَا يَكَا هُ دُونِ قَرَارَاتِ پَر مَشْتَكِلِ هُونِ كِي وَجْهِ سَ يَا اخْتِصَارِ كَ لَے۔ (ت)

اور حرفِ اولِ نسا کو اگرچہ لفظاً نہ بتایا بلکہ رسماً بحذف لکھا جس سے ظاہر باقی پانچ میں اثبات ہے اور یہی قول مرتب مع قیسا و از ابتداء نساء و مع آخر مائدہ قیسا داں کا مفاد ہے اور اس کی وجہ واضح ہے کہ امام نافع اور امام اجل ابن عامر نے حرفِ نسا رجعل اللہ لکم قیسا اور ابن عامر نے حرفِ مائدہ قیسا للناس کو بے الف پڑھا فی التیسیر، باقی سب میں اثباتِ الف ہے باتفاق قراء سبعہ و الرسم یتبع اللفظ لاسیما و هو فی حال کما مر۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۴) مصحفِ کریم میں والد، والدين، والديه، والديك، والدتي، والدة، والدتي، والدتك سب بالف بعد واو مرسوم ہیں۔ اور یہی مقتضائے قاعدۃ فاعل ہے حتیٰ کہ والدات با آنکہ جمع مؤنث سالم ہے، حذف الف میں مختلف فیہ ہے۔ والدان

۱۔ القرآن الکریم ۳/ ۱۹۰ و ۱۹۱

۲۔ خلاصۃ الرسوم

۳۔ مرتب الغزلان فی رسم خط القرآن

۴۔ القرآن الکریم ۴/ ۵

۵۔ ۵/ ۹۷

میں حذف الف ثنیۃ تو حسب قاعدہ مطرودہ ضرور ہے، حذف اول کی کوئی وجہ ظاہر نہیں اور عبارت خلاصۃ الرسوم اس نسخہ سقیمہ میں مرسوم الولدان ہر دو بحذف الف ثنیۃ مکتوب است بعد از واو و وال ہمہ جا عبارت نے تو حذف الف ثنیۃ بتایا ہے اور ہر دو سے مراد دونوں لفظ الولدان کہ اس آیت کریمہ میں واقع ہیں اور بعد از واو الف ثنیۃ کے کوئی معنی نہیں۔ ظاہراً لفظ واو زیادت و تسلیم نسخ سے ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۵) فعالی کا قاعدہ مرتب سے گزرا اور بعینہ ہی تخصص موضعین ج مفاد مقنع ہے۔ محذوفات نافع بیان کر کے فرماتے ہیں،

فهذا جميع ما في رواية عبد الله بن عيسى عن قالون عن نافع ما حذف منه الالف الرسم وحدثنا ابو الحسن بن غلبون قرأه مني عليه حدثنا ابى خدشنا محمد ابن جعفر حدثنا اسمعيل ابن اسحق القاضي قالون عن نافع بعامة هذه الحروف ونراد في الكهف فلا تصحبنى وفي الحج سكري وما هم بسكري الخ۔

یہ سب عبد اللہ بن عیسیٰ کی روایت قالون سے ہے اور انھوں نے نافع سے روایت کی جہاں جہاں سے رسم میں الف محذوف ہوا ابو الحسن ابن غلبون نے مجھ سے بیان کیا کہ جب میں ان پر پڑھ رہا تھا انھوں نے کہا مجھ سے میرے والد نے ان سے محمد ابن جعفر نے ان سے اسمعیل بن اسحق قاضی نے انھوں نے قالون سے اور انھوں نے امام نافع سے یہ سب روایت کی۔ اور سورہ کہف میں فلا تصحبنى اور حج میں سکری وما هم بسکری کا اضافہ کیا۔

اور وہ واضح الوجہ ہے کہ حرفین حج کو امام حمزہ اور امام کسائی نے سکری بروزن سَلَمَی پڑھا ہے بخلاف حرف نسا کہ قرارت سبعہ میں بالاتفاق سکری بروزن فعالی ہے تو قول مرتب ہی اوضح اور اوجہ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۶) مصاحف ہند نے اتباع "خلاصۃ الرسوم" کیا مگر کلام الامام امام الکلام ولا اقل دونوں مجوز ہوں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۷) تیسیر میں صود و معارج کے خزی یومئذ اور عذاب یومئذ میں فتح میم کو

نافع اور کسائی کی طرف نسبت فرمایا، اور اسی طرح دیگر ائمہ نے تصریح فرمائی۔ تیسرے میں ہے،
نافع والکسائی ومن خزی یومئذ وفي المعارج من عذاب یومئذ بینہ بفتح
المیم والباقون بکسرھا۔

نافع اور کسائی نے من خزی یومئذ اور سورۃ معارج میں من عذاب یومئذ
بینہ کو میم کے فتح کے ساتھ اور باقیوں نے کسر کے ساتھ پڑھا۔
شطبہ میں ہے،

و یومئذ مع سأل فافتح (ا، قی) (س) ضا
وفي النمل (حصن) قبله النون (ث) صلا

یومئذ کو اس سورۃ اور سورۃ معارج میں فتح میم سے پڑھ کہ وہ پسندیدہ ہو کر آیا ہے،
اور سورۃ نمل میں فتح میم کو فین اور نافع کے لئے ایک قلعہ ہے اور اس لفظ سے
پہلے نون تنوین نے فتح کو سنوار دیا۔

شرح میں ہے،

امر بفتح المیم فی قوله تعالى ومن خزی یومئذ ومن عذاب یومئذ بینہ
فی المعارج المشار الیہما بالهمنۃ والراء فی قوله اتی رضا وهما نافع والکسائی۔ ثم
اخبار المشار الیہم بحصن وهم الکوفیون و نافع قرأوا بالنمل وهم من فزع
یومئذ یومئذ فتعین لمن لم یدکرہ فی الترجمتین القراءة بکسر اما اصله وهو
على الحقيقة الخفض فی المواضع الخ۔

اللہ تعالیٰ کے قول من خزی یومئذ اور من عذاب یومئذ بینہ میں جو سورۃ
معارج میں ہے میم کے فتح کا حکم دیا۔ اور ہمزہ اور راء سے مصنف کے قول ”اتی رضا“ میں
نافع اور کسائی کی طرف اشارہ ہے۔ پھر یہ بتایا کہ لفظ حصن سے کوفیوں اور نافع کی طرف
اشارہ ہے۔ ان لوگوں نے سورۃ نمل کے من فزع یومئذ کو یومئذ پڑھا، تو یہ بات ثابت

۱۔ التیسیر فی قواعد علم التفسیر للامام محمد بن سلیمان

۲۔ حرز الامانی ووجہ التہانی سورۃ ہود

مصطفیٰ البابی مصر

ص ۶۲

۳۔ سراج القاری (شرح الشاطبۃ) لعلی بن عثمان المعروف بابن القاسم

ہو گئی کہ دونوں ترجموں میں جن لوگوں کا ذکر نہیں ہے وہ اصل حقیقی پرتینوں جگہ مکسور پڑھتے ہیں۔

غیت النفع میں ہے :

خزى يومئذ قرأ نافع وعلی بفتح الميم والباقون بالكسرة

خزى يومئذ کو نافع اور علی نے بفتح میم اور باقی قرآن نے بالکسر پڑھا۔

یعنی اسی طرح اس کی سورۃ سال میں ہے ان اجلہ اکابر کی تفسیرات جلیلہ پر ہی اعتماد لازم ہے واللہ اعلم
(۸) تعوذ میں یہ صیغہ مختار قرآن کرام ہونا ضروری صحیح ہے۔ امام ابو عمرو دانی تیسیر میں فرماتے ہیں :

المستعمل عند القراء الحذاق من اهل الاداء في لفظها اعوذ بالله من
الشیطن الرجیم دون غیرہ وذلك لموافقة الكتاب والسنة فاما الكتاب ما جاء في
تنزيل العظیم قوله عز وجل لنبيه الكريم صلى الله تعالى عليه وسلم وهو
اصدق القائلين "فاذا قرأت القرأت فاستعذ بالله من الشیطن الرجیم" و
اما السنة فها رواه نافع ابن جبير ابن مطعم عن ابيه رضى الله تعالى عنهما
عن النبی صلى الله تعالى عليه وسلم انه استعاذ قبل قراءة القرآن بهذا
اللفظ بعينه وبذلك قرأت وبه اخذ

ادائے قرآن میں ماہر قاریوں میں استعاذہ کے لئے یہی الفاظ مستعمل ہیں اور نہیں ، وجہ یہ ہے
کہ یہ الفاظ قرآن وحدیث نبوی کے موافق ہیں ، اللہ تعالیٰ قرآن عظیم میں فرماتا ہے جب قرآن پڑھنا ہو تو "اعوذ بالله
من الشیطن الرجیم" پڑھو۔ اور حضرت نافع ابن جبير ابن مطعم اپنے والد سے وہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت
کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تلاوت قرآن سے قبل خاص انھیں الفاظ میں اعوذ باللہ پڑھتے یہ حدیث سے ثابت
ہوا۔ امام ابو عمرو فرماتے ہیں میں ایسا ہی پڑھتا ہوں اور یہی میرا مذہب ہے۔

غیت النفع میں ہے :

اما صیغتها فالسختار عند جميع القراء اعوذ بالله من الشیطن الرجیم و
كلهم یجیز غیر هذه الصیغة من الصیغ الواردة نحو اعوذ بالله السميع
العلیم من الشیطن الرجیم و اعوذ بالله العظیم من الشیطن الرجیم و اعوذ بالله
الشیطن الرجیم انه هو السميع العلیم و اعوذ بالله السميع العلیم من الشیطن الرجیم
لہ غیتہ النفع القرأت السبع للامام ابی عمروؒ ۱۲ التیسیر فی قواعد علم التفسیر للامام محمد بن سلیمان
۱۳ غیت النفع

صیغہ استعاذہ کے لئے تمام قاریوں کا مختار اور پسندیدہ لفظ ”اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم“ ہے، اس کے باوجود ان دوسرے صیغوں کو بھی سمجھی جائز قرار دیتے ہیں جو اس باب میں وارد ہیں جیسے ”اعوذ باللہ السميع العليم من الشیطن الرجیم“ وغیرہ الخ۔

حرز الامانی امام محمد قاسم شاطبی قدس سرہ میں ہے: ۷

اذا ما ارادت الدهر تقراء فاستعدن جہاراً من الشیطن باللہ مُسَجَّلاً
علی ما اتی فی النحل یسراً وان تزد لربک تنزیہاً فلست مُجَرَّلاً

زمانہ میں جب بھی قرآن شریف پڑھنا چاہو تو اعوذ باللہ علی الاعلان پڑھو، یہ سب قاریوں کا مسلک ہے۔ جیسا کہ سورہ نحل شریف میں وارد جو آسان ہے اور اگر اللہ تعالیٰ کی کچھ تنزیہات بھی بڑھادو تو تم جاہل نہ ہو گے۔

سراج القاری میں ہے:

قوله مُسَجَّلاً ای مطلقاً لجميع القراء فی جميع القرآن (علی ما اتی فی النحل) ای استعدن علی اللفظ الذی نزل فی سورة النحل جا علماً مکان استعدن اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم ومعنی یسراً ای میسرّاً وتیسرہ قلة کلماتہ وتریادة التنزیہ ان تقول اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم انه هو السميع العليم واعوذ باللہ السميع العليم من الشیطن الرجیم ونحو ذلک وقوله فلست مجرّلاً ای لست منسوباً الی الجہل لان ذلک کله صواب و مروی بہ

ماتن کا قول مُسَجَّلاً کا مطلب یہ ہے کہ تمام قرآن کی قرأت میں ہر جگہ اسی کو رائج قرار دیتے ہیں علی ما اتی فی النحل کا مطلب یہ ہے کہ سورہ نحل شریف میں استعاذہ کے جو الفاظ وارد ہیں انہیں ڈھونڈو، اور یسراً کے معنی یہ ہیں کہ چونکہ اس استعاذہ میں کلمات کم ہیں اس لئے ان کا پڑھنا آسان ہے اور تنزیہ کے اضافہ کا مطلب یہ ہے کہ اور روایتوں میں جو سمیع علیم وغیرہ تعریف الہی کے کلمات وارد ہیں ان کا اضافہ کرو، فلست مجرّلاً کا مطلب یہ کہ ایسا کرنے پر تم جاہل نہ قرار دیئے جاؤ گے کیونکہ وہ زائد کلمات بھی درست اور مروی ہیں۔

۱۔ حرز الامانی ووجہ التہانی باب الاستعاذہ مصطفیٰ البابی مصر ص ۱۰
۲۔ سراج القاری (شرح الشاطبیۃ) لعلی بن عثمان المعروف بابن القاصع

مگر دیگر الفاظ مرویہ سے بھی منع ہرگز نہیں۔ وہ سب بھی باجماع قرار جاتے ہیں۔ غیث و شاطبیہ و شروح کی عبارات ابھی گزریں۔ امام جلال الدین سیوطی اتقان میں فرماتے ہیں:

قال الحلواني في جامعہ ليس للاستعاذة حد يمتد الى ان شاء الله من شاء نقص

حلوانی نے اپنی جامع میں لکھا کہ استعاذہ کی کوئی حد نہیں ہے کہ اسی پر بس ہے۔ تو جو چاہے اضافہ کرے اور جو چاہے کم کرے۔

حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دیگر الفاظ سے منع فرمانا ہرگز ثابت نہ ہوا، اور اگر ثابت ہو جاتا تو کیا معنی تھے کہ بعد منع اقدس پھر بھی دیگر الفاظ جائز رہتے۔ قاری صاحب نے یہاں عجیب بین المتناہیین کیا ہے کہ اور الفاظ سے منع فرمانا بالجرم حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نسبت کہا، حالانکہ وہ حدیث ضعیف ہے اور ضعیف کی یہ صیغہ جرم نسبت روا نہیں۔ پھر ان الفاظ کو بھی جائز رکھا حالانکہ بعد مانعت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جواز کی طرف راہ اصلاً نہیں، بلکہ جواز وہی ہے کہ منع ثابت نہ ہوا۔ امام شاطبی بعد کلام مذکور فرماتے ہیں:

وقد ذكروا الفظ الرسول فلم يزد

ولو صح هذا النقل لم يبق محتملاً

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے الفاظ میں استعاذہ میں اضافہ نہیں ہے اگر یہ روایت صحیح ہوتی تو حکم قرآنی مجمل نہ ہوتا۔

شرح علامہ ابن قاصح میں ہے:

أشار إلى قول ابن مسعود رضي الله تعالى عنه قرأت على رسول الله

صلى الله تعالى عليه وسلم فقلت أعوذ بالله السميع العليم من الشيطان

الرجيم فقال لي يا ابن أم عبد أعوذ بالله من الشيطان الرجيم وروى

نافع عن ابن جبير ابن مطغم عن أبيه رضي الله تعالى عنهما عن النبي صلى الله

تعالى عليه وسلم أنه كان يقول قبل القراءة أعوذ بالله من الشيطان الرجيم و

لے الاتقان فی علوم القرآن النوع الخامس والثلاثون دار احیاء التراث العربی بیروت ۳۴۱

لے حرز الامانی ووجہ التہاتی باب الاستعاذہ مصطفیٰ البابی مصر ص ۱۰

کلا الحدیثین ضعیف کو اشارہ بقولہ ولوصحہ هذا النقل الى عدم صحة الحديثين وقوله لم يبق مجمل اى لوصحہ نقل ترك الزيادة لذهب اجمال الآية واتضح معناها وتعين لفظ النحل دون غيره ولكنه لم يصح فبقى اللفظ مجملا مع ذلك فالمختار ان يقال اعوذ بالله من الشيطان الرجيم لموافق لفظ الآية و ان كانت مجملا لورود الحديث به على الجملة وان لم يصح لاحتمال الصحة. مصنف نے اپنے قول سے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اسی حدیث کی طرف اشارہ کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حضور تلاوت کی تو اعوذ باللہ السميع العليم من الشيطان الرجيم کہا تو مجھ سے آپ نے فرمایا: اے اُمّ عبد کے لڑکے! صرف اعوذ باللہ من الشيطان الرجيم کہو۔ اور تافع نے جبر ابن مطعم سے انھوں نے اپنے باپ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تلاوت سے قبل اعوذ باللہ من الشيطان الرجيم پڑھتے تھے اور یہ دونوں حدیثیں ضعیف ہیں۔ اور مصنف نے اپنے قول ولوصحہ هذا النقل سے دونوں ہی حدیثوں کے ضعف کی طرف اشارہ کیا ہے اور مصنف کے قول ”مجل نہ رہتی“ کا مطلب یہ ہے کہ اگر یہ روایت صحیح ہوتی کہ زیادتی کو ترک کیا تو آیت قرآنی کا اجمال ختم ہو جاتا اور اس کے معنی واضح ہو جاتے اور سورہ نحل میں وارد الفاظ ہی متعین ہو جاتے، لیکن جب یہ حدیث صحیح نہیں تو آیت مجمل ہی رہی، اس کے باوجود راجح اعوذ باللہ من الشيطان الرجيم ہی ہے کیونکہ یہ قرآنی الفاظ کے موافق بھی ہے اور حدیث بھی ان الفاظ کے ساتھ وارد ہے، تو اگر روایت صحیح ثابت نہ ہو احتمالی صحت تو ہے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۳۰ ص ۹۵ تا ۱۱۰)

(۷) سید پرورش علی صاحب نے دھرم پورہ ضلع بلند شہر سے رسم القرآن سے متعلق بزبان فارسی سوال بھیجا جو کہ مع جواب مندرجہ ذیل ہے :

سوال : چرمی فرماید عالمان کتاب مبین کہ الف ذاقا و استبقا الباب اور دعوا اللہ اور قال الحمد خواندہ شود یا نہ ؟ بتینوا توجروا۔

کتاب مبین کے علماء کیا فرماتے ہیں کہ ذاقا و استبقا الباب، دعوا اللہ اور قال الحمد کا الف پڑھا جائے گا یا نہیں ؟ بیان فرمائیے اجر دیئے جاؤ گے۔ (ت)

الجواب

در سجاوندی ایں چہار فتح را بقدر خفیف کہ تا الف تمام نہ رسد اشباع فرمودہ است، سجاوندی کتاب معتبر ست و دیگر کتب اگرچہ تصریح بدان نیست خلافتش نیز نیست و وجہش موجبہ است کہ تمیز تشنیہ از مفرد است پس عمل بدان محذور ہے نہ دارد و نظیرش فصل خفیف در قال اللہ تعالیٰ علیٰ ما نقول وکیل، وقال النار مشواکمؕ و امثالہا است تا بتدار بفاعل ملتبس نہ شود۔ واللہ تعالیٰ اعلم

سجاوندی میں ان چار فتوح میں ہلکا سا اشباع فرمایا گیا ہے تاکہ الف تمام کی حد تک نہ پہنچے۔ سجاوندی معتبر کتاب ہے۔ دوسری کتابوں میں اگرچہ اس کی تصریح نہیں ہے مگر مخالفت بھی نہیں ہے۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ اس سے تشنیہ مفرد سے ممتاز ہو جائے گا۔ لہذا اس پر عمل کرنے میں کوئی ممانعت نہیں ہے۔ اس کی نظیر اللہ تعالیٰ کے ارشاد علیٰ ما نقول وکیل اور قال النار مشواکم اور اس جیسی دیگر مثالوں میں ہلکا سا فصل ہے تاکہ مبتدأ کا فاعل کے ساتھ التباس لازم نہ آئے۔ (ت) واللہ تعالیٰ اعلم (فتاویٰ رضویہ ج ۳۰ ص ۱۱۰ ۱۱۱)

(۸) کو اکب خود با طبع آسمان میں گھومتے ہیں یا حرکت قمری بالتبع چکر کھاتے ہیں؟ اس سوال کا جواب دیتے ہوئے فرمایا:

ہمارے نزدیک کو اکب کی حرکت نہ طبعیہ ہے نہ تبعیہ، بلکہ خود کو اکب ہمارا ہی و تحریک ملائکہ آسمانوں میں دریا کی مچھلی کی طرح تیرتے ہیں۔

قال اللہ تعالیٰ کل فی فلك یسبحونؕ ، وقال اللہ تعالیٰ والشمس تجری لمستقر لہا ذلک تقدیر العزیز العلیمؕ ، وقال تعالیٰ ستخر لکم الشمس و القمر دابینؕ ، وقال تعالیٰ کل یجری الی اجل مستقٰیؕ

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ہر ستارہ ایک آسمان میں تیرتا ہے۔ اور اللہ عز و جل فرماتا ہے سورج اپنے مستقر کے لئے جاری ہے یہ غالب علم والے کا حساب ہے۔ اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے سورج اور چاند کو تمھارے لئے مسخر فرمایا جو مسلسل چل رہے ہیں۔ اور فرمایا ایک

۱۲۸/۶ ۲۸ القرآن الکریم

۳۸/۳۶ ۴۷

۲۹/۳۱ ۴۸

۲۸/۲۸ ۲۸ القرآن الکریم

۴۰/۳۶ ۴۳

۳۳/۱۴ ۴۵

مقررہ وقت کے لئے سب حرکت میں ہیں۔

ہمارے نزدیک نہ زمین متحرک ہے نہ آسمان ۔

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى "إِنَّ اللَّهَ يُمْسِكُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ أَنْ تَزُولَا وَلَئِنْ فَرَغَ فَإِنْ يَشَأْ يُغْثِبْهُمَا" ۚ

امسكهما من احد من بعدة " اے

(اللہ تعالیٰ نے فرمایا) بیشک اللہ روکے ہوئے ہے آسمانوں اور زمینوں کو کہ ہٹ نہ جائیں

اور جو وہ ہٹیں تو خدا کے سوا انھیں کون روکے۔

سعید بن منصور اپنی سنن، اور عبد حمید اور ابن جریر اور ابن منذر اپنی تفاسیر میں

مشقیق سے راوی،

قال قيل لابن مسعود رضي الله تعالى عنهما ان كعباً يقول ان السماء

تدور في قطبة مثل قطبة الرحا في عمود على منكب ملك قال كذب كعب ان الله يمسك

السموات والارض ان تزولا - وكفى بهما نزوالا ان تدورا ٤٢

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بتایا گیا کہ حضرت کعب کا کہنا ہے کہ آسمان

چٹکی کے یاٹ کی طرح ایک نیل میں جو ایک فرشتے کے کندھے پر گھوم رہا ہے، آپ نے فرمایا:

کعب غلط کہتے ہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اس نے آسمان و زمین کو طے سے روک رکھا ہے

اور حرکت کے لئے ٹلنا ضروری۔

عبد بن حمید قناده سے راوی :

ان كعبا كان يقول ان السماء تدور على نصيب مثل نصيب الرحاف قال

حذيفة بن اليمان رضى الله تعالى عنهما كذب كعب ان الله يمسك السموات

والارض ان تزولا بيه

حضرت کعب اجارہ فرماتے تھے کہ آسمان چٹکی کی طرح کیلے پر گھوم رہا ہے۔ حذیفۃ الیمان

رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا: ﴿اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ﴾ اللہ تعالیٰ نے آسمان و زمین کو طے کرنے سے

له القرآن الحكيم ۳۵ / ۴۱

٥٢ الدر المنثور تحت آية ٣٥ / ٣١ دار احیاء التراث العربی بیروت ٣٢ / ٤

$\frac{r_1}{c}$ " " " " " " " " " "

روک رکھا ہے۔

ان دونوں حدیثوں کا حاصل یہ ہے کہ حضرت افقہ الصحابہ بعد الخلفاء الاربعۃ سیدنا عبد اللہ بن مسعود اور حضرت صاحبِ برسرِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سیدنا حذیفۃ بن الیمان رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے عرض کی گئی: کعب کہتے ہیں آسمان گھومتا ہے۔ دونوں صاحبوں نے کہا: کعب غلط کہتے ہیں۔ اور وہی آیہ کریمہ اس کے رد میں تلاوت فرمائی۔

اقول وان كان النراعسم ان يزعم ان النوال بمعنى الحركة الاينية ولكن كبراء الصحابة رضي الله تعالى عنهم اعرف منا بتفسير القرآن فلا يجوز الاستدراك عليهم عند من نور الله بصيرته جعلنا الله منهم بحرمتهم عند الامين !
میں کہتا ہوں کہ کوئی شخص یہ گمان کر سکتا ہے کہ زوال تو حرکتِ اینیہ کو کہتے ہیں لیکن بزرگ ترین صحابہ ہم سے زیادہ قرآن کی تفسیر جاننے والے تھے کہ ان (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) کے کہے ہوئے کو وہ شخص رد نہیں کرے گا جسے خدا نے نورِ بصیرت دیا۔ اللہ ان کے صدقے میں ہمیں بھی انھیں کے ساتھ کرے آمین !
(فتاویٰ رضویہ ج ۳۰ ص ۱۱۳ تا ۱۱۵)

(۹) سوال آیا کہ سبع سیارہ کا بیان کس آیت میں ہے؟ اس کے جواب میں فرمایا:

قال الله تعالى "والشمس والقمر والنجوم مسخرات بامره"

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: سورج، چاند اور ستارے سب اسی کے حکم کے فرمانبردار ہیں۔ اور کل فی فلك سے بھی اسی طرف اشارہ ہے کہ اس میں سات حرف ہیں اپنے نفس پر دائرہ اور یزین کا بیان تو بکثرت فرمایا، خاص متحیرات خمسہ کا ذکر فلا اقسام بالخنس الجوار الکمنس میں ہے، میں قسم یاد فرماتا ہوں دُک جانے والوں چلنے والوں کی۔ یہ اُن کے وقوف، استقامت و رجعت کا بیان ہے کہ سیدھے چلتے ہیں پھر ٹھہر جاتے ہیں، پھر پیچھے ہٹتے ہیں، پھر ٹھہرتے ہیں، پھر سیدھے ہو جاتے ہیں۔ اس لئے ان کو متحیرہ کہتے ہیں۔ ابن ابی حاتم تفسیر میں امیر المؤمنین مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے فلا اقسام بالخنس کی تفسیر میں راوی:

لہ القرآن الکریم ۱۶/۱۲

۲۰/۳۶ " ۵۲

۱۶، ۱۵/۸۱ " ۵۳

قال خمسة انجم من حل وعطار د والمشتوى وبهر امر والنهرة ليس في الكواكب شئ يقطع المجرة غيرها

فرمایا : وہ پانچ ستارے ہیں : زحل ، عطارد ، مشتری ، مریخ ، زہرہ ۔ کوئی ستارہ ان کے ماسوا کہکشاں کو قطع نہیں کرتا ۔

یعنی ثابت ہیں جو کہکشاں پر ہیں وہ وہیں ہیں جو اس کے ادھر ادھر ہیں ، وہ وہیں ہیں ان کی حرکت طبعیہ خفیفہ خفیفہ ایسی نہیں کہ ابھی کہکشاں سے ادھر تھے چند ہی مدت میں اُس پار چلے گئے ۔ یہ شان انھیں پانچ نجوم کی ہے ۔ واللہ تعالیٰ اعلم (فتاویٰ رضویہ ج ۳۰ ص ۱۱۵ ، ۱۱۶)

(۱۰) حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے افضل المرسلین ہونے کے بارے میں تحریر کردہ رسالہ ” تجلی الیقین بان نبینا سید المرسلین “ کے ہیکل اول میں قرآنی آیات پیش کرتے ہوئے فرمایا ،

آیت اولیٰ : قال تبارک وتعالیٰ : واذا اخذ الله ميثاق النبين لما اتيتكم من كتب وحكمة ثم جاءكم رسول مصدق لما معكم لتؤمنن به ولتنصرنه قال اقررتم واخذتم على ذلکم اصوى ط قالوا اقررنا قال فاشهدوا وانا معكم من الشهدین ط فمن تولی بعد ذلک فاولئک هم الفاسقون ۵

پہلی آیت : اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا : اور یاد کراے محبوب ! جب خدا نے عہد لیا پیغمبروں سے کہ جو میں تم کو کتاب و حکمت دوں ، پھر تمہارے پاس آئے رسول تصدیق فرماتا اُس کی جو تمہارے ساتھ ہے تو تم ضرور ہی اس پر ایمان لانا ، اور بہت ضرور اس کی مدد کرنا ۔ پھر فرمایا کیا تم نے اقرار کیا ، اور اس پر میرا بھاری ذمہ لیا ۔ سب انبیاء نے عرض کی کہ ہم ایمان لائے ۔ فرمایا تو ایک دوسرے پر گواہ ہو جاؤ اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہوں سے ہوں ۔ اب جو اس کے بعد پھرے گا تو وہی لوگ بے حکم ہیں ۔

امام اجمل ابو جعفر طبری وغیرہ محدثین اس آیت کی تفسیر میں حضرت مولیٰ المسلمین امیر المومنین جناب مولیٰ علی کریم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے راوی :

لم یبعث اللہ نبیا من آدم فمن بعده الا اخذ علیہ العهد فی محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لئن بعث وهو حی لیؤمنن بہ ولینصرنہ ویأخذن العهد بذالك علی قومہؑ

یعنی اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے لے کر آخر تک جتنے انبیاء بھیجے سب سے محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بارے میں عہد لیا کہ اگر یہ اس نبی کی زندگی میں مبعوث ہوں تو وہ ان پر ایمان لائے اور ان کی مدد فرمائے اور اپنی امت سے اس مضمون کا عہد لے۔

اسی طرح جبر الامہ عالم القرآن حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہوا رواۃ ابن جریر وابن عساکر وغیرہما (اس کو ابن جریر اور ابن عساکر وغیرہ نے روایت کیا۔ ت) بلکہ امام بدر زکشی و حافظ عماد بن کثیر و امام الحفاظ علامہ ابن حجر عسقلانی نے اسے صحیح بخاری کی طرف نسبت کیا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

ونحوہ اخرج الامام ابن ابی حاتم فی تفسیرہ عن السدی کما اور مدۃ الامام الاجل السیوطی فی الخصائص الکبریٰؑ

اور اس کی مثل امام ابن ابی حاتم نے اپنی تفسیر میں سدی سے روایت کیا جیسا کہ امام اجل سیوطی علیہ الرحمہ نے خصائص کبریٰ میں نقل کیا ہے۔ (ت)

اس عہد ربانی کے مطابق ہمیشہ حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام نشر مناقب و ذکر مناقب حضور سید المرسلین صلوٰۃ اللہ وسلامہ علیہم اجمعین سے رطب اللسان رہتے اور اپنی پاک مبارک مجالس و محافل ملائک منزل کو حضور کی یاد و مدح سے زینت دیتے اور اپنی امتوں سے

عن قال الزرقانی قال الشامی ولم اظفر با فیہ ۱۲ منہ

زرقانی نے کہا شامی نے فرمایا ہے کہ میں اس کو صحیح بخاری میں نہیں پاسکا۔ (ت)

۱۰ المواہب اللدنیۃ عن علی المقصد الاول اخذ العهد علی الانبیاء المکتب الاسلامی بیروت ۶۶/۱
جامع البیان (تفسیر الطبری) ۸/۳ دار احیاء التراث العربی بیروت ۳۸۴/۳

۱۱ جامع البیان
۱۲ الخصائص الکبریٰ باب خصوصیتہ باخذ الميثاق علی التبيين فی مرکز الہدایت برکات رضا گجرات ہند ۶/۱
۱۳ شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیۃ المقصد الاول دار المعرفۃ بیروت ۴۰/۱

حضور پر نور پر ایمان لانے اور مدد کرنے کا عہد لیتے یہاں تک کہ وہ پچھلا مژدہ رساں کنواری بتول کا
 سُتھر اُبٹا مسیح کلمۃ اللہ علیہ صلوات اللہ مبشرا بر رسول یاتی من بعدی اسمہ احمد
 (اس رسول کی بشارت سناتا ہوا جو میرے بعد تشریف لائیں گے ان کا نام احمد ہے۔ ت) کہتا
 تشریف لایا۔ اور جب سب ستارے روشن مہ پارے مکمن غیب میں گئے آفتاب عالم تاب
 ختمیت مآب نے باہزاراں ہزار جاہ و جلال طلوعِ اجلال فرمایا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیہم
 اجمعین وبارک وسلم دھر الد اھرین (اللہ تعالیٰ آپ پر اور دیگر تمام رسولوں پر
 ہمیشہ ہمیشہ درود و سلام اور برکت نازل فرمائے۔ ت)

ابن عساکر سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی :

لم یزل اللہ یتقدم فی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الی آدم فمن بعدہ
 ولم تزل الامم تباشربہ وتستفتح بہ حتی اخرجہ اللہ فی خیرامۃ ، و
 فی خیر قرن و فی خیر اصحاب و فی خیر بلد۔

ہمیشہ اللہ تعالیٰ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بارے میں آدم اور ان کے بعد سب
 انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام سے پیشگوئی فرماتا رہا ، اور قدیم سے سب اُمّتیں تشریف آوری حضور
 کی خوشیاں مناتیں اور حضور کے توسل سے اپنے اعداء پر فتح مانگتی آئیں یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ
 نے حضور کو بہترین ائم و بہترین قرون و بہترین اصحاب و بہترین بلاد میں ظاہر فرمایا صلی اللہ
 تعالیٰ علیہ وسلم۔

اور اس کی تصدیق قرآن عظیم میں ہے :

وکانوا من قبل یستفتحون علی الذین کفروا فلما جاءہم ما عرفوا
 کفروا بہ فلعنۃ اللہ علی الکفرین۔

یعنی اس نبی کے ظہور سے پہلے کافروں پر اس کے وسیلہ سے فتح چاہتے ، پھر جب وہ
 جانا پہچانا ان کے پاس تشریف لایا منکر ہو بیٹھے تو خدا کی پھٹکار منکروں پر۔

۱۵ القرآن الکریم ۶۱/۶

۱۶ الخصائص الکبریٰ بحوالہ ابن عساکر باب خصوصیتہ باخذ الميثاق الخ مرکز المہنت گجرات ہند ۸/۹

۱۷ القرآن الکریم ۸۹/۲

رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

کیسا حال ہوگا تمہارا جب ابن مریم تم میں اتریں گے اور تمہارا امام تم میں سے ہوگا (اس کو شیخین نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔ ت)
اور اس عہد واثق کی پوری تائید و توثیق حتیٰ عز جلالہ نے توریت مقدس میں فرمائی جس کی بعض آیتیں ان شاء اللہ تالیس اول ہیکل دوم میں مذکور ہوں گی۔

امام علامہ تقی الملہ والدین ابو الحسن علی بن عبد الکافی سبکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس آیت کی تفسیر میں ایک نفیس رسالہ ”التعظیم والمنہ فی لتؤمنن بہ ولتصرونہ“ لکھا، اور اس میں آیت مذکورہ سے ثابت فرمایا کہ ہمارے حضور صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہ سب انبیاء کے نبی ہیں، اور تمام انبیاء و مرسلین اور ان کی امتیں سب حضور کے امتی۔ حضور کی نبوت و رسالت زمانہ سیدنا ابوالبشر علیہ الصلوٰۃ والسلام سے روز قیامت تک جمیع خلق اللہ کو شامل ہے، اور حضور کا ارشاد ”وکنتم نبیا وادمیت الروح والجسد“ (میں نبی تھا جبکہ آدم علیہ السلام روح و جسد کے درمیان تھے۔ ت) اپنے معنی حقیقی پر ہے۔ اگر ہمارے حضور حضرت آدم و نوح و ابراہیم و موسیٰ و عیسیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہم وسلم کے زمانہ میں ظہور فرماتے ان پر فرض ہوتا کہ حضور پر ایمان لاتے اور حضور کے مددگار ہوتے۔ اسی کا اللہ تعالیٰ نے ان سے عہد لیا تھا اور حضور کے نبی الانبیاء ہونے ہی کا باعث ہے کہ شب اسری تمام انبیاء و مرسلین نے حضور کی اقتدار کی اور اس کا پورا ظہور روز نشور ہوگا جب حضور کے زیرِ لوا آدم و من سوا کافرِ رسل و انبیاء ہونگے صلوات اللہ وسلامہ علیہ وعلیہم اجمعین۔ یہ رسالہ نہایت نفیس کلام پر مشتمل جسے امام جلال الدین نے خصائص کبریٰ اور امام شہاب الدین قسطلانی نے مواہب لدنیہ اور ائمہ مابعد نے اپنی تصانیف فیہ میں نقل کیا اور اسے نعمت عظمیٰ و مواہب گہری سمجھا من شاء التفصیل فلیرجع الیٰ کل کتابہم مراحمة اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین (جو تفصیل چاہتا ہے وہ ان کے کلمات کی طرف رجوع کرے ان سب پر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو۔ ت)

بالجملہ مسلمان بے نگاہ ایمان اس آیت کریمہ کے مفادات عظیمہ پر غور کرے، صاف سیرج ارشاد فرما رہی ہے

المستدرک للحاکم کتاب الایمان دار الفکر بیروت ۶۰۹/۲

کنز العمال بحوالہ ابن سعد حدیث ۳۱۹۱۴، ۳۲۱۱۸ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۳۰۹ و ۳۵۰

جامع الترمذی ابواب المناقب باب ماجاء فی فضل النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آمین کمپنی دہلی ۲۰۱/۲

کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اصل الاصول ہیں، محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رسولوں کے رسول ہیں، اُمتیوں کو جو نسبت انبیاء و رسل سے ہے وہ نسبت انبیاء و رسل کو اس سید الكل سے ہے، اُمتیوں پر فرض کرتے ہیں رسولوں پر ایمان لاؤ، اور رسولوں سے عہد و پیمان لیتے ہیں محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے گرویدگی فرماؤ۔ غرض صاف صاف جتا رہے ہیں کہ مقصود اصلی ایک وہی ہیں باقی تم سب تابع و طفیل ص

مقصود ذاتِ اوست دگر جملگی طفیل
(مقصود ان کی ذات ہے باقی سب طفیل ہیں - ت)

آیۃ لتؤمنن بہ ولتنصرنہ کے بعض لطائف

اقول و باللہ التوفیق (میں اللہ تعالیٰ کی توفیق کے ساتھ کہتا ہوں - ت) پھر یہ بھی دیکھنا ہے کہ اس مضمون کو قرآن عظیم نے کس قدر مہتم باشان ٹھہرایا اور طرح طرح سے مؤکد فرمایا۔
اولاً انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام معصوم ہیں۔ زہار حکم الہی کا خلاف اُن سے محتمل نہیں۔ کافی تھا کہ رب تبارک و تعالیٰ بطریق امر اُنھیں ارشاد فرماتا کہ اگر وہ نبی تمھارے پاس آئے اس پر ایمان لانا اور اس کی مدد کرنا۔ مگر اس قدر پر اکتفا نہ فرمایا بلکہ اُن سے عہد و پیمان لیا، یہ عہد عہد الست بریکم (کیا میں تمھارا رب نہیں ہوں - ت) کے بعد دوسرا پیمان تھا جیسے کلمۃ طیبہ میں لا الہ الا اللہ (اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں - ت) کے ساتھ محمدؐ رسول اللہ (محمد اللہ کے رسول ہیں - ت) تاکہ ظاہر ہو کہ تمام ماسوائے اللہ پر پہلا فرض ربوبیت الہیہ کا اذعان ہے، پھر اس کے برابر رسالت محمدیہ پر ایمان، صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و بزرگ و شرف و بجل و عظم۔

ثانیاً اس عہد کو لام قسم سے مؤکد فرمایا:
لتؤمنن بہ ولتنصرنہ

تم ضرور اس کی مدد کرنا اور ضرور اس پر ایمان لانا - (ت)

جس طرح نوابوں سے بیعتِ سلاطین پر قسمیں لی جاتی ہیں، امامِ مہدٰی فرماتے ہیں شاید سو گندِ بیعتِ اسی آیت سے ماخوذ ہوئی ہے۔

ثالثاً نوں تاکید۔

سراپعاً وہ بھی ثقیلہ لا کر ثقلِ تاکید کو اور دو بالا فرمایا۔

خامساً یہ کمالِ اہتمام ملاحظہ کیجئے کہ حضراتِ انبیاء ابھی جواب نہ دینے پائے کہ خود ہی تقدیم فرما کر پوچھتے ہیں ”عاقراً تم کھائے؟“ اس امر پر اقرار لاتے ہو؟ یعنی کمالِ تعجیل و تسجیل مقصود ہے۔

سادساً اس قدر بھی بس نہ فرماتی بلکہ ارشاد ہوا:

”واخذتم علی ذلکم اصرعی“ خالی اقرار ہی نہیں بلکہ اس پر میرا جباری وقتہ لو۔

سابعاً علیہ یا علیٰ ہذا کی جگہ ”علیٰ ذلکم“ فرمایا کہ بعد اشارتِ عظمت ہو۔

ثامناً اور ترقی ہوئی کہ ”فاشہدوا“ ایک دوسرے پر گواہ ہو جاؤ۔ حالانکہ معاذ اللہ اقرار کر کے مکر جانا ان پاک مقدس جانوں سے معقول نہ تھا۔

تاسعاً کمال یہ ہے کہ فقط ان کی گواہیوں پر بھی اکتفا نہ ہوئی بلکہ ارشاد فرمایا:

”وانامعکم من الشاہدین“

میں خود بھی تمہارے ساتھ گواہوں سے ہوں۔

عاشراً سب سے زیادہ نہایت کاریہ ہے کہ اس قدر عظیم جلیل تاکیدوں کے بعد با آنکہ

انبیاء کو عصمت فرمائی، یہ سخت شدید تہدید بھی فرمادی گئی کہ:

”فمن تولیٰ بعد ذلک فاولئک ہم الفسقون“

اب جو اس اقرار کے بعد پھرے گا فاسق ٹھہرے گا۔

۲ القرآن الکریم ۸۱/۳

۳ ” ” ”

۱ القرآن الکریم ۸۱/۳

۳ ” ” ”

۵ ” ” ”

۶ ” ” ”

اللہ! یہ وہی اعتنائے تام و اہتمام تمام ہے جو باری تعالیٰ کو اپنی توحید کے بارے میں منظور ہوا کہ ملائکہ معصومین کے حق میں ارشاد کرتا ہے،
 من یقل منهم اتی الہ من دونہ فذلک نجزیہ جہنم کذلک نجزی
 الظالمین ۱؎

جو ان میں سے کہے گا میں اللہ کے سوا معبود ہوں اُسے ہم جہنم کی سزا دیں گے، ہم ایسی ہی سزا دیتے ہیں ستمکاروں کو۔

گویا اشارہ فرماتے ہیں جس طرح ہمیں ایمان کے جُزءِ اول لا الہ الا اللہ کا اہتمام ہے یونہی جُزءِ دوم محمد رسول اللہ سے اعتنائے تام ہے، میں تمام جہان کا خدا کہ ملائکہ مقررین بھی میری بندگی سے سر نہیں پھیر سکتے اور میرا محبوب سارے عالم کا رسول و مقتدا کہ انبیاء و مرسلین بھی اُس کی بیعت و خدمت کے محیط دائرہ میں داخل ہوئے۔

والحمد للہ رب العلمین، وصلى اللہ تعالیٰ علی سید المرسلین محمد و
 آلہ وصحبہ اجمعین ۵ اشہدان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ وان سیدنا محمد
 عبدہ ورسولہ سید المرسلین و خاتم النبیین و اکرم الاولین و الآخرین
 صلوات اللہ و سلامہ علیہ و علی آلہ و اصحابہ اجمعین۔

سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جو پروردگار ہے تمام جانوں کا۔ اور اللہ تعالیٰ درود نازل فرمائے رسولوں کے سردار محمد مصطفیٰ پر، آپ کی آل پر اور آپ کے تمام صحابہ پر۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے بغیر کوئی لائقِ عبادت نہیں وہ واحد ہے اس کا کوئی شریک نہیں، اور یہ کہ ہمارے سردار محمد مصطفیٰ اس کے خاص بندے اور اس کے رسول ہیں۔ وہ تمام رسولوں کے سردار، تمام نبیوں میں آخری نبی اور اگلوں اور پچھلوں سے افضل ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے درود و سلام ہوں اُن پر اُن کی آل پر اور اُن کے تمام صحابہ پر۔ (ت)

اس سے بڑھ کر حضور کی سیادتِ عامہ و فضیلتِ تامہ پر کون سی دلیل درکار ہے، واللہ الحجة البالغة (اور اللہ کی حجت پوری ہے۔ ت)۔

آیت ثانیہ: قال عز مجدة "وما ارسلناک الا رحمة للعالمین ۱؎"

دوسری آیت : اللہ تعالیٰ نے فرمایا : اے محبوب ! ہم نے تجھے نہ بھیجا مگر رحمت سارے جہان کے لئے۔

عالم ماسوائے اللہ کو کہتے ہیں جس میں انبیاء و ملائکہ سب داخل ہیں۔ تو لا جرم حضور پر نور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اُن سب پر رحمت و نعمت رب الارباب ہوئے، اور وہ سب حضور کی سرکار عالی مدار سے بہرہ مند و فیضیاب۔ اسی لئے اولیائے کاملین و علمائے عاملین تصریح فرماتے ہیں کہ ازل سے اب تک ارض و سما میں اولی و آخرت میں دین و دنیا میں روح و جسم میں چھوٹی یا بڑی، بہت یا تھوڑی، جو نعمت و دولت کسی کو ملی یا اب ملتی ہے یا آئندہ ملے گی سب حضور کی بارگاہ جہاں پناہ سے بڑی اور بڑی ہے اور ہمیشہ بڑی گی، کما یبتاہ بتوفیق اللہ تعالیٰ فی ہر سالتنا "سلطنة المصطفیٰ فی ملکوت کل الوری" (جیسا کہ ہم نے اس کو اللہ تعالیٰ کی توفیق سے اپنے رسالہ "سلطنة المصطفیٰ فی ملکوت کل الوری" میں بیان کیا ہے۔ ت)۔

امام فخر الدین رازی علیہ الرحمہ نے اس آیت کریمہ کے تحت لکھا :
لما کان رحمۃ لکل العالین لزم ان یکون افضل من کل العلمین
جب حضور تمام عالم کے لئے رحمت ہیں واجب ہوا کہ تمام ماسوائے اللہ سے افضل ہوں۔
قلت وادعاء التخصیص خروج عن الظاہر بلا دلیل وھو لا یجوز عند
عقل فاضل عن فاضل واللہ المہادی۔

میں کہتا ہوں تخصیص کا دعویٰ کرنا ظاہر سے بلا دلیل خروج ہے اور وہ کسی عاقل کے نزدیک جائز نہیں چہ جائیکہ کسی فاضل کے نزدیک جائز ہو اور اللہ تعالیٰ ہی ہدایت دینے والا ہے۔

آیت ثالثہ : قال جل ذکرہ : وما امر سلنا من رسول الا بلسان قومہ
تیسری آیت : اللہ تعالیٰ نے فرمایا : نہ بھیجا ہم نے کوئی رسول مگر ساتھ زبان اس کی قوم کے۔

علماء فرماتے ہیں یہ آیت کریمہ دلیل ہے کہ انبیائے سابقین سب خاص اپنی قوم پر رسول کرے بھیجے جاتے۔

اگلے انبیاء صرف اپنی قوم کے رسول ہوئے اور ہمارے رسول ہر فرد مخلوق کے لئے

اقول وقال الله تعالى لقد ارسلنا نوحا الى قومه " وقال تعالى والى عاد اخاهم هودا " وقال تعالى والى ثمود اخاهم صالحا " وقال تعالى ولوطا اذ قال لقومه " وقال تعالى والى مدين اخاهم شعيبا " وقال تعالى ثم بعثنا من بعدهم موسى بايتنا الى فرعون وملائه " وقال تعالى وتلك حجتنا ايتنها ابراهيم على قومه " وقال تعالى فى يوسف عليه السلام " وارسلناه الى مائة الف اوزيرين " وقال تعالى فى عيسى عليه السلام " ورسولا الى بنى اسرائيل "

اقول (میں کہتا ہوں) اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تحقیق ہم نے نوح کو بھیجا اس کی قوم کی طرف۔ اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے کہ عاد کی طرف ان کی برادری سے ہود کو بھیجا۔ اور فرمایا کہ ثمود کی طرف ان کی برادری سے صالح کو بھیجا۔ اور فرمایا: اور لوط کو بھیجا جب اس نے اپنی قوم سے کہا۔ اور فرمایا: مدين کی طرف ان کی برادری سے شعيب کو بھیجا۔ اور فرمایا: پھر ان کے بعد ہم نے موسیٰ کو اپنی نشانوں کے ساتھ فرعون اور اس کے درباریوں کی طرف بھیجا۔ اور فرمایا: اور یہ ہماری دلیل ہے کہ ہم نے ابراہیم کو اس کی قوم پر عطا فرمائی۔ اور یونس علیہ السلام کے بارے میں فرمایا: اور ہم نے اسے لاکھ بلکہ اس سے زیادہ آدمیوں کی طرف بھیجا۔ اور عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں فرمایا: اور رسول ہوگا بنی اسرائیل کی طرف۔ (ت)

اسی لئے صحیح حدیث میں فرمایا:

كان النبي يبعث الى قومه خاصة - رواه الشيخان عن جابر رضي الله تعالى عنه.

۶۵/۷	۵۲	القرآن الکریم
۸۰/۷	۵۳	"
۱۰۳/۷	۵۴	"
۱۲۷/۳۷	۵۵	"

۵۹/۷	۵۶	القرآن الکریم
۷۳/۷	۵۷	"
۸۵/۷	۵۸	"
۸۳/۶	۵۹	"
۴۹/۳	۶۰	"

۱۷ صحیح البخاری کتاب التیمم / ۴۸ و صحیح مسلم کتاب المساجد / ۱۹۹ قدیمی کتب خانہ کراچی

نبی خاص اپنی قوم کی طرف بھیجا جاتا۔ (اس کو شیخین نے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے۔ ت۔)

دوسری روایت میں آیا،

كان النبي يبعث إلى قريظة ولا يعدوها۔ رواه أبو يعلى عن عوف بن مالك رضي الله تعالى عنه۔

نبی ایک بستی کی طرف مبعوث ہوتا جس کے آگے تجاوز نہ کرتا۔ (اس کو ابو یعلیٰ نے حضرت عوف بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے۔ ت۔)

اور حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے فرماتا ہے،

وما أرسلناك إلا كافة للناس بشيرا ونذيرا ولكن أكثر الناس لا يعلمون۔
نہ بھیجا ہم نے تمہیں مگر سب لوگوں کے لئے خوشخبری دیتا اور ڈر سناتا، پر بہت لوگ بے خبر ہیں۔

وقال تعالى: قل يا أيها الناس اتقوا رسول الله اليكم جميعا۔
اللہ تعالیٰ نے فرمایا، تو فرما اے لوگو! میں خدا کا رسول ہوں تم سب کی طرف۔
وقال تعالى: تبارك الذي نزل الفرقان على عبدہ ليكون للعالمين نذيرا۔
اللہ تعالیٰ نے فرمایا، بڑی برکت والا ہے وہ جس نے اتارا قرآن اپنے بندے پر کہ ڈر سنانے والا ہو سارے جہان کو۔

اسی لئے خود حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،
أرسلت إلى الخلق كافة۔ أخرجه مشعل عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه۔
میں تمام مخلوق الہی کی طرف بھیجا گیا (اس کو مسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے

۱۔ الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان بحوالہ ابی یعلیٰ حدیث ۶۳۶۵ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۱۰۴/۹

۲۔ القرآن الکریم ۲۸/۳۴

۳۔ ۱۵۸/۷

۴۔ ۱/۲۵

۵۔ صحیح مسلم کتاب المساجد ومواضع الصلوة قدیمی کتب خانہ کراچی ۱۹۹/۱

(روایت کیا ہے۔ ت)

حضور کی افضلیت مطلقہ کی یہ دلیل حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے ارشادات سے ہے۔ دارمی، ابویعلیٰ، طبرانی، بہیقی روایت کرتے ہیں اس جناب نے فرمایا:

ان اللہ تعالیٰ فضل محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم علی الانبیاء وعلی اهل السماء۔ (بیشک اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تمام انبیاء و ملائکہ سے فضل کیا۔ ت) حاضرین نے وجہ تفضیل پوچھی، فرمایا:

ان اللہ تعالیٰ قال وما ارسلنا من رسول الا بلسان قومہ، وقال لمحمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وما ارسلنا الا کافۃ للناس فارسلہ الی الانس والجن

یعنی اللہ تعالیٰ نے اور رسولوں کے لئے فرمایا ہے ہم نے نہ بھیجا کوئی رسول مگر ساتھ زبان اس کی قوم کے۔ اور محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے فرمایا: ہم نے تمہیں نہیں بھیجا مگر رسول سب لوگوں کے لئے۔ تو حضور کو تمام انس و جن کا رسول بنایا۔

علماء فرماتے ہیں، رسالت والا کا تمام جن و انس کو شامل ہونا اجماع ہے۔ اور محققین کے نزدیک ملکہ کو بھی شامل، کہا حققنا بتوفیق اللہ تعالیٰ فی رسالۃ "اجلال جبریل" (جیسا کہ ہم نے اللہ تعالیٰ کی توفیق سے اس کی تحقیق رسالہ "اجلال جبریل" میں کی ہے۔ ت) بلکہ تحقیق یہ ہے کہ حجر و شجر و ارض و سما و جبال و بحار تمام ماسوا اللہ اس کے احاطہ عامہ و دائرہ تامہ میں داخل، اور خود قرآن عظیم لفظ علمین، اور روایت صحیح مسلم میں لفظ خلق وہ بھی مؤکد بکلمہ کافۃ۔ اس مطلب پر احسن الدلائل طبرانی معجم کبیر میں یعلیٰ بن مرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ما من شیء الا یعلمہ انی رسول اللہ الا کفرۃ الجن

والانس۔

کوئی چیز نہیں جو مجھے رسول اللہ نہ جانتی ہو، مگر بے ایمان جن و آدمی۔
اب نظر کیجئے کہ یہ آیت کتنی وجہ سے افضلیت مطلقہ حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر حجت ہے۔

اولاً اس موازنہ سے خود واضح ہے کہ انبیائے سابقین علیہم الصلوٰۃ والسلام ایک شہر کے ناظم تھے۔ اور حضور پر نور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ وسلم علیہم اجمعین سلطان ہفت کشور، بلکہ بادشاہ زمین و آسمان۔

ثانیاً اعمائے رسالت سخت گرانبار ہیں، اور ان کا محل بغایت دشوار، انا سنلتی عليك قولاً ثقیلاً (بیشک عنقریب ہم تم پر ایک بھاری بات ڈالیں گے۔ ت) اسی لئے موسیٰ و ہارون سے عالی ہمتوں کو پہلے ہی تاکید ہوئی لاتیفا فی ذکرہی پہلے دیکھو میرے ذکر سے شست نہ ہو جانا۔ پھر جس کی رسالت ایک قوم خاص کی طرف اس کی مشقت تو اس قدر جس کی رسالت نے اس و جن و شرق و غرب کو گھیر لیا اس کی موت کس قدر۔ پھر جیسی مشقت ویسا ہی اجر، اور جتنی خدمت اتنی ہی قدر، افضل العبادات احسنھا (سب سے افضل عبادت سب سے سخت ہوتی ہے۔ ت)۔

ثالثاً جیسا کام جلیل ہو ویسا ہی جلالت والا اس کے لئے درکار ہوتا ہے۔ بادشاہ چھوٹی چھوٹی مہموں پر افسرانِ ماتحت کو بھیجتا ہے اور سخت عظیم مہم پر امیر الامراء و سردار اعظم کو لاجرم رسالت خاصہ و بعثت عامہ میں جو تفرقہ ہے وہی فرق مراتب ان خاص رسولوں اور اس رسول اکمل میں ہے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اجمعین۔

عہ ان میں بعض وجوہ افادۂ علماء ہیں اور اکثر بحمد اللہ استخراج فقیر ۱۲ منہ

المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت حدیث ۶۷۲ ۱۷ المعجم الکبیر
کنز العمال بحوالہ الطبرانی عن یحییٰ بن مرہ حدیث ۳۱۹۲۳ مؤسسۃ الرسالہ بیروت
۲۶۲/۲۲ ۱۱/۱۱ ۵/۷۳
۲۲/۲۰ ۱۷

س ابعاً یونہی حکیم کی شان یہ ہے کہ جیسے علوشان کا آدمی ہوا سے ویسے ہی عالیشان کام پر مقرر کریں کہ جس طرح بڑے کام پر چھوٹے سردار کا تعین اس کے سرانجام نہ ہونے کا موجب یونہی چھوٹے کام پر بڑے سردار کا تقرر ننگا ہوں میں اس کے ہلکے پن کا جالب۔
 خامساً جتنا کام زیادہ اتنا ہی اس کے لئے سامان زیادہ۔ نواب کو اپنے انتظام ریت میں فوج و خزانہ اُسی کے لائق درکار۔ اور بادشاہ عظیم خصوصاً سلطان ہفت اقلیم کو اس کے رتق و فتق و نظم و نسق میں اُسی کے موافق۔ اور یہاں سامان وہ تائید الہی و تربیت ربانی ہے جو حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام پر مبذول ہوتی ہے۔ تو ضرور ہے کہ جو علوم و معارف قلب اقدس پر القاء ہوئے معارف و علوم جمیع انبیاء سے اکثر و اونی ہوں۔ افادۃ الامام الحکیم الترمذی و نقلہ عنہ فی الکبیر الساتری (امام حکیم ترمذی نے اس کا افادہ فرمایا ہے اور اس سے امام رازی نے کبیر میں نقل کیا ہے۔ ت)

اقول پھر یہ بھی دیکھنا کہ انبیاء کو ادائے امانت و ابلاغ رسالت میں کن کن باتوں کی حاجت ہوتی ہے :

- (۱) **حِلْم** کہ گستاخی کفار پر تنگ دل نہ ہوں۔
 دَعِ اَذْنَهُمْ وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ یَہ
- ان کی ایذا پر درگزر فرماؤ اور اللہ پر بھروسہ رکھو۔ (ت)
- (۲) **صَبْر** کہ ان کی اذیتوں سے گھبرا نہ جاتیں۔
 فَاَصْبِرْ کَمَا صَبَرَ اُولَ الْاَعْزَمِ مِنَ الرِّسَالِ یَہ
- تو تم صبر کرو جیسا بہت والے رسولوں نے صبر کیا۔ (ت)
- (۳) **تَوَاضُع** کہ اُن کی صحبت سے نفور نہ ہوں۔
 وَاخْفِضْ جَنَاحَکَ لِمَنْ اَتْبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ یَہ
- اپنی رحمت کا بازو بچھاؤ اپنے پیرو مسلمانوں کے لئے۔ (ت)

۱۰ القرآن الکریم ۳۳/۴۸

۱۱ " ۴۶/۳۵

۱۲ " ۲۶/۲۱۵

(۴) رفیق ولینت، کہ قلوب ان کی طرف راغب ہوں۔

فبما رحمة من الله لنت لهم
تو کیسی کچھ اللہ کی مہربانی کہ اے محبوب! تم ان کے لئے نرم دل ہوئے۔ (ت)
(۵) رحمت، کہ واسطہٴ افاضہٴ خیرات ہوں۔
مرحمة للذين آمنوا منكم

اور جو تم میں مسلمان ہیں ان کے واسطہٴ رحمت ہیں۔ (ت)
(۶) شجاعت، کہ کثرتِ اعداء کو خیال میں نہ لائیں۔
انی لا يخاف لدی المرسلون

بے شک میرے حضور رسولوں کو خوف نہیں ہوتا۔ (ت)
(۷) جود و سخاوت، کہ باعثِ تالیفِ قلوب ہوں۔

فان الانسان عبید الاحسان وجلة القلوب علی حب من احسن الیہا
”ولا تجعل يدك مغلولة الى عنقك“

کیونکہ انسان احسان کا غلام ہے اور دلوں میں خلقی طور پر احسان کرنے والوں کی محبت
ڈال دی گئی ہے اور اپنا ہاتھ اپنی گردن سے بندھا ہوا نہ رکھو۔ (ت)
(۸) عفو و مغفرت، کہ نادان جاہل فیض پاسکیں۔

فاعف عنهم واصفح فان الله يحب المحسنين

تو انہیں معاف کر دو اور ان سے درگزر کرو بیشک احسان کرنے والے اللہ کو محبوب ہیں (ت)
(۹) استغفار و قناعت، کہ جہال اس دعویٰ عظمیٰ کو طلبِ دنیا پر محمول نہ کریں۔

لا تمسك عينيك الى ما متعنا به امر واجامنهم

اپنی آنکھ اٹھا کر اس چیز کو نہ دیکھو جو ہم نے ان کے کچھ جوڑوں کو برتنے دی۔ (ت)
(۱۰) جمالِ عدل، کہ تشقیق و تادیب و تربیتِ امت میں جس کی رعایت کریں۔

۵۲ القرآن الکریم ۹/۶۱

۵۴ " ۱۴/۲۹

۵۶ " ۱۵/۸۸

۱۵۹ القرآن الکریم ۳/۱۵۹

۱۰۰ " ۲۴/۱۰

۱۳ " ۵/۱۳

وان حکمت فاحکم بینهہم بالقسط۔

(۱۱) کمالِ عقل، کہ اصل فضائل و منبعِ فواضل ہے، ولہذا عورت کبھی نبی نہ ہوتی۔

وما ارسلنا من قبلك الا رجاالا۔

اور ہم نے تم سے پہلے جتنے رسول بھیجے سب مرد ہی تھے۔ (ت)

نہ کبھی اہلِ بادیہ و سُکّانِ وہ کو نبوت ملی کہ جفا و غفلت ان کی طینت ہوتی ہے۔

الا رجاالا نوحی الیہم من اہل القراءۃ ای اہل الامصار۔

جنہیں ہم وحی کرتے وہ سب شہر کے ساکن تھے۔ (ت)

حدیث میں ہے :

من بدأ جفاً (جس نے دیہات میں رہائش اختیار کی اس نے ظلم کیا۔ ت)

اسی لطافتِ نسب و تحسنِ سیرت و صورت سب کی صفاتِ جمیلہ کی حاجت ہے کہ ان کی کسی بات پر نکتہ چینی نہ ہو۔ غرض یہ سب انہیں خزان سے ہیں جو ان سلاطینِ حقیقت کو عطا ہوتے ہیں، پھر جس کی سلطنتِ عظیم اس کے خزانِ عظیم۔ حدیث میں ہے :

ان الله تعالى ينزل المعونة على قدر المؤنة وينزل الصبر على قدر

البلاء۔

بے شک اللہ تعالیٰ ذمہ داری کے مطابق معاونت نازل فرماتا ہے اور آزمائش کے

مطابق صبر نازل فرماتا ہے۔ (ت)

تو ضرور ہوگا کہ ہمارے حضور ان سب احساقِ فاضلہ و اوصافِ کاملہ میں تمام انبیاء

۱۔ القرآن الکریم ۵/۲۲

۲۔ " ۱۲/۱۰۹

۳۔ " ۱۲/۱۰۹

۴۔ مسند احمد بن حنبل عن البراء المکتب الاسلامی بیروت ۲۹۷/۴

دار احیاء التراث العربی بیروت حدیث ۱۱۰۳۰

المعجم الکبیر

۵۔ کنز العمال بحوالہ عدو ابن لال عن ابی ہریرۃ حدیث ۱۵۹۹۲ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۳۴۷/۶

سے اتم و اکمل و اعلیٰ و اجل ہوں۔ اسی لئے خود ارشاد فرماتے ہیں :

انما بعثت لاتمم مکارم الاخلاق - اخرجہ البخاری فی الادب وابن سعد
والحاکم والبیہقی عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بسند صحیح۔

میں اخلاق حسنہ کی تکمیل کے لئے مبعوث ہوا۔ اس کو بخاری نے ادب میں اور ابن سعد،
حاکم اور بیہقی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے صحیح سند کے ساتھ روایت کیا۔ ت
وہب بن منبہ فرماتے ہیں : میں نے اکثر کتب آسمانی میں لکھا دیکھا کہ روزِ آفرینش دُنیا سے
قیامِ قیامت تک تمام جہان کے لوگوں کو جتنی عقل عطا کی ہے وہ سب مل کر محمد صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم کی عقل کے آگے ایسی ہے جیسے تمام ریگستانِ دُنیا کے سانے ریت کا ایک دانہ۔

سادس سابع اور بیان کر آئے کہ حضور کی رسالت زمانہ بعثت سے مخصوص نہیں بلکہ اولین و آخرین سب کو
حاوی۔ ترمذی جامع میں بافادہ تحسین واللفظہ، اور حاکم و بیہقی و ابونعیم و ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ
عنہ سے۔ اور احمد سند اور بخاری تاریخ میں، اور ابن سعد و حاکم و بیہقی و ابونعیم و مسند الفجر
رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے۔ اور بزار و طبرانی و ابونعیم عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔ اور ابونعیم
بطریق صناعی امیر المؤمنین عمر الفاروق الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ، اور ابن سعد ابن ابی الجراح
و مطرف بن عبد اللہ بن الشخیر و عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے باسانید متباینہ و الفاظ متقاربہ
راوی حضور پر نور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کی گئی : حتی وجبت لك
النبوة حضور کے لئے نبوت کس وقت ثابت ہوئی ؟ فرمایا : و ادم بین الرحم والجسد

۱۔ الادب المفرد باب حسن الخلق حدیث ۲۷۳ دار الکتب العلمیہ بیروت ص ۹۰

السنن الکبریٰ کتاب الشہادۃ باب بیان مکارم الاخلاق دار صادر بیروت ۱۹۲/۱۰

الطبقات الکبریٰ لابن سعد ذکر مبعث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۱۹۲/۱ " ۱۹۳

۲۔ سبل الہدی والرشاد الباب الثالث دار الکتب العلمیہ بیروت ۲۲۷/۱

۳۔ التاريخ الكبير ترجمہ ۱۶۰۶ عیسرۃ الفجر دار الباز مکتہ المکرّمہ ۳۷۴/۷

الجامع الصغير حدیث ۶۴۲۴ دار الکتب العلمیہ بیروت ۴۰۰/۲

جامع الترمذی کتاب المناقب باب فضل النبی صلی اللہ علیہ وسلم امین کمپنی دہلی ۲۰۱/۲

المستدرک للحاکم کتاب التاريخ دار الفکر بیروت ۶۰۹/۲

کنز العمال بحوالہ ابن سعد حدیث ۳۱۹۱ و ۳۲۱۱ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۱۱/۲۵۰ و ۲۵۰۹

جبکہ آدم درمیان رُوح اور جسد کے تھے۔ جبل الحفظ امام عسقلانی نے کتاب الاصابہ میں حدیث میرہ کی نسبت فرمایا: سنداً قوی^۱ (اس کی سند قوی ہے۔ ت) ۵

آدم سر و تن بآب و گل داشت کو حکم بملک جان و دل داشت
(آدم علیہ السلام ابھی گارے کا مجسمہ تھے کہ آنحضرت کی حکومت دل و جان کی مملکت میں تھی۔ ت)

اسی لئے اکابر علماء تصریح فرماتے ہیں کہ جس کا خدا خالق ہے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کے رسول ہیں۔ شیخ محقق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مدارج النبوة میں فرماتے ہیں:

چوں بود خلق آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اعظم الاخلاق بعث کرد خدائے تعالیٰ
اور البسوتے کافہ ناس و مقصور نہ گردانید رسالت اور ابر ناس بلکہ عام گردانید جن و انس
را، بلکہ بر جن و انس نیز مقصور نہ گردانید تا آنکہ عام شد تمامہ عالمین را، پس ہر کہ
اللہ تعالیٰ پروردگار اوست محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رسول اوست ۶

چونکہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پیدائش تمام مخلوق سے اعظم ہے لہذا
اللہ تعالیٰ نے آپ کو تمام لوگوں کی طرف مبعوث فرمایا، آپ کی رسالت کو انسانوں میں منحصر
نہیں فرمایا بلکہ جن انس کے لئے عام کر دیا بلکہ جن انس میں بھی انحصار نہیں فرمایا یہاں تک آپ کی رسالت تمام
جہانوں کے لئے عام ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ جس کا پروردگار ہے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کے رسول ہیں۔ (ت)
اب تویہ دلیل اور بھی زیادہ عظیم و جلیل ہو گئی کہ ثابت ہوا جو نسبت انبیائے سابقین علیہم
الصلوٰۃ و التسلیم سے خاص ایک بستی کے لوگوں کو ہوتی وہ نسبت اس سرکار عرش و قار سے
ہر ذرہ مخلوق و ہر فرد ما سوا اللہ یہاں تک کہ خود حضرات انبیاء و مرسلین کو ہے، اور رسول کا
اپنی امت سے افضل ہونا بدیہی، والحمد للہ رب العالمین (اور سب تعریفیں اللہ تعالیٰ
کے لئے ہیں جو پروردگار ہے تمام جہانوں کا۔ ت)

آیت رابعہ: قال عز من قائل تلك الرسل فضلنا بعضهم على بعض منهم من
كلم الله و رفع بعضهم درجات ۷

۱۔ الاصابة في تميز الصحابة عرف الميم ترجمہ ميسرة الفجر ۸۲۸۲ دار الفکر بیروت ۵/۲۱۷
۲۔ مدارج النبوة باب دوم در اخلاق عظیم مکتبہ نوریہ رضویہ کھر ۱/۳۲
۳۔ القرآن الکریم ۲/۲۵۳

چوتھی آیت : اللہ تعالیٰ نے فرمایا : یہ رسول ہیں کہ ہم نے ان میں بعض کو بعض پر فضیلت دی کچھ ان میں وہ ہیں جن سے خدا نے کلام کیا ، اور ان میں بعض کو درجوں بلند فرمایا ۔

ائمہ فرماتے ہیں یہاں اس بعض سے حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مراد ہیں کہ انھیں سب انبیاء پر رفعت و عظمت بخشی ۔

کما نص علیہ البغویؒ والبیضاویؒ والنسفیؒ والسیوطیؒ والقسطلانیؒ والزرقانیؒ والشامیؒ والحلبیؒ وغیرہم واقصار الجلالینؒ دلیل انہ اصح الاقوال لالتزام ذلك في الجلالین ۔

جیسا کہ اس پر نص فرمائی ہے بغویؒ ، بیضاویؒ ، نسفیؒ ، سیوطیؒ ، قسطلانیؒ ، زرقانیؒ ، شامیؒ اور حلبیؒ وغیرہ نے ، اور جلالین میں اس پر اقتصار اس بات کی دلیل ہے کہ یہی اصح ہے کیونکہ جلالین میں اس کا التزام کیا گیا ہے کہ اصح پر ہی اقتصار کیا جاتا ہے ۔ (ت)
اور یوں مبہم ذکر کرنے میں حضور کے ظہور افضلیت و شہرت سیادت کی طرف اشارہ تاثر ہے یعنی یہ وہ ہیں کہ نام لویا نہ لو انھیں کی طرف ذہن جائے گا اور دوسرا خیال نہ آئے گا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ۔
فقیر کہتا ہے اہل محبت جانتے ہیں کہ ابہام تام میں کیا لطف و مزہ ہے طے
اے گل تو خنر سندی تو بوتے کسے داری

(اے پھول ! تجھ پر شادمانی ہے کہ تو کسی کی خوشبو رکھتا ہے ۔ ت)
۱۔ مژدہ اے دل کہ مسیحا نفسے نے آید کہ زانفاس خوشش بوتے کسے می آید
(اے دل ! خوشخبری ہو کہ مسیحا آتا ہے جس کے عمدہ سانسوں سے کسی کی خوشبو
آتی ہے ۔ ت)

کسی کا دو قدم چلنا یہاں پامال ہو جانا
آیت خامسہ : قال تبارک اسمہ ھو الذی ارسل رسوله بالھدای و

۱۷۷/۱	دار الکتب العلمیہ بیروت	۲۵۳/۲	تحت الآیۃ	۱۔ معالم التنزیل (تفسیر البغوی)
۵۵۰، ۵۴۹/۱	دار الفکر بیروت	"	"	۲۔ انوار التنزیل (تفسیر البیضاوی)
۱۲۷/۱	دار الکتب العربیہ بیروت	"	"	۳۔ مدارک التنزیل (تفسیر النسفی)
۳۹ ص	اصح المطابع دہلی	"	"	۴۔ تفسیر جلالین

دین الحق لیظہرہ علی الدین کلہ ط وکفی یا اللہ شہیداً۔
پانچویں آیت : اللہ تعالیٰ نے فرمایا : وہی ہے جس نے بھیجا اپنا رسول ہدایت اور سچا دین
 دے کر کہ اسے غالب کرے سب دینوں پر، اور خدا کافی ہے گواہ۔
 اور اس امت مرحومہ سے فرماتا ہے :

کنتم خیر امة اخذت للناس۔^۲

تم سب سے بہتر امت ہو کہ لوگوں کے لئے ظاہر کی گئی۔

آیات کریمہ ناطق کہ حضور کا دین تمام ادیان سے اعلیٰ و اکمل، اور حضور کی امت سب ائم
 سے بہتر و افضل۔ تولا جرم اس دین کا صاحب اور اس امت کا آقا سب دین و امت والوں
 سے افضل و اعلیٰ۔ امام احمد و ترمذی با فادۃ تحسین و ابن ماجہ و حاکم معویہ بن حیدہ
 رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس آیت کی تفسیر میں
 فرماتے ہیں :

انکم تتمون سبعین امة انتم خیرھا واکرمھا علی اللہ

تم ستر امتوں کو پورا کرتے ہو کہ اللہ کے نزدیک ان سب سے بہتر و بزرگ تر تم ہو۔

آیت سادسہ : قال جلّت عظمتہ : یا ادم اسکن انت و نر و جک الجنة۔^۳
چھٹی آیت : اللہ تعالیٰ نے فرمایا : اے آدم ! تو اور تیری بیوی جنت میں رہو۔ (ت)
 وقال تعالیٰ : ینوح اهبط بسلام منّا۔^۴
 اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا : اے نوح ! کشتی سے اتر ہماری طرف سے سلام کے ساتھ۔ (ت)

۱۔ القرآن الکریم ۲۸/۳۸

۲۔ ۱۱۰/۳

۳۔ جامع الترمذی الباب التفسیر تفسیر سورۃ آل عمران امین کمپنی دہلی ۱۲۵/۲

مسند احمد بن حنبل عن ابی سعید الخدری المکتب الاسلامی بیروت ۶۱/۳

کنز العمال حدیث ۳۴۴۶۳ و ۳۴۵۲۰ مؤستہ الرسالہ بیروت ۱۲/۱۵۶، ۱۶۹

۴۔ القرآن الکریم ۲۵/۲

۵۔ ۳۸/۱۱

وقال تعالى : يا ابراهيم قد صدقت الرؤيا۔
 اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا : اے ابراہیم ! بے شک تو نے خواب سچ کر دکھایا۔ (ت)
 وقال تعالى : يٰمُوسٰى اِنِّى اَنَا اللّٰهُ ۔
 اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا : اے موسیٰ ! بے شک میں ہی ہوں اللہ۔ (ت)
 وقال تعالى : يعيسى اٰخٰى متوفيك ۔
 اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا : اے عیسیٰ ! میں تجھے پوری عمر تک پہنچاؤں گا۔ (ت)
 وقال تعالى : يٰدَاوُد اَنَا جَعَلْتُكَ خَلِيفَةً ۔
 اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا : اے داؤد ! بے شک ہم نے تجھے زمین میں نائب کیا۔ (ت)
 وقال تعالى : يٰزَكَرِيَّا اَنَا نَبَشَّرُكَ ۔
 اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا : اے زکریا ! ہم تجھے خوشی سناتے ہیں۔ (ت)
 وقال تعالى : يٰيَحْيٰى خُذِ الْكِتٰبَ بِقُوَّةٍ ۔
 اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا : اے یحییٰ ! کتاب مضبوط تھام۔ (ت)
 غرض قرآن عظیم کا عام محاورہ ہے کہ تمام انبیائے کرام کو نام لے کر پکارتا ہے مگر جہاں
 محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے خطاب فرمایا ہے حضور کے اوصاف جلیلہ والقاب جمیلہ
 ہی سے یاد کیا ہے یا ایہا النبی انا امر سلطٰنک ۱۰۰ اے نبی ! ہم نے تجھے رسول کیا — یا ایہا
 الرسول بلّغ ما انزل الیک ۱۰۱ اے رسول ! پہنچا جو تیری طرف اُترا — یا ایہا المرسل قم
 الیل ۱۰۲ اے کپڑا اور بٹھے لیٹنے والے رات میں قیام فرما — یا ایہا المدثر ۱۰۳ قم فانذر ۱۰۴ اے
 جھرمٹ مارنے والے ! کھڑا ہو لوگوں کو ڈر سنا — یٰسّٰہ والقرآن الحکیم ۱۰۵ انک لمن
 المرسلین ۱۰۶ اے یسٰہ ! اے سردار ! مجھے قسم ہے حکمت والے قرآن کی ، بیشک تو مرسلوں

۱۰۵	القرآن الکیم	۳۷/۱۰۴	۱۰۵
۱۰۶	"	۵۵/۳	۱۰۶
۱۰۷	"	۷/۱۹	۱۰۷
۱۰۸	"	۳۵/۳۳	۱۰۸
۱۰۹	"	۲۱/۷۳	۱۰۹
۱۱۰	"	۳۶/۳۱	۱۱۰
۱۱۱	القرآن الکیم	۲۸/۳۰	۱۱۱
۱۱۲	"	۳۸/۲۶	۱۱۲
۱۱۳	"	۹/۱۲	۱۱۳
۱۱۴	"	۵/۶۷	۱۱۴
۱۱۵	"	۴۱/۲۱	۱۱۵

سے ہے۔ طہ ما انزلنا علیک القرآن لتشتقی اے طہ! اے پاکیزہ رہنما! ہم نے تجھ پر قرآن اس لئے نہیں اتارا کہ تو مشقت میں پڑے۔

ہر ذی عقل جانتا ہے کہ جو ان نداؤں اور ان خطابوں کو سُنے گا بالبداہت حضور سید المرسلین و انبیائے سابقین کا فرق جان لے گا۔

یَا دَمْرَسْتَ بِأَدْرِ أَنْبِيَاءَ خُطَابَ يَأْتِيهَا النَّبِيُّ خُطَابَ مُحَمَّدٍ اسْتَ
(”اے آدم“ نبیوں کے باپ کے لئے خطاب ہے، اور محمد مصطفیٰ صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے خطاب ہے ”اے نبی“ ت)

امام عز الدین بن عبدالسلام وغیرہ علمائے کرام فرماتے ہیں: بادشاہ جب اپنے تمام
امراء کو نام لے کر پکارے اور ان میں خاص ایک مقرب کو یوں ندا فرمایا کرے: اے مقرب حضرت
اے نائب سلطنت، اے صاحب عزت، اے سردار مملکت — تو کیا کسی طرح محلِ ریب و
شک باقی رہے گا کہ یہ بندہ بارگاہِ سلطانی میں سب سے زیادہ عزت و وجاہت والا اور سرکار
سلطانی کو تمام عمائد و اراکین سے بڑھ کر سیارا ہے۔

فقیر کہتا ہے غفر اللہ تعالیٰ لہ، خصوصاً یَا یٰہَا الْمَرْمَلُ (اے کڑا اور طے لیٹنے والے۔ ت)
و یَا یٰہَا الْمَدِثَرُ (اے جھرمٹ مارنے والے۔ ت) تو وہ پیارے خطاب ہیں جن کا مزہ اہل محبت
جانتے ہیں۔ ان آیتوں کے نزول کے وقت سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بالاپوش اور طے جھرمٹ
مارے لیٹے تھے، اُسی وضع و حالت سے حضور کو یاد فرما کر ندا کی گئی، بلا تشبیہ جس طرح سچا چاہنے والا
اپنے محبوب کو پکارے، او بانکی ٹوپی والے، او دھانی دوپٹے والے، صر
او دامن اٹھا کے جانے والے

فَسُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَالصَّلَاةُ الزَّهْرَاءُ عَلَى الْحَبِيبِ ذِي الْحَبَاءِ (اللہ تعالیٰ
کو پاکی ہے اور تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں اور روشن درود وجاہت والے محبوب پر۔ ت)
ثُمَّ أَقُولُ (پھر میں کہتا ہوں۔ ت) نہایت یہ ہے کہ اشقیائے یہودِ مدینہ و مشرکین مکہ
جو حضور سے جاہلانہ گفتگوئیں کرتے اُن مقالاتِ خبیثہ کو بغرضِ رد و ابطال و مردہ رسانی عذاب

نکال بار ہا نقل فرمایا گیا مگر اُن گستاخوں کی اُس بے ادبانہ ندا کا کہ نام لے کر حضور کو پکارتے، محل نقل میں بھی ذکر نہ آیا۔ ہاں جہاں انھوں نے وصفِ کریم سے ندا کی تھی اگرچہ ان کے زعم میں بطور استہزاء تھی اُسے قرآن مجید نقل کر لایا کہ :

قالوا یا ایہا الذی نزل علیہ الذکر

بولے اے وہ جس پر قرآن اترا، صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

بخلاف حضرات انبیائے سابقین علیہم الصلوٰۃ والتسلیم کہ ان کے کفار کے مخاطبے ویسے ہی منقول ہیں۔

یلنوح قد جادلتنی، انت فعلت هذا بالہتیا یا براہیم۔ یموسی ادع لنا ربک بما عہد عندک ۛ یصلح اثنابا تعدنا۔ یا شعیب ما نفقہ کثیرا مما تقول ۛ اے نوح! تم ہم سے جھگڑے، کیا تم نے ہمارے خداؤں کے ساتھ یہ کام کیا اے ابراہیم۔ اے موسیٰ! ہمارے لئے اپنے رب سے دعا کرو اس عہد کے سبب جو اس کا تمہارے پاس ہے۔ اے صالح! ہم پر لے آؤ جس کا تم وعدہ دے رہے ہو۔ اے شعیب! ہماری سمجھ میں نہیں آتیں تمہاری بہت سی باتیں۔ (ت)

بلکہ اُس زمانہ کے مطیعین بھی انبیاء علیہم الصلوٰۃ والتسلیم سے یونہی خطاب کرتے ہیں۔ اور قرآن عظیم نے اُسی طرح اُن سے نقل فرمائی، اسباط نے کہا، یموسیٰ لن نصبر علی طعام واحد ۛ

اے موسیٰ! ہم سے تو ایک کھانے پر ہرگز صبر نہ ہوگا۔ (ت)

حواریوں نے کہا:

یعیسیٰ ابن مریم هل یستطیع ربک ۛ

اے عیسیٰ بن مریم! کیا آپ کا رب ایسا کر سکتا ہے۔ (ت)

۱۵ القرآن الکریم ۱۱/۳۲

۱۶ " ۱۳۲/۴

۱۷ " ۹۱/۱۱

۱۸ " ۱۱۲/۵

۱۹ القرآن الکریم ۱۵/۶

۲۰ " ۶۲/۲۱

۲۱ " ۴۴/۴

۲۲ " ۶۱/۲

یہاں اس کا یہ بند و بست فرمایا کہ اس اُمتِ مرحومہ پر اس نبی کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کا نام پاک لے کر خطاب کرنا ہی حرام ٹھہرایا۔

قال الله تعالى : لا تجعلوا دعاء الرسول بينكم كدعاء بعضكم بعضاً^۱۔
اللہ تعالیٰ نے فرمایا : رسول کا پکارنا آپس میں ایسا نہ ٹھہراؤ جیسے ایک دوسرے کو پکارتے ہو۔

کہ اے زید، اے عمرو۔ بلکہ یوں عرض کرو :

یا رسول اللہ ، یا نبی اللہ ، یا سید المرسلین ، یا خاتم النبیین ، یا شفیع المذنبین ، صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم وعلیٰ الکی اجمعین۔

ابو نعیم حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اس آیت کی تفسیر میں راوی :

قال كانوا يقولون يا ابا محمد يا ابا القاسم فنهأهم الله عن ذلك اعظاماً
لنبيه صلى الله تعالى عليه وسلم ، فقالوا يا نبی اللہ ، یا رسول اللہ ﷺ
یعنی پہلے حضور کو یا محمد یا ابا القاسم کہا جاتا اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کی تعظیم
کو اس سے نہی فرمائی جب سے صحابہ کرام یا نبی اللہ یا رسول اللہ کہا کرتے۔
بیہقی امام علقمہ و امام اسود اور ابو نعیم امام حسن بصری و امام سعید بن جبیر سے تفسیر کر کے
مذکورہ میں راوی :

لا تقولوا یا محمد و لكن قولوا یا رسول الله یا نبی اللہ ﷺ۔
یعنی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے : یا محمد نہ کہو بلکہ یا نبی اللہ یا رسول اللہ کہو۔
اسی طرح امام قتادہ تلخیصہ انس بن مالک سے روایت کی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

۱۔ القرآن الکریم ۲۴/۶۳	عالم الکتب بیروت	الحجز الاول ص ۷
۲۔ دلائل النبوة لابن نعیم	الفصل الاول	دار احیاء التراث العربی بیروت ۲۱۱/۶
۳۔ تفسیر الحسن البصری	تحت الآیة ۲۴/۶۳	المکتبة التجارية مکة المکرمة ۱۶۴/۲
الدر المنثور بحوالہ عبد بن حمید	دار احیاء التراث العربی بیروت	۲۱۱/۶

ولہذا علماء تصریح فرماتے ہیں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نام لے کر نہ اکرنا حرام ہے۔
 اور واقعی محل انصاف ہے جسے اس کا مالک و مولیٰ تبارک و تعالیٰ نام لے کر نہ پکارے غلام کی
 کیا مجال کہ راہِ ادب سے تجاوز کرے۔ بلکہ امام زین الدین مراغی وغیرہ محققین نے فرمایا: اگر یہ لفظ کسی
 دعائیں وارد ہو جو خود نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تعلیم فرمائی جیسے دعائے یا محمد الخ
 توجہت بک الحسب (اے محمد! میں آپ کے توسل سے اپنے رب کی طرف متوجہ ہوا۔ ت)
 تاہم اس کی جگہ یا رسول اللہ، یا نبی اللہ کہنا چاہئے، حالانکہ الفاظ دعائیں حتیٰ الوسع تغیر نہیں کی جاتی،
 کما یدل علیہ حدیث نبیک الذی اس سلت ورسولک الذی اس سلت (جیسا کہ اس پر
 دلالت کرتی ہے حدیث مبارک ”تیرا نبی جس کو تو نے بھیجا اور تیرا رسول جس کو تو نے بھیجا“ ت)۔
 یہ مسئلہ مہمہ جس سے اکثر اہل زمانہ غافل ہیں نہایت واجب الحفظ ہے۔ فقیر غفر اللہ تعالیٰ لہ نے
 اس کی تفصیل اپنے مجموعہ فتاویٰ مستمعی بہ العطایا النبیویہ فی الفتاویٰ الرضویہ میں ذکر کی وہ اللہ
 التوفیق بخیر یہ تو خود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا معاملہ تھا، حضور کے صدقہ میں اس امتِ مرحومہ
 کا خطاب بھی خطابِ اُمم سابقہ سے ممتاز ٹھہرا، اگلی اُمّتوں کو اللہ تعالیٰ یا ایہا المساکین فرمایا کرتا۔
 تو ربِّ مقدس میں جا بجا یہی لفظ ارشاد ہوا ہے، قالہ خیشمہ مرواہ ابن ابی حاتمہ اور دہ السیوطی
 فی الخصائص الکبریٰ (یہ خیشمہ نے کہا جس کو ابن ابی حاتم نے روایت کیا اور امام سیوطی نے
 خصائص کبریٰ میں وارد کیا ہے۔ ت) اور اس اُمّتِ مرحومہ کو جب ندا فرمائی ہے یا ایہا الذین
 آمنوا فرمایا گیا ہے یعنی اے ایمان والو۔ اُمّتی کے لئے اس سے زیادہ اور کیا فضیلت ہوگی۔
 سچ ہے پیارے کے علاوہ والے بھی پیارے۔ آخر نہ سنا کہ فرماتا ہے:

فاتبعونی یحبکم اللہ ﷻ

میری پیروی کرو اللہ کے محبوب ہو جاؤ گے۔

آیت سابقہ: قال جل جلالہ ”لعمرك انهم في سكرتهم

۱۔ المستدرک للحاکم کتاب صلوٰۃ التطوع ودار البصر وکتاب العبادۃ دار الفکر بیروت ۱/۳۱۳، ۵۱۹، ۵۲۶

سنن ابن ماجہ ابواب اقامۃ الصلوٰۃ باب ما جاء فی صلوٰۃ الحاجۃ ایچ ایم سعید پبلی کراچی ص ۱۰۰

۲۔ نسیم الریاض الباب الاول الفصل الثالث مرکز الطہنت برکات رضا گجرات ہند ۱/۱۸۴

۳۔ القرآن الکریم ۳/۳۱

۴۔ القرآن الکریم ۲/۱۸۳

يعمہون لہ

ساتویں آیت : حق جل جلالہ اپنے حبیب کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم سے فرماتا ہے :
تیری جان کی قسم وہ کافر اپنے نشہ میں اندھے ہو رہے ہیں۔

وقال تعالى : لا اقسام بهذا البلد ۛ وانت حل بهذا البلد ۛ

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ، میں قسم یاد کرتا ہوں اس شہر کی کہ تو اس میں جلوہ فرما ہے۔

وقال تعالى : وقيله يارب ان هؤلاء قوم لا يؤمنون ۛ

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ، مجھے قسم ہے رسول کے اس کہنے کی کہ اے رب میرے ! یہ

لوگ ایمان نہیں لاتے۔

وقال تعالى : والعصر ۛ

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ، قسم زمان برکت نشان محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی۔

اے مسلمان ! یہ مرتبہ جلیلہ اس جان محبوبیت کے سوا کیسے میسر ہوا کہ قرآن عظیم نے
اُن کے شہر کی قسم کھائی ، اُن کی باتوں کی قسم کھائی ، اُن کے زمانے کی قسم کھائی ، اُن کی جان کی
قسم کھائی ، صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ۔ ہاں اے مسلمان ! محبوبیت کبریٰ کے یہی معنی ہیں۔
والحمد لله رب العالمین (اور سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جو پروردگار ہے
تمام جہانوں کا۔ ت)۔

ابن مردویہ اپنی تفسیر میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور سید المرسلین
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

ما حلف الله ب حياة احد الا بحياة محمد صلى الله تعالى عليه وسلم
قال تعالى لعمرك انهم لفي سكرتهم يعمهون ۛ وحياتك يا محمد ۛ

۱۵ / ۲۱ القرآن الکريم

۹۰ / ۱۰۱ " ۱۵

۴۳ / ۸۸ " ۱۵

۱۰۳ / ۱ " ۱۵

۵۵ الدر المنثور بحوالہ ابن مردویہ تحت الآیۃ ۱۵ / ۲ دار احیاء التراث العربی بیروت ۸۰ / ۵

یعنی اللہ تعالیٰ نے کبھی کسی کی زندگی کی قسم یاد نہ فرمائی سوائے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کہ آیۃ لعمرک میں فرمایا تیری جان کی قسم اے محمد!

ابو یعلیٰ، ابن جریر، ابن مردویہ، بہیقی، البیہقی، ابن عساکر، بغوی حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، ما خلق اللہ وما ذرأ وما برأ نفسا اکرم علیہ من محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وما حلفت اللہ بحیۃ احد الا بحیۃ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فقال لعمرک انہم لفی سکرۃ تمہم لعمہون یہ

اللہ تعالیٰ نے ایسا کوئی نہ بنایا، نہ پیدا کیا، نہ آفریش فرمایا جو اسے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے زیادہ عزیز ہو، نہ کبھی ان کی جان کے سوا کسی جان کی قسم یاد فرمائی کہ ارشاد کرتا ہے مجھے تیری جان کی قسم وہ کافر اپنی مستی میں بہک رہے ہیں۔

امام حجۃ الاسلام محمد غزالی احیاء العلوم اور امام محمد بن الحاج عبد ربی مکی مدخل اور امام احمد محمد خطیب قسطلانی مواہب لدنیہ اور علامہ شہاب الدین خفاجی نسیم الریاض میں ناقل حضرت امیر المؤمنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک حدیث طویل میں حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کرتے ہیں، بائی انت واتی یا رسول اللہ لقد بلغ من فضیلتک عند اللہ تعالیٰ ان اقسام بحیاتک دوت سائر الانبیاء ولقد بلغ من فضیلتک عندہ ان اقسام بتواب قد میک فقال لا اقسام بهذا البلد یہ

یا رسول اللہ! میرے ماں باپ حضور پر قربان بیشک حضور کی بزرگی خدا کے نزدیک اس حد کو پہنچی کہ حضور کی زندگی کی قسم یاد فرمائی نہ باقی انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی اور تحقیق حضور کی فضیلت خدا کے یہاں اس نہایت کی ٹھہری کہ حضور کی خاک پا کی قسم یاد فرمائی کہ ارشاد کرتا ہے مجھے قسم اس شہر کی۔ شیخ محقق رحمۃ اللہ تعالیٰ مدارج میں فرماتے ہیں:

ایں لفظ در ظاہر نطفہ سخت مے در آید نسبت بجناب عزت چوں گویند کہ سو گند مے خورد

۱۔ الدر المنثور بحوالہ ابی یعلیٰ و ابن جریر و ابن مردویہ و البیہقی تحت الآیۃ ۱۵/۲ بیروت ۵/۸۰

جامع البیان تحت الآیۃ ۱۵/۲ دار احیاء التراث العربی بیروت ۱۴/۵۴، ۵۵

دلائل النبوة لابن نعیم الفصل الرابع عالم الکتب بیروت الجزء الاول ص ۱۲

۲۔ المواہب اللدنیہ المقصد السادس النوع الخامس الفصل الخامس المکتب الاسلامی بیروت ۳/۲۱۵

نسیم الریاض فی شرح شفاء القاضی عیاض الباب الاول الفصل الرابع مرکز المصنفت ہند ۱/۱۹۶

بنا کپائے حضرت رسالت و نظر بحقیقت معنی صاف و پاک است کہ غبارے نیست بر آں و تحقیق اس سخن آنست کہ سو گند خوردن حضرت رب العزت جل جلالہ پچیزے غیر ذات و صفات خود برائے اظہار شرف و فضیلت و تمیز آں چیز است نزد مردم و نسبت باایشان تا بدانند کہ آں امر عظیم و شریف است، نہ آنکہ اعظم است نسبت بُوے تعالیٰ الخ یلہ

یہ لفظ ظاہری نظر میں اللہ رب العزت کی طرف نسبت کرنے میں سخت ہیں۔ جب یوں کہتے ہیں کہ اللہ رب العزت حضرت رسالت کی خاک پاک کی قسم ارشاد فرماتا ہے اور نظر حقیقت میں معنی بالکل پاک و صاف ہے کہ اس پر کوئی غبار نہیں۔ اس کی تحقیق یہ ہے کہ اللہ رب العزت کا اپنی ذات و صفات کے علاوہ کسی چیز کی قسم یاد فرمانا اس لئے ہوتا ہے کہ لوگوں کے نزدیک لوگوں کی بنسبت اس چیز کا شرف، فضیلت اور ممتاز ہونا ظاہر ہو جائے تاکہ وہ جان لیں کہ یہ چیز عظمت شرف والی ہے۔ یہ مطلب نہیں ہوتا کہ وہ چیز اللہ تعالیٰ کی بنسبت اعظم ہے الخ (ت)

انبیائے سابقین اعتراضات کفار کے خود جواب دیتے اور حضو کی طرف سے رب الغلین

آیت ثامنہ (آٹھویں آیت)، قرآن عظیم میں جا بجا حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والثناء سے کفار کی جاہلانہ جدال مذکور جس کے مطالعہ سے ظاہر کہ وہ اشقیاء طرح طرح سے حضرات انبیاء میں سخت کلامی و بیہودہ گوئی کرتے اور حضرات رسل علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے حلم عظیم و فضل کریم کے لائق جواب دیتے۔ سیدنا نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ان کی قوم نے کہا: اِنَّا لَنَرٰكَ فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ بے بیشک ہم تجھیں کھلا گمراہ سمجھتے ہیں۔

فرمایا: يَقَوْمِ لَيْسَ بِي ضَلَالَةٌ وَلٰكِنِّي رَسُولٌ مِّن رَّبِّ الْعَالَمِينَ
اے میری قوم! مجھے گمراہی سے کچھ علاقہ نہیں، میں تو رسول ہوں پروردگار عالم کی طرف سے۔
سیدنا ہود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عادتے کہا:

اِنَّا لَنَرٰكَ فِي سَفَاهَةٍ وَاِنَّا لَنَظُنُّكَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ
یقیناً ہم تجھیں حماقت میں خیال کرتے ہیں اور ہمارے گمان میں تم بے شک جھوٹے ہو۔

۱۵ مدارج النبوة باب سوم در بیان فضل و شرافت مکتبہ نوریہ رضویہ کھر ۶۵/۱

۱۵ القرآن الکریم ۶۱/۷

۱۵ القرآن الکریم ۶۰/۷

۱۵ ۶۶/۷

فرمایا :

يَقُومُ لَيْسَ بِي سَفَاهَةٌ وَلَكِنِّي رَسُولٌ مِّن رَّبِّ الْعَالَمِينَ

اے میری قوم! مجھ میں اصلاً سفاہت نہیں، میں تو پیغمبر ہوں رب العالمین کا۔

سیدنا شعیب علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مدین نے کہا،

إِنَّا لَنُؤَلِّقُكَ فِينَا ضَعِيفًا ۖ وَلَوْلَا سَهْطُكَ لَرَجَمْنَاكَ وَمَا أَنتَ عَلَيْنَا بِعَزِيزٍ

ہم تمہیں اپنے میں کمزور دیکھتے ہیں۔ اور اگر تمہارے ساتھ کے یہ چند آدمی نہ ہوتے تو ہم تمہیں پتھروں سے مارتے، اور کچھ تم ہماری نگاہ میں عزت والے نہیں۔

فرمایا :

يَقُومُ اسْرَهْطِي اعْزَ عَلَيَّكَ مِّنَ اللَّهِ وَاتَّخَذَ ثَمُودَ اسْرَاغَ كَهْ ظَهْرِيَا

اے میری قوم! کیا میرے کنبے کے یہ معدود لوگ تمہارے نزدیک اللہ سے زیادہ زبردست ہیں اور اُسے تم بالکل بھلائے بیٹھے ہو۔

سیدنا موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے فرعون نے کہا،

إِنِّي لَأَظُنُّكَ يَمُوسَىٰ مَسْحُورًا

میرے گمان میں تو اے موسیٰ! تم پر جادو ہوا۔

فرمایا :

لَقَدْ عَلِمْتَ مَا أَنزَلَ هَؤُلَاءِ إِلَّا رَبُّ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ بِصَاوِرٍ وَآتَىٰ لَأَظُنُّكَ

يُفْرَعُونَ مَثُورًا

تو خوب جانتا ہے کہ انھیں نہ اتارا مگر آسمان و زمین کے مالک نے دلوں کی آنکھیں کھولنے کو، اور میرے یقین میں تو اے فرعون! تو ہلاک ہونے والا ہے۔

مگر حضور سید المرسلین افضل المجوبین محمد رسول اللہ خاتم النبیین صلوات اللہ وسلامہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ اجمعین کی خدمتِ الاعلیٰ میں کفار نے جو زبان درازی کی ہے بَلَّغَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ جَلَّالَهُ

۱۵ القرآن الکریم ۹۱/۱۱

۱۶ " ۱۰۱/۱۶

۱۵ القرآن الکریم ۶۷/۷

۱۶ " ۹۲/۱۱

۱۷ " ۱۰۲/۱۶

خود متکفل جواب ہوا ہے، اور محبوب اکرم مطلوب اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف سے آپ مدافع فرمایا ہے۔ طرح طرح حضور کی تنزیہ و تبریت ارشاد فرمائی۔ جا بجا رفع الزام اعدائے پیام پر قسم یاد فرمائی یہاں تک کہ غنی مغنی عز مجد نے ہر جواب و خطاب سے حضور کو غنی کر دیا، اور اللہ تعالیٰ کا جواب دینا حضور کے خود جواب دینے سے بدرجہا حضور کے لئے بہتر ہوا۔ اور یہ وہ مرتبہ عظمیٰ ہے کہ نہایت نہیں رکھتا۔ ذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء ط واللہ ذوالفضل العظیم (یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہے عطا فرماتا ہے اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔ ت)۔

(۱) کفار نے کہا،

یٰٰیٰہٰ الذی نزل علیہ الذکر انک لمجنون^۲۔

اے وہ جن پر قرآن اترا، بیشک تم مجنون ہو۔

حق جل و علانے فرمایا،

ت والقلم وما یسطرون ۝ ما انت بنعمة ربک بمجنون^۳۔

قسم قلم اور نوشتہ تھے ملائک کی تو اپنے رب کے فضل سے ہرگز مجنون نہیں۔

وان لک لاجراً غیر ممنون^۴۔

اور بے شک تیرے لئے اجر بے پایاں ہے۔

کہ تو ان دیوانوں کی بد زبانی پر صبر کرنا اور حلم و کرم سے پیش آتا ہے، مجنون تو چلتی ہوا سے الجھا کرتے ہیں، تیرا حلم و صبر کوئی تمام عالم کے عقلا میں تو بتا دے۔

وانک لعلیٰ خلق عظیم^۵۔

اور بے شک تو بڑے عظمت والے ادب تہذیب پر ہے۔

کہ ایک حلم و صبر کیا تیری جو خصلت ہے اس درجہ عظیم و باشوکت ہے کہ اخلاقِ عافتانِ جہان مجتمع ہو کر اس کے ایک شتمہ کو نہیں پہنچتے۔ پھر اس سے بڑھ کر اندھا کون جو تجھے ایسے الفاظ سے یاد کرے، مگر یہ ان کا اندھا پن بھی چند روز کا ہے۔

۲ القرآن الکریم ۶/۱۵

۳ " ۳/۶۸

۱ القرآن الکریم ۲۱/۵۷

۴ " ۲۱/۶۸

۵ " ۳/۶۸

فستبصر ویبصرون ۵ بایکھ المفتون ۶

عنقریب تو بھی دیکھے گا اور وہ بھی دیکھ لیں گے کہ تم میں سے کسے جنون ہے۔

آج اپنی بے خردی و دیوانگی و کور باطنی سے جو چاہیں کہ لیں، آنکھیں کھلنے کا دن قریب آتا ہے، اور دوست و دشمن سب پر کھلا چاہتا ہے کہ مجنون کون تھا۔

(۲) وحی اترنے میں جو کچھ دنوں دیر لگی کافر بولے :

ان محمداً ودعاه مربہ وقلادۃ

بیشک محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ان کے رب نے چھوڑ دیا اور دشمن پکڑا۔

حق جل و علانے فرمایا :

والضحیٰ والتیل اذا سبجی ۷

قسم ہے دن چڑھے کی اور قسم رات کی جب اندھیری ڈالے۔

یا قسم اے محبوب! تیرے رُوئے روشن کی، اور قسم تیری زلف کی جب چمکے رخساروں پر بکھر آتے۔

ما ودعک مربک وما قلی ۸

نہ تجھے تیرے رب نے چھوڑا اور نہ دشمن بنایا۔

اور یہ اشتیاق بھی دل میں خوب سمجھتے ہیں کہ خدا کی تجھ پر کیسی مہر ہے، اس مہر ہی کو دیکھ دیکھ کر

چلے جاتے ہیں اور حسد و عناد سے یہ طوفان جوڑتے اور اپنے جلے دل کے پھپھولے چھوڑتے ہیں مگر یہ خبر نہیں کہ :

وللاخرة خیر لك من الاولى ۹

بے شک آخرت تیرے لئے دنیا سے بہتر ہے۔

وہاں جو نعمتیں تجھ کو ملیں گی نہ آنکھوں نے دیکھیں، نہ کانوں نے سُنیں، نہ کسی بشر یا ملک کے

خطرے میں آئیں جن کا اجمال یہ ہے :

۱۔ القرآن الکریم ۶۸/۵

۲۔ معالم التنزیل (تفسیر البغوی)

۳۔ القرآن الکریم ۹۳/۲۱

۴۔ ۹۳/۲

۵۔ تحت الاية ۹۳/۳ دارالکتب العلمیہ بیروت

۶۔ القرآن الکریم ۹۳/۳

۷۔ ۶۶۵/۲

ولسوف يعطيك ربك فترضىٰ

قریب ہے تجھے تیرا رب اتنا دے گا کہ تو راضی ہو جائے گا۔

اُس دن دوست دشمن سب پر کھل جائے گا کہ تیرے برابر کوئی محبوب نہ تھا۔ خیر، اگر آج یہ اندھے آفت کا یقین نہیں رکھتے تو تجھ پر خدا کی عظیم، جلیل، کثیر، جزیل نعمتیں رحمتیں آج کی تو نہیں قدیم ہی سے ہیں۔ کیا تیرے پہلے احوال انھوں نے نہ دیکھے اور اُن سے یقین حاصل نہ کیا کہ جو نظر عنایت تجھ پر ہے ایسی نہیں کہ کبھی بدل جائے،

السم یجدک یتیمًا فاوئے الیٰ اخر السورۃ۔

کیا اس نے تمھیں یتیم نہ پایا پھر جگہ دی (سورۃ کے آخر تک۔ ت)

(۳) کفار نے کہا:

لست مرسلؑ تم رسول نہیں ہو۔

حق جل و علا نے فرمایا:

لیس ۝ والقرآن الحکیم ۝ انک لمن المرسلین ۝

اے سردار! مجھے قسم ہے حکمت والے قرآن کی، تو بیشک مرسل ہے۔

(۴) کفار نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو شاعری کا عیب لگایا۔ حق جل و علا

نے فرمایا:

وما علمنہ الشعر وما ینبغیٰ له طائف ہوا لا ذکر وقرآن مبین ۝

نہ ہم نے انھیں شعر سکھایا اور نہ وہ ان کے لائق تھا۔ وہ تو نہیں مگر نصیحت اور روشن

بیان والا قرآن۔

(۵) منافقین حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں گستاخیاں کرتے اور

اُن میں کوئی کہتا ایسا نہ ہو کہیں اُن تک خبر پہنچے، کہتے: پہنچے گی تو کیا ہوگا، ہم سے پوچھیں گے ہم منکر جائیں گے، قسمیں کھالیں گے، انھیں یقین آجائے گا کہ ہواؤں نے وہ تو کان میں، جیسی ہم سے

۱۵ القرآن الکریم ۹۳/۶
۱۶ " ۱۳/۲۳
۱۷ " ۳۶/۳۶
۱۸ " ۹/۶۱

۱۵ القرآن الکریم ۹۳/۵
۱۶ " ۱۳/۲۳
۱۷ " ۳۶/۲۹
۱۸ " ۹/۶۱

سنیں گے مان لیں گے۔

حق جل وعلا نے فرمایا،

اُذْ نَبِّیْ خَیْرَ لِّکُمْ لَہُ وَہ تَحَارَے بھلے کے لئے کان ہیں جھوٹے عذر بھی قبول کر لیتے ہیں، اور یکمالِ حلم و کرم چشم پوشی فرماتے ہیں، ورنہ کیا انھیں تمھارے بھیدوں اور غلوت کی چھپی باتوں پر آگاہ ہی نہیں۔ یٰٓؤْمِنُ بِاللّٰہِ خدا پر ایمان لاتے ہیں۔ اور وہ تمھارے اسرار سے انھیں مطلع کرتا ہے، پھر تمھاری جھوٹی قسموں کا انھیں کیونکر لفتین آئے۔ ہاں و یٰٓؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِیْنَ ایمان والوں کی بات واقعی مانتے ہیں کہ انھیں اُن کے دل کی سچی حالتوں پر خبر ہے۔ اس لئے وَرَحْمَۃُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوا مِنْکُمْ مَّہْرَبَانِ ہیں اُن پر جو تم میں ایمان لائے کہ ان کے طفیل سے انھیں ہمیشگی کے گھر میں بڑے بڑے رتبے ملتے ہیں، اور اگرچہ یہ بھی اُن کی رحمت ہے کہ دُنیا میں تم سے چشم پوشی ہوتی ہے۔ مگر اس کا نتیجہ اچھا نہ سمجھو کہ تمھاری گستاخوں سے انھیں ایذا پہنچی ہے وَالَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰہِ لَہُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ اور جو لوگ رسول اللہ کو ایذا دیں ان کے لئے دُکھ کی مار ہے۔ (۶) اِبْنُ اَبِی شَقِیْطٍ ملعون نے جب وہ کلمہ ملعونہ کہا،

لَعْنٌ مَّرْجَعُنَا اِلَی الْمَدِیْنَةِ لِیُخْرِجِنَا اِلَیْہَا لَعْنٌ مَّرْجَعُنَا اِلَی الْمَدِیْنَةِ لِیُخْرِجِنَا اِلَیْہَا لَعْنٌ مَّرْجَعُنَا اِلَی الْمَدِیْنَةِ لِیُخْرِجِنَا اِلَیْہَا

اگر ہم مدینہ لوٹ کر گئے تو ضرور نکال باہر کرنے کا عزت والا ذلیل کو۔

حق جل وعلا نے فرمایا،

وَلِلّٰہِ الْعِزَّةِ دَلَرُ سُوْلَہُ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ وَلٰکِنِ الْمُنٰفِقِیْنَ لَا یَعْلَمُوْنَ

عزت تو ساری خدا اور رسول و مؤمنین ہی کے لئے ہے، پر منافقوں کو خبر نہیں۔

(۷) عاص بن وائل شقی نے جو صاحبزادہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے

انتقال پر ملال پر حضور کو ابتر یعنی نسل بریدہ کہا۔ حق جل وعلا نے فرمایا: اَنَا اَعْطِیْتُکَ الْکُوْثَرُ

بیشک ہم نے تمھیں غیر کثیر عطا فرمائی، کہ اولاد سے نام چلنے کو تمھاری رفعت ذکر سے کیا نسبت، کروڑوں

صاحب اولاد گزرے جن کا نام تم تک کوئی نہیں جانتا، اور تمھاری شمار کا ڈنکا تو قیام قیامت تک

۱۰ القرآن الکریم ۹/۶۱

۱۱ " ۹/۶۱

۱۲ " ۶۳/۸

۱۳ " ۱۰۸/۱

۱۴ القرآن الکریم ۹/۶۱

۱۵ " ۹/۶۱

۱۶ " ۹/۶۱

۱۷ " ۶۳/۸

اکثر عالم و اطراف جہاں میں بجے گا اور تمہارے نام نامی کا خطبہ ہمیشہ ہمیشہ اطلاق فلک آفاق زمین میں پڑھا جائے گا۔ پھر اولاد بھی تمہیں وہ نفیس و طیب ہوگی جن کی بقا سے بقائے عالم مربوط رہے گی۔ اس کے سوا تمام مسلمان تمہارے بال بچے ہیں اور تم سامہریان اُن کے لئے کوئی نہیں، بلکہ حقیقت کار کو نظر کیجئے تو تمام عالم تمہاری اولاد معنوی ہے کہ تم نہ ہوتے تو کچھ بھی نہ ہوتا، اور تمہارے ہی نور سے نسب کی آفرینش ہوئی۔ اسی لئے جب ابو البشر آدم تمہیں یاد کرتے یوں کہتے:

یا ابی صومرۃ و اباى معنی یہ

اے ظاہر میں میرے بیٹے اور حقیقت میں میرے باپ۔

پھر آخرت میں جو تمہیں ملنا ہے اس کا حال تو خدا ہی جانے۔ جب اُس کی یہ عنایت بے غایت تم پر مبذول ہو تو تم ان اشقیاء کی زبان درازی پر کیوں طول ہو بلکہ فصل لربک وانحر اپنے رب کے شکرانہ میں اس کے لئے نماز پڑھو اور توبہ کرنی کرو۔ ان شانک ہو الا بتوبہ جو تمہارا دشمن ہے وہی نسل بریدہ ہے کہ جن بیٹوں پر اُسے ناز ہے یعنی عمرو و ہشام رضی اللہ تعالیٰ عنہما، وہی اُس کے دشمن ہو جائیں گے۔ اور تمہارے دین حق میں اگر بوجہ اختلاف دین اُس کی نسل سے جدا ہو کر تمہارے دینی بیٹوں میں شمار کئے جائیں گے۔ پھر آدمی بے نسل ہوتا۔ تو یہی سہی کہ نام نہ چلتا۔ اس سے نام بد کا باقی رہنا ہزار درجہ بدتر ہے۔ تمہارے دشمن کا ناپاک نام ہمیشہ بدی و نفیر کے ساتھ لیا جائیگا اور روز قیامت ان گستاخیوں کی پوری سزا پائے گا۔ والیعا ذالہ تعالیٰ۔

(۸) جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے قریبی رشتہ داروں کو جمع

فرما کر وعظ و نصیحت اور اسلام و اطاعت کی طرف دعوت کی ابو لب شقی نے کہا:

بئالک ساثر الیوم لہذا جمعنا

۱۔ المدخل لابن الحاج فصل فی مولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم دار الکتاب العربی بیروت ۲/۳۲

۲۔ القرآن الکریم ۲/۱۰۸

۳۔ " ۳/۱۰۸

۴۔ صحیح البخاری کتاب التفسیر باب ۱۰ وانذر عشیرتک الاقرین قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/۴۰۲ و ۴۳

صحیح مسلم کتاب الایمان باب بیان من مات علی الکفر الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۱۱۴

ٹوٹنا اور ہلاک ہونا ہو تمھارے لئے ہمیشہ کو، کیا ہمیں اسی لئے جمع کیا تھا۔
حق جل وعلا نے فرمایا :

تَبَّتْ يَدَا ابْنِ لَهَبٍ وَتَبَّ

ٹوٹ گئے دونوں ہاتھ ابولہب کے اور وہ خود ہلاک و برباد ہوا۔

ما اغنى عنه ماله وما كسب اُس کے کچھ کام نہ آیا اس کا مال اور جو
کمایا۔ سیصلی ناسراً ذات لہب اُٹھ اب بیٹھا چاہتا ہے بھڑکتی آگ میں۔ وامراته حمالة المحطب
اور اس کی جو روکھ لڑکیوں کا گٹھا سر پر لئے۔ فی جیدها جبل من مسد اُس کے گلے میں
موج کی رستی۔

بالجملہ اس روش کی آیتیں قرآن عظیم میں صد ہا نکلیں گی۔ اسی طرح حضرت یوسف و بتول
مریم اور ادھر ام المؤمنین صدیقہ علی سیدہم وعلیم الصلوٰۃ والسلام کے قصے اس مضمون پر شاہد عدل
ہیں۔ حضرت والد ماجد ”سرور القلوب فی ذکر المحبوب“ میں فرماتے ہیں :

”حضرت یوسف کو دودھ پیتے بچے، اور حضرت مریم کو حضرت عیسیٰ کی گواہی سے لوگوں
کی بدگمانی سے نجات بخشی، اور جب حضرت عائشہ پر بہتان اٹھا خود ان کی پاک دامنی
کی گواہی دی اور سترہ آیتیں نازل فرمائیں، اگر چاہتا ایک ایک درخت اور پتھر سے
گواہی دلواتا۔ مگر منظور یہ ہوا کہ محبوبہ محبوب کی طہارت و پاکی پر خود گواہی دیں اور عزت
انتیازان کا بڑھائیں، انتہی۔

محل غور ہے کہ اراکین دولت و مقربان حضرت سے باغیان کمرش بگستاخی و بے ادبی پیش آئیں اور
بادشاہ ان کے جوابوں کو انھیں پر چھوڑ دے، مگر ایک سردار بلند وقار کے ساتھ یہ برتاؤ ہو کہ مخالفین جو
زبان درازی اس کی جناب میں کریں حضرت سلطان اُس مقرب ذی شان کو کچھ نہ کہنے دے بلکہ یہ نفس
اس کی طرف سے تکفل جواب کرے۔ کیا ہر ذی عقل اس معاملہ کو دیکھ کر یقین قطعی نہ کرے گا کہ ہر کار سلطانی
میں جو اعزاز اس مقرب جلیل کا ہے دوسرے کا نہیں، اور جو خاص نظر اس کے حال پر ہے اوروں کا

۱۵ القرآن الکریم ۲/۱۱۱

۱۶ ” ۳/۱۱۱

۱۷ القرآن الکریم ۱/۱۱۱

۱۸ ” ۳/۱۱۱

۱۹ ” ۵/۱۱۱

۲۰ سرور القلوب فی ذکر المحبوب دوسرا باب آیہ کریمہ ورفعا لک ذکر کی تفسیر میں نو کشور لکھنؤ ص ۳۸

حصہ اس میں نہیں۔ والحمد للہ رب العالمین۔

آیت تاسعہ: قال تعالیٰ عظمتہ، عسی ان یبعثک ربک مقاماً محموداً

نویں آیت: اللہ تعالیٰ فرمایا: قریب ہے تجھے تیرا رب بھیجے گا تعریف کے مقام میں۔

صحیح بخاری و جامع ترمذی میں حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے، فرمایا: سئل رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عن المقام المحمود فقال هو الشفاعة۔

حضرت سید المرسلین خاتم النبیین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سوال ہوا مقام محمود کیا ہے؟ ارشاد فرمایا: شفاعت۔

اسی طرح احمد و بیہقی ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی:

سئل عنہما رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یعنی قوله عسی ان یبعثک ربک مقاماً محموداً فقال ہی الشفاعة۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اللہ تعالیٰ کے قول "قریب ہے کہ تمہارا رب تمہیں ایسی جگہ کھڑا کرے جہاں سب تمہاری حمد کریں گے" کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا: وہ شفاعت ہے۔ (د)

اور شفاعت کی حدیثیں خود متواتر و مشہور اور صحاح وغیرہ میں مروی و مسطور، جن کی بعض ان شاء اللہ تعالیٰ سیکل دوم میں مذکور ہوں گی۔

اُس دن آدم صغی اللہ سے عیسیٰ کلمۃ اللہ تک سب انبیاء اللہ علیہم الصلوٰۃ والسلام نفسی نفسی فرمائیں گے اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انا لہا انا لہا میں ہوں شفاعت کے لئے،

۱۔ القرآن الکریم ۱۷/۹

۲۔ صحیح البخاری کتاب التفسیر سورۃ ۱۷ باب قوله عسی ان یبعثک ربک قیدی کتب خانہ کراچی ۶۸۶/۲

جامع الترمذی ابواب التفسیر سورۃ بنی اسرائیل امین کمپنی دہلی ۱۸۲/۲

المواہب اللدنیۃ بحوالہ البخاری الشفاعة والمقام المحمود المکتب الاسلامی بیروت ۶۴۱/۴

۳۔ مسند احمد بن حنبل عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۴۷۸ و ۴۲۴/۲

نسیم الریاض شرح شفاء القاضی عیاض بحوالہ احمد و البیہقی فصل فی تفضیلہ بالشفاعة ۳۴۵/۲

۴۔ الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ فصل فی تفضیلہ بالشفاعة دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۰/۱

میں ہوں شفاعت کے لئے۔ انبیاء و مرسلین و ملائکہ مقربین سب ساکت ہوں گے اور وہ متکلم۔ سب سر بگیہاں، وہ ساجد و قائم۔ سب محل خوف میں، وہ آمن و ناعم۔ سب اپنی فکر میں، انھیں فکرِ عوالم۔ سب زیرِ حکومت، وہ مالک و حاکم۔ بارگاہِ الہی میں سجدہ کریں گے اُن کا رب انھیں فرمائے گا: یا محمد ارفع رأسک و قل تسمع و سل تعطہ و اشفع تشفع۔ اے محمد! اپنا سراٹھاؤ اور عرض کرو کہ تمہاری عرض سنی جائے گی، اور مانگو کہ تمہیں عطا ہوگا، اور شفاعت کرو تمہاری شفاعت قبول ہے۔

اُس وقت اولین و آخرین میں حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی حمد و ثنا کا غلغلہ پڑ جائیگا اور دوست، دشمن، موافق، مخالف، ہر شخص حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی افضلیتِ کبریٰ و سیادتِ عظمت پر ایمان لائے گا۔ والحمد للہ رب العالمین۔
مقامِ تو محمود و نامت محمد بدینساں مقامے و نامے کہ دارد
(آپ کا مقام محمود اور نام محمد ہے، ایسا مقام اور نام کون رکھتا ہے۔ ت)
امام محمد السنۃ بغوی معالم التنزیل میں فرماتے ہیں:

عن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال ان اللہ عز وجل اتخذ ابراہیم خلیلا وان صابحکم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خلیل اللہ و اکرم الخلق علی اللہ ثم قرأ "عسی ان یمیتک ربک مقاماً محموداً" قال یجلسہ علی العرش۔
یعنی عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی بیشک اللہ عز وجل نے ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خلیل بنایا۔ اور بیشک تمہارے آقا محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ کے خلیل اور تمام خلق سے زیادہ اُس کے نزدیک عزیز و جلیل ہیں۔ پھر یہ آیت "عسی ان یمیتک ربک مقاماً محموداً" تلاوت کر کے فرمایا: اللہ تعالیٰ انھیں روزِ قیامت عرش پر بٹھائے گا۔
وعزا نحوه فی المواہب للعلبی (اس کی مثل مواہب میں ثعلبی کی طرف منسوب ہے۔ ت)۔

۱۰۹/۱	قدیمی کتب خانہ کراچی	باب اثبات الشفاعۃ الخ	۱ صیح مسلم کتاب الایمان
۱۰۹/۲	دار الکتب العلمیہ بیروت	تحت الآیۃ ۱/۴۹	۲ معالم التنزیل (تفسیر بغوی)
۶۴۳/۴	المکتب الاسلامی بیروت	الفصل الثالث الشفاعۃ والمقام المحمود	۳ المواہب اللدنیۃ

امام عبد بن حمید وغیرہ حضرت مجاہد تمیز رشید حضرت جبر الامہ عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے اس آیت کی تفسیر میں راوی :

يُجْلِسُهُ اللَّهُ تَعَالَى مَعَهُ عَلَى الْعَرْشِ عَـ

اللہ تعالیٰ انہیں عرش پر اپنے ساتھ بٹھائے گا۔

یعنی معیت تشریف و تکویم کہ وہ جلوس و مجلس سے پاک و متعالی ہے۔ — امام قسطلانی مواہب لدنیہ میں ناقل امام علامہ سید الحافظ شیخ الاسلام ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں مجاہد کا یہ قول نہ از روئے نقل مدفوع نہ از جہت نظر ممنوعہ اور نقاش نے ابو داؤد صاحب سنن رحمہ اللہ تعالیٰ سے نقل کیا، من انکرھذا القول فهو متہم جو اس قول سے انکار کرے وہ متہم ہے۔ اسی طرح امام دارقطنی نے اس قول کی تصریح فرمائی، اور اس کے بیان میں چند اشعار نظم کئے، کہا فی نسیمہ الریاض (جیسا کہ نسیم الریاض میں ہے۔ ت)۔

ابو الشیخ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی :

ان محمد اصيل الله تعالى عليه وسلم يوم القيمة يجلس على كرسي الرب

بین یدی الربؐؑ

بیشک محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم روز قیامت رب کے حضور رب کی کرسی پر جلوس فرمائیں گے۔
معالم میں عبد اللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے: یقعہ علی الكرسي،
اللہ تعالیٰ انھیں کرسی پر بٹھائے گا۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وعلیٰ آلہ واصحابہ
اجمعین، والحمد للہ رب العلمین (اللہ تعالیٰ درود تازل فرمائے آپ پر، آپ کی آل پر
اور آپ کے تمام صحابہ پر۔ اور تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے جو کُل جہانوں کا پروردگار ہے۔ ت)

آیت عاشرہ (دسویں آیت) : قرآن شریف کے تفصیل ارشادات و محاورات و نقل اقوال و ذکر احوال پر نظر کیجئے تو ہر جگہ اس نبی کریم علیہ افضل الصلوٰۃ و التسلیم کی شان سب انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ

المواهب اللدنية عن القسطلاني المقصد العاشر الفصل الثالث المكتب الاسلامي م/ ٦٢٢

شرح الزرقاني على المواهب اللدنية بحمد عبد بن محمد غفره " دار المعركة بيروت ٣٩٨/٨

٥٢ المواهب اللدنية عن القسطلاني المقصد العاشر " المكتب الاسلامي بيروت ٢/١٣٨٣

$\frac{1}{\sqrt{2}} \begin{pmatrix} 1 & i \\ 0 & 1 \end{pmatrix}$

٤٣ معالم التنزيل (تفسير النجاشي) تحت الآية ١٩/٤ دار الكتب العلمية بيروت ١٩/٣

والسلام سے بلند و بالا نظر آتی ہے، یہ وہ بحرِ ذخار ہے جس کی تفصیل کو دفترِ درکار۔ علمائے دین مثل امام ابو نعیم و ابن فورک و قاضی عیاض و جلال سیوطی و شہاب قسطلانی وغیرہم رحمہم اللہ تعالیٰ نے ان تفرقوں سے بعض کی طرف اشارہ فرمایا۔ فقیرِ اول ان کے چند اخراجات ذکر کر کے پھر بعض امتیاز کہ باندک تا مل اس وقت ذہنِ قاصر میں حاضر ہوئے ظاہر کرے گا تطویل سے خوف اور اختصار کا قصد نہیں پر اقتصار کا باعث ہوا،

(۱) خلیل جلیل علیہ الصلوٰۃ والتبجیل سے نقل فرمایا،

ولا تخزنی یوم یبعثونؑ

مجھے رسوائہ نہ کرنا جس دن لوگ اٹھائے جائیں۔

حبیبِ قریب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے خود ارشاد ہوا،

یوم لا یخزى الله النبى والذین آمنوا معهؑ

جس دن خدا رسوائہ نہ کرے گا نبی اور اس کے ساتھ والے مسلمانوں کو۔

حضور کے صدقے میں صحابہ بھی اس بشارتِ عظمیٰ سے مشرف ہوئے۔

(۲) خلیل جلیل علیہ الصلوٰۃ والسلام سے تمنائے وصال نقل کی،

اتى ذاهب الحى ربى سیهدينؑ

(بیشک میں اپنے رب کی طرف جانے والا ہوں اور وہ مجھے راہ دے گا۔ ت)

حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خود بلا کر عطاے دولت کی خبر دی،

سبحن الذی اسرى بعبدہؑ

(پاکی ہے اسے جو اپنے بندے کو راتوں رات لے گیا۔ ت)

(۳) خلیل جلیل علیہ الصلوٰۃ والسلام سے آرزوئے ہدایت نقل فرمائی،

سیہدینؑ (وہ مجھے راہ دے گا۔ ت)

حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے خود ارشاد فرمایا،

ویہدیک صراطاً مستقیماً (اور اللہ تعالیٰ تمہیں سیدھی راہ دکھا دے۔ ت)

۱۵ القرآن الکریم ۶۶/۶

۱۴ " ۱۱/۱

۱۳ " ۴۸/۲

۱۵ القرآن الکریم ۲۶/۸۷

۱۴ " ۳۷/۹۹

۱۳ " ۳۷/۹۹

(۴) خلیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے آیا فرشتے ان کے معزز مہمان ہوئے :

هل ائلك حديث ضيف ابراهيم المكرمین

اے محبوب! کیا تمہارے پاس ابراہیم کے معزز مہمانوں کی خبر آتی؟ (ت)

حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے فرمایا فرشتے ان کے لشکری و سپاہی بنے :

وايتدة بجنود لم تروها، يمددكم ربكم بخمسة آلاف من الملائكة مسومين،
والملائكة بعد ذلك ظهير.

اور ان فوجوں سے اس کی مدد کی جو تم نے نہ دیکھیں، تمہارا رب تمہاری مدد کو پانچ ہزار فرشتے نشان والے بھیجے گا، اور اس کے بعد فرشتے مدد پر ہیں۔ (ت)

(۵) کلیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو فرمایا انھوں نے خدا کی رضا چاہی :

وعجلت اليك مرات لترضى

اور تیری طرف میں جلدی کر کے حاضر ہوا کہ تو راضی ہو۔ (ت)

حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے بتایا خدا نے اُن کی رضا چاہی :

فلنولينك قبلة ترضاها، ولسوف يعطيك ربك فترضى

تو ضرور تم تمہیں پھر دیں گے اس قبلہ کی طرف جس میں تمہاری خوشی ہے۔ اور بیشک قریب ہے کہ تمہارا رب تمہیں اتنا دے گا کہ تم راضی ہو جاؤ گے۔ (ت)

(۶) کلیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا بخوفِ فرعون مصر سے تشریف لے جانا بلفظِ فرار نقل فرمایا :

ففررت منكم لئلا تخفكم

تو میں تمہارے یہاں سے نکل گیا جبکہ تم سے ڈرا۔ (ت)

حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ہجرت فرمانا باحسن عبارات ادا فرمایا :

۲۰/۹ القرآن الکریم ۲

۲/۶۶ " ۴

۱۴۴/۲ " ۶

۲۴/۵۱ القرآن الکریم ۱

۱۲۵/۳ " ۳

۸۴/۲۰ " ۵

۵/۹۳ " ۴

۲۱/۲۶ " ۲

اذيكر بك الذين كفروا۔

اے محبوب! یاد کرو جب کافر تمہارے ساتھ مکر کرتے تھے۔ (ت)

(۷) کلیم اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے طور پر کلام کیا اور اُسے سب پر ظاہر فرما دیا:

انا اخترتك فاستمع لما يوحى انا الله لا اله الا انا فاعبدني ، واقم الصلوٰۃ
لذا كرمي الى اخرا الايات۔

اور میں نے تجھے پسند کیا، اب کان لگا کر سن جو تجھے وحی ہوتی ہے، بیشک میں ہی ہوں اللہ کہ
میرے سوا کوئی معبود نہیں تو میری بندگی کر اور میری یاد کے لئے نماز قائم رکھ۔ آیات کے آخر تک۔

عجیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے فوق السموات مکالمہ فرمایا اور سب سے چھپایا،

فاوحى الى عبده ما وحي۔

اب وحی فرمائی اپنے بندے کو جو وحی فرمائی۔ (ت)

(۸) داؤد علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ارشاد ہوا:

لا تتبع الهوى فيضلك عن سبيل الله۔

خواہش کی پیروی نہ کرنا کہ تجھے بہکا دے خدا کی راہ سے۔

عجیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بارے میں بقسم فرمایا:

وما ينطق عن الهوى انا هو الا وحي يوحى۔

کوئی بات اپنی خواہش سے نہیں کہتا، وہ تو نہیں مگر وحی کہ القا ہوتی ہے۔

اب فقیر عرض کرتا ہے وباللہ التوفیق۔

(۹) نوح و ہود علیہما الصلوٰۃ والسلام سے دُعا نقل فرمائی:

رب انصرني بما كذبون۔

اے الہی! میری مدد فرما بدلا اس کا کہ انھوں نے مجھے جھٹلایا۔

محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے خود ارشاد ہوا:

۲ القرآن الکریم ۲۰/۱۳، ۱۴

۳ " ۳۸/۲۶

۷ " ۲۳/۲۶

۱ القرآن الکریم ۸/۳۰

۳ " ۵۳/۱۰

۵ " ۵۳/۳، ۴

وینصرك الله نصرًا عزيزًا۔

اللہ تیری مدد فرمائے گا زبردست مدد۔

(۱۰) نوح و خلیل علیہما الصلوٰۃ والسلام سے نقل فرمایا انھوں نے اپنی امتوں کی دعائے مغفرت کی،

ربنا اغفر لی ولوالدی وللمؤمنین یوم یقوم الحساب۔

اے ہمارے رب! مجھے بخش دے اور میرے ماں باپ کو اور سب مسلمانوں کو جس دن حساب قائم ہوگا۔

حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خود حکم دیا اپنی امت کی مغفرت مانگو،

واستغفر لذنوبک وللمؤمنین والمؤمنات۔

اور اے محبوب! اپنے خاصوں اور عام مسلمان مردوں اور عورتوں کے گناہوں کی معافی مانگو۔

(۱۱) خلیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے آیا انھوں نے کچھلوں میں اپنے ذکر جمیل کے

باقی رہنے کی دعا کی،

واجعل لی لسان صدق فی الآخرین۔

اور میری سچی ناموری رکھ کچھلوں میں۔ (ت)

حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے خود فرمایا: ورفعلک ذکرک۔

اور ہم نے تمہارے لئے تمہارا ذکر بلند کر دیا۔ (ت)

اور اس سے اعلیٰ وارفع مژدہ ملا،

عسیٰ ان یبعثک ربک مقامًا محمودًا۔

قریب ہے کہ تمہارا رب تمہیں ایسی جگہ کھڑا کرے جہاں سب تمہاری حمد کریں۔ (ت)

کہ جہاں اولین و آخرین جمع ہوں گے حضور کی حمد و ثناء کا شور ہر زبان سے جوش زن ہوگا۔

ع یہ لفظ دعائے خلیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہیں، اور دعائے نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام ان لفظوں سے ہے،

رب اغفر لی ولوالدی وللمؤمنین والمؤمنات۔

دعائے خلیل کا حاصل اس میں خود تھا لہذا اختصاراً اسے دونوں حضرات کی طرف منسوب کیا۔

۲۸/۴۱ القرآن الکریم

۸۴/۲۶ " ۵۴

۴۹/۱۴ " ۵۶

۳/۲۸ القرآن الکریم

۱۹/۲۷ " ۵۳

۴/۹۴ " ۵۵

۲۸/۴۱ " ۵۷

(۱۲) خلیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قصہ میں فرمایا، انھوں نے قوم لوط علیہ الصلوٰۃ والسلام سے رفع عذاب میں بہت کوشش کی یجاد لنا فی قوم لوط (ہم سے لوط کے بارے میں جھگڑنے لگا۔ ت) مگر حکم ہوا: یا ابراہیم اغرض عن ہذا اے ابراہیم! اس خیال میں نہ پڑ۔ عرض کی: ات فیہا لوطاً اس سستی میں لوط جو ہے۔ حکم ہوا نحن اعلم بمن فیہا ہمیں خوب معلوم ہیں جو وہاں ہیں۔

حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ارشاد ہوا:

ماکان اللہ لیعذبہم وانت فیہم

اللہ ان کافروں پر بھی عذاب نہ کرے گا جب تک اسے رحمت عالم! تو ان میں تشریف فرما ہے۔

(۱۳) خلیل علیہ الصلوٰۃ والسلام سے نقل فرمایا:

مرتبنا وتقبل دعائنا

الہی! میری دعا قبول فرما۔

حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور ان کے طفیلیوں کو ارشاد ہوا:

قال ربکم ادعونی استجب لکم

تمہارا رب فرماتا ہے مجھ سے دعا مانگو میں قبول کروں گا۔

(۱۴) کلیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی معراج درخت دنیا پر ہوئی:

فودی من شاطئ الواد الايمن فی البقعة المباركة من الشجرة

نذا کی گئی میدان کے دائیں کنارے سے برکت والے مقام میں پڑ سے۔ (ت)

حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی معراج سدرۃ المنتہیٰ و فردوس اعلیٰ تک بیان فرمائی:

عند سدرۃ المنتہیٰ عندھا جنت الماویٰ

سدرۃ المنتہیٰ کے پاس، اس کے پاس جنت الماویٰ ہے۔ (ت)

۵۲ القرآن الکریم ۱۱/۴۶

۵۴ " ۲۹/۳۲

۵۶ " ۱۴/۴۰

۵۸ " ۲۸/۳۰

۱ القرآن الکریم ۱۱/۴۲

۵۳ " ۲۹/۳۲

۵۵ " ۸/۳۳

۵۷ " ۴۰/۶۰

۵۹ " ۵۳/۱۴، ۱۵

(۱۵) کَلِمَ عَلَيْهِ الصَّلَوةُ وَالْتَسْلِيمُ نے وقتِ ارسال اپنی دل تنگی کی شکایت کی :

وَلِيُضِيقَ صَدْرِي وَلَا يَنْطَلِقَ لِسَانِي فَأَرْسَلْتُ إِلَى هَارُونَ

اور مرا سینہ تنگی کرتا ہے اور میری زبان نہیں چلتی تو تُو ہارون کو بھی رسول کر۔ (ت)

عَبِيبٌ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُوْنُوهُ شَرِّحَ صَدْرِي وَدَلَّتْ بَحْشِي، وَأُرَاسَ مِنْ مَنَتِ عَظْمِي رَكْعِي :

اَللّٰهُ شَرِّحَ لَكَ صَدْرِي (کیا ہم نے تمہارا سینہ کشادہ نہ کیا۔ ت)

(۱۶) کَلِمَ عَلَيْهِ الصَّلَوةُ وَالْتَسْلِيمُ پر حجابِ نار سے تجلی ہوئی :

فَلَمَّا جَاءَ هَارُونَ دِيَّانَ بَوْرِكَ مِنْ فِي النَّاسِ وَمِنْ حَوْلِهَا

پھر جب وہ آگ کے پاس آیا ندا کی گئی کہ برکت دیا گیا وہ جو اس آگ کی جلوہ گاہ میں ہے یعنی حضرت

مُوسَى عَلَيْهِ الصَّلَوةُ وَالسَّلَامُ اور وہ جو اس کے آس پاس ہیں یعنی فرشتے۔

عَبِيبٌ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِرَجْلِهِ نُوْرٌ مِنْ تَحْتِ بَحْشِي وَنُورٌ مِنْ تَحْتِ عَظْمِي لَمْ يَلْغِظْ

ابہام بیان فرمائی گئی :

اَذِغْشِي السَّدْرَةَ مَا يَغْشِي

جب چھانگیا سدرہ پر جو کچھ چھایا۔

ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ، بزار، ابویعلیٰ، بیہقی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیث

طویل معراج میں راوی :

ثُمَّ انْتَهَى إِلَى السَّدْرَةِ فَغَشِيَهَا نُورُ الْخَلْقِ عَزَّوَجَلَّ فَكَلَّمَهُ تَعَالَى عِنْدَ

ذَلِكَ فَقَالَ لَهُ سَلِّ

پھر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سدرہ تک پہنچے خالق عزوجل کا نور اس پر چھایا،

۱۱ القرآن الکریم ۱۳/۲۶

۱۲ " ۸/۲۷

۱۳ " ۱۶/۵۳

۱۴ تفسیر ابن ابی حاتم تحت الآیۃ ۱۱/۱ مکتبہ نزار مصطفیٰ البابی مکتبہ المکرّمہ ریاض ۲۳۱۳/۷

جامع البیان (تفسیر طبری) ۱۶/۵۳ دار احیاء التراث العربی بیروت ۶۸/۲۷

الدر المنثور بحوالہ البزار و ابویعلیٰ و ابن حاتم و ابن مردویہ و البیہقی تحت الآیۃ ۱۱/۱ ۱۷/۵

اس وقت عوجلِ جلالہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کلام کیا اور فرمایا : مانگو اور ملخصاً ۔
 (۱۷) حکیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے اور اپنے بھائی کے سوا سب سے برات و قطع تعلق نفل فرمایا، جب انھوں نے اپنی قوم کو قتالی عمالقہ کا حکم دیا اور انھوں نے نہ مانا، عرض کی :
 رب اتی لا املک الا نفسی و اخي فافرق بيننا وبين القوم الفسقين یہ
 الہی ! میں اختیار نہیں رکھتا مگر اپنا اور اپنے بھائی کا، توجہ آئی فرمادے ہم میں اور اس گنہگار
 قوم میں ۔

حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ظلم و جہالت میں کفار تک کو داخل فرمایا :
 ما كان الله لينعذبهم وانت فيهم ۝ حسبي ان يبعثك ربك مقاماً محموداً ۝
 اور اللہ کا کام نہیں کہ انھیں عذاب کرے جب تک اے محبوب ! تم ان میں تشریف فرما ہو۔
 قریب ہے کہ تمہارا رب تمہیں اس جگہ کھڑا کرے جہاں سب تمہاری حمد کریں ۔ (ت)
 یہ شفاعتِ گہری ہے کہ تمام اہل موقف موافق و مخالف سب کو شامل ۔
 (۱۸) ہارون و حکیم علیہما الصلوٰۃ والسلام کے لئے فرمایا، انھوں نے فرعون کے پاس
 جاتے ہوئے اپنا خوف عرض کیا :

ربنا انتنا نخاف ان يفرط علينا او ان يطغى ۝
 اے ہمارے رب ! بیشک ہم ڈرتے ہیں کہ وہ ہم پر زیادتی کرے یا شرارت سے پیش
 آئے ۔ (ت)
 اس پر حکم ہوا :

لا تخافا انني معكما اسمع و امرای ۝
 ڈرو نہیں میں تمہارے ساتھ ہوں سنتا اور دیکھتا ۔
 حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خود مردہ نگہبانی دیا :
 والله يعصمك من الناس ۝ (اور اللہ تعالیٰ تمہاری نگہبانی کرے گا لوگوں سے ۔ ت)

۲ القرآن الکریم ۸/۳۳

۴۲ " ۲۵/۲۰

۴۶ " ۶۴/۵

۱ القرآن الکریم ۵/۲۵

۴۳ " ۴۹/۱۴

۴۵ " ۲۶/۲۰

(۱۹) مَسِيحٌ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ کے حق میں منہ مایا ان سے پرائی بات پر یوں سوال ہوگا:
يُعِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ ءَانتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخَذُونِي وَأُمَّيَّي الهَيْتَ مِنْ
دُونِ اللَّهِ ۚ

اے مریم کے بیٹے عیسیٰ! کیا تو نے لوگوں سے کہہ دیا تھا کہ مجھے اور میری ماں کو اللہ کے سوا
دو خدا تھیں۔

معالم میں ہے اس سوال پر خوفِ الہی سے حضرت روحِ اللہ صلوات اللہ وسلامہ علیہ کا
بند بند کانپ اٹھے گا اور ہر نبیؑ سے خون کا فوارہ بہے گا پھر جواب عرض کریں گے جس کی حق تعالیٰ تصدیق
فرماتا ہے۔ حبیبِ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جب غزوہ تبوک کا قصد فرمایا اور منافقوں نے جھوٹے
بہانے بنا کر نہ جانے کی اجازت لے لی، اس پر سوال تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بھی ہوا مگر
یہاں جو شانِ لطف و محبت و کرم و عنایت ہے قابلِ غور ہے، ارشاد فرمایا:

عَفَا اللَّهُ عَنْكَ لِمَ أَذْنَتْ لِهَذَا

اللہ تجھے معاف فرمائے تو نے انھیں کیوں اجازت دے دی۔

سبحان اللہ! سوال پیچھے ہے اور یہ محبت کا کلمہ پہلے۔ والحمد للہ رب العالمین۔

(۲۰) مَسِيحٌ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ سے نقل منہ مایا انھوں نے اپنی امت سے
مدد طلب کی:

فَلَمَّا احْسَنَ عِيسَىٰ مِنْهُمْ الْكُفْرَ قَالَ مَنْ اَنْصَارُ مَعِيَ اِلَى اللَّهِ ط قَالَ الْحَوَارِيُّونَ
نَحْنُ اَنْصَارُ اللَّهِ ۚ

پھر جب عیسیٰ نے ان سے کفر پایا بولا کون میرے مددگار ہوتے ہیں اللہ کی طرف۔ حواریوں نے
کہا ہم دینِ خدا کے مددگار ہیں۔

حبیبِ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت انبیاء و مرسلین کو حکم نصرت ہوا:

۱۔ القرآن الکریم ۵/۱۱۶

۲۔ معالم التنزیل (تفسیر البغوی) تحت الآیة ۵/۱۱۶ دار الکتب العلمیہ بیروت ۶۶/۲

۳۔ القرآن الکریم ۹/۴۳

۴۔ ۳/۵۲

لَتَوَمَّنَّ بِهِ وَلِتَنْصُرْهُ ۝

تم ضرور ضرور اس پر ایمان لانا اور ضرور ضرور اس کی مدد کرنا۔ (ت)
غرض جو کسی محبوب کو ملا وہ سب اور اس سے افضل و اعلیٰ انھیں ملا، اور جو انھیں ملا
وہ کسی کو نہ ملا۔

حسن یوسف دم عیسیٰ یذبیضاداری آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تہاداری
(آپ یوسف علیہ السلام) کا حسن، عیسیٰ (علیہ السلام) کی چھونک اور روشن ہاتھ
رکھتے ہیں، جو کمالات وہ سارے رکھتے ہیں آپ اکیلے رکھتے ہیں۔ (ت)

(فتاویٰ رضویہ ج ۳۰ ص ۱۳۲ تا ۱۸۵)

(۱۱) نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشاد ”اختصاوی اختصاراً“ کے مطالب بیان
کرتے ہوئے فرمایا:

یایہ کہ مجھ پر کتاب اتاری جس کے محدود درقوں میں تمام اشیاء گزشتہ و آئندہ کا روشن مفصل بیان
جس کی ہر آیت کے نیچے ساٹھ ساٹھ ہزار علم جس کی ایک آیت کی تفسیر سے ستر ستر اونٹ بھر جائیں۔ اس
سے زیادہ اور کیا اختصار متصور۔
(فتاویٰ رضویہ ج ۳۰ ص ۲۱۰، ۲۱۱)

(۱۲) رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے آباؤ اجداد کے مسلمان ہونے پر آیات قرآنیہ سے استدلال
کرتے ہوئے رسالہ ”شمول الاسلام لا اصول الرسول الکرام“ میں فرمایا:

اَوَّلًا (پہلی دلیل) اللہ عزوجل فرماتا ہے،

وَلَعَبْدٌ مُّؤْمِنٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكٍ ۝

بیشک مسلمان غلام بہتر ہے مشرک سے۔

اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

بَعَثْتُ مِنْ خَيْرِ قُرُونِ بَنِي آدَمَ قُرُونًا فَقَرْنَا حَتَّى كُنْتُ مِنَ الْقُرُونِ الَّتِي

كُنْتُ مِنْهَا - سَواءُ الْبَخَارِيِّ فِي صَحِيحِهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ -

۱۵ القرآن الکریم ۳/۸۱

۱۶

۱۷ القرآن الکریم ۲/۲۲۱

۱۸ صحیح البخاری کتاب المناقب باب صفۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم قدیمی کتب خانہ کراچی ۵۰۳/۱

حضرت امیر المومنین مولیٰ المسلمین سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کی حدیث صحیح میں ہے ،
 لم یزل علی وجہ الدھر (الارض) سبعة مسلمون فضاءاً فلولا ذلك هلكت الارض
 ومن علیها۔ اخوجه عبد الرزاق وابن المنذر بسند صحیح علی شرط الشیخین ۔

دفعۂ زمین پوہ زمانے میں کم سے کم سات مسلمان ضرور رہے ہیں، ایسا نہ ہوتا تو زمین و اہل زمین سب ہلاک ہو جاتے۔ (اس کو عبد الرزاق اور ابن المنذر نے شیخین کی شرط پر صحیح سند کے ساتھ روایت کیا ہے۔ ت) حضرت عالم القرآن جبر الائمۃ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی حدیث میں ہے ،
ما خلقت الارض من بعد نوح من سبعۃ یدفع اللہ بہم عن اهل الارض لئلا
نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد زمین کبھی سات بندگانِ خدا سے خالی نہ ہوئی جن کی وجہ سے
اللہ تعالیٰ اہل زمین سے عذاب دفع فرماتا ہے ۔

جب صحیح حدیثوں سے ثابت کہ ہر قرن و طبقے میں روئے زمین پر لا اقل سات مسلمان بندگانِ مقبول ضرور رہے ہیں، اور خود صحیح بخاری شریف کی حدیث سے ثابت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جن سے پیدا ہوئے وہ لوگ ہر زمانے میں ہر قرن میں تیارِ قرن سے، اور آیت قرآنیہ ناطق کہ کوئی کافر اگرچہ کیسا ہی شریف القوم بالانساب ہو کسی غلامِ مسلمان سے بھی خیر و بہتر نہیں ہو سکتا تو واجب ہوا کہ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے آباء و اُمہات ہر قرن اور طبقہ میں انھیں بندگانِ صالح و مقبول سے ہوں ورنہ معاذ اللہ صحیح بخاری میں ارشادِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و قرآنِ عظیم میں ارشادِ حق جل و علا کے مخالف ہوگا۔

اقول والمعنى ان الكافر لا يستاهل شرعاً ان يطلق عليه انه من خيار القرون
لا سيما وهناك مسلمون صالحون وان لم يرد الخيرية الا بحسب النسب، فافهم۔
اقول (میں کہتا ہوں۔ ت) کہ مراد یہ ہے کہ کافر شرعاً اس بات کا مستحق نہیں کہ اس کو خیر القرن

له شرح الزرقاني على المواهب اللدنية بحواله عبدالرزاق وابن المنذر المقصد الاول دار المعرفه بيروت ١٤٢١

٥٢ " " " " بواله احمد في الزيد الخ " " " " ١٤٢/١

الحامد للفتاوى بحواله احمد في الزهد والخلال في كرامات الاولياء دار الكتب العلمية بيروت ٢١٢/٢

کہا جاسکے بالخصوص جبکہ مسلمان صالح موجود ہوں اگرچہ خیریت نسب ہی کے لحاظ سے کیوں نہ ہو۔ چنانچہ
توسمجد ۱۲۔ (ت)

یہ دلیل امام جلیل خاتم الحفاظ جلال الملۃ والدین سیوطی قدس سرہ نے افادہ فرمائی قالہ یجزیہ
الجزاء الجمیل (اللہ تعالیٰ اُن کو اجر جمیل عطا فرمائے۔)

ثَانِيًا قَالَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ "أَتُمَا الْمُشْرِكُونَ نَجَسًا" ۝

دوسری دلیل، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: کافرتو نایاک ہی ہیں۔ (ت)

اور حدیث میں ہے حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

لم يزل الله عز وجل ينقلني من الاصلاب الطيبة الى الامراح الطاهرة مصفى
مهذباً لا تشعب شعبتان الا كنت في خيرهما - رواه ابو نعيم في دلائل النبوة عن
ابن عباس رضي الله تعالى عنهما -

ہمیشہ اللہ تعالیٰ مجھے پاک سُتمری پشتوں میں نقل فرماتا رہا صاف سُتمرا آراستہ، جب دُشا خلیں پیدا ہوئیں میں اُن میں بہتر شاخ میں تھا۔ (اس کو البونعمین نے دلائل النبوة میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے)۔

اور ایک حدیث میں ہے فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم :

لَمْ أَمُرْ أَنْقُلْ مِنْ أَصْلَابِ الطَّاهِرِينَ إِلَى أَرْحَامِ الطَّاهِرَاتِ ۖ
میں ہمیشہ پاک مردوں کی پشت سے پاک بیبیوں کے پیٹوں میں منتقل ہوتا رہا۔

دوسری حدیث میں ہے فرماتے ہیں ﷺ اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

لم يزل الله ينقلني من الاصلاب الكريمة والارحام الطاهرة حتى اخرجني من بين ابوي - رواه ابن ابي عمير والعدني في مسنده رضى الله تعالى عنه -

٢٨ / ٩ له القرآن الكريم

٢١١/٢ الحامدي للفتاوى بحواله ابي نعيم مسالك الخفاء في والدي المصطفى دار الكتب العلمية بيروت

دلائل النبوة لابی نعیم الفصل الثانی عالم الکتب بیروت الجزء الاول ص ۱۱ و ۱۲

٣ شرح الزرقاني على المواهب اللدنية بحواله ابي نعيم عن ابن عباس المقصود الاول وار المعرفة بروت ١٤٢/١

الحاوي للفاوي مسائل الختفاري والدي المصطفى دار الكتب العلمية بيروت ٢٠١٠/٢

٤٤ الشفاء بتعريف حقوق المصطفى فصل واما شرف نسب
نسيم الرياض في شرح شفاء القاضي عياض بحواله ابن عمر والعدني مركز المهننت دكات رضا گرات چند ١/٣٣٥

ہمیشہ اللہ عز وجل مجھے کرم والی پشتوں اور طہارت والے شکموں میں نقل فرماتا رہا یہاں تک کہ مجھے میرے ماں باپ سے پیدا کیا۔ (اس کو ابن ابی عمر و العدنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی مسند میں روایت کیا۔ ت)۔

توضو رہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے آباؤ کرام طاہرین و امہات کرام طاہرات سب اہل ایمان و توحید ہوں کہ بنقص قرآن عظیم کسی کافرو کافزہ کے لئے کرم و طہارت سے حصہ نہیں۔

یہ دلیل امام اجل فخر المتکلمین علامۃ الوری فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ نے افادہ فرمائی اور امام جلال الدین سیوطی اور علامہ محقق ترمذی اور علامہ تلمسانی شایخ شفاء و امام ابن حجر مکی و علامہ محمد زرقانی شایخ مواہب وغیرہم اکابر نے اس کی تائید و تصویب کی۔

ثالثاً قال اللہ تبارک و تعالیٰ : و توکل علی العزیز الرحیم ۵ الذی یراک حین تقوم ۵ و تقبک فی الشجدین ۵

تیسری دلیل، اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا : بھروسہ سا کہ زبردست مہربان پر جو تجھے دیکھتا ہے جب تو کھڑا ہو اور تیرا کر وٹیں بدلنا سجدہ کرنے والوں میں۔

امام رازی فرماتے ہیں :
”معنی آیت یہ ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نور پاک ساجدوں سے ساجدوں کی طرف منتقل ہوتا رہا۔“

تو آیت اس پر دلیل ہے کہ سب آباؤ کرام مسلمین تھے۔
امام سیوطی و امام ابن حجر و علامہ زرقانی وغیرہم اکابر نے اس کی تقریر و تاکید و تشبیہ فرمائی، اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اس کے مؤید روایت ابو نعیم کے یہاں آئی :
وقد صرحتوا ان القراءة محتجة به على جميع وجوهه ولا ينفي تاويل

۱۔ القرآن الکریم ۲۶/۲۱۷ تا ۲۱۹
۲۔ مفاتیح الغیب تحت الآیۃ ۲۶/۲۱۹ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱۴۹/۲۴
۳۔ شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیۃ المقصد الاول باب وفات امہ صلی علیہ وسلم دار المعرفۃ بیروت ۱۴۴/۱
۴۔ دلائل النبوة لابن نعیم ”بحوالہ ابی نعیم“ ”عالم الکتب بیروت“ ”الجزء الاول ص ۱۲۱“

تاویل و تشہد لہ عمل العلماء فی الاحتجاج بالآیات علی احد التاویلات قدیمہ و حدیثا۔
 علماء نے تصریح کی ہے کہ قرآن پاک کی ہر وجہ سے استدلال کیا جائے گا اور کوئی ایک تاویل دوسری
 تاویل کی نفی نہیں کرتی، اس کے لئے علماء کا عمل گواہ ہے کہ وہ پُرانے اور نئے زمانے میں آیات مبارکہ کی کئی
 تاویلات میں سے ایک سے استدلال کرتے رہے ہیں۔ (ت)

سَابِعًا قَالَ الْمَوْلَى سُبْحَنَهُ وَتَعَالَى : وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَىٰ أَلَيْسَ
 بِذَلِكَ دَلِيلًا ، اللَّهُ تَعَالَىٰ نَعَمْ فَرَمَا ، الْبَيْتَ عَنْ قَرِيبٍ تَجِبُ تَرَابِ اتِّتَادَے گا کہ تُو راضی
 ہو جائے گا۔

اللَّهُ أَكْبَرُ ! بارگاہِ عزت میں مصطفیٰ ﷺ علیہ وسلم کی عزت و وجاہت و محبوبیت کہ
 اُمت کے حق میں تو رب العزت جل و علا نے فرمایا ہی تھا۔

سنن رضیک فی امتک ولا نسؤک ۔ رواہ مسلم فی صحیحہ ۔

قریب ہے کہ ہم تجھے تیری اُمت کے باب میں راضی کر دیں گے اور تیرا دل پُرانہ کریں گے (اسے مسلم
 نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے۔ ت)

مگر اس عطار و رضا کا مرتبہ یہاں تک پہنچا کہ صحیح حدیث میں حضور سید عالم ﷺ اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے
 ابوطالب کی نسبت فرمایا :

وَجَدْتَهُ فِي غَمَرَاتٍ مِنَ النَّاسِ فَاخْرَجْتَهُ إِلَىٰ ضَحَضَاةٍ ۔ رواہ البخاری

مسلم عن العباس بن عبد المطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔

میں نے اسے سر اپا آگ میں ڈوبا پایا تو کھینچ کر ٹخنوں تک کی آگ میں کر دیا (اس کو امام بخاری و
 امام مسلم نے عباس بن عبد المطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا۔ ت)

۱۔ القرآن الحکیم ۵/۹۳

۲۔ صحیح مسلم کتاب الایمان باب دعاء النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لامتہ الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱۱۳/۱

۳۔ صحیح البخاری کتاب المناقب قصہ ابی طالب ۵۳۸/۱ " " "

کتاب الادب کیفیتہ المشرک ۹۱۴/۲ " " "

صحیح مسلم باب شفاعتہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم لابی طالب الخ

تہذیب تاریخ دمشق اکبیر ترجمہ العباس بن عبد المطلب عبد اللہ بن حارث دار احیاء التراث العربی بیروت ۲۵۰ و ۲۲۹/۴

دوسری روایت صحیح میں فرمایا،

ولولا انالكان في الدمارك الاسفل من الناس - رواه ايضا رضي الله تعالى عنه -
اگر میں نہ ہوتا تو ابوطالب جہنم کے سب سے نیچے طبقے میں ہوتا (اس کو بخاری نے انہی سے

روایت کیا - ت)

دوسری حدیث صحیح میں فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم،

اهوت - اهل الناس عذابا ابوطالب - رواية عن ابن عباس رضي الله تعالى عنهما -

دوزخیوں میں سب سے ہلکا عذاب ابوطالب پر ہے (امام بخاری و مسلم نے یہ حدیث ابن عباس

رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی - ت)

اور یہ ظاہر ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے جو قرب والدین کریمین کو ہے ابوطالب کو اس سے کیا نسبت؟ پھر ان کا عذر بھی واضح کہ نہ انھیں دعوت پہنچی نہ انھوں نے زمانہ اسلام پایا، تو اگر معاذ اللہ وہ اہل جنت نہ ہوتے تو ضرور تھا کہ ان پر ابوطالب سے بھی تم عذاب ہوتا اور وہی سب سے ہلکے عذاب میں ہوتے - یہ حدیث صحیح کے خلاف ہے تو واجب ہوا کہ والدین کریمین اہل جنت ہیں، واللہ الحمد، اس دلیل کی طرف بھی امام خاتم الحفاظ (جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ) نے اشارہ فرمایا -

اقول وبالله التوفيق (میں کہتا ہوں اور توفیق اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے - ت) تقریر دلیل

یہ ہے کہ صادق و مصدوق صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خبر دی کہ اہل نار میں سب سے ہلکا عذاب ابوطالب پر ہے - اب ہم پوچھتے ہیں کہ ابوطالب پر یہ تخفیف کس وجہ سے ہے؟ آیا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی یاری و غمخواری و پاسداری و خدمت گزاری کے باعث یا اس لئے کہ سید المحبوبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ان سے محبت طبعی تھی حضور کو ان کی رعایت منظور تھی - حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں،

۱ صحیح مسلم کتاب الایمان باب شفاعۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم لابن ابی طالب قدیمی کتب خانہ کراچی ۱۱۵/۱

صحیح البخاری کتاب المناقب باب قصۃ ابی طالب " " " ۵۴۸/۱

" کتاب الادب باب کینۃ المشرک " " " ۹۱۶/۲

۲ صحیح مسلم کتاب الایمان باب اہوت اهل النار عذابا " " " ۱۱۵/۲

مشکوۃ المصابیح بحوالہ البخاری کتاب الفتن باب صفۃ النار و اهلها الفصل الاول " " ۵۰۲/۲

عَمُّ الرَّجُلِ صَنُو أَبِيهِ - رواه الترمذی بسند حسن عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ وعن علی والطبرانی الکبیر عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔
 آدمی کا چچا اس کے باپ کے بجائے ہوتا ہے۔ اس کو امام ترمذی نے سند حسن کے ساتھ
 حضرت ابو ہریرہ اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے جبکہ طبرانی کبیر نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے
 روایت کیا ہے۔ (ت)

شیق اول باطل ہے، قال اللہ عز وجل (اللہ عز وجل نے فرمایا)،
 وقد منا الی ما عملوا من عمل فجعلنہ ہباءً منثوراً۔

اور جو کچھ انھوں نے کام کئے تھے ہم نے قصہ فرما کر انھیں باریک باریک غبار کے بکھرے ہوئے ذرے
 کر دیا کہ روزِ ن کی دھوپ میں نظر آتے ہیں۔ (ت)

صاف ارشاد ہوتا ہے کہ کافر کے سب عمل برباد محض ہیں۔ لا جرم شیق ثانی ہی صحیح ہے اور یہی ان احادیث
 صحیحہ مذکورہ سے مستفاد، ابوطالب کے عمل کی حقیقت تو یہاں تک تھی کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
 نے سراپا آگ میں غرق پایا، عمل نے نفع دیا ہوتا تو پہلے ہی کام آتا، پھر حضور کا ارشاد کہ "میں نے اسے ٹخنوں
 تک کی آگ میں کھینچ لیا، میں نہ ہوتا تو جہنم کے طبقہ زیریں میں ہوتا۔"

لا جرم یہ تخفیف صرف محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا پاس خاطر اور حضور کا اکرام ظاہر و باہر ہے اور
 بالبدیہ واضح کہ محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خاطر اقدس پر ابوطالب کا عذاب ہرگز اتنا گراں نہیں
 ہو سکتا جس قدر معاذ اللہ والدین کریمین کا معاملہ، نہ اُن سے تخفیف میں حضور کی آنکھوں کی وہ ٹھنڈک جو حضرات
 والدین کے بارے میں، نہ اُن کی رعایت میں حضور کا وہ اعزاز و اکرام جو حضرات والدین کے چھٹکارے میں،
 تو اگر عیاذ باللہ وہ اہل جنت نہ ہوتے تو ہر طرح سے وہی اس رعایت و عنایت کے زیادہ مستحق تھے،
 و بوجہ آخر فرض کیجئے کہ یہ ابوطالب کے حق پرورش و خدمت ہی کا معاوضہ ہے تو پھر کون سی پرورش جو میت کے

۱۔ جامع الترمذی ابواب المناقب مناقب ابی الفضل عم النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم امین کینی دہلی ۲/۲۱۷
 المعجم الکبیر حدیث ۱۰۶۹۸ دار احیاء التراث العربی بیروت ۱۰/۲۹۱

۲۔ القرآن الکیم ۲۵/۲۳

۳۔ صحیح البخاری کتاب مناقب انصار قصہ ابی طالب ۵۴۸/۱ صحیح مسلم کتاب الایمان ۱۱۵/۱

مسند احمد بن حنبل عن العباس المکتب الاسلامی بیروت ۱/۲۰۴ و ۲۱۰

برابر ہو سکتی ہے، کوئی خدمت حمل و وضع کا مقابلہ کر سکتی ہے؟ کیا کبھی کسی پرورش کنندہ یا خدمت گزار کا حق حق والدین کے برابر ہو سکتا ہے جسے رب العزت نے اپنے حق عظیم کے ساتھ شمار فرمایا،

ان اشکرت ولو الٰدیك لی

حق ماں میرا اور اپنے والدین کا۔

پھر ابوطالب نے جہاں برسوں خدمت کی چلتے وقت رنج بھی دیا جس کا جواب نہیں ہرچہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کلمہ پڑھنے کو فرمایا، نہ پڑھنا تھا نہ پڑھا، جرم وہ کیا جس کی مغفرت نہیں۔ عمر بھر معجزات دیکھنا، احوال پر علم تام رکھنا اور زیادہ حجتہ اللہ قائم ہونے کا موجب ہوا بخلاف ابوبن کریمین کہ نہ انھیں دعوت دی گئی نہ انکار کیا، توہر وجہ، ہر لحاظ، ہر حیثیت سے یقیناً انھیں کا پلہ بڑھا ہوا ہے، تو ابوطالب کا عذاب سب سے ہلکا ہونا تو نہی مقصور کہ ابوبن کریمین اہل نار ہی سے نہ ہوں وہو المقصود والحمد للہ العلی الودود (اور وہی مقصود ہے اور تمام تعریفیں بلندی و محبت والے اللہ کے لئے ہیں۔ ت)

خامساً، اقول قال المولى عز و علا : لا يستوى اصحاب الناس واصحاب

الجنة ، اصحاب الجنة هم الفائزون لی

پانچویں دلیل، اقول (میں کہتا ہوں کہ) مولے عز و علا نے فرمایا، برابر نہیں دوزخ والے اور جنت والے، اور جنت والے ہی مراد کو پہنچے۔

حدیث میں ہے حضور پر نور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اولادِ امجاد حضرت عبد المطلب سے ایک پاک طیبہ خاتون رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو آتے دیکھا، جب پاس آئیں فرمایا،

ما اخرجك من بيتك؟

اپنے گھر سے باہر کہاں گئی تھیں؟

عرض کی :

اتيت اهل هذا البيت فتوحت اليهم وعنتيتهم بيوتهم۔

یہ جو ایک میت ہو گئی تھی میں ان کے یہاں دعائے رحمت اور تعزیت کرنے گئی تھی۔

فرمایا،

لعلک بلغت معهم الکدای۔
شاید تو ان کے ساتھ قبرستان تک گئی۔

عرض کی:

معاذ اللہ ان اکون بلغتها وقد سمعتک تذکر فی ذلک ما تذکر۔
خدا کی پناہ کہ میں وہاں جاتی حالانکہ حضور سے سن چکی تھی جو کچھ اس باب میں ارشاد کیا۔
سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

لو بلغتها معهم ما سارت الجنة حتی يراها جده ابيك۔
اگر تو ان کے ساتھ وہاں جاتی تو جنت نہ دیکھتی جت تک عبد المطلب نہ دیکھیں۔

سراوہ ابو داؤد والنسائی واللفظ له عن عبد الله بن عمرو بن العاص رضي الله تعالى
عنهما، اما ابو داؤد قتاد بن دعي وقال فذكر تشديدا في ذلك واما ابو عبد الرحمن فادعى
لتبليغ العلم واداء الحديث على وجهه لكل وجهه هو مؤليها۔

اس کو ابو داؤد اور نسائی نے روایت کیا ہے، اور لفظ نسائی کے ہیں سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن العاص
رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے، امام ابو داؤد نے ازراہ ادب بطور کنایہ اس میں تشدید کا ذکر کیا لیکن امام ابو عبد الرحمن
نے کھل کر علم کو پہنچایا اور حدیث کا حتی ادا کیا، ہر ایک کے لئے توجہ کی ایک سمت ہے جس کی طرف وہ منہ
کرتا ہے۔ (ت)

یہ تو حدیث کا ارشاد ہے، اب ذرا عقائد اہلسنت پیش نظر رکھتے ہوئے نگاہ انصاف درکار، عورتوں کا
قبرستان جانا غایت درجہ اگر ہے تو معصیت ہے۔ اور ہرگز کوئی معصیت مسلمان کو جنت سے محروم اور کافر کے
برابر نہیں کر سکتی، اہلسنت کے نزدیک مسلمان کا جنت میں جانا واجب شرعی ہے اگرچہ معاذ اللہ موافق
کے بعد، اور کافر کا جنت میں جانا محال شرعی کہ ابد الابد تک کبھی ممکن ہی نہیں، اور نصوص کو حتی الامکان ظاہر
پر محمول کرنا واجب، اور بے ضرورت تاویل ناجائز، اور عصمت نوبہ بشر میں خاصہ حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ
والسلاّم ہے۔ ان کے غیر سے اگرچہ کیسا ہی عظیم الدرجات ہو وقوع گناہ ممکن و متصور۔ یہ چاروں باتیں عقائد اہلسنت
میں ثابت و مقرر۔ اب اگر حکم مقدمہ رابعہ مقابلہ تک بلوغ فرض کیجئے تو بحکم مقدمہ ثالثہ جو اہل تہذیب واجب،

اور اس تقدیر پر کہ حضرت عبد المطلب کو معاذ اللہ غیر مسلم کہنے بجائے مقدمتین اولین و نیز بحکم آیت کریمہ محال و باطل تو واجب ہو کہ حضرت عبد المطلب مسلمان و اہل جنت ہوں اگرچہ مثل صدیق و فاروق و عثمان و علی و زہرار و صدیقہ و غیرہم رضی اللہ تعالیٰ عنہم سابقین اولین میں نہ ہوں۔ اب معنی حدیث بلا تکلف اور بے حاجت یا بل و تصرف عقائد اہلسنت سے مطابقت میں یعنی اگر یا مر تم سے واقع ہوتا تو سابقین اولین کے ساتھ جنت میں جانا نہ ملتا بلکہ اس وقت جبکہ عبد المطلب داخل بہشت ہوں گے، ہکذا ینبغی التحقيق واللہ تعالیٰ ولی التوفیق (یونہی تحقیق چاہئے اور اللہ تعالیٰ ہی توفیق کا مالک ہے۔ ت۔)

سادساً، اقول قال ربنا الاعز الاعز اعلیٰ عز و علا : واللہ العزۃ و لرسولہ و للمؤمنین و لکن المنفقین لا یعلمون۔

وقال تعالیٰ : یا ایہا الناس انا خلقنکم من ذکر و أنثی و جعلنکم شعوباً و قبائل لتعارفوا ان اکرمکم عند اللہ التقیکم ان اللہ علیم خبیر۔

چھٹی دلیل، اقول (میں کہتا ہوں کہ) ہمارے پروردگار اعز و اعلیٰ عز و علا نے فرمایا: عزت تو اللہ و رسول اور مسلمانوں ہی کے لئے ہے مگر منافقوں کو علم نہیں۔

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے لوگو! ہم نے بنایا تمہیں ایک نر و مادہ سے اور کیا تمہیں قومیں اور قبیلے کہ آپس میں ایک دوسرے کو پہچانو، بیشک اللہ کے نزدیک تمہارا زیادہ عزت والا وہ ہے جو تم میں زیادہ پرہیزگار ہے۔

ان آیات کریمہ میں رب العزت جل و علا نے عزت و کرم کو مسلمانوں میں منحصر فرمادیا اور کافر کو کتنا ہی قوم دار ہو لیم و ذلیل ٹھہرایا، اور کسی لقیم و ذلیل کی اولاد سے ہونا کسی عزیز و کریم کے لئے باعث مدح نہیں و لہذا کافر باپ دادوں کے انتساب سے فخر کرنا حرام ہوا۔ صحیح حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

من انتسب الی تسعة اباء کفار یرید بہم عزاً و کرمًا فهو عاشرہم فی النار۔
مرآۃ احمد عن ابی ریحانہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بسند صحیح۔

۱۔ القرآن الکریم ۶۳/۷

۲۔ ۱۳/۴۹

۳۔ مسند احمد بن حنبل حدیث ابی ریحانہ رضی اللہ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۱۳۴/۴

جو شخص عزت و کرامت چاہئے کو اپنی نوپشت کافر کا ذکر کرے کہ میں فلاں ابن فلاں ابن فلاں کا بیٹا ہوں ان کا دسواں جہنم میں یہ شخص ہو (اس کو امام احمد نے ابوریحانہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے صحیح سند کے ساتھ روایت فرمایا۔ ت)۔

اور احادیث کثیرہ مشہورہ سے ثابت کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے فضائل کریمہ کے بیان اور مقام رجز و مدح میں بار بار اپنے آبائے کرام و اعمہات کرام کا ذکر فرمایا۔
روزِ حنین جب ارادۃ الہیہ سے تھوڑی دیر کے لئے کفار نے غلبہ پایا معدودہ بندے رکابِ سالت میں باقی رہے، اللہ غالب کے رسول غالب پر شانِ جلال طاری تھی،
انا النبی لا کذب انا ابن عبد المطلب۔ رواہ احمد و البخاری و مسلم و النسائی
عن البراء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

میں نبی ہوں کچھ جھوٹ نہیں، میں ہوں بیٹا عبد المطلب کا۔ (اس کو احمد، بخاری، مسلم اور نسائی نے سیدنا براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے۔ ت)۔
حضور قصد فرما رہے کہ تنہا ان ہزاروں کے مجمع پر حملہ فرمائیں، حضرت عباس بن عبد المطلب و حضرت ابوسفین بن عارث بن عبد المطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہما بغلہ شریف کی لگام مضبوط کھینچے ہوئے ہیں کہ بڑھ نہ جائے اور حضور فرما رہے ہیں:

انا النبی لا کذب، انا ابن عبد المطلب۔ رواہ ابوبکر بن ابی شیبہ و ابو نعیم
عنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

میں سچا نبی ہوں اللہ کا پیارا، عبد المطلب کی آنکھ کا تارا، صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم (اس کو ابوبکر بن ابی شیبہ اور ابو نعیم نے براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے۔ ت)۔
امیر المؤمنین عمر لگام روکے ہیں اور حضرت عباس دُچی تھامے، اور حضور فرما رہے ہیں:

قَدْ مَآهَا، انا النبی لا کذب، انا ابن عبد المطلب۔ رواہ ابن عساکر عن مصعب

صحیح البخاری کتاب الجہاد باب من قَاد دَابَّةً غَیْرَہِ فِی الْحَرْبِ قَدِیْ کُتِبَ خَانَهُ کِرَاحِی ۴۰۱/۱

صحیح مسلم " باب غَزْوَةِ حَنِینِ " " " " ۱۰۰/۲

المصنف لابن ابی شیبہ کتاب السیر حدیث ۳۳۵۷۳ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۵۳۵/۶

کنز العمال بحوالہ شمس و ابی نعیم " ۳۰۲۰۷ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۵۴۰/۱۰

تاریخ دمشق البکیر ترجمہ ۲۸۵۸ شیبہ بن عثمان دار احیاء التراث العربی بیروت ۱۶۲/۲۵

بن شیبہ عن ابیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

اسے بڑھنے دو، میں ہوں نبی صریح حق پر، میں ہوں عبد المطلب کا پسر، صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم (اس کو ابن عساکر نے مصعب بن شیبہ سے ان کے باپ کے واسطے سے روایت کیا ہے۔ ت)

جب کافر نہایت قریب آگئے بغلہ طیبہ سے نزول اجلال فرمایا، اس وقت بھی یہی فرماتے تھے،

انا النبی لا کذاب، انا ابن عبد المطلب، اللہم انزل نورك۔ مرواۃ ابن ابی شیبہ وابن

ابی جریر عن البراء رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

میں ہوں نبی برحق سچا، میں ہوں عبد المطلب کا بیٹا، الہی اپنی مدد نازل فرما! (اس کو ابن ابی شیبہ

اور ابن ابی جریر نے سیدنا براہ بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے۔ ت)

پھر ایک مُشْتِ خاک دستِ پاک میں لے کر کافروں کی طرف پھینکی اور فرمایا:

شاهت الوجوه بکڑ گئے چہرے۔

وہ خاک ان ہزاروں کافروں پر ایک ایک کی آنکھ میں پہنچی اور سب کے منہ پھر گئے، ان میں جو مشرف

بِاسلام ہوئے وہ فرماتے ہیں جس وقت حضور اقدس صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے وہ لنگریاں ہماری طرف

پھینکیں ہمیں یہ نظر آیا کہ زمین سے آسمان تک تانبے کی دیوار قائم کر دی گئی اور اس پر سے پہاڑ ہم پر لڑھکاتے گئے، سوائے بھاگنے کے کچھ بن نہ آئی۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی الحق المبین سید المنصورین والہ وبارک وسلم۔

اللہ تعالیٰ درود و سلام اور برکت نازل فرمائے حق مبین پر جو مدد کئے ہوؤں کے سردار ہیں

اور آپ کی آل پر۔ (ت)

اسی غرہ وہ کے رجز میں ارشاد فرمایا:

انا ابن العواتک من بنی سلیم۔ مرواۃ سعید بن منصور فی سننہ والطبرانی فی

۱۔ کنز العمال بحوالہ شواہد جریہ حدیث ۳۰۲۰۶ مؤسسۃ الرسالۃ بیروت ۱۰/۵۳۹

۲۔ کنز العمال حدیث ۳۰۲۱۳ " " " " " " ۱۰/۵۴۲

جامع البیان (تفسیر ابن جریر) تحت الآیۃ لقد نصرکم اللہ الخ دار احیاء التراث العربی بیروت ۱۰/۱۱۸

۳۔ کنز العمال بحوالہ ص وطب حدیث ۳۱۸۷۴ مؤسسۃ الرسالۃ بیروت ۱۱/۲۰۲

المعجم الکبیر " " " " " " ۶۷۲۳ دار احیاء التراث العربی بیروت ۷/۱۶۹

تاریخ دمشق الکبیر باب معرفۃ ائمہ وجداتہ " " " " " " ۳/۶۰

الکبیر عن سبابة بن عاصم رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

میں نبی سلیم سے ان چند خاتونوں کا بیٹا ہوں جن کا نام عاتکہ تھا (اس کو سعید بن منصور نے اپنی سنن میں اور طبرانی نے معجم کبیر میں سبابة بن عاصم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے۔ ت)
ایک حدیث میں ہے، بعض غزوات میں فرمایا:

انا النبی لا کذب، انا ابن عبد المطلب، انا ابن العواتک۔ مرواۃ ابن عساکر

عن قتادة۔

میں نبی ہوں کچھ جھوٹ نہیں، میں ہوں عبد المطلب کا بیٹا، میں ہوں ان بیبیوں کا بیٹا جن کا نام عاتکہ تھا (اس کو ابن عساکر نے حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے۔ ت)

علامہ مناوی صاحب تیسیر و امام محمد الدین فیروز آبادی صاحب قاموس و جوہری صاحب صحاح و صنفانی وغیرہم نے کہا، نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جدات میں نو بیبیوں کا نام عاتکہ تھا۔ ابن بری نے کہا، وہ بارہ بیبیاں عاتکہ نام کی تھیں، تین سلیمات یعنی قبیلہ نبی سلیم سے، اور دو قرشیات، دو عدوانیات، اور ایک ایک کنانہ، اسدیہ، ہذلیہ، قضاعیہ، ازدیہ۔ ذکرہ فی تاج العروس (اسے تاج العروس میں ذکر کیا گیا۔ ت)

ابو عبد اللہ عدوی نے کہا، وہ بیبیاں چودہ تھیں، تین قرشیات، چار سلیمات، دو عدوانیات اور ایک ایک ہذلیہ، قحطانیہ، قضاعیہ، ثقیفہ، اسدیہ بنی اسد خزیمہ سے۔ مرواۃ الامام جلال السیوطی فی الجامع الکبیر (اس کو امام جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ نے جامع کبیر میں روایت کیا ہے۔ ت) اور ظاہر ہے کہ قلیل نافی کثیر نہیں۔

حدیث میں آتا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے مقام مدح و بیان فضائل کریمہ میں کیسے لپشت تک اپنا نسب نامہ ارشاد کر کے فرمایا: میں سب سے نسب میں افضل، باپ میں افضل، صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تو بحکم نصوص مذکورہ ضرور ہے کہ حضور کے آباء واقعات مسلمان

۱ تاریخ دمشق الکبیر باب معرفۃ ائمہ و جداتہ الخ دار احیاء التراث العربی بیروت ۶۰/۳

۲ التیسیر شرح الجامع الصغیر تحت الحدیث انا ابن العواتک مکتبۃ الامام الشافعی ریاض ۲۷۵/۱

الصحاح باب الکاف فصل العین تحت لفظ عاتکہ دار احیاء التراث العربی بیروت ۱۳۱۱/۲

۳ تاج العروس باب الکاف فصل العین " " " " " ۱۵۹/۷

۴ تاریخ دمشق الکبیر باب معرفۃ ائمہ و جداتہ الخ " " " " " ۶۲/۳

ہوں۔ واللہ الحمد (اور اللہ تعالیٰ ہی کے لئے حمد ہے۔ ت۔)

سابعاً قال اللہ سبحنہ وتعالیٰ: انه لیس من اهلك انه عمل غیر صالح۔
ساتویں دلیل، اللہ سبحنہ وتعالیٰ نے فرمایا: اے نوح! یہ کفان تیرے اہل سے نہیں یہ تو

ناراستی کے کام والا ہے۔ (ت)

آیہ کریمہ نے مسلم و کافر کا نسب قطع فرمادیا و لہذا ایک کا ترکہ دوسرے کو نہیں پہنچتا۔ اور
حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

نحن بنو النضر بن کنانہ لاننتفی من ابینا۔ رواہ ابو داؤد الطیالسی وابن سعد
والامام احمد وابن ماجہ والمحدث والمأوردی وسمویہ وابن قانع والطبرانی
فی الکبیر و ابونعیم والضیاء المقدسی فی صحیح المختارۃ عن الاشعث بن قیس
الکندی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

ہم نضر بن کنانہ کے بیٹے ہیں، ہم اپنے باپ سے اپنا نسب جدا نہیں کرتے (اس کو ابو داؤد طیلانی،
ابن سعد، امام احمد، ابن ماجہ، حارث، مأوردی، سمویہ، ابن قانع، طبرانی کبیر، ابونعیم اور
ضیاء مقدسی نے صحیح مختارہ میں اشعث بن قیس الکندی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت
کیا ہے۔ ت)

کفار سے نسب بحکم احکم الحاکمین منقطع ہے، پھر معاذ اللہ جدانہ کرنے کا کیا محل ہوتا۔
ثامناً وتاسعاً، اقول قال العلی الاعلیٰ تبارک وتعالیٰ انت

۱۔ القرآن الکریم ۱۱/۴۶

- ۲۔ کنز العمال بحوالہ الحارث المأوردی وسمویہ وغیرہ حدیث ۳۵۵۱۳ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۱۲/۴۴۲
سنن ابن ماجہ ابواب الحدود باب من نفی رجلاً من قبیلۃ ایچ ایم سعید پبلی کراچی ص ۱۹۳
مسند احمد بن حنبل حدیث الاشعث بن قیس الکندی المکتب الاسلامی بیروت ۵/۲۱۱، ۲۱۲
المعجم الکبیر حدیث ۲۱۹۰، ۲۱۹۱ دار احیاء التراث العربی بیروت ۲/۲۸۶
مسند ابی داؤد الطیالسی احادیث الاشعث بن قیس حدیث ۱۱۴۵ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱/۵۸۴
الطبقات الکبریٰ لابن سعد ذکر من انتہی الیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دار صادر بیروت ۱/۲۳
دلائل النبوة للبیہقی باب ذکر شرف اصل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱/۱۴۳

الذین کفروا من اهل الکتاب والمشرکین فی نار جہنم خلدین فیہا اولئک ہم شر البریۃ ۝ ان الذین امنوا وعملوا الصالحات اولئک ہم خیر البریۃ ۱
 آٹھ ٹھوس اور ٹوس دلیل، میں کہتا ہوں علی اعلیٰ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا: بیشک سب کافر کتابی اور مشرک جہنم کی آگ میں ہیں ہمیشہ اس میں رہیں گے وہ سارے جہان سے بدتر ہیں، بیشک وہ جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے وہ سارے جہان سے بہتر ہیں۔

اور حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:
 عفر اللہ عن رجل لثیذ بن عمرو وورحمہ فانہ مات علی دین ابراہیم۔
 رواہ البزار والطبرانی عن سعید بن نریذ بن عمرو بن نفیل رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔

اللہ عز وجل نے زید بن عمرو کو بخش دیا اور ان پر رحم فرمایا کہ وہ دین ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام پر تھے (اس کو بزار اور طبرانی نے سیدنا سعید بن زید بن عمرو بن نفیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے۔ ت)

اور ایک اور حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کی نسبت فرمایا:
 ما ایتہ فی الجنة یسحب ذیولاً۔ رواہ ابن سعد والفاکھی عن عامر بن ربیعۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔

میں نے اسے جنت میں نازکے ساتھ دامن کشاں دیکھا (اس کو ابن سعد اور فاکھی نے حضرت عامر بن ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔ ت)

اور بیہقی و ابن عساکر کی حدیث میں بطریق مالک عن الزہری عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے:
 رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں و ہذہ رواۃ البیہقی (اور یہ بیہقی کی روایت ہے۔ ت) :

انا محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف

۱۵ القرآن الکریم ۹۸/۶ و ۷

۱۶ فتح الباری بحوالہ البزار والطبرانی کتاب المناقب حدیث زید بن عمرو دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱۲۲/۸

الطبقات الکبریٰ لابن سعد ترجمہ سعید بن زید دار صادر بیروت ۳۸۱/۳

۱۷ فتح الباری بحوالہ ابن سعد الفاکھی کتاب المناقب حدیث زید بن عمرو بن نفیل دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱۲۲/۸

انتخاب فرماتا ہے ولہذا کبھی کم قوموں رذیلوں میں رسالت نہ رکھی، پھر کفر و شرک سے زیادہ رذیل کیا شے ہوگی، وہ کیونکر اس قابل کہ اللہ عزوجل نور رسالت اس میں ودیعت رکھے۔ کفار محل غضب و لعنت ہیں اور نور رسالت کے وضع کو محل رضا و رحمت درکار۔

حضرت اُم المؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر ایک بار خوف و خشیت کا غلبہ تھا گریہ زاری فرما رہی تھیں، حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے عرض کی: یا اُم المؤمنین! کیا آپ یہ گمان رکھتی ہیں کہ رب العزت جل و علا نے جہنم کی ایک چنگاری کو مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا جوڑا بنایا؟ اُم المؤمنین نے فرمایا:

فہرجت عنی فرج اللہ عنک ینے

تم نے میرا غم دور کیا اللہ تعالیٰ تمہارا غم دور کرے۔

خود حدیث میں ہے، حضور سید یوم النشور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ان اللہ ابی لی ان اتزوج أو ان زوج الّا اهل الجنة۔ مرواہ ابن عساکر عن ہند بن ابی ہمالۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

بے شک اللہ عزوجل نے میرے لئے نہ مانا کہ میں نکاح میں لائے یا نکاح میں دینے کا معاملہ کروں مگر اہل جنت سے۔ (اس کو ابن عساکر نے ہند بن ابی ہمالہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے۔ ت) جب اللہ عزوجل نے اپنے حبیب اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے پسند نہ فرمایا (کہ غیر مسلم عورت آپ کے نکاح میں آئے) خود حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نور پاک معاذ اللہ محل کفر میں رکھنے یا حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا جسم پاک عیاذ باللہ خون کفار سے بنانے کو پسند فرمانا کیونکر متوقع ہو۔

یہ بجز اللہ دسل دلیل جلیل ہیں، پہلی چار ارشادِ ائمہ کبار اور چھ اخیر فیضِ قدیر حصہ فقیر، تلافِ عشرۃ کاملۃ (یہ دسل کامل ہوئیں۔ ت)۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۳ ص ۲۶۸ تا ۲۸۴)

(۱۳) "تمہید ایمان بآیات قرآن" میں فرمایا:

تمہارا رب عزوجل فرماتا ہے:

اتّٰا رسلتک شاہدا و مبشرا و نذیرا ۝ لتؤمنوا باللّٰہ ورسولہ و لتعزّموہ

وتوقروه وتسبحوه بكرة واصيلاً۔

اے نبی! بیشک ہم نے تمہیں بھیجا گواہ اور خوشخبری دیتا اور ڈر سنا تا، تاکہ اے لوگو! تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور رسول کی تعظیم و توقیر کرو اور صبح و شام اللہ کی پاکی بولو۔
مسلمانو! دیکھو دین اسلام بھیجے قرآن مجید اتارنے کا مقصود ہی تمہارے مولیٰ تبارک و تعالیٰ کا تین باتیں بتانا ہے :

اول یہ کہ لوگ اللہ و رسول پر ایمان لائیں۔
دوم یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم کریں۔
سوم یہ کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت میں رہیں۔

مسلمانو! ان تینوں جلیل باتوں کی جمیل ترتیب تو دیکھو سب میں پہلے ایمان کو فرمایا اور سب میں پیچھے اپنی عبادت کو اور بیچ میں اپنے پیارے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم کو، اس لئے کہ بغیر ایمان تعظیم بیکار آمد نہیں، بہتیرے نصاریٰ ہیں کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم و تکریم اور حضور پر سے دفع اعتراضات کافران لہیم میں تصنیفیں کر چکے، لکچر دے چکے مگر جبکہ ایمان نہ لائے کچھ مفید نہیں کہ یہ ظاہری تعظیم ہوتی، دل میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سچی عظمت ہوتی تو ضرور ایمان لاتے، پھر جب تک نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سچی تعظیم نہ ہو عمر بھر عبادت الہی میں گزارے سب بیکار و مردود ہے، بہتیرے جوگی اور راہب ترک دنیا کر کے اپنے طور پر ذکر و عبادت الہی میں عمر کاٹ دیتے ہیں بلکہ ان میں بہت وہ ہیں کہ لا الہ الا اللہ کا ذکر سیکھتے اور ضربیں لگاتے ہیں مگر از انجا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم نہیں کیا فائدہ! اصلاً قابل قبول بارگاہ الہی نہیں۔ اللہ عز و جل ایسوں ہی کو فرماتا ہے :

وقد منّا الخ ما عملوا من عمل فجعلنہ ہباء منثوراً۔
جو کچھ اعمال انھوں نے کئے ہم نے سب برباد کر دیئے۔

ایسوں ہی کو فرماتا ہے :

عاملة ناصبة ۝ تصلى ناساً حامية ۝

عمل کریں مشقتیں بھریں اور بدلہ کیا ہو گا یہ کہ بھڑکتی آگ میں بیٹھیں گے — والیاز باللہ تعالیٰ۔

مدارِ نجات ہوا یا نہیں۔ کہو ہوا اور ضرور ہوا۔ یہاں تک تو سارے کلمہ گو خوشی خوشی قبول لیں گے کہ ہاں ہمارے دل میں محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عظیم عظمت ہے ہاں ہاں ماں باپ اولاد سارے جہان سے زیادہ ہمیں حضور کی محبت ہے۔ بھائیو! خدا ایسا ہی کرے مگر ذرا کان لگا کر اپنے رب کا ارشاد سنو۔ تمہارا رب عز وجل فرماتا ہے:

الَّذِينَ أَحْسَبَ النَّاسُ أَنْ يَبْتَكَوْا ۖ إِنَّهُمْ يَقُولُوا آمَنَّا وَهُمْ لَا يُفْتَنُونَ ۝
کیا لوگ اس گھمنڈ میں ہیں کہ اتنا کہہ لینے پر چھوڑ دیئے جائیں گے کہ ہم ایمان لائے اور ان کی آزمائش نہ ہوگی۔

یہ آیت مسلمانوں کو ہوشیار کر رہی ہے کہ دیکھو کلمہ گوئی اور زبانی اذعانے مسلمان پر تمہارا چھٹکارا نہ ہوگا، ہاں ہاں سنتے ہو آزمائے جاؤ گے آزمائش میں پورے نکلے تو مسلمان ٹھہرو گے۔ ہر شے کی آزمائش میں یہی دیکھا جاتا ہے کہ جو باتیں اس کے حقیقی واقعی ہونے کو درکار ہیں وہ اس میں ہیں یا نہیں۔ ابھی قرآن و حدیث ارشاد فرما چکے کہ ایمان کے حقیقی و واقعی ہونے کو دو باتیں ضرور ہیں:

(۱) محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم۔

(۲) اور محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت کو تمام جہان پر تقدیم۔

تو اس کی آزمائش کا یہ صریح طریقہ ہے کہ تم کو جن لوگوں سے کیسی ہی تعظیم، کتنی ہی عقیدت، کتنی ہی دوستی، کیسی ہی محبت کا علاقہ ہو، جیسے تمہارے باپ، تمہارے استاد، تمہاری پیر، تمہاری اولاد، تمہارے بھائی، تمہارا اجاب، تمہارے بڑے، تمہارے اصحاب، تمہارے مولوی، تمہارے حافظ، تمہارے مفتی، تمہارے واعظ وغیرہ وغیرہ کسے باشد، جب وہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شانِ اقدس میں گستاخی کریں اصلاً تمہارے قلب میں ان کی عظمت ان کی محبت کا نام و نشان نہ رہے فوراً ان سے الگ ہو جاؤ، ان کو دُور سے لکھی کی طرح نکال کر پھینک دو، ان کی صورت ان کے نام سے نفرت کھاؤ۔ پھر نہ تم اپنے رشتے، علاقے، دوستی، الفت کا پاس کرو، نہ اس کی مولویت، مشیخت، بزرگی، فضیلت کو خطرے میں لاؤ کہ آخر یہ جو کچھ تھا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی غلامی کی بنا پر تھا جب یہ شخص انھیں کی شان میں گستاخ ہوا پھر ہمیں اس سے کیا علاقہ رہا، اُس کے جتنے عمائد پر کیا جائیں، کیا بہتیرے یہودی جتنے نہیں پہنچے عمائد نہیں باندھتے، اس کے نام، علم و ظاہر ہی فضل کو لے کر کیا کریں۔ کیا بہتیرے پادری، بکثرت فلسفی بڑے بڑے علوم و فنون نہیں جانتے۔ اور

اگر یہ نہیں بلکہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مقابل تم نے اس کی بات بنانی چاہی اُس نے حضور سے گستاخی کی اور تم نے اس سے دوستی نہائی، یا اُسے ہر بُرے سے بدتر بُرا جانا یا اُسے بُرا کھنے پر بُرا ماننا یا اسی قدر کہ تم نے اس امر میں بے پروائی منائی یا تمہارے دل میں اُس کی طرف سے سخت نفرت نہ آئی تو اللہ اب تمہیں نصیب نہ کرے کہ تم ایمان کے امتحان میں کہاں پاس ہوئے، قرآن و حدیث نے جس پر حصول ایمان کا مدار رکھا تھا اس سے کتنی دُور نکل گئے۔ مسلمانو! کیا جس کے دل میں محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم ہوگی وہ ان کے بدگوئی وقت کر سکے گا اگرچہ اُس کا پیر یا استاد یا پدر ہی کیوں نہ ہو، کیا جسے محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمام جہان سے زیادہ پیارے ہوں وہ ان کے گستاخ سے فوراً سخت شدید نفرت نہ کرے گا اگرچہ اس کا دوست یا برادر یا پسر ہی کیوں نہ ہو۔ اللہ اپنے حال پر رحم کرو اور اپنے رب کی بات سنو، دیکھو وہ کیونکر اپنی رحمت کی طرف بلاتا ہے۔ دیکھو رب عز وجل فرماتا ہے،

لَا تَجِدُ قَوْمًا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ يُوَادُّونَ مَنْ حَادَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَلَوْ كَانُوا آبَاءَهُمْ أَوْ أَبْنَاءَهُمْ أَوْ إِخْوَانَهُمْ أَوْ عَشِيرَتَهُمْ ط أُولَٰئِكَ كَتَبَ فِي قُلُوبِهِمُ الْإِيمَانَ وَأَيَّدَهُم بِرُوحٍ مِّنْهُ ط وَيَدْخُلُهُمُ الْجَنَّةُ يَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خُلِدِينَ فِيهَا ط رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ ط أُولَٰئِكَ حِزْبُ اللَّهِ ط أَلَا إِنَّ حِزْبَ اللَّهِ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ط

تو نہ پائے گا انہیں جو ایمان لاتے ہیں اللہ اور قیامت پر کہ اُن کے دل میں ایسوں کی محبت آنے پائے جنہوں نے خدا اور رسول سے مخالفت کی، چاہے وہ ان کے باپ یا بیٹے یا بھائی یا عزیز ہی کیوں نہ ہوں۔ یہ ہیں وہ لوگ جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان نقش کر دیا اور اپنی طرف کی روح سے ان کی مدد فرمائی اور انہیں باغوں میں لے جائے گا جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں ہمیشہ رہیں گے ان میں، اللہ ان سے راضی اور وہ اللہ سے راضی، یہی لوگ اللہ والے ہیں، سُننا ہے اللہ والے ہی مراد کو پہنچے۔

اس آیت کریمہ میں صاف فرمادیا کہ جو اللہ یا رسول کی جناب میں گستاخی کرے مسلمان اُس سے دوستی نہ کرے گا جس کا صریح مفاد ہوا کہ جو اس سے دوستی کرے گا وہ مسلمان نہ ہوگا۔ پھر اس کا حکم قطعاً عام ہونا بالتصریح ارشاد فرمایا کہ باپ، بیٹے، بھائی، عزیز سب کو گنایا یعنی کوئی کیسا ہی تمہارے زعم میں معظم یا کیسا ہی تمہیں بالطبع محبوب ہو ایمان ہے تو گستاخی کے بعد اُس سے محبت نہیں رکھ سکتے اس کی وقعت نہیں مان سکتے ورنہ مسلمان نہ رہو گے۔ مولیٰ سبحنہ و تعالیٰ کا اتنا فرمانا

ہی مسلمان کے لئے بس تھا مگر دیکھو وہ تمہیں اپنی رحمت کی طرف بلاتا اپنی عظیم نعمتوں کا لالچ دلاتا ہے کہ اگر اللہ و رسول کی عظمت کے آگے تم نے کسی کا پاس نہ کیا کسی سے علاقہ نہ رکھا تو تمہیں کیا کیا فائدے حاصل ہوں گے؛ (۱) اللہ تعالیٰ تمہارے دلوں میں ایمان نقش کر دے گا جس میں ان شاء اللہ تعالیٰ حسنِ خاتمہ کی بشارتِ جلیلہ ہے کہ اللہ کا کھانا نہیں ملتا۔

(۲) اللہ تعالیٰ رُوح القدس سے تمہاری مدد فرمائے گا۔

(۳) تمہیں ہمیشگی کی جنتوں میں لے جائے گا جن کے نیچے نہریں رواں ہیں۔

(۴) تم خدا کے گروہ کھلاؤ گے خدا والے ہو جاؤ گے۔

(۵) منہ مانگی مرادیں پاؤ گے بلکہ امید و خیال و گمان سے کہ وڑوں دسبے افزوں۔

(۶) سب سے زیادہ یہ کہ اللہ تم سے راضی ہوگا۔

(۷) یہ کہ فرماتا ہے میں تم سے راضی تم مجھ سے راضی۔ بندے کے لئے اس سے زائد اور کیا نعمت ہوتی کہ اس کا رب اس سے راضی ہو، مگر انتہائے بندہ نوازی یہ کہ فرمایا، اللہ ان سے راضی اور وہ اللہ سے راضی۔

مسلمانو! خدا لگتی کہنا کہ آدمی کروڑ جانیں رکھتا ہو اور وہ سب کی سب ان عظیم دولتوں پر نثار کر دے تو وہ اللہ کی مفت پائیں، پھر زید و عمرو سے علاقہ تعظیم و محبت یک لخت قطع کر دینا کتنی بڑی بات ہے جس پر اللہ تعالیٰ ان بے بہا نعمتوں کا وعدہ فرما رہا ہے اور اس کا وعدہ یقیناً سچا ہے۔ قرآن عظیم کی عادت کر لیں کہ جو حکم فرماتا ہے جیسا کہ اس کے ماننے والوں کو اپنی نعمتوں کی بشارت دیتا ہے، نہ ماننے والوں پر اپنے عذابوں کا تازیانہ بھی رکھتا ہے کہ جو لپست ہمت نعمتوں کے لالچ میں نہ آئیں سزاؤں کے ڈر سے راہ پائیں، وہ عذاب بھی کُسن لیجئے۔

تمہارا رب عز و جل فرماتا ہے؛

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا آبَاءَكُمْ وَأَخْوَانَكُمْ أَوْلِيَاءَ إِنَّ اسْتِخْبَاءَ الظَّالِمِينَ
الْإِيمَانَ وَمَنْ يَتَوَلَّهُمْ مِنْكُمْ فَاوْلَئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ

اے ایمان والو! اپنے باپ اپنے بھائیوں کو دوست نہ بناؤ اگر وہ ایمان پر کفر پسند کریں اور تم میں جو ان سے رفاقت کریں تو وہی لوگ ستمگار ہیں۔

اور فرماتا ہے :

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا عَدُوِّي وَعَدُوَّكُمْ أَوْلِيَاءَ (الِی قولہ تعالیٰ) تَسْرُونَ إِلَيْهِمْ
بِالْمُودَّةِ وَأَنَا أَعْلَمُ بِمَا أَخْفَيْتُمْ وَمَا أَعْلَنْتُمْ ط وَمَنْ يَفْعَلْهُ مِنْكُمْ فَقَدْ ضَلَّ سَوَاءَ السَّبِيلِ (الِی
قولہ تعالیٰ) لَنْ تَنْفَعَكُمْ أَرْحَامُكُمْ وَلَا أَوْلَادُكُمْ يَوْمَ الْقِيَمَةِ ۚ يَفْصَلُ بَيْنَكُمْ ط وَ اللَّهُ بِمَا
تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ

اے ایمان والو! میرے اور اپنے دشمنوں کو دوست نہ بناؤ تم چھپ کر اُن سے دوستی کرتے ہو اور
میں خوب جانتا ہوں جو تم چھپاتے اور ظاہر کرتے ہو اور تم میں جو ایسا کرے گا وہ ضرور سیدھی راہ سے بہکا تمہارے
رشتے اور تمہارے بچے تمہیں کچھ نفع نہ دیں گے قیامت کے دن، اللہ تم میں اور تمہارے پیاروں میں جُدا تائی
ڈال دے گا کہ تم میں ایک دوسرے کے کچھ کام نہ آ سکے گا اور اللہ تمہارے اعمال کو دیکھ رہا ہے۔

اور فرماتا ہے :

وَمَنْ يَتَوَلَّهُمْ مِنْكُمْ فَاِنَّهُ مِنْهُمْ ط اِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِيْنَ

جو تم میں اُن سے دوستی کرے گا تو بیشک وہ انہیں میں سے ہے۔ بے شک اللہ ہدایت نہیں
کرتا ظالموں کو۔

پہلی دو آیتوں میں تو اُن سے دوستی کرنے والوں کو ظالم و گمراہ ہی فرمایا تھا اس آیت کریمہ نے
بالکل تصفیہ فرمادیا کہ جو اُن سے دوستی رکھے وہ بھی انہیں میں سے ہے انہیں کی طرح کافر ہے اُن کے
ساتھ ایک رشتی میں باندھا جائے گا۔ اور وہ کڑا بھی یاد رکھتے کہ تم چھپ چھپ کر اُن سے میل رکھتے ہو اور
میں تمہارے چھپے ظاہر سب کو خوب جانتا ہوں۔ اب وہ رشتی بھی سُٹ لیجے جس میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم کی شانِ اقدس میں گستاخی کرنے والے باندھے جاتیں گے۔

تمہارا رب عزوجل فرماتا ہے :

وَالَّذِينَ يُؤْذُونَ رَسُولَ اللَّهِ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ

جو رسول اللہ کو ایذا دیتے ہیں اُن کے لئے دردناک عذاب ہے۔

۱۰ القرآن الکریم ۴۰/۳ تا ۴۱

۵۱/۵

۵۲/۹

اور فرماتا ہے :

ان الذين يؤذون الله ورسوله لعنهم الله في الدنيا والاخرة واعد لهم عذابا مهيئا.

بیشک جو لوگ اللہ و رسول کو ایذا دیتے ہیں اُن پر اللہ کی لعنت ہے دنیا اور آخرت میں اور اللہ نے ان کے لئے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔

اللہ عز وجل ایذا سے پاک ہے اُسے کون ایذا دے سکتا ہے مگر حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کو اپنی ایذا فرمایا۔

ان آیتوں میں اُس شخص پر جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بدگوئیوں سے محبت کا برتاؤ کرے سات کوڑے ثابت ہوئے :

(۱) وہ ظالم ہے۔

(۲) گمراہ ہے۔

(۳) کافر ہے۔

(۴) اس کے لئے دردناک عذاب ہے۔

(۵) وہ آخرت میں ذلیل و خوار ہوگا۔

(۶) اس نے اللہ واحد قہار کو ایذا دی۔

(۷) اس پر دونوں جہان میں خدا کی لعنت ہے۔ والیعا ذبا اللہ تعالیٰ۔

اے مسلمان، اے مسلمان، اے امتی سید الانس والجان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! خدا را ذرا انصاف کر، سات بہتر ہیں جو ان لوگوں سے یک لخت علاقہ ترک کر دینے پر ملتے ہیں کہ دل میں ایمان جم جائے، اللہ مددگار ہو، جنت مقام ہو، اللہ والوں میں شمار ہو، مرادیں ملیں، خدا تجھ سے راضی ہو، تو خدا سے راضی ہو۔ یا یہ سات بھلے ہیں جو ان لوگوں سے تعلق لگا رہنے پر پڑیں گے کہ ظالم گمراہ، کافر جہنمی ہو، آخرت میں خوار ہو، خدا کو ایذا دے، خدا دونوں جہان میں لعنت کرے۔ بہیات بہیات کون کہہ سکتا ہے کہ یہ سات اچھے ہیں، کون کہہ سکتا ہے کہ وہ سات چھوڑنے کے ہیں، مگر جانِ برادر! خالی یہ کہہ دینا تو کام نہیں دیتا وہاں تو امتحان کی ٹھہری ہے، ابھی آیت سن چکے اَللّٰهُ اَحْسَبُ النَّاسَ کیا اس بھلاوے میں ہو کہ بس زبان سے کہہ کر چھوٹ جاؤ گے امتحان نہ ہوگا۔ ہاں یہ امتحان کا وقت ہے۔ دیکھو یہ اللہ واحد قہار کی طرف سے تمہاری

جانچ ہے۔ دیکھو وہ فرما رہا ہے کہ وہ تمہارے رشتے علاقے قیامت میں کام نہ آئیں گے مجھ سے توڑ کر کس سے جوڑتے ہو۔ دیکھو وہ فرما رہا ہے کہ میں غافل نہیں میں بے خبر نہیں تمہارے اعمال دیکھ رہا ہوں، تمہارے اقوال سن رہا ہوں، تمہارے دلوں کی حالت سے خبردار ہوں۔ دیکھو بے پروائی نہ کرو پرائے پیچھے اپنی عاقبت نہ بگاڑو، اللہ و رسول کے مقابلہ سے کام نہ لو۔ دیکھو وہ تمہیں اپنے سخت عذاب ڈراتا ہے اس کے عذاب سے کہیں پناہ نہیں۔ دیکھو وہ تمہیں اپنی رحمت کی طرف بلاتا ہے بے اس کی رحمت کے کہیں پناہ نہیں۔

دیکھو اور گناہ تو بڑے گناہ ہوتے ہیں جن پر عذاب کا استحقاق ہو مگر ایمان نہیں جاتا عذاب ہو کر خواہ رب کی رحمت حبیب کی شفاعت سے بے عذاب ہی چھٹکارا ہو جائے ہو سکتا ہے مگر یہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم کا مقام ہے ان کی عظمت ان کی محبت مدار ایمان ہے، قرآن مجید کی آیتیں سن چکے کہ جو اس معاملہ میں کمی کرے اس پر دونوں جہان میں خدا کی لعنت ہے۔ دیکھو جب ایمان گیا پھر اصلاً ابد الابد تک کبھی کسی طرح ہرگز اصلاً عذاب شدید سے رہائی نہ ہوگی گستاخی کرنے والے جن کا تم یہاں کچھ پاس لحاظ کرو وہاں وہ وہ اپنی جھگرت رہے ہوں گے تمہیں بچانے نہ آئیں گے اور آئیں گے تو کیا کر سکتے ہیں پھر ایسوں کا لحاظ کر کے اپنی جان کو ہمیشہ ہمیشہ غضب جبار و عذاب نار میں پھنسا دینا کیا عقل کی بات ہے۔ اللہ ذرا دیر کو اللہ و رسول کے سوا سب این واں سے نظر اٹھا کر آنکھیں بند کرو اور گردن جھکا کر اپنے آپ کو اللہ واحد قہار کے سامنے حاضر سمجھو اور بڑے خالص سچے اسلامی دل کے ساتھ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم عظمت، بلند عزت، رفیع و جاہت جو ان کے رب نے انہیں بخشی اور ان کی تعظیم ان کی توقیر پر ایمان اسلام کی بنا رکھی اسے دل میں جھا کر انصاف و ایمان سے کہو کیا جس نے کہا کہ شیطان کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوتی فخر عالم کی وسعت علم کی کون سی نص قطعی ہے، اس نے محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی نہ کی؟ کیا اس نے ابلیس لعین کے علم کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم اقدس پر نہ بڑھایا؟ کیا وہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی وسعت علم سے کافر ہو کر شیطان کی وسعت علم پر ایمان نہ لایا؟

مسلمانو! خود اسی بدگو سے اتنا ہی کہہ دیکھو کہ ”او علم میں شیطان کے سر!“ دیکھو تو وہ بڑا مانتا ہے یا نہیں؟ حالانکہ اسے تو علم میں شیطان سے کم بھی نہ کہا بلکہ شیطان کے برابر ہی بتایا پھر کم کہنا کیا توہین نہ ہوگی۔ اور اگر وہ اپنی بات پالنے کو اس پر ناگواری ظاہر نہ کرے اگرچہ دل میں

قطعاً ناگوار مانے گا تو اسے چھوڑیے اور کسی معظم سے کہہ دیکھئے اور پورا ہی امتحان مقصود ہو تو کیا کجبری میں جا کر آپ کسی حاکم کو انھیں لفظوں سے تعبیر کر سکتے ہیں، دیکھئے ابھی ابھی کھدا جاتا ہے کہ توہین ہوئی اور بیشک ہوئی، پھر کیا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توہین کرنا کفر نہیں، ضرور ہے اور بالیقین ہے۔ کیا جس نے شیطان کی وسعت علم کو نص سے ثابت مان کر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے وسعت علم ماننے والے کو کہا تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے۔ اور کہا شرک نہیں تو کون سا ایمان کا حصہ ہے۔ اس نے ابلیس لعین کو خدا کا شریک مانا یا نہیں، ضرور مانا کہ جو بات مخلوق میں ایک کے لئے ثابت کرنا شرک ہوگی وہ جس کسی کے لئے ثابت کی جائے قطعاً شرک ہی رہے گی کہ خدا کا شریک کوئی نہیں ہو سکتا جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے یہ وسعت علم مانتی شرک ٹھہرائی جس میں کوئی حصہ ایمان کا نہیں تو ضرور اتنی وسعت خدا کی وہ خاص صفت ہوئی جس کو خدائی لازم ہے جب توہنی کے لئے اس کا ماننے والا مشرک ہوا اور اس نے وہی وسعت وہی صفت خود اپنے منہ ابلیس کے لئے ثابت مانی تو صاف صاف شیطان کو خدا کا شریک ٹھہرا دیا۔

مسلمانو! کیا یہ اللہ عزوجل اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دونوں کی توہین نہ ہوئی، ضرور ہوئی۔ اللہ کی توہین تو ظاہر ہے کہ اس کا شریک بنایا، اور وہ بھی کسے، ابلیس لعین کو۔ اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توہین یوں کہ ابلیس کا مرتبہ اتنا بڑھا دیا کہ وہ تو خدا کی خاص صفت میں حصہ دار ہے اور یہ اس سے ایسے محروم کہ ان کے لئے ثابت مانو تو مشرک ہو جاؤ۔

مسلمانو! کیا خدا اور رسول کی توہین کرنے والا کافر نہیں، ضرور ہے۔ کیا جس نے کہا کہ بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور (یعنی نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید و عسر و بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لئے بھی حاصل ہے کیا اس نے محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو صریح گالی نہ دی۔ کیا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اتنا ہی علم غیب دیا گیا تھا جتنا ہر پاگل اور چوپائے کو حاصل ہے۔

مسلمان مسلمان اے محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے امتی! تجھے اپنے دین و ایمان کا واسطہ، کیا اس ناپاک ملعون گالی کے صریح ہونے میں تجھے کچھ شبہہ گزر سکتا ہے، معاذ اللہ کہ محمد رسول اللہ

۱۔ ۲۔ البراہین قاطعہ بحث علم غیب مطبع لے بلا ساڈھور ص ۵۱

۳۔ حفظ الایمان جواب سوال سوم کتب خانہ اعزازیہ دیوبندیہ سہارنپور بھارت ص ۷
حفظ الایمان مع تفسیر العنوان محمد عثمان تاجر الکتب فی درمہ کلاں دہلی ص ۷ و ۱۷

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عظمت تیرے دل سے ایسی نکل گئی ہو کہ اس شدید گالی میں بھی ان کی توہین نہ جانے۔ اور اگر اب بھی تجھے اعتبار نہ آئے تو خود انھیں بدگوئیوں سے پوچھ دیکھ کہ آیا تمھیں اور تمھارے استادوں پر جیون کو کہہ سکتے ہیں کہ اے فلاں! تجھے اتنا ہی علم ہے جتنا سوز کو ہے، تیرے استاد کو ایسا ہی علم تھا جیسا تکتے کو ہے، تیرے پیر کو اسی قدر علم تھا جس قدر گدے کو ہے۔ یا مختصر طور پر اتنا ہی ہو کہ او علم میں اُلو، گدے، کتے، سوز کے ہمسرو! دیکھو، تو وہ اس میں اپنی اور اپنے استاد و پیر کی توہین سمجھتے ہیں یا نہیں، قطعاً سمجھیں گے اور قابو پائیں تو سہر ہو جاتیں، پھر کیا سبب ہے کہ جو کلمہ اُن کے حق میں توہین و کسرِ شان ہو محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توہین نہ ہو، کیا معاذ اللہ اُن کی عظمت اُن سے بھی گئی گزری ہے، کیا اسی کا نام ایمان ہے، حاشا للہ حاشا للہ!

کیا جس نے کہا "کیونکہ ہر شخص کو کسی نہ کسی ایسی بات کا علم ہوتا ہے جو دوسرے سے مخفی ہے تو چاہئے کہ سب کو عالم الغیب کہا جاوے پھر اگر زید اس کا التزام کر لے کہ ہاں میں سب کو عالم الغیب کہوں گا تو پھر علم غیب کو منجملہ کمالات نبویہ شمار کیوں کیا جاتا ہے جس امر میں مومن بلکہ انسان کی بھی خصوصیت نہ ہو وہ کمالات نبوت سے کب ہو سکتا ہے اور اگر التزام نہ کیا جائے تو نبی غیر نبی میں وجہ فرق بیان کرنا ضرور ہے" انتہی۔ کیا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور جانوروں یا گلوں میں فرق نہ جاننے والا حضور کو گالی نہیں دیتا، کیا اس نے اللہ عزوجل کے کلام کا صراحتاً رد و ابطال نہ کر دیا۔ دیکھو تمھارا رب عزوجل فرماتا ہے:

وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ وَكَانَ فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكَ عَظِيمًا

اے نبی! اللہ نے تم کو سکھایا جو تم نہ جانتے تھے اور اللہ کا فضل تم پر بڑا ہے۔

یہاں نامعلوم باتوں کا علم عطا فرمانے کو اللہ عزوجل نے اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کمالات و مدارج میں شمار فرمایا۔

اور فرماتا ہے:

وَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ

بیشک یعقوب ہمارے سکھائے سے علم والا ہے۔

۱۔ حفظ الایمان جواب سوال سوم کتب خانہ اعزازیہ دیوبند سہارنپور بھارت ص ۷

مع تغییر العنوان محمد عثمان تاجر الکتب فی دیرہ کلان دہلی ص ۷ و ۱۷

۳ القرآن الکریم ۶۸/۱۲

۲ القرآن الکریم ۱۱۳/۴

اور فرماتا ہے :
وَبَشِّرُوا بِغُلَامٍ عَلِيمٍ
ملائکہ نے ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ایک علم والے لڑکے اسحق علیہ الصلوٰۃ والسلام کی
بشارت دی۔

اور فرماتا ہے :
وَعَلَّمَناهُ مِنْ لَدُنَّا عِلْمًا

اور ہم نے خضر (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کو اپنے پاس سے ایک علم سکھایا۔
وغیرہ آیات جن میں اللہ تعالیٰ نے علم کو کمالات انبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام میں گنا۔ اب زید کی جگہ اللہ عزوجل کا
نام پاک لیجئے اور علم غیب کی جگہ مطلق علم جس کا ہر چہ پائے کو ملنا اور بھی ظاہر ہے اور دیکھئے کہ اس بدگوئے مصطفیٰ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تقریر کس طرح اللہ عزوجل کا رد کر رہی ہے یعنی یہ بدگو خدا کے مقابل کھڑا ہو کر
کہہ رہا ہے کہ آپ (یعنی نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور دیگر انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام) کی ذات مقدسہ
پر علم کا اطلاق کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس علم سے مراد بعض علم ہے یا کل علوم ؟
اگر بعض علوم مراد ہیں تو اس میں حضور اور دیگر انبیاء کی کیا تخصیص ہے ایسا علم تو زید و عمرو بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ
جميع حیوانات و بہائم کے لئے بھی حاصل ہے کیونکہ ہر شخص کو کسی نہ کسی بات کا علم ہوتا ہے تو چاہئے کہ سب کے
عالم کہا جائے پھر اگر زید اس کا التزام کر لے کہ ہاں میں سب کو عالم کہوں گا تو پھر علم کو منجملہ کمالات نبویہ شمار کیوں
کیا جاتا ہے جس امر میں مومن بلکہ انسان کی بھی خصوصیت نہ ہو وہ کمالات نبوت سے کب ہو سکتا ہے اور
اگر التزام نہ کیا جاوے تو نبی اور غیر نبی میں جو فرق بیان کرنا ضرور ہے ، اور اگر تمام علوم غیب مراد ہیں اس
طرح کہ اس کی ایک فرد بھی خارج نہ رہے تو اس کا بطلان دلیل عقلی و نقلی سے ثابت ہے آنتے پس ثابت
ہوا کہ خدا کے وہ سب اقوال اسی کی اسی دلیل سے باطل ہیں۔

مسلمانو! دیکھا کہ اس بدگو نے فقط محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی کو گالی نہ دی بلکہ
ان کے رب جل و علا کے کلاموں کو بھی باطل و مردود کر دیا۔

۲ القرآن الحکیم ۱۸/۶۵

۱ القرآن الحکیم ۵۱/۲۸

کتب خانہ اعزازیہ دیوبند یہ سہارنپور بھارت ص ۸
محمد عثمان تاجرا لکتب فی دریبہ کلاں دہلی ص ۷ و ۱۷

۳ حفظ الایمان جواب سوال سوم
حفظ الایمان مع تفسیر العنوان

مسلمانو! جس کی جرات یہاں تک پہنچی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم غیب کو پاگلوں اور جانوروں کے علم سے ملادے اور ایمان و اسلام و انسانیت سب سے آنکھیں بند کر کے صاف کہہ دے کہ نبی اور جانور میں کیا فرق ہے اس سے کیا تعجب کہ خدا کے کلاموں کو رد کر دے، باطل بتائے، پس پشت ڈالے، زیر پا ملے، بلکہ جو یہ کچھ سب کلام اللہ کے ساتھ کر چکا وہی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ اس گالی پر جرات کر سکے گا مگر ہاں اس سے دریافت کرو کہ آپ کی یہ تقریر خود آپ اور آپ کے اساتذہ میں جاری ہے یا نہیں۔ اگر نہیں تو کیوں، اور ہے تو کیا جواب۔ ہاں ان بدگوئیوں سے کہو کیا آپ حضرت اپنی تقریر کے طور پر جو آپ نے محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں جاری کی خود اپنے آپ سے اس دریافت کی اجازت دے سکتے ہیں کہ آپ صاحبوں کو عالم فاضل دہلوی ملا چین چنان فلاں فلاں کیوں کہا جاتا ہے اور حیوانات و بہائم مثلاً کتے، سور کو کوئی ان الفاظ سے تعبیر نہیں کرتا۔ ان مناصب کے باعث آپ کے اتباع و اذناں آپ کی تعظیم تکريم توقیر کیوں کرتے دست و پا پر بوسہ دیتے ہیں اور جانوروں مثلاً اٹو گدھے کے ساتھ کوئی یہ برتاؤ نہیں برنتا، اس کی کیا وجہ ہے، کل علم تو قطعاً آپ صاحبوں کو نہیں اور بعض میں آپ کی کیا تخصیص، ایسا علم تو اٹو، گدھے، کتے، سور سب کو حاصل ہے تو چاہئے کہ ان سب کو عالم و فاضل چین و چان کہا جائے، پھر اگر آپ اس کا التزام کریں کہ ہاں ہم سب کو علماء کہیں گے تو پھر علم کو آپ کے کمالات میں کیوں شمار کیا جاتا ہے جس امر میں مومن بلکہ انسان کی بھی خصوصیت نہ ہو گدھے، کتے، سور سب کو حاصل ہو وہ آپ کے کمالات سے کیوں ہوا اور اگر التزام نہ کیا جائے تو آپ ہی کے بیان سے آپ میں اور گدھے، کتے، سور میں وجہ فرق بیان کرنا ضرور ہے فقط۔

مسلمانو! یوں دریافت کرتے ہی بعونہ تعالیٰ صاف کھل جائے گا کہ ان بدگوئیوں نے محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کیسی صریح شدید گالی دی اور ان کے رب عز و جل کے قرآن مجید کو جا بجا کیسا رد و باطل کر دیا۔

مسلمانو! خاص اس بدگو اور اس کے ساتھیوں سے پوچھو ان پر خود ان کے اقرار سے قرآن عظیم کی یہ آیات چسپاں ہوئیں یا نہیں۔

تمہارا رب عز و جل فرماتا ہے :

وَلَقَدْ ذَرَأْنَا الْجَهَنَّمَ كَثِيرًا مِّنَ الْجِنِّ وَالْإِنسِ إِنَّهُمْ قُلُوبٌ لَا يَفْقَهُونَ بَيِّنَاتٍ وَلَهُمْ أَعْيُنٌ لَا يُبْصِرُونَ بَيِّنَاتٍ وَلَهُمْ أُذُنٌ لَا يَسْمَعُونَ بَيِّنَاتٍ أُولَٰئِكَ كَالْأَنْعَامِ بَلْ هُمْ أَضَلُّ أُولَٰئِكَ هُمُ الْغَافِلُونَ ۝

اور بیشک ضرور ہم نے جہنم کے لئے پھیلا رکھے ہیں بہت سے جن اور آدمی، ان کے وہ دل ہیں جن سے حق کو نہیں سمجھتے اور وہ آنکھیں ہیں جن سے حق کا راستہ نہیں سوچتے اور وہ کان ہیں جن سے حق بات نہیں سنتے، وہ چوپاؤں کی طرح ہیں بلکہ ان سے بھی بڑھ کر بیکے ہوئے، وہی لوگ غفلت میں پڑے ہیں۔ اور فرماتا ہے :

اِمرِیْتِ مَنْ اَتَّخَذَ الْهَوٰی هَوٰیۃً اَفَلَنْتَ تَكُوْنُ عَلَیْهِ وَكِیْلًا ۝ اَمْ تَحْسَبُ اَنْ اَكْثَرُهُمْ یَسْمَعُوْنَ اَوْ یَعْقِلُوْنَ ط اِنْ هُمْ اِلَّا كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ سَبِیْلًا ۝
 بھلا دیکھ تو جس نے اپنی خواہش کو اپنا خدا بنالیا تو کیا تو اس کا ذمہ لے گا یا تجھے گمان ہے کہ ان میں بہت سے کچھ سنتے یا عقل رکھتے ہیں وہ تو نہیں مگر جیسے چوپائے بلکہ وہ تو ان سے بھی بڑھ کر گمراہ ہیں۔ ان بدگوئیوں نے چوپاؤں کا علم تو انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے علم کے برابر مانا اب ان سے پوچھئے کیا تمہارا علم انبیاء یا خود حضور سید الانبیاء علیہ وعلیہم الصلوٰۃ والسلام کے برابر ہے، ظاہر اس کا دعویٰ نہ کریں گے۔ اور اگر کہہ بھی دیں کہ جب چوپاؤں سے برابری کر دی آپ تو دوپائے ہیں برابری مانتے کیا مشکل ہے، تو یوں پوچھئے کہ تمہارے استادوں، پیروں، ملاؤں میں کوئی بھی ایسا گمراہ جو تم سے علم میں زیادہ ہو یا سب ایک برابر ہو آخر کہیں تو فرق نکالیں گے تو ان کے وہ استاد وغیرہ تو ان کے اقرار سے علم میں چوپاؤں کے برابر ہوئے اور یہ ان سے علم میں کم ہیں جب تو ان کی شاگردی کی اور جو ایک مساوی سے کم ہو دوسرے سے بھی ضرور کم ہو گا تو یہ حضرات خود اپنی تقریر کی رو سے چوپاؤں سے بڑھ کر گمراہ ہوئے اور ان آیتوں کے مصداق ٹھہرے۔

كَذٰلِكَ الْعَذَابُ ط وَلِْعَذَابِ الْاٰخِرَةِ الْكَبِیْرُ، لَوْ كَانُوا یَعْلَمُوْنَ ۝
 مار ایسی ہوتی ہے اور بیشک آخرت کی مار سب سے بڑی، کیا اچھا تھا اگر وہ جانتے۔ (ت)
 مسلمانو! یہ حالتیں تو ان کلمات کی تھیں جن میں انبیاء کرام و حضور پر نور سید الانام علیہم الصلوٰۃ والسلام پر ہاتھ صاف کئے گئے پھر ان عبارات کا کیا پوچھنا جن میں اصالتاً بالقصد رب العزّة عزّ وجلّہ کی عزت پر حملہ کیا گیا ہو۔ خدارا انصاف! کیا جس نے کہا کہ میں نے کب کہا ہے کہ میں وقوع کذب باری کا قائل نہیں ہوں۔

یعنی وہ شخص اس کا قاتل ہے کہ خدا بالفعل جھوٹا ہے جھوٹ بولا جھوٹ بولتا ہے اس کی نسبت یہ فتویٰ دینے والا کہ اگرچہ اس نے تاویل آیات میں خطا کی مگر تاہم اس کو کافریا بدعتی ضال کہنا نہیں چاہئے۔ جس نے کہا کہ اس کو کوئی سخت کلمہ نہ کہنا چاہئے یہ جس نے کہا کہ اس میں تکفیر علمائے سلف کی لازم آتی ہے حنفی شافعی پر طعن و تفسیل نہیں کر سکتا۔ یعنی خدا کو معاذ اللہ جھوٹا کہنا بہت سے علمائے سلف کا بھی مذہب تھا یہ اختلاف حنفی شافعی کا سا ہے کسی نے ہاتھ ناف سے اوپر باندھے کسی نے نیچے، ایسا ہی اسے بھی سمجھو کہ کسی نے خدا کو سچا کہا کسی نے جھوٹا، لہذا ایسے کو تفسیل و تفسیق سے مامون کرنا چاہئے، یعنی جو خدا کو جھوٹا کہے اسے گمراہ کیا معنی گنہگار بھی نہ کہو۔ کیا جس نے یہ سب تو اس مذبہ خدا کی نسبت بتایا اور یہیں خود اپنی طرف سے باوصف اس بے معنی اقوال کہ قدرة علی الکذب مع امتناع الوقوع مسئلہ اتفاقیہ ہے یہ صاف صریح کہہ دیا کہ وقوع کذب کے معنی درست ہو گئے، یعنی یہ بات ٹھیک ہو گئی کہ خدا سے کذب ہوا۔ کیا یہ شخص مسلمان رہ سکتا ہے، کیا جو ایسے کو مسلمان سمجھے خود مسلمان ہو سکتا ہے۔

مسلمانوں! خدا را انصاف، ایمان نام کا ہے کاہتا، تصدیق الہی کا۔ تصدیق کا صریح مخالف کیا ہے، مکذیب۔ مکذیب کے کیا معنی ہیں، کسی کی طرف کذب مفسوب کرنا۔ جب صراحتہ خدا کو کاذب کہہ کر بھی ایمان باقی رہے تو خدا جانے ایمان کس جانور کا نام ہے۔ خدا جانے عجوس و ہنود و نصاریٰ و یہودیوں کا فرہوئے، ان میں تو کوئی صاف صاف اپنے معبود کو جھوٹا بھی نہیں بتاتا۔ ہاں معبود برحق کی باتوں کو یوں نہیں مانتے کہ انھیں اس کی باتیں ہی نہیں جانتے یا تسلیم نہیں کرتے، ایسا تو دنیا کے پرے پر کوئی کافر سا کافر بھی شاید نہ نکلتے کہ خدا کو خدا مانتا، اس کے کلام کو اس کا کلام جانتا اور پھر بے دھڑک کہتا ہو کہ اس نے جھوٹ کہا اس سے وقوع کذب کے معنی درست ہو گئے۔ غرض کوئی ذی انصاف شک نہیں کر سکتا کہ ان تمام بدگویوں نے منہ بھر کر اللہ و رسول کو گالیاں دی ہیں، اب یہی وقت امتحان الہی ہے، واحد قہار جبار عز جلالہ سے ڈرو اور

۱
۲
۳
۴
۵

وہ آیتیں کہ اوپر گزریں پیش نظر رکھ کر عمل کرو۔ آپ تمہارا ایمان تمہارے دلوں میں تمام بدگوئیوں سے نفرت بھر دے گا ہرگز اللہ و محمد رسول اللہ جل و علا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مقابل تمہیں ان کی حمایت نہ کرنے دے گا تم کو ان سے گھن آئے گی نہ کہ ان کی چپ کر و اللہ و رسول کے مقابل ان کی گالیوں محل و بیہودہ تاویل گھڑو۔

لہ انصاف! اگر کوئی شخص تمہارے ماں باپ، استاد، پیر کو گالیاں دے اور نہ صرف زبانی بلکہ لکھ لکھ کر چھاپے شائع کرے، کیا تم اس کا ساتھ دو گے یا اس کی بات بنانے کو تاویلیں گھڑو گے یا اس کے بکنے سے بے پروائی کر کے اس سے بدستور صاف رہو گے، نہیں نہیں۔ اگر تم میں انسانی جمیت ماں باپ کی عزت و حرمت عظمت محبت کا نام نشان بھی لگا رہ گیا ہے تو اس بدگوشنامی کی صورت سے نفرت کرو گے، اس کے سایہ سے دور بھاگو گے، اس کا نام سن کر غیظ لاؤ گے جو اس کے لئے بنا دیں گھڑے اس کے بھی دشمن ہو جاؤ گے۔ پھر خدا کے لئے ماں باپ کو ایک پلے میں رکھو اور اللہ واحد قہار و محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عزت و عظمت پر ایمان کو دوسرے پلے میں۔ اگر مسلمان ہو تو ماں باپ کی عزت کو اللہ و رسول کی عزت سے کچھ نسبت نہ مانو گے ماں باپ کی محبت و حمایت کو اللہ و رسول کی محبت و خدمت کے آگے ناچیز جانو گے تو واجب واجب واجب لاکھ لاکھ واجب سے بڑھ کر واجب کہ ان کے بدگو سے وہ نفرت و دوری و غیظ و جدائی ہو کہ ماں باپ کے دشنام دہندہ کے ساتھ اس کا ہزارواں حصہ نہ ہو۔ یہ ہیں وہ لوگ جن کے لئے ان سات نعمتوں کی بشارت ہے۔

مسلمانو! تمہارا یہ ذیل خیر خواہ امید کرتا ہے کہ اللہ واحد قہار کی ان آیات اور اس بیان شافی واضح البینات کے بعد اس بارہ میں آپ سے زیادہ عرض کی حاجت نہ ہو تمہارے ایمان خود ہی ان بدگیوں سے وہی پاک مبارک الفاظ بول اٹھیں گے جو تمہارے رب عز وجل نے قرآن عظیم میں تمہارے سکھانے کو قوم ابراہیم علیہ الصلوٰۃ و التسلیم سے نقل فرمائی۔

تمہارا رب عز وجل فرماتا ہے:

قَدْ كَانَتْ لَكُمْ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِي إِبْرَاهِيمَ وَالَّذِينَ مَعَهُ إِذْ قَالُوا الْقَوْمُ هُمُ الْبَاطِلُونَ
وَبَدَّاهُمْ آيَاتِنَا وَلَهُمْ آيَاتُنَا وَإِنَّا لَكَاظِمُونَ
وَالْبَغْيَاءُ أَبَدًا حَتَّى تَأْمَنُوا بِاللَّهِ وَحْدَهُ (الْحَقُّ قَوْلُهُ تَعَالَى) لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيهِمْ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ
لِّمَن كَانَ يَرْجُوا اللَّهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ وَذَكَرَ اللَّهَ حَتَّى تَقُولُوا اللَّهُ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيدُ

بیشک تمہارے لئے ابراہیم اور اس کے ساتھ والے مسلمانوں میں اچھی ریس ہے جب وہ اپنی قوم سے بولے بیشک ہم تم سے بیزار ہیں اور ان سب سے جن کو تم خدا کے سوا پوجتے ہو ہم تمہارے منکر ہوئے اور ہم میں اور تم میں دشمنی اور عداوت ہمیشہ کو ظاہر ہو گئی جب تک تم ایک اللہ پر نہ لاؤ بیشک ضرور ان میں تمہارے لئے عمدہ ریس تھی اُس کے لئے جو اللہ اور قیامت کی امید رکھتا ہو اور جو منہ پھیرے تو بیشک اللہ ہی بے پروا سراہا گیا ہے۔

یعنی وہ جو تم سے یہ فرما رہا ہے کہ جس طرح میرے خلیل اور اُن کے ساتھ والوں نے کیا کہ میرے لئے اپنی قوم کے صاف دشمن ہو گئے اور تنکا توڑ کر ان سے جدائی کر لی اور کھول کر کہہ دیا کہ ہمیں تم سے کچھ علاقہ نہیں ہم تم سے قطعی بیزار ہیں تمہیں بھی ایسا ہی کرنا چاہئے یہ تمہارے بھلے کو تم سے فرما رہے ہیں۔ مانتو تمہاری خیر ہے نہ مانتو تو اللہ کو تمہاری کچھ پروا نہیں جہاں وہ میرے دشمن ہوئے اُن کے ساتھ تم بھی سہی میں تمام جہان سے غنی ہوں اور تمام خوبیوں سے موصوف، جلّ علا و تبارک تعالیٰ۔

یہ تو قرآن عظیم کے احکام تھے، اللہ تعالیٰ جس سے بھلائی چاہے گا ان پر عمل کی توفیق دے گا، مگر یہاں دو فرقے ہیں جن کو ان احکام میں عذر پیش آتے ہیں :
فرقہ اول : بے علم نادان۔ ان کے عذر دو قسم کے ہیں :

عذر اول : فلاں تو ہمارا استاد یا بزرگ یا دوست ہے، اس کا جواب تو قرآن عظیم کی متعدد آیات سے سن چکے کہ رب عز وجل نے بار بار بتکراصر اصرّٰہ فرمادیا کہ غضب الہی سے بچنا چاہتے ہو تو اس باب میں اپنے باپ کی بھی رعایت نہ کرو۔

عذر دوم : صاحب یہ بدگو لوگ بھی تو مولوی ہیں، بھلا مولویوں کو کیونکر کافر یا بُرا مانیں، اس کا جواب تمہارا رب عز وجل فرماتا ہے :

افرعیت من اتخذ الہم ہونہ و اضلّہ اللہ علی علم و ختم علی سمعہ و قلبہ و جعل علی بصرہ غشوة ط فمن یرہدیہ من بعد اللہ ط افلا تذکرون ۝

بھلا دیکھ تو جس نے اپنی خواہش کو خدا بنا لیا اور اللہ نے علم ہوتے ساتے اسے گمراہ کیا اور اُس کے کان اور دل پر مہر لگا دی اور اس کی آنکھ پر پٹی پھر ہادی تو کون اُسے راہ پر لائے اللہ کے

بعد، کیا تم وہیمان نہیں کرتے۔
اور فرماتا ہے:

مثل الذين حملوا التوراة ثم لم يحملوها كمثل الحمار يحمل اسفارا
بئس مثل القوم الذين كذبوا بآيات الله ط والله لا يهدي القوم الظالمين
وہ جن پر تورات کا بوجھ رکھا گیا پھر انھوں نے اسے نہ اٹھایا اُن کا حال اُس گدھے کا سا ہے
جس پر کتابیں لدی ہوں، کیا بُری مثال ہے اُن کی جنھوں نے خدا کی آیتیں جھٹلائیں اور اللہ ظالموں کو
ہدایت نہیں کرتا۔

اور فرماتا ہے:

واتل عليهم نبا الذي آتينا فاسلخ منها فاتبعه الشيطان فكان من الغاوين
ولو شئنا لرفعناه بها ولكنه اخلد الى الارض واتبع هواه فمثل كمثل الكلب ج ان
تحمل عليه يلهث او تتركه يلهث ط ذلك مثل القوم الذين كذبوا بآياتنا فاقصص القصص
لعلهم يتفكرون
سَاءَ مَثَلًا الْقَوْمَ الَّذِينَ كَذَبُوا بآيَاتِنَا وَانفُسَهُمْ كَانُوا
يَظْلَمُونَ
من يهدي الله فهو المهتدي ج ومن يضلل فاولئك هم الخاسرون

انھیں پڑھ کر سنا خبر اُس کی جسے ہم نے اپنی آیتوں کا علم دیا تھا وہ ان سے نکل گیا تو شیطان اس کے
پیچھے لگا کہ گمراہ ہو گیا اور ہم چاہتے تو اُس علم کے باعث اُسے گرے سے اٹھا لیتے مگر وہ تو زمین پکڑ گیا اور
اپنی خواہش کا پیرو ہو گیا تو اس کا حال کتے کی طرح ہے تو اس پر حملہ کرے تو زبان نکال کر ہانپے اور چھوڑے
تو ہانپے، یہ اُن کا حال ہے جنھوں نے ہماری آیتیں جھٹلائیں تو ہمارا یہ ارشاد بیان کر کہ شاید لوگ سوچیں کیا بُرا
حال ہے اُن کا جنھوں نے ہماری آیتیں جھٹلائیں اور اپنی ہی جانوں پرستم ڈھاتے تھے جسے خدا ہدایت کرے
وہی راہ پائے اور جسے گمراہ کرے تو وہی سراسر نقصان میں ہیں۔

یعنی ہدایت کچھ علم پر موقوف نہیں خدا کے اختیار میں ہے یہ آیتیں ہیں اور حدیثیں جو گمراہ عالموں کی مذمت میں
ہیں اُن کا تو شمار ہی نہیں یہاں تک کہ ایک حدیث میں ہے دوزخ کے فرشتے بُت پرستوں سے پہلے انھیں
پکڑیں گے یہ کہیں گے کیا ہمیں بُت پوجنے والوں سے بھی پہلے لیتے ہو؟ جواب اے گالیس من یعلم کمین لا یعلم

۱۵ القرآن الکریم ۵/۶۲

۱۵/۴ ۱۵۸ تا ۱۶۸

۳۵ شعب الایمان

حدیث ۱۹۰۰

دار الکتب العلمیۃ بیروت

۳۰۹/۲

جاننے والے اور انجان برابر نہیں۔

بھائیو! عالم کی عزت تو اس بنا پر تھی کہ وہ نبی کا وارث ہے نبی کا وارث وہ جو ہدایت پر ہو اور جب گمراہی پر ہے تو نبی کا وارث ہو یا شیطان کا، اس وقت اس کی تعظیم نبی کی تعظیم ہوتی، اب اس کی تعظیم شیطان کی تعظیم ہوگی۔ یہ اس صورت میں ہے کہ عالم کفر سے نیچے کسی گمراہی میں ہو جیسے بدن مذہبوں کے عمل۔ پھر اس کا کیا پوچھنا جو خود کفر شدید میں ہو اسے عالم دین جاننا ہی کفر ہے نہ کہ عالم دین جان کر اس کی تعظیم۔

بھائیو! علم اُس وقت نفع دیتا ہے کہ دین کے ساتھ ہو ورنہ ہنڈت یا پادری کیا اپنے یہاں کے عالم نہیں۔ ابلیس کتنا بڑا عالم تھا پھر کیا کوئی مسلمان اس کی تعظیم کرے گا، اسے معلم الملکوت کہتے ہیں یعنی فرشتوں کو علم سکھاتا تھا جب سے اس نے محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم سے منہ موڑا حضور کا نور کہ پیشانی آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام میں رکھا گیا اسے سجدہ نہ کیا اُس وقت سے لعنت ابدی کا طوق اس کے گلے میں پڑا، دیکھو جب سے اُس کے شاگردانِ رشید اُس کے ساتھ کیا برتاؤ کرتے ہیں ہمیشہ اس پر لعنت بھیجتے ہیں، ہر رمضان میں مہینہ بھر اُسے زنجیروں میں جکڑتے ہیں قیامت کے دن کھینچ کر جہنم میں دھکیلیں گے۔ یہاں سے علم کا جواب بھی واضح ہو گیا اور اُستادی کا بھی۔

بھائیو! کروڑ کروڑ افسوس ہے اُس ادعا سے مسلمانی پر کہ اللہ واحد قہار اور محمد رسول اللہ سید الاربار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے زیادہ استاد کی وقعت ہو، اللہ و رسول سے بڑھ کر بھائی یا دوست یا دنیا میں کسی کی محبت ہو۔ اے رب! ہمیں سچا ایمان دے صدقہ اپنے حبیب کی سچی عزت سچی رحمت کا، صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، آمین!

عہ تفسیر کبیر امام فخر الدین رازی ج ۲ ص ۴۵۵ زیر قولہ تعالیٰ تِلْكَ الرِّسَالُ فَضَّلْنَا، اِنَّ الْمَلٰٓئِكَةَ اَمْرًا بِالْسُّجُودِ لَا دَمَ لَاجِلِ اَنْ نُّوَسِّدَ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِي جَبْهَةِ اَدَمَ۔

تفسیر نیشاپوری ج ۳ ص ۷: سجدہ الملئکۃ لا دم انہا کان لاجل نور محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الذی کان فی جہتہ۔

دونوں عبارتوں کا حاصل یہ ہے کہ فرشتوں کا آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سجدہ کرنا اس لئے تھا کہ ان کی پیشانی میں نور محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تھا ۱۲ منہ

۱۔ مفاتیح الغیب (التفسیر الکبیر) تحت الآیۃ ۲/۲۵۳ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱۹۹/۶
 ۲۔ غرائب القرآن و رغائب الفرقان " " مصطفیٰ البانی مصر ۳/۷

فرتہ دوم : معاذین و دشمنانِ دین کہ خود انکارِ ضروریاتِ دین رکھتے ہیں اور صریح کفر کر کے اپنے اوپر سے نامِ کفر مٹانے کو اسلام و قرآن و خدا و رسول کے ساتھ تمسخر کرتے اور براہِ اغوار و تبلییس و شیوہ ابلیس وہ باتیں بناتے ہیں کہ کسی طرح ضروریاتِ دین مٹانے کی قید اٹھ جائے اسلام فقط طوطی کی طرح زبان سے کلمہ رٹ لینے کا نام رہ جائے، بس کلمہ کا نام لیتا ہو پھر چاہے خدا کو جھوٹا کذاب کہے چاہے رسول کو سٹری سٹری گالیاں دے اسلام کسی طرح نہ جائے۔

بل لعنہم اللہ بکفرہم فقلیلا ما یؤمنون ۱۵

بلکہ اللہ نے ان پر لعنت کی ان کے کفر کے سبب تو ان میں تھوڑے ایمان لاتے ہیں۔ (ت)
یہ مسلمانوں کے دشمن، اسلام کے عدو عوام کو پھیلنے اور خدائے واحد قہار کا دین بدلنے کے لئے چند شیطانی مکر پیش کرتے ہیں :

مکرِ اول : اسلام نام کلمہ گوئی کا ہے، حدیث میں فرمایا :

من قال لا الہ الا اللہ دخل الجنة ۱۶

جس نے لا الہ الا اللہ کہہ لیا جنت میں جائے گا۔

پھر کسی قول یا فعل کی وجہ سے کافر کیسے ہو سکتا ہے۔ مسلمانوں! ذرا ہوشیار، خبردار، اس مکر ملعون کا حاصل یہ ہے کہ زبان سے لا الہ الا اللہ کہہ لینا گویا خدا کا بیٹا بن جانا ہے، آدمی کا بیٹا اگر اُسے گالیاں دے جو تیاں مارے، کچھ کرے، اس کے بیٹے ہونے سے نہیں نکل سکتا۔ یونہی جس نے لا الہ الا اللہ کہہ لیا اب وہ چاہے خدا کو جھوٹا کذاب کہے چاہے رسول کو سٹری سٹری گالیاں دے اس کا اسلام نہیں بدل سکتا۔

اس مکر کا جواب ایک تو اسی آیتِ کریمہ الحمد ۱۷ احسب الناس میں گزرا کیا لوگ اس گھمنڈ میں ہیں کہ بڑے ادعائے اسلام پر چھوڑ دیئے جائیں گے اور امتحان نہ ہو گا۔ اسلام اگر فقط کلمہ گوئی کا نام تھا تو وہ بیشک حاصل تھی پھر لوگوں کا گھمنڈ کیوں غلط تھا جسے قرآنِ عظیم رد فرما رہا ہے، نیز تمہارا رب عز وجل فرماتا ہے :

۱۵ القرآن الکریم ۲/۸۸

۴۸/۷

دار احیاء التراث العربی بیروت

حدیث ۴۳۸۸

۱۵۱/۴

دار الفکر بیروت

کتاب التوبۃ والابانۃ

المستدرک للحاکم

۱۶ القرآن الکریم ۲۹/۲۱

قالت الاعراب اَمَّا طَقَلْ لَمْ تَوْثِنُوا وَلَكِنْ قَوْلُوا اسْلَمْنَا وَلَمَّا يَدْخُلِ الْاِيْمَانُ فِي قُلُوبِكُمْ ط

یہ گنوار کہتے ہیں ہم ایمان لائے، تم فرما دو ایمان تو تم نہ لائے ہاں یوں کہو کہ ہم مطیع اسلام ہوئے ایمان ابھی تمہارے دلوں میں کہاں داخل ہوا۔ اور فرماتا ہے :

اِذَا جَاءَكَ الْمُنَافِقُونَ قَالُوا لَوْ شَهِدْنَا اَنْتَ لِرَسُولِهِ م وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اَنْتَ لِرَسُولِهِ ط وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اَنَّ الْمُنَافِقِيْنَ لَكَذِبُوْنَ ط

منافقین جب تمہارے حضور حاضر ہوتے ہیں کہتے ہیں ہم گواہی دیتے ہیں کہ بیشک حضور یقیناً خدا کے رسول ہیں، اور اللہ خوب جانتا ہے کہ بیشک تم ضرور اس کے رسول ہو اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ بیشک یہ منافقین ضرور جھوٹے ہیں۔

دیکھو کیسی لمبی چوڑی کلمہ گوئی، کیسی تاکیدوں سے مٹو کہ، کیسی کیسی قسموں سے مؤید، ہرگز موجب اسلام نہ ہوئی، اور اللہ واحد قہار نے ان کے جھوٹے کذاب ہونے کی گواہی دی تو من قال لا الہ الا اللہ دخل الجنة کا یہ مطلب گھر ناصراۃ قرآن عظیم کا رد کرنا ہے۔ ہاں جو کلمہ پڑھتا اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہو ہم اسے مسلمان جانیں گے جب تک اس سے کوئی کلمہ کوئی حرکت کوئی فعل منافی اسلام نہ صادر ہو، بعد صدور منافی ہرگز کلمہ گوئی کام نہ دے گی۔

تمہارا رب عزوجل فرماتا ہے :

يَحْلِفُونَ بِاللّٰهِ مَا قَالُوا ط وَلَقَدْ قَالُوا كَلِمَةَ الْكُفْرِ وَكَفَرُوا بَعْدَ اِسْلَامِهِمْ ط

خدا کی قسم کھاتے ہیں کہ انھوں نے نبی کی شان میں گستاخی نہ کی اور البتہ بیشک وہ یہ کفر کا بول بولے اور مسلمان ہو کر کافر ہو گئے۔

ابن جریر و طبرانی و ابوالشیخ و ابن مردویہ عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک پیر کے سایہ میں تشریف فرما تھے ارشاد فرمایا : عنقریب

۱۷ القرآن الکریم ۴۹/۱۲

۱۸ " ۶۳/۱

۱۹ " ۹/۴۲

ایک شخص آئے گا کہ تمہیں شیطان کی آنکھوں سے دیکھے گا وہ آئے تو اس سے بات نہ کرنا۔ کچھ دیر ہوئی تھی کہ ایک کربچی آنکھوں والا سامنے سے گزرا، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اسے بلا کر فرمایا، تو اور تیرے رفیق کس بات پر میری شان میں گستاخی کے لفظ بولے ہیں۔ وہ گیا اور اپنے رفیقوں کو بلالایا سب نے آکر قسمیں کھائیں کہ ہم نے کوئی کلمہ حضور کی شان میں بے ادبی کا نہ کہا۔ اس پر اللہ عز و جل نے یہ آیت اتاری کہ خدا کی قسم کھاتے ہیں کہ انہوں نے گستاخی نہ کی اور بیشک ضرور وہ یہ کفر کا کلمہ بولے اور تیری شان میں بے ادبی کر کے اسلام کے بعد کافر ہو گئے۔

دیکھو اللہ گواہی دیتا ہے کہ نبی کی شان میں بے ادبی کا لفظ کلمہ کفر ہے اور اس کا کہنے والا اگرچہ لاکھ مسلمان کا دعویٰ کر دے بار بار کا کلمہ گو ہو، کافر ہو جاتا ہے۔
اور فرماتا ہے :

وَلَنْ سَأَلْتَهُمْ لِيَقُولُنَّ إِنَّمَا كُنَّا نَخُوضُ وَنَلْعَبُ قُلْ ابِلِلَّهِ وَأَيُّهُ وَرَسُولُهُ
كُنْتُمْ تَسْتَهْزِءُونَ ۚ لَا تَعْتَذِرُوا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ إِيمَانِكُمْ ۚ
اور اگر تم اُن سے پوچھو تو بیشک ضرور کہیں گے کہ ہم تو یونہی ہنسی کھیل میں تھے تم فرما دو کیا اللہ اور اس کی آیتوں اور اس کے رسول سے ٹھٹھا کرتے تھے بہانے نہ بناؤ تم کافر ہو چکے اپنے ایمان کے بعد۔

ابن ابی شیبہ وابن ابی جریر وابن المنذر وابن ابی حاتم والشیخ امام مجاہد تلمیذ خاص سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت فرماتے ہیں :
انہ قال فی قوله تعالیٰ "وَلَنْ سَأَلْتَهُمْ لِيَقُولُنَّ إِنَّمَا كُنَّا نَخُوضُ وَنَلْعَبُ" قَالَ
مِنْ جِلِّ مِنَ الْمُنَافِقِينَ يَحْدِثُنَا مُحَمَّدٌ أَنْ نَقُودَ فُلَانٍ بَوَادِي كَذَا وَكَذَا وَ
مَا يَدْرِي بِهِ بِالْغَيْبِ -

یعنی کسی شخص کی اونٹنی گم ہو گئی اس کی تلاش تھی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اونٹنی فلاں جنگل میں فلاں جگہ ہے۔ اس پر ایک منافق بولا محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) بتاتے ہیں کہ اونٹنی فلاں جگہ ہے محمد غیب کیا جانیں۔ اس پر اللہ عز و جل نے یہ آیت کریمہ اتاری کہ کیا اللہ و رسول

سے ٹھٹھا کرتے ہو بہانے نہ بناؤ تم مسلمان کہلا کر اس لفظ کے کہنے سے کافر ہو گئے۔
(دیکھو تفسیر امام ابن جریر مطبع مصر جلد دہم ص ۱۰۵ و تفسیر درمثور امام جلال الدین سیوطی

جلد سوم ص ۲۵۴)

مسلمانو! دیکھو محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں اتنی گستاخی کرنے سے کہ ”وہ غیب کیا جانیں“ کلمہ گوئی کام نہ آئی اور اللہ تعالیٰ نے صاف فرما دیا کہ بہانے نہ بناؤ تم اسلام کے بعد کافر ہو گئے۔ یہاں سے وہ حضرات بھی سبق لیں جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علوم غیب سے مطلقاً منکر ہیں، دیکھو یہ قول منافق کا ہے اور اس کے قائل کو اللہ تعالیٰ نے اللہ و قرآن و رسول سے ٹھٹھا کرنے والا بنایا اور صاف صاف کافر مرتد ٹھہرایا، اور کیوں نہ ہو کہ غیب کی بات جانتی شان نبی ہے جیسا کہ امام حجت الاسلام محمد غزالی و امام احمد قسطلانی و مولانا علی قاری و علامہ محمد زرقانی وغیرہم اکابر نے تصریح فرمائی جس کی تفصیل رسالہ علم غیب میں بفضلہ تعالیٰ بروجہ اعلیٰ مذکور ہوئی۔ پھر اس کی سخت شامت کمال فسادات کا کیا پوچھنا جو غیب کی ایک بات بھی خدا کے بتانے سے بھی نبی کو معلوم ہونا محال و ناممکن بتاتا ہے اس کے نزدیک اللہ سے سب چیزیں غائب ہیں اور اللہ کو اتنی قدرت نہیں کہ کسی کو ایک غیب کا علم دے سکے، اللہ تعالیٰ شیطان کے دھوکوں سے پناہ دے آمین! ہاں بے خدا کے بتائے کسی کو ذرہ بھر کا علم ماننا ضرور کفر ہے۔ اور جمیع معلومات الہیہ کو علم مخلوق کا محیط ہونا بھی باطل اور اکثر علماء کے خلاف ہے، لیکن روز ازل سے روز آخرت تک کا ماسکان و مایکون اللہ تعالیٰ کے معلومات سے وہ نسبت بھی نہیں رکھتا جو ایک ذرے کے لاکھوں کروڑوں

۱۱ اس نئے شاخصانے کے رد میں بفضلہ تعالیٰ چار رسالے ہیں، اراحتہ جواخ الغیب، الجملہ احوال، ابرار الجنون، میل الہدایہ، جن میں پہلا ان شاء اللہ مع ترجمہ عنقریب شائع ہوگا اور باقی تین بھی بعونہ تعالیٰ اس کے بعد و باللہ التوفیق ۱۲
۱۲ اکثر کی قید کا فائدہ رسالہ الفیوض المکیۃ لہٰذا لکھتہ المکیۃ میں ملاحظہ ہوگا
ان شاء اللہ تعالیٰ ۱۲

۱۳ الدر المنثور بحوالہ ابن ابی شیبہ و ابن المنذر و ابن ابی حاتم و ابی الشیخ عن مجاہد تحت الآیۃ ۹/۶۵ بیروت ۲/۲۱۰
جامع البیان (تفسیر ابن جریر) تحت الآیۃ ۹/۶۵ دار احیاء التراث العربی بیروت ۱۰/۱۹۶

جسے برابر تری کو کروڑ ہا کروڑ سمندروں سے ہو بلکہ یہ خود علومِ محمدیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ایک چھوٹا سا ٹکڑا ہے۔ ان تمام امور کی تفصیل الدولة المکیہ وغیرہ میں ہے۔ بغیر یہ توجہ مقرر نہ تھا اور ان شاء اللہ العظیم بہت مفید تھا، اب بحث سابق کی طرف عود کیجئے۔

اس فرقہ باطلہ کا محرک دوم یہ ہے کہ امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مذہب یہ ہے کہ لا تکفرا احدا من اهل القبلة ہم اہل قبلہ میں سے کسی کو کافر نہیں کہتے۔

اور حدیث میں ہے :

”جو ہماری سی نماز پڑھے اور ہمارے قبلے کو منہ کرے اور ہمارا ذبیحہ کھائے وہ مسلمان ہے۔“
مسلمانوں! اس محترفیت میں ان لوگوں نے نری کلمہ گوئی سے عدول کر کے اب صرف قبلہ رُوئی کا نام ”ایمان“ رکھ دیا یعنی جو قبلہ رُو ہو کر نماز پڑھے مسلمان ہے اگرچہ اللہ عز و جل کو جھوٹا کہے محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو گالیاں دے کسی صورت کسی طرح ایمان سے نہیں ٹٹلتا،
وَ جُوزِ وَضُوئے محکم بی بی تمیمہ
(بی بی تمیمہ کے مضبوط وضو کی طرح ت)

اولاً اس کلمہ کا جواب، تمہارا رب عز و جل فرماتا ہے :

لیس البران تولوا وجوهکم قبل المشرق والمغرب ولكن البر من امن بالله والیوم الآخر والملئکة والکتاب والنبيين ﷺ
اصل نیکی یہ نہیں ہے کہ اپنا منہ نماز میں پورب یا اچھاں کو کرو بلکہ اصل نیکی یہ ہے کہ آدمی ایمان لائے اللہ اور قیامت اور فرشتوں اور قرآن اور تمام انبیاء پر۔
دیکھو صاف فرما دیا کہ ضروریاتِ دین پر ایمان لانا ہی اصل کار ہے بغیر اس کے نماز میں قبلہ کو منہ کرنا کوئی چیز نہیں — اور فرماتا ہے :

وما منعهم ان تقبل منهم نفقتهم الا انهم کفروا بالله وبرسوله ولا یأتون الصلوة الا وهم کسالی ولا ینفقون الا وهم کرجون ﷻ

۱۔ منہ الروض الا زھر شرح الفقہ الاکبر عدم جواز تکفیر اهل القبلة دار البشائر الاسلامیہ بیروت ص ۲۹

۲۔ صحیح البخاری کتاب الصلوة باب فضل استقبال القبلة قدیمی کتب خانہ کراچی ۵۶/۱

کنز العمال حدیث ۳۹۸ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۹۲/۱

۳۔ القرآن الکریم ۱۷۷/۲ ۴۔ القرآن الکریم ۵۳/۹

وہ جو خرچ کرتے ہیں اس کا قبول ہونا بند نہ ہوا مگر اسی لئے کہ انھوں نے اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ کفر کیا اور نماز کو نہیں آتے مگر جی ہارے، اور خرچ نہیں کرتے مگر بڑے دل سے۔ دیکھو ان کا نماز پڑھنا بیان کیا اور پھر انھیں کافر فرمایا، کیا وہ قبلہ کو نماز نہیں پڑھتے تھے؟ فقط قبلہ کیسا، قبلہ دل و جان و کعبہ دین و ایمان سرورِ عالمیان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیچھے جانبِ قبلہ نماز پڑھتے تھے۔ اور فرماتا ہے :

فان تابوا و اقاموا الصلوة و اتوا الزکوۃ فاخوانکم فی الدین ط و نفصل الایۃ لقوم یعلمون
وان نکثوا ایمانہم من بعد عہدہم و طعنوا فی دینکم فقاتلوا ائمة الکفر لانہم لا ایمان
لہم لعلہم ینتہون ۝

پھر اگر وہ توبہ کریں اور نماز پر پار کھیں اور زکوٰۃ دیں تو تمہارے دینی بھائی ہیں اور ہم پتے کی باتیں صاف بیان کرتے ہیں علم والوں کے لئے، اور اگر قول و قرار کر کے پھر اپنی قسمیں توڑیں اور تمہارے دین پر طعن کریں تو کفر کے پیشواؤں سے لڑو ان کی قسمیں کچھ نہیں شاید وہ باز آئیں۔ دیکھو نماز و زکوٰۃ والے اگر دین پر طعن کریں تو انھیں کفر کا پیشوا کافروں کا سرغنہ فرمایا۔ کیا خدا اور رسول کی شان میں وہ گستاخیاں دین پر طعن نہیں، اس کا بیان بھی سنئے۔ تمہارا رب عز و جل فرماتا ہے :

من الذین ہادوا یحرفون الکلم عن مواضعہ و یقولون سمعنا و عصینا و اسمع
غیر مسمع و مراعنالیٰ بالسنتہم و طعننا فی الدین ط و لو انہم قالوا سمعنا و اطعنا
واسمع و انظرنا لکان خیر لہم و اقوام لا لکن لعنہم اللہ بکفرہم فلا یؤمنون
الا قلیلا ۝

کچھ یہودی بات کو اس کی جگہ سے بدلتے ہیں اور کہتے ہیں ہم نے سنا اور نہ مانا اور سنئے آپ سنائے نہ جائیں اور مراعنہ کہتے ہیں زبان پھیر کر اور دین پر طعن کرنے کو۔ اور اگر وہ کہتے ہیں ہم نے سنا اور مانا اور سنئے اور ہمیں مہلت دیجئے تو ان کے لئے بہتر اور بہت ٹھیک ہوتا لیکن ان کے کفر کے سبب

اللہ نے ان پر لعنت کی ہے تو ایمان نہیں لاتے مگر کم۔

کچھ یہودی دربارِ نبوت میں حاضر آتے اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کچھ عرض کرنا چاہتے تو یوں کہتے سُنئے آپ سُنائے نہ جائیں جس سے ظاہر تو دُعا ہوتی یعنی حضور کو کوئی ناگواریاں نہ سُنائے اور بدل میں بد دُعا کا ارادہ کرتے کہ سُنائی نہ دے، اور جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کچھ ارشاد فرماتے اور یہ بات سمجھ لینے کے لئے مہلت چاہتے تو سُر اِعیْنَا کہتے جس کا ایک پہلوئے ظاہریہ کہ ہماری رعایت فرمائیے اور مراد خفی رکھتے رعونت والا۔ اور بعض کہتے ہیں زبانِ دبا کہ سُر اِعیْنَا کہتے یعنی ہمارا چرواہا۔ جب پہلودار بات دین میں طعنہ ہوتی تو صریح صاف کتنا سخت طعنہ ہوگی بلکہ انصاف کیجئے تو ان باتوں کا صریح بھی ان کلمات کی شناخت کو نہ پہنچتا، بہرا ہونے کی دُعا یا رعونت یا بکریاں چرانے کی طرف نسبت کو ان الفاظ سے کیا نسبت کہ شیطان سے علم میں کمتر یا پاگلوں چوپاؤں سے علم نہیں ہمسرا اور خدا کی نسبت وہ کہ جھوٹا ہے جھوٹ بولتا ہے جو اسے جھوٹا بتائے مسلمان سُننی صالح ہے والعیاذ باللہ رب العالمین۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۳۰ ص ۳۰۸ تا ۳۳۳)

(۱۴) رسالہ ”تمہیدِ ایمان“ میں مزید فرمایا،

اس فرقہ بے دین کا مکرِ سوم یہ ہے کہ فقہ میں لکھا ہے جس میں ننانوے ^{۹۹} باتیں کفر کی ہوں اور ایک بات اسلام کی تو اس کو کافر نہ کہنا چاہئے۔

اولاً یہ مکرِ غیث سب مکروں سے بدتر و ضعیف جس کا حاصل یہ کہ جو شخص دن میں ایک بار اذان دے یا دو رکعت نماز پڑھ لے اور ننانوے ^{۹۹} بار بُت پُوئے، سنکھ پھونکے، گھنٹی بجائے وہ مسلمان ہے کہ اس میں ننانوے ^{۹۹} باتیں کفر کی ہیں تو ایک اسلام کی بھی ہے یہی کافی ہے حالانکہ مومن تو مومن کوئی عاقل اُسے مسلمان نہیں کہہ سکتا۔

ثانیاً اُس کی رُو سے سوا دہریے کے کہ میرے سے خدا کے وجود ہی کا منکر ہو تمام کافر، مشرک، مجوس، ہنود، نصاریٰ، یہود وغیرہم دینا بھر کے کفار سب کے سب مسلمان ٹھہرے جاتے ہیں کہ اور باتوں کے منکر سہی آخر وجود خدا کے تو قائل ہیں ایک یہی بات سب سے بڑھ کر اسلام کی بات بلکہ تمام اسلامی باتوں کی اصل الاصول ہے خصوصاً کفار فلاسفہ و آریہ وغیرہم کہ بزعم خود توحید کے بھی قائل ہیں اور یہود نصاریٰ تو بڑے بھاری مسلمان ٹھہریں گے کہ توحید کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے بہت سے کلاموں اور ہزاروں نبیوں اور قیامت و حشر و حساب و ثواب و عذاب و جنت و نار وغیرہما بکثرت اسلامی باتوں کے قائل ہیں۔

ثالثاً اس کے رد میں قرآن عظیم کی وہ آیتیں کہ اُپر گزریں کافی دوائی ہیں جن میں باوصف کلمہ گوئی و نماز خوانی صرف ایک ایک بات پر حکم تکفیر فرمادیا، انہیں ارشاد ہوا :
 کفر و ابعد اسلامہم۔
 وہ مسلمان ہو کر اس کلمے کے سبب کافر ہو گئے۔
 کہیں فرمایا :

لا تعتذروا قد کفرتم بعد ایمانکم۔

بہانے نہ بناؤ تم کافر ہو چکے ایمان کے بعد۔

حالانکہ اس مکر خبیث کی بنا پر جب تک ۹۹ سے زیادہ کفر کی باتیں جمع نہ ہو جائیں صرف ایک کلمہ پر حکم کفر صحیح نہ تھا، ہاں شاید اس کا یہ جواب دیں کہ یہ خدا کی غلطی یا جلد بازی تھی کہ اس نے دائرہ اسلام تنگ کر دیا کلمہ گو یوں اہل قبلہ کو دھکے دے دے کہ صرف ایک ایک لفظ پر اسلام سے نکالا اور پھر زبردستی یہ کہ لا تعتذروا عذر بھی نہ کرنے دیا نہ عذر سننے کا قصد کیا۔ افسوس ہے خدا نے پیر نیچر یا ندویہ لکچر یا ان کے تخیال کسی وسیع الاسلام زینار مر سے مشورہ نہ لیا اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِیْنَ (ارے ظالموں پر خدا کی لعنت - ت)۔

سابعاً اس مکر کا جواب ،

تمہارا رب عز وجل فرماتا ہے :

افْتَوٰهُمْ مِّنْ بَعْضِ الْکُتُبِ وَتَكْفُرُوْنَ بِبَعْضِ جِ فَجَازِءٍ مِّنْ یَّفْعَلُ ذٰلِکَ مِنْکُمْ الْاٰخِرٰی فِی الْحَیٰوَةِ الدِّنِیَا وَیَوْمَ الْقِیَمَةِ یُرَدُّوْنَ اِلٰی اَشَدِّ الْعَذَابِ ط وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ۝ اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ اشْتَرَوْا الْحَیٰوَةَ الدِّنِیَا بِالْاٰخِرَةِ فَلَا یُخَفِّضُ عَنْهُمْ الْعَذَابِ وَلَا هُمْ یَنْصَرُوْنَ ۝

تو کیا اللہ کے کلام کا کچھ حصہ مانتے ہو اور کچھ حصے سے منکر ہو، تو جو کوئی تم میں سے ایسا کرے

۱۔ القرآن الکریم ۹/۴۴

۲۔ " ۹/۶۶

۳۔ القرآن الکریم ۱۱/۱۸

۴۔ " ۲/۸۵، ۸۶

اس کا بدلہ نہیں مگر دنیا کی زندگی میں رُسوائی اور قیامت کے دن سب سے زیادہ عذاب کی طرف پلٹے جائیں گے اور اللہ تمہارے کو تکوں سے غافل نہیں، یہی لوگ ہیں جنہوں نے عجبے بیچ کر دنیا حسریدی تو نہ ان پر سے کبھی عذاب ہلکا ہو نہ ان کو مدد پہنچے۔

کلامِ الہی میں فرض کیجئے اگر ہزار باتیں ہوں تو ان میں سے ہر ایک بات کا ماننا ایک اسلامی عقیدہ ہے، اب اگر کوئی شخص ۹۹۹ مانے اور صرف ایک نہ مانے تو قرآن عظیم فرما رہا ہے کہ وہ ان ۹۹۹ کے ماننے سے مسلمان نہیں بلکہ صرف اُس ایک کے نہ ماننے سے کافر ہے، دنیا میں اس کی رُسوائی ہوگی اور آخرت میں اس پر سخت تر عذاب جو ابد الابد تک کبھی موقوف ہونا کیا معنی ایک آن کو ہلکا بھی نہ کیا جائیگا۔ نکہ ۹۹ کا انکار کرے اور ایک کو مان لے تو مسلمان ٹھہرے، یہ مسلمانوں کا عقیدہ نہیں بلکہ شہادتِ قرآن عظیم خود صریح کفر ہے۔

خاصاً اصل بات یہ ہے کہ فقہاء کرام پر ان لوگوں نے جتنا افتراء اٹھایا انھوں نے ہرگز کہیں ایسا نہیں فرمایا بلکہ انھوں نے ہرگز کہیں ایسا نہ فرمایا بلکہ انھوں نے بخصلتِ یہودی حروفِ الکلم عن مواضعہ یہودی بات کو اس کے ٹھکانوں سے بدلتے ہیں تحریف تبدیل کر کے، کچھ کا کچھ بنالیا، فقہاء نے یہ نہیں فرمایا کہ جس شخص میں ننانوے باتیں کفر کی ہوں اور ایک اسلام کی ہو وہ مسلمان ہے، حاشا اللہ بلکہ تمام امت کا اجماع ہے کہ جس میں ننانوے ہزار باتیں اسلام کی اور ایک کفر کی ہو وہ یقیناً قطعاً کافر ہے۔ ننانوے قطرے گلاب میں ایک بوند پیشاب پڑ جائے سب پیشاب ہو جائے گا، مگر یہ جاہل کہتے ہیں کہ ننانوے قطرے پیشاب میں ایک بوند گلاب ڈال دو سب طیب ظاہر ہو جائے گا، حاشا کہ فقہاء تو فقہاء کوئی ادنیٰ تمیز والا بھی ایسی جہالت بکے۔ بلکہ فقہاء نے یہ فرمایا ہے کہ جس مسلمان سے کوئی لفظ ایسا صادر ہو جس میں تنہا پہلو نکل سکیں ان میں ننانوے پہلو کفر کی طرف جائے ہوں اور ایک اسلام کی طرف، تو جب تک ثابت نہ ہو جائے کہ اس نے خاص کوئی پہلو کفر کا مراد رکھا ہے ہم اُسے کافر نہ کہیں گے کہ آخر ایک پہلو اسلام کا بھی تو ہے، کیا معلوم شاید اس نے یہی پہلو مراد رکھا ہو، اور ساتھ ہی فرماتے ہیں کہ اگر واقع میں اس کی مراد کوئی پہلو کفر ہے تو ہماری تاویل سے اُسے فائدہ نہ ہوگا وہ عند اللہ کافر ہی ہوگا۔ اس کی مثال یہ ہے کہ مثلاً زید کے عسر و کولم قطعی یقینی غیب کا ہے اس کلام میں اتنے پہلو ہیں،

(۱) عمرو اپنی ذات سے غیب داں ہے، یہ صریح کفر و شرک ہے۔
 قل لا یعلم من فی السموات والارض الغیب الا اللہ یلہ
 تم فرماؤ غیب نہیں جانتے جو کوئی آسمانوں اور زمینوں میں ہیں مگر اللہ۔ (ت)
 (۲) عمرو آپ تو غیب داں نہیں مگر جن علم غیب رکھتے ہیں اُن کے بتائے سے اسے غیب کا علم
 یقینی ہو جاتا ہے، یہ بھی کفر ہے۔

تبینت اجن ان لوکانوا یعلمون الغیب ما لبثوا فی العذاب المہین ﷻ
 جنوں کی حقیقت کھل گئی، اگر غیب جانتے ہوتے تو اس خواری کے عذاب میں نہ ہوتے۔ (ت)
 (۳) عمرو بخومی ہے۔

(۴) رمال ہے۔

(۵) سامندرک جانتا ہاتھ دیکھتا ہے۔

(۶) کوتے وغیرہ کی آواز۔

(۷) حشرات الارض کے بدن پر گرنے،

(۸) کسی پرندے یا وحشی پرندے کے دہنے یا بائیں نکل کر جانے،

(۹) آنکھ یا دیگر اعضاء کے پھڑکنے سے شگون لیتا ہے۔

(۱۰) پانسہ پھینکتا ہے۔

(۱۱) فال دیکھتا ہے۔

(۱۲) حضرات سے کسی کو معمول بنا کر اُس سے احوال پوچھتا ہے۔

(۱۳) مسمریم جانتا ہے۔

(۱۴) جادو کی میز،

(۱۵) روجوں کی تختی سے حال دریافت کرتا ہے۔

(۱۶) قیافہ داں ہے۔

(۱۷) علم زایرجہ سے واقف ہے ان ذرائع سے اُسے غیب کا علم قطعی یقینی ملتا ہے یہ سب بھی کفر

یعنی جبکہ ان کی وجہ سے غیب کے علم قطعی یقینی کا ادما کیا جائے جیسا کہ نفس کلام میں مذکور ہے ۱۲ منہ

ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

من اتى عرفا او كاهنا فصدقه بما يقول فقد كفر بما انزل على محمد صلى الله تعالى عليه وسلم ، رواه احمد والحاكم بسند صحيح عن ابى هريرة رضى الله تعالى عنه ولا احمد وابى داود عنه رضى الله تعالى عنه فقد برئ مما انزل على محمد صلى الله تعالى عليه وسلم .

جو شخص نجومی اور کاهن کے پاس جائے اور اس کے بیان کو سچا جانے تو اس نے اس کا انکار کیا جو محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر نازل ہوا امام احمد و حاکم نے بسند صحیح حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا امام احمد اور ابو داؤد نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا : تو وہ قرآن اور دین اسلام سے الگ ہو گیا ۔ (ت)

(۱۸) عمر و پر وحی رسالت آتی ہے اس کے سبب غیب کا علم یقینی پاتا ہے جس طرح رسول کو ملتا تھا ، یہ اشد کفر ہے ۔

ولكن رسول الله وخاتم النبيين ط وكان الله بكل شيء عليما

ہاں (محمد) اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں میں پچھلے ، اور اللہ سب کچھ جانتا ہے ۔ (ت)

(۱۹) وحی تو نہیں آتی مگر بذریعہ الہام جمیع غیوب اس پر منکشف ہو گئے ہیں اس کا علم تمام معلومات الہی کو محیط ہو گیا ، یہ یوں کفر ہے کہ اس نے عمر کو علم میں حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ترجیح دے دی کہ حضور کا علم بھی جمیع معلومات الہی کو محیط نہیں ،

قل هل يستوى الذين يعلمون والذين لا يعلمون

تم فرماؤ کیا برابر ہیں جاننے والے اور انجان ۔ (ت)

من قال فلان اعلم منه صلى الله تعالى عليه وسلم فقد عابه فحكمه حكم

۱۔ المستدرک علی الصحیحین کتاب الایمان التشدید فی ایتان الکاہن مکتب المطبوعات الاسلامیہ ۱/۸

مسند احمد بن حنبل سند ابی ہریرۃ المکتب الاسلامی بیروت ۲۲۹/۲

۲۔ سنن ابی داؤد کتاب الکہانت والتطیر باب النبی عن ایتان الکہان آفتاب عالم پریس لاہور ۱۸۹/۲

۳۔ القرآن الحکیم ۳۳/۴۰

۴۔ ۳۹/۹

السب (نسیم الریاضی)۔

جس نے کہا کہ خداں شخص نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے زیادہ علم والا ہے اس نے آپ پر عیب لگایا، لہذا اس کا حکم شاتم جیسا ہے۔ (نسیم الریاض) - (ت)
(۲۰) جمیع کا احاطہ نہ سہی مگر جو علوم غیب اسے الہام سے ملے اُن میں ظاہراً باطناً کسی طرح کسی رسول انس و ملک کی وساطت و تبعیت نہیں اللہ تعالیٰ نے بلا واسطہ رسول اصالۃً اسے غیوب پر مطلع کیا، یہ بھی کفر ہے۔

وما کانت اللہ لیطلعکم علی الغیب ولکن اللہ یجتبیٰ من مرسلہ من یشاء ۛ

اور اللہ کی شان یہ نہیں کہ اے عام لوگو! تمہیں غیب کا علم دے دے ہاں اللہ چن لیتا ہے اپنے رسولوں سے جسے چاہے۔ (ت)

عالم الغیب فلا ینظر علی غیبہ احداً ۝ الا من ارقتی من رسول ۛ
غیب کا جاننے والا تو اپنے غیب پر کسی کو مستط نہیں کرتا سوائے اپنے پسندیدہ رسول کے۔ (ت)
(فتاویٰ رضویہ ج ۳۰ ص ۳۳۹ تا ۳۴۲)

(۱۵) رسالہ ”تمہید ایمان“ میں مزید فرمایا :

مگر حیرانم : انکار یعنی جس نے ان بدگوئیوں کی کتابیں نہ دکھیں اُس کے سامنے صاف ٹکر جاتے ہیں کہ ان لوگوں نے یہ کلمات کہیں نہ کہے، اور جو اُن کی چھپی ہوئی کتابیں تحریریں دکھا دیتا ہے اگر ذی علم ہوا تو ناک چڑھا کر منہ بنا کر چل دیئے یا آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بکمال جیانی صاف کہہ دیا کہ آپ معقول بھی کر دیجئے تو میں وہی کہے جاؤں گا۔ اور سچپارہ بے علم ہوا تو اس سے کہہ دیا ان عبارتوں کا یہ مطلب نہیں، اور آخر ہے کیا، یہ دربطن قائل، اس کے جواب کو وہی آیت کریمہ کافی ہے کہ :
یحلفون باللہ ما قالوا ولقد قالوا کلمۃ الکفر وکفر وابعدا سلا مہم
خدا کی قسم کھاتے ہیں کہ انھوں نے کہا حالانکہ بیشک ضرور وہ یہ کفر کے بول بولے اور مسلمان

ۛ نسیم الریاض فی شرح الشفاء - الباب الاول مرکز اہلسنت گجرات الہند ۳۳۵/م

ۛ القرآن الکریم ۛ۲ / ۲۰ و ۲۶

ۛ القرآن الکریم ۛ۳ / ۱۷۹

ۛ ۛ ۛ۹ / ۷۲

ہوئے پیچھے کافر ہو گئے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۳۰ ص ۳۴۹)

(۱۶) رسالہ ”الامن والعلی“ کے باب اول میں فرمایا :
وجہ اول پر نصوص سنئے، اس میں چھ آیتیں اور ست اٹھ حدیثیں، جملہ چھیا سٹھ نص ہیں۔

فصل اول آیاتِ کرمیہ میں

آیت ۱ : قال الله عز وجل :

وما كان الله ليعذبهم وانت فيهم ۱

اللہ ان کافروں پر عذاب نہ فرمائے گا جب تک اے محبوب ! تو ان میں تشریف فرما ہے۔

سُبْحَانَ اللَّهِ! ہمارے حضور واقع البلاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کفار پر سے بھی سبب دفعِ بلا ہیں پھر مسلمانوں پر تو خاص رُوف و رحیم ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

آیت ۲ :

وما ارسلناك الا رحمة للعالمين ۲

ہم نے نہ بھیجا تمہیں مگر رحمت سارے جہان کے لئے۔

پُر ظاہر کہ رحمت سبب دفعِ بلا و رحمت (خوب ظاہر ہے کہ رحمت سبب ہے مصیبت و رحمت کی

دوری کا۔ ت)

آیت ۳ :

ولو انهم اذ ظالموا انفسهم جاءوك فاستغفروا الله واستغفر لهم الرسول

لو جدوا الله تو اباسر حیمائے

اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تیرے حضور حاضر ہوں پھر اللہ سے بخشش چاہیں اور معافی

مانگیں ان کے لئے رسول، تو بیشک اللہ کو توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں۔

آیتِ کریمہ صاف ارشاد فرماتی ہے کہ حضور پُر نور عفو غفور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں

۱۔ القرآن الکریم ۸ / ۳۳

۲۔ ” ۲۱ / ۱۰۴

۳۔ ” ۴ / ۶۴

حاضری سبب قبولِ توبہ و دفعِ بلائے عذاب ہے بلکہ آیت بیمار دلوں پر اور بھی بلا و عذاب کہ رب العزت قادر تھا یونہی گناہ بخش دے، مگر ارشاد ہوتا ہے کہ توبہ قبول ہونا چاہو تو ہمارے پیارے کی سرکار میں حاضر ہو صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم والحمد للہ رب العالمین۔

آیت ۴ :

وَلَوْلَا دَفْعُ اللَّهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَهَدَمَتْ صَوَامِعُ الْآيَةِ
اگر اللہ تعالیٰ آدمیوں سے آدمیوں کو دفع نہ فرمائے تو ہر ملت و مذہب کی عبادت گاہ
دھادی جائے۔
معلوم ہوا کہ مجاہدین آلہ واسطہ دفعِ بلا ہیں۔

آیت ۵ :

وَلَوْلَا دَفْعُ اللَّهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَفَسَدَتِ الْأَرْضُ وَلَكِنَّ اللَّهَ ذُو فَضْلٍ
عَلَى الْعَالَمِينَ
اگر نہ ہوتا دفع کرنا اللہ عز وجل کا لوگوں کو ایک دوسرے سے تو بیشک تباہ ہو جاتی زمین
مگر اللہ فضل والا ہے سارے جہان پر۔
ائمہ مفسرین فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ مسلمانوں کے سبب کافروں اور نیکوں کے باعث بدوں
سے بلا دفع کرتا ہے۔

آیت ۶ :

وَلَوْلَا رِجَالُ الْمُؤْمِنِينَ وَالنِّسَاءُ الْمُؤْمِنَاتُ لَمَتَّعْنَاهُمْ أَنْ تَطْهَرُوا فَتَصِيبَكُمْ
مِنْهُمْ مَعْرَافَةٌ بِغَيْرِ عِلْمٍ لِيَدْخُلَ اللَّهُ فِي رَحْمَتِهِ مَنْ يَشَاءُ لَوْ تَزَيَّلُوا لَعَذَّبْنَا
الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْهُمْ عَذَابًا أَلِيمًا
اور اگر نہ ہوتے ایمان والے مرد اور ایمان والی عورتیں جن کی تمہیں خبر نہیں کہیں تم انہیں
روند ڈالو تو ان سے تمہیں انجانی میں مشقت پہنچے تاکہ اللہ جسے چاہے اپنی رحمت میں لے لے،

۱۰۰ / ۲۲ العتہ آن الکیم

۲۵۱ / ۲ " ۵۲

۲۵ / ۴۸ " ۵۳

وہ اگر الگ ہو جاتے تو ہم ان میں سے کافروں کو دردناک عذاب دیتے۔
 یہ فتح مکہ سے پہلے کا ذکر ہے جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم غرے کے لئے مکہ معظمہ
 تشریف لائے ہیں اور کافروں نے مقام حیدریہ میں روکا شہر نہ جانے دیا صلح پر فیصلہ ہوا ظاہر
 کی نظر میں اسلام کے لئے ایک دہتی ہوئی بات تھی اور حقیقت میں ایک بڑی فتح نمایاں تھی جسے
 اللہ عزوجل نے انا فتحناک فتحاً مبیناً (بیشک ہم نے تمہارے لئے روشن فتح فرمادی تھی)
 فرمایا، اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی تسکین کو یہ آیت نازل فرمائی کہ اس سال تمہیں داخلہ مکہ
 نہ ہونے دینے میں کسی حکمتیں تھیں مکہ معظمہ میں بہت مرد و عورت مغلوبی کے سبب خفیہ مسلمان ہیں جن
 کی تمہیں خبر نہیں تم قہراً جاتے تو وہ بھی تیغ و بند کے روندنے میں آجاتے اور ان کے سوا ابھی
 وہ لوگ ہیں جو ہنوز کافر ہیں اور عنقریب اللہ تعالیٰ انہیں اپنی رحمت میں لے گا اسلام دے گا
 اُن کا قتل منظور نہیں، ان وجہ سے کفار مکہ پر سے عذاب قتل و قہر موقوف رکھا گیا یہ سب لوگ
 الگ ہو جاتے تو ہم ان کافروں پر عذاب فرماتے۔ کیسا صریح روشن نص ہے کہ اہل اسلام کے
 سبب کافروں پر سے بھی بلادفع ہوتی ہے واللہ الحمد۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۳۰ ص ۳۷۹ تا ۳۸۱)

(۱۷) حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دافع البلاء ہونے کے ثبوت میں تحریر کردہ
 رسالہ ”الامن والعلی“ کے باب دوم میں فرمایا،
 وجہ دوم پر نصوص لیجئے اور بحمد اللہ تعالیٰ کیسے نصوص نجدیت شکن، جان و ہابیت پر
 برق افگن، اس میں چوالیس آیتیں اور دو سو چالیس حدیثیں ہیں۔

فصل اول آیات شریفیہ میں

آیت ۷ : قال ربنا تبارک و تعالیٰ :

وما نقموا الا اغنهم الله ورسوله من فضله ۲

اور انہیں کیا بُرا لگا یہی ناکہ انہیں دولت مند کر دیا اللہ اور اللہ کے رسول نے اپنے

ہاں یہ جگہ ہے کہ غیظ میں کٹ جائیں پیار دل۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اللہ اور اللہ کے رسول نے دو لہجہ کر دیا اپنے فضل سے۔

اے اللہ کے رسول! مجھے اور سب اہلسنت کو دین و دنیا کا دو لہجہ فرما اپنے فضل سے۔
صلی اللہ علیہ وسلم

میں گدا تو بادشاہ بھر دے پیالہ نور کا
نور دن دونا ترا دے ڈال صدقہ نور کا

آیت ۸ :

ولو انهم رضوا ما آتاهم الله ورسوله وقالوا حسبنا الله سيؤتينا الله من فضله ورسوله انا الحبيب الله راغبون

اور کیا خوب تھا اگر وہ راضی ہوتے خدا اور رسول کے دیئے پر، اور کہتے ہمیں اللہ کافی ہے اب دے گا اللہ ہمیں اپنے فضل سے اور اس کا رسول، بیشک ہم اللہ کی طرف رغبت والے ہیں۔ یہاں رب العزت جل وعلا نے اپنے ساتھ اپنے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بھی دینے والا فرمایا، اور ساتھ ہی یہ بھی ہدایت کی کہ اللہ و رسول سے امید لگی رکھو کہ اب ہمیں اپنے فضل سے دیتے ہیں جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

آیت ۹ :

انعم الله عليه و انعمت عليه
اللہ نے اُسے نعمت بخشی، اور اے نبی! تو نے اُسے نعمت دی۔

آیت ۱۰ :

له معقبته من بين يديه ومن خلفه يحفظونه من امر الله
آدمی کے لئے بدلی والے ہیں اس کے آگے اور اس کے پیچھے کہ اس کی حفاظت

۱۔ حدائق بخشش مکتبہ رضویہ آرام باغ کراچی ۳/۲

۵ القرآن الکریم ۵۹/۹

۳۳/۳۳

۱۱/۱۳

کرتے ہیں اللہ کے حکم سے۔

بدلی والے یکہ صبح کے محاذ عصر کو بدل جاتے ہیں اور عصر کے صبح کو، واللہ الحمد۔

آیت ۱۱:

ویرسل علیک حفظة۔^۱

اللہ بھیجتا ہے تم پر نگہبانوں کو۔

ان آیات میں مولیٰ سبحنہ و تعالیٰ فرشتوں کو ہمارا حافظ و نگہبان فرماتا ہے۔

آیت ۱۲:

یا ایہا النبی حسبک اللہ ومن اتبعک من المؤمنین۔^۲

اے نبی! کافی ہے تجھے اللہ اور جو مسلمان تیرے پیرو ہوئے۔

یہاں رب تبارک و تعالیٰ اپنے نام پاک کے ساتھ صحابہ کرام کو ملا کر فرماتا ہے، اے نبی!

اب کہ عمر اسلام لے آیا تجھے اللہ اور یہ چالیس مسلمان کفایت کرتے ہیں۔

فی الجلالین حسبک اللہ وحسبک من اتبعک۔^۳

جلالین میں ہے، کافی ہے تجھے اللہ تعالیٰ اور وہ جس نے تیری پیروی کی۔ (ت)

ترجمہ شاہ ولی اللہ میں ہے،

اے پیغمبر کفایت ست ترا خدا و آنانکہ پیروی تو کردہ اند از مسلمانان۔^۴

اے پیغمبر! کافی ہے تجھے خدا اور وہ مسلمان جنھوں نے تیری پیروی کی۔ (ت)

آیت ۱۳: یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا،

انہ ربی احسن مشواہب۔^۵

بیشک عزیز میرا رب ہے اس نے مجھے اچھی طرح رکھا۔

فی الجلالین انہ ای الذی اشترا فی ربی سیدی۔^۶

۱۲ القرآن الکریم ۸/۶۴

۱۱ القرآن الکریم ۶/۶۱

ص ۱۵۳

صح المطابع دہلی

تحت الآیة ۸/۶۴

۳ تفسیر جلالین

ص ۱۷۸

مطبع ہاشمی دہلی

(ترجمہ شاہ ولی اللہ)

۴ فتح الرحمن فی ترجمہ القرآن

۱۲/۲۳ القرآن الکریم

ص ۱۹۱

صح المطابع دہلی

تحت الآیة ۱۲/۲۳

۶ تفسیر جلالین

تفسیر جلالین میں ہے بیشک وہ جس نے مجھے فریادہ میرا رب یعنی میرا آقا ہے۔ (ت) آیت ۱۴:

اما احدکما فیسقی ربه خمرًا۔

اے زندان کے ساتھیو! تم میں ایک تو اپنے رب کو شراب پلائے گا۔ آیت ۱۵:

وقال للذی ظن انه ناج منہما اذکرت فی عند ربک یہ

اور یوسف نے کہا اس سے جسے اُن دونوں میں چھٹکارا پاتا سمجھا کہ اپنے رب کے پاس میرا چرچا کیجیو۔

یعنی بادشاہ مصر کے سامنے۔

آیت ۱۶: اس پر مولیٰ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے:

فانسلہ الشیطن ذکر ربه یہ

تو اُسے بھلا دیا شیطان نے اپنے رب بادشاہ مصر کے آگے یوسف کا ذکر کرنا۔

فی الجلالین ای الساقی الشیطن ذکر یوسف عند ربه یہ

جلالین میں ہے یعنی ساقی کو شیطان نے یوسف علیہ السلام کا ذکر اس کے رب کے آگے کرنا بھلا دیا۔ (ت)

آیت ۱۷:

قال ارجع الی ربک فسئلہ ما بال النسوة التي قطعن ایدیہن۔

یوسف نے کہا پلٹ جا اپنے رب کے پاس سو اس سے پوچھ کیا حال ہے ان عورتوں کا جنہوں نے اپنے ہاتھ کاٹے تھے۔

۱۷ القرآن الکریم ۱۲/۴۱

۱۸ " ۱۲/۴۲

۱۹ " "

۲۰ تفسیر جلالین تحت الآیۃ ۱۲/۴۲

اصح المطابع دہلی ص ۱۹۳

۲۱ القرآن الکریم ۱۲/۵۰

سبحان اللہ! بادشاہ وغیرہ کو تو مجازی پرورش کے باعث اس کا رب، تیرا رب، میرا رب کہنا صحیح ہو یہ اللہ فرمائے اللہ کا رسول فرمائے اور مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دافع البلاء کہنا شرک۔

آیت ۱۸: رب جل و علا اپنے مبارک بندے عیسیٰ ابن مریم علیہا الصلوٰۃ والسلام سے فرماتا ہے،
واذ تخلق من الطین کھیتۃ الطیر باذنی فتنفخ فیہا فتکون طیرا باذنی و
تبعی الاکملہ والابرص باذنی واذ تخرج الموقی باذنی

اور جب تُو بناتا مٹی سے پرند کی شکل میری پروانگی سے، پھر چھوٹا کرتا اس میں تو وہ ہوجاتی
پرند میری پروانگی سے، اور تُو اچھا کرتا مادر زاد اندھے اور سفید داغ والے کو میری پروانگی سے،
اور جب تو قبروں سے مُردے نکالتا میری پروانگی سے۔

دفع بلائے مرض و ابرائے اکملہ و ابرص میں کتنا فرق ہے۔

آیت ۱۹: حضرت مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں،

انی اخلقکم من الطین کھیتۃ الطیر فانفخ فیہ فیکون طیرا باذن اللہ
وَابْرَعْتُ الْاَکْمَلِہُ وَالْاَبْرَصَ وَاُحِی الْمَوْتِی باذن اللہ وَاَنْبَتُکُمْ بَمَا تَاکُلُوْنَ وَمَا تَدْرُوْنَ
فِیْ بُیُوْتِکُمْ (الی قولہ) وَاَدْخِلْ لَکُمْ بَعْضَ الَّذِیْ حُرِّمَ عَلَیْکُمْ

میں بناتا ہوں تمہارے لئے مٹی سے پرند کی صورت پھر چھوٹا کرتا ہوں اس میں تو وہ ہوجاتی
ہے پرند اللہ کی پروانگی سے، اور میں شفا دیتا ہوں مادر زاد اندھے اور بدن بگڑے کو، اور
میں زندہ کرتا ہوں مُردے اللہ کی پروانگی سے، اور میں بھیں خبر دیتا ہوں جو تم کھاتے اور جو گھروں
میں بھر رکھتے ہو تاکہ میں حلال کر دوں تمہارے لئے بعض چیزیں جو تم پر حرام تھیں۔

سبحان اللہ! عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام جو فرما رہے ہیں میں خلق کرتا ہوں، شفا دیتا ہوں،
مُردے جلاتا ہوں، بعض حراموں کو حلال کئے دیتا ہوں۔ ان اسنادوں کی نسبت کیا حکم ہوگا!
آیت ۲۰:

وَاَنْکَحُوا لِاِیْمٰی مِنْکُمْ وَالصّٰلِحِیْنَ مِنْ عِبَادِکُمْ وَاَمَّا کُمْ

نکاح کر دو اپنی بے شوہر عورتوں اور اپنے نیک بندوں اور کنیزوں کا۔

لہ القرآن الکریم ۵/۱۱۰

۵۲ = ۳/۴۹ و ۵۰

۵۳ = ۲۲/۳۲

یہاں مولا عزوجل ہمارے غلاموں کو "ہمارا بندہ" فرما رہا ہے۔ اللہ کی شان زید کا بندہ، عمرو کا بندہ، اس کا بندہ، اس کا بندہ اللہ فرماتے رسول فرمائے صحابہ فرمائیں ائمہ فرمائیں مگر محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا بندہ کہا اور شرک فروشوں نے حکم شرک جوڑا، شاید ان کے نزدیک زید و عمرو خدا کے شریک ہو سکتے ہیں ولا حول ولا قوة الا باللہ العلیٰ العظیم۔ آیت ۲۱:

الذین يتبعون الرسول النبي الامي الذي يجدونه مكتوبا عندهم في التوراة والانجيل يا امرهم بالمعروف وينههم عن المنكر ويحل لهم الطيبات ويحرم عليهم الخبائث ويضع عنهم اصرهم والاغلال التي كانت عليهم

وہ لوگ کہ پیروی کریں گے اُس بھیجے ہوئے غیب کی باتیں بتانے والے بے پڑے گی جسے لکھا پائیں گے اپنے پاس توریت و انجیل میں، وہ انھیں حکم دے گا بھلائی کا اور روکے گا برائی سے، اور حلال کرے گا اُن کے لئے سُھری چیزیں اور حرام کرے گا اُن پر گندی چیزیں اور اتارے گا اُن پر سے اُن کا بھاری بوجھ اور سخت تکلیفوں کے طوق جو اُن پر تھے (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)۔ جانِ جہان، وجہانِ جان اُس جانِ جان و جانِ ایمان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاک مبارک ہاتھوں پر قربان جس کے ہماری پیٹھوں سے بھاری بوجھ اتار لے ہماری گردنوں سے تکلیفوں کے طوق کاٹ دیئے۔ اللہ انصاف اور دافعِ بلا کسے کہتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ آیت ۲۲: سیدنا ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے رب عزوجل سے عرض کی:

ربنا وابعث فيهم رسولا منهم يتلوا عليهم آياتك ويعلمهم الكتاب والحكمة ويزكيهم انت العزيز الحكيم

اے رب ہمارے! اور اُن میں اُنھیں میں سے ایک پیغمبر بھیج کہ اُن پر تیری آیتیں پڑھے اور انھیں کتاب و حکمت سکھائے اور وہ پیر انھیں گناہوں سے پاک کر دے، بیشک تو ہی ہے غالبِ حکمت والا۔

یہ ہمارے نبی حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہوتے کہ :

انا دعوة ابی ابراہیم علیہ السلام

میں اپنے باپ ابراہیم کی دعا ہوں (صلی اللہ تعالیٰ علیہما وسلم)۔

آیت ۲۳ : خود رب العزہ جل و علا فرماتا ہے :

كما ارسلنا فيكم رسولا منكم يتلوا عليكم ايتنا ويزكيكم ويعلمكم الكتب والحكمة ويعلمكم ما لم تكونوا تعلمون ۝

جس طرح بھیجا ہم نے تم میں سے ایک رسول تمہیں سے کہ تم پر ہماری آیتیں تلاوت کرتا اور تمہیں پاکیزہ بناتا اور تمہیں قرآن و علم سکھاتا اور ان باتوں کا تم کو علم دیتا ہے جو تم نہ جانتے تھے۔
آیت ۲۴ :

لقد من الله على المؤمنين اذ بعث فيهم رسولا من انفسهم يتلوا عليهم ايتيه ويزكيهم ويعلمهم الكتب والحكمة وان كانوا قبل لفي ضلال مبين ۝
بیشک اللہ کا بڑا احسان ہوا ایمان والوں پر جبکہ بھیجا ان میں ایک رسول انہیں میں سے کہ پڑھتا ہے ان پر آیتیں اللہ کی اور پاک کرتا ہے انہیں گناہوں سے اور علم دیتا ہے انہیں قرآن و حکمت کا اگرچہ تھے اس سے پہلے بیشک کھلی گمراہی میں۔

آیت ۲۵ :

هو الذي بعث في الامم رسولا منهم يتلوا عليهم ايتيه ويزكيهم ويعلمهم الكتب والحكمة وان كانوا من قبل لفي ضلال مبين ۝
منہم لما ید حقوا بہمؕ و هو العزیز الحکیمؕ ذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیمؕ

۱۔ دلائل النبوة باب ذکر مولد المصطفیٰ الخ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۸۱/۱

الدر المنثور تحت الآیۃ ۲/۱۲۹ دار احیاء التراث العربی بیروت ۳۰۳/۱

۲۔ القرآن الکریم ۱۵۱/۲

۳۔ ۱۶۴/۳

۴۔ ۶۲/۲ تا ۴

اللہ ہے جس نے بھیجا ان پڑھوں میں ایک رسول انہیں میں سے کہ اُن پر آیات الہیہ پڑھتا اور انہیں سُتھرا کرتا اور انہیں کتاب و حقائق کا علم بخشتا ہے اگرچہ وہ اس سے پہلے کھلی گمراہی میں تھے نیز پاک کرے گا اور علم عطا فرمائے گا اُن کی جنس کے اور لوگوں کو جو اب تک اُن سے نہیں ملے اور وہی غالب حکمت والا ہے، یہ خدا کا فضل ہے جسے چاہے عطا فرمائے اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔

الحمد لله! اس آیت کریمہ نے بیان فرمایا کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا عطا فرمانا، گناہوں سے پاک کرنا، سُتھرا بنانا صرف صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے خاص نہیں بلکہ قیام قیامت تک اُمتِ مروجہ حضور کی ان نعمتوں سے محظوظ اور حضور کی نظر رحمت سے ملحوظ ہے، والحمد لله رب العالمین۔

بیضاوی شریف میں ہے :

هم الذين جاء وابعدا الصحابة الى يوم الدين
یعنی یہ دوسرے جنہیں مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم علم دیتے اور خرابیوں سے پاک کرتے ہیں تمام مسلمان ہیں کہ صحابہ کرام کے بعد قیامت تک ہوں گے۔
معالم شریف میں ہے :

قال ابن تریڈ هم جميع من دخل في الاسلام بعد النبي صلى الله تعالى عليه وسلم (الى يوم القيامة) وہی روایت ابن نجیح عن مجاہد ہے
ابن زید نے فرمایا، یہ دوسرے لوگ تمام اہل اسلام ہیں کہ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد قیامت تک اسلام میں داخل ہوں گے۔ اور یہی معنی امام مجاہد شاگرد حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ابن ابی نجیح نے روایت کئے۔

الحمد لله! قرآن عظیم میں حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ان تعریفوں کا اس قدر اہتمام ہے کہ چار جگہ یہ اوصاف بیان فرمائے، دو جگہ سورۃ بقرہ، تیسرے آل عمران، چوتھے سورۃ جمعہ اور اس کے آخر میں تو وہ جانفزا کلمے ارشاد ہوئے جنہوں نے ہم خفتہ بختوں کی

تقدیر جگادی بیمار دلوں پر بجلی گرا دی، والحمد للہ رب العالمین۔
 آیت ۲۶: جب ابولبابہ وغیرہ بعض صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے، غزوہ تبوک میں ہمراہ رکاب
 سعادت حاضر نہ ہوئے تھے، اپنے آپ کو مسجد اقدس کے ستونوں سے باندھ دیا کہ جب تک
 حضور والا صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہ نہ کھولیں گے نہ کھلیں گے، آیت اتری،
 خذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيهِمْ بِهَا وَصَلَّ عَلَيْهِمْ اِنَّ صَلٰوتَكَ
 سَكَنٌ لَّهُمْ ۙ

اے نبی! لے لو ان توبہ کرنے والوں کے مالوں سے صدقہ کہ تم پاک کرو انھیں اور تم سُستہ کر دو
 انھیں گناہوں سے اُس صدقے کے سبب اور دُعائے رحمت کرو ان کے حق میں کہ تمھاری دُعا ان کے
 دلوں کا چین ہے۔

دیکھو حضور دافع البلاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انھیں گناہوں سے پاک کیا اور حضور نے
 بلائے گناہ اُن کے سرور سے مٹائی، اور جب حضور کی دعا اُن کے دلوں کا چین ہوا تو یہی دافع الم ہے
 صلی اللہ تعالیٰ علی دافع البلاء والالہ وعلی الہ وصحبہ وبارک وسلم۔
 آیت ۲۷:

لَا يَمْكُونُ الشَّفَاعَةُ اِلَّا مَنْ اَتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمٰنِ عَهْدًا۔
 اللہ عز وجل کے یہاں شفاعت کے مالک وہی ہیں جنہوں نے رحمن کے ساتھ عہد و پیمان
 کر رکھا ہے۔

آیت ۲۸:
 وَلَا يَمْلِكُ الَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ الشَّفَاعَةَ اِلَّا مَنْ شَرَحَ بِالْحَقِّ وَ
 هُمْ يَعْلَمُونَ ۙ

جنہیں مشرکین اللہ کے سوا پوجتے ہیں اُن میں شفاعت کے مالک صرف وہی ہیں جنہوں نے
 حق کی گواہی دی اور وہ علم رکھتے ہیں (یعنی عیسیٰ و عزیٰز و ملائکہ علیہم الصلوٰۃ والسلام)۔

۱۰۳/۹	الہ القرآن الکریم	۱
۸۷/۱۹	"	۲
۸۶/۳۳	"	۳

ید بتر الامر (اللہ تعالیٰ کام کی تدبیر فرماتا ہے۔ ت)
خازن و معالم التنزیل میں ہے،

قال ابن عباس هم الملائكة وکلوا بامور عمر فرهم الله عز وجل العمل بها
قال عبد الرحمن بن سابط ید الامر فی الدنیا اربعة جبریل و میکائیل و
ملك الموت و اسرافیل علیهم السلام ، اما جبریل فمؤکل بالرياح و الجنود
و اما میکائیل فمؤکل بالمطر و النبات و اما ملك الموت فمؤکل بقبض
الانفس و اما اسرافیل فهو ينزل علیهم بالامور

یعنی عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا : یہ مدبرات الامر ملائکہ
ہیں کہ ان کاموں پر مقرر کئے گئے جن کی کارروائی اللہ عزوجل نے انہیں تعلیم فرمائی۔ عبد الرحمن
بن سابط نے فرمایا : دنیا میں چار فرشتے کاموں کی تدبیر کرتے ہیں جبریل ، میکائیل ، عزرائیل ،
اسرافیل علیہم السلام۔ جبریل تو ہواؤں اور شکروں پر مؤکل ہیں (کہ ہوا میں چلانا ، لشکروں
کو فتح و شکست دینا ان کے متعلق ہے) ، اور میکائیل باران و روئیدگی پر مقرر ہیں (کہ مینہ
برساتے اور درخت اور گھاس اور کھیتی اگاتے ہیں) ، اور عزرائیل قبضہ ارواح پر مسلط
ہیں ، اسرافیل ان سب پر حکم لے کر اترتے ہیں علیہم السلام اجمعین۔
اللہ اکبر! قرآن عظیم و یاسہ پر ایک سے ایک سخت تر آفت ڈالتا ہے۔
حدیث میں فرمایا :

القرآن ذو وجوه - رواه ابو نعیم عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما
عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔
قرآن متعدد معانی رکھتا ہے (اس کو ابو نعیم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما
سے انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کیا۔ ت)

۱۔ القرآن الکریم ۳۲/۵

۲۔ باب التاویل (تفسیر الخازن)

معالم التنزیل (تفسیر البغوی)

۳۔ کنز العمال بحوالہ ابی نعیم عن ابن عباس حدیث ۲۴۶۹ مؤسسۃ الرسالہ

تحت الآية ۲۹/۵ دار الکتب العلمیۃ بیروت

" " " " " " " " " " " "

" " " " " " " " " " " "

۳۹۱/۴

۴۱۱/۴

۵۵۱/۱

علماء فرماتے ہیں قرآن عظیم اپنے ہر معنی پر حجت ہے۔

وله يزل الائمة يحتجون به على وجوهه وذلك من اعظم وجوه اعجازه
وقد فصلنا هذا الامر في رسالتنا الزلزال الانقى من بحر سبقة الاتقى۔

ائمہ کرام ہمیشہ قرآن کے تمام معانی سے استدلال کرتے رہے ہیں۔ اور یہ بات قرآن مجید کے
وجوہ اعجاز میں سے عظیم ترین وجہ ہے۔ اس کی تفصیل ہم نے اپنے رسالہ ”الزلزال الانقى
من بحر سبقة الاتقى“ میں بیان کر دی ہے۔ (ت)

اب اسی آیت کریمہ کے دوسرے معنی لیجئے۔ تفسیر بیضاوی شریف میں ہے،

اوصفات النفوس الفاضلة حال المتفارقة فانها تنزع عن الابدان عرقا
اي نزعا شديدا من اغراق النامع في القوس وتنشط الى عالم الملكوت وتسبح
فيه وتسبق الى حظائر القدس فتصير لشرفها وقوتها من المديتات بل

یعنی یا ان آیات کریمہ میں اللہ عز وجل ارواح اولیاء کرام کا ذکر فرماتا ہے جب وہ اپنے
مبارک بدنوں سے انتقال فرماتی ہیں کہ جسم سے بقوت تمام جدا ہو کر عالم بالا کی طرف سبک خراچی اور
دریائے ملکوت میں شناوری کرتی حظیرہائے حضرت قدس تک جلد رسائی پاتی ہیں پس اپنی بزرگی و عظمت
کے باعث کاروبار عالم کے تدبیر کرنے والوں سے ہو جاتی ہیں۔

اب تو بھلا اللہ تعالیٰ اولیاء کرام بعد وصال عالم میں تصرف کرتے اور اس کے کاموں کی تدبیر
فرماتے ہیں، فلله الحجة البالغة۔

علامہ احمد بن محمد شہاب خفاجی عنایت القاضی و کفایت الرازی میں امام حجة الاسلام محمد بن علی
قدس سرہ العالی و امام فخر رازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے اس معنی کی تائید میں نقل فرماتے ہیں،
ولذا قيل اذا تحيّرتم في الامور فاستعينوا من اصحاب القبور الا ان
ليس بحديث كما توهم ولذا اتفق الناس على زيارة مشاهد السلف والتوسل
بهم الى الله وان انكره بعض الملاحدة في عصرنا والمشتكى اليه هو الله بل
لاحول ولا قوة الا بالله العلي العظيم۔

یعنی اس لئے کہا گیا کہ جب تم کاموں میں متحیر ہو تو مزاراتِ اولیاء سے مدد مانگو، مگر یہ حدیث نہیں ہے جیسا کہ بعض کو وہم ہوا۔ اور اسی لئے مزاراتِ سلف صالحین کی زیارت اور انھیں اللہ عز و جل کی طرف وسیلہ بنانے پر مسلمانوں کا اتفاق ہے اگرچہ ہمارے زمانے میں بعض ملحد بے دین لوگ اس کے منکر ہوئے، اور خدا ہی کی طرف ان کے فساد کی فریاد ہے۔
 ولا حول ولا قوة الا باللہ العلیٰ العظیم ہاں میں نے کہا تھا کہ یہ صفت حضرت عزت کی ہے، نہیں نہیں یہ خاص صفت اسی کی ہے۔ رب عز و جل فرماتا ہے،

قل من یزینکم من السماء والارض امن یملک السمع والابصار ومن یشرف علیکم من المیت ویخرج المیت من الحی ومن یدبر الامر فسیقولون اللہ ج فقل افلا تتقون

اے نبی! ان کافروں سے فرماؤ کہ کون ہے جو تمہیں آسمان و زمین سے رزق دیتا ہے یا کون مالک ہے کان اور آنکھوں کا، اور کون نکالتا ہے زندہ کو مودے سے اور نکالتا ہے مرنے کو زندہ سے، اور کون تدبیر کرتا ہے کام کی، اب کہہ دیں گے کہ اللہ، تو فرما پھر ڈرتے کیوں نہیں۔
 قرآن عظیم خود ہی فرماتا ہے کہ یہ صفت اللہ عز و جل کے لئے ایسی خاص ہے کہ کافر مشرک تک اس کا اختصاص جانتے ہیں اُن سے بھی پوچھو کہ کام کی تدبیر کرنے والا کون ہے، تو اللہ ہی کو بتائیں گے دوسرے کا نام نہ لیں گے۔ اور خود ہی اس صفت کو اپنے مقبول بندوں کے لئے ثابت فرماتا ہے کہ ”قسم ان محبوبانِ خدا کی جو عالم میں تدبیر و تصرف کرتے ہیں“ ایمان سے کہنا و یا بیت کے دھرم پر قرآن عظیم شرک سے کیونکر بچا۔ اے ناپاک طائفے کی سنگت والو! جب تک ذاتی اور عطائی کے فرق پر ایمان نہ لاؤ گے کبھی قرآن و حدیث کے قہروں سے پناہ نہ پاؤ گے، اور اس پر ایمان لاتے ہی یہ تمہاری شرکیات کے راگ متعلقہ تدبیر و تصرف و استمداد و استعانت و دافع البلاء و حاجت رواؤں کا علم غیب و ندا وغیرہ سب کا فور ہو جائیں گے اور اللہ تعالیٰ کے مبارک منصور (نصرت دیئے گئے، مدد دیئے گئے) بندے آنکھوں دیکھے منصور نظر آئیں گے۔
 الا ان حزب اللہ ہم الغالبون۔

تو بیشک اللہ ہی کا گروہ غالب ہے۔ (ت)

آیت ۳۳ :

قل یتوفکم ملک الموت الذی وکل بکم
توفرا تمھیں موت دیتا ہے وہ مرگ کا فرشتہ جو تم پر مقرر ہے۔

آیت ۳۴ :

توفته مرسلنا ۱۰

موت دی اسے ہمارے رسولوں نے۔

حالانکہ خود فرماتا ہے :

اللہ یتوفی الّا نفس ۱۱

اللہ ہے کہ موت دیتا ہے جانوں کو۔

آیت ۳۵ :

لاھب لك علما منکيا ۱۲

(جبریل نے مریم سے کہا) کہ میں عطا کروں تجھے شہر ایذا، صلے اللہ تعالیٰ علیہم وسلم۔

اللہ اللہ! اب تو جبریل بیبا دے رہے ہیں، بھلا نبیہ کے یہاں اس سے بڑھ کر اور کیا

شرک ہوگا! ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

وہابیہ تو اسی کو روتے تھے کہ محمد بخش، احمد بخش نام رکھنا شرک ہے، یہاں قرآن عظیم

سیدنا عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو جبریل بخش بتا رہا ہے واللہ الحجۃ السامیۃ۔

آیت ۳۶ :

فان اللہ هو مولہ وجبریل وصالح المؤمنین والملئکہ بعد ذلک ظہیر ۱۳

۱۰ القرآن الکریم ۳۲ / ۱۱

۱۱ " ۶ / ۶۱

۱۲ " ۳۹ / ۴۲

۱۳ " ۱۹ / ۱۹

۱۴ " ۶۶ / ۴

بیشک اللہ اپنے نبی کا مددگار ہے اور جبریل اور نیک مسلمان اور اس کے بعد سب فرشتے مدد پر ہیں۔

حدیث میں ہے رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا،
صالح المؤمنین ابوبکر وعمر۔ مرواۃ الطبرانی فی الکبیر وابن مردویہ
والخطیب عن ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

یہ نیک مسلمان ابوبکر صدیق و عمر فاروق ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہما (طبرانی نے کبیر میں اور
ابن مردویہ اور خطیب نے ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس کو روایت کیا۔ ت)
بلکہ سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قرارت میں یوں ہی تھا،
وصالح المؤمنین ابوبکر وعمر والملئکة بعد ذلك ظہیر ہے
نیک مسلمان ابوبکر و عمر اور اس کے بعد فرشتے مدد پر ہیں (ت)
یہاں اللہ عز وجل اپنے نام مبارک کے ساتھ اپنے محبوبوں کو فرماتا ہے اللہ اور جبریل اور
ابوبکر و عمر مددگار ہیں۔

آیت ۳۷،

اتّٰی وُجَدَاتِ امْرَأَةٍ تَمْلِكُهُمْ وَاَوْتِيَتْ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ وَلَهَا عَرْشٌ عَظِيمٌ
(ہر پردہ نے ملک سب سے آکر سیدنا سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عرض کی) میں نے
ایک عورت پائی کہ وہ اُن کی مالک ہے اور اسے سب کچھ دیا گیا ہے اور اس کا بڑا تخت ہے۔
یہاں بادشاہ کو رعایا کا مالک فرمایا تو رعایا کہ آزاد و غلام سب اس کے مملوک ہوئے
مگر کوئی اگر محبوبانِ خدا کو اپنا مالک اور اپنے آپ کو اُن کا بندہ مملوک کہے وہابیہ کے دین میں شرک
ٹھہرے۔

المعجم الکبیر حدیث ۱۰۴۷۷ دار احیاء التراث العربی بیروت ۲۰۶/۲۰

الدر المنثور بحوالہ ابن مردویہ و ابی نعیم تحت الآیۃ ۶۶/۴ دار احیاء التراث العربی بیروت ۲۰۹ و ۲۰۸

۵۲

۵۳ القرآن الکریم ۲۳/۲۷

سے فرماتا ہے،

وقل رب انزلنی منزلاً مبارکاً وانت خیر المنزلین
اے نوح! جب تُو اور تیرے ساتھ والے کشتی پر ٹھیک بیٹھ لیں تو میری حمد بجالانا اور یوں
عرض کرنا کہ اے رب میرے! مجھے برکت والا اتارنا اتار اور تو سب سے بہتر اتارنے والا ہے۔
یہ اللہ عز وجل کی خاص صفت نبی صدیق علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے لئے کیسی ثابت
فرمائی اور جب نبی صدیق صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سب سے بہتر اتارنے والے راحت و نعمت
بخشنے والے ہوئے تو دافع البلاء سے بھی بڑھ کر ہوئے کمالا یخفی (جیسا کہ پوشیدہ نہیں۔ ت)۔
آیت ۴۰،

انما ولیکم اللہ ورسولہ والذین امنوا الذین یقیمون الصلوٰۃ ویؤتون
الزکوٰۃ وہم راکعون
یعنی اے مسلمانو! تمہارا مددگار نہیں مگر اللہ اور اُس کا رسول اور وہ ایمان والے جو نماز
قائم رکھتے اور زکوٰۃ دیتے اور وہ رکوع کرنے والے ہیں۔
اقول (میں کہتا ہوں۔ ت) یہاں اللہ اور رسول اور نیک بندوں میں مدد کو منحصر فرمادیا
کہ بس یہی مددگار ہیں تو ضروریہ مدد خاص ہے جس پر نیک بندوں کے سوا اور لوگ قادر نہیں عام
مددگاری کا علاقہ تو ہر مسلمان کے ساتھ ہے۔ قال تعالیٰ
والمؤمنون والمؤمنات بعضهم اولیاء بعض
مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں آپس میں ایک دوسرے کے مددگار ہیں۔
حالانکہ خود ہی دوسری جگہ فرماتا ہے :
ما لهم من دونہ ولی
اللہ کے سوا کسی کا کوئی مددگار نہیں۔

۱۰۱ العنقرۃ الکیم ۲۳/۲۹

۱۰۲ " ۵/۵۵

۱۰۳ " ۹/۴۱

۱۰۴ " ۱۸/۲۶

معالم میں ہے :

(مالہم) ای مالاہل السموات والارض (من دونہ) ای من دون اللہ

(من ولی) ناصیر

نہیں ہے ان کے لئے یعنی آسمان اور زمین والوں کے لئے سوا اُس کے، یعنی سوا اللہ تعالیٰ کے کوئی ولی یعنی مددگار۔ (ت)

وہابی صاحبو! تمہارے طور پر معاذ اللہ کیسا کھلا شرک ہوا کہ قرآن نے خدا کی خاص صفت امداد کو رسول وصلیٰ کے لئے ثابت کیا جسے قرآن ہی جا بجا فرما چکا تھا کہ یہ اللہ کے سوا دوسرے کی صفت نہیں، مگر بحمد اللہ اہل سنت دونوں آیتوں پر ایمان لاتے اور ذاتی اور عطائی کا فرق سمجھتے ہیں، اللہ تعالیٰ بالذات مددگار ہے، یہ صفت دوسرے کی نہیں، اور رسول و اولیاء اللہ کے قدرت دینے سے مددگار ہیں واللہ الحمد۔ اب اتنا اور سمجھ لیجئے مدد کا ہے کے لئے ہوتی ہے؟ دفع بلا کے واسطے۔ تو جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور اللہ کے مقبول بندے بنص قرآن مسلمانوں کے مددگار ہیں تو قطعاً دفع البلا بھی ہیں، اور فرق وہی ہے کہ اللہ سبحانہ بالذات دافع البلا ہے اور انبیاء و اولیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام بعطاء خدا، والحمد للہ العلی الاعلیٰ۔

پنج آیت از تورات و انجیل و زبور مقدسہ

آیت ۴۱، تورات شریف : امام بخاری حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور دارمی و طبرانی و یعقوب بن سفیان حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ تورات مقدس میں حضور پر نور دافع البلا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صفت یوں ہے :

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا وَحِزْنًا لِلْأَمِّيِّينَ (الی قولہ تعالیٰ) يَعْزُوا وَيَعْفُو عَنَّا

۱۔ معالم التنزیل (تفسیر البغوی) تحت الآیۃ ۱۸/۲۶ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱۳۲/۳
 ۲۔ سنن الدارمی باب صفۃ النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فی اکتب قبل مبعضہ دار الحاسن للطباعة قاہرہ ۱۴/۱
 دلائل النبوة للبیهقی باب صفۃ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فی التورات والانجیل دار الکتب العلمیۃ بیروت ۲۴۶/۱
 صحیح البخاری کتاب البیوع ۲۸۵/۱ و کتاب التفسیر سورۃ الفتح ۱۴/۲ قدیمی کتب خانہ کراچی
 الخصائص الکبریٰ باب ذکرہ فی التورۃ والانجیل الخ مرکز البیروت گجرات المسند ۱۰/۱
 الطبقات الکبریٰ لابن سعد ذکر صفۃ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فی التورۃ والانجیل دار صادر بیروت ۳۶۰/۱

اے نبی! ہم نے تجھے بھیجا گواہ اور خوشخبری دینے والا اور ڈر سنانے والا اور بے پڑھوں کے لئے پناہ (الی قولہ تعالیٰ) معاف فرماتا ہے اور مغفرت فرماتا ہے۔

حضور بھی رب العزت جل و علا کی صفات سے ہے۔ حدیث میں ہے،

یا حزن الضعفاء یا کنز الفقراء علیہ

اے ضعیفوں کی پناہ، اے غریبوں کے خزانے!۔

علامہ زرقانی شرح مواہب شریفہ میں فرماتے ہیں،

جعلہ نفسه حزنًا مبالغۃ لحفظہ لہم فی الدارین علیہ

یعنی نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پناہ دینے والے ہیں مگر رب تبارک تعالیٰ نے حضور کو بطور

مبالغہ خود پناہ کہا (جیسے عادل کو عدل یا عالم کو علم کہتے ہیں اور اس وصف کی وجہ یہ ہے کہ) حضور اقدس

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دنیا و آخرت میں اپنی امت کے محافظ و نگہبان ہیں۔

والحمد للہ رب العلمین۔

آیت ۴۴، از تورات: ہاں ہاں خبردار ہوشیار، اے نجدیان نابکار، ذرا کم سن نوپیدا

عیارہ خام پارہ و ہابیت ناکارہ کے ننھے سے کلیجے پر ہاتھ دھر لیا تورات و زبور کی دو آیتیں تلاوت

کی جائیں گی نوخیز وہابیت کی نادان جان پر قہر الہی کی بجلیاں گراؤں گی افسوس تمہیں تورات و زبور

کی تکذیب کرتے کیا لگتا تھا جب تم قرآن کی نہ سُنو اللہ کا کذب تم ممکن گنو مگر جان کی آفت گلے کا

غل تو یہ کہ یہ آیات جناب شاہ عبدالعزیز صاحب نے نقل فرمائیں کلام الہی بتائیں، یہ امام الطائفہ

کے نسب کے حجج، شریعت کے باپ، طریقت کے دادا۔ اب انھیں نہ مشرک کہے بنتی ہے نہ کلام الہی

پر ایمان لانے کوڑوٹھی وہابیت بنتی ہے، نہ پائے رفتن نہ جائے ماندن (نہ رہنے کا یارا، نہ چلنے

کی تاب۔ ت)۔

دو گونہ رنج و عذاب است جان لیلیٰ را بلائے صحبت مجنوں و فرقت مجنوں

(لیلیٰ کی جان کو دو قسم کا دکھ اور عذاب ہے، مجنوں کی صحبت اور اس کی جدائی کی مصیبت)۔

ہاں اب ذرا گھبرائے دلوں، شرماتی چیتوں سے لجائی انگھڑیاں اُپر اٹھاتیے اور بجز اللہ وہ سُنتے کہ ایمان نصیب ہو تو سُنتی ہو جائیے۔ جناب شاہ صاحب تحفہ اشنا عشریہ میں لکھتے ہیں تورات کے سفر چہارم میں ہے :

قال الله تعالى لا ابراهيم ات هاجرة تلد ويكون من ولدها من يده
فوق الجميع ويد الجميع مبسوطة اليه بالخشوع اليه

اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم سے فرمایا بیشک ہاجرہ کے اولاد ہوگی اور اس کے بچوں میں وہ ہوگا جس کا ہاتھ سب پر بالا ہے اور سب کے ہاتھ اس کی طرف پھیلے ہیں عاجزی اور گڑگڑانے میں۔

وہ کون؟ — محمد رسول اللہ سید الکلون معطی العون صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم — قربان تیرے اے بلند ہاتھ والے، اے دو جہان کے اُجالے۔ حمد اس کے وجہ کریم کو جس نے ہماری عاجزی و محتاجی کے ہاتھ ہر نسیم بے قدرت سے بچاتے، اور تجھ جیسے کریم رؤف و رحیم کے سامنے پھیلاتے، والحمد للہ رب العالمین۔

اُسے حمد جس نے تجھ کو ہمہ تن کرم بنایا
ہمیں بھیک مانگنے کو ترا آستیاں بتایا

آیت ۴۳، از زبور مقدس؛ نیز تحفہ میں زبور شریف سے منقول :

يا احمد فاضت الرحمة على شفقتك من اجل ذلك ابارك عليك فتقلد
السيف فان بهائك وحمدك الغالب (الى قوله) والامم يخرون تحتك
كتاب حق جاء الله به من اليمن والتقدليس من جبل فاران وامتلاءت
الارض من تحميد احمد وتقديسه وملك الاراض ومراقب الامم
اے احمد! رحمت نے ہوش مارا تیرے لبوں پر، میں اس لئے تجھے برکت دیتا ہوں، تو اپنی
تلوار حائل کر کہ تیری چمک اور تیری تعریف غالب ہے، سب امتیں تیرے قدموں میں گریں گی،

۱۶۹ تحفہ اشنا عشریہ باب ششم در بحث نبوت ایمان انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام سہیل اکیڈمی لاہور
۱۷۰ حدائق بخشش مکتبہ رضویہ کراچی حصہ دوم ص ۵۳
۱۶۹ تحفہ اشنا عشریہ باب ششم در بحث نبوت ایمان انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام سہیل اکیڈمی لاہور

سچی کتاب لایا اللہ برکت و پاکی کے ساتھ مکہ کے پہاڑ سے، بھرگئی زمین احمد کی حمد اور اس کی پاکی بولنے سے، احمد مالک ہو اساری زمین اور تمام امتوں کی گردنوں کا، صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

اے احمد پیارے صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مملوک خوشی و شادمانی ہے تمہارے لئے، تمہارا مالک پیارا سر اپا کریم سر اپا رحمت ہے، والحمد للہ رب العالمین ۵

عہد ما باللب شیریں ویناں بستی خدائے ما ہمہ بندہ و ایں قوم خداوندانند
(ہمارا عہد و پیمان اللہ تعالیٰ نے بیٹھے منہ والوں کے لبوں کے ساتھ باندھ دیا ہے

ہم سب غلام ہیں اور یہ قوم مالکوں کی ہے۔ ت)

۵ میں تو مالک ہی کہوں گا کہ ہو مالک کے حبیب
یعنی محبوب و محب میں نہیں میرا تیرا

ولہذا حضرت امام اجل عارف باللہ سیدی سہل بن عبد اللہ تستری رضی اللہ تعالیٰ عنہ، پھر
امام اجل قاضی عیاض شفا شریف، پھر امام احمد قسطلانی مواہب لدنیہ شریف میں نقلاً و تذکیراً، پھر
علامہ شہاب الدین خفاجی مصری نسیم الریاض، پھر علامہ محمد بن عبد الباقی زرقانی شرح مواہب میں
شرحاً و تفسیراً فرماتے ہیں،

من لم یروایۃ الرسول علیہ فی جمیع احوالہ و یرنفسہ فی ملکہ لایذوق
حلاوۃ سنتہ ۶

جو ہر حال میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اپنا والی اور اپنے آپ کو حضور کی ملک نہ جانے وہ
سنت نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حلاوت سے اصلاً خبردار نہ ہوگا۔
والعیاذ باللہ رب العالمین۔

۱

۲ حدائق بخشش مکتبہ رضویہ آرام باغ کراچی حصہ اول ص ۲
۳ الشفا بتعریف حقوق المصطفیٰ الباب الثانی لزوم محبۃ صلی اللہ علیہ وسلم دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱۳/۲
نسیم الریاض فی شرح القاضی عیاض ۷ مرکز المصنوع گجرات ہند ۳۴۶/۳۴۷
المواہب اللدنیۃ المقصد السابع المکتب الاسلامی بیروت ۲۹۹/۳ ، ۳۰۰
شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیۃ الفصل الاول دار المعرفۃ بیروت ۳۱۳/۶

”جس کے ہاتھ میں گنتی ہوتی ہے قفل اسی کے اختیار میں ہوتا ہے جب چاہے کھولے
جب چاہے نہ کھولے“ انتہی
بھولا نادان لکھتے تو لکھ گیا مگر

کیا خبر تھی انقلابِ آسماں ہو جائے گا
دینِ نجدی پامالِ سُنیاں ہو جائے گا
غریبِ مسکین کیا جانتا تھا کہ وہ توجہ و رِق بعد یہ کہنے کو ہے کہ ،
”جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں“

یہاں اس کے قول سے تمام عالم پر محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اختیار تام ثابت ہو جائے گا۔ پیارے مسکین عزیز کے دھیان میں اُس وقت یہی نو ہے بتل کی کنجیاں تھیں جو جامع مسجد کی سیڑھیوں پر بسا طی پیسے پیسے بیچتے، اس کی خواب میں بھی خیال نہ تھا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے رب جل و علا نے اس بادشاہ جبارِ جلیل الاقدارِ عظیم الاخیار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کیا کنجیاں عطا فرمائی ہیں، ہاں ہم سے سُن اور وہ سُن کہ سُن ہو جا۔

آیات، احادیث عطاۓ مفاتیح عالم بحضورِ پرنور مولائے عظم صلی اللہ علیہ وسلم

آیت ۴۴، از تورات شریف، بہیقی والبعیم دلائل النبوة میں حضرت ام المردوار سے راوی میں نے کعب اجبار سے پوچھا: تم تورات میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نعت

ف : بساطی، خرده فروش، ضرورت کی چھوٹی موٹی چیزیں بیچنے والا۔

کیا پاتے ہو؟ کہا: حضور کا وصف تورات مقدس میں یوں ہے:

محمد رسول الله اسمه المتوكل ليس بفظ ولا غليظ ولا سخاب في الاسواق
واعطى المفاتيح ليبصر الله به اعيانا عوراً او يسمع به اذاناً صمّاً ويقيم به
السنة معوجة حتى يشهدوا ان لا اله الا الله وحده لا شريك له يعين
المظلوم ويمنعه من ان يستضعف به

محمد اللہ کے رسول ہیں ان کا نام متوکل ہے، نہ درشت خو نہیں نہ سخت گو، نہ بازاروں میں چلنے
والے، وہ کنجیاں دیتے گئے ہیں تاکہ اللہ تعالیٰ ان کے ذریعہ سے چھوٹی آنکھیں بینا اور بہرے کان
شنوا اور ٹیڑھی زبانیں سیدھی کر دے یہاں تک کہ لوگ گواہی دیں کہ ایک اللہ کے سوا کوئی سچا
معبود نہیں اس کا سا جہی نہیں، وہ نبی کریم ہر مظلوم کی مدد فرمائیں گے اور اسے کمزور سمجھے جانے سے
بچائیں گے۔

آیت ۴۵، از انجیل جلیل: حاکم بافادہ تصحیح اور ابن سعد و سہیقی و ابوالنعیم روایت کرتے
أم المؤمنین ومحبوبہ محبوب رب العالمین حضرت عائشہ صدیقہ صلی اللہ تعالیٰ علیہا و
آلہا وعلیہا وسلم فرماتی ہیں: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صفت و ثنا انجیل پاک میں
مکتوب ہے:

لا فظ ولا غليظ ولا سخاب في الاسواق واعطى المفاتيح الخ مثل
ما مرّ سواءً بسواءٍ۔

نہ سخت دل ہیں، نہ درشت خو، نہ بازاروں میں شور کرتے، انھیں کنجیاں عطا ہوتی ہیں۔
باقی عبارت مثل تورات مبارک ہے۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۳۰ ص ۴۰۵ تا ۴۲۷)

- ۱/۱ الخصائص الكبرى باب ذكره في التوراة والانجيل مركز احلسنت گجرات المند
دلائل النبوة للبيهقي باب صفته رسول الله صلى الله عليه وسلم في التوراة والانجيل دار الكتب العلمية بيروت ۳۷۷/۱
۱/۱ الخصائص الكبرى باب ذكره في التوراة والانجيل الخ مركز احلسنت گجرات المند
المستدرک للحاکم کتاب التاريخ کان اجدد الناس بالخير دار الفکر بیروت ۶۱۴/۲
الطبقات الكبرى لابن سعد ذكر صفته رسول الله صلى الله عليه وسلم في التوراة والانجيل دار صادر بيروت ۳۶۳/۱

(۱۸) رسالہ "الامن والعلی" میں مزید فرمایا :
حدیث ۴۷۸ : آیت کریمہ :

قل لا اسئلكم عليه اجراً الا المودة في القربى بل
تم فرماؤ میں اس پر تم سے کچھ اجرت نہیں مانگتا مگر قرابت کی محبت (ت)
کے اسباب نزول میں مروی انصار کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حضور
عاجزی کرتے ہوئے گھٹنوں کے بل کھڑے ہوئے اور عرض کی :

اموالنا وما فی ایدینا للہ ورسولہ - ابناء جریروا بنی حاتم ومودوۃ عن
عن مقسم عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما -

ہمارے مال اور ہمارے ہاتھوں میں جو کچھ ہے سب اللہ ورسول کا ہے (ابن جریر اور
ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے مقسم سے انھوں نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا - ت)
(فتاویٰ رضویہ ج ۳۰ ص ۴۳۸ و ۴۳۹)

(۱۹) رسالہ مذکورہ (الامن والعلی) میں مزید فرمایا :

۱ قول نہ صرف صحابہ بلکہ تمام اہل اسلام اولین و آخرین سب ایسے ہی ہیں جنہیں اللہ
عز وجل نے نعمت دی اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نعمت دی - پاک کر دینے سے بڑھ کر
اور کیا نعمت ہوگی جس کا ذکر آیات کریمہ میں سن چکے کہ یٰٰزکیہ ص ۱۲۱ یہ نبی انھیں پاک اور ستھر کر دیتا ہے
بلکہ لا واللہ تمام جہان میں کوئی شے ایسی نہیں جس پر اللہ کا احسان نہ ہو اللہ کے رسول کا احسان
نہ ہو - فرماتا ہے :

وما امرسلنک الا ماحمۃ للعلمین

۱۰ القرآن الکریم ۲۲/۲۳

۱۱ جامع البیان (تفسیر طبری) تحت الآیۃ ۲۲/۲۳ دار احیاء التراث العربی بیروت ۲۵/۳۲

تفسیر ابن ابی حاتم " " " " مکتبۃ نزار مصطفیٰ الباز مکتبۃ المکرمہ ۱۰/۳۲۷۹

الدر المنثور بحوالہ ابن جریر وابن ابی حاتم وابن مردویہ " " " " دار احیاء التراث العربی بیروت ۴/۲۹۹

۱۲ القرآن الکریم ۲/۱۲۹

۱۳ " " ۲۱/۱۰۷

ہم نے نہ بھیجا تھیں مگر رحمت سارے جہان کے لئے۔

جب وہ تمام عالم کے لئے رحمت ہیں تو قطعاً سارے جہان پر ان کی نعمت ہے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ اہل کفر و اہل کفران اگر نہ مانیں تو کیا نقصان ہے

راست خواہی ہزار چشم چناں کو رہتر کہ آفتاب سیاہ
(اگر سچ چاہے تو ایسی ہزار آنکھوں کا اندھا ہونا بہتر ہے نہ کہ آفتاب کا
سیاہ ہونا۔ ت) (فتاویٰ رضویہ ج ۳۰ ص ۴۸۱)

(۲۰) اُسی میں مزید فرمایا :

ملائکہ مدرات الامر کہ تمام نظم و نسق عالم جن کے ہاتھوں پر ہے محمد رسول اللہ خلیفۃ اللہ الاعظم
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دائرہ حکم سے باہر نہیں نکل سکتے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،
ارسلت الی الخلق كافة۔ مرواۃ مسلم عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔
میں تمام مخلوق الہی کی طرف رسول بھیجا گیا (اس کو مسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
سے روایت کیا۔ ت)

قرآن فرماتا ہے :

تَبٰرَکَ الَّذِیْ نَزَلَ الْفُرْقَانِ عَلٰی عَبْدٍ لِّیْکُوْنَ لِلْعٰلَمِیْنَ نَذِیْرًا۔

برکت والا ہے وہ جس نے امارا قرآن اپنے بندے پر کہ تمام اہل عالم کو ڈرسانے والا ہو۔
اہل عالم میں جمیع ملائکہ بھی داخل ہیں علیہم الصلوٰۃ والسلام۔

سیدنا سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نماز عصر گھوڑوں کے ملاحظہ میں قضا ہوتی تھی
تو امارت بالحجاب یہاں تک کہ سورج پر دے میں جا چھپا ارشاد فرمایا تم دو ہا علیٰ پلٹ لاؤ
میری طرف۔ امیر المؤمنین مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے اس آیت کریمہ کی تفسیر میں مروی کہ
سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس قول میں ضمیر آفتاب کی طرف ہے اور خطاب اُن ملائکہ سے

حُكِيَ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ مَعْنَى قَوْلِهِ رُدَّوْهَا عَلَيَّ يَقُولُ
سَلِّمْ عَلَيَّ الصَّلَاةَ وَالسَّلَامَ بِأَمْرِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ لِلْمَلَائِكَةِ الْمُؤَكِّلِينَ بِالشَّمْسِ
رُدَّوْهَا عَلَيَّ يَعْنِي الشَّمْسُ فَرُدَّوْهَا عَلَيْهِ حَتَّى صَلَّى الْعَصْرَ فِي وَقْتِهَا
سَيِّدَنَا سَلِّمْ عَلَيْهِ الصَّلَاةَ وَالسَّلَامَ نَوَابِغِ بَارِغِهِ رَسَالَتِ عَلَيْهِ فَضْلُ الصَّلَاةِ وَالْحِمَّةِ مِنْ أَيْكٍ
جَلِيلِ الْقَدْرِ نَائِبِ هِيَ بَحْرُ حُضُورِ كَا حُكْمٍ تَوْحُضُورِ كَا حُكْمٍ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -

(۲۱) رسالہ ”منیۃ اللیب ان التشريع بيد الحبيب“ کی تزییل و تکمیل میں فرمایا :
اقول وبالله التوفیق (میں کہتا ہوں اور توفیق اللہ تعالیٰ سے ہے۔ ت) احکام الہی

دو قسم ہیں : ۱۔ مثل احوال و امانت و قضائے حاجت و دفع مصیبت و عطائے دولت و رزق و نعمت و فتح و شکست و غیر ہا عالم کے بند و بستی۔

دوسرے تشریعہ کہ کسی فعل کو فرض یا حرام یا واجب یا مکروہ یا مستحب یا مباح کر دینا مسلمانوں کے سچے دین میں ان دونوں حکموں کی ایک ہی حالت ہے کہ غیر خدا کی طرف بروجہ ذاتی احکام تشرعی کی اسناد بھی شرک۔

قال الله تعالى "أمر لهم شركاء شرعوا لهم من الدين ما لم يأذن به الله".
 اللہ تعالیٰ نے فرمایا کیا اُن کے لئے خدا کی الوہیت میں کچھ شریک ہیں جنہوں نے اُن کے واسطے
 دین میں اور راہیں نکال دی ہیں جن کا خدا نے انہیں حکم نہ دیا۔

اور بوجہ عطائی امورِ تکوین کی اسناد بھی شرک نہیں۔ قال اللہ تعالیٰ :
فَالْمَدْبِرَاتُ أَمْ دَرَأٰیہ

قسم ان مقبول بندوں کی جو کاروبارِ عالم کی تدبیر کرتے ہیں۔

٥٢/٢ ٥٢/٢
 تحت الآية ٣٨/٣٣ دار الكتب العلمية بيروت ٥٢/٢
 القرآن الكريم ٢١/٢٢
 القرآن الكريم ٥٢/٢

مقدمہ رسالہ میں شاہ عبدالعزیز کی شہادت سن چکے کہ :

حضرت امیر و ذریعہ طاہرہ اور اتمام اُمت بر مثال پیران و مرثدان می پرستند و امور تگونیہ را
بایشان وابستہ میدانند

حضرت امیر (مولانا علی رحمہ اللہ تعالیٰ و چہد الکیم) اور ان کی اولاد کو تمام اُمت اپنے مرثد جیسا
سمجھتی ہے اور امور تگونیہ کو ان سے وابستہ جانتی ہے۔ (د)

(فتاویٰ رضویہ ج ۳۰ ص ۵۱۱)

(۲۲) احکام تشریعیہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اختیارات کے بارے میں قرآنی آیات
سے استدلال کرتے ہوئے فرمایا :

اور اب اس قسم کی خاص دو آیتوں کا ذکر بھی مجھو، اگرچہ آیات گزشتہ سے بھی دو آیتوں میں یہ
مطلب موجود، اور ان کے ذکر سے جب عدد آیات انصاف عقود سے متجاوز ہوگا تو تکمیل عقد کے لئے
تین آیتوں کا اور بھی اضافہ ہو کہ پچاس کا عدد پورا ہو جس طرح احادیث میں بعونہ تعالیٰ پانچ خمسين
یعنی ڈھائی سو کا عدد کامل ہوگا، ورنہ استیعاب آیات میں منظور نہ احادیث میں مقدمہ ورنہ واللہ

مثلاً یہی احکام تشریعیہ کی آیات بکثرت ہیں جن سے دو ہی یہاں مذکور، یونہی اس مضمون میں
کہ خلائی کو موت فرشتے دیتے ہیں، صرف دو آیتیں اوپر گزریں، قرآن پاک میں پانچ آیتیں اس
مضمون کی اور ہیں ہم ان پانچ کو یہاں ذکر کر دیں کہ اول پانچ آیتیں کتب سابقہ سے مذکور ہوتی ہیں
ان کے سبب پچاس پوری صرف قرآن عظیم سے ہو جائیں :

آیت ۱ :

ان الذین توقّہم الملئکۃ۔
بیشک وہ لوگ جنہیں موت دی فرشتوں نے۔

آیت ۲ :

جاءتہم من سلانی تو فونہم۔

ہمارے رسول ان کے پاس آئے انہیں موت دینے کو۔ (باقی بر صفحہ آئندہ)

ان کل نفس لما علیہا حافظ ہے
کوئی جان نہیں جس پر ایک نگہبان متعین نہ ہو۔
یعنی ملائکہ ہر شخص کے حافظ و نگہبان رہتے ہیں۔
آیت ۴۷ :

الرَّكُوبَ أَنْزَلْنَاهُ إِلَيْكَ لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ بِإِذْنِ

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

آیت ۳:

ولوتزعی اذیتوفی الذین کفروا الملئکہ۔ ۵
کاش تم دیکھو جب کافروں کو موت دیتے ہیں فرشتے۔

ان الخزی الیوم و السوء علی الکفرین الذین تتوقمہ الملئکة ظالمی انفسہم۔
 بیشک آج کے دن رسوائی اور مصیبت کافروں پر ہے جنہیں موت فرشتے دیتے ہیں اس
 حال میں کہ وہ اپنی جانوں پر ستم ڈھائے ہوئے ہیں۔

کذاک یجزی اللہ المتقین الذین تتوفهم الملائکة طیبین۔
ایسا ہی بدلہ دیتا ہے اللہ پر ہیز گاروں کو جنہیں موت فرشتے دیتے ہیں پاکیزہ حالت میں۔
جعلنا اللہ منہم بفضل رحمۃ ہم آمین (اللہ تعالیٰ ہم اپنے فضل و رحمت سے
انہیں میں سے کر دے۔ آمین۔ ت)

مرہم الی صراط العزیز الحمید

یہ کتاب ہم نے تمہاری طرف اتاری تاکہ تم اے نبی! لوگوں کو اندھیروں سے نکال لو روشنی کی طرف اُن کے رب کی پروانگی سے غالب سراپے گئے کی راہ کی طرف۔
آیت ۴۸:

ولقد ارسلنا موسیٰ بالآیاتنا ان اخرج قومک من الظلمت الی النور
اور بیشک بالیقین ہم نے موسیٰ کو اپنی نشانیوں کے ساتھ بھیجا کہ اے موسیٰ! تو نکال لے اپنی قوم کو اندھیروں سے روشنی کی طرف۔

اقول اندھیریاں کفر و ضلالت ہیں اور روشنی ایمان و ہدایات جسے غالب سراپے گئے کی راہ فرمایا۔ اور ایمان و کفر میں واسطہ نہیں، ایک سے نکالنا قطعاً دوسرے میں داخل کرنا ہے۔ تو آیات کریمہ صاف ارشاد فرما رہی ہیں کہ بنی اسرائیل کو موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کفر سے نکالا اور ایمان کی روشنی دے دی، اس امت کو مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کفر سے چھڑاتے ایمان عطا فرماتے ہیں۔ اگر انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کا یہ کام نہ ہوتا انھیں اس کی طاقت نہ ہوتی تو رب عز وجل کا انھیں یہ حکم فرمانا کہ کفر سے نکال لو معاذ اللہ تکلیف مالا یطاق تھا۔

الحمد للہ! قرآن عظیم نے کیسی تکذیب فرمائی امام و بابیہ کے اس حصر کی کہ،
”پیغمبر خدا نے بیان کر دیا کہ مجھ کو نہ قدرت ہے نہ کچھ غیب دانی، میری قدرت کا حال تو یہ ہے کہ اپنی جان تک کے نفع و نقصان کا مالک نہیں تو دوسرے کا تو کیا کر سکوں“
غرض کہ کچھ قدرت مجھ میں نہیں، فقط پیغمبری کا مجھ کو دعویٰ ہے اور پیغمبر کا اتنا ہی کام ہے کہ بُرے کام پر ڈرا دیوے اور بھلے کام پر خوشخبری سُنا دیوے، دل میں یقین ڈال دینا میرا کام نہیں، انبیاء میں اس بات کی کچھ بڑائی نہیں کہ اللہ نے عالم میں تصرف کی کچھ قدرت دی ہو کہ مرا دیں پوری کر دیوں یا فتح و شکست دے دیوں یا غنی کر دیوں یا کسی کے دل میں ایمان ڈال دیوں، ان باتوں میں سب بندے بڑے اور چھوٹے برابر ہیں عاجز اور بے اختیار اھ ملخصاً۔

مسلمانو! اس گمراہ کے ان الفاظ کو دیکھو اور ان آیتوں اور حدیثوں سے کہ اب تک گزریں
 ملاؤ دیکھو یہ کس قدر شدت سے خدا اور رسول کو جھٹلارہا ہے، خیراً سے اس کی عاقبت کے حوالے
 کیجئے، شکر اس اکرم الاکرمین کا بجالائیے جس نے ہمیں ایسے کریم اکرم دائم الکریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ
 وسلم کے ہاتھ سے ایمان دلوا یا ان کے کرم سے امید و اتق ہے کہ بعونہ تعالیٰ محفوظ بھی رہے۔

تو نے اسلام دیا تو نے جماعت میں لیا
 تو کریم اب کوئی پھرتا ہے عطیہ تیرا

ہاں یہ ضرور ہے کہ عطائے ذاتی خاصہ خدا ہے انک لا تھدی من اجبت (بیشک یہ نہیں کہ تم
 جسے اپنی طرف سے چاہو ہدایت کر دو۔ ت) وغیرہ میں اسی کا تذکرہ ہے کچھ ایمان کے ساتھ خاص
 نہیں پیسیہ کوڑی بھی بے عطائے خدا کوئی بھی اپنی ذات سے نہیں دے سکتا ص
 تا خدا نبد سلیمان کے دہ

(جب تک خدا نہ دے سلیمان کیسے دے سکتا ہے۔ ت)

یہی فرق ہے جسے تم کر کے تم ہر جگہ جکے اور ا فتوٰ منون ببعض الکتاب و تکفرون ببعض
 (اور خدا کے کچھ حکموں پر ایمان لاتے ہو اور کچھ سے انکار کرتے ہو۔ ت) میں داخل ہوئے۔

نسأل الله العافية وتمام العافية و دوام العافية والحمد لله رب العالمین۔

ہم اللہ تعالیٰ سے کامل دائمی عافیت کا سوال کرتے ہیں اور تمام تعریفیں اللہ رب العالمین

کے لئے ہیں۔ (ت)

آیت ۴۹ :

قاتلو الذین لا یؤمنون باللہ ولا بالیوم الآخر ولا یحرمون ما حرم

اللہ ورسوله

لڑو ان سے جو ایمان نہیں لاتے اللہ اور نہ پچھلے دن پر، اور حرام نہیں مانتے اس چیز کو جسے

حرام کر دیا ہے اللہ اور اس کے رسول محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے۔
آیت ۵۰ :

مَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَلَا مُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَمْرًا أَنْ يَكُونَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ وَمَنْ يَعْصِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا مُبِينًا
نہیں پہنچا کسی مسلمان مرد نہ کسی مسلمان عورت کو کہ جب حکم کریں اللہ و رسول کسی بات کا کہ انھیں کچھ اختیار ہوا اپنے معاملے کا اور جو حکم نہ مانے اللہ و رسول کا وہ صریح گمراہی میں بہکا۔
یہاں سے ائمہ مفسرین فرماتے ہیں حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قبل طلوع آفتاب اسلام زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مول لے کر آزاد فرمایا اور متبغیٰ بنایا تھا، حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پھوپھی امیہ بنت عبد المطلب کی بیٹی تھیں سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انھیں حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نکاح کا پیغام دیا، اول تو راضی ہوئیں اس گمان سے کہ حضور اپنے لئے خواستگاری فرماتے ہیں، جب معلوم ہوا کہ زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے طلب ہے انکار کیا اور عرض کر بھیجا کہ یا رسول اللہ! میں حضور کی پھوپھی کی بیٹی ہوں ایسے شخص کے ساتھ اپنا نکاح پسند نہیں کرتی۔ اور ان کے بھائی عبد اللہ بن جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی اسی بنا پر انکار کیا۔ اس پر یہ آیت کریمہ اتری، اسے سن کر دونوں بہن بھائی رضی اللہ تعالیٰ عنہما تائب ہوئے اور نکاح ہو گیا۔

ظاہر ہے کہ کسی عورت پر فرض نہیں کہ فلاں سے نکاح پر خواہی نخواستہ ہی راضی ہو جائے خصوصاً جبکہ وہ اس کا کفو نہ ہو خصوصاً جبکہ عورت کی شرافت خاندان کو اکب ثمر یا سے بھی بلند و بالا تر ہو، بایں ہمہ اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دیا ہوا پیام نہ ماننے پر رب العزہ جل جلالہ نے لعینہ وہی الفاظ ارشاد فرمائے جو کسی فرض الہی کے ترک پر فرمائے جاتے اور رسول کے نام پاک کے ساتھ اپنا نام اقدس بھی شامل فرمایا یعنی رسول جو بات تمہیں فرمائیں وہ اگر ہمارا فرض نہ تھی تو اب ان کے فرمانے سے فرض قطعی ہو گئی مسلمانوں کو اس کے نہ ماننے کا اصلاً اختیار نہ رہا جو نہ مانے گا صریح گمراہ ہو جائے گا

۱۵ القرآن الکریم ۳۳/۳۶

۱۶ الجامع لاحکام القرآن (امام قرطبی) تحت الآیۃ ۳۳/۳۶ دار الکتب العربیہ بیروت ۱۴/۱۶۵
۱۷ الدر المنثور تحت الآیۃ ۳۳/۳۶ دار احیاء التراث العربیہ بیروت ۶/۵۳۴، ۵۳۵

دیکھو رسول کے حکم دینے سے کام فرض ہو جاتا ہے اگرچہ فی نفسہ خدا کا فرض نہ تھا ایک مباح و جائز امر تھا، ولہذا ائمہ دین خدا و رسول کے فرض میں فرق فرماتے ہیں کہ خدا کا کیا ہوا فرض اُس فرض سے اقویٰ ہے جسے رسول نے فرض کیا ہے۔ اور ائمہ محققین تصریح فرماتے ہیں کہ احکام شریعت حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سپرد ہیں جو بات چاہیں واجب کر دیں جو چاہیں ناجائز فرمادیں، جس چیز یا جس شخص کو جس حکم سے چاہیں مستثنیٰ فرمادیں۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۳۰ ص ۵۱۲ تا ۵۱۸)

(۲۳) رسالہ مذکورہ (منیۃ اللیب) میں فرمایا:

انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام علیہم وسلم لیسئلکم بطلان الی بھی اطلاع علی الغیب کا مرتبہ نہ ملتا صریح مخالف قرآن ہے۔ قال اللہ تعالیٰ:

وما کان اللہ لیطلعکم علی الغیب ولكن اللہ یجتبیٰ من رسلہ من یشاء
اللہ اس لئے نہیں کہ تمہیں غیب پر اطلاع کا منصب دے یا اپنے رسولوں سے چن لیتا ہے جسے چاہے۔

وقال تعالیٰ:

علّم الغیب فلا یظہر علی غیبہ احدًا الا من ارّضیٰ من رسولہ
غیب کا جاننے والا تو کسی کو اپنے غیب پر غالب و مسلط نہیں کرتا مگر اپنے پسندیدہ رسولوں کو۔

یہاں لایظہر غیبہ علی احد نہ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اپنا غیب کسی پر ظاہر نہیں فرماتا کہ اظہار غیب تو اولیائے کرام قدس امرارحم پر بھی ہوتا ہے اور بذریعہ انبیاء و اولیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام ہم پر بھی، بلکہ فرمایا، لایظہر علی غیبہ احدًا اپنے غیب خاص پر کسی کو ظاہر و غالب و مسلط نہیں فرمایا مگر رسولوں کو۔ ان دونوں مرتبوں میں کیسا فرق عظیم ہے اور یہ اعلیٰ مرتبہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو عطا ہونا قرآن عظیم سے کیسا ظاہر ہے۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۳۰ ص ۵۶۸)

(۲۴) ایک وہم کا ازالہ کرتے ہوئے فرمایا:

اقول عموم حدیث میں حضرات خلفائے ثلاثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی داخل اور تخصیص کی اصلاً حاجت نہیں کہ ناصر کا منصور سے افضل ہونا کچھ ضرور نہیں۔ قال تعالیٰ:

يَنْصُرُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ يَلَهُ
مُهَاجِرِينَ اللَّهُ وَرَسُولُكَ كِي مَدْرَكْتَهُ هِيَ
وَقَالَ تَعَالَى:

فَإِنَّ اللَّهَ هُوَ مَوْلَاهُ وَجِبْرِيلُ (الآية)۔

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مدگار اللہ ہے اور جبریل و ابوبکر و عمر و ملائکہ علیہم الصلوٰۃ والسلام۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۳۰ ص ۶۱۱)

(۲۵) **نورانیت مصطفیٰ** صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بارے میں فرمایا:

حضور والا کا نور ہونا مسلمان کا تو ایمان ہے، حاجت بیان حجت نہیں مگر تبکیّت معاندین کے لئے اس قدر اشارہ ضرور کہ حضرت حتی سجنہ و تعالیٰ فرماتا ہے:

يٰلَيْلِيهَا النَّبِيُّ اَنَا اَسْلَمْتُكَ شَاهِدًا وَ مَبْشَرًا وَ نَذِيرًا ۝ وَ دَاعِيًا اِلَى اللَّهِ بِاَذْنِهِ
وَ سَرَاجًا مُنِيرًا ۝

اے نبی! ہم نے تجھیں بھیجا گواہ اور خوشخبری دینے والا اور ڈر سنانے والا اور خدا کی طرف بلانے والا اور چراغ چمکتا۔

یہاں سراج سے مراد چراغ ہے یا ماہ یا مہر، سب صورتیں ممکن ہیں۔ اور خود قرآن عظیم میں آفتاب کو سراج فرمایا:

وَجَعَلَ الْقَمَرَ فِيهِنَّ نُورًا وَ جَعَلَ الشَّمْسُ سَرَاجًا ۝

اور بنایا پروردگار نے چاند کو نور آسمانوں میں اور بنایا سورج کو چراغ۔ (ت)

۱۔ القرآن الکریم ۵۹/۸

۲۔ " ۶۶/۴

۳۔ " ۳۳/۴۵

۴۔ " ۷۱/۱۶

اور فرماتا ہے،

قد جاءكم من الله نور وكتب مبيناً

بتحقیق آیا تمہارے پاس خدا کی طرف سے ایک نور اور کتاب روشن۔

علماء فرماتے ہیں: یہاں نور سے مراد محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں۔

اسی طرح آیت کریمہ والنجم اذا هوى (اس پیارے چمکتے تارے محمد کی قسم جب یہ معراج سے اترے۔ ت) میں امام جعفر صادق اور آیت کریمہ وما ادراك ما الطارق النجم الثاقب (اور کچھ تم نے جانا وہ رات کو آنے والا کیا ہے، چمکتا تارا۔ ت) میں بعض مفسرین نجم اور نجم الثاقب سے ذات پاک سید لولاک مراد لیتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔
(فتاویٰ رضویہ ج ۳۰ ص ۷۰۶ و ۷۰۷)

۱ القرآن الکریم ۱۵/۵
۲ " ۱/۵۳
۳ " ۳۶/۲

